اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

نیچے والے ناولز پڑھنے کے لیے ناول نام پر کلک کرے

Bandhan By Mahi Shah Hiba Khan

Ishq E Sehra By Anushy Ahmed

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Black Moon By Nisha Umar (S2)

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Rah E Kamil By Zumar Shahbaz

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

مکمل ناول

لمس اکسیر

واحبہ فاطمہ

Zubi Novels Zone

تت،،،۔تت،،،تم نے دد،،،دھوکا دیا ہے مم،،،مجھے،،یو،،چچ،،،چچ،،،"

"چیٹر۔ر۔

اس کو الفاظ ادا کرنے میں دقت ہوتی تھی۔۔وہ بچپن سے ہی ہکلاہٹ جیسے مرض میں مبتلا تھی لیکن کبھی اتنی کم مائیگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔۔خاص کر اپنی اس کمتری کا جتنا آج ہو رہا تھا۔۔کاش اے کاش اسکی زبان میں یہ

ہکلاہٹ نہ ہوتی تو وہ کھل کر اپنی نفرت کا اظہار کر کے بتاتی کے اب وہ اس سے محبت نہیں کرتی۔ غم و غصے طیش سے پاگل ہوتے اور اپنی خوش فہمی پر شدت سے اس نے اپنا ہاتھ سائیڈ میں لگے کانچ کے شیشے پر مارے تو وہ پل میں اس کے دل کی طرح کرچی ہوتے اس کے نازک ہاتھ کو زخمی کر گیا۔

سامنے کھڑا پتھر بنا شخص شاید اس سے اس قدر جنونی پن اور شدت پسندی کی توقع نہیں رکھتا تھا جبھی بے اختیار آگے بڑھا پر جونہی نظر اسکی آنکھوں پر پڑی ٹھہر گیا اسکی آنکھوں میں ہاتھ کی تکلیف کا درد نہیں تھا بلکہ عجیب سا کرب تھا وہ سمجھ نہ سکا یہ کونسا کرب ہے کیا اسکی اصلیت جان کر وہ لڑکی اس قدر ٹوٹی تھی؟

"مم،، مم۔،، میں ہی پیپپ،،، پیپپ۔ پاگل ہوں،،، کیسے سوچ لیا کہ مم،، مم،، مجھ جیسی اٹ،، اٹ،، اٹک کر بولنے والی لڑکی سے کوئی مم،،، محبت کر سکتا ہے،،، مم،،، محبت نہیں،،، وہ صرف پپ،،، پپ،،، پرینک تھا،،،"

وہ خود ہی ہنسنے لگی تھی آنکھوں سے گرم سیال رواں تھا جو سرخ و سفید مومی گالوں پر بہہ رہا تھا۔۔

میری بات سں وایلف،،، تم پوری حقیقت نہیں جانتیں،،، اصل حقیقت "

"سے ناواقف ہو،،،

بہت تحمل سے اس نے ایلف کو سمجھانے کی کوشش کی جبکہ جس قدر وہ شارٹ ٹیمپر تھا اسے سمجھانے کی عادت نہیں تھی پر اس لڑکی کے ساتھ اسکا انداز خود بخود بدل جاتا تھا۔۔۔(جانے کیوں؟؟)

نن،، نن،،، نہیں سننی تمہاری بب،، بک،،، بکواس،،،، سنا تم نے،،، تم "

"ایک گھ،، گھ،،، گھٹیا مرد ہو،، بلکہ بب،، بزدل اور نامرد،،،

وہ چیخ پڑی تھی۔ وہ کمزور ضرور تھی پر پاگل نہیں جو ہر کوئی اسے بیوقوف بناتا جبکہ اس کے منہ سے خود کے لیے نامرد اور بزدل جیسے الفاظ سن وہ غصے سے پاگل ہوتا اسکی جانب ں ڑھا اور اسکے بال ہاتھوں میں دبوچ کر اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔

تم میری مردانگی پر سوال اٹھا رہی ہو ایلف،،، یو ہیو نو آئیڈیا واٹ ول آئی ڈو،،،"؟؟؟

انداز صاف وارننگ دینے والا تھا پل بھر کے لیے ایلف کی ہلکی براؤن آنکھوں میں خوف کی نمی تیری لیکن اگلے ہی لمحے وہ اس پر ہنسنے لگی۔

"کیا کرو گے ؟ ریپ کی دھمکی دے رہے ہو،،،؟"

یہ اسے ایلف کی جانب سے دوسرا جھٹکا ملا تھا۔۔اسے ایلف کی طرف سے اتنی کھلی بات کہے جانے کی ہر گز امید نہیں تھی۔اس قدر اشتعال اور غصے میں بھی اس کا دماغ یہاں تک نہیں گیا تھا اور وہ لڑکی اسکے متعلق کتنا فضول سوچ رہی تھی۔یہ سوچ اسکی دماغ کی رگیں ابھارنے لگی۔سینے میں ایک وحشت کا ابال سا اٹھنے لگا۔۔

"اگر تم نے ایک لفظ اور کہا تو شاید میں اس سے بھی باز نہ رہوں،،،"

وہ صاف دھمکی دے رہا تھا۔اگر وہ ایسا سوچتی تھی تو ایسا ہی صحیح۔۔۔وہ کون سا اس سے محبت کرتا تھا جو اسکا دل رکھنے کے لیے نرمی برتتا۔۔اگر مقابل

کھڑی لڑکی نرمی سے نہیں مان رہی تھی تو اسے کوئی حرج نہیں تھا کہ وہ اسکی چمڑی ادھیڑ دیتا۔

"""میں تم سے نفرت کرتی ہوں،،،"

آنکھیں میچتے بہت جما کر اس نے یہ الفاظ ادا کیے تھے یہ پہلا جملہ تھا جو اس نے بنا اٹکے کہا تھا۔ کتنی کوشش کی تھی اس نے کہ وہ بنا کہلائے اور اٹکے بولے اور اگر اب تک وہ بولی بھی تھی تو کیا؟ ایسا کھلا نفرت کا پرچار؟ آرزک خانزادہ کے سینے میں غم و غصے سے اشتعال اٹھنے لگے تھے۔ وہ خود نفرت کا اظہار کر رہا تھا پر اسکے منہ سے نفرت کا اظہار برداشت کر پانا سوہانِ روح تھا اپنی اس کیفیت سے انجان اسنے ایلف کی بند لرزتی پلکوں کی جنبش کو دیکھا۔ شاید وہ صاف اعلان کر رہی تھی کہ وہ اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔

میں نے اب تک ایسا کچھ کیا ہی نہیں مس ایلف کے تم مجھ سے نفرت کرو" پر،،، پر اب میں تمہیں پورا پورا موقع اور حق دونگا کہ تم مجھ سے شدید نفرت کرو،،،"

بالوں کو زور سے جھٹکا دیا کی ایلف نے کراہتے لرزتے آنکھیں کھولیں اور نفرت سے اسے دیکھا لیکن وہ زیادہ دیر اسے نظروں کی نفرت سے گھائل نہ کر سکی کے وہ بالوں سے کھینچتے اسے اپنے ساتھ اندر کی جانب لے جا رہا تھا۔

'چچ،، چھوڑو،، چھوڑو،،، مجھے درندے انسا،،انسان،،،،

"چھچھ،،،،، چھوڑو،،،

اپنے بال چھڑوانے کی کوشش میں وہ چیخنے لگی لیکن وہ چلتا گیا اور سب سے آخری کمرے کا دروازہ کھول اندر داخل ہوا اور اندر رکھے بیڈ پر اسے دھکا دیا۔

"تم نفرت کرو مائی فٹ،،، جب تم نے محبت کا اظہار کیا تھا نہ مجھے تب اس سے فرق پڑتا تھا،،، اب تم نفرت کا اظہار کر رہی ہو مجھے اس سے بھی فرق نہیں پڑتا،، لیکن تم میرے مقصد تک پہنچنے کی چابی ہو،،، جب تک مقصد حاصل نہیں ہوتا تم یہیں رہو گی،،،"

سفاکیت سے کہتا وہ مسکرایا۔ لیکن وہ جھوٹ کہہ رہا تھا محبت کے اظہار سے نہ صحیح پر ایلف کے نفرت کے پرچار نے اسے دل و جان سے جلایا تھا۔ وہ اپنی

اس جلن کو محسوس کر رہا تھا پر دانستہ طور پر انجان بن رہا تھا کہ ہر لمحہ اس نے اپنے دل کو یہ سمجھایا تھا ایلف صرف اسکی نفرت اور بدلے کی مستحق ہے

۔۔۔

"تت،،، تم ایسا نہیں،،، کر سکتے،،، مم،،، میں یہاں نہیں رہ۔ سکتی،،،"

وہ جو اتنی دیر سے شیرنی بنی اس پر وار کر رہی تھی اب خوف سے بھیگی بلی بنی تھی۔ کیا سامنے کھڑا شخص نہیں جانتا تھا کہ وہ تورات کمرے کا دروازہ بھی بند نہی کرتی تھی۔ تنہائی سے خوفزدہ رہنے والی لڑکی کے لیے یہ تنہا کمرے کی سزا سخت زہر کا کام کرنے والی تھی۔۔

سامنے کھڑا شخص اسکا خوف بخوبی سمجھ رہا تھا۔

"امم۔،،، پر رہنا تو پڑے گا ناں،،، "

کندھے اچکاتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا ساتھ ہی دروازہ لاک کر دیا۔۔۔

ایسا،،، ممم،،،، مت کرو،،، اللہ،،،، کے لیے،،،دد،،،،دد،،،دروازہ کھولو"

"میرا دم گھ،،، گھٹ،،، جائے گا،،،

دروازہ پیٹتے وہ بری طرح رونے لگی۔

"کھ،، کھ،، کھولو کھول دو،،،دو،،،"

جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی پر سننے والا کون تھا جو سننے والا وہ واحد انسان تھا وہ بھی جا چکا تھا۔

زمین پر بیٹھتی وہ اپنا سر ہاتھوں میں جکڑ گئی۔۔ بچپن سے اب تک وہی کیوں سب کی نفرت کی حقدار رہی تھی۔ آخر کوئی کیوں اس سے محبت نہیں کرتا محبت نہ صحیح کیا کسی کو اس سے ہمدردی بھی نہیں ہوتی تھی؟ پہلے ماں باپ پھر بھائی اور اب وہ ایک شخص جسکی اصلیت اسکے لیے بچپن سے اب تک کے تمام حادثات میں سے سب سے زیادہ اذیت ناک ثابت ہوئی تھی۔ پر غلطی تو اسکی اپنی تھی اس نے تو ایک بار بھی نہیں کہا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ بلکہ وہ خود اسکی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنے لگی تھی پر وہ تو محبت نہیں تھی تو پھر کیا تھا۔

،،نن،،نن،، نفرت،،،شد،شد،شدید نفرت ہے تت،،تم سے آرزک"""

خانزادہ،،،بہت نفررت،،،

اسکے لب مستقل نفرت کی تصیح پڑھتے پھڑ پھڑا رہے تھے۔

جب کے وہ ستمگر انجان تھا کہ ایلف کی یہ نفرت کیسے اسے اس کے قدموں پر ڈھیر کر دے گی وہ جو سفاکیت اور نفرت کی ایک جیتی جاگتی سل بنا بیٹھا تھا وہ کچھ ہی وقت میں کیسے ٹوٹ کر پاش پاش ہونے والا تھا جو خود کو چاہنے کے باوجود نہیں سمیٹ پائے گا۔۔ عشق نامی لاعلاج بلا بطورِ عذاب اسے تحفے میں ملنے والی تھی۔

****

رنگوں کی محفل عروج پر تھی۔نرم نرم گدووں پر ہاتھ ٹیکنے کو گاؤ تکیے رکھے گئے تھے اور سامنے پیتل کی لمبی لبی شراب کی بوتلیں تھی۔شباب بنی بے شمار لڑکیاں اپنے حسن کو عریاں لباس زیورات اور میک اپ سے آراستہ کیے لچک لچک کر چلتی کبھی کسی کے سامنے آداب پیش کر رہی تھی تو کبھی کسی کے

سامنے جب اچانک وہاں ایک شخص کی آمد نے ہلچل مچادی سب ادھر ادھر ہوتے اس شخص کو دیکھنے لگے۔نئے اشخاص کی موجودگی رشک سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو ٹی شرٹ ٹراؤزر میں بالکل عام سے لباس میں فون پر محوِ گفتگو اندر آرہا تھا۔بال کچھ ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور کچھ چہرے کی ناگواریت اسکے حسن کو دوبالا کر رہی تھی۔۔اس محفل میں شامل ہوئے پرانے لوگ جانتے تھے وہ کون ہے جبھی قالین کی طرح اسکے قدموں میں بچھنے کو تیار۔

"!سلام صاب،،،"

کوٹھے کی مالکن باقائدہ خود اسکے سامنے آئی تھی جب مقابل نے مسکراتے فون جیب میں ڈالا البتہ سلام کا جواب دینا گوارا نہ کیا۔

بڑے دن بعد آئے ہیں سب خیر تو ہے،،،"اس نے خوشامدی لہجے میں" لجاجت سے کہا۔۔کہ وہ خوبرو مغرور گھمنڈی شخص یہاں آنے والی ہستیوں میں سب سے موٹی آسامی تھی۔۔

"تمہاری شکل دیکھنے کا موڈ نہیں تھا،،،"

مضحکہ خیز انداز میں کہاپر مقابل عورت بدنما ٹھٹھہ مارتے اسے مزاق کی شکل میں در گزر کر گئی۔۔

زیادہ وقت نہیں ہے میرے پاس بانو بائی،،،لڑکی بھیجواور یادرکھواستعمال" شدہ نہ ہو،،،"اس اپنے مخصوص ٹھنڈے ٹھار لہجے میں قطعیت سے کہا بانو بائی فوراہاں میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"معلوم ہے صاب،،،آپ شیر ہیں،،،دوسرے کا چھواہوا نہیں کھاتے،،،" کمینگی سے مسکراتے اسنے پیچھے کھڑی ریشماں کواشارہ کیاتووہ سرپٹ اندر بھاگی۔

"اغواءشدہ لڑکی تو نہیں ہے؟یاکوئی زورزبردستی،،،؟"

آئیبرواچکائی تو بانو بائی ایکدم سٹپٹا گئی۔۔۔

نہیں نہیں صاب بالکل نہیں،،ہم نے زور زبردستی کا دھندا چھوڑ دیا،،"

اب یہاں جتنی بھی لڑکیاں آتی ہیں سب اپنی مرضی سے آتی ہیں،،اور سب سے اچھی اور ان ٹچ میں آپ کے لیے رکھتی ہوں،،"

بانو بائی نے کہتے ساتھ پان بنا کر اسکے سامنے کیا جسے وہ ناگواریت سے جھٹک گیا۔اس کے لیے لڑکیاں دل بہلانے کا سامان تھی پر زور زبردستی اس کی طبیعت کا خاصہ نہیں تھا۔کچھ دیر بعد ایک لڑکی سر تا پیر نقاب میں خود کو ڈھانپے باہر آئی تو اسنے جیب سے پانچ سو کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر بانو بائی کی طرف اچھالی اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"بائی یہ کتنی راتوں کی قیمت ہے؟"

ایک نئی لڑکی حیرت سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

ایک ہی رات کی قیمت ہے،،وہ باران دلشیر ہے اپنا استعمال شدہ بھی دوبارہ" نہیں چھوتا،،"

انگھوٹے کو زبان پر رکھ رکھ کر وہ نوٹوں کو گنتے ہوئے باقی لوگوں کے درمیان چلی گئی۔ باہر لڑکی اس شخص کے پیچھے گاڑی میں بیٹھنے لگی جب اس شخص نے ناگوار ہت سے اسے روکا۔

"پیچھے دوسری گاڑی میں بیٹھو،،،"

آنکھوں پر گلاسس لگاتے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی اس بدنام گلی سے باہر نکل گئی۔۔وہ لڑکی اہانت کے بوجھ تلے دبی دوسری گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔۔

اگر اتنی اکڑ ہے تو اس غلیظ جگہ سے غلاظت لے جا کر استعمال بھی کیوں کرتا" ہے "زلیل.بیغیرت گھٹیا انسان،،،

گاڑی میں بیٹھتے وہ لڑکی نقاب الٹتی غصے سے بولی۔

ڈرائیور نے حیرت سے شیشے میں اس لڑکی کو دیکھا جسکی عمر غالباً اٹھارہ انیس برس تھی اور وہ جسم فروشی کے دلدل میں دھنسنے جا رہی تھی۔۔اس لڑکی

کے چہرے پر زور زبردستی کے آثار نہیں تھے نہ بلکہ ایک عجیب سا غصہ تھا۔۔جو نازنہ اٹھائے جانے کا تھا۔

"بی بی استعمال کرنے کی قیمت ادا کی ہے صاب نے،،اور جس چیز کی قیمت وہ ادا کر دیں وہ بے مول ہوتی ہے،،،"

ڈرائیور کے کڑک دار جواب نے اسے سر تا پیر مزید سلگا یا لیکن وہ کوئی جواب نہ دے سکی جبھی غصے سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔

****

"اٹھ جاؤ اور کتنی دیر لگاؤ گی اگر ایسا ہی رہا تو دیکھ لینا وہ تمہیں نوکری سے نکال دیں گے،،،"

منہ سے کمفرٹر کھینچتے شبانہ غصے سے چیخی۔

"تو نکال دیں،،،پرواہ کسے ہے؟ پیچھے ہٹیں اور میری نیند خراب مت کریں،،،"

غصے سے چلملاتی وہ منہ تک واپس چادر کھینچ گئی۔

ہٹ دھرم لڑکی،، ٹھیکہ نہیں لے رکھا میں نے تجھے پالنے کا اس گھر میں "
رہنا ہے تو کمانا پڑے گا،، تیرے باپ کا گھر نہیں ہے،،
حسب معمول اسے وہ طعنہ مل چکا تھا جس سے زرمش کو شدید نفرت
تھی۔۔

"گھر تو واقعی میرا باپ کا تھا جسے تم نے ہتھیا لیا،،"
چادر پھینکتے وہ بیڈ سے اٹھی۔اسکے اٹھنے پر بوسیدہ بیڈ سے کیلوں کی ہلچل کی
آواز نے ارتعاش پیدا کیا۔
"تھا،،، ہے نہیں،،، اگر یہاں رہنا ہے تو کما کر تو لانا پڑے گا،، "
شبانہ سفاکیت سے کہتی مسکرائی تو زرمش کے چہرے کا رنگ زرد پڑنے لگا۔

"میں،،،"
کہتے کہتے وہ رکی گویا سامنے کھڑی عورت کو سمجھانا ایک مشکل ترین عمل تھا
یہ عورت عقل سے خالی اور جہالت کی چلتی پھرتی مورت تھی۔

کہنے کو اسکی ماں تھی لیکن اس بات سے سارا محلہ واقف تھا کہ زرمش اگر اس گھر میں تھی تو صرف اور صرف اپنی نوکری کی وجہ سے۔

کیا میں،،؟؟؟شبانہ کے چٹکی بجانے پر وہ ہوش میں آئی۔"

"کچھ نہیں،،"

سر جھٹکتی وہ غسل خانے میں داخل ہو گئی البتہ دروازہ اتنی زور سے بند کیا تھا کہ شبانہ کان پر ہاتھ رکھ گئی۔

آرام سے مہارانی صاحبہ آپ اتنا نہیں کماتیں کہ یہ دروازہ ٹوٹ جائے تو نیا"

"لگواؤں،،،ہنہہ نواب زادی،،،

نخوت سے کہتی وہ کمرے سے نکل گئی۔اپنا پسندیدہ کام (زرمش کو ذلیل) کر کے وہ اب کچن میں اپنا ناشتہ تیار کرنے لگی تھی۔

کیا اماں اب تک ناشتہ کیوں نہیں بنا،،پتا بھی ہے تمہیں نوکری پر جانا"

"ہے،،،

اپنی پیلے رنگ کی شرٹ کو جھاڑتے اسنے ایک ہاتھ سے گٹکے کی تھیلی نکالی اور اپنے دوسرے ہاتھ پر گٹکا ڈال کر اسے مسلنے لگا۔

تو کما کر میری ذات پر کونسا احسان کر رہا ہے،،،اور کتنی بار کہا ہے میرے"

"سامنے یہ گند مت کھایا کر،،،

فراز کے ہاتھ میں غلاظت دیکھ شبانہ کا منہ بگڑا تھا۔

فراز شبانہ کا ہی چہیتا اکلوتا بیٹا تھا۔بقول شبانہ ساجد اسکا وہ وارث تھا جسکو ساری زندگی شبانہ نے ہی سنبھالنا تھا۔

میری بات سن اماں،،،مجھے بات بات پر یہ طعنے مت دیا کر سمجھ آئی،،، کما تو"

"رہا ہوں ناں،،،،

منہ بناتے کہا۔لہجہ کچھ نرم تھا کیونکہ اس بات سے فراز بھی واقف تھا اسکی ماں خود غرض طبیعت کی مالک ہے ناشتہ نہیں دے گی۔۔

تو کما کر کونسا مجھے دیتا ہے؟ دو وقت کی روٹی کا سکون تک تو تجھ سے میسر "
نہیں ہے مجھے،،، وہ تو زرمش کما کر لاتی ہے تو تجھے بھی خیرات میں مل جاتا
"ہے،،،

چائے کا کپ اور پاپوں کی تھیلی فراز کے ہاتھوں میں دیتی شبانہ کچن سے باہر نکل گئی۔

"یہ کیسا ناشتہ ہے؟ تجھے کہا بھی ہے مجھ سے یہ سوکھا ناشتہ نہیں ہوتا، پراٹھے
"بنا دیا کر،،،

ناشتہ لیے وہ شبانہ کے ساتھ صحن میں ہی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"ماں صدقے میرے لال،،، بس کچھ دن صبر کر کے یہ ناشتہ کھا لے،،،"

شبانہ نے محبت سے شیریں لہجے میں کہا۔

"پھر؟"

حقیقت تو یہ تھی کہ فراز سے یہ میٹھا لہجہ ہضم نہیں ہوا تھا۔

"پھر یہ کہ تجھے یہ بھی نہیں ملے گا،،،"

چائے کا کپ لبوں سے لگاتے کہا۔

اماں دیکھ مجھ سے یہ محنت وغیرہ نہیں ہوتی میں کوئی بزنس کروں گا،،،"

"دیکھیو پھر توراج کرے گی،، پیسوں کے بستر پر سوئے گی لکھ کر لے لے،،،

اپنے چھدرے چھدرے بالوں میں ہاتھ پھیرتے فراز نے سرخ دانتوں کی نمائش کی جسے دیکھتے شبانہ نے نخوت سے چہرہ موڑ لیا۔

"فراز میرا دماغ مت خراب کرو ویسے ہی،،،"

شبانہ کا جملہ بھی مکمل نہ ہوا تھا کہ زرمش کمرے سے برقعے پر ڈوپٹہ باندھے باہر نکلی۔ چہرے پر ماسک لگا تھا اور ایک ہاتھ میں لنڈے کا بیگ تھا جس کا لیدر کچھ جگہ سے اکھڑنے لگا تھا۔

ایک نظر غلط شبانہ یا فراز کی جانب دیکھے وہ گھر سے باہر نکل گئی۔۔

"تیور تو ایسے ہیں جیسے کسی محل کی رانی ہو،،،"

نفرت سے سوچتے شبانہ نے غصے سے فراز کو دیکھا جو دروازے کی جانب حسرت سے دیکھ رہا تھا۔

"کام پر جا رہا ہے یا دھکے دے کر نکالوں،،،؟"

ایک آئبرو اچکاتے پوچھا۔

اماں میں سوچ رہا تھا اگر یہ لڑکی،،،،میرا مطلب اگر زرمش کی شادی"

"ہو گئی تو تیرا گزارا کیسے ہو گا؟

چائے میں پاپا ڈبوتے ساجد نے پر سوچ انداز میں کہا۔اسکے سوال پر شبانہ کچھ چونکی۔اس متعلق تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔

"تجھے کس نے بولا میں اسکی شادی کرو نگی؟"

یکدم وہ کمینگی سے مسکرائی۔

وہیں ساجد کو اپنی لٹیا ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئی۔

بس کر اماں،،، باہر نوکری کرتی ہے وہ اچھی خاصی عقل رکھتی ہے تو شادی"
نہیں کرے گی تو وہ خود کسی سے شادی کر لے گی،،بس سمجھ جیسے ہی کوئی
مرغا ہاتھ لگا وہ اس قید سے فرار ہو جائے گی،،،،تو گھر میں رہتی ہے بہت
بھولی ہے تجھے باہر کی دنیا کا نہیں پتا،، باہر جانے والے لڑکیاں بہت مکار اور

چالاک ہوتی ہیں،،اپنے لئے کوئی نا کوئی مرغا ڈھونڈ ہی لیتی ہیں،،،اور تو اس بات کو سمجھ لے تیرے عیش کے دن ختم ہونے والے ہیں،،،اور پھر وہ تو ہے بھی حسین،،، کوئی نا کوئی تو عاشق امید وار بن ہی جائے گا اس کا،،، !"

چائے کا آخری سپ لیتا وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔جانتا تھا نشانہ صحیح جگہ جا بیٹھا ہے۔۔اس کی کھلی دلیل شبانہ کا متفکر چہرہ تھا۔

زیادہ پریشان مت ہوا گر سمجھداری کا سودا کرے گی تو وہ ہمیشہ کے لیے"

"یہیں قید ہو جائے گی،،،اپنے پنجرے میں قید کر کے پر کاٹ دیو،،،

ساجد بات مکمل کرتے گھر سے نکل گیا شبانہ ماتھے پر بل ڈالے دیوار کو گھورنے لگی جیسے وہاں اسکے سارے مسئلے کا حل درج تھا۔

فراز بات تو درست کر رہا تھا،،یہ حرام خور اتنی شریف اور سیدھی نہیں"

ہے،،،پرسوں بھی شاید کسی سے فون پر مصروف تھی،،ایک کام کرتی ہوں

"آپا سے مشورہ کرتی ہوں،،،

دوپٹے کا ایک پلو سر پر ڈالے دوسرا سینے پر پھیلائے وہ گھر سے باہر نکل گئی ۔فراز تو آگ اسکے تلوے پر لگا کر گیا تھا وہ جب تک نہیں بجھنی تھی جب تک کوئی مستقل حل نہ مل جائے۔

زرمش بنت اسلم،،زرمش کے باپ کا نام اسلم تھا۔پسند کی شادی ایک وجیہہ نامی طوائف سے کی تھی اور۔شادی کے تین سال بعد زرمش پیدا ہوئی تھی۔پھر ایک رات ایسی بھی آئی جب زرمش کی ماں اسے چھوڑ کر کسی اور مرد کے ساتھ بھاگ گئی۔اسلم کو بہت محبت تھی زرمش سے لیکن پھر مجبوراً دوسری شادی اپنی خالہ زاد شبانہ سے کی۔شبانہ بھی پہلے سے شادی شدہ طلاق یافتہ تھی اور دس سالہ فراز کی ماں بھی۔شوہر شرابی جواری تھا اسلیے اسے چھوڑ کر اسلم سے شادی کی۔لیکن یہاں بھی سکھ نہ ملا اور زرمش کے سولہ سال کے ہونے پر اسلم مر گیا۔

زرمش دسویں پاس تھی۔گھر نجانے کب اسلم نے شبانہ کے نام کیا تھا۔جس ماحول میں زرمش رہتی تھی وہ وقت سے پہلے سمجھدار ہو گئی تھی وہ جانتی تھی

کہ ابھی وہ اس قابل نہیں کے شبانہ سے پیچھا چھڑوا کر کہیں جا سکے۔۔یہ گھر جہنم جیسا تھا۔۔۔پر اسکی عزت کے لیے محفوظ تھا۔۔۔۔

رات تو پہلے ہی سیاہ تھی۔۔اس لڑکی کے پہلو میں مزید سیاہ ہو چکی تھی۔۔وہ اپنی طلب پوری کیے دوسری طرف کروٹ لے کر سو چکا تھا۔۔اور اسکے برابر میں قیمت ادا کی گئی وہ لڑکی حسرت سے اس کے عالیشان کمرے کو دیکھ رہی تھی۔پورا کمرہ اس قدر وسیع تھا کے اس نے ڈراموں میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ایک گلاس وال جو اندر سے باہر کے منظر کو نمایا کر رہی تھی۔۔باہر آسمان پر چمکتا چاند اور بے شمار ستارے اسکی خواب گاہ کو اس قدر حسین بنا رہے تھے کہ دیکھنا محال تھا۔پورے کمرے میں مخمل کا دبیز کارپٹ جس پر چلنے کے احساس نے اسکے اوپر بیت اچھا اثر ڈالا تھا۔۔اس پر چلنے سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جیسے کسی سلطانت کی شہزادی ہو۔۔کمرے میں موجود

ہر قیمتی اور اینٹیک شہ خوبصورت منظر پیدا کر رہی تھی۔۔اسکا بیڈ اور فرنیچر بھی بہت اعلی معیار کا تھا جسے دیکھ صرف حسرت ہی کی جا سکتی تھی۔۔۔اسکے دل میں عجیب سی خواہشات جنم لینے لگی۔۔۔وہ جس جگہ رہتی تھی وہاں اپنا جسم بیچ کر پیسے کمانے کے بعد بھی اسے چھوٹے موٹے کمروں میں رہنا پڑنا تھا۔۔۔وہی ایک چھوٹا پلنگ، بدبودار لوگ، بساند زدہ ماحول تو اگر اسکو یہ سب کام کرنا ہی تھا تو وہ ہمیشہ اس شخص کے ساتھ رہنے کو مفت میں تیار تھی۔۔۔وہ اپنی ایک انگلی باران دلشیر کے چٹانی کسرتی بازو پر پھیرنے لگی۔۔۔رات باران نے اسے اتنی توجہ نہیں دی تھی۔۔بس چند گھنٹوں کی نوازش تھی۔۔وہ جب کوٹھے پر پرورش پا رہی تھی تو اسے اس بات کا احساس دلایا گیا تھا کہ وہ بہت حسین ہے اور اسے اپنے حسن کو سینچ سینچ کے کیسے رکھنا ہے اور کیسے اپنے ناز اٹھوانے ہیں۔۔اس نے وہ سب کچھ سیکھا تھا۔۔مگر اب اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنے ان کیل کانٹوں کا استعمال اس پتھر کی سل پر کیسے آزمائے۔۔اپنی ادا کا وار کیسے اس مغرور شہزادے پر کرتی جس

نے ٹشو پیپر جیسی حیثیت بھی اسے نہ دی تھی کہ ٹشو پیپر کو استعمال کرنے سے پہلے تو عزت بخشی جاتی ہے پر یہاں تو وہ معاملہ بھی نہیں تھا۔پر اس نے اپنی پوری سعی کی تھی کہ وہ اس کو ادا کے جال میں پھنسا سکے۔اس کی انگلی کی سرسراتی حرکت تھی۔۔جب اسے اپنے کانوں میں ایک بھاری گھمبیر آواز سنائی دی۔۔

"تمہارا کام ہو چکا،،تو اب کمرے میں کیا کر رہی ہو؟"

وہ گہری نیند میں تھا پھر اچانک اسکی آنکھ کیسے کھلی؟؟وہ لڑکی ٹوٹے بکھرے حلیے میں حیران ہوتی اسکی جانب مڑی۔۔۔وہ اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔۔ بلکہ سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبا گیا تھا۔

وہ میں بس جانے لگی تھی،،لیکن پھر سوچا صبح چلی جاؤں گی،،آپ کا کمرہ"

"بہت خوبصورت ہے،،،

اسے سمجھ نہ آیا وہ کیا جواب دے۔۔مقابل نے کون سا اسے اہمیت دی تھی کہ وہ لاڈ دکھاتی۔

معلوم ہے،، "مختصر جواب۔۔ لیکن اس کے لیے یہ مختصر جواب بھی" غنیمت تھا۔

اس کمرے میں موجود ہر چیز خوبصورت ہے،،، "وہ سچے دل سے """ تعریف کر رہی تھی۔ باران اسکے جواب پر مسکرایا۔

"سوائے تمہارے،،،"

وہ دو الفاظ میں اسے اس کی اوقات بتا گیا تھا۔ کہ وہ کس قدر بدصورت تھی اور اس چیز سے تشبیہ دینا مزید دل جلا گیا تھا۔

ناؤ گیٹ لاسٹ،،، "اے سی کی کولنگ بڑھاتے لاپرواہ انداز میں کہا۔" پر ابھی تو رات بھی پوری نہیں گزری،،، "وہ لڑکی احتجاج بولی۔"

باہر بہت سے ملازم ہیں،، جا کر کسی کے ساتھ بھی باقی کی رات تمام" کر لو،،، "کہتے ساتھ وہ بستر سے کھڑا ہوا اور واشروم میں گم ہو گیا۔ وہ لڑکی سرخ چہرہ لیے واشروم کے بند دروازے کو دیکھنے لگی۔

اتنے عجیب ہوتے ہیں یہ امیر زادے،،، ہمیں غیر معیاری کہتے ہیں پر "

"استعمال ہمارا ہی رکھتے ہیں،،، حرام کھانے والے گدھ،،،

مطلب پورا نہ ہونے پر وہ لڑکی اسے گالیوں سے نوازتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

****

"ڈیڈی اٹھیں،،، اٹھ جائیں،، "

سینے پر ہلکا سا دباؤ۔ پھول سا وزن اور دنیا کے خوبصورت سروں میں کھنکتی اسکی بریک سی آواز۔

محمل میری جان آج سنڈے ہے۔،، سونے دو ڈیڈی بیمار ہو جائینگے بلکہ "

"ایک کام کرو آپ بھی ڈیڈی کے ساتھ سو جاؤ،،،

ہاتھ اس کی بازو پر لپیٹ کر اپنی 6 سالہ بیٹی کو محبت سے چوم کر اپنے اوپر ہی لٹا لیا تھا۔

ڈیڈی اگر آپ نہ اٹھے تو میں ناراض ہو جاؤں گی،، پھر میں کہوں گی لائبہ "
کے فادر زیادہ اچھے ہیں،،، "اپنے طور پر ایک طنز کرتے مقابل کو ڈرانا چاہا۔
اسکے ڈراوے بھری دھونس پر گہرے عنابی ہونٹ مسکرائے۔ مسکرانے پر
نفاست سے تراشی گئی مونچھیں مزید نفیس اور خوبصورت لگنے لگی۔

"پلیز ویک اپ،، "
محمل نے افسردگی سے کہا۔
نو،،، ابھی کچھ دیر پہلے آپ کہہ رہی تھی لائبہ کے ڈیڈی اچھے تھے آپکے "
"ڈیڈی اچھے نہیں،،،
آنکھیں کھول کر اسکا پر نور چہرہ دیکھا جو زاویار خانزادہ کی کل کائنات تھی۔۔
دنیا میں سب سے عزیز ہستی جس کے لیے وہ اپنا دل نکال کر ہاتھ میں رکھ سکتا
تھا۔ محمل سے اسے اس قدر محبت تھی کہ شاید ہی کوئی پیمانہ اسکی محبت کی
وسعت کی پیمائش کر سکتا تھا۔

لیکن زاویار خانزادہ خالی اس ایک جذبے میں شدت نہیں رکھتا تھا بلکہ جتنی شدت وہ اس محمل سے محبت میں رکھتا تھا اتنی ہی نفرت دنیا کی ہر ایک عورت کے وجود سے تھی۔

"وہ تو میں مزاق کر رہی تھی ناں،،، کیا آپکا اور میرا مزاق نہیں ہے؟"

جھٹ سے واپس اسکے سینے پر بیٹھتے چمکتی آنکھوں سے کہا۔

زاویار اسکی سرمئی چمکتی آنکھیں دیکھنے لگا۔اس نے آنکھوں کا رنگ گھنی پلکوں کی جھالر، ہونٹوں کا گہرہ سرخ رنگ اور کھڑی ناک سب زاویار سے چرایا تھا۔وہ پوری پوری زاویار کی کاربن کاپی تھی۔

بالکل ہے بالکل ہے،،اگر آپ سے مزاق نہیں رکھیں گے تو کس سے"

"رکھیں گے بلکہ صرف آپ سے ہی مزاق ہے،،،

جیسے ہی زاویار اٹھ کر بیٹھا محمل اس پر سے کھڑی ہوتی اسکے برابر میں بیٹھ گئی۔

"ہم پہلے پارک جائیں گے پھر پلے لینڈ پھر ٹوئز لیں گے پھر،،"

محمل انگلیوں پر اسے آج کے پلین گنوا رہی تھی زاویار بغور اسے دیکھنے لگا صرف ایک چیز اسنے اپنی ماں کی چرائی تھی۔اور وہ تھا اسکا بات کرنے کا انداز ۔۔کاش ایک یہ چیز بھی اس میں نہ ہوتی۔وہ تاسف سے سوچنے لگا۔۔۔

بریک لگایئے محمل پہلے جایئے اور روبینہ بی کو بولیں آپکو ریڈی کر دیں جب" تک میں بھی فریش ہو جاتا ہوں،،،ہم بریک فاسٹ بھی باہر جا کر کھائیں گے آپ وہاں باقی کام گنوایئے گا،،"زاویار نے محمل کے گال کو چومتے کہا۔

"اوکے ڈیڈی،،یو آر دی بیسٹ فادر ان دی ورلڈ،،،"

وہ کمرے سے جا چکی تھی پر زاویار کو ساکت کر گئی تھی۔

"یو آر دی بیسٹ ہز بینڈ ان دی ورلڈ،،،"

کانوں میں ایک قابل نفرت انگیز آواز گونجی کے زاویار بیڈ شیٹ مٹھی میں دبوچ گیا۔دانت آپس میں بھینچ گئے اور ناک غصے کی شدت سے سرخ پڑنے لگی۔کانوں میں ایک ناگوار آواز گونجنے لگی۔۔

ہم پہلے شاپنگ پر جائیں گے پھر ڈنر پر پھر لاسٹ سی سائیڈ،،،"

"شٹ اپ،،، جسٹ شٹ اپ بلڈی بچ،،، "

وہ خالی کمرے میں دھاڑا۔۔اسکے چہرے کی لالی اور منہ سے ٹپکتی وحشت کسی کو بھی خوفزدہ کر سکتی تھی۔

وہ چاہ کر بھی اسے زہن ودل سے نکال نہیں پا رہا تھا کیونکہ وہ محمل کو اپنی زندگی سے نہیں نکال سکتا تھا۔اور محمل کا انداز گفتگو اسکی مسکراہٹ سب اس ایک عورت کی طرح تھا جسکی وجہ سے زاویار خانزادہ کو ہر نسوانی ذات سے نفرت تھی۔

تم جہاں بھی ہو گی برباد رہو گی مسز باسل،،، مجھے اس وقت کا انتظار ہے"

جب تم محمل کے لیے میرے قدموں میں گرو گی اور میں تمہیں احساس دلاؤں گا تم اس دھول سے زیادہ میرے نزدیک حقیر ہو جو میرے جوتے کے نیچے لگتی ہے،،،"

بستر سے اٹھتے اپنے نائٹ ڈریس کی ڈوری کھولی اور سیاہ گاؤن کو بیڈ پر اچھال دیا۔اس نے شیشے میں اپنا کسرتی جسم دیکھا۔اسکے ہلنے سے اسکے جسم کے کٹس نمایاں ہوتے تھے وہ شیشے کے سامنے جھکا اور کمینگی سے مسکرایا۔

خوبصورتی اور ذہانت سے مالا مال زاویار میں ایک چیز اور بھی تھی جو بے شمار تھی اور اسے قریب سے جاننے والے اس بات سے واقف تھے کہ یہ چیز زاویار کی فطرت کا خاصہ ہے۔۔اور وہ تھی اسکی کمینگی۔۔۔

"بہت جلد مسز باسل۔۔بہت جلد تم واپس میرے پاس لوٹو گی اور میں تمہیں اپناؤں گا لیکن بیوی کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنی ایک رکھیل کی حیثیت سے۔۔تم اسی بستر کی زینت بنو گی لیکن۔۔۔۔

وہ بات ادھوری چھوڑ زور سے ہنسا۔

آہ پیسے بہت ہیں زاویار خانزادہ کے پاس اور شہرت دولت اور طاقت بھی" جس کا اندازہ تمہیں جلد ہو گا،،،

آنکھیں بند کرے سرور سے کہا جیسے وہ یہ سب محسوس کر رہا ہوں جو وہ کہہ رہا ہے۔۔

"ڈیڈی اٹس ٹو لیٹ آپ ریڈی نہیں ہوئے،،،"

دروازہ کھول کر محمل نے اندر آئی لیکن زاویار کو ویسے ہی کھڑا دیکھ اسکا منہ بنا تھا۔

"کیا تمہاری فرینڈز کے فادر کے پاس ایسی باڈی ہے،،،؟"

محمل کی ناراضگی نظر انداز کرتے شوخ لہجے میں پوچھا۔وہ جانتا تھا اسکی بیٹی کو اسکی باڈی بہت پسند ہے۔

نو،،،وہ سب کہتی ہے تمہارے ڈیڈی سپر مین ہیں،،،۔بھاگتے ہوئے وہ"

زاویار کے پاس آئی تو زاویار نے اسے بانہوں میں اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا دیا۔

"تو او کے مائی لیڈی پھر اپنے سپر مین فادر کو صرف آدھا گھنٹہ دو،،،"

محمل کا ماتھا چومتے وہ واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

"ڈیڈ پلیز فاسٹ،،،"

"اوکے سوئیٹی،،،"

واشروم کا دروازہ بند ہوا تو محمل ڈریسنگ ٹیبل سے اترتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

****

"آج موسم بڑا بے ایمان ہے،،، آج موسم،،، "

وہ گاڑی کی چھت پر بیٹھے تھے۔ہاتھ میں کوک کا کین پکڑے بے سرے گانے گا رہے تھے۔وہاں سے گزرتے لوگ انہیں کوفت سے دیکھ رہے تھے جس میں انکے پروفیسرز بھی شامل تھے لیکن انکی بھی مجال نہیں تھی کہ وہ انہیں کچھ کہتے۔وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ ان پر سختی نہیں کر سکتے تھے بلکہ ان لڑکوں کو دو منٹ یونیورسٹی سے باہر نکال کر پھینک سکتے تھے لیکن ان لڑکوں کے درمیان خاموش بیٹھا ایک لڑکا جو انکا لیڈر تھا اس کی پہنچ سے سب ہی

خوفزدہ تھے اور وہ کوئی اور نہیں اس یونیورسٹی کے ڈین کے بزنس پارٹنر کا بھائی ایحان دلشیر تھا۔

وہ خاموش طبیعت انسان تھا۔پر اس کی خاموشی سادگی یا سکون کی نہیں بلکہ طوفان کے آنے کی نشانی تھی۔وہ بہت کم مسئلوں میں ہاتھ ڈالتا تھا۔بہت کم لوگوں سے اس کی دشمنی تھی لیکن جس سے ایک بار ہو جائے اسے جہنم تک پہنچانا وہ فرضِ عین سمجھتا تھا جب کے اس کے ساتھ اس کے دوست اس کے نام کی وجہ سے کھلی بدمعاشی کرتے تھے۔

ایحان دلشیر کے متعلق تین باتیں پوری یونیورسٹی جانتی تھی۔

وہ کسی سے دوستی نہیں کرتا تھا۔اگر کرتا تھا تو پھر اس پر جان قربان کرنا فرض سمجھتا تھا اور دوسری کہ وہ کمینے پن کی انتہا اس پر شروع ہو کر اس پر تمام ہوتی تھی۔۔دشمنی نبھانے میں وہ دوست سے زیادہ حق ادا کرتا تھا۔تیسری اور آخری بات ایحان کو لڑکیوں سے خصوصی چڑ تھی۔جتنا لڑکیاں اس سے چپکتی تھیں وہ اتنا ہی لڑکیوں سے خار کھاتا تھا۔البتہ اس کے دوستوں کی

گرلفرینڈز اس کے گروپ کا حصہ زبردستی بن گئی تھیں۔ابھی بھی وہ یونیورسی کے گیٹ کے سائیڈ پر بیٹھے نیو آنے والے جونیئرز کو ویلکم کر رہے تھے جب دو لڑکیاں گیٹ سے اندر آئی۔وہ لوگ ان لڑکیوں کا نوٹس نہ لیتے اگرچہ وہ بالکل الگ اور نمایاں نہ ہوتی تو۔وہ لڑکیاں جو بھی تھی ان میں سے ایک شلوار قمیض پر سر پر ڈوپٹہ جمائے ہوئے تھی اور دوسری ڈھیلے ڈھالے برقعے پر اسکارف پہنے ہوئے تھی۔

"اے لڑکیوں ادھر آؤ،،،"

ایحان کے برابر میں بیٹھے ضیاء نے ان کو بلایا لیکن وہ دونوں نظر انداز کرتی وہاں سے جانے لگیں۔

"اے سمجھ نہیں آتی کیا؟ بولا نہ ادھر آؤ،،،"

جواب نہ ملنے پر وہ انکے سامنے گئے اور غصے سے کہا۔ایحان نے ایک نظر موبائل سے ہٹا کر اوپر دیکھا اور واپس موبائل میں مصروف ہو گیا۔

"ہم نے سنا نہیں،،،"

میٹھی سی آواز۔۔وہ واپس نظر اوپر اٹھانے پر مجبور ہوا پر جس طرح کی وہ لڑکی تھی پل میں نخوت سے نظریں پھیر گیا۔پہلے لڑکیوں سے چڑ تھی اور شریف بننے والی لڑکیوں سے تو خصوصی چڑ تھی۔

"چلو کوئی بات نہیں،،اب سن لو،،ادھر آؤ،،،"

وہ لوگ واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے گئے اور انہیں اپنے سامنے کھڑا کیا وہ مجرموں کی طرح سر جھکائے ان کے سامنے کھڑی تھیں۔سب کی نظریں انہیں پر تھیں۔ایحان بھی فون جیب میں ڈالتا انکی جانب متوجہ ہوا۔

ان میں وہ دونوں ہی عام سے سانولے رنگ کی لڑکیاں تھیں۔حلیے بھی عجیب تھے ان میں ایسا کچھ خاص نہیں تھا کہ کوئی انکی جانب متوجہ ہوتا۔۔

"ممم اے اسکارف والی لڑکی،،، چلو تم ہمارے بگ برادر کو ڈیٹ کے لیے کنوینس کرو،،،"

ضیاء نے جان بوجھ کر ایحان کی طرف اشارہ کرتے کہا تو ایحان نے اسے غصے سے گھورا پر منہ سے ایک لفظ نہ بولا۔

"میں،،،،"

ریم کے چہرے کی ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔اس نے ایک نظر سامنے بیٹھے ایحان کو دیکھا۔بلیک پینٹ اور بلیک شرٹ میں بالوں کی پیچھے کی طوف چھوٹی سی پونی بنائے۔سرخ و سفید رنگ۔۔۔اس پر تضاد اسکی گہری سیاہ آنکھیں۔ پونی سے دو تین لٹ نکل کر چہرے پر سلامی پیش کر رہی تھیں۔ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ شخص اب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ریم کو اسکی سخت نظروں سے وحشت ہونے لگی۔ایسا پہلی بار نہیں تھا۔یہ ٹاسک وہ بہت ساری لڑکیوں کو دے چکے تھے اور ہر لڑکی ذلیل ہو کر جاتی تھی۔نجانے یہ ان کی کیسی سائیکی تھی پر دوسروں کی تذلیل کر کے ایک الگ سرور حاصل ہوتا تھا۔ریم کو اپنی جگہ جمے دیکھ کر اب ان میں کھڑی ایک لڑکی غصے سے بولی۔

جلدی کرو آنٹی،،،"اس کے حلیے پر چوٹ کی۔"

یہ بھولی شکل مت بناؤ جب تک ٹاسک پورا نہیں کرو گی اندر نہیں"

"جا سکتی،،،

ضیاء کڑک لہجے میں بولا۔ریم بری طرح اپنے ہونٹ آپس میں مسلنے لگی۔

اب کے ایحان بھی اسی کی طرف متوجہ تھااور اسے ہی غور سے دیکھ رہا تھا۔

ریم نے بامشکل قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ پاس کھڑ کی لڑکی نے ٹانگ اڑائی اور نتیجتاًوہ منہ کے بل ایحان ہر گری۔۔۔سب کا اندازہ تھا کہ ایحان اس کے منہ پر تھپڑ مارے گا پر اس بار ریم نے بازی مار لی تھی۔۔وہاں لوگ پہلے ہی جمع تھے ریم کے گرنے پر زوردار ہوٹنگ ہوئی کہ وہ جو ایحان کے سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے خود کو بچائے ہوئے تھی بے بسی اور غصے سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولی تو ایحان اسے ہی غصے سے گھور رہا تھا پر ریم کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نے پورے مجموعے سمیت ایحان کو بھی جھٹکا دیا تھا۔وہ اس کے اوپر ہی جھکی کانپتے لہجے میں بولی۔

"سس،،سوری بھائی،،،میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا،،،"

****

آنچل میں ہاتھ گرائے وہ اپنی نرم پھول سی ہتھیلی کو اپنے ایک دوسرے ہاتھ کے انگھوٹے کو رگڑ رہی تھی۔ ریشم سے ملائم سنہری پال پشت پر آبشار کی طرح بکھرے تھے جس میں سے چند لٹیں چہرے پر جھول رہی تھی یوں معلوم ہوتا تھا چاند بادلوں کے ساتھ اٹکلیاں کر رہا ہو۔۔

گھنیری پلکیں گلاب سے گالوں پر سایہ فگن تھیں دانت سے نچلے ہونٹ کو بری دباتی وہ گہری سوچ میں تھی جب اچانک کسی نے دروازہ دھڑ دھڑایا۔ وہ یک دم چونک کر اچھل پڑی کے آنکھیں بے اختیار اوپر اٹھیں اور ان میں پھیلتا خوف یوں معلوم ہوتا تھا جیسے روشن دیے کی لو تیز ھواء سے پھڑ پھڑا رہی ہو۔ اپنی جگہ سے کھڑے وہ دیوار سے جا لگی۔ بے اختیار نظر اپنے داہنے ہاتھ پر پڑی جس پر اب بھی اس زخم کا نشان تھا جو پچھلے ہفتے اسے اپنے حسن کے خراج میں ملا تھا۔ تھوک نگلتے اس نے اپنے قدم دروازے کے جانب بڑھائے۔ ٹانگیں لرزنے لگی تھیں۔

کچھ لمحے گزرے تو دروازے کی دستک رک گئی۔اینارہ نے دونوں ہاتھ دروازے پر ٹکائے اور اس چھوٹے سے سراخ سے باہر جھانکا تو یہ دیکھ اعصاب ڈھیلے ہو گئے کہ باہر کوئی نہیں تھا اس نے بے اختیار وہیں ماتھا ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

کئی آنسو ایک ساتھ آنکھ سے باہر نکل گئے۔۔دھڑکن سست پڑنے لگی جب کچھ غیر معمولی محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھولیں اور دروازے کے عین سامنے اسی سوراخ میں جھانکتی ایک آنکھ کو اتنا قریب دیکھ زوردار چیخ ماری اور خوف سے اوندھے منہ گری۔

اچانک منہ پر دونوں ہاتھ جمائے وہ رینگتے ہوئے پیچھے ہونے لگی جب باہر سے بے ڈھنگے قہقہ کی آواز سنائی دی۔

"اینارہ بے بی،،دروازہ کھولو نہ،،،"

شراب کے نشے میں دھت کسی نئے شخص کی آواز۔۔

اس شخص کو بھی اسکا نام معلوم تھا پر کیسے ؟۔

جس جگہ وہ رہتی تھی وہاں عورتوں کی قیمتیں لگتی تھیں۔یہاں مردوں کا آنا اور عورتوں کو انکے نام سے پکارنا یا خود کوئی نام دے دینا کوئی بڑی بات نہیں تھی پر بانو بائی کی بیٹی زریمان نے اسے کوہِ نور کے ہیرے کی طرح سنبھال کر رکھا تھا۔کھوٹے پر آنے والے مرد تو دور عام عورتوں کی نظر نے بھی اسکے حسن کو نہیں دیکھا تھا۔لیکن پھر بھی ہر دوسرے دن کوئی مرد اسکے نام کو پکارتے اسکے دروازے کو پیٹتا تھا۔خوف کی بات یہ تھی کہ وہ کوٹھے کے سب سے سنسان حصے میں رہتی تھی۔یہ کوٹھا ایک رنگین چوبارا تھا جہاں مرغیوں کے ڈربوں کی طرح بے شمار کمرے اور کمروں میں رہنے والی بے شمار رنگین تتلیاں تھیں لیکن اس کا کمرہ کچن کے پاس سب سے اکیلا تھا کہ اس کمرے کا رنگینی یا روشنی کا دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔

"اے کون ہے تو اور یہاں کیا کر رہا ہے،،،"

زریمان کی آواز سن اینارہ فورا کھڑی ہوئی۔دل نے حوصلہ پکڑا تھا۔

"دوبارہ یہاں دکھا نہ تو بتاؤں گی چل جا یہاں سے،،،"

یقیناً زریمان اس آدمی کو بھگا رہی تھی۔کچھ لمحے بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی۔

"اینارہ دروازہ کھولو میری جان وہ چلا گیا،،،"

زریمان کی ہمدرد آواز۔اینارہ نے ایک جھٹکے میں دروازہ کھولا اور زریمان کے گلے لگ گئی۔

میرا بچہ،،،کچھ نہیں ہو رہا،،کوئی کچھ نہیں کرے گا میں ہوں نہ،،،"اس" نے اینارہ کی پیٹھ سہلاتے اسکے ہچکولے لیتے وجود کو سمیٹا۔۔

"اگر تم نہ آتی تو وہ مجھے پہلے والے کی طرح،،،"

ہچکیوں کے درمیان اسکی آواز دبنے لگی تھی۔زریمان نے اسے خود سے دور کیا اور بغور اسکا سرخ چہرہ دیکھا

تم جس جگہ رہتی ہو اینارہ تمہیں خود کو مضبوط کرنا چاہیے،،،یوں ڈر ڈر کر" "ایسے رہو گی تو مر جاؤ گی،،،

زریمان نے حقیقی آئینہ دکھایا۔

مجھے ماردیں وہ زیادہ بہتر ہے،،،مجھے یہاں سے باہر نکال دیں میں یہاں"
نہیں رہنا چاپتی پلیز،،میرا دم گھٹتا ہے اس جگہ یہاں کی غلیظ خوشبوؤں میں
بسی ھوائیں مجھے سانس نہیں لینے دیتی،،،یہاں کی رنگین روشیاں قبر کے سیاہ
اندھیرے سے بدتر ہے زریمان،،،میری آنکھوں کو چبھتی ہیں یہ
روشنیاں،،،خدا کے لیے مجھے یہاں سے بھگادو،،،"اینارہ روتے ہوئے زمین
پر بیٹھ گئی اور چہرہ ہاتھوں میں چھپالیا۔زریمان نے ایک سرد نظر اسکے روتے
وجود پر ڈالی اور قدم پیچھے لے لیے۔۔
باہر کی دنیا اس سے زیادہ خطرناک ہے اینارہ تم یہ بات مجھ سے بہتر جانتی"
ہو،،،یہاں تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ تمہیں اپنی حفاظت کس سے کرنی
ہے،،،باہر جس شرافت کی دنیا کو تم دیکھنا چاہتی ہو ناں،،،وہاں بھیڑیئے
محافظ کی کھال پہن کر ہمدرد بن کر کھال نوچ لیتے ہیں،،اور تم یہ بات بخوبی
"جانتی ہو۔۔
کہتے ساتھ وہ رکی نہیں تھی بلکہ باہر سے دروازہ لاک کر کے جاچکی تھی۔

"ہر کوئی میرے باپ جیسا نہیں ہوتا زریمان،،،"

وہ حلق کے بل چیخی تھی۔ لیکن اسکی آواز اسی کمرے میں اسکی طرح گھٹ چکی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد اسکے رونگٹے کھڑے ہونے لگے اور کمرے سے آگ سی تپش محسوس ہونے لگی۔

"یہ جہنم ہے،،، سنا تم نے زریمان جہنم سے بھی بدتر جگہ ہے،،، یہاں بچنے کی کوئی امید نہیں ہے یہاں کی آگ مجھے بھی جلا ڈالے گی،،،"

اپنے بالوں کو نوچتی وہ چیخنے لگی۔ زریمان یہاں اسکی ہمدرد تھی لیکن یہاں سے بھاگنے کے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ بھی وہی تھی۔

"میں ساری زندگی اس کمرے میں قید نہیں رہ سکتی امی،،، آپ کیوں مجھے یہاں چھوڑ گئی ہیں،،،"

نیم بے ہوشی میں جانے سے پہلے اسکی نظر اس ڈربے نما کمرے میں گھومی تھی جہاں وہ کئی سالوں سے قید تھی۔

****

"کیاہوازریمان سنبھال آئی اپنی چڑیاکو،،؟"

ایک ادھیڑ عمر عورت جسکانام ریشم تھاجوایک کونے میں بیٹھی وہاں کی آمدو رفت پر نظر رکھ رہی تھی زریمان کے بیٹھنے پر بولی۔۔

"میری چڑیاکچھ زیادہ ہی پھڑ پھڑانے لگی ہے،،،آزادی کی اڑان بھرنے کے لیے پر پھیلارہی ہے اسی لیے پنجرہ برا لگنے لگاہے،،،

زریمان نے ریشم کی جانب سے بڑھائے گئے پان کو منہ میں ڈالتے کہا۔

"تواڑنے دواس معصوم کو،،نہ تم اسے اڑنے دیتی ہو نہ تم اسے حلال کرنا چاہتی ہو،،ایسے ہی ضائع کروگی کیااسکی جوانی؟

اس بار ریشم کے سوال میں کچھ غصہ تھا۔

"میں نے اپنے فائدے اور سرداری کے لیے کیسے کیسے قدم اٹھائے ہیں تم جانتی ہو ریشم،،،کچھ چیزیں بنا نفع اور نقصان کے ہوتی ہیں اور بے حد ہوتی ہیں،،،"

زریمان کا انداز کافی گہرہ تھا۔

"اور وہ چیزیں کیا ہیں؟"

ریشم نے متجسس ہوتے پوچھا۔

"محبت اور نفرت،،،"

زریمان کا جواب اپنے آپ میں ایک پوشیدہ کہانی تھی جو اسکی آنکھوں میں عیاں تھی لیکن ریشم نے اس پر غور کرنے کی بجائے زوردار قہقہ لگایا جس پر زریمان اسے غصے سے گھورنے لگی۔

"تم بھی پاگل ہو زریمان،،، یہ محبت اور نفرت کا جذبہ ہمارے کسی کام کا نہیں،، یہاں صرف پیسہ چلتا ہے،،،

زریمان ریشم کی بات پر مسکرائی۔۔

"اپنا مطلب ہو تو زریمان پیسہ نہیں دیکھتی ریشم اور دوسری بات اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں بٹھالو اگر اینارہ کی طرف سے مجھے نقصان بھی ہوا تو سو جان سے قبول ہے،،،

چشمے کے پیچھے ریم کی سیاہ آنکھیں۔وہ ایحان کے بہت نزدیک تھی۔۔اس کی سچویشن کچھ یوں تھی کہ اس کا پورا وزن ایحان پر تھا۔۔جب تک ایحان یا کوئی دوسرا اس کو پیچھے سے سہارا نہ دیتا وہ سیدھی نہیں ہو سکتی تھی۔۔اپنی پلکون کو بار بار جھپکتے وہ امڈ آنے والے آنسوؤں کو بمشکل روک رہی تھی اس کے سانولے رنگ میں سرخی کی آمیزش گھلنے لگی تھی۔۔ سسکی کے احساس تلے اسے لگ رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ کے نیچے ایحان کا سینہ ں ہیں بلکہ جلتے انگارے ہوں۔۔۔

جبکہ اس کے لفظ بھائی ادا کرنے پر زور و شور سے ہوٹنگ ہو رہی تھی۔۔اب کے لوگ باقاعدہ بھائی بھائی کی آواز بلند کر رہے تھے اور ایحان کے تینوں دوست اور ان کی گرلفرینڈز منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھیں۔۔جیسے اس چیز کی توقع نہ ہو۔

وہ جو مستقل اٹھنے کی کوشش میں تھی ایک نظر اٹھا کر ایحان کو دیکھا تو ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ دوڑ گئی۔اس قدر سرد پن؟اس قدر وحشت اس شخص کی آنکھوں میں جیسے نظروں سے جلا ڈالے گا۔ جھٹکا تو اسے تب لگا جب ایحان نے ایک دم اس کی کلائی پکڑی اور جھٹکے سے اسے پیچھے کیا وہ بے اختیار لڑکھڑا کر پیچھے گرتی پر اس سے پہلے اس کی ساتھی لڑکی نے اسے تھام لیا

اپنی اوقات میں رہو لڑکی،،، تمہارا لیول ہے ایحان دلشیر جتنا؟ کہ تم اس" "سے کوئی بھی رشتہ منسوب کرو؟ایڈیٹ،،، سٹوپڈ، چیپ گرل،،،،

غصے سے پھنکارتے وہ ایک سخت نظر اس پر ڈال کر وہاں سے جانے لگا تھا۔۔ جب ریم کے جملے نے قدم جکڑے اسے ہر گز بھی توقع نہیں تھی کہ کوئی اس کے مقابل اتنا بول سکتا ہے اور شاید اس کو جواب دینے والی لڑکی بھی انجان تھی کہ وہ غلط جگہ اپنا آنچل پھنسا رہی ہے۔

عزت دینے کے لیے بھائی بولا تھا،،، پر کچھ لوگوں کو ناعزت راس آتی ہے نا" "کروانا پسند ہوتا ہے،،،،

اپنی ہتک اور اس قدر تزلیل اور کم مائیگی پر سب کو اپنے اوپر ہنستا ہوا دیکھ وہ برداشت نہیں کر سکی تھی جبھی غصے میں بول گئی۔۔ لیکن جتنے غصے سے ایحان اس کی جانب مڑا تھا وہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی

یو نو واٹ،،؟؟؟ تمہاری اوقات اتنی بھی نہیں کہ ایحان دلشیر تمہیں آنسر "کرے،،، تمہارے جیسی کئی میرے جوتوں کی خاک تلے پڑی ہیں،،،، "

پل بھر میں اسے ذلیل کر کے وہ وہاں سے جا چکا تھا جس جگہ وہ قدم رکھ رہا تھا لوگ خود ہی اس کے جانے کا راستہ چھوڑ رہے تھے۔۔۔

ریم پلیز چلو،،، "ریم کی آنکھوں سے آنسو گرتے دیکھ وہ ریم کا ہاتھ پکڑ کر " لوگوں کے درمیان سے نکلنے لگی جو تماشائی بنے اب تک ریم کو دیکھ رہے تھے۔

میں نے کہا تھا بابا سے مجھے بڑی یونیورسٹی میں نہیں پڑھنا میں پرائیوٹ پڑھ " لوں گی،،، یہاں پر کوئی خود میں خدا بنا بیٹھا ہے،،، یہ امیر اور تکبر میں چور "لوگ اپنے سے غریب لوگوں کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں،،،

وہ روتے ہوئے مستقل بول رہی تھی جب سمائرہ اس کے سامنے آئی۔

کم آن ریم یہ سب کامن ہے،،، نیو سٹوڈنٹس کے ساتھ خاص کر ایسی"
بدتمیزی کرتے ہیں،، یہ ریگنگ یہاں نہیں ہر جگہ کامن ہے یار،،، تم اس
بات کو دل پر مت لو آج جو یہ لوگ دیکھ رہے تھے کل انکو تمہاری شکل تک
"یاد نہیں ہو گی،،،

سمائرہ اس کی کالج فرینڈ تھی۔اسے ریم کو ڈیل کرنا آتا تھا جبھی محبت سے اس کو سمجھاتے وہ اندر لے گئی۔۔۔

****

"ہیے،، ایحان کہاں جا رہے ہو یار"

ضیاء, ملحق, حسن اور زین اس کو پارکنگ ایریا کی طرف بڑھتے دیکھ اس کے پاس آئے۔۔یہ چاروں ایحان کے دوست تھے۔

گھر جا رہا ہوں،،، "مختصر جواب دیتے وہ گاڑی میں بیٹھنے لگا جب ضیاء نے"
اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔۔۔

آئی ایم سوری ایحان،،، ساری میری غلطی ہے میری وجہ سے تمہارا موڈ" آف ہوا،،، بٹ آئی ڈڈنٹ ایکسپیکٹ کے وہ تمہیں بھائی بولے گی،،، میں نے سوچا ہمیشہ کی طرح وہ تمہاری پرسنلٹی پر فدا ہو جائے گی اور ہمیں خوار کرنے کے لیے ایک بکری مل جائے گی،،، "

ضیاء نے افسوس سے کہنے پر ایحان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"مجھے کسی کو خود پر فدا کروانے کا شوق نہیں ہے،،، مجھے کام ہے،،، ایحان" نے کہتے ساتھ وہ گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔

"کیا یار اس بہن جی کی وجہ سے سارے دن کی ایسی کی تیسی ہو گئی،،، !زین" ہاتھ پر ہاتھ مارتا افسوس سے بولا۔

****

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دینا باران،،، میں عالم سے بہت محبت کرتی ہوں اس پر جان قربان کر سکتی ہوں پر اسے کچھ ہونے نہیں دے سکتی مجھے جانا ہو گا،،،"

وہ روتے ہوئے الٹے قدم پلٹی اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"ایسا مت کرو مہر،،، پلیز رک جاؤ آئی ول فکس ایوری تھنگ ٹرسٹ می،،،"

وہ گاڑی کے پیچھے بھاگا تھا وہ کمزور سا لڑکا جو محض سولہ سال کا تھا وہ باران دلشیر ہی تھا۔ اسکی کمر لڑکیوں سی کمزور تھی قد میں لمبا رنگ کا سانولہ لڑکا جس کے چہرے سے مفلسی ٹپکتی تھی۔

"تم کچھ نہیں کر سکتے باران تمہارے پاس ایسا کچھ بھی نہیں کے تم میرے عالم کو بچا سکو،،، مجھے جانا ہو گا۔،،،"

مہر کے اشارے پر ڈرائیور گاڑی چلا چکا تھا جب کہ باران کا دل اچھل ک حلق میں آیا تھا۔ مہرا گر تم گئی تو وہ ویسے بھی مر جائیں گے خدا کے لیے ایسا مت کرو مہر،،، رک جاؤ،،،

گاڑی کے پیچھے ننگے پیر بھاگتا مستقل وہ مہر کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کی ٹانگوں کی رفتار مہر کی گاڑی کی رفتار کا مقابلہ نہ کر سکی وہ منہ کے بل اوندھا زمین پر گرا زمین پر شاید کوئی نوکدار کانٹا تھا جو اسکی گردن کے نیچے

گہرا کٹ لگا گیا۔خون بھل بھل کے ابلنے لگا تھا جب محلے کے ایک بزرگ نے اسے زمین سے اٹھایا۔محلے میں لوگ جمع تھے اور اسی کو دیکھ رہے تھے سب سب اس کی کہانی سے ناواقف تھے لیکن سارے ہی جانتے تھے کہ باران دلشیر ایک صالح اور نیک لڑکا ہے۔محلے کی ہر آنکھ سے اس کی حالت پر افسوس کیا تھا اگر یہاں کوئی باران دلشیر کے اندرونی معاملات جانتا تھا تو وہ چچا فرید تھے جنہوں نے باران کو سہارا دے کر اٹھایا تھا۔۔

"اس کو جانا تھا باران وہ چلی گئی،،،"

چچا فرید نے غصے سے کہا۔

اس کو جانا نہیں تھا چچا،،،وہ لوگ اسے مجھ سے چھین کر لے گئے،،،وہ"

"باران دلشیر کو بہت کمزور سمجھتے ہیں پر میں اتنا کمزور نہیں ہوں،،،

باران چیخ کر کہتا وہاں سے جانے لگا تھا جب چچا فرید نے اس کا بازو کھینچا اور اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے گھر میں لے گئے۔

تم خود بخوبی جانتے ہو،،، باران کے تم کمزور نہیں بہت زیادہ کمزور ہو،،،اور "
وہ اپنی مرضی سے گئی ہے،،، کوئی عورت کسی قیمت پر اپنا آپ کسی کے سپرد
نہیں کرتی جب تک وہ خود نہ چاہے،،، باران پھر چاہے وہ کسی کی محبت میں
"قربان کیوں نہ ہو،،،

باہر شور کی آواز سنتے اندر لیٹا باران کا باپ باہر آیا تھا جن کے چہرے پر رقم ازیت کی انتہا نے باران کے دل کو کچوکے لگائے تھے۔

مہر ایسی نہیں تھی،،، باران سچ کہہ رہا ہے مہر ایسی نہیں تھی،،،ان کی طاقت "
کے آگے مجبور ہو گئی،،،! انہوں نے بہتے آں سوؤں سے باران کی تائید کی تو
باران کی آنکھیں چھلک پڑی۔

بابا مجھے پلیز جانے دیں،،، مجھے مہر کو واپس لانا ہے پلیز،،، " باران اب کی بار "
ان کے آگے گڑگڑانے لگا تھا۔

باران ان کے پاس وہ طاقت ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے،،، میرے بچے "
"پیچھے ہٹ جاؤ صبر کر لو،،،

اس کا چچا بے بسی سے بولتا کمرے میں بند ہو گیا اور باران وہاں ہتھر بنارہ گیا۔ پر وہ رکا نہیں تھا وہ رات کے اندھیرے میں گیا تھا پر اسے علم نہیں تھا کہ جب وہ لوٹے گا تو اپنا سب کچھ کھو دے گا۔اپنی بربادی کی رقم کی گئی تحریر باران دلشیر کو وہ موت دے گی جو شاید ہی کسی نے تصور کی ہو۔

ہلکے ہلکے سے زمین پر لوٹتے وہ آگے بڑھا تھا جب پیچھے سے ایک جلتا شعلہ اس کے وجود میں داخل ہوا اور اس کی کھال کو چیرتا ہوا باہر نکل گیا۔وہ ایک دم اس جگہ پر ہاتھ رکھتے پیچھے گرا۔

کون ہے وہاں،،،؟اے باہر آؤ،،،"گارڈ چلا رہے تھے ان کے خود سے وہ" پہلے کمرے میں موجود کھڑکی سے اندر کود گیا پر اندر کا منظر وہ شعلہ تھا جس نے باران دلشیر کے پورے وجود کو خاک کر ڈالا تھا وہ ازیت برداشت نہیں کر سکا تھا وہیں آنکھیں بند ہوئی تھیں۔آنکھیں بند ہوتے وقت اس کے دماغ میں تصور تھا کہ اس سے برا کچھ نہیں ہو سکتا پر وہ کہاں جانتا تھا اس سے کہیں زیادہ برا ہونا اس کی تقدیر میں لکھا جا چکا تھا۔

اسے نہیں معلوم تھا وہ واپس گھر کیسے لوٹا۔؟ کون اسے کوڑے کی طرح یہاں پھینک کر گیا لیکن آنکھیں کھلنا زندگی پر ایک نیا محال تھا۔ دس سالہ ایحان اس کے پاس آیا تھا اور اس کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔ باران دلشیر جو پہلے ہی بے سدھ چھت کو گھور رہا تھا ایحان کے اپنے پاس لیٹنے پر بھی کوئی حرکت نہ ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے ایحان نے جو بم اس کی سماعت میں پھوڑے وہ باران دلشیر کی رہی صحیح ہمت توڑ گئے۔

بابا کل ایسے ہی لیٹے تھے،،، بول رہے تھے باران کو بولنا کبھی دولت کی" خواہش نہ کرے،، اور کہہ رہے تھے باران کو بوں ا اس کا باپ اس فقیری میں خوشی خوشی دنیا سے گیا ہے وہ بھی خود پر دولت اور حرام کا بوجھ نہ لے،،،"

ایحان کا بھرایا ہوا لہجہ وہ بچہ کہیں سے بھی دس سال کا نہیں لگ رہا تھا جبکہ باران کی سوئی تو وہیں اٹک گئی تھی جب ایحان کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے "خوشی خوشی دنیا سے چلا گیا۔،،" وہ جھٹکا کھا کر کھڑا ہوا۔۔

"بب،،، بابا کہاں ہیں،،،؟"

اس کا دل ڈگمگایا تھا۔

"آپ دو دن بے ہوش رہے تھے،،، چچا فرید نے دفنا،،،"

اتنا ہی کہتے ایحان اس کے سینے سے چمٹ گیا تھا جب کی باران کو یوں لگا تھا جیسے اس کے جسم سے روح کھینچ لی گئی ہو۔

بابا،،، بابا،،، "بابا،،،،،،،،،"

وہ نیند میں بری طرح ہانپ رہا تھا۔ جیسے میلوں کی مسافت بھاگ کر طے کر آیا ہو۔اس کی ایڑھیاں بیڈ پر بری طرح رگڑی جا رہی تھی جب اچانک ایک چیخ کے ساتھ وہ بیڈ پر اٹھ اٹھ بیٹھا۔ گھبراہٹ اس قدر تھی کہ باران سے سانس لینے کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔ہاتھ بڑھا کر اے سی کی کولنگ جتنی بڑھ سکتی تھی بڑھادی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھا پانی کا جگ اپنے سر پر ڈال لیا پر کسی طور سکون میسر نہ آیا تو اپنا گاون اتار کر بیڈ پر اچھالا اور کمرے

میں چکر کاٹنے لگا۔سینے میں جلن ہو رہی تھی۔جب کسی خیال کے تحت اس نے فون اٹھایا اور ایحان کا نمبر ڈائل کیا۔

****

سلگتی سگریٹ لبوں میں دبائے اس نے گہرا کش لیا اور چھوٹے سے تولیے سے اپنا سینہ اور بازو صاف کرتے تولیہ ٹاول ایک جانب اچھالا۔۔ہر طرف سناٹا تھا اس وقت اس کے گھر کے ٹاپ فلور سے آس پاس کا تمام حصہ نظر آرہا تھا جو اندھیرے میں ڈوبا تھا سوائے اس کے اس ہال کے جس کو جم کی شکل دی گئی تھی۔۔۔۔یہاں باڈی بلڈنگ ٹریننگ کی ہر ایک مہنگی مشین موجود تھی۔رات کے چار بجے وہ اپنے وجود کو تھکا رہا تھا تاکہ یہ تھکن دماغ پر حاوی ہو جائے اور اس کا ذہن کچھ دیر کے لیے سو سکے۔اسے سلیپنگ پلز لینے کی عادت نہیں تھی کیونکہ یہ نسخہ بھی اس کے سکون کے لیے فیل ہو چکا تھا۔وہ ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن کے پیچھے

رکھے تواس کے جسم کے کٹس کھل کر نمایاں ہوئے۔وہ کسی ہالی وڈڈ فلم کے ہیرو جیسی باڈی کامالک تھا۔اس کا پیٹ سینہ اور بازو زیادہ کسرت کرنے کی تھے۔عام طور سے جو بال پونی میں مقید رہتے تھے وہ وجہ سے سخت ہو چکے اس وقت کھلے ہوئے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اور کچھ چہرے پر چپکے ہوئے تھے۔۔ سفید رنگ میں بے پناہ سرخی گھلی تھی وہ رنگ وروپ میں اپنی ماں کاپرتو تھا۔خون اس کی رگوں میں بھی باران کا ہی تھا لیکن رنگ و روپ میں وہ کہیں سے بھی باران کا بھائی نہیں لگتا تھا۔ایسا نہیں تھا کہ باران حسین نہیں تھا اگر وہ اور باران ایک ساتھ کھڑے ہوتے تو یقینا لوگ باران کی پرسنالٹی سے ہی متاثر ہوتے لیکن باران سانولے رنگ کامالک تھا اور وہ یوں مانی دیوتاؤں سا حسن رکھتا تھا۔

تولیے سے پوچھنے کے باوجود پسینے کے قطرے اس کے سینے سے پھسل رہے تھے اگر اس وقت کوئی لڑکی اسے اس حال میں دیکھتی تو ضرور اپنا آپ اس پر وار دیتی اس پر تضاد اس کا سگریٹ لبوں میں دبانا۔۔

منہ کھولو ایحان اگر ایسے پریشان کرو گے تو طبیعت اور خراب ہو جائے "
گی،،، "سگریٹ کا دھواں ھواء کے سپرد کرتے اس کی سوچوں کی ڈوریاں
بہت پیچھے چلی گئی تھیں۔

"مجھے نہیں کھانا یہ دوا کڑوی ہے،،،"

وہ منہ بناتے بولا تھا۔

اب تم بڑے ہو گئے ہو،،، اکیلے بھی رہنا پڑ سکتا ہے اس طرح کرو گے تو"
"کیسے گزارا چلے گا،،، کھولو منہ،،،

زبردستی اس کے منہ میں دوا ڈالتے وہ چیخی تھی۔ایحان نے جلتی سیگریٹ
اپنی انگلی میں مسلی کہ اس کے شعلے اب اس کی نظروں کو چبھ رہے تھے۔وہ
آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

"تم بڑے ہو گئے تھے ایحان،،، "

اسے اپنے کانوں میں بہت قریب سے وہی آواز سنائی دی۔

"پر ایلف تو بچی تھی نہ،،،"

وہ آنکھیں کھولتے چیخا۔۔۔لیکن پھر احساس ہوا وہ اکیلا تھا اس کے پاس کوئی نہیں تھا۔دانت بھینچتے اس نے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے تو انگلی پر جلن کا احساس ہوا جو سگریٹ کی وجہ سے جلی تھی۔

"کاش اس دن دوا کی جگہ زہر پلا تیں تو شاید اپنا قتل آپ پر معاف کر دیتا،،،"

اسے آج بھی یاد تھا وہ آدمی جوان کی ہستی بستی زندگی کو اجاڑ چکا تھا۔وہ چھوٹا سا آنگن اس میں لگا چیکو کا درخت اور اس پر باران اور ایحان کی ننھی سی گڑیا ایلف دلشیر کے لیے باندھا گیا جھولا۔

وہ وقت بھی اسے یاد تھا جب اس کے بابا کی نوکری نہیں تھی تو درخت سے چیکو توڑ کر اس سے روٹی کھلائی تھی۔وہ چیکو کس قدر میٹھے تھے وہ نوالے کس قدر لزیز تھے۔

اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جب اسی لمحے اس کا فون رنگ ہوا۔نمبر دیکھ ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔

"بولیں،،،"

دوسری رنگ پر فون اٹھاتے سرد لہجے میں کہا۔۔۔

"تم اتنی رات کو جاگ رہے ہو،،،؟"

باران کو اس کے فورا فون اٹھانے پر حیرت ہوئی اور ساتھ ہی غصہ بھی آیا۔۔

"یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے آپ نے،،،،؟"

اسے باران کے سوال سے سخت جھنجھلاہٹ ہوئی تھی۔ جبکہ باران کو اندازہ تھا وہ کچھ ایسا ہی جواب دے گا۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے ایحان،،،؟"

اب کے باران نے رعب سے کہا تو ایحان طنزیہ مسکرایا۔ یہی تو کرتا آیا تھا باران بچپن سے صرف دھونس جمانا۔۔۔

زندگی کے کڑوے اور بدنما راز جب کسی چھوٹے معصوم بچے پر دس سال کی عمر میں آشکار ہو جائیں نہ تو نیند صرف موت کی صورت آتی ہے؟ کیا آپ

"مجھے وہ نیند دے سکتے ہیں،،،؟

وہ ازیت کی انتہا پر تھا تو کیسے میٹھا بولتا۔

"بکواس بند کرو ایحان،،،"

باران کا دل اس کی بات پر کٹا تھا اسی لئے دانت پیس کر غرایا۔۔دو ہی لوگ تو تھے اس کی زندگی میں اس کے زندہ رہنے کا مقصد۔ایک ایحان اور دوسری ایلف۔۔

میرے پاس وقت نہیں ہے آپ کو کوئی کام ہے تو بولیں ورنہ میں رکھتا" ہوں،،،"اپنے خول میں سمٹتے وہ دوٹوک بولا تو باران پل بھر کے لیے ٹھہر گیا۔

وہ ایسا کب ہوا تھا سفاک اور اتنا ویران؟؟؟؟شاید باران یہ بھول گیا تھا کے بچوں کو پرورش کے درمیان پیسوں کی نہیں محبت اور توجہ کی ضرورت ہوتی اور جب باران کو اس بات کا خیال آیا تھا تو بچپن نکل چکا تھا۔۔وہ پیسوں سے اپنی اور ان کی زندگی کی وہ خلاء نہیں بھر سکتا تھا جو وقت کے ساتھ مزید بڑھتی جا رہی تھی۔

میرا دل گھبرا رہا تھا ایحان،،، مجھے لگا تم سے بات نہیں کر و نگا تو مر جاؤں"

"گا،،،

باران دلشیر بے بس ہوا تھا۔ایحان کی فون پر پکڑ مضبوط ہوئی۔وہ باران سے پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا وہ باران کے پاس آ جائے؟وہ باران کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ بھی گھبرا رہا ہے۔وہ آج بھی بچپن کی طرح تنہائی سے بھاگتا ہے وہ ایک بار کہہ دینا چاہتا تھا پر وہ ایحان دلشیر تھا جس نے پندرہ سال کی عمر سے اپنے دل کو ایک پتھر کر لیا تھا اسے ڈر تھا کہیں آج وہ پتھر چٹخ نہ جائے جبھی ہاتھ میں پکڑا فون زور سے زمین پر مارا۔

اور دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو ہاتھ میں جکڑا۔

نو،،، ناٹ آگین ایحان،،، نو،، نو،، نو،، "خود کو تنبیہہ کرتے وہ اس حصے " سے باہر نکل گیا۔اپنے کمرے میں آ کر واشروم میں داخل ہوا اور باتھ ٹب کو ٹھنڈے پانی سے بھرنے لگا۔

جب باتھ ٹب بھر گیا تو اس میں لیٹتے آنکھیں موند لیں۔۔

"سس سوری بھائی میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا،،، "

اچانک زہن میں خود بخود جھماکا ہوا۔ایحان نے فورا اپنی آنکھیں کھولیں۔

اس وقت اس لڑکی کا تصور دماغ میں کیوں آیا تھا؟ جبکہ اس کے زہن میں تو دور دور تک ریم کا کوئی خیال نہیں تھا۔اب جب زہن اس کی طرف آگیا تھا تو خود سے انجان وہ اس کے متعلق سوچ رہا تھا۔اس کا حلیہ۔۔اس کا چشمہ اس کی آنکھیں اور ہونٹ مسلنا۔ایحان نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا تو اسے ریم کے ہاتھوں کا بوجھ اپنے سینے پر محسوس ہوا۔۔

ایڈیٹ،،، "غصے سے زہن جھٹک کر اس نے آنکھیں واپس بند کی لیکن یہ " اس کی خام خیالی تھی کہ وہ زہن دوسری جانب موڑ سکتا ہے جبکہ اب تو زہن میں اس کا پلکیں جھپکنا آنکھیں میچنا منہ بنانا گھوم رہا تھا۔۔

عزت دینے کے لیے بھائی کہا پر سب کو ناعزت راس آتی ہے ناہر کوئی"

"عزت کروانا پسند کرتا ہے،،،

ریم کا دوسرا جملہ سماعت میں ٹکرایا تو ایحان نے جبڑے بھینچ لیے۔

بد تمیز لڑکی،،،"منہ میں بڑبڑایا۔اگر وہ خود پر غور کرتا تو احساس ہوتا کہ اس" نے اپنے تعین ریم کو بہت عزت سے نواز دیا تھا ورنہ اکثر وہ لڑکیوں کو بہت گندے ناموں سے نوازتا تھا۔۔

****

"میں سمجھی تھی تم نے نوکری چھوڑ دی،،،"

اپنے ڈپارٹمنٹ میں جونہی قدم رکھا زرمش نے پہلی بات یہی سنی۔۔۔

ہاں میں یہی سمجھی تھی پر جو عورت میرے گھر پر رہتی ہے نہ وہ میری"

"طوائف ماں سے بھی بدتر ہے،،،

نخوت سے سر جھٹکتے غصے سے کہا۔اسکے جواب پر وہاں کھڑی دوسری لڑکیاں اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔

"یہ غصے میں ہے کچھ بھی بولتی ہے تم لوگ جاؤ یہاں سے کام کرو اپنا،،،"

اسماء نے سب کو وہاں سے باہر بھیجا۔وہ زرمش کی بیسٹ فرینڈ تھی اور زرمش کی زندگی کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی۔

کیا تم پاگل ہو زرمش،،، کون اپنی ماں کو اس طرح طوائف بولتا ہے وہ بھی"

"سر بازار سب کے سامنے،،؟

اسماء غصے سے بولی۔

"طوائف کو طوائف نہ بولوں تو کیا بولوں،،،"

انداز حد درجہ حقیر اور نفرت انگیز تھا البتہ سکے چہرے کے نقوش بالکل نارمل تھے۔۔۔(اور پھر کبھی یوں ہوتا ہے کہ انسان کے حقارت میں ڈوبے کچھ سخت الفاظ اس تک واپس لوٹا دیئے جاتے ہیں وہ بھی سود سمیت)

وہ تمہاری ماں تھی زرمش،،،ان کی نہیں تو اپنی عزت کا خیال کر لو کے" لوگ تمھارے ہی منہ سے سچ سننے کے بعد تمہارے متعلق کیا سوچیں گے،،،

اسماء کو اسکی عزت کی فکر تھی۔۔

ماں تھی پر ماں سے پہلے طوائف تھی،،،اور طوائف ہمیشہ طوائف ہی رہتی ہے اسماء کبھی ماں بہن یا بیوی نہیں بن سکتی،،،،

اسکے الفاظ کے نیزے اس قدر نوکدار تھے کہ اسماء کو دل چھلنی ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ زرمش نے آنکھ سے نکلنے والا واحد آنسو جھٹکا۔

تم شادی کرلو زرمش مجھے یقین ہے تمہاری زندگی شادی کے بعد اچھی ہو گی،،، اچھی نہیں شاید بہت زیادہ اچھی،،، شادی کے بعد ہی تمہیں تمہاری "سوتیلی ماں سے چھٹکارا مل سکتا ہے،،،

اسماء نے موضوع بدلتے اپنا سامان ایک جگہ رکھا اور انگلی پر موٹا کپڑہ لپیٹنے لگی۔

زرمش اسماء ایک ہی محلے میں رہتی تھیں۔ دونوں ہم عمر تھی اور ایک گارمنٹس فیکٹری میں مشین آپریٹر کی جاب کرتی تھی۔ سولہ سال کی عمر سے ہی اس فیکٹریوں کے دھکے کھاتے دونوں کے انداز و مزاج سے نزاکت ہی ختم ہو گئی تھی۔ باہر نکل کر اندازہ ہوا تھا کہ فیکٹری لائن اور شرافت کا دور دور تک کوئی سروکار نہیں۔ یہاں کام کرنے والا ہر مرد اور عورت اس جانور کی طرح ہیں جو آپکی معصومیت کا فائدہ اٹھا کر چیونٹی کی طرح مسل دینگے اسلیے اب انکے بول چال اور انداز و اطوار میں مردوں جیسی سختی تھی اس کا فائدہ تھا

کہ کوئی غلط ارادے سے انکے قریب نہ بھٹکتا تھا۔کافی لوگ انکو بد تمیز کہتے تھے اور ان سے خائف رہتے تھے اور کافی لوگ متاثر بھی ہوتے تھے۔متاثر ہونے والوں کی تعداد آٹے میں نمک برابر تھی۔منہ پر گالی تو نوکری کے پہلے ہفتے ہی چڑھ گئی تھی اور عام بات تھی۔

اسماء اگرچہ زرمش جتنی حسین نہیں تھی لیکن پرکشش تھی۔۔

"میں جانتی ہوں کہ عورت جتنی بھی سخت ہو جائے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے،،میں شادی سے انکاری نہیں،،،اور جس گھر میں رہتی ہوں کہنے کو محفوظ ہے پر وہاں بھی فراز جیسا وحشی بیٹھا ہے،،، جسکی منہ اور آنکھوں سے ٹپکتی حوس میں روز دیکھتی ہوں،،،میں نے اتنی زندگی میں صرف اتنا جانا ہے اسماء کے جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے،،اگر میری ماں مجھے ساتھ لے کر بھاگتی تو شاید آج میں لوگوں کے بستر،،،،،!

وہ کہتے کہتے رک گئی۔

"زرمش تم حد کراس کر رہی ہو،،،،"

اسماء سچ میں سٹپٹا گئی تھی۔

تمہیں سن کے اتنا برا لگتا ہے تو سوچو میں تو اس درد کو محسوس کرتی آئی"

ہوں،،، یہ سوچ کتنی ازیت ناک ہے کہ میری ماں ایک بازاری عورت تھی،،،، جب میں بہت چھوٹی تھی نہ تب سے سنتی آرہی ہوں کہ میری ماں

"ٹکے ٹکے،،،،

آنسو کی ایک سیدھی قطار اسکے بے تاثر چہرے پر رینگنے لگی۔

"تمہیں یہ سب شبانہ کہتی ہے،،،،؟"

اسماء نے افسوس سے پوچھا اسے معلوم تھا شبانہ گری ہوئی عورت ہے پر اس قدر۔۔۔؟

اممم ہنہہ،،، صرف شبانہ نہیں اسماء،،، ہر وہ شخص جو میری حقیقت جانتا " ہے،،، کوئی زبان سے کہتا ہے تو کوئی نظروں سے،،، کبھی تم نے کسی کی بولتی نظریں پڑھی ہیں،،؟ جب کوئی سر تا پیر آپ کو دیکھے اور آپ کے وجود کی قیمت سوچنے لگے؟،،،،"

بس کر دو زرمش پلیز،،، میں سمجھتی ہوں تمہیں،،، سب ٹھیک ہو جائے گا،،، دیکھنا تمہارا شوہر تمہارے سارے درد دور کر دے گا،،، "وہ زرمش کو گلے لگاتے تسلی دی۔۔

"اگر شوہر نے بھی قریب آنے سے پہلے قیمت پوچھ لی تو،،،"

سوال اس قدر تلخ تھا کہ اسماء نے مجبور ہو کر اسکے منہ پر تھپڑ مار دیا۔۔اکثر وہ ایسے ہی تلخ ہوتی تھی کہ ساری حدیں توڑ دیتی تھی۔

"تم بہت بکواس کرتی ہو،،، ایسا کچھ نہیں ہو گا،،، تمہاری ماں جو بھی تھی جیسی بھی تھی پر تم ویسی ہر گز نہیں ہو،،، اور یہ بات سب جانتے ہیں خود تمہاری،،،

"شبانہ بھی،،،"

زرمش نے اسکے تھپڑ کا جواب نہی دیا بس خاموشی سے اس کی بات بیچ میں اچکتی دوپٹہ اوڑھتے باہر نکل گئی۔اسماء بھی اسکے برابر والی مشین پر بیٹھ گئی۔

"زرمش،،،،"

اسماء نے مصروف انداز میں پکارا۔

"نصیحت اور لیکچر کے علاوہ کچھ بولنا ہے تو بولو،،"

زرمش اپنے خول میں سمٹ چکی تھی۔ایک سخت پتھر جیسا خول۔۔

"تم نے شعیب کے بارے میں کیا سوچا وہ اب بھی تمہیں ہی گھور رہا ہے،،،"

اسماء کی بات پر زرمش کے ہاتھ دوپل کو رکے پھر واپس تیزی سے کام میں مصروف ہو گئے۔

"کیا سوچنا ہے؟ گھورنے دو،،،"

بے پرواہ انداز۔۔جو اسکی عادت میں شامل تھا۔وہ کسی کو اہمیت نہیں دیتی۔ اسکی زندگی میں تھوڑی بہت اہمیت صرف اسماء رکھتی تھی بس۔

"وہ تم سے محبت کرتا ہے،،، یک سال سے تمہارے پیچھے پڑا ہے،،، مجال ہے جو تمہارے علاوہ کسی اور کو دیکھا ہو،،، کماتا بھی اچھا ہے کوئی بہن بھائی بھی نہیں ہے،، خوش رہو گی،،، دونوں مل کر کمانا عیش کرنا،،

اسماء نے ہمدردانہ مشورہ دیا جس پر زرمش مشین روک کر اسکی جانب دیکھتے بھنویں اچکائی۔۔

"کیا ہوا؟ کچھ غلط تو نہیں کہا،،،"

زرمش کی گھوری پر سٹپٹاتے وہ کندھے اچکا گئی۔

"میں نے اپنی زندگی محرومیوں میں گزاری ہے اسماء،،، ایک طویل عرصہ یہ فیکٹری کی مشقت اور مردوں کی نظروں کو خود پر برداشت کیا ہے،،، میں اپنی آگے کی زندگی سے بہت اچھے کی امید رکھتی ہوں،،، جہاں کوئی محرومی نہ ہو،،، جہاں مجھے مزدوری نہ کرنی پڑے،،، میں راج کرنا چاہتی ہوں،،، کسی محل میں راج،،،"

جو وہ کہہ رہی تھی اسے ساتھ تصور بھی کر رہی تھی۔ وہ تصور اتنا حسین تھا کہ اسکے ہونٹ مسکرانے لگے تھے۔

"میں ایک امیر لڑکے سے شادی کرونگی اسماء،،،"

زرمش کا جواب بالکل غیر متوقع تھا۔۔۔

"تم نے کبھی مجھے نہیں بتایا کہ تمہاری خواہش کوئی امیر لڑکا ہے،،،زرمش تم غلط طرف جا رہی ہو،،،یہ امیروں کے دل بہت میلے ہوتے ہیں اور ہم ایک معمولی سی بستی میں رہتے ہیں وہاں مڈل کلاس لوگ پاؤں رکھنا توہین سمجھتے ہیں تو تمہیں کوئی امیر لڑکا کیوں ملے گا،،،"

حقیقت کا آئینہ بہت تلخ تھا جو اسماء کی طرف سے دکھایا گیا تھا۔

"تو کیا ہوا؟نصیب کی بات ہے اسماء ورنہ جھونپڑیوں میں رہنے والی لڑکیاں محلوں کی رانی بن جاتی ہیں اور اگر میں ایسا چاہتی ہوں تو اس میں کچھ غلط نہیں،،،یہ زندگی خود غرض ہے سب اپنے بارے میں سوچتے ہیں اور اب میں بھی صرف اپنے بارے میں سوچنا چاہتی ہوں،،،اور پلیز تم بار بار میرے سامنے شعیب کا حوالہ مت دیا کرو بے شک وہ جتنا محبت کرنے والا اور مخلص ہو پر میرے لیے اہمیت نہیں رکھتا،،،"

غصے سے کہتی وہ اپنے کام کی رفتار بڑھا چکی تھی۔اسماء کو اسکی سوچ پر افسوس ہوا تھا۔پر وہ سمجھ سکتی کہ جیسے حالات زرمش نے دیکھے تھے پھر کچھ بھی

سوچنا اسکے لیے معمولی تھا۔ایک تلخ مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر آئی۔۔کتنا مزاح خیز تھا کہ سوچنا بھی کہ کوئی محلوں میں رہنے والا شخص س گندی بستی میں آئے گا جہاں وہ رہتے تھے۔

بلیک ویگو دھواں اڑاتی گراؤنڈ میں رکی تو سب پلٹ کر اس گاڑی کی جانب دیکھنے لگے۔۔وہ گاڑی کس کی تھی وہاں کھڑا ہر اسٹوڈنٹ جانتا تھا۔زین اور ضیاء وہیں کھڑے تھے کالر درست کرتے وہ فخریہ اس گاڑی کی طرف بڑھے جب گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ اپنی ناک کو انگھوٹے سے رب کرتا گاڑی سے باہر نکلا اور گاڑی کی چابی زین کی جانب اچھالی۔

سفید شرٹ اور بلیو جینز پر براون برانڈڈ بوٹ پہنے بالوں کی ہاف پونی باندھے ہوئے تھا۔ گریبان کے اوپر کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔ جس سے اس کا

کسرتی سینہ نمایاں تھا۔گلے میں لٹکتی وائٹ گولڈ کی چین اور ہاتھ میں ویسا ہی بریسلیٹ پہنے کف کہنیوں تک فولڈ کیے۔

کف اوپر ہونے کی وجہ سے اس کے ہاتھ کی موٹی نسیں بہت نمایاں تھیں۔

آنکھوں پر ڈارک براؤن رے بین کے گلاسس لگائے وہ ایک مکمل بیڈ بوائے لگ رہا تھا۔ایسا نہیں تھا کہ اسٹائلنگ اور پیسوں کے لحاظ سے پوری یونی میں وہی مشہور تھا بلکہ اس کے لیول کے بہت سے گروپ تھے یونیورسٹی میں مگر وہ سب سے ہٹ کے مانا جاتا تھا اس کی وجہ اس کی بیزار اور لاپرواہ طبیعت تھی۔کافی سارے لوگ اسے آدم بیزار کہتے تھے۔۔کوئی شخص بھی ایسی چیز تلاش نہیں کر پایا تھا جس سے وہ ایحان دلشیر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر سکے۔۔۔۔

وہ حسین شہزادہ ہمیشہ سے ناخوش، سڑیل ہونے کی حد تک سنجیدہ مزاج تھا اور ہمیشہ ناخوش ہی رہنے والا تھا شاید۔

"ہائے،،،"

وہ جیب میں ہاتھ ڈالے ضیاء اور زین کے ساتھ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے کوریڈور سے گزر رہا تھا۔۔جب ایک لڑکی اس کے سامنے آئی۔ریشم سے سے ڈارک براؤن بال ایک کندھے پر ڈالے تھے لونگ بلیک اسکرٹ پر سفید شرٹ ایک ہاتھ میں گھڑی اور مختلف قسم کی انگھوٹیاں۔۔۔سرخ لپ اسٹک اسٹک سے مزین ہونٹ۔اگرچہ وہ ایحان نہ ہوتا اور کوئی دوسرا کمزور نفس کا مالک ہوتا تو ضرور اس پر پگھل جاتا۔۔۔۔

اس لڑکی کے سامنے آنے کی دیر تھی کہ ایحان نے ناگواری سے آنکھیں پھیریں۔۔۔یہ لڑکی مال و دولت میں ایحان دلشیر کی ٹکر کی تھی۔حسن میں بے مثال تھی۔کئی لڑکے اس کے پیچھے پاگل تھے پر ایحان دلشیر اس کی ضد تھا۔۔۔

"ایلف،،،راستے سے ہٹو"ایحان نے دانت پیستے کہا۔اپنا نام اس کے منہ سے سن ایلف دلکشی سے مسکرائی۔

"تمہارے منہ سے میرا نام کس قدر حسین لگتا ہے،،،ہے نہ گرلز،،،"

ایلف نے اپنے ساتھ کھڑی لڑکیوں سے تائید چاہی تو انہوں نے برابر سے اس کی بات کی تائید کی۔جب کہ ضیاء اور زین پر جوش انداز میں ایحان کو دیکھنے لگے جو ایلف کو ہی دیکھ رہا تھا۔وہ منتظر تھے ایحان کی طرف سے کسی تڑکتے پھڑکتے جواب کے۔

"یونو واٹ ایلف،،،مجھے بھی ایلف نام بہت پسند ہے،،،پر جانتی ہو ایلف نام ادا کرتے میرے ذہن میں بہت محبت کے ساتھ ایک لفظ آتا ہے،،،، "

ایحان نے آگے بڑھتے نرمی سے کہا۔۔۔ایحان کی باتیں سن ایلف کی باچھیں کھل اٹھیں وہ مسکرا کر ایحان کے مزید قریب ہوئی۔

"کونسا؟لفظ،،،؟"ایلف نے بے قراری سے پوچھا۔۔۔جب کے زین اور ضیاء کا منہ ایحان کی بات پر اترنے لگا تھا۔کیا انکار وڈ اور ڈیشنگ دوست بھی کسی لڑکی پر پھسل رہا تھا؟وہ بھی ایلف جیسی لڑکی پر؟؟؟جو بہت گھمنڈی اور مغرور تھی۔۔۔

ویسے بھائی آپس کی بات ہے،،،ایحان اپنی جیسی لڑکی ہی چن رہا ہے،،،"

"بدمزاج اور،،،،

زین ضیاء کی طرف جھک کر کہنے لگا لیکن بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ایحان نے اس کے پاؤں پر بری طرح ٹھوکر ماری۔

اوپس،،،،سوری یار،،،یہ تشدد ہم پر مت کیا کر،،،پتھر جیسے پاؤں ہیں"

"تیرے،،،،

اپنے پاؤں کو مسلتے زین نے دہائی دی پر وہ تو واپس ایلف کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

تم اپنے ٹٹپو نجیے دوستوں کو چھوڑو ایحان اور بتاؤ تمہارے دماغ میں کیا لفظ"

"آتا ہے مجھے دیکھ کر وہ بھی محبت بھرا،،،؟

سینے ہر ہاتھ باندھتے ایلف نے آئی برو اچکائی۔۔۔۔

"بہن جی،،،،،"

ایک آنکھ دباتے وہ ایلف کے تن بدن میں شعلے بھڑکا گیا۔ لیکن یہ جھوٹ نہیں بلکہ حقیقت تھی کہ ایلف نام سے اسے بہت محبت تھی لیکن اس محبت کی نسبت بہن تھی۔ بھلا وہ کیسے کسی ایلف نام کی لڑکی کی طرف کسی دوسری نسبت سے دیکھ سکتا تھا۔۔۔

ہمم،،، تمہیں بھی تو معمولی معمولی سی لڑکیاں بھیا کہتی ہیں،،، یو نو واٹ" ایحان دلشیر تم بھی اسی لائق ہو،،، بلڈی بھائی جان،،،، "اس سے پہلے ایحان راہداری عبور کرتا ایلف استہزایہ بولی تو ایحان کے چلتے پیر رکے۔۔۔ وہ جانتا تھا ہمیشہ اپنی منہ کی کھا کر وہ بگڑی نواب زادی ایسے ہی تلملا کر بکواس کرتی تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح بے نیاز ہوتا تھا لیکن اس بار اس کا جملہ ایحان دلشیر کو بری طرح چبھا تھا۔ کہ اس طنز کے پس منظر یاد آنے پر ایحان کے چہرے کے زاویے بری طرح بگڑے تھے۔۔ ایلف پیر پٹختی وہاں سے جا چکی تھی۔۔ جبکہ ایحان کا پھر سے موڈ بری طرح خراب ہوا تھا۔۔

یونو واٹ یہ سب تم دونوں کی احمق حرکات کی وجہ سے ہوا ہے،،،"غصے" سے زین اور ضیاء کو وارن کرتا وہ اپنی کلاس میں داخل ہو گیا۔

اس لڑکی کی وجہ سے کل سے ہمارے بڈی کا موڈ آف ہے،،،ایک بار وہ "بہن جی مل جائے تو ایسا مزہ چکھائیں گے یاد رکھے گی،،،

ضیاء غصے سے کہتا ایحان کے پیچھے کلاس روم میں داخل ہو گیا۔۔ جبکہ زین ہمیشہ کی طرح ہنستے ہوئے روم میں داخل ہو گیا اتنا تو وہ بھی ایحان کی فطرت سے واقف تھا کہ بظاہر وہ معاملہ کو جتنا بھی پر سکون لے لیکن اگر اندر سے بھڑک جائے تو جب تک بھڑکانے والے کو خاک نہ کر دے سکون سے نہیں بیٹھے گا۔ تو اس بہن جی کی تو واٹ لگنے والی تھی۔

****

خون کی چھینٹیں اسکے ہاتھ پر گرنے سے اس نے موبائل سے نظر ہٹا کر غصے سے اپنے آدمی کو دیکھا۔

سوری سر پر یہ بندہ کچھ نہیں اگل رہا،، اتنا مارا ہے لیکن بہت ڈھیٹ ہے،،"

"اب ادھ مرا ہو گیا ہے،،،

گارڈ نے پیچھے ہٹتے ڈرتے ہوئے بتایا۔

بہت ٹائم ویسٹ کیا ہے تم لوگوں نے میرا اور شرٹ بھی گندی کر دی،،""

سرسراتے سرد لہجے میں کہتے فون ٹیبل پر رکھتے اس نے آستین کے کف فولڈ کیے اور کرسی پر بیٹھے ادھ مرے شخص کا منہ دبوچا۔ جبکہ اس شخص نے نفرت سے اسے دیکھا۔۔

میں بہت شریف سمجھتا تھا باران دلشیر تمہیں،، پر تم ایک درندے ہو،،"

میں یہ بات سب کو بتا دوں گا،،،"خود میں ہمت مجتمع کرتے وہ غرایا۔

شریف تو میں واقعی ہوں یہ تم نے ٹھیک کہا،، لیکن صرف ان کے لیے جو" مجھے نہیں جانتے،، تمہیں کس نے اجازت دی تھی کہ تم مجھے جاننے کی کوشش کرو،؟؟ میری کھوج کرو،،،؟"اس کے منہ پر ایک زوردار مکا مارتے وہ چلایا۔۔ کرسی پر بیٹھے وجود کے ناک سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔

تم مجھے جان سے مار دو ورنہ میں تمہاری حقیقت سب کو بتا دونگا کہ باران"
دلشیر ایک عادی مجرم ہے،،،"وہ شخص نیم بے ہوشی میں بول رہا تھا۔۔
باران ہنسا جیسے اسکی بات نے بہت لطف دیا ہو۔۔
ڈاکٹر کو بلواؤ،،اس کا علاج کرواؤ یہ مرنا نہیں چاہیے،،لیکن یاد رہے کہ اسکے"
ہاتھ کچھ لکھنے کے قابل نہ رہے اور اسکا منہ کچھ بولنے کے،،،اسے معلوم پڑنا
چاہیے میرے معاملات میں بولنے کا انجام،،،!اس نے سفاکی سے کہتے
پاکٹ سے رومال نکال کر منہ صاف کیا اور بیسمنٹ سے باہر نکل گیا۔اسکا رخ
اب ایک مخصوص کمرے کی طرف تھا۔۔۔

****

"صاحب آپ کا جوس،،،،"

ایک نو عمر لڑکی جس نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا۔۔۔نوخیز جوانی کا دور
تھا۔۔اور اس کچی عمر میں ہی فورا اسے کسی بے درد شخص کی محبت نے چھوا
تھا۔

وہ ٹیبل پر اسکا اشارہ ملنے پر جوس رکھ چکی تھی لیکن اب بھی وہیں گم صم انداز میں اس روکھے شخص کو دیکھ رہی تھی جس کے صرف ظاہر سے واقف تھی۔۔۔۔

مقابل نے نظر اٹھا کر آبرو اچکائی۔۔۔

"اب تک یہی کھڑی ہو،،،؟ کوئی کام ہے،،،؟"

آرزک خانزادہ کی کرخت آواز پر اسکی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگی۔۔۔۔

وہ تقریبا ایک ماہ پہلے یہاں نوکری پر لگی تھی اور اس ایک مہینے میں اس نے یہی بات محسوس کی تھی کہ اس کا صاحب حسن پرست ہر گز نہیں ہے نہ ہی لڑکیوں میں دلچسپی رکھتا ہے۔۔۔۔

آ،،آپ سے کچھ بات کرنی ہے،،،"اس نے نظریں جھکائے ہچکچاہٹ " سے کہا۔

آرزک نے کمر کرسی کی پشت سے ٹکاتے سر تا پیر اس لڑکی کو بغور دیکھا۔

"بولو،،،،"

اجازت ملنے پر وہ لڑکی ایک مرتبہ پھر آرزک کو دیکھنے لگی۔۔۔اسکی آنکھوں میں رقم محبت کی تحریر آرزک کے لیے پڑھنا مشکل نہیں تھا۔۔۔پر دلوں سے کھیلنا اسکا پسندیدہ کھیل تھا۔۔۔ مسکراتے اسنے نظر اس لڑکی کے وجود سے ہٹالی اور منہ بائیں طرف کر کے بائیں انگوٹھے کو منہ میں دبایا۔وہ لڑکی تھوک نگلتے زمین پر بیٹھی۔۔۔اسکے بیٹھنے پر آرزک نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھالی۔

بلیو جینز پر سفید ہاف آستیں شرٹ اور ہاتھوں میں سلور رولیکس۔۔۔اسی ہاتھ میں وائٹ گولڈ کا چھلا اور گلے سے جھانکتی وائٹ گولڈ کی باریک چین۔۔۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہاری خاموشی کی زبان سمجھوں،،،جو بھی ضرورت ہے یا جتنے پیسے چاہیے چوکیدار کو بول دو،،،،

وہ کھڑا ہونے لگا تھا کہ وہ لڑکی ایک دم بول پڑی۔۔۔"

"پیسے نہیں چاہیں،،،، محبت چاہیے،،،،"

اسکی ہمت اور جرأت پر آرزک عش عش کر اٹھا۔

"میں،،،آپ سے محبت کرتی ہوں،،،"

بلآخر اس لڑکی نے وہ زہر اگل دیا جو اس کے وجود کو دھیرے دھیرے ختم کر رہا تھا۔۔۔۔

میری ایک بات غور سے سنو،،،آئندہ اگر تم مجھے اس گھر میں نظر آئی تو " دوبارہ دنیا میں کسی کو نظر نہیں آؤ گی،،،تمہارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے یہاں سے دفع ہو جاؤ،،،" دھاڑ کر کہتا اور پھر وہ رکا نہیں تھا۔اس لڑکی کے پیر پر اپنا جوتا رکھتے وہاں سے چلا گیا تھا کہ وہ مچل کر رہ گئی۔تکلیف پاؤں پر پڑنے والے جوتے کی نہیں بلکہ دل کو مسلنے والے جوتے کی تھی۔

****

ہاتھ رومال سے صاف کرتا باران بیسمنٹ سے باہر آیا تو اس کا مینیجر طفیل اس کے ہمقدم ہونے لگا۔

"کون ہے یہ،،،؟اور کس کی طرف سے بھیجا گیا ہے معلوم کرو،،،"

رومال مینیجر کو دیتے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا وہ آفس روم میں داخل ہو گیا اور لمحے میں اپنے تن سے وہ قمیض دور کرتے طفیل کے پیروں میں اچھالی۔۔۔

"سر ہر ممکن کوشش کی تھی پر اس نے کچھ نہیں بتایا،،،وفادار تھا،،،"

طفیل کے کہنے پر باران نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم بھی ہو جاؤ طفیل پھر،،،"

باران طفیل کے پاس آتے آنکھیں سکیڑتے بولا تو مینیجر طفیل ایک دم گڑ بڑا گیا۔۔۔

باران نے آگے بڑھتے طفیل کے کالر کو اپنی مٹھی میں دبوچا اور اسے اپنے مقابل کرتے زمین سے کچھ اوپر اٹھایا۔

تمہیں کیا لگا میں پاگل ہوں،،،؟؟" باران دلشیر کے اندر کا درندہ جاگا ہوا تھا" تبھی اس نے غراتے ہوئے طفیل کو پیچھے دھکا دیتے طفیل کے سنبھلنے سے پہلے ایک زوردار لات طفیل کے سینے پر ماری۔۔۔۔

"سسس،،،، سر پلیز،،،، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،،،،،"

طفیل کا دل بند ہونے لگا تھا۔۔ یہ سوچ ہی جان نکال رہی تھی کہ اس کی غداری پر باران دلشیر اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔۔۔۔

غلط فہمی،،،،؟" وہ قہقہ لگا کر ہنسا اور اگلے ہی لمحے ایک زوردار لات طفیل" کے منہ پر ماری۔ خون کا فوارہ طفیل کے منہ سے پھوٹ پڑا۔۔۔

سس،،، سر،،،، "ابھی طفیل نے اتنا ہی کہا تھا جب باران نے اسے بال سے" پکڑ کر کھڑا کیا اور اس کا سر زور سے دیوار پر مارا طفیل لڑھکتا ہوا زمین پر اوندھے منہ گرا۔

باران واٹ دا ہیل اس گوئنگ آن،،،، "کمرے کے دروازے سے اندر" آتے زاویار معراج خانزادہ نے حیرت سے باران کو مخاطب کیا جو دروازے

کے درمیان کھڑا تھا۔وہ کچھ دیر پہلے ہی یہاں آیا تھا زاویار کے آفس روم میں بنا اجازت آنے والا شخص صرف زاویار معراج خانزادہ ہی ہو سکتا تھا اس کے علاوہ اس کی اجازت ایحان تک کو نہیں تھی۔

"پلیز لیوایٹ دس مومنٹ زاویار،،،،"

زاویار کو شعلہ بار لہجے میں جھڑکتے وہ اب اپنے ٹیبل کے ڈرار سے کچھ تلاش کر رہا تھا۔زاویار اس کی بات کو نظر انداز کرتے اندر آیا اور اسٹڈی کا دروازہ بن کر دیا۔۔۔بے شک باران کا بہت رعب دبدبہ اور دہشت تھی۔۔۔لیکن اس کا ایک فیصد اثر بھی زاویار پر نہیں ہوتا تھا۔۔۔اگر باران خطرناک تھا تو زاویار بھی اسی کا جگری دوست تھا۔۔ان کی دوستی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا تھا کہ اگر ایک کمینہ تھا تو دوسرا سوا کمینہ۔سنگل سٹر صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھتے زاویار نے ٹیبل پر رکھا سیگریٹ کا ڈبہ اٹھایا تو اپنی دراز میں کچھ تلاش کرتے باران کے ہاتھ رکے۔

"واٹ،،،؟ "

باران کے مستقل گھورنے پر زاویار نے آئی بروا چکائی۔

"میں نے کہا جاؤ یہاں سے،،،،"

باران نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا تو زاویار کے ہونٹوں کے کنارے پر کمینگی بھری مسکراہٹ پھیلی۔۔۔اگلے لمحے اس نے کچھ سوچتے اپنی لائٹ بلیوٹی شرٹ کو اپنے تن سے جدا کرتے ایک جانب اچھالا۔اب وہ بھی صرف سفید جینز میں تھا۔اس کی اس حرکت پر باران اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگا جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ وہ سائیکو کرنا کیا چاہتا ہے؟؟؟

واٹ،،،؟" باران نے جھنجھلا کر پوچھا۔اس کا بس نہ چلا کہ طفیل کو چھوڑ" کر زاویار کا منہ توڑ دے۔۔۔

"دیکھ رہا تھا شرٹ لیس تمہاری باڈی زیادہ اچھی لگتی ہے یا میری،،،؟"

ایک آنکھ دباتے زاویار اپنی پشت صوفے پر ٹکا گیا جبکہ باران دلشیر کا پارہ ساتویں آسمان پر پہنچنے لگا۔۔۔ٹیبل پر رکھا اینٹک ایش ٹرے کو غصے سے

زاویار کے منہ کا نشانہ بنا کر پھینکا پر سامنے بھی زاویار خانزادہ تھا۔جو سرعت سے اس ایش ٹرے کو کیچ کر گیا۔۔۔

"بیڈ شارٹ بڈی،،،،"

ایش ٹرے کو ایک ہاتھ سے کیچ کر کے واپس باران کی طرف اچھالا تو باران نے بنا ایک لمحہ زائع کیے وہ ایش ٹرے طفیل کے سر پر مارا جو وہاں سے بھاگنے کی کوشش میں تھا۔۔۔ایش ٹرے سر پر لگنے کے باعث طفیل واپس سر پکڑتا نیچے بیٹھ گیا۔

"میں تمہارا قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کروں گا،،،اسی لئے ابھی زاویار معراج خانزادہ اپنا کمینہ پن اپنے پاس رکھو،،میں نے کیا کہا تمہیں سمجھ نہیں آیا،،؟گیٹ لاسٹ فرام ہئیر،،،،

وہ جانتا تھا جب بھی طیش سے پاگل ہوتا تھا زاویار کہیں نہ کہیں سے اس پر نازل ہو ہی جاتا تھا اور شاید وہ پہلا دوست ایسا تھا جو غم اور غصے میں اسے سہارا

دینے کے بجائے مزید سلگا کر بھڑکا دیا کرتا تھا۔کیونکہ ان کی ہر کل الٹی کو تھی۔۔

مجھے پہلے کبھی تمہاری بات سمجھ آئی ہے باران دلشیر جواب سمجھ آئے"

"گی،،،،

زاویار کی جانب سے معصومیت سے سوال کیا گیا کہ باران نے غصے سے دونوں ہاتھ ٹیبل پر مارے۔

"میرا غصے سے میٹر شارٹ ہو چکا ہے زاویار میں تمہارا منہ توڑ دوں گا،،،"

باران غصے سے دھاڑا۔۔

"آجاؤ،،کوشش کر لو،،دیکھتے ہیں کون کس کا منہ توڑتا ہے،،،"

مسکرا کر دعوت دی تو باران غصے سے زاویار کے سامنے آیا۔۔البتہ زاویار کے اطمینان میں رتی برابر فرق نہیں ہوا تھا۔

تمہیں میں بعد میں دیکھتا ہوں،،، خبیث آدمی،،،، "زاویار کو گھورتے "
ہوئے صوفے کو ایک ٹھوکر مارتے باران نے ٹیبل پر رکھا پیپر کٹر اٹھایا اور
طفیل کی طرف بڑھ گیا۔ باران کو پیپر کٹر اٹھاتا دیکھ زاویار سیدھا ہوا۔
"باران ریلیکس،،،،"

زاویار نے اسے کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے روکا۔۔ چند ایک جرائم میں
ایک قتل بھی ایسا جرم تھا جس سے باران باز رہا تھا۔۔۔۔
جسٹ شٹ یور ماؤتھ ادر وائز "زاویار کو غصے سے کہتے اس نے وہ پیپر کٹر "
طفیل کے ہاتھ کی پشت پر مارا تو باران کا بقیہ جملہ طفیل کی چیخوں تلے دب
گیا۔

سالے حرامی کتے،،،، میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی کہ تو کسی کا وفادار نہیں "
ہے،،، اس کو زندہ اس لیے چھوڑا کیونکہ وہ اپنے مالک کا وفادار تھا،،، پر تیری
"موت کو بدتر کر دوں گا اگر میرا وقت مزید برباد کیا تو،،،

ایک کے بعد ایک اس کے ہاتھ پر پیپر کٹر مارتے باران غرایا۔زاویار نے کراہیت سے چہرہ دوسری جانب موڑا۔

"س،،،سر پلیز،،،ای،،،ایک موقع،،،"

نام بول،،،" باران دھاڑا تو طفیل نے جان کے خوف سے وہ نام ادا کر دیا" جس کے لیے اس نے باران سے نمک حرامی کی تھی

"آر،،،آرزک خانزادہ،،،،"

طفیل کے منہ سے نکلنے والا نام جہاں باران کو چونکا گیا تھا وہیں دوسری طرف اس سے لاپرواہ بیٹھا زاویار جھٹکے سے سیدھا ہوا تھا۔

" کون آرزک،،،؟"

باران نے یہ نام پہلی بار سنا تھا یا اگر سنا بھی تھا تو وہ اس نام سے آشنائی نہیں رکھتا تھا۔

"آرزک خانزادہ؟ باسل کا بزنس پارٹنر تھا،،،"

زاویار نے کہا تو باران نے حیرت سے پلٹ کر اسے دیکھا پھر جھٹکے سے طفیل کو کھڑا کر کے کرسی پر دھکا دیا۔

" کیا دشمنی ہے اس کی مجھ سے،،،؟؟"

باران نے ناسمجھی سے پوچھا۔اس کی دشمنی کے لسٹ میں کوئی خانزادہ نہیں تھا پھر یہ کونسا نیا شخص تھا جو زبردستی اس کی دشمنی مول لے رہا تھا۔

"مم،،،مجھے نہیں معلوم سر،،،،میں نے صرف،،،پیسوں کے لیے،،،،"

طفیل بولتے بولتے ہچکیوں سے رونے لگا۔

"کتنے پیسے دیے اس نے تمہیں،،،،"

باران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"دو،،،دو کروڑ۔۔"

طفیل کے منہ سے رقم سن کر ایک زوردار تھپڑ طفیل کے منہ پر مارا۔

دو کروڑ روپے میری اندرونی زندگی کا راز جاننے کے لیے انویسٹ کرنے"
والا یہ کون ہے،،،؟اس کا مجھ سے کیا لنک،،،؟اگر یہ باسل کا بزنس پارٹنر تھا
"بھی تو اس کا کنیکشن تم سے ہونا چاہیے نہ کے مجھ سے،،،،
باران نے اس بار الجھتے ہوئے زاویار کو مخاطب کیا جو پہلے ہی الجھا ہوا بیٹھا تھا۔
کہانی کچھ اور ہے،،، تم سب سے پہلے اس سے پوچھو کہ آرزک خانزادہ نے"
"تمہاری کونسی انفارمیشن دینے کے بدلے دو کروڑ معاوضہ لیا ہے،،،،
زاویار نے فکر مندی سے کہا تھا باران نے سر جھٹکتے سگریٹ سلگائی۔
باران دلشیر کھلی کتاب کی طرح ہے،،، سارے کریمنل ریکارڈ پوری دنیا"
جانتی ہے،،،اس نے دو کروڑ دیے یہیں سے اس کی بیوقوفی کا اندازہ
"ہو گیا،،،،
باران کے جواب پر زاویار نے غصے سے گھورا۔۔بہت بڑی خامی تھی اس میں
کہ وہ اوور کانفیڈنس ہو جاتا تھا۔

مسٹر باران دلشیر،،، آپ کے بہت سے ایسے راز ہیں جنہیں آپ دنیا سے "
"چھپا کر رکھنا چاہتے ہیں،،،
زاویار کے دانت پیس کر کہنے پر باران ٹھٹھکا۔دماغ میں الارم بجا تو فورا
سگریٹ نیچے پھینکی۔
"ہیے طفیل تو نے کون سا؟ راز دیا ہے اس خانزادہ کو؟"
نیم بے ہوش طفیل کے جھولتے وجود کو جھنجھوڑتے پوچھا۔
جواب دے،،،" باران دھاڑا تو نیم بے ہوشی میں طفیل کے منہ سے ایک "
ہی نام نکلا جو باران دلشیر کا پیروں تلے زمین کھسکا گیا۔
"ایلف بے بی،،،"
یہ نام ادا کرنے کے بعد طفیل وہیں بے ہوش ہو گیا جب کہ باران کا جسم
اچانک سرد پڑنے لگا۔۔ایلف کا نام کسی اور کے منہ سے؟؟اس نے تو ایلف
کو سات پردوں میں چھپا کر رکھا تھا وہ تو خود کبھی اپنی زبان سے ایلف کا نام ادا
نہیں کرتا تھا تو پھر طفیل کو ایلف کا نام کیسے معلوم ہوا۔؟زاویار اور ایحان کے

علاوہ ایلف کے متعلق کوئی بھی نہیں جانتا تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے ایلف کو خود سے بھی چھپا دیا تھا۔۔وہ اس کی چھوٹی سی گڑیا تھی۔۔جسے وہ اس زمانے سے اپنے دشمنوں سے چھپا لینا چاہتا تھا۔۔پھر یہ شخص کیسے اس کی معصوم بہن کا نام اپنی زبان سے لے گیا تھا۔باران کو سن پڑتے دیکھ زاویار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

زاویار یہ ایلف کے بارے میں کیسے جانتا ہے؟ایلف کے بارے میں تو میں "
"نے کسی کو نہیں بتایا،،کوئی نہیں جانتا کے،،،
وہ کہتے کہتے سر پکڑ گیا۔

"""شٹ،،،ڈیم اٹ،،،"

اپنے سر پر ہاتھ مارتے باران نے زور سے ٹیبل کو ٹھوکر ماری۔

تم ایلف کی سیکیورٹی سروس کو الرٹ کر دو،،زاویار نے اسے مسئلے کا حل "
بتایا۔۔۔

میں نے کوئی سیکیورٹی سروسز رکھی ہی نہیں،،،اس کی سب سے بڑی" سیکیورٹی یہی تھی کہ کوئی نہیں جانتا تھا وہ مجھ سے،،،یعنی باران دلشیر سے "منسوب ہے،،پر یہ میری خام خیالی تھی،،،

اپنا فون اٹھاتے باران کمرے سے باہر بھاگا تھا جبکہ زاویار وہیں بیٹھا زمین پر رکھے پیپر کٹر کو دیکھ رہا تھا۔

"آرزک خانزادہ،،،،"

منہ سے نام ادا کرتے ہوئے ہزار سوال دل میں مقید تھے جس کا جواب فلحال اس کے پاس نہیں تھا۔وہ ذاتی طور ہر آرزک خانزادہ کو نہیں جانتا تھا صرف ایک یا دو مرتبہ کسی بزنس میٹنگ میں ملاقات ہوئی تھی ان ملاقاتوں میں اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ کافی گہرا بندہ ہے۔۔

اپنی ٹی شرٹ واپس پہنتے ایک نفرت بھری نظر بے ہوش پڑے طفیل پر ڈال کر وہ بھی کمرے سے باہر نکل گیا۔سامنے ہی لان کے دروازے پر باران کسی سے فون پر گفتگو کرنے میں مصروف تھا۔اس کا داہنا ہاتھ اس کی گردن کی

پشت پر تھا۔یہ علامت باران کی پریشانی کو ظاہر کرتی تھی جب وہ شدید پریشان ہوتا تھاتو پریشانی کے عالم میں یونہی اپنی گردن کے اگلے حصے کورب کرتا تھا۔

تمہیں کیسے معلوم ہوا طفیل تمہیں چیٹ کر رہا ہے،،،؟وہ پچھلے کئی سال" "سے تمہارے ساتھ تھا،،،

باران کو اطمینان سے فون رکھتے دیکھ زاویار نے استفسار کیا۔

چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نا جائے،،،بندہ اپنی چال کی" لڑکھڑاہٹ سے پکڑا جاتا ہے،،،دو بار آفس میں دیکھا تھا میرے اچانک آنے پر پکڑے جانے کا خوف اور ہاتھوں میں لرزش،،،ابھی جب میں بیسمنٹ میں سزا دے کر نکل رہا تھا تو وہ کسی کو میسج ٹائپ کر رہا تھا میرے دیکھنے پر اس "کے ہاتھوں پر لرزش طاری ہو گئی،،،

اب کے باران قدرے پر سکون انداز میں بتا رہا تھا۔۔اس کا انداز بتا رہا تھا وہ مسئلے کا حل نکال چکا ہے۔۔زاویار اس کی باریک بینی پر مسکرایا۔

"مت مسکرایا کرو قسم سے زہریلے لگتے ہو،،،"

باران نے چڑھتے ہوئے کہا۔

کیوں جل رہے ہو میری دلکش مسکراہٹ سے،،،ہزار نازک دل قربان"

"جاتے ہیں اس دلکش مسکراہٹ پر

زاویار نے قہقہ لگاتے کہا تو ناچاہنے کے باوجود باران بھی مسکرانے لگا۔

"تم کس لیے یہاں آن وارد ہوئے تم نے بتایا نہیں،،،"

باران خود لان میں رکھی کرسیوں کی طرف بڑھ گیا تھا اور زاویار کو بھی وہیں آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

رپورٹ ملی ہے باسل تمہاری کمپنی کے ساتھ ڈیل کرنے پاکستان آنے والا"

"ہے،،،

زاویار کے کہنے پر باران نے بھنویں اچکائیں۔۔۔"ریئلی،،،؟"سوال نہیں لاعلمی کا اظہار تھا جو خاص کر زاویار کو جلانے کے لیے تھا۔۔۔

"نہیں کرو کوشش،،،بس رہنے دو،،، نہیں بن سکتے میرے جتنے کمینے،،،"

ناگواری سے کہتے زاویار نے اس کو گھورا تو باران قہقہ لگا کر ہنسنے لگے۔ پھر اپنے دوسرے خاص ملازم کو اشارہ کیا جسے سمجھتے وہ اسٹڈی کی طرف بڑھ گیا جہاں طفیل تھا۔۔۔

وہ رات دیر سے لوٹی تھی۔۔۔گھر کے دروازے پر پہنچ اس نے ایک نظر پیچھے دیکھا تو سامنے والے بوڑھے مولوی چارپائی ڈال دروازے پر ہی بیٹھے تھے۔۔۔زرمش نے سر جھکاتے سر کے اشارے سے سلام کیا تو وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے سلامتی کی دعا دینے لگے۔۔اس کے چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی دعا؟ ہاں اس کی زندگی ذلیل وخوار اسی وجہ سے تھی کہ کوئی اس کے پیچھے دعا کرنے والا نہیں تھا۔۔۔کوئی نہیں تھا جو اس کے لیے سجدے میں گر کر روتا۔

یااللہ مجھے ماں کیوں نہیں ملی،،،؟"تڑپ کر دل سے ایک ہوک سی اٹھی۔"

غربت پر شکوہ کس کمبخت کو تھا۔۔۔ملال تو یہ تھا کہ اس کے ساتھ کام کرنے والی اس کی دوست اسماء اس سے زیادہ غریب تھی لیکن جب رات اسماء تھک کر گھر جاتی تھی تو اس کی خبر گیری کرنے کے لیے اس کی ماں موجود تھی۔۔۔اگر وہ تھکتی تھی اسے حوصلہ دینے والے ہاتھ اور دعا دینے والی زبان بھی موجود تھی پر اس کے پاس تو کوئی سہارا کوئی آسرا نہیں تھا۔وہ اپنی ماں بھی خود تھی اور اپنا باپ بھی خود۔

زہن جھٹکتے اس نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اگلے ہی لمحے دروازہ کھول دیا گیا۔۔۔یوں لگا جیسے اندر سب اسی کے منتظر تھے بھلا ایسا کب ہونا تھا لیکن اندر قدم رکھتے ہی اس نے دروازہ کھولنے والے کو دیکھا تو ماتھے پر خود بخود بل پڑا۔۔۔دروازہ کھولنے والا کوئی اور نہیں فراز تھا بنا سلام دعا کیے وہ تیزی سے اندر بڑھ گئی۔۔اسے اندر جاتے دیکھ فراز نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔یہ موقع اچھا تھا اس کی ماں تو فلم دیکھتے دیکھتے کب کی سو چکی تھی اور وہ جب سے زرمش کے انتظار میں پر تول رہا تھا۔

"کہاں سے آرہی ہے،،،؟"

بنااجازت زرمش کے پیچھے اس کے کمرے میں داخل ہوتے اکڑ سے پوچھا۔۔زرمش نے اسے بھنویں اچکا کر دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔

"کمرے سے نکلو،،،"

اگلے ہی لمحے اپنا بیگ بیڈ پر اچھالتی وہ چٹکی بجاتے حقارت سے بولی تو فراز کشمکش میں پڑ گیا۔۔کہاں تو وہ اسے مٹھی میں قید کرنے کے چکروں میں تھا اور یہاں تو اس کے تیور خطرناک حد تک بگڑے ہوئے تھے۔۔فراز کو اپنا کام بگڑتا ہوا محسوس ہوا۔وہ اپنی ماں کو تو آدھا رضامند کر چکا تھا پر اس چڑیا کو قید کرنا بھی تو ضروری تھا۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے،،،بتا کہاں سے آرہی ہے؟اتنی رات گھر کے باہر کونسی نوکری چل رہی تھی،،،"

غصے سے سخت لہجے میں پوچھا تو زرمش اس کے اس انداز پر ٹھٹھک گئی۔کچھ تھا جو بری طرح کھٹک رہا تھا۔آج تک فراز کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس سے اس طرح سوال کرے پر آج وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے زرمش پر اس کی ملکیت ہو۔

تمہیں جواب دہ نہیں ہوں میں،،،میرا دماغ خراب نہیں کرو اور دفع ہو"

"یہاں سے۔

نخوت سے کہتی وہ اپنا بستر جھاڑنے لگی۔البتہ برقعہ اور ڈوپٹہ اب تک پہن رکھا تھا جب فراز نے اسے ڈرانے کے لیے بیڈ پر مصنوعی غصے سے لات ماری۔

جب تک جواب نہیں دے گی عزت سے نہیں جاؤں گا نہ ہی تیری اتنی" اوقات ہے کہ مجھے نکال سکے،،،"اس نے غصے سے کھولتے کہا تو زرمش کو کسی نگہانی آفت کی آمد کا اندیشہ ہونے لگا۔

اور تمہاری اوقات کیا ہے ہاں،،،؟ دو ٹکے کمانے کی تمہاری اوقات نہیں"
اور مجھ سے سوال پوچھو گے،،،؟ یہ جو دو وقت کی روٹی مل رہی ہے نہ یہ
میرے ہی کمائے ٹکڑوں پر تم اور تمہاری ماں پل رہی ہے سمجھے،،،اب نکلو
"میرے کمرے سے،، بلکہ رکو،،،

غصے سے کہتی وہ فراز کے سامنے آئی اور آنکھوں میں دیکھتی غرائی۔

اتنی رات کو اپنے یار کے ساتھ گھوم رہی تھی،،، مل گیا جواب اب"
نکلو،،،" زرمش نے دانت پیستے کہا لیکن اگلے لمحے ہی فراز نے طیش میں آکر
اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا۔۔وہ اس تھپڑ کے لیے ہر گز تیار نہیں تھی
جبھی دو قدم دور گری اور بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھے فراز کو دیکھنے
لگی۔۔۔۔

مجھ سے زبان چلائے گی؟ میرے گھر میں رہ کر میرے سامنے بکواس"
"کرے گی،،، ڈھیل دے دی تو سر چڑھ رہی ہے؟ دو لمحے،،،
چٹکی بجاتے وہ صدمے سے گنگ زرمش کے سامنے کھڑا تھا۔

"دو منٹ میں تیرے پرکاٹ سکتا ہوں،،،، "

زرمش کو خاموش دیکھ وہ مزید غرانے لگا تھا۔۔جب اچانک زرمش کا صدمہ ٹوٹا۔ حلق میں آنسوؤں کا گولا پھنسا اور وہ کھڑی ہو کر کمرے میں کچھ تلاش کرنے لگی کچھ نہ ملنے پر وہ فراز کے مقابل آئی۔اس کے سیدھے گال پر انگلیوں کے نشان تھے۔

"اب سیدھے سے بتا اتنی دیر کیوں ہوئی؟"

فراز نے واپس اکڑ کر پوچھا۔۔۔اس کا گمان تھا کہ وہ اب کی بار اسے وجہ سے آگاہ کرے گی۔۔۔

لیکن جوابی طور پر فراز کے منہ پر اس قدر زوردار تھپڑ پڑا کے فراز کو اپنے گرد دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی اور سر سن ہونے لگا۔۔۔ابھی وہ پہلے تھپڑ سے نہ سنبھلا تھا کہ زرمش نے اس کے دوسرے گال پر زوردار تھپڑ مارا۔اس سے پہلے فراز جوابی کاروائی کرتا وہ اپنے گلے سے ڈوپٹہ اتارتی فراز کے گلے

میں پھنسا چکی تھی۔ڈوپٹہ گلے میں پھنساتے زور سے کھینچا کے فراز ڈوپٹہ گلے سے نکالنے کی کوشش میں زمین پر گرا۔۔۔۔

مجھ پر ہاتھ اٹھائے گا؟اپنے باپ کا مال سمجھا ہے حرامی کتے،،،"پے در پے" فراز کے کمر پر لات مارتی وہ اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی۔اتنے دن کی بھری ہوئی کسر فراز کے جسم پر اتار رہی تھی۔

اب میں تجھے بتاتی ہوں کہ اذیت کسے کہتے ہیں،،،تو اور تیری کمینی ماں نے" میرا جینا حرام کر دیا ہے،،،میری زندگی جہنم بنا دی ہے،،،اب میں بتاتی ہوں "جہنم کیسی ہوتی ہے،،

فراز کے گلے میں ڈوپٹہ ٹائٹ کرتے وہ مزید کوئی چیز ڈھونڈنے لگی تھی جس سے فراز کی دھلائی کر سکے۔

"چھوڑ مجھے وحشی عورت،،،پاگل ہو گئی ہے،،،بچاؤ اس پر جن آگیا ہے،،" فراز زور زور سے چیخنے لگا تھا۔اسے ہر گز بھی اندازہ نہیں تھا وہ پھل جھڑی سی لڑکی اس کی ایسی درگت بنا سکتی ہے۔

میں آج تیرا جن اتاروں گی،،، تیری ماں کا جن میں نہیں اتار سکتی پر تیرا"
ضرور اتاردوں گی کتے کے پلے،،،"ایک زوردار لات رسید کرتے وہ اب
فراز کے بال پکڑ چکی تھی یہ لڑائی مزید چلتی لیکن اچانک زرمش کے بال پکڑ
کر کسی نے اسے پیچھے دھکا دیا اسے معلوم تھا یہ کوئی اور نہیں فراز کی اور اس کی
سوتیلی ماں شبانہ ہی ہو سکتی ہے۔
پاگل ہو گئی ہے منحوس لڑکی،،، جس کی تھالی میں کھاتی ہے اسی میں چھید"
"کر رہی ہے؟ میرے بچے کی جان کے پیچھے پڑ گئی ہے منحوس،، حرافہ
فراز کے گلے سے ڈوپٹہ اتارتے غصے سے کہا۔
یہ پاگل ہو گئی ہے اماں بھاگو یہاں سے،،، اس لڑکی کا دماغ خراب "
ہے،،،،"فراز ایک خوفزدہ نظر زرمش کو دیکھتے اپنی ماں کو باہر کھینچنے لگا۔
چل اماں یہاں سے اس پر جن سوار ہے تیرا ابھی لحاظ نہیں کرے گی،،، فراز"
اس کے جنونی انداز سے خوفزدہ ہوا تھا تبھی بکتی جھکتی زرمش کو گالیاں دیتی
شبانہ کو گھسیٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔اندر زرمش نے اپنے کمرے کی

چٹخنی لگائی اور دروازے سے ٹیک لگا کر زمین پر بیٹھتے سسکتے ہوئے گھٹنوں میں چہرا چھپا لیا۔۔۔

تم باہر کیوں نہیں نکلتی ہو اینارہ،،،اسی وجہ سے بیمار رہتی ہو،،اس ماچس کی ڈبی سے باہر نکلو تو طبیعت کچھ تروتازہ ہو،،،"

یہ دن کا وقت تھا۔۔۔پر کیا دن کیا رات اس کے لیے ہر وقت ایک سا تھا اندھیروں میں ڈوبا۔

باہر کی گندی بدبو مجھ سے برداشت نہیں ہوتی،،،میں چھپی رہنا چاہتی ہوں" زریمان،،،،میں چاہتی ہوں جلد موت آئے اور میں منوں مٹی تلے چھپ جاوں،،،"اینارہ اچانک سے جنونی ہوتے بیٹھ گئی تھی زریمان غور سے اسے دیکھنے لگی وہ اچانک پاگلوں جیسی جنونی کیوں ہو جاتی تھی۔۔۔

اینارہ ایسی باتیں مت کرو،،خدانہ کرے تمہیں کچھ ہو،،"اس نے محبت"
سے اینارہ کا ہاتھ تھاما تو اینارہ مچل کر پیچھے ہوئی۔۔
تم جانتی ہو زریمان،، مم،،میرا یہ جو رنگ ہے نہ یہ،،میری نظروں کو"
"چبھتا ہے،،کیا جاتا اگر میں کالی،،ہوتی اور یہ یہ بال یہ گال،،،
بری طرح اپنے بال کو مسلتے اپنے گالوں کو نوچا تو زریمان فوراً اس کے ہاتھ پکڑ گئی۔
"پاگل ہو کیا؟اپنے آپ کو کیوں ازیت دے رہی ہو،،،"
زریماں اس کے گال پر ناخن کا نشان دکھتے بھڑکی۔
تم بھی نوچو زریمان،،،اس وجود کو اتنا بدصورت بنادو کہ یہ دیکھنے کے قابل"
نا رہے،،،یہ جو حسن ہے اس کو بگاڑ دو،،مجھے ایسا کر دو کوئی مجھے دیکھنا پسند نہ
"کرے،،،میرے بالوں کو کاٹ دو اور یہ آنکھیں،،،
وہ پھولی تھرتھراتی سانسوں سے بول ہی رہی تھی جب زریمان نے اسے سینے
میں بھینچ لیا۔۔۔

پاگل مت بنو ایناره،،، خود کو تکلیف دینا کونسی عقلمندی کی بات ہے،،، چلو" میرے ساتھ باہر،،، ابھی باہر کوئی بھی نہیں ہے،،، اکیلے اس کمرے میں بند "رہ رہ کر تم نے خود کو پاگل کر لیا ہے،،،

ایناره کو اپنے ساتھ لے جاتے وہ صرف سامنے والے کمرے میں لائی تھی جہاں ایک بڑی کھڑکی راہداری میں کھلتی تھی۔ اس وقت کوٹھے میں ہر طرف سناٹا تھا۔ اس وقت یہاں مردوں کے آنے جانے کا وقت نہیں تھا۔

تم یہاں بیٹھو میں چائے لے کر آتی ہوں،،،" اس نے ایناره کے بالوں پر" ہاتھ پھیرتے کہا۔ لیکن زریمان کے جانے سے پہلے ایناره نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

میں اکیلے نہیں بیٹھوں گی یہاں،،" ایناره نے خوف و دہشت سے ہراساں" ہوتے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تو اس کے الفاظ پر زریمان نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم دس تک گنتی گنو جب تک میں واپس بھی آجاؤں گی،،،"

زریمان کہتے ساتھ کمرے سے باہر چلی گئی۔اینارہ ایک نظر باہر دیکھتی اس کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی۔وہاں پر تازی ہوا کا گزر تھا۔۔وہ گہرے سانس بھرنے لگی جیسے یہ ہوا۔۔ایک مدت بعد میسر آئی تھی ورنہ اس کوٹھے میں گھومنے والی ہوا بھی اسی کوٹھے کی طرح بدبودار اور گندی تھی۔۔۔۔اینارہ اپنی گھنی پلکوں کی جھالر کو رخساروں پر گرا گئی اور اس ہوا کو محسوس کرنے لگی جب اپنی پشت پر عجیب سی سرسراہٹ محسوس ہوئی۔پل میں ہوش کی دنیا میں لوٹتے پلٹی ہی تھی کہ منہ سے ایک زوردار چیخ برآمد ہوئی۔وہ آدمی جو کوئی بھی تھا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

چچ،،،چل میرے ساتھ،،،ساتھ،،،آئے ہائے،،،اصل نگینہ تو یہاں چھپا"

"بیٹھا ہے،،،،

اینارہ سکتے کے عالم میں کھڑی تھی جب وہ شخص اس کے نازک بازو کو دبوچتے بولا۔اینارہ کا جسم بری طرح کانپنے لگا۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ ہذیانی انداز میں چیخنے لگی کہ نشے میں دھت وہ آدمی ایک دم پیچھے ہوا پر اینارہ کی

چیخوں میں کوئی کمی نہ آئی دو لمحوں میں زریمان سمیت کوٹھے کی آدھی سے زیادہ لڑکیاں وہاں جمع ہو چکی تھیں۔

اینارہ ہوش میں آؤ،،، کیا ہوا،،، "زریمان نے آگے بڑھتے اسے جھنجھوڑا۔"

یہ واپس آگیا،،، یہ وہی ہے زریمان،،، اس نے مجھے پی،،، یہاں چھوا،،، یہ "

میرے ساتھ وہی سب کرنا چاہتا ہے،،، جو اس نے اس رات کیا تھا،،، یہ وہی ہے،،،، "اپنے سینے پر بازو باندھتے وہ اپنے آپ کو گردن سے بے لباس محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اینارہ ایسا کچھ نہیں ہے میری جان،،، زریمان نے غصے سے لڑکیوں کو" اشارہ کیا تو وہ اس آدمی کو نیچے لے گئیں۔

ایسا ہے،،، دد،،، دیکھو اس نے مجھے یہاں چھوا،،، "کہتے ساتھ وہ یزیانی ہوتی" نیم پاگلوں کی طرح بری طرح اپنے بازوؤں کو نوچنے لگی۔۔ زریماں سب کی نظروں سے اسے بچاتی اسی حالت میں کمرے میں لے گئی۔ جانتی تھی اس کے سوا اور کوئی اینارہ کو قابو نہیں کر سکتا۔۔۔ جبکہ باہر کھڑے لوگ بار بار

اینارہ کی چیخوں کے درمیان یہی سن رہے تھے کے اس کے ساتھ وہی سب واپس ہو گا جو اس رات ہوا تھا۔۔۔۔

****

باہر شبانہ اپنے منہ سے کف اڑا رہی تھی۔۔

ارے تو کیسا مرد ہے،،،ایک چھوکری قابو نہیں ہوتی تجھ سے،،،اس سے" مار کھا رہا تھا بیغیرت،،، چٹیا پکڑ کر گھما دیتا ناہنجار،،،،،شبانہ چلائی۔۔

اندر وہ زمین سے اٹھی اور عبایا اتارتے ایک طرف پھینکا اور سر پکڑتے اپنے پلنگ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی ہاتھ اپنے گال پر گیا جہاں اب بھی جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

اور کتنی اذیت باقی ہے؟ کیا میں یہاں سے کہیں جا نہیں سکتی،،؟؟؟کیا" میرے لیے نجات نہیں۔" وہ رب سے شکوہ کر رہی تھی جانتے ہوئے بھی

کے شکوہ اس پاک ذات سے جائز نہیں بے شک جو سب سے بڑا مہربان اور نہایت رحم۔ جرنے والا ہے۔۔۔۔وہ اپنے رب سے سوال گو تھی اس بات سے انجان کے محض چند دن میں اس کی زندگی کی کایا پلٹنے والی تھی۔اگر وہ جان لیتی کے اس پر کیا گذرنے والی ہے تو وہ اپنی اس زندگی کو بیڈ آف روزز کہتی۔۔وہ اب اس وقت جن حالات سے ناشکری کر رہی تھی۔۔بعد میں اس وقت کو سوچ کر پچھتائے گی کہ وہ دن ہی اچھے تھے۔۔۔

****

آہ،،،"تھپڑ کی شدت صبرینہ کا منہ ہلا گئ تھی۔"

کیا سمجھتی ہو تم اپنے آپ کو؟؟عزت سے اس گھر میں رکھا ہے برداشت "

"نہیں ہو رہا،،،؟

وہ بری طرح دھاڑا تو مقابل اپنے گاؤن کی ڈوریاں باندھتی روتی ہوئی اس کے مقابل آئی۔

ایک سال،،،ایک سال سے تمہارے ساتھ رہ رہی ہو میں،،،، کیا تم بتا سکتے ہو کس حیثیت سے ؟ نکاح کا وعدہ کر کے تم نے مجھے استعمال کیا ہے"""

وہ بری طرح چیخی اس کا چہرہ سرخ انگارہ ہوا آگ برسا رہا تھا۔۔۔جب مقابل کمینگی سے مسکرایا۔۔۔۔

"میری جان نکاح نہیں کیا،،،پر تمہیں اپنی بیوی ہی سمجھتا ہوں،،،ہر شب صرف تمہارے ساتھ گزارتا ہوں،،، تم اس چیز سے میری محبت کا اندازہ لگا لو کہ جب سے تم آئی ہو کسی غیر عورت کی طرف نہیں گیا،،،،"

باسل نے اپنا ہاتھ نرمی سے اس کے گال پر رکھتے کہا۔وہ ایسا ہی تھا پل میں روپ بدلنے والا شخص۔۔پل میں تعلیم پل میں ماشہ۔۔۔اگر اسے ابھی مارا تھا تو وہ ابھی پیار بھی کر رہا تھا اور اگر وہ ابھی پیار کر رہا تھا تو ابھی اسے مار بھی سکتا تھا۔۔۔

تو ہمارے اس رشتے کو نام دے دو باسل،،، خدا کے لیے مجھ سے نکاح"

"کر لو،،،،

صبر ینہ روتے ہوئے باسل کے سامنے ہاتھ جوڑ چکی تھی۔ایسا نہیں تھا کہ وہ بھی اس شخص سے محبت کرتی تھی محبت نہ اسے پہلے تھی نہ ہی اب۔۔۔ لیکن اب باسل کے علاوہ اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ تھا نا۔ہی کئ آپشن۔وہ کب تک ایسی حرام زندگی گزارتی؟ابھی باسل اس کے ساتھ تھا کل باسل کا دل اس سے بھر جاتا تو اس کا کیا ہوتا۔

میری جان ایک ہی ضد بار بار کرتی ہو،،اس لیے مجھے غصہ آتا ہے اور میں " پھر ہاتھ اٹھاتا ہوں،،، تم مجھے خود سے عاجز کرتی ہی کیوں ہو؟ کہا نہ بہت محبت "کرتا ہوں تم سے کبھی نہیں چھوڑوں گا،،،

شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے باسل اب اپنی ٹائی درست کرنے لگا تھا۔۔

"اگر محبت کرتے ہو تو نکاح کرنے میں کیا مسئلہ ہے،،،، "

وہ چیخ پڑی تھی اسے اسے اپنا آپ ایک گڑیا کی طرح لگتا تھا۔ایک دل بہلانے والا کھلونے کی طرح۔ جسے جب چاہا اس شخص نے اپنا دل بہلا لیا۔۔

محبت اس لیے کرتا ہوں کیونکہ تم محبت کیے جانے کے قابل ہو،،، سرا ہے "

جانے والا حسن ہے تمہارا،،، تمہارا رنگ روپ ایسا ہے کہ باسل تمہارا دل و

"جان سے دیوانہ ہو جائے تم ہو محبت اور چاہے جانے کے لائق لیکن،،،،،

سرشاری سے بولتا وہ صبرینہ کے مقابل آیا۔۔۔صبرینہ اسے ٹھہری نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔۔جب باسل نے سے اس کی ٹھوڑی تھامی۔

"لیکن شادی کے قابل نہیں ہو،،،"

جھٹکے سے اس کی ٹھوڑی کو چھوڑتا وہ پیچھے ہوا۔۔۔اس نے پل میں صبرینہ کو زمین کی پستیوں میں لا پٹخا تھا کہ وہ بے بسی سے بیڈ پر بیٹھی۔۔۔آنسو اس کی آنکھوں سے قطار در قطار بہنے لگے روز کی طرح۔ایسا نہیں تھا کہ اسے ان باتوں کی عادت نہیں تھی۔باسل ہر دوسرے تیسرے دن یہی باتیں کرتا تھا اور شاید وہ خود بھی یہی باتیں سننا چاہتی تھی تاکہ خود کو اپنی حیثیت یاد

کرواسکے۔۔وہ رانی کے تاج کو پھینک کر اور سلطنت پر راج دھانی کو ٹھکرا کر وہ تخت جس کی زمین راجہ کا دل تھا اسے چھوڑ کر وہ کسی بدبخت انسان کی انتہائی حقیر کنیز بنی تھی۔

اپنے سابقہ میاں پر ماتم کرنا بند کرو،،، آج راج بزنس پارٹی میں وہی ڈریس "

"پہننا جو میں نے دلایا تھا،،،

نیچے جھکتے صبرینہ کے چہرے پر بوسہ دیتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ صبرینہ بری طرح اپنے ہونٹوں کو مسلنے لگی۔۔۔۔

کچھ ہی لمحوں میں اس کی ہچکیاں کمرے میں گونجنے لگی۔

"یہ کیا طریقہ ہے صبرینہ،،،،"

زاویار اس کے چہرے کے قریب جھکا تھا۔وہ جب بھی گھر سے باہر نکلتا تھا اس کا معمول تھا وہ صبرینہ کا ماتھا چومتا تھا۔۔۔کتنی عقیدت ہوتی تھی اس کا ماتھا چومنے میں لیکن نجانے اسے کیا ہوا تھا وہ دولت و شہرت کی اہسی کونسی

چمک اور روشنی کے پیچھے بھاگنے لگی تھی کہ اسے زاویار کا پر عقیدت لمس چبھنے لگا تھا۔

"پلیز زاویار شادی کو تین سال ہو گئے اب یہ نیولی میرڈ کپل والے چونچلے بند کرو،،،،"

جھنجھلا کر وہ کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی جب زاویار نے اسے بازو سے کھینچتے واپس اپنے مقابل کیا۔

"میں محسوس کر رہا ہوں صبرینہ تم مجھ سے دور بھاگ رہی ہو،،، میرا چھونا تمہارے قریب آنا اب تمہیں اچھا نہیں لگ رہا،،، اور مجھے اس کی وجہ جاننی ہے کہ کیا ہوا ہے تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں،،،؟؟؟ کوئی چیز پریشان کر رہی ہے تو شئیر کر سکتی ہو،،،" وہ بولا تو صبرینہ نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔

"جب معلوم ہے نہیں اچھا لگ رہا تو دور رہا کرو نا،،،" سفاکیت سے بولتی وہ زاویار کو پتھر کر گئی۔

"آئی ایم ریئلی سوری زاوی،،،،آئی ایم سو سوری،،،،"

اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ زاویار سے معافی مانگ رہی تھی۔۔جس چمک کو دیکھ کر وہ باسل کی طرف آئی تو وہ تو محض کسی دوسرے کی روشنی کا رفلیکشن کا افیکٹ تھا۔ محض ایک سراب۔ایک دلکش مگر بھیانک دھوکہ۔۔۔

****

ایلف دلشیر،،،"میسج پڑھتے آرذک کے ہونٹ مسکرائے۔"

تو یہ ہے تمہاری زندگی کا سب سے بڑا راز باران دلشیر،،،وہ چڑیا جس میں باران دلشیر کی جان بستی ہے،،،اس چڑیا کو خود سے دور پردیس میں سنبھال رکھا ہے،،،"

ہنستے ہوئے وہ ایلف کے نام پر انگلیاں پھیر رہا تھا۔

سر ہو سکتا ہے طفیل چیٹ کر رہا ہو،،اس نے ہمیں کوئی غلط انفارمیشن دی"

ہو،،،"

آرزک کے پیچھے کھڑے اس کے خاص آدمی نے کہا تو آرزک نے نفی میں سر ہلایا۔

ام ہمم،،، نہیں چیٹ نہیں کر رہا،،، جانتے ہو ہر کسی کی ایک کمزوری ضرور ہوتی ہے،،،، میں جب سے باران دلشیر کے پیچھے ہوں جانتے ہو ڈائیریکٹ "اس پر وار کیوں نہیں کیا،،،؟"

اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے وہ ٹریڈ مل پر چلنے لگا۔

بلیک سینڈو بنیان اور بلیک ہی ڈھیلا ٹراؤزر پہنے۔اس کے گلے میں چھوٹا سا تولیہ لٹک رہا تھا۔

اس کا خاص آدمی اور اس کا مینیجر صفوان اسی کو بغور سن رہا تھا جس کے ایک کان میں بلیو ٹوتھ لگا تھا۔

کیوں نہیں کیا،،،؟"صفوان نے تجسس سے پوچھا۔"

کیونکہ باران دلشیر بہت طاقت ور ہے،،،، چھوٹے موٹے وار سے یا اسے " جانی نقصان یا مالی نقصان پہنچانا بے کار ہے،،،، اگر اس پر جانی وار کیا تو وہ اس

قدر چالاک ہے اگر بچ گیا تو پلٹا کر وار کرے گا اور اس کا وار خالی نہیں جائے گا کیونکہ میری فیملی ہے،،، وہ میری فیملی تک پہنچ جائے گا،،، اور اگر مالی نقصان پہنچایا تو اس کے پاس اتنا بلیک منی ہے کہ سالے کو فرق ہی نہیں پڑے گا،،، اس لیے میں دو سال سے اس کی کمزوری تلاش کر رہا ہوں کہ کہیں سے تو ملے اتنا تو مجھے بھی اندازہ تھا کہ اس کی کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہے،،،،، پر اس بات نے مجھے دھچکا پہنچایا بلکہ جس جس کو معلوم ہو گا جھٹکا ہی لگے گا کہ باران دلشیر کی بہن بھی ہے،،، پر یہ خبر سچی ہے اس بات پر میرا تجربہ گواہی "دے رہا ہے،،،

ٹریڈ مل کی اسپیڈ بڑھاتے وہ صفوان کو پریشان کر گیا۔

صفوان تم میرے کسی کام کے نہیں ہو دو سال میں تم یہ بھی پتا نہیں لگا سکے "
"کہ باران دلشیر کی ایک بہن بھی ہے،،،،،

اب کی بار آرزک نے غصے سے کہا۔۔۔

سر یہ بات میں کیا کوئی بھی نہیں بتا لگا سکتا تھا وہ تو طفیل نے باران کے منہ "

"سے سنی تو اسے معلوم ہوا،،،

صفوان نے منہ بسورتے کہا۔

دس منٹ مزید ٹریڈ مل پر بھاگنے کے بعد آرزک نیچے اترتا اور تولیے سے پسینہ صاف کرنے لگا۔۔۔

واشنگٹن میں رہتی ہے اس کی بہن،،، طفیل نے صرف اتنی خبر دی ہے،،،"

صرف ایک دن ہے تمہارے پاس صفوان،،، مجھے باران کی بہن کی ایک ایک

"ڈیٹیل چاہیے،،،

آزرک نے سختی سے کہا تو صفوان لب بھینچ گیا۔سچ تو یہ تھا کہ صفوان باران دلشیر سے ڈرتا تھا۔۔۔اس کا اندازہ کہیں نہ کہیں آرزک کو بھی تھا۔۔۔

کیونکہ بزنس فیلڈ میں کام کرنے والے چپڑاسی سے لے کر بزنس ٹائیکونز تک باران دلشیر کے چرچے سن چکے تھے۔۔۔اس نے اپنی دنیا میں اپنی ایسی دھاک بٹھا رکھی تھی کہ باران دلشیر کے نام سے ہر کوئی خائف رہتا تھا۔۔وہ

اپنے نام کا ایک تھا باران دلشیر جس چیز کو حاصل کرنے کا جنون رکھتا تھا وہ حاصل کرتا تھا۔۔ باران دلشیر کو کوئی قابو کر لے ایسی کوئی جرأت ہی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ خود آرزک خانزادہ بھی اس سے مخفی تھا۔۔ ابھی تک پردے کے پیچھے ہی چھپ کر کیا جو بھی کیا۔۔ بے شک وہ باران سے ڈرتا نہیں تھا لیکن وہ اپنے گھر والوں کی نسبت سے ڈرنے پر مجبور تھا کیونکہ اگر باران کی ایک کمزوری تھی تو آرزک کی بہت ساری کمزوریاں تھیں اور اس دنیا میں سب سے طاقت ور وہی تھا جس کی نہ کوئی کمزوری ہو نہ کھونے کے لیے کچھ نہ ہی موت کا خوف۔۔۔ باران دلشیر ایک طوفان تھا اس سے ٹکر لینے والا خود ہی پاش پاش ہو جاتا تھا۔۔۔

"سر اگر باران دلشیر کو مخبری ہو گئی کہ آپ نے اس کی بہن،،،"

صفوان بولتے بولتے رکا۔

تم مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو تو مت کرو،،، تم جانتے ہو صفوان میں" پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں۔،،، اور رہی بات مخبری کی تو یہ ممکن

نہیں کیونکہ طفیل نے کچھ دیر پہلے رابطہ ختم کرنے کا میسج کر کے یہ واضح کیا ہے کہ وہ اب ہم سے بات نہیں کرے گا وہ جتنی معلومات دے سکتا تھا دے چکا،،اسے اب باران سے جان کا خوف ہے،،،اور دوسری بات باران دلشیر یہ سوچتا ہے کہ اس کی بہن کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تو وہ کبھی بھی اس

"طرف سے فکر مند نہیں ہو گا،،،

پروٹین شیک لبوں سے لگاتے آرزک نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

"آپ باران کی بہن کے ساتھ کیا کریں گے،،،، "

کب سے دل میں کلبلاتا سوال پوچھ ہی لیا تھا کہ آرزک نے گہری سانس لی۔

"اس سے شادی کروں گا"

غیر متوقع جواب۔ صفوان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

بہت فضول سوال تھا صفوان،،،،میں زیادہ وقت برباد نہیں کروں گا،،،"

صرف دو دن کے لیے باران کی بہن کو اپنے قبضے میں لوں گا،،،تو باران خود

اپنے خلاف سارے ثبوت میرے حوالے کر دے گا،،،اب جاؤ یہاں

"سے،،،،

آرزک کے سختی سے کہنے پر صفوان وہاں سے چلا گیا جبکہ آرزک اپنی مضبوط ہتھیلیوں کو دیکھنے لگا۔

تمہیں مارنا مشکل نہیں باران دلشیر پر میں تمہیں ویسی ہی موت دینا چاہتا"

ہوں جو تم نے میرے باپ کو دی،،،، جس طرح تم نے میرے باپ کو رسوا

"کیا تھا تم بھی اسی طرح رسوا ہو گے،،،،

آنکھوں کو بند کرتے وہ فتح کے جوش میں مسکرایا تھا۔

سینے میں جلتے انتقام کے لاوے نے جوش مارا تھا۔

!اسے یاد تھا اپنے باپ کا پنکھے سے لٹکتا وجود اور وہ خط۔۔۔۔

****

"صاحب چائے،،،،"

سولہ سال کا وہ دبلا پتلا سانولہ سا لڑکا جس کے چہرے پر غربت کی سیاہی اور غموں کی پرچھائیں تھی وہ چائے لے کر سامنے جھکا تھا۔ گاڑی والے نے چائے لیتے ایک نظر اس لڑکے پر ڈالی جو انھیں کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس آدمی نے چائے لیتے اس کی جانب سو کا نوٹ بڑھایا تو وہ غصہ سے گھورنے لگا .

"گھور کیا رہا ہے لے لے،،،، چھوٹے بہن بھائیوں کو چیز دلا دینا،،"

وہ آدمی اب کے نرمی سے بولا.. سفید سوٹ بوٹ میں مرسڈیز میں آیا شخص وہ کافی متاثر کن لگا تھا۔اس کے پاس وہ رعب اور شان تھا جو کسی کو متاثر کر دے اور وہ صرف پیسوں کی بدولت تھا۔۔۔

"میرے بہن بھائی بھیک نہیں کھاتے،،،،"

اس کے لہجے میں غصے کی آمیزش تھی۔۔۔۔کچھ اکڑ اور خودداری کا عنصر اس آدمی نے غور سے اس لڑکے کو دیکھا۔

پھٹا ہوا شرٹ جس پر جگہ جگہ آئل لگا تھا وہ شاید کسی کار کی مرمت کر کے آرہا تھا۔اس آدمی نے مزید اس کو پیسے دینے یا اس کی اکڑ توڑ لے میں حجت نہیں کی تھی بلکہ وہ نوٹ واپس اپنے والٹ میں رکھ لی تھی۔

نام کیا ہے تمہارا،،،؟"اب کہ وہ آدمی دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔"

"باران دلشیر،،،،"

مختصر جواب دیتا باران وہاں کے برتن سمیٹنے لگا۔

"نام تو کافی بھاری ہے تمہارا پر تمہاری پرسنالٹی سے میچ نہیں کرتا لڑکے،،،،"

وہ آدمی شاید جان بوجھ کر اکسا رہا تھا پر باران نے اسے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔اسے امیروں سے خاص چڑھ ہو گئی تھی ان کا مخاطب کرنا یا بات کرنا نفرت انگیز لگتا تھا۔

"تم سے بات کر رہا ہوں لڑکے میں،،،،"

اب کے وہ آدمی نظر انداز ہونے پر غصے سے بولا۔

"میں ہر بات کا جواب دینا پسند نہیں کرتا نہ ہی پابند ہوں،،،"

سادگی سے کہتا وہ اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ وہ آدمی باران کی پشت کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

پرسنالٹی نہیں ہے پراکڑ ہے۔۔۔"

"کب سے کام کر رہا ہے یہ لڑکا تیرے پاس،،،؟

اب کے وہ آدمی سگریٹ سلگاتے اس گیراج کے مالک کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

کچھ مہینے ہی ہوئے ہیں۔ کافی دکھی کہانی ہے اس لڑکے کی،،،اس کی ماں" بھاگ گئی اور باپ کافی نیک تھا چل بسا،،،جب سے گھر کا بڑا یہی ہے،،،اسی لیے کام نہ آنے کے باوجود میں نے اسے ماہانہ آٹھ ہزار پر نوکری پر رکھا ہے،،،"

گیراج کا مالک اپنی بڑائی بیان کرتے ہوئے باران سے ہمدردی کا اظہار کرنے لگا۔

"ہمم،،،تو مجھے اس گیراج کے ساتھ یہ لڑکا بھی ملے گا،،؟"

اس آدمی نے دلچسپی سے پوچھا۔وہ یہاں یہ گیراج خریدنے ہی آیا تھا۔۔۔۔

ہاں پر یہ لڑکا تمہارے کسی کام کا نہیں ہے دلاور سیٹھ،،، تم جس کام کے "

"لیے گیراج لے رہے ہو یہ لڑکا وہ کام نہیں کرے گا،،،،

گیراج کے مالک نے دلاور سے کہا تو دلاور قہقہ لگا کر ہنسا۔

تمہاری سوچ غلط ہے کہ لڑکا وہ کام نہیں کرے گا،،، بلکہ یہ لڑکا ہر وہ کام "

"کرے گا جو میں اسے کہوں گا،،،،

دلاور سیٹ سگریٹ جلاتے یقین سے بولا تو گیراج کا مالک جز بز کا شکار ہو گیا

اسے معلوم تھا دلاور غیر قانونی کام کرتا ہے۔

اسمگلنگ مافیہ ہے۔ حقیقت یہ تھی کہ اس کے دل میں باران کو لے کر فکر

پیدا ہوئی تھی۔۔۔وہ بناماں باپ کا کم عمر بچہ تھا۔وقت نے اسے اپنی عمر سے

پہلے جوان کر دیا تھا۔۔اس وقت اس کے زخم تازے تھے اس کو باران کی فکر

ہوئی تھی کہ اس موقع پر بڑے بڑے لوگ صحیح غلط کا فیصلہ نہیں کر پاتے تو

کہیں وہ غلط راستے پر نہ چلا جائے۔

وہ بہت نیک باپ کی اولاد ہے دلاور سیٹھ،،،وہ نہیں مانے گا تم اس کو چھوڑ"

"دو،،،ویسے بھی وہ کمزور سا لڑکا تمہارے کسی کام کا نہیں،،،،

گیراج کے مالک نے اسے حتی الامکان ٹالنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

تم جانتے ہو اس کی ماں بھاگی ہے،،،اس کا باپ مر گیا،،، چھوٹے بہن بھائی"

ہیں،،،اس وقت انسان سب سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہوتا ہے،،،اور اس وقت

انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہو جاتی ہے،،،یہ لڑکا میرے

دھندے میں شامل ہو گا اور میں اسے ضرور کروں گا،،،اس کی اکڑ اور کام

دیکھ مجھے یقین ہے یہ میرا خاص بندہ بنے گا اور مجھے بہت فائدہ بھی دے گا،،،

"میں اسے بہت طریقوں سے استعمال کر سکتا ہوں،،،

دلاور کے مکاری سے کہنے پر گیراج کا مالک اپنا ماتھا مسلنے لگا۔۔۔باران کو

یہاں کام پر چچا فرید لگا کر گئے تھے۔۔اور انھیں ہی اس کی زمہ داری دے کر

گئے تھے کہ اس کے پیچھے اس کے چھوٹے بہن بھائی ہیں خیال رکھنا۔۔۔

دلاور سیٹ تم باران کو چھوڑ دو،،،وہ بچہ معصوم ہے،،، غمزدہ ہے،،،اپنے" چھوٹے بہن بھائیوں کا واحد آسرا ہے،،، تمہیں تو بہت لڑکے مل جائیں گے پر اگر اسے کچھ ہو گیا تو اس کے چھوٹے بہن بھائی اس طوفان کے زد میں آتے "برباد ہو جائیں گے،،،،

گیراج کا مالک ایک دم منت سماجت پر آیا تو دلاور اسے ناگواری سے دیکھنے لگا۔۔۔۔

اتنی انسانیت مجھ میں بھی ہے،،، میں اسے زیادہ مشکل کام نہیں دوں گا،،،" جب تک وہ اس کے قابل نہ ہو جائے،،،اور آخری فیصلہ تو اس لڑکے کا ہو گا اگر وہ ہاں کرے تو ٹھیک ورنہ اسی گیراج میں گاڑیاں صاف کرتا رہے میں "بھی دے دوں گا اسے ماہانہ آٹھ ہزار،،،

استہزایہ کہتے دلاور نے اس کی ساری طاویلات کو منقطع کر دیا۔

****

"کہاں جا رہا ہے،،،،"

ایحان کواٹھتے دیکھ ضیاء نے فوراًپوچھا۔اس وقت وہ لوگ کینٹین میں موجود تھے اوران کے درمیان موضوع گفتگوار سلان نیازی تھا۔

"واشروم جارہاہوں،،،ساتھ چلے گا،،،، "

چڑتے ہوئے پوچھاتوزین اور ضیاء دونوں قہقہ لگا کر ہنسے۔۔

اگر تجھے اکیلے جانے میں ڈر لگ رہاہے تو چل لیتے ہیں پر شرمانا نہیں"

"پھر،،،،

ضیاء نے کھڑے ہو کر رازداری سے کہاتوایحان مٹھی کا مکا بناتے ضیاء کے چہرے کے قریب لایا۔

اوبس بھائی فورامارد ھاڑ پر مت آیا کر،،، چل ساتھ چلتے ہیں،،،ڈونٹ وری"

"اندر آکر تیری پرائیویسی ڈسٹرب نہیں کرینگے،،،،

زین نے بات کو مختصر کیاتوایحان آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

وہ لوگ جینٹس واشروم کے باہر کھڑے ہوئے اورایحان اندر چلا گیااور ملحق زین ضیاء باہر کھڑے ہو کر بیگ میں کچھ تلاش کرنے لگے۔جب ملحق کی نظر

اسی طرف آتی ریم پر پڑی۔ہاتھوں میں ایک رجسٹر پکڑے وہ اکیلی تھی اس کے ساتھ اس کی دوست اور دوسری لڑکیاں نہیں تھیں۔

"ہیے وہ دیکھو مس بہن جی کو،،،"

ملحق نے پر جوش ہوتے کہا تو وہ سب ریم کو دیکھنے لگے۔

"یار مجھے کیوں لگتا ہے یہ ہمارا بہت اچھا انٹر ٹیمنٹ ثابت ہو سکتی ہے،،،،"

زین نے پر سوچ انداز میں کہا تو اس کے ساتھ کھڑے دونوں مسکرانے لگے۔۔۔

"بات تو درست ہے،،،ایحان کی ٹکر کی لگ رہی ہے،،،"

ضیاء نے ہنستے ہوئے تائید کی۔

"ہمم میں تو ابھی سے امیجن کر رہا ہوں جب یہ ایحان کے بال اور ایحان اس کے بال پکڑے کھڑا ہو گا،،،،"

ضیاء نے تصور کی آنکھ سے دیکھتے خوش ہوتے کہا تو ملحق تیزی سے اپنا دماغ دوڑانے لگا۔

جب اچانک ضیاء نے واشروم کے باہر رکھا بورڈ اتار کر ایک کونے میں اچھال دیا۔

"یہ کیا کیا،،،؟ "

زین نے نہ سمجھی سے پوچھا لیکن ضیاء بنا وقت ضائع کے زین اور ملحق کا ہاتھ پکڑے انہیں راہداری کے دوسری طرف لے گیا۔

"ہیے نورین،،،"

وہاں سے گزرتی اپنی کلاس کی لڑکی کو پکارا جو کتاب کے مطالعہ میں مگن تھی۔

ضیاء پلیز،،، میرے ساتھ کوئی فضول بکواس نہیں کرنا میں مصروف"

"ہوں،،،

وہ لمحے میں ضیاء کی بے عزتی کر چکی تھی جس کے جواب میں زین اور ملحق اپنی ہنسی روکنے لگے۔

ہمیشہ پھل جھڑی کی طرح چنگاریاں کیوں چھوڑتی رہتی ہو کتابی کیڑی،،،"

"ایک چھوٹا سا کام ہے کر دو،،،

ضیاء دانت پیستے بولا۔ بذات خود اسے نورین نہیں پسند تھی لیکن وقت پڑنے پر وہ گدھے کو بھی باپ بنالیتا تھا تو یہ تو نورین تھی۔۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے،،،؟"

نورین نے عاجز ہوتے پوچھا۔

میں تمہارا سر فارس والا پروجیکٹ مکمل کر کے دوں گا اگر تم میرا ایک چھوٹا"

"سا کام کر دو،،،

ضیاء منت سماجت پر آیا تھا۔

مجھے تمہاری بات پر بھروسہ نہیں ضیاء،،، تم ایک نمبر کے جھوٹے اور مکار"

"انسان ہو،،،

نورین چڑتے ہوئے وہاں سے جانے لگی جب ضیاء نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پیچھے کھینچا وہ حیرت سے ضیاء کو دیکھنے لگی۔ضیاء سے اس کی منہ ماری ہوتی رہتی تھی لیکن ضیاء نے پہلی بار اسے یوں ہاتھ لگایا تھا۔

"ہاتھ ہٹا کر بات کرو،،،"

ایک دم جھڑکتے وہ پیچھے ہوئی تو ضیاء ریم کو بھول اسے دیکھنے لگا جو سرخ پڑتی ناگواری سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"زیادہ سر چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے،،، بھول گئی میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا؟عزت سے بول رہا ہوں سمجھ نہیں آرہا،،،

اب کے ضیاء رعب جھاڑنے پر آیا تھا جانتا تھا سامنے کھڑی لڑکی ڈرپوک ہے۔

"اچھا بولو کیا کرنا ہے،،،"

وہ فورا ایک قدم کا فاصلہ مزید قائم کرتی پیچھے ہو کر ٹھہرے ہوئے انداز میں بولی۔

گڈ گرل،،، فتح یابی سے مسکراتے نورین کو دیکھا۔"

ابھی سیکنڈ کوریڈور میں نیو جونیئر لڑکی گئی ہے جس نے کل ایحان کو بھائی"

بولا تھا،،، بس تمہیں اس لڑکی کو اس روم میں بھیجنا ہے،،، کہنا سر وجاہت بلا

"رہے ہیں،،،

ضیاء کے کہنے پر نورین کشمکش میں پڑ گئی۔

"کیا کرو گے تم اس کے ساتھ،،،؟"

تفتیشی انداز میں پوچھا تو ضیاء آنکھیں چھوٹی کیے اس کی جانب جھکا۔۔

تم جانتی ہوں میں کچھ غلط نہیں کروں گا،،، بس چھوٹی سی شرارت کرنی"

"ہے،،، لیکن اگر تم نے میرا کام نہیں کیا تو تمہارے ساتھ برا کروں گا،،،

وہ مزاق میں دھمکی دے رہا تھا۔ نورین ناگواری سے اسے دیکھتی پلٹ گئی۔

جس قدر ضیاء شیطانی دماغ کا آدمی تھا اس سے کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ اس کو

بھی پریشان کر دے۔ ضیاء کی شیطانی حرکتیں وہ دو سال سے دیکھ رہی تھی پر

وہ اسی کے بیچ کی تھی اس لیے وہ اس کے ساتھ کچھ نہیں کرتا تھا۔۔۔ پر

نورین پر دھونس جمانا اس کی پرانی عادت تھی۔ کبھی کبھی وہ اس سے باز پرس کر لیتی تھی اور کبھی کبھی ڈر جاتی تھی ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا ضیاء کی دھمکی سے ڈر کر وہ ریم کے پیچھے گئی تھی۔

"کیا یار ضیاء تو کیوں ڈراتا ہے بیچاری کو،،، ہمارے ہی بیچ کی ہے بیچاری،،،" ملحق نے افسوس سے کہا تھا۔ نورین سے اس کی دوستی نہیں تھی پر اسے نورین پسند تھی وہ کلاس کی سب سے زیادہ پڑھنے والی لڑکی تھی۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم پر اسے تنگ کر کے مجھے اندرونی سکون ملتا ہے،،، کتابی" "کیڑا ہے مجھے سوچ کر وحشت ہوتی ہے یہ اتنا کیسے پڑھ لیتی ہے،،،

ضیاء نے کندھے اچکاتے کہا تو زین ہنسنے لگا۔۔۔۔

بیٹا آپ نورین کو شروع دن سے پریشان کرتے ہو،،، اسٹارٹ میں تو مجھے" لگ تھا کچھ گڑبڑ ہے،،، پر پھر تو نے اس لیلی نامی چپکو لڑکی کو گرلفرینڈ بنا "لیا،،،

زین نورین سے ہمدردی کے بعد لیلی سے چڑھتے ہوئے بولا۔

افف،،،لیلی بہت ہاٹ ہے،،،لیلی اور اس نورین کا کوئی میچ ہے ہی نہیں"

"اب چپ کرو وہ آگئی،،

ریم کو نورین کے ساتھ آتے دیکھ وہ تینوں انجان بن گئے تھے۔۔۔نورین نے مسکرا کر اسے نجانے کیا کہا کہ ریم بھی مسکراتی واشروم کے اندر چلی گئی۔۔۔نورین کے پلٹتے ہی ضیاء نے واشروم کے دروازے کی باہر سے کنڈی لگادی۔

کچھ یاد آنے پر نورین پلٹ کر کوریڈور نمبر دیکھنے لگی۔

"ضیاء یہ 4 کوریڈور ہے،،،یہ تو واشروم ہے نہ،،،جینٹس واشروم،،،،؟"

نورین کے پوچھنے پر ضیاء ایک آنکھ دباتے ہنسنے لگا۔

"کھولو یہ دروازہ،،،،"

غصے سے آگے بڑھتی وہ واشروم کا دروازہ کھولنے لگی لیکن ضیاء سامنے کھڑا ہو گیا۔

"تمہارا کام ہو گیا بے بی،،،اب جاؤ یہاں سے،،،"

سختی سے کہا۔

تم ایک انتہائی بد تمیز اور بے غیرت انسان ہو،،، مجھے تمہاری بات ماننی ہی"
"نہیں چاہیے تھی،،،،

نورین کا غصہ مزید بڑھتا جا رہا تھا۔

ہو گیا،،،،؟؟"ضیاء کا سوال نہیں بلکہ شارٹ ورڈز میں اس نے نورین کو"
گیٹ لاسٹ کہا تھا۔

اسے نورین کا اتنا بولنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

"ہاں ہو گیا،،، اور اب میں جا کر ڈین کو تمہاری کمپلین کروں گی،،،،"
غصے سے کہتے وہ پلٹ گئی۔

"یہ دروازہ میرے آئے تک باہر سے کھلنا نہیں چاہیے،،،، "

غصے سے کہتا ضیاء نورین کے پیچھے گیا۔ نورین تیزی سے سیڑھیاں اترتی سیکنڈ
رو میں بنے اسپورٹس روم کی طرف سے گزرتی ڈین کے آفس کی طرف
جا رہی تھی جب ضیاء نے پیچھے سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتے ہوئے

اسپورٹس روم کی طرف لے گیا دروازہ کھول کر نورین کو اندر کھینچا اور دروازہ بند کر لیا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے ضیاء،،،دروازہ کھولو،،،"

پل بھر کے لے وہ خوفزدہ ہوئی تھی پر اسے یقین تھا ضیاء کسی لڑکی کے ساتھ اس نہج کی بد تمیزی نہیں کر سکتا۔

"بہت زبان چل رہی ہے تمہاری،،،،"

ٹیبل پر ہاتھ مارتے وہ غصے سے کہتا نورین کی طرف آیا تو نورین فورا کرسی کے پیچھے ہو گئی۔

مجھے باہر جانے دو ضیاء،،،میں بتا رہی ہوں میں پروفیسر کو تمہاری شکایت "لگا دوں گی،،،،

نوریں خوف چھپاتی ہمت باندھتی بولی تو ضیاء نے مٹھی بھینچ کر اپنے سر پر ماری۔

ہاں اور پھر تمہاری شکایت پر وہ مجھے یہاں سے باہر نکال دیں گے "

"جیسے،،،،؟

وہ سوال نہیں بلکہ نورین کو یہ یاد دلانے کے لیے تھا کہ وہ کس سے پنگا لے رہی ہے۔

"یہاں کا ڈین میرے باپ کا دوست ہے،،، آؤ میرے ساتھ چلو،،، میرے سامنے شکایت کرنا پھر میں تمہیں بتاؤں گا،،،"

اچانک نورین کا ہاتھ پکڑتے اب وہ نوریں کو باہر کی جانب لے جانے لگا تھا جب نورین خوفزدہ ہوتی اس سے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا میرا ہاتھ چھوڑو،،،"

نورین کے ہاتھ سے کتابیں گر چکی تھیں وہ ضیاء سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش میں تھی۔۔۔۔

"نہیں تم چلو میرے ساتھ مل کے جائیں گے ڈین کے پاس،،،"

غصے سے کہتا ضیاء کمرے کا دروازہ کھولنے لگا۔ یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا تھا۔۔ جیسا ایحان وحشی بد تمیز۔۔ بلکل ویسا ہی اس کا بگڑا ہوا دوست۔۔

"چھ،،، چھوڑو میرا ہاتھ مجھے کہیں نہیں جانا،،،"

آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے وہ بھرائی آواز میں بولی تو ضیاء اس کی جانب پلٹا۔۔۔

"شٹ اپ،،، رونا بند کرو ورنہ ایک دوں گا،،،"

ضیاء نے غصے سے غراتے نورین کا ہاتھ چھوڑا تو نورین روتے ہوئے اپنا چہرہ دونوں ہاتھ میں چھپا گئی۔ اس کی ہچکیاں اب اس خالی کمرے میں گونجنے لگی تھی۔ ضیاء نے پہلی بار اس سے اتنی بد تمیزی کی تھی یا یہ کہنا بھی ٹھیک تھا کہ اس سے پہلے کبھی وہ ضیاء کے مقابل ایسے کھڑی ہی نہیں ہوئی تھی۔ ضیاء نے جبڑے بھینچ کر اس کا لرزتا وجود دیکھا۔ آج جانے کیا ہوا تھا کہ اس کے آنسوؤں سے ضیاء کو وحشت سی ہوئی تھی۔۔

روکیوں رہی ہو ایسے جیسے میں نے تمہارے ساتھ کچھ غلط کر دیا ہے،،،""

نورین کے رونے پر مزید چڑ چڑھنے لگی تھی۔۔ جبھی نورین کے دونوں ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹاتے اسے دیوار کے ساتھ پن کیا۔

مت آیا کرو میرے مقابل نورین،،،،"نورین کی سرخ ناک کو دیکھتے"

دانت پیستے ہوئے کہا۔بے عزتی و شرمندگی کے احساس سے نورین آنکھیں میچ گئی۔

تم بہت بھولی ہو میں نہیں چاہتا میں کچھ ایسا کروں کے مجھے ساری زندگی"

پچھتاوا رہے،،،،میرے معاملات سے دور رہا کرو اور اگر آئندہ یہ فضول کی دھمکیاں دیں تو یاد رکھنا میں خالی خولی دھمکی نہیں دیتا،،اور جس ڈین سے تم "مجھے ڈرا رہی ہو روز شام ان کے ساتھ بیٹھ کر کافی پیتا ہوں میں،،،،

ایک جھٹکے سے نورین کو چھوڑتے وہ کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔نورین اس قدر بے عزتی پر وہیں بیٹھتی رونے لگی تھی۔

****

وائٹ گھٹنوں تک شرٹ اس پر بلیک واس کوٹ اور سر پر اسکارف بنے وہ تیار تھی۔

آج اس کا اس فائیو اسٹار ہوٹل میں پہلا دن تھا۔ تیس ہزار ماہانہ پر اسے دو دن پہلے ہی یہ نوکری ملی تھی جس کی ریکوائرمنٹ پر وہ پوری اتری تھی۔اس نوکری کی ریکوائرمنٹ صرف تین تھی۔پہلی ان میرڈ ہونا دوسری انڈر تھرٹی ایج تیسری اچھی شکل وصورت اور یہ تینوں ہی زرمش کے پاس تھیں۔۔۔۔بلکہ ضرورت سے کچھ زیادہ تھیں۔۔۔وہ خوش تھی اس کے نزدیک ویٹرس کی جاب فیکٹری میں بیٹھ کر مشین چلانے سے تو بہت ہی بہتر تھی۔

"آریوا کے زرمش،،،؟ "

مینیجر نے اسے ادھر سے ادھر ٹہلتے دیکھ پوچھا۔۔۔

وہ سر کیا میں ڈوپٹہ اوڑھ سکتی ہوں،،،ود آؤٹ دوپٹہ میں بہت ان"

"کمفرٹیبل ہوں،،،،

زرمش نے اپنی پریشانی بیان کی تو مینیجر نفی میں سر ہلانے لگا۔

یہ فائیو اسٹار ریسٹورینٹ ہے،،، بہت ہائی ریٹڈ،،، یہاں آپ کو جاب ملنا بڑی بات ہے اگر آپ یہاں ڈیمانڈ کریں گی تو مشکل ہو جائے گی،،،"

وہ آسان الفاظ میں اسے انکار کر چکے تھے۔

"سر میں اس کو بہت اسٹائلش طریقے سے سر پر کور کرو نگی،،، دیکھنے میں اسٹائل لگے گا پلیز آپ صرف ایک بار دیکھ لیں،،،،"

زرمش کی منت سماجت پر وہ رضامند ہو گئے۔ زرمش نے بلیک اسکارف خوبصورتی سے سر پر لپیٹا تو مینیجر کو اس بات کا احساس ہوا کہ وہ لڑکی اسکارف میں پہلے کی بانسبت اور پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ اور یہی تو ان کو چاہیے تھا جبھی زرمش کو اسکارف کی اجازت دے دی۔

رات 1 بجے اس کی ٹائمنگ آف ہوئی تو جاب کی طرف سے ملی گئی کنوینس زرمش کو گھر کے دروازے پر چھوڑ گئی۔

شبانہ کا منہ وہ تنخواہ میں پانچ ہزار کا اضافہ کر کے بند کر چکی تھی۔۔۔۔

اسے اس ہوٹل میں نوکری کرتے کچھ ہی دن ہوئے تھے جب اس نے نوٹ کیا روز ایک نوجوان لڑکا ہوٹل آتا ہے اور وہ اس کی ٹائمنگ آف ہونے تک وہاں بیٹھتا ہے اور کافی پیتا ہے۔۔۔یہ بات زرمش کے علاوہ دوسرے بھی نوٹ کرنے لگے تھے کیونکہ اس کی بے لگام نظریں صرف زرمش کا طواف کرتی تھیں جبکہ اس کی نظروں سے زرمش بھی عجیب و غریب کیفیت کا شکار ہونے لگی تھی۔۔۔۔

"زرمش جاؤ یہ کافی ٹیبل نمبر 4 پر سرو کر دو،،،،"

نیناں اسی کی طرح ایک ویٹرس تھی۔نیناں کے کہنے پر وہ چونکی کیونکہ ٹیبل نمبر 4 پر وہی نوجوان بیٹھتا تھا۔

"میں نہیں جا رہی تم دے دو،،،"

زرمش نے جان چھڑوانی چاہی۔۔وہ بچی نہیں تھی جو اس کی نظروں کا مفہوم نہ سمجھتی۔۔۔کہ ہر عورت کو اللہ تعالیٰ نے ایک چھٹی حس دے رکھی ہوتی ہے یہ نگاہیں پہچاننے کی۔۔۔وہ اس کا سامنا کرنے سے گھبرا رہی تھی۔وہ

نوجوان دیکھنے میں بہت خوش شکل اور اچھی فیملی کا لگتا تھا اگر وہ کوئی ایسی بات کرتا تو وہ کیا جواب دیتی؟؟اس کے پاس تو بتانے کے لیے کوئی بیک گراؤنڈ بھی نہیں تھا۔

محترمہ پہلے میں ہی گئی تھی،،،تو اس محترم نے ڈیمانڈ کی ہے کہ کافی مس"

"زرمش کے ہاتھ سے بھیجیں،،،،

نیناں کا کہنا تھا کہ زرمش کے ہوش اڑ گئے۔

"اسے میرا نام کیسے پتا چلا،،،،"

حیرت سے کھڑی ہوتی وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی جب مینیجر صاحب اندر آئے۔

"میں نے بتایا ہے،،،،"

مینیجر نے کہا تو زرمش نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔

کیوں،،؟؟؟؟آپ نے ایسے کیسے میرا نام بتا دیا؟وہ پتا نہیں کون ہے اور"

"کیوں میرا نام جاننا چاہتا ہے یا بات کرنا چاہتا ہے،،

زرمش کو سچ مچ پریشانی لاحق ہوئی تھی۔

ابرار نام ہے،،،اور اچھا خاصہ پڑھا لکھا اور اچھی فیملی کا لڑکا ہے،،، تم پہلی " نظر میں اس کو پسند آئی ہو،،، تمہارے حجاب لینے سے وہ بہت متاثر ہوا ہے،،، میں نے اس کو بتایا ہے تم ایسی لڑکی نہیں ہو لیکن اس نے کہا ہے وہ تم سے صرف ایک دفع ملاقات کرنا چاہتا ہے تو مجھے نہیں لگتا اس میں کوئی برائی " ہے،،، صرف ایک دفع بات ہی تو کرنی ہے وہ بھی یہیں تو کر لو،، مینیجر کے کہنے پر اپنا انگھوٹا دانتوں تلے دبا گئی۔دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔یوں لگتا تھا ابھی باہر آجائے گا لیکن سامنا تو کرنا تھا جبھی کافی کا کپ اٹھاتے اس جانب بڑھی تھی جہاں وہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

****

وہ جیسے ہی اندر داخل آئی تھی۔۔حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔دھڑکتے دل سے سامنے دیکھا لائن سے چھ واشروم کے دروازے تھے اور دیوار کے سامنے تین بڑے بڑے واش بیسن لگے تھے باتھروم خاصہ وسیع تھا۔پر اسے جھٹکا تب لگا تھا۔۔جب اس نے واش بیسن پر جھکے ایک شخص کو پیچھے سے چوڑی چٹانی پشت کو دیکھا۔۔اس شخص نے کسی کی آمد پر خاص توجہ نہیں دی تھی کیونکہ یہ واشروم تھا اور یہاں ضرورت کے وقت کوئی بھی آدمی آجا سکتا تھا۔۔۔جب کہ ایحان کی صورت شیشے میں دیکھ ریم کے پسینے چھوٹنے "لگے۔۔۔اسے دیکھ پہلا لفظ جو دماغ میں آیا وہ یہی تھا "سنکی۔۔

وہ شخص بھرے مجمعے میں اس کے ساتھ اتنا برا سلوک کر چکا تھا تو اس تنہائی میں وہ کیا کرتا؟اور وہ لڑکی۔۔۔!اس نے تو کہا تھا یہ سروجاہت کا آفس ہے۔ کیا سروجاہت واشروم میں رہتے تھے۔۔یکدم اس نے عقل کے گھوڑے دوڑائے تو احساس ہوا اس کو بیوقوف بنا کر یہاں بھیجا ہے۔۔۔وہ اس مزاق پر اتنا پریشان نہ ہوتی اگر اس واشروم میں وہ اس آدم خور ایحان کو نہ

دیکھتی۔۔۔وہ جو حیرت سے پتھر کا بت بنے کھڑی گھبراہٹ سے ایحان کو تک رہی تھی ایحان کو سیدھے ہوتے دیکھ فوراہوش آیااور پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی۔۔۔پراس وقت ریم کو لگااسے خود ودہشت سے ہارٹ اٹیک آ جائے گاجب دروازے کو لاک پایا۔۔۔

"یی،،،یہ کک کیاہوا،،،"ریم خود سے ہمکلام ہوئی جب اپنی بیوقوفی کا شدت سے احساس ہوا۔ظاہر ہے جس نے مزاق کیا تھاوہ بھلادروازہ کیوں کھلا چھوڑتا۔ریم کو لگااس کے جسم کے تمام آرگنز پیروں میں جا گرے ہیں۔۔۔

"ہیے یو،،،کون ہو،،،؟؟؟پڑھنا نہیں آتا کیا؟باہر لکھاہے یہ جینٹس واشروم ہے،،،"ایحان نے غصے سے لبریز ناگوار لہجے میں کہاتوریم دروازے کی طرف پلٹے ہی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔دل کیااپنا سر دروازے پر دے مارے۔۔۔ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار

ہونے لگے یوں لگا جیسے واشروم میں آکسیجن کی کمی ہو۔۔ریم کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔۔۔

تم سے کہہ رہا ہوں،،، بہری بھی ہو کیا جو دروازے سے چھپکلی کی طرح" چپکی کھڑی ہو،،،" اس نے حسب معمول شدید برہمی انداز میں ریم کو جھڑکا۔۔۔ایک تو وہ لڑکی جینٹس واشروم میں کھڑی تھی۔۔نا اسے اپنی نسوانی حیاء کا خیال تھا نہ ہی اسے میلز کی پرائیویسی کا احساس تھا۔۔اس پر تضاد وہ ڈھیٹ بن کر ویسے ہی کھڑی تھی اس کی سخت کلامی کے بعد تو اسے فورا یہاں سے نکل جانا چاہیے تھا۔جب کے ریم رونے والا چہرہ بنائے دروازے کو کھینچنے لگی۔سانس تک روکے رکھی کہ کہیں وہ سنکی غنڈا اسے پہچان نہ لے۔

"دماغ خراب ہے تمہارا تمہیں آواز نہیں آرہی کیا،،،"

غصے سے دانت پیستے ایحان نے اس لڑکی کی پشت کو گھورا۔وہ لڑکی براؤن کلر کے عبائے میں تھی سر پر سیاہ اسکارف پہنے۔۔۔اس کے پاؤں برقعے تلے چھپے تھے البتہ کمر پر ایک ٹیڈی بیئر والا چھوٹا مگر پیارا سا بیگ لٹک رہا تھا۔۔

غصے سے بل کھاتے ایحان نے اسے بیگ سے پکڑ کر پیچھے کھینچے اور گھما کر اپنے روبرو کیا۔۔تو وہ خوف کے مارے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی بس جدوجہد تھی کہ وہ اس کا چہرہ نہ دیکھے۔

"جاہل لڑکی،،،،"

اس لڑکی کی فضول کی حرکتیں نظر انداز کرتا وہ خود دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔پر دروازے کو اندر کھینچنے پر اندازہ ہوا دروازہ تو باہر سے لاکڈ ہے۔ غصے سے ہاتھ کی مٹھی بناتے وہ دروازے پر مارنے لگا تھا کہ ٹھٹھک کر رکا۔ یوں لگا جیسے کوئی آنکھ اسے دیکھ رہی ہے۔ جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا تو وہ لڑکی ایک آنکھ سے انگلی ہٹائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ ایک آنکھ جس میں خوف تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ہرنی شیر سے چھپنے کی کوشش میں ہے۔۔۔۔

ایحان کے دیکھنے پر وہ اپنی وہ والی آنکھ پھر سے فور آ چھپا گئی۔سانولے ہاتھ مگر تراشیدہ لمبی نازک انگلیاں۔۔

"اپنا ہاتھ چہرے سے ہٹانا،،،"

وہ اس لڑکی کی آنکھ دیکھ پل میں پہچان گیا تھا وہ لڑکی کون ہے (حیرت انگیز طور پر)۔۔۔۔پہلے بھی اتفاقی طور پر وہ بہت قریب سے یہ آنکھیں دیکھ چکا تھا۔ایحان کے حکم صادر کرنے پر بھی اس نے چہرے سے ہاتھ نہ ہٹایا تو ایحان غصے سے آئیبر واچکاتے اسے دیکھنے لگا۔

"اے لڑکی اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹاؤ،،،"

اب کے ایحان نے اس کی طرف قدم بڑھائے۔یقیناً ریم اسے اپنے قریب آتا دیکھ کر خوف سے اچھل پڑتی پر آنکھوں پر حفاظتی بند باندھنے کے لیے رکھے گئے ہاتھوں نے اسے ایحان کے بڑھتے قدموں سے انجان کر دیا تھا۔۔۔یہاں تک کے وہ اس کے ایک قدم کی دوری پر رکتے ریم کے ہاتھوں کو گھورنے لگا جو چہرے پر رکھے تھے۔۔۔۔کچھ پل کی خاموشی کے بعد ریم نے ایک آنکھ سے ہاتھ ہٹا کر دیکھنا چاہا پر یہ کیا نظروں کے سامنے تو کسی کا کھلا گریبان تھا۔اور اس میں سے جھانکتی سفید چین۔۔کچھ لمحے ریم کو سمجھ نہ آیا

یہ منظر کیا ہے پر جونہی نظر کچھ اوپر ہوئی ایک زوردار چیخ کے ساتھ وہ چہرے سے ہاتھ ہٹاتی ایحان سے تین قدم پیچھے ہوئی۔۔۔۔چہرہ لال بھبھوکا ہو گیا۔۔۔وہ بے مقصد ایحان سے نظریں چرانے لگی۔اسے اپنی سچویشن پر رونا آرہا تھا وہ کسی انجان لڑکے کے ساتھ واشروم میں بند تھی وہ بھی جینٹس واشروم میں۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو،،،،؟"

ایک نظر بغور اسے کے چہرے پر ڈالتے پوچھا۔ایحان کو نجانے کیوں اس کی شکل غصہ دلا رہی تھی۔اس لڑکی کے بھائی بولنے نے ایحان کا کافی مزاق بنوایا تھا۔

"مم،،،مجھے نہیں معلوم تھا یہ جینٹس واشروم ہے،،غ،، غلطی سے،،،،"

ریم نے شرمندہ ہوتے کہا تو ایحان نے سینے پر ہاتھ باندھتے اسے کینہ توز نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

اندھی ہو،،، یا پڑھنا نہیں آتا،،، باہر بورڈ نہیں پڑھا،،؟"ایحان نے تپ" کر سوال کیا۔

"نہیں مجھے ایک لڑکی نے کہا یہ سروجاہت کک کا آفس"

ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ ایحان نے ایک ہاتھ کو ہوا میں داد دینے والے انداز میں بلند کیا۔۔

واقعی،،، وہ کونے والے واشروم میں ہیں سروجاہت،،، جاؤ اندر چلی جاؤ" کیونکہ حیاء تو تم میں ہے نہیں،،، مردوں کی پرائیویسی میں گھس آئی ہو اوپر "سے ڈھٹائی سے جھوٹ بول رہی ہو،،،

ایحان کے کہنے کی دیر تھی ریم کے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔۔۔بے شک وہ مانتی تھی اس کی غلطی تھی پر یہ لڑکا تو خود کو یہاں کا مالک سمجھ بیٹھا تھا۔۔۔وہ ایکسکیوز کر رہی تھی اور وہ اسے بے حیاء کہہ رہا تھا وہ ہوتا کون تھا اسے بے حیاء کے لقب سے پکارنے والا۔یہ سچ تھا وہ اس سے یہاں بہت خوفزدہ تھی مگر اپنے کردار پر انگلی اٹھانے والے کا منہ توڑنا بھی جانتی تھی۔۔(دوسری

طرف اگر اس وقت کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید وہ اتنا کلام نہ کرتا اور نظر انداز کرتے باہر نکلنے کی کوشش کرتا پر وہ موقع محل سب بھلائے ریم سے دو دو ہاتھ کرنے کی چکر میں تھا کہ دو دن سے دل میں جو غبار ابل رہا تھا اسے نکالنے کا اچھا موقع ملا تھا۔۔۔

"دانت پیستی وہ صرف اتنا ہی بولی تھی کہ ،،،، بے حیاء آپ ہوں گے

ایحان کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

"مٹھی بھینچتے ریم کی طرف قدم بڑھاتے غصے ،،،؟ میں ہوں بے حیاء

سے پوچھا۔۔

"جو بولتا ہے وہی ہوتا ہے،،، پہلے آپ نے کہا تھا،،،"

کچھ سمجھ نہ آنے پر وہ فورا بھولی۔ بھلا کیسے بھول سکتی تھی کہ وہ اس لڑکے کے ساتھ تنہائی میں کھڑی ہے۔۔۔اگر دشمنی نکالنے کو کچھ غلط کر دیتا تو؟؟؟اسی لئے فورا پینترا بدل گئی۔۔

غلطی تمہاری اور زبان بھی تمہاری چل رہی ہے وہ بھی ایحان دلشیر کے "
سامنے،،،کاٹ دوں تمہاری زبان،،،"ایحان نے اسے ڈرانے کے لیے
دھونس ڈالی جو واقعی ریم پر اثر انداز ہوئی۔کچھ نہ سمجھ آنے پر وہ سر ینڈر
کرنے کے انداز میں سر جھکا گئی۔۔۔۔ایحان اس کی طرف سے جوابی کاروائی
کی امید کر رہا تھا لیکن دوسری جانب سے خاموشی دیکھ تنے اعصاب ڈھیلے
ہوئے۔وہ مجرم کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی ایحان نے بغور اسے دیکھا۔
سادی سی سانولی مگر گہری خوبصورت شام کی طرح سلونی سی۔
"باہر کوئی بورڈ نہیں لگا تھا،،،"
ایحان کو پلٹتا دیکھ وضاحت دی۔بھلا کیسے برداشت کرتی کوئی اس کے متعلق
بے حیاء رائے قائم کرے اور اگر وہ باہر جا کر اس کے متعلق کچھ غلط بتا دیتا تو
اس کی عزت تو خاک ہو جاتی۔۔
تو باہر کیا سروجاہت کا بورڈ لگا تھا،،،"ایحان جو اسے خاموش پا کر دروازے "
کی طرف بڑھنے لگا تھا پھر اس کی آواز سن کر رکا اور طنزیہ پوچھا۔۔۔

نن،،، نہیں لیکن ایک لڑکی یہاں لائی تھی،،،اس نے کہا تھا یہ سر وجاہت "
کا آفس ہے وہ بلا رہے ہیں،،،، "ریم کے معصومیت سے بتانے پر ایحان کے
ماتھے پر بلوں کا جال نمودار ہوا۔۔۔۔
تم شکل سے اتنی احمق لگتی تو نہیں ہو،،، جتنی احمقانہ بکواس کرتی ہو،،،اس "
طرح کوئی بھی کسی کا بھی نام لے کر کسی بھی روم میں بھیجے گا تو چلی
جاؤ گی،،،،؟" نجانے کیوں اسے اس پاگل لڑکی کی بیوقوفی پر غصہ آیا تھا۔اتنی
بڑی یونیورسٹی تھی۔کوئی کہیں بھی بھیجتا تو کیا وہ چلی جاتی؟اگر کوئی اس
طرح اس کا فائدہ اٹھاتا تو۔۔؟یونیورسٹی لیول پر پہنچنے کے بعد اس لڑکی میں اتنا
شعور ہونا چاہیے تھا کہ وہ تحقیق کے بعد کہیں بھی قدم اٹھائے۔۔غصے سے
ہی صحیح پر اگر کوئی ایحان دلشیر کو کسی لڑکی سے اتنی بحث کرتے دیکھتا تو ضرور
غش کھا کر گر ہی پڑتا۔کیونکہ نہ وہ کسی کی بات اتنی غور سے سنتا تھا نہ اتنا ری
ایکٹ کرتا تھا کیونکہ وہ دو سو فیصد اٹیٹیوڈ رکھنے والا گھمنڈی لڑکا لڑکیوں کے
معاملے میں کچھ زیادہ ہی لاپرواہ تھا۔

آئی ایم سوری ڈیڈی،،،! "ائم سو سوری،،،،"

محمل نے ناراضگی بھلائے زاویار کے بازو پر اپنا سر رکھا۔۔خوف کے لیے یہی بات کافی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کے ڈیڈی کو نقصان ہو سکتا تھا اور وہ چھ سال کی ہونے کے باوجود زاویار کے معاملے میں بہت زیادہ حساس تھی

کیوں ناراض تھی آپ،،،؟"

زاویار نے محمل کو آزردہ دیکھ موضوع تبدیل کیا۔اب اگر وہ اپنی ماں کی پرچھائیں تھی تو بھی زاویار اس سے نفرت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

محمل کی ساری فرینڈ کی مدر ہیں،،،سب ان کے ساتھ اسکول بھی آتی ہیں"

پر محمل کی مدر نہیں ہیں،،،" محمل کا معصومیت سے کیا گیا شکوہ۔زاویار کے دل میں بھگڈر سی مچا گیا۔صبرینہ سے مزید نفرت ہونے لگی کہ کس قدر سفاک مفاد پرست اور خود پسند عورت تھی وہ کے اس نے زاویار کے ساتھ

اپنی معصوم بچی کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔۔۔کیا واقعی کوئی عورت اتنی گندے کردار کی مالک ہو سکتی ہے؟جو شوہر کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے مرد کی جانب مائل ہو جائے شوہر کی محبت سے زیادہ کسی غیر مرد کی محبت غالب ہو جائے۔۔۔جبکہ اللہ رب العزت نے تو عورت کا نفس ایسا بنایا ہے کہ اس کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ ایک سے زیادہ مردوں کی طرف مائل نہیں ہوتیں۔۔۔کیونکہ عورت کی پاکی اور کردار کی بڑائی کے لیے یہی چیز کافی ہونی چاہیے کہ وہ ایک ماں ہوتی ہے۔۔پر بھلا وہ کیسی عورت ہو گی جو میں کسی اور مرد کے ساتھ شوہر کی بانہوں میں ہونے کے باوجود تصور ہو۔۔۔یہی سب تو صبرینہ نے کیا تھا۔ایک مدت تک زاویار خانزادہ اس ڈپریشن میں رہا تھا کہ اسے اس عورت نے قبول کرنے کے بعد دھتکار دیا۔۔۔جس سے وہ بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔۔اسے عزت دی تھی وقار دیا تھا۔۔۔ایسا بھی نہیں تھا کہ مالی حالات خراب تھے یا اس کی خواہشات میں کوئی کمی ہوئی تھی پھر کیوں؟جہاں تک اس نے دیکھا تھا عورتیں تو شوہر کی مار

کھانے کے بعد گالیاں سننے کے بعد بھی شوہر کی وفادار رہتی تھیں۔بہر حال زاویار خانزادہ جس اذیت سے گزرا یہ جان کر اس کے دل میں ٹھنڈ پڑ جاتی کہ جو عورت خود عزت کی چادر سر سے اتار دیتی ہے پھر اس کے وجود پر گندگی کا لباس ہی چڑھتا ہے جیسے اب صبرینہ کے وجود پر جو لباس تھا وہ اس کے مکافات عمل کے لیے کافی تھا۔۔میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں تو جب نکاح ہی نہ ہو اور درمیان میں حلال رشتہ نہ ہو تو اس لباس کو کیا کہیں گے؟وہی جو صبرینہ کا تھا۔جو بیوی بننے کی چاہ می تھی پر رک*ھ*یل بن گئی۔۔۔۔

ڈیڈی،،،،!" محمل نے زاویار کو سن دیکھ کر پکارا تو زاویار ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔

محمل کی مام اللہ تعالی کے پاس چلی گئی ہیں ناں" وہ بے بس تھا نہیں بتا سکتا" محمل کو کہ اس کہ ماں کس کردار کی مالک تھی اور کہاں تھی وہ تو اس کی پرچھائیں بھی محمل سے دور رکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

تونیو مام لے آئے ناں،،،"

زاویار کو محمل کی بات پر شدید دھچکا لگا تھا وہ اتنی سی بچی اسے نئی مام لانے کا کہہ رہی تھی وہ معصوم تو جانتی ھی نہیں تھی کہ سوتیلی ماں کیسا سلوک کرتی ہیں۔

محمل کیا ڈیڈی آپ کے لیے کافی نہیں ہیں؟ کتنی محبت کرتے ہیں آپ سے" آپ کو کیوں چاہیے دوسری مام،،،، زاویار نے محبت سے ہاتھ چومتے پوچھا جب محمل کی معصوم آنکھوں سے چمکدار موتی زاویار کے ہاتھ پر گرے۔

مجھے مام چاہیے ڈیڈی جو ہر وقت میرے ساتھ رہیں،،،،۔ محمل کے کپڑے" چینج کریں،،، محمل کو اپنے ہاتھ سے لنچ کروائیں،،، محمل کے ساتھ کھیلیں اور محمل سے بہت ساری باتیں کریں،،،،! محمل معصومیت سے کہتی اداسی سے اس کے سینے سے لپٹ گئی۔۔ پہلی بار زاویار کو یہ احساس ہوا تھا کہ وہ محمل سے جتنی بھی محبت کر لے لیکن ماں کی کمی کو پورا نہیں کر سکتا یہ محرومی

اس کی بیٹی کی زندگی میں ضرور ایک خلاء پیدا کر دے گی لیکن اگر وہ سوتیلی ماں اس کے سر لے آتا ہے تو کیا وہ اچھی ثابت ہو گی۔۔۔؟۔

اچھا ٹھیک ہے محمل کے ڈیڈی جلدی سے محمل کی مام کو لے آئیں گے جو"

"میرے جانے کے بعد بھی محمل سے ڈھیر ساری باتیں کریں،،،

زاویار کا کہنا تھا کہ محمل گلاب کی طرح کھل اٹھی۔

سچی ڈیڈی؟یو آر دی بیسٹ فادر،،،نو ون اس لائک یو،،"محمل""""

نے خوشی سے زاویار کے گلے لگاتے کہا اور اگلے ہی لمحے زاویار کا گال چوم لیا۔۔۔۔

****

رنگ و بو کی محفل جمی ہوئی تھی۔۔دل لبھانے اور جسم و جاں نثار کرنے کو کافی نازک لچکیلی پھول اپنا وجود کسی باغ میں لگی پھولوں کا ڈالی کی طرح پیش ہو رہی تھیں۔۔ مچنا تھا کہ زریمان حیرت سے کھڑی ہوئی۔اور بے اختیار مسکرا کر بانو کو دیکھا جو للچائی نگاہوں سے سے دروازے کی جانب ہی دیکھ رہی

تھی۔۔۔کوئی بہت توپ چیز تھی وہ جو اندر آرہا تھا اور اندر آنے والا شخص ہر آنکھ میں چمکنے والا وہ ہیرا تھا جس کی چمک دور سے آنکھوں کو خیرا کرتی تھی پر قریب جانے والے کے لیے نہایت زہریلا تھا۔۔نہ اس ہیرے کو اگلا جا سکتا تھا نہ ہی نگلا جا سکتا تھا۔۔

آج کیسے آگیا یہ؟؟؟

ریشماں نے زریمان سے پوچھا تو وہ لاعلمی کا اظہار کر کے کندھے اچکا گئی۔

ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک سجائے دودھ جیسی رنگت رکھنے والی زریمان بالوں کا جوڑا بنائے تیز آتشی رنگ کی ساڑھی پہنے ہوئے تھے۔۔۔کافی لوگ اس کی جانب بھی متوجہ ہوتے تھے اور اس کی بھی بھاری قیمت ادا کرنے کو تیار تھے پر وہ زریمان تھی بانو بائی کی بیٹی باقی لڑکیوں کی طرح اس کے ساتھ زور زبردستی کا معاملہ نہیں تھا۔۔۔لیکن وہ جانتی تھی آج نہیں تو کل اسے بھی اپنا آپ گاہکوں کے سامنے پیش کرنا پڑے گا کیونکہ یہاں موجود لڑکیوں کی شادی نہیں ہوتی تھی اور جن کی ہوتی تھی ان کا انجام ایناره کی ماں جیسا ہوتا

تھا۔۔۔آج اس جگہ کو موتیا کے پھولوں سے سجایا تھا وجہ یہ تھی کہ آج یہاں مشہور و معروف کسی سیاسی لیڈر کی آمد تھی۔۔۔لڑکیاں ساری کی ساری اپنے ہجرے میں گھسی اپنے آپ کو سنوار رہی تھیں۔۔۔یقیناً آج وہ سیاسی رہنما جس لڑکی پر ہاتھ رکھتا بانو بائی اسے خاص طوائفوں میں شامل کر دیتی۔۔۔اور جس طوائف کو خاص کیا جاتا وہ ہر ایرے غیرے کے بستر کی زینت نہیں بنتی تھی۔۔بلکہ خاص خاص لوگوں کے لیے مخصوص کر دی جاتی تھی۔۔۔کتنا عجیب اور گندا تھا کہ اپنے آپ کو خاص کرنے کے لیے وہ لڑکیاں خود کو خود ہی بے مول ہونے کے لیے تیار کر رہی تھی۔۔۔۔

زریمان اتنی تیار ہوئی ہو،،،اگر آج اس شہزادے کی نظر تجھ پر ٹھہر گئی تو"

؟"

ریشماں نے زریمان سے کہا تو زریمان نے ایک نظر بائیں جانب سے مغرور چال چل کر تخت پر بیٹھتے باران دلشیر کو دیکھا۔

یہ وہ پارس بادشاہ ہے ریشماں کے اگر اس کے آگے کسی رانی کو بھی پیش ""
کر دیا جائے تو اس کی توقیر برباد کر کے اسے بھی بے مول کر دے،،، باران
دلشیران خود پسند، بے حس سفاک مردوں میں سے ہے جن کی زندگی میں
محبت کا نشان نہیں،،، "زریماں نے آنکھیں مٹکا کر کہا۔اور پھر غور سے
باران کو دیکھا۔

یہ آج یہاں کیسے بیٹھ گیا،،؟؟؟اس پر متضاد یہاں پانی بھی پی رہا ہے؟"
زریمان نے حیرت سے پوچھا کیونکہ وہ اندر کب آتا تھا وہ اسی جگہ کی لڑکیوں
کو استعمال کرنے کے بعد بھی اس بات ک ماننے پر راضی نہیں تھا کہ اس جگہ
کی اور یہاں رہنے والی پھلجھڑیوں کی کوئی اہمیت ہے۔۔

"نشے میں ہے شاید،،،،
ریشماں نے خیال ظاہر کیا لیکن ریشماں نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔
نشہ نہیں کرتا یہ،،،"

زریمان مسکرا کر کہتی کھڑی ہوئی۔اس کا دل کہہ رہا تھا کوئی خاص بات ہے جو باران دلشیر یہاں موجود ہے۔ لیکن اس سے پہلے وہ باران دلشیر کے پاس جاتی بانو بائی اس کی خوش آمد میں کھڑی ہوئی تو زریمان دانت پیستی قدم روک گئی۔یہ وہ شخص تھا جو بہت کام آسکتا تھا۔۔زریمان کے خاص مقاصد کو حاصل کرنے میں وہ معاون ثابت ہو جاتا تھا۔۔۔شاید باران دلشیر ہی وہ سیڑھی ہو سکتا تھا جو زریمان کو اس کی منزل تک پہنچا دے۔زریمان کچھ سوچتی مسکرائی۔بے شک وہ بہت سخت آدمی تھا زور زبردستی کا قائل نہیں تھا پر اگر اس کے سامنے بے مثال اور نایاب حسن رکھ دیا جاتا جسے سات پردوں میں چھپا کر رکھا گیا ہو تو کیا وہ اس کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا؟نا ممکن سی بات تھی ایسے حسن کو دیکھ کر اچھا اچھا مرد پھسل جاتا پھر وہ تو حرام کاری کرنے والا تھا۔وہ باران دلشیر کے قریب آئی تو بانو بائی اسکے سامنے رہی تھی۔۔ بچھی معزرت کر

مجھے معاف کر دیجیے دلشیر جی،،، ہوتا ہے کوئی وقت ایسا ہوتا ہے کہ مارکیٹ "
میں بھی اپنی مطلوبہ چیز نہیں مل پاتی،،، اور آج یہاں بھی ایسا وقت ہے کہ
آپ کے مطلب کی کوئی کچی کلی کوٹھے پر دستیاب نہیں ہے تو آج وُپ کو
یہاں سے خالی ہاتھ لوٹنا پڑے گا،،،

زریمان نے بانو کی بات غور سے سنی۔۔اور پھر اپنا کام نا ہونے پر بری طرح جبڑے بھینچے ہوئے بھی دیکھ لیا۔۔اس امیر زادے کا موڈ بری طرح خراب ہوا تھا۔۔

یہ لیجئے جناب،،، آج آپ ہمارے کوٹھے پر بیٹھے ہیں اور اسے عزت بخشی،،
"ہے تو یہ جام نوش فرما کر کچھ مزید عنایت،،،

زریمان کے اشارے پر ریشماں نے باران کے آگے شراب کا گلاس بڑھایا لیکن اس سے پہلے بانو بائی منع کرتی باران نے ناگواری سے ریشمان کو دیکھتے کہا۔

میں شراب نہیں پیتا،،،"

"ارے ایسے کیسے تھوڑا سا پی لیں،،،،

باران کے منع کرنے کے باوجود ریشماں نے گلاس آگے بڑھایا اس طرح کے دانستہ وہ مشروب گلاس سے چھلک کر باران کے کپڑوں کو داغدار کر گیا۔

واٹ دا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،،،،،"

ناگواری سے فحش بکتے باران کھڑا ہوا۔

آئی ایم سو سوری دلشیر جی،،، کیا ریشماں تم بھی،، کہا نہ نہیں پیتے تو کیوں زبردستی کر رہی ہو،،، دیکھو کپڑے گندے کر دیے کتنی اسمیل بھی آ رہی ہے،،،،" زریماں نے درمیان میں مداخلت کرتے ریشماں کو غصے سے کہا اور باران کی طرف متوجہ ہوئی جو ریشماں کو ہی غصے سے دیکھ رہا تھا۔

آپ میرے ساتھ چلیے میں واش کروا دیتی ہوں،،،"

زریمان نے مصلحت سے کہا تو باران غصے سے ریشماں کو دیکھتے وہ زریماں کی بات کو مانتا زریمان کے پیچھے چلنے لگا۔ بانو بائی کچھ ٹھٹھکی تھی کیونکہ زریمان کا رخ اس جانب تھا جہاں کوٹھے میں آنے والے کسی مرد کو لے جانے کی

اجازت نہیں تھی۔اس طرف ایک کچن تھااور ایک چھوٹی سی بیٹھک اور ایک ڈربے نمار نگین کمرہ جس میں ایک معصوم چھوٹی سی جان کور کھا تھا۔ لیکن اس سے پہلے بانوزریمان کووہاں جانے سے روکتی دوسرے کمرے کی لڑکیوں سے ایک زوردار چیخ سنائی دی اور بانواس جانب متوجہ ہوگئی۔

واشروم کہاں ہے،،،؟؟؟؟

زریمان کو کچن میں لاتے دیکھ باران نے غصے سے پوچھا۔

یہ کوٹھہ ہے باران سیٹھ" یہاں کے واشروم آپ کے گھر کے واشروم کی طرح لیوش نہیں ہوتے بلکہ یہاں دن میں ہزار قسم کے مرد آتے ہیں،،،،

زریمان نے گویامزاق اڑایاپر وہ زریمان کی سن ہی کب رہا تھا۔۔ناگواری سے ماتھے پر بلوں کا جال ڈالے کولر سے پانی کا گلاس بھرتے وہ اپنے کپڑوں پر ڈالتے ملنے لگا تھا۔باران کو مصروف دیکھ زریمان کچن سے باہر نکلی اور تیزی سے اینارہ کے کمرے کے باہر رکتے دستک دی۔

اینارہ،،،جلدی دروازہ کھولو ضروری کام ہے،،،"

زریمان نے کہاہی تھا کہ وہ شاید اندر بیٹھی کوفت سے پریشان اسی کی منتظر تھی فورا دروازہ کھولا۔ریشم سے بال کندھے پر بکھرے تھے گالوں کے گلابی پن گلابی رنگ کے کپڑے پہننے پر مزید گلابی معلوم ہورہے تھے اس پر تضاد اس کی تلوار سے دل چیر دینے والی آنکھیں اوران کی گہرائی۔زریماں کا دل ایک مرتبہ خود مبہوت سا ہو گیا تھا سامنے کھڑی لڑکی سادگی میں حسن کی مورت تھی۔ کبھی کبھی یوں لگتا تھا کہ اس کے بے ساختہ حسن پر نظر ٹھہر سی جاتی ہے۔۔۔وہ ایک نازک مومی مجسمہ تھی جو کسی کی بھی دسترس سے بہت دور تھی۔۔۔۔

زریمان تم کہاں تھیں،،؟؟؟میں تمہیں اتنا یاد کر رہی تھی مجھے اس کمرے" "میں وحشت ہو رہی ہے،،،،

ایناره کا کہنا تھا کہ زریمان ہوش کی دنیا میں لوٹی اوراس کے من موہنے چہرے سے نظریں چرائیں۔

ہمم مجھے خیال تھا تم اکیلی ہو گی،،،اسی لیے سب چھوڑ کر تمہارے پاس" آئی ہوں،،بہت زیادہ تھک گئی ہوں،،صرف ایک شرط پر یہاں بیٹھوں گی،،،تم ایک کام کرو کچن میں جاؤ اور چائے بنا کر لے آؤ پھر مل کر بہت "ساری باتیں کریں گے،،،

زریمان کی بات سنتے ایناره کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔

کیا ہوا،،،؟"

زریمان کے پوچھنے پر ایناره جز بز کا شکار ہوئی۔زریمان اس کا ڈر سمجھ گئی تھی رات ہو رہی تھی کوئی بھی مرد یہاں آسکتا تھا۔۔۔پر ایناره کچھ نہ بولی اسے اطمینان تھا کہ زریمان یہی کھڑی رہے گی لیکن ایک پل کو دل میں آیا وہ زریمان کو کہہ دے کہ خود بنا لو پر پھر اس کا میک اپ اور تیار وجود دیکھ لب بھینچ گئی۔

اچھا تم یہیں کھڑی رہو میں ابھی بنا کر لا رہی ہو،،،بس تم کہیں جانا" "نہیں،،،،

اینارہ کے کہنے پر زریمان مسکرائی۔

میں یہیں ہوں اینارہ ڈونٹ وری،،،بس تم جلدی سے جاؤ،،،"

کہتے ساتھ زریماں کمرے سے کرسی لاتے دروازے پر رکھ کر وہیں بیٹھ گئی۔۔۔وہ بس چاہ رہی تھی اینارہ جلدی سے کچن میں چلی جائے۔۔اس سے پہلے باران دلشیر وہاں سے چلا جائے۔۔۔

ٹھیک ہے،،،لاچارگی سے کہتے ساتھ اینارہ کمرے سے باہر چلی گئی۔"

زریمان دل میں خود کو مبارک باد دینے لگی۔ایک کمینگی بھری استہزایہ مسکراہٹ لبوں پر تھی۔۔

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی اینارہ،،،میں مانتی ہوں اینارہ تم بہت" خوبصورت ہو اور اس سے کہیں زیادہ تمہارا نصیب خوبصورت ہے کہ تم بچ جاتی ہو،،،پر میرا نام زریمان ہے،،،ایک سفاک بے حس آدمی کے ایسے سفاک خشکنجے میں پھنساؤں گی کہ نا تم جی سکو گی اور نا مر سکو گی،،،تم میرے پنجے سے نہیں بچ سکتی اب،،،

نفرت سے سوچتی وہ یقین کر چکی تھی کہ اب تک باران ایناره کو دیکھ چکا ہو گا اور جب اس کے دل میں ایناره کی حسرت جاگے گی تو جس قدر وہ ضدی تھا بانو بائی اس سے نہیں جیت پاتی اور پھر ایناره وہ مقام نہیں پا پاتی جو اس کو صرف چھ ماہ بعد ملنے والا تھا۔۔۔جس مقام کی زریمان بچپن سے حسرت کرتی آئی تھی وہ کسی صورت نہیں چھوڑ سکتی تھی اور اس مقام کی واحد امیدوار صرف ایناره تھی اسے راستے سے ہٹانے کے لیے ضروری تھا کہ وہ جلد کسی کی منظور نظر بنتی۔۔۔ان سب باتوں سے انجان ایناره کہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جس کو وہ اپنا سب سے بڑا خیر خواہ اور مخلص سمجھ رہی ہے در حقیقت وہ وہی درندہ ہے جو اپنے شکار کو خوب کھلاتا ہے تا کہ اس کا فائدہ اٹھا سکے۔زریمان اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب اچانک اندھیرا چھا گیا۔زریمان ایک دم اچھل پڑی۔۔۔سامنے کے کوٹھوں کی لائٹ جل رہی ان تک آ رہی تھی پر ان کا کوٹھا اندھیرے میں تھی جن سے روشنی پھوٹتی ڈوبا ہوا تھا۔

"کس بے غیرت کی حرکت ہے یہ"""

طیش واشتعال سے بل کھاتے وہ فورا دیوار کو چھوتی باہر کی جانب بھاگی بنا بنایا پلان بگڑنے کا خدشہ تھا جس کی وجہ سے یہ ہوا تھا اسے دل میں لاکھ کوسنے دیتی وہ باہر گئی۔۔۔

ایناره اچانک کچن میں داخل ہوئی تھی۔۔ مگر اپنے سامنے ایک لمبے چوڑے شخص کو کھڑا دیکھ اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رہ گئی تھی۔۔۔وہ مضبوط کندھوں والا شخص اس کی جانب پشت کیے کھڑا تھا۔۔ایناره کا وجود پتھر ہو گیا تھا۔۔۔اچانک اس کے قدم من بھر کے ہونے لگے۔۔خوف سے یوں لگا جیسے وہ پلٹ بھی نہ پائے گی اور اگر وہ زریمان کو پکارتی تو اس مرد کو اس کی موجودگی کا احساس ہو جاتا۔۔جو وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی اسی لیے دیوار پر ہاتھ رکھتے خود کو سہارا دیا اور آہستگی سے خود کو سنبھالتے قدم پیچھے لینے لگی کہ کہیں وہ شخص اسے پیچھے پلٹ کر دیکھ نہ لے۔وہ خوف و دہشت

سے خود کو زخمی ہرنی اور باران کو شیر سمجھ رہی تھی کہ اگر اس نے ایناره کو دیکھ لیا تو وہ ایناره پر جھپٹ پڑے گا۔

باران اپنے کپڑوں کو مسلتے کھڑا تھا جب ایک عجیب سی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ وہ بے اختیار آنکھیں موند گیا کچھ پل گہری سانس لی۔۔۔ یہ خوشبو بہت آشنا سی تھی۔۔ بہت انوکھی۔ بہت عجیب۔۔ جیسے بارش کے پہلے قطروں کے بعد مٹی کی سوندھی خوشبو ہو۔ جیسے گلاب کے چٹکنے کی پہلی خوشبو۔ کچھ لمحے انجانے خیال کے زیرِ انتظام گزرے لیکن پھر احساس ہوا یہاں کسی کی موجودگی ہے۔۔۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس کے پیچھے زریمان کھڑی ہے پر پھر گمان ہوا کہ یہ زریمان کا وجود نہیں ہے۔۔۔ نہ ہی خوشبو زریمان کی ہے۔۔ کیونکہ یہ خوشبو بہت مدہم اور سرور والی تھی۔۔۔ ھواء کے ساتھ رقص کرتی ہوئی اس کے گرد گھوم رہی تھی۔۔ جیسے تازہ گلاب کی خوشبو باغ کو مہکاتی ہے۔ یہاں موجود ساری لڑکیاں تیز خوشبو لگاتی تھیں یوں بھی تیز خوشبو مردوں کو اپنی جانب مائل کرنے کا ذریعہ تھی پر وہ کبھی

خوشبو میں رچے بسے وجود کی جانب متوجہ کسی دماغ کو بساند زدہ کرتے تیز نہیں ہوا تھا۔۔تو یہ بھینی بھینی مہکتی کس کی خوشبو تھی۔۔وہ اس قدر بہک رہا تھا وہ پل میں پلٹا لیکن اس کے پلٹتے ہی روشنی بند ہوئی تھی۔۔۔

کھڑکی کی جالی سے چھن کے آتی دھیمی سی روشنی میں اس نے گلابی آنچل کو دیکھا۔سامنے ہی دروازے پر ایک لڑکی کھڑی تھی جس کی اس کے جانب پشت تھی۔آبشار سے لمبے بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے گلابی رنگ کے فراک میں ایک ہاتھ دیوار ہر ٹکائے وہ لڑکی نجانے کون تھی پر یہ مہک اسی کے وجود سے پھوٹ رہی تھی۔

ہیے رکو،،،"

اینارہ جو اندھیرے کو غنیمت جان کر جلدی قدم اٹھا رہی تھی لیکن اپنے پیچھے ایک مضبوط بھاری رعب دار آواز سنتے خوف سے کلیجہ پھٹنے لگا تھا۔۔۔اس وقت اس کی حالت بالکل ویسی ہی تھی جیسے شیر کے پنجرے میں کھڑے

شخص کی ہوتی ہے۔۔اینارہ کو لگا وہ خوف کی شدت سے سانس نہیں لے پا رہی ہے۔۔۔ سختی سے آنکھیں میچتے اس نے ایک قدم آگے بڑھایا۔۔۔

"پلٹو،،،

اب کے باران نے دوبارہ کہا تو اینارہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔

"یااللہ دوبارہ نہیں،،،

شدت دل سے دعا کی تھی لیکن جلد اسے اپنے کندھے پر مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔۔۔ جسم میں جیسے برقی رو دوڑی تھی۔۔وہ تیزی سے وہاں سے بھاگنے لگی تھی۔۔۔اسے بھاگتا دیکھ باران نے یکدم اسے تھامنے کے لیے اس کی کمر پر گرفت پکڑی۔۔اس کھینچا تانی سے اینارہ کے بال اس کے چہرے پر بکھر گئے لیکن باران دلشیر کا دل حلق میں آیا تھا۔۔جب چمکتی روشنی کی ہلکی سی شعاع میں اسے صرف دو دھاری تلوار آنکھوں کا دیدار ہوا تھا۔ان آنکھوں میں خوف ہلکورے لے رہا تھا بنا کسی آرائش کے وہ آنکھیں مقابل کو چاروں شانے چت کر سکتی تھیں لیکن اگلے ہی لمحے کمحے باران دلشیر اپنی

آنکھیں موند کر اپنا چہرہ ایناره کے قریب لایا اور ایک گہری سانس بھری۔۔۔ یہ دلفریب خوشبو اسی وجود سے پھوٹ رہی تھی جو اس کی بانہوں میں کانپ رہا تھا۔۔۔ باران کو یہ خوشبو آشنا لگی۔۔ یوں لگا جیسے گھٹن کے بادل چھٹ پر باران کی پکڑ ایناره کی کمر پر مضبوط ہونے لگی جبکہ رہے ہیں غیر ارادی طور اس کے بانہوں میں کھڑا نازک وجود کسی انجانے خوف کے تحت بری طرح لرزا تھا۔ پر اس بار شور شرابے کی جگہ بہت ہمت کر کے ایناره نے نیچے جھکتے مقابل کی بند آنکھوں کا فائدہ اٹھایا تھا اور باران کے مضبوط بازو پر اپنے دانت اس قدر شدت سے گاڑھے کہ باران کا سارا نشہ پل میں پانی ہوا اور وہ تلملا کر جھٹکے سے پیچھے ہو گیا البتہ ایناره کو ایسا لگا تھا جیسے اس نے کوئی سخت پتھر پر اپنے دانت گاڑھنے کی کوشش کی ہو پر یہ کاشش کامیاب ہوئی تھی کہ وہ باران کی بانہوں کے حصار سے باہر نکل کر بھاگ گئی تھی۔

****

زرمش نروس تھی ایسا نہیں تھا کہ پہلی بار کوئی لڑکا اس کی جانب مائل ہوا تھا۔۔۔جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد کئی ایک اس کے آگے اظہارِ محبت کر چکے تھے پر وہ گلی محلے کا معاملہ تھا جب وہ چپل اٹھا کر جوابی کاروائی کرتی تھی۔۔۔لیکن یہاں معاملہ دوسرا تھا۔اب اس بڑے ہوٹل میں اس کے آگے پیچھے گھومنے والا شخص کوئی گلی محلے کا لچا لفنگا نہیں بلکہ ایک اچھے گھرانے کا لڑکا تھا۔۔۔اور دوسری نروسنس کی وجہ اس کی خود کی دلی کیفیت تھی جس سے وہ کئی دن سے جھنجھلا رہی تھی۔۔۔اسے ابرار کی موجودگی کھٹکی تھی اب وجہ بھی سمجھ آ رہی تھی کہ شاید ابرار وہ پہلا شخص تھا جس کے لیے وہ دوسرے رخ سے سوچ رہی تھی یہ کہنا بھی غلط نہیں تھا کہ اس کے دل کے دروازے پر دستک دینے والا ابرار پہلا اور واحد شخص تھا۔۔۔ریسٹورنٹ میں چند ایک لوگ ہی تھے جو اپنے کاموں میں مصروف تھے اس کے باوجود زرمش کو ابرار کی ٹیبل کے پاس جانا سب سے مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔۔دل خوفزدہ تھا کہ کہیں وہ محبت کی بات نہ

کر دے اور اس سے زیادہ خوفزدہ وہ اس بات پر تھا کہ وہ جواب میں کیا کہے گی۔۔۔ لیکن سامنا تو کرنا تھا اسی لیے اپنی ساری سوچیں ایک طرف کرتے ایک گہری سانس لی اور اپنے سر پر بندھے حجاب کو درست کیا آور قدم ابرار کی ٹیبل کی جانب بڑھائے۔۔۔ وہ جو اپنی بے چینی کو ٹیبل کی سطح پر انگلیوں سے میوزک سا بجا کر کنٹرول کر رہا تھا اور زرمش کے انتظار میں کچھ پریشان معلوم ہو رہا تھا۔۔ زرمش کو دیکھ کر چہرے پر ایسی چمک پیدا ہوئی جیسے بہت بڑی خوشی حاصل ہو گئی ہو۔۔۔ وہ زرمش کے احترام میں فورا کھڑا ہوا اور کرسی کھینچ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ دیا تو زرمش پتھر بنی کھڑی رہ گئی۔۔۔

اتنا ادب؟ اتنا مان؟ اتنی عزت؟ بھلا کسی نے کب دی تھی دل میں فورا ایک سوال پیدا ہوا تھا کیا وہ معمولی سی لڑکی کی بھی کوئی ایسی عزت کرتا ہے۔۔۔

ابرار کی محبت جو اس کے دل کے دروازے پر دستک دے رہی تھی اس نے ابرار کی پہلی حرکت پر ہی ابرار کی محبت اس کے دل قدم رکھنے لگی تھی۔

خد بخود ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی وہ نزاکت سے بیٹھ گئی اور نظر اٹھا کر

ابرار کو دیکھا جو اسی کے سامنے بیٹھ رہا تھا۔زرمش نے خاموشی سے کافی کا کپ ٹیبل پر رکھا۔اور ایک نظر بھر کر ابرار کو دیکھا۔۔گندمی رنگ کھڑی ناک۔۔آنکھیں کچھ چھوٹی تھیں۔نارمل جسامت کا ابرار دیکھنے میں کافی صوبر تھا۔آنکھوں پر فریم لیس چشمہ لگا تھا۔

کیسی ہو زرمش،،،، مسکرا کر کلام کا آغاز کیا وہ ایسے زرمش کا نام لے رہا تھا" جیسے زرمش سے پرانا دوستانہ ہوا۔

"الحمدللہ،،،،"

زرمش نے مختصر جواب دیا۔کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی ۔زرمش بے مقصد اپنے ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔پھر اس خاموشی کو ابرار نے ہی توڑا۔۔۔

میں گھما پھرا کر بات کرنے کا عادی نہیں ہوں زرمش،،،نہ ہی میں مزید" تکلفات میں اپنا وقت ضائع کر سکتا ہوں میں بہت اسٹریٹ فارورڈ بندہ

ہوں،،،ہو سکتا ہے تمہیں میری باتیں عجیب لگیں پر میں کئی ٹین ایجر نہیں ہوں تو،،،!

ابرار نے بولنا شروع کیا تو زرمش اس کے الفاظ کی فصاحت دیکھ مزید متاثر ہوئی تھی۔وہ واقعی مچیور تھا۔۔۔وہ بات کرتے وقت لڑکھڑا نہیں رہا تھا بلکہ خود اعتمادی سے کلام کر رہا تھا۔

میں نے آپ کو چند دنوں پہلے دیکھا ہے،،،میں آپ سے محبت کرنے لگا" ہوں ہو سکتا ہے یہ محبت نہیں میری اٹریکشن ہو پر اس اٹریکشن نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں آپ سے بات کروں،،،میں اس بات کا قائل نہیں کہ کچھ دن آپ سے دوستی رکھوں پھر پیار محبت کی باتیں پھر شادی بلکہ میں ڈائیریکٹ حلال رشتے میں بندھنے کا قائل ہوں،،،میرے نزدیک نکاح کے بعد مرد اور عورت خود کو زیادہ بہترین طریقے سے جان سکتے ہیں،،،"

ابرار بات کر کے خاموش ہوا تو اسے احساس ہو گیا کے زرمش اس کے کلام سے بہت متاثر ہوئی ہے۔۔۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ یک ٹک مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ابرار بھی گہرا مسکرایا۔۔۔

"تو کیا میں آپ کی اس دلکش مسکراہٹ کا مطلب ہاں سمجھوں،،،،؟"

ابرار کے پوچھنے پر زرمش کی مسکراہٹ فورا سمٹی۔اپنی بے اختیاری پر جی بھر کر غصہ آیا۔

"کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں،،،؟"

زرمش کا چہرہ اچانک تاریک ہوتا دیکھ تجسس سے پوچھا۔۔

"جی میں،،، ٹھیک ہوں لل،، لیکن،،،،"

جتنی فصیح طریقے سے ابرار نے بات کی تھی اتنی کی لڑکڑاہٹ زرمش کی بات میں تھی۔

"لیکن کیا،،،،؟"

ابرار نے بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے پوچھا۔

ابرار آپ نے کہا آپ بہت اسٹریٹ فارورڈ ہیں تو مجھ پر لازم ہے میں بھی"
آپ سے اسٹریٹ فارڈور بات کروں،،، مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ نے
مجھے غلط کردار کی لڑکی سمجھ کر مجھے گرلفرینڈ بننے کا نہیں کہا،،، بلکہ نکاح کی
بات کی لیکن اس کے باوجود میں آپ سے شادی نہیں کر سکی میری طرف
"سے معذرت،،،

چاہنے کے باوجود وہ ابرار کو ہاں نہیں کر سکی تھی جانتی تھی ابرار اس کی
حیقیقت جاننے کے بعد نکاح کی پیشکش تو کبھی نہیں کرے گا۔
"اپنے فیملی بیک گراؤنڈ کی وجہ سے نکار کر رہی ہیں؟،،،"
وہ جو ٹیبل سے اٹھنے لگی تھی ابرار کی بات پر ٹھٹھک کر رکی اور نا سمجھی سے
ابرار کو دیکھا۔ابرار سنیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کیا مطلب؟"زرمش نے خوفزدہ دل سے پوچھا۔وہ نہیں چاہتی تھی کوئی"
اس کی ذات کے متعلق جانے۔۔۔

مطلب یہ کے جب انسان اپنے لیے کسی کا انتخاب کرتا ہے تو پہلے اس کی" ذات کے متعلق معلومات حاصل کرتا ہے،،، میں نے بھی یہی کیا،،، معذرت پر میں مجبور تھا شادی پوری زندگی کا معاملہ ہے تو میں نے آپ کے متعلق پوری معلومات حاصل کی ہے،،، آپ کی سوتیلی ماں اور آپ کے باپ کے متعلق اس کے علاوہ آپ کی پہلی اور سگی ماں کے متعلق بھی،،،، !

سگی ماں" پر اس نے زور دیا کہ اس کی بات سنتے زرمش کی سانسیں ٹھنڈی" پڑنے لگی تھیں۔۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کیا ری ایکٹ کرے مقابل کی پیش قدمی پر خوشی کا اظہار کرے یا اپنی آبرو اس کے سامنے کھلنے پر قسمت پر ماتم کرے۔۔۔پر یہ تو ایک نہ ایک دن ہونا تھا جو بھی اس سے شادی کرتا اسے یہ سب پتا چلنا تھا۔

پھر بھی آپ مجھ سے شادی میں دلچسپی رکھتے ہیں،،، "دل مقابل کی باتوں" پر مطمئن ہوا تھا۔۔۔اب جب وہ سب کچھ جانتا تا تو اسے کیا مسئلہ ہو سکتا تھا۔۔۔۔

بالکل دلچسپی نہیں، بلکہ دل وجان سے یہ چاہت رکھتا ہوں کہ آپ میرے" پروپوزل کو اکسیپٹ کریں،،، میرے لیے ایسی لڑکی سے شادی کرنا خوش قسمتی کی بات ہو گی جس نے زندگی کے اتنے اتار چڑھاؤ میں بھی اپنے کردار کی حفاظت کی،،، یقیناً ایسی عورت میرے بچوں کی بھی اچھی پرورش کرے گی،،،"

ابرار کا کہنا تھا کہ زرمش کی آنکھوں میں آنسو اترنے لگے بھلا کب کسی نے اتنی عزت دی تھی۔اور وہ سامنے بیٹھا شخص اس کی حقیقت جاننے کے باوجود اسے کتنی عزت سے نواز رہا تھا۔۔۔

"مجھے کچھ وقت چاہیے،،،"

وہ راضی تھی۔دل وجان سے راضی تھی اس رشتے کے لیے۔وہ لڑکا بالکل ویسا تھا جیسے اس نے تمنا کی تھی پڑھا لکھا اچھے بیک گراؤنڈ سے۔۔۔اور اس کی حقیقت جاننے کے باجود اسے عزت سے قبول کرنے والا۔۔

جی بلکل آپ وقت لیں پر اتنا مت لیجیے گا کہ میرے گھر والے کہیں اور" رشتہ کر دیں،،، ویسے بھی عمر شادی سے بڑھ چکی ہے،،، باقی آپ کو میرے متعلق جو بھی معلومات نکلوا سکتی ہیں نکلوا لیں مجھے برا نہیں لگے گا،،، "

شوخ لہجے میں کہا کہ زرمش مسکرا دی۔

نہیں مجھے معلومات نکلوانے کی ضرورت نہیں،،، بہت چھوٹی عمر سے میں" نے زمانے کے اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں،،، بہت سے روپ دیکھیں ہیں،،، اب اتنا تجربہ ہو گیا ہے کہ بندے کو اس کی بات چیت سے پہچان لوں،،، میں بس "اپنے گھر والوں سے بات کرنا چاہتی ہوں پھر آپ کو جواب دوں گی،،،

بات کیا کرنی تھی اسے تو موقع مل گیا تھا شبانہ کے چنگل سے نکل کر ایک محفوظ پناہ گاہ میں جانے کا اسے تو صرف شبانہ کو اطلاع دینی تھی کہ وہ شادی کر رہی ہے۔اور وقت مانگنے کی وجہ یہی تھی کہ فورا ابرار کو ہاں نہیں کرنا چاہتی تھی۔

بہت شکریہ زرمش آپ نے اتنا وقت دیا،، مجھے یقین ہے آپ میرا دل نہیں توڑیں گی،،، یہ میرا نمبر رکھ لیں اگر ضرورت پڑھے تو میں حاضر ہوں،،،"

اپنا کارڈ زرمش کے سامنے کرتا وہ شخص کھڑا ہو گیا اور پھر ایک مسکراہٹ زرمش کی جانب اچھالنے کے بعد وہاں سے نکل گیا۔ زرمش نے وہ کارڈ اٹھایا تو کچھ لمحے کے لیے ساکت ہو گئ۔ اسے پرو پوز کرنے والا شخص کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ بلکہ گارنمنٹس فکٹری کا مالک ابرار حسین تھا۔ پل بھر کے لیے اسے یقین نہ آیا وہ آنکھیں پھاڑے اس کارڈ کو دیکھتی رہی پھر اگلے ہی لمحے اس کارڈ کو چھپا لیا۔

****

"مے آئی کمنگ سر،،،،!

صفوان کے اجازت مانگنے پر آرزک نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا اور لیپ ٹاپ بند کر دیا اس وقت وہ اپنے آفس میں تھا لائٹ گرین کلر کی شرٹ اور کریمی کلر کی پینٹ پہنے آفس لک میں تھا۔۔۔ کوٹ کرسی پر جھول رہا تھا۔

بال جیل سے سیٹ کیے کف کہنیوں تک فولڈ کیے وہ صفوان کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔جب صفوان نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔یعنی پوچھنا چاہا کیا میں بیٹھ جاؤں ؟۔

آرزک کے اشارے پر وہ کرسی پر بیٹھا اور اپنا ٹیبلٹ آرزک کے سامنے کیا آرزک نے جونہی اسکرین کھولی تو نظریں ساکت ہو گئی۔۔۔۔ مسکراتی ہوئی ایک لڑکی کی تصویر۔ جس کے دانت ہنسنے کے باعث نمایاں تھے۔اور یوں لگتا تھا جیسے موتیوں کی لڑی دھاگے میں پروئی گئی ہو۔گلابی ہونٹ جو کچھ موٹے تھے اور نچلے ہونٹ پر باریک سا کٹاؤ تھا جو مزید اس کی ہنسی کو نکھار رہا ھا۔وہ چہرہ حجاب کے ہالے میں تھا۔رنگت سرخ سفید تھی ہنسنے کے باعث اس کی آنکھیں چھوٹی ہو گئی تھی اور ناک چہرے کے بانسبت زیادہ سرخ ہے۔

بے شک جس لڑکی کی تصویر اس کے سامنے تھی وہ بہت حسین تھی آزرک نے اس نازک اور دل فریب چہرے سے نظر ہٹا کر صفوان کو دیکھا۔

میں ابھی شادی نہیں کروں گا صفوان پھر چاہے تم مجھے کتنی بھی حسین لڑکی "کی تصویر دکھاؤ،،،

آرزک نے اپنے طور گہرا طنز کیا تھا اس کی بات پر صفوان گہرا مسکرایا۔اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد صفوان کی حالت بھی کچھ ایسی ہی ہوئی تھی جو اس وقت آرزک خانزادہ کی تھی۔وہ حسن پرست نہیں تھا پر نجانے کیوں صفوان کو یقین تھا اس (معصوم) حسن کی طرف آرزک لازمی متوجہ ہو گا۔۔۔

"سر یہ باران دلشیر کی بہن،،،ایلف دلشیر ہے،،،،

صفوان نے اسی طنزیہ انداز میں کہا جس انداز میں آرزک نے کہا پر اس بار جھٹکا لگنے کی باری آرزک کی تھی وہ جو کرسی سے پشت ٹکائے مزے سے بیٹھا تھا جھٹکے سے سیدھا ہوا۔

"واٹ کیا بکواس ہے یہ،،،یہ لڑکی ایلف دلشیر ہے،،،،؟"

آرزک کسی طور یقین نہیں آیا تھا۔

سر یہ باران دلشیر کی بہن ایلف دلشیر ہی ہے،،،"اب کے صفوان نے"
دوبارہ تائید کی تو آرزک کشمکش میں پڑ گیا۔
یہ کیسے ممکن ہے،،،اس کا چہرہ،اس کے نقوش رنگ روپ کچھ بھی باران"
"سے نہیں ملتا،،،،

ہاں وہ حقیقت ہی تھی کہ ایلف دلشیر حسن میں اپنی ماں کی پرتو نکلی تھی۔
باران کا چہرہ جہاں مردانہ وجاہت سے بھرا ہوا تھا وہیں ایلف کا چہرہ
معصومیت سے لبریز تھا۔خود کو نارمل کرتے آرزک نے ایلف کی تصویر
سلائیڈ کی تو وہاں ایلف کا مکمل بائیوڈہٹا موجود تھا۔
نام:ایلف دلشیر۔۔عمر:20 برس ایجوکیشن:آن گوئنگ فرسٹ ایئر آف"
بی ایس ان سائنس اینڈ ایجوکیشن۔ساتھ ایڈریس سے لے کر اس کی ساری
ذاتی معلومات موجود تھی۔۔

حیرت ہے مجھے باران دلشیر کی سخت دلی پر کہ اپنی اتنی چھوٹی بہن کو اس "
"ملک میں تنہا چھوڑا ہوا ہے،،،

اسے واقعی ایلف کو دیکھ حیرت ہوئی تھی وہ تو سمجھا تھا کوئی باڈی بلڈر ٹائپ بولڈ لڑکی ہو گی پر یہاں تو وہ خود گہرے شوکڈ میں مبتلا ہوا تھا جب ایلف دلشیر کو ایک موم کی گڑیا پایا تھا۔۔۔۔

اوکے،،، صفوان میری آج کی ہی ٹکٹ بک کرواؤ،، میں مزید دیر نہیں """ کرنا چاہتا،،،

آرزک نے ٹیبلٹ بند کیا اور کھڑا ہوتا اپنا کوٹ پہننے لگا۔

سر بزنس میٹنگز؟"صفوان کے سوال پر اس نے غصے سے صفوان کو دیکھا۔"

"ساری ڈیٹیلز تمہیں میل کر چکا ہوں میں،،، اور ایک دو دن کی بات ہے،،، اپنی بات مکمل کرتے آرزک کمرے سے نکل گیا۔

ان سب باتوں کے بعد تو باران دلشیر کبھی اپنی بہن کا رشتہ مجھے نہیں دے گا،،،"صفوان نے افسوس سے ایلف کی تصویر کھولتے ہوئے حسرت سے دیکھی۔افف یہ اندازہ تو اسے بھی نہیں تھا کہ ایلف دلشیر اس قدر حسین ہے ورنہ آرزک کی جگہ باران کا وفادار بننے میں بھی کوئی حرج نہیں تھی۔اپنی ہی

سوچ پر ہنستے ہوئے وہ آرزک کے ٹکٹ بک کرنے لگا اب اس کا جلاد باس نجانے اس معصوم لڑکی کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا تھا کیونکہ حسین چہرے آرزک خانزادہ کے دل پر کہاں اثر کرتے تھے۔وہ توپل میں اپنی نظروں سے حسن کو بے مول کر دیتا تھا۔۔

****

"شکل سے تو آپ بھی اتنے بد تمیز نہیں لگتے،،،،

چاہتے ہوئے بھی ریم اپنی زبان کو روک نہیں پائی تھی۔۔۔بھلا یہ شخص کیوں اس سے اتنی بد تمیزی کر رہا تھا۔جب سے مل تھا ایسے ہی اکڑ دکھا رہا تھا۔

زرا پھر سے بولنا کیا بولا ابھی تم نے،،،؟"

ایحان نے پلٹتے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔۔تو ریم نظریں دوسری جانب گھما گئی۔۔۔

جب سے ملی ہوں آپ کو عزت ہی دی ہے،،، بھائی کہا تھا تو اس لفظ کا لحاظ ""
!! کر کے ہی،،،

ابھی وہ بول ہی رہی تھی جب ایحان نے اپنی انگلی ہونٹوں پر رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

اپنی بکواس بند کرو،،، ایک مرتبہ اور تم نے مجھے بھائی کہا تو تمہاری زبان ""
"سلامت نہیں رہے گی،،، مجھ سے رشتے جوڑنے کی کوشش مت کرو،،،

اس کا آخری جملہ سن ریم کا منہ کھل گیا تھا۔ وہ بھلا اس اکڑ شخص سے کیوں رشتہ بناتی۔ ریم کا دماغ سچ مچ الٹ گیا تھا۔۔

او بھائی،،، آپ کچھ زیادہ ہی خوش فہم ہو رہے ہیں،،، میں تو روڈ پر جھاڑو "
لگانے والے کو، سڑک پر رکشہ چلانے والے کو بھی عزت دینے کے لیے بھائی کہہ دیتی ہوں،،، آپ کو بھی اسی لیے کہا تھا،،، الحمدللہ میرے پاس رشتوں کی کمی نہیں ہے جو ہر ایرے غیرے سے رشتہ جوڑوں،،،" ریم کی جانب سے اسے ٹکا سا جواب دیا گیا کہ ایحان کو اس کا الفاظ اور لہجہ سخت زہر لگا

وہ اس کا موازنہ سوئیپر اور رکشہ ڈرائیور کے ساتھ کر رہی تھی اور ایک مرتبہ پھر اسے بھائی کہہ چکی تھی۔۔۔۔

"پھر تو تمہارے گھر والوں کے پاس بھی رشتوں کی کمی نہیں ہو گی،،،؟

ایحان نے عام سے لہجے میں کہتے قدم واپس اس کی جانب بڑھائے تو ریم کو اس کا عام سا لہجہ بھی بہت پر اسرار لگا۔

نہیں الحمد اللہ،،،"ریم کے جواب پر ایحان مسکرایا۔"

ٹھیک ہے پھر تو اگر میں ابھی اسی وقت تمہارا قتل کر کے اسی یونی کے واش" روم میں گاڑھ دوں تو کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا،،،"دانت پیستے ابھی اس نے ریم کا بازو دبوچتے پوچھا تو ایحان کی نزدیکی سے ریم کی سانس رکنے لگی۔۔۔اس کے پرفیوم کی خوشبو اپنے اتنے آس پاس اتنے قریب پاتے ریم سانس تک روک گئی۔۔۔ایحان کو اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ غصے میں اس کے کتنا قریب آ گیا تھا۔

"قتل کرنے والے کی معافی نہیں ہے،،،"

آنکھیں میچتے وہ جواب دینے سے اب بھی باز نہیں آئی تھی۔۔جب کہ اس کی یہی بات ایحان کو سلگا رہی تھی کہ وہ لڑکی جوابی کاروائی کرنے سے پیچھے نہیں ہٹ رہی تھی۔۔۔جبکہ کوئی بھی اس کے سامنے اتنا نہیں بولتا تھا پھر وہ کل کی آئی چھنٹاک بھر کی لڑکی اس سچویشن میں جبکہ وہ اس کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا تھا ڈرنے کے باوجود اسے مسلسل تیلی لگا رہی تھی۔۔۔اس کی میچی آنکھیں اپنے آپ میں ایحان کے لیے سوالیہ نشان تھیں۔۔۔ابھی اس کی پلکوں کی جنبش دیکھ ہی رہا تھا جب اچانک واشروم کا دروازہ کھلا دروازے پر ایحان کے دوست کھڑے تھے اندر کا منظر دیکھ سب نے ایحان کو تنگ کرنے کے لیے منہ پر یوں ہاتھ رکھا تھا جیسے اندر کوئی رومانٹک سین چل رہا ہو اور وہ شرم سے چہرہ چھپا رہے ہوں۔۔۔جبکہ وہ جانتے تھے رومانس لفظ ایحان دلشیر کی ڈکشنری میں نہیں ہے۔اچانک ایحان نے جھٹکے سے ریم کا بازو جھٹکا تو وہ جو آنکھیں میچے کھڑی تھی لڑکھڑا کر پیچھے واش بیسن سے ٹکرائی ۔ایحان زین اور ملحق کو غصے سے گھورتے واشروم سے باہر نکل گیا جبکہ ایک

مرتبہ پھر اس قدر بے عزتی پر ریم کا چہرہ سرخ پڑ گیا زین اور ملحق اسے ہی استہزائیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن اسے سمجھ آ گیا تھا کہ یہ سب اتفاق نہیں ہے بلکہ یہ سب ایحان کے دوستوں کا ہی کام تھا۔

****

وہ قدرے خاموش گوشے میں بیٹھی تھی۔ سامنے ہی یونی کا مین گراؤنڈ تھا جہاں ارسلان نیازی اور اس کے گروپ کے لڑکے فٹ بال پریکٹس کر رہے تھے۔۔۔ وہ یہاں بیٹھی آرگینک کیمسٹری کا مطالعہ کر رہی تھی وقتاً فوقتاً ایک نظر میچ کھیلتے ارسلان نیازی پر بھی ڈال لیتی حقیقت تو یہ تھی کہ وہ اس یونی میں ایک شخص سے ڈرتی تھی اور ارسلان نیازی تھا وہ انہیں کی طرح سیم ایئر میں تھا لیکن ان کے بیچ کے لڑکوں اور ارسلان نیازی کے بیچ کے لڑکوں کے درمیان دشمنی کی زد میں ان کے کلاس کی لڑکیاں بھی آتی تھیں۔۔۔ اگرچہ ان کی بیچ کے لڑکے بھی ارسلان نیازی کی کلاس کی لڑکیوں کو تنگ کرتے تھے لیکن وہ تنگ کرنا صرف شرارتاً تھا مقصد ان کے ساتھ بدتمیزی کرنا

نہیں تھا۔۔۔لیکن ارسلان نیازی کا گروپ ان کے ساتھ باقاعدہ بدتمیزی کرتا تھا۔۔۔ان کے پیچھے بے ہودہ آوازیں کسنا۔اسی لیے وہ بار بار نظر اٹھا تھی کہ اگر وہ گراؤنڈ سے ایک قدم بھی باہر نکلا تو وہ الٹے کر سامنے دیکھ رہی قدم یہاں سے بھاگ جائے گی۔یہاں بیٹھنے کا مقصد بھی ضیاء سے نظریں چرانا تھا۔جتنی بدتمیزی کل وہ اس کے ساتھ کر چکا تھا اس کے بعد وہ ضیاء کی شکل فلحال بالکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی ابھی وہ واپس کتاب پر جھکی ہی تھی جب اچانک اس کے سامنے کسی نے فائل رکھی۔نورین نے نظر اٹھا کر فائل کو دیکھا تو اس پر بڑی بڑی ہیڈنگ مارک لکھا ہوا تھا"پراجیکٹ آف آرگینک کیمسٹری۔"نورین نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تو اس کے بالکل پیچھے ضیاء بیٹھا ہوا تھا نورین کے دیکھنے پر مسکرایا۔نورین اس کی مسکراہٹ کے جواب میں وہاں سے اٹھنے لگی پر ضیاء فورا اس کے سامنے آگیا۔

سوری،،،"ایک کان پکڑتے کہا۔۔نورین نے حیرت سے اسے دیکھا۔ضیاء" اس کی آنکھوں میں حیرت دیکھ مسکرایا۔لیمن کلر کے سوٹ میں گلے میں

ڈوپٹہ ڈالے۔بالوں میں بل ڈالے ایک کندھے پر چوٹیا چھوڑی تھی اور کچھ آوارہ لٹیں چہرے پر بکھری تھیں۔

اتنی حیرت سے مت دیکھو جانتا ہوں سوری نہیں بولتا لیکن تم تیسری بار"

"بلوار ہی ہو،،،

نورین کو دیکھتے منہ چڑا کر کہا۔واقعی اس نے کبھی کسی سے سوری نہیں کہا تھا لیکن نورین کو وہ تیسری بار کہہ رہا تھ۔ا۔

مجھے تمہاری سوری نہیں چاہیے،،،اپنے پاس رکھو۔۔"ضیاء کو شرمندہ دیکھ" نورین کا دل مزید کھلا تھا۔وہ غصے سے کہتی کھڑی ہونے لگی جب ضیاء نے ہاتھ پکڑتے اسے واپس بٹھایا۔

"سوری نہیں چاہیے،،، لیکن یہ پراجیکٹ تو لے لو،،،"

ضیاء کا کہنا تھا کہ نورین جھٹکے سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

تم بہت زیادہ بے تکلف ہو رہے ہو ضیاء،،،دوبارہ ہاتھ پکڑا تو اچھا نہیں""" ہو گا،،،مجھے لیلی مت سمجھنا،،،"اس کا طعنہ ضیاء کو بری طرح چبھا تھا۔وہ

سوری بول رہا تھا تو وہ مان کیوں نہیں رہی تھی؟اس نے ایسا بھی کچھ نہیں کیا تھا کہ وہ انا کا مسئلہ بنا لے۔۔

تم لیلی ہو بھی نہیں اس لیے زیادہ نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں"

ہے،،،"وہ کہاں اتنی اکڑ برداشت کرتا تھا اس لیے فورا کہا۔۔یہ تو لیلی اور وہ ہی جانتے تھے کہ اس نے تو کبھی لیلی کا ایک نخرا بھی نہیں اٹھایا تھا۔

تو میں نے کب کہا ہے تم سے کہ میرے نخرے اٹھاؤ،،خود آئے ہو جاؤ"

"یہاں سے اور اپنا یہ پروجیکٹ بھی لے جاؤ،،،

غصے سے کہتی اٹھ کر جانے لگی جب ضیاء واپس کھڑے ہوتے اس کے سامنے آیا۔

تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے،،،بدتمیزی تم خود کرتی ہو،،،انسان کو الٹا" بولنے پر مجبور بھی تم کرتی ہو اور پھر نخرے بھی لیڈی ڈیانا جیسے،،،کلاس کی لڑکی ہو ایک ہی پیچ کے ہیں اس لیے ایکسکیوز کر رہا ہوں پر تم پتا نہیں خود کو کیا تصور کر رہی ہو،،،"ضیاء نے سخت چڑھتے ہوئے کہا یوں بھی آج اس کا موڈ

خراب تھا۔ایحان بھی اس سے بات نہیں کر رہا تھا یہاں سے مغزماری کر کے اسے ایحان کے پاس جانا تھا پر اب اس لڑکی نے تو دماغ ہی گھما دیا تھا۔وہیں دوسری طرف نورین اسے سالم نگل جانے کے ارادے سے گھور رہی تھی کتنا عجیب شخص تھا۔ہمیشہ بد تمیزی کرتا تھا اور پھر منانے آتا تھا اور پھر دوبارہ بد تمیزی کرتا تھا۔وہ یہ سوچ کر پریشان ہوئی تھی کہ نجانے لیلی کیسے اس ذلیل انسان کو ٹولریٹ کرتی تھی۔

کوئی بات نہیں،،،یہ لیڈی ڈیانا جیسے نخرے ہم خوشی خوشی بنا ماتھے پر شکن" لائے اٹھا لیں گے،،،"ابھی وہ دونوں خود میں ہی مصروف تھے کہ پیچھے سے ارسلان نیازی کی آواز سنتے جہاں ضیاء کے چہرے پر ناگواریت اتری تھی وہیں نورین کا چہرہ خوفزدہ ہوا تھا۔۔۔

!ضیاء لائبریری میں چل کر بات کرتے ہیں ہم پلیز،،،"

ضیاء کا منہ کھلتے دیکھ نورین خود سے ضیاء کے مقابل آئی تھی۔

ضیاء نے اس کا خوف دیکھ مٹھی بھینچی شاید وہ اسے اکیلا دیکھ کر ڈر رہی تھی۔۔۔۔

ہاں ہاں جاؤ لائبریری میں جاؤ یہاں تو تنہائی نہ مل سکی وہاں کوئی نہیں""""

"ہو گا،،،

وہ جملہ کسنے باز نہیں رہا تھا لیکن نورین اگلے ہی لمحے ضیاء کا بازو تھام گئی تھی۔

وہ نہیں چاہتی اس بار کی لڑائی میں اس کا نام اچھالا جائے کہ لڑائی ذوالنورین کی وجہ سے ہوئی ہے۔

"مجھے ان کی بکواس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ضیاء یہاں سے چلو،،،"

جبکہ اس کی فکر مندی کو نظر انداز کرتے ضیاء نے الٹا اسے ہی سرد نظروں سے گھورا جیسے نورین کی بزدلی پر غصہ آیا ہو۔۔

تم جاؤ ذونی "ضیاء نے نورین کا ہاتھ پکڑتے اسے پیچھے کرتے کہا۔"

افف ضیاء اس کا دل کہاں لگے گا یار تیرے بغیر تو جا میں جب تک اچھے """

"اچھے بچوں کے نام سیلیکٹ کر کے رکھتا ہوں،،،

ارسلان کی اگلی بات سنتے نورین کا سارا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر جمع ہوا تھا اور ضیاء کا صبر جواب دے گیا تھا۔۔۔اگلے ہی لمحے نورین کی پرواہ کیے بغیر اس نے اچانک زوردار مکا ارسلان نیازی کے منہ پر مارا بے شک وہ بزدل یا کمزور نہیں تھا۔۔۔پر یہ اس کی بڑی غلطی تھی کیونکہ اس وقت ارسلان نیازی اکیلا نہیں تھا بلک اس کے ساتھ اس کے گروپ کے چار لڑکے تھے اور وہ اکیلا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سب ایک ساتھ ضیاء پر جھپٹے تھے۔۔۔یہ سب دیکھتے نورین کی ٹانگیں کانپنے لگی تھیں۔ وہ اگلے ہی لمحے الٹے قدم وہاں سے بھاگی اس کا رخ اسپورٹ کے سامنے والے ایریا کا تھا کیونکہ اکثر ایحان وہیں پایا جاتا تھا۔ہانپتے ہوئے جب تک وہ ایحان کے پاس پہنچتی وہ اپنے بیچ کے سارے لڑکوں کو چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کہ ضیاء اور ارسلان نیازی کی لڑائی ہو گئی ہے۔ ملحق اور زین جو کینٹین سے کولڈ رنک لیتے ایحان کے پاس جا رہے تھے۔۔۔نورین کی بات سنتے کولڈ رنک پھینکتے ضیاء کے پاس بھاگے تھے۔۔نورین کے پہنچنے سے پہلے ملحق

ایحان کو فون کر چکا تھا۔کچھ ہی دیر میں تمام اسٹوڈینٹ وہاں جمع ہو چکے تھے کچھ اس لڑائی پر پریشان تھے اور کچھ انجوائے کر رہے تھے۔ارسلان نیازی کا گروپ پانچ سے چھ لوگوں پر مبنی تھا جبکہ وہ لوگ تک کل چھ تھے اس کے باوجود ارسلان نیازی کے گروپ پر بھاری پڑ رہے تھے پر ارسلان نیازی اور اس کے گروپ کے عامر سے مقابلہ کچھ مشکل تھا کہ براؤن بیلٹ رہ چکے تھے۔زمین پر ایک دوسرے میں گتھم گتھا ہوئے ان میں سب سے زیادہ خراب حالت ضیاء کی تھی کہ جب تک ملحق اور زین پہنچے تھے وہ کافی پٹ چکا تھا۔اور اب ملحق اور زین کے لیے مقابلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ضیاء کے ایک بازو پر شدید ضرب لگی تھی اور بازو سیدھا بازو تھا۔

کیا ہوا نکل گئی ساری ہیکڑی،،،اور وہ کہاں ہے تیری نازک پھل جھڑی"

جس کے لہے تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا،،،

اپنی ناک کو چھوتے ارسلان نے ضیاء کے اسے بازو پر ایک لات ماری۔۔۔

ضیاء کا مارا گیا مکا شدید تھا کہ اس کی ناک دکھ رہی تھی۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے،،،؟"ریم لوگوں کا ہجوم چیرتی کلاس کی لڑکیوں کے " ساتھ باہر آئی تھی پر لڑنے والے لڑکوں کو دیکھ منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔وہ ضیاء ملحق اور زین کو پہچان گئی تھی۔ان سے چڑا اپنی جگہ لیکن ان کی یہ حالت دیکھ بہت برا لگ رہا تھا۔اس سے پہلے ارسلان نیازی ایک اور بار ضیاء کو مارتا اچانک کوئی بھاری چیز اس کے سر پر لگی تھی اور پھر کچھ پانی جیسا مشروب چہرے پر بہا تھا۔۔ پیچھے پلٹ کر دیکھا تو ہاتھ میں ٹوٹے کانچ کی بوتل کا منہ پکڑے ایحان غضب ناک انداز میں اسے گھور رہا تھا۔۔۔اگلے ہی لمحے ارسلان نیازی کے کچھ سمجھنے سے پہلے ایک زوردار لات ارسلان نیازی کے سینے پر ماری تھی۔۔۔ لیکن ایک لات مارنے کے بعد وہ رکا نہیں تھا بلکہ سائیڈ اینگل پر کڑے ہوتے پہ در پہ ارسلان نیازی کے سیدھے ہاتھ پر لاتوں سے ضرب لگائی تھی۔۔جب عامر نے ایک کانچ کی بوتل ایحان کے سر پر ماری لیکن اگلے لمحے ہی ملحق اور زین اس پر جھپٹے تھے اور ایحان کو ارسلان نیازی کے مقابلے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔۔۔پل بھر کا معاملہ تھا کہ ایحان

کچھ لمحوں کے لیے عامر کی جانب متوجہ ہوا تھا اس کا فائدہ ارسلان نے اٹھایا تھا۔اور ایحان کی گردن کو دبوچا تھا۔ایحان نے اپنی گردن ارسلان سے چھڑوانے کی تگ ودو میں تھا پر ارسلان کی پکڑ مضبوط تھی اگلے لمحے ایحان نے ارسلان کے ہاتھ چھوڑا اپنا دائیاں پیر ارسلان کے پیر میں اٹکا کر یوں گھمایا کہ ارسلان کی پکڑ خود بخود ایحان کی گردن پر ہلکی ہوئی اور وہ نیچے گرے۔

"بہت غلط پنگا لیا ہے ارسلان تو نے،،،"

وہ ارسلان نیازی کے سینے پر لات مار تا ارسلان نیازی کو کھڑا کر گیا اور اپنا سیدھا ہاتھ ارسلان کے سیدھے ہاتھ میں مروڑ دیا ایحان کا نشانہ ارسلان کا سیدھا ہاتھ تھا۔جب کہ وہاں موجود سب سانس روکے کھڑے تھے کچھ بچے پروفیسر زاور ڈین کے پاس بھاگے تھے۔اس جھپٹا جھپٹی میں ایحان کی شرٹ کے بٹن ٹوٹے تھے۔ریم آنکھیں پھاڑے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جسے دیکھتے دماغ میں پہلا لفظ بیڈ بوائے آتا تھا۔یہ تو طے تھا کہ ایحان کا یہ روپ دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ کبھی ایحان سے بحث نہیں کرنے والی تھی کیونکہ

جس طرح وہ ارسلان نیازی کو مار رہا تھا ویسا ایک تھپڑ بھی اسے مار دیتا تو یقیناً وہ جان سے چلی جاتی،،،،!!!

رات کے تین بج چکے تھے پر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔بلآخر زرمش تھکتی اٹھ بیٹھی اور کھڑی ہوتی کمرے میں چکر کاٹنے لگی۔۔۔بال کمر پر بکھرے تھے اوکچھ چہرے پر بکھرے تھے۔۔۔۔کمرے میں نیم تاریک روشنی تھی جو ماحول میں فسوں پیدا کر رہی تھی اور اس کا ذہن صرف اور صرف ابرار کو سوچ رہا تھا۔۔۔ابرار اس کی زندگی میں آنے والا وہ پہلا مرد تھا جسے وہ سوچ رہی تھی جسے بالکل ویسا جیسا اس نے چاہا تھا۔۔۔۔پڑھا لکھا امیر اور خوبرو شخصیت کا مالک۔۔۔

بھلا دعائیں یوں بھی قبول ہوتی ہیں؟ کیا اس کے سارے زخم بھرنے کا وقت آگیا تھا۔؟؟؟ کمرے میں موجود کھڑکی کھولی تو ہوا کے جھونکے نے اس کے چہرے کو چھوا اور بال اڑتے چہرے کے پیچھے ہو گئے۔

مسکراتی زرمش طمانیت سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

جسم میں سرور پھیلنے لگا تھا۔ اچانک سب کچھ اچھا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ یہ کمرہ جو ہمیشہ سے اسے ایک تپتی آگ کی بھٹی لگی تھی یہ بھی اب پر سکون لگنے لگا تھا۔ ابرار کو سوچتے اس کے چہرے پر حیاء کی لالی بکھرنے لگی تھی۔۔۔۔ وہ پتھر دل لڑکی جس کا زمانے نے اب تک بولڈ اور جنگلی روپ دیکھا تھا اس وقت وہ کسی کہانی کی پر کشش ہیروئن لگ رہی تھی۔۔۔۔ کچھ سوچتے اس نے رخ بدلا اور شیشے کی جانب قدم بڑھائے۔

اور اپنے سراپے کو رنگ و روپ کو بغور دیکھنے لگی۔۔۔ سفید رنگت میں زرد رنگ کی آمیزش تھی۔۔۔ بے اختیار اس نے اپنے چہرے کو چھوا۔۔۔۔ زمانے کی سختی نے اس کے رنگ و روپ پر کتنا گہرا اثر ڈالا تھا کہ اس کے

رنگ کا گلابی پن زردی میں بدل چکا تھا۔آنکھیں خوبصورت ہونے کے باوجود آنکھوں کے نیچے تھکان اور مشقت کے ہلکے تھے۔۔۔۔اس کے بال۔۔؟قدرتی ریشم کے دھاگوں جیسے تھے پر اب کسی قدر روکھے ہو چکے تھے۔اور پھر ہونٹ۔۔وہ خود کو دیکھ کر لب بھینچ گئی وہ بلا کی حسین تھی۔

کچھ سال پہلے کالج میں لوگ اس کی حسن کی مثالیں دیتے تھے پر یہ بات درست تھی بالکل کے لڑکی کی شکل نہیں نصیب اچھا ہونا چاہیے۔۔۔لیکن پھر وہ مسکرائی تھی۔خود ازیتی سے نہیں بلکہ خوشی سے ہاں اسے یقین تھا ابرار ایک اچھا لڑکا ہے جیسا وہ چاہتی تھی بالکل ویسا لیکن اسے یہ یقین ابرار پر نہیں اپنے رب پر اپنی دعاؤں پر تھا۔۔۔۔

کنگھی اٹھاتے اپنے بالوں پر پھیرتے وہ سوچنے لگی تھی کہ اب اس کے دن بدلنے والے ہیں۔۔۔ابرار سے شادی کے بعد وہ اپنی خوبصورتی کو مزید نکھارے گی کہ ابرار صرف اس کی جانب متوجہ رہے اگر ابھی نکھارتی تو پالر میں بھرنے کے لیے ہزاروں روپے بھی نہیں تھے۔

رات جیسے تیسے آنکھوں میں گزارتی تمام ہوئی تو وہ فجر کے وقت سو گئی۔اسے گیارہ بجے کام پر جانا تھا تو نیند کا پورا ہونا ضروری تھا۔

گیارہ بجے سو کر اٹھی تو اس بار اپنے طور خود کو تھوڑا سنوار کر کام پر جانے کا ارادہ کیا۔۔۔وہ تیار ہو کر باہر آئی تو شبانہ کی تیز نظروں نے اس کی شرمیلی مسکراہٹ اور چہرے پر بکھرتے رنگ دیکھ اس کو جانچ لیا تھا۔۔۔اچانک شبانہ کو یہ پریشانی لاحق ہوئی تھی کہ اگرچہ یہ سونے کے انڈے دینے والی مرغی اس کے پاس سے اڑ گئی تو اس کے لیے بہت زیادہ مشکل ہو جائے گی۔ شبانہ انہیں سوچوں میں گم تھی جب زرمش گھر سے نکل گئی۔

جلدی کچھ کرنا پڑے گا ورنہ اس لڑکی کے تیور صحیح نہیں لگ رہے،،اسے "کھونٹی سے باندھنا پڑھے گا،،،

سیب کی پھانک کاٹ کر منہ میں ڈالتے شبانہ نے اپنا فون اٹھایا۔اور اپنی بہن کا نمبر ملانے لگی۔اس سے مشورہ ضروری تھا۔مشورہ زرمش کو بہو بنانے کا نہیں بلکہ اس چیز کا کرنا تھا کہ زرمش کو راضی کیسے کرے۔جو سلوک وہ

زرمش کے ساتھ کرتی آئی تھی یا کچھ دن پہلے زرمش نے جس قدر فراز کی دھلائی کی تھی بہت مشکل تھا زرمش اس سے شادی کی حامی بھرتی۔۔۔۔

****

اینارہ جونہی اس کے حصار سے نکلی تھی باران نے اس شدید گستاخی پر اس کا آنچل دبوچنا چاہا تھا پر اندھیرا ہونے کے باعث باران کا ہاتھ اینارہ کی گردن پر لگا تھا اینارہ کو شدید جلن کا احساس ہوا تھا وہ فوراً وہاں سے بھاگی تھی۔۔۔اینارہ کو کوٹھے کے صرف اسی حصے سے آشنائی تھی جبھی اندھیرا ہونے کے باوجود بہت تیزی سے وہ اپنے کمرے میں گھس گئی تھی۔۔۔لیکن دروازہ اتنا آہستہ بند کیا تھا کہ مقابل اس دروازے کی آواز کا تعین بھی نہ کر سکے۔۔۔باران اس لڑکی کے پیچھے دروازے تک آیا تھا لیکن پھر اندھیرا ہونے کے باعث مٹھیاں بھینچ گیا دو لمحے ہی ہوئے تھے جب اچانک جھماکے سے لائٹ آن ہوئی باران نے بے اختیار آنکھیں بند کیں تو نظروں میں وہ جھیل سی گہری آنکھیں گھوم گئیں۔۔۔باران نے آنکھیں کھول اپنے ہاتھ کو دیکھا جو اس کی

گردن پر لگا تھا۔۔۔ناخنوں پر ہلکی ہلکی سرخ نمی لگی تھی یعنی اس لڑکی کی گردن چھل چکی تھی۔۔وہ کافی لمحے کھڑا اسی کے بارے میں سوچتا رہا۔۔۔ پھر پانی اپنے ہاتھ پر ڈالتا باران باہر آگیا تھا۔۔اس کے چہرے کے نقش تنے ہوئے تھے۔۔۔پہلی لڑکی جس کو دیکھ کر وہ سحر میں جکڑا تھا جو ایک کوٹھے پر رہنے والی لڑکی تھی وہ اسے جھٹک چکی تھی۔۔۔وہ باہر آیا تو بانو بائی تخت پر بیٹھی تھی اور زریمان سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

میں زرا لائٹ کھلوانے گئی تھی،،،آپ کو کوئی مشکل تو نہیں ہوئی نہ باران"

"سیٹھ،،،،،

زریمان نے لجالت سے پوچھا تو باران زریمان کو نظر انداز کرتا بانو بائی سے مخاطب ہوا۔

"اس عمارت کے اس پچھلے حصے میں کون رہتا ہے؟؟ "

باران کے پوچھنے کی دیر تھی زریمان کا دل جھوم اٹھا تھا یعنی اندھیرے کے باوجود باران کی نظر اس چڑیا پر پڑ چکی تھی۔۔۔۔

کوئی نہیں باران صاحب،،،وہ حصہ تو خالی پڑا ہے وہاں رکھے کمرے میں"

"کوٹھے کی غیر ضروری چیزیں رہتی ہیں،،،

بانو بائی نے خود اعتمادی سے کہا۔ باران دلشیر ناراض ہو یا ان کا کوٹھا چھوڑ دے وہ اپنی نازک و مومی ہیروں جڑی گڑیا باران دلشیر جیسے درندے کو قطعی نہیں دینے والی تھی۔۔۔اینارہ وہ چڑیا تھی جس میں بانو بائی کی جان بستی تھی بھلا کیسے اس پھول کو کسی حیوان کے سپرد کر دیتی۔ جبکہ زریماں نے مٹھیاں بھینچ لی تھی اسے باران پر بھی غصہ آیا تھا کہ وہ کیوں اسے اسی وقت گھسیٹتے ہوئے باہر نہیں لایا تھا۔ لیکن اسے دل میں یقین تھا کہ اینارہ کے حسن کی دید کے بعد باران دلشیر چین سے نہیں بیٹھ پائے گا۔۔۔

"ٹھیک ہے،،،"

زریمان نے باران کو کہتے سنا اور وہ اپنی بات مکمل کرتا باہر کی طرف چلا گیا تھا۔۔زریمان کا منہ حیرت کی زیادتی سے کھلا تھا کہ وہ شخص واقعی کس قدر مغرور تھا کہ حسن پرست ہونے کے باوجود اصلی حسن کی کوئی قدر و قیمت ہی

نہیں تھی۔۔۔کیاواقعی اسے لاحاصل کوحاصل کرنے کاکوئی شوق نہیں تھا۔۔

باران جھٹکے سے گاڑی کادروازہ کھول اندر بیٹھا ابھی گاڑی اسٹارٹ کرنے ہی لگا تھا کہ کسی خیال کے تحت اپنی شرٹ کی آستین اوپر اٹھائی۔

بازوپر ایک چھوٹی سی دانتوں کی نیلی گھڑی بنی تھی جس پر سرخی اور خون کی ننھی ننھی جمی ہوئی بوندیں تھیں۔

"جنگلی ہرنی،،،،"

ایناره کو جنگلی کے لقب سے نوازتے اس کے ہونٹ پر نامحسوس مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔۔وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا کوٹھے سے نکلنے لگا۔وہ آج یہاں کسی لڑکی کی طلب یا تلاش میں نہیں آیا تھا۔۔بلکہ وہ یہاں کسی خاص مقصد سے آیا تھا۔بظاہر بانو بائی سے اس کا تعلق محض لڑکیوں کی لین تک تھا پر اس کہیں زیادہ بڑا کام بانو بائی خفیہ طور پر اس کے لیے کرتی تھی جس سے زریمان بھی لاعلم تھی۔۔۔۔

****

یونی کا پلے گراؤنڈ اس وقت میدان جنگ بنا ہوا تھا۔۔ارسلان نیازی سے زمین پر گرتے اپنے بچاؤ کے لیے ٹوٹا کانچ اٹھایا تھا اور زور سے ایحان کی ران میں گھسا دیا کہ ایحان موقع پر نا سنبھلتا لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔۔۔اس کی ٹانگ سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا اس وقت وہ بلیو جینز میں تھا اس کے باوجود پینٹ پر خون کی نمی بالکل ظاہر تھی۔ سختی سے دانت بھینچتے اس سے پہلے ایحان اس کانچ کو نکالتا ارسلان نیازی نے اسی پر اپنی ٹانگ ماری تھی کے ایحان درد کی شدت سے پیچھے گرا تھا۔۔۔

بس ہو گیا،،؟ اتنا ہی جوش تھا مسٹر بلیک بیلٹ میں؟؟؟"

منہ سے خون تھوکتے ارسلان نیازی نے لڑکھڑاتی چال سے ہلتے ہنستے ہوئے پوچھا تو ایحان کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔. چہرہ شدت ضبط سے لال انگارا ہو چکا تھا۔۔آنکھوں میں بھی لہو اترا ہوا تھا جیسے۔۔اس کی نظریں کچھ دور کھڑی ریم پر تھیں جو منہ پر ہاتھ رکھے کانپتی ٹانگوں سے اسے ہی دیکھ رہی

تھی۔۔۔اس وقت صرف زین اور ارسلان نیازی کھڑے تھے باقی سب کے سب زمین پر ڈھیر تھے۔۔۔۔ارسلان نیازی صرف ایک لات کی مار تھا اور وہ بھی ڈھیر ہو جاتا۔۔۔وہ زین کی طرف بڑھا تھا جو ایحان کو بے بس ہوتا دیکھ خود بھی خوفزدہ ہوا تھا وہ جانتا تھا کہ ارسلان نیازی اس قدر گھٹیا شخص ہے کہ وہ لڑائی میں جانلیوا چیزوں کا بھی استعمال کرے گا۔۔۔جب کے دور کھڑی ریم حیران پریشان تھی کہ اتنے لوگ مل کر بھی اس لڑائی کو نہیں روک رہے تھے۔۔بلکہ ویڈو بنا رہے تھے۔۔۔اسے یکدم ایحان دلشیر پر رحم وہ شیر جان بوجھ کر زمین پر لیٹا ہے وہ جذباتی ہونے آیا تھا یہ جانے بغیر کہ سے زیادہ دماغ سے کام لیتا تھا۔۔۔اس کے لیے ارسلان نیازی کے وار سے بچنا مشکل نہیں تھا لیکن اس نے خود لڑائی ڈھیلی چھوڑ دی تھی کیونکہ اس کی نظر فرسٹ فلور سے آتی ڈین پر پڑ چکی تھی۔۔۔ساتھ باقی پروفیسرز پر بھی۔۔۔

تم نے خود لڑائی شروع کی تھی ارسلان،،، تم نے ہماری کلاس کی لڑکی کے"
"ساتھ فحاش الفاظ کا استعمال کیا تھا،،،

پیچھے ہجوم میں کھڑے پروفیسرز کو دیکھتے زین نے جان بوجھ کر کہا تو ارسلان نیازی اکڑ سے ہنستا زین کے منہ پر ایک مکا مار گیا۔۔۔زین لڑکھڑاتے زمین پر گرا۔۔۔

ابھی تو صرف گفتگو کی تھی،،، پر تم لوگوں میں اکڑ بہت ہے جو ارسلان"
نیازی کو توڑنے میں بہت مزا آتا ہے،،،؟ اور دیکھو اپنے اس شیر کو جو ڈھیر پڑا ہے،،، لیکن آج اس کتے نما شیر کی دم پر میں پاؤں رکھوں گا،،، بلکہ اسے توڑ
"ہی ڈالوں گا،،،

زین کے سینے پر بیٹھتے وہ زین کو مارنے لگا تھا جب موقع کو غنیمت جانتے ریم فوراً آگے بڑھی تھی۔

ایحان آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔۔۔کیونکہ اپنی نظروں کے سامنے اپنے دوستوں کو پٹتے دیکھنا بہت مشکل امر تھا۔۔لیکن یہ مصلحتاً بہت ضروری

تھا۔۔اگر وہ جوابی کاروائی کرتا تو ارسلان نیازی کے گروپ کے ساتھ ان کا گروپ بھی ریسٹیکیٹ ہو جاتا۔۔۔لیکن اچانک اپنی ٹانگ پر کسی بوجھ کو محسوس کر اس نے پل بھر میں آنکھیں کھولیں تو نظریں ساکت ہو گئیں۔۔۔حجاب کے ہالے میں اس کی ٹانگ کے پاس بیٹھی لڑکی ریم تھی۔۔۔اس کے چہرے کا رخ ایحان کے پاؤں کی طرف تھا لیکن وہ اسے پہچان چکا تھا۔۔۔اچانک ران پر شدید جلن کے احساس سے اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ سختی سے دانتوں تلے لب بھینچ گیا۔۔۔جب ریم نے ایک جھٹکے سے اس کانچ کو باہر کھینچ دیا۔۔۔لیکن اس کی چیخ پر ارسلان اس جانب متوجہ ہو چکا تھا اور اس لڑکی کو ایحان کی مدد کرتا دیکھ غصے سے کھولتا زین کے اوپر سے اٹھتا ریم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ ریم کی طرف بڑھتا پروفیسر کی دھاڑ نما آواز آئی تھی۔

انف ارسلان نیازی ادر وائز آئی ول کال دا پولیس،،،"

پروفیسر کی چیخ کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا کیونکہ اس کے باپ کی پہنچ بہت اوپر تک تھی۔۔۔ بڑے بڑے سیاسی لیڈر اس کے باپ کی جیب میں پڑے ہوتے تھے۔۔۔اس نے ریم کو تھپڑ مارنا چاہا تھا جب اچانک ایحان کے ٹانگ کی زوردار ضرب سینے پر ایک طرف سے پڑتی ارسلان نیازی کو زمین بوس کر گئی تھی۔۔اس کے بعد ایحان رکا نہیں تھا بلکہ اسے ریم کی وجہ سے بہترین موقع ملا تھا۔۔۔وہ ارسلان نیازی کے سینے پر بیٹھتا پے در پے اس کے منہ پر مکے مارنے لگا تھا۔۔۔اس کی ران سے بیٹھنے کے باعث خون مزید تیزی سے بہہ رہا تھا اور بال کی پونی جو پہلے ہی ڈھیلی ہو چکی تھی کھل کر اس کے چہرے پر بکھر چکی تھی۔۔۔۔جب سینیر پروفیسر نے ایحان کو زبردستی پیچھے کھینچا تھا۔

انف ایحان چھوڑ دو اسے وہ بے ہوش ہو چکا ہے،،،

نو سر،،،میں اسے نہیں چھوڑوں گا یہ ہمارے بیچ کی لڑکیوں کو ہراس کرتا ہے"""

ایحان نے کہاپر اسے پیچھے کر دیا گیا۔پولیس کو پہلے ہی کال کی جا چکی تھی۔۔۔ ساتھ ایمبولینس کو بھی۔ایحان نے غصے سے پلٹتے ریم کو دیکھنا چاہا تھا جو پاگل بیوقوف اور احمق لڑکی کسی چیز کی پرواہ کیے بنا پرائے پھڈے میں کود چکی تھی۔۔۔اگرچہ وہ ہوش میں نہ ہوتا تو ارسلان نیازی اس کو نقصان پہنچانے سے بھی پیچھے نہ ہٹتا۔۔۔کیا وہ ہر کسی کی لڑائی میں ایسے ہی کود جایا کرتی تھی ؟۔لیکن خوش قسمتی سے ریم وہاں سے جا چکی تھی۔

پولیس ایحان کو ابھی اپنے ساتھ لے کر گئی تھی۔اور یونی کے سینئر پروفیسر بھی ان کے ساتھ گئے تھے جن کو ساری لڑائی اور معاملے کا علم تھا۔۔۔۔

****

تیز آواز میں گانے بج رہے تھے وہ سفید بنیان میں گیراج میں آئی گاڑی کے انجن پر جھکا تھا۔۔اس کی بنیان پر جگہ جگہ سیاہ آئل لگا تھا۔جب اس کے کندھے پر اس گیران کے مالک صدیق نے ہاتھ رکھا۔

تم سے بات کرنی ہے باران اندر آؤ،،،"

صدیقی بول کر اپنے مخصوص چھوٹے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں باران بھی کپڑے سے ہاتھ صاف کرتا صدیقی کے پیچھے گیا۔۔۔صدیقی اس کا محسن تھا۔

باران یہ گیراج دلاور سیٹھ مجھ سے خرید چکا ہے،،،"

صدیقی کے کہنے پر باران خاموشی سے کھڑا رہا جب صدیقی اس کے سامنے آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"تمہارا باپ ایک نیک آدمی تھا باران،،،اس کی شرافت کی مثال ساری زمانہ دیتا ہے،،،جو بھی ہوا وہ نصیب کا کھیل تھا میں جانتا ہوں تم بہت ٹوٹے ہوئے ہو،،، لیکن اس وقت تمہیں خود کو سنبھالنا ہو گا،،، صحیح غلط دونوں راستے ہر قدم پر تمہارے سامنے آئیں گے،،،میرے مطابق ابھی تمہاری عمر چھوٹی ہے،،،ہر کوئی تمہارا استعمال کرنے کی کوشش کرے گا پر تم موقع مت دینا،،،"

صدیقی صاحب اپنے تعین اسے سمجھا رہے تھے جبکہ باران بالکل سپاٹ چہرہ لیے ان کے سامنے کھڑا تھا۔

میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا،،،"

اسے صدیقی کی ہمدردی چبھی تھی۔۔۔اس کا دل پتھر اور وہ خود سخت ہو چکا تھا۔ کسی کی ہمدردی کے دو بول باران دلشیر کے زخم ادھیڑ دیتے تھے۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں تم سے دو ٹوک بات کرتا ہوں،،، کل جس کو تم نے چائے"" دی اس کا نام دلاور سیٹھ ہے،،،اس کی نظر تم پر پڑھ چکی ہے باران،،،وہ تمہیں زیادہ پیسوں کی لالچ دے کر یا تمہای زندگی کی کمزور گھڑی میں اپنا مفاد تلاش کرتے تمہیں کام آفر کرے گا،،، تم اسے انکار کر دینا،،،اگر تم نے ہاں کر دی تو وہ تمہارے لیے وہ دلدل ثابت ہو گا جہاں سے نکلنے کا واحد راستہ موت ہو گی،،،اور وہاں کے لباس سے لے کر کھانا تک سب حرام،،،

تمہارے چھوٹے بہن بھائی ہیں،،، تم ان کے سر پر واحد سرپرست ہو،،،ابھی

تم سب اپنوں ک اصلی روپ دیکھ چکے ہو گے یاد رکھنا تمہارے بعد ان کا کوئی نہیں ہو گا،،،"

صدیقی صاحب نے پوری بات اس کے سامنے رکھ دی تھی۔ ساتھ اسے صحیح غلط کا راستہ بتا دیا تھا۔

پر مجھ سے دلاور سیٹھ نے کوئی بات نہیں کی،،،"

باران نے کندھے اچکائے۔۔

نہیں کی پر کرے گا،،، تم انکار کر دینا صاف صاف،،، وہ تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کرے گا،،،" صدیقی کے کہنے پر باران اثبات میں سر ہلاتے باہر نکل گیا۔

اور واپس اسی گاڑی کے انجن کو ٹھیک کرنے لگا جس پر وہ پہلے معمور تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے کڑک کاٹن کے سوٹ میں دلاور سیٹھ کو اندر آتے دیکھا پر نظر انداز کر دیا۔ کافی دیر بعد جس طرح دلاور سیٹھ اندر آیا تھا اسی طرح صدیقی ایک بریف کیس لیے باہر جا رہا تھا۔ باران سمجھ گیا تھا اس بریف کیس میں

گیراج کی قیمت ہے۔یہ سوچ کر باران پریشان ہوا تھا کہ اگر اس نے دلاور سیٹھ کے کام سے منع کر دیا تو دلاور سیٹھ اسے نوکری سے فارغ نہ کر دے۔

اس کے بہن بھائی نے کچھ ہفتے پہلے ایک دن اور دو راتوں کا فاقہ کیا تھا۔ماں کا بھاگنا اور باپ کا مرنا تھا کہ محلے کے پرچون والے نے ادھار دینے سے بھی یہ کہہ کر منع کر دیا تھا کہ لوٹاؤ گے کہاں سے۔۔۔

چھوٹے تجھے دلاور سیٹھ نے بلایا ہے،،،"

ایک لڑکے نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تو باران اسی کمرے میں چلا گیا۔

جہاں دلاور سیٹھ کرسی پر بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا۔

گھر میں کتنے افراد ہیں،،،؟"

دلاور سیٹ کا پہلا سوال اسے چونکا گیا تھا۔

ایک بھائی ہے چھوٹا،،،"

باران نے ایلف کا نام نہیں لیا تھا۔ جتنا گھناؤنا کھیل وہ دیکھ چکا تھا اسے یہی لگا تھا کہ اس کے پاس سب سے قیمتی چیز ہی ایلف ہے۔۔ جسے شاید وہ سب سے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔

اور کوئی نہیں؟ دلاور سیٹھ اس کی حرکت پر مسکرایا تھا کہ کیسے وہ لڑکا اپنی" بہن کی گنتی حذف کر گیا تھا۔ یعنی غیرت مند بھی تھا۔

نہیں صرف میں اور میرا چھوٹا بھائی ہیں،،،"

باران نے خود اعتمادی سے کہا۔

تمہاری عمر کیا ہے؟ دلاور سیٹ نے اگلا سوال پوچھا۔

سولہ سال ہے،،،

اور بھائی کی؟" دلاور سیٹ کے اگلا سوال باران کو پسند نہیں آیا تھا وہ شخص " اس کے بھائی کے بارے میں کیوں پوچھ رہا تھا۔

نو سال کا ہے،،،" باران کے جواب پر دلاور نے اثبات میں سر ہلایا۔

تمہری تنخواہ کتنی ہے باران،،،؟" وہ سوال پر سوال کر رہا تھا اور باران اس کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔

آٹھ ہزار،،، باران کے مختصر جواب پر دلاور سیٹ نے جیب سے ایک نوٹ کی گڈی نکال کر اس کے سامنے ٹیبل پر رکھی تو باران نا سمجھی سے دلاور سیٹھ کو دیکھنے لگا۔

تیس ہزار ہیں،،، آگے بڑھنے کا ایک بہترین موقع،،،، عزت اور شرافت سے تم آج سے آٹھ سال بعد بھی آٹھ سے اٹھارہ پر پہنچو گے،،، جب کہ یہ تیس تین ماہ میں ڈبل ہونے کے چانسز ہیں،،، آٹھ ہزار میں تمہارا بھائی اور تم دو وقت کی روٹی کھا سکتے ہو،،، نہ کچھ ڈھنگ کا پہن سکتے ہو نہ اسے اچھے سے پڑھا سکتے ہو،،، تم سمجھدار ہو تم ضروریات مار سکتے ہو،،، پر وہ بچہ ہے،،، اگر "کل دوسرے بچوں کو دیکھ خواہش ظاہر کرے تو کیسے منع کرو گے،،،؟

دلاور سیٹھ کے سوال پر باران لب بھینچ گیا تھا۔

مجھے دال نہیں کھانی،،، مرغی کھانی ہے،،، باران کے کانوں میں ایک "
باریک سی معصوم آواز کانوں میں گونجی۔۔۔دو دن پہلے اس کی چھ سالہ بہن
ایلف نے کہا تھا اور پھر بہت کوشش کے بعد وہ ایلف کو چکن کھلانے میں
کامیاب ہوا تھا۔ باران کو خاموش دیکھ دلاور سیٹھ مسکرایا تھا۔۔۔وہ ایسے ہی
سیٹھ نہیں بنا تھا۔۔۔وہ دکھتی رگ پر وار کرنا جانتا تھا۔
میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا،،، تم خود عقلمند ہو،،، اگر تم میرے ساتھ "
کام کرنے پر راضی ہوتے ہو تو ان پیسوں کو اٹھالو،،، ورنہ آٹھ ہزار تنخواہ کی
جگہ دس ہزار تنخواہ تمہیں یہاں ملتی رہے گی،،، "دلاور نے کہتے ایک گہرا
کش لیا۔ "اگر تم نے ہاں کر دی تو وہ تمہارے لیے وہ دلدل ثابت ہو گا جہاں
"سے نکلنے کا واحد راستہ موت ہو گی،،،
باران کے لیے فیصلہ مشکل تھا اس کا دل ڈگمگانے لگا تھا۔اسے پیسوں کی
ضرورت تھی۔۔۔آگے بڑھنا تھا۔۔۔لیکن وہ کھڑا ہو گیا تھا۔اس کا دل

عجیب ہو رہا تھا۔ باران کو کھڑا ہوتا دیکھ دلاور سیٹھ کی مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔

ابا کہہ رہے تھے قصور مہرو کا نہیں تھا،،بلکہ بابا کا تھا کیونکہ وہ غریب"

"تھے،،،،

ایحان نے اسے اپنی باپ کی قبر پر بیٹھے بتایا تھا۔۔۔کیا حاصل ہوا تھا اس کے باپ کو شرافت اور عزت کی دو وقت کی روٹی سے؟؟؟صرف ذلت رسوائی اور موت؟؟؟؟آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی۔۔۔اور پیٹ میں مروڑ سی اٹھی تھی کہ وہ پل بھر میں آنکھیں میچتا پلٹا تھا اور ٹیبل پر رکھی اس نوٹوں کی گڈی کو اٹھا لیا تھا۔۔۔دلاور سیٹھ گہرا مسکرایا تھا۔۔۔وہ دور سے دیکھ لوگوں کو پہچان لیتا تھا۔۔۔باران کو پہلی بار دیکھ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ باران اس کے لیے ہیرا ثابت ہو گا۔۔۔

****

وہ ایک بزنس پارٹی تھی جہاں بلیک اینڈ ریڈ کلر کا تھیم تھا۔ ہلکے ہلکے پر ساز ماحول میں سر پھیلا رہے تھے۔ لوگ گروپ بنا کر کھڑے تھے۔۔۔ اس پارٹی میں چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا بزنس مین شامل تھا۔۔۔۔ زاویار اور باران ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ دونوں ہی اپنی دنیا کے جنت مانے کامیاب بزنس مین تھے۔۔۔ وہاں ہر کوئی ان کو جانتا تھا۔۔۔ لوگ یہ بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ باران دلشیر اور زاویار خانزادہ آپس میں گہرے دوست ہیں۔۔۔ دونوں کی شخصیت چھا جانے والی تھی پر دونوں کی شخصیت میں ایک فرق تھا جہاں زوایار سے ملنے والا شخص اس سے متاثر ہوتا تھا وہیں باران سے ملنے والا شخص پر پہلا تاثر خوف کا پڑتا تھا۔۔۔ وہ لوگ مسکرا کر لوگوں سے ملنے لگے تھے جب اچانک زاویار کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا تھا۔ زاویار نے جیسے ہی گردن موڑی تھی ویسے ہی مسکراہٹ ہونٹوں سے بالکل غائب ہو گئی تھی۔

ہیلو مسٹر زاویار خانزادہ،،،" باسل نے مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھایا تو پیچھے " کھڑی صبر ینہ آگے آئی تھی۔۔۔زاویار نے ایک نگاہ اس کو نہیں دیکھا تھا۔۔ جبکہ باران کی مسکراتی نظریں صبر ینہ پر تھیں۔۔۔۔

بیک لیس ٹاپ پر سرخ لپ اسٹک لگائے بالوں کا جوڑا باندھا تھا میک اپ کو خوبصورتی سے چہرے پر سجائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔شاید اس محفل کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ بولڈ اور خوبصورت۔۔۔۔

"تم نے بتایا نہیں باران یہ لوگ بھی یہاں انوائٹڈ ہیں،،،"

زاویار بنا کسی لحاظ کے باران سے بولا تھا۔۔۔۔

اور تم نے بھی کہاں بتایا تھا زاوی کہ جب تک یہ تیرے ساتھ تھی اتنی" خوبصورت نہیں تھی،،، لیکن اب کچھ زیادہ خوبصورت ہو گئی ہے،،،اس کی کمر بہت چکنی ہے،،،" باسل کو جلانے کے لیے باران نے تیر پھینکا تھا جب زاویار نے بہت مشکل سے مٹھی بھینچ اسے گھورا تھا۔۔۔جب کے باران کی بات سن کر باسل کا چہرہ بھی غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔۔۔۔

ویسے مسٹر باسل کیا آپ کی گرلفرینڈ ایک رات کے لیے میرے ساتھ "
"قیام کر سکتی ہیں،،،؟

زاویار کو نظر انداز کرتے باران نے صبرینہ کو نظروں کے حصار میں رکھا تھا۔۔۔جو باران کو سالم نگل جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

باسل کچھ نہیں کہہ پایا تھا وہ اس وقت باران دلشیر سے بگاڑ نہیں چاہتا تھا۔ جب کے باسل کو خاموش دیکھ جو صبرینہ کے چہرے پر ہتک اور ذلت کے احساس کے سائے لہرائے تھے انھیں دیکھ زاویار کے اندر اطمینان دوڑا تھا۔۔۔اس نے پہلی بار نظر اٹھا کر صبرینہ کو دیکھا تھا۔۔جو حسرت بھری نظروں سے اسی کو دیکھ رہی تھی پر زاویار کی نظروں میں صرف حقارت اور استہزاء تھی۔۔۔

"ایک چبھتا ہوا سوال تھا۔۔یہ ہے تمہاری پسند؟
"تم بہت ہی کمینے ہو باران دلشیر میں تمہیں بہت شریف سمجھتی تھی،،،"
صبرینہ نے خود ہی جل کر جوابی کاروائی کی تھی۔

بکنے والی چیزوں کی قیمت لگانا کمینہ پن ہے؟؟؟ ویسے ڈونٹ وری تم باران" دلشیر کا معیار نہیں ہو،،، کیونکہ باران دلشیر گ۔۔۔۔۔۔ نہیں کھاتا،،، وہ کہتا ویٹر کو اشارہ کرتا وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ زاویار خانزادہ اس محفل سے ہی نکل گیا تھا۔۔۔ وہ ہر اس محفل سے نکل جاتا تھا جس کی مہمان صبرینہ ہو۔۔۔۔ وہ کم ظرف مفاد پرست عورت۔

باسل غصے سے اس کو جھڑکتا وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ صبرینہ نے تو باسل کی بات سنی ہی نہیں تھی۔۔۔ وہ تو اب تک اس مسحور کن شخص کے سحر میں تھی جسے خود چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔ آج اسے ایک بار پھر شدت سے احساس ہوا تھا کہ اس نے کیا کھو کر کیا پایا ہے۔۔۔ اگر آج اس بدتمیزی پر باسل کی جگہ زاویار ہوتا تو مقابل کا منہ سلامت نہ چھوڑتا۔۔ شاید باسل بھی ایسا ہی کرتا اگر وہ باسل کی عزت باسل کی بیوی ہوتی۔۔۔ لیکن وہ تو محض اس کے دل بہلانے کا سامان اس کی رک*ھ*یل تھی۔۔۔

****

آرزک خانزادہ مطلوبہ پتے پر پہنچ چکا تھا۔اس کی گاڑی اسٹریٹ نائن میں رکی تھی جہاں پر ایلف دلشیر کا گھر تھا۔۔۔

اے،،،کک،،کتے،،ہش،،ہش،،،!وہ گاڑی سے اترنے لگا تھا جب باریک سے چیختی آواز پر چونک کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔۔بلیک بی ایم ڈبلیو میں فرنٹ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔جس گلی میں اس کی گاڑی کھڑی تھی وہ واشنگٹن کی ایک اسٹریٹ تھی۔۔۔وہ جس مقصد کے تحت یہاں آیا تھا وہ اسی گلی میں موجود تھا وہ مقصد ایلف دلشیر تھا۔۔۔ایلف کا یتیم خانہ اسی گلی میں تھا۔پلان کے مطابق وہ ایلف سے اوپن ڈیل کرنے آیا تھا اسکا ارادہ تھا وہ ایلف کو اپنے ساتھ لے کر جائے گا اور پھر باران دلشیر کے سامنے اپنی ڈیمانڈ رکھے گا۔۔۔ابھی گاڑی سٹریٹ میں رکی ہی تھی اس کان سے ایئرپوٹ نیچے گرا وہ اسے اٹھانے جھکا ہی تھا کسی لڑکی کے چیخنے کی آواز پر سیدھا ہوا۔۔اور گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھا۔وہ باہر کا منظر صاف دیکھ سکتا تھا البتہ باہر والا اندازہ بھی نہیں لگا سکتا کے اندر کوئی شخص ہو گا۔

ہلکے گلابی رنگ کے ٹخنوں کو چھوتا فلورل فراک جس پر باریک باریک سرخ دل بنے تھے سر پر سرخ حجاب لپیٹے وہ لڑکی ہاتھ میں دو تھیلیاں پکڑے ہوئے تھے۔اسکے چہرے کا رخ دوسری جانب تھا اور کچھ حجاب کی رکاوٹ تھی کہ آرزک کے لیے اسکا چہرہ دیکھنا مشکل ہو رہا تھا۔اور دوسری بات حیران کرنے والی یہ تھی کہ وہ لڑکی کسے گالی دے رہی تھی۔۔۔یہاں تو کوئی اس کے علاوہ کوئی تھا ہی نہیں۔۔کیا وہ لڑکی پاکستانی تھی؟ورنہ یہاں اردو زبان کا کیا کام؟

"پیپ،،،پپ،،، پیچھے رہو،،، مم،،،میرے ساتھ کک،،،، کک کتا پنا مت"

"کرو کک،،، ک،،، کتے کہیں کے،،،،

وہ لڑکی اچانک بھاگتی ہوئی اسی کی گاڑی کی طرف آ رہی تھی آرزک نے تھوڑا آگے جھک کر دیکھا تو بے اختیار ہونٹ مسکرائے۔۔۔اسکے پیچھے سفید رنگ کا کتا تھا اور وہ کتے کو کتا پنا کرنے سے منع کر رہی تھی۔۔۔لیکن وہ اسکی گاڑی کے جانب کیوں آ رہی تھی۔غور سے دیکھے پر معلوم ہوا کہ وہ لڑکی کوئی اور

نہیں بلکہ ایلف دلشیر ہی تھی۔اس نے گاڑی کے پاس آکر ہاتھ میں پکڑا سامان اسکی آرزک کی گاڑی کی چھت پر رکھ دیا۔۔۔۔

"دد دیکھو،،،ا،ا،ا گر تت تم نے من مجھے کاٹاتت،،تت،،تو میں بھی

"کک،،کک،،،کاٹ لوں گی،،،،

کپکپاتے ہاتھ گاڑی کے شیشے پر رکھتے وہ غصے سے بولی آرزک نے بے اختیار ہنستے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

وہ کتا برابر اس کے سامنے آتا بھونک رہا تھا پر وہ کاٹ نہیں رہا تھا شاید اس کا ارادہ صرف تنگ کرنے اور ڈرانے کا تھا۔۔۔یہ کتا نسلی تھا یا شاید کسی کا پیٹ تھا۔۔۔۔اسکی نظر گاڑی کے شیشے پر رکھے ایلف کے مومی ہاتھ پر پڑی اس نے پہلی بار کسی لڑکی کا ہاتھ اتنے قریب اور غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔باریک تراشیدہ خوبصورت انگلیاں۔۔اس کا ہاتھ کافی نازک تھا۔۔۔ابھی وہ ہاتھ کو ہی دیکھ رہا تھا جب ایلف نے اپنا چہرہ گاڑی کی جانب کیا۔گلابی گلابی پھولے گال۔۔۔۔ابھی نظر یہاں تک ہی ٹھہری تھی کہ وہ پلٹ گئی۔

اچھا سس،، سس،،، سنو میں تت،،، تمہیں ایک بب،،، بوٹی دونگی اگر"

!تت،، تم نے مم،،، مم،، مجھے جانے دیا،،،

اب وہ رشوت دینے پر اتر آئی تھی۔آرزک کو ہنسی کے ساتھ اس بیوقوف لڑکی کی عقل پر شبہ ہوا۔۔۔وہ ایک جانور سے ڈیل کر رہی تھی۔لیکن اس کی ڈیل کے جواب میں وہ کتا اور زیادہ زور سے بھونکا۔

"!اچ،،، اچھاناں،،،،، ایک نہیں،،،دد،،دد،،دو بوٹیاں لے لو،،،"

رشوت کی مالیت میں اضافہ ہونے پر حیران کن منظر آرزک نے دیکھا کہ وہ کتا دم ہلاتا زمین پر صلح جو انداز میں بیٹھ گیا۔۔۔ایلف نے جلدی جلدی اس کی گاڑی کے اوپر سے تھیلیاں اٹھائیں اور اندر سے چکن کی چھوٹی چھوٹی دو بوٹیاں نکال کر اس کتے کے آگے کی پر اچانک وہ کتا غرانے لگا۔۔

دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے یہ سب روز کا معمول ہے۔

"ک،،،، کتا کہیں کک،،، کا،،"

منہ میں بڑبڑاتے ایلف نے اب کی بار دو لے لیگ پیس کی بڑی بوٹیاں نکال کر اس کے سامنے پھینک دیں۔وہ کتا اپنا ڈلشز میل کھانے میں مگن ہوا تو وہ ایک طرف سے ہوتی خاموشی سے وہاں سے نکلنے لگی۔اور پھر تیزی سے بھاگتی گلی کا آدھا راستہ کراس کر کے واپس پلٹی۔

"ت،،ت،،،تتو بھی کتا،،،،اور تت،،،تیرا مالک بھی،،،،

ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ وہ کتا اپنی بوٹی چھوڑ اس کے پیچھے لپکا۔۔۔اس کتے کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ ایلف الٹے پیر بھاگی اور ایک قدم کی دوری پر موجود اس سفید گھر میں گھس گئی۔گاڑی میں بیٹھا حیران پریشان آرزک خانزدہ اس کے اندر جاتے ہی قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔آج یوں معلوم ہوا تھا جیسے اس نے لائیو کارٹون دیکھا ہے۔

باران دلشیر کی ہکلی بہن گلی کے کتوں سے لڑتی ہے اور انکو کتا گالی دیتی"

"ہے،،،،

سر نفی میں ہلاتے وہ خود سے استفسار کرنے لگا لیکن جب اچانک یاد آیا وہ باران دلشیر کی بہن ہے چہرے پر اچانک سختی چھا گئی۔اسے خود پر غصہ آیا۔ لیکن وہ شدید حیراں بھی تھا کہ وہ ہنسا تھا؟ وہ بھی بے اختیار ؟اور حقیقی ؟اسے نہیں یاد تھا وہ آخری بار کب مسکرایا تھا یا کب ہنسا تھا ہاں وہ مسکراتا تھا لیکن صرف طنزیہ یا مضحکہ خیز۔۔کچھ سوچتے اس نے فون اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔

"ہیلو فرہاد،،، پلان چینج ہے،،،"

وہ آگے والے کو خبر دے رہا تھا۔جبکہ مقابل کو حیرت ہوئی تھی وہ ارادہ بدلنے والوں میں سے نہیں تھا۔

"نہیں کوئی خاص وجہ نہیں ہے،،، لیکن جب شکار کرنا ہی ہے تو اذیت دے کر کیوں نہیں؟؟ اگر سزا کو اتنا آسان کرنا ہی تھا سیدھا باران دلشیر پر وار کر دیتا،،، میں تمھیں آگے آگاہ کروں گا پر ابھی تم کچھ نہیں کرو گے،،، تم بزنس میٹنگز پر فوکس کرو فلحال،،،"

فون رکھتے وہ کچھ سوچنے لگا اور گاڑی ریورس لی۔۔ایک نظر اس دروازے پر ڈالی جہاں وہ لڑکی گئی تھی۔۔۔!

پہلی تنخواہ سے وہ ایلف اور ایحان کے لیے بہت سے کپڑے لایا تھا۔۔۔ ساتھ کھانے کی بے شمار چیزیں۔۔ایحان اور ایلف خوشی سے اس کے پاس آئے تھے اور اپنی چیزیں دیکھنے لگے۔۔۔ایک عرصے کے بعد انہوں نے یہ خوشیاں دیکھی تھیں۔۔۔باران ان کو خوش ہوتا دیکھ رہا تھا۔۔۔جب کہ دلاور سیٹھ کی طرف سے اسے آج ہی موبائل ملا تھا۔۔۔بار بار اس کے موبائل پر دلاور سیٹھ کے خاص آدمی کے میسج آرہے تھے۔۔۔۔اسے دلاور سیٹھ کے لیے کام کرتے صرف ایک ماہ ہوا تھا۔۔۔۔اور اس ایک ماہ میں وہ صرف دلاور سیٹھ کی مال کی ڈیلیوری کرتا تھا۔۔۔وہ بچہ تھا کوئی اس پر شک نہیں کرتا تھا۔۔۔شروع شروع میں خوفزدہ ہوا تھا۔۔۔اس کو ڈر لاحق ہوا

تھا کہ کہیں وہ پولیس کے چکروں میں نا پھنس جائے اس لیے وہ دلاور سیٹھ کے پیسے اسے واپس کرنے گیا تھا۔۔۔پر دلاور سیٹھ نے صاف انکار کر دیا تھا اور کہا تھا اب وہ اپنے قدم پیچھے نہیں لے سکتا۔۔۔دھندے کا اصول ہے جو ایک بار شامل ہو گیا وہ ہو گیا۔۔۔ہاں لیکن اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے پولیس کے ہتھے نہیں چڑھنے دے گا۔۔۔۔کچھ دلاور سیٹھ کی یقین دہانی تھی اور کچھ اس نے مکار اور روزے خور پولیس والوں کی حقیقت دیکھی تھی۔۔۔جو آکر دلاور سیٹھ کو سلام کرتے تھے۔۔زندگی میں دوسری بار اسے یہ احساس ہوا تھا کہ اگر انسان کے پاس پیسہ ہو تو نیک نامی اور عزت خود بخود مل جاتی ہے۔۔۔جب دلاور سیٹھ جیسے غیر قانونی کام کرنے والے کو اتنے بڑے بڑے پولیس والے عزت دیتے تھے۔۔۔ابھی بھی وہ ایحان اور ایلف کے ساتھ تو بظاہر بیٹھا تھا لیکن فون پر مصروف تھا۔۔۔۔

بھائی کھانا نہیں لائے؟؟؟؟چھ سالہ ایلف کے سوال پر باران نے"

مسکراتے موبائل جیب میں ڈالا تھا اور کچن سے کھانا پلیٹ میں نکال کر لایا

تھا۔۔۔اس کھانے کو دیکھ کر ایحان کے حلق میں ایک گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔اس کی ننھی آنکھیں اس کھانے میں کئی مناظر دیکھ رہی تھیں جن سے باران دلشہر لا علم تھا۔

بھائی آپ کہاں جارہے ہو،،،"ایلف نے باران کو باہر جاتا دیکھ" پوچھا۔۔۔وہ باران سے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی وہ دونوں باران سے چپکے رہنے کے عادی تھے بعض محلے داروں کا کہنا تھا کہ باران ان کی دوسری چھوٹی ماں ہے۔۔۔

"ایلف بھائی کو کام سے جانا ہے نہ آپ لوگ کھالو،،،میں کھا چکا ہوں،،، باران کہتے ہوئے باہر نکلنے لگا تھا جب ایحان نے ڈوبتے دل سے اسے پکارا تھا۔

"آپ کو ایک بات بتانی تھی باران بھیا،،،"

ایحان کے پکارنے پر باران کچھ ثانیے کو پلٹا لیکن وہ ایحان کے ہاتھوں میں پکڑی کھانے کی پلیٹ پر لرزش جس میں برگر رکھا تھا اور آنکھوں میں

وحشت نہیں دیکھ پایا تھا ورنہ ضرور سوچتا کے چلو وہ تو عقل رکھتا تھا لیکن اس دس سال کے بچے کی آنکھوں میں کس چیز کی وحشت ہے۔۔؟؟؟

ابھی جانا ہے مجھے ایحان،،، تم کھانا کھاؤ بعد میں بتا دینا،،" بولتے ساتھ " باران باہر چلا گیا تھا جب کہ ایحان خاموشی سے اس پلیٹ کو تکنے لگا تھا اور اچانک کھانے سمیت اس پلیٹ کو اٹھا کر دور پھینکا تھا اور سر گھٹنوں میں دیے رونے لگا۔۔۔اس کے رویے پر ایلف خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ لیکن پھر ایحان کو روتا دیکھ اپنے ہاتھ ایحان کے بازوؤں پر رکھے تھے۔۔۔۔

تم میری بریانی کھا لو ایحان بھیا،،" ایلف کے کہنے پر ایحان نے روتے " ہوئے سر اٹھایا تھا۔اور پھر واپس گرا گیا تھا۔وہ بھلا اسے کیا بتاتا۔ لیکن وہ باران کا انتظار کرنے لگا تھا۔ باران ارادتاً بہت دیر سے لوٹا تھا اور پھر اگلے دن بھی باران اس کی کیا سنتا؟؟؟ کہ اب اسے گھر کے لیے وقت کہاں ملنا تھا۔۔ بلکہ دلاور سیٹھ کے مشورے پر گھر میں ایک ملازمہ کا بندوبست کیا تھا کہ اسے کبھی بھی گھر سے باہر رہنا پڑھ سکتا ہے۔رات بھی اور دن بھی۔

****

زرمش ہوٹل آئی تھی اور بے صبری سے رات ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ نہیں جانتی تھی کیوں؟ بس آج کچھ بے چینی سی تھی۔۔۔۔ دل عجیب لے پر دھڑک رہا تھا۔۔۔ یہ سب اس کے ساتھ پہلی مرتبہ ہو رہا تھا۔۔۔ اتنا بڑا دن تو کبھی نہیں لگا تھا۔۔۔ لیکن اس کا اتنا انتظار بے کار گیا تھا۔۔ ابرار آج ہوٹل نہیں آیا تھا۔۔ اگلے دو دن تک وہ ابرار کا انتظار کرتی رہی تھی۔۔۔۔ لیکن دوسرے دن صرف ایک گلاب کا پھول موصول ہوا تھا۔۔ جس کے ساتھ کارڈ لگا تھا کہ میں آپ کی کال کا منتظر ہوں۔۔۔ یہ پڑھتے زرمش کے ہونٹ مسکرائے تھے اور دل میں سکون اترا تھا دو دن سے وہ ایک خوف میں مبتلا تھی کہ ابرار کی اچانک اس میں دلچسپی کیوں ختم ہو گئ ہے۔۔۔ لیکن اب احساس ہو رہا تھا کہ دلچسپی ختم نہیں ہوئی بلکہ وہ اسے سپیس دے رہا تھا۔۔۔ تاکہ وہ سکون سے اس کا جواب دینے میں پریشر ائز نہ ہو۔۔۔ وہ گلاب کا پھول اپنے بیگ میں ڈالے اس نیت کے ساتھ گھر لوٹی تھی

کہ ابرار کو آج رات کال کرے گی اور اپنی آمادگی سے آگاہ کرے گی۔۔۔

ساتھ شبانہ کو بھی بتادے گی کہ وہ اس کا اور اس کے نالائق نکمے بیٹے کا بوجھ مزید نہیں اٹھا سکتی۔وہ سمجھی تھی کہ گھر میں سب سو رہے ہوں گے پر اس کی توقع کے برخلاف سارے ہی صحن میں چارپائی پر بیٹھے تھے۔۔۔جیسے اسی کے منتظر ہوں۔۔۔۔حیرت اسے فراز کی بڑی خالہ کو دیکھ کر ہوئی تھی جو اس کے ساتھ تو نرمی سے رہتی تھی۔۔۔لیکن ایک بڑا فتنہ تھیں۔ان کو بھی زرمش سے کمائی کا لالچ رہتا تھا۔۔۔وہ کتنی بار زرمش سے پیسے ادھار مانگ چکی تھیں۔۔۔اگر زرمش دے دیتی تو کچھ دن تک زرمش کی تعریفیں لیکن پھر وہ پیسے زرمش کو واپس نہیں ملتے تھے۔۔۔اسی لیے سال بھر سے زرمش نے ان کو ایک روپیہ نہیں دیا تھا۔۔۔کیونکہ تنخواہ کا ایک اچھا حصہ شبانہ اپنے پلو میں دبا لیتی تھی۔۔۔ان سب کو نظر انداز کرتی زرمش اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔جب کہ شبانہ کی بڑی بہن کانوں کو ہاتھ لگانے لگی تھی۔۔۔۔

کس قدر سفید خون کی مالک ہے یہ لڑکی شبانہ،،پلٹ کر سلام تک نہیں"
کیا،،"شبانہ نے اپنی بہن کی تائید کی تھی جیسے روز یہ سب جھیلتی ہو۔۔۔۔
میں کہہ رہا ہوں اماں،،،اس کے تیور بدلے ہوئے ہیں،،،یہ تیرے ہاتھ"
"سے نکل گئی،،،اب تو اپنا پیٹ کس لے،،،،
فراز نے کہا تو اس کی ماں نے ہاتھ اٹھاتے فراز کو لعنت دی۔۔۔۔
"مردود اولاد،،، شکل اچھی نہیں بات تو اچھی کیا کر،،،"
غصے سے کہتی شبانہ کھڑی ہو گئی۔۔۔شبانہ کے ساتھ اس کی بہن بھی کھڑی
ہو گئی تھی اور مل کر زرمش کے کمرے میں گئی تھیں۔۔۔۔زرمش جو برقعہ
اتارتے ابھی بیٹھی ہی تھی ان کو اپنے کمرے میں دیکھ چونکی تھی۔۔۔۔تو کیا
اس کا اندازہ صحیح تھا۔۔۔۔وہ لوگ اسی سے بات کرنے کے لیے جاگ رہے
تھے پر کیوں؟؟؟؟
مجھے ابھی آرام کرنا ہے کل بات کریں گے،،کم از کم اس وقت وہ سکون"
چاہتی تھی جبھی منہ پھیرتی بولی۔

پر ہمیں ابھی بات کرنی ہے،،، بات ضروری ہے،،،"

شبانہ لہجے میں نرمی سموئے بولی تو زرمش چونکی۔۔۔شبانہ کی نرمی کتنی مصنوعی تھی دیکھ کر زرمش کا دل خراب ہونے لگا تھا۔۔

****

پولیس ان چاروں کو لے گئی تھی۔۔۔ارسلان نیازی کے خلاف ایف آئی آر کاٹنے پر پولیس والے ہچکچا رہے تھے۔۔یہ بات پروفیسرز نے خاص محسوس کی تھی۔۔جبکہ لڑائی کے خلاصے پر پولیس والوں نے ایحان کے گروپ کو بے قصور کہتے معاف کر کے جانے دیا تھا۔۔۔اور پروفیسرز کو تسلی دی تھی کہ وہ ارسلان نیازی کے خلاف ایکشن لیں گے۔۔لیکن وہ سب ہی جانتے تھے کہ پولیس والے صرف ان کو ٹال رہے تھے۔وہ ارسلان نیازی کے باپ سے ایف آئی آر مسترد کرنے کی قیمت لیتے اور اسے چھوڑ دیتے۔۔۔ایحان کو بھی ہسپتال بھجوا دیا تھا اس کے پاؤں کا خون اب بھی رس رہا تھا۔۔۔ایک رات اپنے دوستوں کے ساتھ ہسپتال میں گزارنے کے بعد

وہ واپس گھر آگیا تھا پران کے گروپ کو ایک ہفتے کے لیے کالج سے رسٹیکیٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔اور ارسلان نیازی کے گروپ کو ایک مہینے کے لیے۔

انہوں نے وضاحت کی تھی کہ یہ لڑائی ارسلان نیازی نے ہی شروع کی تھی پران کی ساری وضاحتیں یہ کہہ کر ان کے منہ پر ماردی گئی تھی کہ انہوں نے یونیورسٹی کا نام خراب کرنے میں برابر کردار ادا کیا ہے۔۔۔۔

اس ایک دن میں ایحان کو باران کی لاتعداد کالز موصول ہوئی تھیں۔۔پر اس نے ایک بھی کال ریسیو نہیں کی تھی۔۔وہ جانتا تھا باران کے خفیہ جاسوسوں نے اس لڑائی کے متعلق باران کو باخبر کر دیا ہو گا۔۔پر وہ باران دلشیر کی ہمدردی تو ہر گز نہیں چاہتا تھا۔۔۔ٹانگ پر زخم ہونے کے باوجود وہ اس وقت اپنے اپارٹمنٹ کے جم میں بیٹھا تھا۔۔۔ہاسپٹل سے وہ سیدھا اپنے اپارٹمنٹ ہی آیا تھا۔۔۔اس کی ران پر تین ٹانکے آئے تھے ڈاکٹرز نے احتیاط کا کہا تھا اور کہا تھا کہ ایک ہفتے میں ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔

عورت بہت بے اعتبار چیز ہے فرید،،،دولت اور ہوس کی مورت،،،"""

زندگی میں پہلی بار اس نے اپنے باپ کے منہ سے یہ جملے سنے تھے وہ بھی اپنی سگی ماں جس کی کوکھ سے وہ جنا گیا تھا اس کے لیے۔۔

ماما اتنا تیار ہو کر کہاں جا رہی ہیں،،؟؟؟"

اوپر کہیں خلاء کو دیکھتے وہ بالکل خاموش تھا۔ایحان کو اس وقت آسمان تک خالی پن لگ رہا تھا۔

باہر جا رہی ہوں ڈارلنگ،،،آپ کے لیے برگر لے کر آؤں گی،،،؟اس کی"

ماں اپنی لپ اسٹک درست کرتی بولی تو نو سالہ ایحان کا منہ بنا تھا۔۔۔

کیسے لائیں گی،،،بابا کی تو نوکری ہی نہیں ہے،،،ہمارے پاس تو پیسے ہی"

نہیں ہیں،،،"اس کے لہجے میں بہت افسردگی تھی کہ اس کی ماں چونکی تھی۔۔پھر گھٹنے کے بل نیچے بیٹھتے ایحان کا گال چوما تھا۔۔۔

بابا کے پاس نہیں ہیں پر ماما کے پاس تو ہیں ناں پیسے،،،"

اپنی ماں کی بات سنتے وہ خوشی سے اچھلا تھا۔

پر ماما کے پاس پیسے کہاں سے آئے،،،؟"کچھ یاد آنے پر ماں سے سوال کیا؟ کیونکہ اس کے باپ نے تو دیے ہی نہیں تھے۔

ماما ایک خفیہ نوکری پر لگی ہے،،،وہاں سے ماما کو اچھی تنخواہ ملتی ہے،،،بس" تم یہ بات اپنے بابا اور باران کو مت بتانا ورنہ کل سے برگر نہیں ملے گا،،،" زرا سا بات گھما کر آخر میں اس کی ماں نے ڈرایا تو وہ فورا اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔۔ جیسے یہ بہت بڑا سیکریٹ ہو۔۔۔اس کے بعد روز شام اس کی ماں اپنی خفیہ نوکری پر چلی جاتی تھی۔۔جب باران اور اس کا باپ گھر پر نہیں ہوتا تھا۔۔۔اور وہ اور ایلف بے صبری سے اپنی ماں کا انتظار کرتے تھے جو اس کے باپ اور بڑے بھائی کے آنے سے پہلے واپس آجاتی تھی اور پھر ان کی پسند کی نت نئی چیزیں انہیں کھلاتی تھی۔۔۔سارے بربادی ہونے کے بعد جب باران ایلف اور ایحان کو سنبھالنے لگا تھا وہ حیران ہوتا تھا کہ ایلف کیوں اس سے روز روز نئے نئے ہوٹل کے پکوان کی ضد کرتی ہے۔۔اس وقت سب سے زیادہ مشکل لمحہ ایحان کے لیے ہوتا تھا کہ اپنی ماں کے گناہ میں برابر

کا شریک تھا وہ۔۔۔ محض کھانے کے لیے بک گیا تھا؟؟؟؟ لیکن وہ تو اس وقت محض چھوٹا سا نا سمجھ بچہ ہی تھا ناں؟؟ لیکن ماں،،؟؟

وہ بلیک لیدر کی سیٹ پر بیٹھا تھا جس کے پیچھے ویٹ لفٹنگ مشین تھی۔۔۔ ایحان کی آنکھیں ایک جگہ ساکت تھیں۔۔جب کہ آنکھوں سے نجانے کب گرم سیال جاری ہوا تھا اسے علم نہیں تھا۔۔۔وہ رو نہیں رہا تھا پھر نجانے کیوں اس کی آنکھیں برس رہی تھیں۔۔۔۔

ایک برگر،،؟ کیا اس کی قیمت یہی تھی جو اس کی ماں نے طے کی تھی،،؟"

بچپن سے لے کر اب تک وہ اس کھانے کی گندی بو اور اس کا وزن اپنے وجود میں محسوس کرتا آیا تھا۔بے شک وہ اس وقت چھوٹا تھا اسے نہیں معلوم تھا جو وہ کھا رہا تھا اس کا پیسہ کہاں سے آرہا ہے؟ وہ تو یہی سمجھتا تھا کہ اس کی ماں باپ سے چھپ کر نوکری کرتی ہے۔۔۔لیکن دس سال کی عمر میں اس پر یہ راز آشکار ہوا تھا کہ کیا کھاتا آیا تھا۔

اچانک ایحان کواس کھانے کی غلیظ بواور لذت اپنے منہ میں محسوس ہوئی تووہ اٹھ بیٹھا۔۔۔اس کادل متلانے لگا تھا۔۔بس کسی طرح وہ کھانااس کی مہک اس کے وجود سے نکل جائے تووہ سکون کی نیند سو جائے۔۔یہ راز بھی تواس نے خود میں دفن کرر کھا تھا۔۔۔باران کو پہلے پہل اس نے بتانے کی بہت کوشش کی تھی پھر ڈر گیا تھا کہ کہیں اس کا بھائی بد گمان نہ ہو جائے۔۔۔اور جب اس نے اپنے اندر کے بوجھ سے پریشان ہوتے یہ بات باران کو بتانے کی ہمت جٹائی تھی تواس وقت باران کے پاس وقت ہی ختم ہو گیا تھا کہ وہ دو لمحے ایحان کی بات سن لے اس کی تکلیف اور ازیت کم کر دے۔۔۔باران نے بھی تووہی کیا تھا جواس کی ماں نے کیا تھا۔۔۔اسے بچپن میں سب سے زیادہ ضرورت باران کی محبت اوراس کے وقت کی رہی تھی جسے باران نے پیسوں سے تبدیل کر دیا تھا۔۔۔اچھے کپڑے اچھا کھانا اچھا اسکول۔۔ہر ایلف کودی تھی بن مانگے دی تھی اور بے شمار ایک چیز باران نے اس کواور دی تھی۔۔۔پر نہیں دیا تھا تو صرف اپنا وقت ,اپنی محبت اوراپنی توجہ۔۔جس

کے لیے وہ تڑپا تھا اور پھر جب اس نے اپنی تنہائی ایلف کے قریب ہوتے دور کرنی چاہی تھی کہ وہ ایلف کے لیے اور ایلف اس کے لیے مرہم بنے گی تو باران نے اپنے کسی خدشے کے تحت اسے ایلف سے بھی اتنا دور کر دیا تھا۔

اپنی آنکھوں سے آنسو پوچھتا وہ مغرور اور لاپرواہ سا لڑکا اس وقت ازیت کی انتہا پر تھا۔۔رگوں میں جیسے لاوا بہہ رہا تھا۔۔۔وہ اتنا بے خبر نہیں تھا جتنا سب اسے کہتے تھے۔وہ بھلا کیسے عام انسانوں کی طرح زندگی گزارتا؟ہاں ایسا ہو سکتا تھا اگر اس کے بچپن کی خلاء پوری ہو جاتی یا وہ اپنے ماضی کو نوچ کر پھینک سکتا پر یہ کہاں ممکن تھا۔۔۔۔

اسے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تھی پر اس وقت اس کے پاس یہاں کون ہو سکتا تھا؟وہ نظر انداز کر گیا۔۔وہ ہمیشہ سے تنہا ہی تھا۔جب کبھی کوئی دن کے اجالے میں اس کے پاس نہیں آیا تھا۔۔تو پھر رات کے اندھیرے میں کیوں آتا؟؟؟۔جب گھٹن بڑھنے لگی اور وہ اپنے وجود میں اس بدبودار ایک برگر کا وزن بڑھتا محسوس کرنے لگا جبھی اپنی انگلی حلق میں ڈال کر قے

کرنے کی کوشش کی جب اچانک نظر زمین پر رکتے جوتوں پر پڑی۔انگلی کو منہ سے نکالتے ایحان نے نظر اوپر اٹھائی تو دو پل کے لیے دل ساکت ہو کر دھڑکا۔۔اس کے عین سامنے باران کھڑا تھا۔۔ محض چند لمحے لگے تھے ایحان کو اپنے خول میں سمٹنے کے لیے وہ واپس اپنے اوپر لا پر واہی کی چادر اوڑھتے ایک بار پھر اپنے حلق میں انگلی ڈالنے لگا تھا پر لاکھ کوشش کے باوجود کچھ باہر نہیں آیا تھا۔۔آتا بھی کیسے جب پیٹ میں کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔۔جس کھانے کو وہ نکالنے کی کوشش کر رہا تھا وہ تو کب کا زائل ہو چکا تھا۔

کچھ الٹا کھا لیا جو طبیعت ایسی ہو رہی ہے،،،"

ایحان کے خود کو نظر انداز کرنے کے باوجود وہ ایحان کے پاس بیٹھتے نرمی اور محبت سے پوچھنے لگا تھا۔۔۔

اتنی رات باران کا یہاں آنا بالکل غیر متوقع تھا۔۔جتنا سخت باران دلشیر باہر والوں کے لیے تھا اتنی ہی نرمی کی انتہا اس کی ایحان کے لیے تھی۔۔ایلف

سے تو ملے اس کو سالوں گزر گئے تھے پر اس کی پل پل کی خبر باران دلشیر کو ہر لمحے ملتی تھی۔

ہاں،،،"

ایحان نے مختصر جواب دیا۔وہ جتنا ہو سکے باران کو اتنا نظر انداز کرتا تھا۔۔۔

اس کا نظر انداز کرنا اور گریز باران بخوبی جانتا تھا۔۔۔۔

ایسی چیز کھاتے کیوں ہو جس سے یہ حالت ہو جائے،،،؟"""

باران کے پوچھنے پر ایحان کی آنکھوں میں تلخی کا تاثر ابھرا تھا۔۔۔۔

اگر انسان کو معلوم ہو جو وہ کھا رہا ہے وہ ناسور بن جائے گا تو انسان فاقہ "
کر لے،،، بعض دفع ہم بے دھیانی میں زہر کھا لیتے ہیں،،،اثر بعد میں ہوتا ہے،،، "وہ غصے سے کہتا وہاں سے کھڑا ہونے لگا تھا جب ٹانگ کی تکلیف سے کراہا۔۔اس کی تکلیف دیکھ باران کے نقش پر تناؤ آیا تھا۔

معلوم کیا ہے میں نے ارسلان نیازی کے بارے میں،،،ابھی تو خود بستر پر "
"ہے ایک بار درست ہو جائے تو ٹھیک سے سمجھاؤں گا،،،

باران نے کھڑے ہوتے سرد لہجے میں کہا تو ایحان چلتے چلتے رکا اور پلٹ کر باران کو دیکھا۔

میرے معاملات سے دور رہیں،،، میں اپنی لڑائی خود لڑ سکتا ہوں،،، بچہ" نہیں ہوں اب،،، "ایحان کی آواز میں غصہ ظاہر تھا باران اس کے جملے پر ہنسا۔۔وہ کیوں بھول گیا تھا وہ جتنا بھی بڑا ہو جائے اس سے چھوٹا تھا۔

تم بچے ہی ہو ایحان،،،""

باران نے اس کے مقابل کھڑے ہوتے کہا۔وہ قد کاٹھ میں باران کے برابر یا ایک انچ لمبا تھا۔ لیکن اتنی کسرت کے باوجود ان دونوں میں باران کی جسامت زیادہ نمایاں تھی۔۔۔۔

میں بچہ نہیں ہوں،،، ہاں لیکن جب بچہ تھا تب بھی اپنے مسئلے اکیلے ہی حل" کرتا تھا،،، "پل بھر میں وہ باران کی مسکراہٹ چھین گیا تھا۔۔۔اس نے سچ کہا تھا۔۔۔پر حقیقت کڑوی تھی۔۔۔

میں نیچے جارہاہوں،،،شرفو سے کہہ دوں گاوہ آپ کا کمرہ صاف""" کردے،،،آپ رکیں گے تو نہیں پر اگر رکنا چاہیں تو،،،"ایحان قدرے مؤدب انداز میں کہتاوہ باران کو وہیں کھڑا چھوڑ باہر نکل گیا۔۔۔جانتا جو تھا باران نہیں رکے گا۔۔۔دل میں ایک ہمک سی اٹھی کے اسے کہے رک جاؤ پر اب وہ دل کی سنتا ہی کب تھا۔۔۔اگر باران ایک عمر دراز کی خلش چند لمحوں میں مٹانا چاہتا تھا تو وہ غلط تھا۔۔۔اور ہوا بھی یہی تھا۔ایحان کے کمرے میں جانے کے بعد وہ رکا نہیں تھا۔۔بلکہ چلا گیا تھا۔کسی امید کے تحت ایک گھنٹے بعد ایحان کمرے سے باہر آیا تھااور ملازم سے باران کے متعلق پوچھا تھا جواب اس کے گمان کے عین مطابق تھا۔۔۔

****

اسٹریٹ نمبر نائن کے ہاؤس نمبر تھری اے کے باہر وہ بیٹھ ہوا تھا۔۔ساتھ ایک نظر پوری گلی پر ڈالی اس وقت دوپہر کے تین بج رہے تھے۔۔لیکن

آسمان پر سورج کی ایک کرن تک نہیں تھی یوں لگتا تھا کہ شام پر پھیلا چکی ہے۔۔۔کتنا پر سکون تھا یہاں کا ماحول۔۔اگر پاکستان کی کوئی گلی ہوتی تو اب تک کتنے لوگ گزر چکے ہوتے۔۔۔آرزک نے سادہ سے سفید ٹراؤزر اور بلیک شرٹ میں ملبوس بال ماتھے پر بکھیرے ہوئے تھے۔۔وہ خود کو اس سے زیادہ غریب ظاہر نہ کر سکا تھا۔۔اس کے نزدیک اس سے زیادہ غربت فیک لگتی۔۔کیونکہ یہاں کے فقیر بھی ہاتھ میں کٹورے کی جگہ گٹار پکڑ کر روک اسٹار کی طرح کھڑے ہوتے تھے۔۔۔۔نجانے اس کا دل اسے اس طرح کرنے پر کیوں اکسا رہا تھا۔۔وہ چاہتا تو اپنے خاص زرائع سے ڈائیریکٹ یہ کام کروا سکتا تھا۔۔۔پر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ راستہ نکالا تھا۔۔۔پلان کے باہر بیٹھا تھا۔۔۔یہ یتیم خانہ صرف کے مطابق وہ ایلف کے یتیم خانے دو سو اسی اسکوائر فٹ کا تھا۔۔۔یعنی وہاں کے رہائشی لحاظ سے ایک گھر جس میں ایلف کے ساتھ یتیم بچے رہتے تھے۔۔۔گھر کا باہر کا رنگ پورا سفید تھا۔۔۔تقریبا گلی میں موجود ہر گھر کا رنگ سفید تھا اور گھر کا مین ڈور لکڑی

کا تھا جیسے عام گھروں کے اندر ہوتے ہیں صرف وہ چوڑائی میں زیادہ تھا۔۔۔دروازے کے دونوں طرف پودوں کے گملے رکھے تھے اور درمیان میں دروازے کے عین سامنے آرٹیفیشل گراس۔۔وہ اسی گھاس پر بیٹھا تھا اور شدت سے دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو مصروف سے انداز میں ایلف گھر سے باہر نکلی لیکن مصروف ہونے کی وجہ سے نیچے نظر ہی نہ پڑی کے آرزک خانزادہ نظر آتا اس لیے اچانک پاؤں آرزک کے بازو پر لگا وہ چونک کر چیختی پیچھے ہٹی اسے لگا تھا وہی کتا پھر آگیا ہے۔۔۔

"کککک،،،،،کتا،،،،،!

وہ اتنا ہی بول سکی تھی جب آرزک خانزادہ نے سنجیدگی سے اسے گھورا۔۔۔ پہلی بار اس لڑکی کو قریب سے دیکھا تو ادراک ہوا کہ وہ تصویر سے بھی زیادہ حسین ہے۔۔ساتھ ہی ایک بار پھر شک ہوا کیا وہ واقعی بارن دلشر کی ہی بہن ہے۔۔۔سرخ گلابی پھولے پھولے رخسار۔وہ پہلے کی طرح اب بھی

ترکش طریقے سے حجاب میں تھی۔۔۔ڈریس پہلے والا ہی تھا سفید فلورل فراک جس پر چھوٹے چھوٹے دل بنے تھے۔۔۔خم دار دراز پلکیں۔۔۔اس سے زیادہ آرزک غور نہ کر سکا کہ بندہ بشر تھا بہک سکتا تھا۔

پیپ،،،پاگل،،،،ہو آر ہو؟؟؟؟ایلف نے غصے سے پوچھا تو آرزک نے" مٹھی بھینچ لی۔۔۔بظاہر وہ ایک غریب انسان تھا اور وہ لڑکی ایک غریب کو لات مار کر بھڑک رہی تھی۔

کھانا چاہیے،،،بھوک لگ رہی ہے،،،،"

آرزک نے اردو میں کہا۔۔اسے امید تھی وہ پاکستانی لڑکی اپنی قومی زبان سن کر فوراً رحم کھالے گی۔۔۔جب کہ اس کے اردو میں بات کرنے پر ایلف ماتھے پر بل ڈالے آرزک کو دیکھنے لگی۔۔۔گوری چٹی رنگت کچھ سرد موسم کی وجہ سے اچھی خاصی سرخی اس کے رنگ میں شامل تھی۔کھڑی ناک اور شہد رنگ آنکھیں وہ کہیں سے بھی دیسی نہیں لگتا تھا۔۔۔

بب،،، بھوک لگی ہے تو،،، کھانا کھاؤ،،، مجھ سے،، کک،،،، کیوں مانگ ""

"رہے ہو،،،،

ایلف نے سینے پر ہاتھ باندھتے پوچھا۔وہ صبح والے کپڑوں میں ہی تھی ہاتھ کو نچا کر بولتی اس لمحے آرزک خانزادہ کو وہ حسین لڑکی ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔۔

کک،،، کھانا نہیں ہے نہ،،،،،؟"

بے دھیانی میں غیر ارادی طور پر آرزک نے ایلف کی نقل اتاری تھی۔۔ لیکن یہ دیکھتے ایلف کو پتنگے لگ گئے تھے ایلف کا غصے سے پھولتا منہ دیکھ آرزک نے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔۔۔اپنی بچکانہ حرکت پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔۔

چھچھ،،،، چھچھورے لڑکے،،،،دد،،،دکھا بدیانہ،،،،پپ،،پاکستان سے"

"ہو،،،،

غصے سے ابلتے اس نے ایک لمحے میں آرزک کی عزت کی تو آرزک کو تپ چڑھ گئی۔۔۔وہ اس کو کچھ کہتی تو ٹھیک تھا۔۔وہ پاکستان کو کیوں بیچ میں لا رہی تھی پر مقابل کہاں واقف تھا کہ پاکستان سے اسے صرف اذیت کے سوا کچھ نہیں ملا تھا۔۔۔۔

خبر دار،،،، "ابھی آرزک نے اتنا ہی کہا تھا جب ایلف انگلی دکھاتے غصے" سے بولی۔۔۔اس کی نازک انگلی دیکھ آرزک نے سرد نظروں سے اسے گھورا۔۔۔۔یہ لڑکی اتنی سیدھی ہر گز نہیں تھی جتنی وہ سوچے بیٹھا تھا۔۔۔

بھ،،، بھکاری ہو،،، مم،،، مانگتے ہوئے،،، اکڑ دکھاؤ گے تو"

"کھانا،،، ننن،،، نہیں،،، جج،،، جوتے ملیں گے،،،

آہ اس کی بات سے آرزک کو یاد آیا تھا وہ کس مقصد سے یہاں کھڑا تھا اور کیا بحث کر رہا تھا۔

میں نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا مجھے بہت لگی ہے،،، یہ ایک یتیم خانہ" ہے،،،، میری مدد کر دیں،،، میں اس انجان ملک میں پھنس گیا ہوں،،، کوئی

میری مدد کو تیار نہیں ہے،،،"ایلف اب کے پر سوچ انداز میں آرزک کو دیکھنے لگی۔آرزک کو اس کی گہری آنکھوں میں اچانک چمک ابھرتی محسوس ہوئی۔۔۔محسوس ہوا جیسے دال میں کچھ کالا ہے۔۔۔۔

"تم،،، یہاں ک،،، کیسے پہنچے،،،؟"

کچھ سوچتے ایلف نے سوال پوچھا۔۔۔آرزک اب تک اس گھاس پر ہی بیٹھا تھا اور ایلف بالکل اس کے سامنے کھڑی تھی کہ آرزک کو سر اٹھا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔۔۔

"نوکری کے لیے آیا تھا پر جس نے بلایا تھا اس نے دھوکا دے دیا،،، نہ نوکری دی نہ پیسے واپس دیئے بلکہ پاسپورٹ بھی رکھ لیا اور میں یہاں پھنس گیا،،، تو تم اب یہیں خود سے نوکری تلاش کر لو،،، اچھے خاصے موٹے تازے ہو،،، کوئی بھی نوکری پر رکھ لے گا،،،"ایلف کے مشورے پر آرزک نے صبر سے آنکھیں موندیں۔۔۔وہ یتیم خانہ چلا رہی تھی اور ایک بھوکے کی مدد بھی نہیں کر رہی تھی۔۔۔کیا وہ ہر فقیر سے ایسے ہی انٹرویو لیتی تھی۔۔۔

اس کی شکل پر صاف لکھا تھا وہ اسے کچھ بھی دینے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔

مجھے کوئی نوکری نہیں دے رہا،،، جبھی مانگ رہا ہوں،،، آپ میری مدد کر سکتی ہیں یا نہیں بتا دیں ورنہ میں چلا جاؤں گا یہاں اور بھی گھر ہے جو نیکی کمانا چاہیں گے،،،،"

آرزک نے مدعا بیان کرنے پر ایلف نے منہ بناتے دوبارہ اسے سر تا پیر دیکھا پھر گلا صاف کرتے گویا ہوئی۔۔

میرے پاس تمہارے لیے ایک نوکری ہے،،، بدلے میں تمہیں دو روٹی اور سالن دد،،،، دوں گی،،،"

سینے پر ہاتھ باندھے ایلف نے کندھے اچکائے۔۔۔ مقصد صاف تھا کہ کھانا چاہیے تو پہلے اس کا کام کرنا پڑے گا۔ آرزک کو جہاں اس پر غصہ آرہا تھا وہیں تھوڑا اطمینان ہوا کہ اب اندر جانے کا راستہ صاف ہو سکتا ہے۔

کیسا کام؟آرزک نے فوراپوچھا اگر وہ اسے کام پر رکھتی تو گھر میں انٹری ہو جاتی اور آرزک خانزادہ کے لیے مزید آسانی بھی۔۔۔پر یہ سب اتنا آسان بھی نہیں تھا کیونکہ

مقابل لڑکی ضرورت سے زیادہ چالاک تھی لوگوں کی ضرورت کا فائدہ اٹھانا جانتی تھی۔۔۔آرزک کا تو اس کی بھولی شکل دیکھ معصومیت سے اعتبار ہی اٹھنے لگا تھا۔۔

"مم،،،مجھے ماسی کک،،،کی،،،ضرورت ہے،،،اگر تم میرے کام کر دو"

"تو،،،تو،،،،میں تمہیں کھانا دد،،،دونگی،،،،

اس کے جواب ہر آرزک نے بھنویں اچکائیں۔اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ جس جگہ وہ کھڑے تھے یہاں سب سے زیادہ ڈیمانڈ ہی میڈز کی ہوتی ہے۔۔۔ اور وہ صرف دو روٹیوں کے عوض اسے ماسی بنانا چاہتی تھی۔

میں ماسی نہیں بن سکتا،،،"آرزک نے خاص جتایا۔"

تت،،، تو ماسا بن جاؤ،،، ہٹ دھرمی ک،،، کر کے بھیک مانگ کر"""

"کھانے سے بہتر ہے مم،،، محنت کر لو،،،

اب کے ایلف کو بھی غصہ آیا ایک تو وہ بھکاری تھا اوپر سے اتنے فضول جواز؟

اب تو اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ اسے ہر گز کھانا نہیں دے گی۔۔۔۔

کیا کام کرنے ہیں،،،،؟" وہ پوچھنے کے ساتھ کھڑا ہوتا ایلف کے مقابل آیا"

تو ایلف کے قدم بے اختیار ڈگمگائے۔۔۔وہ مضبوط انسان پہاڑ کی طرح اس پر چھا گیا تھا۔ا ایلف اس کے سامنے بالکل چھوٹی بچی معلوم ہو رہی تھی۔

زیادہ کام نن،،، نہیں ہے صرف،،، بب،،، برتن،،، جھاڑو اور"""

"باتھروم،،،،، دھونا ہے،،،،

ایلف نے کام بتائے۔اگر وہ اس کے کام کرنے پر مان جاتا تو یقیناً ایلف کی عید ہو جانی تھی۔یہ حقیقت تھی کہ یہاں کسی ڈاکٹر یا مینیجر سے زیادہ میڈز کی کمائی ہوتی تھی کہ وہ بہت زیادہ اضافی پیسے لیتے تھے اگر اسے صرف کھانے کے عوض ملازم مل جاتا تو اس سے بڑھ کر کیا خوشی کی بات تھی۔۔

"نہیں چاہیے کھانا،،،"

آرزک غصے سے پلٹنے لگا جب وہ ایک دم بولی۔۔

"بب باتھ روم نن،،، نکال،،دو کام سے،،،اور چچ،،،، چکن کڑاہی بنائی ہے،،،،للل،،،، لیگ پیس،دوں گی،،،،"اس کا کہنا تھا کہ اتنے غصے میں بھی وہ مسکراہٹ نہ روک سکا۔۔آخر کیا نمونہ تھی یہ لڑکی؟؟؟؟۔

پھر بھی کم ہے۔،،،"آرزک سینے پر بازو باندھتے کندھے اچکاتے بولا تو" ایلف کشمکش میں پڑ گئی۔۔

"اگر کام اچ،،چ،،، چھا کیا تو ایک نہیں د،،،دد،،،دو لیگ پیس،،،دوں گی،،،،اس سے زیادہ،،،،نن،،،، نہیں ہو سکتا،،،،"

اب کے صاف کہہ دیا۔آرزک بغور اس کی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔اس کی آنکھوں میں امید اور ناامیدی بیک وقت تھی۔یوں لگتا تھا کہ اگر آرزک اسے منع کر دیتا تو اس کا پھول سا چہرہ مرجھا جاتا۔

ٹھیک ہے،،،!"اسکے منہ سے بے اختیار نکلا تھا وہ نہیں جانتا تھا کیسے۔؟؟؟"
کیوں خود حیران تھا۔اس کے دل نے اسے اکسایا تھا کہ وہ اس لڑکی کی آنکھ
میں اداسی ہلکورے لیتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔دماغ کی آواز دل کی
بانسبت اتنی دب گئی تھی کہ وہ حامی بھر بیٹھا ورنہ اسکا ارادہ اسی وقت واپس
پلٹنے کا اور پہلے والے پلان پر عمل کرنے کا تھا۔
تت،،تم بے فکر رہو،،،مم،،مم،،،میں تمہیں رات کا کھانا،،،بھی"
"دد،،دوں گی۔
ایلف خوشی سے آنکھیں میچ کر کہتی اندر چلی گئی۔۔۔اور اسے اندر آنے کا
اشارہ کیا۔۔۔آرزک کے دل میں عجیب سی ہلچل ہوئی۔۔۔یوں آنکھیں میچ
کر خوشی کا اظہار کرنا کافی انوکھا تھا اور عجیب بھی پر اس دشمن ہستی پر خوب جچا
تھا۔۔۔(پر عنقریب جس کے چہرے سے وہ خوشی نام و نشان چھیننے والا
تھا۔)وہ سر جھٹکتا اس کی تقلید میں گیٹ پار کرتا اندر چلا گیا۔۔۔

****

وہ بجھے دل سے واپس گاڑی میں بیٹھا تھا۔گاڑی میں بیٹھتے ایک نظر اس اندھیرے میں ڈوبے اپارٹمنٹ میں ڈالی تھی۔ایسا نہیں تھا کہ باران دلشیر کا دل نہیں چاہا تھا کہ وہ وہاں رکے۔۔۔لیکن اس کا جانا کس قدر ضروری تھا۔۔ باران دلشیر کا لاہور میں موجود بڑا بنگلہ جو باران اور ایحان کے نام تھا۔۔اس نے ایحان کی وجہ سے چھوڑا تھا جب ایحان نے اپنا مستقل ٹھکانہ اپنے دوست ضیاء کے اپارٹمنٹ میں بنایا تھا۔۔ باران اچھی طرح جانتا تھا کہ اب ایحان اس سے کیسے دور بھاگتا ہے۔۔اگر وہ اس بنگلے میں رہے گا تو ایحان کبھی وہاں نا رہتا۔۔اسی لئے باران کو وہ گھر چھوڑنا پڑا۔۔دونوں میں اتنی دوری بڑھ گئی تھی اتنا فاصلہ آچکا تھا کہ وہ ایک جگہ نہیں رہ سکتے تھے۔۔۔۔وہ جانتا تھا اب وہ کچھ بھی کرلے اس وقت کی قیمت ادا نہیں کر سکتا جو گزر چکا۔۔۔نا اسے واپس لا سکتا تھا۔۔نا اس وقت کی بھرائی کر سکتا تھا۔۔۔آج ایحان کے اس اپارٹمنٹ میں ہونے سے ظاہر تھا کہ وہ باران سے نہیں ملنا چاہتا تھا۔۔ جبھی تو یہاں آیا تھا۔بلیک مرسڈز کمپاؤنڈ سے نکلی تو جھاڑیوں کے پیچھے چھپا ایک

شخص باہر نمودار ہوا جس کے چہرے پر ماسک تھا اپنے ارد گرد سیاہ شال لپیٹے ہوے تھے۔۔۔چوکیدار جو نیند میں جھول رہا تھا باران کی گاڑی نکلتے دیکھ پر سکون ہو کر آنکھیں موند گیا تھا۔

آٹھ منزلہ وسیع بلڈنگ کے نیچے کمپاؤنڈ مختلف بڑی گاڑیوں اور ہیوی بائیکس سے بھرا ہوا تھا۔آسمان بھی اس وقت سیاہی کی لپیٹ میں تھا کہ چاند پردہ پوش تھا۔۔۔ایسے میں وہ سیاہ شال اوڑھے شخص کی سیاہ آنکھیں مسکرائی تھیں۔۔۔آج دوسرا دن تمام ہونے کو تھا جب ان کے دل بھٹی میں سلگ رہے تھے۔باران کی گاڑی کے نکلتے ہی اس شخص نے جیب سے فون نکال کر ایک مخصوص نمبر ڈائل کیا۔

راستہ صاف ہے،،،آجاؤ،،،"

کہتے ساتھ اس شخص نے فون کاٹا اور جیب سے رومال نکالا۔۔جس پر بے ہوشی کی دوا لگی ہوئی تھی۔۔۔سوتے ہوئے چوکیدار کے منہ پر وہ کپڑا رکھ کر اس کی نیند کو پکا کر دیا تھا۔۔سی سی ٹی وی فوٹیج پہلے ہی بند ہو چکی

تھی۔۔۔کچھ ہی دیر میں باہر فورچیونر گاڑی رکی۔۔۔۔جب فرنٹ سیٹ سے دروازہ کھولتے ارسلان نیازی باہر نکلا۔۔۔ڈارک براؤن ٹی شرٹ اور بلیو جینز پہنے۔۔۔اس کے چہرے پر جابجا نیل کے نشان تھے اور ایک ہونٹ پھولا ہوا تھا جس پر خون جما تھا۔۔۔۔ایک ہاتھ پر پٹی بندھی تھی۔اسے بہت مار پڑی تھی۔۔ہڈی یا جسمانی طور پر زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا لیکن اس کے باوجود پولیس والوں اور پروفیسرز کے ذریعے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ارسلان نیازی بستر مرگ پر پڑا ہے کہ ایحان کے مارنے پر شدید تکلیف میں مبتلا ہے۔۔۔۔تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔۔۔۔جتنی بے عزتی یونی میں اس کی ایحان حساب پورا کرنا تھا۔۔۔۔اب تک وہ لوگ کی وجہ سے ہوئی تھی۔۔۔اس کا کام بھی مکمل کر چکے ہوتے پر خاص زرائع سے پتا چا تھا کہ ایحان کا بڑا بھائی اس سے ملنے آیا ہے۔۔۔۔ارسلان باران کو پرسنلی نہیں جانتا تھا صرف اتنا معلوم تھا کہ وہ مشہور بزنس مین ہے۔۔۔(اگر جان لیتا تو بھول کر بھی ایحان دلشیر پر ہاتھ ڈالنے کی حماقت نہیں کرتا)۔ارسلان کے اشارے پر گاڑی سے

پانچ لوگ مزید اترے تھے۔۔جن کے ہاتھ میں ہاکی تھی اوران میں سے ایک لڑکے کے ہاتھ میں لوہے کی موٹی چین۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ سارے تیزی سے اندر کی جانب بڑھے تھے۔۔۔۔ایحان کے فلیٹ کی ڈبلیکیٹ کی وہ پہلے ہی حاصل کر چکے تھے۔۔۔۔یہ ان کا گڈ لک تھا کہ ایحان نے آج اپنے بنگلے کی جگہ اس اپارٹمنٹ میں قیام کیا تھا جہاں نہ کوئی گارڈ تھا نہ ملازم۔۔۔ لفٹ میں چڑھتے سکستھ فلور کا بٹن پریس کیا۔ارسلان نیازی کی آنکھوں میں میں نام نہاد شیر بن کر دنیا جہاں کی سفاکی تھی۔۔۔۔وہ ایسا ہی تھا ہجوم بزدلوں کی طرح گیدڑ بن کر پیٹھ پیچھے وار کرنے والا۔۔۔۔اس کی بزدلی کی نشانی تھی کہ رات کی سیاہی میں ایحان پر حملہ کر رہا تھا۔۔وہ بھی تب جب ایحان زخمی حالت میں تھا۔۔۔۔پر وہ بھول گیا تھا شیر زخمی بھی ہو تو شیر شیر ہی ہوتا ہے۔۔۔ارسلان نے کی ہول میں چابی ڈالی اور آہستہ سے گھمائی تو کٹ کی آواز سے دروازہ کھل گیا۔۔۔لیکن یہ دیکھ ارسلان نیازی کے ماتھے پر بل پڑے کہ ان کے کام میں رکاوٹ ہوئی تھی۔۔۔عین لاؤنج کے کونے

میں ایک بوڑھی عورت اور ایک آدمی سو رہا تھا۔۔۔شاید وہ دونوں ملازم تھے۔۔۔اس نے ایک اشارہ کیا تو پیچھے کھڑا عامر جو پہلے سیاہ شال میں لپٹا ہوا تھا شال پھینکتے آگے بڑھا اور رومال دونوں بڑھیا اور بڈھے کے منہ پر رکھ دیا۔۔۔پورا لاؤنج نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ان میں سے ایک لڑکے نے لائٹ جلانے کو دروازے کے پاس بٹن پر مکا مارا تو پورا لاؤنج روشن ہو گیا۔۔۔جھومر سے نکلتی سنہری کرنیں سفید دیواروں پر پڑتی مزید روشنی بکھیر رہی تھیں۔ایک طرف سیون سیٹر ایل شیپ براؤن لیدر صوفہ تھا اور درمیان میں ٹیبل۔۔۔

اپارٹمنٹ کافی وسیع تھا۔۔۔چار کمرے لائن سے تھے اور درمیان میں ایک چھوٹا سا اسٹور روم۔دو لڑکے مل کر اس بڈھے بڑھیا کو کسی چیز کی طرح اٹھا کر ایک کمرے میں پھینک چکے تھے۔۔۔اور ارسلان نیازی شان سے چلتا صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے اس نے پینٹ کے پیچھے سے پسٹل نکال کر ٹیبل پر رکھی اور آنکھ سے عامر کو اشارہ کیا جس کے اندر

ارسلان نیازی کی طرح ہی انتقام کا لاوا بھڑک رہا تھا۔۔۔عامر ارسلان کا اشارہ سمجھتے اب کمرے چیک کرنے لگا تھا تاکہ ایحان کو گھسیٹ کر باہر لا سکے۔۔۔۔

اپنے کمرے کے بیڈ کے وسط پر لیٹا وہ خالی چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔دھیان باران سے ہٹانے کی کوشش میں اس کے زہن کے دھاگے کب ریم سے جڑ گئے تھے اسے علم ہی نہیں ہوا تھا۔ عجیب پراسرار سی لڑکی تھی۔۔۔

اٹینشن سیکر،،،ایحان نے ریم کو ایک اور لقب سے نوازا تھا۔۔۔ریم کی'' یونی کے لڑائی کے درمیان کی گئی حرکت بالکل غیر متوقع تھی۔۔۔دل کے کسی کونے میں ایحان نے اس کی جرآت کو سراہا تھا پر زبان سے کسی لڑکی کی تعریف کرنا اس کی شان کے خلاف تھا۔۔۔وہ بھی اس لڑکی کی جو فی الوقت اس کی ناپسندیدہ لوگوں کی فہرست میں اول نمبر پر تھی۔۔۔سر جھٹکتے ایحان نے ریم کا چہرہ آنکھوں سے ہٹانا چاہا تو بے اختیار واشروم والا سین کسی فلم کی طرح اس کی نظروں کے سامنے گھوم گیا۔واش روم سے نکلنے کے بعد وہ دو

دن تک اسے بلکل نظر نہیں آئی تھی۔۔۔۔جتنی ملاقات اس کی ریم سے ہوئی تھی۔۔اتنااندازہ اسے ہو گیا تھا کہ وہ لڑکی غریب گھر سے تعلق رکھتی ہے اور بظاہر جتنی بھی مضبوط دکھے اندر سے اتنی ہی ڈرپوک ہے۔۔۔۔

یہ فضول لڑکی میرے حواسوں پر سوار ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔۔۔"

اگلی بار تم میرے سامنے آؤ ریم سٹوپڈ گرل اور غلطی سے میری جانب رخ بھی کیا تو تمہاری چٹنی بنادوں گا۔۔"ایحان دانت پیستے اٹھ بیٹھا اس کا ارادہ باتھ لینے کا تھا۔۔لیکن دروازے کے نیچے سے آتی روشنی دیکھ ایحان چونکا تھا۔۔۔اس وقت اس کے بوڑھے ملازم کیوں جاگ رہے تھے سب خیریت تو تھی؟؟؟۔پریشانی سے اٹھتا وہ ٹانگ میں اٹھتے درد کو نظر انداز کرتے آگے آیا اور دروازہ کھولا۔۔۔۔نظر سب سے پہلے فاصلے پر صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے ارسلان نیازی پر گئی تو ناگواریت اور نفرت کی لہر وجود میں دوڑ گئی۔۔۔اس وقت عامر دروازے پر ہی تھا۔۔ارسلان نیازی جو گمان کر رہا تھا کہ وہ واپس کمرے میں گھس جائے گا اور مدد کے لیے لوگوں کو

بلائے گا۔۔ لیکن سوچ کے بر عکس ایحان کو باہر نکلتا دیکھ فورا سیدھا ہوا تھا۔

ہی دل میں بہت تلملایا تھا۔۔ اس کی اس نڈر جرات پر وہ دل

میرے ملازم کہاں ہیں،،،؟اسے فکر ہوئی تھی ان معصوم بوڑھی جانوں"

کی۔۔جانتا تھا ناں کہ ارسلان نیازی جیسے مکار انتہائی کم ظرف انسان سے

کوئی بعید نہ تھی کہ وہ ان کو بھی نقصان پہنچا دیتا۔۔۔

وہ بیچارے تمہیں کیسے بچائیں گے،،، خیر میں تو سوچ رہا تھا تم ڈر کر بھاگ"

جاؤ گے پر جان کر خوشی ہوئی دشمن دم دار پر افسوس اکیلا ہے،،،،

آہستگی سے قدم اٹھاتے ارسلان نے ایک آنکھ ونک کی تو ایحان قہقہ لگا کر

ہنسا۔۔۔

یو نو واٹ ارسلان؟؟شیر کی نشانی ہے وہ کتوں کے جھنڈ میں اکیلا ہی کافی"

ہوتا ہے،،،،ویسے اچھا ہوا تم آ گئے تمہارے چہرے پر میں نے جو نقش بنائے

"ہیں انہیں قریب سے دیکھنے کا بڑا دل کر رہا تھا،،،

اپنے کھلے بالوں کو بن میں لپیٹتے ایحان نے دل جلانے والی مسکراہٹ لیے کہا

توار سلان نیازی کے سر تا پیر جسم سلگ اٹھا۔۔۔ حقیقت ہی تو تھی وہ

گیدڑوں کی طرح ہی تو آیا تھا۔۔۔۔ مگر سچ اکثر کڑوا اور نا قابلِ ہضم ہوتا

ہے۔۔جب آگے بڑھتے عامر نے ایک زوردار لات ایحان کے سینے پر مارنی

چاہی تھی لیکن ایحان وہی ٹانگ پکڑ کر مروڑ چکا تھا کہ اگلے ہی لمحے عامر کی

چیخیں پورے گھر میں گونج گئیں تھیں۔

جس اسکول سے تم یہ سیکھ کر آئے ہو ایحان دلشیر اس کا پرنسپل رہ چکا"

ہے،،،، "برداشت کا پیمانہ لبریز ہوا تو بنا کسی لحاظ کے عامر کو بازو یوں مروڑا

کہ کٹ کی آواز سے ہڈی ٹوٹ گئی۔

اور کسی کو آنا ہے،،؟؟؟؟ارسلان نیازی کو دیکھ نفرت سے پوچھا تو بقیہ پانچ"

ارسلان سمیت ایک ساتھ اس پر حاوی ہوئے۔ نیازی کا پہلا وار اس کی تھائی

تھی جہاں پر پٹی بندھی تھی۔۔۔اگلے لمحے ہی وہاں سے خون رسنے لگا تھا اور

ایحان کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔۔جب تک ایحان اس کے ساتھیوں سے نبٹتا

ارسلان ایحان کے اسی پیر کو شدید زخمی کر چکا تھا کہ لڑکھڑا کر ایحان نیچے گرا۔۔۔بال بن سے کھل کر چہرے پر بکھر گئے۔ہاکی پکڑے وہ لڑکے ایحان کو بری طرح مارنے لگے جب ارسلان نیازی کے اشارے پر رکے۔۔۔۔

ویسے تیری آئٹم بہت نمکین ہے،،کڑیئے نی تیرے براؤن رنگ تے،،،،"
کیسے کسی ہیروئن کی طرح اپنے ہیرو کی ٹانگ سے کانچ نکالا،،،ہائے میں تو فدا ہو گیا،،،،

وہ جزبات پر وار کرنے کا عادی تھا۔عورتوں کو درمیان میں لا کر کیوں نہ وار کرتا آخر سیاست دان کا بیٹا تھا یہ سب مکاری اور بزدلی ارسلان نیازی کو وراثت میں ملی تھی۔۔۔جب کہ ایحان نے زخمی نظریں اٹھا کر ارسلان کو دیکھا وہ کس کی بات کر رہا تھا سمجھ نہ آیا۔لیکن اگلے ہی لمحے اسے ریم پر شدید ترین غصہ آیا تھا۔۔۔دل کیا اس کا گلا دبا دے کیا ضرورت تھی اسے مدد کر کے ان لڑکوں کی نظروں میں آنے کی۔۔۔۔ابھی وہ دل میں ریم کو ہی کوس

رہا تھا جب ارسلان نے موبائل کی اسکرین ایحان کے سامنے کی۔اسکرین پر ریم کا چہرہ جگمگا رہا تھا وہ تصویر یونیورسٹی کے کینٹین کی ہی تھی۔۔۔۔جس میں ریم سر پر لال حجاب باندھے ہوئے ہنس رہی تھی ہنسنے کے باعث اس کی آنکھیں بند تھی۔۔۔۔

دکھادی نہ اپنی اوقات بزدل کہیں کے،،، عورت پر ہی آنا ہے تو چوڑیاں" "پہن لے،،،،

ایحان غصے سے دھاڑا۔۔۔اس شخص کا غلاظت سے ریم کی تصویر کو دیکھنا۔۔۔ایحان کو آتش فشاں بنا رہا تھا۔۔۔۔لیکن اس کی چوڑیاں پہننے والی بات پر ارسلان نے ایک زوردار مکا ایحان کے منہ پر مارا۔۔۔۔

اس لڑکی کو بیچ میں مت لا ارسلان نیازی،،،، مرد بن،،،،اس کا مجھ سے" "کوئی تعلق نہیں ہے،،،،

ایحان بے بسی سے بولا جو بھی تھا ریم بے قصور تھی۔۔۔ایحان اسے اپنی دشمنی کے بھینٹ نہیں چڑھا سکتا تھا۔۔۔نہ ہی وہ ہر وقت ارسلان نیازی سے اس کی حفاظت کر سکتا تھا۔۔۔۔

امم تیری گرلفرینڈ نہیں ہے جانتا ہوں،،،پر ہے تو مست،،،،سوچ رہا"

"ہوں میری بانہوں میں ٹوٹتی،،،

یو بلڈی باسٹرڈ،،،،نامرد کہیں کے مجھ سے لڑنہ،،،،،"

ایحان پوری قوت سے دھاڑا تو ارسلان نیازی مکاری سے ہنستا صوفے پر بیٹھ گیا اور اشارہ ملنے پر اس کے ساتھی واپس ایحان کو مارنے لگے۔۔۔

اس کی ٹانگ ضائع کر دو،،،ساری زندگی ویل چیئر پر گھومے گا تو اندازہ ہو گا"

"ارسلان نیازی سے پنگے کا انجام کیا ہوتا ہے،،،،

فرعونیت سے کہتا وہ نفرت سے ایحان کو دیکھنے لگا جب کے عامر آنکھوں میں آنسو لیے ایحان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ہاتھ ٹوٹنے کے بعد عامر کو احساس ہوا کہ وہ کس قدر مفاد پرست کو دوست مان رہا تھا۔۔جو اس کے ہاتھ ٹوٹنے اور

تکلیف سے تڑپتے دیکھنے کے باوجود ایحان سے نفرت کی جنگ میں اسے فراموش کیے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔ایحان کے منہ سے خون نکلتا دیکھ عامر نے شدت سے دعا کی تھی کہ ایحان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔۔

****

بولیں،،،"فراز شابہ اور اس کی بہن کو اپنے کمرے میں آن دھمکتا دیکھ زرمش سنجیدگی سے بولی۔

میں فراز اور تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں،،،،"

بنا لگی لپٹے رکھے شبانہ نے زرمش کے سر پر بم پھوڑا تھا۔۔۔زرمش نے ایک نظر کمرے کے دروازے کے پار کھڑے فراز کو دیکھا جو خباثت سے مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

نہیں اتنی بری قسمت میری نہیں ہو سکتی۔۔دل میں کہتے زرمش ساکت و" جامدان کو دیکھنے لگی۔

کل ہی سادگی سے نکاح کرنا ہے مجھے تمہارا اور فراز کا،،، جب پیسے آئیں گے"
تو ولیمہ دھوم دھام سے کرلیں گے،،، زرمش کو خاموش دیکھ شبانہ نے مزید
کہا اور جانچتی نظروں سے زرمش کو دیکھا تو زرمش نظریں جھکا گئی۔۔۔۔
شبانہ بری طرح چونکی اسے زرمش سے ہر گز ایسی تابعداری کی امید نہیں
تھی۔۔۔۔
میں راضی ہوں،،،،"
زرمش کا کہنا تھا کہ کمرے کے باہر کھڑے فراز خوشی کے مارے اچھل
پڑا۔۔۔ جبکہ شبانہ اور اس کی بہن ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔
آپ جو کہیں گی میں مان لوں گی،،، کیونکہ آپ لوگوں کے اور اس گھر "
کے علاوہ نا میرا کوئی در ہے ناٹھکانہ نا کوئی اپنا،،، تو میں اور کہاں جاسکتی ہوں
بھلا،،، ان کے چہروں پر شکوک وشبہات کو دیکھ زرمش نے بے تاثر لہجے میں
کہا تو شبانہ کے ماتھے کہ بل خود بخود غائب ہو گئے۔۔
میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں،،،"

زرمش کے کہنے پر وہ ہوش میں لوٹیں اور مسکرا کر زرمش کے گلے لگ گئی۔

زرمش نے کوفت سے مٹھی بھینچی۔۔۔۔

"میں جانتی تھی لاکھ تیری رگوں میں اپنی طوائف ماں کا خون اور دودھ دوڑ رہا ہو،،، پر پرورش کا بڑا دخل ہوتا ہے،،،" شبانہ نے جان بوجھ کر کہا تھا کہ اگر زرمش کوئی غلط ارادہ رکھتی بھی ہے تو اس ڈر سے اپنا ارادہ بدل لے گی کہ لوگ اسے اس کی ماں کی نسبت سے بدچلن نہ کہیں۔۔۔جب کہ دوسری طرف زرمش پر یہ ساری باتیں اثر ہی کہاں کرتی تھیں وہ شبانہ کے کمرے سے نکلنے کے انتظار میں تھی۔۔۔جونہی شبانہ کمرے سے باہر نکلی زرمش نے کمرہ اندر سے لاکڈ کر لیا۔۔۔اور اپنا آدھا اتارا ہوا برقعہ واپس پہنا۔۔۔ ایک لمحے کی دیر کیے بغیر اس نے ابرار کو فون ملایا۔۔۔شبانہ کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ جب ابرار اپنی ماں کے ساتھ اس کا رشتہ لاتا تو شبانہ جان بوجھ کر ابرار کی ماں کے سامنے ایسی باتیں کرتی کہ رشتہ ہونے سے پہلے ٹوٹ جاتا۔۔۔بے شک ابرار سب جانتا تھا پر وہ محبت کرتا تھا اس لیے سب جاننے

کے باوجود اسے قبول کر رہا تھا پر اس کی ماں تو کبھی نہیں کرتی۔۔وہ تو یہ سنتے ہی رشتہ توڑ دیتی کہ وہ ایک طوائف کی بیٹی تھی۔۔۔۔اس لیے بہتر یہ تھا کہ وہ اس رات کی سیاہی کو چرا کر ہی اپنی قسمت خود لکھے۔۔۔۔پر وہ اپنے غم اور خود سری میں یہ بھول گئی تھی کہ قسمت لکھنا یا بدلنا انسان کے اختیار میں نہیں۔۔۔۔اپنے ناخن دانتوں سے کترتے وہ بیڈ پر بیٹھی مستقل اپنے پیر ہلا رہی تھی۔۔۔۔دو مرتبہ کال مصروف کر دی گئی۔۔۔لیکن تیسری مرتبہ کی کوشش کامیاب ٹھہری کے تیسری بیل پر کال ریسیو کر لی گئی۔۔۔۔

ہیلو کون؟دوسری طرف سے ابرار کی نیند میں ڈوبی آواز آئی تو زرمش کو" حیرت ہوئی۔۔۔اگر وہ سو رہا تھا تو بار بار کال مصروف کون کر رہا تھا؟پر یہ وقت شک کرنے کا نہیں تھا اس لیے فوراً زرمش نے اس کی بات کا جواب دیا۔۔۔۔

میں زرمش بات کر رہی ہوں،،،،"

زرمش کے نام بتانے پر دوسری طرف سے اچانک کال میوٹ کر دی گئی۔۔

زرمش کے پسینے چھوٹنے لگے کہ وہ کہیں بیچ ڈگر میں چھوڑ نہ دے۔۔۔۔

اپنی نم ہتھیلیوں کو اپنے سیاہ برقعے پر رگڑتے آنکھوں میں اتر آنے والی نمی کو روکا۔۔۔ساری زندگی کی بازی تھی۔۔۔وہ شبانہ کو ہاں کر چکی تھی۔۔۔۔

ابرار آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے ؟؟؟؟"

زرمش کی سہمی آواز پر اچانک میوٹ ہٹا دیا گیا۔۔۔

اتنی رات کو کال کی زرمش آپ نے سب خیریت تو ہے"

ابرار کے پوچھنے کی دیر تھی زرمش نے روتے ہوئے ساری بات ابرار کے گوش و گزار کر دی۔۔۔اب وہ ابرار کے جواب کی منتظر تھی۔۔۔۔

بہت برا ہوا زرمش پر آپ پریشان مت ہوں،،،میں آپ کے ساتھ"

ہوں،،،آپ اپنا سامان پیک کر لیں میں ایک ڈیڑھ گھنٹے تک آپ کے گھر

"کے پاس پہنچ جاؤں گا،،،ہم صبح ہونے سے پہلے ہی نکاح کر لیں گے،،،،

ابرار کے کہنے پر زرمش تشکر سے آنکھیں موند گئی۔۔۔کئی آنسو نکل کر گال پر بہہ گئے۔۔۔اس نے فون کاٹ کر سجدہ شکر ادا کیا اور پھر جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹنے لگی۔۔۔اس کے پاس ایک بڑی کالے رنگ کی تھیلی تھی اس میں اپنے ضرورت کے کپڑے، ضرورت کا سامان اور اپنی تعلیمی اسناد رکھیں۔۔۔۔اور اس کے پاس کچھ بھی قیمتی نہیں تھا۔۔۔بیڈ پر بیٹھتے اپنے بوسیدہ بستر کو چھوا اور لیٹ گئی۔۔۔شدت سے وقت جلدی گزرنے کی دعا کرتی زرمش اس بات سے بالکل انجان تھی کہ قسمت آگے اسے کیا کیا رنگ دکھانے والی ہے۔۔۔وہ جو ہر وقت اللہ کی ذات سے ناانصافی کے شکوے کرتی تھی اسے معلوم ہونا تھا کہ جس وقت اور زندگی کو وہ کوس رہی تھی وہ بھی اس کے لیے کسی غنیمت کم نہیں تھی۔

ابرار کے آنے کے خیال سے کچھ سوچتے وہ آئینے کے سامنے آئی۔اور ہلکی" گلابی لپ اسٹک اٹھا کر اپنے ہونٹوں پر سجانے لگی۔۔۔۔

میں جانتی ہوں اس کے بعد مجھے بھی سب بد چلن کہیں گے،،،پر مجھے ""
"فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں یہاں دوبارہ کبھی نہیں لوٹوں گی،،،
شیشے میں دکھتے اپنے عکس سے کہتی وہ کمرے سے باہر نکلی تاکہ باہر کا جائزہ لے سکے۔شبانہ اور اس کی بہن اپنے کمرے میں تھیں۔۔۔شاید سو چکی تھیں کیونکہ کمرے میں اندھیرا تھا۔اور فراز صحن میں رکھی چارپائی پر سو رہا تھا۔۔۔آدھا گھنٹہ مزید گزرا تو ابرار کی کال آگئ۔وہ خاموشی سے بنا آواز پیدا کیے گھر کی دہلیز پار کر گئی۔۔۔یہ جانے بغیر کہ وجہ کوئی بھی ہو لیکن رات گھر کی دہلیز پار کرنے والی لڑکیاں بہت مہنگی قیمت چکاتی ہیں۔۔۔۔
ابرار کی گاڑی گلی کے کونے پر کھڑی تھی۔وہ بھاگتی ہوئی گاڑی کا دروازہ کھولتی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔اور سامان کی تھیلی پاؤں میں رکھ لی۔۔۔ابرار کی گاڑی زیادہ بڑی نہیں تھی۔۔۔۔سفید رنگ کی مہران تھی پر زرمش کے لیے وہ شہزادہ تھا جو اسے تمام مشکلات اور صعوبتوں سے دور بہت دور ایک شہزادی بنا کر لے جانے والا تھا۔ابرار اس وقت سیاہ شلوار قمیض میں تھا اس

کی آنکھوں میں نیند کی خماری یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ ابھی بھی نیند میں ہے۔۔۔۔زرمش نے اسے راستے میں مخاطب نہیں کیا تھا۔۔۔اور وہ بھی بنا ایک لفظ ادا کیے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

ہم کہاں جا رہے ہیں ابرار؟؟؟؟آدھے گھنٹے کی مستقل ڈرائیو کے بعد"

زرمش نے سنسان علاقہ دیکھتے پوچھا تو ابرار گہرا مسکرایا۔

بس منزل زیادہ دور نہیں ہے،،، محنت کا صلہ ملنے والا ہے،،،"ابرار کے لہجے میں خوشی اور جوش کے ساتھ پراسراریت بھی تھے لاکھ خدشے جھٹکنے کے باوجود اسے ابرار کی باتیں عجیب لگ رہی تھیں۔۔۔۔

کون سی منزل اور کون سی محنت؟؟؟"

زرمش نے دوپٹہ درست کرتے الجھ کر پوچھا تو ابرار نے ڈیش بورڈ سے سلائس جوس کا ڈبہ اٹھا کر زرمش کو دیا۔وہ سیلڈ پیک تھا۔۔۔۔

تمہیں پٹانے کی محنت اور نکاح کی منزل،،،،"

ابرار نے لہجے میں شوخی سمائے کہا تو زرمش مطمئن ہوتے جوس کے ڈبے پر بنے سلور نشان میں اسٹر اڈالتی لبوں سے لگا گئی۔ابھی گاڑی کی کھڑکی سے اندر آتی ٹھنڈی ہوا اسے چھو ہی رہی تھی کہ اس کے زہن پر نیند کا غلبہ طاری ہونے لگا۔۔۔وہ اس اچانک نیند پر ضرور چونکتی اگر حقیقت کی آنکھوں سے دیکھتی پر یہ دنیا کی کڑوی حقیقت اور محبت کا اندھا دستور ہے کہ نامحرم کی محبت پر آنکھ بند کر کے بھروسہ کیا جاتا ہے۔۔اور پھر انسان ٹھوکر کھا کر منہ کے بل پاتال کی پستیوں میں گرتا ہے

****

سر شدید بھاری ہو رہا تھا۔۔۔سر کے پچھلے حصے میں اٹھتی ٹیسوں کی وجہ سے زرمش کو اپنی بھاری بوجھل آنکھیں کھولنی پڑیں۔۔آنکھیں کھولتے ہی اپنے گرد سب گھومتا ہوا محسوس ہوا جب وہ واپس آنکھیں میچ گئی۔۔۔اپنے ہاتھ

سر پر رکھتے سر کو زور سے دبایا جب بند آنکھوں کے پردے پر گاڑی کا آخری منظر لہرایا۔۔۔

ابرار نے اسے جوس کا پیکڈ ڈبا تھمایا تھا۔۔۔اس کے بعد؟؟؟۔زہن پر زور ڈالتے زرمش نے واپس آنکھیں کھولیں اور سر گھومنے کی باوجود اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔غائب دماغی سے نظریں چاروں طرف دوڑانے لگی۔۔جب کچھ لمحے بعد منظر صاف دکھائی دینے لگا۔۔۔گلابی رنگ کی لمبی دیواریں, جس پر الگ الگ عورتوں کی رقص کرتی تصاویر پورٹریٹ ہوئی تھیں۔۔۔ساتھ تصاویر کے ارد گرد گولڈن بتیوں کی لڑی روشن تھی۔۔۔کمرے کے وسط میں مسحری تھی جس پر سرخ ریشم کی چادر تھی کمرے کے ایک کونے میں بڑے سائز کا اسپیکر رکھا تھا اور دوسرے کونے میں کپڑے ٹانگنے کا اسٹینڈ جس میں رنگین چمکدار کپڑے ٹنگے تھے۔۔۔وہ حیرت سے سب کچھ دیکھنے لگی تھی سر درد جیسے بھول گیا تھا۔۔۔ مسحری کے برابر میں چھوٹا ٹیبل تھا جس پر اگربتیاں جل رہی تھیں۔یہ خوشبو زرمش کے وحشت ناک لگتی اس

کے اعصاب پر ہتھوڑے برسانے لگی تھی۔سامنے ہی لکڑی کا دروازہ تھا جس میں کانچ کے رنگین شیشے ثبت تھے۔

اب،،،ابرار،،،،"

اس کے ہونٹوں نے جنبش کی۔شدت سے کچھ غلط ہو جانے کا احساس اس کی روح تڑپا رہا تھا۔۔۔وہ کانپتی ٹانگوں سے کھڑی ہوئی تو احساس ہوا کہ جسم ہلکا ہلکا ہے نظر خود پر پڑی تو بے اختیار ہاتھ دل پر گیا اور آنکھیں پھٹنے کو ہوئیں۔۔۔اس کے جسم پر عبایا تو دور دوپٹہ تک نہیں تھا۔۔۔اس کے بال بھی کھلے ہوئے تھے دل اس خیال پر تڑپ اٹھا کہ کیا وہ لٹ چکی ہے؟؟؟اپنا سب کچھ کھو چکی ہے پر اگلے لمحے ہی اپنے زہن کی نفی کی۔۔۔نہیں اسے اپنے وجود میں کوئی بدلاؤ محسوس نہیں ہو رہا تھا دل میں کچھ لمحے اطمینان ہوا اور اگلے ہی پل وہ دروازے کی جانب بھاگی۔۔۔زور سے دروازے کو اپنی جانب کھولا تو وہ نہ کھلا۔۔۔ایک کوشش باہر کی جانب دھکا دے کر کھولنے کی کی لیکن اثر ندارد۔۔پاگلوں کی طرح اپنے سر کو پکڑتی وہ کمرے میں کھڑکی

تلاش کرنے لگی پر وہاں وہ ہوتی تو ملتی۔۔۔اس کا دل اسے گواہی دے چکا تھا مقام پر پہنچ چکی ہے۔۔۔ باہر سے آتی رقص کی آواز اس کو یہ کہ وہ غلط بتانے کے لیے کافی تھی وہ بچی نہیں تھی ایک عمر زمانے کی ٹھوکروں میں گزاری تھی۔۔۔پر باہر کی دنیا اتنی بری اور خوفزدہ نہیں تھی جتنا یہ کمرہ تھا۔

کھولو،،،دروازہ،،،، کوئی ہے،،،، پلیز کھولو اسے،،،،"

آنسو قطار در قطار موتیوں کی لڑی کی صورت بہنے لگے۔۔۔وہ کانپتے ہاتھوں سے دروازے کو پیٹنے لگی۔

خدا کے لیے کھولو اسے،،،اب وہ بری طرح دروازے کو پیٹنے لگی تھی""" جیسے توڑنے کی جستجو میں تھی۔۔۔کسی خیال کے تحت وہ کوئی بھاری چیز کمرے میں تلاش کرنے لگی جس سے یہ دروازہ ٹوٹ جائے۔۔۔پر وہ بھی موجود نہیں تھی۔۔۔کافی دیر دروازہ پیٹنے کے بعد اس کے ہاتھ سن پڑنے لگے۔۔۔ ہتھیلیاں سرخ ہوتی خون چھلکانے لگ تھیں وہ بے بس ہوتی مسحری پر بیٹھ گئی اور زار و قطار رونے لگی۔۔۔وہ تو اپنی قسمت سنوارنے نکلی

تھی اسے کیا خبر تھی کہ قسمت اسی پر الٹ دی جائے گی۔افسوس تو یہ تھا اتنی تجربہ کار ہونے کے باوجود وہ کسی انجان پر اتنی جلدی بھروسہ کر گئی تھی۔۔۔۔

تمہیں کیڑے کھائیں ابرار تم کتے کی موت مرو،،،، تم روڈ پر نکلو اور ٹینکر" "تمہیں کچل جائے بیغیرت،،،،

وہ روتے ہوئے مستقل ابرار کو بد دعائیں دے رہی تھی۔

****

زریمان اینارہ بی بی کی ہم شکل جاگ گئی ہے،،،، کافی شور مچا،،،، "ابھی وہ" بول ہی رہی تھی جب زریمان نے زور سے اس لڑکی کے پاؤں پر اپنا جوتا مارا۔۔۔اور فکر مندی سے بانو بائی کی طرف دیکھا جو ریشم سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔صد شکر بانو بائی نے یہ سنا نہیں تھا اگلے ہی لمحے

زریمان اس لڑکی کا ہاتھ دبوچتی اسے کمرے راہداری میں لے گئی اور ایک زوردار تھپڑ اس لڑکی کے منہ پر مارا۔۔۔۔

اگر دوبارہ تمہارے منہ سے اینارہ کا نام نکلا یا تم نے کسی سے کہا کہ وہ لڑکی" اینارہ کی ہمشکل ہے تو تمہیں زندہ جلادوں گی،،،، باقی دونوں لڑکیوں کو بھی سمجھ "بتادو سمجھیں،،،،

غصے سے کہتی زریمان پیچھے مڑی تو اپنے عین پیچھے ریشم کو دیکھتے ٹھٹھک گئی۔۔۔۔

کیا چل رہا ہے زریمان تمہارے دماغ میں؟ اور اینارہ کی ہمشکل کون؟؟؟؟" "کہیں؟؟؟؟

کسی خطرناک خدشے کے تحت ریشماں نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا جب کہ ریشماں کی بات سنتے زریمان کمینگی سے مسکرانے لگی پھر پیچھے مڑ کر اس لڑکی کو گھورا جو اب تک وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔

جاؤ یہاں سے اور ابھی پیٹنے دو اس لڑکی کو دروازہ،،،"

زریمان کے حکم صادر کرنے پر وہ لڑکی چلی گئی جب کہ ریشماں بھنویں سکیڑتی زریمان کو دیکھنے لگی۔

ابھی زہن پر زور مت ڈالو ریشماں،،،ابھی تو گیم شروع ہوئی ہے،،،ابھی تو" میں نے ایسا چال بچھانا ہے جو سب کو دنگ کر دے گا،،،،اپنے بال جھٹکتے زریمان وہاں سے چلی گئی جب کہ ریشماں مسکراہٹ دباتی زریمان کے پیچھے چل دی۔۔۔اسے اشتیاق تھا وجیہہ کی دوسری بیٹی کو دیکھنے کا۔۔۔کیا ان کے کوٹھے پر اب دو دو مجسم حسن تھیں۔۔۔

واشنگٹن میں موجود وہ پورا گھر ویل فرنشڈ تھا۔ چھوٹا سا مگر تھا خوبصورت۔۔۔ گھر کے اندر داخل ہوتے ہی دائیں جانب سے لکڑی کی سیڑھیاں تھیں۔۔جو اوپر کی طرف جا رہی تھیں۔۔۔یعنی اوپر بھی ایک فلور تھا۔۔۔اور بائیں جانب وال کے پاس بڑا سا راونڈ شیپ شیشہ تھا جس کے نیچے ٹیبل تھی جس پر

چھوٹے چھوٹے شو پیس تھے۔۔درمیان میں بڑا سا لاؤنج تھا جس میں سفید ہی صوفے تھے۔۔۔بائیں جانب سامنے بڑا سا اوپن کچن تھا اور اسکے برابر میں سفید رنگ کا ہی ووڈن ڈور۔کچھ فاصلے پر ایک اور دروازہ اور اسی رو میں بنے وہ تین کمرے تھے۔۔۔یعنی نیچے کے پورشن میں کل تین بیڈ روم تھے۔۔۔صوفے یوں لگے تھے کہ بیٹھنے والے کی کچن کی طرف پشت ہوتی اور سامنے وال پر بڑے سائز کا ایل ای ڈی ٹی وی لگا تھا۔

تت،،،تو مم،،،، مسٹر ایکس وائی ذی،،،،یعنی میرے سرونٹ یہ رہا"

"کچن،،،

ایلف کے کہنے پر اس نے ایک مرتبہ پھر نظر کچن پر ڈالی تو کچن کیبنیٹ سے ہوتی اس کی نظر واشنگ سنک پر آ ٹھہری۔۔جہاں برتنوں کا انبار لگا ہوا تھا۔۔۔آرزک خانزادہ کو اچانک گھن سی آئی تھی۔۔۔اس کے گھر میں اس سے دس گنا بڑا کچن موجود تھا وہ خود بھی کونگ کرتا تھا لیکن اتنا گند۔آرزک کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے ایلف دانتوں تلے انگھوٹا دبا گئی۔۔۔تھوڑی

فکر ہوئی کہ اتنے برتن دیکھ کر اگر وہ بھاگ گیا تو۔؟؟؟؟ یا وہ اس کے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا؟۔

تت،،، تم فف،،، فکر مت کرو،،، مم میں آج،،، تمہاری مدد،،، کروں،،،، گی،،، اور یہ بب،،، برتن مم، میں بیمار،،، تھی اس لیے،،، جج،،، جمع ہو گئے،،، ورنہ،،، مم،،، میں بب،،، بہت صفائی،،، پپ،،، پسند ہوں،،،"

ایلف کے وضاحت دینے پر آرزک نے اسے کن انکھیوں سے دیکھا کہ ایلف نظریں چراتے آگے بڑھ گئی۔۔۔

"یہ کیا کر رہا ہوں میں،،، اپنا ماتھا مسلتے اس نے کوفت سے سوچا۔ فلوقت وہ خود نہیں سمجھ پا رہا تھا وہ یہ سب کیوں اور کس لئے کر رہا ہے۔۔۔ کہلاتے لفظ ادا کرتے اس کے کپکپاتے گلابی لب اسے دنیا کے خوبصورت ترین لب کیوں لگ رہے تھے۔۔؟؟؟

سنو۔۔سرونٹ،،،تت،،تم برتن دھونا،،،شروع کرو،،،مم،،،۔میں،،،"

چینج،،،کر کے آر،،،ہی ہوں،،،،"ایلف کہتے ساتھ اوپر جانے والی

سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

میرا نام فواد ہے،،،سرونٹ نہیں،،،،"

آرزک نے چڑھتے ہوئے کہا البتہ اس سے اپنا اصل نام چھپا گیا۔۔۔غصہ

اسے تب آیا جب ایلف اس کی بات کو نظر انداز کرتی اوپر چلی گئی۔۔۔

یہ کیسا یتیم خانہ ہے کہ اس میں ایک بچہ بھی نظر نہیں آرہا،،،"پورے گھر"

میں نظریں دوڑاتے وہ صوفے پر بیٹھا جب اپنے نیچے نمی کا احساس ہوا۔۔۔وہ

فورا کھڑا ہوا لیکن یہ دیکھ غصے سے آنکھیں میچ گیا کہ صوفے پر نیوٹیلا کا جار گرا

ہوا تھا۔بوٹل ایک کونے میں لیکن اس کے اندر کا نیوٹیلا جو صوفے پر لگا تھا

اس کا ٹراؤزر خراب کر گیا تھا۔۔۔۔

یہ گھر ہے یا کچرہ کنڈی،،،،"""

دانت پیستے اسے باران دلشیر کی پھوہڑ بہن پر غصہ آیا تھا وہ مزید کچھ کہتا اس سے پہلے ہی آرزک کا فون رنگ ہوا۔۔۔جو کہ اس نے محتاط انداز میں یس کر کے کان کو لگایا۔۔۔

صفوان میرا دماغ بہت خراب ہے ٹو دی پوائنٹ بات کرنا،،آرزک نے" غصہ دباتے نرمی سے کہنے کی کوشش کی۔۔۔جس میں وہ بری طرح ناکام ہوا۔۔۔جب کہ اس کے غصے بھری آواز سن کر صفوان کچھ دیر کشمکش میں پڑ گیا۔

سر میں کہہ رہا تھا بلکہ مجھے عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے میرا"

"مطلب،،،،؟

صفوان پریشانی سے پوچھنے لگا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ ایلف دلشیر کو دیکھتے پہلی نظر میں صفوان اپنا دل ہار چکا تھا۔۔۔آرزک خانزادہ اس کے باس ہونے کے ساتھ اس کا بہترین دوست بھی رہ چکا تھا۔۔۔اس نے فیصلہ کیا تھا معاملہ سیٹ ہونے کے بعد وہ ایلف دلشیر سے دوستی بڑھائے گا لیکن آرزک

کے پلان چینج کرنے پر کشمکش میں پڑ گیا تھا۔۔۔کہ کہیں اس کا باس اور دوست آرزک خانزادہ بھی ایلف دلشیر کی طرف متوجہ نہ ہو گیا ہو۔۔۔۔

اسے یوں تو ایک اطمینان تھا کہ آرزک خانزادہ حسن پرست یا عورت پرست مرد نہیں تھا پر اپنی بے چینی ختم کرنے کے لیے آرزک کو فون کیا۔

"جو بات کرنی ہے صاف صاف کرو صفوان میرا وقت برباد مت کرو،،،،"

دوسرے طرف رخ کرتے آرزک نے اپنا ماتھا مسلا۔

"سر مجھے لگتا ہے پلان چینج کرنے کے پیچھے کوئی خاص وجہ ہے،،، میں جانتا ہوں خالی کسی بے قصور کو ازیت پہنچانے کے لیے آپ اپنا قیمتی وقت برباد نہیں کریں گے،،،،"

اپنی بات کہنے کے ساتھ صفوان نے آرزک کو یہ احساس دلایا تھا کہ ایلف بے قصور ہے۔۔۔وہ اسے اپنا مہرہ نہ بنائے۔جب کے صفوان نے وہی سوال کیا تھا جس سے وہ بھاگ رہا تھا کہ اس نے یہ اسٹیپ کیوں اٹھایا۔۔۔ خود کو بہلانے کے لیے کوئی ایک بہانہ بھی ایسا نہ تھا کہ آرزک مطمئن

ہو جاتا۔۔اور نہ ہی وہ یہ قبول کرنے پر آمادہ تھا کہ یہ عمل دل کی زور زبردستی پر ہوا ہے کہ انسان کے کچھ عمل بالکل بے وجہ اور بے اختیاری ہوتے ہیں۔۔۔۔

ہاں وجہ ہے،،،ہر کالے کام کرنے والا اپنے اعمال کا ریکارڈ ضرور رکھتا" ہے،،، باران دلشیر نے بھی رکھا ہو گا،،،، کہاں؟؟؟ جس طرح اس نے ایلف کے وجود کو ایسے رکھا ہے جیسے ہو ہی نہ یقیناً اس کے سیاہ کاموں کی کنجی "ایلف کے پاس ہی ہو گی،،،،

آرزک خانزدہ نے صفوان سے زیادہ خود کو یقین دلایا تھا۔۔۔دوسری جانب صفوان بھی مطمئن ہوتے کچھ کہنے لگا تھا جب ایک خوبصورت کھنکتی ہنسی صفوان نے فون کی دوسری جانب سے سنی۔۔۔۔آرزک جو مکمل صفوان کی طرف متوجہ تھا اپنے پیچھے دل موہ لینے والی کھلکھلاہٹ نے دل پر نکیل ڈالی تھی۔فون کاٹتے پلٹ کر دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھتی منہ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی۔۔

بلیک لانگ ڈھیلی ٹی شرٹ جو شاید ڈبل ایکسل سائز کی تھی جس میں ایک کی جگہ پانچ ایلف سما جائیں۔نیچے بلیو جینز اور پاؤں میں سفید بالوں سے بھری سوفٹی پہنے البتہ سر پر ابھی تک وہی گلابی حجاب تھا۔۔۔

کیا ہوا؟ایسے کیوں ہنس رہی ہو؟"

ایلف کی سحر انگیز ہنسی سے باہر نکلتے تشویش سے پوچھا۔جب کہ ایلف کا اشارہ دیکھتے اس کا رنگ بدلا تھا۔وہ پلٹ کر اپنی بیک کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔۔۔جب کہ اس کی بات کا مطلب سمجھے بغیر آرزک کو اس لڑکی پر غصہ آیا تھا۔۔۔اتنا بے شرمی کا مظاہرہ پر نظر پھیرنے پر اس کی نظر صوفے پر لگے نیوٹیلا پر پڑی تو اندازہ ہوا وہ اسے اپنی بیک نہیں بلکہ آرزک خانزادہ کو اس کی بیک پر لگے گند کا بتا رہی تھی۔۔۔یکدم آرزک کے ہونٹ مسکرائے۔

"اس کو واش کر لو،،،بچے آنے والے ہیں سمجھیں گے تم نے،،،"

کہتے کہتے ایلف پھر ہنستے لگی جبکہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے آرزک کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔عجیب بیہودہ لڑکی تھی۔۔۔وہ کچن میں گیا اور اپنا موبائل

سلیپ پر رکھتے دیوار پر لگے ٹشو رول سے ٹشو کھینچنے لگا ایک ساتھ ڈھیر سارے ٹشو کھینچنے پر ایک دم ایلف چیخی۔۔

اے،،،پپ،،،پاگل،،،،یہ پیسوں کا،،،،آ،،،آتا ہے،،،"

مم،،،مالِ،،مفت،،،،دد،،دلِ،،،،بے،،،رر،،،رحم،،،،"ایلف نے غصے سے آرزک کے ہاتھ سے ٹشو واپس لیے تو آرزک خانزادہ کا دل کیا انھیں ٹشو سے اس کا کفن بنادے۔۔۔۔

تو یہ پھر کس سے صاف کروں،،؟؟؟؟"

اس نے طنزیہ پوچھا۔۔۔ایلف نے اس کے طنز پر اسے گھورا پھر نلکے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔آرزک نے گہری سانس لیتے خود پر کنٹرول کیا۔۔۔۔

"تت،،،،تم،،،،چچ،،چور ہو،،،،"

وہ جو پانی سے ہاتھ کو گیلا کرتے ٹراؤزر صاف کر رہا تھا چونک کر پلٹا پر ایلف کے ہاتھ میں اپنا مہنگا ترین فون دیکھتے اپنی بے وقوفی پر جی بھر کر کڑھا۔۔۔۔

بھلا ایک غریب کے پاس اتنا مہنگا فون کیسے ہو سکتا تھا؟؟۔وہ اپنا فون بدلنا تو بھول ہی گیا تھا۔۔۔۔

نہیں،،، میں چور نہیں ہوں،،، "اس نے ایلف کے تاثرات دیکھتے فورا" کہا۔۔جب کے ایلف تفتیشی انداز میں اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

پھ۔،، پھر،،، یہ فف،،، فون، تمہارے،، پچ،، چچانے،، تم،، تمہیں" دیا ہے،،،؟"ایلف نے آرزک کو کڑے تیوریوں سے دیکھ کر پوچھا تو آرزک نے گہری سانس لی۔

مجھے روڈ پر گرا ہوا ملا تھا،،، میں نے لے لیا،،"آرزک کا کہنا تھا کہ ایلف کا" منہ حیرت سے کھل گیا۔

کک،،، کبھی،،، مم،،، میر ساتھ یہ،،، کک،،، کیوں،،، نہیں" ہوتا،،،؟؟"ایلف کی آنکھوں میں شکوہ سا کچھ تھا۔ساتھ حسرت کی آمیزش۔۔وہ آرزک کے فون کو الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگی۔۔۔۔

تت،،، تمہیں پتا ہے،،، یہاں،،، پر ای،،، ایپل،،، اسٹور ہوتے ہیں،،،"

تت،،، تم ججا،،، جانتے ہو،،، پولیس،،،، کک،،، کبھی،،، بھی تمہیں،،، اس

"فون،،، کی وجہ سے،،، پپ،،، پکڑ،،، سکتی ہیں،،،،

ایلف نے سنجیدگی سے کہا تو آرزک نظر انداز کرتا واپس اپنی پینٹ صاف کرنے لگا۔۔

تت،،، تم ا۔۔ایک کام کرو،،، تت،،، تم یہ،،، مم،،، مجھے بیچ دو،،،"

مم،،، میرے کام بھی،،، آجائے گا،،، اور اگ،،، اگر کوئی،،، پپ،،، پولیس

"کا،،،، چچ،،، چکر ہوا تو آئی،،، وو،،، ول مینیج،،،

ایلف کے کہنے کی دیر تھی آرزک خانزادہ نے گھور کر ایلف کو دیکھا۔۔۔تو محترمہ کی مکار نظر اس کے فون پر تھی۔اتنا تو آرزک کو ادراک ہو گیا تھا کہ ایلف کے معصوم چہرے کے پیچھے ایک بلا کی کنجوس مکھی چوس فطرت لڑکی ہے۔۔۔

کتنے دینگی اس فون ہے؟؟؟؟"کچھ سوچتے آرزک نے بھنویں اچکاتے "
پوچھا۔۔۔وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ مقابل کتنی دھوکے باز ہو سکتی ہے۔۔۔
اس،،، فف،،، فون کی آریجنل،،، قیمت،،، تھ،،، تھرٹی،،، فف،،، فور "
ہنڈیڈ ڈڈ،،، ڈالرز ہے($3400)پپ،،، پر یہ،،، پچ،، چوری کا ہے،،، تو
،، مم،،، میں،، تمہیں،،، منتھلی،، قسط،، پر،،،
فف،،، فائیو،،، ہنڈریڈ،،، ڈالرز،، پپ،،، پر،،، منتھ دونگی،،، اگر
اتنے،،، مم،،، میں پولیس،،، نے لے لیا،،، تتت،،، تمیں،،، پپ،،، ورے
"دو،،، سال،،، مم،،، مفت،،، ملازمت کرنی،،، ہو گی،،،،
ایلف کی بات کے جواب پر آرزک نے خاموشی سے ایلف کے ہاتھ سے اپنا
فون لیا اور جیب میں ڈال لیا۔۔۔یہ خاص طریقہ انکار کا تھا۔۔۔یہ لڑکی
دھوکے باز نہیں تھی لیکن چالاک ضرور تھی۔۔۔آرزک کو اپنے میں مگن
دیکھ ایلف منہ بسورتی ڈسپینسر سے اپنے لیے پانی نکالنے لگی۔۔۔

کچن کا رخ کچھ یوں تھا کہ آوپن کچن کے ایک کونے پر ڈسپینسر رکھا تھا۔۔۔ ڈسپینسر کے برابر ایک ریک تھا جس میں مائیکرو ویو اوون رکھا تھا۔دوسرے کونے پر بڑے سائز کا ڈبل ڈور فرج۔

"بب،،،بس اب،،،کام کرو،،،پلی،،،یا پورا وقت،،پپ،،،پینٹ،،،صاف ،،کرنے،،میں،،برباد،،کروگے،،،"رک رک کر کہتی ایلف کچن سے نکل گئی۔آرزک خانزادہ اس کے جانے پر مسکرایا۔۔۔

"چالاک کبوتری،،پر جانتی نہیں کے کس باگڑ بلے کے پنجے کے نیچے دبنے والی ہے،،،،۔۔

ریک سے لیمن لکوڈش واش اٹھاتے آرزک برتنوں میں ڈالنے لگا۔بھلا برتن دھونا کونسی بڑی بات تھی۔وہ الگ بات تھی کہ اس نے کبھی یہ کام کیا نہیں تھا۔

****

گاڑی تیزی سے اپنے سفر کی طرف رواں تھی۔اسٹیر نگ ویل کو مضبوطی سے تھامے باران نے اچانک بریک لگائی اور زور سے ہاتھ کی مٹھی بناتے اسٹیر نگ ویل پر ماری۔۔۔پہلے ہی زندگی میں سکون نہیں تھی جب کہ ایحان کو اس حال میں چھوڑ کر اس کا دل خود بری طرح تڑپ رہا تھا۔۔۔۔

ایحان کس نے کیا یہ سب،،،؟ماضی کی ایک یاد اس کے زہن میں گردش کرنے لگی۔جب ایحان سولہ سال کا اور گھر واپس آنے پر اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا تھا۔

کسی نے بھی،،، سرد مہری سے کہتا ایحان اس کے پاس سے گزرنے لگا تھا" جب باران نے اسے بازو سے پکڑتے روکا تھا۔۔۔۔

میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو یہ کس نے کیا ہے؟؟؟؟"

اس بار باراں نے قدرے سختی سے پوچھا تو ایحان چیخ پڑا۔یہ پہلی دفع تھا۔ جب ایحان نے اس قدر بد تمیزی سے اس سے بات کی تھی۔

کیالگا رکھا ہے کس نے مارا؟؟؟ کس نے مارا؟؟؟ آج آپ اتفاق سے گھر پر" ہیں تو آپ کو یہ چوٹ نظر آئی ہے،،، میں روز ایسی کئی چوٹیں لگوا کر آتا ہوں،،، میں اپنے معاملات خود ڈیل کرنے کا عادی ہوں،،، تو مہربانی کریں اپنے کام سے کام رکھیں،،، "ایحان چیخ کر کہتے ساتھ وہ رکا نہیں تھا بلکہ باران کو پتھر کا چھوڑ وہاں سے چلا گیا تھا۔اس کے بعد سے باران نے ایحان کے ساتھ گارڈ مقرر کر دیے تھے اس پر ایحان نے بہت ہنگامہ کیا تھا پر وہ باران کے آگے بے بس تھا۔۔۔اس کی نہیں چلتی تھی نہ چل سکتی تھی۔۔

لیکن آج ایحان کو اس نے وہیں پایا تھا جیسا وہ پہلے تھا۔اگر کوئی اس لمحے باران دلشر کو دیکھ لیتا تو اندازہ ہوتا کہ وہ دوسروں کو ڈرانے والا کس چیز سے ڈرتا تھا۔۔۔وہ اپنے بھائی کی بے رخی سے ڈرتا تھا۔۔۔آنکھوں میں نمی اتری جسے باران نے ظاہر ہونے سے پہلے آنکھیں سختی سے میچیں۔۔۔وہ ایحان کو زخمیٔ حالت میں تو چھوڑ آیا تھا لیکن دل کسی طور مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔وہ واپس جاتا تو کونسا ایحان اسے ویلکم کرتا یا اس سے بات کرتا لیکن دل کی

بے قراری جب بڑھنے لگی تو وہ مزید آگے نہ بڑھ سکا۔۔۔فون اٹھا کر ایحان کا نمبر ملایا۔۔۔فون مستقل بج رہا تھا۔۔۔لیکن بیل جانے کے باوجود دوسری طرف سے کوئی رسپانس نہیں تھا۔۔۔جب کہ وہ واقف تھا اس کا بھائی شب بیداری کا عادی ہے۔۔ایحان کے فون نہ اٹھانے کے بعد باران نے جھنجھلاتے گھر کے نمبر پر فون ملایا۔ملازم لاؤنج میں ہی سوتے تھے وہ جانتا تھا۔لیکن یہاں سے بھی جواب نہ ملنے پر اس کی جھنجھلاہٹ میں اضافہ ہوا تھا۔اس نے کل ایحان سے بات کرنے کا فیصلہ کیا اور گاڑی واپس اسٹارٹ کی لیکن گاڑی کچھ ہی آگے بڑھی تھی کے غصے سے ٹرن لیتے جس راستے سے گاڑی آگے بڑھی تھی اسی راستے پر واپس دوڑنے لگی۔

غصے سے باران کے جبڑوں کی ہڈی نمایاں ہو رہی تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے جو آنکھوں میں نمی تھی اب وہ سرخ پڑ چکی تھی۔۔۔۔گاڑی کی اسپیڈ میں مزید اضافہ ہوا تو فاصلہ لمحہ بالمحہ مزید سمٹنے لگا اور گاڑی ایک جھٹکے سے اپارٹمنٹس کے کمپاؤنڈ میں رکی۔۔۔باران گاڑی سے اترا اور غصے سے واچ مین کی طرف

آیا جو پورا دروازہ کھول کر بے خبر سو رہا تھا۔اس کی لاپراہی پر باران کا غصہ مزید بڑھا تھا لیکن جونہی اس نے واچ مین کو ہلایا واچ مین کی گردن ایک طرف لڑھک گئی۔۔۔کسی انہونی کے احساس سے اچانک دل بری طرح دھڑکا۔وہ کرائم کی دنیا میں رہنے والا شخص تھا۔۔۔اس کی سکس سینس بہت تیزی سے کام کرتی تھی۔۔۔۔واچ مین سے ہوتی اس کی نظر گیٹ کے سامنے کھڑی وین پر پڑی پھر فورا سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو سکستھ فلور کی لائٹ آن تھی۔پل بھر کے لیے باران کے قدم ڈگمگائے تھے۔۔۔۔اگلے لمحے ہی گاڑی سے اپنی ریوالور نکالتے وہ اوپر کی جانب بھاگا تھا۔تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے وہ دو منٹ کے اندر ایحان کے فلیٹ کے سامنے تھا۔اندر سے ہلکی ہلکی آوازیں آرہی تھی پر مکمل سن پانا مشکل تھا۔جیب سے چابی نکالتے کی ہول میں گھمائی اور سرعت سے اندر داخل ہوا تو بری طرح دھچکا لگا۔

ایحان،،،،"

لبوں نے سرگوشی کی۔۔۔ایک لمحہ لگا تھا اسے جب اس نے اپنی گن سے مارنے والوں میں سے ایک کے پاؤں کا نشانہ باندھا۔۔وہ جو ایحان کو مارنے میں مصروف تھے اور باران کو نہیں دیکھا تھا گولی لگنے سے ایک دم سناٹا چھا گیا جب کہ جسے گولی لگی تھی وہ ٹانگ پکڑے چیخنے لگا۔۔۔ایحان نے بامشکل نظریں اوپر اٹھائیں تو شدت غم سے دل پھٹنے لگا۔۔۔۔ارسلان نیازی نے فوراً اپنی گن اٹھاتے دروازے پر کھڑے اس لمبے چوڑے شخص کا نشانہ باندھنا چاہا تھا جو ایحان دلشیر سے شباہت رکھتا تھا۔سیاہ شرٹ جس کے اوپر کے بٹن کھولے ہوتے تھے۔گریبان سے اس کا مضبوط سینہ جھلک رہا تھا۔ کف کہنیوں تک فولڈ کیے تھے جس کے باعث اس کے ہاتھ کی ابھرتی موٹی رگیں واضح ہو رہی تھی۔اس کے غصے کا عالم یہ تھا کہ باران کی گردن کی موٹی رگ بھی ظاہر ہو رہی تھی۔اس سے پہلے ارسلان باران پر نشانہ باندھتا۔باران کی گن سے نکلنے والے شعلے نے ارسلان نیازی کے ہاتھ میں بوسہ دیتے ہتھیلی میں سوراخ کر دیا تھا اور ارسلان نیازی کے ہاتھ میں پکڑی

گن پیچھے کچن میں جا گری تھی۔ارسلان نے چیختے ہوئے اپنا ہاتھ پکڑا جب باران نے پلٹے لاؤنج کا لکڑی کا دروازہ بند کیا اور ہاتھ سے گھڑی اتارنے لگا۔

بہت بڑی غلطی کی ہے تم لوگوں نے،،، باران دلشیر ایک بار خود پر وار "
"کرنے والوں کو معاف کر سکتا ہے پر،،،

جملہ مکمل ہونے سے پہلے ارسلان کے اشارے پر وہ سارے ایک ساتھ اس پر حاوی ہوئے تھے کیونکہ باران گن واپس اپنی پینٹ میں رکھ چکا تھا۔پر وہ سب بھول گئے تھے کہ باران دلشیر کون ہے۔۔۔۔وہ ایحان کی طرح یونی میں پڑھنے والا لڑکا نہیں تھا جو لڑائی کا عادی نہ ہو۔۔۔یا ایک ساتھ اتنے ساروں کا مقابلہ نہ کر پائے۔۔۔۔وہ سب اس کے لیے سب سے آسان گیم کی طرح تھے۔۔۔وہ انٹرنیشنل لیول پر فائٹنگ سیکھ چکا تھا اور سالوں سے اس کی پریکٹس اپنے دشمنوں پر کر رہا تھا پھر یہ یونیورسٹی میں پڑھنے والے پانچ لڑکے کونسی بڑی بات تھی۔۔۔۔

زوردار جھٹکے سے ان کو پیچھے کرتے باران نے اگلے لمحے ہی ایک کو واپس کھینچتے اس کے ہاتھ میں پکڑی ہاکی کو اسکے کندھے میں اٹکا کا اس طرح گھمایا کے اگلے لمحے ہاکی سمیت اس لڑکے کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔پر اس کے بعد بھی باران رکا نہیں تھا۔اس کے سر پر جیسے خون سوار تھا۔۔۔اس لڑکے کا سر پکڑتے اس سے پہلے باران گردن توڑتا ایحان چیخا تھا۔۔باران کی نظر ایحان پر پڑی تو پل بھر کے لیے باران ٹھہرا تھا۔۔۔ایحان کی آنکھوں میں آنسو کے ساتھ نمی تھی۔۔۔وہ روک رہا تھا اسے۔۔کچھ انتہائی کرنے سے منع کر رہا تھا۔۔۔جب کے باقی تین لڑکے باران سے ڈر کر پیچھے ہوئے تھے۔۔۔ اب وہ بری طرح پچھتا رہے تھے۔ارسلان نیازی تو سیاسی باپ کی اولاد تھی لیکن وہ کیوں بلاوجہ میں مارے جاتے جب کہ ان کی تو ایحان سے کوئی دشمنی بھی نہیں تھی۔ایحان کی التجاء سمجھتے باران ناچاہنے کے باوجود اس کی گردن چھڑ چکا تھا۔

ایحان دلشیر کمزور اس لیے ہے کہ اس کے دل میں احساس دھڑکتا" ہے،،، یہ جان نہیں لے سکتا کسی کی،،، بٹ آئی سویئر میں جان لینے سے گریز نہیں کروں گا،،، تم لوگوں کی بوٹی بوٹی کر کے اپنے کتوں کو کھلا دوں گا"

باران نے ان لڑکوں کی جانب دیکھتے کہا تو وہ سب کے سب ایک بار پھر باران کے آگے ہونے کی غلطی کر بیٹھے تھے کیونکہ وہ شخص تو ویسے بھی نہیں بخشنے والا تھا پھر لڑ کر ایک بار پھر وہ غلطی کر بیٹھے تھے۔۔

محض دو منٹ کا وقت لگا تھا۔ بنا ان کی ہڈیاں توڑے وہ انہیں ڈھیر کر چکا تھا۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ زمین سے اٹھ پاتے۔ اور اگر ہمت ہوتی وہ تب بھی اٹھنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے کہ باران دلشیر کے وحشی پن اور درندگی سے ڈر گئے تھے۔۔۔

جب کہ اب باران کے ہونٹوں پر استہزایہ مسکراہٹ تھی۔ اور قدم ارسلان نیازی کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

"تت،،، تم مجھے جانتے نہیں ہو،،،"

صوفے کے پیچھے ہوتے ارسلان نیازی اطراف میں دیکھنے لگا تھا کہ کہیں سے گن نظر آجائے لیکن گن کچن میں جاتی نجانے کونسے کونے میں جا گھسی تھی۔

مجھے جاننے کا شوق بھی نہیں ہے ناضرورت،،، پر اب ضروری ہے کہ تم"

"مجھے بہت اچھے سے جان لو،،،

کہتے ساتھ باران نے گریبان سے پکڑ کر جھٹکا دیا تو ارسلان صوفے سے ٹکراتا منہ کے بل باران کے قدموں میں گرا۔۔۔ بالوں سے دبوچتے باران نے اسے اپنے مقابل کیا اور ایک زوردار مکا اس کی ناک پر مارا کہ وہ ناک پکڑتا چیخنے لگا۔۔۔ اس کی ناک سے خون بہنے لگا تھا۔۔۔ سرد ترین نظروں سے ارسلان کا تڑپتا وجود دیکھتے باران نے اپنی شرٹ اتاری اور ارسلان نیازی کے منہ میں ٹھونس دی تاکہ اس کی چیخیں نکلنے سے پہلے گھٹ جائیں۔ اور اگلے ہی لمحے ارسلان کو جھٹکا دیا تو وہ صوفے پر بیٹھتا روتے ہوئے نفی میں سر ہلانے

لگا۔ باران عین اس کے سامنے ٹیبل پر پر بیٹھا اور دونوں کہنیاں اپنے گھٹنوں پر ٹکائیں۔ کچھ سوچتے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تو ایحان نیم وا آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جس میں اب بھی التجا تھی پر باران مکمل نظر انداز کرتے ارسلان نیازی کی طرف مڑا۔ ارسلان نیازی جو موقع کو غنیمت جان کر باران کی پینٹ سے گن نکال رہا تھا باران کے پلٹنے پر بری طرح گھبرایا۔

"یہ چاہیے،،،؟" باران نے کہتے ہوئے اپنی گن اس کے سامنے کی تو" ارسلان نیازی کو سمجھ نہ آیا وہ اٹھائے یا نہ اٹھائے۔ دونوں میں ہی رسک تھا اگر اٹھاتا تو باران اس کی جان لے لیتا۔ اور اگر نہ اٹھاتا تب بھی وہ نہ بخشتا۔

"یہ واحد موقع ہے بچنے کا اس کے بعد تو تمہیں اپنی قسمت پر رونے کا لو،،، موقع بھی نہیں لے گا،،،"

باران کے کہتے ہی ارسلان نے فوراً گن جھنپٹی اور اتنی ہی تیزی سے شوٹ کرنے کی کوشش کی پر اچانک باران کی کہنی اس کے ہاتھ پر لگی تھی اور گن

ایک بار پھر باران کے ہاتھ میں تھی۔یہ سب اتنااچانک تھاکہ ارسلان نیازی سمجھ بھی نہ سکا تھا۔

اچھی کوشش تھی،،،اب غور سے سنواپنے سیاسی کریمنل باپ سے ایک" مرتبہ ضرور پوچھنا کے باران دلشیر کس بلا کا نام ہے،،،؟؟؟تو تمھیں اس کے بھائی پر ہاتھ ڈالنے پر اپنے پیدا ہونے پر افسوس ہو گا،،،" ہنستے ہوئے باران نے وہ گن ارسلان کے کندھے پر ماری تو وہ درد سے بلبلاتے زمین پر لوٹ گیا۔باران نے اسے واپس صوفے پر بٹھاتے اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو پھنسایااور ایک جھٹکا دیا تو وہ انگلی اپنا رخ بدلتی ٹیڑھی ہو گئیں۔منہ میں کپڑا ہونے کے باوجود ارسلان نیازی چیخیں بلند ہو رہی تھی۔

انسانیت مت،،،بب،،،بھولیں،،،حیوان کے ساتھ،،،حیوان نہیں بنا" جاتا،،،"ایحان کی تکلیف دہ آواز پر باران نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔۔۔

معذور نہیں ہو گا یہ،،، تم سے زیادہ تجربہ ہے مجھے ایحان دلشیر،،، لیکن یہ " سال بھر بستر سے نہیں اٹھے گا،،، اور اگر تم نے مجھے اب ایک لفظ کہا تو تمہاری ہمدردی اسے بھار پڑے گی،،، میں اسے موت کی نیند سلا دوں گا،،، "کہتے ساتھ باران نے ارسلان کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا اور پھر ایک کے بعد ایک اتنا مارا کہ ارسلان نیازی بے ہوش ہو گیا۔۔۔ باران نے اس کے زخمی بے ہوش وجود کو دیکھتے گردن پر انگلی رکھ ایک نس کو دبایا۔۔۔ انگھوٹے کا رخ پچھلی جانب تھا۔۔۔ اب ارسلان نیازی ہوش میں تو آتا پر بولنے سے محروم ہو جاتا۔۔ جب تک اس کا علاج ہوتا اس کی آواز واپس آنے میں ایک لمبا عرصہ جانا تھا۔۔۔ اور جو زخم باران نے اسے دیے تھے وہ بستر سے نہیں اٹھنے والا تھا۔۔۔ اچانک اس نے ٹیبل پر رکھی فروٹ باسکٹ سے چھری اٹھائی۔ اور ارسلان نیازی کی تھائی پر زوردار وار کیا۔ عین اس جگہ دیا تھا۔ پھر ہاتھ جھٹکتے ایک ٹھوکر ارسلان نیازی جہاں اس نے ایحان کو زخم کے جسم پر مارتے فون ملاتے کان سے لگایا. تیسری بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔۔

لوکیشن بھیجی ہے،،،آدھے گھنٹے میں یہاں پہنچواور یہاں سب کچھ کلیئر "
کردو جیسے کچھ ہوا ہی نہیں،،،اور ہاں ان کتوں کو ان کے مقام پر پہنچا
"دینا،،،،

اپنے خاص آدمی کو حکم صادر کرتے باران نے اس مخصوص نمبر پر لوکیشن سینڈ کی اور فون جیب میں ڈالتے قدم ایحان کی طرف بڑھا۔۔گھٹنوں کے بل وہ باران کے سامنے بیٹھا تو ایحان نے واضح باران کی آنکھوں میں نمی دیکھی۔۔۔اس بار باران نظریں نہیں پھیر سکا تھا۔۔۔اس لمحے وہ شدید تکلیف میں تھا لیکن اس سے زیادہ تکلیف دہ یہ سچویشن تھی۔۔۔دل نے شدت سے خواہش کی تھی کہ باران آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لے پر کبھی اس کی ایسی کوئی خواہش پوری ہی کب ہوئی تھی لیکن بھی اگلے لمحے ہی ایحان کو ادراک ہوا تھا کہ اس کی دعا دل سے نکلتے ہی قبولیت کا درجہ پا چکی ہے۔

باران نے آگے بڑھتے شدت سے ایحان کو خود میں بھینچا تھا۔۔۔ایحان کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گال پر بہنے لگے۔دھندلی ہوتی آنکھوں کے ساتھ

ایحان نے اپنے ہاتھوں کا حصار باران کے گرد کھینچنا چاہا پر اس کے حواسوں نے اتنی مہلت نہیں دی تھی کہ وہ باران کی پکڑ میں ہوش کھو چکا تھا۔ایحان کے وجود کو ڈھیلا پڑتے دیکھ باران فوراً اس سے جدا ہوا تھا۔۔۔اور اگلے لمحے ہی اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھایا تھا۔ کوئی اور ہوتا تو حیرت کرتا کہ وہ کتنے آرام سے ایک باڈی بلڈر لڑکے کو گود میں اٹھا کر چل رہا تھا لیکن کوئی باران دلشیر سے پوچھتا جس کی نظریں ایحان ہر تھیں۔۔۔جو آج بھی اسے وہی دس سالہ بچہ محسوس ہو رہا تھا جو بہت شوق سے اس کی گود میں چڑھتا تھا۔۔۔وقت کے گزر جانے کا احساس شدت سے ہوا تھا کہ وہ اس کے سینے پر لوٹنے والا اس کا لاڈلا بھائی کتنا بڑا ہو گیا تھا۔۔۔

****

چچ،،، چھوڑو،،، مم،،، میرے ساتھ یہ،،، مت کرو،،، میں مر جاؤں" گی،،، "کہتے ساتھ اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ لیکن مقابل کی پکڑ مزید مضبوط ہوئی تھی۔ کہ وہ اس کی گردن پر اپنے دانت گاڑھ چکا تھا۔۔۔

نن،،، نہیں،،، مجھے چھوڑ دو،،، اللہ کے لیے،،،،"

شدت دل سے فریاد کرتی وہ لڑکی اس کے آگ جیسے لمس پر وحشت کا شکار ہوتی چیخنے لگی تھی۔ کمر پر سخت ہوتی اس کی پکڑ اور منہ سے آتی عجیب سی بو اس گھٹیا شخص کی کیفیت کا پتا دے رہی تھی۔

"پلیز،،، چھوڑ دو،،،،

****

زرمش روتے روتے سو گئی تھی۔۔ نجانے کتنے گھنٹوں بعد واپس آنکھ کھلی تو سگریٹ کی بوناک اور زہن پر چڑھنے لگی۔۔۔ چند لمحے لگے تھے اس کا زہن بیدار ہونے میں۔۔۔ وہ نجانے کس جگہ تھی اور سگریٹ کی بو اس کے پاس کسی مرد کے ہونے کی نشاندہی کر رہی تھی۔۔۔ وہ جھٹکے سے مسحری سے اٹھی تو یہ دیکھ دھچکا لگا کہ سامنے سر سے لے کر پیر تک سجی ایک عورت منہ میں سگریٹ دبائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ عورت شکل وصورت میں پیاری تھی پر مکاری اس کی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی۔۔سیاہ آنکھوں میں گہری کاٹ اور کمینگی بھری مسکراہٹ تھی۔۔۔البتہ سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کے درمیان سگریٹ دبی ہوئی تھی۔۔۔بالوں کو جوڑے میں مقید کیے گہرے گلے کا سوٹ پہنے حسین سراپے کی مالک وہ عورت زرمش کو عذاب الٰہی محسوس ہوئی تھی۔۔۔جب کہ اس کی سوچ کے برعکس مقابل کو وہ ایک ننھی سہمی چڑیا لگ رہی تھی۔۔

بکھرا سراپا جسم پر پرانا بوسیدہ لباس آنکھوں کے نیچے ہلکے۔۔۔چمڑی کافی روکھی پیکھی سی۔۔۔زریمان نے اسے دیکھتے منہ بگاڑا تھا۔۔

ابرار اندھا ہو گیا تھا ریشماں،،، جبھی اس کی اتنی تعریف کر رہا تھا،،اس کی'' سوتیلی ماں نے تو اس کے حسن کی ریڑھ مار دی ہے،،،"زریمان سگریٹ کا گہرہ کش لیتے ہوئے بولی۔۔۔لیکن زرمش تو ابرار کے نام پر ہی دم سادھ گئ تھی۔۔۔

اب،،،ابرار کہاں ہے،،؟؟؟؟"

زرمش کا پوچھنا تھا کہ زریماں کے ساتھ کھڑی ریشماں کو اس معصوم بکری پر رحم آیا تھا جب کہ زریمان قہقہ لگا کر ہنسی تھی۔۔۔"تمہارا ابرار،، سو بر ،، باکردار، ایجوکیڈڈ،،، ویل سیٹلڈ مرد حقیقت میں اس کو ** ٹھے کا ایک "،،،،،،،! ہے۔۔

زریمان کے منہ سے گالی سنتے ہوئے زرمش کے اوسان خطا ہونے لگے تھے۔۔۔یہ گالیاں زرمش کے لیے عام تھیں۔۔۔ فیکٹری میں لیبر لائن میں وہ اس قسم کی بے شمار گالیاں سن چکی تھی۔۔۔ لیکن یہاں اس مقام اور جگہ پر اس عورت کی گالی یہ بات ثابت کر رہی تھی کہ ابرار عورتوں کا سوداگر تھا۔۔

"اب،،،رار کو بلاؤ،،،!"

زرمش غصے سے کھولتی بولی تھی۔۔۔جبکہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔زرمش کا خوف اس بات سے ظاہر تھا کہ اس کا رنگ سفید پڑنے لگا تھا۔۔۔۔

اممم،،،،ابرار تو تمہیں اب نہیں ملے گا،،،پر ڈونٹ وری تمہارا پہلا مرد" میرا مطلب پہلا کسٹمر ابرار سے زیادہ ہینڈسم ہو گا،،،،"زریمان نے سگریٹ کا دھواں زرمش کے چہرے پر پھونکتے جونہی کہا اس کی اس غلیظ بات پر زرمش کا ہاتھ غصے کی شدت سے اٹھا۔۔لیکن اس سے پہلے زریمان کے چہرے پر لگتا۔۔ہوا میں معلق رہ گیا۔۔وہ یہاں اس صورتحال میں جب ان کے شکنجے میں پھنسی تھی ان پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتی تھی۔۔اگلے ہی لمحے زریمان غصے سے ہاتھ میں پکڑی سگریٹ زرمش کے چہرے پر لگانے لگی تھی کہ ریشماں ایک دم چیخ پڑی۔۔۔

ارے پاگل ہو گئی ہے کیا زریمان،،، چہرہ خراب کرے گی تو یہ کس کام "
کی،،، ریشماں کے کہنے پر زریمان نے زرمش کو بالوں سے دبوچ کر پیچھے
جھٹکا۔۔

اس کی ساری اکڑ تو میں چند دن میں توڑ دونگی،،،"

سائیڈ ٹیبل پر رکھے ایش ٹرے میں سگریٹ بجھاتی زریمان نفرت سے
بولی۔۔۔اور اس کمرے سے باہر نکلنے کو دروازے کی جانب لپکی؟۔

مم،،، میں یہاں نہیں رہوں گی،،، میں ایسی لڑکی نہیں ہوں مجھے جانے"
"دو،،،

روتے ہوئے چیختی زرمش دروازے کی جانب بھاگی تھی۔۔۔لیکن اس سے
پہلے زریمان نے اس کا بازو دبوچا تھا۔۔۔زرمش اس بات سے انجان تھی کہ
یہاں آنے والی لڑکیوں کو جنگلی چوپایوں سے بھی بدتر حالت میں رکھا جاتا تھا
اور پھر اس سے تو پرانی دشمنی تھی۔۔۔وہ زریمان سے مقابلے کی کوشش
میں تھی کہ یہاں سے نکل سکے پر طاقت میں زریمان کا مقابلہ کرنا اس کے

لیے ممکن نہیں تھا۔اپنے آپ کو تیز سمجھدار اور تجربہ کار سمجھنے والی زرمش منہ کے بل زمین پر گری تھی اور احساس ہوا تھا کہ وہ بھی دنیا کی احمق اور بیوقوف لڑکیوں میں سے ایک تھی۔۔

"سمجھتی کیا ہے خود کو،،، تیری تو میں وہ حالت کروں گی کہ خود سے نظر نہیں ملا پائے گی،،، وقت پھر سے نہیں دہرایا جائے گا،،،

غصے سے زرمش کو اب زمین پر پھینکتی وہ کمرے میں کچھ تلاش کرنے لگی تھی۔۔۔جب اس کی نظر کپڑے ٹانگنے والے اسٹینڈ پر پڑی جس کے اوپر لوہے کا ہینگر لگا تھا۔اس ہینگر کو اتارتے اس نے زرمش کو مارنا شروع کیا تو ریشماں بھی اس کو روکنے میں ناکام رہی تھی۔۔زرمش کی چیخیں پورے کمرے میں گونج رہیں تھیں۔۔۔۔پانچ منٹ میں وہ مار مار کر زرمش کی حالت بری کر چکی تھی کہ زرمش سے کروٹ بدلنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

جب غصہ کچھ ڈھنڈا ہوا تو زریمان نے ہینگر زمین پر پھینکا اور ریشماں کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔۔

کھانا نہیں دینا اس کو نہ ہی ایک بوند پانی جب تک اس کی عقل ٹھکانے نہ لگ"
جائے،،،دو دن،،، صرف دو دن میں مجھے اس کا زہن اور وجود تیار چاہیے
"ریشماں،،،،

ریشماں کو کہتے زریماں کمرے سے باہر نکل گئی تھی جب کہ ریشماں بغور زمین پر سسکتی اس لڑکی کو دیکھنے لگی جس کے بوسیدہ کپڑے ریشماں کے مارنے کی وجہ سے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے۔۔۔افسوس بھری نگاہ زرمش کے وجود پر ڈالتے ریشماں بھی کمرے سے نکل گئی تھی۔۔افسوس اس لئے کہ ابھی تو یہ اس لڑکی پر ظلم کی ابتدا تھی۔

****

باران کے آدمی کے مطابق باران کا آدھا کام خود ارسلان نیازی نے آسان کر دیا تھا۔۔۔کہ علاقے اور اس بلڈنگ کے کیمرے آف کر دیے تھے۔۔۔ دوسری طرف یونیورسٹی کی مار کٹائی کے بعد ارسلان نیازی کی ہاسپٹل میں پولیس کو خود کی گواہی تھی کہ وہ ہسپتال میں اس کیفیت سے گھر لوٹا تھا کہ

کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔اب ارسلان نیازی کا باپ بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا تھا کہ ارسلان اور اس کے بندوں کو باران دلشیر نے ادھیڑا ہے۔۔۔ایسا نہیں تھا کہ باران دلشیر، ارسلان نیازی یا اس کے پیچھے کھڑے لوگوں سے ڈرتا تھا بلکہ وہ ڈرتا صرف ایحان کے لیے تھا۔۔وہ جس فیلڈ میں تھا۔۔جس ماحول کا پروردہ تھا وہ ہر وقت ایحان کی حفاظت خود نہیں کر سکتا تھا۔۔۔اس کا بھائی کمزور نہیں تھا پر نرم مزاج تھا۔۔اور ظالم اور سفاک لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے جیسا بننا پڑتا ہے۔۔پر ایحان ایسا نہیں بن سکتا۔۔۔یہ بات باران جانتا تھا۔۔۔وہ اس وقت ایک کشادہ ترین کمرے کی کھڑکی میں کھڑا تھا۔۔

بیڈ پر نرم مخمل کی سفید چادر بچھی ہوئی تھی۔۔کمرے میں مکمل اندھیرے تھا۔۔لیکن صرف بیڈ کے پاس رکھے لیمپ میں زیرو پاور بلب ہلکی سی مدھم فسوں خیز روشنی چاروں طرف بکھیر رہا تھا۔۔۔بیڈ کے ایک کنارے پر ایحان گہری نیند میں تھا۔۔۔باران اسے اپارٹمنٹ سے لے کر سیدھا ایحان

اوراس کے مشترکہ بنگلے پر آیا تھا۔۔۔کہنے کو یہ باران اور ایحان کا مشترکہ گھر تھا۔۔لیکن باران کا یہاں مہینوں بعد آنا ہوتا تھا۔۔۔ایحان اس گھر کا اکیلا مکین تھا۔۔۔ڈاکٹر کچھ دیر پہلے ایحان کے زخم کے نئے سرے سے ٹانکے لگا کر گیا تھا۔۔۔پانی سے مکمل احتیاط بتائی تھی۔۔۔ڈریسنگ کرنے کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر نے ایحان کو پین کلر اور سکون کا انجیکشن لگایا تھا کہ اس کے جسم پر چوٹوں کے نیل تھے۔۔۔ایحان کے سونے کے باوجود باران مطمئن نہیں ہوا تھا۔۔اس لیے اسی کے کمرے میں ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔اگر ایحان ہوش کی دنیا میں ہوتا تو شاید اس کے اور باران کے درمیان کافی سارا فاصلہ سمٹ پاتا۔ ایحان کا خیال کرتے باران گیلری میں آیا تھا۔۔۔اس لمحے وہ شرٹ لیس تھا۔چہرے پر تھکن کے تاثرات نمایاں تھے۔۔۔اگر کوئی غور سے دیکھتا تو باران دلشیر کی زندگی میں دولت کے انبار پر رشک کی جگہ اس کی زندگی کی تاریکیوں پر غمزدہ ہوتا کہ وہ شخص آج بھی اسی سولہ سالے بچے کی طرح بے سکون تھا۔۔جس سے اس کا بچپن بہت بری طرح چھین لیا گیا تھا۔۔

باران نے سگریٹ سلگاتے ہوئے لبوں سے لگائی اور ایک ہاتھ ریلنگ پر ٹکایا۔۔۔رات کی تاریکی بھی اس کی نظر میں روشن تھی کہ جس قدر تاریکی وہ اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا۔۔وہ گہری سوچ میں ڈوبا ایک مرتبہ پھر ماضی کی تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔۔

"یہاں کیا کر رہی ہو تم،،،،"

ایلف کی برتھڈے کا کیک لے کر وہ گھر کی طرف آیا ہی تھا کہ ایک بڑی سفید گاڑی گھر کے باہر کھڑی دیکھی۔۔۔قدم تیزی سے اندر بڑھائے تو جس کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔۔۔سیاہ چمکدار پرشوخ لباس میں بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑے ہائی ہیلز پہنے۔۔۔چہرے کو میک اپ سے تراش کر نقوش کو مزید تیکھا کیے۔۔مہرو کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی تھی اور کمرے کا دروازہ بند تھا۔۔۔کوئی اور ہوتا تو شاید اس امیر اور خوبصورت عورت کی طرف فورا متوجہ ہو جاتا۔۔لیکن وہ تو بہت گہرائی سے اس عورت کی

بد صورتی دیکھ چکا تھا۔۔۔ باران کی آنکھوں میں وہ منظر گھومنے لگے تھے جو اس نے اس وقت دیکھے تھے جب اس کا کچا ذہن وہ سب سوچنے سے بالا تر تھا۔۔۔ پہلی بار زندگی میں کسی مرد اور عورت کی اس قدر نزدیکی کی انتہا دیکھی تھی اور وہ بھی اپنی ہی ماں کو کسی غیر مرد کے حصار میں۔۔۔ بہت ضبط شاید اس عورت سے چھپ کر سے باران نے اسے مخاطب کیا تھا۔ ایحان ایلف کو لے کر کمرے میں بند ہو چکا تھا۔۔ جبھی وہ عورت دروازہ پیٹتے دروازہ کھولنے کی التجا کر رہی تھی۔۔۔۔

"باران،،، مجھے بہت دکھ ہے کہ تمہارے بابا اس ظالم شخص کی وجہ سے،،،، " باران کی آنکھوں کی سرخی دیکھتے وہ بادل نخواستہ بات ادھوری چھوڑ گئی تھی۔۔ نہیں تو وہ اسے جن خونخوار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ کچھ بعید نہیں تھی اسے کچا چبا جاتا۔۔

"پر میں اب الگ گھر میں ہوں،،، میں تم لوگوں کو پال سکتی ہوں،،، میرے پاس بہت کچھ ہے،،، پر پلیز ایحان اور ایلف کو بولو دروازہ کھولیں،،، مجھے ان

کو دیکھنا ہے وہ لوگ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں،،، میں ماں ہوں تم

"لوگوں کی،،، تم لوگ میرے،،،

مہرو بول ہی رہی تھی جب باران سختی سے درمیان میں چیخا۔۔۔۔

"میری ماں نہیں ہو تم،،، میری ماں مجھے پیدا کرتے ہی مر چکی تھی،،،"

مہرو پر سکتہ طاری ہوا تھا۔۔۔۔ وہ تو کبھی اپنی سگی ماں ک نام بھی نہیں لیتا تھا۔۔۔ اس کی زبان تو مہرو مہرو کی مالا جپتے نہیں تھکتی تھی اور آج اس کے بدلے تیور بہت کچھ بیان کر رہے تھے۔۔۔ جیسے وہ حقیقت جان گیا ہو۔۔۔۔ یکدم مہرو کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے اور وہ سپاٹ نظروں سے باران کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔ باران کو زندگی میں پہلی بار کسی سے اس قدر گھن اور نفرت محسوس ہوئی تھی کہ وہ اس کو الفاظ میں بیاں کرنا ناممکن تھا۔۔

ہاں واقعی تم میری اولاد نہیں ہو،،، لیکن ایلف اور ایحان میری کوکھ سے" پیدا ہوئے ہیں میری اولاد ہے،،،اس لئے تم ان کے باپ بننے کی کوشش "مت کرو سمجھے،،،،

نفرت سے کہتی وہ واپس دروازے کی طرف پلٹی تھی۔۔۔جب اس عورت نے کبھی اس کے باپ سے ہی محبت نہیں کی تھی تو وہ باران سے کیسے کرتی۔۔

ایلف میری گڑیا،،،ماما آپ کی بڑ تھڈے کے لیے بہت پیارا گفٹ لائی ہیں" "باہر آو،،،،

مہرو کے کہنے پر اندر سے ایلف کی آواز آنے لگی۔۔۔وہ معصوم ماں کی آواز سن کر پھڑ پھڑا رہی تھی۔۔۔باران کی برداشت ختم ہوئی تھی مہرو کا بازو کھینچتے ایک زوردار طمانچہ مہرو کے منہ پر مارا تھا کہ مہرو منہ کے بل زمین پر گری تھی۔۔بے یقینی سے گال پر ہاتھ رکھتے باران کو دیکھا تھا۔۔۔اور غصے

سے جھٹپٹاتی باران کے مقابل آتے اسے زوردار تھپڑ مارنا چاہا تھا پر اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا کیونکہ باران سختی سے اس کی کلائی دبوچ چکا تھا۔۔۔

میرے باپ کو قبر تک پہنچانے کے بعد تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو کہ اس کی"

"اولاد تمھارے گھناؤنے وجود کو اپنے پاس برداشت بھی کرے گی،،،

باران نفرت سے پنکھارا تو مہرو کا دماغ سن پڑنے لگا وہ ایک دم چیخ اٹھی۔۔۔

تو تمہارے باپ کو شرم نہیں آئی تھی،،، بڈھا ہوتے ہوئے ایک انیس" سالہ لڑکی سے شادی کرنے کی،،، میرا باپ تو مجبور تھا،،، مر رہا تھا،،، پر تمہارے باپ نے کیا کیا؟؟؟؟ایک بیٹے کا باپ ہوتے ہوئے مجھ سے شادی کرلی،،، میری زندگی برباد کردی،، کیا سمجھتا تھا تمہارا باپ،،،؟ مجھے اس فقیری کی حالت میں اس جھونپڑی میں اپنی ملازمہ بنا کر رکھے گا،،، پر دیکھو مجھے،،، میں محلوں کے لیے بنی تھی،،، باران دلشیر لیکن یہ سب ہوتے ہوتے دیر ہو گئی اور میری دو اولادیں ہو گئیں،،،اور اب میرے بچے میرے ساتھ

جائیں گے،،، میں انہیں اس فقیری میں ہر گز نہیں چھوڑوں گی،،، وہ بھی وہ "زندگی گزاریں گے جوان کی ماں گزار رہی ہے،،، عیش و آرام کی،،،، ناگن کے زہر سے زیادہ زہریلی حقیقت اور کاٹ مہرو کے لہجے میں تھی۔۔۔ کہ پل بھر کے لیے باران کی پکڑ ڈھیلی ہوئی تھی۔۔وہ خود کو حسین کہتی تھی۔۔ سمجھتی تھی۔۔ حسین؟ کہاں سے تھی وہ حسین؟ شہزادیاں تو پاکیزہ کردار کی ہوتی تھیں؟؟؟ وہ خود کو کیسے شہزادی تصور کر رہی تھی۔۔وہ تو باندی رکھنے کے قابل بھی نہیں تھی۔۔

"جس سے تم نفرت کرتی تھی ناں اسی کی اولاد کو لینے کھڑی ہو،،، ان کی رگوں میں دودھ بھلے تمہارا ہو،،، پر خون میرے باپ کا ہے پاک شفاف نیک،،، وہ تمہاری جیسی مکار بدکردار عورت کے ساتھ ہر گز نہیں جائیں گے،،، میں جانے ہی نہیں دوں گا،،، "پھنکار کر کہتے باران نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔تو مہرو قہقہ لگا کر ہنسی۔۔۔اس کی ہنسی باران کی بات کا مزاق اڑا رہی

تھی۔۔۔باران کواپنادل ڈوبتاہوامحسوس ہواکہ کہیں وہ کالے سائے سی لڑکی مزیداس کاکچھ کھاناجائے۔۔۔

"چلوایحان توتمہاراخون ہے،، تمھارے باپ کی اولاد ہے،،پرایلف کودیکھ کر تمہیں کہاں سے لگتاہے وہ تمہاراخون ہے،،،؟"

مہرونے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے استہزائیہ سوال کیاتھا۔۔۔سوال کیاتھا۔۔ایساعذاب تھاجواس کے دل کوموت کی گھاٹیوں سے زیادہ ویران کرگیاتھا۔۔۔جب کے باران کے چہرے پر پھیلتی تاریکی مہرو کومزہ دے رہی تھی۔۔۔

"اووبے بی بوائے باران،،،ایک ہفتہ دے رہی ہوں تمہیں،،،ایحان کو بھی میں واپس لے لوں گی،،،ایلف کی آج کی آخری سالگرہ تم اپنے ساتھ منا لو،،،اگریہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ تمہاراخون نہیں تمہاری غیرت گوارا کرے تو،،،میں کل ایلف کولے جاؤں گی،،تم قانونی طورپرمجھے نہیں روک سکتے،،،"

پیچھے ٹیبل پر رکھے کیک کی طرف اشارہ کرتی وہ ٹک ٹک کرتی ہیل کے ساتھ دروازہ عبور کر گئی تھی۔۔جبکہ باران سن کھڑا تھا نجانے کتنی دیر وہ کھڑا رہا تھا جب کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور ایلف اور ایحان کمرے سے باہر آئے تھے۔

"مم،،،ماما چلی گگ،،، گئیں،،،،"

ایلف کی ڈبڈبائی آواز باران کے کانوں سے ٹکرائی تو نظر اٹھا کر نفرت سے اس اٹک اٹک کر بولتی بچی کو دیکھا۔۔۔کچھ لمحے پہلے جس میں باران کی جان بستی تھی اس لمحے اسے ننھی ایلف کے وجود سے نفرت ہو رہی تھی۔۔۔دل میں شیطان حاوی ہو رہا تھا کہ اس کا گلا گھونٹ کر اس کی ماں سے انتقام لے لے۔۔۔جس طرح اس عورت نے اس کے باپ کا قتل کیا تھا پر وہ چاہ کر بھی اس قبیح عمل کی ہمت نہیں جٹا پایا تھا۔

"بھائی،،،ایلف کا کیک کاٹتے ہیں،،،"

ایحان نے سمجھداری کا ثبوت دیتے مہرو کی موجودگی کے تاثرات کو مٹانا چاہا تھا۔۔وہ عورت ایحان کے لیے اتنی غیر اہم تھی کہ وہ اس کی موجودگی بھی

محسوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔پر وہ باران کی کیفیت سے لاعلم تھا۔ تبھی اچانک کیک اٹھا کر زور سے زمین پر پھینکا۔۔۔ایلف جو کیک کو دیکھتی ماں کو بھول گئی تھی باران کے ری ایکشن پر فوراً ایحان کے سینے سے لگی تھی۔۔۔

سگریٹ کی جلن ہاتھ پر محسوس کرتے باران ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور سگریٹ زمین ہر پھینکی۔۔۔اس کے ماتھے پر بلوں کا جال تھا۔۔۔اور نجانے کتنی مسافت تھی جو اسے طے کرنی تھی۔۔۔کب تک بے سکون رہنا تھا۔۔

اا،،،ای،،،ایلف،،،

ایلف کا نام پکارتے وہ لڑکھڑایا تھا۔۔۔اسے وہ زیادتیاں یاد آئی تھیں جو اس نے ایلف کے ساتھ کی تھیں۔۔۔ سختی سے عنابی لب آپس میں پیوست کیے باران آنکھیں میچ گیا تھا۔۔۔ایک گہری سانس اپنے سینے میں کھینچی تو ایک دلفریب خوشبوناک کے نتھنوسے ٹکرائی۔۔۔یہ خوشبو محض دو لمحوں کے لیے تھی کہ باران نے دیوانہ وار آنکھیں کھولتے چاروں طرف نظریں

دوڑائی تھیں۔۔۔پر سوائے اندھیرے کے کچھ بھی نہیں تھا۔کچھ سوچتے باران نے اپنے بازو کو دیکھا اب وہاں کوئی نشان نہیں تھا پر میٹھا سا لمس اب بھی موجود تھا۔۔۔باران کو اس ڈھلتی رات سے گہری، پر کشش، جھیل سی گہری آنکھیں زہن کے پردے پر لہرائیں تو باران کا غصہ بڑھنے لگا۔۔۔یہ کون لڑکی تھی نجانے جس نے کچھ ہی دنوں میں باران دلشیر کا دماغ الٹ دیا تھا۔۔۔کہ اسے اس دن سے اب تک بانو بائی کے تین پیغام مل چکے تھے کہ کوٹھے پر نئی اور خوبصورت لڑکیاں آئی ہیں پر اس کا تو جیسے دل ہی اٹھ گیا تھا۔۔۔کافی دیر کھڑے ہونے کے بعد باران واپس اندر آگیا تھا ایحان کے برابر میں لیٹتے اس نے ایحان کا سر اپنے بازو پر رکھا تھا اور ایک ہاتھ ایحان کے پیٹ رکھتے کروٹ ایحان کی طرف لے لی تھی۔۔۔۔

آج سے بارہ سال پہلے وہ اور ایحان ایسے ہی سوتے تھے جس سے ایحان کو شدید چڑھ تھی۔۔۔یہ سوچتے باران مسکرایا تھا کہ اگر اس لمحے ایحان کی آنکھیں روشن ہوتی تو آج بھی وہی چڑھتا جیسے بچپن میں چڑھتا تھا۔۔۔

****

گہری سوچ میں ڈوبے آرزک نے ڈش واش سنک پر برتن اکٹھے کرنا شروع کیے تھے اور لیکوڈ ڈش واش کی بوتل اٹھا کر ایک ایک برتن پر ڈال رہا تھا اس کے بعد برتن گھسنے کا ارادہ تھا۔۔۔

"اے،،،پپ،،پاگل آدمی،،"ایلف کی زوردار چیخ پر اس کے ہاتھ سے ڈش واشر گرا تھا۔آرزک نے حیرت سے پلٹ کر اسے دیکا تو وہ بھاگتی ہوئی اسی جانب آرہی تھی۔۔۔

"یی،،یہ کیا،،کیا؟؟"چہرے پر سخت تاثرات لاتے ہوئے خطرناک تیوریوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تو آرزک کو سمجھ نہ آیا وہ کس بات پر اتنا بھڑک رہی ہے۔۔۔

"مم،،،مفت کا نن،،نہیں آتای،،یہ،،پورے،،،پپ،،پانچ،ڈڈ،،ڈالر کا ہے"

ایسے بب،،بے دریغ استعمال،،کک،،کروگے،،،،"غصے سے جھکتے ایلف نے زمین پر گرا ڈش واشر اٹھایا۔

تو،،؟"آرزک خانزدہ عجیب کیفیت کا شکار ہوا تھا اگر پانچ ڈالر کا تھا تو کیا"
برتن نہیں دھونے تھے؟۔

تو یہ،،،کک،،کہ یہ،،پپ،،پانچ،،ڈڈ،،ڈالر،تت،،تمارے اب،،ابو"
"،،نن،نہیں،،،دیتے،،،

ایلف کا کہنا تھا کہ آرزک خانزادہ کا پارہ پل بھر میں ہائی ہوا تھا۔۔۔یہ لڑکی اس کے باپ تک پہنچ گئی تھی خود کو سمجھتی کیا تھی۔۔۔ایک لمحے میں اپنا آپا کھوتے آرزک نے اس کے دونوں بازو دبوچتے ایک جھٹکا دیا۔۔تو وہ جو اپنی ریل گاڑی پر سوار چھک چھک کی زبان چلائے جا رہی تھی سہم کر آرزک کو دیکھنے لگی۔۔۔

کیا بکواس کی ہے ابھی تم نے؟؟؟میرے باپ کا نام کیسے لیا؟؟؟"آرزک"
غصے سے غراتے ایلف کے منہ پر پھنکارا تو ایلف تھوک نگلتے اسے دیکھنے لگی۔

،،،ممم۔مجھے،،،نن،،،نہیں پتا تھا،،،تت،،تمہارے ابو،،،کا نام،،،ا"
ابب،،،بو ہے،،،"ایلف نے اپنے طور صفائی پیش کرنے کی کوشش کی

تھی۔۔ لیکن آرزک خانزادہ کو یوں لگا تھا جیسے وہ لڑکی اس کا مزاق اڑا رہی ہو۔۔جب کے ایلف سر جھکائے اس کے ہاتھ سے اپنے بازو چھڑانے کی کوشش میں تھی۔۔۔لیکن مقابل کے ہاتھ کے ساتھ پکڑ بھی انتہائی سخت تھی۔۔۔

میرے آگے زبان چلائی تو بہت برا ہو گا،، تم جانتی نہیں ہو آر،،،" وہ کہتے " کہتے لب بھینچ گیا تھا۔کافی گھنٹوں سے اس کی بد تمیزی برداشت کرنے کے بعد اب وہ اپنا آپا کھو چکا تھا۔۔یہ سب تھا وہاں یہاں اپنے کسی مقصد کے تحت آیا تھا۔۔اور عجیب متضاد اور شہری کیفیات کا شکار ہو رہا تھا۔۔وہ پوری طرح جھنجھلا بھی رہا تھا۔۔۔

مم،،، میں نے،،، تمہارے،،اب،،بو کو کچھ،،نن،، نہیں کہا،،تت،، تمہیں "کہا تھا،،تت،، تم رونگ،،سائیڈ لل،،لے گئے،،

ایلف نے نم لہجے میں کہا تو آرزک نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔۔۔
جب کہ ایلف پہلی بار کسی کی ایسی سخت پکڑ میں آئی تھی اور پہلی بار کسی سے ڈر لگا تھا۔۔۔

تت،، تم،، میرے ایمپلا،، ئے ہو،،، مم،، مجھ سے بد،،، تمیزی نن،، نہیں"
کر سکتے،،"ایلف نے نظر اٹھاتے آرزک کو احساس دلانا چاہا کے اس کے اور ایلف کے درمیان تعلق کیا ہے۔۔۔جب کہ وہ تو اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی کو دیکھ ٹھٹھکا تھا۔۔۔ایلف کی پھنسی پھنسی سرگوشی نما آواز میں کیا گیا شکوہ اسے واپس اس کے خول میں میں لایا تھا۔ہاں وہ تو پل بھر کے لیے بھول ہی گیا تھا کہ وہ یہاں آرزک خانزادہ نہیں ہے۔۔۔

"اب تو بد تمیزی کر لی،،،اب آپ مجھے نوکری سے نکال سکتی ہیں،،،"

ایلف کے بازو چھوڑتے ہوئے وہ قدم پیچھے لے کر سینے پر ہاتھ باندھ گیا اور پر سکون ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔جب کہ ایلف پوری آنکھیں کھولے آرزک کو دیکھنے لگی۔۔۔آرزک اس کی مشکل سمجھ رہا تھا۔۔۔ایلف نے

ایک چور نظر سلیب پر بھرے ہوئے گندے برتنوں پر ڈالی۔۔پھر آرزک کو دیکھا اور مفاہمت والے انداز میں مسکرانے لگی۔۔۔اس بات سے انجان کے مقابل کھڑا شخص خاصہ چالاک ہے۔۔۔چند گھنٹوں میں وہ ایلف کی فطرت کو بخوبی پہچان چکا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھتے سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔۔۔

"مم،، میں اتنی بب۔۔بری نہیں ہوں،، مم،، میں جانتی ہوں تت،، تم،، مجبور،،، ہو اس لیے مم،، معاف کیا پپ،، پر آئندہ "بب،، بدتمیزی،، کک،، تو،،،

آخر میں انگلی اٹھاتے رعب سے کہا تو آرزک بے ساختہ مسکرانے لگا۔۔۔

"لل،، لگتا ہے تم نے کک،،، کبھی پہلے کک کام نہیں کک کیا تو میں تمیں سس،،، سب سیکھادوں گی،،،" یہ کہتے ہوئے ایلف نے کیبن سے ایک کانچ کا پیالہ نکالا۔۔۔اور دو تین ٹیبل اسپون لیکوڈ سوپ ڈال کر اس پیالے میں پانی بھر دیا۔۔فوم مسل کر اس میں جھاگ بنایا۔۔۔

لل لو،،، ہو گیا کک،،، کام،،، اب اس سے بب،، برتن،، دھو،،، لو "جب" کے آرزک گہری سانس لے کر ایلف کو دیکھنے لگا۔۔اسے ڈر تھا کہ وہ شیخنی اسے ایک دو دن میں یہ نا کہہ دے کہ آکسیجن اتنی مہنگی ہے سانس بھی گن گن کر لیا کرو۔۔وہ پھر ایک مرتبہ دوبارہ برتنوں کے آگے کھڑا ہو کر پلیٹس پر صابن لگانے لگا۔۔

تت،، تم،، پپ،، پاکستانیوں کک،، کو اپنے خخ،،، خونی رشتوں سے بہت مم" ،،، محبت ہوتی ہے ناں؟؟" برتن پر صابن لگاتے آرزک کے ہاتھ پل بھر کو رکے۔۔۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایلف طنز کر رہی ہو۔۔۔پلٹ کر ایلف کو دیکھا تو وہ فریزر سے سبزی نکال رہی تھی۔۔۔آرزک واپس اپنے کام میں مگن ہو گیا اور محض ہمم کہنے پر اکتفا کیا۔۔۔

پاکستان کا نام خاص کر مجھ سے ایسے منسوب کر رہی ہیں جیسے آپ تو پاکستانی" "ہی نہیں ہیں،،،

کچھ لمحے گزرنے کے بعد آرزک نے بھی طنز کیا۔۔۔

"نن،، نہیں مم،، میں پپ،، کستانی نن،، نہیں ہوں،،،"

وہ فورا بولی۔۔ایلف کا لہجہ انتہائی کھردرا تھا۔آرزک ایک بار پھر حیرت سے پلٹا تھا۔۔۔

"پپ،، پاکستان مم،، میں رشتوں کے نن،، نام پر صرف درد،، اذیت،، س، سفاکی ہوتی ہے،، مم،، محبت کا خ،،، خول چڑھا کر لوگ دد،، دلوں میں زہر رکھتے ہیں جبکہ جج،، جہاں مم،، میں رہتی ہوں وہاں سب وہی دکھاتے ہیں جو وو،،، وہ ہوتے ہیں،،،"

فریزر سے سبزی نکال کر وہ آرزک کے پاس آئی تھی۔اور برتن سنک سے ہٹا کر سبزی کی باسکٹ اندر رکھ کر نل کھولا تھا۔۔۔پانی کی بوندیں سبزی کو بھگو رہی تھیں۔جب ایلف نے چہرہ اٹھا کر آرزک کو دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تت،، تم پریشان مم،، مت ہونا،، یہ تت،، تین دن کے ب،، برتن جمع ہیں کک،، کلکم ہونگے،،،"

ایلف کہتے ہوئے نلکا بند کر چکی تھی پھر دھلی ہوئی سبزی کی باسکٹ اٹھا کر وہ کچن سے نکل گئی تھی جب کہ آرزک الجھ گیا تھا۔۔۔اس لڑکی کی آنکھوں میں اچانک اترنے والی ازیت بتا رہی تھی کہ اس کے اندر کئی راز پوشیدہ ہیں جبکہ یہ سوچتے آرزک کی آنکھیں چمک گئیں تھیں کہ شاید ان رازوں میں کوئی ایسا راز ہو جو اس کے کام کا ہو۔۔۔۔

****

صبح جب باران کی آنکھ کھلی ایحان تب بھی گہری نیند میں تھا۔۔اس کی مڑی ہوئی گھنی پلکوں کی جھالر بند ہو تھی۔۔ تراشیدہ مونچھیں اور کچھ بڑھی ہوئی شیو۔۔اس کے سفید گال پر نیلا نشان اور سوجن تھی۔۔۔ باران محبت بھری نظروں سے بغور اسے دیکھنے لگا۔۔۔آج ایک بار پھر باران کو احساس ہو رہا تھا کہ اس نے زندگی کے بہت قیمتی لمحے پیچھے چھوڑ دیے تھے۔۔۔کل تک ایحان کتنا چھوٹا تھا اور آج بھرپور نوجوان اس کے قد کے برابر آتا وجاہت سے بھرپور خوبرو شخص۔۔یوں لگتا تھا کل اور آج کے درمیان بارہ سال

نہیں بلکہ بارہ دن کا فاصلہ تھا۔۔ایحان کے ماتھے پر پیار کرتا وہ بستر سے اٹھا تھا۔۔۔شرٹ پہلے ہی نہیں پہنی تھی۔۔۔ایک زوردار انگڑائی لے کر وہ کھڑا ہوا اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا تو آنکھیں پوری کھل گئیں۔۔زاویار کی ایک کے بعد ایک کئی کالز تھیں جو ایک گھنٹے پہلے کی گئی تھی۔اور واٹس ایپ پر بھی بیس میسجز کی نوٹیفیکیشن تھی۔واٹس ایپ کا انباکس کھولا تو توقع کے مطابق سب سے اوپر زاویار کی چیٹ تھی۔۔باران نے فکرمندی سے چیٹ کھولی تو ہونٹوں پر کمینی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔

خبیث آدمی،،کتے،، منحوس،، زندہ ہو یا مر گئے،،،"

اس طرح کے بے شمار میسجز تھے۔۔۔یقیناً اس کو اس کی ضرورت تھی یا کوئی بہت خاص بات ہو گی۔۔۔فون واپس بند کرتے وہ ایحان کی وارڈروب کی طرف بڑھا اور ایک سیاہ ٹی شرٹ نکال کر اپنے وجود پر ڈالی اور ایک آخری نظر ایحان پر ڈالتے کمرے سے نکل گیا۔کمرے سے نکلتے اس نے ملازمہ کو آواز دی۔۔۔

جی صاحب؟ ملازمہ بوتل کے جن کی طرح فوراً حاضر ہوئی تھی۔۔ایحان"
سے اس گھر کے ملازم جتنے بے تکلف تھے باران سے اتنے ہی زیادہ خائف
رہتے تھے۔۔۔

چھوٹے صاحب کا روم چیک کرتی رہنا،، جیسے ہی اٹھیں میڈیسن اور ناشتہ"
دے دے دینا،، اور اگر وہ باہر جائیں تو ان سے کہنا باہر نکلنے سے پہلے مجھ سے
"رابطہ کریں اور پھر ہی باہر نکلے،،،

ملازمہ کو ہدایت دیتا وہ باہر نکل گیا تھا۔رات کافی دیر سے سونے کے باعث
اس کی آنکھیں سرخ تھی۔۔۔بال بکھرے ہوئے تھے۔۔باران نے منہ
دھونے کا تکلف بھی نہیں کیا تھا۔۔۔اس کا ارادہ زاویار کے پاس جا کر اپنا
دماغ پر سکون کرنے کا تھا۔۔۔

آدھے گھنٹے کی طویل ڈرائیونگ کے بعد اس کی مرسڈیز زاویار کے مینشن
کے باہر رکی تھی۔۔۔گارڈ نے پہلے ہارن پر ہی دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔گاڑی
بڑے سے پورچ میں ایک جھٹکے سے رکی تو باران گاڑی سے باہر نکلا۔۔اور

ایک مرتبہ پھر انگڑائی لی۔۔۔پیچھے مڑتے گاڑی کی چابی گارڈ کی طرف اچھالی۔۔۔پورچ کے بالکل سامنے دل موہ لینے والا طویل گارڈن تھا۔۔جو گارڈن سے زیادہ پھولوں کے باغ کا منظر پیش کرتا تھا۔۔۔اس گارڈن میں شاید ہی کوئی رنگ باقی تھا جس کا پھول نہ ہو۔۔۔گارڈن کے بالکل کونے میں ایک چھوٹا سا حوض تھا جس کے کناروں پودوں کی لڑیوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مٹکے لٹکائے تھے جس میں چھوٹی چھوٹی پنچز تھیں۔۔ صبح کے دس بجے کا وقت تھا۔۔سردیوں کی آمد کے باوجود دھوپ کی تپش چہرے پر چبھ رہی تھی۔۔۔اپنی بالوں میں ہاتھ پھیرتا باران اندر چلا گیا۔۔۔ تھا۔یوں لگتا تھا جیسے شاہی مینشن کا اندرونی دروازہ لکڑی کا تھا لیکن دیوار گیر قلعے کا ہو۔۔اندر قدم رکھتے باران کو ہر طرف سناٹا ملا۔۔اسے معلوم تھا آج کے دن اسے رونق کہاں ملے گی۔۔۔اس نے خود ہی قدم بائیں جانب اوپر کو جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔اوپر جانے کے بعد پہلا دروازہ چھوڑ کر دوسرے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر گھمایا۔۔ لیکن جیسے ہی

دروازہ کھولا منہ پر تکیہ آکر لگا کہ پل بھر کو باران بوکھلا گیا۔۔غصے سے اندر دیکھا تو سامنے ہی شیطان کی نانی اور اس کی سب سے بڑی رقیب محمل کھڑی تھی۔۔۔باران کو دیکھتے محمل کے ننھے ماتھے پر بھی بل پڑے تھے۔۔دونوں میں آکڑے کی دشمنی تھی۔۔۔اسی لئے وہ باران کی موجودگی سے سخت تلمائی ہو۔۔۔یہ دشمنی محمل بہت چھوٹی تھی تب سے ہی چلتی آرہی تھی۔۔ وجہ یہ تھی کہ محمل کو اپنے ڈیڈی کا اس شخص کو توجہ دینا پسند نہیں تھا۔۔ جب بھی اس کے ڈیڈی محمل کے ساتھ ہوتے تھے یہ شخص ٹپک جاتا تھا۔۔ اور پھر محمل اکیلی ہو جاتی تھی۔۔جب کہ باران کی چڑنے کی وجہ اس کی بے بسی تھی۔۔یہ چھوٹی سی لڑکی جو دکھنے میں چھوٹی ضرور تھی پر بقول باران کے اس ک چھوٹے سے دماغ میں ہزار شیطانوں کا دماغ فکس تھا۔۔۔ وہ باران کو الگ الگ طریقے سے تنگ کرتی تھی کبھی اس پر پانی کا غبارا پھاڑ کر۔۔ کبھی اس کے بیٹھنے کی جگہ پر چیونگم لگا کر۔۔ کبھی سیڑھیوں پر تیل گرا کر تو کبھی کچھ اور۔۔(یہ الگ بات تھی باران دلشیر اس چوہیا کی ان شرارتوں

سے بڑی چالاکی سے بچ نکلتا تھا) باران زاویار کا لحاظ کرتے ضبط کر جاتا تھا کہ وہ زاویار کی بیٹی تھی اور رشتے میں اس کی بھی بھتیجی تھی۔۔ لیکن اب اس چوہیا سے عاجز آکر زاویار کے گھر کم ہی تشریف لاتا تھا۔۔ابھی بھی اس کا استقبال بالکل غیر متوقع تھا کہ محمل کا پھینکا گیا تکیہ اس کے منہ پر لگا تھا۔۔۔ دم کھلکھلا کر ہنسی محمل جو باران کو دیکھتے پہلے چڑ گئی تھی اپنی حرکت پر ایک تو نیچے بیٹھے زاویار نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔۔۔دراصل وہ تکیہ زاویار کے لیے پھینکا گیا تھا۔۔پر زاویار کے نیچے ہونے کے باعث اندر آتے باران کو لگا تھا۔۔

"بات کرنی ہے باہر چلو،،،"

محمل کو دیکھتے باران نے سنجیدگی سے زاویار کو دیکھا۔۔۔پھر ایک کوفت بھری نظر کمرے کی حالت پر ڈالی جو عجیب و غریب منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔ اس بکھرے کمرے کو دیکھ کر ہی اس کی طبیعت مکدور ہونے لگی۔۔۔اس کمرے کی کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں تھی جو اپنی جگہ پر ہوتی۔۔۔بیڈ شیٹ

بھی زمین پر پڑی اپنی ناقدری پر رو رہی تھی۔۔۔اسے حیرت تو زاویار پر تھی وہ نفاست پسند شخص کیسے اس قدر آخرت مچا کر اسیے بچی کے ساتھ بچہ بن سکتا تھا۔۔

میں ابھی اپنی بیٹی کے ساتھ مصروف ہوں،،، تم یہاں بیٹھنا چاہتے ہو تو" ٹھیک ورنہ ویٹنگ ایریا میرا مطلب ڈرائیگ روم یا میرا کمرہ استعمال کر سکتے "ہو،،،

زاویار نے سنجیدگی سے کہا تو باران نے اسے کن نظروں سے گھورا۔ جس کا اثر زاویار پر قطعی نہیں ہوا۔۔۔

مجھے حیرت ہو رہی ہے تم پر،،، تم بچی کے ساتھ بچے کیسے بن سکتے ہو،،، حالت دیکھو اس کمرے کی مجھے تو دیکھ کر ہی وومٹ آ رہی ہے،،،

مجبوراً کمرے کے اندر قدم رکھتے وہ ایک ڈھنگ کی جگہ تلاش کرنے لگا تھا۔۔۔جب اس کی نظر رائٹنگ ٹیبل پر پڑی ایک یہی جگہ باران کو بیٹھنے کے قابل لگی تو باران اس جگہ پر ٹک گیا۔۔

جن سے محبت ہو ان کے لیے سب کرنا پڑتا ہے،،، بچہ بننا تو بہت چھوٹی"
"بات ہے،،،
محمل کو نرمی سے تکیہ مارتے زاویار نے سنجیدگی سے کہا تو باران نے نظریں گھمائیں۔۔۔

محبت،،، خاک محبت،،، دھوکہ ہے،،، سراب ہے،،، ناسور ہے،،،"
باران نے کہتے نخوت سے سر جھٹکا تو زاویار نے استہزائیہ باران کو گھورا۔۔۔
ابھی ہوئی نہیں ہے نہ،،، جب ہو جائے گی تو تم بچے تو کیا منہ میں فیڈر لینے"
"پر بھی راضی ہو جاؤ گے،،،
گہرا طنز تھا لیکن باران کا بے ساختہ قہقہ زاویار سمیت محمل کو بھی اپنی جانب متوجہ کر چکا تھا۔۔۔

محبت لفظ باران دلشیر کی ڈکشنری میں ہے ہی نہیں،،، باران دلشیر کو کبھی"
محبت نہیں ہو سکتی خصوصاً کسی عورت سے تو کبھی نہیں،،، چاہے وہ عورت
"کسی بھی رشتے میں کیوں نا ہو،،،

باران یقین سے بولا تو زایار تلخی سے مسکرایا۔۔۔

"محبت نہیں تمہیں عشق ہو گا باران یہ میری سکس سینس کہتی ہے،،،"

زاویار کے یقین کو باران نے فقط ھواء میں اڑایا تھا۔۔۔اس بات سے انجان کے عشق تو کب کا اپنے راستے پر نکل چکا تھا اور عنقریب باران دلشیر سے ٹکڑا کر اس کے وجود کو ریزہ ریزہ کرنے والا تھا۔۔

"میں باہر جا رہا ہوں،،، تم فارغ ہو جاؤ تو آ جانا،،،" اپنا سر جھٹکتے باران کمرے سے نکل گیا۔۔۔اس کا رخ اب زاویار کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

زاویار کچھ دیر مزید محمل کے ساتھ کھیلنے کے بعد اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔۔۔

"ڈیل فائنل کر لی تم نے باسل سے،،،؟" کمرے کا دروازہ کھولتے پہلا سوال زاویار کی جانب سے ہوا تھا۔۔۔باران جو بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں موند چکا تھا۔۔زاویار کی آواز پر آنکھیں کھولتے مسکرایا تھا۔۔۔زاویار نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اپنی قمیض کے بٹن کھولنے لگا۔۔۔انداز خاصہ مصروف

تھا۔۔۔واضح اشارہ تھا کہ وہ باران سے خفا ہے۔۔۔وارڈروب کی طرف بڑھتے زاویار نے اندر سے ڈریس پینٹ اور ہلکے پستہ رنگ کی شرٹ نکالی۔۔۔

"ہاں ڈیل تو فائنل ہو گئی،،،اور باسل نے اپنی آنے والی بربادی پر پرسوں پارٹی بھی رکھی ہے،،،اور تمہارا انویٹیشن خاص کر بھیجا ہے،،،" باران نے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھتے زاویار کو دیکھا تو اس نے اس کی بات پر ناگواری سے پلٹتے اسے دیکھا۔۔۔

"زاویار معراج خانزادہ،،اس کے منہ پر تھوکنا گوارا نہیں کرتا گو کہ اس کی دعوت میں جانا،،،ناممکن،،،" زاویار کے کہنے پر باران سیدھا ہوتا اٹھ بیٹھا۔۔

"تم یقین کر سکتے ہو زاویار اس نے ڈیل فائنل ہونے کی لالچ میں مجھے صبرینہ کی پیشکش کی تھی،،،" باران کی بات پر زاویار نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔پھر اگلے لمحے ہی جبڑے اور مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔باران کے لیے

سمجھ پانا مشکل تھا کہ وہ غصہ کیوں ہو رہا تھا۔۔اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ اسے دھوکہ دینے والی لڑکی کیسے ایک کھلونا بن گئی ہے۔۔۔

میں اس کا ذکر بھی نہیں سننا چاہتا،،"زاویار نے سختی سے کہا۔۔۔جو بھی" تھا وہ عورت اس سے بہت خوبصورت رشتے میں منسوب رہ چکی تھی۔۔۔ کسی وقت وہ اس کی محبوب بیوی تھی۔۔جس پر کسی کی نگاہ اسے برداشت نہیں تھی۔اب وہ اس کے نکاح میں نا صحیح لیکن اس کی بیٹی کی ماں ضرور تھی۔۔۔

"تم تو اسے اپنے بستر پر لانے کا ارادہ رکھتے تھے زاویار اور اب،،،؟؟"

باران کے سوال پر زاویار نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا وہ باران کو نظر انداز کرتے واشروم کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ باران کی آواز پر قدم ٹھٹھک کر رکے۔۔۔

تم پرسوں میرے ساتھ باسل کی پارٹی میں چلو گے،،"باران نے سوال" نہیں کیا تھا اس پر حکم صادر کیا تھا۔۔۔

میں نہیں جاوں گا،،،"زاویار نے غصے سے کہا۔وہ جانتا تھا سامنے بیٹھا اس کا" خبیث دوست جان بوجھ کر اس کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا عادی ہے۔۔۔

تم جاؤ گے زاویار،،،میں چاہتا ہوں تم باسل کی بربادی کی پہلی سیڑھی اپنی" آنکھوں سے دیکھو،،،" باران دلشیر کا لہجہ انتہائی سرد تھا اسی لئے اس نے ایک موہوم سی کوشش پھر کی۔صبر ینہ کے ساتھ زیادتی پر زاویار کا بگڑنا اسے ایک آنکھ نا بھایا تھا۔۔۔

میں نہیں آؤں گا باران،،،"ایک مرتبہ پھر زاویار کے حتمی لہجے میں کہنے پر" باران نے طیش میں اچانک اپنی ٹانگ زور سے زاویار کے گھٹنے پر ماری۔۔۔ اس اچانک حملے پر زاویار لڑکھڑا کر نیچے گرا۔۔لیکن اگلے ہی لمحے کھڑے ہوتے بری طرح باران پر جھپٹا۔۔۔اندر کا آتش فشاں پھٹا تو یہ احساس نہ ہوا کہ مقابل اس کا جگری دوست تھا۔۔باران بھی شاید یہی چاہتا تھا جبھی اب مہارت سے اس کے مکوں سے بچ رہا تھا۔۔۔

"کمینے تو نے اسے اپنا بستر آفر کیا تھا،،،"

آخر کار بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی۔۔وہ بات زاویار کی زبان پر آ گئی تھی جو اس کے دل میں چبھ رہی تھی۔۔اتنے دنوں سے اس کے سینے میں ایک غبار بھرا تھا جو اسے سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔۔ کہیں نہ کہیں باران کو بھی اندازہ ہوا تھا کہ یہی معاملہ ہو گا۔۔۔ لیکن اب بات کلیئر ہونے پر باران نے ایک جوابی کاروائی میں ایک زوردار مکا زاویار کے منہ پر مارا۔۔۔ جس سے زاویار کے ہونٹ کا کنارا پھٹ گیا خون کی ایک بوند واضح ہونے لگی۔۔۔ جسے دیکھتے زاویار کے غصے میں اضافہ ہوا۔اشتعال میں مقابل کی درگت بنانے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔۔ لیکن باران نے وہ ہاتھ اپنے پیروں میں لوک کر کے سچویشن یوں کر دی کے زاویار بیڈ پر الٹا لیٹا تھا۔۔اس کا منہ بیڈ کے گدے سے لگا تھا اور الٹا ہاتھ اوپر کی طرف باران کے پیر میں لاک تھا۔۔۔۔

"کڑے میں بستر آفر کروں یا کچھ بھی،،،تجھے کیوں فرق پڑ رہا ہے،،،؟" تیوروں سے پوچھا۔۔۔

کہں محمل کی ضد پر واپس اسی غلیظ عورت کو بیوی بنانے کا ارادہ تو نہیں،،،"

اگر ایسا ارادہ بھی ہے تو اس نے ابھی باسل سے شادی نہیں کی ہے،،، حلالے کے لیے ایک مرد کی ضرورت پڑے گی تو یو نو واٹ آئی ایم بیسٹ آپشن،،،"

باران چاہتا تھا جو الفاظ اسے دنیا کے منہ سے سننے کو ملے وہ وہی اسے سنا کر اس کے سینے میں جلتے بھانبھڑ کو ایک مقصد کا راستہ دکھائے۔۔۔وہ یہ سارا غبار اپنے سینے سے نکال باہر پھینکے۔۔۔۔

باران کا کہنا تھا کہ زاویار ہاتھ کو سیدھی جانب موڑتے ہوئے مڑا اور موقع غنیمت جان کر اپنی ٹانگ باران کے سر پر ماری۔ باران کو دھکا دیتے باران کی پشت پر بیٹھ کر باران کے دونوں ہاتھ کمر پر موڑ دیے۔۔۔

خبیث آدمی،،، شادی؟؟؟ تو نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا،، اور جس عورت" سے میں سب سے زیادہ نفرت کرتا ہوں تم اسے ہی بستر آفر کر رہے تھے،،، " جھٹکے سے باران کو چھوڑتا زاویار بیڈ سے اتر گیا۔۔۔

اگر نفرت ہے تو اس کے آمنے سامنے آکر مقابلہ کرو نہ کے یوں بزدلوں کی" طرح منہ چھپاتے پھرو،،،ح----م زدگی اس بد کردار عیاش عورت نے کی تھی،،،تو تو کیوں منہ چھاپتا پھر رہا ہے،،،" باران کہنے سے اب بھی باز نہیں رہا تھا۔۔۔زاویار ہونٹ پر ٹشو دباتے باران کی طرف پلٹا جو بیڈ پر لیٹے گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔

اگر تمہیں لگتا ہے میں اس کی محبت کی وجہ سے نہیں آرہا،،مجھے اس کے" ہونے نا ہونے سے کوئی فرق پڑتا ہے،،یا مجھے بال برابر بھی اس عورت کی پرواہ ہے،،مائی فٹ،،،تو میں ضرور آؤں گا،،،"غصے سے کہتے زاویار واش روم میں بند ہو گیا جب کہ پیچھے باران کے چہرے پر خباثت بھری مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔۔۔

داگیم اس بگین زاویار،،،"کہتے ساتھ باران جھٹکے سے اٹھا۔۔۔وہ اپنی" کوشش میں کامیاب ہوا تھا۔۔وہ چاہتا تھا کہ زاویار بھی اسی کی طرح بے حس

اور سفاک ہو جائے ایموشن لیس۔۔زاویار سے نمٹنے کے بعد اسے پہلا خیال ایحان کا آیا تو جلدی سے اپنا موبائل اٹھاتے ملازم کو فون ملایا۔۔۔

****

زرمش کو اس کوٹھے پر کمرے میں تڑپتی ہوئے دو دن ہو گئے تھے۔۔۔وہ اسی حال میں تھی بس فرق اتنا تھا کہ بھوک پیاس کی شدت نے محض دو دن میں اسے برسوں کی مریضہ بنا دیا تھا۔۔۔جب بات جان پر آئے تو ہر نفس زندگی کی طرف بھاگنے کی جستجو میں جٹ جاتا ہے۔۔اس لمحہ یہی زرمش کے ساتھ ہو رہا تھا۔۔۔وہ اس زندان نما کمرے کے دروازے پر بیٹھی ہر تھوڑی دیر بعد دروازہ بجا رہی تھی۔۔۔

پپ،،پلیز،،،پانی دے دو،،،میں،،مر جاؤں،،گی،،،"پیاس کی شدت"

سے زرمش کے ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے۔۔دل کر لا رہا تھا کہ کوئی ایک بوند پانی اس کے بے جان ہوتے سوکھتے منہ میں ڈال دے۔۔۔مگر اسے دروازہ

پیٹتے صبح سے شام ہو چکی تھی۔۔۔اب اس کی امید بھی ٹوٹنے لگی تھی۔۔۔
شاید اسی گندے غلیظ کمرے میں اسے دردناک موت آ ہونی تھی۔۔۔
"زریمان وہ مر جائے گی،،،دروازہ کھول دے اسے کھانا پانی دے دے،،،"
ریشماں نے تڑپ کر کہا۔۔۔عموما یہ ہر اس لڑکی کے ساتھ کیا جاتا تھا جو ان کی بات ماننے سے انکار کرتی تھی۔۔۔ماضی میں بعض تو ایسی گزری تھیں کہ اسی جگہ پیاس کی شدت سے موت کے گھاٹ بھی اتر چکی تھیں۔۔اور مرنے کے بعد کسی کچرا کنڈی کی نظر بن چکی تھیں۔۔۔لیکن ریشماں کا دل ہمیشہ ہی بانو بائی اور زریمان کی سفاکیت پر جلتا تھا۔۔۔پینتیس سالہ ریشماں بہت خوبصورت تو تھی۔۔۔پر یہ بات کم ہی لوگ جانتے تھے کہ وہ نا عورت ہے نہ آدمی بلکہ خواجہ سرا ہے۔۔۔ریشماں کی ہمدردی ہر لڑکی سے ایک طرف اور زرمش اور ایزارہ سے ایک طرف۔۔وجہ اس کی وجیہہ سے محبت تھی۔۔۔وہ خواجہ سرا ضرور تھی پر اسے وجیہہ کے حسن اور دل اور اخلاق سے بے تحاشا انسیت تھی۔۔۔چلو اس کی بیٹی ایزارہ تو بڑی ہی کوٹھے میں

ہوئی تھی پر زریمان کیوں زبردستی اس کی دوسری بیٹی کو یہاں گھسیٹ لائی تھی۔۔۔اسے حیرت ہوئی تھی کہ زریمان ایک عورت کے روپ میں چھپا خطرناک بھیڑیا ہے۔۔۔

ریشماں،،،اگر اتنا ہی ڈر لگ رہا ہے تو جا،،پوچھ لے اس دو ٹکے کی" چھوکری سے اگر ہمارا حکم ماننے پر راضی ہوتی ہے تو ٹھیک ورنہ مرنے دو ایسے ہی ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر" زریمان نے پان چباتے نخوت سے کہا۔۔وہ کمرے سے کچھ فاصلے پر لگی چھوٹی سی سیڑھی پر بیٹھی تھی۔۔۔گہرے گلے کی نائٹی پہنے میک اپ سے پاک چہرہ اس وقت بہت بے رونق اور بد صورت لگ رہا تھا۔۔واقعی میک اپ کمال چیز ہے۔۔ریشماں نے کھڑے ہوتے سوچا تھا۔۔ریشماں کو کہیں کہیں ایسا بھی لگتا تھا کہ زریمان ماضی میں وجیہہ کے بے ساختہ بے تحاشا حسن کی وجہ سے بھی حسد کا شکار رہی تھی۔۔جواب اس کی بیٹیوں میں ٹرانسفر ہوا تھا۔۔۔

ریشماں کمرے میں گئی لیکن جیسے ہی دروزہ کھولا۔۔۔زرمش جو پہلے ہی دروازے سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔ریشماں کے پاؤں میں گری۔۔۔اس کی یہ حالت دیکھتے ریشماں کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہونے لگے۔۔وہ فورا بھاگتی ہوئی زریمان کے کمرے کی طرف آئی اور وہاں سے پانی سے بھرا چاندی کا گلاس اٹھایا۔۔۔اس سے پہلے زریمان کچھ کہتی وہ جا چکی تھی۔۔۔بنا ایک لمحہ زائع کیے اس نے پانی کا گاس زرمش کے لبوں سے لگایا۔۔۔پانی منہ سے لگنا تھا کہ زرمش ایک ہی سانس میں پورا گلاس خالی کر گئی۔۔۔پانی پینے کے بعد وہ کھانستی زمین پر لیٹ گئی۔۔

کھانا،،"زرمش کے منہ سے تڑپتے ہوئے نکلا تو ریشماں نے افسوس" سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

مان جا ناز ک رانی اس کی بات،،،تو اگر عزت بچا کر مر بھی جائے گی،،تو وہ"

"تیرے مردہ جسم کو ناپاک کر دے گی،،،

ریشماں نے سچ کہا تھا۔زریمان کی سفاکیت سب کے سامنے تھی۔۔۔

مم،،، میں ایسی لڑکی نہیں ہوں،،، "زرمش نے تڑپتے ہوئے کاتو ریشماں" اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔

کوئی بھی ایسی لڑکی نہیں ہوتی،، یہاں زبردسی یا مجبوری میں گندی ہو جاتی" ہے،،،اس کی بات مان جا ابھ زندگی بچالے کیا پتا خدا کوئی راستہ نکال دے،،، "ریشماں بولی تو زرمش بری طرح سسکنے لگی۔اب کیا بتاتی؟؟؟ اس راستے سے بچ نکلنے کے راستے تلاش کرتے کرتے تو وہ لوٹ پھیر کر پھر یہاں تک پہنچ آئی تھی۔

"میں سب کروں گی،،، جو تم بولو گے وہ سب،،، مجھے کھانا دے دو،،،" بلا آخر وہ زندگی کو چن چکی تھی۔۔۔وہ یوں ہار نہیں مان سکتی تھی۔۔۔آخر زندگی پر اس کا بھی تو حق تھا۔۔اگر پیٹ میں کچھ جاتا اور جسم میں طاقت آتی پھر ہی تو وہ اپنے لئے پر سکتی تھی۔۔۔کچھ ہی دیر میں ریشماں کے حکم پر لڑکی نے تازہ بریانی اور فریش جوس لا کر دیا تھا۔۔۔زرمش نے بے صبری سے پلیٹ تھامتے تیزی سے کھانا کھایا تھا۔۔۔کچھ کھانا برتنوں میں چھوڑتی وہ

واپس زمین پر لیٹ گئی تھی۔۔کہ اتنے میں زریمان کمرے میں آئی اور نائٹی کستے زرمش کے پاس گھٹنے کے بیٹھی۔

روزینہ،،،ستارہ،،،کلثوم اور نہال جلدی ادھر آؤ،،،"زرمش نے زریمان" کے چیخنے پر نفرت سے اس عورت کو دیکھا جو عورت ہو کر دوسری عورت کے لیے خطرناک تھی۔۔۔زریمان کے پکارنے پر چار لڑکیاں گھبرائی فورا کمرے میں آئیں۔

اس کے زخموں پر مرہم رکھو،،،اور اس کا حلیہ درست کرو،،،دو دن میں یہ" مجھے ایناره جیسی حسین چاہیے،،،ایک بھی داغ اس کے جسم پر نہ ہو،،،چہرے پر یہ مردانہ پن نہ دکھے،،،بالکل اسے کانچ کے موتی کی طرح شفاف اور "دلکش بنانا تم لوگوں کا کام ہے،،،

یہ چاروں لڑکیاں جس میں سے دو تو خواجہ سرا تھے زریمان کے بہت خاص تھے۔۔۔اور اس کوٹھے پر بہت اکڑ کر رہتے تھے۔۔۔زریمان کا ہر حکم ان کے لیے پتھر پر لکیر تھا۔۔

ہو جائے گارانی،،، "ستارہ آگے بڑھتی اس لڑکی کو بغور دیکھتی بولی تو"

زریمان ایک نظر اس لڑکی کو دیکھتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔ریشماں بھی دل سے اس لڑکی کو سلامتی کی دعا دیتے زریمان کے پیچھے نکل چکی تھی۔۔۔جب کہ کلثوم اور نہال ضرورت کا سامان لینے گئے تھے اور ستارہ اور روزینہ اسے الٹا کر اس کی پھٹی قمیض چاک کرتے اس کے زخموں کا معائنہ کر رہے تھے۔۔۔

****

دو دن مزید اس کوٹھے پر گزر چکے تھے۔اس لمحے پانی اور چند نوالے حلق سے اتارنے کے بعد اسے اس جگہ کے کھانے سے بھی گھن آ رہی تھی۔۔لیکن روز چار لڑکیاں جن میں دو خواجہ سرا تھے۔۔اس کے کمرے میں آتے اور مختلف کریمز اس کے چہرے اور بالوں پر لگاتے نجانے اس کے ساتھ کیا کیا طبع آزمائی کرتے تھے۔۔وہ صرف ایک بے جان گڑیا کی مانند بیٹھی

رہتی۔۔۔کوئی حرکت کرنے کی اجازت نہیں تھی۔۔ناکچھ کہنے سننے کی۔۔ وہ ان کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بن کر رہ گئی تھی۔۔۔جیسے اس میں جان ہی نہ ہو ۔اب بھی کچھ دیر پہلے ستارہ نامی خواجہ سرا اس کے ہاتھوں پیروں اور کمر پر سندل کی خوشبو مل کے گئی تھی۔۔گیلے نم بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے وہ اس لمحے بغیر آستین کی کھلی قمیض میں تھی جس کا پچھلا گلا کافی گہرہ تھا۔۔۔اور گھیرے دار لہنگا زیب تن تھا۔دیوار سے سر ٹکاتے وہ آنکھیں موند گئی۔۔کئی تھی کہ اسے اپنی آنکھیں اندر دھنستی محسوس ہو رہی دن کی شبِ بیداری تھیں۔۔۔جب اچانک دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا۔۔وہ آنکھیں نہ کھولتی پر آنے والے کے ساتھ اس کی ناگوار خوشبو نے بھی اندر چاروں طرف پھیلتے آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا تھا۔۔اس کے ٹھیک بلکل سامنے زریمان اس کے وجود کی نازکی کا یوں تنقیدی جائزہ لے رہی تھی کہ اس کے عورت ہونے کے باوجود زرمش کو اس کی نظروں سے گھن آرہی تھی۔۔۔

زبردست،،، تم نے اس کا انگ انگ نکھار دیا ہے ستارہ،، بہت اچھا کام کیا"

"ہے اس پر،،، تمہیں اس کا اچھا انعام ملے گا،،،

زریمان نے سرخوشی سے کہا۔ جیسے اس نے چاہا تھا زرمش بالکل ویسے ہی تیار ہوئی تھی جب کہ ستارہ داد وصولتی مسکرا رہی تھی۔۔

یہ کپڑے پہناؤ اسے،،، اور میک اپ کر کے تیار کرو،،، آج خاص مہمان"

آنے ہیں میں چاہتی ہوں سب اس پر جان نچھاور کرنے کو تیار ہو جائیں،،

"جب میں اس کی بولی لگاؤں تو قیمت آسمان کو چھو جائے،،،،

زریمان نے ہاتھ میں پکڑا پیپر بیگ بیڈ پر رکھتے ستارہ کو مخاطب کیا اور خود کمرے سے نکل گئی۔۔۔ جبکہ زرمش کی سانس تو اسی بات پر اٹک گئی تھی کہ اس کی بولی لگے گی۔۔۔ آج تک اس نے صرف طوائف کا لفظ سنا تھا اور بہت عام طور پر اپنی ماں کے لیے استعمال کرتی آئی تھی پر آج اس بات کا شدت سے ادراک ہو رہا تھا کہ لفظ طوائف کتنی بڑی گالی ہے۔۔۔ آنسو شہد رنگ آنکھوں سے بہتے ملائم گالوں پر پھسلنے لگے۔۔۔ تو کیا وہ وقت آ گیا تھا اس کے

بازار وہونے کا۔۔۔آہ کاش وہ فراز کو ہی بطورِ شوہر قبول کر لیتی تو دل میں یہ اطمینان تو رہتا کہ اسے نوچنے والا اس کا شوہر ہے۔۔۔بازار میں سجی عیاشی کی چیز بننے سے بہت بہتر تھا وہ فراز کی دلہن بن جاتی۔۔۔گھر جہنم جیسا کیوں نہ ہوا گر نازک چڑیا اونچی پرواز بھرے تو اکثر ایسے ہی چیل اور خطرناک شکاریوں کا شکار بنتی ہے۔۔

****

محمل کے سونے کے انتظار میں اسے نوبج گئے تھے۔شیشے کے سامنے کھڑا وہ اپنی ٹائی درست کرتا کسی غیر مرئی نقطے کو گھورنے لگا۔۔۔کچھ دن پہلے اس نے صبرینہ کو دیکھا تھا۔۔۔پر غصہ اسے اس بات کا تھا کہ اس کا دل اس کی شدید بیوفائی کے بعد بھی اسے دوبارہ دیکھنے کا منتظر تھا۔۔۔کس قدر خوبصورت تھی وہ۔۔آہ یا شاید کس قدر بدصورت تھی وہ۔۔۔اس پر ستم یہ کہ وہ ایک بار پھر اسے اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔۔وہ مرد تھا۔اور مرد اپنی پہلی محبت شاید واقعی نہیں بھولتا۔۔۔وہ کیا کہتا باران کو کہ وہ کس لیے

اسے منع کر رہا تھا کہ وہ پارٹی میں نہیں آنا چاہتا۔۔۔اس کو ڈر لا حق تھا کہ کہیں وہ اس بد قماش ذات کی لڑکی کو معاف نہ کر دے۔۔۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے زاویار نے بیڈ پر رکھا کوٹ اٹھایا۔۔۔ سرمئی آنکھیں آج کچھ زیادہ ہی سرد تھیں۔۔

نہیں،،، صبر ینہ میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا تم معافی کے قابل نہیں،،

ہو،،، تمہارے پیر تو اب زمین پر ٹکے ہی اسلیے ہیں کہ باسل تم پر تھوکتا بھی نہیں،،، تم نے سراب کے محل کو دیکھتے اپنی جھونپڑی جلائی تھی اور اب میں تمہیں دوبارا میرے آشیانے میں آگ لگانے نہیں دوں گا،،، بلکہ اسی آگ میں تمھیں جلا کر خاکستر کر دوں گا،،،

خود پر پرفیوم اسپرے کرتے زاویار اچانک مسکرایا۔۔۔

تم پر رحم تو کھا سکتا ہوں جیسے کسی بھکاری پر کھاتے ہیں۔۔۔کیونکہ "

عنقریب تم اور تمہاری مفاد پرست جھوٹی محبت سڑک کی خاک چھاننے والے ہیں۔۔"زاویار کی ہونٹوں پر سجی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔

موبائل سائیڈ ٹیبل سے اٹھاتے وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔اسے باران کے فارم ہاؤس پہنچنا تھا آج کی پارٹی کا انتظام وہیں تھا۔۔۔وہ پورچ میں آیا تو ڈرائیور نے فوراً آگے بڑھتے پہلی گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا پر زاویار کے قدم دوسری گاڑی کے جانب دیکھتے فوراً سفید رینج روور کا دروازہ کھولا۔۔۔گارڈ بھی دوسری گاڑی میں بیٹھنے لگے تھے لیکن زاویار کے اشارے پر آگے نہ ہو پائے۔۔اور کچھ ہی لمحوں میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے زاویار معراج خانزادہ نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔اور ایک جھٹکے سے گاڑی باہر نکل گئی۔۔۔

بلیک تھری پیس میں بیٹھے اس کا رنگ سرخ ہو رہا تھا دل کی کیفیات عجیب تھیں۔۔۔اسٹیرنگ پر پکڑ مضبوط کرتے زاویار نے گہری سانس لی۔۔۔

لیفٹ ہینڈ میں بندھی گولڈن راڈو میں وقت دیکھا۔۔۔یہی سب تو وہ چاہتا تھا پر اب دل عجیب سی کشمکش میں تھا باسل کی بربادی دیکھنے کو وہ ترس رہا تھا۔۔اس کی یہ دلی خواہش باران نے پوری کی تھی۔۔لیکن اب یہ سب اس کو خوشی نہیں دے رہا تھا۔۔۔دیتا بھی کیوں وہ نادان شاید نہیں جانتا تھا کہ

انتقام وبدلے میں سکون ہے ہی نہیں۔۔۔خوش وہی رہ سکتا ہے جو کھو جانے والی چیز پر فاتحہ پڑھ دے۔۔۔بھول جائے۔۔نظر انداز کر دے۔۔۔

آدھے گھنٹے کی طویل مسافت کے بعد گاڑی باران کے فارم ہاؤس میں داخل ہوئی۔۔جس کا دروازہ پہلے ہی کھلا تھا۔۔۔یہ فارم ہاؤس بڑے رقبے پر تھا۔۔۔کے ایک طویل حصے پر صرف گارڈن تھا جس کے اندر یہ پارٹی ارینج کی گئی تھی۔۔۔چھوٹے چھوٹے،مٹس بنا کر اس کے اندر قد آور پتلی پتلی ٹیبلز تھیں۔۔جس پر مختلف ڈرنکس رکھی گئی تھیں جس میں بیئر بھی شامل تھی۔۔لیکن صرف شراب کی کمی تھی کہ باران دلشیر کو شراب سے الرجی تھی اس کے نزدیک یہ اس کی بربادی کی وجہ ہو سکتی تھی۔۔کہ اگر اس کے ہوش گم ہوئے تو کوئی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے جب کہ زاویار خانزادہ تقریباً ہر اس چیز سے گریز پا تھا جس پر حرام کا ٹیگ ہو۔۔۔زاویار نپے تلے قدم اٹھاتا گارڈن میں داخل ہوا اس نے چاروں جانب نظر دوڑائی تو اسے ایک کونے میں باران اپنے بزنس پارٹنر مسٹر رفیق کے ساتھ کھڑا نظر آیا۔۔۔اپنے

بڑھائے ہی تھے کہ ایک کوٹ کا بٹن کھوتے زاویار نے اس جانب قدم کھنک دار آواز پر جانی پہچانی سی خوشبو میں ایک نرم وجود اس کے بازو سے ٹکرایا۔۔ نظر موڑ کر ٹکرانے والے کو دیکھ تو کچھ لمحوں کے لیے بے اختیار ٹھہر گیا۔۔۔ریڈ ساڑھی میں صبر ینہ جان بوجھ کر جوالہ مکھی بنی وہ سارے ہتھیاروں سے لیس کھڑی تھی لیکن نہیں جانتی تھی کہ مقابل کو اب رحم کے ساتھ ساتھ اس سے گھن بھی آنے لگی ہے۔۔۔

"تمہں لگی تو نہیں،،،؟

اس نے (بیغیرت بن کر) آنکھوں میں نرمی اور محبت سموئے پوچھا تو زاویار کی آنکھیں غصے کی شدت سے سرخی مائل ہونے لگیں۔۔دور کھڑا اباران دلشیر رفیق کو اشارہ کرتے ٹیبل سے اپیل جوس اٹھائے مزے سے زاویار کی جانب بڑھا۔۔۔سب پلان کے مطابق تھا وہ چیل سی نظر رکھنے والا گھاگھ شکاری کیا نہیں جانتا تھا اس کا دوست کس کشمکش ہے جبھی تو جانتے بوجھتے ایک بار پھر صبر ینہ کو اس کے مقابل لا کر کھڑا کیا تھا۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟"

زاویار کے سوال پر وہ مسکراتے جواب دینے لگی تھی کہ یکدم چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔وہ کیا تعارف کرواتی؟وہ کس حیثیت سے؟اور کس کی نسبت سے اس پارٹی کا حصہ ہے؟مقابل تو اس پر ہنستا اس کا مزاق اڑاتا اس لہے اپے لب بھینچ گئ۔۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہو زاوی،،،یہ پارٹی اسی کے بوائے فرینڈ کی کامیابی" "کے لیے رکھی گئی ہے وہ کیوں نہیں آئے گی،،،

باراں نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو جہاں صبرینہ کا چہرہ لفظ بوائے فرینڈ پر پھیکا پڑنے لگا۔۔۔وہیں زاویار کی مٹھی بھینچتی چلی گئ۔۔۔صبرینہ کو سمجھ نہ آیا باران کی بات پر کیسا رسپانس کرے۔۔۔سب سے بڑی سزا تو یہی تھی کہ اس دن کی بے عزتی کے بعد بھی باسل اسے زبردستی اس پارٹی میں لایا تھا۔۔ ورنہ وہ خود بھی زاویار کا سامنا کرنے سے گھبرا رہی تھی۔۔۔اگر باسل اس سے نکاح کر لیتا تو شاید وہ خوشی خوشی اکڑ کر زاویار کے سامنے آتی۔۔۔

"تم سے میں بعد میں بات کرونگا،،،"

غصے سے اپنی ٹائی نوچتے زاویار باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔ایک یہ وہ لمحہ تھا یا وہ جگہ تھی جہاں وہ اپنا آپا کھو چکا تھا۔۔اسے اس لمحے باران پر اتنا شدید غصہ آرہا تھا کہ جس الفاظ سے اظہار نہ ممکن تھا۔۔جبکہ زاویار کو یوں جاتے دیکھ صبرینہ کو ہلکی سی خوشی ہوئی تھی یہ سوچ کر کہ اسے باسل کے ساتھ دیکھنا زاویار کے لیے کتنا مشکل امر تھا۔۔باران نے ایک نظر صبرینہ کی مدھم مسکراہٹ پر ڈالی جو زاویار کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔پھر اپنے ہاتھ میں پکڑی جوس کی گلاس صبرینہ کو دیتے اپنے مینیجر کو اشارہ کیا کہ وہ باقی کی پارٹی سنبھالے۔۔اور خود زاویار کے پیچھے بھاگا۔۔۔اس رنگ و بو کے سیلاب اور چمکتی روشنی میں کئی لڑکیوں کے دل باران دلشیر کو جاتا دیکھ سکڑے تھے۔۔ وہ اپنے ہی آفس کی پارٹی میں کیجول ڈریسنگ میں تھا۔۔بلیک ٹراؤزر اور ڈارک گرین ٹی شرٹ۔اس رف سے حلیے میں بھی وہ کسی بھی نازک دل کے تار چھیڑنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔اس معاملے میں بھی اس کی اپنی

رائے تھی کہ اسے برانڈڈ چیزیں پہننے کی ضرورت نہیں بقول باران دلشیر کے کہ وہ خود ایک برانڈ تھا اور وہ جو پہنتا تھا وہ خود بخود برانڈ ہو جاتا تھا۔۔۔وہ بھاگتا ہوا زاویار کے قریب پہنچا اور زاویار کے کندھے پر ہاتھ رکھا لیکن اگلے ہی لمحے زاویار نے باران کے اسی ہاتھ کو جھٹکا دیتے ایک زوردار مکا باران دلشیر کے منہ پر مارا۔

مجھے معلوم تھا اسے دیکھتے ہی تمہارا یہی ری ایکشن ہو گا،،،"

زاویار کے مکے سے باران کے ہونٹ کا کنارہ پھٹا تھا ہلکی سی خون کی بوند نمودار ہوئی تھی۔۔۔لیکن اس کے باوجود وہ قہقہ لگا کر ہنس رہا تھا اور زاویار شدید غصے کے عالم میں خود پر ضبط کر رہا تھا کہ ایک ہی دوست تھا اگر اسے بھی قتل کر دیتا تو وہ کہاں جاتا۔۔۔۔

کیوں کیا تم نے یہ،،،؟"

باران کے ٹی شرٹ کا کالر دبوچتے غرایا۔اس مرتبہ باران کو سنجیدہ ہونا ہی پڑا۔لوہا گرم تھا بس اسے ایک چوٹ لگانی تھی۔

جان بوجھ کر کیا،،تاکہ تم اس کے سامنے آؤاور اس بات کو قبول کرو کہ تم" اس گھٹیا عورت سے اب بھی محبت کرتے ہو،، تمھارا ابھی ابھی کے ردِ عمل سے یہ صاف ظاہر ہو چکا ہے کیونکہ میں نے ابھی ابھی اس عورت کے مکروہ چہرے پر ایک فاتحانہ سی کمینی مسکراہٹ دیکھی ہے جو یہ سوچ رہی ہے کہ وہ

"اب بھی تم پر اختیار رکھتی ہے،،،،

باران نے کالر چھڑواتے سنجیدگی سے کہا تو زاویار نے غصے سے اسے پیچھے دھکیلا۔

محبت مائی فٹ،،، میں اس سے انتہائی نفرت کرتا ہوں،،اس کے وجود اور" شکل سے مجھے گھن محسوس ہوتی ہے،،،انتہا کی نفرت سمجھے تم شدید

"نفرت،،،،

زاویار بری طرح دھاڑا پر باران کے اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نہ آیا۔۔۔۔

****

کچھ دیر پہلے ڈاکٹر اس کے پاؤں کی بینڈج کر کے گیا تھا۔۔۔بستر پر لیٹے لیٹے اب اس کی ہڈیاں بھی اکتا چکی تھیں۔۔۔چہرے پر انتہائی بیزاری لیے اس نے اپنی سگریٹ کی ڈبی اٹھائی اور دراز سے لائٹر لیتے کمرے سے منسلک گیلری کی طرف بڑھ گیا۔۔۔اس لمحے وہ شرٹ لیس صرف گرے ٹراؤزر میں موجود تھا۔۔۔بال کھلے ہوئے چہرے پر بکھرے تھے۔۔۔ہلکی ہلکی بڑھی شیو اور چہرے پر وہی سرد سا تاثر۔۔۔

دو دن پہلے جب وہ سو کر اٹھا تھا تو اپنے وجود کو ایک گرم اور چٹانوں سے مضبوط حصار میں پایا تھا۔۔۔وہ لمحہ ایک بار دو بار نہیں بلکہ اس کی آنکھوں سے یوں چپک گیا تھا کہ آنکھیں بند کرنے پر بھی اور کھولنے پر بھی وہ یہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ایحان نیم غنودگی میں تھا جب اپنے اوپر وزن محسوس کرتے سخت جھنجھلایا۔۔۔بچپن سے ہی اسے نیند میں کسی کا ٹچ کرنا بھی پسند نہیں تھا جب کبھی باران بھی اس پر اپنی ٹانگ ڈالتا تھا وہ اس سے بہت لڑتا تھا۔۔سوائے

ایلف کے۔کہ ماں کے جانے کے بعد ایلف عموماً اس کے سینے پر ہی سر رکھ کر سوتی تھی۔۔۔اور ایف کے وجود سے اسے کبھی مسئلہ نہیں ہوتا تھا۔

جب نیم غنودگی میں وزن محسوس کیا تو جھنجھلانے ہی لگا تھا کہ اچانک ذہن بیدار ہوا بھلا اس کے علاوہ کون تھا جو اس پر اپنا وزن ڈال سکتا تھا۔۔۔لیکن جب آنکھیں کھول کر اپنے پہلو میں دیکھا تو جسم ساکت ہو گیا حلق میں کانٹے اگنے لگے وہ باران ہی تھا۔۔۔اتنا قریب؟؟ نجانے کتنے سالوں بعد اسے تو یاد بھی نہیں تھا۔۔۔باران کی گہری سانسیں بتا رہی تھی وہ گہری نیند میں تھا بے اختیار اس نے ہاتھ سے باران کی ناک کو چھوا۔باران کی ناک کھڑی تھی اور یہ بات شاید ایحان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ گہری نیند میں باران کی ناک میں نمی اتر آتی تھی۔اس نمی کو ایحان اپنی انگلی سے چھوتے مسکرایا۔۔۔ تمام تر شدید الجھن اور کوفت اڑ چکی تھی۔رات کے منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔اگر رات باراں نہ آتا تو وہ شاید نہ بچ پاتا۔۔۔

اس وقت ایحان نے روح اور قرار اپنی رگوں میں بہتا محسوس کیا تھا تبھی مسکرا کر ایحان نے آنکھیں واپس موند لی اور کچھ ہی لحوں میں نیند واپس اسے اپنی آغوش میں لے گئی۔۔۔ لیکن جب اگلی صبح واپس اس کی آنکھ کھلی تو خود کو اکیلا پایا۔۔۔ باران کمرے میں کیا پورے گھر میں ہی نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا جب وہ واپس آنکھیں کھولے گا تو وہ خواب ٹوٹ چکا ہو گا۔۔ پر پھر بھی وہ بے مقصد خوش ہوا تھا۔۔۔ پھر ان دو دنوں کے بعد باران خود نہیں آیا صرف باران کے فون آئے جنھیں وہ آوائڈ کر گیا۔ وہ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ باران اس سے دور رہے تا کہ وہ با آسانی اپنے خول میں سمٹا رہے۔۔۔۔

سگریٹ جلاتے اس کی نظر لان میں نظر آتے آنچل پر پڑی جو گھر کی ملازمہ کا تھا پر اس آنچل کو دیکھتے ایحان کا دماغ کہیں اور چلا گیا۔ ریم۔۔۔ وہ اس کے نام سے واقفیت رکھ گیا تھا۔۔۔ ان دو دنوں میں اس نے دیوانہ وار اپنے زہن میں یہ نام رٹا تھا۔۔۔ اور سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔ دل کر رہا تھا وہ جادو گرنی سامنے آئے تو اس کا حشر بگاڑ دے جس نے اسے عجیب کشمکش میں ڈال دیا

تھا۔۔ریم کے حوالے سے ارسلان نیازی کی دھمکیاں اور غلیظ باتیں اس کے دماغ سے چپک کر رہ گئیں تھیں جو بار بار ایحان دلشیر کو پیش دلاتیں رہیں۔۔ وہ لڑائی کے وقت ریم کا اس کی مدد کرنے کا احسان تو کیا خاک مانتا بس اس لمحے کے انتظار میں تھا کہ وہ ایک بار اور مخاطب کرے تو ایحان اس کا کچومر بنا ڈالے۔

"چڑیل،،،"

ایحان نے اب بھی دانت کچکچا کر سخت الفاظ سے ریم کو نوازہ۔ایحان کے نزدیک وہ ایک چڑیل ہی تھی۔

بلڈی اٹینشن سیکر،،،"

اس لمحے کو یاد کر کے ایحان بڑبڑایا۔ جس لمحے ریم نے ایحان کی تھائی سے کانچ نکالا تھا۔وہ اسے اٹینشن سیکر کہہ رہا تھا۔۔پر نادان انجان تھا کہ وہ ایحان دلشیر کو دل و جان سے اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

فون کی رنگ ٹون نے ایحان کو سوچوں ک بھنور سے نکالا۔ٹراؤزر کی جیب سے موبائل نکالتے ایحان نے ہاتھ کی مدد سے اپنے بالوں کو پیچھے کیااور فون کان سے لگایا۔۔فون کی دوسری جانب ضیاء تھا۔۔۔۔دو دن پہلے ہی یونی کے ہیڈڈ یپارٹمنٹ سے نوٹس موصول ہوا تھا کہ وہ کلاسز جوائن کر سکتے ہیں۔۔۔لیکن ضیاء زین اور ملحق کو ایحان پر ہوئے حملے کا معلوم ہوا تو پہلے تو وہ بھڑک گئے لیکن پھر ایحان کے سمجھانے ہر خاموشی اختیار کر گئے۔۔۔لیکن یونی جانے سے صاف انکار کر دیا کہ یونی ایحان کے ساتھ ہی جائیں گے۔۔۔

ہاں بول،،،"

فون کان سے لگاتے ایحان نے پوچھا تو دوسری جانب سے گہری سانس لی گئی۔۔۔

یونی گیا تھا میں آج،،،پرنسپل سر نے بلایا تھا،،،ارسلان نیازی کی تشویش ناک حالت کا بتا رہے تھے کہ کچھ بول بھی نہیں پا رہا،،، نجانے اس کا یہ حال "کس نے کیا ہے،،،پر جو بھی ہوا اچھا ہوا خبیث کے ساتھ،،،،

ضیاء کی بات پر ایحان کو وہ لمحہ یاد آیا جب باران کسی دھوبی گھاٹ کے کپڑے کی طرح اسے دھویا تھا۔۔۔

اس کے علاوہ یونی میں اور کیا ہوا؟"

ایحان کا سوال کافی بے تکا تھا۔ کہ ضیاء نے نا سمجھی سے فون کو دیکھا کہ وہ کونسا فلم دیکھنے گیا تھا جو مقابل مزید انٹرٹینمنٹ کا پوچھ رہا تھا۔

"اور ہاں،،، نورین مجھ سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی،،،"""

ضیاء کو ایسے بہت ضروری بات یاد آئی تھی۔ جب کہ نورین نامے پر ایحان نے کوفت سے سگریٹ زمین پر پھینکی۔۔۔ اتنے دنوں میں جتنی بار اس کی ضیاء سے بات ہوئی تھی ضیاء کے منہ سے نورین نامہ سننے کو ہی ملا تھا۔۔۔

اور تم نے بات نہیں کی،،، ایحان نے بیزاری سے پوچھا۔"

میں نے ان سنا کر دیا پر میں،،،، "ابھی ضیاء بول ہی رہا تھا جب ایحان نے اس کی بات کاٹی۔۔۔

مجھے نورین نامہ سننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے ضیاء،،، کوریڈور کا دروازہ"
جھٹکے سے بند کرتے ایحان واپس کمرے میں آیا۔۔۔
توریم نامہ سنادوں،،؟ مقابل نے اس کی کمزور رگ پر وار کیا تھا کہ ایحان"
جی جان سے جلا تھا۔۔۔اگر وہ سیر تھا تو دوسرا سوا سیر آخر ایحان کا ہی دوست
تھا۔چن کر وار کیا تھا۔۔۔۔
بکواس بند کرو اپنی اور فون رکھو،،"اسے سختی سے کہتے ایحان نے فون بیڈ"
پر اچھالا۔
کچھ تو کرنا پڑے گا تمہارا،،بس تین دن اور،،،ایک بار یونیورسٹی میں"
"واپس آجاؤں مس ریم تو تمہارا حشر بگاڑ دوں گا،،،
قطعیت سے کہتے ایحان وارڈروب سے اپنی شرٹ لیتے واشروم میں بند
ہو گیا۔۔۔واشروم سے باہر نکل کر اپنے گیلے بالوں کا بن بناتے وہ کمرے
سے باہر نکل آیا اب جیسے تیسے کر کے دو تین تو گزارنے ہی تھی۔گھر حسبِ
معمول سنسان تھا۔۔وہ کھلی فضاء میں سانس لینے کے لیے باہر لان میں

آگیا۔ کمفرٹ چیئر پر بیٹھتے آنکھیں موند گیا جب چھم سے ریم کا عکس لہرایا۔۔۔ لیکن اس بار ایحان نے آنکھیں نہ کھولیں بس ضبط سے مٹھی بھینچ گیا جب کسی کی آہٹ محسوس کرتے آنکھیں کھولیں۔ دو قدم دور ہی سکینہ (ملازمہ) کھڑی تھی۔

کیا ہوا؟"

سیدھے ہوتے سنجیدگی سے پوچھا۔

صاحب آج جلدی چھٹی چاہیے،،،"

سکینہ نے اجازت طلب کی۔۔۔ سکینہ کچن کی صفائی کا کام سنبھالتی تھی۔۔۔ گھر میں مختصر ملازمین تھے لیکن فیملی جیسا ماحول تھا۔ اور اس کی وجہ ایحان کا رویہ تھا۔۔۔ وہ باہر خودسری اور مغروریت کا خول چڑھانے والا اندر سے کتنا نرم تھا یہ صرف اس گھر کے ملازمین جانتے تھے۔۔۔

"کیوں چاہیے چھٹی سب خیریت ہے،،،؟"

کسی خیال کے تحت ایحان نے نرمی سے پوچھا تو سکینہ مسکرانے لگی۔

میرے بیٹے کی سالگرہ ہے،،، پورے چار سال کا ہو گیا ہ،،اس کے لیے کیک

" لیتے ہوئے جانا ہے چھوٹے صاحب

سکینہ نے خوشی سے مسکراتے بتایا تو ایحان سوچ میں پڑھ گیا۔۔۔سالگرہ؟

بچپن میں کبھی اس کی اور ایلف کی منائی جاتی تھی اور وہ زندگی کے

خوبصورت لمحات میں سے ایک تھے۔۔ایحان کو سوچوں میں ڈوبتا دیکھ

سکینہ نے واپس ایحان کو مخاطب کیا تو ایحان ماتھا رگڑتے ہوش میں لوٹا اور

ایک نظر پیچھے مڑ کر اپنے ویران گھر کو دیکھا۔۔۔آج شدت سے خواہش

ہوئی تھی اپنے گھر کو بھی روشن خوشیوں سے چمکتا ہوا دیکھے۔۔لیکن اگر ہر

خواہش پوری ہونی ہوتی تو زندگی کس قدر خوبصورت ہوتی۔

ایک کام کرتے ہیں سکینہ،،، آج تمہارے بیٹے کی سالگرہ یہاں مناتے

"ہیں،،،

ایحان نے مسکرا کر کہا تو کچھ لمحے سکینہ مبہوت حیران پریشان رہ گئی۔۔۔دل

میں اپنے صاحب کی نظر اتاری۔۔ایحان اسے بالکل اپنے چھوٹے بھائی سا

عزیز تھا لیکن وہ یہ بات کبھی ایحان کے سامنے نہیں بول سکتی تھی کہ اسے اپنی حیثیت کا اندازہ تھا۔ لیکن اگر بول دیتی تو شاید مقابل خوش ہو جاتا کہ وہ تو سدا سے رشتوں کے لیے ترستا آیا تھا۔۔۔

"صاحب یہاں؟"

سکینہ نے چونکتے پوچھا اور ایک نظر اس محل نما گھر پر ڈالی۔

"کیوں یہاں نہیں منا سکتے،،،؟"

ایحان نے آئی برو اچکائی تو سکینہ آسودگی سے مسکرا دی۔۔۔

"نہں میرا مطلب تھا آپ کی طبیعت خراب ہے آپ کو مسئلہ ہو گا"

سکینہ نے نرمی سے انکار کرنا چاہا کہ اگر اس کا شرارتی بیٹا یہاں آجاتا تو یقیناً کوئی نہ کوئی الٹا کام کرتا۔۔۔

نہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا بلکہ اچھا ہے تھوڑی رونق ہو گی تو میں اچھا محسوس کروں گ،،،رکو میں نعمان کو بلاتا ہوں وہ سارے ارنجمنٹ کر لے

گا،،، تم جا کر سب ملازمین کو کہہ دو آج وہ سب ودھ فیملی انوائٹڈ ہیں

"برتھڈے پارٹی میں،،،

ایحان حکم صادر کرتا کھڑا ہوا اور دروازے کے پاس گارڈ کے ساتھ بیٹھے

ڈرائیور کو اشارہ کر کے اپنے پاس بلایا۔ سکینہ خوشی سے اثبات میں سر ہلاتی

اندر چلی گئی۔ نعمان کو سارے ارینجمنٹ کا کہتے وہ نعمان کو دعوت کا بھی کہہ

چکا تھا کہ نعمان اپنے گھر والوں کو بھی لے آئے۔

****

" کیوں ہے تمہیں اس سے نفرت؟

اچانک باران نے دانت پستے پوچھا۔ جبکہ زاویار اس کی بات پر طنزیہ ہنسا۔

تم مجھے ازیت دینے کے لیے یہ سب کر رہے ہو باران میں جانتا ہوں،،،"

آج افسوس ہوا یہ جان کر کہ دوست کے روپ میں ایک آستین کا سانپ پال

رکھا ہے میں نے،،،"زاویار نے دل کی بھڑاس نکالی اور درشتگی سے کہتے

ساتھ گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا پر اس کا دوستی پر سوال اٹھانا باران کو تڑپا گیا تھا جبھی جھٹکے سے زاویار کا رخ اپنی جانب کیا۔

سانپ،،،؟ کہتے ساتھ باران نے زاویار کا کالر دبوچا تھا۔

یو نو واٹ زاویار تم ایک بزدل شخص ہو،،، وہ عورت تمہیں بری طرح ڈمپ کر گئی اور تم اس کے لیے ایک جذبہ لیے دل میں بیٹھے ہو،،، ڈزنٹ میٹر کے وہ جذبہ محبت ہے نفرت ہے میٹر تو یہ کرتا ہے کہ اس کا ہونا نہ ہونا اب بھی "تمہارے لیے میٹر کرتا ہے ریزن چاہے جو بھی ہو،،،

باران چلایا تھا۔۔۔ باران کے الفاظ پر زاویار ساکت ہوا تھا۔ ماتھے پر تنی رگیں ڈھیلی پڑی تھیں۔ سچ ہی تو کہہ رہا تھا مقابل۔

تم اب بھی سالوں پیچھے کھڑے ہو زاویار،،، اگر واقعی آگے بڑھے ہوتے تو" وہ دس بار بھی تمہارے سامنے آتی تو تمہیں اس کے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا،،، پر وو دیٹ کہ وہ واقعی اب تمہاری لائف میں ویلیو نہیں رکھتی،،

جھٹکے سے زاویار کو چھوڑتے باران نے چیلنجنگ انداز میں پوچھا۔۔۔

میں اس کے لیے اپنے دل ودماغ میں کوئی جذبہ نہیں رکھتا،،زاویار نے" گہری سانس لیتے کہا۔

دین پر وواٹ،،، باران اب بھی ویسے ہی سینے پر ہاتھ باندھے چیلنجنگ" انداز میں زاویار کو دیکھ رہا تھا۔

ٹھیک ہے کل ہی کسی لڑکی سے نکاح کر لیتا ہوں،،، پھر تمہیں یقین"

"ہو جائے گا،،،

زاویار نے قطعیت سے کہا تو باران کا دل کیا اس کا سر توڑ دے۔

کم آن زاویار،، عورت ایک فریب ہے،،اور تم ایک فریب سے نکل کر"

دوسرے میں گھسنے کی کوشش میں ہو،،، وٹ دا ہیل،،، عورت صرف استعمال کے لائق ہوتی ہے،،، جسٹ یوز اینڈ تھرو،،،" باران کے کہتے ہوئے دماغ میں مہر اور صبرینہ کا عکس لہرایا تھا۔۔ جبھی لہجے اور الفاظ میں مزید حقارت اور نفرت نمایاں تھی۔

تواور کیسے پرووکروں پھر؟؟؟وہ جھلا کر بولا۔۔"

غصہ ٹھنڈا ہوا تو زاویار کے تنے اعصاب خود بخود ڈھیلے ہو گئے۔۔۔گلے سے ٹائی ڈھیلی کرتے گاڑی کے اندر اچھالی اور کوٹ اتارتے گاڑی کے بونٹ پر پٹخا۔۔۔ایک نظر پیچھے گارڈن ایریا پر ڈالی جہاں سب آپس میں مگن تھے۔ بیک لیس رچ ریڈ ساڑھی میں اسے صبرینہ دور کھڑی نظر آئی۔۔۔صبرینہ کی نظریں اسی کی جانب تھیں۔۔۔زاویار کی نظروں کا ارتکاز کرتے باران نے بھی پیچھے دیکھا۔

چل میرے ساتھ،،،"

زاویار کے پاس سے گزرتے وہ زاویار کی گاڑی کی دوسری جانب گیا اور زاویار سے چابی مانگی۔۔۔زاویار کے چابی پھینکنے پر وہ گاڑی کی فرنٹ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مجبوراً زاویار کو بھی گاڑی میں بیٹھنا پڑا۔۔۔اس وقت ساڑھے دس کا وقت تھا۔۔۔باران خاموشی سے ڈرائیونگ کرتے بانو بائی کو فون ملا رہا تھا۔جب کہ زاویار خاموشی اور کوفت سے کھڑکی کے باہر دیکھ رہا

تھا۔۔۔اوراس لمحے کو کوس رہا تھا جب اس نے اس پارٹی میں آنے کی ہامی بھری تھی۔۔۔

سلام شیر صاحب،،، فون سے بانو بائی کی آواز ابھری۔ باران نے ایک نظر اپنے برابر میں بیٹھے سوچوں میں گم زاویار کو دیکھا اور موڑ کاٹتے بانو بائی سے مخاطب ہوا۔۔۔

میں راستے میں ہوں،،، آج ساتھ ایک عزیز اور بہت خاص دوست ہے،،، اس کی مہمان نوازی کا ایسا عمدہ انتظام ہونا چاہیے کہ کبھی کسی کا نہ ہوا ہو،،، یاد رہے جتنا اچھا انتظام اتنی اچھی رقم،،،" کہتے ساتھ باران فون کاٹ چکا تھا جب کہ زاویار کے کان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔وہ نا سمجھی سے باران کو دیکھنے لگا۔۔۔کچھ غلط ہونے کے احساس نے زاویار کو پریشانی میں ڈالا تھا۔۔۔ بے اختیار زاویار نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔۔۔وہ کیسے نہ سمجھ سکا کہ اس وقت اس کا دوست اسے کہاں لے جا سکتا ہے۔۔۔

اسٹاپ باران،،،مجھے کہیں نہیں جانا کسی کی مہمان نوازی کی ضرورت نہیں"

"ہے،،،

زاویار نے غصے سے کہا جب باران نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔۔۔

"میں نے کہا تھا،،،تم اس عورت کو بھول کر آگے بڑھ ہی نہی سکتے،،،"

باران غصہ دباتے طنزیہ بولا ارادہ مقابل کو اکسانے کا تھا۔۔۔

تم پاگل ہو باران،،،مجھے دوسری سے شادی منع کر رہے ہو،،،اور پھر خود"

ہی ایک گند سے نکل کر دوسری گند میں جانے کا کہہ رہے ہو،،، حرام ہے یہ

"سب،،،،

زاویار بری طرح جھنجھلایا۔۔۔

میں مزید بحث نہیں چاہتا زاویار،،،چل رہے ہو یا نہیں،،،"

باران نے حتمی لہجے میں پوچھا۔۔۔چہرے پر انتہائی حد تک سنجیدگی۔۔جس قدر سنسان روڈ پر وہ کھڑے تھے اس سے کہیں زیادہ ویران اس گاڑی میں بیٹھے ان دونوں کے دل تھے۔۔

کیا کوٹھے پر جا کر رات گزارنے سے یہ ثابت ہو گا کہ میں صبر ینہ کو دل و"
"دماغ سے نکال چکا ہوں،،،؟

زاویار شروعات سے بہت زہین تھا۔۔۔مقابل کے کھیل کو اسی پر پلٹنا اسے اچھے سے آتا تھا۔۔۔اب بھی وہ ایسا راستہ تلاش کر چکا تھا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔۔۔۔

ہاں،،،" باران نے یک حرفی جواب دیا۔ جس پر زاویار کمینگی سے"
مسکرایا۔۔۔اس کا دل عزیز دوست باران کیسے بھول سکتا تھا کہ وہ کمینگی میں کسی صورت زاویار معراج خانزادہ کے مقابلے نہیں آتا تھا۔۔۔

تو ٹھیک ہے،،، پھر چلتے ہیں کوٹھے پر،،،اگر واقعی ہوا کسی کے پاس ایسا حسن"
" کے زاویار خانزادہ بہک جائے تو گزار لوں گا رات،،،،

پر سکوں ہوتے زاویار نے اپنے شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھولے۔۔۔باران کی شرط کوٹھے پر جانے کی تھی۔اب وہ رات سو کر گزارے یا تصبیح پڑھ کر یہ اس کا سر درد تھا۔۔۔اسی لئے اسے اب بس باران دلشیر کی اس عجیب

منطق سے جان چھڑانی تھی۔۔کہ وہ کوٹھے پر محض ایک رات آرام فرمانے چلا تھا۔۔کہ جس کی وجہ سے کم از کم اس کے بعد باران دوبارہ کبھی اسے کوٹھے پر جانے کا نہ بولتا۔۔۔جبکہ وہ خود انجان تھا کہ وہ دوبارہ واقعی کوٹھے پر کبھی نہیں جانے والا تھا۔۔۔پر اپنا چین و سکون اسی کوٹھے کے در پر چھوڑ کر آنے والا تھا۔۔۔

****

زریمان،،،"

بانو بائی کی خوشی سے کھنکتی آواز پر زریمان کو اٹھ کر باہر حال میں آنا پڑا تھا۔۔ جہاں ساری محفل کا انتظام تھا۔لڑکیاں اس حال کا فرش اور گدیاں چمکانے کی تگودو میں تھی جہاں شام کی محفل کا آغاز ہونا تھا۔۔۔

کیا ہوا،،،؟۔زریمان نے کوفت بھرے لہجے میں پوچھا۔"

آج خاص نئے مہمان آرہے ہیں،،،وہ جو نئی لڑکی آئی ہے جس کے حسن" میں ستارہ قصیدے پڑھ رہی تھی اسے رقص کے بعد سب کے سامنے پیش کریں گے،،،

بانو بائی کا کہنا تھا کہ کچھ لمحے زریمان پریشانی سے انگلیاں مروڑنے لگی۔

زریمان جانتی تھی کہ بانو بائی نے اگر زرمش کا چہرہ دیکھ لیا تو کام بگڑ جاتا۔۔ پھر اس کوٹھے کی ایک نہیں دو دو امیدوار ہوتیں۔۔۔۔

اس لڑکی کو میں باہر پیش نہیں کر سکتی،،،اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر اگر" اس لڑکی نے مدد طلب کر لی تو بدنامی ہو جائے گی،،، کیونکہ وہ ابھی بھی ٹھیک طرح سے تیار نہیں ہے،،،ہاں بند کمرے میں جتنا چاہے ہنگامہ مچالے کوئی نہیں سنے گا،،،"

زریمان نے لچکدار انداز میں کہا تو بانو بائی کچھ لمحے سوچ میں پڑ گئی۔۔۔اگر وہ لڑکی سب کے سامنے پیش ہو جاتی تو اس لڑکی کی قیمت میں سو گنا اضافہ ہو جانا

تھا۔اور ہر کوئی بانو بائی سے اس کو مانگتا لیکن زریمان کی بات بھی قابلِ غور تھی۔۔۔

ٹھیک ہے پھر آج سیٹھ باران دلشیر آئے گا اور اس کے ساتھ اس کا خاص" دوست مہمان،،،اس لڑکی کا تیار کروا ایسا کہ اچھے سے اچھے کا ایمان ڈگمگا جائے،،،اور اچھے سے تربیت کر دو پہلی بار آرہا ہے وہ مہمان پر جب یہاں "سے جائے تو روزانہ آئے،،،

بانو بائی کی بات پر زریمان کمینگی سے مسکرانے لگی۔۔۔کتنا مسرت بھرا لمحہ تھا کہ جس لڑکی کو بانو بائی سالوں سے ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔آج وہی تھال میں سونے کی چڑیا کی طرح باران دلشیر جیسے حیوان کے دوست کے سامنے سجا کر پیش کی جانے والی تھی۔زریمان مزید وہاں نہیں ٹھہری اور فوراً اس کمرے کی جانب آئی جہاں زرمش کو تیار کیا گیا تھا۔۔۔کمرے میں قدم رکھا تو پریشانی ہوئی کہ وہ لڑکی کہیں نظر نہیں آئی۔

ستارہ،،،"زریمان زور سے چلائی تو ستارہ جو دوسرے کمرے میں تھی بوتل"
. کے جن کی طرح حاضر ہو گئی۔۔۔
حاضر ہوں،،،"ستارہ پھولتی سانسوں سے بول تو زریمان نے غصے سے "
اس کا جبڑا دبوچا۔
لڑکی کہاں ہے،،،؟"اس کے لہجے میں ناگن سی پھنکار تھی جب کہ ستارہ"
بری طرح چونکی تھی۔۔۔زریمان نے اسے جھٹکے سے چھوڑا تو وہ کمرہ
کھنگالنے لگی پھر مسحری کی دوسری طرف جاتی گہرا مسکرائی۔
"کبوتر آنکھیں بند کرتے بلی سے چھپنے کی کوشش میں ہے،،،"
مسحری کے پیچھے چھپی زرمش کو بازو سے کھینچتے ستارہ نے کھڑا کیا تو زریمان
کی آنکھیں زرمش کے وجود سے اٹھتی چمک سے مزید کھل گئیں۔۔۔
سفید گلاب،،،"بے اختیار زریمان کے منہ سے نکلا وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی
ایناره زیادہ حسین ہے یا زرمش۔۔۔ابھی تو صرف دو دن کی محنت تھی اور
یوں لگتا تھا حسن کا مجسمہ تراشا گیا ہے۔۔۔

سفید چمکدار چولی جو صرف سینے کو ڈھانپے ہوئے تھی اور سینے سے نچلا حصہ اس کا پیٹ اوپتلی کمر بالکل واضح تھی کہ اس رعنائی چھپانے کے لیے جالی دار کپڑا بھی نہں تھا۔ سفید چولی کے نیچے ہلکے گلابی رنگ کا لہنگا۔۔۔اوپری گلا کچھ گہرہ تھا جسے زرمش نے پیچھے کر کر کے چھپادیا تھا۔ریشم سے بالوں کو کرلز دے کر کھلا چھوڑا تھا اور ماتھے پر نازک بندیا اور کانوں میں باریک آویزے۔ پتلے اور مناسب نازک دودھیا بازو۔ متناسب ہوش ربا سراپا۔ ہلکا میک اپ اور سفید چاندنی سے چہرے پر آتشی لپ اسٹک۔۔۔

اس کا بازو چھوڑ ستارہ،،،"زریمان کو گمان ہوا تھا اگر اس لڑکی کو کسی نے" چھوا تو وہ میلی ہو جائے گی۔۔ستارہ کے ہاتھ ہٹانے پر زریمان کی نظر جسم سے ہوتی چہرے پر گئی پر یہ بات زریمان کے ماتھے پر بل پڑ گئے کہ سوائے آتشی لپ اسٹک کے ہلکا میک اپ یا آرائش اس کے چہرے پر نہیں تھی سوائے معصومیت کے۔۔

اس کا میک اپ اتنا ہلکا کیوں ہے،،، گہرا کر،،، "زریمان نے اطمینان سے" کہا۔۔اس ہلکے میک اپ میں بھی وہ باکمال تھی۔

کیا؟؟؟ کس طرح کروں،،؟؟ یہ کلموئی روتی اتنا ہے کہ سارا میک اپ" "خراب ہو جاتا ہے،،،

ستارہ نے منہ بناتے کہا تو زریمان گہرا مسکرائی۔

کوئی بات نہیں،،، اس میک اپ کی جگہ جو معصومیت اس کے چہرے پر سجی" "ہے وہ ہماری قسمت چمکا دے گی،،،

آگے بڑھتے زریمان نظریں جھکائے خوفزدہ ہوتی زرمش کے سامنے آئی تھی اور آنکھوں کے کاجل کو چھوٹی انگلی میں لگا کر زرمش کے کان کے نیچے لگایا تھا۔۔کہ اس وقت وہ ڈری سہمی ایک ہرنی سی لگ رہی تھی۔۔

"ایک بار زرا اس پھلجھڑی کی کمر تو دیکھ لوں،،،"

ستارہ نے زریمان کو پلٹتے دیکھ فورا زرمش کا رخ دیوار کی طرف کرتے زرمش کی پشت زریمان کی طرف کی۔۔۔زمش کی پشت پر مار پیٹ اور تشدد کے نشان تھے۔۔۔

دوا نہیں لگائی تھی اس پر،،،؟"زریمان نے گرجتے ہوئے پوچھا تو ستارہ" پریشان ہو گئی۔۔۔خود ہی آ بیل مجھے مار والا کام کیا تھا۔۔۔۔

لگائی تھی لیکن زخم زیادہ تھے،، ہلکے تو ہو گئے پر نشان چھوڑ گئے،،،"ستارہ " کی بات پر زریمان کشمکش میں پڑ گئی کہ آیا زرمش کا لباس ہی بدلوا دے۔۔یا کچھ دوسرا انتظام کرے وہ اسی سوچ میں تھی کہ ایک لڑکی دروازے پر بھاگتی ہوئی آئی۔

زریمان بائی آج تو کوٹھے پر مردانہ حسن کے شاہکار آئے ہیں،،،افففف وہ" باران دلشیر کم تھا جو اس کے ساتھ ایک اور اپنے حسن کا دیوتا اپنے جلوے "بکھیر رہا ہے،،،

وہ لڑکی ٹھنڈی آہ بھری کافی بے باکی سے آہ بھر کر بولی۔۔۔توزرمش کادل بری طرح سکڑ کر پھیلا۔۔۔اسے لگااس کے گلے میں پھندا سالگ گیا ہے۔۔کیونکہ باتوں باتوں میں ستارہ زرمش کے سامنے یہ ذکر کر چکی تھی کہ یہاں کی آنے والی خاص ان چھوئی لڑکیاں باران دلشیر اوراس کے خاص لوگوں کے لیے پیش کی جاتی ہیں۔۔

زریمان بائی،،، باران صاحب تو نظر کرم کرتے نہیں ان کے ساتھ والے "

"کے ساتھ میرا انتظام کردے ساری عمر غلامی کرنی ہے پھر تیری،،،،

اس لڑکی کے الفاظ سن زرمش کادل کر رہا تھاکان بند کرلے۔۔۔۔افف اتنی غلاظت۔۔۔اتنی بے باکی بھلا کب دیکھی تھی۔۔۔

چل جالغوہانکنا بند کر،،اور کلٹی ہو یہاں سے،،،اس خاص مہمان کے لیے "

"ہی آج اس مجسمہ حسن کو تیار کیا ہے،،،

زریمان کے کہنے پر زرمش نے نظر اٹھا کر دیکھا۔کیا کچھ نہیں تھاان آنکھوں میں, نفرت, پچھتاوا, بددعا, موت کی تمنا۔۔۔۔

ہاں جانتی ہوں،،، بانو بائی نے ہی بھیجا ہے کہ اس لڑکی کو اس خاص کمرے" میں بھیج دو جہاں اس مہمان کی مہمان نوازی ہو گی،،، اور اس کو سمجھا دو کہ میزبانی میں شکایت نہ ملے،،، "وہ لڑکی ایک نفرت اور حسرت بھری نگاہ زرمش پر ڈالتی کمرے سے چلی گئی جب زریمان واپس زرمش کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

پہلا اور خاص مہمان ہے،،، اور آج کی رات تیرا مرد،،، دھیان رہے اگر" اسے شکایت ملی تو تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گی،،، ستارہ اس کی کمر پر میک اپ کرو،،، یوں بھی اس کے حسن کے جال سے کوئی نکلے گا تو زخموں پر غور "کرے گا نا،،، میں کمرے میں تازہ پھول لگوا رہی ہوں اسے وہاں بٹھاؤ،،، زریمان حکم صادر کرتی عجلت میں نکل گئی جبکہ اب کی بار زرمش اطمینان سے مسکرائی تھی۔۔۔ فیصلہ کیا تھا کہ موت کو گلے کیوں لگائے اتنا بڑا ظلم اپنی ذات پر کیوں کرے۔۔۔ بلکہ اب چمڑی ادھڑے یا زریمان جان لے لے۔۔۔ پر وہ اپنا آپ کسی کو چھونے بھی نہیں دے گی۔۔۔ زرمش اپنی

سوچوں میں اتنی گم تھی کہ معلوم ہی نہ ہوا استارہ نے اس کی کمر پر میک اپ کر دیا۔۔۔اور اسے کھینچتی ہوئی اس کمرے کی جانب لے گئے۔زرمش باہر نکلی تو سب کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئی کہ یہ حسن تو ایسا تھا کہ بندہ صرف دیکھنے کی حد تک بھی ڈرے کے میلا نہ ہو جائے پر قسمت کتنی خاک تھی کہ وہ قیمتی ہیرا آج مٹی ہو جانا تھا۔وہیں کئی لوگ یہ سوچ پریشان تھے کہ کیا وہ اینارہ تھی۔۔۔!؟؟؟

ک*وٹ-ھے کی دہلیز پار کرتے باران کی پر تجسس نظریں زاویار کے چہرے پر تھیں۔۔وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنا چاہتا تھا۔۔لیکن اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کہ زاویار کا موڈ کافی بحال تھا اور ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ۔

تم ٹھیک ہو،،،؟" باران نے اپنی کیفیت کو مدِ نظر تیکھے چتون رکھتے زاویار" سے پوچھا۔۔زاویار کا مسکرانا اسے کھٹکا تھا کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا تھا۔

ہاں ٹھیک ہوں کیوں تمہیں کیا ہوا،،،؟"زاویار نے کف فولڈ کرتے " نارمل لہجے میں پوچھا۔۔لاپروائی ایسی تھی جیسے یہاں روز دودھ پتی پینے آتا ہو۔۔کہ باران دلشیر اپنے دوست کے ہر سیاہ و سفید سے واقف تھا۔۔وہ کتنے پانی میں تھا۔۔اس سب کو وہ حرام کہتا تھا۔۔باران اچھے سے جانتا تھا اسی لئے۔اس کے عجیب سے ایٹیٹیوڈ پر باران لب بھینچ گیا۔۔۔

نہیں تمہارا تنانارمل بیہیو عجیب لگ رہا ہے نا ہضم ہو رہا،،، خیر چھوڑو شاید" میرا وہم ہے،،،" کہتے ساتھ باران نے کندھے اچکا دیے۔۔وہ مغرور شہزادے مغرور قدم اٹھاتے اندر کوٹھے کے مین ہال میں داخل ہوئے۔۔

ان دونوں کا اندر آنا تھا کہ بانو بائی اور زریمان کی چمکتی نظریں باران سے ہوتے اس خوبرو شہزادے سے چپک گئیں۔۔جو دکھنے میں ہی کافی امیر لگ رہا تھا۔۔جس کے ہونٹوں پر ہلکی خوبروسی مسکراہٹ رقصاں تھیں۔۔جب

کہ عام دنوں کے بر عکس باران دلشیر کچھ بے چین معلوم ہو رہا تھا۔۔ بانو بائی کا اشارہ ملنا تھا کہ جتنی تتلیاں وہاں زاویار کو دیکھتے پورے حال میں ادھر سے ادھر اڑتی پھر رہی تھیں۔۔اس کے آگے پیچھے منڈلانے لگیں۔۔۔گلاب کی ٹوٹی پتیوں کی مانند اس پر نچھاور ہونے کو تیار ہوئیں۔۔پر وہ ایک نظر سب پر ڈال کر بے نیاز ہوتا باران کے برابر میں وہاں رکھے تخت پر بیٹھ گیا۔

ٹرسٹ می کوئی ایک بھی ایسی نہیں جس پر نگاہ ٹھہر جائے،،، "زاویار معراج" خانزادہ کندھے اچکاتا افسوس سے بولا اب کی بار باران مسکرایا تھا۔۔۔

بانو بائی آج تمہارے کوٹھے کے حسن پر سوال اٹھا ہے،،، میرے جگر کو" ایسے حسن کا دیدار کرواؤ جو اس نے نہ کبھی دیکھا ہو نہ کبھی سوچا ہو،،، "اس نے زاویار کی نظروں میں دیکھتے چیلینجنگ انداز میں کہا۔۔تو وہ لڑکیاں جو زاویار کی منظورِ نظر ہونے کی کوشش میں تھیں منہ بناتی افسوس سے پیچھے ہو گئیں۔۔۔جب کہ زریمان کی نظروں میں زرمش کا حسین نازک مومی س سراپا لہرایا۔۔

تمہیں یقین ہے باران کے واقعی ان کے پاس کوئی ایسے حسن کا خزانہ "

"ہو سکتا ہے جو مجھے ڈگمگانے پر مجبور کر دے،،،؟

زاویار نے کان کے قریب جھکتے پوچھا تو باران کی نظروں کے سامنے وہ خوفزدہ آنکھیں لہرائیں۔۔۔اور پھر اس نے اس دل موہ لینے والی دلفریب خوشبو کو اپنے گرد رقص کرتے محسوس کیا۔۔ہاں وہ ڈگمگایا تھا ایک بار کسی خوشبو کا اسیر ہوا تھا۔۔وہ لمس اکسیر اس کی روح میں اترا تھا۔لیکن کوئی مستقل لمس اکسیر نا بن پایا تھا کہ وہ چند لمحوں کے لیے ہی تھا۔۔پھر وہ غائب ہو گیا۔۔۔یوں لگا جیسے اس کی نظروں سے دو منٹ کے لیے پردہ ہٹ کر واپس گرا دیا ہو۔۔

ہاں،،،"زاویار کی بات پر بے اختیار باران کے منہ سے نکلا تو زاویار نے " آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔۔۔یہاں آنے سے پہلے اسے باران درست لگا تھا اور خوش بھی پر اب باران کی طبیعت اسے عجیب لگ رہی تھی۔۔۔بے قرار سی۔۔

آئیں زاویار صاحب آج آپ کے لیے اتنا اسپیشل انتظام کیا ہے جتنا کسی کے " لیے نہیں کیا کبھی،،، "زریمان آداب کے انداز میں جھکتی ایک ادا سے بولی تو زاویار کو اس عورت سے کوفت محسوس ہوئی۔۔ جتنا میک اپ اس عورت نے تھوپ رکھا تھا زاویار کو اس سے وحشت ہو رہی تھی۔۔۔

یہ کوٹھا مجھے میک اپ کی دکان لگ رہا ہے،،، "زاویار کی سرگوشی اتنی تیز " ضرور تھی کہ زریمان کے کان تک پہنچی تھی اپنی اس قدر بے عزتی پر رنگ کچھ لمحے کے لیے بدلہ تھا۔۔ لیکن پھر اتنی ذلت کے باجود خود پر ڈھٹائی کا خول چڑھاتے وہ واپس مسکرائی۔۔۔

آپ ساتھ تو چلیے اگر ناپسند آئے تو آپ کا جوتا میرا سر،،، "اب کے " زریمان بھی چیلنجنگ انداز میں بولی تو بانو بائی بھی کشمکش میں پڑ گئی کہ اندر ایسا کونسا حسن کا خزانہ زریمان نے سنبھال رکھا ہے۔۔۔۔ کس پر اتنا یقین ہے یہاں کی ہر لڑکی حسین تھی پھر بھی اس مغرور شخص کو کوئی پسند نہیں آ رہی تھی تو زریمان اتنا مطمئن کیسے تھی۔۔؟؟؟ ہاں اس جگہ صرف ایک حسن کا

مجسمہ تھا۔۔بانو بائی کے پاس جسے اس نے چھپا کر رکھا تھا وہ اینارہ تھی جس کے طلسمی حسن پر شرط باندھی جاسکتی تھی۔۔

چلو باران میں دیکھتا ہوں رات سیاہ ہوتی ہے یا سفید،،"ایک آنکھ ونک " کرتا وہ زریمان کے ساتھ اندر جانے لگا جب کہ باران خاموش نظروں سے بنا کوئی جواب دیے زاویار کو اندر جاتا دیکھنے لگا۔۔۔

دل کی کیفیت انتہائی حد تک خطرناک ہو رہی تھی۔۔۔وجہ کچھ کچھ سمجھ آرہی تھی پر وہ دبا رہا تھا۔بانو بائی کچھ کہنے لگی تو باران نے اشارے سے اسے روک دیا اور اٹھ کر بنا بانو بائی کو کچھ کہے جانے پہچانے رستے پر چلتا اسی کچن کی جانب چلا گیا۔۔۔کچن میں جاتے جاتے اس کے قدم کچن سے پہلے بنے ایک کمرے کے دروازے پر رکے جو لاکڈ تھا۔اس بند دروازے کو دیکھتے اندر سے تجسس جاگا کے اسے کھول کر دیکھے لیکن پھر نظر انداز کرتے کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔۔اس کے چہرے سے جیسے دھوئیں سے اٹھ رہے تھے۔۔ چہرا اس قدر پر تپش ہو گیا تھا کہ آگ چھلکانے کو تھا جلد سے فریج سے بوتل

نکال کر باران نے اپنے سر پر ڈالی۔۔۔یہ کیسی کیفیت تھی کہ سانس بھی لینا دوبھر ہو رہا تھا۔۔ ٹھنڈا پانی سر سے ہوتا چہرے اور سینے پر بہہ گیا۔۔۔آنکھیں بند کرتے گہری سانس لی تو وہ برسوں پہلے کے ماضی کے دھندلکوں میں کھونے لگا۔۔

کیا بات ہے باران،،،تو جب یہاں آیا تھا بالکل سوکھا جھینگا تھا اب تو کسی "انگلش ہیرو جیسی باڈی بنالی،،،،،

دلاور سیٹ دو ماہ بعد گیراج میں آیا تھا۔۔ورنہ وہ فون پر ساری کاروائی کا طریقہ بتاتا تھا۔۔۔دنیا کی نظر میں دلاور سیٹ ایک نامور بزنس مین تھا لیکن پیچھے کے سارے راز باران سمیت سارے لڑکے جانتے تھے کہ دلاور سیٹھ کی کامیابی کے پیچھے اسمگلنگ کا دھندہ ہے جو ملک بھر میں پھیلا ہے۔۔۔۔ آہستہ آہستہ کام کرتے دو تین سالوں میں ہی باران دلاور سیٹھ کا بہت خاص بندہ ہو گیا تھا۔۔دلاور سیٹھ باران کو ان کاموں کے لیے استعمال کرتا تھا

جس میں اس کو صرف بھروسہ مند بندہ چاہیے ہو۔۔۔۔لیکن آج دو سال بعد جب دلاور سیٹھ اپنی کسی خاص بزنس ڈیل کی کامیابی پر اپنے خاص لڑکوں کو انعام دینے آیا تھا تو باران کو شرٹ لیس دیکھ تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔۔گہرہ مسکراتے اس کی کٹس بنتی باڈی کو سراہا تھا۔۔۔۔

"دلاور سیٹھ ایسی کوئی بات نہیں ہے بس تھوڑی بہت ایکسر سائز،،،"

ابھی باران بول ہی رہا تھا جب ساتھ کھڑے دانش نے منہ میں چھالیاں ڈالتے باران کی بات کاٹی تھی۔۔۔

تھوڑی نہیں دلاور سیٹھ جتنا وقت یہ کام نہیں کرتا اتنا وقت یہ ڈمبلنگ کرتا"

"ہے،،،کمینہ سالہ،،

دانش نے ہنستے ہوئے کہا تو باران خفیف سے احساس سے چہرہ جھکا گیا۔۔۔

چلو اچھی بات ہے،،،اب یہ کام بند کرو آج دلاور سیٹ کی طرف سے تم"

"لوگوں کے لیے بڑی دعوت ہے،،،

دلاور سیٹ جیب سے فون نکالتا بولا تو وہاں کھڑے لڑکے باران سمیت ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔یہاں جتنے بھی لڑکے تھے ان میں سے کوئی یتیم تھا تو کوئی مسکین یا پھر کوئی شدید ضرورت میں مبتلا۔۔

"""کون سی دعوت دلاور سیٹھ،،،؟"

باران نے تجسس سے پوچھا۔

"کچھ دیر میں پتا چل جائے گا،،، چلو لڑکوں گاڑی نکالو ہم نکل رہے ہیں،،،"

دلاور سیٹھ کے اشارے پر باران کشمکش میں پڑ گیا اس نے آج ایحان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ آج کی رات ایحان اور ایلف کو پارک لے کر جائے گا اور وہ لوگ ڈنر باہر کریں گے۔۔۔یوں بھی صبح وہ معمولی سی ضد پر ایلف کو تھپڑ مار کر آیا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے سارا دن برا گزرا تھا۔۔۔وہ تو کچھ دیر میں چھٹی کرنے والا تھا۔۔۔کچھ سوچتے وہ باہر بھاگا اور سب سے آگے کھڑی سفید گاڑی میں بیٹھتے دلاور سیٹھ کی طرف بھاگا۔۔۔دلاور گاڑی میں بیٹھ چکا تھا گاڑی کا دروازہ بند کرنے لگا تھا جب باران اس کے قریب جھکا۔۔۔

"آج کے لیے معذرت دلاور سیٹھ میرا چھوٹا بھائی گھر پر میرا انتظار کر رہا ہے آج گھر وعدہ کر کے آیا تھا کہ اسے باہر لے کر جاؤں گا،،، میں آج آپ کے ساتھ نہیں آسکتا،،،"

باران کے کہنے پر دلاور سیٹھ نے اسے بغور دیکھا۔۔۔وہ لڑکا کبھی اپنی زبان سے اپنی بہن کا ذکر نہیں کرتا تھا ایسا نہیں تھا کہ دلاور سیٹھ اس کی فیملی سے انجان نہیں تھا وہ سب جانتا تھا باران کے متعلق۔۔پر وہ ہر بار اسے حیران کر دیتا تھا۔۔۔

"ابھی میرے ساتھ چلو،،،اس کو بعد میں لے جانا،،،" دلاور سیٹھ بات مختصر کرتے دروازہ بند کرنے لگا تھا جب باران نے دروازہ تھام لیا۔۔۔

"سیٹھ جانا ضروری ہے ورنہ وہ،،،"

باران نے بولنا چاہا جب دلاور سیٹھ سختی سے انگلی دکھاتے اسے روکا۔۔

"گاڑی کا دروازہ بند کر اور جا کر گاڑی میں بیٹھ،،،"

دلاور سیٹھ نے اب کے سختی سے کہا تو باران لب بھینچے دروازہ بند کر گیا۔۔۔۔

منہ کے زاویے مکمل بگڑ چکے تھے۔۔۔جب اچانک چہرے پر کسی نے ٹی شرٹ پھینکا باران نے غصے سے پھینکنے والے کو دیکھا تو وہ دانش تھا۔۔جو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔۔باران ٹی شرٹ پہنتے گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔گاڑی مختلف راستوں سے گزرنے لگی وہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی فکروں میں گھرا تھا کہ نجانے کتنے سفر کے بعد گاڑی جھٹکے سے رکی تو اچانک گاڑی کے لڑکے ایک آواز میں چیخے۔۔۔باران نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو جیسے پتھر کا ہو گیا۔۔۔یہ گلی کافی رنگین تھی۔۔۔سامنے ہی کئی گھر بنے تھے پر جن کے باہر جوان جوان لڑکے بیٹھے تھے اور لڑکیاں بے تکلفی سے ان کے ساتھ کھڑی خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔۔۔۔باران کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔۔ان کی گاڑی جس گھر کے آگے رکی تھی وہ جیسے اس زمانے کا شیش محل تھا۔۔۔سارے لڑکے خوشی سے اندر گئے تھے جب کہ

وہ وہیں گاڑی سے باہر نکلتا گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔۔۔جب کسی نے کندھے پر ہاتھ رکھا تو باران چونک کے پلٹا۔۔۔دلاور سیٹھ مسکراتے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

چل اندر،،،آج تجھے معلوم ہو گا دنیا کتنی رنگین ہے،،،"دلاور سیٹھ کی ذو" معنی بات پر باران لب بھینچے نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔۔

سیٹھ میں اپنی سیاہ اندھیر دنیا میں خوش ہوں،،،مجھے رنگوں سے نفرت " ہے،،،"

باران کا لہجہ کافی سخت تھا جبھی دلاور سیٹھ کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔۔ اندر چل،،،"پیٹھ پر تھپکی دیتے اس پر دلاور سیٹھ نے انکار کی گنجائش نہیں " چھوڑی تھی اس کے چہرے کے تاثرات سخت ہو چکے تھے۔۔۔۔

باران مزید کچھ نہ کہہ سکا تھا کیونکہ جانتا تھا دلاور کو انکار نہیں پسند اور اب وہ واقعی اس دلدل میں پھنس چکا تھا کہ چاہ کر بھی نہیں نکل پاتا۔۔اگر نکلنے کی کوشش کرتا تو اس کے پیچھے اس کے چھوٹے بہن بھائی تھے۔۔۔وہ واقعی

بے یار و مدد گار ہو چکا تھا۔۔۔نہ سہارے کے لیے کوئی مضبوط کندھا تھا نا چھپنے کی کوئی جگہ کہ باران دلشیر کو شدت سے اپنے باپ کا کندھا یاد آتا تھا کہ پیشک اس کا باپ کمزور تھا پر اتنا مضبوط ضرور تھا کہ باران اس کے پیچھے چھپ سکے۔۔۔

اندر قدم رکھتے رنگ و خوشبوؤں کا ایک جہاں یہاں دیکھنے کو ملا تھا۔۔۔وہ حیران ہوا تھا اس نے اس جگہ کے بارے میں بہت بار سنا تھا۔۔۔پر کبھی یہاں آیا نہیں تھا۔۔۔یہ بانو بائی کا کوٹھا تھا۔بانو بائی ان کے آتے ہی نزاکت سے دلاور سیٹھ کے سامنے جھکی تھی۔۔۔باران کو اس جگہ سے کوفت و وحشت ہوئی تھی۔۔۔ایک گھن سی اس کے وجود میں سرایت کرنے لگی تھی۔۔۔اس رات کا وہ منظر یاد آیا تھا جب اس نے مہرو کو کسی غیر کی بانہوں میں مچلتے دیکھا تھا۔۔۔۔

"کیا ہوا تو ٹھیک ہے،،،"

دلاور سیٹھ نے اس کی غیر ہوتی حالت دیکھتے پوچھا تو بانو بائی اس نو عمر لڑکے کو دیکھنے لگی جو بیس اکیس سال کا تھا۔۔۔

"میں یہاں نہیں رک سکتا میں جا رہا ہوں،،،"

باران کہتے ساتھ وہاں سے نکلنے لگا تھا جب دلاور سیٹھ نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے روکا۔۔۔

"تحکمانہ لہجے کے ساتھ زبردستی باران کو اپنے ساتھ بٹھاتے وہ بیٹھ جا،،، ایک تخت پر بیٹھ گیا۔۔۔کچھ ہی دیر میں رقص کی محفل شروع ہوئی تو مزید رنگ برنگ کی تتلیاں ان کے آگے پیچھے گھومنے لگیں۔۔۔

"یہ تو زندگی کا اصل مزہ ہے چھوکرے،،،"

دلاور نے باران کے زرد رنگ کو دیکھتے کہا۔۔۔اسے لگ رہا تھا جیسے باران کو غصہ آ رہا ہے۔۔۔دوسری طرف باران کے چہرے پر ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔جب ایک نازک حسینہ باران کے آگے جھکی ہاتھ لہرا رہی تھی۔۔۔اور اس چہرے اور کشادہ سینے پر چھونے لگی۔۔

"یہ سب بہت گندا ہے دلاور سیٹھ مجھے جانے دو،،،"

وہ غصے سے بولا تو دلاور سیٹھ طنزیہ ہنسا۔

"ان،،، جس گندگی میں تم آ گئے ہو نہ بار ان وہاں یہ سب عام ہوتا ہے طوائفوں کو دیکھ رہے ہو؟ ان کے پاس ہمارے دشمن آتے ہیں نا صرف اپنا مال چھوڑ کر جاتے ہیں اپنے کئی گہرے راز بھی چھوڑتے ہیں،،، جسمانی لطف کے علاوہ بھی یہ ہمارے بہت کام آتی ہیں،،،" وہ بولتا جا رہا تھا کہ یہاں آنا کیوں ضروری تھا۔۔۔دلاور سیٹھ کی باتوں کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا ۔وہ بہت مشکل سے اس وقت تک یہاں بیٹھا تھا۔۔۔جب تک دلاور سیٹھ کسی نوعمر لڑکی کے ساتھ کمرے میں نہیں چلا گیا تھا۔۔۔

اگلے دن پھر دلاور سیٹھ اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔۔۔کل کی بانسبت آج اس کی حالت قدرے بہتر تھی۔۔وہ رقص کے دوران قدرے پر سکون ہو کر وہاں بیٹھا رہا۔۔پر وہ یہاں کچھ خاص کرنے میں دلاور سیٹھ کے ساتھ شامل نہیں ہوا تھا۔۔۔دلاور سیٹھ کے کہنے پر بانو بائی نے اسے کوٹھے کی سب

خوبصورت اوران چھوئی لڑکی اس کی خدمت میں پیش کی تھی۔۔۔وہ لڑکی باران کو لے کر ایک کمرے میں آئی۔۔اور اس کے سنے خود کو بے لباس بھی کر گئی مگر باران اپنے قدم پیچھے کر گیا تھا۔۔۔وہ فور آ گھن اور کرایئے محسوس کرتا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔

پھر مستقل ایک مہینہ دلاور سیٹھ کے ساتھ یہاں آنے کے بعد وہ اب بالکل نارمل بی ہیو کرنے لگا تھا۔۔۔وہ اس ماحول کا یہاں کی رنگینی کا عادی ہو گیا تھا۔۔۔

مجھے لگتا ہے اب تمہیں کوئی چن لینی چاہیے،،،اور خصوصاً اس جگہ یہاں" اپنی مردانگی ثابت کر دینی چاہیے،،،،ورنہ یہ سب تمہیں نامرد سمجھیں گی بلکہ مہینے پہلے تمھاری کی جانے والی حرکت سے سمجھتی بھی ہیں،،،کافی چہ مگوئیاں سنی ہیں میں نے،،،"دلاور نے ہنستے ہوئے اس کی مردانگی پر کاری ضرب لگائی تھی کہ باران تلملا گیا تھا۔

مجھے فرق نہیں پڑتا کون کیا کہتا ہے،،،"اس نے سختی سے نظریں پھیرتے "
ہوئے کہا تو دلاور قہقہ لگا کر ہنسا۔
شراب تم نہیں پیتے،،شباب سے تمہیں الرجی ہے،،اب تو میرے دل "
"میں بھی یہ سوال اٹھ رہا ہے تم مرد ہی ہو ناں،،،؟
دلاور سیٹھ کے سوال پر باران نے خونخوار نظروں سے دلاور سیٹھ کو
دیکھا۔۔۔ہتک کے احساس سے چہرہ لال انگارا ہو گیا تھا۔۔اور جبڑے بھینچ
گئے۔۔۔
مجھے عورت ذات سے اس کے وجود سے نفرت ہے،،تو جس وجود سے "
گھن آتی ہو،،شدید نفرت ہو،،اس وجود پر باران دلشیر تھوکنا پسند کرے،،،
کجا کہ اسے اپنی قربت سے نوازتا پھرے،،ایک بے اعتبار اور بے وفا مخلوق
"ہوتی یہ ہے عورت،،،،
وہ دنیا کی تمام عورتوں سے شدید بدگمان ہو چکا تھا۔دلاور سیٹھ نے اس کی
آنکھوں میں مخالف صنف کے لیے نفرت کی آگ دہکتے دیکھی تھی۔۔۔

تواس نفرت کو نکالو اپنے اندر سے،،، عورت پر اعتماد مت کرو،،، اسے پاؤں کی جوتی کے نیچے رکھو،،، استعمال کرو اور پھینک دو،،، اس کا استعمال کرو اور قیمت ادا کرو،،، سر کا تاج نہیں پاؤں کی جوتی بناؤ،،،"

دلاور کی باتیں سنتا وہ کشمکش میں پڑ گیا تھا۔۔۔ باران کو کشمکش میں دیکھ دلاور نے بانو بائی کو اشارہ کیا تو ایک نازک تتلی ہاتھ پکڑ کر باران کو اپنے ساتھ اندر لے گئی۔۔۔ اس رات کے بعد باران دلشیر ایک اور گندگی کے دلدل میں پھنس چکا تھا۔۔۔ وہ قبول کرتا تھا کہ وہ واقعی ایسے دلدل میں ہے جہاں سے نکلنا اس کے بس سے باہر ہے۔۔۔

وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھا جب اچانک بری طرح چونکا۔۔ کوئی اسے دیکھ رہا تھا اپنے اوپر نظروں کی تپش محسوس کرتے جیسے ہی باران کی نظر کچن کی جانب اٹھی دھڑکنیں سست پڑنے لگی۔۔۔

دوپٹے کے ہالے میں وہی گہری بھوری آنکھیں کچن کی چوکھٹ سے اندر جھانک رہی تھیں۔۔۔وہ فورا پہچان گیا تھا۔۔۔ایسے کیسے نہ پہچانتا انہیں۔۔۔ان آنکھوں نے تو چین سکون قرار نیند سب لوٹ لی تھی۔۔۔

ہیے رکو،،،"اچانک وہ آنکھیں غائب ہوئی تو باران جو ٹرانس کی سی "

کیفیت میں اپنی جگہ پتھر کا بنا گیا تھا اچانک سکتا ٹوٹا۔۔۔وہ تیزی سے باہر بھاگا لیکن وہ ظالم جادو گرنی ایک بار پھر آنکھ مچولی کھیل گئی تھی۔۔راہداری بالکل خالی تھی وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

کیا مجھے جاگتی آنکھوں سے وہم ہونے لگے ہیں،،،؟ یا اس کوٹھے میں کوئی"

"حسین بھوتنی ہے جو اچانک کہیں غائب ہو جاتی ہے،،،،

باران راہداری میں آتے بڑبڑایا اور غصے میں اس بند دروازے پر ہاتھ مارا۔۔۔

دروازے کی دوسری طرف دل تھامے کھڑی اینارہ کا دل حلق میں آیا تھا۔۔۔وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔اس کے کمرے میں پانی ختم

ہو گیا تھا۔کافی دیر پیاس کی شدت برداشت کرتے وہ زریمان کا انتظار کرتی رہی لیکن جب زریمان نہ آئی اور برداشت ٹوٹنے لگی۔۔۔تو وہ کچن میں گئی شکر تھا کچن میں کھڑا شخص اپنے ہی خیالوں میں گم تھا کہ اسے نہ دیکھ سکا۔۔۔ وہ فوراً پلٹی پر نجانے دل میں کیا سمائی کے چہرہ پر ڈوپٹہ ڈال کر گم صم کھڑے اس شہزادے کو دیکھا جو لباس سے کوئی شرابی سیٹھ نہیں لگ رہا تھا۔۔۔بلکہ عام سے ٹی شرٹ ٹراؤزر میں کوئی پرانے وقتوں کا یونانی دیوتا لگ رہا تھا جو راہ بھٹک کر اس غلیظ جگہ پر بھول کر نکل آیا ہو۔۔۔اینارہ کا دل کیا اسے غور سے دیکھے پر باران کے چہرے کا رخ سامنے تھا۔۔اور جو سائیڈ اینارہ کی جانب تھی وہ اس کے ہاتھ سے کور تھی۔۔وہ باران کا چہرہ نہ دیکھ سکی پر اس شخص نے ضرور اسے دیکھ لیا تھا۔۔ تبھی وہ بجلی کی تیزی سے اپنے کمرے میں بھاگی اور اس مہت آہستگی سے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔۔۔

جب باران نے ہاتھ دروازے پر مارا تو لگا دروازہ کے ساتھ اس کی روح بھی ٹوٹ کر پرواز کر جائے گی۔۔پر دو منٹ بعد احساس ہوا وہ شخص جا چکا۔

باران جو دروازے کے پاس کھڑا تھا جھنجھلاتے واپس باہر چلا گیا یہ گمان کرتے کے زاویار واپس آچکا ہو گا اسے کوئی لڑکی پسند نہیں آئی ہو گی اور وہ واپس گھر چلے جائیں گے۔۔پر یہ دیکھ شدید جھٹکا لگا کہ پندرہ سے بیس منٹ ہو چکے تھے پر زاویار کمرے سے باہر نہیں آیا تھا۔۔۔

کہا تھا نہ باران سیٹھ کہ ایسا حسن کا خزانہ ہے کہ آپ کے جگری دوست "
"ایک نظر دیکھنے کے بعد نظر نہیں پھیر پائیں گے،،،
زریمان باران کو دیکھتی فخریہ بولی تو باران کی بے چینی اور بڑھ گئی۔۔۔یوں لگا جیسے جلتے ہوئے انگاروں پر لوٹ گیا ہو۔۔۔!

****

پورا کمرہ پھولوں سے سجا ہوا ایک خوابناک سا دعوتِ لذت دیتا ہوا منظر پیش کر رہا تھا۔۔باقاعدہ ماحول کو فسوں خیز بنانے کے لیے تازے گلاب کے پھولوں سے سیج سجائی گئی تھی۔۔لیکن یہ سیج یہاں موجود ایک نازک سی جان کے لیے ببول کے کانٹوں بھرا بستر تھی۔۔۔زرمش اس کمرے میں بند

تھی۔۔کسی بھی لڑکی کے لیے موت کا سماں تھا کہ بغیر نکاح کے کسی کی سیج سجائے۔۔یہاں بھی ایسا ہی ہو رہا تھا پر وہ تہیہ کر چکی تھی کہ مارنے اور مرنے پر آجائے گی لیکن خود کو کسی کو آسانی سے سونپتے ہوئے کسی کی وقتی غلط تسکین کا سبب نہیں بنے گی۔۔جبھی پھولوں سے بھری بیڈ پر بچھی چادر کھینچی تھی اور اپنے برہنہ وجود کو ڈھانپ لیا تھا کہ اس کے پیروں کی انگلیاں تک اس میں چھپ گئی تھیں۔میک اپ کے نام پر اسے سرخ گہری لپ اسٹک لگائی گئی تھی اسی چادر سے اس لپ اسٹک کو مسل ڈالا تھا۔۔آنکھیں آنسوؤں میں کوئی چیز تلاش کرنی چاہی جس سے اپنی سے لبالب بھری تھیں کمرے حفاظت کر سکے۔۔پر سائیڈ لیمپ کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا تو جلدی سے سائیڈ لیمپ کی تار کھینچتے اسے ہاتھوں میں تھام لیا۔دروازے کے پاس قدموں کی آہٹ محسوس کرتے وہ فوراً دروازے کے دائیں طرف کھڑی ہو گئی کہ دروازہ کھلنے پر نظر نہ آئے۔۔۔دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا یوں لگتا

تھا کہ پسلیاں توڑ کر باہر آنکلے گا کہ کانوں میں گنجتا دھڑکنوں کے شور سے جسم میں بھی ہلکی ہلکی لرزش طاری تھی۔۔۔۔

زاویار جس کی مسکراہٹ زریمان کے پیچھے آتے ہی غائب ہو چکی تھی۔۔۔ انتہائی سخت تاثرات لیے کمرے کے دروازے کے گول ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔۔اب آگے کیا ہونا تھا؟؟؟ایک میک اپ سے لدی لڑکی برہنہ لباس میں یا لباس کے تکلف سے مبرا اس کی گود میں کسی پکے پھل کی طرح آ گرنے کی کوشش کرتی۔۔اسے اپنے حسن کی طرف مائل کرتی اور اسی طرح کی بہت سی حرکتیں کرتی۔۔پر وہ سوچ چکا تھا۔۔۔اسے سختی سے بول دے گا کہ اس کے قریب آنے یا اسے چھونے کی جرات بھی نہ کرے۔۔۔ جبھی دروازہ کھول کمرے میں داخل ہوا۔۔اسے اپنے پیچھے کچھ غیر معمولی محسوس ہوا تھا۔۔کسی باز سے بھی زیادہ تیز اور زیرک نگاہ اور چھٹی حس رکھنے والا زاویار معراج خانزادہ سیکنڈز میں معاملہ کی طے تک پہنچ چکا تھا۔۔ تبھی بجلی کی سی تیزی سے اپنے پیچھے گھوما۔۔

وہ کالج کے زمانے میں بہت مہنگے فائٹنگ کلب سے فائٹنگ سیکھا تھا۔اس)
کے اندر بہت سے داؤ پیچ سکھائے جاتے تھے جن میں سے ایک اپنے پیچھے کی
حرکت کو محسوس کرنا تھا۔اس لمحے جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو خالی کمرہ
دیکھتے گڑ بڑ کا احساس ہوا اچانک اپنے پیچھے عجیب حرکت محسوس کرتے اسی
(لئے فورا پیچھے مڑا تھا
زرمش جو موقع کو غنیمت جان کر وار کرنے کی کوشش میں تھی۔۔زاویار
نے ایک لمحے میں اس پر وار کرتے ہاتھ کی کلائی اپنے ہاتھ میں جکڑی اور
دوسرے بازو کو بھی جکڑ کر اسے پیچھے کی جانب دھکیلا تو زرمش کی پشت اور
سر دیوار سے بری طرح ٹکرایا۔۔زاویار نے اب بھی اس کے ہاتھ تھام رکھے
تھے۔۔۔تکلیف کی شدت سے زرمش کے منہ سے ایک درد بھری سسکی
برآمد ہوئی۔۔اور وہ سر میں اٹھتی ٹیسوں کی وجہ سے اپنی آنکھیں بری طرح
میچ گئی۔۔۔جب کہ حقیقی وار تو زاویار خانزادہ پر اب ہوا تھا۔۔۔

مٹی مٹی لپ اسٹک کے نشان لزرتے ہونٹوں پر موجود ایک الگ ہی نظارا پیش کر رہے تھے۔۔۔چہرہ آنسوؤں سے معطر میک اپ سے پاک۔۔۔گہری لزرتی پلکیں گلابی عارضوں پر جھکی لرز رہی تھیں مومی گالوں پر قدرتی گلابی پن ہوش ربا تھا۔۔۔اس بند آنکھوں والی نازک جان سراپے کے چہرے کو دیکھتے وہ اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا تھا۔ نظریں ہٹنے سے انکاری تھیں کہ وہ ہوش میں ہی کب رہا تھا۔۔۔باہر وہ خود سے دعوا کر کے اندر آیا تھا کہ اندر جو بھی ہے اسے اپنے قریب بھی نہیں پھٹکنے دے گا اور اب خود اسے کے بہت قریب اسے غور سے دیکھے جا رہا تھا۔۔

باہر زریمان جو دعوی کر رہی تھی وہ جھوٹا نہیں تھا اس کے سامنے کھڑی لڑکی بے مثل حسن رکھتی تھی۔۔۔زاویار اس کے چہرے کے نقوش میں بری طرح الجھا تھا۔۔۔جب زرمش نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔اگلے لمحے آنکھیں خوف سے پھیل گئیں کہ وہ شخص اس قدر لمبا چوڑا تھا کے اسے اسی لمحے ادراک ہوا۔۔کہ وہ چاہ کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔۔۔اس

جواں سالہ مرد کے ایک تھپڑ کی مار بھی نہیں ہو گی۔۔۔دل مزید خوف سے کانوں میں دھڑکنے لگا۔۔اور کلیجہ اچھل کر منہ میں آنے کو بے تاب ہوا۔۔ زرمش کی آنکھوں میں بکھرے سرخ ڈورے اور خوف کی تحریر رقم دیکھ زاویار مزید مبہوت ہو گیا تھا۔۔جب اچانک زرمش اپنے ہاتھ چھڑانے کو بری طرح پھڑ پھڑائی۔۔۔زاویار کی ٹرانس کی کیفیت کانچ جیسے چھناکے سے ٹوٹی تو وہ اب کی بار اس کے ہاتھوں پر پکڑ مزید سخت کرتے ماتھے پر بل ڈالے اس لڑکی کا جائزہ لینے لگا۔۔۔ایک نظر دیکھنے کے بعد اسے احساس ہوا یہ حملہ اس لڑکی نے اپنے بچاؤ کے لیے کیا تھا۔۔ جسم پر بیڈ شیٹ لپیٹے وہ خود کو چھپائے ہوئے تھی اور زاویار پر حملہ آور ہوئی تھی۔

زاویار نے استہزائیہ مسکراتے واپس اس کے چہرے کی جانب دیکھا جہاں اب خوف کی جگہ نفرت تھی۔

چھوڑو مجھے،،،"زرمش غصے سے پھنکاری تھی۔"

کیوں چھوڑوں،،،"بے وجہ،بے بات وہ سوال کر گیا۔وہ سننا چاہتا تھا وہ"
لڑکی کیا کہتی ہے۔۔کیونکہ اگر یہاں کسی مرد کے آنے اور اس کے چھونے پر
اتنا اعتراض تھا تو اپنے حسن کی نمائش کرتے کوٹھے پر کیوں بیٹھی
تھی؟؟؟حسن بھی وہ جو کسی کو بھی بہکا دے جبکہ باران نے یہ بات اسے
واضح الفاظ میں بیان کر دی تھی کہ اس کوٹھے پر کسی لڑکی کے ساتھ زبردستی
نہیں ہوتی۔۔۔

اگر تم نے،،،مجھے چھونے کی کوشش بھی کی تو،،،"خود کو مضبوط کرتے وہ"
چلانے لگی۔۔جب زاویار کے آنکھوں میں سرد تاثر ابھرا۔۔۔زاویار نے
ایک زوردار جھٹکے سے زرمش کو دیوار سے ہٹایا تو اس کے ہاتھ میں پکڑا لیمپ
اور جسم چھپائے چادر جھٹکے سے قدموں میں ڈھیر ہو گئی۔۔۔وہ دیکھنا نہیں
چاہتا تھا پر مرد تھا۔۔نظریں اس کے حسین سراپے میں الجھ کر بھٹک سی
گئیں تھیں یوں بھی تو وہ طوائف ہی تھی کونسی پاکباز لڑکی تھی۔۔۔

اس کی نازک کمر اور دودھیا بازو سے ہوتی زاویار کی نظر اس کے ٹھوڑی کے ہلکے سے خم پر ٹھہر گئی۔۔۔وہ نہیں بہکنا چاہتا پر نظر بہک گئی تھی۔۔۔جب کہ زرمش اپنی اس آبروریزی پر زمین پر پڑی چادر اٹھاتی زاویار سے پانچ قدم پیچھے ہوتی ایک بار پھر دیوار سے لگی تھی۔۔۔زرمش چادر کو اپنے گرد لپیٹتے سانس روکے کھڑی تھی۔۔۔اس کی حرکات پر زاویار الجھ گیا تھا۔۔۔

وہ اسے چھونے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔وہ میچیور تھا اچھے برے کو سمجھتا تھا وہ حرام کاری کا عادی نہیں تھا۔۔پر اسے اس لڑکی کی حرکتیں عجیب لگ رہی تھیں۔۔۔یہ لڑکی کوٹھے پر بیٹھ کر اپنے حسن کو کیش کر رہی تھی اور پریٹینڈ ایسے کر رہی تھی جیسے اس کا ریپ ہو رہا ہو۔۔۔جتنے کانفیڈینس سے زریمان اسے اس کمرے کی طرف لائی تھی تو یقیناً یہ لڑکی اپنی مرضی سے یہاں بیٹھی تھی۔۔۔ورنہ اگر یہ لڑکی راضی نہ ہوتی تو کوٹھے کی بانو بائی اتنے امیر کسٹمر کو پہلی مرتبہ ایسہ لڑکی دینے کا کبھی یہ رسک نہ لیتی۔۔۔

تمھاری منہ مانگی قیمت ادا کی ہے،،، یقیناً تمھیں اپنے خریدار کو لبھانے کے "
ہزار گن سکھائے گئے ہوں گے اسی لئے اب یہ ڈرامے بازی بند کرو اور زرا
"ڈھنگ سے پیش آؤ،،، بیڈ پر بیٹھو،،،

سینے پر ہاتھ باندھتے زاویار نے حکم صادر کیا۔۔۔اور نظریں اس حسینہ سے
پھیریں کے بندہ بشر تھا۔۔۔خطا کا پتلا اگر یہاں بہک کر ایک خطا ہو جاتی تو وہ
اس دلدل میں پھنس جاتا۔۔۔آج حقیقی معنوں میں اس کے ایمان اور نیت کا
کڑا امتحان تھا لاکھ کوشش کے باوجود زرمش کا بے پناہ بے اختیار حسن اس کو
بہکا رہا تھا۔۔۔

اگر تم نے مجھے چھونے کی کوشش کی تو میں اپنی جان دے دوں "
گی،،، "زرمش دھمکی آمیز لہجے میں بولی تو زاویار کے ماتھے ہر بل پڑے۔
تو کیا صرف یہ برہنہ وجود دکھانے کی اتنی قیمت وصول کی ہے،،،؟" گویا "
مزاق اڑاتے پوچھا تو زرمش کی آنکھوں سے آنسو گرتے گالوں پر پھسل
گئے۔۔

میں طوائف نہیں ہوں،،،"شدتِ ضبط سے آنکھیں میچتے کہا۔۔وہ کس" کس کو یقین دلاتی وہ طوائف نہیں تھی۔۔۔

ہو نہیں پر کسی ضرورت کے تحت بننے آئی ہو پر اب دل ڈر رہا ہے،،،تم" عورتیں کیسے چند ٹکوں کے لیے اپنی عزت کا سودہ کر دیتی ہو،،،؟؟؟"

زاویار بے رحم ہوا اور بول کر طنزیہ ہنسنے لگا تھا۔۔۔پینٹ کی جیب سے الیکٹرک پاٹ نکالتے لبوں سے لگایا۔۔اور ایک گہرہ کش کھینچتے دھواں زرمش کی جانب چھوڑا۔جب اس کے الفاظ چابک کی طرح زرمش کے جسم پر لگے۔۔۔بات سچ ہوتی اگر کچھ ردوبدل کی جاتی۔اس احمق نے ابرار کی محبت میں اندھے ہو کر واقعی اپنی عزت کا مفت سودا کیا تھا۔۔۔

پر عورت تو اسی وقت گر جاتی ہے جب وہ عزت کا سودا کرنے کا فیصلہ" کر لے،،،کیونکہ شریف عورت تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتی،،،تو پلیز اپنا یہ "پاکیزگی کا ڈھونگ اور ناٹک بند کرو،،،

زاویار ناپسندیدگی سے بولا۔

یہاں سے چلے جاؤ،،،"اب کے زرمش نے گزارش کی تھی اسے اس"
شخص سے خوف محسوس ہوا تھا۔سامنے والا بندہ پیچھے ہٹنے کے ارادے نہیں
رکھتا تھا۔

کیوں جاؤں،،،؟پوری قیمت وصول کر کے جاؤں گا"اس نے زرمش کے"
قریب ہوتے جان بوجھ کر کہا۔۔۔اسے اس لڑکی سے کسی قسم کی کوئی
ہمدردی محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔نہ ہی اس کے آنسو زاویار کے دل پر اثر
انداز ہو رہے تھے۔۔۔

تم اگر میری عزت بخش دو گے تو یقین کرو اللہ تمہاری عزت کی حفاظت"
کرے گا،،،"وہ اچانک التجا کرنے پر آئی تھی۔جب کہ اس کے جملے پر زاویار
بے اختیار قہقہ لگا کر تلخی سے ہنسا تھا۔۔۔

میری عزت تو بہت پہلے ہی تمھاری طرح چند ٹکوں کی خاطر مجھے چھوڑ کر"
جا چکی،،،اسی لئے اپنے یہ ڈھونگ اور ناٹک بند کرو اور مجھے خوش کرو،،،میں
تمہارے کوٹھے کی مہمان نوازی دیکھنا چاہتا ہوں،،،اور یہ رو دھو کر

سیمپتھی لینے کا ناٹک بند کرو،،، جانتا ہوں ان چھوئی رہنے کے لیے ناٹک کر رہی ہو تا کہ نیکسٹ گاہک سے بھی تگڑی رقم وصول سکو،،، ہو ہی اوپر سے طوائف مکاری کوٹ کوٹ کر بھری ہو گی،،، چلو آج جو میں نے تمھاری "قیمت ادا کی ہے اسے ڈبل کر لو اور یہ ڈرامہ بازی بند کرو،،،

زاویار نے بیڈ پر بیٹھتے حکم دیا۔۔ ساتھ اپنے الفاظ سے زرمش کے وجود کو چھلنی چھلنی کر دیا۔ وہ بار بار اسے طوائف کہتے مخاطب کر رہا تھا۔۔۔ جبکے زاویار انتظار میں تھا کہ وہ یہ شرافت کا ڈھونگ چھوڑ اس کی طرف قدم بڑھائے تو پھر وہ اس لڑکی کو اس کی اوقات بتائے گا۔۔۔

"اگر تم میرے قریب آئے تو تم بہت پچھتاؤ گے،،، "

جب زاویار نے اسے قریب آ کر اپنی تھائی کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا تو زرمش کو لگا اس کے وجود کو آگ لگا دی ہے۔۔۔ اسی لئے اس نے آنکھوں میں انتہائی نفرت لیے کہا تھا۔ وہ شخص ہو گا لاکھ طاقتور پر سب سے بڑی

طاقت اس رب کی تھی جس کے قبضے میں سب کی جان ہے۔۔۔اور وہ اپنی عزت اپنے رب کے سپرد کر چکی تھی۔۔اس لیے دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔

اچھا؟زاویار نے بھنویں اچکاتے حیرت سے پوچھا۔ "

"اور کیوں پچھتاؤں گا میں،،،؟"

اس نے ہونٹوں پر کمینی سی مسکراہٹ سجاتے دریافت کیا۔۔یہ چوہے بلی کا کھیل اب کافی انٹرسٹنگ ہو گیا تھا۔۔اسی لئے وہ بڑے اطمینان سے اسے زچ کرنے پر تلا ہوا تھا مگر پھر زرمش کے منہ سے نکلنے والے جملے زاویار معراج خانزادہ کو آگ کی بھٹی میں جھونک گئے گئے۔

آج تم مجھے روندو گے تو کل تمہاری بیٹی طوائف بن کر یہاں آنے والے "

"مردوں کو خوش کرنے کا سامان بنے گی،،،

زرمش کے جملے نہیں تھے۔۔بلکہ وہ تیزاب تھا جو اس نے زاویار پر پھینکا تھا۔۔اگلے لمحے ہی وہ زرمش کے مقابل آیا تھا اور اس قدر زور سے ایک

زنا ٹے دار تھپڑ اس کے نازک گال پر مارا تھا کہ زرمش تیورا کر زمین پر گری تھی۔۔۔

آہ،،،،،،،،زرمش کے منہ سے ایک چیخ برآمد ہوئی۔۔

زاویار کی پانچ انگلیوں کی شدت اس کے گال پر نشان چھوڑ گئے تھے اور دماغ سن پڑے لگا تھا۔کان کے اندر نمی محسوس ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے کان کا پردہ پھٹ گیا ہو۔۔۔۔

"یو بلڈی بچ،،،ہاؤ ڈیر یو،،،،"

زاویار نے دوسرے سائیڈ ٹیبل کا لیمپ اٹھاتے زور سے زمین پر ایک دھماکے سے پھوڑا۔۔زرمش نے خوف کی شدت سے اپنی آنکھیں میں لیں اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔اس کا غصہ کسی طور کنڑول میں نہیں آرہا تھا۔ زرمش کی بات پر محمل کا نازک سراپا آنکھوں میں گھوما تھا اور جو خطرناک تصور لمحے میں اس کی آنکھوں میں گھوما تھا وہ ناقابل برداشت تھا۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ زمین پر پڑی اس لڑکی پر پٹرول چھڑک کر اسے آگ لگا

دے۔۔غصہ کنڑل نہ ہونے پر وہ غصے سے زمین پر بیٹھتے زرمش کا گلا دبوچ چکا تھا۔وہ پہلے تھپڑ سے ہی نہ سنبھلی تھی کہ زاویار کا اگلا حملہ اسے بے جان کرنے لگا تھا۔وہ ازیت سے آنکھیں موند گئ تھی۔۔۔موت کو بہت قریب سے دیکھتے لبوں سے خود بخود کلمہ جاری ہو گیا تھا۔۔۔وہ اس موت سے خوش تھی۔۔۔جب کہ زرمش کو مزحمت نہ کرتے دیکھ اور اس کے لبوں سے کلمے کے دو حرف سنتے زاویار نے جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔۔۔

"تم جیسی طوائف جو مردوں کو خوش کرنے کا سامان بنتی ہے اس کے منہ یہ سب اچھا نہیں لگتا،،میری بیٹی کا نام تم نے اپنی زبان سے لیا ہے اگر قتل معاف ہوتا تو زاویار معراج خانزادہ آج تمہیں مار کر تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا،،" نفرت سے کہتا وہ ایک لمحہ رکے بغیر دروازے کی طرف بڑھا تھا لیکن زرمش کے اگلے الفاظ نے اس کے قدم جکڑ لیے تھے۔۔

"ہ،،ہم،،،گندی،،کیونکہ طوائف ہیں جسم بیچ رہی ہیں،،تو تم جسم خریدنے والوں کو کیا کہو گے،،،ان کی گنتی کن شریف زادوں میں ہوتی

ہے،،،؟"گہری گہری سانس لیتے وہ بے تحاشا روتے ہوئے وہ زاویار معراج خانزادہ کو لاجواب کر گئی تھی۔۔۔

اپنی بیٹی کا سن کر نکل گئی نہ جان تمہاری،،،(کہتے کہتے زرمش تلخی سے" ہنسی)پر اس کو ٹھے اور اس جیسے کو ٹھوں پر تمہارے جیسے شریف زادوں کی

"بیٹیاں بکتی ہیں زاویار خانزادہ،،،

زرمش نے اسی کے منہ سے اس کا نام سنا تھا۔زاویار کا نام لیتی وہ نفرت سے پھنکاری تھی۔۔۔زاویار خانزادہ ایک مرتبہ پھر غصے سے اس کی جانب بڑھا تھا پر جو آئینہ اب کی بار زرمش نے دکھایا تھا وہ پہلے سے زیادہ خطرناک تھا۔۔۔(وہ بھری بیٹھی تھی۔۔اور اس کے منہ سے اپنے لئے اتنے گندے الفاظ سن کر کسی زخمی شیرنی کی طرح بپھر چکی تھی۔۔ تبھی اپنی بھڑاس نکالتے یہ تک بھول گئی تھی کہ وہ جو اسے تھپڑ مار کر چھوڑ کر جا رہا ہے اگر ابھی اسے اٹھا کر اس بیڈ پر پھینکتا تو اس میں تو اتنی بھی طاقت نہیں بچی تھی کہ چلا ہی لیتی۔۔)

آتے ہیں یہاں تمہارے جیسے شریف زادے،،،کہتے کہتے تکلیف "
برداشت نا کرتے ہوئے وہ زمین پر اوندھے منہ لیٹ گئی تھی۔اس کے بازو
اس کی پشت اور سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔زاویار کے تھپڑ نے دماغ سن
کر ڈالا تھا۔۔۔زرمش کے لیٹنے پر بیڈ کی چادر نیچے کھسکی اور زرمش کے برہنہ
پشت نمایاں ہوئی تو زاویار کو جھٹکا لگا تھا۔۔۔اس لڑکی کی پشت پر بیلٹ اور
کوڑے مارے جانے کے تازہ نشان تھے (یہ وہ نشان تھے جنھیں میک اپ
سے چھپانے کی ناکام سی کوشش کی گئی تھی مگر زاویار معراج خانزادہ کی
زیرک نگاہوں سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکے تھے۔۔)اسے دھچکا لگا یعنی وہ لڑکی
واقعی زبردستی لائی گئی تھی۔۔۔

تمہارے جیسے شریف زادے راتوں کو یہاں آتے ہیں،،،اور پھر اپنے "
خون کا بیج یہاں کی طوائفوں کی کوکھ میں بو کر جاتے ہیں،،،اگر بیٹا ہوتا ہے تو
وہ عورتوں کی دلالی کرتا ہے اور اگر بیٹی ہوتی ہے تو تمہارے جیسے لوگ

ہی اسے روند جاتے ہیں،،، کئی دفع تو باپ کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کوٹھے پر "جس لڑکی کے ساتھ وہ رات رنگین کر رہا ہے وہ اسی کا بیچ ہے،،، کہتے ساتھ زرمش انتہائی تلخی سے ہنسی تھی۔۔۔زاویار خانزادہ اس کے الفاظ پر دنگ رہ گیا تھا۔۔۔سچ تو کہہ رہی تھی۔۔۔اولاد خالی وہ تو نہیں تھی جو دنیا کے سامنے ہو۔۔۔ نجانے کتنے شریف زادوں کی بیٹیاں یہ کام کرتی ہوں گی۔۔وہ رکا نہیں تھا۔۔اس کے بعد ایک لمحہ وہ اس کمرے میں نہیں ٹھہر پایا تھا کہ یہ کمرہ نہیں اسے آتش دان لگ رہا تھا۔۔جس میں اسے لگا وہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔۔ تبھی وہاں سے تیزی سے نکلا تھا۔۔

باران کی بے چینی بڑھنے لگی تھی۔۔مزید پندرہ منٹ گزرے تو جیسے دل ڈوبنے لگا۔۔وہ تو سمجھ رہا تھا زاویار واپس آجائے گا پر وہ نہیں آیا تھا۔۔

"مجھے تمہارے دوست نہیں پسند باران،،، "اپنے باپ کی آواز اچانک کانوں سے ٹکرائی۔

کیوں بابا،،وہ بہت اچھے ہیں کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑتے،، کبھی مجھے"

"اکیلا نہیں چھوڑتے،،،

باران نے شدید جھنجھلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

"میں نے کل تمہیں سگریٹ پیتے دیکھا تھا باران،،،"

اپنے باپ کی آواز پر اسے شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔شرمندگی سے نظریں جھک گئی تھیں۔۔۔

میں نہیں پوچھوں گا تمہیں یہ عادت کیسے لگی،،،پر اتنا ضرور کہوں گا"

تمہارے دوست مخلص نہیں،،اگر مخلص ہوتے تو وہ تمہیں اس بری چیز کے

"عادی نہ ہونے دیتے جس کے وہ خود عادی ہوں،،،،

باران دلشیر نے آنکھیں بند کی تو نظروں میں آئینہ لہرایا۔۔۔تو کیا وہ بھی مخلص نہیں تھا؟؟؟وہ کیوں چاہتا تھا زاویار خانزادہ بھی کوٹھے کا عادی ہو۔۔۔ جبکہ وہ اس کے اصرار سے پہلے کبھی یہاں آنے کا سوچتا بھی نہیں۔باران دلشیر جانتا تھا وہ عادی کریمنل ہے۔۔اس نے اور زاویار نے بہت زیادہ غیر

قانونی کام کیے تھے۔۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کچھ حرام کام ایسے تھے جن سے وہ دونوں ابھی بلکل نابلد تھے۔۔۔۔زمانہ دراز سے سویا ہوا ضمیر اچانک کچوکے لگانے لگا تو باران سے مزید برداشت نہ ہوا۔

"زاویار کو باہر بلائیں،،،"

اچانک اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے باران نے زریمان کو مخاطب کیا تو زریمان حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں،،،؟"

زریمان نے نا سمجھی سے پوچھا تو باران نے جواباً اسے سخت نظروں سے گھورا۔۔۔

"میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں،،، تمہیں تمہاری قیمت مل جائے گی جا کر دروازہ کھلواؤ،،، بلکہ میں خود،،،"

ابھی باران نے اتنا کہتے قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ زاویار معراج خانزادہ کو بپھرے شیر کی مانند مشتعل چہرہ لیے باہر آتے دیکھا۔۔۔زاویار کا چہرہ انتہائی

حد تک سرخ ہوتا خون چھلکانے کو تھا۔۔سانسیں پھولی ہوئی الگ ہی کہانی بیان کر رہی تھی کہ زریمان کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔۔

"کیا لڑکی سے کوئی غلطی،،،"

زریمان زاویار سے پوچھنے کی کوشش میں تھی پر وہ بنا ایک بھی لمحہ مزید ضائع کیے بغیر کوٹھے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔باران کے ہونٹوں پر ایک سکون آور مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ٹراؤزر کی جیب سے خاکی لفافہ نکال کر بانو بائی کی جانب اچھالا اور زاویار کے پیچھے کوٹھے سے باہر نکل گیا۔۔۔

"میں اس حرافہ کو نہیں چھوڑوں گی،،،"

غصے سے چیختی زریمان اس کمرے کی جانب بڑھی جہاں زرمش بے ہوش پڑی تھی۔۔۔

****

اپنے دائیں ہاتھ پر رومال باندھتا وہ سیکنڈ فلور کے ففتھ کوریڈور سے گزر رہا تھا۔اس کا رخ اسپورٹس روم کی جانب تھا۔

کچھ وقت بعد ان کا دوسری یونیورسٹی کے ساتھ چیلنجنگ ویک شروع تھا۔ وہاں جا کر اسے اسپورٹس کے کوچ سے بات کرنی تھی کہ فٹبال کی ٹیم سے ایحان اور ملحق کا نام خارج نہ کریں دو تین دن میں وہ دونوں واپس جوائن کرنے والے تھے۔

"ضیاء،،،"

پیچھے سے ہانپتی ہوئی آواز پر پل بھر کو ضیاء کے قدم رکے۔۔یہ نورین کی آواز تھی۔۔نورین اس کے پیچھے کل بھی آئی تھی پر وہ نظر انداز کر رہا تھا۔۔وجہ یہ تھی کہ کہیں نورین اس سے یہ سوال نہ کر لے کے وہ ارسلان نیازی سے نورین کے لیے کیوں لڑا۔۔شاید کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ اس طرح نہیں لڑتا یا لڑائی کی نوبت ہی نہ آتی کیونکہ نورین واحد وہ لڑکی تھی جسے منانے کے لیے وہ وہاں گیا تھا۔۔اگر نورین پوچھ لیتی تو وہ کیا جواب دیتا؟جب کہ وہ تو خود بھی اس سوال کا جواب نہیں جانتا تھا اور اس جواب سے بھاگ رہا تھا۔۔

ضیاء تم مجھے نظر انداز کر کے نہیں بھاگ سکتے،،،"

وہ بھاگتی ہوئی ضیاء کے سامنے آئی تھی اور دونوں بازو ہوا میں پھیلاتے ضیاء کے جانے کا راستہ مسدود کیا تھا۔۔۔اناری رنگ کی شلوار قمیض پر کپڑوں کے ہم رنگ کھسے اور ہم رنگ ڈوپٹہ گلے میں ڈالے ضیاء کو گھور رہی تھی۔۔۔ناک اور گالوں کی سرخی الگ ہی طرح سے ضیاء کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی اس پر تضاد اس کی پلکوں کا خم۔۔ضیاء نے اضطرابی کیفیت میں نظریں دوسری جانب پھیر لی۔۔

"تم نے ارسلان نیازی سے میری وجہ سے لڑائی کیوں کی،،،؟"

جس سوال سے وہ ڈر رہا تھا نورین نے وہی سوال کیا تھا۔ضیاء نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسئلہ۔

تم میری کلاس میٹ ہو اس لیے۔۔"ضیاء نے انتہائی سنجیدگی سے نورین کو" سخت نظروں سے گھورتے کہا۔۔اس وقت وہ بالکل سادہ سے گرے شلوار قمیض میں تھا۔اس کے گال اور ماتھے پر اب بھی چوٹ کے نیلے نشان موجود تھے۔۔

تمہیں میری وجہ سے یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی اگر اس وقت "
ایحان،،،"نورین تیزی سے کہہ رہی تھی جب ضیاء نے اس کی بات کاٹی۔یہ
لڑکی اس کے سر چڑھنے کی کوشش کر رہی تھی اسی لئے اس لڑکی سے اب
لاتعلقی ہی بہتر تھی۔

اپنے بکواس لیکچر اپنے پاس رکھو مجھے اس کی ضرورت نہیں،،،مجھے کب کیا"
"کرنا ہے مجھے معلوم ہے،،اب ہٹو میرے راستے سے،،،،
ضیاء درشتگی سے نورین کو دھکا دیتے آگے بڑھ گیا۔۔سختی سے آنکھیں میچ کر
کھولیں۔۔۔تین سال تک وہ اپنے دل پر پہرے بٹھانے میں کامیاب رہا تھا
پھر یہ لاسٹ ایئر میں اس کا دل کیوں پاگل ہوتا پسلیوں سے سر پٹخ رہا تھا۔۔(
شاید یہ بات دل کو ستا رہی تھی کہ کچھ عرصے بعد یونیورسٹی ختم ہو جائے گی تو
وہ اسے کیسے دیکھے گا۔۔۔سو اسے بہتر یہی تھا کہ اسے اپنی سوچ اور دماغ سے
جھٹک کر دور پھینک دے۔۔۔
"تم ایسے نہیں جا سکتے،،،"

وہ جھٹکے سے ضیاء کے سامنے آتی پھر ہاتھ پھیلا گئی کہ اگر ضیاء اپنے قدم نہ روکتا تو اس سے بری طرح ٹکرا جاتا۔۔۔

نورین میرا دماغ خراب مت کرو ہٹو سامنے سے،،، "ضیاء دانت پیستے بولا "

البتہ اس کی جانب دیکھنے سے مکمل طور پر اجتناب برتا۔۔۔

کیوں ہٹوں؟ تمھاری وجہ سے میں سب کی نظروں میں آئی،،، سب اس "

لڑائی کی زمہ داری مجھ پر ڈال رہے ہیں،،، ایک تو تم نے میری عزت خراب کر دی اوپر سے مجھے تیور دکھا رہے ہو،،، "نورین کو غصے میں احساس ہی نہ ہوا کہ اس کی آواز کس قدر بلند ہو چکی ہے۔۔ ضیاء نے اس کی تیز آواز پر اطراف میں نظر دوڑائیں۔۔ پھر نورین کا بازو پکڑتے اسے دائیں جانب کے کلاس روم میں لے گیا۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ کیا عزت خراب کی ہے میں نے تمہاری،،،؟""

نورین کو دیوار سے پن کرتے ضیاء غرایا۔۔

تم نے ارسلان نیازی سے لڑائی کر کے مجھے بدنام کر دیا،، پوری یونیورسٹی " میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان کچھ ہے،،،" ضیاء کو خود سے پیچھے دھکیلتے ہوئے وہ بھی نم لہجے میں غرائی۔۔۔یہ حقیقت تھی کہ جب لڑائی شروع ہوئی تھی تو اسے صرف ضیاء کی فکر تھی۔۔ لیکن لڑائی کے اگلے دن تک جب وہ اس کی فکر میں گھلی جا رہی تھی اور معلومات اکھٹا کر رہی تھی کہ ضیاء سے اس کی خیریت دریافت کرے تو ضیاء کی گرل فرینڈ نے سب کے سامنے اسے اچھا خاصا ذلیل کیا تھا۔۔۔اور یہ تک کہا کہ اس کے اور ضیاء کے درمیان کچھ ہے ساتھ یہ بھی کہ ضیاء نے اسے چیٹ کیا ہے۔۔ پھر ضیاء کی فکر ایک طرح سے غائب ہی ہو گئی تھی اور اپنی عزت کے خوف سے ضیاء سے چڑ ہونے لگی تھی۔

واؤ،، ضیاء ایک دم ہنسا پھر اچانک نورین کے چہرے کے قریب دیوار پر " زور سے مکا مارا کہ نورین ایک چیخ کے ساتھ خوف سے پیچھے ہوئی۔۔۔

تو تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ میں بے غیرت بنا اس کی باتیں سنتا ہاں،،،""

اچانک نورین کا جبڑا اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں لیتے ضیاء پھنکارا۔

چھوڑو مجھے،،، مجھے اپنی جہالت مت دکھاؤ،،، ارسلان جو کچھ بھی کہہ رہا تھا"

وہ مجھے کہا تھا اس سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں تھا،،، "آنکھوں سے لبالب آنسو

نکل کر رخساروں کو چومنے لگے اور وہ جوابی کاروائی میں چیخ کر بولی تو ضیاء نے

غصے سے اس نازک جان کو گھورا جس کا چہرہ غصے کی حدت سے گلابی ہو چکا تھا

پر اب ضیاء کا دل کر رہا تھا اس کا منہ توڑ دے۔۔۔

آل رائٹ،،، تو وہ تمہارا مسئلہ تھا،،، میں ہی گدھا، الو کا پٹھا تھا جو تمہارے"

معاملے میں ٹانگ اڑائی اور تمھارے فیور میں بولا،،، ایسا ہی ہے ناں؟؟؟"

طنزیہ کہتے ضیاء دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔۔ لیکن اندر اٹھتے اشتعال کے

شعلوں نے اسے کہاں قابو میں رہنے دیا تھا۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ

نورین کا گلا دبا دے۔۔ وہ اس سے یوں دامن بچا رہی تھی۔۔۔ وہ اپنی فکر کیے

بغیر اس کے لیے لڑا تھا اور اس احسان فراموش لڑکی نے اسے ہی اپنا اور اپنی

عزت کا دشمن قرار دے دیا تھا۔۔۔ضیاء کے تو تلوؤں پر لگی اور سر پر بجھی تھی۔۔ طیش کے مارے برا حال تھا۔۔۔

"ون منٹ مس نورین،،، کہیں معاملہ الٹا تو نہیں،،؟

ضیاء واپس پلٹ کر نورین کے مقابل آیا۔۔نورین جو رو رہی تھی الجھی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"ارسلان نیازی نے تمہارے بارے میں اتنا کچھ غلیظ کہا،،پر تمہیں صرف اس بات سے تکلیف ہے کہ میں نے اس سے لڑائی کی،،،اب مجھے سمجھ آ رہا ہے کہ تم اکیلی ہونے کے باوجود وہاں کیوں بیٹھی تھیں جہاں ارسلان نیازی جیسا گھٹیا شخص کھیل رہا تھا،،"

ضیاء حیرت زدہ سا مسکرایا اور یوں تاثر دیا جیسے بہت اہم بات معلوم ہوئی ہو۔۔جبکہ نورین کے دل کی دھڑکن یہ سوچتے سست پڑنے لگی کہ اس کے کردار پر ایک اور داغ لگنے والا تھا۔۔۔

یعنی میں ہی وہاں غلط وقت پر آیا،،،اور ارسلان نیازی کو تم پر شک ہو گیا"

"کے اس کی معشوقہ،،،،

ابھی ضیاء نے اتنا ہی کہا تھا کہ نورین کا بے اختیار ہاتھ اٹھا اور ضیاء کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔۔۔وہ منہ ہاتھ رکھے بے یقینی سے قہر برساتی نگاہوں سے نورین کو دیکھنے لگا۔۔یقین کر پانا مشکل تھا کہ کوئی لڑکی وہ بھی نورین اس پر ہاتھ اٹھا چکی ہے۔۔۔اس کا سکتہ نورین کی آواز پر ٹوٹا۔۔۔

" تم ایک گھٹیا زہنیت کے گھٹیا شخص ہو ضیاء،،،مجھے برا ارسلان نیازی کے لیے نہیں تمہارے لیے لگا تھا،،، لیکن تمہاری گرلفرینڈ نے پوری کلاس کے سامنے میری عزت کی دھجیاں اڑا دیں،،،جتنے گھٹیا جملے ارسلان نیازی نے تنہائی میں کہے تھے صرف تمہارے سامنے،،،،وہ جملے تمہاری گرلفرینڈ نے پوری یونیورسٹی کے سامنے مجھے پیش کیے ہیں،،،تم بھی اسی زہنیت کے گھٹیا مرد ہو،،،"

ضیاء کے سینے پر انگلی مارتی نوورین پھٹ پڑی۔۔۔اپنی بات کہتے ساتھ وہ کمرے سے نکلنے لگی تھی کہ ضیاء نے جارحانہ انداز میں ایک مرتبہ پھر اس کا بازو کھینچتے اسے دیوار کی جانب پوری شدت سے دھکا دیا۔۔۔نورین تکلیف سے بلبلا اٹھی کہ اس کو لگا اس کا بازو آج ٹوٹ جائے گا۔۔ لیکن اس کے سنبھلنے سے پہلے ضیاء نے اس کے نکلنے کے راستے مسدود کر دیے۔۔

"تم نے مجھے تھپڑ مارا،،،" ضیاء کا برفیلا لہجہ سوال کرتے انتہائی حد تک سرد تھا کے نورین کو غصے کی زیادتی میں کی گئی اپنی سنگنین غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔۔۔اسے حقیقی معنوں میں اب ضیاء سے خوف محسوس ہونے لگا۔۔(اس کی حثیت، اس کا سٹینڈر، ایلیٹ کلاس کا وہ بگڑا امیر زادہ۔ ذوالنورین کبھی اس کے مقابل نہیں آسکتی تھی تو اس سے الجھنے کی اسے ضرورت بھی نہیں تھی۔۔ مگر بد قسمتی سے وہ ایسا کر چکی تھی)

ضیاء میں نے جان بوجھ کہ نہیں،،،"نورین نے فوراً اپنی غلطی کا مداوا کرنا" چاہا تھا کہ ضیاء اس کی بات کاٹ کر اتنی تیز دھاڑا کے نورین دیوار کے اندر سمانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

ہاؤڈئیر یوٹو سلیپڈ می،،،ہاؤ،،،"اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتا وہ غصے سے" پاگل ہوتے کلاس میں رکھی کرسیوں کو لات مارنے لگا۔۔۔اس کے وحشیوں جیسے غصے پر نورین کی جان ہوا ہونے لگی۔۔۔اس کی ٹانگوں میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ وہ کمرے سے باہر بھاگ پاتی بس منہ پر ہاتھ جماتی اپنی چیخوں کا گلا گھوٹنے لگی۔۔۔۔

مجھے جواب چاہیے نورین،،، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی"

"ہاں،،،،،

اچانک واپس نورین پر حملہ آور ہوتے وہ شدید غضبناک انداز میں پوچھنے لگا۔۔۔نورین کا دم گھٹنے لگا۔۔گلے میں ایک پھندا سا اٹک گیا اس کے لیے اپنے ہوش سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا چہرے کی رنگت خطرناک حد تک سفید

پڑنے لگی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی ضیاء کو غصہ آتا ہے۔۔وہ غصے کا بہت تیز ہے پر اس کا یہ روپ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ تو پہلے والے غصے پر ہی خائف تھی تو اب اس کا یوں بپھرے شیر کی مانند بھڑک جانا تو جان لیوا تھا۔۔۔

"مجھے،،، مم،،، معاف کر دو،،، میں نے جان بوجھ کر نہیں مارا،،، خود بخود میرا ہاتھ،،، "روتے ہوئے وہ ضیاء سے معافی مانگنے لگی پر اس لمحے ضیاء کا غصہ اس کے کنٹرول سے باہر تھا۔۔۔

"تم نے مجھ پر ہاتھ کیسے اٹھایا،،، "ایک ایک لفظ پر زور دیتے وہ دانت پیستے بولا تو نورین تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"مجھ سے،،، غلطی ہو گئی،،، "سسکیاں دباتے نورین کا جسم اب شل پڑنے لگا تھا۔۔۔اسے لگ رہا تھا اگر ضیاء ایک اور بار چیخا تو اس کا دل بند ہو جائے گا۔۔

"میں نے اس جھگڑے میں تمہاری وجہ سے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی نورین اور تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا،،، "ضیاء کا لہجہ اب بھی خطرناک حد تک سخت تھا۔

"ضیاء پلیز،،، مم۔میرا دل بند ہو جائے گا،،، مجھے سانس،،، نہیں آرہا،،،"

بے انتہا روتے ہوئے وہ ضیاء سے کہتے گہرے گہرے سانس لینے لگی تو ضیاء ایک دم جھٹکے سے پیچھے ہوا۔۔کچھ لمحے پہلے جو وہ درندے کی صورت اختیار کر چکا تھا ایک دم نورین کو گہرے گہرے سانس لیتے دیکھ ہوش میں لوٹا۔۔ چند پل لگے خود بھی گہرے سانس بھرتے اپنا غصہ کنٹرول کیا۔۔تب اس کی ابتر ہوئی حالت دیکھ کر اچانک شدید ملامت نے گھیرا۔۔کیا ہو گیا تھا اسے وہ کیوں غصے میں اس قدر خطرناک ہو جاتا تھا۔۔

"نورین ریلیکس،،،، نورین،،،"

اپنے دونوں ہاتھوں کو نرمی سے نورین کے بازو پر جماتے وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تو نورین مزید گہرے سانس لے کر دل کی دھڑکن کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔لیکن اس کوشش میں ناکام ہوتی اسے زمین آنکھوں میں گھومتی محسوس ہونے لگی اس کے بعد کچھ ہوش نہ رہا۔۔

ضیاءاسے بے ہوش ہوتا دیکھ ایک دم حواس باختہ ہوا لیکن پھر جلد ہی اسے بازوؤں میں تھام گیا۔۔زور سے آنکھیں میچتے کھولیں اور گہری سانس لیتے نورین کو بازوؤں میں اٹھالیا۔۔۔

****

خالی صحن میں ٹہلتی وہ بظاہر ہاتھ میں کتاب پکڑے ہوئے پڑھ رہی تھی لیکن ذہن کے دھاگے کہیں اور ہی تانے بانے بن رہے تھے۔۔۔فرطِ جذبات میں وہ ایک انتہائی قدم تو اٹھا چکی تھی۔۔پر بہت زیادہ خوفزدہ تھی۔۔۔کھلے آسمان پر اس وقت نارنجی روشنی پھیلنے لگی تھی۔شام رات کی چادر اوڑھ رہی تھی اور موسم کی خنکی میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔۔

افف کیا ہو گیا ہے مجھے،،،"اپنی کتاب کو چارپائی پر رکھ کر وہ خود بھی چارپائی پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ایک نظر ہاتھ میں پہنی رسٹ واچ پر ڈالی تو ابھی لائٹ آنے میں ایک گھنٹہ تھا۔۔۔وہ جس علاقے میں رہتی تھی وہاں وقت بے وقت لائٹ جاتی تھی۔۔۔لائٹ جانے سے مراد یہ کہنا بہتر تھا کہ کسی کسی

وقت ہی آتی تھی۔۔اور کبھی کبھی تو پورے دن کے لیے غائب ہو جاتی تھی۔۔۔اس لیے ریم وقت سے پہلے روشنی میں کھانا بنا کر اب پڑھنے کے لیے بیٹھی تھی۔۔۔(یونیورسٹی میں ہمہ وقت حجاب میں رہنے والی عام سی لڑکی کو اس لمحے کوئی دیکھ لیتا تو یقین نہ کرتا کہ وہ ریم نعمان علی ہے۔۔

گہرے براؤن رنگ کے بال اوپر سے سیدھے اور نیچے آکر ویوی ہو رہے تھے یوں کہ اس کے بیٹھنے پر کمر کو ڈھکتے چارپائی سے نیچے لٹک رہے تھے۔۔۔ گندمی سونے سی رنگت پر تیکھے نقوش اور کاجل بھری بڑی بڑی ڈارک وفراز ہوش ربا تھے۔۔۔) براؤن آنکھیں۔۔صراحی دار بدن کے نشیب اس وقت وہ اپنے وجود سے لاپرواہ کسی اور ہی جہان کی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔۔ میں نے کیوں یہ بیوقوفی کی،،،ریم تم اتنی بیوقوف کیسے ہو سکتی ہو،،،"اس" نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے خود کو کوسا۔۔۔کاجل بھری گہری آنکھوں میں اپنے آنے والے کل کا خوف تھا۔۔۔ہاں اسے خوف تھا وہ ارسلان نیازی کے گروپ کی نظروں میں آئی تھی۔۔۔پر اسے ڈر ارسلان نیازی سے زیادہ

ایحان دلشیر سے لگ رہا تھا۔۔۔اس لمحے وہ ہمدردی میں آگے بڑھ تو گئی تھی۔۔پر وہ ہمدردی اور وہ شخص اسی کے گلے پڑنے والا تھا۔۔۔دو دن سے یونیورسٹی میں امن تھا۔۔کیونکہ یونیورسٹی میں ایحان اور ارسلان دونوں کا گروپ نہیں آرہا تھا۔۔۔لیکن وہاں جگہ جگہ اس کا ریکارڈ لگ گیا تھا ہر کوئی اسے پہچاننے لگا تھا۔۔۔بعض لوگ تو کہہ رہے تھے کہ وہ ایحان کے عشق میں مبتلا تھی۔۔۔تبھی تو اپنی پرواہ کیے بغیر بیچ لڑائی میں ایحان کے پاؤں سے کانچ نکالنے گئی تھی۔۔۔اور بعض کا کہنا تھا ایحان اب اس کو نہیں چھوڑے ایحان کے لیے بلکل ناقابل برداشت تھی کہ کوئی ان گا۔۔کیونکہ یہ بات کی لڑائی میں شامل ہو وہ بھی کوئی لڑکی ذات۔۔

ہر گز نہیں،،،نا ممکن،،،مجھے اس اکڑو خونخوار ڈائنو سار سے عشق کیا محبت" بھی نہیں ہو سکتی،،،بلکہ میں تو اس پاگل سر پھرے شخص کو پسند بھی نہیں کر سکتی،،،"ریم نعمان علی نے خود کو یقین دلایا۔

بس فیصلہ ہو گیا آج کے بعد میں اس راستے سے بھی نہیں گزروں گی جہاں" وہ ڈائنو ہو گا،،، "آنکھیں بند کرتے حتمی لہجے میں کہا لیکن پھر اپنے پیچھے آہٹ محسوس کرتے پلٹی۔

کون سا راستہ بدلنے کی بات کر رہی ہے میری گڑیا،،؟؟"

پیچھے اس کا باپ کھڑا تھا۔۔اپنے باپ کو دیکھتے ریم کا چہرہ مسکراہٹ سے کھلا۔۔۔

نعمان علی ایک گھنٹے میں بر تھڈے سیلیبریشن کا سارا انتظام کر چکا تھا۔۔ ثمینہ اپنے بیٹے کو لینے گھر گئی تھی اور باقی ملازمین بھی اپنے اپنے گھر روانہ ہوئے تھے۔۔۔آج اپنے مالک کی طرف سے وہ فیملی سب انوائٹڈ تھے۔۔۔ اس نے ثمینہ کے بیٹے کے لیے گفٹ لینا تھا پھر ایحان کے حکم کے مطابق ایک گھنٹے بعد واپس سب کو حاضر بھی ہونا تھا۔۔۔

کچھ نہیں بابا بس ان امیر لوگوں سے بچنے کا ارادہ ہے،،، یہ خود کا پتا نہیں کیا" سمجھتے ہیں اور خود سے غریب لوگوں کو اتنا حقیر کے پیروں تلے مسل دیں

اسی لیے اب مجھے امیر ہونے کی خواہش نہیں،، بس اللہ اتنا دے کہ اس کے حکم سے اس کی مخلوق کی کفالت کر سکوں،،، ریم آنکھوں میں اداسی لیے بولی تو نعمان آسودگی سے مسکراتے اس کے برابر چارپائی پر بیٹھ گیا۔

تم نے بہت مختصر زمانہ دیکھا ہے ریم اس دنیا میں اچھے لوگ بھی ہیں اور" برے لوگ بھی،،، بعض دولت مند ایسے ہوتے ہیں جن کو اپنی دولت پر بالکل گھمنڈ نہیں ہوتا اور وہ خود سے کم حیثیت کے لوگوں کو بھی بہت اہمیت دیتے ہیں،،، "نعمان علی کے لہجے میں سچائی اور مان تھا۔

اور ایسی امیر ہوائی مخلوق کہاں ہوتی ہے بابا؟" ریم نے ہنستے ہوئے خفیف سا" طنز کیا۔

"جہاں ابھی تم اور میں جانے والے ہیں۔۔"

نعمان نے اپنی لختِ جگر کو اسی کے انداز میں جواب دیا تو ریم حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

کہاں،،،؟" اس نے تجسس سے پوچھا۔"

مالک کے گھر،،، جہاں میں ملازمت کرتا ہوں،،، ثمینہ کے بیٹے کی سالگرہ" ہے تو چھوٹے مالک نے سارے انتظام کروائے اب ہم سب کی دعوت ادھر ہی ہے،،، "نعمان نے مزے سے بتایا تو ریم منہ بسور گئی۔

مجھے نہیں جانا آپ جائیں،،، میں ان امیروں کے کسی دکھاوے بھرے" چونچلے کا حصہ نہیں بننا چاہتی،،، کیا پتہ یہ دعوت دے کر میڈیا بلایا ہو یا سوشل میڈیا پر ویڈیو اور تصاویر اپلوڈ کر کے نیک نامی کمانی ہو،،، دعوت کے نام پر کیا معلوم زکوۃ کھلا رہا ہو،،، "ریم نے بدگمانی کی انتہا کی تھی کہ نعمان کو سنجیدہ ہونا پڑا۔

تم یہاں غلط ہو ریم،،، تم شاید بھول رہی ہو چھوٹے مالک ہی تمہاری پڑھائی" کا سارا خرچہ اٹھا رہے ہیں اس کے باوجود اپنی زبان پر کبھی احسان کا ایک جملہ نہیں لاتے،،، ہماری کفالت کر رہے ہیں،،، کبھی اپنے ملازمین سے ملازموں والا سلوک نہیں رکھا،،،، جاؤ تیار ہو میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا،،، "نعمان نے ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔

اچھا ہو رہی ہوں تیار پر آپ ہر بار چھوٹے مالک نامہ مت کھولا کریں،،،اتنی"
"تعریفیں کرتے ہیں جیسے وہ قائدا عظم ہو،،،
منہ چڑھاتی ریم اندر چلی گئی تھی نعمان اپنی بیٹی کی آخری بات پر مسکرانے لگا تھا ق۔۔۔وہ جانتا تھا کہ جب جب وہ اپنے چھوٹے مالک کی تعریف کرتا ہے اس کی بیٹی جیلس ہوتی ہے۔۔۔
پتا نہیں اس چھوٹے مالک میں کون سے ہیرے موتی جڑے ہیں جو اباہر " وقت تعریف کرتے ہیں۔۔۔رہی بات اس کے احسان کی تو ایک بار میں
"اپنے پیروں پر کھڑی ہو جاؤں پر ایک ایک پائی واپس کر دوں گی۔۔
اپنے دل میں عہد کرتے ریم نے الماری کھولی اور ایک نظر پوری الماری میں گھمائی۔۔جب نظر زنک کلر کے نئے سوٹ پر ٹھہری جو سادہ سا شلوار قمیض تھا جو ایک سال پہلے اس نے عید پر سلوایا تھا پر پہننے میں نہیں آیا تھا۔۔۔

واؤ،،، چلو آج تمہیں شرفِ قبولیت بخشتے ہیں،،، "مسکرا کر سوٹ اٹھاتے" منہ میں بڑبڑائی۔۔کچھ دیر بعد کپڑے تبدیل کر کے شیشے کے سامنے آئی تو منہ کھل گیا۔۔۔

ایک سال پہلے یہ لباس کچھ ڈھیلا تھا۔پر اب اس کی فٹنگ جسم پر بیٹھ رہی تھی۔

"یااللہ میری کمر کتنی پیاری ہے،،،"

حیرت سے اپنی پتلی نازک سی کمر کو دیکھتے خوشی سے من میں لڈو پھوٹنے لگے۔۔اس کی کلاس کی لڑکیاں ایک دوسرے کے فگر پر کمنٹس کرتی تھیں۔۔۔ڈائٹنگ کی باتیں کبھی فگر مینٹین رکھنے کی پخ میں الجھی ہوئی۔۔۔ ابھی ریم کے دل میں گدگدی سی ہوئی کہ اگر کوئی لڑکی اس کا فگر دیکھ لیتی تو جل کر خاک ہو جاتی بنا جمنگ کے اس کا جسم بہت خوبصورتی سے ڈھلا ہوا تھا۔گول گول گھوم کر پیچھے سے اپنی کمر دیکھی تو حیاء سے گال سرخ ہونے لگے۔

"واؤ،،، میرا بندہ تو مجھے دیکھتے ہی فلیٹ ہو جائے گا،،،"

آنکھوں میں شرمیلی سی چمک لیے خود سے استفسار کیا۔

بھلا کیوں نہ کرتی۔۔ تھی تو ایک نوخیز جوان لڑکی۔۔دل میں اپنے ہمسفر کو لے کر بہت سے خیالات آتے تھے پر اتنی فرست ہی نہیں ملتی تھی جب ملتی تھی تو وہ خود بھی اپنے ہمسفر کو تصور کرنے لگتی تھی۔۔۔

"افففف مجھے کیا ہو گیا ہے،، پاگل ہوں بالکل،،،"

اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے فورا بالوں سے کیچر اتار لیا جو اس کے سارے بالوں کو سمیٹے ہوئے تھا۔اس کے ریشم سے بال آبشار کی طرح کمر پر بکھر گئے۔اس کے لچکدار ریشم سے چمکدار بالوں کی لمبائی اس کی کمر سے بھی نیچے آتی تھی۔

"ریم جلدی کرو،،،"

ابھی وہ اپنے بالوں پر کنگا پھیرنے ہی لگی تھی جب کمرے کے باہر سے نعمان نے آواز لگائی۔

دس منٹ تو دیں یار ابا جان،،،"جواباً گلاڈ سے اترا کر زور سے کہا۔اور پھر" واپس الماری کی طرف بڑھی اور اندر سے چھوٹا سا میک اپ باکس نکالا جس میں بہت مختصر میک اپ تھا۔۔۔ایک مشہور زمانہ بیوٹی کریم, مسکارا, پینسل کاجل, لائنز اور دو تین الگ الگ رنگ کی لپ اسٹک۔

ریم نے چہرے پر کریم لگانے کے بعد آنکھوں میں بھر کر کاجل لگایا کے اس کی بڑی آنکھیں مزید بڑی لگنے لگیں اور پھر اپنی گھنی پلکوں کو مزید نمایاں کرنے کے لیے مسکارا لگا لیا۔ہونٹوں پر ہلکی گلابی لپ اسٹک لگائی اور پھر وہی لپ اسٹک ہلکی سی گلوں پر مسل لی۔

"پرفیک،،،"

بالوں کو کھلا چھوڑ کر آڑھی مانگ نکالی اور سر پر ڈوپٹہ لے لیا۔۔شیشے میں دیکھتے خود کو تھمبز اپ کا سائن دیا۔

"افف میرے ہونے والے بندے،،،اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہاری شادی اتنی پیاری لڑکی سے ہونے والی ہے تو تم خوشی سے پاگل ہو جاؤ،،،"

اس کا انداز اکثر اپنی تعریف کرتے ہوئے ایسا ہی ہوتا تھا۔بقول اس کے کہ اسے کسی بوائے فرینڈ کی ضرورت نہیں جب تک اس کا شوہر نہیں آتا وہ اپنے حسن کو خود سراہنا جانتی ہے۔

"کیسی لگ رہی ہوں،،،"

باہر آتے نعمان کے سامنے کسی چھوٹی بچی کی طرح لہراتی ہوئی گھومی اور داد طلب نظروں سے اپنے باپ کی جانب دیکھا تو نعمان نظروں سے ہی اس کی نظر اتارتا مسکرایا۔۔۔

"میری گڑیا دنیا کی سب سے خوبصورت شہزادی ہے،،،"نعمان نے ریم کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا تو ریم نرمی سے مسکرائی۔

میں عبایا پہن کر آتی ہوں،،،"ریم کہتے ہوئے واپس کمرے میں جانے لگی"
کہ نعمان نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔۔۔
ضرورت نہیں کیونکہ گھر کے باہر گاڑی کھڑی ہے،،اور آج میری شہزادی"
"میرے ساتھ گاڑی میں جائے گی،،،
نعمان کے کہنے کی دیر تھی کہ ریم کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔
"میں جلدی سے سینڈل پہن کے آتی ہوں،،،"
ریم واپس کمرے میں بھاگی اور الماری سے اپنی سینڈل نکالی۔۔جس پر سنگل
نگینوں کا اسٹریپ تھا۔اور چار انچ کی ہیل۔۔اپنی تیاری مکمل کرنے کے بعد
وہ گھر سے باہر آئی لیکن سامنے کھڑی گاڑی دیکھ پل بھر کو ٹھٹھکی۔۔
یہ گاڑی کچھ جانی پہچانی تھی۔۔۔۔
کیا ہوا،،،"نعمان نے مسکراہٹ دباتے بیٹی سے پوچھا۔وہ جانتا تھا سامنے"
کھڑی گاڑی اس کی بیٹی کو بہت پسند تھی اور اس میں ں بیٹھنے کی خواہش بھی
تھی۔۔۔

کیا یہ رینج روور ہے،،،؟"ریم نے حسرت سے پوچھا تو نعمان نے "
مسکراتے ہاں میں سر ہلایا۔
چھوٹے مالک کی ہے،،ان سے اجازت لے کر آیا ہوں،،،اپنی گڑیا کی"
"خواہش پوری کرنا میری اولین ترجیح ہے،،،
نعمان نے کہتے ہوئے آگے بڑھ کر گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا تو ریم کسی کی
شہزادی کی مانند اس گاڑی میں بیٹھ گئی اس بات سے انجان کے اس گاڑی کو
چلانے والا شہزادہ اس کا نائٹ میئر ہے۔۔۔
دیکھیے گا ابا ایک دن میں پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن جاؤں گی ناں تو میرے پاس"
بھی یہ گاڑی ہو گی،،"اس نے شرارت بھرے لہجے میں کہا مگر پھر "بڑا
آدمی"؟؟؟؟اپنے الفاظ پر خود ہی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔۔نعمان گھر کو تالا لگا
کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو ریم نے ڈیش بورڈ کو ہاتھ لگاتے خوشی سے کہا۔
ہاں انشاءاللہ،،بڑے آدمی کا تو پتہ نہیں،،مگر میری بیٹی کا شوہر اس کو گفٹ"
ضرور دے گا،،،"نعمان نے دل سے دعا کی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا ریم پڑھ

کرنو کریوں کے دھکے کھائے۔۔بلکہ ہر حساس باپ کی طرح اس کی سوچ تو یہ تھی اگر ریم پڑھ جائے گی تو ریم کو اچھے رشتے ملیں گے۔۔۔

آمین،،،"ریم نے مسکراہٹ دباتے کھڑکی کی جانب رخ موڑ کر" سرگوشیانہ کہا۔۔اس بات سے انجان کے کبھی کبھی فرشتے دعاؤں پر فورا آمین کہہ دیتے ہیں۔۔۔

گاڑی ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ایک بڑے عالیشان بنگلے کے آگے رکی۔یہ علاقہ لاہور کے مہنگا ترین علاقہ تھا۔۔یہاں کی سڑکیں ریم کو اپنے گھر سے زیادہ صاف لگیں۔۔۔اچانک اس کے وجود پر ایک نامحسوس سی اداسی چھانے لگی۔۔۔ایسے بڑے بڑے بنگلے دیکھ کر اسے وحشت سی ہوتی تھی کجا کہ ان کے گھر دعوت پر جانا۔۔ نجانے وہ لوگ خود سے تنے نچلے درجے کے لوگوں کو کن نظروں سے دیکھتے ہوں۔۔ کہیں فقیر نہ سمجھتے ہوں۔۔۔

نعمان نے اپنی ں بیٹی کی خاموشی محسوس کی تھی اور وہ اس خاموشی کی وجہ جانتا تھا اس لیے چپ ہی رہا ل۔۔اسے یقین تھا چھوٹے مالک کا مہرباں روی

دیکھ کر اور باقی ملنسار لوگوں سے ملنے کے بعد وہ نارمل ہو جائے گی۔۔ جیسے ہی گاڑی بنگلے کے پورچ میں رکی ریم حیرت زدہ آنکھوں سے اس محل کو دیکھنے لگی۔۔ جو کسی خواب نگر کے محل سا معلوم ہوتا تھا۔۔۔ بے پناہ حسین۔ کے باہر ہریالی ہی ہریالی پورچ کے ڈرائیووے کے ارد گرد اور بنگلے تھی۔۔۔ پھر کافی آگے ایک گلاس وال سے بنا شیش محل سا گھر۔۔۔ عجیب سی کیفیت میں گھری وہ گاڑی سے اترتے ڈوپٹہ سر پر درست کرتی طویل ڈرائیووے عبور کرتی سامنے کے گلاس ڈور سے اندر داخل ہوئی تو آنکھیں وہاں کی شان و شوکت اور چمک دمک دیکھ کر خیرہ ہونے لگیں۔۔۔ وہ مسمرائز سی ہوئی ارد گرد دیکھنے لگی۔۔ سفید دیواروں پر بکھرتی سنہری روشنی۔۔ سامنے دیوار پر عجیب سے سیاہ اور سفید رنگوں کے امتزاج کی پینٹنگ تھیں۔۔۔ دوسرے جانب دیوار سے ہوتی چھت تک جاتی کانچ کی الماری جس میں جابجا کتابیں بھری ہوئی تھیں اور الگ ہی دلکش منظر پیش کر رہی تھی۔۔۔ فاصلے سے نیچے ایک رو میں دروازے ہی دروازے تھے اور

دائیں طرف سے آتی تیز روشنی جو غالباً کچن تھا۔۔۔پورے شاندار لاؤنج کو غباروں سے سجایا گیا تھا۔۔۔وہاں پر کچھ لوگ موجود تھے جنھیں وہ سلام کر چکی تھی۔۔اور ابھی وہی سب دیکھنے میں محو تھی جب اچانک کسی نے اس کے پاؤں پر کچھ مارا۔۔۔وہ ایک دم ہوش میں آئی اور سامنے دیکھا تو لگ بھگ سات یا آٹھ سال کا گورا سا بچہ کھڑا تھا۔ریم کو اس بچے پر شدید غصہ آیا۔۔۔ گمان ہوا یہ بچہ اسی امیر گھر کی پیداوار ہے جسے بڑوں کا ادب نہیں۔۔۔لیکن پھر جلد معلوم ہوا یہ آفت کی پرکالہ ثمینہ کا بیٹا تھا۔۔۔

"ہائے آج میرا برتھڈے ہے،،،"

اس بچے کے کہنے پر ریم بمشکل مسکرائی اور پھر ہلکا سا نیچے جھکتے دانت پیستے کہا۔۔۔

"ہیپی برتھ ڈے،،،"

اس بچے کی آنکھوں میں ناچتی شرارت بتا رہی تھی کہ وہ بچہ بڑا شریر ہے۔۔۔پھر نعمان کی پکار پر وہ سیدھی ہوئی اور وہاں آئے دوسرے ملازمین

کے گھر والوں سے ملنے لگی اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی تھی کہ یہاں تین اس کی عمر کی لڑکیاں تھیں۔۔۔جو شکل سے ہی پڑھی لکھی معلوم ہو رہی تھیں۔۔۔بات کرنے پر معلوم ہوا ریم کی طرح ان کی پڑھائی کا خرچہ بھی چھوٹے مالک ہی اٹھا رہے تھے۔۔۔دل میں کہیں نہ کہیں اس نے اس چھوٹے مالک کو سراہا تھا۔۔۔جو واقعی قابل تعریف تھا۔۔۔لیکن پھر اپنے اوپر کسی کی نظریں محسوس کرتے نظر چاروں طرف دوڑائیں تو ثمینہ کے بیٹے پر آکر ٹھہری جو فرست سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ریم نے کچھ سوچتے اس کی جانب قدم بڑھائے تو وہ چھوٹا سا بچہ یوں چوڑا ہو گیا جیسے کوئی جوان لڑکا ہو۔۔۔

تم مجھے کیوں گھور رہے ہو؟؟؟؟"ریم نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا۔"

تم تو ایسے انجان بن رہی ہو جیسے پتا نہ ہو؟؟؟؟"وہ بچہ قابل دید اطمینان" لیے لہجے میں بولا تو ریم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

مجھے کیا نہیں پتا،،،؟"ریم نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔۔۔"

یہی کے تم اس پارٹی میں سب سے خوبصورت ہو،،، "اس بچے کے منہ "
سے ایسی بات سن پہلے توریم بھونچکارہ گئی۔۔۔لیکن پھر غصے سے اس بچے کو
گھورا ایک نظر ادھر ادھر دیکھ اس بچے کے قریب جھکی۔۔۔
دو فٹیے ابھی سہی سے پورے زمین سے نکلے بھی نہیں ہو،،، کان کے نیچے "
ایک ماروں گی تو واپس اندر چلے جاؤ گے،،، "ریم نے دانت پیس کر کہتے بدلہ
اتارتے اس بچے کے جوتے پر اپنی ہیل سے ہلکا سا مارا اور واپس پلٹ گئی۔۔۔
جب کہ وہ بچہ ریم کو غصے سے گھورنے لگا۔
گھمنڈی،،، "منہ میں بڑبڑاتے وہ ریم کو سبق سکھانے کا سوچنے لگا۔۔"
ایک تو وہ اس کی تعریف کر رہا تھا اور وہ لڑکی اسی کی بر تھڈے پارٹی میں اسے
دھمکا رہی تھی
کچھ دیر تک ریم سب سے باتیں کرتی رہی جب اچانک وہ بچہ واپس ریم کے
پاس آیا۔۔۔

ہیلوریم،،، تم کولڈ رنگ لو گی،،،"اس بچے نے دوستانہ لہجے میں پوچھا۔۔تو" سب ہنسنے لگے جب کہ ریم نے اس بار اس کے ہاتھ سے کولڈ رنگ کا گلاس لیا۔۔ لیکن اسی وقت اپنے ہاتھ پر چڑھتا کاکروچ دیکھ ریم نے چیختے ہاتھ سے گلاس چھوڑا دیا۔۔ نتیجتاً ہاتھ سے گلاس چھوٹا اور آدھی کولڈ ڈرنک ریم کے کپڑوں پر گر گئی۔۔۔کچھ وقت کے لیے حال میں سکوت چھا گیا۔۔ لیکن پھر جلد سب کے قہقے چھوٹ گئے۔۔ نعمان سمیت وہاں پر موجود سب لوگ اسے بچے کی شرارت سمجھ کر ہنسنے گے۔۔ مگر ریم نے اس اس طوفان بدتمیزی کو بری طرح گھورا۔۔۔یہ سمجھنے کے بعد کہ وہ کاکروچ نکلی تھا۔۔۔ریم کا پارہ اب چڑھنے لگا تھا لیکن اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ثمینہ نے خود ہی اپنے بیٹے کو بری طرح جھڑکا۔۔

" مت ڈانٹیں اسے،،بچہ ہے،،،آپ مجھے واشروم کا بتادیں مجھے کپڑے صاف کرنے ہیں،،،،"ریم نے دل پر پتھر رکھتے ثمینہ کا ڈانٹنے سے روکا

تھا۔۔ورنہ دل تو کر رہا تھا جھاڑو اٹھائے اور اس بچے کی ایسی کٹ لگائے کہ اس کی ساری شرارت دور بھاگ جائے۔۔۔

ریم کو واش روم میں میں لے جاتا ہوں،، کیونکہ غلطی بھی تو میری ہے"

نہ،،،؟"اس نے ندامت سے سر جھکاتے ازالہ کرنے والے انداز میں کہا۔۔۔تو سب مسکرانے لگے جب کہ ریم کو ابھی بھی شک تھا کہ یقیناً اس شیطانی بچے کے خرافاتی دماغ میں کچھ نہ کچھ طوفانی ضرور پک رہا ہے۔۔

اچھا ٹھیک ہے،،، چھوٹے شہزادے تمہیں تو سب معلوم ہے،،،ریم کو" واشروم کا راستہ دکھا کر تم اسے انیکسی میں لے آنا وہیں ہم سب انتظار کر رہے ہیں،،،،"گھر کے دوسرے ملازم نے کہا تو سب مسکراتے باہر کی طرف بڑھ گئے جب کہ ریم غصے سے اس چھوٹے پٹاخے کو گھورنے لگی۔۔۔

ریم ایسے مت گھورو،،، آئی ایم سوری میں اب کوئی شرارت نہیں" کر رہا،،،"اس نے انتہائی معصوم سی شکل بناتے کہا تو اس بار ریم کو بھی اعتبار آگیا۔۔جبھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔۔۔جب وہ نیچے ایک کمرے کی

طرف جاتے جاتے رکا تو لبوں پر کمینی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے اس کی ماں نے اسے اوپر فلور پر جانے سے منع کیا تھا اور سختی سے کہا تھا کہ اوپر چھوٹے مالک کا کمرہ ہے۔۔۔ غلطی سے بھی اوپر اور اس کمرے کے اندر نہ جائے۔

کیا ہوا رک کیوں گئے،،، "ریم نے اپنے کپڑوں کو دیکھتے عجلت سے " پوچھا۔۔۔

ریم شاید یہ چھوٹے مالک کا کمرہ ہے،،، ہم اوپر چلتے ہیں،،، " نظروں میں " شرارت چھپاتے وہ اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا ریم بھی گہری سانس لیتی اس کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔

تم اندر چلی جاؤ اندر واشروم ہے،،، میں تمہارا یہیں انتظار کر رہا ہوں،،، " " اس نے فرمانبرداری کی انتہا کی تو ریم اثبات میں سر ہلاتی اندر چلی گئی۔۔۔تو وہ باہر سے گدھے کے سر سے سینگ کی مانند غائب ہی ہو گیا۔۔

ریم کمرے میں داخل ہوئی اور اندر قدم رکھتے ہی احساس ہوا جیسے کسی سرد علاقے میں آ گئی ہو۔۔کمرے میں چلتا اے سی اتنا تیز تھا کہ اس ٹھنڈ میں ریم کو دنیا بدلی ہوئی لگی۔۔۔پورا جسم اس ٹھنڈک سے سنسنا اٹھا۔۔رشک بھری نظروں سے پورے کمرے کو دیکھتے ریم نے قدم آگے بڑھائے۔کشادہ ترین کمرے کے وسط میں بڑا سا کنگ سائیز بیڈ تھا جس پر نیوی بلیو مخملیں بیڈ شیٹ بچھی ہوئی تھی۔۔۔ایک جانب بڑا سا سیٹنگ ایریا تھا اور دیوار گیر وارڈروب اور بیڈ سے کافی فاصلے پر ایک دروازہ تھا۔وہیں دوسری طرف ایک اور دروازہ تھا جو شاید بالکونی کا تھی۔۔پورا فرنیچر بلیک کلر کا تھا۔کمرے میں دو کونوں پر بڑے واس تھے جس میں تازہ پھول لگائے گئے تھے۔جس سے کمرے میں چاروں طرف بھینی بھینی سی خوشبو پھیلی تھی۔

اللہ پاک مجھے بھی ایسا کمرہ چاہیے،،،"فورا بڑے لاڈ سے اللہ تعالی سے دعا" مانگی۔۔تو دل کی کیفیت اچانک عجیب ہوئی جیسے دعا قبول کر لی گئی ہو۔۔۔پھر

سر جھٹکتے اپنا دوپٹہ اتار کر بیڈ پر رکھا اور واشروم کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔

واشروم بھی جیسے کوئی بڑا سا شیش محل تھا۔۔واش روم کا دروازا آدھا بند کرتے ریم نے واش بیسن کا نل کھولا اور ہاتھ پانی سے گیلے کیے نیچے جھک کر اپنی قمیض کا دامن صاف کرنے لگی۔۔۔ابھی وہ واپس ہاتھ گیلا کرنے سیدھی ہوئی تھی کہ کسی کے قدموں کی آہٹ سن کر بری طرح چونکی۔۔

حفظ ماتقدم کے طور پر واشروم کے دروازے سے ہلکا سا باہر جھانکا تو پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔۔ریم کو اندازہ ہوا کوئی خون آشام بلا اپنے ٹھیک سامنے دیکھ کر کسی کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔۔۔ریم کی جان لبوں پر آنے لگی اسے سمجھ نہ آیا وہ کہاں جائے؟؟کہاں بھاگے؟؟؟

رف سے حلیے میں بلیوں شرٹ اور بلیک ٹراؤزر پہنے بالوں کی ہاف پونی بنائے۔۔۔ٹی شرٹ کا گلا ڈیپ ہونے کی باعث گلے سے جھانکتی وہ سفید چین۔۔۔وہ خواب نہیں دیکھ رہی تھی۔وہ سچ تھا حقیقت تھی کہ باہر وہ ملک الموت بن کر سامنے آنے والا شخص ایحان دلشیر ہی تھا۔۔۔ریم کے ہاتھ پیر

پھولنے لگے۔۔۔کیونکہ اس کے قدم واشروم کی جانب ہی تھے۔۔۔اچانک ریم کو ہول اٹھنے لگے کہ وہ کہاں بھاگے۔۔۔خود کو اس کی خون آشام نگاہوں سے کیسے چھپائے اس کا تو ڈوپٹہ بھی باہر پڑا تھا۔۔۔اسی وقت ایحان نے واشروم کا دروازہ کھولا تو ریم کو جلد بازی میں کچھ اور تو سوجھا نہیں وہ اپنی کمر پر بکھرے بالوں کو دونوں کندھوں کی جانب سے آگے کرتی ہاتھوں میں بھرتی چہرے پر پھیلا گئی اور دونوں ہاتھوں سے بالوں سمیت چہرہ چھپا لیا کہ مقابل اسے نہ دیکھ سکے۔ جبکہ ایحان نے جونہی واشروم کا دروازہ کھولا انتہائی غیر متوقع طور پر سامنے ہی کسی لڑکی کو دیکھ گڑبڑا گیا۔۔۔(لیکن پھر احساس ہوا یہ اسی کا روم ہے اور اسی کا واشروم ہے)

وہ اس لڑکی سے اس کی یہاں موجودگی کی وجہ پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن نظر ٹھہر سی گئی تھی۔ نظر شیشے میں نظر آتی اس کے چہرے پر پڑی تو اندازہ ہوا وہ لڑکی اپنا چہرہ چھپائے ہوئے ہے۔۔۔لیکن ایحان کی نظر اس کی ہاتھوں کی انگلیوں میں اٹکی تھی۔۔۔یہ منظر اور یہ نازک تراشی ہوئی مخروطی انگلیاں

کہیں دیکھی دیکھی لگ رہی تھیں۔۔پر کہاں؟؟؟وہ الجھ گیا۔۔پھر انگلیوں سے ہوتی اس کی نظر اس نازک سی لڑکی کی کمر پر اٹک گئیں۔بہت ہی نازک سے سراپے کا نازک سا منظر تھا۔۔جس طرح انگلیاں اپنے آپ میں بل کھاتی نزاکت لیے ہوئے تھیں اسی طرح کمر بھی تراشیدہ پنکھڑی کی طرح نازک اور حسین لگ رہی تھی۔۔مقابل کا کندن سا سراپا جیسے فرصت سے تراشا ہوا تھا۔۔۔ایحان نے مشکل سے اپنی نظر پھیری کہ وہ بد نظر انسان نہیں تھا۔۔۔پر دل میں ایک بے صبر چور نے بھرپور قسم کی انگڑائی لی کہ حسین دلربا کو دیکھ لے۔۔۔لیکن وہ اس ایک بار پھر صرف ایک نظر اس کمینی سی پکار کو دل میں دباتے گلہ کھنگارتے اس سے مخاطب ہوا۔۔۔

آپ شاید ثمینہ کے بیٹے کی سالگرہ میں آئی ہیں،،،"اس لڑکی کا ہلکا سا گیلا" دامن ایحان کی نظروں سے مخفی نہیں رہا تھا۔۔۔وہ پورا معاملہ سمجھتے بولا لیکن وہ تو بت بنی کھڑی تھی صرف سر اثبات میں ہلا کر جواب دینے پر اکتفا کیا۔۔۔دل تو کیا ثمینہ کے بیٹے کا قتل کر دے لیکن بے بسی اتنی تھی کہ زبان

سے ایک لفظ نہیں بول سکتی تھی۔۔ورنہ وہ شخص پل بھر میں اسے پہچان لیتا۔۔۔اور پھر یقیناً ثمینہ کے بیٹے کی برتھ ڈے پارٹی ریم نعمان علی کے سوئم کی تقریب نا بن جاتی۔۔۔

"یہ میرا روم ہے آپ غلط جگہ آگئی ہیں،،،،"

ایحان نے گہری سانس لیتے نرمی سے کہا۔۔۔جبکہ ریم تو اس کے اتنی نرمی سے بات کرنے پر ہی بیہوش ہونے کو تھی۔۔(آخر اس آدمی کے کتنے روپ تھے اور کون سے والا سچا تھا یہ مہرباں والا یا یونیورسٹی میں ایک خونخوار ڈائنو سار والا)اسے ایحان اور اپنی پہلی ملاقات یاد تھی وہ شخص یونیورسٹی میں کسی بدتمیز،بددماغ، مغرور انسان سے کم نہیں تھا اور یہاں تو اس کے رنگ ڈھنگ ہی بدلے ہوئے تھے۔۔

آپ،،،،"ایحان نے بات کا آغاز کرتے نظریں باہر کی جانب گھمائیں تو" نظریں بیڈ پر گئیں۔۔۔جہاں اس لڑکی کا دوپٹہ پڑا تھا۔۔۔جلد ہی وہ اس لڑکی کی مشکل سمجھ گیا تھا۔۔۔جبھی فوراً باہر نکلا اور اس شفون کے ڈوپٹے کو اٹھا کر

ریم کی جانب بڑھایا۔۔۔پر وہ دیکھ پاتی تو دوپٹہ تھامتی۔۔اسے تو جیسے سکتا ہو گیا تھا یا وہ صدمے سے وہیں جم سی گئی تھی۔۔ جبھی کچھ سوچتے ایحان نے دوپٹہ اس کے سر پر اس طرح ڈال دیا کہ آدھا دوپٹہ گھونگھٹ کی طرح آگے ہو گیا۔۔۔ریم کو اپنے اوپر پھیلے دوپٹے کا احساس ہوا۔۔پہلے وہ ایحان کی اس حرکت پر ساکت رہ گئی تھی۔۔دل کے کسی کونے میں اس کے لیے عزت کے جذبے نے سر اٹھایا تھا۔۔ کہ وہ اکیلی لڑکی کو اپنے کمرے میں دیکھ کر بھی بری نظر ڈالنے والا مرد نہیں تھا۔۔۔وہ الگ تھا۔۔ بلکل مختلف۔۔

ریلکیس رہیے اور اب آپ جا سکتی ہیں باہر،،، "واشروم کے دروازے " سے ایک طرف ہٹتے ایحان ریم کی جانب پیٹھ کیے کھڑا ہو گیا۔۔۔تو ریم موقع کو غنیمت جانتے چہرے کو دوپٹے سے ڈھانپے ہوئے برق رفتاری سے باہر بھاگی۔۔اس لڑکی کے بھاگنے پر ایحان نے مسکراتی نظروں سے اس کی پشت کو دیکھا۔۔۔اور پھر زہن جھٹک کے واشروم میں بند ہو گیا۔ لیکن اندر آنے کے بعد بھی دماغ میں وہ حسین نازک سا سراپا گھومنے لگا۔۔اپر کلاس کی

پارٹیوں میں، یونیورسٹی میں ایک سے بڑھ کر ایک حسین چہرہ اس کے ارد گرد شہد کی مکھیوں کی طرح منڈلاتا تھا۔۔ مگر اسے کسی میں دلچسپی محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔ لیکن ابھی ابھی جو لڑکی یہاں سے اس کے خوف کی بدولت رفو چکر ہوئی تھی اس میں کچھ تو ایسی کشش تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ اس کا چہرہ بھی دیکھے۔۔

"لاحول ولا قوۃ،،، کیا کیا سوچ رہے ہو ایحان دلشیر،،، "

خود کو ڈپٹتے وہ واش بیسن پر جھک گیا۔۔۔

****

دوسری جانب ریم کمرے سے باہر نکلی تو وہاں ثمینہ کا بیٹا تو کیا کوئی بھی موجود نہیں تھا۔۔

"اللہ بس ایک موقع ملے،، میں اس بچے کی ٹانگیں توڑ دوں گی،،، "دانت کچکچاتی وہ جلدی جلدی سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔ یہ سوچ ہی سوہانِ روح تھی کہ اس گھر میں ایحان دلشیر موجود تھا۔۔۔ ایحان کون تھا۔؟؟؟ اس گھر میں

کیا کر رہا تھا۔؟؟؟دماغ میں خیال آیا کہ کہیں وہی تو چھوٹا مالک نہیں؟؟؟؟ لیکن پھر اس ہولناک خیال کی خود ہی نفی کی۔۔۔باہر آئی تو گارڈن میں ہی نعمان کھڑا تھا۔۔۔

بابا مجھے واپس گھر جانا ہے،،،"ریم نے آتے ساتھ ہی دوٹوک انداز میں کہا" تو نعمان سنجیدگی سے بیٹی کو گھورنے لگا۔۔۔

اباپلیز،،،"ریم نے جھنجھلا کر ان کا ہاتھ پکڑتے کہا۔"

ریم کیا ہو گیا،،پانچ سال کے بچے جیسی ضد کر رہی ہو،،چھوٹے مالک نے" صرف ہماری وجہ سے اتنی اچھی دعوت رکھی ہے،،کھانے کا انتظام کروایا ہے اگر ایسے چلے گئے تو سب کو کتنا برا لگے گا،،پہلے کیک کاٹ لیا جائے،،، پھر کھانا کھا کر چلیں گے،،"نعمان نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو ریم کو اپنی عزت اور جان کے لالے پڑنے لگے۔۔۔وہ شخص تو پل بھر میں اس کی عزت کے بخیے ادھیڑ دیتا۔۔۔

ابا چھوٹے مالک کا نام کیا ہے،،،؟؟؟؟"ریم نے ڈوبتے دل سے پوچھا۔۔۔"
ساتھ شدت سے دعا کی کہ کوئی بھی نام ہو پر ایحان دلشیر نہ ہو۔۔۔
ایحان دلشیر،،،،"اس کے باپ نے اپنے چھوٹے مالک کا نام نہیں لیا تھا بلکہ "
ریم کی سماعتوں میں دھماکے کیے تھے۔۔۔وہ شخص جس نے یونیورسٹی میں
اس کا سکون برباد کر دیا۔۔جب اس شخص کو پتا چلتا کے ریم اسی کے رحم و
کرم پر پڑھ رہی ہے۔۔تو وہ تو فورا اسے یونیورسٹی سے نکلوا کر باہر پھنکوا
دیتا۔۔۔اسی لئے اس سے اجتناب ہی اچھا تھا۔۔۔
کیا ہوا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے،،،؟"ریم کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ نعمان نے "
فکر مندی سے پوچھا۔۔۔
نہیں بابا،،، جبھی کہہ رہی ہوں گھر جانا ہے،،،،"اب کے ریم نے آنکھوں "
میں نمی لیے کہا۔۔۔نعمان چاہ کر بھی نہیں سمجھ سکتا تھا یہ نمی کس خوف سے
ہے۔۔

اچھا چلو اندر کیک کاٹنے کے بعد کچھ دیر انیکسی میں ریسٹ کر لینا پھر کھانا" کھا کر گھر چلیں گے،،، بس چھوٹے مالک آجائیں پھر کیک کاٹنا ہے،،،" نعمان نرمی سے کہتے اسے اندر لے جانے لگا جب ریم ایک دم بولی۔

بابا میں کیک کٹ کرنے میں شامل نہیں ہونا چاہتی،،، مجھے بہت گھبراہٹ" ہو رہی ہے،،، ابھی کچھ دیر انیکسی میں آرام کر لیتی ہوں شاید ٹھیک ہو جاؤں،،،" ریم نے التجائیہ کہا تو نعمان نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ پھر ریم کو انیکسی میں چھوڑ کر وہ خود اندر چلا گیا۔۔۔ انیکسی میں سے باقی سب باہر نکل کر واپس بنگلے کے اندرونی حصے کی طرف جا رہے تھے جب ریم کی طبیعت کا معلوم ہوا تو ریم کو ریسٹ کرنے کا کہتے ہوئے سب اندر چلے گئے۔

****

ایحان واشروم سے باہر نکلا تو ایک دفعہ اپنی تھائی کو دیکھا جو درد کر رہی تھی۔۔۔ پھر اچانک نظروں میں ریم کا حجاب لہرایا تو ماتھے پر بل پڑے۔۔۔ ارسلان نیازی کے جملے اسے اب تک یاد تھے۔۔۔ اس کی گندی نظریں اس

بھولی اور بیوقوف لڑکی پر تھیں۔۔جو بے وجہ اپنے آپ کو مشکل میں ڈال گئی تھی۔۔۔پھر کوفت بھرے انداز سے زہن جھٹکا لیکن اب کچھ الٹا ہی معاملہ ہوا تھا۔۔۔زہن ریم سے ہٹا تو اس انجان حسین سراپے میں اٹک گیا جو اس کے واشروم میں تھا۔۔۔

مجھے کیا ہو گیا ہے،،،میں پہلے کبھی کسی لڑکی کی طرف مائل نہیں ہوا،،،پر" ایک تو یہ ریم چڑیل ہے جس سے مجھے بلا کی چڑ ہے اور دوسری یہ واشروم میں کھڑی اجنبی حسینہ"

وہ اس لڑکی کو کوئی نام نہیں دے پایا تھا۔ہاں پر اب اسے اس لڑکی کا چہرہ دیکھنے کا تجسس تھا۔۔(عجیب الجھن اور کشمکش تھی۔۔اور اس کی یہ کشمکش ضرور دور ہو جاتی جب وہ کیک کٹنگ کے وقت نیچے جاتا تو اس لڑکی کو دیکھ لیتا۔۔۔)خود پر پرفیوم اسپرے کرنے کے بعد وہ نیچے آیا تو باری باری سب سے ملا۔۔سب بڑی عقیدت سے اس سے سلام لے رہے تھے۔۔۔وہاں سب تھے پر ایحان کی نظریں جس کی متلاشی تھی وہ لڑکی کہیں نہیں دکھی۔۔

پر وہ مستقل انتظار کیے گیا۔۔کہ شاید وہ آنے والی ہو۔۔پر جب ثمینہ نے کیک لا کر رکھا اور اس کا بیٹا کیک کاٹنے لگا تو ایحان کی اس لڑکی کو دیکھنے کی امید ٹوٹ گئی۔۔۔یہاں سب ہی ملازمین کے گھر والے موجود تھے سوائے نعمان کے۔شاید وہ نعمان کی ہی بیٹی تھی۔۔لیکن وہ نعمان سے پوچھ نہیں سکتا تھا کہ تمہاری بیٹی کہاں ہے۔۔۔کیک کاٹنے کے بعد باتیں ہونے لگیں کے ساتھ بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔لیکن ایحان بھی خاموشی سے ان پھر بھی سکون برباد تھا۔۔عام دنوں میں اس کا سکون ریم نے غارت کر رکھا تھا۔۔۔جس کے خیال سے بچنے کے لیے اس نے یہ دعوت رکھی تھی۔۔۔اور اب اس دعوت میں ایحان دلشیر کو وہ زنک کلر کے سوٹ والی نازک گڑیا بے چین کر گئی تھی۔۔(عجیب مصیبت تھی)۔۔کچھ دیر بعد ایحان مسکرا کر وہاں سے کھڑا ہو گیا اور واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔۔بیڈ پر لیٹتے آنکھیں بند کیں۔۔تو آنکھوں کے پردے پر ریم کا حجاب لہرایا۔۔وہ جھٹکے سے آنکھیں کھول گیا۔۔۔

یہ فارغ رہ رہ کر میرا دماغ کچھ زیادہ ہی ہل ول گیا ہے،،،اب تو یونیورسٹی" جانا پڑے گا،،،بس دو دن اور،،،ریم اس کے بعد تم خیالوں میں بھی میرے قریب بھٹکی تو تمہارا خون کرتے تمہیں حقیقت میں بھٹکتی آتما بنا دوں "گا۔۔

خیالوں میں ریم سے مخاطب ہوتے ایحان غرایا۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ اپنی بے چینی سے عاجز آ کر اٹھ بیٹھا۔۔سائیڈ ٹیبل کی جانب دیکھا تو جگ خالی تھا۔۔اسے پانی کی طلب ہو رہی تھی۔۔اسی لئے وہ بیڈ سے اٹھا اور کچن میں پانی پینے کی غرض سے اپنے کمرے سے باہر نکلا۔۔

****

سارے لوگ واپس انیکسی میں آ گئے تھے۔۔ریم کب سے بے چین تھی لیکن اب کیک کو دیکھتے اچانک سے بھوک چمک گئی۔۔۔شکر اس کے لیے کیک انیکسی میں ہی آ گیا تھا۔کیک کے ایک دو لقمے لینے کے بعد اس کی بھوک مزید بھڑک گئی۔اس ڈائنو کا خوف ایک طرف اور پیٹ کی پکار ایک

طرف۔۔اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔وہ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد زچ ہونے لگی۔۔وہ سمجھی تھی سب کھانا کھانا شروع کریں گے لیکن یہ دیکھ دماغ گھوم گیا کہ وہ سب تو اب اس آفت کے ساتھ گیمز کھیلنے کی تیاری میں تھے۔۔۔

بابا مجھے بھوک لگی ہے،،،یہ لوگ سب کب کھانا کھائیں گے،،،؟"ریم نے" اپنے پاس بیٹھے نعمان سے پوچھا اسے سچ میں بہت بھوک لگ رہی تھی۔۔اور وہ یہ بھی چاہتی کہ جلد از جلد کھانا کھایا جائے اور وہ یہاں سے رفو چکر ہونے میں ایک سیکنڈ بھی نا لگائے۔۔۔

ابھی تو ٹائم ہے،،سب نے کیک کھالیا ہے تو ابھی کسی کو بھی بھوک نہیں،،" جب بھوک لگے گی تو کھالیں گے،،،اگر آپ کو بھوک لگی ہے آپ کھالو،،،؟"نعمان نے نرمی کہا تو ریم کو سکون آیا۔۔۔اب اس کا ارادہ تھا کھانا کھاتے ہی یہاں سے گولی کی طرح اڑن چھو ہو جائے گی۔۔۔پھر ایحان تو کیا کوئی بھی اسے نہیں پہچانے گا۔۔۔

ابالا کر دیں کھانا،،"ریم کی فرمائش پر نعمان نے مصنوعی غصے سے ریم کو "
گھورا۔۔۔

کیاہوا؟"ریم نظروں کا مفہوم سمجھتی خجالت سے مسکرائی۔۔۔"

خود جا کر لے لو ریم،،،میں سب کے سامنے لاوں گا تو یہ لوگ تمہیں نکما"
کہیں گے،،،"نعمان نے مصلحت سے کہا۔ حقیقت تو یہ تھی وہ کبھی خود بھی
کچن میں نہیں گیا تھا۔نہ ہی کھانا نکالنے اور سرو کرنے کا تجربہ تھا۔۔۔یہ
سارے کام یہاں کے خانساماں کرتے تھے۔۔۔

مم،،،میں کیسے ؟؟؟مجھے ڈر لگے گا،،،میں پہلی بار یہاں آئی ہوں،،،"ریم"
نے منہ بسورتے کہا تو نعمان مسکرایا۔"میں مزاق کر رہی تھی مجھے بھوک
نہیں لگ رہی،،،ایسے اچھا بھی نہیں لگتا میں سب کے ساتھ کھالوں گی،،،"
ریم نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی تو نعمان نے اسے گھورا۔

مجھے معلوم ہے میری گڈی کا چہرہ اس لئے اداس ہو کر لٹکا ہوا ہے کیونکہ "
اسے بھوک لگی،،،،ہے ناں،،،اب جاؤ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو،،،اندر مینشن

کے کچن سے کھانا نکال لاؤ،،، تمھیں اندازہ نہیں چھوٹے مالک کتنے اچھے اور مہربان ہیں،،،اپنا ڈرائیور ہونے کے باجود مجھے اتنی عزت دیتے ہیں،،، چھوٹے مالک مینشن میں کھانا تو وافر مقدار میں بنواتے ہیں تاکہ ہم سب ملازمین جب جیسے مرضی چاہیں لے کر کھالیں اور آج تو ہے ہی خاص اہتمام،،،اب جاؤ اس بات کی فکر مت کرو کہ رات کے گیارہ بجے ہیں،،،اس وقت مینشن میں کوئی موجود نہیں ہوتا،،،اسی لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں،،،

بابا کی بات پر اس نے روہانسی ہو کر انھیں دیکھا۔۔اب وہ کیا کہتی۔اسے سارا مسئلہ ہی تو چھوٹے مالک سے تھا اصل موت ہی تو اسے مینشن کے اندر کچن میں جانے سے پڑ رہی تھی جہاں کا رخ اس نے آج تک نا کیا تھا۔۔اسے ڈر تھا۔۔ڈر تھا کہ کسی طرح اس ڈائنو سے ٹکرانا جائے۔۔۔بابا کے اصرار پر وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور انیکسی کی لابی سے گزر کر پچھلی جانب سے مینشن کے کچن کے جانب گئی۔۔وہ لان میں کچھ دیر رکی اور ایک گہرا سانس بھرا۔۔اس

نے احتیاطاً اپنے سیاہ دوپٹے کا نقاب کر کے چہرہ چھپا لیا۔۔وہ کچن میں آئی تو زیرو پاور کے سفید بلب میں ہر طرف ملگجی سی روشنی تھی۔۔سب سے پہلے تو وہ اتنا بڑا کچن دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی تھی۔۔ان کی پوری انیکسی جتنا تو کچن ہی تھا۔۔وہ فریزر کی جانب بڑھی اور اسے کھول کر دیکھا۔۔انواع اقسام کے لذیذ کھانے دیکھ بھوک مزید بڑھ گئی۔۔مگر اس کی آنکھوں میں چمک بریانی دیکھ کر آئی تھی۔۔جلدی سے پلیٹ میں بریانی نکالی۔۔اور ابھی وہ بریانی پر رائتہ اور سلاد ڈال ہی رہی تھی کہ قدموں کی بھاری دھمک کچن کی جانب آتی سنائی دی تو ریم کا کلیجہ منہ کو آیا۔۔اسے یہاں سے بھاگنا تھا۔۔اس نے جلدی سے پلیٹ اٹھائی اور دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے جکڑ لی۔۔۔۔مگر وہاں سے نو دو گیارہ ہونے سے پہلے باہر سے نووارد کچن میں چلا آیا تھا۔۔ایحان نے اسی زنک کلر کے سوٹ والی لڑکی کو کچن میں دیکھا تو نامحسوس طریقے سے ہی سہی اسے کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔ایحان کچن میں داخل ہوا تو واپس اسے وہی نازک چھوٹے سے وجود کی پشت کچن میں نظر

آئی۔۔۔ایحان نے اس کے ڈارک براؤن سلکی بالوں کی آبشار کو غور سے دیکھا جنھیں سیاہ زنک دوپٹہ چھپانے میں ناکام ثابت ہو رہا تھا۔۔

"اے،،، کون ہو تم،،،اور رات کے اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو،،،اس کی بھاری آواز پر اور کچھ کچن کی سامنے موجود گلاس وال میں ابھرتے ایحان دلشیر کے عکس کو دیکھ ریم کو یوں لگا جیسے اس نے موت کا فرشتہ دیکھ لیا ہو۔۔ اس کی پل بھر میں چھوٹی سی جان سوکھے پتے کی مانند لرز گئی تھی۔۔یہ اس کے لیے بہت بڑے صدمے کی بات تھی کہ وہ چھوٹے مالک جس کی تعریفوں میں اس کے بابا دن رات زمین آسمان کے قلابے ملاتے رہتے تھے وہ کوئی اور نہیں بلکہ ایحان دلشیر تھا۔۔۔اب ریم نے اپنی عافیت اسی میں جانی کہ وہ یہاں سے گدھے کے سر سے سینگ کی مانند غائب ہو جاتی۔۔اسی لئے اسے نظر انداز کرتی قدم آگے بڑھائے۔۔

ایحان کا پل بھر میں پارہ ہائی ہوا تھا۔۔ایک تو اسے جتنا یہ چہرہ دیکھنے کا تجسس تھا وہ اتنی ہی اس کے ہاتھ سے چکنی مچھلی کی طرح پھسلتی جا رہی تھی دوسرا۔

یہ آج کل اس کی دہشت اتنی کم کیوں ہو گئی تھی کہ اس سے یہ پدی لڑکیاں خوفزدہ ہونا چھوڑ گئیں تھیں۔۔ایحان نے دانت پیس کر لپک کا اس کا بازو پکڑا تھا۔۔وہ بمشکل اس کے کندھے تک آ رہی تھی۔۔ریم نے ہلکا سا پلٹ کر اب نگاہیں اٹھا کر لرزتی پلکوں سے سامنے اپنی موت کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

ایحان ان آنکھوں کو دیکھ کر پل بھر میں اپنی جگہ پر جامد و ساکت ہوا تھا۔۔یہ آنکھیں، سیاہ رات کی گہرائی سی آنکھیں،، پلکوں کا اٹھتا گرتا سامری کے شر سار قص،،اور ان میں موجود چمک،،، کوئلے کی کان میں ہیرے کی مانند،،، ایحان کافی دیر ان کا جل بھری آنکھوں کو دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایسی کون سی کشش تھی ان دلکش ہرنی سی سیاہ کاجل بھری آنکھوں میں کہ وہ ہل بھی نہیں پا رہا تھا۔۔کہاں دیکھا تھا ان آنکھوں کی سیاہی کو۔۔پر ہوش میں رہتا تو غور کرتا کہ یہ وہی آنکھیں ہیں جو پہلے بھی وار کر چکی ہیں پر اس بار تو وار کا طرز ہی بدل چکا تھا اب کی بار تو ایحان دلشیر نے خود بھی قبول کیا تھا کہ وہ ان آنکھوں کے وار سے شدید گھائل ہوا ہے۔۔۔وہ ایک سلونا سا

نازک وجود تھا۔جو اس کے کسرتی وجود کے سامنے چھپ سا گیا تھا۔۔۔

ایحان نے اس کے ہاتھوں میں کھانے کی پلیٹ دیکھی۔۔۔ایحان کے خاموشی سے اسے گھورے جانے پر ریم بری طرح کسمسائی۔۔دل میں شکر ادا کیا اس آدم خور نے اسے اب بھی نہیں پہچانا تھا۔۔

"تم کھانا چرا رہی ہو،،، کون ہو تم،،،اب کے بار ایحان کے لہجے میں مصنوعی سرد پن کے ساتھ ایک تجسس بھی تھا۔۔اس کی آنکھیں کب سے اسے ڈھونڈ رہیں تھیں مگر وہ کہیں چھپ گئی تھی اور اب جب سامنے آئی تھی تب بھی بھاگنے کو پر تول رہی تھی۔۔

"گڈی کہاں رہ گئی ہو،،، آئی نہیں ابھی تک،،، بابا کی آواز پر ریم بری طرح جھٹپٹائی۔۔اس تگ و دو میں وہ اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑانے میں کامیاب ہوتی تیزی سے باہر بھاگی تھی۔۔پل میں ایک فسوں سا ٹوٹا تو ایحان مبہم سا مسکراتے کچن کی خارجی کھڑکی تک آیا تو اسے پچھلی جانب کی انیکسیز کی جانب بھاگتے دیکھا۔۔مطلب وہ اس کے ڈرائیور نعمان علی کی بیٹی ہی

تھی۔۔۔ایحان کو عجیب لگا۔۔وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔۔اور اس کی وہ سیاہ تیکھے بڑے بڑے نین کٹورے آنکھوں کے پردے پر چپک کر رہ گئے تھے۔۔ادھوری ملاقات کی تشنگی تھی جو اسے بے چین کر گئی تھی۔۔وہ آنکھیں کافی غیر معمولی تھیں۔۔جنھوں نے ایحان دلشیر کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔

میں تمھیں دیکھ لوں گا ننھی چورنی،،،،ایحان نے زیر لب کہا اور پراسرار سا" مسکراتا کھڑکی سے ہٹ آیا۔۔

****

ریم باہر آکر کانپنے لگی تھی۔۔۔دل دھڑک دھڑک کر ابھی بھی پسلیاں توڑنے کو تیار تھا۔۔اب حلق سے نوالہ کس کمبخت کے نیچے اترنا تھا۔۔کہ وہ ڈائنو جیسے اس کے پورے جسم کا خون اس کا بازو تھام کر اپنے لمس کی دہشت سے ہی خشک کر چکا تھا۔۔۔نعمان جو اسی کی فکر میں باہر آیا تھا ریم کی غیر ہوتی حالت دیکھ گھبرا گیا۔۔۔

ریم تم ٹھیک ہو،،،؟"نعمان نے فکر مندی سے پوچھا۔"

"بابا پلیززز،،مجھے گھر جانا ہے اب انکار مت کریئے گا،،،"

ریم کے کانپتے روہانسے لہجے پر اب کی بار نعمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

تم یہاں رکو میں چھوٹے مالک،،،"ابھی نعمان بول ہی رہا تھا کہ ریم بات"

کاٹ گئی۔۔

پلیز بابا،،،بعد میں بتا دیجیے گا ناں،،،"اس کی التجا پر نعمان نے گہری"

سانس لی اور اپنی ڈری سہمی گڑیا کو بازو کے حصار میں لیے چلتا ہوا گاڑی کے

پاس آیا اور ریم کو لے کر اگلے پانچ منٹ میں مینشن سے باہر نکل گیا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف واپس کمرے میں آنے کے بعد بھی ایحان بے چینی میں

مبتلا تھا جبھی کچھ سوچتے واپس باہر آیا اور انیکسی کی طرف قدم

بڑھائے۔۔دل نے جیسے ضد باندھی تھی کہ اس کا چہرہ دیکھ کر ہی دم لے

گا۔۔۔وہ انیکسی کے باہر پہنچا تو اندر جانے سے پہلے نظر ثمینہ کے بیٹے پر پڑی

جو باہر اداسی سے بیٹھا تھا اندر جانے سے پہلے ایحان نے اس کی طرف قدم بڑھائے اور اس کے برابر میں لان میں رکھے پتھر کے بینچ پر بیٹھ گیا۔۔

کیا ہوا بر تھڈے بوائے اداس ہے،،، "ایحان نے نرمی سے پوچھا تو وہ مزید " اداس ہو گیا۔ "کیا ہوا؟" ایحان نے تجسس سے پوچھا۔اسے یہ شرارتی سا بچہ بہت پسند آیا تھا۔ جس نے آکر اس سرد سے بے رونق محل میں رونق سی بھر دی تھی۔۔

میری شرارتوں کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہو گئی اور وہ چلی گئی،،، """ اس معصوم سے بچے نے منہ لٹکا کر کہا تو ایحان نے حیرت و نا سمجھی کی ملی جلی کیفیت سے اسے دیکھا۔۔۔

کون چلی گئی؟" ایحان نے دل میں عش عش کرتے اور زیادہ تجسس سے " پوچھا۔

وہی جو سب سے زیادہ پیاری تھی،،، "اب کے اس بچے کے لہجے میں اور " زیادہ اداسی تھی۔۔۔

کون وہ وائٹ فراک والی فیری،،،؟"ایحان نے قہقہ روکتے دوسرے ملازم" کی پانچ سالہ بیٹی کاذکر کیاکہ اتناسابچہ بھی ایسی فیلنگزرکھ سکتاہے۔۔

چھیبی،،،نووے،،،وہ بالکل اچھی نہیں ہے میں توریم کی بات کررہا"

ہوں،،،"اب کے اس بچے نے نام کی وضاحت دی توایحان کی مسکراہٹ ایک دم غائب ہوئی۔۔۔

کون ریم؟؟؟"ایحان نے ناسمجھی سے پوچھا۔۔"

وہی جس نے زنک کلرکادوپٹہ پہناہواتھااورزنک کلرکاڈریس،،،جسے " میں نے شرارت سے آپ کے کمرے میں بھیج دیاتھا،،،سوری اس میں "ساری میری غلطی تھی،،،

وہ بچہ اپنے طورپراپناجرم قبول کررہاتھاپرایحان کی سماعتوں پرایک بم پھوڑ چکاتھا۔اچانک خودبخوداس نقاب پوش حسینہ کی آنکھوں سمیت چہرہ بھی ایحان کی زہن کے پردے پرصاف ہوچکاتھا۔۔وہ جب سے جواس بے چینی میں مبتلاتھاکہ ان آنکھوں کوان انگلیوں کوکہاں دیکھاہے؟؟؟اب جب سارا

منظر واضح ہوا تو ایحان دلشیر کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔۔ جس کے خیالات کو اپنے دماغ سے جھٹکنے کے لیے وہ اتنے جتن کر رہا تھا وہ اس کے گھر، اس کے بیڈ روم، حد تک کے اس کے واشروم تک آکر چلی گئی تھی۔۔ پر اگر نہیں گئی تھی تو ایحان دلشیر کے دماغ سے۔۔۔ اچانک غصے سے ایحان کا پارہ آسمان کی بلندیوں تک چڑھنے لگا۔۔۔

نورین کے بے ہوش وجود کو بانہوں میں سمائے وہ کلاس روم سے باہر نکلنے لگا تھا جب کوریڈور سے لڑکوں کی آوازیں سنائی دیں۔۔ وہ فوراً قدم پیچھے لینے لگا۔ ((کسی انجانے خوف کے تحت)۔ وہ انجانا خوف صرف یہی تھا کہ اگر وہ نورین کو اس کے بازوؤں میں یوں بیہوش یہاں اکیلا دیکھ لیتے تو یقیناً کل تک یونیورسٹی میں نورین کے کردار کے پرخچے اڑ جاتے۔۔۔ قدم پیچھے لیتے ضیاء کلاس کے اینڈ میں بنے وال یونٹ کی طرف گیا اور اس کے پیچھے بنے چھوٹے

سے حصے میں نورین کو بٹھا کر خود بھی وہیں بیٹھ گیا۔۔۔نورین کو سہارا دینے کے لیے اس کا ایک ہاتھ نورین کی کمر میں حائل تھا اور نورین کا سر اس کے سینے پر ڈھلک رہا تھا۔۔۔باہر سے لڑکوں کی آواز قریب آ رہی تھی۔۔وہ اچانک ہر چیز بھلائے ضیاء نورین کا چہرہ اوپر کرتے قریب سے اس کے دلکش وپر کشش چہرے کو جانچتی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔اس کے اور نورین کے چہرے میں زیادہ فاصلہ نہ تھا۔۔اگر کوئی انھیں اس پوزیشن میں دیکھ لیتا تو یقیناً بہت کچھ غلط گمان کرتا۔۔۔نورین کی گہری پر تپش سانسیں اسے اپنے چہرے کو جھلساتی محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ سادہ تھی۔ مگر اس سادگی میں بھی بلا کی دلکش اور حسین تھی۔۔ان سانسوں کی خوشبو ضیاء کو دنیا کی بہترین خوشبوؤں میں سے ایک لگی۔۔۔اس نے نرمی سے نورین کے چہرے پر سے بال ہٹاتے ہاتھ کی پشت سے اس کے پھولے سرخ گال کو چھوا۔۔۔نظر بھٹک کر اس کے بھرے بھرے لبوں پر ٹھہری تو حلق میں کانٹے اگنے لگے۔۔خود کو روکتے روکتے عجیب متضاد کیفیات کا شکار ہو رہا تھا۔۔اسی لئے

فوراً سے نظر اس کے لبوں سے ہٹائی تو بند و ساکت پلکوں پر آ ٹھہری۔۔۔جن پر اب بھی نمی ٹھہری ہوئی تھی۔نرمی سے انگلی کی پوروں سے چھوتے ان پلکون کی نمی کو اپنی انگلی کی پوروں میں محسوس کر کے وہ آنکھیں موند گیا۔

"آئی ایم سوری،،،"

آنکھیں کھولتے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔۔اپنے غصے پر شدید ملال ہوا۔۔۔وہ سدا کا بگڑا ہوا تھا۔۔ غصیلی ضدی اور اکھڑ۔۔سب کو اپنے تابع رکھتا تھا۔۔ آج جب نورین نے ہاتھ اٹھایا تو دل کیا اس کے ہاتھ توڑ دے شاید وہ غصے میں یہ بھی کر گزرتا اگر اس کی حالت نہ بگڑتی تو۔۔۔

"تم بہت معصوم ہو نورین،،،میرے اندر کے حیوان کو نہیں جانتیں،،،اسے مت جگاؤ،،،پلیز مجھ سے دور رہو،،،

نورین کے چہرے کو اپنی نرم نظروں کے حصار میں لیتے ضیاء نے زیرِ لب سرگوشی سی کی۔۔

تم اور میں کبھی ایک نہیں ہو سکتے،،، ہمارے درمیان کلاس ڈفرینس کے "
علاوہ بھی ایک بڑا ڈفرینس ہے،،، میں ایک خطرناک اور خود پسند لڑکا
"ہوں،،، اور تم،،،
وہ کہتے کہتے لب بھینچ گیا۔
بہت سادہ ہو،،، اگر یونہی بار بار سامنے آئی اور مجھے یہ یقین ہو گیا کہ تم اس "
زندگی کے لیے لازم ہو گئی ہو تو،،، تو پھر میں تمہاری خوشی اور غم کی پرواہ
نہیں کروں گا،،، نا پھر دنیا کی کسی دوسری چیز کی،،، پھر تم لاکھ تڑپو، روؤ،،
میری ذات کی نفی کرو لیکن میری دسترس سے نہیں بھاگ سکو گی،،، اس
" لیے پلیز زدو بارہ میرے راستے مت آنا،،،
وہ دیوانہ اس بے ہوش لڑکی کو وارننگ دے رہا تھا۔۔۔ دل کا چور زبان سے
عیاں ہونے لگا۔۔۔ بلآخر ہمیشہ خود سے انکار کرنے والا غائبانہ طور پر قبول
کر رہا تھا کہ وہ شروع سے اب تک نورین سے صرف اس لیے دور رہا تھا کہ وہ
نورین کے معاملے میں خود سے ہی خوفزدہ تھا۔ جبھی اسے صرف ایک عام

لڑکی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔۔۔پر یہ لڑکی عام سے کب زبردستی خاص ہو گئی۔۔وہ خود بھی نہیں سمجھ پایا۔۔نورین کے بے ساختہ وجود سے نگاہیں چرانا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔ جبھی فوراً جیب سے فون نکالا۔۔۔اپنی دوسری کلاس میٹ اور نورین کی دوست ثناء کو کال کی۔۔۔کچھ رنگ بعد فون اٹھا لیا گیا۔ضیاء نے سختی سے ہدایت کی کہ وہ اکیلی اس کے بتائے گئے کلاس روم میں ٹھنڈے پانی کی بوتل لے کر آئے۔۔۔

جب تک ثناء کلاس میں نہیں آئی آئی تھی اس نے غلطی سے بھی نورین کے چہرے کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کوئی ایسا قدم اٹھا لے جو نورین کی زندگی کو مشکل میں ڈال دے۔۔پر کہاں جانتا تھا کہ عشق کی آگ جب سلگ جاتی ہے تو آہستہ آہستہ انسان کے وجود کو خاک کر دیتی ہے۔۔۔

"تم یہاں؟؟؟ذوالنورین کے ساتھ،،،؟"

ثناء جونہی روم میں داخل ہوئی اسے ضیاء پیچھے نظر آیا لیکن قدم آگے بڑھانے پر بے ہوش نورین کو دیکھ آنکھوں میں کئی طرح کے سوال پیدا ہونے لگے۔۔۔اس کا ماتھا ٹھنکا۔چہرے پر عجیب غیر معمولی سے تاثرات تھے۔۔۔جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ کیا واقعی نورین اور ضیاء کے درمیان کچھ ہے؟؟؟جس کے متعلق ہر جگہ یہ چرچہ چل رہی ہے۔۔

"یہ خوف سے بے ہوش ہوئی ہے،،،اسے ہوش میں لاؤ اور گھر لے جاؤ،،،"

ثناء کی سوالیہ نظروں کو نظر انداز کرتے وہ خاموشی سے باہر نکل رہا تھا جب ثناء کے سوال پر رکا۔۔۔

"یہ کس کے خوف سے بے ہوش ہوئی ہے،،،؟؟؟"

ثناء کے سوال میں شک تھا۔اور اس کا شک غلط رخ کی طرف جا رہا تھا۔۔۔پر ضیاء مسکراتے پیچھے مڑا اور ایک نظر نورین کے بے ہوش وجود کو دیکھتے ثناء کو دیکھا۔۔۔

"میرے خوف سے،،،"

مختصر جواب دیتے وہ روم سے نکل گیا۔ ثناء ماتھے پر بل ڈالے نورین کو دیکھنے لگی۔۔۔

"پارسا،، ویسے تو شرافت کا ڈھونگ اور درس ختم نہیں ہوتا محترمہ کا اور یہاں اکیلے کمرے میں نامحرم غیر مردوں کی بانہوں میں جھول رہی ہیں،،،،"

غصے سے بڑبڑاتے اس نے بیزاری سے بوتل سے پانی نکالتے نورین کے منہ پر چھڑکا۔۔ نورین کو ہوش میں آتے دیکھ چہرے پر فکرمندی طاری کرتے سہارا دیا۔۔ لیکن ہوش میں آتے ہی اچانک نورین خوف سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا،،،؟" ثناء نے تجسس سے پوچھا لیکن اگلے لمحے ہی نورین اس کے سینے سے لگی سسکنے لگی۔

نورین کا سسکنا ثناء کے دل میں مزید سوالات پیدا کر رہا تھا۔۔۔وہ بہت زیادہ غلط سوچ رہی تھی۔۔۔نورین کی بکھری حالت دیکھتے اسے نورین سے گھن آئی تھی پر ضبط کرتے وہاں بیٹھی تھی۔۔۔

****

آج دوسرا دن تھا۔۔۔وہ فرش پر اوندھے منہ لیٹی تھی کہ سیدھا لیٹنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔کمر پر جا بجا کھال ادھڑی ہوئی تھی۔۔۔سر کا پچھلا حصہ بھی پھولا ہوا تھا یقیناً وہاں بھی ضرب لگائی گئی تھی۔۔۔وہ زاویار معراج خانزادہ سے عزت تو بچا چکی تھی لیکن ان دو دنوں میں اسے ادراک ہوا تھا کہ کوٹھے کے پہلے دو دن تو بہت اچھے تھے پر اب تو اس کی چھوٹی سی جان پر گویا جہالت کے دور کے روح تک تڑپا دینے والے مظالم ڈھائے گئے تھے۔۔

روزز ریمان نامی وہ فرعون عورت ایک خواجہ سرا کے ساتھ کمرے میں آتی تھی اور پھر جب تک اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہو جاتا۔۔اس کے جسم کو ادھیڑتی تھی اسے تو اپنی سخت جان پر حیرت تھی کہ وہ اب تک زندہ کیسے تھی۔۔۔

دروازے پر کھٹ پٹ ہوئی تو دل اچھل کر حلق میں آگیا۔یقیناً وہ عورت پھر اس کے پاس اس نئے زخموں سے دوچار کرنے آرہی تھی۔۔۔

"اللہ آج نہیں،،،یا تو موت دے دے یا اس سے نجات،،،"

زرمش نے تڑپ کر دعا کی تھی۔۔۔اپنے لیے کی جانے والی ہر دعا کے ساتھ اس کے دل سے زریمان،ابرار اور زاویار معراج خانزادہ کے لیے بددعائیں نکلتی تھیں۔۔۔وہ شدت سے دعا گو تھی کے ابرار اور زاویار کو خدا ایسے موزی اور لاعلاج مرض میں مبتلا کرے کے وہ موت کے لیے تڑپیں پر انھیں وہ میسر نہ آئے۔۔یقیناً وہ یہ تکلیف خوشی سے برداشت کرتی اگر علم ہوتا کہ اس کاربِ کریم ابرار اور زاویار کی سزا ان کے لیے منتخب کرتا کاؤنٹ ڈاؤن شروع کر چکا ہے۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور زریمان اندر آئی۔زرمش کی نظر صرف زریمان کے ہاتھ میں پکڑے گئے بیلٹ پر تھی۔

امید ہے اب تک تو تیری عقل ٹھکانے آگئی ہو گی تو اب بتا خوشی خوشی"

"کرے گی گاہک کو خوش؟؟؟

زریمان نے منہ سے کف اڑاتے سختی سے پوچھا تو زرمش زور سے آنکھیں میچ گئی۔۔ کبھی کبھی دل کرتا تھا اس روح تک کو تڑپاتی اذیت سے بچنے کے لیے اس ذلت کو قبول کر لے۔۔۔پر نہیں اس نے اپنے رب سے اپنی عزت کا امان مانگا تھا اور اس کے رب نے اس کی عزت کی حفاظت کی تھی۔۔۔تو اب وہ اپنا آپ کسی کو کیوں پیش کرتی۔اسے یقین تھا آج نہیں تو کل اس کا رب اسے نجات دے دے گا۔۔۔پھر چاہے وہ موت کے ذریعے ہو یا کسی اور ذریعے۔۔۔زرمش کے آنکھیں موندنے پر زریمان کو طیش چڑھا تھا یہ لڑکی اس کی توقع سے زیادہ ڈھیٹ تھی۔۔۔نفرت کی شدت سے اس کے وجود کو دیکھا جو سفید ملگجے سے لباس میں تھی جس پر کمر کے حصے ہر ہلکی ہلکی خون کی بوندیں تھی۔۔۔اگلے ہی لمحے زریمان نے ہاتھ میں پکڑا بیلٹ زور سے زرمش کی کمر پر مارا۔۔۔

ایک زوردار چیخ کے ساتھ وہ زمین پر لوٹ گئی تھی۔۔اس کی رنگت انتہائی حد تک سرخ تھی سختی سے آنکھیں میچے اسے یوں لگا تھا جیسے وہ چمڑے کا بیلٹ کھال کے ساتھ اس کی روح بھی کھینچ گیا تھا۔۔پل بھر کو لگا تو وہ موت کی گھاٹی میں اتر گئی ہے۔شبانہ کا ظلم اسے رائی کے دانے برابر لگ رہا تھا اس ظلم کے مقابلے جو اس پر اب ہو رہا تھا۔

حرام زادی اتنی ڈھیل دینے کے بعد بھی تو وہی رہی،،،تجھے کیا لگا ہمارا"

" گاہگ بھگا کر تو اپنے وجود کو بچا لے گی؟

ایک زوردار لات زرمش کے پیٹ میں مارتی زریمان چلائی تو ریشماں آنکھوں میں وحشت لیے زریمان کو دیکھنے لگی جو اس وقت سفاکیت کی جیتی جاگتی مورتی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ان کے کوٹھے پر اغواء شدا لڑکیوں کو لایا جاتا تھا پر زریمان نے کبھی کسی پر اتنا تشدد نہیں کیا تھا جتنا زرمش نشانہ بن رہی تھی جبکہ زرمش سے زیادہ حجت دوسری لڑکیاں بھی کرتی تھی۔۔

"وہ زاویار معراج خانزادہ ہمارا پہلا اور اتنا امیر کسٹمر تیری وجہ سے خراب ہو گیا،،، دوبارہ کبھی کوٹھے پر نہیں آئے گا،،،"

ایک اور بیلٹ زرمش کی کمر پر مارتی وہ زرمش کی بلند چیخیں سن رہی تھیں ۔۔۔کمرے کے باہر دوسری لڑکیاں سہمی کھڑی تھیں ان میں وہ لڑکیاں بھی شامل تھا جن کو زبردستی یہاں رکھا گیا تھا۔زرمش کا حال دیکھ وہ اندر سے بری طرح سہم گئی تھی۔۔۔

"تم میرے وجود کو نوچ ڈالو گھٹیا عورت،،، تم جان بھی نکال دو تو میں اپنے وجود کو کسی کے آگے پیش نہیں کروں گی،،،" کہتے ساتھ زرمش کو زاویار معراج خانزادہ کا وہ تھپڑ یاد آیا تھا جو کل وہ اس کے منہ پر مار کر گیا تھا۔پر وہ خوش تھی وہ شخص غصے میں اس کے وجود پر تھوکتے چلا گیا تھا پر اس کا تھوکنا زرمش کو قبول تھا مگر چھونا نہیں۔۔۔اپنے درد کو پیتی زرمش بری طرح چیختے رونے لگی تھی جب زریمان ایک دم ہنسی۔

شریف زادی تجھے معلوم ہے تیری ماں کون تھی؟ تیرا خاندان اور پہچان کیا" ہے،،؟؟ تیری نسبت کیا ہے؟"زریمان نفرت اور حقارت سے کہتے اس کے بال مٹھی میں دبوچ گئی تھی۔ریشماں نے ترحم بھری نگاہوں سے زرمش کے خون رستے وجود کو دیکھا۔وہ زرمش کی شکل دیکھتے ہی پہچان گئی تھی زرمش کون ہے؟؟؟اور زریمان کس چیز کا بدلے میں اسے دھنک رہی ہے۔

"میری نسبت اسلام ہے،،میری پہچان حیاء ہے،،،،"

وہ زریمان کے منہ پر تھوکتی پل بھر کے لیے اسے حیران کر گئی تھی۔زریمان کو لگا تھا وہ اپنی نسبت کسی شریف گھرانے سے تعلق جوڑ کر بتائے گی پر اس نے تو اپنی نسبت وہاں جوڑی تھی جہاں زریمان چاہ کر بھی کچھ غلط نہیں بول پائی تھی۔

تیری نسبت کیا ہے،،،؟"زریمان کی آنکھوں میں دیکھتے زرمش نے"
حقارت سے پوچھا تو زریمان کا خون مزید ابلنے لگا۔اس کی نسبت بھی تو یہی
تھی پر وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکی تھی۔
جس پر درد ہونے کے باوجود زرمش ہنسی تھی۔اس کی ہنسی زریمان سے
برداشت نہیں ہوئی تھی جبھی اس کا سر بالوں سے پکڑ کر زمین پر مارا تھا کہ
اب درد حد سوا ہوا تو اس کی آنکھیں آناً فاناً بند ہو گئی۔
پاگل ہو گئی ہے زریمان،،،اس کا چہرہ خراب کرے گی تو یہ کسی کام کی نہیں"
"رہے گی پیچھے ہٹ،،،،
ریشماں نے غصے سے زریمان کو روکا تو زریمان نے ریشماں کو خود سے دور
جھٹکا۔
تجھے لگتا ہے میں اسے کمائی کے لیے یہاں لائی ہوں؟اسے اس جگہ لانے پر"
میں نے ایک سال دن رات محنت کی ہے ریشماں،،،پھر جا کر اسے اس جگہ

لاپائی ہوں،،، پیسے کی لالچ ہوتی تو ایک سال اس لڑکی کو ڈھونڈنے میں برباد کرنے کی بجائے دس لڑکیاں اٹھوا لیتی،،،،"

کہتے ساتھ زریمان نے زرمش کا پچھلا گلا پھاڑا تھا۔ قمیض تو پہلے ہی بیلٹ کی ضربوں سے پھٹ گئی تھی۔

اس کی دودھیا کمر پر کوئی ایک حصہ ایسا نہیں تھا جس پر سرخی سے گوشت پھولا ہوا نہ ہو۔ کئی جگہ سے کھال ادھڑ گئی تھی اور جگہ جگہ خون نمایاں ہو رہا تھا!۔۔۔

****

برتن دھو کر کچن صاف کر کے آرزک نے ایپرن اتار کر سلیب پر رکھا۔۔ اور گہری سانس لیتے کچن سے باہر نکلنے لگا جب ایلف کٹی ہوئی سبزی پلیٹ میں لے کر واپس کچن میں آئی۔

بب،، برتن دھل گئے،،،؟"ایک نظر چمکتے ہوئے برتنوں کو دیکھے ایلف" نے حیرت سے اس سے پوچھا تو آزرک نے جواباً فخریہ انداز میں آئی برو اچکائی اور کچن سے باہر نکلنے لگا۔۔۔

سنو،،،تف،،، تم نے بب،،، برتن صاف نن،،، نہیں دھوئے،،،"اس" چالاک کبوتری نے فخر کے غبارے سے ایک لمحے میں ہوا نا کل دی تھی۔۔۔آرزک نے پلٹ کر برتن دیکھے تو مٹھی بھینچ گیا۔۔۔برتن اتنے صاف دھلے تھے کہ ایلف نامی سفید چڑیل اپنی شکل تک اس میں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

پپ،،،پر کک،،، کوئی بب،،، بات نہیں پہلی بب،، بار ہے،،،" شش،، شاید تمہیں عادت نن،،، نہیں ہے،،، آہستہ آہستہ کام سس،،،،، سیکھ جاؤ گے،،،،اب ایک کک،،،،کام کرو فریج سے مم،،،،میٹ کا پپ،،، پیکٹ نکال کر اسے بھی وو،،،واش کر دو ویسے تت،،،،تو وہ ووو،،،واشڈ ہوتی ہے پر میرا دل ایسے مم،،،، مطمئن نہیں

ہوتا،،"ایلف مصروف سے انداز میں بولی آرزک کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔۔۔گندے برتن کا پہاڑ دھو کر اس کے مضبوط ہاتھ بھی دکھنے لگے تھے اور وہ اب میٹ دھونے کا کہہ رہی تھی۔

"میں نہیں دھو رہا،،،"

غصے سے کہتا وہ کچن سے باہر نکل گیا اور لاؤنج کے اس صوفے پر بیٹھا جس کا فرنٹ کچن کی جانب تھا۔۔۔ایلف غصے سے بل کھاتی اس کے سر پر پہنچی تو وہ نا سمجھی سے ایلف کو دیکھنے لگا۔

کیا ہوا،،،؟"چہرے پر بیزارگی طاری کیے ایلف کا سرخ بھرا بھرا چہرہ " دیکھا۔۔۔

"تت،،تم نے مم،،،مجھے کک،،،کام کرنے س مم،،،،،منع کیا،،"

ایلف نے دانت پیستے کہا۔

نہیں میں نے منع نہیں کیا،،لیکن ابھی تم نے کہا میں نے برتن ٹھیک سے" نہیں دھوئے،،،تو یہ تو پھر قیمتی بوٹیاں ہیں،،،اگر ٹھیک سے نہیں دھوئی تو

ان ہائی جینک تھوڑی کھائیں گے،،،اسی لئے تم کر سکتی ہو،،،،"آرزک نے کہتے ہوئے انتہائی معصومیت سے کندھے اچکائے۔

ہیے مم،،،میرے سس،،،ساتھ زیادہ اسمارٹ مم،،،،مت بب،،،بنو،،،"میرا مم،،،،مطلب تھا کہ میں نن،،،،نے تمہیں کک،،،کام کرنے کو کہا اور "تت،،تم نے منع کیا،،،،

ایلف کی بات پر آرزک گہری سانس لیتے کھڑا ہوا تو ایلف بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی جب بھی وہ اس کے سامنے کھڑا ہوتا تھا ایلف کو لگتا تھا اس کے وجود پر کوئی گھٹا چھا گئی ہو۔

ہاں منع کیا تو،،،؟"اپنے اصل اکبر مزاج میں لوٹتے آرزک نے سرد لہجے" میں پوچھا تو کچھ دیر پہلے جو ایلف تن کے کھڑی تھی فورا اعصاب ڈھیلے ہوئے

ت،،،تو ڈ،،،،ڈائیریکٹ کک،،،کیوں منع کیا،،،میں تت،،،تمہاری"

بب،،،باس ہوں،،،تت،،، تمہیں نن،،،،نہیں معلوم رسپیکٹ

پپ،،،پہلی شش،،،شرط ہوتی ہے نن،،،نوکری کی،،

تت،،، تمہیں ریکویسٹ کر سکتے تھے کک،،،کہ تت،،،تھک گیا ہوں

مم،،،میں ک،،،کچھ نہیں کہتی،،،پپ،،،پر تم نن،،،نے تو

"ڈڈ،،ڈڈائیریکٹ منع کر دیا،،،

ایلف منہ بسورتی بولی تو آرزک ایک بار پھر اس کی چال میں الجھنے لگا۔۔۔اگر وہ شاطر مرد تھا تو اس کے سامنے کھڑی لڑکی چال باز حد تک ذہین تھی۔۔۔ کسی کو بھی معصومیت کے جال میں پھانسنا جانتی تھی۔۔۔

"اوکے میں تھک گیا ہوں،،،مجھے نہیں دھونا،،،"

اب کے آرزک نے اس کے آگے جھکتے عاجزی سے اجازت طلب لہجے میں کہا تو ایلف کی آنکھیں چمک گئیں۔

مم،،،میٹ دھوکک،،،کر آرام کر لینا،،،پپ،،،پھر مم،،،میں"

"تت،،، تمہیں کوئی کک،،،کام نہیں بب،،،بولوں گی پپ،،،پکا،،،

زرا سا مسکراتے ہوئے اس نے آرزک کو واپس بیٹھتے ہوئے دیکھ کر فورا کہا تو آرزک نے ماتھے پر بل ڈالے اسے گھورا۔۔۔ابھی تو وہ کچھ اور کہہ رہی تھی اور اب اپنی ہی بات سے پلٹ رہی تھی۔۔۔۔ لیکن جب ایلف نے آنکھیں زور سے میچتے جھپک کر کھولیں تو آرزک کا سارا غصہ پانی کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔(کہ یہ منظر دنیا کا انوکھا ترین منظر تھا جو اسے انتہائی قریب سے دیکھنے کو ملا تھا)۔۔ایک مصنوعی غصے بھری نظر ایلف پر ڈال کر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔

واؤ،،اس اکڑو پچ،،،چپڑو سے تت،،،تو ایسے ہی کک،،کام کک،،کروانا"

"پپ،،،پڑے گا،،،پپ،،،پیار رر رسے،،،،

اپنی قائدانہ صلاحیت پر فخر کرتی وہ بھی کچن میں چلی گئی۔

ویسے تت،،، تمہیں معلوم ہے "اس کے بعد ایلف کی ناختم ہونے والی" گفتگو سن آرزک خانزادہ کو احساس ہوا وہ ضرورت سے زیادہ بولتی ہے۔۔۔اسے شدت سے ایئر ٹاپرز کی ضرورت محسوس ہوئی پر پاس تھے نہیں۔۔۔اسی لئے گہری سانس بھرتے دل مسوس کر رہ گیا۔۔

****

گوشت دھونے کے بعد وہ کچن سے باہر نکل گیا۔۔۔صوفے پر بیٹھ کر جو خاموشی نصیب ہوئی۔۔۔اس نے پل بھر کے لیے سکون دیا۔۔۔لیکن پھر اچانک خواہش جاگی کہ وہ پھر سے اس سے باتیں کرے۔۔۔ابھی وہ انہی سوچوں میں تھا کہ اچانک گھر کے بیک سائیڈ سے بچوں کا شور اٹھا اور بہت سارے بچے چلاتے ہوئے اندر گئے۔۔۔لیکن اندر بیٹھے اس شخص کو دیکھتے چونک کر خاموشی سے آرزک کو تکنے لگے۔۔۔وہیں دوسری طرف پہلی بار آرزک بھی ان بچوں کی نظروں پر نروس ہوا تھا۔۔۔وہ بچے بہت سارے اور چھوٹے تھے ان کی عمر زیادہ نہ تھی۔۔ان کی عمر 2 سے سات سال کے

درمیان تھی اور سب کی کسی اچھی لیوش فیملی سے لگ رہے تھے۔۔۔کیونکہ ان کا حلیہ بالکل ٹپ ٹاپ تھا۔۔۔

"ہیے،،،ہو یو آر؟؟؟؟"

ایک پانچ سالہ بچے نے ماتھے پر بل ڈالے آرزک سے پوچھا تو آرزک آئی برو اچکاتے اسے دیکھنے لگا۔۔۔وہیں کچن میں کھڑی ایلف اپنی ہنسی دبانے لگی۔۔۔اس کے ساتھ رہنے والا ہر بچہ اس کے معاملے میں پوزسیو تھا۔۔۔

"مام ہو اس ہی؟؟؟؟"

اب کے دوسرے بچے نے مسکراتی ایلف سے پوچھا تو آرزک بھی ایلف کو دیکھنے لگا۔۔۔

"ہی اس آرما،،،،!

ابھی وہ ماسا لفظ ادا کرتی ایک بچہ پھرتی سے بولا جو کافی دیر سے آرزک کو دیکھ رہا تھا۔

مام یو سیڈ دیٹ مائی فیس اس سو سیمیلر ٹو مائی ڈیڈی،، اینڈ ہیز اس ایکچولی"

"سیمیلر ٹو می،،، گائز آئی تھنک ہی اس آر ڈیڈی،،،،

اس بچے نے آرزک کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے کہا تو آرزک پہلے تو بری طرح چونک گیا۔۔کیونکہ یہ الفاظ ادا کرنے والا چار سالہ بچہ بالکل سیاہ فام تھا۔۔۔ان دونوں میں دور دور تک کوئی مشابہت نہیں تھی۔۔لیکن پھر ایلف کی مسکراتی کھنکتی ہنسی سن خود بھی مسکرانے لگا۔۔۔

"ڈیڈی؟آر یو ریلی آر ڈیڈ،،"

سارے بچوں سمیت ایک پیاری سی بچی آرزک کے پاس آکر پوچھنے لگی تو وہ مزید الجھ گیا۔۔اس بچی کی آنکھوں میں بلا کی امید تھی۔۔۔۔اسے اندازہ ہوا تھا کہ ایلف نے ان یتیم بچوں کو ماں سمجھ کر پالا ہے اور ان کو ان کے باپ کی کوئی جھوٹی کہانیاں بھی سنائی ہیں۔۔۔۔ سمجھ نہ آیا اس بچی کو کیا جواب دے تو ایلف کو الجھی نظروں سے گھورا۔۔۔۔جواباً ایلف نے ہاں میں سر ہلایا تو نا چاہنے کے باوجود وہ اس بچی کو خود میں اٹھا کر اثبات میں سر ہلا گیا۔۔۔

کنفرمیشن ہونی تھی کہ سارے بچے آرزک خانزادہ پر چڑھ گئے۔۔اور ایک بار پھر شور برپا ہو گیا۔ایلف واپس کھانا بنانے میں مصروف ہو گئی۔۔۔جب کہ وہ بچوں کے درمیان نظر اٹھاتے اس لڑکی کو دیکھنے گا جس کو کچھ دیر پہلے چالاک اور مکار کے لقب سے نواز رہا تھا پر حقیقت میں کس قدر نرم اور خوبصورت دل کی مالک تھی۔۔۔اسی لئے اب دل مزید بے چین ہو گیا تھا۔۔۔۔

آپ کیا کرتے ہیں؟؟؟"

اب تک کہاں تھے؟؟؟

کبھی ملنے کیوں نہیں آئے۔؟؟؟

کبھی فوں پر بات کیوں نہیں کی؟؟؟؟

اس طرح کے بہت سے سوال آرزک سے بچے پوچھنے لگے تو جو آرزک کو سمجھ آیا۔۔آرزک نے جواب دے دیا۔بات کرتے یہ بھی اندازہ ہوا کہ وہ سارے بچے اردو بولنا اور سمجھنا جانتے تھے۔۔۔اور یہ بھی کہ وہ جس بھی

فیملی سے ہوں سب مسلمان تھے ایلف نے بچپن سے ہی ایمان کا بیج ان کے دل میں بو دیا تھا۔۔۔۔

چلو بب،،،، بہت سس،،، سوال ہو گئے اب کک،،، کھانا کک،، کھاتے "

"ہیں،،،

ایلف نے مسکراتے بچوں کو آرزک سے دور کرتے ہوئے کہا تو بچوں کو پرہشانی لاحق ہو گئ۔

"مام ڈیڈی کہاں رہیں گے،،،؟"

ایک بچے نے سوال دھرا تو ایلف ایک نظر آرزک کو دیکھتے صوفے پر بیٹھ گئ۔

"ی،،، یہی رہیں گے آپ لوگوں کک،،،، کے ساتھ،،،"

ایلف نے ایک بچے کا ماتھا چومتے جواب دیا۔

واٹ ڈو یو مین ہمارے روم میں،،؟؟؟"ایک اور بچے نے آنکھوں میں "

روشن دیپ جلائے دوسرا سوال کیا تو ایلف نے اثبات میں سر ہلایا۔

اوہ،،،پر ڈیڈ تو مام کے ساتھ سوتے ہیں میرے فرینڈ نے بتایا تھا،،،"وہ بچہ "
اب کی بار سمجھداری سے بولا۔۔تو ایلف اب کی بار بری طرح سٹپٹا گئی اس نے نظریں چراتے پہلو بدلا جبکہ آرزک خانزادہ اس کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا۔

اوہ میںز ہمارا نیو بے بی سسٹا یا برو آئے گا،،،،؟"کب سے خاموش کھڑا ان "
سب میں سب سے بڑا بچہ جو سات سال کا تھا منہ بناتے بولا شاہد ایک اور بے بی کا سوچ کر کوفت کا شکار ہوا تھا۔

"ریئلی،،،،"

دوسرے بچوں نے تعجب سے پوچھا اس پہلے ایلف کچھ کہتی واپس وہی بچہ جواب دیتے بولا۔

یس،،،جب مام ڈیڈ ایک ساتھ ایک ہی روم میں سوتے ہیں تو بے بی "
جینیریٹ ہوتا ہے،،،،"اب انتہا ہو چکی تھی۔ایلف کا چہرہ سرخ ٹماٹر ہو چکا تھا۔۔۔جبکہ آرزک خانزادہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔سارے بچے اپنے باپ کو

ہنستے ہوئے دیکھ کر کشمکش میں پڑ گئے تھے۔۔جب کہ ایلف شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتی نظریں زمین میں گاڑھے وہاں سے اٹھ کر نودو گیارہ ہونے لگی تھی کہ اس سے پہلے آرزک خانزادہ اس کے مقابل کھڑا ہوا تو اس نے اٹھنے کا ارادہ بالکل ترک کر دیا اور سر مزید نیچے جھکا لیا۔۔۔۔

بچے بگڑ گئے ہیں بیوی،،،شاید ان کی گیدر نگ اچھی نہیں ہے،،،ہمارے "پرسنل مومنٹس ڈسکس کر رہے ہیں،،،،"

ایلف کے کان کے قریب جھکتے اس نے نہایت شرارت سے کہا اور اس کا خون جھلکاتا چہرہ دیکھ مسکرا کر وہاں سے باہر نکل گیا۔۔۔اس کے باہر جاتے ہی ایلف نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا جو پسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو تیار تھا پھر بے چارگی بھری نگاہ ان بچوں پر ڈالی جو اپنے باپ کو دیکھ شاید پاگل ہو گئے تھے۔۔۔لیکن پھر بعد میں ان کا دماغ درست کرنے کا سوچ خود بھی کھڑی ہو گئی۔۔۔

ضیاء نے کلاس روم سے باہر نکلتے سختی سے شہادت کی انگلی اور انگھوٹے اپنا ماتھا مسلا۔۔

یوڈوور یری رانگ لیلی،،،یو ہیو ٹو پے فار دس،،"غصے سے دانت پیستے" قدم اپنی گرل فرینڈز لیلی کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھائے۔۔۔پندرہ منٹ بعد وہ اس کی کلاس میں پہنچا تو معلوم ہوا وہ آڈیٹوریم میں ہے اور رائم کے ساتھ ڈانس پریکٹس کر رہی ہے جو اپ کمنگ فیئر ویل میں کرنا ہے۔۔۔ چونکہ ضیاء کو ڈانس میں دلچسپی نہیں تھی پر اس نے اپنی گرلفرینڈ پر کوئی پابندی بھی عائد نہیں کی تھی وہ آزاد ماحول اور آزاد زہنیت کا انسان تھا۔۔۔ اب کے اس کے قدم آڈیٹوریم کی جانب بڑھے۔۔۔جو غصہ پہلے ذوالنورین پر عود کر آیا تھا اب وہ غصہ نورین سے ہٹ کر اس چھپکلی پر آرہا تھا جس کے ساتھ وہ ریلیشن میں تھا۔۔۔پر بے بسی تو یہ تھی کہ وہ چاہ کر بھی ذوالنورین پر غصہ اتار نہیں پایا تھا۔۔نہ ہی ذوالنورین کی نازک جان یہ برداشت کرنے کی

سکت رکھتی تھی۔۔۔وہ آڈیٹوریم میں داخل ہوا تو سلو میوزک آن تھا۔۔۔ بارہ پندرہ لوگ اندر موجود تھے۔۔جن میں سے دو کپل سٹیج صرف گنتی کے پر پرفارم کر رہے تھے۔۔ان میں سے ایک اس کی نام نہاد گرلفرینڈ تھی جو رائم کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی اور رائم کے ہاتھ اس کی نازک کمر پر رقص کر رہے تھے۔۔۔۔

تیزی سے قدم اٹھاتا وہ سٹیج پر چڑھا تو سب کو سانپ سونگھ گیا۔۔۔رائم بھی ضیاء کو دیکھتے پیچھے ہوا تو اس کے ساتھ ڈانس کرتی وہ بل کھاتی پلٹی لیکن اپنے بالکل پیچھے ضیاء کو کھڑے دیکھ پتھر کی ہو گئی۔۔۔ضیاء کا چہرہ غصے کی زیادتی سے انتہائی حد تک سرخ ہو رہا تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی کاروائی کرتا وہاں تھپڑ کی ایک زوردار آواز گونجی۔۔۔ضیاء کے سیدھے ہاتھ کے تھپڑ نے لیلی کے چہرے پر پانچ انگلیوں کے نشان چھوڑ دیے تھے۔رائم نے جلد سے اسے تھام کر نیچے گرنے سے بچایا تھا۔

"ہاؤ ڈیئر یو،،،،"

اپنے گال پر ہاتھ رکھتے وہ انتہائی اشتعال انگیز لہجے میں چلائی تھی۔۔سب کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے ان کے قریب اکھٹے ہونے لگے تھے۔۔۔

"یہ تو میں تم سے پوچھتا ہوں ہاؤ ڈیئر یو،،،"

غصے سے اس کے بازو دبوچتے وہ بری طرح دھاڑا تو پل بھر کو وہ ضیاء کے غصے سے سہم گئی۔۔۔رائم نے آگے بڑھتے ضیاء کو پیچھے کرنا چاہا پر ضیاء نے سختی سے انگلی دکھاتے وارن کیا کہ کوئی بھی آگے نہ آئے۔۔۔

"میں وہ الفاظ تمھارے منہ سے سننا چاہتا ہوں جو تم نے نورین اور میرے بارے میں یہاں سب سے کہے ہیں،،،"

ضیاء کے منہ سے ذوالنورین کا نام سن کر سارے معاملے کی گہرائی تک پہنچ گئے تھے۔۔اور اس کے شکنجے میں جکڑی وہ لڑکی تھپڑ کی جلن سے زیادہ ضیاء کے منہ سے نورین کا نام سن کر جلن کا شکار ہوئی جل کر جیسے بھسم ہوئی تھی۔۔۔

اوہ بہت فاسٹ سروس ہے نورین کی،،، تو اس لیے تم نے مجھے تھپڑ مارا،،،"

"اس دو ٹکے کی لڑکی کی وجہ سے،،،،

وہ ایک دم بھڑک کر ضیاء سے بازو چھڑواتے ہوئے چیخی۔

"ہاں میں نے اسی لئے مارا،،، وہ دو ٹکے کی ہے یا نہیں پر تم ایک ٹکے کی بھی نہیں ہو،،،، نہ تم عزت کرنا جانتی ہو نہ کروانا،،،، لیکن اس میں تمہاری بھی غلطی نہیں جو لڑکی ہر وقت ہر دوسرے مرد کی بانہوں میں جھولتی ہو وہ سب کو اپنا جیسا ہی سمجھتی ہے،،،، "اس نے غصے سے پھنکارتے رائم کی طرف اشارہ کرتے اس پر گہرہ طنز کیا تھا۔

"اوہ تو سنا تم سب نے،،، مسٹر ضیاء حیدر نے اس دو ٹکے کی لڑکی نورین، جس کی حیثیت اتنی ہے کہ میرے گھر والے ایسے لوگوں کو زکوۃ دیتے ہیں،،، اس لڑکی کے لیے ضیاء حیدر نے مجھے تھپڑ مارا،،، اب تم لوگوں کو یقین آگیا میری بات پر کے کیا معاملہ ہے،،،، "سب کو ہنستے ہوئے کہتی وہ ضیاء کی جانب پلٹی جو اسے ہی خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔

کوئی بھی مرد کسی بھی عام سی لڑکی کے پیچھے ایسے ہی پاگل نہیں ہوتا ضیاء،،،"
تمھیں پھانسنے اور اپنے پیچھے پاگل کرنے کو اس نے یقیناً تھالی میں اپنا آپ سجا
کر اس نے تمہیں،،،"ابھی اس کا جملہ مکمل بھی نہ ہوا تھا جب ضیاء ایک
جھٹکے سے اس کا جبڑا دبوچ گیا۔۔ضیاء کو غصے سے پاگل ہوتے دیکھ سب ان
دونوں کو الگ کرنے لگے۔

"اتنا ہی زہر اگلو جتنا تم جواباً سے خود پینے کی سکت رکھو،،،میرے کردار پر
اگر تم نے ایک لفظ بھی کہا تو میں تمہارا جینا حرام کر دوں گا،،،میں آج ابھی
اسی وقت تم جیسی گھٹیا ذہنیت کی مالک بدزبان لڑکی سے بریک اپ کرتا
ہوں،،،آئندہ مجھے اپنی یہ منحوس شکل مت دکھانا،،، سمجھیں،،،،"سب کو
پیچھے دھکیلتے اس نے واپس اس کی گردن جکڑی لیکن پکڑ نرم رکھی۔جبکہ
جان بوجھ کر دوبارہ نورین کا نام نہ لیتے اپنے کردار کو درمیان میں لایا کہ کہیں
واقعی یہ سب نورین پر بدکرداری کی مہر نہ لگا دیں۔۔پھر ایک جھٹکے سے اس

کی گردن چھوڑتے اسے خود سے دور جھٹک کر کہ وہ لڑکھڑا کر رائم پر گری۔۔ حقارت سے اس کے وجود کو دیکھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

****

"بچے سو گئے کیا،،،؟"

وہ دوپہر ان کے ساتھ کھانا کھا کر گھر سے باہر نکلا تھا۔۔۔ کھانے کے دوران ایلف نے اسے مکمل نظر انداز کیا تھا۔۔۔ جب کہ یہ کھانا اس کی زندگی کا سب سے خوبصورت کھانا تھا۔۔ جب وہ ننھے بچے اسے اپنے ہاتھوں سے ایک ایک نوالہ کھلا رہے تھے۔۔ شاید باپ کی محبت بھری شفقت اور سائے کے لیے تڑپتے آئے تھے۔۔۔ وہ جب ایلف کو ماما کہنے کے بعد آرزک کو پاپا کہتے تو وہ جان بوجھ کر ایلف کو دیکھتا۔۔ جو اس کی نظروں پر فورا سے پہلو بدل جاتی۔۔۔

"تت،،، تم آ گئے،،، مم،،،، میں سس،، سمجھی تھی تت،،، تم مم،،، مجھے چھوڑ کک،،،، کر چلے گئے،،،،

آرزک جب واپس گھر کے اندر انٹر ہوا تو پورے گھر میں نیم اندھیرا تھا۔۔ رات کے دس بج رہے تھے اور ایلف صوفے پر لیپ ٹاپ لیے بیٹھی تھی۔۔۔آرزک کی آواز سنتے اس نے خوشی سے کھڑے ہوتے پوچھا۔۔ جب کے اس کے جملے پر آرزک خاموش سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ڈھیلے ٹی شرٹ ٹراؤزر پر اب اسکارف بھی ڈھیلا اور لاپرواہ سا چہرے کے گرد لپیٹا تھا کہ چہرے پر لٹیں اٹکلیاں کھیل رہی تھیں۔۔۔اپنے بولے گئے جملے کا احساس ہوا تو فورا سے آنکھیں میچیں۔۔بولنا کیا تھا اور وہ بول کیا گئی تھی۔

مم،،،میرا مم،،،،، مطلب تھا،،، مم،،،، میں سمجھی تت،،،،، تم کام چھوڑ" کک،،،، کر چلے گئے،،،، آج کک،،، کے بعد یہ ح،،،،، حرکت مم،،،، مت کرنا،،،، تت،،،، تم یہاں نوکری پر ہو تت،،، تو مجھے انفارم کر کے،،،، بلکہ جہاں ب،، بھی جانا ہو اجازت لے کک،،،، کر جاؤ گے،،،، "ایلف نے واپس مالکن کا لبادہ اوڑھتے اکڑے لہجے میں کہا اور صوفے پر لیپ ٹاپ

اٹھائے واپس بیٹھ گئی۔۔۔اس کی حرکت پر آرزک مسکرایااور اسی کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔وہ آفس میٹنگ کی وجہ سے ہوٹل گیا تھا۔ وہاں تین گھنٹے کی میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد واپس آیا تھا۔میٹنگ میں پہنے گئے آفس کے کپڑے وہ ہوٹل میں ہی چھوڑ آیا تھا۔۔۔

"تت،،،تم تت،،، تنخواہ کک،،،، کتنی لوگے،،،؟"ایلف نے اچانک نظر اٹھاتے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔تو وہ چونک گیا۔وہ تو سمجھا تھا وہ چالاک لڑکی اسے مفت میں ملازمت پر رکھ رہی ہے۔۔۔

"مطلب،،؟ہماری تنخواہ کی تو کوئی بات نہیں ہوئی تھی؟"

آرزک نے سیدھے ہوتے اسے احساس دلایا کہ وہ بغیر تنخواہ کے بھی کام کرنے پر امادہ تھا۔۔۔

"ہاں لل،، لیکن تت،،، تم جب یہاں آئے ہو اپنا مم،،،ملک چھوڑ کر تت،،،تو یقیناً پپ،،،،، پیچھے تت،،، تمھاری فیملی کو تت،،، تمہاری کک،،، کمائی کا آسرا ہو گا،،،"

ایلف نے اپنے طور جواز پیدا کیا تو آرزک کے دل نے اس بات اقرار کیا کہ اس کے سامنے بیٹھی لڑکی سمجھدار بھی ہے۔ حساس اور نازک دل کی بھی ہے۔۔۔آخر اور کیا کیا ظاہر ہونا تھا کہ وہ لڑکی کتنے گن لیے ہوئے ہے۔

"اور اگر میں کہوں میرے آگے پیچھے کوئی نہیں میں بے سہارا ہوں تو،،،؟"

صوفے سے پشت ٹکاتے وہ بے تاثر لہجے میں بولا تو ایلف جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

تت،، تم بھی مم،،، میری طرح ہو،،،،،"اس نے دھیمے سے مسکرا کر کہا" اور فورا نظریں جھکالی تھیں۔۔آرزک کو احساس ہوا جیسے وہ آنکھوں میں نمی چھپا رہی ہو۔۔۔ٹیک چھوڑ کر وہ سیدھا ہوا جس کا بھائی بلینئر تھا وہ کہہ رہی تھی وہ بے سہارا ہے؟؟؟؟وہ مزید الجھ گیا تھا کیونکہ اس کی رپورٹ کے مطابق باران دلشیر کی صرف ایک ہی کمزوری تھی اور وہ ایلف دلشیر تھی لیکن ایلف کی باتیں سن کر ایک نیا ہی پہلو نکل آیا ہے۔۔

تمہارے پاس کوئی رشتہ نہیں ہے؟"پہلو بدلتے آرزک نے متجسس لہجے "
میں پوچھا۔
نہیں،،،"بہت مختصر جواب تھا۔"
"اچھا تمہارا کوئی دوست بھی نہیں ہے،،،؟"
ایلف کی خاموشی اسے چبھی تھی جبھی اسے بولنے کے لیے اکسایا پر اگلے لمحے
جوازیت اس نے محسوس کی وہ بہت زیادہ تھی۔۔۔
نہیں،،،"وہ نظریں جھکائے لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کرتے مصروف انداز میں "
بولی۔
کیوں،،،؟"آرزک نے اسے مزید کریدنا چاہا۔۔"
پپ،،،،پتا نہیں،،،کک،،،کوئی مم،،،مجھ سے دد،،،دوستی ہی"
نن،،،،نہیں کرتا،،،،"ناچاہتے ہوئے بھی ایلف کی آواز بھاری ہوئی تھی۔
آرزک کا دل بری طرح بے چین ہوا تھا۔

پر کیوں،،،؟"آرزک نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔جواباً وہ مسکرا کر"
آرزک کو دیکھتی کسی معصوم بچے کی طرح کندھے اچکا گئی۔۔۔جب کہ اپنی
آنکھوں کی نمی کو چھپانے میں ناکامیاب رہی تھی۔۔اس لمحے آرزک کو وہ
کسی معصوم چھوٹی سی بچی کی مانند لگی تھی جو اپنا دکھ چھپانے میں بری طرح
ناکام ہو رہی تھی۔۔۔

ششش،،،اس،،، لل،، لئے کہ مم،،، میں ہکلاتی ہوں اس لل،، لیے،،،!""
ایلف نے بات مزاق میں اڑانی چاہی پر اڑا نہ سکی۔۔۔جبھی آنکھوں سے ایک
شفاف قطرہ نکل کر گال پر لڑھک گیا۔۔۔اگلے لمحے بے قابو ہوتے آرزک
گھٹنے کے بل ایلف کے سامنے بیٹھا تو ایلف نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

مجھ سے دوستی کرلو،،،"آرزک نے بغیر سوچے سمجھے بے اختیار ایلف"
کے آگے ہاتھ پھیلاتے نرمی سے کہا تو ایلف خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جبکہ
آج اگر کوئی آرزک خانزادہ کو دیکھتا تو یقیناً اپنا وہم سمجھتا جو خود سے کسی لڑکی
کو دوستی کی آفر کر رہا تھا وہ بھی اتنے احترام سے۔۔۔

تمہیں شش،،، شرم نہیں آآ،،،، آئے گی جج،،، جب تمہارے"
دد،،، دوست مجھے دیکھے گگ،، گے،،، "اس نے بے چین سا ہوتے اپنی
اانگلیاں مروڑتے پوچھا تو آرزک اس کی بات پر مسکرایا۔
تمہاری طرح میرا بھی کوئی دوست نہیں ہے،،، "آرزک اطمینان سے بولا"
تو ایلف اسے آنکھیں پھاڑے دیکھنے لگی۔
بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں رونے کے باعث لالی بکھری ہوئی
تھی۔۔۔ گال مزید سرخ ہو گئے تھے اور اس کے چہرے پر چھلکتی معصومیت
کی چادر۔۔۔ آہ کوئی پوچھتا آرزک خانزادہ سے خوبصورتی کیا ہے تو وہ جواب
میں ایلف دلشیر کی تصویر بنا دیتا۔۔۔۔
بپپ،،، پر کیوں،،، تت،،، تمہارے میں تت،،، تو کک،، کوئی عیب"
بب،،، بھی نن،، نہیں ہے،،، "اس نے حیرت سے کہتے فورا آرزک کے
ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا کہ کہیں وہ پیچھے نہ کر لے۔۔ جب کہ ایلف کی کیفیت

سمجھتے وہ گہرا مسکرایا۔۔۔پھر ایک نظر اپنے ہاتھ پر رکھے اس کے نازک ہاتھ کو دیکھا تو دل کی کیفیت عجیب تر ہونے لگی۔

وہ تو کوئی تم میں بھی نہیں ہے،،،دوستی بہت قیمتی رشتہ ہوتا ہے،،،"

تمہارے جیسا اب تک کوئی ملا نہیں اس لیے دوستی نہیں کی،،،"وہ سچے دل سے کہہ رہا تھا۔کاش وہ اسے بتا سکتا کہ وہ اٹک اٹک کے بولتی کس قدر پیاری لگتی ہے۔۔الفاظ ادا کرنے کی جدوجہد کرتے اس کے کپکپاتے گلابی لب کا قدر حسین اور دلربا لگتے ہیں۔۔۔آرزک خانزادہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اس لڑکی میں کونسی کشش ہے جو اسے کھینچ رہی ہے۔۔۔کیونکہ اگر وہ حسین تھی تو وہ حسن پر پگھلنے والا ہرگز نہیں تھا۔۔۔

"یہاں رہنے والے بچے تمہیں ماما کیوں کہتے ہیں،،،؟"

ایلف کے برابر صوفے پر کچھ فاصلے پر بیٹھتے موضوع تبدیل کیا تاکہ ماحول بدل سکے۔۔۔

"کک،،،کیونکہ،،،وہ،،،مجھے اپن،،،نی مم،،ماما سمجھتے،،ہیں،،،"

مسکرا کر وہ واپس لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گئی۔۔۔

تو تمہیں ہی اپنی ماما کیوں سمجھتے ہیں؟ان کو نہیں معلوم وہ یتیم ہیں؟"لیپ"

ٹاپ کی اسکرین کو بغور دیکھتے وہ ایلف سے پوچھنے لگا۔

بب،،،بچے کوس،،سب سے زیادہ مم،،ماں کی مم،،،محبت کی ضرورت"

ہوتی ہے،،مم،،،میں چاہتی ہوں جج،،،جس مم،،،،میں محروم رہی اس سے

کک،،،کوئی بب،،،بچہ مم،،،محروم نہ رہے سس سب کو ان کی ماما

ملے،،،،"اس نے متانت سے جواب دیا تھا۔۔کتنا بڑا ظرف تھا اس لڑکی کا وہ

دیکھتا رہ گیا۔۔۔

"تم لیپ ٹاپ پر کیا کر رہی ہو،،،؟"

اسے اپنی سی وی تیار کرتے دیکھ آرزک نے الجھ کر پوچھا۔۔۔

مم،،،میرے پاس پپ،،،پیسے ختم،،ختم ہو رہے ہیں،،نن،،،نوکری تلاش"

کر رہی ہوں،،،پپ،،،پہلے لوگ فف،،،فنڈ دے دیتے تھے،،،لیکن

اب،،،نن،،،نہیں دے رہے،،،،"ایلف کی بات سنتے آرزک کے ماتھے پر

بل پڑے۔۔۔۔کچھ تو گڑ بڑ تھی اسے گمراہ کیا جا رہا تھا۔۔۔یا ایلف کو بطورِ کی استعمال کیا تھا تاکہ وہ اپنے مقصد سے بھٹک سکے ورنہ ایلف تو نہیں جانتی تھی وہ کون ہے؟؟؟؟ پھر وہ کیوں پریٹینڈ کر رہی تھی۔۔اگر بار ان دلشیر کو وہ اتنی عزیز تھی تو کیوں دربدر دھکے کھا کر فنڈز پر پل رہی تھی۔۔۔پر جو بھی تھا ان سب باتوں میں اسے ایک بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ ایلف دلشیر ضرورت سے زیادہ معصوم ہے۔۔

"مجھے آرام کرنا ہے،،،"

آرزک کھڑے ہوتے واپس اپنے خول میں سمٹنے لگا۔

امم،،،اا،،،ایک کام کک،،، کرو،،، سس،،،سامنے والا رر،،،وم خالی" ہے اس میں سسس،،،سو جاؤ،،،"ایلف کے کہتے ساتھ وہ کمرے کی طرف بڑھ گیا جب ایلف کی آواز پر قدم رکے۔

دد،،،دوستی کا کک،،،کچھ الٹا مم،،،مطلب مت لینا،،،ہہ،،،ہم صرف" رات نن،،،نو بجے کک،،،کے بعد دوست ہیں،،،پپ،،،پھر صبح سارا دن

تت،،، تم میرے ماسے ہو،،، "ایلف نے اطمینان سے اکڑ کر کہا۔۔۔

آرزک خانزادہ نفی میں سر ہلاتے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"چالاک کوّی،،،،"

ایلف کو نئے نام سے نوازتا وہ کمرے میں گم ہو گیا۔

آرزک نے کمرے میں آتے ہی دروازہ بند کرتے اپنا سر پکڑا۔۔۔ کیا باران دلشیر اپنی بہن کو پیسے نہیں بھیجتا تھا۔۔۔ آرزک خانزادہ کو یتیم کرنے والے ظالم شخص نے اپنی سگی بہن پر بھی ظلم کی انتہا کر رکھی تھی۔۔۔ وہ کیا کرے سمجھ پانا مشکل تھا ایک طرف امتحان تو دوسری طرف ایلف سے ہمدردی۔۔۔ اگر شکاری کو شکار سے ہی ہمدردی ہو جائے تو وہ کیا کرے اور یہی کچھ آرزک کے ساتھ ہو رہا تھا۔۔۔۔

وہ نوکری ڈھونڈ رہی تھی یہ بات کسی طور آرزک سے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ بری طرح پہلو بدلتے وہ سوچ رہا تھا کہ اس معصوم لڑکی کو نوکری سے کیسے روکے۔۔۔ بار بار نظروں کے سامنے اس کا آزردگی سے کندھے

اچکاتا وجود گھوما۔۔وہ کمرے میں تھا ایلف اور اس کے درمیان ایک دروازے کا فاصلہ تھا دل کیا واپس باہر جائے اور اس کے پاس بیٹھ جائے۔۔۔ کیا مجھے اس سے محبت ہو رہی ہے،،،؟"خود سے سوال کیا پھر تیزی سے " نفی میں سر ہلایا۔

نہیں ناممکن،،،مجھے اس سے محبت نہیں صرف ہمدردی ہو رہی ہے" ہے،،،آرزک خانزادہ کسی سے محبت نہیں کر سکتا،،،"اس نے اپنے دل کو بری طرح جھڑکا اور شرٹ کی جیب سے فون نکالا۔۔۔کچھ ثانیے سوچنے کے بعد صفوان کو کال ملائی۔

ہیلو،،،"دوسری جانب سے تیسری بیل پر کال اٹھالی گئی۔"

سنو صفوان،،،ٹین تھاؤزینڈ ڈالر ایلف کے فاؤنڈیشن والے اکاؤنٹ میں " سینڈ کروا بھی،،،اور ساتھ ای میل بھیجو کہ ایک سال پہلے ایلف کی جانب سے تمہیں فنڈ ریکویسٹ موصول ہوئی تھی اور آج فنڈ ڈونیٹ کیا ہے،،،،"

صفوان کو حکم صادر کرتے وہ فون ہاتھ میں گھماتے انتظار کرنے لگا۔کچھ سیکنڈز تک بے چینی کم نہیں ہوئی تو صفوان کو میسج ٹائپ کیا۔

ڈواٹ رائٹ ناؤ صفوان،،،،"اس نے میسج کے ساتھ غصے والے ایموجیز" بھیجے۔۔کچھ لمحوں بعد ہی صفوان کی جانب سے ایک میسج اور اسکرین شاٹ موصول ہوا جس میں رقم بھیجے جانے کا ثبوت تھا۔۔۔گہری سانس لیتے آرزک بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔ابھی بیڈ پر لیٹے چند لمحے ہی گزرے تھے جب ایلف کے چیخنے کی آواز پر وہ ایک دم سیدھا ہوا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے کمرے کا دروازہ کھولا تو قدم پتھر ہو گئے اور ایک دم دروازہ بند کرتے وہ دروازے کی جھری میں سے دیکھنے لگا۔۔حجاب اتار کر ہاتھوں میں پکڑا ہوا تھا۔۔۔وہ پہلی بار ایلف دلشیر کے کمر چھوتے سنہرے ہلکے کرلی بال دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ نازک سی گڑیا صوفے کے اوپر چڑھی ایک ہاتھ میں لیپ ٹاپ اور دوسرے میں اپنا اسٹالر پکڑے گول گول گھما رہی تھی۔یہ شاید اس کی جانب سے خوشی کا اظہار کیا تھا۔۔آرزک کو منظر بدلتا ہوا لگا یوں لگا جیسے وہ پرستان کی

کے دوران تتلیوں کے درمیان رقص کر رہی شہزادی ہو اور سر سبز باغوں ہو۔

اس کے ڈھیلے ڈھالے ٹی شرٹ پر بناٹام بھی اس کے ساتھ ناچتا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔کیا یہ سب کچھ اس کے چند پیسے بھیجنے کی عوض تھا؟؟؟کیا اتنے سے پیسے میں وہ لڑکی خوشی سے ناچ رہی تھی۔؟؟؟آرزک کا دل کیا اپنی تمام دولت و جائیداد اس نرم دل لڑکی کے قدموں میں ڈھیر کر دے جو بالکل اس کے جیسی تھی۔۔۔لاوارث ،بے سہارا اور معصوم۔۔۔لیکن اس کو ہر چیز سے محروم کس نے کیا تھا اس لڑکی کے بھائی نے۔۔وہ لڑکی اگرچہ معصوم تھی پر اس کا بھائی ایک ظالم و جابر انسان تھا۔

باران دلشیر،،،"لبوں پر ایک نفرت آمیز نام آیا تو ایلف کا چہرہ نظروں میں" دھندلا ہو گیا۔۔دروازہ بند کرتے قدم اندر لیے اور دروازے کے ساتھ ہی نیچے بیٹھ گیا۔

میں اس لڑکی سے ہمدردی کر سکتا ہو پر اسے ایسے چھوڑ نہیں سکتا،،،اس" کے بھائی نے میری زندگی برباد کی،،،میرا بچپن اجاڑ دیا میرا دل ایسے کیسے "بدل سکتا ہے،،،

اپنے بال مٹھی میں دبوچتے وہ آنکھیں میچ گیا۔پہلے جنگ باران دلشیر سے تھی پر یہاں آنے کے بعد اب اس کی جنگ اپنے دل سے بھی شروع ہو گئی تھی۔

****

میٹنگ روم میں سربراہی کرسی پر قدرے اندھیرے میں بیٹھے زوایار معراج خانزادہ پروجیکٹر کی سکرین کو غائب دماغی سے گھور رہا تھا۔۔سکرین کے سامنے دائیں جانب والی کرسی پر بیٹھے باران دلشیر نیوی بلو تھری پیس میں بظاہر اپنی تمام تر توجہ اسکرین پر مرکوز کیے بیٹھا تھا۔۔مگر وقتاً فوقتاً ایک نگاہ زاویار پر بھی ڈال لیتا۔۔وہ کل سے اس کی غیر معمولی خاموشی نوٹ کر رہا تھا۔۔کل جب وہ غصے میں تنتناتا کوٹھے پر اس کمرے سے نکلا تھا تو باہر آ کر اس نے اپنے لبوں پر جیسے قفل ہی لگا لیا تھا۔۔مگر پھر گھر آ کر جب اس کا

جنون واشتعال سٹڈی روم کی چیزوں پر نکلنے لگا تو باران نے بڑی مشکل سے اس پر قابو پاتے اس کے منہ سے وہ چیدہ چیدہ باتیں اگلوائیں جنھوں نے اس کے سینے میں ایک جوار بھاٹا سا سلگا دیا تھا۔۔ باران نے بڑی مشکل سے اس پر قابو پایا تھا۔۔ لیکن پھر فون کر کے زریمان کو گالیاں ضرور دیں تھیں کہ اگر لڑکی ٹرینڈ نہیں تھی تو زاویار کو کیوں دی۔۔(یہ سچ تھا وہ زاویار کو اسی وقت گھر واپس لے آتا مگر اب اپنی ناک اونچی رکھنے کو باران دلشیر نے سارا الزام زریمان کی اس لڑکی پر دھرا تھا جس نے اس کے دوست کو اتنا کچھ سنا دیا تھا) سچ تو یہ تھا کہ اب اسے خود اس جگہ پر جا کر وومٹ جیسے احساس ہونے لگتا۔۔ اتنی وحشت اور گھبراہٹ ہوتی کہ وہ ایک دو مرتبہ گیا تو فوراً واپس چلا آیا تھا۔۔ہاں مگر وہاں جانا اس کی مجبوری تھی کہ اسے ایک خاص چیز کی تلاش تھی جو اسے مل کر نہیں دے رہی تھی۔۔

زاویار کی سوچوں کی طنابیں کہیں اور ہی الجھی ہوئیں تھیں۔۔ عجیب الجھن تھی کہ اس الجھن کے دھاگے کا سرا جانے کہاں گم ہو گیا تھا۔۔وہ بری طرح

جھنجھلا رہا تھا۔۔ میٹنگ پوری طرح اٹینڈ کیے بغیر وہ باران کو خاص اشارہ کرتا وہاں سے اٹھ آیا۔۔اپنے آفس میں بھی سکون نہیں ملا تو گھر واپس چلا آیا۔۔ گھر واپس۔ کر محمل کی شرارتوں میں الجھ کر کچھ لمحے کو ذہن بٹا۔۔ مگر اس کی ٹیوٹر کے آنے کے بعد پھر سے اس کا دماغ خراب ہونے لگا۔۔وہ تنگ آکر سٹڈی میں چلا آیا۔۔راکنگ چیئر پر جھولتے اس وقت وہ جانے کونسے جہان کی سیر کو نکلا تھا۔۔اندر کی گھٹن زیادہ بڑھی تو شرٹ اتار پھینکی۔۔شرٹ لیس سفید ٹراؤزر میں۔ بال ماتھے پر بکھرے تھے اور ہاتھوں میں شعلہ سلگ رہا تھا۔۔۔کمرے میں چاروں طرف سگریٹ کا دھواں پھیلا تھا۔۔۔ماحول اس قدر گھٹن زدہ تھا کہ کسی نارمل انسان کا اس کمرے میں بیٹھنا محال ہو جاتا۔۔۔

"اگر تم نے مجھے چھوا تو بہت پچھتاؤ گے،،،

اس کے الفاظ کانوں میں گونجنے لگے۔دو دن سے یہی ہو رہا تھا۔وہ بچپن سے سنتا آیا تھا کہ ایک بار اگر کوئی مرد کوٹھے پر چلا جائے تو اس کا سکون اور دولت سب لٹ جاتی ہے۔۔۔پر وہ انکاری رہا تھا۔۔۔اس کا ماننا تھا انسان کا

نفس چٹانوں سا مضبوط ہونا چاہیے۔۔پر اب وہ خود جس بے سکونی کی بھٹی میں سلگ رہا تھا۔۔۔اس نے زاویار معراج خانزادہ کے اعصاب چٹخا دیے تھے۔۔۔ مستقل دو دن سے وہ اس طوائف کے متعلق سوچتا رہا تھا جس کے گہرے سینا چیرتے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔شاید وہ لڑکی طوائف نہیں تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی زاویار معراج خانزاد کا سکون چھین چکی تھی۔۔۔۔

زاویار خود بھی اس بات کو نوٹ نہیں کر پایا تھا کہ ان دو دنوں میں نا اس نے صبر ینہ کے متعلق سوچا تھا نہ ہی باسل کے بارے میں،،، جیسے دنیا کی ہر فکر پیچھے رہ گئی تھی۔۔۔ بالا آخر خود سے، اپنی پراگندہ سوچوں سے تنگ آتے وہ ایک نتیجے پر پہنچا تھا اور ایک نتیجہ اخذ کر چکا تھا۔ کہ شاید وہ لڑکی زبردستی اس کوٹھے پر تھی۔۔۔ جبھی وہ بے چین تھا کہ کہیں وہ رسوا نہ ہو جائے۔۔۔جو زاویار معراج خانزادہ نے نا چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ سفاکی بھرا سلوک اختیار کیا تھا۔۔اس پر ہاتھ اٹھاتے اس پر تشدد کیا اس وجہ سے اس ک

ضمیر اسے کچوکے لگاتا تڑپا رہا ہے۔۔۔شاید اس لڑکی کی مدد پر اکسانے کی وجہ سے اللہ نے اسے بے چین رکھا تھا۔۔۔یہ سوچ آتے وہ کچھ مطمئن ہوا تھا۔۔۔پھر کچھ سوچنے کے بعد اس سب کا جو حل اس نے نکال تھا وہ یہ تھا کہ وہ بذریعہ باران اس لڑکی کو وہاں سے بازیاب کروائے گا۔۔۔سائیڈ میں رکھی ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتے باران کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔لیکن اگلے ہی لمحے ماتھے پر بل پڑے کے وہ خبیث انسان فون کاٹ چکا تھا۔۔۔زاویار نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا۔۔مگر اس بار بھی مقابل نے کال کاٹ دی۔۔۔زاویار کے کلیجے پر سانپ لوٹ گئے جبھی غصے سے کھڑے ہوتے دوبارہ نمبر ڈائل کیا اس بار کال ریسیو کر لی گئی تھی۔

کتے کمینے منحوس انسان کال کیوں کاٹی،،؟؟؟؟وہ غصے سے چیخ اٹھا۔۔۔"

بیکاز آئی واز بزی،،،! باران نے شرارتی لہجے میں کہا۔"

کونسی ماں کے ساتھ مصروف ہے،،،؟"تپتے لہجے میں غرا کر پوچھا۔

محل کی ماما کے ساتھ،،، جواب اس سے بھی زیادہ سلگانے والا تھا زاویار نے" ماتھا رگڑتے خود پر ضبط کیا۔۔۔ "لیکن تم بتاؤ،، تم کیوں کل پرسوں سے اتنے انگارے چبا رہے ہو،،، کہیں اس ایڑھے کورو مینس کے ادھورے پیڑے نے تو بے قرار نہیں کر رکھا،، باران نے چھیڑنا ضروری سمجھا۔۔ جانے اسے اس کو سلگا کر کونسی تسلی ہوتی تھی۔۔ جواباً زاویار نے سے ان گالیوں سے نوازا کے باران دلشیر کو اپنے کان سے فون دور ہٹانا پڑا۔۔۔

اس چیز کی تو میں بعد میں جوابی کاروائی کروں گا،،، ابھی مجھے تم سے " ضروری کام ہے باران،،،" زاویار نے سنجیدگی سے کہا تو کچھ لمحوں کے لیے باران خاموش رہا پھر سنجیدہ ہوتے کام پوچھا۔

تمہیں اس لڑکی کو اس غلیظ جگہ سے سہی سلامت بازیاب کروانا ہے،،،" سلگتی سگریٹ کے شعلے کو بغور دیکھتے زاویار نے تحمل سے کہا اس وقت اس کا حال بھی اسی شعلے کیطرح تھا جو ہلکا ہلکا سلگ رہا تھا۔۔۔۔

کونسی لڑکی؟" باران نے اچھنبے سے پوچھا۔"

وہی لڑکی جس کواس کوٹھے والی نے مجھے دیا تھا،،،""

زاویار کا کہنا تھا کہ باران نے کان سے فون ہٹا کر فون کو یوں گھورا جیسے کوئی فون سے دنیا کا آٹھواں عجوبہ نکل کر باہر ظہور پذیر ہوا ہو۔۔۔

"ایک بار پھر سے کہنا تم نے کیا کہا ہے ابھی،،،؟"

باران نے شدید حیرت سے پوچھا۔دو دن سے زاویار جیسے کسی مراقبے میں چلا گیا تھا۔۔سناٹے بھری خاموشی خود پر طاری کر رکھی تھی۔۔تو کیا اس خاموشی کی وجہ یہ تھی۔۔۔۔

تم بہرے ہو گئے ہو تو میں تمہارے کان کا علاج کروا دیتا ہوں،،،"زاویار" نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے دانت پیستے کہا۔

اوہ شاید میں نے ٹھیک سنا ہے میرے کان درست ہیں،،،پر تمہیں اس" لڑکی کو بازیاب کیوں کروانا ہے،،،؟کیا تمہیں وہ اپنے بیڈ روم میں چاہیے،،،؟" باران دلشیر خطرناک حد تک اسٹریٹ فارورڈ تھا اور یہ اس کی سب سے بڑی خرابی تھی۔۔۔سوال کرتے باران متجسس ہوا تھا۔

بکواس بند کرو،،، میں یہ کہہ رہا ہوں تم اس لڑکی کو وہاں سے نکال کر آزاد"
کر دو،،، "زاویار واپس راکنگ چیئر پر بیٹھتا پر سکون لہجے میں بولا۔۔۔
کوٹھا ہے وہ زاویار خانزادہ،،، کوئی میرے پھوپھڑ کی دکان نہیں ہے،، جہاں"
سے میں اسے خریدوں اور آزاد کر دوں وہ بھی صرف تمھاری ضد پر،،، وہ
لوگ اپنی لڑکیاں صرف استعمال کی حد تک دیتے ہیں،،، اور تمہیں کون سے
خدمت خلق کا بھوت سوار ہوا ہے،،،؟" سوال کرتے باران کی آواز بھاری
ہوئی تھی یقیناً وہ جمنگ کر رہا تھا۔
اگر وہ کوٹھا ہے،،،، تو تم باران دلشیر ہو جس چیز کو چاہو حاصل کر لیتے"
ہو،،، باران دلشیر کے لیے یہ معمولی سا کام مشکل نہیں،،، اسی لئے چونچلے
بند کرو اور جو کہا ہے وہ کرو،،،، "زاویار نے داؤ بدلا تو باران قہقہ لگا کر ہنسا۔
آئی نو یو آر آ کمینہ اسمارٹ،،، زاویار معراج خانزادہ پر میں بھی ایسی ہی چنے بیچ"
کر بلندی پر نہیں پہنچا،،، اس لیے مجھے چنے کے جھاڑ پر مت چڑھاؤ،،، یہ بتاؤ
کہ لڑکی آزاد کیوں کروانی ہے جب چاہیے ہی نہیں،،،" باران کے سوال پر

اب کی بار زاویار الجھ گیا تھا۔۔ لیکن بہت سوچنے کے بعد یہی الفاظ مناسب لگے۔

"کیونکہ وہ لڑکی شریف ہے زبردستی وہاں رکھی گئی ہے،،،"

زاویار جواب دے کر خاموش ہوا اور باران کے جواب کا انتظار کرنے لگا پر دوسری جانب سے مکمل خاموشی تھی۔

کہاں مر گئے جواب تو دو ڈیم اٹ،،،"زاویار تلملاتے بولا اور واپس" راکنگ چیئر سے کھڑا ہوتا اسٹڈی روم میں ٹہلنے لگا۔۔۔

سوری زاویار میں کسی شریف زادی کو آزاد کروانے کا ارادہ نہیں رکھتا،،،" ہاں اگر تم یہ کہتے وہ حسین تھی،،،اور اب تمھیں چاہیے ہے تو شاید میں کروا دیتا،،، لیکن یہ لفظ شریف عورت ذات کے لیے صرف ایک لطیفہ لگتا ہے،،، کوٹھے سے باہر کی عورتوں کا شرافت سے کوئی واسطہ نہیں تو پھر کوٹھے میں رہنے والی شریف،،، ہونہہ،،،"زہن جھٹکتے باران زہر خندہ لہجے میں حقارت سے بولا تو زاویار نے کھڑکی میں کھڑے ہوتے گہری سانس لی۔

ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی باران،،اور وہ شریف ہو یا نہیں اس سے "
تمہارا کنسرن نہیں ہے میں نے کہا اسے آزاد کروادو تو کروادو،،،"زاویار
نے حتمی لہجے میں کہا تو باران لب بھینچ گیا۔۔۔
کیا وہ خوبصورت تھی؟"کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہونے کے بعد باران کے "
سوال نے اسے چونکایا۔آنکھوں میں اچانک اس اپسرا کا بل کھاتا موم سا وجود
لہرایا۔۔سرخ سوجھی آنکھیں میچی ہوئی پلکیں،،خوبصورت متناسب
سراپا۔سفید لباس میں دمکتا اس کا سفید و گلابی وجود ہاں وہ لڑکی سراپائے حسن
ہی تو تھی۔۔۔
مجھے نہیں پتا،،"سر شدت سے جھٹکتے زاویار نے بیزاری بھرے لہجے میں "
جواب دیا۔۔۔
اوہ،،،یعنی بہت خوبصورت تھی،،،،"باران نے اشتیاق سے کہا تو"
زاویار خانزادہ کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔
باران،،،"زاویار نے تنبیہہ کرتے انداز میں اس کا نام پکارا۔ "

میرے خیال سے وہ خوبصورت نہیں بہت بہت خوبصورت ہو گی جبھی دو" دن تک تمہارے اعصاب پر سوار رہی ہے اور تم تیسرے دن اس کے لیے مجھ سے رجوع کر رہے ہو،،، اگر صرف ہمدردی کا معاملہ ہوتا تو اسی دن کہہ "چکے ہوتے،،،

باران کی باریک بینی پر زاویار عش عش کر اٹھا وہ واقعی ایسے ہی بزنس ٹائیکون نہیں بن گیا تھا۔۔۔ بلکہ بہت زیرک نگاہ رکھنے والا شخص تھا۔۔۔

ہاں وہ واقعی بہت خوبصورت تھی،،، اب تم اسے آزاد کروا دو گے یا یہ کام " میں خود کروں،،،،؟" زاویار نے جیسے سرینڈر کرتے اعتراف کیا تھا اور ساتھ دھمکی بھی لگائی تھی۔۔۔

اوکے کام ہو جائے گا،،،" باران کے جواب پر زاویار نے کھٹاک سے فون" کاٹ دیا۔ باران نے کہہ دیا تھا کام ہو جائے گا تو مطلب ہو جائے گا۔ وہیں دوسری طرف ٹریڈ مل روکتے باران نے کان سے ایئر پاڈس نکالے اور تولیے سے گردن خشک کرنے لگا۔۔

شریف،،،اور خوبصورت،،، ہمم دیکھنا پڑے گا ایسا بلا کا حسن اور بلا کی "
شرافت جس نے زاویار کو اپنے جال میں جکڑ لیا،،،اسٹرینج،،،او نہوں،،،،
یہ سخت لونڈا پگھلا بھی تو کہاں؟ کوٹھے کی طوائف پر، ورنہ شادی ہی کروا
دیتا،،" باران دلشیر کی سوچ نرالی تھی۔۔۔

اس کے لیے یہ کام مشکل نہیں تھا۔ بانو بائی کے کوٹھے سے کئی لڑکیاں اس کے گھر آئی تھیں۔۔وہ جس پر چاہتا ہاتھ رکھتا اور اگلے لمحے بانو بائی اس لڑکی کو بھی اس کے سپرد کر دیتی۔۔اور وہ باآسانی اس لڑکی کو محفوظ جگہ پہنچا دیتا۔۔۔

****

یونیورسٹی سے باہر نکلتے وہ اپنے وائٹ ہائی لیکس میں بیٹھا اور غصے میں اپنی گاڑی کے پیچھے کھڑی گاڑی کو دیکھا جس میں گارڈز بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ جب سے اس کی اور ارسلان نیازی کی لڑائی ہوئی تھی اس کے باپ نے اس کے ساتھ گارڈ لگا دیے تھے۔۔۔غصے سے جھنجھناتے دماغ کے ساتھ فون

اٹھاتے ثناء کو کال ملائی۔اور فون کان سے لگایا۔چند بیل کے بعد فون اٹھالیا گیا۔

ہوش آگیااسے،،،؟"بنا کوئی اور بات کیے دوٹوک سوال پوچھا۔"

ہاں آگیا،،"دوسری جانب سے ثناء نے جان بوجھ کر مختصر جواب دیا۔"

اوکے،،،"وہ اتنا کہہ کر فون رکھنا چاہتا تھا مگر رکھ نہیں سکا۔"

طبیعت ٹھیک ہے اس کی،،،؟"لہجے کو بے تاثر رکھنے کی پوری کوشش کی" تھی پر وہ ناکام رہا تھا۔۔۔

نہیں،،،پہلے ہوش آیا تو بہت رو رہی تھی،،اور اب واشروم میں بند ہے اور" "بری طرح وومیٹنگ ہو رہی ہے،،،،

ثناء کا لہجہ بالکل سپاٹ سختی لیے ہوئے تھا۔ضیاء لب بھینچ گیا۔"ضیاء حیدر تم نے کیا کیا ہے اس کے ساتھ،،،؟ کہیں،،،"؟؟؟؟؟ابھی ثناء غصہ وشک کی ملی جلی کیفیت سے بول ہی رہی تھی کہ ضیاء ایک دم چیخ پڑا۔

"اپنی بکواس اور فضول کی گھٹیا سوچ اپنے پاس رکھو،،،"

ضیاء نے اسٹیر نگ ویل پر پکڑ مضبوط کرتے تقریباً دھاڑتے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔

یہ میں نہیں کوئی بھی سوچے گا،، جو اس کی حالت اس وقت ہو رہی ہے،،،"

تم نے کچھ تو کیا ہو گا ضیاء ورنہ ایسے کیسے ممکن ہے کہ وہ شوقیہ تمہاری بانہوں میں جھول گئی،،،" ثناء بھی کہنے سے باز نہیں رہی تھی۔ایسے میں ضیاء کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے۔اگر وہ یہ کہتا کہ صرف ضیاء کا غصہ دیکھ کر نورین کی یہ حالت ہو گی تو ثناء تو کیا کوئی بھی ہنستا اس کی بات پر۔۔۔

اوکے،،، تم نورین کو لے کر یونی سے باہر آؤ،،، میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں،،، پھر تمہیں سب بتاتا ہوں کہ میں نے نورین کے ساتھ کیا کیا ہے،،، "ضیاء نے سرد لہجے میں کہتے ساتھ کھٹاک سے فون کاٹ دیا۔۔ثناء جو واش روم کے باہر کھڑی تھی واشروم کا دروازہ نوک کرنے لگی۔

وہ جو پہلے ہی لیلی کی باتوں پر انگاروں پر لوٹ رہا تھا اب ثنا کی گوہر افشانیاں سن کر مزید سلگ اٹھا۔۔

کوئی اتنا بھی نازک کیسے ہو سکتا ہے،،، عورتیں تو اتنی تکلیف اٹھا کر بچہ پیدا" کر لیتی ہیں اور صرف چلانے پر اس کی یہ حالت ہے،،، خدا اس کے شوہر پر "رحم کرے،،،

غصے سے سر پیچھے سیٹ سے ٹکاتے وہ آنکھیں موند کر ثناء اور نورین کا انتظار کرنے لگا۔ وہ ثناء کو سب کلیئر کر کے نورین سے اپنے رویے کی معافی مانگ کر اس کو ساتھ ساتھ وارن کرنے والا تھا کہ اگر وہ اپنی سلامتی چاہتی ہے تو ضیاء سے بالکل دور رہے۔ ورنہ پھر انجام کا زمہ دار وہ ہر گز نہیں ہونے والا تھا۔۔۔

****

نورین واشروم سے باہر نکلی تو نڈھال سی دیوار سے سہارا لے گئی۔ چہرے کی رنگت زرد پڑ چکی تھی۔

"اب بہتر محسوس کر رہی ہو؟"

ثناء نے فکر مندی سے پوچھا۔نورین کی حالت دیکھ کر جہاں وہ ضیاء کی جانب سے شک میں تھی وہیں یہ تو سمجھ آگیا تھا کہ جو بھی ہوا ہے ضیاء کی زبردستی سے ہوا ہے۔۔نورین کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں۔۔۔

"مجھے گھر جانا ہے ثناء،،،میرے لیے کیب بک کردو،،،،"

نورین نے نم لہجے میں کہا تو ثناء کو پریشانی لاحق ہونے لگی۔۔اگر وہ نورین کو کہہ دیتی باہر ضیاء اس کا انتظار کر رہا ہے تو وہ کسی صورت یونی سے باہر نہیں نکلتی۔نورین کے چہرے پر ضیاء کا خوف صاف واضح تھا۔

"کیب کی ضرورت نہیں،،،میں بھی گھر جا رہی ہوں تمہیں ڈراپ کردوں گی،،،،"

ثناء اسے سہارا دیتی اپنے ساتھ باہر لے جانے لگی۔اب نورین کی کیفیت کافی بہتر تھی بس آنکھوں میں رونے کے باعث سرخی اور بدن میں ہلکی کپکپی تھی۔۔۔وہ اندر سے خود کو بیمار محسوس کر رہی تھی۔۔۔یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر نکلتے وہ نورین کو مین روڈ سے مخالف سمت لے جانے لگی۔۔۔

"ثناء ہم کہاں،،،"

ابھی وہ بول ہی رہی تھی جب نظر سامنے ضیاء کی گاڑی سے ہوتے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ضیاء پر پڑی اور قدم منجمد ہو گئے۔بے اختیار اس نے چار پانچ قدم پیچھے لیے اور اگلے ہی لمحے وہاں سے بھاگنے لگی لیکن ثناء نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔۔

"ثناء میرا ہاتھ چھوڑو،،،پلیز،،،"

نورین نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے ملتجی انداز میں کہا۔۔۔آنکھوں میں واپس پانی چمکنے لگا۔گاڑی میں بیٹھا ضیاء ذوالنورین کی حالت دیکھتے لب بھینچ گیا۔دل کیا گاڑی سے اتر کر اسے خود دبوچ کر گاڑی میں پٹخ دے پر ضبط کر گیا۔۔دیکھ جو چکا تھا کہ وہ نازک لڑکی زور زبردستی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

"نورین بچوں جیسا بیہیو مت کرو میرے ساتھ چلو وہ کچھ نہیں کہے گا،،،"

تو دا موسٹ وانٹڈ ہینڈسم زاویار معراج خانزادہ کو وہ کوٹھے والی شریف لگ رہی ہے،،،انٹرسٹنگ،،،ویری انٹرسٹنگ،،،" بانو بائی کا نمبر ملاتے باران دلشیر پر سوچ انداز میں بڑبڑایا۔اسے زاویار کی اتنے دنوں کی گم صم حالت سوچ کر ہنسی آئی۔۔

"ممی ڈونٹ نو ڈیڈ از گیٹٹین ہاٹ،،،،"

ہونٹوں پر کمینی مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔سگریٹ سلگاتے لبوں میں دبائے فون کان سے لگایا۔شرٹ لیس سوئمنگ پول کے کنارے پر کھڑا وہ کسی بھی لڑکی کا ڈریم بوائے ہو سکتا تھا۔۔لیکن صرف دور سے۔۔اگر لڑکیاں اس کی حقیقت جان لیتی تو دہشت سے قریب آنے سے ڈرتیں۔کہ وہ عورت ذات کے لیے ایک جیتا جاگتا نفرت کا وہ دہکتا بھانبھڑ تھا جو اس کے قریب آنے والی کسی بھی صنف نازک کو جلا کر خاکستر کر سکتا تھا۔۔سامنے سے فون آدھی بیل پر ریسیو کر لیا گیا تھا۔۔۔

بانو بائی،،،دو دن پہلے تمہارے کوٹھے کی ایک حسین شریف زادی نے"
میرے دوست کا دماغ خراب کیا تھا،،یہ صرف اس کی ہمت تھی کہ میرے
دوست کو دھتکارے اتنی بدزبانی کی،،،اب اسے اس کی قیمت چکانی ہے،،،،
آج وہ شریف زادی مجھے اپنے بستر پر چاہیے،،،" باران کا کہنا تھا کہ دوسری
طرف بانو بائی کشمکش میں پڑ گئی۔۔اگر وہ لڑکی باران کے پاس جاتی تو باران کو
علم ہو جاتا اسے زبردستی رکھا گیا ہے۔۔۔
وہ لڑکی تو بک چکی ہے باران سیٹھ،،،کوٹھے پر اور بھی نیا مال آیا ہے جس پر"
آپ ہاتھ رکھیں،،،! وہ آپ کی،،،،ابھی وہ بول ہی رہی تھی جب پانی کی
چھپاک کی زوردار آواز پر رکی۔۔بانو بائی کی بات کو ان سنی کرتا وہ سوئمنگ
پول میں ڈائی مار چکا تھا۔۔۔کچھ لمحوں بعد بولا تو آواز میں ٹھنڈے پانی کی
طرح ہی ٹھنڈا ٹھار سرد پن تھا۔
بانو بائی چاہے زمین آسمان ایک کرو،،،،جس کو بیچا ہے اسی سے واپس"
خریدو،،،،مجھے وہ لڑکی ہر قیمت پر آج اپنی دسترس میں چاہیے،،،اور اگر وہ

لڑکی پیار سے نہیں مانتی تو اچھے سے سمجھا کر بھیجو،،،یوں سمجھ لو وہ لڑکی باران دلشیر کی ضد ہے،،،اور باران دلشیر جب اپنی ضد پوری کرنے کو شہر میں ایک کہرام برپا کرتا ہے اس کی دہشت سے تو باران دلشیر کے دشمن بھی خوف کھاتے ہیں،،،یہ تم اچھی طرح جانتی ہو،،،"!

باران نے حتمی فیصلہ سنایا تو بانو بائی لب بھینچ گئی۔سوئمنگ پول کی لیفٹ وال پر پشت ٹکائے ایک ہاتھ پھیلایا ہوا تھا دوسرے سے فون کان پر لگائے آنکھیں موندے سر اوپر تھا۔پانی کی بوندیں اس کے سینے سے پھسلتی واپس پانی میں مل کر ایک سنہرا دلکش سا منظر پیش کر رہی تھیں۔۔۔

لیکن باران سیٹھ،،،"ابھی بانو واپس بات کا آغاز کیا ہی تھا کہ وہ فقط ایک" جملہ کہتے کال منقطع کر گیا۔

شام 7 بجے وہ مجھے میرے گھر پر چاہیے،،،ورنہ تم جانتی ہو تمہارے کوٹھے" کی قانونی تردد کے بغیر نوٹوں کی بنیاد پر چلنے کی ایک اسٹرونگ وجہ باران دلشیر ہے،،،"اس نے کال کاٹتے مسرور سا فون ایک طرف رکھا۔

کیاوہ صبر ینہ سے زیادہ حسین ہے زاویار،،؟بے وقوف احمق مرد ہمیشہ "
"حسن پر فریفتہ ہوتا ہے،،،
اس نے الٹا ہوتے اپنا وجود اس طرح پانی میں ڈھیلا چھوڑا تھا کہ وہ پانی کی سطح پر لیٹا آنکھیں موند گیا تھا۔
کوٹھے کی کسی لڑکی پر بھی بھلا کوئی شرافت کا گمان کر سکتا ہے،،اونہہ "وہ"
اپنی ہی سوچ پر بری طرح اٹکا کہ اگلے ہی لمحے دل کی طرح جسم بھی پانی میں ڈوب گیا۔۔۔پھر دماغ میں ایک اور جھماکا سا ہوا اور دو پراسرار آنکھیں ز ہن کے پردے پر لہرائیں تو ایک دوسری دنیا کی مہک اپنے ارد گرد محسوس ہوئی۔۔باران کے ماتھے پر خود بخود بل پڑے۔۔
مسٹر یس گرل،،تم ایک بار مجھے مل جاؤ،،تم نے میرے بازو پر دانت " گاڑھے تھے باران دلشیر کسی کی طرف ادھار نہیں رکھتا،،چھوڑوں گا نہیں تمھیں،،،یہ بات تو ثابت ہے کہ بانو بائی نے کوٹھے پر خاص خزانہ چھپا رکھا ہے،،،"اس کا تصور آتے ہی دل کے کسی کونے نے شور مچایا تھا۔کہ کوٹھے

پر بھی حسن و معصومیت دریافت ہو سکتی ہے۔۔ساتھ ہی دل سے استہزایہ ہنسی بھی سنائی دی تھی کہ زاویار کی بے قراری پر ہنسنے والے تم بھی تو اضطراب کی بھٹی میں سلگ رہے ہو۔۔۔

"چلو آج شرافت کو پھر بے نقاب ہوتے دیکھیں گے،،"

مسکرا کر خود کو پر سکون کرتے وہ زرمش کی شرافت کے لبادے کو چاک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔عورتوں سے چڑھ تھی لیکن شرافت کا لبادہ اوڑھنے والی عورتوں سے شدید نفرت۔۔۔ابھی وہ انہیں سب خیالوں میں تھا جب فون رنگ ہوا۔دیکھا تو ایک میسج تھا جس پر نمبر کی جگہ پر ائیوٹ نمبر لکھا تھا۔۔باران دلشیر گہرا مسکرایا۔

سرایلف کے اکاؤنٹ میں آرزک خانزادہ نے 10000 ڈالر ٹرانسفر "کروانے ہیں،،،!"

یہ پڑھتے باران کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

وہ ایلف کی مدد کیوں کر رہا تھا؟ اسے تو ایلف کو تکلیف دینی چاہیے تھی اور ایلف کے اکاؤنٹ میں اس نے پیسے کیوں بھیجے؟ باران دلشیر کو یہ بات بری طرح کھٹکی تھی۔۔۔ لیکن پھر اچانک دماغ میں آتا خیال مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

"داگیم اس بگین آرزک خانزادہ،،، تمہیں بھی اس مکار ماں کی بیٹی سے ہمدردی ہو گئی،،، گیم اور مزیدار ہو گئی،،،"

فون کو مسکرا کر دیکھتے وہ پول سے ہی باہر نکل گیا۔۔

****

باتھ روب پہنے وہ واشروم سے باہر نکلا اور ایک نظر اپنے پھیلے کمرے پر ڈال کر وارڈروب کھولی۔۔ پسند کیا کرنا تھا۔ سیاہ اور سفید یہی دو رنگ اسے پسند تھے لہذا سفید شرٹ اور بلیک پینٹ نکال لی۔ کچھ دیر بعد وہ کپڑے بدل کر ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ شرٹ کے اوپری دو بٹن ہمیشہ کی طرح کھلے تھے جن میں سے مضبوط سینہ جھانک رہا تھا اس پر چمکتی وائٹ چین جو

کچھ موٹی تھی۔۔۔اپنے بالوں کو برش کرتے ایک میسی سا جوڑا بنایا بے شک لمبے بال اور یہ جوڑا اس پر جچتا تھا۔۔۔ہاتھ اوپر نیچے کرنے کے باعث ہاتھوں کے کٹس شرٹ کے آستین سے نمایاں ہو رہے تھے۔۔یہ اس کی بے انتہا ویٹ لفٹنگ کا نتیجہ تھا۔وہ ویٹ لفٹنگ صرف خود کو تھکانے کے لیے کرتا تھا کہ جب تھکن زیادہ ہو جائے گی جسم ٹوٹنے لگے تو شاید نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو جائے۔۔چہرے پر ہاتھ پھیرتے ایک نظر شیشے میں خود کو دیکھا۔ پر کچھ بھی لگانے کی ضرورت نہیں تھی اس کا سرخ و سفید اسے چہرے رنگ الگ ہی چمک لیے ہوئے تھا پر آنکھیں۔۔ہاں آنکھوں میں ویرانیت واضح تھی۔۔۔لیکن وہیں کھڑے کھڑے ایحان نے اپنی آنکھوں میں ایک اسپارک محسوس کی اور اسے احساس ہوا کہ ابھی اس نے ریم کا نام زہن میں سوچا تھا۔

آج تمہارے چوہے بلی کے کھیل کا خاتمہ کروں گا میں ریم نعمان"

علی۔۔۔"تم مجھے اتنا بے وقوف سمجھتی ہو۔۔تمہارے دل و دماغ میں اپنی

ذات کاایساخوف منتقل کروں گا کہ تم جیسی چھنٹاک بھر کی لڑکیاں میرے آس پاس بھی بھٹکنے سے ڈریں۔۔۔ تمھاری روح کانپے گی میرا نام سن کر۔۔۔"

اپنے دل کے چور کو لاکھ ملامت کرتا ایحان غصے سے غرایا۔وہ ننھی چورنی اس کا دل چرانے کی سازش میں تھی پر نہیں جانتی وہ سخت گیر کسی ظالم تھانے دار سے بھی زیادہ ظالم تھا۔ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ آ ٹھہری۔۔وہ معصوم یہ سوچ رہی ہو گی کہ ایحان دلشیر اس کی حقیقت سے انجان ہے۔۔ ایحان دیکھنا چاہتا تھا وہ کیساری ایکٹ کرتی ہے اور یہ بھی جب وہ جان جائے گی ایحان اس کی پہچان سے واقف ہو چکا ہے تو اس کا کیا رد عمل ہو گا۔۔۔ وارڈروب کی سیکنڈ سائیڈ جہاں الگ الگ برانڈز کے جوتے تھے کہ دیکھنے والا اس کی شو کلیکشن پر ہی عش عش کر اٹھتا۔بلیک شوز نکال کر پاؤں میں پہنے اور کھڑے ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے آستین کے کف بھی کہنیوں تک فولڈ کر لیے۔۔اس وقت گھڑی صبح کے سات بجا رہی تھی پر پھر بھی وہ ہمیشہ دیر

سے یونی جانے والا آج پہلے جارہا تھا اس بات سے وہ خود بھی انجان تھا کہ یہ ہے؟؟؟۔ بے چینی کیونکر

تیار ہو کر اپنا سیل فون اٹھایا اور کمرے سے باہر نکلا لاؤنج میں ہی ثمینہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ایحان کو دیکھتے کھڑی ہونے لگی لیکن ایحان کے اشارے پر واپس بیٹھ گئی۔وہ ثمینہ کو واپس بیٹھنے کا اشارہ کرتا پورچ میں آیا تو نعمان وہیں ایک گاڑی کے پاس کھڑا اپنے بٹنوں والے چھوٹے موبائل میں مصروف نظر آیا۔۔۔

رہنے دو نعمان، میں خود ڈرائیو کرلوں گا،،،"اس نے نعمان کو گاڑی کی" طرف آتا دیکھ روکا۔۔ لیکن پھر گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔ہاتھ رکا۔۔آنکھوں میں چمک ابھری اور ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

تم ہی چھوڑ دو یونیورسٹی،،،"مسکرا کر وہ گاڑی کی بیک سیٹ کا دروازہ" کھولنے لگا جب پھر قدم رکے۔۔وہ وائٹ ٹائی لیکس میں بیٹھ رہا تھا جب کان میں دو دن پہلے نعمان کے کہے گئے جملے گونجے۔۔۔

سر کیا میں گھر آپ کی رینج روور لے جاؤں،،، میری گڑیا کی ڈریم کار ہے،،،"

"ایک بار بیٹھے گی تو خواہش پوری ہو جائے گی،،،

"محترمہ کے شوق اور خواہشات تو بہت اونچے ہیں۔۔"

استہزایہ سوچتے وہ رینج روور کی طرف بڑھا اور بیک سیٹ کا دروازہ کھولتا اندر بیٹھ گیا۔۔۔ایحان کو دوسری گاڑی میں بیٹھتا دیکھ نعمان بھی اسی کی فرنٹ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔ گاڑی مینشن سے باہر نکلتی صاف اور کشادہ سڑکوں پر دوڑنے لگی۔۔۔ نعمان خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا جب ایحان نے فون اپنے برابر رکھتے نعمان کو مخاطب کیا۔۔۔

تم مجھے یونیورسٹی چھوڑ کر آنے کے بعد فری ہو نعمان؟ مجھے ایک ضروری" کام ہے،،،"اس نے گھڑی میں وقت دیکھتے جان بوجھ کے پوچھا۔۔ایحان جانتا تھا روز صبح وہ بیٹی کو یونیورسٹی چھوڑنے جاتا تھا۔

"جی سر،،،بس مجھے اپنی گڑیا کو یونیورسٹی چھوڑنے جانا ہے،،،"

نعمان نے مسکرا کر جواب دیا جبکہ لفظ گڑیا پر ایحان کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔۔

گڑیا نہیں چڑیل،،،پدی چورنی،،،"دل میں نعمان کی تصحیح کی پھر گلا" کھنکھار کر پوچھا۔

"تمہاری بیٹی کونسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے،،،؟؟؟"

جان بوجھ کر انجان بنتے ایحان دوسرے کارنر پر ہوا تھا کہ اب وہ ڈرائیونگ سیٹ کی برابر والی سیٹ کے پیچھے تھا۔۔۔اسے نعمان کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

جس یونیورسٹی میں آپ پڑھتے ہیں اسی میں پڑھتی ہے چھوٹے"

"صاحب،،،

نعمان نے مسکراہٹ دباتے فخریہ بتایا تو ایحان مصنوعی حیرت چہرے پر سجا کر اعلی اداکاری کا مظاہرہ کرتے گویا ہوا۔

رئیلی نعمان،،، تم نے پہلے بتایا نہیں ورنہ میں یونیورسٹی میں اس کی مدد ہی"
"کر دیتا،،،

دل میں شیطانی ہنسی ہنستے منہ پر سنجیدگی طاری کی۔۔وہ کم بخت کہاں جانتا تھا کہ وہ جو بھی کرنے والا تھا اپنے ہی مستقبل کی راہوں میں کانٹیں بچھا رہا تھا جو قدم قدم پر اس کا دل و روح زخمی کرنے والے تھے۔

سر آپ نے کبھی پوچھا نہیں اور خود سے بتانا مناسب نہیں لگا،،، ویسے بھی"
وہ بہت خوددار ہے سر،،، اگر اسے علم ہو جاتا آپ بھی اسی یونیورسٹی میں
"پڑھتے ہیں تو وہ کبھی اس یونیورسٹی میں نا جاتی،،،
نعمان کی بات پر وہ بری طرح چونکا تھا۔

کیوں؟" ایحان نے اچھنبے سے پوچھا۔"

اس کو معلوم ہے کہ اس کی فیس کا سارا خرچہ آپ اٹھا رہے ہیں،،، اس لیے"
وہ اس یونیورسٹی میں نہیں جاتی،،، تاکہ آپ سے سامنا نہ ہو،،، اسے کسی پر
"بھی منحصر ہونا منظور نہیں ہے اس لئے،،،

نعمان کی بات پر ایحان کے چہرے پر مکاری بھری مسکراہٹ کھل گئی۔اب تو کام اور بھی آسان تھا جتنا اس لڑکی نے ایحان کا دماغ خراب کیا تھا حساب کی بے باکی بھی تگڑی بنتی تھی۔۔۔

یہ تو عام اور نارمل سی بات ہے،، تمہاری بیٹی زیادہ ہی فیل کر رہی ہے،،، لگتا" ہے تم نے اپنی بیٹی کو بتایا نہیں کہ میں اس طرح کا بندہ نہیں ہوں جو مال پر اکڑ کر گھمنڈ کرے،،، "اس نے سادہ سے لہجے میں کہتے نعمان کے سامنے اپنی امیج مزید اچھی کی اسے اندازہ ہوا تھا ریم نے اپنے باپ کو ان دونوں کے مابین ان جھگڑوں کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔۔جبکہ نعمان بار بار گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا اور اس کے موبائل پر مسلسل میسج ٹون بج رہے تھے۔۔مطلب وہ پدی چورنی اپنے باپ کو لیٹ ہونے پر مسلسل میسج کر رہی ہو گی۔۔کہ اسے جلدی لینے آئے۔۔

نعمان کس کے میسجز ہیں،،، اس نے باہر کی جانب دیکھتے پوچھا۔۔نعمان" نے فون اٹھا کر ایک نظر سکرین کو دیکھا اور مسکرا دیا۔۔

چھوٹے صاحب،،، میری تھانیدارنی ہے،،، یونیورسٹی سے لیٹ ہو رہی ہے"
تو مجھے آج کھانا نا دینے کی دھمکیاں دے رہی ہے،،، اس کی بات پر جانے
کیوں مگر ایحان کے لب بھی غیر محسوس انداز میں مسکراہٹ میں ڈھلے تھے
جسے وہ بلکل بھی نوٹ نا کر پایا۔۔

ایک کام کرو نعمان،،، تم اپنی بیٹی کو بھی میرے ساتھ ہی آج یونیورسٹی"
چھوڑ دو،، اس کا مجھ سے تعارف بھی ہو جائے گا اور مجھ سے مل کر اندازہ بھی
ہو جائے گا کہ میں کتنا شریف اور بے ضرر بندہ ہوں،،، آئی تھنک دین شی
ول بی کمفرٹیبل،،، "اس نے اپنے آپ کو شریف کہتے خود سے تہیہ کیا تھا کہ
ریم کی ایسی درگت بنائے گا کہ شرافت کا لفظ کانپ جائے گا۔۔۔

پر سر ہم آگے آگئے ہیں،،، آپ کو دیر ہو جائے گی،،، اور ہمارے علاقے"
"میں کچی سڑک ہے آپ،،،،

ابھی نعمان بول ہی رہا تھا جب ایحان بات سختی سے کاٹ گیا۔

میں نے بھی اپنا بچپن ویسی ہی کچی سڑکوں پر گزارا ہے نعمان میرے"

"سامنے ایسی باتیں مت کیا کرو،،،

ایحان غصے سے کہتے گاڑی سے باہر دیکھنے لگا۔۔وہ اپنے ملازمین کے ساتھ ڈاون ٹوار تھ تھا۔۔۔کیوں نہ ہوتا؟؟وہ کب بھولا تھا اپنا غربت زدہ بھیانک بچپن جبھی تو یہ آسائشیں اور دولت بھی اسے سکون نہیں دیتے تھے۔۔۔ نعمان نے پھر آگے سے کچھ نہ کہا وہ جانتا ایحان کا موڈ بگڑ جائے گا اس لیے گاڑی یوٹرن لی۔۔۔اور اپنی گھر کے راستے پر رواں کی۔۔۔آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ عالیشان گاڑی اوپر نیچے ہوتی کچی آبادی میں داخل ہوگئی۔۔۔یہ علاقہ بہت سطحی تھا۔۔۔کہ مکانات کی دیواریں بھی کچی تھیں۔گاڑی چند لمحوں بعد ایک گلی کے کنارے پر رکی تو اس محلے کے غریب بچے اتنی بڑی گاڑی دیکھتے بھاگ کر وہاں آئے اور گاڑی کو چھو کر دیکھنے لگے۔۔۔ایحان کا موڈ پل میں بحال ہوا تھا۔۔۔وہ نرم نظروں سے ان بچوں کو دیکھنے لگا۔۔۔پل بھر میں سالوں کا سفر طے کرتا وہ اٹھارہ سال پیچھے

چلا گیا تھا جب اس کے گھر کے باہر بھی ایسی ہی عالیشان گاڑی رکی تھی۔۔
کوئی مہمان تھا جو اس کے ماں باپ سے ملنے آیا تھا۔۔۔وہ بھی ایسے ہی
حسرت سے گھر سے باہر نکلتا اس گاڑی کو چھو رہا تھا۔۔۔اس کے معصوم
تمنا کی تھی کہ اسے بھی ایسی گاڑی ہاتھوں نے اس گاڑی کو چھوتے ہوئے
چاہیے۔۔آج وہ اس سے لاکھ گنا اچھی گاڑی میں بیٹھا تھا اس کے آگے
ڈرائیور بھی بیٹھا تھا پر ان سب کی قیمت بہت مہنگی تھی۔۔۔اس دولت کے
انبار کے نیچے اس کا بچپن، حسرتیں اپنے، قیمتی رشتے اور انمول وقت اس کے
جذبات واحساسات دفن ہوئے تھے تو اس نے اس دولت کی بڑی بھاری
قیمت ادا کی تھی۔۔۔اگر معلوم ہوتا کہ اس دولت کی اسے یہ قیمت ادا کرنی
پڑے گی تو وہ کبھی اس کی تمنا ہی نہ کرتا۔۔۔ان معصوم بچوں کو دیکھتے اس
کے لب دعا میں ہلے تھے کہ اللہ ان بچوں کی ماؤں کو ان کے باپ کا وفادار
رکھے اور ان بچوں کے والدین کو سلامت رکھے اور وہ سکون ان کے سینوں
میں قائم رکھے جو کم از کم ایحان دلشیر کے پاس اس وقت ہر گز نہیں

تھا۔۔گاڑی کے شیشے سیاہ تھے ورنہ باہر کھڑے بچے گاڑی کے اندر بیٹھے شخص کو دیکھتے تو یقیناً اس کے جیسے ہونے کی تمنا کرتے۔۔وہ نظریں پھیر گیا تھا کہ گزری یادیں بہت پتھریلی اور تلخ تھیں۔

نعمان فون پر ہلکی آواز میں شاید اپنی بیٹی کو ہدایت کر رہا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد واپس منظر بدلا ایحان نے واپس کھڑکی کی جانب دیکھا تو اب گاڑی کے پاس بچے نہیں تھے لیکن گلی کے تیسرے نمبر کے کچے گھر سے ڈارک گرے عبایا اور اسکارف میں ایک لڑکی باہر نکلی اور دروازے پر تالا ڈالنے لگی۔۔۔وہ لڑکی کوئی اور نہیں ریم تھی۔وہ لڑکی اب تیزی سے چلتی البتہ غور سے دیکھنے پر گمان ہوا وہ تیزی سے بھاگ رہی تھی۔۔۔ایحان کی نظر اس کے سراپے میں الجھی تو ذہن بھی بری طرح الجھ گیا۔ڈھیلا ڈھالا عبایا اور سکارف، سادہ بغیر کسی آرائش کے آنکھیں اور چھپے ہوئے وہ حسین ترین بالوں کی آبشار۔یہ تو کہیں سے بھی وہ لڑکی نہیں لگ رہی تھی جس کا سراپا اتنا حسین تھا؟وہ لڑکی جو ایحان کے واشروم میں تھی اس کے جسمانی خدوخال بہت خوبصورت اور

حسین ترین تھے۔۔۔پر سامنے سے آتی لڑکی کے جسم کا ایک حصہ بھی نمایاں نہیں تھا۔۔۔لیکن یہ لڑکی ریم ہی تھی۔۔اس بات پر مہر اس دلربا کی آنکھوں نے لگائی تھی۔۔۔

پر اگر وہ اس قدر حسین تھی۔۔دلکش سنہرے گندمی نازک تراشیدہ بدن کی مالک تھی تو یونیورسٹی میں ایسے کیوں آتی تھی کہ کوئی اسے پلٹ کر نہ دیکھے۔۔۔ایحان کو اس بات نے ورطہ حیرت میں ڈال رکھا تھا کہ اگر اس کے پاس اتنا حسن ہے کہ اگر ظاہر کر دے تو یونیورسٹی کی ہر لڑکی کو کمپیٹ کر سکتی ہے تو خود کو چھپا کر کیوں رکھتی ہے۔۔اس کے اس عمل نے ایحان دلشیر کے دل کے کسی نہاخانے کو متاثر کیا تھا کہ وہ خود کو ہر دوسری غلیظ نظر کے نہیں بنا کر رکھتی۔۔وہ خود کو چھپا کر رکھتی "eye candy" لئے تھی۔۔کسی قیمتی آبگینے کی طرح۔۔(شاید کسی بہت خاص کے لیے۔۔)وہ یہ دل سے مانتا تھا کہ صنف نازک کا خود کو دوسروں کے لیے باآسانی آئی کینڈی بن جانا بذات خود ایک ذلت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔۔اسی بے پردگی

اور بے راہ روی نے ہی تو اسے عورتوں سے نفرت کرنے پر مجبور کیا تھا۔۔
سا سوراخ ہوا تھا شاید تبھی وہ دل و جان مگر اب اس نفرت کی دیوار میں ہلکا سے تلملا رہا تھا۔۔

کچھ لمحے بعد ہی ریم گاڑی کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی جب کہ ایحان ساری سوچوں کو جھٹک کر کمینگی سے مسکرایا۔۔۔۔ سوچ ہی اس قدر لطف اندوز تھی کہ جب وہ ایحان کا چہرہ دیکھے گی تو کیسے بچائے گی خود کو؟ اس دن تو بہت چالاکی سے دامن بچا کر بھاگ نکلی تھی۔۔۔

بابا یو آر دی بیسٹ بابا،،، آپ نے اگین سرپرائز کر دیا مجھے،،، آئی لو سو" مچ،،،، "پل بھر میں وہ نعمان کے قریب جھکتی نعمان کا گال چوم چکی تھی۔
یہ منظر دیکھ ایحان کے دل میں عجیب سی کھلبلی مچی تھی۔۔ جیسے نعمان کے گال کو چھوتے لب اس نے اپنے گال پر محسوس کیے ہوں۔۔۔

بابا اگر یونیورسٹی میں لڑکیوں نے مجھے اس گاڑی سے اترتے دیکھ لیا تو حیران" "رہ جائیں گے،،،

وہ بہت زیادہ خوش تھی خوشی اس کے لہجے سے پھوٹ رہی تھی۔

""""ریم بیٹا پیچھے،،،"

اچھا بابا سنیں ناں،،،گھر میں راشن ختم ہو گیا ہے،،،میں نے لسٹ بنا دی" ہے،،،آپ کے ویسکوٹ کی جیب میں رکھ دی ہے،،،جا کر دیکھ لینا،،،اس بار میں نے گروسری میں پاستے کا اضافہ کیا ہے،،،وائٹ ساس کے ساتھ نئی ڈش ٹرائی کروں گی،،،اور ہاں کیونکہ آپ پچھلی مرتبہ میرا برتھ ڈے بھول گئے تھے جو کہ اگلے ہی ہفتے کی چودہ تاریخ کو ہے تو اس مرتبہ آپ کی تھانیدارنی نے خود ہی یاد کروا دیا ہے،،تاکہ ہم نیوٹرل ہوتے جھگڑے سے بچ جائیں،،،،اور اپنی ایک الگ سے فرمائشی لسٹ بنائی ہے،،،وہ بھی دیکھ لیجیے گا،،،زیادہ کچھ نہیں بس مجھے مے بیلن کا کاجل چاہیے،،،سمائرہ کی منگنی کے لیے ایک نیا سوٹ اور ہیل والی سینڈل بھی،،،،سمائرہ کی انگیجمنٹ پر آپ کی گڑیا ہی سب سے خوبصورت دکھنی چاہیے بس،،،،تاکہ اس کی شوخی مراثن نندیں جل بھن کر کباب ہو جائیں،،،،

وہ بغیر کوما یا فل سٹاپ لگائے بولے جا رہی تھی اور ایحان دلشیر کے کان اتنے میں ہی سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔دل ہی دل میں نعمان علی کی ہمت کو داد پیش کی جو اس 'باتونی آفت 'کو اتنے عرصے سے جھیل رہا تھا۔۔

ریم خاموش ہو کر بیٹھیں،،، نعمان نے پہلو بدلا اتنا ہی کہا تھا جب ریم نے "اپنے نوٹس نعمان کے آگے کیے۔

یہ دیکھیں بابا،،، آپ کو کہا بھی تھا چوہے مارنے کی دوا لے آئیں،،، رات " ایحان نے میرے سارے نوٹس کتر دیے،،، "منہ بسورتے اب کے وہ غصے اور خفگی کی ملی جلی کیفیت سے بولی تو نعمان سمیت پیچھے بیٹھے ایحان کو بھی اپنا نام سنتے دھچکا لگا۔

گڑیا،،،، ایحان ؟آپ غلط بول رہی ہیں،،،، "نعمان نے خجالت چھپاتے " نرمی سے کہا۔

نہیں بابا وہ چوہا جس نے میرے نوٹس کاٹے نہ وہ بہت بھاری بھر کم باڈی " بلڈر ٹائپ جمبو سائز کا ہے،،، میں نے اس کا نام ایحان رکھا ہے،،، "ریم

دانتوں تلے لب دبائے شرارت بھرے انداز میں مسکرا کر بتا رہی تھی جبکہ ایحان کا چہرہ پل بھر میں سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

بری بات ریم ایسے انسانوں کا نام جانوروں کو نہیں دیتے،،،"نعمان کو" شدت سے غلطی کا احساس ہوا کہ اسے ریم کو ساتھ نہیں لانا چاہیے تھا۔

اچھا چھوڑیں بابا،،،میں سوچ رہی تھی آج یونیورسٹی کی چھٹی کر لیتی"

"ہوں،،،اور پھر ہم اس گاڑی میں لونگ ڈرائیو پر چلتے ہیں،،واؤ،،، ایحان ہونٹوں پر ہاتھ کی مٹھی رکھے گاڑی سے باہر دیکھ رہا تھا۔۔لیکن سماعتیں اور دل و دماغ سب ریم کی باتوں کی جانب متوجہ تھا۔۔۔

نہیں،،آج آپ یونیورسٹی ہی جا رہی ہیں،،،"اب کے نعمان نے زرا سختی" سے کہا۔

بابا آپ نہ یہ نوکری چھوڑ دیں،،،"برا سا منہ بناتے ریم پوری نعمان کی" جانب گھوم گئی تھی۔۔۔جب کہ ایحان کے ہونٹ خود بخود مسکراہٹ میں

ڈھلے تھے کہ وہ لڑکی کی زبان صرف اس کے سامنے نہیں بلکہ اپنے باپ کے سامنے بھی یونہی چلتی تھی۔۔۔

"کیوں؟اب آپ کو میری نوکری سے کیا مسئلہ ہو گیا،،،؟"

نعمان نے بیک ویو مرر سے ایک نظر ایحان کو دیکھا پر اس کے ہونٹوں پر رقصاں مسکراہٹ سے اطمینان ہوا کے اس کے چھوٹے مالک دل کے اتنے اچھے انسان تھے کہ اس کی بیٹی کی فضول باتوں پر بھی اس کا نارمل رد عمل تھا۔

"کیونکہ اپنے سڑے ہوئے مزاج کے مالک بد دماغ کھڑوس باس کے ساتھ رہ کر آپ بھی ویسے ہی ہوتے جا رہے ہیں،،،" ریم نے ناک چڑھا کر کہا تو نعمان اسٹیرنگ ویل پر پکڑ مضبوط کر گیا۔

"ریم میں نے کتنی بار آپ سے کہا ہے کہ چھوٹے مالک بہت نرم مزاج اور اچھے ہیں،،، بنا دیکھے کسی کو جج نہیں کرتے،،،" نعمان کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔۔اس کی بیٹی آج اس کی ناک کٹوانے پر تلی تھی۔۔۔

بابا پلیز،،، چھوٹے مالک نامہ شروع مت کریں،، آپ جانتے ہیں میں کتنی" جیلس ہوتی ہوں،،، آپ کو کسی کے ساتھ شئیر وئیر نہیں کر سکتی،،، ہاں پوزیسو ڈاٹر آف داور لڈ،،،، آپ جب ایسے تعریفیں کرتے ہیں نہ چھوٹے مالک کی تو میرا دل کرتا ہے ایحان دلشیر کو گرینڈر مشین میں ڈال کر اوپر سے تھوڑا دودھ اور چینی کا اضافہ کر کے ان کا ملک شیک بنا کر پی جاؤں اور "دوسروں کو بھی پلاؤں،،،

پیچھے بیٹھا ایحان پھٹی آنکھوں سے ریم کی سیٹ کی پشت کو خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگا۔ کتنے خطرناک ارادے تھے اس لڑکی کے۔۔ اور اب تو وہ باقاعدہ اس کا پورا نام لے کر اعلان کر رہی تھی۔۔۔

بہت ہو گیا ریم،،، جب سے آئی ہو فضول باتیں کر رہی ہو،،، مالکوں کو نام" سے نہیں پکارتے،،، پیچھے ہی چھوٹے مالک،،، "نعمان نے غصے سے کہتے ایک بار پھر احساس دلانا چاہا پر آج ریم کی قسمت نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا

جبھی وہ اس خونخوار ڈائینوسار کے غصے کو ہوا دے رہی تھی۔۔۔ جبھی وہ نعمان کی آخری بات مکمل ہونے سے پہلے نعمان کی بات کاٹ گئی۔

"اچھا سوری میں جانتی ہوں آپ کو اپنے چھوٹے مالک سے بہت محبت ہے پر وہ آپ کے مالک ہیں میرے نہیں،،، لیکن پھر بھی سوری،،،! منہ بنا کر وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ کچھ دیر کے لیے گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔ پیچھے بیٹھا ایحان ہونٹوں پر اپنی انگھوٹا مسلنے لگا جیسے یہ خاموشی چبھ رہی ہو۔ جبکہ نعمان دل ہی دل میں شکر ادا کرنے لگا ورنہ کوئی بعید نہ تھی کہ وہ مزید اپنی گوہر افشانیوں سے نعمان کو مزید شرمندہ کرتی۔۔

وہ سناٹے اور خاموشی کا دل دادہ خود پسند شہزادہ اچانک اس خاموشی سے سخت بیزار ہوا تھا۔ اچانک غصہ آنے لگا کہ وہ لڑکی بالکل چپ کیوں ہو گئی اپنی بے چینی پر خود کو ڈپٹتے وہ گلا کھنکھارنے لگا تھا کہ اچانک ریم کی آواز پر واپس سیٹ سے پشت ٹکا گیا۔

بابا آپ بہت معصوم ہیں،،، آپ نہیں جانتے یہ امیر لوگ بہت خود غرض، "
مفاد پرست اور گھمنڈی ہوتے ہیں،،، ہم جیسے غریب لوگوں کو پیروں کی
جوتی کی دھول سمجھتے ہیں،،، "ریم کا لہجہ کافی افسردہ تھا یا شاید ایحان کو لگا تھا۔
ایحان کو بے ساختہ اپنے پہلی ملاقات میں بولے گئے جملے یاد آئے۔۔ جس
میں اس نے ریم کو پیر کی دھول کہا تھا۔
ایسا نہیں ہے ریم،،، ہر کوئی ایسا نہیں ہوتا اب اگر میں اپنے مالک کی مثال "
!دوں تو تمہیں اچھا نہیں لگے گا،،،
ایحان نے کن انکھیوں سے نعمان کو دیکھا کہ وہ بیچارا تو انجان تھا کہ اس کی بیٹی
جس امیر زادے کی برائیاں گنوا رہی تھی وہ اسی کا چھوٹے مالک تھا۔۔۔
بابا میں چاہتی ہوں میں بہت کامیاب ہو جاؤں،،، پھر آپ یہی گاڑی چلائیں "
جو ابھی چلا رہے ہیں پر ڈرائیور کی حیثیت سے نہیں،، بلکہ مالک کی حیثیت
"سے،،،
ریم کی بات پر بے ساختہ ایحان کے ہونٹ انشاءاللہ میں ہلے تھے۔

"بابا کیا میں پیاری ہوں؟؟؟ "

سوال بالکل غیر متوقع تھا ایحان کی نظروں میں اس دن کا دلکش سراپا گھوما تو دل کا چور سر اٹھانے لگا۔

"ہاں میری بیٹی بہت پیاری ہے کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟؟؟"

نعمان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

بابا ہماری یونیورسٹی میں اتنی پیاری پیاری لڑکیاں آتی ہیں،،، دودھ کی طرح" سفید بلکل فوری چٹی،،، دل کرتا ہے دیکھتے رہو دیکھتے رہو،،، پتا نہیں ان کے پاس اتنا حسن کہاں سے آتا ہے،،،" وہ حسرت بھرے انداز میں بولی تو اچانک گاڑی میں رعب دار آواز گونجی۔۔۔

"واللہ عالم،، کہاں ہے وہ حسن،،، مجھے تو نظر نہیں آیا محترمہ،،،"

ایحان دلشیر نے سگریٹ سلگاتے سرد سے لہجے میں کہا تو گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر اپنے جون میں بولتی ریم کی بولتی اچانک بند ہوئی تھی۔۔۔یوں لگا جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ جبکہ نعمان مسکراہٹ دبا رہا تھا۔

بابا کیا ایسا سچ میں ہوتا ہے؟؟؟"ایحان کی آواز پر بری طرح چونکتے "
دھڑکتے دل سے وہ نعمان سے مخاطب ہوئی۔اسے یوں لگا جیسے اسے ایحان
دلشیر کی آواز کا گمان ہوا ہو۔
کیسا سچ میں ہوتا ہے؟؟؟؟"نعمان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔"
یہی کہ اگر ہم کسی ڈراؤنے ڈائنوسار نائٹ میئر کو مستقل سوچیں تو اس کی "
آواز سنائی دینے لگتی ہے؟؟؟؟"اسے نعمان کے جواب کا انتظار نہیں کرنا پڑا
تھا بلکہ گاڑی میں سگریٹ کی مہک محسوس کرتے دل بند ہونے لگا۔۔۔کانپتے
ہاتھ سیٹ پر رکھتی وہ اونچی ہوئی تھی اور چہرہ سیٹ کے پیچھے چھپاتے صرف
آنکھیں اوپر کی تھیں یوں کہ آدھا چہرے سیٹ کے پیچھے چھپا تھا اور آنکھیں
پیچھے بیٹھے اس مغرور شہزادے کو دیکھ رہی تھی جو گہرے کش لیتا سرد و
استہزایہ تاثر لیے ریم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔البتہ ریم کی آنکھیں دیکھتے دل نے
ایک بیٹ مس کی تھی۔۔جسے وہ نظر انداز کر گیا تھا جب کے ریم کو لگ رہا تھا
اس کی روح ابھی قفس عنصری سے پرواز کر جائے گی۔۔۔

****

دروازہ ناک ہوا تھا۔وہ کچھ دیر پہلے ہی آفس سے آیا تھا جب ملازم نے دروازے پر دستک دی۔

کم ان،،،،"اپنی ٹائی بیڈ پر اچھالتے مصروف انداز میں کہا۔"

بڑے صاحب،،،ڈرائنگ روم میں کوئی لڑکی کھڑی بیٹھی ہے،،چوکیدار کا" کہنا ہے کوئی چھوڑ کر گیا ہے،،،" باران کے کام کرتے ہاتھ رکے تھے لیکن صرف چند لمحوں کے لیے۔۔پھر اپنا آرام دہ ڈریس نکال کر سرد و سپاٹ لہجے میں کہا۔

کچھ دیر وہیں ڈرائنگ روم میں ہی بٹھاؤ اور اس کی نگرانی کرتے وہیں" کھڑے رہنا ابھی مصروف ہوں جب کہوں کمرے میں بھیج دینا،،،"حکم صادر کرتا وہ واشروم میں بند ہو گیا۔تقریباً ایک مہینہ ہونے والا تھا۔اس نے کسی لڑکی کے ساتھ تعلق قائم نہیں کیا تھا۔۔دل ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔باران اپنی کیفیت سے خود انجان تھا۔۔آج بھی جو لڑکی زاویار کی

فرمائش پر یہاں تک پہنچ آئی تھی۔۔ باران کا اس کے ساتھ رات گزارنے کا ارادہ ہر گز نہیں تھا۔۔۔ بس ایک امتحان تھا اگر وہ لڑکی اس میں کلیئر ہو جاتی تو وہ اسے اس کے گھر پہنچا دیتا اور اگر ڈگمگا جاتی تو یقیناً واپس کوٹھے کی زینت بنتی۔۔۔ لیکن باران دلشیر غلطی پر تھا وہ امتحان سے پہلے نتیجہ اخذ کر چکا تھا کہ وہ لڑکی چند زیادہ پیسوں کی لالچ میں اسے اپنا آپ پیش کر دے گی۔۔

شاور کے نیچے کھڑے ہوتے جونہی شاور آن کیا ٹھنڈے پانی کی پھوار اس کے وجود کو مکمل بھگا گئی۔

"باران مجھے ایلف چاہیے میری بیٹی،، وہ میری بیٹی ہے سنا تم نے،،،"

تین سال بعد مہر واپس ملی تھی۔۔ یا شاہد وہ ایلف کو ڈھونڈے اس تک کراچی پہنچ گئی تھی۔ جبکہ باران اس دن خوشی سے مسکرایا تھا۔۔۔

"ایلف آپ کی کچھ نہیں لگتی،،،" ایحان چلایا تھا۔ وہ تنگ آ چکا تھا اس عورت سے جس کی وجہ سے وہ چھپتے پھر رہے تھے۔ ان کا باپ چھیننے کے باوجود وہ عورت سکون سے نہیں بیٹھی تھی۔۔۔

"وہ میری بیٹی تھی مجھے چاہیے،،، کہاں چھپایا ہے تم لوگوں نے ایلف کو،،،"
مہروان دونوں کی پرواہ کیا بغیر کمروں کی تلاشی لے رہی تھی۔وہ جزبات میں
آکر پچھلی بار باران کے آگے قبول کر چکی تھی کہ ایلف دلشیر حسین کا خون
نہیں تھا۔۔یقینا باران نے اس کے ساتھ بہت غلط کیا ہو گا۔۔۔

کراچی میں اس وقت 86 کوٹھے ہیں،،، جہاں تک میری معلومات"
ہے،،،ان 86 کوٹھوں کے ہر کوٹھے میں 80 سے زائد پوشیدہ جگہیں ہیں،،،
ان میں سے ایک میں ہی ہے تمہاری بیٹی جاؤ ڈھونڈ لو،،،"ٹھنڈے ٹھار لہجہ
میں کہتا باران ہنسا تھا غصے سے پاگل ہوتی مہرو نے باران کو تھپڑ مارنا چاہا تھا۔۔
لیکن باران نے اس کا ہاتھ جھٹکتے ایک زوردار تھپڑ مہرو کے منہ پر مارا تھا کہ
مہروایحان کے قدموں میں گری تھی۔۔پر اس کا بارہ سالہ بیٹا ایحان وقت
سے پہلے جوان ہو گیا تھا۔۔ماں سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں تھی اسے جبھی
قدم فورا پیچھے لیتے چہرہ موڑ لیا تھا۔۔۔البتہ اسے اس بات کا علم بھی نہیں تھا
کہ کوٹھہ کہتے کسے ہیں۔۔

تمہاری دشمنی مجھ سے ہے باران،،،ایلف معصوم ہے تم اس کے ساتھ ایسا" نہیں کر سکتے میں تمہیں جیل بھیج دوں گی،،،"مہر روتے ہوئے چیخی تھی۔۔۔باران کی نفرت سے اس کا دل دہل گیا تھا۔۔۔

میرا باپ بھی معصوم تھا،،تم نے مجھ سے میرا باپ چھین لیا اور میں نے تم" سے تمہاری بیٹی،،،"اس دن پہلی بار اس عورت کو روتا دیکھ باران کو ایلف کی قسمت پر ہنسی آئی تھی۔۔چلو کوئی تو تھا جس سے وہ عورت محبت کرتی تھی اور وہ اس سے اس کی محبت چھین چکا تھا۔

ایلف دلشیر "ماضی کے جھروکوں نے ایک دم سے اسے باہر حقیقت کی دنیا" میں لا پٹخا۔۔۔

آنکھیں کھولتے باران نے اپنی دونوں ہتھیلیاں آگے کی جانب کیں۔۔۔

"مم،،،میں نن،، نہیں جاؤں،، گی ایحان،،،"

وہ صرف آٹھ سال کی تھی۔۔وہ ایحان کی پشت کے پیچھے چھپی تھی۔۔ باران لب بھینچ گیا تھا۔جب کہ ایحان شدید غصے کے عالم میں باران کو گھور رہا تھا۔۔سب کی طرح باران بھی اسے خود غرض اور سفاک لگا تھا۔۔۔

اگر آپ اس معصوم کی کفالت نہیں کر سکتے تو ایلف کو میں پال لوں "
گا،،،ایلف کہیں نہیں جائے گی،،،،" بڑے پن سے ایحان اس کی ڈھال بنا تھا لیکن باران سے مقابلہ نا ممکن تھا۔۔غصے سے ایحان کو ایک طرف کرتے ایلف کا بازو پکڑتے ایلف کو اپنے سامنے کیا اور گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا۔

"ب،،، باری بب بھیا میں نن،،، نہیں جاؤں گی،،،،"

وہ کہتے ساتھ اب کی بار باران کے سینے سے چپک گئی تھی۔۔ لیکن باران نے اسے خود سے الگ کر دیا تھا۔۔خود سے الگ کرتے نرمی سے اس کے ننھے گالوں سے آنسو صاف کیے تھے۔

آپ کو جانا پڑے گا ایلف اگر آپ باری بھیا سے محبت کرتی ہو،،، وہاں آپ "
"کے لیے بہت ساری ڈالز ہوں گی،،،
باران نے لالچ دی۔۔
مم،،، مجھے نہیں پچ،،، چاہیے،،، "ایلف نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا"
تو باران سختی سے آنکھیں میچ گیا۔
آپ آج جاؤ،،، کل میں اور ایحان بھیا بھی وہاں آرہے ہیں،،، "یہ جھوٹ "
بولتے اس کا دل لرز گیا تھا۔ وہ باران دلشیر کا خون نہیں تھا۔۔ پر وہ باران
دلشیر کا دل تھی۔۔
سچائی اور حقیقت جاننے کے بعد وہ سمجھا تھا کہ اسے ایلف سے نفرت
ہو جائے گی۔۔ لیکن چار دن منہ موڑنے کے بعد احساس ہوا تھا کہ اس
معصوم کی بد قسمتی جاننے کے بعد وہ باران دلشیر کی زندگی بن چکی تھی۔
می،،، میں بھی کل،،، چلوں،،، گی،،، "ایلف بضد ہوتی فورا بولی تو مزید "
باران دلشیر سے برداشت نہ ہوا۔۔ وہ سختی سے ایلف کو سینے میں بھینچے

ہچکیوں سے رو دیا۔۔ فیصلہ آسان نہیں تھا۔۔ لیکن حالات اس دوراہے پر آ گئے تھے کہ اس کی اپنی جان مشکل میں تھی۔۔ وہ ایلف اور ایحان کو حالات کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتا تھا۔۔

"بھیا بہت برے ہیں نہ ایلف،،،"

کانپتے لبوں سے ایلف سے پوچھا۔ کاش وہ اس پل کہہ دیتی ہاں تو شاید کچھ آسانی ہو جاتی لیکن وہ جاتے جاتے بھی دل کے بخیے ادھیڑ گئی تھی۔۔

"ن،،نو،،، مم،، میں چلی،،، جاؤں گی،،،ن،، نہیں روئیں،،،"

ایلف نے خود روتے ہوئے کہا تو باران دلشیر اس لمحے پر ماتم کرنے لگا جب اس نے دلاور سیٹھ کے ہاتھ سے وہ پیسوں کا بنڈل لیا تھا۔۔ اس وقت اسے کہاں اندازہ تھا کہ اسے اس سب کی اتنی مہنگی قیمت چکانی پڑے گی۔۔۔

ٹھنڈے پانی کی پھوار کے بعد بھی چہرے پر گرم سیال محسوس ہوا تو اندازہ ہوا کہ وہ رونے لگا تھا۔۔ جھٹکے سے اپنے ہاتھ چہرے پر رکھتے آنکھیں میچ لی۔۔

سب کچھ اس نے خود کیا تھا۔۔۔وہ اب رونے کا حق نہیں رکھتا تھا۔۔شاور بند کرتے ٹاول کھینچ کر اپنی لوور باڈی پر لپیٹا اور کمرے میں آیا۔۔۔وہ ماضی نہیں سوچنا چاہتا تھا۔۔بس حال اور مستقبل درست کرنا چاہتا تھا۔۔۔لیکن ماضی کی یادیں کسی فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے چلتی تھیں۔۔

کپڑے چینج کرنے کے بعد کچھ دیر بیڈ پر بیٹھ کر باران خود کو نارمل کرنے لگا۔۔

کچھ ہی لمحوں میں وہ اس کیفیت سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔جبھی فون اٹھاتے نیچے انٹر کام پر اس لڑکی کو کمرے میں چھوڑنے کا حکم دیا۔۔

نورین بچپنا بند کرو اور چلو،،"غصے سے بھڑکتے ثناء نے نورین کا بازو پکڑ کر" کھینچا تو وہ زمین پر بیٹھنے کو ہو گئی۔۔لیکن ضیاء کی گاڑی میں بیٹھنے سے انکاری

تھی اس کی یہ حرکتیں ضیاء کو اور زیادہ مشکوک بنا رہی تھیں جیسے وہ نورین کے ساتھ واقعی کچھ بہت غلط کر چکا ہو۔۔

یہ لڑکی میرا دماغ اتنا کیوں گھماتی ہے،،،"غصے سے اسٹیرنگ ویل پر ہاتھ" مارتے وہ طیش میں نورین کو گھورنے لگا جو سڑک پر تماشا لگا رہی تھی۔۔۔کچھ لوگ بھی ان کی جانب متوجہ ہو رہے تھے۔۔۔

کنٹرول ضیاء،،، تمہارے غصے سے ہی ڈری ہوئی ہے کنٹرول کرو اپنے غصے" کو،،،"خود کو کالم ڈاؤن کرتے ضیاء نے گہری سانس بھری۔۔لیکن جب سامنے کا منظر دیکھا تو دماغ بھک سے اڑ گیا۔۔۔ثناء اکیلی گاڑی کی جانب آ رہی تھی جب کہ نورین سڑک کی دوسری جانب دوڑ لگا چکی تھی۔

اس لڑکی کو مرنے کا شوق ہے تو مرے،،مجھے کیوں قاتل بنانا چاہتی ہے،،،" احمق سٹوبرن لیڈی،،،"بری طرح جھنجھلاتے اس کا بس نہ چلا۔وہ گاڑی سے اتر کر پل میں نورین کا دماغ درست کر ڈالے۔۔پر مجبور تھا۔۔

وہ نہیں آرہی ضیاء،،، مجھے نہیں معلوم تم نے ایسا کیا کیا ہے جو وہ اتنی"
خوفزدہ ہوگئی ہے،،، "ثناء کا چبھتا ہوا لہجہ ضیاء کو عجیب نہیں لگا تھا۔۔اس کی
جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو نورین کی حرکتیں دیکھ کر یہی سمجھتا۔۔وہ پاگل لڑکی
خود اپنے کردار کو مشکوک بنا رہی تھی۔۔۔

تم بیٹھو زرا گاڑی میں،،، ابھی بتاتا ہوں کس نے کیا کیا ہے؟"ضیاء نے سرد"
لہجے میں کہتے گاڑی اسٹارٹ کی تو ثناء خاموشی سے فرنٹ ڈور کھولتی اندر بیٹھ
گئی۔۔۔ کہیں نہ کہیں اسے یقین تھا ضیاء ہوس پرست نہیں ہے۔۔۔ کہ وہ
یونیورسٹی میں لصنف نازک کی جانب کم ہی متوجہ ہوتا تھا۔۔۔ گاڑی ایک
جھٹکے سے آگے بڑھی لیکن اتنے میں نورین رکشے میں بیٹھ چکی تھی۔۔ضیاء
نے دانت پیستے گاڑی کی اسپیڈ تیز کی تو ثناء پریشانی کے عالم میں باہر دیکھنے لگی۔

ڈونٹ ٹیل می ضیاء تم اس کا پیچھا کر رہے ہو،،،؟"نورین کے رکشے کے"
پیچھے گاڑی دیکھ ثناء بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی وہ ایسا لڑکا تو ہرگز نہیں تھا جو
لڑکیوں کا پیچھا کرتا پھرتا۔۔۔

تمہاری دوست نے مجبور کر دیا ہے مجھے یہ فضول حرکت کرنے پر،،،"

انسانی زبان تمہاری دوست کی کھوپڑی میں گھستی نہیں ہے،،،ہے نہ آخر

عورت کا دماغ کیسے ممکن ہے فورا بات سمجھ آجائے،،،"نورین جس رکشے

میں بیٹھی تھی اس رکشے کو اوورٹیک کر کے ڈیش بورڈ سے گن نکالی۔

نوو،،،ضیاء پلیز تم کیا پاگل ہو گئے ہو،،،"ثناء اسے گن نکالتے دیکھ خوف"

سے لرزتی بولی تو ضیاء نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگا پھر اس کی بات کا مطلب

سمجھ آنے پر بے ساختہ مسکرایا۔

ڈونٹ وری اسے چلانے کی نوبت نہیں آئے گی اس پہلے ہی تمہاری نازک"

دوست ڈھیر ہو جائے گی،،یا کم از کم میرے قدموں میں ہی دم دے دے

گی،،،،،"ثناء کی گرفت سے بازو نکالتا وہ نورین کے رکشے کی طرف آیا تو

چہرے پر واپس سختی در آئی۔۔رکشے والا حیرت سے گن پکڑے اس شخص کو

دیکھ رہا تھا جو انہیں کے رکشے کی طرف آرہا تھا۔

سیدھے سے باہر آرہی ہو یا اپنے طریقے سے نکالوں،،؟"اس نے رکشے " کے قریب پہنچ کر سخت لہجے میں کہا تو نورین جو پہلے ہی رکشے کے کونے سے چپکی کانپ رہی تھی ضیاء کے ہاتھ میں گن دیکھتی دل بند ہونے لگا۔۔وہ پل بھر میں لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی۔۔وہ تو سمجھی تھی معافی مل گئی۔۔۔اسے کیا خبر تھی ہوش آتے ہی وہ حیوان نما شخص واپس اس کے پیچھے پڑ جائے گا۔۔

پلیز ضیاء،،، مم،،مجھے معاف کر دو میں نے غلطی سے مارا،،، تم چاہو تو مجھے " بھی تھپڑ مار لو پر پلیز،،،،" وہ کہتے ساتھ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔رکشے والا عمر رسیدہ تھا حیرت اور غصے سے اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا پر اس بگڑے امیر زادے کے ہاتھ میں گن اور پیچھے گارڈز دیکھ خاموشی میں ہی عافیت جانی تھی۔۔

نورین رکشے سے باہر آؤ،،"اب کے ضیاء نے دانت پیستے کہا تو نورین تیزی " سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

میں سوری کر رہی ہوں ناں،،، میرا قتل کر کے تمہاری انا،،، کو تسکین تو مل" جائے گی،،، پر انسانی جان لینے کا بوجھ کبھی تمہارے دل سے نہیں اترے گا،،، "روتے ہوئے کہتی اس وقت وہ ضیاء کو بہت معصوم لگی تھی۔۔ لیکن اس کی گوہر فشانی سن کر ضیاء کا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا۔ وہ یہ گن اسے محض ڈرانے کے لیے لایا تھا پر محترمہ تو اسے درندہ ہی سمجھ رہی تھی۔۔۔

یہ ٹھیک ہے تھپڑ بھی خود مارو،،، جنگلی پن بھی خود کرو اور پریٹنڈ ایسا کرو" جیسے سامنے والا درندہ ہے،،، "غصے سے بڑبڑاتے ضیاء رکشے کے قریب گیا۔۔

ایسے مت دیکھیں کوئی زور زبردستی نہیں کر رہا اس کے ساتھ،،، صرف" شکل سے معصوم ہے یہ لڑکی ورنہ حرکتیں بتا دیں تو آپ رکشے سمیت اسے کچرے میں پھینک دیں گے،،، "رکشے ڈرائیور کو خوفزدہ دیکھ ضیاء ماحول کو ہلکا پھلکا کرتے بولا لیکن جونہی ہاتھ بڑھا کر نورین کو باہر نکالنا چاہا وہ دوسری

جانب سے اتر گئی۔پر بھاگتی کدھر؟اس شخص کے پیچھے گارڈ بھی تھے جو پل بھر میں دھر لیتے۔۔

یہ لڑکی خود چاہتی ہے میں سختی سے پیش آؤں،،،"وہ دانت پیستے رکشے کے " دوسری طرف غصے سے گیا تو بے ساختہ ٹھہر گیا۔نورین سہمی چڑیا کی طرح آنکھیں موندے کھڑی تھی۔۔ضیاء کا دل کیا اس نازک جان کو سینے میں بھر کر اس کا سارا ڈر دور کر دے پر پھر اپنے بہکتے خیالات کو لمحے بھر میں جھٹکا۔۔ مت کرو نورین،،،ٹرسٹ می میرا کچھ نہیں جائے گا،،پر تمہارے لیے بہت " زیادہ مشکل ہو جائے گی،،،"نورین کا بازو دبوچتے وہ غصے سے غرایا تو نورین سرخ سوجی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔چہرے کی رنگت سفید پڑ رہ تھی۔۔ گاڑی میں ثناء بیٹھی ہے جا کر خاموشی سے بیٹھ جاؤ اس سے پہلے میں اس کا" استعمال کروں،،،ضیاء نے گن نورین کے سامنے لہراتے انتہائی سنجیدگی سے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا تو نورین کا پتے وجود کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔۔پھر انتہائی بے بسی سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنے لگی پر ہائے رے

بے بسی کے وہ گاڑی کا دروازہ بھی آج ہی ہجت پر اترا تھا کہ لاکھ زور لگانے کے باوجود بھی کھلنے سے انکاری تھا۔۔۔ضیاء نے اس کی زور آزمائی دیکھ گہری سانس لی اور گارڈز کو اشارہ کیا کہ رکشہ ڈرائیور کا بل ادا کریں۔۔۔پھر خود گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔نورین جو دروازے کو کھولنے کی کوشش میں اسے مستقل کھینچ رہی تھی اپنے پیچھے کسی کا وجود محسوس کرتی پیچھے مڑی تو اپنی پشت کے بے حد قریب ضیاء کو دیکھتی سن ہو گئی۔۔جب کے ضیاء اتنی نزدیکی کے باوجود بھی پیچھے نہ ہوا۔۔۔بلکہ گہری نظروں سے اس کے چہرے کو مزید قریب ہوا کہ نورین آنکھیں میچ گئی لیکن اچانک ہیچھے کلک دیکھتے زرا کی آواز پر احساس ہوا وہ دروازہ کھول رہا تھا۔۔۔دروازہ کھلنے کی دیر تھی کہ وہ فوراً اندر بیٹھ کر دروازہ بند کر گئی۔۔۔ضیاء کو اس پاگل لڑکی کی حرکت پر ہنسی آئی کہ وہ اسی سے بچنے کے لیے اسی کی گاڑی میں چھپ رہی تھی۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ضیاء اندر بیٹھا اور گن واپس ڈیش بورڈ میں رکھی۔

تمہارا یہ پاگل پن اور جنون میں پہلی بار دیکھ رہی ہوں ضیاء،،،اور اب مجھے "
یہ معملہ کچھ الٹا لگ رہا ہے،،،"ثناء جو حیرت سے ساری کاروائی دیکھ رہی تھی
اندازہ ہوا تھا کہ ضیاء کے لیے نورین تھوڑے سے کچھ زیادہ ہی خاص ہے۔۔
ورنہ وہ کسی کے پیچھے جانے والا شخص ہر گز نہیں تھا۔۔اور یوں کسی لڑکی کے
کردار کی وضاحت دینے کے لیے تو ہر گز بھی نہیں۔۔
پہلے بھی غلط سمجھ رہی تھی،اب بھی غلط ہی سمجھ رہی ہو،،،"نرمی کہیں "
غائب ہوتے ضیاء کا چہرہ واپس سختی اختیار کر گیا تھا۔۔ثناء نے خاموشی بہتر
سمجھی۔۔ضیاء نے بیک ویو مرر سے نورین کو دیکھا جو سہمی چڑیا کی طرح
دروازے سے چپکی ہوئی بیٹھی گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔جیسے چھلانگ
لگانے کا ارادہ ہو۔۔

"اب مجھے بتاؤں پلیز یہ سب کیا ہو رہا ہے،،،"
ثناء سب کو خاموش پا کر جھنجھلاتی ہوئی بولی۔

میں نے اس دن تمہاری دوست کی عزت بچائی تھی،،،اس کے ثمر میں"
تمہاری دوست نے میرے منہ پر طماچہ مارا ہے،،،"ضیاء کے چبھتے ہوئے
لہجے پہ نورین کی آنکھوں میں واپس آنسو ڈبڈبانے لگے۔۔
واٹ،،،؟؟؟؟یو مین الفاظ کا؟؟؟؟"ثناء نے اپنے تعین مطلب اخذ"
کیا۔۔۔یقین کرنا ناممکن سا تھا کہ کوئی ایحان کے گروپ کے کسی لڑکے پر
ہاتھ اٹھا سکتا خاص کر ضیاء جو اور وہ بھی کوئی لڑکی۔۔اور پھر اس کے بعد اس
کے ہاتھ سلامت رہے ناممکن سی بات تھی۔۔۔کیونکہ ایحان کے علاوہ
گروپ کے باقی لڑکے بھی امیر زادے ہی تھے سوائے ملحق کے کہ وہ مڈل
کلاس فیملی سے تھا۔۔سارے لڑکے ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھتے تھے جہاں
بچوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا تھا۔۔۔زین اور ضیاء دونوں ہی امیر باپ کی بگڑی
ہوئی اولادیں تھیں۔۔۔

الفاظ کے تو محترمہ پہلے بھی مارتی رہتی ہیں آج ہاتھ سے مارا ہے،،،"ضیاء" نے ایک نظر بیک ویو مرر پر ڈالتے بے تاثر لہجے میں کہا تو ثناء کا منہ حیرت کی زیادتی سے کھل گیا۔۔

واٹ،،، مطلب،،،اوہ گاڈ،،،آئی ایم اسپیچ لیس،،،نورین کیا تم پاگل" ہو،،،"کچھ لمحے سکتے میں رہنے کے بعد ثناء بلند آواز میں بولی۔۔۔اسے نورین سے ہر گز ایسی بے وقوفی کی توقع نہیں تھی۔۔۔کہ وہ ضیاء کو تھپڑ مار دے گی۔۔۔وہ اپنے تمام کلاس میٹ کے ساتھ بے شک اچھا رہے لیکن ہر کوئی جانتا تھا ضیاء کتنا بدمزاج اور غصیلی شخصیت کا مالک ہے۔۔۔۔

ہاں یہ پاگل ہی ہے،،،جب میں نے تھوڑا سا پاگل پن دکھایا تو بے ہوش" ہو گئی،،،اچھا ہی ہوا ہو گئی ورنہ میں نے ریٹرن میں اس کا منہ سلامت نہیں چھوڑنا تھا،،،"اس نے جان بوجھ کر نورین کو مزید خوفزدہ کرنے کے لیے کہا تو نورین بری طرح اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔نورین کے اس عمل سے ضیاء کو عجیب سے بے چینی ہوئی اس لیے نظریں پھیر گیا۔۔۔

مجھے تم سے اس احمقانہ حرکت کی امید نہیں تھا نورین،،، تم سچ میں انتہائی"
بیوقوف لڑکی ہو،،، "اس نے پیچھے مڑتے غصے سے نورین کو کہا۔اب اسے
اندازہ ہو گیا تھا کہ کیا ہوا ہو گا جس کی وجہ سے نورین کی طبیعت بگڑی۔۔۔
ضیاء پلیز اسے معاف کر دو،،، دیکھو تم بہت اچھے ہو،،، یہ اس لڑکی کا دماغ"
خراب ہے،،، یہ آئندہ تم سے اونچی آواز میں بات بھی نہیں کرے گی،،،
بلکہ ایسا ہے تمھارے سامنے بھی نہیں آئے گی،،، میں آنے ہی نہیں دوں
گی،،، یہ اس گلی سے بھی نہیں گزرے گی جہاں پر تمھارا سایہ بھی پڑا ہو،،،
"لیکن اسے معاف کر دو
ثناء کسی خوف کے تحت منت کرتی بولی۔۔ کہیں وہ مزید کوئی سزا نہ سنا دے۔
نورین کی حالت ویسے ہی درست نہیں تھی۔ جبکہ ضیاء کے دل نے یہ بات
سن کر ایک بیٹ مس کی تھی۔۔دل و جان کو ایک عجیب بے قراری نے گھیر
لیا۔۔۔ جسے وہ فوراً سے جھٹک گیا۔۔

تمہارے گھر کا ایڈریس بتاؤ،،"ثناء کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے اس نے"
ایڈریس پوچھا تو ثناء اسے ایڈریس سمجھانے لگی جب کہ نورین کی جان یہ
سوچ کر ہتھیلی پر آ گئی کہ وہ ثناء کو ڈراپ کرے گا۔۔اور وہ اکیلی اس کے
ساتھ گاڑی میں رہ جائے گی۔۔۔پہلے سوچا وہ کہہ دے کہ ثناء اس کے بعد
گھر جائے گی پر پھر زبان نے ساتھ نہ دیا۔یوں بھی کونسا ضیاء نے اس کی بات
مان ہی لینی تھی۔۔۔

کچھ دیر گاڑی میں خاموشی رہی۔۔پھر گاڑی ثناء کے گھر کے باہر رکی۔۔

اگین ضیاء،،،پلیز تم اسے معاف کر دینا،،نورین سے غلطی ہو گئی،،،اپنے"
دل میں یہ بات مت رکھنا،،"ثناء گاڑی کا دروازہ کھولتی منت بھرے لہجے
میں بولی تو ضیاء بے تاثر چہرہ لئے اثبات میں سر ہلا گیا۔۔جب کہ ثناء کے گاڑی
سے اترتے ہی نورین بھی گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی۔

میڈم،،،،،ہیلو کدھر؟؟؟؟"نورین کی کوشش دیکھ ضیاء نے ماتھے پر بل"
ڈالے پوچھا۔جب کہ ثناء خاموشی سے اندر چلی گئی۔اس نے جان بوجھ کر

نورین کو خدا حافظ نہیں کہا تھا کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ نورین یقیناً اسے ساتھ لے جانے کا کہے گی اور ضیاء نہیں مانے گا یوں بھی وہ غصے میں تھا ڈر تھا کہیں اس کے گھر کے باہر ہی میس کریئیٹ نہ ہو جبھی خاموشی میں عافیت جانی۔۔

مجھ،،، جانا ہے،،، "نورین نے نظریں جھکائے کہا تو ضیاء مکمل پیچھے مڑے "

اسے گھورنے لگا۔

یہ تمہارا گھر ہے ؟؟؟؟ "ضیاء نے طنزیہ پوچھا۔"

مجھے،،، ثناء کے گھر جانا ہے،،، "نورین کا کہنا تھا کہ ضیاء نے سنجیدگی سے "

گھورتے گاڑی لاک کرتے ری سٹارٹ کی۔

مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا، "ہمت مجتمع کرتے وہ واپس گاڑی کا دروازہ "

کھولنے لگی۔۔ مگر وہ لاکڈ ہو چکی تھی۔۔

شرافت سے سکون سے بیٹھو،،، دماغ زیادہ خراب ہوا تو اچھا نہیں ہو گا،،، """

نورین کو وارننگ دیتے واپس گاڑی اسٹارٹ کی۔۔ ابھی پانچ منٹ بھی

پورے نہ ہوئے تھے کہ گاڑی واپس ایک سنسان روڈ پر رکی۔ نورین کو لگا

موت سر پر منڈلا رہی ہے۔۔وہ یہیں مار کر اس کی لاش کہیں آس پاس پھینک جائے گا۔

****

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب کسی کی چیخ پر دل بے چین ہونے لگا۔جب دوبارہ وہی چیخ سنائی دی تو وہ بستر سے جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

کیا یہ خواب تھا؟"خود سے سوال کیا ہی تھا کہ واپس ایلف کی سسکی پر ایک" دم کھڑا ہوا نہ خواب تھا نہ وہم وہ ایلف کی ہی چیخ تھی۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا تو سامنے کا منظر دیکھ قدم ڈگمگا گئے۔وہ شاید صوفے پر ہی کام کرتے کرتے سو گئی تھی۔۔اس وقت بھی صوفے پر لیٹی تھی اور تین بچے جو باقی سب میں بڑے تھے ایلف کے پاس بیٹھے تھے۔۔۔

کیا ہوا ہے؟؟؟"آرزک نے قریب جانے پر ایلف کی آنکھیں بند" دیکھیں۔اس کی پلکوں پر آنسو کے شفاف قطرے ٹھہرے تھے آرزک خانزادہ کا دل فکر مند ہونے لگا۔

یوآرسو سیلفش،،"سات سالہ عبدالرحمان غصے سے غرایا تھا۔۔آرزک "
ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔وہ انگریز بچہ تھا جس کی پرورش ایلف نے
مسلمانوں والی کی تھی۔۔ان سب میں سب سے بڑا تھا آرزک کو شروع سے
محسوس ہوا تھا اس بچے کو آرزک کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

ڈیڈ،،،آپ کبھی بھی تکلیف میں مام کے ساتھ نہیں ہوتے،،"پانچ سالہ"
بچی نے افسوس سے آرزک کو کہا تو دل میں چبھن سی ہوئی ایک نظر نیند میں
سہمی ایلف پر ڈال کر احساس ہوا بچے اپنی ماں کی حالت دیکھتے اس سے خفا
ہو رہے تھے۔۔۔

آپ کی مام کو کیا ہوا ہے،،"وہ ایلف کے قریب صوفے پر بیٹھتے ہوئے"
اس کے چہرے کو نرم نظروں سے چھونے لگا۔۔۔کچھ گھنٹوں پہلے ہی تو
آرزک نے اسے ناچتے ہوئے دیکھا تھا وہ خوش تھی پھر اچانک یہ کیا ہوا
تھا؟؟؟؟

مام از سک،،،ان کا نیند میں برے خواب آتے ہیں اینڈ دین شی"

پینک،،،!!!! معصوم بچے نے نم لہجے میں بتایا تو آرزک کو کچھ پل کے لیے ایلف پر رشک آیا کہ اس کی فکر کرنے والے کتنے معصوم اور ننھے دل موجود ہیں۔۔۔

تو مام کو اٹھاؤ،،،"آرزک ایلف کو چھونے لگا تھا جب عبدالرحمان آرزک کا" ہاتھ پکڑ گیا۔

ڈونٹ ڈسٹرب ہر،،،ڈاکٹر نے منع کیا ہے نیند سے جگانے کو،،،ان کے" برین پر اثر پڑ سکتا ہے،،،"اس نے غصے سے کہا۔آخر یہ ان کا کیسا باپ تھا کہ اسے اتنی اہم بات بھی نہیں بھی نہیں معلوم تھی۔۔

اوہ سوری،،،پھر کیا کروں میں؟؟؟"آرزک نے پریشانی سے انہیں بچوں" سے مسئلے کا حل پوچھا؟۔

مام روز ہمارے ساتھ سوتی ہیں،،،ہم ان کے قریب ہوتے ہیں تو انہیں ڈر" نہیں لگتا لیکن،،،"اریبہ بولتے بولتے رونے لگی تھی۔آرزک نے فوراً اس

بچی کو اپنے سینے سے لگایا جو ماں کی فکر میں رو رہی تھی۔۔پھر خود ہی اپنی حرکت پر حیران رہ گیا۔۔۔ بھلا وہ کب سے اتنا نرم مزاج اور احساس مند ہو گیا تھا وہ تو سمجھتا تھا اس سے زیادہ احساس سے عاری بے حس کوئی شخص ہے ہی نہیں۔۔

لیکن کیا؟؟؟"آرزک نے نرمی سے بال سہلاتے پوچھا۔البتہ نظریں " ایلف کے چہرے پر الجھی ہوئی تھیں۔

ہم سمجھیں تھے مام آپ کے ساتھ سوئیں گی،،،آپ مام کا خیال رکھو گے " بٹ یو ڈڈ ناٹ،،،"شکوہ کرتی وہ لڑکی آرزک خانزادہ سے دور ہو گئی۔

اوکے،آئم سوری مائی مسٹیک،،،آپ لوگ پریشان مت ہو آپ کی مام " بہت ضدی ہیں،،،میں نے کہا تھا میرے ساتھ روم میں چلو بٹ شی ڈِنائے،،،کہ اسے کام ہے،،،پھر میں کیا کرتا،،!!!!"آرزک نے معصوم سا منہ بناتے بھولپن سے پوچھا تو وہ تینوں اپنے باپ کی معصومیت پر یقین کرنے لگے۔۔۔

تو آپ گود میں اٹھا کے لے جاتے،،، "تب سے خاموش کھڑے ارسلان"
نے کہا تو آرزک آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔
میں نے موو ی میں دیکھا تھا،،، "ارسلان نے آرزک کے گھورنے پر ہنستے "
ہوئے کہا تو آرزک خانزادہ نفی میں سر ہلانے لگا۔۔
تمہارماں نے بگاڑ دیا تم لوگوں کو،،، کل سے فلمیں دیکھنا بند،،، "اس نے"
مصنوعی غصے سے ان تینوں کو گھورا۔۔۔
"آپ مام کو اپنے روم میں لے جا رہے ہیں یا میں لے جاؤں؟"
آرزک کی گھوری کی پرواہ کیے بغیر عبدالرحمان سنجیدگی سے بولا۔۔۔
میں لے جا رہا ہوں تم لوگ جا کر سو جاؤ،،، "آرزک نے مسکرا کر اریبہ کا"
گال چوم کر کہا۔
نو،، فرسٹ یو،،، "عبدالرحمان جیسے ضد پر اڑا تھا۔"
جیسی خود ہے بچے بھی ویسے ہی ہیں،، کہہ باپ رہے ہیں پر حکم ملازم سمجھ"
کر سنا رہے ہیں،،، "منہ میں بڑبڑاتے وہ کھڑا ہوا اور ایک چور نظر ان تینوں پر

ڈالتے ایلف کی طرف بڑھا۔۔۔جس کے بھنویں ابھی بھی بھنچے ہوئے تھے۔آرزک نے زراسا جھکتے اس نرم وجود کو بازوؤں میں اٹھالیا۔ایلف کا وزن اسے کسی پھول کی طرح محسوس ہوا۔

لسٹن ڈیڈ،،،"اریبہ خوشی سے چمکتی ہوئی بولی۔۔تو آرزک اس کی جانب" متوجہ ہوا۔

مام کو یہ بہت پسند ہیں،،،"صوفے پر چڑھتے آرزک کے سخت بازو کے" ڈولے کو ہاتھوں سے پکڑتے خوشی سے بتایا تو آرزک نے بمشکل اپنا قہقہ ضبط کیا۔

رات بہت ہو گئی ہے،،،تینوں کمرے میں جا کر سو جاؤ،،،"ان تینوں کو" بولنے کے بعد وہ ان کے جانے کے انتظار میں کھڑا رہا۔۔۔پر پھر احساس ہوا وہ تینوں اسی کے جانے کے انتظار میں کھڑے تھے تو خود ہی ہارتے وہ کمرے میں چلا گیا۔۔۔نہیں جانتا تھا کہ وہ ایلف کے ساتھ ان بچوں سے بھی کیوں ہمدرد ہو گیا تھا۔۔۔وہ ایسا تو کبھی نہیں تھا۔۔۔ہمدردی کا جذبہ تو کبھی اس نے

کسی کے لیے محسوس ہی نہیں کیا تھا۔۔کمرے میں داخل ہوتے پاؤں سے دروازے کو بند کیا اور بیڈ کی طرف بڑھنے لگا جب نظر شیشے پر پڑی اور وقت تھمتا ہوا لگا۔۔۔وہ نازک سراپا اس کے وجود میں سما کر چھپ سا گیا تھا۔۔۔ یوں لگتا تھا بازؤں میں سفید بادل روئی کی مانند ایک وجود میں لپٹا اس کی جھولی میں ہے۔۔اس کے حسین چہرے سے نگاہیں کسی مقناطیسی کشش کے تحت چپک سی گئیں تھیں اسی لئے مسلسل اس کی جانب دیکھتے ایلف کو بیڈ پر بیٹھ گیا۔ابھی وہ ایلف کے رخسار کو چھونے ہی لگا تھا لٹایا۔۔اور سرہانے جب وہ ایک بار پھر چیخی۔۔

نن،،نو۔۔ مممم،،،میرے ساتھ،،،نن،،، نہیں،،،دد،،،دور،،، "توڑ توڑ" کر جملہ ادا کرتی وہ بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔آرزک کا فسوں ایک لمحے میں ٹوٹا۔کچھ سمجھ نہ آیا کیا کرے۔۔کیونکہ بچوں نے نیند سے جگانے سے بھی منع کیا تھا۔پھر بے اختیار اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

ایلف،،،ایلف،،،کچھ نہیں ہو رہا،،،سب ٹھیک ہے،،،"جب آرزک نے" مستقل اسے بے چین دیکھا تو بے قرار ہو کر اسے نیند سے جگانا بہترین آپشن لگا۔۔

ایلف،،،"ابھی آرزک نے ایک ہی بار پکارا تھا کہ ایلف نے آنکھیں" کھولیں لیکن اپنے سامنے آرزک کو دیکھتے زور سے چیختی پیچھے ہو گئی۔

تت،،، تمہیں جو بھی چچ،،،چاہیے لے لو پپ،،پر مجھے نن،، نہیں مارو،،،"""

بیڈ کے کونے میں سرکتی وہ روتے ہوئے آرزک سے دور ہو گئی۔

"!!!!ایلف،،میری بات،،"

پپ،،پلیز اس،،،،اسٹے اوے،،،"وہ آرزک کو قریب ہوتا دیکھ اور پیچھے" ہوتی بیڈ سے گرنے لگی تھی جب آرزک نے بازو کو جھٹکا دیتے اپنے قریب کھینچا۔۔۔وہ نازک ٹہنی کی طرح آرزک کے سینے سے آ ٹکرائی۔۔ایلف سہمی نظروں سے اس کی شکل کو بغور دیکھ رہی تھی جلد اس کی صورت پہنچانتے دل کی رفتار دھیمی ہوئی۔۔۔

تم،،!!!"ایلف پہچان گئی تھی اس سے پہلے آرزک کچھ کہتا ایلف کی غیر" متوقع حرکت پر پتھر ہو گیا۔

ہے،،،"آرزک کے سینے سے لگتی (devid)مم،،،میں سمجھی ڈ،،،ڈیوڈ" وہ روتی ہوئی بولی تو پہلے جو آرزک اس کے سینے سے لگنے پر حیران تھا۔۔۔ اس کے منہ سے ڈیوڈ کا نام سنتے ماتھے پر بل پڑا۔۔بہت نرمی سے ایلف کے گرد بازو حائل کیا۔۔۔

کچھ نہیں ہو رہا ایلف میں ہوں،،،مجھے بتاؤ یہ ڈیوڈ کون ہے؟؟؟؟"آرزک" نے کچھ لمحے اسے سسکنے دیا پھر نرمی سے پوچھا تو ایلف جھٹکے سے پیچھے ہوتی اسے انجان نظروں سے دیکھنے لگی۔

پپ،،،پتا نن،،، نہیں کون ہے پپر وہ بب،،، بچپن سے مم،،میرے ساتھ" ہے جج جب مم،،میں اکیلی ہہ،،ہوتی ہوں تو مم،،مجھے یہاں،،،"خوف کی کیفیت میں ایلف نے اپنی کالر بون پر انگلی رکھی تو آرزک کی رگیں پھولنے لگیں۔

اششششش،،، کوئی ڈیوڈ نہیں ہے،، کوئی بھی نہیں ہے،،، "آدزک نے ایلف" کے چہرے سے آنسو صاف کرتے اسے بچوں کی طرح پچکارا تو ایلف نفی میں سر ہلانے لگی۔

و،،وہ ہے تت،، تمہیں نہیں مم،، معلوم جو لڑکی اس کی بب،،، بات نہیں" مم،،،مانتی وہ، وہ اسے مم،،مار دیتا ہے،،، "ایلف نے اپنی بات کی یقین دلانے کی کوشش کی تو آرزک آنکھیں میچ گیا۔۔۔اسے باران دلشیر سے مزید انتہا کی نفرت ہوئی تھی۔۔ بھلا یہ کونسی محبت تھی؟ کون سی کمزوری تھی کہ اسے ہوش ہی نہیں تھا کہ اس کی بہن کو پینک اٹیکس بھی ہوتے ہیں۔۔۔وہ یہاں اکیلی تن تنہا کس حال میں ہے؟؟؟

ایلف،،، میں ہوں نہ آپ کے پاس،،،اگر کوئی ڈیوڈ یہاں آیا تو میں اس کی" جان لے لوں گا،،، "اسے نیم دراز کرتے تکیہ درست کرتے زبردستی ایلف کو بستر پر لٹایا۔پر شاید وہ آرزک کی بات پر مطمئن نہیں ہوئی تھی۔

اگ،،،اگراس نے تمہیں مم،،ماردیاتت تو،،،"اس نے معصومیت سے " تھوک نگلتے پوچھا۔۔

مت بہکاؤایلف،،میں تمھارے لئے ڈیوڈ سے زیادہ خطرناک ہو جاؤں " گا،،،"آرزک نے گہری سانس لیتے دل میں اسے مخاطب کیا۔وہ مرد تھا۔ لاکھ انکار سہی پر اب پگھلنے لگا تھا۔۔۔ایلف کی یہ حالت دیکھتے دل کیا تھا اسے سینے میں سمالے۔۔ لیکن کوئی جائز حق نہیں تھا۔

میں کہہ رہا ہوں نہ ٹرسٹ می میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا،،،"""

جسٹ کلوز یور آئز،،،"وہ ایلف کی آنکھیں اپنی ہتھیلی سے بند کرتے سر میں نرمی سے ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔شاید وہ اس کا یقین کر چکی تھی۔۔اس پر اعتبار کر چکی تھی کہ وہ اسے تحفظ دے دے گا۔۔ جبھی کچھ ہی دیر میں پر سکون ہوتی واپس نیند کی وادی میں اتر گئی تھی البتہ آرزک خانزادہ کو جلتے انگاروں پر چھوڑ گئی تھی۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔میں لڑکی باز یا حسن پرست تو نہیں ہوں۔۔اس کے علاوہ بھی بہت حسین چہرے دیکھے ہیں میں نے۔۔کافی دیر ایلف کو نظروں میں سمانے کے بعد جھنجھلاتے ہوئے بیڈ سے کھڑا ہوا۔

"شاید مجھے اس سے ہمدردی ہو رہی ہے،،"خود کو مطمئن کرنے کے لیے ایک حوالہ ملا تھا۔

"پھر ہمدردی صرف دشمن کی بہن سے ہی کیوں؟"

دماغ نے نیا سوال پیدا کرتے اس کے حوالے پر پانی پھیر دیا تھا۔

"جتنی بھی مظلوم ہو ہے میرے دشمن کی بہن۔۔اور یقیناً اس کے لیے بہت قیمتی ہے جبھی چھپا کر رکھا ہے۔۔وہ واپس پہلے والے خول میں سمٹتے تعصب سے سوچا۔

"آل رائٹ۔صرف بطورِ انسانیت مجھے اس لڑکی سے ہمدردی ہو رہی ہے بس۔۔"زہن جھٹکتے وہ کمرے سے باہر نکلنے لگا لیکن ایک بار پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔نظریں واپس اس مومی چہرے کا طواف

کرنے لگیں البتہ زہن بالکل بلینک تھا۔۔۔اور دل کسی بھی قسم کے جذبات خالی۔اس لڑکی سے محبت نہیں کرنی تھی نہ ہمدردی کیونکہ ہمدردی محبت کو جنم دیتی ہے۔اسے تو اس لڑکی سے صرف نفرت کرنی تھی اور ازیت پہنچانی تھی جس کا اب وہ پختہ ارادہ کر رہا تھا۔۔اگر مظلوم تھی یہ لڑکی تو یہ آرزک خانزادہ کا مسئلہ نہیں تھا۔اتنا اسے یقین تھا کہ یہ لڑکی باران دلشر کے لیے !خاص تھی بہت خاص۔۔۔

"اس لڑکی کو کمرے میں بھیجو۔۔"

فون واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے پر سوچ انداز میں باران دلشیر نے دروازے کو دیکھا۔۔وہ اس وقت سادہ سے ٹی شرٹ ٹراؤزر میں تھا۔۔۔اسے کبھی کسی سے اتنی جلن نہیں ہوئی تھی جتنی اس لڑکی سے ہو رہی تھی۔۔۔محبت پر یقین نہیں رکھتا پھر اس کا دوست کیسے ایک بار دھوکہ کھانے کے بعد دوبارہ

یقین کر رہا تھا؟؟ایک دھوکے باز مکار صنف پر کیسے یقین کر سکتا تھا؟؟ کچھ دیر بعد دروازہ کھولتی ایک لڑکی کمرے کے اندر داخل ہوئی۔ باران نے گردن موڑ کر دیکھا تو کچھ لمحوں کے لیے ٹھٹھک کر پتھر ہوا تھا۔یوں محسوس ہوا جیسے اس سفید گلاب کی گہری آنکھیں کہیں دیکھی تھیں۔۔۔ سامنے مجسم سفید گلاب مرجھا سا گیا ہو۔ سفید چہرے پر سرخ ہونٹ جس کے قریب ایک نیلا نیل کا نشان تھا جیسے مار مار کر تشدد کیا گیا ہو باران دلشیر ٹرانس کی سی کیفیت میں بیڈ سے اٹھا تھا۔اب ادراک ہو رہا تھا کہ زاویار بلکہ مقابل مجسم حسن کی مورت کا حسن خانزادہ یونہی نہیں پگھلا تھا بے مثال تھا۔اچانک باران دلشیر مسکرایا۔۔

کمینہ،،، پگھل گیا،،، "زاویار کو اس کے مخصوص لقب سے یاد کرتے باران" واپس بیڈ پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔۔۔اور ایک نظر واپس اس حسین مگر چھپی ہوئی حسن کی مورت کی طرف ڈالی۔۔۔زرمش جو اس محل نما کمرے میں داخل ہوئی تھی سہمی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔۔وجود کو

جس چادر نے ڈھانپ رکھا تھا اس کے پلوں ٹھوڑی کے نیچے مضبوطی سے ایک ہاتھ سے دبوچ رکھے تھے۔۔۔

چادر اتارو اور اپنا کام شروع کرو،،، " باران دلشیر کا فرمان جاری کرنا تھا کہ " جب ساکت کھڑی زرمش کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا۔۔۔اس نے شدت سے آنکھیں میچ لی۔

سن یہ آخری موقع دے رہی ہوں تجھے،،، یہ جو عزت عزت کی مالا الاپ " رہی ہے نہ دو چار آدمی تیرے کمرے میں بھیج کر دو منٹ میں خاک کر دوں گی،،، جو ابرار تجھے یہاں پھینک کر گیا ہے نہ وہی چند ٹکے کے لیے تجھے تار تار کر جائے گا،،، اس لیے اگر اچھے سے رہے گی تو عیش کرے گی اگر ہجت کرے گی تو موت سے بدتر زندگی ہو جائے گی،،، "زریمان کی آواز کانوں میں گونجتی دماغ پر ہتھوڑے برسانے لگی۔۔ "آج دوسرا موقع دے رہی ہوں تجھے،،، اگر آج کلائنٹ کو خوش کیا تو کل تیرے لیے اس کوٹھے پر ہی جنت بنا دوں گی،،، اور اگر پھر سے کوئی نیا ناٹک کیا تو جو کہا ہے وہ رات کو کر

گزروں گی،،، پھر ایک نہیں تین چار سے بھگتنا،،"زریمان کا شرکیہ جملہ اس کے اعصاب سن کر گیا تھا۔وہ جنت بنانے کا دعوی کر رہی تھی پر اس کی جنت سے زیادہ اسے جہنم قبول تھی۔۔۔

سنائی نہیں دیا کیا بول رہا ہوں میں؟"اب کے باران سختی سے کہتا کھڑا ہوا۔"

ایک بھاری بھر کم وحشی سی آواز نے اسے خیالات سے حقیقت کی دنیا میں لا پٹخا۔۔

مجھے جانے دو،،، تم نے جتنی قیمت کوٹھے پر ادا کی ہے میں تمہی وہ ادا کر دوں گی،،،"زرمش نے اس کی جانب نظریں اٹھاتے تڑپ کر کہا تو باران گہرا مسکرایا۔

دیکھو محترمہ،،،اوہ سوری،، تم لوگوں کو تو بے بی،ڈارلنگ سننے کی عادت ہوتی ہے،سو ڈارلنگ اسٹاپ دس ڈرامہ اینڈ پٹ ڈاؤن یور کلوتھس،،، کوٹھے پر دو لاکھ دیئے ہیں،،، لیکن یہاں تمھیں بیس لاکھ دوں گا،،،"باران دلشیر کا لہجہ بھی ویسی ہی حقارت اور ویسے ہی غلاظت لیے ہوئے تھے جیسے زاویار

خانزادہ کا تھا۔وہ اسے کپڑے اتارنے کا آرڈر دے رہا تھا۔۔۔اور زرمش کا دل چاہ رہا تھا کہ کچھ ایسا ہو کہ سامنے کھڑے شخص کو اس کی آنکھوں کے سامنے کتے کھا جائیں۔۔۔

مجھے نہیں چاہیں،،،،ان سے اپنا کفن خرید لینا،،،جانے دو مجھے،،،زرمش" غرائی تھی باران دلکشی سے مسکرایا جیسے اس بات سے وہ کافی محظوظ ہوا ہو۔۔ (لیکن وہ اس کی امیدوں پر پوری نہیں اتر رہی تھی اسے اس بات پر تپ ضرور چڑھ رہی تھی)۔وہ پتھر بنی کھڑی تھی جب باران دلشیر قریب آیا اور جھک کر مسکراتی نظروں سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

بلا کی حسین ہو تم،،،پر افسوس تمہاری آنکھوں نے مایوس کر دیا مجھے،،،" تمہاری آنکھوں میں وہ کشش نہیں ہے جس کی مجھے تلاش ہے یا جو مجھے متوجہ کر سکے،،،،" وہ سچ کہہ رہا تھا۔جن آنکھوں کا وہ اسیر ہوا تھا یہ آنکھیں اتنی حسین نہیں تھیں۔۔"پر مجھے تو تمہارے جسم سے غرض ہے،،،وہ دلکش ہونا چاہیے تو کم آن بے بی ڈونٹ ویسٹ مائی ٹائم،،،" باران نے کہتے

ساتھ اس کی چادر کھینچی تو وہ جھٹکے سے باران دلشیر کو پیچھے دھکیلتی دیوار سے جا لگی۔۔سادے سے کپڑوں میں بھی اس کا نازک سراپا قابلِ دید تھا۔بال کھل کر چہرے پر بکھر گئے تھے۔۔۔

مجھے جانے دو،،،میں تمہاری قیمت ادا کر دوں گی،،،"زرمش نے روتے" ہوئے فریاد کی۔جتنی بھی مضبوط ہو جائے پر لڑکی تھی۔کمزور تھی،صنف نازک تھی۔

اوکے،آفر ڈبل،،،ابھی میں نے جتنی قیمت تمھیں بتائی ہے اس کی ڈبل" تمہیں ادا کروں گا،،اور کوٹھے سے آزاد بھی کراؤں گا،،،"باران دلشیر نے ایک دلکش آفر دی تھی۔۔آفر دیتے وہ فاتحانہ انداز میں زرمش کو دیکھنے لگا اس کی نظر میں یہ ایسی آفر تھی کہ زرمش فورا قبول کر لیتی جب کہ زرمش اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔اسے مکمل لوٹنے کے بعد وہ مالا مال کرنے کی بات کر رہا تھا پر کس چیز سے؟کیا دنیا کا کوئی بھی مال اس کی سب سے قیمتی چیز اس کی عزت کا بدل ہو سکتا تھا؟

مجھے تمہاری کسی آفر میں دلچسپی نہیں ہے،،، مجھے جانے دو،،، "وہ ہاتھ جوڑ" گئی تھی۔

دیکھو لڑکی،،، جو پہلے تمہارے کمرے میں تمھارے پاس آیا تھا نہ،، وہ زرا" پاگل تھا،، جو تمہاری شرافت کے ڈھونگ پر اعتبار کر گیا،، پر میں اس جیسا نہیں ہوں،،، میں بڑی الٹی کھوپڑی کا مالک ہوں،،، تو اگر تم خود بیڈ پر نہیں آتی تو میں زبردستی اٹھا کر پٹخ دوں گا،،، یہ بھی نہیں دیکھوں گا کہ کوئی نازک ہڈی وڈی چیخ گئی ہے،،، " باران دلشیر کا کہنا تھا کہ وہ بدک کر اور پیچھے ہوتی دیوار سے جا لگی۔۔۔

میرے اللہ نے میری عزت کو اب تک سلامت رکھا ہے،،، وہ تم سے بھی" میری حفاظت کرے گا،، یا تو تمہارا دل بدل دے گا یا تو تمہاری جگہ،،، " وہ نفرت سے پھنکاری تو باران آئی بروا چکاتے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

دل بدلنا سمجھ آتا ہے،،، ویسے بتا دوں تم اتنی بھی حسین نہیں کہ میرا دل" بدلے لیکن یہ جگہ بدلنا،،؟؟؟؟" باران نے الجھ کر پوچھا۔

اس جہاں سے اس جہاں،،،؟؟اگر تم میرے قریب آئے تو میرا رب" تمہیں نیست و نابود کر دے گا،،،"زرمش کے لہجے میں بلا کا یقین تھا۔

رئیلی،،،واؤ،،، چلو یہ سب بعد کی باتیں ہیں تب کا تب دیکھیں گے،،،""

باران دلشیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

مجھ سے دور رہنا،،" باران کو قریب آتا دیکھ وہ گھبرا کر چیخی تھی۔۔دل نے شدت سے اپنے رب کی مدد طلب کی تھی۔۔۔یہ بے حس انسان کیسے ہو گئے تھے کہ خدا کا خوف دل میں باقی نہیں رہا تھا۔اب زرمش نے اپنے آس پاس پڑی چیزوں کو دیکھا۔۔

میرے قریب مت آنا ورنہ،،،"وہ بری طرح چیخی تھی۔۔اسکے ہاتھ میں" جو چیز آ رہی تھی وہ اٹھا کر اس شخص کی جانب پھینکتی جا رہی تھی جو اسکے وار سے خود کو بچاتا خباثت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

پہلے صرف دو راتوں کی قیمت ادا کی تھی تمہاری،،،لیکن جتنا نقصان کرتی" جاؤ گی اتنی راتیں بڑھاتی جاؤ گی،،،"سگریٹ سلگاتے وہ ہنستے ہوئے بولا تو پل

بھر کو زرمش کا وجود جی جان سے لرز گیا سامنے کھڑا نوجوان ہٹا کٹا طاقتور مرد تھا۔یہ گھر یہ محل بھی اسکا تھا۔جس کمرے میں وہ کھڑی تھی وہ کمرہ بھی اسکی ملکیت تھا اور کمرے کے باہر کھڑی اسکے پالتو کتوں جیسی انسانی فوج بھی اسی کے حکم کی تابع تھی۔

خدا کے لیے مجھ پر رحم کرو،،میں ویسی لڑکی نہیں ہوں،،میں گندی لڑکی" نہیں ہوں اگر تم لوگوں کو اپنی راتیں سیاہ کرنی ہیں تو اپنی جیسی لڑکیاں ڈھونڈو جن کا جسم روح اور کردار سیاہ ہو جو تم لوگوں کی طرح غلاظت سے بھری ہوں،،،"بے بسی سے دیوار سے لگتی وہ روتے ہوئے بولی۔۔اسے احساس ہوا تھا کہ وہ جتنی بھی کوشش کر لے اس سے جیت نہیں پائیگی بلآخر اسکی نسوانیت اجڑ جائیگی اس لیے اندازِ رخ بدلتے منت سماجت پر آئی تھی جسے دیکھتے وہ مغرور شخص قہقہ لگا کر ہنسا۔

تم اتنی جلدی ڈر گئی،،ایسے تو مزہ نہیں آئے گا مجھے،،میں تو سمجھا تھا تم جنگلی" ہرنی کی طرح مزید لڑو گی اور،، جھٹپٹاؤ گی" وہ پل بھر میں سنجیدہ ہوا اور

سگریٹ فرش پر پھینکتے اپنے جوتے سے مسلی اور شرٹ کی اوپری دو بٹن کھول کر شرٹ کے کف اوپر فولڈ کرتے زرمش کی جانب قدم بڑھائے جو اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ مزید سکڑنے لگی تھی۔

پھر میں ایک شیر کی طرح تمھارا شکار کروں گا،،، "زرمش کے مقابل" کھڑے ہوتے اسکی گہری آنکھوں کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔

مجھے جانے دو،،، "وہ ساکت اس کی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔ بظاہر خوبرو" اور انتہائی شریف اور معصوم دکھنے والا یہ شخص کتنی غلیظ روح کا مالک تھا آج اسے احساس ہو رہا تھا اپنے اصلی چہرے کو چھپانے کے لیے لوگ اپنے اوپر کتنے چہرے چڑھائے رکھتے ہیں۔۔

دو لاکھ،،، پورے دو لاکھ دیے ہیں دو راتوں کے،،، "باران دلشیر نے" زرمش کے بال کی ایک لٹ کو اپنی انگلی پر لپیٹتے شوخ لہجے میں کہا۔

میں ویسی لڑکی نہیں،،"اس نے بے بس لہجے میں شدت غم سے کہا۔آج" اسے معلوم ہو رہا تھا نفرت کا جذبہ ہوتا کیسا ہے وہ پہلی بار اتنا شدت سے اس جذبے کو محسوس کر رہی تھی۔

کوئی بات نہیں،،آج رات کے بعد ہو جاؤ گی،،"ایک آنکھ دباتے اس" سے پہلے اسے چھوتا زرمش نے ہاتھ میں پکڑی وہ چھوٹی سی کینچی اسکے سینے میں مارنی چاہی پر وہ برق رفتاری سے اسکا ہاتھ پکڑ گیا۔

باران دلشیر نام ہے میرا،،چیل سے زیادہ تیز نظریں رکھتا ہوں،،اور شکار" پر تو خصوصی،،"اس کے ہاتھ سے کینچی لیتے وہ ایک قدم پیچھے ہوا۔

"مجھے تمہاری مزحمت دیکھ لگتا ہے آج کی قیمت صحیح سے وصول،،"

وہ بول ہی رہا تھا جب سر اچانک سن ہوا کوئی بھاری چیز سر پر لگی تھی اگلے لمحے اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے دنیا گھومتی محسوس کی۔۔زرمش نے سائڈ ڈرار پر پڑا بھاری بھرکم گلاس واس اس کے دائیں جانب پچھلی گردن پر پھوڑا

تھا۔۔۔سر میں بڑی نازک جگہ پر چوٹ لگی تھی اور بھل بھل خون بہتا سفید ٹی شرٹ کو تیزی سے بھگو گیا۔۔باران زمین پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔۔

وہ دونوں باران کے کمرے میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بہت قریب کھڑے تھے۔۔سر پر اچانک کوئی بھاری چیز لگی تھی۔۔۔آنکھیں شدت سے میچتے باران نے سختی سے دانت آپس میں پیوست کیے اپنے سر میں اٹھتی ٹیس کو محسوس کیا۔۔اور اگلے ہی لمحے غصے سے پیچھے پلٹا پر یہ وہی لمحہ تھا جب زرمش نے ہاتھ میں پکڑا چھوٹا مگر بھاری شو پیس باران کے سر پر پھر مارا۔ اس بار بھی حملہ اچانک اور غیر متوقع تھا اور اتنا شدید تھا کہ باران دلشیر کی آنکھوں کے سامنے موت کے سائے لہرانے لگے۔۔سر بھاری ہوتا گھومنے لگا بہت کوشش کے باوجود وہ زرمش کی جانب قدم نہ بڑھا سکا۔۔اور اگلے ہی لمحے سر میں اٹھی ٹیسوں کے ساتھ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔۔اس کی شرٹ

تیزی سے بہتے خون سے بھرنے لگی۔۔۔زرمش جو خوف کے زیرِاثر شوپیس پکڑے کھڑی تھی جو اس نے کمرے کے ہی سائیڈ ٹیبل سے اٹھایا تھا۔۔ کانپتے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ فوراوہ شوپیس بیڈ پر اچھال دیااور خوف سے یہ عمل بالکل غیر اختیاری تھاوہ نہیں جانتی تھی اتنی ہمت اور تیزی اس کے وجود میں کہاں سے آئی بس اتنااندازتھاکہ یہ سب اس کے رب کی طرف سے تھا۔۔۔

"ی،،،،یہ مر گیا،،،"

باران کے بے سود وجود کو دیکھ زرمش کے پسینے چھوٹنے لگے لیکن پھر خود میں ہمت مجتمع کرتے زمین سے چادر اٹھاکر واپس اپنے گرد لپیٹ لیااور اگلے ہی لمحے کمرے سے باہر بھاگی۔۔۔دوران تربیت کوٹھے پر باران دلشیر کانام ،ذکراوراس کی وجہ۔ترین شخصیت پر بے لاگ تبصرے وہ کئی مرتبہ سن چکی تھی کہ باران دلشیر کسی بھی لڑکی کواپنے کمرے میں صرف اپنی ضرورت کے وقت تک رکھتاہے۔۔اس کے بعد وہ لڑکی کی حیثیت اس کے نزدیک

استعمال شدہ ٹشو سے بھی بدتر ہوتی ہے۔۔اس کے لیے بھاگنا مشکل نہیں تھا۔۔اس کا انحصار اس کی خود اعتمادی پر تھا۔۔ صرف اپنی گھبراہٹ پر قابو کرتے اسے اس مینشن کا گیٹ کراس کرنا تھا۔۔۔گارڈز کو صرف یہ تاثر دینا تھا کہ وہ بھی استعمال ہو چکی ہے اور اب یہاں سے ذلیل ہو کر جا رہی ہے۔۔۔

وہ کمرے کے دروازے سے باہر نکلتی پلٹی تھی ایک نظر زمین پر بے ہوش پڑے باران دلشیر کو دیکھا تھا۔

میری نفرت اور بد دعاؤں کی فہرست میں آج ایک اور اضافہ ہو گیا۔اور" میری بد دعا ہے خدا تمہیں ایسے مرض میں مبتلا کرے کہ جب جب تمہاری سانس چلے تب تب وہ مرض دن بدن بڑھے،،،اس مرض کا اختتام صرف تمہاری موت پر ممکن ہو،،"آسمان کی جانب دیکھتے بد دعا دیتے زرمش کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا۔بد دعا زبان کے ساتھ دل سے بھی جاری ہوئی تھی کہ اگر اس کی آہ کی تڑپ وہ دیکھ لیتا تو اس مغرور گھمنڈی اور خود کو ناخدا

سمجھنے والے باران دلشیر کی روح کانپ جاتی۔۔۔پھر وہ رکی نہیں تھی۔بلکہ چادر سے چہرے ڈھانپتے وہاں سے نکلنے لگی تو گارڈز کو دیکھتے پل بھر کے لیے ٹھٹھک گئی۔خوف ودہشت سے پورا وجود ہل گیا۔۔اسے اسی خوف پر قابو پانا تھا۔۔وہ سب بھی اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔کچھ کی آنکھوں میں حقارت تو کچھ کی آنکھوں میں ہوس کی پرستی تھی۔چہرہ چادر سے ڈھانپے سر جھکائے وہ دروازے سے باہر نکلنے لگی تو جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔

۔۔

ایک گارڈ جس کا نام فیاض تھا تیزی سے اس کے سامنے آیا۔(دراصل اس نے زرمش کا پورا چہرہ اتفاقاً دیکھ لیا تھا تبھی وہ اس کے حسن پر مر رہا تھا۔۔

"کیا قیمت ہے،،، ہمیں بتاؤ قسم خدا کی صاحب کی طرح بے قدری نہیں کریں گے،،،"فیاض خباثت سے بولا تو اس کے قریب کھڑے دوسرے گارڈز ہنسنے لگے۔۔۔زرمش کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔۔وہ اندر ایک سے بچ کر آئی تھی ان سب کا مقابلہ کیسے کرتی۔۔۔

اے چھوڑ اس کا راستہ،،، جانے دے،،، صاحب آج جلدی فارغ ہو گئے"
ہیں،،، باہر آ گئے تو مسئلہ ہو جائے گا،،،" دوسرے گارڈ نے سختی سے کہا تو
پہلا گارڈ منہ بناتے راستہ چھوڑ گیا۔۔۔اگلے ہی لمحے زرمش اس غلیظ سرد محل
سے باہر نکلی تو آدھی روڈ تک صرف خاموشی سے چلتی رہی۔۔جب یقین
ہو گیا کہ باران دلشیر کے بنگلے کی حدود پیچھے رہ گئی اور اب کوئی اس پر شک
نہیں کرے گا تو اچانک سے بھاگنا شروع کیا۔۔۔اس کی اسپیڈ بے انتہا تیز تھی
جبکہ وجود میں غذا کی کمی کی وجہ سے شدید کمزوری تھی ہر عزت اور جان
جانے کا ایسا خدشہ لاحق تھا کہ بھاگنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔۔۔
وہ کافی آگے نکل گئی تو آگے جا کر دو راستے تھے ایک راستہ جنگل کی طرف
جا رہا تھا اور دوسرا روڈ تھا جو رونق کی طرف تھا۔پہلے خیال گزرا کہ روشن
علاقے کی طرف جائے پر رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔باران دلشیر
اسے تلاش کرتا اور سڑکوں پر لگے سی سی ٹی وی ہوش کی دنیا میں لوٹتے ہی
کیمروں کی مدد سے باآسانی اس تک پہنچ جاتا اس لیے فیصلہ زیادہ مشکل نہیں

تھا۔وہ جنگل کی طرف قدم موڑ گئی تھی۔۔۔یاتو وہ بچ جاتی اور صحیح سلامت گھر پہنچ جاتی۔یا پھر بیچ راستے میں بھوک سے یا کسی جنگلی جانور کی خوراک بن کے موت کی گھاٹی میں اتر جاتی۔۔۔دونوں ہی آپشن بہتر تھے مقابل اس کے,کہ وہ واپس کسی کوٹھے پر یا کسی مرد کے سامنے پیش کی جاتی۔۔۔اسے لئی اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے وہ اس اندھیر جنگل میں کہیں گم ہو گئی۔۔

بلیک کافی کی ٹرے لیے خاص ملازم کمرے کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اس لڑکی کے اندر جانے سے پہلے باران نے کافی منگوائی تھی لیکن پھر وہ لڑکی اندر چلی گئی۔۔۔وہ جانتا تھا لڑکی کچھ ہی دہر میں باہر نکال دی جائے گی اسی لیے لڑکی کے جاتے ہی کافی لے کر حاضر ہوا تھا پر پریشانی تب لاحق ہوئی جب بار بار دستک دینے کے باوجود جواب موصول نہ ہوا۔۔۔ملازم کندھے

اچکاتے پلٹنے لگا کہ لیکن پھر کسی خیال کے تحت رک گیا۔۔۔ایسا کیسے ممکن تھا کہ لڑکی کے جاتے ہی باران سو گیا ہو؟اس کی نیند تو بہت زیادہ کچی تھی۔۔

"اگر اندر بغیر اجازت جھانکا تو صاحب کہیں گولی ہی نا مار ڈالیں،،،، "

ملازم کشمکش میں کھڑا تھا۔۔۔پھر یہ فیصلہ کیا کہ اندر جھانک لے۔۔اپنی سوچ کو عملی جامہ پہناتے دروازے کو آہستگی سے کھولا اور پھر اندر قدم رکھا تو کمرہ روشن تھا پر بیڈ پر کوئی نظر نہ آیا۔بیڈ اور کمرہ دونوں خالی تھے البتہ بیڈ کی چادر پر کوئی سلوٹ نہ تھی۔۔۔

حیرت ہے،،،"نا سمجھی سے ملازم واپس پلٹنے لگا جب اسی لمحے کچھ عجیب لگا" دو تین قدم لے کر وہ بیڈ کی دوسری جانب گیا تو پریشانی کا شدید ترین جھٹکا لگا نیچے ہی باران دلشیر زمین پر ڈھیر ہوا پڑا تھا۔۔کافی رکھی ہوئی ٹرے ہاتھ سے گری تھی اور وہ ملازم باران دلشیر کی طرف بھاگا جلدی سے پاس جاتے باران کو زور سے ہلایا تو مگر جواب ندارد۔۔۔

"صاحب،،،اصاحب،،،،"

ملازم باران کی بے ہوشی پر گھبرا گیا تھا۔ جلدی سے بھاگ کر کمرے سے منسلک واشروم میں گیا اور ہاتھ کے کٹورے میں پانی بھر کر باہر آیا۔۔ سارا پانی ایک جھٹکے سے باران کے منہ پر پھینکا تو باران کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔۔۔ ماتھے پر ہلکا سا بل پڑا اور پلکوں میں جنبش ہونے لگی۔۔۔

"شیر صاحب،،، صاحب،،،،،"

ملازم جھک کر باران کو جھنجھوڑنے لگا جب باران نے آہستگی سے پلکیں وا کی اور غائب دماغی سے ملازم کو دیکھنے لگا۔۔ ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھا اور بے ساختہ اپنا دایاں ہاتھ درد کی ٹیسیں اٹھتے سر کے پچھلے حصے پر رکھا۔۔۔ کچھ لمحے ہی گزرے تھے کہ سارا معاملہ پھر سے یاد آیا۔۔۔ یاد آیا کہ کسی حسین ظالمہ نے اس کے سر پر وار کیا تھا۔۔۔ وجود میں غصے، طیش اشتعال اور نفرت کی برقی لہریں دوڑ گئیں۔۔۔ غصے سے اسے لمحے کھڑا ہونے ہی لگا تھا کہ سر کا پچھلا اور اگلا حصے بری طرح دکھنے لگے۔۔ سر میں اٹھتی ٹیسوں کے ساتھ اس کا غصہ مزید بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ باران کو درد سے تڑپتا دیکھ ملازم نے اٹھنے میں

اس کی مدد کی۔۔۔باران دلشیر زخمی شیر بنا اٹھ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور ایک سرسری سی نگاہ کمرے میں چاروں جانب دوڑائی۔۔۔

وہ لڑکی کہاں ہے،،،" باران نے ملازم کا ہاتھ جھٹکتے غصے سے پوچھا۔۔۔"

صاحب وہ،،،وہ لڑکی تو چلی گئی،،،" ملازم کو کافی حد تک معاملہ سمجھ آ چکا تھا۔۔۔اندر سے ایک کمینی سی خوشی بھی ہوئی تھی کہ چلو کوئی تو لڑکی تھی جو عزت کے معاملے میں باران دلشیر جیسے بھوکے شیر کے سامنے ڈٹ گئی۔۔۔ اور باران دلشیر سے عزت کا سودا نہیں کیا۔۔۔

کیا مطلب گئی،،؟؟؟ کہاں گئی؟؟؟ تم لوگوں نے جانے کیوں دیا۔۔" "

اپنے دکھتے سر کو تھامتے وہ غصے سے چیخا تو سر میں ٹیس اٹھیں۔۔۔پر اسے فرق ہی کہاں پڑتا تھا۔۔اس کے سر پر تو خون سوار سوار ہو چکا تھا۔۔۔(بھلا کہاں گوارہ تھا اپنی بے پناہ نفرت کے باعث کم از کم صنف مخالف سے شکست فاش سے دوچار ہو جانا)۔۔۔غصہ سے دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھیں۔۔۔دل کر رہا تھا ایک بار۔۔صرف ایک بار وہ لڑکی اس کے سامنے

آئے تو وہ اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اسے اپنے کتوں کو کھلا ڈالے۔

صاحب دس پندرہ منٹ پہلے ہی نکلی ہے گھر سے،،، "ملازم نے پھر سے " اطلاع دی۔

تم لوگوں نے اسے جانے کیسے دیا ایڈیٹ،،، باران اپنے زخم کی پرواہ کیے " بغیر ملازم کا گریبان پکڑتا بری طرح دھاڑا تو اس کا اس قدر اشتعال دیکھ ملازم کا رنگ سفید پڑنے لگا۔ وہ خود کو کوسنے دینے لگا کہ وہ کمرے میں آیا ہی کیوں اور باران کو اٹھایا ہی کیوں۔۔۔؟؟؟

سر وہ کوٹھے والی تھی اور آپ لڑکیوں کو خود بھیج دیتے ہیں،،، ہم سمجھے " آپ نے ہی نکالا ہو گا،،، "ملازم نے جان بچانے کو کہا لیکن باران کی طرف سے ملنے والا جواب حیران کر گیا۔۔۔

وہ لڑکی کوٹھے والی نہیں تھی ڈیم اٹ،،، جاؤ اور گارڈز کو کہو اسے "
ڈھونڈیں،،، وہ ہاتھ سے نکلنی نہیں چاہیے اگر وہ نکلی تو میں تم سب کی
"روحیں نکال ڈالوں گا،،، جاؤ،،،

غصے سے بے قابو ہوتے باران چیخا تو ملازم پاؤں سر پر رکھ کر باہر بھاگا۔۔۔
جس لڑکی کو وہ کوٹھے والی بننے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ لڑکی عمل سے ظاہر کر گئی تھی کہ وہ عزت پر سودہ کرنے والی نہیں تھی۔۔ پر وہ لڑکی بہت بڑی غلطی کر گئی تھی کہ باران دلشیر سے دشمنی مول لے لی تھی۔۔۔ اور باران دلشیر اگر دوستی میں حد سے گزر جانے والا تھا تو نفرت بھی بے اپنی ذات کو فراموش کر کے بے پایاں کرتا تھا۔۔

****

وہ تمام رستے دل ہی دل میں اپنی حفاظت کے لیے قرآنی آیات کا ورد کرتی رہی تھی۔۔ صورتحال کچھ یوں تھی کہ جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حساب تھا۔۔ سبکی، شرمندگی اور خوف کے ملے جلے احساسات تلے دبی ریم

نعمان علی ٹھیک سے گاڑی میں بیٹھی سانس تک نہیں لے پا رہی تھی۔۔کہ پیچھے بیٹھا وہ ڈائنو مسلسل سگریٹ پر سگریٹ پھونکے جا رہا تھا۔۔۔نعمان علی نے بیٹی کا جھکا ہوا سر دیکھا اور ایک سرد سی سانس کھینچی۔۔وہ جانتے تھے ان کی لاڈلی نام سٹاپ بولنے کی عادی تھی۔۔اور آج تو کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔۔

ادھر ایحان دلشیر کو ایک مرتبہ پھر یہ خاموشی بری طرح چبھ رہی تھی۔۔ دل ہی دل میں اس پدی چورنی کی ہمت کو داد پیش کی جو اس کے ساتھ پنگا لے بیٹھی تھی۔۔اور اب یوں بنی بیٹھی تھی جیسے گاڑی میں ہو ہی نہیں۔۔ گاڑی ایک جھٹکے سے یونیورسٹی کے گیٹ پر آن رکی تھی۔۔یہ وہی لمحہ تھا جب ایحان دلشیر کا فون رنگ ہوا تھا۔۔فون کال ضیاء کی تھی تو اس نے فورا فون یس کر کے کان کو لگایا۔۔وہ فون کال میں بزی ہوا۔

ریم جلدی سے گاڑی سے اتری۔۔اور نعمان علی کے ماتھے پر پیار کر کے فورا گاڑی سے باہر نکل گئی۔۔یہ سنہری موقع تھا اس ڈائنو کی نگاہوں سے اوجھل

ہو کر بچ نکلنے کا۔۔ نہیں تو وہ جانے اس کے ساتھ کیسا سلوک کرتا۔۔وہ تیزی سے گیٹ کراس کر گئی۔۔اور اپنی کلاس کی جانب جانے کی بجائے کینٹین کی جانب بھاگ گئی۔۔

ایحان کال پر بات کرتا گاڑی سے باہر نکلا تو نعمان علی نے وہاں سے گاڑی نکال لے گیا۔۔ایحان نے فون رکھ کر پیچھے دیکھا تو ایک حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔۔ایحان دلشیر نے بری طرح دانت کچکچائے کہ ایک مرتبہ پھر وہ اس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اتنی سی دیر میں منظر سے سرے سے غائب ہی ہو چکی تھی۔۔ایحان تیزی سے اندر آیا تھا۔۔

کینٹین میں داخل ہوتے ریم کی نگاہیں بیقراری سے سمائرہ کی تلاش میں ادھر سے ادھر دوڑ رہیں تھیں کہ وہ صبح صبح ہی ٹھونسنے کے لیے کینٹین میں آکر گھس جاتی تھی۔۔

ارے آج شہزادی ریم صاحبہ نے صبح صبح کینٹین کو رونق کیوں بخشی"

ہے،،؟؟سب خیر تو ہے ناں؟ سمائرہ نے اس کی سفید پڑتی ہونق شکل دیکھتے

استفسار کیا۔۔

کک،،کچھ نہیں،،،مجھے بھوک لگی ہے،،،کچھ کھانے چلی آئی،،،ریم نے"

روہانسی ہوتے کہا۔۔زبان کے جوہر دکھا تو دیئے تھے مگر اب سمجھ نہیں آ

رہی تھی جائے تو جائے کہاں؟

کیوں کلاس کا وقت ہو گیا،،،کلاس لینے نہیں جانا کیا،،؟؟سمائرہ نے اسے"

مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔۔

نہیں،،مجھے آج کلاس نہیں لینی،،،میم نیلم کی اسائمنٹ پوری نہیں کی میں"

نے،،،اسی لئے مجھے آج کلاس نہیں لینی،،،اور کچھ کھانا بھی نہیں،،،سب

چھوڑو مجھے لائبریری جانا ہے،،،میرے ساتھ لائبریری چلو،،،ریم کا لہجہ

عجلت بھرا تھا۔۔سمائرہ نے اسے حیرت سے دیکھا۔۔

کیوں،،؟؟؟اوتھے امب لین جانا اے صبح صبح،،؟؟؟اس نے مسخرے" پن سے پوچھا۔۔ریم کا دماغ گھوم گیا۔۔

بکواس مت کرو،،، تمیز سے بات کرو،،،وہ چڑ کر بولی۔۔"

اچھا،،، میڈم،،،آپ نے وہاں صبح صبح مینگو لینے جانا ہے،،، سمائرہ نے کہتے" دانت نکالے۔۔ریم نے اس کے بازو پہ اس زور سے چٹکی کاٹی کہ سمائرہ کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔

سیییی،،، کمینی،،، سمائرہ چلائی۔۔ مگر وہ اس کے کچھ کہنے سے پہلے اسے لائبریری کی جانب کھینچ کر لے گئی۔۔

اب کیا کرے گا میرے ساتھ،،،او نہوں،،؟؟زیادہ سے زیادہ کیا کرے گا،، فیس نہیں دے گا تو مت دے۔۔؟؟؟مجھے ضرورت بھی نہیں اس گھمنڈی ڈائنو کے احسانوں کی۔۔ لیکن اگر یہاں کچھ کہا تو۔؟؟؟ریم کے سوچ سوچ کر ہی ہول اٹھنے لگے۔۔اسی لئے وہ لائبریری میں ایسی گھسی کہ

ادھر دن تک نکلنے کا نام نہیں لیا۔۔ سمائرہ بھی اس کے ساتھ بزی ہو گئی تو اس نے بھی کچھ زیادہ غوصد نہیں کیا۔۔۔

ادھر آدھا دن گزر چکا تھا۔۔ وہ ایحان دلشیر کو کہیں دکھائی نہیں دی تھی۔۔ وہ یہ سوچ کر ہی مسرور ہوتا رہا کہ وہ محض اس کے خوف سے اپنی کلاس بنک کر رہی ہے۔۔ لیکن جب وقت گزرتا گیا اس کے صبر کا پیمانہ چھلکنے کے بلکل تیار تھا۔۔۔

****

اور پھر سنڈریلا اس ظالم جادو گرنی کی قید میں بہت روتی تھی،،، وہ اتنی " بے بس تھی کہ اس کے لمبے بال اور اس کی خوبصورتی ہی اس کی سب سے بڑی دشمن تھی،،،، وہ اس ظالم ٹاور سے نکلنے کو جھٹپٹا رہی تھی مگر نکل نہیں پا رہی تھی،،، کہانی سناتے زاویار معراج خانزادہ کی نگاہوں کے پردے پہ ایک دلکش ہوش ربا سراپا سا جھلملایا۔۔

ڈیڈی،،، آپ مجھے راپنزل کے لونگ ہئیر والی فیری ٹیل سنا رہے تھے تو اس میں سنڈریلا کہاں سے آگئی،،، محمل اپنے ڈیڈی کے دو فیری ٹیل کو مکس کرنے پر بری طرح جھنجھلائی۔۔ جبکہ اس کی بات پر زاویار معراج خانزادہ بری طرح چونکا۔۔اپنی غائب دماغی نوٹ کی تو ایک سرد سی سانس کھینچی۔۔ ایک بے چینی و بے قراری سی دل و جاں سے چمٹ کر رہ گئی تھی۔۔

"یونو واٹ میری پرنسز،،، آج ڈیڈی تھکے ہوئے ہیں،،، کیا یہ فیری ٹیل کل کنٹنیو کر سکتے ہیں ہم،،، زوایار نے اپنے سینے پر پڑی اپنی فیری کے ماتھے کو محبت سے چوما۔۔

"ہمممم،،، جیسے آپ میری فیری ٹیل کو مکس کر کے اس کی بریانی بنا رہے ہیں تو محمل کو معلوم ہے کہ آپ آج ٹائرڈ ہیں،،اسی لئے محمل گڈ گرل بنتے ابھی سو جائے گی،،، محمل زاویار کے سینے سے اترتی اس کے پہلو میں لیٹ کر آنکھیں نرمی سے موند گئی تو زاویار کو اپنی گڑیا پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔زاویار نے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔اور تھپکنے لگا۔۔وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر

گئی۔۔زاویار نے نرمی سے اسے لٹایا اور اس پر کمبل درست کیا۔۔خود دبے پاؤں اس کے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔سینے میں عجب گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی۔۔دل کا چور زبان سے ادا ہو گیا تھا۔۔وہ اس نازک سنڈریلا کو اس ظالم غلیظ جادو گرنی کے چنگل سے بچانا چاہتا تھا۔۔جب تک باران یہ کرنا گزرتا۔۔اسے سکون ہی نہیں آ رہا تھا۔۔وہ بار بار فون کر کے اس باران دلشیر نامی کمینی بلا کو اپنے سر نہیں چڑھا سکتا تھا۔۔تاکہ اسے زاویار کو چڑانے کا سنہری موقع مل جائے۔۔مگر اب جبکہ رات کے اس وقت بیقراری حد سے سوا ہوئی تھی تو اس نے باران کو فون کال ملائی تھی۔۔جو کہ اس نے رسیو نہیں کی۔۔آخر تنگ آ کر اس نے ایک ہی میسج تین بار اسے فارورڈ کیا۔۔اب بھی جب کوئی رسپانڈ نہیں ہوا تو زاویار کا دل کیا وہ باران دلشیر کے پیچھے کتے لگا دے۔۔

****

مینشن میں شعلوں کی طرح بھڑکے ہوئے باران دلشیر کا ایک ان دیکھا خوف سا پھیلا ہوا تھا۔۔گارڈز کی فوج بڑی سرعت سے اپنے کام میں مشغول تھی۔۔باران نے سر پر بینڈ یج باندھ لی تھی اور ایک پین کلر بھی لے لی تھی۔۔شرٹ چینج کر کے اب وہ لاونج میں موجود تھا اور اس کے تمام آدمیوں کی شامت آئی تھی۔۔۔دکھتے سر کو تھامتے غصے سے فون اٹھایا۔۔۔ارادہ زریمان کو کال کرنے کا تھا۔۔یقیناً زریمان کو معلوم ہوتا کہ وہ لڑکی کہاں بھاگ سکتی ہے اور کہاں سے لائی گئی ہے۔۔۔وہ تل بھر کی لڑکی ناصرف باران دلشیر کی مردانگی پر وار کر کے گئی تھی بلکہ اس کے اتنے ٹائیٹ سکیورٹی سسٹم کو بھی سوالیہ نشان بنا گئی تھی۔۔۔اب تو کسی صورت باران دلشیر اسے نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔۔اب معاملہ ضد و نفرت دونوں کا تھا۔۔۔پہلے ہی اس کے جگری دوست کی دماغ میں اپنے خیالات ڈال کر وہ لڑکی دشمنی مول لے چکی تھی اور اب تو باقاعدہ اس پر وار کیا تھا۔۔۔لیکن

فون اٹھاتے ہی زاویار خانزادہ کی کالز دیکھ جھٹکا پڑا تھا۔۔۔ساتھ کئی ایک میسجز بھی تھے۔

"مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے ارجنٹ کال کرو،،،"

یہی میسج تین بار فارورڈ کیا ہوا تھا۔۔۔اپنے غصے کو ایک طرف رکھتے باران نے زاویار کو کال بیک کی۔۔۔اگر وہ اتنا کہہ رہا تھا تو یقیناً معاملہ سنگین تھا۔۔۔ باران کی توقع تھی کہ زاویار محمل کے ساتھ مصرفیت کی وجہ سے شاید کال نہ ریسیو کرے اور میسج کو اگنور کرنے کی وجہ سے جواب نہیں دے گا۔۔۔پر وہ غلط ثابت ہوا جب تیسری بیل پر کال پک کر لی گئی۔۔۔اب تو واضح تھا کہ اس کے ساتھ کوئی سنگین مسئلہ ہے۔۔۔

"سب خیریت ہے،،،؟"

باران نے اپنے درد کو چھپائے متفکر لہجے میں پوچھا لیکن اگلی جانب سے ملنے والے جواباً سوال نے باران دلشیر کے زخموں پر نمک سمیت سارے مرچ مصالحے چھڑک ڈالے تھے۔۔۔

"کام ہو گیا باران،،،؟؟؟"

زاویار کی آواز و طرزِ سوال میں اضطراب کی بھاری دھمک تھی۔۔۔جسے محسوس کر باران انگاروں پر لوٹ گیا تھا۔۔۔وہ سمجھ گیا تھا زاویار زرمش کے متعلق پوچھ رہا ہے۔۔۔بھلا کہاں برداشت ہوا تھا زاویار کی کسی اور کا فکر کرنا۔۔۔

کون سا کام؟" باران دلشیر نے جان بوجھ کر دانت پیستے پوچھا۔۔۔جب کہ " اس کی لاپرواہی پر دوسری جانب زاویار خانزادہ بھی سلگ اٹھا تھا۔۔۔ہر گزرتے لمحے کہ ساتھ زاویار کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔وہ ایک عجیب سی کیفیت و خوف کا شکار تھا۔(وہ انجان تھا اس جذبے سے) لیکن یہ خوف دل میں سرایت کر رہا تھا کہ کوئی اس لڑاکا لڑکی کو چھو نہ لے۔۔۔وہ پہلی لڑکی تھی جس نے زاویار خانزادہ پر اپنی عزت کی حفاظت کی خاطر اتنا زوردار حملہ کیا تھا۔۔۔ورنہ ہر لڑکی تو خود پکے پھل کی طرح اس کی جھولی میں آ گرتی تھی۔۔۔شاید یہی وجہ تھی کہ وہ حسن کے ساتھ اس لڑکی میں کچھ اور بھی

خاص دیکھ آیا تھا۔۔پر انجان تھا کہ اس بیوقوف احمق لڑکی نے ایک اور کمینگی کی حد تک خطرناک اور سفاک آدمی سے بھی دشمنی مول لے لی تھی جو اسی کا بیسٹ فرینڈ تھا۔۔

"تم سے اتنی لاپرواہی کی توقع نہیں تھی مجھے باران دلشیر،،، میں نے تمہیں اس لڑکی کو کوٹھے سے آزاد کروانے کا کہا تھا،، پر تم،،، "زاویار ایک دم بھڑک گیا تھا۔۔۔اس لیے اپنے الفاظ منہ میں روکتے غصے سے دانت پیستے کال کاٹ دی۔۔۔زاویار کا کال کاٹنا جلتے پر تیلی کا کام کر گیا تھا۔۔۔یعنی اب اس کا بیسٹ فرینڈ ایک کوٹھے کی لڑکی کے لیے نا صرف اس پر بھڑک رہا تھا بلکہ اس کی کال بھی کاٹ رہا تھا۔

"ویری ویل زاویار خانزادہ جو لڑکی ایک غلیظ جگہ سے آئی اس نے میرا یعنی باران دلشیر کا سر پھاڑنے کی جرأت کی اور تم اسی کے لیے بے قرار ہو رہے ہو،،، ویری گڈ،،، اب تو میں اس لڑکی کی موت بھی مشکل بنا دوں گا،،،، غصے سے بڑبڑاتے واپس زاویار کو کال بیک کی۔۔پر کال کاٹ دی گئی۔۔۔

تم جتنی بار میری کال کاٹو گے میں اس لڑکی کے ساتھ تمہارا ابھی حشر بگاڑ"
دوں گا۔۔پک اپ مائی کال۔۔"وہ طیش واشتعال سے جھٹپٹاتے چلایا۔۔
غصے سے واپس کال ملائی گئی تو اس مرتبہ پہلی ہی بیل پر کال ریسیو کر لی گئی۔
اب کیا مسئلہ ہے باران دلشیر رررر،،،"زاویار نے آخری نام پر خاصہ زور"
دیا۔
اوہ تمہیں واقعی ایسا لگتا ہے کہ باران دلشیر کو تمہارے کام سے بھی کوئی اہم"
کام ہو سکتا ہے،،،؟"نرم مسکراتا ہوا لہجہ۔۔باران دلشیر کی نرمی بھی اپنے
آپ میں ایک بہت بڑی تباہی کی شروعات تھی۔۔۔۔مسکراتا لہجہ جو مقابل
کو منانے کے لیے کافی تھا پر چہرے پر کڑے زہریلے تاثرات تھے۔
جو بات ہے سیدھے سیدھے بتاؤ باران،،،"اس بار زاویار کا لہجہ کچھ نرم"
تھا۔۔جسے محسوس کرتے باران کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے۔۔۔
بات یہی ہے میری جان بات ایسی ہے کے عورت شریف ہوتی ہو گی کسی"
زمانے میں پر اس زمانے میں تو بالکل نہیں،،،وہ بھی کسی کوٹھے کی نا ممکن،،،

ہاں اگر تم کسی مولوی کی بیٹی کا بولتے تو میں یقین کر لیتا شاید پر طوائف نو نو نو،،، "صوفے پر بیٹھتے باران دلکشی سے مسکرایا۔۔۔اب آیا تھا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔۔۔راستے واضح ہو رہے تھے بہت تیزی سے خرافاتی دماغ نے کچھ طوفانی سوچا تھا۔۔۔

مطلب،،، "زاویار نے لب دانتوں تلے دبا کر اضطراری انداز میں اپنے" لب کچلے۔۔۔جیسے خود کو کوئی سخت بات سننے کی لیے تیار کر رہا ہو۔۔۔

مطلب یہ کہ اس لڑکی کو کوٹھے سے آزاد کرنے سے پہلے ایک چھوٹا سا" امتحان لیا،،، وہ ضروری تھا،،، وجہ اسے آزاد کروانے کی یا نہ کروانے کی نہیں تھی آزاد تو میں اسے کروا چکا تھا،،، پر تمہاری آنکھوں سے وہ پٹی اتارنے میں نے مجبورا یہ سب کیا کہ کہیں تم واپس خود کو کھائی میں نہ گرا لو،،، "باران نے زبردستی بات کی تمہید باندھتے بات کو لمبا کیا تاکہ مقابل مزید بے قرار ہو جائے اور پھر وہ وار کر سکے۔۔

کم ٹو دی پوائنٹ شیر،،،! "زاویار کا لہجہ اب کے بے تاثر تھا۔ باران کا چہرہ" مسرور ہونے لگا۔۔

مطلب یہ کہ جب وہ یہاں آئی تو میں نے اس سے کہا اگر تم اپنا آپ ایک" رات کے لیے مجھے اپنی مرضی سے سونپ دو اور مجھے خوش کر دو تو تمہاری آزادی کے ساتھ ایک کروڑ معاوضہ،،، "باران دلشیر بول کر ٹھہرا تھا۔ جیسے مزہ لینا چاہتا تھا۔۔ زاویار کئی لمحے اس کے آگے بولنے کا انتظار کیا پھر ضبط ٹوٹا تو خود ہی پوچھا۔

کیا کہا پھر اس نے،،، "نجانے کیوں زاویار کے دل کی دھڑکن سست پڑنے" لگی تھی اگر وہ کہہ دیتا کہ وہ قبول کر چکی آفر تو؟؟؟؟۔

تو یہ میرے دوست کہ وہ ایک بکاؤ اور بازاری لڑکی تھی اس نے پہلی" فرصت میں بنا کسی مزاحمت کے یہ آفر قبول کر لی،،، "اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے باران نے نفرت سے کہا۔۔۔ جبکہ دوسری طرف زاویار معراج خانزادہ بالکل چپ رہ گیا تھا آنکھیں زور سے بند کی تھیں۔۔۔ وہ اتنا

بے وقوف نہیں تھا وہ آنکھیں پڑھنا جانتا تھا۔۔۔اس لڑکی کی آنکھیں اور اس کے جسم پر پڑے زخموں کے نشانات نے یہ ثابت کیا تھا کہ وہ عزت پر سمجھوتہ کرنے والی لڑکی قطعی نہیں تھی پھر اس نے کیوں باران دلشیر کی آفر قبول کی؟؟پیسوں کی خاطر؟؟؟؟کیا اس دن کے بعد کوٹھے والوں نے اور ظلم کیا تھا؟؟؟کیا اس کو ازیت کی انتہا پر پہنچا دیا تھا؟؟؟دو دن تک وہ ٹارچر میں رہی تھی۔ایسے کئی سوال زاویار کے دل و دماغ میں ابھرے تھے لیکن جواب صرف ایک ہی آیا تھا۔کہ سوال جو بھی ہو جواب یہی ہے کہ وہ لڑکی عزت پر سمجھوتہ کر چکی تھی۔۔۔

"ہیلو،،،"

مستقل خاموشی پا کر باران نے دلچسپی سے اسے پھر مخاطب کیا۔دل میں عجیب کمینا سا بندہ محو رقص تھا۔۔

کیا تم ٹھیک ہو؟"اسے زاویار کی خاموشی بری طرح چبھی تھی۔دل مچل گیا" تھا آخر اس کا دوست ایک طوائف سے چند لمحوں کی ملاقات کے بعد کیسے دیوانہ ہو سکتا تھا۔۔۔

"پھر تعلق قائم کر لیا تم نے اس کے ساتھ؟؟؟"

زاویار کا لہجہ بالکل بے تاثر تھا۔۔ باران کے لیے اندازہ لگا پانا بھی انتہائی مشکل تھا کہ اس وقت وہ کیا محسوس کر رہا ہے۔۔۔

نہیں،،، کہا نہ عورت بے وفا ہوتی ہے دوست نہیں،،، جس عورت پر" زاویار خانزادہ کی نگاہ ٹھہر جائے اس کو دیکھنا بھی حرام ہے،،،"اس نے فورا صوفے سے کھڑے ہو کر کہا۔۔البتہ دل میں فورا خود کو ملامت کی کہ کہیں اس کا دوست یہ نہ سمجھے کہ وہ اس لڑکی کے ساتھ رات گزار چکا ہے۔۔۔وہ آگے سے جواب کا منتظر تھا پر زاویار رابطہ منقطع کر چکا تھا۔۔ باران نے واپس نمبر ٹرائے کیا لیکن نمبر اس بار بند تھا۔۔۔

"اس لڑکی کی سزا تو اب صرف دردناک موت ہی بنتی ہے،،،"

اشتعال سے بڑبڑاتے زریمان کا نمبر ڈائل کیا۔زریمان تو جیسے اسی کال کی منتظر تھی کہ جانتی تھی باران دلشیر ایک بار اسے استعمال کر کے واپس کوٹھے پر پھینک جائے گا اور پھر وہ زرمش کو کیش کرے گی۔ جھٹ سے باران کی کال اٹھائی لیکن پیچھے رقص کی تیاری میں گانوں کی دھنیں بکھر رہی تھیں۔

!سلام جناب، لگتا ہے دل بھر،،،"

ابھی زریمان نے اندازِ ادا سے بات کا آغاز کیا تھا کہ باران بری طرح دھاڑا۔۔۔

"یہ شور شرابا اور مجرہ بند کر کے میری بات سنو،،،"

زریمان کی مسکراہٹ فوراً سمٹی غصے سے پیچھے رقص میں مشغول لڑکیوں کو اشارہ کیا۔۔پر حکم نہ سنے جانے پر پاؤں میں اڑسہ کھوسہ نکال کر زور سے ناچتی لچکتی لڑکی کی کمر پر رسید کیا۔۔۔وہ جو اپنی دھن میں مگن تھیں جلدی سے اپنی جگہ پر تھم گئیں۔۔

"سب خیریت تو ہے سیٹھ جی،،،؟"

زریمان فکر مندی سے پوچھتی کمرے میں چلی آئی۔۔ریشماں بھی اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

"حرافہ عورت تم نے تو کہا تھا اسے ٹرینڈ کر کے بھیج رہی ہو،، تمہارے کوٹھے کی وہ دو ٹکے کی لڑکی جو میرے قدموں کی دھول کے برابر ہے،، میرے سر پر وار کر کے گھر سے فرار ہو گئی ہے،،،" باران دلشیر کا لہجہ شعلے اگلتے ہوئے تھا کہ زریمان کو بری طرح جھٹکا ملا۔۔کتنی مشکل سے وہ اسے کوٹھے تک لائی تھی اور کتنی آسانی سے وہ نازک معمولی سی لڑکی پھر سے انھیں چکما دے کر ان کے چنگل سے نکل گئی تھی۔۔

"باران سیٹھ وہ لڑکی آپ کے سپرد کی گئی تھی،، آپ کی زمہ داری اور ضد پر آپ کے مینشن بھیجی گئی تھی،، کسی بھی صورت وہ لڑکی مجھے واپس چاہیے،، دو دن کی قیمت آپ نے ادا کی ہے دو دن کے بعد،،،" غصے سے زہر اگلتے زریمان بھول گئی تھی کہ وہ کس سے مخاطب ہے۔۔

بھونکو مت احمق عورت،،، مجھے دھمکی مت دو،، نہیں تو اس کوٹھے سمیت" زندہ جلادی جاؤ گی،،، اس زمین سے تمھارا ناپاک نام و نشان تک مٹادوں گا،، باران دلشیر نے بھڑک کر کہا تو زریمان کی چلتی زبان تالو سے چپک گئی۔۔

غور سے سنو،،، دو کروڑ،،، مجھے وہ لڑکی واپس چاہیے،،، دو کروڑ انعام ہے" اگر تم نے اسے میرے سپرد کیا،،، یہ اس صورت میں جب تم نے ایسا کیا اور اگر تم نے نہ کیا تو تم کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں رہو گی،،، کہ وہ لڑکی باران دلشیر کی ضد بن چکی ہے اگر مجھے نا ملی تو تم اور تمھارا کوٹھا بھی نہیں رہے گا،،، مجھے وہ لڑکی ہر حال میں اپنے بستر پر چاہیے،،، اس کے لیے تمہیں کچھ بھی کرنا پڑے،،، زمین کے اندر تلاش کرو یا اوپر مجھے ہر صورت میں وہ زندہ اپنے سامنے چاہیے،،، ورنہ جتنی اکڑ کر تم نے مجھ سے بات کی ہے تمہارے سمیت تمہارے کوٹھے کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں مجھے صرف ایک گھنٹہ سے بھی کم وقت لگے گا،،، " باران کے لہجے اور الفاظ زریمان

خوفزدہ ہو گئی تھی وہ کیسے بھول سکتی تھی کہ ان کا کوٹھا تو چلتا ہی ایسے لوگوں کے رحم و کرم پر تھا۔۔

باران صاحب،،، "ابھی زریمان نے لہجہ بدلتے الفاظ میں چاشنی گھولنے کی" کوشش کی ہی تھی پر دیر ہو چکی تھی وہ مہلت گنوا چکی تھی۔۔۔

"میری بات مکمل نہیں ہوئی،،، صرف یہ رات ہے تمہارے پاس،، کل تک وہ اس مینشن میں موجود ہو،،، اگر تم اس لڑکی کو میرے سامنے پیش کر دیتی ہو تو دو کروڑ بھی شاید کم ہے،،، ہو سکتا ہے خوش ہو کر زیادہ ہی نواز دوں،، اور یقیناً جب انعام تگڑا ہے تو اگر وہ لڑکی نہ ملی تو سزا تمہارے سوچ سے بہت اوپر ہو گی،،، میں سچ کہہ رہا ہوں کل کو تم اپنے کوٹھے سمیت اس جگہ پر زندہ جلو گی،،،"

کہتے ساتھ باران بنا مقابل کی سنے کال کاٹ چکا تھا۔۔

****

دوسری جانب زریمان کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر نیچے گر گیا تھا۔۔۔وہ خالی نظروں سے ریشماں کو دیکھنے لگی۔۔۔ریشماں بھی اس کے الفاظ سن معاملے کی تہہ تک پہنچ چکی تھی۔۔زرمش کے بھاگنے کی خبر سن کر ریشماں کے دل میں ایک اطمینان بھری سی خوشی ہوئی تھی۔۔۔وہیں دوسری طرف اپنی گیم الٹتی دیکھ زریمان غصے سے کمرے کی چیزیں اٹھا اٹھا کر دیوار پر مارنے لگی تھی۔۔۔بے بس تھی ورنہ اگر زرمش سامنے ہوتی تو آج تو اس کے ٹکڑے بھی یہاں کے د۔۔۔۔۔۔۔کو بانٹ دیتی۔۔۔وہ طیش میں کسی پاگل کی طرح کمرے کی ہر چیز کی توڑ پھوڑ کرنے لگی۔۔

"زریمان کنٹرول،،،؟"

رشمان خوف زدہ ہوتی آگے آئی۔۔البتہ ڈر بھی تھا کہ وہ زخمی ناگن کی طرح پھنکارتی عورت اسے بھی نقصان نہ پہنچادے۔۔۔کیونکہ زریمان کی فطرت کتنی سفاک تھی ریشماں سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا۔۔۔کیونکی اس کے ہر جرم کی رازدار ایک وہی تو تھی۔۔۔۔

کیسے کنٹرول کروں،،؟؟؟وہ حرام زادی اس خبیث باران دلشیر کو زخمی کر" کے بھاگ گئ،،وہ کوٹھہ جلا کر راکھ کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے میں کیا کروں،،؟؟؟؟ کہہ رہا ہے اسے کسی بھی حال میں زرمش چاہیے،،،وہ بھی ایک دن میں،،، کل صبح تک،،،،"اس نے ٹیبل پر رکھا سگریٹ کا پیکٹ اٹھایا تھا اور غصے سے سگریٹ سلگائی۔۔زریمان کی باتیں سن ریشماں بری طرح بے چین ہو گئ اس کے زہن میں اچانک ایناره کا بھولا بھالہ معصوم سراپا گھومنے لگا۔کیا قصور تھا اس بے چارہ کا جو یہ سفاک ظالم عورت اسے بھی اپنی سازشوں کی بھینٹ چڑھانا چاہتی تھی۔۔

وہ حرافہ پتا نہیں کہاں بھاگی ہو گی،،،پہلے ہی ایک دو سال اسے یہاں اس" مقام تک لانے میں ضائع کر دیئے میں نے،،،مگر اپنے مقاصد کو نا پا سکی،،، اب پھر وہ بھاگ گئ،،،اس کا پیچھا تو میں قبر تک نہیں چھوڑوں گی،،،؟؟مگر اب اس باران دلشیر نامی بھیڑیے کا کیا کروں،،؟؟جانتی ہوں اسے اس کے منہ لگا خون نا ملا تو وہ مجھے چھوڑے گا نہیں،،،وہ دانت پیس کر بولی اور اپنی

شکست فاش کے بارے میں سوچتے ایک مرتبہ پھر پاگلوں کی طرح پورے کمرے کے سامان کی توڑ پھوڑ کرنے لگی۔۔وہ وحشیوں کی طرح چیخ رہی تھی۔۔ مگر پھر ریشماں پل بھر میں سفید پڑی تھی جب اسے مکار لومڑی کو بے حد چیخنے کے بعد بے تحاشا ہنستے ہوئے دیکھا۔۔ریشماں جانتی تھی اس مکروہ ہنسی میں کوئی بہت بڑا طوفان پوشیدہ ہے۔۔کوئی سفاکی بھری سازش۔۔وہ پھر سے کوئی مکروہ جال بچھانا چاہتی تھی۔۔

"زریمان،،،صدمے میں پاگل ہو گئی ہو کیا،،،اب کیا ہوا تمھیں،،ہنسنے کی بجائے اب یہ بتا اس چھوکری کو ڈھونڈے گی کیسے،،،؟؟؟ریشماں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔وہ جانتی تھی وہ ایک نیا دھماکہ کرنے والی ہے۔۔۔مگر اب کیا؟

"ارے چھوڑ اس سب ٹینشن کو،،،اب تو ان دونوں کبوتریوں کی قسمت بھی یہی کہتی ہے کہ وہ زریمان کے ہاتھ کی کٹھ پتلیاں بن کر زریمان کو اس کے ہر مقصد میں کامیاب ہونے میں مدد کریں گی،،،،وہ کہتے ہیں ناں ایک تیر سے

دونشانے،،،وجیہہ کی دونوں بیٹیاں میرے لئے تاش کی وہ رانیاں ہیں،،،
کہ اگر میرے رچائے کھیل میں ایک ناچل پائی تو دوسری اس کی جگہ لے
گی،،،زریمان نے فاتحانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے انتہائی سفاکی اور خباثت
سے کہا تھا۔۔اس کی بات سن کر ریشماں کا دل بیٹھ گیا تھا۔۔تصور کے
پردے پر ایک معصوم نازک چھوئی موئی سا ڈرا ڈرا سا مومی وجود لہرایا جس کی
قسمت کا فیصلہ شاید سامنے بیٹھی سائن کر چکی تھی۔۔

"اے کیا مطلب زریمان،،،تم کہنا کیا چاہتی ہو،،،صاف صاف بتاؤ،،،"
ریشماں نے پوچھتے اپنا دل تھاما۔

"میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس چیونٹی زرمش کو تو میں پاتال سے بھی ڈھونڈ
نکالوں گی،،،لیکن اب باران دلشیر جیسے بھیڑیے کے سامنے اینارہ کو چارہ بنا
کر پیش کروں گی تو اینارہ کا پتہ بھی صاف ہو جائے گا،،،اور میرا کام بھی ہو
جائے گا،،،میں اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو جاؤں گی،،،،وہ مکروہ قہقہہ لگا

کر بولی تو ریشماں کو جھرجھری سی آئی۔۔زریمان کہتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی کہ ریشماں جلدی سے اس کے سامنے آئی۔۔

"اے زریمان،،،خدا کا خوف کر،،،کہاں وہ نازک جان،،،اور کہاں وہ حیوان باران دلشیر،،،،ارے مر جائے گی اینارہ،،،،وہ باران دلشیر جیسے بھیڑیے کی بے رحمی اور ستم کہاں برداشت کر پائے گی،،،،ارے بخش دے اس کی نازک جان،،،

ریشماں اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی اس کے پیروں میں لوٹ گئی۔۔۔

"مرتی ہے تو مر جائے،،،میرے لئے زیادہ اچھا ہو گا،،،اور اگر باران دلشیر کے استعمال کے بعد زندہ واپس آئی بھی تو بانو بائی کو مجبوراً اسے کوٹھے کے اصول کے مطابق ج*سم فر*و*شی پر لگانا پڑے گا،،،،مطلب میرے لئے زندہ ہاتھ لاکھ اور مردہ سوا لاکھ کا،،،،ہاہاہاہاہاہا،،،وہ شیطانیت سے قہقہہ لگا کر ہنسی۔۔ریشماں نے اسے بہت زیادہ روکنے کی کوشش کی۔مگر وہ ایک

نخوت بھری نگاہ اس پر ڈالتی اس کے پیٹ میں زوردار ٹھوکریں رسید کر کے اپنا جواب دیتی اس کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

****

بڑے دنوں کے بعد وہ کوٹھے کے اس طرف آئی تھی۔۔کافی بوسیدہ اور سیلن زدہ کمرا تھا۔۔ جس کمرے کے دروازے کا باہر کا تالا کھول کر زریمان کروفر سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔اندر داخل ہوئی تو بوسیدہ فرنیچر پر کمرے کے بیچ وبیچ وہ ایک کرسی پر بیٹھی باؤل میں ڈالے پانی میں کپڑا بھگو بھگو کر اپنا بازو بار بار رگڑ رہی تھی۔۔دودھیا بازو اس ستم پر سرخ پڑ گیا تھا۔۔آج شاید پھر وہ اس دورے کی کیفیت میں تھی جو اسے وقتاً فوقتاً (زریمان کی مکروہ سازش کے نتیجہ میں) پڑا کرتے تھے۔۔اسے اس حالت میں دیکھ زریمان کو کافی تسکین پہنچتی تھی۔۔وہ مکروہ نیت مگر چہرے پر مصنوعی فکر مندی کے تاثرات لیے اینارہ کے قریب آئی۔۔

ایناره یہ کیا کر رہی ہو،،؟؟؟ کیا ہوا ہے،،؟؟؟ زریمان نے پریشانی سے "
پوچھا۔۔
زریمان،،، یہ دیکھو،،، وہ پھر آجائے گا،،، پھر سے،،، زریمان مم،،، مجھے "
یہاں نہیں رہنا،،، مجھے یہاں سے باہر نکال دو،،، مجھے یہاں سے بھگا دو،،،
ایناره نے ہزار بار کی کی گئی گزارش اس کے سامنے پھر سے دہرائی۔۔
ایناره بھول گئیں کیا،،، یہاں سے باہر نکل کر کیا انجام ہوتا ہے،،، اپنی ماں کا "
انجام بھول گئیں،،،؟؟ تمھارے باپ نے تمھاری ماں کے ساتھ کیا سلوک
کیا تھا،،،؟؟؟ زریمان نے جان بوجھ کر اس کے روح کے بخیے ادھیڑے تو
ایناره کرب کی انتہا سے تڑپ اٹھی۔۔
زریمان،،، سس،،، سب ایک جیسے نہیں ہوتے ناں،،، مجھے یہاں سے "
جانے دو،،، وہ کہتے سسک پڑی تو زریمان نے کچھ سوچنے کی ایکٹنگ کی۔۔
ایناره غور سے سنو،،، بانو بائی نے تمھیں کسی گاہک کے آگے بیچنے کا فیصلہ کیا"
ہے،،، زریمان نے لہجے میں یاسیت سموئے ایناره کے سر پر آسمان گرایا۔۔

ککک،،، کیا،،،؟؟؟نن،،، نہیں،،،بب،، بانو بائی میرے ساتھ ایسا کر ہی"
نہیں سکتیں،،،وو،،،وہ تو خ،،،خود میری حفاظت،، کک کرتی ہیں،،، میں
نن،، کہیں مان سکتی یہ،،،اینارہ نے کہتے بچوں کی طرح زور زور سے نفء
میں سر ہلایا۔۔زریمان نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا۔۔

اینارہ،،،ایسا ہی ہے،، بانو بائی مجبور ہے،،،اس آدمی نے تمھیں دیکھ لیا"
ہے،،،اور اب وہ تمھارا تقاضا کر رہا ہے،،،وہ بہت طاقتور،امیر، ظالم اور
بھیڑیا ہے،،،اگر بانو بائی نے اس کی بات مانی تو وہ پورے کوٹھے کو جلا کر راکھ
کر دے گا،،،سب کو مار ڈالے گا،،،اسی لئے بانو بائی نے خون کے آنسو روتے
اتنی بے قصور جانو کو بچانے کی خاطر تمھیں قربان کرنے کا فیصلہ کیا ہے،،،
زریمان یہ کہتے رونے لگی تو اینارہ کا نازک وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آ
گیا۔۔اس کا دل کسی سوکھے پتے کی طرح سینے میں لرز اٹھا تھا۔۔

زز،،زریمان،،، مم،،مجھے بچالو،،،خدا کے لیے مجھے بچالو،،،مجھے یہاں سے نکال دو،،،مجھے بھگادو،،،اینارہ زمین پر اس کے قدموں میں بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔

"یہ سب دیکھنے کے بعد ہی میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب تمھیں اس زندگی سے آزاد کرنے کا وقت آچکا ہے اینارہ،،،میں تمھیں ایسی جگہ بھیجوں گی جہاں سے یہاں واپسی ممکن نہیں ہو پائے گی،،،،زریمان کا لہجہ جانے کیوں اس کی اداس آنکھوں سے میل نہیں کھا رہا تھا۔۔

"تت،،،تم۔میری مدد کرو گی ناں زریمان،،،اپنے آنسو پونچھتے اینارہ نے آس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔زریمان نے خباثت سے اسے دیکھا جبکہ دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ اب وہ جو الفاظ ادا کرنے والی ہے انھیں ادا کر کے کہیں اس کی زبان ناجل کر خاکستر ہو جائے۔۔

"ہاں،،،میں تمھاری مدد کروں گی،،،میرا آدمی صبح تمھیں یہاں سے لے جائے گا،،،،وہ ایک بہت خوبصورت جگہ ہے،،،وہاں میرا ایک دوست رہتا

ہے،،، بہت نیک،، فرشتہ صفت، بھولا بھالا،،، پرہیز گار،،، اس کا نام باران دلشیر ہے،، وہ تمھاری مدد کرے گا،،، تمھیں کام دے گا،،، تمھیں حفاظت سے اپنے پاس رکھے گا،،، وہاں تمھیں کوئی فکر کوئی پریشانی نہیں ہو گی،،، نا تمھیں کوئی پریشان کرے گا،،، وہ ہر لمحہ ہر وقت تمھاری حفاظت کرے گا،،، وہ تمھارے لیے تمھارا اینجل باری ہو گا،،، جو تمھاری حفاظت پر معمور رہے گا،،، سمجھی؟ زریمان نے کہتے اس کی ہرنی سی سہمی آنکھوں میں جھانکا۔ تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔

زریمان،،، تت،،، تمھیں یقین ہے وہ مم،،، میری حفاظت کرے گا،،،"

ایناره نے اب بھی خوفزدہ ہوتے تصدیق چاہی۔۔

ہاں ہاں،، بلکل،، پہلے کبھی میں نے تم سے کوئی جھوٹ بولا ہے،،؟؟؟ جو" اب بولوں گی،،؟؟؟ زریمان نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔"اچھا چلو،، وہاں جانے کی تیاری کرو،،، آج تم میرے پاس میرے کمرے میں رہو گی،،، کل صبح صبح سب سے نگاہیں بچا کر میں تمھیں یہاں سے نکال دوں

گی،،،زریمان نے کہتے عجلت بھرے انداز میں اس کا سامان سمیٹنا شروع کیا جبکہ وہ نازک جان اپنی زندگی میں آنے والی اتنی بڑی تبدیلی کے بارے میں سوچ سوچ کر ہی پریشان ہوتی رہی۔۔

زریمان یہ سب کیا ہے،،،،وہ خوفزدہ سی روہانسی ہو کر بولی تھی۔۔لیمن" کلر کی نیٹ کی فراک اور پاجامے میں سفید چادر اوڑھے وہ ایسے لگ رہی تھی جیسے چاند کی ٹھنڈی چاندنی میں نہائی ہو۔۔دودھیا وجود لیمن کلر میں چاندی کی طرح دمک رہا تھا۔۔ صبح کے دس بج چکے تھے۔۔کوٹھے کی رات جو حسب معمول رت جگے کے جشن کے ساتھ اختتام پزیر ہوئی تھی اب صبح کے وقت اتنا ہی اس میں سناٹے راج کر رہے تھے۔۔ایسے میں زریمان نے ایناره کے جانے کا پورا انتظام کر دیا تھا۔۔اس کا چھوٹا سا بیگ تیار کیا۔۔اور اسے بھی تیار کر دیا۔۔ مگر یہ لباس ایناره کو الجھن میں مبتلا کر رہا تھا۔۔

اینارہ،،، مجبوری ہے،،، یہ صاف ستھرا لباس پہنا ہے تم نے،،، کیونکہ میرا" دوست گندگی پسند نہیں کرتا،،، کافی نفاست پسند ہے،،، زریمان نے اسے رسان سے سمجھایا تو اینارہ کو چپ ہونا پڑا۔۔

چلو تمھارے جانے کا وقت ہو گیا،،، زریمان بازو سے پکڑ کر اسے خفیہ" راستوں سے کوٹھے کی پچھلی جانب گیٹ سے باہر گاڑی تک لائی۔۔ وہ زریمان کے سینے سے لگ کر سسک پڑی۔۔

زریمان،،، مجھے بب،،، بہت ڈر لگ رہا ہے،،،،،، وہ اپنے خدشے بتانے" لگی۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا،،، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی کا نام لے کر یہاں سے" نکل جاؤ،،، دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا،،، زریمان نے اسے تسلی دی اور گاڑی کا دروازا کھول کر اس پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا۔۔۔ اپنے خاص آدمی کو اشارہ کیا کہ وہ وہاں سے نکل جائے۔۔ گاڑی سٹارٹ ہوئی۔۔ اینارہ کا پورا وجود سفید پڑتا لرزنے لگا۔۔۔ لیکن پھر گاڑی تیزی سے وہاں سے نکل

گئی۔۔۔زریمان مسرور سی فتح کے نشے میں چور وہ گاڑی نگاہوں سے اوجھل ہونے تک دیکھتی رہی۔۔پھر آخر کار فون نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا۔۔۔

****

وہ بڑے خراب موڈ کے ساتھ آج مینشن کے جم میں موجود ورک آؤٹ کر رہا تھا۔۔اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کو تقویت بخشنے کو آج آفس بھی نہیں جا پایا۔۔ سر پر عجب جنون اور خون سوار تھا۔۔اور اس بے کار عورت کی فون کال کا بھی انتظار تھا۔۔ بلیک ٹراؤزر اور بلیک سینڈو میں پسینے سے شرابور وہ ملازم کی دی گئی کافی کا مگ پکڑے رنگ ہوئے فون کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔فون پر چمکتے زریمان کے نمبر کو دیکھ باران دلشیر کی سرد پتھریلی نگاہوں میں ایک خاص چمک واضح ہوئی تھی۔۔فون پیس کر کے کان کو لگایا۔۔

بولو،،اب یہ مت کہنا کہ وہ نہیں ملی،،،اگر ایسا کہا تو آئی سوئیر،، تمھیں اپنا" انجام دیکھ کر خوف آئے گا،،،اس کا لہجہ بہت پتھریلا اور سرد تھا۔۔زریمان نے دانت کچکچائے مگر عافیت اسی میں جانی کہ وہ اس خونخوار بلا کے دانتوں تلے سے اپنی گردن باہر نکال لے۔۔

ایسا کچھ نہیں سیٹھ،،، مل گئی تھی وہ رات ہی،،،اپنے گھر گئی تھی بھاگ کر،،" وہاں سے ہی اٹھوالیا،،اور پھر ایسا دماغ درست کر کے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ خود چل کر آپ کے مینشن میں آرہی ہو گی،،،میرا آدمی اسے آپ کے پاس لا رہا ہے،،،انعام کی رقم تیار رکھئیے گا،،،زریمان نے اطمینان سے کہا تو باران دلشیر کو ایک دھچکا سا لگا۔۔مگر پھر بھی اس نے فون کاٹ کر ایک طرف اچھالا۔۔اور گرم کافی کے تلخ گھونٹ اپنے اندر اتارنے لگا۔۔یہ تو طے تھا وہ اسے تل بھر کی لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔اس کا انجام بہت برا ہونے والا تھا۔۔رات کا جو سینے میں طیش و اشتعال کا بھانبھڑ جلا ہوا تھا اب وہ انتقام کی صورت اس کو جلا کر خاکستر کرنے والا تھا اسی لئے اب سکون

محسوس ہوا تھا۔۔ تبھی اب اطمینان سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر آفس کی ویڈیو کر رہا تھا۔۔ کال کی میٹنگ اٹینڈ کرنے لگا جس کے زاویار بار بار اسے میسج آدھا پونا گھنٹا گزرا تھا کہ ایک مخصوص گاڑی مینشن کے گیٹ کے اندر آتی سنائی دی۔۔ باران دلشیر چونکا تھا۔۔ اور پھر غیر محسوس انداز میں جم کی دیوار گیر گلاس ونڈو سے ایک سرسری سی نگاہ باہر ڈالی۔۔ گاڑی رکی تھی۔۔ اور اس میں سے ایک لڑکی باہر آئی تھی۔۔ مگر اس کی باران کی جانب پشت تھی۔۔ وہ لیپ ٹاپ بند کیے اب گلاس ونڈو کے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔۔

****

خوف و وحشت کے باعث سارے راستے ایناره قرآنی آیات کا ورد کرتی آئی تھی۔۔ اس نے باہر کے مناظر بھی نہیں دیکھے تھے۔۔ مگر گاڑی جیسے ہی ایک بڑے گیٹ کے سامنے رکی تو اس کا دل دہل سا گیا۔۔ پھر گاڑی جب اس مینشن میں داخل ہوئی تو ایناره نے نگاہیں اٹھا کر باہر دیکھا تو ایک مرتبہ تو

اس کی آنکھیں حیرت واستعجاب سے پھیل گئیں تھیں۔۔یہ گھر تھا کہ پورا محل۔۔گاڑی ڈرائیووے پر چل رہی تھی۔۔اور وہ اس محل کی خوبصورتی، پھولوں سے لدے لان کو دیکھتی رہی۔۔گاڑی اسی ڈرائیووے پر رکی تو زریمان کے آدمی نے اسے نیچے اتر جانے کا اشارہ کیا۔۔وہ حیرت سے اس بڑے سے مینشن کو دیکھتی سستی سے قدم اٹھاتی گاڑی سے باہر اتری۔۔ آنکھوں میں بلا کا سحر تھا کہ اپنے چھوٹے سے تابوت نما اور اس بدبودار کوٹھے کے سوا کبھی کچھ حسین دیکھا ہی نہیں تھا۔۔جب کہ باران دلشیر کا مینشن اسے خیالی اور خوابناک دنیا لگ رہی تھی۔۔۔وہ قدم قدم چلتی اس ڈرائیو وے پر چل رہی تھی۔۔ چھوٹا سا بیگ ہاتھ میں تھامے۔۔چادر اچھے سے اپنے گرد پھیلائے وہ خوف، وحیرت اور ستائش جیسے ملے جلے احساسات کے زیر اثر آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہی تھی۔۔(اسے نہیں معلوم تھا کہ گاڑی مینشن کے اندر داخل ہوتے ہی گیٹ کی جانب سے دو غلیظ ترین نگاہیں اس پر آکر ٹھہری ہیں۔۔۔یہ فیاض تھا جس کی غلیظ نگاہ زرمش کے حسن پر ٹھہری

تھی۔۔اور وہ اس کے ہاتھ سے بچ نکلنے پر کف افسوس مل رہا تھا۔۔ لیکن اب اسے گاڑی میں اندر آتے دیکھ اسے اپنے اندر کے حیوان میں ایک خوشی کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔)

اوپر کھڑکی پر سینڈو بنیان میں کافی کا مگ پکڑے باران جو وہاں پر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔۔۔وہ اس لڑکی کو بغور دیکھ رہا جس کا چہرہ ابھی تک نہیں دیکھ پایا تھا۔۔وہ تو یہ سوچ کر سرور میں تھا کہ زرمش روتے، چیختے چلاتے ہوئے آئے اور قدموں میں ڈھیر ہو جائے گی لیکن اس لڑکی کی پشت سے دیکھ کر اسے اندازہ ہوا وہ مینشن کو بڑی حیرت سے پہلی مرتبہ دیکھ رہی تھی۔۔ تو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پہلی بار آئی ہو۔۔ان طوائفوں کا بھی کچھ پتا نہیں چلتا۔۔ کبھی خود کو بچانے کو سر پھاڑ کر بھاگتی ہیں تو کبھی اپنے پیروں سے چل کر مردوں کے پاس آتی ہیں۔۔ باران نے سر جھٹکا اور کھڑکی سے ہٹ گیا۔۔اس کا ارادہ فریش ہو کر نیچے جا کر اس لڑکی کا دماغ درست کرنے کا تھا۔۔ تبھی وہ جم سے نکل کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

****

ایناره چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہی تھی تبھی اندر سے ایک ملازم نکل کر سامنے آیا تو وہ خوفزدہ ہو گئی۔۔ لیکن جب ایناره نے دیکھا کہ وہ ملازم ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور اس کی جانب نہیں دیکھ رہا تو اسے کچھ اطمینان ہوا۔۔

آپ کو زریمان نے بھیجا ہے،،،؟؟؟ ملازم نے تصدیق چاہی۔۔"

جج،،،جی،،،وہ بمشکل بول پائی۔۔"

اندر آجائیں،،، ملازم نے کہا تو اس نے اثبات مین سر ہلایا۔۔وہ ملازم کی" تقلید میں آگے بڑھی۔۔اسے نہیں معلوم تھا کہ لان میں منڈلاتا ایک جانور آیسنگی سے اس کا تعاقب کر رہا ہے۔۔فیاض اس کے پیچھے پیچھے ہی اندر آنے کو تھا۔۔

ہمم،،بھاگی ہوئی لڑکی کو دوبارا واپس بلا کر صاحب نے اسے زلیل ہی کرنا" ہے،،، کونسا پھولوں کا ہار پہنانا ہے یا خود استعمال کرنا ہے،،، کیونکہ سب سے

پہلا موقع میں ہی حاصل کرلوں،،،فیاض نے خباثت سے سوچا۔۔اور ایناره کے پیچھے ہی بڑی خاموشی سے لاونج میں داخل ہو گیا۔۔

ملازم نے ایناره کا بیگ لے کر لاونج کی سینٹرل ٹیبل پر رکھا۔۔

"آپ آرام سے یہاں بیٹھ جائیں،،صاحب آتے ہی ہوں گے،،،میں آپ کے لیے جوس وغیرہ لاتا ہوں،،،ملازم نرمی سے کہتے وہاں سے چلا گیا۔۔

ایناره جو دل میں دہل رہی تھی اب تک تو اس کے ساتھ سب اچھا ہوا تھا تو قدرے اپنے خوف پر قابو پاتی آہستگی سے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔مگر اس کی قسمت میں سکون کہاں تھا۔۔تبھی ایک ہیولہ سا اپنے پیچھے سر پر کھڑا محسوس ہوا تو وہ خوف سے سفید پڑتی تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوتی پیچھے کی جانب گھومی۔۔سامنے ہی ایک اونچا لمبا شخص انتہائی غلیظ ہوس بھری نگاہوں سے مبہوت سا اس اپسرا کو مینشن میں موجود دیکھ رہا تھا۔۔

"میں نے تمھارے جیسی خوبصورت لڑکی آج تک اس دنیا پہ نہیں دیکھی،،،میں تمھیں ہاتھ لگا کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم کہیں جنت سے اتری کوئی حور تو

نہیں،،،،فیاض نے خباثت سے شرکیہ سے الفاظ ادا کیے تو ایناره خوف کے باعث مرنے کو ہو گئی۔۔نا محسوس انداز میں اپنے قدم پیچھے لینے لگی۔۔وہ بھی تیزی سے اس کی جانب لپکا۔۔جیسے جانے کب سے اس موقع کی تلاش میں ہو۔۔ایناره شدت سے روتے وہاں سے بھاگنے کو تھی۔۔مگر اس اس گارڈ نے اس کا بازو دبوچا تو ایناره کے منہ سے ایک دلخراش چیخ بر آمد ہوئی۔۔

کہاں جا رہی ہو حسن کی رانی،،،زرا ہمیں ٹھیک سے اپنا دیدار تو کرواؤ،،،" فیاض نے شیطانیت سے کہتے اس کی چادر کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔مگر ایک شیر نما دھاڑ پر فیاض کو پنا دل سوکھے پتے کی مانند لرزتا محسوس ہوا۔۔

****

باران جلدی سے فریش ہو کر نیچے آیا تھا مگر اگلا منظر دیکھ کر اسے یوں لگا جیسے رات سے جو طیش و اشتعال کے بھانبھڑ اس کے سینے میں جل رہے ہیں

انھیں کہیں نکلالنے کاراستہ مل گیاہو۔۔سامنے ہی اس کاگارڈزرمش سے بدتمیزی کررہاتھا۔۔زرمش کی اس کی جانب اب بھی پشت ہی تھی۔۔

"یوباسٹرڈ،،،م۔۔۔رف۔۔۔۔۔۔۔۔ر،،،،لیوہر،،،،،باران دلشیر کی دھار پورے لاونج میں گونجی۔۔وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کرنیچے لپکا۔۔وہ اشتعال اورغصے سے بپھراہاتھی بن چکاتھاجواپنے پیروں تلے سب کچھ کچل دیتاہے۔۔اگرزرمش کوسزادینی تھی توصرف اورصرف اسے دینی تھی۔۔وہ جانتاتھایہ لڑکی اس کے دوست کی منظورِ نظرہے۔۔وہ اسے ڈراتا دھمکاتاچاہے مارتایاکم ازکم زوایارکے حوالے کردیتا۔۔مگرخود کرتا۔۔اس گارڈنے زرمش کوہاتھ لگاکرکھلے عام اپنی موت کودعوت دی تھی۔۔

اینارہ تیزی سے ایل شیپ بڑے صوفے کے پیچھے جاچھپی تھی۔۔جب باران دلشیر فیاض کے سرپر پہنچا۔۔

"صاحب میں نے سوچاایک بھاگی ہوئی لڑکی کوآپ منہ نہیں لگائیں گے اور ہمارے حوالے،،،،،وہ بول رہاتھاجب اسے اپناجبڑاٹوٹتا محسوس ہوا۔۔کہ

باران کے ڈھائی کلو کے پتھر ہاتھ کا زوردار مکا اس کا منہ ہلا چکا تھا۔۔اب باران نے اسے گریبان سے دبوچ کر زمین پر پٹخا تھا اور بری طرح دھنک ڈالا۔۔۔رات کا طیش واشتعال اور اپنا سارا غصہ وہ فیاض کو تختہ مشق بنا کر اس پر نکلتا رہا۔۔فیاض کی چیخ وپکار لاونج میں گونجتی رہی۔۔

"باسٹرڈ تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی اندر لاؤنج میں قدم رکھنے کی،،،اسے ہاتھ بھی لگانے کی،،،میں آج یہ ہاتھ کاٹ کر پھینک دوں گا،،،،،

اینارہ خوف سے تھر تھر کانپتی۔۔صوفے کے پیچھے اس کے دائیں طرف سے صرف اپنی آنکھیں نکال کر یہ منظر دیکھتی رہی۔۔باران اسے لہولہان کر چکا تھا۔۔

"معاف کر دیں صاحب،، غلطی ہو گئی،،،وہ کراہتے چیختے باران دلشیر کے پیروں سے لپٹ گیا۔۔باران نے اپنے بوٹ تلے اس کا وہ ہاتھ اس قدر بری طرح مسل ڈالا جس ہاتھ سے اس نے زرمش کو ہاتھ لگایا تھا کہ وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھا۔۔

معاف کر دیں صاحب،،، معاف،،،، وہ چیخے گیا۔۔"

تبھی دفعتاً باران دلشیر نے ایک سرسری سی نظر صوفے کے پیچھے سے نظر آتی ان آنکھوں پر پڑی۔۔ وہ رکا۔۔ تھما۔۔ ٹھٹھک گیا۔۔ اس پر ایک جمود سا طاری ہوا۔۔ باران دلشیر کی نگاہوں میں بیک وقت تجسس، حیرت و استعجاب جیسے تاثر ابھرے۔۔ یہ زرمش کی آنکھیں نہیں تھیں۔۔ اسے صد فیصد یقین تھا۔۔ باران نے اپنی نگاہ پھیری۔۔ ان بند سیپ میں چھپے موتیوں کو دریافت کرنے سے پہلے اسے یہاں سے یہ گند ہٹانا تھا۔۔

ندیم، عباس، مہران کہاں مر گئے ہو سب کے سب،،، وہ پھر سے دھاڑا۔۔"

اس کی دہشتناک دھاڑ کو سنتے گارڈز بغیر ادھر ادھر دیکھے تیزی سے اندر داخل ہوئے۔۔

اس کا ہاتھ توڑ کر اسے مینشن سے باہر پھینک دو سمجھے،،، آئندہ یہ مینشن" کے آس پاس بھی نظر آیا تو گولی مار دینا،،،، وہ پھر غم و غصے سے چلایا۔۔ تو گارڈز جلدی سے فیاض کو اٹھا کر باہر لے گئے۔۔ باران نے ٹیبل پر پڑے ٹشو

باکس سے ٹشو نکال کر اپنے ہاتھ پر لگا خون صاف کیا اور گہرے گہرے سانس لیتے خود کو پر سکون کرنے لگے۔۔یہ گہرے سانس لیتے وہ بے تحاشا چونکا تھا۔۔لاونج میں ایک جانی پہچانی مشک و کستوری جیسی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔باران دلشیر نے آنکھیں موند کر گہرا سانس لیتے یہ خوشبو محسوس کی۔۔یہ وہی خوشبو تھی بلکل وہی۔۔اب وہ تسلی سے ان آنکھوں کی جانب گھوما تھا۔۔وہی بھیگی سہمی لائٹ براؤن آنکھیں صوفے کے پیچھے سے اسے ہی دیکھ رہیں تھیں۔۔

Zubi Novels Zone

بھڑکائیں مری پیاس کو اکثر تری آنکھیں
صحرا مرا چہرا ہے سمندر تری آنکھیں
بوجھل نظر آتی ہیں بظاہر مجھے لیکن
کھلتی ہیں بہت دل میں اتر کر تری آنکھیں
اب تک مری یادوں سے مٹائے نہیں مٹتا

بھیگی ہوئی اک شام کا منظر تری آنکھیں
ممکن ہو تو اک تازہ غزل اور بھی کہہ لوں
پھر اوڑھ نہ لیں خواب کی چادر تری آنکھیں
میں سنگ صفت ایک ہی رستے میں کھڑا ہوں
شاید مجھے دیکھیں گی پلٹ کر تری آنکھیں
یوں دیکھتے رہنا اسے اچھا نہیں محسنؔ
وہ کانچ کا پیکر ہے تو پتھر تری آنکھیں

ہاں یہ وہی آنکھیں تھیں۔۔جن کی باران دلشیر کو تلاش تھی۔۔ایسا نہیں تھا کہ وہ اس لڑکی کے عشق میں گوڈے گٹوں تک گرفتار ہو گیا تھا۔۔۔ہاں یہ آنکھیں وہ معمہ تھیں جنھیں وہ محض حل کرنا چاہتا تھا۔۔اس نے انھیں کوٹھے کے کچن میں دیکھا تھا۔۔اور پھر کئی دفع اسے تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔۔وہ بالا ہی بالا خفیہ طور پر اپنے آدمیوں کو بھی کوٹھے کی تلاشی کے

لیے بھیج چکا تھا مگر ناکام رہا تھا۔۔ مگر اب وہ آنکھیں خود چل کر اس کے پاس چلی آئیں تھیں۔۔ باران آہستگی سے قدم قدم چلتا اس کی جانب بڑھا۔۔ وہ مکار لومڑی نما عورت زریمان پھر سے اس سے کھیل گئی تھی۔۔۔۔ یہ زرمش نہیں تھی۔۔ سامنے موجود اس لڑکی کی آنکھوں اور مینشن کے لاؤنج میں پھیلی ایک روح پرور بھینی خوشبو نے باران دلشیر کو پوری طرح باور کروادیا تھا۔۔

ادھر اینارہ اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی۔۔ اسے اس آدمی کی آنکھوں میں ہوس نظر نہیں آئی تھی۔۔ بلکہ اس نے اس آدمی کی ابھی کتے جیسی دھلائی کی تھی جس نے اینارہ کو ہاتھ لگانے کی ہمت کی تھی۔۔ تو کیا وہ واقعی اس کی حفاظت کرنے والا تھا۔۔ کیا یہ اینجل باری تھا۔۔؟؟؟ اس کا محافظ۔۔ اس کا صاحب۔۔۔؟؟؟

باران اس کی طرف آیا تو وہ آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگی۔۔ باران وہیں رک گیا۔۔ اسے خود سمجھ نا آئی وہ اس وقت یہ کیوں چاہتا تھا کہ یہ لڑکی اس سے

خوفزدہ ناہو۔۔ باران نے ایک مرتبہ پھران دوآتشہ نگاہوں کو عقیدت سے دیکھا۔۔وہ دھیمے سے آگے بڑھااوراپنے اوراس کے بیچ محفوظ فاصلہ رکھ کر زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔ لیکن پھر باریک، نفیس، مندر کی گھنٹیوں سی سریلی مگر بہت دھیمی آواز میں بولے جانے والے اس کے پہلے جملے سے ہی باران دلشیر کوایک بہت بڑادھچکالگا۔۔

آ،،آ،،،،آپ،،،اینجل باری ہو،،،زریمان کے دوست،،؟؟؟وہ پوری" کی پوری صوفے کے پیچھے چھپی صرف آنکھیں باہر نکالے اسے دیکھتے لرزتے کانپتے پوچھتے اس سے تصدیق چاہتی تھی۔۔

تمھیں زریمان نے یہاں بھیجاہے،،،؟؟؟ باران دلشیر نے پہلی مرتبہ" صنف مخالف سے اس قدر نرمی سے بات کی۔ جس کااسے خود یقین نہیں آرہا تھا۔۔

جج،،جی،،،اینارہ نے کہا۔۔"

نام کیا ہے تمھارا،، باران دلشیر کی زیرک نگاہیں پل بھر میں جان چکیں " تھیں کہ سامنے موجود لڑکی کم از کم زرمش نہیں تھی۔۔

اینارہ،،، مم،، میرا نام اینارہ ہے،،، آ،،، آپ،،،، باران،،، دلشیر "

ہو،،، اینجل باری،،،،؟؟؟؟؟ اینارہ نے ڈرتے ڈرتے ایک مرتبہ پھر اس سے پوچھا۔۔

ہاں میں باران دلشیر ہوں،،، اینجل باری،،،، باران دلشیر نے بے یقینی سے " خود کو کہتے سنا۔۔ " تمھیں زریمان نے کیا کہہ کر یہاں بھیجا،، باران نے اس سے پھر سے نرمی سے پوچھا۔۔وہ جس کا ایک ایک لمحہ ایک ایک کروڑ کا تھا۔ وہ اپنا وقت کسی بھی غیر ضروری چیز پر ضائع کرنے کا روادار نہیں تھی۔۔

اب زمین پر اطمینان سے بیٹھا اس کی اٹک اٹک کر کی گئی باتوں کو غور سے سن رہا تھا جیسے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام ہو ہی نہیں۔۔وہ بہت آہستگی سے بول رہی تھی۔۔الفاظ اور لہجہ دونوں دھیمے تھے۔۔

زری،،،مان،،،،نے کہا،،،آپ اینجل ہیں،،،مم،،،میری حفاظت کریں"
گے،،،،مم،،مین اس کوٹھے پر نہیں رہنا چاہتی تھی،،،اس نے کہا آپ اس
کے دوست ہیں،،،مجھے کام دیں گے،،،میں یہاں حفاظت سے رہو گی،،،،
اینارہ نے اسے تفصیل بتائی۔۔وہ اب آس بھری نگاہوں سے اس کی جانب
دیکھ رہی تھی۔۔باران دلشیر نے ایک سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔۔
ہاں یہ سب تو اس نے بلکل ٹھیک کہا،،،اس میں پریشانی کی کیا بات ہے،،،،"
باران نے پر سکون ہو کر کہا مگر تبھی اسے وہ بے قراری سے ہلتی ہوئی محسوس
ہوئی۔۔باران تھوڑا آگے ہوا تو دیکھا وہ بے دردی سے اپنی چادر سے اپنا وہ
بازو رگڑ رہی ہے جسے ابھی کچھ دیر پہلے فیاض نے چھوا تھا۔۔وہ منظر پھر سے
یاد کر کے باران کے ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھ گیا۔۔
یہ کیا کر رہی ہو تم،،،چھوڑو اسے،،،زخمی کر لیا ہے تم نے اپنا بازو،،،باران"
نے اسے ڈپٹنے کے انداز میں کہا تو وہ پل بھر میں ٹھٹھک کر رکی۔۔

وہ یہ،، گندہ ہو گیا،،، مم،، مجھے صاف کرنا ہے،،،اس نے یہاں سے گندہ" کر دیا،،وہ بے تحاشا روتی ہوئی کہتی پھر سے بازو رگڑنے لگی۔۔اس کا انداز کافی ہیجانی قسم کا تھا۔۔ باران کو حیرت ہوئی اور یہ سمجھنے میں بھی ایک سیکنڈ نا لگا کہ سامنے بیٹھی لڑکی زہنی بیمار ہے۔۔

****

گاڑی جونہی سنسان راستے پر رکی ذوالنورین کا دل ہتھیلی پر دھڑکنے لگا پر اتنا پوچھنے کی بھی ہمت نہیں تھی کہ اب کیوں گاڑی روکی۔۔۔ مکمل انجان بننے کی کوشش کرتی وہ گاڑی سے باہر رکی ہوئی سڑک کو دیکھنے لگی جب اسے محسوس ہوا ضیاء اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلا ہے۔۔۔اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ پیچھے نہ آئے وہ تو اب بھاگ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ گاڑی کا دروازہ نہیں کھلنا تھا۔۔۔دل کی دھڑکن تو تب بند ہونے لگی جب ضیاء دروازہ کھول کے اس کے برابر میں بیٹھا اور زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند

کیا۔۔۔نورین مزید دروازے کی طرف کھسکتی اپنے ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی جیسے وہاں زندگی کا سب سے امپورٹنٹ نظارہ ہو۔۔۔اور اس سے زیادہ اہم تو کوئی کام تھا ہی نہیں۔۔۔

کیا ہتھیلی پر کچھ لکھا ہے،،،؟"ضیاء نے زچ ہوتے اسے گھورتے ہوئے" پوچھا۔

مجھے گھر جانا ہے،،،،"ضیاء کی بات کو نظر انداز کرتے اس نے بہت" معصومیت سے گزارش کی تھی کہ ضیاء بھنویں اچکاتے اسے دیکھنے لگا۔۔

کس کے گھر،،،؟"ضیاء نے جان بوجھ کر ٹیڑھا سوال پوچھا۔۔۔نورین" نظریں اٹھاتے نا سمجھی اور گھبراہٹ سے اسے دیکھنے لگی۔

میرے گھر،،،"فوراً جواب دیا۔۔ڈر لاحق ہوا کہیں وہ ڈریکولا اپنے گھر نہ" لے جائے۔

تم یہ ڈرنے کی اوور ایکٹنگ کیوں کر رہی ہو،،،؟ تھپڑ مارتے وقت ڈر نہیں" لگا تھا،،،"نورین کی آنکھوں میں خوف دیکھتے وہ صحیح معنوں میں تپ گیا تھا۔

ممم،،، میرے ساتھ کبھی کسی نے ایسا نہیں کیا،،" کبھی مجھے کسی نے اتنا" نہیں ڈانٹا،،، اور نا ہی کسی نے مجھ سے اتنے غصے میں بات کی،،،، کیا معصومانہ ادا تھی۔ وہ اس ظالم سے ہی اس کے ظلم کا شکوہ کر رہی تھی۔۔۔ ضیاء کی بات کو نظر انداز کیے وہ دل میں چبھتی بات بول گئی تھی۔ ضیاء نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔۔۔

اور صرف غصہ کرنے کے علاوہ میں نے کیا کیا ہے تمہارے ساتھ،،،؟"

لیٹ می گیس،،، تمہیں بیڈ ٹچ کیا ہے یا،،،،" ابھی ضیاء بول ہی رہا تھا کہ نورین آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

پر تم ثنا کے سامنے پریٹنڈ ایسے ہی کر رہی تھی،،، اتنا ڈرنا ایسے تماشہ کرنا،،" دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ ضیاء نے ہاتھ صاف کر لیا،،" ڈھکے چھپے الفاظ میں وہ بہت گہری بات کہہ گیا تھا۔۔ لیکن آگے سے ملنے والا جواب سن کر ضیاء کا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا۔۔۔

تت،،،تو صحیح تو سمجھے گا،،،"کہتے ہوئے آواز بھرا گئی تھی۔جب کہ ضیاء کو" سکتا ہونے لگا۔۔۔

واٹ،،،؟"اگلے ہی لمحے وہ حیرت سے چیخا تھا۔"میں نے تم پر کب ہاتھ" صاف کیا ہاں؟،،،اگر میں نے ہاتھ صاف کیا ہوتا تو تم سلامت نہیں بیٹھی ہوتیں یہاں،،،،"ضیا نے ماتھے پر بل ڈالے غصے سے کہا۔وہ لڑکی تو اس کے منہ پر ہی اس پر اتنا بڑا الزام لگا رہی تھی۔

ذوالنورین،،، سس،،،سلطان کو کبھی،،، کسی نے اتنی تکلیف نہیں دی،،،" جانتے ہو،،میرا دل بند ہو گیا تھا،،،"نورین کی باتیں سن ضیاء کا دل کیا اپنا سر پھاڑ لے۔یہ بے وقوف لڑکی اس کی سن ہی کب رہی تھی۔وہ تو اپنی ہی بات پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔

لاؤڈ کھاؤدل،،،میں چیک کرتا ہوں ٹھیک چل رہا ہے یا میں ٹھیک" کروں،،،،"غصے سے تپتے نورین کا بازو کھینچا تھا کہ نورین تھوک نگلتی اسے دیکھنے لگی۔۔۔

میری جان نکل گئی تھی ضیاء،،، تم بہت برے ہو،،، "وہ اب بھی اس کی" سننے کی بجائے اپنی بات پر قائم تھی۔۔۔جب کے ضیاء پھر سے پگھلنے لگا تھا۔۔۔وہ آنکھوں میں غم وخوف سموئے اسی سے شکوہ کر رہی تھی۔۔۔اتنے قریب وہ سامری کے شر سی سحر طاری کرتی دلکش آنکھیں اس پر مسلسل اپنا سحر طاری کر رہیں تھیں۔۔دل کیا ان آنکھوں کو چوم لے پر اختیار کہاں تھا۔۔؟؟اس لمحے ضیاء کو اس بات کا بھی شدت سے ادراک ہوا تھا کہ وہ لڑکی بولڈ نہیں تھی۔ جبھی تو ضیاء کی کھلی ذو معنی باتوں پر بھی اس کا رسپانس اچھا خاصہ ٹھنڈا تھا۔۔۔

یہ ہاتھ دیکھ رہی ہو اپنا،،، "بہت نرمی سے نورین کا سیدھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں" لیتے نورین کے سامنے کیا۔۔۔نورین تھوک نگلتی اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی۔لگا وہ اچانک اس کا ہاتھ توڑ دے گا۔۔"یہ میری پیدائش سے لے کر اب تک پہلا ہاتھ ہے جو میرے گال پر اتنے زوردار انداز میں پڑا ہے،،،اس کے بعد بھی سلامت ہے،،،اور اس کے بعد بھی مجھ سے شکوہ کر رہی ہو،،،؟"وہ

بہت سنجیدہ تھا۔شاید ارادہ مقابل بیٹھی لڑکی کو احساس دلانے کا تھا کہ دیکھو تم کس قدر خاص ہو۔۔پر ذوالنورین اس کی توقع سے زیادہ بیوقوف تھی۔۔۔

"تت،،، تم میرا ہاتھ توڑ دیتے،،،" ذوالنون کہتے ساتھ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ضیاء منہ کھولے اسے دیکھنے لگا ابھی کچھ نہیں کیا تھا تب اس لڑکی کا یہ حال تھا اگر کچھ کر دیتا تو کیا ہوتا۔۔۔

"مجھے نہیں معلوم تھا تم اتنی زیادہ ڈرپوک اور حساس ہو،،، پر تمہیں اب سبق مل گیا ہے،،، آئندہ اگر ہاتھ اٹھایا تو بیچ میں توڑ دوں گا،،،" دانت پیس کر غصے سے کہا۔۔کیونکہ سامنے بیٹھی لڑکی بھلا اس کی نرمی بھی کب سمجھ رہی تھی۔۔۔وہ اسے سمجھ نہیں رہی تھی۔۔اور اس سے قطع تعلقی پر آمادہ وہ پتھر دل شہزادہ جانے کیوں چاہتا تھا کہ وہ اسے سمجھے۔۔

"تم بہت برے ہو،،،" وہ روتے ہوئے صرف اتنا ہی بولی تھی۔نجانے کیوں ضیاء کو اس کے منہ سے نکلا یہ جملہ بری طرح چبھا تھا۔

بہت زیادہ،،، تمھاری سوچ سے بھی بہت زیادہ نورین "دانت پیستے اس کا" سرخ ہوتا چہرہ دیکھا۔۔۔"نورین میری بات غور سے سنو،،،"ضیاء نے سنجیدگی سے اسے مخاطب کرنا چاہا مگر جواب ندارد تھا۔وہ سننے کو راضی جو نہیں تھی۔

میری بات سنو نورین،،،،"مستقل نورین کو روتا دیکھ اس بار وہ زور سے" چیخا تو نورین رونا بھول کر پتھر کا بت بن گئی۔"میں ایک خود غرض اور شدت پسند انسان ہوں،،، محبت ہو یا نفرت دونوں جزبوں میں جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتا اور مسئلہ سارا یہ ہے کہ میں پھر اپنے مقابل سے ریڑن میں بھی اتنی ہی شدت سے چاہتا ہوں،،،اگر میں کسی سے نفرت کروں تو اس بندے پر بھی فرض ہے میرے نفرت کا جواب اتنی ہی شدت سے دے،،،اور اگر میں کسی سے محبت کروں تو پھر تو اس شخص پر بھی فرض ہے کہ وہ مجھ سے میری ہی طرح کی محبت کرے،،،

جانتی ہو میں اپنے ماں باپ اور دوستوں سے محبت کا جذبہ رکھتا ہوں،،،اور "ارسلان نیازی سے شدید نفرت کا،،،

نورین جو پتھر بنی بیٹھی تھی ضیاء کی باتیں سن کر زبان خشک لبوں پر پھیرنے لگی۔۔۔ضیاء نے اس کا یہ عمل بغور دیکھا اور نظریں دوسری جانب پھیر لیں۔

تم مم،،،مجھے یہ سب کیوں،،،بتا رہے،،،،"نورین سوال پوچھتی جملہ " ادھورا چھوڑ گئی تھی۔اسے واپس گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔ضیاء سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

میں تمہیں یہ سب اس لیے بتا رہا ہوں،،،کہ جن سے میں محبت کرتا ہوں" ناں یعنی سب سے پہلے میرے ماں باپ سے تو ان کے اور میرے درمیان احترام کا رشتہ ہے،،،دوستوں سے وفاداری کا،،،ان میں سے کوئی بھی میرے تابع نہیں ہیں،،، جبھی میری محبت ان کے لیے نقصان دہ نہیں،،،،پر میں تمہیں واضح الفاظ میں وارن کر رہا ہوں نورین کہ اگر مجھے تم سے محبت

ہو گئی تو یاد رکھنا تب تم میری دسترس میں ہو گی،،، میرے تابع،،، تابع ہونے کا مطلب سمجھتی ہو؟ میری پابند ہو گی،،، تمہاری سانسیں تک محتاج ہو جائیں گی میری،،،" ضیاء نے سخت الفاظ ادا کرتے نرمی سے اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کان کے پیچھے کی۔۔ ضیاء نے محسوس کیا نورین سانس اٹک اٹک کر لے رہی ہے۔۔ یقیناً اس کا خوف تھا پر وہ نظر انداز کر گیا۔

میرا غصہ میرا ہر جذبہ تم سے منسوب ہوتے ہوئے تمہارے ہی وجود پر" اترے گا اس لیے پلیز،،، پلیز نورین میری نفرت یا محبت کسی بھی جذبے کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش مت کرو،،، مجھ سے دور رہو،،، جتنا دور ہو سکے اتنا دور،،،، ہو سکے تو،،، وہ کہتے کہتے رک گیا۔ خیال آیا چھ ماہ ہی تو رہ گئے یونی کے پھر تو وہ ویسے بھی نہیں دکھنی تھی۔۔۔" گوٹ اٹ،،،؟"

نورین کو یونہی پتھر کی طرح جما ہوا دیکھ نورین کے سامنے چٹکی بجائی تو نورین تیزی سے اثبات میں سر ہلانے لگی۔

گگ،،،گھر،،،"ہچکیاں دباتے صرف اتنا ہی منہ سے نکلا تھا۔۔۔ضیاء"
اثبات میں سر ہلاتے گاڑی سے باہر نکلنے لگا پھر گہری سانس لیتے ایک نظر
پلٹ کر پیچھے دیکھا۔۔ سر جھکائے وہ رونے کے شغل میں مصروف تھی۔ کتنی
پاگل تھی یہ لڑکی۔۔اگر ایک مرتبہ بھی اپنے اس فیز سے باہر نکل کر دیکھتی
تو اندازہ ہوتا کہ وہ اکڑو شہزادہ کیا کیا انکشاف کر گیا تھا۔۔۔بہت باریکی سے
نورین پر اس کی اہمیت واضح کر گیا تھا۔۔۔ نفی میں سر ہلاتے ضیاء ڈرائیونگ
سیٹ پر بیٹھا اور بنا ایک نظر پیچھے دیکھے ذوالنورین کے گھر کی طرف گاڑی
موڑی۔۔اسے ذوالنورین کا گھر معلوم تھا۔ نہیں جانتا تھا کب سے کیونکہ
کبھی اس کے گھر جانا ہی نہیں ہوا تھا۔۔۔پھر بھی اسے معلوم تھا۔۔۔اگر
ذوالنورین کو ہوش ہوتا تو یقینا یہ سوال قابلِ تفتیش تھا۔۔۔گاڑی نورین کے
گلی کے کونے پر رکی تو اس نے دوبارہ نظر اٹھا کر نورین کو دیکھا جو اب تک
میں مشغول تھی۔ رونے

گھر آگیا تمہارا،،"اس نے جھنجھلا کر کڑک لہجے میں کہا۔۔نورین نظر اٹھا" کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔جب ضیاء نے ڈوران لاکڈ کیا پر نورین اچانک چہرہ نیچے جھکاتی خود بھی نیچے جھک گئی۔۔۔

کیا ہوا،،؟"ضیاء نے حیرت سے پوچھا۔"

مم،،میرا کزن گلی سے جا رہا ہے،،،اسے اچھا نہیں لگے گا اگر اس کے " سامنے کسی لڑکے کی گاڑی سے اتری،،"نورین نے غصے سے جواب دے کر یہ جتایا کہ ضیاء کو اسے زبردستی چھوڑنے نہیں آنا چاہیے تھا۔جب کے ضیاء نے باہر ایک لڑکے کو گزرتے دیکھا۔۔(اب وہ اسے جن کو ہر گز یہ بتانا نہیں چاہتی تھی کہ نورین کی اس کے اس کزن کے ساتھ رشتے کی بات چل رہی ہے۔۔دونوں جانب سے تقریباً ہاں ہے اور جلد اس کی پھپھو باقاعدہ طور پر رسم کرنے والی تھیں___)ضیاء کو اپنے تن بدن میں اچانک شعلے بھڑکتے محسوس کیے۔۔کہ کہاں تو وہ اسے برا کہہ رہی تھی اور دوسری جانب اپنے کزن کی پسند نہ پسند کا اتنا خیال۔۔اس لڑکے کے گاڑی کے قریب سے

گزرتے ہی نورین بناضیاء کی جانب دیکھے گھر کی جانب بھاگی تھی اور کچھ ہی لمحوں میں اس کی نظر سے اوجھل ہو گئی تھی۔

"طیش وغصے سے نورین کا جملہ دہراتے اس نے۔۔۔ اسے اچھا نہیں لگے گا۔۔" اسٹیرنگ ویل پر مکامارا اور گاڑی ری اسٹارٹ کرتے آگے بڑھادی۔۔۔

صبح آرزک خانزادہ کی آنکھ کھلی تو وہ غائب دماغی سے کمرے کو دیکھنے لگا۔۔وہ رات کاؤچ پر سویا تھا۔۔۔جہاں تک اسے یاد تھا وہ کاؤچ پر بیٹھا ایلف کے متعلق سوچ رہا تھا اور سوچتے سوچتے کب آنکھ لگی پتا ہی نہ چلا۔۔ایلف کا خیال آیا تو فورا کھڑے ہوتے بیڈ کے پاس آیا پر وہاں ایلف نہیں تھی۔۔یقیناً وہ جاگ چکی تھی۔۔بیڈ پر ایک چھوٹی سی چٹ رکھی تھی آرزک نے کھول کر دیکھی تو اندر خوبصورت ہینڈ رائٹنگ میں تھینک یو لکھا تھا۔۔۔سپاٹ

نظروں سے چٹ کو دیکھتے ایک جھٹکے سے چٹ کے چار ٹکڑے کر دیا۔پتا نہیں کیوں پر دل بوجھل تھا۔۔۔

آپ رات کاؤچ پر کیوں سوئے جبکہ ماما بیڈ پر تھیں،،،ہسبینڈ وائف تو"

"ساتھ سوتے ہیں ناں،،،،

کمرے کے دروازے پر کھڑا عبدالرحمن دروازہ کھول اندر آیا اور آرزک کو دیکھ سنجیدگی سے سوال داغا۔۔۔

آگیا جاسوس،،،"غصے سے دانت پیستے آرزک بیڈ پر بیٹھا تو عبدالرحمن بھی"

اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

جب اتنے سمجدار ہو اور بڑوں کی باتیں جانتے ہو تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے"

ماں باپ کے پرسنلز میں نہیں گھستے،،،"آرزک نے چڑھتے ہوئے جواب دیا۔

میں جانتا ہوں آپ ہمارے ڈیڈی نہیں ہو،،،"آرزک نے گردن موڑ کر" اسے دیکھا تو پہلی بار اس بچے کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔وہ کفیوز ہونے لگا۔۔

کیسے ؟"آرزک پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔اندازہ تھا کہ اس لڑکے کا دماغ" بچوں والا تو ہر گز نہیں۔۔۔

"کیونکہ آپ کی آنکھوں میں ڈیڈی والی محبت نہیں ہے،،،"

وہ جملہ ادا کرتے آرزک خانزادہ کو چونکا گیا تھا۔وہ واقعی بچہ نہیں تھا۔۔۔پر آرزک کو نجانے کیوں شرمندگی نے گھیرا تھا۔۔۔

پھر کون ہے تمہارا ڈیڈی؟"آرزک نے لب بھینچتے پوچھا۔ذہن میں" خیال آیا وہ اب ایلف کے ساتھ کسی اور کو منسوب کرے گا۔۔۔

پتا نہیں،،،بس اتنا معلوم ہے نہ ایلف ہماری ماما ہے نہ تم ڈیڈی،،،ہمارے" ماما ڈیڈی ہمیں کچرے میں پھینک گئے تھے تو ایلف نے اٹھا لیا،،،"وہ بچہ بلا کا حقیقت پسند تھا یا شاید آرزک کو لگا۔۔۔

پر ایلف ہمیں ماما کی طرح محبت کرتی ہے،،، پر وہ تمہاری وائف نہیں"
ہے،،، مجھے صبح یقین ہو گیا کہ وہ تمہاری گرلفرینڈ بھی نہیں ہے،، شاید
تمہیں بھی تمہارے پیرینٹس پھینک گئے تھے تو ایلف نے اٹھالیا،، اور ایلف
تمہیں رحم کھا کر لے آئی،،، "اب کی بار عبدالرحمن کینہ توز لہجے میں بولا تو
آرزک نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

سنو،،، تم جو بھی ہو،،، اگر تم نے ہماری ماما کے ساتھ کچھ غلط کرنے کی"
کوشش کی میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا،، تم یہاں سے چلے جاؤ،،، "آخر میں
عبدالرحمن غصے سے کہتا کمرے سے نکل گیا جبکہ آرزک ماتھے پر بل ڈالے
دروازے کو دیکھنے لگا۔

یہ لڑکی جتنی چالاک کبوتری،،، ویسی ہی تربیت،،، رحم کھا کر لے آئی،،، " "
وہ مسکراتے اس معصوم کی نقل اتارنے لگا۔ پر ایک بات دل کو چبھی تھی کہ
وہ بچہ محبت کو پہچانتا تھا۔۔۔ شاید وہ دوسروں کے فادرز کی آنکھوں میں محبت
دیکھ چکا تھا۔۔۔ ساری باتوں کو زہن سے جھٹکتے اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے

گردن کو جھٹکا دیا اور خود بھی بیڈ سے اٹھتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔لیکن حیران ہوا کہ لاؤنج بالکل خالی تھا۔۔۔تھوڑا آگے آیا تو گھر کے پچھلے حصے سے شور کی آواز آرہی تھی۔۔۔آرزک نے بیک سائیڈ کا ڈور کھولا تو طوفانِ بدتمیزی مچا تھا۔۔۔بیک سائیڈ پر چھوٹا سا منی پول تھا جس کے اندر سارے بچے کھیلنے میں مصروف ایک دوسرے پر پانی اچھال رہے تھے جلد ہی وہ دروازہ بند کر گیا اور قدم کچن کی جانب بڑھائے۔۔فریج کھول کر اندر کا جائزہ لینا چاہا جب پیچھے سے آواز سنائی دی۔۔۔

"اہم،،،،اہم،،،،"

آرزک نے چونک کر پیچھے دیکھا تو ہاتھ میں کافی کا کپ پکڑے وہ مسکراتی ہوئی آرزک کو دیکھ رہی تھی۔آرزک سنجیدگی سے فریج بند کرتا اس کی جانب مڑا۔

"مجھے بھوک لگ رہی تھی تو،،،،"

تت،،تو،،؟"ایلف نے آنکھیں سکیڑتے پوچھا۔مسکراہٹ بھی"
آنکھوں کے ساتھ سکڑ چکی تھی۔
کھاناڈھونڈرہاتھا،،"آرزک کے کہنے کی دیر تھی ایلف کافی کا مگ سلیپ پر"
رکھتی اس کے مقابل آئی۔۔۔
ڈڈ،،ڈیئرڈش واشر،،ممم،،،،مانتی ہوں رات کک،،،،کو تم نے مدد کی،،،"
پر مم،،،مت بھولوتت،،،تم ملازم ہو،،،اور مم،،ملازم اجازت کا
مم،،،محتاج ہوتا ہے،،،"ایلف نے مسکراہٹ ضبط کرتے مصنوعی لہجے میں
کہاتوآرزک خانزادہ کے چہرہ سرخ پڑنے لگا۔۔۔وہ رات سے عجیب کشمکش
میں مبتلا تھا۔۔۔ایلف اسے اچھی لگ رہی تھی اور یہ بات اسے برداشت
نہیں ہورہی تھی جبھی ایلف کا کیا گیا مزاق بھی سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔
مم،،،،مزاق کک،،،کررہی ہوں پپ،،،پاگل تم توٹٹ،،ٹماٹر ہی"
ہوگئے،،،،"آرزک کے بازو پر بے تکلفی سے دھپ لگاتے وہ ہنسنے لگی۔
آرزک سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔

تم اتنا خوش کیوں ہو؟؟؟رات تو،،آرزک نے سنجیدگی سے پوچھتے دانستہ "
جملہ ادھورا چھوڑا کہ وہ اسے رات کی وہ سنگین یاد دلا رہا تھا۔ مقصد اس کی
مسکراہٹ چھیننا تھا۔ جس مسکراہٹ پر دل بے ایمان ہو رہا تھا اس سے
چھیننے کا ارادہ تھا کہ نا وہ مسکرائے نہ وہ متوجہ ہو سکے۔۔۔۔

کک،،،کم آن،، مم،،،میں نے زندگی سس،،،سے سیکھا ہے کہ "
پپ،،،پیچھے رہ جانے والی چچ،،،چیز یا انسان کو پلٹ کر نن،،،نہیں دیکھنا
چاہیے،،،جج،،،جو گزر گیا وہ گزر گیا،،،پپ،،،پھر وہ خواب ہو یا
ح،،،حقیقت،،،،،رہی بات خخ،،،خوشی کی تو اس کے پپ،،،پیچھے بہت
"بڑی وجہ ہے،،،،جج،،،جانتے ہو میں بب،،،بہت زیادہ خوش ہوں،،،
وہ ہاتھوں کی بانہوں کو بہت پھیلا کر آنکھیں میچتی اسے خوشی کا پیمانہ دکھانے
کی کوشش میں تھی۔

کیوں ہو خوش،،،؟"وہ بے زار نہیں تھا۔پر بیزاری ظاہر کر رہا تھا۔خود کو"
اس بات کا یقین دلا رہا تھا کہ باران دلشیر کی بہن کی فضول گوئیوں میں زرا

برابر دلچسپی نہیں لیکن۔۔۔دماغ بھی اسی کی طرح اڑیل تھا۔۔۔فورا دل کو دھرتے سوال کیا کہ اگر اتنے بے زار ہو تو بدلے کے اور بھی طریقے ہیں۔۔۔چھوڑ دو یہاں رہنا۔۔۔پلان بدل ڈالو۔۔۔

"تت،،، تمہیں کک،،،، کیوں بتاؤں کک،،، کیوں خوش ہوں،،،؟"

ایلف یکدم سیریس ہوتے پوچھنے لگی تو آرزک کندھے اچکاتے کچن سے باہر نکل گیا۔صاف اشارہ تھا نہ بتاؤ۔

"مم،،، مجھے سمجھ نن،،، نہیں آتا تت،، تم نوکر ہو،،،، یا کک،،،، کسی بڑی کک،،، کمپنی کے مالک ہو،،، مم،،، میں جانتی ہوں،،،" ایلف جھنجھلاتی بولی لیکن آرزک کے قدم جکڑ گئے وہ پلٹ کرنا سمجھی سے ایلف کو دیکھنے لگا۔کیا ایلف حقیقت جان گئی تھی۔۔۔۔

"ایسے کک،،،، کیا دیکھ رہے ہو؟؟؟ شکل دیکھی ہے اپنی؟ خخ،،،، خیر شکل سے اچھے خ،،، خاصے ہو،،، پر اک،،، اکڑ ایسی ہے جیسے کوئی مم،،،، ملینز ہو،،، ایک بب،،، بات کان کک،،، کھول کر سنو اگر تت،،، تمہارے یہی

ایٹیٹیوڈ رہے تت،، تو کوئی لل،،، لڑکی تمہیں گگ،،، گھاس نہیں ڈالے گی،،،،"

غصے سے چڑ چڑاتے وہ صوفے پر بیٹھی تو آرزک اس کی طرف ہاتھ رکھتے جھکا۔

میں گھاس کھاتا بھی نہیں،،، اور رہی بات لڑکیوں کی تو مجھے لڑکیوں سے چڑ" ہے،،،،"

آرزک استہزائیہ کہتے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

اوہ مائی اللہ،،، تت،،، تم دھوکے سے یہاں آئے ہو کک،،، کہیں تت،،، تم" وہ تو نن،،،، نہیں جو لڑکیوں سے نن،،،، نفرت کرتا ہے سائیکو ہوتا ہے اور خخ،،، خوبصورت لڑکیوں کک،،، کو ق،،، قتل کر دیتا ہے،،، اور تم یہاں "مم،،، مجھے ق،،، قتل،،،،،

ایک منٹ،،،! تمہیں کس نے کہا تم خوبصورت ہو؟" اس کی جان سٹاپ" چھک چھک سنتے آرزک نے تنک کر کہا۔۔

آرزک اس کی بات اتنے استہزایہ انداز میں پوچھنے لگا تو ایلف خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

"خ،،،خوبصورت نن،،، نہیں ہوں،،،پپ،،،،پربب،،،بدصورت بھی نہیں ہوں،،،،" ایلف نے بہت سوچنے کے بعد انتہائی سنجیدگی سے کہ کہ۔۔۔تو آرزک خاموش نظروں سے اسے دیکھنے۔۔وہ حسین نہیں بلا کی حسین تھی پھر بھی کنفیوز تھی اس کا مطلب واضح تھا کہ کبھی کسی نے اس کی تعریف ہی نہیں کی تھی اور صرف اس کی ہکلاہٹ کی وجہ سے اس لڑکی کے اندر احساسِ کمتری کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔۔۔

"اچھا یہ سس،،،سب چھوڑو مم،،،میں بہت خخ،،،خوش ہوں،،،

مم،،،،مجھے مم،،مارکیٹ جانا ہے،،تت،،،تم میرے ساتھ چلو مم،،،میں تمہیں باہر اچھا سا بب،،،بریک فاسٹ کرواؤں گی،،،،" ایلف مزے سے بولتی کھڑی ہو گئی تو آرزک حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔اس کنجوس لڑکی کا دل

اتنا بڑا کیسے ہو گیا۔۔۔شاید رات ہی اکاؤنٹ میں ٹین تھاؤزنڈز ڈالر آئے تھے جبھی۔۔۔

اٹھو بب،، بھی،،،"ایلف نے اسے ویسے ہی اپنی جگہ پر جمے دیکھ کر ٹوکا تو" آرزک ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

اوکے،،، میں فریش ہو کر آتا ہوں،،"گھڑی میں وقت دیکھتا آرزک کھڑا" ہو گیا۔اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے۔

"ٹٹ،،،، ٹھیک ہے مم،،، میں بھی ر،،، ریڈی ہو کر آتی ہوں،،،"

ایلف بھی مسکراتی اوپر جانے والی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔آرزک اسے اوپر جاتا دیکھنے لگا اس وقت دماغ بالکل بلینک ہو گیا تھا سر جھٹک کر کمرے میں گیا اور چھوٹا سا بیگ کھول کر اس میں سے کپڑے نکالنے لگا۔

بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ہی ٹراؤزر۔۔فریش ہونے کے بعد رف سا بالوں میں ہاتھ پھیر لیے۔۔کمرے سے باہر آیا تو ایلف پہلے ہی تیار کھڑی تھی۔وہ فورا اپنی نظریں ایلف سے پھیرتا باہر نکل گیا تھا۔سفید رنگ شاید اس گڑیا کو

بہت زیادہ پسند تھا اب بھی سفید ٹخنوں کو چھوتے فراک اور حجاب میں وہ چاند کا ہالا معلوم ہو رہی تھی۔ مومی پاؤں میں جو گرز تھے میک اپ سے پاک چہرہ بنا کسی آرائش کے دمک رہا تھا۔۔۔ صرف ایک نظر میں آرزک اس کا جائزہ لے چکا تھا تو آ گر نظر بھر کر دیکھتا تو کیا ہوتا۔۔۔؟؟؟

ایلف نے خود سے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ گھر سے باہر نکلنے پر دروازے کے ساتھ ہی ٹیکسی کھڑی تھی۔۔ وہ فوراً ہی اندر بیٹھ گئی۔۔۔۔ ڈر لاحق تھا کہیں کتا نہ آ جائے۔۔ آرزک بھی مسکراہٹ دبائے اندر بیٹھ گیا۔۔۔۔ وہ لوگ گھر سے قریبی بڑے گروسری اسٹور گئے تھے۔۔۔ وہاں جاتے ہی ایلف نے اسے ٹرالی پکڑائی تھی اور آرزک اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔۔۔

یہ لو،،، "ایلف جو سامان ٹرالی میں ڈال رہی تھی اچانک مڑتے چاکلیٹ" کریم رول کا پیکٹ آرزک کی طرف بڑھایا۔

یہ کیا ہے،،،؟ "آرزک نے رول تھامتے پوچھا۔"

تت،،،تمہارا نن،،،ناشتہ،،،"ایک آنکھ ونک کرتی وہ آنکھیں جھپک کر" بولی۔

کیا بکواس ہے،،،اس ناشتے کا کہہ رہی تھی تم،،؟؟؟؟"وہ اچانک بھڑک" گیا تھا۔ایکسر سائز کر کے اس کی باڈی پھول چکی تھی اسے مکمل غذا چاہیے تھے۔۔۔

م،،،مم مزاق کر رہی تھی ال،،،الو،،،"ایلف کہتے ساتھ ہنسنے لگی۔" تت،،،تم تو اتنے مم،،،موٹے ہو بب،،،بہت سارا نن،،ناشتہ چاہیے" ہو،،،گا،،،"وہ اس کی اتنی محنت سے بنائی گئی باڈی کو موٹا بول کر اس کے کسرتی بدن پر فاتحہ کر رہی تھی۔۔۔آرزک ایلف کو نظر انداز کیے وہ کریم رول کا پیکٹ کھول گیا۔بھوک شدید تھی یہ بھی غنیمت ثابت ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ ٹائیم روٹین کا پکا تھا۔۔۔ساڑھے آٹھ بجے ناشتہ کرنا اس کی عادت تھی۔۔۔ایلف نے تقریبا سامان بچوں کو خرید اتھا۔۔۔لیکن آرزک کا ناشتہ یہ بول کر اڑا دیا تھا کہ میں تمہیں گھر پر بہت اچھا بنا کر دوں گی باہر کا ان

ہیلتھی ہے۔۔۔سامان واپسی پر جس رائڈ میں وہ سوار ہوئے تھے وہ آدھے راستے میں دغادے گئی تھی تو ایلف نے پیدل آنے کا فیصلہ کہا۔آرزک نے یہ سوچ کر اعتراض نہ کیا کہ جتنا اس لڑکی نے اسے پریشان کیا ہے اس کا حساب گلی کے کورنر پر ہی بے باک ہو گا۔۔۔یہ سوچ آتے ہی ہونٹ کمینے شاپرز اٹھائے ایلف کے ساتھ چلنے لگا راستے میں پن سے مسکرانے لگے۔وہ ایلف کی نان اسٹاپ باتیں سنتے کان میں خارش ہونے لگی پر دل کو کہیں نہ کہیں اس کا بولنا اچھا لگ رہا تھا۔

ایلف باتیں کرتی اپنی دھن میں چل رہی تھی کہ گلی میں قدم رکھتے پاؤں تھمے جس کے باعث پیچے چلتا آرزک اس سے ٹکرا گیا اس سے پہلے آرزک کچھ کہتا ایلف بول پڑی۔

"پپ،،،پیچھے ہٹو،،،اتنا چپ،،چپکنے کی،،،ضضرو،،،رت نہیں ہے،،،"

"نن،،،نوکر ہو،،،نوکر،،،رہو،،،بلڈی ماسے،،

ناک چڑھاتی اس نے مالکان کے انداز میں کہاتو تھیلی پکڑے آرزک خانزادہ نے اس کی پشت کو خونخوار نظروں سے گھورا۔۔۔دو بوٹیاں کھلا کر وہ کنجوس مکھی چوس اس کے جسم کا خون چوس گئی تھی۔۔۔شکل سے معصوم دکھنے والی ایلف نے اس کا معصومیت سے اعتبار اٹھا دیا تھا۔۔۔اب بھی مارکیٹ سے ڈھیر سارا سامان اس کے ہاتھ میں پکڑاتی وہ اسے ہی کہہ رہی تھی۔۔۔ لیکن اتنے غصے کے باوجود آرزک کے ہونٹوں پہ شیطانی سی مسکراہٹ رینگی تھی۔۔۔۔اپنی گلی آچکی تھی یقیناً ایلف کا دشمن گلی کے اندر ہی مٹر گشت کر رہا ہو گا۔۔۔استہزائیہ ہنستے وہ غیر محسوس طریقے سے گلی کے کونے پر ہی رک گیا۔۔ایلف جو مزے سے گلی میں داخل ہو رہی تھی اس بار ایک کی جگہ دو کتے دیکھ اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔اس بات سے انجان کے دوسرے خونخوار کتے کے پیچھے اس کے پیچھے کھڑے اس کے ملازم کا ہاتھ ہے۔۔۔

جتنا خون اس چڑیل نے میرا ایک دن میں چوسا ہے اب حساب بے باک"

"ہو گا،،،،

شاپنگ بیگز نیچے رکھتے آرزک نے کان میں ایئر پوٹس ٹھونسے۔۔۔جس میں سلو میوزک چل رہا تھا۔۔اپنے بلیک ٹراؤزر میں ہاتھ ڈال کر جیب سے چیونگم نکال کر منہ میں ڈالی اور پھر دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں ڈال لیے۔اور خود کو لائیو سینما کارٹون دیکھنے کو بلکل تیار ہو گیا۔۔اس کی طنزیہ نظریں ایلف پر تھی جواب بہت آہستگی سے قدم پیچھے لے رہی تھی۔

"تت،،، تم دونوں ککک،،، کتنے پیارے،،، کک،،، کتے ہو،،،"

تھوک نگلتے ان کتوں کو مکھن لگانے کی ناکام کوشش کی اور قدم پیچھے لیے لیکن وہ کتے آج اس کنجوس کو بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے اس لیے ایک دم غراتے آگے بڑھے۔ایلف برق رفتاری سے پیچھے مڑی اس کے بھاگنے کی اسپیڈ اس قدر تیز تھی کہ آرزک خانزادہ حیران ہوا تھا پر پریشانی تب ہوئی

جب وہ اسی کی جانب لپکی اور بنا کسی دیر کے چھلانگ لگاتے اپنی ٹانگیں آرزک خانزادہ کی کمر پر باندھ دی اور ہاتھ اس کی گردن میں۔۔۔۔

اس اچانک افتاد پر آرزک خانزادہ بری طرح بوکھلایا تھا۔۔اسے لڑکیوں میں کبھی بھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔۔قریب آنا تو دور کی بات وہ لڑکیوں کی جانب دیکھتا بھی نہیں تھا۔۔۔زندگی میں پہلی بار کوئی لڑکی اس کے قریب آئی تھی وہ بھی اتنے قریب کے اس کی گودی میں چڑھتے اس کی بانہوں میں سما گئی تھی۔۔۔ایلف کی نرم مگر سخت پکڑ پر آرزک کے ہونٹ ناچاہنے کے باوجود بھی مسکرائے تھے وہ اس کی گردن میں منہ چھپائے ہوئے تھی

یہ کک،،،کتے ہمیشہ،،،مم،،،میرے ساتھ،،،ہی،،،کک،،،کتا پنا کیوں"

"کرتے ہیں،،،،مم،،،،مجھے بچاؤ ان سے،،،،

ایلف کی بات سنتے آرزک نے اشارہ کیا تو وہ کتے اور تیز بھونکنے لگے مگر قریب نہ آئے۔۔۔۔

"پیچھے ہٹیں میڈم اتنا چیخنے کی ضرورت نہیں ہے،،،"

آرزک نے اس کے الفاظ اسے واپس لوٹائے تھے۔جس پر ایلف اس کی گردن سے منہ نکال کر اسے غصے سے دیکھنے لگی اس بات سے لاپرواہ کے وہ اس وقت کس پوزیشن میں ہے۔

"بب،،،بکواس مت،،،کروبب،،،بھگاؤ،،،ان کو،،،"ایلف نے غصے سے رعب جھاڑتے کہا۔

"کیوں بچاوں،،،؟"وہ جیسے بے وجہ بات کو طول دے رہا تھا۔۔۔کیونکہ اتنے قریب سے وہ کپکپاتے توڑ توڑ کر لفظ ادا کرتے خوشبو میں بسے گلابی لب دیکھنا بھی دنیا کا انوکھا ترین نظارا تھا۔۔۔

"ک،،،کیونکہ تم،،،میرے مم،،،،ملازم ہو،،،"

ایلف کے وجہ بتانے پر آرزک نے اس چالاک کبوتری کو دیکھا۔۔۔

"ٹھیک ہے پہلے تو آپ مجھ سے دور ہوں،،،،ابھی خود کہہ رہی تھیں چپکو مت،،،اب خود چپکی کھڑی ہیں،،بغیر انسان کی کیفیت سمجھے،،،

آخری الفاظ اس نے دل میں ادا کیے تھے۔۔۔جب کہ آرزک خانزادہ اس بات سے بالکل لاپرواہ تھا کہ ایلف کی قربت اسے بری نہیں لگ رہی تھی اسے گھن نہیں آرہی تھی۔۔یا وہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ وہ اس سے دور ہو جائے۔۔۔

"مم،،،میں،،چچ،،،،چپک سکتی،،،ہوں،،،پپ،،،پر تم نہیں،،،"

ایلف کی اس نئی نکور اور انوکھی منطق پر وہ عش عش کر اٹھا تھا۔اس لڑکی کی مثال تو بالکل ایسی تھی کہ وقت پڑنے پر گدھے کو بھی باپ بنالو۔۔۔۔

اور ایسا کیوں ہے؟؟؟کیا میری عزت نہیں ہے،،،؟لڑکوں کی عزت " نہیں ہوتی؟؟؟؟

آرزک نے احتجاج کیا تو ایلف کی بس ہونے لگی۔۔۔۔

"مم،،،میں کونساتت،،،تمہاری عزت،،،،لوٹنے،،،لل،،،،لگی ہوں،،،""

غصے سے کہتے ایلف کو اندازہ نہین ہوا وہ کیا بول گئی تھی۔۔۔

"کیا واقعی لوٹ سکتی ہیں؟"

آرزک کا سوال اسے اب کتے سے زیادہ آرزک سے ڈرا گیا تھا۔

پپ،،،پپ،،،لیز بچالو،،،"ایلف نے مسکین سی شکل بنا کر انتہائی"
معصویت سے کہا تو آرزک خانزادہ مسرور سا اسے دیکھتا رہ گیا ایلف کی
دھڑکن وہ اپنے سینے میں محسوس کر رہا تھا۔۔۔لیکن ایلف کی اگلی بات سے
سارا خمار جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔

دد،،،دو،،،بب،،،بوٹی،،،زز،،،زیادہ دوں گی،،،رات کو،،،"آرزک"
نے بھنویں اچکائیں اس لڑکی کی زندگی آخر دو بوٹی سے شروع ہو کر دو بوٹی پر
ہی کیوں ختم ہوتی تھی۔۔۔؟؟اس کا بلینئر بھائی باران دلشیر دو دو کروڑ کی
رشوت دیتا تھا اور وہ دو بوٹیوں کی۔۔پھر بھی اس کی مسکین سی گزارش پر
آرزک نے ان کتوں کو اشارہ کیا تو وہ دم دبا کر وہاں سے بھاگ گئے۔۔اب وہ
بڑی اکڑ کر اس کی گود سے نیچے اتری تھی۔۔

مم،، میں اندر جج،، جا رہی ہوں،،، سس،، سامان اندر لے آؤ،،، اتنا"
مم،،، میں،، بریک فاسٹ بناؤں،، تت،،، تمھارے لیے،،،، وہ کہتی اطمینان
سے اندر چلی گئی جبکہ آرزک اس کی پشت کو گھور کر رہ گیا۔۔

وہ سمائرہ کے ساتھ پورا وقت لائبریری کے اس کونے میں کتابوں میں سر دیئے دبک کر بیٹھی رہی تھی۔۔ جہاں کسی کا گزر نہیں تھا۔۔۔ لیکن اب سمائرہ اسے شدید غصے کے عالم میں گھور رہی تھی جیسے سالم نگلنے کا ارادہ ہو۔۔۔۔

ریم،،، سیریسلی؟ تم اس ڈائینو کے خوف سے بھوکی ہو اب تک،،، تم اس" کے خوف سے فوت ہو یا نہ ہو پر اپنے ساتھ مجھے بھوک سے ضرور فوت کر دو گی،،،،" سمائرہ غصے سے جھنجھلائی تھی۔۔۔ ریم نے جواباً عاجزانہ نظروں سے اسے گھورا۔۔۔ ویسے ہی بھوک بڑھتی جا رہی تھی اور وہ ظالم تھی کہ اور

بھوک بھوک کر کے پیٹ کے چوہوں کو جگا رہی تھی اب کیسے بتاتی اگر وہ باہر گئی تو وہ کھانے کو کھائے یا نہ کھائے لیکن وہ ایحان نامی ڈریکولا اس کا خون ضرور پی جائے گا۔۔۔۔

ایک دن بھوکا رہنے سے کوئی نہیں مرتا سمجھو آج تمہارا روزہ ہے،،"ریم" نے سمائرہ کے گھورنے پر بے نیازی سے کہا۔اور ایک نظر گھڑی پر دیکھا جو ساڑھے بارہ بجا رہی تھی۔۔

سیریسلی ریم،،؟؟میری بھوک سے جان نکل رہی ہے،،،اگر اس سے اتنا" ڈر لگتا ہے تو پنگا کیوں لیتی ہو،،،،"

سمائرہ کھڑی ہوتے وہاں سے جانے لگی تھی کہ ریم نے فوراً ہاتھ تھام لیا۔۔۔

پلیز ڈونٹ گو سمائرہ،،،اگر وہ آگیا تو،،،،ریم نے خوف سے کہا تو سمائرہ" بے اختیار آنکھیں میچ گئی۔۔۔

تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میرے ہونے نہ ہونے سے وہ تمہیں چھوڑ دے" گا،،،وہ تمہارا چلی کباب بنا کر چپاتی اور کولڈ ڈرنک کے ساتھ تمہیں گٹک کر

ڈکار بھی نہیں مارے گا،،، جو تم نے اس کو باڈی بلڈر جمبو چوہا کہا ہے نہ وہ چوہا تمہیں اپنا میل بنالے گا،،،" سمائرہ نے پہلے سے خوف زدہ ریم کو مزید ڈرایا تو ریم کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔

نن،،، نہیں پلیز ایسا مت کہو،،" ریم نے ناخن دانتوں تلے دبا کر دوسرے" ہاتھ سے اپنی پیشانی مسلی۔۔

ڈونٹ وری میں کہیں نہیں جا رہی،،، بیگ لے کر جا رہی ہوں،،، خاموشی" سے کینٹین سے کچھ کھانے کا سامان لے کر چھپ کر واپس آ جاؤں گی،،، بس تم یہاں سے ہلنا مت،،، بلکہ ایک کام کرو تم اور کونے میں جا کر وہاں بیٹھ جاؤ تاکہ کسی کی نظروں میں نہ آؤ،،،" سمائرہ نے بات سمجھاتے ایک کونے میں اشارہ کیا تو ریم فورا اثبات میں سر ہلاتی وہاں جانے لگی لیکن جلد ہی واپس پلٹی۔۔

پلیز جلدی آنا مجھے بہت بھوک لگی ہے،،،" ریم نے بیچارگی سے کہا تو سمائرہ" مسکرا کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

وہ کچھ ہی لمحوں بعد لائبریری سے باہر نکل گئی اور ریم اسی کونے میں گھس کر بیٹھ گئی۔۔۔ سمائرہ لائبریری سے باہر نکلی ہی تھی کہ بری طرح کسی سے تصادم ہوا۔

کندھے پر بیگ تھامے اپنے اوپری بٹن کھولے بالوں کا میسی بن بنائے کچھ بال چہرے پر جھول رہے تھے۔۔۔ گلے میں چمکتی چین اور ہاتھوں کی نمایاں نسیں۔۔ وہ کوئی اور نہیں ایحان دلشیر ہی تھا اور اس کے ساتھ ہی ضیاء اور زین بھی۔۔۔ سمائرہ کی نظریں ایحان دلشیر کے سرخ و سفید رنگت پر ٹکتی پتھر ہو گئیں۔ کوئی اور انجان لڑکی ہوتی تو یقیناً اس بیڈ بوائے کے سحر میں جکڑ جاتی پر سمائرہ اسے بخوبی جانتی تھی۔۔۔ وہ چلتا پھرتا خطرناک قسم کا حیوان تھا۔۔۔ سمائرہ کو خود احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ انجانے میں لائبریری کا دروازہ گھیر کر کھڑی ہو گئی تھی کہ وہ لوگ اندر نہ جا سکیں۔۔۔ ان کا لائبریری میں جانے کا ارادہ بھی نہیں تھا اسی لیے شاید کسی نے اس کی حرکت کو زیادہ محسوس نہیں کیا لیکن ایحان کی آنکھیں تو سمائرہ کو دیکھتے ہی چمک چکیں

بیٹھی تھی۔۔۔اگر یہ لڑکی یہیں تھی تو وہ باتونی بھیگی بلی بھی یہیں کہیں چھپی تھی۔اور سمائرہ کا دروازہ کور کرنا ایحان دلشیر کی زیرک نگاہوں نے بہت باریکی سے دیکھا تھا اور دماغ نے اس بات پر مہر فکس کی تھی کہ وہ پدی چورنی اندر کہیں روپوش تھی۔۔۔ہونٹوں کے کنارے بے ساختہ شیطانی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

"سس،،،سوری جلدی میں تھی آپ لوگوں کو دیکھا نہیں،،،" ماتھے پر شہادت کی انگلی سے کھجاتے اپنی گھبراہٹ چھپاتے خجالت سے کہا۔۔۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟؟؟تمہاری تو کلاس آن ہے،،،"زین نے آنکھیں چھوٹی کیے رعب سے پوچھا تو سمائرہ کی آنکھیں ایحان کی جانب اٹھیں۔۔۔وہ اس کی جانب سے بے نیاز تھا یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہوا تو جواب دینے کی ہمت ہوئی۔

ہہ،،،ہاں وہ کچھ ضروری بکس لینی تھیں تو لائبریری آئی تھی اب کلاس" میں ہی جا رہی تھی،،،،" سمائرہ نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی البتہ دل یہ سوچ کر دھڑک رہا تھا کہ اب ریم پکڑی جائے گی۔۔۔

اور تمہاری وہ آفت دوست کہاں ہے،،،، جس نے ہمارے اتنے ہینڈسم" دوست کو بھیا بنا لیا تھا،،،" ضیاء نے جان بوجھ کر ایحان کو سلگانے کے لیے لفظ بھیا ادا کیا تھا اور اس کا تیر بالکل نشانے پر لگا تھا کہ ایحان نے مٹھی بھینچ لی تھی۔۔۔

"وہ تو بہت معصوم ہے،،،، سب کو بھائی بنا لیتی ہے،،،"

سمائرہ نے فورا بات کو مزاق کے پیرائے میں اڑانا چاہا پر سامنے زین اور ضیاء کھڑے تھے جو کسی بھی پولیس سے زیادہ تفتیشی تھے۔۔۔۔

"تم یہ بتاؤ وہ ہے کہاں؟"

زین نے واپس سوال دہرایا تو سمائرہ مزید گڑبڑا گئی۔۔۔

"وو،،وہ شاید،، پچھلے گراؤنڈ میں نوٹ ریڈی کر رہی ہے،،یہاں لائبریری میں نہیں ہے میں چیک کر چکی ہوں،،،"

سمائرہ کا کہنا تھا کہ ایحان ان سب کو نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا۔۔۔ایحان کو دیکھ ضیاء اور زین بھی بنا جواب دیے آگے بڑھ گئے۔۔۔سمائرہ نے ان کے جانے پر گہرہ سانس ہوا میں خارج کیا اور نیچے کی جانب بھاگی تاکہ جلدی جلدی کھانے کا سامان لے کر واپس لائبریری پہنچ سکے۔۔

نیکسٹ کوریڈور کی جانب مڑتا ایحان ایک دم رکا تھا۔۔۔پلٹ کر دیکھا تو سمائرہ نیچے کی جانب بھاگ رہی تھی۔۔۔

ہونٹوں پر ڈیول مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔۔ضیاء اور زین ناسمجھی سے اس کی مسکراہٹ ہی دیکھ رہے تھے جب وہ اچانک گویا ہوا۔

"مجھے لائبریری میں ضروری کام ہے،،،لائبریرین دو دن سے چھٹی پر ہے،،،لائبریری کی پری انچارج اور اسٹوڈینٹ کو میں باہر بھیج رہا ہوں،،،کچھ دیر کے لیے باہر سے دروازہ لاکڈ کر دینا،،،"

ایحان کے کہنے کی دیر تھی زین نے اس کے چہرے کے سامنے اپنا ہاتھ لہرایا۔ ٹانگ کے ساتھ دماغ بھی ہل گیا کیا،،،ڈین کو پتا چلا لائبریری بند کی تو باہر پھینک دے گا،،،کچھ دن پہلے کا اسکینڈل دبا نہیں ابھی،،،اور تجھے لائبریری میں کیا کرنا ہے،،،؟"ضیاء نے منہ بسورتے کہا۔اگر یونی سے باہر نکل جاتا تو اتنے دن ذوالنورین کو کیسے دیکھتا۔یہ خیال ہی تڑپانے لگا تھا۔لاکھ بے نیازی کا ارادہ کیا تھا پر دل کسی طور پیچھے ہٹنے پر آمادہ نظر نہیں آتا تھا۔۔۔

"تم لوگ کب سے ڈرنے لگ گئے،،،ہے مجھے ایک ضروری کام،،،کچھ سوالوں کے جوابات ڈھونڈنے ہیں،،،لیکن اگر تم لوگ نہیں کر سکتے آئی "ول مینیج،،،،

ایحان ان دونوں کو ہی پیچھے کرتا لائبریری کی جانب بڑھا تو ضیاء اور زین کو بھی مجبوراً جانا پڑا۔۔۔ایحان کے اندر جانے کے بعد کچھ ہی دیر میں لائبریری میں بیٹھے تمام لڑکے لڑکیاں باہر آ گئے اور ضیاء اور زین نے

لائبریری کادروازہ بند کر دیااور دروازے کی دونوں جانب پہرے داری کے لیے کھڑے ہو گئے۔۔۔

یہ وہ زندگی کا پہلااور عجیب ترین لمحہ تھاجب اس حقیقت کاادراک ہوتے باران دلشیر جیسے بے رحم سفاک انسان کادل ایک مرتبہ توڈوب کے ابھرا تھا کہ سامنے بیٹھی نازک، چھوئی موئی ڈری ہوئی سی لڑکی ایب نارمل ہے۔۔

پپ،،،رپر،،یہ گندا ہو گیا ہے ناں،،،،"لرزتے ہوئے لہجے میں اپنے بازو" کو مسلسل رگڑتے آنکھوں میں شفاف موتی ٹمٹمانے لگے تو باران دلشیر کادل مچل گیا۔۔یہ وہ آنکھیں تھیں جنھیں ایک مرتبہ دیکھ کراس نے انھیں دوبارا دیکھنے کی تمنا کی تھی اور آج انہیں آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔یہ پہلی دفع تھا جب وہ کسی کو پیار سے ڈیل کر رہا تھا۔۔اسے مشکل پیش آرہی تھی کہ وہ اس معصوم سی چڑیا کو کیسے ٹریٹ کرے۔۔ادھر اس نے اس لمبے چوڑے خوبرو

اور خوبصورت سے شخص کو سادے سے حلیے میں اپنے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے پایا۔۔زریمان نے کہا تھا وہ فرشتہ صفت انسان ہے وہ اس سے خوفزدہ نہیں تھی اس وقت اسے اس شخص کی آنکھوں میں ہوس کیسی کوئی چیز بھی دور دور سے بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔

ریلیکس،،،میرے پاس ایک میجیکل کریم ہے اس سے ہاتھ صاف" ہو جائے گا بالکل،،،،" وہ بول کر فورا کھڑا ہوا اور ساتھ اینارہ کو بھی کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔۔۔

نن،،، نہیں،،،وہ آجائے گا،،،تو،،،"اینارہ کا کہنا تھا کہ باران نے غصے سے " مٹھیاں بھینچ لیں۔

میں کون ہوں،،،؟" باران نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔اینارہ" باران کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی۔اگر اس لمحے زریمان ہوتی تو شدید جھٹکا لگتا کہ وہ نازک چڑیا کسی مرد کے قریب آنے پر خوفزدہ نہیں ہوئی۔۔مرد

بھی وہ جس کے لیے عورت ذات کی اوقات کسی کھولنے سے بھی زیادہ بدتر تھی۔۔

بب،،، باران دلشیر،،، "اینارہ نے نم لہجے میں کہا تو اس بار پہلی مرتبہ زندگی" میں ایسا ہوا تھا کہ باران دلشیر کو اپنا نام اچھا نہیں لگا تھا۔۔

نو،،، میرا نام کچھ اور ہے،،، ابھی آپ نے مجھے کسی اور نام سے پکارا تھا،،، " مجھے اسی نام سے پکارو" وہ بادل نخواستہ اینارہ کو ٹوک گیا۔ یہ تھوڑا بچکانہ تھا پر باران دلشیر نے ہوش میں ہوتے کسی لڑکی سے نرمی سے بات کی ہی کب تھی۔۔

ای،،، اینجل باری،،،، "اب کی بار اینارہ کے لب پھڑ پھڑائے تو باران کے " ہونٹ بھی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔ اور یہ مسکراہٹ کسی بھی درد اور کمینے پن سے پاک بہت معصوم تھی۔۔ شاید بچپن کے بعد پہلی بار باران دلشیر اس طرح مسکرایا تھا کہ مسکراہٹ بلکل خالص تھی۔

پھر جلدی سے کھڑی ہو جاؤ،،،اگر چاہتی ہو اینجل باری تمھیں پروٹیکٹ" کرے اور تمہیں نوکری بھی تو چاہیے نہ،،،" باران دلشیر کا کہنا تھا کہ اینارہ فورا کھڑی ہو گئی پر ہاتھ اب بھی اپنے بازو پر تھا۔۔ باران پلٹ کر کچن میں گیا اور فریزر میں رکھی پولیفیکس کی ٹیوب نکالی۔۔جو وہ کئی مرتبہ فریزر میں دیکھ چکا تھا۔۔پہلے سوچا ایسے ہی باہر لے جائے پھر خیال آیا اس نے تو میجیکل کریم کہا تھا۔۔ پھر کچھ پولیفیکس انگلی پر لگا کر واپس اینارہ کے پاس آیا جواب ابھی کچھ دیر پہلے سے بہت بدلی بدلی لگ رہی تھی۔۔ باران ایک دم ٹھٹھک کر رکا پھر اپنا خیال سمجھ کر جھٹکا اور اینارہ کا بازو تھامنا چاہا تھا کہ وہ خوفزدہ ہوتی ایک دم پیچھے کی جانب ہٹی۔ باران کو اس کا یوں خوفزدہ ہونا بری طرح چبھا تھا۔

مم،،،میں لگالوں گی،،،" باران کی انگلی پر کریم دیکھتی وہ کچھ لمحے سوچنے" کے بعد بڑبڑائی۔۔(اسے یہاں بھیجنے سے پہلے زریمان نے اچھے سے سمجھایا تھا کہ وہاں ڈرنا نہیں بلکہ بہت بولڈ اور خود اعتماد بن کے جانا ورنہ نوکری نہیں

ملے گی۔اب ایمارہ کو یہ خوف لاحق ہوا تھا کہ کہیں اس کے اتنے ڈرپوک اور خوفزدہ رویے کو دیکھ کر باران دلشیر اسے نوکری سے ہی فارغ کر کے واپس اسی جہنم میں نہ بھیج دے۔۔۔اچانک باران کی انگلی اس کے آگے بڑھانے پر وہ خوف دباتی نا سمجھی سے باران کو دیکھنے لگی۔

کریم،،،"انگلی کی طرف اشارہ کرتے باران نے نرم مگر بے تاثر لہجے میں" کہا تو ایمارہ نے ہمت مجتمع کرتے فورا اپنی انگلی پر اس طرح کریم لی کہ انگلی باران دلشیر کی انگلی سے مس نہ ہو۔۔۔باران بغور اس کا یہ گریز دیکھ رہا تھا۔ ہونٹ اس نازک جان کے گریز پر مسکرائے تھے۔۔۔

لل،،،لگالوں،،،،،،ایمارہ نے آستین کے اوپر سے ہی بازو پر کریم مسلی تو" باران کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ماتھے پر ایک بل پڑا۔

سس،،،سوری وہ،،،،"وہ اس کے اس طرح دیکھنے سے بری طرح" گھبرائی۔۔ایمارہ کو اپنی بے بسی پر مزید رونا آنے لگا کہ کہیں سامنے والا اسے واقعی سب کی طرح پاگل نہ گمان کرے پر وہ کیسے بتاتی کے وہ اپنے جسم کا کوئی

حصہ کسی کے سامنے عیاں نہیں کرتی۔۔۔کب کس کے اندر بھیڑیا جاگ جائے کون جانتا تھا۔۔وہ اسی چیز سے ہی تو خوفزدہ تھی۔۔

"اٹس اوکے،،، یہاں بیٹھ جاؤ،،، "باران اس کی کیفیت کسی حد تک سمجھ گیا تھا۔۔۔اس لیے واپس نرمی اختیار کرنے لگا۔اینارہ فوراً صوفے کے ایک کنارے پر بیٹھ گئی تو باران اس کے مقابل دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا اور ملازمہ کو ایک فریش جوس لانے کا حکم دیا۔۔

"آپ کی،،، زریمان سے بات ہو گئی نہ،،، "اینارہ نے انگلیاں آپس میں مسلتے ایک نظر باران کو دیکھ کر پوچھا اور فوراً نظریں جھکا لیں۔۔۔وہ پہلی بار کسی مرد سے ہمکلام ہو رہی تھی۔۔خوف و وحشت سے دل پھسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو بے تاب تھا۔۔اسے یاد آ رہا تھا وہ اس شخص کو ایک مرتبہ کوٹھے پر دیکھ چکی تھی۔۔۔اور یہی وہ شخص تھا جس سے پہلو بچانے کے لیے اس نے اس کے ہاتھ پر کاٹا تھا۔ڈر لاحق ہوا اگر مقابل پہچان گیا تو۔؟؟؟خیال آتے ایک چور نظر اٹھاتے باران کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہمم،،، بہت تفصیلی بات ہوئی ہے زریمان سے،،، وہ چاہتی ہے میں آپ کو" اپنے پاس ہی محفوظ رکھوں،، اور نوکری بھی دے دوں تاکہ آپ سروائو کر سکیں،،،" باران نے اپنی تھائی مسلتے پر سوچ انداز میں کہا۔ معاملے کی تہہ تک تو وہ پہنچ چکا تھا جہاں زریمان کی مکاری پر جان جل رہی تھی وہیں اس بات پر دل سجدہ ریز تھا کہ اس نے مہرے کے طور پر اگر اینارہ کا استعال بھی کیا تو اسے باران دلشیر کے پاس ہی بھیجا تھا۔۔ ورنہ کوئی اور ہوتا اور اینارہ اور زرمش میں فرق نا کر پاتا۔۔۔ اور اینارہ کو نقصان پہنچا دیتا تو کیا ہوتا۔۔ وہ تو اس کو اس کی آنکھوں سے ہی پہچان گیا تھا۔

کیا کوالیفیکیشن ہے آپ کی،،،؟" باران کے سوال پر اینارہ پہلو بدلنے" لگی۔ اس نے ایف اے کیا تھ۔۔ وہ بھی اوپن یونیورسٹی سے۔۔۔ اس محل جیسے گھر کو دیکھ کر اینارہ کا ادراک ہو گیا تھا کہ کمپنی بڑی ہو گی۔۔ لیکن پھر خیال آیا اردو لٹریچر تھا۔۔ پر بارہ جماعتیں کم تو نہیں ہوتیں۔

ایف اے "اینارہ نے فورا بتایا تو باران نے حیرت سے آئی بروا چکائی۔۔"
اسے اندازہ نہیں تھا کوٹھے میں رہ کر بھی وہ لڑکی اتنی بھی تعلیم حاصل کر سکتی ہے۔۔۔ لیکن وہ سوچ رہا تھا اسے جھوٹی موٹی ہی سہی آخر کونسے سے لیول کی جاب دے۔۔؟؟؟ جس سے اسے یہ اطمینان ہو کہ وہ یہاں جاب کر رہی ہے۔۔۔

ریئلی اٹس گڈ،،، پھر تو تمہاری نوکری پکی،،، تنخواہ بھی ٹھیک ٹھاک ہو گی،،،"
""""اکاؤنٹس کا کام کر لو گی؟

باران کہنے کے بعد اینارہ کے جواب کا انتظار کرنے لگا پر وہاں ویسے ہی خاموش دیکھ کر دوبارہ سوال کیا۔ایک تو اینارہ کی جھکی پلکیں عجیب وبال مچا رہی تھیں۔۔۔ کہاں وہ ان آنکھوں کو فرصت سے دیکھنے کا متمنی تھا اور کہاں وہ ظالم لڑکی نظریں اٹھانے سے انکاری تھی۔۔

،،،مم،،،مجھے نہیں آتا،،،"اس نے گھبراہٹ سے بری طرح کپکپاتے ہاتھ" مسلے۔۔

اوہ،،،، کوئی بات نہیں،،، ڈیٹا انٹری یا سب سے بیسٹ کے،،، تم میری" پرسنل اسسٹینٹ بن جاؤ،،، بہت اچھی سیلری پلس ہر وقت میرے ساتھ رہو گی تو بلکل محفوظ رہو گی،،،" باران نے گویا اس کے سامنے اپنے دل کی رکھی تھی۔ پر اگلے ہی لمحے وہ بری طرح ٹھٹھکا تھا جب اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کرتے آنسو گرتے دیکھے۔

آپ رو کیوں رہی ہو،،،؟" شاید کوئی اور ہوتا تو جھنجھلا جاتا۔ پر وہ باران" دلشیر تھا اپنی پسندیدہ چیزوں سے وہ کبھی نہیں جھنجھلاتا تھا وہ الگ بات تھی کہ اس کی پسند کی فہرست بہت مختصر ترین تھی۔۔۔ (عجیب چابی والی ننھی سی گڑیا ہاتھ لگی تھی جس نے باران دلشیر کی تمام تر توجہ اور دلچسپی زبردستی اپنی جانب کھینچ لی تھی)

مم،،، مجھے اتنی انگلش نہیں آتی،،،،" اینارہ کا کہنا تھا کہ باران دلشیر پہلے تو" ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا پھر ایک دم گہرا مسکرایا۔۔۔

اور کیا کیا نہیں آتا،،،؟" باران نے مصنوعی غصے سے کہا۔ لیکن معاملہ الٹا"
ہی ہوا کہ وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی بلک بلک کے رو دی۔ باران کو سمجھ نہ آیا
وہ کیا کرے۔ اگر اس نے کبھی صنف نازک کے نخرے اٹھائے ہوتے تو
معلوم ہوتا روتی لڑکی کو چپ کیسے کرواتے ہیں۔۔۔ وہ تو انھیں منہ لگانے
تک کا روادار نہیں تھا۔۔

رونا بند کرو اینارہ آپ،،،" باران نے نرمی سے کہا پر کوئی فائدہ نہ ہوا۔"
اگر آپ روئی تو میں مجبوراً آپ کو واپس کوٹھے پر بھیج دوں گا،،،" باران"
نے اندھیرے میں تیر چلایا جو بالکل نشانے پر لگا۔۔۔ وہ ایک دن دم چپ
ہوتی باران کو خوف سے دیکھنے لگی۔۔۔

اب رونا نہیں،،، بتاؤ کیا کیا آتا ہے،،،؟" باران نے پھر سے پوچھا تو اینارہ"
نے بامشکل آنسو روکے پھر بہت دھیمے لہجے میں بولی۔ "کچھ بھی نہیں آتا،،
پپ،،، پر میں گھر کے سارے کام کر لوں گی،،، سب کچھ،،،،: وہ فوراً بولی
کہ مبادا وہ گھر سے ہی نا نکال باہر کرے۔ باران دلشیر منہ پر ہاتھ کی مٹھی

رکھے سوچنے لگا کہ کیا کرے ؟۔اب اس نازک جان سے گھر کی صفائی کیسے کرواسکتا تھا؟وہ تو بہتے پانی کی طرح پاکیزہ معلوم ہوتی تھی۔۔پگھلتے موم سے بھی زیادہ نرم وملائم۔وہ نازک سفیدی جو ھواء سے بھی میلی ہو جائے۔۔۔

ٹھیک ہے،،،آپ گھر میں میری پرسنل اسسٹنٹ بن کر رہو گی،،،" باران " نے کافی دیر سوچنے کے بعد کہا۔ایک یہی کام اس کے لیے سمجھ آیا تھا۔

پرسنل،،،اسسٹنٹ کک،،،کیا؟ہوتا ہے ؟مم،،مجھے کیا کیا کرنا ہو گا،،،،"" اینارہ کا معصومانہ سوال نہیں گویا بم تھا۔۔باران دلشیر بے بسی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔یہ تو طے تھا یہ لڑکی باران دلشیر کو ٹف ٹائم دینے والی تھی۔۔۔

پرسنل اسسٹنٹ مطلب،،،میرے کپڑے نکالنا،،،ان کو پریس کرنا،،،" میرے لئے کھانے پینے کی چیزیں بنانا،،،میری فائلز کے پیپر سیٹ کرنا،،، لائبریری کی بکس ترتیب سے رکھنا،،،میری چیزوں کا خیال رکھنا،،،" باران کی بات پر اینارہ سوچ میں پڑ گئی۔پھر ایک دم بولی۔

میں سب کروں گی،،،"ایناره کا کہنا تھا کہ باران اثبات میں سر ہلاتے" مسکرایا۔ مگر ہاتھ کی پشت لبوں پر رکھ کر یہ مسکراہٹ اس بے وقوف لڑکی سے چھپانی پڑی۔۔

"اوکے،،،سارے کام تمہیں روبینہ سمجھادے گی،،،"

وہ کہہ کر اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔مزید بیٹھنا اپنے دل کو چیرے لگانے کے مترادف تھا۔۔۔باران کے جاتے ہی ایناره واپس اپنے بازو کو ہلکے ہلکے رب کرنے لگی اس بار وجہ گھن نہیں تھی۔۔بلکہ اس مرہم کو محسوس کرنا تھا جو کسی مہربان نے اسے دیا تھا۔۔کچھ کی دیر میں روبینہ جوس لے آئی جو اس نے اطمینان سے پیا۔۔اور پھر فون پر جیسے کسی کی ہدایات پر عمل کرتے اسے اس بنگلے کے ماسٹر بیڈ روم کے سامنے والے کمرے میں لے گئی۔۔۔

جنگل کے راستے گزرتے زرمش اچانک منہ کے بل زمین پر گری۔۔۔ایک نوکیلا کانٹا اس کے ہاتھ پر چبھا تو تکلیف کی شدت سے دل و جان سے تڑپ اٹھی۔۔

"اللہ مزید آزمائش نہیں برداشت کر سکتی،، تو نے جو زندگی میرے لیے منتخب کی ہے میں اس میں راضی ہوں،،، اگر وہ فراز ہے تو میں اس میں بھی راضی ہوں،،، میں نے اپنی عزت تیرے سپرد کی،،، ایسے کئی کانٹیں میری روح پر چبھے ہیں اللہ تعالیٰ،،، پلیز اس روح تک کو چھلنی کرنے والی تکلیف کو مجھ سے دور کر دے،،،،"

وہ بلک بلک کر روتی اٹھ بیٹھی۔۔۔شام ڈھلنے کو تھی۔۔خوف کا عالم بڑھنے لگا تھا۔۔۔یہ دار فانی کی خوفناک رات تھی۔ کبھی اسے دنیا اتنی خوفزدہ نہیں لگی تھی جتنا وہ دیکھ چکی تھی۔۔۔اٹھ کر بیٹھتے اپنے ہاتھ سے وہ کانٹا کھینچ کر نکالا تو خون بھل بھل کر نکلنے لگا۔۔۔ نظر گھٹنے سے پھٹی شلوار پر گئی تو آنسوؤں کا گولا حلق میں اٹک گیا۔۔۔جلد ہی وہ شلوار کے اس حصے کو مروڑتے اندر سے نظر

آتا اپنا گلابی گھٹنہ چھپا چکی تھی۔پر وہ رات یاد آئی تو روح پر ایک اور چابک لگا جب زاویار خانزادہ اس کے سامنے آیا تھا۔اور اس کے جسم کے پوشیدہ حصے دیکھے تھے۔۔۔اذیت و تکلیف کی انتہا سے وہ آنکھیں زور سے بھینچ گئی۔۔۔ یااللہ میں اس غلیظ بدنیت بدکردار شخص سے شدید نفرت کرتی ہوں،،،،"

مجھے کبھی اس کے روبرو نہ لانا،،،میں نہیں چاہتی وہ دوبارہ میرے چہرے کو دیکھے،،،اور اس کی آنکھوں میں مجھے میرے جسم کی دلکشی کے لیے حقارت نظر آئے،،،،اتنی ذلت کبھی کسی نے محسوس نہیں کروائی،،،اس کارخانے کے ان جاہل مردوں نے بھی نہیں جن کی آنکھیں گدھ کی طرح نوچنے کو ہوتی تھیں،،،جتنی کہ اس آدمی کی الفاظ نے میری روح کو چھلنی کر چھوڑا تھا،،،یااللہ وہ آدمی تڑپے مگر اسے کہیں سکون نا ملے،،،،

آنسو متواتر گالوں سے بہہ رہے تھے لب آہستہ آہستہ ہلتے دعا میں مشغول تھے۔دو وقتوں کا ملاپ ہو رہا تھا۔آسمان پر نارنجی روشنی بکھرنے لگی تھی۔

"مجھے کبھی زاویار خانزادہ کے سامنے نہ لانا۔۔"

آخری الفاظ ادا کرتی وہ کھڑی ہوئی۔ بڑی مشکل سے کمزور قدموں کے ساتھ سڑک تک ہی آئی تھی کے لڑکھڑا کر زمین پر گری۔۔۔ سامنے تیزی سے آتی گاڑی وہاں سے گزری لیکن آگے جاتے ہی چرر کی آواز سے ٹائیر رکے۔۔

****

باران کے آخری فون کال کے بعد وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔ دل ایک دم خاموش اور ساکت تھا۔۔۔ کوئی منفی یا مثبت خیال اس کے زہن میں نہیں تھی۔۔ ہونٹوں پر صرف ایک مسکراہٹ تھی جو نہ طنزیہ تھی نا جس میں کوئی احساس تھا۔۔۔ صرف ایک ملال تھا کہ وہ عورت ذات کو پہچاننے میں ہمیشہ غلط رہا تھا۔۔ زاویار اس کے بعد آفس کے لیے نکل گیا تھا۔۔۔ لیکن یہ بھی اس کی خام خیالی تھی کہ وہ آفس آنے کے بعد اپنا زہن بھٹکا سکتا تھا۔ جبھی دو تین میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد غصے سے فائل ٹیبل پر پٹخی۔۔۔

"کیا بکواس ہے،،،،"

غصے س جھنجھلاتے زاویار نے انٹر کام اٹھایا اور پے اے کو روم میں آنے کا حکم صادر کیا۔۔۔اگلے لمحے پی اے روم میں حاضر تھا۔

"کل کی ساری میٹنگ کینسل کر دو،،،میں گھر جا رہا ہوں،،، مینیجر کو بولو سارا کام پراپر طریقے سے کر کے مجھے فائل ای میل کر دے،،،" اپنا کوٹ پہنتا زاویار روم سے باہر نکلا۔۔دل و جان کو ایک وحشت و بیزاری نے جیسے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا۔۔۔کچھ منٹ بعد لفٹ نے گراؤنڈ فلور پر پہنچا دیا۔۔۔وہ شنِ بے نیازی سے چلتا بلیک مرسڈیز کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ پیچھے ہی گارڈز کی گاڑی تھی۔۔۔سفر شروع ہوا تو زاویار خانزادہ کا دل مزید بوجھل ہونے لگا۔۔دل و جاں پر جو ایک مستقل عذاب طاری تھا وہ اسے کہیں سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔۔۔فون ہاتھ میں گھماتے آن کیا اور بے مقصد فائلز ریڈ کرنے لگا پر پھر اس سے بھی دل اچاٹ ہوا تو فون بند

کر دیا۔۔۔دل ودماغ میں ایک جنگ برپاہونے لگی تھی۔۔۔یوں لگتا تھااس خاموشی کے بعداس کادل ایک طوفان لانے والا ہے۔

بقول اس کے وہ اب تک زرمش کواس لیے سوچتا آیا تھا کیونکہ وہ مجبوراور بے بس تھی اس کی عزت خطرے میں تھی۔ورنہ بھلاوہ کہاحسن پرست مرد تھا۔لیکن پھر جب باران سے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ لڑکی بھی ج*سم ف*رو*ش تھی تواس کے دل ودماغ سے اس لڑکی کے لیے ہمدردی کی پرچھائی بھی مٹ جانی چاہیے تھی پھر کیوں وہ اس کے متعلق سوچ رہا تھا۔۔۔ذہن جھٹک کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔چلتا سفر پیچھے رہ جانے والی سڑک جلتے مناظر نجانے کب ماضی کی فلم بن گیااندازہ نہ ہوا۔

آنکھیں بھینچے ایک نازک چاندنی سی ٹھنڈک لیے سفید مخمل میں لپٹا سراپا آنکھوں کے آگے جھلملایاتوزاویار خانزادہ بے بسی سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔

وہ لیمپ اٹھایاہاتھ۔۔خوفزدہ ہرنی سی آنکھیں۔۔اوردل چیرنے والے کلمات۔۔سب کچھ ہی توذہن سے چپک کر رہ گیا تھا۔باران دلشیر صحیح کہتا تھا

زاویار خانزادہ اب دماغ سے کام لیتا تھا پر وہ لڑکی دل چھوڑ دماغ پر ہی قابض ہو رہی تھی۔۔۔

جسم خریدنے والے شریف زادوں کو کیا کہیں گے۔۔"الفاظ کی بازگشت" اکثر بار بار کانوں میں گونجتی تھی۔۔زہن میں ایک ٹیس سی اٹھی اور اسی جھٹکے سے گاڑی بھی رکی کے زاویار نے پٹ سے آنکھیں کھول کر غصے سے ڈرائیور کو گھورا۔۔۔

"سوری سر،،، باہر کوئی لڑکی سڑک پر بے ہوش پڑی ہے۔۔"

ڈرائیور کے پریشانی سے کہنے پر زاویار نے کھڑکی سے جھانک کر باہر دیکھا تو سڑک کنارے پر سیاہ چادر میں واقعی ہی کوئی عورت یا لڑکی سڑک پر بے ہوش تھی۔اس کا چہرے پچھلی جانب تھا جب کہ ایک ہاتھ کا سفید رنگ نمایاں تھا کہ زاویار خانزادہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا اور قدم اس عورت کی جانب بڑھائے تھے جو بے سدھ زمین پر گری ہوئی تھی۔۔۔

****

لائبریری مکمل خالی ہو چکی تھی۔۔ایحان نے لبوں پر مخصوص مسکراہٹ سجائے لائبریری میں قدم آگے بڑھائے۔۔لائبریری بہت بڑی تھی۔۔۔ پر اسے اندازہ تھا اسے چوہا کہنے والی بھیگی بلی خود کسی کونے میں چھپی ہو گی۔۔۔ اس لیے قدم اسی جانب بڑھائے۔۔۔اور یہ دیکھ سر شادی سے مسکرایا کہ اس کی توقع کے عین مطابق وہ لائبریری کے ایک کونے پر زمین پر بیٹھی تھی۔۔۔اس کے سامنے ایک جنرل کھلا ہوا تھا۔ایک بلیک فائل اور کچھ ڈرائینگ اور مارکنگ ٹولز۔ایک طرف موٹی کتاب تھیں تو دوسری جانب پانی کی بوتل۔۔

اسکارف کچھ ڈھیلا تھا۔۔۔بالوں کی ایک لٹ چہرہ نیچے ہونے کے باعث ھواء میں جھول رہی تھی۔۔۔ایحان نے کچھ سوچتے جیب سے ایک کینڈی نکالی اور قدم آگے بڑھاتے ایک قدم کے فاصلے پر رک کر کینڈی اس کے سامنے اچھال دی۔۔۔

یہ کیامزاق ہے سمائرہ؟؟؟اس کینڈی سے میرا پیٹ نہیں بھرے گا ابھی"
مجھے اتنی بھوک لگی ہے نہ کے اس بلڈوزر جیسے چوہے کو بھی کھالوں نہ
تو،،،"وہ غصے سے اپنی ہی لے میں بولتی اس ٹوفی کو کھولنے لگی۔۔لیکن پھر
نظر اوپر اٹھانے سے پہلے ایک قدم دور مردانہ جوتوں پر نظر پڑی اور دل نے
ایک بیٹ مس کی۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی جوتے کس کے ہیں۔۔۔پھر بھی
ہاتھ ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔۔۔ہمت نہیں تھی کہ نظر اوپر اٹھا کر ایک بار
دیکھ ہی لے کہ اس کے سر پر کھڑا شخص کون ہے۔۔۔۔ریم اپنی آنکھوں کو
زور سے بند کرتے تیزی سے آیۃ کرسی پڑھنے لگی۔۔۔اور دل سے دعا مانگنے
لگی کہ یہاں جو کوئی بھی ہو پر ایحان دلشیر نہ ہو۔۔اس پدی چورنی کو خوف
سے آنکھیں بند کرتے دیکھ وہ گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھا اور غور سے اس لڑکی
کو دیکھا وہ منہ ہی منہ کچھ پڑھ رہی تھی۔۔۔ایحان دلشیر نے بہت آہستگی سے
اپنے کان اس کے منہ کے قریب کیے تو ہونٹ بے ساختہ مسکرائے۔۔وہ
بھیگی بلی اس باگڑ بلے سے بچنے کی معصوم سی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ایحان

نے چہرہ اس کے مقابل کیے بغور اس کی گھنیری پلکوں کو دیکھا پھر ہلتے لبوں کو پھر کچھ زور سے اس کے چہرے پر پھونک ماری توریم کی دھڑکن اچانک ساکت ہوئی جھٹکے سے آنکھیں کھولیں پر مقابل اتنے قریب اس ڈائنو کو دیکھ ایک زوردار چیخ منہ سے برآمد ہوئی وہ چیختی ہوئی اس سے پہلے کوئی دوسرا ردِ عمل دیتی اس کے منہ پر سختی سے ہاتھ جماتے ایحان اس کی چیخ کا گلا گھونٹ گیا۔

"ڈونٹ،،،، ایحان نے اسے آنکھیں دکھاتے تنبیہ کی توریم نے شرافت سے مگر عجلت میں اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

"مجھے،،، پپ،، پروفیسر نے بلایا ہے،، میرا ٹیسٹ ہے،،، مجھے اسائمنٹ سبمٹ کروانی ہیں،،، ریم بدحواسی میں فضول ترین بہانہ گھڑتی اپنی کتابیں وہیں چھوڑ ایحان کے ہاتھ منہ سے ہٹاتے ہی فرار ہونے کی چاہ میں تھی پر ایحان نے اس کے آگے ہاتھ کی دیوار بناتے وہ راستہ مسدود کر دیا۔

تمہیں نہیں لگتا تمہیں پہلے میرے سوالوں کا آنسر کرنا چاہیے؟؟؟؟؟"""

ایحان نے آئبرو اچکاتے سپاٹ لہجے میں پوچھا تو ریم پیچھے کی جانب کھسکنے لگی۔۔۔

پپ،،، پوچھیں،،،، "ریم کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی لبوں" پر زبان پھیرتے اطراف میں نظر دوڑائی کہ کوئی نظر آئے تو مدد طلب کرلے لیکن پھر اپنے کونے میں بیٹھنے پر جی بھر کر غصہ آیا۔۔۔وہ جو لمحہ بہ لمحہ پیچھے کی جانب کھسکنے کو تھی ایحان نے اس کی یہ حرکت سخت ناگواری سے دیکھی۔۔

"اگر تم ایک انچ بھی پیچھے ہوئی تو اچھا نہیں ہوگا،،،"

ایحان کا کہنا تھا کہ ریم کو اپنی حرکت روکنی پڑی۔

تت،،، تو پھر آپ دور ہو کر بات کریں نہ،،،، "ریم نے روہانسے لہجے میں" کہا تو ایحان کو پہلی بار احساس ہوا وہ پہلی لڑکی تھی جو اس کے گرد منڈلانے کی

بجائے اس کی قربت کی نفی کر رہی تھی۔۔۔انا کو یہ بات بہت بری طرح چبھی تھی۔

کیوں،،،،؟"ایحان نے بے مقصد ہی ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔"

ل،،،لوگ غلط سس،، سمجھیں گے،،،"ریم بری طرح اپنی انگلیاں آپس" میں مسلتے بولی۔۔ لیکن ایحان کی اگلی بات سنتے لال سرخ ٹماٹر ہو گئی۔

کیوں کسی نے کیوں غلط سمجھنا ہے یہاں میں تمہارے ساتھ رو مینس " کر رہا ہوں؟؟؟؟"بہت عام سے لہجے میں بہت بے ہودہ سوال تھا۔۔۔ریم آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی لیکن پھر اچانک اس کے ماتھے پر ننھا سا بل پڑا جسے ایحان نے بغور دیکھا۔

مم،،، مجھ سے،،،ایسی بب،،،بے ہودہ گفتگو مت کریں،،،،"اس نے" قطعیت سے کہا تو ایحان کی انا پر دوسرا چابک پڑا تھا۔۔۔یہ پدی لڑکی آخر اسے سمجھ کیا رہی تھی۔۔۔وہ تو حسین اپسراؤں کو دیکھنا پسند نہیں کرتا اور وہ لڑکی اس کے کریکٹر کو ہی مشکوک کر گئی تھی۔۔۔

میں بے ہودہ بات کر رہا ہوں یا تم؟؟ کوئی دیکھ لے گا (اس نے ریم کی نقل" اتارتے کہا۔ کہ ریم خود حیران ہوئی تھی ایحان کو یہ بچکانہ حرکت کرتے دیکھ۔۔) ایکچوئلی ایسے بیویاں بولتی ہیں جب شوہر ان سے رومینس کرتے ہیں؟؟ کہیں ایسا تو نہیں مجھے دیکھ کر تمہیں ہسبینڈ والی فیلنگ تو نہیں

"آتی؟؟؟؟ پہلے بھیا پھر سیاں مطلب تم جیسی لڑکیاں واقعی،،،،

وہ بولتے بولتے ہنسنے لگا گویا اپنی انا اور کردار پر کاری وار کا قرض سود سمیت چکایا ہو جب کہ ریم کا چہرہ ہتک و ذلت کے بھاری احساس تلے سرخ ٹماٹر ہو چکا تھا۔۔۔ سبکی کے احساس سے ریم کی آنکھوں میں تیزی سے نمی اتری اور وہ غصے سے پاگل ہو گئی۔۔

بکواس بند کریں اپنی،،، مانا میری فیس بھرتے ہیں آپ لیکن میرے" کردار کے متعلق ایک لفظ نہیں کہنا،،، سیاں تو بہت دور کی بات میں آپ جیسے لڑکوں کو بھائی جیسا پاکیزہ لفظ کہنے کے قابل نہیں سمجھتی،،،" غصے سے پھٹتی وہ بنا رکے بولے گئی لیکن یہ بھول بیٹھی کے سامنے کون ہے۔۔

کیا بکواس کی ہے ابھی تم نے،،، "ایحان نے ریم کا بازو دبوچتے اسے طیش و" غصے سے اپنے مقابل کھڑا کیا تھا۔۔۔کہ وہ اب رونے لگی تھی۔۔۔بے عزتی اور ذلت کے احساس تلے دبے ایحان کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوانے کی تگ ودو میں تھی۔

بتاؤ کیا بکواس کی ہے تم نے،،، "اس نے ریم کے دوسرے ہاتھ کو اپنے" دوسرے ہاتھ سے پکڑتے جھٹکا دیا کہ وہ اس کے بالکل قریب اور مقابل ہو گئی۔۔۔فاصلہ کم تھا لیکن وہ قد میں ایحان کے سینے تک آتی تھی۔ نظریں مستقل جھکی ہوئی تھیں۔۔اسے یاد آگیا تھا کہ وہ ایک کم حیثیت لڑکی ہے۔۔۔ محض سامنے کھڑے شخص کے ایک ڈرائیور کی بیٹی۔۔اور جس کے مقابل کھڑی ہے وہ مالک ہے۔۔۔اور خادم پر فرض ہے وہ مخدوم کی ہر بات برداشت کرے۔۔۔یہی تو رواج تھا کہ غریب پر لازم ہے وہ امیر سے دب کر رہے ورنہ مسل دیا جاتا ہے۔۔۔

اب اگر تم نے جواب نہیں دیا تو آئی سویئر اچھا نہیں ہو گا،،،ابھی دو منٹ "
پہلے تم نے جو بکواس کی ہے اسے ریپیٹ کرو،،، "غصے سے غراتے ایحان کے
سرخ و سفید چہرے کا رنگ بدلنے لگا تھا۔۔۔جو بھی تھا پر وہ تھا ایک انا
پرست مرد ہی۔۔۔کیسے اپنی ذات کی اتنی نفی برداشت کرتا جتنا وہ لڑکی ابھی
کر رہی تھی۔۔۔

میرے کردار کے بارے میں کچھ مت کہیں پلیز،،،میرے پاس فخر "
کرنے کے لیے آپ کے جتنی دولت نہیں ہے لیکن میرے بابا اور میرے
پاس صرف ایک میرے کردار کی پاکیزگی ہی میری جمع پونجی ہے،،، "بھرائی
آواز میں وہ مجرم کی طرح سر جھکائے بولی۔اب کے لہجہ عاجزانہ تھا کہ ایحان
کی پکڑ اس کے ہاتھ پر ڈھیلی ہوئی۔۔۔لیکن پھر ریم کی اگلی بات ایحان کی
ساری نرمی کو پل بھر میں خاک میں ملا گئی۔۔۔"رہی آپ کے احساس کی
بات،،،تو آپ میری پڑھائی پر جتنا بھی پیسہ خرچ کر رہے ہیں وہ میں لوٹا دوں

گی،،آپ کا احسان نہیں رکھوں گی،،!!اس کا بولنا تھا کہ ایحان کا پارہ ایک دم ہائی ہوا۔ سمجھ نہیں آیا آخر اس لڑکی کے ساتھ سلوک کیا کرے۔؟؟؟ لسٹن،،،جو میں نے دیا وہ تو میں تم سے سود سمیت وصول لوں گا،،اور سیکنڈ" تھنگ کہ میں تم جیسی لڑکی کو دیکھنا تک گوارا نہیں کرتا کجا کہ اس کی فیس بھرنا؟؟،،،ہاں لیکن نعمان علی ایک اچھا انسان ہے میں نے اس کی مدد کی تاکہ وہ اپنی بیٹی کو پڑھا سکے میں نے تمہاری فیس ادا نہیں کی نہ کروں گا،،،بلکہ نعمان علی کی بیٹی کی کی ہے،،،،"وہ بولا تو ریم اس کی سرد آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔۔نجانے کیوں وہ لڑکا پل بھر میں اس کی حیثیت دو کوڑی کی کر جاتا تھا۔لیکن یہ اس نے محسوس ہی نہیں کیا تھا کہ ایحان کی اس بات سے دل پر جو احسان کا بوجھ تھا وہ اتر چکا تھا ہاں بھلا اس نے ریم پر تو کوئی احسان نہیں کیا تھا۔۔۔ریم کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پر بہے تھے۔۔۔

میرا بازو چھوڑ دیں،،،،"جو پکڑ ڈھیلی ہوئی تھی اسے واپس سخت ہوتا دیکھ وہ" بے بسی سے آنکھیں میچتے بولی۔۔۔وہ مزید ایحان دلشیر سے زبانی تکرار کا

ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔وہ تکبر میں ڈوبا گھمنڈی شخص پل بھر میں اس کی ذات کو بے توقیر کر دیتا تھا۔۔۔کہ وہ جو دنوں اور مہینوں لگا کر خود اعتمادی بحال کرتی تھی ایحان دلشیر کے چند حقارت بھرے جملوں سے احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتی تھی۔۔۔اس کے بجائے ہوئے بے بسی لئے انداز پر ایحان نے اس کے بازو چھوڑ دیئے۔ نجانے اس لڑکی کو جھکا کر اندر سے ایک کمینی سی خوشی ہوئی تھی۔یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ لڑکیوں میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا پر یہ بھی حقیقت تھی اسے ریم میں دلچسپی ہونے لگی تھی۔۔۔اسے ڈرا سہما دیکھ کر ایک انوکھی سی خوشی ہوتی تھی۔۔۔ایحان کے چھوڑتے ہی ریم نے انگلیوں سے اپنے گال رگڑتے آنسو صاف کیے جس کے نتیجے میں گال مزید سرخ ہو گئے۔۔۔وہ نیچے بیٹھ کر اپنی پریکٹس کی کتابیں سمیٹنے لگی۔۔۔ مشکل سے آنسو روکنے کی تگ دو میں تھی۔

"ایک مرتبہ پھر آئی برو" کس چوہے نے تمہارے نوٹس کترے،،،،؟ اچکاتے وہ اس کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھا تو ریم کی دھڑکن سست پڑنے

لگی۔۔۔چور نظروں سے ایحان کو دیکھا جو قریب ہی تھا۔۔۔ماتھے پر ننھے پسینے نمودار ہونے لگے۔وہ اب اس شخص کے ہاتھوں مزید زلت و بے توقیری برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔نا یہ چاہتی تھی کہ وہ اس سے کی گئی منہ ماری کی پاداش مثاس کے بابا کو نوکری سے فارغ کر دے یا انھیں اس کی کوئی جھوٹی شکایت لگائے۔۔

"وہ بات مختصر کر رہی تھی پر مقابل کے پاس،،، گھر پر ایک آتا ہے،،، تو گویا اور کوئی کام ہی نہیں تھا وہ تھانیدار بن کر بڑی فرصت سے اس کی خبر لینے ہی جیسے یہاں نازل ہوا تھا۔۔۔

"اوہ،،،اس چوہے کا نام کیا ہے؟ صبح تم اپنے بابا کو بتا رہی تھی مجھے بھی بتانا؟؟؟؟"اس کے ہولناک سوال پر ریم کے ہاتھ کے طوطے چڑیا کبوتر سب اڑنے لگے۔۔ایحان نے ریم کے ہاتھوں سے کتابیں کھینچ کر ایک طرف کرتے سنجیدگی سے پوچھا تو ریم ساری باتیں بھول ایک مرتبہ پھر خود کو کوسنے لگی۔۔۔بھلا کیا ضرورت تھی زبان اتنی فراٹے سے چلانے کی۔۔

بھول گئی،،،"فلوقت اس ڈائنو سے بچنے کا یہی جواب پلس بہانہ اسے سمجھ" آیا تھا۔۔

نام بتاؤ؟"اب کی بار ایحان نے زور دیتے سختی سے کہا۔"

ای،،،ایحان دلشیر،،،،"اس کا نام لینا تھا کہ ایحان نے ہاتھ اوپر ہی کیا" تھا۔۔۔وہ آنکھیں میچ گئی۔گمان ہوا اب وہ ہاتھ اٹھانے سے گریز نہیں کرے گا۔۔۔جب کہ وہ جو اپنے بالوں کو پیچھے کرنے لگا تھا اس کا ڈر سمجھتے ہونٹ بے ساختہ مسکرائے۔۔

کیا تم مجھے تفصیل بتاو گی اس چوہے کا نام ایحان دلشیر کیسے ؟؟؟؟"اب کی" بار مفاہمانہ انداز میں پوچھنے لگا۔پر یہ توریم بھی جانتی تھی وہ محبت سے اگلوا کر سخت سزا دے گا۔۔۔۔

مم،،،مطلب؟"ریم نے نا سمجھی سے پوچھا۔"

مطلب یہ کہ یقیناً اس چوہے نے تمہیں اپنا آئی ڈی کارڈ یا کچھ اسی طرح کی" چیز دکھائی ہو گی جبھی تو تمہیں معلوم ہوا ہو گا اس کا نام ایحان دلشیر

یے،،،؟"گہرا طنز تھا۔ریم نے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے گہری سانس لی جو فلحال اٹک اٹک کر چل رہی تھی۔

اس کا نام میں نے رکھا تھا،،"ریم نے آخر کار منمناتے اپنا جرم قبول کیا۔۔"

ایحان سرد نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

کیوں،،،؟"ایک اور سوال داغا گیا۔"

کک،،،کیونکہ،،،کیونکہ وہ موٹا تازہ باڈی بلڈر تھا،،اور ڈڈ،،،ڈراؤنا" بھی،،،"بہت معصومیت سے ریم نے ایحان کے سامنے اس چوہے کی خصوصیات بیان کی تھیں کہ وہ اس کی جرأت پر عش عش کر اٹھا۔

یعنی ایحان دلشیر تمہیں ڈراؤنا لگتا ہے؟؟؟"ایک دم ریم کے ایک طرف" بک شیلف پر ہاتھ رکھا کہ ریم خوف سے خود بھی بک شیلف سے جا لگی۔۔۔

معصومیت کی انتہا تو یہ تھی کہ اس کے سوال پر اس بھولی لڑکی نے اثبات میں سر ہلا ڈالا تھا۔۔۔

صرف آخری بار معاف کر دیں،،، بابا کی قسم آپ کا نام دوبارہ زبان پر بھی"
نہیں لاؤں گی،،، کوشش کروں گی آپ کو اپنی شکل بھی نہ دکھاؤں،،،"
ریم نے مزید بے عزتی سے بچنے کی خاطر بلآخر عزت نفس کو بلائے طاق رکھ
معافی طلب کی تھی۔ایحان کے کڑے تیور ایک دم ڈھیلے پڑے۔ریم کے
آخری الفاظ کسی سوئی کی طرح بری طرح چبھے تھے۔۔یہ بات خود کو بھی کھٹکی
تھی کہ بھلا اسے یہ الفاظ کیوں چبھے ؟ بنا ایک لفظ مزید اس لڑکی پر ضائع کیے وہ
تیزی سے پلٹا تھا۔۔ جیسے دل وجاں کو کسی اچھوت نے جکڑا ہو۔۔۔قدم قدم
پیچھے لیتے بنا ایک نظر اس پر ڈالے وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔
جبکہ ریم وہیں بیٹھی چہرہ ہتھیلی میں گرا گئی تھی۔۔۔

یااللہ مجھے بھی اتنا امیر کر دیں کہ میں ایحان اور اس جیسے امیروں کے سامنے"
کمزور نہ پڑوں،،،اور نا ان جیسوں کے سامنے اتنی ذلت وپستی کا احساس ہو،،،
وہ خاموش ہوئی تھی اس ڈر سے بھی کہیں وہ اس کے بابا کو نوکری سے ہی نا
نکال دے۔۔۔یوں بھی اس کے باپ کو اپنے مالک پر بڑا ناز تھا۔۔۔ثابت ہوا

تھا کہ کہیں کہیں اولاد بھی ماں باپ کے لیے قربانی دیتی ہے۔پھر چاہے عزت نفس کی کیوں نہ ہو،،،؟۔

دوسری جانب وہ جو اسے ڈرانے دھمکانے کے ارادے سے لائبریری میں آیا تھا۔۔۔اپنے اندر آگ کے شعلے سلگا کر باہر نکلا تھا۔۔۔اس لڑکی سے بدلہ دور پر وہ تو ایحان دلشیر کے دل میں بھانپڑ جلا گئی تھی۔۔۔

میں کونسا اس کے منہ سے اپنا نام سننے یا اس کی شکل دیکھنے کے لیے مر رہا" ہوں جو یہ فضول بات کر رہی ہے پدی چڑیل،،،" ایحان نے غصے سے جبڑے بھینچ کے سوچا۔۔پر حقیقت تو یہی تھی کہ اس کا یہ کہنا ایحان دلشیر کی انا پر پھر سے کاری وار کر گیا تھا۔آخر وہ کیوں ہر بار،،، بار بار اس کی ذات کی نفی کرتی تھی۔اگر ایک بار۔۔صرف ایک بار وہ ایحان دلشیر پر فدا ہونے والی نظر ڈال لیتی تو یقینی طور پر ایحان دلشیر اسے سو چنا دور ایک نظر اس پر ڈالتا گوارا نا کرتا۔۔۔پر وہ تھی کہ بار بار اسے احساس دلا رہی تھی کہ وہ اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔۔۔

دوبوٹی پر اب میرا گزارا نہیں،،"اچانک ایلف کی کمر کو جھٹکا دیا کہ ایلف"
اس کے کندھوں سے مزید اونچی ہوتے اس کے چہرے کے مقابل آگئی اور
حیرت سے پھیلی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔
تت،،تو پورا،، مم،، مرغا،،، کھاؤ گے ؟"ایلف نے غصے سے ماتھے پر ننھا بل"
ڈالا۔
میں کیا کھانا چاہتا ہوں یہ چھوڑ دیں،،، آپ افورڈ نہیں کر سکتی اس لیے"
آئندہ رشوت مت دیجیے گا ورنہ،،،،"آرزک نے ایک آئی برو چڑھا کر کہا تو
ایلف اسے گھورنے لگی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ دونوں کتے آرزک کی
ٹانگ کے پاس خاموشی سے بیٹھے تھے۔وجہ ایلف کی کمر پر بندھے اس کے
ہاتھ کا اشارہ تھا۔

تت،، تم،، مم،،، مجھے دھ،،د ھمکی دے،،رہے ہو،،؟"ایلف نے اکڑتے" پوچھا۔آرزک کو حیرت تھی وہ لڑکی اتنے نزدیک ہونے کے باوجود کچھ محسوس نہیں کر رہی تھی۔۔۔آرزک کو محسوس ہوا اس کی دل کی دھڑکن بھی بالکل نارمل تھی۔کیا وہ واقعی آرزک خانزادہ کی قربت کو محسوس نہیں کر رہی تھی،،،؟۔

شاید اس کی زہنی نشو نما صحیح نہیں ہوئی،،،"دل میں سوچا اور پھر اچانک" جھٹکے سے اس کی کمر سے ہاتھ ہٹا دیے۔ہاتھ ہٹانے کی دیر تھی کہ وہ جو آرزک خانزادہ کی مضبوط پکڑ پر جسم ڈھیلا چھوڑ چکی تھی نیچے گرنے لگی۔۔۔ ایک زوردار چیخ مارتے فوراً واپس آرزک پر سارا وزن ڈالا۔۔۔ایلف کے چیخنے پر کتے ایک مرتبہ پھر بھونکنے لگے۔

نن،، نہیں دو،،،ں گی رشوت،،، سس،، سیومی،،،"وہ اکڑ بھولتی فورا" ٹریک پر آئی تو آرزک نے مسکراتے قدم گھر کی طرف بڑھا دیے۔۔۔ایلف غصہ ضبط کیے آرزک کے پیچھے دم ہلاتے ان کتوں کو دیکھنے لگی۔

کک،،،کتے،،، کہیں کے،،، مم،، مجھ سے،،بب،،،بوٹیوں کی ڈکیتی"

،،،مارتے،،،ہیں،،،اور دد،،،دم اس،،،نن،،،نوکر کے آگے،،،ہلا رہے ہیں،،،"اس کی دھیمی بڑبڑاہٹ بھی اتنی واضح تھی کہ آرزک کی تیز سماعت سے ٹکرا چکی تھی۔آرزک نے گھر کے اندر قدم رکھتے دروازہ بند کیا۔۔۔

دروازہ بند ہوتے ہی ایلف جھٹکے سے آرزک کی گود سے اتری۔۔۔

بب،،،بہت،،،بکواس ک،،،کر رہے تھے باہر،،،مم،،،موقع کا فائدہ،،،،"

اٹھا رہے تھے،،،"کمر پر ہاتھ ٹکائے وہ آرزک کے مقابل کھڑی ہوئی کہ ایک قدم بھی آرزک کو اندر نہ بڑھانے دیا۔

استغفراللہ،،،موقع کا فائدہ تو آپ نے اٹھایا،،میری باڈی کو ٹچ کر کے،،،"

میری گود میں سوار ہو کر"آرزک نے بہت بے باکی سے حساب بے باک کیا تو ایلف اپنی حرکت پر ایک دم جھینپ گئی۔۔۔

وو،،،وہ میں نے مم،،، مجبوری میں،،،،کک،،کیا"ایلف چھوٹی سی گلابی ناک چڑھا کر ناک سے مکھی اڑاتے اندر کی طرف مڑ گئی۔

ہاں وہی کہہ رہا ہوں،،، موقع کا فائدہ اٹھالیا،،، اب غسل کرنا پڑے گا،،،""

اپنے ہاتھ جھاڑتے جان بوجھ کر آخری جملہ کہا کہ ایلف جھٹکے سے رکی۔۔

غس،،، سل کک،،، کیوں؟" وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔۔اس کی"

آنکھوں میں الجھن تھی۔۔آرزک خانزادہ اس کے مقابل آیا اور مسکراہٹ

اس کی جانب اچھالی۔

کیونکہ تم،،،" وہ اس کے اندر کا کھنگالنا چاہ رہا تھا۔جاننا چاہتا تھا وہ لڑکی کتنا"

پاگل بنا سکتی ہے۔

کک،،، کک،،، کیونکہ میں کک،،، کتا ہوں؟ ایلف کے کہنے پر اب کی بار"

آرزک الجھن کا شکار ہوا۔۔کہ کتا بیچ میں کہاں سے آیا۔وہ اس کی ڈبل

مینگ باتوں کو ٹرپل مینگ کر رہی تھی۔

نہیں تم کتا نہیں ہو سکتی تم فی میل ہو،،، پر یہاں کتے کا کیا کنسرن،،،؟" وہ"

پہلی بات کو مزاح کا رنگ دیتے پوچھنے لگا۔

پپ،،، پاکستان مم،،، میں رہتے،، ہوئی،، یہ بھی نہیں معلوم،، کہ "
ککک،،، کتا ناپاک جانور ہے،،،، "طنز کرتی وہ اندر چلی گئی جب کہ کچھ لمحے
پہلے ہوئی گفتگو کو آرزک کے سر سے گزر گئی۔ جس طرح آرزک کی معنی
خیز بات ایلف کے سر کے اوپر سے گزر چکی تھی۔

****

باران فریش ہو کر باتھروم سے باہر نکلا تو بیڈ پر ہی پریس شدہ تھری پیس
ڈریس رکھا تھا۔ ڈریس اٹھا کر وہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ جلد کپڑے
تبدیل کر کے کوٹ زیبِ تن کیا اور شیشے کے سامنے کھڑا ہوا۔ آج چہرے پر
الگ ہی چمک واضح تھی۔۔ اپنے روم میں آنے کے بعد جو اس نے سب سے
پہلا کام کیا تھا وہ پورے بنگلے کے اندرونی جانب سے میل گارڈز کو ہٹایا تھا اور
ان کی جگہ کچھ فی میل فائٹرز ہائر کیں تھیں۔۔ اتنی تبدیلی اس نے کیوں اور
کس کے لئے کی تھی وہ یہ ہر گز نہیں سوچنا چاہتا تھا۔۔۔ ہاتھ میں گھڑی پہنتے

پرفیوم خود پر اسپرے کرتے وہ کمرے سے باہر نکلا۔۔۔سیڑھیاں اترتے باران کی نظر لاؤنج میں گھوم رہی تھی۔پر وہ کہیں نہیں تھی۔

روبینہ،،،؟" باران نے روبینہ کو بھاری رعب دار آواز لگائی تو وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو گئی۔"

جی سر،،،؟" روبینہ نے سامنے آتے سر جھکائے پوچھا۔۔"

ایناره کہاں ہے،،،؟" گھڑی میں وقت دیکھتے اس نے عجلت میں پوچھا اس وقت گھڑی ساڑھے گیارہ بجا رہی تھی۔اور بارہ بجے اس کی میٹنگ تھی۔"

سر وہ،،،رو رہی تھیں تو میں نے ان کو روم میں آرام کرنے بھیج دیا،،،""

روبینہ کا کہنا تھا کہ باران کے ماتھے پر بل پڑا۔

کیوں رو رہی تھی وہ،،،؟" اس نے بے تابی سے پوچھا۔(کہ ایک مرتبہ تو" سامنے کھڑی روبینہ بھی بری طرح چونک گئی۔۔وہ یہاں آنے والیوں کے ساتھ کیسا جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتا تھا وہ جانتی تھی روبینہ کے لیے سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ ایناره نے اب تک باران دلشیر کے

بیڈ روم کی سیر نہیں کی تھی اس پر متضاد باران دلشیر جیسے بھیڑیے نما شخص کا اس پاگل لڑکی کے لیے اتنا فکر مند ہونا معنی رکھتا تھا۔۔)

"پتا نہیں سر،،، میں نے ان کو سارے کام سمجھا دیے تھے،،، اور لانڈری کے لیے بھیجا تھا آدھے گھنٹے بعد وہ واپس صوفے پر بیٹھی رو رہی تھی،،، میں نے وجہ پوچھی تو کچھ بتایا نہیں،،،، "روبینہ نے باران کو تفصیل بتائی تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"اوکے،،، اسے کھانا وقت پر دے دینا،،، اور میرے واپس آنے تک اس کا خیال رکھنا،،، اور ہاں کوئی میل گارڈ آج سے اس گھر کے اندرونی حصے میں قدم بھی نا رکھے،،، نہیں تو تم سب کا کیا انجام ہو سکتا ہے،،، تم لوگوں کو اندازہ نہیں،،، ان لڑکیوں کو اچھی طرح سمجھا دو،،، اینارہ کی کیسے حفاظت کرنی ہے،،، اگر بنگلے میں زاویار آیا تو یہ تمھاری ڈیوٹی ہے اینارہ کو اس کے کمرے میں بند کر دینا،،، "کہتے ساتھ وہ وہاں سے باہر نکل گیا

جب کہ ملازمہ حیرت سے اسے تکنے لگی باران دلشیر کسی کا اتنا خیال کر رہا تھا حیرت کی بات تو تھی۔ وہ پہلی لڑکی تھی جو دن کے اجالے میں آئی تھی اور اس کی منزل باران کا کمرہ نہیں تھا۔۔۔اس پر اس کے یہ سب احکامات سمجھ سے باہر تھے۔۔ گاڑی میں بیٹھتے باران نے زاویار کو کال ملائی لیکن حسبِ معمول سامنے سے اس کی کال کاٹ دی گئی تھی۔

عشق کا روگ لگا کر بیٹھ گیا،،، مجھے سمجھ نہیں آتا یہ مرد محبت جیسے مرض" میں مبتلا کیسے ہو جاتے ہیں،،؟؟؟ کہ عورت محض ایک بیوفائی کا پتلا ہے،،،، اسے پتلے کو کھلونے میں بدل کر اس سے کھیلا اور پھینک دیا،،،او نہوں ایڈیٹ الو کا پٹھا،،، خبیث "زاویار معراج خانزادہ کو گالیوں سے نوازتے کب راستہ تمام ہوا علم ہی نہیں ہوا۔ وہ آفس میں داخل ہوا تو اس جن کی دہشت سے ہر طرف ہو کا عالم چھا گیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتے وہ آپنے آفس میں آیا تو اس کا پی اے بھی اس کے ساتھ ہی آفس میں داخل ہوا۔

سر میٹنگ کی ساری چیزیں فائنل ہو گئی ہیں،،، پریزینٹیشن کی فائل بھی" آپ کو میل کر دی ہیں،، ایک بار ریڈ کر لیں،،، پندرہ منٹ بعد میٹنگ اسٹارٹ،،، مسٹر بازل اور باقی ٹیم کو کانفرنس روم میں بٹھا دیا ہے،،، "پی اے ساری تفصیلات سے آگاہ کرتا خاموش ہو کر باران کے جواب کا منتظر تھا۔

ای میل میں راستے میں چیک کر چکا ہوں،،، "اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے وہ" واپس روم سے باہر نکلا۔ اب قدم کانفرنس روم کی جانب تھے جہاں سارے میٹنگ میں اس کے منتظر تھے۔ آج کی میٹنگ خصوصی زاویار خانزادہ کے لیے خوشخبری تھی کہ اس میٹنگ کے بعد بازل کے ساتھ وہ کانٹریکٹ کرنے والا تھا جس میں بازل کی بربادی کا انتظام تھا۔۔۔ کانفرینس روم میں داخل ہو کر باآوازِ بلند سلام کیا اور ایک مسکراتی نظر بازل کی چمکتی آنکھوں پر ڈالی۔۔۔

دوست کبھی غلط کام میں دوست کا ساتھ نہیں دیتا باران،،،اگر تمہارا" دوست صحیح تھا تو تم اسے معاف کرنے کی تلقین کر دیتے اب تم اس کے حصے کا بدلہ لے کر آئے ہو،،،وہ پھر بدلے میں تمہارے دوست پر واپس حملہ "کر دے تو؟

نجانے کیوں اچانک کان میں باپ کی بچپن میں کہی بات گونجی۔۔۔ایسا اکثر ہوتا ہے انسان بہت پرانی باتوں کو بھی فورا یاد کر لیتا ہے۔۔۔وہ کیسے زاویار کا ساتھ نہ دیتا جب کہ وہ خود بھی معافی کی جگہ انتقام لینے پر ہی یقین کرتا تھا۔۔۔سر جھٹک کر دوسری کرسی پر بیٹھی سینیئر ایمپلائے لائبہ کو اشارہ کیا اور خود پہلی سیٹ پر براجمان ہو گیا۔۔۔

لائبہ پروجیکٹر سیٹ کرنے لگی اتنے میں اس روم میں بیٹھے پانچ معزز بزنس مین جن میں سے ایک بازل تھا۔۔۔باران کی نظر میں بازل زیادہ قصوروار نہیں تھا قصور محض صبر ینہ کا تھا۔اگر صبر ینہ وفا شعار بیوی ہوتی تو بازل تو کیا

اس جیسے ہزار بھی اسے بے وفا نہیں کر سکتے تھے۔۔ مگر کیا مہرو کیا صبرینہ سب ایک جیسی تھیں۔۔۔

لائبہ کو تمام چیزیں سیٹ کرتے دس منٹ ہو چکے تھے اتنے میں باقی معزز افراد بھی اپنی جانب سے پوائنٹس کلیئر کر رہے تھے۔۔۔ یہاں جتنے لوگ بیٹھے تھے وہ سب باران کے ساتھ اس پراجیکٹ کو سائن کرنے کے متمنی تھے اور اپنی پریزنٹیشن کے بعد باران کی چوائس تھی کہ وہ کس کے ساتھ ڈیل ڈن کرے گا۔۔لائبہ واپس کرسی پر بیٹھی تو باران اس کے کان کے قریب جھکا۔

اے سی کیوں بند ہے،،، سب پریشان ہو رہے ہیں،،، "اس نے دانت پیستے" پوچھا تو لائبہ گڑبڑا گئی۔

سو سوری سر،،، ایکچوئلی میٹنگ اسٹارٹ ہونے سے پندرہ منٹ پہلے خرابی" ہوئی،،، جب تک سروس والا آیا ٹائم ختم ہو گیا تھا،،، "لائبہ نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

باران نے غصہ ضبط کرتے اپنا کوٹ اتارا۔جب کہ لائبہ کو فکر لاحق ہوئی کہ اب نجانے کس کی نوکری جانے والی تھی کیونکہ باران دلشیر ایک غصیل اور انتہائی بدلحاظ انسان تھا۔برداشت کا مادا اس میں بے انتہا کم تھا۔۔

کوٹ اتار کے کرسی پر رکھتے باران اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

،،ٹیکنکل اشو کی وجہ سے اے سی بند ہے آپ سب بھی ریلیکس ہو جائیں،،،" سو میں کچھ ضروری پوائنٹس آپ لوگوں کی پریزنٹیشن دیکھنے سے پہلے واضح کر دینا چاہتا ہوں جو میری ریکوائرمنٹ ہے،،،" باران نے پروفیشنل انداز میں کہا۔دراصل اس پریزنٹیشن میں ڈیمانڈز ہی وہی لکھی گئی تھی جو بازل باآسانی پوری کر سکے۔

بات کا آغاز کرتے باران پروجیکٹر کی جانب مڑا جو روشن ہو چکا تھا۔لیکن پیچھے مڑتے ماتھے پر بل پڑا کے سب کی نظر پروجیکٹر کی جگہ باراں دلشیر پر تھی اور ہونٹوں پر مضحکہ خیز مسکراہٹ۔۔باران نے سوالیہ نظروں سے لائبہ کی جانب دیکھا جو پریشان معلوم ہو رہی تھی۔

"سر آپ کی شرٹ پیچھے سے،،،"

لائبہ نے باران کے قریب آتے آہستگی سے کہا تو باران کو کچھ بری طرح کھٹکا۔۔۔

ویٹ،،،"انگلی سے اشارہ کرتے وہ پلٹا تھا اور کانفرینس روم سے باہر نکل گیا تھا۔

ایکسکیوزمی،،،جسٹ ویٹ آمنٹ،،،"لائبہ جلدی سے باران کا کوٹ اٹھاتی" خود بھی باہر نکلی تھی۔۔اور تیزی سے باران کے پیچھے جاتی اجازت طلب کرتے باران کے آفس میں داخل ہوئی لیکن یہ دیکھتے ٹھٹھک گئی کہ باران اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔اگلے ہی لمحے شرٹ تن سے جدا کرتے مڑ کر دیکھا تو آنکھیں پھٹی رہ گئی۔۔۔

شرٹ کے پچھلے حصے پر استری چھپی ہوئی تھی۔جلنے کیوجہ سے سفید قمیض اتنے حصے سے براؤن ہو چکی تھی۔ سبکی اور غصے سے باران کا چہرہ سرخ پڑنے لگا کہ جو لوگ اس سے ڈیل کرنے کو ترس رہے تھے انہیں کو اس پر ہنسنے کا

موقع ملا تھا۔ جبکہ لائبہ کی آنکھیں باران کے جسمانی کٹس، دراز قد و قامت اوراس قدر کسرتی مضبوط جسم پر اٹک سی گئی تھی۔ زندگی میں پہلی بار فلم سے ہٹ کے وہ ایسی باڈی دیکھ رہی تھی۔۔۔

واٹ نان سینس،،، "غصے سے چیختے اچانک نظر لائبہ پر پڑی تو پارہ مزید "

ہائے ہو گیا۔۔۔

یہاں کھڑی مجھے کیا گھور رہی ہیں جائیں اور میٹنگ کینسل "

کریں،،، ایڈیٹ،،، "غصے کھولتے اس نے غرا کر کہا تو لائبہ عافیت مناتی فورا کمرے سے نکل گئی۔۔۔

"روبینہ،،، روبینہ،، روبینہ،، "

غصے سے روبینہ کا نام دہراتے باران کا بس نہ چلا کہ وہ گھر جا کر روبینہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔۔ لائبہ نے جو کوٹ ہڑبڑاہٹ میں صوفے پر رکھ دیا جھٹکے سے اٹھا کے وہ کوٹ پہنا اور وہ جلی ہوئی سفید قمیض کی لپیٹ کے بال بنا کے ہاتھ میں پکڑی کوٹ کے بٹن لگاتے وہ روم سے باہر نکلا۔ اور تیزی سے

لفٹ کی جانب بڑھا۔سب حیرت سے اپنے باس کو دیکھ رہے تھے جس کا مضبوط کسرتی سینہ کوٹ کے اوپر کے حصے سے جھلک رہا تھا۔آفس کی بلڈنگ سے باہر نکلا تو چوکیدار فورا کھڑا ہوا اگلے پانچ سیکنڈ میں باران دلشیر کی سفید لینڈ کروزر سامنے کھڑی تھی۔

پسینجر سیٹ پر بیٹھتے باران دلشیر نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔یہ خاص طریقہ تھا کہ جب وہ بہت زیادہ اشتعال میں ہوتا تھا تو یہ عمل دہراتا تھا۔۔

"تیز گاڑی چلاؤ،،،غصے سے دھاڑتے ڈرائیور پر بھی حکم صادر کیا تو گاڑی کی اسپیڈ مزید تیز ہوئی۔۔پندرہ منٹ بعد گاڑی مینشن کے پورچ میں رکی۔گاڑی سے اترتے تقریبا بھاگتے ہوئے وہ اندر گیا تھا۔لاؤنج میں داخل ہوتے ہی زور سے دھاڑا۔

"روبینہ،،،روبینہ،،،طیش واشتعال کا عالم یہ تھا کہ وہ صوفے کے پاس بیٹھی ایناره کو بھی نہیں دیکھ سکا تھا۔اس کے وجود کو فراموش کر چکا تھا جبکہ

دوسری جانب باران کو غصے میں دیکھ کر وہ بری طرح ڈر گئی تھی لیکن جب نظر اس کے ہاتھ میں پکڑی سفید شرٹ پر گئی تو جان مزید ہتھیلی پر آ گئی۔۔۔

جج،،،جی سر،،،"اپنے نام کی ہولناک پکار سنتی روبینہ بھی سہمتی سامنے آئی"

تھی جب باران نے غصے سے وہ سفید شرٹ اس کے قدموں میں پھینکی تھی۔

کیا بکواس ہے یہ،،واٹ دا۔۔۔۔۔۔۔؟"دانت پیستے پوچھا۔جبکہ روبینہ "

ڈرنے کے باوجود نا سمجھی سے اس سفید قمیض کو دیکھنے لگی۔

میں نے پوچھا کیا ہے یہ،،،اسے پہن کر کتنی انسلٹ ہوئی ہے میری جانتی"

ہو،،،"باران غصے میں دھاڑا تو روبینہ سے زیادہ اینارہ کا رنگ سفید پڑنے لگا۔۔۔اس کا دل کیا کوئی جادو کی چھڑی گھومے اور وہ منظر سے غائب ہو جائے۔۔۔

پر سر،،،ہوا کیا ہے،،،،"روبینہ نے آنسو ضبط کرتے پوچھا۔"

وہ جانتی تھی باران کو ایسا ہی غصہ آتا ہے اس لیے چھوٹی سے چھوٹی چیز کا خیال رکھتی تھی۔

"اوہہہ جسٹ واؤ،،، تمہیں یہ تک نہیں معلوم کیا ہوا ہے؟ تمھاری اتنی بڑی لاپروائی سے میری انسلٹ ہوئی ہے،،، جو سامنے ایک لفظ نہیں بولتے وہ میرے منہ پر مجھ پر ہنس رہے تھے،،، تمہاری اس جلی ہوئی شرٹ کی وجہ سے،،، اگر جل گئی تھی تو کیوں سامنے رکھی ہاں؟ اپنی زرا سی غلطی چھپانے کے لیے تم نے میرا مزاق بنوا دیا،،، ناؤ یو آر فائرڈ،،، گیٹ لاسٹ،،، ابھی کہ ابھی دفع ہو جاؤ یہاں سے،،،"

باران کا کہنا تھا کہ روبینہ کا دل دہل گیا اتنی مشکل سے نوکری ملی تھی وہ بھی اتنی اچھی۔ جبھی روتے ہوئے فورا کہا۔

"پر سر میں نے تو یہ آئرن کی ہی نہیں،،، "روبینہ کی بات سن باران کا دماغ مزید گھوما تھا۔۔۔

پھر میرے فرشتے نے کیا ہے،،،ڈسگسٹنگ،،،، باران نے مٹھیاں بھینچتے" پوچھا۔

"سر آپ نے کہا تھا آپ کے سارے کام یہ کریں گی،،،،،"

اینارہ کی طرف اشارہ کرتے روبینہ نے سر جھکائے کہا تو باران پیچھے مڑا لیکن سامنے خوف سے تھر تھر کانپتی اینارہ کو دیکھ بے بسی اور شدید اشتعال کے عالم میں منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

تم جاؤ یہاں سے،،،"

لل،،، لیکن سر یہ مم،، میں نے نہیں،،،،"

اپنی انیکسی میں جاؤ،،،" باران نے غرا کر کہا۔۔ باران کے حکم پر روبینہ" غنیمت مناتی آنسو صاف کرتی وہاں سے کھسک گئی۔۔۔جب کہ اینارہ بھاری قدموں کی دھمک اپنی جانب اٹھتی محسوس کرتی ہولے ہولے لرزنے لگی تھی۔

یہ بھی سچ تھا کہ ایناره کی شکل دیکھنے کے بعد بھی باران کے غصے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔۔باران کا غصہ ایسا ہی تھا کہ جب تک نکال دے کم نہیں ہوتا تھا۔۔۔

****

آرزک ایلف کے پیچھے اندر آیا اور سارا سامان سلیپ پر رکھا۔

میرا ناشتہ،،،؟؟؟"آرزک نے ایلف کے سامنے آتے پوچھا جو انجان بنی" کچن میں سامان سمیٹ رہی تھی۔

ک،،،کچھ دیر،،، مم،،میں کھ،،،انابب،بنے گاوہ،،، کھا،،، لینا،،،"اس" نے ناک سے مکھی اڑاتے کہا تو آرزک نے غصے سے جھنجھلاتے کینہ توز نظروں سے ایلف کو گھورا جو اس کے گھورنے کو بھی نظر انداز کر گئی تھی۔

ٹھیک ہے،،، پھر کام بھی میں کھانے کے بعد کروں گا،،، کندھے اچکاتے " وہ سامنے صوفے پر جا بیٹھا۔جبکہ ایلف کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

اس،،، کک،، کوتو،،، میں،،، چچ،،، چھوڑں گی نہیں،،، "ہتھیلی کی پشت"
سے اپنی ناک مسلتے وہ غصے سے فریج سے انڈے نکالنے لگی۔ابھی انڈے
نکالے ہی تھے کے لائن سے سارے بچے شور مچاتے لاؤنج میں آگئے۔کچھ
بچے کچن میں ایلف کی جانب تو آدھے سے زیادہ بچے آرزک کی گود میں سوار
ہونے کی کوشش میں تھے۔
ڈیڈ آپ کہاں گئے تھے مام کے ساتھ،،، "ایک بچی نے معصومیت سے"
پوچھا۔
آپ کی مام کے ساتھ گھومنے گیا تھا،،، "ایک نظر ایلف پر ڈالتے اس نے"
سکون سے کہا۔ایلف کو حیرت ہوئی وہ شخص کتنی آسانی سے بچوں کے باپ
اور اس کا شوہر ہونے کا کردار ادا کر رہا تھا۔۔۔
ڈیڈ ہمیں بھی جانا تھا،،، ماما نے کہا تھا جب آپ آئیں گے تو ہم سب گھومنے"
جائیں گے،،، "دوسری بچہ آرزک کے پاؤں کے پاس بیٹھتا اداسی سے بولا تو
ایک مرتبہ پھر آرزک نے سوالیہ نظروں سے ایلف کو دیکھا جیسے پوچھنا چاہتا

ہو کہ اب کیا کہوں۔۔ساتھ میں کچھ جتاتی نظریں جیسے پوچھ رہا ہو کیا سب کو ہی جھوٹے دلاسے دیتی ہو محترمہ۔۔؟

"کک،،کل جائیں،،،گے بب،،،بچوں ہہ،،ہم سب آپ،،،کے ڈڈ،،،ڈیڈ نے اا،،ایک بب،،بہت پیارا سس،،سرپرائز،،رکھا ہے،،آپ سب،، کک،،کے لیے،،"ایلف نے مسکراتے کہا تو سارے بچے خوشی سے چیخنے لگے۔

"لل،،لیکن اس کے،،،لیے کک،،کل کا ٹیسٹ اچ،،،اچھا،،ہونا ضض،،ضروری ہے،،جج،جا کے تیاری کرو،،،"ایلف نے سب کو چپ کرواتے۔آخر میں وارننگ دی تو وہ سب ایلف کے گال پر پیار کرتے کمروں میں جانے لگے۔آرزک کو یہ منظر بہت پیارا اور حسین لگا تھا۔پر اس لمحے کو محسوس اس نے تب کیا جب سارے بچے کمروں میں جاتے جاتے کچھ یاد آنے پر واپس مڑے اور ایک ایک کر کے آرزک کے گال کو چومنے لگے۔ آرزک خانزادہ پتھر ہو گیا تھا۔۔۔یہ ننھے ہونٹوں کے لمس جیسے اس کے

بھڑکتے شعلے سے دل پر ٹھنڈی شبنم بنے تھے ہونٹ مسکرانے لگے تھے۔

حقیقت ہے کہ پر خلوص محبت ہر ناسور زخم پر مرہم کا کام کرتی ہے۔۔۔

یہ پیار مجھے کیوں،،،؟؟"آرزک نے نرمی سے ایک بچے کو گود میں لیے"

پوچھا۔

کیونکہ آپ کی وجہ سے ہم پکنک پر جا رہے ہیں کیونکہ،،،کان لائیں،،،"وہ"

بچہ اچانک بولتے بولتے رکا اور آرزک کو کان قریب لانے کا اشارہ کیا۔

مام کے پاس شاید پیسے نہیں ہوتے نہ اس لیے وہ لے کر نہیں جاتی تھی،،"

"کہتی تھی ڈیڈ آئیں گے تو جائیں گے،،،

اس چھ سالہ بچے کی بات سنتے آرزک کے مسکراتے ہونٹ سکڑ گئے

تھے۔۔۔احساس ہوا باپ کی محرومی ہر موڑ، ہر قدم ہر ضرورت پر محسوس

ہوتی ہے۔ نظر موڑ کر ایلف کو دیکھا جو مشکوک اور پر تجسس نظروں سے

اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ سامنے کھڑی لڑکی ان بچوں کی زندگی میں ماں تو بن

سکتی تھی پر کوشش کے باوجود باپ نہیں بن سکتی تھی کسی طرح نہیں۔۔

کیونکہ دولت ہونے کے باوجود اور بالغ ہونے کے باوجود اس نے بھی ہر لمحہ باپ کی کمی کو محسوس کیا تھا۔

"اوکے ڈیڈ کا پرامس ہے ہم ہر منتھ پکنک پر جائیں گے،،،"

آرزک نے مسکراتے وعدہ کیا ساتھ اس بچے کی آنکھوں میں نئی چمک پھونک دی۔

"سچ میں،،؟" اس بچے نے بہت حیرت و مسرت کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا تو آرزک نے جواباً مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔

"مام بالکل ٹھیک کہتی تھی آپ کے بارے میں،،، ایک مرتبہ پھر آرزک کا گال چومتے وہ بولا تو آرزک متجسس ہوا۔ بچہ گود سے اترنے لگا تھا جب آرزک نے واپس اسے تھاما۔

"ماما میرے بارے میں کیا کہتی ہیں،،،،؟"

آرزک کے سوال پر بچہ شرارت سے پلٹتے ایلف کو دیکھنے لگا جو اسے ہی گھور رہی تھی۔

"مام کہتی تھیں آپ بہت امیر ہو،،، آپ کے پاس بہت سارے پیسے ہیں اور آپ ہماری ساری وشز پوری کر سکتے ہو اور ہمارا اچھے اسکول میں ایڈمیشن بھی کروا سکتے ہو،،،"

وہ بچہ بتا رہا تھا جبکہ آرزک نے جواباً صرف اس بچے کا گال چوم اسے گود سے اتار دیا تھا۔۔۔ پکنک کی لالچ میں سارے بچے کمرے میں جا چکے تھے۔

آرزک کے چھوڑتے وہ بچہ بھی کمرے میں چلا گیا۔ جب نظر سامنے پڑی تو کچھ بری طرح کھٹکا۔۔۔ سامنے ہی عبدالرحمن کھڑا غصے سے آرزک کو گھور رہا تھا۔ جواباً آرزک نے بھی اسی کے انداز میں اسے گھورا تو وہ منہ بناتے اندر چلا گیا۔ جو بھی تھا وہ تھا تو 87 سال کا بچہ ہی۔

"او مم،،، مسٹر کک،، کیا کان مم،، میں کھ،،، کھڑ پپ،، پڑ ہو رہی تھی،،، "بچوں کے جاتے ہی ایلف نے سوکھی بریڈ اور دودھ کے ساتھ دو بوائل انڈے اس کے سامنے رکھے تھے ساتھ ہی سینے پر ہاتھ باندھے سرد نظروں سے آرزک کو گھورا۔

کچھ نہیں پرسنل بات تھی ہماری،،،"آرزک نے اسے زچ کرنے کے "
ارادے سے کہاتوایلف نے اچانک ٹیبل پر ہاتھ مارا۔
مم،،،ملازمہ،ہومیرے شش،،شرافت سے بتاوکک،،کیاکہااس"
نے،،،"ایلف نے ہمیشہ کی طرح دھونس جماناچاہی پر سامنے والے پراس کا
رتی برابر فرق نہ پڑا۔۔۔
کبھی ملازم،،، کبھی شوہر،،اوہ،،ہاں تم عورتیں شوہروں کوملازم ہی سمجھتی"
"ہو،،،ہے ناں،،،
دودھ کاگلاس لبوں سے لگاتے آرزک کندھے اچکاگیا۔
بب،،،باتوں کومت گھ،،،ماؤ ششش،،شرافت سے بتاوؤ،،"ایلف سچ مچ"
زچ ہورہی تھی۔۔۔
فائدہ؟؟؟تمہیں اچھانہیں لگے گا،،،ہمارے بچے نے بات ہی ایسی کی"
ہے،،،"آرزک نے رازدانہ اندازمیں کہالیکن ہمارے بچے پر خصوصی زور
دیا۔

ک،،، کک کیا کہا ہے ہہ،، ہمارے بب،،، بچے نے،،،؟"ایلف نے اسی" کے انداز میں کنفیوز ہوتے کہا۔

اوکے پھر کان قریب لاؤ،،،"ایلف فوراکان قریب لائی۔آرزک اس کے" کان کی طرف جھکا۔

اس نے کہاڈیڈ ایک چھوٹی سی بے بی چاہیے،،، آپ اور مام اکیلے پکنک پر" چلے جاؤ،،،،"آرزک کا کہنا تھا کہ ایلف کا چہرہ سرخ اناری ہو گیا۔عارضے تپ اٹھے اور یوں لگا جیسے کانوں سے دھواں نکل رہا ہو۔۔

بب،، بکواس مم،، مت کرو میرے بب،، بچے ایسی بات نن،، نہیں" کر سکتے،،،،"وہ غصے سے کہتی رکی نہیں تھی بلکہ اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ پیچھے آرزک خانزادہ دودھ پیتے سرشاری سے مسکرایا کہ وہ لڑکی اتنی بھی بے خبر نہیں تھی۔۔۔

****

وہ بڑے خراب موڈ کے ساتھ لائبریری سے تن فن کرتا باہر نکلا تھا کہ زین اور ضیاء بھی چونک گئے تھے۔۔

ایحان،، کیا ہوا ہے،،،؟؟ وہ جو لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اپنے ڈیپارٹمنٹ کی " جانب جا رہا تھا ضیا اور زین اس کے پیچھے تقریباً لپکے اور ضیا نے پریشانی سے اس سے اس کے خراب موڈ کی وجہ پوچھی۔۔

نتھنگ اسپیشل،،، کلاس میں چلو،،، اس نے سنجیدگی سے کہا اور اسی سپیڈ " سے چلتا رہا۔۔ وہ تینوں کلاس میں چلے آئے اور اپنے مخصوص ڈیسک پر بیٹھ گئے۔۔ ضیا نے ایک سرسری سی نظر پوری کلاس میں دوڑائی۔۔ آج جانے کیا تھا۔۔ ہوا کچھ حبس زدہ سی تھی۔۔ یا کم از کم ان دونوں کو محسوس ہو رہی تھی۔۔ ضیا نے ایک نظر پھر ایک مخصوص نشست پر ڈالی جو خالی منہ چڑھا رہی تھی۔۔ اس نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔۔ ایک بات تو طے تھی ایحان اور ضیاء پروفیسر کے محض ہلتے ہوئے ہونٹوں کی جانب دیکھ رہے تھے جبکہ دھیان کے دھاگے کسی اور جانب الجھے ہوئے تھے۔۔ حتی کے پروفیسر

لیکچر مکمل کر کے کلاس سے نکل گئے مگر ان کی غائب دماغی کا یہ عالم تھا کہ اب تک کتاب کا وہی پیج اپنے سامنے کھول رکھا تھا جس ٹاپک پر پروفیسر نے ابھی لیکچر دیا تھا۔۔

"کیا بات ہے،،، مراقبے سے باہر نکل آؤ دونوں،،،، ہوا کیا ہے یار،،، زین نے جھنجھلا کر دونوں کو مخاطب کیا تو ایحان ماتھے پر بل ڈالے ضیاء کی جانب متوجہ ہو حصص گیا۔۔اب زین ملحق کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔۔ایحان اور ضیاء ایک دوسرے کے بہت قریب بیٹھے تھے۔۔اسی لئے ایحان نے جب ضیاء سے دھیمے لہجے میں بات کی تو وہ کوئی تیسرا شخص نہیں سن پایا۔۔

"میں نے سنا کل تمھارا ذوالنورین سلطان کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا،،، تم نے لیلی سے بریک اپ کیا،،اور یونیورسٹی میں اس ٹاپک کو لے کر کافی ہنگامہ آرائی ہوئی،،، تم یونی میں ایک ہاٹ ٹاپک بنے ہوئے ہو،،،، ایحان نے پاس بیٹھے ضیاء کی جانب دیکھ کر آئبرو اچکائی۔۔ضیاء بھی جیسے بھرا بیٹھا تھا کل کا سارا واقعہ من و عن ایحان کو سنا ڈالا۔۔

ربش،،،اسے اس بات سے زیادہ کہ میں نے اس کی وجہ سے اپنی اور اپنے" دوستوں کی ہڈیاں تڑوائیں،،،اس بات کی فکر ہے کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہیں گے،،،،ضیاء کا کل کی ساری کاروائی یاد کر کے پھر سے خون کھول گیا جبکہ ایحان تو اس بات سے دنگ رہ گیا کہ وہ جس نے کبھی ماں باپ کی اف تک نا برداشت کی ایک معمولی، کم حثیت، مڈل کلاس لڑکی کا مارا تھپڑ کیسے برداشت کر لیا۔۔ایحان نے ضیاء کو بغور دیکھا۔۔کچھ تو تھا جو عجیب تھا اس میں بدلا بدلا ہوا سا تھا۔۔تو کیا ضیاء کو اس لڑکی سے؟؟؟؟

واٹ،،؟؟؟اب مجھے ایسے کیوں گھور رہے ہو جیسے میرے سر پر سینگ نکل" آئے ہیں،،،،ضیاء جو پہلے ہی جھنجھلایا ہوا تھا چڑ کر بولا۔۔ایحان دھیمے سے مسکرایا اب سمجھ آئی وہ بار بار زرا سا رخ موڑ کر ایک خالی سیٹ کی جانب کیوں دیکھ رہا تھا۔۔

تمھارے سر پر واقعی ایک لاعلاج مرض کے سینگ نکل آئے ہیں" دوست،،،،ایحان نے لاپروائی سے کہا۔۔

کیا مطلب،،،؟؟ضیا چونکا۔۔تو ایحان نے نفی میں سر ہلایا۔۔ایحان جان"
بوجھ کر زین کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔ضیاء نے چور نگاہوں سے ثنا کی جانب
دیکھا جو بڑے منہمک انداز میں اپنے نوٹس میں کچھ لکھ رہی تھی۔۔ضیاء
جھنجھلا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔۔ مگر بڑے لاپرواہ انداز میں ثنا کی جانب بڑھا۔۔
ثنا نے ایک نظر اٹھا کر اسے بگڑے اناپرست شہزادے پر ڈالی جو بلیک پینٹ پر
یلوٹی شرٹ میں سفید رنگت میں مردانہ وجاہت کا شہکار کسی بھی لڑکی کا
خواب ہو سکتا تھا۔۔ لیکن ثنا اچھی طرح جانتی تھی۔۔وہ اس کے پاس کیوں
اور کس لئے آرہا تھا۔۔اس بات کا ادراک اسے کل اچھی طرح ہو چکا تھا۔۔
کہ اس شخص کو آخر ہوا کیا تھا۔۔ لیکن شاید وہ یہ خود قبول کرنا نہیں چاہتا
تھا۔۔اناپرست تھا ناں۔کرتا بھی کیسے؟؟؟

ہائے،،،کیسی ہو ثنا،،،"

میں ٹھیک ہوں،،تم سناؤ،،،؟؟؟ثنا نے مسکرا کر اس کے چہرے کے"
بگڑے زاویے دیکھے۔۔

فائن،،،اور سب ٹھیک چل رہا ہے،،،ضیاء نے اپنے مطلوبہ الفاظ اس کے منہ سے سننے کو مزید اسے اکسایا۔۔"

پرفیکٹ ہے،،،ثنا نے لاپروائی سے کہا۔۔اور ضیاء اس سے زیادہ پیشنس نہیں رکھ سکتا تھا۔۔"

تمھاری دوست ٹھیک تو ہے ناں،،،؟؟؟کل کے جھگڑے سے کافی طبیعت بگڑ گئی تھی اس کی،،؟؟ نظر نہیں آرہی،،؟؟ضیاء نے اپنا لہجہ حتی الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔(مگر یہ کوشش بیکار اور فضول تھی)ثنا نے ضیاء کی جانب دیکھ کر ایک گہرا سانس بھرا۔۔"

کافی بہتر ہے،،،ابھی پچھلے پیریڈ میں تو کلاس میں تھی،،،اب شاید کینٹین گئی ہے،،،ثنا نے کہا اور غور سے سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں اس کی بات سے در آنے والی چمک کو سنجیدگی سے دیکھا۔۔"

ہمم،،،گڈ،،،مجھے بھی کافی بھوک لگی ہے تو وہیں پر اس کی طبیعت کا پوچھ لوں گا،،،ضیاء نے اطمینان سے کہا۔۔اچانک اسے جانے کیوں بے حد بھوک

لگنے لگی تھی۔ثنا گہرا مسکرائی۔۔کیونکہ اب وہ پر سکون سا کلاس روم سے باہر نکل گیا تھا۔۔کلاس روم سے باہر نکلا تو اس کے قدم کافی بے قرار تھے۔۔اس لئے کافی تیز قدموں سے وہ کینٹین تک آیا تھا۔۔عجیب تھا کہ اس کے ساتھ

مجھ سے دور رہو

مجھ سے دور رہو

کی بار بار تکرار کرنے والا شخص اپنے قدموں پر چل کر اس تک آرہا تھا۔۔

کینٹین کے داخلی دروازے کے قریب کھڑے ہو کر ضیاء نے ایک نظر کینٹن کے چاروں طرف دوڑائی۔۔کھولتے خون کی روانی میں بہت اچانک ٹھنڈے پانی کے چھینٹے سے پڑے تھے کہ سامنے ہی دائیں رو کی تیسری ٹیبل پر اپنے سامنے ایک کتاب کھولے ہالف وائٹ کلر سوٹ میں سر کو بلیک سکارف سے ڈھانپے سر جھکائے ٹھنڈی چاندنی بنی بیٹھی تھی۔۔ہاتھ میں سینڈوچ تھا جس کے چھوٹے چھوٹے نوالے وہ لے رہی تھی۔۔ضیاء آگے بڑھا۔۔نورین نے خود پر کسی کی نگاہوں کے تپش محسوس کر کے سر اٹھا کر

لمحہ بھر کو ایک نظر اٹھا کر اوپر دیکھا۔۔اور پھر اپنی کتاب کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔ضیاء اس کی جانب بڑھتا اچانک اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر رکا تھا۔۔پل بھر میں رگیں تن چکیں تھیں اور اس نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں اور جبڑے تھا مگر ان نگاہوں بری طرح بھینچے تھے۔۔نورین نے اس کی جانب دیکھا میں اتنی اجنبیت اور اس قدر سرد پن تھا جس نے ضیاء کو اندر تک جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔وہ پھر بھی جا کر دائیں جانب کی دوسری ٹیبل پر جا بیٹھا تھا۔۔ضیاء کو سمجھ آئی کہ وہ اسی کے کہے پر عمل درآمد ہے۔۔تو اسے پھر آخر تکلیف کیا ہو رہی تھی۔۔کہ یوں محسوس ہو رہا تھا رگوں میں خون کی جگہ لاوا بہہ رہا ہے۔۔دھواں سا اٹھ رہا ہے۔۔

وہ جو کلاس میں پیریڈ لے رہی تھی۔ایحان اور اس کے دوستوں کی کلاس روم میں آمد کا سن کر وہ جان بوجھ کر دوسرے دروازے سے کینٹین چلی آئی تھی۔۔پیریڈ بنک کرنا پڑا۔۔مگر وہ اس شخص کے لیے پر پوری طرح عمل کرنا چاہتی تھی۔تبھی یہاں چلی آئی۔۔مگر کچھ دیر بعد ہی ضیاء کینٹین میں آتا

نظر آیا۔۔ مگر اب نورین کو اس شخص کے ہونے یا نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔۔ یقیناً اس کے ہونے نا ہونے سے ضیاء کو بھی فرق نہیں پڑنا چاہیے تھا۔۔ اسی کی ہی تو تکرار تھی کہ وہ اس سے دور رہے۔۔۔ تبھی ایک نظر دیکھ کر واپس اپنی کتاب کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔

ضیاء کے ماتھے کی رگیں پھول چکیں تھیں۔۔۔ وہ خالی خالی نگاہوں سے ٹیبل پر دھرے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ مجھے اس کے ہونے نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ ڈیم اٹ۔۔ ٹھیک ہے خود ہی سمجھ گئی۔۔ نہیں تو میں اچھے سے سمجھاتا۔۔ وہ دل میں اسی سے مخاطب تھا۔۔

کچھ ہی دیر گزری تھی۔۔ وہ اپنا سینڈوچ کھا چکی تو چیزیں سمیٹ کر اپنی جگہ اٹھی اور کینٹین سے باہر نکل گئی۔۔ ضیاء کا چہرہ لال بھبھو کا ہوا تھا۔۔ یوں لگا جیسے سینے میں ایک بھانبھڑ سا جل اٹھا ہے۔۔ اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تو ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اٹھایا اور ایک سانس میں پانی اپنے اندر انڈیل لیا۔۔ یہ سب

کافی غیر متوقع تھا یا اس انازادے کو لگا تھا۔۔ضیا نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گراتے اپنے چٹختے اعصاب کو سہلا کر ان پر قابو پانے کی کوشش کی۔۔۔

ایحان نے ثنا سے ضیاء کا پوچھا تو اس سے پتا چلنے پر کہ وہ اس کے پیچھے کینٹین گیا ہے بھنا اٹھا۔۔وہ ضیاء کے لتے لینے کو کینٹین میں جانے کے لیے کلاس روم سے نکلا۔۔مگر باہر گراؤنڈ میں نعمان علی کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رکا تھا۔۔اسے کینٹین میں چلے جانا چاہیے تھا کہ وہ باپ بیٹی جو مرضی کریں انھیں ان سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے تھا مگر چند پل کے بعد ہی ایحان نے خود کو نعمان علی کا نمبر ڈائل کرتے پایا تھا۔۔فون دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا تھا۔۔

اسلام و علیکم سر،،،"

نعمان علی،، تم اس وقت یونی میں،،، خیریت،،؟؟؟ایحان نے کہا تو نعمان علی نے یونیورسٹی میں چاروں طرف نظر دوڑائی تو ایحان دلشیر اسے کافی دور ایک کوریڈور میں کھڑا دکھائی دیا۔۔

جی سر،، خیریت ہے بھی،، نہیں بھی،،،"

کیا مطلب،،؟؟؟"

مطلب مجھے گڑیا کا فون آیا تھا،،وہ کہہ رہی تھی اس کی طبیعت ٹھیک "
نہیں،،اسے لینے آجاؤں،،تو اس لئے چلا آیا سر،،،، نعمان علی نے اپنی
پریشانی چھپاتے ایحان کو بتایا۔۔یہ بات سن کے جسے ایک دھچکا سا لگا تھا۔۔
کینٹین جاتے اس کے قدم ناچاہتے ہوئے بھی لائبریری کی جانب مڑ گئے
تھے۔۔سینے میں چھوٹے چھوٹے دھماکے سے ہونے لگے۔۔کیا ایحان دلشیر
کی وجہ سے اسے کچھ ہوا ہے؟؟؟

کیا ہوا ہے،،، یہاں سے اسے ہاسپٹل لے جاؤ گے،،،؟؟؟ایحان دلشیر کا"
لہجہ میں کچھ ایسا تھا کہ نعمان چونکا تھا۔۔

نہیں سر،،، گڑیا بضد ہے وہ گھر جائے گی،،،،"

واٹ ربش نعمان علی،،، تم اس کے باپ ہو یا وہ تمھاری،،، بچوں کی آخر ہر"
ضد پوری کرنے کے لیے نہیں ہوتی،،،وہ جھنجھلا کر بولا۔۔بڑی مشکل سے

خود کو یہ کہنے کو روکا تھا کہ وہ تل بھر کی پدی چڑیل تم سے کنٹرول نہیں ہوتی۔۔اس کی بات پر نعمان علی خاموش رہا تھا۔۔

"تم گاڑی میں نہیں آئے،،، مجھے گاڑی نظر نہیں آئی،،،ایحان کو ایک اور بات یاد آئی۔۔ مگر نعمان علی کی بات سن کر ایحان جی جان سے جلا تھا۔۔اپنی مٹھیاں طیش و اشتعال میں بری طرح بھینچ لیں۔۔پہلے اس نے اس کی ذات کی نفی کی تھی۔۔اب وہ یہ ظاہر کر رہی تھی جیسے ایحان دلشیر اور اس کی چیزوں کی اس کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہیں۔۔ کیا ایحان دلشیر کی بے بہا دولت کی چکاچوند بھی اسے متاثر نہیں کر رہی تھی؟؟؟؟؟

"سر وہ گڑیا نے کہا،،، کہ آئندہ کے بعد میں آپ کے مالک کی گاڑی میں نہیں بیٹھنا چاہتی،،،اسی لئے میں رکشہ میں آیا ہوں،،،،، سوری سر،، آپ کو پتا ہے وہ امیر لوگوں سے بہت بدگمان ہے،،،، نعمان خواہ مخواہ شرمندہ ہوا۔۔ایحان نے اپنے طیش پر قابو پانے کو اپنے بال بری طرح مٹھی میں جکڑے۔۔اسے تو وہ اب بلکل نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔وہ ٹھٹھک کر

رکا۔۔وہ سامنے سے سست سے قدم اٹھاتی لائبریری کی جانب سے باہر ہی آ رہی تھی۔۔ایحان نے جلدی سے فون رکھا۔۔اسے دھچکا تب لگا جب وہ اسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کرتی اپنا راستہ بدل گئی۔۔ایحان ہی دانت کچکچاتا تیزی سے اس تک آیا۔۔

"واٹ ہیپنڈ،،،ابھی نعمان علی نے بتایا،،، تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں،،؟؟؟ کیا ہوا ہے،،،،؟؟؟ایحان نے بے تاثر لہجے میں پوچھا مگر۔۔

"کچھ نہیں،،،وہ بھی سادہ سے لہجے میں کہتی اسے نظر انداز کر کے تیزی سے آگے بڑھ گئی۔۔ایحان دلشیر جل کر خاک ہوا تھا۔۔وہ دیکھتے ہی دیکھتے تیز قدم اٹھاتی اپنے بابا تک پہنچی تھی۔۔وہ نعمان علی کے سینے سے لگی شاید روئی تھی۔۔کہ نعمان علی بھی بہت پریشان نظر آرہا تھا۔۔یہ ایحان دلشیر کو آج کے دن کا لگنے والا دوسرا بڑا دھچکا تھا۔۔۔نعمان علی اسے لے کر تیزی سے وہاں سے جا چکا تھا۔۔ایحان کا دل کیا اپنے آس پاس کی ہر چیز تہس نہس کر

ڈالے۔۔۔روند ڈالے۔۔یا کم از کم سینے میں جلتی آگ سے اپنے آس پاس کی ہر چیز جلا کر خاک کر دے۔۔

واٹ دا ہیل،،،ہاؤ ڈئیر شی،،،،وہ بھاری آواز میں دھاڑا اور خود بھی" یونیورسٹی سے نکل گیا۔۔

****

دن کب تمام ہوا اندازہ نہیں ہوا تھا۔۔اس نے کچن صاف کرنے کے بعد طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے کمرے کا رخ کیا تھا اور دروازہ لاکڈ کر کے اپنے بیگ سے لیپ ٹاپ نکالا اور مستقل اپنے پینڈنگ کاموں کو نمٹانے میں مصروف رہا تھا۔رات دس بجے کے قریب ایلف نے دروازے پر دستک دینے کے ساتھ نوکری سے نکالنے کی دھمکیاں بھی دی تھیں پر وہ مجبور تھا اسے اپنے کام مکمل کرنے تھے۔۔۔اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا۔۔۔وہ

کام سے فارغ ہوا تو بھوک کا احساس ہوا۔۔۔لیکن یہ سوچتے لب بھینچ گیا کہ اب وہ کنجوس حجابن کھانا دینے میں زچ کر دے گی۔۔

کمرے سے باہر قدم رکھتے سکھ کا سانس لیا کہ گھر میں چاروں طرف اندھیرا اور خاموشی تھی۔۔۔اس نے دبے قدموں کچن کا رخ کیا پر یہ دیکھ کر منہ کے زاویے بگڑے کے پورا کچن ایسے صاف تھا جیسے کھانے کا کبھی نام و نشان ہی نہ رہا ہو۔یا کبھی کسی نے کچن استعمال ہی نا کیا ہو۔۔۔لیکن پھر مسکراتے فورا فریج کھولا پر یہ دیکھ دھچکا لگا کہ فریج لاک کیا گیا تھا۔

کنجوس،،،چڑیل،،،اس کا قیامت میں الگ سے حساب ہو گا،،،"وہ غصے" سے بڑبڑاتا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔ایلف کا کمرہ اوپر تھا۔۔بہت زیادہ بھوک لگی تھی تو اسے ایلف سے فریج کی چابی لینی تھی۔۔تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے وہ اوپر گیا تو ایک ہی کمرے کی لائٹ آن تھی اور روشنی دروازے کے نیچے سے جھانک رہی تھی۔۔۔آرزک نے دروازے پر دستک دینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ ٹھٹھک کے رکا۔۔۔اور کان

دروازے کے قریب کیے۔۔اندر سے ایلف کی عجیب سی آوازیں آرہی تھیں وہ نا سمجھی سے پلٹنے لگا شاید اس وقت تنگ کرنا مناسب نہیں تھا۔۔۔ آرزک کو گمان ہوا وہ خراٹے لے رہی ہے۔۔ہونٹ استہزایہ مسکرائے تصور کی آنکھ سے دیکھا کہ وہ خراٹے لیتی کیسی لگتی ہو گی۔۔۔وہ پلٹنے لگا تھا لیکن پھر اسی لمحے اچانک زور سے دروازے پر ہاتھ مارا۔۔۔یہ وہ موقع تھا جب زندگی میں دوسری بار آرزک خانزادہ کو لگا تھا کہ دل ہتھیلی میں دھڑک رہا ہے، مٹھی بند ہو جائے گی اور دل پھٹ جائے گا۔۔۔

ایلف کی سسکیوں سمیت دو سے زائد بندوں کے بھاری جوتوں کی دھمک نے اس کے دل کو مٹھی میں جکڑا تھا۔

ایلف،،، کون ہے اندر،،، ایلف،،، دروازہ کھولو،،، میں کہتا ہوں فوراً"

دروازا کھولو،،، "پوری قوت سے دھاڑتے اس کا پل بھر میں وجود گرم ہو گیا تھا۔اندر سے قدموں کی رفتار میں تیزی ہوئی تھی۔۔۔

کون ہے اندر ڈیم اٹ دروازہ کھولو،،اسے چھوا بھی تو میں تمہاری ٹکڑے"
کر کے کتوں کو کھلا دوں گا،،،"آرزک خانزادہ کی دھاڑ اس قدر تیز تھی کہ
دوسرے کمروں میں سوتے بچوں کی نیند جاگ گئی تھی۔۔بچے اٹھ بیٹھے اور
خوف سے کمرے سے باہر نکلتے وہ آرزک کو دیکھنے لگے۔۔۔آرزک کے لیے
معاملے کی سنگینی کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔اندر کے حال کا سوچ کر اس کا دل
پھٹ رہا تھا۔۔۔ان معصوم بچوں کا کیا ہوتا؟؟؟پر دماغ نے تیزی سے کام کیا
اور اس نے سب بچوں کے ساتھ کھڑے عبدالرحمن کو اشارہ کیا۔۔وہ بچہ
بھی سمجھدار تھا فورا بھاگ کر آرزک کے پاس آیا۔۔۔۔
ان سارے بچوں کو کمرے میں لے جاؤ اور اندر سے دروازہ لاک کر لو جب"
تک میں یا مام نہ کہیں باہر نہیں نکلنا نہ دروازہ کھولنا،،گاٹ اٹ؟"آرزک
کے اسے نصیحت کرنے پر عبدالرحمان نے زور سے اثبات میں سر ہلایا۔
"سنو،،کمر میں جو میزک سسٹم ہے اس سے لاؤڈ میوزک لگا لینا،،"

آرزک کے حکم کی پیروری کرتے وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو اندر لے گیا اور کمرے کو اندر سے لاکڈ کر لیا۔۔آرزک تیزی سے نیچے بھاگا تھا اور کچن کی سائیڈ وال پر لگے کی اسٹینڈ سے ڈو بلیکیٹ کی نکالتے ایک لمحے میں اوپر پہنچا۔۔۔کمرے کے دروازہ کو کھولتے وہ اندر داخل ہوا تو جسم پتھر ہوا تھا۔۔۔یوں لگا جیسے جسم سے کسی نے روح کھینچی ہو۔۔اس کے ٹھیک سامنے ایلف بے حجاب کانپتی ٹانگوں سے کمرے کے وسط میں کھڑی تھی نچلے ہونٹ سے خون کی لکیر بہہ رہی تھی اور بازو سے آستین کا ایک حصہ پھٹا ہوا تھا۔۔۔ وہ بے تحاشا رو رہی تھی۔۔بھیگا گلابی چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔

ج،،،جج،،،جج،،،"وہ کچھ بولنے کی کوشش میں تھی پر الفاظ حلق میں اٹک" گئے تھے پر وہ سمجھ چکا تھا کسی نے زور سے پیچھے سے گن کا پچھلا حصہ آرزک کے سر پر مارنا چاہا تھا آرزک کی رفتار اس سے کہیں زیادہ تیز تھی۔۔۔وہ جو بھی تھے وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ آرزک خانزادہ نے اپنی ابتدائی تعلیم بھی جرمنی ہائی اسکول سے حاصل کی تھی۔۔۔اور اس ہائی اسکول کی بیسک

کلاس ہی فائیٹنگ کی تھی۔۔۔آٹھ سال کی عمر سے جس چیز کی پریکٹس وہ کرتا تھا اب اس میں ماہر تھا۔۔۔

گن ہولڈر سے وار کرنے والے کا ہاتھ پکڑتے دروازے کے درمیان اور پھر نچلے حصے پر شوٹ کیا تو اگلے ہی لمحے پیچے سے ایک شخص ڈھیر ہوتا نیچے گرا وہیں دوسری طرف آرزک نے وار کرنے والے ہاتھ کو یوں مروڑا تھا کہ وہ چیخیں مارتا زمین پر گر گیا تھا۔۔۔ تیز میوزک جو بچوں کے کمرے میں بج رہا تھا اس میں ان کی چیخیں دبنے لگی تھیں۔۔۔اگلے ہی لمحے کمرے میں لیمپ گرنے کی آواز ہر آرزک چونکا تو دیکھا سامنے ہی وہ مخملی سا وجود زمین بوس ہو چکا تھا۔۔۔آرزک کو لگا آج وہ یونہی اس کے جسم سے اس کی جان کھینچ لے گی وہ پل میں اس کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

ایلف،،،ایلف،،،؟"ایلف کے شہد رنگ ریشمی بال اگر وہ کسی عام موقع" پر دیکھتا تو یقیناً دل ہار دیتا پر اس لمحے وہ مضبوط چٹانوں سا شخص بہت کمزور معلوم ہو رہا تھا۔

ایلف،،،"ایلف کے نرم مومی ٹھنڈے پڑتے وجود کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے ابھی وہ اس پر جھکا ہی تھا جب گولی چلنے کی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔آرزک خانزادہ کے پیچھے کھڑکی سے کود کر اندر آنے والا وجود زمین بوس ہوا تھا۔۔۔آرزک نے دروازے کی جانب دیکھا تو زہن الجھ گیا۔۔دماغ جیسے ماؤف ہو چکا تھا۔۔

مسٹر ینسن،،،؟؟؟؟"لبوں نے ہلکی سی جنبش کی۔۔۔مسٹر ینسن" ایلف کے گلی کے کارنر پر رہتے تھے آرزک کی ان سے ایک ہی دن میں اچھی بات چیت ہو گئی تھی۔۔۔

"نیچے چیک کر لیا کوئی نہیں ہے۔۔"

مس ٹینا, مسٹر روڈر اور مسٹر لیکس بھی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔" سب کے ہاتھوں میں جدید طرز کی گنز تھیں۔۔۔اور وہ سب ایلف کی ہی اسٹریٹ میں رہتے اس کے بظاہر پڑوسی تھے۔۔۔

"آپ سب؟؟؟"

آرزک نے الجھ کر پوچھا۔۔۔اس کی پکڑ ایلف کے نرم وجود پر مضبوط ہوئی تھی اتنی کے بے ہوشی کے عالم میں بھی ایلف کے ماتھے پر ہلکی سی شکن نمودار ہوئی تھی۔۔۔

ایلف دلشیر کے نیبرز،، پلس پرسنل گارڈز،،، پلس سیکیورٹی،،، باڈی گارڈز'' ہیں ہم ان کے،،، ان کے ہر سیاہ و سفید کو جانتے ہیں،،، ''مسٹر ینسن سرد لہجے میں بولے تو آرزک کی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں۔۔۔دل دھک سے رہ گیا۔۔۔پہلی بار اسے اپنا آپ بیوقوف لگا۔۔وہ جو یہاں یہ سمجھ رہا تھا کہ سب کچھ اس کے پلین کے مطابق چل رہا ہے۔۔یہاں تو گیم ہی الٹی پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔۔جس شخص سے وہ انتقام لینے کے لیے کھیل رہا تھا وہی شخص ماسٹر پلانر نکلا تھا۔۔مطلب یہ باران دلشیر کے ہائر کردہ گارڈز تھے۔۔ وہ ایلف کہ ہر پل سے باخبر تھا۔۔پھر تو اس کی یہاں موجودگی سے بھی باخبر ہو گا۔۔پھر تو اس کے پلین سے بھی واقف ہو گا۔۔اس نے باران دلشیر کے بارے میں سنا تھا کہ وہ گیم چینجر ہے۔۔مگر اب اسے یہ ماننا پڑا کہ وہ ماسٹر

مائنڈ گیم چینجر ہے۔۔۔یعنی اگر وہ یہاں موجود بھی تھا تو باران دلشیر کی چال کی مرضی سے۔۔واقعی۔۔واٹ آ گیم۔؟؟واٹ آ گیم چینجر؟؟؟ پر۔۔اس ٹیک کیئر آف ہر،،،، ''مسٹر لیکسن کہتے ہوئے وہاں سے ان سیاہ ماسک'' لگائے آدمیوں کی باڈی کو لے گئے تھے جب کہ آرزک خانزادہ پتھر بنا رہ گیا تھا۔۔۔

کچھ لمحوں بعد جبڑے بھینچتے اپنے حصار میں قید ایلف کے نرم معصوم اور بے ضرر وجود کو دیکھا۔۔۔جس کی آنکھیں بند تھیں۔۔ گھنی پلکیں سرخ عارضوں پر سایہ فگن تھیں۔۔۔سرخ پھولے گالوں پر انگلیوں کے گہرے نشان تھے اور نچلہ ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔۔۔لیکن آرزک خانزادہ کو پہلی بار اس وجود سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔شدید نفرت۔۔۔دل کیا بانہوں میں ٹھہری اس نازک جان کو آگ میں جھونک دے اور پھر باران دلشیر کو تڑپتا ہوا دیکھے جس نے اسے اپنے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنایا تھا۔۔۔ہاں یہ لڑکی باران دلشیر کی واقعی کمزوری تھی تبھی تو باران دلشیر اس کی حفاظت کر رہا تھا کہ اس

لڑکی کو خود بھی شاید علم نہیں تھا اس کے آس پاس رہنے والے تمام لوگ اس کے بھائی کے ہائر کردہ اس کے باڈی گارڈز تھے۔۔۔آرزک غم و غصے اور طیش سے جیسے پاگل ہوا تھا۔۔اتنے دنوں کو اس کے اندر سویا وہ منتقم مزاج آرزک خانزادہ انگڑائی لے کر بیدار ہوا اور اس نے خار کھائی نگاہوں سے ایلف کے چہرے کو بے تاثر سرد نگاہوں سے گھورا۔۔

سوری،،،پر تمہیں میرا مہرہ بننا پڑے گا،،، تمہارے بھائی کو لگتا ہے کہ وہ" بہت بڑا گیمر ہے،،، تو اس کی گیم اسی پر الٹنی پڑے گی،،،اس لیے ان ایڈوانس سوری کیونکہ بائی گاڈ ایلف دلشیر اس کے لیے تمہاری نازک جان کی قربانی ضروری ہے،،، "نفرت سے بے ہوش ایلف کا چہرہ مٹھی میں دبوچتے وہ پھنکارا تھا۔۔۔ نظر ایلف دلشیر کے پھٹے ہونٹ پر پڑی جس سے خون رستا ہونٹ کے ارد گرد پھیلنے لگا تھا۔۔۔جانے کس جنون، طیش و اشتعال کے تحت بہت اچانک ایلف کے چہرے پر جھکتے آرزک نے اس کے ہونٹ سے

زرا سے فاصلے پر اس خون پر اپنے لب رکھے تھے۔۔یہ عمل انتہائی بے اختیاری تھا۔

کوئی دیکھتا تو شاید اپنا وہم گمان کرتا کہ آرزک خانزادہ یہ عمل کر سکتا ہے۔؟؟؟اس نے چند لمحوں بعد پیچھے ہٹتے اس کے سرخ گالوں کو دیکھا جس پر انگلیوں کے نشان تھے تو خون میں ابال اٹھنے لگے۔۔۔دل کیا سب کچھ تہس نہس کر دے۔۔اس نازک جان کو روند ڈالے۔۔۔اسے برباد کر دے۔۔۔دل کیا باران دلشیر کو حقیقت کا آئینہ دکھائے اور اس کے سامنے ایلف کو پھینک کر کہے دیکھو تمہاری سیکیورٹی اس کے بعد بھی تمھاری بہن کا حال۔۔۔وہ جیسے غم و غصے سے اپنا دماغ الٹا بیٹھا تھا۔۔اسی لئے بہت اچانک آرزک زور سے قہقہ لگا کر اٹھا اور ایلف کو بانہوں میں لیے کھڑا ہوا۔۔۔

ایلف کو نرمی سے بستر پر ڈالتے دائیں بائیں ہاتھ رکھتا چہرے کے قریب ہوا۔۔انگلی کی پور سے اس کی بند پلکوں کو چھوا۔

تمہارے بھائی کے سو کالڈ گارڈ کے باوجود تمہارا یہ حال ہوا ہے ایلف"
دلشیر،،، وہی گارڈز اب تمہیں میرے سپرد کر گئے ہیں،،، کوئی تمہارے
بھائی سے پوچھے کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا،،؟؟؟ یا وہ آرزک خانزادہ
کے انتقام کو ہلکے میں لے رہا ہے،،، کیا ہو جائے اگر میں تم سے تمہاری ذات
کا غرور چھین لوں تمہاری نسوانیت روند ڈالوں،،، تمہارے بھائی کی ماسٹر
پلاننگ دھری کی دھری رہ جائے گی،،،" اپنے انگھوٹے سے ایلف کے
ہونٹ کو صاف کرتے انتقام کی آگ میں سلگتے شاید آرزک خانزادہ بھی
اندھا ہو چکا تھا۔۔۔

پرنو،، تمہارے بھائی سے جیتنے کے لیے میں تم پر اتنا بڑا ظلم بالکل نہیں"
کروں گا،،، بلکہ اس سے بھی بڑا ظلم کروں گا،،، تمہیں اپنی محبت کے لاعلاج
مرض کا وہ مریض بناؤں گا کہ تمہارے ساتھ تمہارا سو کالڈ بھائی بھی تل تل
مرے گا،،" کمینگی سے ہنستے وہ ہاتھ جھاڑتے ایلف سے دور ہوا۔ایک نظر

اپنے انگھوٹے کو دیکھا جس پر ایلف کا خون لگا تھا۔۔۔اس خون کو اپنے ہونٹوں پر مس کرتے آرزک خانزادہ سفاکیت کی انتہا پر پہنچ چکا تھا۔

"ہمم،،، تمہارے بھائی کو کھیلنے کا بہت شوق ہے،،، ایک گیم میرے ساتھ بھی،،، سوری بے بی،،، میرا ارادہ تمہیں دیکھنے کے بعد ڈگمگا گیا تھا،،، سوچا تھا "تمہیں باران دلشیر سے چرالوں گا،،، بدلے کا بدلہ اور،،،

ایلف کے سرہانے بیٹھتے گہری نظروں سے ایلف کی بند آنکھوں کو دیکھا۔۔۔پھر لب بھینچ گیا۔

"پر نہیں،،، تم بھی اسی کا خون اسی کی بہن ہو،،، تمہیں وہ ازیت میں مبتلا کروں گا کہ تمہاری اذیت دیکھتے باران دلشیر اسی طرح پنکھے سے لٹکے گا جس طرح میرا باپ لٹکا تھا،،، اس کے پاس کوئی آپشن نہیں چھوڑوں گا میں،،

سانسیں پھولنے لگی تھیں۔۔آرزک خانزادہ پوری قوت سے دھاڑا تھا۔

سائیڈ لیمپ اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔۔۔آنکھیں سرخی مائل ہونے لگیں۔۔

اس نے سر ہاتھوں میں گرا کر گہرا سانس لیتے خود کو نارمل کیا۔۔۔ایک

آخری نظر ایلف کے بے ہوش وجود پر ڈال وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔

سیڑھیاں اترتے وہ ایک دم ٹھہرا تھا۔۔۔کچھ سوچتے قدم بچوں کے کمرے کی طرف بڑھائے۔

عبدالرحمان،،،"اس نے زور سے آواز دی۔۔اگلے ہی لمحے عبدالرحمان" نے دروازہ کھول دیا شاید وہ آرزک کے ہی انتظار میں تھا۔۔۔

آپ کی مام کی طبیعت خراب ہے،،،وہ سو رہی ہیں،،،کوئی پریشانی کی بات" نہیں،،،میوزک آف کر کے آپ لوگ بھی سو جاؤ ورنہ مام ڈسٹرب ہوں گی،،،"وہ بول کر اطمینان سے سیڑھیاں اتر گیا تھا۔۔کیوکہ بچے چاہ کر بھی ایلف کے کمرے میں نہیں جا سکتے تھے کیونکہ وہ ایلف کا کمرہ لاکڈ کر چکا تھا۔۔

****

سس،،،سوری،،،"باران کے قدموں کی دھمک سنتے وہ خوف سے سفید"
پڑتی فوراتین قدم پیچھے ہوئی تھی۔اس کے رات کے ملگجے سے کپڑوں پراب
شکنیں نمایاں ہورہی تھی۔۔دوپٹے کواپنے وجودپراچھے سے لپیٹے باران کو
اس کے حلیے سے کوفت سی ہوئی تھی۔

یہ سب کیا تھااینارہ،،؟جانتی ہومیری کتنی انسلٹ ہوئی ہے،،،"باران کا"
لہجہ خودبخودنارمل ہواتھاجس پروہ خود حیران تھا۔۔کیوں اور کیسے ؟؟؟کہ اتنا
نرم گوتووہ کبھی نہیں تھا۔لیکن اینارہ کویہ لہجہ بھی سخت لگا تھا۔
میں ڈرگئی تھی،،،"کسی مجرم کی طرح نظریں جھکائے وہ باران کے"
سامنے بالکل چھوٹی سی گڑیالگ رہی تھی۔

کس سے اور کیوں ؟؟؟اورڈرکا تعلق میرے کپڑوں سے کیسے ؟؟؟""
باران نے اچھنبے سے پوچھا کیاوہ اب تک صبح والی بات پرخوفزدہ تھی؟؟یہ
لڑکی لگتا تھا باران دلشیر کے لیے ایک امتحان بن کر نازل ہوئی ہے۔۔۔کہ

باران دلشیر کا امتحان تھا۔۔۔وہ جس قدر شارٹ ٹیمپر تھا اتنا ہی اس کا ضبط آزمایا جانا تھا۔۔۔۔

آپ،، سس،، سے،،، ایک نظر باران کے توانا بازو پر ڈالتی وہ فورا نظریں" واپس جھکا گئی۔

واٹ؟ مجھ سے،،، پر کیوں؟"اب کی بار وہ جھنجھلاتے ایک قدم پیچھے ہوا" اور اپنے بال مٹھی میں پکڑ کر چھوڑے۔۔۔آج تو دل کر رہا تھا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔"گلابی سُنڈی کہیں کی"دل میں دانت پیسے۔۔۔

کج،،، کیونکہ،،، آپ مارتے ہیں،،،"اگلا جملہ پہلے سے زیادہ دھماکہ خیز تھا" کہ باران حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔

میں نے تمہیں کب مارا،،"باران نے ہائیپر ہوتے پل بھر میں واپس اس" لڑکی کے مقابل کھڑے ہوتے پوچھا۔

روبینہ کہہ رہی تھی،،، آپ،، کک،،، کو جب غصہ آتا ہے آپ بہت مارتے" ہیں،،،"بہت معصومیت سے روبینہ کی شکایت لگائی گئی۔۔۔

یہ فتنی روبینہ،،،اس کو تو اب فارغ کرنا پڑے گا،،،"وہ غصے سے بڑبڑایا"
لیکن اینارہ اس کے جملے بخوبی سن چکی تھی۔

اس نے یہی کہا تھا،،"اینارہ کی بات پر وہ ایک مرتبہ پھر چونکا۔"

اور کیا کیا خناس بھرا ہے اس روبینہ نے تمہارے دماغ میں،،،"سینے پر ہاتھ"
باندھتے باران نے آئبرو اچکائی تو اینارہ نے چور نظروں سے اسے دیکھا۔۔
باران کی تیز نظریں اسی کے چہرے پر تھیں۔۔۔

کچھ بھی نہیں کہا،،آپ اسے نوکری سے مت نکالیں،،،اس کے بچے بیمار"
ہیں،،،اور،،،اس کا شوہر اسے مارتا ہے،،،گھر بھی کرائے کا ہے اور دو طلاق
یافتہ نندیں،،،"ابھی اینارہ بول ہی رہی تھی کہ باران نے قطعیت سے اس کی
بات کاٹی۔۔

جسٹ کوائٹ،،،روبینہ،،،روبینہ،،،"اگلے لمحے باران کی دھاڑ سن کر"
اینارہ کو رونا آنے لگا تھا۔۔۔وہ تو روبینہ کو بچا رہی تھی پر بہت جلد اسے اس
بات کا احساس ہوا تھا کہ اس کا اینجل باری محض صرف اس کے لیے ہی اینجل

باری ہے۔۔دوسروں کے لیے بہت ہی خردماغ، غصیل اور خالی مغزانسان تھا۔

جج،،،جی سر،،،،"روبینہ گھبرائی واپس اندر آئی اور فکر مندی سے ایناره " کو دیکھا جس کا وجود ہلکے ہلکے کانپ رہا تھا۔۔۔

ہاں تو کون سی نیو انڈین ڈرامہ اسکرپٹ لکھ رہی ہو؟؟؟کیا کیا بکواس کی ہے" تم نے ایناره سے؟؟؟اس لیے آتی ہو یہاں؟؟؟"باران نے دانت پیستے پوچھا۔

نن،، نہیں سر میں نے تو اس سے کوئی بات نہیں کی،،،"روبینہ نے فورا" ہاتھ جھاڑنا چاہے۔۔

تو پھر دو نندیں بیمار بچے اور ظالم شوہر؟؟؟یہ سب کیا ہے؟؟؟ہر جگہ" شوہروں کی برائیاں کرتے پیٹ نہیں بھرتا؟؟؟"باران نے کڑک لہجے میں پوچھا تو روبینہ فورا مکر گئی۔

یہ جھوٹ بول رہی ہے سر،،، میرا شوہر بہت اچھا ہے میں نے تو اس سے "
کوئی بات ہی نہیں کی،،،" جہاں روبینہ کی بات پر باران نے بے نیازی سے
ایناره کو دیکھا تھا وہیں ایناره پھٹی پھٹی آنکھوں سے روبینہ کو دیکھ رہی
تھی۔۔۔ باران اس کی پھٹی آنکھیں دیکھ محظوظ ہوا اب گویا مزہ آرہا تھا۔۔۔
وہ معصوم اس دنیا کی مکاری سے بھلا کہاں واقف تھی۔۔۔ اس کو پریشان
کرنے کا ایک الگ ہی سرور محسوس ہو رہا تھا۔۔

یہ جھوٹ بول رہی ہے،،، مم،،، میں نے جھوٹ نہیں کہا،، اس نے تو"
میری بہت تت،،، عریف بھی کی ہے،،، کہہ رہی تھی اپنے دیور سے تمہاری
شادی کرواؤنگی وہ بہت پڑھا لل،،، لکھا،،، ہے اور اور مم،،، مل کے کام کریں
گے اور،،،! "ایناره اپنے آنسو روکتے وضاحت دینے لگی اسے یقین تھا باران
کبھی اس پر یقین نہیں کرے گا۔۔

واٹ دا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا بکواس ہے یہ؟؟؟ تم اب اس کا رشتہ کرواؤ"
گی،؟؟ یہ میری امپلائی میری ملکیت ہے،،؟؟؟؟ اگر رشتے کروانے کا اتنا

شوق ہے تو آج سے وہی شوق پورا کرو کل سے یہاں مت آنا اور خبر دار تم نے اس لڑکی کا نام بھی کسی کے سامنے لیا،،، "چاران جو مزے سے کھڑا یہ بکھیڑا انجوائے کر رہا تھا اینارہ کی بات سنتے بھڑک گیا وہ جانتا تھا کہ اینارہ جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔۔۔

سر یہ جھوٹ بول رہی ہے،،، میں تو اس جیسی مکار لڑکی کو کبھی اپنے گھر نہ" بیاہوں،،، "روبینہ کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے تھے۔۔۔اس کے گمان میں بھی نہیں تھا یہ روتی دھوتی لڑکی باران دلشیر جیسے سفاک ظالم و جابر ترین شخص کے سامنے اتنا بول سکتی ہے۔۔۔

نہیں،،، یییہ،،، جھوٹ بول رہی ہے،،، قسم لے لیں،،، میں نے جب اس" سے کہا آپ کا نام اینجل باری ہے،،، تو اس نے کہا،،، "اینارہ روتے روتے بولنے لگی تھی کہ روبینہ کو اپنے سر پر موت ناچتی نظر آئی۔

پپ،، پاگل ہے سر یہ،،، یہ ایب نارمل ہے،،،اور جھوٹی بھی اس نے،،،""""

روبینہ ایک دم غصے سے چلا کر بولی۔ مقصد اینارہ کی کمزور آواز کو دبانے تھا۔بس نہ چلا اینارہ کا منہ نوچ لے لیکن درمیان میں باران دلشیر حائل تھا۔

شٹ اپ یو۔۔۔۔۔۔۔،،،اینارہ بات مکمل کرو،،، "روبینہ کو انگلی دکھاتے"

وہ اینارہ کی طرف متوجہ ہوا۔

اس نے کہا،،، آپ اینجل نہی،،الو کے سینگھ ہیں،،، "اینارہ کی بات پر" باران کو زوردار قسم کا جھٹکا لگا۔۔۔زہن میں پہلا خیال آیا۔"کیا الو کے سینگھ ہوتے ہیں؟؟؟؟" پھر سوال پر لعنت بھیجتے روبینہ کو گھورا جو پریشانی کے عالم میں پیلی پڑتی ناخن کترنے لگی تھی۔۔۔

اور کہہ رہی تھی،،اینجل مت بولو،،،لوسیفر بولو،،،اور اپنے،،،اپنے،،،""""

وہ رو رہی تھی۔۔یہاں آکر عجیب مصیبت میں پھنس گئی تھی۔۔کہتے کہتے اینارہ کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔باران کو تشویش ہوئی۔

کیااپنے،،،؟"باران کے سوال پراینارہ نے غصے سے روبینہ کو گھوراجو"
آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اشارہ کررہی تھی۔۔۔
کہہ رہی تھی اپنے سر کے سامنے دوپٹہ لپیٹ کر جانا،،،ورنہ،،،"اس سے"
آگے وہ بول نہ سکی تھی نا باران کو سننے کی ضرورت تھی۔۔۔اب باران کو
سمجھ آیا تھاوہ کیوں کفن کی طرح دوپٹہ لپیٹے ہوئے تھی۔
پلیز،،سر اس کی بات،،،"روبینہ لاچاری سے بولی پر باران اپنا ٹیمپر لوز"
کرتے ایک دم دھاڑا۔۔۔
گیٹ آؤٹ گھٹیا عورت،،،تمہای پیمنٹ تمہارے اکاؤنٹ یں ٹرانسفر"
ہو جائے گی،،،کل سے تمہاری شکل بھی یہاں نہ دکھے مجھے،،،،"باران کے
غصے کو دیکھتی روبینہ اینارہ کو کوستی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔جب کہ اینارہ
کواب اپنی نوکری کا ڈر لاحق ہوا تھا باران دلشیر کا خوف اس قدر حاوی ہوا تھا
کہ وہ اپنے کمرے میں بھاگنے لگی تھی پر باران کی پکار پر رکنا قدم اپنی جگہ پر جم
گئے۔۔۔

خبردار جو ایک قدم بھی ہلایا،،، شرافت سے کھڑی رہو یہاں،،، نرمی سے" پیش آنے والی شے نہیں ہو تم،،، "باران اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔اس گلابی سُنڈی سے نمٹنے کا فل پروف ارادہ تھا۔۔ صوفے پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی تو اینارہ کو کسی مجرم کی طرح سامنے کھڑا ہونا پڑا۔۔۔وہ جو روبینہ کی موجودگی میں پٹر پٹر بول رہی تھی اب گویا سانس لینا بھی محال تھا۔" یہاں جاب پر تمہیں کام کرنے کے لیے رکھا ہے یا اسلیے کے تم عورتوں والی حرکتیں شروع کر دو،،، شکل سے معصوم لگتی ہو پر غیبتیں،،، استغفراللہ،،، "اس نے جان بوجھ کر صوفے پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اور ماتھے پر بل ڈالے اینارہ کو گھورا تو گھبراہٹ سے جھکا سر وہ مزید جھکا گئی۔ لیکن ایک بات واقعی حیران کن تھی کہ اسے باران کے غصے سے ڈر لگ رہا تھا پر باران کے وجود سے نہیں۔۔۔یا شاید جگہ بدلنے کا احساس تھا یا کچھ اور۔۔ادھر وہ جو آگ کا بھڑکتا شعلہ بنا گھر میں داخل ہوا تھا۔۔اسے سامنے دیکھ کر آفس کی ساری کلفت دور ہو گئی تھی۔۔

میں غیبت نہیں کرتی،،،"اینارہ بہت دھیمی آواز میں منمنائی کہ باران" نے بمشکل سنا۔۔۔

ہاں روبینہ کے ساتھ مل کر غیبت نہیں عبادت کر رہی تھی تم،،،شادی" کے بعد اپنے شوہر کی بھی ایسے ہی برائیاں کرو گی،،،؟"باران کے اگلے سوال پر اینارہ نے بنا کچھ کہے نفی میں سر ہلایا تو باران نے منہ پر ہاتھ کی مٹھی رکھتے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی۔

روبینہ سے اتنی باتیں کیوں بھگار رہی تھیں؟؟اور ہاں جب اس نے مجھے" اتنے گندے الفاظ سے نوازہ تو تمہارے منہ میں لڈو تھے،،،؟؟؟؟اپنے سر کی کوئی ایسے برائی سنتا ہے؟نمک کھانے سے پہلے غداری،،؟؟؟؟"نجانے کیسا لطف تھا۔۔کیسا سرور تھا جو اسے پریشان کرنے سے اس کی رگوں میں بہہ رہا تھا۔۔اس کی بھولی سہمی سی گلابی شکل دیکھ کر ایک سکون سا ملا تھا۔ پہلی بار کسی لڑکی سے باتیں کرنا بہت مزہ دے رہا تھا۔اور اینارہ کا اس کے غصے سے ڈرنا باران کو مزید پاگل بنا رہا تھا۔۔۔۔

خبر دار،،،ایک آنسو بھی آنکھ سے نکلا تو،،،"اینارہ کو بچوں کی طرح نچلا"
ہونٹ باہر نکال کر رونے کی تیاری کرتے دیکھ باران نے مصنوعی غصے سے
کہا تو اینارہ ڈر کر آنسو نکلنے سے پہلے آنسو صاف کرنے لگی۔۔۔
تمہیں شادی کرنے بہت شوق ہے؟؟؟جوروبینہ سے رشتے جوڑنے کی"
تیاری میں تھیں؟؟؟"یہ سوال خاصہ سنجیدگی اور چبھن سے پوچھا تھا۔۔۔
کیونکہ یہ بات اسے بھی توسوئی کی طرح چبھی تھی۔۔روبینہ کو کام سے
نکالنے کی یہی ایک بڑی وجہ تھی کہ اس کی نظر اینارہ پر تھی۔۔۔
م،،،میں نہیں وہ خود رشتہ جوڑ رہی تھی،،،اینارہ نے فورا صفائی پیش"
کی۔۔۔
ہمم،،،گڈ،،،اب بتاؤ،،،مجھ سے کیوں ڈرتی ہو؟؟؟"اس نے اک اور"
سوال داغا لیکن پہلی بار اس ظالم حسینہ نے شکوہ کناں نظریں اٹھا کر اسے
دیکھا۔۔۔جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو۔اتنی دیر سے ڈرا ہی تو رہے ہو۔۔لیکن یہ
شکایتی نگاہیں محض ایک لمحے کا اٹھیں تھیں۔۔۔

خیر چھوڑو تمہیں مجھ سے ڈرنا بھی چاہیے،،،اب مجھے سب سے امپورٹنٹ" سوال کا جواب دو،،، تمہاری وجہ سے آج میری انسلٹ ہوئی،،، میری شرٹ کیوں جلائی،،،، "ٹانگ پر رکھی اپنی ٹانگ تیزی سے ہلاتے اس نے اطمینان سے پوچھا تو اینارہ کی آنکھوں میں واپس آنسو چمکنے لگے۔

جواب دو،،، "اینارہ کو خاموش پا کر اس نے پھر پوچھا۔"

مم،،، مجھے استری کرنا نہیں،،، آتی،،، "اس نے جرم قبول کرتے ہی نچلا" ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا۔۔ جیسے سزا کی سنوائی کی منتظر ہو۔۔۔

تو یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی،،،؟" باران کا دماغ اچانک گھومنے لگا" تھا۔۔۔ دل میں خیال آیا یہ شکل سے بھولی دکھنے والی لڑکی کہیں بانو بائی کی تو سازش نہیں۔۔؟

میں ڈر،،، گئی تھی،، آ،،، پ سے،،، "جملہ کے ٹکڑے کرتے وہ ایک قدم" پیچھے ہو گئی۔۔ باراں نے دو انگلیوں سے ماتھا رگڑا۔

اچھا۔،،جلنے کے بعد وہی شرٹ کیوں رکھا؟؟؟کیا تم پاگل ہو؟؟؟"وہ"
اس کی ڈر ڈر کی گردان پر چڑ گیا تھا۔ بھلا اتنا نرم وہ کسی کے ساتھ نہیں رہا تھا
پھر بھی وہ لڑکی ڈر کا راگ الاپ رہی تھی۔۔۔

کیونکہ،،،مجھے آپ سے ڈر لگ رہا تھا،،کہ شرٹ جل گئی ہے تت،،تو آپ"
مجھے ماریں گے،،،،،"ایک بار پھر معصومیت سے وہی بات دہرائی تو باران
سختی سے آنکھیں میچ گیا۔

اس لڑکی کو بتانا پڑے گا ڈر کسے کہتے ہیں۔۔ایک ڈیمو دینا پڑے گا،،"باران"
پر سوچ انداز میں بڑبڑایا۔۔

اور کچھ آتا ہے یا نہیں؟ابھی بتا دو تاکہ میں کوئی دوسری،،،"اچانک بولتے"
باران کو الفاظ سمجھ نہ آیا کیا کہے۔اس لڑکی کو ملازمہ کہنے پر تو دل بالکل آمادہ
"نہیں تھا۔۔۔" یا میں کسی اور کو پی اے رکھوں؟
باران کے سوال پر اینارہ فورا نفی میں سر ہلانے لگی۔

مم،، مجھے سب آتا ہے،، بس استری نہیں آتی تھی،،، میں وہ سیکھ لوں"
گی،،، "نوکری جانے کے ڈر سے اس نے فورا کہا (ایک اور جھوٹ)
نہیں استری رہنے دو،،، تمھارے سیکھنے تک تو ساری شرٹس جل جائیں"
گی،،، باقی کے کام شروع کرو،،، ایک بھی منٹ فارغ نہ نظر آؤ مجھے،،،
میرے لیے ایک کپ کافی بنا کے کمرے میں لاؤ،،، اور ہاں،،، ایک ہی
ملازمہ بچی ہے فرح،،، اگر تم نے اس کے ساتھ بھی غیبتوں کی محفل لگائی تو
میں اس کی بھی چھٹی کر دوں گا پھر سارا کام تم کرو گی،،، "باران نے ایک
سرد سانس کھینچ کر کھڑے ہوتے وارن کیا تو ایناره تیزی سے اثبات میں سر
ہلانے لگی۔۔ ایک گہری نظر اس کے دوپٹے پر ڈالتا باران وہاں سے اپنے
کمرے میں چلا گیا جبکہ ایناره نے کب کی جیسے رکی سانس بحال کی۔۔۔

****

ابھی وہ روڈ پر بے ہوش پڑی لڑکی سے دو قدم کے فاصلے پر ہی تھا کہ اچانک فون رنگ ہوا۔۔قدم روک کر جیب سے فون نکالا تو محمل کی کیئر ٹیکر کا نمبر تھا۔

ہیلو۔،،"زاویار نے فون کان سے لگاتے اضطرابی کیفیت میں پوچھا۔۔"

کیونکہ محمل کی کیئر ٹیکر بہت ارجنٹ کام پر ہی فون کرتی تھی۔

واٹ،،،کیسے،،،؟"سامنے سے نجانے کیا کہا گیا کہ زاویار خانزادہ ایک دم "

دھاڑا۔

شٹ ڈیم اٹ،،،"غصے سے فون رکھتے اس نے ڈرائیور کو اشارہ کیا۔۔"

میں گارڈز کے ساتھ گھر جا رہا ہوں،،،اس لڑکی کو لے کر ہسپتال جاؤ اور"

اس کے گھر والوں کو انفارم کرو،،،"کہتے ساتھ زاویار گارڈ والی گاڑی کی

پسینجر سیٹ پر بیٹھا تھا اور کچھ ہی لمحوں میں گاڑی وہاں سے گزر گئی تھی۔

ڈرائیور تیزی سے اس بے ہوش لڑکی کی جانب بڑھا۔اس کے وجود کو سیدھا

کیا تو بے اختیار منہ سے نکلا۔

اللہ خیر کرے،،،"وہ چاند سی لڑکی پر گویا گرہن پڑھ گیا تھا۔ہاتھ پیر پر" خون کے نشان تھے اور چہرے پر زخموں کے نشان اور آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے۔ڈرائیور کی نظر اس کے پھٹے کپڑوں ہر پڑی تو نظر پھیرتے فوراً وہاں چادر کا کنارہ ڈال دیا۔اس نے بمشکل اس لڑکی کو اٹھاتے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور گاڑی شہر کے بڑے پرائیویٹ ہسپتال کی جانب موڑلی۔۔۔آدھے گھنٹے بعد گاڑی دوراونڈ کور کرتی ہسپتال کی پارکنگ میں رکی۔کچھ ہی منٹ بعد اسٹریچر لایا گیا اور زرمش کو اس پر منتقل کر گیا۔زرمش کے ساتھ ہسپتال میں قدم بڑھانے والا وہ گارڈ ہی تھا۔کچھ وقت بعد زرمش کی ٹریٹمنٹ شروع ہوئی۔کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے ڈرائیور کو روم میں بلایا۔ڈرائیور نے ایک نظر بیڈ پر لیٹی زرمش کو دیکھا اور ڈاکٹر کی جانب متوجہ ہوا۔

"یہ لڑکی سے آپ کا رشتہ کیا ہے؟"ڈاکٹر نے کچھ مشکوک اور پروفیشنل انداز میں پوچھا۔۔۔

کچھ بھی نہیں،،،پر میری بیٹی جیسی ہے،،،یہ لڑکی سڑک کنارے پر بے"

"ہوش ملی تو میں اسے ہسپتال لے آیا،،،کیا ہوا ہے ان کو،،،؟

ڈرائیور کے پوچھنے پر ڈاکٹر نے تفصیل بتائی کہ زرمش کے جسم میں پانی کی شدید کمی ہے۔۔کچھ وقت اور گزرتا تو سیریس اٹیک کے بعد موت واقع ہو سکتی تھی۔۔معدہ بھی مستقل خالی پیٹ رہنے کی وجہ سے ڈیمج ہو چکا ہے۔۔اور جسم پر بے پناہ تشدد کے نشانات تھے ساتھ ہی ڈاکٹر نے اسے سراسر پولیس کیس کہتے پولیس کو انوالو کرنے کا کہا۔۔۔یہ سب سنتے ڈرائیور نے ایک ترحم بھری نگاہ اس لڑکی پر ڈالی۔

آپ اس کا علاج شروع کریں،،،جب ہوش آئے باقی تفصیلات تب معلوم" ہو جائے گی لیکن ابھی پولیس کو انوالو مت کریں،،،کیونکہ اس کیس سے زاویار معراج خانزادہ کا نام جڑا ہے،،،!"ڈرائیور کی بات پر چند لمحے غور و فکر کرنے کے بعد ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈرائیور روم میں زرمش کے سامنے ہی بیٹھا تھا۔زرمش اس کی بیٹی کی عمر کی تھی۔۔۔اس کی اپنی بیٹی نے شادی کے بعد شوہر سے بہت مار کھائی تھی جو دکھ اپنی بیٹی کے لیے محسوس کرتا تھا وہی دکھ آج اسے بستر ہر لیٹی زرمش کے لیے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ تبھی میسج پر زاویار کو ساری صورتحال سنادی۔

پندرہ منٹ بعد زاویار کی طرف سے میسج موصول ہوا کہ اس لڑکی کا علاج کرواؤ۔پیسے وہ بھر دے گا۔۔اور جب ہوش آجائے تو تفتیش کرو۔۔دوبارہ غلط ہاتھوں میں نا جائے۔ڈرائیور مطمئن ہو گیا تھا۔وہ شام تک اس لڑکی کے پاس رہا جب اچانک اس لڑکی کو ہوش آنے لگا۔وہ نیند میں چیخ رہی تھی۔

مجھے مت مارو،،،میں ایسی لڑکی نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو،،جانے دو مجھے،،،"

"ہاتھ مت لگاؤ،،،،

وہاں موجود تمام لوگ اس لڑکی کی جانب متوجہ ہونے لگے۔ڈاکٹرز فوراً اندر آئے اور ڈرائیور کو باہر بھیجتے زرمش کا چیک اپ کرنے لگے۔کچھ وقت بعد زرمش مکمل ہوش میں بیدار ہوئی تو زاویار کا ڈرائیور افضال بھی اندر آیا۔۔۔

نرس اور ڈاکٹرز رمش کو اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش میں تھے کہ ایک مرتبہ وہ تشدد کرنے والے کا نام بتادے۔۔۔پر رمش کے منہ پر صرف ایک ہی جملہ تھا۔مجھے گھر جانا ہے،،،اور ابھی جانا ہے،،،جب وہ بیان دینے پر رضامند نہ ہوئی تو ڈاکٹرز کو بھی خاموشی اختیار کرنی پڑی۔۔۔بمشکل اسے ایک رات کے لیے ایڈمٹ رکھا۔جب صبح وہ بہتر ہو گئی تو زاویار خانزادہ کا ڈرائیور ہی اسے اس کے بتائے گئے ایڈریس پر لے گیا۔۔۔وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی۔۔۔وہ اپنا گھر اس مہربان شخص کو نہیں بتانا چاہتی تھی اس ڈر سے کہ کہیں فراز اور اس کی ماں ہنگامہ کر کے سامنے یہ نہ کہہ دیں کہ یہ گھر سے بھاگی تھی۔۔۔وہ کم از کم اس مہربان شخص کی آنکھوں میں اپنے لئے حقارت نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔یوں بھی جس جگہ سے آئی تھی اپنی نظروں میں بھی اپنے لئے صرف حقارت رہ گئی تھی۔۔۔ڈرائیور اسے باری میں چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔دل پسلیوں سے ٹکرانے لگا۔۔فراز کی ماں اس کا کیا جلوس نکالنے والی تھی وہ یہ بھی اچھی طرح جانتی تھی۔۔بہت مشکل سے سست

روئی سے چلتی وہ گلی میں داخل ہوئی شام چار بجے کا وقت تھا۔ گلی میں بچے کھیل رہے تھے محلے کی عورتیں دروازے پر بیٹھی گپ شپ میں مصروف تھیں۔۔۔ لیکن اسے دیکھتے ہی اچانک چہ مگوئیاں شروع ہو گئی تھیں۔ وہ باقاعدہ سن سکتی تھی کہ لوگ اسے کیا کیا نام دے رہے تھے۔۔۔۔

بے حیاء۔ صحیح کہتی تھی شبانہ ماں کی طرح آوارہ ہے،،، آگئی در در کی"

ٹھوکریں کھا کر،،، ! وہیں دوسری طرف آواز تھی کہ منہ کالا کر کے گھر لوٹ آئی۔ یا جس امیر زادے کے ساتھ بھاگی تھی جب اس کا دل بھر گیا تو واپس پھینک گیا ہو گا۔۔۔

وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔ یقیناً شبانہ اور اسکی بہن اور بیٹا اسے محلے کے گھر گھر میں بدنام کر چکے تھے۔ دولت تو کبھی اس کے پاس تھی ہی نہیں۔ ایک عزت کا بھرم تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ کس کس کو یقین دلاتی کہ اس عزت اب بھی محفوظ ہے۔۔ نہیں دکھا سکتی تھی کوئی ثبوت اور نا ہی عزت کی حفاظت کے بدلے ملے گئے زخم۔۔۔

لیکن وہ مطمئن تھی۔۔۔لوگوں کی کیا غلطی تھی۔۔ تھی تو وہ واقعی بھاگی ہوئی لڑکی اور بھاگی ہوئی لڑکیوں کی عزت نہیں ہوتی پھر چاہے وجہ جو بھی رہی ہو۔۔۔

****

وہ بریک فاسٹ کے بعد یونیورسٹی کے لیے نکلا تھا۔۔آج نعمان علی نے آنے سے معزرت کرلی تھی تو وہ گاڑی خود ڈرائیو کر کے یونیورسٹی آیا تھا۔۔گاڑی پارکنگ میں کھڑی کر کے وہ گراؤنڈ میں آیا تو سامنے ہی ضیاء کھڑا جانے کونسے غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا کہ اسے آس پاس کا ہوش تک نہیں تھا جیسے۔۔

واٹس اپ برو،،،، کیا ہوا،،، کہاں کی سیر کو نکلے ہو،،، ایحان نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا تو ضیاء چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے پھیکا سا مسکرایا۔۔وہ دونوں کلاس روم کی جانب نکلے تھے۔۔

کچھ خاص نہیں،،، طبیعت عجیب بوجھل سی ہو رہی ہے،،، کچھ بھی اچھا"
نہیں لگا رہا،،، رات ڈھنگ سے نیند بھی نہیں آئی،،، ضیاء نے بے بسی سے
لب بھینچتے ایحان کو اپنی مشکل بتائی۔۔
تینوں عشق دا لگیا روگ،،، تیرے بچنے دی نئیں اوامید،،، ایحان بہت"
خوبصورتی سے بھاری گھمبیر آواز میں گنگنایا تو ضیاء نے اسے غصے سے گھورا۔۔
تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے برو،،، زمین آسمان کا فرق ہے،،، کہاں میں اور"
کہاں نورین،،،، وہ جھنجھلا کر بولا۔۔کلاس روم تک پہنچ چکے تھے۔۔ایحان
نے اس کی جانب معنی خیزی سے دیکھا۔۔
لیکن میں تو تمھارے اور لیلی کے بریک اپ کی بات کر رہا تھا بھائی،،،،"
ایحان نے کہتے ضیاء کے پیروں تلے سے زمین کھینچی۔۔ایحان کلاس روم
میں چلا گیا جبکہ ضیاء وہیں اپنی جگہ پر جیسے پتھر کا ہو گیا تھا۔۔بہت زوردار قسم
کا جھٹکا تھا یہ کہ اسے پتہ ہی نا چلا اور وہ اس کے حواسوں پر بری طرح سوار ہو
چکی تھی۔۔ایحان نے پیچھے مڑ کر بازو سے پکڑ کر اسے اندر کھینچا۔۔

وہ دونوں کلاس روم میں آئے مگر کچھ ہی دیر میں ایحان خالی پیریڈ میں کلاس سے باہر نکلااور ایک اور کلاس روم کی جانب گیا۔۔تواب کی بار جھٹکا لگنے کی باری ایحان کی تھی۔۔اس نے پوری کلاس پر ایک نظر دوڑائی تھی۔۔وہ کہیں نہیں تھی۔۔اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔۔آج تو اس کا ارادہ گاڑی والی بات پر ریم کا مزاج درست کرنے کا تھا۔۔مگر وہ یہاں تھی نہیں تو ہر ارادے پر پانی پھر گیا تھا۔۔وہ جھلا کر واپس آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا۔۔

ضیاء نے کلاس روم میں دیکھا۔۔وہ مرجنڈا فراک اور دوپٹے میں اپنی جگہ پر اطمینان سے ایستادہ تھی۔۔جانے کیوں پر دماغ کی پھڑکتی رگوں کو ایک راحت سی محسوس ہوئی تھی۔۔وہ پر سکون سا اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔۔پر یہاں کوئی اور تھا جس کے ماتھے پر بلوں کا جال بچھ گیا تھا۔۔

لیکچر سٹارٹ ہو گیا تھا۔۔مگر ضیاء کی توجہ لیکچر کی جانب نہیں تھی۔۔اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔اس کے کانوں میں ایک نسوانی آواز کے چند جملے مسلسل بازگشت کر رہے تھے۔۔

"تم بہت برے ہو،،،"

مم،،میرا کزن گلی سے جارہا ہے،،،"

اسے اچھا نہیں لگے گا اگر اس کے سامنے کسی لڑکے کی گاڑی سے"

"اتری،،،

لیکچر ختم ہو گیا۔۔اس نے ایک چور نگاہ اپنے دائیں جانب ڈالی۔۔اگلا پیریڈ فری تھا تو کلاس خالی ہو رہی تھی۔۔ضیاء نے دیکھا وہ فون پر بات کر رہی ہے۔۔اور پھر بات کرتے کرتے عجلت میں اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔۔ضیاء چونکا تھا۔۔نورین نے فون رکھا۔۔وہ اپنی چیزیں سمیٹ کر باہر جانے لگی۔۔ جب وہ بہت بے اختیاری اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے راستے میں غیر محسوس انداز میں حائل ہوا تھا۔۔

کیسی ہو نورہن،،،اس نے ہلکا سا مسکرا کر پوچھا۔مگر اس کے جواب پر"

اعصاب جھٹپٹا اٹھے۔۔

فائن،،، آپ کیسے ہیں،،،اس نے بھی رسمی کلمات کافی تکلف سے ادا کیے"
تھے۔۔ضیاء نے لب بھینچ لیے کہ تم سے آپ تک کا یہ سفر انتہائی تکلیف دہ
اور وحشت ناک تھا۔۔۔

تم جلدی میں ہو،،، سب خیریت ہے،،، ضیاء نے اس سے پوچھا۔۔نورین"
نے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا وہ اسے یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ گھر والوں
نے رشتہ پکا ہو جانے کی خوشی میں اسے منگنی کی تیاری کے لیے فورا گھر بلایا
تھا۔۔۔وہ اسے کچھ بھی نہیں بتا سکتی تھی۔۔سامنے کھڑے گھمنڈی شخص کی
آنانے جیسے اس کے لئے دل میں کھلتی احترام کی نئ نئ کونپل کو نوچ پھینکا
تھا۔یہ بھی نہیں کہ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اس کے کردار پر یہ کہہ کر انگلی
اٹھائے کہ ایک مڈل کلاس لڑکی نے دولت کی چکاچوند کی خاطر ایک امیر زادہ
پھانس لیا۔۔

کچھ خاص نہیں،،، کوئی ضروری کام تھا تو گھر جا رہی تھی،،،نورین نے پھر"
کترا کر گزرنا چاہا۔۔۔

کہو تو میں ڈراپ کر دوں،،؟؟

بہت شکریہ،،، مگر پاپا لینے آ گئے ہیں،،، نورین نے کہا اور تیزی سے وہاں"
اسے نکل گئی۔۔ضیاء نے گہرے گہرے سانس اپنے اندر کھینچے۔بلاوجہ کے غم وغصے، طیش واشتعال سے گلے میں پھندا سا لگا محسوس ہوا۔۔وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر ماتھے پر ہلکے سے پر جنونی انداز میں مارنے لگا۔۔دم گھٹتا اور سینے میں دھواں سا اٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔وہ جبڑے بھینچتا کلاس سے ہی باہر نکل گیا۔۔

ایحان کلاس سے نکل کر زین اور ملحق کو واش روم جانے کا کہتا پچھلے گراؤنڈ کے تقریباً ویران سے حصے میں آیا تھا۔۔سمائرہ ثنا کو بتا رہی تھی کہ ریم طبیعت خرابی کی وجہ سے آج یونیورسٹی نہیں آئی ہے تب سے اس کے تلوؤں پر لگی اور سر پر بجھی رہتی تھی۔۔اس نے فون نکال کر نعمان علی کو کال ملائی۔۔۔فون دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا تھا۔۔

ہیلو سر،،، نعمان علی کی آواز سنائی دی۔۔

ہاں،،، میں نے پوچھنا تھا نعمان کے میں یونیورسٹی آتو گیا ہوں لیکن کیا تم"
مجھے رسیو کرنے آؤ گے،،،، ایحان نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔۔
جی سر میں آجاؤں گا،،، نعمان علی بول کر خاموش ہو گیا۔۔ایحان اپنی"
مطلوبہ معلومات نا ملنے پر جھنجھلایا۔۔

اوکے فائن،،، کہتے اس نے فون رکھ دیا اور دانت کچکچاتا اپنا ماتھا مسلا۔۔اور"
پھر کچھ سوچ کر وہ یونیورسٹی سے گاڑی لے کر نکلا تھا۔۔اور اگلے آدھے گھنٹے
میں وہ ایک پسماندہ سے علاقے کی چھوٹی سی گلی کے باہر گاڑی ایک محفوظ
جگہ پارک کر چکا تھا۔۔وہ گاڑی سے اتر کر اطمینان سے علاقے کے اندر
داخل ہوا تھا۔۔وہ ایک مخصوص گلی میں داخل ہوا تو توقع کے عین مطابق
نعمان علی اپنے گھر سے نکلا تھا۔۔لیکن اسے اپنی گلی میں دیکھ کر حیران ہوا۔۔

سر آپ،،، یہاں،،؟؟؟"

ہاں،ایک دوست سے بہت ضروری نوٹس لینے تھے جو اسی ایریا میں رہتا"
ہے،،،سوچا خود لے آؤں جا کر،،،تم سناؤ تمھاری بیٹی کی طبیعت کیسی
ہے،،،ایحان نے اپنے لہجے کو حتی الامکان نارمل رکھا تھا۔۔
بہتر ہے،،،مگر بخار نہیں اتر رہا،،کمزور ہے،،،منٹ میں بی پی لو ہو جاتا"
ہے،،،ڈھنگ سے کھاتی پیتی بھی نہیں،،،پھل سبزیوں سے تو جان جاتی ہے
اور برگر شوارما جب چاہے کھلا دو،،،یہ لڑکی سنتی نہیں ہے باپ کی بھی،،،
اچھا بندہ ٹکرایا تھا اس کی شکایتیں لگانے کو،نعمان علی نے جھنجھلا کر کہا تو
ایحان کے لبوں پر ایک خالص مبہم سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔
تم اپنی بیٹی سے بہت محبت کرتے ہو ناں نعمان علی،،،دھیمے لہجے میں"
حسرت ہی حسرت تھی۔۔نعمان علی نے مسکرا کر بلیک پینٹ کے اوپر وائٹ
ٹی شرٹ میں موجود اس شاندار مگر بدنصیب شخص جو ہمدردی بھری نگاہوں
سے دیکھا۔۔

ہاں جی سر،،، بہت،،، ابھی چار سال تو ہوئے اس کی ماں کو دنیا سے گئے،،،"

میری بچی کے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے دنیا پر،،، بس دور پار کے رشتے دار،،،

اسی لئے میں نے سوچا ہے اس کی شادی بھی اس شخص سے کروں گا جو گھر

جمائی بننے کو تیار ہو،،،، نعمان علی نے ہنس کر کہا تھا مگر اس بات پر ایحان

دلشیر کے لبوں کی مسکراہٹ ضرور غائب ہوئی تھی۔۔ نعمان علی گھر کو باہر

سے لاک لگا چکا تھا۔۔ وہ یقیناً اندر تھی۔۔ اور ایک چابی اس کے پاس ہو گی۔۔

دونوں میں سے ہی ایک دوسرے کی غیر موجودگی میں اپنی اپنی چابی استعمال

کرتے ہوں گے۔۔

اوکے نعمان علی،،، ٹیک کیئر،،،"

جی سر،،، آپ نوٹس لے کر یونیورسٹی جایئے،،، مجھے ضروری کام ہے وہ نمٹا"

کر میں رسیو کر لوں گا آپ کو،،،، نعمان نے کہا تو ایحان سر اثبات میں ہلاتا

تیزی سے گلی سے نکل آیا۔۔ نعمان علی جا چکا تو ایحان گھوم کر گھر کی پچھلی

جانب سے اس کی دائیں دیوار تک آیا تھا۔۔ وہ یہاں تک خود کو یہ باور کروا کر

آیا تھا کہ اسے محض گاڑی والی بات کا بدلا لینا ہے اس چڑیل سے۔۔ لیکن وہ اس سب میں یہ بات نظر انداز کر رہا تھا کہ اس سو کالڈ بدلے کے لیے کل تک کا بھی انتظار کیا جا سکتا ہے۔۔ مگر وہ انتظار اسے ضروری نہیں لگا تھا۔۔ دوپہر کا وقت تھا۔۔ علاقے میں سناٹے کا عالم تھا۔۔ ایسے میں اس نے سیکنڈز لگائے تھے۔۔ دائیں دیوار کے پاس کھڑے بڑے درخت کے تنے کا سہارا لے کر اس گھر کی دیوار پھلانگنے میں۔۔۔ وہ ابھی یہ نہیں سوچنا چاہتا تھا وہ کیا ایک کر رہا ہے؟؟؟ کیوں کر رہا ہے،؟؟۔۔ بس جو جو دل میں آیا کیے گیا۔۔ ان دیکھی طاقت تھی جو اسے اس کی اور کھینچ رہی تھی۔۔ مگر وہ یہ سوچنا نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسے ایک نظر دیکھ لینے کو اتنا بے اختیار کیوں ہو رہا تھا۔۔۔ اب بھی اس چھوٹے سے گھر کے صحن میں وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا تفصیل سے جائزہ لے رہا تھا۔۔ اس گھر میں بہت حبس اور گرمی تھی کہ وہ سیکنڈز میں پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔۔ گھر صاف ستھرا تھا۔۔ وہ اطمینان سے چھوٹے سے صحن سے لوہے کی جالی دار ڈیوڑھی میں داخل ہوا۔۔ ڈیوڑھی

کے سامنے دو کمرے اور دائیں جانب چھوٹا سا اوپن کچن تھا۔۔گھر صاف ستھرا تھا مگر کچن اوندھا پڑا تھا۔۔ایحان نے آگے بڑھ کر ایک کمرے میں جھانکا۔۔مگر وہ شاید نعمان علی کا کمرہ تھا اسی لئے خالی تھا۔۔اس کے ساتھ والے کمرے سے چھت والے پنکھے کے چلنے کی آواز آ رہی تھی۔۔ایحان نے ایک گہرا سانس کھینچا اور کسی بھی چیز کی پرواکیے بغیر وہ دروازا کھول کر ہوا تھا۔۔اس کے قدم اپنی جگہ پر جامد ہوئے تھے وہ خود اپنی جگہ اندر داخل پر دم سادھ گیا بلکہ بے اختیار اندر داخل ہوتے واپس دروازے کی جانب پلٹ گیا۔۔ایحان گہرے گہرے سانس بھرنے لگا تھا۔۔وہ میڈیسن کے زیرِ اثر گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔پسینے سے بھیگی ہوئی تھی اسی لئے اوپر اوڑھی گئی چادر اب زمین پر سجدہ ریز تھی۔۔وہ دوپٹے اور کسی پردے کے بغیر تھی تبھی ایحان نے اپنا چہرہ دوسری جانب پلٹ لیا تھا۔۔

بے وقوف،،چڑیل،،،،وہ جھنجھلا کر اسے ہی کوسنے لگا۔تھا۔۔الٹے"

قدموں آہستگی سے پیچھے ہٹا۔۔زمین سے چادر اٹھائی۔۔اور اس کھول کر بند

آنکھیں کر کے اس کی جانب پلٹا اور بیڈ پر پڑے نازک وجود کو اس چادر سے ڈھانپ دیا۔۔اب اس نے اطمینان سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔اگلا منظر انتہائی غیر معمولی تھا۔۔ایحان کو لگا وہ ٹھیک سے سانس نہیں لے پا رہا۔۔ کیفیت عجیب تھی۔۔پر سکون بھی اور بے قرار بھی۔۔سیاہ بالوں کی ریشمی آبشار بستر پر پھیلی تھی۔۔دوا کے زیر اثر وہ پسینے میں بھیگی ہوئی تھی۔۔ چہرے پر پسینہ کے قطرے سنہری گندم پر شبنم کے قطروں کی طرح ہیرے کی طرح جگمگا رہے تھے۔۔بند گھنی پلکیں گالوں پر سیاہ فگن تھیں۔۔ایحان ایک قدم مزید آگے بڑھا۔۔

بخار شاید اتر گیا ہے، 'دل میں سوچا اور پھر جانے کیا سوجھی کے ہاتھ کی دو' انگلیوں کی پشت سے نرمی سے اس کا ماتھا چھوا۔۔جو ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔ایحان کی نگاہیں ایک مرتبہ پھر اس کے دلکش تیکھے نقوش میں الجھیں تھیں۔۔اس وقت وہ جاگ جاتی تو کھلی آنکھوں کے منظر کی تاب نا لاتے شاید فوت ہی ہو جاتی کہ ایحان دلشیر اس کا سب سے بڑا نائٹ میئر بن چکا تھا۔۔بنا کسی

مصنوعی آرائش وزیبائش کے وہ اس وقت بھی اسے بہت حسین اور دلکش لگ رہی تھی۔۔ایحان کی نگاہیں اس کے تراشیدہ کٹاؤدار گلابی نرم مومی سے لبوں پر ان ٹھہری۔۔

اس گندمی رنگت کے باجود سامنے موجود لڑکی دنیا کی حسین ترین پرکشش ترین لڑکی کیوں لگتی تھی۔اس کا ہوش ربا سراپا، کاج بھری بڑی بڑی سیاہ گھنگھور تیکھی نگاہیں،، بل کھاتی پتلی کمر، ہوٹ فگر اور نرم موم سے گلابی لب۔۔اور ایحان کی نظر اس کے لبوں پر ٹھہرے ہوئے جو اگلا خیال اس کے دل ودماغ میں آیا اس نے ایحان کی ہستی کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

استغفر اللہ،،،،،وہ بجلی کی سی رفتار سے مگر دبے قدموں ہی اس کمرے" سے نکلا تھا ایسے جیسے وہاں کوئی خون آشام بلا ہو جو اس کے دل وجان سے چمٹ کر اس کا سارا خون چوس لے گی۔۔ایحان نے دیوار پر چڑھتے محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔۔اتنی ہی تیزی سے درخت کا سہارا لیتے گلی میں کودا۔۔اور تقریباً دوڑنے کے انداز میں اس علاقے سے نکلا تھا۔۔وہ اپنی

گاڑی تک آیااور تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔ڈیش بورڈ سے ٹشو باکس سے چار پانچ ٹشو پیپر نکال کر اپنے چہرے پر آیاپسینہ صاف کیا۔۔

وہ عجیب ترین خیال کیوں آیامیرے دماغ میں،،،، بڑبڑاتے اس نے زور" دار مکااسٹرئنگ پر رسید کیا تھا۔۔اتنی عجیب کیفیت تھی اس پر متضاداس کی پاکٹ میں پڑافون بری طرح وائبریٹ ہونے لگا۔۔

کیامصیبت ہے،،،وہ مزید جھٹپٹایافون نکال کر دیکھاتوفون سکرین پر باران" دلشیر کی نمبر جگمگاتادیکھ اس کامزید موڈ خراب ہواتھا۔۔

اب ان کو کیاپرابلم ہے"۔ایک دل کیااگنور کردے مگر پھر فون پیس کر کے' کان کولگایا۔۔

جی کہیے،،،ایحان نے خراب موڈ کے ساتھ سرد لہجے میں کہا۔۔"

میں تمھارے معملات میں مداخلت نہیں کرتاایحان دلشیر مگراب جو تم" کرتے پھر رہے ہواس کی وضاحت نہیں دی تو سختی سے پیش آؤں گا،،،مجھے

تم یہ بتاؤ ایحان تم اپنے ڈرائیور کے گھر دیوار پھلانگ کر کیوں گئے تھے،،،

باران دلشیر کی سرد بے تاثر آواز پر ایحان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔

واٹ دا ہیل از گوئنگ آن ہیئر،،،،آپ میری نگرانی کروا رہیں ہیں،،،،"

ایحان نے طیش میں بدتمیزی سے کہا تو باران دلشیر لب بھینچ گیا۔۔

یہ بحث بعد کی ہے،،،پہلے تم بتاؤ،،،کسی لڑکی کا چکر ہے،،،ڈرائیور کی بیٹی"

چاہیے تو اس کے لیے دیواریں پھلانگنے جیسا رسک لینے کی کوئی ضرورت

نہیں،،،خواہ مخواہ لوگ تماشا نا بنا دیں،،،گھر واپس آؤ،،،اسے اٹھوا کر کل ہی

نکاح پڑھوا دوں گا تمھارے ساتھ،،،باران نے اسی سرد لہجے میں انتہائی

ہولناک بات کی تو ایحان دلشیر کا دل کیا ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ گاڑی کسی

کھمبے میں دے مارے۔۔

مجھے آپ سے زہر چاہیے،،،وہ لا دیں تو احسان ہو گا آپ کو مجھ پر،،،تاکہ"

میں مروں اور میری جان چھوٹے آپ جیسے بے حس اور عزتوں سے کھیلنے

والے بداعمال بھائی سے،،،،ایحان نے غرا کر طیش میں کہا۔

ایحان،،، باران دلشیر کی دھاڑ پوری گاڑی میں گونجی تھی۔۔ایحان نے"
فون بند کر کے ڈیش بورڈ پر اچھالا تھا۔۔
ایسی گھٹیا بات صرف آپ ہی کر سکتے ہیں صرف آپ،،،،وہ چلایا تھا۔۔"
لال انگارا آنکھوں میں تیزی سے نمی در آئی تھی۔۔ مگر یہ بھی سچ تھا کہ اس کے پاس باران دلشیر کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔۔ہاں وہ باران دلشیر کے سوالوں سے دور بھاگ جان چاہتا تھا۔۔کافی ریش ڈرائیونگ کرتے اپنے اپارٹمنٹ کی جانب گاڑی دوڑائی تھی۔۔

وہ فریش ہو کر گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا واش روم سے باہر نکلا تھا۔۔۔ سوچ کافی گہری تھی وہ مسلسل ایناره کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا وہ خود پر مہنگا ترین باڈی سپرے انڈیل رہا تھا۔۔
یہ لڑکی ہو بہو زرمش ہے،اسے رکھ بھی نہیں سکتا اور اس گھر سے دور کہیں پھینک بھی نہیں سکتا اگر زاویار خانزادہ کی نظر میں آگئی تو،"ڈریسنگ کے

سامنے سے ہٹتا سر اپنے ہاتھوں میں تھامتے وہ بے قراری سے کمرے کی کھڑکی کے پاس آیا جب اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔۔

آجاؤ،،" باران نے سگریٹ سلگاتے اجازت دی۔۔وہ بظاہر رات کی " گہرائی میں باہر کے مناظر میں گم تھا مگر پھر کچھ لمحے بعد کمرے میں ایک محصور کن خوشبو محسوس کرتے گردن پیچھے موڑی۔۔۔اینارہ دروازے میں ہی انتہائی پریشانی سے کھڑی ہاتھ میں پکڑی ٹرے کو گھور رہی تھی۔ باران نے ہر سوچ جھٹکتے سگریٹ کھڑکی سے باہر اچھالی اور قدم اینارہ کی جانب بڑھائے ایک گہری نظر اینارہ پر ڈالتے ٹرے سے کافی کا کپ اٹھایا۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے ایک نظر کافی سے لبالب بھرے کپ پر ڈالی جس میں سے کافی ابل ابل کر باہر گر رہی تھی۔۔۔باران نے گہری سانس بھرتے خود پر قابو کیا اور کپ واپس ٹرے میں رکھا۔۔۔دل کیا سر پیٹ لے اس لڑکی کے پھوہڑ پن پر کہ کافی کپ سے گرتی ٹرے میں پھیل چکی تھی۔۔۔وہ نفاست پسند تھا۔۔ مسٹر پرفیکٹ۔۔ہر چیز پرفیکٹ چاہیے ہوتی تھی اسے مگر اب۔؟؟

کیاہوا،،،؟"ایناره نے فوراگھبراکر پوچھا۔"

اس کافی کو پھینک دو،،" باران نے سنجیدگی سے حکم صادر کیا۔کچھ لمحے پہلے "
ہی اپنے آپ کواوراپنے دل کو بری طرح ڈپٹا تھا کہ اس گلابی بلا سے زیادہ نرمی
سے پیش آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

کک،،،کیوں؟میں نے بہت محنت سے بنائی ہے،،،"وہ بچوں کی طرح منہ "
بسورتی منہ ہی منہ میں منمنائی تھی۔۔۔

یہ محنت ہے تمہاری؟ہاں؟کپ رکھنے کا ڈھنگ تک نہیں ہے تمہیں،،،؟"
"باران ایک دم غصے سے دھاڑا تو وہ خوف کی زیادتی سے اپنی جگہ سے
اچھلی۔۔اس کے اچانک ہلنے سے منہ تک بھرا کپ چھلکا تھا۔۔وہ کپ ٹرے
سمیت خود سے لگا گئی۔۔۔نتیجتاًساری گرم کافی اس کے پیٹ پر گر چکی
تھی۔۔۔

سی،،،"ایناره نے درد بھری سسکی بھری تھی پیٹ پر شدید جلن کے "
باوجود ایناره اس کے خوف سے کپ اور ٹرے ویسے ہی پکڑے ہوئے

تھی۔۔۔ جسم کپکپا رہا تھا۔۔۔ باران دلشیر کی سخت نظریں اس کے سرخ ہاتھوں سے ہوتی اس کے پیٹ کے حصے پر گئی جہاں کا کپڑا کافی گرنے کے باعث گیلا ہو گیا تھا۔۔۔

اینارہ،،،" باراں نے بہت عجیب سی کیفیت میں اسے پکارا تھا۔۔پر وہ رکی " نہیں تھی وہاں سے بھاگتی فورا نیچے چلے گئی تھی۔۔۔

شٹ،،، یہ گلابی سُنڈی پاگل ہے،،، مجھے بھی کر دے گی،،، "غصے سے " کھولتے اس نے فون کو دیکھا۔۔۔ جہاں زاویار کا کال می کا میسج جگمگا رہا تھا۔۔۔ پہلی بار باران دلشیر نے کوفت سے زاویار کا میسج اگنور کرتے فون بیڈ پر اچھالا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔ تیزی سے سیڑھیاں اترتے وہ اینارہ کے کمرے میں بنا دستک داخل ہو گیا۔۔۔ کمرے میں نیم اندھیرا تھا ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

اینارہ،،، "لائٹ آن کرتے وہ کمرے کے وسط میں آیا وہ بیڈ کی دوسری " جانب بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ باران کچھ سوچتے کچھ فاصلے پر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

باران نے دیکھا اس کے سر پر دوپٹہ نہیں تھا۔بلکہ اس کا دوپٹہ کارپیٹ پر اس کے پیروں کے پاس جھول رہا تھا۔۔۔سنہرے ریشمیں بال کسی بہتی آبشار کی طرح کمر پر بکھرے تھے۔۔وہ اپنے کمرے میں اپنے قریب باران کی موجودگی محسوس کرتی خود میں مزید سمٹ گئی تھی۔۔۔

سوری،،،" باران نے لب بھینچے صرف ایک لفظ کہا تھا۔اینارہ نے جواب " میں کچھ نہ کہا۔جانتی جو نہیں تھی کہ معافی مانگنے والا شخص باران دلشیر ہے جس کے نزدیک جان دینا آسان ہے پر معافی مانگنا نہیں۔۔۔یہی وجہ تھی کہ اپنی غلطی جاننے کے باوجود باران دلشیر نے کبھی اپنے چھوٹے بھائی سے معافی نہیں مانگی تھی۔۔۔

اینارہ،،،آئی سیڈ سوری،،،"اب کے باران کچھ سختی سے بولا۔"

بٹ آئی ڈونٹ نیڈ،،،"آگے سے روٹھا سا جواب آیا باران دلشیر کچھ لمحے " حیران رہنے کے بعد بے اختیار گہرا مسکرایا۔۔۔

گلابی سنڈی نخرے دکھا رہی ہے،،" باران دلشیر نے دلچسپی سے ایناره کی "
پشت کو دیکھا۔۔۔لیکن حیران صرف وہ نہیں تھا بلکہ اینار خود بھی تھی کہ
زریمان اور بانو بائی کے بعد وہ پہلا شخص تھا جسے وہ نخرے دکھا رہی تھی۔۔۔
جبکہ ایناره کو شاید اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ نخرے کس سے اٹھوا رہی ہے۔اگر
اندازہ ہوتا تو ضرور حیرانی سے اسے غش پڑ جاتے۔۔
زیادہ نخرے مت دکھاؤ،،اور جلن پر یہ ٹیوب لگالو،،، باران نے اس کے "
سامنے اپنا ہاتھ لہرایا۔۔ایناره نے چور نگاہوں سے اپنے سر کو دیکھا جو وہاں
اطمینان سے بیٹھا اسے تقریباً منا رہا تھا۔۔ایناره نے شرافت سے زرا سا رخ
موڑتے اس کے ہاتھ سے ٹیوب لے لی۔۔باران نے اپنی گھڑی میں ٹائم
دیکھا۔۔وہ فرصت میں ضرور اس سے کوئی بحث و مباحثہ کرتا کہ ان دنوں یہ
اس کا محبوب مشغلہ تھا مگر اسے ایحان کی خبر لینے جانا تھا۔۔اور زاویار کے
بھی مسلسل میسجز آ رہے تھے۔۔اسی لیے ناچار اسے اپنی جگہ سے اٹھنا پڑا۔۔

اپنا خیال رکھو،،ایسی لاپروائی برداشت نہیں کروں گا،،، چینج کرو،،،اور "
کھانا کھا کر سو جاؤ،،، باقی کے کام صبح کرنا،،، باران نے جلدی سے اسے
تنبیہہ کی اور اس کے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔اینارہ نے پیچھے مڑ کر اسے
اپنے کمرے سے نکلتے دیکھا اور مبہم سا مسکرا دی۔۔۔

****

وہ آج پھر تن تنہا دلشیر ولا جیسے حد نگاہ تک پھیلے بنگلے کی بلند و بانگ عمارت کی
چھت پر گلاس والز کے درمیان بنے جم میں موجود اپنی جان خواہ مخواہ ہلکان
کر رہا تھا۔۔رات کی گہری تاریکی ہر سو پھیلی تھی۔۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی
تھی۔۔ جس میں سے ولا کے طویل و عریض لان کے پودوں میں سے گونجتی
جھینگروں کی آواز چاروں طرف گونج رہی تھی۔۔آج پھر وہ خود ترسی کا شکار
انتہائی اذیت میں تھا۔۔دن میں اپنے اپارٹمنٹ گیا۔۔وہاں بھی سکون نا ملا تو
دلشیر ولا چلا آیا۔۔۔بلیک ٹراؤزر پر بلیک سینڈو میں کسرتی کٹس والے بازو
پسینے سے بھیگے ہوئے تھے۔۔وہ بھاری بھر کم ڈمبلز اٹھا کر جب انھیں گردن

تک لے جاتا تو گردن اور بازوؤں کی رگیں پھول جاتیں۔۔لمبے بال پونی سے آزاد گردن اور چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔یہ تنہائی اسے کاٹنے کو دوڑ رہی تھی۔۔آج ایحان دلشیر نے دن میں کیا کیا کیا تھا وہ اسے سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔اور جب سوچ و توجہ کے دھاگے وہاں سے زبردستی اگر ہٹا بھی دیتا تو یہ سچ تھا کہ اس کے پاس سوچنے کو پھر کچھ بچتا ہی نہیں تھا۔۔اس نے سر جھٹکا اور اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔کافی دیر سے موبائل چنگھاڑ چنگھاڑ کر اب چپ تھا۔۔وہ جانتا تھا اسے باران دلشیر کی کال آ رہی ہے۔۔مگر وہ آج کم از کم باران دلشیر سے کوئی بات کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔تبھی نظر انداز کرتا رہا۔۔لیکن پھر جلد اپنے قریب آتے بھاری بوٹوں کی دھمک سن کر وہ اپنے جبڑے بری طرح بھینچ گیا۔۔سچ تو یہ تھا کہ اس کے پاس باران دلشیر کے سوالات کا کوئی جواب موجود نہیں تھا۔۔تبھی وہ نگاہیں چراتا پھر رہا تھا مگر پھر یہ باران دلشیر نے ممکن کہاں رہنے دیا۔۔

کیسے ہو،،، باران قریب آ کر اس کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔"

فائن،،، مختصر ترین جواب آیا۔۔جس کا صاف مطلب تھا وہ ان سے بات "
ہی نہیں کرنا چاہتا۔۔

اپارٹمنٹ سے یونیورسٹی کیوں نہیں گئے،،، باران نے اس کے چہرے کے "
بگڑتے زاویے اور بے تاثر پن کو بغور دیکھا۔۔

دل نہیں کیا،،، ایحان نے ٹاول اٹھا کر اپنے سرخ و سفید خوبرو چہرے سے "
پسینہ صاف کیا۔۔

دیوار پھلانگ کر کیوں گئے تھے اپنے ڈرائیور کے گھر،،،، باران جانتا تھا گھما "
پھرا کر بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اندازہ جو ہو گیا تھا کہ وہ اس کے
سوالات سے ہی بھاگ رہا ہے۔۔

یونیورسٹی میں اس سے جھگڑا ہوا تھا تو اس کا دماغ ٹھکانے لگانا تھا،،، بالوں "
کی ہالف پونی میں باندھتے لہجہ کافی بے تاثر تھا۔۔باران نے اس کی آنکھوں
میں بغور دیکھا۔۔

تو یونیورسٹی کا جھگڑا تو یونیورسٹی میں ہی نمٹا لیتے،،،اس کے لیے اس کے گھر "
دیوار پھلانگ کر جانے کی کیا ضرورت تھی،،تم اگر اس لڑکی کی فیس دینا بھی
بند کر دو تو یہ سب سے اچھی سزا ہوتی،،،، باران دلشیر نے سیدھے سبھاؤ اس
سے اس کے اس عمل کی وجہ جاننا چاہی تھی۔۔۔

میری نگرانی کروانا بند کریں،،،میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں،،،،اپنا"
خیال خود رکھ سکتا ہوں،،،ایحان نے دانت پیس کر کہا تھا۔۔

ہاں، تمھارے آج کے عمل نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم واقعی دودھ پیتے"
بچے نہیں رہے،،،،اب بتاؤ وہ لڑکی چاہیے تمھیں،،؟؟پسند ہے؟؟میرے
آدمی اسی محلے میں موجود ہیں،،،،اسے اٹھا کر یہاں لے آئیں گے،،،نکاح
کرو گے اس سے،،،،؟؟؟؟ باران نے اطمینان سے سگریٹ سلگا کر کہتے گویا
اس پر پٹرول چھڑک کر یہ شعلہ اسے دکھایا تھا۔۔

آپ کو کسی کی عزت کی پرواہ ہے بھی کہ نہیں،،،وہ بھڑکا۔۔"

شٹ اپ ایحان دلشیر،،، تمھیں کیا لگتا ہے تم کونسے عزت کے تمغے اس" کمزور لڑکی کے دامن پر سجانے گئے تھے،،، اگر اس بیک ورڈ محلے میں سے کوئی تمھیں اس گھر میں پھلانگتے دیکھ بھی لیتا تو اس لڑکی کی عزت کا وہ تماشا لگتا کہ لوگ اسے ایک طوائف ثابت کر کے خود کشی پر مجبور کر دیتے،،، اسی لئے یہ آپشن بہتر ہے جو میں نے کہا،،، باران دلشیر کے چٹانی بے تاثر لہجے میں اسے اس کی سنگین غلطی کا احساس دلایا جو وہ اپنی لاپروائی میں کر چکا تھا۔۔

ایحان دلشیر کو لگا اس کی سانس اس کے سینے میں اٹک گئی ہے۔۔اسی لئے یہ پہلی مرتبہ تھا کہ وہ باران دلشیر کے ڈانٹ ڈپٹ پر بد تمیزی کرنے کی بجائے اب بلکل خاموش تھا۔۔

اگر کوئی لڑکی پسند ہے تو بتاؤ،،، میں جلد تمھاری شادی کرنا چاہتا ہوں،،،"

باران دلشیر کا نپا تلا لہجہ اور گہری نگاہیں۔۔ایحان جھنجھلایا۔۔

اگر آپ کو اتنا ہی شوق ہو رہا ہے شادی کا تو اپنی کروالیں،،، وہ چیخ کر بولا۔۔"

مہرو کے بعد، عورت ذات سے اٹھا اعتبار مرتے دم تک بحال نہیں ہو"
سکتا،،، باران دلشیر نے اپنی جگہ سے اٹھتے فون میں مصروف سے انداز میں
آج برسوں بعد ایحان کے سامنے ماضی کا ذکر کرتے اپنے اور ایحان کے تمام
ترزخم ادھیڑے تو ایحان دانت بھینچ کر رہ گیا۔۔"تم جانتے ہو مجھے اس
عورت ذات سے کس قدر نفرت ہے،،، یہ بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ
باران دلشیر کی شادی وہ واقعہ ہے جو اس زندگی میں تو کبھی رونما ہونے والا
نہیں،،، مگر اب سوال یہ کہ اس اتنے بڑے دلشیر ایمپائر کا کوئی والی وارث
بھی تو ہونا چاہیے،،، اسی لئے ہی جلد تمھاری شادی کرنا چاہتا ہوں،،، باران
دلشیر نے اطمینان سے کہا اور اس کے چہرے کے بدلتے بگڑتے زاویے
دیکھے۔۔

مجھے نہیں کرنی کوئی شادی وادی،،، والی وارث آپ بھی پیدا کر سکتے"
ہیں،،، یہ ڈیوٹی مجھے ہی سرانجام دینا ضروری نہیں،،، اگر آپ شادی نہیں

کرنا چاہتے تو یہ بھی اچھی طرح جانتے ہوں گے میں نے بھی ایسا کوئی شوق نہیں پال رکھا،، لہجہ بے لچک تھا مگر باران دلشیر کو متعلق پرواہ نہیں تھی۔۔

"ایسا کرو لاسٹ ائیر کے لاسٹ سمسٹر تک کا وقت ہے تمھارے پاس،، اپنے لیے کوئی لڑکی پسند کر لو،، نہیں تو حلقہ احباب میں سے کوئی اچھی سی سلیکٹ کر کے میں خود ہی کروا دوں گا تمھاری شادی،،، باران جانے کے لئے کھڑا ہوا۔۔

"اب اگر آپ کی تفتیش مکمل ہو گئی تو جا سکتے ہیں آپ،،،، ایحان نے رکھائی سے کہتے اپنا رخ دوسری جانب موڑا۔۔

"ویسے میرے آدمی اور یونیورسٹی میں بھی لوگ ریم نعمان علی میں تمھاری غیر معمولی دلچسپی نوٹ کر چکے ہیں،،، اسی لئے اگر کوئی بات ہے تو بتا سکتے ہو،،، باران دلشیر نے سگریٹ زمین پر پھینک کر اسے پاؤں سے مسلا۔۔

"اچھا یہی ہے میری پرائیویسی میں دخل اندازی مت کریں،،،، کوئی بات نہیں ہے،،، خوش؟؟؟؟

ایحان نے بھڑک کر جواب دیا تھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔۔ باران نے گہرائی سے اس کی باڈی لینگویج ملاحظہ کی۔۔اور افسوس سے سر ہلاتے وہاں سے نکل آیا۔۔

****

یہ اس سے اگلے دن کی بات تھی۔۔۔اگلی دوپہر جب سب سو کر اٹھے تو معمول کے مطابق رات جو چہرے تاروں کی طرح دور سے چمکتے تھے۔۔۔ دن کے اجالے میں بنامیک اپ کہ انتہائی بھدے سیاہ تاریک رات معلوم ہو رہے تھے۔۔۔ان سب میں ایک وجود تھا جو اب بھی اطمینان کی نیند سو رہا تھا اور وہ زریمان تھی۔۔۔اینارہ کو بھگانے کے بعد وہ دلی طور پر مطمئن ہو گئی تھی۔۔۔بس شام کا انتظار تھا یقیناً آج کوٹھے پر یومِ سوگ منایا جانے والا تھا وہ بے انتہا خوش تھی اس کے راستے کا ایک کانٹا صاف ہو گیا تھا۔۔۔دن معمول کے مطابق گزرنے لگا۔۔۔لڑکیاں شام سے ہی رات کی تیاری میں مشغول

ہو گئیں۔۔اینارہ کی طرف کسی کا دھیان تک نہیں گیا۔۔یوں بھی وہ کوٹھے کی سب سے قیمتی مگر ساتھ ہی سب سے بے کار چیز تھی۔۔۔بانو بائی کو محبت تھی پر مصروفیت میں انہیں اینارہ بھی یاد نہیں رہتی تھی۔۔۔زریمان سوچ کر سوئی تھی کہ شام اس کی آواز بانو بائی کی چیخوں سے کھلے گی جب وہ اینارہ کو پکار رہی ہوں گی۔۔یا پھر تب جب باران دلشیر کے گارڈز اد ھڑی ہوئی حالت میں اینارہ کو پھر سے کوٹھے پر پھینک جائیں گے۔۔۔۔پر شام رات میں بدلنے لگی پر کوئی شور شرابہ نہ ہوا۔۔۔نیند سے بیدار ہو کر زریمان فورا باہر آئی اور یہ دیکھ کر ماتھے پر بل پڑے کے سب اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے۔اپنے سفید سلک کے نائٹ ڈریس کی ڈوریاں باندھتے زریمان نے بانو بائی کے ساتھ تخت پر بیٹھی حقہ پیتی ریشمان کو اشارہ کیا تو ریشمان نے نفی میں سر ہلایا۔

افف،،،"غصے سے سر پر ہاتھ مارتی وہ خود ہی اینارہ کے کمرے کی طرف" چلی گئی۔۔۔کمرے پر دستک دینے کی اداکاری کی تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔گلے

ہی لمحے زریمان کی چیخوں نے کوٹھے کی در و دیوار ہلا دیں۔ بانو بائی سمیت ساری لڑکیاں ایناره کے کمرے کی جانب دوڑیں چلی آئیں۔۔

"زریمان کی بھدی چیخیں سن کر بانو کیا ہوا میری ایناره کو،،، میری ایناره،،،

بائی کی سانس حلق میں اٹک گئی تھی فوراً دل میں یہ خیال آیا کہ ایناره نے کہیں خودکشی تو نہیں کر لی؟؟؟

"ایناره کہاں ہے؟؟؟" بانو بائی کا دل خالی کمرے کو دیکھتے بند ہونے لگا تھا۔۔۔بے اختیار دل پر ہاتھ رکھتے کمزور آواز میں استفسار کیا جب زریمان ایک دم چیخ پڑی۔

"آپ کی بہن کی طرح ہمارے خلوص پر جو تا مار گئی وہ کم ظرف،،، بھاگ گئی کسی یار کے ساتھ،،،" زریمان مصنوعی روتے پیٹتے ہاتھ میں پکڑا کاغذ بانو بائی کی طرف اچھالتی وہ غصے سے چیخی۔۔۔دل میں کمینی سی خوشی ملی کہ جب کبھی وہ وجیہہ کے متعلق کچھ غلط کہتی تھی تو بانو بائی کو ناگوار گزرتا تھا

لیکن اب حکم کا اکا زریمان کے ہاتھ لگ چکا تھا۔۔وہ جتنی چاہے مغلظات بک سکتی تھی۔۔

"نہیں،،،ایسا نہیں ہو سکتا،،،میری ایناره بہت معصوم ہے،،،وہ کسی لڑکے سے ملتی تک نہیں تھی،،،اتنی خوفزدہ رہتی تھی،،،بھاگے گی کیسے،،،یہ سازش ہے،،،،وہ تو باکردار اور نیک ہے،،،،" بانو بائی خود سے الجھتی نم لہجے سے بولی تو زریمان کو اپنی ماں سے شدید نفرت ہونے لگی۔۔۔بچپن سے اس کا حق ایناره کی جھولی میں ڈالتے ڈالتے کیا وہ اب بھی نہیں تھکی تھی۔۔۔یہ عورت اس کی سگی ماں تھی بھی کہ نہیں۔۔یا کہیں ایناره اور زرمش کو پیدا کر کے اسے گود لے رکھا تھا۔

"کوٹھے پر کوئی لڑکی شریف نہیں ہوتی،،،حرام لقمے بچپن سے ان کے پیٹ میں بھرے جاتے ہیں بانو بائی،،،طوائفوں کی بچیاں اپنی ماں کے پیٹ سے آوارگی سیکھ کر آتی ہیں،،،،" بانو بائی کا کندھا تھامتی زریمان نفرت سے پھنکاری تو بانو بائی کا وجود سن پڑنے لگا۔اس کے بعد زریمان کمرے سے نکل

گئی۔۔۔ایک ایک کر کے تمام لڑکیاں بھی کمرے سے باہر نکل گئیں۔۔۔
سب کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔وہ پری پیکر خود کو پاکباز کہتی تھی۔۔ نکلی تو وہی آوارہ طوائف اپنی من مرضی کرنے والی۔۔۔۔اور کئی لڑکیاں رشک میں تھی کہ ایک لڑکی اس جہنم سے نجات پا چکی تھی۔۔۔
ریشمان ایناره بھاگ گئی،،، " بانو بائی کی کھوئی سی آواز پر ریشمان نے دل پر " پتھر رکھتے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ بانو بائی پر غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔۔۔یہ سوچ کر دل تڑپ گیا کہ اس معصوم کلی پر تو ظلم و بربریت کے پہاڑ ٹوٹے ہوں گے۔۔۔۔!(ریشماں کچھ دیر بانو بائی کو تسلیاں دے کر زریمان کے پاس جا چکی تھی۔۔۔جب کہ بانو بائی گھنٹوں ایناره کے کمرے میں بیٹھی اس کمرے میں موجود گھٹن کو محسوس کرتی تڑپ رہی تھی جو ایناره انہیں سونپ گئی تھی۔۔۔۔اچھا ہی تو سوچا تھا اس کے بارے میں۔۔۔اسے کوٹھے کی رانی بنانا تھا۔۔(اور اس کوٹھے کا اصول تھا کہ کوٹھے کی رانی کوٹھے پر مکمل حکومت کرتی صرف سودے بازی کرتی تھی جب *س*م فرو*شی

نہیں)۔۔اسے اپنا نائکہ کا منصب دینا تھا۔۔ کسی کا بستر نہیں۔۔۔پر اب وہ لڑکی اپنا مقام کھو چکی تھی۔۔۔یکدم بانو بائی غصے سے کھڑی ہوئی اور واپس ہوئی تو پورے کوٹھے کے مرد اور عورت آنگن میں گئ۔۔۔چیخ و پکار شروع وہاں جمع ہو گئے۔۔۔۔زریمان بھی عجلت میں بانو بائی کے پاس آئی اس امید پر کہ آیا بانو بائی کوٹھے کی سرداری اب اسے سونپے گی۔۔۔۔(مطلب حکومت اور ہر اختیار اس کے ہاتھ میں اور گندے دھندے سے عمر بھر کا چھٹکارا۔۔ محض عیش و عشرت۔۔۔)

میں بانو بائی،،،ایک انتہائی احمق عورت جو محبت کو فریب کہتے کہتے بھانجی" کی محبت میں پڑ گئی،،،" بانو بائی کا چہرہ سرخ تھا اور آنکھوں میں آنسو۔"پر اب محبت نہیں،،،نرمی نہیں،،،مجھے کسی بھی صورت اینارہ کوٹھے پر واپس چاہیے،،،،کسی بھی حال میں،،،،زمین آسمان ایک کر دو،،،زمین کھود کر اندر تلاش کرو پر مجھے اینارہ اس کوٹھے پر چاہیے،،،،" بانو بائی حلق کے بل چیخی۔۔

تم لوگوں کے پاس ایک مہینہ ہے،،، صرف ایک مہینہ،،،، مجھے ایناره "
چاہیے،،، جس دن ایناره کوٹھے پر واپس آئی اسی دن میں اس کی پہلی کمائی سے
زریمان کی سرداری کی دعوت کروں گی،،،" بانو بائی کہہ کر رکی نہیں تھی
بلکہ اندر چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ زریمان وہاں کھڑی اپنی سماعتوں پر یقین دہانی
کرنے کی کوشش میں تھی کہ آیا صحیح سنا ہے؟؟؟ کہیں وہم تو نہیں؟؟؟ جس
منزل کو پانے کے لیے اتنے پاپڑ بیلے اتنے گندے داؤ کھیلے۔۔۔ اب فائنلی وہ
مل رہی تھی پر یہاں بھی ایک حرج تھا۔۔۔ کہ ایناره کا واپس آنا ضروری
تھا۔۔۔ وہ تو جانتی تھی کو زمین آسمان بھی ایک کر دے تو کوئی خدا کی مرضی
کے بغیر ایناره کو واپس نہیں لا سکتا۔۔۔ کیونکہ ایناره باران دلشیر کی قید میں
تھی جب تک وہ خود رہائی نہ دے کوئی مائی کا لال اسے واپس نہیں لا سکتا
تھا۔۔۔ پر زریمان یہاں بھی مطمئن تھی کہ وہ باران دلشیر تھا۔ کوئی چیز
ایک بار استعمال کرنے کے بعد اس چیز کو دوبارہ پلٹ کر نہ دیکھنے والا۔۔۔
محض چند دنوں میں ایناره کو لوٹ کر یہیں آنا تھا۔

پھر بھی دکھاوے کے لیے کوٹھے پر کام کرنے والے مردوں اور عورتوں کو اس بات پر ایکٹو کر دیا کہ اینارہ کی تلاش شروع کرو۔۔۔گلی گلی کوچا کوچا چھان مارو جہاں کہیں اینارہ نظر آئے دھر لاؤ۔۔۔۔

****

زرمش نے دروازے پر کپکپاتے ہاتھوں سے دستک دی۔۔۔لباس میں ہوتے ہوئے بھی بے لباس ہونا کسے کہتے ہیں یہ کوئی آج زرمش سے پوچھتا۔۔۔چار پانچ دروازہ بجانے کے بعد اندر سے شبانہ کی چنگھاڑتی ہوئی آواز آئی تو زرمش کو یہ آواز بھی اچھی لگنے لگی جو بھی تھا اس عورت نے ظلم کے پہاڑ توڑے وہ ایک طرف لیکن کم از کم محفوظ تو رکھا تھا اسے۔۔۔

ارے کون ہے بھئی چین سے جینے بھی نہیں،،،"غصے سے بولتے شبانہ نے" دروازہ کھولا تھا لیکن پھر اگلے لمحے شدید جھٹکا لگا تھا یہ دیکھ کر کہ سامنے زرمش آنکھیں میچے کھڑی تھی پہلے تو شبانہ ناسمجھی سے اسے سرتاپا دیکھتی رہی پھر ایک دم چیخی۔۔۔

حرام خور آوارہ اب واپس کیا لینے آئی ہے؟ چھوڑ دیا جس یار کے ساتھ بھاگی" تھی اس نے،،، "شبانہ منہ سے مغلظات زہر کی مانند اگلتی بھی وہ زرمش کو اتنی بری نہیں لگی تھی۔۔۔سابقہ ہوئے واقعات نے اس کے وجود سے عزت نفس کو نوچ لیا تھا۔۔وہ صرف محفوظ رہنا چاہتی تھی جبھی اپنے دونوں کپکپاتے ہاتھ شبانہ کے سامنے جوڑ دیے تھے پر مقابل بھی سخت اور سفاک تھی ایک پل میں اس کے ہاتھوں کو بری طرح جھٹکا۔۔۔۔

"غرق ہو جاؤ نمک حرام اور دفع ہو یہاں سے،،، میں تو دعا کر رہی تھی تجھ پر موت واقع ہو گئی ہو اور دوبارہ تیری شکل نہ دیکھنے کو ملے،،، ہماری عزت خاک میں ملا دی،،، "زرمش کو پیچھے دھکا دیتے شبانہ خود بھی محلے میں نکل آئی تھی۔۔۔شبانہ کے دھکا دینے کے باعث زرمش کمر کے بل پیچھے گری۔۔۔زخم پر ایک اور زخم تھا کہ منہ سے سسکاری نکلی۔۔۔محلے کی عورتیں میں ہجوم بنا کر کھڑی ضرور ہو گئی تھیں پر اک کہ دل میں بھی زرمش

کے لیے ہمدردی نہیں بچی تھی۔۔۔گندے سے محلے میں کیا خوب من پسند تماشا لگا تھا۔۔آخر ان سفاک لوگوں کی انٹرٹینمنٹ یہی تو تھی۔۔

"شبانہ یہ شریفوں کا محلہ ہے اسے یہاں سے روانہ کرو،،،،"

شبانہ کی محلے کی سہیلی سلگتے کوئلے چباتے بولی۔۔۔زرمش کے سامنے ایک کے بعد دوسرا امتحان کھڑا تھا وہ جو اتنا سہن کر کے آئی تھی مزید سہن نہیں ہو رہا تھا۔۔جبھی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی تھی۔۔۔جانے اس کی موت بھی کہاں کھو گئی تھی۔۔موت کے کاغذ کہاں دبا دیئے گئے تھے۔۔دن میں اتنے لوگ مرتے تھے تو اک وہ بھی صحیح۔۔۔

"کیا کر رہے ہو سارے پیچھے ہٹو،،،"گلی میں شور شرابہ سن کر زرمش کی دوست باہر آئی تھی اور تڑپ کر سب کو پیچھے ہٹایا تھا۔۔۔

"ایسے کیسے بکواس کر رہے ہو سب،،،،تم سب کے پاس کیا ثبوت ہے یہ بھاگی تھی،،،،ہو سکتا ہے نہ اس کی سوتیلی ماں نے نکالا ہو اسے یہاں سے،،،یا جتنے ظلم و بربریت یہ اس کے ساتھ کرتی تھی اسے بھاگنے پر مجبور کیا ہو،،،،،

ویسے بھی اس کے ظلم وزیادتیوں سے ناواقف تو نہیں ہو تم سب،،،" عالیہ نے نیچے بیٹھتے زرمش کو خود سے لگایا تو وہ بلک بلک کر روتے عالیہ کے وجود میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

اے حرافہ،،،" ابھی شبانہ بول ہی رہی تھی کہ عالیہ نے زمین سے پتھر اٹھا" کر شبانہ کو وارن کرنے والے انداز میں دیکھا۔۔۔اس کے ہاتھ میں پتھر دیکھ شبانہ کی زبان کو بھی بریک لگی تھی۔۔

مجھے زرمش مت سمجھنا بڑھیا،،، گالی دی تو گدی سے زبان کھینچ لوں گی،،،"

اور ور تم سب جو یہ شرافت کو ڈھونگ اوڑھے کھڑے ہو اپنی بیٹیوں کے کرتوت دیکھو پہلے جا کر،،،" عالیہ نے بھڑک کر زرمش کو زمین سے اٹھایا تو محلے کی عورتوں کے تلوے پر لگی اور سر پر بجھی۔

اے لڑکی،،،، زبان قابو میں رکھ ہماری بیٹیاں یوں اندھیری رات کو" چوکھٹ پھلانگ کر نہیں بھاگی غیر مردوں کے ساتھ،،،" ایک عورت نے غصے سے کہا۔

اس لیے نہیں بھاگی کیونکہ سگی ماں ہونا تم اس کی اسی لئے اس کی بدکرداری" پر پردہ ڈال سکتی ہو،،، ورنہ سب جانتے ہیں شبانہ کیسی ہے،،، اور رہی بات سچ کی تو شبانہ زبردستی اپنے نکھٹو بیٹے کی شادی اس سے کرا رہی تھی اسی لیے بھاگی ہو گی یہ،،، زرمش کے بھاگنے کے ساتھ ساتھ یہ نہیں بتایا شبانہ نے تم لوگوں کو؟؟؟؟" عالیہ کے منہ کی بات سن کر شبانہ ایک دم گھبرا سی گئی۔ سب شبانہ کو دیکھنے لگے کیونکہ شبانہ نے تو کوئی اور ہی رام کہانی سنائی تھی۔۔۔ نجانے اب شبانہ کیا کیا کہہ رہی تھی پر عالیہ وہ سننے رکی نہیں تھیں بلکہ زرمش کو اپنے ساتھ لیے اپنے گھر چلی گئی تھی۔۔

****

ڈیڈ،،، میری بات،،، "کپکپاتی ٹانگوں سے وہ چیخا تھا۔۔اس وقت وہ" اٹھارویں سال میں تھا۔۔۔کالج میں داخلہ ہوا تھا۔۔ابھی ابھی کالج سے گھر

آیا تھا۔۔باپ کے شہزادے کا سب کچھ چھینا جارہا تھا۔۔عالیشان کمرے میں پنکھے سے لٹکتا وہ وجود ساکت ہو چکا تھا۔۔۔۔

نو ڈیڈ،،،میرے بابا نہیں،،،،" وہ ان کی ٹانگوں سے لپٹا زور زور سے چیخ رہا" تھا سارے ملازم سر جھکائے کھڑے تھے سب کی آنکھیں اشک بار تھیں پر وہ کسی کو اپنے باپ کے قریب نہیں آنے دے رہا تھا۔۔۔اس نے یکدم ہوش میں آتے ان کے وجود کو اونچا کیا اور ملازمین کی مدد سے رسی گلے سے نکالتے بیڈ پر ان کے وجود کو ڈالا۔۔۔پر اس کے ڈیڈ کی آنکھیں سرخ ہوتی باہر کو ابلتیں ساکت ہو چکی تھیں۔

آپ ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ،،،،سنا آپ نے،،،آئی وون گولڈ" میڈل یو ہیو ٹو سی اٹ،،،آئی ڈٹ اٹ جسٹ فار یو ڈیڈ،،،"آرزک خانزادہ کی آہ بکا نے سب کی روح دہلا دی تھی۔۔۔۔وہ پہلے ماں کے سائے سے محروم رہا تھا لیکن اب باپ؟؟؟؟۔۔

نونونو،،،پلیز،،،نو،،،ان کے سینے پر سر رکھتے وہ اپنا سر رگڑنے لگا جب "
ماتھے پر کچھ محسوس ہوا۔۔۔لگا اندر دھڑکن جاری ہے اچانک سر اٹھایا پر
احساس ہوا دھڑکن کا نہیں بلکہ فرنٹ جیب میں کوئی کاغذ رکھا تھا۔یہ اس کا
شور تھا۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے،،،ڈیڈ ایک بار اٹھ کر کہہ دیں میرے ساتھ ہیں "
آپ،،،"سرگوشی نما کپکپاتے لبوں سے سفارش کی۔۔اور پھر انہیں کانپتے
ہاتھوں سے جیب سے وہ کاغذ نکالا۔

ہر انسان کی زندگی میں ایک خوف ہوتا ہے جو انسان کو جینے نہیں دیتا،،،"
موت اس سے بہتر لگتی ہے،،،میری زندگی میں بھی ایک خوف ہے اور وہ
باران دلشیر ہے،،،میری ہستی کا غرور میرا عروج میری زندگی کا مقصد،،،
سب خاک ہو چکا ہے،،،اب میں تھک گیا اس درندے سے لڑ لڑ کر،،،اب
سکون کی نیند سونا چاہتا ہوں،،،میرے بیٹے تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو
میرے جنازے کو مت تڑپانا،،،پوسٹ مارٹم کے نام پر میرے جنازے کی

حرمت کو مت رولنا،، مجھے جتنا جلدی ہو سکے میرے اصلی مقام تک پہنچا دینا،،

"اور تمہارے ڈیڈ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہنگے،،،

لیٹر ختم ہو چکا تھا۔۔۔آرزک خانزادہ خالی پانی بھری نظروں سے اس پروانے کو دیکھ رہا تھا جس نے اس کی زندگی کے سارے مقاصد چھین لیے تھے۔۔۔ایک نام پر زہن رک گیا تھا۔" باران دلشیر "نام سے ہی نفرت محسوس ہوئی تھی کہ وہ سامنے آئے تو اسے زندہ جلادے اس کے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کوّوں کو کھلادے۔

ہھر اچانک اسے گہری نیند آئی تھی اور وہ اپنے باپ کے سینے پر ہی آخری بار ہوش گوا چکا تھا۔۔۔۔

**

جب آنکھ واپس کھلی تو کمرے میں روشنی سی تھی۔۔۔آنکھیں مکمل کھولیں تو منہ سے زوردار چیخ برآمد ہوئی۔۔

ڈیڈ،،،" ہلکے آسمانی رنگ کے چمکدار لباس میں اس کا باپ کمرے کی" کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔۔۔

ڈڈ،،،ڈیڈ،،،" وہ ان کے پاس جا رہا تھا پر نجانے کمرہ اتنا کتنا بڑا ہو گیا تھا کہ ان کی طرف دوڑنے کے باوجود مسافت ویسے ہی قائم تھی کہ بھاگ بھاگ کر تھکنے لگا تھا۔۔۔پر ان تک پہنچ نہیں پا رہا تھا۔۔۔وہ دور کھڑے مسکرا رہے تھے یوں لگ رہا تھا جتنی تیزی سے وہ بھاگ رہا ہے اتنی ہی تیزی سے وہ دور جا رہے ہیں۔۔۔اور پھر یونہی ہوا آہستہ آہستہ وہ منظر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔

"ڈیڈ،،،"

ہلکی سی چیخ کے ساتھ وہ اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔ہواء میں ٹھنڈ کی خنکی ہونے کے باوجود اس کا وجود پسینے سے شرابور تھا۔۔۔

ڈیڈ،،،"آنکھ میچتے آرزک نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔"

پھر گہری سانس لی۔۔۔وہ دور جا چکے تھے واپس نہیں آ سکتے تھے پر جلد اسے ان کے پاس جانا تھا لیکن حساب بے باک کر کے۔۔۔

باران دلشیر۔۔"یہ نام لیتے ہی آنکھوں کی سرخی بڑھنے لگی تھی۔۔۔بازو" کے پٹھے سختی پکڑنے لگے تھے وہ دانت آپس میں بھینچ گیا تھا۔

ایلف دلشیر،،،میں اس لڑکی سے محبت کیا ہمدردی کا جذبہ بھی نہیں رکھ" سکتا۔۔وہ میرے لیے اتنی ہی قابل نفرت ہے جتنا کہ باران دلشیر۔۔۔" خود کو سختی سے باور کروایا تھا۔یوں بھی جو دل پاگل ہو ہو کر اس کے لیے ہمک رہا تھا اسے قابو کرنا تھا۔۔وہ اپنی ٹی شرٹ درست کرتے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔اسے امید تھی کہ ایلف کمرے میں بند ہو گی گھر کا ماحول پہلے کی طرح شوخ اور اس اٹکتی ہوئی آواز سے نہیں گونج رہا ہو گا بلکہ خوف اور ہو کا عالم ہو گا پر معاملہ کچھ الٹا ہی ثابت ہوا تھا۔۔۔۔

لاؤنج میں قدم رکھتے ہی وہ نا سمجھی سے سب دیکھنے لگا۔۔۔وہ صوفوں کے درمیان رکھے ٹیبل کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔اس کے ساتھ سارے بچے تھے

اور ٹیبل کے درمیان میں لڈو رکھا تھا۔۔۔خاموشی چھائی ہوئی تھی اور وہ سب لڈو پر جھکے تھے۔۔ جیسے بہت سنگین اور سیریس گیم چل رہی ہو۔۔۔پر اس کی نظر توایلف کی صورت پر اٹک گئی تھی۔۔۔ڈھیلے اسکارف کے ہالے میں اس کی دمکتی رنگت میں آج زردی گھلی تھی۔۔۔نچلے ہونٹ کے پاس سرخ چھوٹے سے زخم کا نشان تھا۔۔۔پر حیران کرنے والی چیز اس کی مسکراہٹ تھی۔۔۔اس کی مسکراہٹ میں کوئی ریاکاری نہیں تھی آرزک کو وہ مسکراہٹ مصنوعی نہ لگی۔۔۔بلکہ زندگی سے بھرپور لگی۔۔۔بری طرح الجھتے اس کے ماتھے پر بل پڑا۔۔۔کل ہی تو اس لڑکی کی عزت اور جان خطرے میں تھی اور آج وہ اتنی خوش کیسے ؟کیا وہ بھی کوئی ڈرامہ کر رہی ہائیر تھی۔۔کیا ان گارڈز کے ساتھ ساتھ وہ غنڈے بھی اس کے بھائی کے کردہ تھے؟؟کسی منصوبہ بندی کی تکمیل کے لئے؟؟؟؟"اس کے دماغ نے تیزی سے سوال کیا پر وہ فوراً اس سوال کی نفی کر گیا کہ اگر وہ غنڈے بھی اس کے بھائی کے بھیجے ہوئے ہوتے تو ایلف کو کم از کم زخم نہ ملتے۔۔۔

ڈیڈ،،، "اریبہ کی آواز پر وہ ہوش میں لوٹا اور ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ" سجائی۔۔۔ایلف نے بھی سر اٹھاتے اس کے جانب دیکھا تھا پر محض ایک سانحے کہ لیے پھر وہ نظریں جھکا گئی تھی جس کا یہ عمل آرزک کی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھا۔۔۔لیکن اس کا یوں نظریں پھیرنا آرزک کے اشتعال میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔

ڈیڈ آپ بھی ساتھ کھیلیں،،، "اریبہ اس کا ہاتھ پکڑتی کہنے لگی تو وہ دھیمی" چال چلتا ان کے درمیان اور ایلف کے عین سامنے بیٹھا۔۔۔اس کی سنجیدہ نظریں ایلف پر تھیں۔۔۔جن کو محسوس کرتی ایلف جھنجھلانے لگی تھی۔۔۔ آرزک خانزادہ اپنے لب سختی سے بھینچے اسے ہی دیکھ رہا تھا غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا تھا کہ اس کا صرف نچلہ ہونٹ نہیں پھٹا بلکہ بایاں گال پورا سوجا ہوا تھا۔۔۔۔

تت،،، تمہارا ناشتہ رکھا ہے بب،،، بنا کے کھالو کک،،، کچن میں ہے،،،" "" ایلف نے اس کی نظروں کی تپش سے تنگ ہوتے ہوئے کہا۔لیکن جب

آرزک کو دیکھا تو نظروں میں بہت سارے شکریاتی کلمات تھے جو وہ ایسے کم ازکم الفاظ میں ادا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

تم نکال کر دو،،، "کھڑے ہوتے آرزک نے بچوں کے سامنے حکم صادر "

کیا تو ایلف خاموشی سے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔۔

آ،،، آپ لوگ کک،، کھیلو مم،،، مما ابھی،،، آرہی ہ،،، ہے،،، "بچوں کو "

بولتی وہ درمیان سے اٹھ گئی۔

مما کو خود فیڈر کی ضرورت ہے،،،، "منہ میں بڑبڑاتے آرزک غصے سے "

ایلف کی تقلید میں کچن میں آیا۔۔۔وہ جو مائیکرو ویو میں اس کا کھانا گرم کرنے لگی تھی ایک دم آرزک کا بازو دبوچنے کے باعث کراہ اٹھی۔۔۔۔

یی،،، یہ کک،،، کیا چچ،،، چھوڑو بازو "آرزک نے محسوس کیا وہ نظریں "

ملانے سے گریزاں تھی۔۔۔پر پریشانی کی بات یہ تھی وہ اتنا نارمل بی ہیو کیوں کر رہی تھی۔۔۔

جانتی ہو کل رات کو ہوا کیا تھا تمھارے ساتھ؟؟؟"ایک ہی سوال پوچھا گیا"
جس کا تسلی بخش جواب سن کر آرزک کو مزید پتنگے لگے۔۔۔

ہمم،،،"ایلف کی جانب سے مختصر سے بھی مختصر جواب موصول ہوا تھا۔وہ"
مزید بھڑک اٹھا۔۔

" صرف ہمم،،، بے حجاب ہوئی تھیں تم ایلف،،، تمہارے بازو پھٹے ہوئے تھے اگر کچھ دیر ہو جاتی تو کیا ہو سکتا تھا اندازہ ہے؟؟؟؟تم اتنا نارمل بی ہیو "کیسے کر سکتی ہو؟؟؟

آرزک خانزادہ غصے سے غرایا تھا جب کہ ایلف نے نم نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

بے حج،،، حجاب پہلی بب،،، بار تو نن،،، نہیں ہوئی،، جن کا کوئی وو،،، والی"
وا،،، وارث نہں ہوتا وو،،، وہ ایسے ہی بے عزت ہوتی ہیں،،،"ان الفاظ میں
کیا کچھ نہیں تھا۔وہ مختصر جملے میں اسے اپنی ساری محرومیوں سے آشنا کر گئی

تھیں۔۔۔جسے سامنے والنے نے محسوس بھی کیا تھاپراب دل پر سختی اور سفاکی کی مہر ثبت ہو چکی تھی۔۔۔

زز،،زیادہ سس،،سے زیادہ کک،،،کیاہوتا مم،،مراوجونوچ لیتے،،،یا"

مم،،،ماردیتے،"اس لڑکی کااطمینان اوراعتماد آرزک خانزادہ کو بری طرح چبھا تھا۔کیااس کے لیے یہ اتنی عام سی بات تھی؟؟؟؟

اور تمھارے خیال میں یہ عام سی بات ہے؟؟؟"آرزک نے چڑ کر ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔ایلف نے اس کا دھونس بھرا فکر مند لہجہ بہت محسوس کیا تھااور نجانے کیوں اس انجان کا فکر مند ہونا اسے خاص کر رہا تھا۔۔۔بہت خاص۔۔۔دل کر رہا تھاوہ یونہی اس پر دھونس جمائے اس پر غصہ کرے۔۔اسی کی فکر کرے۔۔۔۔کوئی تو ہو دنیا میں جو اس کے لیے سوچے۔۔۔

مم،،،مردوں کے لیے عام ہی ہو گی کک،،کیونکہ اس کک،،کے بعد"

ایلف دلشیر زز،،زندہ نہیں رہتی،،،"اس نے آرزک کے ہاتھوں سے اپنا

ہاتھ چھڑواتے بھرائی ہوئی آواز میں کہاتو آرزک کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

پر یہ اتنی عام بات نہیں ہے کہ تم مسکراتی ہوئی گھومو،،،"آرزک نے اس" پر گہرا طنز کیا اگر وہ اپنے نام کے ساتھ ابھی دلشیر نہ لگاتی تو شاید وہ اس لمحے نرم پڑ ہی جاتا پر ایک بار پھر زہن نے باور کروایا وہ باران دلشیر کی بہن ہے۔۔۔وہ مستحق ہے ہر ظلم کی ہر طرح کی سفاکیت کی۔۔ایلف جواباً مسکرائی اور آرزک کو اشارے سے ان بچوں کی جانب متوجہ کیا۔۔۔۔

مم،،میرے بچے ہیں وہ مم،،،میری خوشی،،،اگر میں نن،،نہ مسکرائی تو ان" کی مم،،، مسکراہٹ بھی چھ،، چھن جائے گی،،،اگر یہ بب،،بچے ناہوں تو اللہ ککک،، کی قسم،،ایلف ککک،،،کے پپ،،پاس مسکرانے ککک،، کی ایک وجہ بب،،، بھی نہیں ہے،،،"آرزک کا ناشتہ جس میں چکن سینڈوچ اور دودھ کا گلاس تھا آرزک کے سامنے رکھتی وہ بچوں کی جانب چلی گئی تھی۔۔۔اور پیچھے آرزک خانزادہ کو پتھر بنا گئی تھی۔۔۔وہ کس کی خوشیاں چھیننے کی

کوشش میں تھا جس کی اپنی زندگی میں کوئی خوشی تھی ہی نہیں۔۔۔اگر ایک لمحے کے لیے وہ انتقام کی پٹی ہٹا کر دیکھتا تو ایلف کو اپنی آغوش میں چھپا لیتا۔۔۔۔

****

خبیث آدمی "غصے سے باران کو دوبارہ فون کرتے زوایار نے دانت پیس کر" کہا۔۔یہ تیسری بار تھا جب وہ باران کو فون ملا رہا تھا۔۔۔آج باران اور اسے ایک اہم سیمینار ساتھ اٹینڈ کرنا تھا۔۔وہ یہ سیمینار اٹینڈ کرنا چاہتا تھا کیونکہ آج اس سیمینار میں صبرینہ اور باسل بھی انوائٹڈ تھے۔۔۔وہ صبرینہ کا سامنا کرنا چاہتا تھا۔۔۔اسے اب یہ دکھانا چاہتا تھا کہ اس کی موجودگی اب زاویار کو متوجہ تک نہیں کرتی کجا کے وہ نفرت جیسا قیمتی جذبہ اس پر ضائع کرے۔۔۔ لیکن اب دل کر رہا تھا باران کی گردن مروڑ ڈالے۔وہ شخص دو دن سے ایسے غائب تھا جیسے پیدا ہی نہ ہوا ہو۔

منحوس آدمی،،،ایک بار مجھے مل جائے،،میں اس کا عالیشان مقبرہ بنواؤں گا"
جہاں شیطان اس کی قبر پر دھمال بھی کریں گے اور چادر بھی چڑھائیں
گے،،،"غصے سے کھولتے اس نے فون صوفے پر اچھالا اور خود بھی صوفے پر
بیٹھ گیا۔۔۔

یہ حقیقت تھی کہ صبرینہ کے متعلق نفرت کا خیال بھی اس کے دل سے
مٹ گیا تھا۔۔۔صبرینہ اس کی نگاہوں میں اپنی وقعت بالکل کھو چکی
تھی۔۔۔

لیکن اس دوسرے آسیبی حسین نازک وجود کا کیا کرتا جو حواسوں پر کسی
آکٹوپس کی طرح چپکا انھیں مختل کر رہا تھا۔۔۔اب بھی وہ سر ہاتھوں میں
گرائے پھر سے اسے سوچنے لگا تو نازک سراپا چھن سے آنکھوں کے پردے
پر لہرایا۔۔

کیا بکواس ہے،،،زاویار معراج خانزادہ تمہارا معیار اس قدر گر چکا ہے کہ دو" ٹکے کی لڑکیاں تمہارے دل پر قابض ہو رہی ہے،،،واٹ دا ہیل،،،"غصے سے سلگتے اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے زاویار بڑبڑایا۔۔۔

ایک بار وہ لڑکی بھی زرا سامنے آئے تو پوچھوں گا کہ کہاں گیا شرافت کا" لبادہ اور کتنے کا بیچا،،،"اداکارہ تو ایسی تھی کہ آسکر کی مستحق تھی،،،اس نے استہزائیہ ہنستے نفرت سے سوچا۔۔۔ابھی یہ سوچ جاری ہی تھی جب اچانک سے فون رنگ ہوا۔۔۔فون پر جگمگاتا نمبر دیکھ کر زہن جھنجھنا اٹھا اور غصے سے لپک کر فون اٹھایا۔اسکرین پر ڈیول باری لکھ تھا۔۔۔جو باران کی خباثت سے متاثر ہو کر کل ہی اس نے اس کا نام کونٹیکٹ لسٹ میں چینج کر ڈالا تھا۔۔دوسری طرف باران دلشیر جو صبح تیار ہو کر اینارہ کے کمرے میں اسے ایک نظر دیکھ کر لوٹا تھا بیڈ پر رکھا اپنا فون اٹھایا تو زوردار جھٹکا لگا۔۔۔اس نے رات سے اس کی کالز اور میسجز نظر انداز کیے تھے۔۔رات بھی ایحان کے پاس سے واپس لوٹتے اسے دیر ہو گئی تو آتے ساتھ ہی وہ لیٹ گیا تھا۔۔

"اب تک تو یہ جل جل کر کوئلہ کباب ہو گیا ہو گا،،،"

باران نے سوچتے فورا فون ملایا اگلے ہی لمحے زاویار نے کال بیک کی۔۔

ہیلو میری جاااان کہاں ہیں آپ،،،؟"سامنے سے زاویار کا شہد میں ڈوبا لہجہ" سن کر باران نے غیر یقینی سے کان سے ہٹا کر اپنے فون کو گھورا۔۔ مگر نمبر زاویار معراج خانزادہ کا ہی تھا۔۔۔

خیریت ہے زاویار؟" باران دلشیر نے مسکراتے ہوئے پر مسرت سے لہجے" میں پوچھا پر اگلے ہی لمحے زاویار کی دھاڑ پر فون کان سے دور کرنا پڑا۔۔

تمہاری فاتحہ پڑھنی ہے بے غیرت انسان،،،،"زاویار کا بس نہیں چلا تھا کہ" فون میں گھس کر اس کا منہ توڑ دے۔

تحمل سے میرے یار،،،اتنی یاد آرہی تھی تو ملنے آجاتا،، کبھی میرے ساتھ" بھی شامیں بتا کر تو دیکھو،،" باران نے تپانے والے انداز میں کہتے آخر میں گانا گنگنایا تو زاویار نے ناگواری سے فون کو گھورا۔۔۔

اچھا سنو میں نے رات ہوٹل میں روم بک کیا ہے،،" باران نے زاویار کے شوشے پر حیران ہوتے اک مرتبہ پھر فون کو دیکھا۔۔۔

کیوں تیرا گھر کہاں گیا،،" باران نے نا سمجھی سے سوال پوچھا۔۔۔"

نہیں سوچا شام کی جگہ تیرے سات رات بتا کر دیکھوں،،گھر مزہ نہیں" آئے گا،، محمل بھی ہو گی،،تو ہوٹل سوٹ کرے گا،،"زاویار معراج خانزادہ نے دانت پیستے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا تو باران بے ساختہ چھت پھاڑ قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔

یخخخخخخ،،،میرا ٹیسٹ ابھی اتنا بھی خراب نہیں ہوا ہے،،پر تم اگر اتنے" انسِسٹ کر رہے تو ایسے نہیں،،اس کے لیے پہلے تجھے نکاح کے تین بول کہنے پڑیں گے کہ مجھے اینجل باری سے نکاح قبول ہے،،، قبول ہے،، قبول ہے،،" باران دلشیر اپنی لے میں بولے گیا۔۔لیکن اب کی بار ہنسنے کی باری زاویار کی تھی۔

واٹ آجوک،،،ساؤنڈ انبلیو ایبل،،،،مائی گاڈ میرا موڈ اچھا ہو گیا،،،باران"
دلشیر اور اینجل؟ بوہاہاہاہاہا،،،مزاق میں اچھا سینس آف ہیومر ہے
تمہارا،،،"مگر ایک بات بتادوں جب تم پیدا ہوئے تھے تو شیطان بھی سر پکڑ
کر بیٹھ گیا تھا کہ اوہہہ کمپٹیشن،،،،،ڈیول باری،،،،زاویار کے مزاق
اڑانے پر باران دلشیر کو احساس ہوا تھا کہ وہ واقعی کبھی اینجل نہیں ہو سکتا
تھا۔۔۔ہاں مگر وہ بہروپیا ضرور ہو سکتا تھا۔۔شاید تبھی تو اینارہ کے سامنے
خود کو اینجل ظاہر کر رہا تھا۔۔۔۔
خیر تمہارے اس مزاق پر تمہاری ساری خطائیں معاف،،،میرے یار،،،"
لیکن تمہارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے ڈیول آری،،،"زاویار نے ایک
مرتبہ پھر قہقہ لگایا۔۔
کیوں کہاں جانا ہے؟؟؟؟"اب کی بار وہ سنجیدہ ہوا تھا اسی لئے الجھتے"
پوچھا۔۔۔۔

لگتا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا،، سیمینار میں جانا تھا آج "زاویار کا یاد"
دلانا تھا کہ باران اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گیا۔۔

شٹ میں کیسے بھول گیا،، " باران دلشیر خود سے بڑبڑایا پر اس کی بڑبڑاہٹ "
کا جواب زاویار کی جانب سے آیا۔

تمہارا یہ مشینی دماغ ہے کہاں آج کل ؟"زاویار نے کڑک لہجے میں "
استفسار کیا۔

میرا دماغ تمہاری کمینی مسکراہٹ میں اٹک گیا ہے ٹرسٹ میں،،، میرا دل"
بھی تمہارے سکس پیکس پر الجھ گیا ہے،،، سو میرے خیال سے تمہیں ایک
نہیں دو راتوں کے لیے روم بک،،، ! ابھی باران بول ہی رہا تھا جب زاویار
کے دھاڑنے پر باران دلشیر نے زوردار خباثت بھرا قہقہہ لگایا۔۔

گھٹیا آدمی،،، میں تمہارے سکس پیک کی سکس ہڈیوں کو سکس پیسیز میں "
" تقسیم کر دوں گا،،،

زاویار کا جملہ مکمل ہوتے باران کال کٹ کر چکا تھا۔زاویار کو جلا کر جو سکون اسے ملتا تھا وہ مزہ کسی نشے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

"میں کیسے بھول سکتا ہوں کہ،،،"

ابھی باران خود سے ہی مخاطب تھا جب دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی پلٹ کر دیکھا تو دل حلق میں اچھل آیا کہ۔۔۔!

جاری ہے۔۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

زرمش کہاں تھیں تم اور یہ سب،،؟"عالیہ نے اپنے گھر کے اندر لاتے" اسے چارپائی پر بٹھایا۔۔وہ زرمش کی دوست تھی بچپن میں ساتھ کھیلا تھا ایک ہی محلے میں تھے۔۔نوکری کے بعد زرمش نے اس سے دوری ضرور اختیار کی تھی پر وہ سکھ دکھ کی ساتھی تھیں۔۔وہ عالیہ کی بات کا جواب خاک دیتی جب بہت اچانک تخت سے اٹھتی زمین پر عالیہ کے قدموں میں بیٹھ

گئی۔۔۔کچن سے نکل کر صحن میں کھڑی عالیہ کی ماں بھی خاموش کھڑی زرمش کے عمل کو دیکھ رہی تھی جب کہ زرمش کی حرکت دیکھتی وہ خود بھی زرمش کے پاس زمین پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

عا،،لیہ،،،"ہچکیاں لیتی وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔"

پلیز،،،مجھے اپنے گھر سے باہر،،،،مت نکالنا،،میں گھر کی چار دیواری سے" باہر نہیں جانا چاہتی،،،میں گوشت کا سامان ہوں اور باہر صرف گدھ پھر رہے ہیں،،،وہ مجھے نوچ لیں گے،،،"اپنے جسم کو اپنی بازو مین سمیٹتی وہ ہلکی ہلکی لرزنے لگی۔۔۔ابھی کچھ وقت پہلے وہ چٹان بنی سب کا مقابلہ کر رہی تھی پر جونہی احساس ہوا سر پر چادر ڈالنے والوں کے درمیان ہے ایک نازک پھول کی طرح بکھرنے لگی تھی۔

مجھے بتاؤ زرمش تمھارے ساتھ ہوا کیا ہے،،،؟"عالیہ نے اپنی اماں کے" اشارے پر زرمش کو سہارا دیتے کھڑا کیا اور اپنے ساتھ کمرے میں لے آئی۔۔اسے پانی پلایا اور اب اسے سوالیہ نگاہوں سے تکنے لگی۔۔۔عالیہ کے

زور دینے پر زرمش نے فراز سے زبردستی کی شادی،،ابرار کے ساتھ بھاگنا، ابرار کا دھوکا،،، پھر بانو بائی کے کوٹھے سے باران دلشیر کے گھر کا سفر،، پھر گھر سے ہسپتال اور ہسپتال سے یہاں تک کی مکمل روداد عالیہ کے گوش و گزار کی تو عالیہ سمیت اس کی ماں سن رہ گئی۔۔۔

تم ابرار کے ساتھ بھاگی تھیں کیونکہ تمہیں اس سے محبت ہو گئی تھی،،،؟" عالیہ کی ماں نے بے یقینی سے پوچھا اسے یہ بن باپ کی بچی کافی سمجھدار لگتی تھی پر افسوس وہ سمجھ دار تھی نہیں۔۔۔

نہیں،،، میں ابرار سے محبت کے دھوکے میں ضرور آئی تھی،،، پر بھاگی میں" فراز سے شادی سے فرار کی وجہ سے تھی،،"اپنے آنسو صاف کرتے زرمش نے وضاحت دی تو عالیہ اور اس کی ماں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

عالیہ تم جاؤ کچن میں جا کر کھانا دیکھو،،، چولہے پر ہانڈی چڑھی ہے مجھے" زرمش سے بات کرنی ہے،،،"عالیہ نے ماں کے حکم پر ایک عاجزانہ نگاہ ماں پر ڈالی اور کمرے سے نکل گئی۔

زرمش،،، تم جس بھی وجہ سے بھاگی،، پر تم نے غلطی کی،،، تم فراز سے "
نکاح پر ڈٹ جاتی،، لیکن بھاگتی نہیں،،، تم جانتی ہو تمہارے جانے کے بعد
شبانہ نے تمہیں بہت بدنام کیا ہے،،، تم نے رات کے اندھیرے میں گھر کی
دہلیز پار کر کے بہت بڑی غلطی کی،،، "زرمش ان کی باتوں پر سر جھکا گئی۔
تم میری بیٹی کی طرح ہو میں جانتی ہوں ایسے حالات میں غلطیاں ہو جاتی "
ہیں لیکن،،، وہ جیسے تمہید تلاش کر رہی تھیں۔ "لیکن میں پھر بھی تمہاری
ویسی مدد نہیں کر سکتی،،، رات عالیہ کے ابا آئے تو شور کریں گے،،، کیونکہ
عالیہ کے بھی رشتے کی بات چل رہی ہے،،، اور پھر اتنا وقت تم کوٹھے پر،،، "
زرمش نے ان کی بات کا مفہوم سمجھتے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔۔ تو وہ کیا
سمجھ رہی تھیں اتنے عرصے سے کوٹھے پر وہ بھی جسم بیچ رہی تھی۔۔ کیا وہ
غلیظ ہو گئی تھی یا اس پر کسی ناپاکی کا ٹھپہ لگا گیا تھا۔۔۔

باخدا میرے وجود کو کسی مرد نے چھوا بھی نہیں خالہ،، میں آج بھی ویسے ہی پاکیزہ ہوں جیسے یہاں سے گئی تھی،،" وہ تڑپ کر احتجاجاً بولی تو عالیہ کی ماں لب بھینچ گئی۔۔۔

"اس بات پر تم مجھے اور عالیہ کو یقین دلا سکتی ہو لیکن سب کو نہیں زرمش،،" وہ تلخ ترین سچ ہی تو کہہ رہی تھیں۔۔زرمش کو اس بات کا اچھی طرح ادراک تھا۔۔

"میں کہاں جاؤں پھر خالہ،،،؟" بے بسی سے پوچھتے زرمش کے آنسو قطار در قطار رخسار پر پھسلنے لگے۔

"میری بچی پریشان نہ ہو،، میں محلے والوں کے ساتھ مل کر شبانہ سے بات کرتی ہوں،، گھر میں تمہارا بھی حصہ ہے اور پھر تمہارے بھاگنے میں اسی کا ہاتھ تھا تو پریشان مت ہو،، ابھی شبانہ کے گھر قیام کرنا،، جیسے ہی مجھے کوئی مناسب اور اچھا سا رشتہ ملتا ہے میں فوراً تمہیں اپنے زمہ پر رخصت کروا دوں گی،،" عالیہ کی امی نے اس سے اس کی رضامندی نہیں پوچھی تھی۔

بلکہ وہ تو فیصلہ سنا کر اٹھی تھیں۔۔۔زرمش آنکھیں میچتی دیوار سے سر لگا گئی۔۔اللہ نے سب سے بچا کر اسے واپس بھیجا تھا تو یقیناً اس کے لیے بہترین ہی سوچا تھا۔۔۔یوں بھی اس پورے حادثے میں اس نے ایک قیمتی چیز پائی تھی اور وہ تھا "اللہ پر توکل اور ایمان،،،"

****

اتنی یاد آرہی ہے کہ نگاہیں بھی نہیں ہٹ رہیں،،،؟" باران دلشیر سیمینار" ہال میں داخل ہوا تو پہلی نظر ہی زاویار خانزادہ پر پڑی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ دیکھنا بھی ایسا تھا کہ وہ کوئی بوکھا شیر ہو اور باران بل کھاتی چھوٹی سی ہرنی۔ تم اتنے خبیث کیوں ہو باران دلشیر،،،؟"زاویار نے مسکرا کر ہلکا سا مکا" باران کے سینے پر جڑتے دانت پستے کہا۔۔۔وہ آدھا گھنٹہ انتظا کرنے کے بعد اکیلا ہی یہاں آگیا تھا۔۔۔

امم،،، تم کمینے ہو تو تمہاری صحبت کا اثر،،، "باران دلشیر بھی حساب
بے باک کرتے کندھے اچکا گیا اور سامنے سے گزرتے ویٹر کے ہاتھ میں
پکڑی ٹرے سے ایک کولڈ ڈرنک کا گلاس اٹھایا۔۔۔
نہیں،،، میری صحبت کا اثر نہیں کیونکہ تم میرے لیول تک پہنچ نہیں "
سکتے،،، تو لیواٹ،،، تم یہ بتاؤ لیٹ کیوں ہوئے،،،؟" باران نے بغور دیکھا
زاویار آج کچھ زیادہ ہی سنجیدہ تھا۔۔۔
میں بھول گیا تھا زاویار اور اس تفتیش کا مطلب؟" باران نے اسے بغور "
دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جسے کچھ تو کھٹک رہا تھا پر کیا؟؟؟؟
پہلے تو کبھی نہیں بھولے؟؟؟" مقابل نے فورا کہا۔۔۔"
انسان ہوں زاویار،،، "باران پوری ڈرنک ایک ساتھ حلق میں اتارتے "
ویٹر کو اشارہ کیا جو اگلے لمحے اس کے ہاتھ سے گلاس لے گیا۔۔۔
ہاں تمھیں آج پتہ چلا کہ تم انسان ہو،،،؟؟ اور آج کل یہ انسان کس "
انسانیت کے پیچھے پڑا ہے میں اس سے بھی واقف ہوں،،، اس کوٹھے والی

لڑکی سے محبت ہو گئی کیا تمہیں،،،"زاویار کے جل کر ادا کیے گئے جملے (جو کہ سراسر زرمش کے متعلق تھے)اور اس کی آگاہی باران دلشیر کو ساکت کر گئی تھی۔کیا وہ اینارہ کے بارے میں جانتا تھا،،؟؟مطلب اینارہ کی شکل دیکھ چکا تھا۔۔۔دل عجیب پریشانی میں مبتلا ہوا کہ وہ زاویار خانزادہ کو کیسے سمجھائے گا کہ وہ زرمش نہیں اینارہ ہے۔۔۔پہلی بار دل خود کو ملامت کرنے لگا کہ کاش زرمش کو بنا آزمائے آزادی دے دیتا تو ٹھیک تھا۔۔۔کم از کم اس کا پتہ تو ہوتا کہ وہ ہے کہاں؟؟؟یا زاویار معراج خانزادہ کی خواہش پر اسے کسی محفوظ مقام تک پہنچا دیتا۔۔۔

وہ لڑکی کو ٹھے والی نہیں ہے،،،" باران دلشیر کے الفاظ کی بے چینی پر " اب کے زاویار بھی چونکا تھا وہ تو مزاق کر رہا تھا لیکن باران کا حمایت کرنا۔؟؟؟کیا معنی رکھتا تھا،؟؟؟

کیا مطلب کوٹھے والی نہیں ہے،،؟"زاویار خانزادہ مکمل باران کی جانب" گھوم گیا تھا۔ گرے ڈریس پینٹ میں سلیقے سے بال سیٹ کیے اس وقت وہ

وہاں موجود ہر شخص کی نظروں کے حصار میں تھا وہیں بہت سوں کی نظر رف سی سیاہ جینز اور ٹی شرٹ میں کھڑے باران دلشیر پر تھیں۔۔۔وہ ہمیشہ ہی اس حلیے میں پایا جاتا تھا بہت کم تھا جب وہ ڈنر سوٹ میں نظر آتا۔۔۔

"یہ سب بعد کی بات ہے؟؟؟تم یہ کیسے جانتے ہو میرے گھر لڑکی ہے؟؟؟"

"تم نے میرے پیچھے مخبر چھوڑیں ہیں؟؟؟" باران نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا یہ سوچ کر خون کھولنے لگا کہ اسی کے گھر میں اس کی جاسوسی لے کر کسی دوسرے کو دی جا رہی ہے۔۔زاویار اس کا غصہ دیکھ استہزائیہ مسکرایا اور اپنا ہاتھ باران کے سینے پر رکھتے نادیدہ دھول جھاڑنے لگا۔۔۔

"میرے لیول تک تم نہیں پہنچ سکتے،،، باپ باپ ہی ہوتا ہے باران دلشیر،،،"

"بیٹا جتنا بھی بڑا ہو جائے بیٹا ہی رہتا ہے،،،

دل جلانے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے زاویار وہاں سے مسٹر جیکسن کی جانب بڑھ گیا جو آج کے خصوصی مہمان تھے اور مستقبل میں ہونے والے زاویار خانزادہ کے بزنس ڈیلر بھی۔۔

میرا باپ حرامی نہیں تھا"آواز اتنی تیز تھی کہ آگے بڑھتا زاویار سن سکے"

ابھی باران دلشیر بھی اپنے قدم زاویار خانزادہ کی جانب بڑھاتا کہ اچانک فون رنگ ہونے لگا۔۔اسکرین پر زریمان کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔

یہ منحوس عورت اب کیوں فون کر رہی ہے،،،"بے تحاشا غصے سے"

کھولتے باران نے فون کاٹ دیا۔۔۔کچھ لمحے ہی گزرے تھے کہ دوسری جانب سے میسج موصول ہوا۔۔۔

"زرمش کے بارے میں ضروری بات کرنی ہے پلیز کال اٹھائیں،،"

باران میسج پڑھتے زہن جھٹک گیا۔۔فون اگنور کر کے پاکٹ میں ڈالا۔۔۔ اینارہ کے ملنے کے بعد اسے زرمش سے کوئی غرض نہیں تھی نہ ہی اب کسی قسم کے انتقام کا کوئی ارادہ تھا۔۔۔لیکن پھر اچانک زہن میں جھماکا ہوا کہ زریمان نے تو اینارہ کو زرمش بنا کر اس کے پاس بھیجا تھا یعنی بات زرمش کے متعلق نہیں اینارہ کے متعلق تھی۔۔۔باران دلشیر کا خون مزید جوش

مارنے لگا۔۔ طیش سے پاگل ہوتے باران دلشیر نے ہال کے ایک کونے میں جاتے فورا فون جیب سے نکالا اور زریمان کو کال بیک کی۔

"

بولو کیا بات کرنی ہے،،،؟" رکھائی بھرا اشر ربار لہجہ سن کر زریمان نے" دانت پیستے لہجے میں چاشنی گھولی۔۔۔اور لجاجت سے کہا۔۔۔

باران صاحب اگر اس ملائی سے دل بھر گیا ہو تو وہ آپ کے لیے ناکارہ" ہو گئی ہو گی،،،اسی لئے ہمیشہ کی طرح اسے ہمیں واپس لوٹا دیں،،،"زریمان نے بنا کسی تمہید کے دوٹوک بات کی اس کے مطابق باران دلشیر خود ہی اینارہ کو واپس کر دیتا۔۔۔جب کہ زریمان کے منہ سے لفظ ملائی باران کے سینے میں بھانبھڑ جلا گیا تھا۔بہت مشکل سے آواز دھیمی رکھتے وہ زریمان سے بولا تھا۔مگر لہجے میں آری جیسی کاٹ تھی۔۔

سنو زریمان،،،ویسے تمھاری جیسی عورت کی تو دو لاکھ تک کی اوقات"
نہیں ہے،،،میں نے تو پھر بھی تمھیں اس لڑکی کے دو کروڑ دیئے،،،امید
ہے تمھارا منہ نوٹوں سے بند ہو گیا ہو گا،،،اسی لئے اب وہ میرا مال ہے اور
رہی بات اس لڑکی کی تو عجیب پاگلوں جیسے بیہو کر رہی تھی تو کاٹ کر راوی
میں پھنکوا دیا ہے،،،اب اگر میرا قیمتی وقت برباد کرنے کو تمھاری مجھے کال
آئی تو تمھارے ٹکڑے بھی چیل کوے کسی گندی نالے سے کھائیں گیں،،،
جس وقت مجھے کسی اور چیز کی ضرورت ہو گی میں خود بانو بائی کو کال کر لوں
گا،،، سمجھیں،،،،"بھڑک کر کہتے ساتھ باران کال کاٹ چکا تھا۔۔۔رگ و
پہ میں ایک عجیب سی بے چینی دوڑ گئی تھی۔۔۔زریمان ایک عورت تھی پر
غلیظ نگاہ کی اور اس کی حالت کچھ یوں ہو گئی تھی کہ اینارہ کے اوپر وہ کسی
عورت کی۔ بھی نگاہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ہر چیز سے اچانک دل اچاٹ
ہال میں نگاہ دوڑائی تاکہ زاویار کو کہہ سکے وہ واپس گھر ہو گیا تھا۔۔۔اس نے

جارہاہے۔پر دیکھ کر حیرت ہوئی کے زاویار صبرینہ کے پاس کھڑا باتوں میں مشغول تھاہونٹوں پر نرم مسکراہٹ تھی۔۔۔

"واٹ دا ہیل،،،اس کمینے کا دماغ خراب ہو گیاہے،،،وہ کوٹھے والی نہیں ملی تو واپس اس گند میں منہ مار رہاہے،،،اس خبیث کو میں کیسے بچاؤں؟؟؟کیا اس کو پری بنا کر خود دیو بن کر اسے قید کر لوں،،،"غصے سے منہ میں بڑبڑایا لیکن اگلے ہی لمحے خود کو درست کیا۔

"چھی،،،اتنی مردانہ قسم کی پری،،،تصور بھی گھناؤنا،،،یخخخ،،،"یاران دلشیر خود کو ڈپٹتے زاویار کی جانب بڑھااور قریب پہنچتے ایک زوردار دھپ زاویار کی کمر پر لگائی۔۔۔

"زرا کونے میں چلوزاویار تم سے بات کرنی ہے،،ایکسکیوزاس،،،"اس نے صبرینہ کی جانب مسکراہٹ اچھالتے زاویار کا بازو پکڑا جسے زاویار اگلے ہی لمحے سہولت سے چھڑوا گیا۔۔۔صبرینہ جواس یونانی دیوتا کے زرا سے مسکرا

کر بات کرنے سے مری جارہی تھی باران دلشیر کی ناگوار مداخلت پر اس کا خوبصورت چہرہ سیاہ پڑنے لگا۔۔۔

میں ابھی بات کر رہا ہوں باران تم دو لمحے یہیں مرے ساتھ رک"

جاؤ،،،"زاویار نے جان بوجھ کر کندھے اچکاتے کہا کہ باران نے ایک وارننگ دیتی نگاہوں سے زاویار کو دیکھا لیکن مقابل زاویار معراج خانزادہ تھا۔

ڈونٹ ٹرائے ٹو ٹیس می،،،ادر وائز،،؟؟؟" باران نے دھیمے لہجے میں کچا " چبا جانے والے انداز میں کہا پر زاویار نے ہونٹوں کو مخصوص جنبش دیتے اسے یوں اشارہ دیا جیسے کہنا چاہتا ہو۔۔جو چاہے کرو۔۔۔

مس صبرینہ،،،کیا آپ کچھ وقت مجھے زاویار کے ساتھ اکیلے دیں گی اس" کے بعد تو زاویار خانزادہ کا قیمتی وقت آپ کے ساتھ ہی گزرنا ہے،،،"وہ باتوں باتوں میں صبرینہ کو بہت بڑی بات بول گیا تھا جسے سنتے زاویار کی مسکراہٹ یکدم سمٹ گئی تھی۔۔۔

شیور،،،"ایک محبت بھری نگاہ زاویار پر ڈالتی وہ وہاں سے چلی گئ۔۔۔"

"اگر یہ محفل اور یہ گیدر نگ نہ ہوتی تو میں تمہارا منہ توڑ دیتا باران،"

ریئلی،،،ویسے مجھے سچ میں یقین نہیں آرہا کہ تم واپس اسی گند میں منہ "

مار رہے ہو،،،کیونکہ کوئی اور تمھیں منہ نہیں لگاتی نہ شاید اس لیے،،،!

باران جو خود جلا بیٹھا تھا دل جلے انداز میں بظاہر زاویار کی کیفیت سے ہظ اٹھائی۔

میں خود کسی کو منہ نہیں لگاتا،،،"زاویار نے مٹھی بھینچتے غصہ کنڑول" کرتے کہا۔

ہمم پر جس کو تم منہ لگانا چاہتے تھے وہ تمہیں نہیں لگاتی،،،اب دیکھ لو وہ" کوٹھے والی لڑکی ہی،،وہ بھی تمہیں دیکھ کر نہ پگھلی،،،،میں تو کہتا ہوں اسی باڈی پر جس پر تمھیں گھمنڈ ہے کانٹے اگے ہیں جو کوئی لڑکی تمھارے قریب نہیں رہتی،،،،باران دلشیر کا سنجیدگی میں ڈوبا لہجہ چڑانے والا تھا۔۔

بکواس مت کرو،،یونو واٹ،،؟؟میں زاویار معراج خانزادہ ہوں اور مجھ "
میں کوئی کمی نہیں،،،وہ سچ مچ اس کی بکواس سے چڑ کر بولا۔۔
اچھا،،وہ میں پوچھ رہا تھا کہ اگر تم میں کوئی کمی نہیں ہے تو کیا میں تمھیں "
پرمانینٹ کمی_نا(کمینہ)بول سکتا ہوں،،،
باران مجھے مجبور مت کرو کہ کل کی نیوز میں خبر چھپے کے زاویار معراج"
خانزادہ باران دلشیر کے قتل کے جرم میں اندر ہو گیا،،"وہ دونوں محفل
سے بیگانے ایک دوسرے میں مگن تھے ان کی آواز دھیمی تھی پھر بھی لوگ
ان کی جانب متوجہ تھے دونوں سحر انگیز پرسنالٹی کے مالک تھے اور جب
ساتھ کھڑے ہوتے تھے تو یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا تھا کہ آیا کون زیادہ ہینڈسم
ہے۔۔
میں گھر جا رہا ہوں،،،کچھ کام ہے،،،اب تم جاؤ اور لگاؤ اسی گند کو منہ،،،""""
صبرینہ کو اشارہ کرتے باراں وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا جب کہ زاویار

نے ایک مرتبہ پلٹ کر نگاہ صبرینہ پر ڈالی جو لو دیتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ کوٹھے والی لڑکی ہی،،،وہ بھی تمہیں دیکھ کر نہ پگھلی" باران دلشیر کا ایک" جملہ پھانس کی طرح چبھا تھا۔۔۔وہ لمحہ یاد آیا جب نگاہ زرمش کی برہنہ کمر پر پڑے زخموں پر پڑی تھی۔۔۔وہ کیسے بدکردار یا خراب ہو سکتی تھی؟؟؟ زاویار معراج خانزادہ نے اسے نگاہوں سے پہچانا تھا۔اس لڑکی کی آنکھوں میں صداقت تھی پر باران دلشیر اس سے جھوٹ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔۔۔ باران دلشیر کی طرح اس کا دل بھی محفل سے اچاٹ ہوا تھا جبھی کسی کو رسپونس دیے بغیر وہ بھی وہاں سے نکل گیا تھا ویسے بھی جو مقصد تھا وہ حاصل ہو چکا تھا۔۔۔پر دلِ مضطر کو کہیں چین نہیں مل رہا تھا۔۔

****

باران دلشیر نے بہت بے قراری سے ڈرائیونگ کی تھی نجانے کیسی بے چینی تھی۔۔کیسی بے قراری جو دل و جاں کا آزار بن گئی تھی۔۔۔اپنی اس کیفیت

پر جھنجھلاتے باران نے اپنا ماتھا مسلا۔۔بس دل کی پکار تھی کہ ایک نظر ایناره کو صحیح سلامت دیکھ لے تو سکون کی سانس لے۔۔۔چند منٹوں بعد گاڑی مینشن کے پورچ میں رکی وہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے ارادہ ایناره کے کمرے میں اسے ایک مرتبہ دیکھ لینے کا تھا لیکن باران دلشیر کے ہوش تو تب اڑے جب کمرے کو خالی منہ چڑھاتا پایا۔۔۔

"سر پر ہاتھ پھیرتے باران فورا کمرے سے باہر ،،،ویئر شی از،،،واٹ دا،،، نکلا اور ملازمہ کو پکارا جسے فلحال ایناره کی وجہ سے رات کے وقت بھی مینشن کے اندر رہنا تھا۔۔۔

"ماتھے پر بل ڈالے اس نے غرا کر ایسے استفسار کیا کہ ،،؟ایناره کہاں ہے" ملازمہ کانپ اٹھی۔۔کمرے میں اس کی غیر موجودگی باران کے اعصاب جھنجھوڑ رہی تھی۔۔۔

صاحب ان کو گھبراہٹ ہو رہی تھی،،اس لیے پیچھے والے گارڈن میں "
ہیں،،،"ملازمہ کی مطلوبہ اطلاع پر باران کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔
اوکے،،جاسکتی ہو،،،"مختصر جواب دیتاوہ خود بھی گھر کے پچھلے حصے کی"
جانب بڑھ گیا۔۔جو دیکھنے میں ایک الگ ہی دنیا معلوم ہوتی تھی۔۔۔گول
سوئمنگ پول کے ارد گرد تمام حصے میں سنگ مرمر کا کانچ کی طرح چمکتا فرش
اور اس کے ارد گرد ہریالی اور اس پر چمکتے سفید پھول۔۔۔پول کے کچھ پیچھے
دور یلیکسنگ چیئرز رکھی تھیں۔۔کھلے آسمان میں چمکتے ستارے پول کے پانی
میں لہرا رہے تھے۔۔پول کے کناروں پر مدھم روشنی روشن تھی اور لہرا کر
چلتی سرد ہوا۔۔پول کے کنارے پر کھڑی اینارہ کا رخ پول کی جانب تھا جب
کہ کھلی آبشار کی طرح ہوا کے زور سے لہراتے بال کبھی کمر سے لگ رہے تھے
تو کبھی ہوا کی شدت سے ہوا میں لہرا رہے تھے۔۔۔دوپٹے کا ایک آنچل فرش
کو چوم رہا تھا۔۔۔سرخ رنگ کی سادہ قمیض اور سرخ رنگ ہی پاجامہ میں
تھی البتہ دوپٹے کا رنگ بالکل مختلف سفیدی مائل تھا۔۔۔جس پر باریک

سرخ پھول کے بوٹے تھے۔۔۔ باران نے اندھیری رات کے سحر زدہ ماحول میں ایک پر سکون گہری سانس کھینچی جس کو اچانک سب کچھ خوشگوار لگنے لگا۔۔۔ وہ آہستگی سے چلتا اینارہ کے پاس آیا اور اینارہ سے ایک قدم پیچھے رکا۔۔۔ باران کا گمان تھا وہ حد درجہ حساس لڑکی اس کی موجودگی کو محسوس کرتی فورا پیچھے مڑے گی پر وہ تو گویا پتھر کی بت معلوم ہو رہی تھی۔۔ کچھ لمحے کے انتظار کے بعد باران نے ہاتھ اینارہ کے کندھے پر رکھا۔۔۔ ہاتھ رکھنا ہی تھا کہ پھر جو ہوا وہ بالکل اچانک تھا کہ خوف کے زیر اثر ایک دلخراش چیخ کے ساتھ پیچھے مڑتے اینارہ نے اپنے دانت اس کے ہاتھ پر گاڑھ دیے تھے۔۔ جس نے اس کے کندھے کو چھوا تھا۔۔۔ باران دلشیر نے بے تحاشہ چونکتے ہاتھ پیچھے کھینچنا چاہا پر اینارہ کے دانتوں کی پکڑ سخت تھی۔۔۔

باران نے ہاتھ ڈھیلا چھوڑ دیا نظریں اینارہ کے چہرے پر اٹک گئیں وہ آنکھیں میچے اپنے پورے جسم کا زور باران کی کلائی پر لگا رہی تھی۔ ہاتھ کی تکلیف

اچانک میٹھی لگنے لگی وہ بغور اینارہ کو دیکھنے لگا۔ایک منظر سوچتے باران کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

کہ ابھی ایک سہمی ہرنی شیر کو کاٹ رہی تھی کیا ہوتا اگر منظر الٹا ہو جاتا اور شیر ہرنی کو دبوچ لیتا۔کچھ دیر گزرنے کے بعد جب منہ میں خون کا ذائقہ گھلنے لگا لیکن آگے سے کوئی حرکت نہ دیکھ اپنی میچی آنکھیں آہستگی سے کھولیں جب نظریں باران دلشیر کی سرد نظروں سے ٹکرائیں تو اینارہ کو لگا آسمان اس کے سر پر ٹوٹ پڑا ہے۔۔۔ایک لمحہ لگ تھا باران کو اپنی کیفیت تبدیل کرنے میں۔وہ اس لڑکی کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ باران دلشیر کی زندگی میں کسی قسم کی کوئی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ ابھی تک تو باران دلشیر خود بھی اس بات سے انکاری تھا۔۔۔ناوہ ایسی کسی آگاہی کو خود پر طاری کرنے کا روادار تھا۔۔

ای،،،اینجل بب،،،باری،،،"اینارہ نے قدم پیچھے لیتے خوف سے کہا کہ" باران کی نظریں اس وقت بپھرے شیر کی مانند تھی۔۔۔۔

مم،،، میں سمجھی وہ واپس،،، آگیا،،، اور وہی مجھے،،، "اینارہ کہ الفاظ منہ میں" رہ گئے جب پاؤں لڑکھڑایا اور وہ پول میں گرنے لگی لیکن اتنی ہی تیزی سے باران اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

کون واپس آگیا،،؟" باران دلشیر نے اس کے انتہائی قریب ہوتے سرد لہجے" میں پوچھا۔۔ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھ گیا تھا۔۔

وو،،، وہی جو روز،،، رات کو آتا تھا،،،" اینارہ نے ڈرتے ہوئے ادھر ادھر" دیکھتے کہا۔۔۔اس وقت وہ باران دلشیر کے انتہائی قریب ایک قدم کے فاصلے پر تھی پر اسے باران کا قرب تحفظ محسوس ہو رہا تھا۔۔(وہ واقعی اس کے لیے اینجل باری تھا)

یہاں کوئی نہیں آتا اینارہ،،،" اینارہ کو ریلیکسنگ چیئر پر بٹھاتے وہ خود اس" کے مقابل دوسری چیئر پر بیٹھا اور اپنی کلائی کو دیکھا جس پر اینارہ کے دانتوں کی نیلی گھڑی بن چکی تھی جن میں سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔۔۔۔

تم پہلی انسان ہو جو مجھ پر لگاتار تشدد کر رہی ہو،،،اور میرے جوابی عتاب" سے بڑے اطمینان سے بچ بھی رہی ہو،،، سٹرینج،،، میرا نقصان کر رہی ہے،،،اور مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا سزا دوں،،،" باران نے بے تاثر لہجے میں کہا پر یہ دیکھتے منہ بنا کہ وہ تو پہلے سے رونے میں مشغول ہو چکی تھی۔

شٹ اپ اینارہ،،،ہاتھ میرا کاٹا ہے،،درد مجھے ہو رہا ہے رو تم رہی ہو،،،" ابھی سزا نہیں دی تو یہ حال ہے،،،"اس نے مصنوعی غصے سے اینارہ کو جھڑکا تو وہ رونا بھول باران کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

میں،،،آپ کی وجہ سے نہیں رو رہی،،،" باران دلشیر تو اس کے نخروں پر" عش عش کر اٹھا تھا ایک تو کاٹا بھی اسے اوپر سے شکوے بھی اسی سے۔۔۔

تو کس بات پر رو رہی ہو،،،؟" باران نے حیرت و نا سمجھی سے پوچھا۔"

میرے،،،دانتوں میں درد ہو رہا ہے،،،"اینارہ کا کہنا تھا کہ باران اپنی ہنسی" روکنے کو منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔۔۔وہ نازک جان حملہ بھی خود کرتی تھی اور روتی بھی خود تھی۔

رات بہت ہو گئی،،، کمرے میں جا کر سو جاؤ،،، صبح تک درد ٹھیک ہو جائے "
گا،،،" وہ مزید سختی نہیں برت سکتا تھا۔۔ کیونکہ مقابل بیٹھی ہستی سختی پر
چلنے والی تھی ہی نہیں۔۔ باران کو عافیت اس میں لگی کہ وہ فی الوقت اس سے
دور ہو جائے ورنہ بندہ بشر تھا۔۔ دل میں کیا کیا طوفان اٹھ رہے تھے۔۔ یہ تو
وہی جانتا تھا۔۔

ٹھیک ہے،،،" بنا کسی بحث کے وہ کھڑی ہو گئی تھی اور خاموشی سے قدم "
اندر کی جانب لیے تھے باران اسی کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔۔ جب چند قدم چلنے
کے بعد ایناره رکی تھی اور پلٹ کر باران دلشیر کو دیکھا۔۔ اس بار ٹھٹھکے کی
باری باران کی تھی۔۔ کہ ایناره کی آنکھوں کی چمک اور مسکراہٹ واضح
تھی۔۔۔ کیا وہ رو نہیں رہی تھی وہ خوش تھی پر کس بات پر،،،؟ وہ الجھ گیا تھا
کچھ گڑبڑ کا احساس شدت سے ہوا تھا وہ اپنی سوچوں میں گم تھا اور ایناره اندر جا
چکی تھی۔۔

****

بستر پر چت لیٹی اپنے کمر پر چبھتے زخموں میں اٹھتی شدید تکلیف کو محسوس کرتی وہ ساکت و جامد تھی جب کوئی کمرے میں داخل ہوا۔۔۔زرمش فورا آنکھیں میچ گی کہ حقیقت سے فرار حاصل کر سکے۔۔وہ جانتی تھی عالیہ کی ماں شبانہ سے بات کرنے گئی تھی۔۔۔اور شبانہ کسی صورت نہیں ماننے والی تھی اور پھر عالیہ کی ماں اسے گھر سے باہر نکال دیتی تو وہ کہاں جاتی؟؟؟؟ آنکھیں بند کرتے سونے کا تاثر دیا کہ آیا ایک رات کی پناہ مزید مل جائے۔۔۔اس کا اندازہ درست تھا کمرے میں عالیہ کی ماں ہی آئی تھی اور روشنی جلاتے زرمش کے سرہانے بیٹھی تھی۔۔۔زرمش کی بند آنکھوں سے نکلنے والی نمی اس بات کی آگاہی دے رہی تھی کہ وہ جاگ رہی ہے۔۔۔ عالیہ کی ماں نے بہت نرمی سے اپنی انگلیوں کی پوروں سے زرمش کے آنسو صاف کیے تو زرمش کو آنکھیں کھولنی پڑیں۔

میری بچی،،،وقت ایک جیسا نہیں رہتا،،،"انھوں نے حوصلہ دینا چاہا تھا"

زرمش کو خود پر ہنسی آئی کہ بھلا جتنا حوصلہ وہ کر چکی تھی کیا وہ کم تھا۔۔۔

شبانہ نے گھر رکھنے سے منع کر دیا نہ؟؟؟"زرمش نے بہت تلخی سے "
پوچھا۔عالیہ کی ماں کچھ لمحے اسے دیکھنے لگی پھر نفی میں سر ہلایا۔۔۔
مان گئی ہے،،،"یہ سننا تھا کہ زرمش نے بے یقینی سے سر اٹھاتے دیکھا۔"
میں جانتی ہوں خالہ،،،انسان کی فطرت نہیں بدلتی،،اس جیسی مکار، مفاد "
پرست اور خود غرض عورت کسی مفاد کے بغیر کسی کا کوئی بھلا نہیں کرے
گی،،،،مجھے رکھنے کی کیا شرط رکھی ہے اس نے،،،؟"عالیہ کی ماں کو زیادہ
تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی وہ خود حقیقت کو قریب سے جانتی
تھی۔۔۔
اس جمعہ کو فراز کے ساتھ نکاح ہے تمھارا،،،"عالیہ کی ماں نے افسوس "
سے بتایا زرمش بے اختیار مسکرانے لگی۔
مجھے قبول ہے،،،"وہ بے بسی کے احساس تلے دبی نم لہجے میں بول کر کھڑی"
ہو گئی تھی گویا یہاں سے شبانہ کے گھر جانا چاہتی ہو۔۔۔

پر مجھے یہ نکاح قبول نہیں،،،(عالیہ کی امی کی بات پر اسے اچھا خاصا دھچکا لگا" تھا۔۔)میں بیٹی کی محبت میں کمزور ہو گئی تھی کہ میرے گھر ایک جوان بیٹی ہے کہیں تمھاری وجہ سے بدنام نہ ہو جائے،،، لیکن اب اس بات کا مطلب سمجھ آیا کہ واقعی میری بیٹی بھی جوان ہے یوں نہ ہو کہ تمہارے ساتھ ہوئے ظلم سے آنکھیں پھیروں تو خدا میری بیٹی کو اسی غم میں مبتلا کر دے جس عذاب میں اسے اس وقت تم گزر رہی ہو،،،" عالیہ کی ماں نے روتے ہوئے زرمش کو سینے میں بھینچا تھا پر زرمش کے احساسات اس لمحے برف سے بھی زیادہ ٹھنڈے تھے ورنہ اس پگھلا دینے والے ممتا بھرے لمس کو ضرور محسوس کرتی۔۔۔

آپ اپنی جگہ درست ہیں،،، مجھے اپنے گھر رکھ کر کیا حاصل ہو گا اور کب" تک رکھیں گی،،، کیونکہ جتنی بدنام میں ہو چکی ہوں فراز کے سوا کوئی دوسرا اتنا بے غیرت نہیں کہ کسی غرض یا مطلب کے لیے مجھ جیسی بدنام لڑکی کو اپنائے،،، یہ سچ ہے کہ مجھ جیسی لڑکیوں کے مقدر میں فراز جیسے لڑکے ہی

لکھے ہوتے ہیں،،، "وہ بے تاثر سخت پتھریلے لہجہ میں بولی جیسے اس لڑکی کے دل کی جگہ اب پتھر دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

میں کوشش کر رہی ہوں کہ تمہارے لیے جلد از جلد کوئی لڑکا تلاش"
کروں اور تمہیں فراز سے بچالوں،،، اللہ کسی کو مایوس نہیں کرتا،،، تم بے فکر رہو تم میرے لیے عالیہ کی طرح ہو،،، تمہیں میں فراز کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتی وہ بھی تب،،، جب تم کمزور ہو،،، وہ تم پر ہر ظلم و بربریت کا پہاڑ توڑنے کی طاقت رکھتا ہو،،، جانے کون کون سے بدلے گا تم سے،،،، "عالیہ کے ماں کے کہنے زرمش بے اختیار نم آنکھوں سے آسودہ سا مسکرائی تھی۔۔۔

میں نے بچپن سے اب تک یہی شکوہ کیا کہ میں تنہا ہوں،،، بے سہارا"
ہوں،،، میرا کوئی والی وارث نہیں،،، لیکن اس اذیت ناک وقت میں ایک چیز جو مجھ پر ظاہر ہوئی وہ یہ کہ میں کمزور نہیں ہوں،،، میں بے سہارا نہیں

ہوں،،، تنہا نہیں ہوں،،، میں نے ہر لمحے اپنے ساتھ اپنے اللہ کو محسوس کیا ہے،،، میں نے س کی قدرت کو دیکھا ہے،،،

مجھ میں میری ذات کا غرور بولنے لگا تھا پھر اللہ نے مجھے کمزور کر کے مجھے اپنی موجودگی کا احساس دلایا ہے کہ غرور کا سر نیچا ہوتا ہے پھر جب میں نے اسے سچے دل سے توبہ کرتے اپنی مدد کے لیے پکارا تو یہ احساس دلایا کہ میں کمزور نہیں ہوں،،، اب اگر وہی اللہ میرے لیے فراز کو چن رہا ہے تو میں اس کے اس فیصلہ میں راضی ہوں یقیناً وہ بہتریں فیصلہ کرنے والا ہے،،،" وہ نم لہجے میں بول کر خاموش ہوئی تو عالیہ کی ماں نے اسے سینے میں بھینچ لیا۔

میری بچی،،، اللہ ابھی بھی تمہارے ساتھ ہے تم اپنا یقین و ایمان پختہ " رکھو،،، دیکھنا تقدیر بدل جائے گی،،،" وہ بولیں تو زرمش اثبات میں سر ہلاتی پیچھے ہو گئی۔

مجھے گھر جانا ہے،،،" زرمش کا کہنا تھا کہ عالیہ کی ماں اسے اپنے ساتھ لیے " باہر نکلی۔۔۔ گلی سے گزرتے کئی نظریں اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ شبانہ

کے گھر کے باہر پہنچ کر دروازے پر دستک دی تو شبانہ نے دروازہ کھولا۔۔۔ زرمش خاموش سے گھر کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔عالیہ کی ماں بھی پیچھے داخل ہونے لگی تھی پر شبانہ نے روک دیا۔۔۔زرمش بنا رکے سیدھا اپنے کمرے میں گئی تھی۔۔۔شبانہ بھی دروازہ بند کرتی تنتناتی اس کے پیچھے آئی ل۔۔

ہاں تو مہارانی صاحبہ،،،ثابت کر دیا تم نے بھی کہ ایک بد چلن طوائف" عورت کی بیٹی ہو،،، نکاح کے وقت میرے بیٹے کے منہ پر کالک پوت کر بھاگی تھی نہ تو اس کی اعلی ظرفی دیکھ اب بھی تجھے اپنا رہا ہے،،ورنہ کیا میں نہیں جانتی کہ تیرے وجود پر کتنے لوگ قابض ہوئے ہوں گے،،، گئی ہو گی کسی کوٹھے پر جب ہو گیا ان کا کام پورا تو چھوڑ دیا ہو گا تجھے،،،،"زرمش کے سر پر کھڑی وہ زہر اگل رہی تھی جبکہ زرمش کے زہن اب سن پڑنے لگا تھا۔ شبانہ کی کوئی بات اسے سنائی نہیں دے رہی تھی۔زہن میں بس وہ لمحہ تھا

جب وہ ابرار سے رابطہ کر رہی تھی اور گہری اندھیری رات میں اسی دہلیز کو پار کرتے ابرار کے ساتھ بھاگی تھی۔۔۔

حرافہ کہیں کی،،، نکاح ہونے دے پھر سارے حساب بے باک کروں" گی،،، "نفرت سے کہتی شبانہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔وہ کبھی زرمش کو رکھنے پر رضامند نہ ہوتی پر فراز نے جب سے زرمش کی واپسی کا سنا تھا وہ یہی بول رہا تھا کہ اسے زرمش سے شادی کرنی ہے۔۔۔اس نے یہ کہہ کر شبانہ کو قائل کیا تھا کہ اب جب وہ واپس آگئی ہے تو اور زیادہ ڈر کر رہے گی۔۔۔کما کر کھلائے گی بھی اور آگے سے ایک لفظ نہ کہہ سکے گی۔۔۔کہیں نہ کہیں شبانہ کو یہ درست فیصلہ لگا تھا ورنہ جس قدر ناکارہ اور بیکار فراز تھا اس سے کوئی لڑکی شادی نہیں کرتی۔۔۔جبھی جب عالیہ کی ماں محلے کی عورتوں کے ساتھ بات کرنے آئی تو اس نے بہت اعلی ظرفی کا ناٹک کرتے زرمش کو نا صرف واپس رکھنے کی رضامندی دی بلکہ اعلی ظرفی کی انتہا کرتے زرمش کو

فراز سے منسوب کر دیا۔۔۔باقی سب بھی اس بات سے متفق تھے۔۔۔

شبانہ جونہی کمرے سے گئی زرمش اوندھے منہ بیڈ پر گر گئی۔۔۔

ابرار "وہ روتے ہوئے دبی دبی چیخوں میں چیخنے لگی تھی۔جو محبت پہلے مری" تھی اب اس کا جنازہ نکل رہا تھا۔۔۔وہ گزشتہ ہر ایک ایک منظر کو یاد کرتی ہچکیوں سے رونے لگی تھی اس ہچکیاں بلند ہوتی گئیں اور جسم ہلکورے لینے لگا۔۔۔نجانے روتے کتنا وقت گزرا تھا کہ روتے روتے کب نیند کی وادیوں میں اتری علم ہی نہ ہوا۔۔

****

زرمش کو گھر چھوڑ کر آنے کے بعد سے عالیہ کی ماں کے دل کو ایک دھڑکا لگا تھا شبانہ نے اس جمعے کو نکاح کا کہا تھا۔اور جمعے میں چار دن باقی تھے اس سے پہلے اسے زرمش کو بچانے کی خاطر کوئی انتہائی اور فیصلہ کن قدم اٹھانا تھا۔ ایسے میں مشکل تھا زرمش کا رشتہ تلاش کرنا وہ بھی اتنی عجلت میں اگر زرمش میں کوئی عیب (بدنامی) نا ہوتا تو شاید وہ سوچ لیتیں پر اب تمام راستے

بند تھے۔۔ سوائے ایک راستے کہ اور وہ تھا ان کی دوست کا بیٹا۔۔۔ شادی شدہ ایک بیٹی کا باپ۔۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ کبھی اس لڑکی سے شادی پر رضامند مادہ نہیں ہو گا پر ایک کوشش ضروری تھی۔۔۔ اس لیے بہت ہمت مجتمع کرتے فون اٹھاتے وہ اک نمبر ڈائل کرنے لگیں۔۔ جس سے سالوں سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ کال ملاتے فون کان سے لگایا۔۔ چار بیل کے بعد کال ریسیو کر لی گئ۔۔۔۔

وعلیکم السلام،،، کام سے فون کیا تھا بیٹا،،، بہت ضروری کام تھا،،، سمجھو کسی کی زندگی اور موت کا معاملہ آن پڑا ہے،،،، "سلام میں پہل دوسری جانب سے کی گئی۔ ولایہ کی ماں کو مقابل کے نرم لہجے نے ہمیشہ کی طرح مطمئن کیا تھا۔۔

اگر میں تم سے اپنے تمام احسانات کا بدلہ مانگوں تو کیا تم مجھے دو گے،،،؟""

ان کا سوال عجیب تھا کہ بخوبی محسوس کیا جا سکتا تھا۔۔

مجھے خوشی ہوئی،،مجھے کہنے میں اور تمھیں سننے میں شاید عجیب لگے پر میں" چاہتی ہوں تم میری منہ بولی بیٹی سے نکاح کرلو،،ان کے حکم پر دوسری جانب عجیب سا سکوت چھا گیا۔۔۔

کیا تمہاری خاموش کا مطلب میں ناں سمجھوں بیٹا؟"انھوں نے مایوسی و" بے قراری کی ملی جلی کیفیت لیے پوچھا مگر پھر اگلی جانب سے ملنے والا جواب ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

ایک دن گزر چکا تھا ایک سوکھی روٹی کے سوا اس کے حلق کے نیچے کچھ نہیں گیا تھا۔۔۔شبانہ خود بہن کے گھر سے کھا کر آگئی تھی اور زرمش کو صاف کہہ دیا تھا کہ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں اس کا پیٹ بھرنے کے لیے تو نکاح کے بعد خود کما کر خود بھی کھائے اور انہیں بھی کھلائے۔۔فراز تو دوستوں کے ساتھ عیاشی میں مگن تھا۔۔۔

یعنی اس کی سوچ بلکل صحیح تھی۔۔وہ کھائی سے نکل کر ایک اندھے دلدل والے کنوئیں میں گرنے والی تھی۔۔اسے اپنا مستقبل صاف نظر آرہا تھا۔۔اس کی آنے والی پوری زندگی سسک سسک کر گزرنے والی تھی۔۔۔ پراب جو بھی تھا وہ سب قسمت پر چھوڑ چکی تھی کہ گزشتہ چند روز ایک محفوظ گھر کی چھت کے بغیر سفاک زمانے کے رحم و کرم پر گزارنے کے بعد اسے یہ زندگی کچھ بہتر ہی لگ رہی تھی اسی لئے ناشکری نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔بھوک فلحال اثرانداز نہیں ہو رہی تھی کہ کئی کئی دن بھوکے رہنے کی عادت جو ہو چکی تھی۔۔۔وہ اپنے کمرے میں اپنے پلنگ پر سوگوار سی بیٹھی تھی۔۔جب دروازے پر آہٹ محسوس ہوئی۔۔

زرمش،،،"عالیہ کی امی نے دروازے پر دستک دی تو زرمش نے چونک" کر سر اٹھایا کمرے کے دروازے پر ہی وہ کھڑی تھیں۔

کیسی ہو،،،؟"ان کے سوال پر وہ اداسی سے مسکرادی۔"

اللہ کا شکر ہے،،،"بہت مختصر مگر خوبصورت جواب تھا۔"

ہم،،، چلو میرے ساتھ،،،؟"انھوں نے ہمدردی بھری نظروں سے اسے " دیکھتے حکم دیا۔۔۔

مگر کہاں،،؟"زرمش نے نا سمجھی سے پوچھا۔ "

شاپنگ پر،، جمعے کو نکاح ہے تمہارا،،، میں تمہیں ساتھ لے جانے کا شبانہ " سے پوچھ چکی ہوں،،اس نے اس شرط پر اجازت دی ہے کہ فراز کا بھی ریڈی میڈ نکاح کا سوٹ یا شیروانی لے لاؤں،،، "عالیہ کی ماں نے افسوس سے بتایا۔

شاپنگ،،،؟؟وہ تلخی سے مسکرائی۔"مردوں کی شاپنگ نہیں ہوا کرتی" آنٹی،،، بس کندھوں سے بوجھ سمجھ کر اتار دیا جاتا ہے،،، میرا دل مردہ ہو چکا ہے اس دنیا سے اور اس دنیا کے لوگوں سے دل اُچاٹ ہو چکا ہے،،، مجھے کوئی شاپنگ نہیں کرنی،،! میری شادی کسی محل کے شہزادے سے نہیں ایک انتہائی نکمے، بے ضمیر، اور بیغیرت شخص سے ہو رہی ہے،،، اگر مہنگا لباس زیبِ تن کیا تو وہ اپنی عیاشی کے لئے کہیں مجھے بے لباس کر کے اس لباس کو بھی فروخت نا کر دے،،"زرمش نے نفرت سے کہا جبکہ وہ تو اس کے

تجربے اور حوصلے پر حیران تھیں۔۔یعنی فراز اور شبانہ کو اتنا جاننے کے بعد بھی رضامند ہو گئی تھی۔۔۔

ہاں لیکن تمہاری شادی فراز سے نہیں ہو رہی،،، میرے دوست کے بیٹے عباد سے ہو رہی ہے،،، "انہوں نے زرمش کے سر پر بم پھوڑا تھا۔۔۔وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"ایسے مت دیکھو،، میں یہ ظلم تمہارے ساتھ ہر گز نہیں ہونے دونگی سمجھیں،،، بس شبانہ کو مزہ چکھانا چاہتی ہوں کہ خود کی بیٹی نہیں ہے اس لیے فرعون بنی بیٹھی ہے،،، مگر اب اسے بھی منہ کی کھانی پڑے گی،،، سارے مکر وفریب نکل جائیں گے،،، "عالیہ کی ماں نے غصے کہا تو زرمش مسکرانے لگی۔

"کتنے فرعونوں سے بچائیں گیں آپ مجھے؟ یہاں ہر کوئی اپنے آپ میں فرعون بنا بیٹھا ہے،،، "تلخی اس کے رگ وپے میں گھل چکی تھی۔۔۔

"چھوڑو ان باتوں کو اور چلو،،، جب سب اللہ پر چھوڑ دیا ہے تو سمجھ لو اللہ نے مجھے تمہارے لیے ذریعہ بنایا ہے بس جیسا میں کہہ رہی ہوں ویسا کرو،،، "وہ

زرمش کو کھڑا کرتے اپنے ساتھ لائیں۔۔سیاہ چادر اس کو اوڑھائی اور اپنے ساتھ زرمش کو لیے باہر نکلیں۔شبانہ نے اسے جاتے دیکھ کر واہ منہ بنایا۔۔۔

عالیہ کی ماں شاہدہ بیگم اور زرمش آدھا گھنٹہ چلنے کے بعد قریبی بازار پہنچیں تھیں جب اچانک شاہدہ بیگم کے پاس فون آیا۔۔انھوں نے فون پس کر کے سنا۔۔کچھ لمحے بات کرنے کے بعد وہ زرمش سے مخاطب ہوئیں۔۔۔

"میری بچی مجھے ایک بہت ضروری کام آن پڑا ہے،،، ہم کل شاپنگ پر آجائیں گے،، میں ابھی تمہیں گھر واپس چھوڑ دیتی ہوں،،، "راستے میں آتے وہ زرمش کو چھوٹے سے ہوٹل پر کھانا تو کھلا چکی تھیں اس لیے شاپنگ کا ارادہ کل تک کے لیے ملتوی کر دیا۔۔۔

"میں اکیلی چلی جاؤں گی آنٹی،،، کوئی مسئلہ نہیں،،، میں اب کسی سے نہیں ڈرتی،،، آپ جائیں،،، "زرمش نے خود اعتمادی سے کہا۔۔۔

لیکن زرمش،،، "انہوں نے کچھ کہنا چاہا پر زرمش ان کی بات کاٹ گئی۔۔۔

میں چلی جاؤں گی،،،اللہ نے مجھے ہر جگہ سے بچایا ہے،،تو یہ اکیلا راستہ کیا" وقعت رکھتا ہے،،،" وہ کہتے ساتھ پیچھے رستے کی جانب پلٹ گئی تو شاہدہ بیگم بھی افسردگی سے آگے بڑھ گئی تاکہ رکشہ لے سکے۔۔۔!

****

دھوپ کی شدت سے زرمش کا چہرہ جل رہا تھا۔۔۔جارجٹ کی سیاہ چادر سے گزرتی دھوپ اس کے کمر کو بھی تپا رہی تھی۔۔۔پر ہر ایک ٹیس کے ساتھ وہ اور پتھر اور سخت ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ محض دو دن لگے تھے اس کی تکلیف اسے بے حس کر رہی تھی کہ لڑکیوں کی طرح رونا دھونا بھی اب بھول گیا تھا۔۔۔وہ چلنے لگی تو پاؤں بری طرح لڑکھڑایا۔۔۔یہ بھی درست تھا کہ کھانا پینا اور متوازن غذا صحیح نہ ہونے کی وجہ سے کچھ ہی وقت میں وہ دبلی پتلی ہو گئی تھی۔۔چہرے کی رنگت بھی زرد پڑ چکی تھی لیکن اس کے باوجود جو یقین الٰہی اسے ملا تھا اس نے اس کے چہرے پر ایسا سکون بکھیر دیا تھا کہ دیکھنے والا نظر نا

ہٹا پائے۔۔بے شک سچ تھا کہ جب انسان اپنی رضا سے خود کو اللہ کی رضا کے سپرد کرتا ہے تو سکون رگوں میں سرایت کر جاتا ہے۔۔۔

روڈ قدرے سنسان تھا۔۔اگرچہ پہلے والی بات ہوتی وہ پہلے والی زرمش ہوتی تو وہ ڈر بھی جاتی۔۔لیکن جب کوٹھے پر نیم برہنہ ہو کر خود کو درندوں سے بچا سکتی تھی تو پھر یہ تو کھلا بیابان تھا۔۔کوئی ہاتھ ڈالتا تو چیر پھاڑ کرنے کی ہمت اس کے اندر آچکی تھی۔۔دھیمے قدموں سے روڈ پر چلتی وہ انسان سڑک کے دائیں طرف چل رہی تھی۔۔۔اپنی سوچ میں مگن تھی کے پاؤں پتھر میں اٹکا اور چپل ٹوٹ گئی۔اپنی نازک اور پرانی چپلوں کو خار بھری نظروں سے دیکھا اور سامنے آتی گاڑی کو نا دیکھتی چپل اٹھانے نیچے زمین پر اکڑوں بیٹھ گئی۔اور ابھی ہاتھ میں چپل لے کر اوپر اٹھی ہی تھی کہ سامنے سے آتی گاڑی سے ٹکرا گئی۔۔گاڑی چلانے والے نے گویا فورا بریک ماری تھی پھر بھی گاڑی مقابل سے ٹکرا گئی تھی۔۔۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا شخص بھی شاید اسی کی طرح کسی گہری سوچ میں گم تھا کہ اتنی بڑی ثابت سالم لڑکی نہ

کہنی کے بل پیچھے گری تھی بریک لگنے کی وجہ سے ٹکر دکھی۔۔۔زرمش زور سے تو نہیں لگی تھی۔۔ لیکن گرنے کے باعث کہنی بری طرح چھل ضرور گئی تھی۔۔۔نیچے بیٹھے ہی اپنے آستین کو اوپر کیے وہ آنکھیں بری طرح بھینچ کر درد ضبط کرتی اپنی کہنی دیکھنے لگی۔۔۔یہی وہ لمحہ تھا جب بلیک بی ایم ڈبلیو کا دروازہ کھول وہ سوٹڈ بوٹڈ شخص جھلاتے ہوئے گاڑی سے ایک جھٹکے سے باہر نکلا جو کوئی اور نہیں زاویار معراج خانزادہ تھا۔۔آفس میں ضروری میٹنگ کی وجہ سے وہ شارٹ کٹ لے کر اس راستے سے آیا تھا تاکہ ٹریفک میں نا پھنسے۔۔ لیکن مصیبت تو گویا پہلے سے ہی تیار تھی۔۔یوں بھی جب سے وہ اس کوٹھے والی لڑکی سے مل کر آیا تھا زندگی اجیرن ہو گئی تھی۔۔وہ لڑکی تو گویا زہن سے چپک کر اس کے دل و دماغ کو کھوکھلا کیے دے رہی تھی۔۔

کیا مصیبت ہے؟؟؟اگر مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو جا کر پنکھے سے لٹک" جاؤ،،،دوسروں کا وقت کیوں برباد کر رہی ہو۔۔"اپنی ساری فرسٹریشن بنا

مقابل کا چہرہ دیکھے وہ منہ سے باہر ابل چکا تھا۔۔۔جبکہ اپنا زخم دیکھتی زرمش اس کی آواز سنتے ٹھٹھک کر ساکت ہوئی تھی۔۔۔وہ کیسے بھول سکتی تھی اس آواز کو جسے سنتے اچانک خون میں لاوا شعلے بن کر پھوٹنے لگے تھے۔۔۔اس کے وجود سے چادر نوچنے والا یہی شخص تو تھا۔۔اس کے نیم برہنہ وجود کو دیکھنے والا یہی شخص تھا۔۔۔کہنی کے زخم کو بھول بھال وہ جھٹکے سے کھڑی ہوئی تھی اور زاویار خانزادہ کی جانب پلٹی تھی البتہ آنکھوں میں بلا کی اجنبیت تھی کہ گویا کبھی اس شخص کو دیکھا بھی نہ ہو یہ انداز تھا اس شخص کو اس کی اوقات دکھانے کا۔۔۔دوسری جانب زاویار معراج خانزادہ کو چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔پل بھر کے لیے یوں لگ جیسے قدرت اس کا مزاق اڑا رہی ہے جبھی اتنے دنوں سے جو لڑکی خیالوں میں موجزن تھی آج براہ راست اسے یوں سرِ راہ نظر آگئی تھی۔۔۔

"تم،،،"

زاویار کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا پر اگلے ہی لمحے تیور بری طرح بگڑے جیسے کسی نے بھڑکتے لاوے کی بالٹی سر پر انڈیلی ہو۔۔جب زرمش اسے مکمل طور نظر انداز کرتی اپنی چادر جھاڑ کر اپنی ٹوٹی ہوئی چپل کو بائیں ہاتھ میں لیتی وہاں سے جانے لگی۔۔۔

ہے یو میں تم سے بات کر رہا ہوں،،،،"زاویار برقی رفتار سے اس کے" مقابل آتے اس کے جانے کا راستہ مستود کر گیا تھا۔۔زاویار خانزادہ نے اسے چار کھائی نگاہوں سے گھورا جس نے اس کا سکون برباد کر رکھا تھا اور اب بڑے اطمینان سے اسے نظر انداز کرنے کی ہمت کر رہی تھی۔۔

کون ہیں آپ،،،؟میرا راستہ چھوڑیں،،،،"زرمش کی آنکھوں میں" حقارت و نفرت واضح تھی۔۔زاویار کے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔۔۔کافی مضحکہ خیز صورت حال تھی کہ باران دلشیر کو اپنا جسم بیچنے والی لڑکی آج اس کے سامنے پاکبازی کے جھنڈے گاڑھ رہی تھی۔۔۔

حیرت ہے تمہیں میں یاد نہیں ہوں،،،ورنہ طوائفیں اپنا پہلا گاہگ کبھی" نہیں بھولتیں،،،"ہونٹوں پر زہر خندہ مسکراہٹ سجاتے اس نے شرربار انداز میں کہا کہ ہتک وذلت کے احساس سے زرمش کا چہرہ پل بھر میں سرخ ہو گیا۔۔۔

تمہیں زیادہ پتا ہو گا،،،شاید تمہارے گھر کی عورتوں کا یہی پیشہ ہے جبھی" زیادہ تجربہ ہو،،،"زرمش نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔۔وہ لڑکی زاویار خانزادہ پر بڑے زوردار انداز میں پلٹ وار چکی تھی۔کہ اس کے جی جان پر جیسے کسی نے تیزاب الٹ دیا۔زاویار غصے سے پاگل ہوتے اس کی جانب بڑھا تھا کہ زرمش شہادت کی انگلی اٹھاتے بلند لہجے میں چیخی۔۔۔

دوبارا ہاتھ اٹھانے کی بھول مت کرنا،،،اس وقت ہمت نہیں تھی،،،لیکن" آج اگر ہاتھ اٹھانے کی کوشش بھی کی تو تمہارے ہاتھ توڑ کر کتوں کو کھلادوں گی،،،"زرمش شیرنی بنی غرائی تھی۔۔یہ نہیں ناں جانتی تھی کہ

اسے آزاد کرانے والا شخص وہی تھا ورنہ یقیناً اس کا احسان کبھی نہ بھولتی۔۔۔۔

اوہ،،، بہت زعم آگیا ہے تم میں،،، بٹ ریمبمر دس کہ میں تمہاری یہ ٹکے" بھر کی اکڑ پل میں مسل سکتا ہوں،،، اور تم اکڑ کس بات پر رہی ہو،،؟؟؟ کیا میں نہیں جانتا تم نے رہائی کے لیے کس کے بستر کو رونق بخشی،،،؟؟؟؟"جو بات اتنے دنوں سے سکون نہیں لینے دے رہی وہ بات لاوے کی طرح پھٹ کر زبان سے باہر نکل رہی تھی۔۔(کہ آخر کیوں اس لڑکی نے اپنا جسم کسی کو پیش کیا۔۔ کیوں؟؟؟)

یو نو واٹ میرا جسم میری مرضی،،، تمھیں کیوں مرچیں لگ رہی ہیں،، مل" گیا جواب،،،،؟؟؟اب ہٹو سامنے سے "زرمش کا مسکرا کر جواب دینا زاویار کے دل کے پرخچے اڑا گیا تھا۔۔۔(وہ چاہتا تھا کہ اس سوال پر جواباً وہ اس کی نفی کر دے۔۔زرمش اسے جھٹلائے چیخے کہ وہ ایسی نہیں پر وہ تو بڑے سکون سے اقرار کر چکی تھی۔)زاویار کے دل و دماغ میں جیسے طیش و اشتعال

کے ہلکے ہلکے دھماکے سے ہونے لگے۔۔"تم ہوتے کون ہو مجھ سے سوال کرنے والے ہاں؟؟؟ یہ آزاد زمین ہے اور میں آزاد،،،اب اگر مجھے پریشان کیا تو پولیس میں تمہاری رپورٹ لکھوادوں گی،،، پھر سڑنا جیل میں"

وارننگ دیتے زاویار کی آنکھوں میں چیلنجنگ انداز میں دیکھتی وہ وہاں سے گزرنے لگی تھی۔۔

تم طوائفیں بھی اپنی قیمت بڑھوانے کے لیے کیا کیا ہتھکنڈے کرتی ہو نہ،،، اس دن مجھے انکار کر کے اور زیادہ ویلیو بڑھوائی،،، تف ہے،،، زمین پر ایک گندگی کا ڈھیر ہو تم،،،"اس نے ہتک آمیز لہجے میں کہتے جیسے پورا پورا بدلا لینا چاہا تھا۔۔۔بس نہیں چلا کہ آج اسی سڑک پر اس دھوکے باز لڑکی کی قبر بنا دے۔۔۔۔

اور اسی گندگی کو منہ لگانے کے لیے تم تڑپ رہے تھے،،، یعنی تم پگ ہو،،، گند کھانے والے،،،"وہ اپنے بارے میں اتنا کچھ غلیظ سن کر کیسے باز رہ سکتی تھی۔۔۔اس لیے پہ در پہ جواب دیا۔۔مقابل اسے سمجھ کیا رہا تھا۔۔وہی

روتی ہوئی زرمش جواس بدکردار رئیس زادے سے عزت کی بھیک مانگے گی۔۔۔۔

اپنی بکواس بند کرو،، تمہاری جیسی ستر میرے آگے پیچھے گھومتی ہیں،،پر " میں ہی انھیں منہ نہیں لگاتا،، تم جیسیوں پر ایک نظر بھی ناڈالوں،،،،"

زاویار نے تلملاتے زرمش کا بازو دبوچتے ایک زوردار جھٹکا دیا۔۔۔

جس کا جو معیار ہوتا ہے اس کے آگے پیچھے وہی ہوتا ہے،، تمہارا معیار گندا" ہے،،اسلیے میرے جیسی ہی ناپاک ستر آس پاس گھومتی ہیں،، کوئی ایک بھی شریف زادی نہیں،،، چچچ،،، چچچ،،، چچ بہت افسوس ہوا کہ اپنی دولت سے سب کچھ خرید لیا پر عزت نہیں خرید سکے،،،،"زہر خند مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر وہ مستقل زاویار خانزادہ کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

جہاں پہلے کبھی زاویار کو صرف خوف دکھائی دیا تھا۔۔پر آج ان آنکھوں میں عجیب بے حس پتھریلا نفرت بھرا سا تاثر تھا۔پر مقابل زاویار معراج خانزادہ تھا سمجھ گیا تھا کہ اس لڑکی کو اس کی اوقات کیسے یاد دلانی ہے۔۔

ہمم صحیح کہہ رہی ہو،،، میں عزت نہیں خرید سکا اور مجھے یہی گند پسند "
ہے،،، ویسے تم بتاؤ کہ باران دلشیر نے کتنے پیسے دیے تمہیں ایک رات
کے؟؟؟ اور ایک رات میں کتنی بار استعمال کیا؟؟؟؟ میرے خیال میں
صرف ایک بار کیا ہو گا،،، لیکن تمنا تو ہوئی ہو گی نہ اس کے نرم بستر کو مزید
رونق بخشنے کی،،،؟! زرمش کی آنکھوں میں دیکھتے وہ لہجے کو نرم رکھے بول
رہا تھا پر اس کے منہ سے نکلنے والا ایک ایک لفظ زہریلا تیر تھا۔۔ جو زرمش کی
روح تک کو چھلنی کر گیا تھا۔۔ زرمش کی آنکھوں میں اس توہین پر خود بخود
آنسو بھر آئے۔۔۔ جسم کا سارا خون اہانت کے احساس تلے سمٹ کر چہرے
پر جمع ہو گیا۔۔۔ مقابل نے پل بھر میں واقعی یہ تصور پیدا کر دیا تھا جیسے واقعی
وہ کوئی جسم فروش تھی۔۔۔ اس جیسے نجانے اور کتنے یہ سوال اٹھاتے وہ کس
کس کو سمجھاتی۔۔ اب وہ مزید اس کمینے بیغیرت شخص کے منہ ہی نہیں لگنا
چاہتی تھی۔۔

میرا بازو چھوڑو،،"بھرائی آواز میں غرا کر کہا۔۔پرزاویار خانزادہ کو عادت" تھی حساب پورا پورا بے باک کرنے کی۔۔۔یہ لڑکی اسے پگ بول چکی تھی۔ اس کی خاندان کی عورتوں کو درمیان میں گھسیٹ چکی تھی۔۔۔

ارے تمہیں تو رونا آگیا،،چوری پکڑی گئی اس کا ڈر ہے،،،اممم،،،رو" مت، تم نے ابھی خود تو کہا کہ تمہارا جسم تمہاری مرضی،، تمہیں باران کی باڈی پسند آئی ہو گی،،،اس لیے باران کو پریفر کیا،،،میں تو یونہی پوچھ رہا تھا کہ باران دلشیر نے کتنی قیمت ادا کی،،،"وہ لہو چھلکاتی نگاہوں سے زرمش کے چہرے کے قریب جھکتے غصے کو قابو کیے پوچھ رہا تھا۔۔کہ اتنے دنوں میں اس لڑکی نے جتنی اذیت زاویار معراج خانزاہ کو دی تھی وہ کم نہیں تھی۔۔۔اوپر سے اب جو اس نے وہ قبول کر کے اس اذیت کی بھانبھڑ میں دھکیل دیا تھا تو اس کا پورا پورا بدلا تو بنتا تھا ناں۔۔

میرا بازو چھوڑو غلیظ انسان،،،"زرمش نے سرخ آنکھوں بھیگی پلکوں" سمیت غصے سے چیختے اپنے بازو کو کھینچا پر زاویار معراج خانزاد کی پکڑ لوہے کے شکنجے کی مانند مزید مضبوط ہو گئی۔۔۔

تم بے وجہ غصہ ہو رہی ہو،،، میری آفر پر غور کرو،،، ٹرسٹ می باران" دلشیر سے زیادہ قیمت ادا کروں گا اور تمہیں انجوائے بھی" ابھی زاویار کا جملہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ ایک زوردار تھپڑ کی گونج سنسان سڑک پر دور تک گونجی۔۔۔زرمش کا ہاتھ زاویار کے گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔۔۔ تھپڑ اس قدر سخت تھا کہ نازک ہاتھ ہونے کے باوجود زاویار خانزادہ نے اس تھپڑ کی سختی اور گونج کو محسوس کیا تھا۔

تم خود انتہا کہ گھٹیا بد کردار مرد ہو،،، تمہیں تو موت بھی سکون کی نصیب" نہیں ہو گی،،، میری عزت کا سودا کر رہے ہو میری بد دعا ہے میرا اللہ تمہارے ساتھ وہ معاملہ کرے کے تم اس ازیت کو محسوس کرو جب کوئی تم سے تمہاری عزت چھین لے جائے اور تم بھری دینا میں خود کو برہنہ محسوس

کرو،،،"شدت غم سے روتے ہوئے بددعا دیتے وہ رکی نہیں بلکہ اپنی ٹوٹی چپل وہیں چھوڑ کر بھاگتی ہوئی وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔زاویار خانزدہ پتھر بنا وہاں کھڑا اب تک گال پر اس سخت لمس کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔جبڑے بھنچ گئے تھے اور آنکھیں ضبط کی انتہا کو چھوتے لہو چھلکا رہیں تھیں۔۔۔یکدم غصے سے دھاڑتے زوردار مکا گاڑی کے بونٹ پر مارا۔وہ اسے سرے عام اپنی عزت برہنہ ہونے کی بددعا دے گئی تھی۔۔وہ ازیت جس سے وہ پہلے گزر چکا تھا۔۔۔صبر ینہ نے یہی تو کیا تھا۔۔

جب غیض و غضب حد سے باہر ہونے لگا تو دماغ کی نسیں پھٹنے لگیں۔۔۔ ایسے میں اسے پہلا خیال باران دلشیر کا آیا تھا۔جیب سے فون نکالا۔۔اور باران کا نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا۔۔۔یہ تو طے تھا اس سب کے بعد وہ دوبارہ کبھی نرمی یا ہمدردی سے زرمش کا نام نہیں سوچنے والا تھا صبر ینہ کے ساتھ نفرت میں ایک اور نام اس فہرست میں جڑ گیا تھا اور وہ یہ لڑکی تھی جس کا نام زرمش تھا۔۔

****

رات سوئمنگ پول سے روم میں آکر ایناره کے متعلق سوچتے سوچتے کب اس کی آنکھ لگی۔۔اسے علم نہیں ہوا لیکن نیندا تنی پر سکون تھی کہ وہ آفس کے لیے لیٹ ہو چکا تھا۔بیڈ پر بیٹھتے اپنا فون اٹھایا تو ایک نوٹیفکیشن نے باران دلشیر کو ساکت کیا تھا پھر بے اختیار وہ ہنسا تھا۔

چڑیا جال میں پھنس چکی ہے،،،ویری نائس،،،،"موبائل سائیڈ میں رکھتے" باران وارڈروم سے جینز اور شرٹ نکالنے لگا۔۔۔جب کچھ یاد آنے پر ہونٹ واپس مسکرائے۔۔۔

تو اینارہ بی بی یو آر ٹرائنگ ٹو پلے ود می،،،کوول،،،،ویسے مجھے بھی اس" معصومیت کے کھیل میں دلچسپی ہو رہی ہے،،"واش روم میں جاتے ٹھنڈا شاور کھولا جو پل میں باران دلشیر کو بھگا گیا۔

سر سب کچھ پلان کے مطابق ہو رہا ہے،،آپ کا شک بالکل درست تھا،،،" "

شاہنواز باران دلشیر کا خاص آدمی تھا۔۔۔کل رات ہوئی کنورزیشن سماعتوں میں گونجی تو باران دلشیر کا زہن تیزی سے چلنے لگا۔۔۔اب اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔۔اسے بس کچھ وقت گھمانا تھا۔۔پھر سب وہی ہوتا جو وہ چاہتا تھا۔۔۔قدرت نے اسے بلا کی زہانت دی تھی لوگوں کو کٹھ پتلی بنا کر نچانا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔۔۔واشروم سے باہر نکلتے بلیو جینز پر سفید شرٹ پہنتے کف فولڈ کیے۔۔۔ہاتھ میں سلور گھڑی باندھتے اوپر کے دو بٹن کھول دیے۔۔۔بالوں کو درست کرنے کے بعد پاؤں میں لوفرز پہنے اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔ناشتہ کرنے کا ارادہ نہیں تھا پر اپنا روٹین کا جوس لینا ضروری تھا اس لیے کچن میں جانے لگا لیکن ٹھٹھک کر رکا۔۔۔کچن میں سے ایک گلابی آنچل نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔ایک قدم پیچھے کچن سے جڑے ڈائننگ روم میں جھانکا۔۔تو دیکھا ایناره گلے میں دوپٹہ ڈالے انہماک سے ٹیبل سجانے میں مصروف تھی۔۔۔باران دلشیر نے گہری نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھا پھر ڈائننگ روم میں داخل ہوا۔۔۔

السلام و علیکم۔۔"ایناره نے اس دیکھتے دوپٹہ درست کرتے سلام کیا۔۔۔"

باران نے سلام کا جواب دیتے ٹیبل پر رکھے ناشتے کو دیکھا۔۔۔ایک طرف وہ لڑکی اسے سلامتی کی دعا دے رہی تھی دوسری طرف وہ لڑکی اس مارنے کے منصوبے بنا رہی تھی۔۔ جبھی کہیں سے جلا اور کہیں سے کچا پرا اٹھا سجا کر اس کے سامنے رکھا تھا۔۔انڈا ابھی اپنی بے قدری پر چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔۔۔

بیچاری مرغی اپنے بچے کا حال دیکھ لے تو دوبارہ کبھی انڈا نہ دینے کی قسم اٹھا"

لے،،،"ٹیبل پر سجے ہاف فرائی انڈے کو دیکھ کر باران نے کوفت سے

سوچا۔۔ جس کا 'انڈے کا کچومر ہے بڑی شان سے نکلے' والا حساب تھا۔۔

یہ سب کیا ہے؟؟؟" باران نے ایناره کے سامنے آتے اس سے سوال کیا تو"

ایناره سر جھکا گئی۔۔۔ باران کو اس کا سر جھکانا عجیب لگا تھا۔۔۔کچھ بری طرح کھٹکا تھا پر کیا؟؟؟

میں نے آپ کے لیے ناشتہ بنایا ہے،،،"ایناره مسکراتے ٹیبل کی جانب"

اشاره کیا۔۔

مجھ پر اتنا بڑا ظلم کیوں کیا اینارہ،،، " باران کے منہ سے بے ساختہ نکلا تو "
اینارہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔
میرا مطلب خود پر اتنا ظلم کیوں کیا،،، اگر ہاتھ وغیرہ جل جاتا تو،،؟؟؟ """
اس نے اپنی پیشانی مسلتے جملے تبدیل کیے لیکن جواباً اینارہ نے اپنا ہاتھ اس کے
سامنے کر دیا۔
یہاں سے جل گیا،،، " وہ منہ بناتے معصومیت سے باران کو بولی جبکہ باران "
کی مسکراہٹ پل بھر میں سمٹی تھی کہ اس کے سفید مومی ہاتھ پر گہرے
سرخ رنگ کا دھبہ تھا۔۔۔
کیوں بنایا ناشتہ تم نے،،، اور اس پر کچھ لگایا کیوں نہیں،،،؟ " باران نے "
ماتھے پر ڈالے پوچھا۔ لہجہ خود بخود درشت ہوا تھا۔۔
اینجل باری غصہ نہیں کریں،،، مم، مجھے ڈر لگتا ہے پھر آپ سے،،، مم میں "
نے تو اپنی خوشی سے بنایا تھا،،، " اس نے قدرے گھبراتے سر جھکائے نم لہجے
میں کہا تو باران کے اعصاب فوراً ڈھیلے پڑ گئے۔۔

اس پر کچھ لگایا کیوں نہیں،،،"اس نے اگلا سوال داغا تو ایناره منہ بنانے " لگی۔۔۔

بہت نخرے ہو رہے ہیں ایناره تمہارے،،، میں نوٹ کر رہا ہوں،،،""" ڈائننگ روم سے باہر نکلتے کڑک لہجے میں کہا اور باران کچن میں چلا گیا ایناره ابھی اس کے جانے پر پریشان ہونے ہی لگی تھی۔۔جب وہ بے تاثر نظروں سے اسے گھورتے واپس ڈائننگ روم میں آیا۔۔اس کے ہاتھ میں برنال ٹیوب تھی۔۔۔ایناره لب دبائے اپنی مسکراہٹ روکنے لگی۔

وہ اسے نخرے دکھانے کے طعنے دے رہا تھا پر اس کے نخرے اٹھا بھی رہا تھا۔۔۔اس کا دھونس جمانا بھی ایناره کو بھانے لگا تھا۔۔۔اس کی ڈانٹ میں بھی اس کے لیے کتنی فکر ہوتی تھی۔۔۔پہلی بار مرد کا اتنا خوبصورت روپ دیکھا تھا کہ اسے باران کے ساتھ اینجل کا لاحقہ بالکل درست لگتا تھا۔۔۔

باران نے نرمی سے اس کے ہاتھ میں ٹیوب تھمائی اور ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ باران نے گہرا سانس بھر کر ناشتے کی جانب دیکھا اور پہلا نوالا توڑا۔۔دماغ جنگ پر

آمادہ ہوا کہ ایسا ناشتہ جو وہ تصور بھی نہیں کر سکتا کیوں کھا رہے ہو؟ اینارہ کو برا لگتا ہے تو لگنے دو لیکن۔۔۔دل تو الگ ضد پکڑے بیٹھا تھا۔۔۔

کیا ہوا،،،؟"اینارہ دوسری کرسی پر احتیاط سے بیٹھتی باران کے تاثرات" دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ نہیں،،،" مسکرا کر پراٹھے کا ایک نوالہ توڑنا چاہا پر وہ بھی جنگ پر آمادہ" ہوا چاہتا تھا۔۔پراٹھا بھی پتھر ہو سکتا ہے پہلی بار اندازہ ہوا تھا۔۔۔لیکن مستقل کوشش کے بعد ایک نوالہ ٹوٹ ہی گیا تھا۔۔۔اس پر آدھا ٹوٹا اور آدھا جلے انڈے کا تھوڑا سا ٹکڑا رکھ باران نے نوالہ منہ میں رکھا تو سمجھ نہ آیا نوالے کو اندر پھینکے یا باہر۔۔۔؟؟اس اکائی سی آئی۔۔

کیا ہوا اینجل باری نوالہ نگل کیوں نہیں رہے،،،؟"اینارہ کے سوال پر" ہوش میں آتے باران نے بمشکل نوالہ حلق میں اتارا اور تجسس سے خود کو دیکھتی اینارہ کو دیکھا۔۔۔

یہ اس قدر مزے کا تھا کہ نگلنے کا دل ہی نہیں کر رہا تھا،،دل کر رہا تھا کہ "
اس کا زائقہ ختم ہونے تک چباتا رہوں،،،" باران نے نرمی سے کہا تو ایناره
نے یوں دیکھا جیسے وہ اس کی تعریف پر مطمئن نہیں ہوئی تھی۔
سچ کہہ رہا ہوں،،،بہت مزے کا ہے،،،اس نے تو مجھے بلیک وڈ (سیاہ لکڑی)"
کی یاد دلا دی،،،"اران نے انگلش میں شاید کسی ڈش کا نام لیا تھا ایناره کو یہی
گمان ہوا۔
بلیک وڈ کون سی ڈش ہوتی ہے؟؟؟"ایناره نے حیرت و معصومیت سے "
ہو چھا تو یکدم باران کو اس کے بھولے پن پر ہنسی اور پیار بیک وقت آنے
لگا۔۔
تم کبھی ترکی گئی ہو؟؟؟" وہ بہت آسانی سے اسے باتوں میں لگاتا اس کا"
دھیان ناشتے سے ہٹا چکا تھا۔
نہیں،،،میں نے تو بچپن سے صرف ایک کمرہ دیکھا تھا اور پھر یہ محل جیسا"
گھر،،،"پہلے اداسی سے پھر خوشی سے باران کے گھر کو محل کہا تو باران پل

بھر کے لیے چپ ہو گیا۔۔۔وہ لڑکی کیوں نہ معصوم ہوتی جوانی تک صرف ایک محدود پنجرے میں رہی تھی اور رہی بات اس کے کوٹھے پر رہنے کی تو کنول کا پھول کیچڑ میں ہی کھلا کرتا ہے پر بہت روشن اور صاف و پاکیزہ ہوتا ہے۔۔

اچھا لیکن میں ترکی گیا ہوں،،، ترکی میں ایک بہت بڑا ریسٹورنٹ ہے،،، " جہاں ہر کسی کو جانے بھی نہیں دیا جاتا وہاں کی ایک ایک ڈش لاکھوں کی ہوتی ہے،،، وہاں یہ ڈش ملتی ہے بلیک وڈ،،، اور لوگ اس کے دیوانے ہیں کیونکہ یہ صرف وہیں ملتی ہے،،، اور تمہارا پراٹھا بالکل اس جیسا ہے،،، یقیناً تم نے نیٹ سے اس کی ریسپی نکالی ہو گی،،،

باراں نے لہجے میں مصنوعی اشتیاق پیدا کرتے اسے بچوں کی طرح بہلایا۔۔۔اب یہ گڈے گڑیا کا کھیل باران کو بہت مزہ دینے لگا تھا۔۔۔۔

سچ میں اینجل باری،،، میں نے نیٹ سے نہیں دیکھی یہ میری اپنی ریسپی " ہے،،، مجھے تو اندازہ بھی نہی تھا آپ کو اتنا اچھا لگے گا،،، میں نے چکھا تھا تو مجھے

بہت گندا لگا تھا،، لیکن اب میں آپ کے لیے روز بناؤں گی،،،" وہ انتہائی خوشی سے چہکتے ہوئے بولی تو باران کو بری طرح ٹھسکا لگا۔۔۔

ککک،،، کیا ہوا،،" باران کو کھانستے دیکھ اینارہ کھڑی ہوئی تو باران نے پانی" کا اشارہ کیا۔۔۔اینارہ واپس کچن کی جانب بھاگی۔۔۔

لگتا ہے اس ہلکٹ زریمان نے اسے میرے قتل کے منصوبے پر بھیجا ہے،،،" یخخخ،،،"اپنی زبان کو رومال سے رگڑتے جلے ہوئے کھانے کا زائقہ مٹانا چاہا اتنے میں اینارہ پانی کا گلاس بھر کے لے آئی۔۔۔باران نے چند گھونٹ لینے کے بعد گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں،،،؟"اس نے فکر مندی سے باران کو دیکھا تو باران نے" اثبات میں سر ہلا دیا۔اس سے پہلے باران الوداعی کلمات کہتا کھڑا ہوتا اینارہ نے بات کا پھر آغاز کیا۔

اینجل باری آپ کہہ رہے تھے پاکستان میں بلیک وڈ کا کوئی ریسٹورینٹ نہیں" ہے،،،اور یہ ڈش بہت مہنگی ملتی ہے،،،اگر ہم پاکستان میں اس کو بنائیں تو

ہمارا ریسٹورنٹ کتنا زیادہ چلے گا،،، "ایمارہ کی بات پر باران عش عش کر اٹھا دل کیا سر دیوار پر مار دے۔۔۔

نہیں ایمارہ تم اتنی ساری بلیک وڈ کیسے بناؤ گی،،، اپنی صحت دیکھو اور میرے" لیے بھی نا بنانا ورنہ ہاتھ جل سکتا ہے،،، اور اگر تم اتنے مزے کا کھانا بناؤ گی تو میں موٹا ہو جاؤں گا جمنگ ویسٹ ہو جائے گی،،، "ہنسی دباتا نرمی سے کہتا باران فورا کھڑا ہوا۔۔ پر ایمارہ کی مایوس کن آواز سن کر دوبارہ بیٹھ گیا۔۔۔

یہ تو پورا کھالیں،،، "بہت مشکل سے باران نے ایک نوالہ مزید توڑا۔۔" گویا جان کی بازی لگائی تھی۔۔۔ اس بار نوالہ اور جان لیوا بد مزہ تھا۔ کہ بنا چبائے حلق میں اتارا۔۔۔ اچانک فون رنگ ہوا۔ اسکرین پر زاویار کا نام جگمگا رہا تھا۔ دل میں کلمہ شکر ادا کیا۔۔۔

ایمارہ میں لیٹ ہو گیا ہوں،،، تم اسے کسی ڈبے میں پیک کر دو میں آفس" جا کر کھالوں گا اوکے،،، "بنا ایمارہ کا جواب سنے وہ فون کان سے لگائے باہر نکلا تھا پر دوسری جانب زاویار کی بپھری غصے سے کھولتی آواز سن پریشانی لاحق

ہوئی۔۔۔زاویار نے اسے فوراً آفس آنے کا کہا تھا اور وہ ٹال بھی نہیں سکتا تھا کہ زاویار بہت زیادہ سنجیدہ تھا اور اس نے کہا تھا کہ بہت ضروری کام ہے۔۔ وہ گاڑی میں بیٹھنے ہی لگا تھا کہ اینارہ بھاگتی ہوئی باہر آئی اور پھولی سانسوں سے وہ ڈبہ باران کو دیا۔

یہ آپ کا کھانا،، باران کا دل عجیب انداز میں دھڑکا۔۔یہ سین کچھ مشرقی" تھا۔۔خالصتاً بیویوں والا۔۔ باران نے مسکرا کر ڈبہ لے لیا تھا لیکن پھر اپنی نگاہ دانستہ طور پر ایک مرتبہ بھی اینارہ پر نہیں ڈالی تھی۔۔اور گاڑی مینشن سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔

کسی فقیر کو بھی یہ کھانا نہیں دے سکتا افسوس،،، کسی مجرم کو سزائے موت" کی جگہ یہ کھانے کی سزا سنائی جائے تو آخری نوالے تک تڑپ تڑپ کر مر جائے مسکین"اس نے ہنستے ہوئے کھانے کا ڈبہ ڈیش بورڈ پر رکھا تھا۔۔

****

میں نوٹس کر رہا ہوں ضیاء آج کل تم کچھ زیادہ ہی کوئلے چبا رہے ہو،، تمہارا" غصہ تو ہر وقت سوا نیزے پر سوار رہنے لگا ہے،،، پہلے تو بالکل ایزی رہتے تھے،،، "شاپنگ مال میں داخل ہوتے ایحان نے ضیاء کو دیکھا جو باقاعدہ بلا کی بیزارگی چہرے پر سجائے ہوئے تھا۔

کچھ لوگ ایزی رہنے نہیں دیتے اتنا غصہ دلاتے ہیں کہ بس،،، "دانت" پیستے ہوئے کہتے ضیاء نے اپنے ٹراؤزر میں دونوں ہاتھ ڈالے اور سر جھٹکا۔۔۔ نیوی بلیو کلر کا فل آستین ٹی شرٹ پر سیاہ رنگ سے "بی آمین" لکھا تھا۔۔۔ اور سیاہ ٹراؤر پہلے بالوں کو رف سا بکھیرے وہ خود ہی سے الجھا الجھا مگر جاذب نظر لگ رہا تھا۔۔۔ پاؤں میں سادی سی مردانہ سلیپر تھی۔۔۔ ایحان اسے نیند سے جگا کر لایا تھا۔۔۔ اور وہ بنا فریش ہوئے جس حالت میں جاگا تھا اسی حالت میں آگیا تھا۔۔۔ وہیں دوسری طرف ایحان نے سیاہ ٹی شرٹ اور ڈارک بلیو ڈینم جینز پہنی تھی۔۔۔ بالوں کا میسی بن بنائے پاؤں میں نائکی کہ سیاہ جوتے تھے۔۔۔

کچھ لوگ یاایک لڑکی جس کانام نورین ہے،،؟"ایحان نے مسکراہٹ" دباتے اس سے پوچھا۔دھواں آگ کے ہونے کی دلیل ہوا کرتا ہے اب جب دھواں اٹھ ہی رہا تھا تو کیسے علم نہ ہوتا کہ اندر آگ بھڑک رہی ہے۔۔۔

جب تم سب جانتے ہو تو کیوں مجھے جلا رہے ہو ایحان،،،اور مجھے کوئی اس" سے محبت وحبت نہیں ہے،،،بس وہ مجھے اگنور کر رہی ہے تو یہ بات میری ایگو کو ہرٹ کر رہی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں،،،" جھنجھلا کر کہتا ضیاء اپنے قدم ایحان سے آگے کر گیا۔کچھ آگے جا کر ہی ایک سوڈا کاؤنٹر تھا وہاں سے ضیاء نے اپنے لیے لیچی فلیور لیا۔ایحان اس کے سرخ چہرے کو شرارتی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

ویسے مجھے نورین کردار کی درست نہیں لگتی،،یونیورسٹی میں یہ بات پھیلی" ہے کہ اس کا ارسلان نیازی سے،،"ابھی ایحان بول ہی رہا تھا کہ ضیاء شدید غصے کے عالم میں جھٹپٹا کر پلٹا۔۔۔یہ وار ایحان نے جان بوجھ کے کیا تھا سامنے والے کا ضبط وتاثرات جو دیکھنا چاہتا تھا۔۔

بکواس ہے،،،اور تم کب سے ان بکواسیات پر یقین کرنے لگے ایحان،،،"

بہت پاکیزہ کردار کی نیک سیرت لڑکی ہے وہ،،"ایحان کو ٹھیک سے جھاڑ پلاتے وہ خود ہی مینزویئر کی شاپ میں گھس گیا۔۔۔ایحان لب دبائے اس کے ساتھ اندر گیا۔۔۔ضیاء خود کو مصروف کرنے کے لیے بے وجہ ٹی شرٹس کے ہینگر ادھر ادھر کر رہا تھا۔انداز و موڈ اتنا خراب تھا کہ دکان والا ٹوکنے پر مجبور ہو گیا کہ تھوڑا آہستگی سے دیکھیں ہینگر ٹوٹ جائیں گے جواباً وہ دکاندار کو ہی سناتا دکان سے باہر نکل گیا۔۔۔ایحان مسکراتا خاموشی سے ضیاء کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا جبکہ ضیاء پانچ چھ دکان میں گھسا اور چیزوں کی برائی کرتا باہر نکل جاتا۔۔۔۔

ایک کام کرو ضیاء تم دو تین شاپس پر مزید چکر لگا لو جب تک میں آتا"

ہوں،،،"کچھ سوچتے ایحان نے اسے پہلے چھیڑا اور قدم دوسری جانب موڑے۔۔۔

کہاں جارہے ہو میں ساتھ چل رہا ہوں،،،"ضیاء منہ بناتے اس کے پیچھے"
آنے لگا جب ایحان پلٹتے فورا بولا۔
تم وہاں نہیں آسکتے یار اٹس پرسنل،،،"ایحان نے لب بھینچتے کہا۔"
اوبھائی کیا پرسنل؟؟؟تو بھی لڑکا ہے میں بھی،،، سیم ہیں دونوں،،،ایسا کیا"
خرید رہا ہے جو مجھ سے چھپا رہا ہے،،،؟"ضیاء نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا تو
ایحان بنا جواب دیے آگے بڑھ گیا۔۔۔ضیاء بھی خار بھری نظروں سے
ایحان کی پشت کو گھورتے اسی کے پیچھے چلنے لگا لیکن یہ دیکھ حیرت ہوئی کہ وہ
دونوں گرلز کاسمیٹک شاپ پر گھسے تھے۔۔۔
سیریسلی کیا تم نے یہ سب بھی شروع کر دیا،،،؟؟؟سوری میں غلط تھا،،،"
اگر تم یہ سب یوز کرتے ہو تو واقعی ہم دونوں سیم نہیں،،،"میک کے
سامان کو دیکھتے ضیاء نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔
واٹ،،،؟"ایحان بے یقینی سے اسے دیکھا رہا تھا جب ضیاء اس کے قریب"
جھکا۔۔۔

تم نے کبھی بتایا نہیں مجھے تم یہ ہو،،"ضیاء کی آنکھوں میں ناچتی شرارت" دیکھتے ایحان نے یکدم ضیاء کی گردن بازو میں دبوچی۔۔۔

مسٹر ضیاء،،مس ذوالنورین ویسے ہی تمہیں گھاس نہیں ڈالتی اگر تمہارا" منہ توڑ دوں تو پھر تو پہچاننے سے بھی انکار کر دے گی،،"ایحان نے جھٹکے سے گردن چھوڑتے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورت ہوئے دھمکی دی۔

ہمم تم بتاو کیا چکر چل رہا ہے؟؟؟آخر کون ہے؟؟جس کے لیے تم میک" اپ تک خریدنے کے لیے مجبور ہو گئے،،مطلب واقعی بندی میں دم ہے،،جو اپنے کاموں کے لیے ایحان دلشیر کو نچا رہی ہے،،"ضیاء نے داد دینے والے انداز میں چوٹ کی تو ایحان کے دل کا چور سر اٹھانے لگا۔۔پر اس کے پاس خود کو مطمئن کرنے کے لیے بہت سارے حیلے بہانے موجود تھے۔۔۔اس نے دل میں یہ سوچ لیا تھا کہ اس نے جو ریم کے ساتھ برا سلوک کیا جس کی وجہ سے وہ بیمار ہوئی یہ اس کا ازالہ ہے۔۔۔

میرے ڈرائیور کی بیٹی ہے،،،ڈرائیور اپنی بیٹی کو اس کی برتھ ڈے پر میک"
اپ گفٹ کرنا چاہتا ہے،،، لیکن اسے ان چیزوں کی خرید و فروخت کا علم
نہیں اس لیے مجھے کہہ دیا،،"ضیاء کو اطمینان سے جواب دیتے وہ میبلین
نیویارک کے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں مختلف ساخت کے کاجل کے
ڈبے رکھے ہوئے تھے۔۔جبکہ ضیاء الجھ گیا۔۔لیکن یہ الجھن زیادہ دیر تک
قائم نہیں رہ سکی جب لیفٹ سائیڈ پر دوسرے میک اپ برانڈ کے سامنے
کسی کو کھڑا دیکھا۔۔۔وہ کوئی اور نہیں بلکہ نورین تھی۔۔ہنستے ہوئے اپنے
لبوں پر شاید پر لپ اسٹک کا کلر چیک کر رہی تھی۔۔پر وہ اکیلی نہیں تھی بلکہ
اس کے ساتھ اس کا وہی کزن موجود تھا۔۔۔ضیاء کے رگیں غصے کی شدت
سے پھولنے لگیں۔ان دونوں کی بے تکلفی خون کھولا رہی تھی۔کچھ ہی لمحو
بعد ایحان واپس آیا اور ضیاء کی خونخوار شعلے اگلتی نظروں کے تعاقب میں
ہاتھ مارا۔۔۔ضیاء کی کیفیت وہ سمجھ رہا سامنے دیکھا تو بے ساختہ سر پر
تھا۔۔۔پر ضیاء کو باہر لے جانا کا ارادہ کیا تو اندازہ ہوا وہ اب یہاں سے جانے کا

ارادہ نہیں رکھتا بلکہ اس سادہ لوح لڑکی سے دو دو ہاتھ کرنے کا ارادہ باندھ چکا ہے۔۔۔

****

ہمیں اذیت کے سخت موسم کا سامنا ہے
ہم اپنے اندر کی منفی سوچوں سے لڑ رہے ہیں

وہ بہت اذیت میں تھا اور یہاں آنا نہیں چاہتا تھا۔۔ مگر اپنے مقصد کے حصول تک اسے ہر وہ کام کرنا تھا جو اس کے مزاج کے بر خلاف ہوتا۔۔ حیران تو وہ اس لڑکی پر بھی تھا اگر کوئی عام لڑکی ہوتی تو رات کو ہوئے گئے ثانیے کے بعد کئی دنوں تک سہمی رہتی ہر وہ بالکل نارمل تھی۔ وہ تو پکنک بھول ہی گیا تھا پر جب ناشتے کے بعد ہوٹل جانے کے لے کمرے سے باہر نکلا تو سب کو پکنک کے لیے تیار دیکھ حیران ہوا تھا۔۔۔ پھر مجبوراً اسے آں پڑا تھا۔ پکنک کے لیے ہری بھری گھاس پر کارپٹ بچھائے اب ایلف اس پر

پلاسٹک کی بڑی ٹوکری میں سے سامان نکال کر سجا رہی تھی۔۔آرزک خانزادہ بظاہر لاتعلق بنا سامنے بینچ پر بیٹھا تھا۔۔مگر ناچاہتے ہوئے بھی اس کی توجہ کے تمام تر دھاگے ایک نازک وجود میں الجھے ہوئے تھے۔۔جو بلیک فلورل فراک جس پر سکن پھول دار پرنٹ آنکھوں کو تقویت بخش رہا تھا۔۔ ہم رنگ سکارف پہنے بلیک ٹراؤزر میں کوئی گلابی سی نازک گڑیا لگ رہی تھی اس پر متضاد وہ انتہائی دلکش مسکراہٹ نازک لبوں پر سجائے چمکتی آنکھوں سے بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔آرزک کے سینے میں ایک ابال سا اٹھا۔۔اس کی نگاہیں بے تاثر تھیں۔۔مگر سینے میں ایک طوفان سا مچا ہوا تھا۔۔کیا کبھی کسی نے ہما وقت بے تحاشا اٹریکشن (ہاں،ابھی یہ محبت اسے صرف اٹریکشن ہی تو لگ رہی تھی)اور بے پایاں نفرت جیسی متضاد کیفیات کا شکار ہوتے اتنی اذیت محسوس کی ہو گی جتنی اس وقت آرزک خانزادہ محسوس کر رہا تھا۔۔اسے ایلف دلشیر کو اپنی محبت کے جھوٹے جال میں پھانسنا تھا۔۔اپنی نفرت اس پر ظاہر نہیں کرنی تھی۔۔لیکن یہ بھی کہاں گوارا تھا کہ

ناٹک کرتے کرتے آرزک خانزادہ ایلف دلشیر کی محبت میں سچ مچ گرفتار ہو جائے۔۔ابھی تو دل میں چھپے محبت کے چور کو بھی نکیل ڈالنی لازم تھی۔۔ کہ اگر ایسا نا کرتا تو ایلف دلشیر کی محبت کی سویاں دل میں پیوست ہوتیں تو دل سے خون رستا اسے میٹھے سے درد سے دوچار کر دیتا۔۔دونوں ہی صورتوں پر قابو پانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔۔وہ دانستہ اس سے توجہ ہٹانے کو اپنے موبائل میں بزی ہو گیا۔۔

"بب،،بچو،،،آؤ پپ،،،پہلے کک،،کچھ کھالو،،،،ایلف نے انھیں پکارا تھا۔۔جو ادھر ادھر اچھل کود مچا رہے تھے۔۔صرف عبدالرحمن فٹ بال کے ساتھ ایک جگہ کھڑا بس اسے زمین پر اچھال کر کیچ کر رہا۔۔موسم آبر آلود تھا۔۔ہر ابھرا گارڈن اور ہوا سے سرسراتے پتے کافی رومانوی سا منظر پیش کر رہے تھے۔۔

"نو مما،،پہلے آپ ہمارے ساتھ آکر کھیلیں،،،،عریبہ نے شور مچایا اور اسے بازو سے پکڑ کر کھینچنے لگی۔۔

نن،،نو،،،ایلف انکار کرنا چاہتی تھی۔۔مگر

یس،،،سب بچوں نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔وہ لوگ جہاں تھے وہ باغ کا قدرے ویران ایریا تھا۔۔ایلف اب ان کے ساتھ پکڑن پکڑائی کھیل رہی تھی۔۔آرزک نے ایک بے تاثر سی نگاہ اس پر ڈالی۔۔آنکھوں میں نفرت تھی۔۔مگر اس ایک نظر نے دل کی ایک بیٹ مس کی تھی۔۔وہ بچوں کے ساتھ بچی بنی کافی معصوم اور حسین لگ رہی تھی۔۔بہت پیاری،دلربا سی۔۔ایسی جسے پیار کیا جائے۔۔بانہوں میں سمیٹ کر حفاظت سے رکھا جائے۔۔جو عشق کرنے کے قابل ہے۔۔

پاپا،،،عریبہ بھاگ کر اس کے پاس آئی تو آرزک نے اِنھیں بے تاثر نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ بھی ہمارے ساتھ کھیلیں،،،دیکھیں مما بھی کھیل رہی ہیں،،،عریبہ نے آرزک کا بازو کھینچا مگر اس نے غیر دلچسپی سے یہ کھیل دیکھا۔۔جیسے ہر چیز سے دل اُچاٹ ہوا ہو۔۔

پاپا،ادھر سے ہی دیکھ رہے ہیں،،،آپ لوگ کھیلیں،،،آرزک نے"
قدرے نرمی سے منع کیاتو عریبہ پھر سے ایلف کے پاس بھاگ گئی۔۔ایلف
نے مڑ کر بغوراس کی جانب دیکھا۔۔یہ وہی لمحہ تھاجب آرزک نے ایک
گہری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔اس کی نگاہ ایسی تھی کہ ایلف جلدی سے نگاہیں
جھکا گئی تھی۔۔آرزک اس کے نگاہیں جھکانے پر چونکا تھا۔۔مگر پھر اس کی
نگاہ گارڈن کی درختوں کے جھنڈ کے پار پڑی تو ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھ
گیا۔۔آرزک خانزادہ کو لگا اکا خون رگوں میں ابال مارنے لگا ہے۔۔وہ دو
لڑکے تھے جو ایلف کو غلیظ سی نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے نا
صرف دیکھ رہے تھے بلکہ اپنے موبائل فونز میں س کی تصاویر بھی لے رہے
تھے۔۔ان میں سے ایک انگریز اور ایک ایشائی معلوم ہو رہا تھا۔۔۔وہ ایک
جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔

ککک،،،کہاں جج،،،رہے ہیں آپ،،،،،اب کی بار ایلف نے اسے خود سے"
مخاطب کیااور اس کے پاس آئی۔

فریش ہونے جارہاہوں،،،ابھی آتاہوں،،،آرزک نے سنجیدگی سے کہا"

اورایک جانب چلاگیا۔۔ایلف نے کندھے اچکائےاور بچوں کوزبردستی پکڑ کرکارپٹ پر بٹھایا۔۔

ادھر وہ ایک لمبا چکر کاٹ کران لڑکوں کے ٹھیک پیچھے آن کھڑا ہوا تھا۔۔وہ اپنے پیچھے کسی کو محسوس کرکے اطمینان سے پلٹے تھے۔۔اور بڑی ڈھٹائی سے اس کی جانب دیکھ کر دانت نکوس رہے تھے۔۔وہ جان چکے تھے کہ آرزک اس لڑکی کے ساتھ ہے جسے وہ تاڑنے کی ناکام کوششوں میں ہے۔۔

She's very hot. Do not have?

انگریز نے بڑی خباثت سے کہا۔۔جبکہ آرزک بڑا گہرا مسکرایا تھا۔۔خواہ مخواہ کب سے دماغ میں ابال اٹھ رہے تھے۔۔دل ودماغ کی چولیں ہلاتی ساری فرسٹریشن نکال باہر کرنے کا کافی اچھا سامان میسر آیا تھا۔۔ان دونوں لڑکوں نے چھٹے ہوئے بدمعاشوں کی طرح فوراً بڑے بڑے تیز دھار خنجر نکال لیے تھے۔۔مگر جانتے نہیں تھے سامنے کون ہے۔۔وہ دونوں ایک ساتھ حملہ

آور ہوئے تھے۔۔دونوں نے خنجروں سے آرزک پر حملہ کیا مگر اس نے بجلی کی سی رفتار سے ایک کی کلائی پکڑ کر ایک ہی جھٹکا دیا کہ ٹک کی آواز سے اس کی کلائی کی ہڈی ٹوٹی تھی۔۔وہ دوسرے ہاتھ سے اپنی روٹی کلائی پکڑ کر چنگھاڑتا زمین بوس ہوا۔۔دوسرے کا خنجر والا وار روک کر آرزک نے پہلے سے خنجر چھین کر دوسرے کی ٹانگ پر کٹ لگایا تھا۔۔وہ بھی زمین بوس ہوا تو آرزک نے لاتوں اور گھونسوں کی برسات سے اپنی ساری فرسٹریشن ان پر نکالی تھی۔۔اتنی دھلائی کے بعد ان کا اس حیوان جیسے آدمی سے اپنی جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔۔ تبھی وہ جیسے تیسے اٹھتے گرتے وہاں سے تیزی سے بھاگے تھے۔۔آرزک خانزادہ ان کو نگاہوں سے اوجھل ہونے تک خونخوار نگاہوں سے گھورتا رہا تھا۔۔اس کے بعد وہ واش روم گیا اور فریش ہو کر واپس آیا تو بچے اور ایلف کارپٹ پر بیٹھے چکن پاستا انجوائے کر رہے تھے۔۔جو ایلف نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔۔وہ ان کے قریب آیا تو نوٹ کیا ایلف

بار بار بے قراری سے ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہی تھی۔۔۔جیسے کسی کی متلاشی ہو۔۔

"کک،،، کہاں رہ گئے ت،،تھے آپ،،،واش روم مم،،،،میں اتنی دیر کک کون لل،،،،لگاتا ہے،،،،خالص بیویوں والا انداز تھا۔۔آرزک سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھے گیا۔۔

"وہاں بیٹھ کر تمھارے لئے لو لیٹر لکھ رہا تھا بیوی،، تمھارے حسن کے قصیدے لکھے ہیں،،،،آرزک نے سنجیدگی سے کہا تو بچے کھی کھی کر کے ہنسنے لگے جبکہ ایلف اس کی اتنی غیر متوقع بات پر بے اختیار گڑ بڑائی تھی۔۔

"پپ،،، پاستا دوں آپ کو،،،اس نے بات بدلنا چاہی۔۔جبکہ آرزک اس کا بلش ہوا گلابی چہرہ اور اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص بغور دیکھے گیا۔۔

'میں نے ان لڑکوں کو صرف اس لئے پیٹا کہ یہاں باران دلشیر کی بہن کے علاوہ بھی کوئی لڑکی ہوتی تو میں تب بھی اپنا فرض سمجھتے اسے ان غلیظ غنڈوں سے پروٹیکٹ کرتا۔۔'

آرزک خانزادہ نے اپنے دل ودماغ کو ابھی ابھی سرانجام دیئے گئے اپنے عمل کی تاویل اور فضول سی وضاحت پیش کی یہ جانے بغیر کے وہ بے انتہا غصے میں مار پٹائی میں بھی کبھی اتنی بربریت کے مظاہرے کرتے کسی کی ہڈی وڈی نہیں توڑتا تھا۔۔ایلف نے اسے پاستاڈال کر دیا تھا۔۔۔جو وہ خاموشی سے کھانے لگا۔۔بچے کھانا کھا کر پھر سے کھیلنے لگے تھے۔۔

آج بب،، بڑی خخ،،، خاموشی ہے،،، طبیعت تت،، توٹھ،،، ٹھیک ہے"

ناں،،،، ایلف کا لہجہ فکر مند سا تھا۔۔۔

ہمم،،، ٹھیک ہوں،،، اس نے مختصر جواب دیا۔۔"لیکن کوئی ہے جس نے" چین وسکون اور نیند میں خلل سا پیدا کر رکھا ہے،،، آرزک نے گہرے لہجے میں کیا تھا کہ ایلف کو اپنی جگہ پر ساکت ہوتے دیکھا۔۔

ککک،، کون،،، ہے،،،و،،،وہ،،،، ایلف بمشکل ہی بول پائی۔۔چہرے پر" رنگوں کی قوس وقزح سی بکھر گئی تھی۔۔

تمھارا ابھی جاننا ضروری نہیں،،،اس نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا تو ایلف اسے" گھور کر رہ گئی۔۔

آ،،،آپ کک،،کودد،،دو بوٹی زیادہ دے کک،،کر سر پر چڑھا لیا ہے"

مم،،میں،،،نے،،،وہ منہ میں بڑبڑائی تو آرزک اس کنجوس چڑیل کی فراخدلی پر عش عش کر اٹھا۔۔۔

پاپا،،،اپنا موبائل دیں،،،یہاں سب کپل تصویریں بنا رہے ہیں،،ہم نے" بھی آپ کی اور مما کی تصویر بنانی ہے،،،سب بچوں نے ان کے پاس آکر شور مچانا شروع کر دیا۔۔

نو،،ضروری نہیں جو سب کریں وہ ہم،،،"

کک،،،کوئی بات نن،،نہیں،،،بب،،بچوں کی بات مم،،مان لیں،،،ان" کک،،،کاد،دل رہ جج،،جائے گا،،،،ایلف نے اس کی بات ٹوک کر کہا تو میکانکی انداز میں آرزک نے اپنا موبائل نکالا اور بچوں کے آگے بڑھا دیا۔۔ موبائل حاصل کر کے بچوں کے ہاتھ تو گویا ہفت اقلیم کی دولت لگ گئی

تھی۔۔۔ایک دوسرے کی تصاویر بنا کر سب انھوں نے ایلف اور آرزک کی ایک ساتھ تصویر لینے کے لیے شور مچار کھا تھا۔۔۔ایلف تو اٹھ کر کھڑی ہو گئی تو ناچار آرزک کو بھی اٹھ کر ایلف کے پاس آنا پڑا۔۔

"پاپا،،قریب ہو جائیں،، مما آپ کی ہی وائف ہیں،،،،ایک بچے نے شرارتی لہجے میں کہا تو آرزک ایک گہری سانس بھرتا ایلف کے قریب ہو گیا۔۔۔

"پاپا،،کمر پر ہاتھ رکھیں،،،وہ ان دونوں کو انسٹرکشنز دے رہے تھے بالآخر عریبہ کو خود آکر ان دونوں کو یوں قریب کرنا پڑا کہ ایلف چھوئی موئی سی نازک جان آرزک کے ایک بازو کے حصار میں مقید ہو گئی۔۔بچوں نے فٹافٹ چار سے پانچ تصاویر نکال لیں۔۔۔آرزک نے ایک نظر اپنے پہلو پر ڈالی تو نگاہ پلٹنا جیسے بھول ہی گئی تھی۔۔گلاب چہرے پر بلال سجائے وہ چھوئی موئی سی بنی گلابی پنکھڑیوں پر شرمیلہ سی مسکان سجائے بچوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔یہ منظر اس قدر مکمل اور حسین و دلکش تھا کہ وہ کئی ثانیے اس پر

سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا۔۔اس کی نگاہوں کی محویت نوٹ کر کے ایلف کی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں تھیں۔۔اور یہ وہی لمحہ تھا جب بچوں نے کیمرے کی آنکھ میں یہ منظر محفوظ کیا تھا۔۔ایلف کا دل گھبرایا تو وہ بے اختیار اس ساحری کے جادو بھرے حصار سے باہر نکلی تھی۔۔

بب،،بس کک،،،کرو بچو،،،،وو،،،وی آر گگ،،،گیٹنگ لل،،،لیٹ،،،"

اب ہمیں گ،،،گھر جانا چچ،،،چاہیے،،،،ایلف نے واپسی کا اعلان کر دیا تو بچوں نے کچھ دیر اور کھیلنے کی فرمائش کی۔۔جو کہ ایلف کو مجبوراً انھیں دینی ہی پڑی۔۔کچھ دیر مزید کھیل کود مچا کر آرزک نے انھیں آئس کریم کھلائی۔۔وہ ایلف کو اگنور کرتا رہا تاکہ وہ اس سے یہ نا پوچھ پائے کہ اس کے پاس یہ پیسے کہاں سے آئے۔۔شام ڈھلے وہ گھر لوٹ آئے تھے۔۔اور وہ آتے ہی طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا تھا۔۔متضاد کیفیات کے سبب واقعی سر درد سے پھٹ چلا تھا۔۔

اب بھی رات کے گیارہ بج چکے تھے اور نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔
اس نے ڈنر کرنے سے بھی منع کر دیا تھا۔۔۔بیڈ پر چت لیٹے وہ اپنے موبائل میں موجود ایک تصویر کو مسلسل دیکھے جا رہا تھا۔۔اس تصویر میں وہ خود کو پوری طرح مکمل محسوس کر رہا تھا۔۔ مگر یہ مکمل منظر اس کی منزل نہیں تھی۔۔وہ اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔ مگر سوچ رہا تھا۔۔وہ اسے اپنے دل میں جگہ نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ مگر وہ دل کے کواڑ زور زبردستی کھول کر اندر جوتوں سمیت گھسی چلی آ رہی تھی۔۔وہ اس پر اپنا تمام غم و غصہ نکال دینا چاہتا تھا مگر اس کی ایک مسکراہٹ تمام غصے کو جھاگ کی طرح بٹھا دیتی تھی۔۔وہ اس سے نفرت کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر کر نہیں پا رہا تھا۔۔وہ اس سے محبت نہیں کرنا چاہ رہا تھا مگر۔۔

آرزک نے موبائل آف کر کے بیڈ پر اچھالا اور ہاتھوں سے اپنی دکھتی کنپٹیاں سہلائیں۔۔آنکھیں بند کر کے ایک رسی سے جھولتی لاش کے

بارے میں نئے سرے سے سوچنا شروع کیا تاکہ اپنے اعصاب کو اگلا لائحہ عمل ترتیب دینے کے لیے چٹانوں سا مضبوط کر سکے۔۔۔

****

"معصوم،،،،"

لنچ باکس کو دیکھتے اچانک باران کے زہن میں ایناره کا چہرہ لہرایا تو جھٹکے سے گاڑی روکی۔وہ اپنے زہن میں بننے والے اس تصور پر ڈر گیا تھا جہاں وہ پھر ایک عورت کو معصوم سمجھنے کی غلطی کر رہا تھا اور پھر اس پر ڈر رہا تھا۔۔۔

اونو،،،،،ناٹ اگین،،"اس نے سختی سے سوچتے لنچ باکس اٹھاتے کھڑکی" سے باہر سڑک پر اچھال دیا تھا۔۔اپنی حسایات کو قابو کرنے میں بس پل بھر لگا تھا۔۔۔دماغ نے لمحے کے گیارہویں حصے میں اسے باپ کی بیوقوفی یاد دلائی تھی جو اس کے باپ کو موت کے منہ تک لے گئی تھی اب وہی غلطی وہ دہرا رہا تھا۔۔۔باران نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لیں۔۔وہ یہ سب،اپنا وحشت ناک ماضی کیسے بھول سکتا تھا۔۔وہ ماضی جو محض ایک عورت کی بے

وفائی جھوٹ، فریب اور مکاری کی وجہ سے دردناک عذاب میں بدل چکا تھا۔۔وہ کچھ دنوں سے اپنا وہ ماضی کیسے بھول گیا تھا۔۔آخر کیسے ؟؟؟؟۔۔سر جھٹکتے گاڑی واپس اسٹارٹ کی۔۔وہ جتنی نرمی دکھا سکتا تھا دکھا چکا تھا۔۔جتنا اس کے بارے میں سوچ لیا تھا اتنا بہت تھا اب وہ اس کے متعلق سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔پندرہ منٹ بعد گاڑی زاویار کی سپورٹس پروڈکشن فیکٹری کے باہر رکی گارڈز نے باران کی گاڑی دیکھتے دروازہ کھول دیا۔۔۔

آج زاویار آفس سے ہٹ کے فیکٹری میں تھا اور اسے یہاں بلایا تھا مطلب بات بہت زیادہ ہی خاص تھی۔پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے وہ تیزی سے اندر بڑھنے لگا۔یہ پانچ منزلہ فیکٹری تھی جو بہت بڑے زمینی حصے پر قائم تھی لیکن اس میں لفٹ نہیں تھی۔۔۔باران تیزی سے سیڑھیاں پھلانگنے لگا زاویار کا آفس فورتھ فلور پر تھا۔۔۔بنا دستک دیے وہ زاویار کے آفس میں داخل ہوا تو زاویار کی نظروں کو دروازے کی جانب ٹھہرے پایا۔

خیریت اتنی ایمر جنسی میں مجھے بلوایا،،، مجھے لگتا ہے سارے کام چھوڑ کر "
تمہارا پرسنل اسسٹنٹ بننا پڑے گا مجھے،،، "اس کی سڑی ہوئی بو تھی دیکھ کر
باران مزاح کا رنگ دیتے زاویار کے برابر ہی صوفے پر بیٹھا۔۔۔آفس البتہ
چھوٹا تھا مگر بہت شاندار اور خوبصورت تھا۔

مجھے شادی کرنی ہے باران،،، " باران کی بات کے جواب میں اس نے "
انتہائی سنجیدگی سے کہا کہ باران کو کچھ لمحے سوچنا پڑا کہ مقابل مزاق بھی اتنی
سنجیدگی سے کر رہا ہے کیا؟؟؟؟؟
تم مزاق کر رہے ہو ناں؟؟؟" باران نے ناسمجھی سے پوچھا۔۔۔"
مجھے اس لڑکی سے شاید محبت ہو گئی تھی باران،،، میں دن رات اس کے "
متعلق سوچ رہا تھا اور اب مجھے اس طوائف سے شدید نفرت ہو گئی ہے اور
اب بھی میں اس کے متعلق سوچ رہا ہوں،، واٹ دا۔۔۔۔۔۔،، "وہ سخت
جھنجھلاتے چلایا اور ٹیبل سے کانچ کی گلاس زمین پر مارتے اٹھ کھڑا ہوا۔

کون لڑکی،،،؟" باران کے ماتھے پر بل پڑے وہ ہر نام سن سکتا تھا پر زاویار" معراج خانزادہ کے منہ سے زرمش کا نہیں۔۔۔اور اگر ایسا تھا تو باران دلشیر کے سینے پر سانپ لوٹنے والے تھے جس کی پاداش میں وہ اس چڑیل کو زندہ زمین میں گاڑھ دینے والا تھا۔۔۔

وہی کوٹھے والی لڑکی،،،" زاویار کا چہرہ مزید سخت ہو گیا تھا۔۔۔عجیب سختی" اور کرب ہلکورے لے رہا تھا آنکھوں میں۔۔

تو تم اس لڑکی کی وجہ سے شادی کرنا چاہتے ہو سیریسلی؟ ایک بلا سے جان" چھڑوانے کے لیے دوسرا عزاب گلے میں ڈالو گے؟؟؟" باران کو اپنے دوست کی احمقانہ باتوں پر اشتعال آنے لگا تھا۔

میں مرد ہوں باران،،،میرے کچھ جسمانی تقاضے ہیں،،،کچھ ضرورتیں" ہیں میری،،،مجھے اپنی بیٹی کے لیے ماں چاہیے،،،میں کچھ بھی کر لوں اس کی ماں نہیں بن سکتا،،،اس کی ویسی کیئر نہیں کر سکتا جیسی ایک ماں کر سکتی ہے،،،"زاویار نے اس بار قدرے تحمل سے کہا۔

تواس کا حل ہے میرے پاس،،، محمل کے لیے کوئی اچھی کیئر ٹیکر رکھ لیتے"
ہیں اور تمہارے لیے میں اس زرمش سے خوبصورت لڑکی کا انتظام،،،"
باران مشتعل بھرے انداز میں تیزی سے بول ہی رہا تھا کہ زاویار اس کی
بات کاٹ گیا۔

مجھے بیوی چاہیے باران،،، مجھے جسمانی وزہنی سکون چاہیے نہ کے"
ڈپریشن،،، حرام چیز کبھی سکون نہیں دیتی،،، مجھے اپنے لئے ایک پاکیزہ لباس
چاہیے،،، وہ لباس نہیں جو ہر کسی کے وجود سے اترا ہوا میلا ہو یا میرے وجود
سے اتر کر کسی اور کے وجود کی زینت بنے،،، مجھے ایک پاک صاف لباس
چاہیے جو صرف میرا ہو،،، سمجھے تم،،، مجھے بیوی چاہیے رکھیل
نہیں،،، کیونکہ نا میں حرام کاری کر سکتا ہوں نا مجھے حرام جیسی کوئی بے
سکونی چاہیے،،، "زاویار ایک ایک لفظ پر زور دیتا باران کی جانب جتاتی
نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔ باران کو کہیں نہ کہیں اپنا چہرہ آئینے میں نظر آیا یہی
وجہ تھی کہ وہ لب بھینچ گیا تھا۔

تو ٹھیک ہے کر لو شادی؟؟؟ مجھے کیوں بتا رہے ہو؟؟؟"بظاہر عام سے مگر" اندر سے دل جلے انداز میں کہا تھا۔۔

تمہیں بتانے کا مقصد قصد یہ ہے کہ میرے لیے لڑکی تم ہی تلاش" کرو گے،،، زمین آسمان ایک کرو یا کچھ بھی،،، مجھے ایک شریف لڑکی کا انتظام کر کے دو،،، چاہے غریب ہو بد صورت ہو،،، جیسی بھی ہو بس شریف اور پاک دامن پاک باز لڑکی،،، "زاویار اپنا غصہ نکال کر اب پہلے سے نارمل ہوتا پر سکون انداز میں واپس بیٹھ گیا۔

اونہوں،،، اور میری تو جیب میں پڑی ہیں پاک دامن لڑکیاں،،، باران" نے تلخی سے کہا(اور زاویار کی بات پر جب ایناره کا ہیولہ اس کی آنکھوں کے پردے پر لہرایا تو اس کا دماغ مزید بھک سے اڑتا سنسنا اٹھا۔۔اسے اب تک اپنی زندگی میں ایک ہی پاک دامن لڑکی لگی تھی جس کا وہ پیر کا ناخن بھی کسی کو نہیں دکھانا چاہتا تھا۔۔)۔۔"میں کہاں سے لاؤں شریف لڑکی زاویار،،،

میرا اب تک کسی شریف لڑکی سے کوئی تعلق نہیں رہا،،" باران دلشیر پہلے ہی جیلسی میں تپا بیٹھا تھا اس پر مقابل کی بے تکی فرمائش۔۔۔۔

یہ میرا کنسرن نہیں ہے باران،،،، میں آج رات کو لندن جا رہا ہوں،،، چھ " دن بعد میں واپس آؤں گا اور پھر میں پہلا کام نکاح کرنے کا کروں گا،،،

تمہیں میری شادی پر بہت اعتراضات ہیں تو لڑکی تم ہی ڈھونڈو گے مجھے امید " ہے تم ایک عدد شریف لڑکی ڈھونڈنے میں کامیاب رہو گے،،،،

زاویار دھونس بھرا دوٹوک فیصلہ سنا چکا تھا۔۔۔ باران کچھ دیر خاموشی سے زاویار کو گھورنے کے بعد اٹھ کر آفس سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

یہی کسر رہ گئی تھی کہ میں اس کے لیے شریف لڑکی ڈھونڈوں،،، کہاں " سے لاؤں شریف لڑکی،،، "غصے سے جھنجھلاتے وہ باہر نکلا تھا گاڑی اسٹارٹ کرتے بھی زہن میں زاویار کی باتیں گھوم رہی تھیں۔۔۔

****

ہائے،،،،"مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ضیاء نے قدم نورین اور"
اس کے کزن کی جان بڑھائے جبکہ نورین تو اس آواز پر ایک دم ساکت ہوئی
تھی چہرے کی رنگت چند ثانیے کے لیے بدلی تھی۔۔۔
آپ کون،،،؟"نورین کے کزن فرحان نے چونکتے ہوئے پوچھا البتہ ضیاء"
کی چبھتی ہوئی نظریں نورین پر تھیں۔
یہ تو مس نورین آپ تعارف کروائیں گی،،،،"ضیاء کے کندھے پر ہاتھ"
رکھتے ایحان نے بات میں حصہ لیا۔۔۔اندر کی بات تھی کہ اپنے دوست کی
پسند جاننے کے بعد اسے خود بھی نورین کا کزن ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔۔ضیاء
کی لہو چھلکاتی آنکھیں دیکھ کر دل کیا سامنے کھڑے اٹکل پچو سے بندے کو
منظر سے کہیں غائب ہی کر دے جو اس کے دوست کے مقابلے میں عجیب
ہونق سا دکھائی دیا تھا۔۔
امم،،،یہ دونوں میرے کلاس فیلو ہیں فرحان،،،"نورین نے بمشکل"
مسکراتے سانس بحال کرتے کہا کہ ضیاء کی چبھتی نظریں اسے عاجز کر رہی

تھیں۔۔۔اسے ان نگاہوں سے عجیب گھبراہٹ سی محسوس ہو رہی تھی جس سے اس کا کانفڈینس لیول بریک ہوا تھا۔۔

اوہ اچھا،،، میں نورین کا کزن فرحان اور،،، "ابھی فرحان اپنا تعارف کروا" ہی رہا تھا کہ نورین ایک دم گڑبڑاتی درمیان میں بولی۔۔

ہاں ضیاء اور ایحان یہ میرا کزن اور بہت اچھا دوست بھی،،،، "ضیاء اور " ایحان کو جتاتے اس نے اپنے کزن کو تنبیہ کرتی نظروں سے گھورا۔۔جواباً وہ ناسمجھی سے نورین کو دیکھنے لگا۔۔ان کی نظروں کا یہ بے آواز مکالمہ دیکھ ضیاء کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے تے بمشکل اپنی مٹھی بھینچتے خود پر ضبط کے پہاڑ بٹھائے۔۔

ایکسکیوزمی،،، ہمیں اب گھر جانا ہے لیٹ ہو رہے ہیں،، "ضیاء کو مکمل نظر" انداز کرتے ایحان کی طرف رسمی مسکراہٹ اچھالتے وہ اپنے کزن کی کلائی پکڑتے باہر لے گئی تھی۔۔۔ضیاء نے سختی سے اپنی آنکھیں بھینچیں کہ بس

ناچلا کہ پورے مال کو آگ کی بھٹی میں جھونک دے۔بے بس ہی تو تھا ورنہ دل تو نورین کی سانسیں روکنے کا بھی کر رہا تھا۔۔۔

ضیاء،،،"ضیاء کو تیزی سے دکان سے باہر نکلتے دیکھ ایحان بھی اس کے پیچھے" بھاگا تھا۔اس کے بعد مزید اس مال میں ٹھہرنا بے وقوفی تھی پر باہر آکر جو منظر نظروں کا منتظر تھا وہ دیکھ ایحان نے سختی سے اپنا ماتھا رگڑا۔۔۔البتہ ضیاء کا چہرہ مکمل سرخ ہو چکا تھا۔نورین اپنے کزن کے ساتھ ہنستی ہوئی بائیک پر بیٹھ رہی تھی۔درمیان میں فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا کندھے پر ایک ہاتھ رکھے وہ ایک خوشحال کپل لگ رہے تھے۔۔۔

مجھے گھر چھوڑ دے ورنہ آج کچھ کر بیٹھوں گا،،،"نورین کے وہاں سے" جانے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرتے ضیاء نے دھیمے لہجے میں کہا تو ایحان نے بھی اسے تنہائی دینا بہتر سمجھا۔ضیاء کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد وہ کافی دیر تک ضیا کے پاس رکا اور پھر وہ واپس مال آیا تھا۔۔۔

****

لفٹنگ اسٹیپس پر چڑھتے وہ تھرڈ فلور پر آیا جہاں لیڈی گارمنٹس اور فراکس اور میکسی کی بڑی شاپ تھی۔ایحان نے قدم اندر رکھا تو الگ الگ ڈیزائنز کی بہت ساری ورائٹی تھی۔۔پر ایحان کی نظر سب سے لاسٹ میں پیچھے کی طرف رکھی ڈمی پر اٹکی تھی۔ جس پر پلین بلیک کلر کی فرشی میکسی تھی اور چولی پر بلیک ہی اسٹونز لگے تھے نیچے گھیرے پر الگ سے ایک فلیئر تھی جو میکسی کے گھیرے کو مزید بڑا کر رہی تھی۔۔جالی دار آستین تھے وہ سیاہ رنگ کا لباس پہلی نظر میں اسے بھا گیا تھا۔۔اس ڈریس کو پیک کرواتے زہن دل سے جھگڑنے پر تلا ہوا تھا۔"میں یہ صرف اپنے رویے کے ازالے کے لیے کر رہا ہوں بس،"خود کو مطمئن کرتے ہوئے اس نے حتمی نتیجے میں کہا تو دل اور دماغ دونوں پر سکون ہو گئے۔۔وہ وہاں سے سیدھا کوریئر سروس گیا مزید اس سامان کو اپنے ساتھ رکھتا تو ممکنہ اثرات تھے کہ سارے سامان کو آگ لگا سوال اٹھائے گا۔۔۔راستے میں نجانے کیا سوجھی کہ ایک دیتا کہ زہن پھر

فل سائز کی چاکلیٹ بھی گفٹ کے ساتھ رکھ دی کچھ سوچتے اوپر ایک چھوٹی سی چٹ گائی جس پر مختصر لکھا تھا۔

ہیپی ایڈوانس برتھڈے پدی چڑیل،،، میں دوست،،، "یہ لکھتے ایحان" بے ساختہ مسکرایا تھا۔۔۔یہ سب ٹین ایجرز والی حرکتیں تھیں۔۔پر اسے مزہ دے رہی تھی۔۔یہ سب دلچسپی لگ رہا تھا۔۔پہلی بار کچھ کرتے اس کے دل میں کوئی خلش کوئی کسک نہیں اٹھی تھی۔۔یوں بھی اگر خواہشات کی خلاء باقی رہ جائے تو وہ تمام عمر قائم رہتی ہے۔۔کوریئر نعمان علی کے ایڈریس پر بھیجنے کے بعد وہ مطمئن سا گھر آیا تھا۔۔

****

زاویار خانزادہ لندن جا چکا تھا۔۔۔دو دن گزر چکے تھے اور ان دو دنوں میں باران دلشیر گھر کی جگہ زاویار کے اپارٹمنٹ میں قیام پذیر تھا یوں بھی وہ پہلے بھی کئی کئی دن گھر نہیں جاتا تھا لیکن اب اس کا گھر سے دور رہنا ضروری تھا۔۔۔اس وقت وہ اپنے آفس میں بیٹھا زاویار کے متعلق ہی سوچ رہا

تھا۔۔۔کہ ایسی دبو سی شریف اور قدرے ڈرپوک لڑکی کہاں سے لائی جائے۔۔۔جس سے زاویار معراج خانزادہ کو بانٹنا پڑے۔۔جس سے اس کا نکاح بھی ہو جائے زاویار سمیت محمل کی ضرورت بھی پوری ہو جائے اور زاویار جسے اتنی اہمیت نا ہی زاویار خانزادہ کو اس سے محبت بھی نہ ہو۔۔کہ باران دلشیر کی زندگی میں دو تین گنے چنے ہی تو ایسے لوگ تھے جنھیں وہ کسی کے ساتھ بھی بانٹنا نہیں چاہتا تھ۔۔اس لسٹ میں ایحان زاویار ایلف اور اب ایک اور وجود بھی شامل ہو چکا تھا(شاید)۔ابھی وہ انہیں سوچوں میں تھا پر دستک ہوئی۔۔ کہ آفس کے دروازے

آجاؤ،،،"گہری سانس بھرتے باران نے زہن جھٹکا جب آفس کا سینیئر "

ایمپلائے عباد اجازت ملنے پر آفس میں داخل ہوا۔

سر میں نے چھٹی کی درخواست دی تھی،،،"عباد نے مدعا بیان کیا۔۔۔"

منظور نہیں ہو سکتی آفس میں بہت کام ہے،،،" باران نے بے تاثر لہجے میں "

کہا۔

سر میری مجبوری ہے چھٹی ضروری ہے،،،"عباد نے ملتجی انداز اپناتے "
عاجزی سے کہا۔
کیا مجبوری ہے،،؟"کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے باران نے آئیبرو "
اچکاتے پوچھا۔
سر میرا نکاح ہے کل،،،"عباد کے کہنے پر باران نے آنکھیں سکیڑ کر اسے "
دیکھا۔
تمہاری شادی تو ہو چکی تھی غالباً،،،" باران حیران تھا۔یہاں وہ ایک شادی "
پر یقین نہیں کر پا رہا تھا اور لوگ دو دو کر رہے تھے۔۔۔۔
جی سر یہ دوسری ہے،،،؟"عباد نے ایسے کہا گویا کوئی جرم قبول کیا ہو۔۔۔"
ہم یعنی تمہاری پہلی بیوی بھی دھوکے باز نکلی مکار نکلی؟؟؟اب دوسری "
سے لک آزما رہے ہو،،،اسٹرینج مجھے یقین نہیں آرہا آج کل کے مرد عورتوں
کے سامنے اتنے بے بس کیوں ہو گئے ہیں کہ ان پر اندھا اعتماد کر بیٹھتے

ہیں،،،" باران دلشیر کو اب عباد سے بھی شدید کوفت محسوس ہوئی تھی۔۔۔

سوری سر پر میری بیوی مکار یا دھوکے باز نہیں ہے،،، وہ میرے ساتھ " بہت مخلص ہے اور مجھ سے محبت کرنے والی ہے،،، "عباد نے تلملاتے کہا۔۔۔ وہ جانتا تھا اس کے بوس کا لڑکیوں سے چڑھ تھی پر یہ حق نہیں تھا کہ کسی دوسرے کی بیوی کو مکار یا دھوکے باز بولے۔

اچھا یعنی تم دھوکے بازی کر رہے ہو،،، ؟ایک کے ہوتے دوسری سے " محبت،،، اگین ویری اسٹرینج،،، " باران نے نفی میں سر ہلاتے افسوس سے کہا۔۔۔ اس زاویار خچر کی فرمائش نے دماغ کی ماں بہن کر کے رکھ دی تھی نہیں تو باران دلشیر کسی معمولی امپلائی کو اتنا منہ لگاتا۔۔ کوئی دیکھتا تو اس کا تو ہارٹ فیل ہو جاتا۔۔

میری مجبوری ہے سر،،، مجھ پر کسی کا احسان تھا وہ احسان چکانے کی مد میں " مجھے اس لڑکی سے شادی کرنی پڑ رہی ہے وہ لڑکی بہت غریب لاچار اور مجبور

ہے،،میرے پاس انکار کی گنجائش نہیں رہی ہے،،،،بات محبت کی ہے تو میری محبت میری بیوی پر تمام ہو گئی ہے میں تو یہ سوچ کر خوفزدہ ہوں کے جب میری بیوی کو اس بات کا علم ہو گا تو اپنی محبت کیسے بچاؤں گا،،"عباد نے باران دلشیر کو شاہدہ بیگم کے احسانات کا زکر کرتے بات کی ساری تفصیلات اپنے باس کو گوش گزار کر دیں۔۔وہ بتاتے ہوئے غمگیں ہو چکا تھا۔۔۔اس بات سے انجان کے اس کے سامنے بیٹھے شیطانی دماغ کے مالک باران دلشیر کے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی ہے۔۔

اس سلسلے میں اگر میں تمہاری کوئی مدد کروں تو،،،؟"باران نے فاتحانہ مسکراہٹ چہرے پر سجاتے پوچھا۔غریب بے سہارا لڑکی کو سہارا مل جاتا اور اس کے دوست کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی۔۔اور وہ احسانات تلے دبی لڑکی کبھی ان کے سامنے سر نا اٹھا پاتی نا ہی زاویار کے دل میں اپنی جگہ بنا پائے گی۔۔

کیسی مدد سر،،؟عباد نے چونک کے پوچھا ویسے اسے اس شخص سے بھلائی" کی کوئی امید نہیں تھی۔۔۔

میرے دوست کو شادی کرنی ہے وہ کسی شریف لڑکی کی تلاش میں ہے،،"

زاویار خانزادہ،،، صرف لڑکی کی شرافت کی ضمانت چاہیے،،، باقی اور کسی چیز کی ضرورت نہیں مثلاً شکل وصورت کی بھی کوئی ڈیمانڈ نہیں،،اور چاہت غریب ہو کوئی فرق نہیں پڑتا،،،؟" باران کی بات سنتے عباد کا منہ پورا کھل گیا۔۔زاویار خانزادہ بھلا کون اسے کون نہیں جانتا تھا۔۔۔

سر زاویار معراج خانزادہ صاحب،،،؟"عباد نے چونکتے تصدیق چاہی"

۔۔جواباً باران نے اثبات میں سر ہلایا۔

سر یہ تو پھر میری اور اس لڑکی دونوں کی خوش قسمتی ہو گی کہ میں ایک ان" چاہت بوجھ سے بچ جاؤں گا اور زاویار صاحب کا بھی کام ہو جائے گا،،، مجھے شاہدہ آنٹی نے بتایا وہ لڑکی بہت پاکیزہ اور نیک ہے،،،اس کی سوتیلی ماں اپنے نکمے ہڈ حرام بیٹے سے اس کی شادی کروانے کے لیے اس ناحق بدنام کرتی ہے

تاکہ کوئی اس سے شادی نا کرے "عباد کا بس نہ چلا باران کا ے ہاتھ چوم ڈالے کہ تین دن سے وہ اسی زہنی ڈپریشن میں تھا کہ اپنی بیوی اور بیٹی کو کیسے منائے گا۔۔اس ساری صورتحال سے کیسے نمٹے گا۔۔

ٹھیک ہے پھر تم بات کر لو ان لوگوں سے،،،ایک ہفتے بعد زاویار واپس" آئے گا تو نکاح کر لیں گے،،،"اپنے زہن سے باران کو بوجھ اترتا ہوا محسوس ہوا لیک عباد کی اگلی بات پریشان اسے بھی کر گئی۔

سر نیکسٹ ویک نہیں کل جمعہ کو ہی نکاح ہو گا،،،زاویار صاحب کو واپس آنا" پڑے گا،،،میں تمام صورتحال آپ کو بتا چکا ہوں،،،اس لڑکی کی سوتیلی ماں زبردستی اس لڑکی کا نکاح اپنے خراب بیٹے سے کر دے گی،،وہ لڑکی بہت مظلوم اور مجبور ہے،،بہت بڑی مصیبت میں پھانسی ہے،،،اسی نصیب سے نکالنے کے لیے ہی تو شاہدہ آنٹی اس کا اتنی ایمرجنسی میں مجھ سے نکاح کرنا "چاہتی تھیں،،،،

عباد نے سفار شی انداز میں کہا تو کچھ دیر سوچنے کے بعد باران نے اثبات میں سر ہلایا۔۔وہ کل تک اس لڑکی کا تمام شجرہ نصب تک کنگھالنے والا تھا تاکہ وہ جان سکے کہ وہ لڑکی کتنی نیک اور شریف ہے۔۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عباد کے کہے کہ مطابق وہ لڑکی اپنے محلے میں کم از کم کافی بدنام ہو گی۔۔اب اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ کیا اس کی سوتیلی ماں ہے؟؟؟اور اگر یہ سچ ہوتا تو مطلب عباد سچ بول رہا تھا۔۔وہ لڑکی ہی مظلوم ہے۔۔

ٹھیک ہے،،،سب کچھ پلان کے مطابق ہی کرو،،،اپنی آنٹی کو آگاہ کر دو،،، کہ اس لڑکی کی شادی تم سے نہیں زاویار سے ہو گی،،،، کیو۔کہ تم شادی شدہ ہو،،،اور انھیں زاویار کے بارے میں سب کچھ بتادو،،، کل گاڑی بھجوادینا،، وہ لوگ میرے اپارٹمنٹ میں آجائیں گے نکاح کے لیے،،،، باران نے کہا تو عباد خوشی سے اثبات میں سر ہلاتا باہر چلا گیا اب اسے شاہدہ بیگم سے بات کرنی تھی۔۔۔

اندر باران نے ایک پر سکون سی گہری سانس خارج کرتے زاویار کو کال ملائی تھی۔۔۔۔جو تیسری بیل پر اٹھالی گئی تھی۔

تو مسٹر زاویار خانزادہ مبارک ہو،،، کل جمعے کو آپ کا نکاح ہے ایک انتہائی" شریف مظلوم لڑکی سے،،، کیونکہ میں نے وہ گوہر نایاب ڈھونڈ لیا ہے تمھارے لئے،،، " باران نے خوشی سے بتایا تو دوسری جانب زاویار کا دل پتھر ہوا تھا۔اس پتھر دل پر ضرب تو اس نازک دلربا نے لگائی تھی جو کبھی محبت تو کبھی نفرت کے بہانے اس کے زہن سے چپک سی گئی تھی کہ سات سمندر پار بھی وہ آکٹوپس کی طرح دل و دماغ کو جکڑی اس کی سوچوں کو خود سے دور جھٹک نہیں پایا تھا۔۔اب بھی نکاح کا سن دل میں عجیب سی ہلچل مچ رہی تھی۔

کل نکاح کیسے ہو گا؟ مجھے آنے میں ایک ہفتہ لگے گا ممکن ہے اس سے زیادہ" لگ جائے،،، "زاویار نے ٹالنا چاہا دل نے اچانک ضد پکڑی تھی بے شک نفرت صحیح پر وہی لڑکی چاہیے۔۔ہاں وہی چاہیے تھی۔۔۔

تواس میں کیا مشکل ہے،،، تم میرے بھائی کل پہلی فلائٹ پکڑ کر یہاں پہنچ" جاؤ،،، ٹکٹ کے پیسے میں دے دوں گا،،،، پھر اپنے سو کالڈ ضروری کام نمٹانے کے لیے نکاح کے فوراً بعد واپس دفع ہو جانا،،، کیونکہ میں نے بہت مشکل سے شریف لڑکی ڈھونڈی ہے،،، بیچاری مظلوم ہے،،، سوتیلی ماں بہت ظلم کرتی ہے اور اس کی شادی زبردستی اپنے نکمے جواری بیٹے سے کروا رہی ہے،،، میں زبان دے چکا ہوں زاویار اس لیے اب پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،،، "باران نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ زاویار کا ڈگمگانا اسے غصہ دلا رہا تھا۔۔۔ وہ لڑکی جسم فروشی پر مان گئی تھی یہ کہنے کے باوجود اس کا پاگل دوست اس طوائف کے پیچھے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ بات ہی غصے کی تھی۔۔۔ باران دلشیر کے دماغ میں ہلکے ہلکے دھماکے سے ہونے لگے۔۔

ٹھیک ہے،،، آجاؤں گا،،،" کہتے ساتھ زاویار رابطہ منقطع کر گیا تھا۔ سینے" میں ابال اٹھ رہے تھے کوئی چیز اندر سے بری طرح جھجھوڑ رہی تھی پر وہ اپنے نفس کا غلام نہیں بن سکتا تھا اس لیے نکاح پر راضی ہو گیا تھا۔۔۔

****

اس دن گھر واپس آکر زرمش نے اپنے سارے زخم پھر سے نوچ ڈالے تھے۔۔۔تاکہ زاویار خانزادہ کے الفاظ کی جلن اس جسمانی جلن سے دب جائے جو آج اس شخص نے اسے دی تھی۔۔۔وہ نفرت کرتی تھی زاویار خانزادہ سے۔شدید اور بے انتہا نفرت۔۔اور کیوں نا کرتی؟ کیوں وہ شخص اپنے الفاظ کے تیروں سے لہولہان کرتے انجانی دشمنی نبھا گیا تھا۔شاہدہ بیگم دوبارہ اسے شاپنگ پر لے جانا چاہتی تھیں پر زرمش نے صاف انکار کر دیا۔۔۔تو وہ خود ہی ایک سادہ نفیس سفید لباس اور لال گھونگھٹ لے آئی تھیں۔۔۔دیکھتے دیکھتے جمعہ آن پہنچا تھا۔۔یا تو فراز سے نکاح ہو کر زندگی یقینی برباد ہونی تھی یا شاہدہ بیگم کے جاننے والے لڑکے سے شادی ہو کر نصیب پر ایک اور جوا کھیلا جانے والا تھا۔۔۔شاہدہ بیگم شبانہ کو یہ کہتے زرمش کو اپنے گھر لے آئی تھیں کہ رات زرمش اور فراز کا نکاح ہے تو زرمش کا مان گئی تھی۔۔۔گزشتہ رات ہی عباد نکاح اس کے گھر سے ہو گا شبانہ بھی

نے شاہدہ بیگم کو اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ زرمش سے وہ نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ شادی شدہ ایک بچی کا باپ ہے۔۔شاہدہ بیگم کو یہ سن کر دھچکا لگا تھا کیونکہ یہ بات ان کے علم میں تھی ہی نہیں کہ عباد شادی شدہ ہے۔۔عباد نے اس نکاح سے معزرت کرتے ہوئے انھیں دوسرا آپشن دیا تھا۔۔اور اس نے انھیں گارنٹی بھی دی تھی کہ وہ لڑکی کی پوری طرح زمہ داری نبھاتے نکاح کے بعد بھی اس بات کا خیال رکھے گا کہ زرمش اپنے گھر میں خوش ہے بھی کہ نہیں۔۔۔عباد نے انھیں بتایا تھا کہ وہ تو نہیں مگر ملک کی نامور شخصیت اس سے نکاح پر رضامند ہے ساتھ اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ اس کے پیچھے ان کا کوئی مقصد نہیں۔۔۔وہ شادی کے لیے صرف ایک شریف لڑکی چاہتے ہیں۔۔پلک جھپکتے دن تمام ہوا تھا اور جمعہ بھی آگیا تھا۔۔

****

وہ عالیہ کے ساتھ اس کے کمرے میں نکاح کے جوڑے میں عجیب متضاد کیفیات کے ساتھ سجی بیٹھی تھی۔۔شاہدہ بیگم ایک ہاتھ میں فون تھامے

دوسرے میں اس کے لیے ایک بڑی شال لئے اس کمرے مشآئی تھیں۔۔
انھوں نے اشارہ کیا۔۔۔شاید عباد کی گاڑی انھیں لینے آن پہنچی تھی۔۔
زرمش کا دل بے طرح دھڑکا۔۔کیا ہونے والا تھا کیا پتا۔۔زندگی کے اتنے بڑے فیصلے کو جوئے کی طرح کھیل گئی تھی۔۔شاہدہ بیگم اس پر عالیہ کی سیاہ شال اوڑھے چھپتی چھپاتی اسے باہر لے کر نکلیں تھیں۔۔وہ جلدی سے بلیک بی ایم ڈبلیو میں بیٹھیں تھیں۔۔اتنی بڑی گاڑی دیکھ کر زرمش کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہی ہوا۔۔لیکن جب عباد نے نرمی اور بے تحاشا احترام سے شاہدہ بیگم سے مختلف باتیں کیں اور آنکھیں تسلیاں دیں تو وہ بھی قدرے پر سکون ہو گئی۔۔

ادھر زاویار سرد و سپاٹ سے تاثرات چہرے پر سجائے باران کے اپارٹمنٹ میں باران کے بیڈ روم میں موجود تھا۔۔باران اس کے سامنے بیٹھا مسلسل لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا اور وہ موبائل میں سکرولنگ کرتا خود کو بظاہر مصروف دکھانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔مگر یہ بھی سچ تھا اس کے انگ

انگ سے بے چینی چھلکتی باران دلشیر کو خواہ مخواہ جلتے توے پر بٹھا رہی تھی۔۔کچھ ہی دیر میں دروازے پر دستک ہوئی تو باران نے آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔۔دروازا کھول کر عباد اندر داخل ہوا تھا۔۔

"سر،،،شاہدہ آنٹی اور دلہن میڈم کو میں لے آیا ہوں،،،انھیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا ہے،،،اگر تیاری مکمل ہے تو بسمہ اللہ کریں،،،،عباد نے عاجزی سے کہا تھا۔۔اور رشک آمیز انداز میں سامنے بلیک ڈنر سوٹ میں لاتعلق سے بنے بیٹھے اس یونانی دیوتا کو غور سے دیکھا۔۔

"تمام تیاری مکمل ہے،،،دلہن کی جانب سے تم ہی گواہ بنو،،،کیونکہ لڑکی کی آنٹی نے غالباً تمھیں اس کی گزارش کی ہے،،،باران دلشیر نے خلاف عادت نرمی سے کہا تو عباد نے اثبات میں سر ہلایا۔۔کچھ ہی دیر میں نکاح شروع ہوا۔۔تمام گواہوں کی موجودگی میں نکاح شروع ہونے لگا تھا جب کچھ سوچتے باران ٹھہر گیا تھا۔۔۔

زاویارا گر تم ایک بار لڑکی کو دیکھنا چاہو تو،،،" باران کی بات وہ درمیان "
سے اچک گیا تھا۔۔۔
نہیں،،اس کی ضرورت نہیں،،،میں اس لڑکی کی شکل دیکھ کر اس سے "
شادی نہیں کر رہا باران اور اب کوئی حسن مجھے اپنی جانب متوجہ نہیں
کر سکتا،،،،"زاویار کے جواب پر وہ لب بھینچتے خاموش ہو گیا تھا۔۔۔پر
اصل جھٹکا باران اور زاویار کو نکاح کے وقت اس لڑکی کا نام سن کر لگ
تھا۔۔۔جب مولوی صاحب نے زرمش نامی لڑکی کی زاویار معراج خانزادہ
کو اس کے نکاح میں قبولیت کی رضامندی لینی چاہی۔۔اول جھٹکا زاویار کو لگا
تھا۔۔ مگر وہ جانتا تھا دنیا دو ہو سکتیں ہیں مگر وہ لڑکی اس کے اس پاس نہیں
پھٹک سکتی۔۔ سو دل نے تڑپ کر دہائی دی کہ یہ کوئی اور ہے۔۔ باران نے
بھی یہ کہہ کر خود کو تسلی دی کہ ہزاروں لوگوں کے ایک جیسے نام ہوتے ہیں
یہ محض ایک اتفاق ہے۔وہیں دوسری طرف زاویار خانزادہ کو اپنی قسمت پر
ہنسی آئی تھی۔۔۔جس لڑکی کو بھلانے کے لیے وہ یہ نکاح کر رہا تھا اسی کہ نام

رہی تھی۔۔کیادردناک مزاق تھا۔۔۔بلاخر نکاح کی لڑکی اس کی بیوی بن ہو گیا تھا۔۔۔اسے نکاح کے بعد واپس لندن جانا تھا۔۔(یاشاید اپنے درد اور وحشت سے جائے فرار تلاش کرنی تھی) نکاح کے بعد زاویار نے ابھی زرمش کو اس کے اپنے گھر لے جانے سے انکار کیا تھا۔۔۔اور باران سے کہا تھا جب تک وہ واپس نہیں آتا زرمش کو اس کے اپارٹمنٹ میں چھوڑ دیں۔۔ ایک ملازمہ اور ضرورت کے سامان کے ساتھ۔۔وہ پہلے محمل سے زرمش کو متعارف کروانا چاہتا تھا اگر محمل اسے محبت سے قبول کرتی تو وہ زرمش کو مینشن لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ نکاح سے پہلے جو قدم ڈگمگا رہے تھے وہ نکاح کے بعد سنبھل گئے تھے اب پیچھے ہٹنے کی گنجائش نہیں تھی۔اگرچہ اس لڑکی سے کبھی مر کر بھی محبت نہ کر سکے پر اس مظلوم لڑکی کو سہارا تو دینا تھا۔۔۔مضبوط سہارا۔۔۔۔!

****

یہ ایک انجان سا محل نما گھر تھا۔۔زرمش بت بنی بیٹھی تھی۔آج اس کے حق میں فیصلہ ہونا تھا۔۔پر وہ بالکل سن تھی۔۔نجانے کب قاضی رازداری سے آیا تھا اور اس کا نکاح ہوا تھا۔۔۔نکاح کے بول جب پڑھے جا رہے تھے تو اس کے زہن میں کوٹھے کے وہ لمحات گھوم رہے تھے جب کوٹھے کی لڑکیاں اس کی کمر کو بے داغ کرنے کے لیے مرہم لگا رہی تھیں۔وہ اپنی پوری دلی رضامندی سے مگر غائب دماغی کے ساتھ ایک انجان شخص کا ساتھ اپنے پورے ہوش حواس میں قبول کر رہی تھی جو اس شرط پر اس سے نکاح کر رہا تھا کہ وہ پاکیزہ اور باکردار ہے۔۔۔یہ سن کر اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی کمر کے زخم گردش کر رہے تھے۔۔جب وہی کمر اس کا شوہر دیکھتا تو وہ کیا جواب دیتی اسے؟کس نے دیے یہ زخم؟؟؟آخر کیا ہوا تھا اس کے ساتھ؟؟؟۔۔آنکھوں میں آنسو بھرے وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھی جب زرمش نے فورا قبول ہے عالیہ کی ماں نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔کہا۔۔۔یہ جانے بغیر کے وہ کس کے نکاح میں جا رہی ہے۔۔۔جس طرح

نکاح شروع ہوا تھا اسی طرح ختم ہوا پر وہ ویسے ہی بے خبر، غائب دماغ اپنے نصیب کو سوچتی بیٹھی رہی۔۔جب عالیہ نے اس کے سر پر بڑی سی چادر ڈالی۔ اس کا سر چومتے ڈھیروں دعائیں اس کی جھولی میں ڈالیں۔۔شاہدہ بیگم بھی خوشی سے نہال تھیں کہ آج اس معصوم لڑکی کو اس جہنم سے نجات مل گئی تھی۔۔۔وہ گھر جا کر ڈنکے کی چوٹ پر کہنے والی تھیں کہ انھوں نے زرمش کا نکاح اپنی مرضی سے کروادیا ہے۔۔شاہدہ بیگم کو عجیب لگا کے دلہے میاں اب تک کیوں صیغہ راز بنے اندر بیٹھے ہیں۔۔باہر کیوں نہیں آئے اور ان سے ملا بھی نہیں۔۔۔کچھ دیر بعد انہوں نے زرمش کو اس گاڑی میں بٹھایا جس کا ڈرائیور فلوقت عباد تھا۔۔باران دلشیر نے عباد کی ہی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ زرمش کو زوایار کے اپارٹمنٹ چھوڑ آئے۔۔پھر شاہدہ بیگم اندر گئیں اور زاویار سے مل کر آئیں۔۔عالیہ اور شاہدہ بیگم زرمش کے ساتھ ہی اس کی چیزوں، گھر کی تھوڑی بہت سیٹنگ وغیرہ کروانے اپارٹمنٹ چلی گئی۔۔

****

وہ آج یونیورسٹی آیا تھا۔۔ضیاء کلاس میں آیا تو ایک خالی چیئر تیسرے دن بھی خالی منہ چڑھا رہی تھی۔۔۔کلاس سے دل اُچاٹ ہوا تھا۔۔بقول اس کے وہ دور رہ کر خود پر قابو پانا چاہتا تھا۔۔لاسٹ سمسٹر تھا وہ اسے اس کے بعد بس نظر ہی نا آتی۔۔اور پھر وہ اسے بلکل بھول جاتا۔۔مگر سب کچھ الٹا ہو گیا تھا۔۔وہ تو سینے میں سانسیں ہی الجھا گئی تھی۔۔یونہی باقی کے پیریڈ لیے بغیر وہ گھر واپس آ گیا تھا۔۔رات تک تو اس کا پارہ پوری طرح چڑھ چکا تھا۔۔کہ چین سکون سب برباد ہو چکا تھا۔بے نیاز بننے کی بلا کی اداکاری کرنے کے باوجود وہ اپنی اداکاری سے مطمئن نہیں تھا کیونکہ وہ اداکاری ہی تھی چاہے جتنی بھی اچھی کیوں نہ ہوتی جبکہ دل تو اندر سے بلک رہا تھا۔ تین دن۔

پورے تین دن سے وہ یونیورسٹی سے غائب تھی۔۔۔رات کا ایک بج رہا تھا اور وہ سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھا بے مقصد اپنے فون کو دیکھ رہا تھا۔اس

کے پاس ذوالنورین کا نمبر تھا۔ذوالنورین اس کے کلاس گروپ میں ایڈ تھی ایک پل کو خیال آیا کہ فون کر کے خیریت دریافت کرے پھر فوراخیال جھٹک دیا خود ہی تو دور رہنے کا حکم صادر کیا تھا خود کیسے رابطہ کرتا۔انا آڑے آرہی تھی۔پہلے وہ سامنے آتی تھی تو تکلیف تھی اسے اور اب اس کی نگاہوں سے کہیں او جھل تھی تو بھی کہیں سکون نہیں مل رہا تھا۔۔

پھر کچھ سوچتے ثناء کو میسج کرنے کا سوچا۔واٹس ایپ کھولتے وہ بہت سستی سے ثناء کا نام ٹائپ کرنے لگا۔ایک کشمکش دل و دماغ پر طاری تھی۔۔دماغ کہہ رہا تھا ہر گز ثناء کو میسج نہ کرو اور دل اکسا رہا تھا کہ ایک بار میسج کر کے خیریت پوچھ لو۔بہر حال کچھ نہ سمجھ آنے پر اس نے واٹس ایپ کی ڈی پی پر کلک کر دیا جہاں ایک ہری لائن چمک رہی تھی جو اسٹیٹس اپڈیٹ کی تھی۔وہ اسٹیٹس دیکھنے کا عادی نہیں تھا۔اسٹیٹس لگاتا بھی صرف عید تہوار پر تھا تاکہ سب کو اجتماعی وش کر دے پر وقت گزاری کے لیے بیزاری سے ثناء کے اسٹیٹس دیکھنے لگا۔وہ کسی شادی میں تھی شاید۔۔الگ الگ پوز سے اپنی

تصاویر اسٹیٹس پر لگائیں تھیں وہ کوفت سے آگے بڑھانے لگا ایک تصویر میں ثناء برائیڈ کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔وہ تصویر بھی آگے بڑھادی۔۔ لیکن پھر اگلے ہی لمحے فورا اسٹیٹس بیک کیا۔۔۔اور پکچر کو زوم کیا تو زوردار قسم کا جھٹکا لگا کہ وہ جو بیٹھا ہوا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ جیسے پورا وجود زلزلوں کی زد میں آیا ہو۔۔وہ نازک سی لڑکی جو باریک سے جالی دار ڈوپٹے کو سر پر ٹکائے سرمئی نفیس میکسی میں تھی وہ کوئی اور نہیں ذوالنورین تھی۔۔وہ شاید یقین نہ کرتا کہ وہی دلہن ہے۔۔پر نیچے واضح کیپشن تھا۔۔۔

میری بیسٹی کی منگنی۔۔"اور مبارک باد اور بیسٹ وشز۔۔ "

اچانک ھواؤں کا رخ بدل سا گیا تھا۔ضیاء کو وہ ٹھنڈی ھوائیں بھی آگ کے شعلوں سی جلن کی طرح چبھنے لگیں۔ تن بدن میں شعلے بھڑک اٹھے۔اپنے بالوں کو مٹھی میں دبوچے وہ تصاویر آگے بڑھانے لگا۔۔۔آگے ذوالنورین کی صرف تین تصویریں تھیں جس میں وہ بے پناہ حسین لگ رہی تھی پر ضیاء کا دل کیا اس کے وجود پر سجی ہر آرائش کو نوچ کر پھینک آئے۔۔وہ سجی بیٹھی

تھی وہ بھی کسی اور کے نام پر۔۔ایک تصویر میں توانتہا ہو گئی تھی کہ ذوالنورین ک برابر میں اس کا منگیتر بیٹھا تھا۔

ضیاء نے غور سے اس لڑکے کو دیکھا۔۔وہ پہچان گیا تھا۔یہ وہی لڑکا تھا جس کی وجہ سے نورین گاڑی میں چھپی تھی۔۔۔خون میں شرارے پھوٹنے لگے۔۔ ایسا لگ رہا تھا لہو کی جگہ رگوں میں لاوا بہنے لگا ہے۔۔دل کیا سب تہس نہس کر ڈالے۔فون طیش و اشتعال سے پول میں پھینک دیا۔اور اپنے بال تھامتے اندر اٹھتے وبال کو دبانے لگا۔

ہاؤ ڈیر شی،،،،" پھولی سانسوں سے پول کے کنارے چکر کاٹتے اس کا بس " نہ چلا وہ نورین کو سامنے کھڑا کرے اور اس کی جان لے لے۔۔"میرا سکون برباد کر کے کسی اور کے نام پر سجی بیٹھی ہے۔وہ ایسی ہمت بھی کیسے کر سکتی ہے ڈیم اٹ،،،"

پول کے کنارے پر رکھی ٹیبل کرسی اور باقی سامان سب وہ پاؤں سے ٹھوکر مارتے گرا چکا تھا۔ ملازم اور گارڈز پیچھے کھڑے تھے پر کسی کی ہمت نہیں تھی کہ اسے روکنے کی جرأت کرے۔۔۔

"ہاؤ ڈیئر شی۔ ضیاء وہ بیوقوف لڑکی تمہیں بیوقوف بنا گئی۔۔"

نجانے کیوں یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی جب کہ وہ تو خود نورین کو دور کر چکا تھا۔۔ اسے بار بار خود سے دور رہنے کے نصحتیں کرنے والا اس کے بغیر بتائے کسی کو قبول کرنے پر لان کی ہر چیز جیسے برباد کر رہا تھا۔۔ شاید اس لمحے یہ اطمینان تھا کہ اگر وہ اس کی نہیں تھی تو کسی اور کی بھی نہیں پر اب تو وہ کسی اور کی ہو رہی تھی۔۔۔

آدھا گھنٹہ چیزوں پر اپنا ابال نکالنے کے بعد وہ پول کے کنارے بیٹھ گیا۔ غصہ تو اب بھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا بلکہ لمحہ بہ لمحہ مزید خون کھولنے لگا تھا۔ وہ پول میں چھلانگ لگا گیا۔ پول کے درمیان میں جا کر فون تلاش کر کے پول سے نکالا۔۔ اور پھر فون ان لاک کرتے موبائل کانٹیکٹس نکالے۔۔

ذوالنورین کا نمبر نورین کے نام سے سیو تھا۔اگلے ہی لمحے بنا وقت اور موقع دیکھے کال ملاتے فون کان سے لگایا۔ بیل بج بج کے بند ہو گئی پر فون ریسیو نہ ہوا۔ضیاء بھی شاید ضد پر بیٹھا مستقل تین بیل پر کال ملائی تو چوتھی پر کال ریسیو کر لی گئی۔

"ہیلو،،، "نیند کی خماری میں ڈوبی نشیلی آواز۔ضیاء نے گہری سانس لیتے آنکھیں بند کیں۔۔۔دل و جان میں سرور سا دوڑنے لگا۔ تین دن سے یہ آواز سننے کے لیے وہ ترس گیا تھا۔ لیکن پھر نورین کا کارنامہ یاد کرتے پھر سے غصے سے ابال اٹھنے لگے۔۔

"ہیلو،،، "ضیاء نے قدرے غصے سے کہا۔پر جواب انتہائی جان لیوا تھا۔۔کہ وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھا۔۔۔

"فرحان مجھے بہت نیند آ رہی ہے،،، ہم کل بات کریں گے،،، "نورین نے نیند کے باعث شاید نمبر نہیں دیکھا تھا صرف مردانہ آواز پر وہ اپنے منگیتر کو گمان کر گئی تھی۔

ذوالنورین میں،،،"ضیاء دانت پیستے تعارف کروانے ہی لگا تھا کہ وہ پھر بول" اٹھی۔

پلیز فرحان،،،رات گیارہ بجے تک باتیں کی تو ہیں،،،آپ جانتے ہیں مجھے" لیٹ نائٹ تک باتیں کرنا پسند نہیں،،،اب مجھے نیند آرہی ہے کل یونی ہے،،،سوری کل بات کریں گے،،،،"وہ غنودگی میں کہتی فون کاٹ چکی تھی جبکہ ضیاء کی سوئی تو اسی بات پر اٹک گئی تھی کہ وہ اتنی کم گو لڑکی رات گیارہ بجے تک کسی غیر سے بات کرتی رہی ہے۔۔یہ بات جلتے پر تیل کا کام کر گئ تھی۔۔۔بہت مشکل سے منہ پر ہاتھ پھیرتے فون کو ہاتھ میں جکڑا۔۔تصور کیا کہ فون نہیں فرحان کی گردن ہو۔

تم کل یونیورسٹی آؤ نورین،،،پھر بتاؤں گا میں تمہیں،،،فون پر بات کرنا" دور فون استعمال کرنے سے بھی ڈرو گی،،،ایک دھماکے سے اپنا فون زمین پر مار کر چکنا چور کرتے وہ طیش میں دھاڑا۔۔

محبت یوں بھی خاص ہوتی

دلِ مخلص سے ہی انتقام لیتی ہے

باہم ایک ہی ہیں عاشق و مجنون۔

ہوش نہیں رہتا خود کا کہ۔۔۔

دلِ یار پر زندگی تمام ہوتی ہے۔۔۔

پکنک سے واپس آئے گھنٹہ گزر چکا تھا وہ اپنے کمرے میں بند تھا ایک چیز جو اسے بے قرار کر رہی تھی وہ یہ کہ ایلف اس سے نظریں چرا رہی تھی پر کیوں ؟ کیا اس کا گیم کام کر رہا تھا؟ ایلف اس کے لیے غیر معمولی جذبات رکھ رہی تھی پھر تو یہ خوشی کی بات تھی لیکن وہ بے قرار کیوں تھا آخر،،؟؟؟ شاید فطرتاً اس کا دماغ اس سفاکی کو قبول نہیں کر رہا تھا۔۔ جس کے مظاہرے وہ مستقبل قریب مٹکرنے جا رہا تھا۔۔ ایک انتہائی بے ضرر اور معصوم دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔ پر عشق اور جنگ میں تو سب جائز تھا۔۔۔ ایک گہری

سانس لیتے آرزک بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔اس کے پاس دن کم تھے۔۔وہ مزید اس گیم کو طول نہیں دینا چاہتا تھا۔اس نے کچھ سوچتے ایک مرتبہ پھر سے فون بیڈ سے اٹھایا اور گیلری کھولی۔۔(کب سے ایک یہی شغل تو وہ کار فرما رہا تھا۔۔۔)آج کی لی گئی تصاویر میں سے ایک تصویر نکالی جس میں ایلف اور وہ ساتھ کھڑے تھے اس کا ہاتھ ایلف کی کمر سے مس ہو رہا تھا اور ایلف کے چہرے پر تصویر میں بھی گھبراہٹ واضح تھی۔۔۔آرزک نے تصویر کو زوم کیا اور بغور ایلف کے چہرے کو دیکھنے لگا پھر کچھ سوچتے اپنی اور اس کی تصویر کو ایک ساتھ دیکھا۔۔۔دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔۔ایلف دلشیر وہ پہلی لڑکی تھی جو اس کی نظروں کو اپنے ساتھ نچ رہی تھی ابھی وہ اسی میں گم تھا کہ دروازہ کھلا آرزک نے چونک کر سر اٹھایا تو دروازے پر ایلف کھانے کی ٹرے لیے کھڑی تھی آرزک کو دیکھ کر مسکرائی اور چلتی بیڈ تک اس کے قریب آئی۔

آج تتت،،،، تم۔نن،،نے کھانا نہیں کک،، کھایا،،،"ٹرے آرزک کے" سامنے رکھتے ایلف نے مسکراتی نظروں سے کہاتو جواباً آرزک رسمی سا مسکرایا لیکن زبان سے ایک لفظ نہ کہا۔۔۔آج اس کے پاس اسے کہنے کو کچھ نہیں تھا۔۔ لیکن شاید ایلف منتظر تھی کچھ کہنے کی پر اسے آرزک کی آنکھوں میں غیر معمولی سنجیدگی محسوس ہوئی کہ وہ بے تاثر نظروں سے ایلف کو دیکھ رہا تھا۔

ٹھ،،، ٹھیک ہے تت،، تم کھانا کک،،، کھالینا،،،،"کچھ سمجھ نہ آنے پر" ایلف خجل سی ہوتی کمرے سے باہر نکل گئی۔آرزک خانزادہ نے لب بھینچ لیے۔یہ کیسی جنگ تھی کہ دل ودماغ دونوں باہم ایلف دلشیر کی وکالت پر اتر آئے تھے۔

آنکھیں موندتے آرزک نے خود پر ضبط کے کڑے پہاڑ بٹھائے۔۔

****

وہ گھر سے بھاگ رہا تھا کیونکہ وہ ایمارہ سے نرم رویہ نہیں رکھنا چاہتا تھا پر اس کے سامنے مجبور ہو جاتا تھا یا بے اختیار۔۔اور وہ اس بے اختیاری کو اپنی بزدلی گردان رہا تھا۔۔۔پر اب تہیہ کر لیا تھا کہ ایمارہ بھی ایک لڑکی ہی تھی تو کسی صورت اس پر بھروسے کرنے یا نرمی برتنے کی گنجائش نہیں نکلتی تھی۔۔۔

گاڑی مینشن کے ڈرائیووے پر رکی اور وہ گاڑی سے اترتا اندر جانے لگا جب نظر لان کے دوسرے جانب پھولوں کے درمیان بیٹھی ایمارہ پر پڑی جو پیلے پیپلم ٹراؤزر میں پیلا مرجھایا پھول معلوم ہو رہی تھی۔یہ کپڑے باران کے فراہم کردہ ہی تھے۔۔۔شام کے چار بج رہے تھے موسم میں اب بھی گرمی تھی آج حبس بھی کہ بارش کے امکانات تھے دل میں کھلبلی مچی کے اسے کہے اندر جائے پھر ایک آواز دل و دماغ سے بلند ہوئی۔

میری طرف سے بھاڑ میں جائے،،"اور جو بھی تھا وہ باران دلشیر تھا خود پر" قابو رکھنا اسے آتا تھا۔۔اسی لئے سے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا۔۔

اینجل باری،،،!" باران کے آگے بڑھتے قدم پل بھر کو ٹھہرے تھے"
جب کسی نے نہایت پر جوش سے لہجے میں اسے پکارا تھا۔۔۔گویا کہ وہ پیلا
مرجھایا پھول ایک دم کھل اٹھا تھا۔۔۔پر وہ اپنے اوپر سختی کا خول چڑھائے
اندر بڑھ گیا تھا۔۔۔تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے وہ اپنے کمرے میں گم
ہو گیا تھا۔۔۔دل و دماغ پر عجیب وحشت طاری تھی شیشے میں اپنا عکس دیکھا تو
عکس بولتا ہوا نظر آیا۔
باہر پھینکو اس گندگی کے ڈھیر کو باران دلشیر،،،دنیا کی کوئی عورت اعتبار"
کے قابل نہیں،،،انتہائی حقیر مکار مخلوق ہے جسے بس پیروں تلے کچل دینا
چاہیے،،،ناکہ سر پر چڑھانا چاہیے،،،،تم بھی ایک بے بس اور بزدل مرد
نکلے،،،اس کے حسن اور معصومیت بھری اداکاری نے تمہیں بے بس
"کر دیا،،،کتنے حقیر ہو تم،،،کتنے بے وقوف،،کتنے بزدل
شیشے میں نظر آتا عکس اسے چڑا رہا تھا اس کا مزاق اڑا رہا تھا۔

بکواس،،، نہیں ہوا میں اس کے آگے بے بس،،، نہیں کرتا اس کا حسن "
مجھے بے بس،،، " باران دلشیر شیشے میں دیکھتے غرایا۔۔۔
تم ہو گئے ہو بے بس،، دیکھو تمہارے چہرے پر نظر آرہا ہے،،، تم جھوٹ "
کہہ رہے ہو،،، "اب کے وہ عکس اس پر زور زور سے ہنس رہا تھا۔
میں جھوٹ نہیں کہہ رہا،،، " طیش و اشتعال سے سانسیں پھولنے "
لگیں۔۔۔

اچھا پھر تم تو ایک درندے تھے،،، قیمت ادا کر کے لائے تھے ناں؟؟؟"
کیوں چھوڑ دیا،،؟ اتنے شریف تو تم نہیں کہ تمہیں طلب نہ ہوئی ہو اس کے
بے مثل حسن و وجود کی،،،؟"۔ سوال تھا یا تیر پر یہ سچ تھا کہ اسے واقع اب
تک ایناره کے بے پناہ حسن کو حاصل کرنے کی طلب نہیں ہوئی تھی کبھی
اسے دیکھ کر یہ خیال تک نہ گزرا تھا کہ اسے چھوے یا اپنے بستر تک
لائے۔۔۔

میں اب بھی ایک ایموشن لیس درندہ ہی ہوں،،،" باران دلشیر سختی سے"
آنکھیں میچتے دھاڑا۔۔۔جب اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔۔آنکھیں
کھولنے پر سب کچھ نارمل ہو گیا۔۔۔جو عکس اب تک زہرا گل رہا تھا وہ بھی
خاموش تھا۔۔باران نے ایک گہری سانس لی اور چہرے پر آیا پسینہ صاف
کیا۔۔۔

اینجل باری،،،،"دروازے کو ہلکا سا کھولتی اینارہ نے معصومانہ انداز میں اپنی"
گردن دروازے کے اندر ڈال جھانکا۔۔۔یہ حرکت غیر اخلاقی تھی پر اتنی
پیاری تھی کہ اگر چہ باران دلشیر آج سے پہلے دیکھتا تو پگھل ہی جاتا۔۔۔
جاؤ یہاں سے میں مصروف ہوں،،،"باران نے کھردرے لہجے میں"
کہا۔۔۔

میں دو دن سے آپ کا انتظار کر رہی تھی،،،،!"آپ نہیں آئے،،،میں"
پریشان تھی آپ،،،،ابھی اینارہ بول ہی رہی تھی کہ باران نے سختی سے اس
کی بات کاٹی۔۔۔

میں نے کہا یہاں سے جاؤ،،"مٹھیاں پھینچتے اس نے حکم صادر کیا پر ایناره"
نے اس کا انداز نوٹ نہیں کیا کیونکہ اب تک باران دلشیر اس کے ساتھ نرم
رہا تھا۔۔۔وہ تو دو تین دن بعد اسے سامنے پا کر بہت خوش تھی براؤن
آنکھوں میں ایسی خاص چمک تھی جو باران دلشیر کو مزید طیش دلا گئی تھی۔۔
اینجل باری میں نے کھانا،،"وہ دو قدم اور آگے آئی تھی کہ باران دلشیر"
بری طرح دھاڑا۔۔۔
اپنی بکواس بند کرو اینڈ گیٹ لاسٹ فرام ہئیر،،،،،"باران کا انتہائی ردِ عمل"
دیکھتے ایناره خوف سے وہیں اسٹل ہو گئی تھی۔۔۔ٹانگیں بالکل شل ہونے لگی
تھیں اور دل اچانک پھٹنے کو آ گیا تھا۔۔۔وہ پوری آنکھیں کھولے سہمی
نگاہوں سے اسے تکنے لگی۔۔
تمہیں ایک بار بولی بات سمجھ نہیں آتی،،کیا سمجھ لیا ہے تم نے مجھے،،،،"""
ایناره کے مقابل آتے باران نے سختی سے ایناره کا بازو دبوچا۔۔۔جتنی
وحشت آج باران دلشیر کے وجود میں بھری تھی ممکن تھا وہ ایناره کے وجود کا

خاکستر کر دیتا۔۔۔یہ بات اسے غم وغصے سے پاگل کر رہی تھی کہ اس نے اس لڑکی کو اتنی چھوٹ کیسے دے دی تھی کہ وہ بناخوف کھائے یوں شتر بے مہار اس کے کمرے میں چلی آئی تھی۔۔آخر اس کی آنکھوں میں زرمش کی طرح اپنی عزت لٹ جانے کا خوف کیوں نہیں تھا۔۔وہ اس کی گرفت میں بری طرح پھڑ پھڑائی تھی۔۔

"اینارہ کے منہ سے ہلکی سی سرگوشی نما اسکی برآمد ہوئی۔۔اور ،،،باری پتلیاں ساکت ہونے لگی۔جبکہ اس کے منہ سے لفظ باری نے جلتے پر تیل کا کام کیا تھا۔۔۔وہ اچانک اینارہ کا جبڑا اپنے آہنی مضبوط ہاتھ کی پکڑ میں دبوچ گیا۔۔

"خبردار،،،ایک بار بھی اگر تم نے مجھے اینجل یا باری کہا،،،میں اینجل نہیں ہوں سمجھیں؟جتنا کہا جائے اتنا کرو ورنہ میں تمہاری بوٹی بوٹی کر کے چیل کوّں کو کھلا دوں گا،،،جاؤ یہاں سے،،،" باران نے جھٹکے سے اینارہ کو چھوڑتے پیچھے کی جانب قدم لیے۔اینارہ کے لیے اپنا وجود سنبھالنا مشکل

ہو رہا تھا۔وہ تو اس بات پر حیران تھی کہ اس کے حواس اب تک قائم کیسے ہیں۔۔بہت مشکل سے قدم پیچھے لیتے وہ کمرے سے باہر نکلی اور ڈگمگاتے قدموں سے اپنے کمرے میں چلی گئی ابھی کمرے میں پہلا قدم رکھتے دروازہ بند ہی کیا تھا کہ مزید مہلت نہ ملی اور اینارہ زمین پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

****

بڑی بے تابی سے یونیورسٹی کی بیک سائیڈ کی لابی میں ٹہلتے سگریٹ منہ میں دبائے وہ سخت بے قرار تھا۔۔وہ سگریٹ پینے کا عادی نہیں تھا پر اب رات سے پی بھی رہا تھا۔۔۔اور جیسے عادی بھی ہو چلا تھا۔۔کل رات سے نجانے کتنی سگریٹس پھونک کر اپنی جان جلا چکا تھا۔۔۔

کیا پاگلوں کی طرح اس کو منہ لگایا ہوا ہے ضیاء،، پورے نشئی لگ رہے ہو،،،بی آمین،،،پیشنس رکھو ضیاء"ایحان جو خار بھری نظروں سے اس کی سگریٹ کو گھور رہا تھا ضیاء کے منہ سے سگریٹ کھینچتے اپنے لبوں میں

دبائی۔۔۔جواباً ضیاء غصے سے اسے گھورنے لگا جب تک ایحان انجان تھا وہ ہضم کر جاتا۔۔۔لیکن اب تو وہ اس کی کیفیات سے واقف تھا پھر کیوں نہیں سمجھ رہا تھا۔

اس کی منگنی ہو گئی اس چغد سے،،، تمہیں سمجھ آ رہا ہے ایحان،،، منگنی" شادی کی پہلی رسم ہوتی ہے جس طرح کل رات منگنی کا جھٹکا ملا ہے،،،اسی طرح کسی دن اچانک نکاح کا مل جائے گا اور تم مجھے کہہ رہے ہو میں پیشنس رکھوں،،، بکواس،،، "غصے سے کرسی کو لات مارتے ضیاء غرایا تو ایحان گہری سانس لیتا اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

یہ سب مجھے بتا کر وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے جا کر نورین کو بتاؤ،،، کہ " تم اس کے عشق میں پاگل ہو رہے ہو،،، اگر وہ نہ ملی تو تم سب کچھ برباد کرنے کا جذبہ رکھتے ہو،،، کہو جا کر اسے کہ اس کی منگنی کی خبر سن کر تم مرنے لگے ہو،،، "سیگریٹ زمین پر پھینکتے ایحان نے مشورہ دیا تو کچھ لمحات کے لیے ضیاء اسے چور نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

بس کر دو،،اب یہ لاعلمی کا ڈرامہ میرے سامنے تو کرنا ہی مت اور یہ" بکواس بھی مت کرنا کہ تمہیں اس سے محبت نہیں کسی اور وجہ سے غصہ آ رہا ہے،،، کیونکہ قبول تو تم خود بھی کر چکے ہو کہ تمہیں اس سے دھواں دھار قسم کی محبت ہو گئی ہے،،اب سے نہیں جانے کب سے،،،اب میری شکل مت دیکھو، جاؤ اور اس سے اظہار کرو،،، تمہارے بدلے یہ کام میں نہیں کر سکتا،،،" ایحان نے اپنی جیب میں موبائل رکھتے اپنے جوڑے بن کو ٹائٹ کیا اور باہر جانے کے لیے کھڑا ہوا کہ ضیاء کی بات پر قدم ٹھہرے۔۔

اگر وہ نا مانی تو،،،،اگر وہ کھو گئی تو،،،؟؟؟" سوال تھا یا کوئی خوف۔۔ایحان" نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا وہ ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھنے والا عصیلہ، خود سر، گھمنڈی اپنی ہی من مانی کرنے والا ضیاء حیدر کسی لڑکی کو کھو دینے سے خوفزدہ تھا۔۔۔

کوشش سے پہلے ناامیدی اچھی بات نہیں ہے،،،وہ نا مانی تو تب کاتب" دیکھیں گے،،،" کہتے ساتھ ایحان لابی سے گزرتا یونیورسٹی کے فرنٹ

گراؤنڈ کی طرف چلا گیا۔۔۔ضیاء نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ رگڑا اور خود کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اب وہ اس مقام اس نہج تک پہنچ کر پیچھے نہیں ہٹ سکتا اور حالات نے یہ بھی ثابت کر دیا تھا کہ جتنا بھی وہ نورین سے دور رہے پر وہ نا اس سے لاتعلق رہ سکتا ہے نا ہی اس سے دور۔۔وہ تو اس کی سانسوں میں اتر گئی تھی تو اس خود سے جدا کرنا اس کے بس کی بات کہاں رہی تھی۔۔

وہ بھی کچھ سوچتے تیزی سے وہاں سے باہر نکلا تھا اور دعا کی تھی کہ آج نورین یونیورسٹی آئی ہو۔۔پوری یونیورسٹی میں نظریں دوڑاتے وہ لائبریری کے پاس سے گزرا۔۔۔سیاہ قمیض شلوار میں ماتھے پر بل ڈالے وہ عام دنوں سے زیادہ جاذبِ نظر لگ رہا تھا۔۔۔وہ شلوار قمیض کم ہی پہنتا تھا اس پر تضاد چہرے پر غیر معمولی سختی۔۔پاؤں میں مردانہ پشاوری چپل اور بکھرے بال، کئی نظریں اس کی جانب اٹھیں جن میں اس کے لیے واضح ستائش تھی۔۔۔پر اس کی نظر تو ایک لمحے میں ایک منظر پر ٹھہر گئی تھی۔۔۔

لائبریری کے سامنے گزرتے اچانک پاؤں ٹھٹھک کر رکے اندر کسی کی ہنسی

کی آواز آئی تھی ویسے تو لائبریری میں بولنے تک کی اجازت نہیں تھی لیکن یہ مبارک باد کی آوازیں؟اس نے قدم پیچھے لیتے اندر جھانکا تو چند دن پہلے تک سینے میں دل جو محض ایک گوشت کا لوتھڑا تھا۔۔اب ایک وجود جو اس پر بری طرح قابض ہوا تھا اسے اپنے سامنے دیکھ کر اس کی حرکت سست پڑنے لگی۔۔۔ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ لیے وہ سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔ اس کے ساتھ اس کی دو تین خاص دوستیں کھڑی تھیں۔۔۔نیوی بلیو سمپل فراک پر ہائی پونی ٹیل بنائے پاؤں میں نیوی بلیو کھسے۔۔وہ آج بھی عام دنوں کی طرح ہی سادہ تھی۔۔پر آج کچھ خاص تھا جو ضیاء نے محسوس کیا۔۔اس پر پڑنے والی ایک شخص کی نگاہیں بہت خاص تھیں۔۔۔بنا کسی آرائش کے چہرے پر بلا کی چمک تھی جس کی وجہ یقیناً اس کی نئی نویلی خوشی تھی۔۔۔ لائبریرین بھی ان کے ساتھ کھڑا تھا اور وہ سب کو مٹھائی آفر کر رہی جب اچانک اس کے نظر بائیں جانب گئی تو خون کھولنے لگا۔۔۔ایحان مسکراتی نظروں سے ہاتھ میں گلاب جامن پکڑے منہ میں ڈالتا اسے چیلینجنگ

نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔انداز صاف چڑانے والا تھا۔۔۔اپنے غم وغصے اور دل میں اٹھتے طیش کو دباتے ضیاء نورین کی جانب بڑھا تو اب تک جو نورین رہی تھی ضیاء کو دیکھتے چہرے کی مسکراہٹ ایسے غائب ہوئی جیسے تھی مسکرا ہی نہیں۔۔۔اس مسکراہٹ کی جگہ چہرے پر ایک انجانا سا خوف لہرایا۔۔۔

ضیاء کو اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ اتنی بھی بے خبر نہیں جتنا وہ سمجھ رہا تھا۔۔۔اس کے چہرے کا خوف اس بات کی گواہی تھا کہ وہ ضیاء حیدر کے دل میں پنپتے جذبات کا علم رکھتی ہے پھر بھی اس کی بے خبری میں اتنا کچھ کرتے اس کے جذبات کا احساس نہیں کیا۔۔۔اتنی سفاکی۔۔؟؟

ضیاء کو اپنے مقابل دیکھ کچھ نہ سمجھ آنے پر نورین نے رسمی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے مٹھائی کا ڈبہ اس کے آگے بڑھایا تھا۔ضیاء اس کی جرآت پر حیران ہوتا عش عش کر اٹھا تھا۔ہونٹوں پر اچانک مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔

مقابل لڑکی شاید جانتی نہیں تھی وہ آگ سے کھیلنے جا رہی ہے۔۔اور اس آگ کے کھیل میں سراسر نقصان اسی نازک جان کا ہو گا۔

یہ مٹھائی کس خوشی میں،،،؟"ہاتھ کمر کے پیچھے باندھتے اس نے مسکراتے" ہوئے پوچھا۔۔۔تو نورین کے ہونٹ خشک پڑنے لگے۔۔اپنے لبوں پر زبان پھیرتے ہاتھوں کی کپکپی پر قابو پایا کہ اس کے ہاتھوں میں لرزتا مٹھائی کا ڈبہ کوئی دیکھ نہ لے۔۔۔ضیاء اس کی ایک ایک حس و حرکت کو ذہن میں حفظ کر رہا تھا۔اس کے وجود پر چھایا اپنی ذات کا خوف طاری دیکھتے دل کو عجیب سا سرور ملا تھا۔۔۔وہ اس کی موجودگی کے سبب شدید گھبراہٹ کا شکار ہو رہی تھی اور یہ بات ضیاء حیدر کے لیے باعث تقویت تھی۔۔

مم،،،میری منگنی کی خوشی م،میں،،،"بہت مشکل اور بہت دھیمی آواز" میں نورین نے الفاظ ادا کیے تو ضیاء نے جتاتی نظروں سے ایحان کی جانب دیکھا۔۔کہ دیکھ لو میرے وجود کا خوف اب بھی برقرار ہے۔۔جواباً ایحان مسکراتا نفی میں سر ہلاتا وہاں سے باہر نکل گیا۔۔

مجھے مٹھائی نہیں پسند ورنہ ضرور کھاتا،،پر اپنی شادی کے وقت ضرور" کھاؤں گا،،"گھمبیر لہجے میں کہتے ایک نظر اطراف میں ڈالی۔۔۔سب واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے جب اچانک ایک ہاتھ سے نورین کے ہاتھ سے مٹھائی کا ڈبہ لیا اور دوسرے سے نورین کا ہاتھ تھامتے اسے لائبریری سے باہر کھینچا وہ اس اچانک افتاد پر بری طرح بوکھلائی۔۔لیکن منہ سے ایک لفظ نہ کہا کہ اگر کوئی متوجہ ہوتا تو اس کے کردار پر ہی باتیں بنتیں۔۔۔

میرا ہاتھ چھوڑو ضیاء،،"دبی دبی آواز میں کہتی وہ لوگوں کی اپنی جانب اٹھتی" نظریں دیکھ روہانسی ہونے لگی۔۔۔ایک کڑوی حقیقت یہ بھی تھی کہ وہ گزشتہ چند دنوں میں وقوع پذیر ہونے والے اس جھگڑوں اور ضیاء کے رعجیب و غریب رویے کی وجہ سے ضیاء نامی بلا سے بہت ڈرنے لگی تھی۔۔وہ اسے لیے سیڑھیاں اترتا فرسٹ فلور پر آیا تھا آخری راہداری سے گزرتے اس کے قدم لڑکھڑائے تھے اور وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرنے لگی تھی کہ

ضیاء نے پلٹتے اس کے بازو پر زور دیا۔۔ابھی سنبھلے ایک لمحہ ہی ہوا تھا کہ وہ نورین کو لئے ایک بار پھر اسی کمرے میں آیا تھا جس کمرے سے وہ شدید خوفزدہ رہتی تھی۔۔۔

مجھے اندر نہیں جانا،،، تم یہیں بات کرو جو بھی بات کرنی ہے،،،، "پسینے سے شرابور ہوتے آنکھوں میں نمی لئے اس نے جلد احتجاج کیا پر وہ نورین کی ایک بھی سنے بغیر اسے اندر لے گیا اور پہلے کی ہی طرح دروازہ اندر سے لاکڈ کر دیا۔۔۔

تم میرے ساتھ یہ سب کیوں کر رہے ہو ضیاء،،،اب تو میں تمہاری ساری" باتیں مان رہی ہوں نہ،،، تمہارے سامنے بھی نہیں آتی،،،،اب مجھے بتاؤ مجھ سے کون سا قصور سرزد ہو گیا ہے،،،، "اس نے سہمے ہوئے نم آنکھوں سے ٹیبل کے پیچھے ہوتے کہا۔۔۔یہ اس کی ضیاء کو دور رکھنے کی احتیاطی تدبیر تھی۔۔۔اس کی معصوم سی تدبیر دیکھ ضیاء کو اس کے بھولے پن پر بلا کا پیار آیا جسے وہ سنجیدگی کی چادر میں چھپا گیا۔۔۔

ہاں تم واقعی فرمانبردار ہو،،،" مسکرا کر ٹیبل پر ہاتھ ٹکاتے نورین کی ہرنی" سی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھا۔

پھر کیوں لائے ہو مجھے یہاں اور اب جھگڑا کس بات کا ہے،،،؟" پیچھے دیوار" تھی مزید پیچھے ہونا ممکن نہیں تھا اور آگے ٹیبل اس پاگل لڑکی نے خود ہی خود کو قید کر لیا تھا۔۔۔ کہ اچانک سے اپنی قمیض درست کرتے ضیاء اسی ٹیبل پر یوں ٹک کر بیٹھ گیا تھا کہ نورین بالکل اس کے سامنے تھی اور ضیاء اس کے مقابل بہت قریب بیٹھا تھا۔۔۔

ضیاء کی اتنی نزدیکی نورین کے ہوش گم کرنے لگی تھی۔۔۔ مگر وہ مسلسل جذبات کی آنچ سے دہکتی لودیتی نگاہوں سے اسے دیکھا گیا۔۔

مم،،، میں نے پوچھا اب کس بات کا جھگڑا ہے،،، "بہت مشکل سے خود کو" مضبوط ظاہر کرتے پوچھا لیکن ضیاء کا اگلے عمل مزید جان لیوا تھا۔۔۔ جب اس نے اپنی قمیض کی پاکٹ سے رومال نکالتے بہت نرمی سے نورین کے ماتھے پر چمکتے پسینے پر رکھا تھا۔۔۔

تم جب مجھ سے اس طرح خوفزدہ ہوتی ہو نہ واللہ کتنی حسین لگتی ہو الفاظ "
میں بیان ممکن ہی نہیں ہے،،، ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے دل کرتا ہے تمہیں
بانہوں میں بھر کر اپنے سینے میں بھینچ لوں،،، "اس نے نورین کے زرد
پڑتے رنگ کو دیکھ دلکشی سے کہا۔اس کی بے باک گفتگو نے نورین کے بچے
کچے چھکے بھی چھڑا دیے۔
فف،، فضول باتیں مم،،، مت کرو،، میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں "
ضیاء،،، "غصے سے سرخ پڑتے سہمے لہجے میں احتجاج کیا۔جواباً ضیاء نے لب
دباتے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔
ہاں معلوم ہے تم ایسی نہیں ہو،،، شریف بچی ہو،،، یہی وجہ تو ہے کہ "
میں،،، "وہ بولتے بولتے ٹھہر گیا تھا۔
مجھے،،، کک کیوں لائے ہو یہاں،،، "نورین نے اس کی بات پر غور کیے "
بغیر سابقہ سوال داغا۔

تم بہت فرمانبردار ہو ذوالنورین میں آگے بھی یہی امید رکھتا ہوں کہ تم" یونہی فرمانبردار رہو گی اور میری ہر بات مانو گی،،،"اب کے ضیاء نے سنجیدگی سے کہا تو نورین خاموشی سے اسے دیکھنے لگی جیسے اس کے آگے بولنے کی منتظر ہو۔۔

اپنے کزن سے رشتے سے انکار کر دو اور منگنی توڑ دو نورین،،، کیونکہ تم کسی" اور کی نہیں ہو سکتیں،،، امانت ہو تم کسی کی،،،"ضیاء نے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا وہ آنکھیں پھیلائے ضیاء کو ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو،،،؟ تمہیں میں نے کہا تھا نہ مجھ سے دور رہو اب میں" ہی کہہ رہا ہوں میرے قریب رہو صرف میرے قریب،،،"کھڑے ہوتے دونوں ہاتھ نورین کے دائیں بائیں دیوار پر رکھتے اس نے عاجزانہ انداز میں کہا جبکہ نورین کا وجود تو اس انکشاف پر پتھر ہو چکا تھا۔۔نورین کا جیسے پتھر کی طرح اپنی جگہ پر ساکت ہوئی تھی۔۔

اپنے اس ٹٹ پونجے کزن سے بات بھی نہیں کرو گی تم،، فون پر بھی"
نہیں،،،،"اب کی بار ضیاء نرمی سے بول ہی رہا تھا جب نورین نے غصے سے
ایک دم ضیاء کو پیچھے کی جانب دھکیلا کہ وہ ٹیبل سے ٹکرایا۔ موقع پاتے
نورین برق رفتاری سے دروازے کی جانب بھاگی لیکن اس سے پہلے اس کا
ہاتھ دروازے کے لاک تک جاتا ضیاء اسے واپس کھینچ چکا تھا۔۔۔۔
کیا بدتمیزی ہے یہ،،،،"غصے س غراتے نورین کا بازو پکڑا تو کئی آنسو نورین"
کی آنکھوں سے گرتے بے مول ہو گئے۔۔۔اپنی ذات کی نفی کہاں
برداشت تھی۔۔اس نے دیکھا تھا مال میں وہ اس کے ساتھ خوش تھی۔۔
ہنس رہی تھی۔۔جب کہ اب تک ضیاء کی موجودگی میں اس نے آنسو ہی
بہائے تھے۔۔آخر کیوں؟؟؟ وہ کیا اتنا برا تھا یا اس کے جزبات کسی کے لیے
کوئی معنی نہیں رکھتے تھے۔۔یا اس نے کبھی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش
کی تھی۔۔

بد تمیزی یہ نہیں بلکہ وہ ہے جو تم کر رہے ہو،،، کیا سمجھا ہے مجھے ضیاء حیدر"
تم نے،،،؟ ٹکے ٹکے پر بکنے والی لڑکی لگتی ہو میں تمہیں،،؟؟ خریدو گے
مجھے،،؟؟؟ جو تم مجھے حکم دے رہے ہو میرے قریب رہو،،، میں تمہیں
اب تک صرف ایک خود سر،،، دولت کے نشے میں چور ایک گھمنڈی شخص
سمجھتی تھی،،، پر رتم تو ایک سائیکو، پاگل اور گھٹیا انسان ہو،،،" ضیاء کے
سینے پر ہاتھ مارتی وہ چیخی تھی۔۔۔ جب کہ ضیاء جو اس سے اظہار محبت کرتے
شادی کی پیشکش کرنے والا تھا اس کے الفاظ پر سن پڑ گیا۔۔۔
میں کیوں توڑوں تمہارے کہنے پر منگنی اس سے،،،؟؟؟ تم کون ہو"
میرے ابا ہو،،؟ اور میں تمہاری کیا ہوں؟ رکھ،،،" وہ بولی تو بولتی چلی گئی
تھی اپنے ڈر سے بھی تھک گئی تھی اور ضیاء حیدر کی بے وجہ کی لڑائی سے
بھی۔۔۔ یونیورسٹی کے پچھلے سالوں میں ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ضیاء ایک
امیر باپ کی بگڑی اولاد ہے اس شخص سے نا دوستی اچھی نہ ہی دشمنی، پر اسے
ضیاء میں ایک بات پسند تھی کہ وہ ہر لڑکی کے ساتھ فلرٹ نہیں کرتا تھا۔۔۔

کردار کا شریف لگتا تھا۔۔۔اپنی کلاس کی لڑکیوں کی عزت خود بھی کرتا تھا اور دوسروں سے بھی کرواتا تھا یہی وجہ تھی کہ اس سے خائف رہنے کے باوجود وہ اس سے بات کرتی تھی لیکن کہاں علم تھا کہ یونی کے آخری مہینوں میں وہ یوں اسے رسوا کرنے پر تل جائے گا۔۔۔ نجانے کس دشمنی کی بھینٹ اس کی عزت کو چڑھانے پر تلا تھا۔۔

ابھی لفظ منہ میں ہی تھا۔۔۔ادا بھی نہ ہوا تھا کہ ضیاء نے اس قدر سختی سے نورین کو جبڑا دبوچا کے نورین کو گمان ہوا آج اس کا منہ ٹوٹ جائے گا۔۔۔ اس نے جارحانہ تیور لیے دیوار کی جانب دھکا دیتے نورین کو دیوار سے پن کیا نورین نے اس کی لہو چھلکاتی آنکھیں دیکھیں تو اپنی آنکھیں میچ گئی اور اپنے جبڑے سے اس کا ہاتھ ہٹانے کی سعی کرنے لگی۔۔۔

رکھیل کہنے والی تھی نہ تم؟؟؟کب اور کس وقت کھیلا ہے تم سے ہاں؟؟" یونیورسٹی کے اتنے سالوں میں کبھی تمہیں چھوا میں نے،،؟؟؟جبکہ اگر تمہیں رکھیل ہی بنانا ہوتا تو مجھے اور میری طاقت کو جانتی ہو ماں،،؟؟؟چند

گھنٹے لگتے تمہیں اپنے بستر پر لانے میں،،، کیا تمیں کبھی ایسے جان بوجھ کر چھونے کی بھی کوشش کی،،، کیا تم نے میرے لمس میں غلاظت پائی جو اپنے منہ سے یہ غلیظ باتیں نکال رہی ہو،،، تم ہو کیا چیز ذوالنورین،،، تمہاری حیثیت کیا ہے،،،؟؟؟ کیا تم خود کو بہت خاص سمجھتی ہو؟ کوئی آسمان سے اتری ہوئی حور،،،؟؟؟ اگر ضیاء حیدر تمہارے آگے پیچھے گھوم رہا ہے تو اس لیے کہ میں نے میری محبت نے خود تمہیں خاص کیا ہے،،، اپنے لیے مخصوص کیا ہے،،، اگر کوئی چیز تم میں خاص ہے تو وہ تمھارے لئے میرے خالص جزبات،،، وہ محبت ہے جو ناچاہنے کے باوجود مجھے تم سے ہو گئی سے نورین کو منہ کو چھوڑتے وہ پھنکارا ہے،،،، اور کچھ نہیں،،، جھکٹے تھا۔۔۔ ایک یہی سب سے زیادہ برائی تھی اس میں کے وہ غصے میں کسی بات کا لحاظ نہیں رکھتا تھا۔۔۔ غصے میں انہیں بھی ایذا پہنچا دیتا تھا جن میں اس کی سانسیں بستی تھیں یہی وجہ تھی کہ اب بھی اس نے نورین کے احساسات کا احساس بھی نہ کیا۔۔۔ دوسری جانب نورین اس کے محبت کے انکشاف پر

خوش ہونے کی جگہ مزید خوفزدہ ہو چکی تھی۔۔۔وہ اپنے لیے اپنا ہم سفر پسند کر چکی تھی۔۔۔اس کا رشتہ اس کے گھر والوں نے اس کی دلی رضامندی سے طے کیا تھا پھر وہ کیسے اس میں خیانت کر سکتی تھی۔۔

تمہاری محبت تمہارا مسئلہ ہے ضیاء،،، میرا نہیں،،، میں نے جب تم سے کہا" کہ میں خاص ہوں،،،، میں ایک عام سی وہی مڈل کلاس لڑکی ہوں جو رسوا ہونے سے ڈرتی ہے اور تمھاری یہ خود غرض محبت مجھے زمانے بھر میں رسوا کر دے گی ضیاء خدا کے لیے کہہ دو کہ یہ سب جھوٹ ہے،،،، "وہ روتے ہوئے پھولی سانسوں سے سسکی۔۔۔کچھ وقت پہلے جس چہرے پر چمک و رونق تھی اب وہاں خوف کے سائے تھے۔۔ضیاء کے خوف کے سائے۔۔

۔۔

تم مجھے خاص مت کرو،،، میں عام سی لڑکی ہوں اور اپنی عام سی زندگی میں" بہت خوش ہوں،،، تم جانتے ہو اور میں بھی جانتی ہوں میں تمہاری نظروں میں اس لیے خاص ہوں کیونکہ تم نے خاص کیا ہے،،پر میں اپنی نظروں میں

اس لیے خاص ہوں کیونکہ میں نے اپنی عزت کو سنبھالا ہے،،، مجھے میری نظروں میں خاص رہنے دو بے شک اپنی نظروں سے گرا دو مجھے فرق نہیں پڑتا،،، "آخری جملے میں بے حسی واضح تھی کہ وہ ضیاء کی محبت کو پل میں بری طرح ٹھکرا چکی تھی۔۔۔ جس سے وہ دم بخود سانس روکے اسے لہو چھلکاتی نگاہوں سے دیکھے گیا۔۔

پر مجھے فرق پڑتا ہے،،، میں ہوں خود غرض نورین،،، اسی وجہ سے پہلے " وارن کیا تھا میں نے،،،، میں محبت کرتا ہوں تم سے تو اب تمھیں میرا تابع ہونا ہو گا،،،، "اپنے غم و غصے پر کڑے پہرے بٹھاتے وہ جلا دینے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتے واپس نورین سے مخاطب ہوا تو نورین کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ دوڑ گئی۔۔۔

میں نے کہا تھا مجھ سے دور رہو،،، پر تم دور ہونے کے بجائے خون میں " شامل ہو کر میری رگوں میں اتر گئی ہو نورین،،،، اور میں ان میں سے ہر گز نہیں ہوں جو محبت نہ ملنے پر ماتم کرتے ہیں،،، خود کو روگ لگاتے اپنی زندگی

برباد کر لیتے ہیں،،، مجھے جو چاہیے ہوتا ہے میں وہ حاصل کرتا ہوں بائی ہُک آر بائی کُرک،،، تم خود اپنے اس کزن سے منگنی توڑ دو،،، اور اگر تم نہیں توڑتی تو پھر یہ نیک کام بھی میں خود کر لوں گا،،،" سفاکیت سے بولتا وہ چہرے پر چٹانوں سی سختی اور سرد پن سجائے پیچھے ہوتا ٹیبل پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ جب کہ نورین اس کی زبردستی پر ساکت ہوتی سہم گئی تھی۔۔۔

بھلا یہ کیسی محبت تھی،،؟؟؟؟ پر یہ تو طے تھا کہ وہ ہر گز بھی فرحان کو نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اسے فرحان سے اور اس رشتے سے انسیت سی ہو گئی تھی۔۔۔ جبکہ ضیاء حیدر کی اب وہ شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ل۔۔ ضیاء کا دور بیٹھنا گویا اجازت تھی کہ اس کی بات مکمل ہو گئی تھی اور وہ اب جا سکتی ہے۔۔ وہ پلٹ کر دروازہ کھولتی باہر نکلنے لگی تھی کہ ضیاء کے جملے نے قدم ساکت کیے ل۔۔۔

آج کے بعد نا ہی فرحان کے ساتھ کہیں باہر جانا اور نا ہی اس سے رات " کے گیارہ بارہ بجے تک بات مت کرنا نورین، نامحرم ہے وہ تمہارا،،، اور میرا

وعدہ ہے تم سے اور خود سے کہ وہ تمھارا نا محرم ہی رہے گا،،، معصوم ہو تم تو معصوم ہی رہو تو بہتر ہے،،، "ایک اور دھمکی پر نورین اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔۔اب اس جن کو یہ کیسے پتا چلا کہ اس نے رات گیارہ بجے تک فرحان سے بات کی تھی۔۔۔اور کی بھی تھی تو اس کی مرضی۔۔آنسو صاف کرتی وہ اس روم سے نکل گئی تھی اور بے تحاشہ روتے دوسرے کلاس روم میں چلی گئی جو خالی تھا۔۔نورین کے کلاس روم سے باہر نکلتے ہی ضیاء جو اپنے اندر اشتعال و جلال کو روکے بیٹھا تھا ایک دم پھٹ پڑا کہ وہاں موجود ٹیبل کرسیاں جو پہلے سے خستہ حال تھیں انہیں مزید توڑ پھوڑ دیا۔۔۔پھر گہری سانس لیتے اسی ٹیبل پر بیٹھتے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

تمہارے یہ الفاظ اور میری خالص محبت کو ٹھکرانا تمہیں بھاری پڑے گا"

نورین،،، میرے خالص جذبات کو غلاظت بنا کے جو طمانچہ تم نے میرے منہ پر مارا ہے میں اسے کبھی نہیں بھولوں گا،،، "سگریٹ سلگاتے خون آشام نظروں سے دروازے کو گھورتے زیرِ لب کہا۔۔۔کچھ دیر سیگریٹ سے اپنا

سینہ جلا لینے کے بعد وہ وہاں سے باہر نکل گیا۔جو حالات تھے ایسے میں پڑھائی تو خاک ہوتی اسی لیے وہاں سے نکلتا سیدھا پارکنگ میں گیا اور مزید وقت ضائع کیے گاڑی یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر نکال لی۔۔

****

ایحان ضیاء کو اس کے کام پر لگا کر کلاس بنک کیے بے ں مقصد کوریڈور میں گھوم رہا تھا۔۔۔وہ بے وجہ فرسٹ ایئر کے سائنس ڈیپارٹمنٹ سے بھی ہو آیا تھا۔۔۔آج کل بہت سے لوگ نوٹ کر رہے تھے کہ ایحان یونیورسٹی میں گھومنے پھرنے لگا ہے۔۔لیکن اس کے باوجود کہ وہ تنہا ہی تھا کوئی اس سے بات کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔۔۔پہلے سے ہی اس کا خوف بہت زیادہ تھا لیکن جب سے لوگوں کو اس کے بھائی باران دلشیر کا پتہ چلا تھا۔۔۔ دہشت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔اس کے بے چین قدموں کو ٹھہراؤ یونیورسٹی میں حال کے کوریڈور میں سیاہ عبایا اور اسکارف پہنے ریم کو دیکھ کر آیا تو جو بار بار بائیں جانب کینٹین کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جہاں سمائرہ کھڑی تھی۔۔وہ

کینٹین میں گئی تھی تو ایحان دلشیر کو بھی بھوک ستانے لگی۔۔اسی لئے وہ بھی کینٹین چلا آیا۔۔۔۔وہ آہستگی سے چلتا ریم کے پیچھے والی ٹیبل پر بیٹھ گیا اس پشت ریم کی پشت کی جانب تھی اور ہلکا سا دائیں جانب۔۔ طرح کہ اس کی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بلیک جینز اور ٹی پنک ٹی شرٹ میں بالوں کا میسی بن بنائے ہاتھوں میں وائٹ گولڈ کا ہمیشہ کی طرح چمکتا بریسلیٹ اور گردن سے جھانکتی چین۔۔وہ ایک مکمل بیڈ بوائے تھا کہ ہر لڑکی کی نظر اس پر حسرتاً ٹھہرتی تھی۔۔۔لیکن کوئی نہیں جانتا تھا سب کے لیے اتنے خاص ایحان کی نظر میں ایک معمولی اور غریب سی لڑکی خاص ہو گئی ہے۔۔۔(لیکن فلوقت ایحان دلشیر خود بھی اس بات سے پوری طرح انجان رہنا چاہتا تھا۔۔)

کہاں مر گئی سمائرہ،،،ویسے حد ہے ریم لگتا ہے تمہارے پیٹ کے چوہے " بھی بڑے ہو گئے ہیں اس موٹے کی طرح،،،"ریم نے کاؤنٹر پر لائن میں کھڑی سمائرہ کو کوفت بھری نگاہوں سے دیکھا۔۔اشارہ ایحان کی جانب ہی

تھاپر خوف اس قدر تھا کہ تنہائی میں بھی وہ ایحان دلشیر کا نام نہیں لیتی تھی۔

اس کی حرکت پر ایحان مبہم سا مسکرایا۔۔۔

"شکر تم آگئی ورنہ میں سمجھی تھی کہ بھوک سے میری موت واقع ہونے کے بعد آؤ گی،،،" ریم نے سمائرہ کو جھڑکتے اس کے ہاتھ سے کھانے کی ٹرے لی جبکہ سمائرہ کی نظر ریم کے پیچھے بیٹھے شخص پر ٹھہری تھی وہ پیچھے سے دیکھ کر بھی پہچان سکتی تھی وہ عالیشان مرد ایحان دلشیر ہی تھا۔ لیکن خاموش رہی جانتی تھی ریم اس شخص سے خائف رہتی ہے۔۔۔۔

"توبہ ہے ریم،،، بھکڑ کہیں کی،،، کوئی تمھاری سوکھی سڑی شکل دیکھ کر پہچانے گا کہ تم اتنی پیٹو ہو،،، وہ پنجابی میں کہتے ہیں ناں منہ چوئی ٹِڈ (پیٹ) کھوئی (کنواں)؟" سمائرہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے چھیڑا۔۔ جس پر آلو کی پیٹی منہ میں رکھتے ریم نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔

"کیسا لگا میرا ڈائلاگ،،؟؟؟ سمائرہ نے مصنوعی کالر جھاڑے۔۔"

یہ جو تم نے مارا ہے اسے ڈائلاگ نہیں طعنہ کہتے ہیں کمینی،، نظر نا لگا دینا،،،"
پہلے ہی بابا میرے فاسٹ فوڈ کھانے سے ناراض رہتے ہیں،،،ریم نے ٹیبل
کے نیچے سے اس کے پاؤں پر زوردار لات رسید کی تو سمائرہ بلبلا اٹھی۔۔
تم کسی سرپرائز کی بات کر رہیں تھیں وہ بتاؤ،،،سمائرہ نے اپنا پاؤں سہلاتے"
موضوع گفتگو بدلا۔۔

یو نو واٹ سمائرہ،،،افففف،،کیسے بتاؤں،،،؟اگر بتایا تو تمہاری آنکھیں بھی"
کھل جائیں گی،،،"ریم کے گال پر بکھرا گلال دیکھ سمائرہ نا سمجھی سے اسے
دیکھنے لگی جس پر ریم نے گہری سانس لی۔۔۔
سنو،،،اگر میں تمہیں کہوں کہ شاید کسی سیکریٹ ایجنٹ کو میں پسند آگئی"
ہوں تو کیا تم یقین کرو گی،،،،ریم نے انتہائی رازداری سے سمائرہ کو کہا تو اسے
اس کی دماغی توازن پر شبہ ہوا۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو ریم،،،،سمائرہ نے چور نگاہوں سے اس کے پیچھے دیکھتے
اسے جھڑکا۔۔

سچ کہہ رہی ہوں،،، تمھیں پتہ ہے کل میرے گھر کسی نے میری ایڈوانس" برتھڈے گفٹ کا سرپرائز گفٹ کوریئر کیا ہے،،، وہ نا بابا نے بھیجا نا تم نے،،، اور تمھارے یاد عا اور ثنا کے علاؤہ میری کسی سے اتنی دوستی ہے نہیں کہ کوئی مجھ پر یوں مہربان ہو جائے،،، تو مجھے بتاؤ وہ گفت کس نے بھیجا ہو گا،،، تو کیا تم سکریٹ ایجنٹ والی بات پر اعتبار کرو گی،،؟" یہ سب بتاتے ریم کے چہرے پر الجھن اور معصومیت تھی۔۔ جبکہ اس کے لفظ سکریٹ ایجنٹ پر ایحان الجھا تھا۔۔۔

بالکل بھی نہیں کروں گی ریم،،، پہلی بات سکریٹ ایجنٹ تمہی کیوں گفٹ " بھیجے گا اور فرض کرو بھیج بھی دیا تو تمہیں کیسے پتا چلا کہ وہ کسی سکریٹ ایجنٹ نے بھیجا ہے،،،؟" سمائرہ کے سوال پر ریم کھلکھلا کر ہنسی۔

وجہ ہے نہ،،، کیونکہ تمہیں یاد ہو گا میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں نے" برتھڈے پر بابا سے کاجل میک اپ وغیرہ اور تمہارے نکاح کا ڈریس مانگا تھا،،، اور وہ بھی بلیک کلر میں اور میرے گھر جو سرپرائز گفٹ آیا ہے وہ بالکل

وہی ہے،،، حد تو یہ کہ میں نے جو کاجل کا نام بتایا تھا گفٹ میں بھی وہی ہے،،، ! تو وہ گفٹ بابا نے نہیں بھیجا اور بابا کے علاوہ میں نے کسی کو بتایا نہیں تو اب تم بتاو کون بھیج سکتا ہے وہ،،، یہ کسی سکریٹ ایجنٹ کا ہی کام ہو سکتا ہے،،، ؟! ریم کے سوال پر سمائرہ کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہے جب کہ دوسری طرف بیٹھے ایحان کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ وہ ڈیڑھ ہوشیار بننے والی پدی چڑیل کو اتنی بھی عقل نہیں تھی کہ اس وقت وہ بھی تو گاڑی میں ساتھ تھا۔۔

تو ہو سکتا ہے ریم کسی نے سنا ہو کوئی اور تھا جب تم نے اپنے بابا کو بتایا" تھا،،؟" سمائرہ نے متجسس انداز سے پوچھا کیونکہ سین تو واقعی فلمی قسم کا تھا۔

اممم،،، ہاں اس دن وہ باڈی بلڈر چوہا تھا گاڑی میں،،، پر مجھے اس سڑے" ہوئے خوفناک جیان سے ایسی کوئی خوش فہمی لاحق نہیں ہے،،،" وہ اسے ایک اور لقب سے نواز چکی تھی۔۔۔ سمائرہ کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے سمجھ نہ

آیا کیسے ایک سو بیس کی رفتار سے چلتی اس کی ٹرین جیسی زبان کو بند کرے یا اسے یہ بتائے کہ وہ باڈی بلڈر چوہا بالکل اس کے پیچھے ہی بیٹھا ہے۔۔

ریم ہو سکتا ہے اسی نے بھیجا ہو بقول تمھارے بابا کے وہ اپنے امپلائز کا بہت" زیادہ خیال رکھتا ہے،،،،،اور نہ بھی بھیجا ہو تو کسی کو اس طرح نہیں بولتے،،،" سمائرہ نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ اسے سمجھائے لیکن ریم کے تو تلوے پر لگی اور سر پر بجھی۔

کیا مطلب ہے اس طرح نہیں بولتے،،،؟ جو ہے وہی بول رہی ہوں،،،" چڑیلوں جیسے لمبے بال رکھ کر کترینہ کی طرح جوڑا بنا کر خود کو سستا مسٹر جان سمجھتا ہے،،اور غبارے جیسے مسلز پھلا کر خود کو جان سینا،،،میں کسی دن اس کے انہیں مسلز پر سوئی چبھا دوں گی تو ساری ہوا نکل جائے گی اکڑو" گھمنڈی کہیں کا،،،،

سمائرہ کا ایحان کی سائیڈ لینا ریم کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔۔ایحان کے سامنے تو ہمت نہیں ہوتی تھی تو کیا پیچھے بھی نہ بولتی۔۔۔۔ سمائرہ نے اسے اشارے سے روکنا چاہا پر شاید وہ اشارے سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"مجھ سے اشاروں میں بات نہیں کرو،،، تم مجھے بتاؤ اس بھالو میں ایسا کیا ہے جو لڑکیاں اس پر مرتی ہیں،،؟؟؟ مجھے تو کچھ بھی ایسا نظر نہیں آتا،،، تم جانتی نہیں سمائرہ اس نے مجھ سے کتنی بدتمیزی کی تھی،،، مجھے کتنا نیچا دکھایا،،، بہت ہرٹ ہوئی تھی میں،،، صرف میرے ابا کے باس ہیں اس لیے میں نے لحاظ کیا ورنہ،،،،! ریم دانت پیستے مزید بولنے لگی جب سمائرہ نے اس کے آگے جا تھ جوڑ دیے۔۔۔

"بس کرو ریم پلیز،،، کسی کی اتنی غیبت نہیں کرتے کے فورا اللہ عذاب نازل کر دے،،،" سمائرہ نے وارننگ دیتے ایک بار پھر اشارہ کیا پر آج پھر ریم کے ستارے گردش میں تھے۔

کیوں بس کر دوں،،، وہ باڈی بلڈر چوہا میرے ساتھ برا کرتے نہیں سوچتا"
اور میں زبانی کلامی برا کہنے پر بھی سوچوں،،؟؟؟ کیوں سوچوں؟؟؟ بلکہ اب
میں بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دوں گی تم دیکھنا،،اب اگر اس نے کچھ کہا تو
وہ اپنا انجام کا زمہ دار خود ہو گا،،،" برگر کو غصے سے اٹھاتے ایک بڑا بائٹ
منہ میں اس طرح لیا تھا کہ گویا برگر نہ ہوا یحان دلشیر کی گردن ہو۔۔۔ابھی
نوالہ منہ میں دباتے برگر نیچے رکھا ہی تھا کہ منہ میں رکھا برگر پتھر سے بھی
زیادہ سخت لگا یوں محسوس ہوا اگر چبایا تو منہ ہی سلامت نہیں رہے گا یا اس کا
سانس بند ہو جائے گا وجہ پیچھے سے آنے والی ایک بھاری گھمبیر آواز تھی۔۔۔
مبارک ہو سمائرہ،،، نکاح ہو رہا ہے تمہارا" یہ یحان دلشیر کی آواز تھی ریم"
کے سر کو بری طرح گھورتے مخاطب سمائرہ کو کیا۔۔ریم اور سمائرہ جانتے تھے
یہ مخاطب ریم ہی کے لیے ہے۔۔۔!ریم کے حلق میں پھندا لگ چکا تھا۔۔
سمجھ نہ آیا منہ کا برگر کا نوالہ حلق سے اگلے یا اسے نگلے۔۔۔یہ کیسا برا اتفاق
تھا جو ہر بار اس کے ساتھ ہوتا تھا۔۔کیا ضروری تھا ہر بار اس کی گوہر افشانیاں

وہ شخص سن کر اور پھر بعد میں اسے زلیل کرتا۔۔ریم کا دل کیا یہاں سے سلیمانی ٹوپی پہن کر غائب ہو جائے۔۔۔وہ تو کینٹین میں اچھی طرح چھان بین کر کے بیٹھی تھی وہاں ایحان کے گروپ کا کوئی اور بھی نہیں تھا۔تو یہ اچانک اس کے اتنے قریب کہاں سے ٹپک پڑا تھا۔۔

تھینک یو،،،"سمائرہ نے رسمی مسکراتے صرف اتنا ہی کہا۔کہتی بھی کیسے" معاملہ انتہائی حد تک سنگین تھا۔۔۔

صرف تھینک یو،،،اپنے نکاح میں بلائیں گی نہیں،،،؟"غصے سے پیچ وتاب" کھاتے ریم کے جھکے سر کر دیکھتے کہا جو مزید جھکتا جا رہا تھا کہ اور جھکتا تو ٹیبل پر سجدہ ریز ہو جاتا۔۔۔

ض،،،ضرور،،،اگر آپ آئیں گے تو مجھے خوشی ہو گی،،،پرسوں رات کو" ہے آٹھ بجے۔۔"سمائرہ نے جلدی سے کہا

ضرور میں اپنے گروپ کے ساتھ آؤں گا،،،کوئی فیملی اشو تو نہیں ہو گا،،،" ؟۔"ایحان نے بے مقصد پوچھا۔۔

نن،،، نہیں بالکل بھی نہیں،،، آپ ضرور آیئے گا،،، "سمائرہ نے پھر کہا تو"
جواباً ایحان ہلکی سی مسکراہٹ سمائرہ کی جانب اچھالتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔
ایحان کے جاتے ہی ریم نے منہ میں دبایا برگر منہ سے باہر نکال اور پورا پانی
کا گلاس ایک ہی سانس میں چڑھا گئی۔۔
اور بولو،،، تمہاری زبان ہے یا قینچی،،، نہ آگے دیکھتی ہے نہ پیچھے،،، بس "
چلتی جاتی ہے،،، اشارے کر بھی رہی تھی مگر کہاں زبان چلانے سے فرصت
ملے تو ادھر ادھر دیکھوں ناں،،، "سمائرہ غصے سے بولی تو اپنی خیریت پر ریم
کندھے اچکا گئی۔۔۔
"تم نے یہ تو دیکھ لیا نہ کہ میں اس سے نہیں ڈرتی،،،"
ہاں بہت اچھے سے دیکھا نوالہ تک تو تمہارے حلق سے اترا نہیں اور شکر "
ٹیبل تھی ورنہ مجھے ڈر لاحق تھا کہ سر زمین کے اندر ہی نہ گھسا لو،،، "سمائرہ
نے گہرہ طنز کیا۔۔ تو ریم اسے گھورنے لگی۔ سچ تو یہ تھا دل ابھی تک دہل رہا

تھا۔۔اور کلیجہ منہ کو آچکا تھا۔۔وہ تو شکر ہے وہ یہاں سے جاچکا تھا تو اسے سانس لینے میں آسانی ہوئی۔۔

ساری باتیں ایک طرف،،،اب میں تمہارے نکاح میں نہیں آؤں گی،،،"

تم نے اس کو کیوں بلالیا،،،"اس سے مراد ایحان تھا۔کہ اب گریز لازم تھا لاکھ انکار سہی پر ایحان کا خوف تو رگ وپہ میں رچ بس گیا تھا۔۔۔

تم پاگل ہو،،،میں نے اسے بلایا ہے یا اس نے خود کو انوائیٹ کروایا ہے،؟؟؟"

اگر بلایا بھی ہے تو میں نے اسے ایڈریس تو بتایا ہی نہیں،،،تو وہ کیسے آئے گا،،،اور اسے بھی میرے نکاح میں آنے کا کوئی شوق نہیں ہے وہ اور اس کے دوست جن محفلوں میں جاتے ہوں گے،،،ہماری وہاں تک کی صرف سوچ ہے،،،وہ مر کر بھی ہماری چھوٹی سی محفل میں آنا پسند نہیں کریں گے،،،،

اس نے صرف تمہیں یہ جتانے کے لیے اتنی بات کی کہ وہ سب سن چکا ہے جو کچھ تم نے بکواس کی،،،،"سمائرہ کے آئینہ دکھانے پر ریم نے منہ بناتے واپس برگر اٹھالیا۔۔۔

سن لیا تو سن لیا بھاڑ میں جائے،، ریم نعمان علی کسی کے باپ سے نہیں"
ڈرتی،،، "شانِ بے نیازی سے کہا تو سمائرہ نے زوردار قہقہ لگایا۔
اس کو دیکھ کر تو تمہاری کانپیں ٹانگ جاتی ہیں بیٹا پر تمہاری مثال ویسی ہے"
"گرے تو گرے ٹانگ اوپر،،،

سمائرہ کی بات پر وہ دونوں ہی ہنسنے لگیں اس بات سے انجان کے عنقریب اس نازک چڑیا کی مسکراہٹ ہمیشہ کھونے والی تھی اور وجہ بھی وہی ایک شخص نے بننا تھا جس کا نام ایحان دلشیر تھا۔۔۔

****

دیکھ لیا،، نہیں ہے مجھے اس سے ہمدردی اور نہ ہی مجھے اس سے محبت"
ہے،،، "دوبارہ شیشے کے آگے کھڑے ہوتے چیلینجنگ انداز میں کہا تو
اچانک وہ عکس دوبارہ نمودار ہوتا مسکرانے لگا۔۔۔
اگر ایسی بات تھی تو کمرے سے کیوں نکالا،، بلکہ تمہیں رات اسے اپنے"
کمرے میں رکھنا چاہیے تھا،، اس کے وجود سے اپنی ادا کی گئی قیمت وصولنی

چاہیے تھی،،،"اپنے ہی نفس کی آواز سنتے باران کے حلق میں کانٹے اگنے لگے۔

تم جانتے ہو میں یہ سب تب ہی کرتا ہوں جب میرا دل کرتا ہے،،،مجھے" نہیں ضرورت ابھی اس کے وجود کی،،، نہیں طلب ہو رہی تو کیوں مسلط کروں اسے خود پر،،،جب ضرورت ہو گی تو کر دوں گا اسے بے مول،،،! یہ کہتے باران کی زبان بامشکل لڑکھڑانے سے رکی تھی۔

اچھا پھر وعدہ کرو،،، تم جلد یہ سب کرو گے میں تبھی یقین کروں گا ورنہ" تمہیں یہ قبول کرنا پڑے گا کہ تم ایک عورت سے محبت کر بیٹھے ہو،،،جو غلطی دلشیر سے ہوئی وہی تم کر چکے ہو،،،"وہ عکس چیلنج کر رہا تھا باران نے بہت تحمل سے اثبات میں سر ہلایا۔اس کے اندر کا درندہ مکمل طور پر جاگ چکا تھا جو اسے للکار رہا تھا۔یہ سوچ اسے کمزور کر رہی تھی کہ وہ ایک عورت کے لیے نرم ہو رہا ہے۔اسے جلد از جلد ایناره کو خود سے دور کرنا تھا۔۔۔بہت دور

****

شام کے سات بج چکے تھے۔دوبارہ ایمارہ اسے اپنے سامنے نظر نہیں آئی تھی۔۔۔بلیک سینڈو بنیان پر بلیک ٹراؤزر پہنے وہ جم کر کے لوٹا تھا۔۔۔کسرتی بازو مزید سخت اور پسینے سے نم تھے۔۔۔وہ صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا اور آنکھیں موند گیا۔۔۔اس کی آنکھیں شدت تھکن کے باعث سرخ ہو رہی تھیں۔۔دل کر رہا تھا کوئی سکون کی ایسی گولی دے کے ساری تھکن اتر جائے۔۔جب اچانک آہٹ محسوس کرتے آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک جھٹکا سا لگا۔۔۔وہ چھوئی موئی سی نازک لڑکی کافی کی ٹرے ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی۔۔۔ناک آنکھیں گال سب سرخ ہو رہے تھے گویا رونے کی چغلی کر رہے تھے پر وہ پھر اس کے سامنے تھی جب کہ باران کا گمان تھا کہ وہ دوبارہ باران کے سامنے بھی نہیں آئے گی۔

یہ کیا ہے،،،؟"سرد و سپاٹ لہجے میں پوچھا۔۔۔وہ واپس وہی ڈیول باران" بن چکا تھا جس پر ایمارہ کی معصومیت بھی اب کوئی اثر نہیں کر رہی تھی۔۔۔

کافی ہے،،،" اینارہ نے لبوں پر زبان پھیرتے کہا۔۔۔وہ تین گھنٹے اپنے" کمرے کے دروازے پر بیٹھی روتی رہی تھی پھر تین گھنٹے بعد خود ہی آنسو صاف کر گئی تھی۔ گزشتہ منظر آنکھوں میں گھوما تو وہ بے اختیار رو دی۔وہ سب سے یہ رویے کی امید رکھ سکتی تھی پر باران سے نہیں۔۔کیسے بتاتی کہ ان چند دن میں اس کا اینجل باری اس کے لیے کتنا خاص ہو گیا تھا۔۔۔بہت خاص۔۔وہ پہلا مرد تھا جسے اینارہ سوچ رہی تھی۔۔۔جس کی آنکھوں میں ہوس نہیں تھی۔۔وہ بہت خاص تھا اینارہ کے لیے۔۔پھر ایک ڈر لاحق ہوا کہ ناراض ہو کر کہیں گھر سے نہ نکال دے۔۔جبھی ہمت مجتمع کرتے کافی بنا کے لائی تھی۔

میں نے مانگی،،،؟" غصے سے کھڑے ہوتے باران نے ماتھے پر بل ڈالے" پوچھا تو اینارہ نے سر جھکاتے فقط نہ میں سر ہلایا جب دو قدم اس کی جانب لیتے باران نے اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے سے کافی کا کپ اٹھایا اور سامنے دیوار

پر دے مارا۔۔اینارہ چیخ مارتی بے اختیار ایک قدم پیچھے ہوئی اور پھیلی آنکھوں سے دیوار کو دیکھنے لگی۔

این،،، جل بب،،، باری،،، "آنکھوں سے جھر جھر آنسو بہاتے وہ رحم" طلب نظروں سے باران کو دیکھتی منمنائی پر اس کے منہ سے اینجل باری سن باران کے اعصاب چٹخنے لگے۔

پھر سے کہو کیا کہا ہے،،،؟ "مٹھیاں بھینچتے باران اس کی جانب بڑھا تو" اینارہ کچھ نہ سمجھ آنے پر سیم۔کر خوفزدہ ہوتی اپنے کمرے میں بھاگنے لگی۔۔۔۔اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔۔اگر باران کا یہ روپ دیکھتی تو یقیناً ہوش کھو دیتی۔پر اس کا ارادہ بھانپ کر طیش و اشتعال سے پاگل باران دلشیر نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ کھینچتے اسے صوفے پر دھکا دیا۔

تم نے باران دلشیر کو بہت زیادہ ہلکے میں لے لیا ہے بے بی،،، تمہاری" جرأت بھی کیسے ہوئی میرے سوال کو نظر انداز کر کے بھاگنے کی،،،؟" وہ

گلدان زمین پر مارتے زور سے دھاڑا تو ایناره نے بے اختیار سسکتی اس کے سامنے ہاتھ نفی میں ہلانے لگی شاید اشاره تھا کہ خدارا ایسا مت کرو۔۔۔

کیا کہا تم نے مجھے،، اینجل باری؟؟؟ چلو شاباش اب کہو ڈیول باری،،،"""

صوفے پر اپنی ایک ٹانگ رکھتے باران غرایا مگر ایناره زور سے سانس لیتی تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔جو شخص اس کا محافظ بنا تھا وہ اسے شیطان کیسے کہہ سکتی تھی کہ یہ کسی مسلمان کے لیے سب سے بڑی گالی تھی۔۔۔

میں نے کہا ابھی کے ابھی کہو،،،"ایناره کا نفی میں سر ہلانا اسے مزید" اشتعال دلا رہا تھا۔۔پر ایناره کو ویسے ہی بیٹھے دیکھ باران کی بس ہو گئی اسی لمحے ایناره کا ہاتھ پکڑتے کھڑا کیا۔

بہت ہو گیا تمہارا ڈرامہ،،، نکلو میں گھر سے،، میں زریمان کو فون کرتا ہوں" کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ لے کر جائے،،،"سفاکیت کی انتہا پر پہنچتے باران نے

جتنی اونچائی پر اسے بٹھادیا تھا پل بھر میں اسے زمین کی پستیوں میں لا پٹخا تھا۔

یہ سن کر ایناره روح تک کانپ گئی تھی۔۔

"نن،،، نہیں،،، اینجل باری،،، پپ،،، پلیز،، مجھے جان سے ماردیں پپ،، پر وہاں مت بھیجیں،،، پلیز،، مجھے اس جہنم میں نہیں جانا،،، "ایناره یکدم باران سے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش میں باران کے قدموں میں بیٹھی تھی اور باران کے پاؤں پکڑ لیے تھے۔۔۔یہ وہ لمحہ تھا جب باران کو اپنا کلیجہ کٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔اس مومی گڑیا کا اس کے پاؤں کو چھونا اس کے سینے پر آرے چلا رہا تھا۔۔۔پر وہ کیوں سوچ رہا تھا اتنا؟؟؟ وہ سفاک تھا اسے وہی رہنا تھا۔۔۔ تبھی ذہن جھٹکتے ایناره کا واپس کھڑا کرنا چاہا۔۔۔

"آ،،، آپ جج،، جو بولیں گے میں کروں گی،،، پپ،،، پلیز،، مجھے وہاں مت بھیجیں،،،۔ "ایناره گڑگڑانے لگی تو باران کا وجود پتھر ہو گیا۔۔۔وہ ایناره کو دور کر دینا چاہتا تھا کہ کہیں وہ اس کو روندنہ دے وہ اپنے اندر کے درندے سے نہیں جیت سکتا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے،،، کھڑی ہو اور باآوازِ بلند کہو ڈیول باری،،، "باران کی شرط" سنتے ایناره فورا کھڑی ہوئی اور چند قدم پیچھے ہوئی کہ وہ واپس باہر نہ لے جانے لگے۔۔۔

ڈڈ،،، ڈیول،،، باری،،، "کئی آنسو یہ الفاظ ادا کرتے دل سے نکلے" تھے۔۔۔ وہ کس دل سے باران کو یہ گالی دے رہی تھی یہ وہی جانتی تھی۔

اور تیز،،، "باران دانت پیستے غرایا تو ایناره نے اپنی آواز مزید بلند کی۔۔۔" ڈیول باری،،، "اب کی بار آواز میں لرزش تھی۔۔"

آواز نہیں آئی،،، اور تیز،،، "باران کی دھاڑ کے ساتھ ایناره کی بھی چیخ نکلی" تھی۔۔۔

ڈیول باری،،، "لیکن اس کے بعد حواس قائم نہیں رہے تھے وہ ہوش" کھوتی زمین بوس ہونے لگی لیکن ایناره پھر اس ڈیول کی مہربانی سے اسی کی بانہوں میں جھول گئی۔ پر اس نرم وجود کو بانہوں میں پا کر بھی اب اسے اپنے اندر کوئی جذبہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔ بلآخر باران کے اندر کا درندہ اس

اینجل باری کو سلا چکا تھا جو بہت مشکل سے زندہ ہوا تھا۔۔۔وہ معصوم جان جو اسے اپنا محافظ تصور کر رہی تھی نہیں جانتی تھی جسے وہ فرشتہ کہہ رہی ہے وہ اسی کی زندگی جہنم بنانے والا ہے۔

****

بانہوں میں بے ہوش اس نازک پھول کو باران بے تاثر نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔اینارہ کے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی گویا کبھی کسی کے چہرے پر اتنی معصومیت نہ دیکھی ہو۔۔کیا وہ جتنی معصوم تھی اتنی ہی زیادہ خطرناک ہونے والی تھی۔اس نے بچپن سے یہی تلخ ترین تجربہ پایا تھا کہ عورت جس قدر حسین ہوتی ہے اتنا ہی بڑا فریب ہوتی ہے۔۔اس کے وجود کو بانہوں میں اٹھاتے وہ اینارہ کے کمرے کی جانب بڑھا اینارہ کے پورے وجود کا وزن بھی اس ایک بھاری ڈمبل کے برابر نہیں تھا جسے وہ اٹھاتا تھا۔۔۔وہ پاؤں کی مدد سے دروازا کھول کر اس کے کمرے میں آیا تھا۔۔کمرے میں لا کر اس

کے وجود کو بیڈ پر لٹایا اور بنا دیکھے پلٹ گیا ابھی پلٹا ہی تھا کہ نظر سامنے ڈریسنگ مرر پر پڑی۔۔۔

دیکھ لیا؟ کہا تھا نہ مجھے نہیں ہے اس سے محبت یا انسیت۔۔ایک ہی بار میں" کیا حالت کر دی اس کی؟؟؟میرے خوف سے بے ہوش پڑی ہے،،" باران نے شیشے میں دیکھتے اپنے اندر چھپے درندے کو فخریہ بتایا لیکن اچانک ایک بار پھر اپنا ہی عکس مسکراتا ہوا نمودار ہوا۔۔۔

خوف تو مجھے اس سے زیادہ تمہارے وجود میں دکھ رہا ہے باران۔ تمھیں" خوف ہے کہ کہیں اس سب کے بعد وہ تم سے دور نہ ہو جائے۔۔"اس کے عکس نے جیسے جانچتی نظروں سے باران کو دیکھتے سوال کیا۔

وہ ابھی یہاں سے چلی جائے۔۔ باران دلشیر کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔۔۔تم" اپنی بکواس بند کرو۔۔" باران ایک دم غرایا۔ لیکن وہ عکس زور زور سے ہنسنے لگا۔

تم اتنے بے وقوف پیدا ئشی ہو کیا باران دلشیر۔۔اگر ایسی بات ہے تو قسم" اٹھا کر کہو کہ تم نے اس کے دل میں اپنی اتنی دہشت بٹھائی ہے کہ وہ تم سے ذرا برابر بھی ڈرتی ہے،،؟؟؟تم نے ایناره کی آنکھوں میں اپنا زرا سا خوف "دیکھا ہے؟تمہارے قریب آنے سے وہ ڈرتی ہے؟

سوال نہیں ایک اور آئینہ تھا جو باران دلشیر نے دیکھا تھا۔وہ واقعی اب بھی باران سے نہیں ڈری تھی صرف اونچی آواز اور غصے سے ڈری تھی پر اس کے وجود اس کی آنکھوں میں باران کا خوف نہیں تھا۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔نہیں ڈری تو عنقریب ڈرے گی۔۔میں اس کے وجود" " کے انگ انگ میں اپنا خوف بھر دوں گا۔۔۔

چیلجنگ انداز میں کہتا باران کمرے سے باہر نکل گیا اور باران کے نکلتے ہی وہ عکس بھی غائب ہو گیا۔۔

****

تین دن گزرے تھے کہ آرزک خانزادہ اپنے مقاصد میں پوری طرح کامیاب ہو چکا تھا بس صرف ایک آخری ضرب کی باری تھی کہ دشمن زیر ہو جاتا۔۔۔لیکن نجانے یہ کیسی کامیابی تھی کہ وہ اس سے بالکل بھی خوش نہیں تھا۔۔۔ایلف سمیت دل و دماغ ان بچوں کے حق میں بھی لڑ رہے تھے جو اسے اپنا باپ سمجھ رہے تھے وہ ان کا بائیولاجیکل فادر نہیں تھا پر جانتا تھا باپ کی قدر و قیمت۔۔۔

اپنی زہنی سوچوں کو جھٹکتے وہ کمرے سے باہر نکلا۔۔۔آج ایلف گھر پر نہیں تھی آج یونیورسٹی میں چھٹیوں کے بعد اس کا پہلا دن تھا آرزک نے گھڑی میں وقت دیکھا صبح کے گیارہ بج رہے تھے بچے بھی شاید اپنے کمرے میں مشغول تھے۔۔اپنا فون نکالتے اس نے صفوان کو کال ملائی ممکن تھا وہ اسے موٹیویٹ کرتا تو دل قابو میں آتا ابھی فون کان سی ہی لگایا تھا جب دروازہ کھلنے کی آواز پر پیچھے دیکھا۔۔۔بے تحاشہ روتے ایلف گھر کے اندر داخل ہوئی

تھی اور اب تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر جا رہی تھی آرزک نے فون کاٹتے جیب میں رکھا اور بے چینی سے ایلف کے پیچھے گیا۔۔۔

ایلف دروازہ کھولو،،، "کمرے کے دروازے پر پہنچتے اسے لاک پایا تو"

آرزک نے تیزی سے دستک دی۔

جج،،، جاؤ پی،،، یہاں سے،،، "اندر سے بھرائی آواز میں جواب آیا۔۔۔"

مطلب وہ بے تحاشا رو رہی تھی۔۔

ایلف دروازہ کھول رہی ہو یا میں خود ان لاک کروں؟؟؟"اس نے "

پورے استحقاق سے دھمکی دی کہ اندر بیٹھی ایلف دلشیر دم سادھ گئی کیونکہ وہ خاص شخص اس عام سی لڑکی کو خاص کر رہا تھا۔۔ایلف نے مجبور ہو کر کمرے کا دروازہ کھولا تو آرزک سنجیدگی سے اندر داخل ہو گیا اس کا آنسو سے تر چہرہ دیکھا پھر چہرے سے ہوتے اس کی نظر ایلف کے کومل مومی ہاتھوں پر گئی تو ماتھے پر بل پڑا کہ اس کے ہاتھ کی کھال چھلی ہوئی تھی۔۔۔

کیاہواہے یہ چوٹ کیسے لگی؟؟؟"آرزک خانزادہ نے مٹھی بھینچتے" پوچھا۔۔لیکن جواباً ایلف کواپناحجاب کھولتے دیکھ دھچکالگا۔۔۔ایلف نے کبھی اپناحجاب اس کے سامنے نہیں کھولا تھاصرف دوباراس نےایلف کے حسین بال دیکھے تھےایک بارجب اس پر حملہ ہواتھادوسری بارجب ایلف فنڈملنے پرناچی تھی۔۔۔آرزک خاموشی سےاس کے عمل کودیکھے گیاپر جب ایلف کاحجاب سر سے درست ہواتوحجاب کھولنے کی وجہ بھی سمجھ آگئی۔ آنکھیں سرخ پڑنے لگیں اورلب سختی سے آپس میں پیوست ہوگئے۔۔اب سمجھ آیاتھاوہ یونی سے جلدی کیوں آئی۔

کس نے کیایہ سب،،،؟"نیچے جھکتے اس نےایلف سے نظریں ملاتے سرد" لہجے میں پوچھا۔ایلف کے آدھے بالوں کوکسی نے کاٹ دیاتھاکہ آدھے بال کمرپر جھول رہے تھےاورآدھے کندھوں پر لٹک رہے تھے۔لیکن آرزک کا یہ سوچ کرخون کھول رہاتھاکہ جس نے بھی یہ کام کیاہوگایقیناًایلف کاحجاب کھولاہوگا۔

ککک،،، کرسٹین ل،،، لبر ااورا،،، ان کے بب،،، بوائے فرینڈز،،، نے۔۔""

ایلف نے اپنے چہرے کو بری طرح رگڑتے بتایا۔آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔

ا،،، ایک ااو،،، اور عیب،،، آگیا مم،،، مجھ میں" بے تحاشہ روتے وہ پاگل" لڑکی اپنے عیب گن رہی تھی۔۔۔

بالکل چپ،،، کوئی عیب نہیں ہے تم میں سمجھیں،،، "وہ بے اختیار ایلف کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام گیا تھا۔اپنا انگوٹھا اس کے گلابی لبوں پر جما گیا۔۔ کہ ایلف رونا بھول پتھر ہوتی اس کی آنکھوں کی صداقت میں گم سی ہو گئی۔۔

بب،،، بہت عیب ہیں۔ مم،،، مجھ میں،،،، "وہ اس کی شخصیت کی مقناطیسیت اور اپنی عجیب ہوتی کیفیت سے نظریں چرا کر پیچھے ہوتی بول ہی رہی تھی جب آرزک نے اس کی کلائی تھامی اور اسے لیے کمرے سے باہر نکلا۔

تم میں کتنے اور کون کون سے عیب ہیں اس پر ہم بعد میں تفصیلی تبصرہ"
کریں گے،،، "گھر کے باہر نکلتے وہ بہت تیزی سے چل رہا تھا کہ ایلف سے
اس کے ہمقدم ہونا مشکل ہو رہا تھا۔

ککک،،، کہاں جا رہے،،،،ہو،،،؟"ایلف نے ہانپتے ہوئے پوچھا رونا دھونا"
تو کہیں پیچھے رہ گیا ایلف اپنے کھلے بالوں کو دیکھتی پریشان تھی کہ جلد بازی
میں آرزک نے اسے حجاب لینے کی مہلت بھی نہیں دی تھی۔۔

مم،،، میرا ح،، حجاب،،،، "آرزک کو سڑک کے کنارے پہنچتے کیب"
روکتے دیکھ ایلف نے پریشانی سے کہا تو کیب کا دروازہ کھولتے آرزک کے
ہاتھ تھم گئے پھر کچھ سوچتے ایلف کو کیب میں بٹھاتے خود تیزی سے واپس
مڑا اور چند لمحوں بعد ہاتھ میں حجاب لیے واپس لوٹا۔

مم،،، مجھے اتنی ببب،،، بھی چوٹیں نن،، نہیں لگی ہیں کہ ڈڈ،،،ڈاکٹر کے"
پپ،،، پاس جج،، جائیں،،، "ایلف نے اسے اپنے گمان کے متعلق اسے تسلی
دی لیکن سامنے والے کا جواب سن کر ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔۔

ہم ڈاکٹر کے پاس نہیں بلکہ تمہاری یونیورسٹی جارہے ہیں،،، کرسٹین اور "
اس کی دوست کے بوائے فرینڈ اور ان دونوں لڑکیوں کو گنجا کرنے،،، "اس
نے جواب اطمینان سے دیا تھا پر وہ جواب ایلف کو خوفزدہ کر رہا تھا۔
تت،،، تم پپ،،، پاگل ہو بب،،، بلیک بیلٹ ہیں وہ،،تت،،، تمہاری "
ہ،، ہڈیاں توڑ کر تت،،، تمہارے ہاتھ میں دے د،،، دیں گے،،، "ایلف اس
جلد باز جذباتی کم عقل انسان کے ساتھ سر پھوڑنے لگی۔اب افسوس ہوا کہ
گھر آئی ہی کیوں۔۔پر آرزک کان پر پردے لپیٹے بیٹھا رہا ایلف اسے بار بار
وارن کرنے لگی۔۔پر اس کے کان پر جوں بھی نا رینگی۔۔۔گڑی یونیورسٹی
کے گیٹ پر رکی تو ایلف نے حیرت سے آرزک کو دیکھا کہ اس نے تو اسے
اپنی یونیورسٹی کا ایڈریس بتایا ہی نہیں تھا۔۔۔
باہر آؤ،،، "آرزک کے حکم صادر کرنے پر ایلف تیزی سے نفی میں سر "
ہلانے لگی۔

تت،،، تم پپ،،، پاگل ہو،،، اندر،،، آجاؤ بب،،، بال تو اپ،،، اپنی"
کک،، کھیتی ہیں واپس،، آجائیں گ، گیں،،"ایلف نے بے اختیار آرزک کا
ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچا۔۔۔
تم نے ابھی اپنے متعلق میرا پاگل پن دیکھا ہی کب ہے،،، اور شاید میں خود"
بھی نہیں جانتا نہ ہی جاننا چاہتا ہوں کہ تمہیں لے کر دیوانگی اور جنون کی یہ
کون سی حد ہے،،،،"سرد لہجے میں کہتا وہ ایلف کو پل بھر کو ساکت کر گیا
تھا۔۔۔ایلف کے چہرے پر بڑے ناقابل فہم سے تاثرات تھے جیسے اس کی
بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔ مگر اس ظالم نے اسے سوچنے سمجھنے کا
موقع دیا ہی کب تھا۔۔ کہ اگلے ہی لمحے اس نے ایلف کو بازو سے پکڑتے
اپنے ساتھ باہر نکالا تھا۔
تت،، تم مروگے سس،، ساتھ مم،،، مجھے بھ،،، بھی مم،، مرواؤ گے،،"
اگین کہہ رہی ہوں گگ،، گھر چلوود،،، دو۔۔بب،، بوٹی ایکسٹرا دوں
گی،،،"جلدی جلدی بولتی وہ آرزک کو روک رہی تھی جب اچانک کسی لڑکی

کی نازک سی آواز نے آرزک اور ایلف کے قدم روکے اور توجہ اپنی جانب کھینچی۔۔۔

اوہو،،، مس ایبنارمل،،، یہ ہینڈسم تمہارا بوائے فرینڈ ہے؟" بائیں جانب " کی بینچ سے کھڑی ہوتی۔۔وہ سفید ماڈرن بلیک سلیولیس ٹاپ اور اسکرٹ میں لبرا تھی۔اس کے پیچھے ہی بینچ پر دو لڑکے اور ایک لڑکی بیٹھی تھی۔

یہ ہیں،،،؟"انہیں کی طرح آرزک نے ایلف کی جانب دیکھے سنجیدگی " سے پوچھا۔۔۔تو تھوک نگلتے ایلف نے بیچارگی سے آرزک کو دیکھا۔۔۔لیکن اس سے پہلے وہ کوئی مثبت اشارہ دیتی لبرا ایک ادا سے آرزک کے سامنے آتی چھچھورے پن سے انگریزی میں بولی۔

ہاں میں ہی ہوں،،، جس نے تمہاری ایبنارمل بے بی کے ہیئر کٹ کر دیے" تاکہ وہ پوری پاگل لگے،،، تو پوچھنا یہ تھا اب یہ تو بڑی بدصورت لگ رہی ہو گی تو کیا میرا چانس بم سکتا ہے،،، بڑی بہترین سروس دیتی ہوں"اس نے

آنکھیں پٹپٹاتے انتہائی بے شرمی اور خباثت سے کہا جب آرزک گہرا مسکرایا۔

اوکے،،،اس کا حجاب بھی تم نے اتارا تھا،،؟"ایلف کا ہاتھ چھوڑتے وہ لبرا" کی جانب مکمل متوجہ ہوا تو لبرا اس کی سحر انگیز مسکراہٹ پر گڑبڑائی اور پھر مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا لیکن اگلے ہی لمحے منہ پر پڑنے والے تھپڑ نے اس کے وجود کو سن کر دیا جبکہ آرزک کے اتنے شدید ردِ عمل پر ایلف منہ پر ہاتھ رکھتی آنکھیں پھاڑے غیر متوقع منظر دیکھنے لگی۔۔۔

یو،،،ہاتھ کیسے اٹھایا اس پر،،،"لبرا کا بوائے فرینڈ اور کرسٹین کا بوائے فرینڈ" ایک ساتھ آرزک پر جھپٹے تھے جب کہ کرسٹین پریشانی سے لبرا کو تھامے ہوئے تھی جو گال پر ہاتھ رکھے ابھی تک سن تھی کہ وہ زوردار تھپڑ اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔ایلف جواب تک آرزک کی فکر میں گھل رہی تھی اب ان لڑکوں کا بھرکا بنتا دیکھ ان کے لیے فکر مند ہو رہی تھی۔۔

چچ،،، چھ،،، چھوڑ،،،دو،،، "بری طرح آرزک کے بازو سے چمٹتے آرزک "
کو ان سب سے دور کیا جو اب زمین پڑ پڑے بری طرح کراہ رہے تھے۔۔
چلو،،، "اپنے کالر کو جھاڑتے اپنے کام سے مطمئن ہوتے ایک بار پھر "
آرزک نے ایلف کی کلائی تھامی اور اسے لیے یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر
نکل گیا۔
تت،، تم کوئی غ،،، غنڈے تت،،، تو نہیں ہو،،،! متوحش لہجے میں "
پوچھتی وہ آرزک کے ساتھ کیب میں بیٹھ گئی۔
جو بھی ہوں تم میرے ساتھ محفوظ ہو،،، "مختصر سا جواب پر ایلف کے "
لیے سیر حاصل تھا۔۔۔ایلف کو اس کا ساتھ ہونا بہت مسرور کر رہا تھا۔کتنے
مکمل لگتے تھے وہ دونوں ساتھ۔۔ بچپن سے اب تک کی ساری رنجشیں
ساری احساس کمتری اس ایک لڑکے نے ختم کر دی تھیں۔۔ محض چند دنوں
میں ہی اسے خاص کر دیا تھا۔۔جو فیصلہ لینے کی کشمکش میں وہ اتنے دنوں سے
تھی وہ اب لے چکی تھی۔۔اب مزید دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔وہی

خوشیاں اسے درکار تھیں جو ہر لڑکی کی خواہش تھی تو بس قدم اسے خود بڑھانا تھا۔۔وہ اس کی آنکھوں میں اپنے لئے جلتے خاص جزبوں کی لو دیکھ چکی تھی۔۔۔اپنی سوچ پر مطمئن ہوتی وہ طمانیت سے مسکرائی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی اس بات سے انجان کے جتنے حسین منظر وہ دیکھ رہی ہے وہ سب !ایک خواب بننے والا ہے ڈراؤنا خواب۔۔۔۔

****

دو دن مزید اسے اس جگہ گزر چکے تھے۔۔دل و جان میں ایک طوفان برپا تھا۔۔۔ نکاح کے بعد جو دل کچھ پر سکون ہوا تھا۔۔اس نے ان دو دنوں میں زاویار معراج خانزادہ کو اس بات کا شدت سے یقین دلایا تھا کہ وہ جتنا بھی اونچے مرتبے پر کیوں نہ پہنچ جائے پر تھا وہ بے بس ایک عام حقیر سا انسان۔۔ جس کے جسم و جاں کے اپنے ہی کچھ الگ تقاضے تھے۔۔۔۔جب دل و جان میں بھڑکتی ایک طغیانی سی برپا ہوئی تو اس کا ایک ہی راستہ نظر آیا کہ وہ جواب اس کے نام پر اس کے لیے پوری طرح حلال ہو کر اس کی بیوی کی حیثیت

سے اس کے فلیٹ میں رہ رہی تھی۔۔اس کے قرب سے سکون حاصل کرے کہ شاید اس کے حلال وجود میں اللہ وہ کشش ڈال دے کے وہ چند لمحوں کچھ پلوں کے لیے نظروں میں رہی حسین دلربا زندگی سے نکل جائے۔۔۔اپنے اسی فیصلے پر عمل پیرا ہونے کا سوچ کر زاویار خانزادہ نے آج اس کا ارادہ اس لڑکی سے کی پاکستان کی واپسی کی ٹکٹ بک کروائی تھی۔پہلے محمل کو مانوس کرنے کا تھا۔۔پھر یہ زیادہ ضروری لگا کہ خود اس سے مانوس ہوا جائے۔۔اسے سمجھا اسے جانا جائے۔۔ورنہ اگر اس نے کوٹھے والی زرمش کی وجہ سے اس زرمش سے لاپروائی کی تو وہ ایک بہت بڑی ناانصافی کا زمہ دار ٹھہرے گا۔۔دو گھنٹے کا یہ انتظار بھی جلد پورا ہوا اور شام چار بجے فلائٹ کے لیے وہ لندن ایئرپورٹ سے فلائٹ میں بیٹھا۔۔اس کا ارادہ سیدھا اپنے فلیٹ جانے کا تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے اب تک باران کو یا کسی کو انفارم نہیں کیا تھا۔۔کچھ گھنٹوں کا سفر بادلوں پر سے گزارا اور فلائٹ لاہور ایئرپورٹ پر لینڈ ہوئی۔وہاں زاویار خانزادہ کا پرسنل مینیجر پہلے سے گاڑی

لے کر موجود تھا زاویار کو آتا دیکھ فوراً دروازہ کھولا۔راستے بھر میں خاموشی طاری رہی۔۔۔وہ آنکھیں موندے گاڑی کی بیک سے سر ٹکائے مسلسل کو لگا وہ تھکا ہوا ہے ایک انجان وجود کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔ مینیجر جبھی آفس کے متعلق بھی کوئی بات نہیں چھیڑی تھی۔

سر آپ کو گھر ڈراپ کر دوں،،،؟" مینیجر نے کنفرم کرنا چاہا۔۔۔"

میں لے چلو،،،اس کی سنجیدہ سی آواز پر مینجر نے اثبات C-70 نہیں"

میں سر ہلایا۔۔۔آدھے گھنٹے کی مزید مسافت کے بعد گاڑی فلیٹس کے وسیع و عریض پارکنگ لاٹ میں رکی۔۔۔

تم جاؤ اور ابھی کسی کو انفارم مت کرنا میں پاکستان آگیا ہوں،،،"اپنا کوٹ"

اتارتے ایک ہاتھ پر ڈالتے زاویار حکم دیتا بنا جواب دیے آگے بڑھ گیا۔۔۔

لفٹ میں قدم رکھتے ایک گہری سانس لی۔۔۔سب کچھ اس کی مرضی سے ہوا تھا پھر بھی نجانے کیوں سب کچھ ایک بوجھ سا لگ رہا تھا۔۔اپنا وجود اور یہ رشتہ سب کچھ۔۔اپنے ماتھے کو رب کرتے گھڑی میں وقت دیکھا۔۔رات

کے ایک نج رہے تھے۔کچھ لمحوں بعد لفٹ عمارت کے لگژری فورتھ فلور پر رک گئی۔یہ اپارٹمنٹس بہت کشادہ اور اعلی طرز کے بنے ہوئے تھے۔۔۔ اور یہاں رہنے والے بھی زاویار خانزادہ کی طرح ایلیٹ کلاس ہی تھے۔۔۔ یہاں کے آوٹ ڈور،ڈورز فنگر پرنٹ لاک تھے۔۔۔زاویار خانزادہ کے اس فلیٹ میں صرف دو ہی لوگ داخل ہو سکتے تھے کہ زاویار خانزادہ خود دوسرا باران دلشیر۔۔پھر وہ ایک خیال کے تحت لب بھینچ گیا کہ اب باران کی جگہ تھا۔۔۔ایک ارادہ جو زاویار خانزادہ زرمش کا فنگر پرنٹ اس دروازے پر لگنا کر کے آیا تھا وہ یہ کہ وہ سب سے پہلے زرمش کا نام تبدیل کرے گا۔۔۔ فلیٹ کے باہر کھڑے ہوتے اپنا انگھوٹا فنگر پرنٹ اسکرین پر رکھا تو اگلے ہی لمحے دروازہ ان لاک ہو گیا۔۔۔گھر کے اندر قدم رکھا تو چار سو نیم مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔اوپن فرنشڈ اٹیلین کچن مکمل اندھیرے میں ڈوبا تھا۔۔۔شیش محل سا سجا مختصر مگر خوبصورت لاؤنج میں صرف ایک کرسٹل لائٹ روشن تھی۔۔۔جس کی مدھم روشنی چاند کی طرح ہر چیز پر

پھیل رہی تھی۔۔۔اپنا کوٹ صوفے پر ڈالتے اپنے قدم پہلے بیڈ روم کی طرف بڑھائے جو اس کا ذاتی کمرہ تھا۔۔۔جس میں اس کی نئی نویلی دلہن کو رکھا گیا تھا۔۔۔کسی خیال کے تحت زاویار کے قدم رکے۔۔۔یہ اس کی دوسری شادی تھی۔۔۔اسے کوئی شوق اور ارمان نہیں تھا پر ممکن تھا اندر بیٹھی اس مظلوم لڑکی کے بہت سے خواب ہوں۔۔اپنی آنکھوں موندتے پھر خود کو سمجھایا اسے فلحال صرف اپنے تقاضے پورے زور سے میچیں۔اور کرنے ہیں۔۔۔حق مہر تو وہ نکاح کے دن ہی ادا کر چکا تھا۔۔رہی منہ دکھائی کہ بات تو آج اس لڑکی کو منہ دکھائی میں وہ اچھی بیوی بننے کے سلیقے اور اپنے ساتھ رہنے کے قاعدے قانون سکھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔یہ بھی تو لازم تھا کہ اپنی دوسری بیوی کو سختی سے رکھے اور اس کی لگامیں اپنے ہاتھ میں رکھے۔۔۔ورنہ کوئی بعید نہ تھی وہ بھی کسی کے ساتھ تعلق قائم کر لے۔۔

عورت ذات پر جب کا اعتبار اٹھ گیا تھا۔۔بے اعتباری کی آہنی دیوار ز ہن میں تعمیر ہو چکی تھی۔۔شاید اندر موجود لڑکی کی خدمت یا خلوص اس کی

سوچ بدل دیتا۔۔ پھر ہر چیز سے بے نیاز ہوتے زاویار نے روم کا نیم وادر وازہ کھولا اور پورے استحقاق سے اندر داخل ہوا کہ یہ کمرہ اور اس میں موجود ہر شے اور وہ لڑکی ہر چیز اس کے تابع اس کی ملکیت ہی تو تھی۔ روم کو واپس لاک کرتے دیوار پر لگے سوئچ پر ہاتھ مارتے سارے بٹن آن کیے تو کمرہ پل بھر میں روشن ہو گیا۔۔۔ لیکن زاویار کی نظر بیڈ پر لیٹے اس وجود پر ٹھہر سی گئی۔۔۔

****

وہ جب اس گھر میں آئی تھی تو اس گھر کی چکا چوند نے اسے پل بھر کے لیے حیران کیا تھا۔۔ یقین نہ آیا کہ جیسے گھر کی وہ بچپن سے اب تک تمنا کرتی آئی وہ اتنی آزمائشوں کی بعد اسے آخر کار مل ہی جائے گا۔۔ زندگی یوں بھی پلٹتی ہے۔۔ کہاں اندازہ تھا۔۔۔ پھر ایک خوف دل میں کنڈلی مار کر بیٹھ گیا کہ اس کے شوہر کو جب اس کے سابقہ حالات کا علم ہو گا۔۔ جب جسم پر پڑے وہ زخم کے نشان دیکھے گا تو وہ کیا جواب دے گی۔۔ آج بھی رات دیر تک وہ یہی

سوچتی رہی جب اسے خبر ہوئی کہ جس سے اس کا نکاح ہو تھا۔۔وہ تو نکاح کرنے کے بعد ہی بزنس میٹنگ میں چلا گیا تھا اور اس کی واپسی کب تھی اس بات کا اندازہ بھی نہیں تھا۔۔یہ بات اسے شاہدہ آنٹی نے بتائی تھی۔۔۔اسے پھر ایک بار اپنی قسمت پر ہنسی آئی تھی کہ ہاں ایک ان دیکھی ان چاہی لڑکی کے لیے کیوں کوئی تکلفات اور انتظام کیے جائیں گے۔۔وہ محض ایک ضرورت بننے والی تھی۔۔۔اپنی کم مائیگی نے دل کو ایک اور گرہن لگایا تھا۔۔۔ویسے بھی امیر آدمی سے شادی کی خواہش کے ساتھ اس کی دوستیں یہ بھی تو بتاتی آئی تھیں کہ امیر آدمی غریب لڑکیوں سے شادی کر بھی لیں تو صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ ساری عمر برداشت کی چکی میں پسیں۔۔۔کیونکہ ان کو بیوی صرف دکھاوے اور شو پیس کے لیے درکار ہوتی ہے ورنہ وہ باہر کی غیر عورتوں کے اس قدر عادی ہوتے ہیں کہ بیوی کو مڑ کر نہیں دیکھتے۔۔۔اور آج شادی کے تیسرے دن اپنی بد قسمتی پر وہ جی بھر کر روئی تھی کہ اسے تو اپنے شوہر کا ڈھنگ سے نام تک نہیں پتا چل پایا تھا۔۔نکاح

کے وقت وہ گم صُم سی تھی اور بس اپنی دلی رضامندی سے ہاں کر بیٹھی۔۔

بعد میں شاہدہ آنٹی کے منہ سے معراج بیٹے کی پرسنالٹی کی کافی تعریف

سنی۔۔نام کا سابقہ لاحقہ کچھ بھی تو معلوم نہیں تھا۔۔تو شکل تو دور کی بات۔

لیکن اس سب کے باوجود زرمش کو یہ یقیناً وہ اپنی بیٹی کے ساتھ تھا۔۔۔

تین دن زندگی کے خوبصورت دن لگے تھے۔۔جس میں اسے گھر سے

نکالے جانے کا اپنی عزت پر خطرہ لاحق نہیں تھا۔تین دن سے وہ ایک اچھی

زندگی گزار رہی تھی جس میں نا محنت مشقت تھی نہ طعنے بلکہ ملازمہ کھانا

وقت پر بنا کر اس کے سامنے پیش کر رہی تھی اور باقی ضروریات بھی پوری

ہو رہی تھیں۔۔۔ایک بات تو تھی کہ جس شخص سے اس کی شادی ہوئی تھی

وہ شخص زمہ دار تھا۔۔۔

لیکن اس کے باوجود یہ خوف کے کہیں واپس اسے اس گندگی میں نا جانا

پڑے۔۔۔یہ فکر اسے کھائے جاتی تھی۔۔تبھی وہ شبِ بیداری کی بری

بیماری میں مبتلا تھی۔۔۔جبھی آج رات بھی لان کا لائٹ بلیو سادہ سوٹ

زیبِ تن کیا کیونکہ نائٹ ڈریس پہننے کی عادت اسے بچپن سے نہیں تھی۔۔۔اپنے بالوں میں برش پھیرتے اپنے ویران چہرے کو دیکھا۔۔شکر تھا اس کوٹھے کے ظالم لوگوں نے اس کے چہرے پر ضرب نہیں لگائی تھی۔۔ورنہ یہ شادی بھی نہ ہوتی۔۔۔کمرے کی لائٹ بند کرتے وہ بیڈ کے پاس آئی تھی اور سائیڈ ٹیبل سے نیند کی گولیاں اٹھا کر اس میں سے ایک گولی منہ میں رکھ کر پانی سے بھرا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا لیا تھا۔۔۔اور پھر سیدھی ہوتی بیڈ پر لیٹ گئی تھی سیدھا ہاتھ موڑ کر اپنے چہرے پر رکھتے مشکل سے آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ اس کی آنکھیں بھاری ہوتی بند ہو گئی تھی۔۔۔جو گولیوں کا استعمال کر رہی تھی وہ ہارڈ تھیں اور صحت کے لیے مضر بھی کہ اگر وہ رات کھاتی تو اگلے دن صبح تک تمام رات کا ہوش ہی نہ رہتا اب بھی یہی ہوا تھا وہ نیند کی طلب میں خود کو بے ہوش کر چکی تھی۔جب دروازہ کھول کر زاویار خانزادہ کمرے میں داخل ہوا تھا اور لائٹ آن کی تھی۔۔۔کمرہ روشن ہوتے ہی سفید بیڈ شیٹ پر نظر آتے سفید مخمل سے مومی پیر۔۔۔نازک

سراپاجواس کے بستر پراس کی بیوی ہونے کی حیثیت سی نیم دراز تھا جس کے وجود پراسے پورااختیار تھا۔۔۔

دبلا پتلا کسی ماہر سنگ تراش کے ہاتھوں ساتراشاہوانازک مخملیں سراپاکہ زاویار خانزادہ کے اعصاب ایک دم بھاری ہونے لگے تھا۔۔۔ حلال رشتے کا تقاضہ اوراستحقاق سر چڑھ کر بولنے لگا تھا۔۔۔زاویار خانزادہ نے اپنے قدم وارڈروب کی طرف بڑھائے۔۔۔بیوی کے اندر اللہ نے شوہر کا سکون رکھا ہے یہ سچ تھا۔۔ جبھی صرف اس وجود کے کمرے میں ہونے سے ہی زاویار کے جلتے دل پر پھوار سی برسی تھی۔۔۔وارڈروب سے آرام دہ سوٹ نکالتے جان بوجھ کر زور سے دروازہ بند کیاکہ مقابل لڑکی کی آنکھ کھل جائے پر اس لڑکی میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔۔۔کمرے سے منسلک باتھروم میں بند ہوتے ایک مرتبہ پھر زاویار نے زور سے دروازہ بند کیاتاکہ وہ لڑکی جاگ جائے اور اسے وہی پروٹوکول دے جوہر شوہر کی طرح اپر کلاس کا مرد بھی اپنی بیوی سے چاہتاہے۔۔۔۔

دس منٹ بعد جب زاویار فریش ہو کر باہر نکلا تو اس کا گمان تھا کہ اب تک وہ لڑکی جاگ چکی ہو گئی پر شدید حیرت ہوئی کہ وہ اب تک گہری نیند میں تھی۔۔۔زاویار قدم قدم چلتا بیڈ کے پاس آیا اور اس لڑکی کے سرہانے بیٹھا جس نے چہرے پر ہاتھ دھرا ہوا تھا۔۔۔زاویار کی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اس دوا کی شیشی پر پڑی جس پر سلیپنگ پلز لکھا تھا۔۔۔بے اختیار زاویار کے ماتھے پر بل پڑے۔ گولیوں کی شیشی کو واپس رکھتے اس لڑکی کے مومی سفید ہاتھوں کو دیکھا اور پھر ایک بھرپور نظر اس لڑکی کے نازک وجود پر ڈالی تو سارا خمار ایک پل میں غائب ہو گیا۔۔۔جب زہن میں زرمش کا چہرہ اور سراپا لہرایا۔۔خود کو چھپاتا وہ نازک وجود۔۔۔دل کی متضاد کیفیات کے زیر اثر اچانک دل اس ہوش ربا سراپا لئے اس لڑکی سے بھی اچاٹ ہوا۔۔۔پر وہ ڈھیٹ بنا بیٹھا رہا تھا کہ اس لڑکی کی قربت ضروری تھی تاکہ وہ کسی اور کے متعلق سوچ سکے جواب اس کی متعلق سوچنا بند کرے اور اس لڑکی کے بیوی تھی۔۔۔اس کا لباس اس کی نصف بہتر تھی۔۔۔

زرمش،،،"اس نے لب بھینچتے اسے پکارا۔۔۔پر اس وجود میں کوئی" جنبش نہ ہوتے دیکھ یاد آیا وہ تو بے ہوش ہے۔۔۔پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے مخملی ہاتھ کو چہرہ سے جدا کیا تو اس لڑکی کی شکل دیکھ کر زاویار خانزادہ کو لگا اس کی سانسیں تھم گئیں ہیں۔۔یا فلیٹ کی چھت اس کے سر پر آن گری ہے۔۔۔۔یہ اتفاق نہیں ہو سکتا کے وہ لڑکی اس کے بستر پر سو رہی تھی۔۔ جس نے اب تک اس کی زندگی عذاب کر دی تھی۔زرمش جو گہری نیند میں زاویار کی مخالف سمت چہرہ کیے بے خبر سو رہی تھی کہ جس سے نفرت کے باعث وہ یہ سلیپنگ پلز استعمال کر رہی ہے وہ تو اس کی زندگی پر اب اس سے زیادہ اختیار رکھتا تھا جس کا فائدہ عنقریب وہ اٹھانے والا تھا۔۔۔

اچانک زاویار خانزادہ کی آنکھیں سرخ پڑنے لگی۔۔اعصاب چٹخنے لگے۔۔۔ اسے بار بار دھتکارنے والی اس کی بے عزتی کرنے والی اسے تھپڑ مارنے والی لڑکی اسی کہ رحم و کرم پر لوٹ پھیر کر اسی کے سپرد کی گئی تھی۔۔۔یہ قدرت کا کیسا کھیل تھا۔۔۔جس نے اس کا سکون، چین اور نیندیں حرام کیں

وہ کسی بھی طرح لوٹ پھیر کر اس کی ملکیت بنی اس تک بڑی آسانی سے آن پہنچی تھی۔۔وہ اب کچھ بھول گیا تھا۔۔کچھ بھی یاد نہیں تھا بس یاد تھا تو اتنا کہ وہ باقی ساری باتیں بھولے اب چہرے پر ناقابلِ یقین سے مگر عجیب تاثرات لیے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔۔حیرت کی بات تھی قدرت کے اس ہیر پھیر سے وہ زرا برابر بھی بدمزہ نہیں ہوا تھا۔۔بلکہ دل بلیوں اچھل پڑا تھا کہ قدرت نے اپنی ہر بے سکونی بے چینی، بے عزتی اور دھتکار کا انتقام لینے کا کیا خوب موقع فراہم کیا تھا۔۔۔

اب کہاں لے کر جائے گی اپنی انا؟عزت نفس اور اکڑ،،،"؟؟؟

یہ ایسے سوال تھے جن کا جواب زاویار کے نزدیک امرت تھا امرت۔۔۔

اچانک ایک سفاک اور کمینی مسکراہٹ نے زاویار کو اس کے جون میں لوٹا دیا تھا۔۔

****

اس لڑائی کے بعد وہ سمجھا تھا کہ کام اور بھی زیادہ آسان ہو گیا ہے۔۔ لیکن لڑائی کے بعد آج دوسرا دن تھا کہ ایلف اس سے بالکل اجنبی ہو گئی تھی وہ گھر میں کم ٹکتی تھی اور اگر وہ پوچھتا کہاں جا رہی ہو تو با آسانی اگنور کر دیتی اپنی ساری گیم کی کایا ایک ہی لمحے میں پلٹتے دیکھ وہ پریشان تھا آج بھی ایسا ہی تھا کہ وہ گھر میں نہیں تھی۔۔ بلکہ عبدالرحمن کے ساتھ باہر گئی ہوئی تھی صوفے پر بیزاری سے بیٹھتا وہ اپنے کل و آج کو سوچ رہا تھا کہ وہ اتنا فارغ تو نہیں تھا جتنی حرکتیں کر رہا تھا۔۔۔

"اسی لمحے اریبہ اس کی گود میں چڑھی چیخی تھی آرزک نے پل بھر ڈیڈ،،، کے لیے آنکھیں موند کر کھولیں پھر اس معصوم لڑکی کو دیکھا جو اسے ہی شرارت سے دیکھ رہی تھی۔

"آپ کے ڈیڈ کا موڈ آج بہت بری طرح خراب ہے اس لیے نو مورٹاک!"

آرزک کے منہ بنا کے کہنے پر اریبہ جواباً ہنسنے لگی۔

لیکن مام کے آج کے سرپرائز کے بعد ڈیڈ کا موڈ اچھا ہو جائے گا،،، "وہ اپنے" جوش میں بے اختیار بول گئی پھر زبان دانتوں تلے دباتے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ کون سا سرپرائز؟" آرزک نے چونکتے پوچھا پر اریبہ نے جواباً نفی میں سر" ہلا یا۔۔

میں مزاق کر رہی تھی اوپر روم میں مام نے آپ کے لیے کوئی سرپرائز" ریڈی نہیں کیا،،، "اریبہ اس کی گود سے اترتی گھبرا کر بولی۔۔۔اگر اس کی ماں اور بہن بھائیوں کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے ان سب کا سرپرائز بریک کر دیا ہے تو یقیناً اس کی شامت آنے والی تھی۔

اریبہ،،، "آرزک نے اسے روکنا چاہا پر وہ بھاگ گئی پر بے وقوف جاتے" جاتے یہ بھی بتا گئی کہ سرپرائز اوپر کے روم میں ہے۔۔اب آرزک خانزادہ کے لیے وہاں بیٹھنا مزید مشکل ہو رہا تھا۔۔آج کے سرپرائز میں کیا تھا۔۔۔ یہ سوچ سکون برباد کر رہی تھی اس لیے بے اختیار اٹھا۔اور آہستگی سے اوپر جاتی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔اوپر ایک کمرہ ایلف کا دوسرا بچوں کا تھا۔۔۔

اس کے علاوہ دو کمرے تھے۔۔۔آرزک نے ان دو کمروں میں سے پہلا کمرہ کھول تو اندر کچھ بھی نہیں تھا پھر دوسرا کمرہ کھولنا چاہا تو وہ لاکڈ تھا۔۔۔اس نے پنی جیب میں ہاتھ ڈالتے ماسٹر کی باہر نکالی جو اس گھر کے تمام دروازوں کو باآسانی کھول سکتی تھی۔۔۔کلک کی آواز سے کمرے کا لاک کھل گیا وہ دروازہ کھول کر آہستگی سے کمرے میں داخل ہوا تو قدم دروازے پر ہی ٹھٹھک کر رک گئے۔۔کمرے کے وسط میں ایک بڑا سا پورٹریٹ فریم رکھا اور ایلف کی تصویر ایک ساتھ تھی اس کے نیچے سرخ تھا جس پر اس کی حرفوں میں خوبصورت سا لکھا تھا۔۔

"ول یو میری می،،،،؟"!

آرزک خانزادہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی قدم مزید اندر لیے تو کمرے کی چھت سے جابجا چھوٹی چھوٹی چٹس لٹکی ہوئی تھیں۔۔جن پر ایلف نے خود چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھے ہوئے تھے۔۔۔اردو زبان میں اس کی اردو بڑھتے آرزک کے لب مسکرائے تھے کہ کافی ٹوٹی پھوٹی اردو تھی پر

اظہار کے لیے بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔۔۔آگے ایک بورڈ تھا جس ایک بڑا سا اینولپ لگا تھا اور اس کے اوپر ایک بڑی سی پن۔۔۔پورے بورڈ کو سرخ گلاخ و سفید امتراج کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ایسے ہی زمین پر سرخ و سفید غبارے زمین پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔آرزک خانزادی نے آگے بڑھتے اس لفافے کو چھوا۔۔ساری نفرتوں کے باوجود بہت سال بعد اسے محسوس ہوا تھا کہ وہ روئے زمین پر تن تنہا نہیں ہے۔۔اس سے ہے پناہ محبت کرنے والا کوئی وجود ہے۔۔اس لمحے زہن میں نابار ان دلشیر آیا تھا نہ اس کی دشمنی۔۔

آرزک نے مسکراتے اس پن کو ہٹایا تو وہ اینولپ کھل کر ایک خط کی صورت اختیار کرتے لمبا ہو گیا۔

مجھے قبول کرنے سے پہلے میں چاہتی ہوں تم میری حقیقت بھی"

"!جانو۔۔۔

اوپر ایک تحریر تھی۔۔یعنی اگر وہ اس کا پرو پوزل قبول کرتا وہ تب اسے یہ کھولنے کی اجازت دیتی۔۔۔۔

میرا پورا نام ایلف دلشیر ہے۔۔میں بچپن میں ایک خوبصورت اور " خوشحال فیملی میں پیدا ہوئی تھی۔۔۔میں لاوارث نہیں ہوں میرا ایک بڑا بھائی باران دلشیر ہے اور اس سے چھوٹا ایک اور بھائی ایحان دلشیر۔۔وہ دونوں مجھ سے بہت محبت کرتے تھے پر پھر میری مام نے کسی اور مرد سے بھاگ کر شادی کر لی۔۔بابا اس صدمے میں مر گئے کیونکہ بابا بہت غریب تھے۔۔۔یہ بات باران بھائی سے برداشت نہیں ہوئی اور سب کہتے ہیں انہوں نے غلط راہ اختیار کر لی۔۔میرا بھائی وہی باران دلشیر ہے جو آج کل نیوز کی سرخیوں میں رہتا ہے۔۔۔لیکن ماں کی نفرت میں میرے بھائیوں نے مجھے اتنی دور پھینک دیا کہ ان کو میری شکل بھی نظر نہ آئے۔۔کیونکہ میری شکل میری ماں سے ملتی ہے۔۔بچپن سے اب تک میں اپنی زندگی ڈراؤنے خوابوں سے ڈر کر گزاری ہے۔۔۔مجھے کبھی تحفظ نہیں ملا۔۔رات

صرف خود کو کبھی میں بے خبر نہیں سوئی سات سال کی عمر سے اب تک ترسی کے احساس نے میرے عیبوں کو اور ظاہر کر دیا۔ میں کبھی کسی اپنے سے نہیں ملنا چاہتی تھی نہ ہی کسی کو اپنا بنانا چاہتی تھی لیکن پھر اچانک تم آ گئے۔۔ جس دن تم آئے اس دن میں پوری رات نہیں سوئی تمہارے خوف سے کہ کہیں تم میری عزت پر حملہ نہ کر دو پر تمہیں گھر میں اس لیے رکھا کہ کوئی اور یہاں نہ آئے کیونکہ یہاں جنگلی بھیڑیے ہر طرف شکار کی تلاش میں رہتے ہیں پھر جب وہ غنڈے میری عزت لوٹنے آئے اور تم نے اپنی فکر کیے بغیر میری جان بچائی اس دن کے بعد سے میں بے خبر سونے لگی۔۔۔ بغیر کسی خوف کے زندگی میں پہلی بار چھت اور تحفظ کے احساس سے روشناس ہوئی۔۔۔ پھر اچانک دل میں خواہش ہوئی کہ ساری زندگی ایسے ہی سکون سے سونا چاہتی ہوں۔۔

پر ڈرنے لگی کہ بے شک تم غریب ہو پر تمہیں حق ہے اپنے لیے ایک مکمل اور بے عیب لڑکی چننے کا۔۔۔پر پھر تمہاری باتیں سن کر لگا کہ تم میرے عیب کے ساتھ مجھے قبول کر لو گے۔اور یقیناً قبول کر چکے ہو۔۔

تم میری زندگی میں شامل ہونے والے وہ شخص ہو جو میرے تمام زخموں پر

"مرہم ہے۔تم بہت خاص ہو،،،

اس کی ٹوٹی پھوٹی اردو کو درست کرتے پورا خط پڑھا تو اب تک دھڑکتا دل پتھر ہو گیا وہ لڑکی اس پر اپنی تمام محرومیاں کھول گئی تھی۔۔۔آرزک کا زہن اسے بری طرح جھنجھوڑنے لگا کہ وہ بدلہ بھی لے رہا ہے تو کس سے؟؟؟ایک بے ضرر محروم لڑکی سے؟؟؟کیا اس کے بعد وہ خود کو معاف کر سکے گا؟؟؟دل و دماغ نے ہمہ وقت سدا لگائی نہیں ہر گز نہیں۔۔۔وہ کبھی خود کو معاف نہیں کر سکے گا۔۔

آرزک نے وحشت زردہ نگاہوں کو زور سے بھینچتے خط کو واپس فولڈ کر کے اس پر اسی طرح پن لگائی اور کمرے کو اسی حال میں چھوڑ کر کمرے سے باہر

نکل گیااور دروازہ لاک کرتے تیزی سے سیڑھیاں اترااور گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔یہ سرپرائزاسے آج رات ملنے والا تھااسی چیز کے تووہ انتظار میں تھا۔۔۔پراب سب بدل گیا تھا۔۔۔سٹریٹ کراس کرتے وہ سیدھا چلتا جارہا تھا۔۔۔چلتے چلتے گھر سے قریبی پارک میں داخل ہوااور سب سے الگ ایک بینچ پر بیٹھ گیا۔

ہاں مجھے ایلف دلشیر سے محبت ہوگئی ہے اور بہت شدید محبت ہوگئی" ہے،،،"وہ سرہاتھوں میں تھام کر خود سے اقرار کرچکا تھااور کتنا بھاگتا جتنا بھی بھاگتا پیچھے مڑنے پر حقیقت کو اتنا ہی قریب پاتا۔۔۔۔

نہیں اپنے انتقام میں اپنا ہی نقصان نہیں کرسکتا میں،،،جب بدلہ باران" دلشیر سے ہے تو نقصان بھی اسی کا ہونا چاہیے۔۔آج سے بلکہ ابھی سے ایلف دلشیر میری ہوئی۔۔اسے مجھ سے اب کوئی جدا نہیں کرسکتا۔۔۔اس بار یہ دھوکے کا کھیل نہیں کھیل پاؤگے۔۔۔باران دلشیر اس حقیقت سے ایلف

انجان ہے پر میں تو جانتا ہوں کہ تمہاری جان ایلف دلشیر میں بستی ہے۔۔"

اس نے ستہزایہ مسکراتے سوچا۔۔

تمہیں تو میرا ہونا ہی ہے ایلف۔۔پھر وہ تمہارا بھائی لاکھ تمہیں مجھ سے "

بچانے کی تدبیر کرلے وہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے کھیل رہا ہے۔۔۔پر میں

تمھارے زریعے اس پر وہ ظاہر کروں گا کہ وہ نہ مر پائے گا نہ جی پائے

گا۔۔۔۔پر یہ بھی اچھی بات ہے کہ تم اپنے بھائی سے محبت نہیں کرتی تم

!ازیت سے بچ جاؤ گی۔۔

کافی دیر پارک میں بیٹھنے کے بعد وہ اطمینان سے کھڑا ہوا۔اب سب کچھ صاف تھا وہ کل ہی ایلف کو اپنے ساتھ پاکستان لے جاتا اور نکاح کے بعد ایلف دلشیر ہمیشہ کے لیے اس کے پنجرے میں قید ہو جاتی پھر اگر وہ خود بھی فرار چاہتی تو کسی صورت اس سے فرار حاصل نہیں کر سکتی تھی۔۔۔موبائل نکال کر کیب بک کی اور ہوٹل جانے لگ جہاں اس کا ضروری سامان تھا۔۔۔

ایلف کے پرو پوز کرنے سے پہلے وہ اسے پرو پوز کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تاکہ

اس کے دل میں یہ کبھی نہ آئے کے پیشکش اس نے کی تھی تو آرزک نے قبول کرلی بلکہ اس کے دل میں ہمیشہ یہ مان رہے کہ اس نے نہیں بلکہ "آرزک خانزادہ نے اسے چنا ہے۔۔

****

شام آٹھ بجے وہ شاپنگ بیگز ہاتھ میں تھامے گھر لوٹی۔بچوں کے لیے باہر سے کھانا آرڈر کیا تھا۔اور تمام بچوں کو تلقین کردی تھی کہ کھانا کھاتے ہی وہ سارے اپنے اپنے کمروں میں گم ہو جائیں گے۔۔بچے بھی بہت سمجھدار تھے یہی وجہ تھی جو مسکراتے ہوئے ایک گھنٹے میں ہی منظر سے ایسے غائب ہوئے تھے جیسے ہو ہی نہ۔۔ایلف نے محبت سے ایک شاپنگ بیگ اٹھایا تھا اور اسے لیے آرزک کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔اندر سے سفید کرتا پاجامہ نکال کر بیڈ پر رکھا تھا اور ساتھ ایک کارڈ رکھا تھا۔

جس پر اردو میں ہی لکھا تھا کہ "رات بارہ تک تیار ہو کر اوپر کے تھرڈ کمرے "میں آجانا،،،

اور پھر آہستگی سے دروازہ بند کرتی واپس اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔

کمرے میں آکر دوسرا شاپنگ بیگ کھول کر اندر سے سفید انارکلی فراک نکالا جس کے کناروں پر سلور بیل اور خوبصورت امتزاج کے سرخ نگینے تھے۔

اس دن کو وہ جتنا خاص کر سکتی تھی کر رہی تھی کہ شاید پہلی بار زندگی میں اتنا خوش تھی اس خوشی کی وجہ یہی تھی کہ اسے یقین تھا آرزک خانزادہ اسے انکار نہیں کرے گا۔۔وائٹ فراک زیبِ تن کرتے اپنے بال کھول دیے۔

۔۔ہاتھ میں سفید چوڑیاں پہنے بار بار ان چوڑیوں کو چھیڑنے لگی ان کی کھنکھناہٹ آج ایلف دلشیر کے دل کو گدگدا رہی تھی۔۔پھر اسٹریٹنر آن کرتے اوپر کے بالوں کو اسٹریٹ کر کے نیچے کے بالوں کو کرل کیا۔میک اپ کے نام چہرے پر سرخ لپ اسٹک لگاتے بے اختیار شرما کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا وہ پہلی بار اتنا تیار ہو رہی تھی وہ اس واحد خاص شخص کے لیے۔۔

کاجل کی لکیر کھینچتے اسے مزید دو آتشہ پلکوں پر مسکارا لگاتے آنکھوں میں کیا۔۔اس کو آنکھ کے کنارے پر ہلکا رب کیا تاکہ پھیل جائے اور مزید

خوبصورت لک دے پر جب کاجل کو اپنی جگہ پر اسی طرح جما دیکھا تو منہ بسوراوہ بھول گئی تھی اس کا میک اپ تو واٹر پروف تھا جو اسے اس کی پڑوسن میلڈن نے دیا تھا۔۔۔اپنے میک اپ کو فائنل ٹچ دے کر گھڑی میں وقت دیکھا جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی ابھی بھی ایک گھنٹہ تھا۔۔پاؤں میں کھسے اڑسے اور دوپٹے کو سر پر ٹکاتے اپنے وجود پر پھیلا لیا۔۔۔اس خیال کے تحت کے آرزک آگیا یا نہیں وہ کمرے سے باہر نکلی ابھی وہ ریکنگ تک پہنچی تھی کہ فورا پیچھے ہوئی۔۔۔مین ڈور سے آرزک اندر آیا تھا۔۔۔کچھ لمحے بعد آرزک نے نیچے دیکھا تو گہری سانس لی اور خوش ہوتی واپس کمرے میں چلی گئی۔۔۔ کمرے میں ٹہلتے بار بار گھڑی دیکھتے وقت گزرنے کا انتظار کیا۔۔۔جب گیارہ دس ہو گئے تھے اور مزید انتظار نہ ہوا تو وقت بہلانے کے لیے اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا کہ کیا معلوم کام کرنے سے وقت گزر جائے یوں بھی آج سارا دن وہ اتنا مصروف رہی تھی کہ لیپ ٹاپ کھولا بھی نہیں تھا۔۔۔

لیپ ٹاپ آن کیا تو پانچ چھ ای میل کی نوٹیفیکیشن آئے ہوئے تھے۔۔ایلف نے نوٹیفکیشنز کو دیکھتے ای میل کھولی تو زندگی میں دوسرا بڑا صدمہ اس کا بڑی گے رحمی سے منتظر تھا۔۔۔لیپ ٹاپ میں نظر آتا وہ امیر کبیر شخص جو گارڈز میں گھرا تھا۔۔۔وہ کوئی نہیں آرزک خانزادہ تھا۔۔۔۔نیچے بڑے بڑے حروف میں لکھا تھا۔ ملین ڈالر کمپنی چلانے والا آرزک خانزادہ۔پتھرائی آنکھوں سے ایلف نے وہ تصویر سلائیڈ کی تو آگے ایک اور تصویر تھی۔۔ جس میں وہ مرسڈیز میں بیٹھتا فون پر محو گفتگو تھا۔ایسی ہی دو اور تصاویر تھیں پھر ایک ای میل لیٹر فارم میں تھا۔۔۔جس کو پڑھتے ایلف کی آنکھوں سے آنسو کی ایک لڑی جاری ہوئی تھی۔۔۔یہ ای میل کس نے بھیجی تھی اسے نہیں معلوم تھا۔۔۔ای میل بھی پرائیویٹ تھی اور اس میں بھیجنے والے کا نام بھی درج نہیں تھا لیکن یہ ای میل آرزک خانزادہ کی حقیقت کھول گئی تھی۔ ایک یہی مطلب ایلف کو سمجھ آیا تھا کہ ایلف دلشیر جس میں واضح صرف اس کے بھائی باران دلشیر سے دشمنی نکالنے کا محض ایک مہرہ بنی ہے۔۔چھٹی

ای میل میں بطورِ ثبوت ایک وائس نوٹ تھا جو بہت مختصر تھا پر ایلف کے سمجھنے کے لیے کافی تھا۔۔۔

بس چند دن،، میں باران دلشیر کو اسی کی بہن کے ذریعے اذیت دوں گا اس" کی جان اپنی بہن میں بستی ہے میں اس کی بہن کے وجود کو سراپائے تکلیف بنا

"دوں گا تو یقینا۔ باران دلشیر بے آب مچھلی کی طرح تڑپے گا،،،

ایلف کا جسم سن پڑنے لگا تھا۔۔گلے میں ایک پھندا سا لگ گیا۔۔ایسا لگا دل بند ہو جائے گا۔۔۔وہ کانپتی ٹانگوں سے بمشکل کھڑی ہوئی اور لیپ ٹاپ پوری قوت سے دیوار پر دے مارا۔۔۔وہ چیخنا چاہتی تھی پر منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی چیخیں دبا گئی۔۔۔ تیزی سے نفی میں سر ہلاتے وہ بری طرح سسکنے لگی۔۔۔محبت کے نام پر اتنا بڑا مزاق؟؟؟کافی دیر سسکنے کے بعد اسے اپنے وجود پر ہنسی آنے لگی۔۔۔کانپتے وجود کو بمشکل گھسیٹی وہ اپنے کمرے کے برابر سے برابر والے کمرے میں گئی جو سجا ہوا اسی کا مزاق اڑا رہا تھا۔۔۔اسے بتا رہا تھا کہ وہ کس قدر بے قوف ہے۔۔۔وہ کس کو حقیقت بتانا چاہتی تھی

اپنی؟؟؟جو ساری حقیقت جاننے کے باوجود اس کی ذات کا تماشا بنا رہا تھا۔۔
اسے محض ایک کھلونے کی طرح استعمال کر رہا تھا۔۔اس نے کانپتے ہاتھوں
سے سب سے پہلے وہ خط پھاڑا پھر کیک کاٹنے کے لیے جو چھری رکھی تھی
آرزک کی تصویر کے پورٹریٹ پر مارتے اس کے چیتھڑے اڑا اسے اپنی اور
دیئے۔۔پھر چھت سے لٹکتی وہ بہت ساری سجاوٹ کو نوچتے دو دن کی محنت
کو دو لمحوں میں برباد کرتی وہ کمرے سے نکلتی واپس اپنے کمرے میں آئی اور
اندر سے دروازہ لاک کرتے بے تحاشہ رونے لگی۔۔۔اپنا دوپٹہ نوچ کر بیڈ پر
پھینکا۔۔ہاتھوں میں پہنی گئی چوڑیاں ہاتھوں سے نوچ نوچ کر زمین پر پھینکی
اور پاؤں سے کھسے دور اچھالے۔۔۔اور کپکپاتے لبوں پر لگی سرخی کو ہاتھوں
سے مسل ڈالا۔۔۔جب سانس گھٹتا ہوا محسوس ہوا تو لرزتے وجود کو
گھسیٹتی کمرے سے منسلک کھڑکی پر آئی۔۔۔۔
گہرے گہرے سانس لینے کی کوشش کی لیکن دل کا غبار تھا کہ برداشت سے
باہر تھا۔۔پہلے ماں نے دھتکارا پھر باپ مر گیا پھر بھائیوں نے دھتکارا ان

سب چیزوں سے سنبھلنے ہی لگی تھی کہ اب اس واحد شخص نے سب برباد کر دیا۔۔۔اگر وہ خالی دھتکارتا تو وہ برداشت کر لیتی پر وہ تو اس کی ذات کو ریزہ ریزہ کر چکا تھا۔۔اس کی نسوانیت اس کی شخصیت کی دھجیاں بکھیر گیا تھا۔۔۔آخر ایک ہی زندگی میں کتنی بار اس کی ذات کو تزلیل کیا جانا تھا کرنی بار اسے پستی میں گرانا تھا۔۔۔ایلف کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا اور شیطان اس کمزور لمحے میں اس کے زہن پر حاوی ہونے لگا تھا کہ ایلف کو اپنی زندگی سے بہتر موت لگ رہی تھی جبھی کھڑکی پر چڑھتے وہ آنکھیں موند گئی تھی۔ مشکل تھا اپنی جان لینا پر اس ازیت سے نجات کا یہ واحد طریقہ تھا۔۔۔

****

کمرے میں قدم رکھتے ہی ہونٹ مسکرائے تھے۔۔۔اس چیز کی امید اسے تھی۔۔۔بیڈ پر رکھا سفید ڈریس اور ساتھ کارڈ۔۔آگے بڑھتے اس کارڈ کو پڑھتے الو ہی مسکراہٹ نے لبوں پر احاطہ کیا۔۔۔اپنی جیب سے ایک مخملی ڈبی نکال کر آرزک نے بیڈ پر رکھی جس میں ڈائمنڈ رنگ تھی۔۔۔جو اس

نے ایلف کو پرو پوز کرنے کے لیے خریدی تھی۔ تیار ہو کر وہ مخملی ڈبی اٹھا کر وہ سرشاری سے سیڑھیاں چڑھ کر اس کمرے کے باہر کھڑا ہوا اور لاک بال پر ہاتھ رکھ کر گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔۔۔ لیکن دروازہ کھلنے کے بعد اندر کی حالت دیکھتے کسی انہونی کے خیال نے آرزک خانزادہ کے دل کو جکڑا تھا۔۔۔

اگلے ہی لمحے انگھوٹی کی ڈبیہ کو وہیں گراتے وہ ایلف کے کمرے کے باہر آیا تھا اور دروازے پر دستک دینے کے بجائے کمرے کا دروازہ ماسٹر کی سے کھولا۔۔ تو اندر کا منظر اور دہلا دینے والا تھا۔۔ وہ پاگل لڑکی کھڑکی پڑ کھڑی تھی کہ ہوا کا ایک جھونکا رخ بدلتا تو وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔۔۔ آرزک کے پیروں تلے سے زمین سرکی۔۔ برق رفتاری سے اس کی جانب قدم بڑھائے اس کا بازو پکڑتے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ جو آنکھیں بند کیے اپنے وجود کو ہوا کے سپرد کر چکی تھی جھٹکے سے اندر کی جانب گرتی آرزک کے وجود پر گری۔۔۔

یہ کونسی قوت تھی جسے اس نے کھینچا تھا آنکھیں کھولنے پر وہ چہرہ ایلف کے سامنے آیا تھا جسے وہ کبھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ نجانے آرزک کیا کیا بول رکھا تھا پر وہ تو صرف اس سفاک شخص کا چہرہ نفرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"پاگل ہو گئی ہو یہ کیا کر رہی تھیں،،،"

آرزک خانزاد غصے سے دھاڑا تھا ایلف کا خون بھی آتش فشاں بنتا رگوں میں پھٹنے لگا کہ سیدھے ہوتے ایک زوردار طمانچہ آرزک کے منہ پر رسید کیا۔۔۔ نازک ہاتھ کا تھپڑ کسی پتھر کی طرح سخت بھی لگ سکتا ہے شاید کسی نے گمان نہیں کیا تھا کہ آرزک خانزادہ کا گال مکمل سرخ ہو چکا تھا۔۔۔ آرزک خانزادہ اس تھپڑ پر سن ہو چکا تھا۔۔۔

جب ایک اور تھپڑ ایلف نے اس کے منہ پر مارا تھا۔اس سے پہلے وہ تیسرا بھی مارتی آرزک اس کا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔

ہاؤڈیئریو،،"آرزک نے غصے سے غراتے بمشکل اپنے غصے کو ضبط کرتے"
پوچھااس لڑکی کی جرأت پر وہ پتھر ہو گیا تھا۔۔۔
تت،،، تمہاری جرأ،،،ت کک،،، کیسے ہوئی مم،،، میرا استعمال کرنے"
کی،،،؟!وہ پری قوت سے چیختے آرزک کو خود سے دور جھٹک گئی۔۔۔
"بب،، باران دلشیر سے بب،، بدلہ لینے کے لیے مم،،، میرا
است،،، عمال؟؟؟کک،، کیوں،،،؟؟؟"کہتے ساتھ وہ اپنی اوپر ہنسی تو
آرزک نے شدت سے آنکھیں میچیں۔۔وہ سچ جان چکی تھی؟؟؟کیسے؟؟؟
لیکن اس وقت اہم بات صرف یہ تھی کہ وہ سب جان چکی تھی۔
ایلف میری بات سنو،،!میرا ارادہ تمہیں تکلیف دینے کا نہیں تھا میں بس"
!تمہارے ذریعے باران دلشیر،،،
بہت تحمل سے آرزک اسے سمجھانے آگے بڑھا تھا پر اس کی مہلت دیے بغیر
اس لڑکی نے زہر میں ڈوبا ایک تیر اس کے سینے میں اتارا تھا۔۔۔

تت،، تمہیں کیا لل،، لگا؟؟؟ مم،،، میں تت،، تمہیں ایسا کرنے دد،، دو نگی"
؟و،، وہ میرا بب،،، بھائی ہے،، تت،، تمہارے ٹٹ،، ٹکڑے کک،، کر دوں
گی،، اگ،، اگر انھیں نن،،، نقصان پہنچانے کا سوچا بھ،،، بھی،،، "وہ شیرنی
بنی دھاڑتی آرزک کو پتھر کر گئ۔۔یعنی وہ غلط تھا۔۔وہ تو اسی سفاک آدمی کی
بہن تھی۔۔۔اس وقت ایلف اسے اپنی محبت نہیں بلکہ خالصتا باران دلشیر کی
بہن لگی تھی۔۔۔جو اپنا سجا سنورا حلیہ بری طرح بگاڑے اس وقت اس کے
سامنے پاگل بنی چلا رہی تھی۔۔

مم،،، مر دنن،،، نہیں ہو جبھی بب،، بد،، لہ لینے کک،، کے لئے مم،، یرا"
استعمال کیا،،، دم ہوتا تت،،، تو ان سے ہی مم،، مقابلا کک،، کرتے،،، "اب
کے وہ ہنستی آرزک خانزادہ کی مردانگی پر وار کر گئ تھی جبھی پیچ وتاب کھاتے
وہ اس کی جانب جارحانہ انداز لیے بڑھا تھا۔۔۔

اپنی بکواس بند کروا ایلف،،، "پھولی سانسوں سے کہتے اس کا بس نہ چلا یہاں"
موجود ہر شے کو تہ و بالا کر ڈالے۔

یی،،، یہاں سے جج،، جاؤ،،،!!!" بے تاثر نظروں سے آرزک کو دیکھتے وہ"
چیخی پر آرزک کو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ بیڈ کی جانب
بڑھی۔۔

ٹ،،،، ٹھیک ہے تت،، تم مم،،، مت جاؤ،،، پپ،،، پولیس تمہیں یہاں"
سے ن،، نکالے گی،،، "بیڈ سے اپنا فون اٹھاتے وہ ایمر جنسی نمبر ڈائل کرنے
لگی تھی کہ اچانک آرزک خانزادہ نے پیچھے سے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر سختی
سے جماتے دوسرے ہاتھ سے اس کا فون چھینتے دیوار پر دے مارا۔۔
گڈ،،، بہت اچھا ہوا تمہیں حقیقت کا علم ہو گیا،،، اب مجھے زیادہ محنت نہیں"
کرنی پڑے گی،،، جب تمہیں حقیقت کا علم نہیں تھا میں تمہیں تب نہیں
چھوڑنے والا تھا،،، تو پھر اب جب کہ تم میرے سارے راز جان گئی ہو تو
کیسے چھوڑ دوں؟؟؟؟ نو نو نو بے بی،،، دس از دی بِگننگ،،، "ایلف کے
جھٹپٹانے کے باوجود اس کے منہ کو مضبوطی سے دبوچے آرزک نے جیب
سے اپنا فون نکالا اور ایک مخصوص نمبر ڈائل کرتے فون کان سے لگایا۔۔۔

یلف کی آنکھوں سے بہتا گرم سیال آرزک خانزادہ کے ہاتھوں کو نم کر رہا تھا۔۔۔پر جان تو ایلف کی جب نکلی جب فون پر آرزک خانزادہ کی گفتگو سنی۔۔۔!

وہ جو اس کے سرہانے بیٹھا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔۔فوراً زرمش کے سرہانے سے کھڑے ہوتے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔اب تک تڑپتے بھڑکتے صحرا سے دل پر گویا برفیلی پھوار برسی تھی۔۔۔جس لڑکی کی وجہ سے، جسے اپنی سوچوں سے نوچ کر پھینکنے کی وجہ سے وہ اپنی ان دیکھی بیوی کے قریب آیا تھا یہ وہی لڑکی نکلی۔۔۔

"میری ذات کی نفی کرتے کرتے تم میری ملکیت بنی، پوری طرح مجھ پر منحصر ہو کر میرے ہی بستر پر بے خبر سو رہی ہو زرمش زاویار خانزادہ"

زرمش کے بے ہوش وجود کو گہری پرتپش نگاہوں سے دیکھتے معنی خیزی سے سوچا۔۔۔مردانہ انا کو یہ سوچتے تسکین ملی تھی کہ اسے دھتکارنے والی

عورت آج اسی کے رحم و کرم پر تھی۔۔اپنی شرٹ کو وجود سے جدا کرتے زاویار نے اے سی آن کیا۔۔۔اور سائیڈ ٹیبل کے نیچے والے ڈرار سے سگریٹ کا پیک اور لائٹر نکالا۔۔ایک سگریٹ لبوں میں دباتے شعلہ سلگایا اور کاؤچ پر اس طرح بیٹھا کہ آدھا وجود نیم دراز تھا۔۔۔گہرے کش لیتے زاویار نے اس کے نازک وجود کو دیکھا تو ایک بار پھر اپنے اور اس کے نصیب پر ہنسی آئی۔۔زاویار نے اسے اور اس پاگل لڑکی نے زاویار کے گھر کی عورتوں کو گالی دی تھی اور اب دونوں ہی ایک دوسرے سے جڑ چکے تھے۔۔ اس کی گھر والی وہ خود ہی بن بیٹھی تھی۔۔جب اس لڑکی کو علم ہوتا کہ وہ اسی کی بیوی بنی ہے جسے زوردار قسم کا تھپڑ جڑ چکی ہے تو اس تھپڑ کا ازالہ کس طرح کرے گی؟؟؟؟کیا اس کے پیروں میں گرے گی؟؟؟یا گڑگڑاتی معافی طلب کرے گی۔۔۔ہاں شاید اس کے خوف سے کچھ اس طرح کا ہی کرے گی۔۔۔

رگوں میں عجیب سرور سا اترا ہوا تھا۔۔آدھی سگریٹ بجھانے کے بعد وہ سر شاری سے کھڑا ہوا اور قدم قدم چلتا بیڈ کے پاس آکر زرمش کی دوسری جانب نیم دراز ہوا یوں کہ کہنی کے بل کچھ اوپر ہوتے کہنی پر سر ٹکایا اور بغور اس کے بے خبر مگر پرکشش، جاذب نظر اور توبہ شکن وجود کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

زیادہ نہیں،، صرف ایک نگاہ شرمندگی سے جھکا لینا میں تمہیں معاف"

کردوں گا بیوی،،" ہاتھ کی پشت سے نرمی سے اس کے گال کو سہلاتے ہوئے اس نے سرگوشی میں کہا۔۔۔اب جب وہ اس کی بیوی تھی تو اسے خود سے یہ قبول کرنے میں کوئی عار نہیں تھی کہ وہ لڑکی پہلی ملاقات میں ہی اس کے دل کی مکین بن گئی تھی۔۔۔بس دل میں یہ ایک پھانس تھی کہ اس نے باران کی آفر کو کیوں قبول کیا تھا؟؟ لیکن پھر دل نے یہ بھی مسترد کر دیا تھا اور گواہی دی تھی کہ اس کے سامنے موجود یہ کومل نازل سی لڑکی عزت پر سمجھوتہ کرنے والی نہیں تھی۔۔۔

اوراب سوچنے والی بات یہ تھی کہ یہ باران کے ہاتھ کیسے لگی ہو گی؟؟؟یقیناً اس باران کو بھی علم نہیں ہو گا کہ اس کے امپلائی عباد کی رشتہ داریہ والی زرمش ہو گی۔۔۔اور یقیناًاس کی سوتیلی ماں نے اسے زبردستی کوٹھے تک پہنچایا ہو گا۔۔زاویار کڑی سے کڑی ملاتا رہا۔۔اور اپنے قریب اپنے ہی پہلو میں لیٹی اس لڑکی کے بارے میں سوچے گیا۔۔وہ حسن کی پے پناہ دولت سے مالامال تھی۔۔مگر بس ایک کمی تھی اس میں کہ اس لڑکی میں اکڑ بہت تھی اور زبان کا بھی بے دریغ استعمال کیا کرتی زیر ہی اگلتی تھی۔۔۔جس سے زاویار خانزادہ کو نفرت تھی اگر وہ اکڑ کی چادر اتار کر اس کے تابع ہو جاتی تو محبت میں بھی اسے خود سے بہت اونچا پاتی۔۔۔اور اگر انا پرست نکلتی تو زاویار خانزادہ سے انا پرستی میں کوئی نہیں جیت سکتا تھا۔۔۔

زاویاد نے زرمش کی بند پلکوں کو نرمی سے چھوتے اچانک اس کی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر اسے اپنی جانب کھینچا کہ وہ نازک جان اس کے سینے سے آلگی۔۔

زاویار اور اس کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہیں تھا۔۔وہ نرم و گداز پھول سا

نازک وجود اس کی بانہوں میں تھا تو زاویار کی رگ وپے میں ایک سکون اور ٹھنڈک سی دوڑ گئی تھی۔۔زرمش کا چہرہ اس کے سینے کے قریب تھا اور زاویار خانزادہ کہنی کے بل لیٹا بہت باریکی سے اس کے نقوش کا مشاہدہ کر رہا تھا۔۔۔زاویار کو سمجھ نا آئی آخر وہ اس کے دو آتشہ حسن کو کس چیز سے تشبیہ دے۔۔دل میں گدی گدی سی ہوئی اس سراپا ناز وادا کو اپنے لبوں سے چھو کر محسوس کرنے کی خواہش دل میں انگڑائی لے کر بیدار ہوئی تو زاویار نے جھک کر سب سے پہلے اس کے صبیح کشادہ روشن ماتھے پر محبت کی پہلی مہر ثبت کی۔۔اس کے بعد اس کی گھنی پلکوں کو اپنے لبوں سے چھو کر معتبر ہاتھ اس کی کمر پر رقص کرتا اس کے چہرے تک آیا۔۔ کیا۔۔زاویار کا ٹھوڑی ہاتھ سے تھام کر اس کی ستواں سی گلابی ناک کو اپنے لبوں سے چھوا تو بے ہوشی کے عالم میں بھی اس کی گھنی مونچھوں کی چھبن اپنے ناک پر پاتی وہ چھوٹی سی ناک چڑھانے لگی۔۔تو اس کی اس خوبصورت ادا پر زاویار کا دل اس کے کانوں میں دھڑکنے لگا۔کئی لمحے اس کے معصومیت سے بھرپور

چہرے کو دیکھنے کے بعد بے بس ہوتے زاویار نرمی سے جھکا اور اس کی سانسوں پر قابض ہوا۔۔۔یہ انتہائی بے اختیار عمل تھا۔۔۔وہ ابھی اتنی جلدی ایسے کسی فعل کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا تھا مگر اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر خود پر اختیار کہاں تھا۔۔۔لیکن پھر زاویار نے فوراً اس سے نرمی سے پیچھے ہوتے غصے سے آنکھیں میچیں۔اس لڑکی نے اسے دھتکارا تھا تو وہ کیسے اس کے قریب جا سکتا تھا۔۔اس کی قربت کے لیے لازم تھا کہ جس طرح زرمش نے اسے دھتکارا تھا اسی طرح وہ اس کی قربت پانے کے لیے پیش قدمی کرتی جو فی الحال ممکن نہیں تھی۔۔۔

مگر اس کے باجود من پسند وجود بانہوں میں سانسوں جتنے قریب ہوتے ہوئے اس سے منہ موڑنا بہت مشکل تھا۔۔بلکہ ننگی تلوار پر چلنے کے مترادف تھا۔۔جب ہی اس کے وجود کو خود سے دور کرتے وہ چہرے پر بازو رکھے لیٹ گیا۔۔۔پر نیند نے جیسے آج زاویار معراج خانزادہ سے بغاوت کا اعلان کر دیا تھا۔۔۔وہ خود سے ہی جھنجھلا رہا تھا کہ اچانک ایک پھول سا لمس

اپنے سینے پر محسوس کر کے وہ چونکا۔۔آنکھوں سے بازو ہٹا کر دیکھا تو زرمش کا ہاتھ اس کے سینے سے پر تھا۔۔۔۔زاویار نے زرا سا چہرہ موڑ کر دیکھا تو وہ نیند میں کچھ ٹٹول رہی تھی اور اس کا وجود ٹھنڈ کے باعث ٹھٹھر رہا تھا۔۔۔

پہلے زہن میں یہ خیال آیا کہ اے سی بند کر دے۔۔۔پھر خود ہی اپنی سوچ کی نفی کرتے جان بوجھ کر آنکھیں موند لیں۔۔۔ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ جس وجود کو اس نے خود سے دور کیا تھا۔۔اس کی خواہش کے مطابق وہ ٹھنڈ کے باعث خود اس کے قریب آتی اس کی جانب سمٹ رہی تھی۔۔

زرمش اس کے قریب ہوتی اس کے وجود کو کمبل سمجھتی اس کے اندر سمانے کی کوشش میں تھی۔۔۔

زاویار نے مبہم سا مسکراتے اس کی جانب کروٹ لی تو چہرے اور ہاتھ سمیت زاویار کے سینے میں گھسنے کی کوشش میں وہ زاویار کے اس قدر قریب ہو گئی کہ زاویار کو اس کے دل کی دھڑکن تک واضح محسوس ہونے لگی۔۔۔زاویار نے بے بس ہوتے اپنے بھاری ہاتھ سے اسے کے گرد حصار بناتے ایک زور

دار جھٹکا دیا تو وہ جیسے اس کے سینے کا ہی ایک حصہ بن گئی۔۔زاویار نے اپنا چہرہ اس کی مہکتی گردن میں چھپا لیا۔

امتحان لے رہی ہو میرا بیوی،،،، بائے گاڈ اگر ہوش و حواس میں میرے" اتنے قریب آئی ہوتی تو تمہارے ہوش ایسے ٹھکانے لگاتا کہ آئندہ میرے اتنے قریب آتے سو بار سوچتیں،،،"زاویاد نے دانت بھینچتے اپنے دانت ہلکے سے اس کی شفاف گردن پر گاڑھے تو وہ نیند میں بھی بری طرح کسمسا اٹھی۔۔زوایار نے ایک گہری سانس لیتے اس کی خوشبو کو اپنے اندر منتقل کیا۔۔۔نجانے کتنی دیر ان خوشبو بھری سانسوں کو کھینچتے ایک طویل مسافت کے بعد پہلی رات تھی جس میں زاویار خانزادہ نے سکون محسوس کیا تھا۔۔

****

واٹ ربش،،،یہ سنان اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے،،؟؟ایڈیٹ؟؟؟"غصے" سے بڑبڑاتا زین لاؤنج کے دروازے سے اندر داخل ہوا۔۔آج کل طبیعت

عجیب بوجھل سی رہنے لگی تھی۔۔دو سیاہ عام سی آنکھیں اور پر کشش سلونا سا چہرہ ہر وقت اعصاب پر سوار رہنے لگا تھا۔۔اس کا شروع دن سے خواب تھا جس چہرے سے اسے پہلی نظر کی محبت ہو گی وہ اسے ہی اپنی زندگی کا ایک خاص حصہ بنائے گا۔۔ بڑا عجیب معاملہ ہوا تھا کہ ایک سانولا عام سا چہرہ پوری یونیورسٹی کی بھیڑ میں خاص بہت خاص لگنے لگا تھا۔۔۔ لیکن ایحان دلشیر کی اس چہرے میں غیر معمولی دلچسپی اسے چڑانے لگی تھی۔۔۔

لاؤنج مکمل خالی تھا۔۔ کل اس کے مام ڈیڈ کہیں گئے ہوئے تھے اور اسے انفارم کر کے گئے تھے کہ ضروری کام سے جا رہے ہیں اور دوپہر تک لوٹ آئیں گے پر شاید ابھی تک نہیں آئے تھے۔۔اس نے قدم اپنے ماں باپ کے کمرے کی طرف بڑھائے جب اچانک اس کا فون بجا۔۔اسکرین پر ضیاء کا نمبر جگمگا رہا۔۔۔

"ہاں بولو،،ہوا ہے میرا سنان سے جھگڑا،،اب کوئی کثر رہ گئی ہے تو وہ تم پوری کر لو،، تمہارے کلیجے کو بھی ٹھنڈ پڑ جائے گی،،،"غصے سے ضیاء کو

جھاڑتے اس نے واپس قدم اپنے کمرے کی جانب لیے اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا بے دھیانی کے باعث کچھ غیر معمولی سا محسوس نہیں کر سکا۔۔ جبھی بیگ صوفے پر اچھالتے اپنے شرٹ کے بٹنز کو نوچنے کی مانند کھولنے لگا اور پاؤں سے ہی لوفرز اتارتے ابھی پلٹا ہی تھا کے پھر بری طرح جھٹکا لگا۔۔۔

"میں کال بیک کرتا ہوں،،،؟" فون کاٹتے شاکڈ سٹیٹ سے نکلتے انتہائی طیش سے اپنے کمرے میں موجود اس بچی کو دیکھا جو ابھی محض سولہ سترہ برس کی تھی۔۔ سرخ و سپید گڑیا جیسی چھوئی موئی سی۔۔ فی الحال وہ زین کو دیکھ کر بری طرح خوفزدہ ہوئی تھی۔۔ سرخ مومی پاؤں فورا پیچھے لیے کے دبیز قالین ہونے کے باوجود پاؤں سرخ پڑنے لگے ؟ وہ جو کب سے صوفے پر سکڑی سمٹی سی بیٹھی تھی زین کے آتے ہی کھڑی ہو گئی تھی۔ڈارک براؤن ریشمی بال کھلے ہوئے تھے۔۔ جسے وہ گھبراہٹ سے بار بار کان کے پیچھے

کر رہی تھی۔۔۔ہلکے گلابی رنگ میں خود بھی مکمل گلابی ہوئی اس گڑیا کی آنکھیں ڈارک براؤن تھیں۔۔۔

"کون ہو تم اور اس کمرے میں کیا کر رہی ہو،،، "غصے میں ہونے کے باوجود اس نے نرمی سے پوچھا کہ یہ بچی جو بھی تھی اس کے کمرے میں تھی تو یقیناً ان کی کچھ نا کچھ لگتی ہی ہو گی۔۔۔لیکن زہن پر زور ڈالنے کے باوجود دور دور تک اس کے شعور میں کوئی شناسائی نہیں ابھری۔۔

"جس قدر وہ مجھے،،، الیاس انکل نے اور عابدہ آنٹی نے یہاں بھیجا ہے،،، حسین تھی اسی قدر اس کی آواز مترنم تھی۔۔

"مام ڈیڈ نے تمہیں میرے روم میں کیوں بھیجا ہے،،، یہ میرا روم ہے،،،؟!!!" وہ بری طرح جھنجھلایا تھا۔۔۔

"اس نے اپنے ہاتھوں کو بری انہوں نے کہا ہے،،، یہ میرا کمرہ ہے،،، طرح مروڑتے گھبراہٹ چھپانے کی کوشش کی۔۔جب کہ وہ اپنے مام ڈیڈ کی باتوں پر حیران تھا۔۔۔

تم ہو کون؟؟؟ کیا لگتی ہو اور انہوں نے تمہیں میرے روم میں کیوں بھیجا" ہے؟؟" سینے پر ہاتھ باندھتے زین نے انتہائی سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔۔

مم،،، میں سحر ہوں،،،! "اس نے مختصراً اپنا نام بتایا تو زین نے ایک نظر" اسے دیکھتے آنکھیں گھمائیں۔۔۔

پر مجھ پر تمہارا کوئی سحر نہیں چل رہا،، مکمل انٹروڈکشن دو،،، "اس نے اکھڑ" لہجے میں کہا۔

میرا پورا نام سحر زین الیاس ہے،،،، "جیسا عابدہ نے اسے سکھایا تھا اس نے" بالکل ویسے اپنا تعارف بتایا تھا اس کے بعد سر جھکا گئی تھی۔۔جب کہ زین جو بے تاثر چہرہ لیے کھڑا تھا بل بھر میں وجود زلزلوں کی زد میں آیا۔۔

نو،،، مام ڈیڈ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ،،،،؟ "خود سے بڑبڑاتا وہ" غصے سے کھولتا باہر نکل گیا۔ سحر اس کے جاتے ہی دل تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

بہت کچی عمر سے وہ اس نام سے منسوب ہوئی تھی اور بہت کچی عمر سے ہی

صرف اسی نام کو سوچا تھا۔۔جب کہ دیکھنے کا اتفاق کبھی نہیں ہوا تھا۔۔لیکن اب جیسا سوچا تھا وہ شخص اس سے کہیں زیادہ حسین اور ہینڈسم نکلا تھا۔

مام،،،ڈیڈ،،مام،،،"کمرے سے باہر نکلتے وہ لاؤنج میں زور زور سے چیخنے" لگا۔۔اس کے ماں باپ کے کمرے کا دروازہ کھلا اور عابدہ اور الیاس کمرے سے باہر آئے۔۔

یہ کیا مزاق کیا ہے آپ نے میرے ساتھ،،،وہ لڑکی میرے روم میں کیا" کر رہی ہے،،،؟"زین نے پھولی ہوئی سانسوں سے اشتعال انگیز انداز سے پوچھا تو الیاس اور عابدہ نے ایک دوسرے کو دیکھ کر گہری سانس لی اور الیاس صاحب نے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

مجھے کہیں نہیں بیٹھنا،،آپ مجھے صرف یہ بتائیں وہ لڑکی میرے کمرے" میں کیا کر رہی ہے،،،"چہرے پر ہاتھ پھیرتے اس نے خود پر قابو کیا ورنہ دل کر رہا تھا گھر کو ہی آگ لگا دے۔۔۔

تمہاری منکوحہ ہے زین،،، تمہاری بیوی ہے تمہارے کمرے میں ہی رہے گی،،،"عابدہ نے گویا بات واضح کی تو وہ جو کسی اور جواب کی توقع کر رہا تھا تالی بجاتا زور سے ہنسا۔

"واؤ،،،واٹ آپلاننگ،؟واٹ آماسٹر پلاننگ؟؟آپ لوگوں کو کھیلنے کے لیے میری ہی زندگی ملی تھی،،؟؟؟"وہ غصے سے پاگل ہونے لگا تو الیاس صاحب نے آگے بڑھتے اسے کندھے سے تھاما۔

"ریلیکس زین میری بات جب تک نہیں سنو گے تمہیں تب تک معاملہ سمجھ نہیں آئے گا،،،"الیاس صاحب نے سمجھانا چاہا پر وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"کیا سمجھوں میں؟؟؟آپ اپنے وعدے سے مکر گئے،،،اور اس چھوٹی سی بچی کو میرے کمرے میں میری بیوی بنا کر بھیج دیا فار گاڈ سیک،،،آپ نے مجھ سے پرامس کیا تھا ڈیڈ،،،کہ یہ سب صرف مجبوری کے تحت ہو رہا ہے وہ جیسے ایٹین کی ہو گی طلاق ہو جائے گی،،،بھول گئے آپ،،،"

اپنے باپ کے ہاتھ کندھے سے ہٹاتے وہ غصے سے بولا۔جب کہ الیاس صاحب نفی میں سر ہلانے لگے۔۔۔

"تمہیں اس سے نکاح پر صرف یہ اعتراض تھا نہ کہ وہ بارہ سال کی ہے،،،پر اب تو وہ بڑی ہو گئی ہے زین،،،نو ماہ گزریں گے اٹھارہ کی ہو جائے گی،،،"

الیاس صاحب نے مصلحت سے کام لیا۔

"واؤ،،،جسٹ واؤ،،،وہ بڑی ہوئی ہے پر مجھ سے تو اتنی ہی چھوٹی ہے نہ،،،شی از جسٹ سیونٹین،،،میں کچھ نہیں جانتا اسے میرے روم سے نکالیں میں اسے ابھی طلاق دے دوں گا،،،"اس نے معاملے کو رفع دفع کرنے کے لیے سمپل سا حل بتایا تو عابدہ اور الیاس کو پریشانی لاحق ہونے لگی۔

"زین فضول باتیں مت کرو،،،کس بات کی ضد ہے تمہیں تمہی تو ویسے بھی شریف لڑکی چاہیے تھی ناں،،،تو وہ شریف بھی ہے اور خوبصورت بھی تمہارے نکاح میں ہے تو تمہیں مسئلہ کیا ہے؟؟؟"عابدہ نے غصے سے کہا تو زین انہیں سرد نظروں سے گھورنے لگا۔۔

میں اس سے محبت نہیں کرتا،، مجھے اس کی خوبصورتی اور شرافت سے فرق"
نہیں پڑتا مام،،، مجھے اپنے لیے اپنے برابر کی لڑکی چاہیے ایسی لڑکی نہیں جسے
پہلے پال کر بڑا کروں پھر بیوی بناؤں،،، اور ڈیڈ میں نے آپ کی بات کی لاج
رکھتے یہ نکاح کیا تھا،، کیونکہ اس وقت اس کے باپ کے مرنے کے بعد س
کے ظالم رشتے دار اسے اپنے اپنے مفاد کی خاطر نوچنے کو تیار بیٹھے تھے،،،، پھر
میں نے اس کے باپ اور آپ کے دوست کی وصیت کے مطابق اس سے
نکاح کر لیا،،،،، لیکن آپ نے پرامس کیا تھا وہ جیسے ہی اپنی سرپرست بن
جائے گی،،، قانوناً اس کی ساری پراپرٹی اس کے نام ہو جائے گی،،،، تو آپ
میری طلاق کروا دیں گے،،،، اور آپ نے کہا تھا مجھے اس معاملے کی فکر
کرنے کی ضرورت نہیں پھر وہ لڑکی میرے روم میں کیا کر رہی ہے،،،؟!
بہت تحمل سے اپنے باپ کو ان کے وعدے یاد دلائے تو عابدہ اپنا سر پکڑ کر رہ
گئیں۔۔ان کا تو خیال تھا زین اس حسن کے مجسمے کو دیکھ کر پل بھر میں پگھل
کر اسے قبول کر جائے گا،،، پر یہاں تو بساط ہی الٹی پڑ گئی تھی،،،

زین تم،،،"عابدہ محبت سے سمجھانے لگی تھی کہ الیاس نے ہاتھ کے "
اشارے سے انھیں روک دیا۔
تم رہنے دو عابدہ،،،تم جا کر سحر کو دیکھو،،،تمہارے جاہل بیٹے کی چیخ و پکار "
پر وہ ڈر گئی ہو گی،،،اور زین تم میرے ساتھ باہر چلو تمہیں ساری حقیقت
بتاتا ہوں پھر تم فیصلہ کرنا،،،زین کو بازو سے پکڑتے وہ اپنے ساتھ باہر لے
جانے لگے اور عابدہ نفی میں سر ہلاتی زین کے کمرے کی طرف چلی
گئیں۔۔۔
آپ مجھے کچھ بھی بتائیں میرا فیصلہ نہیں بدلے گا،،،وہ پہلے ہی اعلان کر رہا"
تھا الیاس صاحب نے بری طرح اپنے ضدی اکھڑ مزاج بیٹے کو گھورا جو ان
کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔۔۔
پہلے پوری بات سنو پھر بکواس کرنا"الیاس صاحب نے سختی سے کہا۔۔۔تو"
باپ تو باپ ہی ہوتا ہے مجبوراً اسے چپ ہونا پڑا۔۔۔"میں نے تمہارا نکاح
جب کروایا تھا تو میرا یہی ارادہ تھا کہ جیسے ہی وہ اپنی سرپرست ہو گی میں اس

کی تمھارے ساتھ طلاق کروادوں گا،،،پر گاؤں جاکر اس سے مل کر احساس ہوا وہ اٹھارہ سال کی عمر میں قانوناً اپنی سرپرست تو ہو جائے گی لیکن رہے گی وہ پھر بھی بچی،،، جن لوگوں سے بچانے کے لیے ہم نے اس کا نکاح تم سے کیا تھا وہی لوگ اب بھی ادھر ہی موجود ہیں،،،،اسے نوچ کھائیں گے،،،،"

الیاس صاحب نے اس طرح بات کی کہ کسی کو بھی سحر پر رحم آجائے پر وہ انہیں کا بیٹا تھا ڈھیٹ۔

تو،،،؟ مجھے اس سے غرض نہیں،،،"سفاکیت سے انکار کیا۔۔۔"

الو کا پٹھہ،،،"منہ ہی منہ میں اس کو کوسا۔۔۔"

خود کو گالی دینے سے کچھ نہیں ہو گا آپ ہماری طلاق کروائیں اس کی شادی" کسی اور سے کروادیں،،،،"وہ ظالم اب تک اپنی بات پر قائم تھا۔

زین تم سمجھ نہیں رہے،،،گاؤں میں اس لڑکی کے نام کروڑوں کی زمینیں" ہیں یا شاید اربوں کی،،،،وہ لڑکی سونے کی چڑیا ہے،،،،اٹھارہ سال کی عمر میں وہ ان زمینوں کی مالک ہو جائے گی اگر تمہاری بیوی ہی تو ہم اس کی زمین

استعمال کر سکتے ہیں وہاں ملزبنا سکتے ہیں،،،"الیاس صاحب نے اس کی موٹی عقل پر ماتم کرتے معاملے پر روشنی ڈالنے کے لیے مشعل جلائی جس پر زین پانی ڈال گیا۔۔۔

انسان کی دولت کی ہوس کبھی پوری نہیں ہوتی،،،مجھے کوئی لالچ نہیں اس" کی زمینوں کا،،،اللہ نے جتنا دیا ہے میں اتنے میں خوش ہوں،،،مجھے وہ لڑکی ایک لمحہ بھی اپنے کمرے میں برداشت نہیں،،،"وہ حتمی لہجے میں بولا تو الیاس صاحب کو احساس ہوا معاملہ اتنا آسان اور سیدھا نہیں جتنا وہ سمجھ رہے تھے۔۔۔جبھی گہری سانس لیتے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی،،،جب انسان کی عقل پر پردے پڑ گئے" ہوں تو کچھ نہیں کیا جا سکتا،،،پر تمہیں اسے کچھ وقت اور برداشت کرنے پڑے گا،،،میں تمھاری اور اس کی طلاق اسی شرط پر کرواؤں گا جب اس جب تک وہ اٹھارہ کی نہیں ہوتی،،،اور اس کے بعد جب تک اس کے لیے کسی محفوظ ترین سہارے اور رہائش کا انتظام نہیں ہو جاتا،،،مطلب جب تک

ساری حقیقت جانتے کوئی کوئی لڑکا اس سے شادی کرنے کو تیار نہیں ہو جاتا،،،اس سے پہلے تم طلاق نہیں دو گے اور وہ تمہارے کمرے میں رہے گی،،،تب تک تمہارا ارادہ بدلے تو بتا دینا پھر تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کر دوں گا،،،الیاس صاحب نے اپنا اٹل فیصلہ سنایا تو زین کے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔

"جب تک وہ میرے کمرے میں کیوں رہے گی،،،؟"اس نے غصے سے بل کھاتے پوچھا تو الیاس صاحب جواباً اس سے زیادہ غصے سے چلائے۔۔۔

"میرے بنے بنائے کھیل کو مت بگاڑو زین،،،تمہاری بات مان رہا ہوں تو تم پر بھی لازم ہے تم میری بات مانو،،،جب تک میرا کام نہیں ہو جاتا چند ماہ تمہیں برداشت کرنا پڑے گا،،،وہ لڑکی کچھ ماہ تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہارے کمرے میں رہے گی اور تم اس کے ساتھ برا سلوک اور غصہ نہیں کرو گے،،،،"درشتگی سے کہتے وہ بنا زین کا جواب سنے پلٹ گئے۔

ٹھیک ہے پھر ان دنوں میں گھر پر نہیں آوں گا،،،" وہ پیچھے سے چیخا تھا پر " الیاس صاحب کان لپیٹتے اندر چلے گئے تھے۔۔۔ پیچھے زین اشتعال کے عالم میں گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ گارڈ سے گاڑی کی چابی مانگتے وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی باہر نکل گیا تھا۔۔

****

ٹھنڈ محسوس کرتے اس نے اپنے ارد گرد اوڑھنے کے لیے کچھ تلاشنا چاہا تھا۔۔۔ پر بیڈ پر گھومتا ہاتھ خالی لوٹ رہا تھا۔۔ بڑھتی ٹھنڈ کے احساس سے اس نے اپنی بھاری آنکھیں کھولنے کی کوشش کیں۔۔۔ ایک دم وجود کو سکیڑ کر پیچھے کی جانب کھسکنے لگی کچھ لمحوں بعد مکمل ہوش بیدار ہوئے تو علم ہوا کمرے میں اے سی چل رہا تھا۔۔۔ اور اے سی کا ٹیمپریچر 17-ڈگری تھا۔۔۔

یہ اے سی کس نے آن کیا،،،؟" بار بار بند ہوتیں آنکھیں بمشکل کھولتی وہ" خود سے ہمکلام ہوئی۔

کیا میں نے رات کو آن کیا تھا،،،؟"زہن پر زور ڈالتے اپنا ماتھا مسلا۔۔۔ " ابھی وہ اسی پریشانی میں تھی کہ اچانک اپنے وجود سے اٹھتی ایک بہت سٹرونگ مردانہ کلون کی خوشبو اس کے حواس گم کرنے لگی۔۔۔بے اختیار پوری آنکھیں کھول اپنی قمیض کو سونگھا۔۔۔ایک اسٹرونگ مردانہ خوشبو اپنے وجود کے گرد رقص کرتی محسوس ہوئی تو آنکھیں خوف سے پھیلنے لگیں۔۔۔خوف زدہ ہوتی وہ بستر سے کھڑی ہوئی تو بیڈ کے مخالف سمت چادر پر پڑی سلوٹیں دیکھ اتنی سردی میں بھی ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئیں۔۔۔لرزتا ہاتھ منہ تک گیا اور دل پوری رفتار سے دھڑکتا ہوش اڑانے لگا۔۔۔

نن،،، نہیں،،، پھر سے نہیں،،،"جن حالات سے گزری تھی قدم قدم پر" خوف کے پہرے تھے۔۔اپنے وجود سے شدید گھن محسوس کرتے زرمش

اس انجانے لمس کو اپنے وجود سے نوچنے لگی۔۔۔جس کی حدت اسے اپنے کمر اور گردن پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔وہ کمرہ اچانک آگ کا دہکتا ٹھکانہ معلوم ہونے لگا تو وہ الٹے قدم پسینے سے شرابور باہر بھاگی۔۔۔۔

زکیہ،،،زکیہ،،،کہاں ہو تم،،،رات میرے کمرے میں کون آیا تھا،،،"""

بھیگا نم، مگر پر کشش لہجہ۔۔۔کچن میں کھڑے زاویار معراج خانزادہ کے ہاتھ کافی بناتے پل بھر کو رکے تھے پھر لب بے اختیار کمینے پن سے مسکرائے اور اپنا کام جاری رکھا۔۔۔وہ جانتا تھا جن حالات سے وہ لڑکی گزری ہے ہر غیر محسوس چیز سے لازم خوفزدہ ہو گی اور پھر اس کا لمس اتنا کمزور بھی نہیں کہ اتنی جلدی اس کے وجود سے مٹ جائے۔۔وہ اب یہی تو چاہتا تھا کہ کچھ ایسا کرے کہ اس لڑکی کی روح تک میں اپنی چھاپ چھوڑ دے۔۔جس سے وہ چاہ کر بھی دامن نا بچا پائے۔۔

زکیہ،،،"لاونج کے وسط میں پہنچتی وہ چیخی۔۔لیکن پھر کچن میں نظر آتی" کسی مرد کی پشت دیکھتے پیروں سے جان نکلنے لگی۔۔۔اس لمحے اسے اپنے

دوپٹے کا ہوش بھی نہیں تھا۔۔بس دل کانوں میں دھڑکتا سنائی دے رہا تھا کہ کوئی جادوئی راستہ آئے اور وہ یہاں سے غائب ہو جائے کہ ابھی یہ اس کے لیے انجان جگہ ہی تو تھی۔۔۔اس کے سر پر اپنے نام کی چادر ڈالنے والے نے ابھی اسے ڈھنگ سے تحفظ کا احساس ہی کب دلایا تھا کہ وہ یہاں خود کو بلکل محفوظ محسوس کرتی۔۔

"یو مم،، میرے گھر میں کیا کر رہے ہو،،؟؟؟کک،،، کون ہو تم،،،"؟؟؟"

زرمش نے کپکپاتے لہجے کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ٹیبل پر بڑا کرسٹل واس اٹھایا۔

"زاویار خانزادہ کی سرد آواز زرمش کے تمہارا شوہر نامدار،، مجازی خدا،،، منتشر اعصاب جامد کر گئی تھی۔۔۔رگوں میں دوڑتا خون جیسے ساکت ہوا تھا۔۔۔یہ آواز وہ کیسے بھول سکتی تھی جس سے زندگی میں سب سے زیادہ نفرت کی تھی۔۔اور دل سے دعا مانگی تھی کہ اسے یہ سماعتوں کو تار تار کرتی آواز کبھی دوبارا نا سنائی دے۔۔۔زاویار خانزادہ اس کی جانب پلٹا۔۔وہ

شرٹ لیس تھا۔۔۔اس کی باڈی جس کے کٹس بالکل نمایاں تھے۔۔۔ماتھے پر بکھرے بال اور خمار آلودہ آنکھیں۔۔۔وہ کپ میں کافی پھینٹ رہا تھا ساتھ ہی زرمش کا ہوش اڑا دینے والے حسن کو پر تپش گہری نگاہوں سے بغور دیکھ رہا تھا جو بے خبری کے باعث مزید پر کشش لگ رہا تھا۔۔۔سامنے والی نازک لڑکی کے چہرے کے ناقابل یقین سے تاثرات اسے مزا دے گئے تھے۔۔اس وقت وہ اسے اپنے سامنے بلکل سہمی ہرنی سی لگی۔۔۔زرمش کی خوف وہراس سے پھیلی آنکھیں بے اختیار ہاتھ میں پکڑا کرسٹل واس زمین بوس ہوا اور وہ بے یقینی کی انتہا سے نفی میں سر ہلاتے پھرتی سے دروازے کی جانب بھاگی۔۔۔گویا اس جگہ سے غائب ہونے کی فرار حاصل کرنے کی گئی ہو۔۔جو بھی تھا پر زاویار نے یہ تصور نہیں کیا تھا وہ اس کے خوف سے یوں میدان چھوڑ کر بھاگے گی۔۔۔اس کا ارادہ بھانپتے وہ گہرا مسکرایا۔۔۔زرمش نے دروازے پر اپنا انگھوٹا لگایا پر فنگر پرنٹ ڈس میچ تھا۔۔۔ایک مرتبہ کے

بعد کئی مرتبہ مختلف انگلیاں لگاتے اس نے کوشش جاری رکھی پر وہ دروازہ نہیں کھلا۔۔۔

کوشش ہو گئی ہو تو واپس آجاؤ،،، یہ دروازہ نہیں کھلے گا،،، "کافی کا کپ لیتا" زاویار کچن سے باہر آیا۔۔۔اور کچن کاؤنٹر سے ٹیک لگاتے اسے دیکھتے دلچسپی سے کہا ساتھ بھانپ اڑاتا کافی کا کپ لبوں سے لگایا۔

تم یہاں کیسے آئے،،، "دروازے سے ہی چپکے پلٹ کر اشک بھری" آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔زکیہ بھی نجانے کہاں تھی اس شخص کے ساتھ اکیلے ہونا بھوکے شیر کے پنجرے میں قید ہونے کے مترادف تھا۔۔۔وہ کیسے بچاتی خود کو جب وہ اتنی کڑی سیکیورٹیز کراس کرتا اس کے فلیٹ کے اندر موجود تھا۔۔۔

میرا فلیٹ ہے یہ بے بی،،، اور اس میں موجود ہر شے میری ہے،،، "زاویار" نے میری پر زور دیتے ایک ہی جملے میں اسے بہت کچھ جتانا چاہا تھا۔۔۔زرمش

کواپنے اعصاب چٹختے ہوئے محسوس ہونے لگے۔۔دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھامتی وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"نن،،، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا،،، میری شادی تم جیسے انسان سے نہیں ہو سکتی،،، یہ کیسے ممکن ہے،،؟؟؟اتنی بڑی سزا،،، میرے کسی ناکردہ گناہ کی اتنی بڑی آزمائش،،،،"خود سے بڑبڑاتی وہ ایک بار پھر زاویار خانزادہ کے وجود کی بری طرح نفی کر رہی تھی کہ زاویار خانزادہ کا روم روم سلگ اٹھا۔۔۔اس کے رحم و کرم پر ہونے کے باوجود وہ لڑکی اسے پھر سے دھتکار رہی تھی۔۔۔اس کی انا کو کہاں یہ برداشت تھا۔۔۔

"آزمائش تو واقعی بہت کڑی ہے،،، میں نے بھی کب سوچا تھا کہ ایک شریف گھریلو لڑکی کی ڈیمانڈ کرنے کے باجود ایک طوائف سے میری شادی ہو جائے گی،،،"آنا سے بھڑکتے بے پناہ حقارت سے ایک زہریلا تیر چھوڑا جو بالکل نشانے پر لگا۔۔۔اس کا طوائف کہنا اس حسین لڑکی کے سارے زخم

ادھیڑ دیتا تھا۔۔۔زرمش کے دھواں دھواں چہرے نے اس کی آنا کو تسکین پہنچائی تھی۔۔۔

ویسے میں سچ میں حیران ہوں اب تک خالی سنا تھا پر اب یقین ہو گیا کہ ان " گلیوں میں رہنے والیاں، انسانی سوچ سے زیادہ شاطر ہوتی ہیں،،،اب مان بھی لیا،،واہ بھئی کیا بات ہے،،،،ساری عمر میرے بستر پر رہنا تھا تبھی اس دن وہ سب ڈرامہ کیا پھر بڑی مہارت سے ایک شریف لڑکی بن کے مجھ تک پہنچی،،،،واؤ واٹ آپلاننگ،،،یو ڈیزرو آسکر ایوارڈ،،،"کافی کا کپ کاؤنٹر پر رکھ وہ باقاعدہ تالی بجا رہا تھا۔۔۔ایک ایک کر کے اس نے کئی خنجر زرمش کی روح میں اتار دیے تھا۔۔۔زرمش کا دل کیا دھاڑیں مار مار کر روئے۔۔۔ مگر وہ اس گھٹیا بے حس آدمی کے سامنے اپنے قیمتی آنسو بے مول کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی جو اپنے نکاح میں آنے والی عورت کو بغیر پوری حقیقت جانے بڑے اطمینان سے طواف کا خطاب دے رہا تھا۔۔۔اب تک وہ لڑکی اسے دھتکارتی آئی تھی وہ کیسے اسے بخش دیتا۔۔۔

ٹھیک ہے،،،اب پتہ چل گیاناں کے ان گلیوں میں رہنے والیاں کیسی "
ہوتی ہیں توبصد شوق تم میرا پلان ناکام بنا سکتے ہو،،،مجھے ابھی کہ ابھی آزاد
کر کے،،،میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اگر مجھے پتا ہوتا کہ میرا نکاح تم
سے ہو رہا ہے تو میں تمھارے نکاح میں آنے کی بجائے موت کو اپنے لیے
منتخب کرتی،،،"بے پناہ نفرت سے جوابی کاروائی ہوئی تھی کے زاویار اپنا
طیش واشتعال بمشکل ضبط کرتا اپنی مٹھیاں دبوچ گیا۔۔۔"مجھے یہاں سے
جانا ہے،،،اس دروازے کو کھولو،،،"اپنے آنسو صاف کرتے اٹل چٹانی لہجے
میں کہا۔
نہیں جا سکتیں،،،چاہے جہاں سے جیسی بھی ہو مجھ سے جڑ چکی ہو،،،"
میرے نکاح میں ہو،،،میری ملکیت،،،اب ایک مجھ جیسے ایک پر ہی اکتفا کرنا
پڑے گا،،،"انتہائی حقارت سے کہتا وہ پل پل اسے یہ قبول کرنے پر مجبور
کر رہا تھا کہ وہ کہاں سے ہے۔۔؟؟؟

جس پر بھی اکتفا کرنا پڑے پر میں تم جیسے مرد پر اکتفا نہیں کر سکتی،،،مجھے "
میرے گھر جانا ہے،،،دروازہ کھولو،،،"طیش واشتعال میں دروازے کو
مارتی وہ چیخی ساتھ زاویار خانزادہ کے اندر کے درندے کو بھی جگا گئی۔
کتنے اور کس طرح کے مردوں پر اکتفا کرنا ہے،،،؟"زرمش کے قریب "
جاتے اس نے دانت پیستے پوچھا بس نہ چلا کے اس لڑکی کا منہ توڑ دے۔۔
مجھ سے دور رہو،،،مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا،،،"زاویار کو "
اپنے قریب آتے دیکھ اپنا ڈر چھپاتے غراتے کہا۔۔۔۔
صرف چھونے کی کوشش،،؟؟؟؟؟چھونا تو بہت عام بات ہے اور کی "
ضرورت نہیں،،،میں ایسے ہی کیا کیا کر سکتا ہوں تمہیں اندازہ بھی
نہیں،،،تمہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کل رات میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا
ہے؟ہاتھ کی پشت زرمش کے بازو پر پھیرتے زاویار نے معنی خیزی سے کہا
تو زرمش کے لیے وہاں کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔

تم نے جواب نہیں دیا کتنے مردوں پر اکتفا کرنا چاہتی ہو،،،؟" پھر سے "
زہریلا سوال دہرایا۔وہ تو سمجھا تھا کہ وہ لڑکی اسے اپنا شوہر جاننے کے بعد اس
کے قدموں میں گرے گی۔۔۔عاجزی کرے گی۔۔۔معافی مانگے گی رحم
کی بھیک تو وہ رعایت کرتے اسے قبول کرلے گا۔۔پر یہاں تو بساط ہی الٹی پڑ
گئی تھی۔۔۔۔وہ لڑکی اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی ذات کو بری
طرح دھتکار رہی تھی۔۔

یہ تمہارا مسئلہ نہیں،،،جانے دو مجھے نہیں تو میں پولیس کو کال کروں گی،""
زرمش نے بری طرح پھنکارتے کہا کہ زاویار نے ایک لمحے میں اس کا منہ
اپنے ہاتھ کے شکنجے میں دبوچ لیا۔۔۔

میرے سامنے اپنی زبان قابو میں رکھنا ورنہ حلق سے کھینچ لوں گا،،بولتے "
ہوئے تمیز کے دائرے میں رہنا اور الفاظ کا انتخاب کرتے سو بار سوچنا کہ
تمھارا ماضی جو بھی رہا ہو مگر اب تمھارا ایک ایک لفظ تمھارے مستقبل کا

تعین کرے گا زرمش بے بی،،" جھٹکے سے زرمش کا منہ چھوڑتے نفرت سے کہا۔۔۔

یہ نکاح کا سارا کھیل اس تھپڑ کا بدلا لینے کو رچایا ہے یا پہلے دن کی اپنی ضد" پوری کرنے کو تو میں اپنی شکست تسلیم کرتی ہوں،، لیکن میں اس شخص کے ساتھ اپنی پوری زندگی نہیں برباد کر سکتی جس کی موجودگی سے مجھے گھن محسوس ہو،،، تم میرا وجود حاصل کر سکتے ہو،،، مجھے نوچ کر اپنی ہوس پوری کر سکتے ہو،،، لیکن اس کے بعد مجھے جانے دو،،، بڑے ہی کاٹ دار زہر خند لہجے میں اپنی بات کی کہ زاویار کو لگا یہ زہر اس کی رگوں میں اتر کر اس کا خون نیلا کر چکا ہے۔۔۔ابھی زرمش کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی زاویار کے ہاتھ سے پڑنے والے تھپڑ نے اسے ساکت کر دیا۔ تھپڑ اگرچہ بہت ہلکے ہاتھ سے محض ڈرانے کے لیے مارا گیا تھا پر تھا تھپڑ ہی۔۔۔اور وہ لڑکی کتنا بھی مضبوط بننے کی کوشش کرتی اس تھپڑ سے سچ مچ خوفزدہ ہو چکی تھی۔۔۔۔کوٹھے پر بہت مار کھائی تھی اور اب شوہر نامی درندے سے بھی کھانی تھی یہ بات

واقعی ڈرنے والی تھی۔۔۔زاویار نے اپنے ہاتھ کے شکنجے میں اس کی گردن دبوچی تھی۔۔حالانکہ اس نے دباؤ بکل نہیں ڈالا تھا مگر اس کے وحشی سے لمس اور نگاہوں کی عجیب سی شعلہ بار لپک سے زرمش کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔بغیر دوپٹے کے نازک سا وجود اس کی تقریباً گرفت میں ہلکے سے لرز رہا تھا۔۔کہ وہ اس کے کانوں میں پھنکارا۔۔۔

تمہیں واقعی لگتا ہے مجھے تمھیں چھونے کے لیے تمہاری اجازت کی" ضرورت ہے،،،، میں تمہارے وجود کے پور پور پر حق رکھتا ہوں،،، جب چاہوں جیسے چاہوں تمھیں حاصل کر سکتا ہوں،،،، اگر ضد ہے تو ضد ہی سہی،،،، ہاں ہو تم میری ضد،،،، اور اب تمھیں ساری زندگی میرے ساتھ ہی برباد کرنی ہے چاہے خوشی سے چاہے رو کر،،، اچھے سے سمجھ لو اور اپنے اس ناقص دماغ میں یہ بات بٹھالو اس روئے زمین پر تمھارے لئے پہلا اور آخری مرد میں ہی ہوں،،،، میرے نکاح میں ہو اب تو میرے نکاح میں ہی موت آئے گی تمھاری،،،، یہاں سے جانے یا مجھ سے رہائی کا تو بھول ہی

جاؤ،،،یقین جانوان گلیوں سے بھاگنا بہت آسان تھاپر یہاں سے بھاگنا ممکن نہیں،،، مجھ سے آزادی کا سوچا بھی تو تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا،،،،زاویار خانزادہ کا لہجہ انتہائی پتھریلا تھا۔۔۔ گرفت سے آزادی اب بھی نہیں دی تھی۔۔۔

مم،، میں تمہیں کسی ص،، صورت قبول نہیں کروں گی،،،اللہ نے مجھ پر " تت،، تمہاری صورت ایک اور آزمائش ڈالی ہے،،،، مم،،،یں اسے بھی برداشت کرلوں گی،،، مگر اختتام تت،، تم سے رہائی ہے،،،تت،،، تم سے بہتر تو فراز تھا،،"زاویار خانزادہ کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتی وہ انتہائی ازیت سے بولی تھی۔۔۔ لیکن اس کے منہ سے اس کے سابقہ منگیتر کا نام سنتے زاویار کو برداشت نہیں ہوا۔۔۔

آخر کیوں کر رہی تھی یہ لڑکی ایسا؟؟؟؟ اتنی اکڑ کیوں تھی،؟؟ کیا جاتا اگر تھوڑا جھک جاتی؟؟؟ زاویار نے اسکی کوشش ناکام کرتے اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا۔۔ زرمش کی پشت دروازے سے ٹکرائی اور منہ سے درد بھری سسکاری

ابھری۔۔یکدم زاویار خانزادہ کی نظروں میں وہ منظر گھوما جب زرمش کی زخم آلودہ پشت دیکھی تھی۔۔وہ تکلیف شاید اب بھی باقی تھی۔۔۔

پہلے تم جو بھی تھیں جیسے بھی تھیں،،،مجھے اس سے کوئی غرض نہیں"

زرمش زاویار خانزادہ،،، لیکن اب تم میری بیوی ہے،،، تمہارے منہ سے کسی غیر کا نام یا تمہاری آنکھوں میں کسی غیر کا عکس بھی دیکھا،،، تو تمھارے اس خوبصورت بدن کے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دوں گا،، سمجھیں،،، "زرمش کو وارن کرتا وہ پیچھے ہٹا۔۔وہ گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔۔جس سے کندن بدن کے نشیب و فراز صاف ظاہر ہو رہے تھے تبھی زاویار کو اپنی نگاہیں چٹانی پڑیں۔۔"اور ایک بات اپنی زبان کو میرے سامنے قابو میں رکھو تو تمھارے لئے بہتر ہے،،،، میں نے تم سے شادی بطورِ مجبوری کی تھی پر تمہاری صورت دیکھنے کے بعد مجھے اس مجبوری پر بھی پچھتاوا ہے،،، یہ مت سوچنا کہ میں تمہیں تمہاری غلطی یا کوتاہی کی بھی معافی دوں گا،،، تم اس گھر میں میری پرسنل میڈ اور بمیری بیٹی کی کیئر

ٹیکر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں تو سنبھل کر رہو،،،اور اپنی ہر زمہ داری پوری کرنا سیکھو،،،"۔ایک یک ایک لفظ سیسہ بنا کر اس کی سماعت میں انڈیلتا وہ پیچھے ہو گیا۔۔۔اگر اس لڑکی میں اتنی اکڑ تھی تو وہ تو پھر زاویار خانزادہ تھا۔۔۔

یہ سوگ منانا بند کرو،،،اور میرا ناشتہ بنا کر روم میں لاؤ،،،"حکم صادر" کرتا وہ کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔جب کے زرمش وہیں دروازے کے پاس بیٹھتی بری طرح سسکنے لگی تھی۔

یااللہ میں اپنے ہر گناہ کی معافی مانگتی ہوں پر میں اپنی زندگی پر اس شخص کا" تسلط ہر گز برداشت نہیں کر سکتی،،، جس سے میں زندگی میں سب سے زیادہ نفرت کرتی ہوں،،،"چہرہ گھٹنوں میں چھپائے وہ ایسے روئی کہ اس کا وجود ہلکورے لینے لگا تھا۔۔۔

زاویار نے کمرے میں داخل ہوتے ہی زور سے دروازہ بند کیا تھا۔اور ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے ہوتے اپنا سرخ چہرہ دیکھا۔۔۔

میں تمہاری اس اکڑ کو ریزہ ریزہ کر دوں گا زرمش،،، میں تمھیں اتنا پاگل" کروں گا کہ تم خود میری جانب قدم بڑھاؤ گی،،، میں تمہیں اس قدر مجبور کر دوں گا کہ تمہاری زندگی میں اپنی ذات باقی نہیں رہے گی بلکہ تم خود میں "بھی مجھے ہی دیکھو گی جسٹ ویٹ اینڈ واچ،،،،

وارڈروب کی طرف بڑھتے اندر سے اپنے کپڑے نکالے اور واشروم میں بند ہو گیا۔۔۔کافی دیر بعد فریش ہو کر باہر نکلا تو یہ گمان تھا وہ لڑکی اس کے خوف سے ناشتہ بنا لائی ہو گی۔۔۔پر وہ ایک بار پھر غلط ثابت ہوا تھا۔۔۔۔وہ اس کی توقع سے زیادہ ڈھیٹ اور نڈر ثابت ہوئی تو جو ایک تھپڑ کھا کر بھی خوفزدہ نہیں تھی۔۔زاویار نے سختی سے اپنے لب بھینچے۔۔۔وہ آفس کے لیے تیار ہوا اور کمرے سے باہر نکلا تو یہ دیکھ ماتھے کے بل گہرے ہوئے کہ وہ اب تک اسی دگرگوں حالت میں دروازے کے پاس بیٹھی زمین کو گھور رہی تھی۔۔۔

اگر تم سوچتے ہو کہ میں ساری زندگی تمہاری باندی بن کر رہوں گی،،، تو تم" غلط ہو،،، تم مجھے قید نہیں کر پاؤ گے،،،،، میں بھاگ جاؤں گی یہاں "سے،،،،

زاویار اس سے چند قدم کے فاصلے پر رکا تھا۔۔جب وہ پتھرائے لہجے میں کہتی زمین سے کھڑی ہوئی۔۔۔زاویار کو احساس ہوا وہ عام لڑکیوں کی طرح ڈرپوک نہیں ہے بلکہ ضرورت سے زیادہ ضدی اور بے خوف ہے۔۔۔۔وہ اس وقت مزید اس سے بحث کر کے اپنا دماغ خراب کر کے کوئی انتہائی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا تبھی بنا اس کی بات کا جواب دیے زرمش کو ایک طرف دھکیلتے وہ گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔اس کے باہر نکلتے ہی دروازہ آٹو لاک ہو گیا۔۔۔۔اس کے جاتے ہی زرمش کمرے میں بھاگی جہاں اس سفاک انسان کی خوشبو اس کا استقبال کر رہی تھی۔۔۔بیڈ پر گرتے ایک مرتبہ پھر وہ اپنی بے بسی اور قسمت پر چیخ چیخ کر رو دی۔۔۔

****

رات کے ایک بج چکے تھے۔۔اور وہ جمائی پہ جمائی لے رہی تھی۔۔ نیند سے بوجھل آنکھیں بار بار بند ہوتیں تو سامنے فرعون بنے بیٹھے شخص کی ایک خونخوار گھوری پر وہ ہڑ بڑا کر سیدھی ہو جاتی۔۔اچھا خاصا اینجل سچ مچ اب پوری طرح ڈیول کا روپ دھار چکا تھا۔۔ صبح سے وہ کسی کولہو کے بیل کی طرح گھر کے کاموں میں جوتی گئی تھی۔۔اور اس وقت تک اینارہ کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔۔وہ عجیب بے حس اور ظالم بن بیٹھا تھا کہ اب کوئی ور کام باقی نہیں بچا تھا کہ جانے کچن کے کون سے کھدرے سے نکال کر چاول اور چنے کی دال مکس کر کے اس کے سامنے رکھ دی تھی کہ چاول اور دال الگ الگ کرو۔۔وہ تقریباً گیارہ بجے سے بیٹھی دال اور چاول الگ الگ کر رہی تھی۔۔ مگر ابھی تک آدھے کر پائی تھی۔۔۔اینارہ کی آنکھیں بار بار نم ہو رہیں تھیں مگر لاونج میں اس کے سامنے لیپ ٹاپ میں مصروف بیٹھے شخص کو متعلق

پرواہ نہیں تھی۔۔۔باران دلشیر وقتاً فوقتاً ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈال لیتا۔۔دل میں درد اٹھ رہا تھا۔۔ مگر وہ بے حس بنا بیٹھا رہا۔۔اس کا فون رنگ ہوا۔۔ لندن سے اس کے خاص آدمی کی خاص فون کل تھی تبھی وہ فون پس کر کے زرا سا دور لاونج کی گلاس وال تک چلا گیا تھا۔۔دو سے تین منٹ لگے تھے کال سنتے۔۔وہ فون رکھ کر واپس مڑا تو ایک دھچکا لگا۔۔ پیچھے وہ معصوم نازک جان دال چاولوں کی ٹرے پر سر گرا کر ہی سو چکی تھی۔۔۔باران دلشیر نے ایک گہری سانس بھری۔۔۔آگے بڑھا۔۔ہر سوچ جھٹک کر اسے بازوؤں میں اٹھایا اور اسے اس کے کمرے میں لٹا آیا۔۔۔وہ خود ذہنی اذیت کا شکار تھا تبھی ہر بات کو نظر انداز کرتے اپنا کام مکمل کیا اور جا کر اپنے کمرے میں سو گیا۔۔

اگلے دن اسے وقت سے پہلے کسی سائیٹ پر جانا تھا تبھی صبح چھ بجے ہی گھر سے نکل گیا۔۔۔پورا دن زاویار کے ساتھ بے تحاشا مصروف گزرا تھا۔۔ اس نے محسوس کیا وہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ اور چپ چپ سا تھا۔۔اس

نے زاویار سے بارہا پوچھا تھا کہ کوئی بات ہوئی ہے۔۔اس کا جواب نفی میں ہی آیا تھا۔۔اس نے پوچھا تھا کہ وہ فلیٹ گیا تھا تو زاویار نے نہیں میں جواب دیا تھا۔۔وہ جانتا تھا زاویار اس سے کچھ چھپا رہا ہے مگر فی الحال اس کا دماغ اپنی الجھن میں الجھا تھا۔۔ایک مصروف ترین دن گزار کر وہ تقریباً رات کے وقت گھر واپس لوٹا تھا۔۔اپنی گردن کو دائیں بائیں موقع کرتا وہ لاونج میں داخل ہوا۔۔

"اینارہ کہاں ہے،،،؟"لاؤنج کے صوفے پر بیٹھتے ایک نظر چاروں طرف دوڑاتے ملازمہ سے پوچھا۔۔

"کمرے میں ہیں سر،،،! ملازمہ نے سر جھکائے بتایا۔۔

"اسے کہو میرے کمرے میں ایک کپ کافی لے کر آؤ،،"سنجیدگی سے حکم صادر کرتا وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔۔آج وہ اپنے آپ سے سارے سوالات کے جواب چاہتا تھا۔۔آج وہ اسے اتنا مجبور کرنے والا تھا کہ اس کی آنکھوں میں اسے اپنا یوں خوف نظر آئے کہ یا تو وہ یہاں سے جانے کی ضد

کرے یا پھر اس کے سامنے ہی نا آیا کرے۔۔کمرے میں پہلا قدم رکھتے ایک گہری سانس خارج کی اور اپنی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے۔۔۔ ریموٹ اٹھا کر اے سی آن کیا۔۔۔وجود میں عجیب سی بے چینی اور دماغ میں جنگ سی چھڑی تھی جسے جیتنا باران دلشیر کے لیے ضروری تھا۔۔۔ہاتھ میں پہنی رسٹ واچ میں وقت دیکھتے کمرے کے دروازے کو دیکھا کل رات کے بعد اس کی ملاقات اینارہ سے نہیں ہوئی تھی۔۔۔دل نے ایک چھوٹی سی خواہش بھی کی کہ وہ تو اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا کاش اینارہ ہی اس کے کمرے میں نہ آئے۔۔۔پر باران دلشیر کی یہ خواہش اگلے ہی لمحے رد ہوئی تھی۔۔۔

جب اینارہ کافی کا کپ اور ٹرے تھامے اس کے روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ گرے رنگ کے سادے سے شلوار قمیض میں شیفون کا دوپٹہ سر پر اوڑھے۔۔۔اس کی رنگت ماند پڑ گئی تھی جیسے چمکتے چاند پر سیاہ بادل کی گھٹا ہو۔۔۔

ٹیبل پر رکھو،،،" ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہاالبتہ اتنے وقت میں اس کی نظریں ایک لمحے کہ لیے بھی اینارہ کے وجود سے نہیں ہٹی تھیں یاوہ جان بوجھ کراسے دیکھ رہاتھاکہ اسے خوفزدہ کرسکے۔۔۔

دروازہ بند کرواندر سے،،،"کافی کاکپ رکھنے کے بعدوہ فرمانبرداری سے" سر جھکائے کھڑی تھی یہ اس کی ناراضگی تھی یاخوف وہ سمجھنے سے قاصر تھا کیونکہ مقابل کی طرف سے ناشکوہ ہواتھاناشکایت۔۔

جی،،،،؟"اس نے اس سارے وقت کے دوران چونک کر باران کودیکھا" تھاوہ ایک قدم پیچھے ہوئی توباران اس کی حرکت کوبغور ملاحظہ کیے دروازے کی جانب اشارہ کرنے لگا۔۔۔

میں نے کہادروازہ بند کرو،،،اندر سے،،،"اندر سے پر خاصہ زور دیا۔اینارہ" کچھ لمحے کشمکش میں کھڑی رہی۔۔۔لیکن پھراثبات میں سر ہلاتے دروازے کوبند کرتے اندر سے لاک کرگئی۔۔جس پر باران دلشیر دوجاں سے تلملایا تھا۔۔۔اینارہ کایہ عمل باراد لشیر کے تن بدن میں آگ لگاگیا۔وہ توچاہتاتھاوہ

اس کے اس حکم پر الٹے قدم واپس بھاگ جائے۔۔کیونکہ اندر سے لاک لگوانا در گزر کرنے والی بات نہیں تھی۔۔۔پر وہ بیوقوف لڑکی اس کے اندر کے وحشی کو جگانے کا ہر انتظام کر چکی تھی۔۔۔اینارہ دروازہ کو بند کرتی واپس پلٹی اور سوالیہ نظروں سے باران کو دیکھا جیسے پوچھا ہو اور کوئی حکم لیکن جواباً باران گہرہ مسکرایا اور مسکراتے ہاتھ کی انگلی سے قریب آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ انداز اتنا غیر مناسب تھا کہ عام اور سخت دل لڑکی بھی گھبرا جائے پر وہ نازک چھوٹے قدم لیتی جان ایک لمحے کے لیے نہیں ڈگمگائی تھی۔۔۔بلکہ چھوٹے اس سے چند قدم کے فاصلے پر آ ٹھہری تھی۔

تم بہت خوبصورت ہو،،،اور مجھے تمھاری یہ خوبصورتی بہت متاثر کرتی ہے،،،"ایک قدم اینارہ کی جانب بڑھاتے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے اینارہ کے بازو کو یوں چھوا کے وہ آنکھیں میچتی جھرجھرا گئی۔۔

تم نے آنکھیں کیوں بند کر لیں،،،اوپن اٹ،،،آئی وانٹ ٹو سی،،،"اینارہ" کی ٹھوڑی کو اپنی مضبوط پکڑ میں جکڑتے باران نے سنجیدگی سے کہا تو اینارہ

پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔نم آنکھوں میں شکوہ واضح تھا پر خوف کا دور دور تک کوئی نشان نہیں تھا۔۔۔

"میرے بیڈ کو دیکھو،،، یہاں کئی حسین لڑکیوں نے اپنی رات کا کچھ وقت صرف کیا ہے،،،؟"اینارہ کا رخ اپنے بیڈ کی طرف کرتے ہوئے اینارہ کی پشت پر کھڑے ہوتے اس کی کمر کو تھامنا چاہی تھی۔۔۔پر آج پہلی بار باران دلشیر کے ہاتھ اسے چھونے سے انکاری ہو رہے تھے۔لڑکیوں کو ٹشو پیپر کی طرح یوز کرنے والے باران دلشیر کے ہاتھوں میں لرزش تھی۔۔۔

"مم،،، مجھے اپنے کک،، کمرے میں جانا ہے،،،"اینارہ اس کی قربت سے نکلتی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔اسے اس کمرے میں گھٹن ہو رہی تھی۔۔۔شدید وحشت۔۔اگر وہ یہاں رکتی تو یقینا ہوش کھو بیٹھتی۔۔

"ارے ایسے کیسے ؟؟؟ کہا تو ہے یہاں کئی لڑکیاں آئی ہیں،،، پر یہ کمرہ کافی دن سے ویران پڑا ہے،،، تو آج رات تم اس کی زینت بنو گی،،،،"اینارہ کو

جھٹکے سے اپنی جانب کھینچتے اس نے سختی سے کہا تو اینارہ اس کی پکڑ میں پھڑ پھڑانے لگی۔۔۔۔

چھوڑو اینج،،،! کہتے کہتے الفاظ نے اچانک دم توڑ دیا۔۔۔ حلق میں" آنسوؤں کا گولا اٹکنے لگا۔۔۔اس کے وجود میں لرزا طاری ہو رہا تھا اگر باران دلشیر ہوش میں ہوتا تو سنبھل جاتا۔۔۔

آہاں،،، میں کتنا اینجل ہوں اور کتنا ڈیول تمہیں کچھ دیر میں علم ہو جائے" گا،،، "اپنے ضمیر اور دل کی چیخ و پکار کو پسِ پشت ڈال کر باران نے اینارہ کے گلے میں ہاتھ لپیٹ کر اینارہ کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔۔۔ حیرت در حیرت کی بات تھی باران دلشیر کی روح تک تلملائی تھی کہ اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی۔۔ مگر باران دلشیر کا خوف اب بھی آنکھوں میں نہیں تھا۔۔۔۔

چھوڑ،،،دو،،،اللہ،،، کے لیے،،، "اپنی آنکھیں بند کیے وہ لرزتی کانپتی اس" کے حصار میں بڑبڑانے لگی تھی۔۔

آج رات کے بعد تمہیں چھوڑ دوں گا،،،اپنی آنکھیں کھولو،،،" باران نے "
ایناره کو مزید قریب کرتے کہا۔۔ لیکن وہ اسے سن ہی کب رہی تھی بلکہ نفی
میں سر ہلاتی مسلسل کچھ بڑبڑا رہی تھی کہ اچانک باران کو خود سے دور کرنے
کے تگ ودو میں اپنے ہاتھ پیروں سے اندھا دھند زور آزمائی شروع کرنے
لگی۔۔۔ایناره کی زور آزمائی دیکھتے باران کے جلتے سینے پر ٹھنڈی پھوار پڑنے
لگی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا تھا۔۔وہ ڈر رہی تھی۔۔۔بے تحاشا
خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔۔اچانک اسے بیڈ پر دھکا دیتے باران نے اس کے
دائیں بائیں دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے لاک کیے بیڈ سے لگایا اور اس
کی ٹانگوں پر اپنی ٹانگ رکھیں۔۔۔

نن،،، نہیں،،، پھر سے نہیں،،، مم،،، میں دوبارہ یہ سس،،، سب "
برداشت نہیں کک،،، کر سکتی،،، اللہ کے لیے چھوڑ دو،،،" بے تحاشہ
روتے ایناره چیخنے لگی تھی۔۔۔جبکہ باران جواب تک اپنی خوشی کا جشن منا رہا
تھا اس کے لفظ

پھر *اور "*دوبارہ*پر یک دم ساکت ہوا تھا۔۔۔لگا سینے میں دھڑکتا* خون کالو تھڑا دھڑکنا بھول گیا ہو۔۔

چھوڑو،،،زریمان،،،بچاؤ،،،یہ پھر آگیا،،،آج رات پھر میرا وجود ٹکڑے" ہو گا،،،بانو خالہ،،،بچاؤ،،،اللہ،،،کے لیے،،،چھوڑ دو،،،"بیڈ پر سر دائیں بائیں پٹختی وہ جل بن مچھلی کی طرح پھڑ پھڑانے لگی۔باران کی پکڑ اس کے ہاتھوں پر کمزور ہوئی وہ جھٹکے سے ایناره سے دور ہوا۔۔۔ایسے جیسے کہ ایناره کوئی اچھوت ہو۔۔۔پر ایناره اب بھی بیڈ پر ویسے ہی لیٹی تیزی سے نفی میں سر ہلا رہی تھی اور اب اپنے بچاؤ میں ہاتھ پیر بھی چلانے لگی تھی۔۔۔کسی ان دیکھے وجود کو اپنے وجود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔اس کا ہر عمل باران دلشیر کو سن کرتا جا رہا تھا۔۔۔

بب بانو،،،خالہ بچاؤ،،،اس بار میں مر جاؤں گی،،،مجھے بچالو پلیز،،،یہ مجھے" پھر نوچے گا،،،"وہ بری طرح گڑ گڑا رہی تھی کہ کوئی مدد گار ہو۔۔۔بن آنکھوں سے آنسو تیزی سے گالوں پر رواں باران دلشیر کے بستر میں جذب

ہو رہے تھے۔۔پر ادھر باران دلشیر کو خود سہارے کی ضرورت پڑ گئی تھی۔۔۔وہ اپنے پیچھے دیوار تھام گیا۔۔۔وہ تو اسے خوفزدہ کرنا چاہتا تھا۔۔پر الٹا خود بری طرح خوفزدہ ہوا تھا۔۔خود سے دور کرنا چاہتا تھا پر یہ کیسا انکشاف ہوا تھا،،،؟ اینارہ ایک ریپ وکٹم تھی۔۔؟؟؟ کوٹھے پر رہتے ہوئی اس کے ساتھ کچھ غلط ہوا تھا؟؟؟۔وہ معصوم لڑکی زیادتی کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔؟؟؟ بیڈ پر پھڑ پھڑاتے اور نیم بے ہوشی میں جاتے وجود کو دیکھتا باران خود اپنا سر تھام گیا تھا۔۔۔کان سائیں سائیں کر رہے تھے باران دلشیر کو لگا اینارہ کے کانوں میں گونجتے الفاظ اس کے سینے کو چاک کر رہے ہیں۔

نوو،،،"بے اختیار اپنا سر تھامتا وہ زور سے چیخا تھا۔اینارہ ہوش کھوتی مکمل" بے ہوش ہو چکی تھی پر ہوش میں موجود ایک شخص کو آگ کی تپتی بھٹی میں جھونک گئی تھی۔۔۔۔اور اب وہ کمرے کی تمام چیزیں تہس نہس کر رہا تھا۔۔۔بڑی دیر تک کمرے کی چیزوں کو عتاب کا نشانہ بناتا وہ اپنا غم و غصہ اور وحشت نکالنے کی کوشش کرتا رہا۔۔پھر کافی دیر صوفے پر سر جھکائے بیٹھا

اپنے خالی ہاتھوں کو گھورتا رہا تھا۔۔اس نے آج ایمارہ کے سامنے یوں پریٹنڈ کیا تھا کہ جیسے وہ اس کے ساتھ غلط کرے گا مگر آخر تک ایمارہ کی آنکھوں میں باران دلشیر کی بجائے کسی اور کا خوف اس کی آنکھوں میں ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔بہت مشکل سے اپنے مردہ ہوئے وجود کو گھسیٹتے باران دلشیر اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک مرتبہ پھر اس کے نیم جاں ہوئے وجود کو اٹھا کر اس کے کمرے میں پہنچا آیا۔۔اس کے بعد وہ خود بھی اس گھر میں کہاں ٹھہر پایا تھا۔۔ پورا دن خود کو زلیل وخوار کر کے وہ اگلے دن کی رات کو گھر واپس آیا تھا۔۔ گھر واپس آکر بھی وہ گھر کے اندر نہیں جا پایا تھا۔۔آتے ساتھ ہی جم چلا گیا۔۔وہاں بہت دیر تک پنچنگ بیگ پر اپنی وحشت اتارتا رہا تھا۔۔۔اس کے بعد وہ اندر آیا تو اسے دیکھا۔۔منظر اور لہجہ خود بخود پوری طرح بدل گیا تھا۔۔ کل سے آج تک کے دوران اس کا جیسے تمام سوفٹویئر اپ ڈیٹ ہوتا اسے پھر سے اینجل باری بنا گیا تھا۔۔ایمارہ کا نرم خود دھیمے مزاج کا مہربان اینجل باری۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہو ایناره،،، "وہ گیارہ بجے جم سے باہر نکلتے لاؤنج میں داخل" ہوا۔۔۔اس وقت وہ شرٹ لیس تھا۔بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا جب اس کو یوں محسوس ہوا جیسے صوفے کے پیچھے بائیں جانب اندھیرے میں کوئی بیٹھا ہے۔۔۔اس نے آگے بڑھ کر لائٹ آن کی تو جھٹکا سا لگا کہ بلکل کونے میں زمین پر سکڑ کر بیٹھی وہ کوئی اور نہیں ایناره تھی۔۔۔اس دن کے حادثے کے بعد سے باران کو اسے تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔۔یہ دن باران دلشیر کی زندگی کے اذیت ناک ترین دن ثابت ہوئے تھے۔۔جب اسے اپنا پورا پورا ایک ان دیکھی دھیمی سی آنچ میں سلگتا محسوس ہوتا تھا۔۔لاکھ تدبیریں کی مگر اس سلگتے دل وجاں کا اس کے پاس کوئی علاج نہیں تھا۔۔جب سے باران دلشیر پر اس آگہی کا عذاب نازل ہوا تھا کہ اس کے سامنے بیٹھی نازک جان ایک ریپ وکٹم ہے۔۔(حالانکہ اس بات میں کوئی صداقت نہیں تھی یہ صرف باران دلشیر کو لگ رہا تھا)تب سے وہ اذیت کی بھٹی میں سلگ رہا تھا مگر اسے جانے کیوں اس بات سے زرا

برابر بھی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔ناہی باران دلشیر کو اس وجود سے کرائیت محسوس ہوئی تھی۔۔یہ وجود اس کی نگاہوں میں اب بھی اتنا ہی معتبر تھا جتنا کہ پہلی نظر میں معتبر تھا۔۔

"اینارہ یہ کیا کر رہی ہو،،، "قدم قدم چلتا وہ اس کے قریب گیا تو باران کو دھچکا لگا تھا۔وہ اپنے بازوؤں کو پھر سے کھروچ رہی تھی کہ وہ لال بوٹی ہوتیں ان سے جیسے خون چھلک رہا تھا۔۔باران کے ماتھے پر بل پڑے اس نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ کو پکڑتے کہا تو اینارہ خوف زدہ نظروں سے اسے گھورنے لگی۔۔۔

"کیوں کر رہی ہو یہ سب،،،،، وہ جانتا تھا وہ مینٹلی اسٹیبل نہیں۔۔اور یہ بات اسے ہر بار نئی اذیت سے دوچار کرتی تھی۔۔وہ خود کو پتھر کے چٹانی خول میں سمیٹے ہوئے تھا۔۔اور یہ لڑکی اس خول میں سوراخ کرنے پر تلی ہوئی تھی جو کم از کم باران دلشیر کو قطعی منظور نہیں تھا۔۔فیروزی فراک پاجامے میں دوپٹہ بے ترتیبی سے گلے میں جھول رہا تھا۔۔بالوں کی ڈھیلی سی

چٹیا سے لٹیں بری طرح چہرے اور کمر پر بکھری ہوئیں تھیں۔۔چہرہ سرخ اور غلافی آنکھوں میں نمی اور پلکیں بھیگی ہوئیں تھیں۔۔باران دلشیر نے نگاہیں چراتے بری طرح اپنے لب بھینچے۔۔

اینجل بب،،، باری،،، وہ یہاں آگیا ہے،،، اس،،، اس نے مجھے،،،"

ی، یہاں چھوا،،،" وہ اپنے زخمی بازو کو دکھاتے بولی تھی۔۔۔

کون آگیا اینارہ،،،" اینارہ کے پاس اس کے بالکل قریب بیٹھتے وہ نرمی سے" پوچھنے لگا۔۔وہ جانتا تھا وہ کل ہوئے حادثے کے اب تک زیر اثر ہے اور اسے جلدی سے بھلا نہیں پائے گی۔۔یوں بھی یہ ناممکن سی بات تھی اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی پر بھی مارتا تو کسی اور کا آنا تو ناممکن سی بات تھی۔۔۔یقیناً وہ نیند میں پھر سے ڈر گئی تھی۔۔

وو،،، وہی اینجل باری،،، جو بب،،، بہت پہلے آیا تھا جس نے،،، مجھے" یہاں،،، یہاں چھوا تھا،،،" اپنے جسم کے مختلف حصوں پر ہاتھ لگاتی وہ باران کو بتانے لگی تو باران نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لی اس سے ضبط کرنا

مشکل ہو رہا تھا۔۔۔یہ کیسی اذیت تھی کیسا درد تھا جو باران دلشیر کی جاں کا روگ بن گیا تھا۔۔

وہ ابھی پھر آیا تھا،،،اس نے پھر،،، چھ،،، چھوا،،،وہ مجھے تکلیف،،،،" وہ" بول ہی رہی تھی جب باران نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی۔۔وہ یہ باتیں سن ہی نہیں سکتا تھا۔۔کانوں سے لہو ٹپکنے کا اندیشہ لاحق ہوا۔۔

اششش،،، بالکل چپ،،،"اینارہ کے بکھرے بال نرمی سے پیچھے کرتے وہ" اسے بچوں کی طرح پچکارنے لگا جبکہ اینارہ سہمی نگاہوں سے باران کو دیکھنے لگی۔۔

بب،،، باران،،،" باران کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔وہ خود باران کے " قریب ہوئی تھی۔۔۔

بولو،،،" باران کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔نامحسوس انداز میں تھوڑا سا" فاصلہ قائم کرتے باران نے پوچھا۔اینارہ کا زیادہ قریب آنا خود باران کے لیے اچھا نہیں تھا۔۔۔وہ جانتا تھا۔۔

وہ،،،بہت گندہ آدمی ہے،،،،"وہ رازداری سے باران کو بتا رہی تھی اور" باران کا دل کر رہا تھا وہ شخص باران کے سامنے آئے اور باران اس کی بوٹی بوٹی کر کے چیل کوؤں کو کھلا ڈالے۔۔

ای،،،ایک،،،بات بتاؤں،،،،"پھر سے روتے ہوئے وہ کپکپاتے لبوں سے" بولنے لگی۔اس کا وجود ہلکے ہلکے لرز رہا تھا جب کہ باران کی نظر اس کے زخمی بازو اور زخمی ہاتھ پر تھی جسے اینارہ نے خود زخمی کیا تھا۔۔۔

اس نے میری قمیض،،،"ابھی اینارہ نے اتنا ہی کہا تھا جب باران نے تڑپ" کر سختی سے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

مم،،،میں گندی نہیں ہوں اینجل،،،"وہ ایک دم سے کہتے ساتھ خود میں" سکڑنے لگی تو باران کو اپنی اس قدر سختی اور کل کی گری ہوئی حرکت پر سخت ملامت ہوئی۔۔۔

نہیں،،اینارہ بالکل گندی نہیں ہے،،،اینارہ تو میرا وائٹ وائٹ لٹل ریبٹ" ہے،،،"اسے نہیں معلوم تھا وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔۔اس نے کبھی کسی کے

چونچلے نہیں اٹھائے تھے۔۔۔وہ سدا کا مار دھاڑ خون خرابا کرنے والا سفاک شخص اسے نہیں معلوم تھا اس نازک جان کو کیسے سمجھائے پر وہ اس وقت ایناره کو کسی معصوم چھوٹی سی بچی کی طرح ڈیل کر رہا تھا۔۔۔اگر کوئی باران دلشر کو اس وقت یوں دیکھ لیتا تو وہ شخص دعوے سے کہتا وہ باران دلشیر نہیں ہو سکتا۔۔جو کسی کو اتنی محبت سے ڈیل کر رہا ہے وہ بھی کسی لڑکی کو؟اور وہ لڑکی کون تھی؟؟؟اس لڑکی کا بیک گراؤنڈ کیا تھا اور نسبت کیا تھی؟؟؟۔

میں،،، "گھنی پلکوں کی جھالر اٹھاتے اس نے باران کو دیکھا تو باران نظریں چرا گیا۔۔۔

پر،،،اس نے توریبِٹ کو گندا کر دیا،،، "وہ پھر پریشانی سے بولی تو باران کو" احساس ہوا اس وقت ایناره اپنے حواس میں بلکل بھی نہیں ہے۔۔۔

نہیں،،، کس نے کہا اینجل باری کا ریبِٹ گندا ہو گیا،،، بالکل صاف ہے میرا" ریبِٹ تو،،، "باران نے اس کے گال کو نرمی سے سہلاتے کہا تو ایناره یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔

یہاں ٹھنڈ ہے،،، کمرے میں چلو،،، "وہ اینارہ کو کھڑا کرنے لگا تو وہ ایک دم "
چیختی کونے میں دبک گئی باران پریشانی سے واپس نیچے بیٹھا۔۔۔

کیا ہوا ہے اینارہ؟ میں ہوں نہ ساتھ،،، "وہ خالی زبانی نہیں بول رہا تھا وہ "
واقعی اینارہ کے ساتھ تھا۔۔۔

اوپر کمرے میں،،، وہ ہے،،،، "اینارہ نے کمرے کی طرف اشارہ کیا تو "
باران نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔

اب میں اپنے ریبٹ کو ایک راز کی بات بتاؤں،،، سیکریٹ،،، " باران کے "
نرمی سے پوچھنے پر اینارہ نے تیزی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

وہ جو گندا آدمی تھا نہ،،، میں نے اسے پکڑ لیا تھا،،، اور پھر میں نے اسے شیر "
کے آگے ڈال دیا،،، " باران کے کہنے پر اینارہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل
گئی۔۔۔

پھ،،، پھر شیر نے اس کو کھا لیا،،،؟ "اینارہ کے پوچھنے پر باران نے اثبات "
میں سر ہلایا۔

اب،،،و،،،وہ واپس تو نہیں آئے گا،،اور بب،،،بیڈ ٹچ تو نہیں کرے گا"
نہ،،،؟" وہ بہت یقین سے پوچھ رہی تھی باران اس کی آنکھوں کو بغور دیکھنے
لگا پھر اپنا سخت چوڑا ہاتھ اس کے نرم گال پر رکھا۔۔۔
اللہ کی قسم جب تک باران دلشیر کی سانسیں چل رہی ہے،،،تب تک "
تمھارے آس پاس بھی کسی کو نہیں بھٹکنے دوں گا،،،ان شاءاللہ،،،" باران
کے جملے کے آخر میں انشاءاللہ رب کی رضامندی اور اس کے ارادے کی
پختگی کا ذریعہ تھا۔
اب چلو روم میں،،، تمہیں میڈیسن بھی لگانی ہے زخمی کر لیا ہے خود کو،،،"
" یہ گلابی ریبِٹ بد معاش ہو گیا ہے،،،
باران نے آخری جملہ منہ میں ادا کیا لیکن واپس اینارہ کو اپنی جگہ پر جمع دیکھ
گہری سانس لے کر رہ گیا۔
اتنا تو شاید اس نے کسی کو نہیں جھیلا تھا۔
"اب کیا ہوا اس بگڑے ہوئے ریبٹ کو،،،؟ "

مجھے اس،،،اس کمرے،،،میں نہیں جانا مجھے ڈر لگ رہا ہے،،،"اینارہ کے" کہنے پر اسے لگا اس کا قدم ہلانا ناممکن ہو جائے گا۔۔۔اینارہ کے چہرے کی معصومیت نے اس کے قدم جکڑ لیے تھے وہ پتھر ہو گیا تھا۔۔۔وہ جو دعوا کرتا تھا کبھی کسی سے محبت نہیں کرے گا۔۔وہ دعوا منہ کے بل گرتا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔

کوئی بات نہیں،،،میرے کمرے میں چلو،،،وہاں تو ڈر نہیں لگے گا،،،؟"""

باران کے پوچھنے پر اینارہ نے نفی میں سر ہلایا اور آہستگی سے باران کے ساتھ اس کے کمرے میں جانے کے لیے کھڑی ہو گئی۔۔۔باران نے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا اور اپنے کمرے میں لے آیا۔۔کمرے میں لے جا کر نرمی سے اینارہ کو بیڈ پر بٹھایا اور فرسٹ ایڈ باکس سے آئنمنٹ نکالی اور اینارہ کے بازو پر لگانے لگا۔۔آج وہ آئنمنٹ کاٹن کی مدد سے خود اس کے بازو پر لگا رہا تھا۔۔۔ایک بازو پر مرحم لگانے کے بعد دوسرے پر لگائی تو اینارہ کے منہ سے سسکاری نکلی۔

کیاہوا،،،؟" باران نے فوراپوچھا۔"

جلن ہورہی ہے،،،"اینارہ نے نم لہجے میں کہاتو باران نے اس کے ہاتھ پر" جھکتے پھونک ماری۔۔گویااس کی جلن کم کرنے کی کوشش کی لیکن جواباًاینارہ نے دوسرابازو بھی اس کے سامنے کردیا۔

کیا،،،؟" باران نے ناسمجھی سے پوچھا۔"

یہاں بھی جلن ہورہی ہے،،،"اس نے معصومیت سے کہا۔اشارہ تھاکہ " یہاں بھی پھونک مارو۔۔باران بےاختیار مسکرایا۔اوردوسرے بازوپر پھونک ماری۔۔اب وہ قدرے پرسکون ہوکراطمینان سے باران دلشیر کے بیڈپر براجمان تھی۔۔اوروہ اس کے سامنے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔منظر بڑاعجیب تھا۔۔مگر حقیقت تھا۔۔بھلاایسی کونسی طاقت تھی جو باران دلشیر جیسے احساس وجذبات سے عاری بے رحم شخص کو گھٹنوں کے بل لے آئی تھی۔۔

اینجل بب،،،باری،،،،اس نے پھرپکارا۔۔"

ہمممم،،،، باران اس کے دوسرے بازو پر پھونکیں مارتا مصروف انداز میں گویا ہوا۔۔

ادھر بھی ہو رہی ہے ناں،،،، وہ چھوٹی سی ناک چڑھا کر اب اپنی گردن کی " جانب اشارہ کر رہی تھی۔۔ باران نے بہت نرم نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ دل تو کرتا تھا اس کے ہر زخم پر اپنے نرم لبوں کا پھایا رکھ دے۔۔۔ اسے خود میں سمیٹ کر اس کے ہر درد کی دوا بن جائے۔۔ اس ک ہر غم خود پر لے لے۔۔ لیکن اس کے لیے باران دلشیر کو اس کے بہت قریب جانا پڑتا۔۔ مگر باران دلشیر کے پاس تو سوائے وحشتوں کے کچھ بھی نہیں تھا۔۔ وہ اب نرمی سے محتاط فاصلہ رکھتے اس کی گردن پر پھونک مار رہا تھا۔۔

اینجل باری،،، ادھر،،،، وہ مسکین شکل بنا کر اب کندھے کی جانب اشارہ کر " رہی تھی۔۔۔ باران نے جھک کر اب کندھے پر پھونک ماری۔۔۔

اینجل بار،،،،، وہ اب اپنے پہلو کی جانب اشارہ کر رہی تھی کہ باران نے " اس کے لبوں پر انگلی جمائی۔۔

اب بس،،، یہ ناٹی لٹل ریبِٹ اب سوئے گا،،،، باران نے تنبیہہ کرتے" اسے انگلی دکھائی۔۔

یہ لٹل ریبِٹ اپنے روم میں نہیں جائے گا ناں،،،، وہ آپھر سہمی تھی۔۔"

اوکے ادھر ہی سو جاؤ،،، میں روم کے باہر دروازے پر ہوں اوکے،،،"

باران دلشیر نے اسے پچکارا تو وہ بچوں کی طرح سر ہلاتی کمفرٹر میں دبک گئی۔۔ کیونکہ باران روم میں آتے ہی اے سی آن کر چکا تھا۔۔ وہ کافی دیر صوفے پر بیٹھا رہا۔۔ جب لگا وہ گہری نیند سو چکی ہے تو تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

****

بس ریشماں کل کی دیر ہے کل بانو بائی میرے سر سرداری کا تاج رکھیں گی اور پھر سب کچھ میری دسترس میں ہو گا اور یہ پورا کوٹھا میری سلطنت

ہو گی،،،" پیروں میں گھنگرو باندھے ڈفلی کی تال پر تھرکتی زریمان خوشی سے جھوم رہی تھی۔۔۔

تم دیکھنا ریشماں کل کے بعد میرے ٹھاٹ باٹ،،،، میں نے اس بوسیدہ" کوٹھے کو وہ محل بنانا ہے کہ شہر کا ہر امیر رئیس مرد یہاں پایا جائے گا،،،"

زریمان آنکھیں بند کیے مسرور روشن تاریک مستقبل کے روشن خواب دیکھ رہی تھی جب کہ ریشماں خاموشی سے اس سفاک لڑکی کو دیکھ رہی تھی جس کے اندر ہزار ناگنوں سے بھی زیادہ زہر تھا۔۔۔

زریمان،،،، ایک بار معصوم ایناره کی خبر لے لے میرا دل کہتا ہے کہ وہ صحیح" سلامت ہے،،، وہ معصوم بے خبر تجھے پکار رہی ہو گی،،،" ریشماں نے اس کے دل میں رحم کی ایک کرن جگانی چاہی جو اپنے وقت کی فرعون بنی بیٹھی تھی کہ جھٹکے سے زریمان کا فسوں ٹوٹا اور وہ ایک جگہ ٹھہری ریشماں کو خون آشام نظروں سے گھورنے لگی۔۔۔۔

لازم ہے مرے سامنے اس منحوس کا نام لینا،،؟اتنی مشکل سے تو اسے" ٹھکانے لگایا ہے،،،، باران نے اسے کاٹ کوٹ کر پھینک دیا کہیں،،،،اچھا ہے مر گئی،،، معصوموں کی اس دنیا میں کوئی جگہ نہیں رہی،،وجیہہ کی بیٹیاں میری راہ کا سب سے بڑا کانٹا تھیں،،،، جنھیں ایک ایک کر کے مجھے اکھاڑ کر پھینکنا پڑا،،،اینارہ تو اس درندے باران دلشیر کے ہتھے چڑھ کر مر کھپ گئی،،،،اب بچی زرمش،،،،تو زرمش کی تو میں نے ابرار سے بات کر لی ہے،،،وہ زرمش کو کسی طرح بھی ڈھونڈ ہی لائے گا،،، پھر اس کی زبان کے ٹکڑے کر کہ،،،اسے گونگا بنا کر بانو بائی کے سامنے پیش کروں گی کہ یہ ہے اینارہ بے بی،،،اور پھر زرمش بنے کی اس کوٹھے کے بھوکے بھیڑیوں کی مزے دار خوراک،،،اور زریمان کرے گی اس کوٹھے پر راج،،،،،زریمان غصے سے بولتی جیسے ہی پلٹی پیچھے کھڑی بانو بائی کو دیکھ کر جیسے زبان پر لقوہ پڑ گیا تھا۔۔۔

ماں،،،"زریمان کے ہونٹوں نے آہستگی سے جنبش کی۔۔۔"

حرام زادی،،،غلیظ مکار،،،" بانو بائی نے آگے بڑھتے ایک ساتھ تین تھپڑ" زریمان کو رسید کیے تو وہ آنکھیں میچتی گال پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

بانو بائی میری بات سنیں،،،،"زریمان نے بولنے کی کوشش کی تھی کہ بنا" بنایا کھیل بگڑ کر اچانک سب کچھ ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔

اپنی بکواس بند کر غلیظ عورت،،،،اور بتا میری ایناره کہاں ہے،،،کیا کیا تو نے" اس کے ساتھ؟؟؟؟بول کہاں ہے میری معصوم بچی؟؟اس ظالم بھیڑیے باران دلشیر کے حوالے کیا ہے نہ تو نے اس کو،،،اسے کے جسم کو تار تار کرنے کے لیے،،،ارے وہ معصوم جان اس بھیڑیے کا ظلم کب برداشت کر پائی ہو گی،،،،پتہ نہیں زندہ بھی ہو گی کہ نہیں"ایک اور زناٹے دار تھپڑ زریمان کے منہ پر مارتی وہ چیخی تو زریمان تھپڑ کی شدت سے زمین پر گر گئی۔۔۔

میرے اپنے کوکھ سے نکلی اولاد فرعوں ہو گی اندازہ نہیں تھا،،،پر تیرا تو" خون ہی گندا ہے،،،میں آج ہی ایناره کو واپس لاؤں گی اور اسے اس کوٹھے کی

سرداری دوں گی،،، تیری سزا ہے تو ساری زندگی اس کی غلامی کرے گی،،،" بانو بائی چیختے چیختے رونے لگی تھی اولاد کی اتنی بڑی بے وفائی اور دھوکہ دہی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ کمرے کے کونے میں کھڑی ریشماں کے دل میں خوشی کے پھول کھلے تھے کہ سچائی بانو بائی کے سامنے خود بخود آ ہی گئی تھی۔۔۔۔ بانو بائی کمرے سے نکلنے لگی تو زریمان نے زمین پر گرے ہوئے ہی اس کے پیر پکڑ لیے۔۔۔

نہیں اماں ایسا مت کرو۔،،، بچپن سے تم نے صرف سرداری کی ہے،،،" ایک بار میری ماں بن کر سوچو،،، اس سرداری پر حق میرا ہے،،، میں ترسی ہو اس کے لیے،،، تمھاری جگہ سنبھالنا میرا سب سے بڑا خواب ہے،،، اس وجیہہ کی بیٹی سے تم مجھ سے زیادہ کیسے محبت کر سکتی ہو،،، میں تمہاری اپنی کوکھ سے پیدا ہوئی ہوں،،،! سرداری جانے کا خوف تھا جو زریمان کو قدموں میں لے آیا تھا۔۔۔

کاش میں تجھے اپنی کوکھ میں ہی مار دیتی،،، سرداری تو کیا اب تجھ سے وہ رتبہ "
بھی لے لوں گی جو پہلے دیا تھا،،، پہلے بھی کئی مرتبہ شکایات مل چکیں ہیں
تیری کہ تو کتنی سفاک ہے اور لڑکیوں پر تشدد کرتی ہے،،، پر میں نظر انداز
کر گئی کہ یہ دھندا ایسے ہی چلتا ہے مگر اب اور نہیں اور چھوڑ پاؤں میرا،،،"
غصے سے پاؤں کو جھٹکا دیتے بانو بائی چیخی۔۔ لیکن اچانک بانو بائی زریمان کے
پاؤں کھینچنے کی وجہ سے زمین پر اوندھے منہ گری۔ کچھ عمر کا زور تھا کہ بازو کی
ہڈی چٹخنے کی آواز کے ساتھ بانو بائی کی چیخ بلند ہوئی۔۔ پر زریمان نے لمحے
میں بانو بائی کے وجود کو سیدھا کیا اور بانو بائی کے سینے پر بیٹھ کر ماں کی گردن
دونوں ہاتھوں میں دبوچ لی۔۔ ریشماں جو اس لڑائی سے ڈر کر لوگوں کو مدد
کے لیے بلانے لگی تھی۔۔۔ زریمان کے چیخنے پر اپنی جگہ پر پتھر ہو گئی۔

باہر قدم نکالا ریشماں تو یہیں زندہ جلا دوں گی تجھے سمجھی،،،" زریمان"
حلق کے بل چلائی۔۔ یہ دن کا وقت تھا اور کوٹھے پر رات جاگتیں اور دن
سوتے ہیں اسی لئے اس ہاتھا پائی کی کسی کو کان و کان خبر ہی نہیں ہو رہی تھی

کہ دن کے اس وقت کوٹھے پر ہو کا عالم تھا۔۔ریشماں سہمتی آگے آئی اور زریمان کو بانو بائی کے اوپر سے ہٹانے لگی۔۔۔۔مگر اس کے سر پر تو جیسے کوئی حیوان سوار ہو گیا تھا۔۔

پھر سے کہو مجھ سے سرداری چھینو گی،،،،؟ناگن تیری اتنی اوقات" نہیں،،،اس سرداری کے پیچھے تو میں اپنے آپ کو فنا کر ڈالوں تو تو کیا چیز ہے بڑھیا،،،ارے تمہاری جیسی ماں ہونے سے بہتر تھا اینارہ کی طرح میں بھی مسکین ہوتی،،،ہر وقت وجیہہ اور اس کی بیٹیاں کبھی تم نے میرے بارے میں سوچا،،،مجھے اتنی توجہ اتنا پیار دیا جتنا اینارہ کو دیتی رہی تو؟،،،" بانو بائی کا گلہ دبوچتے زریمان ہذیانی انداز میں چیخی اور ریشماں کو پیچھے کی جانب دھکیلا۔بانو بائی بازو میں اٹھتے درد کے باوجود زریمان سے گردن چھڑوانے لگی۔۔۔

بولو،،،کیوں کی میرے ساتھ ناانصافی ہاں،،،،؟وجیہ نے اپنی مرضی سے" سرداری چھوڑ کر تجھے سردار بنادیا تو تجھے چاہیے تھا کہ اس کی بیٹی کو آگے رکھنے

کی بجائے اپنی بیٹی کا سوچتی،،، پر نہیں تم نے تو ساری زندگی اینارہ کو مجھ پر ترجیح دی،،، کیوں آخر کیوں،،، پر اب نہیں،،، میں اپنی راہ میں آنے والے ہر کانٹے کو اکھاڑ پھینکوں گی،،، پھر چاہے وہ تم ہی کیوں نہ ہو،،، "جانے زریمان کے سر پر کونسا جنون سوار تھا کہ پاگل پن سے کہتے زریمان نے پوری قوت بانو بائی کے گلے پر لگائی تو بانو بائی کا جسم بن پانی مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے چند لمحوں میں ہی ایک دم ساکت ہو گیا۔۔۔ بانو بائی کی آنکھیں گویا باہر ابل پڑیں تو زریماں ہوش میں آتی اچانک پیچھے ہوئی۔۔۔ جب کہ ریشماں خوف سے تھر تھر کانپتی دیوار سے چپکتی زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔

امم،،، ماں،،، تت تمہیں کیا ہوا،،، اٹھو بانو بائی،،،، ابھی تو تم نے مجھے " سرداری دینی ہے،،، "زریمان بانو بائی کا بے جان وجود جھنجھوڑتی ہوئی بولنے لگی۔۔۔ اس وقت ریشماں کو اس پر پاگل پن کا گمان ہوا وہ نفرت اور سرداری کی لالچ میں پاگل ہو چکی تھی کہ اپنی ہی ماں کو قتل کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

دیکھو ریشماں بانو بائی اٹھ ہی نہیں رہی،،، بانو بائی اٹھو،،، کل تو تمہیں سب "
کے سامنے مجھے سردار بنانا ہے،،، "آنکھوں سے آنسو گرنے لگے وہ واقعی
رو رہی تھی ایسا ریشماں کو لگا۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے زریمان کو ہنستے دیکھ
ریشماں کا دل خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔۔۔۔

مجھے سرداری سے ہٹانا چاہتی تھی بڑھیا،،، بچپن سے میرے ساتھ ناانصافی "
کی،،، اس غلیظ جگہ پر پیدا کر کے کونسا کمال کر دیا،،، صرف وجیہہ وجیہہ
وجیہہ،،،، "زریمان پاگلوں کی طرح چیخنے لگی۔۔۔

اور میں نے جب وجیہہ کو راستے سے ہٹایا تو اس کی بیٹیاں اینارہ،،، "
زرمش،،، اینارہ،،،، زرمش،،، "طیش کے عالم میں وہ ایک اور قتل کا اقرار
کر چکی تھی۔۔۔ ریشماں دونوں ہاتھ منہ پر رکھ گئی۔۔۔ یعنی کئی برس پہلے
وجیہہ کا قتل بھی اسی نے کیا تھا۔۔

اب جہنم میں اپنی ناانصافیوں کی سزا بھگتنا بڑھیا،،" نفرت سے بانو بائی کے جسم کو دور دھکیلتی وہ کھڑی ہوئی۔۔۔کونے میں بیٹھی ڈرتی کانپتی ریشماں کو دیکھتی مسکرائی۔۔۔

"ریشماں دیکھ اماں دل کا دورہ پڑنے پر گر کر مر گئی،،،اماں کو اٹھانا میں ان کے بغیر کیسے رہوں گی،،،"اچانک ریشماں کے گلے لگتے زریمان مصنوعی رونے لگی تو ریشماں بھی اس کے خوف سے سسکنے لگی۔۔۔زریمان نے اچانک ریشماں کا منہ اپنے ہاتھ کی مضبوط پکڑ میں دبوچا۔۔۔

"او میٹھے،،،بتا یہاں کیا ہوا ہے،،،؟؟تو نے کچھ دیکھا؟؟؟ بانو بائی کیسے مری؟؟؟"زریمان کی آنکھوں میں نفرت ہلکورے لے رہی تھی ریشماں تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔جو اپنی ماں کو مار چکی تھی وہ بھلا اسے مارنے میں کیا قباحت محسوس کرتی؟؟

"بہت اچھے،،،یونہی منہ بند رکھنا اپنا،،،جس دن تیری زبان نے کھلنے کی کوشش کی میں تجھے اتنی آسان موت نہیں دوں گی،،،بانو بائی کو تو اس لیے

مارا کیونکہ ماں تھی تو آسانی سے جانے دیا ورنہ،،،" بات ادھوری چھوڑتے زریمان پیچھے ہوئی اور اپنا گلا سینے سے چاک کرتی زور زور سے سینے پر دونوں ہاتھ مارتی روتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔یوں بھی روز کوٹھے پر مار پیٹ چیخ و پکار عام تھی۔۔۔یہی وجہ تھی کہ کسی نے اتنی توجہ نہیں دی تھی اور آدھا کوٹھا تو رات کی مشقفت کے بعد دن میں قبرستان کی طرح ویران تھا پر چند لمحے لگے تھے زریماں کی آہ و پکار اور ماتم نے سارے کوٹھے کو جمع کر لیا تھا۔۔۔زریمان کا ماتم دیکھ سب کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی۔۔۔ ریشماں کمرے میں بانو بائی کے مردہ وجود کو دیکھتی سر پیٹ رہی تھی۔۔۔۔ کیسی بدنصیب عورت تھی کہ اسے اس کے گناہوں کی سزا دنیا میں مل گئی تھی کہ اولاد کے ہاتھوں ماری گئی تھی۔۔

رات کے پہر کوٹھے پر تالا لگا تھا۔۔۔بانو بائی کی میت کے آگے کوٹھے کی لڑکیاں چیخ چیخ کر ماتم کر رہی تھی عجیب وحشت ناک سماں تھا۔۔۔زریمان ایک کونے میں غمگیں بیٹھی ماں کے جنازے کو دیکھ رہی تھی۔بانو بائی کو

کوٹھے کے اگلے حصے میں وجیہہ کی قبر کے ساتھ والی قبر میں دفنایا گیا تھا۔۔۔
اوراسی کے ساتھ بانو بائی کی وصیت کے مطابق سرداری زریمان کے سر پر
ڈال دی گئی تھی اوراسے بانو بائی کے تخت پر بٹھا کر بانو بائی کی تجوری کی
چابیاں تھمادی گئی تھیں۔۔۔۔۔

****

رات وہ سکون کی تلاش میں گھر سے نکلا تھا پہلے ارادہ زاویار کے فلیٹ پر جانے
کا تھا۔۔۔ لیکن پھر یاد آیا اب وہاں اس کی بیوی تھی۔۔ تو وہ اپنا راستہ بدلتے
ایحان کے مینشن میں جانے کا سوچ کر مینشن چلا آیا تھا۔۔۔ رات کے
تیسرے پہر گاڑی ایحان کے مینشن میں رکی وہ بنا کسی سے بات کیے یا ایحان
کو پکارے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ لیکن یہاں بھی کہاں سکون تھا۔۔؟؟
وہ دیوانہ وار کمرے میں چکر کاٹ رہا بس دل میں ایک بات گردش کر رہی
تھی کہ وہ شخص جس نے اس کے معصوم ریبٹ کو چھوا تھا وہ سامنے آئے تو وہ

اسے چیونٹی کی طرح مسل ڈالے۔۔۔اتنے سالوں بعد پہلی بار باران دلشیر کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔ جس دل کو وہ پتھر کر چکا تھا وہ پتھر چیخ رہا تھا۔۔۔وہ محبت سے صاف انکاری تھا پر اب دل چیخ رہا تھا۔۔وہ اپنے ریبٹ سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہے اور محبت میں کہاں برداشت تھا کہ کوئی پہنچائے۔۔اچانک وہ شیشے کے سامنے آیا اور طیش و محبوب کو تکلیف اشتعال میں اپنے عکس کو دیکھا۔۔۔آنکھوں میں نمی لیے وہ پل بھر کو ڈگمگایا تھا۔۔۔سوچا نہیں تھا عورت ذات کو اتنا حقیر جاننے کی سزا یوں کسی اژدھے کی طرح منہ کھولے اسکا چین و سکون برباد کر چھوڑے گی۔۔

"مجھے ایناره سے محبت ہے،،، محبت نہیں بے پناہ محبت ہے،،، پہلے دن سے ہے اور اب تک ہے،،، "وہ جس بات پر اپنے آپ سے لڑ رہا تھا اس بات کا اقرار وہ ببانگ دہل اپنے آپ سے کر چکا تھا۔۔۔۔

"سنا تم سب نے،،، مجھے محبت ہے ایناره سے،،، وہ دوسری لڑکی ہے جسے میں نے اپنی زندگی میں پاکیزہ پایا ہے،،،،

وہ پاکیزہ ہے،،وہ صاف ہے،،،کوئی مرد اسے گندہ نہیں کر سکتا،،،مجھے فرق نہیں پڑھتا اس کے ساتھ کیا ہوا پر میرا دل دماغ میرا وجود اور روم روم اس بات پر گواہی دیتا ہے وہ پاکیزہ ہے،،،،اور جس نے اسے گندہ کرنے کی کوشش کی ہے آئی سوئیر میں اس کی بوٹی بوٹی کر دوں گا،،،،"اپنے بال مٹھی میں دبوچتے وہ زور سے چیخا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔پورچ میں پہنچتے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کرتے مینشن سے باہر نکالی۔۔۔۔کسی لحظہ سکون نہیں تھا۔۔ایک ان دیکھی آگ تھی جو باران دلشیر کو جلا رہی تھی۔۔۔اس کے اندر کالا وات تک سکون میں آتا جب تک اس شخص کو ٹھکانے نہ لگا دتا۔۔ جس نے اینارہ کے وجود کو نوچا تھا۔۔۔۔اور ان سب کا جواب صرف بانو بائی کے پاس تھا۔۔۔۔لمبی مسافت کے بعد گاڑی کوٹھے کے باہر رکی۔۔۔باران نے گہرے سانس بھرتے خود کو نارمل کیا۔۔۔اس وقت رات کا عالم تھا لیکن حیرت کی بات تھی کہ خلاف معمول کوٹھے پر نا رونق تھی نہ روشن تھا بلکہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔باران دلشیر گاڑی

سے اترااور قدم قدم لیتا کوٹھے کے اندر جانے لگاتو دروازے پر چوکیدار نے اسے روکنے کی کوشش کی۔۔۔

معافی صاحب پر آج کوٹھا بند ہے،،، کوئی کام نہیں کرے گا،،، "چوکیدار" نے باران کے آگے ہاتھ کرتے اسے روکنا چاہا اس سے پہلے باران کچھ کہتا کمرے کی کھڑکی پر کھڑی زریمان جس کی نظر باران پر ہی تھی۔۔۔ بری طرح چونکی اب اپنا ہر آلو سیدھا کرنے کے بعد باران دلشیر اس کے کسی کام کا نہیں تھا۔۔۔ لیکن پھر کچھ سوچتے اس نے تالی بجائی۔۔۔ چوکیدار کے ساتھ باران بھی اس کی جانب متوجہ ہوا تو اس نے چوکیدار کو باران دلشیر کو اندر بھیجنے کا حکم دیا۔۔۔ چوکیدار باران دلشیر سے معزرت کرتے پیچھے ہوا۔۔۔ تو باران تیزی سے اندر چلا گیا۔۔۔ محفل کے کمرے میں ایک تخت پر بیٹھتے باران کو کچھ انہونی کا احساس ہوا۔۔۔ کیونکہ رقص کا حال مکمل خالی تھا۔۔ آج کوئی لڑکی کوٹھے پر نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ ابھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھا کہ سفید لباس میں بنا میک اپ کے زریمان وہاں چلی آئی۔۔۔ اونچی

باریک تراشدہ آئی برواور چہرے پر چھائی بے تحاشہ پھٹکار باران سے ایک نظر کے بعد دوبارہ اسے دیکھا نہ گیا۔۔۔

سلام،،،"زریماں نے اس کے سامنے بیٹھتے سلام کیا پر باران کی جانب" سے خاموشی رہی۔۔۔وہ سامنے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔۔۔جہاں دیوار پر دو تصاویر لگی تھیں وہ بہت باران تصویروں کو دیکھ چکا تھا۔۔لیکن کبھی غور نہیں کیا تھا۔۔۔ان تصویروں میں سے ایک تصویر بانو بائی کی تھی اور دوسری کسی اور عورت کی جو بہت پیاری تھی اور ایمارہ سے کافی مشابہت رکھتی تھی شاید وہ ایمارہ کی ماں تھی۔۔۔

آج کوئی لڑکی نہیں ملے گی سیٹھ جی،،،کوٹھے پر سوگ ہے،،،"زریمان" نے سرد لہجے میں آگاہ کیا تو باران چونکا۔

بانو بائی سے بات کرنی ہے مجھے،،،"زریمان کو نظر انداز کرتے باران نے" اپنا مدعا بیان کیا تو زریمان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔یہی تو وہ

چاہتی تھی کہ جب کوئی بانو بائی سے بات کرنے کا کہے تو وہ کہہ سکے وہ یہاں کی مالکن ہے۔۔۔

بانو بائی کا تو صبح دل کا دودہ پڑنے پر انتقال ہو گیا،،، "زریمان نے مصنوعی" بھرائی آواز میں کہا تو باران مٹھی بھینچ گیا۔۔۔اسے بانو بائی کے مرنے کا غم نہیں تھا بلکہ اس بات کا غم تھا کہ اس کا ایک جیتا جاگتا مہرہ ختم ہو گیا۔۔۔۔

میں کچھ مدد کر سکتی ہوں،،،؟" باران کو اٹھتا دیکھ زریمان فورا بولی تو باران" کے قدم رک گئے ایک نفرت انگیز نظر اس قابل نفرت چالباز وجود پر ڈالی جس نے اینارہ اس کے سامنے پیش کی تھی۔۔۔اگر باران دلشیر کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو اس کے سامنے بھی اس معصوم کو پیش کر دیتی۔۔۔

زرمش کے بارے میں بات کرنی تھی،،،" وہ کبھی اس عورت سے بات" نہ کرتا یا اس کے منہ لگنا گوارا نا کرتا پر اینارہ کی سچائی جاننا ضروری تھی۔۔۔

بانو بائی سے زیادہ میں اس کے بارے میں جانتی ہوں کیونکہ میں نے ہی" اسے سنبھالا ہوا تھا،،، میں مدد کر سکتی ہوں،،، "زرمش کا نام سنتے زریمان

کے کان کھڑے ہوئے کہ اسے ایناره کے بارے میں کوئی سُن گُن مل سکتی تھی وہیں دوسری طرف باران بھی واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔۔

"بہت تحمل سے ایک ایک لفظ چبا چبا،،، کیا زرمش کے ساتھ ریپ ہوا تھا کرادا کیا کہ مقابل بیٹھی زریمان اس کے لہجے اور نظروں میں اس پاگل لڑکی کے لیے پنہاں بے تحاشا محبت کو بھانپتی سر تا پیر سلگ اٹھی تھی۔۔۔۔اس مکار شاطر عورت کو معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں ایک لمحہ لگا۔۔۔وہ جواب تک خوشی منا رہی تھی کہ اس بھیڑیئے نے ایناره کو کاٹ پیٹ کر پھینک دیا ہو گا باران کی ایک تڑپ پر اندازہ ہو گیا تھا مقابل نوجوان نے اسے سب سے چھپا کر سب سے پوشیدہ کسی نازک آبگینہ کی طرح سینچ سینچ کر رکھا ہو گا۔۔

"ہاں ہوا تھا،،،ان دنوں دھندا مندا تھا،،،اور بانو بائی کے پاس کوئی نیا مال نہیں تھا تو ہمیں آپ کے دوست کو زرمش جیسی پاگل کو دینا پڑا،،، بانو بائی نے آپ سے جھوٹ بولا کہ وہ ان چھوئی ہے،،،اب تو بانو بائی مر گئی تو اس

سے نقصان کی بھر پائی بھی ممکن نہیں،،،افسوس،،،،"زریمان نے خباثت بھرے انداز میں چٹخارا بھرتے بہت صفائی سے جھوٹ کا پلندہ باران دلشیر کے سامنے رکھا۔۔۔۔باران دلشیر کو جو ایک امید تھی کہ شاید وہ انکار کر دے وہ بھی ٹوٹ گئی۔

کس نے کیا،،،؟" باران کی آنکھوں کی سرخی بڑھنے لگی یوں لگا ابھی خون" چھلک پڑے گا۔۔۔۔

ایک ہوتا تو شاید ہم بھی کچھ کر لیتے،،،3 آدمی تھے،،،کوٹھے پر محفل لگی" تھی،،،سب مصروف تھے،،،گانے کی آواز بہت تیز تھی،،،اس لیے زرمش کی چیخیں ہم تک نہیں پہنچیں،،،اور ان تین درندوں نے اسے روند دیا،،،بہت ابتر حالت ہو گئی تھی اس کی،،،جان بھی بہت مشکل سے بچی،،،،،بہت مشکل سے سالوں لگے صحیح ہونے میں،،،وہ اس دوران حاملہ بھی ہوئی تھی پر،،،،،،

الفاظ تھے کہ پگھلا ہوا سیسہ جو باران کے کانوں میں پڑا تھا۔۔ باران کی پکڑ ہاتھوں میں پکڑے موبائل پر سخت ترین ہونے لگے۔۔۔ چہرہ لال انگارا ہوتا آگ اگلنے کو تھا۔۔۔ باران کے ایک ایک ایکسپریشن کو زریمان بغور دیکھ رہی تھی۔۔۔

کون تھے وہ تینوں،،،، "سرخ انگارہ آنکھیں زریمان کی آنکھوں میں" گاڑھتے نفرت سے پوچھا۔۔۔ تو زریمان لاعلمی سے کندھے اچکا گئ۔۔۔۔

****

وی نیک کی وائٹ ڈیپ ٹی شرٹ۔۔ اس پر بلیک کوٹ اور بلیک ہی ڈریس پینٹ۔۔ پاؤں میں بلیک لوفرز پہنے بالوں کا سوفٹ بن بنائے وہ شیشے کے سامنے کھڑا بریسلیٹ پہن رہا تھا۔۔۔ اسے شادی بیاہ جیسے فنکشنز سے شدید ترین الجھن ہوتی تھی۔۔۔ اتنی اکتاہٹ کے باوجود وہ سمائرہ کے نکاح میں

جانے کے لیے بہت بے چین تھا۔۔۔سمائرہ اور ریم اس خوش فہمی میں تھیں کہ انہوں نے اسے ایوینٹ کا ایڈریس نہیں بتایا۔۔پر ایحان دلشیر کو آج کل ہر اس چیز سے واقفیت تھی جہاں ریم نعمان علی کا گزر ہوتا تھا۔۔

پرفیوم کی بوٹل اٹھاتے خود پر گردن پر اسپرے کی اور گلے کی چین درست کرتے کوٹ کے بٹن بند کیے۔۔۔رات کے آٹھ بج چکے تھے۔۔۔نعمان علی نے اس سے رات سات بجے کی چھٹی لی تھی کہ اسے اپنی بیٹی کو اس کی دوست کے نکاح کے فنکشن میں چھوڑنے جانا ہے۔۔ساتھ یہ بھی بتادیا تھا کہ فنکشن ہو کہاں رہا ہے۔۔۔زیادہ کسی کو نہیں وہ اپنے ساتھ صرف ضیاء کو لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا تاکہ ضیاء کا مزاج بھی کچھ بحال ہو جائے۔۔۔کہ ان دنوں وہ ہما وقت جیسے کوئلے چبائے رکھتا تھا۔۔کمرے سے باہر نکلتے اپنا فون اور گاڑی کی چابیاں اٹھائیں۔۔۔ایئر پاٹس اٹھا کر کان میں اڑسے اور کمرے سے باہر نکلا گاڑی میں بیٹھتے ضیاء کو کال ملائی۔۔۔

ہاں بڈی تیار ہو نہ،،،؟؟؟"ایحان کا لہجہ وانداز چہکا سا تھا کہ ضیاء نے کچھ " غیر معمولی محسوس کیا۔

بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ،،، کم آن ایحان،،، میں نے کبھی ایسے " ایونٹس اٹینڈ نہیں کیے،،، تم جاؤ وہاں،،، میں کیوں جاؤں ویسے بھی شدید بور ہو جاؤں گا میں،،،،"ضیاء نے دامن بچانا چاہا۔۔

ڈونٹ یو ڈیئر،،، انکار کرنے کی ہمت بھی مت کرنا،،، میں تمہارے گھر " پہنچنے والا ہوں سوبی ریڈی،،، نورین کے غم سے نکلو ضیاء اور مرد بنو،،، آئی بیٹ یو نورین تمہاری ہی ہو گی میرا وعدہ ہے تم سے،،، اس کے لئے چاہے مجھے کچھ بھی کیوں نا کرنا پڑے،،،،"ایحان کے کہنے پر ضیاء سوچ میں پڑ گیا دل تو واقعی بوجھل تھا کیا معلوم انجانی محفل میں جا کر موڈ کچھ بحال ہو جاتا۔۔۔۔

ٹھیک ہے آجاؤ،،"رضامند ہوتے ضیاء نے کال کٹ کر دی اس بات سے" انجان جس محفل میں وہ جارہا ہے وہاں ایک اور سرپرائز اس کے دل کی دنیا ہلانے کے لیے تیار تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد ایحان کی گاڑی ضیاء حیدر کے گھر کے باہر رکتی زور زور سے ہارن دینے لگی۔۔تو ضیاء موبائل پر کچھ ٹائپ کرتا باہر نکلا ایحان کے ہونٹ مسکرائے وہ ڈریسنگ ہو بہو ایحان جیسی کر کے نکلا تھا وہی سفید وی نیک ٹی شرٹ اور اس پر کوٹ لیکن نیچے بلیو جینز کے ساتھ وائٹ لوفرز پہنے تھے۔ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے دروازہ بند کیا۔۔۔

میں زین کھڑا ہے سوڈا شاپ کے باہر،،اسے بھی پک کر لو،، B 2 فیز" ہمارے ساتھ چلے گا،،"ضیاء نے مصروف سے انداز میں بتایا۔

اس کو کس نے انفارم کیا،،؟"ایحان نے موڑ کاٹتے عام سے لہجے میں" پوچھا۔۔۔

میں نے انفارم کیا،،گھر میں لڑائی ہوئی ہے اس کی کسی بات پر تو ساتھ چلے" گا،،ساتھ چلے شاید نارمل ہو جائے،،،"ایحان نے اثبات میں سر ہلایا کچھ دیر بعد گاڑی سوڈا شاپ کے باہر رکی تو زین گاڑی کی اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔۔۔

تم اس حلیے میں چلو گے،،،؟"ایحان نے پیچھے مڑتے تعجب سے پوچھا کہ" وہ بے انتہا رف حلیے میں عجیب لو فر لگ رہا تھا۔۔۔صبح والے کپڑوں میں ہی ہے۔۔بال بھی ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے وہ تھکا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔۔۔ تو کیا دلہا بن جاؤں،،؟؟؟"زین نے الٹا سوال کیا تو ایحان نے کندھے اچکا" کر گاڑی واپس اسٹارٹ کر گیا۔

پہلے صرف میرا مزاج سڑا ہوا تھا،،اب جب میرا موڈ اچھا ہو رہا ہے تو تم" سب کا سڑتا جا رہا ہے،،،"کوفت سے کہتے ایحان نے لائٹ میوزک آن کیا۔۔۔وہ تینوں ہی اپنی سوچوں میں مگن تھے۔۔۔ضیاء باہر گزرتے راستے

کو دیکھ رہا تھا۔۔جب گاڑی جھٹکے سے ایک مڈل کلاس ایریا میں رکی۔۔۔

سنگل روڈ تھا۔۔۔روڈ کراس کر کے سامنے اسٹار بینکوئیٹ تھا۔۔۔

یہاں ہے فنکشن،،،؟"زین نے کھڑکی سے باہر دیکھتے کوفت سے"

پوچھا۔۔۔

ہاں،،،"ایحان کے جواب پر ضیاء گاڑی سے اترنے لگا کہ زین کی کوفت"

بھری آواز پر پلٹ کر اسے سرد نظروں سے گھورا۔

یقیناً اس ضیاء کے کہنے پر تم یہاں آئے ہو،،،آج کل ویسے بھی اس کا مڈل"

کلاس لوگوں میں بڑا دل لگ رہا ہے،،،"زین کا نشانہ سیدھا نورین کی طرف

تھا یعنی وہ اتنا بے خبر نہیں تھا۔۔۔جتنا یہ لوگ خود کو ظاہر کرتے تھے۔۔۔

ابھی بکواسیات کو چھوڑو اور چلو،،،"ضیاء کو نظر انداز کر دینے کی تھپکی دیتا"

ایحان گاڑی سے باہر نکلا گاڑی آٹو لاکڈ ہوئی تو وہ تینوں روڈ کراس کرتے

بینکوئیٹ کے دروازے پر پہنچے۔۔۔دروازہ گلاس کا تھا اندر فلاور پرنٹ سے

کور تھا کہ اندر کا منظر باہر والوں پر واضح نہ ہو۔۔دروازہ دھکیل کر ایحان نے

اندر قدم رکھا تو اے سی کی ٹھنڈی ہواء میں خوشگواریت سی محسوس ہوئی۔۔۔اندر کا ماحول کافی ٹھنڈا اور خوشبوؤں میں رچا بسا تھا۔۔اندر سے کھلکھلاہٹیں سنائی دے رہی تھیں اور حال بھی کافی وسیع تھا۔۔۔پر ایحان کی نظریں اسٹیج پر موجود منظر دیکھ ساکت ہو گئی تھیں۔۔اگلے ہی لمحے دروازہ بند کرتے وہ ضیاء اور زین کو لیے واپس پلٹا۔۔۔

"زین نے نا سمجھی سے پوچھا جب کہ جو منظر چھپانے کو،،،؟ واٹ ہیپنڈ ایحان پلٹا تھا وہ منظر ضیاء کی نظریں بھی دیکھ چکی تھیں۔

"ایحان کا،،، سامنے سے ہٹو ایحان۔۔ضیاء کا چہرہ اچانک سختی اختیار کر گیا تھا۔ دل کیا اپنا سر اسی شیشے کے دروازے پر دے مارے۔۔۔وہ ضیاء کا موڈ نارمل کرنے اسے یہاں لایا تھا پر سٹیج پر دلہن دلہا کے برابر میں بیٹھی نورین اور اس کے منگیتر فرحان کو دیکھ کر کھیل ہی الٹا پڑ گیا تھا۔۔۔ایحان کو نظر انداز کیے ضیاء اندر داخل ہو گیا مجبورا ایحان اور زین بھی اندر چلے گئے۔۔۔ایحان بری

طرح اپنا ماتھا مسلتے ضیاء کے ساتھ فرنٹ پر سٹیج کے دائیں والی ٹیبل پر بیٹھ گیا جہاں سے اسٹیج بالکل سامنے تھا۔۔۔

"کیا تم پاگل ہو ضیاء،،، ہم برائیڈل کے صرف یونیورسٹی فیلوز ہیں اور تم سب سے آگے آکر بیٹھ گئے ہو،،، "زین نے سب کی نظریں خود پر محسوس کر کے دانت پیستے پوچھا۔۔۔

"زین کو انگلی" جسٹ شٹ یور ماؤتھ زین،،، اور سکون سے بیٹھ جاؤ،،، دکھاتے وہ ایک چیئر پر بیٹھتا اسٹیج پر بیٹھی نورین کو دیکھنے لگا۔۔۔ جو اس کی حالت سے بے خبر ہنستے ہوئے اپنا ہاتھ فرحان کے ہاتھ پر رکھ چکی تھی۔۔۔ وہ گرین کلر کی کامدار قمیض اور چوڑی دار پاجامے میں گرین حجاب لیے سرخ و سفید رنگت کے ساتھ اس وقت سٹیج پر کافی نمایاں تھی۔۔ مگر اپنے پہلو میں موجود ایک شخص کی وجہ سے یہاں موجود ایک شخص کو جلا کر بھسم کرنے کی قوت ضرور رکھتی تھی۔۔ میں

نورین جو فرحان کے ساتھ فرحان کے دوست کے نکاح میں آئی تھی۔۔پہلے تو وہ یہاں آنے سے انکاری تھی۔۔کیونکہ دل میں ایک انجانا سا خوف بیٹھ گیا تھا۔۔بات عزت پر آ رہی تھی یہ بھی سچ تھا کہ فرحان ابھی اس کا محرم نہیں تھا۔۔۔اسی لئے ابھی اس کے ساتھ گھومنا پھرنا مناسب نہیں تھا۔۔لیکن پھر فرحان نے اس کے بابا سے اجازت لے لی تو مجبورا نورین کو یہاں آنا پڑا۔۔۔ یہاں آکر اس کی ساری فکرات ختم ہو گئیں کیونکہ فرحان کے دوست کی بیوی سمائرہ تھی اور سمائرہ اور ریم سے اس کی یونیورسٹی میں اچھی بات چیت تھی۔۔۔وہ سمائرہ سے باتوں میں مگن ہنستے ہوئے بے دھیانی میں فرحان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ چکی تھی۔۔۔وہ اپنے ہی دھیان میں مگن تھی لیکن پھر بہت اچانک ایک منظر پر نگاہ پڑی تو نورین کو لگا اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں معلق ہو جائے گا۔۔۔

تم ٹھیک ہو،،،اچانک تمہارا ہاتھ اتنا ٹھنڈا کیوں پڑ گیا،،،؟"نورین کی نظر" جونہی ضیاء پر پڑی تھی نورین کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اس

سے پہلے وہ فرحان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ہٹاتی فرحان اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام چکا تھا۔۔۔

نن،،، نہیں وہ بس،،، ٹھنڈک کی وجہ سے،،، "نورین نے بامشکل"

مسکراتے ایک چور نظر ضیاء پر ڈالی جس کی سنجیدہ نظریں نورین کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ فرحان نے نورین کی نظروں کے ارتکاز میں ضیاء کو دیکھا تو کچھ بری طرح کھٹکا۔۔ کچھ تو عجیب تھا۔۔۔ دوسری بار اس لڑکے کو وہ دیکھ رہا تھا اور اس لڑکے کی آنکھوں میں جلتے محبت کے دیپ ایک جنون و جلال دیکھ غصے سے لب بھینچ گیا تھا۔۔۔ وہیں اس پر متضاد نورین کا یوں گھبرانا دیکھ اسے مزید تپ چڑھی تھی۔۔۔

اوہ یہ تو تمہارا کلاس فیلو ہے نہ؟،،، "فرحان نے جانتے بوجھتے کہا تو نورین" ایک دم ہکلائی۔

ہہ،،، ہاں وو،،، وہ،،، ضیاء،،، "نورین نے صرف اتنا کہا تھا کہ فرحان نورین" کا ہاتھ پکڑتے کھڑا ہوا۔۔۔

چلو وہاں ان کے پاس چل کر بیٹھتے ہیں،،،"فرحان کا کہنا تھا کہ نورین" تھوک نگلتی سامنے ٹیبل پر بیٹھے ضیاء کو اور پھر اپنے اور فرحان کے ہاتھ کو دیکھنے لگی۔۔۔

ہم کسی اور ٹیبل پر بیٹھ جاتے ہیں فرحان،،،"نورین نے سہمتے مسکین سی" شکل بنا کر کہا پر جس خیال تک فرحان کی رسائی ہوئی تھی فرحان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔نورین کی گھبراہٹ اس وقت جائز بھی تھی کہ اس وقت اس کے فرحان کے ہاتھ میں موجود ہاتھ کو نا صرف ضیاء بلکہ ایحان دلشیر بھی خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا۔۔

نہیں نورین،،،آخر کار تمہارے کلاس میٹس ہیں،،،مزہ آئے گا،،،،"""

زبردستی نورین کو ساتھ کھینچتے وہ بالکل سامنے والی ٹیبل پر آیا تھا جہاں ضیاء ایحان اور زین بیٹھے تھے۔۔۔اس نے دیکھا تھا یہاں اس ٹیبل پر بیٹھے ایک شخص کا چہرہ لال بھبھوکا ہوتا بلکل تاریک پڑ چکا تھا۔۔جسے دیکھ فرحان کو ایک کمینی سی خوشی ہوئی۔۔

ہائے،،، آپ ضیاء اور یہ ایحان،،، اور یہ،،،؟"فرحان نے دوستانہ انداز میں " آخر میں زین کی جانب اشارہ کیا۔

میرا نام زین ہے،،، اور آپ شاید ذوالنورین سلطان کے بھائی ہیں،،،،"" زین نے جانتے بوجھتے مسکراتے پوچھا تو فرحان کی مسکراہٹ پل بھر کو غائب ہوئی۔۔۔ لیکن جلد سنبھلتے وہ واپس مسکرایا۔۔ ضیاء کا یہاں پہنچ کر ایک نورین کو اس شخص کے ہمراہ دیکھ کر جلتے توے پر بیٹھنا زین نے بھی بخوبی نوٹس کیا تھا۔۔۔ کون پاگل تھا جو ضیاء کی آنکھوں میں نورین کے لیے اس پوشیدہ محبت کو نہ دیکھ پاتا۔

نہیں،،، میں نورین کا ہز بینڈ ہوں،،، میرا مطلب ہے بہت جلد ہونے " والا،،، "ایک آنکھ دباتے فرحان نے شوخی سے کہا تو نورین کے حلق میں کانٹے اگ آئے۔۔۔ کیونکہ ضیاء کی سرد بے تاثر شعلے اگلتیں نظریں مستقل اسی پر تھیں۔۔۔

بیٹھو نورین تم ایسے کیوں شرما رہی ہو،،، یہ سب تمہاری بھائیوں کی طرح" ہی تو ہیں،،، "فرحان نے کرسی پر بٹھاتے لچک دار انداز میں کہا تو زین نے کڑوا سا منہ بنایا۔

یہ چیئر کوک کتنا چپکو ہے،،، کانٹ بلیو اتنی ڈیسنٹ ذوالنورین سلطان کی" اس چھچھوندر سے شادی ہو رہی ہے،،، "زین نے ایحان کی جانب جھکتے کہا۔۔۔دوسری طرف ضیاء نے فرحان کی بات پر رتی برابر رسپونس نہیں دیا تھا۔۔ لیکن اس کی نظریں جو بنا کسی خوف کے نورین پر گڑھی تھیں انہیں دیکھتے فرحان کے تن بدن میں آگ لگنے لگی تھی۔۔

تم کچھ ان کمفرٹیبل لگ رہی ہو،،، "جتانے والے انداز میں کہتے فرحان" نے نورین کے کندھے پر بازو پھیلاتے اسے حصار میں لیا۔۔ تو نورین بے حد پریشان ہوتی فرحان کو دیکھنے لگی۔۔بے شک ان کی منگنی ہوئی تھی پر وہ اپنی حدود نہیں توڑ سکتے تھے۔۔۔اور فرحان بھی ایسا قریب ہونے کی کوشش پہلی مرتبہ کر رہا تھا۔۔۔ جیسے کسی کمپلیکس کا شکار ہوا ہو۔۔

یہ فیملی ایوینٹ ہے نورین،،، کلاس میں تم بالکل چینج ہو اور بڑی ریزرو رہتی ہو،،، مجھے تمہیں اتنا بولڈ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے،،،" ٹیبل کے نیچے اپنے سامنے ضیاء کی رگیں ابالتی بھینچی ہوئی مٹھی دیکھ زین سے برداشت نہ ہوا تو اس نے نورین کو ہی نشانہ بناڈالا۔۔۔زین کے طنز پر نورین کا چہرہ اہانت سے سرخ پڑنے لگا اور وہ سر نیچے جھکا گئی۔۔۔ضیاء کے ساتھ ساتھ اسے فرحان پر بھی شدید غصہ آنے لگا تھا۔۔ عجیب عذاب میں پھنس گئی تھی۔۔۔۔ قصور وار نا ہوتے ہوئے بھی خود کو مجرم سمجھنے والی صورتحال پیدا ہو گئی تھی۔۔

ایسی بات نہیں ہے،،،" فرحان نے فورا نورین کے گرد سے ہاتھ ہٹاتے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔جواباً زین کندھے اچکا گیا۔۔ جبکہ ایحان فی الحال سب کچھ نظر انداز کیے اطراف میں نظریں دوڑانے لگا۔۔۔

کسی کا ویٹ کر رہے ہیں،،،؟" فرحان نے باتوں کا رخ جان بوجھ کر ایحان کی طرف موڑا تو ایحان بے اختیار چونکا۔۔۔

نہیں،،، " مختصر جواب دیا۔۔۔"

ایکسکیوزمی،،"ٹیبل پر ہاتھ رکھتے ضیاء کھڑا ہوا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔۔۔

کہاں جا رہے ہو،،،؟"ایحان نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔پر ضیاء بنا جواب دیے صرف تھمزاپ کا اشارہ کرتا بینکوئیٹ سے باہر نکل گیا۔۔۔اس کا یہ اشارہ اس بات کی علامت تھی کہ وہ شدید غصے میں طیش و اشتعال کے ایسے موڈ میں ہے کہ مزید اس سے بات نہ کی جائے۔۔کچھ لمحوں کے بعد ضیاء وہاں سے چلا گیا تو فرحان اطمینان سے پر سکون ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

فرحان،،،مجھے گھر جانا ہے،،،"کب سے اپنا رونا کنٹرول کیے بیٹھی نورین" نے ضیاء کے جاتے ہی فورا سے کہا تو فرحان کے ماتھے پر بل پڑے۔۔ایک سوال نے دل میں سر اٹھایا کہ کیا نورین بھی انوالو ہے۔۔۔؟

نورین ایسے واپس نہیں جا سکتے،،،ابھی تو ایوینٹ اسٹارٹ ہوا ہے،،،""" فرحان نے زور دیتے کہا۔۔۔

میرا دم گھٹ رہا ہے،،، شاید طبیعت ٹھیک نہیں،،، مجھے گھر جانا ہے،،،""

آنکھوں میں آنسو لیے نورین بضد ہوئی تو فرحان دانت بھینچتے کھڑا ہو گیا۔۔۔اور بنا نورین کی جانب یا کسی دوسرے کی جانب دیکھے غصے سے باہر نکل گیا۔۔۔غصہ اس بات کا تھا کہ ابھی تو وہ بلکل ٹھیک تھی اور چہک رہی تھی ایک دم سے طبیعت کیسے خراب ہو گئی۔۔کیا اس شخص کی اتنی اہمیت ہے اس کی زندگی میں کہ اس کے ہونے نا ہونے سے وہ یوں ڈسٹرب ہو جائے۔۔شک کا کیڑا دماغ میں کلبلانے لگا تو اس کا دماغ خراب ہو گیا۔۔۔

ادھر فرحان کا اتنا سخت رویہ دیکھ نورین کو سبکی کا احساس ہونے لگا۔۔۔یوں لگا جیسے ایحان اور زین کے سامنے بے عزت ہوئی ہو۔۔۔ تبھی سر جھکاتے خود بھی تیزی سے باہر نکل گئی۔۔۔

ہاؤ روڈ ہی از،،، اپنی فیانس سے کون ایسے بات کرتا ہے،،،؟"زین نے" نخوت سے کہا پر اس سے پہلے ایحان کوئی جواب دیتا زین کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پر ایحان نے بیزاری سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔

شی ازلو کنگ بیوٹیفل،،،"اگرچہ ایحان نے بیزاری سے پیچھے مڑ کر دیکھا" تھا۔۔۔پر بلیک رنگ کی فرشی میکسی پر بالوں کو مکمل کھولے دونوں ہاتھوں میں دوپٹے کو ڈالے ہیل پہن کر سہج سہج کر چلتی چھوٹی سی گھبرائی ریم کو دیکھ ایحان کی آنکھیں ساکت رہ گئیں اور سانس ساکن ہوا تھا۔۔۔ایک لڑکی کے ساتھ چلتی وہ اس کے کان میں کچھ کہہ رہی تھی ساتھ بہت گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔

ایحان یہ اپنی یونیورسٹی والی ریم ہی ہے نہ؟"اس لڑکی کو سامنے سے" گزرتے اسٹیج پر چڑھتے دیکھ زین نے بے یقینی سے پوچھا جبکہ ایحان کی آنکھیں تو اس کے دلکش سراپے میں الجھ گئی تھیں۔۔۔

شی ازلو کنگ ہاٹ،،،"زین کے کمنٹ پاس کرنے پر ایحان ہوش کی دنیا" میں لوٹا اور زین کی جانب انتہائی سرد نظروں سے دیکھا۔۔پر زین کی مکمل توجہ اسٹیج پر دلہن کے برابر میں بیٹھتی ریم کی طرف تھی۔۔۔جواب مسکرا کر سمائرہ سے کوئی بات کر رہی تھی۔اچانک ایحان کے ماتھے پر بیشمار بل

پڑے۔۔۔اس کے وجود،اس کے حسن اس کی کمر کو دیکھتے ایحان جو کئی دنوں تک اس کے خیالوں میں گم رہا تھا اب وہ اپنی وہی رعنائیاں پوری محفل میں بکھیر رہی تھی۔۔۔اخر دوست کا ہی فنکشن تھا کسی سگے رشتے دار کا تو نہیں جو وہ یوں شتر بے مہار بے پردہ گھوم رہی تھی۔۔عام دنوں میں حجاب لینے والی لڑکی مجموعے میں ننگے سر سب کی آنکھوں کو دعوتِ نظارہ پیش کر رہی تھی۔۔۔اور اس بات نے محفل میں موجود ایک شخص کے دن بدن میں بھانبھڑ سے جلا کر اسے سلگا ڈالا تھا۔۔۔

اوہ مائی گاڈ،،،مجھے یقین نہیں آرہا ہے یہ ہماری یونی کی دبو سی ریم ہے،،،مائی" بیڈ،،،میں نے پہلے کبھی اسے غور سے دیکھا ہی نہیں،،،"زین نے ہنستے ہوئے ایحان کی جانب دیکھا تو وہ بھی سنجیدگی سے مگر کچھ غصے سے ریم کو دیکھ رہا ہے۔۔۔حالانکہ وہ آج کل بس اسے ہی غور سے دیکھتا تھا مگر یہاں بیان میں کچھ ردوبدل ضرور کیا تھا۔۔

تمہاری نفرت ایک طرف پر خدارا اب تو اس معصوم کو ایسے مت"
گھورو،،،"ایک دھپ ایحان کے کمر پر مارتے زین واپس ریم کو دیکھنے لگا۔۔
جب کہ زین کے منہ سے لفظ نفرت پر ایحان بے ساختہ مسکرایا تھا۔۔۔۔
نفرت"اس لڑکی سے نفرت،،؟؟؟؟۔۔۔ریم نعمان علی سے یہی کرنے"
میں تو وہ آج تک بری طرح ناکام رہا تھا۔۔۔
وہ اب اتنی بھی حسین نہیں لگ رہی جتنا گھور گھور کر تم اس کو دیکھ رہے"
ہو،،،"ایحان نے سلگتے ہوئے طنزیہ کہا۔۔۔تو زین نے آئی بروا چکاتے پہلے
ایحان کو دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا۔۔۔
مجھے ایسی ہی لڑکیاں پسند ہے ایحان،،،وہ بہت پیاری ہے اور شریف"
بھی،،،یونو،،،یونیورسٹی میں اس کا کوئی افیئر نہیں ہے،،،اور نہ ہی کسی کو
معلوم ہے وہ اتنی حسین ہے،،،کسی نے اس کا یہ روپ دیکھا ہی نہیں،،،یا
یوں کہنا چاہیے کہ اس نے کبھی خود کو کسی کو دکھایا ہی نہیں،،،ورنہ آئی سوئیر
یونیورسٹی کے تمام لڑکے اس کے پیچھے پاگل ہو جاتے،،،،"زین نے سچائی کا

مظاہرہ کرتے کہاتواس کے منہ سے ریم کی تعریفیں سنتے ایحان کاخون کھولنے لگا۔۔۔غصے سے ریم کو گھوراجو شاید ایحان کو دیکھ چکی تھی۔۔۔ تبھی چہرہ موڑ کر ہاتھ اپنے منہ پر رکھ چکی تھی۔۔۔۔

وہ اتنی شریف نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو،،، مڈل لوور مڈل کلاس فیملی" سے تعلق رکھتی ہے،،،،

وہ اس وقت برائیڈل روم میں سائرہ کے ساتھ موجود تھی اور دیوار گیر آئینے میں خود کو دائیں بائیں ہر طرف سے دیکھ رہی تھی۔۔

سائرہ،، تیار ہوتے وقت بابا سے اجازت لی کے آج بال کھول لوں،،، مگر" اب بتاؤ،،، میں کچھ اوور تو نہیں لگ رہی ناں،،، نکاح تمھارا ہے اور مجھے دیکھو،،،، روہانسے لہجے میں کہتے اس نے اپنا جائزہ لیا۔۔بلیک میکسی میں گندمی رنگت سونے کی طرح دمک رہی تھی۔۔ہلکا سا سکن کے ہم رنگ فاؤنڈیشن

لگا کر لبوں پر پنک کہ کلوز لگایا تھا۔۔ہاں مگر گھنی پلکیں مسکارے سے مزید تو آتشہ ہو گئی تھیں۔۔۔اوپر سے بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں بھر بھر کر کاجل لگایا تھا۔۔سیاہ بالوں کی ریشمی چمکدار آبشار کمر پر بکھری ہوئی تھی۔۔۔وہ ایک سنہری چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔اوپر سے بل کھاتی کمر کسی کے بھی ہوش ٹھکانے لگا دیتی۔۔ریم خود کو آئینے میں دیکھ کر خود ہی روہانسی ہو رہی تھی کہ بے تحاشا حسین اور منفرد لگ رہی تھی۔۔ہر وقت ڈھکے چھپے رہنا عادت بن گئی تھی مگر اب یوں ایک محفل میں اس طرح تیار ہو کر شرکت نے اسے گھبراہٹ سے دوچار کر رکھا تھا۔۔ کرنے

اے بی بی،،،، کچھ نہیں ہوتا،،،، لے دے کر چہرے پر فاؤنڈیشن تھوپ لیا" اور آنکھوں میں بالٹی بھر کر کاجل انڈیل لیا،،،میری نندیں نقلی پلکیں اور بال لگا کر تم سے زیادہ پھلجھڑیاں بن کر گھوم رہی ہیں،،، تمھاری تو نیچرل بیوٹی ہے اسی لئے فل پٹاخہ لگ رہی ہو،،،، کوئی اوور شوور نہیں ہو،،،،اور مجھے بتاؤ یہاں کوئی غیر ہے ہی کون،،،؟؟میرے بھائی خود تمھیں میرا بچہ

کہتے ہیں،،،سب یہاں بزرگوار ہیں،،،اسی لئے اپنا کانفڈینس بریک مت کرو ریم،،،،سمائرہ نے اسے جھاڑ پلائی کیونکہ وہ کب سے منمناتی اس کے دماغ کی دہی کر رہی تھی۔۔

اللہ کی شان،،،دلہن کی زبان تو دیکھو،،، قینچی کی طرح چل رہی ہے،،،ریم" نے اپنی جھاڑ پر اسے گھورتے حساب برابر کیا۔۔ مگر پھر ایک خیال دماغ میں آتے جھرجھری سی آئی۔۔

تم کہہ رہی ہو یہاں کوئی غیر نہیں،،،،اور اگر ایحان دلشیر لوگ یہاں آ" گئے تو،،،ریم نے گھبرا کر کہا تھا۔۔سمائرہ کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔۔

تو اپنی زبان کے جوہر اتنے نہیں ناں دکھانے تھے کہ بندہ بعد میں اگلے کو" منہ دکھانے کے قابل نا رہے،،،،،سمائرہ نے کمینے پن سے مسکراتے اسے چھیڑا تو ریم نے اس کے دلہن بننے کا بھی لحاظ نا کرتے اس پر چڑھ دوڑی۔۔

کمینی،،،،ریم نے اس کے کرل بنے بال کھینچنے چاہے۔۔"

خبیث،، پیچھے مر،،، میرا میک خراب ہو جائے گا،، نہیں آئیں گے وہ مجھے "
یقین ہے،، سمائرہ نے اس کی کمر میں ایک مکا رسید کیا۔۔اور اس سے پہلے وہ
واقعی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتی ایک دوسرے کے حلیے بگاڑ دیتی۔۔
مولوی صاحب اور گواہان برائیڈل روم میں چلے ائے۔۔چند لمحوں میں ہی
نکاح کا فریضہ سرانجام پا گیا۔۔تو سمائرہ کی نندیں اسے اپنے ہمراہ باہر سٹیج پر
لے گئیں اور لے جا کر اپنے بھائی کے پہلو میں بٹھا دیا۔۔ریم کا دل اب بھی
گھبرا رہا تھا۔۔اسی لئے برائیڈل روم سے باہر نا نکلی۔۔لیکن پھر سمائرہ کی
جانب سے گالیوں سے بھرپور میسج موصول ہوا تو اسے ناچار اس کی کزن کے
ساتھ باہر نکلنا ہی پڑا۔۔وہ اپنا اعتماد بحال کرتی سٹیج پر آ کر سمائرہ کے پاس بیٹھی
تھی۔۔مگر نہیں جانتی تھی کچھ ہی لمحوں میں اس کے پیروں تلے سے زمین
سرکنے والی ہے۔۔کہ اس کی نظر اس شخص پر پڑی جو اسے خونخوار نگاہیں سے
حیوانوں کی طرح گھور رہا تھا جیسے ابھی اسے جلا کر بھسم کر ڈالے گا۔۔

****

مجھے ایسی ہی لڑکیاں پسند ہے ایحان،،، وہ بہت پیاری ہے اور شریف" بھی،،، یونو،،، یونیورسٹی میں اس کا کوئی افیئر نہیں ہے،،، اور نہ ہی کسی کو معلوم ہے وہ اتنی حسین ہے،،، کسی نے اس کا یہ روپ دیکھا ہی نہیں،،، یا یوں کہنا چاہیے کہ اس نے کبھی خود کو کسی کو دکھایا ہی نہیں،،، ورنہ آئی سوئیر یونیورسٹی کے تمام لڑکے اس کے پیچھے پاگل ہو جاتے،،،، "زین نے سچائی کا مظاہرہ کرتے کہا تو اس کے منہ سے ریم کی تعریفیں سنتے ایحان کا خون کھولنے لگا۔۔۔ غصے سے ریم کو گھورا جو شاید ایحان کو دیکھ چکی تھی۔۔۔ تبھی چہرہ موڑ کر ہاتھ اپنے منہ پر رکھ چکی تھی۔۔۔۔

وہ اتنی شریف نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو،،، مڈل لوور مڈل کلاس فیملی" سے تعلق رکھتی ہے،،، ایسی لڑکیوں کی پہلی ترجیح ایک امیر کبیر لڑکا ہوتی ہے،،، اگر کوئی ویل سیٹلڈ ایجوکیٹڈ لڑکا اسے اپروچ کرتا تو وہ لازم اب تک

شریف نہ ہوتی،،،اس کا افئیر اس لڑکے کے ساتھ ہوتا جو اسے امپورٹینس دیرا"ایحان نے کوئلے چباتے کہا تو زین نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔

ایسا نہیں ہے،،، تم اب زیادہ ہی نیگیٹو ہو رہے ہو،،، مجھے یقین ہے جتنے بھی" لڑکے اسے اپروچ کرتے وہ کبھی ان کا جی ایف بی ایف والا خرافاتی پروپوزل ایکسیپٹ نہیں کرتی،،، حد تو یہ کے اس نے یونیورسٹی کے سب سے ہینڈسم بندے کو بھائی بول دیا،،،"زین نے ہنستے ہوئے ایحان پر طنز کیا تو ایحان لب بھینچ گیا۔۔۔مزید ریم کے بارے میں کچھ غلط کہنے پر ایحان کا دل آمادہ ہو بھی نہیں رہا تھا بس دل کر رہا تھا کہ ابھی کہ ابھی کچھ ایسا کرے کے ریم کی عقل ٹھکانے لگا دے۔۔۔یا اسے زین کی نگاہوں سے اوجھل کر دے۔۔یا کم از کم کچھ ایسا کرے کہ زین اس کے متعلق اس طرح سے مت سوچے۔۔اسی لئے ایحان دلشیر نے بہت سوچ سمجھ کر ایک داؤ کھیلنے کی ٹھانی تھی۔۔

اوکے،،،اور اگر میں اسے اپروچ کروں اور وہ میری محبت میں پاگل ہو" جائے تو،،،؟"ایحان نے چیلینجگ انداز میں پوچھا۔۔زین نے حیرت کے

سمندر میں غوطہ کھاتے ایحان کو ایسی نگاہوں سے دیکھا جیسے اس کے سر پر سینگھ نکل آئے ہوں۔۔بات بھی حیرت والی ہی تھی۔۔یہاں جو جو ایحان دلشیر کو جانتا تھا اسے اس بات کا بھی علم تھا کہ لوگ آدم بیزار ہوتے ہیں ایحان دلشیر حوا بیزار تھا۔۔مطلب صنف نازک سے خاص چڑ رکھنے والا ایحان دلشیر لڑکیوں کو اپنے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیتا تھا تو آخر اسے اس چھوٹی سی سلونی لڑکی میں ایسی کیا دلچسپی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اسے اچھا یا برا ثابت کرنے پر تلا جا رہا تھا۔۔مگر پھر زین نے یہی سمجھا کہ ایحان چاہتا ہے کہ وہ کسی غلط لڑکی کی محبت میں گرفتار نا ہو اسی لئے اس کا چیلنج جیسے قبول کیا۔۔

تو میں،،،تو میں اسے چھوڑ دوں گا،،،"زین نے کندھے اچکاتے کہا تو" ایحان نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

کیا مطلب اسے چھوڑ دو گے؟"ایحان نے الجھ کر پوچھا۔"

مطلب سمپل،،کہ میں اس میں انٹرسٹڈ ہوں تو اسے فوری پرپوز کرنے" والا تھا کیونکہ مجھے ریم جیسی ایجوکیٹڈ اپنے سے کچھ چھوٹی اور خوبصورت

شریف لڑکی چاہیے تھی،،،ویسے بھی میری پڑھائی مکمل ہونے میں کچھ مہینے ہیں،،،اگر ریم شریف ثابت ہوئی تو میں اس سے شادی کر لوں گا ورنہ افسوس وہ مجھ جیسا رچ اور ہونہار ہینڈسم لڑکا اپنی بد قسمتی سے کھو دے گی،،،"زین کے خیالات پر ایحان کے تاثرات چاہنے کے باوجود نارمل نہ رہ سکے۔۔۔وہ تو صرف دیکھنے کی حد تک سمجھ رہا تھا جبکہ زین تو شادی تک پہنچ چکا تھا۔۔

یقین کرو اس کی نوبت نہیں آئے گی،،،"ایحان نے پختہ لہجے میں کہا تو " زین بھی سنجیدہ ہونے لگا۔۔

اوکے تمہارے پاس 3 مہینے ہیں،،،"زین نے ہاتھ بڑھاتے مسکراتے کہا " تو ایحان نے بھی ہاتھ تھام لیا۔۔۔وہ یہ شرط اس وجود پر لگا رہا تھا جس کا ان دونوں سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔۔ایحان کے چہرے سے بیزاری ٹپکی۔ محفل سے دل مکمل اچاٹ ہو چکا تھا ریم کو دیکھ دیکھ کر خون

الگ کھول رہا تھا۔۔۔بار بار بے چینی سے ایحان کو پہلو بدلتے دیکھ زین چڑتے ہوئے بولا۔

"کیا مصیبت ہے ایحان،،، کوئی مسئلہ ہے،،،؟"زین کے پوچھنے پر ایحان نے گہری سانس لیتے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔اب اسے کیا بتاتا کہ اسے ریم پر بے تحاشا غصہ آرہا ہے کس طرح وہ ایحان کے دیکھنے کے باوجود دیدہ دلیری سے حال میں پھر رہی تھی۔۔۔ناحجاب کی فکر تھی نہ ایحان کا خوف۔۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے ایحان،،،؟؟؟"زین نے کوفت بھرے لہجے میں پوچھا۔اس کے سارے دوست پاگل ہو چکے تھے شاید۔۔

"فریش ہونا ہے،،،" کہتے ساتھ ایحان وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تو زین نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔۔۔اس وقت سب سے زیادہ ڈپریشن میں وہ خود تھا اور پاگلوں جیسی حرکتیں اس کے دوست کر رہے تھے۔۔۔ایحان کے جانے کے بعد زین پانی سے بھرے گلاس کو دیکھنے لگا کہ اچانک سحر کا بھولا سا چہرہ زہن کے پردے پر لہرایا تو چہرے کے تاثرات پتھریلے ہونے لگے۔۔۔

میں آپ کو کسی بھی چالاکی کا موقع نہیں دوں گا ڈیڈ،،،اور اس چھوٹی سی"
بچی کو کبھی نہیں اپناؤں گا،،،"غصے سے فیصلہ کرتے وہ بے زاری سے
چاروں طرف دیکھنے لگا پھر سامنے بیٹھی ریم کو دیکھتے مسکرایا۔۔۔یہ لڑکی پہلے
کبھی اسے اتنی حسین نہیں لگی تھی جتنی اب لگ رہی تھی۔۔۔

ہوپ سو،،،تم شرافت کا ڈھونگ نہیں کرتی ہو،،،"ریم کی جانب دیکھتے"
سوچا۔۔

****

یہ پدی خود کو سمجھ کیا رہی ہے۔۔۔کیسے دندناتے ہوئے مجھے نظر انداز کرتی"
پھر رہی ہے ہاؤ ڈیر شی۔۔"،،،واشروم کے اندر داخل ہوتے وہ واش بیسن
کے آگے کھڑے ہو کر بے مقصد اپنے ہاتھ دھونے لگا جب اچانک دو
لڑکیوں نے واشروم کا دروازہ کھولا لیکن اندر ایحان دلشیر کو دیکھتے ہنستے ہوئے
واپس چلی گئیں۔۔۔

حد ہے عجیب پاگل لڑکیاں ہیں۔۔لڑکوں کے واشروم میں گھس جاتی" ہیں۔۔۔بے شرم۔۔ایک وہ پدی چڑیل۔۔بائی گاڈ ایک اور بار غلطی کر لے اور آج بوائز واشروم کے اندر آجائے اس کا حشر نشر کر دوں گا۔۔"غصے سے بڑبڑاتا ایحان اس بات سے انجان تھا کہ اس بار وہ گرلز واشروم کے اندر کھڑا ہے۔۔تقریبا پانچ لیٹر خون تو جل بھن کر کوئلہ ہو ہی گیا تھا اس کا۔۔۔"نعمان علی نے بہت زیادہ ڈھیل دے رکھی ہے بیٹی کو۔۔زین نے دیکھا ہے تو نجانے کتنے لوگوں نے اس پر غور کیا ہو گا۔۔اس قدر لاپرواہ اور "پاگل لڑکی میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔۔

غصے سے اپنے ہاتھ مسلتے وہ مستقل کھولتے خون کے ساتھ بڑبڑا رہا تھا جب اچانک دوبارہ واشروم کا دروازہ کھلا لیکن اس بار اندر آنے والی کوئی اور نہیں خود ریم تھی۔۔جو اپنی میکسی سے الجھتی اندر داخل ہو رہی تھی۔جھکنے کے باعث بال چہرے پر بکھرے تھے ایحان کے ہاتھوں کی حرکت شیشے میں ریم کو دیکھتے ساکت ہوئی۔۔لبوں پر مخصوص پراسرار سی مسکراہٹ بکھر

گئی۔۔۔بہت خاموشی سے ٹیپ بند کرتے ایحان نے دانت کچکچائے۔۔۔اور قدم پیچھے لیتے احتیاط سے واشروم کا دروازہ اندر سے لاکڈ کر دیا۔۔۔

"یہ میکسی مجھے ویسے ہی پریشان کر رہی ہے جیسے اس بادی بلڈر چوہے اور ہٹلر چار سو بیس اور میسنے کی نظریں پریشان کر رہی تھیں،،، شکر ہے چلا گیا،،،،"

اپنی ہیل سے میکسی کا کونا نکالتے ریم غصے سے بولی پھر ایک دم اپنی بھڑاس نکالتے سیدھی ہوئی اور کمر پر ہاتھ رکھا اس لمحے ریم کی پشت ایحان کی جانب تھی۔۔۔ایحان دروازے سے کمر ٹکائے سینے پر ہاتھ باندھے ریم کو سرد نظروں سے دیکھنے لگا۔

"دیکھتا ایسے ہے جیسے کچا چبا جائے گا،،، آدم خور جن کہیں کا،،، ہم لڑکیاں انسان ہی ہوتی ہیں کوئی چکن تکہ تو نہیں ہوں جو ندیدوں کی طرح گھورتے ہیں،،،"سخت جھنجھلاتے ریم نے بالوں کو جھٹکے سے پیچھے کیا اور واش بیسن کا ٹیپ کھولا۔۔"اچھا ہوا چلا گیا۔اب مزے سے انجوائے کروں گی۔۔"مسکرا کر کہتی ریم جونہی پلٹی سامنے کھڑے ایحان کو دیکھ سانس سینے میں پھنسنے

لگیں۔۔۔ٹانگیں کانپنے لگیں۔۔۔یوں جیسے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔۔۔

چوو،،،وہ،،،مم،،میں،،،"آواز اور الفاظ دونوں منہ سے نکلنے سے انکاری" تھے۔۔نجانے وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔پھر اچانک پیچھے بنے واش رومز کی لائن سے تین میں سب سے لاسٹ والے کی جانب بھاگی کے اس خونخوار جن سے بچنے کا واحد راستہ یہی تھا کہ واشروم میں گھس کے دروازہ اندر سے لاک کرلے۔۔۔۔لیکن جتنی تیزی ریم نے دکھائی تھی اس سے کہیں زیادہ تیزی ایحان نے دکھائی تھی کہ جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچتے وہ پلٹا تھا اور ریم کو دروازے سے لگاتے خود اس پر حاوی ہوا تھا۔۔۔۔ریم جیسے اپنی سانسیں روکتے آنکھیں زور سے میچ گئی تھی۔۔۔۔

"آنکھیں میچتے احمق ریم نے بہت تیزی" میں نے وہ نہیں کہا جو تم نے سنا۔۔"سے ایک اور حماقت کی۔۔۔

آدم خور جن ہوں میں،،، باڈی بلڈر چوہاہوں اور ہٹلر چار سو بیس بھی،،،"""

ایحان نے دانت پیستے اس کے دیئے گئے القابات دہرائے تو ریم پٹ سے آنکھیں کھول کر زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"دیکھیں،،، آپ مجھ سے سینیئر ہیں میرے بابا کے مالک ہیں اور میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں بالکل بڑے بھائی،،،،" ابھی ریم بول ہی رہی جب ایحان نے اس کا جبڑا مٹھی میں دبوچا ریم ایک دن گھبراتی سٹل ہوتی ایحان کو سہمے ہوئے دیکھنے لگی۔۔۔

"میں تمہارا بھائی نہیں ہوں سمجھیں،،، تم سے میرا نکاح جائز ہے اور جس سے نکاح جائز ہو وہ بھائی نہیں ہوتا،،، "ایحان نے دانت پیستے جتایا تو ریم کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔۔ایحان نے اس کا منہ چھوڑا اور ایک گہری نظر اس کی پانی سے بھری آنکھوں پر ڈالی۔۔۔ریم موقع پا کر خود کو چھڑاتے واشروم سے نکلنے لگی تھی کہ ایحان نے اس کا بازوؤں دبوچ کر واپس اس کا رخ بے دردی سے اپنی جانب کیا۔۔

کیا بکواسات کر رہی تھیں میرے بارے میں،،، برداشت کر رہا ہوں تو کچھ " زیادہ ہی قینچی کی طرح نہیں چل رہی تمہاری زبان؟؟؟ میں تمہیں ندیدوں کی طرح گھور رہا تھا،،؟" ایحان نے اپنے الفاظ پر زور دیتے پوچھا تو ریم کسی مجرم کی طرح سر جھکاتے بولی۔۔۔

وہ سب میں نے آپ کو نہیں بولا،،، "ریم نے جان چھڑانی چاہی تھی پر اس " بار بھی بازی الٹی ہی پڑتی بات اس کے گلے پڑ چکی تھی۔۔۔

تو ایحان دلشیر کے علاوہ اور کس کی جرآت ہوئی تمہیں گھورنے کی،،،" "" اچانک ایحان نے اپنے ہاتھ سے اس کی ٹھوڑی تھامتے ریم کا چہرہ اوپر کرتے انتہائی ناگواری سے پوچھا۔۔۔ تو پل بھر کو ریم اس کے انداز پر چونکی پھر کچھ سمجھ نا آنے پر ایحان کا ہاتھ اپنے چہرے سے دور کیا۔۔۔

مجھے باہر جانے دیں،،، اگر یہاں کوئی آ گیا تو میں بدنام ہو جاؤں گی،،، تماشا " لگ جائے گا میرا" ریم روہانسے لہجے میں بولی تو ایحان ایک قدم پیچھے ہوتے سر تا پیر اسے گھورنے لگا۔۔۔

اپنا حلیہ دیکھا ہے تم نے،،،؟ بہت زیادہ پر نکل آئے ہیں تمہارے،،،""

ایحان نے غصے سے ٹونٹ کیا تو ریم نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی پھر اس کی بات کا مطلب سمجھ آنے پر ایک دم پھٹتے ہوئے بولی۔

آپ ایک پاگل انسان ہیں،،، پر میں پاگل نہیں ہونا چاہتی،،، میرے حلیے " سے آپ کا کیا لینا دینا،،، میرا جیسا دل چاہے گا میں ویسے رہوں گی،،،،" ریم نے حوصلہ کرتے کہہ تو دیا تھا پر اب دل ننھی چڑیا کی طرح سہم رہا تھا مگر مقابل شاید اس کے بابا کی نوکری کی وجہ سے اسے بھی اپنا سر خرید غلام سمجھ رہا تھا۔۔۔اس نے پلٹتے دروازہ کھولنا چاہا کہ اچانک ایحان کی آواز پر اسے واپس پلٹنا پڑا۔۔۔

میرا تم سے یا تمھارے حلیے سے کیا لینا دینا ہے یہ میں تمہیں بہت جلد اچھے " سے باور کرواؤں گا کہ غلطی سے بھی دوبارہ یہ پوچھنے کی ہمت نہیں کرو گی تم،،،اور اب میری بات کان کھول کر سنو،،، یہ میک اپ ریمو و کرو بال باندھو اور شرافت سے حجاب لپیٹ کے باہر جاؤ ورنہ،،،،" شہادت کی انگلی

اٹھاتے ایحان نے اسے وارن کیا تو وہ ایحان کو پھیلی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔۔اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ شخص سچ مچ پاگل ہو چکا ہے۔۔۔

اور میں یہ سب آپ کے کہنے پر کیوں کروں،،،، کیوں پہنوں حجاب؟اور"

میرے بابا کی اجازت ہے بال کھولنے کی تو آپ کون ہوتے ہیں،،،!

" جھنجھلا کر کہا۔۔ریم کی بات ابھی ادھوری تھی مگر ایحان نے غصے سے منہ پر ہاتھ پھیرا۔پھر ایک دم ریم کے قریب ہوا تو ریم آنکھیں میچ گئی یہ سمجھتے کہ شاید وہ اسے مارے گا۔۔۔اس کی معصومانہ حرکت پر ایحان کے دل میں کھلبلی سی مچی جیسے ایک ساتھ کئی بیٹ مس کی ہوں،،۔۔

یہ سب خود کرو گی یا میں کروں،،،؟"اس کے کان کے قریب جھکتے ایحان"

سرد مہری سے غرایا۔۔تو ریم کے چہرے پر گلال بکھر گیا بے یقینی سے ایحان کو دیکھتی بہت مشکل سے پوچھا۔

کک،،، کیا،،،؟"ریم کو محسوس ہوا جیسے ایحان اس کے سوال پر مسکرایا"

ہے لیکن پھر شرافت سے اسے اپنا وہم ہی سمجھا تھا۔

حجاب،،میک اپ،،،بال،،،،" سینے پر ہاتھ باندھتے ایحان نے یک حرفی"
جواب دیا تو ریم دل میں خون کے آنسو روتی زبردستی اپنے اسٹریٹ کیے
بالوں کو سمیٹنے لگی۔۔یوں اس عجیب ترین صورتحال میں عافیت اسی میں جانی
کہ اس جن کے چنگل سے بچ نکلنے کو اس جن کی ہر بات شرافت سے مان کر
جلدی سے یہاں سے فرار حاصل کر لے۔۔۔۔ریم نے ٹشو سے اپنی
آنکھوں سے کاجل صاف کیا۔۔حجاب چہرے کے گرد لپیٹ کر نم آنکھوں
سے ایحان کو دیکھا۔۔۔اس لمحے اس کی شکوہ کناں نظریں ایحان کو بہت
حسین لگیں تھیں۔۔۔۔یعنی ایحان دلشیر کے خوف سے وہ اس کا ہر حکم مان
رہی تھی۔۔۔اس ننھی جان کا خود سے یوں خوفزدہ ہونا نجانے کیوں اس کے
تڑپتے دل کو سکون دیتا تھا۔۔۔۔

کمرِ درد کھ رہی ہے اب بھی،،،"ایحان نے سنجیدگی سے اس کے چہرے کو"
دیکھتے کہا تو ریم نے فورا دوپٹے کو نیچے کرتے مزید اپنے گرد پھیلایا اور بنا رکے

جانے لگی لیکن ایک بار پھر ایحان اسے بازو سے تھام کر اپنی طرف موڑ چکا تھا۔

شادیوں میں یا مجمعے کی جگہ پر لوگ اور زیادہ متوجہ ہوتے ہیں،،، یہ وہ" جگہیں ہیں جہاں خود کو چھپانے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے نا کہ اپنی نمائش کرنے کی،،، "سنجیدگی سے کہتے ایحان نے انگلی کی پور سے گداز گال سے ریم کا آنسو اٹھایا۔جو آنکھ سے گرنے کو تیار تھا۔

روتی ہوئی باہر مت جانا لوگ غلط سمجھیں گے،،،اور نیکسٹ ٹائم لازمی" چیک کرنا،،، آج پھر تم جینٹس ٹوائلٹ میں ہو،،، "ریم کو سائیڈ پر ہٹاتے ایحان نے واشروم کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔۔۔اس کے جاتے ہی ریم نے سکھ کا سانس لیا۔۔کب کے رکے آنسو گال پر ٹوٹ کر بکھرے۔۔اسے اب تک یہ سمجھ نا آئی تھی کہ وہ اس کے بابا کا مالک تھا تو اس کو کیوں اپنی جاگیر سمجھ دے رہا تھا۔۔۔

اللہ کرے تمہاری بیوی تمہیں بہت مارے۔۔۔جنگلی بھینسا،،،ہاتھی کہیں" کا۔۔"اپنے آنسو صاف کرتے ریم فوراً واشروم میں گھس گئی کیونکہ اگر ایحان کے باہر نکلتے ہی وہ باہر جاتی یا پھر کوئی اور اندر آجاتا تو یقیناً غلط ہی سمجھتا۔۔

****

کچھ دیر بعد وہ حجاب لیے جب باہر نکلنے لگی تو ایحان کے بولے گئے جملے کانوں میں بازگشت کرتے دل جلانے لگے۔۔۔کئی نظریں تو اس نے اپنی جانب اٹھتی ہوئی بھی محسوس کی تھیں۔۔۔شاید وہ ہٹلر اس بار درست تھا۔۔۔کچھ سوچتے ریم نے حجاب کا ایک حصہ اپنے چہرے کے پر رکھ لیا کہ آنکھیں اب بھی نمایاں تھیں۔۔۔۔واشروم سے باہر نکلتی وہ باہر آئی تو کھانے کا دورانیہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔وہ سمائرہ کے پاس اسٹیج پر جانا چاہتی تھی پر سامنے ہی وہ جلاد بیٹھا تھا۔۔۔ریم اسے دیکھتے پیچھے والی ٹیبل پر بیٹھ گئی۔۔۔کچھ دیر بیٹھنے کے بعد ایحان اپنی ٹیبل سے کھڑا ہوا۔

چلوزین،،،"زین جس نے کھانا تو نہیں لیا تھا پر ہاتھ میں کولڈ رنک کی بوتل" پکڑی تھی۔۔۔بوتل نیچے رکھتے کھڑے ہوا۔۔۔

ہاں یار چلو،،،بوریت ہو رہی ہے،،،"زین بھی کوفت سے بولتا ایحان کے" ساتھ بینکوئیٹ سے باہر نکلنے لگا جب کچھ یاد آنے پر رکا۔۔

ہم یہاں مفت میں آئے تھے،،،؟تم کوئی گفٹ نہیں دو گے سمائرہ" کو،،،؟"زین نے اسے شرم دلانا چاہی۔۔۔

کل یونیورسٹی میں دے دیں گے،،،"زین کا بازو کھینچتے وہ بینکوئیٹ سے باہر" نکلنے لگا تو دو چور نظریں دوپٹے کی آڑ میں خود کو تکتی نظر آئیں۔۔جتنا خون جلا تھا اتنا ہی اب سیروں بڑھ بھی گیا تھا۔۔کہ اس کے خوف سے وہ ایک کونے میں سہمی سمٹی سی بیٹھی تھی۔۔۔اس کا خود کو چھپا لینا ایحان کی روح کو تقویت بخش گیا تھا۔۔

ڈرپوک پدی چڑیل۔۔۔۔!"مسکرا کر سر جھٹکتے ایحان زین کے ساتھ" بینکوئیٹ سے باہر نکلا تو ریم سکون کا سانس بھرتی اسٹیج کی جانب بھاگی۔۔۔

تمہیں گھر ڈراپ کرنا ہے،،،؟؟؟"گاڑی میں بیٹھتے ایحان نے پوچھا تو"
زین نخوت سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔۔
ہاں گھر ڈراپ کر دو،،،"کچھ سوچتے ہوئے کہا۔سوچ یہ تھی کہ اس لڑکی"
کے لیے وہ کیوں اپنا کمرہ چھوڑتا۔۔بلکہ وہ کمرے میں رہ کر اس بچی کو اتنا
خوفزدہ کر سکتا تھا کہ وہ خود طلاق لے کر اس کی زندگی سے بھاگ
جائے۔۔۔تمام راستے گاڑی میں خاموشی چھائی رہی۔۔۔جب زین گھر کے
دروازے پر اترا تو اترنے سے پہلے ایحان کے بازو پر ہاتھ مارا۔۔۔۔
میں جلد از جلد شادی کرنا چاہتا ہوں ایحان،،، تین ماہ ہیں شرط کے پھر ریم"
"نعمان علی صرف میری،،،
زین بول کر اتر گیا تھا پر ایحان دلشیر کے سینے میں انگاروں کے بھانبھڑ جلا گیا
تھا۔۔۔

****

آج نجانے کیا عجیب سی کیفیت سر پر چڑھ رہی تھی کہ زاویار خانزادہ کا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔ سارا دن بے دلی سے میٹنگز اٹینڈ کرتے اور باقی کام نمٹاتے زہن کی ڈور اسی کمسن وجود سے الجھی تھی جسے وہ صبح اپنے فلیٹ میں روتا چھوڑ کر آیا تھا۔ ریوالونگ چیئر پر جھولتا وہ اب بھی اسی کے متعلق سوچ رہا تھا جب سے زرمش اس کی زندگی میں آئی تھی اس کی صبر ینہ کے لیے نفرت ختم ہو گئی تھی۔۔۔ صبر ینہ کی ذات اس قدر بے وقعت ہو گئی تھی کہ زاویار خانزادہ کو فرق ہی نہیں پڑتا تھا کہ صبر ینہ آسمان کی بلندی کو چھوے یا زمین بوس ہو جائے۔۔۔ پھر اچانک ایک خیال کے تحت زاویار خانزادہ سیدھا ہوا۔۔۔ بھلا صبح سے چین سکون برباد ہوا تھا تو یہ خیال اس کے دماغ میں پہلے کیوں نہیں آیا۔۔۔ اپنا لیپ ٹاپ آن کرتے کچھ کی ورڈز ڈالے تو ایک فائل سامنے کھل گئی جس پر پاسورڈ ریکوائرڈ تھا۔۔۔ زاویار نے پاسورڈ تو جس فلیٹ میں زرمش مقیم تھی۔۔۔ لیپ ٹاپ میں اس کے ٹائیپ کیا کیمرا از آن ہو گئے۔۔۔ زرمش روم میں نہیں تھی نا ہی لاؤنج میں تھی۔۔۔

زاویار نے پریشانی سے ہر طرف نظر دوڑائی پر وہ گھر میں نظر نہ آئی۔۔۔پھر کچھ سوچتے زاویار نے کچن کی سی سی ٹی وی آن کی تو زرمش کچن جے ڈرار میں کچھ تلاش کر رہی تھی اور اس کے ار گرد باریک دھاری دار آلے رکھے تھے۔۔۔۔

اب کیا کر رہی ہے یہ خونخوار جنگلی بلی۔۔!"زاویار نے بے اختیار ہنستے" ہوئے سوچا اور زرمش کی اگلی کاروائی دیکھنے لگا۔۔۔زرمش وہ سارے آلات اٹھاتی دروازے پر آئی تھی اور اس کے بعد کا منظر دیکھ زاویار کے ماتھے پر بیشمار بل پڑے تھے۔۔وہ گھر کے مین دروازے کو توڑنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

احمق لڑکی،،،دروازے پر محنت سے بہتر ہے یہی محنت اپنے آپ پر کر لے" تو زندگی پر سکون ہو جائے۔۔"یہ سوچ ہی زاویار خانزادہ کو ناگوار گزر رہی تھی کہ وہ اس سے اس کے گھر سے فرار کے راستے تلاش کر رہی ہے۔پھر کافی زور آزمائی کے بعد وہ آلات دور اچھالتی زرمش واپس اس دروازے

سے لگتی بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگی تو زاویار کو حقیقتاً اس پر ترس آیا۔۔گہری سانس لیتے زاویار نے کیمرہ بند کر دیا۔۔۔اور گھڑی میں وقت دیکھا ابھی ایک ضروری میٹنگ کے لیے اسے نارتھ سائٹ پر جانا تھا پھر وہاں سے واپسی پر فلیٹ۔۔۔۔کل اس کا ارادہ زرمش کو مینشن لے جانے کا تھا۔۔۔فائل اٹھاتا وہ آفس سے باہر نکلا۔۔۔۔کئی گھنٹے سائٹ پر مغزماری کرنے کے بعد زاویار رات دس بجے کے وقت فلیٹ پہنچا۔۔خدا خدا کر کے تو اسے اس سے الجھنے کی فرصت میسر آئی تھی۔۔۔

دروازے پر فنگر پرنٹ لگاتے اسے لگا تھا کہ دروازہ کھولتے ہی زرمش پہلی ملاقات کی طرح اس پر حملہ کرے گی پر حالات کچھ مختلف تھے۔۔پورے گھر میں خاموشی تھی آفس بیگ صوفے پر رکھتے ایک نظر مدھم روشنی میں نظر آتے لاؤنج کو دیکھا۔۔۔پھر اپنے کمرے میں قدم رکھا۔۔۔زرمش کمرے میں نہیں تھی۔۔۔قدم آگے بڑھاتے واشروم اور ٹیرس چیک کیا تو وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔۔زاویار نے ماتھا مسلتے نفی میں سر ہلایا اور

وارڈروب سے اپنے کپڑے نکالے۔۔۔شاور لے کر آرام دہ ٹراؤزر اور سینڈوبنیان پہن کر وہ کمرے سے باہر نکلا اور اے سی آن کیا۔۔۔کمرے سے باہر نکل کر کونے والے روم پر ایک نظر ڈالی جو بند تھا جس میں زکیہ کا قیام تھا۔۔۔دوسرے کمرے کی جانب بڑھتے زاویار خانزادہ کمینے پن سے مسکرایا تھا۔۔۔وہ خونخوار بلی یہ جتن کر کے اس سے بچنے کی کوشش میں تھی پر اس کی تمام کوششیں بیکار تھیں۔۔۔۔دھیمے سے دروازا کھول کر اس نے کمرے میں قدم رکھا تھا تو کمبل میں دبکے وہ دوسری جانب کروٹ لیے سو رہی تھی۔۔۔بنداے سی اور اتنی گرمی میں بھی وہ زاویار سے حفاظت کے لیے کمبل لیے ہوئے تھی۔۔یعنی مقابلہ بھی کرنا تھا اور ڈرنا بھی تھا۔۔۔اس کی گرمی کی وجہ سے ان چاہی جنبش نے زاویار پر اس کے سوتے بننے کا بھانڈا اچھے سے پھوڑ دیا تھا۔۔اسی لیئے زاویار نے زور سے گلا کھنکھارا تھا۔۔

کمرے میں چلو،،"زرمش کو بیڈ پر ہنوز لیٹے دیکھ زاویار نے سنجیدگی سے" دوبارہ پکارا۔۔۔پر وہ ڈھیٹ آنکھیں موندے لیٹی رہی۔۔۔

بائی گاڈ،،، کھیل چھوٹا ہو یا بڑا تم کسی معاملے میں مجھ سے جیت نہیں"
سکتیں،،،جب تک کہ میں خود نہ چاہوں،،،"غصے سے بڑبڑاتے زاویار نے
آگے بڑھتے اسے گود میں اٹھانے کے لیے ہاتھ اس کی گردن کے پچھلے حصے
میں ڈالا ہی تھا کہ سونے کا ناٹک کرتی زرمش برق رفتاری سے بدک کر پیچھے
ہوتی اگلے لمحے ہی بیڈ کی دوسری جانب اتر گئی۔۔۔۔جو بال جوڑے میں قید
تھے اس زور آزمائی پر چہرے کے ارد گرد بکھر گئے۔۔۔
اوہ تم تو جاگ گئیں،،،"ہاتھ جھاڑتے زاویار خانزادہ فاتحانہ مسکرایا۔۔۔تو"
زرمش کو اپنی جلد بازی پر شدید غصہ آیا یعنی وہ یہ سب اسے جگانے کے لیے
کر رہا تھا اور وہ کس قدر بے وقوف واقع ہوئی تھی۔۔۔۔
میں تمھارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی،،،!"اپنی بات پر ڈٹتی وہ زاویار کو"
اپنی جانب بڑھتا دیکھ مزید پیچھے کھسکتی حتمی لہجے میں بولی۔۔۔
کہیں نہیں اپنے کمرے میں جانے کا کہہ رہا ہوں،،،مجھے یہ ڈرامے بازی"
پسند نہیں بیوی،،،،اگر تم یہ سوچتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ کمرہ کمرہ یا صوفہ

صوفہ کھیلوں گا تو تم غلط ہو،،، میں ایک میچیور مرد ہوں یہاں نہ کوئی ناول چل رہا ہے اور نہ تم کوئی مظلوم ہیروئن ہو،،، "زرمش کو بازو سے تھامتے اچھے سے باور کرواتا وہ کمرے سے نکلنے لگا تھا پر زرمش کو واپس خود سے زور آزمائی کرتے دیکھ جھٹکے سے اس کے بازو کو اپنی جانب کھینچا۔۔۔

میں تمہارے ساتھ جب نرمی سے پیش آنے کا ارادہ کرتا ہوں تم مجھے اتنی" ہی سختی پر مجبور کرتی ہو،،، "دانت پیستے کہا۔۔۔

مجھے تمہاری نرمی کی کوئی ضرورت نہیں،،، تھوکتی ہوں میں تم پر اور" تمہاری نرمی پر،،، "زرمش نے انتہائی حقارت سے جواب دیا تو پل بھر کو اس کی اس قدر شدید نفرت پر زاویار خانزادہ ٹھہر سا گیا تھا۔۔۔وہ پہلی لڑکی یا شاید باران دلشیر کے بعد اس دنیا میں پہلی انسان تھی۔۔۔جو اس کے سامنے اتنا بولنے کی جرأت کر رہی تھی۔۔۔ورنہ اتنا زور آور زبان درازی تو اس نے صبرینہ کی محبت میں کبھی اس کی بھی برداشت نہیں کی تھی۔۔۔۔

مت تھوکو،،اپنا تھوکا خود ہی چاٹو گی ورنہ،،، تمہارا ناقص وجود اور زہن" میری سختی برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا،،اس لیے مجھے مجبور مت کرو"،،،اسے انگشت دکھاتے زاویار نے وارننگ دی تو پل بھر کو زرمش بھی سہم گئی۔۔۔۔

میرے بازو چھوڑو مجھے تکلیف ہو رہی ہو،،،"زاویار کی دھمکی کو نظرانداز" کرتے زرمش نے اپنا بازو چھڑانے کی بھرپور سعی کی تو زاویار نے سرد نظروں سے اسے گھورا اور اگلے ہی لمحے اسے اپنے ساتھ کھینچتے اپنے کمرے میں لے آیا۔۔۔

مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا،،اتنی سی بات تمہیں سمجھ کیوں نہیں" آ رہی،،،جانے دو مجھے،،،،"اب کی بار زرمش بے بسی سے چیخی تھی۔۔۔۔

پر جواباً لال انگارا آنکھوں سمیت زاویار نے اسے زور سے بیڈ پر دھکا دیا تو وہ اوندھے منہ بیڈ پر گرتی خوفزدہ ہوتی سیدھی ہوئی۔۔۔اسی لمحے زاویار

خانزادہ اس پر کسی گھٹا کی طرح چھایا تھا۔۔۔اس کے ارد گرد اپنے ہاتھ رکھ کر زاویار پوری طرح اس پر جھکا تھا۔۔

پپ،،، پیچھے ہٹو،،، "زرمش گھبراہٹ سے پیچھے ہونے کی کوشش کرنے" لگی۔۔۔

آواز نیچی رکھو،،، اگر اب تمہاری آواز میرے سامنے بلند ہوئی تو میں" تمہاری زبان کھینچ لوں گا،،، "زرمش کی ٹھوڑی اپنے ہاتھ میں جکڑتے زاویار نے اس کا چہرہ اپنے روبرو کیا اور آنکھوں میں آنکھی ڈال کر وارننگ دی تو زرمش اس کی سرمئی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔جہاں نرمی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔۔۔یہی زاویار خانزادہ کا خوف ہی تھا کہ وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔۔اور خود کو ڈھیلا چھوڑ گئی۔۔۔زاویار اس کی خاموشی پر اور اسے ڈھیلا پڑتے دیکھ پیچھے ہوا اور بیڈ کی دوسری جانب آکر اپنا تکیہ درست کرنے لگا۔۔ جب زرمش نے حفاظتی تدبیر کے طور اپنا تکیہ بیڈ کے دوسرے کنارے پر لگایا اور بالکل آخری کنارے پر ہوتی لیٹ گئی کہ اس کے اور زاویار کے

درمیان اچھاخاصہ فاصلہ قائم رہے۔۔۔اس کی اس معصومانہ کوشش پر زاویار نے بے ساختہ اپنی مسکراہٹ دبانے کو دانتوں تلے لب دبایا۔۔۔کیا کوئی بھی حفاظتی باندھ زاویار خانزادہ کو روک وہ واقعی سوچتی تھی کہ اس کا سکتا ہے؟؟؟؟اپنی جگہ پر لیٹتے اچانک زاویار نے اس کی ساری کوششیں زائع کرتے زرمش کے قریب ہوتے اپنا دائیاں ہاتھ زرمش کی کمر میں ڈالا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا۔۔۔زرمش جو اپنی کوشش کو کامیاب سمجھتی بالکل انجان تھی۔۔۔اس اچانک افتاد پر دل اچھل کر حلق میں آیا سمجھ نہ آیا کہ ہوا کیا ہے۔۔کل جو سچوشن زرمش کی بے ہوشی میں تھی وہی آج اس کے ہوش میں تھی۔۔۔۔زرمش کے اوسان خطا ہوئے۔۔

"تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے،،، چھوڑو مجھے،،،، "زاویار کے سینے پر ہاتھ مارتی سخت مزاحمت کرتی وہ مسلسل پیچھے ہونے کی کوشش کرتی غرائی۔۔۔تو اگلے ہی لمحے زاویار خانزادہ نے اس کے بال نرمی سے اپنے ہاتھ میں الجھاتے زرمش کا چہرہ بلند کیا اور اپنے لب اس کی صراحی دار شفاف

گردن پر ثبت کیے۔۔۔اس کا دہکتا حدت بھرا گرم لمس زرمش کو روح تک تڑپا گیا تھا۔۔

جو رشتہ تمہارے اور میرے درمیان قائم ہوا ہے اس میں زور زبردستی کا" کوئی دخل نہیں،،،، غلطی سے ہی سہی پر اپنے تمام حقوق تم میرے نام کر چکی ہو،،،، تم پر تمہاری روح اور تمہارے وجود پر تم سے زیادہ حق میرا ہے،،،،" گردن سے ہونٹ سرکتے زرمش کی کان کی لو تک گئے تھے۔۔کام کی لو کو ہلکے سے دانتوں تلے دباتے وہ زرمش کے کان میں پھنکارا تو زرمش کچھ لمحوں کے لیے ساکت ہوتی ٹھہر سی گئی۔۔۔پھر اچانک پوری طاقت لگاتی زاویار کو دور کرنے کی کوشش کرتی چلائی۔۔

نہیں مانتی میں اس رشتے کو،،،، خبردار جو تم نے مجھے چھوا تم ایک گندے،،،،" ابھی وہ اتنا ہی بول پائی تھی کہ زاویار کی دھاڑ پر اس کا وجود ایک دم ساکت و جامد ہو گیا۔۔۔

آواز نیچی رکھو،،،"زاویار کی دھاڑ اتنی سخت تھی کہ اسے واضح محسوس ہوا" تھا زرمش کا وجود اس کے حصار میں لرز گیا ہے۔۔۔چند لمحے اچانک چھائی خاموشی کے نظر ہوئے۔۔۔زاویار اس کا خوف سے لٹھے کی مانند سفید پڑتا پھول سا چہرہ دیکھ کر اپنی اس قدر سختی پر اپنے لب بھینچ گیا۔۔۔پھر اچانک زاویار نے زرمش کو اپنے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔وہ جو اس کی دہشت سے پتھر ہو گئی تھی۔۔زاویار کے سینے کی حدت اور نرم حصار پر دل اچانک غم سے پھٹنے لگے وہ اسی ستمگر کے سینے پر سر ٹکاتی بے آواز بے تحاشا رونے لگی۔۔۔کچھ دیر بعد زاویار کو اپنے سینے پر نمی کا احساس ہوا تو اندازہ ہوا وہ نازک وجود اس کے خوف سے رو رہا ہے۔۔۔بہت نرمی سے زاویار دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر کو سہلانے لگا۔۔اس نرمی اور عنایت کا اثر تھا کہ پہلے وہ جو بے آواز رو رہی تھی اب ہلکی ہلکی سسکیاں بلند ہونے لگی تھیں۔۔۔ دیا اور غیر محسوس طریقے سے مکمل اس کی جانب زاویار نے اسے رونے کروٹ لیتے اسے مزید اپنے اندر بھینچا۔۔۔زرمش اپنے غم میں اس قدر

ڈوب چکی تھی کہ زاویار کی ٹی شرٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔اور سسکیاں ہچکیوں میں بدل گئی۔زاویار نے اپنے لب اس کے بالوں پر رکھے اور اپنی آنکھیں موند گیا۔۔۔ نجانے وہ کتنی ہی دیر روتی رہی تھی وقت کا اندازہ نہ ہوا۔۔۔جب کافی دیر بعد زاویار کو محسوس ہوا بانہوں میں قید وجود کی حرکت رک چکی ہے تو چہرے پیچھے کرتے سینے سے لگی زرمش کو دیکھا۔۔۔اس کی آنکھیں بند تھیں چہرے پر آنسوؤں کی نمی تھی۔۔۔اور گلاب کی پنکھڑی سے ہونٹ نیم وا تھے۔۔۔ایک ہاتھ نیچے تھا تو دوسرے سے وہ زاویار کی ٹی شرٹ کو سختی سے تھامے ہوئے تھی۔۔۔خود کو ملامت کرتے زاویار نے گہری سانس خارج کی اور زرمش کو اپنے بازو سے ہٹاتے تکیے پر منتقل کیا۔۔۔۔انگلیوں کی پوروں سے اس کے چہرے کی نمی کو صاف جو اتنے دنوں سے سونے کے لیے نیند کی گولیوں کا استعمال کیا۔۔۔۔وہ کرتی آرہی تھی یہ اس محفوظ پناہ کا ہی کمال تھا شاید کہ وہ بغیر کسی ادویات کے گہری نیند میں چلی گئی تھی۔۔۔۔زاویار کی نظر اس کے نیم وا ہونٹوں پر

ٹھہری تو ماتھے پر ایک بل نمودار ہوا۔۔دل میں حسرت ہوئی کاش بانہوں میں بکھری یہ لڑکی اتنی چرب زبان نا ہوتی تو کتنا ہی اچھا ہوتا۔۔۔اس کے لبوں کو اپنے انگھوٹے کی مدد سے سہلاتے زہن کو بری طرح جھٹکا جو مستقل اس پھول سے وجود کی قربت کے لیے اکسا رہا تھا۔یہ احساس دلا رہا تھا کہ اس کے وجود پر دسترس حاصل کرنا زاویار خانزادہ کا حق ہے۔پر دل ابھی اس بات پر قائل نہیں ہو رہا تھا یہی وجہ تھی کہ زاویار خانزادہ بستر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ڈریسنگ ٹیبل سے سگریٹ کا پیکٹ اور ایش ٹرے اٹھاتے کمرے سے ہی نکل گیا تھا۔۔۔کافی دیر تک سگریٹ سے اپنی جان جلانے تھا اور ایک تھکان بھری سانس خارج کے بعد وہ واپس کمرے کے اندر آیا کرتے اپنی ٹی شرٹ کو جسم سے جدا کرتے کاؤچ پر اچھالا تھا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ٹھنڈے پانی کا شاور کھولتے اپنے برہنہ وجود کو اے سی کی ٹھنڈی کولنگ کے باوجود ٹھنڈے پانی کے نیچے کیا۔۔۔ایک آگ سی جسم و جاں میں سلگ رہی تھی۔سب کچھ اس کی چاہ کے مطابق ہونے کے باوجود وہ

سمجھنے سے قاصر تھا کہ ایسا کیا کرے کہ حالات ہاتھوں سے پھسلتے محسوس ہو رہے تھے۔دس منٹ ٹھنڈے شاور کے نیچے کھڑے رہنے کے بعد اس پانی کی ٹھنڈک بھی مانند لگنے لگی تو شاور بند کر دیا اور ٹاول سے وجود کو خشک کرتے نائٹ ڈریس کے طور پر سیاہ ٹراؤزر پہنا۔۔۔سوتے وقت شرٹ پہننے کی عادت اسے نہیں تھی واپس اپنے بستر پر نیم دروازہ ہوتے اتنی دیر میں وہ پہلی بار مسکرایا تھا۔۔جب اپنی جگہ پر زرمش کو آڑا ترچھا لیٹا ہوا پایا۔پہلی بار اپنا بستر زاویار خانزادہ کو اس قدر حسین لگا تھا۔۔۔۔

محترمہ لوٹتی بھی ہیں،،،"زاویار نے نفی میں سر ہلاتے اپنی سوچ پر" مسکراہٹ ضبط کی اور بہت احتیاط سے بیڈ کے ایک کونے میں بیٹھا۔۔ نظروں میں پہلے جیسی سختی کہیں نہیں تھی صرف ایک نرم گوشہ تھا۔۔ سارے منفی خیالات اس کے زہن سے اس وقت بہت دور تھے۔۔۔وہ یک ٹک زرمش کو دیکھ رہا تھا جو ہوش کی دنیا سے بے پرواہ اپنے وجود کی دلکشی

سے لاپرواہ بہت رونے کی بدولت اب خواب و خر گوش کے مزے لے رہی تھی۔۔۔۔

میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔۔"کوٹھے پر زرمش کا کہا گیا ایک جملہ یاد آیا تو" زاویار خانزادہ کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔

ایک منظر آنکھوں کے آگے لہرایا جب وہ بے ہوش ہوئی تھی اور اس کی نازک کمر سے کپڑہ سرکا تھا اور زرمش کی کمر پر زخم کے نشان واضح ہوئے تھے۔۔۔کچھ سوچتے زاویار نے اس کے قریب ہوتے زرمش کی قمیض تھامی تو ایک پل کے لیے ہاتھ رکا لیکن پھر اپنے جائز حق کا استعمال کرتے زرمش کی قمیض کمر سے سرکائی۔۔۔اس سے پہلے وہ قمیض مزید اوپر کرتا یا زرمش کے زخم دیکھتا زرمش نے کسمساتے اس کی جانب کروٹ بدلی۔۔۔۔

زاویار خانزادہ نے گہری سانس اپنے اندر منتقل کی اور اپنا ارادہ ترک کرتے خود بھی اس کے قریب بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔۔۔زرمش کا سر اپنے بازو پر ٹکاتے آہستگی سے اس کے ریشمی براؤن بالوں کو سہلایا۔۔۔

میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا،،نہ ہی میں ظالم ہوں پر تم مجھے سختی پر مجبور " کرتی ہو،،،ایک بار خود کو مجھے سونپ دو مجھے عزت اور مان دے دو میں تم پر اعتبار کر لوں گا،،،اور وہی عزت اور مان تمھارے وجود کو بخش دوں گا،،،،"زرمش کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے وہ خود سے عزم کر رہا تھا پر یہاں بھی شرط زرمش کے جھکنے کی ہی تھی۔۔۔

****

مستقل بجتے فون کو نظر انداز کیے ضیاء نے سگریٹ سلگاتے لبوں میں دبائی تھی اور ٹیرس پر موجود کرسی پر بیٹھتے گہرے گہرے کش لیتے آسمان میں بادلوں کے پیچھے چھپتے چاند کو بغور دیکھنے لگا تھا۔۔۔یہ چاند بالکل نامکمل اور تنہا تھا۔ بلکل ضیاء حیدر کی طرح۔۔۔

" دنیا کی کوئی چیز میرے سینے میں اٹھتی اس جلن کا مداوا نہیں کر سکتی نورین جو اس وقت میرا تن بدن سلگا رہی ہے،،،،،"سگریٹ کے سلگتے شعلے کو دیکھتے ضیاء خود ازیتی سے مسکرایا تھا۔۔۔کس طرح حال میں نورین کے

گرداس نے فرحان کا بازو برداشت کیا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔اگر وہ سمائرہ کا نکاح کا فنکشن نا ہوتا کوئی اپنی فیملی گیدر نگ ہوتی تو وہ بلا جھجھک اس آدمی کا بازو جڑ سے اکھاڑ کر نورین سے دور پھینک دیتا۔۔ مگر وہ ایک انجانی جگہ پر تماشا نا لگا سکا تھا۔۔رات کا ایک بجنے کو آیا تھا اور اتنی دیر می نجانے وہ کتنے ہی سگریٹ پی چکا تھا۔۔ایک وقت تھا جب ضیاء حیدر کو سگریٹ سے چڑ تھی۔۔ صرف شوقیہ چند کش لگاتا تھا۔۔۔اور اب یہ کڑوی مصر صحت چیز اسے اپنا سہارا لگ رہی تھی۔۔۔جوں جوں رات بڑھ رہی تھی ضیاء کے غصہ کا گراف بھی بڑھنے لگا تھا۔۔۔زین اور ایحان کی جانب سے اسے مستقل کال اور میسجز موصول ہو رہے تھے پر اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔

میرا سکون برباد کر کے تم کیسے سو سکتی ہو نورین۔۔" طیش سے سگریٹ " پھینکتے نورین کو کال ملائی۔۔۔چوتھی بیل پر کال ریسیو کر لی گئی۔۔۔توقع کے عین مطابق نورین کی نیند میں ڈوبی خمار آلودہ آواز سنتے ضیاء کا غصہ مزید بڑھ گیا۔۔۔کیسے اس کا سکون برباد کر کے وہ اتنے سکون سے سو رہی تھی۔

نورین مجھے تم سے بات کرنی ہے،،،"لہجے کو ممکنہ حد تک نارمل رکھنے کی" ناکام کوشش کی تھی جبکہ لہجے کی سختی نورین کی نیند بھک سے اڑی تھی۔۔۔ ضیاء،،،؟"نورین جو رات کافی دیر رونے کے بعد بمشکل سوئی تھی۔۔۔" فرحان کی کالز کو بھی مکمل اگنور کیا تھا اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ضیاء اسے رات کے اس پہر کال کرے گا۔۔۔۔

کال مت کاٹنا،،،"ضیاء نے اتنا کہا ہی تھا کہ نورین کال کاٹ چکی تھی۔۔۔" "ایڈیٹ لڑکی،،،میرے ہاتھوں قتل ہو جائے گی،،،"دانت کچکچاتے ضیاء نے کال بیک کی پر اس بار بھی کال آگے سے کاٹ دی گئی۔۔۔

بہت زیادہ ہمت آگئی ہے تم میں نورین،،،مجھ سے ٹکرانا تمہاری نازک" جان پر بہت بھاری پڑ سکتا ہے،،،ابھی کال ریسیو کرو ورنہ انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی،،،"اس نے میسج ٹائپ کرتے نورین کے نمبر پر سینڈ کیا اور انگھوٹے سے موبائل کی اسکرین کو بجانے لگا۔۔۔دوسری جانب نورین میسج پڑھ کر جس کا جسم پل بھر میں لرز چکا تھا۔اگر کوئی دیکھ لیتا وہ اتنی رات کس

سے بات کر رہی ہے تو وہ کیا جواب دیتی؟؟؟؟ وہ فون بند کرنے ہی لگی تھی کہ دوبارہ ضیاء کی کال آئی کال کاٹتے دوبارہ فون آف کر رہی تھی کہ ضیاء کا دھمکی بھرا میسج پڑھ کر جان ہتھیلی پر آگئی۔۔۔۔

"پک مائے کال اپ ڈیئر ذوالنورین سلطان،،، ورنہ میں ابھی تمہارے گھر آ جاؤں گا،،، لاسٹ وارننگ،،،" ضیاء کا میسج پڑھتے نورین کے پسینے چھوٹنے لگے وہ جانتی تھی اگر ضیاء کہہ رہا تھا کہ وہ آج جائے تو وہ ایسا ہی کرتا۔۔۔اس کے بعد مجبور انورین نے کانپتے ہاتھوں سے ضیاء کو کال ملائی۔۔۔۔ضیاء جس نے نورین کو وارننگ دے کر عمل کر گزرنے کی آخری حد دس تک کاؤنٹ ڈاؤن رکھی تھی۔۔۔ابھی وہ سات تک ہی پہنچا تھا۔۔۔جب اسکرین پر نورین کا نام جگمگانے لگا۔ جسے دیکھتے ضیاء اتنی دیر میں پہلی بار مسکرایا پر مسکراہٹ خاصی سرد اور پتھریلی تھی۔

ضیاء کیا چاہتے ہو تم،،، مجھے کیوں رسوا کرنا چاہتے ہو،،؟"نورین نے" بھرائی ہوئی آواز میں تڑپ کر کہا تھا۔جواباً ضیاء نے سگریٹ پیکٹ سے نکالتے لبوں میں دبائی اور لائٹر سے سلگائی۔۔۔۔

میں کیا چاہتا ہوں تم جانتی ہوں،،، لیکن اس وقت اپنی چاہت کے متعلق" بات کرنے کے لیے کال نہیں کی میں نے،،، جو میں چاہتا ہوں اسے میں خود حاصل کرلوں گا،،، تم مجھے صرف اتنا بتاؤ میرے منع کرنے کے باجود تم "فرحان کے ساتھ باہر کیوں گئیں تھیں،،،

ضیاء نے چبھتے لہجے میں سوال کیا تو نورین کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔

میرا منگیتر ہے وہ ضیاء،،، میں اس کے ساتھ کہیں بھی جاؤں،،،اس سے" تمھارا لیا لینا دینا،،، تم سے پوچھنے کی محتاج نہیں ہوں میں سمجھے،،،'نورین غصے سے غرائی تو ضیاء غصے کی شدت سے لب بھینچ گیا۔۔۔

نورین میری بات غور سے سنو،،، میں سچ میں تم سے بہت محبت کرتا"
ہوں،،، تم ایک بار ہاں کر دو آئی سوئیر،،، میں تمہیں اس سارے میس سے
مکھن میں سے بال کی طرح باہر نکال لوں گا،،، ضیاء حیدر کا وعدہ ہے میں
تمھیں بلکل بدنام نہیں ہونے دوں گا،،،، تمھارا نام تک نہیں آئے
گا،،،، سب کچھ تمہاری مرضی سے،،،، "ضیاء بول ہی رہا تھا کہ نورین کے
اعصاب چٹخنے لگے۔
اپنی بکواس بند کرو ضیاء حیدر،،،، میں تم سے محبت نہیں کرتی اسی لئے مجھے "
تمھارے کسی پروپوزل میں کوئی انٹرسٹ نہیں،،، رہی بات میری مرضی کی
تو یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس سب میں میری مرضی میری رضا شامل ہے،،،،
تم بدنام کرو یا نہ کرو مجھے تمھارے کسی عمل سے رتی برابر بھی فرق نہیں
پڑتا،،،، تم ہو کیا ہاں؟ دولت کے نشے میں چور ایک خود پرست بگڑے
ہوئے گھمنڈی انسان،،، ایسے میرے علاوہ اور کتنی لڑکیوں کو بلیک میل کر
چکے ہو،،،؟ لیلی کو کیوں چھوڑا تھا،،، میرے لئے؟؟؟ مجھے کس کے لیے

چھوڑو گے ؟؟،،، کتنی لڑکیوں کو رات گھر آنے کی دھمکی دے چکے ہو،،،؟"ذوالنورین کی بات پر ضیاء کا چہرہ لال بھبھو کا ہوتا تپنے لگا وہ آنکھیں سختی سے بند کرتا گہری سانس لینے لگا کہ نورین کی اگلی بات سینے میں ایک نوکدار چیز کی طرح گویا آر پار کر گئی۔

تم مجھ سے نام نہاد محبت کرتے ہو تو اسے مجھ پر مسلط مت کرو،،، میرا اور" تمہارا معیار بہت مختلف ہے میں بہت سادہ مزاج لڑکی ہوں ضیاء،،، میرے لیے میری گھر والوں کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں اہم ہیں،،، رہی بات تمہاری رسپیکٹ کی تو، تمہاری محبت کی عزت کرتے ہوئے میں اپنی عزت نہیں گنوا سکتی میں،،، تم نے مجھ سے اقرار کیا میں نے انکار کر دیا،،، چیپٹر کلوز،،، اب میرا پیچھا چھوڑ دو ضیاء،،، مجھے اپنی انا کا مسئلہ مت بناؤ،،، یہ محبت نہیں صرف ضد ہے،،، اور میں خود کو تمھاری ضد اور ہٹ دھرمی کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہتی،،،" نورین اس سب سے تنگ آتی بیزاری سے جھنجھلا کر بولی تو ضیاء کے منہ سے ایک الفاظ نہ ادا ہو سکا۔۔ گلے میں طیش و اشتعال کی شدت کی

وجہ سے گولہ سا پھنس گیا۔۔وہ صرف نورین کی حقارت بھری آواز سن رہا تھا۔۔۔جواس کے دل ودماغ کو پیروں تلے کچل رہے تھے۔۔۔

میری محبت پر انگلی مت اٹھاؤ نورین اور یہ بتاؤ تمہارا معیار کیا ہے،،،؟ "

(ضیاء کا لہجہ اسی لمحے کافی شکستہ سا ہوا تھا۔۔۔مگر اگلے ہی لمحے وہ پھر پھر گیا۔۔)وہ فرحان،،،؟جو تمہیں چھو بھی رہا تھا تو دوسروں کو دکھانے کے لیے،،،کل کو لوگوں کو دکھانے اور جلانے کے لیے تمہارے ساتھ کچھ بھی کرے سرے محفل؟،،،کیا تمھیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا"ضیاء کا سوال طنزیہ تھا۔۔لہجہ انتہائی سرد اور پتھریلہ۔۔نورین کو ذلت کا شدت سے احساس ہوا۔۔۔یہ توقع تو اسے بھی فرحان سے نہیں تھی۔۔۔

ضیاء،،،"نورین اسے روکنے کے لیے دانت پیستے بولی ہی تھی کہ ضیاء اس" کی بات اچک گیا۔۔۔

اور پھر اس کے بعد تم پر ہی شک کرتے ہوئے وہ تم سے مس بیہیو "

کرے،،،جس بازو پر اپنا ہاتھ چپکائے بیٹھا تھا اسے بے دردی سے جھٹک

دے،،، کیا یہی حثیت ہے اس کی نگاہوں میں تمھاری،،، زرا مجھے بتانا پسند کرو گی نورین،،،؟؟؟؟"

نورین ضیاء کی بات پر حیرت سے آنکھیں پھاڑے فون کو دیکھنے لگی۔۔۔یہ سب ضیاء کو کیسے پتا چل گیا تھا؟؟؟ یہ سب بینکوئیٹ کے اندر ہوا تھا۔ لیکن اس وقت تو ضیاء جا چکا تھا۔۔۔جب کچھ سوچتے نورین نے فرحان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے نارمل کرنا چاہا تھا پر فرحان نے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹک دیا تھا۔۔۔

"یہ مت سوچو میں نے کب دیکھا،،، یہ سوچو آج میں نے دیکھا کل کوئی اور تماشا دیکھے گا،،، جب تم اس مزاج کے برخلاف کوئی عمل کرو گی تو وہ پھر سے یونہی سب کے سامنے تمہیں ذلیل کرے گا،،، "ضیاء کی باتیں سن کر نورین کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے۔۔۔دل کیا فرحان اس کے سامنے آئے اور اس کا گلہ دبا دے جس نے ضیاء کے سامنے اسے زلیل کر دیا تھا۔۔۔

میں اس ذلالت میں خوش ہوں،،،اور میں تمہیں مزید نہیں پریشان"
ہونے دوں گی ضیاء،،،اسی جمعے کو میرا نکاح ہے،،، تم نکاح میں ضرور
شرکت کرنا،،، میرے نکاح کے بعد ضرور تمہیں صبر آجائے گا،،،"اپنا
حساب پوری طرح بے باک کرتی وہ کال کاٹ چکی تھی جب کے ضیاء نے
دانت پر دانت جماتے ایک اور بار آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔۔
ایسے تو پھر ایسے صحیح،،،، کرلو تم فرحان سے شادی،،،"فون زور سے زمین"
پر مارتا وہ دھاڑا۔۔۔
ضیاء حیدر کی محبت ٹھکرا کر تم پچھتاؤ گی نورین،،،، تم نہیں جانتی تم کیا کھو"
رہی ہو،،، اگر تم یہی چاہتی ہو تو ایسے ہی صحیح،،، افسوس تمہارا معیار بہت
گھٹیا ہے،،،،"جلتی سگریٹ زمین پر پھینکتا وہ ٹیرس سے اندر کمرے میں آگیا
اور بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا۔۔زبان سے ضد میں کہہ تو دیا تھا کہ وہ جو
چاہے کرتی پھرے۔۔۔پر دل تو ابھی سے یہ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ جمعے کو
اس کا نکاح ہے۔۔۔

****

زاویار نے کروٹ بدلی تو اپنا پہلو خالی پایا۔۔اسی لئے گہری نیند پل بھر میں ٹوٹی۔۔ساری خماری اڑ نچھو ہوتے اس کی پٹ سے آنکھیں کھلیں تھیں۔۔ آج اتوار تھا اور آفس سے چھٹی تھی۔۔کوئی خاص میٹنگ وغیرہ بھی نہیں تھی۔۔ہوتی بھی تو آج خصوصی طور پر فراغت کے لمحات زبردستی حاصل کرنا ضروری تھے۔۔۔وہ نرمی سے بیڈ پر آٹھ بیٹھا۔۔رات پھر سے اسے آغوش میں بھر کر سویا تو نیند کی دیوی بہت اچھے سے مہرباں ہوئی تھی۔۔۔وہ بہت پر سکون ہو کر سویا تھا۔۔کچن سے کھڑ پٹر کی آواز آ رہی تھی۔۔وہ شاید کچن میں تھی۔۔

زرمش،،،زاویار معراج خانزادہ نے جان بوجھ کر بلند آواز میں پکارا تھا۔۔" دیکھنا چاہتا تھا رات کی دہشت اب تک اس پر قائم تھی بھی کہ نہیں۔۔۔ لیکن پھر اسے اپنے لبوں پر در آنے والی ایول، کمینی سی مسکراہٹ چھپانے میں بے حد مشکل پیش آئی جب وہ منہ کے بے تحاشا کیوٹ اور ٹیڑھے

میڑھے زاویے بناتی مگر اس وقت اس کی ایک آواز پر اس کے سامنے کمرے میں موجود اسے سوالیہ تقریباً کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہی تھی۔۔

کوئی کام ہے،،،اس کی خاموشی پر وہ جھنجھلاتی چڑ کر بولی تھی۔۔"

ہمم،،،بہت اہم،،، لیکن وہ کام اتنی دوری سے نہیں بتایا جا سکتا،،،وہ کرنے کے لیے تمھیں میرے قریب آنا پڑے گا،،،وہ پوری طرح مسکراہٹ دباتے تقریباً سنجیدگی سے بولا تھا مگر نگاہوں میں ناچتی شرارت کی چمک زرمش اچھے سے بھانپ کر اپنے لب بھینچ گئی تھی کہ وہ صبح صبح صرف اسے زچ کرنے کو دوبارا اس سے الجھ رہا ہے۔۔

صبح صبح فضولیات سے پرہیز کرو،،،وہ تڑخ کر بولی تھی مگر زاویار کو صاف" محسوس ہوا تھا کہ لہجہ بھلے پہلے سا اکھڑ تھا مگر اب وہ بولتے وقت محتاط الفاظ کا استعمال کر رہی تھی۔۔

میں نے کہنا تھا بریک فاسٹ کے بعد تیار ہو جاؤ،،ہمیں مینشن جانا "
ہے،،،زاویار نے اطمینان سے کہا مگر زرمش کے چہرے پر ہوائیاں ضرور
اڑیں تھیں۔۔۔

ککک،،کونسے مینشن،،،مجھے کہیں نہیں جانا،،مجھے شاہدہ خالی سے ملنا"
ہے،،،زرمش نے غصے سے غراتے کہا تھا مگر زاویار کو تیزی سے بیڈ سے
نیچے اترتے دیکھ وہ حفظ ماتقدم کے طور پر دو قدم پیچھے ضرور ہوئی تھی۔۔وہ
چلتا ہوا اس کے قریب آیا تھا چہرے پر کافی ناقابل فہم سے تاثرات تھے
جنھیں زرمش سمجھ نہیں پائی کہ یہ جن غصے میں ہے یا نہیں۔۔

دوسری اور آخری بار بول رہا ہوں،،اپنے دماغ میں بٹھالو،،،ہم بریک "
فاسٹ کے بعد مینشن جا رہے ہیں،،،میری پرمیشن اور مرضی کے بغیر کہیں
نہیں جا سکتیں تم،،،رہی بات تمھاری آنٹی کی تو انھیں مینشن بلا لینا،،،وہ
وہیں آکر مل لیں گی تم سے،،اگر کوئی ضروری چیز ہے تمھاری تو اس کی
پیکنگ کر لو،،،،زاویار نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔۔اور اپنے کپڑے لے کر

واش روم چلا گیا۔۔۔زرمش لب بھینچ کر رہ گئی۔۔جانتی تھی وہ حکم صادر کر کے گیا ہے جس کی ہر حال میں زرمش کو تکمیل کرنی ہے۔۔وہ آج اس کے سر پر مسلسل سوار تھا تو وہ اس سے کسی قسم کی منہ ماری نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔اسی لئے بریک فاسٹ کے بعد بیڈ روم میں آکر کپڑے چینج کر لیے۔۔تیاری کے نام پر اس نے لبوں پر ہلکی سی لپ اسٹک تک لگانے کی توفیق نہیں کی تھی۔۔اسے کوئی شوق نہیں تھا اس گھمنڈی، مغرور اور آنا پرست ظالم شخص کے لیے ہار سنگھار کرنے کا۔۔اس کے بعد زاویار نے بھی اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔۔یا کچھ بھی کرنے کو نہیں کہا۔۔وہ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھی رہی اور وہ گاڑی خود ڈرائیو کرتا رہا۔۔

گاڑی جونہی بلیک بڑے دروازے پر رکی زاویار نے برابر سیٹ پر نیند میں ڈوبی زرمش کو دیکھا جو سیٹ سے سر ٹکائے سو رہی تھی۔۔۔گارڈ نے زاویار کی گاڑی دیکھتے ہی دروازہ کھولا تو گاڑی خانزادہ مینشن کے اندر داخل ہوئی اور پورچ میں ایک جھٹکے سے رکی۔۔۔۔گاڑی کے جھٹکا کھانے پر زرمش نے

فوراً آنکھیں کھولیں اور اطراف میں نظر گھمائی تو زاویار دروازہ کھول کر باہر نکل رہا تھا۔۔۔وہ بھی پیروی کرتی دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔۔۔زاویار بغیر اس کی جانب دیکھے اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔جبکہ زرمش تو اتنا وسیع و عریض اور عالیشان گھر دیکھ کر اپنی جگہ پر ٹھہر سی گئی تھی۔۔۔وہ گھر نہیں بلکہ عالیشان محل تھا۔۔۔شہزادیوں کا محل، جو وہ کہانیوں میں سنتی اور فلموں میں دیکھتی تھی۔۔۔بڑا سا گارڈن اس میں موجود ہر رنگ کے پھول گویا عالیشان نرسری ہو۔۔۔دو مالی پودوں میں پانی ڈال رہے تھے۔۔۔پیچھے جانب جہاں لائن سے گارڈز کھڑے تھے وہ تو ایک گاڑی دیکھ دروازے کی کر حیران تھی پر پورچ میں کئی ایک گاڑیاں تھیں جو اس نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی تھیں۔۔۔ہوش آنے پر اس نے اندر کے بڑے سے داخلی دروازے کی جانب دیکھا تو بے ساختہ اپنے اوپر ہنسی آئی وہ کیا سمجھ رہی تھی۔۔؟؟؟زاویار خانزادہ اسے یہاں بھی اپنے ساتھ لے کر جائے گا،،،؟؟؟اس کا بیگ اٹھائے گا،،،؟پہلے والی عزت دینا تو صرف اسے یہاں

تک لانے کا ڈھونگ تھی اور ڈھونگ مستقل مزاجی سے کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔۔۔اس نے اپنا سر جھٹکتے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنا چاہا تو وہ لاکڈ تھا۔۔غصہ ضبط کرتے وہ اندر قدم بڑھانے لگی۔۔۔اور آہستگی سے گھر کے اندرونی حصے میں داخل ہوئی تو پل بھر کو وقت رک سا گیا۔۔۔وہ اکڑو ضدی اور بے حس آدمی ایک چھوٹی سی خوبصورت بچی کو بانہوں میں اٹھائے کھڑا تھا اور بار بار اس کے گال چوم رہا تھا۔۔۔وہ بچی ہنستے ہوئے زاویار کے منہ کو دور کر رہی تھی۔۔۔پیچھے ہی دو لڑکیاں مسکراتی سر جھکائے کھڑی تھیں۔۔زرمش نے لب دانتوں تلے دبائے یقیناً وہ دو لڑکیاں ملازمہ تھیں لیکن اس کے باوجود ان کے تن پر کپڑے زرمش کے کپڑوں سے زیادہ قیمتی تھے۔۔۔وہ لڑکیاں ویل ڈریسڈ اپ تھیں۔۔۔چہرے پر خوبصورتی الگ۔۔وہ تو اس گھر کی نوکروں سے بھی کمتر تھی۔۔۔یہ سوچ آتے ہی اس کا خود کا سر بھی کسی ملازمہ کی طرح جھک سا گیا۔۔۔کم مائیگی کا احساس سر چڑھ کر بولنے لگا۔۔اپنے دوپٹے کو مٹھی میں دبوچتی حلق میں پھنستے گولے کو نیچے

اتارا۔۔۔اتنے میں ایک باریک سی حیرت نگیز آواز اس کے کان سے ٹکرائی پر نظر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔۔۔

"محمل کی نظر جونہی زرمش پر پڑی حیرت سے ڈیڈ ہوا زشی،،،،؟"

پوچھا۔۔۔زاویار نے پلٹ کر زرمش کو دیکھا تو اس کے چہرے پر موجود ناقابل فہم سے تاثرات سے کچھ کھٹکا۔۔ پھر جلد احساس ہوا کہ وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ایک وہمی لڑکی بھی ہے۔۔۔یعنی صرف زبان کی خرابی نہیں بلکہ اور بھی بہت کمیاں اس لڑکی نے اپنے اندر پال رکھی تھیں۔۔۔۔

"زاویار نے محمل کے کان میں سرگوشی نما کہا تو محمل شی از یور مام،،،،!"

آنکھیں پھاڑے زاویار کو دیکھنے لگی۔

"محمل نے بھی ڈیڈ یہ ہماری اسٹوری پرنسس کی طرح بیوٹی فل ہے،،،،"

سرگوشیانہ رازداری سے کہا تو زاویار نے بامشکل قہقہہ روک کر محمل کو گود سے نیچے اتارا اور اپنی دوسری بیوی کو دیکھا جو اس کے سامنے تو پوری لڑاکا فوجی بن جاتی تھی اور اب کسی مجرم کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔

اس بچی کے سوال پر زرمش زاویار کا جواب سننے کی منتظر تھی پر ایسا کیسے ممکن تھا کہ اسے وہ شخص خوش فہم کر دیتا۔۔یقیناوہ شخص کبھی بھی اسے اپنی بیوی کی حیثیت سے متعارف نہ کرواتا۔ایک کے بعد ایک منفی سوچ اس کے زہن میں آہی رہی تھی کہ اتنے میں ایک پکار کے ساتھ دو ننھے ہاتھ اس کی ٹانگوں سے چمٹ گئے۔۔۔۔

مام،،،،" محمل جو کب سے اپنی ماں کے لیے تڑپ رہی تھی پر نسس جیسی " ماں ملنے پر خوشی سے زرمش سے چمٹ گئی۔۔۔زرمش نے آنکھیں کھول کر بے یقینی سے محمل کو دیکھا۔محمل چمکتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔زرمش نے فورا نظریں اٹھا کر زاویار کو دیکھا جو صوفے پر بیٹھا صوفے پر ہاتھ ٹکائے خاموشی سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔زرمش کو سمجھ نہ آیا کیسا رسپانس دے زاویار کی نفرت تو اکسار ہی تھی اس بچی کو خود سے دور جھٹک دے۔۔پر اس معصوم بچی کا خلوص اس بات کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔۔اسے اپنا بچپن یاد تھا۔۔۔ماں کی ممتا بھری محبت کے لیے

ترستے ہوئے اس نے بھی تو شبانہ کو پہلے پہل ماں ہی سمجھا تھا وہ اس بچی کے لیے شبانہ ہر گز نہیں بن سکتی تھی۔۔۔اس لیے اختیار کھوتے گھٹنے کے پل زمین پر بیٹھی تھی اور اس بات کو بھی فراموش کر دیا تھا کہ زاویار کی نظریں مسلسل اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔وہ اس کی ایک ایک حس و حرکت کو بغور دیکھ رہا تھا اتنا وہ بھی زرمش کے متعلق جان گیا تھا۔۔۔وہ بہروپ نہیں دھارتی تھی۔۔۔۔وہ جیسی تھی منہ کے سامنے تھی۔۔۔

زرمش کے بیٹھتے ہی محمل نے اس کے گال پر لب رکھے اور اس کے گلے میں جھول گئی۔۔۔زرمش خاموش پتھر بنی تھی بھلا اتنی محبت اور مان بچپن سے اب تک کہیں نہیں ملا تھا۔۔۔نا کسی نے نہیں دیا تھا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور لب پھڑ پھڑانے لگے اپنے لبوں کی حرکت کو روکنے زرمش نے بری طرح لبوں کو دانتوں تلے مسلا۔

نو مام ڈونٹ کرائی،،میں آپ کو اپنے ٹوائے دوں گی،،"محمل زرمش کو" روتا دیکھ فورا بولی تو بے اختیار زرمش روتے روتے مسکرائی۔۔۔اس کی یہ

دھوپ چھاؤں سی مسکراہٹ اس قدر حسین تھی کہ زاویار خانزادہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

میرے کمرے میں چلیں،،، مجھے آپ سے بہت ساری باتیں کرنی"

"ہیں،،،،

محمل نے اس کا ہاتھ پکڑا تو زرمش بھی کھڑی ہوتی اس کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔زاویار خانزادہ ایک تسلی بخش سانس لی اور فون اٹھاتے باران کو کال ملائی۔۔یہ سوچ ہی مزہ دے رہی تھی کہ جب باران کو علم ہو گا کہ اس کی شادی کس سے ہوئی ہے تو وہ کیساری ایکٹ کرے گا۔۔۔؟؟؟

****

پرائیویٹ جیٹ تیار کرواؤ ڈیوڈ،،، "آرزک خانزادہ کی بات ایلف بری" طرح جھٹپٹاتی آرزک کی گرفت سے نکلنے کی کوشش میں تھی اسی لیے آرزک کا منہ پر رکھا ہاتھ جدوجہد کرتی دانتوں میں دبا گئی۔۔۔آرزک جو فون پر گفتگو کر رہا تھا تلملاتا ایلف کو جھٹکے سے چھوڑتا پیچھے ہوا اور اپنے ہاتھ کو

دیکھا جہاں ایلف نے کاٹا تھا۔۔۔اور اتنا سخت کاٹا تھا کہ وہاں سے خون رسنے لگا تھا۔۔۔ایلف گہری سانس لے کر غصے سے گھورتے آرزک کو دیکھنے لگی جو اسے جان سے مار دینے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"ایک گھنٹے میں کام ہو جانا چاہیے،،، "کہتے ساتھ آرزک نے فون کٹ کر دیا اور غصے سے ایلف کی جانب بڑھا۔۔۔ طیش سے آرزک کو آگے بڑھتے دیکھ ایلف کو کچھ سمجھ نہ آیا تو سائیڈ ٹیبل پر رکھی الارم کلاک پوری قوت سے آرزک کی جانب پھینکی۔۔ایلف کے اچانک حملے پر آرزک فورا پیچھے ہوا۔۔۔ایلف کی بچکانہ حرکتیں دیکھ آرزک کا دماغ مزید گھومنے لگا تھا۔

"پیچھے،،، پیچھے،،، "بیڈ پر چڑھتے پیچھے کی جانب کھسکتی ایلف نے اب تکیہ اٹھا کر آرزک پر پھینکا تھا اس دوران تیزی سے جو چیز بھی ایلف کے ہاتھ میں آرہی تھی وہ آرزک کو مارتی فورا دروازے کی جانب بھاگی۔۔۔ایلف کو بھاگتے دیکھ آرزک بھی اس کے پیچھے بھاگا۔۔ایلف اندھا دھند سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھی پر تیسری سیڑھی پر ایلف کا گاؤن اس کے پیر میں بری طرح

الجھااور وہ اوندھے منہ نیچے فرش پر گری۔۔۔ گرنے کے نتیجے میں ایلف نے ہتھیلی چہرے کے آگے کی وہ اس کی ہاتھ گرنے کے باعث سرخ ہو گئے اور پاؤں میں مڑنے کے باعث شدید موچ کے ساتھ ایک زوردار چیخ ایلف کے منہ سے برآمد ہوئی اور وہ زمین ہر سر ٹکاتی آنکھیں میچ گئی۔۔۔ایلف کو گرتے دیکھ آرزک اچانک ساکت ہوا پھر تیزی سے نیچے اترتے ایلف کو سیدھا کیا۔۔۔اور غصے سے دانت پیستے ایلف کو گود میں اٹھایا اس سے پہلے میں لے گیا۔۔۔ کوئی باہر آتا آرزک ایلف کو اپنے کمرے

چھ،،، چھ،،، چھوڑو مجھے،،،، "آرزک نے غصے سے ایلف کو بیڈ پر پٹخا تو درد" کو دباتی وہ آرزک پر چیخی پر درد کی شدت اتنی تھی کہ لگا پاؤں ٹیڑھا ہو گیا ہے۔۔۔غصے سے بنا کچھ ایلف کو بولے آرزک نے ایلف کے مڑے ہوئے پاؤں کو ایک زوردار جھٹکا دیا تو کٹ کی آواز سے پاؤں سیدھا ہو گیا ساتھ ایلف کی دردناک چیخ کمرے میں گونجی۔۔۔لیکن اس کے بعد ایلف کو لگا اس کے پاؤں میں کچھ ہوا ہی نہیں۔۔پاؤں کو صحیح محسوس کرتے ہی ایلف

بیڈ سے اترتی واپس باہر بھاگنے کو تھی کہ اتنی ہی تیزی سے آرزک نے جھٹکے سے ایلف کو بازو سے پکڑتے دیوار کی جانب دھکا دیا اور ایلف کا گلا پکڑ لیا ۔ایلف تکلیف سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔ سرخ گلابی لب بری طرح پھڑ پھڑا رہے تھے۔ گال بھی رونے کے باعث سرخ ہو چکے تھے اور آنکھیں سوجھ چکی تھیں۔۔۔

باران دلشیر کی طرح تم بھی ایک سفاک لڑکی ہو،،،"آرزک خانزادہ نے" غصے سے کہا تو ایلف آنکھیں کھولتی مسکرانے لگی۔۔۔

اور۔تت،، تم پیچھے سے وو،،،وار کرنے والے اا۔۔ای۔۔ایک"

بب۔۔ بزدل مرد جو سس۔ سامنے سے بب۔۔ باران دلشیر کا

ممم۔۔۔مقا۔۔ قابلہ نہیں کک۔۔۔ کر۔۔ر سکتا،،،"ایلف استہزائیہ بولی تو آرزک کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ تو اس لڑکی سے محبت کرنے لگا تھا اس کی محرمیوں کو دور کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے بتا دیا تھا وہ باران دلشیر کا خون ہی تھی۔۔۔۔

اگر مزید ایک لفظ کی بھی بکواس کی تو ٹرسٹ می ایلف میں تمہاری جان لے لوں گا،،،" سرخ ہوتی آنکھوں سے آرزک نے اس قدر وحشت سے کہا کہ ایلف بری طرح خوفزدی ہو گئ۔۔۔اس نے اب تک آرزک خانزادہ کی نرمی دیکھی تھی آج پہلی بار وہ آرزک کا اتنا خطرناک روپ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

تت۔۔تمہاری اص۔اصلیت کھل چکی،،، تمہیں اب مم۔۔می۔۔میری" ذات سے کوئی فف۔۔فا۔۔فائدہ نہیں ہو گا۔۔جج۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔" ایلف آنکھیں میچتی چیخی تو آرزک اچانک اس کے چہرے کے بالکل قریب آگیا کہ ایلف کو اپنے چہرے پر آرزک کی گرم جھلساتی سانسیں محسوس ہونے لگیں۔ایلف نے آنکھیں کھولیں تو آرزک اس کے بے حد نزدیک تھا۔۔۔ایلف پتھر ہو گئ اگر وہ زرا سی بھی ہلتی تو اس کے لب آرزک کے لبوں سے ٹکرا جاتے۔۔۔۔

تم پہلے محض میرا مہرا تھیں،،،پر اب تم شطرنج کی وہ رانی ہو جو پوری طرح" میری دسترس میں ہے،،،اور جانتی ہو جیت اسی کی ہوتی ہے جس کی رانی ہو،،،اور وہ میرے پاس ہے،،،،" یہ کہتے آرزک نے بے اختیار اس کے کانپتے لبوں پر غصے سے اپنا انگھوٹا پھیرا تو ایلف کے وجود میں برقی رو کا کوندا سا دوڑ گیا۔۔۔۔

مم۔۔می۔۔میں تمہاری نن۔۔نہیں ہوں،،، نہیں بب۔۔بنو گی"

"م۔مم۔میں تمہاری رر،،،رانی یا مہرہ سس۔۔سمجھے تم،،،

نم لہجے سے ایلف اس کے اتنے قریب ہونے کے بعد بھی غرائی تو آرزک سنجیدگی سے پیچھے ہوتے مسکرایا۔

تم میرے ساتھ آج اور ابھی پاکستان چل رہی ہو،،،"آرزک نے گویا اس پر بم پھوڑا تھا اب تو سچ کھل چکا تھا پھر وہ کیوں اب تک یہیں تھا۔۔۔؟؟؟

"م۔۔میں تت۔تمہارے ساتھ ک،،کہیں نہیں جا رہی،،،"

ایلف خوف سے کانپتی چیخی تو آرزک مسکرانے لگا۔

دیکھو پیاری ایلف،،، تم بہت معصوم ہو میں جانتا ہوں اسی لیے کہہ رہا ہوں"
خاموشی سے چل لو ورنہ جن ننھے بچوں کو تم ماں بن کے پال رہی ہو غلطی
سے میں بھی ان کے باپ کا رول کر چکا ہوں اس لیے نہیں چاہتا باپ کے
رشتے کا مان توڑتے ان کو کوئی ایسا نقصان پہنچاؤں جو انسانیت سوز ہو،،،"
آرزک خانزادہ نے محض دھمکی دی تھی پر وہ دھمکی اس قدر کارآمد ثابت
ہوئی تھی کہ ایلف کا سرخ ہوتا چہرے پیلا پڑنے لگا تھا۔
تم ا۔۔۔ای۔۔ایسا نہیں ک۔کر سکتے،،، "ایلف نے چیختے آرزک کا"
گریبان مٹھی میں جکڑا تو آرزک غصے سے اپنے گریبان پر ایلف کے ہاتھ
دیکھنے لگا پھر خود پر ضبط کرتے بولا۔۔۔
میرا گریبان چھوڑو ایلف،،، "آرزک نے خود کو چیخنے سے روکا تھا۔پر جواباً"
ایلف بری طرح چیخی تھی۔
تت۔۔تم ا۔۔۔ایسا نن۔۔نہیں کرو۔۔۔گے،،، مم،، میں کہیں"
نن،، نہیں جاؤں گی،، "اس سے پہلے ایلف کچھ سمجھ پاتی آرزک نے ایلف کا

ہاتھ مروڑا یوں کہ ایلف تڑپتی ہوئی چیخی۔۔ایلف کی پشت آرزک کے سینے کی جانب تھی۔

تمہارے بھائی نے میرا بچپن برباد کر دیا،،سفاکی کی ساری حدیں توڑ دیں" تم بھی اسی سفاک کی بہن ہو،،پہلے میں نے سوچا تھا تم بے قصور ہو تمہیں نرمی سے ڈیل کروں گا پر تم اس قابل نہیں،،تم سوچ بھی نہیں سکتی میں تمہارے منہ بولے بچوں کے ساتھ کس قدر حیوانی سلوک کروں گا،،،" ایلف کو بیڈ پر دھکا دیتے آرزک نے ہونٹوں پر ڈیول مسکراہٹ سجائی تو ایلف اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی بری طرح سسکنے لگی۔

میں تمہیں نہیں روک رہا،،بھاگنا ہے جاؤ بھاگو،،پولیس کو بلانا ہے تو لو" فون بلاؤ،،"اپنا فون ایلف کی طرف بیڈ پر اچھالتے آرزک غصے سے بولا۔

ایلف چونک کر اسے دیکھنے لگی تو آرزک بیڈ پر اس کی جانب جھکا اور اپنی آنکھیں ایلف کی آنکھوں میں گاڑیں۔۔"لیکن تم میری پاور کا اندازہ لگا سکتی ہو،،تم اپنے بچوں کو مجھ سے نہیں بچا سکو گی،،صبح کا سورج دیکھنے کو وہ زندہ

نہیں رہیں گے،،، "آرزک نے بے تاثر سرد برفیلے لہجے میں کہا کہ ایلف کی دھڑکنے سست پڑنے لگیں۔۔ایلف تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

تو پھر تمہارے پاس دس منٹ ہیں۔ل،،،جو بھی ضروری سامان ہے پیک " کرو،،،اور میرے ساتھ چلو،،، "آرزک کندھے اچکاتا پیچھے ہوا تو ایلف اپنے آنسو صاف کرتے خوفزدہ لہجے میں بولی۔

مم۔۔میرے۔۔بب۔۔بعد مم۔۔میرے بب۔۔بچے۔ "اس کی فکر " سمجھتا آرزک خانزادہ لب بھینچ گیا پھر گہری سانس خارج کرتے بولا۔۔۔

ان کو کچھ نہیں ہو گا،،،ان کی پوری زمہ داری میری ہے،،،میرے لوگ " انھیں سنبھال لیں گے،،، "گھڑی میں وقت دیکھتے آرزک نے سنجیدگی سے کہا یہ اشارہ تھا کہ دس منٹ ہیں وہ بھی گزر رہے ہیں۔ایلف ٹوٹے مان اور نفرت سے آرزک کو دیکھتی کمرے سے باہر نکل گئی تو آرزک بھی بیڈ سے فون اٹھاتا ایلف کے پیچھے گیا۔ایلف نے ضرورت کے نام پر محض ایک چھوٹے سے بیگ میں دو سوٹ اور دو حجاب رکھے تھے لما اپنا فون اور لیپ ٹاپ

بھی اٹھایا۔۔ مگر وہ جانتی تھی وہ اس کے کسی کام نہیں آئیں گے۔۔۔ سامان لے کر اس کا ارادہ اپنے بچوں کے کمرے میں جانے کا تھا جب اپنے پیچھے آرزک کو دیکھتی وہ خوفزدہ ہوئی۔

"۔۔ مم۔۔ میں۔۔ اا۔۔ ایک بار۔۔۔ بب۔۔ بچوں سے۔۔۔" ایلف نے اتنا ہی کہا تھا کہ آرزک نے نفی میں سر ہلایا۔

"نیچے چلو،،، آرزک کے حکم پر ایلف کمرے سے باہر نکلی اور ایک تڑپتی نگاہ بچوں کے بند کمرے کی جانب ڈالی اور نیچے اتر گئی۔ باہر ایک عالیشان بلیک گاڑی کھڑی تھی جس میں آرزک ایلف کو لیے بیٹھ گیا۔

"تمہیں لگتا ہے سب کچھ تمہاری سوچ اور چاہ کے مطابق ہو رہا ہے،، تمہیں یہی لگے گا کہ میں پاکستان بھی تمہارے پلان کے مطابق آرہا ہوں پر اب میں تمہیں سمجھ گیا ہوں باران دلشیر۔۔ تو اب گیم تمہارے طریقے سے صحیح۔۔" یہ سوچتے آرزک نے ایلف کی جانب دیکھا جو کسی معصوم بچے کی طرح روتی ہوئی سیٹ پر پیچھے کی جانب گھومی پل پل دور جاتے اپنے گھر کو

دیکھ رہی تھی جیسے کسی معصوم بچے کو اس کے گھر سے دور لے جایا جاتا ہے۔۔۔آدھے گھنٹے بعد گاڑی ایک سنسان سڑک پر رکی تھی جہاں ایک پرائیویٹ جیٹ کھڑا تھا۔گاڑی سے نکلتے آرزک نے اپنے ساتھ ایلف کو باہر نکالا۔۔

"ایلف کی پکار پر آرزک کے ہاتھ تھمے تھے۔۔ایلف کی آواز،،،رزک،،،آ میں درد بھری آمیزش تھی کہ وہ پل بھر کو ٹھہر گیا۔

"تم میرا۔۔۔میں۔۔شمنی می۔۔کی دش۔۔کک۔۔اور بھائی۔۔۔ہاری تت۔۔ کیا۔۔۔ق۔۔قصورت۔۔تھا،،،؟"ایلف کا سوال جان محال تھا۔۔۔

آرزک لب بھینچ گیا پھر ڈیول اسمائل پاس کرتے ایلف کے کان کے قریب جھکا۔۔

"تمہارا قصور یہ ہے کہ،،،،تم باران دلشیر کی بہن ہو،،،اور اب آرزک خانزادہ کی؟؟؟"

آرزک بولتے بولتے الفاظ ادھورے چھوڑ گیا پھر جھٹکے سے ایلف کو کھڑا کیا۔۔

تت۔۔ تمہیں۔۔کک۔ کیڑے۔۔پڑیں۔۔گے۔۔"

تت۔۔ تم۔۔ تمہیں۔ شیر۔۔۔ کھا جائے گا۔۔"آرزک کے ساتھ کھنچتی وہ مستقل بد دعائیں دے رہی تھی اور آرزک خانزادہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹ رہا تھا۔پرائیویٹ جیٹ میں چڑھتے ایلف کی آنکھی حیرت سے ساکت ہو گئیں۔۔وہ پرائیویٹ جیٹ کم اور چھوٹا سا کمرہ زیادہ لگ رہا تھا۔۔آرزک نے ایلف کو ایک چھوٹے سے کیبن میں جہاں کمفرٹیبل سا صوفہ لگا تھا وہاں کھڑکی کی جانب صوفے پر بٹھاتے خود اس کے سامنے بیٹھا۔اسی لمحے بلیک ڈریس میں ایک گارڈ نے ٹیبل پر لیپ ٹاپ نکال کر رکھا۔۔۔

تت۔۔ تم۔۔پاگل ہو جاؤ۔۔۔گے۔۔۔لل۔لوگ ہنسیں"

گے۔۔۔ت۔۔۔تم پر۔۔۔!"ایلف مستقل اسے کوسنے دے رہی تھی جب اچانک جیٹ نے اڑان بھری تو ایک چیخ کے ساتھ ایلف آنکھیں میچ

گئی۔۔۔آرزک نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی اور پھر اسے نظر انداز کر دیا۔۔جب سب کچھ نارمل لگنے لگا تو ایلف نے گھبراتے آنکھیں کھولیں۔۔

ا۔۔اللہ کرے پی۔۔یہ جیٹ۔۔پھ۔۔پھٹ جائے۔۔"آرزک کو دیکھتے" وہ غصے سے بولی تو آرزک نے ایک آئبرو اچکاتے اسے یوں دیکھا جیسے وہ دماغ سے پاگل ہو گئی ہے۔

اس جیٹ میں تم بھی موجود ہو۔۔ساتھ میں تم بھی پھٹو گی محترمہ""" آرزک نے جتاتے ہوئے کہا تو ایلف لب بھینچ گئی۔۔۔

تت۔۔تمہیں۔۔میں کک۔کبھی۔۔معا۔۔ف نن۔۔نہیں" کروں۔۔۔گی۔۔"ایلف نے اپنے دکھتے سر کو تھامتے بھرائی آواز میں غصے سے کہا۔۔۔

ہاں،،کیوں کہ میں تم سے کبھی معافی مانگوں گا ہی نہیں،،،"لیپ ٹاپ میں" مصروف آرزک خانزادہ اسی مصروف انداز میں بولا تو ایلف نفرت سے اسے

دیکھنے لگی۔۔۔نجانے کتنی دیر گزری جب آرزک کی نظر سامنے اٹھی تو پلٹنا بھول گئی۔۔۔وہ اسی سیٹ پر گرتی گہری نیند میں جا چکی تھی۔۔آرزک خانزادہ نے سنجیدگی سے لیپ ٹاپ بند کیا اور گہری سانس لیتے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔۔۔پھر گہری نظروں سے ایلف دلشیر کو دیکھنے لگا۔۔۔ جب اچانک کچھ کھٹکنے پر اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو اس کا باڈی گارڈ سوتی ہوئی ایلف کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔اچانک آرزک خانزادہ کی بھنویں تن گئیں اور تن بدن میں آگ لگنے لگی۔۔۔کچھ سوچتے آرزک خانزادہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور ایلف کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے گود میں اٹھایا۔۔۔

احمق۔۔۔بے وقوف لڑکی۔۔"ایلف کے چہرے کو دیکھتے وہ ایلف کو" چھوٹے سے منی بیڈ روم میں لایا جہاں درمیان میں چھوٹا سا بیڈ تھا۔۔۔ایلف کو نرمی سے اس پر لٹایا تو نیند میں ایلف اس کی کلائی تھام گئی۔آرزک نے نرمی سے ایلف کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور ایک نظر اس کے معصوم بے خبر

چہرے کو دیکھا۔پھر گہری سانس لیتے وہاں سے باہر نکلااور غصے سے اس باڈی گارڈ کے سامنے کھڑا ہوا۔۔

تم جانتے ہو مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی لڑکی مجھے دیکھے،،،"آرزک کے" سوال پر باڈی گارڈ بری طرح گھبراتے اثبات میں سر ہلانے لگا۔

تو تمہیں کیوں لگتا ہے کہ اپنی عزت پر میں کسی دوسرے مرد کی نگاہ" برداشت کروں گا،،،؟وہ میری ہونے والی بیوی ہے،،"آرزک خانزادہ غصے سے غرایا تو باڈی گارڈ فورا منت کرنے لگا۔۔

سوسوری سر مجھے علم نہیں تھا آئندہ غلطی نہیں ہو گی۔"بے تحاشہ ڈرتے" باڈی گارڈ نے کہا تو آرزک خانزادہ نے انگشت اٹھاتے وارننگ دی۔

پہلی اور آخری غلطی آل رائٹ۔۔"آرزک کی دھمکی پر مینیجر نے ہاں میں" سر ہلایا۔آرزک واپس اپنی جگہ پر بیٹھتا لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا لیکن بیٹھا اس اینگل سے کے اس کی نظر ایلف پر جا سکے۔۔۔کام کے دوران بار بار وہ ایک نظر ایلف کو دیکھتا رہا تھا۔۔۔

****

زریمان نے پوری قوت سے فون زمین پر پھینکا تو ریشماں پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔

اب کیا ہو گیا ریشماں،،،ریشماں نے پریشانی سے پوچھا خوف لاحق ہوا کہ" اب یہ ڈائن نجانے اور کتنے لوگوں کی جان لینے والی تھی۔

کتنی خوش نصیب ہے وجیہہ کی بیٹیاں،،،ہر جگہ سے بچ کر نکل جاتی" ہیں،،،"زریمان نفرت سے پھنکاری تو ریشماں کو اس کی عقل پر شبہ ہوا۔

کیا مطلب ل،،،؟"ریشماں نے پریشانی سے پوچھا۔"

جانتی ہو آج باران دلشیر کیوں آیا تھا،،،؟وہ یہ پوچھنے آیا تھا کہ اینارہ کا ریپ" ہوا تھا،،؟جب کہ میں نے تو اسے اینارہ نہیں زرمش دی تھی،،،اسے کیسے پتہ چلا کہ وہ زرمش نہیں اینارہ ہے،،،؟"ریشماں کی بات پر پل بھر کے لیے ریشماں بھی حیران ہوئی۔

یعنی اس نے اب تک اس ڈائن اینارہ کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ وہ اس کا اصلی" نام بھی جان چکا ہے اور اس سے بڑی بات یہ کے میں نے اس کی آنکھوں میں جنون دیکھا ہے،،، محت کی آگ دیکھی ہے،،، اینارہ کے نام پر اس کی تڑپ دیکھی ہے،،، "کمرے کی ہر چیز کو غصے سے زمین بوس کرتی زریمان چیخ رہی تھی جب کہ ریشماں سن رہ گئی تھی۔۔۔ کیا اس کی دعا قبول ہو گئی تھی۔؟؟؟ اس کے مرے کی خبر کے بعد بھی اس نے اینارہ کے لیے کتنی دعائیں کی تھیں۔۔۔

یعنی وہ یہاں سے نکلی تو اس امیر زادے کے گھر کی ملکہ بن گئی،،، وہاں راج" "کر رہی ہے وہ،،،،

زریمان نفرت سے چیخ رہی تھی جب کہ ریشماں جو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ بھلا اس بات پر زریمان کو کیا مسئلہ ہے اسے کوٹھے کی سرداری تو مل چکی تھی۔

اور آج معلوم ہوا وہ حرام زادی زرمش کہیں اور نہیں زاویار خانزادہ کی"
بیوی بن کر اس کے گھر پر راج کر رہی ہے،،،"زریمان کی بات پر ریشماں کی
آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔

وو،،،وہی خانزادہ جو اس دن زرمش کے پاس آیا تھا،،؟ریشماں نے اس"
حسین نوجوان کو یاد کرتے کہا تو زریمان ہاں میں سر ہلانے لگی۔۔۔

ہاں وہی،،،اب مجھے ساری گیم سمجھ آ رہی ہے،،،اس دن زاویار خانزادہ"
بھی اس چڑیل کے عشق میں پاگل ہو کر گیا تھا،،، جبھی باران دلشیر نے
زرمش مانگی تھی،،،پر زرمش تو بھاگ گئی تھی،،؟پھر باران نے زرمش
مانگی تو اسے اینارہ دی گئی،،،پھر زرمش زاویار خانزادہ تک کیسے پہنچی،،؟
یہاں زریمان الجھ گئی تھی۔کیونکہ زرمش اور اینارہ ہمشکل ہیں یہ تو صرف
زریمان جانتی تھی۔

تت،،، تمہیں اس سے کیا فرق پڑھتا ہے زریمان،،، تمھیں تو یہاں کی"
سرداری مل گئی ہے ناں،،؟وہ جئیں یا مریں چھوڑو اب ان سے کیا

تعلق،،،"ریشماں نے بات کو ہلکا کرنا چاہا پر اسی وقت زریمان نے ریشماں کا گلہ دبوچ لیا۔۔۔

فرق پڑتا ہے ریشم۔۔بہت فرق پڑتا ہے۔۔مجھے میری کامیابی اتنا سکون" نہیں دے رہی جتنا انگاروں پر میں ان دونوں کے سکون کا ذکر سن کر لوٹ رہی ہوں،،،میں یہاں ایک کوٹھے کی ملکہ اور وہ ایک ایک ریاست کی،،،ہر گز نہیں،،،مجھے سکون صرف ان دونوں کی بربادی دے سکتی ہے،،،جو مجھے کسی حال میں دیکھنی ہے،،،مجھے زرمش اینارہ کی بربادی دیکھنی ہے،،،بس تم دیکھتی جاؤ میں اب کرتی کیا ہوں ان دونوں کے ساتھ،،،،

غصے سے کہتی زریمان ریشماں کا چہرہ جھٹکتی کمرے سے باہر نکل گئی تو ریشماں گہرے گہرے سانس بھرنے لگی پھر ہاتھ اٹھاتی زرمش اور اینارہ کے لیے دعا کرنے لگی کہ کسی بھی طرح وہ زریمان کے شر سے بچ جائیں جس نے سگی ماں کو نا بخشا وہ ان دونوں کا حال تو اور عبرتناک کرتی۔۔۔۔

****

ہاتھ میں پکڑی ڈرنک کی گلاس پوری قوت سے زمین پر مارتا وہ چیخا تھا۔ کتنی جدوجہد کی تھی اس نے۔۔پر ہر بار ناکام ہوا تھا پر کوشش نہیں چھوڑی تھی۔۔۔زرمش کو کوٹھے پر بیچنے کے بعد وہ ایک منٹ بھی سکون سے نہیں بیٹھا تھا۔۔۔زرمش کو کوٹھے پر بیچنے کے بعد اسے اس بات کا ادراک ہوا تھا کہ وہ سر تا پیر زرمش کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہے پر یہ سوچ کہ اب تک تو زرمش کے وجود کو دوسرا مرد حاصل کر چکا ہو گا اس کی محبت دب جاتی تھی۔۔۔کیونکہ بے شک غلط کام کرنے کے بعد بھی اسے وہی لڑکی چاہیے تھی جسے کسی نے چھوا بھی نہ ہو۔۔۔پھر کچھ وقت مزید گزرے کے بعد اس کی زرمش کے لیے محبت ناسور بننے لگی پھر یہ احساس ہوا کہ اگر اس کا جسم داغدار ہو بھی گیا تو وہ اسے اپنا لے گا۔۔۔اس لیے بہت امید سے اس نے زریمان سے گزارش کی کہ اسے زرمش چاہیے۔۔جس پر پہلے تو زریمان نے اسے ٹھیک ٹھاک زلیل کر کے کوٹھے سے باہر پھنکوا دیا۔۔لیکن محض دو ہی دن گزرے تھے جب زریمان نے خود اس سے رابطہ کیا۔۔۔ساتھ یہ

بتایا کہ زرمش اب تک پاک ہے۔اسے کسی مرد نے نہیں چھوا اور وہ کوٹھے سے فرار ہو گئی ہے۔۔اگر ابرار اسے ڈھونڈ لے تو زرمش کی قیمت وہ 1 کروڑ ادا کرے گی۔۔جب سے وہ زرمش کی تلاش میں لگا ہوا تھا لیکن آج زرمش کو لینڈ کروزر کی فرنٹ سیٹ پر ایک جانی پہچانی ہستی کے ساتھ دیکھ کر ابرار کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔پہلے پہل اس کے دل میں یہ خیال گزرا کے زرمش جسم فروشی کر رہی ہے۔۔۔پھر اگلے ہی لمحے احساس ہوا کہ کوئی بھی کسی جسم فروش لڑکی کو دن کی روشنی میں فرنٹ سیٹ پر نہیں بٹھاتا۔ کیا زرمش کی شادی ہو گئی ہے،،؟؟؟؟وہ بھی اتنے رئیس شخص سے؟؟؟یہ کیسے ممکن تھا؟؟؟محبت تھی یا ضد کے اسے زرمش زوایار کے مقابلے میں حقیر لگی تھی۔وہ امیر شخص اس کوٹھے والی لڑکی سے کیسے شادی کر سکتا ہے۔۔؟؟؟

ابرار کے مطابق وہ تو محبت میں بہت بڑی قربانی دے رہا تھا اس لڑکی کو اپنا کر جس نے کئی دن اور کئی راتیں کوٹھے پر گزاری ہیں۔۔گاڑی کا نمبر وہ نوٹ

کر چکا تھا۔ لیکن معلومات حاصل کرنے پر اس بات کا ادراک ہوا تھا کہ وہ چاہ کر بھی زرمش تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ وہ اب بزنس ٹائیکون زاویار معراج خانزادہ کی بیوی تھی۔۔۔اب اسے حاصل کرنے کے لیے زریمان کی مدد لازم تھی۔۔۔کسی بھی قیمت پر اسے زرمش چاہیے تھی۔۔۔جبھی اس نے زریمان سے رابطہ بحال کیا تھا۔۔۔زریمان نے پوری بات سننے کے بعد اسے تسلی دی تھی کہ زاویار کے گھر تک رسائی زریمان اسے دلوائے گی پھر وہاں سے زرمش کو لے کر نکلنا اس کا کام ہے۔۔۔ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ ابرار کو اتنی رقم بھی دے گی کہ ابرار زرمش کو لے کر دوسرے شہر میں سیٹلڈ ہو سکے۔۔

بس کچھ وقت اور،،، پھر تم مری بانہوں میں ہو گی زرمش،،، میں اپنی" غلطی کو سدھار لوں گا،،، تمہیں سب سے چھپا کر اپنے پاس سنبھال کے رکھوں گا،،، تم اس زاویار خانزادہ کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی تمہیں چند دن

استعمال کر کے وہ چھوڑ دے گا،،پر میں ساری عمر تم سے محبت کروں گا،،،

"کبھی تمہیں یہ احساس نہیں دلاؤں گا کہ تم کوٹھے پر رہ چکی ہو،،،،

تصور میں زرمش کو سوچتے ابرار نے مسکرا کر کہا ساتھ نشے کے زور سے اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔

جب ایلف کی آنکھ کھلی تو منظر تبدیل تھا وہ اس وقت ایک لگژری کار میں تھی بے اختیار سیدھے ہوتے وہ کھڑکی پر ہاتھ رکھے باہر دیکھنے لگی تو دل بری طرح دھڑکا۔۔

وہ پاکستان پہنچ چکی تھی۔۔۔

نن۔۔نو۔۔میں پاکستان نہیں،،"وہ خود میں بڑبڑاتی جیسے ہی پلٹی پیچھے" آرزک خانزادہ کو دیکھا جو اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

تت۔۔تم۔۔"آرزک کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کرے۔۔کیساری ایکٹ"
کرے؟؟؟؟یہ شخص محبت کا جھانسہ دے کر بہت کچھ برباد کر چکا تھا شاید وہ
ایلف کے اور باران دلشیر کے تعلق سے اب تک باعلم نہیں تھا نہ ہی ایلف
اسے اس تعلق کی حقیقت سے آگاہ کر سکتی تھی۔۔آرزک کو نفرت سے
دیکھتی وہ لب بھینچ گئی۔۔۔ساری بیوقوفی تو اس کی اپنی تھی۔۔۔وہ کیسے
یقین کر سکتی تھی کہ وہ شخص ایلف جیسی نامکمل لڑکی سے محبت کرنے لگا ہے
وہ بھی چند دنوں میں؟؟؟؟
اتنی محبت، عزت اور اہمیت کوئی اسے دے سکتا ہی نہیں۔۔۔اچانک تلخی سے
اپنے لب سکیڑے ایلف نے خود پر ضبط کیا اپنی غلطی پر آنکھوں میں آنسو
جھلملانے لگے یہی تو ہوا تھا اس کے ساتھ۔
اپنی سوچ پر اس کا دل و دماغ بیک وقت جنگ کر رہا تھا دماغ خود کو کوس رہا تھا
کہ وہ کیسے اس محبت کے جال میں پھنس گئی۔۔۔۔کیا وہ اپنی حقیقت نہیں
جانتی تھی کہ اس کی خود کی کیا حقیقت ہے؟ایک عیب دار لڑکی جس کو کسی

نے آج تک نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا بھلا اس پر اس قدر حسین اور دل کش مرد کیسے فریفتہ ہو سکتا تھا۔۔۔وہ اپنی سوچوں سے جنگ لڑ رہی تھی اس بات سے انجان کے آج تک کوئی بھی مرد اس کے نزدیک اس وجہ سے نہیں آیا تھا کہ ایلف دلشیر اور دنیا کے درمیان ایک بڑی باؤنڈری تھی جو باران دلشیر نے کھڑی کی تھی کوئی بھی باران دلشیر کی اجازت کے بغیر اسے کراس نہیں کر سکتا تھا۔۔گاڑی جھٹکے سے ایک عالیشان مینشن کے آگے رکی۔۔کچھ وقت بعد پورا گیٹ وا ہوا تو گاڑی مینشن کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔ایلف بے یقینی سے اس محل نما گھر کو دیکھنے لگی جس کا پورچ بہت زیادہ وسیع تھا۔ بیک وقت کئی گاڑیاں اس پورچ میں کھڑی لائن سے گارڈز کھڑے تھے۔ تھیں۔ایلف کو محسوس بھی نہ ہوا آرزک خانزادہ گاڑی سے اتر چکا ہے ہوش تب آیا جب اس کی جانب کا دروازہ کھلا اور آرزک خانزادہ نے اسے ہاتھ سے کھینچتے باہر نکالا۔

چچ۔ چھوڑو۔۔۔ خخب۔۔ خبردار جج۔۔ج مم۔۔مجھے چچ۔۔ چھوا بھی"

"تو،،،،

غصے سے غراتے ایلف چیخی۔۔۔پر آرزک خانزادہ خاموشی سے اسے لئے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ایلف اپنی پوری زور آزمائی کر رہی تھی پر اس طاقتور مرد سے مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔۔یہ سوچ کر اس کا دل لرز رہا تھا کہ نجانے آرزک اب اس کے ساتھ کیا کرے گا۔۔۔؟ باران دلشیر کو تو خبر بھی نہں ہو گی کہ وہ یہاں ہے۔۔۔وہ اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے ایک بڑے لاؤنج کو کراس کر کے ایک کمرے میں لایا تھا۔۔

چھ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ مم۔۔مجھے۔۔۔ تتم۔۔جو چاہتے۔۔ہو وہ میں۔۔ کبھی" "نہیں کروں۔۔گی،،،،

وہ غصے سے بپھر کر بولی تو آرزک کے قدم ساکت ہوئے۔۔۔ایلف کی بات میں کچھ ایسا تھا کہ وہ ٹھٹھکا تھا وہ کیا سوچ رہی تھی؟؟ وہ اس سے کیا کروائے

گا؟؟؟آرزک خانزادہ کیا کرنے والا تھا اس کے ساتھ۔۔یہ سوچ آتے ہی آرزک کی رگیں تن سی گئیں۔۔۔۔

"تم کچھ نہیں کر سکتیں،،،اب صرف تم میری پیاس بجھاؤ گی۔۔تمہارے منہ تو اتنی آواز بھی نہیں کہ تم چلا سکو۔۔"کانوں میں ایک انجانی غیر مانوس سی آواز گونجتے ہی ایلف کا وجود آگ کی طرح دہکنے لگا تھا۔اسے آرزک خانزادہ کا لمس اپنی کلائی پر سخت ازیت میں مبتلا کر گیا تھا۔۔۔

"تم،،،میری استعمال کی شے ہو،،، تمہیں تو خوش ہونا چاہیے ورنہ تمہیں کوئی نہیں ملے گا جو تمہیں پیار کرے۔۔۔دیکھو انداز الگ ہے پر پیار تو کروں گا نہ میں۔۔"ایک اور انجانی سی سرگوشی سن ایلف نے آنکھیں میچتے زور سے جھٹکا دیا۔آرزک جو اس کے تاثرات غصے سے جبڑے بھینچے دیکھ رہا تھا جھٹکے سے ایلف کا ہاتھ چھوٹا۔۔۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں،،،"آرزک نے غصے سے دانت پیستے پوچھا پر ایلف نے اس خود سے پرے دھکیل دیا۔۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ اندر کیوں لے جا رہا تھا؟؟؟؟ دل ابھی بھی یہ قبول کرنے سے انکاری تھا کہ سامنے کھڑا نوجوان اس کے ساتھ یہ بھی کر سکتا ہے؟؟؟ پر ایک بار دل کے ہاتھوں بے وقوف بن چکی تھی مزید نہیں بن سکتی تھی۔

تت۔۔۔تت۔۔۔۔تم نے دھوکا دیا۔۔ہے مجھے۔۔چچ۔۔۔چچ۔۔۔"

چیٹر۔ر۔"اس کو الفاظ ادا کرنے میں دقت ہوتی تھی وہ بچپن بچپن سے اس مرض میں مبتلا تھی لیکن کبھی اتنا احساس نہیں ہوا تھا اپنی کمتری کا جتنا آج ہو رہا تھا کاش۔۔کاش اسکی زبان میں یہ لڑکھڑاہٹ نہ ہوتی تو وہ کھل کر اپنی نفرت کا اظہار کر کے بتاتی کے اب وہ آرزک خانزادہ سے محبت نہیں کرتی۔ غم سے اور اپنی خوش فہمی پر شدت سے اس نے اپنا ہاتھ سائیڈ میں لگے کانچ کے شیشے پر مارے تو وہ پل میں اس کے دل کی طرح کرچی ہوتے اس کے نازک ہاتھ کو زخمی کر گیا۔۔۔سامنے کھڑا پتھر بنا شخص شاید اس سے اس قدر جنونی پن کی توقع نہیں رکھتا تھا تبھی بے اختیار آگے بڑھا پر جونہی نظر اسکی آنکھوں پر پڑی ٹھہر گیا۔؟اسکی آنکھوں میں ہاتھ کی تکلیف کا درد نہیں

تھا۔۔بلکہ عجیب سا کرب تھا۔۔۔وہ سمجھ نہ سکا یہ کونسا کرب ہے کیا اسکی اصلیت جان کر وہ لڑکی اس قدر ٹوٹی تھی؟؟؟

مم۔مم۔میں ہی پپ،،،پاگل ہوں،،،کک،،،کیسے سوچ لیا کہ "

مم۔مم۔مجھ جیسی اٹ۔اٹ۔اٹک کر بولنے والی لڑکی سے کوئی محبت کر سکتا ہے۔۔۔محب۔بب بت نہیں۔۔۔صرف۔پپ۔پپ پرینک تھا،،،"وہ خود ہی ہنسنے لگی تھی۔۔۔آنکھوں سے گرم سیل رواں تھا۔

میری بات سں وایلف،،،تم پوری حقیقت نہیں جانتیں،،،"بہت تحمل" سے اس نے ایلف کو سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔جبکہ جس قدر وہ شارٹ ٹیمپر تھا اسے سمجھانے کی عادت نہیں تھی پر اس لڑکی کے ساتھ اسکا انداز خود بخود بدل جاتا تھا۔۔۔۔

نن۔نن۔نہیں سننی تمہاری بک۔بک۔بکواس۔۔سنا تم نے۔۔تم ایک " گھ۔گھ۔گھٹیا مرد ہو۔۔بلکہ بزدل اور نامرد۔۔"وہ چیخ پڑی تھی۔۔۔وہ کمزور ضرور تھی۔۔پر پاگل نہیں جو ہر کوئی اسے بیوقوف بناتا جبکہ اسکے منہ

سے نامرد اور بزدل سن وہ غصے سے پاگل ہوتا اسکی جانب ں ڑھا اور اسکے بال ہاتھوں میں دبوچ کر اسکا چہرہ اپنے مقابل کیا۔

تم میری مردانگی پر سوال اٹھا رہی ہو ایلف،،، یو ہیو نو آئیڈیا واٹ ول آئی" ڈو،،،"انداز صاف وارننگ دینے والا تھا پل بھر کے لیے ایلف کی ہلکی براؤن آنکھوں میں خوف کی نمی تیری لیکن اگلے ہی لمحے وہ اس پر ہنسنے لگی۔ کیا کرو گے ؟؟؟ ریپ کی دھمکی دے رہے ہو ؟؟؟" یہ اسے ایلف کی" طرف سے دوسرا جھٹکا ملا تھا۔۔۔اسے ایلف کی طرف سے اتنی کھلی بات کی امید نہیں تھی۔ل۔۔غصے میں بھی اسکا دماغ یہاں تک نہیں گیا تھا اور وہ لڑکی اسکے متعلق کتنا فضول سوچ رہی تھی۔۔۔یہ سوچ اسکی دماغ کی رگیں ابھارنے لگی۔

اگر تم نے ایک لفظ اور کہا تو شاید میں اس سے بھی باز نہ رہوں،،،"وہ" صاف دھمکی دے رہا تھا۔اگر وہ ایسا سوچتی تھی تو ایسا ہی صحیح وہ کونسا اس سے محبت کرتا تھا جو اسکا دل رکھنے کے لیے نرمی برتتا اگر مقابل کھڑی لڑکی نرمی

سے نہیں مان رہی تھی تو اسے کوئی حرج نہیں تھا کہ وہ اسکی چمڑی ادھیڑ دیتا۔۔۔۔

میں تم سے نفرت کرتی ہوں،،، "آنکھیں سختی سے میچتے بہت جما کر اس" نے یہ الفاظ ادا کیے تھے یہ پہلا جملہ تھا جو اس نے بنا اٹکے کہا تھا۔۔۔ کتنی کوشش کی تھی اس نے کہ وہ بنا اٹکے بولے اور اگر اب تک وہ بولی بھی تھی تو کیا؟ ایسا کھلا نفرت کا پرچار؟؟؟ آرزک خانزادہ کے سینے میں غم و غصے سے اشتعال اٹھنے لگے تھے۔۔۔ وہ خود نفرت کا اظہار کر رہا تھا پر اسکے منہ سے نفرت کا اظہار برداشت کر پانا سوہانِ روح تھا اپنی اس کیفیت سے انجان اسنے ایلف کی بند لرزتی پلکوں کی جنبش کو دیکھا۔۔۔ شاید وہ صاف اعلان کر رہی تھی کہ وہ اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔

میں نے اب تک ایسا کچھ کیا ہی نہیں مس ایلف کے تم مجھ سے نفرت کرو" پر،،، پر اب میں تمہیں پورا پورا حق دونگا کہ تم مجھ سے نفرت کرو،،،" آرزک نے غصے سے دانت پیستے بالوں کو زور سے جھٹکا دیا کی ایلف نے

کراہتے لرزتے آنکھیں کھولیں اور نفرت سے اسے دیکھا لیکن وہ زیادہ دیر اسے نظروں کی نفرت سے گھائل نہ کر سکی کے وہ بالوں سے کھینچتے اسے اپنے ساتھ اندر کی جانب لے جا رہا تھا۔

چچ۔۔۔ چھوڑو۔ چھوڑو۔۔مجھے درندے انسا۔انسان۔ن۔۔'

چھوڑو۔ چھوڑو۔"اپنے بال چھڑوانے کی کوشش میں وہ چیخنے لگی۔۔۔لیکن وہ چلتا گیا اور سب سے آخری کمرے کا دروازہ کھول اندر داخل ہوا اور اندر رکھے بیڈ پر اسے دھکا دیا۔

"تم نفرت کرو مائی فٹ،،،جب تم نے محبت کا اظہار کیا تھا نہ مجھے اس سے فرق پڑتا تھا اب تم نفرت کا کر رہی ہو مجھے اس سے بھی فرق نہیں پڑتا،،، لیکن تم میرے مقصد تک پہنچنے کی چابی ہو،،جب تک مقصد حاصل نہیں ہوتا تم یہیں رہو گی،،،"سفاکیت سے کہتا وہ مسکرایا۔لیکن وہ جھوٹ کہہ رہا تھا محبت کے اظہار سے نہ صحیح پر ایلف کے نفرت کے پرچار نے اسے دل و جان سے جلایا تھا۔۔۔وہ اپنی اس جلن کو محسوس کر رہا تھا پر دانستہ طور پر

انجان بن رہا تھا کہ ہر لمحہ اس نے اپنے دل کو یہ سمجھایا تھا ایلف صرف اسکی نفرت اور بدلے کی مستحیق ہے۔۔۔

تتت۔۔تم ایسا نہیں۔۔کر سکتے۔میں یہاں نہیں رہ۔۔۔سکتی،،،"وہ جو"

اتنی دیر سے شیرنی بنی اس پر وار کر رہی تھی اب خوف سے بھیگی بلی بنی تھی۔۔۔کیا سامنے کھڑا شخص نہیں جانتا تھا کہ وہ تورات کمرے کا دروازہ بھی بند نہی کرتی تھی۔۔۔۔تنہائی سے خوفزدہ رہنے والی لڑکی کے لیے یہ تنہا کمرے کی سزا سخت زہر کا کام کرنے والی تھی۔۔سامنے کھڑا شخص اسکا خوف بخوبی سمجھ رہا تھا۔

امم،،،پر رہنا تو پڑے گا،،،"کندھے اچکاتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا "

ساتھ ہی دروازہ لاک کر دیا۔۔۔

ایسا۔۔۔ممم۔۔۔مت کرو۔۔اللہ۔۔۔۔کے لیے۔۔دد۔دد۔دروازہ کھولو"

میرا دم گھ۔۔گھٹ۔۔"دروازہ پٹتے وہ بری طرح رہنے لگی۔

کھ۔ کھ۔ کھولو کھول دد،،،دو،،، "جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی پر سننے والا کون تھا۔۔۔جو سننے والا وہ واحد انسان تھا وہ بھی جا چکا تھا۔

زمین پر بیٹھتی وہ اپنا سر ہاتھوں میں جکڑ گئی۔۔ بچپن سے اب تک وہی کیوں سب کی نفرت کی حقدار رہی رہی تھی۔آخر کوئی کیوں اس سے محبت نہیں کرتا محبت نہ صحیح کیا کسی کو اس سے ہمدردی بھی نہیں ہوتی تھی؟ پہلے ماں باپ پھر بھائی اور اب وہ ایک شخص جسکی اصلیت اسکے لیے بچپن سے لے کر اب تک کی تمام تر اذیتوں میں سب سے زیادہ اذیت ناک ثابت ہوئی تھی۔۔۔پر غلطی تو اسکی اپنی تھی اس نے تو ایک بار بھی نہیں کہا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔۔۔بلکہ وہ خود اسکی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنے لگی تھی پر وہ تو محبت نہیں تھی تو پھر کیا تھا۔۔۔؟؟؟

۔۔نن۔نن۔۔ نفرت۔۔۔شد۔شد۔شدید نفرت۔۔۔ہے تت۔تم سے "" آرزک خانزادہ۔۔۔بہت نفرررت۔۔۔"اس کے لب مستقل نفرت کی تصبیح پڑھتے پھڑ پھڑا رہے تھے۔جب کے وہ ستمگر انجان تھا کہ ایلف کی یہ

نفرت کیسے اسے قدموں پر ڈھیر کر دے گی وہ جو سفاکیت اور نفرت کا الم کھڑا کر رہا تھا وہ کچھ ہی وقت میں کیسے پاش پاش ہونے والا تھا جس کو چاہنے کے باوجود وہ سمیٹ نہیں پائے گا۔۔۔

عشق نامی لاعلاج و بابطورِ عذاب اسے تحفے میں ملنے والی تھی۔

****

رات سے دن اور پھر دن سے رات یہ وقت کسی پھسلتی ریت کی طرح پھسل گیا تھا اور باران دلشیر تھکے چہرے کے ساتھ گھر لوٹا تھا۔۔۔اس نے گھر واپس آکر کسی دوسری طرف نگاہ بھی نہیں ڈالی تھی۔۔سیدھا اپنے کمرے میں قدم رکھا تھا جواب بھی دو دن پہلے کی طرح پھیلا تھا۔۔۔اس کے کمرے کی ہر چیز بکھری تھی اس کی وجہ شاید یہی تھی کہ وہ یہاں سے جانے سے پہلے سختی سے بول کر گیا تھا کہ کوئی میرے کمرے میں نہ جائے۔۔پر جس وجہ سے اس نے کمرے میں جانے سے منع کیا تھا وہ وجہ کمرے میں تھی ہی نہیں۔۔۔وہ تلخی سے مسکراتے بیڈ کی جانب بڑھا۔۔۔جہاں اس متاع

حیات کا دوپٹہ اب بھی جوں کا توں پڑا تھا۔۔۔جواب اس کی رگوں میں خون بن کر گردش کرنے لگی تھی۔ابھی وہ اس کے دوپٹے کو اٹھائے چہرے کے قریب لایا ہی تھا کہ اچانک دروازہ بند ہونے کی آواز پر پیچھے پلٹا۔۔۔۔تو کر کے دروازے سے آنکھیں متحیر سی بے اختیار سکڑ گئیں۔دروازہ بند ٹیک لگائے اینارہ کھڑی تھی۔۔۔سادہ سے نیلے سوٹ میں کچھ گھبرائی کچھ ناقابلِ فہم سی۔۔۔۔آج اس کی باڈی لینگویج میں کچھ تو ایسا خاص تھا جس نے باران دلشیر کو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگایا تھا۔۔۔

"باران کا لہجہ پل میں ہاؤ ڈئیر یو،،،؟؟؟تم یہاں کیا کر رہی ہو،،،؟؟؟" پتھروں سا سخت ہوا تھا۔وہ اپنے جذبات ہر گز اس لڑکی پر ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔نہیں چاہتا تھا پھر کوئی اس کے جذبات کو آگ میں جھونک دے۔۔۔۔

"اینارہ نے جو آآ،،،پ کو چچ،،،چاہیے تھا وو،،،وہ دینے آئی ہوں،،،" بمشکل کہتے ساتھ اپنا گلے میں لٹکتا دوپٹہ زمین پر گرایا تھا۔۔۔جسے دیکھتے

باران کی آنکھوں میں لہو چھلکنے لگا۔۔۔دانت بری طرح بھینچتے وہ غصے سے ایناره کو گھورنے لگا تھا۔۔۔اس نازک لڑکی سے اس نے اس جرأت کی توقع نہیں کی تھی۔۔۔ہاتھ میں پکڑے ایناره کے دوپٹے کو زمین پر پٹختے وہ دھاڑا تو پل بھر کو ایناره کا دل بھی خوف سے کانپ گیا۔

میرا ضبط مت آزماؤ،،،اور یہاں سے ایک لمحے میں چلی جاؤ،،دو سیکنڈز" سے زیادہ مجھے میرے سامنے یہاں نظر مت آنا،،"اس کے وجود سے نظریں پھیرتے وارننگ دیتے ہوئے کہا تو ایناره تلخی سے مسکرائی۔۔ خود پر ضبط کرنے کی ضرورت نہیں اینجل باری،،،اگر آپ کہیں تو خود" آپ کے بستر پر،،،"اس سے زیادہ وہ بول ہی نہیں سکی تھی کہ اس کا گلا باران کی سخت گرفت میں تھا۔۔۔جسے وہ اپنے بائیں ہاتھ میں بری طرح دبوچ گیا تھا۔کہ ایناره بری طرح ڈر کے آنکھیں میچ گئی۔۔۔ابھی تو محبت کے جذبے کو دل میں پنپتا محسوس کیا تھا اور وہ لڑکی ابھی سے اسے کچل دینے کے درپہ تھی۔۔۔۔

تم جانتی ہو،،،؟؟میں تمہاری اس بات پر تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا" ہوں،،،" گردن پر پکڑ کچھ ڈھیلی کرتے سخت سرد لہجے میں کہا تو ایناره نے اپنی نم آنکھیں سے اس ستمگر کو دیکھا جو خون آشام بلا بنا اسے ہی گھور رہا تھا۔ کیوں؟؟؟یہ،،،یہی تو آپ چاہتے تھے،،،اب جب خود پیش قدمی کر رہی" "ہوں،،،تو انکار کیوں،،،؟؟

باران کی پکڑ واپس سخت ہوتے دیکھ وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

تم جانتی ہو ایناره،،،میرے اندر اتنی برداشت نہیں ہے جتنا تم میرا امتحان" لے رہی ہو،،،اس سے پہلے میرے ہاتھوں تم اپنی اس چھوٹی سی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گیٹ آؤٹ فرام ہیئر" باران کہتے ساتھ جھٹکے سے پیچھے ہوا۔۔۔

محبت کرتے ہیں مجھ سے،،،"ایناره کے سوال پر اب کی بار باران دلشیر کا" وجود پتھر ہو گیا تھا۔۔۔وہ اپنی جگہ پر جیسے جم سا گیا تھا۔۔یوں لگا کہ ایک اور

جملہ اس لڑکی نے کہااور اگر وہ اس کے دل کا راز جان گی تو وہ ریزہ ریزہ ہوتے ہوا میں بکھر جائے گا۔۔۔۔

اس لیے،،، خود سے دور کرنے کے لیے یہ حربہ اپنایا ہے نہ اینجل باری،،،"

مجھے ڈرانا چاہتے ہیں تاکہ میں یہاں سے چلی جاؤں،،،، آپ سے دور چلی جاؤں،،،" وہ جیسے جیسے بول رہی تھی باران دلشیر کا دل مٹھی میں آرہا تھا یا پوری جان زلزلوں کی زد میں آرہی تھی۔۔۔۔ وہ کیسے اس کے دل کے بھید اتنی آسانی سے جان سکتی تھی۔۔ کیا وہ اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ کوئی بھی اس کے راز جان لے۔۔۔ پر وہ بھول گیا تھا سامنے کھڑی لڑکی کوئی بھی نہیں بلکہ وہ پہلی ہستی تھی جو اس کے دل کی سب سے اونچی مسند پر براجمان ہوئی تھی۔۔۔ اور جس راز کو وہ چھپا رہا تھا اس کا نام محبت تھا جس کی مہک ھواؤں کے ساتھ سفر کیا کرتی ہے۔۔۔

"پر میں دور نہیں جاؤں گی اینجل باری،،،"

اب کے وہ کمزور لڑکی جو اس کے سامنے بولنے سے بھی ڈرتی تھی۔۔۔اٹل لہجے میں بولی۔ باران نے اسے خالی نظروں سے دیکھا۔۔اس میں اتنی جرأت کہاں سے آئی؟ باران دلشیر کے کس عمل نے ان کو اتنی شہہ دی تھی۔؟؟؟کب وہ اس قدر مضبوط ہو گئی کہ باران کے آگے تن کے کھڑی ہو گئی۔اور اس سے محبت کا سوال کرنے لگی؟

یکدم باران دلشیر جان بوجھ کر قہقہہ (کھوکھلا) لگا کر ہنسا۔۔۔اس کی اچانک ہنسی اتنی غیر متوقع تھی کہ ایناره کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔

محبت؟؟؟اور وہ بھی تم سے؟؟؟"وہ استہزایہ سوال کر رہا تھا۔۔لہجہ اس" قدر حقارت میں ڈوبا تھا کہ اچانک ایناره کا دل تکلیف سے دھڑکا۔۔وجہ باران کے الفاظ نہیں اس کی خالی آنکھیں تھیں اور عجیب سا لہجہ تھا۔۔

تم ہو کون؟؟؟اپنی حیثیت دیکھی ہے؟؟؟کیا شناخت کیا پہچان ہے" تمھاری،،؟؟؟کوٹھے پر پلی بڑھی ایک ایسی لڑکی جس کا کوئی بیک گراؤنڈ نہیں،،،حد تک کے اس لڑکی کو یہ بھی علم نہیں اس کا باپ کون ہے،،،،"

حقارت سے بہت مشکل سے الفاظ ادا کرتا وہ اینارہ کو ساکت کر گیا۔وہ حقیقت کہہ رہا تھا اور یہ حقیقت وہ بچپن سے ہر کسی سے سنتی آئی تھی۔۔۔پر اتنی ازیت کبھی نہیں ہوئی تھی جو باران دلشیر کے منہ سے سن کر اس وقت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

تم جانتی ہو باران دلشیر کون ہے؟؟؟ایک جہان جانتا ہے باران دلشیر کو؟" باران دلشیر کے آگے پیچھے لڑکیاں مکھیوں کی طرح بھنبھناتی ہیں،،، حسن میرے قدموں میں پڑا رہتا ہے،،، تمہیں کیا لگتا ہے باران دلشیر ایک ابنارمل لڑکی سے محبت کرے گا،،،؟"اپنے بیڈ پر سکون سے بیٹھتے وہ اینارہ کے ساکت لرزتے وجود کو دیکھنے لگا جو اس کی باتوں پر پوری طرح لرز رہا تھا ایسے جیسے وہ کمزور لڑکی ابھی زمین بوس ہو جائے گی۔۔۔اچانک اینارہ کی نظریں جھکتی چلی گئیں۔۔۔ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے بھینچ لیں تھیں تاکہ سامنے والے کے زہر میں بجھے تیر جیسے الفاظ کو برداشت کر سکے۔۔

ہاں تمہیں ڈرایا ضرور تھا،،،اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ تم یہاں سے چلی" جاؤ،،، کیونکہ میں تمہیں خود سے اس گھر سے نہیں نکال سکتا،،، جس کی وجہ یہ نہیں کہ مجھے تم سے محبت ہے،،، بلکہ یہ ہے کہ میں نے زریمان سے وعدہ کیا تھا کہ اسے توڑ نہیں سکتا اس لیے،،،اور تمہیں چھونے میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے،،،اب اگر سچ سن لیا ہو تو تم یہاں سے جا سکتی ہو،،،" یہ کہتے باران دلشیر نے اس کے وجود سے نظریں پھیر لیں کہ کہیں اس کا شکستہ لرزتا کمزور وجود دیکھ خود سے خود ہی بغاوت نہ کر بیٹھے۔۔کچھ لمحے کی خاموش کے بعد دروازہ کھلا اور وہ خوشبودار وجود اس کے کمرے سے نکل گیا۔۔وہ جیسے اپنا مردہ وجود گھسیٹ کر شکستہ قدم اٹھاتی باہر گئی تھی قیامت خیز سا منظر تھا۔۔۔اس کے کمرے سے نکلتے ہی باران دلشیر کو کمرے میں گھٹن ہونے لگی۔۔غصے سے اینارہ کا دوپٹہ زمین پر پھینکتے وہ اپنے بال ہاتھوں میں جکڑ گیا۔۔۔دل کیا اپنی ذات کو ہی مٹا ڈالے۔۔۔جس نے اس نازک وجود کے بارے میں ایسے غلیظ الفاظ ادا کیے جو اس کے لیے بے انتہا معتبر تھی۔

پر یہ ضروری تھا وہ اس لڑکی کو اپنے قریب کر اس کی اور اپنی زندگی کو مزید جہنم نہیں بنا سکتا تھا۔۔۔

****

اگلے دن ایحان یونیورسٹی آیا تھا اور اس کے قدم ریم کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف تھے۔۔اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔۔زین نے اسے تین ماہ کا وقت دیا تھا پر وہ ایک ماہ میں ہی اسے باور کروانا چاہتا تھا کہ ریم ایحان دلشیر کے علاوہ کسی کو نہیں سوچ سکتی۔۔ابھی وہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف ہی تھا جب اس کے فون کی رنگ ٹون نے اس کے قدم روکے۔۔۔جیب سے موبائل نکال کر فون کو دیکھا تو وہ ضیاء کی ماں کا فون تھا۔ایحان نے کچھ لمحے توقف کے بعد فون اٹھا لیا لیکن دوسری جانب سے جو کہا گیا اسے سنتے ایحان کے ماتھے پر بلوں کا جال بچھ گیا براؤن سن گلاسس کے پیچھے سختی سے آنکھیں میچتے اس نے زیرِ لب صرف ایک ہی لفظ کہا۔

ایڈیٹ،،،"اور پھر فون کٹ ہو گیا۔۔۔ایحان نے بے تحاشا غصے کو دبانے"
کے لیے اپنی ٹی شرٹ کے گلے سے کھینچا جیسے سخت الجھن ہوئی ہو۔وہ کھلے
گریبان پہنتا تھا لیکن آج معمول سے ہٹ کر اس نے کلوز نیک سی گرین ٹی
شرٹ پہنا تھا اور اس پر سفید پینٹ۔۔۔آستین کہنیوں تک اوپر تھے اور
پاؤں میں سفید نائیکی کے شوز۔اپنے جوڑا بن کو ٹائٹ کرتا وہ واپس پلٹ گیا
کچھ ہی دیر میں وہ یونیورسٹی سے نکل گیا۔تھا۔۔۔
ابھی وہ آدھے راستے میں ہی تھا کہ ایک بار پھر فون رنگ ہوا اس بار اسکرین
پر زین کے باپ کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔
فون اٹھاتے کان سے لگایا تو اگلی جانب سے وہی بات کہی گئی جو ضیاء کی ماں کی
طرف سے کہی گی تھی۔
اوکے،،،کہتے ایحان نے رابطہ منقطع کر دیا۔۔۔"
دوست نہیں بچے پال لیے ہیں میں نے،،،"غصے سے کہتے گاڑی کی اسپیڈ"
بڑھائی۔۔۔آدھے گھنٹے بعد ایحان کی گاڑی حیدر مینشن کے پورچ میں

رکی۔۔۔گڑی سے اترتے وہ سیدھا مینشن کے اندر گیا تو سامنے ضیاء کی ماں ٹہل رہی تھی۔۔۔چھوٹے سے ٹوپ اور بلیک جینز میں ہلکے کرل بال جن پر گولڈن شیڈ تھا چہرے پر ہلکا میک اپ۔۔وہ فون کان سے لگائے ٹہل رہی تھیں وہ کہیں سے بھی ضیاء کی ماں نہیں لگتی تھیں بلکہ ایک ینگ وومن لگتی تھیں۔

اسلام و علیکم،،،ضیاء روم میں ہے،،،"ایحان نے انہیں متوجہ کرنے کے " لیے پوچھا تو وہ چونک کر پلٹتی رابطہ منقطع کر گئیں۔

ضیاء کو کیا ہوا ہے؟"ان کے سیدھے سوال پر ایحان لب بھینچ گیا۔۔۔"

"کون سا روگ لے لیا جو ضرورت سے زیادہ اسموکنگ کی وجہ سے رات اس کی ناک سے خون بہنے لگا تھا،،،"اب کے وہ ناگواری سے پوچھنے لگیں۔۔

جانتی تھی کہ ضیاء کا ہر معاملہ کوئی جانے نہ جانے ایحان ضرور جانتا ہو گا۔

جب ناک سے خون نکلنے والی بات پر ایحان کا دل کیا پہلے ضیاء کو مارے پھر نورین کا قتل کر دے۔

"میں معلوم کرتا ہوں،،،"

بات کو مختصر کرتا وہ ضیاء کے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ ضیاء کی ماں فاریہ حیدر سر جھٹکتی لاؤنج سے باہر نکل گئیں۔۔۔ان کی میٹنگ تھی جو ضیاء کی وجہ سے پہلے ہی لیٹ ہو چکی تھی۔۔۔

"ہو گئی سستے عاشقوں والی حرکتیں؟؟؟بن گئے دیوداس کے جاں نشیں،،،" لکھوالیا اپنا نام مجنوں کی فہرست میں،،؟؟"کمرے میں داخل ہوتے ہی ایحان کی ناک سے سگریٹ کی بو ٹکرائی تھی۔۔۔کمرے میں اے سی شدید کولنگ کے باوجود کمرے میں گھٹن کا احساس تھا۔۔۔اس کی نظر بیڈ پر آنکھیں بند کیے لیٹے ضیاء پر گئی جس کے ہاتھ پر کنولہ لگا ہوا تھا۔۔۔

"مجھے معلوم تھا مام تمہیں انفارم کر دیں گی،،،"ضیاء نے آنکھیں کھولتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کمر کو سیدھا کیا جب ایحان نے جھٹکے سے دروازہ بند کیا۔۔۔

تم بہت زیادہ ہی چیپ حرکتیں کر رہے ہو ضیاء،،، یہ سگریٹ شوقیہ حد تک "
ٹھیک تھا لیکن،،،؟؟؟"آخر میں ایحان کا لہجہ بے بس ہوا تھا۔
تم کہہ سکتے ہو تمہیں اب تک عشق نہیں ہوا نہ،،،" یہ کہتے ساتھ ضیاء تلخی "
سے ہنسا۔۔(وہ رات سے ان لمحات میں جتنی اذیت محسوس کر رہا تھا یہ تو یا وہ
جانتا تھا یا اس کا زخمی لہولہان دل۔۔) جس پر ایحان آنکھیں سکیڑے بغور
ضیاء کو دیکھنے لگا۔۔۔۔
مجنوں کی چار سو بیسیوں کا پی،،،" وہ زیرِ لب غصے سے بڑبڑایا پھر اپنے ہی "
الفاظ پر ششدر رہ گیا کہ اب بے خیالی میں بھی ریم کو حفظ کر رہا تھا۔
جمعے کو نکاح ہے اس کا،،، چلو گے،،،" ضیاء نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا""""
تو ایحان خیالوں سے نکلتا چونکا۔۔پھر گہرا مسکرایا۔۔۔
تمہیں یہ نورین نے بتایا ہے،،،؟ناؤ آئی گیس اس نے تمہیں انوائیٹ کیا"
ہے رائٹ،،،؟" یہ کہتے ایحان کا سچ میں دل چاہ رہا تھا وہ جا کر نورین کا گلہ دبا

دے۔۔کہ جس نے اس کے ہنستے کھیلتے دوست کو عجیب روگ میں مبتلا کر دیا تھا۔۔جواباً ضیاء خاموش رہا۔۔۔

نورین کی شادی تم سے ہو گی ضیاء آئی پرامس،،،" ایحان نے ضیاء کے کنولہ لگے ہاتھ کو چھوتے نرمی سے کہا تو ضیاء نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ لیکن دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگا تھا۔۔۔۔

تم کیا کرنے والے ہو ایحان،،،؟؟؟" ایحان اس کے سوال پر نفی میں سر ہلانے لگا۔

میں نہیں ہم،،،" یہ کہتے ساتھ ایحان بیڈ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔اور فون نکال کر کسی کو میسج ٹائپ کرنے لگا۔۔۔

ایحان مجھے بتاؤ تم کیا کرنے والے ہو،،، تم کچھ بھی الٹا سیدھا نہیں کرو گے،،، میں نہیں چاہتا میری وجہ سے اس کی عزت اور نیک نامی پر رائی کے دانے جتنس بھی داغ آئے،،، نا ہی اسے بدنام،،،؟؟؟" ابھی ضیاء بول ہی رہا تھا کہ ایحان نے سخت ناگواری سے اس کی بات کاٹی۔

بہت ہی گھٹیا سوچ ہے تمھاری،،،اپنے ہی دوست کی ہونے والی عزت کو" میں کیوں خراب کروں گا،،، جبکہ اس کی نسبت تم سے ہے،،،!" یہ کہتے ایحان کلاس گروپ کی چیٹ اسکرول کرنے لگا۔۔۔اور پھر اپنی مطلوبہ چیز ملنے پر گہرا مسکرایا۔۔۔اور کچھ لمحوں بعد فون بند کرتے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے ضیاء کو مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

بتاؤ گے کیا کرنے والے ہو تم،،،،؟" ضیاء جو بظاہر کچھ بھی کرنے سے" انکاری تھا پر ایحان کی ضد نے گویا اس کے وجود میں نئی جان ڈال دی تھی۔

بس کچھ خاص نہیں،،، تھوڑا سچ اور تھوڑے جھوٹ کی ملاوٹ،،، جس سے" صرف تھوڑا سا لاس ہو گا،،، وہ بھی کچھ وقت کے لیے بس،،، لیکن ذوالنورین سلطان تمہاری ہو جائے گی،،، پھر تم وہ رائتہ صاف کر دینا جو میں ابھی پھیلانے والا ہوں،،،" ایحان نے ایک آنکھ ونک کرتے کہا پر ضیاء اب بھی اسے نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا جس پر ایحان گہرا مسکرایا۔۔۔

بہت صحیح ٹائیم پر تمہاری طبیعت بگڑی ہے اور تمہیں ڈرپ لگی ہے،،،"
تمہیں کچھ نہیں کرنا بس تمہیں میری ہاں میں ہاں ملانی ہو گی،،،جب میں
"بات کر رہا ہوں گا،،،،

شانِ بے نیازی سے کہتا ایحان کمرے سے باہر نکلنے لگا کہ ضیاء کی بات پر رکا۔
تم کس سے بات کرنے والے ہو؟"ضیاء کا لہجہ فکر مند سا تھا۔۔۔"

"نورین کے فادر سے،،،ابھی کام سے جا رہا ہوں شام تک ریڈی ہو جانا،،،"
یہ کہتا ایحان کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔جبکہ ضیاء ساکت رہ گیا تھا۔وہ چاہ کر
بھی ایحان کو منع نہیں کر سکا تھا کیونکہ حقیقت یہی تھی کہ صبح تک اسے
سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی پر امید کی ایک ڈور کا سرا ہاتھ آنے پر
سجنے سے بوجھ سا سرکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

"محمل آپ کی مام کہاں ہیں،،،؟"

وہ آج آفس سے جلدی آیا تھا۔۔۔زرمش سے اس کی بات کم ہی ہوتی تھی۔۔۔وہ جب تک آفس سے واپس آتا وہ محمل کے روم میں سو چکی ہوتی۔۔۔۔زرمش کو یہاں آئے تین دن گزر چکے تھے اور ان تین دنوں سے محمل بہت خوش تھی۔۔۔وہ اکیلے میں زاویار کو سب کچھ بتاتی تھی کہ زرمش اس سے کتنی محبت سے پیش آتی ہے۔۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ جو پہلے سے دل کی اعلیٰ ترین مسند پر براجمان ہو چکی تھی۔۔۔اب اس کی جگہ مزید بڑی ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

محمل نے ٹیوٹر کے ساتھ ڈرائینگ کرتے بنا زاویار کی جانب دیکھے کچن کی طرف اشارہ کیا تو زایار نے اپنے قدم کچن کی جانب بڑھا دیے کچن سے برتن بجنے کی آوازیں معمول سے کچھ تیز تھیں۔۔۔۔زاویار نے کچن میں داخل ہوتے مصنوعی سنجیدگی چہرے پر سجائی۔۔۔اور کچن میں داخل ہوا تو کام کرتی زرمش کو دیکھ نظر بے اختیار اس میں الجھ سی گئی۔۔۔پیالے میں کچھ پھینٹتی وہ بار بار ہاتھ کی پشت سے چہرے پر آئے بال پیچھے کر رہی تھی۔۔۔کیا فرصت

سے تراشی ہوئی حسین ودلکش مورت تھی جسے دیکھ کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتا تھا۔۔۔اس کا دوپٹہ سلیپ پر رکھا تھا اور وہ خود دوپٹے سے بے نیاز کام کر رہی تھی۔زاویار نے بے اختیار اس کے دلکش سراپے سے نظر پھیری۔۔ لیکن پھر اسی وقت یاد آیا وہ اس کی بیوی تھی تو پھر واپس نظروں کا مرکز اس کے وجود کو بناتے وہ پورے استحقاق سے زرمش کو دیکھنے لگا۔۔۔

وہ جو کام میں مگن تھی خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتی گھبرا کر دروازے پر دیکھا تو زاویار سنجیدگی سے وہاں کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔زرمش نے ہڑبڑا کر فورا دوپٹہ اٹھایا اور گلے میں پھیلا لیا۔۔۔ سمجھ نہ آیا کیا کرے تو بے مقصد ادھر ادھر نظریں گھمانے لگیں۔

بار بار اپنے دوپٹے کو درست کرتی وہ زاویار کو سخت ناگوار لگی تھی۔۔۔وہ اس کی بیوی تھی۔۔وہ پوری طرح حق رکھتا تھا اسے دیکھنے کا اور وہ خود کو ایسے چھپا رہی تھی جیسے وہ کوئی نامحرم ہو۔۔۔

تیار ہو جاؤ،،میرے دوست نے ڈنر پر بلایا ہے،،،"پل بھر میں زاویار کا" سارا خمار جھاگ کی مانند بیٹھ گیا تھا۔۔۔ سختی سے کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔۔ جب کہ اس کے جاتے ہی زرمش کی دھڑکن تیزی سے چلنے لگی تھی۔۔۔ پین کیک کے بیٹر کو بے زاری سے دیکھتی وہ خود بھی کچن سے نکل گئی اچانک دل ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔۔۔۔

وہ باہر نکلی اور میڈ کو بیک کیک ریڈی کرنے کا حکم دیتی محمل کے کمرے میں چلی گئی۔۔۔ جہاں وہ آج کل مستقل طور پر ڈیرہ جمائے بیٹھی تھی۔۔ وہ زاویار کے ساتھ کہیں بھی نہیں جانا چاہتی تھی پھر بھی خود بخود تیار ہونے کمرے میں آگئی تھی لیکن اپنی اس کیفیت سے خود ہی انجان تھی کہ وہ اس کے حکم پر کیوں عمل پیرا ہے۔۔۔

ایک سادہ سا سیاہ شلوار قمیض اور باریک نگینوں کام والا جالی دار دوپٹہ پہنے اس نے بالوں کی ڈھیلی چٹیا باندھی اور میک کے نام پر ایک گلابی لپ اسٹک لبوں پر لگالی۔۔۔ سر پر دوپٹہ درست کرتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی باہر ہی زاویار

سیاہ پینٹ شرٹ میں کھڑا تھا۔۔۔زرمش کی موجودگی محسوس کرتا وہ اسے ہی دیکھنے لگا تھا جو بے دھیانی میں کبھی زاویار کے سیاہ رنگ کے کپڑے دیکھتی تو کبھی ناک سکیڑے اپنے کپڑے۔۔اگر اسے علم ہوتا زاویار بھی یہی رنگ پہنے گا تو وہ کبھی بھی یہ رنگ نہ پہنتی جب کے اس کی سوچ پڑھتا زاویار زیرِلب مسکرانے لگا اور پھر باہر نکل گیا۔۔۔اسے جاتا دیکھ زرمش بھی باہر نکلنے لگی اسی وقت زاویار نے اس کے لیے فرنٹ ڈور کھولا تو زرمش نے ایک بار پھر وہی کرب محسوس کیا۔۔۔ایک نظر پورچ میں کھڑے ملازمین پر ڈالی اور خود پر ہنسی وہ شاطر شخص دوسروں کے سامنے اسے عزت دیتا تھا پر تنہائی میں وہ اس کے لیے صرف ایک ملازمہ کی حیثیت رکھتی تھی۔۔۔وہ تو اسے دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔

زرمش خاموشی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی زاویار بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔زرمش نے ایک نظر چھت ہر دیکھا جہاں محمل کھڑی اس کو دیکھ ہاتھ ہلاتے خدا حافظ کر رہی تھی زرمش نے بھی پاس بیٹھے شخص سے آنکھ بچا

کر چھپتے چھپاتے ہاتھ ہلا دیا۔۔۔مگر یہ اس کی خام خیالی تھی کہ وہ اپنے یہ کارنامے اس شخص سے چھپا سکتی ہے۔۔۔۔گاڑی میں مستقل خاموشی تھی زاویار کی جانب سے بھی بات کا آغاز نہیں ہوا تھا اور زرمش کو یہ بات بری طرح چبھ رہی تھی۔

پھر ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔

وہ ہمیشہ سے سنتی آئی تھی کہ امیر لوگوں کو صرف بیویوں کے نام پر لیگل شوپیس چاہیے ہوتا ہے۔۔جو وہ ہر کسی کو دکھا سکیں۔۔۔پر در حقیقت انہیں بیویوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔۔۔کچھ دیر بعد گاڑی ایک مہنگے ترین ریستوران کے سامنے رکی تو پارکنگ میں کھڑا گارڈ بھاگ کر گاڑی تک آیا۔ زاویار خود بھی گاڑی سے باہر نکلا اور زرمش کو بھی نکلنے کا اشارہ کیا۔ باہر نکلتے چابی گارڈ کو دیتے اس نے آگے بڑھتے زرمش کا ہاتھ تھام لیا۔اس نے محسوس کیا زرمش کے ہاتھ میں لرزش تھی وہ اس لرزش کہ وجہ سمجھنے سے قاصر تھا پھر احساس ہوا کہ وہ لڑکی احساسِ کمتری میں مبتلا تھی یہی وجہ تھی کہ

نامحسوس طریقے سے زاویار نے اسکے کندھے پر ہاتھ پھیلایا۔۔بے شک یہ عمل بہت لاپرواہی سے کیا گیا تھا پر زرمش کو بے انتہا حوصلہ دے گیا تھا۔ لیکن یہ سارا حوصلہ ایک لمحے میں بھربھری ریت کی طرح پھسل گیا تھا جب اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظر چشمہ پہنے شخص پر پڑی تھی جو اس کے بالکل سامنے سیدھی رو کی تیسری ٹیبل پر بیٹھا تھا۔زرمش کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔بے اختیار اس نے زاویار کے بازو کو مضبوطی سے پکڑا تو زاویار نے چونک کے اسے دیکھا پھر اس کی حرکت سمجھتے سامنے دیکھا تو سارا معاملہ سمجھ آیا۔۔۔

****

جانے کیسے اپنا لاشا اپنے کندھوں پر اٹھا کر وہ اس شخص کے کمرے سے نکلی تھی جسے اس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کے بعد سب سے زیادہ محبت کی تھی۔۔۔اینارہ جب سے یہاں آئی تھی اس نے اس شخص کے علاوہ کسی کو نا دیکھا نا سوچا۔۔۔وہ کبھی اس سے دوسری طرح سے خوفزدہ نہیں ہوئی

تھی۔۔۔ہاں اس کی ڈانٹ پھٹکار اور غصے سے ڈر لگتا تھا۔۔۔۔ مگر وہ اس کے کردار سے کبھی نہیں ڈری۔۔۔ تبھی وہ کب خون بن کر رگوں میں اتر گیا کب روح کا مکیں بنا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔وہ شکست خوردہ سی کمرے میں داخل ہوئی دروازا بند کیا اور آگے بڑھی۔۔اس دنیا پر آکر اب تک کی زندگی میں پایا ہی کیا تھا۔۔۔ایک اندھیری سیلن زدہ بدبودار کوٹھڑی میں زندگی گزار دی تھی۔۔ کسی معجزے کے انتظار میں۔ کہ شاید اس کا کوئی اپنا آئے یا اللہ تعالیٰ کسی ایسے فرشتے کو بھیجے کو اسے اس جہنم سے آزادی دلا دے۔۔ پھر یوں ہوا کہ کسی بھی طرح وہ وہاں سے نکل آئی۔۔وہاں سے نکلنے کے بعد ایک شخص کا ہی چہرہ دیکھا اسے ہی اپنی روح میں بسایا اسے ہی اپنی زندگی مان لیا۔۔۔ لیکن اب ایسے لگ رہا تھا جیسے زندگی کا وہ حاصل کھو دیا ہے۔۔وہ آج بھی نیلے آسمان کے نیچے تن تنہا بے یار و مددگار تہی دامن اور خالی ہاتھ کھڑی ہے۔۔۔ شکستگی سے زمین پر ڈھے سی گئی اور کانپتی ہتھیلیاں آگے بڑھا کر اپنے خالی ہاتھ دیکھے۔۔۔گلے میں اٹکے پھندے سے دم گھٹنے لگا تو ایناره نے اپنے

لب کھولے۔۔اور پھر دھاڑیں مار مار کر رو دی۔۔۔اللہ تعالیٰ سے کبھی شکوہ نہیں کیا تھا کہ ایسی زندگی اسی کا مقدر کیوں بنی تھی۔۔آج بھی صبر کرنا تھا تو دل اور روح کا ہر بخیہ ادھڑ کر اس میں سے درد رسنے لگا تھا۔۔۔وہ کافی دیر تک وہیں بیٹھی روتی رہی۔۔۔آج یہ بھرم بھی ٹوٹ گیا کہ وہ جسے زندگی کا حاصل بنائے بیٹھی ہے وہ تو اس کے لیے ایک سراب کے علاؤہ کچھ بھی نہیں۔۔۔آج اینارہ کو اس کی نگاہوں میں اپنی حیثیت اپنی اوقات کا علم ہو چکا تھا۔۔وہ اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔وہ تو اسے بہت حقیر سمجھتا تھا۔۔۔یا اس سے بھی گیا گزرا۔۔۔اچھا ہوا جو وقت رہتے ہر خوش فہمی دور ہو گئی نہیں تو بعد میں تو وہ ایسے بکھرتی کہ خود کو سنبھال بھی نا پاتی۔۔ سب سے جو بڑی دکھ کی بات تھی وہ چاہتا تھا کہ اینارہ یہاں سے چلی جائے۔۔۔اس بات نے اسے مزید خون کے آنسو رلایا تھا۔۔کہ وہ چاہنے کے باوجود اس کی یہ چاہت پوری نہیں کر سکتی تھی کہ بھری دنیا میں کوئی دوسرا ٹھکانہ بھی تو نہیں تھا۔۔۔ہاں وہ اس سے نفرت کرتا تھا اسے حقیر جانتا

تھاتواس کے سامنے ہی نہیں جائے گی۔۔تب تواسے ایناره کے یہاں رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے تھا۔۔اتنی بے بہادولت میں سے اگروہ ایک اس کے گھر سے کھالیتی تواسے کوئی فرق نہیں پڑتاناس کی اتنی دولت میں کوئی کمی آنی تھی۔۔۔

بہت دیر وہ اپنا غم غلط کرتی رہی آخر نڈھال سی ہو کر کب نیند کی دیوی مہربان ہوئی پتہ ہی نہیں چلا۔۔وہ وہی بغیر اے سی یا کوئی پنکھا چلائے فرش پر ہی سو گئی۔۔

****

پورے کمرے میں دھوئیں کے مرغولے سے اٹھ رہے تھے۔۔اپنی جان پوری طرح سگریٹ میں جھونکنے کے باجود اسے کسی پل قرار نہیں آیا تھا۔۔ چین سکون غارت ہو گیا تھاوہ جاتے ہوئے اپنے ساتھ باران دلشیر کی نیند، سکون اور قرار سب ساتھ لے گئی تھی۔۔اسے اپنادم گھٹتا محسوس ہوا۔۔۔ اپنے دل میں اٹھتی خواہش کو بے تحاشا دبانے کی کوشش کی مگر جب بری

طرح ناکام رہاتو بے قرار ہو کر اٹھااور اپنے کمرے سے باہر نکلا۔۔وہ باہر آیا۔۔اس کمرے سے باہر سامنے ہی تووہ کمرہ تھاجہاں اس دیو کی جان ایک کمزور سے ریبٹ میں قید تھی۔۔وہ تیزی سے اس کمرے کے دروازے تک آیا تھا۔۔فنگر پرنٹ سے دروازا کھولا۔۔آہستگی سے اندر آیا تھا۔۔مگر اندر آتے ہی اس کے ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھ گیا۔۔کمرے میں حبس اور گرمی تھی۔۔اے سی اور پنکھا دونوں بند تھے اور وہ فرش پر ہی گھڑی سی بنی سو رہی سی آن کیا تھااور پنکھا بھی چلادیا۔۔۔تھی۔۔سب سے پہلے باران نے اے اس کے بعد ہی وہ بلا جھجک آگے بڑھا۔۔زمین پر پنجوں کے بل بیٹھااور ایک ہی پل میں اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔۔۔باران آگے بڑھااور بے حد نرمی سے اسے بیڈ پر لٹایا۔۔وہ جانتا تھاوہ بے تحاشا روئی ہو گی۔۔پورا چہرہ گلابی پڑ چکا تھا،آنکھوں کے پپوٹے سوجے ہوئے تھےاور ناک سرخ پڑ گئی تھی۔۔۔باران نے اے سی کمفرٹر کھول کر اس کے اوپر اوڑھایا تھااور خود شکستہ جاں سا بیڈ پر ٹک کر بیٹھ گیا۔۔

یونو واٹ پنک ریبِٹ،،،میں ایک خونخوار وحشی ہوں،،،میں اس وحشت" کی بجائے تم پر اپنا پیار لٹانا چاہتا ہوں،،،پر ایسے کر نہیں سکتا،،،وہ کہتا اپنے بال مٹھیوں میں جکڑتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔پھر اس کے دائیں بائیں اپنے ہاتھ جماتا اس کے گلابی چہرے پر جھکا تھا۔۔۔

میں تمھیں اپنا نہیں سکتا پنک ریبِٹ،،،پر اس کے باجود ایک دلچسپ بات" بتاؤں؟؟؟تم صرف اور صرف باران دلشیر کی ہو،،،وہ کہتا دانت پر دانت جمائے جبڑے بھینچتا وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔

****

صبح بھاری ہوتے سر کے ساتھ ایناره کی آنکھ کھلی تھی۔۔وہ کافی دیر اپنے بستر پر لیٹی رہی۔۔وہ ابھی باہر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔جانتی تھی وہ کب آفس جائے گا۔۔سو اس کے چلے جانے کے بعد ہی کمرے سے باہر نکلنا تھا۔۔۔مگر کچھ خیال آنے پر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔وہ تو فرش پر ہی سو گئی تھی۔۔۔پھر یہاں بیڈ پر کیسے پہنچی۔۔۔اور

سائیڈ ٹیبل پر گرم تازہ دودھ کا گلاس اور ایک پین کلر رکھی ہوئی تھی۔۔۔

ایناره تلخی سے مسکرائی۔۔۔کیسا ظالم شخص تھا۔۔۔دھتکارتا بھی تھا۔۔۔اور یہ سب بھی کرتا تھا۔۔۔۔تقریباً صبح کے دس بج چکے تھے۔۔۔وہ جاچکا ہوگا۔۔۔۔آخر وہ تنگ آکر بستر سے اٹھی اور الماری کھولی۔۔وہ مختلف ہر طرح کے رنگوں کے سادہ مگر نئے کپڑے موجود تھے۔۔۔اسے تو یہ بھی نہیں پتہ تھا یہ یہاں کس نے رکھے تھے۔۔۔وہ تو بس پہن لیتی تھی۔۔۔آج ہر سوچ دماغ میں ہلچل مچا رہی تھی۔۔۔۔تبھی ایک آتشی رنگ کی فراک نکالی اور فریش ہو کر اسے پہن کر باہر آئی۔۔۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی خود کو بغور دیکھتی رہی۔۔۔فریش ہونے سے پہلے اس نے فرح کو بلا کر اس سے کچھ چیزیں مانگیں تھیں۔۔۔۔وہ چاہے کچھ بھی کرتی کوٹھے اور طوائف کا دھبہ اپنے ماتھے سے عمر بھر نہیں نکال سکتی تھی۔۔طوائف بھی کیسی بدنصیب تھی جو اپنے عشق کے آگے اپنا آپ پیش کرنے کے باجود نامراد لوٹائی گئی تھی۔۔۔ایناره کی آنکھوں سے پھر سے آنسو

رواں ہونے لگے۔۔کیا یہ مومی مجسمے سا حسن بھی اس کو متاثر نا کر پایا تھا۔۔۔ کیا ہار سنگھار کرنے کے بعد بھی وہ اسے متاثر نہیں کر سکتی۔۔۔؟؟کیا وہ تب بھی اس بے حس کو اپنی جانب متوجہ نہیں کر پائے گی۔۔۔کچھ دیر قبل فرح سے منگوایا کاجل بھر بھر کر اپنی کانچ سی بڑی بڑی آنکھوں میں ڈالا۔۔۔پھر گہرے آتشی رنگ کی لپ اسٹک گلاب کی پنکھڑیوں پر سجائی۔۔۔وہ اتنے میں ہی حیرت سے آئینہ میں اپنے عکس کو دیکھے گئی۔۔کہ صرف معمولی سے سنگھار پر وہ آسمان سے اتری کوئی نازک اندام سی اپسرا لگ رہی تھی۔۔۔سر جھٹک کر آئینے کے سامنے سے ہٹی۔۔۔اور پھر کچھ ہی دیر میں تنہائی سے گھبرا کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔۔

****

باران آفس سے جلد اٹھ آیا۔۔۔زوایار نے ڈنر پر انوائیٹ کیا تھا۔۔۔پھڑکتے دل کو کہیں سکون نا آیا تو تیاری کرنے کے بہانے گھر چلا آیا۔۔۔گھر پہنچا تو گھر میں خاموشی تھی۔۔سکون کا سانس لیتا وہ اپنے کمرے میں چلا آیا۔۔۔دو

گھنٹے کمرے سے منسلک اسٹڈی میں رہنے کے بعد وہ وارڈروب سے کپڑے نکالنے لگا۔۔۔ گرے تھری پیس نکال کر بیڈ پر رکھا اور واشروم میں بند ہو گیا۔۔۔ تقریباً دس منٹ کے بعد فریش ہو کر اس نے وقت دیکھا۔۔۔ وہ جگہ اور وقت زاویار کو بتا چکا تھا۔۔۔ اور 7 بجے کا وقت دیا تھا اس وقت سوا چھ ہو رہے تھے۔۔۔ تیار ہو کر ہاتھوں میں گھڑی باندھی اور جیل سے بال سیٹ کیے خود پر پرفیوم اسپرے کیا اور شوریک میں سے اپنے بلیک برانڈڈ بوٹ نکالے۔۔۔ فون جیب میں رکھا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔۔۔ کوٹ کے اندر سفید شرٹ کے اوپری بٹن کھلے تھے۔۔ جس میں سے اس کا کسرتی سے نیچے اتر رہا تھا کہ ایک دم ٹھہر گیا۔۔۔ سینہ نمایاں ہو رہا تھا وہ تیزی ساکت و ساکن مبہوت سی نظریں اس کی لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی اینارہ پر تھیں۔۔۔ وہ اس کیفیت میں نیچے آیا تھا اور قدم قدم لیتا اینارہ سے کچھ فاصلے پر رکا تھا۔ اینارہ جو بے خیالی میں کی گئی اپنی صبح کی کاروائیاں بھول ہی گئی تھی بلکل اندازہ نہیں تھا وہ جو رات گیارہ بارہ بجے گھر لوٹتا ہے آج اس وقت گھر

آن دھمکے گا۔۔۔اسی لئے وہ اطمینان سے بہت کانفیڈینٹ سی لاونج کے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔لیکن پھر باران کو دیکھتے ہی اس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگی تھیں۔۔۔وہ گھبراتی اپنی انگلیاں بری طرح مروڑنے لگی کیونکہ باران یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔پر وہ بھی تو یہی چاہتی تھی جبھی آتشی رنگ کا فراک پہنے بالوں کی ڈھیلی چوٹی بنا کر کندھے کے ایک طرف گرائی تھی اور اپنی گہری کانچ سی آنکھوں میں بھر بھر کر کاجل ڈالا تھا اور ہونٹوں پر گہری لپ اسٹک۔۔۔باران کی نظر اس کے آتشی لبوں پر اٹک گئی جو ہلکے ہلکے کپکپا رہے تھے اینارہ اس لمحے کو کوس رہی تھی جب اس نے بے خیالی میں ہی سہی باران دلشیر کو اپنی جانب متوجہ کرنے کو یہ ہار سنگھار کیا۔۔ اس پر اس کے سامنے بھی آگئی۔۔۔یہ وہی لمحہ تھا۔۔۔جب باران دلشیر کا فون رنگ ہوا۔۔ضروری فون کال تھی اسی لئے اس نے فون پیس کر کے کان کو لگا لیا۔۔یہ وہی لمحہ تھا جب باران دلشیر کا خود پر سے دھیان ہٹتا دیکھ وہ وہاں سے کھسک آئی تھی۔۔۔جلدی سے اپنے کمرے میں آکر ہی دم لیا۔۔۔

وہ فون سن کر پھر سے اس کی جانب متوجہ ہونا چاہتا تھا مگر اسے وہاں سے غائب پا کر طیش کے بارے برا حال ہو گیا۔۔۔

فرح،،،"اچانک باران بری دھاڑا تو اپنے کمرے میں موجود ایناره جواب" تک کنفیوز تھی خوف سے اچھلی تھی۔۔۔دل خوف سے لرزنے لگا۔۔اچانک حالات ایک دم تبدیل ہو گئے تھے۔۔۔فرح جو کچن میں کام میں مصروف تھی وہ تقریباً بھاگتی ہوئی باہر آئی اور باران کو دیکھتے گھبرا کر سر نیچے جھکا لیا۔۔۔

چلو میرے ساتھ،،،باران دلشیر غرایا تو فرح کو اس کی تقلید کرنا پڑی۔۔۔" وہ سیدھا ایناره کے کمرے میں آیا تھا۔۔فرح بھی اس کے پیچھے آئی۔۔ایناره کا مزید حلق خشک ہوا۔۔۔

ایناره کو لپ اسٹک اور کاجل کس نے لا کر دیا،،" باران دلشیر نے انتہائی" سرد لہجے میں پوچھا۔۔تو ایناره کے ماتھے پر ننھا سا بل پڑا۔۔۔باران اسے ہی

دیکھ رہا تھا اینارہ کے ماتھے پر اس ننھے سے بل کو دیکھتے دل عجیب طرح سے دھڑکنے لگا۔۔۔

تو معاملہ یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ اس ننھی سی جان کو اب خوف کے ساتھ " ساتھ مجھ پر غصہ بھی آنے لگا ہے،،، "اینارہ کے ماتھے پر ننھا بل دیکھتے وہ اس کی جرأت پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔۔۔

"سر،،، اینارہ بی بی نے مانگا تو میں نے،،،"

فرح منہ میں منمنائی اسے کیا خبر تھی اس بات پر بھی مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔

اب کچھ مانگیں یہ محترمہ تو ان کو زہر دے دینا،،، " باران نے سخت لہجے " میں حکم دیا اس کی نظریں اب بھی اینارہ کے چہرے پر جمی تھی سرد نظریں۔۔۔ اینارہ نے ایک غم و غصے سے بھری نگاہ اٹھا کر باران کو دیکھا لیکن باران کی نظریں خود پر ہی دیکھتی ایک دم سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں۔۔۔

آؤٹ،،، "اب کی بار باران نے ایک نظر فرح کو دیکھتے کہا تو فرح گدھے " کے سر سے سینگھ کی طرح غائب ہو گئی۔۔۔ اینارہ جو یہ سوچ رہی تھی اس

کی جان بخشی ہو گئی باران کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ پیچھے ہونا چاہا پر صوفہ ہونے کی وجہ سے صوفے پر گر سی گئی باران ایک ٹانگ صوفے پر رکھتے ایناره پر جھکا۔۔اور دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں رکھے تھے باران کے جھکنے پر ایناره خوف سے پیچھے ہوتے سر صوفے سے ٹکا گئی یوں کہ ایناره کا چہرہ مکمل باران کے سامنے تھا۔وہ سرد اور گہری نظروں سے ایناره کا یہ روپ دیکھ رہا تھا۔۔۔پہلی بار اس نے ایناره کے لبوں پر لپ اسٹک دیکھی تھی۔۔وہ ویسے ہی ایک مکمل حسن کی مورت تھی۔۔۔اسے اس مصنوعی آرائشات کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔پر وہ دل میں اقرار کیے بنا نہیں رہ سکا تھا کہ وہ اس وقت دنیا کی حسین ترین لڑکی کے رہی ہے۔۔۔۔

ایناره کے ماتھے پر ننھے پسینے کے قطرے تھے جو اس کی گردن سے پھسل رہے تھے۔۔۔اور آنکھوں کی پلکیں تیزی سے جنبش کر رہی تھیں۔۔۔۔

باران دلشیر کی نظر ایک بار پھر ایناره کے لبوں پر ٹھہری تو دل عجیب و غریب خواہشات کرنے لگا اس کا بس نہ چلا وہ پل میں اپنی خواہش کو پورا کر لے پر

سامنے موجود لڑکی کوئی عام، بے مول یا خریدی ہوئی لڑکی نہیں تھی۔۔۔وہ اس قدر پاک اور معصوم تھی کہ باران اسے میلا کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔اپنی بے بسی پر باران کو ایک دم طیش و اشتعال چڑھنے لگا۔۔ کیا وہ نہیں سمجھتا تھا اینارہ کی یہ معصوم کوشش جان بوجھ کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہے۔۔پر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کس قدر درندہ صفت ہے اگر کبھی نفس کے آگے مجبور ہو جاتا تو؟؟؟؟ یہ خیال آتے اس نے ایک دم غصے سے اپنے انگھوٹے سے اینارہ کے لب مسلے تو لپ اسٹک ہونٹوں کے پر باران کے انگھوٹے کو محسوس کرتے ارد گرد پھیل گئی۔۔۔اپنے لبوں اینارہ نے فوراً آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھیں باران کی گہری آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔۔۔جہاں باران کی آنکھوں میں انتہا کا سرد پن تھا وہیں اینارہ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے وہ یک ٹک باران کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ باران کا ضبط کرنا مشکل ہو گیا تو سختی سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔لبوں سے

زیادہ جان لیوا اس کی سرخ ڈوروں والی آنکھیں تھیں اگر دیکھتا رہتا تو اختیار کھو دیتا۔۔۔ تبھی بازو سے پکڑ کر جھٹکے سے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے،،، کس کے لیے یہ سنگار کیا ہے،،،"

وہ غصے سے پھنکارا تو ایناره نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ باران نے بے اختیار نظریں چرائیں پھر اگلے ہی لمحے اپنے ازلی سرد پن میں آگیا۔۔۔

"بہت شوق ہے تمہیں تیار ہونے کا،،، اگر آئندہ یہ فضول کا میک اپ اور یہ بے ہودہ کام کیے تو اٹھا کر کوڑے دان میں پھینک دوں گا سمجھیں،،،" وہ انتہائی سختی سے وارن کر رہا تھا پھر اس پر ایک غصے بھری نگاہ ڈال کر نکلنے لگا کہ اسی وقت ایناره کی انتہائی غصیلی بڑبڑاہٹ سن باران دلشیر کو بڑا جھٹکا لگا۔۔۔

"خود بھی بے ہودہ ہیں،،،" وہ بہت ہلکے سے منمنائی تھی اسے علم تھی باران کی سماعت کس قدر تیز ہے۔۔۔

کیا بکواس کی ہے تم نے،،، "وہ واپس اینارہ کے مقابل آیا اور ماتھے پر بل" ڈالے اینارہ کو دیکھنے لگا۔۔۔اس لڑکی کے اندر کچھ زیادہ ہی جرأت آگئی تھی۔

تو آ، آپ بھی تو،،، تیار ہو کر،،، مٹک مٹک،،، کر جاتے ہیں باہر،،،، "اس" نے نظریں زمین میں گاڑھ کر کہا تو باران کا دماغ اس کے مٹک مٹک پر سائیں سائیں کرنے لگا۔۔ جبکہ اینارہ کو اپنے الفاظ کی سنگینی کا احساس نہیں تھا اس نے یہ الفاظ بانو بائی سے بہت سنا تھا تو کہہ دیا۔۔۔اسے ان کی سنگینی کا کہاں علم تھا۔۔۔

ہمم،،، تو میں مٹک مٹک کر تیار ہو کر باہر جاتا ہوں،،، صحیح،،،، ہاں جاتا" ہوں،،،، لڑکیوں کو دکھانے جاتا ہوں،،، اپنی وجاہت کی نمائش کرنے کے لیے تیار ہوتا ہوں،،، تم اپنی بتاؤ،،، تم کیوں تیار ہوئی ہو کس کے سامنے "نمائش کرنی ہے،،،،؟

سینے پر ہاتھ رکھے وہ سنجیدگی سے کہنے لگا تو اینارہ کو سانپ سونگھ گیا دل میں ٹیس سی اٹھی۔۔وہ لڑکیوں کو دکھانے کے لیے ایسا کرتا تھا اینارہ سر مزید جھکا

گئی۔۔۔دل پر بوجھ سا پڑا اباران نے اس کا اترتا چہرا بغور دیکھا وہ جو چاہتا تھا ہو چکا تھا۔وہ اس کے ننھے دل کے جذبات سے بخوبی واقف تھا۔۔۔پر خود سے خوفزدہ تھا جبکہ دوسری طرف اب کچھ کہنا یعنی اپنی جان جوکھم میں ڈالنا تھا جب ہی وہ لب سیے خاموش کھڑی رہی۔۔اسی وقت باران کا فون رنگ ہوا۔۔زاویار کا میسج تھا وہ زرمش کے ساتھ نکل چکا تھا۔۔۔باران نے فون جیب میں رکھا اور ایناره کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑی تھی۔

تمہارا حساب کتاب کرتا ہوں میں،،،اگر آئندہ میک اپ کا استعمال کیا تو"

تمہارے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے میں چیل کوؤں کو کھلا دوں گا،،، پھر

"تمہاری بوٹیاں کھا کر وہ کوے بھی مٹک مٹک کر اڑے گے،،،،

دانت پیس کر کہتے ایک بھرپور نظر ایناره پر ڈال وہ وہاں سے نکل گیا تو اس کے جاتے ہی ایناره روتے ہوئے کمرے میں بند ہو گئی۔۔۔

****

ہم نورین کے گھر کیوں جارہے ہیں،،،؟ایحان تمہارے دماغ میں کیا چل" رہاہے،،،؟"شام چھ بج رہے تھے ایحان کے انتظار میں وہ پہلے ہی تیار ہو کر بیٹھا تھا۔۔۔ایحان صبح والے حلیے میں تھا۔۔۔جبکہ ضیاء نے گرے ڈریس پینٹ اور سفید شرٹ پہنی تھی۔۔۔آستین کہنیوں تک فولڈ تھے ماتھے پر سنجیدگی کی لکیریں تھیں۔۔۔ایحان نے ایک نظر ضیاء کو دیکھا تو اسے نورین پر سخت طیش آیا آخر کیا کمی تھی ضیاء حیدر میں اس فرحان سے تو ہزار درجے بہتر تھا وہ۔۔

تم فکر مت کرو سب اچھا ہو گا مجھ پر بھروسہ رکھو ضیاء،،،"ایحان نے" ہونٹوں میں سگریٹ دباتے کہا تو ضیاء خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔

تم نے ریم کے متعلق کیا سوچا ہے پھر،،؟؟؟"ایحان جو سنجیدگی سے" سامنے دیکھتے گاڑی چلا رہا تھا ضیاء کی بات سنتے ہی جھٹکے سے گاڑی روکی کے ضیاء کا سر ڈیش پورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔۔۔

واٹ دا ہیل،،، پاگل ہو گئے ہو ایحان،،، "ضیاء نے غصے سے کہا جبکہ ایحان" اسے ہی گھور رہا تھا۔ "ایسے مت دیکھو،،، خالی تم ہی مجھے نہیں جانتے میں بھی تمہیں جانتا ہوں،، جلتے کوئلے لیے جو ہر وقت اس بیچاری کے پیچھے پڑے رہتے ہو نہ سمجھ آتا ہے مجھے،،، "ضیاء نے آئی بروا چکاتے کہا۔

"میں اسے غصے سے دیکھتا ہوں ضیاء محبت سے نہیں،،،"

گاڑی واپس اسٹارٹ کرتے ایحان نے سنجیدگی سے کہا تو ضیاء قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔

مسٹر ایحان بات نفرت محبت کی نہیں بات صرف اتنی ہے کہ مس ریم" نعمان علی وہ پہلی لڑکی ہے جسے تم دیکھتے ہو بلکہ دیکھتے نہیں گھورتے ہو،،، نوٹ کرتے ہو،،، اس کی جانب متوجہ ہوتے ہو،،،، "اس سے پہلے ضیاء مزید کچھ کہتا نورین کے گھر کے آگے گاڑی رکی۔ ضیاء ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔

میں اس کے لیے کوئی جذبہ نہیں رکھتا سوائے،،،، وہ کہتے کہتے رکا تھا۔ ضیاء" بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

سوائے ضد کے،،، میں نے زین سے شرط لگائی ہے کہ میں اس کو خود کے "
"آگے جھکاؤں گا بس،،، اور تم جانتے ہو میں کسی سے محبت نہیں کرتا،،،
کہتے ساتھ ایحان گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔ضیاء کے چہرے پر پریشانی کا عنصر تھا وہ ایسا نہیں چاہتا تھا پر کر رہا تھا۔وہ کسی صورت نورین کو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔ مگر وہ اسے اپنانے کو کوئی بہت سنگین رستہ بھی اختیار نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ایحان نے گھر کے دروازے پر دستک دی۔۔۔یہ ایک اپر مڈل کلاس ایریا تھا۔۔۔نہ مہنگا اور نہ ہی سستا۔۔دروازے پر دستک کے کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک درمیانی قد کے لڑکے نے دروازہ کھولا۔۔۔وہ لڑکا شکل سے چھوٹا لگ رہا تھا۔۔۔اس لڑکے کی آنکھیں ہو بہو نورین جیسی تھیں۔۔۔ضیاء کو سمجھنے میں دیر نہ لگی وہ لڑکا نورین کا بھائی ہے۔

سلطان صاحب (نورین کا باپ) سے ملنا ہے،،، "ایحان نے سنجیدگی سے "
کہا تو اس لڑکے نے بغور ان دونوں کو پھر پیچھے کھڑی بلیک ریو و کو دیکھا۔۔۔
اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ دونوں لڑکے بہت امیر تھے۔۔۔کچھ سوچتے

ان دونوں کو ڈرائینگ روم میں بٹھایا اور خود باہر چلا گیا۔ڈرائینگ روم نا زیادہ بڑا تھا نا چھوٹا تھا۔۔۔ مگر خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔سیاہ رنگ کے لیدر صوفے تھے اور دیوار پر بڑی پینٹنگ۔۔ چھت کے وسط میں ایک مناسب فانوس لگا تھا۔۔۔

ایحان،،،اب تو بتادو تم نورین کے ڈیڈ سے کیا بات کرنے والے ہو،،،""" ضیاء نے پہلو بدلتے پوچھا۔۔۔

"تم صرف اچھے بچوں کی طرح سر جھکائے خاموش رہنا اور ہر بات کا جواب ہاں میں دینا،،، کچھ بہت غلط نہیں کروں گا،،،"ایحان کہتے ساتھ کھڑا ہوا تو ضیاء کی نظر بھی دروازے سے اندر آتے نورین کے ابا پر پڑیں۔۔۔وہ بھی فوراً کھڑا ہوا۔۔ سفید شلوار قمیض میں آدھی سفید اور آدھی کالی داڑھی گورا رنگ اور گہری آنکھیں نورین بلاشبہ ان پر ہی گئی تھی۔۔۔

"کیسے آنا ہوا؟"سلام دعا کے بعد سلطان صاحب نے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں بیٹھ گئے۔۔۔ان لڑکوں کو یہاں اپنے گھر دیکھ کر انہیں کچھ کھٹکا

تھا۔۔۔ایحان کو دیکھ کر انہیں کچھ خاص اچھا نہیں لگا تھا وہ لڑکا حلیے سے ہی بگڑا ہوا مگر رعب دار لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن اس کا کھلا گریبان انہیں پریشان کر رہا تھا۔۔۔وہیں ان کی نظر ضیاء پر پڑی تو ضیاء سر جھکائے بیٹھا تھا اس کے ہاتھ پر ڈرپ کا کنولہ دیکھتے وہ کچھ لمحے ان دونوں کو دیکھتے رہے۔۔۔ایحان نے گلا صاف کرتے بات کا آغاز کیا۔۔۔جوں جوں وہ نورین کے ابا سے بات کر رہا تھا۔۔ضیاء کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔ پھر ایحان نے اپنا موبائل اور ایک ایئر فون نورین کے ابا کو دیا۔۔۔اس وقت تک ان کا چہرہ سیاہ پڑنے لگا تھا۔۔۔۔سفید چہرے میں گھلی سرخی آگ کی مانند دہک رہی تھی۔۔۔ لیکن ایحان کا آخری پتا اس کی آخری بات سن ضیاء کو جھٹکا لگا تھا۔۔۔اس نے کن نظروں سے ایحان کو دیکھا جیسے ابھی اسے سالم نگل جائے گا۔۔ جبکہ نورین کے اباخود پر ضبط کیے بیٹھے تھے۔۔۔وہیں دروازے سے اندر داخل ہوتے فرحان کی جلتی نظریں ضیاء کے چہرے پر تھیں۔۔

ابا کون آیا ہے،،،، "نورین جو کل رات سے مطمئن تھی کہ ضیاء نے اس کا" پیچھا چھوڑ دیا ہے۔۔۔اپنے بھائی کے بتانے پر ڈرائینگ روم میں آئی تھی۔۔ پر سامنے صوفے پر ضیاء کو دیکھتے دروازے پر ہی جم گئی تھی۔۔۔اس کے چہرے کی رنگت پل میں زرد ہوتی لٹھے کی مانند سفید ہو گئی تھی۔۔۔وہ چاہ کر بھی اپنے خوف و وحشت پر قابو نہیں پا سکی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ کسی انہونی کے احساس سے بے اختیار لرزے۔۔۔اس نے ضیاء سے نظر ہٹا کر اپنے باپ کو دیکھا جو بغور نورین کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔نورین کے خوف زدہ تاثرات نے ایحان کی کی گئی باتوں پر یقین کی مہر لگا دی تھی۔۔

نورین کیا تم اس شخص کو جانتی ہو،، جواب ہاں یا ناں میں دو،،،، "سلطان" صاحب کے پوچھنے پر اسے سمجھ نہ آیا وہ کیا کہے۔۔کیونکہ اتنا اندازہ اسے بھی تھا معاملہ ہاتھ سے نکل چکا ہے۔۔۔ سمجھ نہ آیا کیا وضاحت دے کہ اپنی باپ کی آنکھوں میں موجود افسوس و بدگمانی کو دور کر سکے پر نا سمجھ آنے پر آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔کچھ بولنا چاہا پر ایک گھٹلی سے حلق میں

ابھری۔۔۔وہ چاہ کر بھی جواب ناہاں میں دے پائی ناناں میں۔۔۔ضیاء نے غلطی سے بھی نظر اوپر نہیں اٹھائی تھی وہ جانتا تھا کہ اگر اسے دیکھ لیا تو کمزور پڑ جائے گا پھر سب ہاتھ سے پھسل جائے گا۔۔لیکن اگر ایک بار نورین اس کی ہو گئی تو سب ٹھیک ہجائے گا۔۔۔وہ سب ٹھیک کر دے گا۔۔۔۔

تین دن بعد جمعہ ہے،،،،سادگی سے آکر نکاح کر کے لے جاناذوالنورین"

"کو،،،

ایاز صاحب کی بات پر وہاں موجود سب حیران تھے سوائے ایحان دلشیر کے۔۔۔وہ بہت مطمئن نظر آرہا تھا جبکہ ضیاء کو یقین نہیں تھا کہ نورین کا باپ اس کے حق میں فیصلہ دے گا۔۔فرحان نے یہ فیصلہ سنتے درمیان میں ٹوکنا چاہتا تھا۔۔۔پر سلطان صاحب کے اشارے پر لب بھینچ کر غصے سے ضیاء کو گھورنے لگا۔۔۔نورین نفی میں سر ہلاتی اپنے بابا کی جانب بڑھنے لگی تھی کہ سلطان صاحب کے سختی سے اشارے پر روتی ہوئی وہاں سے اندر اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔۔۔ایحان اور ضیاء کو بھی اب وہاں بیٹھنا بے

مقصد لگا تھا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ دونوں بھی رسماً ایاز صاحب سے سلام کرتے باہر نکل گئے تھے۔

گاڑی میں بیٹھتے جہاں ایحان مسکرا رہا تھا وہیں ضیاء نے زور سے ایک ہاتھ ایحان کے سینے پر مارا۔۔۔

"بے شرم انسان،،، وہاں بیٹھ کر میرے بارے میں کیا کیا فضول بکواس کر رہے ہیں،،، اتنی آکورڈ سچویشن تھی،،،" ضیاء نے دانت پیستے کہا اب اسے سمجھ آ رہا تھا کہ صبح اس کے کنولہ لگے ہاتھ کو دیکھ ایحان کیوں خوش ہوا تھا۔

"سچ ہی کہا ہے میں نے،،، خیر نکاح ہے جمعہ کو مبارک ہو،،،"

ایحان نے خوشی سے کہا تو ضیاء پریشانی سے اسے دیکھنے لگا۔

"اگر نورین نے ساری سچائی کھول دی تو،،،؟"

ضیاء نے خدشہ ظاہر کیا جس پر ایحان قہقہ لگا کر ہنسا۔

"میں نے نورین کو اس کی باپ کی نظروں میں اس قدر اچھا کر دیا ہے کہ اگر وہ سر کاٹ کر بھی کہے کہ میں ضیاء سے محبت نہیں کرتی فرحان سے شادی

کروں گی تو اس کا باپ یہی سمجھے گا وہ اپنے بابا کی خاطر اپنی محبت کی قربانی دے رہی ہے،،،سوڈونٹ وری،،،"ایحان نے ہنستے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔ضیاء بھی پر سکون ہو کر آنکھیں موند کیا۔۔۔کلاس گروپ سے نورین کا وائس نوٹ نکال کر ایحان نے اپنے پرسنل گارڈ کو دیا تھا جو ایحان کے خاص کام کیا کرتا تھا۔۔۔اور اپنے مطابق ایک آڈیو ریڈی کروائی تھی۔وائس آرٹسٹ نے ہو بہو نورین کی وائس کاپی کی تھی۔۔۔اس وائس میں ضیاء اور نورین کی کنورزیشن تھی جس میں نورین ضیاء کو کہہ رہی تھی کہ میں اپنے بابا کے لیے جان بھی قربان کر سکتی ہوں پھر تمہاری محبت میری بابا کی محبت سے بڑی نہیں۔۔میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں پر میں مجبور ہوں۔۔۔۔اس طرح کی ایک لمبی گفتگو تھی جس سے یہ بات واضح ہو رہی تھی کہ وہ بھی دل وجان سے ضیاء سے محبت کرتی ہے پر اپنی باپ کی محبت کے آگے ضیاء کی محبت سے دستبردار ہونے پر راضی ہے۔۔۔اور پھر ایحان نے بتایا کہ ضیاء بھی اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور اسی لیے خودکشی کی تھی پر بچ گیا۔۔۔

وہ یہ ساری گفتگو سے پہلے نورین کے باپ کے متعلق معلومات حاصل کر چکا تھا اور اسے یقین تھا ان سب کے بعد نورین کے بابا اس کی شادی ضیاء سے ہی کریں گے۔اور ہوا بھی یہی۔۔۔۔!

اگلے ہی لمحے وہ خوف سے پلٹتی زاویار خانزادہ کے سینے سے لگی تھی اور چہرہ زاویار کے سینے میں چھپایا تھا۔۔اس لمحے اس کے وجود میں خوف اس قدر سرائیت کر گیا تھا کہ نہ اسے جگہ کا ہوش رہا تھا نہ یہ خیال کے کس کے نزدیک ہو چکی ہے۔۔وہیں دوسری طرف زاویار اس کی اس اچانک حرکت پر ششدر اپنے سینے پر رکھا اس کا سر دیکھ رہا تھا۔۔زاویار کو محسوس ہوا اس کے وجود میں واضح لرزش تھی۔۔(زاویار کو معلوم تھا کہ وہ باران دلشیر کے سامنے آنے سے کچھ غیر متوقع ری ایکٹ کرے گی مگر اسے اس بات کا اندازہ ہر گز نہیں تھا کہ وہ باران دلشیر کو دیکھ کر اتنا خوفزدہ ہو جائے گی۔۔

لیکن در حقیقت اس نے باران کے ساتھ ساتھ وہاں بیٹھے بلکہ اس کو بری طرح گھورتے ابرار کو بھی دیکھا لیا تھا۔۔)۔۔زاویار نے سختی سے لب بھینچے اپنے سامنے بیٹھے باران کو دیکھا جو یک ٹک بے حس و حرکت زاویار خانزادہ کو دیکھ رہا تھا۔۔زاویار نے نرمی سے ہاتھ کا حصار کے سینے سے لگی زرمش زرمش کے گرد لپیٹا۔۔وہ چاہتا تو اسے خود سے جدا کر سکتا تھا۔۔۔کہہ سکتا تھا کہ پبلک پلیس ہے اپنی جانب اٹھتی نجانے کتنی نظریں اس نے محسوس کی تھیں۔۔۔وہ ایک جانی مانی شخصیت کا مالک تھا وہ جانتا تھا کل تک نیوز میں اس کی اور زرمش کی خبریں چٹخارے کے ساتھ زبان زد عام بن جائیں گی۔۔۔۔پر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔۔احساس تھا تو اس لمحے اس نرم و گداز وجود کا جو اس کے قریب آگیا تھا (ڈر کے تحت ہی سہی۔۔پر آچکا تھا۔)

زاویار کے سینے میں چھپنے کی ناکام کوشش کرتے زرمش کا دل سوکھے پتے کی طرح تھر تھر کانپنے لگا تھا۔۔اس سن گلاسز والے حیوان و فرعون شخص کو دیکھ کر کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا اسے۔۔کوٹھے پر پہلی صبح, وہ لاتعداد تھپڑ مار اور

ٹھوکریں جس کے زخم آج تک اس کے وجود پر تازہ تھے۔۔۔وہ بالکل فراموش کر چکی تھی کہ وہ کہاں بس جانتی تھی تو صرف اتنا کہ وہ کسی کی مضبوط پناہوں میں تھی۔۔

تم ٹھیک ہو،،،"زاویار نے اس کان کے قریب جھکتے مسکراتے ہوئے" کہا۔۔۔تو اچانک اس کے سلب ہوتے حواس بیدار ہوئے۔۔اسے یکدم محسوس ہوا کہ زاویار نے اس کے بالوں کو چوما ہو۔۔۔ہوش آنے پر فورا نظر اوپر اٹھائیں کانچ سی نگاہیں بے اختیار زاویار کی سرمئی گہری آنکھوں سے ٹکرائیں جو دنیا جہاں کو نظر انداز کیے اسے ہی سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ زاویار کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتے اسے احساس ہوا کہ شاہد وہ جس کو تحفظ و عقیدت بھرا بوسہ سمجھ رہی تھی وہ وہم تھا۔۔۔کیونکہ وہ شخص پبلک پلیس میں ایسا کیوں کرتا۔۔۔وہ بھی اس کے ساتھ جو ایک عام سی لڑکی تھی جس پر کوٹھے کا ٹیگ لگا ہوا تھا۔۔لیکن جو بھی تھا۔۔پہلی بار اسے یوں لگا تھا کہ وہ محفوظ ہوئی ہو۔۔پہلی پر یہ احساس اس کے دل کو چھوا تھا کہ وہ بے آسرا نہیں

ہے۔۔۔پر اگلے ہی لمحے خود کو حقیقت کا احساس دلایا کہ وہ کون ہے اور زاویار خانزادہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں سوائے ضد کے۔۔۔وہ فورا زاویار سے دور ہونے لگی تو احساس ہوا کہ اس کی کمر پر زاویار کا ہاتھ تھا۔۔۔ اچانک اس کا چہرہ سرخ گلال ہوتا خون چھلکانے کو لگا۔۔۔جگہ اور اپنی پوزیشن کا ہوش آیا لوگوں کی نظریں خود پر محسوس ہوئی تو دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔جب کہ اس کے چہرے پر گھلتا گلال اور حسین رنگ زاویار خانزادہ کو بری طرح مدہوش و مخمور کرنے لگے تھے اس کی حساسیت سمجھتے زاویار نے نارمل انداز میں اسے واپس اپنے بازو کے حصار میں یوں لیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔۔زاویار کے رویے پر زرمش جو بہت زیادہ نروس ہو گئی تھی نارمل ہوئی پر نجانے کیوں زاویار کو ایسا دیکھنا جیسے کچھ ہوا ہی نہ اسے زاویار کا چہرہ سپاٹ لگا تھا۔۔۔لیکن وہ واقعی بے عقل تھی ورنہ نظروں کے راز جان جاتی۔۔اسے دل میں ٹیس سی محسوس ہوئی تھی تو کیا اس شخص کو واقعی اس کی قربت سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔وہ یکدم خود پر

ہنسی وہ کیوں بھول گئی تھی وہ محض شو پیس ہے اسی لیے تو وہ سب کے سامنے اسے کمر سے تھام گیا تھا۔۔زاویار سے زہن ہٹا تو زرمش نے واپس اس ٹیبل کی جانب دیکھا تو چونک گئی وہ ٹیبل اب خالی تھی وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔ زرمش نے سکھ کا سانس لیا تھا کہ زاویار کے ساتھ چلتی وہ ٹیبل کے قریب جانے لگی تو یہ دوسرا جھٹکا ملا تھا کہ جس شخص کو وہ مار کر بھاگی تھی جو اسے نوچنے کے درپے تھا وہ سامنے ہی بڑی شان سے ایستادہ تھا۔۔۔زرمش کے ہونٹ سوکھنے لگے۔۔۔بے اختیار ایک مرتبہ پھر کمزور پڑتے اسنے زور سے زاویار کا بازو تھام لیا اس کا خوف زاویار سمجھ رہا تھا۔۔۔پر نہیں جانتا تھا وہ پہلی مرتبہ باران کو دیکھ کر خوفزدہ نہیں ہوئی تھی۔

باراں نظروں میں شعلے جلائے غصے سے زرمش کو گھور رہا تھا۔۔اس کا بس نہ چلا اس لڑکی کو آگ لگا دے جو اس کے جگری دوست سے چپک کر کھڑی تھی۔۔۔وہ تو یہ سوچ رہا تھا کہ جس لڑکی کو اپنے دوست سے دور رکھنے کو اس

نے اتنے جتن کیے آخر وہ اس لڑکی اس کے دوست کے ساتھ یہاں کر کیا رہی تھی۔؟؟؟

زاویار زرمش کو ٹیبل کے قریب لایا اور کرسی کھینچ کر زرمش کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو زرمش نظریں جھکاتی بیٹھ گئی۔۔۔۔ نظر جھکنے پر اس کی نظر باران کے ہاتھ پر گئی جس میں فورک تھا اور وہ سختی سے فورک پکڑے آہستہ آہستہ اسے ٹیبل پر مار رہا تھا۔۔۔اس کا انداز خطرناک تھا۔۔۔ مستقل باران کی نظریں خود پر محسوس کرتے زرمش کو خوف اور غصہ بیک وقت آ رہا تھا۔

باران،،،،"زاویار نے سختی سے ٹوکا تو اب کے باران نے زرمش سے نظر" ہٹاتے زاویار کو گھورا۔۔(شدید غصے سے)۔۔

تم اس لڑکی کے ساتھ کیا کر رہے ہو زاویار؟" باران کا لہجہ زہر خند" تھا۔۔۔۔زرمش نے نظر اٹھا کر باران دلشیر کو دیکھا پھر زاویار کو۔۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا وہ زاویار کی بیوی ہے یا زاویار نے پہچان دی ہی نہیں تھی تو کیا وہ اسے یہاں بیوی کی حیثیت سے نہیں لایا تھا؟؟؟۔

شادی ہو گئی ہے تمھاری،، بیوی آگئی پھر بھی تم اس کو "ابھی باران کا جملہ" مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ زاویار سخت لہجے میں بولا۔

مسز زرمش زاویار خانزادہ،،، "زرمش کے کندھے پر ہاتھ پھیلاتے بظاہر" زاویار نے سنجیدگی سے کہا تھا پر اس کی آنکھیں شرارت سے باران کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہوں کیسا رہا؟؟؟

واٹ،،،، "باران کو لگا کہ زاویار نے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی" ہے۔۔۔ وہ بے یقینی سے کبھی زاویار تو کبھی زرمش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

جھوٹی مکار عورت،،، عباد تو کہہ رہا تھا لڑکی بہت نیک شریف ہے یہ نہیں" بتایا کوٹھے کی سیر کر کے آچکی ہے،،، "دانت پیستے دل میں بڑبڑاتے ایک ناگوار نظر زرمش پر ڈالی جو اسے ہی نفرت، ناگواری اور خوف کے ملے جلے تاثرات لیے تقریباً کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی، باران کے دیکھتے ہی فوراً نظر جھکا گئی۔۔۔ زاویار کی نظر ٹیبل کے نیچے زرمش کے ہاتھ پر گئی جو

اس کی تھائی پر رکھا تھا اور کانپ رہا تھا۔۔جسے وہ مٹھی بند کرتے قابو کرنے کی کوشش میں تھی۔۔۔

ڈرپوک جنگلی بلی،،،،" مسکرا کر سوچتے زاویار نے نامحسوس طریقے سے اپنا" بھاری ہاتھ زرمش کے ہاتھ پر رکھ دیا۔۔زرمش جسے محسوس ہو رہا تھا کہ مزید یہاں نہیں ٹھہر سکتی زاویار کے ہاتھ رکھتے ہی حیرت سے دیکھنے لگی۔۔آہ کیا تھا یہ شخص؟

کیا امیر لوگ اپنے بیوی نامی شو پیس کو ایسے ہی حوصلہ دیتے ہیں۔۔؟؟ وہ سوچ سوچ کر تھک گئی تھی۔لیکن اس کے بعد ڈر جاتا محسوس ہوا تھا۔۔وہ اس کو پروٹیکٹ کر رہا تھا تو وہ کیوں باران نامی شیطان سے ڈرتی۔۔

باران نے مزید زرمش کی جانب نہیں دیکھا دعوت پر تو بلا لیا تھا لیکن اب بس نہیں چل رہا تھا ماتم کرے۔۔۔زرمش کا کھانا بھی زاویار نے اپنی مرضی سے آرڈر کیا تھا کھانا خاموشی سے تمام ہوا۔۔۔زاویار خود ہی باران سے کوئی بات کر دیتا تو باران بنا زاویار کی جانب دیکھے ہوں ہاں میں جواب دے دیتا۔

اس کے بعد زاویار کی فرمائش پر ہی آئس کریم آئی اتنے میں زاویار کا فون رنگ کرنے لگی ایک نظر فون کو دیکھتے وہ ایکسکیوز کرتا وہاں سے کھڑا ہوا تو زرمش کی سانس حلق میں آگئی۔۔۔پہلی بار لگا تھا کہ اس کے آس پاس زاویار کا ہونا بہت ضروری ہے۔۔۔وہ بھی زاویار کے پیچھے کھڑی ہونے لگی تھی کہ باران نے اس کی کلائی سختی سے پکڑلی۔۔وہ حیرت زدہ سی اپنی کلائی اور پھر باران کو دیکھنے لگی جس کی نظر باہر جاتے زاویار پر تھیں۔۔۔

****

زین اس رات گھر گیا تھا لیکن پھر وہیں سے پلٹتا دوسرے فلیٹ چلا گیا۔۔ لیکن بہت سوچنے کے بعد یہ نتیجہ نکلا تھا کہ وہ کیوں جائے؟ جانا تو اس لڑکی کو چاہیے یہ سوچ ہی زین کو واپس گھر پر لائی تھی۔۔اس وقت بھی رات کے دس بج رہے تھے دو دن کی تھکن کا اثر تھا کہ اسے اپنے بستر کی شدید یاد آرہی تھی۔۔سیڑھیاں چڑھتے اس کی نظر اپنی ماں پر گئی تو ناراضگی سے بنا سلام دعا

کے منہ پھیر لیا اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔۔۔پر دوسری طرف بھی اسی کی ماں تھی زین کو انہوں نے یوں نظر انداز کیا جیسے دیکھا ہی نہ ہو۔۔

وہ وہیں بیٹھیں میگزین پڑھتی رہیں جب سرخ آنچل لہراتی وہ ہاتھ میں سفید خرگوش پکڑے اندر آئی تھی۔

ماما،،،"سحر کی آواز رندھی ہوئی تھی۔۔عابدہ نے میگزین سے سر اٹھائے" اسے دیکھا تو پریشان ہو گئیں۔

کیا ہوا سحر؟ جیک (ریبٹ) کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی،،،؟!"وہ پریشانی" سے سحر کے پاس آئیں۔۔سحر کے ساتھ گاؤں سے اس کے دو خرگوش بھی ساتھ آئے تھے۔۔۔جنہیں گارڈز نے پچھلے گارڈن میں رکھا تھا نجانے کیسے ان میں سے ایک باہر نکل آیا تھا جو اس گھر میں موجود شکاری کتے کا شکار ہو گیا تھا۔۔۔کل تک اس کا سارا دن روتے ہوئے گزرا تھا۔۔۔اور آج وہ دوسرے ریبٹ کو ہاتھ میں لیے ہوئے تھی۔۔۔اسے ماما کہنے کا حکم بھی عابدہ کا ہی تھا۔

مامایہ رسپونڈ نہیں کر رہا،،،دیکھیں اس کا جسم ڈھیلا پڑ رہا ہے،،،" وہ اب "
باقاعدہ رونے لگی تھی۔عابدہ بیگم بھی پریشان ہوتی ڈرائیور کو بلانے لگیں
تاکہ سحر کو ڈاکٹر کے پاس بھیج سکیں۔۔لیکن پھر کسی خیال کے تحت رک کر
ایک نظر روتی ہوئی سحر کو دیکھا۔وہ یوں بھی بلا کی حسین تھی اور روتے
ہوئے یوں لگتا تھا فلک سے کوئی پری اتر آئی اس سچویشن میں بھی ان کے لب
مسکرائے۔۔آخر زین کب تک اس حسن کو نظر انداز کر سکتا تھا۔
تم رکو اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانا جب تک تم اسے پانی پلاؤ،،،" وہ کہتے "
ساتھ زین کے پاس اس کے کمرے میں گئیں اندر داخل ہوئیں تو وہ بیڈ پر
جوتے سمیت اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔
زین؟" عابدہ بیگم نے اونچا پکارا تو زین نے آنکھیں کھولیں۔اس کی آنکھیں'
نیند کی خماری سے سرخ تھیں۔
اٹھو جلی ڈاکٹر کے پاس جانا ہے،،،" عابدہ بیگم کے کہنے پر زین نے چونکتے "
انہیں دیکھا وہ تو بالکل ٹھیک لگ رہی تھیں۔

کس کو جانا ہے،،؟"سر اٹھاتے عام سے لہجے میں پوچھا۔۔"

جیک کو،،،"عابدہ بیگم کے جواب پر وہ واپس لیٹ گیا اندازہ ہوا تھا کہ یقیناً وہ"

اس کی ماں کا پالا ہوا نیا کتا ہو گا۔۔۔

گارڈ کے ساتھ بھیج دیں،،،"آنکھیں واپس موند لیں۔"

نہیں تم لے کر جاؤ گے۔۔"وہ بضد ہوئیں۔۔۔ "

صبح لے جاؤں گا،،،"وہ آنکھیں موندے ہوئے ہی بولا۔۔"

اس کی کنڈیشن خراب ہے زین،،،"ابھی وہ بول ہی رہی تھیں کہ سحر"

دوڑتی ہوئی اندر آئی۔چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

ماما جیک،،،اس کی طبیعت اور خراب ہو رہی ہے۔"اس کی باڈی وائبریٹ"

ہو رہی ہے،،،"بے تحاشہ روتے وہ مخاطب عابدہ بیگم سے تھی اس کا ذہن

اور نظریں دونوں عابدہ بیگم پر تھیں۔۔جب کہ اس کی آواز پر زین نے فورا

آنکھیں کھولتے اسے دیکھا تھا۔۔۔سرخ لباس میں اس کا رونے کے باعث

ہو رہا سرخ چہرے کسی تازہ کھلے ہوئے گلاب کی مانند تھا کتاب آنکھوں میں

ٹھہرے شبنم کے قطرے زین کچھ اضطراب کا شکار ہوا تھا۔۔آنکھیں واپس موند نا چاہتا تھا پر نظریں اس کے چہرے پر ٹھہر سی گئیں تھیں۔۔

زین فورا کھڑے ہو،،،"عابدہ بیگم نے سختی سے کہا زین فورا سنبھلتا کچھ کہنے لگا تھا کہ عابدہ بیگم دوبارہ سختی سے بولیں۔

یہ گھر کی عزت ہے زین میں اسے اس حلیہ میں ڈرائیور کے ساتھ نہیں بھیج" سکتی،،،"وہ دانت پیستے بولیں تو زین غصہ پیتا کھڑا ہو گیا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا عابدہ بیگم کے اشارے پر سحر فورا جیک کے پاس بھاگی اور اسے اٹھاتے پورچ میں زین کے پیچھے گئی وہ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا اور ڈرائیور نے سحر کے لیے آگے کا دروازہ کھولا تھا۔۔وہ جیک کو گود میں لیے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی جب زین نے جھٹکے سے گاڑی باہر نکالی۔۔

سفر شروع ہوا۔۔زین جو پہلے ہی غصے میں تھا سحر کے مستقل رونے پر اب اسے کوفت ہو رہی تھی اس نے ایک نظر سحر کو دیکھا پھر اس کے گود میں سفید خرگوش کو جس کا پیٹ تیز تیز ہل رہا تھا۔۔کچھ سوچتے اس نے گاڑی

کی اسپیڈ مزید تیز کر دی۔۔۔وہ خود نہیں جانتا تھا وہ کیوں مان گیا تھا کیونکہ اگر وہ نہ آنا چاہتا تو عابدہ بیگم کا غصہ بھی اسے نہیں منا سکتا تھا۔۔شاہد وہ سحر کا حلیہ کلنک کے باہر (vet) دیکھ کر مان گیا تھا۔کچھ دیر بعد گاڑی ایک ویٹ رکی۔۔۔

جاؤ،،"زین کے حکم پر وہ رونا بھول پہلے تو پریشان ہو گئی کہ اکیلے کیسے " جائے کیونکہ زین خود گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔لیکن پھر اپنے ریبٹ کی حالت دیکھ گاڑی سے اترتی اندر بھاگ گئی۔زین نے اسے نظر انداز کرتے ڈیش بورڈ سے سگریٹ کا پیکٹ اٹھایا اور ایک سگریٹ لبوں میں دباتے سلگائی۔ کافی دیر گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ کچھ سوچتا باہر نکلا۔۔۔آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا وہ اب تک باہر نہیں آئی تھی۔پھر اسے یاد آیا اس کے پاس تو پیسے بھی نہیں ہوں گے۔۔کلنک کے اندر گیا تو وہاں جانوروں کے کھانے پینے کا سامان اور کپڑے اور ٹوائز تھے۔۔سامنے کاؤنٹر تھا اور اوپر کو سیڑھیاں جا رہی تھیں وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا تو باہر ویٹنگ ایریا خالی تھا وہ گلاس ڈور کلوز کرتے اندر

گیا تو پہلے نظر سلیپ پر رکھے ریبٹ پر گئی جس کے ایک ہاتھ پر ڈرپ تھی اور ایک پندرہ سولہ سالہ لڑکا کھڑا تھا اور ریبٹ کے منہ پر نوبیلائزر لگا تھا اس کے اور تھے۔۔۔ان میں سے ایک بیٹھا ہوا تھا (vet) علاوہ روم میں دو میل اور کسی بلی کا چیک اپ کر رہا تھا جو بیٹھا ہوا تھا اس کی نظروں کا مرکز سحر تھی۔

آپ پریشان نہ ہوں مس،،،سب بہتر ہو گا،،،" وہ ڈاکٹر سحر کو دیکھتے فکر" مندی سے بولا تو زین کے جبڑے تن گئے اسے سحر پر غصہ آنے لگا۔۔

بے شک وہ چھوٹی تھی پر کم از کم غم میں بھی اسے اپنے دوپٹے کا ہوش ہونا چاہیے تھا جو ایک طرف کندھے پر جھول رہا تھا۔

مس نہیں مسز،،،" سنجیدگی سے زین اندر داخل ہوا تھا اور سحر کی برابر والی" سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ڈاکٹر نے اس کی بات سمجھتے سحر سے نظریں پھیر لی تھیں اور پانچ منٹ بعد ہی کھڑے ہوتے ریبٹ کی ڈرپ نکال کر نوبیلائزر نکالتے افسوس کرتے ہوئے کہا۔

یہ مر گیا ہے،،، "زین جو خرگوش کو بے حس و حرکت دیکھ ہی سمجھ چکا تھا" کہ وہ مر چکا ہے ڈاکٹر کی حرکت پر جی جان سے کھول گیا تھا۔اگر وہ اندر نہ آتا تو یقیناً یہ ڈاکٹر ساری رات اس احمق پاگل لڑکی کو نہارتا رہتا۔۔

یہ سننا تھا کہ سحر کھڑی ہوتی فوراً ریبٹ کے پاس بھاگی تھی اور اب ہچکیوں سے رو رہی تھی اس کا رونا زین کو طیش دلا رہا تھا۔۔ بڑی مشکل سے خود پر ضبط کرتے وہ سحر کے پاس گیا اور اس کی کلائی پکڑتے وہاں سے نکلنے لگا جب سحر کو ریبٹ اٹھاتے دیکھ ٹھہر گیا۔۔

اسے کہاں لے جا رہی ہو؟ یہ مر گیا ہے۔"زین نے نا سمجھی سے پوچھا۔" اس کو دفنانہ ہے ناں،،، "وہ ریبٹ کی باڈی سینے سے لگاتی بولی تو زین کا " دھچکا لگا۔اب کیا وہ اس خرگوش کا دم درود اور فاتحہ خوانی بھی کرنے والی تھی۔

آپ چاہتے ہیں میں اس کا ساتھ نبھاؤں ڈیڈ،،،اس کا میچیورٹی لیول" دیکھیں یار،،،؟؟؟"وہ دل ہی دل میں اپنے باپ سے مخاطب ہوا اور آگے

بڑھ گیا نیچے آکر کاونٹر پر پیسے ٹرانسفر کیے جو علاج کا بل بنا تھا اور سحر کو گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔

****

وہ مینشن سے باہر نکلا تھا اس کے پیچھے لائن سے دو گاڑیاں گارڈ کی نکلیں تھیں۔آرزک خانزادہ کی کپڑوں کی فیکٹری پر آگ بھڑکائی گئی تھی۔۔لیکن نجانے کیسا معجزہ ہوا تھا کہ جو آگ تیزی سے اس فیکٹری میں پھیلی تھی اسے بہت تیزی سے بجھایا گیا تھا نقصان ہوا تھا پر اتنا زیادہ نہیں۔۔آرزک خانزادہ اچھے سے جانتا تھا یہ کام کس کا ہے۔۔ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی یعنی باران دلشیر فارم میں آرہا تھا اس کی بازی الٹ گئی تھی جبھی اب ایسے ہتھکنڈوں پر اتر آیا تھا۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا کہ اچانک فون نیچے گرا جسے اٹھانے کے لیے وہ ایک نظر آگے دیکھتا نیچے جھکا ہی تھا جب شیشہ توڑتے ایک بُلٹ گاڑی کے دوسری طرف پیوست ہو گئی۔۔۔نشانہ آرزک خانزادہ کے سر کا لیا گیا تھا۔۔۔

آرزک نے جھٹکے سے گاڑی روکی تو گارڈ کی ایک گاڑی آرزک خانزادہ کی گاڑی کے آگے دیوار بن گئی۔جب سامنے سے ایک بس گزری جس میں سے فائرنگ کی جارہی تھی۔۔۔سیٹ پیچھے کرتے آرزک خانزادہ نے دانت پیستے اپنی گن نکالی ہی تھی کہ ایک بلٹ بازو کو چیرتے نکلی وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔۔۔گارڈز کی طرف سے جوابی کاروائی ہورہی تھی پر بس کے اندر موجود لوگوں کا مقصد آرزک خانزادہ کی موت تھی۔۔۔کچھ دیر لگی تھی کہ گارڈز اس بس کو پکڑ لیتے پر وہ بس وہاں سے غائب ہوگئی۔۔۔آرزک خانزادہ کے ہاتھ سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔اپنے ہاتھ کو دباتے وہ زور سے دھاڑا۔۔۔

باران دلشیر آئی ول کل یو"تو اب وہ اس کی جان لینے کے درپہ آگیا تھا۔۔۔" آرزک خانزادہ کے چیخنے پر گارڈ نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور آرزک کو پیسنجر سیٹ پر بٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔گاڑی ہاسپٹل کے راستے پر موڑی۔۔۔ہسپتال کے پرائیویٹ روم میں ڈاکٹر آرزک کے

بازو پر پٹی کرتے ہوئے بتا رہا تھا کہ گولی اگرچہ چھو کر گزری پر پورے مسلز چیر چکی ہے۔۔اور زخم گہرا ہے۔وہ ڈرپ لگانے پر رضامند نہیں تھا پر ڈاکٹر کی ہدایت پر لگوا چکا تھا۔آنکھیں بند کرتے وہ خود کو ایک نتیجے پر پہنچانا چاہتا تھا۔چاہتا تھا ایسا کیا کرے کے باران دلشیر تڑپ جائے۔۔اس کے قدموں میں گر کر اس سے موت کی بھیک مانگے پر وہ نا دے۔۔ہاں یہ کرنا ضروری تھا۔

شام کے چھ بجے کے قریب وہ ہسپتال سے باہر نکلا۔ارادہ واپس مینشن کی طرف جانے کا تھا فیکٹری کی معلومات وہ لے چکا تھا۔صفوان وہاں کی نگرانی کر رہا تھا اور اسے پل پل کی رپورٹ دے رہا تھا۔

بازو پر پٹی بندھی تھی اس کے ماتھے پر ہلکی سی کھروچ تھی۔۔وہ مینشن میں داخل ہوا گارڈ اس کے پیچھے تھے پر گھر کے اندرونی حصے میں پہنچتے باہر رک گئے تھے۔وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا اور گہری سانسیں لینے لگا وہ جس نتیجے پر پہنچا تھا اسے نہیں معلوم تھا محبت اور نفرت میں سے اسے نفرت کو چننا

پڑے گا۔وہ ایلف کی محبت کو دفنا کر باران کی نفرت کو چنے گا۔اب ایلف دلشیر صرف اس کے دشمن کی بہن تھی بس۔۔

کھانا کھایا اس نے،،،؟؟"سامنے سے گزرتی ملازمہ سے کڑک دار لہجے "

میں پوچھا۔۔ابھی تو اس کا کہنا تھا کہ وہ نفرت چن چکا ہے پھر کیوں اس کی فکر ستا رہی تھی؟؟۔

نو سر،،،"ملازمہ نے مختصر جواب دیا۔۔"

دوبارہ کھانا لے کر جاؤ اس کے کمرے میں،،،اس بار کھلائے بغیر باہر مت "

"نکلنا،،،

کہتے ساتھ آرزک اپنے کمرے میں چلا گیا پیچھے ملازمہ بھی منہ بناتے کچن میں چلی گئی۔۔کچھ وقت پہلے ہی تو کوشش کی تھی پر وہ ہکلی لڑکی تو پتا نہیں خود کو کیا سمجھ رہی تھی۔۔پندرہ منٹ بعد دوبارہ ٹرے سجائے وہ ایلف کے کمرے کے پاس گئی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔

****

جب سے آرزک اسے اس اندھیرے کمرے میں بند کر کے گیا تھا وہ بہت چیخی تھی کیا وہ ظالم نہیں جانتا تھا وہ اندھیرے سے خوف زدہ رہتی تھی۔ جان بوجھ کر اس کے ڈر اور برداشت کا امتحان لے رہا تھا۔

کچھ گھنٹے بعد ایک ملازمہ کھانا لے کر کمرے میں آئی تھی تو وہ اسکے سامنے گڑگڑاتے فریاد کر رہی تھی کہ یہاں سے باہر نکال دو۔۔۔ یا پھر کسی دوسرے کمرے میں ڈال دو جہاں روشنی ہو کیونکہ اس کمرے میں صرف ایک ہی بلب تھا جس کی روشنی ناکافی تھی لیکن ملازمہ تو صرف ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھی کھانا کھا لیں۔۔ تو اس نے بھی انکار کیا تھا ابھی بھی وہ گھٹنے میں سر دیے بیٹھی تھی رونے کے باعث آواز خشک بھاری ہو گئی تھی اور آنسو بھی خشک ہو گئے تھے۔۔ جب واپس کمرے کا دروازہ کھلا اور اس اندھیرے کمرے میں ہلکی سی روشنی ہوئی۔۔ ایلف نے اس بار سر نہ اٹھایا وہ جانتی تھی وہ ظالم اسے اس کمرے سے باہر نہیں نکالے گا۔

میڈم کھانا،،"ملازمہ نے کچھ فاصلے پر کھانے کی ٹرے رکھتے کہا پر وہ نظر" انداز کر گئی۔۔

میڈم پلیز کھانا کھالیں،،،"وہ لڑکی دوبارہ بولی پر ایلف منہ دوسری جانب" موڑ گئی۔

کھانا کھالیں،،،جب تک آپ کھائیں گی نہیں میں یہاں سے نہیں جاؤں" گی،،،"وہ لڑکی کچھ غصے سے بولی تو ایلف کی آنکھیں پھر سے بھرنے لگیں۔

نن۔۔ نہیں۔۔ کھانا۔۔جج۔۔جاؤ۔یہاں سے،،،"ایلف نے بھاری آواز" میں کہا۔

سر کا حکم ہے کھانا کھالیں،،،"ملازمہ نے سمجھانا چاہا۔"

بب۔۔بھاڑ۔۔ مم۔میں جائے۔تمہا۔۔راسر۔۔۔"

"کک۔کتے۔۔۔ کھ۔۔ کھا۔جائیں تت۔۔ تمہارے۔۔ سر کو،،،،

وہ منہ اٹھاتے بددعا دینے لگی تو وہ ملازمہ نے بے اختیار اپنے سر کو تھاما۔۔۔

جبھی کمرے کے دروازے سے غصے بھری آواز آئی۔

تم باہر جاؤ،،، "دروازے پر ایک سینڈو بنیان اور بلیک ٹراؤزر میں پیر میں" سلیپر پہنے کھڑے آرزک نے غصے سے کہا تو ایلف کا دل بے اختیار خوف سے سکڑا۔۔خود میں سمٹتے ایلف نے چہرہ واپس گھٹنوں میں چھپا لیا۔۔ملازمہ فورا کمرے سے باہر نکلی۔۔کمرے میں کچھ لمحے بعد ایلف کو کھڑ پٹر کی آواز آنے لگی لیکن ایلف نے سر نہ اٹھایا۔۔کچھ دیر بعد مکمل خاموشی ہو گئی تو ایلف نے سر اٹھایا پر آنکھوں میں پڑتی اچانک روشنی کو دیکھ ایلف نے آنکھوں کے آگے ہاتھ رکھ لیا۔۔۔پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تو کمرہ مکمل روشن تھا۔۔۔کمرہ بہت زیادہ بڑا اور حسین تھا۔۔۔بیڈ پر بلیک چادر تھی اور پیچھے ایک شیر کا اسٹرکچر پورٹریٹ تھا۔کمرے میں سرمئی رنگ کے بڑے بڑے پردے تھے۔۔۔فرش پر سرمئی چمکدار ٹائلز تھے جیسے سونے کے تراشے گئے ہوں۔۔اور فرش کے کناروں پر بلیک لائٹنگ تھی۔ایک کچھ فائلز اور فلاسفی کی کتابیں رکھی دیوار پر بک شیلف تھا۔۔۔جس میں تھیں۔۔۔۔بلیک فرنیچر تھا اور وارڈروب دیوار کے اندر ہی نصب تھی اور

ڈریسنگ مرر پر چند ایک پرفیوم تھے۔۔۔وہ غور سے اس حسین کمرے کو دیکھ رہی تھی پہلے کمرے میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ کچھ بھی دیکھ نہیں سکی تھی۔۔کمرے میں ہر چیز اعلی طرز کی تھی پورے کمرے میں دوڑاتے اس کی نظر آرزک خانزادہ پر ٹھہر گئی۔۔جو اس کے دائیں طرف رکھی ایک راکنگ اسٹائل چیئر پر بیٹھا تھا۔اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر سجائے سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ نیچے جھول رہا تھا جس میں گن تھی۔۔ایلف کی نظر اس کے گن والے ہاتھ پر نہیں گئی تھی۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔بز۔۔دل۔۔۔عورت پر۔۔۔وار۔۔کرتے ہو،،،"

آنکھوں سے اچانک آنسو چھلک پڑے۔۔لال سرخ سوجی آنکھیں آرزک نے بغور دیکھی وہ آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی پر ناکام ہو رہی تھی۔۔۔

کھانا کھاؤ"آرزک نے بنا اس کی بات کا جواب دیے سختی سے کہا۔"

نن۔۔نہیں کھ۔۔کھاؤں گی،،،"ایلف بضد ہوتے سختی سے بولی۔۔"

مجھے بار بار بات دہرانے کی عادت نہیں ایلف،،، میں نے کہا کھانا"
کھاؤ،،، "اب کی بار آواز دھیمی تھی پر انداز میں وارننگ تھی وہ جواب تک
آرزک کے غصے سے انجان تھی یوں ہی ضد بیٹھی رہی۔
میں نے کہا کھانا کھاؤ،،، "اب کے آرزک اتنی بری طرح دھاڑا کے ایلف"
لرزتی اپنی جگہ سے اچھل پڑی اور بے اختیار پیچھے کو کھسکی۔۔۔
تمہیں عزت کی زبان سمجھ نہیں آتی نہ،،، "غصے سے ایلف کے قریب"
جاتے اس نے جھٹکے سے ایلف کے بال مٹھی میں دبوچے تو ایلف کا دل
سوکھے پتے کی مانند کانپنے لگا۔اس پہلی بار آرزک خانزادہ سے اتنا خوف
محسوس ہوا تھا کہ جان کا خطرہ لاحق ہوا تھا۔کہ اس کے قریب کھڑا شخص اس
کا آرزک نہیں بلکہ کوئی وحشی درندے کی طرح پیش آرہا تھا۔۔
لاسٹ وارننگ،،، کھانا کھاؤ،،، "اب کے بال چھوڑتے اس نے گن ایلف"
کے ماتھے پر رکھی تو ایلف کی رنگت زرد پڑنے لگی خوف سے آرزک کو
دیکھتی وہ پتھر ہو گئی تھی جب آرزک دوبارہ بولا۔۔۔اس بار ایلف نے بنا

کچھ کہے خوف سے ٹرے اپنے آگے کی اور چمچ بھر کے چاول اٹھا کر منہ میں ڈالے۔۔۔اس کے ہاتھ اتنی بری طرح لرز رہے تھے کہ چمچ پکڑنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔آرزک اسے کھانا کھاتے دیکھ رہا تھا۔۔۔ہر نوالہ اس کے حلق میں اٹک رہا تھا اور وہ ہر نوالے پر پانی کا ایک گھونٹ بھرتی زبردستی نوالے کو حلق کے نیچے اتار رہی تھی۔۔

بب۔۔بس،،،"ایلف نے کھانا پیچھے کرتے کہا جبکہ صرف گنتی کے چند" نوالے لیتے دیکھ آرزک کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

یو ہیو آنلی فائیو منٹ ایلف،،،فنش کرو اسے،،،"ایک بار پھر ایلف کو دھمکی" دی تو ایلف کے رونے میں روانی آئی۔

آ۔۔۔آئی ہ،،،ہیٹ۔۔۔یو۔۔"وہ واپس کھانا قریب کرتے سسکتے ہوئے" بولی تو آرزک کے لب گہرا مسکرائے۔۔

ڈونٹ وری میں تمہیں خود سے نفرت کرنے کی بہت ساری مزید وجوہات" دوں گا،،،"وہ سفاکیت کی انتہا پر تھا۔۔ایلف زبردستی پانی سے نوالے حلق

سے نیچے اتار رہی تھی زیادہ پانی پینے کی وجہ سے شاید کھانے میں دشواری ہو رہی تھی جب آرزک کو محسوس ہوا کہ اس کا پیٹ بھر گیا ہے تو وہ دو باہ مخاطب ہوا۔۔۔

اگر پیٹ بھر گیا تو چھوڑ سکتی ہو،،، "آرزک کے حکم پر وہ ٹرے پیچھے کھسکا" گئی ابھی وہ سیدھی بھی نہ ہوئی تھی آرزک نے بازو پکڑتے اسے اپنے مقابل کھینچا تو وہ خود سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔ منظر کچھ یوں تھا کہ ایلف گھٹنے کے بل زمین پر آرزک کے مقابل اس کے قریب کھڑی تھی اور آرزک بیڈ پر بیٹھا تھا۔

سر پر دوپٹہ درست کرو،،، اور جا کر منہ دھو کر آؤ،،، "وہ ایلف کے چہرے" کو اپنی بے تاثر نظروں سے چھوتا بولا تو ایلف نے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔ آنکھوں میں دنیا جہاں کا غم معجزن تھا۔ آرزک نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیے ایلف کو یہ کچھ وقت کے لیے ہی صحیح پر آرزک سے دور ہونے کا

بہتریں موقع لگا جبھی بناوقت زائع کیے وہ کمرے سے منسلک واشروم میں بند ہوگئی۔۔۔

باہر آؤایلف،،،"کافی دیراس کے باہر آنے کاانتظار کرنے کے بعد آرزک" نے واشروم کے دروازے پر دستک دی پراندر سے محض سسکیوں کی آواز آئی تووہ غصے سے جبڑے بھینچ گیا۔

ایلف فوراباہر آؤورنہ میں اندر آجاؤں گا،،،"آرزک کی دھمکی کارآمد تھی" اگلے لمحے ہی وہ دروازہ کھولتی باہر نکلی۔۔چہرے بے انتہا سرخ تھاوہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔آرزک نے بازو سے کھینچتے اسے صوفے پر بٹھایا۔

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔اکیلے۔۔۔رہناہے۔۔جج۔۔جاؤیہاں سے،،،"

وہ بھاری آواز میں بناآرزک کے جانب دیکھتے بولی توآرزک نے قہقہ لگاتے اس کارخ اپنی جانب کیا۔۔۔آرزک کی اس اچانک حرکت پر وہ پل بھر کو خوفزدہ ہوئی۔

تمہیں تو ایک طویل عرصہ میرے ساتھ گزارنا ہے،،، اور بہت قریب "
گزارنا ہے،،، تم مجھے کمرے سے جانے کا کیسے کہہ سکتی ہو،،، "آرزک کا لہجہ
نارمل نہیں تھا ڈرا دینے والا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ خوفزدہ ہوتے پیچھے ہونے
لگی جب آرزک نے اس کی کوشش ناکام کر دی۔۔

ابھی قاضی اور گواہ آرہے ہیں،،، پانچ منٹ بعد ہمارا نکاح ہے،،، بنا کسی "
چوں چراں یا شور شرابے کے نکاح کر لینا ورنہ ٹرسٹ می اب تک بھی میں
نے تم پر اپنا اصل ظاہر نہیں کیا،،، اگر انکار کیا تو تب تم میرا اصلی روپ دیکھو
گی،،،، "وہ سرد لہجے میں بولتا اس کی جان نکالنے لگا۔

مم۔۔میں۔۔۔کک۔۔کسی صورت۔۔۔تت۔۔تم سے شادی نہیں "
کرو۔۔گی،،، "ایلف فوراً اس کی پکڑ میں پھڑ پھڑائی تو آرزک لبوں کو ٹیڑھا
کیے مسکراتے اسے دیکھنے لگا۔

اوکے،،، پھر تمہارے پاس دوسرا آپشن یہ ہے یا تو تم عبدالرحمن کو بچا لو یا "
پھر اریبہ کو،،، کیونکہ میں تم سے روز نکاح کا پوچھوں گا،،،، میں اتنا بھی ظالم

نہیں ہوں،،، تمہاری پوری رضامندی اور خوشی سے نکاح کروں گا،،،
لیکن ایک دن کے انکار کے بدلے میں تمہارے ایک بچے کی جان لوں گا،،،
اور سرِ فہرست میں نے اریبہ اور عبدالرحمن کو رکھا ہے،،،" وہ مسکرا کر کہتا
کھڑا ہو گیا تو ایلف کی سانس حلق میں پھنسنے لگی۔۔وہ سفاکیت کی انتہا پر تھا
تت۔۔تم ایسا۔۔۔ نہیں کر سکتے۔۔وو۔۔وہ تمہیں۔۔بب۔۔باپ کہتے "
تھے،،،" ایلف بری طرح چیخی تھی۔
لاسٹ وارننگ ایلف،،، اب مجھ پر چیخنا مت،،، مجھے اپنے سے اونچی آواز وہ"
بھی کسی عورت کی پسند نہیں،،،" آرزک اچانک ایلف کا جبڑا پکڑتے دھاڑا تو
وہ آنکھیں میچ گئی۔۔۔
مم۔۔میرے بچو۔۔ں کا اس میں۔۔کک۔۔کیا قصور۔۔" وہ سسکتے "
ہوئے سوال گو تھی۔
تمہارا قصور یہ کہ باران دلشیر کی جان تم میں بستی ہے،،، اور ان بچوں کا"
قصور یہ ان کی جان تم میں بستی ہے سو،،، اور ویسے بھی تم آج پہلے دن انکار

کر چکی ہو تو بتاؤ پہلے اریبہ کو ماروں یا عبدالرحمن کو،،، جلدی بتاؤ ورنہ میں خود فیصلہ کر لوں گا،،،" فون پر ایک نمبر ملاتے کان سے لگایا اور ایلف کو دیکھا جو خوف سے پھیلی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

مم۔۔میں۔۔انکار نہیں کر رہی۔۔مم۔۔میں۔۔نن۔۔نکاح" کروں۔۔گی،،،" وہ فورا بولی جس پر آرزک نے نفی میں سر ہلایا۔

اب میرا موڈ نہیں،،، آج کا دن تمہارا انکار ہو گی،،، ایک کو تو تمہیں کھونا" پڑے گا،،، کل ہو گا نکاح اگر تم خوشی سے رضامند ہو تو ورنہ،،،" ابھی آرزک بول ہی رہا تھا کہ ایلف فورا اس کے سامنے آئی۔

مم۔۔میں ابھی۔۔۔بھی۔۔خ۔خوشی سے نکاح۔۔کر رہی" ہو۔۔۔مم۔۔میں آج ہی۔۔۔کروں گی،،،" ایلف نے آنسو پونچھتے فورا کہا تو آرزک مسکراتا کرسی پر بیٹھ گیا۔

میں کیسے یقین کر لوں تم خوش ہو،،، تمہارے چہرے پر تو آنسو ہیں،،،؟""

آرزک فون کان سے ہٹاتے پر سوچ انداز میں کہا۔تو ایلف فورا سے جلدی

جلدی اپنے آنسو صاف کرنے لگی اس لمحے آرزک کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔وہ اسے اذیت دے کر خوشی حاصل کرنا چاہتا تھا پر نجانے کیوں دل اس لڑکی کے لیے کسی سختی پر قائل نہیں ہو رہا تھا اب بھی اسے رلا کر خود اندر سے ماتم کناں تھا۔۔جس کی آواز آرزک خانزادہ سختی سے دبا چکا تھا۔

تم کہہ رہی تھی تم مجھ سے نفرت کرتی ہو،،، پھر دلی رضامندی" کیسی،،،؟"آرزک کی اب کی بات پر ایلف مٹھی بھینچ گئی کیسا ظالم شخص تھا محبت کا اقرار بھی دھمکا کر چاہ رہا تھا۔

مم۔میں غ۔۔غصے میں کہہ۔۔رہی تھی۔۔تم سے۔۔۔مم۔محبت" کرتی۔۔ہوں بہت،،،"کہتے کہتے ایلف کی آواز رندھ گئی تھی وہ دھیمے سے بے بسی سے چہرہ جھکا گئی۔۔۔آرزک جانتا تھا وہ خوف کے باعث محبت کا اقرار کر رہی ہے۔پر پھر بھی نفرت کے پرچار کے بعد اس اقرار نے دلی سکون دیا تھا۔۔۔۔

اوکے تم اتنا یقین دلا رہی ہو تو ٹھیک ہے،،، دوپٹہ سر پر اوڑھ لو قاضی آ چکا" ہے،،، "کہتے ساتھ آرزک کھڑا ہوتا کمرے سے باہر نکلا تو ایلف بیڈ پر بیٹھتی چہرے پر دوپٹے کا گھونگھٹ ڈالتی زار و قطار رونے لگی جبھی کچھ لمحے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور چند حضرات اندر داخل ہوئے۔۔کچھ دعاؤں کے بعد نکاح شروع ہوا۔

ایلف دلشیر،،، ولد دلشیر احمد،،، کیا آپ کو آرزک خانزادہ،،، ولد احتشام" خانزادہ سے باعوض مہر پچیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت یہ نکاح قبول ہے،،، "ایک بھاری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔دل بند ہونے لگا۔وہ نہیں جانتی تھی کمرے میں کون ہے کون نہیں۔۔بس اتنا معلوم تھا کہ وہ ظالم شخص ضرور کمرے میں ہو گا۔۔۔وہ رضامند نہیں تھی پر جانتی تھی اگر انکار میں دیر کی تو عبدالرحمن کی جان چلی جائے گی اس لیے تیزی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

بیٹا منہ سے زبانی اقرار کریے،،،"مولوی کے کہنے پر۔۔ایلف نے منہ کھولا" پر آواز حلق میں پھنسنے لگی۔۔

"قق۔۔۔قبول ہے،،،"

مولوی نے دو مرتبہ اور پوچھا اور ایلف نے یہی جواب دیا اس کے بعد ایلف کا دماغ سن پڑنے لگا وہ نہیں جانتی تھی کہ آرزک سے کب ایجاب و قبول لیا گیا کچھ وقت بعد اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا اور وہ اسی بیڈ پر گھونگھٹ سمیت بھربھری مٹی کی طرح ڈھیر ہو گئی۔

گاڑی مینشن کے اندر رکی تو وہ اپنے ریبٹ کو لیے گاڑی سے نیچے اتری اس کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔عابدہ بیگم باہر ہی شال لپیٹ کر لاؤنج میں بیٹھی تھیں انہیں زین اور سحر کا ہی انتظار تھا جب سحر کو روتے دیکھ پریشانی سے کھڑی ہوئیں سحر لمحے میں ان کے گلے لگ گئی۔۔

ماما،،، مم،، میرا جیک مر گیا،،، "وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولیں تو عابدہ" بیگم اس کی پیٹھ سہلانے لگیں۔

جب کہ ان کی نظریں پیچھے کھڑے زین پر تھیں جو انہیں جتاتی نظروں سے گھور رہا تھا جیسے جتانا چاہ رہا ہو یہ انتخاب ہے آپ کا۔؟؟؟

بس،،، سحر،،،، سب کو اس دنیا سے ایک دن جانا ہے صبر رکھو،،، اللہ" جیک کو جنت نصیب کرے گا،،، سوچو وہاں اسے کوئی پریشانی یا بیماری نہیں ہو گی وہ وہاں خوش ہو گا بہت،،،" عابدہ بیگم نے اسے تسلی دی جب کہ زین انہیں یوں دیکھنے لگا جیسے اسے ان کی عقل پر شبہ ہو۔۔۔

سچ میں،،،؟" سحر عابدہ بیگم سے الگ ہوتی پوچھنے لگی کیونکہ اس نے تو یہی سنا تھا ان جانوروں کا وجود صرف دنیا کے لیے ہے۔۔

بالکل،،، "عابدہ بیگم کے کہنے پر وہ جیک کو دیکھتی گارڈن کے کونے" والے حصے کی طرف بڑھنے لگی زین جو اس انتظار میں تھا کے وہ اس مرے ہوئے خرگوش کو ڈسٹبن میں پھینکے اسے زمین پر بیٹھتا دیکھ شدید جھٹکا لگا۔۔وہ

اب روتے ہوئے آہستہ آہستہ اس زمین کو کھود رہی تھی۔وہاں کی مٹی نرم تھی باآسانی جگہ چھوڑ رہی تھی اس نے زمین میں ممکنہ کھڈا کر کے اس میں جیک کی لاش کو رکھ رکھ دیا اور اس پر مٹی ڈالنے لگی۔۔

"سیریسلی مام،،، آپ اور ڈیڈ مجھ پر اتنا بڑا ظلم کرنے کا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں،،، کہاں سے یہ لڑکی آپ دونوں کو میری کیپبلیٹی کی لگتی ہے،،،؟" وہ حیران تھا جبکہ عابدہ بیگم اسے سرد نظروں سے گھورنے لگیں۔

"ہاں واقعی تمہارے مطلب کی نہیں ہے،،، معصوم ہے بھولی بھالی دنیا کی تیز تراری سے دور پاک اور پیور،،، جبکہ تمہیں تو یونیورسٹی میں پڑھنے لکھنے والی ماڈرن بولڈ اور مردوں کے مشابہ چلنے والی لڑکی چاہیے،،،" غصے سے کہتی وہ اندر چلی گئیں۔ایک نظر سحر کو دیکھتے وہ بھی اپنے کمرے میں چلا گیا اسے شدید نیند آ رہی تھی۔۔کمرے میں جاتے ہی وہ جوتے اتار کر بیڈ پر لیٹ گیا اور چند لمحوں میں ہی گہری نیند میں سو گیا۔نجانے کتنی دیر گزری تھی کہ اپنے آنسو خشک کرتی سحر کمرے میں آئی۔۔۔وہ دو دن سے اس

کمرے میں تھی پر آج اسے اس کمرے سے خوف آرہا تھا وجہ زین تھا جو بیڈ پر پھیلا گہری نیند میں تھا۔۔۔کمرے میں اے سی کی کولنگ آن تھی اس کے باوجود سحر کو گھٹن محسوس ہو رہی تھی نجانے کیوں جتنی محبت وہ اپنے دل میں زین کے لیے سموئے آئی وہ اس کے دھتکارے جانے کے بعد اچانک غائب ہو گئی تھی۔۔اسے صرف اس کی دادی کا رشتہ اور ان کی محبت نصیب ہوئی تھی پر اتنے میں ہی وہ مغرور ہو گئی تھی۔۔۔چھوٹے چھوٹے قدم لیتے وہ بیڈ کے قریب آئی اور اپنی جگہ تلاشنے لگی پھر بہت ہمت جمع کرتے بیڈ پر پھیلا زین کا بازو ایک طرف کیا اور اس کنارے پر لیٹ گئی۔۔وہ بالکل سیدھی پیٹ پر دونوں ہاتھ رکھے لیٹی تھی کہ یوں کہ سانس لینا بھی مشکل تھا یہ ڈر تھا کہ کہیں س وہ اٹھ نہ جائے۔۔نیند بھی نجانے آج روٹھی ہوئی تھی وہ گردن موڑ کر نیم اندھیرے میں زین کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی۔۔

اے سی کی ایل ای ڈی لائٹ سے کمرے میں سفید چاندنی سی بکھری تھی کچھ لمحوں بعد کمرے کا ہر منظر صاف ہونے لگا۔زین کی ہلکی ہلکی بیئرڈ تھی۔۔۔

اس کی بھنویں گھنی تھیں اور اوپر ناک کھڑی مغرور سی۔۔اور اوپر کا ہونٹ نیچے کے ہونٹ کے بانسبت پتلا تھا۔۔ سفیدی مائل چہرہ جس پر اس وقت گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے کوئی تناہوا تاثر نہیں تھا۔۔۔

واپس نظریں چھت پر مرکوز کرتے اس نے آنکھیں موند لیں۔۔۔زیادہ رونے کے باعث جلن کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکلتے گالوں پر بہنے لگے نجانے یونہی لیٹے کتنی دیر ہوئی تھی کہ اچانک منہ سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی جس پر وہ فورا اپنے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ گئی زین گہری نیند میں اسے اپنے قریب کھینچ چکا تھا اور ایک ٹانگ اس پر ڈالتا اپنے وجود کا آدھا وزن اس کے اوپر منتقل کر چکا تھا۔۔۔اس کا ایک ہاتھ سحر کے سینے سے ہوتا اس کے بازو کو حصار میں اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ ہاتھ کا سارا وزن سحر کی گردن پر تھا یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہاتھ نہ ہٹاتو اسے اگلی سانس نصیب نہیں ہو گی۔۔۔بہت مشکل سے سحر نے اس کا ہاتھ اپنی گردن سے نیچے کیا تو زین کا ہاتھ اس کی کمر پر آ ٹھہرا۔ سحر جلدی جلدی گہرے سانس لینے لگی آنکھیں اور شدت سے

برسنے لگیں دل نے سرگوشی کی کہ اگر یونہی رہا تو وہ دھڑکنا بند کر دے گا۔۔۔ سحر نے بے بس سی نظریں اوپر اٹھائیں تو زین گہری نیند میں تھا شاید وہ اسے اپنا تکیہ سمجھ کر دبوچ گیا تھا۔۔۔ سحر نے ممکنہ حد تک کوشش کی کہ اس کے حصار کو توڑ سکے لیکن پھر ہمت ہارتی رونے لگی اس کا نازک وجود زین کا وزن برداشت نہیں کر پا رہا تھا پر وہ چاہ کر بھی زین کو نہیں جگا سکتی تھی۔۔ تبھی کوشش ترک کر دی پر کچھ وقت بعد نیند کی دیوی کو اس پر رحم آگیا اور وہ زین بوجھ تلے خود بھی سو گئی۔۔۔۔

صبح زین کی نیند ٹوٹی تو انگڑائی لیتے سستی سے ایک دم اپنا تکیہ اپنی بانہوں میں دوچا اور گہری سانس لی لیکن پھر بند آنکھوں سے محسوس ہوا کہ یہ تکیہ کچھ مختلف تھا۔۔۔ ہاتھوں سے اس تکیے کو چھوتے محسوس کیا تو جھٹکے سے آنکھیں کھولیں کیونکہ یہ تکیہ نرم تو بہت تھا پر ہموار ہرگز نہیں تھا۔۔۔ لیکن آنکھیں کھولنے پر اسے شدید جھٹکا لگا کہ وہ آنکھیں میچے اس کے بازو کے حصار میں تھی اور زین کا ہاتھ اس کے وجود کو خود میں سموئے ہوئے تھا۔۔ سفید چہرہ

سرخ اناری تھا اور کچھ آنسوؤں سے نرم اس کی میچی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ جاگ رہی تھی۔۔۔زین کئی لمحے اسے دیکھے گیا وہ اس کے بے انتہا نزدیک تھا اسکے اور زین کے درمیان انچ بھر بھی فاصلہ نہیں تھا لبوں پر کپکپاہٹ تھی کل تک جو اس کے بچی ہونے کی دلیل پیش کر رہا تھا اب ایک دم کیفیت تبدیل ہوئی تھی۔۔اس کی قربت بہت کمفرٹیبل تھی۔۔کمرے میں اے سی کی ٹھنڈک کے باوجود گرمائش محسوس ہو رہی تھی۔۔رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔۔یہ کیا ماجرا ہوا وہ سمجھ نہ پایا۔۔نگاہ اس کے لبوں پر اٹک سی گئی اور حلق میں کانٹے اگ آئے سحر کے وجود پر رکھا ہاتھ لرز سا گیا اپنی کیفیت سے ڈرتا وہ لمحے میں بیڈ سے اتر کر اس سے دور ہوا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔۔۔دوسری طرف وہ جو اس کے ہاتھوں کی بے باک حرکتوں پر بے بسی سے رونے لگی تھی اسے خود سے دور محسوس کرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔وہ اس کیفیت سے انجان تھی اسے بس اتنا معلوم تھا کہ زین اس کا شوہر ہے پر میاں بیوی کے درمیان قائم ہونے والے رشتے کا اسے زرا

اندازہ نہیں تھا۔۔ جبھی تو کل رات سے اس بات سے رو رہی تھی کہ اس کا دل بہت زیادہ تیز دھڑک رہا ہے دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ پہلی بار کسی لڑکے نے وہ بھی اتنی بے باکی سے اسے اس طرح سے چھوا تھا۔۔زین کے تو اسے کمبل دور ہوتے ہی وہ بری طرح کمبل میں چہرہ چھپائے رو دی رات کی ضرورت بھی نہ پڑی تھی کہ زین کی صورت میں ایک بھاری بھر کم کمبل اس کے وجود پر تھا۔

ہیے،،، تم یہاں کیا کر رہی ہو،،؟ تمہاری جرأت کیسے ہوئی میرے قریب آنے کی،،،"اپنی متضاد کیفیات پر قابو پانے کو زین نے اچانک غصے سے پوچھا۔۔۔تو وہ جو رات سے اب تک بے بسی ہی محسوس کر رہی تھی جس کی وجہ سے سحر کا غصہ بڑھ چکا تھا۔اسے غصہ کم آتا تھا پر آتا تھا۔۔اب بھی اس کا پارہ ہائی ہو چکا تھا۔۔۔

میں آپ کے پاس نہیں آئی،،، بلکہ آپ مجھے گدا سمجھ کر میرے اوپر سو گئے" تھے،،،"وہ اٹھ کر بیٹھی غصے سے بولی۔۔۔آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔۔۔

سحر کا چہرہ تو سرخ نہ ہوا البتہ شرم سے زین کا اپنا چہرہ سرخ پڑنے لگا وہ کیسا دیدہ دلیری سے اسے بتا رہی تھی نہ شرم نہ لحاظ یا تو وہ بالکل معصوم تھی کہ اپنے اور اس کے درمیان رشتے کو نہیں سمجھ رہی تھی یا معصوم بننے کی سازش تھی۔۔۔

میری کمر ٹیڑھی ہو گئی اور سانس بھی اتنی مشکل سے لے رہی تھی"

میں،،،، "وہ روتے ہوئے اس کی معلومات میں مزید اضافہ کرنے لگی۔۔۔

تو کس نے بولا تھا میرے قریب آنے کو،،، "زین نے جواباً دانت پیس کر"

غصے سے پوچھا۔

میں خود نہیں آئی،،، آپ نے زور سے کھینچا تھا،،، میرا ہاتھ بھی اترنے والا"

ہو گیا تھا،،، میں ساری رات نہیں سوئی،،، میں ماما کو بھی بتاؤں گی،،، صبح

آپ بیڈ ٹچ بھی کر رہے تھے مجھے،،،، "وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپاتے بے اختیار

آواز سے رونے لگی۔۔(تو سارا غم ہی اس کے بیڈ ٹچ کا تھا۔)اسے تو عابدہ

نے کہا تھا زین بہت نیک اور شریف ہے ابھی غصے میں ہے اسے کچھ نہیں کہے

گا۔۔جب کہ اس کے بیڈ ٹچ والی بات پر زین کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔بے اختیار جبڑے بھینچتے زین نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

یہ چاہتے تھے ڈیڈ۔۔؟؟؟وہ اس سے رشتہ قائم کرے جسے اس کے اور اپنے درمیان اس نازک رشتے کی نزاکتوں کا اندازہ تک نہیں تھا۔۔۔۔

نکلو میرے کمرے سے،،،، "اسے روتا دیکھ زین نے سختی سے کہا تو وہ" آنکھیں پھاڑے زین کو دیکھنے لگی۔

میں نے کہا آؤٹ،،،، "زین نے پھر اپنی بات پر زور دیا تو اچانک سحر کا غصہ" بھی بڑھ گیا۔وہ شخص غلطی پر تھا۔پر اپنی غلطی ماننے کے بجائے اسے کمرے سے باہر نکال رہا تھا۔۔۔

میں ماما اور ڈیڈ کو سب بتاوں گی،،، "وہ وارننگ دیتے غصے سے بیڈ سے اٹھی" اس سے پہلے وہ دروازے تک پہنچتی زین نے اس کا بازو اپنی سخت گرفت میں پکڑ لیا۔۔کوئی بھروسہ نہیں تھا باہر جا کر وہ اس کی عزت کے اشتہار لگا دیتی۔۔۔اور پھر اس کے ڈیڈ غلط سمجھتے اس پر سحر کو مسلط کر دیتے۔۔

کیا بتاؤ گی مام اور ڈیڈ کو تم،،،؟"زین درشتگی سے پوچھ رہا تھا اس کا یہ غیر" انسانی انداز سحر کو مزید باغی کر رہا تھا وہ چھوٹی عمر کی تھی پر اس کے ساتھ بہت توجہ اور لاڈ پیار سے بڑی ہوئی تھی بے شک وہ میاں بیوی کے درمیان قائم ہونے والے تعلق سے انجان تھی لیکن یہ لہجے کہاں برداشت تھے اسے جو زین اختیار کر رہا تھا۔

"سب بتاؤں گی،،، آپ ساری رات میرے اوپر سوئے،،، میری ہڈی پسلی بھی ہل گئی،،، پھر صبح،،، صبح،،، "وہ بولتے بولتے اٹک گئی تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اس وقت اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا جو زین نے بغور دیکھا تھا۔

"صبح کیا،،،؟"اسی طرح سختی سے استفسار کیا۔

"صبح آپ نے مجھے بیڈ ٹچ کیا تھا،،، "وہ غصے سے زین کے ہاتھ سے بازو نکالتے بولی تو زین کے ہونٹوں پر اچانک مسکراہٹ آگئی۔۔

تم جانتی ہو میں تمہارا کون ہوں،،،"اب کے زین نے سینے پر ہاتھ باندھتے پوچھا تو سحر اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے لگی وہ تو جانتی تھی وہ کون ہے پر شاید وہ قبول کرنے سے انکاری تھا۔

"شوہر ہیں میرے،،،بنا توقف کے یوں کہا جیسے یہ قبول کرتے اس کے منہ میں کڑواہٹ گھلی ہو جبکہ زین اس کے تیور دیکھ اب ماتھے پر بل ڈالے اسے گھور رہا تھا۔

"تو جس کو تم بیڈ ٹچ کہہ رہی ہو نہ اسی سے بے بی ہوتے ہیں،،،اور اس طرح ہر شوہر اپنی بیوی کو ٹچ کر سکتا ہے،،،اور جو لڑکیاں باہر سب کو یہ راز کی باتیں بتاتی ہیں ان کو سب بے شرم کہتے ہیں اور جہنم میں ان کا ایک الگ ٹھکانہ ہوتا،،،اب جاؤ اور شوق سے مام اور ڈیڈ کو میرے بیڈ ٹچ کے بارے میں بتاؤ،،،"نخوت سے کہتا وہ واشروم کی جانب بڑھ گیا لیکن پھر واپس پلٹا تو ایک اور جھٹکا لگا۔۔۔وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے ساکت نظروں سے اپنے پیٹ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔زین کا دل کیا باتھ ٹب میں ڈوب کر اپنی جان دے

دے وہ کسی صورت اس لڑکی کو برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔اسے ایک بیوی چاہیے تھی جو اس کی بے بی سٹر کی طرح کیئر کرے۔۔۔ناکہ ایک بے بی چاہیے تھے جسے وہ پالے۔اس کی سوچ زین پڑھ چکا تھا پر چاہ کر بھی وہ مزید کچھ کلیئر نہیں کر سکتا تھا کیونکہ سحر اور اپنے درمیان کے رشتے کو وہ قبول سے انکاری تھا۔ کرنے

جب میں کمرے میں ہوں تو تم مجھے میرے کمرے میں نہ دکھو،،،اور خبر" دار تم نے یہ بات کسی کو بھی بتائی،،،اگر تم نے مام ڈیڈ سے میری کوئی بھی شکایت تو میں تمہیں شکاری کتوں کے سامنے ڈال دوں گا،،، پانچ منٹ بھی نہیں لگے گا وہ تمہیں کھا پی کر ڈکار جائیں گے،،،"اپنی بات مکمل کرتا وہ واشروم میں بند ہو گیا جبکہ سحر وہیں سن کھڑی رہ گئ۔

میں خود بھی اس کمرے میں نہیں آؤں گی،،،"وہ غصے سے پیر پٹختی" کمرے سے باہر نکل گئ۔۔۔

****

زرمش نے ایک نظر اپنے ہاتھ پر رکھے باران کے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے ٹیبل سے ایک کانٹا اٹھاتے باران کی ہاتھ کی پشت پر گاڑھ دیا۔۔۔

باران اس حملے کا گمان بھی نہیں رکھتا تھا فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کرتا وہ زرمش کو سرخ آنکھوں سے گھورنے لگا جس کا نقش نقش اینارہ جیسا تھا پر اینارہ جیسی معصومیت کہیں نہیں تھی۔۔۔

"میں تمھیں زمین میں زندہ گاڑھ دوں گا،،،" ابھی باران دانت پیستے بول رہا تھا کہ زرمش نے سختی سے اس کی بات کاٹی۔

"دوبارہ ٹچ مت کرنا،، کرنا چاہو تو اپنی دو مرتبہ کی حالت یاد کر لینا،،" وہ کھلے عام چیلینج کر رہی تھی یقیناً یہ زاویار کی تھپکی کا نتیجہ تھا۔

"تم ایک،،، کوٹھے والی بدکردار لڑکی ہو،،، اپنی اوقات بھول رہی ہو،،،" باران نے انتہائی حقارت سے کہا (حالانکہ ایک کوٹھے والے کو وہ اپنے ماتھے کا تاج بنانے کو تیار تھا مگر تھا ناں کمینہ اسی لئے یہاں بھڑاس نکالنا ضروری تھا!) تو زرمش لب بھینچ گئی کاش یہ ایک ٹیگ کوٹھے کا اس پر نا لگتا تو۔۔۔۔

میری اوقات مت تولو باران دلشیر،،، ورنہ تم اپنی اوقات کا اندازہ نہیں لگا"
سکو گے،،؟؟؟؟ایک کوٹھے والی کے ساتھ بیٹھ کر پوری دنیا کے سامنے ڈنر
کر رہے ہو،،؟ کیا ہر کوٹھے والی کو اتنی عزت دیتے ہو،،، یا تمہارا اپنا معیار
بھی کوٹھے پر رہنے والوں جتنا ہے،،، "وہ مسکرا کر کہتی باران کے سینے پر
سانپ چھوڑ گئی۔۔۔آئینہ بہت بھیانک تھا باران نے آنکھیں بند کرتے
بمشکل خود پر ضبط کیا۔۔۔
میں کسی کوٹھے والی کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے دوست کی،،،،! "یک دم کہتے "
کہتے باران کے الفاظ اٹک سے گئے تھے جس پر زرمش مسکرانے لگی تھی۔
ابھی وہ اسے کوٹھے والی کہہ رہا تھا اور اب خود اقرار کرنے والا تھا کہ وہ اس کی
دوست کی بیوی اور اس کے لیے قابل احترام ہے۔
ہاں بالکل صحیح کہہ رہے تھے آگے کہو،،؟اب میں تمہارے دوست کی"
بیوی ہوں،،،اس لیے کوئی بھی بکواس کرنے سے پہلے سوچ سمجھ کر بولنا،،،
میں جب کوٹھے پر بندھی تھی تب بھی تمہاری بکواس سننے کی روادار نہیں

تھی تو پھر اب تو مسز زاویار خانزادہ ہوں،،،" وہ بہت یقین اور اطمینان سے بولی تو اسی طرف آتے زاویار کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے جسے وہ لمحے بھر میں چھپا گیا اور سنجیدگی سے باران کو دیکھا جو زاویار کے آنے پر اپنے تاثرات چھپا گیا تھا۔۔۔ لیکن زاویار کی نظر اس کے ہاتھ کی پشت پر موجود چھوٹے چھوٹے سرخ نشانات پر پڑی تھی جیسے وار کیا گیا تھا۔۔۔۔

میں نے زیادہ لیٹ تو نہیں کیا،،،" ماحول کا ہلکا پھلکا کرتے زاویار اپنی" نشست پر بیٹھ گیا پر جواب باران اور زرمش دونوں کی طرف سے نہ آیا۔۔

"باران،،،؟"

باران کو بالکل خاموش ہاتھ میں چمچ گھماتے دیکھ زاویار نے ٹوکا تو باران نے مسکراتے چمچ واپس ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔ زرمش جواب تک شیر بنی ہوئی تھی زاویار کی موجودگی پر ایک بار پھر نروس ہونے لگی تھی۔۔۔ اسے احساس بھی نہیں تھا کہ وہ زاویار پر انحصار کرنے لگی تھی۔ جہاں وہ اکیلی ہوتی تھی مقابلہ کرتی تھی پر عام بیویوں والی صفت اس میں موجود تھی کہ شوہر کی موجودگی

میں وہ سہم جاتی تھی اور چاہتی تھی کہ ان کے بدلے کا مقابلہ ان کا شوہر کرے۔۔۔

تم نے بتایا تو ضرور ہو گا زاویار اپنی بیوی کو کہ میں تمہاری زندگی میں کس قدر اہمیت رکھتا ہوں،،، "کھانا اپنی پلیٹ میں نکالتے باران نے مسکراتے پوچھا تو زاویار کا دل کیا قہقہ لگائے وہ تو حقیقتاً زرمش کی سوتن بننے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہاں،،، بہت زیادہ اہمیت ہے باران تمہاری،،، "زاویار نے تائید کی پر باران" جلتے کوئلوں پر لوٹ گیا جب زرمش کو بالکل نظر انداز کرتے کھانا کھاتے دیکھا۔۔ وہ لڑکی اسے ہمیشہ ٹف چیلینج دیتی تھی۔۔۔ پہلی لڑکی تھی جس کے آگے باران نے شکست کھائی تھی۔۔۔ لیکن کچھ پل سوچنے کے بعد ہی اس کے لب کمینگی سے مسکرائے۔۔

صبر ینہ سے تمہارا رابطہ ہوتا ہے زاویار،،،؟ تمہاری پہلی بیوی تھی وہ،،،، "اب بھی اس سے اتنی محبت کرو گے تو زندہ نہیں رہ پاؤ گے،،،، "باران نے

نارمل سے لہجے میں کہتے زرمش کو دیکھا اس کا یقین ٹھیک تھا وہ کتنا بھی نظر انداز کرتی پر اب بیوی بن چکی تھی زرمش کے کھانا کھاتے ہاتھ کی حرکت رکی تھی اور پل بھر میں چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔

"باران دلشیر سٹاپ ٹاکنگ نانسینس،،، زاویار نے سختی سے ٹوکا۔۔۔ویسے ہی وہ اس لڑکی کو اپنے خول سے باہر نہیں نکال پا رہا تھا اور کمینہ باران اس امر کو جان بوجھ کر اور مشکل بنا رہا تھا۔

"اوہ،،، آئی ایم سوری،،، تم دونوں میاں بیوی کو دیکھ کر لگا کہ اب تک ایک دوسرے کے ساتھ کمفرٹیبل نہیں ہو پا رہے تو میں یہی سمجھا کہ شاید وجہ تمہاری پہلی محبوب بیوی،، سوری میرا مطلب صبرینہ،،، "باران یکسر اپنی بات ادھوری چھوڑ گیا۔۔۔زاویار نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا البتہ زرمش اب بھی نظر انداز کرتی پر سکون سا کھانا کھا رہی تھی لیکن یہ وہی جانتی تھی کہ ہر نوالہ اس کے حلق میں اسی طرح اٹک رہا تھا جیسے صبرینہ کا نام پھندا بن کر دل میں اٹک رہا تھا۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی کیوں پر اس کا

دل رونے کا کر رہا تھا۔وہ اندر ہی اندر دل میں کئی بار یہ بات دہرا چکی تھی کہ اسے زاویار کے کسی عمل سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن پھر بھی پڑ رہا تھا۔۔۔

دوسری جانب زاویار زرمش کو بالکل نارمل دیکھ ٹھٹھک گیا تھا۔۔۔کیا اس لڑکی کو جواب اس کی بیوی تھی اسے واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا جو وہ پر سکون سی اب بھی کھانا کھا رہی تھی؟

کیا زاویار اس کی زندگی میں اب تک اہمیت نہیں رکھتا تھا؟" یہ سوچ کر زاویار کا دل کھانے سے اچاٹ ہو گیا۔

کچھ لمحے بعد زاویار کھڑا ہو گیا زرمش بھی پر سکون ہوتی کھڑی ہو گئی۔۔یہ ڈنر کم ٹارچر زیادہ تھا۔۔باران بھی مسکراتا کھڑا ہوا۔۔۔بل وہ پہلے ہی بلن گارڈ سے دے چکا تھا۔۔۔وہ تینوں ساتھ پارکنگ لاٹ میں آئے تھے ایک استہزائیہ اور قہر برساتی نظر زرمش پر ڈالتے وہ زاویار سے ہاتھ ملا کر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔زرمش اور زاویار واپس گاڑی میں بیٹھے تھے دونوں کے درمیان گہری خاموشی تھی۔۔۔گاڑی سڑک پر چلنے لگی تو زرمش کھڑکی سے

باہر دیکھتے زاویار کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔انجانے میں ہی صحیح وہ توقع کر رہی تھی کہ زاویار اس سے بات کرے گا اسے باران کی صبر ینہ کے متعلق کہی گئی باتوں کی وضاحت پیش کرے گا پر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا وہ بالکل خاموش تھا۔۔۔دل میں ایک چبھن سی ہوئی۔۔۔اس کے دل نے فوراً ہنستے ہوئے سرگوشی کی۔

"وہ کیوں تمہیں وضاحت دے گا زرمش؟تم محض ایک شو پیس ہو۔۔بیوی یا محبوبہ نہیں۔۔اس کی پہلی بیوی سے محبت ہی ہے جو اب تک اسے تمہارے قریب نہیں آیا۔۔بطورِ بیوی تمہیں قبول نہیں کیا۔۔۔"

خود پر ہنستے وہ بھول گئی تھی کہ وہ خود بھی زاویار کو قریب نہیں آنے دیتی تھی۔

دوسری طرف زاویار کو پہلی بار زرمش کی جانب سے مایوس ہوئی تھی اس کا دل عجیب ہو رہا تھا۔وہ زرمش سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا فلوقت۔۔وہ اسے

وضاحت دیتا اگر زرمش کو کوئی فرق پڑتا ہوتا تو۔۔۔پر اس پتھر دل لڑکی کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔

گاڑی مینشن کے گیٹ پر رکی تو زاویار اس کے اترنے کا انتظار کرنے لگا کچھ لمحوں بعد زرمش کو احساس ہوا کہ وہ اس کے اترنے کا انتظار کر رہا ہے تو زرمش گاڑی کا دروازہ کھول نیچے اتر گئی۔۔۔جبکہ زاویار بنا زرمش کی جانب دیکھے گاڑی آگے بڑھا گیا۔زرمش پل بھر وہاں کھڑی رہی پھر دھندلی ہوتی آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔وہ ایک شو پیس تھی۔ایک ضرورت کا سامان بس۔۔۔!اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔۔۔

****

سوگوار سرخ چہرے پر سرد و سپاٹ سے تاثرات تھے۔۔وہ اپنی چھوٹی قسمت اور اس شخص کی بے حسی، ظلم جبر و بربریت پر جتنا رو سکتی تھی رات رو چکی تھی۔۔اب تو آنکھوں سے آنسو بھی جیسے خشک ہو چکے تھے۔سوجی سرخ آنکھیں، سرخ ناک اور گال اس بات کے گواہ تھے کہ وہ رات اس نازک

جان پر بہت بھاری گزری ہے۔۔وہ کھوئی کھوئی سی باہر کے مناظر میں گم تھی۔۔وہ سب کی عزت کرنے والا،سب کو عزت دینے والا شخص نورین کے معاملے میں اتنے کٹھور پن پر اتر آئے گا اسے کہاں اندازہ تھا۔۔اس پر متضاد اس کے ساتھ اتنا کچھ کر کے وہ رات سے اس کا فون تک رسیو نہیں کر رہا تھا۔۔اسی لئے نورین نے اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا کہ ثنا کے ذریعے اس کے ذاتی بنگلے کا ایڈریس لے کر وہ تن تنہا گھر سے نکل آئی تھی۔۔رکشہ ایک جھٹکے سے شہر کے پوش ترین علاقے کے ایک بہت بڑے بنگلے کے بڑے سے بے خبر تھی جیسے۔۔ گیٹ کے سامنے رکا تھا۔۔نورین تب بھی دنیا مافیا باجی،،،آپ کے مطلوبہ پتے پر پہنچ گئے ہیں،،،رکشے والے نے اس کی" توجہ باہر گیٹ کی جانب مبذول کروائی جو اتفاق سے اس وقت کھلا تھا۔۔ شاید ابھی ابھی کوئی گاڑی گیٹ سے نکلی تھی۔۔نورین نے ہوش بحال کرتے اپنے پرس سے پیسے نکال کر رکشے والے کو دیئے۔

جزک اللہ بھائی،،،وہ کہتی تیزی سے رکشے سے نکلی اور اتنی ہی تیزی سے واچ مین کے گیٹ بند کرنے سے پہلے گیٹ پھلانگنا چاہا۔۔

ارے ارے بی بی،،، کون ہو تم،،،؟؟؟اور کہاں منہ اٹھائے چلی آرہی"

ہو،،، گارڈز میں سے ایک گارڈ اسے دیکھ کر اس کی جانب لپکا اور کافی درشت لہجے میں کہتے اس کا ملگجا سا حلیہ بغور ملاحظہ کرتے نورین کے سامنے آیا۔۔

مجھے ضیاء حیدر سے ملنا ہے ابھی،،، میں اس کے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتی" ہوں،،، ضروری کام ہے،،،، نورین اتنے سارے اجنبی ہٹے کٹے مردوں میں خود کو گھرے ہوئے محسوس کر کے گھبرائی تھی۔۔ مگر پھر اپنا مدعا بیان کر ہی دیا۔۔

وہ اس وقت اس گھر میں کسی سے نہیں ملتے،،، تم دوسرے گھر چلی جاؤ،،،" گارڈ نے بدتمیزی سے کہا۔۔نورین کا اس کے حقارت بھرے لہجے پر دماغ گھوم گیا۔۔

مجھے اس سے آج ابھی اسی وقت ملنا ہے،، ہٹو سامنے سے،،، نورین نے چلا" کر کہا تھا۔۔

بی بی بھیک ہی مانگنی ہے،،، بڑے گھر جاؤ،،، یہاں سے کچھ نہیں ملے گا،،،" نکلو یہاں سے،،، گارڈ نے کہتے کہنی سے اس کا بازو دبوچ کر اسے باہر کی جانب گھسیٹا تھا۔۔ جب ایک شیر جیسی دھاڑ پر وہاں موجود سب کے دل دہل گئے تھے۔۔

یو باسٹرڈ،،، چھوڑو اس کا بازو،،،" وہ ساری رات بے قرار رہا تھا۔۔ سوچا نہیں تھا اسے حاصل کرنے کو اس حد تک جانا پڑے گا۔۔ یہ سب کر کے خوش تو وہ بھی نہیں تھا۔۔ تبھی ساری رات سو نہیں سکتا تھا۔۔ کچھ ساری رات نورین کی کالز آتی رہیں تھیں مگر اس میں اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ تبھی اگنور کرتا رہا۔۔ صبح فجر پڑھ کر زرا سی آنکھ لگی۔۔ مگر کچی نیند ہی تھی۔۔ آنکھ کھلنے کے بعد سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔۔ کسی لحظہ سکون نہیں تھا۔۔ تبھی اب وہ بلیک پینٹ پر بلیک

ہی سادہ سی ٹی شرٹ پہنے تیار ہو کر ایحان کے پاس جانے کے لیے اندر سے باہر نکلا تھا۔۔ مگر باہر پورچ میں نکل کر دکھائی دینے والے اگلے منظر نے جیسے اس پر ابلتا لاوا انڈیل دیا تھا۔۔ وہ نورین تھی جو گارڈ سے بحث کر رہی تھی۔۔ اسے امید نہیں تھی وہ اس سے باز پرس کرنے اس کے ذاتی بنگلو میں آن پہنچے گی۔۔ فیروزی شلوار قمیض میں فیروزی دوپٹے پر نیلا سکارف لیے وہ اس کے تڑپتے سلگتے دل پر ٹھنڈی پھوار کی مانند برسی تھی۔۔۔ مگر اگلا لمحہ پھر سے اسے جلتے کوئلوں پر گھسیٹ گیا تھا۔۔ کہ گارڈز نے اس کا بازو دبوچا تھا۔۔ ضیاء بجلی کی سی رفتار سے اس گارڈ کی جانب لپکا تھا آخر اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔۔

ہاؤ ڈئیر یو،،، ہمت بھی کیسے کی اسے چھونے کی،،، ہونے والی بیوی ہو وہ" میری،،، یو باسٹرڈ میں تمھاری جان لے لوں گا،،، ضیاء کا ایک زوردار گھونسا گارڈ کا جبڑا ہلا گیا تھا۔۔ نورین کا دل کیا وہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔۔ ضیاء اب

اس گارڈ کو دھنک رہا تھا۔۔جب اس کے پرسنل باڈی گارڈ نے اسے کمر سے دبوچ لیا۔۔

معاف کر دیں سر،،آئندہ یہ غلطی نہیں ہو گی،،اسے معلوم نہیں تھا یہ چھوٹی بی بی ہیں،،،دوسرے دو گارڈ پہلے والے کو گھسیٹ کر انیکسی کی جانب لے گئے تھے۔۔ضیاء کے باڈی گارڈ نے اسے چھوڑا اور خود بھی وہاں سے جان بوجھ کر چلا گیا۔۔ضیاء بالوں میں ہاتھ پھیرتے گہرے گہرے سانس بھرتے اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی سعی کرنے لگا۔۔جبکہ نورین وہاں آ کورڈ پوزیشن میں کھڑی بری طرح اپنے لب کاٹے گئی۔۔ضیاء ایک گہرا سانس بھرتے اس کی جانب مڑا۔۔

بات کرنی ہے تو اندر آؤ،،ضیاء نے سنجیدگی سے کہا تھا جب کہ اس کے " تحکمانہ لہجے پر نورین اپنا جبڑا بھینچ کر رہ گئی۔۔

مجھے اندر نہیں آنا،،سرد سا لہجہ تھا۔۔ضیاء اس کی جانب دیکھ کر رہ گیا۔۔"

ادھر ایک طرف لان میں آجاؤ،،ضیاء نے دھیمے مصالحتانہ لہجے میں کہاتو"
نورین بھی بغیر بحث کے لان میں دائیں جانب مڑ گئی۔۔اس وسیع و عریض شیش محل کو دیکھ کر اپنی کم مائیگی کا احساس اور شدت سے ہوا تو نورین کے اعصاب پھر سے چٹخنے لگے۔۔وہ آکر لان میں پڑی کین کی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔
اور منتظر رہا کہ وہ بھی بیٹھ جائے مگر نورین کو ہنوز کھڑے دیکھ ضیاء نے گہری سانس بھری تھی۔۔
سٹوبرن لیڈی،،ضیاء نے دل ہی دل میں دانت کچکچائے۔۔"
بیٹھ جاؤ،، سنجیدگی سے کہا۔۔"
نہیں میں ٹھیک ہوں،،میں صرف اتنا پوچھنے آئی ہوں ضیاء تم نے بابا کو کیا" کہا،،انھوں نے فرحان سے میری منگنی کیوں توڑی،،،اور پھر اتنی جلدی تمھارے ساتھ نکاح،،کیوں؟؟؟وہ جن کی میرا چہرہ دیکھے بغیر صبح نہیں ہوتی تھی وہ کیوں میری شکل نہیں دیکھنا چاہتے،،مجھ سے بات تک نہیں کر رہے،،میری عزت کی دھجیاں بکھیرنے کی کیا قیمت لگائی ہے،؟؟؟کیا کیا

ہے تم نے،،،،وہ بھرائی ہوئی آواز میں لال بھبھو کا چہرہ لیے چلائے گئی۔۔
گلے میں پھندا سا لگ گیا تو وہ اپنا سینا رب کرنے لگی۔۔وہ جو بلکل خاموش بیٹھا
تھا اس کے پاس اس کے کسی سوال کا جواب نہیں تھا کہ ایحان نے منہ بند
رکھنے کو اپنے سر کی قسم دی تھی۔۔اسے اپنا سینا رب کرتے دیکھ ضیاء تڑپ کر
اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔وہ تیزی سے لمبے ڈگ بھرتا اندر گیا اور دو منٹ کے
بعد ہی باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔۔۔جو اس نے لا کر
نورین کو تھمانی چاہی مگر اس نے ہاتھ مار کر اسے پرے کرنا چاہا۔۔
نورین ضد مت کرو پلیز زز،،،دو گھونٹ پانی پی لو،،،ضیاء پھر سے بوتل"
اس کے لبوں تک لے کر گیا تو ناچار بند ہوتے سانس کو سنبھالنے کو نورین نے
بوتل میں سے دو گھونٹ پانی کے پی لیے۔۔۔غیر محسوس انداز میں ضیاء نے
اسے کلائی سے تھام کر کرسی پر بٹھایا تھا۔۔وہ گہرے گہرے سانس بھر رہی
تھی۔۔ضیاء اس کے سامنے بیٹھا۔۔۔ضیاء کا چہرہ بھی شدت ضبط سے سرخ
تھا۔۔لب بھنچے ہوئے اور رگیں تنی ہوئی سی تھیں۔۔۔نورین نے بھیگی

پلکیں اٹھا کر ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ مگر چہرے پر نا قابل فہم چٹانوں سے سخت اور پتھریلے تاثرات تھے۔۔۔

ضیاء سب کچھ ٹھیک اور پہلے جیسا کر دو،،، نورین کی بات پر وہ اب بھی" خاموش رہا۔۔ نورین کی ہمت بڑھی۔۔۔ "ضیاء تمھیں پیچھے ہٹنا پڑے گا،،، میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی میں فرحان کو پسند،،،،، نورین کو اپنا منہ بیچ میں ہی بند کرنا پڑا جب ضیاء نے اس قدر ہولناک انداز میں لال انگارا وحشت سے بھرپور نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔ پھر پاکٹ سے سگریٹ سلگا کر اپنے لبوں میں دبائی۔۔

تمھیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا نورین،،، کل ہمارا نکاح ہے اور ہمارے ہاں" نکاح سے پہلے ایسے دلہے دلہن کا ملنا بدشگنی سمجھا جاتا ہے،،،، رہی پیچھے ہٹنے کی بات تو محبت کے معاملے میں ضیاء حیدر اس مقولے پر یقین رکھتا ہے کہ معشوق اگر کسی اور کا ہو جائے تو اسے مار ڈالو،،، تم میری زندگی ہو تو تمھیں تو کچھ نہیں کہوں گا،،، لیکن تمھارا مجھ سے دور ہونا بہت ساری زندگیوں کو داؤ

پر ضرور لگادے گا،،،،اس کے سرد و سپاٹ لہجے نے نورین کو سر تا پیر سلگا یا تھا۔۔

جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنا بند کرو ضیاء،،،میرے جیتے جی تمھاری یہ " خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی،،،وہ چیخ پڑی تھی اسی لئے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔۔

ضیا حیدر اپنے خوابوں اور خواہشات کو حقیقت میں بدلنا جانتا ہے مسز ٹو " بی،، تم کل کو ہونے والے نکاح پر دھیان دو،،، باقی میں سنبھال لوں گا،،،!! ہموار آواز۔ سرد لہجہ۔پر سکون انداز۔وہ آدمی پُور پُور تباہی تھا۔۔۔ اور اگر کل میں نے نکاح کے وقت تمھیں قبول کرنے سے انکار کر دیا تو کیا " کرو گے ضیاء حیدر،،،،وہ غصے سے پاگل ہوتی چلائی اور سامنے والے کو جیسے طیش و اشتعال کے بھڑکتے الاؤ میں دھکیل دیا۔۔

تو پھر میں تمھارے اس گھٹیا کزن کے ماتھے پر گولی مار کر تمھارے بابا کے سامنے تمھیں اٹھالاؤں گا،،،افسوس پھر اس کے بعد تمھیں نکاح کے بغیر میرے پاس،،،،،

چٹاخ،،،،وہ نورین کی لفظی گولہ باری کا اپنے زہریلے الفاظ سے پورا پورا" بدلا لینا چاہتا تھا جب نورین کا ہاتھ ایک مرتبہ پھر بڑی بے اختیاری میں اٹھا تھا۔۔اور پھر پہلے کی طرح ہی ہاتھ اٹھانے کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کر گزری ہے جبکہ وہ کانوں کی لوؤں تک لال بھبھو کا چہرے لئے اپنا جبڑا اور آنکھیں بری طرح بھینچے اپنا طیش واشتعال پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔نورین اپنا پرس اٹھا کر بے تحاشا روتی ہوئی وہاں سے جانا چاہتی تھی لیکن پھر بازو ایک آہنی دہکتی سلاخوں جیسے ہاتھ کی گرفت میں کسی شکنجے کی طرح پھنسا تو نورین کے لبوں سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی۔۔

ضیاء لیومی،،،،وہ سسکی۔۔مگر وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا انھیں ہولناک" تاثرات کے ساتھ اندر کی جانب لے جانے لگا۔۔۔

ضیاء مجھے جانے دو،،، چھوڑو مجھے،،، نورین مسلسل آہ زاری کرتی رہی۔۔"

مگر یہاں سن کون رہا تھا۔۔وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا بنگلے کے طویل و عریض لاونج میں سے گزرا تو نورین نے وہاں موجود ٹیبل کو تھامنا چاہا مگر ضیاء کے ایک زوردار جھٹکے سے ٹیبل الٹ چکا تھا اور نورین کو لگا آج اس کا بازو کندھے سے اکھڑ جائے گا۔۔اس کھینچا تانی میں نورین کا دوپٹہ لاونج میں ہی زمین بوس ہو گیا تھا سکارف بھی سر کی بجائے گلے میں جھول رہا تھا۔۔۔

ضیاء جانے دو مجھے،،، چھوڑو،،، وہ غصے میں چیخی۔۔ مگر وہ اسے کوریڈور" سے لا کر ایک بیڈ روم میں لایا تھا جو شاید اسی کا تھا۔۔۔(کہ بیڈ کے سامنے ہی ایک دیوار گیر پورٹریٹ اسی کی آویزاں تھیں) ضیاء نے اسے لا کر ایک دھماکے سے بیڈ پر پٹخا تھا۔۔نورین کو لگا اس کی ہڈی ہڈی چیخ گئی ہے جس کی وجہ سے ایک زوردار چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی۔۔۔مگر اس کی روح تو تب فنا ہوئی جب اس جابر حیوان شخص کو انھیں پیروں مڑ کر کمرے سے باہر نکلتے دیکھا۔۔۔

ضیاء،،،وہ چیخی۔۔"تم مجھے ایسے قید نہیں کر سکتے،،،،جانے دو مجھے،،،،"

نورین چیخ کر اس بیڈ سے نیچے اتری۔۔۔اور بھاگ کر اس کے بازو سے اس کی آستین دبوچی۔۔۔یہ وہی لمحہ تھا جب ضیاء جارحانہ تیور لیے اس کی جانب مڑا تھا۔۔۔اپنے بائیں ہاتھ سے اس کی گردن آگے سے دبوچ کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی تھی دوسرے ہاتھ سے اس کی کلائی مروڑ کر اس کی پشت پر لگاتے ضیاء نے اسے مکمل بے بس کیا۔۔وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپی۔۔۔لیکن نورین کے لبوں سے ایک دردناک چیخ تو تب برآمد ہوئی جب ضیاء نے عجب درندگی کا مظاہرہ کرتے اپنے طیش واشتعال پر قابو نا پاتے زرا سا نیچے جھک کر اس کی نازک دودھیا گردن پر اپنے دانت گاڑھے تھے۔۔۔

یہ دو تھپڑوں کا سود سمیت بدلا،،،،وہ س کے کان میں پھنکار تھا۔۔۔"

نورین کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے اسی لئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی انہونی کر بیٹھتا اسے واپس بیڈ پر دھکیل کر کمرے سے باہر نکلتا کمرا باہر سے لاک کر گیا۔۔۔

ضیاء دروازا کھولو،،، مجھے جانے دو،،، چھوڑ دو،،، ضیاء دروازا کھولو،،، خدا" کے لیے مجھے جانے دو،،، باہر لاونج تک اسے یہ چیخیں سنائیں دے رہیں تھیں۔۔ مگر وہ کان لپیٹے چلتا گیا۔۔ سامنے سے اس کا باڈی گارڈ آتا دکھائی دیا۔۔

"میرے آنے تک اس کمرے کا دروازا کھلا تو خود کو گولی مار لینا،،، ضیاء اسے کہتا باہر نکل گیا۔۔

صبح سے دوپہر ڈھل گئی۔۔ وہ تقریباً چار سے پانچ گھنٹوں کے بعد واپس آیا تھا۔۔ ہاتھوں میں بڑے بڑے شاپنگ بیگز تھے۔۔۔ لاونج سے گزرتے نظر ایک فیروزی دوپٹے پر پڑی تو لب بھینچ کر رہ گیا۔۔ وہ دوپٹہ بھی اٹھایا اور سیدھا اپنے کمرے میں چلا آیا۔۔ دروازے سے اندر داخل ہوا تو وہ سامنے ہی کارپٹ پر بیڈ سے ٹیک لگا کر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی۔۔ آہٹ پر سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔۔ چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔ آنکھیں مسلسل رونے کے سبب مزید سوج چکیں تھیں۔۔

کل کی مناسبت سے یہ میں نے تمھارے لئے شاپنگ کی ہے،،، بابا کو بتادیا"
تھا کہ تم میرے ساتھ ہو اور ہم نکاح کے لیے شاپنگ کرنے جائیں گے،،،
کافی وقت ہو گیا،،، اٹھ کر فریش ہو جاؤ،،، کھانا لگوایا ہے،،، کھا کر گھر جاؤ،،
ایک تو بابا پریشان ہو رہے ہوں گے دوسرا تیاری بھی تو ابھی ساری کرنی
ہے،،، لہجہ کافی پر سکون اور بشاشت بھرا تھا۔۔لب و لہجے میں صبح کے کسی
جنون یا درندگی کا شائبہ تک نہیں تھا۔۔۔نورین اس حیوان کی جانب دیکھے
گئی۔۔اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی اسے ایسے لگ رہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ
کھانا کھانے کے لیے مری جا رہی ہے۔۔۔نورین ایک جھٹکے سے اپنی جگہ
سے اٹھی تھی اور اس کا گریبان دبوچا تھا۔۔

اگر تمھارا دل یوں ہی بھرتا ہے تو مجھے ابھی نوچ لو،،، مگر میری جان چھوڑ"
دو ضیاء حیدر،،،،، وہ حلق کے بل چلائی۔۔ضیاء نے ایک گہرا سانس بھرا اور
اس کے سر پر اپنی لائی شال اوڑھائی۔۔۔۔اس کا بازو نرمی سے پکڑا اور اسے
باہر لے کر نکلا۔۔وہ چیختی چلاتی اور جھٹپٹاتی رہی۔۔ضیا نے گارڈ کو اشارہ کیا تو

وہ اندر سے تمام شاپنگ بیگز لیے باہر نکلا۔۔۔ضیاء اسے پورچ میں لایا۔۔اور گاڑی کا دروازا کھول کر اسے فرنٹ سیٹ پر دھکیلا۔۔خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔۔۔گارڈ نے شاپنگ بیگز پچھلی سیٹ پر رکھے۔۔۔وہ پھر سے رونے لگی۔۔مگر ضیاء نے خاموشی سے گاڑی حیدر منزل سے باہر نکالی تھی۔۔۔

****

گاڑی حیدر مینشن سے نکلی تیزی سے سڑک پر رواں تھی لیکن نورین کی آنکھوں سے مستقل آنسو بہہ رہے تھے جسے دیکھتے ضیاء گاڑی روکتے بری طرح جھنجھلایا۔

رونا بند کرو نورین تمہارا یہ رونا بہت کچھ ثابت کر رہا ہے،،،سب کے سامنے معاملہ مشکوک ہو جائے گا،،، جیسے میں نے تمہارے ساتھ کچھ غلط،،،"وہ بولتے بولتے لب بھینچ گیا تو نورین اسے غصے سے گھورنے لگی۔

تم میرے کردار کو مشکوک کر چکے ہو ضیاء حیدر،،، میں تمہیں معاف نہیں"
"کروں گی اور میں تم سے شادی کروں گی یہ بھول ہے تمہاری،،،
وہ غصے سے چیخی تو جواباً ضیاء نے گہری سانس لی وہ پہلے ہی اس کے ساتھ کہیں نہ کہیں بہت زیادہ برا کر چکا تھا اس لیے مزید اس لڑکی کو توڑنے سے بہتر تھا اسے اپنی محبت سے موڑ لے اور یہ جب ہی ممکن تھا جب وہ اس پر حق رکھتا وہ اس کے نکاح میں آتی۔۔۔

یونو واٹ ذوالنورین سلطان تم اب تک میری نگاہوں میں اپنا مقام سمجھی ہی" نہیں ہو،،، بہت اہم اور معتبر ہو تم میرے لئے،،، میں نے ٹوٹ کر تم سے محبت کی ہے،،، تم پہلی لڑکی ہو جس کے ہاتھ سے میں نے ایک نہیں دو دو تھپڑ کھائے ہیں،،، کیا یہ کافی نہیں تمہیں اپنی اہمیت سمجھنے کے لیے،،، "ضیاء نرمی سے بولا تو نورین کے ماتھے پر ننھا سا بل گہرا ہوا۔

اگر مجھ سے شادی کی تو مستقبل میں ایسے کئی تھپڑ تمہارے مقدر بنیں گے" ضیاء حیدر،،، "وہ نفرت سے کہتی چہرہ دوسری جانب پھیر گئی۔

سوچ لو،، شوہر کو تھپڑ پڑیں تو بیوی کی اپنی عزت بھی نہیں ہوتی،،،"""

شرارت سے کہتے ضیاء نے واپس گاڑی اسٹارٹ کی وہ بس کچھ دیر پہلے ہوا سب کچھ نارمل کرنا چاہتا تھا۔۔۔

میں تم سے شادی ہی نہیں کروں گی ضیاء حیدر،،،دیکھنا تم کنوارے مرو" گے،، کوئی لڑکی تمہیں نہیں اپنائے گی،،،،" وہ بے حد غصے سے بولی پر ضیاء نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔۔وہ اب قدرِ نارمل تھا۔۔جب کچھ دیر بعد گاڑی نورین کے گھر کے سامنے رکی باہر ہی نورین کے والد سلطان صاحب کھڑے تھے انہیں دیکھتے نورین کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ نجانے وہ اس کے بارے میں کیا کیا سوچ رہے ہوں گے۔۔ لیکن اس کے برعکس ضیاء گاڑی سے اترا تھا اور وہ یہ دیکھتے دنگ رہ گئی تھی کہ اس کا باپ ضیاء سے مسکرا کر بغل گیر ہو رہا تھا اور وہ کتنی شرافت سے اس کے آگے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

اللہ کرے تم برباد ہو جاؤ ضیاء حیدر،،، "وہ بددعا دیتی گاڑی سے نکلی تھی اور" تیزی سے اندر بھاگ گئی تھی وہ اپنے کمرے کی جانب بھاگ رہی تھی جب باہر نکلتے فرحان نے اس کا بازو دبوچا۔۔

تمہیں شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے،،، اگر یہی سب کرنا تھا تو مجھ" سے شادی پر رضامندی دی کیوں،،،؟" وہ حقارت آمیز لہجے میں غرایا تو نورین بنا جواب دیے اپنا بازو چھڑوانے لگی۔۔

مجھے جواب دو نورین،،، میری محبت کا تماشہ لگا کر کیا ملا تمھیں آخر،،،""" ابھی وہ اس سے باز پرس کر ہی رہا تھا کہ گھر کے اندر داخل ہوتے نورین کے والد اور ضیاء ٹھٹھک کر رکے۔۔ ضیاء کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے۔۔ جبکہ سلطان صاحب فرحان کو سختی سے گھور رہے تھے۔۔ ضیاء کی زہر آلود شرر بار نظریں بھی فرحان کے ہاتھ پر تھی جس سے اس نے نورین کے بازو کو پکڑا ہوا تھا۔ غصے سے نورین کا ہاتھ جھٹکتے فرحان اپنے کندھے سے ضیاء کے کندھے کو ٹکر مارتا باہر نکل گیا تھا۔

میں بھی جاتا ہوں،،،،"خود پر ضبط کرتے ضیاء نے اجازت چاہی تو نورین" کے والد سلطان صاحب نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا جسے دیکھتے نورین کے دل میں چبھن سی ہونے لگی۔۔۔کیوں اس کا باپ اس شخص سے محبت کر رہا تھا کیوں عزت دے رہا تھا۔۔۔جبکہ لاڈلہ بیٹی سے تو دو دن سے کلام تک نا کیا تھا۔۔۔وہ اس کی جانب دیکھ تک نہیں رہے تھے۔۔نورین نم نگاہیں لیے رکی نہیں تھی اندر چلی گئی تھی۔۔۔

****

دو دن پر لگا کر اڑے تھے اسے خود بھی علم نہیں ہوا تھا ان دو دنوں میں وقت کہاں گزرا ہوش تھا تو صرف اس کا کہ وہ چاہ کر بھی خود کو ثابت نہیں کر پا رہی۔۔اس نے بارہا وضاحت دینے کی کوشش کی مگر سب بے سود رہا۔۔ کوئی اس کی بات سننے کو تیار نا تھا۔۔سلطان صاحب نے تو اس سے بات تک نہیں کی تھی۔۔یا کچھ کہنے سننے کے روادار تک نہیں تھے۔۔آج جمعہ تھا اس کے نکاح کا دن۔گھر والے سب جمع تھے لڑکی اس کے ہاتھوں پر مہندی سجا

کر گئی تھی اور وہ بالکل بے سدھ تھی۔۔۔ نجانے کون کون سی تیاریاں کی جا رہی تھیں اسے آج ہی معلوم ہوا تھا کہ اس کا ضیاء کے ساتھ صرف نکاح نہیں ہو رہا تھا بلکہ اس کے بابا سلطان صاحب نے سادگی سے رخصتی کا انتظام بھی کر دیا تھا۔ یہ سن کر اس کے دل میں درد کی لہر اٹھی تھی آنکھیں تو رو رو کر پہلے ہی سوجھ چکی تھیں۔۔۔

اس کی خاندان کی لڑکیاں اسے ضیاء کے نام سے چھیڑ رہی تھیں۔۔ لیکن اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس شخص کی بے حسی، سفاکی پر دھاڑیں مار مار کر روئے۔۔

وقت تیزی سے گزرا اور نکاح کا وقت آن پہنچا۔۔۔ وہ سادہ سے حلیے میں ہاتھوں پر مہندی سجائے بیٹھی تھی جب اس کی ماں نے اس کا سر چومتے اس کے سر پر گھونگھٹ ڈال ڈھیروں دعائیں دے ڈالیں تھیں۔ وہ ساکت تھی بالکل خاموش کسی کو یہ علم تک نہیں تھا کہ اس نے دو دن کھانا تک خود پر حرام کیا ہوا ہے؟؟؟ یہ کیسی سفاک محبت تھی اس کے گھر والوں کی۔۔۔

کچھ دیر بعد کمرے میں مولوی صاحب اور اس کے باپ اور بھائی آئے تھے۔ پچاس لاکھ حق مہر کے ساتھ وہ ساکن دھڑکنوں سے ضیاء حیدر کو اپنے نکاح میں قبول کر رہی تھی اسے کسی کے کوئی الفاظ سنائی نہیں دے رہے تھے وہ تو صرف اپنی ماں کے ہاتھ دبانے پر سن ہوتے دماغ کے ساتھ قبول ہے کہہ رہی تھی۔۔۔

****

تمہارا دایاں گال کیوں سرخ ہو رہا ہے،،،"زین جو سلطان صاحب کی گلی " میں موجود مسجد میں ضیاء کے برابر سفید قمیض شلوار پہنے بیٹھا تھا سب کچھ جاننے کے بعد بھی اشتیاق سے پوچھا۔جواباً ملحق نے اس کی کمر پر ایک دھپ رسید کی۔۔۔

اب تو زبان کو کنٹرول کر لے کمینے،،،ویسے ہی تپا ہوا ہے وہ،،،"ملحق کے " کہنے پر زین نے دانتوں کی نمائش کی۔

یونو واٹ انسان کو ایسی حرکتیں کرنی ہی نہیں چاہیے جس سے یہ نوبت "
"آئے کہ باپ سے تھپڑ کھانے پڑیں،،،
زین کی بات پر ایحان نے اسے یوں گھورا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔فی الوقت زین اس کی سوالیہ نظروں سے حیران تھا۔۔۔
کل ہی ضیاء نے گھر میں اپنے نکاح کا بتایا تھا۔۔۔پہلے تو حیدر صاحب نے دو تین تھپڑ اس کے نازک گال پر رسید کیے۔۔پہلی بار اس نے باپ سے مار کھائی تھی۔۔۔نورین جب سے اس کی زندگی میں شامل ہوئی تھی شاید تھپڑ اس کا مقدر بن گئے تھے۔۔۔اور وہ بڑی دلجمعی سے انھیں کھا بھی رہا تھا۔۔پھر بھی اس نے ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے حیدر صاحب کو راضی کر لیا تھا۔۔۔
لیکن اس کے برعکس ضیاء کی مما عالیہ بیگم اب تک اس شادی پر رضامند نہیں تھیں۔۔۔وجہ نورین کا بہت کم حیثیت ہونا تھا۔۔۔اور نکاح اور شادی میں شریک ہونے سے بھی وہ انکاری تھیں۔۔۔انہوں نے ضیاء کو محبت غصے ہر طرح سے دھمکایا تھا۔۔لیکن جب وہ نا مانا تو پھر غصے سے لاتعلقی کی دھمکی دی

تھی۔۔پر حیدر صاحب اس کی خوشی کے آگے جھک گئے تھے۔۔۔ حسب نسب ان کی نظر میں بیٹے کی خوشی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا کیونکہ ان کی پرشور کر رہی تھی وہ خود ایک لوور مڈل کلاس فیملی جو بیگم ابھی حسب نسب سے تعلق رکھتی تھیں۔۔۔

تم دونوں چپ کرو گے،،،؟"ایحان کے کہنے پر ملحق اور زین دونوں نے" فرمانبردار بچوں کی طرح منہ پر انگلی رکھ لی۔۔۔

کچھ دیر بعد قاضی نے ضیاء سے ایجاب و قبول کے لیے سوال کیا۔۔۔"

ضیاء حیدر ولد حیدر شاہ کیا آپ کو ذوالنورین ولد سلطان احمد سے بعوض"

"پچاس لاکھ حق مہر نکاح قبول ہے؟؟

قاضی کے سوال پر ضیاء نے شائستگی سے قبول ہے کہا تو نورین کا باپ نم آنکھوں سے مسکرایا۔اس کی بیٹی نے غلطی کی تھی پر وہ اس بات پر خوش تھا کہ اس کی بیٹی کی پسند اچھی تھی۔۔۔وہ ضیاء کو لے کر مطمئن تھے۔۔نکاح مکمل ہونے کے بعد دعائے خیر ہوئی اس کے بعد سب ایک دوسرے کے

گلے لگے ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔۔ضیاء سے گلے لگتے ذوالنورین کے والد نے ضیاء اور حیدر صاحب سے گفتگو کے دوران ان سے معذرت طلب کرتے کہا کہ وہ نورین کی رخصتی اگلے ہفتے کرنا چاہتے ہیں۔۔۔کچھ تیاریاں ہیں جو چاہنے کے باوجود مکمل نہیں ہو سکیں۔۔ضیاء اور حیدر صاحب نے انہیں کوئی بھی تکلف کرنے سے منع کیا پر انہوں نے اپنی خوشی کہتے ٹال دیا۔حیدر صاحب یہ سوچتے شکر ادا کرنے لگے کہ اس ایک ہفتے میں وہ کسی بھی طرح اپنی بیوی عالیہ بیگم کو قائل کر لیں گے کہ وہ نورین کو بطورِ بہو قبول کر لیں۔۔جبکہ ضیاء کا یہ سنتے منہ بنا تھا۔۔۔لیکن پھر کچھ سوچتے وہ خود بھی مان گیا تھا۔۔۔مغرب کے بعد ذوالنورین کے گھر کھانے کا اہتمام تھا اس کے بعد سب ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔۔جبکہ ملحق اور زین بار بار ضیاء کی ٹانگ کھینچتے دانتوں کی نمائش کرتے رہے۔۔کبھی کبھی ایحان بھی ان کا ساتھ دیتا جب کہ ضیاء صرف مشکور نظروں سے ایحان کو

دیکھ رہا تھا یقیناً آج جو اس کی زندگی اجڑنے سے بچ گئی تھی وہ ایحان کی بدولت ہی تھی۔

****

ضیاء کے نکاح کے بعد وہ فارغ ہوا تو اس کا ذہن زین میں الجھ گیا۔۔۔زین کا معاملہ ضیاء سے زیادہ پیچیدہ تھا اسے بہت سوچ کر کوئی قدم اٹھانا تھا۔۔۔جبکہ اس کا اپنا دل اب ٹھہر ٹھہر کر گھوم پھر کر ریم پر ٹک جاتا۔۔۔پورے چار دن سے وہ یونیورسٹی نہیں گیا تھا۔۔اور یقیناً وہ پدی چڑیل اس کی غیر موجودگی میں خوب اڑ رہی ہو گی اور اس کے نا آنے پر خوش ہو گی یہ سوچ آتے ہی ایحان کے ہونٹ خود بخود مسکرانے لگے تھے۔۔۔

کسلمندی سے بیڈ پر کروٹ بدلتے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔اس کا تو صبح ہی یونیورسٹی جا کر اس پدی چڑیل کو دیکھنے کا ارادہ تھا لیکن پھر ملحق کی جانب سے خبر ملی تھی کہ یونیورسٹی میں ٹیچرز ڈے سیلیبریٹ ہونے کی وجہ سے سارے سٹوڈنٹس ہی یونیورسٹی دیر سے آ رہے ہیں اور ان کی واپسی رات

سات بجے کے بعد ہو رہی ہے یہ سن کر وہ اچھا خاصہ بیزار ہوا تھا۔۔ پھر اپنا باقی وقت جم میں کسرت کرنے کے بعد وہ تیار ہونے لگا۔۔ آج معمول سے ہٹ کر اس نے سفید رنگ کی ڈریس شرٹ پہنی تھی اور بلیک پینٹ۔۔ بالوں کو نفاست سے بن میں لپیٹے خود پر پرفیوم اسپرے کیا اور جوتے پہن کر گھر سے نکل گیا۔۔۔ آستین کے کف فولڈ کرتے وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور ایک نظر موبائل میں وقت دیکھا۔ اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔ یہ یونیورسٹی آف ہونے کا وقت تھا پر اسے خبر ملی تھی ریم نے سنگنگ ہوئی ہے۔۔۔ یونیورسٹی کے اندر گاڑی میں حصہ لیا ہے اور وہ بھی وہیں رکی پارک کرنے کے بعد وہ زین اور ملحق کے ساتھ مل کر کینٹین گیا۔ ضیاء پر نئے نئے نکاح کا ایسا خمار تھا کہ اس نے آنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ ذوالنورین یونیورسٹی نہیں آ رہی ہے تو بھلا پھر اس کا یونیورسٹی میں کیا کام تھا۔۔

کافی دیر تک وہ بے چین بیٹھا رہا پر اسی لمحے زین اٹھ کھڑا ہوا۔

چلو لڑکوں،،، سنگنگ کی تیاری کیسی جارہی ہے چیک کرتے ہیں،،، "زین"
کے کہنے کی دیر تھی ایحان کے ماتھے پر بل پڑا۔۔وہ جانتا تھا زین ریم کی وجہ
سے اس ڈیپارٹمنٹ میں جارہا ہے۔۔جانا تو وہ بھی وہیں چاہتا تھا اسلئے ملحق
اور زین کے ساتھ کھڑا اور انجینیئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف چلا گیا کیونکہ
سنگنگ کی تیاری اسی طرف ہو رہی تھی۔پر وہاں انہیں ریم نہیں دکھی۔۔
تم لوگ یہاں بیٹھو میں کچھ ضروری کام سے باہر جارہا ہوں،،، "ریم کو وہاں"
نہ پا کر اسے اپنا وہاں بیٹھنا بے کار لگا تھا۔۔وہ سگریٹ لبوں میں دباتا وہاں سے
نکلنے لگا جب اس کی نظر سیکنڈ فلور سے نیچے اترتے کوریڈور پر پڑی جہاں ریم
کھڑی کسی لڑکے سے مسکرا کر گفتگو کر رہی تھی۔اس وقت ان کے آس
پاس کوئی نہیں تھا ایحان کو اس کا یوں تنہا کسی لڑکے کے ساتھ کھڑے ہو کر
بات کرنا سخت زہر لگا تھا جبھی ماتھے پر بیشمار بل اور کڑے تیور لیے وہ وہیں
سے ریم کو گھور رہا تھا۔ریم جو آج معمول سے ہٹ کر گرے فلیئر والے
میکسی نما عبائے پر بلیک اسٹالر باندھے کھڑی تھی آج اس کی ہلکے کاجل بھری

آنکھوں پر چشمہ نہیں تھا بلکہ ہونٹوں پر ہلکی لپ اسٹک تھی۔۔ایک کندھے پر بیگ لٹکا تھا دوسرے سے اپنا فون ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔۔ریم جو رافع سے فنکشن کے متعلق ان کے کلاس کی ڈریسنگ تھیم پوچھ رہی تھی اپنے اوپر کی تپش محسوس کرتے جونہی نظر گھمائی دور کھڑے ایحان دلشیر کو نظروں دیکھتے سانس حلق میں اٹک گیا۔۔گڑبڑا کر وہ رافع سے مزید کوئی بات کیے بنا وہاں سے چلی گئی اس کی رفتار کی پھرتی دیکھ ایحان مسکرایا۔

ہمم۔۔ڈراب بھی قائم ہے پر محترمہ کی جرأت دن بدن بڑھ رہی ہے۔۔"

" باہر کا رنگ چڑھ رہا ہے۔۔

سگریٹ کا گہرہ کش لیتے وہ پرسوچ نظروں سے رافع کو دیکھنے لگا۔۔اب معاملہ خالی زین کی حد تک نہیں رہا تھا یقیناً دوسرے لڑکے بھی ریم کو اپروچ کر رہے تھے۔پہلے اس کے زہن میں یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ ریم ایک عام اور معمولی لڑکی نہیں ہے اگر اتنی ہی عام ہوتی تو وہ خود اس کی جانب متوجہ نہیں ہوتا۔۔اگر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا تو کوئی بھی ہو سکتا تھا۔۔وہ ریم

کے پیچھے ہی اس طرف گیا تھا جہاں سے ابھی رافع ریم کے پیچھے گیا تھا۔۔وہ کینٹین آیا تو وہاں بھی رافع اور ریم کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھا۔۔ریم کے ہاتھوں میں ایک پینسل اور کاپی تھی جس پر وہ کچھ لکھتے ہوئے رافع سے بات کر رہی تھی یقیناً وہ رافع سے پڑھائی کے متعلق کوئی بات کر رہی تھی پر اس کے باوجود ایحان کا دماغ گرم ہونے لگا تھا۔۔ریم ایحان کو دیکھ چکی تھی پر اسے زادسے نظر انداز کرتے رافع کے ساتھ بیٹھی رہی بھلا وہ کیوں ڈرتی اس جن جو آسیب کی طرح اس سے چمٹ گیا تھا۔جبکہ اس کی جرآت اور ہمت پر اب کی بار ایحان مسکرایا تھا۔کچھ لمحے بعد ہی ایحان کا فون بجا اسکرین پر نعمان کا نمبر جگمگا رہا تھا۔وہ کچھ چونکا اور فون ریسیو کرتے کان سے لگایا۔

"السلام و علیکم سر،،،"

نعمان علی کی پریشان آواز اسپیکر سے ابھری تو ایحان نے ایک نظر کچھ فاصلے پر بیٹھی ریم پر ڈالی جو چور نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی ایحان کے دیکھتے ہی نظریں چرا گئی۔۔۔

تم پریشان لگ رہے ہو،،، سب خیریت نعمان علی؟"ایحان نے زیرِ لب "
سلام کا جواب دیتے پوچھا۔
سر میرے بہترین دوست کا ایکسیڈینٹ ہو گیا میں اسے لے کر ہسپتال آیا"
ہوں،،، لیکن گڑیا کی چھٹی کا وقت ہے میں اسے لینے نہیں آسکتا اور اتنی دیر
سے اس کا اکیلے آنا مناسب نہیں،،، فی الوقت مجھے اپنی بچی کے معاملے میں
صرف آپ پر بھروسہ ہے سر،،،"نعمان کے کہنے پر اس کی پریشانی سمجھتا وہ
گہرہ مسکرایا۔۔۔
کوئی بات نہیں نعمان علی،،، ریم کو گھر میں ڈراپ کر دوں گا میں بھی"
یونیورسٹی میں ہی ہوں،،، ابھی شاید اس کے فری ہونے میں وقت ہے،،،"
ایحان کے کہنے پر نعمان علی اس کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے فون رکھ چکا تھا
جبکہ ایحان پراسرار سا مسکرا رہا تھا۔
ہمم،،، آج پھر تمہارے ستارے گردش میں ہیں ریم صاحبہ،،اس بار"
"تمہارے دماغ کو ایسا درست کروں گا کہ ہوش ٹھکانے آجائیں گے،،

وہ گہری نظروں سے ریم کو دیکھتا خود سے دل میں مخاطب ہوا۔۔ریم جو اس کے گھورنے پر پزل ہو رہی تھی نعمان علی کی کال دیکھتے فورا فون اٹھایا۔لیکن دوسری جانب سے کچھ ایسا کہا گیا کہ ریم کے چہرے کا رنگ تبدیل ہونے لگا بے اختیار اس نے پلٹ کر ایحان دلشیر کو دیکھا جو اب تک ڈھٹائی سے اسے ہی گھور رہا تھا۔

ریم نے فون بند کرتے رافع سے الوداعی کلمات کہے اور وہاں سے یونیورسٹی کے اندرونی حصے کی طرف چلی گئی۔۔

****

جیسے تیسے کر کے خود کو ایحان کی نظروں سے بچاتی وہ یونیورسٹی کے گیٹ تک آئی تھی۔۔اسے تسلی تھی کہ ایحان دلشیر ابھی اس کے پیچھے نہیں آئے گا کیونکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف تھا وہ بہت تیزی اور خاموشی سے یونیورسٹی سے نکل گئی تھی جبکہ یہ صرف اس کی سوچ تھی کہ ایحان مصروف ہے۔۔اس کی نظریں ریم کے چھپنے چھپانے پر ہی تھیں۔۔۔گارڈ نے ریم

کے نکلتے ہی ایحان کو اطلاع کر دی تو وہ ملحق اور زین کو ضروری کام کا کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔

یہ پدی چورنی خود کو بہت چالاک سمجھتی ہے،،،"گاڑی اسٹارٹ کرتے وہ" ایک ڈیول مسکراہٹ لیے سوچنے لگا نعمان علی کے بولنے کے بعد بھی وہ اکیلے گئی تھی یعنی پھر سے اس نے ایحان کی ذات کی نفی کی تھی۔۔۔جو کہ اسے کسی صورت منظور نہیں تھا۔۔۔اسے ریم تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔۔وہ یونیورسٹی کے مین اسٹاپ پر ہی اسے رکشہ روکتے نظر آئی تھی۔ گاڑی میں بیٹھو ریم نعمان علی،،،"ایحان نے گاڑی بالکل ریم کے مقابل" روکی تھی کہ وہ جو رکشہ روکنے کے لیے ہاتھ بڑھا رہی تھی یکدم گڑبڑا گئی۔ میری شکل کیا دیکھ رہی ہو گاڑی میں بیٹھو،،،"فرنٹ سیٹ کا ڈور کھولتے" اب کے وہ سرد سخت لہجے میں بولا تو ریم کا چہرہ گھبراہٹ سے رنگ بدلنے لگا۔

بھیار کیں،،،"ایحان کو اچانک نظر انداز کرتے اس نے پاس سے گزرتے" رکشے کو روکنا چاہا پر ہمیشہ کی طرح کام الٹا ہوا کہ وہ رکشہ ریم کے سامنے سے گزر گیا جبکہ ایحان کے تیور بدلنے لگے۔یہ ننھی چڑیل اسے کچھ زیادہ ہی ہلکے میں لے رہی تھی۔

"وین ایور آئی ٹرائے ٹو ٹاک سافٹلی،،،،،یو،،،؟؟"

وہ غصے سے کہتا گاڑی سے باہر نکلا اور ریم کی جانب آیا جبکہ ریم اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ مزید گھبرا گئی پر یہ علاقہ قدرِ رش والا تھا تو کوئی خوف محسوس نہ ہوا۔

مم،،،مجھے آپ کے ساتھ نہیں،،،"ابھی ریم کا جملہ بھی مکمل نہیں ہوا تھا" جب ایحان نے غصے سے اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر دھکیلا۔۔

تم بہت ٹیڑھی ہو ریم نعمان علی،،،پر افسوس میں تم سے زیادہ ٹیڑھا" ہوں،،،"ایحان غصے سے دانت پیستے وہ خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

مجھے تمہارے بابا نے ہی کہا تھا کہ تمہیں گھر ڈراپ کر دوں،،، "ایحان نے" گاڑی اسٹارٹ کرتے غصے سے کہا تو ریم چور نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

فون تو نعمان علی نے اسے بھی کیا تھا کہ آج ایحان اسے گھر ڈراپ کرے گا اس وقت تو اس نے اپنے باپ کے سامنے کچھ نہیں کہا تھا لیکن وہ کسی صورت ایحان کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی اس لیے خاموشی سے یونیورسٹی سے نکل گئی پر اسے ہر گز علم نہیں تھا کہ ایحان فوراً اس کے پیچھے آئے گا۔۔ اس نے چور نظروں سے ایحان کو دیکھا۔ آج اس کا گریبان کچھ زیادہ ہی کھلا تھا۔۔ (جسے دیکھ ریم کے ماتھے پر شبنم کے ننھے قطرے سے جگمگانے لگے۔۔۔) جس کے باعث اس کا کسرتی سینہ نمایا ہو رہا تھا۔ گلے میں لٹکتی چین اور فولڈ ہوئے کف۔۔ گلے جیسی ہی ایک بریسلیٹ نما چین ایحاں کے الٹے ہاتھ میں تھی۔ سفید ڈریس شرٹ میں ایحان کے بازو کے کٹس ظاہر ہو بن میں قید تھے اور اس رہے تھے۔ بال احسب معمول جوڑے کی شکل

کے سفید چہرے پر سرخی تھی اور ناک پر مغرور تاثر۔۔لب عنابی تھے پر کچھ گہرے۔۔آنکھوں کی پلکیں بھی دراز تھیں۔۔

ریم نے پہلی بار اسے اتنی غور سے دیکھا تھا۔وہ حقیقتاً بے حد حسین اور وجاہت سے بھرپور تھا۔اس لمحے ریم نے دل میں پوری سچائی سے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ واقعی کوئی بھی لڑکی اس کے پیچھے پاگل ہو سکتی تھی۔۔۔

"بنا ریم کی جانب دیکھے وہ کڑک لہجے میں بولا،،میرا ایکسرے کرنا بند کرو"

تو ریم گڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔

"ریم اپنی خجالت،،میں آپ کا ایکسرے کیوں کروں گی۔۔نہیں۔۔نن" چھپانے کو بولی تو ایحان کے لبوں پر ایک مبہم مسکراہٹ نمودار ہوئی محض ایک لمحے کے لیے۔۔

"ایحان نے دوبدو پوچھا۔تو پھر کس کا ایکسرے کرو گی؟"

"ریم ہلکے سے منمنائی۔"پتا نہیں،،کسی کا بھی نہیں

"کہ اس کو ائسچن کیوں کرتا ہے۔؟"

اپنے زہن میں سوچتے ریم منہ کے زاویے بگاڑنے لگی اس بات سے انجان ایحان اسے ہی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

میں نے کر اس کو ئسچن نہیں بہت سمپل سوال پوچھا ہے،،، پر تمہاری" عقل تھوڑی نہیں بہت موٹی ہے،،، جس میں کوئی بات آسانی سے گھستی نہیں،،، "ایحان نے گاڑی کا موڑ کاٹتے سنجیدگی سے کہا تو ریم جو پہلے اس بات پر شاکڈ تھی کہ ایحان کو اس کے دل کا بھید کیسے معلوم ہوا پر راستہ بدلنے پر دنگ رہ گئی۔ یہ اس کے گھر کا راستہ تو نہیں تھا۔

یہ میرے گھر کا راستہ تو نہیں ہے،،، "ریم گھبرا کر ایحان سے بولی۔ (اس" کے بابا کو چاہت ہونا ہو) وہ کسی صورت ایحان پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

دوسری طرف سے ٹریفک زیادہ ہو گا اس لیے شارٹ کٹ لیا ہے۔۔"""

ایحان پر سکون انداز میں بولا تو ریم لب بھینچ گئی۔ گاڑی میں کچھ لمحے خاموشی کے نظر ہوئے پھر ایحان کی آواز گونجی۔

رافع سے تم کیوں بات کر رہی تھیں،،،"ایحان نے نہایت سنجیدگی سے" پوچھا تو ریم ماتھے پر بل ڈالے اسے گھورنے لگی لیکن پھر ایحان کے دیکھنے پر فوراً سیدھی ہوئی۔۔

کلاس میٹ ہے،،،"ریم نے آہستگی سے کہا۔"

اور؟"وہ متجسس تھا ریم کو یہی لگا۔۔۔"

اور کچھ نہیں،،،"ریم کے جواب پر ایک بار پھر گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔"

بوائے فرینڈ ہے تمہارا،،،"ایحان کا انداز اب بھی نارمل تھا لیکن ریم کو" غصہ آنے لگا۔

بدتمیز انسان۔۔"وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی پھر خود پر ضبط کرتے کہا۔"

نہیں،،"بہت مختصر اور لیا دیا جواب تھا۔۔۔"

گڈ،،،"ایحان مسکرایا تھا۔ریم کو اپنی آنکھوں پر شبہ ہوا پر احساس ہوا جیسے" وہ اس کا مزاق اڑا رہا ہو۔

اگر ہو گا بھی تو آپ کو کیوں بتاؤں گی،،،" وہ جل کر بول گئی جب کہ اس"
کی بات پر ایحان کی مسکراہٹ ایک دم سمٹ گئی۔۔
تمہارا بوائے فرینڈ نہیں ہے ہنی،،،اور کوئی ایسا کام کرنے کی کوشش بھی"
مت کرنا،،، تم جتنی اپنی لمٹ میں رہو گی اتنا بہتر ہو گا تمہارے لیے،،،" وہ
بہت بے باک اور تحکمانہ طبیعت کا مالک تھا ایک یہی چیز ریم کو غصہ دلاتی
تھی۔
میرے حق میں کیا بہتر ہے کیا نہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت آپ کو"
نہیں ہے،،،" ریم جلتے توے پر لوٹتی بولی۔۔اس بات سے انجان کے وہ
ایحان کو غصہ دلا رہی تھی۔
بہت اچھی لگتی ہو جب خاموش رہتی ہو،،،پر جب ایسے سیزر کی طرح"
میرے سامنے بحث کرتے زبان چلاتی ہو تو دل کرتا ہے تمہاری زبان کے
"چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دوں،،،

ایک نظر ریم پر ڈالتے وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔۔اس وقت ان کی گاڑی ایک سنسان سڑک پر تھی جو کہیں سے بھی شارٹ کٹ نہیں تھا اگر ریم کی توجہ ایحان سے ہٹتی تو وہ ضرور اس بات پر غور کرتی۔۔۔

گاڑی روکیں،،،میں آپ کی جاگیر نہیں ہوں جو مجھ پر دھونس جماتے " ہیں،،،نہ ہی میری فیس ادا کر کے آپ نے مجھے خرید لیا ہے،،،"ریم غصے سے کھولتے بولی جب کہ ایحان اب ڈھٹائی سے اسے نظر انداز کر رہا تھا۔۔۔

آپ کی ممی نجانے آپ کو کیسے جھیلتی ہو گی،،،اپنی مدر اور بہن کے ساتھ " بھی ایسے ہی روڈ،،،ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ ایحان نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی۔ریم کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔۔۔

آؤٹ،،،"اگلے ہی لمحے ریم کی سائیڈ کا دروازہ کھول کر ایحان غصے سے " جبڑے بھینچتے بولا۔۔۔

جج،،،جی،،،؟"ریم ایک دم ہوش سنبھالتی ونڈر اسکرین سے سنسان " سڑک کو دیکھتی پریشانی سے ایحان کو دیکھنے لگی۔۔۔

آئی سیڈ آؤٹ،،، "اب کے ایحان غصے سے دھاڑا تو ریم کی جان خشک "
ہونے لگی پر وہ باہر نکلنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی۔۔ جبھی تیزی سے دروازہ
واپس بند کیا پر ایحان خود گاڑی سے اتر چکا تھا اور اب ریم کی جانب آ رہا تھا۔
ریم کی طرف کا دروازہ کھولتے ایک جھٹکے سے ریم کو بازو سے کھینچتے گاڑی سے
نیچے اتارا۔
" بالکل جاہل ہو آپ،،، لڑکیوں کے ساتھ رہنے کی تمیز نہیں ہے آپ کو،،،
اگر میری جگہ آپ کی ماں یا بہن،،، " وہ ایک بار پھر پہلے والی غلطی کر رہی
تھی۔۔
" شٹ اپ،،،، وہ حلق کے بل چلایا۔۔ ایحان نے انگلی اٹھاتے اسے تنبیہہ
کرتی نظروں سے گھورا تو وہ زبان کے ساتھ سانس بھی روک گئی۔ ایحان
اسے وہیں چھوڑتا واپس گاڑی میں بیٹھا اور اگلے ہی لمحے گاڑی دھواں چھوڑتی
وہاں سے گزر گئی۔۔ جبکہ ریم سنسان سڑک پر اکیلی کھڑی پتھر ہو چکی
تھی۔۔ اگلے لمحے ہی ہوش آیا پر وہ تو جا چکا تھا اور یہ راستہ؟ یہ تو بالکل سنسان

اور بالکل انجان شہر کا کوئی اندرونی راستہ تھا۔۔اپنے کندھے پر لٹکے بیگ کو دبوچتے سینے سے لگایا اور تیز تیز قدم سڑک کی سمت بڑھائے جہاں سے ایحان کی گاڑی گزری تھی۔۔۔ساتھ زبان پر آیۃ الکرسی کا ورد جاری کیا۔۔۔اور دل میں اس بے حس سفاک شخص کو کوسنے بددعائیں دیں۔۔ آنکھوں میں بھر بھر کر ٹپکنے والے آنسو تھے۔ایک ہاتھ سے بیگ میں اپنا موبائل ٹٹولتے۔فون کی ٹارچ جلائی سد شکر فون چارج تھا اگلے ہی لمحے اس سے سنی جانے والی آواز پر اور زیادہ رونا نے نعمان علی کو فون ملایا تو فون آنے لگا۔

" اس کال کے لیے آپ کا بیلنس ناکافی ہے۔۔۔"

لون وہ پہلے ہی لے چکی تھی۔۔نیٹ پیکج اس کے پاس تھا نہیں۔۔اس کے باوجود وہ بار بار نعمان علی کو کال پر کال کر رہی تھی تاکہ اس کی مسڈ کال کے نوٹیفیکشن پر نعمان علی اسے کال کر لے پر آج قسمت یہاں بھی دغا دے گئی تھی۔۔فون کی ٹارچ جلائے وہ سیدھی چلتی جا رہی تھی دل ہی دل میں آج

کتنی ہی گالیاں وہ ایحان کو دے چکی تھی۔خوف کے زیرِاثر آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔۔جب اچانک اسے اپنے پیچھے سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تو بنا پیچھے دیکھے اس نے قدموں کی رفتار بڑھالی۔۔لیکن جوں جوں اسے اپنے رفتار تیز ہوتی محسوس ہوئی ویسے ہی پیچھے سرسراہٹ تیز ہو گئی۔۔۔بے ساختہ اس نے خوف سے پلٹ کر دیکھا تو اس اندھیرے میں ریم کو گمان ہوا موت کا فرشتہ اس کے سامنے کھڑا ہے۔پر ایک نہیں تین تین؟اس کے پیچھے تین لڑکے کھڑے تھے۔۔اس نے تو گمان کیا تھا کہ وہ سرسراہٹ کسی کہ جان کے ساتھ عزت کو خطرہ بھی لاحق جانور کی ہو گی پر یہ اندازہ نہی تھا ہو جائے گا۔اگلے ہی لمحے اپنا فون اور بیگ زمین پر چھوڑتی وہ پوری قوت سے مخالف سمت بھاگی۔اس کی رفتار اچانک بہت تیز ہوئی تھی کہ کچھ لمحے وہ لڑکے کھڑے رہے پھر اتنی ہی تیزی سے ریم کے پیچھے بھاگے۔۔

ابے سالی رک،،"ان میں سے ایک آدمی چیخا تو ریم کو اندازہ ہوا وہ دیہاتی" تھا۔

یااللہ نہیں،،،میری عزت کی حفاظت فرما،،،"وہ جتنی تیز بھاگ سکتی تھی"
بھاگ رہی تھی کہ پاؤں سے سینڈل ٹوٹتی سڑک پر رہ گئی تھی۔۔اور نوکیلے
پتھر پاوں میں بری طرح چبھنے لگے تھے پر جو خوف اس پر طاری تھا اس نے ہر
درد کے احساس کو ختم کر دیا تھا۔۔۔ابھی وہ بھاگ ہی رہی تھی کہ اچانک اپنی
طرف آتی گاڑی کی روشنی کو دیکھا پر اپنے قدم نہ روک سکی۔۔۔گاڑی بھی
سامنے سے اسپیڈ سے آرہی تھی لیکن ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص نے
بروقت گاڑی کو بریک لگائی پر اس کے باوجود ریم اس گاڑی کی ہیڈ لائیٹ سے
ٹکرائی۔جب کے اس کے پیچھے بھاگتے تینوں آدمی اچانک آنکھوں پر روشنی
پڑھنے پر منہ سے گالی نکالنے لگے۔۔ریم گہرے گہرے سانس لیتی اپنے
حواس قابو میں رکھنے لگی گاڑی کو دیکھتے وہ سمجھ گئی تھی گاڑی ایحان دلشیر کی
ہی ہے۔۔یقیناً وہ صحیح وقت پر آیا تھا پر ریم کو اس سے مزید نفرت محسوس
ہوئی تھی۔۔۔

ایحان جو غصے میں اسے سڑک پر چھوڑ بہت تیزی سے وہاں سے نکلا تھا کچھ)
دور جانے کے بعد خود کو کوستے واپس اسی راستے پر آیا تھا اسے یقین تھا کہ اس
(راستے پر ریم کو نہ کوئی بندہ بشر ملے گا نہ لفٹ۔۔۔

کون ہو تم تینوں،،، "گاڑی سے نیچے اترتے ایحان نے سختی سے غراتے"
پوچھو۔وہ تینوں اب ایحان کی جانب متوجہ ہوئے تو مسکرائے۔وہ اکیلا شہری
! لڑکا تھا اور وہ تینوں گاوں کے ہٹے کٹے نوجوان۔۔۔

"تھوڑی دیر گاڑی میں بیٹھ کر آرام کر پھر لڑکی تیری،،،"

وہ آدمی سنجیدگی سے بولا تو ایحان نے اثبات میں سر ہلایا۔۔سنسان سیاہ
سڑک پر ہیڈ لائٹ کی تیز روشنی ہر منظر دیکھنے کے لیے کافی تھی۔۔۔ریم کا
وجود پتھر کو ہوا تھا جب ایحان نے اسے بازو سے دبوچتے ان آدمیوں کے
آگے کیا تھا۔۔وہ بے یقینی سے ایحان کو دیکھنے لگی۔۔وہ اتنا گرا ہوا کیسے ہو سکتا
تھا۔جب کہ ایحان اپنے کف مزید فولڈ کرنے لگا تھا۔۔۔

عقلمند ہے لڑکے تو،،، "وہ آدمی ایحان کی حرکت سے خوش ہوتا جو نہی ریم" کی جانب بڑھا اگلے ہی لمحے اس کی اس قدر بلند چیخیں اس ماحول میں گونجی کے ریم بھی چیختی ایحان کے سینے سے جا لگی۔۔ایحان جس نے ہاتھ میں پکڑا چھوٹا سا چاقو آگے بڑھتے اس آدمی کے ہاتھ کی پشت پر گاڑھ دیا تھا جو ہاتھ وہ ریم کی جانب بڑھا تھا۔وہ ریم کے قریب تھا۔اور محسوس کر سکتا تھا ریم کا وجود بری طرح کانپ رہا تھا۔

"گاڑی میں جا کر بیٹھو،،، "

ریم کے کان کے قریب جھکتے وہ سرگوشی نما بولا تو ریم تیزی سے اس سے دور ہوتی گاڑی کی طرف بڑھی پر پیچھے سے آنے والی ان لڑکوں کی چیخوں نے قدم جکڑ لیے۔وہ پیچھے مڑ کر دیکھنا نہیں چاہتی تھی پر مجبور ہوئے تھے۔۔۔ لیکن یہ اس کی سب سے بڑی غلطی ثابت ہوئی تھی کیونکہ اس نے ایحان اتنا خطرناک روپ پہلی بار دیکھا تھا۔ایحان کے جوڑے میں مقید بال بکھر چکے تھے۔اور وہ ہاتھوں سے نہیں بلکے چھوٹے سے تیز دھار چاقو سے بات کر رہا

تھا۔اس کا ہاتھ بہت تیزی سے چل رہا تھا جیسے کوئی سبزی کاٹ رہا ہو۔۔پے در پے وہ دوسرے آدمی کے بازو پر چاقو مار رہا تھا۔۔اس کے لڑنے میں اتنی پھرتی تھی کہ ہزار کوشش کے باجود وہ ان تینوں کے ہاتھ نہیں آیا تھا۔۔ریم نے پہلے بھی ایحان کو یونیورسٹی میں لڑتے دیکھا تھا پر اس طرح کا وحشی روپ کبھی نہیں دیکھا تھا۔وہ انسان تو ہر گز نہیں لگ رہا تھا بلکہ پروفیشنل کلر لگ رہا تھا۔۔۔جو تیزی سے ان تینوں کو لہولہان کر چکا تھا۔۔

میں نے،،،اس،،اس کا یہ روپ دیکھ لیا ہے،،،اب یہ مجھے بھی مار دے گا،،،"ریم خوف کے مارے ایک قدم بھی آگے پیچھے نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔جب وہ تینوں لڑکے ادھ مری حالت بہت مشکل سے اس حیوان سے جام بچا کر وہاں سے بھاگے۔۔۔ایحان نے ہاتھ میں پکڑا چاقو زمین پر اچھالا۔۔۔وہ چاقو محض تین انچ کا تھا پر کافی تیز تھا۔وہ ریم کی طرف پشت کیے کھڑا تھا ریم کو لگا اگر وہ اس کی جانب پلٹا تو آج ریم کی روح پرواز کر جائے گی۔۔۔ایحان نے بنا مڑے پینٹ کی جیب سے رومال نکال کر ہاتھ صاف

کیے۔اور بالوں کو واپس بن کی صورت میں لپیٹنے لگا۔۔۔اور پھر گہری سانس لیتے پیچھے پلٹا تو ریم روتے ہوئے کانپتی ٹانگوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ مم،،،میں کسی کو کچھ نہیں،،،بتاؤں گی،،، مم،،مجھے گھر جانا ہے،،"ایحان" کو اپنی جانب آتا دیکھ خوف سے پیچھے ہونے لگی پر پیچھے گاڑی ہونے کے باعث اسی سے ٹک گئی۔یہ حقیقت تھی وہ ایحان سے ڈرتی تھی پر اتنا نہیں جتنا اب دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا۔۔۔جواباً ایحان نے کچھ نہ کہا اور اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔۔ریم اس کے سامنے روتے ہوئے سر جھکا گئی تھی۔۔کیسے بتاتا وہ اس لڑکی کو کہ جتنی خوفزدہ وہ اس سے ہے۔۔اس سے کہیں زیادہ خوفزدہ وہ اسے ان تین لڑکوں کے درمیان دیکھ ہو گیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اتنا خوفزدہ کیوں ہے پر اگر وہ کچھ دیر کر دیتا آنے میں تو یقیناً اپنا بہت بڑا نقصان کر بیٹھتا۔۔کچھ دیر قبل کا منظر ایحان کی روح تک کو جھنجھوڑ چکا تھا۔۔ریم کے جھکے سر کو دیکھتے اس نے ایک جھٹکے سے ریم کو کمر سے تھام کے بلند کیا کہ سی چیخ نکلی۔۔ خوفزدہ ہوتے اس کے وحشی سے لمس پر ریم کے منہ سے ہلکی

لیکن اگلے ہی لمحے ایحان نے اسے کار کے بونٹ پر بٹھا دیا۔ریم خوفزدہ سی اسے خاموشی سے دیکھنے لگی۔خوف الفاظ کو مات دے گیا تھا تبھی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔۔یہی وجہ تھی کہ ایحان بھی خاموش تھا۔۔اس پر اب بھی یہ خوف طاری تھا کہ اگر اسے پہنچنے میں دیر ہو جاتی تو۔۔؟وہ ریم کو کار کے بونٹ پر بٹھائے واپس گاڑی کی طرف گیا تھا اور اندر پانی کی بوتل نکال کر باہر آیا۔خاموشی سے بوتل کھول وہ ریم کے بنا چپل کے پیروں پر ڈالنے لگا۔۔۔اس کے پانی ڈالنے پر ریم نے بے اختیار آنکھیں بند کیں۔۔جہاں پتھر چبھے تھے وہاں جلن کا احساس ہوا پر اگلے ہی لمحے اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں جب اپنے پیروں پر ایحان کے ہاتھوں کا لمس محسوس کیا۔ ریم کو حیرت اور بے یقینی کا شدید جھٹکا لگا تھا وہ ہیڈ لائٹ کی روشنی میں سکتے کے عالم میں ایحان کو دیکھ رہی جس سے چند لمحے پہلے وہ خوفزدہ تھی۔۔۔وہ مغرور شہزادہ جو کسی کے سامنے جھکتا نہیں تھا وہ ریم کے پاؤں پر پانی ڈالتے اس کے زخم کی گہرائی کا معائنہ کر رہا تھا۔۔اچانک ریم کی آنکھیں آنسوؤں

سے ایک بار پھر بھرنے لگیں گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا لگ گیا۔زخم تک پہنچانے والا بھی وہی تو اور مسیحائی کرنے والا بھی۔وہ ریم کے علاوہ کسی پر حکم نہیں چلاتا تھا اس کا مطلب صاف تھا کہ وہ لڑکی اس کی زندگی میں نہایت اہم درجہ پا چکی تھی ورنہ وہ اسے ایک بار کے بعد دوبارہ دیکھتا بھی نہ۔یہ الگ بات تھی وہ اس بات کو قبول کرنے کے لیے ہر گز تیار نہیں تھا۔۔۔پر اگر کوئی اسے یوں ریم کے پاؤں کو چھوتے دیکھتا تو خود کو پاگل گمان کرتا۔۔۔

"تم بہت برے ہو،،، وہ آپ سے تم پر آتی روتے ہوئے بولی تو ایحان کے ہونٹ بے اختیار ہلکا سا مسکرائے۔۔

"اگر تم مجھے،،، گاڑی سے نا اتارتے تو یہ نہ ہوتا،،، وہ جو کچھ دیر پہلے خوفزدہ تھی اس کی نرمی پا کر اب غصہ کر رہی تھی۔۔۔ایحان نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"میں کتنا ڈر گئی تھی،،، ڈر کے مارے میرا دل بند ہو رہا تھا،،، وہ اپنا دکھڑا ایحان کو بتا رہی تھی فلوقت کوئی اور میسر جو نہیں تھا۔

میں بھی،،،"ایحان نے بے اختیار کہاتوریم ساکت نظروں سے اسے دیکھنے" لگی جب وہ اچانک قریب ہوااور ریم کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لایاتوریم ڈر کر آنکھیں میچ گئی۔۔

آئی ایم سوری،،،"ریم کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکاتے وہ بولاتوریم کواپنی" سماعت پر یقین نہ آیا۔۔وہ مغرور شہزادہ اسے سوری کہہ رہا تھا۔مگر وہ جلد اپنے جذبات پر قابو پاتے اپنے خول میں سمٹا تھا۔۔

"تم گاڑی میں بیٹھو،،،میں تمہارا سامان ڈھونڈتا ہوں،،،،"

اچانک پیچھے ہٹتے وہ اس راستے پر چلنے لگا جہاں ریم کو چھوڑا تھا۔ایحان کو نرم دیکھ وہ ضد میں آنے لگی تھی پر سڑک سے کچھ دور ہی زمین پر کراہتے ان مسٹنڈوں کو دیکھ فورا بونٹ سے اترتے کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

*****

ایحان واپس آیا تو اور ہاتھ میں پکڑا سامان گاڑی کی پچھلی نشست پر رکھا۔۔

ریم نے جھٹ سے پیچھے مڑتے اپنا فون سیٹ سے اٹھایا تو شدید دھچکا لگا کہ اس کے فون کی اسکرین چکنا چور ہو چکی تھی۔۔شاید وہ مسٹنڈے اس کے فون کو پاؤں تلے مسل کر بھاگے تھے۔۔ایک مرتبہ پھر آنسو بھل بھل بہنے لگے۔۔

ایحان نے گاڑی واپس اسٹارٹ کرتے ریورس کی کچھ دیر پہلے والی نرمی کے تاثر اس کے چہرے پر نہیں تھے بلکہ اس کی جگہ چہرے پر سختی تھی۔۔بہت گہرائی سے وہ اپنی برابر بیٹھی لڑکی کا سسکنا سن رہا تھا جو محض ایک فون کے لیے رو رہی تھی۔اس لمحے اسے لڑکیوں سے سخت کوفت محسوس ہوئی تھی پتا نہیں کیوں لڑکیاں ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے روتی تھیں۔۔یہ بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

ول یو پلیز اسٹاپ کرائنگ،،،"نہایت غصے سے جھڑکا تو ریم رونا بھول" آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ موم کی طرح نرم ہو گیا تھا۔

اوراب اچانک واپس پہلے جیسا جلاد۔۔۔

سب کچھ زبردستی کرنے کے بعد وہ غصہ بھی اسی پر کر رہا تھا۔۔شاید کچھ دیر پہلے کی نرمی کا اثر تھا کہ ریم سارا خوف بھلا کر غصے سے پھٹ پڑی تھی۔۔۔

نہیں ہوں گی چپ،،،اور روؤں گی،،،اور زیادہ روؤں گی اور زور زور سے" روؤں گی،،، جس کی زندگی میں آپ جیسا انسان زبردستی گھس آئے وہ رونے کے علاوہ اور کر کیا سکتا ہے،،،، آپ کے جتنے پیسے نہیں ہیں میرے پاس کہ پھر سے لے سکوں گی موبائل،،، برتھ ڈے گفٹ تھا میرا،،، میرے لئے بہت قیمتی تھا،،، بابا کتنے جتن اور محنت کر کے لائے تھے،،، "غصے سے بولتی وہ اب واقعی زور زور سے رونے لگی تھی۔جب ایحان نے جھٹکے سے گاڑی روکی اور غصے سے ریم کو گھورنے لگا۔۔کتنی اچھی لگتی تھی یہ لڑکی خاموش اور جب ایسے زبان چلاتی تھی دل کرتا تھا زبان کاٹ دے۔۔

رونا بند کرو،،،"ایحان نے ضبط کرتے تنبیہ کی۔۔لیکن وہ جواباً اور شدت" سے رونے لگی۔۔

آئی سیڈ اسٹاپ کرائنگ ریم نعمان علی،،،"اب کے ایحان نے اور سختی سے" کہا پر اس بار کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ وہ موبائل گود میں گرائے چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے رونے لگی اور ایحان اسے گھورے گیا۔۔ نجانے کیوں اس لڑکی کا رونا اتنی تکلیف دینے لگا تھا۔۔دماغ تیزی سے چلاتا وہ تو یہ تک سوچ چکا تھا اپنا پرانا (جواب تک اس کے پاس پڑا تھا) بے تحاشا قیمتی موبائل وہ کسی بہانے سے نعمان علی کو دے دے گا اور وہ یقیناً اس احمق لڑکی کو دے دیتا۔۔ مگر وہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔اس کی یہ سوں سوں ہی جانے کیوں ناقابل برداشت تھی۔۔ایحان کے جذبات واحساسات اس لڑکی کے لیے اچانک اتنی تیزی سے اور اتنے زیادہ بدلنے لگے تھے۔۔ کیوں؟؟؟ اس سوال کا جواب اس کے لیے بہت خطرناک تھا؟؟اسی لئے وہ اس سوال کا جواب فی الحال بلکل بھی چاہتا بھی نہیں تھا جس کا گمان اسے ہو رہا تھا۔۔ کچھ لمحے ریم کو اسی طرح روتا ہوا دیکھنے کے بعد اس نے آگے کی جانب جھکتے فرنٹ سیٹ کے سائیڈ میٹ کے نیچے سے سلور پسٹل نکالی جو سائز میں کچھ

چھوٹی تھی پھر وہ پسٹل ریم کے سر پر رکھ دی۔۔اپنے سر پر کچھ سخت سا محسوس کرتے ریم نے چہرے سے ہاتھ ہٹایا پر یہ دیکھ کر ہوش اڑنے لگے کہ وہ ظالم اس کے سر پر بندوق تانے بیٹھا تھا۔۔ صرف اس کے رونے پر؟؟۔۔ ریم کو اچانک کچھ لمحے پہلے والا ایحان یاد آیا جو سفاکیت سے کتنی بری طرح ان لڑکوں کو زخمی کر چکا تھا تو اس کے لیے کیا مشکل تھا کہ وہ جلاد اس پر گولی چلا دیتا۔

چپ ہو رہی ہو یا میں ہمیشہ کے لیے چپ کرواؤں؟؟" سرد ترین لہجے میں " سوال کرتا وہ اسے اس وقت کوئی خون آشام بلا لگا۔۔۔تو ہوش میں آتے ریم سہمے انداز میں ہاتھ کی ہتھیلیوں سے اپنے آنسو صاف کرنے لگی جو لاکھ کوشش کے باوجود بھر بھر کے آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔

گڈ،،، مجھے یقین ہو گیا تم لاتوں کی بھوت ہو میں غلط باتوں کا استعمال کرتا" ہوں،،،" مسکرا کر گن واپس اپنی جگہ پر رکھتے اس نے ایک نظر غصے اور خوف سے خود کو دیکھتی ریم کو دیکھا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

آئس کریم کھاؤ گی،،،؟کچھ دیر بعد گاڑی روشنیوں کے راستے پر آئی تو" ایحان نے نرمی سے پوچھا۔وہ جو جب سے آنسو روکے بیٹھی تھی ایک بار پھر اس کی نرمی کو دیکھتے آنکھوں سے آنسو نکلے۔۔

یہیں بیٹھنا باہر مت نکلنا،،" سختی سے وارن کرتے ایحان نے گاڑی ایک" آئس کریم پالر کے باہر روکی۔اس کے جاتے ہی ریم چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی رو دی۔۔

یہ عذاب بن کر مجھ پر کیوں نازل ہو گئے ہیں،،، تم بہت برے ہو ایحان" دلشیر،،" وہ غصے سے چہرہ ہاتھوں میں گرائے بول رہی تھی۔۔۔"اللہ کرے تمہارے پیچھے بھی غنڈے پڑ جائیں،،،اور تمہارا فون بھی ٹوٹ جائے،،" وہ غصے سے بول رہی تھی جب کہ کھڑکی پر اس کی جانب کھڑے ایحان دلشیر کے ہونٹ دلکشی سے مسکرائے تھے۔

پھر ان غنڈوں کا بھی وہی حال ہو گا جو کچھ دیر قبل ان غنڈوں کو ہوا تھا،،،" کیوں بیچارے غنڈوں کو بد دعا دے رہی ہو،،" بہت معصومیت و سنجیدگی

سے سوال پوچھا گیا تھا پر ریم ایک دم سیدھی ہوتی اپنی سائیڈ کی کھڑکی پر ایحان کو کھڑا دیکھ سہم گئی تھی۔۔جب ایحان نے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس کے ہاتھ میں آئس کریم کپ تھا۔۔جس کی آئسکریم کے اوپر کرشڈ پستہ تھا۔۔۔ یعنی وہ پستہ فلیور آئس کریم تھی۔۔تو ایحان کیسے جانتا تھا اسے اسی فلیور کی آئس کریم پسند ہے۔؟؟پہلے سوچا انکار کر دے پھر خیال آیا وہ کون سا اس کا انکار سن لے گا۔جبکہ اب خود بھی دل آئس کریم کھانے کو بچوں کی طرح مچل گیا تھا۔

مجھے نعمان علی نے بتایا تھا تمہیں پستہ فلیور کی آئس کریم پسند ہے،،،"""

ایحان نے ایک بھرپور نظر اس کے روئے ہوئے چہرے پر ڈالی پھر اپنی طرف آتے دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔۔۔

"مجھے نہیں پسند یہ فلیور،،،"

آئس کریم کا پہلا چمچ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ منہ بگاڑتے وہ غصے سے بولی۔۔

ایحان نے مسکراہٹ چھپانے کو چہرہ دوسری جانب گھمایا۔۔

میں نے یہ تمہاری پسند سوچ کر لیا بھی نہیں،،، یہ مجھے پسند ہے اس لیے" لیا۔۔"اس کی بات سن کر ریم اس آئس کریم کو گھور کر دیکھنے لگی۔۔بس نہ چلا کہ وہ آئس کریم ایحان کے منہ پر مل دے۔۔

"آنسو صاف کرو،،، چہرہ اور اسکارف درست کر واپنا،،،"

ریم کے گھر پہنچنے سے کچھ دور فاصلے پر گاڑی روکتے اس نے نیا حکم صادر کیا۔۔فلحال وہ خود مزید ایک بھی لمحہ اس شخص کے ساتھ نہیں گزار سکتی تھی یہی وجہ تھی کہ خاموشی سے اس کا حکم ماننے لگی جب حلیہ درست کر لیا تو ایحان نے گاڑی ریم کے گھر کے باہر روکی۔کوئی اور موقع ہوتا تو ریم منع کر دیتی پر نہ ابھی پیروں میں چپل تھی نہ ہی اسے محلے کی کسی آنکھ کا ڈر تھا۔۔ گاڑی سے اترتے بنا ایحان کی جانب دیکھے اس نے گھر کا تالا کھولا اور اندر جا کر اتنی زور سے دروازہ بند کیا جیسے دروازے کے درمیان ایحان کی انگلیاں ہوں۔۔۔!

ریم کی حرکت پر سر جھٹکتے گاڑی گلی سے باہر نکالی۔۔اب اس کا ارادہ سیدھا اپنے گھر جانے کا تھا۔۔

****

سر بالکل بھاری ہو رہا تھا۔۔۔اس نے اپنی واپس بند ہوتی آنکھیں دوبارہ کھولیں تو اچانک آنکھوں سے روشنی ٹکرائی۔۔۔جس پر وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔کافی دیر ایسے ہی غائب دماغی سے لیٹنے کے بعد اسے سب کچھ یاد آنے لگا۔۔اس ظالم اور سفاک شخص کی سفاکیت۔۔کچھ دیر پہلے کیا کچھ ہوا تھا۔۔سب یاد آنے پر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔بیٹھتے ہی نظر بالکل سامنے لگے مرر پر گئی۔۔جس کے سامنے آرزک خانزادہ شرٹ لیس بیٹھا تھا اس کی باڈی کے پچھلے کٹس بہت نمایاں تھے یوں لگت تھا جیسے اس کی باڈی کو تراشہ گیا ہوں۔۔پر ایلف کی نظر تو اس کے بازو پر کام کرتے ہاتھوں پر تھیں۔۔جہاں سرخ زخم تھا اور آرزک اس پر کوئی لیکوڈ چیز لگا رہا تھا۔۔۔پھر باریکی سے سفید بینڈج کرنے لگا۔۔وہ یک ٹک آرزک کے بازو کو دیکھ رہی تھی

جب وہ بینڈیج کرتا کھڑا ہوا اور مڑ کر ایک نظر ایلف کو دیکھتے فرسٹ ایڈ باکس بند کرنے لگا۔۔اس نے ایک بہت گہری نظر ایلف پر ڈالی تھی اور یہ نظر ایسی تھی جس سے ایلف اندر تک لرز گئی تھی۔۔اس کے دیکھنے پر ایلف فورا نظریں پھیر گئی۔۔۔جب اچانک اپنے دوپٹے کا ہوش آیا۔۔وہ اس شخص کے سامنے بے حجاب تھی۔۔۔لیکن پورا بستر ٹٹولنے کے باوجود وہاں اس کا دوپٹہ نہیں تھا۔۔۔اپنے کھلے بالوں کو سمیٹتے وہ پریشانی کے عالم میں واپس بیڈ پر بیٹھ گئی آنکھیں پھر سے پانی سے بھرنے لگیں۔۔

کیسی طبعیت ہے اب،،، تم بیہوش ہو گئیں،،، میں تو پریشان ہی ہو گیا تھا،،، لہجہ کافی نرم اور سادہ تھا۔۔نکاح کے دو بول کیا پڑھائے گئے تھے آرزک کو اپنے دل و جان کی کیفیت و کایا پلٹی محسوس ہوئی تھی جبکہ اتنی بربریت کے باجود آرزک کے اتنے مطمئن ہونے پر ایلف کو نئے سرے سے درد و رنج کا جھٹکا سا لگا تھا۔۔وہ خود پر اس کی بے باک و گہری نگاہیں محسوس کر کے خود میں سمٹی سی جا رہی تھی۔۔تبھی دروازے پر دستک ہوئی آرزک پر سکون سا

اٹھااور دروازہ کھول کر ملازمہ کے ہاتھ سے کھانے کی ٹرے تھام کر دروازا لاک کرتا بیڈ تک اس کے قریب آکر بیٹھایوں کہ اپنے اور اس کے درمیان کھانے کی ٹرے تھی۔۔

ایلف،،، تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے،،، آج میں اپنی نئی نویلی دلہن کو" اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلانا چاہتا ہوں،، شاباش جلدی سے منہ کھولو،،،، پاستے کا ایک چمچ بھر کر آرزک نے چمچ اس کے منہ کے آگے کیا۔۔ایلف نے خود کو اس کے رحم و کرم پر بے تحاشا بے بس محسوس کیا تھا تبھی خاموشی سے اس کے ہاتھ سے نوالے کھانے لگی۔۔چند ہی نوالے کھا کر ایلف نے ہاتھ سے بس کر دینے کا اشارہ کیا تھا۔۔آرزک نے بغور اس کی بھیگی لرزتی پلکوں اور گلابی چہرے کی جانب بغور دیکھا۔۔۔

مجھ سے بات نہیں کرو گی،،؟؟؟ آرزک نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔" ایلف کو اس کی ڈھٹائی اور بے مہری پر جی بھر کر تاؤ چڑھا۔۔کاش کہ سامنے

موجود شخص وہی مہربان اور نرم مزاج شخص ہوتا جس نے اس کے دل میں جگہ بنائی تھی۔۔ مگر اب سینے میں دل بلکل خاموش تھا۔۔بہت خاموش۔۔

کک،،، کچھ کک،،، کہنے اور س،،، سننے کو بب،،، بچایا ہے آپ نن،،، نے """ ،،؟؟ وہ چڑ کر بولی تو وہ بے مہر گہرا مسکرا دیا۔۔دروازے پر پھر سے دستک ہوئی تو وہ ٹرے اٹھا کر دروازے تک گیا تھا۔۔یقیناً ٹرے لینے کو ملازمہ ہو گی۔۔ایلف نے لب بھینچ لیے۔۔اس ظالم کی طرح یہاں کے ملازمین بھی جیسے بے جان روبوٹ تھے۔۔ صرف اسی کے حکم کے پابند۔۔اسی لئے اسے بچ نکلنے کا کوئی رستہ نظر نہیں آرہا تھا۔۔وہ کب سے دماغ میں کھچڑی پکا رہی تھی کہ اس مصیبت سے نکلنے کے لیے آخر باران یا ایحان سے کس طرح رابطہ کرے۔۔ جبکہ وہ جن مستقل اس کے سر پر سوار تھا۔۔وہ دروازے پر تھا ایلف نے جلدی سے پورے کمرے میں نگاہ گھمائی تھی مگر اسے اپنا دوپٹہ کہیں نظر نا آیا۔۔آرزک اس کی جانب مڑا تو اس نے جلدی سے خود کو کمپوز کر لیا۔۔وہ بھی تو بے شرموں کی طرح شرٹ لیس ہی کمرے میں گھوم رہا

تھا۔۔وہ قدم قدم چلتا پھر سے بیڈ پر اس کے پہلو میں آ بیٹھا تھا۔۔ایلف کا دل گویا کانوں میں دھڑکا۔۔ڈر تھا کہ پاگل ہوتے دل کی دھک دھک کہیں پاس بیٹھا شخص ہی نا سن لے اسی لئے بے چینی سے اپنا بھاری ہوتا ما تھا مسلا۔۔

"کیا ہوا،،، تم ٹھیک تو ہو،،،زاویہ نگاہ بدلا تھا تو تمام احساس وجذبات ہی جیسے بدل گئے تھے۔۔ملکیت کا احساس نشہ بن کر سر چڑھنے لگا تھا۔۔موقع بھی ہے اور دستور بھی کے مقولے کے مصداق اسی کے کمرے میں تنہائی میں اتنے قریب اپنی محبت کی موجودگی آرزک کے تمام احساسات وجذبات میں منہ زور طوفانوں سی طغیانی لے آئی تھی۔۔۔

"سر میں شدید درد ہے،،،(تمھاری وجہ سے) ایلف نے اس سے جان چھڑانے کو جھوٹ بولا۔۔حسرت تھی کاش جملہ بھی پورا ادا کر پاتی جبکہ وہ اس کی اس جان چھڑانے والی حرکت پر گہرا مسکرایا تھا۔۔آرزک نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔ایلف اس کے بیقرار لمس پر ٹھٹھکی۔۔۔

اچھاہوا تم نے اپنی نیند اچھے سے پوری کرلی اور تھکن بھی اتار لی،،،رہا یہ " سر درد یہ تو منٹوں میں دور بھاگ جائے گا،، "آرزک خانزادہ اس کا ہاتھ جزبوں کی گرمجوشی سے دباتے نرمی سے بولا تو وہ بدک کے پیچھے ہونے لگی۔۔لیکن یہ محض اس کی خوش فہمی ثابت ہوئی وہ پل میں اسے اور قریب کھینچ چکا تھا۔۔اس کی نظریں ایلف کی پانی سے بھری آنکھوں پر تھی۔

کک۔۔۔کیا۔۔۔مم۔۔مطلب،،،؟"آرزک سے پہلی بار اسے اتنا خوف " محسوس ہوا تھا کہ دل خوف سے پسلیوں سے سر ٹکرانے لگا۔۔

مطلب صاف ہے،،،اس وقت رات کے بارہ بج رہے ہیں،،،میں نے " تمہیں اسی وجہ سے اٹھایا ہے کہ شادی کی پہلی رات اچھی گزرے،،،"

آرزک بولا تو ایلف اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی۔۔۔وہ آرزک خانزادہ سے سب کچھ ایکسپیکٹ کر سکتی تھی پر یہ نہیں۔۔وہ نکاح تو زبردستی کر چکا تھا تو کیا بدلے کے لیے روح کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کر بھی روندنے والا تھا؟؟ جبکہ دوسری جانب کے جذبے اس وقت کم از کم ایلف آرزک خانزادہ کے

لیے بلکل خالص اور سچے تھے۔۔ جزبوں سے بوجھل وہ اس کی بے یقین آنکھوں پر جھکتے بے اختیار آرزک نے اپنے ہونٹ ایلف کی دائیں آنکھ پر رکھے تو کئی موتی اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر نیچے گرے ایلف سکتے کے عالم سے باہر نکلتی آرزک کو پیچھے دھکیلتی وہاں سے اٹھی اور دور جا کھڑی ہوئی۔ وہ سہمی ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ آرزک کو اس صورتحال میں ایسی اس کا جھٹکنا شدید چبھا تھا۔

تت۔۔۔۔ تم۔۔ ایسا۔۔ نن۔۔ نہیں کر سکتے،،، "خوف و گھبراہٹ سے" بول کر وہ بتا رہی تھی یا التجا کر رہی تھی سمجھ نہ آیا۔۔ یہ یقین تو اسے ہو گیا تھا کہ وہ شخص بہت ظالم ہے۔۔

میں ایسا کر سکتا ہوں حق بھی رکھتا ہوں،،، اور ایسا کرنے کا ارادہ بھی رکھتا" ہوں،،، اور تم مجھے میرے ارادے سے پیچھے نہیں ہٹا سکتیں ایلف،،، بیوی ہو تم میری،،، "بیڈ سے کھڑے ہوتے وہ سنجیدگی سے بولا تو ایلف دروازے کی

جانب بھاگی اور دروازے کا لاک گھماتے کھولنے کی کوشش کی پر ہر بار کی طرح یہ کوشش بھی بے کار ثابت ہوئی۔۔

"ایلف ڈرامے بند کرو،،، ہمارے رشتے کا،،، میرے خالص جزبوں کا مزاق مت بناؤ،،، تم جتنا مجھ سے بھاگو گی اتنی ازیت پاؤ گی،،،" ایلف کو بازو سے پکڑتے اپنی جانب رخ کرتے آرزک سنجیدگی سے بولا۔اس نازک دل کومل لڑکی کا خود سے ڈرنا گھبرانا اسے کہاں برداشت ہو رہا تھا۔۔ کہ ایک ازیت کی لہر وجود میں اٹھ رہی تھی۔

"مم۔۔ مجھے۔۔ مم۔۔ تم نے۔۔۔ اگر۔۔ ہوا۔۔ بب۔۔ برے تم بہت۔۔۔ ت چھونے کی کوشش۔۔ بب۔۔ بھی کی تو۔۔ مم۔۔ میں،،،،" بے ساختہ روتے ہوئے آگے بول نہ پائی کیونکہ دھمکی بھی کیا دیتی وہ بے بس تھی۔۔ جب آرزک نے جھک کر اس کے گال پر لب رکھے اور اس شدت سے رکھے کہ ایلف کا سرخ پھولا گال اس کے لبوں کی شدت پر انا ری ہو گیا۔۔

مجھے تمہارے چکس بہت اٹریکٹ کرتے ہیں میری جان،،، "وہ اس کی بات" کو نظر انداز کرتے دل سے اس کی تعریف کر رہا تھا۔ کہ ان گالوں کو دیکھ کر تو نکاح سے پہلے بھی بارہا انھیں چھونے کا خیال دل میں گزرا تھا جسے وہ بڑی مشکل سے اپنے زہن سے جھٹکا کرتا تھا۔۔۔ہاں نکاح سے پہلے وہ باران دلشیر کی بہن تھی وہ نفرت کا حق رکھتا تھا پر اب باران دلشیر سے بھی قریبی رشتہ اس کا آرزک خانزادہ سے تھا وہ آرزک خانزادہ کی بیوی تھی۔۔ باران دلشیر کی بہن سے اگرچہ وہ نفرت کر بھی لیتا لیکن اپنی بیوی سے کبھی نہیں کر سکتا تھا۔۔اسی وجہ سے تو اس نے فوراً نکاح کیا تھا۔۔ کیونکہ ایلف واحد وہ شخصیت تھی جس کے لیے اس کے دل کے ساتھ ساتھ دماغ بھی سفارشی تھا۔

مجھ۔۔ سس۔۔۔سے۔۔دد۔۔دور،،، "وہ خوف سے ایک قدم پیچھے" ہوئی تو آرزک نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹتے ایک جھٹکے سے اسے قریب کر لیا۔اب اس کی نظریں ایلف کے کپکپاتے لبوں پر تھیں وہ ایلف کی مزحمت یکسر نظر انداز کر گیا اور اس کے لبوں پر جھکنے لگا۔۔ عین اسی وقت

ایلف نے چہرے کا رخ دوسری جانب پھیر لیا۔ جس کے باعث ایک بار پھر باران کے لب اس کے بائیں گال سے ٹکرائے۔۔

چالاک،،، گال پسند ہیں تو اس کا مطلب شوہر سے صرف گال پر پیار لو' گی،،، مجھے تمہارے ہونٹ بھی بہت پسند ہیں میری جان" دوسرے گال پر بھی اسی شدت سے بوسہ دیتا وہ بھاری گھمبیر لہجے میں شرارتاً بولا۔۔ جبکہ ایلف کی لمحہ بہ لمحہ تیز دھڑکن وہ واضح سن پا رہا تھا۔۔ دوسری طرف ایلف جو بہت مزحمت کر رہی تھی سب رائیگاں جا رہا تھا۔۔۔ وہ آرزک خانزادہ سے شدید خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔ جان ہتھیلی پر تھی جسم ٹھنڈا پڑتا سن ہونے لگا تھا۔۔ جب آرزک نے اچانک اسے بازوؤں میں اٹھایا جس پر ایلف کی مزحمت مزید بڑھی۔۔ جس کے باعث آرزک کے بازو میں درد کی ٹیس سی اٹھی۔ سختی سے لب بھینچتے اس نے ایلف کو بیڈ پر لٹایا اور اس کی ٹانگوں پر اپنی ٹانگیں اور دونوں ہاتھ تکیے سے لگاتے ایک جھٹکے سے اسے قابو میں کیا۔

۔پپ۔۔پلیز،،،"ایلف کے منہ سے بس اتنا نکل پایا اس سے زیادہ بولنے کی مہلت نہ ملی کیونکہ آرزک خانزادہ نے اس کے الفاظ پر کفل لگا دیا تھا۔

۔۔۔مم۔۔میں۔تم سے۔۔۔۔باران۔۔۔بھائی۔۔۔کی مم۔۔معافی"

۔۔۔مانگ۔۔مانگتی ہوں۔۔اان۔ سس۔۔سب ممیں۔۔مم میرا۔۔کیا قصور،،،،"چند لمحے بعد وہ دھڑکنیں معمول پر لانے کی کوشش کرتی اتنا ہی بولی تھی آرزک خانزادہ کے چہرے کی نرمی اچانک سختی میں تبدیل ہو گئی۔

میں بہت نرمی سے پیش آرہا ہوں کیونکہ تم میری بیوی کے روپ میں" میرے سامنے ہو،،،وہی تم سے برداشت نہیں ہو رہی شاید،،،اس لیے باران دلشیر کا نام میرے سامنے مت لو ایلف،،،اگر اس کی بہن کی حیثیت سے میرے سامنے رہی تو میری سختی اور سفاکی تمہاری جان لے لے گی،،،"

باران کا نام لیتے اس کے منہ کے ساتھ الفاظ اور ہر انداز میں نفرت تھی۔۔

ایلف بے بسی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔جب اگلے لمحے اپنی کالر بون پر آرزک کے لبوں اور بیئرڈ کی چبھن محسوس ہوئی۔

مم۔۔مجھے ی،،یہ ایکس،،،سیپٹ،،،،کک،،کرنے کے لئے تھوڑا۔۔۔"
وقت۔۔۔دے دو۔۔۔
اا۔۔ابھی۔۔۔نن۔نن۔نہیں۔۔پپ۔۔پلی۔۔۔پلیز،،،"اب کے بیوی کی حیثیت سے اس ظالم سے پناہ مانگی تو آرزک خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔وہ آرزک کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔ایلف کو لگا وہ پیچھے ہٹ جائے گا۔۔پر وہ تو اس کی ننھی ناک کو نرمی سے لبوں سے چھونے لگا پھر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔
"میرے نزدیک وقت دینے سے دوری اور بڑھتی ہے،،،جبکہ میں تمہیں خود سے قریب تر کر لینا چاہتا ہوں،،،کہ میں سانس بھی لوں تو تمہاری مہک میرے وجود میں سے آئے،،اس لیے چاہتا ہوں کہ تم میرا ضبط مت آزماؤ ایلف،،،میری نرمی ہر کسی کے لیے نہیں ہوتی یا شاید کسی کے لیے بھی نہیں اگر تمہارے ساتھ اختیار کر رہا ہوں تو تم مجھے مجبور مت کرو کہ میں سختی کرو،،،"کہتے ساتھ اب آرزک نے ایلف کی چن پر اپنے لب رکھے تو ایلف

سسک پڑی۔۔ جبکہ دوسری جانب وہ جو پہلے کبھی کسی صنف نازک کے قریب نہیں گیا تھا ایلف کے معاملے میں خود کو بے تحاشا بے بس محسوس کرنے لگا تھا۔یہی وجہ تھی کہ ایلف کی مزحمت سسکیاں سب کچھ نظر انداز کرتا چلا گیا تھا۔۔ کسی نازک شے کی طرح اس نے ایلف کو بہت نرمی سے خود میں سمیٹا تھا۔۔

اور پھر سالوں بعد بہت سکون کی نیند سویا تھا۔۔

ابھی سوئے گھنٹہ گزرا تھا جب دبی دبی سسکیوں سے اس کی نیند میں خلل پڑا۔۔ آنکھیں کھول کر بیڈ پر کچھ فاصلے پر دیکھا تو ایلف اس کی جانب پیٹھ کیے سسک رہی تھی۔۔ بے اختیار آرزک نے گہری سانس خارج کی۔۔ وہ کس بات پر رو رہی تھی وہ اس کے قریب آیا اس بات پر یا پھر۔۔۔ ایلف کو بازو سے کھینچتے اس نے ایلف کا رخ اپنی جانب کیا اور اسے خود سے قریب کر لیا۔۔

ہیے،،، ششش،، کیوں رو رہی ہو،،، "ایلف کے چہرے سے بال" پیچھے کرتے آرزک نے نرمی سے پوچھا۔اس کی نظر ایلف کی رونے کے باعث سورخ ہوتی ناک پر تھی۔۔

کہاں نہ چپ ہو جاؤ،، مجھے بتاؤ،،، کیوں رو رہی ہو،،، سر میں درد تھا تو پین" کلر دوں؟؟؟"آرزک کے سوال پر وہ اور زیادہ اب کی بار آواز کے ساتھ رونے لگی تھی۔۔اسے کیا کہتی؟؟ سر درد؟؟؟ وہ تو اس کی روح تک کو کچوکے لگا گیا تھا مگر پھر آرزک نے اسے نرمی سے اپنے سینے میں بھینچ لیا اور اس کے بالوں پر لب رکھتے اس کی کمر سہلانے لگا۔۔یہ اسی نرمی کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ اب رو رہی تھی۔۔اپنا غم غلط کر رہی تھی۔۔

کچھ غلط نہیں کیا میں نے تمہارے ساتھ ایلف،،، یہ حق تھا میرا،،، اور میں" تمہارے اور اپنے رشتے میں کوئی دوری اور سمجھوتہ نہیں چاہتا تھا،،، اگر تم یہ سوچ کر ہلکان ہو رہی ہو کے میں نے تمہاری بھائی کی دشمنی میں تمہیں پامال کر دیا تو تم غلط ہو،،، میں آج تک کبھی کسی لڑکی کے قریب نہیں گیا کیونکہ

مجھے کبھی کوئی اچھی ہی نہیں لگی،،،جب ناپسند لڑکیوں کے قریب نہیں گیا تو ایسی لڑکی کے قریب کیوں جاؤں گا جس سے نفرت کرتا ہوں،،،میں نے تم سے نکاح اس لیے کیا کیونکہ آرزک خانزادہ تم سے محبت کرتا ہے،،،پھر وہ تمہارے اتنے قریب اس لیے آیا کیونکہ نکاح کے بعد چند لمحوں میں محبت عشق کا سفر طے کر گئی،،،افریہ اقرار میں پہلے کرتا تو تم پہلے کی طرح کبھی یقین نہیں کرتیں،،،"وہ جو آرزک کی باتیں سن رہی تھی رونے کی آواز بند ہو چکی تھی پر آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔۔لیکن آرزک نے اسے خود سے دور نہیں کیا۔۔بلکہ اس وقت تک اس کا سر اور کمر سہلاتا رہا جب تک وہ روتی روتی نیند کی وادیوں میں اتر نہیں گئی۔۔۔ایلف کے سونے کے بعد آرزک نے اس کو نرمی سے بیڈ پر لٹایا اور اس پر کمفرٹر درست کیا۔ایک نرم بوسہ ایلف کے ماتھے پر دیتا وہ سنجیدگی سے اپنا نائٹ گاؤن پہنتے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

****

زرمش سے سامنا ہونے کے بعد دو دن تک اس نے زاویار سے بات نہیں کی تھی نہ ہی زاویار کی کالز اور میسجز کا جواب دیا تھا وہ زاویار سے بالکل ایسے خفا تھا جیسے وہ زاویار کا دوست نہیں بلکہ پہلی بیوی ہو اور اس کی دوسری شادی پر خفا ہو۔۔ جبکہ دوسری طرف زرمش اور ایناره کی شکل کا ہو بہو ہونا بھی ایک بڑا معمہ تھا جسے سمجھنے سے وہ قاصر تھا لیکن ان دو دنوں میں جو چیز اسے بہت بھلی لگ رہی تھی وہ ایناره کا اسے اگنور کرنا تھا۔۔ وہ جان بوجھ کر گھر آنے تک اس کا انتظار کرتی اور نظروں کے سامنے رہنے کی کوشش کرتی پھر یوں باران دلشیر کو نظر انداز کرتی جیسے وہ ہو ہی نہ۔۔ یہ بھی کمال ادا تھی اس کی اس ننھی ننھی سازشوں کو جو وہ یقیناً اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے کر رہی تھی یہ اس کے دماغ کی خرافات تو ہر گز نہیں تھیں۔۔ اسے اچھی طرح اندازہ تھا یہ سب فرح کی پڑھائی گئی پٹیاں تھیں۔

آج آفس سے وہ جلدی واپس آیا تھا لیکن ایناره کو لاؤنج میں ناپا کر منہ کا زاویہ بگڑا وہ روز اسی کے انتظار میں رات صوفے پر ہوتی تھی اور اس کے آتے ہی

نظر انداز کرتے کمرے میں چلی جاتی تھی۔۔س جھٹکتا وہ کچن میں جانے لگا کہ قدم ٹھٹھک کر باہر ہی رک گئے۔۔

فرح آپی اینجل باری ایک بہت اکڑو اینجل ہے،،،اور کتنے دن ایسا کروں وہ" نہیں دیکھتے مجھے،،،"اینارہ کی مایوس کن آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

تمہیں کیسے معلوم وہ نہیں دیکھتے پاگل،،،"فرح نے کوفت سے پوچھا۔وہ تو" جان چھڑوانے کے لیے اس کے سامنے نیا شوشہ چھوڑتی تھی کیونکہ جسے بہت ڈری سہمی لڑکی سمجھ کر اس نے ہمدردی کا ہاتھ بڑھایا تھا اب وہ اس کے گلے کا ہار بن چکی تھی۔۔اسے یہی سمجھ آیا تھا کہ اینارہ ضرورت سے زیادہ بھولی اور بیوقوف ہے پر وہ چاہ کر بھی اس قدر معصومیت برداشت نہیں کر پاتی تھی اور بیزار ہو جاتی تھی.۔اس کا خود کا ماننا بھی یہی تھا کہ باران دلشیر ایسی ڈرپوک اور کم عمر بھولی لڑکی کے پیچھے نہیں آسکتا کیونکہ وہ جانتی تھی باران دلشیر ایک عیاش اور بے باک طبیعت کا مالک ہے۔۔۔اگر اسے اینارہ پسند ہوتی تو اب تک اینارہ کی معصومیت باقی ہی نہیں رہتی۔۔

افف،،،آپ نہیں سمجھتیں،،،کیونکہ ان کے منع کرنے کے باوجود میں"
نے دو دن لپ اسٹک لگائی تھی پر انہوں نے کچھ نہیں کہا،،،دیکھا ہوتا تو کہتے
نہ،،،"ایناره روہانسی لہجے میں بولی جبکہ اس کی بات پر باہر کھڑے باران دلشیر
نے گہری سانس لی وہ کیسے بتاتا کہ پہلے دن اس نے سرخ اناری اور دوسرے
دن ہلکے گلابی رنگ کی لپ اسٹک لگائی تھی۔۔وہ بیوقوف لڑکی تو یہ بھی نہیں
جانتی تھی کہ اس کے پاس یہ الگ الگ رنگ کی لپ اسٹک آئی کہاں سے؟
کس نے رکھی اس کے ڈریسنگ ٹیبل پر لپ اسٹکس۔۔
تو وقت دو اینارہ ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمتا،،،"فرح کا اکتایا لہجہ باران نے "
بخوبی محسوس کیا۔۔اس کے ماتھے پر بل پڑا۔۔کیا اینارہ کی اتنی پیاری باتیں
اس کو بیزار کر رہی تھیں؟
نہیں،،آپ نے وہ نوٹ نہیں کیا جو میں نے کیا،،وہ باہر جاتے ہوئے "
خوب سارا تیار ہوتے ہیں،،،اور کبھی رات واپس ہی نہیں آتے کبھی بہت
لیٹ آتے ہیں،،،کیا آپ کو معلوم ہے ایسا کیوں کرتے ہیں،،،؟"اینارہ کے

سوال پر جہاں فرح نے اسے گھور کر دیکھا وہیں باران نے بھنویں اچکائی یعنی وہ اب اس کے آنے جانے کے اوقات پر بھی نظر رکھ رہی تھی۔

"اینارہ میرا بچہ میں ملازمہ ہوں،،، میرا کام صرف کام کرنا ہے ان کے اوپر نظر رکھنا نہیں،،، "فرح نے گہری سانس لیتے کہا۔

"پر مجھے اندازہ ہے،،، کہیں اینجل باری کسی اور لڑکی سے تو محبت نہیں کرتے؟ یا ان کی زندگی میں کوئی دوسری لڑکی تو نہیں،،، "اینارہ کے سوال پر فرح نے پہلی بار اسے ترحم بھری نظروں سے دیکھا جبکہ باہر کھڑے باران کے نرم تاثرات اچانک سخت ہو گئے۔۔وہ کیسے بھول گیا تھا وہ کون ہے؟ وہ ایک گند میں لپٹا زانی انسان تھا اور اینارہ ایک پاکیزہ زہن اور پاکیزہ جسم و روح کی لڑکی۔۔اپنے قدم پیچھے لیتا وہ دانت بھینچتے وہاں سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔جبکہ فرح نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا۔۔کیا بتاتی وہ اینارہ کو؟ کہ باران کی زندگی میں ایک نہیں کئی لڑکیاں آئی تھیں محض چند گھنٹوں کے

لیے وہ بھی حلال نہیں حرام ذریعے سے۔۔جبکہ ایناره فرح کے جواب نہ دینے پر اداسی سے وہاں سے جانے لگی۔

ایناره میں کل بازار جاؤں گی کیا تم میرے ساتھ چلو گی،،؟"ایناره کو جاتا" دیکھ اس نے ایک دم پوچھا۔۔وجہ اس معصوم دل کی لڑکی کا دھیان ڈیول کی طرف سے ہٹانا تھا جسے وہ اینجل مانے بیٹھی تھی۔

بازار؟ میں پہلے کبھی گئی نہیں،،میں نے بازار نہیں دیکھا کبھی،،پر میری" خالہ جاتی تھی اور اچھی اچھی چیزیں لاتی تھیں،،،" وہ بہت جلدی جلدی بول رہی تھی۔۔یہ زندگی کی وہ خوشیاں تھیں جسے وہ حاصل کرنا چاہتی تھی۔۔ بچپن سے ایک زندان میں بند رہی تھی جہاں اندھیرے کے سوا کچھ نہیں تھا باہر کی دنیا میں اس نے کبھی قدم ہی نہیں رکھا تھا اس کے نزدیک باہر کی دنیا ایک فیری ٹیل جیسی تھی۔

ہاں بازار میں ہر طرح کی بہت پیاری پیاری چیزیں ملتی ہیں،، تم ساتھ چلنا" بہت مزہ آئے گا،،اپنے لیے کچھ لے بھی لینا،،"فرح اسے کہتے کام میں مصروف ہوئی جب کہ ایمارہ کا دل ایک بار پھر بوجھل ہو گیا۔

پر میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں،،،"بہت اداسی سے کہا تو فرح کا دل کیا" اپنا سر پھوڑ لے۔۔وہ کیسے بھول سکتی تھی یہ بات۔۔۔ایمارہ سے لاکھ ہمدردی صحیح لیکن اس کا گھر بار تھا وہ ایمارہ پر پیسے نہیں لٹا سکتی تھی اسی لیے مجبوراً واپس ایمارہ کو باران کی طرف موڑنا پڑا کیونکہ بات اب زبان سے نکل چکی تھی وہ ٹال نہیں سکتی تھی ایمارہ کو۔۔

تمہیں یہاں آئے مہینہ ہو گیا ہے،،، تم باران سر سے اپنی تنخواہ مانگ لو،،،" سب کو کل ہی ملی ہے تمہیں بھی دے دیں گے،،،"یہ سنتے ایمارہ سوچ میں پڑ گئی کہ اب کیا کرے اسے تو یہ علم بھی نہیں تھا کہ زریمان نے باران سے تنخواہ کی بات کی تھی یا نہیں؟اور زریمان نے تو ایسا چہرہ پھیرا تھا کہ پلٹ کر ایک فون کال نہیں کی تھی۔۔پر باران نے اسے یہی کہا تھا کہ وہ نوکری پر ہے

پھر تنخواہ تو ضرور بنتی تھی۔۔کچھ سوچتی وہ کچن سے نکل کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔وہ الگ بات تھی اسے باران سے ڈر نہیں لگتا تھا لیکن اس بات کے لیے بھی جگر اچاہیے تھا اور خود کو تیار کرنا تھا تاکہ باران سے بات کر سکے۔۔۔

****

فرح نے حکم کے مطابق کھانا باران کے کمرے میں پہنچا دیا تھا۔۔۔دوپہر اپنے کمرے میں آرام کرنے کے بعد وہ فارمل ڈریسنگ میں تیار ہوا تھا۔۔اپنا والٹ موبائل اور کار کی کیز اٹھاتے وہ روم سے باہر نکلا۔۔اسے ضروری کام سے باہر جانا تھا اور اس سے پہلے ان کی مخالف کمپنی کا اونر محسن قاسم اس کے گھر آرہا تھا۔۔وہ ڈرائنگ روم میں گیا تو اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا کچھ ہی وقت میں محسن قاسم وہاں آگیا۔۔اور اس کے آنے کا مقصد باسل تھا۔۔وہ باسل کو برباد کرنا چاہتا تھا اس لیے باران سے دشمنی بھلائے کانٹریکٹ کر رہا تھا۔۔کیونکہ محسن قاسم کو معلوم ہوا تھا باسل کا پروجیکٹ باران کے ساتھ

چل رہا ہے تو وہ باران کی جانب ہاتھ بڑھا رہا تھا۔۔ باران نے انہیں کوئی جواب کلیئر نہیں دیا تھا وہ اسکی باتوں سے نا مثبت تاثر لے سکتا تھا نہ منفی۔۔ کچھ مزید باتوں کے بعد محسن قاسم اچھے فیصلہ کی امید لے کر وہاں سے باہر نکل گیا لیکن جونہی دروازے سے باہر نکلا تو پل بھر کے لیے قدم ٹھہر گئے۔۔ دروازے کی دوسری جانب شاید اندر جانے کے انتظار میں کھڑی اپنا ڈوپٹہ مروڑتی نارنجی فراک میں کھڑی ایناره جس کے چہرے پر خوف اور گھبراہٹ واضح تھے۔۔ وہ یک ٹک ایناره کو دیکھا گیا اور مبہوث رہ گیا۔۔ نارنجی رنگ کی فراک میں وہ کسی باغ کا وہ گلاب لگ رہی تھی جس کی زینت کی وجہ سے تمام باغ خوشبو سے مہک جاتا ہے جبکہ ایناره ایک انجان مرد کو اپنی جانب دیکھتے پا کر شدید خوفزدہ ہوتی فورا پیچھے ہوتی دیوار کی آڑ میں ہو گئی پوری دوپہر اس نے خود کو باران دلشیر سے بات کرنے پر تیار کیا تھا اور سارا کانفڈینس اس انجان شخص کو دیکھ کر ڈھیر ہو گیا تھا۔۔ اس نازک اپسرا کی اس ادا پر محسن قاسم کے لب بے ساختہ مسکرائے۔

انٹر سٹنگ،،، تم سے تعلقات مزید گہرے کرنے پڑیں گے باران"

دلشیر،،، "وہ دل میں خود سے مخاطب ہوتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے باہر نکل گیا۔۔۔ جبکہ ایمارہ جو یہ سمجھنے لگی تھی اب وہ بالکل نارمل زندگی گزار سکتی ہے کیونکہ باران سے اسے کبھی خوف محسوس نہیں ہوتا۔۔ تو وہ یہ سمجھنے لگی تھی وہ ٹھیک ہو گئی ہے پر اب کسی مرد کو دیکھ کر اس کا وجود پل میں خوف سے لرز گیا تھا۔۔ لیکن لمحوں بعد گھر میں باران کی موجودگی کا سوچ اس کا جسم اور زہن نارمل ہونے لگا۔۔ وہ اس کا محافظ تھا اس کے ہوتے ہوئے اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہو گا وہ یہ سوچتی مطمئن ہوتی گہری سانس لے کر واپس قدم اس جانب بڑھاتی ڈرائینگ روم میں داخل ہو گئی۔۔۔ باران جو ٹیبل سے اپنی چیزیں سمیٹنے لگا تھا ایمارہ کو دیکھتے ٹھٹھک کر رکا۔۔ وہ حسین تھی اس میں کوئی شک نہیں تھا۔ پر باران کو وہ ہر بار پہلے سے زیادہ پاکیزہ لگتی تھی جو انمول تھی۔۔ ایمارہ نے ایک نظر باران کو دیکھا اور نظریں جھکا گئی۔۔

وائٹ فارمل شرٹ اور بلیک پینٹ میں اس کے ہلکے ہلکے بکھرے بال۔۔

سانولہ رنگ۔۔وہ واقعی ایک بہت خوبصورت خوبرو مرد تھا۔

کوئی کام ہے،،،؟"اینارہ سے نظریں ہٹا کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔اس کی ہلتی"

جلتی پلکوں کا رقص جان لیوا تھا۔وہ اس سے فاصلے پر کھڑی بنا اس کی جانب

دیکھے اپنے ہاتھ آپس میں مروڑنے لگی۔۔

اینارہ کیا بات ہے جلدی کہو،،میں لیٹ ہو رہا ہوں،،،"اب کے باران نے"

سختی سے کہا تو اینارہ کو لگا اب بول دینا چاہیے ورنہ اگر وہ چلا گیا اور رات کو

واپس نہ آیا تو وہ کل فرح کے ساتھ بازار نہیں جا سکے گی۔

تت،،، تنخواہ،،،"وہ ہلکی آواز میں منمنائی کے باران شاکڈ کیفیت میں اسے"

دیکھنے لگا۔

واٹ؟؟سے اٹ اگین،،،"باران نے اپنی حیرت اور مسکراہٹ ضبط"

کرتے پوچھا۔اتنا تو گھائل کر چکی تھی یہ لڑکی اور کتنا کرنا چاہتی تھی۔

مجھے،،، یہاں آئے مہینہ ہو گیا،،سب کو،،، تنخواہ مل گئی،،،ل،، لیکن مجھے "
نہیں ملی،،،"صرف ایک لمحے کے لیے باران کو دیکھتی وہ واپس نظر جھکا گئی
جس پر باران خاموشی سے اثبات میں سر ہلانے لگا۔اس بار ایناره نظریں
اٹھائے اسے دیکھے گئی۔

کتنی تنخواہ چاہیے ؟؟؟" باران نے سنجیدگی سے پوچھا اور صوفے کی پشت "
سے کمر ٹکا گیا۔

دس ہزار،،،"ایناره نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔۔فرح سے وہ اس کی "
تنخواہ پوچھنا تو بھول ہی گئی تھی۔۔لیکن اسے یاد تھا بانو بائی اپنی ملازمہ کو پانچ
ہزار دیتی تھی تو یقیناً باران امیر تھا زیادہ ہی دیتا ہو گا۔۔یہ سوچتے اس نے رقم
دگنی بتائی۔۔

دس ہزار،،،؟" باران نے ایک آئبرو اچکاتے پوچھا تو ایناره گڑبڑا گئی کہ "
شاید اس نے لالچ میں زیادہ بول دیے تھے۔۔جبکہ باران دلشیر کی کیفیت
غیر یقینی تھی وہ بلنئیر شخص اس کے قدموں میں دنیا جہان کی دولت رکھنا

چاہتا تھا مگر وہ اس کے سامنے سمندر میں سے کوزے کے مترادف مانگ رہی تھی تو باران کا افسوس کرنا بنتا تھا۔۔۔

پپ،، پانچ ہزار،،، اس سے کم نہیں،،، "اینارہ نے فوراً رقم صحیح کی تو باران" اسے مزید گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔۔ وہ لڑکی اس سے نوکری کی پانچ ہزار تنخواہ مانگ رہی تھی یقیناً اس نے پانچ ہزار بہت زیادہ اخذ کیے تھے۔۔ اس کے تن پر جو فراک تھا جسے وہ پہنے کھڑی تھی اس کی مالیت بھی پچیس ہزار سے زائد تھی۔ باران نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی یعنی وہ کتنی بھولی اور دنیا سے بے خبر لڑکی تھی۔۔ باران نے گلا کھنگارا۔۔

ہمم،،، تم زیادہ مانگو پر اتنے زیادہ مجھے اندازہ نہیں تھا کیونکہ تم تو کام بھی" پرفیکٹ نہیں کرتیں،،، ایسے تو میرا بینک اکاؤنٹ تمہیں تنخواہ دیتے خالی ہو جائے گا،،، "باران نے جان بوجھ کر شوشا چھوڑا۔۔۔ سنجیدگی سے پوچھنے پر اینارہ شرمندہ سی ہونے لگی۔ پر بانو بائی کے پاس جو ملازمہ آتی تھی وہ بھی پانچ ہزار ماہانہ لیتی تھی جبکہ یہ شخص تو اتنا امیر تھا۔۔

بخیل،،،"بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا جس پر باران نے آئی برو بھینچتے" اسے دیکھا۔۔

ریپیٹ کرو کیا بولا ہے تم نے،،،؟"زرا سختی سے پوچھا تو اینارہ فوراسیدھی" ہوئی۔۔

ب۔۔بخیل تھوڑی ہیں آپ جبھی تو مجھے کپڑے بھی لا کر دیے ہیں،،،کوئی" بات نہیں،،،چار ہزار آٹھ سو کر لیں،،کیونکہ فرح بتا رہی تھی ایک اچھا سوٹ دو ہزار تک کا آتا ہے،،،تو کم از کم ایک تنخواہ میں دو سوٹ،،،"اینارہ کہتے کہتے باقی الفاظ منہ میں دبا گئی جبکہ باران اب صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سنجیدگی سے اسے گھور رہا تھا۔۔

باقی آپ کی مرضی،،،"وہ منمناتے وہاں سے جانے لگی۔۔تو باران کی آواز" پر جانے لگی۔۔

تم مجھ سے ملازمت کی تنخواہ مانگ رہی ہو تو ملازمت کا پہلا اصول مالک کے" آداب ہوتے ہیں،،،نہ تم ناک کر کے اندر آئی،،،نا ہی تم نے جانے سے

پہلے اجازت طلب کی،،، "باران کے جتانے پر ایناره اپنے ہاتھ الجھن میں آپس میں مسلنے لگی جب کہ باران اب پر سکون سا پاوں پر پاؤں چڑھائے محظوظ کن طریقے سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اس کا لٹل پنک ریبٹ آج کل چالاک لومڑی بننے کی کوشش میں تھا پر بھول گیا تھا چال بدلنے سے ذات نہیں بدلتی وہ جتنی بھی چالاکی کرتی پر بن نہیں سکتی تھی بلکہ ہر چالاکی کے وقت وہ باران کو اور معصوم لگتی تھی۔۔

"ہاں تو اب مدعے پر آتے ہیں،، تم نے تنخواہ کی ڈیمانڈ پانچ ہزار کی ہے تو اگر میں چاہوں تو رہائش کے پانچ سو روپے،،، کھانے کے پانچ سو روپے سب کاٹ سکتا ہوں،،، پر میں ایسا نہیں کر رہا لیکن میری بھی ایک ڈیمانڈ ہے کہ جب میں تم سے جو کام بولوں گا تم کرو گی،،،" باران کی بات سنتے ایناره کی آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔ جسے باران نے بخوبی دیکھا تھا۔۔

"اچھا ایک اور بات تمہیں اس ڈریس کی قیمت معلوم ہے جو تم نے پہنا ہے،،،؟" باران نے کچھ سوچتے پوچھا تو ایناره اپنی نارنجی رنگ کی کلی دار

فراک کو دیکھنے گی جس کے بارڈر پر نفیس سا کام تھا۔۔آستین پر ہلکے ہلکے ہم رنگ باریک نگینے تھے۔۔بلاشبہ سادہ مگر خوبصورت فراک تھا۔۔

امم،،،یہ تھوڑا فینسی ہے،،،شاید تین ہزار کا ہے،،،"اس نے اپنی سوچ" کے اعتبار سے بتایا کیونکہ بانو بائی اتنے بھرے بھرے چمک دھمک والے کپڑے پانچ ہزار میں منگواتی تھی تو یہ تو پھر بہت سادہ تھا۔

کچھ زیادہ ہی بول دیے تم نے،،،"دانت پیستے باران نے اس پاگل لڑکی سے" نظر ہٹائی جو فلحال اس کے دل کو شدت سے دھڑکا رہی تھی۔

میں جاؤں،،،"اینارہ نے آہستگی سے پوچھا۔۔"

یہ تنخواہ کا شوشہ بھی تمہارے سامنے فرح نے چھوڑا تھا؟"باران نے اس" کے سوال کو نظر انداز کرتے پوچھا۔وہ جانتا تھا ساری الٹی پٹیاں وہ اینارہ کو پڑھاتی ہے وہ چاہتا تو ایک لمحے میں اسے فارغ کر دیتا اگر اسے اینارہ کی یہ چھوٹی چھوٹی حرکتیں اچھی نہیں لگ رہی ہوتیں تو۔۔

نہیں،،، یہ میں نے خود سوچا تھا کیونکہ مہینہ پورا ہو گیا نہ،،، "اینارہ نے" سمجھداری سے جواب دیا اب کیا بتاتی کہ یہ خیال بھی فرح نے اس کے زہن میں ڈالا جب وہ فرح کا بازار جانے کا سن کر ساتھ چلنے کا کہنے لگی تو فرح نے ہی اس سے کہا وہاں پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔۔ تم باران سر سے اپنی تنخواہ مانگ لو۔۔

یہ لو،،، "باران نے آگے جھکتے ٹیبل سے اپنا والٹ اٹھایا اور اندر سے ایک" پانچ ہزار کی نوٹ نکال کر اس کے آگے بڑھائی تو اینارہ پہلے بے یقینی سے نوٹ کو دیکھنے لگی پھر فورا نوٹ پکڑ لیا۔۔

اور اب مجھے یہ بتاؤ،،، تم کس کی اجازت سے بازار جانے کا پروگرام بنا رہی" ہو،،، مجھ سے پوچھا تم نے،،،، باران نے اس کی طرف سنجیدگی سے دیکھا۔۔ آخر وہ کیوں چاہتا تھا وہ پوری طرح ہر طرح سے صرف اور صرف باران دلشیر پر انحصار کرے۔۔

وہ،،،میں فرح کے ساتھ بازار جانا چاہتی ہوں کل،،،تو چلی جاؤں،،،؟؟؟"
اب کی بار اس نے شرافت کا مظاہرہ کرتے اپنے باس سے جانے کی اجازت طلب کی تھی۔۔کہ پہلی تنخواہ جو مٹھی میں بند تھی۔۔اس کی بات پر باران دلشیر نے اپنے جبڑے بھینچے مگر ناچار اثبات میں بھی سر ہلا دیا۔۔

اب میں جاؤں،،،؟"ایک بار پھر پوچھا تو اب کی بار باران اثبات میں سر ہلا" گیا اور مسکراتے ہوئے اینارہ کو جاتے دیکھنے لگا۔۔

میری معصوم پنک ریبٹ،،،،" باران نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا اور یہ محسوس" ہی نہیں کیا کہ پنک ریبٹ سے اب "میری" کا اضافہ ہو کر میری پنک ریبٹ ہو چکا ہے۔۔

دن اسی طرح تیزی سے گزرنے لگے جہاں بزنس میں مصروف زاویار اس خیال میں تھا کہ وہ زرمش کو اس رشتے کو سمجھنے کا موقع دے رہا ہے وہیں زاویار سے پہلے سے بدگمان زرمش حقیقتاً یہ سوچ چکی تھی کہ اس گھر میں

زاویار خانزادہ کی زندگی میں صرف اس کی بیٹی کی کیئر ٹیکر یا اس کی ضرورت کا سامان ہو سکتی ہے۔۔ تبھی صرف ایک رات زاویار نے اس پر حق جتاتے اسے زبردستی اپنے پاس اپنے کمرے میں سلایا تھا۔۔اس کے بعد اس نے ثابت کیا تھا وہ اس کی بیٹی کی ملازمہ ہے تبھی تو وہ اس سے اتنا بے خبر ہو گیا تھا کہ اسے دیکھنے کا روادار تک نہیں تھا صبح بنا اسے دیکھے وہ آفس جاتا تھا اور رات نجانے کس پہر آتا تھا اس بات سے انجان کے رات کا ایک طویل پہر زاویار خانزادہ اسے دیکھنے میں گزارتا تھا۔۔

واشروم کے اندر اپنی کمر کے زخم کو نوچتی وہ آنکھیں سختی سے میچتے خود اذیتی کی انتہا پر تھی۔۔اتنے حادثات کے بعد وہ ایک نارمل اور خوش گمان زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔۔اپنے زخموں کو نوچ کر وہ خود کو یاد دلاتی تھی کہ اس کے ساتھ کس جگہ کی نسبت جڑ چکی ہے۔۔ تبھی وہ اسے نہیں اپناتا۔۔ تبھی وہ اسے بے تحاشا حقیر اور بے مول سمجھتا ہے۔۔اور اس کے سامنے کئی بار برملا اظہار بھی کر چکا ہے۔۔

مام باہر آئیں جلدی سرپرائز ہے،،،"وہ اپنے زخموں کو ہی نوچ رہی تھی "
جب محمل کی آواز پر ہاتھوں کی حرکت رکی اور پٹ سے آنکھیں کھولتے شیشے
میں اپنی شکل دیکھی۔اس کی ویران زندگی میں ایک خوبصورت پہر محمل ہی
تو تھی۔اسے ملازمین سے معلوم ہوا تھا کہ محمل کی ماں بھاگ گئی تھی یعنی
محمل اور اس کہانی ایک ہی تھی اس کی ماں بھی بچپن میں اسے چھوڑ کر بھاگی
گئی تھی۔۔اور وہ یوں بے آسرا اور بے یار و مددگار رہی تھی۔۔اور اب محمل
بھی۔۔

آرہی ہوں،،،،"اپنے جسم پر ٹھنڈا پانی ڈالتے بھرائی آواز کو بامشکل نارمل "
کیا ساتھ بار بار آنکھیں پانی سے دھوئیں تاکہ دیکھنے والے کو یہ گمان نہ ہو کہ
وہ رو رہی تھی۔۔کپڑے تبدیل کیے۔اور واشروم سے باہر نکل آئی دوپٹے
سے بے نیاز وہ کمرے میں آئی ہی تھی کہ دل دھک سے رہ گیا۔سامنے ہی
محمل کے بیڈ پر محمل کے ساتھ زاویار خانزادہ بیٹھا تھا جو محمل کے ساتھ کھیل
میں مصروف تھا لیکن زرمش کے آتے ہی اب زرمش کو دیکھ رہا تھا۔سرتا

پیر زرمش کا گہری نظروں سے جائزہ لیا۔ سفید سادہ سے شلوار قمیض میں اس کا بھیگا چہرہ اور گیلے بال جو لباس اور چہرے سے چپک ہوئے تھے۔اس کی نظروں سے گھبراتے زرمش نے جلدی سے بیڈ سے دوپٹہ اٹھاتے اپنے وجود پر پھیلایا تو زاویار کے لب مسکرائے۔

جاؤ محمل،،، آپ نیچے جا کر دیکھو آپ کی فیورٹ کار ریڈی ہو گئی یا"

نہیں،،، "زاویار کے کہتے ہی محمل بیڈ سے کودتی باہر نکل گئی۔ نجانے کیوں زرمش کو پہلی بار اس شخص کی موجودگی سے نفرت یا گھن کی جگہ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔بے مقصد اپنے ہاتھوں کو آپس میں مروڑتی وہ کمرے سے باہر نکلنے لگی جب زاویار خانزادہ نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔۔۔وہ پل بھر میں زاویار خانزادہ کے سینے کا حصہ لگنے لگی اور آنکھیں پھاڑے زاویار کو دیکھنے لگی۔۔۔کتنے حق سے حق جتاتا تھا وہ ظالم کہ زرمش کو اپنا آپ مزید حقیر لگنے لگا تھا۔۔۔ایک بار بھی تو اس ظالم نے اسے معتبر نہیں کیا تھا اپنے

الفاظ یا کسی عمل سے یہ احساس نہیں دلایا تھا کہ وہ خاص ہے۔۔اس کی زندگی میں اہمیت رکھتی ہے۔

"کہاں بھاگ رہی ہو،،، بہت زیادہ ڈھیل مل گئی ہے محترمہ آپ کو جبھی اس کمرے کو ٹھکانہ بنالیا ہے،،، اب مہلت ختم ہوئی آج رات تم مجھے اپنے بیڈ روم میں چاہیے ہو،،،!" زرمش کی آنکھیں دیکھ اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ واشروم سے رو کر نکلی ہے یقیناً وہ لڑکی اب بھی اندر سے گھل رہی تھی تو وقت آچکا تھا کہ اس لڑکی کو اپنی قربت سے معتبر کیا جائے اور اس پر یہ بات واضح کی جائے کہ وہ اس کے لیے کس قدر قیمتی ہے۔۔اس کے سارے دکھوں کا مداوا کیا جائے۔۔

"ڈیڈ آل ڈن،،، " محمل کے اچانک دروازہ کھولنے پر زاویار پیچھے ہوا تھا جبکہ زرمش اب بھی یونہی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"جلدی سے ریڈی ہو کر باہر آؤ،،، آج ہمارا فیملی ڈے ہے،،، تمہیں شاپنگ بھی کروانی ہے،،، " زرمش کے گال پر اپنا ہاتھ رکھتے نرمی سے کہتا وہ محمل کو

گود میں اٹھا کر باہر نکل گیا۔۔زرمش نے اس کے جاتے ہی اپن آنکھیں زور سے میچیں۔۔۔کئی آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر رخسار پر پھسل گئے۔

اگر میں نے ماضی بھلا کر قدم آگے نہیں بڑھایا تو تم نے بھی تو ثابت کیا ہے" زاویار خانزادہ کے زرمش تمھارے لئے صرف استعمال کی شے ہے۔۔جسے صرف ضرورت کے وقت یاد کیا جاتا ہے۔۔آج تمہیں اپنی ضرورت یاد آئی تو اپنے کمرے میں بلا لیا کل محمل کی ماں کی ضرورت تھی تو محمل کے کمرے میں پھینک دیا۔۔لوگ تو ضرورت کی چیزوں کا خیال کرتے ہیں تم اپنے الفاظ کا ہی مداوا کر دیتے۔۔"خود سے کہتی وہ بیڈ پر بیٹھتی سسکنے لگی۔اور کتنا مضبوط بنتی وہ اب ٹوٹنے لگی تھی۔۔پھر جلد ہی خود کو سنبھالتی کھڑی ہوئی وہ اتنی کمزور نہیں ہو سکتی تھی۔زاویار خانزادہ سمجھ رہا تھا وہ اپنا آپ اس کے سامنے پیش کر دے گی تو وہ غلط تھا۔۔اس نے اس گھر سے بھی بھاگنے کی بہت کوشش کی تھی پر وہ بھاگ نہیں سکی تھی۔۔پھر محمل کی محبت میں بھی اس

نے کوششیں ترک کر دی تھیں کہ اس معصوم بچی کی جانب سے ملنے والی عزت اور مان اسے کچھ لمحوں کے لیے خاص بہت کر دیتا تھا۔۔۔

پر اس بچی کو کوئی بھی ماں مل جاتی لیکن اگرچہ اس کی ذات کا غرور زاویار" خانزادہ چھین لیتا تو وہ خود سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہتی۔۔

شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنی آنکھوں میں کاجل لگایا۔۔پلکوں کو مسکارے سے سجاتے زبردستی ہونٹوں پر رسٹ رنگ کی سرخی سجائی اور سادہ سی وائٹ سلیپر پہن کر سر پر دوپٹہ لیا اور کمرے سے باہر نکل آئی۔۔۔

تیزی سے چلتی وہ پورچ میں آئی آج اسے اس گھر سے نکلنے کا موقع مل رہا تھا جہاں ہمہ وقت کئی گارڈز کھڑے رہتے تھے جن کی نگرانی میں باہر نکلنا تک ناممکن تھا۔آج وہ اس موقع کو زائع نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے یوں پریٹینڈ کرنا چاہتی تھی کہ وہ اپنا سب کچھ سونپنے کو تیار ہے۔۔پورچ میں پہنچتے ہی اسے ایک ریڈ کار نظر آئی جس کے پاس زاویار اور محمل کھڑے تھے۔۔ محمل گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی گاڑی کا دروازہ کھلا تھا اور زاویار گاڑی کے

تھا۔۔۔زرمش خاموشی سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنے اسی طرف کھڑا لگی جب زاویار نے اس کی کلائی تھامے اسے روکا۔

تمہاری جگہ فرنٹ سیٹ پر ہے،، ش" سنجیدگی سے کہتے محمل کو سیٹ سے "

نیچے اتارا زرمش کا دل بے اختیار تیز دھڑکنے لگا ایک مرتبہ پھر وہ اسے عزت دینے کا ڈھونگ کر رہا تھا۔۔ورنہ کیسے ممکن تھا اپنی بیٹی کی جگہ اسے دیتا پر ایسا ہی ہوا تھا محمل خوشی خوشی گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھ گئی تھی اور زاویار خانزادہ ڈرائیونگ سیٹ پر۔زاویار نے محبت پاش نظروں سے اس کی حسین آنکھوں کو دیکھا جسے کاجل لگا کر دو آتشہ کیا گیا تھا۔

گاڑی مینشن سے باہر نکلی تو محمل کی نان اسٹاپ باتیں شروع ہو گئیں۔۔زاویار اور محمل ہنس ہنس کے آپس میں بات کر رہے تھے ان سب کے دوران زرمش کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا گزرتے راستوں کو دیکھتی وہ اپنے دماغ کو بھاگنے کے لیے تیار کر رہی اس وقت وہ یہ فراموش

کر چکی تھی کہ جتنا اس نے زندگی میں بھگتا ہے وہ صرف اپنی دہلیز اور چھت چھوڑنے کا نتیجہ تھا۔۔۔

"مام آپ اتنی چپ کیوں ہے،،، "پیچھے سے محمل کے کندھے پر ہاتھ رکھنے سے وہ گھبرا کر ہوش میں آئی اس کا گھبرانا زاویار نے باریک بینی سے نوٹ کیا۔

"آپ کی مام تو ہمیشہ خاموش رہتی ہیں محمل،،، آپ بور نہیں ہوتیں اپنی مام کے ساتھ،،، "زاویار نے مزاقً طنز کہا پر جواب میں زرمش خاموش رہی۔

"نوڈیڈ مام اس سوفنی اینڈ ٹاک ایکٹو،،، شی انٹرٹین محمل سو مچ،،، شی از دی بیسٹ،،، "محمل کے کومپلیمنٹ پر زرمش ہلکا سا مسکرا دی زاویار خانزادہ بھی معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"معلوم ہو جائے گا آج رات آپ کی مام کتنی انٹرٹینگ ہیں،،، "زاویار کی بات کا مطلب سمجھتی زرمش کا چہرہ گلال بکھیرتا سرخ انار ی ہو گیا۔زاویار خانزادہ کو اس کے چہرے پر یہ رنگ بہت بھایا تھا۔۔گاڑی اسی چھیڑ چھاڑ میں

پلے ہب کے باہر رکی۔۔جو شہر کے بیچ و بیچ بہت بڑا پلے لینڈ تھا۔یہاں شہر کے گنے چنے لوگ ہی آتے تھے لیکن یہ دیکھ زرمش کا منہ بنا کہ وہاں بھی سخت سیکیورٹی تھی لب بھینچتے وہ بے دلی سے زاویار اور محمل کے ساتھ اندر گئی تو حیران رہ گئی ایسا پلے لینڈ تو خوابوں میں ہوتا تھا اپنے بچپن کی حسرتیں باہر نکلنے لگیں تو آنکھیں خود بخود نم ہو گئیں۔ان کھلونوں اور جھولوں کو دیکھتے وہ مار اور جوتے یاد آنے لگے جو ایک چھوٹی سی گڑیا کی ضد پر شبانہ اسے بے دریغ مارتی تھی۔۔ محمل جھولے کے اندر جا بھی چکی تھی اور زرمش یونہی نم آنکھوں سے ساکت کھڑی تھی جب اچانک اپنے کندھے پر مضبوط لمس محسوس ہوا چہرہ موڑ کر دیکھا تو وہ زاویار کا ہاتھ تھا۔اپنا ہاتھ زرمش کے گرد پھیلائے وہ اسے اپنے قریب کیے کھڑا تھا اور محمل کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔زرمش زاویار کے چہرے کو حسرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

کتنا مکمل اور حسین مرد تھا وہ۔۔کاش زاویار سے اس کی شادی عام حالات میں ہوئی ہوتی۔۔کاش زاویار خانزادہ عام شوہروں کی طرح اسے اپنی شریکِ حیات سمجھتا اسے عزت اور مان دیتا پر کاشششش۔۔۔!

اس کاش کاش کی تکرار میں آنکھوں کے آگے منظر دھندلا ہونے لگا تو زرمش چہرہ جھکا گئ۔جو اس کا تھا ہی نہیں اس پر پچھتاوا کیسا۔؟؟اپنے دل کو بری طرح ڈپٹا جو نفرت کے دعویدار ہونے کے باجود آج کل زاویار خانزادہ کی شدت سے تمنا کرنے لگا تھا۔۔یکدم زاویار نے اس کے بازو پر زور دیا تو وہ واپس زاویار کو دیکھنے لگی اس بار زاویار بھی اسی کی جانب دیکھ رہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی پر زاویار کے سامنے اس کی آنکھیں پانی سے بھر رہی تھیں اور پھرنا چاہنے کے باوجود آنسو آنکھ سے نکلا لیکن اس سے پہلے وہ آنسو زمین پر گرتا زاویار خانزادہ اس کے چہرے کو اپنے سینے سے لگا گیا۔۔نہ دنیا کی پرواہ تھی نا کسی کی زبان کی۔۔وہ اس کی بیوی تھی بس۔۔اس کے ہاتھ نامحسوس انداز میں اس کی پیٹھ رب کرتے رہے۔۔۔وہ کچھ نا کہتے ہوئے بھی بہت کچھ تسلی

بخش کہہ چکا تھا اس کا اس وقت اسے یوں سینے سے لگانا یہ کہنے کے مترادف تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں تمھارے پاس بس تمھارا۔۔بس زاویار خانزادہ سے ایک بڑی غلطی ہوئی تھی کہ اس نے اسپیس دینے کی کوشش میں زرمش اور اپنے درمیان بہت بڑی خلاء پیدا کر دی تھی۔۔کچھ دیر بعد اپنے احساسات کو قابو کرتے وہ زاویار سے نامحسوس طریقے سے دور ہوئی اور خود کو محمل کی جانب متوجہ کر لیا پر وہ زاویار کو اپنی جانب متوجہ کر چکی تھی۔۔کافی وقت پلے لینڈ میں گزارنے کے بعد وہ لوگ مال آئے تھے۔

زرمش خود خاک پسند کرتی بلکہ لیڈیز بوتیک میں کھڑے محمل اور زاویار ہی اس کے لیے کپڑے پسند کر رہے تھے۔۔

"جاؤ ٹرائے کرو یہ،،، "زاویار نے ایک اناری رنگ کی ریڈ فینسی فراک اس کی جانب بڑھائی زرمش نفی میں سر ہلانے لگی۔

"میں نے تم سے تمہاری مرضی نہیں پوچھی حکم دیا ہے جا کر چینج کرو،،، "

زاویار نے اب کی بار زور دیا تو زرمش زاویار کے ہاتھ سے ڈریس تھامتی

چینجنگ روم کی طرف بڑھ گئی زاویار نے ایک نظر اسے جاتے دیکھا تو دوسرے کپڑے دیکھنے لگا۔۔

امیر آدمی کے پاس دولت کے سوا دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا زرمش،،،"

زیادہ سے زیادہ تمہارے ہاتھ میں پیسے دے گا شاپنگ کے لیے پر تمہیں دیکھنے یا تمہارے لیے کچھ پسند کرنے کا خود وقت نہیں ہو گا،،،" فیکٹری میں اپنی دوست کی کہی بات یاد آئی تو زرمش لب کترنے لگی۔اس کے ساتھ تو الٹا معاملہ تھا اس کے شوہر نے پیسے نہیں دیے تھے بلکہ بغیر اس کی پسند اور رائے جانے اس کے لیے اپنی پسند سے کپڑے لے رہا تھا۔۔وہ بے دھیانی میں چینجنگ روم کی طرف جا رہی تھی جب ایک جانی پہچانی آواز کی پکار پر زرمش کے قدم پتھر ہو گئے۔۔۔وہ بت بنی سانس روک گئی یوں لگا زرا سا بھی ہلی تو پاش پاش ہو جائے جب بہت ڈھٹائی سے ابرار اس کے مقابل آیا۔

تمہیں دیکھ کر مجھے کس قدر خوشی ہو رہی ہے میں بیان نہیں کر سکتا،،،جتنے" دن میں یہ سوچتا رہا تم کوٹھے میں ہو گی میرا دل پھٹنے لگا تھا،،،"ابرار اس کے

سامنے کھڑا بول رہا تھا جبکہ زرمش کو اپنا سر گھومتا ہوا لگ رہا تھا۔پہلے زاویار اب ابرار۔۔اور کتنے صدمے کس کس سے بچتی وہ۔۔

جب سانسیں تنگ ہونے لگی تو زرمش کان پر ہاتھ رکھے آنکھیں میچ گئی نہ "

وہ ابرار کو دیکھنا چاہتی تھی نہ سننا۔

تم اب تک یہیں کھڑی ہو،،،؟"زاوہار نے پیچھے سے کندھے پر ہاتھ رکھا تو"

زرمش کو لگا اس کے مردہ جسم میں کسی نے جان پھونکی ہے۔۔وہ بے اختیار پلٹتی زاویار کے سینے سے لگ گئی۔زاویار اس کی اس حرکت پر دم بخود ہوتا اس کی دھڑکن کا شمار کرنے لگا جو معمول سے کافی زیادہ تیز تھی۔۔زرمش کے ہاتھ سے ڈریس لے کر اس نے سیلز گرل کو اشارے سے بلایا اور باقی ڈریس کے ساتھ اسے بھی پیک کرنے کا اشارہ کیا۔پھر زرمش کے چہرے کی جانب دیکھا جو بالکل زرد ہو رہا تھا۔

کچھ کھا لیتے،،،شاید تم نے ناشتہ بھی نہیں کیا،،"سنجیدگی سے کہتے زاویار "

نے کارڈ کاؤنٹر پر اسکریچ کیا۔اور محمل کو گود میں اٹھاتے زرمش کی کلائی

تھام لی۔زرمش کسی بے جان گڑیا کی طرح اس کے ساتھ چل رہی تھی پر زہن کے پردے پر کچھ دی پہلے ہوا قصہ گردش کر رہا تھا۔۔وہ ابرار ہی تھا اس کا خواب نہیں شاید زاویار کو دیکھ وہ چلا گیا تھا۔۔اب اس کے پاس اس شہر کو چھوڑ کر بھاگنے کی ایک اور وجہ تھی اور وہ ابرار تھا۔۔وہ لوگ فوڈ کوڈ میں بیٹھے۔۔زرمش کو سن دیکھ زاویار نے خود ہی کھانا آرڈر کیا اور محمل کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔وقتاً فوقتاً وہ زرمش کی زہنی غیر موجودگی نوٹ کر رہا تھا۔اس نے کسی شخص کو بوتیک میں زرمش کے پاس سے گزرتے دیکھا تھا اس سے پہلے زاویار اس شخص تک پہنچتا وہ بوتیک سے باہر نکل چکا تھا۔۔افسوس زاویار اس کی شکل دیکھنے میں بھی ناکام رہا تھا۔۔اور طرح گھبرانا۔۔وہ یقیناً کسی سے ڈر گئی تھی۔۔اور زاویار زرمش کا اس خانزادہ کی بیوی کو ڈرانے والے کو اپنی زندگی سے بلکل پیار نہیں تھا۔۔جو بھی تھا وہ سارے معاملے تک پہنچ جاتا پر اس وقت وہ زرمش کو مزید ڈپریسڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ڈیڈ،،، فاریہ کی برتھڈے ہے تھرسڈے کو اور مام اور میں وہاں جائیں"
گے،،، "محمل نے یاد آنے پر آگاہ کیا۔
اوہ ہو،،، مام کے آتے ہی ڈیڈ کو آفر بھی نہیں کیا،،، ناٹ گڈ پرنسس،، """
زاویار نے مصنوعی منہ بناتے کہا تو محمل کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔
اوکے آپ بھی چلیے گا فرسٹلی مجھے ایک پیارا سا گفٹ دلا دیں،،، وہ والی"
ڈول،،،! محمل نے فوڈ کوڈ کے گلاس وال سے نظر آتی گفٹ شاپ سے
جھانکتی بڑی سی گڑیا کی جانب اشارہ کیا تو زاویار اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔
چلو جب تک آرڈر آرہا ہے ہم لے کر آتے ہیں،،، "محمل کو گود میں"
اٹھاتے گال چومتے کہا پھر ایک نظر زرمش کو دیکھتا وہ فوڈ کوڈ سے باہر نکل
گیا۔۔۔ان کے جاتے ہی زرمش نے اپنے سامنے خالی کرسیوں کو دیکھا کیا
قسمت یوں بھی مہربان ہوتی تھی۔۔وہ بنا ایک لمحے کی دیر لگائے اپنی کرسی
سے اٹھی تو اتنے میں ہی ویٹر ٹرے کھانے کی ٹرے سجائے آیا۔

میم آپ کا آرڈر آپ،،،!" ویٹر ٹیبل خالی دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔ گھبراہٹ " سے زرمش کے ہاتھ لرزنے لگے۔۔

وہ سامنے میرے ہزبینڈ اور بیٹی گفٹ لینے گئے ہیں میں بھی وہیں جا رہی " ہوں بس دو منٹ ویٹ،،، آپ کھانا رکھ دیں،،، " ویٹر کو کہتی وہ رکی نہیں تھی بلکہ بھاگتے ہوئے فوڈ کوڈ سے نکل گئی تھی اور اتنی ہی تیزی سے اگلے فلور پر اترنے کے لیے تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ محض پانچ منٹ لگے تھے اسے بھاگتے ہوئے مال سے باہر نکلنے میں اور زرمش کے مال سے نکلتے ہی گفٹ شاپ میں کھڑے زاویار خانزاہ کا فون رنگ ہوا تھا۔۔ کال اٹھاتے زاویار خانزادہ نے کان سے فون لگایا آگے سے ملنے والی خبر پر بے اختیار منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔ جبڑے بھینچے خود کو کچھ بھی غلط کہنے سے باز رکھا۔۔

جہاں جا رہی ہے جانے دو،،، نگرانی کرو،،، " کہتے ساتھ زاویار خانزادہ فون " کاٹ چکا تھا۔۔ اب تک جو خمار چڑھا تھا اور جو جو پلانز اس نے بنائے تھے زرمش ان سب کو خاک میں ملا چکی تھی اور زاویار خانزادہ کے غصے کو دعوت

دے چکی تھی اب تک اس نے زاویار خانزادہ کا غصہ طیش واشتعال دیکھا ہی کہاں تھا جتنا وہ اب دیکھنے والی تھی۔۔

محمل ڈارلنگ آپ نے گفٹ لے لیا تو گھر چلیں،،، "زاویار نے نرمی سے" مسکرا کر پوچھا۔

ڈیڈ ہمارا لنچ،،، "محمل نے اپنے باپ کو یاد دلایا جیسے وہ بھول گیا ہے۔۔" وہ گھر جا کر کر لیں گے،، میں پیک کروا لیتا ہوں،،، ابھی ڈیڈ کو ایمرجنسی" کوئی ضروری کام ہے،،، "محمل اور گفٹس کو اٹھاتے زاویار گفٹ شاپ سے باہر نکلا اور فوڈ کوڈ میں رکھے شاپنگ بیگز اٹھائے۔ کھانے کا بل پے کیا اور باہر نکل گیا۔

ڈیڈ مام کہاں ہیں،،،؟ "محمل نے پریشانی سے پوچھا تو زاویار خانزادہ لب" بھینچ گیا۔۔

آپ کی مام کھو گئی ہیں بس ڈیڈ انہیں ڈھونڈنے جا رہے ہیں جب تک آپ" گھر جا کر پرے کرو،،، "مال سے باہر نکلتے زاویار نے محمل کو اپنی گاڑی میں

بٹھایااور گارڈز کی نگرانی میں گھر بھیجا۔۔ایسازرمش نے سوچا تھا کہ وہ آج کوئی گارڈ سیکیورٹی نہیں ہے جب کہ زاویار خانزادہ سب سے زیادہ سیکیورٹی کا خیال ہی محمل کی موجودگی میں رکھتا تھا کہ سیول ڈریسز میں گارڈز اس کی نگرانی کرتے تھے جس سے زرمش زاویار خانزادہ بالکل انجان تھی۔ محمل کے چہرے پر ماں کو کھو دینے کا خوف دیکھ زاویار کے غصے میں مزید اضافہ ہوا تھا۔زاویار اپنی گاڑی میں بیٹھااور گارڈ کو فون ملایا جو زرمش کی نگرانی کر رہا تھا۔تو گارڈ سے معلوم ہوا کہ زرمش ریلوے اسٹیشن کی طرف رواں تھی۔

میں کیسے اس مکار لڑکی پر بھروسہ کر سکتا ہوں،،ڈیم اٹ،،،"غصے سے" اسٹیرنگ ویل پر ہاتھ مارتے اس کا بس نہ چلا زرمش کا حشر بگاڑ دے۔۔۔اور وہ کچھ ایسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

****

زین عجلت میں کمرے میں آیا تھا،اسے ایحان اور ضیاء کے ساتھ کہیں باہر جانا تھا۔۔وہ اپنے دھیان میں کمرے میں داخل ہوا مگر بیڈ سے کچھ فاصلے ہر نیچے

کارپٹ پے بیٹھے وجود کو دیکھ پیشانی پر بل پڑے، عجیب چڑ سی تھی اسے اس لڑکی سے، سحر جامنی ڈھیلے سا فراک پہنے جس پر وائٹ پھول بنے تھے، ساتھ میچنگ میں وائٹ پلازو پہنے ڈوپٹے سے بے نیاز بال کمر پر بکھیرے گود میں بھرے ریبٹ کے منہ سے فیڈر لگائے اس ریبٹ کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی (سحر زین سے ہوئی اپنی آخری ملاقات کے بعد اسکے روم میں آنے پر قطعاً رضامند نہیں تھی مگر عابدہ بیگم کے بہلانے پر نا چاہتے ہوئے بھی زین کے کمرے میں آگئی تھی) اور پھر زین کو نا پاتے وہ اپنے ساتھ ایک آخری بچا ریبٹ بھی لے آئی تھی۔۔۔

یہاں کیا کر رہی ہو، کل کی کہی میری بات تمھیں سمجھ نہیں آئی تھی کیا؟؟

ایک تفصیلی نگاہ اسکے سراپے پر ڈالے، دانت پیستے وہ قدرے سخت لہجے میں بولا (وہ کافی تھکا ہوا لوٹا تھا اور اس وقت اس لڑکی سے سامنا تو بلکل نہیں چاہتا تھا مگر اسے پورے حق و استحاق سے اپنے کمرے میں برجمان دیکھ زین کا موڈ اچھا خاصا خراب ہوا تھا) سحر اسکی آواز سنتے چونکی پھر ریبٹ سے نظر ے

ہٹائے دروازے ہر کھڑے زین کو دیکھا،اچانک اسکے سرخ عارض غصے کی شدت سے مزید سرخی مائل ہوئے اور پیشانی پر چھوٹا سا بل بھی بن آیا، جسے زین نے بغور دیکھا۔۔۔

یہ صرف آپکا کمرہ نہیں میرا بھی ہے،اگر اب آپ نے مجھے ڈانٹا یا مجھے کمرے سے نکالنے کی کوشش کی تو میں ماما سے آپکی شکایت لگاؤ گی،،،،اس شخص سے اسکا اب تک دو ہی بار سامنا ہوا تھا اور دونوں بار اس شخص کے سخت رویے اور تلخ کلامی نے سحر کو اس سے کافی حد تک خائف کیا تھا۔۔وہ بنا اس سے ڈرے اسے دھمکاتے واپس اپنے ریبٹ کی طرح متوجہ ہو گئی تھی گو یہ صاف اشارہ دیا تھا کہ وہ مزید اسکے منہ نہیں لگنا چاہتی،اسکی اس حرکت نے زین کو انگاروں پر گھسیٹا تھا،دانت پیستے وہ اس تک پہنچتے نیچے جھکتے اسکا بازو دبوچے اپنے روبرو کر گیا،ریبٹ سحر کی گود سے نیچے کارپٹ پر گرا تھا،بے ساختہ سحر چیخی،یہ چیخ زین کے خوف کی وجہ سے نہیں نکلی تھی بلکے اپنے آغوش سے زمین بوس ہوئے ریبٹ کی فکر میں تھی۔۔۔

تمھاری زبان تمھاری عمر کے حساب سے کچھ زیادہ لمبی ہے، کیا تمھیں ماما نے یہ چیز نہیں سمجھائی کہ شوہر سے کس طرح بات کرتے ہیں،،،،اسکے بازو میں انگلیاں گاڑتے وہ غرایا، سحر کو اس لمحے اپنی فکر نہیں تھی اس کی نگاہیں مسلسل اپنے پیروں میں گرے ریبٹ پر تھی، زین نے اسکی نگاہیں خود پر مرکوز ناں دیکھ اپنے دوسرے ہاتھ میں اسکا چہرے دبوچا، سحر کی نم نظریں ریبٹ سے ہٹتے زین کے غصے سے سرخ ہوئے چہرے پر جمی۔۔۔

مم،، میں ماما اور بابا دونوں کو آپکی شکایت لگاؤ گی، میں بتاؤ نگی آپ نے کیسے کل رات مجھے اپنا کمبل سمجھ کے م، مجھ پے اپنا سارا وزن دیئے میری سانس تقریباً بند ہی کر دی تھی مطلب مجھے مارنے کی کوشش کی،،،اور صبح مجھے بیڈ ٹچ بھی کیا اا،،اور اب مجھے اور میرے ریبٹ دونوں کو مارا،،،ریبٹ سے دھیان ہٹتے ہی اسے اپنے بازو میں شدید تکلیف کا احساس ہوا جو زین کی گرفت میں تھا، تب ہی نم آنکھوں سے اسے گھورتے وہ بھیگے لہجے میں بولی، اسکی باتیں زین کے غصے کو مزید ہوا دے رہی تھی، ایک تو یہ ابنارمل بچی

اسکی بیوی کے منصب پر فائز ہو چکی تھی اوپر سے اسکے صبح سمجھانے کے بعد بھی کہ بیڈ روم کی باتیں کسی سے شئیر نہیں کرتے وہ لڑکی بنا اثر لئے دھڑلے سے اسے دھمکا رہی تھی۔۔۔

کیا بتاؤ گی ہاں؟؟؟ زین کا پارہ منٹ میں ہائی ہوا تھا، جس وجہ سے وہ دھاڑتا اسے کھینچتے مزید اپنے قریب کر گیا، سحر خوفزدہ سی اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوشش کرتی اب با آواز رونے لگی۔۔۔

پتہ بھی ہے اصل بیڈ ٹچ کہتے کسے ہیں؟؟؟ رونے کی زیادتی سے سحر کی چھوٹی سی ناک سرخ ہو گئی تھی، اسکے چہرے کی معصومیت و دلکشی نے پل میں زین کے حواس بوجھل کئے تھے وہ اسکے مزید قریب ہوتے عجیب سے لہجے میں سوال کرنے لگا، سحر اسکی گرفت میں جھٹپٹانا بھولے اپنی آنسوؤں بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی مقابل تو پہلے ہی بڑی گہری نگاہیں اسکے وجود پر گاڑے کھڑا تھا۔۔۔

ہاں،،، کک، کچھ کچھ معلوم ہے مجھے،،،، رونا بند کرتے وہ کچھ سختی سے بولی، زین اتنی سی لڑکی کے اپنے سامنے تیور دیکھ آبر واچکا گیا، وہ اتنی بچی بھی نہیں تھی جتنا زین نے اسے سمجھ لیا تھا۔۔۔

بتاؤ پھر کیا ہوتا ہے یہ شوشا جو تم نے چھوڑا ہے،،، نامحسوس انداز میں اس نے سحر کو کچھ اور قریب کیا تھا اپنے، سحر اسکی قربت میں غیر محفوظ محسوس نہیں کر رہی تھی تب ہی اسکی اتنی نزدیکی پر نارمل ہی رہی، لیکن زین اسکی اس قدر نزدیکی اور پھر اسکے نازک وجود سے اُٹھتی میٹھی خوشبو سانسوں میں تحلیل ہوتی محسوس کر کے بن پیئے ہی بہکا تھا۔۔۔۔

کک،، کمر کو ٹچ کرنا اور ادھر ٹ،، ٹچ،،، اتنے وقت میں پہلی بار سحر کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے تھے، جو زین کے لئے کافی مسرور کن تھے۔۔۔۔

انہیں بیڈ ٹچ نہیں کہتے، اصل بیڈ ٹچ کیا ہوتا ہے میں بتاتا ہو تمھیں،،، معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ بے اختیار سا اپنے دہکتے لب اسکی نرم گداز گال

پر رکھ گیا، سحر کے پورے وجود کو جھٹکا لگا گویہ سارے جسم کا خون چہرے پے سمٹ آیا ہو، ایک بار پھر وہ بری طرح اسکی حصار میں مچلی تھی، مگر زین نے اسکا بازو ہنوز اپنی ہاتھوں کی سخت گرفت میں پکڑے رکھا، ان لبوں کا لمس اپنی کنپٹی پر محسوس کر سحر مرنے والی ہوئی تھی تبھی وہ بوکھلاتے اور کچھ سمجھ نا آنے پر بلک بلک کے رونے لگی، بنا اسکے رونے کی پرواہ کئے وہ اپنا جائز حق استعمال کرتے اچھے سے دلی تسلی کر لینے کے بعد مطمئین سا پیچھے ہوا مگر اسے آزاد نہیں کیا۔۔۔۔

اا، اب تو میں پکا مم، ماما کو بتاؤ گی، آا، آپ بلکل ا،، اچھے نہیں ہو، بیڈ ٹچ کرتے مجھے، لڑتے بھی ہیں اور مجھے مارا بھی، مجھے یہاں نہیں رہنا واپس جانا ہے اپنے گھر، ابھی اسی وقت،،،، اسکے بازوؤں میں مچلتے وہ سسکتے ہوئے بولی، زین کا دل تو کیا کہ اسکے کان کے نیچے دو لگائے۔۔ وہ جائز حق رکھتا تھا اس پے لیکن یہ لڑکی اسے خود کو چھونے پر اسکے گھر والوں کو بتانے کی دھمکی دے رہی تھی کہ وہ اُنہیں بتائے گی زین اسے بیڈ ٹچ کرتا ہے، مگر نگاہ اسکے لرزتے وجود پر

دوڑاتے اس نے خود پر ملامت کی وہ نازک جان اسکے مقابل بلکل بچی تھی زین کو اس لمحے اسکے ساتھ اختیار کئے اپنے سخت رویے پے ندامت ہوئی۔۔۔۔

رونا بند کرو،،،اسے آزاد کرتے وہ زرا نرم پڑا، سحر پر اسکی بات کا اثر خاک ہونا تھا بلکے وہ آزادی ملتے زمین پر ادھر اُدھر حرکت کرتے ریبٹ کو اٹھاتے اپنی باہوں میں بھرے بچوں کی طرح منہ کھولے رونے لگی زین نے کوفت بھری نظروں سے اسے دیکھا کہاں وہ اپنے لئے میچور اور پرفیکٹ لائف پاٹنر چاہتا تھا لیکن اسکے ماں باپ نے اسکے ہاتھ میں بچی پکڑا دی تھی کہ لو اور اسے پال پوس کر بڑا کرو۔۔وہ خود اپنے لئے کوئی ایسا ہمسفر چاہتا تھا جو اسے سنبھالے اسکے لاڈ اٹھائے۔۔ مگر اسے زبردستی کے لاڈ اُٹھوانے والی بچی دے دی گئی تھی۔۔زہر کے گھونٹ بھرتے زین اسے وہی چھوڑے اپنے کپڑے الماری سے لیتا واشروم میں بند ہوا، دروازہ اس شدت سے بند کیا کہ گلا

پھاڑے روتی سحر خوفزدہ ہوتے اپنی جگہ سے اچھلی، مگر اپنا رونا جاری رکھا۔۔۔۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد زین گیلے بال اپنے دائیں ہاتھ سے ماتھے سے ہٹاتے فریش سا باہر نکلا مگر سحر کو روتے دیکھ اس نے ضبط سے اپنے جبڑے بھینچے۔۔

میں کسی ضروری کام سے باہر جا رہا ہو، اور میرے واپس آنے تک تم اس روم سے ایک بھی قدم باہر نہیں نکالو گی، اگر مام یا ڈید میں سے کسی ایک کے بھی سامنے اپنا منہ کھولا یا کوئی فضول بکواس کی تو سٹور روم میں لاک کر کے چھپکلیاں اور کاکروچ چھوڑ دونگا تم پے،،، بالوں کو کنگی کرنے کے بعد خود پر سپرے چھڑکتے، شیشے سے نظر آتے اسکے عکس پر ایک غصیلی نگاہ ڈالے وہ اسے دھمکانے لگا، سحر کا چہرہ پیل میں فق ہوا تھا اپنی دھمکی کارآمد ہوتی دیکھ زین کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے، جلد ہی مسکراہٹ چھپاتے وہ واپس سے سنجیدہ ہوتے اسکی طرف مڑا۔۔۔۔

سمجھ گئی جو بھی کہا میں نے؟؟زین نے آئبرو اچکائے پوچھا، سحر نے شکایتی نگاہیں اٹھائے اسے دیکھا مگر زین کو خود کو گھورتے دیکھ فوراً نظریں نیچی کرتے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا، زین سر جھٹک کر باہر نکلا، سحر اسکے جاتے ہی پھر سے رونے لگی۔۔سد شُکر تھا کہ اسکا ریبٹ ٹھیک تھا۔۔اسے خود سے لگائے وہ وہی دبکی رہی، آج زین سے وہ کافی خوفزدہ ہوئی تھی تب ہی نا چاہتے ہوئے بھی کمرے سے باہر نہیں نکلی۔۔۔۔۔

****

صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں اکیلی تھی۔۔سر بھاری ہو رہا تھا۔۔۔ غائب دماغی سے کمرے کو دیکھا جب بیڈ پر اپنی برابر کی خالی جگہ کو دیکھتے اس کے اعصاب ایک بار پھر چٹخنے لگے۔۔خود پر اس کا پر حدت لمس اسے اب بھی محسوس ہو رہا تھا۔۔رات آرزک خانزادہ نے اسے کسی گڑیا کی طرح ٹریٹ کیا تھا۔۔آنکھیں بند کرتے بے اختیار ایلف نے اس لمس کو محسوس کیا جو بہت عقیدت سے آرزک نے اس کے ماتھے پر رکھا تھا۔ہاں ماتھے پر کئی

ایک بار اس نے بوسہ دیا تھا۔اس کے انداز میں کہیں بھی ہوس نہیں تھی۔۔ وہ بار بار اس کی ہتھیلی کو چومتا تھا۔۔ کبھی اس کی انگلیوں کو اپنی آنکھوں پر لگاتا۔۔ کبھی اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کی پلکوں کو چھونا اور بال بال اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹوں کو نرمی سے دور کرنا۔۔۔اس نے یہ انداز کہیں کبھی کسی فلم یا سیریز میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔وہ کیوں ایسا کر رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی پر اسے معلوم تھا تو صرف اتنا کہ آرزک خانزادہ کا اس سے محبت صرف ایک فریب تھا اسے برباد کرنے کے واسطے۔۔اور کل کی گزری رات بھی اسی فریب کا ایک دردناک باب۔۔اگر آرزک خانزادہ اس سے محبت کرتا ہوتا اور اس کے لیے مخلص جذبے رکھتا تو یقیناً کل رات اس کے لیے ایک حسین یاد ہوتی۔۔پر اب وہ یادیں اس کے زہن پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھیں۔۔اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی گالوں پر بہنے لگی۔۔اس نے اپنے لباس کو دیکھا تو وہ ایک ٹی شرٹ میں ملبوس تھی جو بہت ڈھیلی تھی یقیناً وہ آرزک کی تھی۔۔آنسو اور تیزی سے رواں ہوئے۔۔بال

کندھوں پر بکھرے تھے تو کچھ آگے کو ڈھلک رہے تھے۔۔جب اچانک کمرے کا دروازہ کھلا ایلف نے خوف سے سر اوپر اٹھایا تو دل کانوں میں دھڑکنے لگا وہ سامنے سفید ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر میں ہاتھوں میں ٹرے پکڑے اندر آرہا تھا۔۔ایلف کو دیکھ بے اختیار مسکرانے لگا اور دروازہ بند کرتے ٹرے ایلف کے سامنے رکھتے خود بھی ایلف کے سامنے بیٹھ گیا۔۔

ایلف کی آنکھوں میں آنسو اور خوف دیکھتے آرزک خانزادہ کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

میں تمہیں اٹھانے ہی والا تھا،،ناشتہ کر لو،،"بہت سوچنے کے بعد گہری" سانس لیتے کہا پر ایلف کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا تو آرزک نے نرمی سے اس کے گالوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا۔

خاص ہو تم میرے لیے،،یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے دشمن عزیز کی" بہن ہو،،تو سوچو اب کس درجے پر ہو گی جبکہ میری بیوی ہو،،؟"آرزک

شاید اس کی سوچ پڑھ رہا تھا۔۔اچانک ایلف نے بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکا اور نفرت سے چہرہ پھیرا تو آرزک پھیکا سا مسکرایا۔۔

"تم پر نخرے جچتے ہیں،،، تم میرے دل کی سلطنت کی شہزادی ہو،،، میں تمہارے بھائی کی طرح تمہیں بے مول کر کے خود سے دور نہیں کروں گا،،، "یہ کہتے آرزک خانزادہ انجان تھا کہ اس نے ایلف دلشیر کے دل پر کاری وار کیا تھا۔۔وہ کیسے بتاتی اس شخص کو کہ جس کا نام لے لے کر وہ نفرت کا اظہار کرتا ہے۔۔وہ ایلف دلشیر کا پہلا عشق ہے۔۔اس کا بھائی۔۔ اگر ایلف دلشیر نے زندگی میں کسی سے محبت کی تھی تو وہ اول باران دلشیر اور ایحان اس کے بھائی ہی تھے۔۔اس کے بعد کہیں آرزک خانزادہ آتا تھا۔ اگر آرزک خانزادہ سچا بھی تھا تو وہ کسی صورت اسے قبول نہیں کر سکتی تھی یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کے بھائی کی جان کا دشمن ہے۔

"ایسے چپ رہو گی تو معاملہ بگڑ جائے گا میری جان،،، دیکھو میں تمہیں منانے کی خاطر رشوت دینے کے لیے دو بوٹی بھی لایا ہو وہ بھی لیگ

پیس،،،"آرزک نے بہت سنجیدگی سے غیر سنجیدہ بات کی تو ایلف نے فورا نظریں موڑ کر ٹرے میں دیکھا جہاں بوائل ایگ۔۔ایک گلاس دودھ اور دو کرسپی لیگ پیس تھے۔نگاہیں ٹرے سے ہٹا کر غصے سے آرزک کو گھورا۔۔

میں بھی تو تمہاری رشوت قبول کرتا تھا،،تمہیں بھی کرنی چاہیے،،،"""

آرزک نے شوخی جاری رکھی۔۔اس لڑکی کو منانا بھی ایک دلفریب کام تھا۔۔۔

مجھے تم ہر وقت پٹر پٹر کرتی اچھی لگتی ہو ایلف،،،تم جیسے وہاں رعب" جھاڑتی ہوئی اپنی منمانی کرتی تھیں میں تمہیں اب بھی ویسا ہی دیکھنا چاہتا ہوں،،،تم ویسی ہو جاؤ یہ میری گزارش ہے،،،زیادہ مشکل نہیں ہو گا بس گھر ہی تو تبدیل ہوا ہے،،،"آرزک خانزادہ نرمی سے گلاس اٹھاتے دودھ کا گلاس اس کے لبوں سے لگانے لگا۔ایلف نے گلاس دور کرنا چاہا پر آرزک نے لبوں سے پیچھے نہ ہٹایا تو مجبورا اسے پینا پڑا۔۔

موڈ ٹھیک کرواپنا،،"اس کے ہونٹوں کو نرمی سے ہاتھ کی پشت سے" صاف کرتے آرزک نرمی سے بولا تو اچانک ایلف ٹیڑھا مسکرائی۔۔۔ ااا۔ایک۔۔ شش۔۔شرط پر،،"ایلف اچانک بولی تو آرزک گہرا" مسکرایا۔

جان بھی مانگو گی تو حاضر ہے،،"جواب فوراً دیا گیا۔"

ب۔۔بب۔بب۔۔ باران بھائی سے۔۔۔ ملوانے۔۔۔لے۔جج"

جاؤ،،"اس نے جان بوجھ کر وار کیا تھا اور اس کا یہ وار ہرگز خالی نہیں گیا تھا۔۔آرزک کی مسکراہٹ پل میں وحشت ناک سختی میں بدل گئی تھی کہ ایلف بل بھر کو سہمی۔۔۔آرزک بالکل خاموش تھا جب اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

بعد میں آنا،،"ایلف کو دیکھتے آرزک نے سختی سے کہا تو ایلف کی ہتھیلیاں" نمی سے بھیگنے لگیں یوں لگا جیسے شیر کے حلق میں ہاتھ دے دیا ہو۔۔

سر،،، بڑے سر آئے ہیں،،، غصے میں ہیں آپ کو بلا رہے ہیں،، "نوکرانی" نے پریشانی سے کہا تو آرزک کھڑا ہوا۔اور ایک نظر ایلف کو دیکھا۔۔ مجھے غصہ دلانے کی ناحق کوششیں کر رہی ہو،،، ناشتہ کر لینا،،، "وہ بہت" کچھ جتا گیا تھا۔۔

وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔پر ایلف الجھ کر دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔ کہ بڑے سر کون؟؟ جن سے آرزک ڈرتا ہے جبھی فورا چلا گیا۔۔ کیا وہ شخص ایلف کا مددگار ہو سکتا تھا؟؟ وہ یہی سب سوچ رہی تھی جب نظر ٹرے میں رکھے لیگ پیس پر پڑی تو چور نظروں سے ایک بار دروازے کو دیکھا۔۔ پھر کچھ دیر انجان بننے کی کوشش کے بعد ایک لیگ پیس اٹھا کر واپس کمرے کے دروازے کو دیکھا۔۔۔اور پھر کھانے لگی۔۔ مقابل خوب واقف تھا اس کے کھانے کے روٹین اور پسند سے۔۔ تھوڑا سا کھانے کے بعد ایلف نے ٹرے سامنے سے کھسکا دی اور بیڈ سے کھڑی ہوئی۔ایک خیال گزرا کہ کیوں نہ دروازہ کھول کر دیکھے اگر کھلا ہو تو بھاگ جائے پھر اچانک چہرے پر درد

بھری مسکان نمودار ہوئی۔اب وہ بھاگ کر کرے گی بھی کیا؟؟آہستگی سے آگے بڑھتے اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو کچھ حیرت ہوئی دروازہ لاکڈ نہیں تھا۔۔ایلف آہستگی سے کمرے سے باہر نکلی اور چاروں طرف نظریں دوڑانے لگی جب کچھ دور صفائی میں مشغول ملازمہ فوراً اس کے پاس آئی۔

میم کچھ چاہیے،،؟"ملازمہ نے مسکرا کر نرمی سے پوچھا۔"

آ۔۔۔آر۔آرزک کک۔۔۔کہاں ہے،،،؟"بہت جھجھکتے اس نے"

پورے اختیار سے آرزک کا نام لیا۔۔

وہ بڑے سر سے ایک ضروری بات کر رہے ہیں،،،اسٹڈی میں ہیں،،،""""

ملازمہ نے اس کے ارادے جانے بغیر اطلاع دی تو ایلف مسکرائی۔۔اب اسے رہائی آرزک کا باپ ہی دلواتا۔۔اس نے بڑے سر سے یہی گمان کیا تھا کہ وہ آرزک کا باپ ہی ہو گا۔۔۔

ااا۔۔۔اسٹ۔۔ڈی۔۔کک۔۔۔کہاں ہے،،،؟"ایلف کے پوچھنے پر"

ملازمہ کچھ لمحے کشمکش میں رہی پھر اثبات میں سر ہلاتے ایلف کو ساتھ چلنے کا

اشارہ کیا۔۔ایلف اس کی پیروی کرتی راہداری عبور کرتی بائیں جانب بنے کمروں کی طرف ہوئی اور پھر سب سے آخری کمرے کی طرف اشارہ کیا۔تو ایلف نے مسکرا کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔اور ملازمہ کے وہاں سے ہٹتے ہی اس نے اسٹڈی کے دروازہ کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے گھمایا اور تھوڑا آگے کھسکایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔بہت بڑا کمرہ جس کے اندر ایک پوری وال بک شیلوز سے کور تھی۔۔درمیان میں بڑی سی ٹیبل اور کرسیاں اور سامنے ہی لگژری صوفہ سیٹ۔۔سامنے ہی آرزک درمیانی صوفے پر بیٹھا تھا اس کے ساتھ کوئی دوسرا آدمی بھی تھا۔جس کی ایلف کی طرف پشت تھی۔۔ایلف نے قدم آگے بڑھائے تو آزرک کی نظر اس کی جانب اٹھی۔۔اس کے ماتھے پر کالباس تھا۔۔اس کی بکھری بل پڑے۔۔وجہ اس کا یہاں آنا نہیں بلکہ اس حالت تھی۔

آرزک کی نظریں اپنے پیچھے ٹھہرے دیکھ آرزک خانزادہ کا چچا بھی پیچھے کو مڑا تھا۔پر مڑتے ہی گویا پتھر ہو گیا تھا ایک بے پناہ حسین لڑکی بکھرے

بالوں اور عجیب سے حلیے میں سامنے کھڑی تھی وہ اس لڑکی کو یک ٹک گھور رہے تھے گویا یاد کر رہے ہوں کہ اسے کہاں دیکھا ہے۔۔ نجانے اس کے حسن سے متاثر ہونے کے بجائے اچانک انہیں ایک خوف لاحق ہوا۔۔

کیونکہ اس لڑکی کو دیکھ کر کچھ بھی اچانک ان کے دماغ میں نہیں آ رہا تھا وہیں دوسری طرف پتھر تو ایلف دلشیر بھی ہوئی تھی۔۔

اچانک جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ آنکھیں خوف سے سکڑتی اور وجود میں لرزش۔۔ اس کا بس نہ چلا کہ وہ کہیں چھپ جائے۔۔ یہ شخص آرزک خانزادہ کا باپ تھا اس کے سر پر گویا پورے گھر کی چھت آن گری تھی۔۔ تھوک نگلتے وہ خوف سے قدم پیچھے لینے لگی جب آرزک نے اسے پاس آنے کا کہا پر وہ ہوش میں کب تھی فوراً سے ڈرائینگ روم سے نکلتی وہ بھاگتی ہوئی کمرے میں گئی اور اندر سے دروازہ لاکڈ کر لیا۔۔ سینے پر ہاتھ رکھے مشکل سے اپنی دھڑکنوں کو ترتیب پر لانے کی ناکام کوشش کی۔۔ پر

آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا۔خوف سے مڑتے کمرے کے دروازے کو بند کیااور ساتھ بڑاصوفہ گھسیٹ کر دروازے سے لگادیا۔

مج۔۔۔مجھے۔۔جج۔۔جانے دو،،،"ایک دلسوز پکار کانوں میں گونجی ساتھ" ایک مکروہ قہقہہ۔۔

بب۔۔۔باران ب۔۔بھائی،،،"اس کے منہ سے بے اختیار پکار نکلی تھی" اس کے ساتھ ہی اس شخص نے اس کی قمیض چاک کر ڈالی تھی۔۔وہ بچی تھی پر اتنی نہیں کہ درندے اور انسان میں فرق نہ کر پاتی۔۔

ماضی کی یادوں سے نکلتے اس نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنا سر تھاما۔۔

آ۔۔۔آرزک۔۔۔بب۔ب۔۔باران بھائی۔۔۔کک۔۔کا"

دش۔۔دشمن اور اس۔۔۔دد۔درندے کا۔۔۔بیٹا۔۔جس۔۔۔نے

مم۔۔میرے ساتھ،،،؟؟؟"الفاظ گویا حلق میں دم توڑ گئے تھے۔

تو ایک اور دھوکہ ایک اور فریب آرزک خانزادہ نے اسے دیا تھا۔اور یہ دھوکہ پہلے دھوکے سے زیادہ شدید تھا۔وہ ایک بار شاید اسے قبول کر لیتی پر

اب ہر گز نہیں۔۔ لیکن پھر ایک بار گزری شب کی کہانی آنکھوں کے سامنے گھومی تو دل خون کے آنسو رو گیا۔۔ کیوں کل کی رات وہ شخص اس کے قریب آیا اور اسے تسخیر کر لیا۔۔۔ اب تو وہ اسے حاصل کر چکا تھا۔۔ لیکن اگر وہ کل اس کے قریب نہ آتا تو وہ اپنی جان تو دے دیتی پر اسے قریب نہ آنے دیتی۔۔ یکدم غصے سے پاگل ہوتے اس نے ڈریسنگ سے سارا سامان اٹھا کر فرش پر زیر کر دیا۔۔ بیڈ شیٹ اور کھانے کی پلیٹ سمیت سب کچھ نوچتی وہ ہذیانی انداز میں رونے لگی تھی۔ جب کمرے کی ہر چیز کو اپنے مطابق تہس نہس کر لیا تو حالتِ کرب میں آنکھیں میچتی وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔۔ نجانے یونہی بیٹھے کتنی دیر ہوئی تھی جب اچانک کمرے کے دروازہ کا لاک گھوما پر آگے صوفہ ہونے کی وجہ سے دروازہ کھلا نہیں۔۔ مقابل ڈھیٹ تھا دروازے کو زور سے دھکا دیا تو صوفہ آگے کو لڑھک گیا۔۔ آرزک خانزادہ حیرت سے زمین پر بیٹھی بکھرے حلیے میں موجود ایلف کو اور پھر وہیں

دوسری طرف کمرے کا حشر نشر دیکھ دنگ رہ گیا۔گہری سانس لیتے کمرے کا دروازہ واپس بند کیااور قدم ایلف کی جانب بڑھاتے گھٹنے کے بل نیچے بیٹھا۔ کیاہوا ہے ایلف،،،؟؟؟"وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔پر ایلف بالکل ساکت" بیٹھی رہی۔۔

ایلف،،"ابھی پکارتے آرزک نے اس کا بازو چھوا ہی تھا کہ اچانک ایلف کا" ہاتھ اٹھتا آرزک کے گال کو سرخ و سیخ پا کر گیا۔۔نازک انگلیوں کے نشان آرزک کے گال پر ثبت تھے جب کہ وہ سن وساکت وجامد ایلف کو دیکھ رہا تھا جیسے دماغ حاضر نہ ہو پر اگلے ہی لمحے۔۔

****

اگلے دن وہ آفس نہیں گیا تھا بلکہ عام سے حلیے میں نیچے آیااور لاؤنج کے صوفے پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔۔ایک نظر اینارہ کے کمرے کی جانب ڈالی۔۔

کچھ دیر بعد ایناره کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایناره سر پر حجاب لپیٹے کمرے سے باہر نکلی۔ یہ دیکھ باران کو خوشی ہوئی تھی کہ ایناره نے نا تو کوئی میک اپ کیا تھا اور لباس بھی بالکل سادہ زیبِ تن کیا تھا۔

فرح آپی میں،،، "ایناره اپنی جون میں بولتی باہر آئی تھی پر باران کو دیکھ" خاموش ہو گئی۔۔ جبکہ باران مطمئن سا گہرا سانس لیے اسے دیکھنے لگا اور ایناره خاموشی سے کچن کی جانب چلی گئی۔۔ لیکن وہاں فرح نہیں تھی۔۔ پھر ایک ایک کر کے ہر مطلقہ جگہ تلاشنے پر بھی جب فرح نہیں ملی تو وہ سرونٹ کوٴاٹر جانے کے لیے باہر نکلنے لگی لیکن باہر نکلتی اس سے پہلے ہی باران کی آواز پر رکی۔

کدھر جا رہی ہو؟" باران کے سوال پر وہ دھیمے سے بولی۔۔ "فرح آپی،،، """ ابھی منہ سے اتنا ہی نکلا تھا کہ باران نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

فرح کو دیر ہو رہی تھی اس نے کہا وہ تمہارا انتظار نہیں کر سکتی اس لیے" مارکیٹ چلی گئی ہے،،، "باران کا یہ کہنا تھا کہ کچھ پل پہلے ایناہ کا کھلتا ہوا چہرہ

ایک دم مرجھا گیا۔۔وہ بنا کچھ بولے کمرے میں چلی گئی۔۔باران کو اس کی خاموشی چبھی تھی۔وہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا تھا۔اس لڑکی کی ہر ایک ادا ہتھیار تھی یقیناً کسی نے باران دلشیر کو شدت سے بد دعا دی تھی جب ہی وہ اینارہ سے شدید قسم کی محبت میں مبتلا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ چاہنے کے باوجود اسے ازیت نہیں پہنچا پا رہا تھا۔لیکن کل اس نے ہی فرح کو منع کیا تھا کہ وہ اینارہ کو اپنے ساتھ باہر نہیں لے جائے گی۔۔ساتھ سخت تنبیہ بھی کی تھی کہ غلطی سے بھی اس کے حکم کا ذکر اینارہ کے سامنے نہ کرے۔پہلی بار وہ کوئی کام چھپ کر کر رہا تھا۔۔ورنہ ہر کام ڈنکے کی چوٹ پر کرتا تھا۔کچھ دیر طرف گیا اور ہمیشہ کی بے چینی سے بیٹھنے کے بعد وہ اینارہ کے کمرے کی طرح بغیر دستک کے کمرے میں داخل ہو گیا۔۔وہ بیڈ پر ایک کونے میں بیٹھی یقیناً افسردہ تھی۔حجاب بیڈ پر پڑا تھا۔

تیار ہو جاؤ پانچ منٹ میں،،،ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں،،،" باران حکم صادر" کرتا پلٹنے لگا کہ اچانک اینارہ کی غصے بھری آواز کان سے ٹکرائی۔۔

نہیں جانا آپ کے ساتھ،،،" وہ شدید غصے سے کہہ رہی تھی۔ باراں نے "
بغور اسے دیکھا پھر سرد لہجے میں دوبارہ گویا ہوا۔۔

******

لگتا ہے چیونٹی کے پر نکل رہے ہیں،، پر تم بھول رہی ہو تم چیونٹی نہیں لٹل "
ریبٹ ہو،، اور ریبٹ کے پر بھی ہوں وہ تب بھی نہیں اڑ سکتا،، اوکے پنک
ریبٹ،،؟" باران نے سرد لہجے میں جتلایا تو اینارہ پہلو بدلنے لگی پھر چور
نظروں سے باران کو دیکھا۔
فرح کو آپ نے بھگایا ہے،،" وہ جسے بات کے گہرائی تک پہنچی تھی اس کی "
باریک بینی پر باران گہرا مسکرایا۔
میرے ساتھ جانے میں کوئی مسئلہ،،؟؟؟" اب کے وہ سینے پر ہاتھ "
باندھے پوچھ رہا تھا۔۔" یا پھر فرح کے ساتھ بازار کے بہانے کہیں اور
گھومنے کی خواہش تھی؟" سوال نہیں گویا ایٹم بم تھا۔۔ اینارہ فورا کھڑی

ہوئی۔۔ بھلا اس جلاد کو کیسے پتا چلا کہ وہ دونوں وہاں گول گپے, بن کباب اور چاٹ کھانے والے تھے وہ بھی فرح کے پیسوں سے۔

نن،،، نہیں تو،، ہم تو کہیں نہیں جانے والے تھے،،، نہ ہم کچھ کھانے " والے تھے،،، فرح آپی نے کہا تھا،،، کہ گگ،،، گول گپے اچھے ہوتے ہیں،،، پپ،، پر میں نے تو کبھی کھائے ہی نہیں ناں،،، اس لیے مجھے کیا پتا کیسے ہوتے ہیں،،، تو میں نے منع کر دیا،،، " باران نے آبرو اچکاتے اسے سخت نظروں سے گھورا تو اینارہ مجرموں کی طرح سر جھکا گئی۔

میں تیار ہو کر آتی ہوں،،، " وہ جو دوپٹہ سکارف وغیرہ سب نوچ چکی تھی " واپس باران کے سامنے ہی جھجھکتے ہوئے سر پر لپیٹنے لگی۔۔ باران خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا تو وہ بھی باران کے نکلنے کے کچھ دیر بعد کمرے سے باہر نکل گئی۔۔ باران ویسے ہی رف سے حلیے میں بیٹھا صوفے پر کسی سے فون پر گفتگو میں مصروف تھا جب اینارہ باہر آئی وہ اینارہ کو دیکھتے کھڑا ہوا اور باہر نکل گیا۔۔ گاڑی کی فرنٹ سیٹ اینارہ کے لیے کھولتا وہ اینارہ کے بیٹھتے

ہی ڈور بند کر چکا تھا۔۔ پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ایک نظر ایناره کو دیکھا جس کا منہ تھوڑا پھولا ہوا تھا۔۔ پھر مسکرا کر سر جھٹکا اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔ پیچھے ایک گارڈز کی گاڑی ان کے پیچھے تھی یہ گارڈز ایناره کی سیفٹی کے لیے تھے۔ کچھ دیر کے سفر کے بعد گاڑی شاپنگ مال کے وسیع پارکنگ ایریا میں رکی پر عجیب بات یہ تھی کہ پارکنگ میں کوئی دوسری گاڑی موجود نہیں تھی۔۔ ایناره جو مال کی پارکنگ میں گاڑی رکتے دیکھ یہ سوچ کر پریشان تھی کہ لوگوں کے رش سے خود کو کیسے بچائے گی اس سچویشن کو دیکھ دل بلیوں اچھلنے لگا۔۔۔ وہ خوشی سے خود ہی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی۔۔ باران اس کی اس قدر پھرتی پر خائف ہوا تھا اتنا تو اسے سمجھ آ رہا تھا اس کا ننھا منھا ریبٹ اب سمجھدار ہو رہا ہے۔ وہ ایناره کے پیچھے گاڑی سے اترا ایناره جو ارد گرد خوشی سے دیکھ رہی تھی اپنے ہاتھوں پر لمس محسوس کرتی ایک دم پلٹی تو دل دھک سے رہ گیا۔۔ باران نے بڑے استحقاق سے اس کی کلائی تھامی ہوئی تھی پر حیران صرف وہ تھی جب کہ باران تو سنجیدگی سے اس کی کلائی

پکڑے اب اندر بڑھنے لگا تھا۔۔کچھ لمحوں بعد وہ مال میں داخل ہوئے تو اینارہ بے ساختہ باران کا بازو تھام گئی کہ مال خالی نہیں تھا۔۔عوام کم تھی پر تھی۔۔باران اس کی گرفت کو نظر انداز کیے آگے بڑھا اور اینارہ کو لیے لفٹ میں سوار ہوا۔۔پھر سیکنڈ فلور کی تھرڈ شاپ میں اینٹر ہوا جو اس مال کی سب سے بڑی شاپ تھی۔۔جس کو دیکھتے اینارہ کی آنکھیں پل بھر کو مسمرائزرہ گئی تھیں۔۔بیش قیمتی خوبصورت لباس ڈمیز پر لگے تھے ہر طرف روشنی بکھری ہوئی تھی اور بلیک ڈریس پینٹ اور شرٹ میں لڑکیاں پروفیشنل انداز میں ان کے پاس آئی تھیں۔یقیناً وہ سیلز گرل تھیں۔۔باران نے اینارہ کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔جواباً اینارہ نے کچھ نروس ہو کر باران کو دیکھا پر وہ لاپرواہ تھا۔۔

وہ خاموشی سے وہاں مرر کے سامنے اور شاپ کے درمیانی حصے پر لگے ڈارک براؤن کاؤچ پر بیٹھ گیا۔کچھ لمحے اینارہ پریشانی سے اسے دیکھتی رہی لیکن اتنے میں سیلز گرل اس سے مخاطب ہوئی۔

میم مے آئی ہیلپ یو،،،؟"اینارہ نے پلٹ کر اس سیلز گرل کو دیکھا اسے" سمجھ نہ آیا یہ لڑکیاں اس کے پاس کیوں کھڑی ہیں وہ اپنی شاپنگ کیوں نہیں کر رہیں؟

میم کیا ہم آپ کی مدد کریں،،؟"دوسری سیلز گرل اس معصوم لڑکی کو دیکھ" نرمی سے گویا ہوئی۔۔اینارہ نے ایک نظر پلٹ کر باران کو دیکھا وہ لاپرواہ سا فون پر مصروف تھا۔اسے سمجھ آیا کہ یہ لڑکیاں اس کی مدد کے لیے ہیں۔۔ اینارہ نے مسکرانے کی ہلکی سی کوشش کی اور اثبات میں سر ہلایا۔۔وہ لڑکیاں اینارہ کو اندر لے گئیں پوری شاپ میں ان کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔

سنیں،،،"اینارہ نے ہلکی آواز میں اسے مخاطب کیا تو لڑکی اینارہ کی جانب" متوجہ ہوئی۔

یہاں سب سے سستے کپڑے کتنے روپے کے ہیں،،،؟"اس نے بہت" سادگی سے پوچھا لڑکی نے چونک کر صوفے پر بیٹھے باران کو دیکھا جو فون سے

نظریں ہٹا کر ان کی جانب ہی متوجہ تھا۔۔اور سنجیدگی سے ایناره کی پشت کو گھور رہا تھا۔ جیسے اس سے توقع تھی ایسے سوال کی۔

میم آج ہماری شاپ کی تھرٹی فرسٹ اینور سری ہے،،،اور آج کے دن" ہماری شاپ میں آنے والے پہلے کسٹمر کو ہر ڈریس 999 کا ملے گا،،، فلیٹ نائنٹی فائیو پرسنٹ آف،،،اور پھر اس پر ففٹی پرسینٹ کیش بیک،،،" یہ بولتے بولتے اس لڑکی کا منہ عجیب سا ہو گیا تھا۔۔

مطلب،،،؟" ایناره نے ناسمجھی سے پوچھا پھر گہری سانس لیتے بولی۔۔" میم ہر ڈریس فائیو ہنڈریڈ،،، مطلب پانچ سو روپے کا ہے،،،" یہ سننے کی" دیر تھی ایناره کی آنکھیں حیرت اور خوشی سے پھیل گئیں۔۔اس کے بعد ایناره نے دوبارہ باران کی جانب نہیں دیکھا بلکہ سیلز گرل کے ساتھ وہ اپنے لیے ڈریسز چننے لگی۔ باران ہونٹوں پر ہاتھوں کی مٹھی رکھے ایناره کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔وہ سیلفش لڑکی اتنی مصروف تھی کہ ایک بار بھی باران سے مشورہ نہیں لیا تھا۔۔ جبکہ ایناره کے چہرے پر ایک الوہی خوشی دیکھتے اس کا دل

عجیب سکون محسوس کر رہا تھا۔۔کچھ وقت بعد اینارہ نے آٹھ سوٹ اپنے لیے پسند کیے اس میں پانچ بالکل سادے مگر نفیس اور خوبصورت تھے۔۔ تین کچھ بھاری تھے۔۔

اینجل باری ہو گیا،،،"وہ خوشی سے بتا رہی تھی۔ سیلز گرلز اس کے ڈریسز" کاونٹر پر لے جا چکی تھیں۔

کیا ہو گیا،،،؟" باران نے کھڑے ہوتے سنجیدگی سے پوچھا۔۔آنکھوں" میں عجیب سی چمک تھی۔

کک،،،، کیا؟"اینارہ بے اختیار ہکلائی۔"

تم نے کہا ہو گیا،،،؟ کیا ہو گیا،،؟"شرارت سے لب دبائے پوچھا تو اینارہ" نے شرمندہ نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا پھر کاؤنٹر کی طرف اشارہ کیا۔۔باران اثبات میں سر ہلاتا اس کے ساتھ کاؤنٹر کے پاس آیا اور اپنا کارڈ سویپ کیا۔ بیگز اینارہ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے ایک سیلز گرل نے نہایت نزاکت سے بل کھاتے ایک شاپنگ بیگ باران کے ہاتھ میں دیا۔

سر یہ اتنی ساری شاپنگ کرنے پر ہماری طرف سے گفٹ ڈریس میم کے "
لیے،،، "یہ سننے کی دیر تھی ایناره کی آنکھیں مزید چمک گئیں۔۔ باران
خاموشی سے بیگ ایناره کے ہاتھ سے لے کر شاپ سے باہر نکلا۔۔ایناره نے
تواس کی پسند پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود اسے ایناره کے
لیے بلیک ون پیس گاون پسند آیا تھا جو اس نے بطور گفٹ خرید لیا تھا۔۔جو
گفٹ کی صورت میں ایناره کو ملا تھا۔۔مال سے باہر نکلتے گاڑی کی پچھلی
نشست پر ایناره کا سامان رکھتے ایناره کے لیے دروازہ کھولا اور خود ڈرائیونگ
سیٹ پر سوار ہوا۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے اس نے کچھ سوچتے ایناره کی طرف
ایک ہزار کا کڑک نوٹ بڑھایا۔

تمہارے پانچ ہزار میں سے صرف یہی بچے ہیں،،، "وہ صبح شاپنگ پر جانے "
سے پہلے ہی ایناره سے پانچ ہزار واپس لے چکا تھا اسے یقین تھا کیش کاونٹر پر
ایناره اپنا نوٹ ہی آگے بڑھائے گی۔۔

تھینکیو اینجل باری،،،"نوٹ پکڑتے وہ خوشی سے پھولے ناسمانے والے" انداز میں بولی۔۔

گول گپے کھاؤ گی؟" باران نے پیشکش کی تھی جس پر ایناره نے فوراً اثبات" میں سر ہلایا۔۔گاڑی ایک ریسٹورینٹ کے آگے کھڑی ہوئی کچھ لمحے بعد ہی باران کی طرف کا شیشہ نوک ہوا۔۔اور باہر ایک ویٹر نے اندر گول گپوں سے بھری پلیٹ بڑھائی۔ باران نے وہ پلیٹ ایناره کی جانب ل بڑھادی۔۔ باران نے اسے گول گپے کھانے کا طریقہ بتایا۔۔ایناره اب بھر بھر کے میٹھی چٹنی ڈالتے گول گپے کھانے میں مگن تھی جبکہ باران اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔ اچانک دل عجیب ہونے لگا تھا۔۔اسے کبھی نہیں لگا تھا وہ اپنے ماضی میں کیے ہر عمل پر اتنا اور بے تحاشا پچھتائے گا۔۔

وہ اب ہر اس لمحے کو پچھتانے لگا تھا جب کوئی لڑکی اس کے بستر پر اس کے حرام سکون کا باعث بنی تھی۔۔صرف ایک یہی پھانس تھی جو اسے ایناره سے دور کر رہی تھی۔ایک طرف وہ تھی پاکیزہ اور معصوم لڑکی دوسری

طرف وہ تھا دنیا جہاں کے گند میں ڈوبا ہوا شخص۔۔۔اگر یہ ایک پہلو اس کا صاف ہوتا تو وہ اس بات کا ادراک ہوتے ہی کہ وہ اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا اینارہ سے نکاح کر لیتا۔۔گہری نظروں سے اینارہ کو دیکھتا وہ ماضی کے لمحات کھنگالنے لگا۔تو ہر طرف سے اسے کوسہ گیا دھتکارا گیا۔۔یقیناً اگر اینارہ اس کی حقیقت جان جاتی تو اس سے نفرت کرتی۔۔اسے دھتکار دیتی۔۔پر وہ اس کی محبت کو بھی تو یوں عروج پکڑنے نہیں دے سکتا تھا۔وہ سچ سے ناواقف تھی پر وہ تو اپنی اصلیت سے اچھی طرح واقف تھا۔۔دل میں ایک ڈر نے کنڈلی ماری تھی۔۔پھر وہ کسی مضبوط فیصلے پر پہنچا تھا۔جو فیصلہ اس کی زندگی میں یقیناً یقیناً کچھ وقت کے لیے زہر بھرتا پھر سب کی اور اینارہ ٹھیک ہو جاتا۔

اینجل باری کھاؤ گے،،،" باران جس کی نظریں غائب دماغی میں اینارہ پر " تھیں وہ سوال پر چونک کر سیدھا ہوا۔پھر نفی میں سر ہلا دیا۔کچھ دیر بعد گاڑی

وہاں سے نکلی اور منزل کی طرف رواں ہو گئی اس بات سے انجان کے باران جس آگ میں ایناره کو پھر دھکیل رہا تھا جلد اس میں خود جھلسنے والا تھا۔

****

رکشے میں بیٹھی بار بار اپنے آنسو صاف کرتی وہ رکشے والے کو اور تیز ڈرائیونگ کرنے کا کہہ رہی تھی۔۔اپنے ارد گرد اس ہر جائی کا لمس محسوس کرتی اور کانوں میں محمل کی کھلکھلاہٹیں اس کے قدم ڈگمگانے لگے تھے۔۔ پر اب مزید وہ خود کو بے مول نہیں کر سکتی تھی وہ کسی پر اعتبار نہیں کرے گی اس نے خود سے وعدہ کیا تھا۔۔کسی دوسرے شہر جائے گی۔۔اپنی پہچان بدل لے گی خود کمائے گی روکھی سوکھی صحیح پر عزت کی کھائے گی۔۔رکشہ چلتے آدھ گھنٹہ ہوا تھا کہ اچانک رکشہ جھٹکے سے رکا۔۔زرمش نے وجہ پوچھتے جونہی سر اٹھایا دل دھک سے رہ گیا سامنے زاویار خانزادہ کی گاڑی رکی تھی۔ اتنی بری قسمت نہیں ہو سکتی میری،،،"سانس روکتی وہ خود ہی رکشے سے" نیچے اتری تاکہ کوئی تماشہ نہ ہو۔۔گاڑی سے اترتے زاویار کے ایکسپریشن

چٹان کی طرح سخت تھے۔۔بنا زرمش کی جانب دیکھے رکشے والے کو ہزار کا نوٹ دیتے اس نے زرمش کا ہاتھ پکڑا اور تقریباً پٹخنے کے انداز میں اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر دھکیلا۔زرمش کا دل زاویار کے خطرناک تاثرات دیکھ بند ہونے لگا تھا سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے کیا نہیں۔۔۔

زاویار میں،،،"گھر جانے کے خیال سے اس کے تصور میں وہ وقت آن" ٹھہرا جب اسی طرح بھاگنے پر زریمان نے اسے بے تحاشہ مار کر ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔اس کے پتھریلے اور چٹانوں سے سفاک تاثرات دیکھ کر یوں گمان ہوا جیسے گھر جا کر زاویار بھی اسے بہت زیادہ مارے گا اسی خوف تلے زاویار کو پکارتے کچھ کہنا چاہا پر اگلے ہی لمحے زاویار کی دھاڑ پر وہ دروازے سے لگتی اپنی رونے کی آواز دبانے لگی۔

شٹ اپ،،،'زاویار اس قدر بری طرح دھاڑا تھا کہ زاویار کا چہرہ مکمل سرخ' ہوتا تپ اٹھا تھا۔۔سارے راستے اپنے لیے اللہ سے مدد مانگتی وہ واپس اسی قید خانے میں پہنچ چکی تھی۔۔گاڑی سے اتر کر تیزی سے زاویار نے زرمش کی

جانب کا دروازہ کھولا اور اسے بازو سے دبوچ کر کھینچتے ہوئے زرمش کو باہر نکالا اور پھر اسی طرح کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ اندر لے گیا لاؤنج میں ہی محمل رو رہی تھی لیکن زاویار کے ساتھ زرمش کو دیکھ ایک دم چیخی۔۔

"مام،،، "زرمش نے محمل کی جانب ہاتھ کیا۔۔پر زاویار اس کی پکار پر رکے بغیر زرمش کو اپنے کمرے میں لے آیا اور جھٹکے سے زمین پر تقریباً پٹخا۔۔

"آہہ،،، "بری طرح زمین پر گرتی زرمش کراہ اٹھی۔۔۔دوپٹہ پہلے ہی زمین بوس ہو چکا تھا۔وہ خوف سے پیچھے کھسکتی زاویار کو دیکھنے لگی جو خونخوار نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔

"زاو،،، یار میں،،، "خوف سے زرمش کی زبان لڑکھڑانے لگی تھی اندر کی اکڑ اور غرور پل بھر میں ڈھیر ہو گیا تھا۔چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔کیا وضاحت دیتی وہ۔؟ یہ بھی نہیں کہہ سکتی تھی کہ اسی سے بھاگ رہی ہے۔۔زاویار نے جھٹکے سے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا اور چہرہ مٹھی میں دبوچا۔۔

دکھادی ناں تم نے بھی اپنی اوقات،،، کہاں بھاگ رہی تھیں اور کس کے لیے بھاگ رہی تھیں،،، "زاویار بری طرح دھاڑا تو زرمش آنکھیں میچتی سانس تک روک گئی۔۔

"مجھے جواب دو ورنہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا،،، یہ مت سوچنا کہ میں صبرینہ کی طرح تمہیں بھاگنے دوں گا،،، تم صبرینہ جیسی حیثیت نہیں رکھتی زاویار خانزادہ کے دل میں جسے اس کی خواہش پر بھاگنے دوں،،" بے پناہ غصے سے چیختے زاویار نے اسے اس کی اہمیت بتائی تھی۔۔۔ کہ وہ زاویار خانزادہ کے لیے صرف بیوی کا درجہ نہیں رکھتی تھی کہ اسے اس کی خواہش پر بھاگنے دیتا۔ وہ زاویار خانزادہ کا جنون بن چکی تھی جو صرف اس کی تھی۔ وہ نہیں بھاگ سکتی تھی زاویار سے دور۔ جبکہ مقابل کھڑی بے وقوف لڑکی جو احساسِ کمتری کے سب سے نچلے درجے پر آکر سوچتی تھی وہ زاویار کی اس بات کا بھی یہی مطلب سمجھی تھی کہ صبرینہ بیوی کی حیثیت رکھتی تھی پر زاویار نے اسے وہ حیثیت بھی نہیں دی تھی۔۔۔

جواب دو مجھے،،، "زرمش کو بیڈ پر دھکا دیتے زاویار دھاڑا تو زرمش نے" سسکتے بیڈ شیٹ مٹھی میں جکڑ لی۔

ڈیڈ،،، پلیز ڈونٹ ہرٹ ہر،،، پلیز ڈونٹ اینگر آن ہر،،، "ملازمہ سے ہاتھ' چھڑوا کر محمل نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اپنے باپ کا غصہ دیکھ سہمتے گزارش کی۔ زاویار خانزادہ نے پلٹ کر محمل کو دیکھا جو رو رہی تھی پھر فورا کمرے میں بھاگ کر آ کر اس کے بیڈ پر چڑھتی زرمش کو چپ کروانے لگی تھی۔ زاویار نے افسوس سے اس بے حس لڑکی کو دیکھا جو اس کی بیٹی کی محبت کے لائق نہیں تھی۔

محمل کا خیال کرتے مزید زرمش کو ایک لفظ کہے بغیر وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔

****

رات گئے جب وہ گھر واپس لوٹا تو خالی کمرہ منہ چڑھا رہا تھا۔۔ اچانک زاویار کا پارہ مزید چڑھنے لگا غصے سے خون کھولنے لگا۔۔ یعنی وہ لڑکی واپس اس کی بیٹی

کے کمرے میں پڑی تھی پر اب زاویار خانزادہ اسے بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتا تبھی الٹے قدم کمرے سے باہر نکلا اور محمل کے کمرے میں گیا۔۔ محمل اور زرمش بیڈ پر لیٹے تھے محمل کو دیکھ کر علم ہو رہا تھا کہ وہ گہری نیند میں ہے جب کے زرمش کی جنبش کرتی پلکیں اس کے جاگے ہونے کی گواہی دے رہی تھیں۔۔ محمل کا ہاتھ اس کے اوپر سے ہٹاتے زرمش کا بازو مضبوطی سے پکڑتے زرمش کو اٹھایا تو وہ جو زاویار کی موجودگی کو محسوس کر چکی تھی اچانک اس افتاد پر اپنی آنکھیں کھولیں۔

"وہ،، مم،،، محمل،،، "زاویار کو پلٹتے دیکھ اس نے ساتھ چلنے کے لیے احتجاج کیا لیکن زاویار کی خون آشام نظریں دیکھ باقی الفاظ حلق میں دم توڑ گئے۔

"میری بیٹی کا نام اپنی زبان سے لینے کی کوشش بھی مت کرنا،،، تم اس کی مخلص محبت کے احساس کے قابل نہیں ہو،،،، "پل بھر میں اس کا وجود روح سے ذمین بوس کرتا وہ اسے اپنے ساتھ لیے محمل کے کمرے سے نکل کر اسے اپنے کمرے میں لایا تھا۔۔

یہ جگہ ہے تمہاری،،، تم اس لیے بھاگی تھی نہ کے کہیں میں تمہیں چھو نہ" لوں،،، یا جس کے لیے تم نے اپنے وجود کو سمیٹ سمیٹ کر رکھا ہے اس کے ساتھ بے وفائی نہ ہو جائے،،، "زاویار کے سوال تھے یا پگھلا ہوا سیسہ زرمش بھیگی آنکھیں لیے تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔ایک بار پھر وہ اپنے غلیظ الفاظ سے اسے داغدار کر رہا تھا۔

تم جیسی لڑکیوں پر ایک نظر تک ڈالنا گوارا نہیں کرتا زاویار خانزادہ،،، "میں" تو تمہیں اپنی بیوی کا مقام دینا چاہتا تھا پر تم اس کے قابل نہیں ہو،،، "دانت پیس کر کہتے اس نے زرمش کے بال مٹھی میں دبوچے اور اپنے لب زرمش کے لبوں کے قریب لایا زرمش بے اختیار خوف سے آنکھیں میچ گئی۔۔

اتنے قریب ہو میرے پر گھن آ رہی ہے تم سے،،، "زرمش کو بیڈ دھکیلتے وہ" استہزایہ ہنسا۔۔۔

میری بیٹی سے دور رہو گی تم،،، خبردار اس پر اپنا سایہ بھی ڈالا،،، کل کو اسے" اپنی عادت ڈال کر بھاگ جاؤ گی،،، اور اب سے اسی کمرے میں رہو گی تم،،،

ایک قدم بھی اس کمرے سے باہر نکالا تو تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا میں،،،"
غصے سے غراتے دھمکی دیتا زاویار باتھروم میں بند ہو گیا جب کہ زرمش بیڈ
سے کھڑی ہوتی اپنا چہرہ ہاتھوں میں تھام گئی۔۔اس گہری رات میں زاویار
اس کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا یہ سوچ ہی اس کی جان نکال رہی تھی۔۔
مشکل سے دروازے تک پہنچتے دروازہ کھولنا چاہا پر شدید جھٹکا لگا کیونکہ
دروازہ لاک تھا۔زاویار نے کب دروازہ لاک کیا؟لاچار وہی دیوار کے ساتھ
بیٹھتی اپنا چہرہ گھٹنوں میں چھپا گئی۔
کچھ دیر بعد زاویار باتھروم سے باہر نکلا تو اسے زمین پر گھٹنوں میں سر دیے
دیکھا۔۔حقارت سے منہ پھیرتے زاویار بستر پر نیم دراز ہو گیا۔۔موبائل
اٹھا کر ضروری میلز دیکھیں اور کمرے کی آخری لائٹ بھی بند ہو گئی
۔۔ملگجے اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں زرمش اپنی جگہ پر دم سادھ گئی۔۔
اسے لگا تھا وہ اسے مارے گا مگر اس اس کا یہ بھرم بھی قائم رہا کہ زاویار نے
اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔۔اسے ابھی کچھ دیر قبل یہ بھی لگا تھا کہ زاویار اس

سے زبردستی کرتے اس کی نسوانیت اور آنا کچل ڈالے گا مگر وہ یہاں بھی غلط ثابت ہوئی تھی تو اپنی بیہودہ بیکار سوچوں پر لعنت بھیجتی وہ چپکے سے اپنے نصیب پر آنسو بہائے گئی۔۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب زاویار خانزادہ کا فون رنگ ہوا۔۔کچھ دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی بیزاری سے فون کو اٹھایا تو منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔کیونکہ فون پر باران دلشیر کا نام جگمگا رہا تھا۔

میری زندگی کا سب سے بڑا ناسور،،،"فون کٹ کرتے زاویار نے موبائل" آف کر دیا۔۔کچھ سوچتے لیمپ آن کیا تو برابر اب بھی بستر خالی تھا۔۔نظر دروازے کے قریب گئی تو زرمش اب تک اسی پوزیشن میں وہیں بیٹھی تھی۔

ڈرامہ ختم ہو گیا ہو تو بستر پر آؤ،،"زاویار نے سرد لہجے میں کہا پر جواب میں" خاموشی رہی۔

زرمش،،"زاویار نے پھر زور دیا پر جواب میں اب بھی خاموشی تھی۔۔"

تم مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں تمھارے ساتھ برے سے بھی برا پیش" آؤں،،،"غصے سے کھڑا ہوتا زاویار اس کے پاس آیا ابھی بازو پکڑا ہی تھا کہ زرمش ڈھیلے وجود سے نیچے گرنے لگی زاوہار نے فوراً زرمش کو تھاما۔

ہیے،،،زرمش،،،"زاویار نے اس کے گال تھپکے پر وہ مکمل ہوش کھو چکی" تھی۔

تھوڑی سی سختی برداشت نہیں ہو سکی اور میرا مقابلہ کرنے آتی ہے،،،پاگل" احمق لڑکی،،،"ماتھے پر بل ڈالے زرمش کو گھورتے اس نے پل بھر میں کسی نازک شے کی طرح زرمش کو بازوؤں میں اٹھایا اور بیڈ پر آیا۔زرمش کو بیڈ پر لٹاتے تکیہ درست کیا اور بیڈ کی دوسری جانب کروٹ کر کے لیٹ گیا۔ فی الحال وہ زرمش کی جانب دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔

****

ریم میری چھوٹی سی گڑیا،،طبیعت کیسی ہے اب،،،؟"وہ ریم کے کمرے" میں آئے تو ریم کی چارپائی پر بکھری کتابیں دیکھ گہرا مسکرائے۔

ٹھیک ہوں بابا،،" وہ مسکرا کر بولی۔۔دو دن پہلے ایحان کے ساتھ ہوئے" سفر نے اسے اسی رات سے بخار نے پکڑ لیا تھا۔۔وہ خوفزدہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اذیت سے گزری تھی۔۔گھر نعمان علی کو یہی بتایا تھا کہ راستے میں ڈکیتوں نے گھیر لیا تھا۔۔جان تو بچ گئی پر اس کا موبائل ضائع ہو گیا۔۔وہ انھیں یہ نہیں بتا پائی کہ ان کے چہیتے مالک نے اسے اندھیری رات میں بلا وجہ گاڑی سے باہر سڑک پر تن تنہا مرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔۔وہ گھر آ تو گئی تھی مگر ان غنڈوں کا اور پھر ایحان دلشیر کی وحشت کا خوف اس قدر دل میں بیٹھا کہ اس کے بعد بخار میں پھنکتے اسے کچھ ہوش نہیں تھا کہ دو دن کیسے گزرے۔۔۔پر ان دو دنوں میں ایک چیز جو اسے یاد تھی وہ ایحان دلشیر تھا۔ عجیب شخص تھا کبھی موم سا نرم تو کبھی لاوے سا گرم اگر وہ لمحہ سوچتی جب ایحان نے معافی مانگتے اس کے پیروں کو چھوا تھا تو دل عجیب لے پر دھڑکنے لگتا اور اگر غصہ یاد کرتی تو دل خائف ہو جاتا جو بھی تھا وہ ایک شخص بری طرح حواسوں پر سوار ہو گیا۔۔۔دل عجیب سا بے چین اسے دیکھنے کی خواہش

کر رہا تھا۔۔۔نادان دل کی ننھی ننھی خواہشات اسے کوفت میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔ایک خوف دل میں تھا کہ کہیں وہ اس شخص کو پسند نہ کر بیٹھے کیونکہ وہ اپنی اور اس کی حیثیت بخوبی جانتی تھی۔۔یہ چیز اسے شدید غم و غصے سے دوچار کر رہی تھی یہ سوچ کر کے وہ اس کے بارے میں سوچ رہی ہے تو کیا وہ انا پرست اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا ہے۔۔۔وہ یہی تو چاہتا ہے کہ ریم اس کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جائے۔۔ریم نے پہلو بدلا۔۔

"یہ لو،،،" نعمان علی نے اسے پھر غائب دماغی سے ایک ہی نقطے کو تکتا دیکھا تو اس کے سامنے ایک گفٹ بیگ رکھا۔۔ریم نے نا سمجھی سے اپنے بابا کو دیکھا جو مسکرا رہے تھے۔۔ایک نظر اندر جھانکا تو دل خوش ہو گیا کہ اندر موبائل کا ڈبہ تھا۔بنا دیر کیے ریم نے وہ ڈبہ باہر نکالا تو دل دھک سے رہ گیا۔۔۔وہ آئی فون فورٹین تھا۔۔مہنگا ترین موبائل جو وہ کبھی تصور میں بھی سوچ نہیں سکتی تھی۔۔لیکن پھر اچانک کچھ لمحے پہلے کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی وہ سنجیدگی سے اس موبائل کو تکنے لگی تو نعمان علی نے گہری سانس لی۔۔۔

یہ موبائل آپ کو آپ کے چھوٹے مالک نے دیا ہے ناں،،،؟"اس کی آواز" میں اس آدمی کے لئے ان دیکھی آنچ تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی دل میں اٹھی خواہشات نے اچانک دم توڑا تھا۔وہ شخص اب اس کی خودداری کو نشانہ بنا رہا تھا۔

بیٹا وہ کہہ رہے تھے کہ تمہارا موبائل ان کی وجہ سے ٹوٹا ہے تو یہ ایک" معذرت سمجھ کر قبول کر لو،،،اب وہ مالک ہو کر اتنی عاجزی دکھا رہے ہیں تو ہم تو ان کے تابع کام کرتے ہیں،،اتنی انا نہیں دکھانی چاہیے،،،"نعمان علی نے اپنی مجبوری اور موقف بتایا۔وہ جانتی تھی اس کے بابا بہت صابر و شاکر انسان ہیں۔۔جنھیں اپنے مالک سے کسی چیز کا کوئی لالچ نہیں پر وہ ایحان سے الجھ نہیں سکتے تھے یا پھر بحث کرتے۔۔۔

ان کے تابع آپ کام کرتے ہیں بابا میں نہیں،،،"ریم کا لہجہ تلخ تھا۔وہ کچھ" دیر پہلے یہ کیوں نہیں سوچ رہی تھی کہ اس کا باپ اس مغرور شہزادے کی ملازمت کرتا تھا۔۔

خیر،،میں نے انکار کیا تھا پر انہوں نے انکار نہیں سنا تو میں مجبور تھا،،تم"
اسے اپنے بابا کی جانب سے تحفہ سمجھ کر قبول کر لو،،"ریم کے سر پر ہاتھ
پھیرتے وہ کمرے سے باہر نکلے تو ریم کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔ہر امیر
شخص پیسوں کی دھونس کیوں جماتا تھا۔۔اتنا اچھا خاصہ نوجوان تھا کیا تھا اگر
اس میں غرور و تکبر نہ ہوتا۔۔ نخوت سے سوچتے اس نے موبائل کھولنے کی
زحمت نہیں کی تھی بلکہ ڈبہ واپس شاپنگ بیگ میں ڈالتے غصے سے چارپائی
کے کونے میں رکھ دیا تھا۔کل وہ یونیورسٹی کی چھٹی کرنے والی تھی پر اب
ارادہ تبدیل کر دیا تھا تاکہ یہ تحفہ اسی شخص کو اسی طرح واپس لوٹا سکے جیسے
اس نے یہ بھجوایا تھا جو اسے خریدنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

****

اسے سخت بخار تھا۔۔دو دن سے وہ تیز بخار میں تپتی رہی تھی۔۔نکاح کے بعد
ضیاء اس سے ملنا چاہتا تھا پر اس کی طبیعت خرابی کی وجہ سے نہیں مل سکا تھا
لیکن آج رخصتی کا دن تھا۔۔سارے مہمانوں کو دعوت نامہ تقسیم ہو چکا تھا

اس لیے اب رخصتی کو ٹالنا بدنامی کا باعث بن سکتا تھا۔۔اس لیے مزید تاخیر نہیں کی گئی تھی۔۔پالر والی نورین کے کمرے میں ہی موجود تھی۔۔۔نورین بالکل خاموش بیٹھی تھی اس کی آنکھیں سوجی اور سرخ تھیں جو اس کے مستقل رونے کی چغلی کر رہی تھیں۔۔۔اور بخار کی حدت سے پڑتا سرخ چہرہ۔۔کمان کی طرح ٹیڑھی پلکیں جو سوجی آنکھوں پر مزید نمایاں ہوتیں حسین منظر پیش کر رہی تھیں۔۔اس کی طبیعت کو مدِ نظر رکھتے میک اپ آرٹسٹ نے بہت کم میک اپ کیا تھا اس کے باوجود وہ بے حد حسین لگ رہی تھیں۔آنکھی بھی بخار اور زیادہ رونے کے باعث نشیلی ہونے لگیں تھیں۔۔ مہندی اسے پہلے ہی ضیاء حیدر کے نام کی لگادی گئی تھی۔

ماشاءاللہ میری جان بے حد حسین لگ رہی ہو،،،"نورین کی ماں نے اس کا" گرم ماتھا چومتے کہا تو نورین نے ناراضگی سے چہرہ موڑ لیا۔"جو ہونا تھا ہو گیا نورین،،،تم نے پسند کی شادی کر بھی لی تو اس میں کوئی گناہ نہیں،،،تمہارے بابا تم سے صرف اس بات پر ناراض ہیں کہ تمہیں انہیں یہ بات خود بتانی

چاہیے تھی،، ش انہوں نے بچپن سے تمہارا مان رکھا تمہیں دوست بنائے رکھا تمہارے ہمراز رہے پھر تمہاری اس طرح کی بے اعتباری نے انہیں توڑ دیا،، جانتی ہو اس بات نے انہیں بہت زخم دیا ہے کہ اگر تمہیں کوئی پسند تھا تو تمہیں انہیں بتانا چاہیے تھا،، سوچو اگر تمہاری شادی فرحان سے ہو جاتی پھر انہیں علم ہوتا تو کیا ہوتا؟ ساری زندگی اس پچھتاوے میں گزر جاتی کہ تم نے ان کے خاطر قربانی دی،،، "نورین کی ماں نرمی سے سمجھا رہی تھیں جب کہ نورین ان کے سینے سے لگتی سسک پڑی۔۔اس میں تو اب انھیں یہ یقین دلانے کی بھی ہمت نہیں تھی کہ ضیاء حیدر اس کی پسند بالکل بھی نہیں ہے۔۔جب وہ یقین دلانے کی کوشش کرتی اس کے بابا مزید ناراض ہو جاتے کہ اب تک اپنے باپ پر یقین نہیں رکھتی تبھی جھوٹ بول رہی ہے۔۔بہت مجبور ہو کر نورین نے اب ضیاء کے جھوٹ کو سچ سمجھ کر قبول کر لیا تھا یہ مشکل تھا پر وہ قبول کر چکی تھی۔۔۔

میں بابا سے معافی چاہتی ہوں مما،، "کہتے ساتھ دل میں ایک ٹیس سی اٹھی"

ابھی اس کی ماں جواب دیتی اس سے پہلے ہی بارات آنے کا شور مچا تھا۔

چپ اب بالکل مت رونا،، اپنی ہی شادی پر اتنا رونا ڈالا ہوا ہے،،اور"

تمہارے بابا تمہیں معاف کر چکے ہیں،،ان کو تمہاری پسند پر ناز بھی ہے،،

ضیاء حیدر اتنا امیر ہونے کے باجود بہت عاجزی والا اچھا اور فرمانبردار بچہ

ہے،،اب اپنا دل صاف کرو اور خوش ہو جاؤ،، آنکھیں بھی ساری خراب

کر لیں،،، "میک اپ آرٹسٹ کو نورین کا میک اپ پھر سیٹ کرنے کا کہتیں

وہ ایک بار پھر نورین کو ماتھا چومتی کمرے سے نکل گئی جبکہ نورین بمشکل اپنے

آنسو ضبط کرنے لگی۔

میں تمہیں سب کے سامنے یہ ڈھونگ نہیں کرنے دوں گی ضیاء،،، تم نے"

مجھے میرے گھر والوں کے سامنے ذلیل کیا ہے میں تمہیں تمہارے گھر

والوں کے سامنے رسوا کر دوں گی،،، "دل میں عزم کرتی وہ کھڑی ہوئی اور

شیشے کے سامنے آئی تو بے اختیار ٹھٹھک گئی۔۔وہ تو سمجھی تھی اس کا سوگوار

ساروپ بہت برا لگ رہا ہو گا پر وہ تو اس کی سوچ سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔اچانک سر چکرانے لگا تو وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔گھر میں صرف قریبی رشتے دار مہمان تھے۔۔ضیاء نے بارات پر تکلف انتظام کرنے سے انکار کیا تھا۔۔ اور یہ پیشکش کی تھی کہ ان کے جو بھی مہمان ہیں انہیں وہ ولیمے میں مدعو کر لیں۔۔

****

ضیاء کے ساتھ اس کی گاڑی میں ایحان ضیاء اور زین آئے تھے۔۔۔ایک گاڑی ان کی گاڑی کے آگے تھی جس میں ضیاء کے ماں باپ اور پھپھو اور ان کی دو بیٹیاں بیٹھیں تھیں۔اور دلہے کی گاڑی کے پیچھے ایک گاڑی ضیاء کے قریبی عزیزوں کی تھی۔۔ان دو دنوں میں بہت مشکل سے حیدر صاحب نے اپنی بیوی کو راضی کیا تھا۔۔ضیاء بے حد خوش تھا۔اپنی خواب گاہ کو اس نے خود سجایا تھا۔اسے یقین تھا وہ جلد نورین کی ساری غلط فہمی دور کر دے گا اسے

خود کواوراس محبت کے احساس کو سمجھنے کے لیے جتناوقت درکار ہو گاوہ دے گا۔اپنی ماں عالیہ بیگم کی مان جانے کی خوشی بھی بے حد تھی۔

گاڑی نورین کے گھر کے باہر رکی تو باہر ہی استقبال کے لیے پھولوں سے ایک راہداری بنائی گئی تھی جس کے اطراف میں خاندان کے کم عمر لڑکے لڑکیاں پھولوں کی طشت لیے کھڑے تھے۔

بہت زیادہ اونچی جگہ شادی نہیں کر رہا آپ کا بیٹا حیدر صاحب؟؟اس سے زیادہ اچھا علاقہ شاید نہیں ملا تھا،،،"عالیہ بیگم نے حیدر علی کی طرف جھکتے استہزائیہ کہا تو وہ سختی سے ٹوک گئے۔

"احتیاط کریے گا بھگم،،،اپنے خیالات اپنے دل میں رکھیں،،،کسی کے سامنے آپ کے منہ سے ایسی بات نہ نکلے جس سے ماحول میں خرابی یا تناؤ پیدا ہو،،،نہیں تو انجام کی زمہ دار آپ خود ہوں گی،،،"وہ سخت لہجے میں باور کرواتے ضیاء کی جانب بڑھے۔۔۔اور ضیاء کا ماتھا چومتے اسے گلے لگایا تو یہی عمل بجھے دل سے عالیہ بیگم نے بھی دہرایا اس کے بعد وہ لوگ سب سے ملتے

اندر چلے آئے۔۔خلافِ توقع عالیہ بیگم کا رویہ سب کے ساتھ بہت اچھا اور ملنسار تھا جسے دیکھتے ضیاء بھی مطمئن ہو گیا تھا۔۔۔

بارات اور مہمانوں کا انتظام گھر کی چھت پر کیا گیا اور بہت نفیس سجاوٹ تھی جو آنکھوں کو خیرا کر رہی تھی۔ایک چھوٹا سا اسٹیج بھی بنوایا تھا جس پر ضیاء کو بٹھایا تھا۔۔۔نورین کا باپ مسلسل ضیاء کو کسی نہ کسی سے ملوا رہا تھا۔۔جبکہ ضیاء کی ماں عالیہ بیگم کی نرمی دیکھ ایک خدشہ جو ان سب کو لاحق تھا وہ بھی دور ہو گیا تھا کہ عالیہ بیگم بھی خوش نظر آ رہیں تھیں اور اچھے مزاج کی تھیں۔۔۔

کچھ دیر میل ملاقات کے بعد عالیہ بیگم نے نورین کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو نورین کی ماں انہیں نورین کے کمرے کے باہر چھوڑ گئیں۔۔نورین خاموش سی بیڈ پر بیٹھی تھی جب کمرے میں آہٹ محسوس کرتے نظر اوپر اٹھائی تو سامنے موجود ہستی کو پہچاننے میں چند لمحے لگے۔۔

سیاہ سلک کی ساڑھی میں ماڈرن پلس حسین خاتون جن کے نقش ہو بہو ضیاء جیسے تھے۔۔۔وہ یقیناً ضیاء کی ماں تھی اسے پہچاننے میں دیر نہ لگی۔

خوبصورت تو ہو تم،،، "بغیر سلام دعا کے بغیر کوئی دعا کہ وہ ٹانگ پر ٹانگ" رکھتے نورین کے سامنے بیٹھیں تو نورین کو ان کا لہجہ طنزیہ اور حقارت بھرا لگا۔۔۔"پر تمہارے چہرے پر یہ سوگواریت کیوں ہے،،،؟ تم جو حاصل کرنا چاہتی تھی وہ تو حاصل کر چکی ہو ناں،،، "مسکرا کر کاٹ دار لہجے میں کہا تو بے اختیار نورین مسکرائی۔۔یعنی ضیاء حیدر نے اس جیسی مڈل کلاس لڑکی کو اپنا کر اپنے گھر والوں سے دشمنی مول لی تھی۔۔

آپ کے بیٹے سے مجھے کوئی لالچ نہیں میں تو اسے پسند تک نہیں کرتی،،، " سخت زہر لگتا ہے وہ مجھے،،، نفرت ہے مجھے اس کے نام سے بھی،،، کجا کے دولت کے حصول کے لیے اس سے شادی کرتی،،، مجھ پر طنز کے تیر چلانے سے پہلے ایک مرتبہ اپنے بیٹے سے پوچھا ہوتا کہ میرے حصول کے لیے اس نے کیا کیا غلیظ سازشیں کیں ہیں،،، "وہ نفرت انگیز لہجے میں بولی۔

میں اپنے بیٹے کی طرح تمہاری مکار باتوں میں ہر گز نہیں آؤں گی،،، مگر تم" سے مجھے ہمدردی ضرور ہے اسی لیے بس تمہیں اتنا بتادوں کے تم اپنی اس خوشی پر جشن مت منانا،،، کیونکہ میں اپنے بیٹے کی فطرت سے اچھی طرح واقف ہوں وہ کسی ایک ہی لڑکی پر اکتفا نہیں کر سکتا،،، ہر ماہ اس کی ایک نئ گرلفرینڈ ہوتی تھی،، مستقل مزاج نہیں ہے وہ،،، زیادہ دیر وہ ایک ٹیسٹ پر نہیں رہ سکتا،،، پر خیر کچھ مہینے بھی تمہارے ساتھ رہا تو تمہیں تو اچھا خاصا فائدہ ہی ہو گا،،، بلآخر بہت موٹی رقم حق مہر میں لکھوائی ہے،،، "ہنستے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھیں جبکہ نورین کا چہرہ جو پہلے ہی سرخ تھا وہ اب ذلت کے احساس سے مزید لال بھبھو کا ہو چکا تھا۔

بائے داوے میرے بیٹے کی اب تک بہت گرلفرینڈز رہی ہیں،،، پر تم لکی" ہو کہ اس نے فزیکل ریلیشن کے لیے پہلی لڑکی تمہیں چنا ہے،،، پہلی ہو اس لیے شاید جلدی دل نہ بھرے،،، ایک مہینہ تو وقت گزار ہی لے گا تمہارے ساتھ،،، "کمرے سے نکلتے نکلتے بھی وہ اسکی سماعتوں میں زہر انڈیلنا نہیں

بھولیں تھیں۔۔۔نورین نے ان کے جاتے ہی اپنے ہاتھ سے پھولوں کے گجرے نوچ کے دور پھینکے تھے۔اس کا سر اچانک درد سے پھٹنے لگا تھا۔۔۔ اسے اپنا جسم صرف ایک کھلونے کی مانند لگنے لگا تھا۔۔۔

اب تک جو بھی ہو چکا تھا جو بھی اس شخص نے اسے حاصل کرنے کو کیا تھا اس سب میں اسے اب تک ایک بات مثبت لگی تھی وہ صرف اور صرف یہ تھی کہ ضیاء حیدر اس سے سچی محبت کرتا تھا۔۔ لیکن آج اس کی ماں ذوالنورین سلطان کا یہ بھرم بھی بری طرح توڑتے چکنا چور کر گئی تھی۔۔۔درد سے پھٹتے سر کو بمشکل تھامتی وہ ذکر اللہ کرنے لگی تھی۔۔کیونکہ فلوقت صرف ایک یہی چیز اسے سکون دے سکتی تھی بے شک تمام راستے بند ہونے کے بعد بھی ایک راستہ کھلا رہتا ہے اور وہ دعا کا ہوتا ہے۔۔۔(بیشک)

گاڑی پورچ میں رکی تو اینارہ دروازہ کھلتے ہی ایکسائٹڈ سی باہر نکلی۔۔گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے وہ اپنے شاپنگ بیگز اٹھاتی اندر بھاگ گئی۔۔جبکہ باران

اس کی ان حرکتوں پر ہنس بھی نہیں سکا۔۔لب بھینچے وہاں کھڑا معاملہ کی گہرائی کو سوچنے لگا۔۔کچھ سوچتے فوں جیب سے نکالا۔۔اور ایک نمبر ڈائل کیا۔۔یہ نمبر ڈائل کرتے نجانے کیوں اس کے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔۔اچانک دل احتجاج کرنے لگا تھا کہ یہ اس کے خود کے ساتھ اور اب اس سے جڑی اس چھوٹی سی جان کے ساتھ ظلم ہے۔۔ایسا جبر کرتے اس کی روح کو کچھ کھو دینے کا خوف شدت سے ستا رہا تھا۔۔لیکن اپنے دل کو پسِ پشت ڈالتے فون اس نے فون کان سے لگایا۔۔کچھ رنگز کے بعد فون اٹھا لیا گیا۔۔

سلام صاحب،،، کہیے،،، کیسے یاد کیا،،، "فون سے کسی عورت کی کرخت" اور پکی آواز ابھری۔۔

شمسہ بائی،،، کوئی حسین دوشیزہ آج رات کے لیے بھیج دو" وہ بولتے بولتے" لب بھینچ گیا تھا۔۔نجانے کتنی حرام راتیں اسے یاد آئی تھیں۔۔دل کو جیسے

کسی نے پتھر تلے کچلا۔۔ مگر وہ دل کی نا سننے کی ٹھان بیٹھا تھا یہ جانے بغیر کے اپنے اس مقصد میں منہ کے بل گرے گا۔۔۔

خیریت باران سیٹھ صاحب،،، بانو بائی کے کوٹھے کی جگہ آج یہاں دستک " کیسے،؟؟؟ ویسے بانو بائی کے کوٹھے پر بھی نیا مال اترا ہے،،، " وہ طنزیہ بولی۔۔ خبر آگ کی طرح پھیلی تھی کہ بانو بائی کے کوٹھے کی لڑکی باران سیٹھ کو مار کر بھاگی ہے۔۔

ٹھیک ہے وہیں سے آجائے گی پھر،،، " غصے سے باران فون رکھنے لگا جب " وہ فوراً خوش آمد پر آئی۔

ارے سیٹھ صاحب مزاق کر رہی تھی،،، فکر مت کرو،،، ایک بہت مست " مال ہے،،، دل خوش ہو جائے گا آپ کا،،، خوش کر دے گی آپ کو،،، " وہ چاپلوسی سے بولی تھی۔۔

ٹھیک ہے،،، رات میرا بندہ آئے گا بھیج دینا،،، رقم لڑکی کے ساتھ پہنچ " جائے گی،،، " کہتے ساتھ باران نے رابطہ منقطع کر دیا اور دل میں اٹھتے وبال

کو دبایا۔۔وہ برا تھا تو اسے برا ہی رہنا تھا۔۔اس نے اب تک جیسی زندگی گزاری تھی آگے بھی ویسے ہی گزارنی تھی۔۔بیچ کے یہ چند ماہ اسے اپنی زندگی سے سکپ کرنے تھے۔۔زریمان سے اس نے لڑکی اس لیے نہیں منگوائی تھی کہ کہیں اس کی نظر اینارہ پر پڑ جائے اور اینارہ اسے پہچان کر زریمان سے رابطہ بحال کرے یوں بھی وہ زریمان کی خراب نیت سے واقف تھا۔۔ابھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھا۔۔جب اچانک کوئی اس کے بازو سے لگا۔۔چہرہ موڑ کر دیکھا تو وقت ٹھہر سا گیا۔۔۔!

****

منہ پر ہاتھ رکھے وہ بے یقینی کے عالم میں یک ٹک ایلف کو دیکھ رہا تھا۔۔" جب کہ ایلف کی آنکھوں میں اس بار غصے کے شعلے اور نفرت کی آگ بھڑک رہی تھی۔۔آرزک اس کے بھائی کا دشمن ہے یہ وہ قبول کر سکتی تھی پر وہ اس کے گناہگار کا خون ہے وہ یہ ہر گز برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ یکدم آرزک کو زور سے پیچھے دھکیلتے وہ کھڑی ہوئی تھی اس کا ارادہ خود کو

واشروم میں بند کرنے کا تھا پر اس سے پہلے اس کا ہاتھ آرزک کی جارحانہ گرفت میں جکڑا گیا تھا۔۔اسے ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کھینچتے اپنے مقابل کیا تھا اور مٹھی میں سختی سے اس کا منہ دبوچا۔۔

تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ایلف،،، تم نے مجھ پر ہاتھ کیسے اٹھایا،،"؟؟وہ بری" طرح دھاڑا تو اتنی تیز آواز پر وہ آنکھیں میچ گئی۔۔

آنکھیں کھولو،،، مجھے جواب چاہیے ایلف،،، تمہاری جرأت کیسے ہوئی مجھ" پر ہاتھ اٹھانے کی،،،" وہ دیوانہ وار چیخ رہا تھا اناپر گہری چوٹ لگی جب آرزک کی گرفت سے اپنا منہ چھڑواتے اس نے آرزک کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے سختی سے پیچھے دھکیلا۔۔۔

جج۔۔جس طط۔۔طرح۔۔۔تمہاری۔تمہاری۔۔۔ہہ۔۔ہمت ہوئی۔۔" مجھے۔۔پا۔۔پامال۔۔۔کرنے۔کی،،،" وہ غصے سے چیخی۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔لیکن اس کے الفاظ آرزک خانزادہ کو پتھر کر گئے تھے۔۔وہ بے یقینی سے ایلف کو دیکھنے لگا کیا وہ اس کی بے پناہ محبت کو پامال

کرنے کا نام دے رہی تھی۔۔اس کی پاکیزہ محبت کے لمس کو اتنا گھناؤنا

نام؟؟؟؟

ایلف،،، تمہارا تھپڑ برداشت کر گیا ہوں،،، پر،،، تمہارے الفاظ،،، نو"

میری جان،،، نیور،،، ہر گز برداشت نہیں کروں گا،،، "انگلی اٹھاتے اس نے

طیش کی شدت سے کہا تو ایلف روتے روتے ہنسی۔۔

کک۔۔کیا۔۔؟؟ کیا کک۔کروگے؟ مم۔۔مارو گے۔۔"

یا۔۔پھ۔۔پھ۔۔پھر سے۔۔۔مم۔۔میرے وو،،وجود،،،، "ابھی جملہ

مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ وہ سختی سے ایلف کے بال میں مٹھی میں دبوچ گیا کہ

ایلف کے منہ سے بے اختیار کراہ نکلی۔۔۔

پامال کیا؟ جانتی ہو اگر روندتا تو یقین کرو جس طرح یہاں کھڑے ہو کر"

میرے سامنے زبان چلا رہی ہو اس قابل نار ہتیں،، خود سے نگاہیں تک نا ملا

پاتیں تم،،،،ڈیم،،،، میری محبت کو تم ہوس پرستی کا نام دے رہی ہو؟؟؟

اینڈ ٹرسٹ میں میرا دل خود پر لعنت ملامت کر رہا ہے جو تمہاری جیسی

سیلفش لڑکی سے محبت کر بیٹھا جس کے خون سے مجھے نفرت ہے،،،"ایلف کے بال جھٹکے سے چھوڑتا اب وہ افسوس سے کہہ رہا تھا۔۔۔"کل رات تمہیں کب لگا میں نے تمہاری عزت روندی؟؟میرے کس انداز سے لگا کہ میں تمہارے قریب صرف تمہارے وجود کے حصول کے لیے آیا،،؟؟؟۔ ایلف دلشیر اگر آرزک خانزادہ تمہارے جسم کا ہی حصول چاہتا تو وہ تو بنا نکاح کے ہو سکتا تھا،،، یا کل رات کے بعد تم میرے کمرے کا یہ حال نہیں کر پاتیں،،،، میں تمہارے ہاتھ سے تھپڑ نہ کھاتا بلکہ بھوکی پیاسی اسی گھر کے کسی کونے میں پڑی ہوتیں،،،، پر افسوس ہو نہ تم بھی دلشیر،،،، جن کی رگوں میں نفرت زہر بن کر دوڑتی ہے،، جو صرف نفرت کرنا اور دھوکہ دینا جانتے ہیں،،،"غصے سے کہتا وہ یک دم ہنسا ایلف اب بھی حقارت سے ہی اسے گھور رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے اگر ایسا ہے تو تمہیں میں آج بتاؤں گا روندنا اور لے مول کرنا کسے" کہتے ہیں،،، آج میں تم سے ایک شوہر کی حیثیت سے نہیں بلکہ باران دلشیر کی

بہن کی حیثیت سے ملوں گا،، یو جسٹ ویٹ "ایلف کے قریب آتے اس نے بے حد سرد مہری سے کہا کہ ایلف کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔۔۔

اور ایک بات،،، مرد ہوں میں،،، انا کا مادہ بہت زیادہ ہے ہر بار اتنی برداشت کا مظاہرہ نہیں کروں گا،،، بلکہ اگلی بار ہاتھ تبھی اٹھانے کی کوشش کرنا جب اپنے ہاتھ جسم پر اچھے نہ لگیں،، کیونکہ اگلی بار ایسی جرات کے مظاہرے پر توڑ دوں گا،،، "نیچے گری چیزوں کو ٹھوکر مارتا ایک غضبناک نگاہ اس کے وجود پر ڈالتا وہ کمرے سے نکلا تو ایلف کی آنکھوں سے ایک بار پھر پانی کی لکیر نکلتی گالوں کو بھگو گئی۔۔

نفرت کرتی ہوں میں تم سے آرزک خانزادہ۔۔۔۔۔۔میری حقیقت" جاننے کے باوجود تم محبت کر سکتے ہو یہ تمہارا ظرف ہے۔۔پر اپنے مجرم کے خون سے میں محبت نہیں کر سکتی۔۔۔تمہاری رگوں میں بھی وہی گندہ خون دوڑتا ہے۔۔۔وہ دل میں نوحہ کناں بیڈ پر گرتی آنکھیں میچ گئی۔۔ہاں وہ

شخص اسے آج رات اس کی حیثیت بتانے کی دھمکی دے کر گیا تھا سچ تو یہ تھا کہ وہ واقعی ڈر سی گئی تھی پر پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ کسی صورت وہ اس بار خود کو برباد نہیں ہونے دے گی۔۔آنکھوں سے آنسو نکلتے کنپٹیوں میں جذب ہونے لگے۔۔اور بچپن کے کئی لمحات آنکھوں میں کسی فلم کی طرح گھومنے لگے۔۔وہ چھوٹی تھی پر اس کا حافظہ مضبوط تھا۔۔۔

ماضی۔۔

آاآپ۔۔۔آپ ممم۔۔مجھے کمرے۔۔مم۔۔میں"

کیوں۔۔۔چھپ۔۔چھپا۔۔رہے ہیں،،،"وہ منہ بناتی بولی تھی جواب ملنے میں دیر ہوئی تو دانت باران دلشیر کے بازو میں گاڑھ دیے۔۔آج کل وہ ایسی ہی ہو رہی تھی ضدی بد تمیز۔۔ہوتی بھی کیوں نہ بچپن میں بڑے بڑے سبق ملے تھے۔۔ایحان اور باراں اسے چھوٹا اور سوتا ہوا سمجھ کر اپنی ماں کی آوارگی کو ڈسکس کرتے تھے۔لیکن وہ جاگ رہی ہوتی تھی۔۔ناصرف جاگ

رہی ہوتی بلکہ کچھ باتیں سمجھنے بھی لگی تھی۔۔اسے سخت چڑھ تھی جب گھر پر مہمان آنے پر باران اسے کمرے میں چھپا دیتا تھا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے ایلف،،،" باران نے غصے سے گھورتے کہا۔"

یہ چھوٹا اٹکو پٹاخہ، بم بننے کی کوشش کر رہا ہے،،،" پیچھے سے ایحان کی" چڑاتی آواز آئی۔وہ جانتا تھا باران جس فیلڈ میں ہے اور جن لوگوں سے اس کا ملنا ہوتا ہے وہ ان لوگوں کی نظروں میں کبھی ایلف کو نہیں لانا چاہتا تھا۔

مم۔۔میں کمرے م۔۔میں۔ نہیں۔۔رہ۔۔رہ۔۔رہوں گی،،،" وہ" ضدی لہجے میں بولی۔

اگر بدلے میں چاکلیٹس کی باسکٹ ملے پھر بھی نہیں م،،،؟"نو سالہ ایلف" کو دیکھتے پوچھا تو وہ باران کو گال پھلا کر دیکھنے لگی۔اس کے گال یوں بھی کافی پھولے ہوئے اور گلابی تھے۔۔اس پر مزید پھلانا۔۔

بب۔۔۔بچ۔۔بچی نہیں ہوں مم۔۔میں،،،"ایلف نے دو بدو کہا۔۔۔۔"

ہاں تم بچی نہیں میری ماں ہو،،، " باران نے کوفت سے کہا۔ بار بار گھڑی " میں وقت دیکھتا وہ اب ایحان کو گھورنے لگا تھا جو مسکرا رہا تھا۔۔ باہر ڈرائنگ روم میں اس کے نیو اور پہلے پارٹنر بیٹھے تھے اور وہ یہاں مغزماری کر رہا تھا۔

کیا چاہیے ایلف،،، ہتھیار ڈالتے وہ گھٹنے کے بل ایلف کے سامنے بیٹھا۔"

گگ۔۔ گرینڈ برتھ۔۔ برتھ۔۔۔ڈے پارر۔۔۔پپ۔۔ پارٹی،،، ایلف" کی ڈیمانڈ سن کر وہ سنجیدہ ہوا۔۔ وہ ایلف کی ننھی خواہشات سمجھتا تھا۔۔ گہری سانس لیتے اثبات میں سر ہلایا۔

ڈن،،، " باران نے اس کے گال چومتے کہا تو ایلف اس کے گلے میں جھول" گئی۔۔ کچھ دیر بعد باران باہر نکل گیا پیچھے ہی ایحان بھی باہر چلا گیا۔

ماضی کے یہ حسین لمحات ایلف کی آنکھوں میں گھومے تو ایلف کے ہونٹ خود بخود مسکرانے لگے۔ یہیں سے تو شروع ہوئی تھی اس کی بربادی۔۔ اس کے فیری ٹیل ورلڈ کا اختتام۔۔

ایک مہینہ دیکھتے دیکھتے گزرا تھا۔ باران دلشیر کا امپورٹ ایسپورٹ کا پہلا بزنس جو اس نے دلاور سیٹھ کے خلاف جا کر اپنی مرضی سے اپنے بل بوتے پر شروع کیا تھا۔۔ دلاور سیٹھ کا ارادہ ساری زندگی اسے تابع رکھنے کا تھا۔۔۔

ادھر خانزادہ برادرز کے ساتھ ڈیل کے بعد اسے بہت زیادہ فائدہ پہنچا تھا۔۔ بلاشبہ اس کے پیچھے شمس خانزادہ کا بڑا ہاتھ تھا کہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی کو اوپر لانے میں اہم کردار ادا کیا تھا اور دوسری طرف باران دلشیر کی محنت تھی۔۔ اس کے بعد یہ کامیابی کا سفر رکا نہیں تھا۔۔ باران کا زیادہ تر کام اب خانزادہ برادرز کے ساتھ چل رہا تھا۔۔ اور ترقی کی راہیں ہموار ہوتی جا رہی تھیں۔۔ اس سب میں وہ ایک بار پھر واپس مصروف ہو چکا تھا۔۔ ورایحان اور ایلف سے بے خبر اور لاپرواہ ہو گیا۔۔۔ ورنہ دلاور سیٹھ کی نظر اپنے گھر پر دیکھ لیتا۔۔

وہ آج جلدی گھر پہنچا تھا۔۔وجہ اس کی امپورٹنٹ فائل گھر میں رہ گئی تھی۔۔ یہ باران کا پہلا بڑا گھر تھا جو اس نے ایکسپورٹ کے بزنس کی حلال کمائی سے خریدا تھا۔

ایلف اسکول سے واپس نہیں آئی،،،ایحان اسے سامنے پا کر غصے سے چیخا"

جو کب سے ایلف کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔اسے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی اور باران فون نہیں اٹھا رہا تھا۔۔ایلف کا روز کا آنا جانا وین میں تھا۔۔جب کہ ایحان دو دن پہلے ہی اسکول سے لڑائی جھگڑا کر کے لوٹا تھا تو بطورِ سزا باران نے اسے دو دن کے لیے گھر میں نظر بند کر کے رکھا تھا۔۔

گارڈز اس کی نگرانی کے لیے ہیں،،،"

یہ کہتے فکر تو باران کو بھی ہوئی تھی پر گارڈز کا اطمینان تھا۔۔۔وہ گاڑی میں بیٹھتے گھر سے نکلا تو گارڈز کو فون ملایا۔ فکر پریشانی میں تب بدلی جب گارڈز کے نمبر بند ملے۔۔اگلے ہی لمحے فائل بیک سیٹ پر پھینکتے ایلف کے اسکول فون ملایا۔۔پر یہ سن کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا کہ ایلف چھٹی ہوتے ہی نکل

چکی ہے البتہ وین کی جگہ اپنی پرسنل گاڑی میں گئی ہے۔۔یہ خبر باران کے لیے بہت حیرت، پریشانی اور دھچکے والی تھی۔۔۔اس نے کبھی گارڈز کے ساتھ ایلف کو اکیلے نہیں رہنے دیا تھا۔۔وہ جانتا تھا شیطانیت کسی بھی وقت کسی پر بھی حاوی ہو سکتی ہے۔۔وہ ایلف اور یاحن کے لیے اپنے علاؤہ نا کسی پر بھروسہ کرتا نا کرنا چاہتا تھا۔۔البتہ اپنے سکون کے لیے وین کے پیچھے گارڈ رکھے تھے۔۔

نو،،نو،،نو،،اتنا بڑا بلینڈر،،،دلاور سیٹھ تم اب مجھے احسان فراموشی پر مجبور" کر رہے ہو،،،غصے سے گاڑی کا ٹرن لیتے اب وہ دلاور کے اڈے پر جانے کے لیے نکلا تھا کچھ وقت بعد اس کی گاڑی جھٹکے سے دلاور کے اڈے پر رکی۔

ایلف کہاں ہے،،،؟؟اس کے مخصوص ٹھکانے پر داخل ہوتے ہی غصے" سے پوچھا۔

مجھے کیا خبر باران،،،"شراب کا گلاس لبوں سے لگاتے اس نے اطمینان" سے کہا تھا۔۔

مجھے بد تمیزی پر مجبور مت کرو دلاور،،، تم اچھی طرح جانتے ہو،،،"

تمہارے علاوہ اس نڈر ورڈ میں کوئی نہیں جانتا ایلف میری بہن ہے،،،"

دانت پیستے زور سے ٹیبل کو لات ماری تو دلاور مسکرانے لگا۔۔۔

ساجد،،، زرا معلوم کرواؤ،،، باران سیٹھ کی بہن کہاں ہے،،، باران سیٹھ" احسان بھول گیا ہے اور احسن فراموشی کرتے اپنے ہی محسن پر انگلی اٹھا رہا ہے،،،" دلاور نے گہری نظروں سے باران کو دیکھتے کہا جبکہ باران لب بھینچے کھڑا اسے گھورنے لگا۔

ضرورت نہیں ہے،،، میں خود پتا لگا لوں گا،،، لیکن اگر اس میں تمہارا زرا"" سا بھی ہاتھ نکلا دلاور سیٹھ تو مجھے اس بات پر بہت افسوس ہو گا کہ میں نے تمہارے ساتھ دشمنی کی،،،" غصے سے کہتا وہ پلٹ گیا تھا جبکہ اپنے سامنے اپنی ٹریننگ میں بڑے ہوئے چھوکرے کو اپنے سامنے اچھلتا دیکھ دلاور سیٹھ کو برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

دشمنی تو تم مول لے چکے ہو باران دلشیر،،، ہمارے دھندے میں دشمنی" مول لے کر مر کر ہی جان چھوٹتی ہے،،،، اگر تم سوچتے ہو کہ بڑے ہو کر دلاور سیٹھ کے مقابلے کھڑے ہو گئے ہو تو بھول کر بیٹھے ہو وہ بھی سنگین قسم کی،،، "دلاور سیٹھ نے گلاس ایک بار میں حلق سے اتارتے زور سے زمین پر پھینکا۔۔۔

دوسری جانب جو خبر باران کو اپنے بندوں سے ملی تھی وہ باران کے ہوش اڑا گئی تھی کہ ایلف خانزادہ برادرز کے فارم ہاؤس پر ہے۔۔ کئی لمحے سکتے میں رہنے کے بعد مزید خبر ملی کے اس وقت فارم ہاؤس پر اس کا بزنس پاٹنر شمس خانزادہ (آرزک کا باپ) اور اس کا بھائی پرویز خانزادہ (آرزک کا چچا) ہیں۔۔ گارڈ کے ہمراہ اسے آدھا گھنٹہ لگا تھا فارم ہاؤس پر پہنچنے میں۔۔ وہاں کی سیکیورٹی سخت تھی۔۔ پر باران دلشیر کو روکا نہیں گیا تھا یا اندر سے یہ حکم ہی نہیں ہوا تھا۔۔۔ جونہی لاؤنج میں داخل ہوا اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکی تھی۔۔ ایلف صوفے پر بے ہوش پڑی تھی اس کے کپڑے جگہ جگہ

سے پھٹے ہوئے تھے یہ دیکھتے باران دلشیر کی آنکھوں سے لہو چھلکنے لگا تھا۔۔۔

کچھ ہی دور شمس خانزادہ اپنے چھوٹے بھائی پرویز کا گریبان پکڑے کھڑا تھا۔۔ باران کو دیکھتے ہی لمحے میں چھوٹے بھائی کو کمرے میں دھکیلتے باہر سے دروازہ لاک کیا تھا۔۔

باران تم جیسا سوچ رہے ہو ویسا نہیں،،،"ابھی ان کی بات مکمل بھی نہ" ہوئی تھی جب باران نے ایک زوردار مکا ان کی ناک پر مارا کے لمحے میں وہاں سے خون کی لکیر پھوٹ پڑی۔۔ گارڈز تو ایلف کی حالت کے مد نظر رکھتے باہر کھڑے تھے۔۔۔

اسے کچھ نہیں ہوا،،، یہ بالکل ٹھیک ہے،،، میں نے کچھ نہیں ہونے دیا،،،"وہ تیزی سے آگاہ کر رہے تھے۔اس کی اذیت سمجھ سکتے تھے۔۔

"تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی میری بہن پر ہاتھ ڈالنے کی شمس خانزادہ،،،،" باران دھاڑتے اب مزید مارنے لگا تھا۔۔ شمس خانزادہ کے سارے احسانات بلائے طاق رکھتے گویا وہ سب کچھ بھول چکا تھا۔۔۔

نہیں معلوم تھا یہ تمہاری بہن ہے،،،اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوا،،،"وہ"
اب بھی صفائی دے رہے تھے۔
تمہاے بھائی کی میں جان لے لوں گا،،،" باران اسے جھٹکتا اس کمرے کی
طرف بڑھا تھا جہاں شمس خانزادہ نے اپنے بھائی پرویز کو بند کیا تھا۔۔
اسے کچھ مت کرو،،اسے اس گھٹیا حرکت کی سزا میں خود دوں گا،، تمہیں"
اگر سزا دینی ہے تو دلاور سیٹھ کو دو،،،"اب کی بار وہ بھی دھاڑے تھے۔۔۔
جو بھی تھا پر اندر موجود شخص ان کا بھائی تھا۔۔باران دلاور سیٹھ کے نام پر
ٹھہرا تھا۔
اسے تو معلوم بھی نہیں تھا کہ یہ تمہاری بہن ہے،،،اس نے صرف یہ"
دلاور سیٹھ کے کہنے پر کیا،،وہ مجرم ہے،،،پر تمہارا مجرم نہیں ہے،،،اسے سزا
ملے گی،،پر،،،" باران نے ایک نظر ایلف کو دیکھا۔۔وہ ہوش میں آرہی تھی
مزید کوئی بات کیے بغیر اپنا کوٹ اٹھائے ایلف کو پہنایا اور اسے بازو میں
اٹھایا۔۔نو(9)سالہ ایلف کو بازوؤں میں اٹھاتے وہ کس کرب سے گزرا تھا یہ

وہی جانتا تھا۔۔وہ زندگی میں پہلی بار اتنا ڈرا تھا کے اس کے اپنے قدموں میں لرزش تھی۔۔

دلاور سیٹھ کو میں دیکھ لوں گا،،،پر چھوڑوں گا تم لوگوں کو بھی نہیں،،،"""

پھر وہ بنار کے باہر نکل گیا تھا۔پہلے وہ ایلف کو ہسپتال لے کر گیا۔۔مکمل چیک اپ کے بعد معلوم ہوا ایلف بالکل ٹھیک ہے۔۔لیکن جسم پر خراشیں تھیں۔اور نوچے جانے کے نشان۔۔ڈاکٹر نے بتایا تھا زیادہ چیخنے کی وجہ سے اس کا ووکل کارڈ مزید ڈیمج ہو گیا ہے۔۔تو اس کے ہکلانے میں مزید اضافہ ہو گا۔۔وہ سنجیدگی سے سب سنتا رہا پھر ایلف کو گھر چھوڑا۔۔ایلف کی حالت دیکھ ایحان چیخنے لگا۔۔یوں بھی وہ باران دلشیر سے باغی ہو رہا تھا۔۔اور اپنی ہر محرومی کا قصوروار اسے باران لگنے لگا تھا۔۔

دو سال پہلے ہی تو وہ ان کو وقت دینے لگا تھا محبت دینے لگا تھا۔۔۔لیکن جب سے دوسرا بزنس اسٹارٹ کیا تھا۔۔ایک بار پھر پہلا والا سلسلہ چل پڑا تھا اور اب ایلف کی حالت کا زمہ دار اسے باران ہی لگ رہا تھا۔۔باران بنا کوئی

جواب دیے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔اور پھر نکلتا چلا گیا تھا۔دلاور سیٹھ پر ڈائیریکٹ ہاتھ ڈالنا آسان نہیں تھا لیکن وہ بہت ساری جگہ سے دلاور سیٹھ کو اور اس کے بزنس کو بری طرح ڈیمج کر سکتا تھا۔۔اور یہی حال وہ خانزادہ برادرز کا کر سکتا تھا۔۔انہیں بہت گہرا نقصان پہنچا سکتا تھا اور وہ ایسا کرنے کا ہی ارادہ رکھتا پر اس سے پہلے اسے ایلف کو سیکیور کرنا تھا۔۔ایحان کو وہ دور نہیں بھیج سکتا تھا کیونکہ ایحان باغی ہو چکا تھا۔۔اس کو اپنے قریب رکھ کر نگرانی ضروری تھی جب کہ ایلف کا اسے کوئی خاص انتظام کرنا تھا۔۔اور انہیں انتظامات میں مصروف تھا جبھی تین دن سے گھر نہیں گیا تھا۔۔

****

رخصتی کا شور مچا تو نورین کا دل مٹھی میں آنے لگا بے شک ضیاء سے لاکھ نفرت صحیح پر وہ اب اس کی بیوی کی حیثیت سے اس کے بیڈ روم میں جا رہی تھی۔۔وہ کسی بھی لحاظ سے اس کی ذات کی نفی کرنے کا حق بلکل نہیں رکھتی

تھی۔۔ایک خوف لاحق تھاپر وہ پکاارادہ کر چکی تھی وہ کسی صورت ضیاء کو خود کو چھونے نہیں دے گی اور بہت معصومیت سے ضیاء کا سکون تباہ کر دے گی۔

رخصتی کے وقت اس کے باپ نے اسے گلے لگ کر بہت محبت اور پیار دیا۔۔۔دعائیں دیں تھیں۔۔پر وہ ان سے بھی خفا تھی آخر اتنی محبت اور مان دیا پر اعتبار نہیں دیا۔۔

چہرے پر گھونگھٹ ہونے کے باعث کچھ نظر نہیں آرہا تھا پر کسی نے بہت اچانک اس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔اس کی طبیعت کو مد نظر رکھتے اسے پہلے ضیاء کے ساتھ بٹھایا نہیں گیا تھا لیکن رخصتی جلد کر دی گئی تھی۔۔۔

اپنا ہاتھ کسی کے مضبوط ہاتھوں میں محسوس کرتے اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وہ ہاتھ ضیاء کا تھا۔۔جب کہ ضیاء اس کے گرم تپتے ہاتھ محسوس کرتے لب بھینچ گیا تھا۔۔دل اسے پوری طرح اپنا پا کر خوشی سے سرشار مسرور سا تھا۔۔ مگر اس کی ناراضگی کا بھی خوف تھا جو اسے ہر حال میں دور

کرنا تھی۔۔گاڑی میں نورین کو بٹھاتے وہ خود اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کے ہاتھوں کو نرمی سے دبانے لگا۔۔کچھ وقت بعد گھر پہنچے تو بغیر کسی رسم ورواج کے وہ خود نورین کو اپنے کمرے میں لے گیا جہاں نفاست سے پھولوں سے مسہری کو سجایا گیا تھا۔۔۔

تم ایسے ہی میرا ویٹ کرنا نورین،، میں ایحان وغیرہ کو رخصت کر کے آرہا" ہوں،، "وہ اس امید میں کچھ پل کھڑا رہا کے وہ کوئی جواب دے گی پر جواب نہ ملنے وہ گہری سانس بھرتا باہر نکل گیا۔۔آدھے گھنٹے بعد کمرے میں لوٹا۔۔دل عجیب سی لے پر دھڑک دھڑک کر پسلیوں سے سر پٹخنے لگا۔۔ جس سے دل وجاں اور روح سے محبت کی آج وہ اپنے معطر، دلکش پاکیزہ وجود سے اس کے ارمانوں کی سیج سجا چکی تھی۔۔وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا مگر اندر آتے ہی ارمانوں پر گویا پانی پھر گیا۔۔کمرے میں موجود کاؤچ پر اس کی جیولری اور دلہن والا لباس پڑا تھا اور وہ بیڈ کے ایک کونے میں کمفرٹر میں دبکی لیٹی تھی۔۔وہ تو اپنے طور پر بہت جلدی کمرے میں آیا تھا کہ

طبیعت خرابی کی وجہ سے اس نازک جان کو اس کا زیادہ انتظار نا کرنا پڑے اور وہ آرام کرے مگر اسے نورین سے اس قدر پھرتی کی توقع ہر گز نہیں تھی۔۔ دلہن اسے دیکھنے کے لیے تیار نہیں تھی تو وہ کیا کرتا تیار رہ کر۔۔ جب اس کی دس منٹ بعد وہ بھی فریش ہو کر کمرے میں آیا۔۔لائٹ آف کرتے مدھم روشنی کا سائیڈ لیمپ جلا کر جونہی وہ بستر پر لیٹا پل بھر میں ہوش اڑے۔۔اس کی پوری کمر گیلی ہو چکی تھی۔۔کمرے کی لائٹ کھلتے اپنے حصے سے کمفرٹر ہٹایا تو غصے سے دوسری جانب لیٹی نورین کی کمفرٹر میں دبکی پشت کو گھورا۔۔

وہ بھی یہی سوچ کر حیران تھا کہ آخر اتنی خاموشی کیسے ؟؟ وہ تو سمجھا تھا آج اس کا کمرہ خون ریز جنگ کا میدان بنے گا۔۔۔لیکن محترمہ تو سائلنٹلی اٹیک کر گئی تھیں۔ جبھی اس کی سائیڈ کا پورا بیڈ گیلا تھا۔۔کچھ سوچتے وہ یکدم مسکرایا اور نورین کی طرف آتے اس کے سر پر کھڑا ہوا۔۔اور سینے پر ہاتھ باندھے اس کے آدھے کمفرٹر سے ظاہر ہوتے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔یعنی ابھی ابھی لیٹی تھی۔۔سونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔۔یکدم وہ اس کے اوپر

لیٹتا اپنا آدھا وزن اپنی نئی نویلی دلہن پر ڈال گیا۔۔نورین جو آنکھیں بند کیے اپنی چالاکی پر خوش تھی۔۔اچانک اتنا بھاری وزن خود پر محسوس کرتے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔ضیاء کا چہرہ اس کے چہرے کے قریب تھا۔۔صرف دونوں کے درمیان کمفرٹر تھا۔۔وہ اس کی اس اچانک حرکت پر سٹپٹائی تھی۔۔

"یی،،،یہ کیا بے ہودگی ہے،،،میرے اوپر سے اٹھو ضیاء حیدر میری سانس رک رہی ہے،،،"نورین غصے سے پھنکاری۔۔

"ابھی تو میں نے کچھ ہی کیا ہی نہیں،،،ابھی سے سانس رک رہی ہے بیگم آپ کی،،،"وہ معنی خیزی سے بولا۔۔تو بخار کی حدت سے پہلے سے سرخ چہرہ مزید سرخ ہو گیا۔۔

"بے ہودہ بے حیاء انسان،،،میری سانس رک رہی ہے اوپر سے اٹھو،،،"

نورین نے دانت پیسے۔۔

اوہ،،، کم آن ڈارلنگ،،، تم ہی تو چاہتی تھی میں تمہارا کمفرٹر اور تم میرا گدا" بن جاؤ،،، تبھی تو میرے بستر کو نہلایا ہے تم نے،،، "وہ انگلی سے اس کے چہرے سے مکمل کمفرٹر کھسکاتا انتہائی شرارتی لہجے میں بولا۔۔

میں ایسا کچھ بھی نہیں چاہتی،،، سمجھے،،، دور ہٹو مجھ سے،،،، وہ غصے سے" پھنکاری۔اور جھٹکے سے ضیاء کو پیچھے دھکیلا کے وہ بیڈ کے گیلے حصے پر گر گیا۔ نورین میں اتنی طاقت ہر گز نہیں تھی کہ وہ اسے کھسکا سکتی یقیناً وہ جان بوجھ کے کمزور پڑا تھا۔۔نورین اس کے گرتے ہی خود سے کمفرٹر جھٹکتے وہاں سے اٹھنے لگی تھی کہ اتنی ہی تیزی سے ضیاء اسے واپس گراتا اٹھ کر اس کی دونوں کلائیوں کو بیڈ سے لگا چکا تھا۔

میرا انتظار کیوں نہیں کیا نورین،،،؟ میں نے تمہیں دلہن کے روپ میں" دیکھنا تھا،،، "وہ اب سنجیدگی سے کہتا ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گیا تھا۔

میری مرضی،، "وہ ضدی لہجے میں بولی۔۔خود کو دل میں مستقل سمجھا" رہی تھی کہ اسے کمزور نہیں پڑنا۔۔نہ ہی ایک بھی آنسو آنکھوں سے نکلنے دینا

ہے۔۔ناہی اس دھوکے باز شخص کے نرمی بھرے جادوئی (مصنوعی) لہجے کا اسیر ہونا ہے۔۔نا اس کے نرمی بھرے پر تپش لمس اور اس فسوں بھری قربت کا کوئی اثر لینا تھا۔۔کہ وہ اس کے بہت قریب تھا۔۔

مرضی تو اب میری چلے گی، تم پر، تمھاری روح پر، تمھارے وجود" پر، تمہاری سانسوں پر،، "وہ اچانک بہکنے لگا تھا۔اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو نورین کے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسایا تھا۔۔

تم بھی باقی مردوں کی طرح بیوی کو دبا کر اپنے تابع رکھنے والے مرد" ہو،،، "وہ نفرت سے بولی۔۔

نہیں میں خوشی خوشی بیوی کے تابع رہنے والا مرد ہوں،،، پر افسوس مجھ""" بدنصیب کی بیوی مجھے تابع کرنا ہی نہیں چاہتی،،، "وہ معصومیت سے بولا۔۔

نورین کا سرخ چہرہ پھولی سانسیں اس کے اعصاب کو جکڑ رہی تھیں۔۔

مجھے ایسا کوئی شوق نہیں ہے،،، بھاڑ میں جاؤ تم،،،، "نورین غرائی تھی۔۔" اسے ہر گز توقع نہیں تھی وہ اتنی بے باکی کے مظاہرے کرے گا۔

بھاڑ کا ایڈریس؟؟؟تم بھی ساتھ چلو گی تو پیکنگ کر لیتے ہیں،،، ہنی مون""" وہیں منا لیں گے،،،" وہ ویسے ہی معصومیت سے بولا تو نورین غصے سے آنکھیں میچ گئیں۔۔جب اچانک وہ اس کے بے حد قریب ہوتا اس کی آنکھوں پر جھکا اور اس کی میچی آنکھوں کو لبوں سے نرمی سے چھونے لگا۔۔ نورین ایک پل کے لیے اس نرم لمس پر پتھر ہو گی۔۔پہلی بار کسی مرد نے محرم بن کر پاکیزگی بھرے لمس سے اسے اس طرح چھوا تھا۔۔دل کی دھڑکن اچانک رفتار پکڑ چکی تھی۔۔سانس لینا محال ہونے لگا کمرے میں گرمی بڑھنے لگی۔۔اب تک جو وہ بخار سے جاڑے کا شکار تھی اب لگا کہ تپتے صحرا میں آگئی ہے۔۔آنکھوں سے سفر کرتے ضیاء کے لب اس کی ناک تک آئے تھے جب وہ اس کے لمس کے سحر سے نکلتی بری طرح پھڑ پھڑائی۔۔ ضیاء نے اس کے ہاتھوں کو مزید مضبوطی سے الجھایا۔اگلے ہی لمحے اس نے نورین کے چہرے کو دیکھا وہ ضیاء کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔ضیاء کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ اس کے لمس پر اپنی سانس روک گئی ہے۔۔

سانس لو نورین،،، ضیاء نے نرمی سے کہا جب نورین کی آنکھوں میں نمی" اتری۔۔

میرا دل بہت زیادہ تیز دھڑک رہا ہے۔،،، "وہ بہت معصومیت سے بتا رہی" تھی ضیاء کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔یعنی وہ اس کے قریب آنے پر اپنی ہی دھڑکن سے گھبرا رہی تھی۔

رکو میں چیک کرتا ہوں،،، "شرارت سے کہتا ابھی اس کی نظریں گردن" تک ہی پہنچی تھی کہ نورین چیخ پڑی۔

مم،،، میرا دماغ بہت تیز دھڑک رہا ہے۔۔ضیاء پہلے نا سمجھی سے اسے" دیکھنے لگا پھر بے ساختہ قہقہ لگایا جبکہ نورین جی توڑ مزاحمت کرنے لگی۔۔وہ اچانک اس کی کالر بون پر جھکا تو نورین تڑپ اٹھی۔

میں تم سے نفرت کرتی ہوں ضیاء، "اس نے اپنے بے تحاشا تیز دھڑکتے" دل پر روتے ہوئے کہا۔۔تو ضیاء اس کے کان کی لو کو لبوں سے چھوتا بولا۔

اور ضیاء حیدر تم سے عشق کرتا ہے،،،"وہ نرمی سے پھونکا گیا سحر تھا کہ" نورین اچانک مزحمت چھوڑ گئی تھی۔۔

میں نے وہ سب بہت مجبوری سے کیا،، بخدا نورین اس وقت تمہارے دل" کی دھڑکن بہت معمولی تیز دھڑک رہی ہے،،،اگر تم میرے دل کی دھڑکن سن لیتیں جو تمہیں کھونے کے احساس سے دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہیں تھیں تو تم تو ویسے ہی ترس کھا کر خود مجھ سے شادی کر لیتیں،،،"نورین کو اپنی گردن پر نمی کا احساس ہوا تھا وہ سمجھ نہ سکی۔۔ لیکن پھر عالیہ بیگم کے جملے اس کے زہن میں گھومنے لگے۔۔وہ اسے جھانسہ دے رہا تھا تاکہ وہ خود کو اس کے سپرد کر دے۔۔وہ ناانصافی بھول جائے۔وہ بدنامی بھول جائے اپنے باپ کی بے اعتباری بھول جائے۔جو ضیاء حیدر کے ہر عمل سے صرف اس کے حصے میں آئی تھی۔۔

عشق ایسا خود غرض نہیں ہوتا ضیاء حیدر، تمہیں صرف ضد تھی میرے" حصول کی،،،اور جسے تم عشق کہہ رہے ہو وہ صرف میرے وجود کی چاہ اور

طلب،،، "وہ پاگل لڑکی پل بھر میں ضیاء کا سارا خمار بھک سے اڑا گئی تھی۔وہ اس کی گردن سے چہرہ نکال کر نورین کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔ضیاء کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔آنکھوں میں پل بھر کے لیے خالی پن ابھرا۔نورین بھی اسی ڈھٹائی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

مجے واقعی اب تمہارے وجود کی طلب ہے،،اور اس میں کچھ غلط نہیں،،" بیوی ہو میری،، حلال ہو مجھ پر،،،اللہ نے میرا سکون تمہارے وجود میں رکھا ہے،،فرشتہ نہیں ہوں جو کوئی ضرورت نہ ہو،، لیکن اس کے باوجود میری پچھلی زندگی میں کبھی کوئی چاہ اور طلب نہیں رہی تمہارے سوا،،،چاہت بھی تم سے ہے اور طلب بھی تم سے "اس نے کہتے ساتھ نورین کے گال پر آہستگی سے بوسہ دیا۔۔

تم یہ سب باتیں کر کے مجھے حاصل نہیں کر سکتے ضیاء،،،وہ اب بھی اپنی" نفرت اور ضد پر قائم تھی۔

میں تمہیں حاصل کر سکتا ہوں نورین،،، جب چاہوں کر سکتا ہوں،،، لیکن" فلحال میں ایسا خود بھی نہیں چاہتا،،، اس لیے ریلیکس رہو،،، باقی میری چھوٹی موٹی شرارتیں تمہیں برداشت کرنی پڑیں گی،،، "کہتے ساتھ وہ اس کے چہرے کے پاس جھکنے لگا تو نورین نے اگلے لمحے اپنے ہونٹ اندر کرتے اپنا منہ بند کر لیا،،،

اس کی اس معصوم سی تدبیر پر ضیاء کا دل زور سے دھڑکا۔اس نے اس کے ہونٹوں کے نچلے حصے کو نرمی سے لبوں سے چھوا تو نورین آنکھیں میچ گئی۔ جب اچانک اسے اپنے ہاتھ آزاد ہوتے محسوس ہوئے آنکھیں کھولیں تو ضیاء بیڈ سے اٹھ گیا تھا۔۔اور اب ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا تھا۔۔نورین اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی آنکھیں زور سے بند کر گئی۔۔اس ظالم آدمی کی کتنی جان لیوا قربت تھی۔۔پر ضیاء ک ایک بات نے اسے اندر تک سکون دیا تھا کہ وہ اس کی مرضی کے بغیر اس کے قریب نہیں آئے گا ورنہ وہ خود بھی جانتی تھی کہ اگر وہ قریب آنا چاہے تو وہ اسے کسی صورت کسی بھی حق سے

نہیں روک سکتی اور نہ ہی کوئی دوسرا اسے اس بات پر سپورٹ کرے گا۔۔الٹا اگر کسی کو اس بات کی بھنک بھی لگ جاتی تو سب اسے ہی لعن طعن کرتے۔۔کچھ لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو شرم سے نظریں جھک کچھ لمحوں بعد نورین چور گئیں۔۔وہ شرٹ لیس شیشے کے سامنے کھڑا تھا۔ نظروں سے دوبارہ اس کی جانب دیکھنے لگی۔اس کا کسرتی بھاری جسم۔وہ بے تحاشا خوبرو تھا۔۔وہ اسی کو دیکھ رہی تھی جب ضیاء نے اچانک اپنے دونوں بازو کر اس کی صورت میں اپنے سینے پر پھیلائے۔

بے شرم لڑکی،،، خبردار میری طرف ایسی ویسی نظروں سے دیکھا،،، بہت" شریف لڑکا ہوں میں، میری عزت پر نظر مت ڈالو، "جلدی سے دوسری ٹی شرٹ پہنتے وہ شرارت سے بولا تو نورین اسے منہ کھولے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگی۔نورین کے اس طرح دیکھنے پر ضیاء قہقہ لگا کر ہنسا اور پھر وال یونٹ کے لاسٹ پورشن سے ایک نرم میٹرس نکال کر بیڈ کی دوسری جانب فرش پر بچھایا اور دوسرا کمفرٹر نکال کر لائٹ آف کی اور لیٹ گیا۔۔

پتا نہیں کیوں پر نورین کو اس کا اتنی خاموشی سے نیچے سونا کھٹکا تھا وہ تو سوچ رہی تھی کہ نجانے کتنی لڑائی ہو گی وہ اس سے دست درازی کی کوشش کرے گا۔۔پر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا تو وہ بھی اس سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔اندھیرے کمرے میں وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتی بیٹھ گئی۔۔ماتھے پر ٹھنڈا پسینہ تھا مطلب بخار اتر چکا تھا۔۔وہ حیران تھی کہ اتنے دنوں کی دوائیوں سے بخار نہیں اترا پر اس شخص کی نزدیکی سے اتر گیا۔شاید یہ بخار چڑھا ہی اس شادی کے خوف کی باعث تھا۔۔

بخار اترا تو شدید بھوک کا احساس جاگا۔۔۔کہ اس شادی اور اتنے دنوں کے بخار کی وجہ سے منہ کی کڑواہٹ کے باعث اس نے ڈھنگ سے کچھ کھایا پیا ہی کب تھا۔۔۔وہ کروٹ بدل کر لیٹ گئی اور خود سے کمفرٹر پرے کیا کہ گرمی لگ رہی تھی۔۔بار بار کروٹیں بدلتے جب آدھا گھنٹہ گزرا تو غصہ چڑھنے لگا۔نیند نجانے کہاں فوت ہو گئی تھی۔بھوک الگ تنگ کر رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ غصہ واشتعال سے ضیاء کی جانب مڑ گئی۔یقیناً اس شخص کو

اپنی بیوی کے کھانے پینے اور ضرورت کی ہر چیز کا خیال ہونا چاہیے تھا۔۔وہ جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور تیکھی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائی۔

میں تمہیں اتنا ٹف ٹائم دوں گی ضیاء حیدر کہ تمہارے اور تمہاری آنے والی" نسلوں کے طوطے اڑ جائیں گے،،،"خود سے بڑبڑاتے کمرے کی لائٹ کھولی تو تلوؤں سے لگی اور سر پر بجھی۔۔ضیاء گہری نیند سو چکا تھا وہ شخص اتنا پر سکون کیسے ہو سکتا تھا۔یہی سوچتے آگے بڑھتے سائیڈ ٹیبل سے آدھے پانی کا جگ اٹھایا اور ضیاء کے چہرے پر الٹ دیا۔وہ جو ابھی کچھ لمحوں پہلے نورین کے متعلق سوچتے نیند کی وادیوں میں اترا تھا ہڑبڑا کر جھٹکے سے بیٹھتا بری طرح کھانسنے لگا پھر خونخوار نظروں سے نورین کو گھورا۔۔!

****

اینارہ،،؟"فرح نے جب شاپنگ بیگز اٹھائے اینارہ کو کمرے میں جاتے "
دیکھا تو اس کے پیچھے ہی کمرے میں چلی آئی۔۔۔جب کہ فرح کے پکارنے پر
اینارہ نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔۔۔البتہ اسے سلگانے کی کوشش میں
شاپنگ بیگ بیڈ پر الٹ دیے۔۔تاکہ اسے پتا چلے کہ وہ نہیں لے گئی تو کیا ہوا
پر وہ شاپنگ کر کے آئی ہے۔۔
واؤ،،،یہ کتنے خوبصورت اور برانڈڈ کپڑے ہیں،،،"فرح آنکھوں میں "
چمک اور ستائش لیے بیڈ کے قریب آتی بولی تو اینارہ کی آنکھیں بھی چمکنے
لگیں آخر اس کی پہلی کمائی کی خریداری تھی۔۔
اینارہ یہ تمہیں باران سر نے دلائے ہیں،،،؟"کچھ لمحے بعد فرح نے "
جانچتی نظروں سے پوچھا۔۔
جی نہیں،،،اپنے پیسوں سے لیے ہیں،،،"اینارہ نے ماتھے پر بل ڈالے کہا تو"
فرح چونک گئی۔۔کیا اس کی تنخواہ لاکھوں میں تھی؟؟کیونکہ بیڈ پر جو کپڑے
بکھرے پڑے تھے ان میں سے ایک ایک ڈریس کی قیمت کم از کم پندرہ سے

بیس ہزار سے شروع ہوتی تھی؟اور اگر اس کی تنخواہ زیادہ تھی پر کیوں؟؟؟ اینارہ ایسا تو کوئی کام نہیں کرتی تھی۔آخر ان کے مالک کی اس چھوٹی سی لڑکی پر اتنی مہربانی کیوں۔؟؟

تمہاری تنخواہ کتنی ہے اینارہ،،،؟"فرح نے کچھ سوچتے پوچھا۔۔"

پانچ ہزار،،،"ایک ایک کپڑے کو خود سے لگاتے اینارہ نے سادگی سے کہا تو" فرح خاموش کھڑی اسے خوش ہوتے دیکھنے لگی۔۔

تم نے کتنے کے خریدے یہ کپڑے؟؟؟"وہ سوال تو کر رہی تھی پر جانتی" تھی جواب ہضم ہونے والا نہیں ہوگا اور ہوا بھی ایسا۔۔

پانچ سو کا ایک،،،،"اینارہ کا سن کر فرح کو زور سے کھانسی آئی۔۔اینارہ فکر" مندی سے اس کے قریب بڑھی۔اب فرح کو معاملہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی۔یہاں آگ صرف اینارہ کی طرف سے نہیں بلکہ دونوں طرف سے برابر لگی تھی۔کتنی خاموشی سے باران بنا احسان ظاہر کیے اس کی خواہشات پوری کی تھیں۔اسے اینارہ کی قسمت پر رشک آیا تھا کہ یقیناً مغرور شہزادے

جیسا باران دلشیر ایک معصوم شہزادی سے دھواں دار قسم کی محبت کر بیٹھا تھا۔۔

بہت،، بہت پیارے کپڑے ہیں، تم ان میں شہزادی لگو گی، "فرح نے دل" سے تعریف کی جس پر ایناره گہرہ مسکرائی۔ سارے کپڑے الماری میں سیٹ کرتے اس نے ڈارک گرے رنگ کا فراک نکالا۔۔

یہ پہن لوں ابھی،،؟ "اس نے اشتیاق سے پوچھا تو فرح اس کی دمکتی" رنگت کو دیکھ مسکرائی۔ اس کی اپنی قسمت بھی اچھی تھی کہ ہونے والی مالکن سے دوستی ہو گئی تھی۔۔

بہت بہت پیارا لگے گا تم پر،،، "مسکرا کر کہتی کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد" فرح باہر نکل گئی۔۔۔

ایناره کپڑے لے کر واشروم میں بند ہو گئی۔۔ دوپہر سب کی کمروں میں گزری شام ایناره تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلی۔ شدت سے کسی کے روبرو آنے کا انتظار تھا۔ آخر اتنے دل سے تیار ہوئی تھی۔ اپنی کمائی کا نیا جوڑا پہنا

تھا۔تو کسی کا انتظار کیوں نا ہوتا۔رخ کچن کی جانب تھا آج وہ بے مقصد چہک رہی تھی۔

تم کچھ زیادہ خوش لگ رہی ہو،"فرح نے ایک نظر اسے دیکھتے دلچسپی سے " پوچھا۔۔وہ لڑکی دن بدن کھلتی جا رہی تھی۔

مجھے اپنی زندگی پری جیسی لگتی ہے،جو پہلے قید میں ہوتی ہے،اور ملازمہ بن " کر رہتی ہے پھر اس کا شہزادہ اسے اپنے محل لے آتا ہے،،"فریج سے فروٹس نکالتے وہ بولی تو فرح خاموش رہی۔۔اینارہ کچھ نہ کچھ اس کی کام میں مدد کرتی رہی۔وقت تیزی سے گزرا اور رات کے کھانے کا وقت ہو گیا۔باران نجانے اب تک کمرے سے باہر کیوں نہیں آیا تھا وہ انہیں سوچوں میں گم تھی۔جب فرح اپنے کوارٹر چلی گئی۔اینارہ وہیں صوفے پر بیٹھے گاہے بگاہے نگاہ باران کے کمرے کی جانب ڈال رہی تھی کہ کب وہ باہر آئے۔یوں بھی وہ تصدیق کر چکی تھی کہ باران گھر پر ہی موجود ہے۔اس ظالم ہے انتظار میں تو وہ ڈھنگ سے ڈنر تک نہیں کر پائی تھی۔۔

ابھی کچھ ہی دیر صوفے پر بیٹھے گزری تھی گھڑی رات کے دس بجا رہی تھی جب اچانک پورچ میں گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔وہ چونک گئی اور یونہی ارادہ کرنے لگی کہ اٹھ کر باہر جائے اور دیکھے کون ہے؟پر اس کی مشکل کچھ لمحوں میں خود ہی آسان ہو گئی جب ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ ایک بے حد ماڈرن طرہ دار لڑکی لاونج میں داخل ہوئی۔۔گولڈن براؤن بالوں کو کھولے ،،بیک لیس اور بغیر بازو کے سی گرین ٹاپ اور ٹائٹ نیرو جینز جو گھٹنے سے پھٹی ہوئی تھی۔رنگ گورا اور اس پر زیب و آرائش کی چمک۔اینارہ کچھ پل اس اسٹائلش لڑکی کو دیکھ حیران رہ گئی۔یقیناً وہ کسی امیر باپ کی اولاد یا باران کی کوئی رشتے دار تھی۔جبکہ اب وہ لڑکی اینارہ کی جانب متوجہ تھی اور چونک گئی تھی۔جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔اینارہ اس کے یوں دیکھنے پر کنفیوز ہوتی اپنی انگلیاں چٹخانے لگی اس سے پہلے وہ لڑکی اینارہ سے مخاطب ہوتی باران کے کمرے کا دروازہ کھلا اور بیک وقت وہ دونوں ہی باران کی طرف پلٹ گئیں۔اب کی بار دونوں کی نظروں میں مختلف تاثر تھا۔اگر اینارہ

کی نظروں میں الجھن اور کنفیوژن تھی تو اس لڑکی کی نظروں میں باران کو دیکھ حسرت اور ستائش ابھری تھی۔۔ہونٹوں پر باریک خوبصورت مسکراہٹ سجائے وہ باران کو دیکھ رہی تھی۔۔اس مردانہ وجاہت کے شہکار بیلنئیر آدمی کے بارے میں آج تک اس نے سنا تھا مگر آج دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ جو اس نے سنا تھا وہ بہت کم تھا جبکہ سامنے کھڑا شخص اسے شہزادوں سے آن بان شان لیے کوئی یونانی دیوتا لگا۔۔جس نے ایک بار اسے دیکھنے کے بعد دوبارہ نہیں دیکھا تھا لیکن باران دلشیر کی نظریں ایناره پر ٹھہر سی گئی تھیں۔وہ ویسے ہی قاتل حسن رکھتی تھی اس پر تضاد یہ کے ہونٹوں پر (اس کے منع کرنے کے باوجود) ہلکی لپ اسٹک لگانے لگی تھی۔۔سجنے سنورنے لگی تھی۔۔

کمرے میں آجاؤ،،"ایناره سے بمشکل نظریں پھیرتا وہ اس لڑکی سے" مخاطب ہوا۔جس نے پلٹ ایک مسکراتی نظر ایناره پر ڈالی تھی پھر نفاست سے قدم اٹھاتی باران کے کمرے میں گم ہو گئی تھی۔ایناره سکتے کے عالم میں

کھڑی تھی جب دروازہ بند ہوتے دیکھ سکتا ٹوٹا۔یہ ہولناک منظر دیکھ کر اس کے سر پر دلشیر پیلس کی چھت گری تھی یا وہ خود پورے وجود سے زمین بوس ہوئی تھی اسے سمجھ نا آئی۔۔

یہ لڑکی کون ہے۔اور اینجل باری کے کمرے میں۔"؟؟اینارہ کا دل پہلی" بار خوف سے اس قدر بری طرح لرزا تھا کہ سانس تک لینا دوبھر ہو گیا۔اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی وہ لرزتی ٹانگوں اور مریل قدموں سے ادھر ادھر چکر کاٹنے لگی۔دل میں ایک کے بعد ایک سوال جنم لے رہا تھا۔

کیا وہ کوئی ڈاکٹر ہے؟؟"پھر خود ہی خیال کی نفی کی۔"نن، نہیں، ڈاکٹر" ایسے تو نہیں ہوتے۔اور اینجل باری کون سا بیمار ہے۔کیا کزن ہو گی؟پر اگر کزن ہوتی تو اینجل باری اسے کمرے میں کیوں لے جاتے۔۔کک۔۔کہیں بیوی تو نہیں۔۔"؟یہ سوچتے اینارہ کا دل کئی ننھے ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

نن۔۔ نہیں۔۔بیوی کیسے ہو سکتی ہے۔اگر ہوتی تو فرح آپی بتا دیتی۔۔کیا" میں فرح آپی سے جا کر پوچھوں؟"خود سے سوال کیا۔اور فورا قدم باہر کی جانب موڑے لیکن پھر اس کے آرام کا خیال کرتی رک گئی۔اس کے ساتھ باران دلشیر کو اکیلے اس لڑکی کے ساتھ چھوڑ کر کیسے جاتی۔۔پانچ منٹ ہی گزرے تھے کے اینارہ کے قدم خود بخود باران کے کمرے کے جانب بڑھ گئے۔وہ نہیں جانتی تھی اپنی اس کے کمرے کے دروازے پر موجودگی کی کیا وجہ پیش کرے گی پر اگر ایسا نا کرتی تو مزید اذیت کا شکار ہوتی شاید مر ہی جاتی۔اسی لئے دروازے پر آکر دو بار دستک دینے کے بعد بھی جب کوئی جواب نہ آیا تو اس نے اور زور سے دستک دی۔ گویا قرض دار کے دروازے پر قرض وصولنے کی غرض سے کھڑی ہو۔۔

دوسری طرف وہ لڑکی جونہی کمرے میں آئی باران کے کہنے پر صوفے کے ایک کونے میں بیٹھ گئی اور باران خود موبائل چلاتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔وہ مستقل باران کو دیکھتے سوچ رہی تھی کہ کام کہاں سے شروع کرے یا پھر اس

بھرپور اور خوبصورت مرد کی پیش قدمی کا انتظار کرے۔۔وہ یونانی دیوتا جیسے ہر چیز سے لاپرواتھا اس کا دل کیا اس کی داسی پن کر اس کے قدموں میں بیٹھ کر اس کی ساری لاپروائی کی ایسی کی تیسی کر دے۔۔یونہی خاموشی سے پانچ منٹ سرک گئے تھے پر درمیان میں خاموشی حائل تھی۔پانچ منٹ بعد اس نے بولنے کے لیے لب کھولنے چاہے جب دروازے پر دستک ہوئی۔

کوئی اور بھی ہو گا آپ کے ساتھ؟"اس کا سوال کچھ ڈر لیے ہوئے بھی تھا" اور انتہائی بے باک اور بیہودگی سے بھرپور۔

باران کو پہلی بار اس طرح کی بے باک اور بیہودہ بات بری لگی تھی یا وہ اس قدر معصومیت دیکھنے کا عادی ہو گیا تھا کہ ہر لڑکی کے اندر اینارہ جیسی معصومیت تلاش کرنے لگا تھا۔ایک سرسری ناگوار نظر اس لڑکی پر ڈال وہ کھڑا ہوتا اپنے شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔باران کا یہ عمل دیکھ اس لڑکی نے بھی جلدی اپنے شرٹ کے اوپری دو بٹن ڈھیلے کیے اور ستائش سے باران کے مضبوط اور سکس پیک والی کسرتی باڈی دیکھنے لگی۔باران کا مضبوط سینہ اور

بازو۔۔وہ کوئی ڈارک ٹال ہینڈسم ہیرو ہی تو تھا۔ابھی وہ اسی کو دیکھ رہی تھی جب دوبارہ دروازے پر دستک ہوئی۔اچانک اس لڑکی کو باہر کھڑے وجود پر شدید طیش آیا لیکن اس بار باران نے اسے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا پھر بیڈ کی جانب اشارہ کیا۔۔وہ تو شاید اسی اشارے کی منتظر تھی فورا باران کے بیڈ پر نیم دراز ہوتیں بانہیں پھیلا گئی۔۔باران نے گہری سانس لیتے اپنی شرٹ پھینکی اور تیسری دستک پر دروازہ کھول دیا۔بالکل سامنے اینارہ صوفے پر پریشان حال سی کھڑی تھی جو باران کے اچانک سامنے آنے اور باران کے نیم برہنہ ہونے پر فورا نظریں جھکا گئی ساتھ ہی چہرہ حیا کی شدت سے لال بھبھوکا ہو گیا۔

باران دلشیر کو اس لمحے شدت سے احساس ہوا کہ محبت تو بہت پیچھے رہ گئی تھی یہ لڑکی تو عشق بن کر اس کی رگوں میں بہنے لگی ہے۔۔اس کی روح میں سما گئی ہے۔۔باران ہلکا سا سائیڈ میں ہوا تو اینارہ کی نظر سامنے بیڈ پر لیٹی لڑکی پر پڑی تو پتھر ہو گئی۔۔ان نگاہوں میں نفرت۔۔حقارت۔۔غصہ

۔۔صدمہ۔افسوس۔اشتعال۔۔ایک ساتھ کئی جذبے آنکھوں میں ابھرے جنھیں باران نے بغور دیکھا۔۔

کیوں آئی ہو،،،" باران کے سوال پر وہ ہوش میں آتی باران کو دیکھنے لگی۔"

آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے جس پر باران سختی سے لب بھینچ گیا۔۔

وہ،میں،وہ،،" وہ کہتے کہتے ایک بار پھر بستر پر کیچڑ بن کر پھیلی اس لڑکی کو" دیکھنے لگی جو خار بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔وہ یہاں آتو گئی تھی پر اب سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے کہ یہاں کیوں آئی ہے۔۔

وہ،،،این،،اینجل باری مم،،میرا ڈریس،،،" وہ اتنا بولتے چپ ہو گئی۔۔" آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گالوں پر گرا۔باران کا ضبط ٹوٹنے لگا دروازے پر پکڑ سخت ہوئی۔

کیا ہوا ڈریس کو،،،" وہ ڈھیٹ ابن ڈھیٹ بنا اطمینان سے کھڑا پوچھ رہا تھا۔" کوئی فکر نہیں تھی کہ اندر بھی کوئی موجود ہے۔۔

وہ،،ایک نیاسوٹ،، مل نہیں رہا،، شاید آپ کک،، کے کمرے میں آگیا"
ہے،،،"اسے اچھا بہانہ ملا تھا۔لفظ لڑکھڑا رہے تھے۔باران جانتا تھااس کے
گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹکا ہوا ہے۔۔

تمہارے سوٹ کے پاؤں تھے کیا؟؟؟جو میرے کمرے میں خود چل کر"
آگیا؟" باران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

نہیں،، شاید شاپنگ بیگ آپ لے آئے ہوں،،اگر میں چیک،، کر"
لوں،،"وہ نظریں جھکائے بولی اندر سے بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار
تھی۔۔باران نے گہری سانس لیتے اسے کمرے میں آنے کی جگہ دے
دی۔۔

ایناره کو سمجھ نہیں آیا اب کیا کرے۔وہ اپنے مقصد کبھی باران کے کمرے سے
منسلک دو کمروں میں جا کر چیک کرتی کبھی اسٹڈی کبھی وارڈروب اور کبھی بیڈ
کے نیچے۔۔انتہا تو تب ہوئی جب وہ باران کے سائیڈ ٹیبل کے ڈرار میں
تلاس کرنے لگی۔باران سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھنے لگا۔۔

اینارہ میرے کمرے میں نہیں ہے،،،اپنے کمرے میں تلاش کرو وہیں"
ہو گا،،،"اب کے باران نے سختی سے کہا۔جب کہ باران کے منہ سے اینارہ
نام سن اس لڑکی کے زہن میں جھماکا سا ہوا۔اور وہ حیرت سے اینارہ کو دیکھنے
لگی۔

جج،،،جی،،،اور آپ نے ان سے نہیں،،،ملوایا،،؟یہ آپ کی بہن ہیں،،؟"""
ہاتھوں کو آپس میں مسلتے اس نے پوچھا پر بے بسی کے احساس سے چور اس
کے الفاظ کے چناو پر اس سچویشن میں بھی باران سے مسکراہٹ ضبط کرنا
مشکل ہو گئی۔کتنی بھولی اور ڈرپوک تھی وہ لڑکی۔

بہن نہیں،،،میری گرلفرینڈ ہے اینارہ،،،اور آج رات ہم ساتھ گزارنے"
والے ہیں،اور تم ڈسٹرب کر رہی ہو،، تمہیں جانا چاہیے،، صبح بات کریں
گے،،"باران نے گویا اس کی سماعت میں دھماکا کیا۔۔اس ظالم بے مہر کے
منہ سے یہی تو وہ نہیں سننا چاہتی تھی۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی اور باران

کے لیے مشکل ہوتی باران نے خود ہی نرمی سے اس کا بازو پکڑتے اسے کمرے سے باہر نکال دیا۔۔

****

بہت مشکل سے خود پر قابو پاتے وہ کمرے سے باہر تو نکل آیا تھا پر پورا لاؤنج اس کے عتاب کا نشانہ بنا تھا بیش و قیمتی ڈیکوریشن پیس فرش پر ٹوٹے اپنی قسمت پر ماتم کناں تھے۔سب کچھ تہس نہس کرنے کے بعد اب وہ صوفے پر بیٹھا سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔اس کی رات جس قدر حسین گزری تھی صبح اتنی ہی اذیت ناک تھی۔وہ ایلف کا تھپڑ برداشت کر گیا تھا۔ پر کیا کرتا کہ اس کے الفاظ اب تک کانوں میں ہتھوڑے بجا رہے تھے وہ کیسے اس کی محبت کو اس طرح پامال کر سکتی تھی۔ایک کے بعد دوسری پھر دوسری کے بعد تیسری سگریٹ سلگائی پر پھر بھی اشتعال ختم نہیں ہوا تو جھٹکے سے کھڑا ہوا۔اور سارے میل ملازمین جو سر جھکائے حکم کے تابع کھڑے تھے انہیں باہر جانے کا اشارہ کیا اور خود لمبے لمبے ڈگ بھرتا واپس اپنے

کمرے کی جانب گیا۔ جھٹکے سے دروازہ کھولا تو نظر بیڈ پر لیٹی ایلف پر پڑی جو آنکھیں بند کیے ماضی کی گہری یادوں میں تھی یہی وجہ تھی کہ ایلف اس کی موجودگی کو محسوس نہ کر سکی۔

آرزک نے آگے بڑھتے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر کھڑا کیا جبکہ اس اچانک افتاد پر ایلف کچھ سمجھ نہ سکی اور سرخ ڈورے دار آنکھوں سے آرزک کو دیکھا جس کی آنکھیں بالکل اجنبی تھیں۔

بہت آرام کر لیا مس دلشیر آپ نے،،اب کام پر لگیں،"دانت پیس کر کہتا" وہ اسے کمرے سے باہر لاؤنج میں لایا تھا۔ریشمی بال تیزی سے چلنے کے باعث کبھی پیچھے کو اڑتے کبھی چہرے کے آگے لہراتے۔ جھٹکے سے لاؤنج میں لا کر چھوڑتے وہ ایلف کو دیکھنے لگا جو حیرت زدہ سی اس عالیشان لاؤنج کو دیکھنے لگی جس کا حشر نشر ہو چکا تھا۔

ایک گھنٹہ ہے تمہارے پاس، پوری صفائی چاہیے مجھے،نہ تم کسی کی مدد لو گی" نہ کوئی تمہاری مدد کی کوشش کرے گا،اب شروع ہو جاؤ"صوفے پر بیٹھتے

وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے ایلف کو ہی دیکھنے لگا تو ایلف کینہ توز نظروں سے اسے گھورنے لگی اور پھر چہرے پر زخمی مسکراہٹ سجاتے اپنے پاوں کی جانب اشارہ کیا۔ جیسے کہنا چاہتی ہو کہ تمہارا حکم میری جوتی تلے۔۔اس کا یہ اشارہ آرزک کے تن بدن میں مزید شعلے سے بھڑکا گیا تھا۔ایلف پلٹنے لگی تھی جب وہ کھڑا ہوتا تیزی سے ایلف کے سامنے آیا۔

مجھے مجبور مت کرو کے میں تمہارے ساتھ بد سے بدتر پیش آؤں،،"اس" نے سلگتے لب و لہجے میں کہا پر ایلف کا چہرہ اور نظریں دونوں بلینک تھیں۔ جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو۔۔اس کی ڈھٹائی پر کچھ پل دانت پیسنے کے بعد اچانک آرزک مسکرایا۔ مسکراہٹ کافی پراسرار تھی۔

تمہاری یہی چیلینجنگ اور اسٹرونگ نیچر مجھے پسند ہے میری جان،،داد دیتا" وہ جیب سے موبائل نکالنے لگا۔پھر ایک نمبر ڈائل کرتے فون اسپیکر پر ڈالا۔ دوسری تیسری رنگ پر فون اٹھا لیا گیا۔

یس باس،،،"دوسری جانب سے ایک بھاری آواز ابھری۔"

عبدالرحمن کیا کر رہا ہے،، "ایلف کی طرف دیکھتے اس نے سنگین لہجے سے "
سوال کیا تو ایلف کے چہرے کا رنگ یکدم بدلا آنکھوں میں خوف چمکا۔
پڑھ رہا ہے،،، بس میڈ کھانا لگانے لگی ہے، "اس بندے نے اطلاع دی تو"
ایلف کو تسلی ہوئی۔

کھانے میں پوائزن ملادو، صرف عبدالرحمن کے،، باقی بچے محفوظ رہنے "
چاہیے، اور عبدال۔۔۔۔! ابھی آرزک بول ہی رہا تھا جب ایلف اس کے
لبوں پر اپنا نرم ہاتھ رکھ گئی۔
آ،، آئ،، آئی ایم،، سس،، سوری،، "وہ جھٹ سے نظریں جھکا کر بولی تو"
آرزک اس کی جھکی پلکیں اور اپنے لبوں پر رکھے اس کے لرزتے ہاتھ کو دیکھنے
لگا پھر ایلف کا ہاتھ لبوں سے ہٹایا۔

مت دینا اسے پوائزن،،، "کہتے ساتھ آرزک نے فون کاٹ دیا جب کہ "
ایلف شکستہ قدموں سے پیچھے ہوتی صفائی کا سامان اٹھانے لگی۔ آرزک وہیں
صوفے پر بیٹھ گیا۔ ایلف کو نظر انداز کیے ایل ای ڈی اسکرین آن کی۔۔ ابھی

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایلف کی سسکیاں لاؤنج میں گونجنے لگیں۔آرزک نے نظر موڑ کر دیکھا تو وہ کچرا ایک باکس میں جمع کر رہی تھی اور آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت بہنے لگے۔۔اس کا شفاف چہرہ گلابی ہو چکا تھا۔

جاؤ کمرے میں،،"جبڑے بھینچ کر نیا حکم صادر کیا۔ایلف بنا کوئی جواب" دیے کمرے میں چلی گئی۔جب کہ آرزک نے زور سے اپنے بال مٹھی میں دبوچتے خود کو قابو کیا۔۔

****

پانی منہ پر گرنے سے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔کچھ لمحے سمجھ نہ آیا کہ یہ اچانک سیلاب کہاں سے آیا پر جب نظر سر پر کھڑی نورین پر پڑی تو سارا معاملہ سمجھ میں آگیا۔وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ وہ اسے زچ کرنے کے لیے یہ سب کر رہی ہے۔۔

تمہارا دماغ درست ہے نورین؟ یا بخار سر چڑھ گیا ہے،"نہایت سنجیدگی"
سے پوچھا۔ جس پر نورین نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔
افف کتنی گہری ایکسرے کرتی نظروں سے تم مجھے دیکھ رہی ہو،،مجھے حیاء"
آرہی ہے تم سے،،"ضیاء نے نہایت سنجیدگی سے کہتے نامحسوس طریقے سے
اپنی گیلی شرٹ پر ہاتھ رکھا تو نورین آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی کچھ لمحے
بعد اس کی بات کا مفہوم سمجھتے چہرہ گلابی ہو گیا۔
مجھے بھوک لگ رہی ہے،،،"دانت پیس کر غصے سے کہا تو ضیاء نے ایک نظر"
گھڑی کو دیکھتے واپس نورین کو دیکھا۔
اس وقت تمہیں بھوک لگ رہی ہے،؟"اس کے پوچھنے پر جواباً نورین نے"
اثبات میں سر ہلایا تو ضیاء بستر سے کھڑا ہوا اور نورین کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ
کرتے کمرے سے نکل گیا۔ ٹھنڈے فرش پر ضیاء کے قدموں کے پیچھے قدم
رکھتی وہ نیم اندھیرے میں کچن میں داخل ہوئی۔ ضیاء نے کچن کی روشنی
جلائی تو کچھ پل کے لیے نورین ساکت رہ گئی اس قدر خوبصورت کچن؟ اس

نے اب تک ڈراموں میں بھی نہیں دیکھا تھا۔پورے کچن میں نگاہ دوڑاتے آخر میں اس کی نگاہ ضیاء پر ٹھہری جو فریج سے ڈشز نکال رہا تھا۔

مجھے یہ سب نہیں کھانا،،"نورین کی آواز پر ضیاء فریج سے سر نکال کر اسے" دیکھنے لگا۔

ڈونٹ ٹیل می تم مجھے کھانا چاہتی ہو،،"وہ شرارت سے گویا ہوا۔اس وقت" اس کے لیے یہ بات خوش کن تھی کہ وہ اسے نخرے دکھا رہی تھی۔۔۔

اتنے برے دن نہیں آئے ابھی میرے،،،مجھے ایگ چیز سینڈوچ" چاہیے،،"نورین نے سینے پر ہاتھ باندھتے کہا تو ضیاء نے ٹھنڈی آہ بھری۔

مجھے یہ بنانا نہیں آتا نورین،،میں باہر سے آرڈر کر دیتا ہوں،"ضیاء نے" سمجھانے والے انداز میں کہا۔

نہیں میں ابھی بیماری سے اٹھی ہوں،میں تمہیں ریسپی بتا رہی ہوں تم" بناؤ،"کہتے ساتھ نورین اچک کر شیلف پر بیٹھ گئی جب کہ اس کی ناز برداریوں

پر ضیاء نہال ہونے لگا۔نورین سمجھ رہی تھی اس طرح وہ ضیاء کو زچ کر دے گی پر وہ نہیں جانتی تھی اس کے نخرے ضیاء کو کتنی خوشی دے رہے ہیں۔۔

ٹھیک ہے بتاؤ کیسے بناتے ہیں،؟"ضیاء نے سنجیدگی سے پوچھا تو نورین اسے " طریقہ بتاتے بتاتے شیلف سے سر ٹکا گئی۔دس منٹ کی محنت کے بعد ضیاء حیرانی سے اپنا مزے دار تیار کردہ سینڈوچ دیکھ پیچھا مڑا تو ہونٹ بے اختیار مسکرانے لگے۔۔اسے کام پر لگا کر وہ محترمہ سو چکی تھیں۔ضیاء نے اسے اٹھانے کو ہاتھ ہلانا چاہا جس کا نتیجہ یہ نکلا وہ ضیاء کے کندھے پر ہی سر رکھ گئی۔

ضیاء نے ایک نظر اس سینڈوچ کو دیکھتے گہری سانس لی پھر نورین کو بازوؤں میں اٹھایا۔جب کہ نورین جو سونے کا ناٹک کر رہی تھی اس کے یوں اچانک اپنی بانہوں میں اٹھانے پر ایک دم بوکھلا گئی۔

"نیچے اتارو مجھے،،مجھے بھوک لگ رہی ہے،"

نورین کی اچانک آواز پر ضیاء ایک دم چونکا۔ معنی خیز مسکراہٹ لیے پکڑ ڈھیلی کی نتیجتاً نورین زمین پر گر گئی۔ البتہ بہت احتیاط سے چھوڑا تھا کہ چوٹ نہ آئے۔ نورین اسے غصے سے گھورنے لگی۔۔

لواب کیا گھور رہی ہو،، ایک ہی مرتبہ بتادو بانہوں میں رہنا ہے یا نیچے اترنا" ہے،، تاکہ میں کنفیوز نا رہوں،،، وہ انتہائی معصومیت سے بولا تو نورین کا دل کیا سینڈوچ کی پلیٹ مقابل کے سر پر بجادے۔۔ اس کے چہرے کے لال پیلے ہوتے تاثرات دیکھ ضیاء نے عافیت اسی میں جانی کے اپنی مسکراہٹ ضبط کر گیا آخر سہارا دے کر کھڑے کرتے سینڈوچ کی پلیٹ اس کے ہاتھ میں پکڑائی اور پھر واپس اسے بازوؤں میں اٹھاتے کمرے میں لے جانے لگا۔۔ ضیاء کے اٹھانے پر نورین بھرپور احتجاج کرنے لگی جو کسی کام کا نہیں تھا۔۔ لیکن ان کے کمرے میں گم ہونے تک دو وحشت ناک نظروں نے ان کا تعاقب کیا تھا۔ اور لبوں پر ایک تباہ کن زہریلہ مسکراہٹ آ ٹھہری۔۔

****

آج یونیورسٹی آکر وہ کلاس میں جانے کی بجائے ایحان کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف گئی تھی لیکن اس کی کلاس کے باہر پہنچنے کے بعد ایک عجیب سی گھبراہٹ نے دل کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ نظروں کے سامنے وہ منظر گھوما جب وہ مولی گاجر کی طرح چاقو سے ان غنڈوں پر وار کر رہا تھا۔ پر وہ اس کا احسان ہر گز نہیں لینا چاہتی تھی۔ خود میں ہمت مجتمع کرتے وہ کلاس روم کے دروازے پر کھڑی ہو کر اندر دیکھنے لگی۔ پر خود میں اتنی ہمت جمع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ وہ کلاس روم میں تھا ہی نہیں اور تو اور وہ کینٹین میں بھی نہیں تھا۔ ابھی وہ اس اپارٹمنٹ سے پلٹنے ہی لگی تھی کے اپنے پیچھے کھڑے شخص سے بہت اچانک ٹکرائی۔۔ اپنا توازن برقرار نا رکھتے ہوئے گرنے لگی تھی کہ زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔ لیکن پھر اپنی کمر پر سرسراتے ہاتھ کی پکڑ محسوس کرتے اور خود کو ہوا میں پاتے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔ لیکن سامنے

والے شخص کو دیکھ دل خوف و وحشت سے دھک سے رہ گیا۔۔جبکہ سامنے کھڑے ارسلان نیازی کے ہونٹوں پر گہری خباثت بھری مسکراہٹ تھی۔۔

افففففففف،،یہ فگر،،یہ ناگن سی کمر"ابھی وہ کچھ بولتا اس سے پہلے کسی" نے زور سے ریم کا بازو اس کی گرفت سے کھینچا کہ ارسلان جھٹکے سے پیچھے ہوا اور ریم لہراتے ہوئی کسی چٹان جیسی چیز سے ٹکرائی کہ سر کے آگے تارے ناچنے لگے۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو،،؟"ایحان کی غراتی آواز سنائی دی تو ریم نے فورا" ہوش سنبھالا اور سر اٹھا کر ایحان کو دیکھا۔وہ اس کے بلکل قریب اس کا بازو پکڑے کھڑا تھا۔قریب سے دیکھنے پر معلوم ہوا تھا کہ اس نے اپنے جبڑے سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔۔اور آنکھوں سے شعلے سے لپک رہے تھے۔۔

بتانے آیا تھا،کہ واپس آگیا ہوں،،اور یہ بھی کہ اس بار اگر بے بی بوائے کو" بھائی کو بلانا ہو تو بلا لینا،،"اس نے شیطانیت سے ہنستے ہوئے ایحان کو آگ لگائی تھی۔۔لیکن وہ استہزائیہ مسکراتا ایک قدم اس کے جانب بڑھا تھا۔

ضرورت پڑی تو ضرور بلاؤں گا، کیونکہ اگر تم نے دوبارہ کچھ ایسا کیا تو یقیناً" میں یہی سمجھوں گا کہ تمہیں اس رات کی شدت سے یاد آئی ہے جو تم نے میرے اور میرے بھائی کی سنگت میں بھرپور انداز میں گزاری تھی،،"

طنزیہ مسکراتے وہ ارسلان کی مسکراہٹ چھین گیا تھا۔

"لیٹس سی بے بی بوائے،،،"

ارسلان کندھے اچکاتے پلٹ گیا۔ لیکن پھر کچھ آگے جا کر پلٹا اور اس کے ساتھ جڑ کے کھڑی ریم کو دیکھ کر جو اپنے بازو کو چھڑوانے کی کوشش میں تھی۔ پھر ایحان کی آنکھوں میں دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو لہرا کر ریم کی کمر کا شیپ بناتے اپنا نچلا لب زور سے دانتوں تلے دباتے انتہائی خباثت سے ایک آنکھ ونک کی اور تو ایحان کے وجود میں شرارے پھوٹنے لگے۔۔دل و جان میں جیسے طیش و اشتعال کے کوندے سے لپکنے لگے۔۔وہ ارسلان کے جاتے ہی سختی سے آنکھیں میچ گیا پھر آنکھیں کھولتے اپنے سامنے کچھ نیچے دیکھا۔دل کیا اس لڑکی کی آج منہ کی جگہ یہ بل کھاتی کمر ہی توڑ ڈالے جسے

ارسلان نے دیکھااور چھوا تھا۔۔پر ضبط کرتے اسے اپنے ساتھ کھینچا بہت سارے لوگوں نے دلچسپی اور چسکے لیتے یہ منظر دیکھا۔وہ مزاحمت کیے گئی مگر وہ ریم کو کھینچتا ہوا ڈیپارٹمنٹ کی بیک سائیڈ پر لے جانے لگا۔پھر خالی گوشے میں جھٹکے سے اسے چھوڑا کہ وہ لڑکھڑاتی گرنے سے بامشکل بچی۔۔۔

"جہاں تک میرا خیال ہے یہ ڈیپارٹمنٹ تمہارا نہیں ہے،،،نہ ہی کوئی پکنک اسپاٹ ہے جو تم شالیمار باغ سمجھ کر یہاں گھومتی پھر رہی ہو،،،"اس نے دانت پیستے غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے پوچھا تو ریم نے جواباً غصے سے اسے گھورا۔عجیب پاگل لڑکا تھا اسے اپنی جاگیر ہی سمجھ لیا تھا۔

"میں آپ کی جاگیر نہیں ہوں سمجھے آپ،،،میری مرضی میں جہاں چاہے جاؤں،،،"وہ تڑخ کر بولی تو ایحان غصے سے پاگل ہونے لگا۔۔

بہت زبان چلنے لگی ہے تمہاری،،، جتنا پوچھا ہے اتنا جواب دو،،، "خود پر" ضبط کرتے پوچھا۔ ریم کے ہاتھ میں لٹکتا شاپنگ بیگ وہ دیکھ چکا تھا۔ یہ بیگ وہی تھا جو اس نے کل نعمان علی کو دیا تھا۔

"آپ مجھ سے اس طرح جواب طلب کر رہے ہیں تو سنیں میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں،،، میرے باپ نہیں ہیں آپ،،، "غصے کی شدت سے اس کا اپنا منہ سرخ ہو رہا تھا۔ مانتی تھی اس کا باپ نوکر تھا اس کا پر وہ نہیں تھی۔۔ اوکے،،، آئی گوٹ اٹ،،، ویسے افسوس نعمان علی تو بہت شریف لگتا" ہے،،، پر اس کی بیٹی دوسروں کو اپنی کمر کا شیپ اور سائز نپوانے کے لیے ان کی بانہوں،،، "ابھی جملہ مکمل نہیں ہوا تھا کے بے اختیاری میں ریم کا ہاتھ اٹھا تھا اور ایحان کے چہرے پر اپنا نشان چھوڑ گیا تھا۔ وہ جو غصے میں غلط ہی بولتا جا رہا تھا زبان کو ایک دم بریک لگی۔۔ اور پتھر بنا ساکت آنکھوں سے ریم کو دیکھا جس کی آنکھوں میں آنسو جمع تھے۔

بہت برداشت کر لیا آپ کو،، آپ کی بیہودگی اور بہتان بھری باتوں کو،،" لیکن اب بس،،، سب کچھ برداشت ہے پر اپنے کردار پر بات کرنے والے کی زبان کھینچ سکتی ہوں میں،،، "غصے کی شدت سے کانپتے برائے لہجے میں وہ دھمکانے والے انداز میں بولی۔ "یہ دینے آئی تھی آپ کا سو کالڈ تحفہ،، نہ میں اتنے مہنگے تحفے لینے کی عادی ہوں نہ دینے کی،،، نا میرے بابا کو اس کی ضرورت ہے نا مجھے،،، اسی لئے یہ آپ اپنے پاس رکھیں کہ آپ جیسے گھمنڈی، بد دماغ اور خود پرست شخص سے تو میں کوئی سستا تحفہ بھی نہ لوں،، "وہ شاپنگ بیگ ایحان کے سامنے رکھتی بہت تیزی سے پلٹ گئی تھی اور جتنی تیزی سے وہاں سے نکل سکتی تھی نکل گئی تھی۔۔ کئی ثانیے ایحان اپنی پوزیشن میں کھڑا رہا پھر نیچے جھک کے فون کا بیگ اٹھایا اندر سے فون نکالتے اس کے لب آہستگی سے مسکرائے۔۔

انٹر سٹنگ،،،"فون کو پر سوچ نظروں سے دیکھتا وہ خود بھی قدم واپس لیتا " راہداری سے باہر نکلنے لگا۔اور پھر یونیورسٹی سے ہی باہر نکل گیا۔یوں بھی زین اور ضیاء نہیں یونیورسٹی نہیں آئے تھے۔۔

****

نورین کی آنکھ کھلی تو اپنے منہ پر کچھ بھاری بھاری سا محسوس ہوا۔آنکھیں کھول کر دیکھا تو ضیاء کا بھاری بازو اس کے ہونٹوں اور ٹھوڑی پر رکھا تھا۔وہ گیلری جگہ کو چھوڑ کر اس کی حدود میں اس کے بہت قریب لیٹا گہری نیند میں تھا۔۔اس نے نظریں موڑتے غصے سے ضیاء کا گھورنا چاہا پر ضیاء کا چہرہ دوسری جانب تھا اچانک مسکراتے نورین نے اس کے سفید بازو کو دیکھا اور پھر بہت اچانک منہ کھولتے بازو پر اپنے دانت پوری طاقت سے گاڑھ دیے۔۔ضیاء جو گہری نیند میں تھا شروع شروع میں تو اسے اپنے بازو پر نرمی کا احساس ہوا لیکن پھر لگا جیسے کہ بازو پر کسی نے آری چلادی ہے۔۔وہ ہڑبڑا کر اٹھا اور اگلا منظر دیکھ کر دل آنکھیں کھلے رہ گئیں۔۔

آہ،، سی،،، پاگل ہو گئی ہو جنگلی چڑیل" بازو پر جبھن محسوس کرتے وہ جھٹکے "
سے اٹھ بیٹھا۔ بازو پر دانتوں سے سرخ گھڑی کا نشان بنا تھا۔ غصے اور نیند کی
خمار بھری نظروں سے نورین کو گھورا جواب منہ بنائے اسے دیکھ رہی تھی۔
ضیاءء،،،ء،،، "ضیاء کو لمبا کھینچتی وہ مسکراتی اس کے گلے میں اپنی بانہوں کا "
ہار ڈالتی جھول گئی۔ جب کے ضیاء کا غصہ تو اس کا یہ انداز دیکھ کر ہی برف کی
طرح ٹھنڈا ہو گیا تھا۔۔ یہ لڑکی صبح صبح اس کی جان لینے پر تل گئی تھی۔۔
ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ رینگ گئی۔ کل رات سے اس لڑکی کے الگ
رنگ دیکھ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اس نے کیا کیا سوچا تھا اور وہ کیا
کیا کر رہی تھی۔ اس کی اتنی سی قربت پر ہی دل نہال ہوا پسلیوں سے سر پٹخنے
لگا۔۔ لیکن جزبوں میں طغیانی تو تب مچی جب اسے اپنی گردن پر نورین کے
نرم گداز لب محسوس ہوئے اچانک ضیاء کو ہر طرف آگ دہکتی ہوئی محسوس
ہوئی۔ لیکن یہ سحر صرف چند لمحے کا تھا کہ اب نورین وہاں بھی اپنے دانت
گاڑھ چکی تھی۔

سی،،، پاگل لڑکی،،، "سارا سحر اڑن چھو ہوا تو جھٹکے سے نورین کو خود سے "
دور کرتے ماتھے پر بل ڈالے گھورا تو نورین معصوم شکل بناتی کسی مجرم کی
طرح نظریں جھکا گئی۔۔ جس پر کچھ لمحے ضیاء اسے گھورتا رہا پھر اچانک جھکتے
اس کے ماتھے کر زور سے چوما۔۔

جنگلی بلی،،، "بیڈ سے اٹھتا وہ اس کی ان حرکتوں پر مسکراتے ہوئے زیرِ لب "
بڑبڑایا۔ جب نورین نے غصے سے کہا۔

تم رات کو میری طرف والی سائڈ پر کیوں سوئے تھے،،، "؟اس کے سوال "
پر ضیاء نے آئی برو اچکائی۔ محترمہ اس کے پورے کے پورے بیڈ پر خود قبضہ
جما گئی تھیں اور الزام اس پر۔

کیونکہ میں مچھلی جل کی رانی نہیں ہوں جو پانی میں سو سکوں،، میرا میٹرس "
بھی تم نے گیلا کر دیا تھا، اور کاؤچ پر میری ٹانگیں پوری آتی نہیں،، سو،،

"کندھے اچکاتے وہ موبائل اٹھا کر میسجز چیک کرنے لگا نورین نے ایک نظر
گھڑی پر ڈالی جو ساڑھے دس بجا رہی تھی۔

میرے ماما بابا ناشتہ لے کر نہیں آئیں گے،،"نورین نے سنجیدگی سے اسے اطلاع دی۔ضیاء نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اچھی بات ہے انہیں تکلف کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے،،"ضیاء نے سادگی سے کہا۔

"ہاں بھلا ان کا دیسی غریبوں والا ناشتہ آپ لوگوں کا کہاں پسند آئے گا،بس اسی لیے میں نے منع کر دیا،،"وہ طنزیہ بول رہی تھی۔۔ضیاء نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو ایسا کچھ نہیں ہے،وہ تمہارے گھر والے ہیں وہ میرے لیے قابلِ احترام ہیں۔اور ان کی لائی ہر چیز قابل احترام،،"کچھ لمحے نورین اسے دیکھتی رہی۔۔وہ کتنا خوبصورت تھا کوئی بھی لڑکی اس پر دل ہار سکتی تھی اور وہ اس کی بیوی بلکہ من پسند بیوی بنے اس کے کمرے میں بیٹھی تھی۔لیکن محبت یا پسند کوئی بھی جذبہ ضیاء کے لیے وہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتی تھی سوائے ناپسندیدگی کے۔۔

ٹھیک ہے،، پھر ہم ہمارے گھر چلتے ہیں اور ماما بابا کے ساتھ ناشتہ کریں" گے،،، انہیں بہت خوشی ہو گی،،" وہ اچانک مسکرا کر اس کے سامنے آئی تو ضیاء پریشانی سے اسے دیکھنے لگا۔

کیا ہوا،،،؟ شادی سے پہلے تک تو وہاں جانا گوارا تھا؟ اب وہاں جانے کی" حیثیت اجازت نہیں دیتی؟؟؟" وہ اس کو تذبذب کا شکار دیکھتے فوراً تلخ ہوئی۔۔

ایسی بات نہیں ہے،،، بس ایک ضروری کام تھا،، اوکے تم ریڈی ہو جاؤ میں" بھی ہو جاتا ہوں پھر چلتے ہیں،،" مسکرا کر نورین کا گال تھپکتے وہ واشروم میں بند ہو گیا۔ نورین پراسرار مسکراتے واشروم کے بند دروازے کو دیکھنے لگی۔

تمہارا یہ ناشتہ میں اس قدر یادگار بناؤں گی ضیاء حیدر،،، کہ تم تاحیات کے" لیے ناشتہ کرنا بھول جاؤ گے،،، یا پھر یہ ناشتہ ہمیشہ اپنے حافظے میں محفوظ رکھو گے،،!" خود سے عزم کرتی وہ اپنا فون تلاشنے لگی۔ پھر فون ملنے پر ایک میسج ریڈی کر کے اپنی کزن کو بھیجا۔۔

دی گیم اس بیگین،،ضیاء،،تمہاری بیوی تمہارے لیے میٹھی سے میٹھی"
!چھری ثابت ہو گی،،

****

باران کے کمرے سے باہر نکالنے کے بعد وہ کئی لمحے پتھر بنی وہیں کھڑی رہی تھی۔اندازہ تو اسے خود بھی تھا کہ وہ اس کی بہن ہر گز نہیں ہو سکتی پر امید تھی کہ وہ ظالم شاید کہہ دے یا یہ احساس دلا دے کے جو نظر آ رہا ہے ویسا کچھ نہیں۔۔وہ لڑکی باران دلشیر کے بستر پر نہیں بلکہ سانپ بن کر ایناره کے دل وروح پر رینگ رہی تھی۔اتنے دنوں کے احساسات کو وہ شخص پل میں خوش فہمی بنا گیا تھا۔

تیزی سے وہاں سے گزرتے وہ لان میں آئی تھی۔اندر شدید گھٹن کے احساس تلے سانس بند ہونے لگی تھی۔لان میں نکل کر گہری گہری سانس لی پر کچھ سمجھ نہ آیا کیا کرے۔۔روئے چیخے چلائے کیا کرے؟بے تحاشا روتے

وہ زمین پر گر گئی۔ کیا باران دلشیر اس کی آنکھوں میں رقم التجا نہیں پڑھ سکا تھا ؟کیا اس شخص کے لیے جسموں کے سودے کے سامنے محبت اتنی بے معنی تھی۔۔

اور اس نے کہا وہ گرلفرینڈ ہے ؟تو کیا گرلفرینڈ کے ساتھ وہ زنا کرنے والا تھا؟؟ کیا وہ شخص حرام کاری؟ اس سے آگے وہ سوچ نہ سکی۔۔ محبت بھی ہوئی تو کس شخص سے۔۔دل کیا اپنی محبت کے انتخاب پر جی بھر کے ماتم کرے۔۔کافی دیر تک رونے کے بعد وہ غصے سے کھڑی ہوئی۔اور اندھیری رات میں باہر جلتی گولڈن لائٹس میں نظر آتے خوبصورت گلاب کے پھولوں کو نوچنے لگی جو لان میں کھلے بے حد حسین لگ رہے تھے۔۔اس کا دوپٹہ گھاس پر گر چکا تھا اور وہ ہر پھول کو نوچ رہی تھی جس سے کئی کانٹے اس کے ہاتھوں کو زخمی کر رہے تھے۔ سفید ہاتھوں پر خون کی لکیریں نمایاں تھیں پر اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔ جبکہ اوپر کھڑکی پر کھڑا باران دلشیر جو اس کی ہر حرکت دیکھ رہا تھا مزید برداشت نہ ہوا۔ وہ پاگل لڑکی خود کو نقصان

پہنچا رہی تھی۔اس وقت کوئی پاگل لگ رہی تھی۔ باران فورا کمرے سے باہر باہر جا کر اسے روکتا اور اگر وہ محبت کی فریاد کر دیتی تو نکلنے لگا کہ ٹھہر گیا۔ باران ہار جاتا۔اور اس کی ہار اینارہ کی باقی کی زندگی زہر کر دیتی یہ تو وقتی تکلیف تھی وہ لڑکی کچھ دن میں بھول جاتی پر باران دلشیر بیوقوف تھا۔ نہیں جانتا تھا کورے کاغذ پر جب ایک چھاپ پڑ جائے تو مانند تو پڑ جاتی ہے پر وہ کاغذ صاف کرنے کے باوجود داغدار ہی رہتا ہے۔اس تحریر کے نقش کہیں نہ کہیں باقی رہتے ہیں۔

فون اٹھاتے جلدی سے ایک نمبر ڈائل کیا۔رات زیادہ نہیں ہوئی تھی۔اس لیے دوسری رنگ پر فون اٹھا لیا گیا۔

"وہ باہر لان میں ہے،،اسے بہلاؤ اور کمرے میں لے جاؤ،،اس کے ہاتھوں پر زخم ہے اس پر مرہم لگاؤ،،فاسٹ،،ڈو اٹ ناؤ،،"کڑک کھردرے لہجے میں حکم صادر کیا تو بیڈ پر اس کے انتظار میں نیم دراز وہ لڑکی منہ بناتی بیدار ہوئی۔۔وہ کوئی اور نہیں کوٹھے کی مالکن کی چھوٹی بہن تھی جو بے تحاشہ

حسین تھی(اس کے حساب سے)اوراس کے اس حسن کو بھاری قیمت میں کیش کروانے کے لیے رکھا گیا تھا۔وہ تو سوچتی تھی کہ جو شخص اس جیسی حسین اوران چھوا حسن دیکھے گا دیوانہ ہو جائے لیکن یہاں تو بساط ہی الٹی تھی۔

کیا آپ کے ہاں پانی جوس پوچھنے کا رواج نہیں،،"اپنا گلا صاف کرتے اس" نے اٹھلاتے انداز میں کہتے باران کو متوجہ کرنا چاہا پر وہ ایک بار پھر بے چینی سے کھڑکی پر کھڑا تھا۔

مسٹر باران دلشیر میں آپ سے بات کر رہی ہوں،،،"اب کے اس لڑکی" کے انداز میں ناگواری تھی پر افسوس اس بار بھی جواب میں خاموشی تھی۔

کچھ لمحوں بعد باران گہری سانس لیتے واپس پلٹا اور صوفے پر ڈھے گیا۔اپنا کام تو وہ سرانجام دے چکا تھا پر اب اپنے دل کا کیا کرتا جو یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ ان آنکھوں میں اپنے لیے نفرت کیسے دیکھے گا؟وہ بلکل ٹوٹ گئی تھی۔۔وہ کیسے اسے سمیٹ پائے گا۔۔آج وہ کتنی خوش تھی۔۔وہ

خالص مسکراہٹ کیسے اس کے لبوں پر بکھیر پائے گا۔اسے دکھی اور غمزدہ دیکھ کر وہ ہمیشہ تڑپے گا۔۔یہ سب اگر اینارہ کے لیے مشکل تھا تو اس کے لیے کون سا آسان تھا؟

مسٹر با،،،"وہ لڑکی ایک بار پھر مخاطب ہونے لگی جب باران نے اس کی" بات کاٹی۔

نیچے گاڑی تیار ہے،،،وہ واپس ڈراپ کر دے گی تمہیں،،،اور اپنی رقم" ڈرائیور سے لے لینا،،،"سنجیدگی سے کہتا وہ ایک نظر اس کے وجود پر ڈالے بنا واشروم میں جانے لگا جب وہ لڑکی اچانک سامنے آئی۔ہتک کے احساس سے چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔

یہ میری توہین ہے مسٹر باران،،،میں کام کے پیسے لیتی ہوں بھیک نہیں،،،" "وہ غصے سے بولی تو باران نے آئی برو اچکاتے اسے دیکھا۔

اوکے مت لو پیسے،،،نیچے ڈرائیور کھڑا ہے چلی جاؤ،،،"صاف گوئی سے کہتا" وہ اس لڑکی کو مزید سلگا گیا۔

کیوں،،؟مرد نہیں ہو جو مجھے دیکھ کر بھی جذبات نہیں جاگ رہے،،،""

گہرا مسکراتے طنزیہ کہا تو باران کا چہرہ پل بھر میں سرخ ہوا۔

جب سے ایک دلفریب پاکیزگی بھری خوشبو کا عادی ہوا ہوں،،،تو بدبو اور "

خوشبو کا فرق سمجھ آگیا ہے،،اسی لئے اب بدبو برداشت نہیں ہوتی،،،"بہت

کچھ باور کرواتا وہ اس لڑکی کو جلتا سلگتا چھوڑ بیڈ کی طرف بڑھا اور بیڈ کی چادر

زور سے کھینچ کر بیڈ سے جدا کر دی۔

بیڈ شیٹ بھی گندی ہو گئی،،،"اکتاہٹ اور حقارت سے کہتے وہ واپس اس "

لڑکی کی طرف متوجہ ہوا۔۔حالانکہ اسے خود بلایا تھا۔اور اب تک خود بھی

اسی گندگی میں لتھڑا ہوا تھا مگر جب سے خود سے یہ گندگی دھونے کی کوشش

کر رہا تھا اب یہ سب برداشت نہیں ہوتا تھا۔۔

خود سے جاؤ گی یا بلاؤں گارڈز کو،،،"آنکھوں سے شرارے"""

پھوٹے۔۔طیش میں اس لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔وہ لڑکی

غصے سے جھٹپٹاتی بنا کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گئی۔باران ایک بار پھر

صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگا گیا۔پہلے کبھی اپنے اس سنگین گناہ کا احساس نہیں ہوا تھا لیکن اب اس حرام کاری کا احساسِ جرم اسے اندر سے کھا رہا تھا۔ یہ ایک ایسا گناہ تھا جو اس کی سب سے بڑی خوشی اس کا عشق چھین رہا تھا۔ احساسِ ندامت ہر چیز پر بھاری تھا۔اپنے وجود سے گھن آنے لگی تھی۔اب باران دلشیر کو علم ہوا تھا ضمیر کی مار کسے کہتے ہیں۔۔آنکھیں سیاہ پڑنے لگی تھی۔کافی دیر سگریٹ پھونکنے کے بعد وہ واشروم میں بند ہو گیا تھا۔یخ بستہ بہتے پانی کے نیچے کھڑے ہو کر وہ اپنے اندر کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔جب کچھ دیر بعد بھی سکون نہ ملا تو ٹی شرٹ ٹراؤزر بدلتے وہ آہستہ قدموں سے کمرے سے باہر لان میں نکل آیا۔۔ان ٹوٹے بکھرے پھولوں کو دیکھا اور پنجوں کے بل بیٹھتے انہیں چھونے لگا جس پر کئی پتیوں پر سرخ لہو لگا تھا۔ان پتیوں کو چنتے باران کا دل بالکل خالی تھا۔آج وہ پھول نہیں بکھرے تھے اس کی محبت بھی بکھری تھی۔۔

****

باران کا میسج ملتے ہی وہ فوراً گھر کے اگلے حصے کی جانب بھاگی تھی لیکن جونہی گارڈن میں قدم رکھا تھا سکتے میں آگئی تھی۔پودوں سے پھولوں کو نوچتی ایناره اسے پاگل لگی تھی۔اس کے ہاتھوں سے بہتا خون۔پل بھر میں ہوش سنبھالتی وہ ایناره کی طرف گئی۔

پاگل ہو گئی لڑکی،،دماغ خراب ہو گیا ہے،،،"ایناره کو اپنی جانب کھینچتے اس" نے ایناره کی ہتھیلی میں چبھا ایک کانٹا کھینچ کر باہر نکالا۔وہ نازک لڑکی ایک شخص کے لیے اس قدر شدت پسند ہو گی اس کے تصور میں بھی نہیں تھا۔

ایناره خود کو چھڑوانے کی کوشش میں تھی پر فرح اس سے صحت میں زیادہ تھی یہی وجہ تھی کہ ایناره کو زبردستی کھینچتے اس کے کمرے میں لے گئی تھی۔

ہوش سے کام لو ایناره،،،تمہارا دماغ خراب ہو گیا،،"فرح بری طرح چیخی" تو ایناره بے بسی کے احساس تلے اسی کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

میں واقعی پاگل ہوں فرح آپی،،نج،،جو یہ سوچتی رہی کہ باران مجھ سے "
محبت کرتے ہیں،،میں بھلا اپنی حیثیت کیسے بھول گئی،،،وہ مجھ جیسی لڑکی
سے کیوں محبت کرنے لگے،،وہ تو ایک ظالم،بے مہر اور بے حس شخص ہیں
جنھوں نے میری یہ کم حثیت محبت میرے منہ پر ماردی،،،"فرح کے گلے
لگی وہ ہچکیوں کے درمیان بولی تو فرح کو کچھ سمجھ نہ آیا۔کیونکہ باران اس سے
محبت کرتا تھا یہ بات تو سب پر روز روشن کی طرح عیاں اور واضح تھی۔
ہوا کیا ہے اینارہ بتاؤ مجھے،،"فرح نے اسے بیڈ پر بٹھاتے پریشانی سے پوچھا"
اور اس کے دونوں ہاتھ سامنے کرتی اس کی زخمی ہتھیلیاں دیکھنے لگی۔۔جو
مکمل خون آلود سرخ ہو رہی تھیں۔کئی جگہ کٹس کے نشان تھے۔
ا،ن،،ان کے کمرے میں ایک،،لڑکی،،،ان کے بیڈ پر،،اور وہ کک،،کہ "
رہے تھے،،،،،کہ وہ ان،،،گگ،،گرل فرینڈ "اس سے زیادہ اینارہ بول
نہیں سکی تھی نہ ہی فرح کو سننے کی ضرورت تھی کہ وہ اس حقیقت سے
خوب واقف تھی۔باران غیر لڑکیوں کو بستر پر لاتا تھا یہ ہر ملازم جانتا تھا۔پر

اتنے عرصے سے وہ نہیں لایا تھا اور ایمارہ پر اس قدر مہربان اور فکر مند تھا تو یہ غلط فہمی خالی ایمارہ کو نہیں بلکہ سب کو ہی ہوئی تھی کہ ایمارہ کوئی معمولی لڑکی نہیں تھی۔

"مجھ سے برداشت،،،، نہیں ہو رہا یہ،،،یوں لگتا ہے،،،،میرے جسم سے،،،،جان نکل جائے گی،،میرا دم گھٹ جائے گا" باآواز روتے وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔فرح کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔باران دلشیر پر شدت سے غصہ آیا اس ڈری سہمی دبو لڑکی کو محبت کے دوراہے پر لانے والا وہ خود تھا۔کچھ سوچتے ایمارہ کو بیڈ پر چھوڑے وہ کمرے سے باہر نکلی لیکن پھر ٹھہر گئی۔اسی لمحے اس نے غصے سے اس لڑکی کو باران کے کمرے سے باہر نکلتے دیکھا۔اس لڑکی کی حالت بالکل ایسی نہیں تھی کہ یوں لگے کہ اسے چھوا بھی گیا ہے۔۔پل بھر لگا تھا فرح کو معاملہ سمجھنے میں۔۔

لڑکی کا باران کے کمرے میں ہونا۔

پھر ایمارہ کا لان میں خود کو تکلیف دینا۔

پھر اس کے پاس باران کا فون آنا۔

پھر ایناره کو کمرے میں لے جانا۔۔

پھر اس لڑکی کا چلے جانا۔۔

معاملہ صاف تھا کہ باران دلشیر نے یہ سب ایناره کو دکھانے اور اسے خود سے دور رکھنے کے لیے کیا تھا۔پر باران ایسا کر کیوں رہا تھا یہ بات اب بھی سمجھ سے بالاتر تھی۔دانت پیستی فرح کچن میں گئی وہاں سے ایک گلاس سادہ پانی لیا اور اس میں نیند کی گولی ملائی۔فلحال وہ ایناره کو سمجھا نہیں سکتی تھی اس کے خود کے بیٹے کی طبیعت خراب تھی اور نہ ہی ایناره اس وقت سمجھنے کی کنڈیشن میں تھی تو اسے پر سکون کر کے سلانے کا یہی ایک بہترین راستہ تھا۔۔وہ واپس کمرے میں آئی تو ایناره یونہی بیٹھی رو رہی تھی۔فرح نے زبردستی بہلاتے ایناره کو وہ پانی پلایا۔۔پانی پینے کے کافی دیر بعد تک وہ فرح کے سامنے روتی بلکتی رہی پھر اس پر نیند کا خمار حاوی ہونے لگا۔۔

اپنے ٹوٹے دل کے ماتم اور اجڑی محبت پر واویلے کو اپنے دل میں دباؤ اینارہ" اور خود کو باران دلشیر کے لیے پتھر کر لو،، کہ وہ خود بھی تمہاری سختی دیکھے تو کانچ کی طرح ٹوٹنے لگے،،، اگر کسی کو اپنی موجودگی کا احساس دلانا ہو تو اس کے سامنے نہیں آیا جاتا،، بلکہ اس سے دور ہو کر اسے احساس دلایا جاتا ہے کہ جب ہی وہ آپ کی غیر موجودگی کو محسوس کرتا ہے،، ورنہ ہمیشہ میسر رہنے والی چیزوں کی قدر نہیں ہوتی،،، "فرح نے اس کے ہاتھ صاف کرتے نرمی سے کہا تو اینارہ اپنی بند ہوتی آنکھیں کھول فرح کو دیکھنے لگی۔اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔پر وہ جواب دینے کی کنڈیشن میں نہیں رہی تھی اس لیے آنکھیں موند گئی۔کچھ دیر بعد وہ گہری نیند میں چلی گئی تو فرح نرمی سے اس کے ہتھیلی پر سے خون صاف کرنے لگی۔پھر آئنٹمنٹ لگا کر اینارہ پر کمفرٹر درست کرتے ایک نظر اس کے معصوم چہرے کو دیکھتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ابھی لان میں ہی پہنچی تھی کہ نظر باران دلشیر پر پڑی جو پنجوں کے بل بیٹھا وہاں بکھرے ہوئے وہ پھول چن رہا تھا۔

میں نے اسے نیند کی دوا دے دی ہے سر،، وہ سو گئی ہیں،، "ناچاہتے ہوئے" بھی فرح کا لہجہ تلخ تھا وہ باران کا جواب سننے کے لیے رکی نہیں تھی بلکہ چلی گئی تھی اس بات کی پرواہ کیے بغیر کے باران اسے نوکری سے نکال بھی سکتا ہے۔۔فرح کی بات سن کر باران گہری سانس بھرتے کھڑا ہوا۔اور ان پھولوں کے ٹکڑوں کو اپنی ٹراؤزر کی جیب میں ڈالا اور قدم اندر کی طرف بڑھا دیے۔۔وہ سیدھا چلتا ایمارہ کے کمرے کی طرف آیا۔لیکن پھر اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔۔بہت مشکل سے ہمت کرتے کمرے کا دروازہ کھولا اور کمرے کے اندر داخل ہوا۔لائٹ آن کی تو وہ بیڈ کے ایک کونے پر سو رہی تھی۔سینے تک کمفرٹر اوڑھا تھا اور چہرے کا رخ مخالف سمت تھا۔

وہ دھیرے سے قدم اٹھاتا اس کے قریب گیا اور اس کے سرہانے بیٹھ گیا۔۔ نظر اب بھی ایمارہ کے چہرے پر نہیں ڈالی تھی۔کچھ دیر اپنا نچلا لب دانتوں تلے دباتے وہ شاید خود پر ضبط کرنے کی کوشش میں تھا لیکن پھر تھا تو بندہ بشر۔۔کب تک برداشت کرتا آخر اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو

آنکھوں پر رکھے وہ بھرپور مرد جو بہت اکڑو گھمنڈی اور پتھر دل مانا جاتا تھا اس کی چال میں تکبر تھا وہ وہیں بیٹھا زار و قطار رو دیا۔اس کی آنکھوں سے آنسو بے اختیار بے انتہا بہنے لگے۔یہ آنسو اس ندامت بھرے ہر فعل کے بوجھ کے تھے جس نے باران کے سینے پر پتھر رکھ دیئے تھے۔۔وہ اب تک سنتا آیا تھا کہ گناہوں کو بوجھ سب سے بھاری ہوتا ہے کہ جب محسوس ہوتا ہے تو بندہ اٹھ نہیں پاتا لیکن آج وہ اپنا انگ انگ ٹوٹتا محسوس کر رہا تھا۔

ایک خیال جس نے روح تک جھنجھوڑ ڈالا تھا وہ کیا تھا؟ شاید یہ خیال باران کبھی کسی سے شیئر نہیں کر پاتا وہ خیال اینارہ سے بھی کہیں اوپر تھا۔آج وہ اینارہ کے مقابل کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا۔وہ اینارہ کا کھل کر سامنا کیسے کرے گا یہ سوچ اسے جھنجھوڑ رہی تھی جب کہ اب تو وہ سب جان چکی تھی۔

تو پھر وہ اللہ کا سامنا کیسے کرے گا؟ جب کے اس کا ہر فعل اللہ کے سامنے تھا۔وہ کیسے سامنا کرے گا پہلی بار دل بند ہونے لگا تو باران کو اپنی تمام دولت اپنی عزت اکڑ سب خاک لگنے لگی۔روتے روتے کمرے میں ہچکیاں بلند لگی۔

وہ پلٹنا چاہتا تھا پر اب سارے راستے بند پا رہا تھا۔ کیسے لوٹتا؟ ہاں اس ندامت سے بچنے کا ایک راستہ تھا اور وہ موت تھی پر موت کے بعد کیا کرتا؟ وہاں سے نہ واپسی ممکن تھی نہ بچنے کا راستہ اور جو اعمال وہ کر چکا تھا اس کے بعد جنت کی توقع کیسے ؟

جب احساس نہ ہوا تو بالکل ہی نہ ہوا۔ اور جب ہوا تو باران دلشیر کی روح نوچنے لگا۔ اینارہ کا عشق اسے کس ازیت میں کھینچ لایا تھا۔ بے اختیار روتے اس نے اینارہ کے سوئے چہرے کی طرف دیکھا۔۔ یہ لڑکی نہیں تھی۔۔ بلکہ آئینہ تھی آئینہ۔۔ جس نے باران دلشیر کے سامنے اس کا بھیانک اور ہولناک عکس رکھ دیا تھا جس سے کچھ لمحوں کے لیے وہ خود بھی ڈر گیا۔ اینارہ کی معصوم شکل دیکھتے اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر چلنے لگے جب وہ کسی کے ساتھ حرام کاری میں مگن تھا۔ اپنی جنسی تسکین کے لیے اس نے حرام راہ چنی تھی۔ اگر عورت ذات بیوفا تھی تو اس عورت کی ذات سے نفرت میں وہ صرف اب تک خود کو نقصان پہنچاتا رہا تھا۔ یہ آئینہ دیکھنا بہت اذیت

بھرا عمل اور دردناک تھا۔۔ برداشت نہ ہوا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اور کمرے سے بھاگتے ہوئے باہر نکلا کہ اگر مزید وہاں رہتا تو دم گھٹنے لگتا۔۔۔اس کمرے سے باہر نکلتے وہ اپنے کمرے میں آیا۔اے سی کی کولنگ بڑھائی پر جسم کی تپش سے وجود بھٹی کی طرح دہکتا ہوا محسوس ہوا۔

یہ مجھے کیا ہو رہا ہے،،، میں کیوں اتنا درد اور اذیت محسوس کر رہا ہوں،،،""

اپنے بالوں کو نوچتے وہ بری طرح دھاڑا۔۔پر یہ آواز کسی بندے کی نہیں تھی جو اس کے چیخنے پر اس کے خوف سے دب جاتی بلکہ یہ اس کے ضمیر کی آواز تھی جو بہت ڈراؤنی تھی۔جو چہرہ اسے نظر آ رہا تھا وہ اس کی بداعمالیوں کا تھا جو اس قدر بھیانک تھا کہ باران دلشیر اس سے ڈر گیا تھا۔جب دماغ پھٹنے لگا تو اس نے ایک ساتھ دو نیند کی گولیاں حلق کے اندر اتار لیں۔گولیاں ہارڈ تھی کچھ وقت لگا تھا دماغ سن ہونے میں جبھی بیڈ پر گرتا وہ نیم وا آنکھوں سے چھت کو گھورنے لگا۔

"باران دلشیر ایک بار سے زیادہ کسی لڑکی کو استعمال نہیں کرتا،،"

"حسن باران دلشیر کے بستر پر پڑا رہتا ہے،،،"

"یہ ساری لڑکیاں گندگی کا ڈھیر ہیں،،"

اپنے گم ہوتے حواسوں میں اپنے ہی بولے گئے جملے گونجنے لگے تو وہ سختی سے آنکھیں میچ گیا۔اور وہ خود کیا تھا؟ کیا اس کا معیار اس کی دولت تھی؟ ہاں صرف دولت اور اس کی طاقت اگر یہ دو چیزیں اس کے ساتھ سے ہٹالی جاتی تو کوئی اس کو عزت نہ دیتا تو پھر یہ اس کا معیار تو نہیں تھا بلکہ یہ عزت تو اس کی دولت اور پاور کی تھی۔وہ خود کچھ بھی نہیں تھا۔۔بند ہوتی آنکھوں سے اس کی زبان لڑکھڑائی تھی۔وہ اپنے رب کو پکارنا چاہتا تھا۔۔جیسے بچپن میں اپنے باپ کو پکارتے دیکھتا تھا پر ہمت نہ کر سکا۔۔

کیسے پکارتا آہ۔۔۔۔اس تکلیف کے ساتھ اس کی زبان بے جان ہو گئی اور ساتھ ہی حواس مکمل ہو گئے۔۔

****

ریم واپس گھر پہنچی تو جہاں اپنی جرأت پر خوش تھی وہی خوفزدہ بھی۔پر اسے اپنا تھپڑ بالکل درست لگا تھا۔۔۔وہ کون ہوتا تھا اس کے کردار پر بولنے والا۔ آج اسے یونیورسٹی سے آنے میں دیر ہوئی تھی۔وہ سمائرہ کے گھر گئی تھی تاکہ اسے ضروری نوٹس دے سکے۔۔نعمان علی اسے پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا اسے رات واپسی میں دیر ہو گی تو وہ گھر اچھے سے لاک کرے۔اپنا بیگ کمرے میں چارپائی پر اچھالتے وہ دروازے سے واپس پلٹ گئی۔اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔سمائرہ نے اسے کھانے کی آفر کی تھی پر وہ تکلف میں منع کرتی رہی اب جو پیٹ میں چوہے کودتے اتھل پتھل مچا رہے تھے اور دل پاگلوں کی طرح کھانے کی گردان کر رہا تھا اس کا کیا کرتی۔۔کچن میں گئی سمال سائز فریج کھول کر دیکھا تو سامنے بھنی ہوئی دال رکھی تھی۔دال کو دیکھ کر اس کا منہ بنا تھا۔وہ فریج بند کرنے لگی کہ کسی خیال کے تحت رکی۔فریج سے دال ساتھ گندھا ہوا آٹا نکال کر کچن میں آئی۔کچن چھوٹا سا تھا۔اپنے لیے دال اور کا دیسی گھی کا پراٹھا بنا کو وہ ہاتھ صاف کرتی کمرے کی طرف آئی پھر عجلت میں

پر اٹھا چارپائی پر رکھتی واپس پلٹ گئی۔ صحن میں غسل خانے کے باہر لگے واش بیسن پر اپنے ہاتھ اور منہ اچھے سے دھویا۔۔اور بال اچھے سے سمیٹ کر ڈھیلا سا جوڑا بنایا۔۔آستین چڑھاتی واپس کمرے میں آئی۔پنکھا کھول کر چارپائی پر بیٹھتے جونہی پلیٹ اٹھانی چاہی تو اسے چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا لگا کہ پلیٹ تو چارپائی پر تھی ہی نہیں۔۔عجیب خوف محسوس ہوا اور پہلی بار کمرے میں کچھ غیر معمولی محسوس ہوا جیسے اس کی بائیں جانب کوئی بیٹھا ہے۔۔وہ بے اختیار آنکھیں میچ گئی۔۔پہلا خیال دماغ میں کسی ہوائی مخلوق اور جن کا آیا۔یوں لگا اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے سامنے کوئی ڈراؤنی چیز سے مستقل دیکھ لی تو ابھی یہیں فوت ہو جائے گی۔جبکہ دو آنکھیں سنجیدگی اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہی تھی۔جب پلیٹ رکھنے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں اور پلٹ کو دوسری جانب دیکھا تو منہ سے زوردار چیخ نکلی۔اگلا منظر انتہائی غیر متوقع اور ناقابلِ یقین سا تھا۔وہ چارپائی سے اچھلتی دوسری جانب اتری کے مقابل کوئی اور نہیں ایحان دلشیر تھا۔وہ اسکے گھر

میں اور اس کے کمرے میں کیا کر رہا تھا۔؟؟اسے کیسے معلوم تھا یہ اس کا کمرہ ہے۔۔؟وہ اندر کیسے آیا تھا،،؟ایک ساتھ کئی سوال اس کے زہن میں ابھرے۔۔

میں یہاں کچھ کھانے نہیں بلکہ کھلانے آیا تھا،،پر تمہارا پراٹھا کھالیا ہے،،" کوکنگ اچھی ہے تمہاری،،،پر اتنا ہیوی پراٹھا،،تمہاری کمر دیکھ کر لگتا تو نہیں تم اتنا ہیوی کھاتی ہو،،،" سنجیدگی سے اس کی دلکشی کے پیکر میں ڈھلی کمر کی طرف اشارہ کرتے طنزیہ کہا۔۔توریم جو اسے منہ کھولے دیکھ رہی تھی اپنی سچویشن پر شرمندہ ہوتے چارپائی سے چادر کھینچے اپنے اوپر لپیٹ لی۔۔

"کک،،کیا مطلب،،اور،،آپ یہاں کیا کر رہے ہیں،،؟"خوف کا غلبہ تھا کہ چاہ کر بھی وہ اپنا لہجہ سخت نہ کر پائی۔

"میں کسی کا احسان نہیں رکھتا بلکہ سود سمیت لوٹاتا ہوں،،،" سنجیدگی سے کہتا وہ ریم کے مقابل آنے لگا اور ریم دھڑکتے دل سے قدم پیچھے لینے لگی۔۔

مم،، مطلب،،، "ریم نے تھوک نگلا۔وہ اس وقت اکیلی تھی بحث کر کے " خود کو مشکل میں نہیں ڈال سکتی تھی ابھی تو وہ حالت تھی کہ اس کے پیروں میں گر کر بھی معافی مانگ لیتی۔

مطلب یہ کے آج تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا ریم نعمان علی،،، تو ایحان دلشیر پر " ہاتھ اٹھانے والے کا تمہارے نزدیک کیا حال ہونا چاہیے،،؟"سوال تھا یا وبالِ جان۔ریم خوف سے تھرا اٹھی۔۔

یی،،، یہاں سے جائیں آپ،،،"ریم نے تھوک نگلتے قدم مزید پیچھے " لیے۔۔

مجھ پر ہاتھ کیوں اٹھایا ریم نعمان علی؟ کیا تم مجھے نہیں جانتیں؟؟ کیا تمہیں " معذور ہونے کا بہت شوق ہے؟اپنے ہاتھ سے پیار نہیں،؟"اس نے شیر کی طرح غراتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں سوال کیا تو ریم کی پیشانی غرق آلودہ ہو گئی۔وہ تیزی سے نفی میں سر ہلاتی دیوار سے لگ گئی۔

ایک،دو، تین، تمہاری کتنی غلطیاں برداشت کروں،،؟پر میں نے ہی ایک "
غلطی کی جب تمہاری زبان میرے سامنے سیزر کی طرح چلنا شروع ہوئی
تھی تب یہ تمھاری زبان کاٹ دیتا تو یقیناً آج تمہارے ہاتھ نہیں چلتے،،،اب
تمہارا ہاتھ سلامت چھوڑ کر میں دوسری غلطی ہر گز نہیں کروں گا ورنہ کل
تمہارے پاؤں چلیں گے،،،"اطمینان سے بولتا وہ ریم سے ایک قدم کے
فاصلے پر رکا تو ریم سختی سے اپنی قمیض کے دامن کو مٹھی میں دبوچ گئی۔۔وہ
دہشت ناک منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا جب وہ اپنی سوئس نائف تیزی سے
ان غنڈوں کے گوشت میں گھونپتا دکھائی دیا تھا۔۔۔
اب خود بتاؤ؟کس طرح ہاتھ تڑواؤ گی؟یہ آفر میں ہر کسی کو نہیں دیتا،،"
تمہارے پاس پانچ منٹ ہیں،،خود طریقہ بتادو ورنہ میرا طریقہ تھوڑا
دردناک ہو گا تمہیں پسند نہیں آئے گا،،"اپنی بیئرڈ کو انگلی سے کھروچتا وہ
سفاکی سے بولا تو خوف سے ریم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔وہ کچھ

بھی کر سکتا تھا وہ بہت ظالم تھا جو چاقو سے لوگوں کو کاٹ پیٹ سکتا تھا تو اس کا ہاتھ توڑنا کون سی غلط بات تھی۔

آئی،،، آئی،،، ایم سوری،،،، آپ،،، بھی مجھے تھپڑ مار لیں،،" اس نے اپنے" لیے آسان سزا تجویز کرنے کی کوشش کی تھی جب کہ ایحان نے آئی برو اچکائی۔

میں لڑکیوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا،،" وہ بولا تو ریم حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔" کیا وہ شخص پاگل تھا پہلے ہاتھ توڑنے کا ارادہ پھر کہنا کہ ہاتھ نہیں اٹھاتا۔۔ لیکن جو مجھ پر ہاتھ اٹھائے اس کا ہاتھ سلامت نہیں چھوڑتا،،" ریم کی" الجھن سمجھتے اس نے جملا مکمل کیا اور پھر گہرا مسکرایا۔" تتمہارا ٹائم پورا ہو گیا اب میرا طریقہ،،" یہ کہتا ایحان نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ بری طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔اس کو با آواز روتا دیکھ ایحان نے ناگواری سے آنکھیں بند کیں۔۔

بہت بری اور بھونڈی آواز میں رو رہی ہو،، آسٹاپ کرائینگ،،، "اس کی" رونے کی آواز پر طنز کرتے اس نے سختی سے کہا۔

میرے ہاتھ کو کچھ نہیں،،، کرنا،،، آپ کے،،، جملے سنگین تھے،،، "وہ" بھرائی آواز میں احساس دلانے لگی۔۔

ہاتھ نہ توڑوں تو ریٹرن میں مجھے کیا ملے گا،،، "وہ جلد آمادہ ہوا تو ریم رونا" بھول حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

میرے پاس آپ کو دینے کے لیے،،،، کچھ بھی نہیں ہے،،، "وہ اٹکتی ہوئی" بولی۔۔۔

سوچ لو ڈیل زیادہ مشکل نہیں ہے،،، یہ آفر میں صرف ان کو دیتا ہوں جو" مجھے عزیز ہوں،،، "دلکشی سے مسکراتے اس نے کہا تو ریم پل بھر کو اس کی مسکراہٹ کو دیکھتی رہی وہ مسکراتے ہوئے حسین لگتا تھا۔اور وہ آفر ریم کو دے رہا تھا کیا وہ اسے عزیز تھی؟" یہ اچانک دل میں اٹھتا سوال اسے نظر جھکانے پر مجبور کر گیا۔

بولو،،ڈیل یاہاتھ؟"ایحان نے پھر پوچھا۔"

ڈیل،،"اس نے فورا کہا۔"

ٹھیک ہے پھر کل تم یونیورسٹی میں میرے لیے ایسا ہی پراٹھا بنا کے "

لاؤ گی،،،"ایحان کے کہنے پر ریم نے پہلے بے یقینی سے اسے دیکھا پھر خوش

ہوتے فورا اثبات میں سر ہلایا۔۔

تو پھر میں کل انتظار کروں،،؟؟ کینٹین میں،،؟ صبح نو بجے،،؟"ایحان نے "

گہری نظروں سے اسے تکتے تائید چاہی؟

میں لے آؤں گی،،"ریم نے فقط اتنا کہا۔۔"

ٹھیک ہے،، پھر میں چلتا ہوں،،،"کہتے ساتھ ایحان دروازے کی جانب "

بڑھنے لگا جب ریم کے چیخنے پر رکا۔

نن،، نہیں،،،آپ ایسے باہر جائیں گے تو میں بدنام ہو جاوں گی،،"وہ"

پریشانی سے بولی تو ایحان مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

آپ اندر کیسے آئے،،؟"ریم نے چونک کر سوال پوچھا تو ایحان واپس اس" کے مقابل آیا۔۔ریم بھیگا چہرہ صاف کرتی نا سمجھی سے اس کے صبیح چہرے کو تکنے لگی۔

بیوقوف لڑکی،،،"ایحان نے یکدم اس کے چہرے پر پھونک ماری تو وہ" بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔چہرے پر یکدم گلال بکھر گیا۔

ابھی واپس جاؤں گا تو دیکھ لینا کس طرح آیا تھا،،،"مسکرا کر کہتا وہ باہر کی" طرف بڑھ گیا جبکہ ریم تو اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھتی حیران تھی کہ آج سے پہلے کبھی اس نے ایحان کو مسکراتے نہیں دیکھا تھا اور اب تو وہ بات بے بات مسکرا رہا تھا۔ریم ہوش میں آتی اس کے پیچھے گئی تو دیکھا وہ کمرے کے پیچھے جاتی چھوٹی سی باریک گلی جس میں گملے رکھے تھے اور وہ زمین کا وہ حصہ کچا تھا وہ وہاں چڑھ کر گھر کی پچھلے حصے پر کود گیا تھا۔جہاں غالبا خالی پلاٹ تھا۔اس کے جاتے ہی ریم نے گہری سانس بھرتے سینے پر ہاتھ رکھا۔۔

اور پھر فوراً اپنے چہرے کو چھوا جو تپ اٹھا تھا۔ وہ وہیں چارپائی پر بیٹھ کر اپنی سانسوں کا شمار کرنے لگی۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا ہوا کیا؟ وہ ہوا کی تیزی سے آیا تھا اور پھر بجلی کی تیزی سے چلا گیا۔

ایحان گھر کے پچھلے پلاٹ میں کود کر باہر نکل گیا تھا۔ کچی آبادی تھی اس وقت سب گھروں میں تھے اور اگر اسے خالی پلاٹ سے نکلتا بھی دیکھتے تو یقیناً اسے چرسی ہی سمجھتے۔ وہ اطمینان سے چلتا دو تین گلیاں کراس کرتے اپنی گاڑی کی طرف آیا جو اس نے ریم کے گھر سے کافی دور کھڑی کی تھی۔ پھر گاڑی میں بیٹھتے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔ چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی چند ثانیوں بعد وہ مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

غلطی تم نے کی ہے ریم،،، سزا تمہیں لازم ملے گی پر کچھ نئے انداز میں،،!!!!

مسکرا کر کہتا وہ سیدھا ہوا۔۔اور اسٹیرنگ ویل پر پکڑ مضبوط کی۔

تمہاری قینچی جیسی زبان اور خودداری ایک طرف،، پر تمھیں مجھ پر ہاتھ " نہیں اٹھانا چاہیے تھا،،" مسکراہٹ سمٹ چکی تھی البتہ اب چہرے پر غصہ واضح تھا۔

پہلے تم میرے لیے صرف چیلینج تھیں،،، پر اب تمہاری محبت میری ضد " ہے،،، تم نے جو ہاتھ مجھ پر اٹھایا وہ میں تمہیں میرے آگے جوڑنے پر مجبور کر دوں گا،،، جتنا تم میرے حواسوں پر چھائی رہی ہو،،، اب اتنا میں تمہارے حواسوں پر قابض رہوں گا،،، ویسے پہلا اسٹیپ ہی بہت کار آمد رہا ہے،،، ! وہ ریم کے گلابی ہوتے چہرے کو سوچتے طنزیہ انداز میں مسکرایا۔۔

دیکھو گی مجھے،، دیکھو گی جہاں،،، میں یہاں ہوں،،، یہاں ہوں،، یہاں ہوں،، یہاں۔ل۔ل۔ل،،، " سیٹی کی دھن بجاتا وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔

در حقیقت ریم وہ ضد تھی جسے اس نے زبردستی اپنی ضد بنایا تھا۔ریم کے تھپڑ نے اسے مجبور نہیں کیا تھا بلکہ جس قدر وہ حواسوں پر چھانے لگی تھی

ممکن تھا کچھ غلط جذبہ یا دل کا چور منظرِ عام پر آجاتا اس لیے دریا کا رخ ہی تبدیل کر دیا تھا۔ایحان دلشیر کو یقین تھا۔ایک بار وہ اسکی محبت میں گرفتار ہو کر اس کے ارد گرد گھومی تو وہ بھی باقی لڑکیوں کی طرح اس کی نظر سے ایسے گرے گی جیسے سر سے بال۔۔اس کے بعد پھر کوئی اٹریکشن کوئی سوچ اس کے زہن پر حاوی نہیں ہو گی۔۔اس کی نظر میں ریم صرف اس کی ضد تھی۔۔وہ اس کے متعلق صرف اس لیے سوچ رہا تھا کیونکہ وہ باقی لڑکیوں کی طرح اس کے ارد گرد نہیں گھومتی تھی۔پر وہ اسے اپنی ضد بنا کر خود کی نظروں میں کسی کا مجرم نہیں بننا چاہتا تھا پر یہ موقع اسے ریم نے خود فراہم کر دیا تھا تھپڑ کی صورت۔۔۔!

پر ایحان دلشیر بھول گیا تھا کہ محبت وہ خوشبو ہے جس جتنا چاہے بھاگو یہ روح میں اتر کر آپ کو اپنے حصار میں قید کر ہی لیتی ہے۔آپ ہر اپنا اثر چھوڑ ہی جاتی ہے ایسے کہ تمام عمر پھر اس سے جان چھڑاتے رہیں۔مگر یہ آپ کے دامن سے لپٹ ہی جاتی ہے۔۔

****

آنکھ کھلی تو نرم و گرم بستر کا احساس ہوا۔بے اختیار دھڑکتے دل کے ساتھ اٹھ بیٹھی اور ارد گرد نظر دوڑاتے اپنے زہن پر زور ڈالنے کی کوشش کی پر یاد نہ آیا کہ رات کے کس پہر وہ اٹھ کر اس بستر پر آئی تھی۔۔جب یکدم واش روم کا دروازہ کھلا اور زاویار باتھ روب پہنے باہر نکلا۔اس نے زرمش کی طرف ایک نگاہ غلط ڈالنا ضروری نہیں سمجھی تھی اور ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔زرمش یونہی سن بیٹھی رہی پھر کچھ دیر بعد زویار آرام دہ ٹی شرٹ ٹراؤزر پہنے کمرے میں داخل ہوا۔ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے ہوتے ایک نظر بیڈ پر نظریں جھکائے بیٹھی زرمش کے الجھے چہرے اور بکھرے سراپے کو دیکھا۔وہ کل رات اس کے بے حد نزدیک اس کے بستر کی شریک بن چکی تھی لیکن زاویار نے اسے چھونے کی ضرورت تک محسوس

نہیں کی تھی۔وہ لڑکی اسے مسلسل دھتکار رہی تھی یہ بات اس کے لیے کافی اذیت ناک تھی۔

اٹھواور جاکر بریک فاسٹ بناؤ میرا،،"زاویار نے سخت لہجے میں حکم صادر" کیاتوزرمش نے چونک کراس کی جانب دیکھا۔

سینگ نہیں نکل آئے ہیں میرے اسی لئے میری شکل دیکھنا بند کرواور جا" کر بریک فاسٹ ریڈی کرو،،،پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس،،،اب میرے ساتھ اس عالیشان گھر میں بڑی شان سے رہ رہی ہو تو کچھ فائدہ تمہاری ذات سے مجھے بھی تو پہنچنا چاہیے،،،"زرمش کی جانب مڑتے اس نے کاٹ دار لہجے میں کہاتوزرمش نظریں پھیر گئی زاویار کے باہر نکلتے ہی کمفرٹر کو خود سے پرے دھکیلا۔۔

جیسی ذلت اور پستی بھری زندگی میں نے بچپن سے اب تک گزاری ویسی" ساری زندگی نہیں گزار سکتی،،،میں اس ذلت کی زندگی سے نجات حاصل

کرلوں گی اگرچہ موت آخری راستہ ہی کیوں نہ ہو،،"گہری سانس لیتے خود سے عزم کیا۔

تم میں اور میری سوتیلی ماں میں کوئی فرق نہیں زاویار معراج خانزادہ،،"

دونوں ہمیشہ میرے کردار کو نشانہ بناتے آئے ہو،،مجھے حقیر اور کم مائیگی کا احساس دلاتے ہو"بیڈ سے کھڑی ہوتی وہ واشروم میں چلی گئی۔کچھ دیر بعد فریش ہو کر نیچے آئی لاؤنج خالی تھا۔۔کچن میں آئی تو ملازمین موجود تھے وہ نہیں جانتی تھی زاویار ناشتے میں کیا کھاتا ہے۔۔اس نے اس کے ملازم سے پوچھ کے اس کے لیے بلیک ٹی بنائی ساتھ فریش گرین سیلڈ۔۔

وہ ناشتہ ٹیبل پر لگا رہی تھی جب زاویار محمل کو گود میں اٹھائے باہر ڈائننگ روم میں داخل ہوا۔

ماما،،"زرمش کو دیکھتی وہ مچل کر زاویار کی گود سے اتری اور زرمش سے" چمٹ گئی۔زاویار دانت بھینچے زرمش کو دیکھنے لگا جو بنا اس کی پرواہ کیے محمل کو بازوؤں میں اٹھا چکی تھی۔اور اب اس کے گال چوم رہی تھی۔آنکھوں میں

ہلکی سی نمی نمایاں ہوئی جسے وہ پلک جھپکتے اپنے اندر اتار گئی۔۔ہاں وہ صرف اس ایک وجود سے شرمندہ تھی جس نے مخلص محبت اس کی جھولی میں ڈالی تھی۔۔پر ایموشنل ہو کر وہ اپنی زندگی جہنم نہیں بنا سکتی تھی۔کل کو چند سال بعد محمل تو بڑی ہو جاتی اور سب سیٹ ہو جاتا پر اس کی زندگی ذلت کی گہرائیوں میں اتر جاتی۔

محمل بریک فاسٹ کرو،،،"زرمش کے گود سے محمل کو اتارتے زاویار نے" سنجیدگی سے کہا اور پھر زرمش کی جانب مڑا۔

میری بیٹی سے دور رہو،،،اس قابل نہیں ہو تم،،،"ناگواری سے کہتا وہ" محمل کے پاس بیٹھ گیا۔اور مسکرا کر اس کو ناشتہ کروانے لگا۔کچھ پل ان دونوں کو دیکھنے کے بعد زرمش وہاں سے باہر نکل گئی۔۔بے وقعتی کی انتہا ہو چکی تھی۔دن یونہی تمام ہوا۔زاویار چھٹی پر تھا۔محمل سارا دن اس کے ساتھ مصروف رہی یا یوں کہنا مناسب تھا کہ زاویار نے اسے خود میں مصروف رکھا۔۔رات زاویار نے کمرے میں آنے کے بعد اسے یوں نظر

انداز کیا جیسے وہ کوئی بے جان شے ہو۔۔زرمش کے خود کو لاکھ انکار کے بعد بھی یہ بے رخی شدید کھلی تھی۔کیا تھا اگر ایک بار وہ اسے منالیتا۔۔اسے عزت دیتا اس کے کردار کو سرخرو کر کے اسے بیوی کی اہمیت دیتا۔۔اتنا اندازہ تو اس شخص کو بھی تھا کہ وہ پاک دامن ہے۔۔تو وہ کیوں اس قدر بے حسی پر اتر آیا تھا۔۔

میری ماں کے لیے میں ساری زندگی طوائف سنتی رہی اللہ،،،اور یہی لفظ" میں ان کو کہتی رہی،،،اور آج یہ لفظ میں اپنی ذات کے لیے سنتی ہوں تو لگتا ہے روح پر کوڑے برس رہے ہیں،،" بے جان سی ہوتے بیڈ کے کنارے بیٹھتے اچانک اس کے زہن میں لفظ طوائف کی تکرار ہوئی۔

یہ ایک چھاپ جو میری ذات پر پڑ چکی ہے،،،ایک بد نما داغ،،،میں اپنے" دامن سے جسے نہیں ہٹا پا رہی،،اگرچہ میں پاکیزہ ہوں،،کیا میری ماں بھی میری طرح مجبور تھی،،؟

میں اپنی ماں کو طوائف بولتی تھی کیا اس کے پاداش میں یہ لفظ میری ذات کے ساتھ نتھی ہو گیا،،ایک بد نما داغ بن کر میری پیشانی پر پڑ گیا،،"وہ کرب سے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے سوچ رہی تھی۔۔۔گناہ انسان کے دل میں لازمی کھٹکتا ہے۔۔اپنی ماں کو گالی دینا اسے کھٹکتا تھا اس کا ضمیر اسے روکتا تھا۔ پر وہ اپنی انا اور اپنی ازیت کو تسکین پہنچانے کے لیے اپنی ہی ماں کو گالیاں دیتی تھی۔۔اب تک وقت نے اس کا ایک ایک حرف اس پر لا کر پلٹ دیا تھا تو دماغ کی ساری گرہیں کھل گئی تھیں۔۔

بیڈ سے کھڑی ہوتی وہ دیوار سے جا لگی اور منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

ہاں۔! وہ یہی تو شکوہ کرتی آ رہی تھی کہ کس گناہ کی پاداش میں اس کے ساتھ طوائف کا ٹیگ لگا۔اس نے اتنی سی عمر میں ایسا بھی کیا گناہ کر دیا آخر؟اب گناہ واضح ہوا تو معلوم ہو گیا کس گناہ کی سزا تھی۔وہ بالغ تھی بچی نہیں۔ماں کے فرائض سنتی آئی تھی اس کے باوجود اپنا اشتعال اپنی ماں کو غلیظ الفاظ سے نواز کر نکالتی تھی۔اس کی دوست اسے منع کرتی تھی تو وہ کہتی تھی۔

طوائف کو طوائف نہ کہوں تو اور کیا کہوں،،؟"آج وہ نئے سرے سے" اذیت سے دوچار ہو رہی تھی شدت سے آنکھیں میچتے لب دانتوں تلے دبا گئی۔

بے شک وہ پروردگار نہ انصاف نہیں بلکہ انسان خود اپنے ساتھ ناانصافی کرتا" ہے۔۔یہ وہ پہلی رات گزری جو زرمش نے مظلوم نہیں بلکہ ظالم کی حیثیت سے گزاری تھی اور آج اندازہ ہوا تھا کہ ظالمین کی راتیں کس قدر بے چین اور کرب زدہ ہوتی ہیں۔ صبح کا سورج طلوع ہوا تو کمرے میں پھر خود کو اکیلے پایا۔ایک تھکن زدہ گہری سانس لی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔ محمل چہکتی لان میں کھیل رہی تھی وہ لان میں نکل آئی ایک نظر زاویار کی تلاش میں گھمائی پھر اطمینان بھری سانس خارج کی شاید وہ آفس جا چکا تھا۔

ماما،،آپ کی طبیعت کیسی ہے،،؟"محمل کی آواز نے زرمش کے سوچوں" کے تسلسل کو توڑا۔

میری طبیعت؟"اس نے چونک کر پیچھے کھڑی دونوں کیئر ٹیکرز کو دیکھا۔"
ڈیڈی کہہ رہے تھے،،،آج آپ کی طبیعت خراب ہے اسی لیے آپ محمل"
کے ساتھ نہیں سو رہیں،،،جب آپ کے دماغ کا علاج ہو جائے تو پھر آپ
محمل کے ساتھ سوئیں گی،،،"محمل نے بہت معصومیت سے کہا جبکہ محمل کی
بات پر پیچھے کھڑی دونوں کیئر ٹیکرز مسکراہٹ دبانے لگی جبکہ زرمش کے
ماتھے پر بل پڑا۔
کیا مطلب میرے دماغ کا علاج؟۔کیا کہا ہے آپ کے ڈیڈی نے،،،"محمل"
کے سامنے دوزانوں بیٹھتی وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی جب اچانک دونوں کیئر
ٹیکرز وہاں سے نامحسوس انداز میں کھسک گئیں۔
یہی کہ اس کی ماں کا دماغ خراب ہو گیا ہے،،،کچھ غیر ضروری کیڑے ہیں"
جو دماغ میں گند بنا رہے ہیں اور فتنا و فساد پھیلا رہے ہیں،،،عنقریب ان کو
ٹھکانے لگا دیا جائے گا،،،"اپنے بالکل پیچھے زاویار کی سرد سی آواز سن کر

اذیت وتکلیف کے احساس سے زور سے اپنی آنکھیں میچیں۔۔پھر کھڑی ہوتی اس کے مقابل آئی۔

میرے بارے میں کوئی بھی فضول بات بولنے سے گریز کریں،،"وہ" بالکل پہلے والی زرمش کی ٹون میں لوٹی تھی۔یہ ٹون بالکل اجنبی تھی جبکہ چاہنے کے باوجود آنکھوں میں اپنے جذبات چھپانے میں وہ ناکام رہی تھی۔۔

تمہارے بارے میں فضول بولنے کی ضرورت ہی نہیں،،،کیونکہ تم "بذاتِ خود ایک فضول اور بیکار شے ہو،،"زرمش کی گردن پر انگلی پوائنٹ کرتا وہ بے زار لہجے میں بولا اور محمل کو اپنی گود میں اٹھاتے اندر چلا گیا۔

زرمش پتھر بنی کھڑی اس کے الفاظ کی سفاکیت کا شمار کرنے لگی۔پھر خود استہزایہ ہنسی۔۔

فضول اور بیکار شے ؟؟"یہ اب تک کا سب سے مناسب لقب تھا اس کے" لیے۔وہ نظریں اٹھا کر زاویار کی پشت کو غائب ہونے تک دیکھتی رہی پھر وہیں لان میں ایک کونے میں بیٹھ گئی۔وہ اگر اسے اس فیملی کا حصہ نہیں

سمجھتا تھا تو وہ کون سا بننا چاہتی تھی۔اسے فرق نہیں پڑنا چاہیے تھا۔پھر کیوں نجانے پڑ رہا تھا۔وہ بے تحاشا اذیت محسوس کرنے لگی تھی۔۔

****

گاڑی نورین کے گھر کے سامنے جھٹکے سے رکی تو نورین گہرا مسکرائی اور ضیاء کی جانب دیکھا جو گاڑی سے باہر نکل رہا تھا۔زرمش نے سرخ کاٹن کا پرنٹڈ لباس زیبِ تن کیا تھا جس پر باریک سیکوینس ورک کی نیک لائن تھی اور دامن پر بارڈر۔۔ایک کندھے پر نیوی بلیو شال نما خوبصورت دوپٹہ پاوں میں کھسے اور ہاتھوں میں سرخ چوڑیاں۔۔میک اپ کے نام پر صرف سرخ لپ اسٹک لگائی تھی اور بالوں کو کھلا چھوڑا تھا۔جب وہ تیار ہوئی تھی تو اس وقت ضیاء گاڑی میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔کچھ سوچتے اس نے منہ پر ماسک لگاتے اپنے ارد گرد بڑی چادر لپیٹ لی تھی جس میں وہ بالکل چھپ گئی تھی۔

راستے میں ضیاء اور اس کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی ضیاء پورا راستہ

ایحان سے فون پر بات کرنے میں مصروف رہا تھا۔جب نورین بہت محبت سے اسے مخاطب کیا تھا۔۔

اگر آپ کو اپنے دوست کے ساتھ مصروف رہنا ہے تو میں رکشہ لے لیتی" ہوں،،"نورین کی بات پر اسے خوش کن حیرانی نے گھیرا تو بنا ایحان کی بات کا جواب دیے وہ رابطہ منقطع کر گیا۔

جی تو فرمایئے بیگم،،کاٹ دی ہے فون کال،،"ضیاء نے نرمی سے اس کا ہاتھ" تھامنا چاہا جسے نورین نے جھٹک دیا۔

کیا ہوا؟اب بات کیوں نہیں کر رہیں؟"ضیاء نے اس کا ہاتھ جھٹکنا نظر" انداز کرتے نرمی سے پوچھا۔

میں نے یہ کب کہا مجھے بات کرنی ہے،میں نے صرف بات کرنے سے منع" کیا،،کیونکہ اس وقت میں ذکر اللہ میں مصروف ہوں،،اور آپ کی (چی پی چی پی) گفتگو مجھے ڈسٹرب کر رہی ہے،،"کندھے اچکاتے وہ ضیاء کو سلگا گئی۔ پھر ناراضگی تھی یا سنجیدگی ضیاء نے کوئی بات نہیں کی۔۔ضیاء کے ساتھ وہ

گھر میں داخل ہوئی تو نورین کا سلطان صاحب اور اس کا بھائی ویلکم کے لیے کھڑے تھے۔ نورین کا انداز اپنے بابا کے ساتھ لیا دیا تھا یہ بات وہاں صرف ضیاء اور نورین کے بابا نے محسوس کی تھی۔ پر مسکرا کر دونوں کی نظر انداز کر گئے۔ نورین اپنی ماں اور کزنز کے ساتھ کمرے میں چلی گئی جبکہ ضیاء وہیں اپنے سسر کے ساتھ ڈرائینگ روم میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد کھانے کی ٹیبل لگ گئی تو ضیاء اور نورین کے والد بھی وہیں چلے گئے۔ اصلی جھٹکا تو ضیاء کو وہاں نورین کو دیکھ کر لگا۔ سرخ ہونٹوں کو گہرا سرخ کیے وہ شعلہ جوالہ بنی اس سے بے پرواہ کھڑی تھی۔ پھر اپنی ماں کے کہنے پر منہ بناتی ضیاء کے برابر میں بیٹھ گئی۔۔

کیا ہوا دلہا بھائی،،اب تک اچھے سے دیکھا نہیں کیا اپنی دلہن کو؟"ضیاء کی" مسلسل نظریں نورین کے چہرے پر دیکھتے اس کی ایک کزن نے چھیڑا تو ضیاء یکدم جھینپتا نظریں جھکا گیا۔ جھینپ تو نورین بھی گئی تھی جبھی اپنا پاؤں زور سے ضیاء کے پاؤں پر مارا۔

اگر یہ لوفرانہ حرکتیں یہاں کی تو پھر اچھا نہیں ہوگا،،" پانی کا گلاس ضیاء کی "
جانب بڑھاتی وہ بظاہر مسکرا کر بول تو ضیاء نے بھی زبردستی مسکراتے گلاس
لبوں سے لگالیا۔
ارے جیجو یہ آپ کی گردن پر دانتوں سے گھڑی بنی ہوئی ہے،،،"گیارہ "
سالہ نورین کے کزن کے پوچھنے پر پانی پیتے ضیاء کو بری طرح اچھو لگا تھا۔کے
نورین کے والد کھڑے ہوتے فوراً اس کی کمر تھپکنے لگے تھے جبکہ نورین کا
چہرہ سرخ ہوتا تپ اٹھا تھا۔۔وہاں موجود عقل و شعور والے بے مقصد ایک
دوسرے سے نظریں چرانے لگے تھے۔۔
جیجو کس نے کاٹا،،،؟"وہ بہت تجسس سے دوبارہ پوچھ رہا تھا ضیاء کو سمجھ نہ "
آیا کیا جواب دے تو اس بار اس نے نورین کے پاؤں پر اپنا پاؤں مارا۔۔
چپ چاپ ناشتہ کریں ولی،،، فضول سوالات نہیں،،،"ضیاء کے والد نے "
گویا ان کی مشکل آسان کی تو دونوں نے سکون کی سانس لی پر دوبارہ سر
اٹھانے کی ہمت خود میں دونوں نے نہیں پائی۔ناشتہ لگا تو ضیاء کچھ دیر انتظار

کرتا رہا کے شاید نورین اس کو سرو کرے گی پر وہ تو بے نیاز بنی اپنی پلیٹ میں آملیٹ نکال چکی تھی۔

ڈائن،، چڑیل" منہ میں بڑبڑاتے ضیاء نے خود ہی بریڈ کی جانب ہاتھ بڑھائے جب نورین کی والدہ نے ضیاء کی پلیٹ میں ایک پراٹھا رکھا۔۔ضیاء نے چونک کر پراٹھے کو دیکھا تو دل بے اختیار سکڑا۔دیسی گھی میں لت پت ایک پراٹھا۔۔دل عجیب ہونے لگا۔ابھی وہ اس پراٹھے کو دیکھ ہی رہا تھا جب نورین کی ماں نے اس پراٹھے پر مزید مکھن ڈالا۔دیسی گھی کی طرح مکھن کی خوشبو بھی عجیب تھی۔ضیاء کو اچانک ابکائی آنے لگی کیونکہ گرم پراٹھے پر مکھن ڈلتے ہی وہ بھی تیل کی صورت اختیار کر چکا تھا۔

کھاو بیٹا تمہاری ساس نے خاص تمہاری فرمائش پر یہ بنائے ہیں،،، تم مکھن" اور دیسی گھی اور ڈال لوا گر ڈالنا ہے،،اس نے کم ڈالا ہو گا کیونکہ ہم سب زیادہ آئلی نہیں کھاتے،،"نورین کے والد نے محبت سے کہا تو ضیاء کو سمجھ نہیں آیا

انکار کیا کرے۔۔کیونکہ اس کی پلیٹ میں رکھا پراٹھا آئلی نہیں بلکہ خود آئل ہی تھا۔

ضیاء تو اس سے بھی زیادہ ہیوی کھاتے ہیں ماما،، آپ کو گھی اور ڈالنا چاہیے" تھا،،"نورین نے معصومیت سے کہا تو ضیاء اسے غصے سے گھورنے لگا۔

کوئی بات نہیں بیٹا میں اور ڈال دیتی ہوں،،" یہ کہتی ضیاء کی والدہ کھڑی" ہونے لگی تھیں کہ ضیاء بول اٹھا۔

نہیں آنٹی،، پلیز،، یہ انئف ہے،،" بمشکل مسکراتے اس نے ایک نظر" نورین کے پلیٹ میں رکھی بریڈ کو دیکھا پھر آہستگی سے کہا۔

میں یہ نہیں کھا سکتا نورین مجھے دیکھ کر ہی عجیب فیل ہو رہا ہے،،"نورین" کے کان کی طرف جھکتے کہا۔۔

ضیاء اس میں اتنا چھپ کر کہنے والی کون سی بات ہے،، یہ کم لگے تو بتانا ماما" ایک اور بنا دیں گی،،"نورین نے بلند آواز میں کہا تو ضیاء ایک دم بوکھلا گیا سب اس کی جانب ہی متوجہ تھے۔۔

ہاں بیٹا میں اور بنا دیتی ہوں،، "نورین کی ماں مسکرا کر کھڑی ہونے لگیں"

جب واپس ضیاء نے انہیں بیٹھنے کا کہا۔

نہیں آنٹی،، یہ ایک ہی بہت ہیوی ہے،، میں نورین سے کچھ اور کہہ رہا تھا،" وہ غلط سمجھی،"اس نے غصے سے مٹھی بھینچتے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجاتے کہا۔ سمجھ نا آئی آخر شادی خانی آبادی کر کے کون سے عذاب میں پھنس گیا تھا۔۔

ضیاء آپ کھا کیوں نہیں رہے،، پلیز شرمایئے مت اب یہ آپ کا بھی گھر" ہے کیوں ماما،، "نورین نے ضیاء کو کشمکش میں دیکھ معصومیت سے پوچھا تو ضیاء نے دانت پیستے مسکرا کر اسے دیکھا۔ بظاہر سب کے نزدیک یہ ان کی محبت تھی پر دونوں کے درمیان چلتا سخت نظروں کا مکالمہ نورین کا باپ بخوبی سمجھ رہا تھا۔ اور پھر نورین کے لہجے میں اس قدر مصنوعی مٹھاس دیکھ سچ یقین میں بدل گیا تھا کہ وہ جان بوجھ کر ضیاء کی مخالفت میں اسے پریشان کرنے کو یہ کر رہی ہے۔۔

میرے خیال سے ضیاء نے کل شادی میں بہت ہیوی کھالیا ہو گا،،اس لیے" ابھی یہ پراٹھا اس کے لئے مناسب نہیں، تم ضیاء کو کچھ ہلکا پھلکا دو،،"نورین کے باپ نے اپنی بیوی کو مخاطب کیا تو ضیاء کا دل کیا نورین کے ابا کا منہ چوم لے۔۔

نہیں،، بابا،، ضیاء یہی پراٹھا کھائیں گے،،"اس سے پہلے ماں کچھ اور سرو" کرتی نورین حتمی بولی جو ابا ضیاء نے اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی باقی سب بھی انہیں کی جانب متوجہ تھے۔

آپ کا بہت شکریہ، میں یہی کھاوں گا انکل،،"مسکرا کر ضیاء نے بغیر کسی کی" جانب دیکھے پراٹھے کا پہلا نوالہ توڑا تو نورین کا باپ اپنی بیٹی کی سفاکی کو بغور دیکھے گیا جس کے چہرے پر دھیمی فتح یابی کی مسکراہٹ تھی۔۔ضیاء نے دوبارہ اس کی جانب نہیں دیکھا تھا پر اب نورین سمیت اس کے ماں باپ بھی ضیاء کے ہر بدلتے تاثرات دیکھ رہے تھے جسے وہ اپنی مسکراہٹ میں چھپانے

کی بہت کوشش کر رہا تھا پر باوجود شدید متلی کے احساس سے چہرہ زرد پڑنے لگا تھا۔

"ضیاء بیٹا میرے خیال سے تمہیں اپنی ڈائٹ کا خیال رکھنا چاہیے بے شک تمہیں یہ پسند ہو گا پر اتنا آئلی نقصان دہ ہے،،"نورین کی ماں نے اس کے سامنے پراٹھا اٹھا لیا تھا اور ایک سخت نظر اپنی بیٹی پر ڈالی تھی جو بری طرح بدمزہ ہوئی تھی۔

"ضیاء نے سوال کیا تو اس سے پہلے کوئی جواب واشروم کس طرف ہے،،" دیتا نورین اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نورین کے ساتھ ضیاء بھی کھڑا ہوا اور نورین کی ہمراہی آؤ میں لے چلوں،" میں ایک کمرے میں داخل ہو گیا کمرے میں آنے کے بعد اندازہ ہوا یہ کمرہ نورین کا ہی تھا۔ کمرے سے منسلک اٹیچ باتھ روم میں جاتے ہی وہ واش بیسن میں جھکاتے کرنے لگا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا اس تیل کے ساتھ پھسل کر اس کی آنتین بھی باہر آجائیں گی۔۔

آرام سے،، "مسکراہٹ دباتی وہ ضیاء کی پیٹھ سہلانے لگی۔ پانچ منٹ تک "
واش بیسن پر جھکے رہنے کے بعد ضیاء پانی سے چہرہ دھوتا کھڑا ہوا۔۔ ضیاء کا چہرہ
مکمل زرد ہو چکا تھا۔
میں نے یہ جان بوجھ کر نہیں کیا،، "ضیاء کا زرد چہرہ دیکھ اپنے اندر ہلکی سی "
شرمندگی محسوس ہوئی۔۔ پر محض تھوڑی سی۔۔ یہ سب اس بے اعتباری
کے درد کے آگے کچھ نہیں تھا جو اس نے ضیاء کی وجہ سے جھیلا تھا۔
اگر جان بوجھ کر بھی کیا ہے تو میں نے معاف کیا، "ضیاء نے تولیے سے "
منہ صاف کرتے کہا۔ نورین کو جھٹکا سا لگا تھا۔۔
پر میں نے تم سے معافی نہیں مانگی، "وہ ایک لمحے میں چڑی تھی۔ "
میں نے بھر بھی معاف کر دیا، دراصل معاف کرنے کی ضرورت ہی "
نہیں، میں اللہ سے کہہ چکا ہوں کہ تم پر میری جانب سے ناانصافی یا بدتمیزی
یا، یا میرا قتل سب کچھ معاف ہے، میرے کسی معاملے میں اللہ کے پاس
تمہاری پکڑ نہیں ہو گی ان شاءاللہ، "تولیہ نورین کے ہاتھ میں تھماتا وہ سنجیدگی

سے کہتا کمرے سے باہر نکل چکا تھا جبکہ نورین جیسے اپنی جگہ پر پتھر اسی گئی تھی۔دل سینے میں خاموش سا ہوا تھا۔ایک مرتبہ پوری جان سے لرز گئی تھی۔۔کچھ لمحوں بعد ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔

یہ سب میں کیا فضول سوچ رہی ہوں۔۔فضول شخص کی فضول باتیں۔۔"

اگر یہ سب کر کے یہ سوچتا ہے مجھ سے بچ جائے گا تو غلط ہے۔۔جسٹ ویٹ اینڈ واچ ہبی جی آگے آگے دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے۔۔"تولیا سٹینڈ پر ٹانگتی وہ خود بھی باہر نکل گئی۔۔۔

باہر آئی تو ماتھے پر بل پڑا کیونکہ ضیاء نورین کے ابا کے ساتھ باہر چکا تھا۔وہ بدمزہ ہوتی باقی گھر والوں کے ساتھ مصروف ہو گئی۔۔لیکن بار بار بے چینی سے گھڑی میں وقت دیکھتی ضیاء کا انتظار کرنے لگی۔۔اسے خود پر حیرت ہوتی اگر اس بات کا احساس ہوتا کہ وہ ضیاء کی منتظر تھی۔

****

ناشتہ ٹیبل پر لگاتی وہ محمل کی خواہش پر خود بھی ناشتہ کرنے بیٹھ گئی تھی وہ پرسوں اور گزرے کل کی نسبت آج بہت بہتر تھی اس کے رویے کا بدلاؤ فیس ایکسپریشن زاویار بغور دیکھ رہا تھا۔ شرمندگی تلاشنے سے بھی کہیں نہیں تھی۔ اسے صرف افسوس ہوا تھا اس لڑکی پر جو اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے کے بجائے مزید اسے بدگمان کر رہی تھی۔

ماما آپ کون سے کلر کا ڈریس پہنیں گیں،، "محمل نے اشتیاق سے پوچھا تو" وہ چونکی۔

کیوں کوئی خاص دن ہے؟ "زرمش نے ذہن پر زور ڈالتے پوچھا تو محمل" نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

مام،، آج میری فرینڈ کی برتھڈے ہے، "محمل کے اس طرح یاد دلانے پر" زرمش مسکرائی لیکن اس سے پہلے وہ کچھ کہتی زاویار نے سنجیدگی سے محمل کو جواب دیا۔

محمل، آپ کے ساتھ ڈیڈی جا رہے ہیں، مام نہیں جا سکتیں،، "زاویار کی" بات پر محمل کا منہ بگڑا۔

بٹ وائے، "وہ اداسی سے پوچھ رہی تھی۔"

آپ کو بتایا تو ہے کہ،، "ابھی زاویار بول ہی رہا تھا کہ زرمش اس کی بات" اچک گئی۔

میں محمل کے ساتھ جانا چاہتی ہوں، "زرمش نے سنجیدگی سے کہا تو زاویار" نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

تم کہیں نہیں جاؤ گی، محمل کے ساتھ تو ہرگز نہیں، تم جیسی سفاک لڑکی پر" میں اپنی بیٹی کے معاملے میں بھروسہ نہیں کر سکتا، "اپنے الفاظ پر زور دیتا وہ زرمش کو ساکت کر گیا۔ یہ بے حس لڑکی اس کے ضبط کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ثابت ہوئی تھی۔۔ وہ اسے اپنانا چاہتا تھا مگر اس نے بھاگ کر یہ ثابت کیا تھا کہ اس بے حس سفاک لڑکی کے دل میں اس کے لیے اپنے شوہر کے

لیے رتی برابر بھی عزت اور محبت نہیں تو اب وہ بھی اس سے اسی جیسا برتاو رکھتے ہوئے تھا۔۔

تو کیا مجھے قید کر کے رکھیں گے،؟"اس نے جبڑے بھینچتے ضبط کی آخری حد کو چھوتے ہوئے پوچھا۔

تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھو، میں تم پر ٹکے برابر بھروسہ نہیں کرتا اگرچہ " میری بیٹی کا معاملہ ہو یا میری عزت کا،" محمل کو مزید ضد کرنے کا موقع دیے بغیر وہ محمل کو لیے وہاں سے باہر نکل چکا تھا۔ کئی آنسو آنکھوں میں لیے وہ خالی دروازے کو دیکھنے لگی۔

اگر اتنی ہی گراں ہے میری موجودگی تو کیوں زبردستی قید کر کے میری " زندگی برباد کرنا چاہتے ہو،"اپنے آنسو روکتی وہ آنکھیں میچ گئی۔۔دن اپنی رفتار پر گزرنے لگا۔شام چھ بجے محمل تیار ہو کر زاویار کے ساتھ برتھڈے پارٹی میں چلی گئی۔زرمش کچن کے کاؤنٹر سے ٹیک لگائے جلتی آنچ کو دیکھنے لگی کچھ لمحے کچھ سوچتے آگے بڑھی گلے سے دوپٹہ کھینچ کر اتارا اور اس مٹی کا

تیل چھڑک دیا۔اس کے ساتھ ہی کچن کی کچھ اضافی چیزیں دوپٹے پر رکھ کر آگ لگادی اگلے ہی لمحے اندر سے دروازہ کے گول لاک کے درمیان لاکڈ کا بٹن پریس کر کے کچن کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں آئی جسم پر چادر لپیٹی۔ توقع کے مطابق پانچ منٹ بعد ہی لاؤنج میں شور ہوا کہ زرمش بی بی کچن میں بند ہے اور کچن میں آگ لگی ہے۔۔اور سارے گارڈز اور ملازمین دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگے۔۔ صد شکر تھا وہ ڈبلیکیٹ ہی ساتھ لے آئی تھی۔ جب اسے یقین ہو گیا راستے صاف ہے تو کیز پہلے کمرے کی کھڑکی سے نکل کر گھر کے پچھلے حصے کی پتلی راہداری سے گزر کر وہ گھر کے بیک ڈور کی طرف آئی جس کے پیچھے مین روڈ نکلتی تھی۔ جلد ہی زرمش وہ پھلانگنے میں کامیاب ہو جاتی جب کسی نے ہاتھ سے پکڑ کر اسے پیچھے کھینچا۔زرمش خوف سے پیچھے مڑی تو دماغ بھک سے اڑا۔۔ محمل کی کیئر ٹیکر اس کا ہاتھ پکڑے کھڑی تھی۔

کیا بدتمیزی ہے میرا ہاتھ چھوڑو،"زرمش بری طرح غرائی۔۔"

میم اندر اپنے کمرے میں چلیں، "وہ لڑکی بھی سختی سے بولی۔"

تم ہوتی کون ہو مجھے روکنے والی، میں نے کہا میرا ہاتھ چھوڑو ورنہ میں تمہارا"

منہ توڑ دوں گی، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی،،"زرمش

بھرپور مزحمت کرتے اب چیخ رہی تھی۔پر وہ بنا کان دھرے زرمش کو اپنے

ساتھ اندر گھسیٹنے لگی۔زرمش بھرپور مزحمت کے بعد بھی اس سے آزاد

نہیں ہو پا رہی تھی۔شاید وہ ایسے کاموں میں ویل ٹرینڈ تھی۔

تم ہوتی کون ہو مجھے روکنے والی، میں نے کہا چھوڑو مجھے، "زرمش پھر چیخی"

--

میں آپ کی نگران لیڈی گارڈ ہوں، باقی کے جوابات آپ سر زاویار سے"

طلب کریے گا، "زرمش کو کمرے میں لاتی وہ کھڑکی اور دروازے لاک

کرتی زرمش کو چیختا چھوڑے باہر نکل گئی۔۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی، میرے ساتھ زبردستی کرنے کی،"

ملازمین کی عزت بھی مجھ سے زیادہ ہے یہاں، میں ہر گز نہیں رہوں گی

زاویار خانزادہ تمہارے ساتھ، تم مجھے بے بس نہیں کر سکتے،، نفرت ہے مجھے تم جیسے مردوں سے زاویار خانزادہ جو عورت کو محض اپنا محکوم اور غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہو،"

بے بسی سے روتی وہ بیڈ پر ڈھیر ہو گئی دل مزید بوجھل ہوا اس بار وہ بھاگنے میں ضرور کامیاب ہو جاتی پر اس لڑکی نے اس کی کوشش ناکام کر دی۔اب اگر زاویار کو اس بات کا علم ہوتا تو وہ کیسا ری ایکٹ کرتا۔۔ پچھلی مرتبہ اس نے ڈرا دھمکا کر کام چلایا تھا۔اب تک خالی زبان کے وار سے اسے ذلت کی پستیوں میں گرایا تھا۔ مگر اب کیا ہو گا؟؟ یہ سوچ بھی پریشان کر رہی تھی۔ اس دن بھی وہ کس قدر غصے میں تھا۔پر جو بھی تھا اتنا اندازہ اسے ہو گیا تھا کہ زاویار اس پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔۔زیادہ سے زیادہ طعنے طنز یا اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔۔ لیکن آج اس نے فیصلہ کر لیا تھا اب اگر دوبارہ پکڑی گئی ہے تو زاویار سے آزادی کا مطالبہ کرے گی۔۔

انتظار کرتے اسے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ایک گھنٹہ گزرا تھا جب کمرے کا دروازہ کلک کے آواز کے ساتھ کھلا۔۔اور بلیک ڈریس پینٹ بلیک فارمل شرٹ میں وہ آستین کہنیوں تک فولڈ کیے کمرے میں داخل ہوا۔اس کے پاؤں میں بھاری جوتے تھے جب کہ گریبان کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔

زرمش اسے دیکھتے ہی بیڈ سے کھڑی ہوئی تھی جب وہ سنجیدگی سے چلتا اس کے مقابل آیا تھا۔۔

اور زرمش کو دیکھنے لگا تھا۔زرمش کو اندازہ نہیں ہوا اسے زرمش کے بھاگنے کی اطلاع ملی ہے یا نہیں۔۔مگر اس کے چہرے کے تاثرات اس قدر ناقابلِ فہم تھے کہ زرمش کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی تھی۔۔

زاو،،"ابھی زرمش نے اتنا ہی کہا تھا کہ منہ پر پڑنے والے ایک زوردار" تھپڑ نے اس کے حواس سلب کر دیے تھے۔تیورا کر پیچھے پڑے بیڈ پر گری تھی۔۔کئی لمحے کے لیے دماغ سن پڑ گیا وہ سن گال پر ہاتھ رکھے چہرہ اٹھانے ہی لگی تھی جب زاویار نے اس کے اوپر جھک کر سختی سے اس کا منہ دبوچا۔۔

یوپر ووڈ،، کہ تم لاتوں کی بھوت ہو،، باتوں سے نہیں سمجھو گی،، "وہ بولا"
نہیں تھا جیسے دھیمے مگر سرد لہجے میں غرایا تھا۔۔
میں نے تمہیں وارن کیا تھا، پر شاید تم کل کی نرمی کے بعد بھول گئی، تم"
محبت اور احساس کے قابل ہو ہی نہیں، کیا سوچا تھا تم نے ہاں؟ کیا سوچا تھا؟
میری عزت کے ساتھ بار بار کھیلو گی اور میں خاموش رہوں گا، "آخری جملے
پر وہ بری طرح دھاڑا تو زرمش آنکھیں میچ گئی۔ایک ساتھ کئی آنسو ٹوٹ کر
گرے اور اس کا چہرہ بھگو گئے۔ پھر آخر کار ساری ہمت مجتمع کر کے زاویار کو
خود سے پرے دھکیلا۔
مجھے آزادی چاہیے،، خلع دیں مجھے،، یہ میرا جائز حق ہے، میں نہیں رہنا"
چاہتی یہاں، میں یہاں نہیں رہنا چاہتی، "اب کی بار زرمش بھی بری طرح
چیخی لیکن زاویار نے اس دونوں بازوؤں سے اپنی گرفت میں لیتے اس کے
بری طرح دبوچنے پر کچھ پل کے لیے وہ اس سے خوفزدہ ہوئی۔
"کیوں نہیں رہنا چاہتیں؟ کہاں جانا چاہتی ہو ہاں؟"

وہ پوچھ نہیں رہا تھا غرا رہا تھا۔اس لمحہ زاویار خانزادہ کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔ جسم سے شرارے سے پھوٹ رہے تھے۔۔

میں کہیں بھی جاؤں یہ میرا مسئلہ ہے،،"وہ ایک بار پھر سے ہمت کرتی" چلائی تھی۔۔

جہاں تک میرا خیال ہے تمہارے رشتہ دار کوئی یے نہیں، صرف ایک" سوتیلی ماں اور اس کا آوارہ بیٹا جس سے بچنے کے لیے تم نے مجھ سے نکاح کیا، تو وہاں تم جا نہیں سکتیں، کوئی اور آپشن تمہارے پاس نہیں ہے، ہاں اگر ہے تو مجھے کلیئر لی بتاؤ، کون ہے وہ جس کے لیے آئے دن شوہر کے گھر سے بھاگتی ہو، نام بتاؤ اس کا قسم خدا کی اسے زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا جو زاویار معراج خانزادہ کی عزت کے ساتھ کھیلنے کی جرأت کرے گا،"اس نے زرمش کے بالوں کو دبوچ کر ایک جھٹکا دیتے زرمش کا چہرہ اپنے مقابل کیا تھا۔زاویار کی آنکھیں خون چھلکا رہی تھیں۔

میرے بال چھوڑیں،،" وہ ازیت سے سسکتی ہوئی بولی تو زاویار نے اس"
قدر زور سے بال جھٹکے کے وہ اوندھے منہ زمین پر گری۔۔ لیکن ابھی سنبھلی
بھی نہیں تھی کہ زاویار اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔۔
تم اب اس کمرے سے باہر قدم نہیں نکالو گی، اس کمرے سے ایک قدم"
بھی تم نے باہر نکالا تو میں تمہاری یہ حسین چمڑی ادھیڑ دوں گا، اور آخری بار
وارن کر رہا ہوں زرمش زاویار خانزادہ کے اپنی عزت سے کھیلنے والے کے
میں ٹکڑے کر دیتا ہوں، اور تم تو یہ بار بار کر چکی ہو، اب اگر کوشش کرنے کا
سوچا بھی تو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا، اگلی بار تمہاری قید کمرہ نہیں قبر
"ہو گی،

دانت پیستے زرمش کو ایک بار پھر جھٹکتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

****

ضیاء نے رات نورین کو میکے میں ہی چھوڑ دیا تھا کیونکہ نورین کے والد نے کہا تھا یہ رسم ہے۔نورین نے ضیاء کو بھی روکنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ان کے درمیان چلتی نورین کی طرف سے سرد جنگ سلطان صاحب نے نوٹ کی تھی تبھی ضیاء کو روکنے کے لیے اسرار نہیں کیا تھا۔۔رات ضیاء نے سکون سے اپنے بستر پر سو کر گزاری تھی۔اور صبح یونیورسٹی چلا گیا تھا۔اس وقت وہ خود۔۔ایحان,زین اور ملحق کینٹین میں بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے۔ ضیاء کو اس کی پہلی رات کے موافق چھیڑتے کوئی نہ کوئی چٹکلے چھوڑ رہے تھے جبکہ ضیاء صرف مسکرانے پر اکتفا کر رہا تھا۔حقیقت تو وہی جانتا تھا پر دوستوں کے سامنے اب نورین کو ڈسکس کرنا اس کی غیرت کو گوارا نہیں تھا۔۔ابھی وہ لوگ باتوں میں ہی مصروف تھے جب کینٹن کی اینٹرس سے اندر آکر کچھ فاصلے پر ریم کو کھڑے دیکھ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔وہ کشمکش میں تھی کہ آگے جائے یا ایحان کو وہاں بلائے۔۔لیکن پھر سب کو اپنی جانب دیکھتا پا کر ہمت کرتے قدم آگے بڑھائے۔۔اور ہاتھ میں پکڑا ڈبہ نظریں

جھکائے ایحان کے آگے بڑھادیا۔زین کی نظریں مسلسل ریم پر جمی تھی وہ کبھی ریم کے ہاتھوں میں پکڑے ڈبے کو دیکھتا تو کبھی حجاب میں چمکتے ریم کے دلکش چہرے کو۔۔

یومے گوناؤ،،"زین کی نظروں کو ریم پر فوکس کرتے دیکھ کر ایحان نے" ڈبہ اس کے ہاتھ سے تھامتے سنجیدگی سے کہا۔ریم فوراوہاں سے چلی گئی۔۔

یہ سب کیا ہے،،؟"سب سے پہلا سوال زین کی جانب سے آیا تو ایحان گہرا" مسکرایا۔

میں نے کہا تھا،، تم نے کچھ زیادہ وقت دے دیا شرط کے لیے،، محض دو" ہفتے ہی کافی تھے،،"ایک آنکھ دباتے ایحان نے ڈبہ زین کی جانب بڑھادیا۔ میں اسے شریف سمجھتا تھا،،"زین نے کلس کر کہا۔"

شریف صرف وہی ہے یہاں جسے موقع نہ ملا ہو،،"ایحان نے کندھے" اچکاتے کہا۔زین نے ایک نظر اس ڈبے کو دیکھا اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

مجھے ضروری کام ہے،،"زین بولنے کے فورا بعد وہاں سے جانے لگا کہ اس"
کا موڈ اور دل بہت بری طرح خراب ہوا تھا تو ملحق بھی اس کے پیچھے گیا۔۔
تم ہوش میں تو ایحان دلشیر،،،جانتے ہو تم نے کیا بکواس کی ہے اس لڑکی"
کے متعلق،،"سارے معاملے میں خاموش بیٹھے ضیاء نے سنجیدگی سے کہا۔
وہ ایحان کی ریم کے لیے پسندیدگی کے متعلق اچھی طرح واقف تھا اور یہ بھی
جانتا تھا کہ اپنی انا میں اس کا دوست آخری وقت تک اس بات کو جھٹلائے گا
کہ وہ اسے بے تحاشا چاہتا ہے۔اور جیسے ہی سارے راستے بند ہوں گے۔۔وہ
تڑپ کر ہاتھ پاوں مارے گا جیسے اس نے کیا تھا۔
کیا بکواس کی ہے،،،؟"ٹفن کا ڈبہ کھولتے ایحان نے انجان بنتے پوچھا۔"
تمہارے اور زین کے درمیان شرط لگی ہے ریم کو لے کر،،،"وہ لمحے بھر"
میں معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا۔
ہاں لگی ہے،،،"پراٹھے کا ایک نوالہ توڑتے ایحان نے سنجیدگی سے کندھے"
اچکائے تو ضیاء کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

تم ایسا کیسے کر سکتے ہو ایحان؟ وہ تمہاری محبت ہے،، تم چاہتے ہو اسے،، " "

ضیاء کو حقیقتاً اس پر غصہ آنے لگا تھا۔

وہ میری محبت نہیں ہے ضیاء حیدر،،، میں محبت جیسے بیکار جزبے پر رتی برابر "

بھی یقین نہیں رکھتا،، وہ صرف میری ضد ہے کیونکہ وہ ہمیشہ میری ذات کی

نفی کرتی آئی ہے،،، "ایحان نے ڈبہ ضیاء کی جانب کھسکاتے دانت پیستے کہا تو

ضیاء نے ایک نظر اس پراٹھے پر ڈالی تو منہ میں نورین کے گھر کھائے پراٹھے کا

زائقہ پھیل گیا اچانک متلی ہونے لگی تو جلدی سے ٹفن کا ڈھکن بند کر دیا۔

جیسے تمہارا دل چاہتا ہے ویسا کرو،، پر یاد رکھو ہر کسی کا مقدر ایک جیسا نہیں "

ہوتا،،، میں نے جو غلطی کی وہ کم از کم تم مت کرو،، مجھے اتنا کچھ کرنے کے بعد

نورین مل گئی،، یہ میری خوش نصیبی تھی،،، لازم نہیں تمہیں بھی ریم مل

جائے گی،، پہلے خود معاملے کو بگاڑنا اور پھر اس کو سدھارنے میں جی جان لگا

دینا،،، ہر بار معاملات نہیں سدھرتے ایحان دلشیر،، اور تم اچھے سے جانتے

ہو وہ لڑکی بہت شریف اور معصوم ہے،،، "اپنا موبائل اٹھاتا وہ ایک نظر

لاپرواہی سے ادھر ادھر دیکھتے ایحان پر ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔۔اس کے جاتے ہی ایحان نے زور سے آنکھیں میچیں پھر سامنے رکھے ٹفن باکس کو دیکھا۔

میری طرف سے بھاڑ میں جائیں سب،،، "کینٹین بوائے کو پاس آنے کا" اشارہ کیا۔اور ٹفن اس کے ہاتھ میں دیا۔

"اس میں پراٹھا ہے کھالینا،،،"

اس لڑکے نے اثبات میں سر ہلاتے ٹفن اٹھالیا ایحان بھی وہاں سے کھڑا ہوتا اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گیا۔اسے یہ کھیل جلد ختم کرنا تھا۔صرف چند دنوں میں۔۔بس ریم اس سے ایک بار محبت کا اظہار کر دیتی پھر وہ اس کی جانب دیکھتا بھی نہیں۔۔

****

اس رات کے بعد اگلی صبح روشن ہونے کی جگہ مزید گہری اور سیاہ ہو گئی تھی بلکل اس کی قسمت کی طرح۔وہ اپنے جذبات کی اذیت اور ضمیر کے کچوکے

لگاتی آوازوں کو خاموشی اور تنہائی کی چادر میں لپیٹ کر کہیں قید کر چکا تھا۔
تین دنوں سے اس کا تعلق ایناره سے تقریبا ختم ہو چکا تھا جب وہ گھر میں ہوتا
تو ایناره کمرے سے باہر تک نہیں نکلتی تھی۔۔ لیکن یہ محض ایناره کی سوچ
تھی کہ وہ باران دلشیر سے چھپ چکی ہے۔۔ کیونکہ رات کے خاص لمحات
جب ایناره نیند کی وادیوں میں ہوتی تھی وہ وقت باران دلشیر اسے دیکھتے
ہوئے گزارتا تھا۔۔ اس لمحے باران دلشیر آفس میں تھا۔۔ جب کہ وہ مردہ
دل سے ایک بیگ میں اپنے کپڑے پیک کر رہی تھی۔

تم اپنا سامان کیوں پیک کر رہی ہو ایناره،، "فرح جو اس کے لیے گرم دودھ"
کا گلاس لے کر آئی تھی اسے سامان باندھتا دیکھ پریشانی سے گویا ہوئی۔

میں وہ بدقسمت ہوں فرح آپی کے جس کا اس گھر کے علاوہ دنیا پر اور کوئی"
محفوظ ٹھکانہ نہیں،،، ہاں لیکن جس کی حیثیت ہو اسے اسی مقام پر رہنا
چاہیے،،، ملازمہ ہوں اس گھر میں تو میری جگہ یہاں کے شاندار کمرے میں

نہیں بلکہ انیکسی میں ہے،،،"سرد و سپاٹ لہجے میں بولتی وہ فرح کو پہلی بار بڑی سفاک لگی تھی۔۔فرح پھیکا سا مسکرائی۔

جب کوئی معصوم شخص سمجھداری کی بات کرتا ہے اینارہ تو وہ اگلے بندے کے لیے دکھ کا مقام ہوتا ہے،،،"فرح نے بیک وقت اس کے سر ونٹ کواٹر میں شفٹ ہونے کے فیصلے کو سمجھداری کہا تھا۔

آپ کے برابر میں ایک روم خالی ہے میں وہاں،،،"اینارہ اداسی سے پوچھنے لگی جس پر فرح مسکرائی۔

بالکل تم رہ سکتی ہو،،،میں تمہارا سامان لے کر چلتی ہوں پر باران سرغصہ کریں گے،،،"فرح نے اپنا خدشہ ظاہر کیا جس پر اینارہ پھیکا سا مسکرائی۔

سر سے گرا بال مٹی میں جائے یا گندگی میں فرق نہیں پڑتا فرح آپی،،تعلق ختم ہونے کے بعد اس کی وجہ کو کوسنے والا بیوقوف ہوتا ہے،،،"وہ نجانے کیا کہنا چاہتی تھی فرح کو سمجھ نہیں آئی اسی لیے مزید کوئی بات کیے بغیر وہ اینارہ کی پیک کردا تھیلیاں اٹھانے لگی۔۔ایک گھنٹے میں وہ انیکسی کے روم میں اپنا

سامان سیٹ کر چکی تھی۔دن تیزی سے گزرارات ہوئی تودل الگ طریقے سے تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔یہ کسی کے دیئے اعتماد کا عکاس تھا کہ وہ بہت سمجھدار ہو گئی تھی۔اسے اب لوگوں سے ڈر نہیں لگتا تھا نہ پینک اٹیک آتے تھے۔۔۔

"تم ٹھیک ہو،،"انیکسی کے سامنے بنی چھوٹی سی راہ داری میں کھڑی وہ گھر کے اگلے حصے کی جانب بڑی حسرت سے جھانک رہی تھی جہاں لمحہ بھر پہلے باران دلشیر کی گاڑی رکی تھی اور وہ نیوی بلیو تھیر پیس میں فون پر مصروف عجلت بھرے انداز میں اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"جج،،جی میں ٹھیک ہوں،،"اینارہ اپنے پیچھے فرح کو دیکھتی گڑ بڑا کر پلٹی پھر خجل ہوتی مسکرا کر واپس انیکسی کی طرف بڑھ گئی۔۔

"رات کے دس بج گئے ہیں تم کب سوؤ گی،،؟"فرح نے شال اپنے گرد لپیٹتے پوچھا۔اسے اینارہ کے لیے باران دلشیر کی نگاہوں میں لپکے مارتے جنون سے کہیں نہ کہیں پختہ یقین تھا کہ اینارہ ہی اس کی مستقبل میں مالکن بنے گی

وہ عقلمند تھی پہلے سے اپنی مالکن سے بے تکلفی اور گہرا تعلق قائم کرنا چاہتی تھی۔

نیند نہیں آرہی کمرے میں گھٹن ہورہی تھی اس لیے باہر آگئی،،پر اب "
"کھڑے کھڑے ٹانگیں بھی دکھنے لگی ہیں،،،

ایناره افسردہ لہجے میں بولی تو فرح اندر چلی گئی۔۔پھر کچھ لمحوں بعد انیکسی سے چارپائی نکال کر لائی۔ایناره اور فرح چارپائی پر بیٹھ گئے۔فرح اس کا دھیان بٹانے کے لیے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی۔۔دیکھتے دیکھتے دو گھنٹے مزید گزر گئے۔۔

ایناره میں اندر جارہی ہوں،،، صبح میرا بیٹا اسکول جائے گا،، تم چاہو تو کھلی "
ہواء میں بیٹھ جاو یہاں تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے،،،"
فرح نے جمائی روکتے کہا تو ایناره مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی۔فرح کے جانے کے بعد چارپائی پر نیم دراز ہو کر کھلے آسمان کو دیکھنے لگی۔۔پہلے وہ قید میں تھی آزادی چاہتی تھی اب اس کا دل قید تھا۔اور بے بسی کا یہ عالم تھا کہ وہ

اس قید سے آزادی کے ڈر سے پھڑ پھڑا رہی تھی۔وہ قید رہنا چاہتی تھی اس محبت میں تاحیات۔۔یوں بھی سچ تھا کہ پہلی محبت تاحیات زہن پر نقش رہتی ہے۔اور کتنی ہی دیر گزرتی تارے گنتے جب خود پر نظروں کا گمان ہوا تو فورا اٹھ بیٹھی۔۔پہلی نظر راہ داری کی طرف گئی کہ شاید باران دلشیر اسے نہ پا کر آیا ہو۔۔پر وہاں داری خالی تھی اسے خود پر ہنسی آئی۔۔

جس کی منتظر تھی اسے تو معلوم بھی نہیں ہو گا کہ وہ انیکسی شفٹ ہو چکی ہے۔۔وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب خود پر دوبارہ نظروں کا گمان ہوا اور چاروں طرف نظر گھمائی تو کچھ دور فاصلے میں انیکسی کے چھٹے کمرے کے باہر کسی کو اندھیرے میں کھڑا دیکھا۔۔اینارہ کا وجود پل میں ٹھنڈا پڑنے لگا وہ بھاگنا چاہتی تھی پر ایسے معاملات میں عین وقت پر اس کی قوتِ جسامت جیسے خود کشی کر لیتی تھی۔وہ اسی جانب یک ٹک دیکھ رہی تھی جب وہ شخص اینارہ کی طرف بڑھنے لگا۔۔اینارہ کے ہاتھوں میں لرزش طاری ہونے لگی اور زبان کو جیسے لقوا مار گیا کہ کچھ نہیں تو فرح کو ہی پکار لے جب وہ اندھیرے

میں چھپا شخص روشنی میں واضح ہوتے ایناره کے سامنے آیا تو ایناره کے اعصاب یک دم نارمل ہونے لگے۔وہ عباد تھا۔۔باران کا پرسنل گارڈ۔ایناره نے اکثر اسے باران کی گاڑیاں بھی صاف کرتے دیکھا تھا۔

تم،،"ایناره چارپائی سے کھڑی ہوتی پریشانی سے بولی۔وہ لڑکا کم عمر اور ایناره" کی عمر کا ہی تھا۔سر پر سفید ٹوپی تھی اور نظریں کچھ نیچے یہی وجہ تھی کہ ایناره کا خوف دور ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔

میں چہل قدمی کرنے کے لیے باہر نکلا تھا،،"وہ نرمی سے بولا تو ایناره اسے" مشکوک نظروں سے گھورنے لگی۔

اتنی رات کو،،؟"ایناره کو تعجب ہوا تھا۔"

مجھے کمرے میں گھٹن محسوس ہو رہی تھی،،،آج میری امی کی برسی تھی،،" خالی پن کا احساس بڑھ گیا تھا تو سوچا کھلی فضاء میں چہل قدمی کر لوں"مسکرا کر کہتا وہ لڑکا ایناره کو واقعی مایوس اور اداس لگا۔۔

آپ اتنی رات کو انیکسی میں کیسے،،؟"اب کے وہ لڑکا پوچھ رہا تھا۔"

مجھے بھی امی کی یاد آرہی تھی اور کمرے میں گھٹن ہو رہی تھی اس لیے باہر" آگئی،،،"اینارہ کے جواب پر وہ لڑکا مدھم مسکرایا اثبات میں سر ہلانے لگا۔ چلیں پھر ساتھ چہل قدمی کر لیتے ہیں دکھ بٹ جائے گا،،اگر آپ کو مسئلہ" نہ ہو تو،،،"اینارہ جواب اندر جانے کا سوچ رہی تھی عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔۔وہ اس لڑکے سے بھی خوفزدہ تھی اگرچہ وہ شریف ہی صحیح۔۔ پھر اس کے غم کا احساس کرتی وہ انکار نہ کر سکی ویسے بھی اطمینان تو اس ظالم کا تھا کہ اللہ نے اس کی حفاظت جس کے زمہ ڈال دی تھی یعنی باران دلشیر۔۔ اس کے ہوتے ہوئے اسی کے گھر میں اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہو سکتا تھا۔۔وہ عباد سے فاصلے پر ہوتی اس کے ساتھ پیلی روشنی میں زمین کو دیکھتی زمین کی گہرائی ناپتی چلنے لگی۔کندھے پر دوپٹہ پھیلائے۔۔بالوں کو چٹیا میں قید کیے۔۔وہ کافی حد تک نارمل ایکٹ کر رہی تھی۔۔یہ بات اس کے خود کے لیے باعث خوشی تھی۔عباد اسے اپنے بچپن کی شرارتیں اور ماں کے قصے بتا رہا تھا جس پر وہ دھیمے سے مسکرا رہی تھی پھر اسی طرح دو تین چکر

لگانے کے بعد عباد نے بات کرتے کرتے ایک نظر ایمارہ کو دیکھا۔۔وہ پہلے بھی ایمارہ کو کافی دفع دیکھ چکا تھا پر وہ تب اتنی حسین نہیں لگی تھی جتنا اس لمحے لگ رہی تھی۔ پیلی روشنی میں نظر آتا اس کا حسین چہرہ۔۔ جھکی پلکیں اور مسکراتے لب۔۔سب کچھ سحر انگیز تھا کہ وہ قدم روک کر اسے دیکھے گیا۔عباد کو چپ ہوتا دیکھ ایمارہ نے رک کر اس کی جانب دیکھا اور اسے خود کو محویت سے تکتا دیکھ سارا اطمینان بھک سے اڑ گیا۔جب کہ راہداری کے پاس کھڑے شخص کا ضبط یہاں جواب دے گیا تھا۔۔

****

وہ شدت سے رات کے ایک بجنے کا انتظار کر رہا تھا۔آج کا دن پہلے سے زیادہ بوجھل تھا ایمارہ کو ناراض کرنے کے بعد اس کا خود کو چین سکون برباد ہو گیا تھا۔اذیت ختم ہونے کی جگہ مزید بڑھ گئی تھی۔اسے ناراض کر کے اسے اتنی تکلیف ہو گی باران کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہ روح تک تڑپ اٹھے گا۔۔ رات کے ایک بجتے ہی روز کی طرح وہ ایمارہ کے کمرے کے آگے کھڑا ہوا

گہرا سانس بھرتے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اندر شدید حبس محسوس کرتے ٹھٹکا۔۔کمرے کے پنکھے لائٹ کھولے پر خالی کمرے کو دیکھ ماتھے پر بل پڑے۔۔باتھروم کا دروازہ بھی کھلا تھا اور اندر کی لائٹ آف تھی یعنی وہ باتھروم میں نہیں تھی۔پھر ڈریسنگ روم چیک کیا اینا رہ وہاں بھی نہیں تھی۔

کہاں گئی یہ لڑکی،،،"پریشانی سے بڑبڑاتے باران باہر نکلا۔۔کچن ,ڈائننگ" ایریا باقی کا مکمل گھر چھاننے کے بعد اسے فرح کا خیال آیا۔یہ خیال آتے ہی کہ وہ اتنی رات انیکسی میں فرح کے گھر ہے باران دلشیر کا خون کھول گیا تھا۔ فرح کے گھر اس کا شوہر دیور۔۔۔نجانے اور کون کون ہو سکتا تھا اور وہ بیوقوف لڑکی منہ اٹھا کر وہاں چلی گئی تھی۔طیش وغصے سے تن فن کرتا وہ باہر نکل کر راہداری کراس کرنے ہی لگا تھا کے سامنے کا منظر دیکھ کر یک دم ساکت ہو گیا۔۔جسم میں غصے سے شرارے پھوٹنے لگے۔۔رگوں میں خون کی جگہ جیسے بھڑکتا لاوا گردش کرنے لگا۔۔وہ لڑکی جو مردذات سے

ڈرتی تھی اس قدر خوفزدہ ہو جاتی تھی وہ رات کے اس پہر ایک جوان لڑکے کے ساتھ چہل قدمی کر رہی تھی۔اتنی دور سے بھی پیلی روشنی میں چمکتا اینارہ کا چہرہ اس پر واضح تھا۔غصے سے ہاتھ میں بندھی گھڑی دیکھی۔۔رات انجان لڑکے کے ساتھ تھی یہ سوچ ہی باران کا دماغ کے ایک بجے وہ کسی سن کرنے لگی تھی۔۔جب مزید برداشت نہ ہوا تو وہ غصے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ان کے قریب پہنچا۔۔اینارہ جو اس لڑکے کی مستقل نظروں سے اب کانپنے لگی تھی اپنے بالکل سامنے باران کو دیکھ دل نے بے اختیار پکارا تھا۔

اینجل باری،،،"لیکن اگلے ہی لمحے اس اینجل کو ڈیول میں بدلتے دیکھ اینارہ" کے منہ سے خوفناک چیخ برآمد ہوئی کیونکہ باران دلشیر کسی بھیڑیے کی طرح اس لڑکے پر جھپٹ چکا تھا جو اپنے بچاو کے لیے زمین پر گرتا اپنا چہرہ اپنے بازوؤں میں چھپا گیا تھا۔

باران،،، چھوڑیں اسے،،،"ہڑبڑا کر ہوش میں آتی وہ باران کے مضبوط" بازو کو تھام گئی جب باران نے جھٹکے سے اسے بازو سے کھینچتے اپنے سامنے کیا۔

چیونٹی اپنے پر نکال کر بہت خوش ہوتی ہے،، لیکن جانتی ہو وہ بیوقوف ہوتی"
ہے،، کیونکہ جب اس کے پر نکلتے ہیں تو وہ موت کے قریب ہوتی ہے،،،
تمہارا ابھی وہی حال ہے،،، بہت پر پرزے نکل آئے ہیں تمھارے،،، کاٹ
کر پھینک دوں ادھر ہی؟؟؟"غصے سے غراتے اس نے ایناره کو کہا۔۔ نگاہیں
ایسی تھیں کہ ایناره کو سالم نگل جائے گا۔۔ایک ٹھوکر زمین پر گرے اس
لڑکے پر ڈال کر وہ ایناره کو اپنے ساتھ کھینچتا وہاں سے لے جانے لگا۔ایناره
ہوش میں لوٹتی بری طرح مچلی۔اور اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنے کی
کوشش کرنے لگی۔۔۔

چھوڑیں باران میرا بازو،، مجھے درد ہو رہا ہے،" وہ آنکھیں زور سے میچتے"
اپنی دانست میں اس پر چلائی تھی جسے باران سرے سے نظر انداز کر گیا تھا۔۔
ایناره کو کمرے میں لا کر زور سے بیڈ پر پٹخ دیا کہ وہ اوندھے منہ بیڈ پر گری۔
رات کے ایک بجے کسی انجان آدمی کے ساتھ وہاں کیا کر رہی تھی تم،،!""
وہ بولا نہیں تھا بلکہ دھاڑا تھا۔۔

ککک،، کیوں بتاؤں کیا کر رہی تھی،، نہیں بتاؤں گی میں،،،! "ایک دم"
سیدھی ہوتی وہ نم آنکھوں سے بولی۔۔

بتاؤ گی تو تم ضرور ایناره،،، میرے غصے کے بڑھنے سے پہلے بتا دو تو شاید """
ابھی باران بول ہی رہا تھا جب ایناره اس کی بات کاٹتے چیخی۔۔

میں نے اس دن پوچھا تھا کیا آپ سے کچھ،،؟ کہ رات کو وہ لڑکی آپ کے "
کمرے میں آپ کے بستر پر کیا کر رہی تھی،،، "برداشت جواب دے گئی تھی
یہی وجہ تھی کہ وہ پھٹ پڑی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ باران
کے مقابل آج وہ ڈٹ کے کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ آخر کس حیثیت سے اس
سے یہ سوال پوچھ رہا تھا۔

بتائیں مجھے،،،؟ آپ ہوتے کون ہیں یہ پوچھنے والے،،؟؟ آپ کس حیثیت "
سے پوچھ رہے ہیں مجھ سے،،؟ اور آپ نے اسے کیوں مارا؟ وہ مجھ سے
بدتمیزی نہیں کر رہا تھا،، میں اس کے ساتھ اپنی مرضی سے کھڑی تھی،، میں

جس لڑکے کے ساتھ کھڑی ہوں گی اسے ماریں گے کیا،،؟" وہ آنسوؤں کے درمیان بولی تھی ضبط کے باوجود آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔

تمہیں اپنی زندگی میں میری حیثیت کا اندازہ ابھی ہے ہی نہیں ایمارہ"

بے بی،،، اینڈ ٹرسٹ میں ابھی آج تو صرف مارا ہے تمہارے آس پاس بھی کوئی بھٹکا تو اسے زندہ جلادوں گا میں "ڈریسنگ ٹیبل پر موجود چیزیں نیچے زمین پر پھینکتا وہ چلایا۔۔

کیوں ماریں گے کسی کو،،؟ میں نے مارا تھا کیا اس لڑکی کو جو آپ کے " بستر،،، "ابھی ایمارہ کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ باران نے ایک بار پھر جھٹکے سے ایمارہ کے دونوں بازو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑے اور پھر لال انگارا چہرہ لیے غرا کر کہا۔۔

تو مارتی ناں،،، بالوں سے گھسیٹ کر نکال دیتیں اسے میرے کمرے سے " باہر،،، کھینچ لیتی اسے میرے بستر سے کس نے روکا تھا،،" باران کی غراہٹ پر ایمارہ کا وجود ساکت ہوا تھا۔۔وہ کیا بول رہا تھا؟ وہ تو اس کی گرلفرینڈ

تھی۔۔کیاوہ اسے اپنے وجود پر اپنے کمرے پر اختیار دے رہا تھا؟۔۔"اس وقت تو روتے ہوئے کمرے سے چلی گئیں تھیں ناں،،، باہر ان معصوم پھولوں کو نوچ رہی تھیں،،خود کو زخمی کر رہی تھیں،،تو اس لڑکی کو نوچتی،،، باران دلشیر کو زخمی کر دیتیں،،اپنا حق جتاتی جو مرضی آتا کرتیں،،،تب تو بزدلوں کی طرح منہ چھپا کر خود کو اذیت دے رہی تھیں،،اب کون ہوتی ہو مجھ سے سوال کرنے والی،،،"اینارہ کو جھٹکے سے چھوڑتا وہ افسوس سے بولتا اینارہ کو ساکت کر گیا۔۔ہاں وہ ایسا کر سکتی تھی پر اس نے نہیں کیا تھا۔۔آخر کیوں؟؟؟

م،، مم،، میرے پاس،، کک،، کوئی اختیار،، نہیں تھا،،"وہ روتے ہوئے" دبی آواز میں بولتی بیڈ پر ڈھے سی گئی۔۔چہرہ ہاتھوں میں گرائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

تمہیں باران دلشیر کی سانسوں پر بھی اختیار ہے پنک ریبٹ،،،اگر چلتی" ہوئی پسند نا آئیں تو بند کر دوانھیں،،"اینارہ کے مقابل گھٹنے کے بل بیٹھتا باران سرگوشی کرتے بولا تو اینارہ بھگیا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

اینجل باری،،، مجھ سے نکاح کر لیں،،"وہ بہت مان سے بولی تھی کہ باران" دلشیر اپنی جگہ پر پتھر ہو گیا تھا۔۔

محبت میں انسان سفاک و بے حس ہو جاتا ہے اس لمحے ایسا ہی کچھ باران کے ساتھ ہو رہا تھا۔۔اگر وہ انکار کرتا تو اسے اینارہ برداشت کر پاتی یا نہیں پر باران دلشیر برداشت نہیں کر پاتا۔۔وہ آج اپنی جان گنوا دیتا۔۔یہی وجہ تھی کہ خود سے ہارتے سر جھکا گیا۔۔وہ ہار گیا تھا خود سے لڑتے لڑتے۔اپنی ہی بے پناہ محبت سے۔۔

میرے نکاح میں آ گئیں تو کبھی اپنی قید سے آزاد نہیں کروں گا اینارہ،،،" تمہیں تمہارے لاکھ چاہنے کے باوجود،،اور میری اس قید میں شاید تم سانس

تک نالے پاؤ،،،" وہ اسے ڈرا رہا تھا۔۔اینارہ کو باز رکھنے کی چھوٹی سی کوشش کی تھی۔

اگر ابھی آزادی چاہوں تو مجھے آزاد کر دیں گے کیا؟ جانے دیں گے یہاں" سے،؟؟؟"سوال نہیں جواب تھا۔۔ایک تیکھا کرارا جواب۔۔جو باران دلشیر کو لاجواب کر گیا تھا۔۔کہ واقعی وہ اسے کسی صورت آزاد نہیں کر سکتا تھا۔۔ تبھی خاموشی سے سر جھکا گیا۔

تیار ہو جاؤ،، نکاح ہو گا کچھ دیر میں،،" باران کھڑا ہوتا سنجیدگی سے بولا۔۔" اس وقت،،"اینارہ جو اسے اٹھتا دیکھ مایوس ہوئی تھی باران کی بات پر شدید" جھٹکا لگا۔

ہمم،،اسی وقت،،،ایک لمحے کی تاخیر برداشت نہیں ہو گی،،،" باران نے" مختصر جواب دیا۔

مولوی کہاں سے آئے گا اور گواہ،،"وہ واقعی پریشان ہوئی تھی۔"

وہ سب تمہارا سر درد نہیں ہے،، تیار ہو جاؤ،، "کہتے ساتھ باران اپنی پاکٹ" سے اپنا فون نکالتا بغیر اس کی جانب دیکھے کمرے سے نکل گیا۔۔ جبکہ ایناره ساکت و جامد بیٹھی رہ گئی۔۔۔ وہ یونہی سن بیٹھی تھی جب تقریباً آدھے گھنٹے بعد باران واپس کمرے میں آیا۔۔

تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں،، "باران نے سنجیدگی سے پوچھا تو ایناره فورا" کھڑی ہوئی۔

ک،، کیسے تیار ہونا ہے،،، "اپنے کپڑوں کو دیکھتی وہ پریشانی سے گویا" ہوئی۔۔ باران دھیما سا مسکراتے اس کے مقابل آیا۔ اور بیڈ پر پڑا دوپٹہ جس کا اب تک ایناره کو ہوش تک نہیں تھا اٹھا کر اس کے سر پر پھیلا دیا۔۔ ایناره کے گال سرخ ہوتے تپنے لگے۔۔

مینٹلی تیار ہو جاؤ،،، میرے کہنے کا مقصد یہ تھا،، "خفیف سا طنز کرتا وہ نرمی" سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔ اس لمحے اسی کے اندر سے ایک آواز اسے یہ سب کچھ کرنے سے باز کر رہی تھی پر وہ ضدی ہو کر اپنی محبت پر ڈٹ چکا تھا۔

آپ مجھ سے نکاح کیوں کر رہے ہیں،،، "ایناره نے نظریں جھکاتے پوچھا تو"
باران آئی برو اچکاتے اسے دیکھنے لگا۔یہ لڑکی واقعی چالاک ہو رہی تھی۔
محبت کا اقرار سننے کے لیے کتنا گھما کر سوال پوچھا تھا۔
عمر ہو گئی ہے نہ میری اس لیے،،، کچھ وقت اور گزرا تو لڑکی کی جگہ آنٹی"
ملے گی مجھے،،، تو سوچا شادی کر لوں،،، "باران کا جواب اسی کی طرح ٹیڑھا
اور اطمینان بھرا تھا۔۔ایناره کے ماتھے پر ننھا سا بل پڑا گو کہ اتنی صاف گوئی
پسند نہیں آئی تھی۔
تو وہ تو آپ کسی سے بھی کر سکتے ہیں،، مجھ سے ہی کیوں کر رہے ہیں،،؟"""
اس نے سوال کو مزید الجھایا پر وہ نہیں جانتی تھی مقابل بھی باران دلشیر تھا۔
کیونکہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو،، "اپنی پشت پر ہاتھ باندھے گہری سانس"
بھرتا وہ اس پدے پنک ریبٹ کو دیکھنے لگا جواب حیرت سے اسے دیکھ رہا
تھا۔۔

میں نے تو آپ سے نہیں کہا میں آپ سے محبت کرتی ہوں،،،"وہ منہ "
بناتے بول رہی تھی جیسے اپنے پھیلائے رائتے کو صاف کر رہی ہو۔۔
تو پھر مجھ سے نکاح کیوں کر رہی ہو اگر محبت نہیں،،،"جو سوال وہ پوچھنا"
چاہتی تھی اب بڑی چالاکی سے باران دلشیر تیر کا رخ اس کی جانب گھماتا اسی
سے پوچھ رہا تھا۔
میں یہ نکاح اس لیے کر رہی ہوں کیوں کہ آپ مجھ سے محبت کرتے "
ہیں،،،"ایناره نے چمکتی آنکھوں سے جواب دیا۔۔باران نے اس کی آنکھوں
میں دیکھتے داد دینے والے انداز میں آئی برو اچکائی۔
میں نے ایسا کب کہا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں،،،" باران دلشیر نے "
ایناره والا جواب دہرا دیا۔
نہیں کرتے تو نکاح کیوں کر رہے ہیں،،،ایناره نے چڑ کر کہا تو باران دلشیر "
کھل کر معنی خیز سا مسکرا دیا۔۔

چیونٹی کے پر پرزے نکل آئے ہیں،،، "اینارہ کی ناک دباتے چمکتی آنکھوں" سے کہا۔اس وقت کوئی باران کو دیکھتا تو اسے اندازہ ہوتا چمکتی اور رونق سے بھرپور آنکھیں کیسی ہوتی ہیں۔فون رنگ ہوا تو باران اس جانب متوجہ ہوا پھر کال پیس کر کے فون کان سے لگایا اور پھر مسکرا کر فون بند کر دیا۔۔

قاضی اور گواہ آ گئے ہیں،،، باہر چلو،، "باران نے شال کا گھونگھٹ بناتے" اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

"میں کچھ ضروری بات کرنا چاہت،،، چاہتی ہوں،،،"

باران کا ہاتھ پکڑ کر دباتی وہ پریشانی سے بولی تو باران اس کے ہاتھ سے کلائی نکالتے اس کا وہی ہاتھ تھام گیا۔

ساری باتیں اب نکاح کے بعد ہوں گیں،،، "بات ختم کرتا وہ اینارہ کو مزید" بولنے کا موقع دیے بغیر باہر لے گیا۔

****

دن تیزی سے گزرے تھے۔اس دن کے بعد سے وہ کمرے میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔دو ملازمین اس کی نگرانی کے لیے رکھی گئی تھیں۔۔دن میں محمل اس کے پاس کمرے میں آجاتی۔۔رات بھی وہ انہیں کے کمرے میں سوتی تو اس کے سونے کے بعد زاویار اسے اس کے کمرے میں چھوڑ آتا۔۔ایک کمرے میں ایک بستر پر ہونے کے باوجود وہ جیسے میلوں کی مسافت پر دور کھڑے ایک دوسرے کے نزدیک نہیں تھے۔۔زاویار کی دھونس اور رعب اس پر یونہی برقرار تھا لیکن اب بس زرمش خاموش ہو چکی تھی۔۔ اس وقت بھی وہ بیڈ پر بیٹھی چہرہ گھٹنے پر ٹکائے ہوئے یک ٹک دیوار کو خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ایک آنسو بہت خاموشی سے چلمن سے نکل کر ناک کی سیدھی لکیر پر آ ٹھہرا۔۔

ہاں وہ تھک گئی تھی۔۔بچپن سے اپنے حالات سے بھاگ بھاگ کر۔۔آخر کب تک بھاگتی اب تو ہر احساس سے خون رسنے لگا تھا۔ہاں وہ اپنی اس زندگی سے بھی تھک چکی تھی۔۔

تیری ماں طوائف تھی۔مردوں کے آگے اپنا جسم پیش کرتی تھی تو بھی"
وہی ہے۔"یہ الفاظ اس کی سوتیلی ماں کے تھے۔۔
طوائف کی بیٹی۔پتا نہیں میری اولاد ہے بھی یا نہیں۔۔"یہ اس کے باپ"
کے الفاظ تھے۔۔

وہ آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔جب وہ نوکری کرنے باہر جاتی تھی تو سب اس کے لب ولہجے کو مردانہ کہتے تھے۔۔وہ گالی گلوچ کرتی تھی۔مردوں کے درمیان کام کرتے وہ ویسی ہی زبان استعمال کرتی تھی۔۔ایک بار محلے میں کسی نے اسے طوائف کی بیٹی کہا تھا۔۔۔جواب میں اس نے ڈھیروں گالیاں دی تھیں جس کے بدلے وہ معاشرے میں بدنام ہو گئی تھی۔محلے کے لڑکے اس کے حسن سے متاثر ہو کر اس سے شادی کرنا چاہتے تھے پر ان کے گھر والوں کی نظر میں وہ تیز طرار ایک خراب لڑکی تھی۔لیکن کیا کوئی جانتا تھا وہ ایسی کیوں ہوئی تھی؟ایک نازک سولہ سالا لڑکی اس قدر غلیظ زبان کیوں استعمال کرنے لگی تھی۔

جب وہ پہلی بار گارمنٹس فیکٹری پر نوکری پر گئی تھی تو اس کے ٹھیکے دار نے اسے کم عمر اور معصوم دیکھتے کام سکھانے کے بہانے کمر سے پکڑ لیا تھا۔ وہ چھوٹی تھی ڈر گئی تھی اس لیے روتے وہاں سے بھاگ آئی تھی۔ شبانہ اس کی سوتیلی ماں تھی پر تھی تو ماں۔۔ وہ امید کرتی تھی وہ اسے گلے لگائے گی لیکن شبانہ نے اسے زوردار تھپڑ مارا تھا۔ اور گالی دیتے کہا کہ یہی گالی وہ اس ٹھیکے دار کو دیتی اور ایسے ہی تھپڑ مارتی۔۔ اگلے دن پھر زبردستی اسے اسی جگہ کام پر بھیجا اور نجانے ٹھیکے دار سے کیا بات کی کہ اس نے مزید تنخواہ بڑھا دی اور نظروں سے اسے نوچنے لگا۔۔ جب وہیں فیکٹری میں اس کی ایک عورت سے دوستی ہوئی اور وہ اسے دوسرا کام دکھانے کے بہانے اپنے گھر لے گئی۔ اس کے گھر میں وہ زیادتی کا شکار ہوتی اگر بروقت وہاں سے نہ بھاگتی تو۔۔ اب اس اور شام گھر آکر کے پاس کوئی کام نہیں تھا۔ وہ سارا دن سڑکوں پر گھومتی کہتی چھٹی ہو گئی پر بھول گئی تھی کہ ماہ کے اینڈ میں شبانہ کو تنخواہ بھی دینی تھی۔۔ اسے وہ دن یاد تھا جب تیس دن پورے ہونے کے بعد شبانہ اس کے

کام کی جگہ گئی۔پر وہاں شبانہ کو معلوم ہوا وہ تو مہینہ بھر سے نوکری پر نہیں آرہی۔۔تب شبانہ نے اس سے تنخواہ مانگی اور پھر پیسے نہ ملنے پر بہت مارا۔۔ اور اگلے دن زبردستی اسی کارخانے میں بٹھا آئی۔وہاں دو سال نوکری کے بعد اس نے بڑی کمپنی میں کام شروع کیا تو وہ خوش تھی کہ وہ بہت بڑی کمپنی تھی وہاں حفاظتی اقدام مکمل ہوں گے۔۔لیکن پھر بعد میں احساس ہوا کہ جب دریا سے سمندر میں جایا جائے تو وہاں مچھلیاں اور مگرمچھ بھی بڑے پائے جاتے ہیں۔۔کتنے ہی ہاتھوں نے اسے چھونے کی تمنا کی۔۔کتنی نظروں سے اسے نوچا۔۔کتنی زبانوں نے اسے غلیظ القابات سے نوازہ۔۔ اسے نفرت ہو گئی تھی اپنی گوری چمڑی سے۔شدید نفرت۔۔پھر وہ بھی ان جیسی ہوتی گئی۔۔گالی گلوچ۔۔بری زبان مار کٹائی اس کی زندگی کا خاصہ بن گیا۔پھر نہ شبانہ کی ہمت ہوئی اس پر ہاتھ اٹھانے نہ کسی اور کی۔۔

کب سے بند جلتی آنکھیں کھولیں تو احساس ہوا گھٹنا آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔آنکھیں بوجھل ہونے لگی تھی۔وہ آنکھیں واپس موند گئی۔

وہ سڑک پر بڑی بڑی گاڑیوں کو دیکھتی تھی تو حسرت ہوتی تھی کہ کاش وہ کبھی ان گاڑیوں میں بیٹھ سکے۔۔ پھر اس نے اپنی ساری دعائیں ختم کر کے ایک دعا باندھ لی تھی کہ اسے اللہ سے ایک امیر حلال کمائی کا محبت کرنے والا دلہا چاہیے تھا۔ جو اس کی زندگی بدل دے۔ اسے دنیا کی نظروں سے بچا لے ۔۔اسے چھپا لے۔ اسے کبھی کام نہ کرنا پڑے۔۔ مردوں کے درمیان نہ رہنا پڑے۔۔ اور اسے اپنی انہیں دعاؤں پر اتنا یقین ہو گیا کہ اگر کوئی لڑکا اس کی جانب پیشکش بھی کرتا تو وہ قبول نہ کرتی۔۔ وہ اپنے زہن میں اپنے لیے ایک کردار بنا چکی تھی۔ اور اللہ سے وہی مانگتی تھی لیکن پھر اچانک اسے شبانہ کے ارادوں کی خبر ہوئی۔ اور اس کی زندگی میں ابرار ایک ٹھنڈی ھواء کا جھونکا بن کے آیا۔۔

ابرار کے تصور پر وہ پھر سے اذیت کی انتہا پر پہنچتی زور سے آنکھیں میچ گئی۔ وہ ابرار سے محبت نہیں کرتی تھی۔۔ لیکن ابرار نے اسے اپنی جانب اٹریکٹ کیا تھا۔ وہ اچھا پڑھا لکھا شخص تھا۔۔ اچھا کماتا تھا۔ گالم گلوچ نہیں کرتا تھا اس کا

لہجہ اور الفاظ بہت شائستہ تھے۔وہ اس پر یقین کرتے عزت بچانے کے لیے بھاگی تھی۔۔اور وہ اسے کوٹھے پر بیچ گیا تھا۔

اب کمرے میں زرمش کی سسکیاں بلند ہونے لگی تھیں۔منہ پر ہاتھ رکھتی وہ چہرہ مکمل گھٹنوں میں چھپا گئی۔

وہاں اس کوٹھے پر اس نے زندگی کے سب سے اذیت ناک دن گزارے۔وہ بے حجاب ہوئی۔بھوکی پیاسی رہی۔۔مار اور تشدد کے کئی طریقے اس پر آزمائے گئے۔وہ تڑپتی بلکتی رہی۔۔اور پھر اس کا پہلا گاہک زاویار خانزادہ آیا جو اسے نوچنا چاہتا تھا۔اسے غلیظ ناموں سے پکارا۔۔اسے مارا۔۔اور پھر چلا گیا۔۔اس کے بعد پھر اس پر تشدد کی نئی تحریر رقم ہوئی۔۔پھر اسے اسی زاویار خانزادہ کے دوست باران دلشیر نے خریدا۔۔وہ وہاں سے عزت بچا کر بھاگی تو شبانہ نے عزت کی دھجیاں بکھیر دیں۔۔بہت مشکل سے سب جھیلتی وہ نکاح پر رضامند ہوئی وہ بھی یوں کہ کوئی خواہش باقی نہ رہی سوائے عزت کی حفاظت کے۔۔وہ سب ترک کر چکی تھی جو شخص جس چیز کے لیے

جتنا ترستا ہے اسے وہی چاہیے ہوتا ہے۔ جیسے وہ ترسی تھی عزت کے لیے۔ تو اب اسے فقیر بھی قبول تھا اگرچہ عزت دینے والا ہو۔۔ لیکن اس کی آزمائش سخت تھی جب ہی اس کا شوہر کوئی اور نہیں زاویار خانزادہ نکلا جس سے اس کی پہلی ملاقات ہی طوائف کی حیثیت سے ہوئی تھی۔۔۔اس سے بڑھ کر اور کیا اذیت ہو سکتی تھی کہ اس کا شوہر ہی اس کا پہلا خریدار تھا۔۔ شروع شروع میں اسے اپنی ذات کچھ خاص لگنے لگی تھی کہ زبردستی ہی صحیح وہ شخص اسے اس شخص نے بھی اسے کسی بے جان شے کی طرح قریب کر رہا تھا۔۔ پھر چھوڑ دیا۔ جب دل چاہا قریب کرنا چاہا جب دل چاہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ جب دل چاہا اپنے الفاظ کے تیروں سے اسے ریزہ ریزہ کرتے گھائل کیا۔۔ لوگوں کے سامنے اہمیت دی اور تنہائی میں اسے پوچھا تک نہیں۔۔ وہ یہ سب برداشت کر ہی لیتی اگر وہ محبت جیسے مرض میں مبتلا نہ ہوتی تو۔۔ ہاں وہ زاویار معراج خانزادہ سے لاکھ انکار کے بعد بھی محبت کر چکی تھی۔ وہ اپنے

شوہر سے محبت کر بیٹھی تھی۔اس کی بیٹی محمل خانزادہ کو اپنی بیٹی تسلیم کر چکی تھی۔۔

زاویار کی محبت اسے اندر ہی اندر مار رہی تھی۔اگر وہ اس محبت کو قبول کر لیتی اور کل کو وہ شخص اسے چھوڑ جاتا تو وہ بے موت ماری جاتی۔۔وہ زاویار خانزادہ سے نہیں بلکہ اپنی ہی محبت سے بھاگ رہی تھی۔۔

وہ دور بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔ تبھی تو بار بار کوشش کر رہی تھی۔وہ محبت کرتی تھی زاویار سے پر زاویار تو نہیں کرتا۔۔زاویار کے لیے تو وہ ایک بے جان شے کی مانند تھی۔وہ خود کو کیسے توڑ دیتی۔پر یہاں بھی قسمت نے اسے ہی مات دی تھی کہ جتنی بار وہ بھاگی تھی اسے واپس وہیں لا پٹخا تھا۔

اب وہ ہار گئی تھی۔اپنے نصیب سے بھاگ بھاگ کر۔۔اگر اس کے نصیب میں ٹوٹنا بکھرنا لکھا تھا تو وہ کب تک بھاگ سکتی تھی؟ جبھی اب حالات کو قبول کر لیا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ گزرتے دنوں کے ساتھ ساتھ وہ ایک خاموش روبوٹ بن گئی۔ محمل کی دیکھ بھال۔۔زاویار کے کام۔۔زاویار اسے جو بھی کام بولتا وہ سر جھکا کر جی حضوری میں سر ہلا دیتی۔نہ نظریں ملانا۔۔نہ بحث ومباحث۔۔ آنکھیں بھی رو رو کر خشک پڑ گئی تھیں۔۔گھٹنے سے سر اٹھا کر وہ کھڑی ہوئی۔۔اپنی آنکھیں زور سے رگڑیں اور واشروم میں بند ہو گئی۔۔۔ شیشے میں چہرہ دیکھا جو سرخ انارى ہو رہا تھا۔آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔اپنا چہرہ دھوتی وہ جونہی باتھروم سے باہر نکلی تو دروازے کے سامنے بلیک ڈنر سوٹ میں کھڑے زاویار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔وہ فون چارج پر لگا کر کھڑا ہوا تھا۔شاید ابھی آفس سے آیا تھا۔زاویار کی نظر اس کے سرخ انارى چہرے پر پڑی تو سوجی آنکھوں نے فورا رونے کی چغلی کر دی۔۔وہ پوچھنا نہیں چاہتا تھا۔پر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر نرمی سے پوچھا۔

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" نظریں ایکسرے کی مانند زرمش کے چہرے کے ایک ایک گلابی نقش کو چھو رہی تھی۔

یہ لڑکی چند دنوں سے بالکل بدل گئی تھی۔۔اس سے بحث نہیں کر رہی تھی۔ اس کا ہر حکم مان رہی تھی۔اس کے سامنے نظریں جھکائے رکھتی تھی۔۔کہ زاویار کا دل ایک بار پھر اس کے لیے موم ہونے لگے تھا۔کسی معصوم بچے کے مانند اس کے چہرے کو اس کے پور پور کو چھونے کے لیے ہمکنے لگا تھا۔۔ وہ سختی سے جبڑے بھینچ گیا۔۔۔وہ روزرات اس کے پہلو میں سوتی تھی۔وہ روزرات اس کی دبی دبی سسکیاں سنتا تھا یہ وہی جانتا تھا کہ وہ کس طرح خود کو روکتا تھا۔۔دل اکساتا تھا کہ اسے خود میں سمیٹ لے پر مجبور تھا۔۔یہ لڑکی دوبارا سے دھوکہ دے کر بھاگ چکی تھی۔۔دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔۔صبرینہ کی بے وفائی کے بعد عورت ذات سے اعتبار اٹھ گیا تھا۔۔وہ کم از کم دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس لڑکی پر اعتبار کرنا چاہتا تھا۔۔مگر دودفع کی اس کی فرار کی کوشش نے اس اعتبار کی دھجیاں بکھیر دیں تھیں۔۔وہ اسے بے تحاشا چاہنے لگا تھا لیکن وہ اس کی بیٹی کو اور اس کو اپنا عادی بنا کر تڑپانا چاہتی تھی۔۔اس کے سامنے کھڑی لڑکی مظلوم ہونے کے

ساتھ ساتھ سفاک بھی تھی۔وہ صبرینہ کی جدائی برداشت کر گیا تھا۔۔پر واقف تھااس لڑکی کی جدائی ناقابل برداشت ہو گی۔۔وہ اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو کھونے کا تصور بھی اپنے دماغ میں نہیں لانا چاہتا تھا۔۔جس کا اسیر وہ پہلی نظر میں ہوا تھاالبتہ اقرار سے انکاری تھا۔۔

ٹھیک ہے،،،"زرمش کی آواز پر وہ ہوش میں لوٹااور زرمش کے چہرے" سے نظر ہٹائی۔۔

پھر رو کیوں رہی ہو،،،؟"اس بار سختی سے پوچھا کہ وہ لڑکی اس کی نرمی کا" فائدہ اٹھا کر پھر بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔

آپ کو کوئی کام ہے،،؟"وہ زاویار کے سوال کو نظر انداز کر گئی۔زاویار نے" لب بھینچے اسے دیکھا۔

میں فریش ہونے جا رہا ہوں،،،میرے کپڑے نکالو اور میڈ سے کہہ کر" بلیک کافی بنواؤ،،"بے تاثر لہجے میں حکم دیتے وہ واشروم میں بند ہو گیا۔۔

زرمش نے دروازے پر دستک دی تو ایک ملازمہ اندر آئی۔۔زرمش نے اسے کافی کا کہا اور خود ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

****

زین،؟"وہ سب لاونج میں بیٹھے تھے۔وہ یونیورسٹی سے کلب گیا تھا اور اب"
رات آٹھ بجے واپس لوٹ رہا تھا۔ارادہ سیدھا کمرے میں جانے کا تھا پر اندازہ نہیں تھا سب یہیں موجود ہوں گے۔۔

اسلام و علیکم،،،"ڈھیلے قدموں سے چلتا وہ اس طرف آیا۔شکر یہاں وہ"
چھوٹی سی لڑکی نہیں تھی جس سے وہ سب سے زیادہ خار کھاتا تھا۔

وعلیکم السلام،،،آج کل گھر میں کم ٹکتے ہو برخردار؟،،،زین کے بابا"
موبائل ٹیبل پر رکھتے مکمل زین کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

ایسی بات نہیں ڈیڈ دراصل،،،"ابھی وہ بولتا ان کے قریب ہی آیا تھا جب"
اپنے ماں کو تھری سٹر صوفے کے ایک کونے پر بیٹھے دیکھا اور سحر ان کی گود

میں سر رکھے لیٹی تھی اور اس کے پیٹ پر ایک عدد خرگوش نیم دراز تھا۔وہ بڑی فرصت میں جس کے لاڈ اٹھانے میں مصروف تھی۔۔وہ سحر کو ماتھے پر بل ڈالے دیکھنے لگا جسے محفل میں بیٹھنے کے آداب بھی معلوم نہیں تھے۔۔ اس وقت کچن میں خانساماں بھی موجود تھا۔۔اور اس کے یوں لاونج میں شتر بے مہار لم لیٹ ہونے سے زین کی رگوں میں اس کا خون ابال کھانے لگا۔۔

زین،،،"اپنے باپ کی تنبیہہ کرتی آواز کانوں میں پڑی تو وہ سر جھٹکتے ان" کے سامنے بیٹھ گیا۔لیکن پھر بھی بیٹھنے سے پہلے خانساماں کو خونخوار تاثرات کے ساتھ کچن تک محدود رہنے کا اشارہ کرنا نہیں بھولا تھا۔۔

بس ایسے ہی دوستوں کے ساتھ باہر گھوم رہا تھا،،"لاپروائی سے کہتا وہ" صوفے کی پشت سے سر ٹکا گیا۔

گھر میں ٹکنے کی عادت بھی ڈالو اب شادی شدہ ہو تم،،،بیوی ہے تمھاری" ایک عدد "زین کی لاپرواہی انہیں ایک آنکھ نہیں بھائی تھی جب ہی تنبیہہ کی۔

ریئلی،،،؟؟میں سمجھا مجھے ایک یتیم بچی پالنے کے لیے گود دی گئی ہے،،،"
جسے محفل میں بیٹھنے کے آداب بھی نہیں معلوم،،،"ایک تیکھی نظر سحر پر
ڈالی جو ناپسندیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔لیکن وہ اس کی بات پر
تمیز کا مظاہرہ کرتی اٹھ کر ضرور بیٹھ گئی تھی۔۔کہ اس جلاد کی نگاہیں اسے
ہمیشہ خائف کرتی تھیں۔۔
بچی ہے ابھی وہ سیکھ جائے گی سب کچھ،،"عابدہ بیگم نے جتایا۔"
ہاں،،،وہی تو کہہ رہا ہوں،،،بیوی نہیں بچی ہے،،،"منہ بنا کر کہتا وہ وہاں"
سے اٹھنے لگا تھا کہ اپنی ماں کی سخت آواز پر رکا۔۔
تم آئندہ سحر کو نہیں ڈانٹو گے زین،،،اور نہ تم اسے کمرے میں بند رہنے کا"
حکم دو گے،،،"ان کی سخت آواز پر یہاں زین کو جھٹکا لگا تھا۔یعنی وہ لڑکی
ساری شکایتیں اس کے ماں باپ کو بتا چکی تھی۔۔

اس نے آپ کو میری شکایت لگائی ہے؟''اب کے وہ غصے سے بولا تو سحر'' ایک دم گڑ بڑا گئی۔۔اسے اندازہ نہیں تھا اس کی اتنی پیار سا سو ماں یوں اسے پھنسوا دیں گی۔۔

اس نے شکایت کی ہے یا نہیں،،،اگر آئندہ تم نے کوئی بھی فضول بات یا'' زبردستی کا رعب جھاڑا تو یہ اچھی بات نہیں ہو گی زین،،،''عابدہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا البتہ زین کی چبھتی نظریں سحر پر تھیں۔۔یہ سوچ زین پریشان کر رہی تھی کہ کہیں اپنی احمقانہ سوچ کے مواقف اس نے کچھ الٹا سیدھا نہ کہہ دیا ہو جس سے خوامخواہ اسے شرمندگی اٹھانی پڑی۔۔

یہ کون سی سیدھی ہے مام،،،رات کہہ کر گیا تھا میرے آنے تک کمرے'' سے نہیں نکلنا،،،پر جب واپس آیا تو یہ محترمہ ایسے غائب ہوئیں کہ صبح تک دکھی ہی نہیں،،،پوچھیں اس سے رات بھر کہاں تھی،،؟''زین کا لہجہ تیز ہوا تھا۔۔

وہ کہاں تھی ہمیں معلوم ہے زین،،، لیکن تمہیں کم از کم اس کی عمر کا لحاظ"
کرنا چاہیے،،اس کی عمر ہی کیا کہ وہ ابھی بڑی بڑی زمہ داریاں سنبھالے اپنے
شوہر کو سنبھالے،،، تھوڑا اسپیس دو اسے تاکہ وہ اس رشتے کو سمجھے،،، کہاں
تمہیں قبول نہیں تھا اور اب چند دنوں میں،،، "مہبم الفاظ میں کہتے اس کے
اسے بابا بہت کچھ جتا گئے۔۔زین ک دل کیا وہ اس لڑکی کا سر پھوڑ دے۔۔
یقیناً وہ ان کے درمیان گزرے کچھ نازک لمحات کو مرچ مصالحہ لگا کر کوئی
فضول بکواس کر چکی تھی۔۔کس قدر شرمندگی کا سامنا اسے ہوا تھا کہ چہرہ
سرخ پڑنے لگا تھا۔۔

اور سحر پورا دن گھر میں رہتی ہے،،، میں اسے ڈرائیور کے ساتھ نہیں بھیج"
سکتا کہیں،،، تمہیں آوارہ گردی کرنی ہی ہے تو اسے بھی باہر لے کر جایا
کرو،،،اس کے ساتھ گھومو پھرو" اپنے باپ کی بات سنتے زین نے جتاتی
آئبرو اچکائی جیسے پوچھ رہا ہو۔۔بھول گئے کیا ڈیڈ؟ کہ صرف معاہدہ ہے چھ
ماہ کا؟ لیکن مقابل بھی اس کا باپ تھا۔انہوں نے بھی آئبرو اچکائی جیسے

جواب دیا ہو کہ بچی کے قریب جاتے ہوئے یاد نہیں آیا کہ یہ معاہدہ ہے ؟۔۔
وہ ایک بار پھر خوامخواہ شرمندہ ہوا۔۔ابھی وہ ان کی گھمانے لے جانے کی
بات کا لفظی انکار کرتا اس سے پہلے سحر بول پڑی۔
نہیں بابا،،مجھے ان کے ساتھ نہیں جانا،،"اس کے انکار پر سب نے اس"
کی جانب دیکھا۔زین کو اندازہ ہوا یہ چوہیا اس کے ماں باپ کے سامنے شیر ہو
جاتی ہے۔۔
کیوں بیٹا؟"عابدہ بیگم نے پچکارتے پوچھا۔"
مجھے یہ پسند نہیں،،"اس نے چھوٹی سی ناک چڑھاتے زین کی طرف"
دیکھتے منہ پھیرا تو زین کا دل کیا اسے ایک خوبصورت پہاڑ کی چوٹی پر لے
جائے اور پھر بہت محبت سے اسے نیچے دھکا دے دے۔۔
کیوں بیٹا،؟؟؟ایسے نہیں کرتے،،اپنے شوہر کو ایسے نہیں بولتے،،"عابدہ"
بیگم نے نرمی سے سمجھایا جب اچانک زین کی آنکھیں چمکیں۔۔اب اس
چوہیا کو شیر کی کچھار میں پھسنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔۔

مام،،، میں ابھی واپس باہر گھومنے جارہا تھا،،، سحر کو ساتھ لے جاتا ہوں،،،"
کھانا بھی باہر کھلادوں گا،،، زین کی اس دھماکے دار پیشکش پر صرف سحر نے
حیرت و صدمے سے پھٹی آنکھوں سے اس جن کو دیکھا تھا ورنہ اس کے ماں
باپ صرف اسے گھور رہے تھے۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں،،، اب لے جارہا ہوں تب بھی مسئلہ ہے،،،؟"زین"
نے جھنجھلاتے کہا۔۔

ٹھیک ہے، سحر تو ویسے بھی مناسب حلیے میں ہے، تم لے جاؤ اسے، "زین"
کے بابا نے کچھ سوچتے بیوی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا جانتے تھے وہ کچھ دیر
پہلے ہوئی بحث کے بعد سحر کو نہیں بھیجیں گی۔۔ جبکہ ان کی بات پر زین نے
پہلی بار اس کے حلیے کا تفصیلی جائزہ لیا۔ کندھے پر ایک طرف سلکی بالوں کی
چٹیا۔۔ ماتھے پر ہلکے کٹے ہوئے بال اور سفید رنگت پر ہلکے آسمانی رنگ کا
شارٹ شرٹ اور کیپری۔۔ ہم رنگ جالی دار دوپٹہ دوسرے صوفے پر پڑا
تھا۔۔ وہ سرتاپیر ایک چھوٹی سی آفت تھی۔۔۔

مجھے نہیں جانا،،"سحر نے ایک بار پھر آواز بلند کی۔۔"

سحر اپنے بابا کی بات نہیں مانے گی،،؟"زین کے بابا کے پوچھنے پر وہ بے"
بسی سے نظریں جھکا گئی۔

پھر میں اسے بھی ساتھ لے کر جاؤں گی،،،"اپنا خر گوش بلند کرتے اس"
نے معصومیت سے کہا تو زین کے علاوہ سب مسکرانے لگے۔

دوپٹہ صحیح سے اوڑھو"سنجیدگی سے کہتا وہ باہر نکلا تو ناچار اسی کے پیچھے سحر"
بھی مرے قدموں سے باہر نکل گئی۔دل خوف سے دھڑکنے لگا کہ اب تو
زین کو پتا چل گیا تھا اس نے چغلی لگائی۔اور وہ اس بات پر بھی چھپ رہی تھی
کہ کل منع کرنے کے باوجود وہ کمرے سے نکل گئی تھی اور اب اس کا زین
سے سامنا ہوا تھا۔

زین کے دروازہ کھولنے پر وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔کچھ لمحوں بعد گاڑی
گیٹ سے باہر نکل گئی۔۔

****

رات گیارہ بجے وہ کمرے میں داخل ہوا تو پہلی نظر بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی ایلف پر پڑی۔۔ جس کی آدھی ٹانگیں بیڈ سے نیچے تھیں۔۔ درمیانی ٹیبل پر کھانے کی ٹرے ویسی کی ویسی سجی ہوئی رکھی تھی۔۔ آرزک نے جان بوجھ کر دروازہ زور سے بند کیا تو ایلف کے وجود میں جنبش ہوئی وہ پل بھر کو خود میں سمٹی اور چہرہ مزید تکیے میں گھسا گئی۔۔

واؤ،، چکن کرسپی فرائیڈ لیگ پیس،،، ''کھانے کی ٹرے کو اٹھاتا وہ لذت'' بھری آواز میں بولتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔

افف،،، بہت جوسی، ٹینڈر اور ٹیمپٹنگ لگ رہا ہے،،، اگر کوئی کھانا چاہے'' تو ابھی بھی وقت ہے کھا سکتا ہے،، ''نہیں تو دو بوٹی چکن لیگ پیس کی قیمت تم کیا جانور میش،، ایلف کے کان کے قریب جھکتا وہ نرمی سے سرگوشی نما بولا تو ایلف جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔ بھوک اسے خود بھی شدید تھی صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔۔ مگر اس کا بے مہر ستمگر آدمی کا پل میں تولہ پل میں ماشہ والا رویہ اسے سویوں کی طرح چبھ رہا تھا۔۔

ممم۔۔۔مجھ سے بات۔۔۔مم۔۔مت کرو،،"وہ چیخ کر بولی۔۔صبح تک"
وہ جو آتش فشاں بنا بھڑکنے کو ہر وقت تیار رہا تھا اب اس کے لیے بالکل موم ہو رہا تھا۔۔

اچھا دو کی جگہ تین للل۔۔۔للی۔۔لیگ پیس لے لو پر کھانا کھالو،،"ایلف"
کی نقل اتارتا وہ مسکرایا تو ایلف کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

تت۔۔تم۔۔۔مم۔۔میری نقل۔۔اتار۔رہے ہو،،"پانی کا بھرا گلاس"
اٹھا کر آرزک کے منہ پر پھینکتی وہ چیخی تو آرزک ہڑبڑا کر کھڑا ہو گیا اور سنجیدگی سے ایلف کو گھورنے لگا۔۔یہ آج کے دن کا دوسرا حملہ تھا جو وہ اس پر اور اس کی آنا پر کر گئی تھی۔۔مگر وہ برداشت کر گیا تھا سامنے کھڑے اس وجود کی خاطر جو محبت بن کر اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔۔

تم اتنی میسنی کیسے ہو گئیں ایلف،،؟اچھی خاصی معصوم سی لڑکی تھیں،،"
بیوی بننے کے بعد تو تم بہت چنڈال ہو گئی ہو،،"اپنے غصے کو دباتا وہ تپانے

والے انداز میں بولا اور جھٹکے سے اپنی گیلی ٹی شرٹ اتارتے ایلف کے منہ پر پھینکی جسے ایلف نے خود سے دور جھٹک دیا۔

تت۔۔تم۔۔ تمہیں کتے کھا جائیں۔۔گے،، ''چڑ کر اسے ہمیشہ والی بد دعا'' دہرائی۔۔

نن۔ نہیں۔۔۔پ۔۔پپ۔۔ پلیز تم مجھے مت کھانا،، ''آرزک نے معنی'' خیزی سے ہنستے ہوئے اسی کے انداز میں جواب دیا اور لب دانتوں تلے دبا گیا ایلف جو اس کے نقل اتارنے پر تپی تھی اس کے جواب پر غور کرتے ہی تن بدن میں آگ لگ گئی۔

تت۔۔ت۔۔۔تم۔۔نے مم۔۔مجھے کک۔۔کتا کہا،،، ''وہ بیڈ پر کھڑی'' ہوتی آرزک کے مقابل آئی۔۔

نہیں،، تم تو فی میل ہو تم کتا کیسے ہو سکتی ہو،،، ''اس نے مستقل ایلف کے'' سرخ چہرے کو محظوظ نظروں سے گھورا۔۔

مم۔۔میں،،،"ابھی اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ آرزک" نے اس کے منہ میں فرائڈ چکن لیگ دبا دیا۔ایلف آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔۔زبان میں زائقہ گھلنے لگا۔۔دل کہنے لگا دھتکار دے اس کے کھانے کو پر دماغ نے اکسایا کہ منہ میں ہی دبا لے وہ اسی کشمکش میں تھی جب کہ اس کی سوچ پڑھتے ہوئے آرزک نے بمشکل قہقہ ضبط کیا۔۔

مم۔۔مجھے۔۔۔نہیں کھانا،،"افسردگی سے کہتی وہ رخ پھیر کے بیٹھی تو" آرزک کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔اس کے پیچھے بہت قریب بیٹھتے جیب سے موبائل نکال کر ایک وائس نوٹ آن کیا کمرے میں عبدالرحمن کی آواز گونجی۔

السلام وعلیکم مام،،،مجھے یقین ہیں آپ جلد ٹھیک ہو جائیں گی،،،ہم سب" بھی ٹھیک ہیں میں سب بہن بھائیوں کا خیال رکھ رہا ہوں،،اور سب کو وقت پر سلاتا ہوں،،،ڈیڈ کہہ رہے تھے کہ آپ کسی وجہ سے ناراض ہیں اور کھانا "نہیں کھا رہیں،،،پلیز مام کھانا کھا لیں،،،

عبدالرحمن کی آواز پر وہ واپس پلٹی آنکھوں میں نمی تھی۔ایک نظر کھانے کی پلیٹ کو دیکھتے ایلف نے ایک لیگ پیس اٹھالیا۔۔آرزک نے مسکراتے ہوئے فون سائیڈ پر رکھا۔۔اور ایلف کو دیکھنے لگا۔۔

مم۔۔میں۔۔تت۔۔تمہارے۔۔۔بب۔۔بولنے پر"

نہیں۔۔۔عع۔۔عبدالرحمان کے بولنے پپ۔۔پر کھا۔۔۔رر۔رہی ہوں،،،"چھوٹی سی ناک چڑھاتی وہ آرزک کو کیوٹ لگی پھر اس نے بنا آرزک کی جانب دیکھے پلیٹ میں رکے چاروں لیگ پیس کھا لیے۔۔۔اور پھر پانی کے چند گھونٹ بھر کر ٹرے کھسکا دی اور کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔ کچھ دیر بعد کمرے کی لائٹ بند ہوئی تو ایلف کی دھڑکن یکدم تیز ہو گئی۔۔ نجانے وہ کمرے میں تھا یا چلا گیا تھا۔اس کا واپس بدلتا انداز ایلف کو پریشانی کی گھنٹی سنا رہا تھا۔ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی جب اچانک آرزک نے سائیڈ لیمپ آن کیا اور جھٹکے سے ایلف کو کھینچ کر خود سے قریب کر لیا۔

چچ۔۔ چھوڑو۔۔ا گر۔۔۔کک۔۔کوشش بھی۔کک۔۔کی تو۔۔"

میں۔۔ت تمہیں۔۔مار۔۔۔دو۔۔نگی،،،"اپنی پوری طاقت لگا کر مزاحمت کرتے پھڑ پھڑاتے وہ آخر میں تھک کر بولی۔جب کہ آرزک اس کے گلنار چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

تھپڑ کیوں مارا تھا ایلف؟اچانک کیا ہوا تھا؟"اب کے آرزک نے سنجیدگی" سے بولا تو ایلف ساکت ہوتی اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔آرزک نے بغور اس کے چہرے پر خوف پھیلتے دیکھا۔

تت۔۔تمہاری۔۔۔رر۔۔رات والی۔۔۔زبردستی۔۔۔پر،،"وہ یکدم" نظریں پھیر گئی۔۔

وہ کوئی زبردستی نہیں حق ہے میرا،،خیر ناراض مجھے ہونا چاہیے،،،ہو تم" رہی ہو،،،زور زبردستی مار دھاڑ کا رول مجھے پلے کرنا چاہیے اور تم کر رہی ہو،،،"ں رمی سے ایلف کے گال کو چھوتے وہ شکایتی لہجے میں بولا تو ایلف کو اس کے لمس سے گھبراہٹ ہونے لگی۔

۔۔اگر۔۔۔تت۔۔تم نے میرے۔۔۔ساتھ کک۔۔کچھ کرنے۔۔۔کا"
سوچا۔۔۔بھ۔۔ بھی تو،،"وہ گھبرا کر کمزور آواز میں دھمکانے لگی۔
کچھ بھی نہیں کر رہا،،سو جاؤ،،"ایلف کا سر اپنے سینے پر رکھتے اس نے"
نرمی سے کہا تو ایلف ایک بار پھر مزحمت کرنے لگی۔۔

سو جاؤ،،،ایلف،،ورنہ میرا ارادہ بدل جائے گا،،"اس کے انداز میں دھمکی"
واضح تھی۔۔ نجانے کیوں ایلف مزحمت ترک کر کے سر اس کے سینے پر ٹکا
گئی۔اب منظر کچھ یوں تھا کہ ایلف کا اوپری وجود آرزک کے سینے پر اور پیٹ
پر تھا باقی بیڈ پر۔۔وہ گھبرا کر آرزک کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔آرزک نرمی
سے اس کے بال سہلانے لگا۔۔

مم۔۔میں۔۔تت۔۔ تمہیں۔۔۔مم۔معاف۔۔ نہیں۔۔کر۔۔کروں"
گی،،،"وہ ایک دم سسکی۔۔

نہیں کرنا،،"نرمی سے اس کے بالوں کو سہلاتے وہ آنکھیں موندتے"
مسکرایا۔

تت۔۔تم۔۔تمہیں کک۔۔کتا۔۔کاٹے گا۔۔"اب کے اس کے لہجے میں غصے کی لچک تھی۔آرزک بے اختیار ہنسا۔۔

ٹھیک ہے مجھے کتا کاٹے گا،،،میں انجیکشن بھی لگوالوں گا"وہ تائید کرنے لگا۔

ت۔۔تم ظالم ہو،،،"وہ پھر بولی۔"

ہاں بہت،،،"وہ ہاں میں سر ہلا گیا۔"

ت۔۔تم۔۔۔نے۔مم۔۔میرے ساتھ۔۔ز۔۔زبردس۔۔تی کی۔۔"

مم۔۔محبت۔۔۔کے ن۔۔نام پر۔۔جج۔۔جھوٹ۔۔۔"ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ اس کے سر میں نرمی سے سہلاتی آرزک کی انگلیاں اپنی جگہ سخت ہوئیں۔۔

زبردستی نہیں کی،،،اگر کوئی زیادتی ہوتی تو تمہارے وجود پر زخموں کے"نشان ہوتے،،،تم اتنے اطمینان سے مجھے تھپڑ نہیں مارتین،،،میرے ہی سینے پر سر رکھ کر مجھے ہی بددعائیں دینے کی ہمت نہیں ہوتی تم میں،،،میری

محبت جھوٹ نہیں ایلف اسی لیے مجھے کوئی وضاحت دینے کی ضرورت نہیں،،،،سنجیدگی سے وہ اس کی بات کو قطعیت سے رد کر گیا۔کچھ دیر تک خاموشی رہی آرزک کی آنکھ لگنے لگی تھی کہ پھر وہ بولی۔

تت۔۔۔تمہیں کک۔۔کتا کاٹے گا،،،،اب کے لہجہ نرم تھا آرزک نے" آنکھیں کھولتے اس کے سر کو دیکھا پھر کمر سے پکڑ کر اسے اوپر کھینچا یوں کے ایلف کا چہرہ اس کے بالکل مقابل آگیا۔۔وہ بوکھلا کر گھبراتے آرزک کو دیکھنے لگی۔۔

تتت۔۔تم نے مم،،میرے ساتھ۔۔مم۔۔محبت۔۔کک۔کا ناٹک کیا" تھا،،،،آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے آرزک نے اسے سنجیدگی سے گھورا۔

ارادہ تو ناٹک کرنے کا ہی تھا،،،پر تمہاری دو بوٹیوں کے ساتھ تم پر بھی دل" آگیا آرزک خانزادہ کا"اس کی آنکھوں کو نرمی سے چومتے وہ شرارت سے بولا۔

مم۔۔میں تم۔۔سے م۔۔ممحبت نن۔۔ نہیں کرتی،،،"اس کی جسارت پر"
وہ ایک دم ہوش میں لوٹی اور اس کے اوپر سے اٹھنا چاہا جب آرزک نے مکمل
اسے اپنے اوپر کھینچ لیا کہ وہ مکمل آرزک کے اوپر لیٹی تھی۔۔

اچھا،،،ٹھیک ہے مت کرو محبت،،،میری محبت ہی ہم دونوں کے لیے کافی"
ہے،،،پر آئندہ ہاتھ مت اٹھانا ایلف،،،میرا دل تمہارے لیے بہت نرم اور
صاف ہے،،،میں تمہارے ساتھ غصے میں بھی مس بیہیو نہیں کرنا چاہتا
کیونکہ اب خالی محبت نہیں ہمارے درمیان میں یہ عزیز اور پاکیزہ رشتہ بھی
ہے،،،مجھے تمہارے اتنے شدید رد عمل کی وجہ ابھی تک سمجھ نہیں آئی لیکن
تمہارا مارا گیا تھپڑ بہت مشکل سے میں نے ضبط کیا ہے،،،لازمی نہیں ہے ہر
بار ضبط کر سکوں،،،تو آئندہ احتیاط کرنا،،،نخرے دکھانے ناراض ہونے کا
حق تمہیں ہے،،،پر حد سے گزرنے کی اجازت نہیں ہے،،،"ایلف کے بال
کان کے پیچھے کرتا وہ نرمی سے سمجھا رہا تھا جبکہ ایلف واقعی اس کے آگے کچھ

نہیں بول سکی تھی کیونکہ تھپڑ مارنے کے بعد اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ واقعی غلط کر چکی تھی۔

اب سو جاؤ،،، ورنہ سچ میں پھر تم کہو گی میں نے زبردستی کی،،، "اس نے" ایلف کے گال پر شدت بھرے انداز میں لب رکھتے کہا تو ایلف فورا اسی کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔ گویا بچنے کو پناہ ڈھونڈی ہو۔اس کی اس حرکت پر گہرا مسکراتے آرزک آنکھیں موند گیا۔اس بات کا اندازہ اسے آج ہوا تھا کہ محبت ہر چیز پر مرہم ہوتی۔۔ایلف سے نکاح اور اس کے قرب نے اس کے برسوں سے جلتے دل پر ٹھنڈی برف کا کام کیا تھا۔

****

رات ایک بجے فون رنگ ہوا تو وہ چونک کر اٹھا۔۔ فون سائلینٹ کرتے سائیڈ لیمپ آن کیا۔اور فون کی اسکرین کو دیکھا۔۔ماتھے پر ایک بل نمودار ہوا۔۔۔ کمفرٹر سائیڈ کرتے وہ کھڑا ہوا اور سلیپر پہنتے گیلری میں آ گیا۔ مسلسل رنگ ہوتے فون کو پک کرتے فون کان سے لگایا۔

تم یہ سب جان بوجھ کر کرتے ہو نہ باران دلشیر،،؟؟آخر آدھی رات کو"
کون سا کیڑا کاٹتا ہے تمھیں،،اگر آدھی رات کو اتنی ہی میری یاد ستاتی ہے تو
ایک کام کرو میری دوسری بیوی بن کے میرے گھر آجاؤ،،"زاویار چڑ کر
اس پر چڑھ دوڑا تو باران قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

میرا نکاح ہے ابھی،،فورا دلشیر مینشن پہنچو،،"آگے سے اس نے خود پر"
سنجیدگی طاری کرتے ہوئے کہا تو زاویار خانزادہ کو چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا
لگا۔۔

زیادہ چڑھ گئی ہے کیا؟"زاویار نے تپتے ہوئے پوچھا۔اس وقت زاویار کو"
اس کا ایسا بیہودہ مزاق کرنا ایک آنکھ نا بھایا تھا۔۔

میں ڈرنک نہیں کرتا زاویار،،یونو ویری ویل،،"باران نے غصے سے"
کہا۔

بہت بکواس مزاق ہے،،صبح بات کریں گے،،"زاویار نے چڑھتے فون"
کاٹنا چاہا جب باران تیز لہجے میں بولا۔

آدھے گھنٹے تک ویٹ کروں گا،،،اگر آ گئے تو ٹھیک ورنہ مہربانی کر کے پھر" دوبارہ اپنی شکل مت دکھانا مجھے،،،"غصے سے کھولتا باران فون کاٹ گیا۔

رات کے ایک بجے جانے اسے کون سے کتے کاٹتے ہیں،،"جھنجھلا کر" کمرے میں آ کر سائیڈ ٹیبل سے اپنا والٹ اور گاڑی کی چابیاں اٹھائیں موبائل جیب میں ڈالتے وہ لیمپ بند کرنے لگا کہ اس کی نظر زرمش کے چہرے پر پڑی۔ ہلکی پیلی روشنی میں اس کا چہرہ بہت روشن تھا۔۔وہ کوئی نازک اپسرا تھی۔۔پریوں کی کسی خوبصورت کہانی کا کردار جو بھول بھٹک کر اس ظالم دنیا میں آن پہنچی تھی۔۔بیڈ پر ایک گھٹنا رکھتے وہ زرمش کے قریب ہوا اور بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔۔

یہ لڑکی اتنا سب کرنے کے بعد بھی اسے معصوم ہی لگتی تھی۔نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے وہ پیچھے ہوا لیکن تشنگی میں مزید اضافہ ہو گیا۔

کتنی مشکل سے وہ اس کے وجود سے دامن بچاتا تھا خود کو لاپرواہ رکھتا تھا پر وہ تو وہ خود جانتا تھا کہ زرمش اس کے لیے اس کی ملکیت اور اس پر حلال ہونے

کے باجود کتنی بڑی آزمائش ثابت ہوئی تھی۔آہستگی سے زرمش کے چہرے پر جھکتے وہ چند لمحے بعد پیچھے ہٹا۔۔وہ اتنی نازک اور حساس تھی کہ نیند میں بھی اس پر تپش سے نرم مگر مہکتے جنون بھرے لمس پر بری طرح کسمساتے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنے گداز سرخ لب سہلانے لگی۔۔زاویار اس کے وجود پر کمفرٹر درست کرتے سائیڈ لیمپ آف کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ باران کے مینشن پہنچا تو چوکیدار نے فورا دروازہ کھول دیا۔گاڑی پارک کرتے اسے اندازہ ہوا کہ اس معاملے میں کسی حد تک سچائی ہے کہ ایحان کی گاڑی بھی پورچ میں ہی کھڑی تھی۔گاڑی سے باہر نکلتے وہ اندر کی جانب بڑھا تو لاؤنج میں ہی اسے قاضی کے ساتھ ایحان اور دولڑکے بیٹھے نظر آئے۔۔

****

وہ اپنے گھر میں پھر سے آج تن تنہا رات کے اس وقت جم میں اپنی جان جوکھم میں ڈالے ہوئے تھا۔۔کسرتی جسم پسینے سے تر تھا۔۔اب تو خود اذیتی

کی عادت سی ہو چکی تھی۔۔آس پاس چاند کی ٹھنڈی چاندنی میں وحشت ناک سی تنہائی اور خاموشی تھی۔آج دن کے ضیاء کے کہے کچھ مخصوص جملے بار بار اس کے کانوں میں گونج کر بازگشت پیدا کر رہے تھے۔۔

لازم نہیں تمہیں بھی ریم مل جائے گی،،پہلے خود معاملے کو بگاڑنا اور پھر" اس کو سدھارنے میں جی جان لگا دینا،،،ہر بار معاملات نہیں سدھرتے ایحان دلشیر،،اور تم اچھے سے جانتے ہو وہ لڑکی بہت شریف اور معصوم "ہے،،،

جتنی اسے عورت ذات سے نفرت تھی۔جتنی اسے گھن اور کراہیت محسوس ہوتی تھی۔ایسے کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ کسی کو اپنی زندگی میں اتنی آسانی سے قبول کر لے گا۔۔

یہ بات مر کر بھی ایکسیپٹ نہیں کروں گا کہ مجھے اس سے محبت ہے۔۔نہیں ہے۔بلکل نہیں۔بھلا ایحان دلشیر بھی کسی لڑکی سے محبت کر سکتا ہے۔ایسا تو ممکن نہیں۔

وہ اپنے زہن میں خود سے بار بار یہ بات دہرا رہا تھا کہ دفعتاً اس تنہائی اور خاموشی کے سینے کو چیر کر فون کی رنگ چاروں سمت گونجی۔۔ایحان نے فون اٹھا کر دیکھا تو کال باران دلشیر کی تھی۔۔جسے دیکھ اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔اسی لئے کال کو نظر انداز کیا۔۔مگر تین پھر چار۔۔فون مسلسل بج رہا تھا۔آخر سامنے والے نے کال کٹ کر کے اسے ضروری میسج بھیجا تھا۔۔

ایحان نے بھی اب ماتھے پر بل ڈال کر آخر فون اٹھا کر میسج پڑھا تو چونکا۔

اگر اتنی ایمرجنسی نا ہوتی تو تمھیں تنگ نہیں کرتا،،ضروری بات ہے کال اٹینڈ کرو،،، باران دلشیر کا میسج تھا۔ایحان نے گہری سانس بھرتے کال ملا کر فون کو کان سے لگایا۔۔فون پہلی بیل پر ہی رسیو کر لیا گیا تھا۔۔

کہیے،،؟؟کیا کہنا ہے آپ کو،،،ایحان کا انداز لیے دیئے والا تھا۔باران"

دلشیر نے ٹھنڈی آہ بھری۔۔

میں شادی کر رہا ہوں،،مطلب آج ابھی اسی وقت نکاح کر رہا ہوں،،چاہتا" ہوں تم لازمی ادھر میرے پاس موجود رہو،،،مجھے ضرورت ہے تمھاری،،،

یہ کہتے ہوئے باران دلشیر کا۔لہجہ مدھم اور پھیکا پڑ گیا تھا کہ سامنے سے وہ یہ نا کہہ دے کہ جب مجھے آپ کی ضرورت تھی آپ نہیں تھے تو آج مجھ سے کیوں توقع کر رہے ہیں کہ آپ کو ضرورت ہو گی تو میں آؤں گا۔۔لیکن پھر ایک عجیب بات ہوئی۔۔

آرہا ہوں میں،،،ایحان نے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔یہ سن کر باران کی" آنکھوں میں چمک سی آگئی۔۔اس نے فون رکھ دیا۔۔ادھر ایحان کو اس بات نے جہاں حیرت کے سمندر میں غوطہ زن کیا تھا وہاں خوشگوار ترین حیرت میں بھی مبتلا کیا تھا۔۔بڑے بھائی سے لاکھ اختلاف، بے حسی اور ناراضگی سہی مگر اس خبر نے اسے اندر سے بہت زیادہ خوش اور پر سکون کر دیا تھا۔۔آخر کو وہ نا سہی مگر اس کا بھائی تو آباد ہو رہا تھا۔۔

میری بھابھی کون ہو گی،،،اسے تجسس ہوا۔اس ان دیکھے وجود سے عجیب طرح کی محبت اور عقیدت سی ہونے لگی۔۔اس کا دل کیا ابھی اڑ کر دلشیر

مینشن پہنچ جائے۔اس نے پھر انتظار نہیں کیااور فوراگاڑی لے کر دلشیر مینشن کے لیے نکلا تھا۔۔

****

تمہارا بھائی سائیکو ہے یار،،،،لاونج میں داخل ہوتے زاویار ایحان کے برابر بیٹھتے بے زاری سے بولا۔

سفاک اور سیلفش بھی،،،باران نے اگرچہ دھیمے سے کہا تھا پر زاویار سن چکا تھا۔ایحان کے جملے اسے بالکل پسند نہیں آئے تھے۔۔زاویار کے منہ کے زاویے بگڑے۔ مگر یہاں پرواہ کسے تھی وہ تو بیقرارہ سے آج بس ایک وجود کا انتظار کر رہا تھا جو ان کے خاندان کا ایک خوبصورت حصہ بننے جا رہی تھی۔۔یہ جانے بغیر کے اگر وہ عورتوں سے نفرت کرتا ہے تو بھابھی بھی تو ایک عورت ہی ہو گی۔۔

اسلام و علیکم،،" باران کی آواز پر سب کھڑے ہوئے تھے۔جب کے"
ایحان کی نظریں اپنی ڈری سہمی ہونے والی بھابھی پر تھیں۔۔کچھ ایسا ہی
زاویار کے ساتھ بھی ہوا تھا لیکن زاویار کا وجود باران کے پہلو میں اس لڑکی کو
دیکھ کر پتھر ہو گیا تھا۔اس لڑکی کو دیکھ کر زاویار پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ
پڑے تھے۔۔ہونٹوں نے فقط ایک جنبش کی۔۔
زرمش،،"ہاں سامنے کھڑی لڑکی زرمش ہی تو تھی۔مگر زرمش کم از کم"
اس طرح ڈرتے ہوئے سر عام کانپا نہیں کرتی تھی۔۔پر زرمش تو گھر پر؟؟
وہ الجھ گیا تھا۔حیران تھا۔۔
بھابھی،،،"وہ کوئی معصوم سا فرشتہ تھی۔۔کوئی بھولی بھالی گڑیا سی مورت"
جو ایحان کو بے حد اچھی لگی تھی۔۔ایحان نے مسکرا کر گھبرائی ہوئی اینارہ کو
پکارا۔باران سے اختلاف اپنی جگہ پر وہ لڑکی باران سے جڑنے والی تھی تو اسے
محبت اور عقیدت کیوں نہ ہوتی۔۔یوں بھی وہ ڈری سہمی سی اسے بہت اچھی
ہی لگی تھی۔۔

ایناره نے اس کے پکارنے پر نظر اٹھائی۔۔

یہ میرا چھوٹا بھائی ہے ایحان،،،"باران نے تعارف کروایا۔"

اتنا بڑا،،"ایناره کے منہ سے بے اختیار نکلا تو ایحان اور باران دونوں"

ہنسے۔۔۔

خالی قد بڑا ہے،،، عمر میں مجھ سے بہت چھوٹا ہے،،"باران نے آگے جھکتے"

ایحان کا ماتھا چومتے اسے گلے لگایا تو ایحان کی مسکراہٹ فوراً غائب ہو گئی۔۔

وہ لب بھینچ کر پیچھے ہٹا تو باران نے مسکراتی نظروں سے زاویار کو دیکھا۔۔جو

اب تک یک ٹک ایناره کو دیکھ رہا تھا اور ایناره اس کے اس طرح دیکھنے سے

گھبرا رہی تھی۔

میری بیوی ہے تیری نہیں،،، نظریں ہٹا لے کمینے"زاویار کے بغل گیر"

ہوتے اس نے شرارت سے کہا تو زاویار نے نا سمجھی سے اسے گھورا۔

یہ سب کیا ہے باران،،؟"زاویار نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

ایک شکل کے دولوگ،،شاید ٹوئنز،،؟؟سوچاجب ہر چیز ہم دونوں سیم" رکھتے ہیں تو شادی بھی سیم سیم شکلوں سے کر لیتے ہیں،،ایک آنکھ دباتے اس نے زاویار سے اینارہ کا تعارف کروایا۔"اب منہ اور آنکھیں بند کر جو سوال پوچھنا ہوا بعد میں پوچھ لینا،، نکاح ہونے دے میرا،، باران نے اس چڑاتے ہوئے کہا۔۔لیکن وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

قاضی نے نکاح شروع کیا۔بعوض ایک کروڑ حق مہر اینارہ باران کے نکاح میں آگئی۔۔نکاح کے بعد باران نے سہمی اینارہ کو کمرے میں بھیج دیا۔ایحان بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔قاضی اور باقی دو گواہ بھی چلے گئے۔۔اب لاؤنج میں صرف باران اور زاویار رہ گئے۔

یہ وہی کوٹھے والی لڑکی ہے نہ،،؟"زاویار نے پوچھا۔وہ زیادہ دیر تک" متجسس رہ ہی نہیں پایا تھا۔۔

کوٹھے والی نہیں،،کوٹھے پر پھنسی ایک پاکیزہ لڑکی،،"باران نے اس کے" الفاظ کی تصحیح کی۔

ہمم،،زرمش کی طرح،،"اس کے لفظ پاکیزہ پر زاویار نے طنز کرتے بہت" کچھ جتایا تو باران گہرا مسکرایا۔

نہیں،،یہ بہت معصوم ہے بالکل میری طرح،،،تیری بیوی بلکل تیری" طرح ہے،،،"باران نے سگریٹ سلگائی جبکہ زاویار نے زور سے قہقہ لگایا۔

تمہیں کامیڈین ہونا چاہیے تھا باران،،،خیر یہ بات قابلِ تفتیش ہے کہ" دونوں ایک ہی شکل کی اور دونوں بانو بائی کی قید میں تھیں،،،کون ہیں،،؟؟ کس کی اولادیں ہیں،،،یقیناً درمیان میں رشتہ ہے،،،اگر ہے تو یہ دونوں اس سے بے خبر کیوں ہے،،،یہ کیسی مسٹری ہے آخر،،،آج مجھے بھابھی کو دیکھ کر واقعی بہت بڑا جھٹکا لگا ہے،،یوں لگا زرمش سامنے آگئی ہو،،،ان سب سوالوں کے جواب بانو بائی کے کوٹھے سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں"زاویار نے پرسوچ لہجے میں کہا۔

ہاں مجھے بھی ایسا لگتا ہے پر ان سب کا جواب دینے کے لیے بانو بائی زندہ نہیں ہے،،، "بااران نے پر سوچ لہجے میں کہا تو زاویار کندھے اچکاتے اٹھ کھڑا ہوا۔

چلو یہ مسئلہ کل کے لیے اٹھار کھتے ہیں فی الحال تو تم اور تمہارے کارنامے،،، رات ایک کی جگہ دن کے ایک بجے بھی نکاح ہو سکتا تھا کمینے،،، خیر میں چلتا ہوں،،، دعا کرتا ہوں کہ وہ تم سے اور تم اس سے باوفا ثابت ہو اور تمہارے رشتے میں برکت ہو،، "دل سے دعا دیتا زاویار باہر نکل گیا۔ جبکہ باران گہری سانس بھرتے ایناره کے کمرے میں چلا گیا۔

: **********

بیوی،،، "ایناره جو شیشے کے سامنے کھڑی خود کو رشک بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اپنے پیچھے باران کا عکس دیکھتی نظریں جھکا گئی۔

خوش ہو،،؟"باران نے اس کے چہرے پر حیاء کے رنگ دیکھتے محظوظ" ہوتے پوچھا۔جواباً اینارہ نے اثبات میں سر ہلایا۔جب باران نے اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔۔

تم میری دنیا میں اپنی مرضی سے آئی ہو اینارہ،،واپسی کا راستہ تمہارے پاس" نہیں ہے،،،"اینارہ کے نرم ہاتھوں کو تھامتے وہ نرمی سے بولا جب اینارہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اور اگر آپ پیچھے ہٹ گئے تو،،؟"وہ اپنا خدشہ پوچھنے لگی۔۔"

نہیں ہٹوں گا،،پر اگر میری اصلیت جان کر تم پیچھے ہٹ گئی تو،،؟"باران" نے کھوجتی نظروں سے اسے جانچنا چاہا۔

میں نے اپنی زندگی میں ایک ہی خوبصورتی پائی ہے،،،وہ آپ ہیں اینجل" باری،،،پاگل تھوڑی ہوں جو اپنی خوبصورتی اجاڑوں گی،،"وہ ہنستے ہوئے چہرہ جھکا گئی۔

اچھااب تنخواہ تو نہیں مانگو گی نہ،،"باران کے شرارت سے بولنے پر ایناره"
نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔
اب تو پوکٹ منی مطلب خرچہ،،فرح آپی کا میاں بھی دیتا ہے ہے"
انھیں،،،"وہ باران کو بتانے لگی تو باران نے مسکراہٹ ضبط کی۔اور کمر میں
ہاتھ ڈال کر ایناره کو خود سے قریب کیا تو پل بھر میں ایناره کی مسکراہٹ سمٹی
وہ باران کے سینے پر ہاتھ رکھتے حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔
اتنا کیوں گھبرا رہی ہو،،؟"ایناره کو گھبراتا دیکھ وہ پریشان ہوتے ایک دم"
ایناره سے دور ہوا۔اپنی بے خودی پر شدید غصہ آیا۔وہ ابھی اس چیز کی متحمل
نہیں تھی۔۔باران دلشیر اچھے سے جانتا تھا اسی لئے فی الحال اسے محتاط رہنے
کی ضرورت تھی۔۔۔۔جبکہ باران کو یوں دور ہوتا دیکھ ایناره کو مزید
گھبراہٹ ہوئی۔اگلے ہی لمحے وہ باران کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔باران
نے نرمی سے اس کا چہرہ سینے سے نکال کر بلند کیا اور اپنے سلگتے لب ایناره کی
پیشانی پر ثبت کر دیے۔۔

میری اندھیر زندگی کی روشنی ہو تم،،،"بہت عقیدت سے ایمارہ کا چہرہ تھامتے وہ جذب سے بولا تو ایمارہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

کافی رات ہو گئی ہے،،،آرام کرو،،،ورنہ طبیعت بگڑ جائے گی،،"ایک" آخری نظر ایمارہ کے چہرے پر ڈالتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ایمارہ اپنی جگہ پر کھڑی دروازے کو یک ٹک دیکھتی رہی اپنے دونوں ہاتھوں سے خود کو ہی گلے لگاتے بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی۔۔وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔رات بہت حسین تھی۔ہر جگہ قمقمے جل اٹھے تھے۔جس میں ایمارہ کے خواب جگمگانے لگے تھے۔وہ آنکھیں موند گئی اور ایک ذہن کی تشکیل کردا دنیا میں کھونے لگی جو باران اور اس کی زندگی کے گرد گھومتی تھی۔

****

اگلی صبح کافی پر رونق تھی۔ایحان صبح جلدی اٹھا تھا جمنگ کے بعد وہ کمرے میں جانے لگا تو باران سے پھر سے ٹکراؤ ہوا۔۔باران اس سے بات کرنا چاہتا تھا پر ایحان نے رکنے کی زحمت نہیں کی تھی۔باران نے بھی فلوقت اسے

اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔جب ایحان یونیورسٹی کے لیے تیار ہو کر پورچ میں آیا اس سے پہلے وہ گاڑی میں بیٹھتا پیچھے سے باران کی آواز سنائی دی۔

ریم اچھی لڑکی ہے،، شریف بھی ہے،،، میں نے اس لڑکی کی اور اس کے باپ کی ساری معلومات نکلوائی ہے،، کہیں سے بھی کوئی بھی برائی نظر نہیں آئی سوائے کلاس ڈفرینس کے،، "باران اس وقت بلیک سینڈ واور ٹراؤزر میں تھا۔ہاتھ میں انرجی ڈرنک کی بوتل تھی۔

"میں نے آپ سے کہا تھا مجھ پر نظر مت رکھیں اور میرے معملات سے دور رہیں،،،، "بہت مشکل سے غصہ ضبط کرتے کہا۔

"پسند کرتے ہو تو سیدھا نکاح کرو ایحان،، یوں بزدلوں کی طرح لڑکیوں کے گھروں میں گھسنا تمہیں زیب نہیں دیتا،، "باران کا کہنا تھا کہ ایحان کا پارہ چڑھنے لگا۔

"آپ نے اپنا نکاح کر لیا نہ،،؟ کافی ہے،، اپنی زندگی میں خوش اور آباد رہیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑتے میری زندگی جینے دیں،،، اور اگر آپ کے

پاس کچھ وقت ہے دوسروں کے لیے،،، تو ایک لاوارث کو ملک سے باہر پھینک رکھا ہے اسے دیکھ لیں،،، کہ زندہ ہے یا مر گئی،،، بے شک آپ کا خون نہیں ہے،، پر میں اور وہ ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں،،،" آہستہ مگر اپنے ہر ہر لفظ پر زور دیتا وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ جبکہ باران کا چہرہ انتہائی حد تک سرخ ہو گیا۔ گہری سانس لیتے خود پر ضبط کیا۔ باران دلشیر جانتا تھا ایحان کا کافی دنوں سے ایلف سے رابطہ نہیں ہو پایا ہو گا۔۔ تبھی وہ اتنا ہائپر ہو رہا تھا۔ مگر اسے حقیقت کہاں معلوم تھی۔۔ وہ سچائی سے بے خبر تھا جو صرف باران دلشیر جانتا تھا یا اس کے فرشتے۔۔

گاڑی دلشیر مینشن سے باہر نکلی ایحان ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ دماغ کی نسین پھولنے لگی تھیں۔ جب یکدم گاڑی کو سڑک کے کنارے پر بریک لگائی۔ گہری سانس بھرتے اپنی آنکھوں میں اترتی نمی کو دیکھا۔ سب سچ کہتے تھے ماں باپ کا ہونا زندگی کی ہر عمر میں ضروری ہوتا ہے۔ بڑے بھائی بہن تو

اہنی زندگی میں مگن ہو جاتے ہیں۔ باران نے بھی تو یہی کیا تھا۔ وہ تو پہلے بھی انہیں وقت نہیں دیتا تھا اور اب تو اچانک شادی۔۔

اس نے کچھ دیر سوچتے جیب سے اپنا فون نکالا۔ اور ریم کا نمبر ڈائل کیا۔ دو دن پہلے ہی نعمان علی نے اس سے پیسے ایڈوانس لیے تھے تاکہ وہ ریم کو فون دلا سکے۔ اس کے پاس ریم کا نمبر سمائرہ کے ذریعے سے آیا تھا۔ فون پر رنگ جا رہی تھی۔۔ کچھ گھنٹیوں کے بعد فون اٹھا لیا گیا۔

ہیلو،، ''فون سے مدھم سی آواز گونجی۔''

ریم نعمان علی،، ''ایحان نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے گہری سانس'' لیتے نام پکارا تو دوسری جانب سناٹا چھا گیا۔

سن رہی ہو ریم؟ ''کچھ دیر بعد ایحان نے پکارا۔''

آپ کے پاس میرا نمبر کیسے آیا،،؟ ''اس کے جھنجھلائے سے سوال پر ایحان'' مسکرایا۔

میں نے ناشتہ نہیں کیا،،مجھے پراٹھا کھانا ہے بنا کے یونی لے آؤ،،،"

ابھی،،،"وہ اس کے سوال کو سرے سے نظر انداز کر گیا۔

میں نہیں لاؤں گی،،"وہ فورا بولی۔"

تم لاؤ گی،،"ایحان نے مسکراتے اپنی بات پر زور دیا۔"

میں نہیں لاؤں گی،،"وہ اس بار غصے سے بولی۔"

تم لاؤ گی،،،"وہ اسے زچ کر رہا تھا۔"

میں نہیں لاؤں گی،،،"اب کے ریم کی آواز بلند ہوئی تھی۔"

تم نہیں لاؤ گی،،،"اب کے ایحان نے اس کا جملہ دہرایا۔"

میں نے کہا ناں میں لاؤں گی،،،"ریم نے جھنجھلاتے اس کی بات کی نفی"

میں کہا مگر بات الٹی پڑ گئی تو ایحان گہری مسکرایا۔

اوکے میں ویٹ کروں گا پر نسس،،"کہتے ساتھ ایحان رابطہ منقطع"

کر گیا۔جبکہ ریم سکتے کی حالت میں فون کو دیکھتی رہ گئی۔۔

****

وہ کافی دیر سے سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ کروٹیں بدل بدل کر جسم بھی دکھنے لگا تھا۔۔ مگر نیند آج آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔ تبھی وہ دانت کچکچاتی اٹھی تھی انداز ایسا تھا جیسے اس کے دانتوں کے نیچے باران دلشیر کی گردن ہو۔۔ آج پورا دن گزر گیا تھا وہ بے تحاشا بے قراری سے اس کی منتظر رہی مگر وہ صبح کا گھر سے نکلا اب تک نہیں لوٹا تھا۔۔ اس نے اس کے انتظار میں آج ڈنر بھی کافی لیٹ کیا تھا۔ مگر اس نے نہیں آنا تھا نا آیا۔۔ آخر جب وہ رات کو اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھی تو تقریباً ساڑھے گیارہ بجے اس کی گاڑی کی آواز سنائی دی تھی۔۔ اس کے آنے کے بعد بیس سے پچیس منٹ تک اس نے مزید بڑے صبر سے اس جان کے آزار بنے شخص کا انتظار کیا تھا کہ شاید وہ آئے اور اس کا حال احوال پوچھے۔۔ مگر وہ پھر بھی نہیں آیا۔۔

اونہوں،،، کوئی ایسا بھی کرتا ہے کہ اپنی دلہن کو اکیلا چھوڑ کر چلا جائے اور مڑ' کر اس کا آتا پتا تک نا پوچھے کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر مرا گئی،،، وہ جھنجھلائی۔ وہ

اٹھی اور پیر پٹختی کمرے سے اپنی کچھ ضروری چیزیں سمیٹنے لگی تھی۔۔

چیزیں اٹھا کر اطمینان سے اپنے کمرے سے باہر نکلی۔

آج کا دن بہت مصروف اور تھکا دینے والا تھا۔۔دو سے تین میٹنگ اکٹھی تھیں۔وہ گھر واپس آیا تو ایک نازک جان کا خیال سرور بن کر رگوں میں دوڑنے لگا۔وہ اس سے دور بھاگ رہا تھا کہ جانتا تھا ابھی باران کے دل و جاں اور رگ رگ میں بھری وحشت اسے ایک نئی شروعات نہیں کرنے دے گی ویسے بھی ابھی اس کی ننھی جان اتنی متحمل نہیں تھی کہ باران دلشیر کا سامنا کر سکتی۔۔وہ زاویار سے فون پر اگلے دن کی میٹنگز کا شیڈول ڈسکس کر کے اب اپنے کوٹ کے بٹن کھول رہا تھا کہ کمرے کے ڈور پر مخصوص ہلکی سی دستک ہوئی۔۔نووارد کے بارے میں سوچتے باران کے لبوں پر ایک مسرور سی مسکراہٹ رینگ گئی۔۔

****

سنو،،، "وہ بالکونی میں جانے لگی تھی۔۔زاویار کچھ دیر پہلے آفس سے لوٹا" تھا۔اور وہ اکثر بالکونی میں وقت گزار لیا کرتی تھی کیونکہ ان باہر جانے کی اجازت اب تک زاویار خانزادہ نے اسے نہیں دی تھی۔موسم بھی کچھ ابر آلود تھا بالکل اس کے دل کی طرح۔

جی،،، "وہ تابعداری سے پلٹی تھی۔زاویار نے اسے بغور دیکھا۔اس کا یوں" نرمی سے جی کہنا زاویار کے دل کی دنیا ہلا دیتا تھا۔خود پر ضبط کرنا مشکل لگتا تھا۔اب بھی وہ حسن کی دیوی سفید فراک ٹراؤزر اور دوپٹے میں نرم و گداز وجود کے ساتھ اپنی تمام تر رعنائیوں اور دلکشی سمیت آسمان سے اتری پاکیزگی اور نور بکھیرتی اس کے سامنے تھی مگر اس ظالم لڑکی سے محبت اور جوابی نفرت ملنے پر وہ اتنی بے بسی محسوس کرتا تھا کہ پورا حقِ ملکیت ہونے کے باجود اس کانچ کی گڑیا کو زرا سا چھونے سے بھی گریز برتے ہوئے تھا۔

تمہاری کوئی بہن بھی ہے کیا،،؟جڑواں،،؟؟"زاویار کی بات پر اس کا چہرہ" بے تاثر رہا۔۔زاویار بغور دیکھتا رہا پر جانچنے میں ناکام رہا۔ مگر یہ سچ تھا وہ اس سوال پر اندر تک ہل چکی تھی۔۔

نہیں ہے،،"وہ مختصر جواب دیتی پلٹنے لگی جب زاویار نے پھر سوال داغا۔"

تمہاری والدہ کے بارے میں تمہیں کچھ پتا ہے؟؟کون تھیں؟؟کہاں" کی؟؟اور کہاں گئیں،،"یہ سوالات نہیں اس کے روح پر کوڑے برسے تھے یا تمام پچھلے زخم ادھیڑنے کا کوئی نیا طریقہ تھا وہ ضبط سے آنکھیں میچ گئی۔۔

میری ماں کا نام شبانہ ہے،، بابا چند سال پہلے مر گئے تھے،، مجھے انھیں کے" بارے میں پتہ ہے،،اور کچھ نہیں جانتی،،"سپاٹ مگر دھیمے لہجے میں کہتے ساتھ وہ فورا بالکونی میں چلی گئی۔ جبکہ زاویار خانزاد پر سوچ نظروں سے دروازے کو دیکھنے لگا پھر اپنا سر جھٹکتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔موبائل اور کار کی کیز اٹھاتے وہ باران کو کال ملائی۔ نجانے کیوں پر اب وہ زرمش کے متعلق ہر چیز

جاننا چاہتا تھا۔اسے پوری طرح جان کر اس کی ذات کو اس سے جڑے ہر راز کو تسخیر کرنا چاہتا تھا۔وہ روم سے باہر نکلا تو دروازہ بند ہونے کی آواز پر زرمش نے آنکھیں موندیں۔۔وہ بالکونی کی ریلنگ پر ہاتھ رکھے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔جس پر سیاہ بادل پھیلے تھے اور برسنے کو تیار تھے۔اپنے سفید فراک اپنے ہاتھوں سے چھوتے وہ مٹھی میں دبوچ گئی۔

ہاں وہ جانتی تھی اس کی ایک بہن بھی ہے۔۔بچپن میں شبانہ اور اپنے باپ کی لڑائی کے درمیان ایک بار سنا تھا اس نے۔پر جس طرح اسے اپنی ماں کی ذات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اسی طرح اپنی بہن کی ذات میں بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔اس کی ماں وجیہہ کا کردار اس کے لیے ایک بدنما داغ تھا۔۔وہ شرافت کی زندگی چھوڑ کر اس کے باپ کو چھوڑ کر اپنی اسی اندھیر دنیا میں واپس لوٹ گئی تھی۔کیا پتہ اس کی بہن بھی اب تک وہ گالی نما پیشہ اختیار کر چکی ہو۔۔یہ کس قدر اذیت کی بات تھی۔کیا یہ داغ قبر تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑنے والا تھا۔یہ منفی سوچیں اس کی جان کو روگ لگا کر اسے

اندر سے دیمک کی طرح چاٹ رہیں تھیں۔۔(یہ جانے بغیر کے اس کی ماں کا اچانک اس کے باپ کے گھر سے غائب ہو جانا شبانہ اور زریمان جیسی جانی مکار دشمنوں کا کوئی بچھایا جال بھی ہو سکتا تھا۔اس کی ماں بے قصور بھی ہو (کاماں مجبور بھی ہو سکتی تھی سکتی تھی۔اس

لیکن اب مصیبت اور پریشانی تو اس بات کی تھی کہ زاویار اس کے ماضی کو کھوج رہا تھا وہ جان گیا کہ اس کی ماں طوائف تھی تو وہ اس کے ساتھ پھر اس کی نسل کو بھی گالی دینے والا تھا۔پھر تو وہ اس پر خاندانی طوائف ہونے کا ٹیگ لگا دیتا۔۔یہ یقین کر لیتا کہ وہ کوٹھے پر اپنی مرضی سے موجود تھی۔اگر بات پہلی سی ہوتی تو زاویار خانزادہ اس کے بارے میں کیا سوچتا ہے اسے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا مگر اب تو معملا دل و روح سے جڑ چکا تھا۔اس ظالم شخص سے کی گئی محبت نے یہ سوچ سوچ کر اس کے دل کا خون تک نچوڑ لیا تھا کہ اگر اسے حقیقت معلوم ہو گئی تو وہ اس کے بارے میں پھر سے بہت غلط سوچے گا۔وہ گہری سوچ میں تھی آنسو کب پھسل کر گال پر گرا اندازہ نہ ہوا

جب اچانک نظر نیچے پورچ میں پڑی۔وہاں اپنی گاڑی میں بیٹھتا زاویار مبہوت سا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ جھٹکے سے پیچھے ہو گئی۔کچھ دیر بعد اسے گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی۔۔وہ واپس ریلنگ کے قریب آئی۔۔

نجانے کتنی دیر وہاں کھڑے ہوئی تھی جب اس کی نظر نیچے لان میں پڑی جہاں محمل چپکے سے لان میں رکھے کانٹ چھانٹ کیے فالتو پودوں اور شاخوں کے ڈھیر کے پیچھے چھپ رہی تھی۔اور زرمش پر نظر پڑی تو ہونٹوں پر انگلی رکھتے زرمش کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔اس کا اشارہ سمجھتے زرمش مسکراتے ہونٹوں پر انگلی رکھ گئی۔

اگلے ہی لمحے محمل نے وہیں کھڑے زور سے چیخ ماری تو ایک پل کو زرمش بھی دنگ رہ گئی۔اب محمل کباڑ کے پیچھے اس طرح بیٹھی تھی گویا نیچے دب گئی ہو اور زور زور سے چلانے لگی تھی۔اس کو جان بوجھ کر یہ حرکتیں کرتے دیکھ وہ وہیں پتھر بنی کھڑی تھی جب گھر کے سارے ملازمین دوڑتے ہوئے محمل کی طرف گئے۔وہ بھی اب محمل کے پاس جانے کے ارادے سے فورا

کمرے سے باہر نکلی پر وہاں کسی ملازمہ کو نگرانی پر نا پا کر قدم روک گئی۔یوں لگا قید سے آزاد ملی ہے۔اس گھر میں اب اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ محمل بالکل ٹھیک تھی وہ جانتی تھی۔یقیناً وہ محمل کی شرارت سمجھ گئی تھی پر یہ اس کے پاس بہترین موقع تھا۔وہ نیچے جانے کا ارادہ ترک کرتی اوپر سیڑھیوں کی جانب قدم بڑھا گئی۔ابھی دوسری سیڑھی پر ہی قدم رکھا تھا جب تیز بارش برسنے کی آواز پر پل بھر کو رکی۔موسم تبدیل ہو رہا تھا۔ہوا میں خنکی بہت گئی تھی۔یہ سردی کی آمد کی بارش تھی۔ہر خیال کو جھٹکتے وہ زیادہ بڑھ سیڑھیاں عبور کر گئی۔

جب چھت پر پہلا پاؤں لگا تو بارش کے ٹھنڈے یخ پانی نے ٹھٹھرنے پر مجبور کر دیا۔پر وہ ڈھیٹ بنی آگے بڑھ گئی۔۔چند لمحے محض چند لمحوں میں وہ سر تا پیر مکمل بھیگ چکی تھی۔سفید لباس اور بال گیلے ہوتے جسم سے چپکنے لگے۔۔وہ آنکھیں موندتی منہ اوپر کیے کھڑی ہو گئی۔بارش کی بوندوں کے ساتھ کچھ ہی پلوں میں گرم سیال بھی شامل ہو گیا۔

ناپاک وجود، ؟بد کردار، "اپنے بازوؤں کو چھوتے اچانک دماغ میں "
بازگشت شروع ہوئی۔ محلے کی عورتوں کا کہا گیا ایک ایک لفظ۔۔۔اچانک
سے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی۔

نہیں برداشت ہو رہا اللہ جی،،، مجھ پر رحم فرما اگرچہ یہ میرے ہی گناہوں "
کی سزا ہے تو میں تیری رحمت سے مایوس نہیں،، مجھے معاف کر دے، اور اگر
یہ آزمائش ہے تو تیری بندی بہت کمزور ہے تو اس آزمائش کو ختم کر دے،، "
وہ زمین پر گرتی سسک گئی۔ سر گھٹنوں پر جھکنے لگا۔ وہ ہچکیوں سے زار زار
رونے لگی۔

اتنے دنوں سے جو پتھر کی مورت بنے خود کو بے جان گڑیا بنا لیا تھا اب
اچانک سارا غبار باہر نکلنے لگا۔ دل نے صدا لگائی کہ مزید مجھ میں اتنا غم رکھا تو
بے جان ہو جاؤں گا۔ دل شدت غم سے پھٹنے کو تھا۔۔ ٹھنڈے پانی کی
بوندیں کمر پر گرنے لگی۔۔

مجھے ان غموں کے بوجھ،ان اذیتوں سے اور اس زندگی سے نجات دے"
دے،،مجھے نجات دے دے زاویار خانزادہ سے اس کی محبت کی قید
زے،،"وہ شدت سے دعا گو ہوئی۔کئی لمحے انہیں سسکیوں میں گزر گئے تو
سردی کا احساس ہوا۔اس کا جسم نیلا پڑتا اکڑ رہا تھا۔نازک لب پوری طرح
نیلے پڑ چکے تھے۔جسم شاید اتنی شدید ٹھنڈ اور بارش برداشت نہیں کر پا رہا
تھا۔پر وہ ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی۔۔۔

****

کیئر ٹیکر شمسہ نے لمحے کی دیر لگائے بغیر زاویار معراج خانزادہ کو کال ملائی
تھی۔وہ جو آدھے راستے میں پہنچا تھا محمل کی تکلیف کا سن کر ریش
ڈرائیونگ کرتے گھر لوٹا تھا۔گاڑی پورچ میں رکی تو وہ جھٹکے سے اپنے سر پر
چھتری تانے نیچے اترا اور اندر محمل کے کمرے کی طرف بھاگا۔۔
اندر داخل ہونے پر سارے ملازمین محمل کے بیڈ کے پاس کھڑے نظر آئے
جبکہ محمل خود بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

کیاہواہے؟؟تم سب کہاں مرے ہوئے تھے جوایک بچی کاخیال نہیں رکھ سکے،،"زاویار بری طرح دھاڑاتوسارے ملازمین مزیداپنی نظریں جھکا گئے۔

نوڈیڈی،،ان کومت ڈانٹیں،،آئی ایم فائن،"وہ منہ کربناکر کہتی کھڑی ہوئی اورزاویار کے مقابل آئی۔

محمل،،،یہ سب آپ نے جان بوجھ کر کیاہے،،؟"اب کی بارزاویار نے اسے سہی سلامت پاکر کچھ سختی سے پوچھا۔

یس،،،"محمل نے نظر جھکاتے کہااور پھر ناراض ہوتی بیڈپر لیٹنے لگی۔۔"

اوراس چھوٹی سی نانی اماں نے ایسا کیوں کیا؟؟"زاویار اچانک اپنی ٹون بدلتا اس کے پاس بیٹھا۔

اس لئے کہ سب محمل کے پاس آجائیں،،نہ مام اب محمل سے پیار کرتی ہیں" نہ محمل کے ڈیڈ،،کوئی بھی محمل کی کئر نہیں کرتا،کوئی محمل سے پیار نہیں کرتا"محمل نے روتے ہوا کہاتوزاویار کواحساس ہوایہ آنسوجواس کی بیٹی کی

آنکھ سے گر رہے ہیں وہ اس کے لیے نہیں زرمش کے لیے ہیں۔۔جب اچانک زہن میں جھماکا سا ہوا۔پلٹ کر دیکھا تو اب تک ملازمین سر جھکائے کھڑے تھے اس میں زرمش کی نگرانی کرنے والی لڑکیاں بھی تھیں۔

تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو؟ تمھارا یہاں کیا کام ہے؟" وہ کھڑا ہوتا" نہایت سختی سے بولا تو دونوں گھبرا گئیں۔

محمل میری جان،،، بابا کو پریشان مت کرو،،، پرامس کرتا ہوں مما کی" طبیعت ٹھیک ہو گئی ہے اب وہ آپ کو پہلے جیسا وقت دیں گی،،اوکے،،، زاویار نے اس کا متھا اور منہ چومتا تو وہ مسکرا دی۔"اوکے آپ کی ٹیوشن کا وقت ہو گیا،،، آپ صبا کے ساتھ سٹڈی میں جائیں،،، میں مما کو آپ کے پاس لاؤں گا،،، زاویار نے اسے تسلی دی۔وہ مطمئن ہوتی صبا کا ہاتھ تھام کر سٹڈی میں چلی گئی۔۔وہ شمسہ کی جانب گھوما تھا۔۔

آج اگر تم لوگوں کی لاپروائی کی وجہ سے اس خراب موسم میں اس نے گھر" سے قدم بھی باہر نکالا ہوا ہو گا تو میں تم دونوں کو شوٹ کر دوں گا،،، وہ دھاڑا

لیکن زاویاران کا جواب سننے کو رکا نہیں تھا بلکہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے اپنے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔اپنے کمرے میں قدم رکھتے اس کا دل ایک پل کو تھم سا گیا۔کیونکہ کمرہ خالی تھا۔پھر ضبط سے مٹھی بھینچے اس نے بالکونی اسٹڈی,ڈریسنگ روم اور واشروم سب چیک کیا وہ کہیں نہیں تھی۔

میں اس بار تمہیں جان سے مار دوں گا زرمش،، بائی گاڈ اس بار نہیں" چھوڑوں گا،، میرے رشتے کا تم نے مزاق بنا دیا ہے اس بار تمھاری ٹانگیں ہی توڑ دوں گا" طیش واشتعال میں پاگل وہ کمرے سے باہر نکلتے اس نے تمام گارڈز کو اندر بلایا لیکن معلوم ہوا وہ لوگ دونوں طرف کے گیٹ سے ہی ایک لمحے کے لیے بھی نہیں ہٹے تھے۔پھر باقی ملازمین نے گھر کا کونا کونا چھان مارا وہ کہیں نہیں تھی جب اچانک زاویار کے زہن چھت پر گیا اور پھر تیز ہوتی بارش کی طرف۔

اس کا خیال تھا زرمش اوپر نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اوپر شدید بارش تھی لیکن جب وہ کہیں نہیں ملی تو زاویار کی آخری امید اور آخری جگہ چھت تھی جہاں

اس کے ہونے کے امکانات تھے۔۔بنا سوچے سمجھے وہ اوپر چھت کی سیڑھیاں چڑھنے لگا آخری سیڑھی پر اس کا دل مٹھی میں آیا۔وہ دیوار سے ٹیک لگائے بے جان گڑیا کی طرح بیٹھی تھی۔ایک ہاتھ زمین کو چھو رہا تھا۔ چہرہ ہلکا آسمان کی طرف بلند تھا۔زاویار خانزادہ کو لگا اس کا دل اسے اس حالت میں دیکھ کر پھٹ جائے گا۔ نجانے کیوں شدید غصے کے ساتھ شدید تکلیف کا احساس اسے تڑپانے لگا تھا۔۔آخر وہ کیوں تھی اتنی ظالم خود کے ساتھ اور پھر خود سے جڑے اس رشتے کے ساتھ۔۔وہ اگلے ہی لمحے تیزی سے اس کی جانب بھاگا لیکن جونہی بیٹھا تو زرمش کو زمین پر لڑھکتا ہوا پایا۔۔

****

طوائف،،،"ایک اور لفظ جو زرمش کے کان میں گونجا اس کے دل کو" نوچنے لگا تھا۔

تم جیسی جسم بیچنے والی لڑکی کی ہمت کیسے ہوئی اپنی گندی زبان سے میرا نام" لینے کی،،،!"آج پرانے تمام زخموں سے بخیے ادھیڑ رہے تھے۔۔

جسم بیچنے والی؟اس کے لئے یہ الفاظ ادا کرنے والا اس کا شوہر بن جائے گا اور اسی کے وجود پر حکومت کرے گا اس نے کب سوچا تھا۔؟؟؟وہ تو تصور میں بھی یہ گناہ نہیں کر سکتی کہ اسکی پارسائی کو پاش پاش کرنے والے،اس کے کردار کی دھجیاں اڑانے والے شخص کو وہ قبول کر لیتی۔نصیب نے ایک بار پھر چکما دیا تھا ایک بار پھر زمین کی پستیوں میں انڈیل ڈالا تھا۔گلے میں پھندا سا لگا ہوا تھا سانس بھی پھنس پھنس کر آ رہی تھی۔۔جس شخص سے وہ انجانے میں محبت کرنے لگی تھی وہ وہی شخص تھا جو اسکی نفرت کی فہرست میں تیسرے نمبر پر تھا۔اس کے حقارت میں ڈوبے الفاظ پھر سے اس کے کانوں میں گونجے۔۔۔

تم مجھ سے بھاگ رہی تھی،،،؟تمہیں کیا لگا تم مجھ سے بھاگ جاؤ گی؟ہر گز" نہیں،تمہاری آخری سانس بھی میری قید میں نکلے گی،،مجھ سے آزادی صرف موت کی صورت ممکن ہے،"!

یہ جملے اسی ظالم کے تھے اور وہ واقعی اپنے قول کا پکا تھا جبھی تو اسکے لاکھ بھاگنے کے باوجود اسے واپس اسی قید میں لا پٹختا تھا اور اب تو گھر کے اندر بھی اس پر زندگی اور جگہ اس قدر تنگ کر دی گئی تھی کہ وہ کمرے سے باہر قدم بھی نہیں نکال سکتی تھی آج اس کھلی فضاء میں آنے کا موقع بھی کس طرح ملا تھا وہ کس طرح آئی تھی یہ وہی جانتی تھی۔اور اب شدت سے دعا گو تھی کہ یہ بارش کا زور اسکی جان نکال دے۔۔زندگی مشکل ہوتی ہے وہ جانتی تھی پر اذیت اس انتہا پر پہنچ سکتی ہے اسے اندازہ نہیں تھا۔ہوش گم ہونے لگے تھے۔سردی ہڈیوں میں سرائیت کرنے لگی تھی اور دماغ میں گھومتی ہر سوچ ہر چہرہ دھندلا پڑنے لگا تھا۔قریب تھا کہ وہ مکمل ہوش سے بیگانہ ہوتی جب اپنی کمر پر ایک ناپسندیدہ ترین گرم لمس محسوس ہوا۔نیلے پڑتے وجود سے اسنے بمشکل آنکھوں کھولیں تو وہی چہرہ نظروں سے ٹکرایا جو وہ کبھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

بارش کی بوندیں اور اسکے چہرہ کے درمیان وہ چٹان کی طرح حائل ہو گیا تھا کہ اسکا وجود ایک پھول کی مانند محسوس ہو رہا تھا۔۔

"بہت غلط کیا ہے تم نے،،، بہت غلط،،، آئی سوئیر اسکی سزا تمہاری سوچ سے بہت زیادہ ہو گی،،، "زاویار کے آخری جملے اسکے کانوں میں جو پڑے وہ یہی تھے۔اسکے بعد اسکا وجود بالکل ڈھیلا پڑ گیا۔

"ہیے آنکھیں کھولو،،، "اس مضبوط تواناں جسم والے بے مہر، سفاک سخت گیر انسان نے غصے سے پاگل ہوتے حلق کے بل چلا کر کہا۔ لیکن وہ ویسے ہی بے سدھ اسکے بازوؤں میں پڑی رہی جب بے اختیار اس نے نرمی سے اسے اٹھایا۔

قیمتی متاع کھو جانے کا خوف اس کی چال سے ظاہر تھا۔

تیزی سے سیڑھیاں اترتے اسنے پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولا اور اسے کانچ کی گڑیا کی مانند بیڈ کے درمیان نرمی سے لٹایا۔

سر میں کچھ مدد کر سکتی ہوں،،، "شمسہ نے گھبرا کر پوچھا جو اس کے بیڈ روم "
کے دروازے پر ایستادہ تھی۔پر یہ سوال اسی کے لیے وبال جان ثابت ہوا۔
اپنی بکواس بند کرو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے تم سب سے میں بعد میں حساب "
لوں گا،،،ایک لڑکی کی نگرانی نہیں کر سکے،،، شمسہ اس کے غصے سے ڈر کر
کمرے سے باہر نکل گئی۔
جبڑے اور آنکھیں بھینچ کر خود پر ضبط کرتے اس نے دروازہ بند کیا اور فورا
کمرے کا ہیٹر آن کیا۔اس کے قدم اب بیڈ پر پڑے بے ہوش وجود کی طرف
اٹھے تھے۔آج دوسری بار اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔وہ بیڈ کے
قریب اس کے پاس بیٹھا۔وہ معصوم چہرہ اسی کی جانب تھا چہرے پر بالوں کی
سنہری لٹیں بکھر کے چپکی ہوئی تھی۔اپنی ایک انگلی سے اسنے اسکے بال پیچھے
کیے تو بھیگا ہوا نرم و ملائم سفید چہرہ جس میں نیلے رنگ کی آمیزش تھی
بے اختیار وہ اسکے چہرے پر جھکا اور پھر اس چٹان سے مضبوط اعصاب کے
مالک کو لگا اسے اتنا سکون کبھی نہیں ملا اسنے اتنا سکون کبھی اپنی پہلی محبت کے

ساتھ بھی نہیں پایا تھا۔وہ بظاہر اس لڑکی سے شدید نفرت کا دعویدار تھا پر اس کا دل کب نہیں تڑپا تھا اسکے لیے۔؟؟روزانہ ہی تو وہ اس کے پہلو میں سوتی تھی اور وہ دل کو پتھر کر لیتا تھا۔لیکن لاکھ نظریں پھیرنے کے باوجود اسکا دل اس مومی وجود کے لیے ہمکنے لگا تھا۔ہونٹ چہرے پر سفر کرنے لگے اور ہاتھ کی پکڑ خود بخود اس کی کمر پر مضبوط ہو گئی۔

مجھے جانے دیں خدا کے لیے،،،"بند آنکھوں میں اس کی بھیگی آنکھوں کا" عکس لہرایا۔وہ یکدم کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹا۔ایک گہری سانس لے کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

اگر تم یہ سوچتی ہو کہ اس طرح تم مجھ سے دور جا سکتی ہو تو تم غلط ہو،،،" بالکل غلط،،،اب تمہارے ساتھ جو تھوڑی بہت رعایت میں نے رکھی تھی وہ بھی ختم،،ایک بار تم ٹھیک ہو جاؤ تو اس بار تمہیں،،،،!کہتے کہتے وہ لب بھینچ گیا۔

تم حسن میں بے مثال ہو،،اگر تم سے پہلی ملاقات بحیثیت طوائف نہ ہوتی" تو شاید تم مجھے اور میں تمہیں اتنی آسانی سے قبول کر لیتے لیکن اب تم قبول کرنا چاہو یا نہ چاہو،،، تمہاری زبان پر تمہارے دل و دماغ پر تمہارے وجود پر تمہاری روح پر ہر جگہ مجھے اپنا نام چاہیے،،،"زاویار اس کے کان کے قریب پھنکارا۔۔

زرمش کے وجود سے دور ہوتے وہ بیڈ سے اترا تو نظر اس کی بھیگی فراک پر پڑی۔جو گیلی ہونے کے باعث ہیٹر کی گرمی کو اس کے وجود تک پہنچنے میں ناکام کر رہی تھی۔چند ثانیے تک وہ سوچتا رہا کہ کیا کرے؟آیا اس کے کپڑے تبدیل کرنے کے لیے ملازمہ کو بلائے یا یہ کام خود سرانجام دے۔ لیکن پھر یک دم خیالات کا رخ پلٹ گیا۔عورتوں کی نظریں آج کل کونسی صاف تھیں۔اس کی بیوی کا سودا کرنے والی بھی تو عورت ہی تھی۔وہ جس قدر حسین تھی وہ کیوں کسی غیر عورت کے سامنے بھی اپنی بیوی کو اپنے ہی لباس کو بے حجاب کرتا جبکہ شریعت نے اس کی بیوی کا ستر اس پر جائز رکھا

تھا۔وہ اس کی بیوی تھی وہ اس پر حق رکھتا تھا۔بیماری میں جس طرح زرمش اس کی ہر طرح کی خدمت کی زمہ دار تھی اسی طرح وہ بھی اپنی بیوی کی خدمت کا زمہ دار تھا۔فیصلہ کرتے نتیجے پر پہنچتے زیادہ مشکل نہیں ہوئی تھی وہ وارڈروب کھول کر ایک ڈھیلا آرام دہ ہلکے گلابی رنگ کا کرتا شلوار نکال چکا تھا۔جب زرمش کی وارڈروب پر نظر پڑتے اسکے ہونٹ گہرا مسکرائے۔ ایک نظر پلٹ کر زرمش کو دیکھا۔یہ نازک لڑکی سر تا پیر اس کے مزاج میں ڈھل چکی تھی سوائے اس کی خاموشی کے۔زاویار خانزادہ کو اب اندازہ ہوا تھا کہ اسے زرمش کی تیز تیکھی زبان ہی پسند تھی یہ خاموش خاموش سر جھکانے والی فرمانبردار لڑکی اسکی زندگی بے رنگ کر رہی تھی۔زرمش کی وارڈروب میں تک ایک ایک لباس زاویار خانزادہ کی پسند کا تھا۔وہ بیڈ تک واپس آیا اور سوچنے لگا لائٹ آف کرے یا نا کرے؟دماغ نے کہا آف کر دے لیکن پھر دل نے احتجاج کیا اور ساتھ ایک دلیل بھی دی کہ اندھیرے میں بھلا کام کیسے ہو سکتا ہے۔؟؟زاویار کی نظروں میں وہ منظر لہرایا جب اس

نے زرمش کی بے حجاب نازک خوبصورت کمر دیکھی تھی لیکن صرف ایک نظر جب وہ اس کی محرم نہیں تھی۔اچانک دل واپس اسی وجود کو دیکھنے کے بے چین و بے قرار ہوتے مچل اٹھا۔۔جبکہ اب تو آنکھوں کو بھی شرعی لائسینس مل چکا تھا۔اپنے ان بے باک خیالات پر خود کو ڈپٹتے اس نے اپنے آپ کو جھڑکا اور پھر دل کی دلیل پر سر خم کرتے خود کو جتایا کہ اندھیرے میں وہ کام نہیں کر سکتا۔وہ بیڈ پر بیٹھ کر نرمی سے زرمش کا لباس تبدیل کرنے لگا جب نظر اس کی کمر پر ٹھہر سی گئی۔اچانک دل زور سے دھڑکنے لگا۔دھڑکن کانوں میں سنائی دی تو دل کی دنیا زیر زبر ہو گئی۔زاویار کو لگا اس کا دل پسلیوں سے باہر آجائے گا۔۔اپنے ہاتھ سے اس کے پہلو کو نرمی سے چھوا۔یوں لگا جیسے کسی نرم و ملائم مخمل کو چھو لیا ہو۔۔جب ہاتھ گھومتا کمر کے کنارے پر پہنچا تو انگلی کی حساسیات تبدیل ہوئیں۔لگا جیسے بدن پر کچھ کھردرا پن ہے۔۔تھوڑا جھک کر دیکھا تو زاویار خانزادہ کا سارا خمار ایک لمحے میں بھک سے اڑا زخم تھا جو شروع تو پہلو آنکھیں جیسے پتھر ہو گئیں۔انگلیوں کے نیچے ایک

کے آخری کنارے سے ہوا تھا پر زاویار خانزادہ اس کا اختتام نہیں دیکھ پایا تھا۔ دل ایک بار پھر زور سے دھڑکا ہاتھ میں ہلکی لرزش ہوئی۔ نظر زرمش کے بے ہوش چہرے پر ڈالی تو اس لڑکی کے لیے آج ہمدردی، محبت، عزت و احترام کا ایک نیا جذبہ دل میں بیدار ہوا۔ سختی سے لب بھینچے اس نے زرمش کا اپنی بانہوں کے سہارے اٹھایا یوں کہ وہ مکمل زاویا کے حصار میں آ گئی۔ اس کا سر زاویار کے کندھے پر ٹک گیا اور دونوں کے دل ساتھ جڑ گئے۔

زاویار نے اسے کھسکاتے اپنے بازو پر لیا جیسے کسی بچے کی پیٹ سہلاتے وقت اسے اپنے ہاتھ پر لیا جاتا ہے۔۔اس کی کمر کو جھک کر دیکھا تو اگلے ہی لمحے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔۔ جس کمر کو دیکھ اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا وہاں جا بجا سرخ ادھڑے ہوئے بے انتہا زخم تھے۔۔ کسی کوڑے یا لوہے کی تار کے لمبے لمبے زخم جیسے ہر جگہ سے اس کی کھال پر چیرا لگایا گیا ہو۔ کہیں کہیں سرخ پپڑی جمی تھی تو کہیں کہیں ہلکی سفیدی جم رہی تھی۔ وہ حیران ہوا تھا کہ اتنے زخم لے کر وہ لڑکی کمر کے بل لیٹتی کیسے تھی۔ زاویار نے اسے

اوندھا بیڈ پر لٹایا اور اس کے زخموں کو قریب سے دیکھتا انگلی کی پوروں سے چھونے لگا۔ آنکھیں سرخی پکڑنے لگیں۔ گہرائی سے سوچا۔ وہ اس کے پاس کافی وقت سے تھی تو آخر اسے یہ زخم دے کون رہا تھا۔۔ یا یہ زخم پرانے تھے اور انھیں نئے سرے سے ہرا کیا جاتا تھا۔۔ زاویار کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا یہ سوچ کر کے وہ خود اذیتی میں مبتلا کس قدر اذیت اور تکلیف میں تھی کہ اپنے ہی وجود کو تار تار کرتے کتنے عرصے سے اپنے زخم ہرے کرتی تھی۔۔ پہلی بار اسے اپنی ذات پر اپنی لاپرواہی اور غفلت پر شدت سے افسوس ہوا تھا۔ دل خود کو لعنت ملامت کر رہا تھا کہ وہ کیسا شوہر تھا؟ کبھی اس اور وہ کیا کرتا رہا؟ دل کے زخم دیکھ ہی نہیں سکا۔ وہ کس قدر تکلیف میں تھی نے احتجاج بلند کیا اور روح تک تڑپا یا کہ جھک جاتا۔ تھوڑا جھکا تھا تو پورا جھک جاتا شاید اس سے اس لڑکی کے زخم کچھ کم ہو جاتے۔

آنکھوں میں آنسو جمع ہوتے زاویار خانزادہ کو احساس بھی نہ ہوا وہ کب آنکھوں سے ٹپکتے زرمش کی کمر پر موجود زخم پر گرنے لگے۔ زاویار نے خود

سے اختیار کھوتے اس کے چہرے کو بے دریغ عقیدت بھرے انداز میں چوما تھا۔۔

****

وہ میں،،،"گاڑی مینشن سے باہر نکلتے ہی وہ پریشانی سے زبان کھولنے لگی"
تھی کہ زین کی دھمکی آمیز آواز پر سہم کر اسے دیکھنے لگی۔
تو بتاؤ مکار لڑکی میں تمہیں چلتی گاڑی سے نیچے پھینکوں؟ یا گاڑی روک کر"
نیچے پھینکوں"؟؟گاڑی کی رفتار دھیمی کرتے وہ سخت لہجے میں بولا۔
گاڑی روک کر،،"سحر کے منہ سے بے اختیار نکلا تو زین نے غصے سے اسے"
گھورا پھر گاڑی سڑک کے ایک کنارے روک دی۔
میں تمہیں بچی سمجھتا تھا،،پر میں غلط تھا، تم تو اچھی خاصی فتنا ہو،،"گاڑی کا"
دروازہ کھولتے سحر و گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا لیکن وہ باہر پھیلی سیاہی اور
سنسان سڑک کو دیکھ فورا دروازہ بند کر گئی.
"ایسے ہی بات کر لیتے ہیں،،،وہ باہر ٹی ٹو کوڈر لگے گا،،"

اس سنے اس جلاد کے سامنے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

"زین کچھ لمحوں کے لیے الجھا لیکن پھر اس کے ہاتھ میں ٹی ٹو کون،،؟"

خرگوش کا بچہ دیکھ اسے سرد نظروں سے گھورنے لگا۔

"اگر تم اپنی اور ٹی ٹو کی سلامتی چاہتی ہو تو بتاؤ کیا کیا بکواس کی ہے تم نے مام ڈیڈ کے سامنے،،"اس نے کڑے تیوریوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ سحر پریشان ہوتی بار بار ماتھے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے کرنے لگی۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں،،،"اب کے اس نے مزید غصے سے کہا تو سحر نے مجرم کی طرح نظریں جھکا دیں۔

"اوہ معصومیت کی پٹاری،،،اگر میرے سامنے تم نے یہ ڈھونگ کرنے کی کوشش بھی کی تو میں تمہاری ٹی ٹو کی ہڈیاں توڑ دوں گا،،شرافت سے جواب دو،،،"زین نے اس بازو سے تھامتے جھنجھلاتے کہا تو سحر آنکھوں میں نمی لیے زین کو دیکھنے لگی۔زین کی گرفت اس پر نرم تھی کہ اب وہ دوبارا اسے ہاتھ لگا کر اس بلا کو اپنے سر نہیں منڈھ سکتا تھا۔۔

آل رائٹ،،، تم جواب مت دو میں جب تک ٹی ٹو کو ذبح،،، "ابھی زین نے" اتنا ہی کہا تھا کہ وہ جھٹ سے گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔اس سے پہلے زین کچھ سمجھتا اس نے واپس گھر کی طرف دوڑ لگا دی۔چونکہ گاڑی گھر سے زیادہ دور نہیں آئی تھی تو یہ کوشش سحر کی کار آمد ہو سکتی تھی۔

اس میسنی کے آگے تو میں معصوم ہوں۔۔"گاڑی سے اترتا وہ سحر کی" جانب بھاگا اور کچھ لمحوں بعد اسے بازو سے کھینچتا واپس گاڑی تک لایا اور جھٹکے سے فرنٹ سیٹ پر دھکیل کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔گاڑی اسٹارٹ کرتے جیب سے فون نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگایا۔

ہیلو ہاں طلحہ،،، میں کہہ رہا تھا فارم ہاؤس پر جو مگرمچھ ہیں ان کو کھانا مت " کھلانا،، میں ان کے لیے تازہ خرگوش لا رہا ہوں،، اور ساتھ ایک اور شے جسے کھا کر ان کی صحت پر اچھا اثر پڑے گا،،"طلحہ کو حکم دیتا وہ فون رکھ گیا جبکہ سحر کے اعصاب سن پڑنے لگے۔

میں نے ماما کو کچھ نہیں کہا،، "وہ جھٹ سے بولی لیکن زین نے نظر انداز" کر دیا۔

میں نے بس ماما کو یہ بولا تھا آپ مجھے ڈانٹتے ہیں،، آپ اچھے نہیں ہیں،، "وہ" اب رونے لگی تھی۔۔زین نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی اور پر سکون سا گاڑی چلانے لگا۔

میں سچ میں ماما سے اور کچھ نہیں کہا،، "اب کے وہ خرگوش کو ڈیش بورڈ پر" رکھتی زین کے بازو کا اپنے نرم ہاتھوں سے تھام گئی۔ٹی ٹو کی زندگی تو جب بچتی جب وہ اپنی زندگی بچا پاتی۔جبکہ وہ جو سرد مزاجی سے گاڑی چلا رہا تھا۔ نرم ہاتھوں کو بازو پر محسوس کرتے جھٹکے سے گاڑی روکی۔زین کو محسوس ہوا اسے چھوتے سحر کے ہاتھوں میں ہلکی لرزش تھی۔

تم نے واقعی اور کچھ نہیں کہا؟ اگر اب جواب غلط ہوا تو پھر آگے جتنی باتیں" ہوں وہ مگر مچھ کے پیٹ میں کرنا،، "آنکھیں سکیڑ کر سحر کو گھورا جو لب

دانتوں تلے کچلتی پریشان تھی۔ناک اور گال سرخ ہو رہے تھے۔اس کے چہرے سے نظر ہٹتی نہیں تھی۔

وو،،وہ،،میں،،،نے کہا تھا کہ،،"ایک نظر زین کو دیکھتے وہ نظریں واپس" جھکا گئی۔"میں نے کہا تھا،،آپ بب،،بہت بھاری ہیں،،اور،،اور آپ رات مجھ پر لیٹے ہوئے تھے،،اور میری پسلیاں درد کر رہی تھیں،،"سحر کی گوہر فشانی پر اس کا منہ کھل گیا۔چہرہ سرخ پڑنے لگا وہ اب کیسے فیس کرتا سب کو۔۔۔نجانے اس کے ماں باپ کیا کیا سوچ رہے ہوں گے اس کے متعلق۔ زین کا دل کیا اس کی سچ مچ ہی چٹنی بنا کر ہر الزام سچ ثابت کر دے۔

اور میں نے،،نے،بس یہ کہا کہ،آپ نے مجھے یہاں،،یہاں،،ٹچ کیا،،"""

سحر نے اپنے گردن کے حصے کی طرف اشارہ کیا تو زین نے بے اختیار اپنا سر تھام لیا۔سمجھ نہ آیا اسے مارے یا خود کو مار لے۔

اور پھر مام نے تم سے کیا کہا،،"ضبط سے ہونٹوں پر مٹھی جماتے غصے سے" پوچھا تو سحر پل میں مکمل سرخ پڑ گئی۔

میں نہیں بتا سکتی،، "وہ قطعیت سے بولی تو زین کا دماغ گھوم گیا اتنا تو اسے "
اندازہ ہو گیا تھا یہ لڑکی لاڈلی ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی ڈھیٹ بھی واقع
ہوئی تھی۔

سیدھے سے بتا رہی ہو یا یہیں تمہارا حشر بگاڑ دوں،، "ایک جھٹکے سے سحر کا "
بازو دبوچتے وہ غصے سے بولا تو زین کے یوں قریب ہونے پر سحر کا دل کانوں
میں دھڑکنے لگا۔۔

انہوں،، نے کہا،، شش،، شوہر ہے،، ایسے کمرے کی باتیں،، باہر نہیں "
بتاتے،،، "بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے۔۔یہی الفاظ زین نے بھی تو اسے
کہے تھے پر زین کی بات کا اس نے رتی برابر اثر نہیں لیا تھا۔۔

تم،، "وہ غصے سے پاگل ہونے لگا تھا اسی دوران سحر کی دھڑکن مزید بگڑنے "
لگی تھی۔

میرا دل،، اوپر آ رہا ہے،، "اپنی کیفیت سے گھبراتے اب وہ رونے لگی تھی۔"
یوں لگتا تھا دل بند ہو جائے گا۔۔دم گھٹ جائے گا۔

مم،،مجھے ہرٹ اٹیک ہو رہا ہے،،"وہ زین کو دیکھتے خوف سے بولی تو زین "
نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔گاڑی سے نیچے اترتے کھلی فضاء میں گہری سانس لی
اور پھر زور سے اپنا پاؤں گاڑی کے ٹائیر پر مارا۔
کہاں پھنسا دیا مجھے،،،کیسے برداشت کروں گا میں اس لڑکی کو اور اس کے "
شوشے "اپنے بال نوچتا اس وقت وہ کوئی پاگل لگ رہا تھا۔پھر کچھ سوچتے وہ
واپس گاڑی تک آیا کھڑکی کے پاس جھکتے دوسری سیٹ پر بیٹھی سحر کو دیکھا تو
اپنی خر گوش سے بے خبر دل کو تھامے ہوئے تھی۔
گاڑی سے باہر آؤ،،"زین کے کہنے پر وہ چونکی۔۔"
کیوں،،؟"فورا پوچھا۔۔"
تمھارے دل کی اوپن ہارٹ سرجری کرنی ہے،،،باہر نکل رہی ہو یا میں "
تمہیں درست کروں،،؟"اس کا کہنا تھا کہ سحر کو ناچار گاڑی سے اترنا پڑا۔
اٹھک بیٹھک شروع کرو،،"گاڑی کے بونٹ پر ٹیک لگاتے اس نے نیا حکم "
صادر کیا۔

جی،،،"اس نے امید بھری نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھا۔کہ شاید اس" جلاد کو اس پر رحم آجائے۔۔

اٹھک بیٹھک شروع کرو،،،شاید میں نے اردو میں کہا ہے،،"زین کے بے" لچک لہجے پر وہ سڑک کے درمیان کھڑی اٹھک بیٹھک کرنے لگی اور زین ہونٹوں پر شہادت کی انگلی جمائے اسے دیکھنے لگا۔

وہ آج بہت ڈیپلی اس کا معائنہ کر رہا تھا۔وہ کم عمر ضرور تھی پر بالغ تھی۔۔ سترہ سالہ عمر۔۔ہاں پر گاؤں میں رہنے کے باعث یا پھر گھر کے ماحول کی وجہ سے اس کی عقل عمر کے لحاظ سے کچھ کم تھی۔۔اس کی ماں نے بتایا تھا کہ سحر نے کبھی موبائل استعمال نہیں کیا۔اس کی دادی کی طرف سے ٹیلی ویژن پر فلم یا ڈرامہ وغیرہ دیکھنے کی اجازت نہیں تھی۔صرف کارٹون کے علاوہ۔۔ وہ بلاشبہ حسین تھی کم سن تھی اسے یہ قبول کرنے میں کوئی عار نہیں ہوئی تھی کہ وہ حسن کے لحاظ سے کسی بھی مرد کی پسند یا محبت ہو سکتی تھی۔۔پر زین کی فہرست میں ہمسفر کا حسین ہونا سب سے آخری میں تھا۔۔اس کے

لحاظ سے ہمسفر میچور۔۔۔پڑھا لکھا, ہم عمر اور قدم سے قدم ملا کر چلنے والا ہونا چاہیے۔۔روںے کی تیز ہوتی آواز پر وہ خیالوں سے باہر نکلا تو احساس ہوا وہ اٹھک بیٹھک کرنے کے ساتھ ساتھ اب تیز آواز میں رونے لگی تھی۔

بس رک جاؤ،،"زین کے حکم پر وہ فورا رک گئی۔۔"

آئندہ شکایت کرو گی میری،،؟"زین کے پوچھنے پر اس نے تیزی سے نفی" میں سر ہلایا۔

سوچ لینا اگلی بار مرغا بناؤں گا،،"وہ دھمکانا نہیں بھولا تھا۔اٹھک بیٹھ کا اثر" تھا کہ چلنے میں درد کا احساس ہو رہا تھا۔

کیا کھانا ہے آئسکریم،،،؟"گاڑی میں واپس بیٹھتے زین نے نارمل لہجے " میں پوچھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔سحر نے اسے غصے سے یوں دیکھا جیسے کوئی پاگل ہو۔۔

کچھ بھی نہیں کھانا،،،مجھے گھر جانا ہے،،،"کھڑکی سے باہر دیکھتے غصے" بھرے لہجے میں کہا تو بے ساختہ زین کے ہونٹ پر مسکراہٹ مچل گئی۔۔

ٹھیک ہے،،پر مجھے امید ہے،،اب تم میرے ماں باپ کے سامنے کچھ "
فضول نہیں بولو گی،،اپنے آنسو صاف کرو اور ایسے ہو جاؤ جیسے کچھ ہوا ہی
نہیں،،"زین کے کہنے پر اس نے فورا عمل کیا۔زین نے گاڑی ریورس کی۔۔
پندرہ منٹ بعد گاڑی واپس مینشن کے پورچ میں رکی۔

وہ سحر کے ساتھ اندر گیا اس کا گمان تھا اس کے ماں باپ اپنے کمرے میں
ہوں گے پر وہ تو اب تک ویسے ہی بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے۔

ارے میرا بچہ آگیا،،"عابدہ بیگم نے سحر کو پچکارا۔۔زین بھی دھیما سا"
مسکرایا لیکن اس کی مسکراہٹ سیاہی میں بدل گئی۔۔جب سحر بھاگتی ہوئی
عابدہ بیگم کے گلے لگتی رونے لگی۔الیاس صاحب اور عابدہ پریشانی سے
سیدھے ہوئے جبکہ زین کو کچھ غلط ہونے کا شدت سے احساس ہوا۔

ماما،،انھوں نے مجھے،،مارا،،کیونکہ میں نے،،میں نے آپ کو شکایت کی"
تھی،،،"وہ ایک لمحے میں زین کو جلتے توے پر گھسیٹ چکی تھی۔یعنی وہ جانتا
تھا وہ لڑکی فتنہ ہے پر اتنا بڑا فتنہ۔۔وہ منہ کھولے سحر کو دیکھنے لگا جو کچھ دیر

پہلے اس سے وعدہ کر کے آئی تھی کہ اب وہ اس کی شکایت نہیں کرے گی اور ابھی وقت ہی کتنا گزرا تھا اس وعدے کو۔۔ خود پر سخت نظروں کا گمان ہوا تو سحر سے نظریں ہٹا کر اپنے ماں باپ کو دیکھا جو غصے اور افسوس سے اسے ہی گھور رہے تھے۔ اسے سمجھ نہیں آئی کیا کہے۔ سحر اس کی امیج اس قدر خراب کر چکی تھی کہ وہ کچھ بھی کہتا اس کے گھر والے اسے ہی جھوٹا اور برا کہتے۔۔ اس لیے اپنے باپ کے پکارنے کے باوجود وہ طیش میں گھر سے ہی باہر نکل گیا۔۔

****

باران نے آگے بڑھ کر دروازا کھولا تھا۔۔ مگر سامنے اسے اپنے بوریا بستر سمیت سامنے کھڑے دیکھ ششدر رہ گیا۔۔ اینارہ جو بڑی ہمت کر کے اس کمرے تک چلی آئی تھی اب سامنے اس دشمنِ جاں کو پا کر گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔ مگر پھر بھی وہ ہمت کیے کھڑی رہی۔ باران نے خاموشی سے

سامنے سے ہٹ کر اسے اندر آنے کی جگہ دی تو باران نے نوٹ کیا اس نے بیشک ناراضگی سے منہ پھلایا ہوا تھا مگر وہ بڑے استحقاق سے آکر اس کے بیڈ پر براجمان ہوئی تھی۔۔فیروزی شلوار قمیض میں دوپٹہ اوڑھے چاندنی سا ٹھنڈا وجود لیے وہ سادگی میں بھی باکمال تھی۔

کیسی ہو،،، طبیعت ٹھیک ہے،،، باران نے کوٹ اتارتے سوال پوچھا تھا۔۔"

آپ کو کیا،؟؟ میں ٹھیک رہوں یا نا رہوں، آپ نے کون سا سارا دن"

پوچھا،؟؟ وہ چمک کر بولی۔ تو باران گہرا مسکرایا۔

اپنے سامان سمیت یہاں اس کمرے میں؟ خیریت؟ باران نے لہجے کو"

سنجیدہ ہی رکھا تھا۔

جی ہاں، میرے کمرے میں رنگ روغن کا کام چل رہا ہے تو سوچا دو تین"

دن ادھر رہ لوں،،وہ جل کر بولی۔ باران نے قہقہہ بڑی مشکل سے ضبط کیا تھا۔

میں نہیں چاہتا کہ تم اس روم میں رہو،،"

کیوں، فرح آپی نے کہا ہے کہ شادی کہ بعد بیوی وہیں رہتی ہے جہاں اس کا شوہر رہتا ہے،، ایمارہ نے کیوٹ سے منہ بناتے اسے سمجھایا جیسے جانے وہ کتنا نا سمجھ ہے۔"

لیکن ابھی ہماری شادی پوری نہیں ہوئی،، مطلب ابھی میں نے رخصتی نہیں لی، باران نے کوٹ صوفے پر اچھالتے کف لنک کھول کر بازو کہنیوں تک فولڈ کرتے مصروف سے انداز میں کہا۔"

کیوں، ایمارہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔تب باران دلشیر اس کے روبرو آیا تھا۔زرا سا جھک کر بیڈ پر اپنے ہاتھ اس کے دائیں بائیں رکھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔"

تمھیں خود پر اور اپنی اس ننھی منی سی جان پر ترس نہیں آتا پنک ریبٹ،،" باران کا سرسراتا سا لہجہ۔ان دو دنوں کے درمیان ایمارہ پہلی مرتبہ اس کی آنکھوں کی شدت بھری تپش اور اس کے لہجے کی جنون خیز لپک سے بہت بری طرح گھبرائی تھی۔

کک،، کیا مطلب،، ایناره کا لہجہ پہلی مرتبہ لڑکھڑایا تھا۔ وہ زیادہ دیر تک اس "
کی آنکھوں میں دیکھ نہیں پائی تھی۔

مطلب باران دلشیر کا سامنا کرنے کی میرے مقابل آنے کی ہمت "

ہے،،؟؟ اب کی بار بھی باران نے اسی لہجے میں اس سے استفسار کیا تھا۔ اس
کی سانسوں کی تپش ایناره کو اپنے کان پر محسوس ہوئی تھی۔ ایناره کا چہرہ تیزی
سے سرخ ہوا تھا۔

اور میں آپ سے کونسی عالمی جنگ لڑنے والی ہوں جو آپ کے مقابل آؤں "
گی،،، وہ اس کی بے سروپا باتوں سے جھنجھلائی۔ باران دلشیر نے ایک گہری
سانس بھری۔ وہ اس کے سامنے سے ہٹ کر اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا۔

کھانا کھالیا آپ نے،،؟ ایناره کو اچانک یاد آیا۔ "

ہمم، زاویار کے ساتھ کھالیا تھا، وہ کہتا اپنے فون کی بپ پر میل چیک کرنے "
لگا۔

مجھے نیند آرہی ہے، میں سونے لگی ہوں، ایمارہ نے ایک چھوٹی سی جمائی لی۔"
اور بیڈ پر لیٹنے کے لیے اس کے پہلو سے اٹھنے والی تھی جبھی اس کی کلائی باران
دلشیر کے ہاتھ کی آہنی گرفت میں پھنسی تھی۔ باران نے اسے اپنی جانب
کھینچا تو وہ کٹی ڈال کی طرح اس کے کشادہ سینے سے آن ٹکرائی۔

بب،، باران،،، وہ بوکھلائی تھی۔"

اپنے روم میں جاؤ ایمارہ، باران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سنجیدگی سے"
کہا تو سیکنڈز میں ایمارہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں تھیں۔

لیکن میں اس روم میں رہنا چاہتی ہوں، ایمارہ نے کالر سے اس کی شرٹ"
دبوچی۔ یہ مان بھی تو اسی نے اس کو بخشا تھا کہ وہ اس کا گریبان پکڑ کر بھی
اس سے اپنی من چاہی بات منوا سکتی ہے۔

لیکن میں اس روم میں نہیں رہنا چاہتا، یہ کمرہ یہ بستر بہت غلیظ اور گندہ ہے،"
تمھارے رہنے کے لائق نہیں، باران نے اس کی کمر کے گرد نرمی سے بازو

حمائل کرتے بڑی سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔اینارہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

لل، لیکن یہ تو بلکل صاف ہے،، میں نے خود صبح اس کی صفائی کروائی"
تھی،،اس نے معصومیت سے کہا۔ باران کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ مگر وہ یہ پیار ابھی اس پر لٹا نہیں سکتا تھا۔ حالانکہ اس کا روم روم اس معصوم کی قربت کے لیے تڑپ رہا تھا۔ مگر اندر کا خالی پن اور وحشت اسے کسی طور سکون نہیں لینے دیتی تھی۔ خود سے عجیب سی گھن محسوس ہوئی۔

یہ اس گھر کا ماسٹر روم ہے، مگر پھر بھی مجھے پسند نہیں، اسی لئے میں اسے"
سٹڈی روم بنوا کر کسی اور روم میں کو ہمارے لیے سیٹ کرواؤں گا، تب تک تم اپنے روم میں رہو گی، باران نے کہتے اس کے ماتھے پر نرمی سے محبت کی مہر ثبت کی۔ تو اس شدت بھرے لمس پر اینارہ کی سانسیں اس کے سینے میں اتھل پتھل مچانے لگیں۔" سمجھ آئی پنک ریبٹ،؟؟ باران نے کہتے اسے مزید سینے میں بھینچا۔

جج،،جی،آگئی؟،لل، لیکن،،وہ کہتے ہوئے جھجک گئی۔باران جواس کے "
بات سمجھ جانے پرپر سکون ہوا تھا پھر سے اس کے لیکن پر اسے گھوری سے
نوازا۔
لیکن کیا،،،؟"
اگر آپ کو یہ روم نہیں پسند تو آپ ادھر،، مم میرے روم میں آجائیں"
ناں،،ایناره جھجھکتے ہوئے کہتی حفظ ماتقدم کے طور پر اس کے حصار سے نکلی
تھی۔
ناٹ آبیڈ آئیڈیا،، باران نے اب کی بار اسے اس کی بات کا مان بخشا تھا۔۔"
"چلو،وہ کھڑا ہوا۔ایناره کے چہرے پر خوشی وسکون کی ایک خاص چمک سی
در آئی جسے باران نے بخوبی نوٹ کیا اور مسکرایا۔ایناره نے واپس اپنی چیزیں
اٹھائیں۔اور اس کے ہمراہ اس کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں آئی۔۔
سامان ٹیبل پر رکھ کر بیڈ پر نیم دراز ہوئی کیونکہ بہت نیند آرہی تھی۔تو باران
بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اس کے پاس نیم دراز ہو گیا۔

چلو سو جاؤ، باران نے بوجھل لہجے میں کہتے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔"
وہ جلد ہی گیری نیند سوئی تھی۔

****

اپنی کانپتی انگلیوں کی پوریں وہ نرمی سے زرمش کے زخموں پر پھیرنے لگا۔ اسے کیا علم تھا جسے دیکھنے کی تمنا ہو گی وہ زخموں سے چور ہو گی۔۔بہت بے اختیار ہو کر جھکتے اس نے لب زرمش کے زخم پر رکھے تو وہ بے ہوشی کے عالم میں بھی کسمسائی جیسے اس کے اس پر حدت عمل سے اس کے زخموں کو تپش پہنچتی اسے تکلیف ہوئی ہو۔۔اگلے ہی لمحے زاویار کھڑا ہوا۔اور الماری کے نیچے والے حصے سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا۔اندر سے آئنٹمنٹ نکال کر اس کے پاس واپس آیا اور اس کے زخموں پر مرہم لگانی شروع کیا۔

"اگر ان زخموں کے دینے کے پیچھے تم ہوئی زریمان تو میں تمہاری زندگی اس طرح برباد کروں گا کہ تم خود کے پیدا ہونے پر افسوس کرو گی۔۔"

جبڑے بھینچتے وہ بہت احتیاط سے انگلی کی پور پر مرہم لگا کر زخموں پر پھیر رہا تھا۔جب زخموں پر مرہم لگ گیا تو ہر زخم پر روئی لگادی۔زرمش کے نکالے گئے کپڑے واپس الماری میں رکھ کر اپنی وارڈروب کھولی اور اندر سے ایک نرم ڈھیلی ڈھالی ٹی شرٹ نکالی اور واپس زرمش کو سیدھا لٹاتے ٹی شرٹ زرمش کو پہنادیا۔بے ہوشی میں ہونے کے باوجود زرمش کے چہرے پر گھبراہٹ تھی۔۔اب جسم جو پہلے ٹھنڈ سے نیلا پڑ رہا تھا وہ نارمل ہو چکا تھا۔ اپنی ہی ٹی شرٹ ٹراؤزر کو زرمش کے وجود پر دیکھتا وہ کچھ پل مبہوت رہ گیا تھا۔کتنا جچ رہا تھا زاویار کا لباس اس پر وہ کوئی معصوم سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔زاویار خانزادہ نے دل سے اقرار کیا تھا کہ اس نے کبھی کسی کو اس قدر حسین نہیں پایا نا دیکھا تھا۔۔اگر کوئی اس سے حسین تھا بھی تو اس کی نظروں کو نہیں لگا تھا۔

یوول آلسوپے فاردس زرڈارلنگ،،میری امانت میں تم نے بہت بری" طرح خیانت کی ہے،اس کا حساب بے باک کروں گا تو تم پچھتاؤ گی،ایک بار

تمہارے زخم ٹھیک ہو جائے پھر زاویار خانزادہ تمہیں اس خیانت کی سزا دے گا،اور اس بار نہ تمہارے آنسو نا سسکیاں نہ ہی جھڑکیاں، کچھ بھی کام نہیں آئے گا۔۔"زرمش کے نم بالوں کو تکیے پر پھیلاتے وہ زرمش کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا گیا۔کہ زرمش کی ٹھنڈی سانسیں اس کی گرم سانسوں سے ٹکرانے لگیں۔ نظروں کا زاویہ بدلا تو نظر اس کے ہلکے گلابی اور ہلکے نیلے گال پر پڑی۔تو دل میں گدگدی سے ہونے لگی۔جب وہ دور تھی تب وہ خود پر بمشکل ضبط کرتا تھا پھر اب تو وہ قریب تھی اس کے بے حد نزدیک کہ اس کی سانسوں کی مہک اسے ٹوٹ کر بہکانے لگی تھی۔منہ کھولتے زاویار نے اس کے ابھرے گال کو نرمی سے دانتوں میں دبایا تھا۔پھر کچھ لمحوں بعد آزادی اس کے گال اور گردن پر رب کرنے لگا۔ بخشتے اپنی ناک اور مونچھے سمجھ نہیں آرہا،اسپائسی ہو یا سوئیٹ،"زرمش کے لبوں پر اپنا انگھوٹا" پھیرتے وہ کھوئے کھوئے لہجے میں کہنے لگا۔ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور چمکدار مسکراہٹ تھی۔

ابھی وہ مزید کوئی گستاخی کرتا جب دروازہ پر دستک ہوئی۔۔ لمحوں میں فسوں ٹوٹا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور زرمش سے دور ہوا۔

زرمش کے وجود پر کمفرٹر درست کرتے دروازہ کھولا تو سامنے ہی محمل کھڑی تھی دروازہ کھولتے ہی وہ ایک طرف سے ہوتی اندر آگئی اور بیڈ پر چڑھتی زرمش کے پاس جانے لگی۔

کیا مام سو رہی ہیں ڈیڈی"؟؟اس نے اداسی سے پوچھا۔ "

نہیں،، آپ کی مام بیمار ہیں پرنسز" محمل کے پاس بیٹھتے اس نے ایک نظر"

زرمش کو دیکھا پھر جیب سے اپنا فون نکالتے اس پر لگا پانی جھٹکا۔۔ شاید بارش کی وجہ سے گیلا ہوا تھا۔ موبائل انلاکڈ کرتے ڈاکٹر شائستہ کا نمبر ڈائل کیا۔ ڈاکٹر شائستہ ان کی فیملی ڈاکٹر تھیں۔

مام کو کیا ہوا ہے؟" محمل نرمی سے زرمش کو منہ چھونے لگی۔زاویار نے "

ایک مسکراتی نظر اپنی بیٹی پر ڈالی پھر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

بارش میں بھیگی تھیں نہ اسلیے سردی لگ گئی،،اسی لیے بارش میں بھیگنے کے " لیے آپ کو بھی منع کرتا ہوں،"فون کان سے لگاتے کہا چند لمحے بعد کال اٹھا لی گئی۔

اسلام و علیکم،ڈاکٹر شائستہ،ایک ایمر جنسی ہے،میں گاڑی بھیج رہا ہوں آپ " آجائیں،،"زاویار نے محمل کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے سنجیدگی سے کہا۔

جی جی بس خیریت ہی ہے میری بیوی کی طبیعت خراب ہے آپ آجائیں،"" چند کلمات اور ادا کرتے زاویار نے فون رکھ دیا۔

ڈیڈ،مام کی پلکیں کتنی بڑی بڑی ہیں، سیم ٹو سیم میری جیسی،،" محمل جو کب " سے زرمش کے قریب بیٹھی تھی ایک دم چمک کے بولی۔۔

ہاں تو آپ کی مام ہے نہ تو سیم سیم تو ہونا ہی ہے،"ڈائیور کو میسج کرتے وہ " زرمش کی دوسری طرف بیٹھ گیا۔

ڈیڈ،میرا بھائی کب آئے گا،"بہت رازدانہ انداز میں سوال پوچھا گیا تھا کہ " ایک پل کو زاویار چونکا۔۔پھر گہرا مسکراتے اپنے قریں لیٹی نازک جان کو

دیکھا۔افففف کس قدر حسین تصور تھا جس میں وہ نازک جان اس کی اولاد کو اپنی کوکھ میں رکھے اس کے پہلو میں بیٹھی تھی۔ تصور اس قدر حسین تھا تو اس کی حقیقت کتنی حسین ہوتی۔

ام، جیسے ہی آپ کی مام ٹھیک ہوں گی، ہم آپ کا بے بی برادر لائیں گے، """ زاویار نے نرمی سے زرمش کے بالوں کو سہلاتے دوسرے ہاتھ سے محمل کی چھوٹا سا ہاتھ چوما۔

سچی، ؟" محمل ایک دم چیخی جس پر زاویار نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ" کیا۔ کچھ پل اور اسی طرح محمل کے اوٹ پٹانگ سوالات سنتے گزرے اور پھر ڈاکٹر شائستہ آ گئیں۔ زاویار نے کیئر ٹیکرز کے ساتھ محمل کو اس کے روم میں بھیج دیا کہ زرمش کا علاج اس کے سامنے کرنا مناسب نہیں تھا۔ زاویار نے آگے بڑھتے زرمش کو ایک بار پھر سہارے سے الٹا لٹا دیا تھا آہستگی سے اس کی پہنی گئی ٹی شرٹ کو اوپر کیا کہ زخم نمایاں ہو جائیں۔۔

اللہ اکبر،،"ڈاکٹر شائستہ نے فورا لبوں پر ہاتھ رکھا اور بے یقینی سے زاویار کو" دیکھنے لگیں۔

جیسا آپ سوچ رہی ہیں، ویسا کچھ بھی نہیں ہے، یہ سب رمش کی سوتیلی" ماں کے ظلم کا نتیجہ ہے "ڈاکٹر شائستہ کی نظروں کا مفہوم سمجھتے اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

پر یہ زخم تو تازہ ہیں، "انہیں جیسے زاویار کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔"

تازہ ہیں نہیں، تازہ کیے جاتے ہیں روز، یہ مینٹلی طور پر بھی اسٹیبل نہیں" ہے ڈاکٹر، میں جلد اس کی کاؤنسلنگ پر بھی توجہ دوں گا، آپ چیک اپ کریں پلیز،، "ڈاکٹر شائستہ کے فضول سوالوں سے اکتا کر وہ بیزارگی سے بولا تو ڈاکٹر شائستہ قریب سے رمش کے زخم کا جائزہ لینے لگیں۔۔ پھر پانچ منٹ بعد گہری سانس لیتی پیچھے ہوئیں

واقعی اس لڑکی کے ساتھ کوئی مینٹل اشو ہے؟"انہوں نے زاویار سے" سنجیدگی سے پوچھا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔

شاید آپ کو نہیں معلوم ہو، پر یہ زخم واقعی پرانے ہیں لیکن ناخن سے "
کھرونچ کر تازے کیے گئے ہیں، یا بار بار کیے جاتے ہیں، زخم بہت بگاڑ لیا ہے
اپنی کم عقلی سے، کھال بری طرح متاثر ہے،" وہ زرمش کی کیفیت بتاتے
کچھ نوٹ پیڈ پر لکھ رہی تھیں اور زاویار بغور انہیں سن رہا تھا۔
اسے شدید کیئر کی ضرورت ہے، آئی تھنک شی اس مینٹلی ال، ورنہ یہ "
حرکتیں کوئی نارمل شخص نہیں کرتا، میں میڈیسن اور ٹیوب دونوں لکھ کر
دے رہی ہوں، ہر چار گھنٹے کے وقفے سے لازمی استعمال کرنا ہے ورنہ زخم
مزید بڑھ سکتا ہے، زاویار نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔ پھر ڈاکٹر مزید
ہدایت کرنے کے بعد کمرے سے نکل گئی۔

کمرے کا دروازہ لاک کرتے ہیٹر آف کیا کہ کمرے کی گرمائش زرمش کے
زخموں پر جلن کا باعث بنتی۔

وہ خود بھی اتنی سی بھاگ دوڑ میں تھک چکا تھا جبھی ڈھ جانے کے انداز میں بیڈ
پر زرمش کے برابر لیٹ گیا۔

وہ مرد تھا پر یہ نہیں تھا کہ اس کی زندگی آسان تھی۔وہ گردن موڑ کر زرمش کو دیکھنے لگا۔کاش اسے بتا سکتا کہ اس نے بھی بہت ازیت جھیلی تھی پر یوں خود کو نقصان نہیں پہنچایا تھا جب اس کی پہلی بیوی اسے چیٹ کر کے گئی تھی تب ہر بار باہر قدم نکالتے وہ ذلت سے گزرتا تھا اگر وہ بھی خود کو اسی طرح ازیت دیتا تو اب تک قبر میں ہوتا۔

میں تمہیں بہت زیادہ بہادر سمجھتا تھا زرمش، پر تم میری سوچ سے بھی" بہت پیچھے نہایت بزدل اور کم عمر احمق لڑکی نکلیں، جو اپنے اچھے برے سے ہی ناواقف ہے، تم سے زیادہ عقل تو محمل میں ہے تم تو اس سے بھی زیادہ بے وقوف ہو،" اس نے رمش کو اپنے بازو پر منتقل کرتے اس کا چہرہ اپنے سینے پر رکھتے نرمی سے زرمش کے ریشم سے بالوں پر لب رکھتے وہ اپنی آنکھیں موند گیا۔۔

****

آہ کتنا سکون تھا آج اچھا ہوا وہ بوڈی بلڈر چوہا یونیورسٹی نہیں آیا، "نعمان" علی کے لیے کھانا نکالتی وہ اطمینان سے سوچنے لگی اس بات سے انجان کے آج کل تمام وقت اس کی سوچوں کا محور ایحان دلشیر رہنے لگا تھا۔ صبح جب ایحان نے اسے پراٹھا لانے کا کہا تھا تو اسے بہت غصہ آیا تھا۔ لیکن پھر یونیورستی جاتے ڈر بھی بہت لگا تھا کہ کہیں وہ جن اس کے سر پر نازل نہ ہو جائے پر صد شکر تھا وہ یونیورسٹی آیا ہی نہیں تھا۔ پورا دن بہت خوشگوار گزرا۔ شام تک یہ ڈر لاحق رہا ہے کہ وہ کہیں گھر پر وارد نہ ہو جائے پر اب جب رات ہو چکی تھی نعمان علی گھر پر موجود تھا تو وہ بے فکر تھی۔

"کیا ہوا کن سوچوں میں گم ہے میری بچی" نعمان علی نے کھانا ختم کرتے ریم کے آگے چٹکی بجائی تو وہ چونکی۔

"بابا، کیا آپ کے چھوٹے مالک اکیلے رہتے ہیں؟ کوئی فیملی نہیں ہے ان کی،،؟" اس نے عام سے لہجے میں سوال کیا تو نعمان علی نے گہری سانس لی۔۔

ان کی فیملی میں ایک بڑا بھائی ہے، جو اپنے بزنس میں دن رات مصروف" رہتے ہیں، اتنے مصروف کہ ان کے لیے اپنے بھائی تک کے لیے وقت نہیں ہوتا، سمیروں کی ضرورت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اپنے کے لیے وقت ہی نہیں نکال پاتے، بے شمار مال بے شک ایک فتنہ ہے،" نعمان علی نے تاسف سے سوچا۔

ہمم، واقعی فتنہ ہے جبھی تو انسان خود کو ہر کسی کا حاکم سمجھنے لگتا ہے، جیسے کہ " آپ کے چھوٹے مالک،" برتن سمیٹتے اس نے چھوٹی سی ناک چڑھا کر منہ بناتے کہا تو نعمان علی نے قہقہ لگایا۔

لگتا ہے چھوٹے مالک سے خاص دشمنی ہے میری گڑیا کی، لیکن یہ بات تم" پھر بھی فراموش نہیں کر سکتی کہ ان کے بڑے احسان ہیں ہم پر،" نعمان علی نے جتانا ضروری سمجھا۔۔

ہم پر نہیں آپ پر،،" ریم نے لاپروائی سے تصحیح کی اور برتن سمیٹ کر لے" گئی۔ نعمان مسکراتا چارپائی پر نیم دراز ہو گیا۔۔۔

ہونہہ،احسان، میری جوتی سے، جب بڑی ہو جاؤں گی ایک ایک احسان کا" بدلہ منہ پر ماروں گی،"تن فن کرتی وہ کمرے میں آئی تھی اور جھٹکے سے دروازہ بند کرتی زور سے بڑبڑائی۔

چھوٹے مالک چھوٹے مالک،، شکل ہے اس موٹے چوہے کی مالک بننے کی،،" ایک بار کامیاب ہو جاؤں تو ایسی پاور فل بلی ٹابت ہوں گی کہ چبا جاوں گی ابا کے چھوٹے ے ے ے مالک کو۔۔" بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتے وہ بے وجہ ہی بھڑک رہی تھی۔جب اچانک کچھ غیر معمولی احساس ہوا۔فورا پلٹ کر دیکھا تو چارپائی کے وسط میں ایحان ٹانگ پر ٹانگ جمائے براجمان سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔جب ایحان کو دیکھتے ہی زوردار چیخ منہ سے برآمد ہوئی۔جبکہ اس کے اس شدید رد عمل پر مقابل کے اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔وہ اب تک سکتے میں ہی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ بجا۔

ریم،، بیٹی کیا ہوا دروازہ کھولو،، "باہر سے نعمان علی کی آواز آئی تو اگلے ہی "
لمحے ریم کے ہاتھ پیر پھول گئے۔۔

ریم، "نعمان علی نے دو بار دروازے پر دستک دی۔"

کک،، کچھ،، نہیں بابا،، چچ،، چوہا تھا، بلڈوزر جیسا،، اس، لل،، لیے ڈر "
گئی، "اس نے دل و جان سے کانپتے ہاتھ منہ پر رکھتے جھوٹ کہا۔ایحان
محظوظ کن نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

ٹھیک ہے دروازہ کھولو،، میں بھگا دیتا ہوں چوہے کو،، "نعمان علی نے فکر "
مندی سے کہا۔

نہیں بابا،، آپ آرام کریں،، میں رخ خود،، بھگا دوں گی،،، اس چوہے کو،، """
آنکھیں میچتے اس نے بے بسی سے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے،، ایک تو یہ تمہارے کمرے میں چوہوں کا بہت گزر ہونے "
لگا ہے، پتا نہیں اتنے موٹے چوہے کہاں سے آتے ہیں،، سو جاؤ آرام کرو،
کل ان کے آنے کا راستہ تلاش کروں گا، تاکہ مستقل طور پر بند کر دوں،،!

نعمان علی کی آواز دور ہوتی جا رہی تھی۔ریم نے اپنے آبشار کی طرح بکھرے بالوں کو مٹھی میں کس کر دبوچا۔اور غصے سے ایحان کو گھورنے لگی۔ رگ وپے میں ایک خوف کی لہر دوڑنے لگی۔رات کے اس وقت اس کی اس کمرے میں موجودگی اسے خوف، طیش واشتعال سے پاگل کر گئی۔

ویسے تمہاری زبان کو تمغہ امتیاز سے نوازنے کا دل کرتا ہے، کتنی اچھی چلتی ہے یہ، شاید سیز ر بھی شرمندہ ہو اس کے آگے،"اس نے سکون سے چارپائی سے کھڑے ہوتے ریم کو شرمندہ کرنا چاہا۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس وقت یہاں آنے کی،، یہاں کیوں آئے ہیں آپ،، میرے ابا گھر پر ہے،، خدا کے لیے جائیں جہاں سے،،" وہ غصے اور گھبراہٹ کے ملے جلے تاثرات لیے بے بسی سے بول رہی تھی جب کہ ایحان اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

اگر یہ جنگلی بلی اتنی حسین ہو گی تو میں خوشی خوشی اس کا کھانا بننے کا تیار"
ہوں،"ریم کے مقابل آتے اس نے اچانک اپنی ٹون بدلی تو ریم کی آنکھیں
حیرت سے پھیل گئیں۔۔اس کے حیران ہونے پر ایحان گہرا مسکرایا۔
ویسے،میں سوچ رہا تھا لگے ہاتھوں نعمان علی سے بھی ایک ملاقات کر"
لوں"ریم کے قریب سے گزرتے وہ اس کا پل میں سفید پڑتا چہرہ دیکھ
دروازے کی طرف بڑھا تو ریم برق رفتاری سے اس کے سامنے آئی۔
پپ،،پاگل ہو گئے ہیں،،اتنے ہی ناسمجھ ہیں یا جان بوجھ کر کر رہے ہیں،،"
ایک باپ کے گھر سے اس کی جوان بیٹی کے کمرے سے کسی نامحرم کے برآمد
ہونے کا کیا مطلب ہوتا ہے،،آپ نہیں جانتے کیا؟؟جائیں یہاں سے،،آخر
کس جنم کا بدلہ لے رہے ہیں آپ مجھ سے،،،"وہ عاجز ہوئی تھی۔۔
گھبراہٹ سے ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگی تھیں۔۔اپنی بے بسی پر لہجہ اور
آنکھیں دونوں بھر اسے گئے۔

بدلہ لے نہیں رہا دے رہا ہوں،، "یہ کہتے ایحان نے چار پائی کی طرف" اشارہ کیا جہاں کے ایف سی فاسٹ فوڈ کے پیپر بیگز رکھے تھے۔وہ احتیاطاً بے تحاشا مدھم آواز میں گفتگو کر رہا تھا۔

یی،، یہ کیا ہے؟"ریم نے حیرت سے پھیلی آنکھوں سے پوچھا۔"

تم نے مجھے پراٹھا کھلایا تھا، میری پسند اور فرمائش پر، تو یہ اسکا بدلہ میری" طرف سے تمہاری پسند کا فاسٹ فوڈ، "ایحان نے کندھے اچکائے تو ریم نے اسے اکن انکھیوں سے دیکھا کہ آخر ایلویرا اچانک شہد کیسے بن رہا تھا۔؟؟ یہاں سے جائیں پلیز،، آپ کو اللہ کا واسطہ،، کیوں میری عزت کے دشمن" بن بیٹھے ہیں،، میری عزت برباد ہو جائے گی،، "وہ اب کی بار روہانسی لہجے میں بولی تو ایحان خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔

ایحان دلشیر اتنا غیرت مند ہے کہ کبھی اپنی عزت برباد نہیں کرے گا، جا" رہا ہوں، مگر یہ کھا لینا میں خاص کر تمہاری پسند کا لایا ہوں تمہارے لیے،" ایک ایک لفظ پر زور دیتا اس وقت وہ کوئی اور ہی ایحان دلشیر لگ رہا تھا۔(ہاں

براؤن آنکھوں میں ایک پراسرار سی چمک تھی بے حد پراسرار)ریم تو بس اس کے الفاظ پر ساکت تھی۔۔وہ بہت آہستگی سے دبے قدموں دروازہ کھول کر باہر نکل چکا تھا۔ریم وہاں پتھر بنی کھڑی رہ گئی تھی۔تو کیا وہ مغرور شہزادہ اسے اپنی عزت بول کر گیا تھا؟وہ مردہ قدموں سے چارپائی کی جانب بڑھی اور وہ پیپر بیگ اٹھایا تو دل زور سے دھڑکا۔۔اندر واقعی اس کی پسند کا فاسٹ فوڈ تھا۔ فلیورز بھی اس کی پسند کے تھے۔اچانک ہاتھوں میں لرزش ہوئی اور اس پیپر بیگ کو کسی اچھوت کی طرح خود سے دور کر دیا۔اس کے دل کی کیفیت کچھ عجیب سی ہو رہی تھی۔اچانک دل سست روئی سے دھڑکنا ہوا تھا۔ شروع

اگر یہ جنگلی بلی اتنی حسین ہو گی تو میں خوشی خوشی اس کا کھانا بننے کو تیار" ہوں،"ایحان دلشیر کا جملہ کان میں گونجا تو کان کی لو سرخ پڑنے لگی اچانک وہ بھی دھیمے قدم اٹھاتی کمرے سے بار نکلی۔چارپائی پر نعمان علی کو سوتے دیکھ وہ پورے گھر کی تلاشی لینے لگی۔وہ غائب ہو چکا تھا۔گہری سانس لیتی وہ

واپس کمرے میں آئی اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو احساس ہوا اس کا چہرہ بری طرح دہک رہا تھا۔

یہ شخص بد تمیز ہونے کے ساتھ بہت بڑا پاگل جنونی اور احمق بھی ہے،""" غصے سے سوچتی وہ اس کھانے کے پیپر بیگ کو گھورنے لگی۔ لیکن اس کو آخر کیسے معلوم ہوا کہ مجھے یہ سب بہت پسند ہے۔ وہ الجھ گئی مگر پھر ایک نتیجے پر پہنچی۔ افففف بابا۔ یقیناً اس کے بابا نے اس کی تعریفوں (شکایتوں) کے پل اپنے چھوٹے مالک کے آگے باندھے ہوں گے۔ کہ انھیں ہر وقت تو اس سے شکایت رہتی تھی کہ وہ، ہیلتھی کھانا کھانے کے باجود جنک فوڈ کھاتہ ہے۔ کیا کروں اس کا؟ کیا اس کو کھالوں؟؟"انگلی دانتوں میں دباتی وہ کشمکش میں " تھی۔ اور مسلسل اس کھانے کو دیکھے جا رہی تھی۔

نہیں پھینک کر رزق کی بے ادبی تو نہیں کر سکتی۔۔"اس نے خود کو" سمجھداری سے سمجھایا۔ ابھی مسکرا کر ایک قدم ہی آگے بڑھایا تھا کہ دماغ نے فورا کہا۔

کل یونیورسٹی میں یہ بیگ واپس کر دینا۔۔" وہ منہ بسور کر پیپر بیگ کو" گھورنے لگی۔

نہیں صبح تک تو کھانا خراب ہو جائے گا،،"ایک اور حجت پیش کی تھی۔" لیکن پھر منہ بنا کر وہ کھانے کا پیکٹ ٹیبل پر رکھ گئی۔

میں نہیں کھا رہی، بھوکی سمجھا ہے کیا مجھے جو اس کا دیا ہوا کھاؤں گی،"" نخوت سے سوچتی وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔پر نیند تو جیسے اس پیپر بیگ میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔

افف،اللہ کیا کروں،؟؟ کھا لیتی ہوں،،ورنہ ضائع ہو جائے گا اور گناہ ملے" گا،ویسے بھی اسے کون بتائے گا کہ میں نے کھا لیا تھا؟" وہ جیسے فیصلے پر پہنچی تھی۔

پھر چور نظروں سے پورے کمرے کو جانچا کہ کہیں وہ باڈی بلڈر چوہا کہیں سے اچانک نمودار نہ ہو جائے۔۔پھر فوراً پیکٹ اٹھا کر چارپائی پر بیٹھی اور اندر

سے ساری چیزیں نکالنے لگی۔ جس میں ایک چیز برگر۔اسپائسی فرائز۔۔اور کوریئن ہنی بوفیلوونگز کے ساتھ مختلف ڈپس تھیں۔

وہ دولوگوں کا کھانا تھا جسے ریم اگلے گزرنے والے چالیس منٹ میں تمام کر چکی تھی۔

****

صبح آنکھ کھلی تو ایک زوردار جمائی لیتے وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گئی یوں کے سارا کمفرٹر اس کے وجود پر لپٹ گیا۔لیکن سستی اس قدر تھی تھوڑا اور جسم اکڑایا تو اس پر بیڈ نے جگانہ دی اور ایلف کمفرٹر سمیت بیڈ سے نیچے گر گئی۔

آہ،،"چھوٹی سی چیخ کے ساتھ کراہتے اس کی آنکھیں مکمل وا ہوئیں تو کمرے میں ایک جاندار قہقہ گونجا۔۔اچانک کسی نے منہ سے کمفرٹر کھسکایا۔وہ آرزک تھا۔ایلف غصے سے چڑتی اس کمفرٹر کو خود سے پرے کرتی کھڑی ہوئی اور اپنے بکھرے بال سمیٹے۔

یہ سزا ہے اس تشدد کی جو نیند میں تم نے مجھ پر کیا ہے، کبھی ٹانگ مار کر،"
کبھی کہانی،"آرزک ہنستے ہوئے واپس ڈریسنگ مرر کے سامنے گیا۔ایلف
نے خونخوار نظروں سے آرزک کی پشت کو گھورا۔

یہ سزا ملی ہے تمہیں نافرمان بیوی،رات شوہر کو لاتیں مارنے کی،افففف"
بالکل بچوں کی طرح سوتی ہو تم،میں سوچ رہا تھا اگلی بار سے تمہارے ہاتھ
پاؤں باندھ دوں گا،،"اپنی ٹائی درست کرتے اس نے مرر میں ایلف کے
پھولتے چہرے کو محبت اور شرارت سے دیکھا۔

اور میں تت،،،تمہارا گگ،،گلا۔باندھ،،د،،دوں گی،،"وہ بھی اسی کے"
انداز میں بولی تو آرزک نے ایک بار پھر قہقہ لگایا۔۔

پہلے ہاتھ کھولنے میں کامیاب ہو جانا پھر دیکھیں گے،چوہیا،"ایک آخری"
نظر اپنی تیاری پر ڈالتے وہ مزاقاً بولا تو ایلف اس کے مقابل آئی۔۔

تت۔۔تم چچ۔۔چچ۔چوہیا۔۔ت۔۔۔تمہارا۔۔خاند۔۔۔دان"

۔۔چوہیا۔۔۔"غصے سے کہتی وہ آرزک کو بہت کیوٹ لگی۔ایک نظر بھر کر ایلف کو دیکھتے نفی میں سر ہلاتے اب وہ کوٹ پہن رہا تھا۔

تت۔۔تم صبح۔۔۔صبح۔۔کہاں جارہے ہو،،؟"ایلف نے مشکوک"

نظریں اس کے چہرے پر مرکوز کی تو آرزک تیکھا سا مسکرایا۔

یہ ہوئی نہ خالص بیویوں والی بات،پر ڈونٹ وری،پہلے میں اپنی پہلی بیوی"'

کو سدھار لوں پھر دوسری پر فوکس کروں گا،"دل جلانے والا جملہ دانتوں کی نمائش کرتے کہا۔ایلف نے بغور اسے دیکھا۔وہ اتنا کبھی نہیں مسکراتا تھا۔

آج وہ بات بے بات مسکرا بھی رہا تھا اور اسے تنگ بھی کر رہا تھا۔وہ شاید بہت خوش تھا۔ایلف یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی جب آرزک کے چہرے کے سامنے چٹکی بجانے پر ہوش میں لوٹی۔۔

بہت خوبصورت لگ رہا ہوں؟"آرزک نے ایک دلکش مسکراہٹ لیے"

خوبصورتی سے پوچھا۔

نن۔۔ نہیں۔۔آج تت۔۔ تم بہت۔۔ خو۔۔خوش ہو۔۔؟"ایلف نے" کچھ قدم آرزک سے دوری قائم کرنے کے لیے پیچھے لیے اور سنجیدگی سے پوچھا۔پر آرزک بہت آہستگی سے وہ فاصلہ سمیٹ گیا۔

ہاں ہوں بہت خوش،،رات جس کے حصار میں اس کی من پسند عورت ہو" وہ بھی بہت خوبصورت انداز میں، مکمل اس کی ملکیت تو اس مرد کی صبح شاید اتنی ہی خوشگوار ہوتی ہو گی،"آرزک نے نرمی سے ہاتھ کی پشت سے ایلف کے گال سہلاتے کہا تو ایلف مکمل سرخ پڑنے لگی۔شرم وحیاء اس قدر حاوی ہوئی کہ وہ آرزک کا ہاتھ نہیں جھٹک سکی محض اپنا سر جھکا گئی۔سامنے والے کو یہ ادا بھی دل وجاں سے بھائی تھی۔

کک۔کہاں جج۔۔جا رہے ہو،"وہ بات کا رخ موڑ گئی۔"

آفس جا رہا ہوں ضروری میٹنگ ہے،بہت کچھ سپائل ہو رہا ہے،گڑبڑ چل" رہی ہے کچھ اکاؤنٹس میں،"اب کے وہ فکر مندی سے بولا تو انجانے میں ایلف بھی متفکر ہوئی۔

اور میں چاہتا ہوں ایلف کے جب میں باہر کی ٹینشنز سے فری ہو کر گھر " لوٹوں تو سب کچھ کل رات کی طرح حسین اور پر سکون ہو، میں وعدہ کرتا ہوں کسی بھی چیز کی فرسٹیشن تم پر نہیں نکالوں گا، ہم بہت اچھی زندگی گزاریں گے اگر تم ساتھ دو تو، تم واحد خوشی رہ گئی ہو میری زندگی کی، یہ گھر تمہارا ہے، باہر نکلو، گھر دیکھو جو مرضی آئے کرو، اگر گھر میں کچھ چینچنگ چاہتی ہو تو وہ بھی کر سکتی ہو، خود کو اپنے گھر میں انوالو کرو، مجھ میں پوری طرح انوالو ہو جاؤ" ایلف کے ماتھے پر جھکتے وہ ایلف کا گال تھپکتے باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ ایلف ساکت کھڑی اب اس دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ نکل کر گیا تھا۔ کتنی خوبصورتی سے وہ کہہ کر گیا تھا کہ "اپنے گھر میں انوالو ہو جاؤ" ایلف کے لب بے اختیار مسکرائے۔۔ وہ ایک بار پھر ایک جنگ کا شکار تھی کہ کیا کرے۔۔ آرزک کا رویہ اس کی محبت اس کا ساتھ قبول پر اکسا رہے تھے۔ پر باران دلشیر کے لیے اس کی بے پناہ نفرت دیکھ کرنے آرزک کو قبول کرنا ایک مشکل ترین عمل تھا۔

فریش ہو کر وہ بے دلی سے کمرے کو دیکھنے لگی۔ کمرہ اچانک خالی خالی لگنے لگا۔ نچلا لب دبا کر وہ آنکھیں ضبط سے بند کر گئی۔ وہ اپنے حصے کی محبت تو کر چکی تھی اور اچھی طرح جانتی تھی جتنا بھی نفرت کا پرچار کر لے لیکن اس شخص سے نفرت نہیں کر سکتی۔

ہاں جب وہ قریب آیا تھا اور زبردستی اس کو حاصل کر رہا تھا تب وہ سمجھی تھی کہ وہ نفرت کر لے گی یا شاید اس سے نفرت کر چکی ہے کیونکہ سمجھی تھی کہ وہ اس کے وجود کو حاصل کے کرنے کے بعد دھتکار دے گا پر پھر سب کچھ اس کی سوچ کے برعکس ہوا۔ وہ تو اب اسے کو کسی کانچ کی گڑیا کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔

بہت حساس اور نازک محسوس ہونے لگا تھا اپنا آپ۔ وہ اسے حاصل کر چکا تھا تو چاہتا تو دھتکار چکا ہوتا۔ پر کل رات کس طرح اس کی نفرت کے جواب میں نرمی، احترام اور محبت کا اظہار کرتا رہا۔ ایلف نے زبانی کچھ نہیں کہا تھا پر وہ

دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی کہ وہ وقت ٹھہر جائے۔۔وہ یونہی نفرت کا اظہار کرتی رہے اور وہ محبت سے اسے معتبر کرتا رہے۔

اا۔۔فف۔۔۔تت۔۔تم۔۔۔بب۔بہت اچھے۔۔۔ہو۔۔"وہ چہرہ" ہاتھوں میں چھپاتے اپنے ماتھے پر اس کا لمس محسوس کرنے لگی۔

تت۔۔تم۔۔پر۔۔۔جج۔۔جلد سس۔سچائی بھی" ۔کھل۔۔۔جا۔۔جائے۔۔گی کہ۔۔کک۔۔کک۔کیوں با۔۔ران۔۔بب۔۔بھائی نے تت۔تمہارے۔۔۔ڈیڈ۔۔۔کو۔ممم۔مارا۔۔جج۔۔جب تمہیں۔۔پپ۔پتا چلے گا۔۔۔سچ۔"وہ یقین سے سوچنے لگی۔پھر کپڑے لیتی کمرے سے منسلک باتھ میں چلی گئی۔کمرے سے باہر آئی تو ملازمائیں اس کے آگے پیچھے گھومنے لگیں۔ایلف بمشکل اپنی خوشی چہرے سے دبانے لگی۔وہ گھر بہت بڑا تھا جو صبح آرزک اس کا کہہ کر گیا تھا۔ہر چیز اس کے اعلی ذوق کی مثال تھی بے انتہا حسین۔۔وہ رشک بھری نظروں سے اپنی قسمت

کو سوچنے لگی کہ یہ گھر بھی اس کا اور اس کا مالک بھی اس کا۔۔بس ایک خلش تھی جو آرزک اور اس کے رشتے میں بڑی دراڑ تھی وہ تھی باران دلشیر سے دشمنی۔چار گھنٹے گھر گھومتے۔۔ کھانا بنانے میں گزرے تھے۔ملازمہ سے اسے معلوم ہوا تھا کہ آرزک کا فون آیا تھا۔وہ ضروری ڈاکومینٹس لینے کے لیے گھر آرہا تھا۔

تت۔۔تم۔۔ تمہیں۔۔ناکو۔۔چنے نہ۔۔چچ۔چچبوادیے۔۔تت۔تو" میرا۔۔۔نام۔۔۔ بھی۔۔ایلف۔۔۔نن۔۔ نہیں،،"کمرے میں آکر وہ جلدی سے اپنے بال سنوارنے لگی۔ہلکے آتشی رنگ کا لانگ فلورل فراک زیبِ تن کیے وڈوپٹے کو سینے پر پھیلا گئی تھی۔اسکارف لینے کا تکلف اس نے نہیں کیا تھا یوں بھی اب وہ اس کا محرم تھا۔۔۔بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل کی باریک لکیر کھینچتے ہونٹوں پر ہلکی سی سرخ لپ اسٹک لگائی۔

جج۔۔جب تک۔۔تت۔۔تم بب۔۔باران۔۔بھائی۔۔کو" قبول۔۔نہیں۔۔کر۔۔کرتے تت۔تب تک۔۔مم۔۔میں۔۔تم سے

راضی۔۔نن۔ نہیں ہوں گی۔۔"عزم کرتے ایک ترچھی نظر اپنے سراپے پر ڈالی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ کر وہ آرزک کا انتظار کرنے لگی بار بار نظریں اٹھ کر داخلی دروازے کی جانب جاتیں۔۔ ابھی نظریں جھکائی ہی تھیں کہ اچانک اپنے عقب سے بھاری مردانہ آواز سنی۔

تم آرزک کی بیوی ہو،،؟"اس آواز پر ایلف نے جونہی سر اٹھایا رنگ ایک" دم اڑ گیا۔وہ کوئی اور نہیں آرزک خانزادہ کا چچا پرویز خانزادہ تھا۔وہ کیسے بھول سکتی تھی اس شخص کو بے اختیار کھڑے ہوتے وہ چند قدم پیچھے ہوئی۔ تم۔۔۔تم کہیں دیکھی دیکھی لگ رہی ہو مجھے،،"وہ ایک قدم اس کی" جانب بڑھتا بہت غور سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا نجانے اسے کب اور کہاں دیکھا تھا پر گمان ہو رہا تھا اس لڑکی کو بخوبی جانتا ہے۔ایلف کی آنکھیں اب نفرت اور خوف سے سرخ پڑنے لگیں مقابل بھی بغور اس لڑکی کے بدلتے تاثرات دیکھ معاملہ سمجھنے کی جستجو میں تھا۔جبھی ہال میں آرزک بھی داخل

ہوا۔پہلی نظر ایلف پر پڑی تو خوشگوار حیرت ہوئی۔وہ سجی ہوئی ہلکے ہلکے میک اپ میں نظروں کو خیرا کرتی بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔بمشکل اس کے حسن سے دھیان ہٹا تو محسوس ہوا وہ شدید گھبراہٹ میں ہے۔پھر ایلف سے نظر ہٹتی پرویز خانزادہ پر گئی تو ایک نرم مسکراہٹ ہونٹوں پر نمودار ہوئی۔

السلام و علیکم، چچا،"آرزک نے بلند آواز میں سلام کیا تو اب کے وہ دونوں" آرزک کی جانب متوجہ ہوئے۔وہ خود بھی ایلف کے قریب جا کھڑا ہوا یوں کہ چچا اور ایلف کے درمیان وہ کھڑا تھا۔

یہ تمہاری بیوی ہے؟تم نے تعارف نہیں کروایا،"اس نے سنجیدگی سے" شکوہ کیا گیا۔

میں کروانے والا تھا چاچو،،یہ میری بیوی ہے ایلف اور ایلف یہ میرے" جان سے عزیز چچا،"آرزک نے مسکراتے ہوئے کہا تو دونوں طرف کیفیت بدلی تھی۔

ایلف،؟ایلف دلشیر،؟" بے اختیار پرویز کی آنکھیں چمکی تھیں۔وہ جو اتنی "
دیر سے سوچ رہا تھا کہ اس شعلہ جوالہ کو کہاں دیکھا ہے یاد آگیا تھا کہ سامنے
کھڑی اس کے بھتیجے کی بیوی کون ہے؟آنکھوں کی بے باک لپک اور
مسکراتے لب سے وہ ایلف کو دیکھنے لگا۔اس وقت اس درندہ صفت کی
آنکھوں کی لپک صرف ایلف ہی سمجھ سکتی تھی۔جبکہ آرزک کا اپنے چچا کو
جان سے عزیز کہنا اس کے دل پر ایک وبال مچا گیا تھا۔اس کا شوہر اسی کے
مجرم کو عزیز جان کہہ رہا تھا۔
بہت خوبصورت ہے تمہاری بیوی۔اور نام بھی بہت خوبصورت ہے "
ایلف،"اپنے چچا کے منہ سے تعریف سنتے اس نے ایلف کو دیکھتے شرارتا
ایک آنکھ دبائی۔
خوبصورت تو واقعی ہے،میں دل وجان سے تسلیم کرتا ہوں،"آرزک نے "
سر کو خم کرتے کہا تو پرویز خانزادہ نے آگے بڑھتے بہت اچانک ایلف کو دیکھتے
ایک آنکھ دبائی۔ان کا اشارہ ایلف کے تن بدن میں شرارے بھڑکا گیا۔ہاتھ

آگے بڑھاتے وہ ایلف کے سر پر رکھنے لگے لیکن اس سے پہلے ان کا ہاتھ ایلف کے سر کو چھوتا وہ بری طرح ان کا ہاتھ دور جھٹک چکی تھی کہ پل بھر کو وہ خود بھی ششدر رہ گئے تھے۔اس نے ہر گز توقع نہیں کی تھی یہ لڑکی یوں کچھ بھی آرزک کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے۔خوف لاحق ہوا کہ کہیں اس کا غلیظ راز فاش نہ ہو جائے۔

یہ کیا بد تمیزی ہے ایلف "ماتھے پر بل ڈالے آرزک نے غصے سے پوچھا۔"

ایلف سے اپنے لیے بد تمیزی وہ ایکسپیکٹ کر سکتا تھا پر اپنے بڑوں کے لیے نہیں۔

یی۔۔یہ۔۔۔دد۔۔درندہ۔۔ہے،،"وہ شدت نفرت سے گویا ہوئی۔۔تو"

آرزک کو اپنے کانوں پر یقین نہ ہوا۔وہ اسکے چچا سے اس قدر بد تمیزی کر رہی تھی۔اس نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا۔

بد تمیزی بند کرو ایلف،،معافی مانگو،،"ایلف کو وہاں سے بھاگتا دیکھ آرزک"

نے اس کا بازو دبوچ کر اسے روکا اور دانت پیستے کہا۔

نن۔۔ نہیں مان۔۔ گوں گی۔۔ک۔ کیوں کہ۔۔یہ۔۔"

ان۔۔انسان۔۔ نہیں۔۔بب۔۔بلکہ۔۔انسانی۔۔روپ۔۔۔می۔میں چھ، چھپا بھیڑیا۔۔"ابھی وہ جملا مکمل کرتی اس سے پہلے آرزک بری طرح دھاڑا۔

بکواس بند کروایلف،،ایک لفظ بھی اپنی زبان سے اور ادا کیا تو تمہاری زبان" گدی سے کھینچ لوں گا،" غم وغصے سے اس کی سانسیں پھولنے لگیں تھیں۔ اور ایلف کے بازو پر بھی پکڑ مضبوط ہوئی تھی۔ایلف غصے سے اب آرزک کو گھورنے لگی تھی کیا وہ اندھا تھا؟اپنے چچا کی نظروں سے ٹپکتی ہوس اور غلاظت اسے نظر نہیں آرہی تھی۔

چھوڑو آرزک،،،اس کا ہاتھ چھوڑو،،بچی ہے بھتیجے،،بد تمیز ہے تھوڑی،پر" بعد میں سمجھا لینا پیار سے،"آرزک کے بازو پر ہاتھ رکھتے انہوں نے ایلف کا بازو آرزک کے ہاتھ سے نکالا یوں کہ ان کا ہاتھ ایلف کے بازو کو ٹچ ہوا۔

گگ۔۔گدھ،،،"وہ کمرے میں بھاگتی انہیں بولنے سے پیچھے نہیں رہی"
تھی اس سے پہلے آرزک اسے پکڑتا یا کوئی اور رد عمل دیتا چچا نے اسے تھام لیا
تھا۔اس کے دماغ کی نسیں ابھرنے لگی تھیں۔

دل کر رہا تھا ایلف کا وہ حشر کرے کے وہ ساری عمر یاد رکھے۔اس لیے تو اس
لڑکی کو سر پر نہیں بٹھایا تھا کہ وہ اس کے بڑوں کو بے عزت کرے۔اس کے
چچا وقتی طور پر کچھ دیر کے لیے اسے اپنے ساتھ باہر لے کر گئے تھے اور بہت
ملائمت سے آرزک کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہے تھے پر اس کا غصہ
یہ سوچ کر مزید بڑھ رہا تھا کہ اس کے چچا کس قدر نرم اور خوبصورت دل
کے مالک تھے اور وہ لڑکی۔۔۔ہاں ایلف کے اخلاق اور بد کلامی سے اس کا
شدید دل تنگ ہوا تھا۔۔

****

وہ تقریباً دو دن کے بعد اس گھر میں آیا تھا۔ سلطان صاحب سے مل کر اب ذوالنورین کے کمرے میں داخل ہوتے ثناء کے منہ سے اپنا نام سنتے اس کے قدم ٹھٹھک کر دروازے پر ہی رکے تھے۔۔

تمھیں تو ضیاء حیدر بلکل ناپسند تھا ناں،، کمرے میں ثنا کی معنی خیز آعاز گونجی۔

ہاں، تھا، ذوالنورین ڈریسنگ کے سامنے کھڑی کانوں میں ائیر رنگ پہن" رہی تھی انداز مصروف سا تھا۔

تم نے شادی پر رو رو کر راوی چناب بہا دیا تھا،، ہے ناں،"

ہاں تو،، نورین اس کے آؤٹ پٹانگ سوالات پر الجھی۔"

شادی پر اتنا واویلا مچایا کہ ایک سو چار بخار چڑھا لیا،، ثنا کے لبوں پر شرارت" بھری شیطانی مسکراہٹ رینگ گئی۔

ہاں تو پھر،،، کیا بکواس کرنا چاہتی ہو ثنا کھل کر کہو،، ذوالنورین جھنجلائی۔"

تو میں تم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں زونی رانی کے آخر ایک رات میں ہی ضیا" حیدر نے تم پر ایسا کون سا جادو کر دیا کہ تم نے اسے کاٹ ہی کھایا،، میں نے دیکھا تھا وہ نشان،، جسے بیچارے نے چھپانے کی بہت کوشش کی مگر تمھاری دیوانگی سب سے چھپ نہیں پائی،، ہاہاہاہاہا،، ثنا نے کہتے ایک جناتی قہقہ لگایا تھا۔ یہ وہی لمحہ تھا جب ضیاء اس چڑیل سے اپنا ہر حساب بے باک کرتا جان بوجھ کر اندر چلا آیا تھا۔ اور اسے اس نازک وقت میں اپنے سامنے پا کر نورین کا دل کیا دھرتی پھٹنے اور وہ اس میں سما جائے۔

مانا سالی صاحبہ کے فرینڈز ایک دوسرے کے ساتھ سب کچھ شئیر کر لیتی" ہیں مگر کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو پسِ پردہ ہی رہیں تو اچھی رہتی ہیں،،، ضیاء نورین کا لال بھبھو کا چہرہ دیکھ محظوظ ہوتے مزید اڈے خفت میں مبتلا کر گیا۔ جبکہ ثنا مزید دانت نکالنے لگی۔

بکواس بند کرو ثنا،، اور دفع ہو جاؤ کچن میں جا کر مما کی ہیلپ کرو،،، وہ خواہ" مخواہ ثنا پر بھڑکی تو ثنا اپنی ہنسی دباتی شرافت سے باہر نکل گئی جبکہ اب ضیاء

قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اس سے پہلے وہ اس پر الٹ پڑتی نورین کی مما انھیں کھانے کے لیے بلانے آ گئیں۔ آج سلطان صاحب نے داماد کے اعزاز میں بذات خود کھانے کا اہتمام کروایا تھا۔ تبھی ضیاء نے بھی ہلکا پھلکا کھانا پیٹ بھر کر انجوائے کیا تھا۔اس کے لبوں پر ٹھہری معنی خیز اور شریر مسکراہٹ سے نورین خواہ مخواہ تپے گئی۔ آخر سلطان صاحب نے بیٹی کو دوبارا تحفے تحائف کے ساتھ مطمئن ہو کر رخصت کیا کہ انھیں ضیاء حیدر اب نورین کے لیے پرفیکٹ لگنے لگا تھا۔۔

میرون تھری پیس میں وہ نک سک سا تیار دراز قد خوبرو نقوش کے ساتھ بے تحاشا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ خلاف توقع وہ سنجیدگی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔ادھر سرخ اور گرے امتزاج کے ہلکے کامدار سوٹ میں ہلکا میک اپ کیے وہ اپنے گھر والوں کے ضیاء حیدر کو اتنا پروٹوکول دیئے جانے پر خواہ مخواہ ہی کڑھ رہی تھی۔

مام اور پاپا پر یسیپشن کا کہہ رہے تھے،،، آخر ضیاء نے ہی خاموشی توڑی تھی۔"

پھر تم نے کب کا کہا،، نورین نے بے تاثر لہجے میں پوچھا تھا۔"

منع کر دیا،، ضیاء نے سادگی سے کہا تو نورین نے چونک کر اس کی جانب"

دیکھا۔"لاسٹ سمسٹر کے پیپر اینڈ ہونے تک پینڈنگ ہی رکھیں، ڈیٹ مل

گئی ہے پیپرز کی، تم بھی تسلی سے تیاری کرو،، اور اگر رزلٹ کے بعد فیوچر

میں کچھ کرنے کا پلان ہے تو میری طرف سے پوری سپورٹ ہو گی،،، ضیاء

نے مسکرا کر کہا تو نورین اس کی جانب دیکھے گئی۔

ویسے اکثر لڑکیاں تو ڈاکٹر بننا چاہتی ہیں آج کل، تم اپنی بتاؤ کیا کرنے کا"

شوق ہے،، کیا ارادہ ہے،، ضیاء نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔

نہیں میں نے اس بارے میں کبھی کچھ نہیں سوچا،، کچھ نہیں کرنا چاہتی"

میں،، نورین نے سادگی سے جواب دیا تو ضیاء گہرا مسکرایا۔ سچ تو یہی تھا اس

کے مائنڈ میں بس یہی خاکہ رہا کہ تعلیم مکمل کر کے شادی خانی آبادی کرنی

ہے۔

مطلب تم ہمیشہ سے ہاؤس وائف بننا چاہتی تھیں،، ضیاء نے اس کی باتوں" سے اپنی مطلب کا معنی اخذ کیا۔

ہاں،، جواب اب بھی سادگی بھرا تھا۔"

مطلب تم میری بہت اچھی بیوی بن کر بس میرے بچے پیدا کرنا چاہتی" ہو،،، ضیاء نے کہتے ہنسی دبائی۔ تو نورین اس کی شرارت پر بوکھلاتے تلملائی۔

منہ دھور کھو ضیاء حیدر،، اس نے دانت کچکچائے تو ضیاء نے فلائنگ کس کا" اشارہ کرتے پھر سے اسے تن بدن سے سلگا دیا۔ اس سے پہلے وہ کچھ گوہر افشانی کرتی گاڑی حیدر مینشن کے طویل و عریض پورٹیکو میں داخل ہو چکی تھی۔ وہ گاڑی سے نیچے اتری۔

مجھے لائبریری جانا ہے،، کچھ ضروری بکس اشو کروانی ہے،، تم اندر جاؤ اور" میرا ویٹ کرو،، آج رات سے ہی تمھارے ہاؤس وائف پروجیکٹ پر سنجیدگی سے کام شروع کرتے ہیں ڈارلنگ،، کہتے اس کے لہجے میں بے تحاشا خماری تھی۔ نورین لال بھبھوکا چہرہ لیے دانت بھینچ کر رہ گئی۔ اس سے پہلے وہ اس

کا مزاج درست کرتی وہ گاڑی اڑا لے گیا۔وہ پیر پٹختی اندر آ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔۔ابھی کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ دھاڑ سے دروازا کھول کر عالیہ بیگم دندناتی کمرے میں داخل ہوئیں تھیں۔ جنھیں دیکھ وہ جو بیڈ پر آڑھی ترچھی لیٹی موبائل میں مصروف تھی سنجیدگی سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔جانتی تھیں یہ عورت اب پھر سے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے آئی ہو گی۔ہوا بھی یہی۔

"کونگریٹس، تمھارے سو کالڈ شوہر نے اپنے ریسپشن کے لیے بھی منع کر دیا ہے،،اس سے تو تمھیں اس کی زندگی میں اپنی اہمیت و وقعت کا اندازہ ہو ہی گیا ہو گا،،،انھوں نے آتے ہی طنز کے تیر برسائے۔ جبکہ نورین کو ان کا بیٹا ابھی ابھی بتا کر گیا تھا کہ اس کی زندگی میں اس کی کیا اہمیت اور وقعت ہے۔ لیکن وہ ابھی ان سے کوئی فضول بحث کر کے خواہ مخواہ کا سر درد نہیں لینا چاہتی تھی تبھی پر سکون ہر کر جواب دیا تھا۔

ان کی زندگی میں میری جو بھی اہمیت ہو،اس سے آپ کا کوئی کنسرن نہیں"
ہونا چاہیے،،آپ مجھے بتائیں آپ کو کوئی کام ہے مجھ سے،نورین نے سادہ
لہجے میں کہا تو عالیہ بیگم کا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔
اوبی بی،،میرے بیٹے نے تو ولیمے سے منع کر کے تمھیں تمھاری اوقات بتا"
دی، تمھاری حثیت اور سٹینڈرتو چاہے بھلے نا ہو،، مگر میرے سرکل میں
میری کوئی عزت اور سٹینڈر ہے،،میری فرینڈز اور جاننے والی میرے بیٹے کی
بیوی دیکھنا چاہتی ہیں،،،وہ دانت پیس کر بھڑک کر بولیں تھیں اتنے میں
ملازمہ ایک شاپنگ بیگ تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔ جسے عالیہ بیگم نے
جھپٹنے کے سے انداز میں ملازمہ سے لیا۔ ملازمہ اپنا کام کر کے وہاں سے
غائب ہو گئی تب عالیہ نے بڑی حقارت سے وہ شاپنگ بیگ نورین کے سامنے
بیڈ پر اچھالا تھا۔" کٹی پارٹی کا ارینج کیا ہے میں نے،،،تیار ہو کر فوراً نیچے آؤ،،
میری اور تمھارے چار دن کے شوہر کی عزت کا خیال کرتے ہوئے یہی
ڈریس پہننا، کیونکہ یہ تمھارے لیے وہی لایا تھا،،اپنا کوئی مڈل کلاس گھسا پٹا

تنبو ناچڑھا آنا،، وہ انتہائی تحقیر آمیز لہجے میں کہتی جانے کے لیے مڑی تھیں۔ نورین نے مٹھیاں بھینچتے اپنا غم و غصہ ضبط کیا۔ لیکن وہ جاتے جاتے پھر مڑی تھیں۔

"اور سنو، امید ہے کوئی گڑ بڑ کر کے یا کوئی بکھیڑا کر کے تم اپنی ماں کی تربیت پر حرف نہیں آنے دو گی، وہ چمک کر کہتی کمرے سے جا چکی تھی۔ نورین کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔۔ یہ عورت بڑی مکار ثابت ہوئی تھی کہ نورین اگر سکون سے اس کی بات سے انحراف کرتے ہوئے نیچے جاتی ہی نہیں مگر وہ اب درمیان میں اس کی ماں کو لے آئی تھی تو نورین کو نیچے جانا ہی تھا۔۔ وہ شاپنگ بیگ میں سے ڈریس کو نکال کر دیکھے بغیر بیگ اٹھا کر دندناتی ڈریسنگ میں گھس گئی۔ کچھ ہی دیر میں لباس بدل کر ڈریسنگ کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی تو اس عورت کی مکاریوں اور خبیث پنے پر اپنی بے بسی پر جی بھر کر طیش آیا۔۔ وہ اس وقت ایک ڈارک پرپل کلر کی شیفون کی ساڑھی میں ملبوس تھی۔ پلو اور بارڈر پر بلیک ڈائمنڈ سٹون کا کام تھا۔۔ بلیک بلاؤز ہاف سلیو

لیس کے ساتھ آگے پیچھے کا گلا کافی گہرا تھا۔اوپر سے بلاؤز بھی چھوٹا تھا کہ آدھا انچ کمر صاف نظر آرہی تھی۔لباس میں اس کی دودھیا رنگت ایک چاندی کی طرح دمک اٹھی تھی۔ مگر اتنی بیہودگی بے پردگی اور بے حیائی پر وہ جل بھن کر کوئلہ ہوئی تھی۔ لیکن بے بسی تو یہ تھی کہ کوئی آپشن پاس نہیں تھا ہاں یہ سوچ کر تسلی ضرور ہوئی تھی کہ عالیہ خواتین کا بول کر گئی تھی تو پارٹی میں صرف خواتین ہی ہوں گی۔نورین غم وغصے سے تلملاتی ہلکا سا تیار ہوئی اور بلیک کلر کی ہلکی پھلکی جیولری پہن لی۔سیاہ لمبے بالوں میں برش پھیر کر پچھلا گلا تو کور کر لیا اور سینے پر اچھے سے پلو اوڑھ کر وہ اپنا اعتماد بحال کرتی اطمینان سے سیڑھیاں اتر کر نیچے اتری تھی۔نیچے بہترین سجاوٹ کے ساتھ پارٹی والا ماحول ہی بنا ہوا تھا۔وہاں جتنی بھی خواتین تھیں ان کی آنکھوں میں نورین کے لیے ستائش دیکھ کر عالیہ بیگم جل بھن کر کباب ہوئیں تھیں۔ نورین نے سب کو مسکرا کر سلام کیا تھا۔ مگر مجبوری تو یہ تھی کہ وہ یہاں کافی سارے چہروں میں اپنی حاسد ساس کے علاوہ کسی کو جانتی بھی تو نہیں تھی

تبھی باامر مجبوری آہستگی سے چل کران کے قریب ہی آناپڑا۔ مگر ذوالنورین کاسارااعتماداوراطمینان اس وقت بھک سے اڑاجب ایک ہینڈسم سانوجوان لاؤنج کے کونے سے نکل کرپر شوق نگاہوں سے نورین کی جانب دیکھتاعالیہ بیگم کے پاس آیاتھا۔۔

"اس سے ملو، یہ میرے بھائی کابیٹامہران ہے، رات ہی انگلینڈ سے یہاں ہمارے پاس کچھ دنوں کے لیے رہنے آیاہے،،، یہ کہتے عالیہ بیگم کی آنکھوں میں ایک پراسرار چمک اورلبوں پرایک خباثت بھری مسکراہٹ تھی۔

"ہائے،،، مقابل نے اس کے سامنے اپناہاتھ بڑھایاتھا۔نورین کی دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھیں۔ہتک اورذلت کے احساس سے اس کاچہرہ لال بھبھوکا ہواتھا۔۔ مگردل میں درود شریف پڑھ کرقرآن کریم کی آیت دہرائی تھی جس میں روزروشن کی طرح عیاں تھاکہ بیشک عزت اورذلت خداکے ہاتھ میں ہے۔(بیشک)

یہ اس کے ایمان کی پختگی تھی کہ اسے یہ ذلت زیادہ دیر برداشت نہیں کرنی پڑی۔ کیونکہ یہ وہی لمحہ تھا جب ضیاء حیدر گھر کے لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔

"مام،،، ضیاء کی آواز پر عالیہ، مہران اور نورین نے ٹھٹھک کر بیک وقت اس کی جانب دیکھا۔ اسے دیکھ جہاں نورین کے چہرے پر بے بسی کے ساتھ سکون جیسا احساس چھایا تھا تو عالیہ کا چہرہ فق ہو چکا تھا۔ چہرے پر مردنی سی چھا گئی کہ یہ تماشا کرنے سے پہلے اس نے بیٹے سے بار بار پوچھ کر اس بات کی تصدیق کی تھی کہ وہ آج سارا دن گھر میں موجود نہیں رہے گا۔ وہ چہرے پہ خطرناک حد تک سنجیدگی اوڑھے ان کے قریب آیا تھا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے مام،،، اس نے اسی سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ اور اپنا کوٹ اتار کر خود میں سمٹی کھڑی نورین کے کندھوں پر ڈالتے اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو حمائل کرتے اسے بھرپور تحفظ کا احساس دلایا تو نورین نے نم آنکھیں لیے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا جو فی الحال نورین کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

کچھ خاص نہیں، میری فرینڈز میرے بیٹے کی بیوی کو دیکھنا چاہتی تھیں تو"
اس پارٹی کا ارینج کیا تھا،، عالیہ کا لہجہ معدوم تھا۔ ضیاء نے بہت غور سے ماں
کے تاثرات جانچے تھے۔
مگر آپ نے مجھ سے تو کوئی ذکر نہیں کیا تھا اس پارٹی کے بارے میں، اور"
پاپا باخبر ہیں اس سب سے،، ضیاء کے ایک اور سوال پر عالیہ بیگم گڑبڑائیں
تھیں۔ کوئی جواب نا بن پڑا تو خاموش رہیں۔
میرا خیال ہے نورین یہاں کفر ٹیبل نہیں ہے، میں اسے روم میں لے جا رہا"
ہوں آپ لوگ انجوائے کریں،، جس نے دیکھنا تھا دیکھ لیا ہو گا،، ضیاء کا لہجہ
خطرناک حد تک سنجیدگی اوڑھے تھا۔
لیکن ضیاء،، عالیہ نے دانت پیس کر کچھ کہنا چاہا مگر ضیاء نے انھیں ایسی"
نگاہوں سے دیکھا تھا کے اگلا لفظ ان کے حلق میں پھنس گیا۔ ضیا گم صُم کھڑی
نورین کا ہاتھ تھام کر اسے لئے اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔

****

وہ غصے کی شدت سے کمرے میں آیا تھا۔اپنے چچا کے سامنے انہیں تو مطمئن کر دیا تھا کہ غصہ نہیں ہے لیکن وہی جانتا تھا کیسے خود پر اپنے طیش پر ضبط کر رہا تھا۔پرویز کو بھیج کر کمرے میں آیا تو وہ بیڈ پر بیٹھی نظر آئی۔وہ دانت پیستے ایلف کی جانب بڑھا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے مقابل کھڑا کرتے ایلف کی آنکھوں میں گھورا۔

کیا بکواس کر رہی تھی تم باہر،،؟"اس نے غصے سے پھولی سانسوں سے" پوچھا۔ایلف نے اپنی روح میں کرب واذیت کے پنجے سے گڑھے محسوس کیے۔

میں پوچھ رہا ہوں کیا بکواس کر رہی تھیں،؟تمہیں معلوم ہے باہر کس سے" کیا بکواس کر کے آئی ہو،،"وہ بری طرح دھاڑا تو ایلف نے آنکھیں میچتے اسے جھٹکے سے خود سے دور کیا۔۔

جج۔۔جانتی ہوں،،تت۔۔تمہارے۔۔۔چچ۔۔چچا تھے،،"ایلف نے"
چیخنے کی کوشش کی پر غصے کے باعث مزید الفاظ اٹکنے لگے۔اپنے اس طرح
اٹکنے پر اسے شدید غصہ آیا۔
وہ بکواس کیوں کی ایلف،،آخر تمھارے کہنے کا مطلب کیا تھا،،؟"دانت"
پیستے آرزک نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔۔
سچ کک کہا ہے،،کک۔۔کیونکہ تت۔۔تمہارے چچاد،،درندہ ہے،،"وہ"
آرزک کے منہ پر پھنکاری۔۔آرزک کی آنکھیں اور چہرہ انتہائی حد تک
سرخ پڑنے لگا۔دماغ کی رگیں جیسے پھٹنے کو تھیں۔
یہ بکواس ہے،،اپنے الفاظ واپس لو گی تم ایلف،،ان سے معافی مانگو گی"
ابھی،،گوٹ اٹ،،"ساری باتوں کو نظر انداز کرتے آرزک نے انگلی
اٹھاتے اسے وارن کیا تو ایلف کے ماتھے پر کئی بل پڑے۔۔
مم۔۔مر کے بھی نہیں مانگوں گی معافی،کک۔۔کیونکہ م۔۔میں سچی"
ہوں،،تت۔۔تمہارے اندر۔۔سس۔۔سچ سننے کا حوصلہ نہیں ہے۔۔

تت۔۔تم ہو بزدل،"اب کے وہ طنزیہ ہنسی تو آرزک نے چہرہ موڑ کر زور سے سانس لی جیسے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو ضبط کرنے کی کوشش کی ہو۔۔

تت۔۔تمہارے اندر سچ۔۔۔سس۔۔سننے کی۔۔ہہ۔۔ہمت"

نہیں۔۔۔ہے۔۔وو،،ورنہ۔۔تمہارے۔۔باپ۔۔۔کک۔۔کا سچ بھی

۔۔بتاتی،،"ایلف کی اس بات پر آرزک خانزادہ پتھر ہوا تھا بالکل برفیلے پتھر کی مانند ٹھنڈا۔۔پتھرائی آنکھوں سے پلٹ کر ایلف کو دیکھا۔

تت۔۔تمہیں پی۔۔یہ تو معلوم ہے کہ۔۔۔مم۔۔میرے بھائی نے"

۔۔تت۔۔تمہارے باپ کو مارا،،پروج۔۔وجہ معلوم۔۔ہے کک۔کیوں

"مارا؟کک۔۔کیونکہ۔۔تت۔۔تمہارا باپ۔۔۔۔۔رر،،ریپسٹ،،

چٹاخ،،،،ایلف کے باقی الفاظ منہ پر پڑنے والے تھپڑ کے باعث منہ میں" ہی باقی رہ گئے تھے۔۔تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وہ تیورا کر زمین پر منہ کے بل گری تھی۔کہنی پر بھی اچانک گرنے کے باعث لگی تھی۔سن ہوتے دماغ اور گھومتے حواس ابھی قابو بھی نہ آپائے تھے جب آرزک نے طیش و

اشتعال سے پاگل ہوتے جھک کر اسے بازو سے دبوچ کر جھٹکے سے کھڑا کیا۔ بازو پر اپنی گرفت وحشیانہ انداز میں سخت کرتے اسے زور سے جھنجھوڑا کہ ایلف کے ہوش بحال ہوئے۔۔وہ بے یقین سرخ بھیگی نظروں سے آرزک کو دیکھنے لگی۔اس کے دائیں گال پر شدید جلن ہو رہی تھی۔

تم نے اپنی ہر حد کراس کر لی ایلف دلشیر،،اس سے زیادہ کی برداشت مجھ" میں نہیں،،"ایلف کا جبڑا اپنے ہاتھ میں دبوچتے وہ سرد ترین لہجے میں غرایا تو ایلف کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ دوڑ گئی۔وہ اس کے اس قدر شدید تھپڑ سے سہم گئی تھی۔وہ ان دنوں اس پر کرنا مہرباں تھا ایلف کو یہی لگا تھا اب وہ چاہے کچھ بھی کرے مگر اس پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔مگر وہ غلط ثابت ہوئی تھی۔تبھی بے آواز بے تحاشا آنسو گالوں پر بہہ نکلے۔گال پر جو پہلے ہی جلن تھی نمکین آنسوؤں سے جلن میں مزید اضافہ ہوا۔

میں اب تک سمجھتا رہا تمہیں مجھ سے محبت ہے،،تم ایک صاف دل کی سچی" لڑکی ہو پر تم نے ثابت کیا تمہارے وجود میں بھی تمہارے بھائی والا زہریلا

خون دوڑ رہا ہے،، "اس کے لہجے میں نفرت افسوس غصہ کیا کچھ نہیں تھا کہ ایلف کو اپنے وجود بکھرتا ہوا محسوس ہوا۔

تم اب یہاں نہیں رہ سکتیں،، کم از کم میرے ساتھ ایک ہی چھت کے "
نیچے ؟؟ ہو نہیں سکتا،، میری بیوی کی حیثیت سے میں اس لڑکی کو اپنے آس پاس بھی برداشت نہیں کر سکتا جو میرے باپ کی مجرم ہو گئی ہو،، تم اب اس گھر میں صرف باران دلشیر کی بہن کی حیثیت سے رہو گی،، میں تم پر تمہاری زندگی تمھاری سانسیں حرام۔ کر دوں گا،،" جھٹکے سے ایلف کا منہ جھٹکتے ایک بار پھر وہ ایلف کا بازو تھام چکا تھا۔ ایلف کو اپنے ساتھ گھسیٹتے وہ کمرے سے باہر نکلا۔۔ اور لاؤنج میں آتے گھر کی بائیں جانب کو جاتی راہ داری میں ایلف کو گھسیٹا کہ وہ ہوش میں آتی خوف سے آرزک کا سے اپنا بازو چھڑوانے لگی۔

چ۔۔ چھ۔۔ چھوڑو۔۔ تم ایسا۔۔ نن۔۔ نہیں کر سکتے۔۔ آرزک،، "وہ" بری طرح روتے ہوئے چلائی پر وہ کان لپیٹے اسے گھسیٹنے لگا۔

چھوڑو مجھے،،"وہ پوری قوت سے چیخی کہ آرزک کے چلتے قدم تھمے۔۔"

ہاتھ پر پکڑ ڈھیلی پاتے ہی ایلف نے اپنا بازو کھینچا۔۔

مم۔۔میرے۔۔۔ساتھ ت۔۔تم یہ۔۔نہی۔۔نہیں کر سکتے،،"وہ پیچھے"

کی جانب کھسکتی دیوار سے جا لگی۔آرزک نے دیکھا اس کی ٹانگیں کانپ رہی

تھیں۔

تت۔۔تم۔۔پہ پورا سس۔چ نہیں۔۔۔جان۔۔جانتے۔۔"

تت۔۔تمہارے۔۔۔پپ۔۔پاپا۔۔۔نن۔۔نے میرا"وہ ابھی پورا بول

بھی نہ سکی تھی کہ آرزک کا پارا ایک بار پھر اوپر چڑھا۔وہ سمجھا تھا اب اس

لڑکی کا دماغ درست ہو گیا ہو گا۔۔اب وہ معافی مانگے گی یا کچھ شرمندہ ہو گی پر

وہ تو مزید زہر اگلنے لگی تھی۔

جسٹ شٹ اپ ایلف دلشیر،،،اب میں تمھیں دوسرا اور پھر تیسرا تھپڑ"

مارنے یا تمہاری زبان کے ٹکڑے کرنے سے بھی گریز نہیں کروں گا اگر تم

نے میرے باپ کے بارے مزید ایک لفظ بھی کہا،،"غصے سے کہتے وہ ایک

بار پھر ایلف کو اپنے ساتھ گھسیٹنے لگا اس بار پکڑ پہلے سے زیادہ مضبوط تھی کہ ایلف چاہنے کے باوجود خود کو چھڑا نہ سکی۔۔وہ اسے گھسیٹتے ایک اندھیرے کمرے میں لایا تھا۔۔درمیان میں ایک سنگل بیڈ تھا۔یہ کمرہ بھی اچھا تھا پر باقی کمروں کے مقابلے میں قدرے چھوٹا تاریک اور سادہ تھا۔

جانتی ہو یہ کونسی جگہ ہے،،اسی کمرے میں میرا باپ سسکتے ہوئے مرا" تھا،،"غصے سے دھاڑتے اس نے ایلف کو بیڈ پر دھکیلا تو ایلف کا وجود ساکت ہوا۔

اسی پنکھے پر لٹک کر انھوں نے خودکشی کی تھی،،"وہ اور زیادہ زور سے چیخا تو" ایلف نے پتھرائی نظروں سے اس پنکھے کو دیکھا۔۔اچانک اسے اس کمرے سے خوف محسوس ہوا۔شدید خوف۔۔

تمہارے بھائی نے برباد کر دیا سب کچھ،،،میرے باپ کا قاتل تمہارا" بھائی،،،اور تم اس کی مکار اور سفاک بہن ہو،،میں کیسے بھول گیا خون تو تمہاری رگوں میں بھی وہی دوڑ رہا ہے،،،محبت کہاں راس آئے گی،،،"

آنکھیں چھوٹی کیے وہ نفرت سے ایلف کی جانب جھکا تو ایلف بیڈ پر خوف سے پیچھے کھسکنے لگی۔

"تمہارا بھائی احساس فراموش تھا،، میرے باپ کی مدد اور سپورٹ سے وہ بزنس کی دنیا میں آگے بڑھا،، بزنس کی دنیا میں میرے باپ کے بل بوتے پر مقام حاصل کیا اور پھر میرے باپ کو ہی راستے سے ہٹا دیا،،" اس نے دور ہوتی ایلف کی ٹانگ سے پکڑ کر واپس نیچے کھینچا تو ایلف کو اسے درندگی پر اترتے دیکھ اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔

"تم نے بھی یہی کیا،، میرے اتنے خلوص کو اور محبت میرے منہ پر جوتے کی صورت میں ماری،،" اب کے وہ غمزدہ تھا۔ آرزک کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔ وہ خاموش ہوا تھا چند لمحوں کے لیے۔۔ جانچتی نظروں سے ایلف کا چہرہ دیکھا کہ شرمندگی تلاش کر سکے پر وہ اپنے الفاظ پر شرمندہ ہوتی تو کچھ ظاہر ہوتا۔ اس وقت اس کے چہرے پر صرف آرزک کا خوف تھا۔ دکھ اذیت اور ایک ہٹ دھرمی سی تھی آرزک طنزیہ ہنستے پیچھے ہٹا۔۔

تم،،، تم اب میری زندگی میں وہ مقام کبھی نہیں پاؤ گی جو میں تمھیں دینا" چاہتا تھا،،، تمہیں آزاد تو میں ہر گز نہیں کروں گا تاکہ تم اپنے بھائی سے مل سکو،، تم اسی کمرے میں قید رہو گی،،، سسک سسک کر کیجے کے لیے،،، تم نہیں جانتی ایلف دلشیر تم نے کیا کھویا ہے،،، تم عرش سے فرش پر خود منہ کے بل گری ہو،، میں تمہیں اب حقیقت میں میرے باپ سے نفرت کرنے کا موقع دوں گا کہ اس نے مجھے پیدا کیا جس نے تمہاری زندگی برباد کر دی،، تڑپتی رہو گی اس کمرے میں پر آزادی نہیں دوں گا تمہیں،،، "قدم پیچھے لیتا وہ کمرے سے نکلنے لگا تو ایلف فورا بیڈ سے اترتی اس کی جانب بھاگی اور آرزک کا بازو سختی سے دبوچ لیا۔

نن۔۔ نہیں۔۔ تم۔۔ت۔۔۔ تم ایسا۔۔ نہیں کر سکتے،، نن، نہیں" کر سکتے۔" نفی میں سر ہلاتی وہ تیزی سے رونے لگی۔اس کمرے سے اسے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

شکر کرو اس سے زیادہ کچھ برا نہیں کر رہا،، ورنہ تم اپنے پیدا ہونے پر"
افسوس کرتیں،،، "غصے سے ایلف کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو کو جھٹکتے
اس نے ایلف کو پیچھے بیڈ پر دھکا دیا اور دروازہ لاک کر کے کمرے سے باہر
نکل گیا۔

آر۔۔آرزک،، "ایلف تنہا کمرے میں خوف سے پھر سے دروازے کو"
پیٹنے لگی پھر اسی دروازے کے ساتھ لگتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔منہ پر ہاتھ
رکھتی بے تحاشہ روتی وہ چھت پر لگے پنکھے کو دیکھنے لگی۔

میں س۔۔سچ کک۔ کہہ رہی۔۔ہوں،، "اپنا سر ہاتھوں میں تھامتی وہ زاور"
وقطار رونے لگی۔آج ہی تو اس رشتے کو دل سے قبول کیا تھا اور آج ہی اس
رشتے کے نازک احساسات خاک ہو گئے تھے۔۔

وہ ایلف کو کمرے میں بند کر کے واپس اپنے کمرے میں آیا تھا۔زوردار آواز
سے دروازے کو بند کیا۔۔ایک دھاڑ کی آواز کے بعد کمرے میں خاموشی چھا
گئی۔کمرہ بالکل خاموش تھا۔ایک وحشت ناک خاموشی۔۔پھر ایک دم جلال

میں آتا وہ کمرے کی ایک ایک چیز زمین بوس کرتا اپنے اندر کا اشتعال باہر نکالنے لگا تھا۔اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔اسی کی بیوی اسی کی محبت اپنی نفرت میں اس کے باپ کو ریپسٹ بول چکی تھی۔پورے کمرے کا حشر بگاڑنے کے بعد بھی جب اندر کی گھٹن کم نہ ہوئی تو وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتا بری طرح سسکنے لگا۔

وہ جوان بھرپور توانا مرد بے بسی کے احساس سے تڑپتے رو رہا تھا۔کوئی بھی اس کے دل کو ادھیڑتا تو وہ منہ توڑ جواب دیتا پر اس کے دل کو زخمی کرنے والی کوئی اور نہیں اسی کے دل کی مکین تھی۔اپنے بال مٹھی میں دبوچتا وہ آنکھیں میچ گیا۔شاید محبت اسے راس نہیں آئی تھی۔محض دو راتوں کی چاندنی تھی پھر اس کی محبت خود اس کے لئے اندھیری رات ثابت ہوئی تھی۔

****

منہ پر روشنی کی کرن پڑی تو اس کی بند پلکوں میں جنبش ہونے لگی۔پھر بے چینی سے کروٹ بدلی تو کسی کی نظروں کی تپش دھوپ کی کرنوں کی تپش

سے زیادہ تیز ثابت ہوئی تھی یہی وجہ تھی کہ اپنی بوجھل آنکھیں کھولیں تو نظریں مقابل کی سرمئی گہری آنکھوں سے ٹکرائیں۔وہ اس کے بہت قریب تھا۔۔وہ تقریباً اس کے پہلو سے لپٹی ہوئی تھی۔زرمش یکدم جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔زاویار خانزادہ اسے یوں بیٹھتا دیکھ دلکشی سے مسکرایا اور خود بھی بیٹھتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔زاویار کے چہرے کی مسکراہٹ بہت گہری تھی۔وہ زرمش کی پشت پر بکھرے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔

زرمش جو اپنے حواس سنبھالتی ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی کہ کیا ہوا تھا؟ کیونکہ جہاں تک اسے یاد تھا رات وہ بارش میں بھیگ رہی تھی۔ اور اپنے مرنے کی دعائیں مانگ رہی تھی۔پھر وہ کمرے میں بستر پر کیسے؟ پھر اچانک نظر اپنے وجود پر موجود زاویار کے ٹی شرٹ ٹراؤزر پر پڑی تو دل دھک سے رہ گیا وہ بے یقینی سے اپنے وجود کو تکتی اچانک حیرت سے پھٹی آنکھوں سے زاویار کو دیکھنے لگی جو شرٹ لیس نگاہوں میں دنیا جہان کی شوخی اور معنی

خیزی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ کیا کچھ نہیں تھا اس کی خمار آلود بہکی ہوئی سی نظروں میں کہ زرمش کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔ پھر اس کے برہنہ سینے پر نظر پڑی تو فورا نظریں پھیرتے کسی اچھوت کی طرح بیڈ سے اتری۔۔۔

زاویار نے بغور اسے دیکھا وہ ہلکی ہلکی لرز رہی تھی جیسے کچھ قبول کرنا چاہ رہی ہو پر زہن قبول نہ کر پا رہا ہو۔۔ زاویار نے اس کم عقل لڑکی کی کم عقلی پر ایک گہری سانس کھینچی۔

کیا ہوا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے،،؟"زاویار نے بیڈ سے اترتے اس کی جانب قدم بڑھائے تو وہ یکدم قدم پیچھے لے گئی۔

"یی۔۔یہ۔۔ مم۔۔ میرے کپڑے،،"اسے سمجھ نہ آیا وہ کیا پوچھے بس دل نے شدت سے دعا کی ویسا کچھ نہ ہوا جیسا ظاہر ہو رہا تھا۔

"ام،،، تم واضح انداز میں دیکھ سکتی ہو، یہ تمہارے نہیں میرے کپڑے ہیں، پر تم پر نچ رہے ہیں،"زاویار نے اسے دیوار سے لگتے دیکھ اس کی ایک جانب ہاتھ رکھا۔اس کا خماری میں ڈوبا سرشار لہجہ زرمش کو بہت کچھ کھٹکا رہا تھا۔

میرے،، کپ۔۔ کپڑے،،، "بامشکل زاویار کی نظروں میں دیکھتے پوچھا تو"
اس کی خوفزدہ نظریں دیکھ زاویار کے لیے خود پر ضبط کرنا مشکل ہونے لگا۔
یار،، تم اتنی معصوم بچی تو نہیں ہو جو ایسی باتیں سمجھ نا سکو،،اب میں شرٹ"
لیس ہوں،،،اور تم میرے کپڑوں میں ہو،، تو اب خود سمجھدار ہو میرے
بتانے کی ضرورت نہیں،،،"زاویار کے کہنے کی دیر تھی زرمش کی دھڑکنیں
سست پڑنے لگیں۔۔۔
جج،، جھوٹ،،"اس کے منہ سے محض اتنا نکلا تھا کہ زاویار نے نفی میں"
سر ہلاتے چہرہ اس کے قریب کیا۔
آنکھیں بند کرو اور محسوس کرو،، تمھاری روح میں، روم روم میں بسی"
میرے لمس کی تپش بھری خوشبو خود احساس دلادے گی سچ ہے یا جھوٹ،"
زاویار نے نرمی سے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا تو زرمش کی آنکھیں اپنی
بے بسی، کم مائیگی کے احساس سے پانی سے بھرنے لگی۔

نہ میری جان،،اس میں رونے والی تو کوئی بات نہیں ہے،آج نہیں تو کل یہ" تو ہونا ہی تھا،" وہ صاف جھوٹ کہہ رہا تھا۔اس کا ضبط آزما رہا تھا۔چاہتا تھا کہ وہ اپنی چپ توڑے۔۔اس سے لڑے جھگڑے۔اپنے اندر کا غبار نکال باہر کرے۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے،،،" وہ یکدم چیختے زاویار کے سینے پر" ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔لیکن زاویار نے اس کے وہی ہاتھ تھام کر دیوار سے لگا دیے۔وہ بری طرح سسکنے لگی۔

ایسے ماتم کر رہی ہو جانم،جیسے میں نے کوئی ناجائز کام کر دیا ہے،،کل رات" ٹھنڈ سے کانپتی تم خود مجھ میں سمٹنے کی جستجو میں تھی،،تو میں نے تمھارا نازک وجود سچ میں خود میں سمیٹ لیا تو کیا غلط کیا؟؟" سادہ سے لہجے میں کہی اس کی بات پر زرمش کی آنکھیں ایک بار پھر پھٹیں۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا،، میں ایسا نہیں کر سکتی،،" وہ بھیگی پلکیں لیے معصومیت "
سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔زاویار نے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب
کیا یوں کہ اس کی سانسیں زرمش کی سانسوں سے ٹکرانے لگیں۔
ریلیکس میری جان، تم نے کچھ غلط نہیں کیا،، شوہر ہوں میں تمہارا،، حق "
ہے تمہارا مجھ پر،، لیکن سچ کہوں تو کل رات میں اس سب کے لیے بالکل تیار
نہیں تھا،، یونو مینٹلی ریڈی نہیں تھا پر جب تم نے میرے دل کے مقام پر
اپنے لب رکھے تو میں مجبورا،،" وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا باقی الفاظ
ادھورے چھوڑ گیا جب کہ اب زرمش کے آنسو اس کے گالوں میں پھسلنے
لگے تھے۔

آآ،، آپ، جھوٹ کہہ رہے ہو نہ،،" اس نے جس قدر معصومیت پوچھا "
تھا زاویار مبہوت سا اس کے چہرے کو دیکھتا رہ گیا۔
ہاں،، تھوڑا جھوٹ، تھوڑا سچ، ہمارے درمیان کل رات بہت کچھ ہوا،"
بہت کچھ خاص ہوا ہے جس سے سب کچھ بدل گیا ہے، پر ابھی وہ نہیں جو تم

سوچ رہی ہو،، وہ بھی بہت جلد ضرور ہو گا پر کل ویسا کچھ نہیں ہوا،، پر ٹرسٹ می جتنا ہوا وہ سب بہت خوبصورت تھا،" وہ زرمش کی آنکھوں میں دیکھتا اقرار کر رہا تھا۔ان خوبصورت احساسات کو سوچتے جو اس کے دل و دماغ میں زرمش کے لیے جاگے تھے۔اچانک وہ زرمش کی آنکھوں پر جھکا تھا اور اپنے لب اس کی نم آنکھوں پر رکھے تو زرمش زور سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔زاویار نے پیچھے ہٹتے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا پھر نظر اس کی شہ رگ پر ٹھہر گئی۔ یکدم اپنے دہکتے لب اس کی شہ رگ پر رکھے تو زرمش مچل گئی۔لیکن ہاتھ زاویار کے ہاتھوں کی قید میں تھے جس کے باعث وہ کوئی مزحمت نہ کر سکی۔ میری بات غور سے سنو زرمش زاویار خانزادہ،، "اپنی منمانی پوری کرنے" کے بعد وہ پیچھے ہٹا تو بالکل سنجیدہ تھا۔کچھ دیر پہلے والا خمار اس کے چہرے اور آنکھوں دونوں میں نہیں تھا۔کہ اس کے سرد لہجے پر زرمش چونکی تھی۔اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

مجھ سے نکاح سے پہلے میرا تعلق تم سے نہیں تھا،پر میرے نکاح میں آنے "
کے بعد تمہارے وجود پر دل ودماغ پر میں پوری طرح حق رکھتا ہوں،،
تمہارے وجود پر تم سے زیادہ میرا حق ہے،،اگر میں خود اسے کوئی گزند نہیں
پہنچارہا تو کوئی نہیں ہوتا جو اسے ایک کھروچ بھی لگائے،، تمہارے پاس
تمہاری عزت اور تمہارا جسم میری امانت ہے،اگر تم نے اس میں خیانت کی تو
تم میرا ایک الگ روپ دیکھو گی جو یقیناً تمہارے تصور میں بھی نہیں آسکتا،،
اسے میری پہلی اور آخری وارننگ سمجھ لو، تمھارے جسم پر زخم ہیں، یہ بحث
تو بعد میں ہو گی کہ یہ تمھارے جسم پر کیوں اور کیسے آئے، مگر اب کے لیے
صرف اپنے دماغ میں اتنی سی بات بٹھالو کہ اگر آئندہ تم نے اپنے وجود پر
موجود زخم نوچے، یا نئے زخم ڈالنے کی کوشش کی تو پھر میں جو کروں گا وہ
تمہاری برداشت اور سوچ سے باہر ہو گا،،اور نہ ہی تم آج کے بعد گھر سے
کی کوشش کرو گی،،ورنہ تمہیں بھاگنے کے قابل نہیں چھوڑوں باہر بھاگنے
گا،یقین کرو تم میری بیوی ہو، صرف میری ہو تو مجھے لنگڑی بھی دل وجان

سے قبول ہو گی، مجھے تمہاری ٹانگیں توڑنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہو گی، تو بہتر یہی ہے اپنے لے مشکل مت پیدا کرو اور اس رشتے پر سمجھوتا کر لو" زرمش کے ہاتھ آزاد کرتے وہ زرمش کے گال تھپکتے اس کے لبوں پر چھوٹی سی جسارت کرتا پل بھر میں پیچھے ہٹا۔۔

زرمش سانس روکے ساکت کھڑی تھی ایک بھرپور نظر اس کے ساکت وجود پر ڈالتا وہ واشروم میں بند ہو گیا۔ جب کے وہ جو خود کو یہ دلاسے دے دے رہی تھی کہ زاویار جھوٹ کہہ رہا ہے اس کے اور زاویار کے درمیان کچھ نہیں ہوا وہ دلاسے پل بھر میں بے جان ہوئے تھے۔ زاویار اس کے زخم دیکھ چکا تھا۔ اس کے وجود پر زاویار کے کپڑوں کی موجودگی اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ سچ کہہ کر گیا ہے۔۔۔ اگرچہ اس نوعیت کا تعلق نہیں بنا تھا پر بہت کچھ ان کے درمیان غیر یقینی ہو گیا تھا۔۔ اس کی آنکھ سے آنسو قطار کی صورت میں بہنے لگے۔۔ وہ آنکھیں میچ گئی۔

****

صبح وہ یونیورسٹی پہنچی تو سمائرہ کو کلاس میں بھیج دیا۔اور خود کینٹین کی جانب چلی آئی۔ساری رات وہ بے چینی سے جاگتی رہی تھی پر اب دل بہت بری طرح خوفزدہ تھا۔جب گلی سے گزرتی کوئی آنٹی اسے دیکھ رہی تھی تو دل میں چور سا جاگا تھا کہ کہیں انہوں نے رات کچھ دیکھ تو نہیں لیا ہو گا۔

وہ کینٹین پہنچی تو سامنے ہی ملحق اور ایحان کو بیٹھا پایا۔ایحان کی اس کی جانب پشت تھی۔وہ دھیمے سے چلتی ایحان کے پیچھے آ ٹھہری۔ ملحق نے ایحان کے پیچھے ریم کو دیکھا تو گلا کھنکارا۔ایحان اس کے اشارے سے پہلے ریم کی موجودگی کا اندازہ لگا چکا تھا۔اس وقت کینٹین میں بھی زیادہ رش نہیں تھا دور دور ٹیبلز پر لوگ کپلز کی صورت میں بیٹھے تھے۔۔ایک نظر ایحان کو دیکھ کر ملحق بعد میں آنے کا کہتا وہاں سے اٹھ گیا۔ریم کچھ دیر کشمکش میں کھڑی رہی پھر ایحان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ایحان نے ایک گہری نظر اس کے

اسکارف سے کور چہرے اور ڈھیلے برقعے میں چھپے وجود پر ڈالی اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے پشت کرسی سے ٹکا گیا۔(وہ ہوش ربا مناظر جو رات اس نے دیکھے تھے۔جانے کیوں مگر وہ خود کو اسے دیکھنے کا حق دار سمجھنے لگا تھا۔اور یہ لڑکی کو اُس طرح بات اس کے لیے کافی سکون کا باعث تھی کہ سامنے بیٹھی (سے بے حجاب کوئی اور نہیں دیکھ سکتا تھا

مجھے آپ سے بات کرنی ہے، ضروری،"ریم نے ماتھے پر بل ڈالے کہا تو" ایحان نے بھنویں اچکا کر اس کے ماتھے کا بل ملاحظہ کیا۔ریم نے فوراً اپنے تیور درست کیے۔۔

دیکھیں، آپ سمجھنے کی کوشش کریں یوں کسی کے گھر بنا اجازت چھپ " چھپا کر آنا جانا سخت بداخلاقی کی علامت ہے، اور پھر کسی کے کمرے میں آنا اس سے بڑی بداخلاقی اور وہ بھی کسی لڑکی کے کمرے میں آنا بیہودہ اور آوار لڑکوں کی علامت ہے،،"وہ جو کل رات سے سوچتی رہی تھی کہ اس سے

ملنے پر کیا کیا کہنا لیکن اب جب سامنے تھی تو زبان بالکل الٹا کہنے لگی۔ایحان اسے سنجیدگی سے دیکھے گیا۔

پھر،؟"ایحان کی جانب سے اطمینان بھرا سوال کیا گیا۔ریم اس کے سوال" پر ہق دق اسے دھیکے گئی۔وہ ڈھیٹ ابن ڈھیت تھا۔

آپ آئندہ میرے گھر یا میرے کمرے میں نہیں آئیں گے،،"اب کی بار" وہ دانت پیس کر سختی سے بولی۔ایحان نے اپنا دائیاں کان کھجایا اور تھوڑا آگے ٹیبل پر جھکا۔ریم اس کے اچانک قریب جھکنے پر ایک دم پیچھے ہوئی۔

اگر آیا تو کیا کرو گی؟؟"ایحان کا لہجہ سپاٹ تھا۔ریم کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ" لے۔وہ گھر سے ارادہ کر کے آئی تھی ہجت نہیں کرے گی کیونکہ وہ لڑکا ضدی تھا۔

میں،،میں ریکویسٹ کر رہی ہوں،،پلیز،،،"اب کی بار وہ لجاجت سے" بولی تو ایحان آنکھیں سکیڑتا پیچھے ہوا۔

کچھ کھاؤ گی،،؟؟؟"ایحان نے سادے سے لہجے میں پوچھا۔ریم کو اتنا"
دوستانہ انداز خاص ہضم نہیں ہوا جبھی نا سمجی سے ایحان کو دیکھا۔
کچھ کھاؤ گی،،؟"ایحان نے اپنا سوال دہرایا۔"
نن،، نہیں، مجھے کچھ نہیں کھانا،،"ریم نے ارد گرد دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔"
اور کچھ کہنا تھا،،؟؟"ایحان کا انداز ایک بار پھر سپاٹ تھا۔ریم کا دل کیا اس"
کے سر پر ایک ہتھوڑا مار کر بھاگ جائے۔
نہیں،،،ہاں،،وہ پہلے آپ بتائیں،، نہیں آئیں گے نہ،،آپ جانتے ہیں"
میرے بابا یہ سب برداشت نہیں کر سکتے،،نہ ہی میں خواہ مخواہ بنا کسی بات
کے اپنی نظروں میں چور بن کے رہ سکتی ہوں،،"وہ ایک بار پھر اسی مدعے پر
تھی۔
اوکے ایسا ہو سکتا ہے،،میں نہیں آوں گا،،اگر،،"سگریٹ سلگاتے اس نے"
مسکراتی نظروں سے ریم کی جانب دیکھا
اگر،،؟"ریم نے تجسس سے پوچھا۔'

تم روزانہ خود میرے پاس یونیورسٹی آؤ گی،، مجھے اپنی شکل دکھا کے جاؤ"
گی،، "ایحان کے دلچسپی سے کہنے پر ریم کو جھٹکا لگا ایسے لگا جیسے وہ پاگل ہو گیا
ہے۔۔
اور میری شکل کیوں دیکھنی ہے آپ کو،، "اب کے وہ سخت جھنجھلائی"
تھی۔ پر ایحان کے جانب سے ملنے والا جواب پل بھر میں اسے ساکت و جامد
کر گیا تھا۔ چہرہ سرخی مائل ہونے لگا تھا۔
سانس لینے کے لیے،، "وہ جواب دیتا اب مسرور سا اس کے چہرے کے"
بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا۔ جب وہ کافی دیر یونہی سن بیٹھی رہی تو ایحان نے
ٹیبل بجائی۔ وہ ہوش میں لوٹتی عجیب سی کشمکش میں ایحان کو دیکھتی کبھی
نظریں چرا لیتی۔ عجیب پاگل شخص ہے۔۔ کل تک مجھ سے نفرت کرتے
میری سانس بند کرنے کے درپر تھا۔ اور آج سانس لینے کے لیے مجھے دیکھنے
کی ضرورت پڑ رہی ہے۔۔ کہیں مجھ سے محبت۔۔۔ "دل میں سوچتے بے

ساختہ اس کے منہ سے نہیں نہیں نکلا۔۔ایحان نے بھنویں اچکائی تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

یہ پیسے،،"اس کی فضول بات بدلنے کے لیے اس نے ہاتھ میں پکڑے" ستر ہ سو روپے اس کے سامنے رکھے تو ایحان کے ماتھے پر بل پڑا۔۔یہ لڑکی اتنی اکڑو کیوں تھی۔غصے سے لب بھینچتے اس نے ریم کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔جیسے پوچھ رہا ہو یہ کیا ہے؟

یی،،یہ کل جو آپ کے آیف سی لے کر آئے تھے اس کا بل ہے،،میں نے" کاؤنٹ کیا ہے اتنے ہی بن رہے تھے آپ بھی کاؤنٹ کر لیں،،"اس نے جلے دل سے کہا۔۔وہ اپنی خودداری قائم رکھنے کو یہ کر رہی تھی۔پر اس نے فیصلہ کیا تھا اگر ایحان نے پیسے لینے سے انکار کیا تو وہ فورا رکھ لے گی۔بحث نہیں کرے گی۔بھلا وہ کبھی اتنا مہنگا کھانا منگوا کر کھاتی؟نہیں ہر گز نہیں۔

اوکے،،"ایحان نے پیسے اٹھاتے کہا تو اس کا دل چھوٹا ہونے لگا۔وہ تو سمجھی" تھی وہ واپس کرے گا اور اسے واپس ہی کرنا چاہیے تھا۔کہ کونسا ریم نے اسے

یہ سروس فراہم کرنے کا آرڈر دیا تھا۔آخر خود لایا تھا اپنی مرضی سے اس نے تو منگوایا نہیں تھا۔ مگر وہ اس آدم خور کے سامنے یہ ساری سوچ ظاہر نہیں کر سکتی تھی تبھی انگلیاں چٹخاتے کن انکھیوں سے ایحان کو دیکھا۔

ٹو ہنڈرڈ کم ہیں اس میں،،!"ایحان نے پیسے مٹھی میں بند کرتے سنجیدگی" سے کہا تو ریم کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔

جی،،؟؟۔۔"نا سمجھی سے پوچھا۔"

ٹو ہنڈرڈ روپے کم ہیں،،بل انیس سو کا بنا تھا،،"ایحان کے وضاحت کرنے" پر اس کا چہرہ سرخ پڑا۔اپنی سوچ پر جلد لعنت بھیجی۔ نہیں یہ شخص مجھ سے محبت تو ہر گز نہیں کر سکتا۔کیسے بے شرموں کی طرح دو سو روپے جتا رہا ہے۔۔سائیکو پاگل۔۔میں نے کہا تھا میرے لیے کے ایف سی لاو۔۔اف اللہ میرے بیگ میں تو صرف سو روپے ہیں۔۔اس مہینے کی ساری جمع پونجی تو یہ بٹور گیا۔۔دل میں سوچتی وہ اس خودداری کو کوسنے لگی جس میں اس نے اس کنجوس آدمی کو پیسے واپس کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

ابھی تو میرے پاس پیسے نہیں ہیں میں دے دوں گی،،"چہرے پر زبردستی"
مسکراہٹ سجاتے کہا جبکہ ایحان اب بھی سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا
تھا اس کی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلایا۔
کب تک دو گی،،؟"ایحان نے ایک اور سوال داغا تو ناچاہتے ہوئے بھی ریم"
کے ماتھے پر بل پڑا پھر۔ضبط کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔
کل دے دوں گی،،،"جلے ہوئے لہجہ میں جواب دیا کہ ایحان نے بامشکل"
ہنسی ضبط کرتے اثبات میں سر ہلایا۔۔
کتنا غلط سوچ رہی تھی میں۔۔یہ شخص محبت کیسے کر سکتا ہے مجھ سے کیسے
دو سو روپے پر مر رہا ہے۔مجھے وہ سب کھانا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔ساری
چیزیں سڑا کر اس سڑے ہوئے چوہے کو دینی چاہیے تھیں۔۔وہ مزید کوئی
بھی بات کیے بغیر وہاں سے اٹھ کر کینٹین سے باہر جانے والے رستے پر چل
دی۔۔

ایحان پر سوچ مسکراتی گہری نظروں سے اسے جاتے دیکھنے لگا۔۔اس کے دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔وہ اب جلد از جلد اس کھیل کو ختم کرنا چاہتا تھا۔۔وجہ یہ تھی کہ جتنا اس لڑکی نے اسے ڈی گریڈ کیا تھا وہ اس لڑکی کو محبت میں اپنے آگے جھکتا دیکھنا چاہتا تھا۔

کمرے میں داخل ہو کر ایک گہری سانس بھرتے ضیاء نے اس کا ہاتھ نرمی سے چھوڑا اور اس کے ہوش ربا، مہکتے قیامت خیز حسین ترین وجود سے بری طرح نگاہ چرائی تھی۔وہ تن فن کرتی آکر صوفے پر بیٹھی اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بے آواز آنسو بہانے لگی۔ضیاء نے اپنے لب بری طرح دانتوں تلے کچلے۔وہ آہستگی سے آکر اس کے پہلو میں صوفے پر بیٹھا تھا۔۔جانتا تھا وہ بری طرح ہرٹ ہوئی ہے بھلا یونیورسٹی میں یا پہلے کبھی کب اس کے سر سے دوپٹہ ڈھلکا دیکھا تھا۔وہ مکمل لباس پہنتی تھی اور خود کو ڈھانپ کر اور چھپا کر

رکھتی تھی اور شاید اسی بات نے سب سے زیادہ ضیاء حیدر کو اس کی جانب اٹریکٹ کیا تھا۔۔

یہ بیہودہ اور گھٹیا لباس پہننے کی ضرورت ہی کیا تھی آخر،،؟؟ ضیاء نے نرمی" سے کہا تھا مگر الفاظ سخت تھے۔ایک گہری نگاہ اس کے دلکش نازک سراپے پر ڈالی۔

انھوں نے کہا تھا مجھے،، وہ بھڑکی۔ہاتھ ہٹا کر ضیا کی جانب دیکھا تو ضیاء کو اپنا" دل سینے سے نکلتا محسوس ہوا۔

بہت خوب، کل کو وہ کہیں گی کنوئیں میں چھلانگ لگا دو تو لگا دو گی کیا"

ذوالنورین ضیاء حیدر،؟؟ ضیاء نے میٹھا سا طنز کیا۔

انھوں نے کہا یہ ان کے اور ان کے بیٹے کی عزت کا سوال ہے،،،؟؟ وہ پھر" کاٹ کھانے کو دوڑی۔۔ لیکن اب جانے کیا ہوا تھا کہ اسے بلکل پرواہ نہیں تھی کہ وہ اس نیم عریاں لباس میں ضیاء حیدر کے سامنے کتنے سکون سے بیٹھی ہے جبکہ اس کا کوٹ تو پہلے ہی کندھوں سے سرک کر صوفے کی زینت

بن چکا تھا۔ شاید محرم اور پاکیزہ رشتے کی خوبصورتی ہی یہی ہوتی ہے کہ آپ چاہے جس حالت میں بھی ہو خود کو محفوظ اور مکمل تصور کرتے ہیں۔

"میری یا میرے خاندان کی عزت تمھیں سرِ محفل آئی کینڈی بنانے میں نہیں بلکہ میری عزت تمھیں تحفظ فراہم کرنے میں ہے، تمھیں ہر دھوپ چھاؤں سے محفوظ کرنے میں بے وقوف عورت،، وہ اس کے ہوش ربا سراپے سے نگاہیں چراتا اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرنے لگا۔ نورین سے کوئی بات نہیں بن پڑی تھی۔۔ بلکہ دن بدن اس شخص کی عظمت اور اعلیٰ کردار کا متعارف ہونا پڑ رہا تھا۔۔ تبھی وہ اس پر جھپٹتی اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچتی غرائی تھی۔

"تمھارے کہنے کا مطلب ہے مجھے آئی کینڈی بننے کا شوق،، نورین کے الفاظ مکمل نہیں ہو پائے تھے۔ ضیاء نے نرمی سے اس کی کمر کے گرد ہاتھ حمائل کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ وہ بری طرح بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی چونک کر اس کی مخمور جزبے لٹاتی نگاہوں میں دیکھنے لگی۔۔

اچھاسب باتیں چھوڑو، مجھے یہ بتاؤ، باہر تواس حلیے میں دم نکلا جارہا تھااب"
میرے سامنے کیوں ریڈ ویلوٹ کیک بنی بیٹھی ہو،،، ضیاء نے شرارت سے
کہتے اس کے سرخ رنگ میں رنگے لبوں پر چوٹ کرتے اس کی آنکھوں میں
جھانک کر کہا۔ تو نورین اپنے ہی رویے پر بے تحاشا ششدر رہ گئی۔ ہاں وہ
بھلا اس شخص کے سامنے اتنی بے حجاب ہو کر کیوں اتنے اطمینان سے بیٹھی
تھی۔

کک کیونکہ،،، تم،،، نورین سے کی زبان لڑکھڑائی۔ اس کی گہری جزبے"
لٹاتی نگاہوں میں وہ زیادہ دیر دیکھ نہیں پائی تبھی اس کے کندھوں سے شرٹ
مٹھیوں میں دبوچتے نگاہیں چرائیں۔

کیونکہ میں تمھارا لباس ہوں،، تمھارا شوہر،، تمھارے جسم وجاں کا مالک،،"
نکاح کے دو بول میں بہت طاقت ہوتی ہے نورین جو دو بلکل اجنبی لوگوں کو
ایک دوسرے کا محرمِ روح ایک دوسرے کی چادر بنا دیتے ہیں،، وہ بلکل
ٹھیک کہہ رہا تھا۔ نورین نے اس کی آنکھوں میں بھڑکتے جزبات کے آتش

فشاں سے نگاہیں چرائیں۔ تو ضیاء نے اپنے دل کی آواز پر لبیک کہتے اس کی آنکھوں پر اپنے دہکتے لب رکھے۔ کمرے میں فسوں خیز خاموشی چھا گئی۔۔

نورین اس کے اس اٹیٹوڈ سے گھبرائی تھی تبھی اس سے اپنا آپ چھڑا کر ڈریسنگ روم میں گم ہو گئی۔ ضیاء نے ایک گہری سانس اپنے اندر کھینچی اور آج دن کے تمام واقعات باریک بینی سے اپنے دماغ میں دہرانے لگا۔۔

****

دو دن یونہی گزرے۔ نورین نے یونیورسٹی واپس جوائن کر لی تھی پر یونی میں ضیاء سے ویسے ہی کٹ کہ رہتی تھی جیسے ضیاء سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔۔ اگر کسی لڑکی کو ضیاء کے قریب بھی دیکھتی تو نخوت سے منہ پھیر لیتی گویا کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔۔ لیکن اس کے برعکس اسے فرق تو حقیقتاً پڑتا تھا پر وہ جلنا کڑھنا ظاہر کرنا اس کی انا کی توہین تھی۔ ان دو دنوں میں اس کی ضیاء کے کزن اس آدھ فرنگی مہران سے دو تین بار ملاقات ہوئی تھی اور ان ملاقاتوں میں

اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ شدید قسم کا چپکو اور خوش فہم انسان ہے۔۔ضیاء کو جلانے کے لیے اس نے دو تین بار مسکرا کر بات کی تھی۔۔ جس کا ضیاء پر تو خاک اثر پڑا تھا الٹا وہ چپکو انسان اس کے آگے پیچھے گھومنے لگا تو وہ خود جل بھن کے کباب ہو گئی تھی۔ عجیب بے پرواہ سا انسان تھا۔ کہاں تو وہ اس کی بیوی تھی۔۔اور اسے زرا برابر فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ کسی سے بھی بات کرے۔۔

ابھی بھی اپنی کلاس میں تھی۔۔اور اس بے شرم آدمی کو ایک لڑکی سے فری ہوتے دیکھ اس کا خون خواہ مخواہ کھول رہا تھا۔ حالانکہ وہ جانتی تھی وہ محض اسے دکھانے اور چڑانے کو یہ سب کر رہا تھا۔ کہ شادی سے پہلے وہ بہت ریزرو رہتا تھا۔۔آخر ایک ہی کلاس میں یونیورسٹی کا چوتھا سال تھا۔۔وہ لڑکیوں سے بلکل فری نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا تھا اور ضیاء کو دوسری لڑکیوں کو ساتھ دیکھتے دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔ وہ

اپنی کتابیں سمیٹتی کلاس سے باہر نکل گئی۔۔۔ضیاء کی مسکراتی سرشار نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

پھر بے ساختہ منہ سے قہقہ نکلا۔سب اسے حیرت سے دیکھنے لگے اچانک اس کے پاگل ہونے کا گمان ہوا۔۔پر ضیاء کی ہنسی کی وجہ نورین کا بچکانہ رویہ تھا۔ کہاں تو وہ اسے جلانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی پر خود ہی جل بھن رہی تھی۔اب وہ کیا بتاتا اسے کہ وہ غلط کوششیں کر رہی ہے۔۔وہ اس پر اعتبار کے معاملہ میں اس انتہا پر ہے کہ نا آنکھوں دیکھے پر یقین کرے گا نہ کانوں سنے پر یقین کرے گا۔۔نورین یونیورسٹی سے نکل کر کچھ دیر کے لیے اپنے میکے چلی گئی۔پھر وہاں چند گھنٹوں کا وقت گزارنے کے بعد سسرال۔۔میکے میں جتنا وقت اس نے گزارا اس میں اس نے اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے منہ سے صرف ضیاء کی تعریفیں سنی تو ناچاہنے کے باوجود ایک انجانی خوشی نے دل میں جنم لیا۔جو بھی تھا جیسے بھی ہوا تھا پر تھا تو وہ اسی کا شوہر۔۔ وہ میکے سے لوٹی تو لاؤنج میں ہی اس کی ساس اور مہران بیٹھے تھے۔۔نورین

نے کچھ وقت سوچا کہ ساس کو سلام کرے پھر اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ نیکی کر کے خود پر ہی مصیبت میں پھنسنے کا شوق اسے ہر گز نہیں تھا۔۔عالیہ بیگم یہ دیکھ سر تا پیر سلگ گئی۔وہ مڈل کلاس لڑکی ان کے آگے جھکنے اور اپنا آپ منوانے کی بجائے انہیں ہی اکڑ دکھا رہی تھی۔

اس میں ایٹیٹیوڈ بہت ہے،،،"مہران نے کان کھجاتے مسکراتے ہوئے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

ہاں جبھی تو تم سے مدد مانگی ہے،،،"وہ نخوت سے بولیں۔"

آپ کو لگتا ہے یہ پلین کامیاب ہو گا،،میں نے ضیاء کی آنکھوں میں اس کے "
"لیے بے تحاشا محبت دیکھی ہے،،

وہ اپنا خدشہ ظاہر کر رہا تھا جس پر وہ گہرا مسکرائی۔

اسی بے انتہا محبت میں جب اعتبار ٹوٹتا ہے تو محبت کا پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا'
ہے،،،بس تم اپنا مقصد یاد رکھو،،،"وہ سنجیدگی سے بیٹھتی اٹھ کھڑی ہوئیں اور کمرے میں چلی گئیں۔وہ بھی مسکراتا ہوا اپنے کمرے میں گم ہو گیا۔

نورین جو یونیورسٹی سے آکر سو گئی تھی اور اب ایک بھرپور نیند لے کر اٹھی تھی۔ کمرہ خالی پا کر چونکی۔ وقت دیکھا تو رات نو بج رہے تھے۔۔اور ضیاء اب تک نہیں آیا تھا۔ یہ سوچتے وہ کمرے سے باہر نکلی۔ کچن سے نکلتی ملازمہ سے ایک کپ کافی کا کہتے ضیاء کا بھی پوچھا تو معلوم ہوا وہ ابھی تک گھر نہیں آیا۔

تم میری کافی چھت پر لے آنا،، حکم دیتی وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی"

--

یہ کون سا طریقہ ہے؟ شادی تو کر لی پر شادی شدہ زندگی کے طریقے نہیں آئے،، کم ظرف کلموہا،، یہ توفیق نہیں ہوئی کہ بیوی کو اطلاع دے دوں کہ اس وقت کہاں آوارہ گردی کرتے پھر رہے ہیں صاحب بہادر،، "غصے سے جلتی کڑھتی ماتھے پر بل ڈالے وہ چھت پر گئی تو تیز ھواء کے جھونکے نے چھوتے اس کا استقبال کیا۔ وہ ریلنگ کے پاس کھڑی ہوتی آنکھیں بند کیے اس ھواء کو محسوس کر رہی تھی جب کچھ دیر بعد پورچ میں گاڑی کی آواز سنتے

چونکی نیچے دیکھا تو گاڑی سے ضیاء اتر رہا تھا۔اس کی نظر بھی نورین کی جانب اٹھی تو لب مسکرائے پر نورین نے خفا ہوتے سختی سے نظریں پھیر لیں۔

کچھ پل بعد واپس وہاں دیکھا تو ضیاء اب وہاں نہیں تھا۔وہ کچھ سوچتے پلٹی تو بے اختیار منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور مہران کے ہاتھ میں پکڑی گرم کافی کے کپ سے اس کا ہاتھ ٹکرایا تو کچھ کافی اس کے ہاتھ پر گری۔

وہ سسکتی آواز نکالتی اپنا ہاتھ دیکھنے لگی اسی وقت مہران نے کافی کا کپ نیچے رکھتے اچانک نورین کو ہاتھ پکڑا۔۔ چھت کے دروازے پر کھڑے ضیاء کے ماتھے پر بل پڑا۔۔ مہران نے ضیاء کی موجودگی محسوس کرتے فورا اپنے لب نورین کے جلے ہاتھ پر رکھنا چاہے جبکہ نورین ضیاء کی موجودگی سے انجان ساکت کھڑی تھی لیکن اس سے پہلے مہران کے لب اس کے ہاتھ کی پشت کو چھوتے نورین کے الٹا ہاتھ گھوما اور مہران کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔وہ گال پر ہاتھ رکھے حیرت سے نورین کو دیکھنے لگا۔جبکہ ضیاء نے اب کی بار مسکراتے

اپنے قدم پیچھے لے لیے اور سیڑھیوں سے اترتا سیٹی کی دھن بجاتا کمرے میں چلا گیا۔۔

یو،،"غصے سے نورین کی طرف بڑھتے اس نے ایک نظر دروازے کی" جانب دیکھا اب وہاں ضیاء نہیں تھا مطلب وہ غلط فہمی پال کر جا چکا تھا۔ مہران اچانک غصہ پیتا گہرا مسکرایا۔ نورین اس کے اچانک بدلتے تاثرات دیکھتی الجھ گئی۔

کوئی بات نہیں بھابھی جی،،آپ کا یہ تھپڑ بھی مجھے قبول ہے،،اسی بہانے" آپ نے چھوا تو صحیح،،"ایک آنکھ دباتا وہ بعد میں اس سے بدلہ لینا کا ارادہ رکھتے وہاں سے چلا گیا۔۔ نورین نے غصے سے بڑبڑاتے اپنے جلے ہوئے ہاتھ کو دیکھا پھر تن فن کرتی خود بھی چھت سے نیچے اتر گئی۔۔ کمرے میں آئی تو ضیاء کو صوفے پر بیٹھے دیکھا۔ وہ آنکھیں موندیں صوفے سے سر ٹکائے نیم دراز تھا۔ زور سے دروازہ بند کرتی وہ کمر میں ہاتھ باندھے ضیاء کے سامنے کھڑی ہوئی۔

میں اپنی امی کے گھر جا رہی ہوں ضیاء حیدر،،اور خبر دار جو تم مجھے لینے" آئے،، تمھیں میری کوئی پرواہ ہے بھی کہ نہیں،،سارا دن نجانے کہاں غائب رہتے،،اور بتانے تک کی توفیق نہیں ہوتی،،"اس نے تنک کر غصے سے آگ بگولہ ہوتے کہا۔

دو پہر گئی تو تھیں میکے،،اب پھر اماں کی یاد آ رہی ہے،،؟"اپنی آنکھیں" کھولتے اس نے سنجیدگی سے کہا پر اس کے لہجہ کا سرد پن محسوس کرتی نورین ٹھٹھکی تھی۔۔

تمہیں کیسے پتا چلا میں میکے گئی تھی،،ضیاء حیدر تم مجھ پر نظر رکھ رہے" ہو،،؟"تڑخ کر پوچھا۔

نہیں،، نظر نہیں رکھ رہا،،گھر آیا تھا تمہارے پیچھے،پر تم بنا اجازت بلکہ بنا" بتائے میکے میں تھیں،،"کھڑے ہوتے وہ نورین کے برابر سے نکلتا واشروم میں چلا گیا اس کا لہجہ سادہ تھا پر نورین کو تھکا تھکا سا لگا۔وہ کچھ سوچتی وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

کہیں ضیاء نے مجھے چھت پر مہران کے ساتھ تو نہیں دیکھ لیا؟ جب آیا تھا"

"تب تو مسکرا رہا تھا اب کیا ہوا،،،

لب دباتے وہ سوچنے لگی جب ضیاء فریش ہو کر واپس کمرے میں آیا اور لائٹ آفس کرتے بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔

ضیاء کا یہ خاموش رویہ اسے پہلی بار چبھا تھا۔ وہ گہری سانس لیتے صوفے پر نیم دراز ہو گئی پھر جب نیند اس پر بھی غالب آنے لگی تو نیند سے بند ہوتی آنکھوں سے صوفے سے اٹھ کر بیڈ کی دوسری جانب لیٹتے آنکھیں موند لیں۔ کچھ لمحے لگے وہ گہری نیند میں چلی گئی۔ تو ضیاء نے کروٹ اس کی جانب بدلی۔ نورین کی اسکی جانب پیٹھ تھی وہ نورین کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹتے اسے پیچھے کھینچ گیا۔ نورین کی پشت اس کے سینے سے لگی اور نورین کے سر کے نیچے تکیے کی جگہ ضیاء کا بازو تھا۔

"آئی لو یو موردین مائی لائف۔۔"

نورین کے کان میں سرگوشی کرتا وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپاتے خود بھی پرسکون نیند سو گیا۔ جبکہ دوسری جانب کوئی کمرے کے باہر چکر کاٹتا مستقل اندر اٹھتے اشتعال کو روک رہا تھا۔ مہران کا غصے سے برا حال تھا۔اب یہ معاملہ اس کے لیے تفریح نہیں بدلہ بن چکا تھا جو وہ کل ہی چکانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

****

یہ لیں،، "وہ کیفے میں اکیلے بیٹھا تھا جب ریم نے ٹیبل پر دو سو روپے رکھے۔۔۔ نظر اٹھا کر ریم کے چہرے کو دیکھا جہاں واضح خفگی تھی۔
شکریہ،، میں تم سے یہ پیسے کبھی نہیں لیتا پر میرے لیے یہ پیسے قیمتی ہیں،، "
"جنہیں تم نے جمع کیا تھا،، میں ساری زندگی انہیں سنبھال کر رکھوں گا،،
وہ مسکرا کر پیسے جیب میں رکھ چکا تھا۔ گہری نظروں سے ریم کا چہرہ دیکھتے کہا۔وہ جان بوجھ کے اکیلے کیفے میں بیٹھا تھا کیونکہ جانتا تھا کل کی شرط کی وجہ سے وہ ضرور اسے اپنی شکل دکھانے آئے گی۔۔۔

جج،،جی،،"ریم آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جب ادھر ادھر دیکھتے"
ایحان نے اس کے چہرے پر پھونک ماری۔۔وہ چونک کے پیچھے ہوئی۔دل
اچانک سپیڈ سے دھڑکنے لگا۔اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ ایحان کی
مسکراہٹ گہری ہوئی۔

حسین لگ رہی ہو،،"ایک بھرپور نظر اس کے چہرے پر ڈالتے وہ ریم کو"
پتھر چھوڑ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔ریم کئی لمحے وہاں ویسی ہی سن کھڑی
ایحان کی خوشبو اپنے ارد گرد رقص کرتی محسوس کرتی رہی پھر ہوش میں لوٹی
بے اختیار دل پر ہاتھ رکھا۔۔ہونٹوں پر اچانک مسکراہٹ مچلی۔اس نے
پلٹ کر دیکھا تو اب وہاں کوئی نہیں تھا ایحان دلشیر جا چکا تھا۔ایحان کا دن
اسے دیکھ کر کیسا گزرا یہ الگ بات تھی پر اس کا دل اور دن دونوں آج بہت
خوشگوار گزرے تھے۔وہ ناچاہنے کے باوجود بات بے بات مسکراتی رہی
تھی۔پہلی پہلی بار دل نے یوں انگڑائیاں لیں تھیں کہ روم روم میں محبت کی
کلیاں سی چٹخنے لگیں تھیں۔اپنا آپ کافی اہم لگنے لگا تھا۔وہ اپنی اچانک تبدیل

ہونے والی کیفیت سے انجان تھی بس اتنا جانتی تھی ایحان کے الفاظ دل میں گدگدی مچا رہے ہیں۔

گھر جا کر بھی وہ چہکتی رہی۔۔چاہے جانے کا احساس بہت خوبصورت اور دلفریب ہوتا ہے۔اگلے دن بھی وہ سب سے پہلے ایحان کو شکل دکھانے گئی لیکن اس بار شرط اور اس کی فرمائش سے زیادہ اس کا اپنا دل شور کر رہا تھا۔

معاملہ یونہی شروع ہوا اور ایحان کی سوچ سے زیادہ رفتار پکڑ گیا۔۔

محض چار دن لگے تھے وہ اب ایحان کو دیکھ کر شرمانے لگی تھی۔اس کی نگاہوں میں دیکھتے جھجھکنے لگی۔۔انگ انگ سے محبت کے سوتے پھوٹتے محسوس ہوتے۔بات بے بات مسکرانے لگی تھی۔کیوں نہ کرتی؟ یہ واردات دل کے ساتھ ایسے ہی تو ہوتی ہے۔بہت چپکے سے دبے پاؤں۔۔محبت ایسے ہی تو دل میں پنجے گھاڑتی ہے۔۔کہ ہر لمحے کے ساتھ اپنے ساتھ جکڑتی جاتی ہے۔۔کچھ ایسا ہی ایحان کے ساتھ ہوا تھا۔اس کے کاغذ جیسے دل پر روز ایحان کے خوبصورت جملے اور محبت بھری نگائیں اپنی تحریریں رقم کرتی

تھیں۔وہ گھر میں اکیلے اکیلے بھی مسکرانے لگی تھی۔اس کے اندر چند دنوں میں رونما ہونے والی یہ تبدیلی نعمان علی نے بخوبی نوٹس کی تھی۔ایک عمر گزاری تھی انہوں نے بیٹی کو بہت اچھے سے پہچانتے تھے۔اس کی آنکھوں میں در آنے والے سات رنگوں کو آخر کیوں نہ سمجھتے۔۔پر ڈائیریکٹ پوچھنا یا روکنا انہیں مناسب نہیں لگا اس وجہ سے کوئی بہتر طریقہ سوچنے لگے۔

کیا ہو رہا ہے گڑیا،،؟" صبح سات بجے کے وقت وہ کچن میں داخل ہوتے " پوچھنے لگے۔

وہ،وہ، بابا میری دوست کو میرے ہاتھ کا پراٹھا بہت پسند ہے،،تو اسی کے " لیے میتھی کا پراٹھا بنا رہی تھی،،" وہ لب کترتی بتانے لگی۔اس کا لہجہ بتا رہا تھا وہ جھوٹ کہہ رہی ہے۔

کیا نام ہے دوست کا،،" سادگی سے ایک اور سوال کیا۔۔"

ن،،، نیلم نام ہے، نئی دوست بنی ہے، آپ نہیں جانتے، " پراٹھا توے پر " ڈالتے آنکھیں میچتے جواب دیا۔

صحیح،،ایسے دوست مت بنانا جس سے عزت پر حرف آئے،، باقی میری" گڑیا بہت سمجھدار ہے" وہ بول کر کچن سے نکل گئے تھے لیکن ریم کو ساکت چھوڑ گئے تھے۔۔وہ لب کترتی سوچنے لگی۔ہاں انجانے میں محبت ہو گئی تھی۔۔ مگر اس محبت سے زیادہ اسے ہمیشہ اپنی عزت، خودداری ہی پیاری رہنی تھی۔۔وہ کسی قیمت پر اپنی عزت پر حرف بھی نہیں آنے دینے والی تھی۔۔ پر اس کی عزت پر حرف کیسے آتا۔۔؟ایحان دلشیر اس کے باپ کا مالک تھا۔ بقول اس کے بابا کے بہت نیک سیرت اور اچھے کردار کا رحم دل شخص تھا۔ نعمان علی کو پسند تھا۔وہ رشتہ مانگتا تو نعمان علی خوشی خوشی راضی ہو جاتے۔ وہ مطمئن تھی کہ معاملہ ایحان اس طرح ڈیل کرے گا کہ اس کے بابا کو شک بھی نہیں ہو گا کہ اس میں وہ یا اس کی پسندیدگی بھی شامل ہے۔۔یوں بھی وہ جس طرح اسے دیکھتا تھا۔تعریف کرتا تھا۔اس کی عزت واحترام کرتا تھا ریم سے جھلکتی نظر آتی تھی۔۔۔ کو اس کی محبت اس کے ہر عمل

ابھی تک ایحان نے کبھی اس کا ہاتھ تک پکڑنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔۔ہاں پر کبھی کبھی اسے ایحان کی نظریں بے باک لگتی تھیں۔۔ مگر وہ ان کی تاب نالاتے اخود کو اس کے سامنے سے غائب کر لیا کرتی تھی۔انہیں سب باتوں کو سوچتے اس نے ڈبے میں پراٹھہ اور چٹنی رکھی۔

تیار ہو کر عبایا پہنا حجاب باندھا اور یونیورسٹی چلی گئی۔یونیورسٹی کے کیفے میں داخل ہوئی تو اس بار ایحان کے ساتھ زین, ضیاء اور ملحق بھی تھے۔۔ لیکن پھر یہ سوچ کر خود اعتماد ہوئی کہ ایحان کے دوست ہیں۔۔وہ خاموشی سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی تو سب اس کی جانب دیکھنے لگے۔۔ایحان گہرا مسکرایا اور ایک نظر زین کے چہرے پر ڈالی جو ریم کو دیکھتے نظر پھیر گیا تھا۔

ایحان سوچ رہا تھا کہ شاید ریم کو انوالو ہوتے دیکھ اس کا دل ریم سے اچاٹ ہو رہا ہے جبکہ حقیقت بھی یہی تھی۔زین کا زہن تو آج کل اس چھوٹے فتنے (سحر) میں اٹکا ہوا تھا۔اور اب دماغ کہیں نہ کہیں اس رشتے کو قبول کرنے پر آمادگی دے رہا تھا۔۔ریم کو تو وہ پہلے ہی بھول چکا تھا۔ریم اس کی محبت نہیں

صرف پسند تھی۔وہ بھی آئیڈیل والی پسند۔اس لحاظ سے تو کسی کو کوئی بھی پسند آسکتا ہے۔

ایحان نے آگے بڑھتے اس سے ٹفن باکس لیا۔

یہ پلکیں گرا کے انہیں یوں اٹھانا بتاؤ میری جان سیکھا کہاں سے،،"وہ ریم" کی اٹھتی گرتی پلکوں کے رقص کو دیکھتا گنگناتے ہوئے پلٹ گیا جبکہ اس کے انداز پر ریم کی حالت ایک بار پھر غیر ہونے لگی۔چہرہ سرخ ہوتا دہکنے لگا اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے بھاگتے ہوئے کیفے سے باہر نکلی پھر کچھ سوچتے واپس پلٹی۔یہ تو بولنا بھول ہی گئی تھی کہ ٹفن باکس واپس دے دینا کیونکہ گھر سے اس کے تین تین ٹفن باکس غائب ہو گئے تھے۔۔اور اب کوئی ٹفن باکس نہیں بچا تھا۔لیکن جب ٹفن باکس لینے اندر گئی تو کچھ فاصلے پر رکتے اس کے چہرے کی رنگت متغیر ہو گئی۔۔جب ایحان نے بیرے کو بلا کر وہ ٹف باکس اسے دے دیا۔۔ساتھ اندر موجود پراٹھا بھی اس بیرے کو دے دیا۔وہ وہیں

کھڑی ساکت نظروں سے ایحان کو دیکھ رہی تھی۔سب سے پہلے ریم پر ضیاء کی نظر پڑی۔۔

آگ سے کھیلنے کا شوق ہے تو جلنے کی ہمت بھی رکھنا،،"ضیاء نے مسکراتے" ہوئے ایحان کے کان میں کہا تو وہ نا سمجھی سے ضیاء کو دیکھنے لگا اس کے نظروں کے تعاقب میں ریم کو نم آنکھیں لیے کھڑے دیکھا تو پل میں سنجیدہ ہوا۔اس کے دیکھنے پر ریم فوراً وہاں سے نکل گئی۔۔۔ایحان نے گہری سانس لیتے آنکھیں بند کر کے کھولیں پھر ایسا ہو گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔ جبکہ دل و دماغ دونوں ان نم نگاہوں میں کہیں جا اٹکے تھے۔۔

****

ی،،یہ سوچ رہا ہے میں جل جاؤں گی،،میری جوتی جلتی ہے،،"ایک نظر" ضیاء کے ساتھ چپک کر بیٹھتی کلاس کی ایک حسین لڑکی کو دیکھ اس کی ناک سرخ ہونے لگی تھی۔بائیں جانب کی کنپٹی کی نس تیزی سے پھڑکنے لگی تو وہ بے چینی سے اپنی ٹانگ ہلانے لگی۔کل رات کے بعد صبح وہ دونوں ریگیولر

روٹین کے حساب سے یونیورسٹی آئے تھے۔شادی شدہ ہونے کے باجود ان کی زندگی میں کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔۔میرڈ لائف تو جیسے شروع ہی نہیں ہوئی تھی نہ رشتے میں شوخ پن تھا نہ بہار۔۔ناں کوئی شوخ تقاضا نا کوئی پیار و محبت۔

بھاڑ میں جائے یہ،، قبر میں ایسے ہی سانپ چمٹے گا جیسے یہ لڑکی چمٹ رہی" ہے،، بے حیاء آدمی،"غصے سے ضیاء کو گھورتے وہ پیر پٹختی کلاس سے باہر نکل گئی۔

ضیاء نے اس کے جاتے ہی خوشی سے رینا اور ایحان کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ تمہیں لگتا ہے ضیاء یہ طریقہ کام کرے گا؟ اگر وہ اور بد ظن ہو گئی تو،، رینا" نے تجسس سے پوچھا۔

کام نہیں کرے گا بلکہ آگ لگا دے گا،، ویسے بھی اس نے منع کیا تھا نہ یونی" میں کسی کو ہماری شادی کا مت بتانا تو اب وہ محترمہ خود سب کے سامنے قبول کریں گی کہ ضیاء حیدر کی بیوی ہے،،"فخریہ کہتا وہ ایحان کو وکٹری سائن کا

اشارہ کرتا خود بھی باہر نکل گیا۔جب تک وہ یونی گراؤنڈ تک پہنچا اسے معلوم ہوا نورین گھر کے لیے نکل چکی ہے۔

آخری سمسٹر میں اتنی لاپرواہی مسز،، سختی کرنا پڑے گی ورنہ فیل ہو کر"
ناک کٹوادیں گیں آپ،،"سیگریٹ سلگاتا وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا اس سیگریٹ نوشی کی لت بھی اسی دوشیزہ کی وجہ سے لگی تھی جو نجانے اس سے کیا چاہتی تھی۔گاڑی میں بیٹھتے اس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے یونیورسٹی گیٹ سے باہر لی تو اچانک فون رنگ ہوا۔۔دوسری جانب عالیہ بیگم تھیں۔

یس مام،،"فون کان سے لگاتے مسکراتے لہجے میں پوچھا۔"
تمہارے ڈیڈ کے دوست تم سے ملنا چاہتے تھے،میں انہیں کس وقت"
بلاؤں،؟تم گھر کب آؤ گے،"انہوں نے سادہ سے لہجے میں پوچھا تو ضیاء نے کوفت سے سر جھٹکا۔

گھر تو میں ابھی آرہا ہوں پر آپ شام کو بلالیں،،!چند مزید ضروری کلمات"
ادا کرتے وہ رابطہ منقطع کر گیا۔جب کہ عالیہ نے پاس بیٹھے مہران کو تھمبز

اپ کا اشارہ کیا۔اور پھر گہرا مسکراتے اس کمرے کے دروازے کو دیکھا جس میں چند لمحے پہلے نورین گئی تھی۔

زیادہ چپکنے کی کوشش مت کرنا،، صرف یہ تاثر دینا کہ سب کچھ اس کی رضا مندی سے ہو رہا ہے،،"انہوں نے مہران کو نصیحت کی تو وہ اپنی شیطانی مسکراہٹ دباتے نورین کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔دروازے پر دستک دی۔۔

چند لمحے گزرے تھے کہ نورین نے کمرے کا دروازہ کھولا۔سامنے ہی مہران کو کھڑے دیکھ ماتھے پر بل نمودار ہوا۔

تم،، یہاں کیا کر رہے ہو،،؟"اگلے ہی لمحے نورین غرائی تو مہران مٹھی بھینچ" گیا۔

اس مڈل کلاس لڑکی کی شادی امیر لڑکے سے کیا ہو گئی تھی اس کے تو تیور ہی بدل گئے تھے۔

میں معافی مانگنے آیا تھا،،دراصل،،"ابھی وہ کہہ ہی رہا تھا جب نورین نے "
ہاتھ اٹھاتے اسے مزید کہنے سے روکا۔
نہیں چاہیے تمھاری معذرت شکریہ،،اب تم جا سکتے ہوں یہاں سے "وہ'
دروازہ اس کے منہ پر بند کرنے لگی لیکن اس سے پہلے مہران دروازہ مکمل
کھولتا کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔
یہ کیا بدتمیزی ہے،،"وہ تقریبا چلائی تو مہران نے ناگواری سے نورین کو "
دیکھا۔
بدتمیزی نہیں،،بلکہ بدتمیزی کی معافی مانگ رہا ہوں،آپ میری پوری"
بات سن لیں پھر میں چلا جاؤں گا،،"مہران نے اب کی بار سختی سے کہا تو
نورین کا دل خوف پکڑنے لگا۔۔بے ساختہ نظر دروازے پر جاتی دعا کرنے
لگیں کہ ضیاء کہیں سے نمودار ہو جائے۔۔یوں بھی وہ بھاگنے کی کوشش
کرتی تب بھی فائدہ نہ ہوتا کہ وہ دروازے کے درمیان ہی کھڑا تھا۔
بولو میں سن رہی ہو،"اس نے لہجہ مضبوط رکھتے کہا تو مہران گہرا مسکرایا۔"

میں کہہ رہا تھا مجھے نہیں معلوم تھا پاکستان کا ماحول اتنا ریزرو ہے، دراصل "
میں جس ماحول میں رہا ہوں وہ بہت آزاد ماحول ہے، "اچانک پیچھے پلٹتے
مہران نے دروازہ اندر سے بند کیا ساتھ لاک بھی کیا کہ نورین کے پیروں
تلے زمین کھسکنے لگی۔۔

ی،، یہ کیا کر رہے ہو،، دروازہ کھولو،، "نورین دھاڑی۔۔"
تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا، بھابھی، جان آپ کو، "کمینے پن سے کہتا وہ "
نورین کے قریب بڑھنے لگا تو نورین فوراً صوفے کے پیچھے ہوئی۔ ٹیبل سے
اپنا فون اٹھاتی وہ واشروم کی طرف بھاگی۔ لیکن اس سے پہلے اس کے ہاتھ کی
گرفت مہران کے ہاتھ میں تھی۔

اتنی جلدی کیا ہے بھابھی جان اپنے شوہر کو بلانے کی،، کچھ وقت بعد وہ خود "
ہی آجائے گا، وقت کم ہے زرا مجھ پر توجہ دیں، "نورین کی دونوں کلائیاں اپنی
مٹھی میں بھینچتے وہ دانت پیسے اپنا چہرہ نورین کے چہرے کے قریب کرنے
ہی لگا تھا جب نورین نے اپنی ٹانگ فولڈ کر کے گھٹنا اس زوردار طریقے سے

اس کے پہلو کے نیچے دے مارا۔۔ہہ سب اتنی اچانک تھا کہ مہران درد سے بلبلاتا پیچھے ہٹا۔۔موقع کو غنیمت جانتی نورین دروازے کی جانب بھاگی پر مہران نے بالوں سے زور سے دبوچتے اسے بیڈ پر دھکیلا اور اتنی ہی تیزی سے اپنی شرٹ تن سے جدا کی۔۔ابھی وہ نورین پر جھکا ہی تھا جب ایک بار پھر دروازے پر دستک ہوئی۔۔دستک کافی تیز تھی۔

نورین،،"ضیاء کی سخت آواز پر نورین کی جان حلق میں آئی۔وہ چلانا چاہتی" تھی پر مہران نے اسے کے منہ پر مٹھی جمادی۔

نوبے بی،،اندر وہ ضرور آئے گا پر ابھی نہیں،،کچھ دیر بعد،"نورین کی ہاتھ" دبوچی کلائی اپنے ہونٹوں کے قریب لاتے وہ گہرا مسکرایا۔نورین اس سے اپنا آپ چھڑوانے لگی لیکن جبھی ایک درد کی شدید لہر وجود میں سرائیت کر گئی جب مہران نے اس کے ہاتھ کی پشت پر بری طرح اپنے دانت گاڑے۔

دوسرے ہاتھ سے نورین کا منہ دبایا ہوا تھا۔

****

ضیاء یونیورسٹی سے آتا کمرے کی طرف قدم بڑھاہی رہا تھا جب اچانک عالیہ بیگم راستے میں حائل ہوئیں۔۔۔

میں نے کہا تھا تم سے یہ مڈل کلاس لڑکیاں کسی کی وفادار نہیں ہوتیں،، کیا" تم جانتے ہو وہ آج یونیورسٹی سے گھر جلدی کیوں آئی ہے، وہ تڑخ کر بولیں تو ضیاء انہیں نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔

وہ اپنے ساتھ مہران کو اپنے کمرے میں لے کر گئی ہے، "ان کا کہنا تھا کہ " ضیاء کو شدت سے کچھ انتہائی غلط ہونے کا احساس ہوا۔ قدم بے ساختہ ڈگمگائے وہ اپنے کمرے میں جانے کے لیے دروازہ کھولنے لگا تو اندازہ ہوا دروازہ لاک ہے۔۔ یہ دیکھتے عالیہ بیگم کی پیشانی پر بل پڑے۔۔ کتنی بار سمجھایا تھا مہران کو کہ دروازہ کھلا رکھنا۔۔ پر اس نے دروازہ لاکڈ کیا تھا کیوں ؟" عالیہ بیگم بھاگتی ہوئی گئیں اور ڈوبلکیٹ چابیوں کا گچھا ضیاء کے ہاتھ میں دیا۔۔ کمرے کا دروازہ کھولتے وہ جونہی اندر داخل ہوا اس کی روح فنا ہونے

لگی۔مہران شرٹ لیس نورین کے کندھوں پر جھک ہوا تھا۔اس سے پہلے نورین چیختی یا کوئی دوسری مزہمت کرتی عالیہ بیگم فورا چیخیں۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے،،؟"عالیہ بیگم کی چیخ سن مہران ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا۔ جبکہ ضیاء کی نظریں نورین کے بکھرے حلیے پر تھیں۔آنکھیں گویا خون چھلکانے لگی تھیں۔مہران نے عالیہ بیگم کو ایک آنکھ ماری اور کمرے سے نکلنے لگا جب ضیاء نے اسے بازو سے پکڑتے روکا۔اور روتی ہوئی نورین سے اپنی نظریں ہٹائیں۔۔اگلے ہی لمحے ضیاء نے مہران ہے جبڑے پر ایک زوردار پنچ مارا۔اور وہ مکا ایسا تھا کہ مہران کے دانت تک ہل گئے تھے۔۔مہران اس کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے لڑکھڑاتا زمین پر گرا۔۔اس سے پہلے ضیاء مہران پر یا مہران ضیاء پر جھپٹتا عالیہ بیگم بیچ میں دیوار بن گئیں۔۔

"اسے میں دیکھ لوں گی کہ اس نے اپنی بھابھی پر ایسی نظر کیوں رکھی، کیوں اس مکار لڑکی کے بہکاوے میں آیا،اس کی اتنی ہمت کیسے بڑھی کہ یہ یہاں اس کمرے تک چلا آیا،، تم اپنی بیوی کو سنبھالو، کتنوں کو مارتے پھرو گے،؟

کتنوں کو روکو گے جب کہ تمہاری بیوی خود سب کو دعوت نامہ پیش کرتی ہے،" نفرت سے کہتی وہ مہران کو کمرے سے لے کر نکل گئیں۔نورین پتھر بنی کھڑی تھی۔۔عالیہ بیگم کے زہریلے جملوں نے سماعتیں شل کر دی تھی ان کے جاتے ہی ضیاء بھی کمرے سے باہر نکل گیا۔۔کچھ انہونی ہونے کا احساس چابک کی طرح روح پر پڑتا روح کو زخمی کر رہا تھا۔۔وہ کڑیوں سے کڑیاں ملاتا گیا تو روح کو بہت بڑا دھچکا لگا۔اپنی ہی بیٹی جیسی بہو کو وہ نیچے گرانے میں خود پاتال کی گہرائیوں تک جا گریں تھیں شاید۔

نورین بیڈ پر گرتی بلک بلک کر رونے لگی۔ضیاء نکل کر باہر آیا تو نظر مہران پر پڑی جو صوفے پر بیٹھا تھا اور عالیہ بیگم اس کے منہ پر مرہم لگا رہی تھیں۔

آج کی فلائٹ سے یہ واپس اپنے ملک جائے گا یا پھر قبرستان،،"ضیاء نے" لہجے کہا تو آبدہ بیگم کی تیوری چڑھی۔

اور تمہاری وہ آوارہ بیوی کہاں جائے گی،،؟"ان کے سوال پر ضیاء نے سختی"" سے مٹھیاں بھینچیں۔۔

بس کریں،،اس کا حساب بھی میں کر لوں گا،،پر یہ ابھی میرے گھر سے "
جا رہا ہے،،آپ نے اسے یہاں سے بھیجنا ہے یا میں یہاں سے جاؤں؟
میرے گھر آنے تک یہ یہاں مجھے اس گھر میں نظر نہیں آئے،،؟" وہ عالیہ
بیگم کو وارننگ دیتا گھر سے باہر نکل گیا۔آبدہ بیگم کی آنکھیں سکون اور
اطمینان سے چمکنے لگیں۔وہ جانتی تھیں بیٹا غیرت مند ہے۔۔ایسی لڑکی کو
کبھی ساتھ نہیں رکھے گا جس کے تعلقات غیر مرد کے ساتھ ہو۔
مہران باہر جائے گا،،تم لوگ اسے ایئرپورٹ پہنچنے نہیں دو گے،،وہ مجھے "
میرے دوست ایحان دلشیر کے فارم ہاؤس پر چاہیے،،"پورچ کے ایک
طرف صف باندھے کھڑے گارڈز کو حکم دیا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئے۔وہ
سخت تاثرات لیے قدم پیچھے لینے لگا اور ایک بار پھر اندر کی طرف بڑھ گیا۔
اب کے اس کی راہ کمرے کی طرف تھی۔اس نے گہرے گہرے سانس
بھرتے کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند کیا اور بنا کسی اور جانب دیکھے وہ
صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا اور سر تھامتے صوفے کی پشت سے لگایا۔

ساتھ ہی آنکھیں بھی موند لیں۔۔ایسے ہی کتنے لمحے سر کے تھے کے گھٹنوں پر کسی کے نرم ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔۔آنکھیں کھولتے وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا تو نورین سر جھکائے بیٹھی بے تحاشا بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔۔ہاتھوں میں لرزش تھی چہرہ لال سرخ آنکھیں اور ناک تو گویا سرخ رنگ سے رنگ دیے گئے تھے۔بال بکھرے ہوئے۔اس کی نظر چہرے سے ہٹتی نورین کے اپنے گھٹنے پر رکھے ہاتھ پر گئی جہاں کاٹے جانا کا نشان تھا۔نورین اس کے سامنے زمین پر بیٹھی تھی۔۔جسم بھی لرزنے لگا تھا۔وہ دراصل ضیاء سے ڈر رہی تھی۔۔اس سے خوفزدہ تھی۔اس کی ماں کے الفاظ وہ بھول نہیں پا رہی تھی۔اس کے ساتھ وہ عورت ایسا کچھ کر گزرے گی اس نے خواب میں بھی نا سوچا تھا۔بلکہ اسے دشمن نے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی کب دیا تھا۔

مم،،میں نے،،نن،،نہیں بلایا،،"وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔اس کی" آواز دھیمی تھی۔"وو،،وہ خود،،اس نے بد تمیزی کک کی،،"ابھی وہ مزید کچھ کہتی کے ضیاء نے اسے کمر سے تھامتے اوپر اٹھایا اور اپنی دائیں تھائی پر

بٹھاتے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔یہ سب جیسے بھی جس کی بھی منشاء کے مطابق ہوا تھا وہ سوچ بھی نہیں پا رہا تھا تبھی تمدرد واذیت سے بلبلا رہا تھا۔۔

"جانتا ہوں،، آئی ایم سوری نورین،، "ضیاء کے منہ سے سوری سن نورین کے رونے میں مزید روانی آئی۔۔وہ اسی کے سینے میں مزید پناہ تلاش کرتی بری طرح بلکنے لگی۔

"مم،، میں بد کردار،، نہیں ہوں،، "وہ رونے کے درمیان بولی ضیاء نے اس کے بال سہلاتے اس کے گالوں پر لب رکھا۔

"معلوم ہے،، تمہارے کردار کی وضاحت کم از کم مجھے نہیں چاہیے،، "وہ نورین کو پیچھے کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔نورین بھی بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

"پر جو تم نے دیکھا وہ،، آنٹی نے کہا،، "نورین کی آنکھیں لبالب پانی سے بھری تھیں۔وہ ضیاء کے بے انتہا قریب تھی۔ضیا کے اتنے قریب ہونے

سے نہ اسے کوئی جھجھک محسوس ہوئی تھی نہ ہی کوئی گھن یا منفی جذبہ محسوس ہو رہا تھا۔

جو دیکھا سب غلط تھا،، بہت غلط،، وہ غلط جو تمھارے ساتھ ہونے والا تھا،،" اور اس کا ذمہ دار صرف میں ہوں،، اس میں تمھاری کوئی غلطی نہیں، یہ سب میری لاپروائی کا نتیجہ ہے، میری آنکھیں تمہارے خلاف کچھ نہیں دیکھتی نہ میرے کان تمہارے خلاف کچھ سنتے ہیں،، میں اندھا اور گونگا ہو جاتا ہوں،" وہ نرمی سے بولا تو نورین روتے ہوئے آنکھیں میچ گئی۔ یہ اس شخص کی کیسی محبت تھی؟؟ کیسا یقین تھا؟ اگر وہ غلط نہیں بھی سمجھ رہا تھا تو غصہ تو کر سکتا تھا اپنا غصہ نکال بھی سکتا تھا۔ اتنا یقین تو اس کے بابا نے بھی اس پر نہیں کیا تھا۔۔ ضیاء کی نظریں اس کی بند آنکھیں سے ہوتی اس کے سرخ رخسار پر ٹھہری پھر زاویہ بدلا اور لبوں پر آ ٹھہریں۔۔ وہ آنکھیں میچتا دل میں اٹھتی اپنی طلب کا گلا گھوٹنے لگا لیکن برداشت نہ ہوا تو نورین کے چہرے پر نرمی سے جھکا۔۔ نورین جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی اس کی اس

شوخی بھری جسارت پر پوری آنکھیں کھل گئیں۔۔پر اس نے مزحمت نہیں کی۔۔نہ ضیاء کو پیچھے کیا نہ خود دور ہونے کی کوشش کی۔۔بلکہ واپس اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔اس کی غیر ہوتی حالت کے پیش نظر کچھ لمحوں بعد ضیاء پیچھے ہٹا۔کوئی مزحمت نہ دیکھ دل مزید منمنایاں کرنے کو مچلنے لگا۔۔وہ جانچنے کو ایک بار پھر اس کے چہرے کے قریب ہوا پر اس بار بھی کوئی مزحمت نہ ہوتے دیکھ دل حلق میں دھڑکنے لگا۔دوسری جانب نورین کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔دل باہر آنے کو تھا پر وہ آج ضیاء کو جھٹک نہیں سکتی تھی۔اسے خود سے دور جھٹکنے کی تمام تر وجوہات آج اپنی موت آپ مر گئیں تھیں۔اک اس نے اسے اپنا اعتبار سونپ کر جیسے اسے خرید لیا تھا۔اس کی روح کو اسیر کیا تھا۔اسے عزت و احترام دے کر اسے اپنی ہی نگاہوں میں معتبر کر دیا تھا۔کچھ اس کا لمس لمس پاکیزگی میں ڈوبا ہوا تھا۔یہ لمس اس کی روح میں اتر کے اسے معطر کر رہا تھا۔حالانکہ اس طرح اس کو چھونے والا وہ پہلا شخص تھا۔پھر بھی یہ لمس اس کا دل گدگدا رہا تھا۔۔اسے عجیب سی

سرشاری سے دوچار کر رہا تھا۔وہ ضیاء سے خفا تھی نفرت کی دعویدار تھی کہ ضیاء نے اس کے باپ کا اعتبار اس کے لیے ختم کیا تھا۔پر آج احساس ہو رہا تھا اس کے باپ کا اعتبار اس لیے ٹوٹا تھا کیونکہ ان کا اعتبار ضیاء کی طرح اندھا اور بہرا نہیں تھا۔۔اسے اب ضیاء کا لمس اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا۔۔

آنکھیں اور تیزی سے میچتی وہ ضیاء سے بچنے کے لیے ضیاء کے ہی سینے سے لگ گئی۔خود کو ضیاء کے سینے میں چھپاتے گویا پناہ طلب کرنی چاہی۔۔البتہ اس کی یہ خوبصورت اور جان لیوا ادا مقابل کے تمام تر سوئے احساسات و جذبات جگا چکی تھی۔۔یہ نخرا اور مزحمت نہ کرنے پر ضیاء سرشاری سے مسکرایا۔نورین کو بانہوں میں تھامتے کھڑا ہوا اور بیڈ پر لایا۔۔نرمی سے بیڈ پر کی تمام لائٹس آف کرتے کھڑکی پر پردے ڈال دیے۔۔ لٹاتے کمرے یہ سب دیکھتے نورین کے پسینے چھوٹنے لگے۔۔کچھ دیر پہلے جو ڈپریشن تھا وہ سب ہوا ہو گیا۔۔مہران خبیث تو جیسے بھول ہی گیا۔۔یاد تھا تو اب صرف ضیاء حیدر یاد تھا۔۔وہ ضیاء کو بیڈ کے جانب بڑھتے دیکھنے لگی تو دل حلق میں

آگیا۔۔ سمجھ نہیں آیا کیا کرے۔۔اس وقت اسے روکنا اس کا مان توڑنے کے مترداف تھا اور خوف حد سے سوا۔

ضض،،ضیاء،،"وہ بہت دھیمی آواز میں پکارنے لگی جب ضیاء اس کے پہلو" میں بیٹھا اور تکیے پر نیم دراز ہو گیا۔۔اور پھر نورین کا بازو پکڑتے اسے بھی اپنے ساتھ لٹالیا۔یہ دیکھ نورین نے سکون کی سانس خارج کی اور مسکرا کر منہ مزید ضیاء کے سینے کے قریب کر کے آنکھیں موندلی۔

اس لمحہ وہ خود سے اقرار کر رہی تھی کہ شادی ایک خوبصورت رشتہ ہے اور شوہر کی پناہ سب سے میٹھی، محفوظ اور خوبصورت آرام گاہ۔۔اس نے کبھی اتنے حسین احساسات اپنے دل میں پنپتے محسوس ہی نہیں کیے تھے جس قدر خوبصورت جذبات ابھی اس کے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔دھڑکنیں رقص کر رہی تھیں۔اسے پہلی بار اپنے نصیب پر رشک آرہا تھا۔شاید دل و دماغ میں محبت پنپنے لگی تھی جو وہ اپنے پورے وجود میں پھیلتی محسوس کر رہی تھی۔۔صرف ضیاء کے اندھے اور بہرے یقین پر۔۔

اب اسے سمجھ آیا تھا عورت دولت و محبت سے زیادہ عزت اور احترام کو کیوں فوقیت دیتی ہے۔ یہ دو چیزیں رشتے میں جان کیسے ڈال دیتی ہیں۔ کیسے ایک عورت کو معتبر کر دیتی ہیں۔ ابھی وہ یہی سب سوچ رہی تھی کہ اس کا سارا اطمینان غارت ہو گیا۔ دل سوکھے پتے کی طرح تھر تھر کانپنے لگا کہ ضیاء بہت نرمی سے اسے اپنی قید میں کرتا اب اس پر گہرے بادل کی طرح چھانے لگا تھا۔ اپنی انگلیاں نورین کی انگلیوں میں پھنساتا وہ نورین کی ناک سے اپنی ناک مس کرنے لگے تو بے اختیار نورین کھلکھلا کر ہنسی۔۔ ضیاء محبت بھری نظروں سے اسکی ہنسی دیکھنے لگا۔ پھر آہستگی سے اس کے ماتھے پر اپنا پر شدت لمس چھوڑا۔ وہ کیسے بتاتی شرم کا تکازہ تھا ورنہ چیخ کر بتاتی آج ضیاء حیدر کا چھونا اسے اس قدر حسین لگ رہا تھا۔۔ اپنا آپ بہت محترم اور معزز۔۔ ہاں ضیاء حیدر نے اپنی محبت میں معرکہ مارا تھا کہ نورین کے دل کو فتح کیا تھا۔

تمہیں کھا جاؤں،، "نورین کے کان کے قریب جھکتے اس نے شرارت سے" کہا۔

پیٹ میں جا کر آپ کا ہاضمہ خراب کر دوں گی،،"نورین بھی شرارت سے "
بولی تو ضیاء نے نفی میں سر ہلایا۔تو نورین نے بھی آخر اسے آپ کہتے شوہر کا
مقام دیتے اسے معتبر کر ہی دیا تھا۔۔
ٹھیک ہے پھر خالی چکھ لیتا ہوں،،"ہنستے ہوئے وہ مزید نورین کے قریب "
ہوا تو نورین کا دل بری طرح دھڑکا۔
ضیاء،،"بے اختیار منہ سے پکارا۔۔"
ہمم،،"ضیاء نے پیچھے ہٹتے اسے دیکھا۔وہ زور زبردستی کا قائل نہیں تھا۔"
جبکہ اس کے اس عمل سے نورین مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔اور
اس کے گرد اپنی نازک بانہیں لپیٹتے اس کے کشادہ سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔
اس کے خود سپردگی کے اس انداز پر ضیاء نے جھکتے شدت سے اس کا ماتھا چوم
لیا۔۔اگلے گزرنے والے پل یقیناً بہت خوبصورت تھے۔نورین کے لیے
بھی اور ضیاء کے لیے بھی۔۔کہ محبت ایک پاکیزہ رشتے کو مکمل کرتی اپنی
کامیابی پر آس پاس رقصاں تھی۔

*****

ریم ہاف ڈے میں گھر واپس جا چکی تھی۔ایحان نے اسے یونیورسٹی میں ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ ساتھ دوست تھے وہ بالکل بھی ان پر یہ ظاہر نہیں کر سکتا تھا کہ اسے ریم کی کوئی فکر ہے۔۔جبکہ ضیاء نے اسے ایک بار سمجھانے کی کوشش کی تھی پر اپنے الفاظ ضائع ہوتے دیکھ خاموش ہو گیا تھا۔یہ بھی صحیح کہاوت تھی جب تک انسان خود گرتا نہیں سنبھلتا نہیں۔۔

گھر پہنچ کر ریم کو بہت کالز کی تھیں لیکن پہلی کال جو اس نے ایحان کی ریسیو کی تھی لیکن ایحان کی آواز سن کے کاٹ دی تھی اس کے بعد سے اس کا فون مستقل طور پر بند تھا۔

کیا چاہتی ہے یہ لڑکی۔۔کیوں مجھے اتنا غصہ دلاتی ہے۔؟کیا چاہتی ہے میں" اس کے آگے جھکوں اور یہ اپنے تیور ساتویں آسمان پر چڑھالے۔۔"غصے میں کھولتے ہوئے کہا پھر کچھ سوچ کر مسکرایا۔

محترمہ کی عقل ٹھکانے لگانی پڑے گی۔۔"اپنے بال بن کی صورت میں" لپیٹتے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ لیے وہ باہر نکلا۔۔

رات اپنے پر پھیلا چکی تھی۔اس کی گاڑی سنسان سڑکوں پر دوڑتی ایک شناسا محلے میں رکی۔۔وہ گاڑی لاک کرتا تین چار گلیاں کراس کرتا نعمان علی کے گھر کے بیک سائیڈ پر ایک خالی پلاٹ میں داخل ہوا اور مہارت سے درمیانی دیوار پر چڑھتا اندر کود گیا۔چھوٹی سی گلی سے باہر نکلا جس میں گملے رکھے تھے۔صحن میں نعمان علی گہری نیند میں تھا کہ اس کی ہلکے ہلکے خراٹے جاری تھے۔گھر کی بتی مکمل گل تھی۔اندازے سے قدم ریم کے کمرے کی جانب لیتے اس نے ٹارچ جلائی۔۔وہ یہ بات ماننے سے انکاری تھا مگر جب سے وہ یونیورسٹی سے بغیر کچھ کہے سنے واپس آئی تھی اور اس پر متضاد آکر اس سے

بات تک نہیں کی ناں اس کی کوئی فون کال ریسیو کی تو وہ تب سے ہی تقریباً جلتے توے پر بیٹھا تھا۔بس نہیں چل رہا تھا اس کے پاس آئے اور اس کی عقل ٹھکانے لگادے۔اب جبکہ وہ یہاں تک چلا آیا تھا تو سامنے ہی روشنی میں اسے چارپائی پر بے خبر سوئے دیکھا تو گویا تن بدن میں آگ سلگ اٹھی۔

مجھے تیورد کھا کر محترمہ کتنی پر سکون نیند کے مزے لے رہی ہے۔۔میں " تمہاری نیند غارت کردوں گا ریم نعمان علی۔۔۔تمہیں میری محبت میں دیوانہ ہونا پڑے گا میرے سامنے گڑگڑانا پڑے گا۔۔"خود سے عہد کرتے اس نے ٹارچ بند کرتے فون جیب میں ڈالا اور قدم ریم کی جانب بڑھایا اور چارپائی پر ریم کے برابر میں بیٹھا۔۔کچھ لمحے گزرے تو روشن دان اور کھڑکی سے چھن کر آتی چاندنی نے منظر کافی حد تک ٹھنڈا اور صاف کر دیا۔اس نے بہت قریب سے ریم کا چہرہ دیکھا تو بے ساختہ آنکھیں میچیں۔۔وہ کیوں دکھتی تھی اتنی بھولی اور معصوم؟کیوں تھی اس کے چہرے پر یہ والہانہ

کششش۔۔وہ خوبصورت نہیں ہو کر بھی سب سے خوبصورت کیوں تھی۔؟

ایحان دلشیر اپنے جبڑے بھینچ گیا۔

کنٹرول ایحان۔۔جسٹ کنٹرول یور سیلف۔۔"تم اس کی جانب اس قدر"
اٹریکٹ ہر گز نہیں ہو سکتے۔۔

خود کو اچھے سے باور کرواتے اس نے آنکھیں واپس ریم پر مذکور کی تواب کے اس کے گھنے سائے پر ریم کسمسائی۔۔

وہ آنکیں بند کیے ہی تھی۔۔کہ اسے نیند میں اپنے قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔وہ نیند سے بیدار ہونے لگی۔خوف سے اچانک اسکا جسم منوں بھاری ہونے لگا۔اپنے بہت قریب کسی کی بھاری خوشبو سے معطر سانسوں کے ساتھ سگریٹ اور پرفیوم کی ملی جلی خوشبو۔۔ریم کا دل دہل گیا۔۔۔۔وہ ہوش میں آتی خود پر کسی کو جھکا دیکھ بری طرح گھبرائی البتہ یہ نہ دیکھ سکی کہ مقابل کون ہے۔۔وہ اس وقت شور مچا کر پورے محلے میں اپنا تماشا بھی نہیں لگانا چاہتی تھی تبھی بمشکل اپنے لبوں کو آپس میں بھینچے رکھا۔۔اچانک

چارپائی سے اٹھ کر تیزی سے بھاگنے لگی تھی جب اچانک کسی نے بازو سے کھینچ کر اسے واپس چارپائی پر دھکا دیا اور اس کے وجود پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ شدید مزاحمت کر رہی رہی تھی پر جو کوئی بھی تھا طاقت میں وہ ہر گز اس کے مقابل نہیں تھی۔۔ بری طرح جھٹپٹانے کے بعد چند ہی تھی کہ وہ تھک کر ڈھیر ہو گئی۔ اور بری طرح سسک پڑی۔ لمحوں کی کہانی اندھیرے میں مقابل کے ہونٹ اسکی بے بسی پر دھیمے سے مسکرائے۔ ایحان نے ایک ہاتھ سے کمرے کی کھڑکی جو آدھی کھلی تھی مکمل کھول دی جو چارپائی کے پیچھے ہی تھی چاند کی روشنی میں اس کے سامنے بے بس پڑی لڑکی کے وجود کو مکمل روشن کر گئی۔۔ لمبے بال تکیے پر بکھرے تھے۔۔ سادگی میں کسی بھی قسم کے تکلفات سے پاک وہ بے پناہ حسین لگ رہی تھی منظر مزید صاف ہوا تو ایک بار پھر اس کا دل ڈگمگانے لگا۔۔ دوپٹے سے بے نیاز اسکے دلنشین خدوخال سے نظریں چراتے مقابل نے اسکا دوپٹہ اٹھاتے اسکے سینے پر پھیلایا۔۔ وہ جو عزت لٹ جانے کے خوف سے آنکھیں میچ گئی تھی پٹ

سے آنکھیں کھولیں لیکن جان توتب ہواہوئی جب اپنے اوپر جھکے اس امیر زادے کودیکھا جس نے اسے ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔ کیسے اپنے دوستوں کے سامنے اس کی اہمیت دو ٹکے کی کی تھی۔کیاسوچتے ہوں گے وہ لوگ۔۔ہنستے ہوگے اس پر۔۔

آپ،، چھوڑیں مجھے،،،ورنہ میں چلاؤں گی،،،"ایحان کودیکھ کر ریم کا" خون کھول اٹھا۔۔

چلاؤ پھر اس حال میں تمہارے بابا ہمیں دیکھے گا تو ابھی سے اپنے نواسے کا" نام سوچ لے گا۔،،،" وہ انتہائی بے باکی سے اپنی اور اس کی موجودہ پوزیشن پر طنز کر رہا تھا۔اس کی بے باک بات سن ریم کا چہرہ تپنے لگا۔۔آنکھوں سے آنسو تواتر سے جاری تھے۔کتابی چہرے پر ایک رنگ آرہا تھااور ایک رنگ جارہا تھا جسے وہ شوخ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

یونیورسٹی میں بھی آپ مجھے زلیل کر چکے ہیں اب محلے میں بھی رسوا کرنا" چاہتے ہیں،،،آپ کے نزدیک غریب لڑکیوں کی عزت واہمیت صرف چند

ٹکے کی ہو گی لیکن،،، "وہ غصے سے پنکھار ہی رہی تھی کہ وہ اس کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ گیا۔

اے اا ششششششش،،،، جو مجھ سے منسوب ہو جائے وہ انمول ہوتا اور تم ٹکے " کی بات کر رہی ہو،، بہت انمول ہو تم ریم نعمان علی، "اس نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔اس کی قید میں پھنسی ریم کو اس کی عقل پر شبہ ہوا۔۔وہ ایسا ری ایکٹ کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔ صبح تک اسے زلیل کر کے دوسروں کے سامنے تماشا بنانے والا اب محبت سے بات کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔۔اسے احساس بھی نہیں تھا شاید کہ وہ ریم کی نسوانیت اور۔۔

میں آپ سے منسوب نہیں ہوں سمجھے آپ،،، اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں " میں عزت کے خوف سے خاموش رہوں گی تو آپ غلط ہو،، "بے بسی کے احساس سے چور گلوگیر آواز میں کہتے ساتھ اس نے ایحان کے بازو پر زور سے اپنے دانت گاڑھ دیئے۔۔یہ حملہ اچانک تھا ایحان نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبایا اور اس کی زور آزمائی ملاحظہ کرنے لگا کچھ لمحوں بعد ریم کو اپنے منہ

میں خون کا زائقہ محسوس ہوا وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی لیکن اس ڈھیٹ بیہودہ بے شرم شخص کو ویسے ہی خود پر قابض دیکھ مزید بے تحاشا رونا آنے لگا۔۔۔ تمہاری دی ہوئی تکلیف سے نہیں جاوں گا لیکن اب لگ رہا ہے اگر یہاں " رکا تو واقعی تمہارے بابا کو اپنے نواسے کا نام سوچنا پڑے گا،،، " وہ بگڑا ہوا تھا۔ یہ سب باتیں کرنا اس کے لیے عام تھا وہ الگ بات تھی اس نے کبھی کسی لڑکی سے نہ اس طرح کی بات کی تھی۔نہ ہی کسی لڑکی کے کمرے کے یوں چکر لگائے تھے۔۔وہ اپر کلاس میں موو کرنے والا تھا اور لڑکے لڑکی کا آپس میں یہ تعلق قائم کرنا اس کے لیے عام بات تھی اور یہ لڑکی جو اس کے سامنے تھی اسے تو بلآخر اسی کے سامنے زیر ہو کر اسی کی زندگی میں آنا تھا بس گڑگڑانا تھا بھیک مانگنی تھی اپنی محبت کی۔۔پھر ایحان دلشیر فیصلہ کرتا کہ احسان کرنا ہے یا نہیں۔۔۔ایحان کی بات سن ریم کی آنکھیں خوف سے پھیلیں ایحان اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ اس کے چہرے پر جھکا تو وہ فورا آنکھیں میچ گئی۔

ڈونٹ وری،،اتنی جلدی پاپا نہیں بننا مجھے،شادی سے پہلے تمہیں بالکل"

"نہیں چھوؤں گا،، لیکن اب مجھے لگتا ہے شادی بہت جلدی کرنی پڑے گی،

اس کے چہرے پر پھونک مارتے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ایک بھرپور نظر اسکی بند آنکھوں لرزتی پلکوں،کپکپاتے وجود پر ڈالتے چہرے پر ماسک لگاتا ہڈی پہنے کمرے سے نکل گیا۔۔وہ جتنی خاموشی سے اس گھر میں داخل ہوا تھا اتنی ہی خاموشی سے اس گھر سے باہر نکل گیا۔آکر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔آنکھوں کے پردے پر ابھی کچھ لمحے قبل کا منظر پوری آب وتاب سے جگمگا رگوں میں عجیب سا سرور دوڑا رہا تھا۔۔وہ اس سرور سے باہر نہیں نکلنا چاہتا تھا مگر فون کی بجتی رنگ نے اس گہری سوچ میں مخل ڈالا۔تو کشادہ ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھ گیا۔۔فون اٹھا کر دیکھا تو ٹچ سکرین پر باران دلشیر کا نمبر جگمگا رہا تھا۔جسے دیکھ اس کی کنپٹیوں کی رگیں مزید پھولنے لگیں۔۔یقیناً پھر سے اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ اس وقت کہاں اور کیوں موجود ہے۔۔وہ کیا جواب دے گا۔کہ اس کے پاس

اس کی یہاں موجودگی کی کوئی معقول ترین وجہ موجود ہی نہیں تھی۔اس نے کال نظر انداز کرنا چاہی۔ مگر وہ جانتا تھا بات کیے بغیر جان نہیں چھوٹے گی۔ تبھی کال پس کر کے فون کال کو لگایا۔۔

کہیے،،،؟لہجہ بیزاری بھرا تھا۔۔

"ایحان، تم رات کے اس پہر وہاں اس بچی کے پاس کیا کرنے گئے تھے،، کیا تعلق ہے تمھارا اس سے؟؟ سرد و سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا تھا۔ایحان جانتا تھا بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔

"میری انا کو ٹھیس پہنچائی ہے اس نے،، وہ میری ضد بن چکی ہے،، میرے لیے محض ایک کھلونا، جس سے میں اپنا دل بہل جانے تک کھیلنے کا ارادہ رکھتا ہوں،، اسی لئے آپ انٹرفئیر مت کریں،، بلکہ بچپن سے لے کر آج تک آپ نے میری ہر ضد پوری کی ہے تو ہوپ سو یہ بھی پوری ہونے دیں گے،،، ایحان کا لہجہ بے تاثر تھا۔ لیکن باران دلشیر اس کے لہجے سے ہی اس کی

روح تک میں جھانک چکا تھا۔آخر باران دلشیر کو اپنی باتوں میں الجھانا اتنا آسان کب تھا۔

اوکے رائٹ،، کل وہ یونیورسٹی سے تمھارے فلیٹ پر پہنچادی جائے گی،،" جتنا مرضی کھیل لینا،، مگر میں نہیں چاہتا اس کی وجہ سے بعد میں تمھارے ساتھ کوئی پرابلم ہو تو دل بہلانے کے بعد گلاد باکر راوی میں پھینک آنا،، باقی میں خود سنبھال لوں گا،،،

شٹ اپ برو،، جسٹ شٹ اپ،، وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔۔"ایسی گھٹیا" بات آپ ہی کر سکتے ہیں صرف آپ،، وہ طیش و اشتعال سے پاگل ہوا تھا یہ جانے بغیر کہ یہ طیش اسے جان بوجھ کر دلایا گیا تھا۔جبکہ اس کے اس بات پر اس طرح سے بھڑک جانے پر باران دلشیر کے لبوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔"میں ایسا کچھ نہیں چاہتا سمجھے آپ،،اسی لئے اپنے پالتو کتوں سے کہیے گا مجھ سے اور ریم نعمان علی سے بہت دور رہیں،اس کے آس پاس بھی کوئی بھٹکا تو اسے زندہ جلادوں گا،،وہ حلق کے بل غرایا تھا۔

تو تم اس سے آخر چاہتے کیا ہو ایحان،، باران نے سپاٹ لہجے میں جھنجھلا کر "
پوچھا۔
کم از کم یہ نہیں کہ اس کی عزت اور زندگی سے کھیل جاؤں،، میری ایسی "
کوئی اٹینشن نہیں،، ایحان دانت پیس کر بولا۔
تو آدھی رات کو اسے درس سنانے گئے تھے ایحان دلشیر،،؟؟ رات کے "
اس پہر تم اس کے پاس کیوں گئے تھے،؟؟ باران نے بے تاثر لہجے میں پوچھا
تھا مگر تب تک ایحان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے جگمگانے لگے تھے وہ
گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔ اس کے پاس باران دلشیر کی بات کا کوئی
جواب نہیں تھا تبھی جھٹپٹا کر فون بند کر کے سوئچ آف کر دیا۔۔
نہیں میں ایسا کچھ نہیں چاہتا، ایحان نے گہرے سانس بھرتے ایک مرتبہ '
پھر سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔ مگر دل میں چور ضرور تھا۔ ابھی
کچھ دیر قبل ہی تو دل میں ایک انوکھی اور عجیب سی خواہش جاگی تھی۔ جس
کی وہ مسلسل نفی کر رہا تھا۔ 'میں اسے بدنام اور بے عزت ہر گز نہیں کرنا

چاہتا، میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اسے آنچ بھی آئے، ایحان کے دل نے چپکے سے اس سے سرگوشی کی تھی۔ جس پر دماغ نے بھی اثبات کی مہر ثبت کی۔

آئی پرامس ریم نعمان علی، میں آج کے بعد کبھی تم سے رات کی تاریکی اور تنہائی میں ملنے نہیں آؤں گا۔اس کے دل نے پھر سے چپکے سے سرگوشی کی جس سے وہ صد فیصد متفق تھا۔۔

****

وہ سڑھیوں سے مزے سے اتر رہی تھی اس کے ایک ہاتھ میں برف کا ٹکڑا تھا اور چہرے پر پانی کے ٹھہرے ہوئے قطرے۔ایک بار پھر اس نے برف کو چہرے پر لگایا تھا یہی وجہ تھی کہ اس قدر مگن ہونے کی وجہ سے دوسری سیڑھی پر کھڑے زین کو دیکھنے میں ناکام رہی تھی جو اسے ہی گھور رہا تھا۔یہ لڑکی چار دن تک غائب رہی تھی نہ رات دکھی نہ دن۔کمرے میں بھی نہیں آئی تھی۔وہ چار دن سے تاک میں تھا ایک بار ہاتھ لگ جائے تو اس کی ہڈی پھسلی ایک کر دے گا۔۔اور اب میڈم برف کا مساج کرتی کتنی مگن تھی۔

اس وقت وہ پنک لانگ ٹی شرٹ اور گرے ٹراؤزر میں سکارف کے تکلف سے بے نیاز تھی۔زین نیچے سے دوسری سیڑھی پر تھا اور وہ اوپر سے دوسری سیڑھی پر جب اس کی نظر زین پر پڑی تھی۔جو شکاری چیتے کی طرح اسے سالم نگل جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔یکدم سحر کو اپنا حلق خشک ہوتا کھڑی تھی جب اس کی تیز نگاہوں محسوس ہوا۔حلق تر کرتے وہ بالکل اسٹل نے زین کو اوپر قدم بڑھاتے دیکھا وہ اگلے ہی لمحے پلٹی اور بھاگنے لگی اسے بھاگتے دیکھ زین اس سے زیادہ تیز بھاگا پر پچھلی بار کی طرح اس بار بھی قسمت نے عین لمحے پر دھوکا دیا کہ وہ جو اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا سیڑھیاں کر اس کرتا اس کے قریب بڑھا ہی تھا کہ سحر کے ہاتھوں سے گری برف پر سلیپر پھسلی اور؟ وہ منہ کے بل زمین پر گرا۔کچھ لمحوں بعد سحر ایک کمرے میں گھستی فورا دروازہ لاک کر گئی۔منہ کے بل زمین پر گرنے سے ناک اور ماتھے پر چوٹ لگی تھی۔زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھی فرش پر مارتا وہ ناک اور ماتھا رگڑتا کھڑا ہوا۔

کیا کروں میں اس کے ساتھ؟ کیا اس کی بوری بند لاش بنا کے تندور میں" جھونک دوں یا اس کی بوٹیاں کر کے دریا میں بہا دوں،،" وہ خون آشام نظروں سے بند دروازے کو دیکھتا سوچ رہا تھا۔

اتنی فتنہ لڑکی میرے ہی نصیب میں کیوں؟ بچی نہیں ہے یہ،، میں غلط تھا " یہ ایک فتنہ ہے،" غصے سے کہتا وہ پلٹا ہی تھا کہ اپنے پیچھے اپنی ماں کو کھڑا دیکھا۔۔۔

یہ تمہاری ناک اور ماتھا لال کیوں ہو رہا ہے۔۔؟" عابدہ نے حیرت سے" پوچھا۔

کیونکہ آپ نے میرے سر پر ایک فتنی توپ اور ناک میں ایک زہریلی نکیل" ڈال دی ہے،، یہ جو لڑکی آپ سب کو معصوم دکھتی ہے نہ پوری کی پوری گھنی عورت ہے،، آئی سئو یر اس میرے سامنے مت آنے دیجیے گا،، ورنہ میں اس کو،،" وہ مزید کھولتا ہوا کچھ کہتا لیکن اس سے پہلے عابدہ اسکی بات کاٹ گئی۔

اس فتنی عورت کو تم ایک بار غور سے دیکھو گے ناتو اس کے فتنے سے بھی" محبت ہو جائے گی،،" وہ بہت رسانیت سے بولیں۔ محبت کے نام پر زین کا حلق تک کڑوا ہوا۔۔

محبت نہیں کی تو میری عزت کا تماشا لگا دیا اس نے،،،اگر محبت کی تو گلی گلی" میں میرے اشتہار لگا دے گی،اور میں اس سے محبت کروں ہی کیوں؟؟ "آفت کہیں کی،،

اپنی ناک مسلتے نخوت سے سوچا جبکہ عابدہ اسے خاموش دیکھ گہرا مسکرائی۔ اچھا میں نے تمہیں یہ بتانا تھا کہ میں نے آج شام پر ضیاء اور اس کی بیوی،،" ساتھ ایحان اور ملحق کو ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے،،"انہوں نے گویا زین کے سر پر دھماکا کیا۔

واٹ،،وائے؟"پہلے وہ شوکڈ ہوا پھر چیختے ہوئے پوچھا۔" کیا مطلب کیوں؟ایحان ملنے آنے کا کہہ رہا تھا۔میں نے سوچا ضیاء نیولی ویڈ" ہے،،اسے گھر پر بلانا چاہیے،،تو باقی صرف ملحق رہ گیا اس کا کیا قصور،،"

عابدہ بیگم کی بات پر اس کے زہن کے تانے بانے ایک مرتبہ پھر سحر کی طرف چلے گئے۔۔اگر اس کے دوست گھر آئے اور سحر کو اس کی بیوی کی حیثیت سے دیکھ لیا تو کیا ہو گا؟ وہ یہی سوچ کر پریشان ہوا تھا۔

کیا ہوا تم چپ کیوں ہو گئے،،؟"زین کو پھر سوچ میں گم دیکھ عابدہ نے اس" کا گال تھپتھپایا۔

آپ سحر کو ان کے سامنے نہیں لائیں گی، ورنہ،،"وہ جیسے حتمی لہجے میں" کہہ رہا تھا آخر میں دھمکی لگائی۔

ورنہ کیا کرو گے،،؟ وہ آئی بروا چکا گئیں تو زین کا دل کیا خود کشی کر لے۔"

مام،، میں پھر گھر سے چلا جاؤں گا،، آپ اکیلے کمپنی دیجیے گا انہیں،"زین" نے تیر تو بالکل نشانے پر لگایا تھا پر جو تیر چلایا تھا شاید وہ تیر اپنی جانب مڑ گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے چلے جانا،، تمہاری بیوی پھر انہیں کمپنی دے گی،،" وہ بھی جواب "
دیتیں پلٹ گئیں۔اوران کا تیر بالکل نشانے پر لگا تھا۔اگر سحر انہیں کمپنی
دیتی تو نجانے کیا کیا فضول بولتی۔

کہاں پھنس گیا میں،،اس کو تو دیکھتا ہوں میں،،دیکھتا ہوں ایسے کیسے سامنے "
آتی ہے چھوٹا فتنہ،"پر سوچ نظروں سے دروازے کو گھورتا وہ واپس
سیڑھیاں اتر گیا۔وہ جانتا تھا وہ ان کے سامنے آئی تو اس کے دوستوں نے اس
کا جینا حرام کر دینا ہے کہ ایک تو سحر کافی کم عمر تھی۔دوسرا یہ کہ اس کی
شادی کب اور کیسے ہوئی اس بات کو لے کر وہ کافی ناراض ہونے والے تھے
تیسرا سحر کی امیچیورٹی اور اس کی شخصیت میں کانفڈینس جو نا ہونے کے
برابر تھا۔عہ نہیں چاہتا تھا کہ اس چیز کو لے کر کوئی اس کا مزاق آڑائے۔
جس کام سے وہ اوپر آیا تھا وہ کام یکسر بھول گیا تھا۔

****

شام وہ ناچاہنے کے باوجود بھی تیار ہو گیا تھا۔اس نے کوشش کی تھی کہ ضیاء سے کہہ کر کھانے سے معذرت کروائے۔ لیکن پھر مناسب نہیں لگا۔اب وہ لاؤنج میں بیٹھا سوچ بچار میں مصروف تھا۔ کہ سحر کو کہاں چھپائے۔عابدہ بیگم کھانے کے انتظام کروا کے کمرے میں تیار ہونے گئیں تھیں کیونکہ شام کے چھ بج چکے تھے اور وہ لوگ جلدی آنے والے تھے۔ جبکہ وہ چالاک لومڑی جو شکل سے معصوم لگتی تھی وہ تو ایسے کمرے میں چھپ کر بیٹھی تھی جیسے چور پولیس سے۔۔ویسے چور تو وہ تھی۔۔۔کچھ سوچتے زین کی آنکھیں چمکیں۔۔سامنے سے گزرتی ملازمہ کو پکارا۔

"جاؤ اوپر سحر بی بی کو اطلاع دو کہ مام نے اسٹور روم مہمانوں کو ویلکم کرنے کے لیے گفٹ رکھے ہیں وہ فورا نکال لاؤ،، کہنا مام نے جلدی کرنے کو کہا ہے،،"وہ بول کر کھڑا ہوا۔ملازمہ فورا اس کی بات پر گردن ہلاتی اوپر کی جانب جانے لگی تو زین کو اندازہ ہوا وہ محترمہ آج کل اوپر کے فلور کا ایک کمرہ استعمال کر رہی تھی چلو اچھا تھا اسی بہانے اس کی پناہ گاہ تو معلوم ہوئی تھی۔

آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔۔یہ سوچ کر وہ گہرا مسکرایااور ملازمہ کے جاتے ہی خود بھی اسٹور میں چلا گیااور دروازہ آدھا بند کر لیا۔سٹور بھی سائز میں ایک کمرے جیسا تھا یا پھر کمرے کو ہی اسٹور روم بنایا گیا تھا۔ اسٹور روم خاصہ صاف ستھرا تھا۔وہاں سامان کے نام پر کچھ ڈیکوریشن پیس رکھے تھے ساتھ پینٹنگز وغیرہ رکھی تھیں۔ابھی وہ وہیں اس کے انتظار میں تھا ہوئی۔گفٹ باکس کے جب وہ مگن سی دھاڑ سے دروازہ کھولتی اندر داخل لیے نظر دوڑاتے جونہی پلٹی دروازے کے عین برابر میں دیوار سے پشت ٹکائے زین کو دیکھ دل اچھل کر حلق میں آگیا۔جب کہ زین جو جنگلی بلی کی طرح فوراً اسے جھپٹنے کے ارادے لیے تھا دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ دل کے ساتھ آنکھیں بھی ساکت ہوئی تھیں۔۔

بڑی بڑی آنکھوں میں بھر کر کاجل لگائے پلکوں کو مسکارے کی مدد سے مزید نمایاں کیا تھا۔ہونٹوں پر گلابی گلاز لگائے۔وہ ڈارک بلیو کلر کے شلوار قمیض میں ملبوس دوپٹے کو لاپرواہی سے کندھے پر ڈالے ہوئے تھی۔شرٹ پر

باریک کٹ ورک کا کام تھا۔ریشمی بالوں کو فلوقت رفلی لپیٹ کر جوڑے میں مقید کیا تھا۔ لیکن جوڑا ڈھیلا ہونے کے باعث بال چہرے پر جھول رہے تھے۔زین اسے دیکھنے میں محو تھا جب وہ زین کی محویت کا فائدہ اٹھاتی فورا دروازے کی جانب بھاگی۔۔ لیکن بروقت زین نے اسے بازو سے واپس کھینچتے دروازہ بند کر دیا۔وہ جو اس کے نوخیز حسن سے پہلی پر اس قدر ٹھٹھکا تھا اس کے بھاگنے پر سارا افسوں پل بھر میں ٹوٹا تھا۔

"مام،، وہ ابھی چلانے ہی لگی تھی جب زین نے ایک بہا تھ اس کی کمر میں ڈال کر دوسرا اس کے منہ پر جمایا۔

چپ مام کی چمچی،، اگر ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو زبان کاٹ دوں گا،،" وہ غرایا تو سحر کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔۔ لیکن سچ تو یہ تھا کہ وہ اس کم سن حسن کی مورت کو دیکھ کر آج دل و جاں سے ہل گیا تھا۔۔آج زین کے لمس میں اس کے لیے نرمی اپنائیت اور ملکیت کا احساس تھا۔۔ سحر کو اس کا ہاتھ اپنی پشت پر رینگتا محسوس ہوا تو اس کا سانس تک حلق میں اٹک گیا۔

خبر دار،،اگر ایک بھی مگر مچھ کا آنسو میرے سامنے بہایا، تم کتنی مکار ہو" مجھے بہت اچھے سے معلوم ہے،،،اگر میرے سامنے یہ ڈراما کیا تو دو لگاؤں گا،،"وہ غصے سے بولا تو سحر نے فوراً آنکھیں جھپکیں۔۔زین کی دھاڑ پر وہ سر جھکائے کھڑی ہو گئ۔زین آنکھوں کو چھوٹا کیے اسے گھورنے لگا۔

چالباز خوبصورت چڑیل،،"زہن میں اسے نئے لقب سے نوازا پھر کچھ " سوچتے اسٹور روم میں نظر دوڑائی تو سامنے کرکٹ بیٹ نظر آیا۔

ہمم،،وہ اٹھا کر لاؤ،،"وہ اسے بیٹ لانے حکم دے رہا تھا۔سحر نے فورا حکم " کی تکمیل کرتے بیٹ اٹھا کر زین کو دیا۔زین بیٹ کو پکڑتا ہاتھوں میں گھمانے لگا۔

اگر تمہیں بال سمجھ کر پوری قوت سے میں تمہیں یہ ماروں تو تم انڈیا کی" سرحد پر جا کر گرو گی،،"وہ پر سوچ انداز میں بولا تو سحر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

ایسے مت دیکھو،، یہ میں تب کروں گا،، جب تم میرا حکم نہیں مانو گی،،"
لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں پچھلی بار کی سزائیں میں نے تمہیں نہیں دی اس لیے تم اس بات کو بھی خالی خولی دھمکی سمجھ کر اڑا دو گی،، اس لیے پہلے، پہلے والی سزائیں تمہیں دوں اس کے بعد تمہاری عقل درست کروں گا،،، ویسے بھی بہت سارا حساب نکلتا ہے میرا تمہاری طرف،،" زین نے اس کے قریب ہوتے کہا تو وہ فورا قدم پیچھے لے گئی۔
تم باہر میرے دوستوں کے سامنے نہیں آؤ گی،،" زین نے فون بجتا دیکھ" فورا سائلینٹ کیا۔ ایحان کا نمبر دیکھتے اس وقت اسے بات مختصر کر کے ختم کرنا مناسب لگا۔ بدلہ اگلی بار کے لیے چھوڑتے وہ سیدھا مدعے پر آیا۔
لیکن میں تو تیار ہو گئی،،،" وہ سادگی سے فورا منمنائی۔ زین نے آئی برو اچکا" کر اس کی تیاری دیکھی اور پھر گہرا مسکراتے اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا۔

اوو،، تیار تو تم واقعی ہو گئی ہو،،اب تو ضرور میرے دوستوں کے سامنے آنا" پڑے گا آخر دعوت جو خاص تمہارے انٹرو کے لیے رکھی گئی ہے،،ویٹ میں ابھی تمہارا مسئلہ دور کرتا ہوں،،" یہ کہتا وہ اسے ساتھ کھینچتا کمرے کی تلاشی لینے لگا پر ایسا کچھ ہاتھ نہ گا جو اسے درکار تھا۔ منہ بناتے اس نے سحر کو دیکھا جو خود بھی اس کے ساتھ چلتی پریشان تھی۔ نظر سحر کے پیچھے ایک کونے میں رکھے جنریٹر پر پڑی جو خراب تھا مسکرا کر وہ جنریٹر پر جھکا نجانے کیا کر رہا تھا جب کھڑا ہوا تو اس کے ہاتھ پر کالا آئل لگا ہوا تھا۔ سحر کو اس کے ارادے خراب لگے تو وہ بری طرح جھٹپٹا کر زین سے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔زین مسکراتے پلٹا اور وہی آئل کا ہاتھ اس کے کپڑوں کے عین سامنے مل دیا۔ پھر دوبارا ہاتھ پر آئل لگاتے اس کے چہرے پر لگا دیا۔

آہ،،، تمہاری تیاری تو خراب ہو گئی،،اب تم دعوت میں کیسے آؤ گی،،؟اس" نے بھولے پن سے انجان بننے کی بھرپور اداکاری کی۔

چلو کوئی مسئلہ نہیں اب تم دوبارہ تیار ہونے کی زحمت مت کرنا،،ورنہ "
میں تمہیں بال بنا کر انڈیا کے بارڈر پر پھینک دوں گا،،"آخر میں غصے سے
کہا۔جب کہ اپنے فیورٹ ڈریس کی یہ حالت دیکھتے سحر کی آنکھیں حقیقت
میں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔ناک سرخ پڑ گئی تھی اور وہ آنسو پینے کے چکر
میں سر مکمل جھکا گئی تھی کہ اس بے مہر بے حس شخص کے سامنے اپنے قیمتی
آنسو اور خود کو بے مول کرنے کا کوئی فایدہ نہیں تھا۔اسے جواب نہ دیتے
دیکھ زین نے اس کا سر تھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا تو اسی لمحے وہ آنکھیں میچ
گئی۔کئی آنسو گال پر پھسلے تو زین کی گرفت اس کے چہرے پر ڈھیلی پڑی۔وہ
معصوم سی چالاک لومڑی حقیقت میں رو رہی تھی۔لب ضبط سے آپس میں
پیوست تھے۔زین کو نجانے کیوں اپنے کیے گئے عمل پر شرمندگی سی ہوئی۔
سحر کے آنسو عجیب سی بے کلی اس کے وجود میں جگا گئے۔

کمرے میں جاؤ،،"دروازہ کھولتے زین نے سنجیدگی سے کہاتو وہ اگلے ہی"
لمحے وہاں سے بھاگ گئی۔گہری سانس لیتے زین نے منہ پر ہاتھ پھیرا تو انگلی پر
باقی رہتا آئل اس کے منہ کو بھی سیاہی سے رنگ گیا۔

واٹ دا،،"غصے سے چیختے وہ اپنے کمرے کی طرف گیا۔ایحان اور ضیاء"
دونوں کا میسج اسے موصول ہو چکا تھا کہ وہ لوگ گھر سے نکل چکے ہیں۔۔

****

صبح جب نورین کی آنکھ کھلی تو نظر سامنے دیوار پر لگے دیوار گیر پردوں پر گئ
جس نے کھڑکی کو ڈھانپے رکھا تھا۔پھر بے اختیار کسمساتے خود پر کمفرٹر
دبوچتے کروٹ بدلی تو نظر اپنی جانب کروٹ بدل کر سوتے ضیاء پر گئی جس کی
صورت اسی کی جانب تھی ماتھے پر بکھرے بال۔وہ شرٹ لیس تھا اچانک
نورین کے گال سرخ پڑنے لگے اور ماتھے پر ہلکا ہلکا پسینہ نمودار ہوا۔اپنے اوپر
سے کمفرٹر ہٹا کر اپنے وجود پر ضیاء کے کپڑے دیکھے تو آنکھیں میچ لیں۔۔

اللہ یہ کیا ہو گیا۔۔۔اب ضیاء کیا سوچے گا میرے بارے میں ؟۔۔میں "
" نظریں کیسے ملاؤں گی ان سے۔۔

ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتے وہ اٹھ بیٹھی۔۔گال خواہ مخواہ دہک رہے تھے۔ دل تھا کہ بے قابو ہوتے جان لینے کے در پر تھا۔خود پر سے کمفرٹر ہٹاتے وہ دبے قدموں اٹھی اور بیڈ سے نیچے اتر گئی۔۔

وارڈروب سے کپڑے نکال کر واشروم میں بند ہو گئی۔

کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو بے اختیار شکر ادا کیا کہ ضیاء سو رہا تھا۔ جلد از جلد اپنی تیاری مکمل کرتے وہ بیگ لیتی کمرے سے باہر نکل گئی۔آج وہ دل سے دعا گو تھی کہ ضیاء یونیورسٹی نہ آئے۔۔دل اور دن دونوں اچانک بہت پر رونق لگ رہے تھے۔بات بے بات چہرے پر گلال بکھر رہا تھا۔ضیاء کی سرگوشیاں کانوں میں گونجتی تو پیٹ میں تتلیاں اڑنے لگتیں۔وہ آج مسلسل اسی کے بارے میں سوچے جا رہی تھی۔اسے سوچنا بہت اچھا بھی لگ رہا تھا۔اپنا آپ مکمل مکمل لگ رہا تھا۔

****

تمام رات روتے ہوئے گزری۔۔خودازیتی کی انتہا تھی کہ وہ بیڈ کی جگہ زمین پر پڑی رہی اور رات بھی زمین پر گزار دی۔۔اس کا اس کمرے میں قید آج دوسرا دن تھا۔وہ اپنے قول کا پکا نکلا تھا۔۔اور انتہائی ظالم بھی کہ ایک نظر پلٹ کر نہیں دیکھا تھا وہ پرسوں دوپہر سے بھوکی تھی کھانے کا ایک لقمہ اس کے منہ میں نہی گیا تھا۔ملازمہ آتی تھی کھانا رکھ کر چلی جاتی تھی۔اور جب وہ کھانے سے انکار کرتی تو گھنٹوں بعد اٹھا کر لے جاتی تھی۔

میں تمہیں سچ میں معاف نہیں کروں گی آرزک خانزادہ" وہ نڈھال سی" سسکتی ہوئی خودازیتی سے بولی۔اس نے کھانا نہیں کھایا تھا بھوک لگنے کے باوجود کہ آرزک خانزادہ بخوبی جانتا تھا کہ وہ بھوک کی شدید کچی ہے بھوکی نہیں رہ سکتی وہ ضرور آئے گا۔۔پر وہ تو واقعی نفرت نبھا رہا تھا۔سسکیاں جاری ہی تھی کہ اچانک ایک زوردار ابکائی آئی کہ کلیجہ زور سے کھنچا۔۔وہ نڈھال تھی اس کے باوجود تیزی سے اٹھی اور کمرے سے منسلک واشروم

میں بھاگی۔۔واش بیسن پر جھکی تو ایک کڑوا زہر سفید پانی منہ سے الٹی کی صورت میں نکلا۔۔کلی کرتے وہ سیدھی ہوئی تو زہن بری طرح چکرانے لگا۔ اسے خدشہ ہوا کہ یہ خالی پیٹ کی وجہ سے الٹی ہوئی تھی اور اب کمزوری سے زہن چکرانے لگا تھا۔اسے کھانے کی شدید ضرورت تھی۔ڈر تھا کہ بے ہوش ہو کر گر نہ جائے جبھی شاور کھول کر اس کے نیچے کھڑی ہو گئی۔۔ بحال ہو گئے۔شاور بند کرتے وہ واپس کچھ لمحے لگے رکتے حواس مکمل کمرے میں آئی۔۔کل چند کپڑے جو ملازمہ رکھ کر گئی تھی ان میں سے ایک زیبّ تن کیا اور بستر پر نیم دراز ہو گئی۔۔ابھی لیٹے چند لمحے گزرے تھے کہ ایک بار پھر ابکائی آئی۔۔وہ واپس واشروم بھاگی پر اس بار حالت مزید خراب ہوئی یوں لگا جیسے کلیجہ کٹ کے منہ کو آگیا۔آنکھوں میں ڈھیروڈھیر آنسو جمع ہوئے۔۔

باران بھائی،،"آنکھیں بند کرتے وہ بے اختیار باران کا نام لیتے سسک" پڑی۔اس نے کسی سے سنا تھا کہ خوشی میں انسان اس شخص کو یاد کرتا ہے جس سے وہ بہت محبت کرتا ہو۔۔اور غم میں اس شخص کو یاد کرتا ہے جو آپ سے بہت محبت کرتا ہے۔۔ہاں باران اس سے بہت محبت کرتا تھا وہ جانتی تھی۔دل نے شدت سے پکارا کہ باران دلشیر اسے لینے آجائے تو وہ اس کے پیچھے چھپ جائے۔۔کافی دیر اندر آنسو بہا کے وہ باہر نکلی تو سامنے ملازمہ ناشتے کی ٹرے لیے کھڑی تھی۔ٹرے میں پاستہ اور چکن نگٹس تھے۔پیٹ نے زور و شور سے احتجاج کیا کھالے پر ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ یعنی مقابل اتنا بھی انجان نہیں تھا وہ جانتا تھا کہ وہ کھانا نہیں کھا رہی جب ہی اس کی پسند کی چیزیں بھیج رہا تھا تاکہ وہ بھوک کی شدت سے خود ہی ٹوٹ جائے۔۔

م۔۔۔مم۔۔مجھے نہیں۔۔کھ۔۔کھانا،،"وہ سپاٹ لہجے میں بولتی" لڑکھڑاتے قدموں سے بیڈ پر لیٹ گئی۔سرخ سوجھی آنکھوں پر بازو رکھ

لیا۔ملازمہ نے اس کے لڑکھڑاتے قدم دیکھے تو لب بھینچ کے باہر نکل گئی۔
لاؤنج میں آتے فون اٹھایا اور وہ نمبر ڈائل کیا جس پر اطلاع دینے کا حکم دیا گیا تھا۔اگلی جانب سے فوراً کال اٹھائی گئی جیسے مقابل اسی فون کال کے انتظار میں تھا۔

سر بیگم صاحبہ نے کھانے سے پھر سے انکار کر دیا ہے،،" ملازمہ نے اطلاع" دی تو آرزک نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔

اوکے،،،" وہ کہتے ساتھ رابطہ منقطع کرنے لگا جب ملازمہ نے درمیان میں" مداخلت کی۔۔

سر ایک اور بات،، میڈم کے قدم لڑکھڑا رہے تھے وہ بری طرح چکرا رہی" تھیں،، چہرے کا رنگ بھی ہلدی کی طرح پیلا زرد پڑ چکا ہے شاید کمزوری کے باعث،،" ملازمہ کے کہنے پر دوسری جانب بیٹھے آرزک کی پکڑ فون پر مضبوط تر ہوئی۔اور رابطہ منقطع کر دیا غصے سے فون ٹیبل پر پٹختے سر ہاتھوں میں تھاما۔۔دو دن سے وہ خود پر ضبط کیے ہوئے تھا۔اگر دو دن سے ایلف

آرزک خانزادہ نے کچھ نہیں کھایا تو آرزک خانزادہ کی جان پر بھی ایک لقمہ حرام تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا وہ بھوک برداشت نہیں کر سکتی پھر بھی ضد کر رہی تھی۔۔ کیوں؟ کیا وہ جانتی تھی کہ وہ خود آرزک خانزادہ کی ایک بہت بڑی کمزوری ہے؟ اور اگر شرمندہ تھی تو ایک بار پکارتی۔! ملازمہ سے کہتی میرے شوہر کو بھیجو۔۔ پر محبت کے جواب میں اسے صرف انا اور خود غرضی ملی تھی اس کے باپ کو اتنا سب برا کہنے کے باوجود وہ لڑکی شرمندہ تک نہیں تھی بس چاہتی تھی کہ وہ اس کے آگے جھک جائے۔۔۔ وہ جھک جاتا اگرچہ درمیان میں تنازعہ کی وجہ اس کا باپ نہ ہوتا۔۔ لیکن اب جب وہ کھانا نہیں کھا رہی تھی تو اس کی عقل ٹھکانے لگانا بھی بہت ضروری تھا۔ یوں بھی کمزور دھان پان سی تھی مزید کمزور ہو جاتی۔۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ آفس پہنچا تھا اور اب کچھ دیر میں میٹنگ تھی جسے مینیجر کے سپرد کرتا وہ خود گھر کے لیے نکلنا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے ہی فون پر میسج کی بے بجی تھی۔ وہ اس وقت فون کی جھک میں ہر گز نا پڑتا لیکن فون پر جگمگاتا پرائیویٹ نمبر دیکھ وہ تجسس کے

ہاتھوں مجبور ہوا تھا۔۔آخر میسج کھول کر دیکھا تو جیسے آسمان سر پر آن گرا تھا۔
یا زمین ریزہ ریزہ ہو کر پاؤں کے نیچے سے سرکتی چلی گئی تھی۔
"تمھارے گھر کا وہ کمرا جس کے پنکھے سے تم نے اپنے باپ کی لاش کو
جھولتے دیکھا تھا اگر نہیں چاہتے کہ آج اپنی بیوی کی لاش کو اسی پنکھے سے
جھولتے دیکھو تو فورا گھر پہنچو اور اپنی بیوی کو اس کمرے سے نکال لو،،،
آرزک خانزادہ بری طرح اضطراب کا شکار ہوا تھا۔ابھی یہ سوچنے کا وقت
نہیں تھا کہ یہ میسج کیوں اور کس نے بھیجا تھا۔ویسے وہ اس میسج کو سیریس
نہیں لینا چاہتا تھا کہ اس کے گھر کی سیکیورٹی انتہائی حساس تھی۔اسے ایلف کو
لے کر کسی قسم کا کوئی خدشہ نہیں تھا مگر پھر بھی وہ فورا وہاں سے نکلا تھا۔
گاڑی ڈرائیو کرتے زہن مستقل اضطراری کیفیت میں کسی پراگندہ سوچ کا
احاطہ کیے ہوئے تھا۔۔سیگریٹ کی شدید طلب اس نے ڈیش بورڈ سے
سگریٹ نکال کر سلگائی اور لبوں میں دباتے ایک گہرہ کش لیا۔بیس منٹ کی
ڈرائیو کے بعد گاڑی گھر کی پارکنگ میں رکی۔گاڑی سے باہر نکلتے سگریٹ

زمین پر پھینکتا وہ اندر کی جانب بڑھ گیا جب ٹھٹھک کے رکا۔۔پورچ میں اس کے چچا کی گاڑی بھی کھڑی تھی۔۔

اندر داخل ہوا تو ملازمہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی تھی آرزک کو دیکھ فورا متوجہ ہوا۔۔

چچا آئے ہیں،،؟" ملازمہ سے سوال پوچھا۔"

"جی سر،، میم کے کمرے میں گئے ہیں،، دس منٹ ہوئے ہیں،،"

ملازمہ نے مکمل وضاحت دی تو آرزک کے ماتھے پر بل پڑا۔۔قدم فورا اس کمرے کی جانب بڑھائے جہاں ایلف کو بند کیا تھا۔کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔۔ابھی کمرے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تھا اس سے پہلے وہ دروازہ مکمل کھولتا حرکت کرتے ہاتھ ساکت ہو گئے۔۔

****

ملازمہ کے جانے کے بعد اسے ناچاہنے کے باوجود ایک یقین سا ہو گیا کہ اب آرزک مجبور ہو کر لازم کمرے میں آئے گا۔۔فکر اسے تھی یہ بات اس کے

ایک عمل نے ظاہر کر دی تھی۔کچھ دیر گزری تو کمرے کے دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔ تیز بھاری قدموں کی دھمک پر دل حلق میں اچھل آیا۔۔ لیکن کچھ عجیب تھا کیا؟۔۔

چند لمحے۔۔۔ محض چند لمحے لگے تھے اسے پہچاننے میں کہ آنے والا شخص آرزک خانزادہ نہیں ہے۔۔یہ ناگوار ترین خوشبو آرزک خانزادہ کی نہیں تھی۔یہ خوشبو کچھ الگ تھی۔۔آنکھوں سے بازو ہٹایا تو لگا سب کچھ تھم سا گیا ہے۔۔سامنے ہی وہ درندہ صفت شخص کھڑا تھا جو کہنے کو رشتے میں اس کے شوہر کا چچا تھا لیکن ایلف سے اس کا ایک دوسرا تعلق بھی نکلتا تھا اور وہ نفرت کا تھا۔

تت۔۔تم،، "بیڈ سے اٹھتے وہ لڑکھڑاتے دوسری جانب اترنے لگی کہ سر" چکرانے پر بری طرح چکراتی زمین پر گری۔حواس مکمل گم نہیں ہوئے تھے یہی وجہ تھی اپنی اس کمزوری پر جی بھر کے غصہ آیا۔

ارے ارے۔۔آرام سے ایلف،،"پرویز جھٹ سے اس کے قریب"
ہونے لگا تھا کہ وہ حواس سنبھالتی غرائی۔۔
خ۔۔خبردار۔جو۔۔مم۔۔مرے قریب آئے۔۔۔دد۔۔درندے"
ہو۔۔تت۔۔تم،،"آنکھوں میں خون اتر آیا پر مقابل واقعی درندہ تھا جبھی
دلکشی سے مسکرایا۔
تمہاری حالت دیکھ کر تو لگ رہا ہے درندہ تمہارا شوہر ہے،،صرف بطور"
ایک استعمال کی شے کی طرح رکھا ہوا ہے تمھیں،،کھلاتا پلاتا نہیں ہے
کیا،،؟"سوال نہیں گویا غلاظت میں لپٹا طنز تھا۔
تت۔تت۔تم س۔۔۔سے کروڑ۔۔۔گ۔گنا اچھا ہے،،،"اب کی بار"
ایلف پنکھاری تو وہ بیڈ پر بیٹھتا ہنسنے لگا۔
افف خوبصورت لڑکی،،اچھا تو میں بہت ہوں پر تم نے کبھی غور نہیں"
کیا،،،اچھا تو میں جوانی میں بھی تھا پر افسوس تم نے تب بھی غور نہیں کیا تھا پر
تم تب بے بی تھی نا،،پر میں تو تب بھی ایک بھرپور مرد تھا ابھی بھی بھرپور

مرد ہوں،،ویسے بھی آرزک خانزادہ تمہیں طلاق دینے والا ہے اس کے بعد تمہارے پاس ایک آپشن میں ہی ہوں،،"ایک آنکھ دباتا وہ ایلف کے قدموں تلے زمین کھینچ گیا۔

کیا واقعی آرزک اسے طلاق دے رہا تھا۔؟ کیا اس کی ذات اتنی بے وقعت تھی کہ اس کے بولے گئے سچ کو جھوٹ مان کر آرزک اسے اپنی زندگی سے نکال رہا تھا۔

جج۔۔ جھوٹ۔۔ جھوٹ بول رہے۔۔ہہ۔۔ہو تم،،"اب کی بار وہ" دھاڑی تھی۔۔کہ اس کی دھاڑ پر کمرے کا دروازہ کھولتے آرزک کے قدم تھمے تھے۔

نہیں میری جان، جھوٹ نہیں بول رہا سچ کہہ رہا ہوں،، جھوٹ تو تم نے کہا" ہے،،میرے مرے ہوئے عزیز بھائی پر الزام لگا کر،،"عہ ایلف کا سرخ چہرہ دیکھتے مزے سے بولا جب کہ ایلف کے آنسو کے ساتھ اب سانس بھی تیز ہو رہی تھی۔کمرے کے دروازے پر کھڑے آرزک کو اپنے چچا کا طرزِ

تخاطب ناگوار حد تک گراں گزرا تھا۔غصے سے دروازہ کھولنے ہی لگا تھا کہ ایلف کی آواز نے ایک بار پھر اسے آنکھیں میچنے پر مجبور کیا تھا۔وہ لڑکی اب تک اپنی بات پر ڈٹی تھی۔

"سس۔۔سچ کہا ہے۔مم۔۔میں نے۔۔تم جج۔۔جھوٹے ہو۔۔تم۔۔نے اور۔۔۔تت۔۔تمہارے بھا۔بھائی نے مل۔کر میر۔۔۔میری ع۔۔ع۔۔عزت پر۔۔ہاتھ ڈالا۔۔ت، تھا،،" وہ روتے ہوئے دیوار تھامے نیچے بیٹھنے لگی۔۔کہ اب کھڑے ہونے کی ہمت نہیں تھی۔

"یہ بھی جھوٹ ہی ہے،،عزت پر ہاتھ ڈالا کب،،ڈالنے لگا ہی تھا کہ سار امزا کر کرا ہو فیا،،ویسے آپس کی بات ہے میرا بیچارا شریف بھائی اس میں شامل نہیں تھا،،ویسے تم بہت چھوٹی تھی اس وقت، تمہیں یاد ہے سب،،؟" وہ ایلف کے قریب زمین پر پنجوں کے بل بیٹھا تو ایلف خوف سے آنکھیں میچ گئی۔آنکھوں میں وہ لمحہ گھوما جب اسکول سے اسے یہی درندہ پک کرنے آیا تھا۔۔وین ڈرائیور کو رشوت دے کر۔۔وہ دو تین بار ان کے گھر آچکی تھی

۔۔باران نے پہلی بار اپنے کسی بزنس پارٹنر سے متعارف کروایا تھا۔وہ پہچانتی تھی اسے یہی وجہ تھی کہ اس کے ساتھ چلی گئی تھی۔لیکن وہ ایلف کو گھر چھوڑنے کی بجائے اپنے گھر لے آیا۔پھر اس کی معصومیت چھیننے کی کوشش۔۔لیکن اس سے پہلے کچھ ہوتا آرزک کا باپ کمرے میں آگیا۔اپنے بھائی کو کمرے سے نکالتے اس شخص نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔وہ اس شخص اسے روکنے کی اور قابو کرنے کی کے پاس آنے پر چلا رہی تھی۔وہ کوشش کر رہا تھا لیکن پھر اچانک اس نے ایلف کو زوردار تھپڑ مارا۔۔اس کے بعد کا ہوش ایلف کو نہیں تھا۔۔

"شمس بھائی تو تمہیں بچانے آئے تھے،، تھپڑ تو تمہیں قابو کرنے کے لیے مارا تھا،، تمہارے بے ہوش ہونے کے بعد افسوس انہوں نے نہ خود کچھ کیا نہ مجھے کچھ کرنے دیا،،" وہ آہستگی اور مکاری سے ایلف کے کان میں سیسہ انڈیل رہا تھا جب کہ آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ دروازے پر کھڑا آرزک سن چکا تھا۔اور اب اس کا قدموں پر کھڑا رہنا مشکل ہو رہا تھا۔

تت۔۔۔تم۔۔تم جھوٹ۔۔۔کک۔۔کہہ۔۔رہے ہو۔۔۔

اگر۔۔۔ای۔ی۔۔ایسا ہو۔۔ہوتا تو۔۔۔مم۔۔میرا بب۔۔بھائی۔کبھی انہیں۔۔نن۔۔نہ مارتا۔۔۔وہ کک۔۔کبھی میرے بھائی۔۔کی وجہ س ۔۔خو۔۔خودکشی۔۔نن۔۔نہیں کرتے،،"ایلف کی آواز بہت کمزور تھی۔۔اگر واقعی آرزک کا باپ بے قصور نکلتا اور باران قاتل تو وہ کیا کرتی،،؟

ہاہاہاہا،،"اس مکار شخص کا قہقہ ایک نہیں بلکہ وہاں موجود دو لوگوں کے لیے آزارِ جان بنا تھا۔دونوں ہی مزید حقیقت سننا نہیں چاہتے تھے۔۔پر لگ رہا تھا کہ کوئی اور جھول بھی ہے اسی لیے دونوں خاموش تھے۔۔

تمہارے بھائی نے تمہارے سسر کو نہیں مارا بے بی،،بلکہ میں نے،،نہیں" نہیں سوری،،،تمہارے بھائی نے ہی مارا،،تمہارے بھائی نے ہی مارنے پر مجبور کیا،،ہم دونوں بھائی بہت خوش تھے،،میں اپنے بھائی کا برا نہیں چاہتا تھا،،بس اپنا تھوڑا فائدہ چاہتا تھا،،بزنس کا کچھ حصہ اپنے نام کر رہا تھا پر تیرے

بھائی کو نمک حلالی یاد آگئی اور میرے بھائی کو میرے خلاف کر کے اپنا پارٹنر بنالیا،،

اور وہ بھائی؟ جو خون تو میرا تھا کسی غیر کی باتوں میں آکر اپنی وصیت ہی بدل دی،، مجھ سے سب چھین لیا تو پھر میں نے شکار تمہیں بنایا پر اس میں بھی میرا بھائی درمیان میں آگیا،، مجھے باران دلشیر سے بچا کر مجھے جائیداد سے بلکل بے دخل کر کے زندہ درگور کرنے کا سوچا،، مجھ سے سب چھین لیا،، بس پھر ایک تیر سے دو نشانے،، میں انھیں قتل نہیں کرنا چاہتا تھا بس غصہ کنٹرول نہیں ہوا اور غصے میں زور سے دھکا دیا، ہاتھ گلے پر لگا اور وہ اوپر،، " کہتے کہتے پرویز پھٹی آنکھوں سے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔

ان ہاتھوں میں وہ آخری سانسیں لے رہا تھا،، وہ میرا بھائی تھا،، میں اس سے " بہت محبت کرتا تھا،، میں اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے اس کی باقی کی جان میں نے خود گلا دبا کر نکال دی، پھر اسے پنکھے پر لٹکا دیا اور الزام تمہارے بھائی پر،، " اب کے وہ اطمینان سے مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا جبکہ ایلف

کا پتھر جسم ہولے ہولے لرزنے لگا تھا۔خوف سے ہاتھ پاوں ٹھنڈے ہونے لگے۔۔

کمرے کے دروازے کے ہینڈل سے آرزک کا ہاتھ نیچے گرا تھا۔۔پتھر پر دراڑ پڑنے کی مانند اس کا وجود ایک انتہائی درد سے گزر رہا تھا۔یہ وہ درد تھا نہ جو کسی کو دکھایا جا سکتا تھا نہ بتایا جا سکتا تھا۔جان لیوا درد۔۔۔یوں لگتا تھا اس کے باپ نے ابھی ابھی تڑپتے اس کے سامنے اپنی جان گنوائی ہو۔۔۔اگر قدرتی موت ہوتی تو اتنا مشکل نہ ہوتا پر یہ تصور کے اس کا باپ جینے کی تمنا میں تڑپتا تڑپتا اپنے ہی سگے بھائی کے ہاتھ قتل ہو گیا۔پاؤں شل ہوئے تو وہ دروازے کے پیچھے دیوار سے پشت لگائے بیٹھتا چلا گیا۔آنکھیں بالکل ساکن ہو گئی تھیں۔۔

مم۔۔می ی،یہ سب آرزک۔۔کو بتادوں گی،،"ایلف ہوش میں آتی" وہاں سے اٹھنے لگی جب پرویز نے زور سے اس کا بازو کھینچا۔۔ایلف ایک لمحے میں واپس زمین پر گھٹنے کے بل گری۔

وہ تمہاری بات پر یقین کرے گا ہی نہیں بے بی،، خیر،، کچھ وقت کی بعد" ہے یہ تکلیف تم سے ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گی، آج ایک ضروری کام ہے،، اس کام کے بعد یقیناً تمہارا شوہر سڑک پر آجائے گا،، ٹوٹل بدنام اور بے کار،، پھر تم اس سے آزاد،، لیکن اس سب سے پہلے ایک حسین شام تمہارے نام، چاہے تم چاہو یا نا چاہو،، بس وقت تم طے کر لو" خباثت سے کہتے اپنا ہاتھ ایلف کے گال کی طرف بڑھایا جسے ایلف نے بری طرح سسکتے ہوئے جھڑک دیا۔۔

افف تمہارا یہ نخرہ،، مزہ آئے گا بے بی،، باران دلشیر کی طرف ماضی میں" جو حساب نکلتا ہے وہ تمہارے وجود سے چکتا کروں گا،، "مکروہ ہنسی ہنستا وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ کھلا تو آرزک کا وجود مزید دروازہ سیدھا ہونے کی وجہ سے چھپ گیا۔ پرویز جا چکا تھا۔ پر نہ آرزک میں ملنے کی ہمت باقی رہی تھی نہ ایلف میں۔۔ حقیقت زہریلے ترین شہر کی مانند بہت تلخ تھی۔۔ آرزک خانزادہ کے لیے یہ قبول کرنا موت کے مترادف تھا۔۔

****

آؤ نیچے،، ساتھ ناشتہ کریں گے،،"فریش ہو کر نکلتی وہ کمرے سے منسلک"
ٹیرس پر جانے لگی تھی جب صبح والے حلیے میں ہی زاویار اس کے سامنے آیا
تھا۔۔وہ شرٹ لیس تھا۔ماتھے پر بال بکھرے تھے۔مردانہ وجاہت کا شہکار
وہ شخص اس کے حواسوں پر چڑھانے لگا تو زرمش نظریں چرانے لگی۔۔
میرا ناشتہ کمرے میں ہی آتا ہے،،"لہجہ میں طنز نہیں تھا صرف خالی پن"
تھا۔
آج سے نہیں آئے گا،، میں نے رول بنایا ہے آج سے ہم ساتھ ناشتہ،،"
"ساتھ لنچ اور ڈنر بھی ساتھ کریں گے،،
زاویار نے زرمش کے بازو پر ہاتھ پھیرتے ہتھیلی کو اپنے ہاتھوں کی گرفت
میں لیا تو زرمش کا دل مٹھی میں آیا۔وہ کیوں ہو رہا تھا اتنا اچھا۔اتنا میٹھا۔
اچانک کیا ہوا تھا؟۔کیا کل رات کی قربت کا اثر تھا کہ اب وہ اس کے ساتھ

مکمل تعلق قائم کرنے کے لیے یہ والا ہتھکنڈا اختیار کر رہا تھا۔لاکھ خود کو پتھر کرنے کے باوجود اسے زاویار کے اس طرح رنگ بدلنے سے سخت ناگواری ہوئی تھی۔مرد کیوں ہوتا ہے اتنا بے حس، مطلب پرست؟؟ہمیشہ کی طرح اس کی سوچ منفی ہی تھی۔

اپنا حلیہ درست کر لیں،،،میں کپڑے نکال دیتی ہوں،،"زاویار کے ہاتھ" سے اپنا ہاتھ کھینچتی وہ وارڈروب کی طرف بڑھنے لگی جب زاویار نے بہت اچانک گردن میں ہاتھ لپیٹتے اچانک اس کو اپنی جانب کھینچا۔۔وہ خوف سے چیختی پلٹی تو اپنے چہرے کو زاویار کے چہرے کے بالکل قریب پایا۔اس کی آنکھوں کے شوخ تقاضے اور ایک مخصوص لپک زرمش کا وجود لرز اٹھا۔ دھڑکن ایک سو بیس کی اسپیڈ سے دوڑنے لگی۔

"تمہیں امپریس کرنے کے لیے شرٹ اتاری ہے میں نے،،،رات تم بار بار میری باڈی کو چھو کر کہہ رہی تھیں،،اومیرے ہینڈسم ہز بینڈ یہ تو ہالی وڈ ہیرو سے بھی زیادہ ہوٹ ہے،،،افففف،،ویسے کیا تم ہالی وڈ ڈموویز دیکھتی ہو،،؟'

وہ شرارت پر آمادہ تھا آخر میں معصومیت سے پوچھتے وہ بہت قریب سے زرمش کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھنے لگا۔ پھر نظر زرمش کے پنکھڑیوں سے گلابی لبوں پر آن ٹھہری اس سے پہلے وہ ان پر جھکتا کوئی شرارت کرتا زرمش نے جھٹکے سے اس سے اپنا وجود چھڑوایا۔ حیاء سے سرخ ہوتے چہرے سے زاویار کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ اتنے دنوں بعد زاویار کو اس میں پہلے والی زرمش کی جھلک دکھی تھی۔ وہ اندر تک سرشار ہوا ہاں اسے اسی زرمش سے محبت ہوئی تھی۔ وہ ایسی ہی زرمش چاہتا تھا۔ دیکھ لیا تھا اس نے کچھ دن زرمش کا تابعداری کا روپ اور حقیقت یہی تھی کہ وہ روپ دل کو بالکل نہیں بھایا تھا۔

ج،، جھوٹ کہہ رہے ہیں آپ،، میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ہو گا،، "زایار کو" کہتے ساتھ وہ کمرے سے ہی باہر بھاگی تھی۔ زاویار نے بامشکل اپنا قہقہ ضبط کیا۔

بیزار اور ناراض لڑکی کبھی بھی ایک مرد کو خوشی اور تسکین نہیں دے سکتی زرمش۔۔اور میں زبردستی کرنے والا مرد نہیں ہوں۔۔میں تمہاری رگوں میں بھی وہی جنون وہی محبت بھر دوں گا جو میرے وجود کا حصہ بن رہی ہے۔۔میں اگر آگ ہوں تو تمہیں پیٹرول بننا پڑے گا۔۔

مسکرا کر شیشے میں دیکھتے اپنی وہی شرٹ پہنی جو زرمش نے اتاری تھی۔اس ٹی شرٹ کو سونگھا تو اس مہکتی خوشبو کو محسوس کیا جو اس نے کل زرمش کی قربت میں محسوس کی تھی۔وہ بھی کمرے سے باہر نکلتا ڈائننگ ہال میں آگیا۔ زرمش کو وہ خود ہی سرو کر رہا تھا۔درمیان میں محمل سے بھی کسی نہ کسی بات پر بحث اور کھیل جاری تھا۔زرمش نے ان سب میں انجان رہنے کی حتی الامکان کوشش کی تھی۔ناشتے کے بعد وہ لوگ لاونج میں بیٹھے تھے جب زاویار نے ملازمہ کو اشارہ کیا۔ محمل وہیں باربی کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی اور زرمش زاویار کے برابر صوفے پر بیٹھی تھی۔بلکہ یوں کہنا مناسب تھا زاویار نے زبردستی اسے اپنے قریب بٹھایا تھا۔۔

میں نے زندگی میں بہت بڑا دھوکہ کھایا ہے اور بہت قریبی شخصیت سے "
کھایا ہے،، جس کے ہاتھ میں اپنا وقار اپنی عزت سونپی تھی میں نے،، "
زاویار کے اچانک بولنے پر زرمش نے زاویار کی جانب دیکھا وہ سنجیدہ
نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا زرمش فورا نظریں جھکا گئی۔

میں تمہارے کردار پر شک نہیں کرتا زرمش،، مجھے معلوم ہے تم پاکیزہ اور "
باکردار ہو،، یہی وجہ ہے کہ میرے نکاح میں ہو،، اگر مجھے تمہارے کردار پر
شبہ ہوتا تو بلاشبہ تم ابھی میرے نکاح میں نہیں ہوتیں،، نکاح اگرچہ انجانے
میں ہوا پر شروع سے بے بس تم تھیں میں نہیں،، میں اسی وقت تمھیں
طلاق دے دیتا اگر تمہارے کردار پر رتی برابر بھی شک ہوتا،، "زاویار کا
دھیما لہجہ اس کے زخم ادھیڑ رہا تھا۔ وہ اس سے یہ مان، یہ اعتبار یہ خلوص کا
ڈھونگ نہیں چاہتی تھی۔۔ کیونکہ جانتی تھی بچپن سے محبت کے لیے ترسی
تھی بہت جلدی اس محبت کے بہکاوے میں بہک کر کمزور ہو جائے گی۔ جبکہ
وہ تو خود کو بہت مضبوط کرنا چاہتی تھی۔ ناچاہنے کے باوجود آنکھوں میں آنسو

جمع ہونے لگے جسے وہ پلکیں جھپک جھپک کر اندر انڈیلنے لگی پر ناکام رہی۔ کہ ایک آنسو کا شفاف موتی دائیں گال پر نرمی سے پھسل گیا۔

"پر تمہارا بار بار اس گھر سے مجھ سے دور بھاگنا تمہارے کردار کو مشکوک کرتا ہے زرمش،، کوئی بھی بات ہے تو مجھ سے شیئر کرو،، کوئی مسئلہ ہے تو بیان کرو،، کیا کوئی شبہ ہے یا تکلیف؟ میں تمہاری بات سنوں گا بھی اور تمہارا مسئلہ حل بھی کروں گا،، وعدہ رہا تم پر شک نہیں کروں گا یار،،" زرمش کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے اس نے بے حد نرمی سے اسے اپنے بازو کے حصار میں قید کر لیا۔ وہ مزید کمزور پڑنے لگی۔ وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔ پر کمزور پڑ رہی تھی۔ اور کیوں نہ پڑتی اللہ نے اسے عورت بنایا تھا۔ عورت اپنی تخلیق نہیں بدل سکتی۔ اپنی فطرت نہیں بدل سکتی کہ اس کی فطرت میں نرمی ہے۔

"لیکن میں تو بندہ بشر ہوں کوئی فرشتہ تو نہیں،، شک نہ بھی کروں تو شیطان تو میرے ساتھ بھی ہے وسوسہ میرے دل میں آجاتا ہے،، کیونکہ میں نے یہ

سب فیس کیا ہے،، میری بیوی مجھے اور میری بچی کو چھوڑ کر میرے ہی بزنس کلائنٹ کے ساتھ بھاگ گئی،، میں تو دودھ کا جلا ہوں چھاچ بھی پھونک پھونک کر پیوں گا،، مجھے خود پر شک کرنے کا کوئی موقع ہی مت دو زرمش یہ درخواست ہے تم سے میری،، زرمش کا سر سینے پر رکھتا وہ نرمی سے سے اس کی پشت سہلانے لگا۔۔ آنکھیں میچتے زرمش نے دور ہونے کی کوشش کی پر زاویار نے اس کی یہ کمزور سی کوشش کو ناکام کر دیا۔

"میری طرف سے تم پر کوئی پابندی نہیں ہے آج سے،، تم باہر جانا چاہتی ہو جاؤ،، جیسے زندگی گزارنا چاہتی ہو گزارو،، میرے لیے مشکل ہے کہ اب دوبارہ اپنی عزت ایک عورت کے ہاتھ میں سونپ رہا ہوں،، پر پہلے جو عورت تھی وہ میری محبت تھی اور اب جو عورت میرے نکاح میں ہے وہ میری محبت نہیں ہے،،، پر پتا نہیں کیا ہے کہ وہ دنیا کی ہر شے سے زیادہ قیمتی اور خاص ہے میرے لیے،، دوبارہ مجھ سے دور بھاگنے کی کوشش مت کرنا،، قیمتی شے بھی دل سے اترنے کے بعد بے مول ہو جاتی ہے،، خود کو

انمول رکھنا،،"زرمش کو زبردستی دور ہوتے دیکھ وہ دو انگلیاں سے زرمش کی ٹھوڑی تھام کر چہرہ بلند کر گیا۔۔

آنسوؤں سے بھری آنکھوں میں اپنی نظریں گاڑتے وہ اسے بہت کچھ باور کروا چکا تھا۔ نجانے کیوں مگر زرمش کو اپنا آپ موم کی طرح پگھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔لگا کچھ دیر مزید بیٹھی تو اس شخص کے سامنے اپنا وجود ریزہ ریزہ کر بیٹھے گی جبھی اٹھ کر اندر بھاگنے لگی پر زاویار نے کلائی سے تھام کر اسے واپس بٹھایا۔۔

تمہارے لیے ایک ڈرائیور پلس باڈی گارڈ کا انتظام کیا ہے میں نے،، تم آج" سے زرمش نہیں مسز زاویار خانزادہ کی طرح زندگی گزارو گی،، خود کو ہر جگہ محفوظ تصور کیا کرو کہ زاویار معراج خانزادہ خود سے جڑے رشتوں کی حفاظت کرنا جانتا ہے،،"زاویار نے مسکرا کر فخریہ کہا تو زرمش کا دل کیا اس پاگل شخص کا سر پھوڑ دے۔آنکھوں میں آنسو کی جگہ غصہ پھوٹنے لگا۔۔

عجیب پاگل شخص تھا یہ پل میں تولہ پل میں ماشہ جانے چاہتا کیا تھا۔۔ایک

طرف اسے آزادی دے رہا تھا تو دوسری جانب کسی کو اس کے سر پر مسلط کر کے قید بھی کر رہا تھا۔۔

اندر بھیج دو،،"زاویار نے اس کی غصے بھری آنکھیں دیکھ اپنی ایک آنکھ " دبائی تو زرمش فورا نظروں کا زاویہ بدل گئی۔

اسی وقت لاونج میں ملازمہ کے ساتھ ایک آدمی اندر داخل ہوا۔زرمش نے نظریں موڑ کر نوارد کی جانب دیکھا تو اس بدترین اتفاق پر کلیجہ منہ کو آگیا۔وہ ظالم درندہ جو اسے کوٹھے جیسی غلیظ ترین جگہ پر پہنچا کر اس کی بربادی کا سب سے بڑا سبب تھا وہ اس کے سامنے اطمینان سے کھڑا تھا۔ابرار بلیک پینٹ اور بلیک شرٹ میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

یہ ابرار ہے،،،"زاویار نے تعارف کروایا تو زرمش مٹھیاں بھینچتی نظریں" جھکا گئی۔ابرار نے بمشکل زاویار کی بانہوں کے حصار میں قید زرمش کے دہکتے وجود سے نظریں ہٹا کر مسکرا کر زاویار کو دیکھا۔۔

تمہیں جہاں،، "ابھی زاویار بول ہی رہا تھا کہ بنا ایک لفظ مزید سنے زرمش"
کمرے میں بھاگ گئی۔۔زاویار نے لب بھینچے اسے دیکھا۔
انسٹرکشن تمہیں مینیجر دے چکا ہے،، جاؤ،، "ایک سرد نظر ابرار پر ڈالتے"
وہ اٹھ کھڑا ہوا ابرار فوراً سر ہلاتا ایک نفرت بھری نگاہ اس امیر زادے پر ڈال
کر باہر نکل گیا۔
زاویار نے گہری سانس لیتے سر صوفے کی پشت سے لگایا اور آنکھیں موند
لیں۔۔
تمہیں کھیل کھیلنے کا بہت شوق ہے زریمان۔۔تو تمہاری خواہش میں ضرور"
پوری کروں گا۔۔زرمش جب تک زرمش تھی تمہیں معافی دی تھی پر اب
زرمش۔۔۔زرمش زاویار خانزادہ ہے۔۔حساب تو دینا پڑے گا۔۔۔"زہر
خندہ سوچ سوچتے وہ خیال میں زریمان سے مخاطب ہوا۔وہ زاویار معراج
خانزادہ تھا۔یونہی بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ نہیں بنا تھا۔خدا نے ذہانت

کوٹ کوٹ کر بھری تھی اس میں۔۔اور کھیل؟ہاں اسے لائف اینڈ ڈیتھ گیم کھیلنا پسند تھا۔۔

زرمش بے بی۔۔ تمہیں بھی اپنا آپ میرے سامنے کھولنا پڑے گا۔۔اچ" اینڈ ایوری تھنگ۔۔۔ تمہیں مجھ پر ویسا ہی یقین کرنا پڑے گا جیسے یقین میں تم پر کرتا ہوں۔۔

گہرا مسکراتے وہ میڈ کو باربی میں مگن محمل کی طرف اشارہ کرتے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

****

وہ بری طرح کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔ گھبراہٹ سے چہرہ زرد پڑنے لگا تھا۔ایک طرف وہ اس سے نا بھاگنے کا وعدہ لے رہا تھا۔دوسری طرف اس کے بھاگنے کے سارے انتظام جیسے خود کر رہا تھا۔اس کی حفاظت کے لیے بھی کس کور کھا تھا؟اسی کے دشمن ایک درندے کو۔۔جو زرمش کی اب تک کی زندگی میں سب سے دردناک باب رہا تھا۔

تم میرے ساتھ کبھی کچھ اچھا کر ہی نہیں سکتے۔۔"وہ غصے سے بل کھاتی" دل میں زاویار سے بولی۔۔اسی لمحہ دروازہ کھولتے زاویار کمرے میں آیا۔اس کی توقع کے مطابق وہ پریشان ہی تھی۔

اگر کوئی مسئلہ ہے یا کوئی پریشانی والی بات تو تم مجھے بتا سکتی ہو،،"سائیڈ ٹیبل" کے ساتھ کھڑے ہوتے وہ دراز کھولتا اندر کچھ تلاشنے لگا۔زرمش نے ضبط سے آنکھیں میچتے زاویار کی پشت کو گھورا دل تو کیا ایک سوایک گالیوں سے اسے نواز دے۔۔

اگر میں اس بار پھر بھاگ جاؤں تو کیا کریں گے آپ،،"نجانے وہ کیوں یہ" سوال پوچھ رہی تھی۔ارادہ زاویار کو تکلیف دینا تھا یا وہ واقعی کنفرم کر رہی تھی خود نہیں جانتی تھی۔

کچھ بھی نہیں کروں گا یار،،، تمہیں تکلیف نہیں دے سکتا اس لیے صرف" اینتھشیا دے کر بے ہوش کروں گا،،"سیدھے کھڑے ہوتے وہ ہاتھ پشت

پر باندھتا مسکراتے زرمش کے مقابل آیا تو اس کی اس معنی خیز پر اسرار مسکراہٹ پر زرمش نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

مطلب؟"اسے زاویار کی عقل پر شبہ ہوا۔"

مطلب یہ کہ بے ہوش کرنے سے تمہیں تکلیف نہیں ہو گی،، مطلب اگر" تمہارے ہوش و حواس میں تمہاری ٹانگیں توڑیں تو یقیناً تم درد برداشت نہیں کر سکو گی،، اس لیے تمہیں بے ہوش کر کے بہت بہترین طریقے سے محبت سے تمہاری ٹانگیں توڑوں گا،، ویسے تم بنا ٹانگوں کے بھی مجھے اتنی ہی اچھی لگو گی،، بس میری مشقت تھوڑی بڑھ جائے گی یونو،، خود تم چل نہیں سکو گی تو تمہیں واشروم بھی مجھے،،،" بات ادھوری چھوڑتے زاویار کندھے اچکا گیا۔ وہ جو بڑے غور سے اس کی بات سن رہی تھی تلملا اٹھی۔ زرمش کا چہرہ لال بھبھوکا ہونے لگا

مم،، میں ہی،، پاگل ہوں،، کہاں دماغ خراب کر رہی ہوں اپنا،، "وہ ایک "
دم غصے سے پھٹتی روتے ہوئے واپس کمرے سے باہر نکلنے لگی کہ زاویار اس
کے راستے میں حائل ہوا۔

اچھا پاگل،، میری بات سنو،، "نچلا لب دانتوں تلے دباتے وہ اسے زچ کر "
رہا تھا۔اس لڑکی کا ضبط آزما رہا تھا۔سیدھی طریقے سے وہ سیدھی نہیں
ہو رہی تھی تو زاویار خانزادہ نے اسی کی طرح بننے کا فیصلہ کیا تھا۔اگرچہ وہ
سیدھی نہیں تو دونوں ٹیڑھے ہو سکتے تھے۔

میں نہیں آپ ہیں پاگل،، آپ کا پورا خاندان پاگل،، ش "بس اب "
برداشت یہیں تک تھی کہ وہ اتنے دن کے سارے لحاظ بھلا گئی۔آخر کب
تک ایک خول میں سمٹ سکتی تھی یہ خول تو صبح ہی زاویار نے توڑ دیا تھا اسے
سینے سے لگا کر۔

صحیح کہا میں پاگل،، میرا خاندان پاگل،، اور خاندان میں شمار ہونے والی "
میری بیوی بھی پاگل،، تو میری پاگل بیوی میری بات سنو،، "زاویار نے نرمی

سے اسے قریب کرنا چاہا پر وہ زاویار کو پیچھے جھٹکتی دروازے سے باہر جانے لگی۔۔

"سمجھ نہیں آرہی میری بات؟ کہہ رہا ہوں نہ بات سنو،، نرمی سے بات سمجھ نہیں آرہی،،؟ تمھیں مرہم،، "ابھی مصنوعی غصے سے اتنا ہی کہا تھا کہ زرمش ضبط کی شدت سے نم آنکھیں لیے مسکرائی۔

"نہیں آتی نرمی سمجھ،، بچپن سے گالی, مار, جوتے, تھپڑ کی عادت رہی ہے،، شادی کے بعد بھی یہی زبان سنی ہے میں نے تو اب نرم الفاظ اور میٹھا لہجہ سمجھ نہیں آتا،، "یکدم زرمش نے تلخی کی انتہا کو چھوا تو زاویار کی ساری شوخی پل میں غائب ہوئی۔۔

"آئم سوری فور دیٹ زرمش،، میرا تھپڑ تمہارے ایکشن کا ری ایکشن تھا، وہ بے اختیاری عمل تھا غصے میں،، مر دہوں تو اسلیے،،"

ہاں مرد ہیں آپ،،؟؟اور میں؟عورت ہوں تو پنچنگ بیگ،،"؟؟آنکھیں" پھر نم ہونے لگیں لیکن اس بار تلخی اس قدر تھی کہ آپنے آنسوؤ کو بے حسی سے جھٹک دیا۔

فضول باتیں چھوڑو میری بات سنو،،یہ مرہم،،"زاویار نے ہاتھ آگے" کرتے مرہم اسے دینا چاہا تھا پر زرمش ہتھے سے اکھڑ گئی۔۔

کیوں سنو میں آپ کی،،؟۔میں کیوں سب کی سنو ہاں؟میں ہی کیوں سب" کو برداشت کروں،،خود کو ذلیل کروں دوسروں کے لیے،،مجھے میری زندگی کی آزادی کیوں نہیں ہے،،مجھے یہاں نہیں رہنا،،مجھے مار دیں یا مجھے یہاں اس قید سے آزاد کر کے دور بھیج دیں،،"کہتے ساتھ وہ سسکتے چہرے پر ہاتھ رکھ گئی۔ہاتھوں میں چھپے زرمش کے چہرے کو زاویار نے سخت نظروں سے گھورا۔

وہ جانتا تھا بخوبی جانتا تھا۔۔کہ اب وہ اپنے ڈر سے اس خبیث ابلیس ابرار سے بھاگ رہی ہے۔ابرار کو دیکھتے ڈر گئی ہے۔۔پر زرمش کو اب اس سب سے

گزرنا تھا۔۔اس کھیل کی کوئین وہی تھی اسے اپنے تمام دشمنوں کو شہ مات دینی تھی تو وہ کیسے بھاگ سکتی تھی۔؟؟

کھیل کی شروعات اسی سے ہوئی تھی تو اختتام بھی اسی سے ہونا تھا۔اگلے ہی لمحے زاویار نے بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے اس کا دوپٹہ کھینچا تو زرمش کا وجود ایک دم پتھر ہوا۔وہ بے یقینی سے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے زاویار کو دیکھنے لگی۔پھر اپنا دوپٹہ واپس کھینچا۔۔

"اس ظالم سفاک شخص کو اپنا دوپٹہ اتارتے دیکھ زرمش چیخ پڑی۔۔۔حقیقت تو یہ تھی دل اچھل کر حلق میں آیا تھا گھر پر بھی اسی کی ملکیت اور کمرے پر بھی۔۔حد تو یہ کہ یہاں موجود ہر چیز پر اسی کی تو اجارہ داری تھی حتیٰ کہ خود اس کے نام پر بھی۔۔وہ کہاں تک اس کو روکتی۔۔۔

پیچھے ہٹیں یہ کیا بد تمیزی ہے،،،"

"میں کیا کیا کر سکتا ہوں تم اچھے سے جانتی ہو بیوی،،،اور بد تمیزی ابھی میں نے شروع بھی نہیں کی نہیں تو پناہ مانگتی مجھ سے،،،لیکن تم مجھے مجبور ضرور

کر دو گی اسی لئے سیدھے سے کھڑی رہو،،،" وہ درشتی سے کہتا ایک زوردار جھٹکے سے زرمش کا ہاتھ موڑتے اسے دیوار کے ساتھ پن کر گیا۔۔یوں کہ زرمش کا چہرہ دیوار کی جانب تھا۔

"آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے وحشی انسان،،،بقول آپ کے میں ایک گند کا ڈھیر ہوں اور آپ گند کی جانب دیکھتے بھی نہیں،،،،" وہ اس ڈھیٹ بے حس شخص کو اس کے جملے یاد دلاتی غیرت دلانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی بھلا وہ یہ جملے کیسے بھول جاتی۔اتنا آسان تو نہیں تھا کردار پر لگے نشتر بھولنا تو پھر وہ شخص اتنی آسانی سے کیسے بھول گیا تھا۔۔وہ سمجھی تھی وہ پیچھے ہٹ جائے گا پر اس کی جانب سے ملنے والا جواب مزید تڑپا دینے والا تھا۔۔۔

"گند ہو یا جو بھی،،،ہو تو اب میری بیوی،،،اور میں کیا کر سکتا ہوں کیا نہیں اس سے تمہارا کنسرن نہیں،،،"اس نے غصے سے مزید اس کا منہ دیوار کی جانب کرتے دانت پیستے کہا۔۔کاش جتنی اس لڑکی کی شکل اچھی تھی اتنی

زبان بھی ہوتی۔۔۔اس کا ہاتھ بے باکی سے اپنی فراک کی زپ کی طرف بڑھتے دیکھ وہ اک دم جھٹپٹائی۔

تواب آپ میرے ساتھ زبردستی کریں گے،،،کتنا گرا ہوا نفس ہے آپ" کا،،"ایک مرتبہ پھر بے بس ہوتے وہ رونے کے قریب تھی۔۔۔پر اس کے مقابل وہ شارپ شخص تھا جو باتوں میں الجھنے والا نہیں تھا۔۔۔جبھی ایک جھٹکے سے اس کی زپ کھینچی تو زرمش سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔اسے معلوم تھا اب وہ اس کے وجود کو نوچ ڈالے گا۔۔آخر تھا تو وہی بے حس امیر ذات مرد اور وہ حقیر سی۔۔۔لیکن اچانک اسے اپنی پشت پر کچھ ٹھنڈا ٹھنڈا محسوس ہوا وہ ایک دم ساکت ہوئی۔۔۔پھر وہ ٹھنڈک ہلکی ہلکی جلن میں بدل گئی۔۔اسے لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ وہ کیا کر رہا ہے۔۔بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔۔لاکھ روکنے کے باوجود آنکھوں سے نکلے رخساروں پر بہنے لگے۔۔وہ پل بھر میں اپنا وجود ڈھیلا چھوڑ گئی۔اس کے وجود کو نرم پڑتے دیکھ اس نے اس کے سختی سے جکڑے ہاتھ چھوڑ دیے اور

زخم پر مرہم رکھنے مزید نرمی سے اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کے لگا۔۔۔

سیییی،،،،"زرمش نے ہلکی سی سسکاری بھری تو وہ چونکا خوبرو چہرے " پر سنجیدگی اور ماتھے پر بیشمار بل تھے۔۔

یہ زخم اتنی تکلیف دیتے ہیں تو مرہم کیوں نہیں لگاتیں،،،"وہ غصے سے چڑ" کر بولا وہ پلٹنے لگی تھی پر اس نے اس پر نرمی سے دباؤ ڈال کر اسے روک دیا۔

مجھے ان زخموں سے زیادہ آپ کی یہ مسیحائی تکلیف دے ری ہے،،،،""" زرمش بھرائی آواز میں جواب دیتی اس کو ساکت کر گئی۔۔

تمھیں یہ زخم کس نے دیے،،،؟؟مرہم کا ڈھکن بند کرتے اس نے سرد و" سپاٹ چہرے کے ساتھ زخموں پر روئی رکھی جو لمحوں میں زخم پر چپک گی۔۔۔(چہرے کے تاثرات ایسے تھے کہ ابھی ان زخموں کو دینے والا اس کے سامنے ہو اور وہ اس کے ہاتھ قلم کر دے)اس نے نرمی سے اس کی زپ بند کی۔

جب کوٹھے جیسی غلیظ جگہ پر ہماری جیسی لڑکیاں آپ جیسے امیر زادوں کے "
سامنے خود کو بے لباس کرنے سے انکار کر دیتی ہیں تو انھیں ادھیڑ کر ایسے ہی
"زخم دیے جاتے ہی،،،
نفرت سے کہتی وہ کمرے سے بھاگ گئی تھی۔۔ جبکہ وہ وہیں پتھر ہو گیا تھا۔

****

رات وہ باران کے پہلو میں سوئی تھی۔ وہ اس کے سر کو نرمی سے سہلاتا رہا تھا
پھر وہ باتیں کرتی نجانے کب سو گئی اسے علم ہی نہ ہوا۔ اب جب صبح آنکھ
کھلی تو خود کو کمرے میں تنہا دیکھ اینا رہ منہ بسور گئی۔ پھر مسکرا کر واشروم میں
بند ہو گئی۔ فریش ہونے کے بعد کمرے سے باہر نکلی تو سامنے صوفے پر
باران بیٹھا تھا۔ اس کے مقابل ٹیبل پر لیپ ٹاپ تھا۔

گڈ مارننگ،، بہت دیر سے جاگی ہو،،" باران نے ایک نظر اینارہ کو دیکھتے" پوچھا تو وہ مسکرا کر باران کے برابر میں بیٹھ گئی اور لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھنے لگی۔

باران،، آپ کیا کام کرتے ہیں،،"اینارہ نے دلچسپی سے پوچھا۔"

امپورٹ ایکسپورٹ،،" مختصر جواب دیا۔"

یہ کیا ہے؟؟ مطلب اس میں کرنا کیا ہوتا ہے،،" وہ مکمل باران کی طرف" گھوم چکی تھی۔ارادہ باران کی توجہ حاصل کرنا تھا۔جو وہ اسے دے نہیں رہا تھا۔۔اسے اپنا اینجل باری پوری طرح خود کی جانب متوجہ چاہیے تھا۔لیکن وہ کہاں جانتی تھی کہ مقابل ابھی خود اس کے نرم ع نازک وجود سے پوری طرح گریز برت رہا ہے کہ باران دلشیر کی توجہ اس کے نازک وجود پر کافی بھاری پڑ سکتی تھی۔۔

مطلب،،،یہ کہ،،،"ابھی باران اس کی جانب گھوما ہی تھا کہ اچانک فون"
بجنے لگا۔اسکرین کا نمبر دیکھتے باران کے چہرے پر اچانک سنجیدگی چھا گئی۔
اسکرین پر صفوان کا نام جگمگا رہا تھا۔

بولو صفوان،،،"فون اٹھاتے ہی باران کی آواز سرد ہوئی تھی اینارہ نے"
بہت باریکی سے اس کا نرمی سے سختی میں بدلتا انداز دیکھا تھا۔نجانے آگے
سے کیا گیا کہ باران کے تاثرات مزید تبدیل ہوئے۔۔
میں آرہا ہوں،،"کہتے ساتھ باران فون کاٹ چکا تھا۔"
کیا ہوا اینجل باری؟سب ٹھیک ہے،،؟"اینارہ نے باران کو کھڑا ہوتا دیکھا"
تو خود بھی باران کے پیچھے چلنے لگی۔

اینارہ،،،تمہارے روم کے برابر والا روم ریڈی کرواؤ،،بہت اچھے سے،،""
اس نے نرمی سے اینارہ کے گال پر ہاتھ رکھتے کہا تو اینارہ مسکرا کر اثبات میں
سر ہلا گئی۔
پر اینجل باری کون،،؟؟؟"

سرپرائز ہے پنک ریبٹ،، ابھی سوال مت پوچھو،، میری واپسی کا ویٹ "
کرو،، سرپرائز اتنا پیارا ہو گا کہ تم خوش ہو جاؤ گی،،، باران کی نگاہوں میں اپنی
چھوٹی سی گڑیا کا معصوم چہرہ جھلملایا۔ اس کی اس بات پر اینارہ کو خاموش ہونا
پڑا۔۔ باران اپنے کمرے میں چلا گیا۔ باران کے اچانک جانے پر دل اداس تو
ہوا تھا پر تجسس ہوا تھا کہ آخر کون آرہا ہے،، کون؟

****

وہ کافی دیر تک جب کمرے میں نہیں آئی تو زاویار آفس کے لیے تیار ہوتا
محمل کے کمرے میں آیا۔۔ جانتا جو تھا کہ وہ وہیں ملے گی۔ اور ہوا بھی یہی۔
وہ محمل کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی اسٹوری بک پڑھ رہی تھی۔ جب زاویار نے
اسے مخاطب کرنا چاہا۔ مگر اس سے پہلے ہی محمل اس کے ہاتھوں سے نکلتی
واش روم بھاگ گئی۔ زرمش کا اسے خود کو گہری نگاہوں سے دیکھتے پا کر پھر
دل کانوں میں بجنے لگا تھا۔ کیونکہ وہ یونانی دیوتا لمحہ بہ لمحہ اپنے قدم اس کی

جانب ہی بڑھا رہا تھا۔۔زرمش نامحسوس انداز بیڈ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔زاویار بیڈ کراؤن پر ہاتھ رکھ کر اس کے اوپر جھکا۔وہ خود کو کمپوز کرتی نگاہیں جھکا گئی۔ مگر اس کے ہاتھوں کی واضح ہوتی لرزش پر زاویار کے لبوں کو گہری معنی خیز مسکان نے چھوا۔

مجھے نہیں معلوم کہ اپنے زخموں سے زیادہ تمھیں میری مسیحائی سے تکلیف" کیوں پہنچی ہے،،؟؟ مگر اب میں چاہتا ہوں کہ میری مسیحائی تمھیں اپنی روح تک میں اترتی محسوس ہو،،، یہ کہتے وہ اس کے چہرے پر جھکا تھا اور اپنے لبوں سے بہت اچانک اتنی بے باک گستاخی کر گیا کہ زرمش اپنی جگہ سے ایک فٹ پیچھے اچھلی تھی۔یہ وہی لمحہ تھا جب محمل اپنے ٹاول سے ہاتھ صاف کرتی واش روم سے باہر نکلی۔اور بھاگ کر زاویار کے قریب آئی۔زاویار نے اس کا گال چوما۔

"محمل کے ساتھ آج شاپنگ پر چلے جانا،،"

مجھے شاپنگ نہیں کرنی،،"بنازاویار کی جانب دیکھے اس نے سرد لہجے میں"
کہا۔وہ جتنااس شخص سے بھاگ رہی تھی وہ توحواسوں پر سوار ہواجارہا تھا۔
تمہیں نہیں کرنی تومت کرو،، محمل کو کرنی ہے اس کے ساتھ لازمی چلے"
جانا،،آخرماں ہواس کی،،"اس نے آخر میں ماں پر خصوصی زور دیا۔
اوراگرمیں پھر سے بھاگ،،"یکدم کھڑے ہوتے وہ تلخی سے بول ہی رہی"
تھی جب زاویاراس کے مقابل آیا۔اور دھیمے سے مسکرایا۔۔
کوئی بات نہیں،،مجھے پرواہ نہیں،،بتایاتو تھاتم مجھے لنگڑی بھی قبول ہو،"
جہاں بھی جاؤ گی واپس میرے پاس آؤ گی اور میں بہت نرمی سے تمہاری
ٹانگیں جسم سے الگ کردوں گا،،"وہ بہت آرام اور نرمی سے اس کا گال
تھپک کر سرگوشی میں بول رہا تھا۔تاکہ محمل ناسن پائے۔زرمش نے مٹھی
بھینچتے اسے دیکھا پھر چہرہ موڑ گئی۔
ابرار کو میں نے خاص تمہاری حفاظت کے لیے اور چھوٹے بڑے کاموں"
کے لیے مقرر کیا ہے،،تم اور محمل اس کے ساتھ چلی جانا،"وہ بات مکمل

کرنے کے ساتھ ساتھ زرمش کی بدلتی رنگت دیکھ رہا تھا۔جو اچانک سفید پڑنے لگی تھی۔

یہ خوف کہ جو شخص پہلے اسے بیچ چکا تھا۔اب بھی بیچ سکتا تھا اور اب تو ساتھ معصوم محمل بھی تھی۔

میں آفس جارہا ہوں،" محمل کا گال چومتا وہ ساکت کھڑی زرمش کی جانب " بڑھا پھر بنا دیر کیے اپنے لب زرمش کے گال پر رکھے تو ہوش میں لوٹتی زرمش پتھر ہو گئی۔زاویار پیچھے ہوا تو محمل زور سے ہنسنے لگی۔جب تک زرمش نے حرکت کی زاویار جا چکا تھا۔زرمش اس کے جاتے ہی محمل کو لیے اپنے کمرے میں آگئی۔وہ بظاہر محمل کے ساتھ مصروف رہی۔لیکن کمرے کی ایک ایک چیز گزرے گنتی کے لمحات یاد دلا رہے تھے۔وہ یہ سب نہیں سوچنا چاہتی تھی پر سوچ رہی تھی خود سے جھنجھلاتے وہ محمل کو سلاتی خود بھی گہری نیند سو گئی۔۔نجانے سوتے ہوئے کتنی دیر گزری تھی جب آنکھ کھلی تو بستر کو خالی پایا۔زہن بیدار ہوا تو اندازہ ہوا سوتے وقت محمل

ساتھ تھی اب وہ بستر سے غائب ہے۔۔ جلدی سے دوپٹہ درست کرتے وہ کمرے سے باہر نکلی تو معلوم ہوا کہ دوپہر ہو چکی ہے۔۔ محمل کے کمرے میں دیکھا پر محمل وہاں نہیں تھی۔ کچن ڈائننگ کہیں بھی نہیں تھی۔ وہ جلد بازی میں باہر نکلتی لان میں جانے لگی جب دروازے سے اندر آتے ابرار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔ ابرار کو دیکھتے اس کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئیں۔ اچانک نفرت کی ایک دہکتی آگ ابرار نے اس کی آنکھوں میں دیکھی۔۔ ابرار کو دیکھتے وہ وہاں سے بھاگنے لگی لیکن ابرار اتنی ہی سرعت سے اس کے مقابل آیا۔

تم مجھ سے ایسے نہیں بھاگ سکتی زرمش، اپنی محبت کی آگ میرے دل" میں لگا کر تم مجھ سے ایسے ہی منہ نہیں موڑ سکتی،، "وہ پرلے درجے کی ڈھٹائی پر تھا۔ زرمش نے خوف سے چاروں طرف دیکھا۔ کہیں کسی نے سن لیا تو وہ کہاں کہاں اپنے کردار کی وضاحت دیتی۔

اپنی اوقات میں رہو، نوکر ہو تو نوکر بن کر رہو، بکواس بند کرو،، کون سی "
محبت کی بات کر رہے ہو ہاں،، "وہ غصے سے دھیمی آواز میں پھنکاری۔
وہی محبت جس کو کرتے تم رات کے اندھیرے میں میرے ساتھ بھاگی "
تھیں، "وہ بولا تو زرمش کو جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔یہی ایک فعل
تو ایسا تھا کہ اگر زاویار کو معلوم ہوتا تو وہ اپنا کردار ثابت کرنے میں بہت کمزور
ثابت ہوتی۔
میں تم سے محبت نہیں کرتی سمجھے تم،، "اب کی بار اپنی کانپتی انگلی اٹھاتے "
ابرار کو وارن کیا۔
پھر کس سے محبت کرتی ہو،؟اس زاویار خانزادہ سے، "ابرار کا بس نہ چلا وہ "
زرمش کو جان سے مار دے۔۔وہ لڑکی کیسے اس کے ساتھ دھوکا کر سکتی
تھی۔
ہاں زاویار خانزادہ سے محبت کرتی ہوں میں،،اب سن لیا نہ،،، تو دفع ہو جاؤ "
یہاں سے،، "سرد و سپاٹ لہجے میں کہتی وہ اس کے برابر سے گزر گئی۔چند

قدم چلی تھی کہ ابرار کے الفاظ نے اسے پتھر کی مورت بنا دیا کہ اگر ہلتی تو پاش پاش ہو جاتی۔

زاویار خانزادہ نے تمہیں خریدا تو کیا تم اس کی غلام ہو گئیں،،، "وہ ہنس رہا" تھا اس کا مزاق اڑا رہا تھا۔

پر وہ تو اس بات پر ساکت ہوئی تھی کہ۔۔زاویار نے اسے خریدا تھا۔۔اسے تو باران دلشیر نے خریدا تھا۔۔۔اور باران دلشیر زاویار کا جگری دوست تھا۔۔تو کیا باران نے زاویار کے کہنے پر۔۔وہ لمحوں میں بہت آگے نکل چکی تھی جب ابرار کی آواز پر واپس ہوش میں لوٹی۔۔

ویسے صحیح آدمی ہے، ایک کروڑ دے کر تمہیں خرید لیا، پر اس کی نظر میں " یہ کروڑ کوڑیوں کے مول رکھتے ہیں، اس سے تم اندازہ لگا لو اس کی زندگی میں تمہاری حیثیت کوڑیوں کے مول جیسی ہی ہے، اس نے تمہیں خریدا بھی تو محض اپنی جسمانی تسکین کے لیے، نکاح اس لیے کیا تاکہ تم کسی اور کو قریب نہ آنے دو، جب تم سے دل بھر جائے گا تو تمہیں واپس اسی کوٹھے پر پھینک

دے گا،" وہ اپنے منہ سے زہر اگلتا زرمش کے مقابل آیا۔زرمش کی آنکھوں میں بھرے بے شمار آنسو دیکھ اس کے اندر ایک کمینی سے خوشی ہوئی۔۔وہ انتہا کی احمق، جزباتی اور بے وقوف تھی تبھی تیر نشانے پر لگا تھا وہ بدگمان ہو رہی تھی جبھی تو رو رہی تھی۔پر ابرار نہیں جانتا تھا کہ اس کے ایک انکشاف نے کتنے بڑے بدگمانی کے بادل کو اس کے سر سے سرکایا تھا۔۔

یہ امیر لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں زرمش،،زاویار خانزادہ کی زندگی میں تم" پہلی لڑکی نہیں ہو، وہ ایسے ہی اپنی زندگی میں تم جیسی لڑکیوں کو شامل کرتا ہے، پھر جب ان سے دل بھر جائے تو انہیں واپس اسی گند میں پھینک دیتا ہے،"

اب کی بار وہ زرمش کو نرمی سے سمجھا رہا تھا جبکہ زرمش خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

میں نے تم سے سچی محبت کی ہے زرمش،اگر زاویار تمہیں نہ بھی آزاد" کرواتا تو میں تمہیں وہاں سے نکال لیتا وہ بھی بہت مخلص جذبات اور نیک نیتی

سے،،آئی لو سو مچ زرمش،،!ابھی وہ اتنا ہی بولا تھا جب زرمش بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ابرار نے ہاتھ کی مٹھی بناتے ہوا میں گھمائی۔۔ پھر گہری سانس لیتے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائی۔۔

کنٹرول ابرار،،کنٹرول،پہلا تیر بالکل نشانے پر لگا ہے،ابھی تو کافی منزلیں" حاصل کرنا باقی ہیں،،"خود سے عزم کرتا وہ باہر نکل گیا۔

****

خود میں بہت ہمت مجتمع کرتا وہ کھڑا ہوا تھا۔یوں لگتا تھا جسم کا ایک ایک حصہ ٹوٹ کر بکھر جائے گا۔۔اس کا چچا اسے مزید برباد کرنے کا کہہ کر گیا تھا۔پر وہ آباد ہی کب تھا جو برباد ہوتا۔وہ تو پہلے ہی پوری طرح جیسے تہی دامن رہ گیا تھا۔قدم من من لیے وہ کمرے کے اندر آیا۔ایلف گھٹنے میں سر دیے بیٹھی تھی۔چند قدم مشکل سے لیتے وہ ایلف کے مقابل گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

میں مر رہا ہوں ایلف،، "چند ثانیوں بعد چند آنسوؤں کے ساتھ اس کے "
لبوں سے فقط اتنا ہی نکلا کہ واقعی آرزک خانزادہ کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔ سینے میں سانس پھنس سی گئی تھی۔
میں ایسا گرا ہوں ایسے زمین بوس ہوا ہوں کہ لگتا ہے اب سنبھل نہیں "
پاؤں گا،، "آرزک کے کندھے جھکنے لگے۔۔اور اتنے جھکے کے جھکتے چلے
گئے۔ غم و پچھتاوے کا بوجھ اس قدر تھا کہ اپنا آپ بے بس ہونے لگا۔ درد و
کرب اتنا تھا کہ سمجھ نا آیا آخر کرے تو کیا کرے۔۔
تم سچی تھیں،، میں نے تو تم پر اپنی محبت پر بھی یقین نہیں کیا،، اسی سانپ کو "
پالتا رہا جس کو میرے باپ نے دودھ پلایا،، مگر اس کی فطرت محض ڈسنا
تھی،، وہی زہریلا سانپ جو میرے باپ کو نگل گیا،، مجھ سا دنیا میں کون
احمق ہو گا،، میں دنیا کا بے وقوف ترین انسان ہوں جو زندگی بھر اپنے باپ
کے قاتل کو باپ کا درجہ دیتا رہا،، "وہ بری طرح سسکنے لگا۔۔دل اس قدر
بری طرح گھبرا رہا تھا کہ اگلے لمحے سانس نکل جائے گی۔۔

میں کیا کروں ایلف،،؟لیکن تم نے سنا نہ میرا باپ بے قصور تھا،،وہ گندی" نظر کا گندہ شخص نہیں تھا،،وہ تو اتنا نرم تھا کہ اس کے اپنے اسے گدھ بنے مرنے سے پہلے ہی اسے نوچ گئے،،،"آواز بلند ہونے لگی۔۔اپنی گلا سڑا تار کر پھینکتا وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے بچوں کی طرح رو دیا۔۔اور بے تحاشہ رویا کہ آنکھیں سرخ ہوتی درد ہونے لگیں۔جب اسے اچانک احساس ہوا کہ کمرے میں موجود وہ اکیلی ذات ہے جو اپنے حواسوں میں موجود ہے۔۔ کسی دوسری ذات کی تو یہاں سانس کی آواز تک نہیں ہے۔۔یکدم دماغ میں وہ میسج گھوما جو یہاں آنے سے پہلے پرائیویٹ نمبر سے موصول ہوا تھا۔سر اٹھا کر دیکھا تو ایلف اب تک ایسے ہی گھٹنوں میں سر گرائے بیٹھی تھی۔اس کے وجود میں انچ بھر کی جنبش بھی نہیں ہوئی تھی۔آرزک کو اس پورے مینشن کی چھت اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی تھی۔۔

ایلف،،؟"آرزک نے پکارا۔۔ایلف کو پکارتے اس کا وجود ٹھنڈا پڑنے لگا"
تھا۔کسی انہونی کے احساس سے۔۔ہاں وہ مزید کچھ کھونے کی ہمت خود میں
نہیں پا رہا تھا۔اس نازک سی جان کے سوائے اس کے پاس بچا ہی کیا تھا؟
یکدم سب بھلائے وہ ایلف کے قریب ہوا۔۔ایلف کو ہلایا تو وہ لہراتی اس کے
بازو میں جھول گئی۔۔

ایلف،،،ایلف آنکھیں کھولو،،،"ایلف کی زرد رنگت اور سانسوں کے"
سست زیر و بم کو دیکھتے وہ بری طرح تڑپ کے چیخ اٹھا۔دل اور دماغ دونوں
ملامت کرنے لگے۔جان الگ سولی پر لٹک گئی۔۔اگر اسے کچھ ہو گیا تو؟۔یہ
سوال نہیں آرزک خانزادہ کے لیے موت کا پروانہ تھا۔وہ جو بالکل ڈھ گیا تھا
اپنی کل متاع کو اس حال میں دیکھ نجانے کہاں سے اتنی طاقت آئی تھی کہ
اسے کانپتے ہاتھوں سے بازوؤں میں بھر کر وہ اگلے ہی لمحے باہر بھاگا تھا۔اس
کی سرخ آنکھیں اور بانہوں میں جھولتی ایلف کو دیکھ ملازم بھی پریشان
ہوئے تھے۔ڈرائیور اس کے حکم سے پہلے گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔وہ ایلف

کو لے کر شہر کے بڑے ہسپتال پہنچا تھا۔ ساتھ اس کا پی اے اور گارڈز بھی موجود تھے کہ وہ مزید ایلف کی جان کو لے کر کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔

ہسپتال میں داخل ہوتے ہی ایلف کو ایمرجنسی وارڈ میں داخل کیا باہر رہنے اور دعاؤں کی ہدایت کرتیں ڈاکٹر اندر گیا۔ آرزک کو کمرے سے چلی گئیں۔۔ وہ وہیں سر جھکائے کرسی پر بیٹھا آنکھیں میچ گیا۔۔ تقریباً آدھا گھنٹہ گزرا تو ڈاکٹر روم سے باہر نکلیں۔۔

"کیا ہوا ہے اسے ڈاکٹر،،؟ وہ ٹھیک تو ہے نہ،،؟" ڈاکٹر نے حیرت سے اس بھرپور مرد کو دیکھا تھا جس کی آواز میں اس وقت واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔

"یس شی از فائن،، پر کچھ کو مپلیکیشنز ہیں جو آپ سے ڈسکس کرنی ہیں،، آپ آفس میں آجایئے،،" ڈاکٹر کہتے اپنے پرسنل کیبن کی طرف بڑھ گئیں۔۔

آرزک خانزادہ بھی ان کے پیچھے گیا اور ان کے مقابل ٹیبل کی دوسری جانب کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

آپ کی مسز پریگنینٹ ہیں،،،ابھی بہت زیادہ ارلی ڈیز ہیں،،"ڈاکٹر آگے" بھی کچھ کہہ رہی تھی۔پر وہ تو اسی جملے پر ٹھہر گیا تھا۔کوئی جذبہ اس لمحہ محسوس کرنا مشکل تھا۔یا اپنی کیفیت کو کسی جذبے کا نام دینا مشکل تھا۔کچھ وقت پہلے وہ اپنی فیملی ختم ہونے پر ماتم کر رہا تھا۔اور اللہ نے اسے نئی فیملی کی نوید سنادی تھی۔

آپ ٹھیک ہیں،،؟سن رہے ہیں میں کیا کہہ رہی ہوں،،؟"ڈاکٹر کو جب" سامنے والے کی غیر دلچسپی محسوس ہوئی اور وہ اکیلے بول رہی ہے مقابل تو سن ہی نہیں رہا تو کچھ سختی سے پوچھا۔آرزک اچانک ہوش کی دنیا میں لوٹا۔ جی،،آپ کچھ کہہ رہی تھیں،،،"وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اس قدر" تکلیف میں بھی اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔یہ وہ خوشی تھی جس کو وہ کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔جبکہ اس کا مسکرانا دیکھ ڈاکٹر کو پتنگے لگے تھے۔۔

آپ ری ایکٹ ایسے کر رہے ہیں جیسے آپ بہت خوش ہیں،، پر آپ کی مسز" نے دو دن سے کچھ کھایا نہیں ہے،، ان کا جسم اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ وہ ہوش میں بھی نہیں آ رہی تھیں،،، خوراک نہ ملنے کی وجہ سے ہرٹ بیٹ متاثر ہوئی ہے،، اور تو اور مس کیرج ہو سکتا تھا،، "ڈاکٹر نے غصے سے کہا تو آرزک کی مسکراہٹ ماند پڑی۔

بے بی اور وہ ٹھیک تو ہے نہاں ڈاکٹر،،،؟" اس نے تھوک نگلتے پوچھا۔۔ اگر" ڈاکٹر کہہ دیتی بے بی یا اسے نقصان کا خطرہ ہے تو؟ جو خوشی ابھی اس دنیا میں آئی نہیں تھی وہ لمحوں میں اس خوشی سے جڑ چکا تھا۔ اور اگر خدانخواسہ اس سے یہ خوشی چھن جاتی تو وہ کیا کرتا؟

نہیں فلحال کوئی خطرہ نہیں ہے،، آپ کی مسز بہت ویک ہے،، ان کو" ہیلتھی ڈائٹ کی ضرورت ہے،، فلحال تو انہیں ڈرپ ہے زریعے انرجی اور وٹامنز دی جا رہی ہی،، مگر آگے آپ کو ان کا کھانے کا خیال رکھنا ہے،،، میں

ان کی ڈائٹ شیٹ تیار کروادوں گی،،"ڈاکٹر نے اب کی بار نرمی سے کہاتو آرزک نے اثبات میں سر ہلایا۔

میں اس سے مل سکتاہوں،،،؟"یہ پوچھتے اس کادل ڈوب کر معدوم ہوا" تھا۔وہ اب ایلف کو کیسے فیس کرتا آخر کیسے سامنا کرتا اس کا۔۔۔

فلحال وہ بے ہوش ہیں،،آپ چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں،،"ڈاکٹر نے پروفیشنل" انداز میں کہاتو وہ تھینک یو کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔کمرے سے باہر نکلتے قدم پرائیویٹ وارڈ کی طرف بڑھائے جس میں ایلف تھی۔کمرے کے اندر داخل ہوا تو ایک نرس وہیں بیٹھی تھی۔آرزک کو دیکھتی کمرے سے باہر نکل گئی۔سنگل بیڈ کے درمیان ہی ایلف دنیا مافیہ سے بے خبر گہری نیند میں تھی۔ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی۔چہرے پر ہلکا پیلا پن تھا۔آرزک قدم قدم چلتا اس کے سرہانے بیٹھ گیا۔یک ٹک ایلف کو دیکھنے لگا۔آج دو دن بعد اس نے ایلف کو اتنی فرصت سے دیکھا تھا۔آنکھیں گویا ٹھنڈی ہونے لگی تھیں۔

ایلف کے الٹے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا جو ایلف کے سینے پر رکھا تھا۔پھر اپنے ہاتھ

کو حرکت دیتا وہ ایلف کے پہلو پر رکھ گیا۔اچانک دل کی دھڑکن رفتار پکڑنے لگی۔سامنے بے ہوش اس کی من پسند لڑکی۔اس کی پہلی محبت اور اس کی سے ایک اور گہرہ رشتہ قائم ہوا تھا۔وہ اس کے بچے کی بیوی۔۔۔اب اس ماں بھی بننے والی تھی۔۔آنکھیں نم ہونے لگیں تو وہ نم آنکھوں سے مسکرایا۔پھر جھک کر ایلف کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔دو دنوں سے اس کے بغیر وہ بھی تو بے جان ہو رہا تھا۔۔اسے بھی توانائی کی ضرورت تھی وہ ایلف کے چہرے کے ہر نقش کو شدت سے چومنے لگا۔سامنے سوئی لڑکی سچ کھلنے سے پہلے بھی اس کے لیے معتبر تھی اور سچ کھلنے کے بعد بھی۔۔اور اب اپنے وجود میں اس کے جسم کا ٹکڑا رکھ کر اور زیادہ معتبر ہو گئی تھی۔آخر میں اس کے پہلو پر لب رکھتے وہ دھیمے سے ہنسا۔۔دل ابھی سے مچلنے لگا تھا کہ وہ نرم سا چھوٹا سا وجود دنیا میں آئے تو وہ اسے بھی چوم لے۔۔ایک بھرپور نظر ایلف پر ڈالنے کے بعد وہ وارڈ سے باہر نکلا۔۔باہر نکلتے ہی اس کا چہرہ مکمل تاریک پڑ چکا تھا۔۔ہاں وہ جو سمجھ رہا تھا اب سنبھل نہیں سکے گا اب سنبھل

لمحے میں اس کے رب نے اسے سنبھال لیا تھا۔ گارڈز کو چکا تھا۔ محض چند ایلف کی حفاظت پر معمور کرتے وہ فون پر ایک نمبر ڈائل کرتے ہسپتال سے باہر نکلا۔۔ نمبر ملاتے فون کان سے لگایا۔ کال بینک ملائی گئی تھی۔۔ آگے کے مراحل یقیناً بہت تیزی سے پورے ہونے تھے۔ ایلف کے پاس لوٹنے سے پہلے وہ آج اپنے جسم کے سڑے ہوئے حصے کو کاٹ کر پھینک دینے والا تھا۔۔۔

****

کمرے کے دروازے کو بند کرتی وہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی آنکھیں میچ گئی۔۔

زاویار خانزادہ اس کا مسیحا؟ یعنی اس دن جانے کے بعد اسے خریدنے والا خریدار زاویار خانزادہ تھا؟ پر خریدا تو باران دلشیر نے تھا۔ یقیناً زاویار کے کہنے پر خریدا تھا۔ وہ لب بھینچے اپنے رونے کی آواز دبانے لگی۔ پھر باران نے

زبردستی کی کوشش کیوں کی تھی؟کیازاویار نے اسے ڈھونڈا تھا؟نہیں اگر زاویار خانزادہ اسے تلاش کرنا چاہتا تو ڈھونڈ نکالتا پر وہ تو ایک بار ملنے کے بعد پھر غائب ہو گیا تھا۔اور پھر ابرار کے کہے کے مطابق اگر زاویار کو اس کے جسم کی چاہ ہوتی تو اب تک وہ ان چھوئی کیسے تھی،،؟۔وہ طاقت میں زاویار سے بے تحاشا کمزور تھی۔وہ اسے نہیں روک سکتی تھی کہ اس کے آگے بے بس تھی۔خاص طور پر اس صورت میں جب وہ پوری طرح اس کے جسم وجاں کا مالک تھا زرمش پر اسے پوری طرح اختیار حاصل تھا۔۔اگر چاہتا تو وہ اسے پل میں مسل ڈالتا مگر ایسا کچھ نہیں کیا۔۔دو مہینے سے اوپر ہو گیا تھا انہیں ساتھ پر وہ قریب ہونے کے بجائے اسے مسلسل وقت دے رہا تھا۔اگر وہ اتنا ہی ہوس پرست ہوتا تو اسے جب چاہے جیسے چاہے نوچ لیتا۔۔اور نکاح؟کیا کوٹھے والی سے کوئی نکاح کرتا ہے کیا کوئی کوٹھے والی کو خرید کر اسے اپنا نام دینے کی ہمت کرتا ہے؟؟

اگر میں کھلونا ہوں تو اب تک سلامت کیوں ہوں، ش زاویار کو تو توڑ دینا"
چاہیے تھا مجھے،، ہر شام ہر لمحے ہوش اور بے ہوش اسی کے قبضے میں ہی تو رہی
ہوں میں،،، "اس کا سخت خول چٹخنے لگا تھا۔انا کا بت پاش پاش ہوا تھا۔یہ
حقیقت چھوٹی نہیں تھی بہت بڑی تھی۔زاویار خانزادہ اس کا مسیحا نکلا اور
ظاہر بھی نہیں کیا۔۔
اگر بتا دیتے کہ مجھے اس جہنم سے نکالنے والے تم ہی ہو تو ساری زندگی"
تمہاری غلامی کر لیتی،، "وہ سسکنے لگی۔ہاں اسے یقین آ گیا کہ اگر زاویار نے
اسے خریدا تھا تو مقصد ہر گز اس کے جسم کا حصول نہیں تھا۔وہ اپنی لاپرواہی و
لاتعلقی سے اس کے دل پر محبت تو پہلے ہی نقش کر چکا تھا۔۔اب جب وہ
مہربان ثابت ہو رہا تھا تو وہ کیسے کسی کروٹ سکون سے بیٹھ پاتی۔۔کافی دیر
رونے کے بعد وہ فریش ہونے واشروم میں بند ہو گئی۔۔فریش ہو کر اپنی
آنکھوں کو سرمہ لگا کر نارمل کرنا چاہا۔ہونٹوں پر ہلکی لپ اسٹک لگا کر وہ
ڈارک بلیو رنگ کی کیپری شرٹ پہلے سر پر دوپٹہ باندھتی تیار ہو چکی تھی۔

ایک نظر اپنی تیاری پر ڈالتی وہ کمرے سے باہر نکلتی محمل کے کمرے میں چلی گئی۔۔اب اسے زاویار کے آنے کا انتظار تھا یقیناً وہ اتنی جلدی اپنا آپ زاویار کے سامنے پیش نہیں کرنے والی تھی پر اب حیران ہونے کی باری زاویار خانزادہ کی تھی۔۔

****

وہ آفس میں تھا اور پرویز خانزادہ کے تمام بینک اکاؤنٹس بلاک کروا چکا تھا۔ اسے اس وقت آفس میں موجود ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کو معلوم نہیں تھا کہ آرزک اس کی تمام حقیقت جان چکا ہے۔ مگر وہ تو گدھے کے سر سے سینگ کی مانند منظر سے غائب ہی ہو چکا تھا۔ آرزک نے سر جھٹکا اور آفس اپنے مینجر کو اطلاع دے کر دوبارا ہاسپٹل کے لیے نکل آیا۔ مگر ہاسپٹل پہنچ کر اس کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی یا اس کا دل پھٹنے کو تھا کہ ایلف ہاسپٹل سے غائب تھی۔ یہ کیسے ہوا کسی کو کچھ خبر نہیں تھی۔ حالانکہ ہاسپٹل

میں موجود گارڈز بھی غائب تھے۔۔ محض دو گھنٹے لگے تھے اسے جہاں جہاں امید اور گمان تھا اس کا چچا پایا جا سکتا ہے اس نے ہر اس جگہ کو چھان مارا تھا۔۔ ہاسپٹل سے باہر کھڑے ہونے والے گارڈز کی الگ درگت بنی تھی جن کی موجودگی میں کوئی اس کی بیوی کو لے گیا تھا پر کہاں۔؟ سوچ سوچ کر جب گیا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھتا سوچنے لگا۔ درمیان سے کچھ مسنگ لگ رہا دماغ تھک تھا کوئی کڑی ٹوٹ رہی تھی۔ ایلف کو نقصان پہنچانے والا پرویز خانزادہ سرے سے غائب تھا۔ اور اب ایلف؟

کوئی اس کی اتنی سیکیورٹی سے اس کی بیوی اٹھا لے جائے یہ بات اسے خود بھی ہضم نہیں ہو رہی تھی جب اچانک زہن میں اسپارک ہوا۔ اس پرائیویٹ نمبر سے آنے والے میسج نے ایک بار اسے پھر چونکایا تھا اور پھر اس کی آنکھیں غصے سے سرد پڑنے لگیں۔۔

باران دلشیر،، "دانت کچکچاتے اس نے غصہ ضبط کیا۔ وہ یہاں اسے ڈھونڈ" ڈھونڈ کر اس کی فکر اور پریشانی میں آدھا ہو چکا تھا اور یقیناً باران دلشیر بازی مار

گیا تھا۔۔ایلف کا ہمدرد اور خیر خواہ باران دلشیر کے علاوہ کون ہو سکتا تھا۔ باران دلشیر یقیناً ایلف کے پل پل سے باخبر تھا۔آرزک خانزادہ کبھی کبھی حیرت کے سمندر میں غوطے کھاتا تھا کہ آخر جتنا اس نے باران دلشیر کے بارے میں سن رکھا تھا جتنا اس نے ایلف کو سکیورٹی میں رکھا ہوا تھا وہ کیسے کسی بھی مزاحمت کے بغیر اسے اتنی آسانی سے اس کے ناک کے نیچے سے لے آیا تھا اور پھر بعد میں بھی باران دلشیر کی جانب سے پن ڈراپ سائلنس اسے ویسے بھی ہضم نہیں ہوتی تھی۔وہ سب سمجھتا چلا گیا۔

جب ایلف اس کے گھر میں تھی تب باران دلشیر اس کے ایک ایک لمحے کی خبر رکھ رہا تھا تو اب تو ایلف ہسپتال میں تھی۔وہ اس بات سے بھی باخبر تھا اور اب اپنی بہن لے گیا تھا۔کرسی کو ٹھوکر مارتے وہ کھڑا ہوا۔سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبائی۔۔چند گہرے گہرے کش لیتا وہ گہری نظروں سے اس جلتی سگریٹ کو دیکھنے لگا جب ایک اور انکشاف ہوا۔۔۔

اس کا چچا کہاں تھا؟ وہ اچانک کیسے غائب ہو گیا تھا۔۔؟ وہ اپنے کہے کے مطابق آرزک کو یا ایلف کو نقصان کیوں نہیں پہنچا پایا تھا۔ کیا اسے بھی باران دلشیر نے آرزک اور ایلف کے راستے سے ہٹا ڈالا تھا۔ کیا اس کی یہ مشکل بھی باران دلشیر نے حل کر دی تھی؟ پھر وہ جلتی سگریٹ زمین پر گری جسے آرزک نے پاؤں کے جوتے تلے مسل دیا۔۔ جیب سے فون نکال کر اپنے مینیجر کو فون کیا اور باران کا نمبر مانگا۔۔ کچھ دیر بعد اس کے پاس باران دلشیر کا پرنسل نمبر موجود تھا۔ نمبر پر کال جا رہی تھی پر مقابل کمینہ ابن کمینہ تھا جس نے پانچ چھ کال کاٹنے کے بعد کال تو اٹھائی تھی پر ایسے پریٹنڈ کرتے کہ ان لوگوں میں جانے کتنے دوستانہ مراسم تھے یہ کہہ کر اطمینان سے کال کاٹ دی تھی کہ

آرزک ابھی مصروف ہوں بچے، بعد میں بات کرتے ہیں،،"۔ یہ الفاظ" اسے شعلوں کی طرح بھڑکانے کو کافی تھے۔ باران دلشیر کے پاس اس کا نمبر پہلے سے محفوظ تھا اب تو مزید کنفرم ہو گیا تھا کہ اس سب کے پیچھے باران

دلشیر کا ہاتھ تھا۔۔اوپر سے باران کا اسے بچہ کہہ کر مخاطب کرنا اس کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔۔اس نے آگ بگولہ ہوتے ایک مرتبہ پھر نمبر ڈائل کیا۔جو کہ اب کی بار چٹکی بھر شرافت کا مظاہرہ کرتے دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔۔

میری بیوی کہاں ہے،،؟ جھوٹ نہیں بولنا باران دلشیر،،" وہ دانت پیس" کر تقریباً دھاڑا تھا پر مقابل سے ملنے والا جواب پہلے سے زیادہ آگ لگانے والا تھا۔۔

میں تم سے ڈرتا نہیں ہوں جو جھوٹ بولوں گا، ہاں البتہ جواب دینے کا بھی" پابند نہیں ہوں،، جب تک میں نہ کہوں مجھے کال مت کرنا،، فری نہیں ہوں میں،، بزی ہوں،،" آرزک کی اگلی بات سنے بغیر وہ فون کاٹ چکا تھا۔اور آرزک پتھر بنا کھڑا رہ گیا تھا۔پھر غصے سے مٹھی میں فون بھینچتے زور سے دیوار پر مارا۔۔

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں باران دلشیر،، میری ناک کے نیچے سے میری" بیوی کو لے جانے والے تم ہوتے کون ہو،، "شدید طیش کے عالم میں اب اس کا ارادہ باران دلشیر کے گھر جانا تھا۔۔یہ تو طے تھا کہ وہ ڈرنے والوں میں سے بالکل نہی تھا۔اور اب تو یہ بھی یقین تھا کہ اس کے اور باران دلشیر کے درمیان چلتی خود ساختہ اور بے بنیاد دشمنی اپنی موت آپ مر چکی ہے۔ جبکہ بات اس کی بیوی اور ہونے والے بچے کی ہو۔۔ایک راز کی بات یہ بھی تو تھی کہ اس کا دل تو خود بھی ابھی اسی وقت اسی لمحے ایلف کو دیکھنے کے لیے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔

****

ہاسپٹل کے وارڈ کے بستر پر وہ گہری نیند میں تھی جب بھاری بوٹوں سمیت کوئی کمرے میں داخل ہوا۔بلیک ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں۔۔اوپر کے گریبان کھلے ہوئے تھے اور ہاتھوں کی نسیں نمایاں تھیں۔۔بل ماتھے پر

بکھرے ہوئے تھے اور کچھ جمے ہوئے تھے۔سانولی رنگت میں سرخی گھلی تھی۔وہ باران دلشیر تھا۔۔بھلا کسی کے بھی گارڈز کی کیا مجال تھی کہ باران دلشیر کو اس کی گڑیا تک پہنچنے سے روک پاتا۔۔بیڈ کے قریب آتے اس کی نظریں مسلسل ایلف کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔وہ چہرے سے ہی بہت کمزور لگ رہی تھی۔۔باران اس کے سرہانے بیٹھا اور اس کا چہرہ دیکھے گیا۔پھر بے اختیار اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔یہ وہی لڑکی تھی جو اس کے ہاتھوں میں پلی تھی۔باپ بن کر پالا تھا اس نے اور اس سے بے انتہا محبت کی تھی۔۔اس نے ایلف اور ایحان کو جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا تھا۔۔جب دشمنوں کی نظر ایلف پر پڑی اور پہلی بار اسے ایلف کی گمشدگی کی خبر ملی تو وہ ڈر گیا تھا۔کسی انہونی کے احساس کو سوچتے وہ سیلفش ہو گیا تھا۔ایلف اس کی کمزوری تھی۔۔اور اس کے پاس دشمنوں کی ایک لمبی قطار۔۔اور ہر دشمن دوسرے کی کمزوری ڈھونڈتا ہے۔۔اس لیے دل کو سخت پتھر کرتے ایحان اور ایلف

کے لاکھ احتجاج کے باجود اس نے ایلف کو بیرونِ ملک بھیج دیا تھا اس وعدے پر کہ وہ اور ایحان بھی وہیں آجائیں گے۔۔پر وہ جھوٹا وعدہ تھا۔

لیکن یہ بھی سچ تھا کہ ایلف کی نگرانی اور پل پل کی خبر اسے ملتی رہتی تھی۔

اس گھر میں ہر جگہ کیمرا زتھے۔ایلف کی اسٹریٹ میں رہنے والے سارے لوگ معمولی نہیں بلکہ ویل ٹرینڈ گارڈز تھے۔۔ایلف کے کالج میں پڑھنے والے کلاس فیلو کے درمیان بھی اس کے گارڈز تھے۔اس کے باوجود ہر ماہ باران دلشیر اس سے ملنے جاتا تھا۔پر چند سال کے ملنے کے بعد ایلف نے اس سے ملنا بند کر دیا۔۔وہ ضد کرنے لگی اور خفا ہونے لگی۔کہ اسے واپس باران کے ساتھ پاکستان جانا ہے۔۔جس کی وجہ سے باران نے ملاقات کا دورانیہ مزید بڑھا دیا۔لیکن پھر اچانک اسے ادراک ہوا کہ اس کا ایلف سے ملنا ایک بہت بڑا خطرہ ہے ایلف کی ذات کے لیے کیونکہ وہ ہر جگہ میسر نہیں آسکتا۔۔بندہ بشر تھا۔اسباب کا محتاج تھا اس کے پاس ایسی قوت نہیں تھی کہ سب کچھ سنبھال لے ہاں کوشش کر رہا تھا۔اس نے ایلف سے ملنا مکمل بند

کر دیا۔ایسے میں ایلف کے جوان ہونے پر اسے بہترین راستہ ایلف کی شادی لگی۔۔

وہ ایلف کی شادی زاویار سے کرنا چاہتا تھا۔کیونکہ اسے معلوم تھا زاویار ایلف کی ویسے ہی حفاظت کر سکتا ہے جیسے وہ کرتا تھا۔۔پر وہ زاویار پر اپنی مرضی تھوپ نہیں سکتا تھا۔لیکن پھر آرزک جو اس کے دشمنوں کی فہرست میں کبھی تھا ہی نہیں لڑکپن سے سامنے آیا۔پہلے پہل باران نے اسے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا۔پر پھر صفوان سے معلوم ہوا کہ آرزک نے پلان چینج کیا اور وجہ ایلف دلشیر ہی ہے جس میں آرزک غیر معمولی دلچسپی لے رہا تھا۔۔ اور آرزک خانزادہ کا پیسے ٹرانسفر کروانا اور ملازم بن کے رہنا۔۔اس کی ایک ایک حرکت اس بات کی گواہ تھی کہ وہ ایلف کو پسند کرتا ہے۔۔پھر کیا مشکل تھا۔۔آرزک خانزادہ کے متعلق سب معلوم تھا اس کی تلاش ختم ہو گئی تھی۔اس نے جان بوجھ کر ایلف کو وہ ساری حقیقت ای میل کی تھی۔۔آرزک کو وہ سب کرنے دیا جو باران دلشیر چاہتا تھا۔تاریخ گواہ تھی

ایک بھائی نے اپنی منشا پر اپنی بہن کی دنیا کی انوکھی ترین شادی ہونے دی تھی۔۔یہاں آرزک خانزادہ کو لگا تھا کہ گیم کا مرکزی کھلاڑی وہ ہے جبکہ اسے کہاں معلوم تھا اس کی ڈور کسی اور کے ہی ہاتھ میں تھی۔۔باران دلشیر چاہتا تھا کہ ایلف کی شادی آرزک سے ہو تو وہ تب ہی ہو پائی تھی۔۔باران دلشیر چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے تو وہ اسے لے جا پایا تھا۔۔اور اب باران دلشیر نے چاہا تھا کہ ایلف کچھ دن اپنے میکے رہے تو وہ ایلف دلشیر مینشن میں موجود تھی۔۔

****

وہ رات بہت لیٹ گھر لوٹا تھا تاکہ باران دلشیر سے اس کا سامنا نا ہو۔اور صد شکر کے ہوا بھی نہیں تھا۔اب بھی وہ یہ کنفرم کرنے کے بعد اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا کہ باران دلشیر گھر سے نکل چکا تھا۔وہ باران کے نکاح کے بعد سے دلشیر مینشن میں ہی رکا ہوا تھا۔۔وجہ بہت سٹرونگ اور پیاری سی تھی۔

سامنے اپنے کمرے سے ساتھ والے کمرے کے دروازے میں کھڑی فرح کو کچھ انسٹرکشن دیتی معصوم لڑکی کے آنچل سے ممتا کی خوشبو آیا کرتی تھی۔۔

وہ قدم قدم چلتا نیچے جانے کو آگے بڑھا تھا۔

"بھائی،، ناشتہ لگوادوں،، کانوں میں ایک میٹھی سی محبت سے لبریز آواز نے رس گھولا۔ وہ مسکرا کر ایناره کی جانب پلٹا۔ جواب اس کی جانب متوجہ تھی۔

"لیٹ ہو گیا ہوں بھابھی،، یونیورسٹی کی کینٹین سے کچھ کھالوں گا،، دھیمے سے لہجے میں کہتا وہ آگے بڑھ گیا۔ کوئی ایحان دلشیر کا یہ مدھم اور احترام سے بھرپور لہجہ سنتا تو یقیناً بیہوش ہی ہو جاتا۔ کچھ سوچ کر وہ رکا تھا۔

"کیا کوئی آرہا ہے بھابھی،، اس نے ایناره کو مخاطب کیا۔

"جی، پر کون، ؟ مجھے بھی نہیں بتایا انھوں نے،، کہتے سرپرائز ہے،، وہ باران دلشیر کے ذکر پر نگاہیں جھکاتی اسے بتانے لگی۔ ایحان گہرا مسکرایا۔

"ٹھیک ہے،، میں چلتا ہوں،، وہ باہر جانے کو نکلا۔ ایحان کو یہی لگا تھا کہ شاید ایناره کا کوئی رشتہ دار آرہا ہے۔۔

وہ یونیورسٹی آیا تھا۔۔وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔۔پھر مخصوص وقت میں وہ کافی دیر ضیاء، زین اور ملحق کے ساتھ کینٹین بیٹھا لاشعور میں اس کا انتظار کرتا رہا۔ مگر وہ نہیں آئی تھی۔۔اور اس بات نے ایحان کو بے تحاشا اشتعال دلا دیا تھا۔۔اس کا سفید چہرہ سرخ پڑ گیا تھا اور ماتھے پر بیشمار بل۔اس نے ضیاء کو اشارہ کیا تھا جسے وہ سمجھ کر اپنی جگہ سے اٹھا۔زہن اور ملحق کلاس میں چلے گئے۔جب کہ وہ وہیں بیٹھا اضطراب کے عالم میں اپنی ٹانگ بری طرح ہلا رہا تھا۔کچھ ہی دیر میں ضیاء اس کے سامنے آیا۔۔

کہیں نہیں ہے،، ناکلاس میں نا لائیبریری میں،، ضیاء نے سنجیدگی سے کہا۔"

"شاید آئی ہی نا ہو،، اس نے اندازہ لگایا۔

نہیں،، آئی ہے، نعمان علی نے خود بتایا تھا مجھے، میں خود دیکھ لیتا ہوں اس" پدی چڑیل کو،،، وہ دانت پیس کر کہتا ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔ ضیاء نے افسوس سے سر ہلاتے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔اور اپنے والی کے کسے بل سیدھے کرنے مسکرا کر کینٹین سے نکلا۔

ایحان نے باہر نکل کر اسے میسج کیا تھا۔

Where're you?

مگر اس نے میسج سین کر کے بھی ریپلائی نہیں کیا اور ایحان دلشیر کا پارہ آسمان تک چڑھا دیا۔ لیکن بہت جلد اسے اپنے گارڈ کے زریعے سے میسج موصول ہوا تھا کہ وہ پدی چڑیل اس وقت ہے کہاں؟

****

حد نظر آڈیٹوریم میں دور دور تک کوئی نہیں تھا۔۔وہ آڈیٹوریم میں قدرے تنہا ایک کرسی پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔اس کی کلاس کی چند لڑکیاں یونیورسٹی میں ہونے والے الیکشن میں اپنی سنئیرز کے لیے سیاسی سرگرمیوں میں ان کا ساتھ دینے کو اس وقت یہاں ایک میٹنگ میں موجود تھیں۔دور دور لڑکیوں کے چند ٹولے اس وقت موجود اپنی باتوں میں مصروف تھے۔وہ

تنہائی چاہتی تھی۔ مگر یہ بھی نہیں تھا کہ شتر بے مہار یہاں تن تنہا چلی آتی۔

ریم کو اب یہ اطمینان تھا کہ یہاں لڑکیاں موجود ہیں۔

سچ تو یہ تھا کہ وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ریم نعمان علی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ اس سے چاہتا کیا تھا؟؟ ایک جانب اس کی اس قدر وارفتگی اور والہانہ پن۔ اور دوسری جانب اس کی دی گئی چیز کی اس قدر بے توقیری۔

ریم کو کل سے یہ سوچ سوچ کر ہی ہول پڑ رہے تھے کہ کہیں ایحان دلشیر اپنی کسی ضد، انا یا تفریح کے لیے اس کے دل یا جزبات سے کھیل نا جاتا۔ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اب اس کی بے باکی اور وارفتگی سے خوف کھانے لگی تھی۔۔ وہ اس کے مقابل آنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ دل ہارنے کا خدشہ تھا۔ وہ یہ ہار نہیں چاہتی تھی۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی جب اپنے بہت قریب ساتھ والی کرسی پر ایک سرسراہٹ سی محسوس کر ریم کا دل گلے میں اٹک آیا۔۔ ایحان نے بغور اس کا سونے کی طرح دمکتا چہرہ دیکھا جس کے دیدار سے اس کے دل کو عجیب سی تقویت پہنچی تھی۔

تم میرے لیے پراٹھا نہیں لائیں آج،، میں پراٹھے کے انتظار میں اب تک "
بھوکا ہوں،،، وہ اس کے کان میں پھنکارا تھا۔ ریم اچھل کر سیدھی ہوئی۔
خوف سے ہاتھ پیر سن پڑ گئے۔ وہ جتنا رات اس کے ساتھ پولائٹ تھا اب
اتنے ہی غصے میں لگ رہا تھا۔ ریم کے ماتھے پر ننھا سا بل پڑا۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں،، کیوں آئے ہیں یہاں،، وہ سامنے دیکھتی بے "
تاثر لہجے میں بولی۔

تمھاری شکل دیکھنے آیا تھا،، اب بولو میرے لیے پراٹھا کیوں نہیں لائیں،، "
ایحان کی سوئی پھر وہیں اٹکی جبکہ ریم اس کی پہلی بات پر پھر لب بھینچ گئی۔

میرا گھٹیا پراٹھا آپ کے شایان شان،، "

شٹ اپ ریم نعمان علی،، ایحان نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔ ریم کی "
آنکھوں میں نمی در آئی جسے ایحان نے سنجیدگی سے دیکھا تھا۔

اچھا مجھے ایک سوال کا جواب دو،، میرے پاس بے تحاشا دولت کی ریل "
پیل ہے،، ہے ناں،، ایحان نے اسے مخاطب کیا۔ تاکہ وہ ادھر ادھر دیکھنے کی

بجائے اس کی جانب پوری طرح متوجہ ہو جائے۔ریم نے آخر اس کی جانب دیکھا۔اور اثبات میں سر ہلایا۔۔

اس بے تحاشا دولت کی میری نظروں میں کوئی وقعت نہیں ہے،، تو اگر" مجھے کوئی کہے کہ اپنی کسی نیک خواہش کو پورا کرنے کو اپنی کسی قیمتی چیز کا صدقہ دے دو،، تو بتاؤ پھر مجھے کیا کرنا چاہیے،، ایحان نے سوال پوچھتے اس کی جانب دیکھا مگر ریم کے دل و دماغ میں چھوٹے چھوٹے دھماکے سے ہونے لگے تھے۔تو کیا وہ سیدھا سیدھا یہ کہہ رہا تھا کہ اپنی بے بہا دولت سے بھی زیادہ اس کے لیے ریم کا دیا گیا وہ ایک معمولی سا پراٹھا قیمتی تھا۔۔؟؟؟ ایحان نے اپنی بات جاری رکھی۔

وہ مجبور لڑکا مانگ تانگ کر کینٹین سے بچا کھانا اپنے بہن بھائیوں کے لیے" لے کر جاتا ہے، خود سارا دن بھوکا رہتا ہے،،، بہت خوددار ہے اسی لیے مدد بھی قبول نہیں کرتا تو میں نے اسے یہ بول کر پراٹھا آفر کیا کہ اتنا ہیوی میں نہیں کھاتا،، تو اس نے وہ پراٹھا سکون سے لے کر کھا لیا،، جس سے مجھے ایسا لگا

کہ میں نے اپنی بے تحاشا قیمتی چیز صدقہ کی ہے،،،اب مجھے بتاؤ مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا،،اس نے اپنی بات مکمل کرتے اطمینان سے اس کی جانب دیکھا۔ریم کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔لیکن اس طرف حیرت انگیز طور پر ایحان دلشیر بلکل سچ کہہ رہا تھا۔لڑکے کو پرا ٹھا دینے والا معمالہ بلکل ایسا ہی تھا فرق صرف اتنا تھا کہ وہ واقعی اتنا ہیوی پرا ٹھا نہیں کھا سکتا تھا۔۔

"تم نے کوئی جواب نہیں دیا مجھے،،یہ کہتے ایحان نے پہلی بار دانستہ بہت آہستگی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اور اس دہکتے پر تپش لمس پر ریم کی جان لبوں پر آئی وہ دہل اٹھی۔

"آپ مجھے بدنام کرنا چاہتے ہیں،،،وہ بے بسی کے احساس سے اپنے کب دانتوں تلے کچلتی بولی۔

"میں اب رات کو تمھارے گھر تمھارے کمرے میں نہیں آؤں گا،،اس نے سنجیدگی سے اس کی بات کا جواب دیا۔

آپ کیا چاہتے ہیں مجھ سے،،وہ لرزتے ہوئے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ "
نکالتی عاجز آ کر بولی تھی۔

تمھیں پسند کرنے لگا ہوں میں،،ایحان نے سکون سے کہتے اس کے "
پیروں تلے سے زمین سرکائی۔

بابا میری شادی اپنے گاؤں میں ہی کریں گے،،ریم نے جان بوجھ کر "
آزمانے کو ایک اور داؤ کھیلا۔تب اس کی کلائی ایحان دلشیر کی وحشی گرفت
میں آئی تھی۔کہ ریم اپنی جگہ پر تھرا اٹھی۔

زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا سمجھیں،،،وہ غرایا تھا۔"

ہاتھ مت لگائیں مجھے،،ریم نے تڑخ کر کہا تو اس ایحان نے اس کی کلائی کو "
ایک زوردار جھٹکا دیا جس سے وہ اس کے چہرے کے مقابل بہت قریب آئی
تھی۔ریم کو لگا آج وہ اس کی کلائی چٹخا ڈالے گا۔

تمھیں کیا لگتا ہے،، تمھیں ہاتھ لگانے کی جرات میرے علاؤہ اور کون کر "
سکتا ہے،،دانت پیس کر طیش میں کی گئی بے تحاشا بے باک بات پر ریم کو

پوراوجود کیسے سن پڑ گیا۔وہ اس جادو گر کی براؤن آنکھوں میں دیکھے گئ۔ جس نے ساحری کی طرح اسے پوری طرح اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا۔وہ بھی بغوران کا جل بھری سیاہ گھنگھور گھٹاؤں سی گہری نگاہوں میں جیسے ڈوب سا گیا تھا۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے تھے یہ جانے بغیر کہ دوایول آئیز دل میں ڈھیروں نفرت، کینہ، خباثت، درندگی اور شیطانیت لیے انھیں نظر بد کی لپیٹ میں لے چکیں ہیں۔یہ وہ نظریں تھیں جو دلوں میں اگتی نوخیز محبت کی کونپلوں کو جڑ سے نوچ کر پھینکنے والی تھیں۔انھیں برباد کرنے والی تھیں۔

****

نورین دوست کے ساتھ مسکراتی ہوئی یونیورسٹی سے باہر نکل رہی تھی۔ کیب وہ پہلے ہی بک کرا چکی تھی جبکہ یہ سوچ سوچ کر دل ودماغ ہلکان ہو رہا تھا کہ اب وہ ضیاء حیدر کو فیس کیسے کرے گی؟؟

ضیاء؟؟،،"ابھی وہ یہی سوچتی چل رہی تھی کہ پارکنگ میں ضیاء کی گاڑی دیکھی جس کی بونٹ پر وہ اس کے انتظار میں نیم دراز اپنا ایک پاؤں ہلا رہا تھا۔ نظر نورین پر پڑی تو ہونٹوں پر ایک بڑی دلفریب سی مسکان نے احاطہ کیا۔ نورین کی رنگت خوامخواہ سرخی پکڑنے لگی۔۔وہ بغور اسے معنی خیز نگاہوں سے دیکھے گیا۔کل رات کے بعد سے وہ آج اسے نظر آئی تھی اس کے چہرے پر بکھرے اپنی محبت کے رنگ دیکھ کر وہ روح تک سرشار ہوا۔۔ نورین کنفیوز ہو کر ادھر ادھر دیکھتی اپنے دھڑکتے دل کو قابو کرنے لگی جس کی دھڑکن ہر حد پار کرنے کے درپر تھی۔

اوو میرے کشمیری سیب،،، صبح صبح بنا اٹھائے چوروں کی طرح بھاگ" آئیں،، کیا بات؟ تم نے میری کوئی چیز چرائی تھی؟،"بونٹ سے اٹھ کر نورین کے قریب ہوتے اس نے معنی خیزی سے پوچھا جبکہ اس کا طرزِ تخاطب نورین کا مزید چہرہ خون چھلکانے لگا جب ضیاء پورے استحقاق سے اس کے کندھے پر اپنا بازو پھیلایا۔

ضیاء سب دیکھ رہے ہیں،، "وہ دور ہونے لگی تھی پر اسی لمحے ضیاء کی پکڑ" مضبوط ہوئی۔۔

تو تم لوگوں کو مت دیکھو نہ جانم،، تم صرف مجھ پر غور و فکر کرو جیسے میں" نے کل رات تم پر کیا تھا،، "ضیاء کی بے باک گفتگو سن اس کا دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود جوابی کروائی نہیں کر پا رہی تھی۔

ضیاء حیدر، اگر آپ نے کل رات کے بارے مزید کوئی گفتگو کی تو میں آپ" سے بات نہیں کروں گی،، "اس نے روہانسی ہوتے کہا۔۔ ضیاء حیدر کی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر اتنے استحقاق سے بیٹھتے اس نے چند اسٹوڈنٹس کو اپنی جانب حیرت سے تکتے پایا پھر واقعی ضیاء کے کہنے کے مطابق انھیں نظر انداز کر گئی۔

او کے کل رات کے بارے میں بات نہیں کرتے، بلکہ آج رات پلین" کرتے ہیں،، کیا خیال ہے،، "ایک آنکھ دباتا وہ اسٹیرنگ ویل پکڑے

شرارت سے نورین کو دیکھنے لگا۔ جبکہ نورین کی ہتھیلیاں بھیگنے لگی۔ وہ رو دینے کو تھی۔۔ عنقریب تھا وہ واقعی رو دیتی جب ضیاء زور سے ہنسا۔۔

"بہت گندا سوچنے لگی ہو میری بد معاش بیوی،، میں آج رات زین کے گھر ڈنر کے متعلق بول رہا تھا،، "وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہنستے ہوئے بولا تو نورین نے غصے سے اس کے بازو پر مکا مارا۔۔

"ویسے کل رات تم مجھے آپ آپ کہہ کر مخاطب کر رہی تھیں،، لگتا ہے آپ سننے کے لیے دوبارہ اتنے نزدیک ہونا پڑے گا،، "وہ زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکا تھا جبھی مسکراہٹ ضبط کرتے سنجیدگی سے کہا۔

"تم بہت بد تمیز ہو،،، "منہ پھلاتے وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

"ضیاء پلیز،،، آپ مجھے تنگ کرنا بند کریں ورنہ میں واقعی بات نہیں کروں گی،، "قب کی بار نورین نے طرز تخاطب فوراً درست کیا ساتھ بے بسی سے ضیاء کو دیکھنے لگی۔

البتہ شرم و قوسِ قزاں کے رنگ اس کے چہرے پر بکھرے بہت دلکش منظر پیش کر رہے تھے۔ضیاء نے مزید اسے چڑانے کا ارادہ ترک کر دیا اور خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا البتہ وقتاً فوقتاً ضیاء کی پر شوخ نظریں نورین کو پریشان کر رہی تھیں۔۔ جبھی کبھی بے مقصد اپنا دوپٹہ درست کرتی یا بال درست کرتی۔۔نورین کو گھر ڈراپ کر کے ضیاء خود کام سے باہر چلا گیا۔جسے دیکھ نورین نے شکر کا کلمہ پڑھا اور گھر کے اندر داخل ہو گئی۔۔

****

ایلف کے حقیقت جاننے کے بعد کاری ایکشن اور پھر آرزک سے زبردستی شادی۔آرزک خانزادہ کی بھول تھی کہ باران دلشیر اس کے نکاح میں شامل نہیں تھا۔اسے تو شاید یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ نکاح پر بطورِ گواہ سائن اسی کے ہوئے تھے۔اور اس نکاح کا ایک ایک لمحہ اس نے دیکھا تھا۔حد تو یہ تھی آرزک خانزادہ کے گھر میں لگے کیمروں پر تک باران دلشیر کا اختیار تھا۔وہ یونہی تو بادشاہ نہیں تھا اس کے پیادے ہر جگہ تھے۔۔وہ گیم چینجر تھا۔

مقابل کو لگتا تھا وہ اپنہ بازی کھیل رہا ہے پر حقیقت میں وہ باران دلشیر کی چالوں پر چلنے والا پیادہ ہوتا تھا۔ کچھ ایسا ہی آرزک خانزادہ کے ساتھ ہوا تھا۔ پر اب باران کو ایلف کو اپنے ساتھ لے جانا ضروری لگا تھا۔ کیونکہ جو تھپڑ آرزک نے ایلف دلشیر کو مارے تھے باران ان تھپڑوں کا سود سمیت بدلہ وصولنے والا تھا۔ جتنا اس کی بہن تڑپی تھی اتنا ہی آرزک خانزادہ کو واپس ملنا تھا۔ اس کا خون کھول اٹھا تھا یہ دیکھ کر کہ آرزک نے ایلف پر اعتبار نہیں کیا ۔۔بس اب اس بے اعتباری کا بدلہ اسے چکانا تھا کیونکہ اس کے نکاح میں کوئی معمولی لڑکی نہیں بلکہ باران دلشیر کی سلطنت کا ننھا پھول و ننھی شہزادی ایلف دلشیر تھی۔۔

"ایلف میری گڑیا،، باران نے ایلف کے نازک ہاتھ کو نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیا تو بے اختیار آنکھیں نم ہوئی۔

"میری بیٹی،، میری جان،، وہ بہت محبت سے اس کا سر چوم رہا تھا۔۔ پھر ایلف سے نظر ہٹا کر اپنے ایک گارڈ کو مس کال دی تو ہسپتال کے باہر ھوائی

فائیر نگ ہوئی۔۔آرزک کے گارڈز کو خطرہ لاحق ہوا وہ لوگ اطراف میں پہلے اور کمرے کے باہر کوریڈور میں صرف ایک گارڈ رہ گیا جسے ٹھکانے لگانا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔۔ایسا نہیں تھا آرزک خانزادہ کی سیکیورٹی سسٹم کمزور تھا بس فرق یہ تھا کہ اس کے سیکیورٹی سسٹم میں آدھے باران دلشیر کے آدمی تھے۔۔جس سے آرزک ناواقف تھا۔۔

ایلف کو بازوؤں میں اٹھاتے وہ ہسپتال کے پچھلے دروازے سے باہر نکلا تھا جہاں سے میڈیسنز کا اسٹاک اور ہسپتال کی باقی ضروریات کی چیزیں اندر آتی تھیں۔۔وہ ایلف کو لئے وہاں سے نکلا تھا۔گاڑی مینشن کے پورچ میں رکی تو ایناره جو جلے پیر کی بلی کی طرح پورے گھر میں بولائی بولائی پھر رہی تھی بھاگ کر باہر آئی پر اگلے لمحے جو منظر آنکھوں نے دیکھا اسے دیکھتے اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکنے لگی۔ایک نازک سی لڑکی جسے باران دلشیر نے اپنے گود میں اٹھایا ہوا تھا۔اس لڑکی کا سر باران کے سینے سے لگا تھا۔ایناره کا چہرہ تاریک ہونے لگا وہ سن کھڑی یک ٹک باران کو دیکھنے لگی۔۔باران نے

ایک نظر ایناره کو دیکھا پھر اس کے سائیڈ سے گزرتے اندر چلا گیا۔۔جو روم ایناره کو ریڈی کروانے کہا تھا اسے پاوں سے دھکا لگاتے وہ کمرے کے اندر کےے داخل ہوا تو توقع کے عین مطابق روم بالکل تیار تھا۔ایلف کو بیڈ وسط میں اتارتے وہ ایلف پر کمفرٹر درست کرنے لگا۔۔کمرے کے پردے گرا کر کمرے میں نیم اندھیرا کیا اور سائیڈ لیمپ کی روشنی ہلکی کر کے آن کر دی۔۔وہ جانتا تھا ایلف بچپن سے ہی مکمل اندھیرے سے ڈرتی تھی۔۔ ایک تکیہ ایلف کے سرہانے رکھا۔۔یہ سب کچھ ایناره کمرے کے دروازے پر کھڑی دیکھ رہی تھی۔پہلا خیال زہن میں آیا کہ شاید وہ باران کی بہن ہو پر وہ لڑکی کہیں سے بھی باران سے نہیں ملتی تھی۔۔۔نہ ہی باران نے بتایا تھا اس کی کوئی بہن ہے۔۔ملازمین سے بھی یہی معلوم ہوا تھا کہ باران کا صرف ایک بھائی ہے اور وہ ایحان دلشیر ہے۔۔وہ یک ٹک باران کو ہی دیکھ رہی تھی جب باران نے نرمی سے جھکتے ایلف کے ماتھے پر اپنے لب رکھے پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔باران کے باہر نکلنے پر ایناره نے بھی قدم پیچھے

لیے۔۔ل باران نے دروازہ بند کر دیا۔۔پلٹ کر ایناره کو دیکھا جس کی آنکھوں میں ڈھیروڈھیر پانی جمع تھا۔

ایناره،،" باران لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔۔کیا سامنے کھڑی اس کی متاع" کل کو اس کی ذات پر بس اتنا سا اعتبار تھا کہ وہ کسی کو بھی باران کے ساتھ دیکھتی تو ایسے ہی ری ایکٹ کرتی ؟۔اس کی بے اعتباری باران کو شدید چبھی تھی۔ایک پل کو سوچا اس کی غلط فہمی دور کر دے پر اگلے ہی لمحے اپنے خیال پر لعنت بھیجتے کندھے اچکا کر باہر نکل گیا۔جبکہ اس کی اس قدر بے اعتنائی پر ایناره کے آنسوؤں میں روانی آئی۔۔لاونج کے صوفے پر دھب سے بیٹھتی وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپاتے رو دی۔ابھی روتے ہوئے چند لمحے گزرے تھے جب فرح نے اسے روتے دیکھا تو بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی۔

کیا ہوا ایناره سب ٹھیک تو ہے نہ،،،ہائے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے ایسے کیوں" رو رہی ہو،، کیا باران سر نے کچھ کہا،،"فرح متجسس ہوتے پوچھنے لگی۔جب سے ایناره مالکن ہوئی تھی اس کے وارے نیارے ہو گئے تھے۔۔رات جو

کھانا یہاں بنتا وہی کھانا اس کے گھر بھی پیک ہو کر چلا جاتا۔ باران سے کہہ کر اس کی تنخواہ کا اضافہ بھی جلد ہونے والا تھا۔ایسے میں ایناره کی فکر فطری بھی تھی اور کچھ لالچ کے عوض بھی۔۔فرح کے کہنے پر ایناره نے روتے روتے ساری بات اس کے گوش و گزار کی تو فرح کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔

"کون ہے وہ منحوس لڑکی،اور ایسے آنسو بہانے سے کیا ہو گا،،دیکھو ایناره جو تمہاری جیسی روتی دھوتی لڑکیاں ہوتی ہیں نہ شوہر ان کو ایسے ہی دباتے ہیں،، تھوڑی مضبوط بنو،،اور اس لڑکی کو گھسیٹ کر مینشن سے باہر پھینک دو،،" فرح نے انتہائی درشت لہجے میں کہا تو ایناره کے رونے میں روانی آئی۔۔

"نہیں نہ فرح آپی،،یہ گھر میرا تھوڑی ہے،،اگر میں نے ایسا کچھ کیا تو باران مجھے،،" اتنے بولتے ایناره چہرہ جھکا گئی۔

"اوبی بی ہوش کے ناخن لو،،یہ گھر اب تمہارا ہی ہے،،اگر تمہارا نہیں ہوتا تو تم بیوی نہیں ہوتی باران سر کی،،اپنی جگہ پہچانو ایناره،اپنے شوہر کو صرف خوبصورتی سے متاثر نہ کرو،،ان پر اپنا حق جتاؤ،یہ شو کرو کہ تم بہت مضبوط

ہو،اور فکر مت کرو میں ہوں تمہارے ساتھ،،"آخر میں فرح نے اسے حوصلہ دیا۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے،،"اینارہ نے بے چارگی سے کہا۔"

افف جانتی ہو جب میری شادی ہوئی تو میرے شوہر کا پڑوسن سے چکر پکڑا" گیا تھا،پہلے میرے شوہر نے مجھے ہی ڈرایا کہ تمہیں گھر سے نکال دوں گا پر جب میں نامانی اور اس لڑکی کی درگت بنائی تو ہاتھ جوڑ کے پیچھے آیا،،"فرح نے فخریہ بتایا تو اینارہ آنسو صاف کرتی سوچ میں پڑ گئی۔۔

میں کیا کروں،،؟"آنکھوں میں نمی لیے پوچھا۔"

اس لڑکی کو گھر سے باہر نکالو،،"فرح نے مخلصانہ مشورہ دیا۔"

وہ بے ہوش ہے،،"اینارہ نے فورا اطلاع دی۔"

اس کا مطلب میں جیسا سوچ رہی ہوں ویسا ہی ہے،،"فرح نے آئیبرو" بھینچتے کہا پھر خود کو دیکھتی اینارہ کو دیکھتے گہرہ سانس لیا۔

تم بے فکر رہو ایمارہ تم سے پہلے بہت،، "وہ بولتے بولتے بے ساختہ رکی" تھی۔۔

کیا مجھ سے پہلے بہت،، "ایمارہ کا لہجہ عجیب ہوا تھا۔"

ارے میرا مطلب تم سے پہلے بھی بہت دیکھی ہوں گی باران سر نے،، پر" نکاح تو تم سے کیا اس کا مطلب صاف ہے تمہاری جگہ بہت مضبوط ہے،، تم بس اب اپنی موجودگی کا احساس دلاؤ خاموش مت رہو،، وہ لڑکی نہیں رہ سکتی یہاں،، لڑکی بے ہوش ہے پر تمہارا شوہر تو ہوش میں ہے،، جاؤ ان سے جا کر بازپرس کرو،، "فرح نے ادھر ادھر دیکھتے ایک اور مشورے سے نوازہ۔۔۔

ہاں یہ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں،، نکاح کے دو دن بعد باران ایسا نہیں" کر سکتے میرے ساتھ،، بلکہ کبھی بھی نہیں کر سکتے،، میں ابھی باران سے بات کروں گی،، "ایمارہ ایک بار پھر روتی ہوئی کھڑی ہوئی۔۔

پہلے اپنے آنسو صاف کرو،،اور چہرے پر سختی لاؤ،آئی برو بھینچو،،ماتھے پر" بل ڈالو پھر جاؤ،،"فرح نے مزید بریفینگ دی۔۔اینارہ نے اس کے کہے پر عمل کیا۔

اس سے کیا ہو گا؟"اینارہ کے بے تکے سوال پر اس کا دل کیا اس لڑکی کو" چھت سے نیچے پھینک دے۔۔

بیوقوف لڑکی آدھا کام تمہارے فیس ایکسپریشن سے ہی ہو جائے گا،،""" فرح کی مزید حوصلہ افزائی پر وہ تن فن کرتی اپنے کمرے میں گئی پھر یہ یاد آتے ہی مزید طیش آیا کہ وہ تو واپس اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔کچھ سوچتے اس نے ایک بیگ میں اپنے کچھ کپڑے بھرے۔۔اور باران کے کمرے کی طرف چل دی۔اس بار دروازہ بجانے کی زحمت نہیں کی تھی بلکہ دھاڑ سے دروازہ کھولتی وہ اندر آئی تھی اور چھوٹا سا بیگ بیڈ پر پٹخا تھا۔کہ ڈریسنگ مرر کے سامنے کمرے کے نچلے حصے پر ٹاول باندھے کھڑے باران نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔اس وقت وہ شرٹ لیس محض ایک ٹاول میں تھا۔اینارہ

نے ماتھے پر بل ڈالے غصے سے اس کی جانب دیکھا پر اگلے ہی لمحے آنکھیں پھاڑے وہ باران کو دیکھنے لگی۔ شرمندگی سے چہرہ متغیر ہوا تو فوراً چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپالیا۔ باران نے پٹخنے کے انداز میں ہیئر برش ڈریسنگ پر رکھا پر ہاتھ رکھے اینارہ پر ڈالے ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا اور ایک اچٹتی نظر منہ اینارہ نے اس کے جاتے ہی چہرے سے ہاتھ ہٹاتے سکھ کی سانس خارج کی۔ پھر خود کو کوسا کہ کیوں بنا دستک دیے اندر داخل ہوئی۔ بیڈ پر بیٹھتے اپنی انگلیاں چٹخائیں پھر واپس خود کو مضبوط کیا۔ کچھ دیر بعد باران ڈریسنگ روم سے باہر نکلا اور واپس ڈریسنگ کے آگے کھڑا ہو گیا۔ خود کو نظر انداز ہوتے دیکھ اینارہ کا غم بڑھنے لگا غصے سے کھڑے ہو کر وہ باران کے پاس گئی اور بازو سے پکڑتے اسے اپنی جانب موڑا۔ ماتھے پر بل ڈالے باران کو گھورا۔۔

مطلب آ بیل مجھے مار کے مصداق شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالا۔۔ تو وہ آئی برو اچکاتا اس کے ماتھے پر پڑتا ننھا سا بل ملاحظہ کرنے لگا۔

یہ سب کیا ڈرامہ ہے،، "بیڈ کی جانب اشارہ کرتے باران نے سنجیدگی سے " پوچھا۔

یہ تو مجھے آپ سے پوچھنا چاہیے کون ہے وہ لڑکی،، یہاں کیوں آئی ہے،، """ ماتھے کا بل پل میں غائب ہوا تھا۔آنکھیں فورا نم ہوئی تھیں۔۔باران نے اپنے پنک ریبٹ کو زبردستی کا غصہ کرتے دیکھا تو دانتوں تلے لب دبایا۔۔

ہمممم،، تم مجھے بتاؤ پنک ریبٹ کون ہو گی وہ میری،، " سینے پر ہاتھ باندھتے " باران نے سر تا پیر اسے دیکھا تو اینا رہ کشمکش میں پڑ گئی۔۔پہلے اُس لڑکی کو بہن کہا تھا تو معلوم ہوا تھا وہ گرلفرینڈ ہے۔۔اب بھی یقیناً یقینا گرلفرینڈ ہو گی۔۔ اچانک زہن میں جھماکا ہوا۔۔باران نے کہا تھا پہلے کہ اگر ایسا کچھ دیکھا تو اسی وقت اس لڑکی کو باہر کیوں نہ نکالا۔۔اگر وہ اب بھی پوچھتی یہی جواب ملتا۔۔وہ ایک نظر باران کو دیکھتی واپس باہر جانے کے ارادے سے مڑی جب باران نے جھٹکے سے اسے خود سے قریب کرتے کمر میں بازو لپیٹا اور ایک جھٹکے سے اسے ڈریسنگ پر بٹھا دیا۔

کہاں جارہی ہو،،؟"اینارہ کے دونوں جانب ہاتھ جماتے وہ کافی متجسس تھا" یااینارہ کو لگا۔۔

اس لڑکی کی چٹیا پکڑ کر اسے گھر سے باہر نکالنے،،"اینارہ نے جس انداز میں" کہا باران کو شدید جھٹکا لگا۔ مگر کیں دل کو یہ تقویت بھی تھی کہ اسے یہ اعتماد اسی کا تو بخشا ہوا تھا۔۔ب

واٹ،،؟۔"دھچکا شدید تھا۔ لیکن اتنی زیادہ اینارہ سے امید بھی نہیں کی" تھی۔"میری بہن ہے اینارہ وہ،،"اس کے اس طرح حق جتانے اور اس قدر شدت پسندی ور قابت پر وہ قہقہ لگا کر ہنسا۔۔اس کے چھوٹے سے ریبٹ کی جرأت دن بدن مزید بڑھتی جارہی تھی۔۔

کک،،کیا،،وو،،وہ گوری سی لڑکی،،آپ کی بہن ہے،،لگتی نہیں،،بالکل" بھی،،"اینارہ نے حیرت سے پوچھا البتہ اس کے منہ سے لفظ بہن سن کر دل کو تسکین پہنچی تھی۔

مطلب میں کالا ہوں،،"اب کی بار باران کی انگلیاں ایناره کی گردن پر" رقص کر رہی تھیں۔۔

نن،، نہیں آپ کالے نہیں ہیں،،ویسے بھی لڑکے کالے ہی اچھے لگتے" ہیں،،"اپنی بات بناتے بوکھلاہٹ میں اپنی گردن سے باران کا ہاتھ ہٹانا چاہا پر یہ محض ایک ناکام کوشش ہی تھی ورنہ اس کے اس عمل سے اب باران کی انگلیوں کی جگہ ہونٹ رقص کرنے لگے تھے۔اپنی کالر بون پر باران کا شدت بھرا لمس محسوس کرتے جان صحیح معنوں میں ہتھیلی پر آتی ہوش اڑانے لگی تھی۔۔

ایک بات پر ٹکو،، یا تو میں گورا ہوں یا تو کالا،،اگر تم مجھے گورا کہہ رہی ہو تو" تم نے کہا لڑکے کالے ہینڈسم لگتے ہیں،،یعنی اگر میں گورا ہوں تو ہینڈسم نہیں ہوں،،اور اگر تم نے مجھے ہینڈسم کہا تو اس کا مطلب میں کالا ہوں،،یعنی تم مجھے کالا کہہ رہی ہو،،"ایناره کے گال پر اپنے دانت دباتا وہ کان میں سرگوشی نما بولا تو ایناره کو لگا اس کا دل اچھل کر باہر آجائے گا۔۔۔

بب،، باران،، آپ مجھے،، ڈرا رہے ہیں،، "ایناره نے بمشکل اپنی سانس" سنبھالتے کہا تو باران نے پیچھے ہوتے اس کا گھبرایا ہوا اقتداری چہرہ دیکھا۔ جو اس کی اتنی سی جسارت پر دہکتا سرخ شعلہ ہو چکا تھا۔

بس اتنے میں ڈر گئیں،،؟ میں نے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں مسز باران دلشیر،، " میری بیوی اور وہ بھی اتنی کمزور دل کی مالک،، ام ہم،، یہ نہیں چلے گا،، مجھے تمہیں اسٹرونگ کرنا پڑے گا،، " باران نے پر سوچ انداز میں کہتے ہاتھ ایناره کی کمر پر رکھتے کندھوں کی درمیانی ہڈی پر انگلی پھیری تو ایناره کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی وجود میں لرزا طاری ہونے لگا۔۔ اس کی سانس بری طرح الجھی تھیں۔۔ اس کا اس وقت شرارت کا کوئی موڈ نہیں تھا۔ مگر ایک یہ وجود تھا جو اس کے دل میں اس دنیا کے تمام گورکھ دھندوں کو بھول جانے کی خواہش پیدا کر دیتا تھا، باران دلشیر کو اس کی یہ حالت محظوظ کر رہی تھی۔۔ اس کا لٹل پنک ریبٹ شرم وحیاء سے پھول کر لال غبارہ بن چکا تھا۔۔ یہ منظر بہت

دلکش اور دلفریب تھا۔یہ شرم وحیا کی قوس وقزح سے رنگ کسی چہرے پر کب دیکھے تھے۔ باران بمشکل اپنی ہنسی روکتا اسے دیکھنے لگا۔۔

اینجل،،ب، باری،، مجھے سانس نہیں آرہا پلیز،،"اب کی بار وہ روہانسی" ہوگئی تھی۔۔ لیکن اسے باران کی قربت میں گھن نہیں آئی تھی یہ محرم رشتے کی پاکیزگی تھی کہ اسے باران کا چھونا برا نہیں لگ رہا تھا لیکن اس کی بے باک جسارتوں پر گھبراہٹ اتنی تھی کہ دل بند ہونے کو تھا۔

کوئی بات نہیں میرے پُھولے پُھولے ریبٹ،، میں تمہیں اپنی آکسیجن" دے دیتا ہوں،،،"اینارہ کے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے وہ اپنی بات پر عمل کرتا اینارہ کی دھڑکن حقیقت میں بند کر چکا تھا۔چند لمحے بعد وہ اینارہ سے دور ہو گیا اور دلچسپی سے اس کے کانپتے وجود کو دیکھا۔۔اس کی اتنی سی بے باکی پر ہی وہ اس کے حصار میں موجود گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔۔

آ،،آپ،،بہت برے ہیں،،"چہرہ مزید نیچے جھکاتے وہ شرم وغصے سے ملے جلے تاثرات لئے وہ جھنجھلا کر بولی۔۔

بہت نہیں تمہاری سوچ سے زیادہ برا ہوں،،اب تو تم اس کمرے میں اپنا" سازوسامان لے کر آ ہی گئی تو میں تمہیں رات میں بتاؤں گا میں کتنا برا اور بدتمیز ہوں،،"لب دانتوں تلے دباتے بمشکل اپنا قہقہ روکا۔۔دوسری طرف اس کے ارادے سن اینارہ کے ہوش اڑنے لگے۔۔

نن، نہیں میں تو یہ غصے میں لائی تھی، آپ نے کل ہی تو کہا تھا یہ روم اچھا" نہیں ہے،،اب مجھے پتہ چلا کیوں اچھا نہیں ہے،،اس میں آ کر آپ پر بھی کوئی بدمعاش بھوت سوار ہو گیا ہے،،،"اپنا بیگ اٹھاتی وہ فورا کمرے سے باہر بھاگی تھی۔۔اس کے نکلتے ہی اس کی تیزی اور شوشے پر باران قہقہ لگاتے ہنس پڑا۔۔

****

شام وہ ریڈی تھی نورین نے لائٹ پرپل رنگ کی شرٹ اور کیپری پہنا تھا۔ ڈوپٹے کا اپنے گرد لپیٹے ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ بلا کی دلفریب و حسین لگ رہی تھی کہ ضیاء کا اس پر سے نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا تھا۔ضیاء کی واپسی لیٹ

ہوئی تھی نورین کے ہمراہ تیار ہو کر وہ شام زین کے گھر پہنچا تھا۔جہاں زین کی ماں نے ان کا وارم ویلکم کیا تھا۔لان میں بیٹھے وہ باتوں میں مصروف تھے۔ ضیاء اور زین اپنی باتوں میں مگن تھے اور نورین زین کی مدر کے ساتھ۔۔۔ ملازمہ چائے کے ساتھ مختلف لوازمات رکھ کر گئی تھی۔۔کچھ دیر بعد وہاں ایحان اور ملحق بھی پہنچ آئے تھے۔۔خوشگوار سا ماحول قائم ہوا تھا۔وہ سب ہنسی مزاق میں مصروف تھے۔زین بھی اطمینان سے بیٹھا ملحق کی ٹانگ کھینچ رہا تھا۔جب عابدہ بیگم کے موبائل پر کال آنے لگیں۔۔وہ انہیں جلد جوائن کرنے کا کہتیں اندر چلی گئیں۔۔ان کے جاتے ہی ملحق زین اور ایحان کے درمیان چھینا جھپٹی کا دورانیہ شروع ہوا۔۔ان کے چھیننے کی شے ایحان کا فون تھا۔جو بار بار رنگ ہو رہا تھا۔ کبھی میسج ٹون بجتی تو کبھی فون۔۔

اسلام و علیکم،،"ایک میٹھی سی نرم آواز پر وہ تینوں سکتے ہوئے تھے۔زین" نے بے اختیار آنکھیں میچیں تھیں۔۔نورین بھی کچھ حیرت اور مسکراہٹ

لیے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔۔جو لڑکی کم اور آسمان سے اتری پری زیادہ معلوم ہو رہی تھی۔

اہمم۔۔۔"ملحق گا صاف کرتا سیدھا ہوا ایحان بھی لاپرواہی سے واپس اپنی" جگہ پر بیٹھ گیا۔جبکہ زین اب کمر پر ہاتھ باندھے بہت ضبط سے سحر کو دیکھ رہا تھا۔جو بلیک رنگ کی شارٹ فراک اور گھیر دار شلوار میں بالوں کو کھولے ایک کندھے پر دوپٹہ ڈالے میک اپ سے بے نیاز بلاشبہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

یہ کون ہیں زین؟"ملحق نے زین کے کندھے پر کندھا مارتے پوچھا تو زین" نے ناگواری سے اسے دیکھا جو مسکراتی نظروں سے سحر کو دیکھتا پھر سوالیہ نظروں سے اسے۔۔

زین، کون ہے یہ پری،،؟"نورین نے شرارت سے پوچھا۔۔۔" میں الیاس انکل کی فرینڈ کی بیٹی، سحر ہوں"سحر نے مسکراتے اپنا تعارف" کروایا۔وہ جو اسے کمرے میں بند کر کے ڈی گریڈ کرنا چاہتا تھا عابدہ بیگم کے

بروقت کمرے میں آنے پر اس نے رو رو کر مرچ مصالحہ لگا کر زین کے تمام کرتوت انھیں بتا ڈالے۔تب عابدہ بیگم نے اسے دوبارا تیار کروا کر خوب سمجھایا تھا کہ زین الیاس کو کیسے سیدھا کرنا ہے۔اسی لئے وہ اب پر اعتماد سی عبادہ بیگم کے بھیجنے پر ان کے سامنے موجود تھی۔۔جبکہ زین نے پر سکون سانس خارج کی۔۔صد شکر اس نے زین کی بیوی کی حیثیت سے تعارف نہیں کروایا تھا۔

نائس ٹو میٹ یو سحر،،"ملحق نے بہت وسیع دل سے سحر کی جانب ہاتھ" بڑھایا تو زین بغور اس کے بڑے ہاتھ کو پھر سحر کو دیکھا۔۔عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی۔۔خواہ مخواہ سحر پر غصہ آنے لگا۔۔

ہائے،،"ایک نظر زین کو دیکھتے اس نے ملحق کا ہاتھ تھام لیا۔۔ایحان اور" ضیاء نے زبانی ہائے ہیلو کو فوقیت دی تھی۔البتہ نورین نے خوش دلی سے اس معصوم سی لڑکی کو گلے لگایا تھا۔وہ بہت جلد ان کے ساتھ کفرٹیبل ہوتی ان کے درمیان بیٹھ چکی تھی پر اس کا اطمینان زین کے اطمینان کو خاک میں ملا گیا

تھا۔۔کہ بہت جلد ایک مرتبہ پھر وہاں ہنسی مزاق کی آوازیں گونجنے لگیں۔۔اور ان میں سب سے بلند آواز ملحق اور سحر کی تھی۔زین تو اسے اتنا زیادہ بولتا دیکھ حیرانگی کے سمندر میں غوطہ زن تھا۔کہ زین کے سامنے تو اس کی بولتی بند ہو جاتی تھی۔۔اس کی چھوٹی سی فسادی بیوی اچھی خاصی باتونی تھی۔ضیاء اور ایحان تو بڑے غور سے زین کی خاموشی کو اور چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ رہے تھے۔۔

سحر، تمہیں ماما نے بلایا تھا شاید اندر جاؤ،،"وہ خواہ مخواہ اسے ملحق سے فری" ہوتا دیکھ جلتے توے پر بیٹھ رہا تھا حالانکہ وہ اسے بھائی کہہ کر مخاطب کر رہی تھی۔لیکن جب برداشت کی ہر حد پار ہوئی تھی۔زین نے مصنوعی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتے حکم دیا۔

نہیں،،انہوں نے نہیں بلایا،،"وہ سہولت سے انکار کر گئی تھی۔۔زین" کے ماتھے پر گہرا بل پڑا۔

نہیں انہوں نے بلایا تھا،،"اب کی بار زین نے اپنی بات پر زور دیا۔"

نہیں بلایا،،"وہ منہ بناتے دوبارہ اس کی بات ٹال گئی۔۔اتنے دنوں بعد تو"
اسے زین الیاس کی جلی بھنی شکل دیکھ دیکھ کر اتنا مزہ آرہا تھا۔
میں نے کہا اندر جاؤ اور جا کر ڈنر کے انتظامات دیکھو،،"اب کے بار زین اس"
قدر سختی سے بولا کہ سحر پل بھر کو سہم گئی۔۔وہیں زین کے اتنے اچانک
بلاوجہ ہی ہارش ہونے پر سب بے یقینی سے زین کو دیکھنے لگے۔۔۔ سحر
روہانسی ہوتی وہاں سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔۔۔سب کی نظریں خود پر محسوس
کرتے زین نے گہری سانس لی۔۔۔
کیا ہو گیا زین،،اگر وہ نہیں جانا چاہ رہی تھی تو کیوں زبردستی اندر بھیجا،،اتنا"
مزے کی باتیں ہو رہیں تھیں،،"ملحق نے ناپسندیدگی سے کہا۔۔زین کے
ماتھے کے بل گہرے ہوئے۔۔
اگر زیادہ ہی مزہ آرہا تھا تو جا اندر چلے جا،،وہاں جا کر اس کے ساتھ گپیں لگا"
لے،،"تپ کر کہتا وہ مٹھی بھینچتے اپنے اندر اٹھتا اشتعال دبانے لگا۔۔

تم پاگل ہو گئے ہو،، "ملحق نے غصے سے کہا تو ایحان نے اس کے کندھے پر "
ہاتھ رکھا۔۔ماحول میں عجیب سا تناؤ پیدا ہو گیا۔ سچویشن کو آکورڈ دیکھ نورین
ضیاء کو دیکھنے لگی۔۔ضیاء نے گلا کھنکھارتے موضوع دوسری جانب موڑ دیا۔۔
سب ایک بار پھر خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے لیکن اس بار ملحق خاموش
رہا جسے کسی نے محسوس کیا یا نہ کیا زین نے بخوبی محسوس کیا۔۔
سوری یار،، غصہ آگیا تھا سحر پر اس لیے تجھ پر بھڑک گیا،، "زین نے ملحق "
کا کندھا تھپکا تو ملحق نے نروٹھے پنے سے جھٹک دیا۔
بلاوجہ اس معصوم پر غصہ،،، اتنی کیوٹ اور انوسینٹ ہے یار،،، اس سے "
باتیں کرتے کتنا مزہ آرہا تھا،، "ملحق نے منہ بناتے کہا تو زین نے بمشکل
مسکراتے بات کو مختصر کر دیا۔۔کہ مزید اس کے منہ سے اس چھوٹے فتنا کی
تعریف سننے کا وہ متحمل نہیں تھا۔۔کچھ دیر بات چیت کے بعد عابدہ بیگم نے
انہیں ڈائیننگ حال کی جانب دعوت دی وہ سب آگے پیچھے اندر داخل
ہوئے۔۔ڈائننگ حال میں اپنی کرسیاں سنبھالتے وہ سب ایک بار پھر خوش

گپیوں میں مصروف تھے اسی دوران الیاس صاحب بھی آ گئے۔۔ کھانا شروع ہوا تو سحر بھی ٹیبل پر واپس موجود تھی۔۔

چوہیا،، اتنا سا کھانا کھاتی ہو تم،،، "ملحق نے اس کی پلیٹ میں رکھے واحد" کباب کو دیکھ کر بے تکلفی سے چھیڑا تو سب مسکرانے لگے۔۔ جبکہ زین کا منہ کو جاتا ہاتھ رکا۔ بے اختیار اس نے سحر کی پلیٹ کو دیکھا۔۔ اس نے تو کبھی سحر کے کھانے پر غور ہی نہیں کیا تھا۔۔ پھر ملحق کیوں کر رہا تھا۔۔ زہر مار نوالہ منہ میں ڈال وہ یوں چبانے لگا جیسے دانتوں میں نوالہ نہیں سحر کی گردن ہو۔۔۔

جی نہیں،، میں زیادہ کھانا کھاتی ہوں،، پر شام میں نے اپنے ٹی ٹو کے ساتھ" بہت سارا سلاد کھایا تھا اسی لیے "سحر نے فخریہ بتایا۔

ٹی ٹو کون،،؟"نورین نے اشتیاق سے پوچھا۔ اس وقت ان سب کی توجہ کا" مرکز سحر ہی تھی۔ ایحان بھی کھانا کھاتا وقتاً فوقتاً اس کی معصوم باتیں سنتا تو مسکراہٹ روکنا مشکل ہو جاتی۔۔

ٹی ٹو میرا ریبٹ بے بی ہے،، بہت کیوٹ ہے بہت زیادہ،، "سحر نے محبت" سے کہا۔۔۔ جبکہ اب کی بار زین کی کاٹ دار شعلے اگلتی نظریں اپنے ماں باپ کی جانب اٹھی تھیں۔۔ جیسے کہنا چاہتا ہو اسے اندر بھیجیں۔۔ الیاس صاحب اور عابدہ بیگم بھی اس کے اس رویے پر دل میں نہال ہوئے تھے کہ آخر کار اسے احساس تو ہوا تھا کہ وہ اس کی کچھ ہے جس پر وہ پوری طرح حق رکھتا ہے۔۔

واؤ ریبٹ تو مجھے بھی بہت پسند ہیں،، میں بھی پالوں گی ریبٹ،، "نورین نے" خوش ہوتے کہا۔۔ جب ضیاء مسکراہٹ دباتا اس کے کان کے قریب جھکا۔۔ اب آپ اپنے بچے پالیے گا بیگم،، "ضیاء کی سرگوشی سن اس نے زور سے" اپنا پیر ضیاء کے پیر پر مارا تو تکلیف برداشت کرتا وہ نورین کو گھورنے لگا۔۔

مجھے بھی پیٹس بہت پسند ہیں،، تم مجھے اپنا ریبٹ دکھاؤ گی سحر،؟؟" ملحق نے" کھانے سے ہاتھ کھینچتے کہا۔۔

جی ضرور میرے ٹیٹو کو دیکھ آپ کو اس سے محبت ہو جائے گی،، چلیں،،""

وہ خوشی سے چہکتی کھڑی ہوئی تو زین کا پارہ چڑھتے آسمان چھونے لگا۔۔

دو سال کی بچی ہو سحر،،؟سب کا کھانا ڈسٹرب ہو رہا ہے،خاموشی سے بیٹھ" کر کھانا کھاؤ،،"حتی الامکان اپنے لہجے کو نرم اور میٹھا سا کرتے ہوئے کہا تھا پر آنکھیں دھمکاتی ہوئی تھیں۔۔"پہلے سکون سے کھانا کھالو پھر ہم سب مل کر "دیکھیں گے تمہارے ٹی ٹو کو،،

آخر میں مسکرا کر آنکھیں جھپکائی تو سحر چہرہ جھکاتے الیاس صاحب کو شکایتی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔جب انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں زین کی طبیعت بعد میں صاف کرنے کا اشارہ دیا!۔۔

****

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ سب واپس لاؤنج میں آئے۔الیاس" صاحب ضیاء اور ایحان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔جبکہ سحر ملحق سے کچھ فاصلے پر بیٹھی باتوں میں مصروف تھی۔ملحق کے ہاتھ میں سحر کا خرگوش تھا وہ بہت خوشی سے سحر سے بات کر رہا تھا۔اور سحر بھی بے تحاشہ خوش معلوم ہو رہی تھی گویا کوئی بچھڑی سہیلی مل گئی ہو۔۔البتہ زین ان سب میں خاموش بار بار اپنی توجہ الیاس صاحب کی باتوں کی طرف مرکوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا پر نظریں سحر کے ہنستے چہرے پر ٹکی تھیں۔

آنکھوں کے تاثرات انتہائی سخت اور پتھریلے تھے۔۔

اور ملحق تم بتاؤ،، تمہارا کیا پروگرام ہے،،؟ جاب کے لیے کہاں اپلائے کرنا" ہے،،اور شادی وغیرہ کا کیا ارادہ ہے،،؟"الیاس صاحب نے بلیک ٹی کا کپ لبوں سے لگاتے مسکراتے پوچھا تو اب کی بار سب کی نظریں ہی ملحق اور سحر پر جم گئیں۔

جاب،، جاب کا تو اچھا ارادہ ہے میں نے ابھی سے ہی دو تین کمپنیز میں سی" وی ڈراپ کر دی ہے انٹرن شپ کے لیے،، اور شادی تو میں خود بھی جلدی کرنا چاہتا ہوں بس جاب لگتے ہی ماما سے بات کروں گا،،" ملحق نے سادگی سے کندھے اچکائے۔۔

کوئی لڑکی وغیرہ پسند کی ہے،،؟؟" عابدہ بیگم نے اشتیاق سے پوچھا تو ملحق" کی نظریں بے اختیار مسکراتی ہوئی سحر کی جانب اٹھیں جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ یہ نظروں کا اشارہ وہاں بیٹھا ہر ایک شخص سمجھا تھا۔ سب کے چہروں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی سوائے زین۔۔ نجانے کیوں دل کیا تھا دھکے مار کر ملحق کو گھر سے باہر نکال دے۔۔ ضبط سے اپنا پہلو بدلتے وہ رخ موڑ گیا۔

جانے کیوں بلاوجہ سینے میں ایک بھانبھڑ سا جل رہا تھا۔

پسند تو آ گئی ہے ایک لڑکی،، بس جیسے ہی جاب لگے گی اس کے گھر والوں" سے بات کروں گا،،" چہرہ جھکاتے وہ سنجیدگی سے بولا۔ چائے پینے کے بعد ایحان کھڑا ہو گیا تو ایحان کے ساتھ باقی سب بھی کھڑے ہو گئے۔۔ سب

سے ملنے کے بعد وہ سب سحر سے ملتے باہر نکل گئے۔۔زین بھی انہیں کے ساتھ باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

****

زین کی رات گیارہ بجے واپسی ہوئی تھی۔وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا لیکن خالی کمرہ دیکھتے یاد آیا وہ چھوٹا فتنہ وفساد کا پیکٹ تو دوسرے کمرے میں تھا۔وہ خاموشی سے اپنے کمرے سے باہر آیا اور کچن کے مخصوص خفیہ کیبن سے ڈبلیکیٹ کیز نکال کر اوپر کے پورشن میں آیا۔۔اس نے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ کمرہ بھی خالی تھا۔ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا۔۔زین نے لائن سے سارے کمرے چیک کیے وہ کسی کمرے میں نہیں تھی۔اسے نئے سرے سے اچھنبا ہوا ماتھے پر گہرے بل پڑے۔وہ اتنی رات کو کہاں تھی۔۔۔اگلے پندرہ منٹ میں وہ پورا گھر چھان چکا تھا پر سحر اسے کہیں نہیں ملی تھی۔چھت گارڈن گھر کا بیک یارڈ۔۔کہیں بھی نہیں۔۔آخر میں انیکسی

چیک کی لیکن وہ وہاں بھی نہی تھی۔ صحیح معنوں میں زین کو اب فکر ہونے لگی تھی لیکن۔اس بات سے وہ خود بھی انجان تھا کہ بھلا اسے کیوں ایک نا اتنی فکر ہو رہی ہے۔اب اس نے اپنے قدم اپنے مام ڈیڈ کے پسندیدہ وجود کی کمرے کی طرف بڑھائے تھے۔کمرے کے دروازے پر دستک دیتے وہ گہری سانس بھرنے لگا جب اندر سے کم ان کی آواز پر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔

سامنے ایل ای ڈی پر بزنس نیوز چل رہی تھی۔

ڈیڈ میں،،"ابھی اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ بیڈ پر نیم دراز" اس کے ماں باپ کے درمیان لیٹی مخلوق کو دیکھ زبان کو گرہ لگ گئی۔الیاس صاحب کے برابر میں ایک بڑا سا تکیہ رکھا تھا۔اس کے برابر میں سحر اس کی ماں سے لپٹی سو رہی تھی۔ سحر کا ایک پاؤں اور ایک ہاتھ اس کی ماں پر تھا اور اس کی ماں ہاتھ میں کوئی انگلش ناول پکڑے پڑھنے میں مصروف تھی پر اب آنکھوں سے ریڈینگ گلاسس ہٹا کر زین کو دیکھ رہی تھی۔۔

کیاہوااتنی رات کو خیریت؟"الیاس صاحب نے نیوز بند کرتے پوچھا۔"
ہاں بات کرنی تھی پر،،یہ یہاں کیوں سورہی ہے؟"زین نے حیرت سے"
پوچھا۔۔
یہ روز یہیں سوتی ہے،،"اب کے الیاس صاحب نے غیر معمولی سنجیدگی"
سے کہا۔زین کی لاپراہی پر وہ اپنے مرحوم دوست سے شدید شرمندہ
تھے۔۔جبھی اتنا بڑااسٹیپ اٹھارہے تھے۔
پر یہ روز یہاں کیوں سوتی ہے،،،"؟؟وہ اب بھی حیران تھا۔وہ کیسے اس کی"
ماں باپ کی پرائویسی کی بینڈ بجاتے دوسال کے بچے کی طرح درمیان میں سو
رہی تھی۔
کیونکہ اسے تمہارے کمرے میں ڈر لگتاہے،،وہ سو نہیں پاتی وہاں،،"اب"
کے الیاس صاحب نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔توزین نے اپنے
جبڑے بھینچتے مٹھیاں بھی بھینچ لیں۔۔

ڈر؟پر کیوں؟؟میں تو کمرے میں ہی ہوتا ہوں،،"بیڈ کے ساتھ اٹیچ سیٹھی"
پر ٹکتے وہ اب بھی حیران تھا۔
تم سے ڈر کر ہی یہاں سوتی ہے وہ،،،"اب کی بار جواب اس کی ماں کی"
طرف سے آیا تھا اور الیاس صاحب کی آنکھوں میں سرد مہری تھی۔۔زین
نے لب بھینچے گہری سانس لی اور ایک نظر غلط سحر کی جانب دیکھے کمرے سے
باہر جانے لگا۔
رکو زین مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے،،"اپنا ناول سائیڈ ٹیبل پر رکھتے"
وہ مزید اٹھ کر بیٹھنے لگی جبھی سحر نے کروٹ بدلی اور دوسری جانب رکھے
تکیے پر چہرہ ٹکا دیا۔زین نے ایک نظر سوتی ہوئی سحر پر ڈالی اور واپس بیٹھ گیا۔
میں سحر کا ایڈمیشن کروانا چاہتی ہوں،،وہ پڑھنا چاہتی ہے،،"الیاس"
صاحب ایک بار پھر نیوز آن کرتے مصروف ہو چکے تھے۔
جیسا آپ کو مناسب لگے،،"عام سے لہجہ پر ہمیشہ کی طرح لاپرواہ انداز"
وہاں موجود دونوں میاں بیوی کو بری طرح چبھا تھا۔

کل یا اس ویک میں تم جب بھی فری ہو جاؤ تو سحر کو کسی اچھے سے گرلز کالج" لے جانا ایڈمیشن کے لیے،،" عابدہ بیگم نے سحر کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے کہا پر جواباً زین اٹھ کھڑا ہوا۔

"سوری مام،، میں فری نہیں ہوں میرا لاسٹ ایئر ہے،، میں رسک نہیں لے سکتا اپنی پڑھائی پر،، آپ چلی جایئے گا پلیز،،" وہ صاف دامن بچا تا رکا نہیں تھا بلکہ کمرے کا دروازہ بند کرتا باہر جا چکا تھا۔ زین کے جاتے ہی الیاس صاحب نے غصے سے ایل ای ڈی بند کی۔

"اب بھی یہی کہیں گی آپ کہ میرا فیصلہ ٹھیک نہیں تھا؟؟ یہ بچی میرے دوست کی امانت ہے میرے پاس،، مجھے میری اپنی بیٹی کی طرح عزیز اور پیاری ہے،،، میں اسے آپ کے بیٹے کی لاپرواہی کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتا،، نہ اس پر اسے مزید تھوپ سکتا ہوں،، وہ تو مرد ہے چند دن باندھ بھی دیا تو کب تک باندھ سکتے ہیں،، اسی لیے میں نے یہ قدم اٹھایا ہے،، کل ملحق کو بلا

لیجیے گا،، مجھے یقین ہے وہ انکار نہیں کرے گا،، "وہ غصے اور رنج سے کہتے بستر پر لیٹے کروٹ بدل گئے۔

لائٹ آف کر دیں مجھے نیند آ رہی ہے،، "آخری آواز ان کی کمرے میں یہی " گونجی جبکہ وہ خود بھی آنکھیں موند کر سحر کو اپنی آغوش میں لے گئیں۔یہ چھوٹی سی لڑکی انھیں اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز تھی اور اس کی خوشیاں بھی۔۔

****

سر،، آرزک خانزادہ آئے ہیں،،، "مینیجر کے انفارم کرنے پر اس کے " لیپ ٹاپ پر چلتے ہاتھ پل بھر کو رکے۔۔ماتھے پر ایک بل نمودار ہوا پھر اچانک مسکراہٹ گہری ہوئی۔

ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ،، "کچھ سوچتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔کچھ دیر ہی تو ہوئی " تھی اسے کام میں مصروف وہ جانتا تھا آرزک اس کے پاس ضرور آئے گا پر یوں فوراً آ جائے گا وہ نہیں جانتا تھا پر اب جب وہ خود ہی حساب چکتا کرنے

آگیا تھا تو حساب بے باک کرنا تو بنتا تھا۔ مضبوط قدم رکھتا وہ لاؤنج میں آیا تو سامنے ہی کاؤچ پر ایناره کو پین کاپی پکڑے مصروف دیکھا۔ ہونٹ بے اختیار مسکراہٹ میں ڈھلے پر وہ باران کی جانب متوجہ نہیں تھی۔ باران نے فلوقت اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کیا اور ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔ جونہی ڈرائنگ روم میں قدم رکھا تو اضطرابی کیفیت میں آرزک کو ادھر سے ادھر ٹہلتا پایا۔ وہ بہت بکھرا بکھرا سا لگ رہا تھا۔ باران اسے دیکھتے لب بھینچ گیا کہ وہ خود بھی بخوبی واقف تھا جب کوئی اپنا دغا دے تو کیسا لگتا ہے۔۔؟ جس کو آپ اپنا مخلص سمجھیں وہ آپ کے کسی اپنے کی جان لے لے تو کیا حالت ہوتی ہے باران بھی تو اس دور سے گزر چکا تھا۔ تو اس کی اندرونی کیفیات سے بخوبی واقف تھا۔۔ اور ایک وجہ آرزک سے ہمدردی کی یہ بھی تھی کہ بہت پہلے اس کا باپ باران دلشیر کا محسن رہ چکا تھا اور باران دلشیر احسان بھولنے والوں میں سے نہیں تھا یہی وجہ تھی کہ آرزک اتنی سازشوں کے بعد بھی آرزک خانزادہ ابھی تک زندہ اور سہی سلامت تھا ورنہ اس کے

نام نہاد اپنوں نے اس کی جڑیں کھوکلیں کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

فرمایئے کیسے آنا ہوا بر خوردار،، "صوفے پر براجمان ہوتے باران نے" سکون سے پوچھا تو آرزک غصے میں اسے گھورنے لگا۔اس کی سرخ ہلکی سوجی آنکھیں اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ بہت زیادہ بہت دیر رو چکا تھا اور تھکن اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

میری بیوی کہاں ہے،،؟؟"آرزک نے بیقراری سے مٹھیاں بھینچتے" دانت پیستے پوچھا تو باران بے اختیار ہنسا۔۔

بیوی تمہاری ہے پوچھ مجھ سے رہے ہو،،؟ دماغ درست اور اپنے ٹھکانے پر" ہے تمھارا،،" باران کا لہجہ طنزیہ اور سلگا دینے والا تھا۔اور حسب معمول مقابل بھڑک گیا تھا۔۔

میری بیوی کہاں ہے،،؟"اب کے آرزک کا لہجہ بلند اور سخت تھا۔"

تم یہاں چیخ چیخ کر اپنی جان بھی دے دو تو بھی اپنی مرضی اور منشاء کا جواب " حاصل نہیں کر سکتے مجھ سے،،اس لیے لہجہ دھیما رکھو،،جب تک تمہارا سوال درست نہیں ہو گا جواب نہیں ملے گا،،"صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے باران نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر جمائی۔۔آرزک گہری سانس لیتے انگ انگ میں شکستگی لیے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے۔ باران نے بغور اسے دیکھا۔وہ حسین اور خوبرو ایک بھرپور توانا مرد تھا یقیناً ایلف کے ساتھ سوٹ کرتا تھا۔

میں پہلے سے بہت پریشان ہوں باران دلشیر،،مجھے مزید پریشان مت " کرو،،،"بے بسی اس کے لہجے سے عیاں تھی۔۔

میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں مسٹر آرزک خانزادہ؟" باران نے " معصومیت سے پوچھا تو آرزک کا دماغ گھوم گیا۔اگر اس کے بس میں ہوتا تو وہ سامنے بیٹھے اس مطمئن.بیغیرت آدمی کو ایک جان لیوا مکا رسید کر کے کم از کم

اس کا جبڑا ضرور توڑ دیتا مگر مجبور تھا کہ فی الوقت باران دلشیر نامی خبیث طوطے میں اس کی خود کی جان قید تھی۔۔

"میں نے تم سے پوچھا ہے ایلف آرزک خانزادہ کہاں ہے،، مجھے معلوم ہے وہ تمہارے پاس ہے،، تمہارے ہوتے ہوئے اسے کوئی نہیں لے جاسکتا،،"اب کی بار آرزک نے دانت پیستے کہا تو باران کے چہرے کے تاثرات سختی میں بدل گئے۔

"میں ایلف آرزک خانزادہ کو نہیں ایلف دلشیر کو جانتا ہوں،،اور میں اپنی بہن کسی ایسے شخص کے سپرد ہرگز نہں میں کر سکتا جس کی سیکیورٹی میں خود باآسانی توڑ دوں،،،"وہ اسے شرمندہ کرنا چاہتا تھا پر مقابل فلوقت اس کیفیت میں نہیں تھا۔

"وہ ایلف دلشیر نہیں ایلف آرزک خانزادہ ہے اب،،"آرزک نے سختی سے جتایا۔

یہ بات اس پر ہاتھ اٹھاتے وقت یاد آئی تھی،،؟" باران کا ٹھنڈا ٹھار لہجہ "

اسے چونکا گیا یعنی وہ ہر بات ہر چیز سے واقف تھا۔

تم نے اس پر ہاتھ کیسے اٹھایا؟؟ وہ باران دلشیر کی گڑیا تھی،، میری بہن،، "

تمہاری جرأت کیسے ہوئی اس پر ہاتھ اٹھانے کی،،" باران دھاڑا تو آرزک

لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔ دماغ کی نسیں ابھرنے لگیں۔۔"لاوارث نہیں

تھی وہ اور نہ ہے،، باخدا اگر تمہارا باپ میرا محسن نہ ہوتا تو ایلف پر ہاتھ

اٹھانے کی پاداش میں تمہارے ہاتھ تمہارے تن سے جدا کر دیتا میں،، "

باران غرایا تو آرزک نے زور سے آنکھیں میچیں۔۔

وہ میری بیوی ہے اور یہ میرا معاملہ ہے،،، ہمارا پرسنل معاملہ، جسے میں "

اپنے طریقے سے حل کر لیتا،، کسی تیسرے کو حق نہیں کہ وہ اسے مجھ سے

دور لے جائے،،، وہ مسز آرزک خانزادہ ہے،،"آرزک بپھر کر بولا۔

اسے بے توقیر کرتے جھوٹا کہتے،،اسے تھپڑ مارتے یاد آیا تھا وہ مسز آرزک "
خانزادہ ہے،ڈیم اٹ،،" باران کی آواز بھی بلند ہوئی تھی۔ناچاہنے کے
باوجود آرزک کے کندھے جھکنے لگے تھے وہ گلٹی تھا۔
مجھے اس سے بات کرنی ہے،،"آرزک نے جیسے بحث سمیٹنی چاہی۔"
ضرور کروادیتا اگر وہ کرنا چاہتی،،پر ہوش میں آتے ہی اس نے سب سے "
پہلا اسٹیٹمینٹ یہ دیا کہ وہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی،، جتنی زیادتی اور
بے اعتباری تم اس کے ساتھ کر چکے ہو وہ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا
چاہتی،،" باران کے جھوٹ پر آرزک کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔" جلد
تمہارے گھر خلع،،"ابھی باران بول ہی رہا تھا جب آرزک نے سختی سے
بات کاٹی۔۔
سوچنا بھی مت،،بیوی ہے وہ میری اور میرے ہونے والے بچے کی "
ماں،،وہ کسی صورت مجھ سے اور میں اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا،، سمجھے
تم،،تم اسے یا وہ خود کو لاکھ پردوں میں چھپالے پر مجھ سے نہیں بچ سکتی میں

اسے یہاں سے لے جاؤں گا،، وہ صرف اور صرف میری ہے اور میرے پاس رہے گی،، "وہ کھڑے ہوتے سختی اور جنون سے بولا تو آرزک باران آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگا۔۔

مجھے چیلینج کر کے منہ کی کھاؤ گے،، "باران نے ہنستے ہوئے اس کی بات تمسخر میں اڑائی۔۔۔

جسٹ ویٹ اینڈ واچ مسٹر باران دلشیر،، تمہاری ہزاروں کی سیکیورٹی اور فوج بھی میرے جنون کا مقابلہ نہیں کر سکے گی،، "مضبوط لہجے میں کہتا وہ وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا وہ غصے سے تن فن کرتا باہر نکلا اور جھٹکے سے سیاہ مرسڈیس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر زور سے ہاتھ اسٹیرنگ ویل پر مارا۔۔

تم مجھ سے الگ نہیں ہو سکتیں ایلف،، کسی صورت بھی نہیں،، بھول گئیں " شاید کہ آرزک خانزادہ کو تمھاری سانسوں پر بھی دسترس حاصل ہے،، میں دیکھتا ہوں تم اتنا بڑا اسٹیپ کیسے لیتی ہو،، تمہاری جرأت بھی کیسے ہوئی یہ

سوچنے کی،، !"گاڑی اسٹارٹ کرتے وہ بہت کچھ سوچ رہا تھا۔۔ جبکہ دوسری طرف باران صوفے کے پشت پر سر رکھتے گہرا مسکرایا۔

دیٹ دا اسپرٹ آئی وانٹ فرام یو آرزک خانزادہ،،" وہ مسکرا رہا تھا۔۔ گہری مسکراہٹ۔۔۔ وہ ایک اور چال چکا تھا۔۔ آنکھیں کھولتے وہ اپنی انگلیوں کو دیکھنے لگا۔۔ پھر بے ساختہ مسکرایا۔۔ میں اس کھیل کا ماہر نہیں پر پھر بھی سب خود باخود کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔۔ لہجے میں بلا کی معصومیت تھی۔۔ گویا باران دلشیر سے زیادہ کوئی معصوم ہی نہ ہو۔

سوائے اس پنک ریبٹ کے،، میں خود اس کے ہاتھ پیپٹ بننے کو ریڈی" ہوں،،" ایبارہ کو یاد کرتے اس کے چہرے پر محبت کے رنگ بکھرے۔۔ وہ کچھ دیر بعد ڈرائنگ روم سے باہر نکلا اور واپس اندر آیا تو ٹھٹھک کر رکا۔

ایبارہ لاؤنج میں رکھے لینڈ لائن کان پر لگائے کھڑی تھی۔ اور کسی سے محو گفتگو تھی۔۔ باران نے اسے پکارا تو ایبارہ بری طرح چونکی پھر جلد نارمل ہوتے فون واپس نیچے رکھ دیا۔

****

وہ لاؤنج میں بیٹھی تھی جب اچانک ڈرائینگ روم سے باران کی مخصوص غصے میں دھاڑنے کی آواز سن بری طرح چونکی۔۔فوراسے کھڑی ہوتی وہ باہر جانے لگی جب لینڈ لائن بجنے لگا۔۔یہ لینڈ لائن صبح سے تیسری بار بج رہا تھا لیکن جب بھی فرح فون اٹھاتی تو آگے سے جواب نہ ملتا۔۔اب بھی وہ نظر انداز کر کے جانے لگی جب دوبارہ فون بجا اس بار وہ غصے سے لینڈ لائن کی طرف بڑھی اور فون اٹھا کے کان سے لگایا۔

کون ہو بھئی،، کیا مسئلہ ہے اگر بات نہیں کرنی تو کیوں فون کر کر کے جینا" حرام کر رہے ہو،،" وہ غصے سے بھڑکتی بولتی چلی گئی۔۔جبکہ فون سے بے انتہا حیرانی میں ڈوبی آواز فون ابھری۔

اینارہ،،؟"اس آواز پر اینارہ بری طرح چونکی۔۔"

زریمان،،"اگلے ہی لمحے ایناره سکتے سے نکلتی خوشی سے اونچی آواز میں" بولی تو دوسری طرف زریمان کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کہے۔۔ کیفیت ہی کچھ عجیب ہو رہی تھی۔

زریمان،،میں نے تمہیں بہت یاد کیا،،بہت زیادہ،،تم کیسی ہو،،،خالہ اور" ریشم کیسی ہیں،،،وہ خوشی سے چہکتے پوچھ رہی تھی جیسے اگر میکے سے کال آجائے تو بیٹی خوش ہوتی ہے پر وہ وہاں ان سے ملنے نہیں جا سکتی تھی کہ اب تو وہ باران دلشیر کی عزت کی امین تھی ایسی کسی جگہ سے گزرنا بھی نہیں چاہتی تھی جہاں ناپاکی ہو۔ پھر بھی نام کو ہی سہی اس کا میکا تو تھا ہی وہی کوٹھہ جہاں اس کی اکلوتی ماسی اور اس کی بیٹی رہتی تھیں۔۔

تم ایناره ہی ہو نہ،،"زریمان نے کنفرم کیا۔۔"

"ہاں میں ایناره ہی ہوں،،،پر تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا،،"

اب کے ایناره کا منہ بنا تھا۔

"ایناره،،اب تم واپس آجاؤ،،اب یہاں کے حالات بہتر ہے میں نے بانو بائی کو بھی ہینڈل کر لیا ہے،، تمھیں کہیں بھی نوکری کے لیے دھکے کھانے کی کوئی ضرورت نہیں،،سب کچھ سیٹ ہو گیا ہے اب تمہیں وہاں رہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے،،میں مزید کسی کا احسان نہیں لے سکتی،،اور جو خبریں مجھے باران دلشیر کے متعلق سننے کو ملی ہے اس کے بعد تمہارا وہاں رہنا کسی صورت مناسب نہیں ہے،،"زریمان جلدی جلدی بول رہی تھی مبادا رابطہ منقطع نہ ہو جائے۔۔جبکہ ایناره اس کی باتوں پر سن ہو گئی تھی۔پھر گہرا مسکرائی۔۔ہاں شاید اسے باران اور اس کے نکاح کی خبر نہیں پہنچی تھی۔۔۔

میں نہیں آسکتی زریمان،،"ایناره نے نچلا لب دباتے کہا۔"

کیوں نہیں آسکتیں،،،؟"ایناره کو اس کی آواز میں طیش محسوس ہوا جسے وہ" نظر انداز کر گئی۔۔

کیونکہ باران مجھے آنے نہیں دیں گے،،"یہ بولتے نجانے کتنے رنگ اس" کے چہرے پر محبت کے بکھرے تھے کہ جن سے وہ خود بھی انجان تھی۔وہ

خوش تھی اور یہ خوشی وہ زریمان کو بتانا چاہتی تھی کیونکہ زریمان اس کی خیر خواہ تھی۔

تم اس کی فکر مت کرو،، تم بس ایک بار وہاں سے نکل جاؤ باقی میں ہینڈل کر" لوں گی،،"زریمان نے اب کے اطمینان سے کہا۔وہ جانتی تھی باران نے اسے زبردستی روکا ہو گا۔۔

نہیں زریمان،، میں باران کی اجازت کے بغیر کیسے باہر جاؤں،، باران" ناراض ہو جائیں گے،،"اینارہ در حقیقت اپنا دامن بچا رہی تھی۔۔سچ تو یہ تھا وہ خود دوبارہ بھی اس کوٹھے کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی نہ ہی باران سے کبھی اس متعلق کہنے والی تھی۔ہاں زریمان سے اسے محبت تھی تو وہ عنقریب باران کے ذریعے زریمان کو بلوانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

تمہیں اس کی اجازت کی بڑی فکر ہو رہی ہے،،؟رکھیل بن گئی ہو کیا اس" کی،،"زریمان نے نخوت سے پوچھا کے اینارہ کا چہرہ پل میں فق ہوتے پھر سرخ ہوا۔

زر،،زریمان،،تم کیسی باتیں کر رہی ہو،،باران نے مجھ سے نکاح کر لیا"
ہے،،بیوی ہوں میں ان کی،،"اینارہ کا بتانا تھا کہ دوسری طرف موت کی سی
خاموشی چھا گئی۔۔
کب ہوا نکاح،،،"کچھ لمحے بعد زریمان نے پوچھا تو اب کی بار لہجہ نرم تھا۔"
کچھ دن ہو گئے ہیں،،میں بہت خوش ہوں زریمان،،باران بہت اچھے"
ہیں،،بہت زیادہ،،میں باران سے کہوں گی وہ تمہیں مجھ سے ملوانے یہاں
لے آئیں گے،،بلکہ تمہیں بھی کوٹھے سے چھڑوا کر تمہاری شادی بھی کسی
اچھے انسان سے کروا دیں گے،،"اینارہ خلوصِ دل سے بولی۔۔۔
نہیں تم باران سے کوئی بات نہیں کرو گی نہ ہی باران کو یہ بتاؤ گی کہ تمہاری"
مجھ سے بات ہوئی ہے سمجھی؟"زریمان نے فوراً تاکید کی۔۔اینارہ الجھ گئی۔۔
دیکھو میری بات غور سے سنو اینارہ،،میری باران سے لڑائی ہوئی ہے بہت"
سخت قسم کی،،اگر تم نے اسے میرا بتایا تو وہ کبھی تمہیں مجھ سے بات کرنے
نہیں دے گا،،ویسے بھی اب تو تمھاری شادی ہو گئی ہے تو میں نہیں چاہتی کہ

تمھارا کوٹھے اور کوٹھے والوں سے بظاہر کوئی تعلق رہے،،اس لیے تم باران کو نہیں بتاؤ گی کہ میری تم سے بات ہوئی،،جب باران گھر پر نہیں ہو گا تو ہم بات کر لیا کریں گے،،"زریمان نے حتمی سمجھایا۔

باران بہت اچھے ہیں زریمان،،میں ان سے تمہاری واپس دوستی کروا" دونگی،،"ایناره نے پریشانی سے کہا۔۔

ایناره،،،اگر تمہیں مجھ سے رابطہ نہیں رکھنا تو ٹھیک ہے۔،،آئندہ میں" کبھی تم سے رابطہ نہیں کروں گی،،تم خوش رہو اپنی شادی شدہ دنیا میں،، تمہارا خون سفید ہو گیا ہے کہ میری بات کی تمھاری نگاہوں میں کوئی وقعت کوئی اہمیت نہیں،،میں تو تمہاری یاد تمہاری محبت اور فکر میں پاگل ہوتی رہتی ہوں،،کیونکہ میں ہوں ہی پاگل،،تم خوش رہو میں کبھی تمہیں تنگ نہیں کروں گی،،"زریمان کا لہجہ نم تھا۔ایناره کے دل پر بری طرح ٹھیس لگی۔

ایسا مت بولو زریمان پلیز،،میں بھی تمہی اور خالہ کو بہت یاد کرتی ہوں پلیز" رابطہ مت ختم کرنا،،"ایناره نے فورا کہا مبادا وہ رابطہ ہی منقطع نہ کر دے۔۔

اوکے پھر تم باران کو کچھ نہیں بتاؤ گی،،"زریمان نے دوبارہ تاکید کی۔۔"

اوکے،،،"اینارہ نے کہاہی تھا کہ اپنے پیچھے اپنانام سنتے وہ چونکی باران اس"

کے پیچھے کھڑا تھا۔۔باران کی آواز سن دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو چکا

تھا۔۔اینارہ نے فون نیچے رکھ دیا۔

کس سے بات کر رہی تھی۔؟" باران نے عام سے لہجے میں پوچھا۔۔اینارہ"

کے چہرے پر فورا مسکراہٹ کھل گئی۔

وہ میں،،ایحان کو فون کر رہی تھی،،اسے بھی تو سرپرائز دیں کے بہن آئی"

ہے،،"اینارہ نے چہکتے کہاتو باران نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔پھر

صوفے پر بیٹھتے اینارہ کو اشارہ کیا۔اینارہ اس کے پاس بیٹھی تو وہ اینارہ کو اپنی

بانہوں کے حلقے میں لے کر اس کا ماتھا چوم گیا۔۔اور پر سوچ نظروں سے

اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے گہرا مسکرایا۔۔۔

****

ساری رات وہ ریم کے میسج نظر انداز کرتا رہا تھا۔ایسا نہیں کہ وہ تھا بے چین نہیں تھا۔اس کے ہر ایک ایک میسج پر کتنی مشکل سے اس نے خود پر ضبط کرتے خود کو روکا تھا یہ وہی جانتا تھا۔ورنہ دل تو ضدی ہو کر اڑ گیا تھا کہ جواب دے۔۔پر دماغ دل پر حاوی تھا۔ مقصد ریم کی انا کو توڑنا اسے جھکانا تھا۔۔وہ اپنا کھیل پوری طرح کھیل چکا تھا۔۔اس دن بھی آڈیٹوریم میں وہ اس کی جان لیوا قربت سے،اپنے احساسات و جذبات سے خوف کھاتی اس کی گرفت سے نکلتی وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی تھی اور جا کر گھر میں ہی سکون کا سانس لیا تھا۔۔ بازی اسی کی تھی۔ریم کے کورے دل پر پہلا نقش ایحان دلشیر کی محبت کا ہی بنا تھا۔۔اور پہلا نقش کبھی دل سے دھندلا نہیں ہوتا۔۔وہ جانتا تھا وہ نازک دل کی لڑکی اب اس کی محبت میں بے خود ہو چکی ہے۔اب وہ جتنا اسے نظر انداز کرے گا وہ اتنا قریب آئے گی۔۔اس کے آگے پیچھے گھومے گی۔منت سماجت کرے گی دوسری لڑکیوں کی طرح اس کے جواب کی منتظر رہے گی۔

پر یہاں ایحان دلشیر ایک فرق دوسری لڑکیوں اور ریم میں فراموش کر گیا تھا۔وہ یہ کہ دوسری لڑکی اس کے عشق میں خود گرفتار ہوتی تھیں جبکہ ریم کو اس راہ پر لانے میں اس نے خوب جتن کیے تھے۔اب بھی وہ یونیورسٹی کی کینٹین سے ہٹ کے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں کھڑا تھا۔۔جانتا تھا اسے کینٹین میں ناپا کر وہ مزید بے قرار ہو جائے گی۔یہی تو وہ چاہتا تھا۔وہ الگ بات تھی بے قراری تو اس کے بھی انگ انگ میں بھی بھری تھی کہ ایک نظر اسے دیکھ لے۔۔مگر یہ بات مانتا کون؟؟۔۔وہیں بار بار نظر موبائل کی جانب اٹھ رہی تھی جہاں صبح سے کوئی میسج نہیں آیا تھا۔۔اس کے ساتھ کھڑے ملحق زین اور ضیاء اس کا بار بار فون کو دیکھنا نوٹ کر رہے تھے۔اور تینوں ہی واقف تھے جس کے لیے وہ اتنا بے چین ہے وہ کون ہے۔۔

تم کسی کے میسج کا انتظار کر رہے ہو؟" ملحق نے تجسس سے پوچھا۔"

نہیں میں کسی کے میسج کا انتظار کیوں کروں گا،،"اس نے لاپرواہی سے "
کندھے اچکائے۔۔وہ تینوں معنی خیزی سے مسکرانے لگے تو ایحان نے انہیں
بری طرح گھورا جس کا ان پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔
بیٹا ہم سب جانتے ہیں کہ تم ریم،،"ابھی زین نے اتنا ہی کہا تھا جب ریم کو "
اپنی جانب آتے دیکھ فورا الفاظ منہ میں دبا لیے۔۔
گرے عبائے اور بلیک اور گرے کے مکس امتزاج کا اسٹالر لیے وہ آنکھوں
میں کاجل کی باریک لکیر کھینچے انہیں کی جانب آ رہی تھی۔ایحان کے قریب
آنے پر ایحان نے پل بھر کے لیے گہری نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھا
پھر نظر پھیر لی۔۔
ایحان،،"ریم کے پکارنے پر وہ ریم کی جانب بظاہر لاپرواہی سے متوجہ ہوا۔"
پر کون جانتا تھا کہ اس کے منہ سے نکلا ہوا اپنا نام اس کے روم روم کو متوجہ کر
گیا تھا۔اپنا نام کبھی اتنا خوبصورت نہیں لگا تھا جتنا اس کے منہ سے لگتا تھا۔
ایحان نے آئی بروا چکاتے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو ریم نے ہاتھ میں

پکڑا سرخ رنگ کا ٹفن باکس اس کی جانب بڑھایا۔ایحان نے بامشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے وہ ڈبہ تھام لیا۔۔

"یہ مکس قیمہ اور ویجی پراٹھا ہے،، میں نے خود بنایا ہے،،اور اس بار چار بنائے ہیں،،" ملحق زین اور ضیاء کی جانب دیکھتے اس نے خوشی سے بتایا تو ان تینوں نے شکرانہ انداز میں سینے پر ہاتھ رکھتے مسکراہٹ پاس کی۔۔ریم کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

"ویسے آپ پراٹھے بہت مزے کے بناتی ہیں،، اگر ایسے ہی بناتی رہیں تو ایحان موٹا ہو جائے گا،،" ملحق نے ایحان کے ہاتھ سے ڈبہ لیتے شرارت سے کہا تو ریم بلش کرتی مسکراہٹ دباتی ایحان کو دیکھنے لگی جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔پھر قدم پیچھے لیتی راہداری سے نکل گئی۔

"چلو سیڑھیوں پر بیٹھتے ہیں،،" ایک نظر ان تینوں کی پرشوق نظروں کو دیکھتا وہ دوسری طرف کی راہداری کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔وہ چاروں آگے پیچھے سیڑھیوں پر ں بیٹھ گئے۔ایحان نے سیگریٹ نکالتے

سلگائی اور گہرا کش لیا جب کہ وہ تینوں ڈبہ کھول کر پراٹھوں سے انصاف کرنے لگے تھے۔

جسٹ فیبیولس،، ویسے ایحان تمہارے مزے ہی مزے ہیں،، تیری والی" کے ہاتھوں میں بلا کا زائقہ ہے،،" ملحق نے دل سے تعریف کی تو ایحان نے اسے سرد نظروں سے گھورا۔

ایسا کیا گھور رہے ہو،، صحیح کہہ رہا ہے ملحق،،" زین نے ملحق کی تائید کی۔"

یہ میری والی تیری والی کیا ہے؟ ایحان نے دانت پیستے پوچھا۔"

کیوں ریم تیری والی نہیں ہے،،؟" اب کے زین نے بھنویں اچکائی۔"

کیا تم لوگ پاگل ہو،، تم لوگوں کو کس نے کہا ریم میری والی ہے،، یا آئی ایم" انٹر سٹڈ ان ہر،،؟" ایحان کے اچانک جھنجھلانے پر وہ تینوں سنجیدہ ہوئے تھے۔ضیاء افسوس سے ایحان کو دیکھنے لگا۔۔جب نظر ایحان سے پیچھے دیوار کے اس پار لہراتے آنچل پر پڑی جو ایحان کی پشت پر تھا۔ریم کا گرے عبایا ہوا کے ذریعے جھلملانے لگا تھا۔

پاگل مت بناؤ ایحان یہاں ہم سب جانتے ہیں تم اس کے پیچھے پاگل ہو" رہے ہو آج کل،،ہر وقت فون کو گھورتے رہتے ہو اسے ویلیو دیتے ہو،،اس کا ویٹ کرتے ہو،،اس کے پیچھے جاتے ہو،،پہلے تم نے کبھی کسی کے لیے یہ سب نہیں کیا،،اب ہم سے چھپانے کا کیا فائدہ یار،،؟؟" ملحق نے دانت پیستے کہا اس سے پہلے ایحان کچھ بولتا ضیاء نے بات کو ختم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

ایحان،،انف،،اس متعلق بعد میں بات کریں گے،،" یہ کہتے ضیاء نے" ایحان کے بازو پر ہاتھ رکھنا چاہا تھا۔وہ کسی بھی صورت ایحان کو اس کے منہ سے کچھ زہر اگلنے سے پہلے روک لینا چاہتا تھا لیکن ایحان نے بنا ضیاء کی جانب دیکھے ضیاء کا ہاتھ جھٹک دیا۔

ویٹ،،میں پہلے ان کی غلط فہمی کلیئر کر دوں،،میں کسی کے پیچھے پاگل نہیں" ہوا نہ ہی کسی میں دلچسپی رکھتا ہوں،،تم لوگ بھی جانتے ہو اس جیسی لڑکیاں میرے آگے پیچھے گھومتی ہیں،،وہ بھی ان میں سے ایک ہی ہے،،مجھے نہ اس

سے محبت ہے ناپسندیدگی،،وہ خود ہر وقت میرے آگے ہیچھے گھومتی ہے،،
میں نے صرف زین سے شرط لگائی تھی کیونکہ یہ ریم کو باقی لڑکیوں سے الگ
سمجھتا تھا،،ورنہ ایحان دلشیر کسی لڑکی کے پیچھے پاگل ہونا ممکن،،ایک وجہ
اس لڑکی کو برداشت کرنے کی یہ بھی ہے کہ وہ نعمان علی کی بیٹی ہے اس لیے
میں اسے جھڑکتا نہیں ورنہ،،"سب کی نظریں اپنے پیچھے دیکھتے ایحان کی
زبان کو بریک لگا تھا۔۔وہ پیچھے پلٹا تو آنکھوں میں آنسو بھرے کھڑی ریم کو
دیکھ دھڑکن اچانک ساکت ہوئی۔۔وہ آہستگی سے دو سیڑھیاں اتر کر ایحان
کے مقابل آئی۔اور اگلے ہی لمحے ایک زوردار طماچہ ایحان کے داہنے گال پر
مارا۔

تم جیسا انسان میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا ایحان دلشیر،،،میرے"
پاس تو تمہارے لیے کوئی برے الفاظ تک نہیں ہے تم اتنے گرے ہوئے
ہو،،"وہ غصے سے پنکھاری تو اس قدر ذلت پر ایحان نے اچانک اس کی گردن

دبوچی اور جھٹکے سے اسے دیوار سے لگایا۔ریم کا لگا اس کی سانس رک جائے گی۔

ہاؤڈیریو،،"ایحان غرایا جب ان تینوں نے مل کر فورا ایحان کو چیختے ہوئے' پیچھے کیا۔۔کچھ اسٹوڈینٹ وہاں کھڑے ہو کر دور سے یہ تماشہ دیکھنے لگے۔۔ میرا گلہ دبانے سے حقیقت نہیں بدلے گی،، تم کتنے گرے ہوئے ہو"

ایحان دلشیر،،اچھا ہے کوئی تم سے محبت نہیں کرتا کوئی تمہارے قریب نہیں ہے کیونکہ تم محبت جیسے پاکیزہ جذبے کے قابل ہی نہیں ہو،،"دل کے کئی ٹکڑے ہوئے تھے وہ زخمی شیرنی بنی تھی۔کس چیز کا ماتم کرتی۔۔اپنی ذات کا یا محبت کا۔۔یا عزت نفس کے کرچی کرچی ہونے کا۔۔اس وقت وہ ہوش و حواس مکمل کھونے لگی تھی۔

میں تمہیں جان سے،،"ریم کے اتنے تلخ جملے تیز دھار چاقو کی مانند" تھے۔۔وہ بری طرح گھائل ہوا تھا۔اسی لئے حلق کے بل دھاڑا مگر ریم کی آواز اس کی بات کاٹتی اس سے بھی زیادہ بلند ہوئی۔

مارو جان سے،،اور تم کیا بتا رہے تھے اپنے دوستوں کو؟ میں تمہارے پیچھے "
پاگل ہوئی ہوں؟ یہ نہیں بتایا اپنے دوستوں کو کہ آئے روز رات کے تاریکی
میں بزدلوں اور بیغرتوں کی طرح چپکے سے میرے گھر میں گھستے تھے،، مجھے
ڈراتے،، مجھ سے محبت بھری باتیں اور،، "وہ بولتے بولتے رو پڑی۔۔وہ
تینوں اب حیرت سے ایحان کو دیکھ رہے تھے۔اچانک ایحان کا زوردار قہقہ
گونجا۔۔

واو،،،ایک نئی اسٹوری،، پہلے یہ مجھے کہتی رہی اس نے مجھے خواب میں "
دیکھا،،اپنے خواب بیان کرتی رہی کہ میں اسے اپنے کمرے میں نظر آتا ہوں
اور اب،، "ریم کی آنکھوں میں اپنی تنبیہ کرتی شرارے بھری آنکھیں
گاڑھتے وہ اسے ساکت کر گیا۔اتنا برا فریب۔۔اتنا دھوکہ کچھ پل تو ریم سکتے
کی حالت میں کھڑی رہی۔

ایحان انف از انف،، "ضیاء نے شدید غصے سے اس کا بازو پکڑتے نیچے "
کھینچا۔۔

سوری ریم،،پلیز تم گھر جاؤ،،"وہ پتھر بنی ایحان کو دیکھ رہی تھی جب کہ " ایحان کی نظریں بھی اسی پر تھیں۔۔وہ وہیں کھڑی تھی اور وہ تینوں ایحان کو زبردستی نیچے لے گئی تھے۔۔بیشمار آنسو ریم کی آنکھوں سے نکل کر گال پر پھسلے وہ آنکھیں میچ گئی۔۔پتھر کا مجسمہ تھی یوں لگا کسی نے زور سے پتھر مار کر مجسمے کو ریزہ ریزہ کر دیا ہوں۔۔دل کی دھڑکن منتشر ہوئی تو پورے وجود میں درد پھیلنے لگا۔اس سے مزید کھڑا نہ ہوا گیا تو وہ وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔پیچھے کئی لوگوں میں یہ بات پھیل چکی تھی۔جس میں یہ بات مرچ مصالحہ لگا کر پیش کی جا رہی تھی کہ ایحان رات ریم کے گھر جاتا تھا ایسا ریم کو خواب میں آتا ہے۔کافی دیر بعد ضیاء ریم کو ڈھونڈتے واپس اسی جگہ پر پہنچا تو ریم کو ساکت سیڑھیوں ہر بیٹھا دیکھا۔وہ اکیلی تھی۔ضیاء ریم سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

وہ غصے میں ہے ریم،،وہ ضدی ہے اور نیچر میں ہارش اور روڈ،،پر دل کا برا" نہیں ہے،،"ضیاء نے نرمی سے کہا ریم خاموش رہی۔۔"وہ تم سے محبت کرتا

ہے،، یہ ہم تینوں جانتے ہیں،، اور یہ بھی مانتے ہیں کہ تم سچی ہو،، "ضیاء نے اسے حوصلہ دیا تو ریم نے گردن موڑ کر ضیاء کو دیکھا۔

"کون مجھے سچا سمجھتا ہے اور کون جھوٹا،، مجھے فرق نہیں پڑتا،، رہی بات محبت کی تو میری نیک دعا ہے ایحان دلشیر کو کہ وہ بچپن سے اب تک جیسے محبت کے لیے تڑپا ہے آگے بھی پوری زندگی تڑپتا رہے،، کیونکہ وہ محبت کے قابل نہیں ہے،، "ریم سفاکیت سے کہتی کھڑی ہو گئی۔اس لمحے اس کا لہجہ اس قدر مضبوط تھا کہ ضیاء کو خوف ہوا۔یقیناً ایحان کے لیے آگے سخت مشکل کھڑی تھی۔۔

"وہ تم سے سچ میں محبت کرتا ہے ریم،، شاید اس نے زندگی میں جس سے محبت کی وہ تم پہلی لڑکی ہو،، "ضیاء نے اسے جاتا دیکھ یقیناً دلایا۔۔

"اگر واقعی محبت ہے تو دعا ہے اس کی آخری سانس قائم رہے اور تڑپتا رہے،، "وہ کہتے ساتھ چلی گئی تھی۔۔۔ضیاء نے سر پکڑتے غصے سے دانت پیسے۔

محض دو دن،، دو دن لگیں گے ایحان تمہیں اندازہ ہو جائے گا تم اپنا کتنا بڑا" نقصان کر چکے ہو،، ضیاء نے افسوس سے کہا اور وہاں سے اٹھ کر خود بھی چلا گیا۔

****

وہ یونیورسٹی سے ملحق اور زین کے کہنے پر زبردستی باہر نکلا تھا۔ڈائیونگ سیٹ پر بیٹھتے اس نے زور سے اسٹیرنگ ویل پر ہاتھ مارا۔۔وہ لڑکی اس کی اتنی محنت کو لمحوں میں ضائع کر گئی تھی۔۔اس کے سامنے رونے کے بدلے اس کے منہ پر تھپڑ مارتی وہ اسے حیران کر گئی تھی۔اسے ریم کے جملے پگھلا ہوا سیسہ لگے تھے۔وہ اسے بچپن سے اب تک محبت کی محرومی پر طعنہ دے گئی تھی۔وہ کون ہوتی تھی اسے طعنہ دینے والی۔۔

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں ریم نعمان علی،، تم نے میرے دوستوں کے "
سامنے مجھ پر ہاتھ اٹھایا،، "گاڑی اسٹارٹ کرتے اس نے گاڑی دلشیر کے
مینشن کے راستے پر موڑی۔ اگر اپنے گھر جاتا تو اشتعال کسی صورت قابو میں
نہ آتا۔ اسی لیے بہتر تھا وہ دلشیر مینشن جائے۔ یقیناً اینارہ کو دیکھ کر وہ نارمل
ہو جاتا۔۔ کس قدر محبت سے گندھی تھی وہ لڑکی۔ اور ایک ریم تھی جو ہر بار
اسے نیچا دکھا کر اشتعال دلاتی تھی۔۔ لیکن اصل میں یہ غم و غصہ تو کسی اور
بات کا ہی تھا۔۔ اپنی متضاد کیفیات سے وہ پریشان تھا۔ ماتھے پر پسینے کے
قطرے جگمگا رہے تھے۔ اس کا دل بھی بری طرح گھبرا رہا تھا یہ شاید طیش و
اشتعال کی زیادتی سے ہوتی جسمانی کیفیت تھی۔۔ یا کچھ اور؟؟ دو آنسوؤں
سے بھری بے یقین کاجل پھیلی نگاہیں بھی بار بار آنکھوں کے پردے پر لہرا
رہی تھیں۔۔

گھنٹے بھر کی ڈرائیو کے بعد وہ دلشیر مینشن پہنچا۔۔گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے اندر گیا ہی تھا کہ ایک نسوانی چیخ نے اس کا ویلکم کیا۔۔وہ دروازے پر ہی پتھر بنا کھڑا رہ گیا۔۔

مم۔میں نے کہا۔۔۔نہ جج۔۔جائیں یہاں سے۔خ۔۔خد۔۔خدا"

'ک۔کے لل۔۔لیے۔۔جائیں،،

یہ آواز کس کی تھی؟؟سامنے کمرے سے آ رہی تھی جس کا دروازہ کھلا تھا۔ بڑا سا لاؤنج عبور کرتے وہ اس دروازے کے اندر داخل ہوتا پر دروازے پر ہی قدم جیسے کسی ان دیکھی طاقت نے بری طرح جکڑ لئے ہوں۔بے ساختہ اس نے سہارے کے لیے دروازے پر ہاتھ رکھا۔پل میں آنکھیں نم ہونے لگی اور پچھلی باتیں یوں بھولی جیسے ان سب کے علاوہ اس کی زندگی میں کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔

****

وہ اینارہ کو بانہوں میں لیے لاونج میں بیٹھا تھا۔بظاہر نیوز دیکھ رہا تھا مقصد اینارہ کا تنگ کرنا جو بار اس کے مزید قریب ہونے پر بری طرح کنفیوز ہو رہی تھی۔۔ان خوشگوار لمحوں میں اچانک گلاس ٹوٹنے کی آواز نے پورے مینشن میں ارتعاش پھیلایا تھا۔۔دونوں چونک کے سیدھے ہوئی اگلے ہی لمحے ایلف کے کمرے کی طرف بھاگے۔

باران نے کمرے کی لائٹ آن کی تو وہ بیڈ پر سر تھامے بیٹھی تھی تھی۔ٹانگوں پر کمفرٹر تھا اور نیچے پانی کا گلاس ٹوٹا ہوا تھا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے باران دلشیر کو دیکھ پل بھر کو اس کی آنکھوں میں حیرانی ابھری پھر اگلے ہی لمحے بے یقینی اور غم و غصہ۔۔۔

م۔۔میں کہا۔۔۔ں ہوں،، "کانپتے لبوں سے اس نے اتنا ہی سوال کیا۔۔"

دل میں ہزار اندیشے تھے۔یہ بدلا ہوا کمرہ بتا رہا تھا وہ آرزک خانزادہ کے گھر میں نہیں ہے۔

اپنے گھر میں ہو،، ریلکیس رہو ایلف،،" باران اس کے قریب جاتے "
بولنے لگا جب وہ اچانک غرائی۔۔

مم۔۔ میرا گھر۔۔۔ صص۔۔ صرف۔ میرے۔۔۔ شش۔۔ شوہر کا۔۔۔"
گھر ہے،، بب باقی کک کوئی کچھ نن،، نہیں لگتا مم، میرا،،"اس کی بات پر
باران نے سرد نظروں سے اسے گھورا۔

تمہارے بھائی کا گھر بھی تمہارا ہی ہے ایلف،،"لہجہ سخت تھا۔۔"
نہیں۔۔۔ ہے۔۔ کک۔ کچھ۔۔ ب۔ ھی میرا نہیں۔۔۔ ہے"

م۔۔ مجھ۔۔ مجھے گھر جانا۔۔ ہے،،" وہ بضد ہوئی۔۔ تو باران نے گہری سانس
لیتے منہ پر ہاتھ پھیرا اور وہ جو اسے اپنے سینے میں بھینچ نے کو بے تاب تھا بیڈ
کے دوسرے کنارے پر بیٹھ گیا۔۔

گڑیا میری بات غور سے سنو اور اسے سمجھنے،،"وہ بول ہی رہا تھا کہ ایلف"
سے زور چیخی۔۔

نہی۔۔۔ نہیں سننی۔۔ مم۔۔مجھے آپ کی۔۔ کوئی بات۔۔جج۔جائیں"
یہاں سے۔۔د۔۔دور ہو جائیں مجھ سے،،"وہ اور بھی کئی جملے اس طرح کے
بول گئ۔۔ باران نے پہلے خود کو ان سب باتوں کے لیے تیار کر رکھا تھا یہی
وجہ تھی کہ وہ خاموشی سے ایلف کو دیکھ رہا تھا۔پر دروازے پر موجود ایحان
پتھر بن چکا تھا۔۔
پپ۔۔پہلے ک۔۔ کبھی میری۔۔۔یانن،، نہیں آئی،،؟؟مم۔۔مجھے"
یی،،یتیمو۔۔ں کی۔۔۔طط،طرح بب۔باہر پھینک۔۔۔دیا۔۔۔اور۔۔۔
اب۔۔۔جج۔۔جب میں اپنے گھر مم،میں خوش۔ہو۔۔تت۔۔تو،،"وہ
بری طرح سسکنے لگی تھی۔ڈاکٹر نے کہا تھا اس کا زیادہ رونا چیخنا کچھ بھی اس
حالت میں مناسب نہیں تھا۔۔اس سے بچے کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔پر وہ جانتا
تھا وہ اپنا غبار نکال رہی ہے۔۔اگر اس وقت وہ آرزک کے پاس ہوتی تو اس
سے بھی زیادہ براری ایکٹ کرتی۔۔

مم۔مجھے۔جانا یے،،،"اب بولتے بولتے اس کی نظر دروازے پر کھڑے" اس خوبصورت جوان پر پڑی جس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔پل بھر کو ایلف نے زور سے مٹھی بھینچی۔۔وہ اس کا بھائی ایحان تھا۔۔برسوں بعد اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کھڑا دیکھا تھا۔۔بچپن میں جب باران نے اسے دور بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا تو ایحان بہت رویا تھا۔۔باران سے جھگڑا کیا تھا۔۔اسے یاد تھا۔۔پر پھر؟ وہ بھی اچانک سے غائب ہو گیا۔

اگر وہ پہلے بے بس اور چھوٹا تھا پر بڑا ہونے کے باوجود بھی تو کبھی ایلف سے ملنے تک نہیں آیا تھا۔۔کبھی رابطہ نہیں کیا تھا۔۔۔کتنا انتظار کیا تھا اس نے ایحان کا۔۔کہ باران نے تو خود اسے خود سے دور کیا تھا کم از کم ایحان تو اس کی خبر گیری رکھ ہی سکتا تھا۔۔یکدم اس کی آنکھوں میں غصے اور منفی جذبے کے شرارے پھوٹنے لگے تو اس کی آنکھوں میں اتنی اجنبیت دیکھتا ایحان آنکھیں زور سے میچ گیا۔

کہاں جانا ہے بتاؤ مجھے،،" باران نے سینے پر ہاتھ باندھتے اب کی بار بے" لچک لہجے میں کہا۔

!اپن۔۔۔اپنے شش۔۔شوہر کے گھر،،"وہ مضبوط لہجے میں بولی۔۔۔" وہ شوہر جس نے خود تمہیں گھر سے نکال کر یہاں چھوڑ دیا،، کہ وہ مزید" اپنے دشمن کی بہن کو اپنے پاس اپنے گھر برداشت نہیں کر سکتا،،"وہ جانتا تھا اس کے ان الفاظ کے بعد وہ آرزک کے پاس جانے کی ضد نہیں کرے گی۔ ہوا بھی یہیں وہ پتھر ہوتی یک ٹک باران کو دیکھنے لگی۔۔جب کہ زہن کہی اور کہیں پیچھے چلا گیا۔کیا آرزک نے واقعی اسے چھوڑ دیا؟۔۔کیا اب وہ پھر سے اکیلی ہے؟وہ محبت جسے وہ اس قدر شدت سے اس کے روم روم سے اپنے لئے پھوٹتی محسوس کرتی آئی تھی وہ بھی دھوکا تھی۔۔۔؟

وہ اسے اپنے آپ سے آزاد کر کے موت کے منہ میں اتار رہا تھا۔۔اس کے چچا نے کہا تھا وہ اسے طلاق دے دے گا۔اس قدر بے اعتباری۔۔کیا اس نے طلاق دے دی تھی۔۔یہ سوچتے اسے لگا وہ مر جائے گی۔اگر آرزک نے

اسے طلاق دے دی تو،،؟؟اگر آرزک بے قصور تھا تو وہ بھی تو بے قصور تھی۔۔۔

"کک۔۔کیا اس۔۔اسنے مجھے۔۔۔طط۔۔طلاق دے دی،،؟"

یہ پوچھتے اس کا وجود لرز رہا تھا لہجہ ایسا تھا کہ باران اور ایحان اندر تک ہل گئے تھے۔۔

نہیں طلاق نہیں دی،،کچھ دن کے لیے یہاں چھوڑا ہے،،تم کھانے پینے" میں ضد کر رہی تھی اس کی ایک نہیں سن رہی تھی اس لیے اس نے تمہیں یہاں چھوڑ دیا،،"ایلف کی کیفیت کے زیرِ نظر وہ بات بناتے ہوئے بولا۔۔ آپ۔۔۔جج۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔"وہ روتے ہوئے نفی میں سر" ہلانے لگی۔۔ بھلا آرزک جو باران کا نام بھی سننا گوارا نہیں کرتا تھا اسے اتنی آسانی سے یہاں کیسے چھوڑ سکتا تھا۔۔

جھوٹ نہیں بول رہا،،اس نے طلاق نہیں دی بس غصے میں یہاں چھوڑا" ہے،،کچھ دن یہاں رہ لو،،پھر میں آرزک سے بات کروں گا،،تم فکر مت

کرو،، "باران نے قریب آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہا پر ایلف نے وہ ہاتھ جھٹک دیا۔

جا۔۔جائیں۔۔۔ی۔۔یہاں سے۔۔"وہ لب بھینچے بولی۔۔۔"مم،، میں" نے کہا۔۔۔جج۔۔جائیں،،"اب کی بار وہ چیخی تو باران کھڑا ہوتا کمرے سے باہر نکلنے لگا کہ ایک دم رکا۔۔

خود کو کوئی بھی اذیت دینے سے پہلے یاد رکھنا تمہارے وجود میں ایک اور" جان پل رہی ہے،، جس نے ابھی تک سانسیں لینا بھی شروع نہیں کی،،اسی لئے اپنا خیال رکھنا،، "کہتے ساتھ وہ ایلف کو پتھر کا چھوڑتا روم سے باہر نکلنے لگا جب دروازے پر ایحان کو دیکھ ٹھٹھکا پھر سر جھٹکتے باہر نکل گیا۔باران کے پیچھے ایناره بھی باہر نکلتی تو مجبوراً ایحان کو بھی باہر نکلنا پڑا۔۔ایلف نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔اور سسکتے ہوئے بیڈ پر نیم دراز ہوئی۔۔

****

فون کاٹنے کے بعد وہ مٹھی میں فون کو جکڑے دیکھنے لگی پھر گہرا مسکرائی۔۔

پھر یکدم مسکراہٹ سیاہٹ میں بدل گئی اور زریمان نے فون زور سے دیوار پر دے مارا۔کہ آدھی کچی نیند میں سوتی ریشم جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

اے کیا ہوا زریمان،،"ریشماں نے پریشانی سے پوچھا۔"

اس،،اس کے لہجے میں کوئی ڈر اور خوف نہیں تھ ریشم اس کے لہجے میں" خوشی تھی،،اعتماد تھا،،'زریمان کھوئے کھوئے سے جنونی لہجے میں کہہ رہی تھی۔ریشم کو اس پر پاگل ہونے کا گمان ہوا۔۔

کس کے بارے میں بات کر رہی ہے زریمان،،"ریشم نے نیند میں ڈوبتی" آواز میں پوچھا۔پر جونام زریمان کے منہ سے سنا اسے سن کر نیند بھک سے اڑ گئی۔۔

ایناره،، باران دلشیر نے اس سے شادی کرلی،، نکاح کر لیا،وہ درندہ جو" لڑکیوں کو نوچ کھاتا تھا اس نے اسے امان دے رکھی ہے،،ایک کوٹھے پر

رہنے والی طوائف کی بیٹی کو اپنی عزت بنالیا،،"اب کی بار اس نے کمرے کی دوسری چیزیں اٹھا کر زمین پر پھینکنا شروع کیا۔۔

شکر خدا کا،،"ریشم کے منہ سے بے اختیار نکلا۔۔"

کیا بول رہی ہے،،"زریمان نے فورا پاگل پن سے کٹیلے لہجے میں پوچھا۔۔"

میں کہہ رہی ہوں خدا کا قہر یہ کیسے ہوا،،"ریشم اب مکمل بیدار ہو چکی تھی۔

یہی تو میں سوچ رہی ہوں،،وہ باران دلشیر اپنی استعمال شدہ چیز واپس نہ استعمال کرنے والا شخص اس لٹی ہوئی لڑکی سے نکاح کیسے کر سکتا ہے،،،"

زریمان ہذیانی انداز میں چلائی تو ریشماں ناپسندیدہ نظروں سے اس کے خائف چہرے کو دیکھنے لگی۔ عجیب پاگل نفسیاتی لڑکی تھی۔پر ہمت نہیں تھی کچھ بولنے کی۔ کیونکہ جو اپنی ماں کا قتل کر سکتی تھی تو پھر ریشماں کس کھیت کی مولی تھی۔

اتنی آسانی سے وجیہہ کی بیٹیاں خوش نہیں رہ سکتیں،، میں یہاں کوٹھے پر" ذلت کی زندگی گزاروں اور وہ،، وہ محلوں میں عیش کریں،، جس عیش کے لیے ہم اپنی عزت بیچتے ہیں جسم توڑتے ہیں وہ سب ان کو ایسے ہی عزت سے میسر آجائے،، یہ ہر گز نہیں ہو گا،، "بیڈ پر بیٹھ کر تیزی سے آگے پیچھے جھولتی وہ اپنے اندر اٹھتے وبال کو دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔ ریشم کو وہ پاگل لگی۔ اس سے سر کھپانے سے بہتر تھا وہ نیند پوری کرتی جبھی واپس بستر پر لیٹنے لگی پر پھر زریمان کے چیخنے پر اچانک خوفزدہ ہوتی سیدھی ہو گئی۔ دل پر ہاتھ رکھتے غصے سے زریمان کو گھورا۔۔

اے،، پاگل ہو گئی ہے میرا کیوں دل بند کرنے پر تلی ہے،، "اس کی بات پر" زریمان زور سے ہنسی۔۔

نہیں ریشم،، تم تو میری رازدار ہو تمہارا دل کیوں بند کروں گی،، دل تو میں" وجیہہ کی بیٹیوں کا بند کروں گی،، جو میری خوشیاں کھا گئیں،، "حسد کی آگ

میں جلتی وہ مکمل جھلس چکی تھی۔اوراب اسی آگ میں اینارہ اور زرمش کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔

تونے خود ان کو یہاں سے بیچ کر نکالا،،اب وہ خوش ہو یا دکھی مٹی ڈال ان پر،،،تجھے کوٹھے کی سرداری مل گئی تیرا مقصد پورا ہو گیا،،اور کیا چاہیے،،بھاڑ میں ڈال ان حرام کی اولادوں کو کچھ دن خوش رہیں گی ان کے شوہر کا دل بھر جائے تو بے مول کر کے پھینک دیں گے خود ہی،،،"ریشم نے جان بوجھ کر ایسے الفاظ ادا کرتے اسے سمجھاتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا کہ کچھ تو اس کی حسد بھری آنا کو تسکین دے۔۔پر زریمان نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔

نہیں ریشم،، برباد ہونے سے پہلے بھی ان کو اتنی خوشیاں کیوں ملیں جو مجھے " نہیں ملیں،،،میں بھی تو ان چھوئی ہوں،،پر مجھے کوئی عزت نہیں بنائے گا اپنی،،پھر ان کو کیسے بنالیا،،میں ہر گز برداشت نہیں کروں گی میں انہیں برباد کر دوں گی ریشم،،،میں انہیں وہ ازیت دوں گی جس کے بعد ان کے نام

نہاد عاشق شوہر انہیں خود اس کوٹھے پر پھینک کر جائیں گے،،اور پھر میں انہیں بتاؤں گی زندگی تنگ کس طرح ہوتی ہے،، جہنم کا منظر دنیا میں نہ دکھایا تو میرا نام زریمان نہیں،، "نفرت سے کہتی وہ سگریٹ جلاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔ریشم نے دکھ سے آنکھیں میچیں۔۔وہ جانتی تھی اب کوٹھے پر آئی کوئی نئی معصوم لڑکی پر زریمان کا غصہ اترے گا جو جسم فروشی سے انکار کرے گی۔۔وہ خواجہ سرا تھی۔۔پر اس کے ساتھ بھی شروع میں جسمانی تشدد کیا گیا تھا۔۔

اس کوٹھے پر ہڈیاں بڈھی ہو گئی تھیں لیکن وہ ان سب کو قبول نہیں یں کر سکی تھی۔۔

****

وہ مصروف سا گھر میں داخل ہو رہا تھا جب ایک نظر بے قراری سے پورچ میں ٹہلتے ابرار کو دیکھا۔۔

کیاہوااابرار سب خیریت،،؟"زاویار نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

سر آپ نے کہا تھا میم چار بجے چلیں گی،، پانچ بج گئے پر میم باہر ہی نہیں"

آئیں،،،"ابرار جس قدر بے چینی سے کہہ رہا تھا زاویار نے بمشکل مٹھی بھینچ

کر اثبات میں سر ہلایا اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔اپنے کمرے میں داخل ہوا تو

نتھنوں سے اپنے ہی پرفیوم کی خوشبو ٹکرائی۔۔پورے کمرے میں اس کی

خوشبو پھیلی تھی۔ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔کوٹ کاؤچ

پر پھینکتے وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا اس سے پہلے وہ ڈریسنگ روم کا دروازہ

کھولتا زرمش دروازہ کھولتی باہر نکلی اور بے دھیانی میں زاویار کے سینے سے

آن ٹکرائی۔۔کاجل لگی گہری آنکھیں۔۔سرخ ہونٹ اور ہونٹوں کے نیچے

کا خم۔۔۔سفید رنگت سرخی مائل اور اس کے وجود سے اٹھتی زاویار کے

!پرفیوم کی اسٹرانگ خوشبو۔۔

شاپنگ پر جانے کے لیے اتنی تیاری،،"زاویار کا لہجہ بے لچک تھا باہر "
کھڑے شخص کی اس پر غلیظ نگاہیں سوچ کر ہی خون کھول اٹھا۔۔اس کا لہجہ
نجانے کیوں زرمش کو چبھا۔پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔
ٹھیک ہے،،پھر جاؤ ابرار ویٹ کر رہا ہے،،"ڈرائیور کی جگہ زاویار نے جان "
بوجھ کر ابرار کہا تھا۔زرمش کو لگا جیسے وہ گہرا طنز کر رہا ہے۔پر پھر سر جھٹکا کہ
زاویار کو کیا معلوم کے ابرار کون ہے۔۔
میرا نکاح ابرار سے نہیں زاویار خانزادہ سے ہوا ہے،،تو اس کے ساتھ کیوں "
جاؤں،،"اس کے جملے پر زاویار چونکا پھر آنکھیں سکیڑتے زرمش کو دیکھا جو
اس سے بری طرح نظریں چرا رہی تھی۔
شوہر قبول کرتی ہو مجھے،،؟"وہ زرمش کے مقابل کھڑا ہوتا پوچھنے لگا۔"
ہاں،، مجبوری ہے،،"اس کا اثبات میں سر ہلانا زاویار کو لب بھینچنے پر مجبور "
کر گیا تھا۔وہ اسے اپنا شوہر قبول کر بھی رہی تھی تو ابرار کے خوف سے۔۔وہ
تو یہاں کہیں بھی نہیں تھا۔

پھر میاں بیوی والا تعلق قائم کریں،،"؟؟زاویار کا اگلا بے تحاشا بے باک" سوال انتہائی جان لیوا تھا کہ زرمش لرزا ٹھی پر پلکوں کی باڑ نہ اٹھائی۔زاویار چند لمحے اس کے جھکے چہرے کو دیکھنے لگا پھر نفی میں سر ہلاتا واپس کمرے سے باہر نکلنے لگا۔۔

نیچے ویٹ کر رہا ہوں جلدی آؤ،،" وہ باہر نکل گیا تھا۔جبکہ زرمش اس سے" کسی قسم کی کوئی شرارت کی توقع کر رہی تھی۔۔سوچ رہی تھی وہ قریب آئے گا ہمیشہ کی طرح لیکن پھر اس کے جانے پر سکون کا سانس خارج کیا۔ اسے پہلی بار زاویار کے لیے سنورنا بہت اچھا لگا تھا۔شیشے میں اپنا خوبصورت عکس دیکھتے چہرے پر اداسی پھیلی کہ اسے اتنا تیار دیکھ کر بھی زاویار کا رسپانس بہت ٹھنڈا تھا۔

جب تمہیں میرا بیک گراؤنڈ پتا چلے گا تو تم مجھے چھوڑ دو گے،،جب تمہیں" معلوم ہو گا میں ابرار کے ساتھ بھاگی تھی تم کبھی مجھ پر اعتبار نہیں کرو گے،، مگر اب مجھے کسی قسم کے انجام کی پرواہ نہیں،،"وہ لب بھینچتی سر پر دوپٹہ

اوڑھنے لگی۔۔پھر کمرے سے باہر نکل گئ۔۔بظاہر وہ لوگ باہر شاپنگ پر گئے تھے۔۔پر زرمش ایک بے جان گڑیا کی طرح ثابت ہوئی۔۔وہ باہر جاتے ہی اپنے خول میں سمٹ چکی تھی اور ہر چیز سے انجان کسی اور دنیا میں گم تھی۔زاویار وقتاً فوقتاً اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا جب وہ محمل کی ضد پر پلے لینڈ میں داخل ہو گئے۔زرمش ایک آکٹوپس نما جھولے میں بیٹھ گئی اور زرمش اور زاویار باہر کھڑے اسے دیکھنے لگے۔۔

خود کو اس رشتے کے لیے جتنی جلدی ہو سکتا ہے امادہ کرو زرمش،،میں "
مزید تمہیں وقت نہیں دے سکتا،،"زاویار کا ٹھنڈا لہجہ سن زرمش نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔

میں مرد ہوں،،میری ضرورت کے کچھ تقاضے ہیں،،میں حرام کو منہ "
لگانے والا مرد نہیں ہوں،،اور نہ ہی کوئی فرشتہ ہوں کے میری کوئی ضرورت نہ ہو،،وہ بھی تب جب میرے پاس حلال موجود ہے،،میں مزید اس رشتے کو اسپیس نہیں دے سکتا،،بعد میں مجھ سے یہ شکوہ مت کرنا کہ

میں نے کسی قسم کی کوئی زور زبردستی کی،،"وہ بہت دوٹوک انداز میں کہہ رہا تھا۔اس کی اس قدر کھلی اور بے باک گفتگو پر زرمش کانوں کی لو تک سرخ پڑ چکی تھی۔۔چہرے پر خوف کے آثار الگ نمایاں تھے۔جبکہ زاویار اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

زز،،زاویار میں،،"زرمش کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے۔۔وہ بے بس" تھی۔۔خوف دل میں پنجے گاڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

اب ساری باتیں اس تعلق کے قائم ہونے کے بعد ہوں گی،،میں تمہاری" ضروریات اور خواہشات سے کبھی منہ نہیں موڑوں گا،،تم پر بھی میری ضروریات اور خواہشات کا پورا کرنا فرض ہے،،"زرمش کا گال تھپتھپاتا وہ جیسے اس کے فرار کے تمام سارے راستے بند کر گیا تھا۔۔زرمش آنسو پیتی سامنے دیکھنے لگی۔۔زاویار نے مسکراہٹ ضبط کی پھر کچھ سوچتے زرمش کے گرد اپنا بازو پھیلاتے اسے قریب کیا کہ زرمش سٹپٹاتی ادھر ادھر دیکھنے لگی پھر نظر گھما کر زاویار کو دیکھا۔۔وہ مسکراہٹ دبا رہا تھا۔۔

زرمش اسے دیکھے گئی۔وہ وجیہہ ترین مرد اس کا شوہر تھا۔بالکل ویسا ہی جیسے وہ تمنا کرتی تھی جیسے اس نے اللہ سے مانگا۔۔پہلی بار اسے واقعی اپنی قسمت پر رشک آرہا تھا۔دل زور سے دھڑکا جیسے پسلیوں سے سر پٹخا ہو۔۔اتنی آزمائشوں کے بعد اسے زاویار خانزادہ اللہ نے تحفہ بنا کر دیا تھا۔۔یہ شخص اس کا محسن تھا اگر زاویار خانزادہ اسے نہ خریدتا تو آج وہ کہاں ہوتی۔۔محبت تو شاید پہلے ہی جسم و جاں میں اپنے پنجے گاڑھ چکی تھی اب تو اس شخص کی عزت دل میں پنپنے لگی تھی۔زاویار کے اچانک اس کی آنکھوں میں دیکھنے پر وہ فورا اپنی نظریں جھکا گئی۔۔

دیکھ سکتی ہو،، ٹکٹ نہیں ہے،، پر شرط ضرور ہے جب دیکھو محبت سے دیکھو" یار،، "زرمش کے کان کے قریب ہلکی سی سرگوشی کی تو وہ مسکراہٹ چھپانے کو دوسری جانب چہرہ موڑ گئی۔لیکن اس کی حسین مسکراہٹ کی ایک جھلک زاویار خانزادہ نے بھی دیکھی تھی۔پھر پورے حق سے اس کے بالوں پر لب رکھے۔۔ہاں حقیقت تھی وہ مرد تھا اس کی کچھ ضروریات تھیں

لیکن زرمش سے اپنے حق کا مطالبہ فی الوقت صرف اس لیے تھا کہ وہ جانتا تھا اس لڑکی کے دماغ کے اوپر کا حصہ مکمل کھوکھلا تھا۔ وہ یہی سوچتی رہتی کہ زاویار اس کا جسمانی حصول چاہتا ہے۔۔ جب تک وہ اس کو حاصل کرنے کے بعد اسے اپنی محبت کا یقین نہ دلاتا اسے یقین نہیں آنا تھا۔۔

مجھے شایان کی بہت یاد آرہی ہے،،"زاویار نے گہری سانس لیتے گہری سنجیدگی سے کہا۔۔ لیکن آنکھوں میں بھرپور شرارت تھی۔ وہ سب بچوں کے کھیلنے کی آواز میں اس کی آواز دب رہی تھی۔ پر زرمش متوجہ ہو چکی تھی۔۔

کون شایان،،؟"زرمش نے متجسس ہوتے پوچھا۔"

محمل کا چھوٹا بھائی،،"ویسی ہی گہری سنجیدگی تھی۔۔ زرمش مزید الجھی۔۔"

محمل کا چھوٹا بھائی بھی ہے،،؟"اس نے حیرت و بے یقینی سے پوچھا تو"

زاویار خانزادہ سے مسکراہٹ ضبط نہ ہوئی۔

ہے نہیں پر آنے والا ہے،،"اس کے چہرے کو حفظ کرتا وہ سادگی سے کہہ "
رہا تھا پر زرمش اب بھی نا سمجھی سے دیکھتی اسے زبردست قسم کی احمق
لگی۔۔

کب،،؟"زرمش کے زہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید زاویار کا ایک اور "
بچہ ہے جو شاید اس کی پہلی بیوی کے پاس ہے۔۔
کب،،؟؟کب آئے گا یہ تو تم بتاؤ گی نہ،،اس کے ڈیڈی کو اس کے آنے کی "
راہ ہموار کرنے کی اجازت دے کر،،"نامحسوس طریقے سے زرمش کے پہلو
کو چھوتے وہ آنکھ دبا کر بولا تو زرمش کی آنکھیں مکمل کھل گئیں۔۔پھر اگلے
ہی لمحے سرخ و گلابی ہوتے وہ فوراً زاویار کے بازو کے حلقے سے نکلتی فاصلے پر
ہو گئی۔۔چہرہ گلنار ہو رہا تھا وہ انی بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی اور
دوبارہ غلطی سے بھی زاویار کی جانب پلٹ کر نہیں دیکھا۔۔

****

یہ سب کیا ہے،، " باران کے مقابلے میں آتا وہ ساری تمیز بلائے طاق "
رکھتے دھاڑا تھا کہ اس کی چیخ پر اینارہ سہم گئی تھی۔ جبکہ باران نے چہرے سے
ہاتھ ہٹاتے سرد نظروں سے اسے گھورا۔
اس کی شادی کب اور کس سے ہوئی؟ اور طلاق؟ یہ سب کچھ کیا ہے،، """
ایحان کی رگیں پھولنے لگی تھیں۔۔
تمیز سے بات کرو ایحان،، " باران نے غصے سے جتایا۔ "
تمیز؟؟ آپ کو اب بھی صرف اپنی پڑی ہے،،؟ کتنے سیلفش ہیں آپ "
بچپن سے اب تک،، آپ نے ہمیں اپنا پپٹ بنائے رکھا،، جن کا جب جی چاہا
جیسے دل چاہا رخ موڑ دیا،، میری بہن کی آنکھوں میں کرب اور اجنبیت
دیکھی تھی آپ نے،، وہ میری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی،، اس کی نظریں
مجھے پہچاننے سے انکاری تھیں،، آپ کی وجہ سے میں بچپن سے ہر محبت سے
محروم رہا ہوں،، کیا یہ بات آپ کو سمجھ میں آتی ہیں،،، " وہ ایک بار پھر چیخا پر

اس بار اس کی آواز میں بلا کی تکلیف تھی کہ باران لب بھینچ گیا۔اور اپنی آنکھیں زور سے بند کیں۔۔۔!

میری محرومی تو اب لوگوں کو نظر آنے لگی ہے یار کہ کوئی مجھ سے محبت" نہیں کرتا،،سب جاننے لگے ہیں،، صرف ایک آپ کو نظر نہیں آتی،،"؟؟

زہن میں ریم کا طعنہ گھوما تو لہجہ گلوگیر ہو گیا۔۔اس کے لہجے کی نمی،تڑپ اور محرومی باران دلشیر کو تڑپا گئی تھی۔

میں تمہیں سب سمجھاتا ہوں ایحان،، تم کسی بھی محبت سے محروم نہیں" ہو،،، میں ایلف،اینارہ سب تم سے محبت کرتے ہیں ایحان،، مجھے بس کچھ وقت دو،، آئی ول فکس ایوری تھنگ،،" باران نے مقابل آتے ایحان کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا پر وہ پیچھے ہوتے نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

آپ کچھ ٹھیک نہیں کر سکتے،، کچھ نہیں ہو سکتا،، کیسے کریں گے میری ہر" محرومی کا ازالہ،،، گزرا ہوا وقت واپس نہیں آتا،، آپ صرف پیسے کمائیں اسٹیٹس بنائیں،، جیسے پہلے بھول گئے تھے ہمیں ویسے ہی بھول جائیں،،"اس

آنکھوں سے آنسو پھسلے۔پتھر میں دراڑ آگئی تھی۔وہ پگھلنے لگا تھا تو باران کا دل تڑپنے لگا۔

پیسے نہیں کماتا تو تم لوگوں کو چھوٹی چھوٹی خواہشات کے لیے تڑپتا دیکھتا،،"

آج کھڑے ہو کر طعنہ دیتے کہ باپ کے جانے کے بعد تمھیں اچھے اسکول میں پڑھا نہیں سکا،،اچھا کھلا نہیں سکا نہ تمہیں اچھا پہنا سکا،،" باران یہاں بے بس ہوا تھا۔وہ کیسے سمجھاتا کہ وہ مجبور تھا کیونکہ اس کے سر پر بھی سرپرست نہیں تھا۔وہ خود ہی ہر چیز کا کفیل تھا۔

سب کچھ دے کر سب کچھ لے لیا آپ نے مجھ سے،،اندر جو بیٹھی ہے نہ" جس سے ملنے کے لیے میں تڑپتا رہا وہ اندر رہے پر میں خود میں اس سے ملنے کا حوصلہ نہیں رکھتا،،اپنے ساتھ آپ نے مجھے بھی مجرم بنا دیا،،ایحان نے قدم پیچھے لیتے غصے سے اپنے آنسو جھٹکے اور تیزی سے باہر نکل گیا۔۔باران آنکھیں میچتے وہیں ساکت کھڑا رہا۔۔جب اسے اپنے سینے پر نرم و گداز

ہونٹوں کو لمس محسوس ہوا۔چونک کر آنکھ کھولی تو ایناره اس کے دل کے مقام پر لب رکھے کھڑی تھی۔۔اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔

"آپ نے کچھ بھی غلط نہیں کیا اینجل باری،،بس حالات نے رسوا کر دیا،،"

"اگر آپ وہ نہ کرتے تو آج شاید سب کچھ بہت برا ہوتا،،مجھے نہیں معلوم آپ نے کیا کیا ہے،،بس اتنا جانتی ہوں کہ آپ نے جو بھی کیا صحیح کیا،،" باران کے سینے پر سر رکھتی وہ اس کے لیے جلتی دھوپ میں نرم چھاؤں ثابت ہوئی تھی۔اس کے جملے زخمی دل پر مرہم رکھ رہے تھے۔

"میں نے آپ سے اچھا انسان اپنی زندگی اب تک نہیں دیکھا باران،، محبوب اور مخلص،،آپ پلیز روئیں مت سب ٹھیک ہو جائے گا،،" وہ باران کے نم گال دیکھ اس پر اپنی مخروطی انگلیاں پھیرنے لگی تھی۔باران اسے سانس روکے دیکھے گیا۔۔سوچ کے دھاگے مسلسل ایجان میں اٹکے ہوئے تھے۔۔

یقین کریں،، جو اللہ مجھے کوٹھے جیسے گند سے صاف نکال سکتا ہے وہ آپ" کے حالات بھی بہتر کر سکتا ہے،،" باران کی آنکھوں پر انگیاں پھیرتی وہ دھیما سا مسکرائی تو باران کو لگا اسکی دنیا مسکرانے لگی ہے۔

میرے اعمال ایسے نہیں اینارہ،، کہ میں کسی قسم کی امید رکھوں،،" وہ تلخی" سے گویا ہوا تو اینارہ یکدم ماتھے پر بل ڈالے اسے گھورا۔ باران نے اپنی انگلی سے چھوتے اس بل کو دور کرنا چاہا۔۔

کیا سمجھا ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کو؟۔۔اگر آپ کے یا میرے اعمال کو" سامنے رکھا جائے تو ہم تو اگلی سانس کے قابل بھی نہیں ہیں باران،، اللہ سے مانگتے وقت اپنے اعمال نہیں صرف اس کی رحمت پر نظر رکھا کریں سب ٹھیک ہو جائے گا،،" اینارہ نے کہتے ساتھ اس کے سینے پر اپنا سر رکھا۔اور باران کے گرد اپنے بازو کس کر باندھ لیے۔۔۔

میرے گناہ بہت زیادہ بڑے ہیں اینارہ،،" باران نے اس کے پر اپنی" ٹھوڑی ٹکاتے کہا۔

کیااللہ کی رحمت سے بھی زیادہ بڑے ہیں،،" باران کے سینے پر اپنی ٹھوڑی" ٹکاتے وہ چہرہ بلند کرتی باران کو دیکھنے لگی۔۔اس کے جواب پر باران لاجواب ہوا تھا۔۔اینارہ کے مستقل دیکھنے پر باران بے ساختہ مسکرایا۔۔

میرا ریبٹ بہت سمجھدار ہو گیا ہے،،لاجواب کرنے کا ہنر آ گیا ہے وہ بھی" باران دلشیر کو،،"اینارہ کو مزید اپنے قریب کرتے وہ مسکرا کر سکون سے بولا۔۔

میں ریبٹ نہیں ہوں،،"اینارہ نے منہ پھلاتے کہا۔۔باران نے جھکتے اس" کی ناک لبوں سے چوم لی۔۔۔

تم میری ریبٹ ہی ہو،،بس آج کل میرا ریبٹ چالاک,بدمعاش,شرارتی" اور مزید خوبصورت ہو گیا ہے،،"اینارہ کی دونوں آنکھیں چومتے اس نے محبت سے کہا تو اینارہ شرماتے اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔

عورت خوبصورت ہوتی ہے باران،،پر وہ عورت جو وفا شعار ہو،،جانتے" ہیں وفا شعار اور مخلص بیوی میں یہ ہنر ہوتا کہ جب اس کا شوہر پریشان ہوتا

ہے تو وہ اسے سکون پہنچاتی ہے،،اس میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ سب بھلا کر شوہر کو اپنے پیچھے پاگل کر سکے،،"اپنے کانوں میں شمس خانزادہ کا بھولا بسرا جملہ گھوما تو اس نے آنکھیں موند لیں۔ہاں اتنی بداعمالیوں کے بعد اسے ایک لڑکی اللہ نے دی تھی بالکل پاکیزہ اور وفا شعار۔۔ہاں وہ باران دلشیر کو اپنے پیچھے پاگل کر چکی تھی۔۔مکمل پاگل۔۔

****

ZNZ Zubi Novels Zone

وہ دلشیر مینشن سے نکل کر خالی سڑکوں پر پوری رفتار سے گاڑی دوڑاتا رہا تھا۔ بار بار آنکھیں دھندلا جاتی جنہیں وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑ لیتا۔کئی ایک مرتبہ گاڑی ڈس بیلنس ہوتے شدید ایکسیڈینٹ سے بچی۔۔جب وہ تھک ہار گیا تو گاڑی ایک سنسان سڑک پر ڈال دی۔۔دن کے اجالے گم ہونے لگے تھے اور رات اپنے پر پھیلانا شروع کر چکی تھی۔۔شام ساڑھے چھ ہو گئے

تھے اسے سڑکوں پر خوار ہوتے۔۔یہ وہی سنسان سڑک تھی جہاں اس نے ریم کے ساتھ سفر کیا تھا۔وہ گاڑی سے باہر نکل کر گاڑی کے بونٹ پر بیٹھ گیا۔۔جب اسے یاد آیا اس نے ریم کو بالکل اسی طرح بونٹ پر بٹھایا تھا اور اس کے پاؤں دھوئے تھے۔۔ریم کا خیال آتے ہی زہن ایک نئی ازیت کا شکار ہو گیا۔۔یہ لڑکی اس کے لیے صرف اور صرف اذیت ہی اذیت ثابت ہوئی تھی۔۔(یا وہ خود اس کے لیے) ایک ایسی چیز جو نہ وہ نگل پا رہا تھا نہ اگل پا رہا تھا۔۔وہ جب سے اس سے جھگڑ کر آیا تھا عجیب طرح سے دم سا گھٹ رہا تھا۔۔گلے میں پھندا سا لگا ہوا تھا۔۔اس لڑکی کے سامنے جھکنا اور خود کو توڑنا بہت مشکل تھا۔۔لیکن اس لڑکی کو چھوڑ دینا شاید نا ممکن۔۔وہ اب تک کیوں صرف اسی کی جانب متوجہ ہوا تھا اسے آج تک سمجھ نا آئی۔۔وہ نہ رک سکتا تھا نہ جھک سکتا تھا۔۔آج جب ریم نے اس کی باتیں سنی تھیں تو وہ بے حد خوفزدہ ہو گیا تھا۔نہیں جانتا تھا کیوں بس لگا تھا کچھ غلط ہو گیا۔۔بہت غلط۔۔ اس نے سوچا کچھ وقت میں ریم اور دیوانی ہو جائے گی تو اس کے آگے جھکتی

چلی جایئے گی۔۔ایحان دلشیر کی انا کی مسند اونچی رہے گی پھر وہ اس پر احسان کرتے اسے اپنا لے گا۔۔پر آج غصے میں بول کر اسے احساس ہوا اس کا کیا سارا عمل ضائع ہو گیا۔اس پر تضاد جب ریم نے اسے تھپڑ مارا تو اس کے اندر کا آتش فشاں پھٹ پڑا۔۔وہ کیسے سب کے سامنے اس پر ہاتھ اٹھا سکتی تھی۔۔ ہاتھ اٹھانے تک پھر بھی ٹھیک تھا۔وہ کیسے اسے محبت کا طعنہ دے سکتی تھی۔۔

"تم نے اچھا نہیں کیا ریم۔۔۔تم نے مجھے وہ زخم دیا نہ میں اسے برداشت کر پا رہا ہوں نہ میں خود کے اس درد سے دور کر پا رہا ہوں۔۔تم کیسے کہہ سکتی ہو کوئی مجھ سے محبت نہیں کرتا۔۔"

وہ پوری قوت سے چیخا۔۔پھر حلق دکھنے لگا تو خود ازیتی سے ہنسا۔۔

"صحیح تو کہتی ہے تم۔۔سچ کہتی ہے کہ میں تو بچپن سے محبت کے معاملے میں بدنصیب ولاوارث ہوں۔۔ماں چھوڑ کر بھاگ گئی۔۔باپ اس کے غم میں مر گیا۔بہن کو بھائی نے دور بھیج دیا اور بھائی خود۔۔"

آخر میں وہ تلخی سے ہنسا اور پیچھے گرتے اپنا وجود شیشے پر ٹکا دیا۔۔ تعجب کی بات تو یہ تھی کہ وہ تو ہمیشہ سے ایسی ہی زندگی گزار رہا تھا مگر آج ایسا کیا ہوا تھا کہ روح پر لگے تمام زخموں کے بخیے ادھڑتے چلے گئے اور ان سے درد رسنے لگا تھا۔۔ یہ سراسر کوئی خاص بہت خاص چیز کھونے کا خوف تھا جو رگوں میں برف کی مانند آن جما تھا۔۔ بہت وقت اسی پوزیشن میں لیٹے گزر گیا۔ اس دوران کتنی بار اس کا فون بجا۔۔ پر اب فون سے بھلا اسے کیا رغبت ہو سکتی تھی۔۔ کیونکہ اب معلوم تھا کہ اس پری پیکر کا میسج یا کال اسے کبھی نہیں آئے گی۔۔ وہ اسے جاننے لگا تھا۔۔ اور اب جانتا تھا کہ وہ اپنی نسوانیت و پندار کی حفاظت کی خاطر اس کی جانب مڑ کر بھی نہیں دیکھے گی۔۔ تبھی جب تکلیف و اذیت مزید حد سے سوا ہوئی تو واپس گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ریش ڈرائیونگ کرتا اپنے بنگلے پر آیا۔۔ لاؤنج میں داخل ہوتے شرٹ اتارتے صوفے پر پھینکی اور پھر چھت پر جم میں چلا آیا۔ وہ جم میں داخل ہوا تو اس بار قدم ایکسرسائز کی طرف نہیں تھے بلکہ وہ وہاں بنی چھوٹی سی الماری کی

طرف گیا الماری کھول کر اندر سے ایک سفید پٹی نکالی۔۔۔اور اسے اپنے ہاتھ پر لپیٹنے لگا۔پھر جم کے ایک کونے میں بنے دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا۔لائٹ آن کی تو اندھیرے کے درمیان ایک سفید بلب جل گیا۔ کمرے کا کچھ حصہ تاریک تھا اور کچھ حصہ روشن۔۔درمیان میں ایک پنچنگ بیگ لٹک رہا تھا۔ایک زوردار پنچ اس بیگ پر مارتے اس بیگ کو اپنے سامنے کیا اور پھر دوبارہ ایک زوردار مکا اس بیگ پر مارا اور مارتا گیا۔۔وہ پھر رکا نہیں۔۔ اس کے ہاتھ کسی مشین کی طرح تیز تیز چلتے اس بیگ پر اپنا غم و غصہ اتار رہے تھے۔۔وہ ساتھ ساتھ چلا رہا تھا جیسے اپنے اندر کا اشتعال باہر نکال رہا گلے ہو۔۔رنگت بالکل سرخ ہو چکی تھی اور جسم کا ہر کٹ نمایا ہو رہا تھا۔۔ میں لٹکتی چین زور زور سے ہل رہی تھی۔وہیں لمبے بال چہرے کے ارد گرد بکھر چکے تھے۔۔۔گھنٹہ بھر اس بیگ کو پیٹنے کے بعد وہ وہیں ایک کونے میں زمین پر بیٹھ گیا۔اور نمی بھری آنکھیں بند کر لیں۔۔آنکھوں میں ایک منظر گھوما۔۔جب باران پہلی باران کو شاپنگ پر لے کر گیا تھا۔۔وہ بازار سے

سامان خریدنے کے عادی تھے پر باران انہیں مال لے کر گیا تھا۔۔اور ہر دکان پر لے جاتا انہیں سامان دلا رہا تھا۔ جس پر وہ ہاتھ رکھتے باران دلا دیتا۔ بچپن سے جن کھلونوں کے لیے ترسے تھے وہ سب ملے۔۔ پھر ایک دن اچانک ان کی ماں آئی۔۔اور ان پر یہ انکشاف کیا کہ ایلف ان کے باپ کا خون نہیں ہے۔اس دن باران بہت غصے میں تھا۔اس دن ایلف کی برتھڈے تھی جو سیلیبریٹ ہونی تھی پر باران سب تہس نہس کر چکا تھا۔وہ ایلف کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا وہ غصے سے چیخ رہا تھا کہ وہ اسے مار ڈالے گا تو وہ خود ایلف کو اپنے کمرے میں لے جا کر دروازہ اندر سے لاک کر چکا تھا۔۔ باران کے غصے سے ڈر گیا تھا۔ ساری رات باہر سے اسے باران کے رونے کی آواز بھی آتی رہی تھی۔۔اسی رات ایلف بھی بہت خوفزدہ تھی یہی وجہ تھی کہ سخت بخار کی لپیٹ میں آچکی تھی۔وہ بچی تھی ضدی تھی۔۔ نہیں جانتی تھی باران کس وجہ سے چیخ رہا ہے لیکن بار بار باران کو ہی پکار رہی تھی۔۔جب صبح اچانک باران کمرے میں آیا تھا وہ ڈر کر ایلف کو چھپانے لگا تھا پر باران نے

اسے جھٹکے سے دور کر دیا تھا۔۔ لیکن جب ایلف کو چھوا اور اس کے بخار کا علم ہوا تو پھر اس کی دیوانگی رات سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ وہ تڑپ گیا تھا اس کی تکلیف میں اس دن باران نے پورے دو دن ان کے ساتھ ان کی دیکھ بھال میں گزارے تھے۔۔

لیکن وہ آخری دن تھے جو باران نے مکمل ان کے ساتھ گزارے تھے۔۔

پھر اچانک باران ان کو لے کر دوسرے گھر میں شفٹ ہو گیا اس نے ایلف کا باہر نکلنا بالکل بند کر دیا حد تک کے اسکول بھی چھڑوا دیا۔۔ وہ ایلف کو بہت چھپا چھپا کر رکھتا تھا۔ تاکہ اس کی ماں ایلف کی کسٹڈی نہ لے لے ایک سال گزرا تو ان کو خبر ملی ان کی ماں کار ایکسیڈینٹ میں مر گئی۔ پھر وہ لوگ سکون سے رہنے لگے لیکن باران ایلف کو دور بھیجنا چاہتا تھا۔۔ وہ کہتا تھا ایلف اس کی کمزری ہے۔۔ وہ ایلف کو ساتھ نہیں رکھ سکتا پر ایحان نہیں مانتا تھا۔ پھر باران اکثر گھر لوٹتا تو زخمی حالت میں ہوتا۔ پھر سب کچھ بدلنے لگا دو سال مزید گزرے تو وہ اور ایک بڑے خوبصورت گھر میں شفٹ ہو گئے۔۔

ایحان کا داخلہ شہر کے بہت بڑے پرائیویٹ ہائی اسکول میں ہو گیا۔۔ایلف کا داخلہ بھی باران نے اسکول میں کروا دیا۔ایک سال مزید کچھ بہتر گزرا اس دوران ایلف اور وہ اکیلے وقت گزارتے تھے۔۔یوں جیسے اس دنیا میں صرف وہ دونوں اکیلے ہیں۔ باران تو اتنا مصروف رہنے لگا تھا کہ ایک ایک ہفتہ گھر لوٹنا مشکل ہونے لگا تھا۔۔اس کے باوجود باران نے سیکیورٹی بہت ہائی کلاس رکھی تھی کہ ان کے ایک ایک پل کی خبر باران کو ملتی تھی پر ان کو باران نہیں ملتا تھا۔۔ پھر اچانک حادثہ ہوا۔۔ایلف غائب ہو گئ۔۔اور جب ایک دن بعد باران کے ساتھ آئی تو باران نے اس کے ڈاکومینٹس ریڈی کروا لیے۔۔وہ ملک سے باہر جا رہی تھی۔ایحان نے احتجاج کیا تو باران نے اسے سمجھایا کہ ایلف کی جان کو خطرہ ہے۔۔تو مجبوراً وہ مان گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ ایلف کو واپس نہیں لایا۔نہ کبھی ایلف سے ملوانے لے گیا۔ہاں اسے بڑے ہونے کے بعد ایلف کا نمبر ملا پر باران کی سخت ہدایت تھی کہ وہ ایک مخصوص سم کے علاوہ ایلف سے رابطہ نہیں کر سکتا۔۔وہ ہر روز ایلف کو فون

کرتا تھا۔پر آگے سے خاموشی پا کر تنگ آ کر ایلف اسے بہت ساری باتیں سنا کر بلاک کر دیتی تھی۔پر باران کا ہی مخصوص آدمی اور ایلف کا گارڈ اسے ان بلاک کر دیتا تھا۔۔

لیکن اس کی کبھی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ایلف سے بات کر سکے۔۔ڈر لگتا تھا کہ کہیں وہ شکوہ نہ کر دے۔۔پر ایلف کی جس اجنبیت سے وہ ڈرتا آیا تھا وہ براہ راست خود دیکھ کر آیا تھا اور دل ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔۔

شکستہ قدموں سے کھڑا ہوتا وہ اپنے ہاتھ سے پٹی کھولنے لگا۔۔باہر نکلا تو سب مکمل تاریک ہو چکا تھا گھر میں کوئی ہلچل نہیں تھی۔۔جم کی الماری سے اپنا موبائل اٹھایا۔۔نجانے کس امید کے تحت اس نے فون آن کر کے دیکھا۔۔اسکرین پر زین ملحق اور ضیاء کی بے شمار کالز تھیں وہ تلخی سے مسکرایا۔اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔اسے حیرت ہوئی گھر میں مکمل سناٹا تھا حد تک کے ملازمین بھی کوارٹر میں جا چکے تھے۔بے اختیاری میں وقت دیکھا تو چونک گیا۔رات کے ساڑے بارہ بج چکے تھے۔دن کیسے گزرا تھا اسے سمجھ ہی نہیں

آیا تھا۔وہ اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر اوندھے منہ گر گیا۔سارے دن کی ذہنی اور جسمانی تھکن تھی کہ جسم درد کرنے لگا تھا سر تو جیسے درد سے پھٹنے کو تھا۔۔

زبردستی آنکھیں موندی ہی تھیں کہ فون بجنے لگا۔۔وہ نظر انداز کرتا لیٹا رہا۔۔جب ایک بار پھر فون بجا۔۔وہ ڈھیٹ بنا رہا اس وقت اسے کسی کی تسلی کی یا کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔لیکن جب فون مستقل بجتا رہا تو غصے سے فون جھپٹا تاکہ فون آف کر سکے۔۔لیکن فون اسکرین پر چمکتا پدی چڑیل دیکھ دل زور سے دھڑکا۔کال کٹ چکی تھی۔۔وہ جو اس لمحے کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا فورا کال بیک کی۔۔شاید وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔وہ خود بھی تو تڑپ رہا تھا مر رہا تھا اس سے بات کرنے کے لیے بس انا آڑے آرہی تھی اب جب وہ خود پہل کر رہی تھی تو مزید کیسے ضبط کرتا۔فورا کال بیک کی۔۔جو اگلی بیل پر ہی اٹھالی گئی۔۔

ای،،ایحان،،'ریم کی روتی سسکتی ہوئی آواز نے اسے بری طرح چونکایا۔۔"

دل وجان سے سماعت بن کر اسے سننے کو بے تاب تھے۔۔وہ اگلے ہی لمحے

سیدھا ہوا۔۔

ریم،،آریواوکے،،"لہجے میں فکر،تڑپ بے قراری کیا کچھ نہیں تھا۔۔"

ساری ناراضگی سب کچھ جیسے خاک ہو گیا تھا۔۔اس وقت اگر اس کی لئے

کوئی چیز اہمیت رکھتی تھی تو وہ مقابل وجود ہی تھا۔۔

وو،،وہاا،،،ارسلان،،مم،میرے گھر،،"ریم کی آواز با قائدہ کانپ رہی"

تھی ایحان کا دماغ بھک سے اڑا پل بھر میں جسم میں باریک باریک چیونٹیاں

رینگنے لگیں۔خوف ریم کی طرف سے نہیں بلکہ کچھ اپنا بہت قیمتی کھو دینے کا

تھا۔وہ سخت اضطرابی کیفیت میں تھا۔۔دل کی دھڑکن سست پڑنے لگی تھی

اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے باہر بھاگا۔۔شرٹ پہنتے وہ باہر آندھی بنا باہر نکلا۔۔

فون مت کاٹنا ریم،،آئی ایم آن داوے،،ڈونٹ وری،،جسٹ ویٹ سم"

منٹس آئی ول بی دیئر،،کچھ نہیں ہو گا تمھیں یا نعمان علی کو،،میں کچھ نہیں

ہونے دوں گا تمھیں "گاڑی میں بیٹھتے اس نے گارڈز کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔گارڈز اپنی سیفٹی کے لیے نہیں بلکہ ریم کی وجہ سے تھے۔وہ جانتا تھا ارسلان نیازی جیسے کتے جھنڈ میں آتے ہیں۔لیکن جان توتب حلق میں آئی جب اچانک رابطہ منقطع ہو گیا اور فون کے اس طرف جان لیوا سناٹا چھا گیا۔ایحان نے دو بار فون ملایا پر اس بار نمبر بند تھا۔۔

****

وہ یونیورسٹی سے جلدی گھر آگئی تھی۔کمرے میں آکر بیگ چارپائی پر رکھا اور وہیں بیٹھتی گھٹنوں پر سر ٹکاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔اس کے دل کی نوخیز زمین پر محبت کی کلیاں کھلنے لگیں تھی۔وہ محبت جیسے جان لیوا مرض میں مبتلا ہو چکی تھی۔۔محض چند دنوں میں بے قراری اس قدر بڑھ گئی تھی کہ لگتا تھا ایحان سے برسوں کا بہت مضبوط ترین رشتہ ہے۔۔اس کا اہمیت دینا اسے معتبر کرتا تھا۔۔وہ خود کو بہت خاص سمجھنے لگی تھی۔ہر وقت دل چاہنے لگا تھا وہ ایحان سے باتیں کریں۔۔اسے سوچے اسے سنے۔۔وہ بہت جلد بہت

آگے نکل چکی تھی۔۔اسے سوچنا عجیب طرح کے لطف و سرور میں مبتلا کیے رکھتا۔۔ایحان نے بہت باتوں سے اسے یہ احساس دلایا تھا کہ وہ ریم سے محبت کرتا ہے اور عنقریب اسے اپنائے گا۔یہی وجہ تھی کہ اسے سب کچھ فیری ٹیل کی طرح بہت آسان لگ رہا تھا۔اس نے بار بار باتوں میں اپنے بابا اس کے بابا کو ایحان دلشیر پسند تھا یعنی بابا کی طرف سے بھی کو جانچا تھا۔۔ رضامندی ہی ملتی۔۔سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا۔۔لیکن پھر اسے جانے کیا ہوا تھا کہ وہ دو دن سے کچھ اکھڑا اکھڑا سا تھا۔۔وہ اس کے کسی میسج کا ڈھنگ سے جواب نہیں دے رہا تھا۔بلکہ نظر انداز کر رہا تھا۔اسے اپنے بابا سے یہی معلوم ہوا تھا کہ ایحان دلشیر کے بڑے بھائی نے شادی کر لی وہ یہی سمجھ رہی تھی ایحان اس وجہ سے اپسیٹ ہے۔۔لیکن آج جو جملے ایحان نے اسے کہے تھے وہ اس کی ذات اس کے تشخص کی دھجیاں اڑا گئے تھے۔۔اس کے دل پر کھلنے والی کلیوں پر جیسے رولر کوسٹر پھیر دیا گیا تھا۔وہ ہچکیوں سے روتی رہی اور پھر تہیہ کیا کہ کچھ بھی ہو جائے اب وہ ایحان دلشیر کی طرف دیکھے گی بھی

نہیں۔۔ایسی ہو جائے گی جیسے وہ کبھی اس کی زندگی میں تھا ہی نہیں۔۔وہ اسے ایک خواب سمجھ کر بھول جائے گی۔۔چاہے لاکھ تکلیف ہو مگر وہ اب اپنی عزت و نسوانیت پر کم از کم بے لگام دل کے ساتھ کبھی سمجھوتہ نہیں کرے گی۔۔۔

پر یہ عزم بھی اسے تڑپا گیا تھا۔۔ بھلا محبت کو چھوڑنا آسان کب تھا۔ محبت تھی کھیل نہیں جسے لمحے میں دل سے نکال دیتی۔ محبت بھی جو اس کی اوّل و آخر تھی۔پر یہاں مقابلہ اب عزت نفس سے ہو گیا تھا۔۔وہ غریب ضرور تھی پر ذلیل نہیں۔اس نے بے تحاشا روتے ہوئے اپنے دل کو ایحان دلشیر کی حمایت پر سخت کوسا۔۔دل و جذبات نے خوب واویلہ کیا پر اس بار جیسے دل کو پیروں تلے کچل کر چپ کروایا۔۔شام ڈھلے وہ اپنے وجود کو گھسیٹتی کھڑی ہوئی۔۔مردہ دل سے رات کا کھانا بنایا۔۔جب وقت ہوتے ہی نعمان علی آگیا تو اس نے کوشش کی پڑھائی کا بہانہ بنا کر کمرے میں بند ہو جائے۔ لیکن اگر بیماری کا کہے گی تو اس کے بابا اس کی فکر میں ساری رات جاگے گے۔۔

لیکن نعمان علی ایک لمحے میں اپنی لاڈلی بیٹی کی سوجھی آنکھیں بھانپ گیا تھا۔۔اسے اپنے پاس بٹھاتے ریم کی آنکھوں کا جائزہ لیا۔۔ لیکن ریم اگلے ہی لمحے اپنے باپ کے گلے لگتے ہچکیوں سے رودی۔۔ نعمان علی اس کے اس طرح رونے پر بری طرح پریشان ہوا کیونکہ اس کی گڑیا معمولی معمولی باتوں پر نہیں روتی تھی۔اور آج کل تو وہ یوں بھی بہت خوش رہنے لگی تھی۔ریم کو چپ کروانے کے بعد نعمان علی نے اس سے رونے کی وجہ ہو چھی تو ریم سر جھکا گئی۔۔جانتی جو تھی کہ اگر ایحان اس کا مجرم ہے تو وہ اپنے باپ کی مجرم ہے۔۔کیسے بتاتی کہ آپ کی پیٹھ پیچھے کسی نامحرم سے محبت کر بیٹھی ہے۔۔ اسے اپنے دل کی سب سے اونچی مسند پہ بٹھا چکی ہے۔۔ لیکن پل میں سارے خواب چکنا چور ہوئے تھے۔۔وہ محبت کی راہ میں اندھا دھند سرپٹ بھاگتی منہ کے بڑی زور سے گری تھی۔۔

اپنے باپ کی عزت میں خیانت کرنے والی لڑکیوں کا سر ایسے ہی جھکتا ہے جیسے اس لمحے ریم نعمان علی کا جھکا ہوا تھا۔۔پھر اس نے نعمان علی کو بتایا

اسائمنٹ مکمل نہ ہونے کی وجہ سے کلاس ٹیچر نے اسے پوری کلاس کے سامنے باتیں سنائی اور پوری کلاس اس پر ہنسی۔۔

اس کی جھوٹی باتوں پر نعمان علی نے اسے تسلی دی۔۔ لیکن باپ تھا بھانپ گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ مگر پھر بھی اپنی بچی پر اعتبار کیا۔۔ کہ وہ سنبھل کر اسے ہر بات خود ہی بتادے گی۔۔ وہ کچھ دیر نعمان علی کے ساتھ بیٹھ کر چند لقمے زہر مار کر کے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

بستر ہر چت لیٹتی وہ ساکت آنکھوں سے چھت کو گھورتی رہی۔ آنسو آنکھوں سے نکلتے تکیے میں جذب ہوتے رہے۔۔ نیند آنکھوں سے غائب تھی۔ امید تھی کہ شاید نیند کی دیوی مہربان ہو جائے پر یہ امید بھی جلد ٹوٹ گئی جب رات گہری ہوتی گئی پر نیند نہ آئی۔۔ وہ ستمگر اس قدر زہن پر سوار تھا کہ فون مٹھی میں بھینچتی وہ روتی رہی۔۔ کاش وہ سب نہ ہوتا۔ وہ سب ایک ڈراؤنا اور بھیانک سا خواب ہوتا۔۔ ایحان اس کے ساتھ مخلص ہوتا۔۔ کتنی محبت کرنے لگی تھی وہ ایحان کو۔۔ سسکتے سسکتے اسے محسوس ہوا جیسے کوئی

گھر کی دیوار کودا ہے۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ سیدھی ہو بیٹھی۔۔دل اچھل کر حلق میں آیا یہ سوچ کر کے کہ کیا ایحان آیا ہے؟دل نے فوراً تکرار کی کہ اگر وہ معافی مانگے تو معاف کر دینا۔۔ساتھ یہ یقین دلایا کہ پہلے کی طرح وہ معافی مانگنے آیا ہو گا۔۔جیسے پہلے آیا تھا۔یقین دلائے گا دلیلیں دے گا غصہ کرے منائے گا۔پر وہ قائل نہ ہوئی تو دل نے ایک اور بازی کھیلی اور۔۔ گا اسے دل میں یہ خیال گزرا کے اگر معافی مانگی تو کہہ دینا معافی نکاح کے بعد ملے گی۔۔جتنا زلیل کیا ہے اتنی ہی عزت سے نکاح کرے سب کے سامنے۔۔ اب وہ مزید اپنے باپ کی مجرم نہیں بن سکتی۔۔وہ انہیں سب سوچوں میں تھی کہ اسے محسوس ہوا گھر کے اندر کودنے والا ایک نہیں دو تین لوگ ہیں۔۔۔

ملحق,زین اور ضیاء بھی ساتھ "؟؟اس نے فوراً سوچا۔۔لیکن ایسا کیسے ممکن" تھا وہ تینوں ایسا نہیں کر سکتے تھے نہ ہی ایحان اپنے دوستوں کو یوں رات کے اس پہر گھر میں لا سکتا تھا۔اتنا تو وہ بھی اسے جانتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ

چاہے جو بھی سلوک کرتا۔ مگر اس حد تک کبھی نہیں جا سکتا۔۔لائٹ تو گھر پر پہلے ہی نہیں تھی وہ دھیرے سے قدم لیتی باہر گئی اور لاؤنج کی جالی دار دیوار کی اوٹ سے دیکھا تو چاند کی روشنی میں نظر آنے والے چہرے کو غور سے دیکھتے اس کا خون خشک ہوتا جیسے رگوں میں جم گیا۔۔وہ ارسلان نیازی کے گروپ کا لڑکا تھا وہ اکیلا نہیں تھا۔خوف سے اس کا دل پھٹنے لگا۔ صحن میں اس کا باپ سو رہا تھا۔ریم کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے۔اس کا باپ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔۔

وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔اور وہاں سے فون اٹھا کر کچن میں بھاگی۔۔کچن کی کنڈی اندر سے بند کر کے ایحان کو فون لگایا۔۔ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری۔وہ بار بار ایحان کو کال کر رہی تھی۔

قدموں کی آواز اب اس کے کمرے کی طرف گئی تھی۔ریم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔وہ اللہ سے مدد کی دعا کرنے لگی۔۔ایحان کو دوبارہ کال ملائی پر کوئی جواب موصول نہ ہوا۔۔تو وہ میسج ٹائپ کرنے لگی کہ شاید وہ دوپہر

والے تھپڑ کی وجہ سے اس کا فون نہیں اٹھا رہا تھا۔پر اس سے پہلے وہ میسج ٹائپ کرتی ایحان کے نمبر سے کال آنے لگی۔۔جان و عزت لبوں پر آ گئی۔۔وہ فون کان سے لگاتے سسکنے لگی۔اسے زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں پڑی تھی وہ ارسلان کا نام سن کے ہی چوکنا ہو گیا تھا۔وہ اس کے ساتھ کال پر ہی تھی۔۔ اس کی سانس بحال کرتی تسلیاں سن رہی تھی جب کسی نے اس کے ہاتھ سے فون چھین کر کال کاٹ دی۔اور فون زمین پر پھینکتے اس پر اپنا پیر رکھ دیا۔۔ اگلے ہی لمحے ریم کے بال مٹھی میں دبوچتے اسے کھڑا کیا اسی لمحے کچن روشن ہو گیا۔۔وہ آنکھیں میچے ہوئے اپنے بال چھڑوانے کی کوشش میں تھی۔ دوپٹہ ڈھلک کے پیروں میں پھسلا تھا۔اسے دوچنے والا شخص ارسلان نیازی تھا۔وہ اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ اس کے دو دوست بھی تھے جو وہیں کھڑے اس پر ہنس رہے تھے۔

اوہہہ اب سمجھ آیا اس ایحان دلشیر کی نظر تم پر کیوں ٹھہری ہے ہیڈین" (چھپی ہوئی)بیوٹی،،"ریم کے وجود کو غلیظ نظروں سے دیکھتا وہ داد دینے

والے انداز میں بولا جب ریم نے اس کے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑھ دیے۔۔

اگلے ہی لمحے اس کے بال چھوڑتے ارسلان نیازی نے ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر مارا۔وہ سلیب سے ٹکرائی اور وہاں الٹے رکھے پتیلے زمین پر گرتے شور پیدا کر گئے۔۔شور کی آواز پر نعمان علی کی آنکھیں کھلی تھی۔

****

زرمش اور محمل کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ باران سے ملنے اس کے گھر گیا تھا۔بہت سی باتیں تھیں جو باران کے علم میں لانا ضروری تھی۔باران سے ملنے کے بعد وہ ایک آن لائن میٹنگ کو اٹینڈ کرتا رہا۔۔جس کا دورانیہ ایک گھنٹہ تھا۔سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ تھکا ہوا گھر لوٹا تو قدم کچھ سوچتے گہرا مسکرائے۔۔اس کی شیرنی جو اس کے مقابل آج کل بھیگی بلی بن جاتی تھی یقیناً وہ اس سے چھپ کر محمل کے روم میں پناہ لے چکی ہو گی۔اپنی بیئرڈ کھجاتے کچھ سوچتے وہ محمل کے کمرے کی طرف بڑھا کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا۔محمل کے بیڈ پر محمل اپنے ٹیڈی پر بازو رکھے گہری نیند سو رہی

تھی۔۔واشروم دیکھے وہ بھی خالی۔۔ایک خوشگوار حیرت نے زاویار کواپنی بانہوں میں بھر لیا۔۔تو کیاوہ اس رشتے کو قبول کرنے پر آمادہ ہو چکی تھی۔۔؟ محمل کے ماتھے کو چومتے اس نے میڈ کواشارہ کیااور روم سے باہر نکل گیا۔۔کوٹ اتارتے سیڑھیاں چڑھااور کمرے کادروازہ آہستگی سے کھولا۔کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔بیڈ پر کوئی وجود ایک کنارے پر لیٹا تھا۔۔ زاویار کے وجود میں سرشاری پھیلی۔۔ایک نظر بیڈ پر ڈالتاوہ وارڈروب سے آرام دہ کپڑے نکال کر واشروم میں بند ہو گیا۔کچھ دیر بعد فریش ہو کر باہر نکلا۔۔اور کمرے کی ایک لائٹ آن کی۔۔زرمش کی جانب جھکا تو ہونٹ گہرہ مسکرائے۔۔اس کی آنکھیں تو بند تھیں پر وہ جاگ رہی تھی اس کی گواہی اس کی پلکوں کی جنبش دے رہی تھی۔زرمش کا منہ تکیے پر تھا۔وہ دائیں کروٹ تقریباً اوندھی لیٹی تھی۔۔جسم کمفرٹر سے ڈھکا ہوا تھا۔وہ اس کی پشت پر آکر نیم دراز ہوا تھا زاویار نے نرمی سے اسے ویسے ہی اپنے قریب کیا۔زرمش سانس روک گئی۔۔اس کی اس حرکت پر زاویار نچلا لب دانتوں

تلے دبایا۔زاویار نے نرمی سے زرمش کی کمر سے کمفرٹر سرکایا۔اس وقت وہ ایک وائٹ کلر کے پلین ڈھیلے فراک میں تھی۔۔پیچھے ایک چھوٹا سا بٹن نیک سیکیور کرنے کے لیے تھا اور اس کے نیچے سفید باریک زپ۔۔

زاویار نے نرمی سے اس کا بٹن کو کھولا۔پھر آہستگی سے زرمش کے فراک کی زیپ کھول دی۔جونہی اس کی شفاف دودھیا پشت بے پردہ ہوئی زرمش کی آنکھوں سے نمی نکلتی تکیے میں جذب ہونے لگی۔۔وہ تکیے کو مٹھی میں دبوچ گئی۔۔اس کی بھنچی ہوئی مٹھی اور پھر اس کی خاموشی زاویار کو اندر ہی اندر ایک اطمینان و سرور بخش رہی تھی۔وہ آج خود پر ضبط کر رہی تھی پر زاویار کی نفی نہیں کر رہی تھی یہ بات قابلِ قدر و ستائش تھی۔۔

****

اپنی پشت پر اچانک جلن کا احساس ہوا تو زرمش سختی سے لب بھینچ گئی۔۔اس کے زخموں پر زاویار کی مرہم رکھتی انگلیاں جلد اسے ٹھنڈک اور عجیب طرح

کا سکون بخشنے لگیں۔نرمی سے رقص کرتی زاویار کی انگلیاں اس کی نازک جان پر ایک جادو برپا کر رہی تھیں۔۔جلن ٹھنڈک میں بدلتی اسے سسکنے پر مجبور کر گئی۔۔

رومت،، کمزور نہیں ہو تم،،، یہ زخم جلد ٹھیک ہو جائیں گے،، جانتی ہو" جب تک انسان اپنے زخموں کو خود نہیں ٹھیک کرنے کا ارادہ نہیں کرتا وہ ٹھیک نہیں ہوتے،، پھر چاہے روحانی ہوں یا جسمانی،"زرمش کی پچھلی گردن سے بال ہٹاتے زاویار نے وہاں اپنے لب رکھے تو زرمش نے ایک زور کی سسکی لی۔۔اور پھر زرمش کے تھوڑے سے نمایاں گال پر اپنے لب رکھتے کس کے زرمش کے وجود کو خود میں بھینچا۔۔پر کانوں کی لو کو ہلکے سے لبوں میں دباتے کھینچا پھر سرگوشی کی۔

ریلیکس ہو جاؤ،، کچھ نہیں کر رہا،، تمہاری مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں" ہو گا زرمش،، بلکہ مرضی نہیں تمہاری خوشی کے بغیر ہمارے درمیان رشتہ آگے نہیں بڑھے گا،، تم میرے لیے بہت قیمتی ہو گئی ہو،، بہت زیادہ،،

تمہیں ازیت یا تکلیف دینے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا،، میں چاہتا ہوں بس تم اپنا بہت زیادہ خیال رکھو اور خوش رہو،، گڈ نائٹ،، "زرمش کے سر پر عقیدت بھرا لمس چھوڑتا وہ واپس کچھ فاصلے پر لیٹ گیا۔ایک نظر پیچھے زاویار نے گہری سانس لیتے زرمش کو دیکھا۔۔پھر آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔ اس لڑکی سے نظریں چرانا یا منہ پھیرنا مشکل ترین امر تھا۔لیکن زہنی تسکین محبت کے بغیر کھوکھلے وجود کے حصول سے ملتی ہوتی تو شاید وہ اپنا حق استعمال کر لیتا۔۔پر اسے زرمش میں وہی محبت اور رغبت، وہی خوشی چاہیے تھی جو وہ اس کے لیے محسوس کرتا تھا۔ایک خود سے بے زار و بیگانہ وجود کبھی اسے سکون نہیں دے سکتا تھا۔۔لیمپ آف کر کے لیٹے کچھ ہی دیر گزری تھی کے اسے زرمش کی ہچکیوں کی آواز سنائی دی۔وہ بری طرح چونکا اب تو وہ پیچھے ہٹ گیا تھا وہ پھر کیوں رو رہی تھی۔۔فورا لیمپ آن کیا اور کچھ بلند ہو کر زرمش کو دیکھا۔۔اس کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔وہ فکر مند ہوا تھا۔

زرمش،،"زاویار نے پکارتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا چند لمحے"
زرمش کا وجود ساکت محسوس ہوا لیکن پھر اچانک وہ پلٹی تھی اور زاویار کے
سینے میں اپنا منہ پوری شدت سے چھپایا تھا۔یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ
زاویار خانزادہ خود بھی پتھر ہو گیا تھا۔اسے کہاں امید تھی وہ یوں اس کے
بانہوں میں آسمائے گی وہ تو منتظر تھا اس کے ہاتھ جھٹکنے کا۔زاویار نے اپنے
ہاتھ اس کی کمر پر لپیٹتے اس کے اور اپنے درمیان موجود باقی کی دوریاں سمیٹتے
اپنے بے حد قریب کر لیا۔اس کے بالوں پر اپنے لب رکھتے آہستہ آہستہ اس
کی پیٹھ رب کرنے لگا۔
آ،،آپ کک،،کو،پتا،،ہے،،مم،،میری ماں کون تھی،،؟"رونے کے"
درمیان وہ انتہائی کرب سے پوچھ رہی تھی۔وہ پل بھر کو چونکا پھر لب بھینچ
لیے کہ سمجھ گیا تھا اس لمحے وہ بری طرح خود اذیتی کا شکار ہے۔۔زاویار
خاموش رہا۔اگر آواز نکالتا تو وہ ہوش میں آجاتی اور پھر اس سے دور
ہو جاتی۔۔۔

مم،، میری ماں ایک طوائف تھی،،"اس کی بات پر زاویار کا اس کی پیٹھ پر "
چلتا ہاتھ رکا۔۔چند ثانیے کے لیے دماغ بالکل الجھ گیا۔
ان،،انہوں نے مم،میرے،، غریب باپ سے محبت،، کی شادی کی لیکن "
پھر غ،، غربت برداشت نہیں ہوئی،،اپنی وہ آرام دہ غلیظ زندگی یاد کر کے
انہیں سب برا لگنے لگا،،اور پھر وہ،، مجھے م،، میرے باپ کے پاس پھینک
کر،،واپس اسی کوٹھے پر چلی گئیں،،"یہ کہتے ساتھ اس نے ہچکیاں لیتے
زاویار کی شرٹ مٹھیوں سے دبوچ لی۔۔یوں جیسے اس حقیقت کے ادراک
کے بعد وہ محبوب شخص اس سے دوری قائم کرتے اس کی قربت سے دور ہو
جائے گا۔۔ جبکہ زاویار بالکل خاموش تھا۔اس کے ہاتھ ایک مرتبہ پھر
زرمش کی کمر پر حرکت کرنے لگے تھے۔
وہ م،، مجھے کیوں چھوڑ کر گئیں،،؟؟غربت اتنی بری تو نہیں ہوتی کہ "
انسان،"وہ نجانے کیوں اس سے پوچھ رہی تھی شاید جتا رہی تھی پر کیا اور
کیوں؟؟اپنا آپ اس کے سامنے کھول رہی تھی کیوں؟کیا وہ چاہتی تھی

زاویار اس کے متعلق سچ جانے۔۔؟ یا یہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ سچ جاننے کے بعد اسے اپنے ساتھ رکھے گا یا نہیں؟ اپنی زندگی میں جگہ دے گا یا؟؟

"میری،، سوتیلی ماں نے مجھے بہت مارا ہے،، اس کا بیٹا مجھے چھونے کی کوشش کرتا تھا،" بند آنکھیں لرزتی پلکیں۔۔اس کی آنکھ ایک بار پھر اپنے ساتھ ہوا ایک ایک منظر یاد کر رہی تھی۔۔وہ سب تصور کر رہی تھی اور کچھ ایسا ہی تصور زاویار کی آنکھ میں بھی تھا۔خون اچانک کھولنے لگا۔۔سینے میں لاوا سا پکنے لگا دل کیا فراز کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔۔۔

"اس نے بھی مجھ پر ہاتھ اٹھایا، جب میں فیکٹری میں دھکے کھا کر اپنی محنت کی کمائی کمانے گئی تو ٹھیکیدار نے مجھ سے زبردستی کی کوشش کی،، سب،، مجھے غلیظ نظروں سے دیکھتے تھے،، مجھے نفرت ہوتی تھی ان کی نظروں سے، میری سوتیلی ماں کہتی تھی تم طوائف کی بیٹی ہو اسی لیے سب تمہیں دیکھتے ہیں، کل کو تم بھی طوائف بنو گی،" یہ اذیت بھرے الفاظ سن کر زاویار کو ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔۔(جبکہ اس نازک جان نے تو یہ زندگی جی تھی) اتنے

سخت جملے کوئی کیسے کسی معصوم لڑکی کو کہہ سکتا تھا؟۔ہاں اس کی باہنوں میں موجود لڑکی دنیا غلاظت اور سازشوں کو نہیں سمجھ سکتی تھی وہ معصوم ہی تھی۔۔زاویار کو محسوس ہوا جیسے زرمش نے سوں سوں کرتے اپنے آنسو صاف کرنے کو اپنی ناک اس کے سینے پر رگڑی ہے۔اس قدر غصے و پریشانی میں بھی وہ اس کی اس حرکت پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔۔ہاں وہ خود پر ہلکی سی دھول بھی برداشت نہ کرنے والا شخص زرمش کی اس حرکت پر سرشاری سے مسکرایا تھا۔بے اختیار جھکتے آہستگی سے لب زرمش کے بالوں پر رکھے۔۔

"جانتے ہو، پھر میں اللہ سے دعا کرنے لگی مجھے کوئی امیر شہزادہ دے دے، جو مجھے دنیا سے چھپا لے وہ مجھ سے ڈھیر سارا پیار کرے، وہ دنیا کے لیے جتنا ظالم ہو میرے لیے اتنا ہی نرم دل ہو، وہ میری ساری خواہشات پوری کرے، مجھے دال چٹنی نہیں پسند تھی،، میں دعا کرتی تھی میں جب بھی کچھ کھانا چاہوں میرا شہزادہ مجھے لا دے،، وہ مجھے پہننے کو نئے کپڑے دلائے، مجھے

سالوں کسی چیز کے لیے ترسنا نہ پڑے، میرا بچپن ایسا ہی گزرا ہے، ہر چیز کے لیے ترس ترس کر، میں کسی چیز کی تمنا کرتی تھی وہ چیز تو نہیں ملتی تھی لیکن اس چیز کی تمنا ختم ہو جاتی تھی، میں عام سی لڑکی تھی اور عام لڑکیوں کی طرح سنڈریلا بننے کی خواہشات تھیں،، پر یہاں ہر سنڈریلا کے لیے شہزادہ نہیں آتا یہ سوچ کر میں اداس ہو جاتی تھی، پھر مجھے ایک لڑکا ٹکرایا، وہ مجھ سے محبت کا اظہار کرنے لگا، وہ میرا اصلی میرے نصیب کا شہزادہ نہیں تھا، وہ لڑکا ویسا نہیں تھا جسے میں نے مانگا تھا، پر اس وقت وہ میری ضرورت بن گیا تھا، میں اپنے گھر میں سوتیلی ماں کے دن رات جسمانی وذہنی تشدد اور اس کے بیٹے کے غلیظ ترین ارادوں سے نجات کے لیے اس کا ساتھ قبول کر رہی تھی، میں نے اپنی خواہشات کو ضرورت کے تحت مار دیا تھا، اور ایک رات اس کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی تھی ورنہ میری شادی میرے شیطان سوتیلے بھائی سے ہو جاتی، "ماضی کے راز اس پر کھولتے ہوئے اس کا لب ولہجہ لرز رہا تھا۔ زاویار لب بھینچے اسے سنے گیا۔ وہ جانتا تھا وہ ابرار کے متعلق بات کر رہی

تھی۔۔اسے تجسس ہوا۔وہ آگے مزید جاننا چاہتا تھا۔اسے سننا چاہتا تھا۔وہ آج سب کچھ جان لینا چاہتا تھا۔

پھر،وہ جس کو میں رہبر سمجھی تھی وہ رہزن نکلا اور مجھے تباہی ور سوائی بھری" کھائی میں دھکیل گیا،وہ دھوکہ تھا،میری زندگی کا سب سے بڑا دھوکہ،وہ شخص مجھے کوٹھے پر بیچ گیا،" یہ کہتے وہ کس قدر کرب سے گزر رہی تھی اس کا اندازہ زاویار کو ہو رہا تھا۔

میں نے زندگی میں کبھی اتنی اذیت برداشت نہیں کی زاویار جتنی اذیت" میں نے ان دنوں برداشت کی تھی،آپ جانتے ہو وہاں کی عورتوں کی نظریں بھی غلیظ تھیں،" وہ اچانک پیچھے ہوتے چہرہ بلند کر گئی۔۔زاویار کی آنکھوں میں دیکھا۔رونے کے باعث اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔ زاویار کو لگا وہ مزید اسے سنے گا تو اپنا آپا کھو دے گا۔۔اور شاید آج کم از کم ابرار کا ہی قتل کر ڈالے۔دل کیا ساری دنیا کو آگ لگا دے۔۔

اس لڑکی کو جواب اس کی زندگی بن چکی تھی اسے اپنے اندر اس طرح چھپا لے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو کہ وہ کبھی اس دنیا میں تھی۔بے اختیاری میں جھکتے زاویار نے اس کی برستی سرخ آنکھوں پر اپنے لب رکھتے اس اپنا اعتماد و اعتبار سونپ دیا۔۔ باری باری چوم کے وہ پیچھے ہوا تو زرمش دوبارہ آنکھیں کھول اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ شاید وہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے کوئی غصہ یا حقارت بھر اتاثر ڈھونڈ رہی تھی جو اسے کھوجنے پر بھی نا ملا تھا۔زرمش کی آنکھیں اب بھی تکلیف سے بھری تھیں۔۔چند لمحے کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولی۔۔۔

ان کی نظریں مجھے نوچتی تھیں، آپ،، آپ نے میرے وجود پر زخم دیکھے " ہیں ناں، وہ زخم مجھے ازیت نہیں دیتے پر وہ نظریں مجھے اب بھی اپنے وجود پر چبھتی ہیں، لگتا ہے اب بھی ہر کوئی مجھے گندی نظروں سے دیکھ رہا ہے، باہر جاتی ہوں اور کوئی مجھے دیکھتا ہے تو لگتا ہے میں بے لباس کھڑی ہوں، مجھے چھپا لیں پلیز، یا مجھے مار کر دفنا دیں،" وہ روتے روتے آنکھیں میچ گئی تو زاویار

نے سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔زرمش کو کئی لمحوں کے لیے لگا کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی پر زاویار کا اسے یوں جکڑنا اسے شدت سے تحفظ کا احساس دلا گیا تھا۔کچھ لمحے خاموشی کے نظر ہوئے۔۔زاویار سمجھا شاہد وہ سو گئی اسی لیے پکڑ ڈھیلے کرتے اس کی پیٹھ سہلائی۔

پھر جانتے ہیں میں نے اسی گندی جگہ پر ایک شہزادہ دیکھا، بالکل ویسا" شہزادہ، جیسے میں اللہ سے مانگتی تھی، وہ خوبصورت تھا، وجاہت سے بھرپور، کسی بھی لڑکی کا خواب ہو سکتا تھا، پر اس وقت وہ اس روپ میں میرے سامنے آیا کہ مجھے اس شہزادے سے شدید خوف محسوس ہوا تھا، وہ شہزادہ مجھے نوچنے کو وہاں آیا تھا، اس نے میرا ایک رات کے لیے سودہ کیا تھا، مجھے اس شہزادے سے گھن آنے لگی، مجھے اس سمیت دنیا کے سارے شہزادوں سے نفرت ہونے لگی، اب میرے دل میں کسی بھی شہزادے کی تمنا باقی نا رہی تھی، پھر وہ مجھے اپنے الفاظ سے بے آبرو کرتا، اپنے قاتل جملوں سے میری عزت و نسوانیت کی دھجیاں بکھیرتا مجھے تھپڑ مار کر ایک نئی جہنم میں

پھینک گیا کہ اس کا مجھے دھتکار کر جانا میرے لیے اذیت کا ایک نیا باب ثابت ہوا تھا، مجھ پر اتنا تشدد کیا گیا کہ جہاں میرے زخموں کو نمک مرچ لگا کر مزید کسی مجرم کے ساتھ بھی وہ سلوک نہیں ہوتا ویسا میرے ازیت دی گئی، شاید ساتھ ہوا کہ درندگی کی ہر حد پار کر دی گئی،،اور وہ آپ تھے زاویار خانزادہ، مجھے خود سے اپنی زندگی سے نفرت ہونے لگ تھی پر میں ہاری نہیں تھی، میں نے خودکشی کی کوشش نہیں کی کیونکہ خودکشی کی کوشش تو وہ کرتا ہے نہ جس کے پاس اللہ نہیں ہوتا پر میرے پاس تو اللہ ہے نہ میرے مددگار پھر میں نے صبر کیا اور پھر ایک دن باران دلشیر نے مجھے خرید لیا، اس نے میری آزادی کی قیمت ایک رات لگائی،

اس نے مجھے زہنی ٹارچر کیا ایک نئے خوف میں مبتلا کیا پر آزادی کے عوض میں اپنی ساری زندگی کی پونجی اسے نہیں دے سکتی تھی، میں نے باران دلشیر کو زخمی کر دیا اور وہاں سے فرار ہو گئی، "زرمش آنکھیں موند چکی تھی۔ جبکہ

زاویار نے بھی افسوس سے آنکھیں بند کی تھی اسے علم نہیں تھا باران اس سے ایسا سلوک کرے گا۔۔

پھر میں وہاں سے بھاگ کر اپنے محلے پہنچی وہاں دوست کے گھر پناہ لی، جب " یہ بات میری سوتیلی ماں کو معلوم ہوئی تو اس نے میری ہر جگہ رسوائی کی، مجھے بدنام کر دیا، پھر میری ذات پر احسان کرتے مجھے بہو بنانے کا سوچا میں بہت روئی پر خاموش تھی کہ میں نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑا تھا، پھر میری دوست کی امی نے میرا نکاح اپنی دوست کے بیٹے سے طے کر دیا جو شادی شدہ تھا اور اس کی بیٹی تھی، میں ڈر گئی تھی ایک نئی آزمائش سے،، ایک سوچ ڈرا رہی تھی کہ جب اسے پتا چلے گا کہ گھر سے بھاگ چکی ہوں، میں کوٹھے پر رہ چکی ہوں تو وہ اسی وقت مجھے طلاق دے دے گا، لیکن پھر زندگی نے ایک نیا موڑ لیا اور میرا نکاح آپ سے، ہو گیا، آپ کو پہلے سے معلوم تھا میں کوٹھے پر رہ چکی ہوں، پہلے پہل میں ڈر گئی کہ اب آپ مجھے طلاق دے دو گے اور کر واپس اسی کوٹھے پر پھینک آؤ گے، یا مجھے روند کر اپنا مطلب پورا کر کے مار

کہیں پھینک دو گے، میں نے یہی سوچ کر آپ سے دور بھاگنے کی بہت کوشش کی پر آپ نے بھاگنے نہیں دیا، پر میرا خدا گواہ ہے میں کسی اور کے لیے نہیں بھاگی، میرا اللہ گواہ ہے میں پاک دامن ہوں، میرا اللہ شاہد ہے میرے حالات کا کہ میں بے بس تھی پر میں نے بے بسی میں عزت کا سودا نہیں کیا، جو لڑکی اتنے سخت حالات میں اپنی عزت کا سودا نہیں کر سکتی وہ آپ کے نکاح میں ہوتے ہوئے کیسے اپنی عزت داؤ پر لگا سکتی ہے،،؟"زاویار کے سینے سے اپنا چہرہ رگڑتے وہ نفی میں سر ہلانے۔۔وہ خاموش ہو چکی تھی صرف کمرے میں سسکیاں گونج رہی تھیں جب کمرے میں زاویار کی آواز گونجی۔۔

جس کے ساتھ تم بھاگی تھیں وہ ابرار تھا؟"زرمش کی سانسیں اٹکیں تھی" بے اختیار سر اٹھاتے ساکت نظروں سے زاویار کو دیکھا زاویار اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اتنا انجان نہیں ہوں تم سے جتنا تم سمجھتی ہو مجھے،اور اپنے کردار کی گواہی"
مجھے مت دو زرمش زاویار خانزادہ،اگر تمہارے کردار میں کھوٹ ہوتا تو
جتنی اونچی مسند پر تم بیٹھی ہو اس وقت وہاں ہر گز موجود نہ ہوتیں،، تم پتا
نہیں کیوں بہت خاص ہو گئی ہو میرے لیے،سچ کہوں تو بندہ بشر ہوں،جب
پہلی بار کوٹھے پر تمہارا بے پناہ حسن دیکھا تھا تو تھوڑا بہک گیا تھا،دل میں اللہ
سے کہا تھا کہ ایسا حسن میرے نصیب میں لکھ دے، پھر جب تم نے مجھے
دھتکارا تو اور رشک ہوا اور غصہ آیا، کہ ایسا حسن اس پر تضاد عزت کے لیے
لڑنا، سوچا تھا کون ہو گا جس کے نصیب میں تم ہو گی، پھر حسن کے ساتھ
ساتھ تمھاری خوشبو اور لمس کا جادو،"زرمش کی فراک سے سر کتا زاویار کا
ہاتھ اب زرمش کی کمر اور اور پہلو پر رقص کر رہا تھا۔۔کہ اس کا ٹھنڈا لمس
محسوس کرتے زرمش کی سانس اٹکی تھی۔

پھر اس رات کے بعد سے میں کبھی سکون سے سو نہیں پایا تم بہت بری"
طرح میرے دل و دماغ پر سوار ہو گئی تھیں،ہر وقت تمھارا خیال آتا اور مجھے

بیقرار کر دیتا،، تم سے ہونے والی ایک دو اتفاقیہ ملاقاتیں بھی میرا چین و سکون سب برباد کر کے لے گئیں،، پھر تمہاری سوچ سے نجات کے لیے میں نے دوسری شادی کی اور دوسری بیوی تم ہی نکلیں، ہے نہ عجیب اور حسین اتفاق، یا پھر میرا نصیب جس میں تمھیں میری زندگی بنا کر میرے وجود کا ایک حصہ بنا کر لکھ دیا گیا تھا" دلکشی سے مسکراتے زرمش کی آنکھوں میں دیکھا تو زرمش فورا نظریں جھکا گئی۔۔۔

لیکن پھر تم نے مجھے غصہ دلایا تم گھر سے بھاگی، اور ناچاہنے کے باوجود میں" نے تم پر ہاتھ اٹھایا، "گہری نظروں سے زرمش کو دیکھتا وہ بول رہا تھا جب ایک پل کے لیے زرمش نے نظریں اٹھائی پر زاویار کے لہجے میں ایسی تپش تھی کہ وہ فورا نظریں جھکا گئی۔۔ لیکن ہوش تب اڑے جب وہ کروٹ بدلتا اچانک اس پر حاوی ہوا۔۔ زرمش ساری باتیں بھول حواس باختہ سی اسے دیکھنے لگی۔

ساری باتیں ایک طرف زرمش خانزادہ، پر کیا تمہیں معلوم ہے تم کتنی" خوبصورت ہو، ؟"زاویار نے نہایت سنجیدگی سے پوچھا تو زرمش نفی میں سر ہلانے لگی۔۔اس کی اس حرکت پر زاویار سے مسکراہٹ ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔۔اس لمحے زرمش کے چہرے پر کسی معصوم بچے کی طرح معصومیت تھی۔۔

ویسے تو تمھارے حسن کو الفاظ کے پیرائے میں ڈھالنا ناممکن ہے لیکن پھر" بھی میں بتاؤں کتنی خوبصورت ہو؟"اس نے زرمش کے مخملیں کومل لبوں کو دیکھتے پوچھا تو زرمش نے معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا۔۔پر اگلے ہی لمحے جو عمل اس کے ساتھ زاویار نے کیا وہ زرمش کے ہوش اڑا گیا۔۔

زرمش کی کمر پر اپنی پکڑ مضبوط کرتے وہ زرمش کے چھکے چھڑا چکا تھا۔۔ زرمش اسے پھٹی آنکھوں سے دیکھتی بری طرح کسمکسائی اور دونوں ہاتھ زاویار کے چٹانی مضبوط شانوں پر رکھے۔۔اس کے پر تپش دہکتی قربت پر دل عجیب طریقے سے دھڑکنے لگا۔اسے زاویار کی قربت سے کراہیت نہیں

ہوئی تھی پر وہ اس کے شدت بھرے انداز پر بری طرح ڈر گئی تھی۔۔دور ہوتے زاویار نے اس کا چہرہ دیکھا جو اس کی بے باک سی جسارت پر سرخ اناری ہو رہا تھا۔۔

"اس نے ،،سانس لو میرے رس گلے ،،کیا ہوا ،ابھی سے سانس مت اٹکاؤ معنی خیزی سے مسکراتے زرمش کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے چھیڑا۔۔ مگر وہ جانتا تھا۔اچھی طرح جانتا تھا۔۔اس نے جیسی زندگی گزاری ہے۔جن دردناک حالات سے وہ گزری ہے۔اسے ****فوبیا ہے۔۔زاویار کو اس کی زندگی کی حقیقت جان کر اچھے سے اندازہ ہو چکا تھا۔۔اس نے فیصلہ کیا تھا اب جب تک وہ کسی اچھی سی سائیکولوجسٹ سے اس کی کاؤنسلنگ نہیں کروائے گا اپنا رشتہ آگے نہیں بڑھائے گا۔۔

"کمر سے اوپر کو ،،میری ،،مم ،،بہت بھاری ہیں ،،بب ،،آپ ،،آ ہوتا زاویار کا ہاتھ محسوس کرتے وہ فورا بولی تو زاویار چند لمحے محظوظ کن نظروں سے اسے دیکھنے لگا پھر ایک دم کروٹ ایسے بدلی یوں کہ اب کی بار

زاویار نیچے تھا اور زرمش اس کے اوپر۔۔زرمش کے منہ سے ہلکی سے چیخ نکلی وہ پریشانی سے زاویار کو دیکھنے لگی۔۔

لو اب تو سانس بحال ہوا ناں،،؟؟ وہ شرارت بھرے لہجے میں گویا ہوا تو"

زرمش کی سٹی گم ہوئی اور کوئی بات ناں بن پڑی۔

اب،، آپ کک،، کا سانس بب، بند ہو جائے گا ناں،، وہ پھر احمقانہ بات"

بول کر زاویار کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔

احمق لڑکی، کیا کبھی پھولوں سے بھی کسی کا سانس بند ہوا ہے،، ویسے آپ"

اس وقت وادیِ دل میں موجود جزبوں کے گہرے جنگلات میں اچھی خاصی آگ بھڑکا چکی ہیں مسز،، اگر نہیں چاہتی ساتھ آپ بھی اس میں جلو تو

خاموشی سے بغیر کسی مزحمت کے میرے سینے پر سر رکھو اور سو جاؤ،، "زاویار کی دھمکی اس قدر کارآمد تھی کہ وہ فوراً زاوہار کے سینے پر اپنا سر رکھ گئی۔۔

لیکن کچھ لمحوں بعد زاویار کا ہاتھ اپنی کمر پر رقص کرتا محسوس ہوا۔۔

زز،، زاویار،، "زرمش نے پریشانی سے پکارا۔۔"

ان جسارتوں پر اگر شکوے شکایت کیے تو پھر مجھ سے بعد میں شکایت مت" کرنا،،اگر تم دو منٹ میں نہ سوئیں تو میں تمہیں پوری رات نہیں سونے دوں گا،،نہ خود سوؤں گا،" وہ دھمکی دے رہا تھا۔زرمش فوراً آنکھیں میچ گئی۔۔وہ زرمش کو نارمل کرنا چاہتا تھا۔۔ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اس کی حقیقت جاننے کے بعد بھی وہ اس کے لیے اتنی ہی خاص ہے جتنی پہلے تھی۔کئی لمحوں تک وہ زاویار کی شرارتیں برداشت کرتی رہی پر آنکھیں نہ کھولیں۔۔زاویار محظوظ ہوتا بار بار اس کا کسمسانا ملاحظہ کر رہا تھا۔۔

کیا تم سو گئی ہو زرمش،،" دو منٹ بعد زاویار نے پوچھا۔پر دوسری جانب" سے خاموشی رہی۔وہ جانتا تھا وہ جاگ رہی ہے۔۔

لگتا ہے سو گئی،،" اپنے برابر اپنے بازو پر لیٹاتے اسنے زرمش کو اپنی آغوش" میں لیا۔۔پھر مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا کہ یہ سب اس کی جان پر ہی وبال بن رہا تھا کہ اپنے جذبات پر بند باندھنا نہایت مشکل ترین امر تھا۔۔ اسی لئے اس نے مسکراتے سونے کے لیے اپنی آنکھیں بھی موند لیں۔۔

****

چھوڑو مجھے گھٹیا انسان،،"ریم دھیمی آواز میں غرائی۔اسے جانے کیوں" مگر یقین تھا کہ اتنا سب ہونے کے باوجود ایحان ضرور وہاں آئے گا۔۔لمحہ بہ لمحہ اس شیطان کی دست درازی بڑھ رہی تھی۔۔

گھٹیا،،نانامیری جان گھٹیا تو وہ ایحان ہے،،دیکھو تمہارے ساتھ کتنی" راتیں رنگین کرلیں اور پھر تمہیں ایسے دھتکارا جیسے جانتا ہی نہ ہو،،"

ارسلان نیازی نے دوسرے ہاتھ سے ریم کا منہ مٹھی میں دبوچا۔۔

تم ایک غلیظ انسان ہو اور تمہاری زہنیت اور تمہاری زبان بھی تمھاری طرح" غلیظ ہے،،"ریم پھنکاری اس سے پہلے ارسلان کچھ کہتا کچن میں طیش و اشتعال سے پاگل ہاتھ میں ایک ڈنڈا لیے نعمان علی داخل ہوا۔وہ چلاتا ہوا ارسلان نیازی کی جانب بڑھا تھا لیکن اس سے پہلے ارسلان نیازی کے دونوں چمچوں نے اسے دبوچ لیا تھا۔

ارے نعمان علی تم،، ویسے کمال ہو یار اب تمہاری آنکھ کھل گئی، لیکن روز " جب تمہارا مالک اپنی رات حسین کرنے تمھاری بیٹی کے پاس آتا ہو گا تب تو گہری نیند سوتے ہو گے،، ہے ناں،" اس کے غلیظ جملے۔ ریم کا چہرہ خوف و وحشت سے سفید پڑ گیا جبکہ نعمان علی کا دل کیا اس کی گردن اڑا دے۔۔

اپنی بکواس بند کر اور چھوڑ میری بچی کو،، نہیں تو میں تمھارا خون پی جاؤں گا' حرام خور،، "نعمان علی غصے سے دھاڑا پر تھا تو وہ بھی کمزور لاغر جان۔ ان لڑکوں میں سے کسی ایک کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

ابے یار اس بڈھے کو زرا کمرے میں لے جاؤ،، اور اس کے ہاتھ پاؤں کے " ساتھ اس کا منہ بھی باندھ دو،، مجھے آج بالکل بھی ڈسٹر بینس نہیں چاہیے، اور اے بڈھے تو بھی فکر مت کر تیرے مالک سے زیادہ ہی قیمت ادا کروں گی تیری بچی کی،، "اور تم لوگ جب تک میں نہ کہوں اسی بڈھے کے پاس رہنا،، "ریم کی کمر پر ہاتھ رکھتے وہ خباثت سے بولا ریم بری طرح جھٹپٹائی۔۔

نعمان علی کا منہ دبوچتے وہ دونوں نعمان علی کو دوسرے کمرے میں لے گئے

جب ارسلان نیازی ریم کو کھینچتا اس کے بیڈ روم میں لایا۔۔

چھوڑو مجھے ارسلان نیازی،، خبیث آدمی میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے،،" وہ"

روتے ہی چیخ رہی تھی۔۔

کیا تم نے نہیں سنا دشمن کا محبوب بھی دشمن ہوتا ہے جان من،،اب"

تمھارے محبوب نے ہی تمھیں بھری محفل میں پاگل ثابت کیا ہے تو ہم بھی

تھوڑا فایدہ اٹھا کر سب کو یہ ہی کہہ دیں گے کہ یہ لڑکی پاگل ہے جسے رات

کے اندھیروں میں اپنے گھر امیر لڑکے دکھائی دیتے ہیں،، تم اب سچ بھی بتاؤ

گی تو کوئی تمھاری بات پر اعتبار نہیں کرے گا،، کیسا؟؟"ہنستا ہوا وہ ریم کو

چارپائی پر پٹخ چکا تھا۔"کیا یار تمہارے دو ٹکے کے اس امیر محبوب نے ایک

ڈھنگ کے بیڈ تک کا انتظام نہیں کیا،،اس چارپائی پر کیسے کمفرٹیبل ہوتے

ہو گے،،؟"وہ ریم کے قریب ہوتا انتہائی بے باک اور گھٹیا الفاظ کا استعمال

کر رہا تھا کہ ریم کو اپنے کان سائیں سائیں ہوتے محسوس ہوئے۔۔

وہ تمہارے ٹکڑے کر دے گا سنا تم نے،، "ریم بری طرح چلائی۔۔تو"
ارسلان نیازی کا چہرہ سرخ ہوا۔ایک زوردار تھپڑ ریم کے گال پر رسید کیا۔۔
کیا کہا ذرا پھر سے کہنا،، وہ تمہارا محبوب میرے ٹکڑے کرے گا،،؟اس بار"
آیا تو یہاں سے زندہ نہیں جائے گا،، آدھی موت تو اس کی تبھی واقع ہو جائے
گی جب تمہیں ادھڑی ہوئی حالت میں میرے اور میرے دوستوں کے
ساتھ ایک ہی،، "ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب ریم نے کمرے کی ٹیبل پر رکھا
اسٹیل کا پانی کا جگ اٹھا کر زور سے ارسلان نیازی کے چہرے پر مارا۔اور پھر
رکی نہیں تھی بلکہ ارسلان نیازی کے سنبھلنے سے پہلے کئی ایک وار ارسلان
نیازی کے منہ پر مارتی وہ ارسلان نیازی کے چہرے کا نقشہ بگاڑ چکی تھی۔کہ
یکدم ریم کے ہاتھوں سے جگ چھینتے ارسلان نے دور پھینکا اور ایک کے بعد
ایک تین تھپڑ ریم کے چہرے پر رسید کیے۔۔تھپڑ اس قدر شدید تھے کہ ریم
کا دماغ اور گال دونوں سن ہو گئے۔وہ زمین پر گرنے لگی تھی جب ارسلان
نیازی نے اسے پھر سے چارپائی پر دھکا دیا۔ریم پر حاوی ہوتے ریم کی بازو

وہ ریم کی گردن پر جھکتا ریم اپنے دونوں ہاتھوں کے پھاڑی اس سے پہلے ناخن اس کے چہرے پر گاڑھ گئی۔۔یکدم ارسلان نیازی کی چیخیں پورے گھر میں گونجیں۔وہ پیچھے ہونے لگا تھا پر ریم نے ناخن اس کی داہنی آنکھ میں گاڑھا تھا۔آنکھ سے خون بہنے لگ لگ تھا ارسلان نیازی چیختے ہوئے پیچھے ہوا اسی لمحے ریم نے واپس اسٹیل کا جگ اٹھایا اور زور سے ارسلان نیازی کے سر پر مارا۔ارسلان نیازی اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھتے بمشکل ریم کو دیکھنے کی کوشش کرتا اس کی جانب بڑھا تھا جب بہت مشکل سے ایک کونے پر رکھا چاک کا آرٹیفشل گملا ہاتھ میں اٹھاتے ریم نے ارسلان نیازی کے سر پر مارا۔۔اس بار وار بھاری اور شدید تھا اسی لیے ارسلان نیازی زمین پر ڈھیر ہوا تھا۔۔لیکن پھر نظر دروازے پر کھڑے ان دو مسٹنڈوں پر پڑی تو جان حلق میں آگئی جو پہلے زمین پر پڑے ارسلان نیازی کو اور پھر اس دھان پان سی لڑکی کو حیرت اچانک غصے سے اس لڑکی کی جانب لپکے تھے لیکن سے دیکھ رہے تھے۔پھر اس پہلے ہی گھر کا مین ڈور تقریباً دھاڑ سے کھلا تھا اور گارڈ تیزی سے اندر کی

جانب بڑھے تھے۔۔گارڈز نے کمرے میں گھس کر ان دونوں کو پکڑتے ہی بری طرح پیٹنا شروع کر دیا تھا ریم اپنی جگہ پر ساکت کھڑی تھی۔۔جب گارڈز کے درمیان سے ایحان اندر آیا تھا نظر تیزی سے کمرے میں گھمائی تو نظر زمین پر بے سدھ پڑے ارسلان نیازی پر پڑی پھر دوسری نظر بے تاثر کھڑی ریم پر جس کے ہونٹ کے کنارے پر خون لگا تھا۔۔اس کی دگرگوں حالت اور وہ ہلکی ہلکی کانپ رہی رہی تھی ایحان قدم بڑھاتے اس کے مقابل آیا تو وہ اب ایحان کو دیکھنے لگی۔۔اس وقت ایحان کے تاثرات ایسے وحشت اور حیوانیت بھرے تھے جنھیں دیکھ کر ایک مرتبہ تو ریم بھی دہل گئی تھی۔۔ مگر جب وہ ارسلان سے نہیں ڈری تھی تو بھلا اس شخص سے کیوں ڈرتی۔۔ کی زندگی کہ آج جو ہوا اس شخص کا زمہ دار صرف یہ شخص تھا۔۔پہلے وہ اس میں شامل ہوا تو لوگ اس کے دشمن بن گئے۔۔پھر وہ اس کی زندگی سے دور ہوا تو دشمن اس پر عود آئے۔۔اس نے اسے بے عزت کیا تھا۔لوگوں کے سامنے اسے جھوٹا ثابت کیا تھا۔۔پاگل ثابت کیا تھا۔اتنا پاگل کے کہ اس کے

دشمن اس کا فائدہ اٹھانے اس کے گھر تک آن پہنچے تھے اور ان کے ارادے تو وہ جان ہی چکی تھی۔۔ایحان نے اشارہ کیا تو گارڈز بغیر ریم کی جانب دیکھے ان غنڈوں کو گھسیٹتے باہر لے جا چکے تھے۔۔وہ اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔اور دروازے کے پیچھے بنی کھونٹی سے اس کی چادر اتار کر اس کے سینے پر پھیلائی۔۔ایحان نے انگلی بڑھاتے اس کے ہونٹ کے کنارے سے خون صاف کرنا چاہا تھا لیکن ریم نے اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا۔۔

پولیس کو بلادیں" وہ محض لب بھینچ کر اتنا بولی پائی تھی۔۔"

پولیس کی ضرورت نہیں،، میں ہینڈل کرلوں گا،،"ایحان نے اس کے سوجھے گال کو دیکھتے لب بھینچے۔چہرہ لہو چھلا رہا تھا اور آنکھیں وحشت و درندگی۔۔

تو پھر یہاں کیوں کھڑے ہیں،، لے جائیں اپنے جیسوں کو جو رات کو" شریف لڑکیوں کے گھروں میں چوری چھپے گھستے ہیں،،،"وہ انتہائی سفاکیت

سے ایحان کا موازنہ ارسلان نیازی سے کر گئی تھی۔۔اس کی آنکھوں میں بلا کا غصہ تھا پر اس کا جملہ ایحان کو آری کی انی کی طرح لگا تھا۔۔

ریم تم،،"وہ حتی الامکان لہجے کو نرم رکھ کر کچھ کہنا چاہتا تھا پر ریم نے ہاتھ بلند کر کے اسے روک دیا۔۔

"وضاحتیں نہیں چاہیے مجھے،،نا جھوٹی محبت کے لارے،،الحمد اللہ مجھے میرے بابا سے بہت محبت ملی ہے،،مجھے ضرورت نہیں کسی تیسرے کی محبت کی،،بلکہ جھوٹی محبت کی،،،"وہ بول کر کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ ایحان وہیں پتھر بنا کھڑا رہ گیا تھا۔وہ دوسری بار اسے جتا کر گئی تھی کہ محبت کی ضرورت اسے نہیں ایحان کو تھی۔۔ محبتوں سے محروم وہ تھا۔۔تو کیا وہ ایحان کی جھولی میں اپنی محبت بطورِ احسان ڈال رہی تھی۔۔یا بھیک سمجھ کر اس پر ترس کھا کر اسے محبت دے رہی تھی۔۔یکدم ایحان کی گردن کی رگیں تن گئیں۔۔

یہ لڑکی اس مقام پر بھی اسے نیچا دکھا رہی تھی جتنے دن اس نے ایحان کو ویلیو دی تھی وہ ایک لمحے میں اس کو بھیک بنا کر اپنی نیک نامی کر گئی تھی۔۔ پیچھے پلٹتے شدید غصے کے عالم میں ایحان نے ارسلان کے بے ہوش وجود کو لاتیں اور ٹھوکریں رسید کیں۔۔ پھر گارڈ کو ان سب کو گاڑی میں ڈالنے کا کہہ کر وہ خود بھی باہر نکلا تو نظر برآمدے میں کھڑے ریم اور نعمان علی پر پڑی۔۔ ریم نعمان علی کے سینے میں دبکی بری طرح کانپ رہی تھی۔۔ نعمان علی اسے دیکھتے ہی نگاہ پھیر چکا تھا جب کہ ریم سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ ایحان گھر سے باہر نکلا تو کئی لوگوں کو دروازوں پر کھڑا دیکھا جو شاید گھر سے چیخ و پکار سن کر باہر نکلے تھے۔ گاڑی میں بیٹھتے ایحان نے گہری سانس خارج کی پھر اسٹرینگ ویل کو تھاما۔

لوٹنا تو تمہیں میرے پاس ہی ہے ریم،، تمھیں صرف ایحان دلشیر کا ہونا" ہے،، پھر میں تمہیں اپنی محبت احسان میں دوں گا،، میں تو یہاں صلح کرنا چاہتا تھا پر تمہارے اندر اکڑ بہت ہے جو کہ مجھے برداشت نہیں،، "اپنی گاڑی

اسٹارٹ کرتے وہ خود سے مخاطب ہوا۔۔ان کی گاڑیاں وہاں سے نکلی تو لوگوں میں باتیں شروع ہو گئیں اس سے پہلے گھر کے اندر کوئی آتا ریم نے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔۔ نعمان علی جھکے کندھوں سے چارپائی پر بیٹھ گیا۔۔ ریم کافی دیر دروازے کے پاس کھڑی خود کو نعمان علی سے بات کرنے کے لیے تیار کرتی رہی پھر کانپتے قدموں سے نعمان علی کے مقابل زمین پر بیٹھی۔۔ پھر اپنے کانپتے ہاتھ نعمان علی کے گھٹنوں پر رکھے تو نعمان علی نے سرخ پر شکوہ غم و غصے بھری نظریں اٹھا کر ریم کو دیکھا۔ کیا کچھ نہیں تھا ان نظروں میں کہ ریم فورا اپنے نظر جھکاتی آنکھیں میچ گئی۔۔ایک سسکی کیا۔اور پھر بغیر نظریں اٹھایے ایک ایک بات نعمان علی بھرتے خود پر ضبط کے گوش و گزار کرتی چلی گئی۔ کہ کیسے ایحان نے پہلے اسے ٹارچر کیا اور پھر اس کے ساتھ محبت کا گیم کھیلا۔۔ نعمان علی پتھر ہوتا سنتا گیا۔وہ کیسے بیٹی سے شکوہ کرتا جب کہ وہ تو خود ایحان دلشیر پر آنکھ بند کر کے بھروسہ کرتا تھا۔۔ اور اس نے ایحان کی ریم میں دلچسپی محسوس بھی کی تھی پر وہ جانتا تھا ایحان

کردار کا کھرا ہے۔اس کا کبھی کسی لڑکی سے تعلق نہیں رہا تھا۔۔دھوکہ خالی ریم نے تو نہیں کھایا تھا۔۔دھوکہ تو اس نے خود بھی کھایا تھا۔۔لیکن اس سب کے باجود اس نے بیٹی کو اتنا تو اعتبار بخشا تھا کہ آج وہ بلا جھجھک روتی بلکتی اپنا دل کھول کر بیان کر گئی تھی۔۔

بابا،، قسم لے لیں،، میں نے محبت کر کے غلطی کی ہے پر کبھی اپنی حد سے " تجاوز نہیں کی،، "وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے بلک بلک کر روتے ہوئے اپنا سر نعمان علی کے گھٹنوں سے ٹکا گئی تو نعمان علی نے اپنا کانپتا ہاتھ ریم کے سر پر رکھ دیا۔۔ریم اپنی جگہ پر پتھر ہوئی تھی۔۔فورا چہرہ اٹھا کر اپنے بابا کو دیکھ وہ تو سمجھی تھی اس کا باپ اس کو برا بھلا کہے گا۔اس کے پیدا ہونے پر افسوس کرتے اسے کوسے گا۔اسے مرنے کی بد دعا دے گا۔۔پر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا تو وہ مزید ٹوٹ کر بکھری۔

صبر کرو،، "نعمان علی نے اس کے دیکھنے پر فقط اتنا کہا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ " اپنے بابا کے سینے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔پوری رات جیسے

باپ بیٹی کی آنکھوں میں کٹی تھی۔۔یہ رات بہت ہولناک اور اذیت بھری تھی اور ریم نعمان علی کے نصیب میں رسوائیوں بھری تاریکی لکھ گئی تھی۔۔

صبح ہوتے ہی دروازے پر نا ختم ہونے والی دستک کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ محلے کا ہر فرد آکر نجانے کس چیز کی تعزیت کر رہا تھا۔ بعض لوگوں نے تو یہ تک اخذ کر لیا تھا کہ ریم نعمان علی اپنی عزت گنوا چکی ہے اسی لیے کوئی نعمان علی کو صبر کی تلقین کر رہا تھا تو کوئی ریم کو ملامت۔۔یہ کہانی بھی چند گھنٹوں میں گڑھ کر مشہور ہو گئی تھی کہ ریم نعمان علی ایک نہیں دو دو لڑکوں کو ایک ساتھ چلا رہی تھی۔اور گھروں پر ملاقاتیں جاری تھی اسی لیے دوسرے والے نے پکڑ لیا اور شدید لڑائی ہوئی۔۔اور نجانے کتنی باتیں۔۔ جتنی زبانیں ہلتی جا رہی تھیں اتنی ہی کہانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا معلوم ہوا یہاں تو ہر کوئی رائٹر تھا۔۔دوسروں کی زندگیوں پر کہانی لکھنے والا۔ابھی بھی ان کا آنا جانا جاری تھا جب گھر کے باہر ایک بڑی عالیشان گاڑی آکر رکی۔۔ سب لوگ حیرت سے جمع ہوتے اس گاڑی کو دیکھنے لگے جس کے پیچھے گارڈ

تھے۔۔ نظریں توتب ٹھہریں جب اس گاڑی سے ایک سانولے رنگ کا خوبرو نوجوان نکلا۔۔ جسے دیکھتے ہر نظر ٹھہری تھی۔۔اور آنکھیں رشک سے پھیلیں تھیں۔۔آنکھوں پر بلیک سن گلاسس لگائے بلیک بینٹ اور سفید شرٹ پہنے آستیں کہنیوں تک فولڈ کیے وہ کوئی اور نہیں باران دلشیر تھا۔

افف کیا حسین حسین شہزادے جیسے امیر کبیر مرد پھنسا رکھے اس لڑکی"

نے،، شکل سے تو اچھی خاصی شریف اور معصوم لگتی ہے،،" محلے کی عورتوں میں سے ایک عورت نے جلتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔جب ایک کوفت بھری قہر بار نظر ڈالتا باران گھر کے اندر چلا گیا۔اسے معلوم تھا لوگ تماشہ دیکھتے ہیں۔جب مہرو چھوڑ کر جا رہی تھی اور اس کا باپ مرا تھا تب بھی لوگوں نے ایسے ہی جمع ہو کر محض تماشہ دیکھا تھا۔باران گھر کے اندر داخل ہوا تو چارپائی پر نعمان علی کے ساتھ دو مرد بیٹھے تھے اور کرسیوں پر دو عورتیں۔۔باران دلشیر کو اپنی دہلیز پر دیکھتے ہی نعمان علی کھڑا ہوا تھا۔۔وہ پہچان گیا تھا یہ شخص کوئی اور نہیں باران دلشیر ہے۔۔اس کا بڑا مالک۔۔دل میں خوف ہوا کہ اب

نجانے یہ کونسا ستم توڑے گا کیونکہ باران سے اس کی ملاقات بہت کم ہوئی تھی۔وہ غصے کا تیز،بہت مغرور ظالم اور خود پسند شخص مشہور تھا۔۔نعمان علی کی بھی رائے اس کے متعلق یہی تھی۔۔

مجھے ضروری بات کرنی ہے نعمان علی،،"باران نے ایک اچٹتی سی نگاہ" وہاں بیٹھے نانہاد غم خواروں پر ڈالی۔باران دلشیر کا اشارہ سمجھتے وہ سب منہ بناتے باہر نکل گئے۔۔۔

ہم تمہارے ساتھ ہے نعمان علی ان امیر زادوں سے ڈرنا نہیں،،"ان میں" سے ایک آدمی جلتے ہوئے بولا تو باران نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔باران دلشیر نعمان علی کے مقابل بیٹھا اور نعمان علی کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔نعمان علی بالکل خاموش تھا۔باران نے کچھ لمحے نعمان علی کو دیکھا پھر بات کا آغاز کیا۔۔جوں جوں باران دلشیر بات کرتا جارہا تھا نعمان علی کی آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر اطمینان پھیلتا جارہا تھا۔جب بات مکمل ہوئی تو تشکر کے احساس تلے نعمان علی کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

رو کر مجھے مزید شرمندہ مت کرو نعمان علی،، تم تیاری کرو،، میرے گارڈز" تمہیں تمہارے مقام تک پہنچادیں گے اور کسی کو خبر بھی نہیں ہو گی تم کہاں گئے،، تمہاری ہر ضرورت وقت پر پوری ہوتی رہے گی،، بچی کی پڑھائی کی زمہ داری میری ہے،، کسی کو خبر بھی نہیں ہو گی اور اس کی پڑھائی ضائع بھی نہیں ہو گی،،" باران دلشیر نے طمانیت سے مگر بے تاثر و سپاٹ چہرہ لیے کہا تو باہر آتی ریم کے قدم اپنی جگہ پر ٹھہر گئے۔۔ باران کی نظر اس پر پڑی تو وہ کھڑا ہو تا ریم کے مقابل آیا۔۔ ریم نے اسکی آخری باتیں سنی تھیں اور وہ باران کے یہاں آنے کا مقصد سن چکی تھی کہ امیر شخص اپنی دولت سے انہیں احسان تلے دبا کر دور بھیج رہا تھا تاکہ وہ لوگ اس کی بھائی کی زندگی سے نکل جائیں۔۔

بہت بہادر ہو تم،، جتنا تمہارے بارے میں سنا تھا اس سے بالکل مختلف،،" فخر ہے یہ تمہارا نعمان علی،،" باران نے سراہنے والے انداز میں کہا تو ریم نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔

اگر اتنی اچھی تھی تو یہاں انہیں بھگانے کیوں آیا تھا۔۔اپنے بھائی کو دو تھپڑ لگا کر اسے وہ عزت دلواتا جس کی وہ حقدار تھی۔۔اس تمام میس کے بعد وہ کچھ مثبت سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ دل میں غم وغصے اور نفرت کا ایک طوفان سا مچل رہا تھا۔۔ باران دلشیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو ریم مٹھی بھینچ گئی۔۔

یہاں سے جانے سے پہلے میں ایک بار ایحان دلشیر سے ملنا چاہتی ہوں"

بابا،،"ریم کی بات پر وہ دونوں چونکے تھے۔۔

ریم،،،"نعمان علی نے تنبیہہ کرتے پکارا۔"

پلیز بابا،،آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے ناں،،،زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے" اور پیچھے کبھی نہ مڑنے کے لیے یہ ایک آخری ملاقات بہت ضروری ہے،، ورنہ اگر کہیں چلے بھی گئے تو میں یہیں رہ جاؤں گی،،"وہ التجا کر رہی تھی۔۔

نعمان علی نے باران کی طرف دیکھا تو باران نے ناچاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا ریم ایحان سے ملے پر روکنا مناسب نہیں

تھا۔اس کے بعد دوسری ہدایات کرتا باران وہاں سے نکل گیا۔اور نعمان علی اپنا سامان سمیٹنے لگا۔ریم لب بھینچے سب دیکھتی رہی پھر اپنا عبایا پہنا اور عبائے کے اوپر بڑا سکارف لیتی وہ کچھ پیسے اور بیگ لے کر گھر سے باہر نکل گئی۔۔۔لوگوں کی نظروں کو نظر انداز کرتی وہ مین روڈ پر آئی اور رکشے میں سوار ہوتے ایحان کے گھر کا ایڈریس رکشے والے کو بتایا۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

رات کے بارہ بجے کے بعد آرزک خانزادہ بڑی خاموشی سے باران دلشیر کے ایک گارڈ کے توسط سے اس وقت اس دشمنِ جاں کے کمرے کی کھڑکی پر کھڑا تھا۔۔بڑی مشکل سے اپنے گارڈز کے زریعے اس کے ایک گارڈ کو خریدنے میں کامیاب ہوا تھا۔۔رات کا ملگجا اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا۔وہ دبے قدموں لاک کھلی کھڑکی سے کمرے کے اندر کودا تھا۔۔وہ جانتا تھا اس

ڈرپوک نازل جان کے کمرے کی لائٹ جلی ہوئی ہو گی۔۔اور اس کا اندازہ درست نکلا۔لائٹ جلی ہوئی تھی۔کمرہ کافی روشن اور کشادہ تھا۔۔اتنے وقت بعد دیدار یار کی چاہ نے اسے تڑپا ڈالا تو وہ لپک کر بیڈ کی جانب بڑھا۔۔ مخملیں آرام دہ میرون بستر پر وہ دواؤں کے زیر اثر گہری نیند میں تھی۔۔۔ لائٹ سی گرین شرٹ ٹراؤزر میں دوپٹے کے تکلف سے بے نیاز وہ اپنی ایک ٹانگ کمفرٹر کے اندر اور دوسری اس کے اوپر رکھے گہری نیند میں تھی۔۔ میں اس وقت زردیاں سی گھلیں گلاب چہرہ کملایا ہوا تھا۔۔گلابی رنگت ہوئیں تھیں۔لیکن اس کے باوجود شاید باران دلشیر اس کا بہت زیادہ خیال رکھ رہا تھا تبھی وہ اس حالت سے کافی زیادہ بہتر حالت میں تھی جب وہ آرزک کے گھر پر آخری دو دنوں تک تھی۔۔سان دنوں تو اس نے بھوکے پیاسے رہ کر کچھ زیادہ ہی اپنی حالت خراب کر لی تھی تبھی تو آرزک خانزادہ کو باران دلشیر کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ اس سے دھڑلے سے اپنی بیوی کو لے جانے کا تقاضا تک نہیں کر پایا تھا۔۔اس

کے باجود آرزک کو اس کا چہرہ مرجھایا ہوا لگا کہ جیسے آتش ہجر نے پل پل آرزک کو سلگایا تھا لگتا تھا وہ بھی اس آنچ میں پل پل موم بن کر پگھلی ہے۔۔ بے خودی و بے اختیاری کے عالم میں وہ آنکھوں میں نمی سمیت جزبوں کا جہاں آباد کیے اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔۔اس کے کندھوں سے نیچے تک آتے گھنے بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔اور چند شرارتی لٹیں چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔۔وہ جی بھر کر اسے دیکھ چکا تو استحقاق بھرے انداز میں ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے کومل چہرے سے وہ لٹیں پیچھے ہٹائیں تھیں۔۔وہ دواؤں کے زیر اثر اس قدر گیری نیند میں تھی کہ اس کے اس طرح چھونے سے بھی زراناں کسمسائی تھی۔۔ تبھی آرزک مطمئن ہو کر اب اس کے پہلو میں نیم دراز ہوا تھا۔۔ بڑی نرمی سے اس کے گرد اپنی بانہوں کا حصار کھینچ کر اسے اپنے سینے پر گرایا۔۔اس کی قربت میں ہمیشہ کی طرح ایک سکون بھرا سرور تھا۔۔ کہ آرزک سکون سے اپنی آنکھیں موند گیا۔۔ مگر ماضی کے جھروکوں میں جھانکتے آنکھوں میں نمی ضرور در آئی تھی۔۔اس کا وہ جھانسی

کی رانی والا روپ یاد کر کے وہ ندامت کی آگ میں جھلسا تھا کہ اس کے جبر و ظلم نے اس نازک سی جان کو کیا سے کیا بنا دیا ہے۔۔

دوبوٹی کے لیے اس پر رعب جھاڑتی اس سے لڑتی جھگڑتی وہ کس قدر حسین و دلکش لگا کرتی تھی کہ آرزک ناچاہتے ہوئے بھی اس پر پوری طرح دل ہار گیا تھا۔۔اس نے سوچ لیا تھا وہ اسے منا لے گا اس کے پیروں میں گر کر بھی معافی مانگنی پڑی تو بھی وہ اس سے معافی مانگ لے گا۔اسے خود سے دور نہیں جانے دے گا۔ہر گز نہیں۔۔

اب بھی وہ رگِ جاں اس کے سینے سے لگی اس کی جسم و جاں میں سکون اتار گئی تھی۔۔وہ مسرور سا اب اس کا سر تکیے پر رکھے اس کے اوپر گہرے گھٹا سا چھایا تھا۔۔بڑی جلدی سینے میں سر اٹھاتے جزبوں کے ایک طوفان نے شورش مچایا تھا۔۔بے خودی کے عالم میں اس نے جھک کر انتہائی نرمی و عقیدت سے اس کے چہرے کے تمام دلکش نقوش پر اپنی محبت کی مہریں ثبت کی تھیں۔۔آرزک خانزادہ کو تو خود سے ہی کافی شکوے گلے تھے کہ

اس کی نادانی اور نا سمجھی کے باعث وصل کے لمحات بھی گنے چنے میسر آئے تھے۔۔ تبھی تو شدت بھری تڑپ حد سے سوا تھی اسی لئے اب وہ اس کی سانسوں پر دسترس حاصل کیے ہوئے تھا۔۔ایلف اب اس کی بانہوں میں کسمسائی تھی تو آرزک کو اپنے جزبات پر بند باندھنا پڑا۔۔وہ نرمی و محبت سے اس کی پشت سہلانے لگا تو وہ پھر پر سکون ہو کر گہری نیند میں چلی گئی۔۔

آرزک نے مسکراتے اس کے بالوں میں چہرہ چھپایا اور سکون سے آنکھیں موندلیں۔۔اتنے دنوں کی بیقراری کو قرار ملا تو بہت جلد وہ بھی گہری نیند سو گیا۔۔

پوری رات اس کے پہلو میں گزاری تھی۔۔ مگر پھر تقریباً فجر سے چند لمحے پہلے اس کا فون وائبریٹ ہوا تو آرزک کی آنکھ کھلی تھی۔۔اس کے باڈی گارڈ کی جانب سے یہ الارم تھا کہ اب اس کے دلشیر مینشن سے نکلنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔۔ تبھی آرزک اٹھ کر بیٹھا اور اپنے جبڑے بھینچتے بے بسی سے ایک نظر اس نازک وجود کی جانب دیکھا جھک کر اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے

لب رکھے اور بہت مشکل سے خود کو گھسیٹتے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بیڈ سے نیچے اترا۔۔وہ اپنے شوز پہن کر کھڑکی تک آیا۔۔اور ایک نظر پھر اس دشمنِ جاں کو جی بھر کر دیکھنے کے بعد کھڑکی سے باہر نکل آیا۔۔وہ جیسے آیا تھا دبے پاؤں ویسے ہی دلشیر مینشن کے پچھلی جانب کے طویل و عریض لان میں نکل آیا۔۔ مگر ابھی وہ گیٹ تک پہنچتا کہ فون پھر سے وائبریٹ ہوا تھا۔۔ آرزک چونکا تھا۔۔ جلدی سے فون نکال کر اوپن کیا تو سالے صاحب کے میسج کے نام کا نوٹیفکیشن بڑی آب وتاب سے فون پر جگمگاتا اسے منہ چڑھا رہا تھا۔دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے میسج اوپن کر کے دیکھا تھا۔۔

"کسی کی بہن کے کمرے میں بزدلوں اور چور کی طرح آدھی رات کو گھسنا انتہائی غیر اخلاقی حرکت ہے۔۔ محتاط رہیں۔آئندہ جوتے بھی پڑ سکتے ہیں۔۔"

میسج پڑھ کر آرزک بھڑک اٹھا تھا۔۔ سلگتے تپتے ہوئے اپنے جبڑے اور مٹھیاں زور سے بھینچ لیں اور پھر جلدی سے فون پر ریپلائی ٹائپ کیا۔۔

کسی کی سوکالڈ بہن غالباً اس چور اور بزدل کی قانونی و شرعی بیوی ہوتی ہے۔"

"کسی کے باپ میں اتنی جرات نہیں کہ بیوی سے ملنے پر شوہر کو روک سکے آرزک نے فوراً میسج کارپلائی کیا تو آگے سے قہقہے والا اموجی بھیج کر اسے مزید پتنگے لگائے گئے تھے۔۔وہ جلتا کڑھتا باران دلشیر کو گالیوں سے نوازتا دلشیر مینشن سے باہر نکل گیا۔۔۔

اوپر باران دلشیر گہرا مسکراتا اپنی کھڑکی سے پیچھے ہٹا تھا۔۔آرزک خانزادہ کو زچ کر کے اتنا ہی مزہ آیا تھا جتنا کہ زاویار کو تنگ کر کے مزہ آتا تھا۔مگر اس کی یہ مسکراہٹ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ پائی۔جب اپنے ایک خاص آدمی کے زریعے ایحان کے بارے میں کل اور آج رات کی ساری کارگزاری معلوم ہوئی۔۔خاص آدمی نے بتایا کہ گارڈز اور ایحان نے ارسلان نیازی پر قابو پالیا تھا۔وہ خود بھی جانتا تھا ایحان ارسلان نیازی کے لیے کافی تھا۔۔مگر اسے یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ اس سارے حادثے سے بہت بڑا وبال کھڑا ہو گیا ہے۔

پھر باران دلشیر اس سارے میس کو اپنے طریقے سے ہینڈل کرنے کو فوری گھر سے نکلا تھا۔۔

****

وہ ارسلان نیازی اور اس کے چمچوں کو لے کر باکسنگ روم میں آیا تھا۔ان تینوں کو باندھنے کے بعد اب وہ اپنے ہاتھ پر پٹی لپیٹ رہا تھا۔ پھر ملازم نے اس کے اشارے پر پانی سے بھرا جگ ارسلان نیازی کے سر پر ڈال دیا۔

ارسلان نیم غنودگی میں تھا۔جب تک اس کے ہوش بحال ہوتے ایحان اس کے دونوں ساتھیوں کی بری طرح درگت بنانے لگا تھا۔

بری طرح مارتے ان کی چیخیں کمرے میں گونجنے لگی تھی۔۔وہ ایحان دلشیر سے معافی طلب کر رہے تھے۔۔۔

شٹ اپ،، تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی اس پر ہاتھ ڈالنے کی،، اسے ہاتھ " لگانے کی،، میں یہ ہاتھ جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا،، میری سب سے قیمتی چیز پر تم لوگوں نے گندی نظر ڈالی،، کیسے،، "وہ دیوانوں کی طرح چلانے لگا تھا۔۔

ایحان کی گردن کی نسیں ابھر رہی تھیں۔اس کا بس نہ چلا ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دے۔۔

ہم وہاں خود نہیں گئے،،،اس نے بلایا تھا ہمیں،،"ان میں سے ایک لڑکے " نے بچنے کے لیے جھوٹ کا سہارا۔۔۔

یہ جھوٹ بھونک کر تم پھر غلطی کر رہے ہو،،"غصے سے اس کا منہ دبوچتے" ایحان حلق کے بل دھاڑا تھا۔

کچھ دن تم نے جی بھر کر انجوائے کر لیا،، تھوڑا ہم کر لے لیں تو کیا مسئلہ ہے " ایحان دلشیر،،،"ارسلان نیازی کی مسکراتی آواز نے ایحان کو اپنی جانب متوجہ کیا۔اس کی غلیظ باتوں پر ایحان نے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر رسید کیا پر ارسلان نیازی کی مسکراہٹ چہرے سے جدا نہ ہوئی۔۔

تم کیوں اتن،،،اتنا سیریس ہو رہے ہو دوست،،وہ لڑ،،لڑکی تمھاری" طرف دولت کی خاطر متوجہ تھی،،محبت نہیں کرتی تم۔سے،،بلکہ بھیک دے رہی تھی تمھیں تمہیں اپنی مم،،محبت،،،آفٹر آل ایک ترسا ہوا سو

کالڈ،،"ارسلان نیازی کے منہ پر پے در پے پڑنے والے مکے نے ارسلان نیازی کو واپس نیم بے ہوش کر دیا تھا۔پر اس کے چہرے پر موجود شریطانی مسکراہٹ نے جلتے پر تیل کا کام کیا تھا۔۔

کس،، کس،، کا،، منہ بند کر،، واؤ گے،،، ایحان،، دلشیر، ایک "لڑکی،، کی،، محب،، محبت میں بب،، بھکاری بن گئے،، اگر،، اتنے ترسے ہوئے تھے،، تو میں باپ کا پیار دے،،"بولتے بولتے وہ بے ہوش ہو چکا تھا جبکہ ایحان کا وجود سن پڑنے لگا تھا۔۔

اس کی زندگی کا اتنا بڑا راز سب جان گئے تھے؟۔وہ محروم تھا یہ بات تو اس نے کبھی خود سے قبول نہیں کی تھی اور ریم نعمان علی نے اس کی محرومیوں کے اشتہار ہر جگہ حتی کے اس کے دشمن کے علاقے تک میں لگوا دیے تھے۔۔وہ ضبط سے آنکھیں میچ گیا تھا۔۔وہ لڑکی اتنی سفاک کیسے ہو سکتی تھی۔۔اپنے ہاتھ سے پٹی اتارتے ایحان نے زور سے زمین پر پھینکی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔باہر ہی ملازم کھڑا تھا۔۔

گارڈز کو بلوا کر ان کا علاج کرواؤ،، کل شام تک مجھے ان کی حالت بالکل "
درست چاہیے،،ان کو فارم ہاؤس پر پہنچادو کسی کو ان کے متعلق کان وکان
خبر نہیں ہونی چاہیے،،' وہ ملازم کو حکم دیتا باہر نکل گیا تھا۔دل وجاں میں نئے
سرے سے آگ سی دہک اٹھی تھی۔۔اپنی شرٹ جسم سے نوچتے اس نے
سیڑھیوں سے نیچے اترتے پھینکی اور گھر کے بیک سائیڈ پر بنے سوئمنگ پول
کے پاس آیا۔۔اس وقت تو اپنے آپ سے،اس گھر سے،ہر چیز سے،اس
سے،اس کے الفاظ سے ایک الگ ہی قسم کی نفرت سی محسوس ہو رہی
تھی۔۔اس وقت وہ صرف اپنے بارے میں سوچ رہا تھا۔اسے لگا تھا وہ
ارسلان نیازی اور اس کے غنڈوں کو وہاں سے نکال لایا تھا تو وہاں سب کچھ
ٹھیک ہو گیا ہو گا۔۔اس پر کیا بیت رہی تھی،اس کا پورے محلے میں کیا تماشا لگا
تھا۔اس واقعے کے اتنے سنگین ترین نتائج سے تو وہ پوری طرح بے خبر
جو درد اٹھا تھا وہ ناقابلِ برداشت ہو تھا۔۔اس لڑکی کی وجہ سے اپنے دل میں
رہا تھا اس کے درد،تکلیف اور اذیت کی تو جیسے کوئی فکر ہی نہیں تھی۔۔اس پر

حملے کی وجہ سے جو دل میں طیش واشتعال کا طوفان سا اٹھا تھا وہ اس کے اور اس کے بابا کو محفوظ دیکھ کر جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔اس کے بعد سے اس لڑکی کے وہ تلخ ترین الفاظ تھے جو زہر بن کر اس کی رگوں میں دوڑ رہے تھے۔۔وہ جو ہر چیز سے بے نیاز بنا پھرتا تھا۔اس کی سب سے بڑی محرومی سب سے بڑی کمزوری اس لڑکی نے سب پر عیاں کر دی تھی۔۔

"تم نے اچھا نہیں کیا ریم نعمان علی،، میری محرومیوں کے اشتہار لگوا کر تم نے ایحان دلشیر کو توڑ دیا،، تم پر ہاتھ ڈالنے والوں کو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا،، انھیں روز ایک نئی طرز کی موت دوں گا،، پر معاف تو کسی صورت تمہیں بھی نہیں کروں گا،، جتنی اذیت تم نے مجھے دی ہے میرا ہونے سے پہلے وہی اذیت تمہیں بھی جھیلنی پڑے گی،، یو ہیو ٹو پے فار ایوری ورڈ یو سیڈ،،"

پانی میں ڈائی مارتے وہ خود سے عزم کر چکا تھا۔ تقریباً آدھا گھنٹہ خود کو ٹھنڈے ٹھار پانی میں رکھ کر اذیت دینے کے بعد وہ پول سے باہر آیا۔تب

تک اس کے خاص ملازم نے اس اطلاع دے دی تھی کہ ارسلان اور اس کے دوستوں کو خفیہ جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے۔۔اس کے بعد بھی وہ اذیت سے اس قدر دوچار تھا کہ پوری رات سگریٹ پھونکتے آنکھوں میں کٹ گئی تھی۔۔ اس رات ایک پل کے لیے بھی وہ سو نہیں سکا تھا۔ صبح ناشتہ بھی نہیں کیا۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ عجیب وحشت اور تنہائی تھی۔ جس نے دل و دماغ کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔۔اب تو سکون تب ہی میسر آتا جب وہ اس خون آشام بلا سے اپنی ہر اذیت کا حساب بے باک کرتا اسی کے وجود کو اپنے سکون و راحت کا سبب بنائے گا۔۔اسے خود پر، اپنے کیے وار پر اتنا تو بھروسہ تھا کہ وہ بھی اس سے اتنی محبت کرتی ہے کہ اس کے بغیر رہ ہی نہیں پائے مرتبہ تو اپنی ہر اذیت کا بدلا لے گا۔تب اس گی۔۔پھر وہ بھی اس سے ایک کے ایحان دلشیر کے آگے جھک جانے پر، ریم کے گڑگڑانے ہر وہ اپنی محبت اس کی جھولی میں ڈال کر اس پر احسان کرتے اپنا ہر حساب بے باک کرے گا۔ہاں اب ایسا ہی ہو گا۔۔یوں بھی جو رات حادثہ ہوا نعمان علی نے بیٹی سے

اس کی حقیقت ضرور پوچھیں ہو گی۔تب اسے سارا سچ اپنے بابا کو بتانا پڑا ہو گا۔ اوراب اپنے بابا کی نگاہوں میں سر خرو ہونے کی وجہ سے بھی اسے اس کے سامنے جھکنا ہی پڑتے گا۔۔وہ یہ سب سوچ رہا تھا۔۔اور لاشعور میں ایسا ہونے کا اب منتظر بھی تھا۔۔ لیکن یہ موقع اتنی جلد میسر آجائے گا اس نے سوچا نہیں تھا۔۔اس کے آنے کی نوید سن کر جو رات پل پل کانٹوں اور انگاروں پر لوٹا تھا اب دل کو راحت و سکون پہنچا تھا۔۔آخر آنا کا علم بلند ہی رہا۔وہ خود چل کر اس کے پاس آئی تھی۔ایحان دلشیر کی انا کی اس سے بڑی جیت اور کیا کہا تھا کہ اس کو کسی کی محبت کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتی تھی۔رات اس نے جھوٹ بولا تھا۔اپنے بابا کی محبت کے سوا اسے جس کی محبت چاہیے تھی اس کے پاس چل کر وہ آخر کار آن پہنچی تھی۔۔مطلب محبت کی دہائی دینے آئی ہو گی۔۔تو وہ کیوں نا مغرور ہوتا۔۔اب بس اسے جھکا کر اس کے پھیلے ہاتھوں میں محبت کی بھیک ڈالنا باقی تھی۔جس کے لیے وہ دل و جاں سے شدت سے منتظر تھا۔۔

****

وہ خود کو اس عالیشان گھر کے سامنے لے تو آئی تھی پر اب جس کام کے لیے آئی تھی وہ بہت مشکل ترین امر تھا۔اور مشکل ہونے کے ساتھ نہایت ضروری جبھی رکشے والے کو پیسے نکال کر دیے اور باہر ہی رکنے کو کہا۔آج جو وہ کر رہی تھی کہیں نہ کہیں اس کا انجام بخوبی جانتی تھی لیکن دل کے اندر کوئی موہوم سی امید بھی نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔۔اپنے دل کی آواز سن کر اگر وہ رکنا چاہتی تھی تو کسی خاص وجہ سے اور اگر یہاں سے نامراد ٹھہری تو اپنی تمام کشتیاں جلا کر یہاں سے جانا چاہتی تھی۔۔یہی وجہ تھی کہ اپنے دل کو مکمل بنجر کرنے کی ٹھانتے وہ قدم اندر کی جانب بڑھا گئی۔۔تاکہ پھر سے دل اس شخص کی تمنا کی خواہش لیے اس کے سامنے اپنا سر نا اٹھا سکے۔۔دل تو اس کے حق میں کل سے ہی عجیب و غریب طرح کے عذر اور حلے بہانے پیش کر رہا تھا۔۔اسے یہ تک سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ہو سکتا ہے ایحان اپنے دوستوں کے سامنے اپنی ناک اونچی رکھنے کو جھوٹ بول رہا ہو۔آخر پوری

یونیورسٹی میں مغرور شہزادے کے نام سے جو مشہور تھا تو یہ کس طرح گوارا کرتا کہ کوئی اسے یہ کہہ دے کے وہ ایک عام غریب سی لڑکی کی محبت میں گرفتار اس کے سامنے بے بس ہے۔۔یقیناً اس نے وہ سب اپنے دوستوں سے جھوٹ کہا ہو گا۔دل ہزار طرح کی تاویلیں پیش کر رہا تھا۔ تبھی آج وہ آج اس سلسلے کو آر یا پار کرنے آئی تھی۔۔

بہت مشکل سے وہ خود کو گھسیٹتی اس عالیشان لاونج میں داخل ہوئی تھی کہ قدم من من کے بھاری ہو رہے تھے۔۔ ملگجے سے لباس پر عبایا اور چادر پہنے وہ اس وقت برسوں کی تھکن زدہ ہاری ہوئی مسافر لگ رہی تھی۔۔

"کیا بات ہے بیٹی،، کوئی خاص بات ہے،،، نعمان علی یہاں نہیں ہے،،، کچن سے نکل کر آتے خانساماں کمال انکل نے اسے دیکھ کر کہا۔۔

"وہ کاکا،،، مم،، مجھے ایحان دلشیر سے مم،، ملنا ہے،،، زبان لڑکھڑائی مگر مٹھیاں بھینچ کر بول ہی دیا۔۔کہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس کے بابا ان سب سے دور جانے کے لیے پیکنگ کر رہے ہوں گے۔

اواچھا،، آپ بیٹھو بیٹی،،، میں انھیں اطلاع دے کر آیا،، کمال انکل بول"
کر سامنے سے اوپر جاتی سیڑھیوں سے دوسری منزل پر بنے تیسرے کمرے
میں دستک دے کر داخل ہوئے۔۔ایحان جو دل وجاں میں وحشت بھرے
اپنے موبائل میں بزی تھا۔۔دروازے پر دستک سن کر نووارد کو اندر آنے کی
اجازت دی۔دیکھا تو خانساماں تھے۔۔
چھوٹے صاحب،، نعمان علی کی بیٹی ریم آپ سے ملنے آئی ہے،،، کافی"
پریشان لگ رہی ہے،، لگتا ہے کوئی یونیورسٹی وغیرہ کا مسئلہ ہے،،، کمال نے
جو محسوس کیا وہ ایحان کو بتادیا مبادا وہ کہیں مصروفیت کا بہانہ بنا کر ملنے سے
انکار نا کردے کہ یہاں سب ہی جانتے تھے کہ وہ کس قدر آدم بیزار آدمی
ہے۔۔مگر ریم کا نام سن کر اتنے وقت بعد اس کے لبوں پر کسی فاتح جیسی
مغرور و مسرور مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔۔

اسے یہاں میرے روم میں بھیج دو آپ،،،اس نے لاپروائی سے کہا تھا مگر" کمال نے حیرت واچنبھے سے اسے دیکھا تھا کہ ایحان دلشیر اپنے بیڈ روم میں کسی مکھی کو بھی پھٹکنے نہیں دیتا تھا کجا کہ کوئی لڑکی؟؟؟؟

جی اچھا صاحب،،،وہ اپنی حیرت پر قابو پاتا واپس مڑ کر نیچے آیا تھا۔۔اور" سامنے بیٹھی زمین پر نگاہیں گاڑھے ہوئے لڑکی کو ایحان کا پیغام دیا۔۔ریم نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی۔۔اس کے کمرے سے باہر آکر دستک دی۔۔

اندر آجاؤ،،،ایحان کی بھاری آواز وہاں گونجی تو ریم آہستگی سے اندر داخل" ہوگئی۔۔وہ کمرے میں آئی تو اسے اپنے بیڈ پر بڑی شان سے بیٹھے دیکھا۔جس نے اپنی دونوں ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹکا رکھی تھیں۔۔ایحان نے بغور اسے دیکھا۔سرخ پھیکا پڑا چہرہ۔روشن آنکھوں کے چراغ جیسے مدھم سے پڑے تھے۔آنکھوں کے گرد سوجن بھی تھی۔۔وہ مسلسل کچھ کہنے کی چاہ میں اپنے لب کاٹتی ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں چٹخا رہی تھی۔۔

ادھر بیٹھو،،ایحان نے صوفے کی جانب اشارہ کیا تو وہ سامنے پڑے صوفے " پر ٹک سی گئی۔۔" کہو کیا کہنا ہے،،،ایحان نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں ایحان دلشیر،اس حادثے نے مجھے اور میرے " بابا کو توڑ کر رکھ دیا ہے،،، کہیں نا کہیں جس کے زمہ دار بھی پوری طرح آپ ہی ہیں،،، بابا سنبھل نہیں پا رہے،،، کہتے کہتے ریم کی آواز بھرا گئی تھی۔۔

"تو اب آگے آپ کو ہی سب کچھ ٹھیک کرنا ہو گا،،،ریم نے بمشکل کہا۔۔

تو؟؟؟اب مجھے کیا کرنا چاہیے ریم،،،اس نے اسی پر سکون انداز میں " اطمینان سے پوچھا تھا۔کل جب وہ سب کچھ ٹھیک کرنے آیا تھا تو کس قدر ذلیل کیا تھا ریم نے اسے حتی کے اس کا موازنہ ارسلان نیازی جیسے غلیظ آدمی سے کر بیٹھی تھی۔۔وہ کیسے بھول سکتا تھا۔۔جب سب کچھ بھلائے وہ دوڑا چلا آیا تھا اس کے آگے جھک گیا تھا تو اس لڑکی نے دھتکار دیا تو اب وہ کیا چاہتی تھی؟اس نے فیصلہ کر لیا تھا وہ اب اس لڑکی کے آگے نہیں جھکے گا۔۔ریم نے اس کی جانب دیکھا۔۔جس کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی کوئی تاثر

دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ بس اس کی جانب دیکھنے کی بجائے مسلسل فون سکرولنگ کیے جا رہا تھا۔۔

"میں ب،، بابا سے آپ کی ب،، بات کر لوں گی،،، کہ آپ مجھے پسند کرتے ہیں،،، آپ م،، مجھ سے نکاح کر لیں تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا،،، لفظ پھنس پھنس کر ادا ہوئے تھے۔ یہ ریم نعمان علی کے لیے ایک مشکل ترین امر تھا۔ کل رات اس شخص ک دھتکارتے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ کبھی اس شخص کی شکل نہیں دیکھے گی لیکن اس کے بابا نے جو فیصلہ لیا تھا تو واپس اس شخص کے سامنے جھکنے کے لیے مجبور ہو گئی تھی۔۔۔ مگر بہر حال اس نے اپنا مدعا بیان کر ہی دیا تھا۔۔ اس کی اس بات پر مقابل اپنا فون بیڈ پر رکھ کر اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

"میں پسند کرتا ہوں،،، تو کیا مجھ سے شادی کر لو گی،،؟؟؟ یا تو تمھیں بھی مجھ سے محبت ہو تو میں کوئی بات بھی کروں،،، تمھیں کیا مجھ سے محبت ہے،،؟؟؟ ایحان نے اس کی کاجل پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا تھا۔۔ تو

اب بھی وہ لڑکی اس کی ذات پر ہی احسان کر رہی تھی۔۔یعنی ایحان اس کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا وہ فقط اس لیے شادی کی پیش کش کر رہی تھی کہ وہ ریم کو پسند کرتا ہے یا اس کے بابا اس سارے میس سے باہر نکل آئیں۔۔یعنی ایک اور احسان۔۔۔

جج،،،جی،،وہ بس نگاہیں جھکا کر اتنا ہی اقرار کر سکتی تھی۔۔یہ قبول کرتے" بے انتہا سبکی اور زلت کے احساس نے اسے گھیرے میں لیا تھا۔لیکن وہ ہر احساس اپنے دل سے مٹا دینا چاہتی تھی۔

لیکن میں تم سے محبت نہیں کرتا،،ناہی تم سے نکاح کروں گا،،،ایحان نے" اطمینان سے کہا تھا۔۔ریم نے اس کی جانب دیکھا۔۔

آپ جانتے ہیں مجھ پر میرے بابا پر رات کیا کیا گزری ہے؟؟رات آپ ہر" جھگڑا ہر ناراضگی بھول کر آئے تھے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟؟ورنہ،،وہ بولتے بولتے رکی۔۔میں بہت پریشان ہوں ایحان،،اس وقت مجھ سے یہ مزاق مت کریں۔۔،،،وہ روہانسی ہوئی

تھی۔۔ حقیقت تو یہ تھی اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی وہ ایحان دلشیر کی محبت دل سے نہیں نکال پا رہی تھی اور پھر اس کے بابا نے جو اتنا بڑا فیصلہ لے لیا تھا تو اپنی محبت جیتنے کا یہ آخری موقع اسے ملا تھا۔۔

تو تم سے کس نے میں مزاق کر رہا ہوں،، میرا اور تمھارا مزاق بنتا بھی نہیں" ہے،،، میں کیوں اپنے ڈرائیور کی بیٹی سے مزاق کرتا پھروں گا،،، مجھے تم میں کوئی دلچسپی نہیں ہے،، ویسے تو تمہیں ہر بات پہلے سے معلوم ہے پر تم اب بھی سننا چاہتی ہو تو بات کھل ہی گئی ہے تو ساری سچائی بتا دیتا ہوں،،،، وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہوا تھا۔۔ ریم بھی اس کی جانب دیکھتی اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی تھی۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے روبرو آ کر کھڑا ہوا تھا۔۔ اس کے ہر لفظ پر ریم نعمان علی کے معصوم چہرے کے تاثرات بہت تیزی سے بدلتے تھے۔۔ لیکن اس کے چہرے پر کوئی شرمندگی یا افسوس ایحان دلشیر کو ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملا تھا۔۔ مگر اس کی آنکھوں میں کچھ تو تھا جو ناقابلِ فراموش تھا۔۔

دراصل میرے ذاتی نوکر کی بیٹی ہو کر بھی آکڑ بہت تھی تم میں،،، جو میں "
توڑنا چاہتا تھا،،، میں نے اپنے دوست زین سے بیٹ لگائی تھی کہ تمھیں اپنے
سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کروں گا،،، جھکادوں گا تمھیں بھی،،، تو دیکھو تمھیں
جھکانا میرے لئے کتنا آسان تھا،،، اور تمھارے غرور اور آکڑ کی بس یہ
اوقات تھی کہ بغیر کسی رشتے کہ تم اس وقت میرے بیڈ روم میں موجود
ہو،،،

وہ اب تک کے تمام حساب بے باک کر چکا تھا۔۔یعنی وہ جو اسے الفاظ سے
نشتر مارتی آئی تھی ایحان دلشیر نے سود سمیت اسے لوٹا دیا تھا۔۔وہ خود ہی تو
کہتی تھی وہ محبت سے محروم شخص ہے۔۔تو بھلا جس سے کسی نے محبت کی ہی
نہیں تو وہ کیسے کسی کی محبت کا مان رکھ سکتا ہے۔۔کیونکہ ریم نعمان علی نے
بھی تو محبت کے نام پر احسان کیا تھا۔۔ایحان نے اسی سرد پتھریلے بے تاثر
لہجے میں کہہ کر اس کی ذات کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔۔ریم اس کی
آنکھوں میں اس کے الفاظ کی سچائی تلاشنے لگی۔۔اس وقت کیا نہیں تھا ریم

کی آنکھوں میں تکلیف۔درد۔اذیت۔اپنی ذات کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھنے کا عذاب۔۔اس نے محبت کی تھی اسے کوئی افسوس نہیں تھا۔اس نے ایک کم ظرف بزدل اور آناپرست شخص سے محبت کی تھی اس چیز کا افسوس شاید اسے مر کر بھی نہیں جانے والا تھا۔۔اس پورے کھیل میں وہ اپنا دل ہاری تھی صد شکر کے عزت نفس ابھی باقی تھی جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتی تھی۔ایحان کو لگا تھا وہ یہ سن کر۔۔وہ روئے گی۔چیخے گی چلائے گی۔ اس کے سامنے گڑگڑائے گی۔۔جانے کیا کر بیٹھے گی۔۔مگر ابھی تک ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔وہ ہنوز بے تاثر سرد نگاہوں سے ایحان کی جانب دیکھتی کسی غیر مرئی نقطے کو گھورے جا رہی تھی جس سے ایحان کافی بدمزہ ہوتا چڑ گیا تھا۔۔وہ منتظر تھا کہ وہ روئے۔۔سامنے جھولی پھیلائے اور پھر ایحان دلشیر بطورِ احسان اپنی محبت اس کی جھولی میں ڈال دے۔۔۔

"اب بولتی کیوں نہیں، بولو،،،ایحان نے چڑ کر کہا۔۔مگر وہ تو جیسے پتھر ہو گئی تھی۔۔نا آنکھوں میں آنسو نا لبوں سے کچھ کہا۔۔الٹا ایحان دلشیر کو ایسا

لگ رہا تھا کہ وہ ابھی اپنا ٹیمپر لوز کرتا کچھ کر بیٹھے گا۔۔یا تو اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو جھنجھوڑ کر اس کا سکتا توڑے گا یا پھر اس پورے محل پر پٹرول ڈال کر اسے آگ دکھادے گا۔۔اس سے پہلے ایحان کچھ سمجھ پاتا وہ بغیر ایک بھی لفظ بولے اس کے کمرے سے چھپاک سے نکل گئی تھی۔۔ایحان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے خالی دروازے کی جانب دیکھا۔۔

ریم نعمان علی،،،وہ حلق کے بل دھاڑا تھا۔۔بھاگ کر کمرے سے باہر " آیا۔۔مگر وہ تب تک لاؤنج بھی پار کر گئی تھی۔۔ریم نے اس کی پکار پر پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔اب وہ پیچھے پلٹ کر دیکھنے والی بھی نہیں تھی۔۔ ایحان کے ماتھے کی رگیں پھولنے لگیں تھیں جیسے ابھی پھٹ پڑیں گی۔۔

ہاؤڈئیر شی،،،وہ پھر حلق کے بل چلایا تھا۔۔"

وہ ایک بار پھر جا چکی تھی پر ایحان نہیں جانتا تھا۔اس بار وہ اس سے دور نہیں بہت دور گئی ہے کہ ایحان دل شیر اسے چاہ کر واپس نہیں لا پائے گا۔۔وہ انا پرست شہزادہ محبت اور انا میں اپنی دونوں چیزیں ہار گیا تھا۔۔یا خود کو ہار گیا

تھا۔۔آہنی ہاتھوں کے مکے سے لاونج کے سینٹرل ٹیبل کا شیشہ چکنا چور کیا تھا۔۔اس کے ہاتھ زخمی ہوئے تھے۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔کچن سے خانساماں کمال بوکھلا کر باہر آئے تھے اور ایحان کی حالت دیکھ تشویش ہوئی۔۔

چھوٹے صاحب،،، کیا ہوا ہے آپ کو،، یہ چوٹ کیسے لگی،، آپ ٹھیک تو ہیں ناں،،؟؟ کمال بول رہا تھا۔ مگر ایحان کو صرف اس کے لب ہلتے دکھائی دے رہے تھے۔۔کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں۔۔

یہ وہ اس کے ساتھ کیا کر گئی تھی اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔اس خاموشی کا کیا مطلب تھا۔آخر؟؟اس نے جیسا سوچا تھا ویسا نہیں ہوا تھا۔۔جو ہوا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ایحان کی رگوں میں جیسے لاوا بہنے لگا تھا۔۔ماتھے کی رگیں پھول سی گئیں۔۔اسے اپنے دل کی دھڑکن کافی تیز ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔دم گھٹنے لگا تو اس نے زخمی ہاتھ سے اپنا سینا بری طرح دبانا شروع کر دیا۔۔

چھوٹے صاحب کیا ہو رہا ہے آپ کو،،، کمال گھبرایا تھا۔۔اور بہت تیزی" سے فون نکال کر باران دلشیر کا نمبر ڈائل کیا۔۔کیونکہ ایحان لال انگارا آنکھیں لیے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا سر نیچے جھکائے اپنا سینا بری طرح رب کر رہا تھا۔۔

****

ریم کے جانے کے بعد وہ کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر چکا تھا۔۔اندر اشتعال تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

کیوں کر رہی تھی وہ لڑکی۔۔اگر محبت کرتی تھی تو منا لیتی اسے کوشش تو کرتی۔۔۔

تم نے اچھا نہیں کیا ریم نعمان علی۔۔۔اگر محبت تھی تو مناتی۔۔جتاتی" زبردستی کرتی چلاتی۔۔پر تمہارا خاموش لوٹ جانا اس بات کی وضاحت کے

تم نے میرے ساتھ دل بہلایا۔ہاؤ کڈ یو ڈو دس ٹو می۔۔۔!کانچ کا واس دیوار پر مارتے وہ غرایا۔۔اس وقت وہ بااعتماد لڑکا دہری جنگ میں مبتلا تھا۔۔خود سے لڑنا کیسا ہوتا ہے یہ اس وقت ایحان جانتا تھا۔۔

نو۔۔تم میرے ساتھ کھیل نہیں سکتی۔۔تم سوچتی ہو میں تمہیں چھوڑ " دوں گا۔۔نوو۔۔۔نیور۔۔ کبھی نہیں۔۔۔۔" وہ ایک قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اچانک سے سینے میں شدید درد کی لہر اٹھی۔۔وہ سینہ رب کرتا زمین پر بیٹھ گیا۔۔گہرے سانس لیتے وہ بیڈ کے سائیڈ سے ٹیک لگائے چھت کو گھورتا مستقل سینے کو رب کر رہا تھا۔تبھی کریم کمرے میں آیا اور ایحان کی حالت دیکھتے چیخ پڑا۔

ایحان بابا۔۔۔" وہ ایحان کے پاس بیٹھا آنکھوں میں آنسو لیے ایحان کے " چہرے پر ہاتھ رکھا۔۔ایحان کے چہرے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے تھے۔ کچھ سمجھ نہ آنے پر وہ کمرے سے باہر بھاگا۔۔فون نکال کر سب سے پہلے باران کا نمبر ڈائل کیا۔۔اور باران کو ساری صورتِ حال سنا کر واپس کمرے

میں آیا تو دیکھا ایحان سائیڈ ٹیبل کے دراز سے کوئی دوائی نکال رہا تھا۔ایحان نے وہ دوا منہ میں رکھ کر پانی پی لیا۔۔کچھ دیر گزری تو اس کا جسم نارمل ہونے لگا۔۔

جسم نارمل ہوا تھا۔پر دل اب تک ویسے ہی بے خود سا دھڑک رہا تھا۔لگتا تھا کہ وہ بہت کچھ کھو دے گا۔۔کچھ بہت دور جا رہا ہے۔۔وہ کھڑا ہوا تھا۔سر ایک لمحے کو گھوما پر اب اینٹی ڈپریشن کا اثر شروع ہو چکا تھا۔۔

"ایحان بابا۔۔پلیز آرام کریں آپ کی طبیعت۔۔"

ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب ایحان نے اپنی انگارہ ہوتی آنکھوں سے اسے گھورا۔۔اس نے کبھی ملازمین سے بدتمیزی نہیں کی تھی لیکن یہ رعب تھا کہ کریم کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

باہر آتے ہی اس نے ایک مرتبہ پھر باران کو کال ملائی۔۔اور پریشانی سے دوبارہ صورتِ حال بتائی۔۔نجانے آگے سے کیا حکم دیا گیا کہ وہ دوڑتا ہوا

گارڈز کے پاس گیا۔گارڈ کو باران دلشیر نے مخصوص حکم دیے جس کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا۔۔

****

باران نعمان علی سے متعلق ضروری کام نمٹا کرا بھی گھر کے رستے میں ہی تھا جب ایحان کے لیے ہائر کیے گئے اپنے خاص آدمی کی کال پر وہ بری طرح چونکا تھا۔اس کے اندازے کے مطابق اس وقت ریم کو ایحان کے پاس ہونا چاہیے تھا۔۔اسے لگا تھا کہ یہ ملاقات شاید ان کے تمام گلوے شکوے دور کر کے انھیں پھر سے ایک ساتھ لے آئے مگر یہ باران دلشیر کی خام خیالی ثابت ہوئی جب کمال کے فون رسیو کرنے پر اسے ائیر پیس سے کمال کی گھبرائی پریشان آواز سنائی دی۔

"بڑے صاحب،،ایحان بابا کو کچھ ہو رہا ہے،،ان کی طبیعت بہت خراب ہو رہی ہے،،الفاظ تھے یا چھوٹے چھوٹے دھماکے جو باران دلشیر کے کانوں کے آس پاس ہوئے تھے۔۔

اس کو پرسنل گارڈز کے ساتھ ہاسپٹل لے کر پہنچو کمال،، میں ادھر ہی آرہا"
ہوں،،، باران کی آواز میں بلا کی پریشانی اور غصہ تھا۔۔ طیش کی شدت سے
باران نے اپنا ماتھا مسلا۔۔

وہ بہت فاسٹ ڈرائیو کر رہا تھا لیکن کچھ ہی دیر میں ایک مرتبہ پھر فون رنگ
ہوا اس بار پھر کال کمال کی ہی تھی۔۔ باران نے گھبراتے فورا کال ریسیو کی
۔۔ لیکن آگے سے سنی گئی بات نے اس کا دماغ گھما دیا۔۔ غصے سے جبڑے
بھینچتے گاڑی کو بریک لگایا اور اپنا اشتعال کم کرنے کے لیے اسٹیرنگ ویل پر
زور سے ہاتھ مارا۔

کمال گارڈ کو فون دو۔۔" بامشکل خود کو نارمل رکھتے باران نے حکم دیا۔۔۔"
گھر کی کوئی بھی گاڑی گھر میں موجود نہیں ہونی چاہیے۔۔ ساری گاڑیاں"
"غائب کرو۔۔

باران نے حکم صادر کرتے رابطہ منقطع کیا اور واپس گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

تم بہت زیادہ ضدی اور خود سر کو ایحان۔۔ تمہیں دیکھ کر احساس ہوتا ہے"

"تم میرے بھی باپ ہو۔۔

گاڑی کی رفتار بڑھاتے وہ جلتے کڑھتے گھر پہنچا پر گاڑی گھر سے دور پارک کرتے وہ مینشن میں داخل ہو گیا۔۔ گارڈ سے معلوم ہوا ایحان اب تک باہر نہیں آیا اسی لیے لان میں بیٹھتے کمال کو بلایا۔۔ باران کے حکم کے مطابق اس نے ایحان کے ڈرار سے چرائی اینٹی ٹیبلیٹس باران کی ہتھیلی پر رکھ دی۔۔

اس میڈیسن کی تصویر کھینچ کر باران نے اپنے خاص ڈاکٹر کو سینڈ کی۔۔ کچھ لمحوں بعد آگے سے ایک طویل میسج سینڈ کیا گیا جسے پڑھ کر باران کی پیشانی پر لاتعداد بل پڑے۔۔

ایحان جو ٹیبلیٹس یوز کرتا تھا وہ اینٹی ڈپریشن تھیں۔۔۔ وہ ٹیبلیٹس کوئی بھی ڈاکٹر ریکمنڈ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ نارمل ٹیبلیٹس نہیں تھیں بلکہ بہت

زیادہ ہارڈ تھیں جس کا زیادہ استعمال انٹرنل اعضاء کے لیے سخت نقصان دہ تھا۔

اور یہ میڈیسن اکثر ڈرگز ڈیلر کے پاس اویلیبل ہو سکتی تھی۔۔

یہ سب پڑھ کر باران کے اعصاب بہت بھاری ہو گئے تھے۔یہ چیز کیسے اس سے پوشیدہ رہ سکتی تھی۔۔وہ تو ایحان کی ہر چیز پر نظر رکھتا تھا پر اتنی بڑی بات اس کے علم سے اوجھل کیسے رہ سکتی تھی۔دل خوفزدہ ہونے لگا تھا۔نجانے یہ میڈیسن کب سے ایحان کے استعمال میں تھی۔اور کب کس نے اسے یہ میسر کی تھی۔۔

وہ سر تھامے بیٹھا ہی تھا جب ایحان کو باہر نکلتے دیکھا۔۔۔

****

وارڈروب کھولتے ایحان اندر سے ہڈی نکالتے وہ فریش ہونے گیا۔کچھ دیر بعد باہر نکل کر گاڑی کی چابی کارڈ اور فون اٹھاتے وہ روم سے باہر نکلا۔۔تیزی

سے سیڑھیاں اترتے وہ پورچ میں آیا تو یہ دیکھ جھٹکا لگ کہ پورچ میں کوئی گاڑی موجود نہیں تھی۔۔

"واٹ دا ہیل۔۔۔میری گاڑی کہاں ہے۔۔"

وہ بری طرح دھاڑا تو ایک گارڈ ڈرے ڈرتے آگے گیا۔

"سر ساری گاڑیاں سروس کے لیے گئی ہے۔۔۔"

گارڈ کا کہنا تھا ایحان کا ہاتھ گھومتا اس گارڈ کا گال لال کر گیا۔

وہ گارڈ حیرت سے ایحان کو دیکھنے لگا۔۔"

آج پہلی بار ایحان نے کسی ملازم پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔

وہاں کھڑے سارے ملازم ڈر سے چہرا جھکا گئے تھے جب کہ ایحان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

کس کی اجازت سے گئی میری گاڑی سروس کے لیے۔۔"

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری اجازت کے بغیر۔۔۔

ابھی ایحان کا چلانا جاری تھا جب پیچھے سے باران دلشیر کی آواز پر وہ تھم گیا۔

میرے حکم پر گئی ہیں،، مجھے نہیں لگتا ان ملازمین کے لیے میرے حکم کے "
"بعد تمہاری اجازت ضروری ہے؟
ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتا وہ ایحان کو لب بھینچنے پر مجبور کر دیا۔
آپ نے میری گاڑی کیوں سروس کے لیے بھیجی؟ اور کیسے بھیجی؟ چابی تو"
"میرے پاس ہے۔۔
خود پر ضبط کرتے وہ باران کے مقابلے آ کھڑا ہوا۔
باران نے بغور اسے دیکھا وہ قد میں اس سے اونچا تھا کل تک اس کے سینے پر
سر رکھ کر سونے والا بچہ آج اس سے زیادہ توانا تھا۔
مجھے گاڑی کے علاوہ اور بھی بہت ساری چیزوں پر سروس کی ضرورت لگ "
" رہی ہے۔۔
لہجہ طنزیہ تھا۔۔ایحان نے کچھ کہنے کو لب وا کیے۔۔پھر نفی میں سر ہلایا۔۔
آپ سے بحث بے کار ہے۔۔۔ لیکن میں پھر کہہ رہا ہوں میرے معاملات "
"سے دور رہیں ورنہ۔۔۔

وہ دھمکی دیتا قدم پیچھے لے گیا۔۔

ورنہ کیا؟" باران نے روبرو سینے پر ہاتھ باندھتے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا۔"

"ورنہ جوان بھائی کی مردہ شکل دیکھنا شاید آپ سے برداشت نہ ہو۔۔"

وہ بول کے رکا نہیں تھا بلکہ پیدل وہاں سے باہر نکل گیا تھا۔ پیچھے باران نے سر جھٹکتے گارڈ کو اشارہ کیا تو کچھ دیر بعد باہر ایک مرسڈیس کھڑی تھی۔۔

باران دلشیر بھی وہاں سے جا چکا تھا۔۔

****

وہ ایحان کے مینشن سے نکلنے کے بعد واپس اسی رکشے میں بیٹھی تھی۔ وہ تابوت میں آخری کیل ٹھوک آئی تھی اور اس تابوت میں اپنی محبت کو دفنا آئی تھی گھر پہنچنے پر اس نے نعمان علی کو اپنا منتظر پایا تھا۔۔ وہ سامان پیک کیے صحن میں بیٹھے تھے۔

چلیں بابا۔۔"اس کا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری تھے۔ نعمان علی نے" جانچتی نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ وہ سمجھ گئے تھے وہ مکمل ہار آئی تھی۔۔

"زندگی ایک شخص پر ختم نہیں ہوتی ریم۔۔"

ریم کے مقابل آتے وہ سرسراتے لہجے میں بولے تو ریم پھیکا سا ہنسی۔۔

بہت قیمتی چیز ملی ہے مجھے بابا۔۔میں ٹوٹی نہیں ہوں مضبوط ہو گئی"

ہوں۔۔۔آپ میری فکر مت کریں۔۔میرے خیال سے اب ہمیں چلنا

"چاہیے۔۔

وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتی اندر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔نعمان علی سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا کچھ لمحوں بعد وہ ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بیگ لے کر باہر نکلی۔اسکا چہرہ دھلا ہوا تھا۔۔

چلیں؟"ریم کے سوال پر نعمان علی نے نم دیدہ نظروں سے اس گھر کو"

دیکھا۔پھر اثبات میں سر ہلاتا سامان اٹھا کر باہر نکل گیا۔۔

باران دلشیر کی ہدایت کے مطابق ٹیکسی ان کے گھر تک نہیں آئی تھی نہ ہی انہوں نے کسی کی مدد قبول کی تھی۔بلکہ ہاتھوں میں ضروری سامان کا بیگ اٹھا کر نعمان علی چلا گیا تھا۔۔دو تین اسٹاپ پیدل چلنے کے بعد ایک کیب

بک کی۔ نعمان علی نے ڈرائیور کو راستہ سمجھایا اور وہ دونوں کیب میں سوار ہو گئے۔۔ ریم باہر گزرتے راستے کو بغور دیکھ رہی تھی۔۔ ہر گزرتا راستہ نئ منزل کے قریب تھا۔

دوسری جانب نعمان علی باران دلشیر کا احسان مند تھا۔ باران دلشیر نے اپنے بھائی کی حمایت نہیں کی تھی۔۔ نہ ہی کوئی زور زبردستی یا دھمکی۔۔۔ بلکہ اس نے نعمان علی کو اس مینشن کے سرونٹ کوائٹر میں شفٹ ہونے کا کہا تھا جو باران دلشیر کا پرسنل مینشن تھا۔۔ جو شہر سے قدرے دور تھا۔ اور وہاں صرف باران دلشیر کا آنا جانا تھا۔ ایحان سے ریم کی حفاظت کی زمہ داری باراں دلشیر نے لی تھی۔۔۔ ساتھ ریم کی شادی کی زمہ داری بھی۔۔ کہ جس سے نعمان علی ریم کی شادی کرنا چاہے گا باران اس لڑکے سے ریم کی شادی کروائے گا۔ یا پھر خود کوئی اچھے سے لڑکے کا رشتہ تلاش کرے گا۔۔۔

کیب نے دو گھنٹے کی مسافت طے کی تھی اس کے بعد وہ لوگ شہر کی حدود سے باہر تھے۔

چلو آؤ بتائیں حالِ دل تمہیں۔۔"

غم مختصر ہے آڑ عزت نفس میں۔۔

****

"وہ کیب بک کرتا ریم نعمان علی کے گھر گیا تھا۔گھر کے باہر کیب رکتے ہی گاڑی سے اترتا وہ جونہی گھر کے دروازے پر پہنچا دل دھک سے رہ گیا۔ماتھے پر پڑے بل اور تنے اعصاب ڈھیلے پڑتے گئے۔۔گھر کے دروازے پر لگا تالا بہت کچھ بیان کر رہا تھا۔

"یہ لوگ کہاں گئے ہیں۔؟"سامنے گھر سے جھانکتی عورت سے پوچھا۔۔" دل میں ایک امید تھی کہ شاید ڈاکٹر کے پاس یا کسی اور کام سے گئے ہوں۔۔

"گھنٹہ بھر پہلے ہی گھر چھوڑ کر چلے گئے۔۔

اس عورت نے مزے لیتے بتایا۔۔ایحان کی اڑی رنگت دیکھ اسے یہی اندازہ ہوا تھا یہ جوان لڑکا اس کا عاشق ہے۔۔

کہاں گئے ؟"سینہ ایک بار پھر اچانک جلنے لگا تھا۔۔بے اختیار اپنا سینہ رب" کرتے ایحان نے دیوار کا سہارا لیا۔۔آج شاید اس دوا نے بھی اثر نہیں کیا تھا جو وہ پچھلے چار دنوں سے مستقل استعمال کر رہا تھا۔

پتا نہیں۔۔پر ہمیشہ کے لیے چلے گئے ہیں۔۔واپس نہیں آئیں گے۔۔""""

اس عورت نے مزید تفصیل بتائی تو ایحان وہیں دروازے کے سامنے بیٹھا تھا۔

تم میرے ساتھ نہیں کھیل سکتی ریم نعمان علی۔"

تمہاری اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ تم میرے ساتھ۔۔ایحان دلشیر کے ساتھ گیم پلان کرو۔۔

یعنی تم سب پلان کر کے گھر آئی تھی۔۔بھاگنے کی پوری تیاری تھی۔میں جونہی تمہارے آگے گھٹنے ٹیکتا اور جھک جاتا تم مجھے گرا کر بھاگ جاتی۔۔ اسی مقصد سے آئی تھی تم۔۔۔تاکہ مجھے میری حیثیت دکھا کر بھاگ جاؤ۔۔۔"

اپنے دل کے مقام کو مٹھی میں دباتے وہ طنزیہ ہنسا۔۔

"تمہیں یہ کھیل بہت مہنگا پڑے گا۔"

آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی۔۔وہ سخت نفرت محسوس کر رہا تھا اس لمحہ اپنے وجود سے اور اس دل سے جو اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود ریم نعمان علی کے لیے تڑپ رہا تھا۔دل کیا دل کو نکال کر باہر پھینک دے۔۔۔

جیب سے فون نکالتے اس نے ضیاء کا نمبر ڈائل کیا اور چہرہ ماتھا گھٹنوں پر ٹکایا۔

چند بیل کے بعد ضیاء نے کال ریسیو کی۔۔

" میرے سینے میں جلن ہو رہی ہے ضیاء۔۔"

ایحان کے لہجے میں درد محسوس کرتے ضیاء چونکا تھا۔۔

تم اس وقت کہاں ہو ایحان۔۔"ضیاء نے پریشانی سے پوچھا۔۔"

"ریم کے گھر کے باہر۔۔۔شی واز پلیئنگ ود می۔۔۔"

ایحان آگے بھی کچھ کہہ رہا تھا پر رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔۔

مہرو تمہاری پر چھائی کبھی میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔۔"وہ خود ازیتی سے" مسکرایا۔۔لیکن پھر سینے میں بڑھتی جلن بڑھتی گئی۔اور آنکھیں بند ہونے لگی۔۔وہ یوہی گھٹنے پر سر رکھے ہوش کھو چکا تھا۔۔محلے کے لوگ جمع ہوتے دور سے اس امیر زادے کو دیکھنے لگے تھے جسے رات ہی یہاں دیکھا تھا۔کچھ دیر بعد وہاں ایک اور گاڑی رکی اور اندر سے ایک اور حسین جوان لڑکا باہر نکلا وہ ضیاء حیدر تھا۔۔

شٹ،،"ایحان کے بے ہوش وجود کو وہاں موجود آدمیوں کی مدد سے" گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالتے وہ گاڑی وہاں سے ہاسپٹل کی طرف لے گیا۔۔ اور راستے میں پریشانی سے باران دلشیر کو کال کر کے مطلع کیا۔۔

****

باران جس وقت ہاسپٹل پہنچا ایحان کو ایمر جنسی میں لے جایا جا چکا تھا۔۔ معاملا چونکہ مشہور بزنس ٹائیکون باران دلشیر کا تھا تو ایحان کو ہاسپٹل میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا۔۔وہ بے چینی سے ایمر جنسی کے باہر ادھر سے ادھر

چکر لگاتا رہا۔۔ تبھی ہاسپٹل میں زین اور ملحق بھی چلے آئے۔۔ باران نے ان سے بھی ایک ایک ڈیٹیل اگلوائی تھی۔۔ جن کے پریشان حال چہرے بتا رہے تھے کہ ایحان ان کی زندگی میں بہت معنی رکھتا ہے۔۔

مجھے ڈیٹیل بتاؤ کیا ہوا تھا۔۔ کون سی میڈیسن ایحان ے استعمال میں تھی"

اور یہ اسے ملی کہاں سے۔۔" وہ ان تینوں پر بری طرح دھاڑا پر وہ تینوں ہی بت بنے کھڑے تھے کہ وہ خود حیران اور پریشان تھے کہ ایحان ایسی کوئی میڈیسن بھی بھی استعمال کر سکتا ہے۔۔۔۔

" بھائی ہمیں اس متعلق کچھ بھی علم نہیں۔۔"

زین نے افسردہ لہجے میں کہا۔۔

کمال تم کچھ بولو۔۔ "اب کی بار وہ کمال پر دھاڑا۔ تو کمال فوراً سارا واقعہ "

دوبارہ بیان کرنے لگا۔۔

وہ سر،، نعمان علی کی بیٹی آئی تھی،، ایحان بابا کے کمرے میں ان سے بات"

کرنے گئی،، مگر پھر کچھ ہی دیر بعد تقریباً بھاگتے ہوئے ان کے کمرے سے

نکلی،،ایحان بابا سے آوازیں دیتے رہے،، مگر وہ رکی نہیں اور چلی گئی،،یوں لگتا تھا ایحان بابا سے بہت بری طرح خفا ہو کر گئی ہے،، کمال نے تفصیل بتائی تو باران اور وہاں موجود ہر شخص کو ان کی ملاقات کا تقریباً تمام سیاق وسباق سمجھ آ چکا تھا۔۔

میں اس ملاقات کی قصے کہانی نہیں جاننا چاہتا۔۔مجھے یہ بتاؤ کہ ایحان جب" سے یہ پلزیوز کر رہا ہے؟ایحاں کی نگرانی کے لیے رکھا تھا نہ؟اجب ایک ایک چیز کی خبر دینی تھی تو یہ پلز کی خبر کیوں نہیں دی۔۔۔"اب کی بار باراں بری طرح بھڑکا۔۔کمال اپنی نااہلی پر سر جھکا گیا۔۔

باران جانتا تھا اس کا بھائی ضدی تھا۔۔مگر یہ اندازہ اب ہوا تھا کہ اس ضد کے چلتے محض اپنی جھوٹی آنا کی تسکین کی خاطر اس کے بھائی نے ایک معصوم بے ضرر لڑکی کے سچے اور کھرے جزبوں کو روند ڈالا ہے۔۔اور ہھر اس لڑکی کو برباد کرنے کے ساتھ اس نے خود کو بھی بخوبی برباد کیا تھا۔باران دلشیر کو نعمان علی اور اس کی بیٹی کے متعلق اپنا کیا گیا ایک ایک فیصلہ درست اور

انصاف پر مبنی لگا ایحان کی محرومی اور ضد وانا کے بھینٹ وہ نعمان علی کی بیٹی کو نہیں چڑھا سکتا تھا۔۔رہا ایحان تو اب اس کو جو بھی مسئلہ در پیش تھا وہ اسے اپنے طریقے سے ہینڈل کرنے والا تھا۔۔وہ اسی سوچ میں گم تھا جب ایمر جنسی کا دروازا کھول کر ڈاکٹر باہر آیا۔۔باران دلشیر کو سامنے دیکھ وہ اس کے سامنے آیا تھا۔۔

"ڈاکٹر،، باران دلشیر نے ڈاکٹر کو مخاطب کیا مگر اس سے پہلے ہی ڈاکٹر نے ایحان کے متعلق تفصیل بتانے کے لیے روم میں بلایا۔ باران ڈاکٹر کے پیچھے روم میں گیا تو باران کے بیٹھتے ہی ڈاکٹر نے تفصیل بتانا شروع کی۔

"آپ کے بھائی کا بی پی کافی زیادہ ہائی ہوا تھا،،ایٹ بائی ون سکسٹی،،اور یہ بہت زیادہ ہائی تھا،،میرا خیال ہے تین چار دن سے آپ کے بھائی بے تحاشا ڈپریشن اور سٹریس کا شکار تھے،،ان کے اعصاب کو پر سکون رکھنا بے حد ضروری ہے آپ کے لیے،، بڑی مشکل سے بی پی کنٹرول کر کے اب سکون آور انجیکشن دیا ہے،،،آرام ان کے لیے بے حد ضروری ہے،، تقریباً چار

سے پانچ گھنٹے بعد ہوش آئے گا۔۔۔ لیکن۔۔۔۔"ڈاکٹر کے لیکن پر باران بے چین ہوا تھا۔۔

لیکن کیا؟" باران نے پریشانی سے پوچھا۔۔"

لیکن یہ کہ مجھے لگتا ہے ایحان کچھ ہیوی ڈرگز۔۔۔۔آئی مین اس کی باڈی" مجھے نارمل نہیں لگ رہی باران۔۔میں نے چیک اپ کے دوران اس کے سینے اور باقی کچھ اعضاء پر سوجن دیکھی ہے۔۔کچھ ریڈ نشان جیسے کسی الرجی کے ہوں۔۔۔

"مجھے شک ہے وہ ڈپریشن سے بچنے کے لیے ڈرگز۔۔۔

ڈاکٹر باران کے تاثرات دیکھتے بہت مناسب الفاظ میں کہہ رہا تھا جبکہ باران کا چہرہ تاریک ہوا تھا۔۔

میں یہ کنفرم نہیں کہہ رہا۔میں نے کچھ ضروری ٹیسٹ کیے ہیں شام تک رپورٹ آجائیگی تو۔۔۔"

ابھی ڈاکٹر بول ہی رہا تھا جب باران نے وہ پلز کی چھوٹی سی بوتل ڈاکٹر کے سامنے رکھی۔۔ڈاکٹر چند لمحوں کے لیے چونکے پھر اس پلز کو بغور دیکھنے لگے۔۔

اومائی گاڈ۔۔۔ایحان یہ یوز کر رہا ہے۔۔؟ کس ڈاکٹر نے دی اسے یہ پلز۔۔" آئی گیس یہ کوئی ڈاکٹر دے ہی نہیں سکتا۔۔یہ تو ایحان کو زہنی معزور کر سکتی ہیں۔۔اس کا امپیکٹ بہت خطرناک ہے۔۔۔"

ڈاکٹر نے پریشانی سے کہا تو باران کا خود پر ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔ڈاکٹر نے اس کی کیفیت دیکھتے گہری سانس لی۔

ڈونٹ وری باران۔۔آئی ایم شیور اسے یہ پلز یوز کرتے زیادہ وقت نہیں" ہوا۔۔کیونکہ بظاہر کوئی لاس سامنے نہیں آرہا۔۔۔میں ہر بھی اس کا مکمل چیک اپ کرتا ہوں اور جو بہتر ہو سکے وہ کرتا ہوں۔۔ابھی اسے کوئی خطرہ نہیں۔۔پر اس طرح کی میڈیسنز اس کی پہنچ سے بہت دور کر دو۔۔جوان ہے

۔۔خون گرم ہے اور ضدی ہے۔۔ایسے میں اپنی جان کی پرواہ اکثر لڑکوں کو نہیں ہوتی۔۔اسے صرف زہنی سکون کی ضرورت ہے۔۔۔!

ڈاکٹر نے باران کو حوصلہ دیا۔

"ان شاءاللہ وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔ڈاکٹر نے تفصیل بتاتے تسلی دی تو باران نے سکھ کا سانس لیا۔۔ڈاکٹر جا چکا تو باران اس کے پاس اندر روم میں چلا آیا۔۔ضیازین اور ملحق بھی اسے دیکھ کر باہر جا چکے تھے کہ اس کے آرام میں خلل ناواقع ہو۔۔اندر اب باران بیڈ کے پاس پڑی چیئر پر بیٹھ کر اس کا خوبرو چہرہ دیکھے گیا۔۔باران دلشیر کو سمجھ نا آیا کہ ایحان کی یہ حالت اب کیوں اور کس وجہ سے ہوئی۔۔اس نے جان بوجھ کر اس لڑکی سے لڑائی جھگڑا کرتے اسے خود سے دور کیا تھا تو اب اس کا یوں ٹوٹ کر بکھر جانا کیا معنی رکھتا تھا۔۔وہ تقریباً ایک گھنٹہ ایحان کے پاس رہا۔۔مگر پھر گھر سے آئی اینارہ کی فون کال نے اسے مزید ڈسٹرب کیا جب پتہ چلا کہ ایلف کی طبیعت

بھی ٹھیک نہیں تب باران کو ایحان کے پاس ضیاء، زین اور ملحق کو چھوڑ کر گھر جانا پڑا۔۔

****

سنو،، رک جاؤ،، مجھے چھوڑ کر مت جاؤ،،"

پلیز رک جاؤ،، میں تمھارے بغیر جی نہیں پاؤں گا،،

میری روح کی گہرائیوں میں اتر گئی ہو تم،،"

دل کے نہاخانوں میں بس گئی،، مت چھوڑ کر جاؤ مجھے،،"

تقریباً پانچ سے چھ گھنٹے کے بعد اس نے آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ وہ ایک اذیت بھرے خواب کے زیرِ اثر تھا۔۔ کئی لمحوں تک تو غائب دماغی کے عالم میں پڑا ہالف وائٹ سیلنگ لگی چھت کو گھورتا رہا۔۔ مگر جب شعور کی سیڑھی پر قدم رکھتے پوری طرح ہوش و حواس قائم ہوئے تو ایک مرتبہ پھر سے کنپٹیوں میں چھوٹے چھوٹے دھماکے سے ہونے لگے۔۔

وہ ایک جھٹکے سے بیڈ پر اٹھ بیٹھا۔۔ ایحان نے دیکھا اس کے ایک ہاتھ میں

ڈرپ کا کینولہ لگا ہوا ہے۔۔اور وہ اس وقت ہاسپٹل کے ایک پرائیویٹ روم میں موجود ہے۔۔اسے کچھ بھی نہیں سوجھ رہا تھا۔۔اس کے دل و دماغ میں اس وقت دوسری کوئی چیز نہیں تھی۔۔وہ صرف اور صرف ایک وجود تھا جو اس کی سوچ کا محور بن گیا تھا۔اس کا ایحان کو اس طرح بغیر کوئی سوال جواب کیے چھوڑ کر جانا اور اب یہ خواب؟؟؟

ایحان نے آہستگی سے اپنے ہاتھ سے کینولہ کی نیڈل کھینچی تھی۔۔وہ بیڈ سے اترا اور اپنے شوز پہن کر روم سے باہر نکلا تھا۔۔سامنے ہی وہ جو تینوں بیٹھے آپس میں مصروف تھے ایحان کو اپنے ہاتھ پر انگوٹھے کے دباؤ سے اپنا خون روکتے اطمینان سے باہر آتے دیکھ اپنی جگہ پر ٹھٹھک گئے تھے۔۔

ضیاء اپنی گاڑی کی چابی اور موبائل مجھے دو،،،ایحان ضیاء کے روبرو آیا تھا اور" سرد و سپاٹ بے تاثر چہرہ لیے۔۔۔اس کی اس ڈیمانڈ پر ضیاء اپنے جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔۔زین اور ملحق نے بھی اچنبھے سے اسے دیکھا۔۔

ایحان تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں،،چپ چاپ اندر چلواور جا کر بیڈ پر "
لیٹو،،،ضیاء نے اسے جھڑکا۔۔
میں نے کہا ضیاء اپنی گاڑی کی چابی اور موبائل مجھے دو،،"
کیوں کس لئے،،،ضیاء نے غصے سے پوچھا۔۔"
تم جانتے ہوں کیوں،،؟تو پوچھ کر ٹائم ویسٹ مت کرو ضیاء،،۔۔۔ایحان "
نے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔
میں نے کہا تھا ایحان دلشیر آگ سے مت کھیلو،،جل جاؤ گے،،ضیاء نے "
افسوس بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔
اب تو جل کر راکھ ہو چکا ضیاء،،اور اس آگ کی لپیٹ میں آ کر اب اسے بھی "
جلنا پڑے گا،،وہ جنون خیزی سے بولا تھا۔۔
ایحان یہ کیا پاگل پن ہے،،؟؟ضیاء کو وہ حقیقت میں پاگل لگا تھا۔۔"

ضیاء میرا دم گھٹ جائے گا یہاں،،، مجھے گاڑی کی چابی دے دو،،وہ سرد"
مہری سے غرایا تو ضیاء کو اپنی پاکٹ سے فون اور گاڑی کی چابی نکال کر اسے
تھمانی پڑی۔۔

میں ساتھ چلتا ہوں،،،وہ جو بہت تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہا سپٹل"
سے باہر نکلا تھا ضیاء اس کا ہمقدم ہوا۔۔

نو،ہر گز نہیں،،مجھے ہر حال میں اسے ڈھونڈنا ہے ضیاء۔۔وہ مجھ سے دور"
نہیں جا سکتی۔۔اسے میرے پاس لوٹنا پڑے گا کسی بھی حال ہے۔۔وہ بھاگ
کر کیا سمجھتی ہے مجھ سے دور چلی جائے گی تو ایحان دلشیر ایسا کبھی نہیں ہونے
دے گا۔۔وہ جہاں کہیں بھی ہو گی میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔۔

وہ مشتعل سا یہ الفاظ ادا کر تا زن سے گاڑی وہاں سے نکال لے گیا تھا۔۔ضیاء
وہاں اکیلا تھا تبھی اندر سے زین اور ملحق بھی باہر آ گئے۔۔۔جبکہ باران دلشیر
سے اپنی شامت آنے پر تمام گارڈز بھی بوکھلا گئے تھے۔۔اور اپنی گاڑیوں
میں فوراً اس کے پیچھے ہی نکلے تھے۔۔

****

باران گھر کا پرہیزی ہلکا پھلکا کھانا لیے ہاسپٹل کے دوسرے گیٹ سے اندر آیا تھا۔۔وہ وارڈ نمبر نائن کے کمرہ نمبر چار میں آیا تو خالی بیڈ دیکھ کر بھونچکارہ گیا۔۔

ایحان،، باران دلشیر کی شیر جیسی دھاڑ پورے ہاسپٹل میں گونجی تھی۔۔"

تبھی وہاں ضیا چلا آیا جو باران کے انتظار میں ابھی ہاسپٹل میں ہی رکا ہوا تھا۔۔

ضیاء ایحان کدھر ہے،،، باران دلشیر غرایا تھا۔۔"

وہ بھائی،، وہ نعمان علی کو ڈھونڈے۔۔۔،، ضیاء نے شرافت سے اسے سچ"

بتایا تو باران دلشیر کا دل کیا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔

تم نے اسے جانے کیوں دیا ضیاء،، اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے،، باران"

نے دانت پیس کر کہتے تیزی سے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔۔ڈاکٹر نے کہا تھا اسے آرام کی ضرورت ہے مزید سٹریس یا ڈپریشن اس کے لیے بلکل ٹھیک نہیں کہ بی پی شوٹ ہونے کا خطرہ تھا۔۔مگر وہ کسی بھی چیز کی

پرواہ کیے بغیر چلا گیا۔۔ باران اس کے معاملے میں بے حد پریشان ہوا تھا۔

ضیاء بھی اس کے پیچھے ہی لپکا۔۔

وہ بہت ضدی ہو رہا تھا بھائی،، اس نے کوئی بات سنی ہی نہیں،، ضیاء نے کہا"

اور باران دلشیر کے ساتھ ہی وہاں سے نکل آیا۔۔

****

ایحان کافی ریش ڈرائیونگ کرتے ایک بار پھر ریم کے محلے پہنچا تھا۔ گارڈز کی مدد سے ہر فرد سے جس کا تعلق نعمان علی سے تھا اس سے نعمان علی کے متعلق ہر چھوٹی بڑی تفصیل معلوم کی تھی۔ باقی پیسے منہ میں رکھتے لوگوں کی زبان بھی خوب بند کی تھی وہ جو کچھ ریم اور نعمان علی کے متعلق جانتے تھے سب کچھ ایحان کے گوش و گزار کر چکے تھے۔۔۔ جب باران دلشیر کے وہاں آنے کی خبر ایحان کو معلوم ہوئی تو اسے احساس ہوا کہ معاملہ اب مزید الجھ گیا ہے۔۔

اگر باران دلشیر اس میں شامل تھا تو وہ جانتا تھا کہ وہ باران دلشیر سے نہیں جیت سکتا تھا۔۔

****

اگلے دن وہ صبح گہری نیند سے جاگی تو صبح گیارہ بج رہے تھے۔کمرہ خالی تھا۔۔ وہ اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔رات وہ زاویار خانزادہ کے سینے پر سوئی تھی یہ سوچ ہی دل کو عجیب طرح سے دھڑکا رہی تھی۔جب اپنے تمام ڈر، خوف خدشات اس شخص کے حوالے کر دیئے اور پھر اس کا خود پر پوری طرح اعتماد جتاتا ردعمل زرمش کو جیسے ایک نئی زندگی بخش گیا تھا۔۔اسی لیے اب جب تمام خدشات دور ہوئے تو اپنے پاؤں نرم قالین پر رکھتے اسے پہلی بار احساس ہوا تھا کہ اپنے اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے اسے کیا کچھ نوازا گیا تھا۔۔اپنے صبر، ہمت واستقلال کے بدلے اسے کتنی بے شمار نعمتوں سے

نوازا گیا تھا۔۔ایک نظر اس عالیشان کمرے کو دیکھا تو احساس ہوا کہ وہ کیا کچھ پا چکی تھی۔اس کے رب نے اسے اس کی تکلیفوں کے بدلے کیا کچھ نواز دیا تھا۔۔آنکھیں یکدم نم ہوئی۔۔وہ لب دبا کر مسکرانے لگی۔کمرے میں کر گول گھومی۔۔کمرے کی ہر چیز خوبصورت تھی بالکل اس کے کھڑے ہو خوابون کی طرح پر آج سے پہلے کبھی یہ حسین نہیں لگا تھا۔کیونکہ پہلے وہ خوش نہیں تھی۔۔اس خوبصورت جگہ پر وہ پہلے خود کو غلام یا باندی محسوس کرتی تھی۔لیکن اب؟ہاں وہ شخص اسے معتبر کر چکا تھا۔۔

"زاویار خانزادہ۔۔۔مسز زاویار خانزادہ۔۔"

اپنے نام کے آگے اس کا نام کتنا حسین لگا تھا۔۔خود سے شرماتے اس نے وارڈ روب کھولی۔۔اور ایک کھلتے ہوئے رنگ کا حسین لباس نکال کر فریش ہونے چلی گئی۔۔۔جب باہر نکلی تو بال نم تھے اور چہرے پر بھی نمی تھی۔۔ گہرے جامنی رنگ میں خود کا گلاب کی طرح کھلتا رنگ دیکھا تو چند پل کے لیے خود ہی مبہوت ہو گئی۔یہ رنگ اس پر بڑا جچ رہا تھا۔۔یہ رنگ لباس کا

نہیں بلکہ زاویار خانزادہ کی محبت کا تھا۔۔وہ خود سے شرماتی روم سے باہر نکلی اوراس عالیشان محل نماپورے گھر کو بغور دیکھنے لگی۔آج سے پہلے کبھی یہ گھر اتنا حسین نہیں لگا تھا۔۔بلکہ صرف ایک قید خانہ لگتا تھا۔لاؤنج میں ہی اسے محمل ملی جو فوراً اس کے وجود سے چمٹ گئی۔۔ محمل پر بھی آج اسے ٹوٹ کر پیار آیااور وہ اپنے بہت زیادہ قریب لگی تھی۔ محبوب تو وہ اسے پہلے دن سے تھی پر آج محبت بھی بہت حسین لگ رہی تھی۔پورا دن اس کا حسین گزرا تھا۔۔شکر تھا کہ دوبارہ اس نے ابرار کی شکل نہیں دیکھی تھی یقیناً ابرار کو زاویار نے نکال دیا ہوگا۔۔رات وہ زاوہار کی منتظر تھی پر زاویار کی طرف سے اسے میسج ملا تھا۔کہ وہ آج رات گھر نہیں آئے گا ضروری کام سے شہر کے باہر جارہا ہے۔۔یہ سن اس کا دل اداس ہوا تھا۔پر خود کو سمجھا بجھا کر محمل میں گم کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔پر وہ کیا کرتی۔۔ مجبور تھی دل کے ہاتھوں جو مستقل زاویار خانزادہ کو سوچ رہا تھا۔ساتھ ہر اس لمحے کو کوس رہا تھا جب اس نے زاویار کو تکلیف دی تھی۔۔رات دیر تک زاویار کے متعلق سوچتی وہ نیند

کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔۔آج اس شخص کی اپنے پہلو میں غیر موجودگی نے زرمش کو بری طرح جھنجھلاہٹ سے دوچار کیا تھا۔۔بڑی مشکل سے کروٹیں بدل بدل کر نیند آئی تھی۔۔

لیکن جب اگلے دن اس کی آنکھ کھلی تو یہ صبح زندگی کی روشن اور خوبصورت ترین صبح لگی۔۔ڈھیلی سی ٹی شرٹ ٹراؤزر میں اپنے پہلو میں بہت نزدیک اس نے اپنے خوابوں کے شہزادے اس یونانی دیوتا زاویار خانزادہ کو دیکھا۔۔ وہ اس کے بے حد نزدیک تھا۔زرمش کا دل کانوں میں بج اٹھا اور دل اچھل کر حلق میں آیا۔احتیاط سے دامن بچاتے وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔ڈر تھا وہ کہیں جاگ نہ جائے۔۔آج ڈر و خوف نہیں بلکہ بے پناہ شرم و جھجھک تھی جو آڑے آرہی تھی۔واشروم کی طرف قدم بڑھائے لیکن پھر زاویار کی نیند سے جاگ جانے کا سوچ کر الٹے قدم وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔زرمش کے باہر نکلتے ہی زاویار نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔

میری شیرنی بھیگی بلی بنتی جارہی ہے،،علاج کرناپڑے گا،،"مسکرا کر کمفرٹر" پرے کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اور واشروم میں فریش ہونے کی غرض سے چلا گیا وہ ڈارک بلوٹراؤزر اور بلیک سینڈو پہنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ڈائنگ ہال میں آیا تھا۔۔۔جہاں وہ سرخ سادہ سے سوٹ میں انہماک سے کھانا کھا رہی تھی۔اس کے پاس ہی بیٹھی محمل زرمش کے ہاتھ کا بنا سینڈوچ مزے لے لے کر کھا رہی تھی۔۔وہ آکر اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھا۔۔

"ڈیڈی،،،ایک بات پوچھوں،،، محمل نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔۔"

"ہمم،،،،زاویار نے ہاف فرائی ایگ پلیٹ میں نکالتے ہنکارا بھرا۔۔"

"مما آپ سے ناراض ہیں،،،سادہ سے سوال پر زاویار اور زرمش کی نگاہیں پل بھر کو چار ہوئیں تھیں۔۔۔

"نہیں تو،،،آپ کیوں پوچھ رہیں ہیں پرنسز،،،،؟چونکی تو زرمش بھی تھی"

"وہ مما کہہ رہی تھی ڈیڈ کو چھوڑو ہم اکیلے ناشتہ کریں گے۔۔تمہارے ڈیڈی ویسے بھی جن ہیں۔۔،،،(محمل کی بات پر زرمش کو پانی پیتے اچھو لگا تھا)

محمل نے ہنستے ہونٹوں پر ننھے ہاتھ رکھے جبکہ زاویار نے آئبرو اچکاتے زرمش کو دیکھا۔زرمش نے زاویار کی جانب دیکھنے سے مکمل گرز کیا۔

صحیح کہتی ہیں آپ کی مما، میں جن ہی ہوں،،اور بہت جلد آپ کی مما کو کھا" جاؤں گا،،"اس نے ناشتے سے ہاتھ کھینچتے بظاہر سنجیدگی سے کہا تو زرمش پہلو بدل کر بمشکل چور نظروں سے زاویار کو دیکھنے لگی۔کہ بات تو اس نے سنجیدگی سے کہو تھی مگر اس کی ان شوخ بے باک نگاہوں کی لپک میں اب ایک عجیب سی طلب اور معنی خیزی تھی جو زرمش کو پہلو بدلنے پر مجبور کر گئی۔

ایک اور سوال پوچھوں ڈیڈی؟" محمل نے دوبارہ پوچھا۔"

نو،،ناشتہ کرو پہلے،،ورنہ آپ کے سوالات کی وجہ سے آپ کی مما کا ناشتہ " حلق سے نہیں اترے گا،،"بظاہر سنجیدگی سے خفیف سا طنز کیا۔

بس ایک اور کوئسچن ڈیڈی،،،، مہمل نے مسکین سی شکل بنائی۔۔"

پوچھو،،،زاویار نے دانتوں تلے لب دبایا۔۔یقیناًاب بھی وہ ماں کے سر پر" کوئی بم پھوڑنے والی تھی۔۔

آپ لوگ ہاسپٹل جاکر میری سسٹر کب لائیں گے،،،،میں جب سے مما" آئی ہیں تب سے ویٹ کر رہی ہوں،،اتنی بار کہا آپ کو میری سسٹر لا دیں،،،،میں بہت لونلی فیل کرتی ہوں،،،میری سسٹر آئے گی تو میں اس کے ساتھ کھیلوں گی،،،، مہمل اطمینان سے اپنی فرمائش بیان کیے گئی۔۔

جب کہ زرمش کے لال بھبھو کا چہرے سے زاویار کی نگاہیں ہٹ نہیں رہیں تھیں۔۔۔

آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں ناں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سسٹر دے،،،زاویار" نے بظاہر سنجیدگی سے کہا تھا مگر سامنے والی کی پتلی ہوئی حالت پر دل کر رہا تھا قہقہے لگائے مگر وہ سنجیدہ رہا اور پھر ناشتے کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔

****

محمل زرمش کے کمرے میں داخل ہوئی تو محمل کے ساتھ ایک ملازمہ تھی جو بڑا سا باکس ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھی۔

کیا بات ہے مہمل،، یہ سب کیا ہے،،، زرمش نے حیرت سے پوچھا۔۔

مماڈیڈی کا فون آیا تھا کہ آپ کو ان کے ساتھ پارٹی میں جانا ہے،،، اسی لئے انھوں نے یہ آپ کا ڈریس اور چیزیں بھیجی ہیں،،، مہمل کے اطمینان سے کہنے پر زرمش نے کوئی بہانا گھڑنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ مہمل جلدی سے بولی۔۔

مماڈونٹ وری آپ کی پرنسز نے ڈنر کر لیا ہے (زرمش کے بغیر ہی) اور اب میں فوزیہ آپی (ملازمہ) سے سٹوری سن کر سو جاؤں گی،،، آپ بس جلدی سے ریڈی ہو جائیں،،، یہ کہتے مہمل کے معصوم چہرے پر ایک شرارتی سی مسکان تھی۔۔ابھی شام ہی تو اس نے گھر کے لینڈ لائن سے اپنے ڈیڈی کو کال کر کے کہا تھا کہ وہ آج رات زاویار اور زرمش کے ساتھ اپنی فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں جانا چاہتی ہے۔۔۔ایک تو زاویار گھر جلدی آجائے اور

دوسرا اس کی مما کا اپنی پسند کا کوئی نیو ڈریس بھیجے۔۔۔اسی لئے زاویار نے شاید آن لائن آرڈر کر کے یہ سامان ڈرائیور کے ہاتھ گھر بھجوادیا تھا۔۔

لیکن مہمل آپ اکیلی،،،،زرمش کو یاد آیا صبح زاوہار زرمش سے بات کیے" بغیر آفس گیا تھا۔شاید وہ اس کی شرم وحیا کو اب بھی اس کا گریز گردانتا ناراض تھا۔زرمش نے کہنا چاہا مگر مہمل نے اس کی ایک نا سنی۔۔اور اسے شور مچا مچا کر آخر تیار کروا ہی دیا۔۔باکس میں سے نیلے رنگ کی ساڑھی نکلی تھی جس کی چولی اور بارڈر پر سلور سٹون کا ہلکا کام تھا۔۔ساتھ وائٹ گولڈ کی سلور کلر ہلکی پھلکی جیولری اور بلو سینڈل۔۔زرمش کم از کم زاویار کے ساتھ اس حالت میں کہیں بھی نہیں جانا چاہتی تھی وہ بھی اس صورت جب وہ اس کے بڑھتے مچلتے جذبات اور شدت سے اچھی طرح واقف اور خوفزدہ تھی۔ مگر مہمل کے شور مچانے پر اب وہ ہلکا پھلکا تیار ہو کر سینڈل پہن رہی تھی۔۔۔

یہ وہی لمحہ تھا جب زاویار آفس سے آکر کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔وہ کمرے میں داخل ضرور ہوا تھا مگر دروازے پر ہی جیسے پتھر کا ہو گیا تھا۔۔وہ

مبہوت سا دنیا بھلائے سانس تک روکے اس حسن کی مورت کو دیکھے گیا۔۔کندن بدن نیلے رنگ میں چاندنی کی طرح دمک رہا تھا۔۔سنہری بال آبشار کی طرح کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔۔کانچ سی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں جن پر گھنیری سیاہ پلکیں سایہ فگن تھیں۔۔۔اس اپسرا کو دیکھ جیسے وہ اپنے ہوش اڑا بیٹھا تھا۔خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کے زرمش نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو بری طرح گڑبڑائی۔۔۔ مہمل نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔

"ڈیڈی،،، مہمل نے کہا تو زاویار نے بمشکل اس پر سے نگاہیں ہٹا کر اپنی تمام ترتوجہ مہمل کی جانب مبذول کی۔۔

"ممار یڈی ہے مہمل،،، آپ کیوں نہیں ریڈی ہوئیں،،، زاویار نے اسے گود میں اٹھایا۔۔تو مہمل نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے زاویار کا چہرہ تھاما۔۔

"آئم سوری ڈیڈی،،، میں نے آپ دونوں سے جھوٹ بولا،،، میری کسی دوست کی برتھ ڈے پارٹی نہیں،،، وہ کہتی زرمش کی جانب مڑی "اور ممانا

آپ نے کسی پارٹی میں جانا ہے،،،وہ کہتے شرارت سے مسکرا رہی تھی۔۔

زاویار نے بھنوئیں اچکائیں۔۔"ڈیڈی میں چاہتی ہوں آپ اور مما ڈنر پر جائیں،،اور پیچ اپ کر لیں،،،میں جانتی ہوں آپ دونوں ناراض ہیں،،، پیچ اپ کریں گے تو ہاسپٹل جا کر میری سسٹر لے کر آئیں گے ناں،،،وہ معصومیت سے اپنے پلان بتا رہی تھی۔۔۔زرمش نے اس کی بات پر پہلو بدلا کیونکہ زاویار خانزادہ کی گہری نگاہیں اسی پر مرکوز تھیں۔۔

جھوٹ بولنا اچھی بات تو نہیں پرنسز،،،زاویار نے اس کے گال پر پیار" کرتے تنبیہہ کی۔۔توجہ کا مرکز اب بھی وہی رگِ جاں تھی۔۔جو اس سے دامن بچانے کو سو جتن کیا کرتی تھی۔۔

ڈیڈی،،آپ لوگ جائیں گے ناں ڈنر پر،، مہمل نے بڑی آس سے پوچھا تھا" ڈر تھا کہ کہیں بنا بنایا پلان فیل نا ہو جائے۔۔

نو پرسنز،،زاویار نے اطمینان سے کہا۔"

****

ملحق کب تک آئے گا؟"ضیاءاور زین ایک کیفے پر بیٹھے تھے۔ایحان کو لاکھ" کال کے باوجود اس کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا اور ان کا ارادہ یہی تھا کہ وہ تینوں مل کر ایحان کے متعلق کچھ ضروری ڈسکس کرتے اس کی ہر پرابلم کا حل ڈھونڈیں گے۔۔

نہیں ملحق فلحال نہیں آئے گا،،"ضیاءنے بیرے کو چائے کا آرڈر دیتے" سگریٹ سلگائی۔۔۔

کیوں نہیں آئے گا،،؟"زین کو نجانے کیوں تجسس ہوا۔۔"

تمہیں نہیں پتا،،؟"ضیاہ کا انداز استہزایہ تھا۔زین نے ناسمجھی سے دیکھا۔۔"

مجھے کیسے معلوم ہو گا،،؟اس نے مجھے بتایا تھوڑی ہ،،؟"چڑھتے ہوئے" کہا۔۔یوں بھی آج کل وہ ملحق سے خواہ مخواہ چڑھ رہا تھا۔

تمہارے ہی گھر گیا ہے تمہیں ہی معلوم نہیں ہے،،اسٹرینج،،"ویٹر نے" چائے کے کپ ٹیبل پر رکھے تو ضیاءنے ایک کپ اٹھالیا۔۔

واٹ،،؟میرے گھر،،؟پر کیوں،،؟میں تو یہاں ہوں،،"زین کو یکدم" ایک ناپسندیدہ اور سلگتے ہوئے احساس نے گھیرا تھا۔ ملحق اس کے گھر کیا کر رہا تھا۔

کالم ڈاؤن زین،،اتنا اوورری ایکٹ کیوں کر رہے ہو،،تمہارے ہی گھر گیا" ہے اس میں اتنا ہائیپر ہونے کی کیا بات ہے،،"ضیاء اس کی بے چین بخوبی سمجھ رہا تھا۔۔اور اس وقت اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ عجیب پاگل دوست ملے تھے۔۔جو چاہتے تھے وہ نہیں بھی چاہتے تھے۔۔ان کا حساب تو وہ ہو گیا تھا کہ اپنے بال خود ہی نوچ رہے تھے۔۔یا اپنے پیر پر خود ہی کلہاڑی مار رہے تھے۔۔

نہیں یار،،میں ہائیپر نہیں ہوں بٹ اس نے مجھے بتایا نہیں وہ گھر گیا ہے ورنہ" میں اس کے لیے ویٹ کر لیتا،،"بمشکل چائے کا ایک سپ حلق میں اتارتے دھیمے لہجے میں کہا۔"پر وہ وہاں گیا کیوں ہے؟"زین نے پہلو بدلتے پھر پوچھا۔۔

شاید کسی کام سے تمہاری مام نے بلایا تھا،،"ضیاء نے کندھے اچکائے توزین" کے اعصاب چند لمحوں کے لیے ڈھیلے پڑے لیکن اس کے بعد ضیاء کی اگلی بات زین کو جیسے سر تا پیر سلگا گئی اسے لگا اس کی رگوں میں لاوا بہہ رہا ہے۔۔ مجھے لگتا ہے بظاہر وہ تمہاری مام کے بلانے پر گیا ہے پر اس کا انٹرسٹ سحر" میں ہے،،سچ آبیو ٹیفل اینڈ گورجس گرل،، معصوم بھی ہے،،آئی تھنک ملحق فیلز سمتھنگ اسپیشل فار ہر،،"ضیاء نے بہت اطمینان سے زین کا اطمینان غارت کر دیا تھا۔۔

میں گھر جا رہا ہوں،،،"بے انتہا غصے سے دانت پیستے گاڑی کی چابی اٹھاتے وہ" بغیر ضیاء کی مزید کوئی بات سنے وہاں سے نکل گیا تھا۔ضیاء نے گہری سانس بھرتے چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔۔سارے کے سارے دوست ہی الو کے پٹھے ملے تھے۔۔پھر مسکرا کر اس نے فون باہر نکالا اور نورین کی تصویر دیکھنے لگا۔۔اس دن کے بعد سے نورین اور وہ دوبارا قریب نہیں آئے تھے تین دن پہلے نورین پیپرز کی تیاری کے لیے بغیر اس کی اجازت کے اپنے میکے چلی

گئی تھی۔۔اور انتہا تو یہ تھی اس نے ضیاء سے فون پر بھی رابطہ تک نہیں کیا تھا۔۔وہ ناراض تھا۔۔بے شک وہ ہم عمر تھے۔۔ضیاء نے اسے اپنی پلکوں پر بٹھایا تھا پر وہ بھی تو عزت ڈزرو کرتا تھا جو نورین کی طرف سے دی جانا ضروری تھی۔۔اور اب ان کے درمیان اتنا کچھ آگے بڑھ جانے کے بعد اسے اس کا یہ گریز بلکل سمجھ نہیں آرہا تھا اسی لیے ضیاء نے خود کو اس کے سر کرنے کی بجائے اسے سپیس دینے کا ہی فیصلہ کیا تھا۔۔ پر مسلط

****

وہ مشتعل ساغصے سے ڈرائیو کرتے گھر پہنچا۔۔اس وقت رات کے سات بج رہے تھے۔۔ ملحق اس کے گھر پر کیا کر رہا تھا وہ بھی اسے بتائے بغیر۔۔لاؤنج میں داخل ہوا تو اس کے ماں باپ اکیلے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے اس کے کان میں محض اپنے باپ کا یہ جملہ پڑا۔۔

ملحق شریف لڑکا ہے،،، "نجانے کیوں پہلی بار اپنے دوست کی تعریف" اسے اتنی بری طرح سے چبھی تھی۔۔ لیکن ملحق کو یہاں موجود نہ پا کر اطمینان ہوا تھا۔۔

خیریت زین ابھی کچھ دیر پہلے گئے تھے،،، آج جلدی واپسی ہو گئی؟""

الیاس صاحب نے نرمی سے پوچھا تو وہ مسکراتا ہوا وہیں ان کے پاس بیٹھ گیا۔

بس ایسے ہی،، سوچا کچھ وقت فیملی کے ساتھ گزارنا چاہیے،، ویسے آج آپ" لوگوں کی پٹاخہ (چھوٹا فتنہ دل میں کہا) نظر نہیں آ رہا،، "صوفے سے پشت لگاتے لاپرواہی سے پوچھا۔اس کے پوچھنے پر الیاس صاحب اور مسز الیاس نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

وہ ملحق کے ساتھ باہر گئی ہے،،، "انہوں نے جتنے سکون سے بولا تھا اتنا ہی" زیادہ زین کو دھچکا لگا تھا۔۔ چہرے سے اطمینان و سکون پل میں غائب ہوا۔

اس وقت ؟اتنی رات کو آپ نے اسے ملحق کے ساتھ بھیجا ہے،، کیوں اور" کس لئے،،؟"اس کا لہجہ خود بخود سخت ہوا تھا۔۔الیاس صاحب کے ماتھے پر بل پڑا۔

کیا مطلب سمجھوں تمہاری اس بات کا،،؟"مکمل زین کی طرف مڑتے" انھوں نے کڑک لہجے میں پوچھا۔۔

مطلب صاف ہے ڈیڈ،، میں آپ سے صاف صاف الفاظ میں پوچھ رہا" ہوں،، آپ نے اتنی رات کو اسے ملحق کے ساتھ اکیلے کیوں بھیجا،،"وہ بھی انہیں کے انداز میں سلگ کر بولا۔

اس کی کورس کی بکس لینے،، اس کا ایڈمیشن کروایا ہے تو ضرورت کی کتابیں" اور سامان لینے بھیجا ہے،،"ان کا جواب سن کر زین کا دل کیا اپنا سر دیوار پر مار لے۔۔

تو آخر ملحق کے ساتھ کیوں بھیجا،،؟ کسی ڈرائیور کے ساتھ کیوں نہیں" بھیجا،،؟"زین کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے۔۔پر مقابل اس کا باپ تھا۔۔۔

ڈرائیور کو کیا معلوم کیا سامان ضروری ہوتا ہے،،ویسے بھی وہ ملحق کے" ساتھ ایزی اور کمفرٹیبل رہتی ہے،،تو اس میں اتنا اشو کریئیٹ کرنے والی کون سی بات ہے،،؟"اب کی بار زین کی ماں نے گفتگو میں حصہ لیا تھا۔۔ زین کا اپنے باپ کے ساتھ اس کا یہ لہجہ انہیں ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

تو میں مر تو نہیں گیا تھا،،آپ مجھے بول دیتیں یار،،ایک انجان لڑکے کے" ساتھ اسے باہر بھیج دیا،،"وہ اس بار سخت جھنجھلایا یا زیادہ جھٹپٹایا۔۔وہ دونوں چونک کر اس کا بے وجہ کا غصہ دیکھنے لگے۔

تم نے خود منع کیا تھا زین کے تمہارے پاس وقت نہیں ہے،،اور رہی بات" ملحق کی تو وہ انجان نہیں ہے تمہارا اسکول کے زمانے کا دوست ہے،،"الیاس صاحب نے اس کی طبیعت صاف کرنا چاہی۔ !

ایکزیکٹلی،،وہ میرا دوست ہے اس سے صرف اور صرف میرا کنسرن ہے،،"
تو پھر اس کے ساتھ سحر کو کیوں بھیجا،،؟! وہ اب بھی بھڑکتا ہوا اپنی بات پر
قائم تھا۔۔جبکہ زیادہ غصہ تو اس بات پر تھا کہ وہ گھر پہنچنے سے پہلے راستے میں
دس بار ملحق کو کال کر چکا تھا پر ملحق نے ایک کال بھی ریسیو نہیں کی تھی۔۔
"میری مرضی میں نے بھیجا،،میں چاہتا ہو ملحق اور وہ قریب ہوں،،وہ ملحق
کے ساتھ کمفرٹیبل ہو اور ملحق بھی اسے اچھے سے جان لے تاکہ میں بعد میں
آسانی سے فیصلہ کر سکوں،،"الیاس صاحب کے نیک ارادے زین کے
قدموں تلے سے زمین کھینچ چکے تھے۔۔
"آپ اس لڑکی کو اس وقت غیر مردوں کے ساتھ ایزی کروا رہے ہیں جو
آپ کے بیٹے کے نکاح میں ہے،،؟فار گاڈ سیک ڈیڈ،،؟کیا اس بات کا کوئی
سینس بنتا ہے ڈیڈ،،؟لائک سریسلی،،ہاؤ کڈ یو ڈو دس،،،؟"زین کے اندر
آتش فشاں پھوٹنے لگا تھا۔۔جب کہ اس کے ماں باپ کا اطمینان قابلِ دید
تھا۔۔

ہاں،، کیونکہ وہ نکاح صرف نام کا ہے،، میرا بیٹا اس سادہ اور بے ضرر لڑکی" کو اپنے نکاح میں قبول نہیں کرتا،، میرے بیٹے کے دیئے گئے وقت کے پورا ہونے کے بعد وہ اسے طلاق دے دے گا اور اس معصوم بچی کی زمہ داری مجھ پر ہے،، اور مجھے اس کے لیے ملحق پسند ہے،، کیونکہ میں نے ملحق کی آنکھوں میں اس کے لیے محبت، احترام اور لوئلٹی دیکھی ہے،، اور جب تمہیں سحر میں دلچسپی ہی نہیں تو مہربانی کر کے اپنا اتنا سر درد مت کرو،،" وہ زین کو لاجواب کر گئے تھے۔۔ کہ وہ چاہ کر بھی کچھ بول نہیں پایا تھا۔ لیکن ان کے ارادے زین کے وجود کو آگ میں جھونک گئے تھے۔۔ وہ پسند کرتا تھا یا نہیں ساتھ رکھتا یا طلاق دیتا جو بھی ہوتا پر اس وقت وہ اس کے نکاح میں تھی وہ بے غیرت نہیں تھا جو اپنی بیوی کو یوں دوسرے لڑکوں کے ساتھ گھومنے دیتا۔۔ دل تو کیا ہر چیز کو آگ لگا دے پر خود پر ضبط کیے لال بھبھو کا چہرہ لیے وہیں بیٹھا رہا۔ اس کا بار بار گھڑی دیکھتے پہلو بدلنا اور چہرے کا رنگ تبدیل

ہونا اس کے ماں باپ بغور دیکھ رہے تھے۔۔پر پر لطف ہوتے اب ملازمہ کو کافی کا آرڈر دیا تھا۔۔

****

نعمان علی کے محلے سے آنے کے بعد وہ اپنے مینشن چلا آیا تھا۔۔اس دوران اس کے لاکھ جھٹپٹانے کے بعد ضیاء سائے کی طرح اس کے ساتھ رہا تھا۔۔ کہ ضیاء کو یہ باران دلشیر کا آرڈر تھا۔۔ باران کی پوری طرح نظر ایحان پر تھی کہ وہ چاہتا تھا ایحان دوبارا کوئی بھی سکون آور نقصان دہ میڈیسن استعمال نا کرے۔۔

اس سے اگلی پوری رات ایحان دلشیر نے جاگتے اور تڑپتے گزاری تھی۔۔اور اس کے لاکھ چاہنے کہ موجود اسے کوئی سکون آور میڈیسن بھی نہیں مل پائی تو وہ اگلے ہی دن باران دلشیر کو فون کھڑکا چکا تھا کہ وہ آئے اور اس کی بات سنے۔۔ضیاء اسے زبردستی یونیورسٹی کے کر گیا مگر وہ وہاں سے بھی یوں

بھاگ آیا جیسے یونیورسٹی اسے کاٹ کھائے گی۔۔گھر واپس آیا۔۔تو پتہ چلا باران دلشیر مینشن میں موجود ہے۔۔

ریم اور نعمان علی کہاں ہیں،،؟" وہ سیدھا باران کی موجودگی محسوس کرتا" جھٹکے سے اسٹڈی کا دروازہ کھولتے وہ باران کے سامنے خستہ حال کھڑا تھا۔

کیا مجھے اب ملازمین کی خیر خبر رکھنے کی ضرورت ہے ایحان دلشیر،،؟ کہ " ایحان سیٹھ آئیں گے اور مجھ سے ملازمین کی خبر گیری کریں گے،،؟" تیر سا طنز تھا۔۔باران اسے احساس دلانا چاہتا تھا کہ کیسے اس نے اس کو اسپیشل محسوس کروا کر نوکر نوکر کی گردان کر کے اس لڑکی کی عزت نفس پر وار کیا ہے۔۔

آپ بات کو گھما نہیں سکتے،،مجھے جواب چاہیے ریم نعمان علی کہاں ہے،،""" ٹیبل پر ہاتھ مارتے وہ غرایا۔باران نے ناگواریت سے اس کا یہ انداز دیکھا پھر اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ایحان کے مقابل آیا۔۔

میں نے تمھیں کہا تھا ایحان،، وہ چاہیے تو اسے حاصل کر لو،، اور اب اگر" یہ سارا قصہ تم نے ختم کر ہی دیا ہے تو کیوں اس لڑکی کے پیچھے پڑے ہو،، بھول جاؤ اسے،،، باران نے سرد و بے تاثر لہجے میں کہتے مقابل کے چہرے کے اتار چڑھاؤ ملاحظہ کیے تھے۔۔

میں اسے بھول جاؤں گا تو یہ بھول ہی ہے،، آپ کی بھی اور اس کی بھی،،" اسے کیا لگتا ہے،، وہ مجھے مہرو کی طرح یوں چھوڑ کر جائے گی تو میں اسے جانے دوں گا،،؟؟ میں اب آٹھ یا دس سال کا بچہ نہیں ہوں اور نا وہ مہرو ہے،،، میں اسے ادھیڑ کر رکھ دوں گا،، یا اسے جان سے مار ڈالوں گا،،، وہ حلق کے بل چیخا تھا۔۔ باران دلشیر نے ایک گہری سانس اپنے اندر کھینچی کہ مہرو نام کے زخم کا ناسور ان کی زندگیوں سے کبھی بھی ختم نہیں ہو گا۔۔ اور یہی اس کے بھائی کی بربادی کی وجہ بھی تھا۔۔

ایحان آخر تم چاہتے کیا ہو،،؟؟ باران دلشیر نے سرد انداز میں جھنجھلا کر" پوچھا۔

وہ کہاں ہے،،؟؟میں فی الحال اس سے ملنا چاہتا ہوں،،اپنے کچھ سوالات" کے جواب چاہیں مجھے اس سے،،،ایحان کی آنکھیں یہ کہتے بے تاثر تھیں مگر لودیتا لہجہ اس کے اندر کے سلگتے بھانبھڑ کا پتہ دے رہا تھا۔۔

بھول جاؤ اسے،،،اور مجھے بتاؤ تم اینٹی ڈپریشن پلز کب سے لے رہے ہو؟"

اور کس نے تمہیں وہ میڈیسن مہیا کی،،؟"آستین کے کف موڑتے باران نے سادے لہجے میں دریافت کیا۔

میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہے،،"ایحان نے دانت پیسے۔۔"

پھر میں بھی تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں،،" باران کا اطمینان" قابلِ دید تھا۔۔

اوکے فائن،،آپ سمجھتے ہیں اس طرح آپ اسے مجھ سے بچالیں گے،،تو" آپ غلط ہیں،،،میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا،،اور پھر اسے میرے قہر اور غضب سے دنیا کی کوئی طاقت بھی نہیں بچا پائے گی،،آپ بھی نہیں،،،" نفرت سے کہتا وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔۔باران نے کچھ پل خالی جگہ

کو گھورا پھر سر جھٹکتے اپنا کوٹ اٹھاتے خود بھی باہر نکل گیا۔یہاں رہ کر وہ ایحان کو کنٹرول نہیں کر سکتا تھا۔ایحان کو کنٹرول کرنے کے لیے اسے ایلف کی ضرورت تھی۔۔

وہ سارے راستے ڈرائیونگ میں یہی سوچتا رہا کہ وہ ایلف کو کس طرح راضی کرے۔۔سفر طویل تھا پر باران کو بہت مختصر لگا۔اپنے مینشن کے اندر داخل ہوتے صاف ستھری روش پر گاڑی کے پہیے چرچرائے۔دلشیر مینشن کے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ایناره پر پڑی۔۔جو ٹیلیفون ہاتھ میں پکڑے مسکرا کر فون پر بات کر رہی تھی۔باران کو دیکھتے ہی اس نے فورا فون کاٹ دیا تھا۔باران نے اس سے کوئی سوال نہیں پوچھا تھا۔بس بہت باریک بینی سے اس کا گھبرانا دیکھا تھا۔

آپ ساری رات کہاں تھے،،؟"اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ایناره سوال" کرتی اس کے مقابل آئی۔۔

کام سے باہر گیا تھا،، تم کس سے بات کر رہی تھیں،،؟" باران کے سوال پر "
اس کا چہرہ پل بھر کو تاریک پڑا۔۔ باران سرد نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا
جب اچانک ایناره اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے میں لے آئی۔۔ باران کو بیڈ
پر بٹھاتے خود باران کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتے اپنے دونوں ہاتھ باران
کی گود میں رکھ دیے۔۔ باران خاموش تھا۔پر ایناره کشمکش میں تھی۔۔
"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں باران،، لیکن مجھے آپ کے غصے سے ڈر
لگتا ہے،، آپ مجھ پر پلیز غصہ مت کیجیے گا کیونکہ میں آپ سے جھوٹ نہیں
بولنا چاہتی،،، "اس کا انداز بلا کا حسین تھا کہ باران کے ہونٹ گہرہ
مسکرائے۔۔ یہ لڑکی معصوم تھی نجانے کن کن طریقوں سے وہ باران کے
حواسوں پر حاوی ہوتی تھی۔۔ باران نے بازو سے تھامتے اسے اونچا کیا اور
اسے اپنی تھائی پر بٹھایا۔ باران کی اس حرکت پر ایناره کے گال تپنے لگے اور وہ
گھبراہٹ کا شکار ہوئی۔ وہ جو اس کے جواب کی منتظر تھی اپنی ہی بات بھول
گئی۔۔

نہیں کروں گا غصہ میرے ریڈ ریبٹ،، بتاؤ کیا بات ہے؟" باران کے پوچھنے پر ایناره کچھ پل باران کے شرٹ کے بٹن سے کھیلتی رہی پھر گہری سانس لی۔۔۔

میں زریمان سے بات کر رہی تھی،، "ایناره کی صاف گوئی سے وہ متاثر ہوا" تھا لیکن زریمان کا نام سن کر ماتھے پر بل پڑے تھے۔

آپ نے کہا تھا،، آآپ غصہ نہیں کریں گے،، بالکل بھی،، "ایناره کا کہنا تھا" اور بڑے نامحسوس سے انداز میں ایناره نے اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیوں سے اس کے ماتھے پر پڑے بل کھولنے چاہے تھے کہ باران نے سیدھا ہاتھ منہ پر پھیرا پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔اور اس کی اس بچگانہ حرکت پر دل میں مسکرایا۔۔

ان کی آپ سے لڑائی ہوئی تھی،، میں آپ سے یہ نہیں کہہ رہی کہ میں ان" سے ملنا چاہتی ہوں میں کبھی واپس اس کوٹھے پر نہیں جانا چاہتی،، لیکن میں زریمان سے رشتہ ختم نہیں کر سکتی وہ خالہ کی بیٹی ہے اور اس نے میرا بہت

خیال رکھا،،اور آپ کے پاس بھی تو مجھے اسی نے بھیجا تھاناں،،"وہ نظریں جھکائے کہہ رہی تھی لیکن باران کی طرف سے کوئی جواب نا پاتے نظر اٹھائی تو اسے باران کی آنکھیں خالی اور چہرے کے تاثرات سرد لگے۔۔اب وہ اسے کیا بتاتا کہ دو کروڑ کے عوض کمزور اور بزدل اینارہ کا سودا کیا تھا اس بیغیرت عورت نے۔۔

لیکن میرے لیے آپ سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے،،اگر آپ کہیں گے تو" میں زریمان سے بات نہیں کروں گی،،نہ کبھی ملنے کا کہوں گی، لیکن اگر آپ بات کرنے کی اجازت دیں گے تو مجھے خوشی ہو گی،،"اچانک باران کا ہاتھ تھام کر وہ مان سے بولی۔۔۔

باران نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیکھا تو فورا مسکراہٹ ہونٹوں پر نمودار ہوئی۔۔وہ عام لڑکیوں کی طرح ضد نہیں کر رہی تھی۔۔ہٹ دھرمی نہیں دکھا رہی تھی بلکہ اس نے سب سے اوپر باران کو رکھا تھا سب سے زیادہ

فوقیت باران کو دی تھی اب جب اتنا مان باران کو دیا تھا تو تھوڑا مان باران سے طلب کر رہی تھی۔۔تو بھلا وہ کیسے اس کا مان توڑ سکتا تھا۔۔

"ٹھیک ہے تم زریمان سے بات کر لینا،، لیکن زریمان پر قطعاً یہ ظاہر مت کرنا یہ میری اجازت سے ہو رہا ہے،، ورنہ اس کے لیے یہاں آنے کے راستے ہموار ہوں گے اور میں یہ نہیں چاہتا،،" باران کی بات اس قدر قابلِ خوشی تھی کہ ساری شرم وحیا بھولے وہ خوشی سے اس کے سینے میں سما گئی تھی۔

"آپ بہت اچھے ہیں اینجل باری،، پکا وعدہ، میں نہیں بتاؤں گی زریمان کو کچھ بھی،، نہ ملوں گی،، صرف بات کروں گی،" باران کے گال کو زور سے ہاتھوں میں کھینچتے وہ بچوں کی طرح بولی۔۔

"اچھا جاؤ،، میرے لیے اچھی سی بلیک کافی لے کر آؤ" اسے ابھی ایلف سے ملنا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کی ان معصوم حرکتوں پر بہک کر اسے خود

میں الجھا کرا بھی پاگل کر دے۔اسی لئے فورا اسے وہاں سے باہر بھیجا تھا۔۔

باران کے کہنے پر وہ فورا باہر کی جانب بھاگ گی۔۔

باران نے اپنی بڑھی ہوئی شیو سہلاتے اینارہ کا لہراتا آنچل دیکھا۔۔ہونٹوں پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔وہ بھلا کیسے انجان رہ سکتا تھا اپنے ریبٹ سے۔۔

کل جب وہ فون پر بات کر رہی تھی اس کے بعد ہی باران نے پوری ریکارڈنگ سنی تھی۔۔وہ اینارہ اور زریمان کی گفتگو بخوبی سن رہا تھا۔جسے سن کر اس کا دل کیا وہ زریمان کو زندہ زمین میں دفن کر دے۔۔اور جو کہانی اسے زاویار سے معلوم ہوئی تھی اس کی مکمل تحقیق بھی باران دلشیر پہلے ہی کر چکا تھا۔پر اسے اینارہ کو کسی چیز سے آگاہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔کہ وہ معصوم سی پری وش اس کے وجود میں ہی اتنی الجھ جائے کہ اس کے بعد اس کی زندگی میں کچھ بھی باقی نہ رہے۔۔

پر زریمان کو سکون نہی تھا وہ شاید خود اپنی دردناک موت چاہتی تھی۔کل جب اینارہ نے اسے جھوٹ کہا اسے پہلی بار اینارہ پر غصہ آیا تھا۔پر وہ نظر

انداز کر گیا تھا۔اور آج ایناره کا حسین انداز اس کے دل کے ہر کونے کو کسی گلاب کی طرح کھلا گیا تھا۔۔اب اس کا کام آسان تھا۔۔وہ زریمان کو زریمان کے جال میں ہی الجھا کر عنقریب ایسی مات دینے والا تھا کہ زریمان کو سانس لینے کی مہلت بھی نہ ملتی۔۔۔۔ایناره کے کچن میں جانے کے بعد وہ ایلف کے کے کمرے میں گیا۔۔آہستگی سے دروازہ کھولا تو ایلف کو کھڑکی کے پاس کھڑے پایا۔

آجائیں اندر،،،"ایلف کے ٹھہری ہوئی آواز پر لب بھینچتا وہ قدم قدم" چلتا ایلف کے برابر کھڑا ہوا۔

مم،،میں نے کک،،کئی شامیں ایسے ہ،،ہی انتظار مم،،میں گزاری تھیں،،،" بب،،بے آسرا اور لا،،،وارث،،"وہ طنز نہیں کر رہی تھی صرف بتا رہی تھی۔۔

میں تم سے ملنے آتا تھا،،پر تم ملتی نہیں تھی،،"باران نے وضاحت دینی" چاہی پر وہ جانتا تھا اس کی دلیل کھوکھلی ہے۔۔

ہاں پپ،، پھر آپ نے یہ ق،، صور بھی مم،، مجھ پر ڈالتے،، فاتحہ "

ککک،،، کی مم،، مٹی بھی ڈال دی،، "وہ کرب سے ہنسی۔

ایلف میں کبھی تم سے بے خبر،، " باران بول ہی رہا تھا جب ودر میان میں "

چیخی۔۔

خ،،، خدا کے لیے،، اب بھی آپ کک،، کو سمجھ نہیں آ رہی کہ دد،، دولت "

مم،، محبت اور رشتوں کی کک،، کمی پوری نہیں کر سکتی،، مم،، میرے بینک

میں کک،، کروڑوں ج،، جمع کروائے پر مم،، مجھے ان کی ضرورت

نن،، نہیں تھی،، آ،، آپ کک،، کی ضرورت ت،، تھی،، "سر پر ہاتھ مارتی

وہ بیڈ پر جا بیٹھی۔۔ باران مجرم کی طرح کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔

ایلف،، میں ایسا کیا کروں کے تم اور ایجان مجھے معاف کر دو،، میں تھک "

گیا ہوں دنیا سے،، خود سے اور تم لوگوں سے لڑ لڑ کر،، میری سانسیں مجھ پہ

تنگ ہو رہی ہیں،، یا تو تم لوگ مجھے سزا دے دو یا معاف کر دو،،، سب

برداشت کر سکتا ہوں یار پر تم لوگوں کی نفرت نہیں،، "بے بسی سے کہتے وہ

ایلف کے سامنے گھٹنے ٹیک گیا۔۔اس کی گود میں دھرے ہاتھ عقیدت سے تھام لیے۔۔ایلف نم نظروں سے اسے دیکھے گئی وہ جھکے کندھے کے ساتھ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

معاف کر دیا آپ کو،،"ایلف نے مسکراتے فراغ دلی سے کہا۔۔بے شک" !وہ ساتھ نہیں تھا پر پھر بھی ہر لمحے اس کے ساتھ ہی تھا۔۔۔

****

ZNZ Zubi Novels Zone

آ،،آر زک کو آپ نن،،نے مم،،میری زندگی میں کک،کیوں آنے" دیا،،؟"ایلف کے اچانک سوال پر باران بری طرح چونکا۔۔

ا،،آیسے مت دد،،دیکھیں،،میرے ارد گرد ہر فرد بب،،باران دلشیر کا" گارڈ تھا مم،،میں جانتی ہوں،،ایسے مم،،میں کک،،کیسے ممکن ہے کہ

آ،، آرزک خانزادہ سے آپ نن،، ناواقف ہوں," ایلف کے سوال پر وہ دھیمے سے مسکرایا۔

تم اتنی چھوٹی اور نا سمجھ نہیں رہی جتنا میں تمھیں سمجھ رہا تھا،، "جواباً ایلف" نے باران کو دیکھا۔۔ دوری خالی ایلف نے تو نہیں جھیلی تھی۔۔ اپنے بھائی کے ہر حق کے لیے دنیا سے لڑتا بہن بھائی کو بچاتا تنہائی کا شکار وہ بھی رہا تھا۔ یہ بات نظر انداز کیے جانے کے قابل ہر گز نہیں تھی کہ اگر باران دلشیر نہ ہوتا تو آج شاید وہ سڑک پر بھکاری ہوتے۔ اللہ نے ان دونوں کو باران دلشیر کی صورت میں بہت مضبوط سہارا دیا تھا۔

مم،، میں سمجھی تھی آ،، آرزک آپ کک،، کا کوئی گارڈ ہے،، مم،، میں پہلے " ڈری تھی،، پھر یہ س،، سوچ کر اطمینان ہو گیا کہ نج،، جو بھی ہوا آپ کک،، کے علم میں آپ کی م،، مرض سے ہو گا،، پھر مم،، مجھے اس سے مم،، محبت ہو گئی،، سب کچھ صحیح ہو رہا تھا پ،،، پھر آپ نے آرزک کی حقیقت مم،، مجھ پر آشکار کی ہے نن، ناں،، وہ ای میل کرنے والے آپ ہی

تھے نہ،،؟"ایلف نے اپنی ہتھیلی رگڑتے پوچھا۔۔باران نے محض اثبات میں سر ہلایا۔۔

آپ نے سس،،سب جاننے کے باوجود اسے مم،،میرے نزدیک" کک،،کیوں آنے دیا،،؟آپ اسے روک سکتے تھے وہ آ،،آپ کک،،کا دد،،دشمن تھا،،اس سوال نے مم،،مجھے بب،،بہت تڑپایا ہے،،دور ہونے کک،کے باوجود مم،،مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا تھا ک،،کہ آپ کے ہوتے ہوئے مم،،میں محفوظ ہوں،،پپ،پھر آپ نے وہ یقین توڑ دیا،،مم،،میری زندگی میں اس کک،،کو آنے دیا،،جج،،جان بوجھ کر،،کک،کیوں؟؟وہ خود اذیتی سے کہہ رہی تھی۔باران دلشیر نے نوٹ کیا نامحسوس طریقے سے ایلف نے اپنے پیٹ کو چھوا تھا۔ہاں وہ آرزک خانزادہ کا بچہ اپنے پیٹ میں لیے ہوئے تھی اس کی کوکھ میں جس کی نسل تھی اس شخص کی بے رخی ایلف کے لیے باعثِ ازیت اور جان لیوا ہی تھی۔

مان نہیں توڑا،، سب کچھ میرے پلان کے مطابق ہوا،، مجھے تمھارے لئے "
کسی ایسے لڑکے کی تلاش تھی جو تمھیں مجھ سے بھی زیادہ محفوظ
رکھے، جنون کی حد تک تمھیں چاہے،، پھر میری نظر ایک لڑکے پر آن
ٹھہری،، جو تمھارے لیے بہت پوزیسو اور جنونی ہو گیا،، مجھے تمہارے لیے
ایسا لڑکا چاہیے تھا جو تمہاری حفاظت کر سکے،، تم سے محبت کرے،، اور یہ
دونوں خاصیت آرزک خانزادہ میں تھیں،، " باران نے نرمی سے کہتے ایلف
کے گرد بازو پھیلاتے اس کے سر کو چوما تو ایلف ازیت سے ہنسی۔۔۔۔

وو،، وہ مم،، مجھ سے م،، محبت نہیں کرتا،، مم میں اس کے "
لیے ص،، صرف ایک مم،، مہرہ تھی " وہ شکایت کر رہی تھی۔

محبت نہیں بہت زیادہ محبت کرتا ہے،، " باران نے بازو پر زور دیتے گرم "
جوشی سے کہا۔

نن،، نہیں کرتا،،، بالکل بھی نہیں کک،، کرتا،،، "باران کے سینے پر سر" رکھتی وہ سسک پڑی تھی۔ باران نے لب بھینچے اسے دیکھا پھر گہری سانس لی۔۔اس کی چھوٹی سی گڑیا بہت تکلیف میں تھی۔

بہت محبت کرتا ہے بہت چاہتا ہے تمھیں،، کیا میری بات پر یقین" نہیں،،؟" باران نے ایلف کا چہرہ بلند کرتے پوچھا۔

اس نے ممم،، جھ پہ،،، پر اعتبار نہیں کک،، کیا،،، "ایلف کے لہجہ میں ازیت تھی۔

یہاں وہ غلطی پر رہا تھا،، اسے تم پر اعتبار کرنا چاہیے تھا،، اور اس کی سزا اسے" مل رہی ہے اور ملے گی،، لیکن تصویر کا دوسرا رخ دیکھو تو وہ اتنا قصوروار نہیں ہو گا،، کیونکہ تم اس کے سامنے جس شخص کا کردار بیان کر رہی تھی وہ اس کا باپ تھا،، اور تم اس کے باپ کے قاتل کی بہن،،" باران کے کہنے پر ایلف نے نظریں جھکا لیں۔۔

وہ ممم،، مجھے چ،، چھوڑ دے گا،،" یہ سب سے کرب ناک بات تھی اس"
کے لیے۔۔

کس نے کہا تم سے یہ،،؟ وہ تمہیں نا پہلے طلاق دینے والا تھا نہ اب دے"
گا،،، وہ تمھیں کبھی نہیں چھوڑے گا،،، اس کے چچا نے جھوٹ کہا تھا تم
سے" باران کی بات وہ پھیلی آنکھوں سے باران کو دیکھنے لگی۔۔

پ،، پھر اس نے مم،، مجھے یہاں کک،، کیوں چھوڑا،،" باران کی باتیں"
سن کر اس کے دل میں اطمینان سا اترا تھا۔

اس نے چھوڑا نہیں،،، میں تمہیں اس کو بغیر بتائے یہاں لایا تھا ش، تاکہ"
اسے سزا مل سکے،، اور اس کے بعد وہ مجنوں بنا شہر کی گلیوں کی خاک چھانتا
پھرتا رہا ہے،، اور ابھی تو اور سزا دینی ہے اسے،،" باران دلشیر نے ایک آنکھ
دباتے شرارت سے کہا۔

کیا سزا دیں گے،،؟" ایلف نے مسکراہٹ دباتے پوچھا۔ اچھا تھا آرزک"
خانزادہ کو سزا ملتی اس نے اسے کم نہیں رلایا تھا۔

خلع کا نوٹس،، " باران کے دو حرف ایلف کی مسکراہٹ چھین گئے تھے وہ "
بے یقینی سے باران کو دیکھنے لگی۔

پریشان مت ہو،، خلع ہو نہیں رہی،، صرف ایک نوٹس بھیجا ہے اس "
تڑپانے کے لیے،، اسے اس بات کا اندازہ ہونا چاہیے کہ اس نے باران دلشیر
کی بہن کو رلایا اور ستایا ہے،، اور تم بھی کان کھول کر سنو آسانی سے نہیں
ماننا،، آخر میں باران نے تنبیہ کی۔ ایلف نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا
اور باران کے گرد بازو باندھے محبت سے بھینچا۔۔ باران نے اطمینان سے
آنکھیں موندتے ایلف کا سر تھپکا۔۔۔ وہ کتنا ڈپریشن میں تھا یہ سوچ کر کیسے
ایلف کو راضی کرے گا۔۔ پر ایلف نے یہ بات ثابت کی تھی کہ بہنیں بہت
نرم دل کی مالک اور محبت کرنے والی ہوتی ہیں۔۔۔

****

وہ بے مقصد گھنٹہ بھر ان کے ساتھ بیٹھا رہا جب باہر سے ایک چہکتی ہوئی
آواز پر مٹھی زور سے بھینچی۔۔

ہاہاہا،، آپ بہت فنی ہے یار،،" یہ سحر کی آواز تھی۔۔لہجہ خاصہ بے تکلف" تھا۔۔ابھی اپنے اندر اشتعال کو قابو کرنے کی کوشش ہی کی تھی جب وہ لاونج میں داخل اس کے پیچھے ملحق دو تین بیگز پکڑے ہوئے تھا۔۔ ملحق کے چہرے کی مسکراہٹ زین کی برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔

ماما اتنا سارا مزہ آیا میں آپ کو کیا بتاوں،،،" عابدہ بیگم کے گلے میں بانہیں" ڈالتے وہ لاڈ سے بولی تو عابدہ بیگم نے اس کا ماتھا چوم لیا جب کہ ملحق وہیں الیاس صاحب کے برابر میں بیٹھ گیا۔

تم جلدی آ گئے زین،،، میں یہاں سے واپسی پر تم لوگوں کو ہی جوائن کرنے" والا تھا،،" ملحق نے عام سے لہجے میں کہا پر زین سرے سے نظر انداز کر گیا۔ ہونٹوں پر مٹھی جمائے اس کی مستقل سرخ ہوتیں نظریں سحر پر جمی تھی۔۔گہرے گلابی رنگ کے فراک کیپری میں دوپٹے کا مفلر بنا کر گردن میں لپیٹے وہ اپنے نوخیز حسن سے بے پرواہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔بالوں کی لمبائی پہلے سے کچھ چھوٹی تھی شاید عابدہ بیگم نے کٹوائے تھے۔ہائی پونی

ٹیل اور چہرے پر جھولتے چند بال۔۔۔اس کے گلابی مومی گال اور بار بار چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے کرتیں اس کی مخروطی انگلیاں۔۔زین کی اگلی نظر اس کے سراپے میں الجھی تھی۔۔جو ڈھیلی فراک میں بالکل نمایاں نہیں تھا۔۔یہ دیکھ اس کے تنے اعصاب کچھ ڈھیلے ہوئے تھے۔۔وہ پہلی بار سحر کو کسی بچی کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنی بیوی کے نظریے سے دیکھ رہا تھا۔۔اور کہ اسے احساس ہوا کہ کوئی بھی مرد اس معصوم حسینہ پر پل نظریہ بدلنا تھا میں فدا ہو سکتا تھا تو اس میں ملحق کا کیا قصور تھا۔۔

میں کھانا لگاتی ہوں،، کھانا کھا کر جانا ملحق،،"عابدہ بیگم گرم جوشی سے" بولیں۔۔

نہیں آنٹی میں نے اور سحر نے باہر کھانا کھا لیا تھا،،"سحر کو نرم نظروں سے" دیکھتے اس نے مسکرا کر کہا تو زین کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا۔۔

تو کیا ہوا،، میں تو دوبارہ کھاؤں گی،،"سحر نے فورا اپنا نیا بیگ کھول کر اندر" سے کتابیں نکالتے کہا تو ملحق ہنسنے لگا۔۔

چھوٹے پیکٹ،، تمہارا پیٹ ہے یا کنواں،، خیر تم کھاؤ میں مزید نہیں کھا"
سکتا،، "ملحق نے ہاتھ اٹھاتے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔الیاس صاحب اور عابدہ
بیگم اس کی بات پر مسکرائے۔۔

کل آئیں گے نا آپ،،؟"سحر کا بے قراری سے پوچھنا زین کو اشتعال دلا رہا"
تھا۔ بمشکل خود پر ضبط کرتے اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔اس سے
پہلے ملحق کوئی جواب دیتا زین اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔

کل یونیورسٹی میں ملاقات ہو گی ملحق،، "زبردستی مسکراتے ایک طرح"
سے اس نے جانے کا اشارہ دیا تھا۔۔ ملحق زین سے ہاتھ ملاتا وہاں سے نکل گیا
تھا۔۔زین واپس اپنی جگہ پر بیٹھتا سحر کو دیکھنے لگا جو خوشی سے اپنی ایک ایک
کتاب نکال کر دیکھ رہی تھی۔

مام پلیز کھانا لگا دیں،، "خود کو حتی الامکان نارمل رکھتے زین نے عاجزی سے"
کہا تو عابدہ بیگم اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئیں۔۔زین نے واپس سحر
کو دیکھا یہ بات اسے بہت زیادہ چبھی تھی۔کہ اتنے وقت میں سحر اس سے

یوں لاتعلق تھی جیسے زین کو جانتی ہی نہ ہو۔۔جب کہ سب سے گہرا تعلق اس کا زین سے ہی تھا۔کیا یہ لڑکی واقعی اتنی کم زہن تھی کہ اس میں بالکل شعور نہیں تھا۔۔زین اگر زبانی کلامی اس سے روڈ رہا تھا تو کیا اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ اس کا شوہر ہے۔۔کیا اسے عام بیویوں کی طرح اپنے لئے زین کا دل نرم کرنے کے جتن نہیں کرنے چاہیں تھے۔۔؟؟اچانک الیاس صاحب کا فون رنگ ہوا تو وہ وہاں سے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

"کیا کیا خریدا ہے مجھے دکھاؤ،،"دل تو کر رہا تھا ایک زوردار قسم کا جھانپڑ اس لڑکی کو لگائے کہ ساری عقل ٹھکانے آجائے پر اس وقت نرمی برتنا بہتر سمجھا۔۔اسی لیے غصے کو دباتے پوچھا۔۔

"کیا آپ میری شاپنگ دیکھیں گے،،،؟"سحر نے چونکتے حیرت سے پوچھا۔۔

"ہاں،،"زین کے کہنے کی دیر تھی وہ بغیر ایک لمحہ ضائع کیے فوراً زین کے برابر میں لاپروائی سے بیٹھی اور بیگ ٹیبل پر اپنے سامنے کیا۔اس کے اچانک

قریب بیٹھنے پر وہ زین کے بے حد قریب آگئی تھی۔وہ اپنی کتابیں نکالتی زین کی گود میں خوشی سے رکھ رہی تھی۔وہ پہلی بار اسے الگ زاویے سے بغور دیکھ رہا تھا۔

یہ والی کتنی بھاری ہے نہ،،میں اسے پڑھوں گی کیسے،،؟"ایک کتاب زین" کے آگے کرتی وہ چمکتی آنکھوں سے بولی زین نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بالکل اسکی طرح،،"زین کے کسرتی بازو کو دباتے وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

آج بہت خوش ہو تم،،"وہ بار بار اس کا چہکنا نوٹ کر رہا تھا۔۔نجانے کیوں" دل میں کچھ کھٹک رہا تھا۔اندر کہیں ایک ناپسندیدگی سی پیدا ہو رہی تھی۔۔۔

ہاں بہت زیادہ،،آج میں اتنا سارا شہر گھومی ہوں،،میں نے بڑے سے" ہوٹل میں کھانا بھی کھایا پھر ہم سمندر کنارے گئے اور پھر،،آئس،،،آہہہ!

ابھی وہ بول ہی رہی تھی جب زین نے غصہ ضبط کرتے سحر کا بازو پکڑا۔۔۔۔!

آئندہ تم ملحق کے ساتھ باہر نہیں جاؤ گی،،"وہ نرمی کرنا چاہتا تھا پر لہجہ سخت" ہو گیا تھا۔

کیوں،،؟میرا بازو چھوڑیں،،"ماتھے پر ننھا سا بل ڈالے زین کی گرفت" سے بازو نکالنے کی کوشش کی۔۔اسی لمحے عابدہ بیگم کچن سے باہر آئیں۔

زین،،"سنجیدگی سے زین کو پکارا تو زین نے نرمی سے سحر کا بازو چھوڑ" دیا۔۔اس کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا۔گھر کے باقی نفوس پر سکون کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے علاوہ زین کے۔۔ نظر کبھی بھٹک کر سحر کے حسین چہرے پر جاتی تو کبھی اپنے باپ پر۔۔

مام،،آئندہ گھر کے کسی بھی فرد کا کوئی بھی کام ہو ملحق کو مت بلایئے گا،،ہجو" بھی کام ہو میں خود کر لیا کروں گا،،آپ لوگوں کے جو بھی ارادے ہیں وہ ایک جگہ لیکن بار بار ملحق کو بلانے سے میرے سرکل میں میری امیج پر فرق پڑے گا،،وہ سمجھیں گے میں نہ اہل ہوں،،

جو بھی کام ہو اجہاں بھی جانا ہوں میں کر دوں گا،،"زین نے سادہ سے لہجے میں کہا تو عابدہ اثبات میں سر ہلانے لگیں۔

ہاں،،اب ایسا کوئی خاص کام نہیں ہے،،اگر ہوا تو میں تمہیں بتا دوں گی،،"

ویسے بھی ملحق تو اب روز آئے گا،،وہ اپنی خوشی سے سحر کو ٹیوشن دینا چاہتا ہے،،،"عابدہ بیگم کی بات پر زین خاموش رہا۔اب غصہ ملحق کی طرف کنورڈ ہو رہا تھا پر بے بسی تو یہ تھی وہ ملحق کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا جب اس کے ماں باپ ایسا چاہتے تھے۔

اس کی بھی کوئی کوئی ضرورت نہیں،، منع کر دیں اسے،، میں پڑھا دوں گا"

ٹیوشن،، ملحق کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں ہے،،"زین کہتے ساتھ کھانے کی پلیٹ پر متوجہ ہوا

نو ماما،، مجھے ان سے نہیں پڑھنا،، مجھے ملحق،،"ابھی سحر بول ہی رہی تھی" جب زین نے غصے سے ٹیبل پر چمچ پٹخا۔۔

شٹ اپ،، جسٹ شٹ اپ،، بڑا ہے تم سے بھائی بولو اسے،،اور تم میرے" مقابلے میں بہت زیادہ آرگیو نہیں کر رہیں،،؟" وہ بھڑک گیا تھا۔ سحر غصے سے منہ پھلائے اسے گھورنے لگی پھر نم آنکھوں سے الیاس صاحب کو دیکھا۔ وہ ایسی ہی تھی۔ دوسروں کے سامنے شیر ہونے والی۔

زین،،،"الیاس صاحب نے تنبیہ کی لیکن زین سرد مہری سے اٹھ کھڑا" ہوا۔۔۔

پلیز ڈیڈ،،اگر اب آپ کی ہر شکایت دور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تو" بھی آپ کو پرابلم ہو رہی ہے،،؟؟" وہ بنا کھانا کھائے ڈائینگ روم سے باہر نکل گیا۔ الیاس اور عابدہ اسے جاتا دیکھنے لگے پھر الیاس صاحب نے کندھے اچکا دیے۔۔

وہ تینوں کھانے میں مصروف ہو چکے تھے۔ مگر عابدہ اور الیاس صاحب بیٹے کے بھاؤ تاؤ دیکھ کر اب سکون محسوس کر رہے تھے۔۔

****

نو پرسنز،،زاویار نے اطمینان سے کہا تو زرمش نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا" کر اس کی جانب دیکھا کہ امید نہیں تھی کہ وہ شخص اس کی ذات کی یوں سر عام نفی کر دے گا۔۔جبکہ اس بات پر مہمل رونے کی تیاری کرنے لگی تھی۔۔"پرنسز میں نہیں چاہتا آپ کی مما کو اس تیاری میں آپ کے ڈیڈی کے علاوہ کوئی اور دیکھے،،،اسی لئے ہم ڈنر تو ساتھ کریں گے مگر باہر نہیں جائیں گے،،،بلکہ فارم ہاؤس جائیں گے،،،،وہاں میں آپ کے لیے سرپرائز ریڈی کروں گا صبح آپ فوزیہ کے ساتھ وہاں آنا تو ہم خوب انجوائے کریں گے اور گھومنے بھی جائیں گے،،،،زاویار کی بات پر زرمش پر پہلے تو گھڑوں پانی پڑ گیا مگر پھر اگلی بات پر دل دہل س گیا۔۔مگر وہ خاموش رہی۔۔مہمل دونوں کو گڈ نائٹ کس دے کر فوزیہ کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔زاویار نے پھر ایک گہری نگاہ اس کے ہوش ربا دلکش نازک سراپے پر ڈالی جو نروس سی ہوتی اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔۔زوایار نے نوٹ کیا کہ وہ ہلکے سے کپکپا سی رہی ہے تو زاویار کچھ سوچتے زیر لب گہرا مسکرایا۔۔

میں تیار ہو کر آتا ہوں،،،ویٹ کرو،،،وہ سنجیدگی سے کہتا فون پر کھانے کا" آرڈر دیتا اپنے ڈارک بلو ڈنر سوٹ کی وائٹ شرٹ اور پینٹ لیے واش روم میں بند ہو گیا۔۔

زرمش کا دل کیا وہ کہیں غائب ہو جائے۔۔کہ کافی دنوں سے تو اسے اطمینان تھا کہ وہ اس کے علاج سے پہلے اس کے قریب نہیں آئے گا۔ نجانے وہ اس دن کون سے علاج کی بات کر رہا تھا۔پر اب اپنے اوپر وہ مثال بخوبی جچتی محسوس ہو رہی تھی

کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔

لیکن آج اس کی بے باک گہری پر شوق نگاہوں سے ہاتھوں کی ہتھیلیوں تک پسینے چھوٹ گئے تھے تنہائی میں اس کے ساتھ فارم ہاؤس پر کیسے وقت گزرے گا۔۔ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ وہ فریش سا واش روم سے باہر آیا۔۔ایک خوشبوؤں کا ریلا تھا جو کمرے میں رقص کر رہا تھا۔۔زرمش کی مزید حالت پتلی ہونے لگی۔۔وہ چاہ کر بھی اس شخص سے فرار حاصل نہیں

کر سکتی تھی جو کہ اس کے تمام حقوق اپنے نام محفوظ کیے بیٹھا تھا۔۔وہ پوری طرح اس کی تھی چاہ کر بھی اس بات کی نفی نہیں کر سکتی تھی۔۔

شال اوڑھ لو،،،زاویار کی بھاری گھمبیر آواز کمرے میں گونجی توزرمش" بری طرح گڑبڑائی۔۔جبکہ اس خونخوار شیرنی کو اس وقت صرف اس کی نگاہوں کی تپش سے ہی بھیگی بلی بنتے دیکھ زاویار کا دل کیا بلند آواز میں ہنس دے۔۔زرمش نے الماری سے نکال کر شال اوڑھ لی۔۔زاویار نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما جو برف کی سل کی طرح سرد پڑ چکا تھا۔۔وہ اس کے لمس پر تھرا اٹھی تھی۔۔وہ اس کا ہاتھ تھامے باہر پورچ تک آیا۔۔اس کے لیے فرنٹ ڈور کھولا توزرمش خاموشی سے سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔جبکہ زاویار نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔۔زاویار خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔مگر پھر اسے یہ خاموشی چبھنے لگی۔۔

تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو،،،زاویار نے سادہ سے لہجے میں سچے دل"
سے اس کی تعریف کی۔۔زرمش چونکی پھر خود میں سمٹ سی گئی۔۔
شکریہ،،،ایک لفظی جواب تھازاویار نے سرد سانس کھینچی۔۔"
یونوواٹ،،، مہمل کی کیااٹینشن ہے،،،وہ ہم سے کیاچاہتی ہے،،؟؟؟"
زاویار نے جان بوجھ کراسے چھیڑاکہ وہ آگے سے کچھ کہے گی مگرزرمش
خاموش رہی۔۔جس پرزاویار نے بری طرح اپنے لب بھینچے۔
۔"میں سوچ رہاتھااب مہمل نے اتنی محنت کی ہی ہے تواسے اس کی محنت کا
کچھ پھل بھی تو ملناچاہیے،،،،زاویار نے اندھیرے میں تیر چلایا۔۔
مگروہ سانس روکے خاموشی سے گاڑی سے باہر اندھیرے میں جانے کیا
تلاش کرنے لگی تھی۔۔زاویار نے اب خاموشی سے گاڑی چلائی تھی یہ سوچ
کردل عجیب لے پر دھڑک رہاتھاکہ پہلو میں بیٹھی اس کی من پسند عورت
اس کے بچے کی ماں بنے گی۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت کے بعد گاڑی فارم ہاؤس کے پورچ میں رکی تھی۔۔۔جہاں آدھے چاند کی مدھم چاندنی میں عجیب خواب ناک سا ماحول تھا۔۔اوائل سردیوں کے دن تھے اور ماحول میں ہلکی سی خنکی تھی۔۔فارم ہاؤس کی سفید عمارت ملگجے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔زرمش گاڑی سے نیچے اتری تو زاویار گاڑی سے اتر کر اس کی سائیڈ آیا۔۔زرمش کا دل کانوں میں بجنے لگا۔۔کہ زاویار نے اس کے کندھوں سے شال اتار کر گاڑی میں ہی رکھ دی تھی۔۔گاڑی کی چابی اور موبائل اپنی پاکٹ میں رکھتا وہ مصروف سا اس کا ہاتھ تھامے فارم ہاؤس کے لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔۔

لاونج سے وہ بڑے کچن میں آئے تھے جہاں ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا ہوا تھا اور کچن میں ایک ملازمہ موجود تھی جس نے انھیں دیکھ کر سلام کیا تھا۔۔جس کا جواب زاویار نے ہی دیا تھا زرمش کے تو گویا حلق میں پھندا سا لگا ہوا تھا۔۔وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے اور خاموشی اور خوشگوار سے ماحول میں کھانا کھایا۔۔زاویار نے نوٹ کیا وہ بے دلی سے کھانا بس زہر مار کر رہی ہے۔۔وہ

جانتا تھا وہ اس کی نگاہوں سے کنفیوز ہے مگر اس کے باجود زاویار چاہ کر بھی اس شعلہ جوالہ سے اپنی نگاہیں کسی صورت ہٹا نہیں پا رہا تھا۔۔۔وہ پر سکون ہو کر کھانا کھالے اسی لئے زاویار اس دوران تھوڑی دیر کے لیے اپنے بیڈ روم چلا گیا تھا۔۔۔دونوں کھانا کھا چکے تو زاویار ملازمہ کو کافی کا بول کر زرمش کا ہاتھ تھامے اسے فارم ہاؤس کے سیکنڈ فلور پر لے آیا۔۔جہاں طویل ترین چھت کے آدھے حصے پر رہائش کے لیے بڑے بڑے کمرے بنے ہوئے تھے جبکہ آدھی چھت پر تقریباً پاکستان اور بیرون ممالک کے مختلف پودوں اور پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔پھولوں کے بیچ وبیچ ایک بڑا جھولا تھا جس پر زاویار اسے لئے بیٹھ گیا تھا۔۔چاندنی کی ٹھنڈک ہر سو پھیلی کے ساتھ ملگجے اندھیرے میں ان ہوئی تھی۔۔پھولوں کی بھینی خوشبو ہوا کے ارد گرد پھیلی ہوئی تھی۔۔اس کے باجود ماحول کے اتنے خواب ناک ہونے کی وجہ سے اتنی ٹھنڈک میں بھی زرمش کو اپنی حالت خراب ہوتی

محسوس ہو رہی تھی۔۔ملازمہ کافی لے کر آئی تو دونوں نے اپنے اپنے کپ تھام لیے۔۔

سنو،، تم جا سکتی ہو،،، اب کوئی ملازمہ مجھے گھر کے اندرونی حصے میں دکھائی نا دے،، بلکہ نواز (زاویار کا باڈی گارڈ) کو کہو گھر کو باہر سے ہر طرف سے لاک کر دے،،، آج رات ہم یہیں رہیں گے،،، زاویار نے اطمینان سے کہا تو زرمش نے بری طرح پہلو بدلا جبکہ ملازمہ نے اثبات میں سر ہلایا اور وہاں سے چلی گئی۔۔

کیا ہوا خیریت،،، تم ٹھیک ہو،،، زاویار اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ " ہوا تھا۔۔وہ خود کو نارمل رکھنا چاہتا تھا مگر دل و جاں میں جو جزبوں کے طوفان اٹھ رہے تھے ان پر بند باندھنا آج ناممکن لگ رہا تھا۔۔

ہم،،، ہمیں گھر چلنا چاہیے،،، مم،، مہمل اکیلی ہو گی،،، کہیں خوفزدہ نا" ہو،،، زرمش بمشکل اپنی بات کہہ پائی۔۔

اس کی فکر مت کرو،، وہ ٹھیک ہے،،، تم اپنی بات کرو،،، تم کیوں خوفزدہ" ہو،، مگ تھامے تمھارے ہاتھ کیکپا رہے ہیں،،،، زاویار نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ وہ کچھ نا بول پائی۔۔ تبھی زاویار نے ہی بات آگے بڑھائی۔۔ "تم مجھ سے خوفزدہ ہو،،؟؟؟

نہیں،، ایسی تو کوئی بات نہیں،،، میں آپ سے کیوں ڈروں گی،،،، زرمش نے گہرا سانس لیتے اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکن پر قابو پانے کی کوشش کی۔ لیکن میں آج خوفزدہ ضرور ہوں،،،، اپنے آپ سے،،،، کہ کہیں خود سے" کئے تمام عہد آج توڑ نا بیٹھوں،،،، زاویار کے پراسرار گھمبیر لہجے نے اس کے بہکے جزبات کی ترجمانی کی تو زرمش اپنی جگہ پر سن سی ہو گئی۔۔

کک،، کیا مطلب ہے آپ کا،،،،

صاف الفاظ میں سننا چاہتی ہو تو سنو،،، میں تھک چکا ہوں اس چھپن چھپائی" کے کھیل سے، میں اپنے اور تمھارے درمیان یہ تمام فاصلے مٹا کر آج اپنا یہ مقدس رشتہ مکمل کرنا چاہتا ہوں،، تمھیں ایسے اس پاکیزہ رشتے کی زنجیروں

میں جکڑ لینا چاہتا ہوں کہ آئندہ تم میری ذات سے متعلق دوبار کبھی کوئی منفی خیال تمہارے زہن میں نہ آئے،،، میں آج ہمارے درمیان گزری پچھلی تمام تلخ باتیں بھلا کر ایک نئی شروعات کرنا چاہتا ہوں،،، اور مجھے یقین ہے کہ کیونکہ تم میری بیوی ہو اور صرف اور صرف میری ہو تو تمہیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا،، اتنے خواب ناک فسوں خیز ماحول میں زاویار معراج خانزادہ کی بھاری گھمبیر لہجے میں کی گئی ایسی باتوں سے زرمش کو یوں لگا اس کے جسم سے اس کی جان نکل رہی ہے۔۔ زرمش کے ہاتھ سے اس کا مگ گر کر زمین بوس ہوا تھا۔۔ تبھی زاویار نے بھی اپنا کپ جھولے پر رکھا اور زرمش کا سر دپڑتا ہاتھ تھام کر اسے جھولے سے نیچے اتار کر اپنے رو برو کھڑا کرتے اپنی بانہوں کے حصار میں بھرا۔۔ زرمش نے اپنے کپکپاتے ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ کر خود کو سہارا دیتے اپنے ہوش و حواس قائم رکھنے کو اپنی جان لگا دی مگر آج وہ شخص تو اس کی جان لینے کے درپہ تھا جس نے جھک کر اس کے ماتھے پر ایک محبت بھری مہر ثبت کی تھی۔۔

پپ،،،پر،،،وو،،،وہ،،،،،زرمش اس کے آگے کچھ بول نہیں پائی تھی نا"
اس شخص نے اسے بولنے کی اجازت دی تھی۔۔زرمش کی ریڑھ کی ہڈی
میں سنسناہٹ سی ہوئی۔۔اس کا ہر لمس ہر شدت ناقابل برداشت تھی۔۔۔
زاویار نے یونہی اسے اپنی بانہوں میں بھرا اور اسے لئے رہاش گاہ کی جانب
بنے اپنے بیڈ روم میں لے آیا۔۔زاویار نے دھیمے سے اسے نیچے اتار۔۔ مگر
اس کا وجود اپنے لمس سے معطر کیے گیا۔۔زرمش کو لگا آج وہ واقعی جان سے
جائے گی۔۔جب سینے میں سانس الجھنے لگی اور اسے لگا اس کا دم گھٹ جائے گا
تب زرمش نے اپنے پوری طاقت لگا کر اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ ٹکا
کر اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔۔زاویار لڑکھڑا کر دو تین قدم پیچھے ہٹا تھا۔۔
سارا افسوں پل بھر میں ٹوٹ کر چکنا چور ہوا۔۔زاویار خانزادہ کو لگا غم و غصے کی
شدت سے اس کی رگوں میں خون کی جگہ لاوا بہہ گیا ہے۔۔ تبھی اپنے
مٹھیاں بند کرتے آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔ جبڑے بری طرح بھینچ کر
زرمش نے صدمے کی حالت میں اپنے لبوں پر ہاتھ جما کر پھٹی پھٹی آنکھوں

سے اسے دیکھا۔۔وہ اسے ایک مرتبہ پھر ناچاہنے کے باوجود دھتکار چکی تھی۔۔وہ خود کو اس کے سپرد کرنا چاہتی تھی مگر اس کی شدت اور دیوانگی سہہ نہیں پائی تھی اسی لئے اسے دور کیا لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اس کی قربت دھتکار رہی تھی مگر وہ جانتی تھی مقابل یہی سمجھا تھا اسی لئے اپنی بے ترتیب دھڑکنے اور لباس تو بھول ہی گئی۔۔زرمش کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں اور وہ ایک جھٹکے سے مڑ کر ڈریسنگ روم کا دروازا دھاڑ سے بند کرتا اندر گیا تھا۔۔زرمش خوفزدہ ہو کر اپنی جگہ سے ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔حلق میں پھندا سا لگ گیا تھا جیسے زبان نے ساتھ چھوڑ دیا تھا کہ وہ یونہی بجلی طوفان بنا ڈریسنگ سے باہر نکلا تھا۔۔اور بیڈ کی سائیڈ ڈرار سے اپنا ڈائل کیا اور فون کان سے لگاتے گاڑی کی چابی اور موبائل نکال کر ایک نمبر والٹ اٹھا کر اپنے کوٹ کی پاکٹ میں رکھا۔۔اب وہ نیچے جھک کر اپنے شوز پہنتا شولیس باندھ رہا تھا۔۔وہ اب اپنے مستقبل کے لیے ایک کھیل اس کے دماغ سے کھیلنا چاہتا تھا۔۔بس بہت بہت ہو چکا تھا۔بہت برداشت کر لیا تھا۔۔

اب مزید اپنے رشتے میں کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں نکالنا چاہتا تھا۔۔وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا یہ فوبیا کیسے دور کرنا ہے۔۔ تبھی یہ سب جان بوجھ کر کر رہا تھا۔۔۔فون رسیو کیا گیا تھا۔۔

ہاں باران،،،زریمان کو فون کرو،،،اسے کہو میرا دوست آرہا ہے تو ایک" خوبصورت سی لڑکی کا بندوست کر کے رکھے،،،،یہ کہتے زاویار کے چہرے پر سرد اور پتھریلے سے تاثرات تھے۔زرمش کو لگا اس کے سر پر فارم ہاؤس کی چھت آن گری ہے۔۔وہ بے آواز آنسوؤں سے رودی تھی۔۔۔

ادھر باران کو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا تھا مگر وہ جتنا چالاک تھا بہت جلد معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا کہ ضرور میاں بیوی میں کوئی کھٹ پٹ ہوئی ہے جس سے باران کو کم از کم ایک کمینی سی خوشی ہی ہوئی تھی مگر اس کے ساتھ زرمش پر بے تحاشا غصہ بھی آیا جو اس کے دوست کو اس نہج تک پہنچا چکی تھی کہ وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کو ایسا رستہ اپنائے۔۔

وہ تو بندوست ہو ہی جائے گا،، مگر اب یہ حرام نہیں ہے جس کا گناہ نہیں ملے گا تمھیں،،، باران نے دانت پیس کر کہا تھا۔۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ زاویار محض کسی کو سنانے کو ایسا بول رہا ہے جبکہ اس غلیظ جگہ پر کبھی پاؤں بھی نہیں رکھے گا۔۔۔

مجھے پورا یقین ہے باران کہ آج جو اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر میں حرام" کاری کروں گا اس کا گناہ کم از کم میرے سر نہیں آئے گا،،، زاویار نے کہا اور فون بند کرتے ایک جھٹکے سے اٹھ کر لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔ وہ جو پتھر بنی کھڑی تھی اس کی جانب تو دیکھا تک نہیں۔۔ زرمش جو بے جان بنی کھڑی تھی زاویار کے الفاظ نے روح تک جھنجھوڑ ڈالی تھی۔۔ وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپتی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔

زاویار،، ٹھہریں،، رک جائیں،،، وہ کمرے سے باہر نکل کر چیخی تھی۔۔" مگر وہ کان بند کیے سیڑھیوں پر قدم رکھ گیا تھا۔۔ زرمش اس کے پیچھے بھاگی

اور بجلی کی سی رفتار سے دو تین سیڑھیاں اتر کر اس کے رستے میں حائل ہوئی تھی۔۔زاویار نے لال انگارا قہر بار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

ہٹو سامنے سے،،،زاویاد غرایا تھا۔۔"

مم،،مت جائیں،،،آنسوؤں کا پھندا سا گلے میں اٹکا ہوا تھا وہ بمشکل بول پائی۔۔"

کیوں،،،؟؟کئی بار دھتکار کر سکون نہیں ملا،،،میں کیا کاٹھ کا الو ہوں،،،جو تمھارے دھتکارنے کے باجود تمھارے آگے پیچھے دم ہلاتا پھروں گا،،،وہ دھاڑا تھا۔۔اور زرمش شدت سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

نن،،نہیں،،،میرا وہ مطلب نہیں تھا،،،میں ایسا کچھ نہیں چاہتی تھی،،،"

زرمش نے نم لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔مگر وہ اسے ایک جانب دھکیل کر آگے بڑھا تھا جب زرمش نے تیزی سے پیچھے مڑ کر اس کا بازو تھاما تھا۔۔۔

میں آپ کو نہیں جانے دوں گی وہاں،،،زرمش نے آہستگی سے کہا تھا کہ "
زاویار ٹھٹھک کر رہا تھا۔۔رگیں جو غصے سے پھٹ رہیں تھیں پل بھر کو
ڈھیلی پڑیں تھیں۔۔کیا وہ یہ کہہ رہی تھی کہ وہ خود کو اس کے سپرد کرنے کو
تیار ہے؟؟؟زاویار نے پیچھے مڑ کر اس کے سنہری گھنے بال اپنی مٹھی میں
جکڑے تھے۔۔زرمش کے منہ سے ایک سسکاری برآمد ہوئی۔۔
"میں نے بہت برداشت کیا ہے زرمش،،، لیکن آج تم نے ہر حد پار کر دی
ہے،،میں سمجھا تھا ہمارے درمیان سب نارمل ہو گیا ہے ہم ایک اچھے میاں
بیوی کی طرح زندگی گزاریں گے۔میں نے تمہاری مرضی کا انتظار کیا،،
تمہیں اس رشتے کو قبول کرتے دیکھا مجھ پر اعتبار کرتے دیکھا تبھی آگے
بڑھا،،پر تم نے سب کچھ اسپائل کر دیا۔،،،اس نے غرا کر کہتے اپنے لب
بھینچے۔۔"میری برداشت یہیں تک تھی،،،اب بس،،،بندہ بشر ہوں،،اپنی
ضروریات پوری کرنا جانتا ہوں،،،بیوی نہیں تو پھر ایسے ہی سہی،،،کہتے اس
نے زرمش کو دور جھٹکا اور ایک مرتبہ پھر قدم آگے بڑھائے۔۔لیکن ایک

مرتبہ پھر زرمش بہت تیزی سے اس کے سامنے آئی تھی۔۔زرمش نے اپنی پوری طاقت سے اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ مار کر اسے روکتے ایک قدم پیچھے دھکیلا تھا۔۔

بس کریں،،بہت ہو گیا،،آپ مجھے ایک لڑکی نہیں سمجھتے تو کم از کم ایک " انسان ہی سمجھ لیں،،،کیا شرم،حیا، جھجھک ایک عورت کا زیور نہیں ہوتی؟؟ آخر آپ مجھے سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے،،زرمش بھی اب نم لہجے سمیت چلائی تھی۔۔کہ وہ پل بھر میں اس کی بات کی تہہ تک پہنچتا پر سکون ہوا تھا۔۔غصہ جھاگ کی مانند بیٹھتا چلا گیا۔۔زاویار نے اس کا ہاتھ تھاما اور تیزی سے واپسی کے لیے پلٹا۔۔وہ اسے لئے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ڈور آٹو لاک ہوا۔وہ اب سوں سوں کرتی بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔۔زاویار نے اسے لا کر بیڈ کے بیچ و بیچ بٹھایا تھا۔۔خود موبائل سوئچ آف کرتا ڈریسنگ روم میں گم ہو گیا۔۔کچھ ہی دیر میں وہ باہر آیا تو سادہ سے ٹراؤزر میں تھا۔۔وہ

بیڈ پر آیا تھا۔۔زرمش اپنے آپ میں سمٹ سی گئی مگر زاویار نے اسے سیدھا کرتے اس کی گود میں اپنا سر رکھا تھا۔۔

"میرا سر دبا دو زر،،،اس نے نرمی سے کہا تھا تو زرمش آہستگی سے اس کا سر دبانے لگی۔ مگر ہنوز سوں سوں جاری تھی۔۔زاویار نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو نرمی سے اپنے پوروں پر چنے تھے۔۔

"بس کرو،،ہر وقت رو کر ان آنسوؤں کو بے مول کرتی رہتی ہو،،میں اب کبھی تمھاری آنکھوں میں ان آنسوؤں کو نہیں دیکھنا چاہوں گا،،،زاویار نے نرمی سے کہتے اس مخملیں گلابی گال سہلائے۔۔وہ کافی دیر اس کا سر دباتی رہی۔ پھر زاویار نے اس کے دونوں ہاتھ ہاتھ کر اس کی گلابی ہتھیلیوں پر اپنے سلگتے لب رکھے تھے۔۔ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے وجود سے وہ ہلکی پھلکی جیولری بھی اتار دی۔۔زاویار کی پر تپش انگلیاں اسے اپنے گلے پر رینگتی محسوس ہوئیں تو زرمش نے زور سے اپنی آنکھیں موند لیں۔۔وہ مسکرا کر اس کی گود سے اٹھا اور پھر زرمش کو نرمی سے بیڈ پر لٹاتے زاویار نے اپنی

شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکی۔۔زرمش جو اس کی اس جسارت پر آنکھیں کھول گئی تھی اب شرم سے دوسری جان چہرہ موڑتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتی اٹھ بیٹھی۔۔زاویار بیڈ کی جانب بڑھنے کی جگہ وارڈروب کی جانب بڑھا اور الماری کے لاکر سے کچھ نکالنے لگا۔زرمش کبھی اس کی پشت کو دیکھتی تو کبھی نرمی سے چہرہ جھکا لیتی۔۔زاویار خانزادہ اس کے مقابل کچھ فاصلے پر بیٹھا۔۔اس کے شرٹ لیس کسرتی چٹانی سینے سے زرمش نے بری طرح نگاہیں چرائیں تھیں۔۔

"دیکھ سکتی ہو،،اتنی محنت اپنی باڈی پر میں نے اپنی بیوی کے لیے ہی کی ہے،،" تاکہ وہ کسی فلمی ہیرو کی طرف بھی نہ دیکھے،،"زرمش کی جھکی پلکوں پر دھیرے سے لب رکھتا وہ اسے جی جان سے کانپنے پر مجبور کر گیا۔

"زاو۔۔یار،،میں ویسے بھی کسی کو نہیں دیکھتی،،"زرمش نے پیچھے کھسکنے کی کوشش کی لیکن پیچھے بیڈ کراؤن ہونے کی وجہ سے کوشش ناکام ہو گئی۔

اس کے نازک بدن پر وہ ساڑھی،اس کا نوخیز حسن آج زاویار کو چاروں شانے چت کر چکا تھا۔۔بہکی مخمور نگاہیں اس پر ٹکی تھیں۔۔

"میری طرف سے شادی کا پہلا تحفہ،،!"زرمش نے اشتیاق سے زاویار کی بند مٹھی کو دیکھا۔۔پھر نا سمجھی سے زاویار کے چہرے کو۔۔جو شرارتی نظروں سے اب اس کے بہت قریب بیٹھا اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"مٹھی تو کھولیں،،زرمش نے اپنے نرم ہاتھ اس کی مٹھی پر رکھتے مٹھی کھولنے کی کوشش کی۔

"ایسے نہیں کھلے گی یہ،،پہلے ایک میٹھا سا بوسہ،،یہاں،،انتہائی بے باکی کا مظاہرہ کرتا اپنی لبوں پر انگلی رکھتے وہ بولا تو زرمش کی سانس حلق میں اٹک گئی۔۔

"نہیں چاہیے،،زاویار کی مٹھی چھوڑتے وہ بیڈ سے اتر کر بھاگنے لگی جب زاویار نے جھٹکے سے اسے اپنے نزدیک کھینچا۔۔زرمش بے جان ڈال کی طرح اس کے برہنہ سینے کا حصہ بنی۔۔کچھ زاویار کے شرٹ لیس ہونے کا

قصور تھااور کچھ درمیان کی بے تحاشا نزدیکی کا کہ زرمش کی سانس بری طرح دہکنے لگی تھی۔دل بری طرح دھڑکتا گویا سینے سے باہر آنے کو مچل رہا تھا۔

ایسے میری قربت اور نزدیکیوں سے بھاگو گی تو معاملہ مشکل ہو جائے گا،،"

کیا تمہیں شایان اور ارحا پر رحم نہیں آتا،،ان کے رونے کی آواز سن کر تمہارا دل نہیں کانپتا؟"زاویار جس قدر سنجیدگی سے بولا تھا زرمش حیرت و نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

ارحا کون ہے،،؟"وہ واقعی حیران تھی جب اسکی حیرت سے پھٹی آنکھیں" زاویار کی اچانک بے باک شرارت پر مزید پھیل گئی۔۔جلد زاویار اس سے دور ہوا تو زرمش کا دل کیا وہ کہیں چھپ جائے۔۔

ارحا یار،،شایان اور محمل کی چھوٹی بہن،،"زاویار کا کہنا تھا زرمش خود میں" سمٹنے لگی۔۔

کیامیرا ماضی جان کر آپ کا دل مجھ سے اکتایا نہیں،،؟میری ماں کون تھی"
؟کیااس بات نے آپ کے دل کو میرے خلاف بد گمان نہیں کیا،،؟"
نظریں جھکائے زرمش اس سے دور ہونے لگی تھی جب زاویار نے کروٹ
بدلی۔۔زرمش پر حاوی ہوتا وہ سنجیدگی سے زرمش کو دیکھنے لگا۔۔

نہیں،، کیونکہ تمہاری ماں بہت پاک صاف عورت تھی،،"زاویار نے اس"
کے ماتھے سے بال ہٹاتے نرمی سے اس کا گال سہلایا تھا۔۔زرمش حیرت
سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔چند لمحوں میں اس کی آنکھوں میں نمی
چمکنے لگی۔

طنز کر رہے ہیں آپ،،"وہ درد میں مبتلا ہوئی تھی۔زاویار نے جواب دینے"
کے بجائے زرمش کی سانسوں پر دسترس حاصل کی تھی۔۔زرمش سن تھی
۔۔بالکل ساکت۔۔وہ اب اپنی منمانی کرتا جیسے اس کی بد گمانی پر اسے میٹھے
سے درد سے دوچار کرتا سزا دے رہا تھا۔۔

طنز نہیں کیا،، سچ کہا ہے،، تم جانتی ہو تم اب تک اپنی عزت بچاتی آئی ہو اپنی" ہر مشکل میں،، صرف اس لیے کیونکہ تمہاری ماں نے بھی یہی کیا تھا،، تمہاری ماں کا نام وجیہہ تھا نہ؟"زاویار نے اس کی گردن سے بال ہٹاتے اپنی انگلی کی پور سے شہ رگ پر اپنا نام لکھا۔۔وہ اس کے لمس پر سانس تک روک گئی۔۔

پتا نہیں،، میں نے بچپن سے ان کا نام طوائف ہی سنا ہے،، وہ بہت سادگی" سے کہہ رہی تھی۔زاویار نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔اور دل نے ایک بار پھر اقرار کیا کہ اس لڑکی کا دل اور کردار شیشے کی طرح صاف شفاف تھا۔۔ تمہاری ماں کا نام وجیہہ تھا،رقاصہ تھی لیکن جسم فروش نہیں،، تمہارا باپ" غریب تھا تمہاری ماں حسین تھی۔۔اور تم جانتی ہو حسین رقاصائیں سونے کے تخت پر رہتی ہیں وہ بھی جب وہ خود اپنے محل کی مالکن ہوں،، تمہارا باپ غریب تھا کسی بازار میں ملاقات ہوئی تھی، تمھاری ماں کی جانب سے شریف لڑکی بن کر ملاقات ہوئی تھی اور تمہاری ماں نے عزت کی زندگی چن کر

تمہارے باپ سے شادی کی تھی،، کوٹھا چھوڑ کر بھاگی تھی جس میں مدد تمہاری خالہ بانو بائی نے کی تھی، جو زریمان کی ماں تھی، "زاویار عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اسے ضروری لگا تھا سچائی سے پردہ اٹھانا ورنہ وہ لڑکی کبھی زندگی میں آگے نہ بڑھتی۔ بچپن سے پڑنے والا طعنہ کہ ماں طوائف تھی اس جملے نے اس کی شخصیت کو بگاڑ دیا تھا۔ وہ زہنی مریض تھی کیونکہ حقیقت سے ناواقف تھی۔۔

وہ اس کا رونا چیخنا برداشت کر سکتا تھا لیکن زہنی مرض نہیں۔۔ اسی لیے آج کا موقع بہترین تھا کہ وہ اسے تمام حقیقت سے روشناس کروا کر اسے خود میں الجھا لیتا کہ دنیا کا ہوش اسے نہیں رہتا۔۔ زرمش سانس روکے زاویار کو یک ٹک دیکھ رہی تھی۔۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے۔۔

شروع کے دو سال بہت اچھے مگر تنگدستی میں گزرے تھے تمہارے ماں" باپ کے،، تمہاری ماں عزت کی زندگی میں خوش تھی پر تمہارا باپ راضی نہیں تھا،، جب اسے علم ہوا تمہاری ماں اپنے زمانے کی مشہور رقاصہ ہے،،

اور مرداس کے حسن کے دیوانے تو تمہارے باپ سے یہ برداشت نہیں ہوا،، تمہاری ماں کو طلاق دینے کا فیصلہ کیا پر تمہاری ماں اس کے پیروں میں گر گئی،،" وہ بغور زرمش کے تاثرات دیکھتے بات درمیان میں روک گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھرے وہ سانس روکے ہوئے تھی۔۔زاویار نے جھکتے اس کی آنکھوں پر لب رکھے تو زرمش آنکھیں میچ گئی۔۔

ایک ہچکی حلق سے نکلی۔۔

پپ،، پھر آ۔۔۔آگے۔۔کک کیا ہوا؟"زرمش کے لبوں سے محض اتنا" نکلا۔

تمہارے باپ کو پھر غربت سے نکلنے کا راستہ تمہاری ماں لگی،، تمہاری اور" تمہاری بہ،،! زاویار بولتے بولتے اچانک رکا تھا۔ پھر جملہ درست کیا۔

تمہاری پیدائش کے بعد باقاعدہ تمہارے باپ نے مردوں سے اس کا سودا" کرنا شروع کیا،،اور اس بار معاملہ عزت تک آم پہنچا تھا،، تمہاری ماں اس لیے اس گھر سے بھاگ کر واپس کوٹھے پر گئی،، لیکن اس بار وہ کوٹھے کی مالکن

نہیں بلکہ ایک عام سی رقاصہ کی حیثیت سے گئی،، تمھاری ماں تمھارے باپ کی بے وفائی کا صدمہ دل سے جان لیوا روگ کی صورت لگا بیٹھی تھی تبھی زیادہ دیر کی نہیں پائی اور کوٹھے پر ہی ہارٹ اٹیک کے سبب ان کا انتقال ہو گیا،،"زاویار بول کر خاموش ہوا تو زرمش خاموشی سے زاویار کو دیکھتی رہی

--

م،،میرا باپ ایسا نہیں کر سکتا،،"ٹوٹے پھوٹے الفاظ پھر بھی سالم" تھے لیکن اس کا وجود اس وقت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔۔یہ اب تک کی زندگی کا سب سے بڑا انکشاف تھا۔۔جو اس کی نازک جان پر ظاہر ہوا تھا۔۔ زاویار نے نرمی سے اسے خود میں جذب کرنا چاہا۔۔جب وہ زاویار کے سینے پر مکا مارتی بری طرح رو دی۔۔اور کتنی بار ٹوٹنا تھا۔وہ جب خود کو جوڑتی تھی کوئی نیا انکشاف اسے توڑ دیتا تھا۔

میری زندگی،،میں کبھی،،کچھ خوشگوار کیوں نہیں ہوتا،،میں صرف،،" ازیت سے کیوں گزرتی ہوں،،میری زندگی،،اتنی اذیت ناک کیوں ہے؟

مجھے کوئی مخلص کیوں نہیں ملتا،، میرے سارے رشتے اتنے الجھے ہوئے گے حس کیوں تھے،،"زار و قطار روتے وہ ہچکیاں لینے لگی۔

اششش،، بالکل چپ،،"زاویار نے سختی سے ڈانٹا تو وہ رونا بھول بے یقینی" سے زاویار کو سہم کر دیکھنے لگی۔۔

اس لیے نہیں بتا رہا تھا کہ تم میری رومینٹک نائٹ کا ڈھول تاشے ڈفلی بینڈ" سب بجادو،، بالکل چپ،،" وہ جتنے غصے سے بولا تھا زرمش ایک بار پھر اتنی ہی زور سے روئی تھی۔ سنجیدہ نظروں سے زرمش کا رونا دیکھ زاویار نے پہلے غصے سے زرمش کو دیکھا۔ پھر اگلے ہی لمحے زاویار کی سنگین جسارت پر زرمش کی سانس حلق میں اٹک گئ۔۔وہ زاویار کے سینے ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں تھی پر ناکام تھی۔ جبھی رونا بھول سختی سے آنکھیں میچ لیں۔۔چند خاموش لمحوں کے بعد زاویار پیچھے ہٹا پھر مسکرا کر زرمش کا چہرہ دیکھا۔۔وہ زور سے آنکھیں میچے ہوئے تھی۔۔اس کی

بانہوں میں وہ کرتا کانپتا نازک وجود بکھرے بال زاویار کی بدولت بے ترتیب ہوالباس زاویار کا بہک جانا آج بلکل جائز تھا۔۔

اب اگر ایک بھی آنسو نکلا،، یا مدر ٹریسہ بننے کی کوشش کی تو پھر سوچ لینا،،"

اب تم جب ہی رونا جب میں مر جاؤں،،اس سے پہلے،،"زرمش جو آنکھیں کھولنے سے انکاری تھی زاویار کی بات سن دل خوف سے دھڑکا فوراً زاویار کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔آنکھوں میں آنسو پھر بھرنے لگے۔۔

کک،، کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ،،،وہ بھڑک اٹھی۔۔"

افففف،،زرمش اگر تم اب روئی تو مجھ سے نرمی کی امید مت رکھنا،،""

زاویار نے اس کی بات نظر انداز کرتے مصنوعی غصے سے کہا تو زرمش نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے،،،"زرمش کے نئے شوشے پر زاویار نے اچھنبے سے" اسے دیکھا۔

کس سے،،؟"اپنی مٹھی میں موجود چیز جو جب سے زاویار کے ہاتھ میں "
تھی آہستگی سے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں ڈالی۔۔

آپ سے،،"زاویار اس کی بات پر گہرا مسکرایا۔"

ہمم پھر ٹھیک ہے،، تمہارا ڈرنا جائز ہے آج،،اب تمہیں مجھ سے ڈرنا"
چاہیے،،"کہتے ساتھ وہ سائیڈ لیمپ آف کرتا زرمش کے رخسار پر اپنا لب
رکھتا اسے اپنی پناہوں میں جکڑ چکا تھا۔۔

زاو،، یار،،"زرمش نے اٹکتے ہوئے پکارا۔"

ہمم،،"اس کے گداز وجود کی گہرائیوں میں اترتے زاویار نے مصروف "
سے انداز میں ہنکارا بھرا۔۔

پلیز،، پیچھے ہٹیں،،وہ دیکھ رہے ہیں،،"زرمش نے رازداری سے کہا۔۔"

اگلے ہی لمحے زاویار نے سائیڈ لیمپ آن کیا۔۔

کون دیکھ رہا ہے،،"دروازے اور کھڑکی کی جانب دیکھتے زاویار نے پوچھا"
لیکن جب نظر زرمش کی شرارت سے چمکتی آنکھوں پر پڑی تو پل بھر کو دل

اٹک سا گیا۔ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے زرمش کی آنکھوں کو یوں چمکتا ہوا دیکھا تھا۔۔۔

شایان اور ارحاد یکھ رہے ہیں،،"کہتے ساتھ زرمش کی کھلکھلاتی ہنسی" کمرے میں رقصاں ہوئی تو زاویار بھی اس کی شرارت پر کھل کر مسکرایا۔اس سے پہلے وہ اس کے چہرے پر جھک کر اس کی سانسیں پھر سے سینگ میں الجھا دیتا زرمش نے اسی کے کشادہ سینے میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔زاویار پھر اس کی اس ادا پر مسکرایا اور ہاتھ بڑھا کر لیمپ پھر سے آف کر دیا۔۔اس کے بعد اس نے اپنا کہا سچ کیا۔۔وہ گزرتی رات کے ہر لمحے میں زرمش زاویار خانزادہ کو اپنی قربت میں دنیا کی ہر فکر اور غم بھلا چکا تھا۔اگر زرمش کے زہن پر کوئی نقش اور چھاپ باقی تھی تو وہ صرف اور صرف زاویار معراج خانزادہ کی تھی۔۔۔

****

خوشنما رنگوں سے سجی ایک حسین سی صبح کی آمد ہو چکی تھی۔ فضا بھی ان کے ملن کی خوشی میں مسرور سی رقص کرتی دکھائی دے رہی تھی۔ جس وقت اسکی آنکھ کھلی تو خود کو زاویار کے مضبوط حصار میں پاتے دھڑکنیں ایک بار پھر متزلزل ہونا شروع ہوئیں۔ گزری شب کا منظر آنکھوں کے دریچوں میں لہرایا تو چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا، پلکیں لرز کر عارضوں پر جھک گئیں، لبوں پر شرمگیں سی مسکان رقصاں ہوئی۔

رات "زاویار معراج خانزادہ" نے جس قدر چاہت و محبت سے اسکو خود میں جذب کیے راحتوں کے جہاں میں اتارا تھا، وہ اسے اپنا اسیر کر گیا تھا، زندگی یکدم سے پھولوں کی سیج کی مانند لگنے لگی تھی جس میں کسی قسم کے خوف یا دکھ کا سایہ بھی نہیں تھا۔

دھیرے سے اسکے پہلو سے نکلتی وہ اٹھ بیٹھی اور چور نگاہوں کے سنگ اس کی جانب دیکھنے لگی۔ کشادہ پیشانی، مغرور کھڑی ناک، سختی سے بھینچے

ہونٹ، معنی خیزی سے اسکی جانب دیکھتی آنکھیں جن کو لمبی پلکوں نے اپنی اوٹ میں چھپا رکھا تھا، یہ وجاہت سے بھرپور شخص اس کا نصیب تھا جو ایک مسیحا کی مانند اس کی زندگی میں آیا تھا اور اپنی مسیحائی سے اسکے ہر زخم پر محبت و عزت سے مرہم رکھ گیا تھا۔ رب کی جانب سے ملے گئے اتنے پاکیزہ محرم پر وہ کیوں نہ رب کے حضور سر بسجود ہوتی جس نے اگر بہت کچھ سے محروم رکھا تھا تو اس کا نعم البدل "زاویار معراج خانزادہ" کی صورت میں بن مانگے اس کی قسمت میں لکھ دیا تھا۔

وہ مبہوت سی ہو کر اسکے نقش نقش کو حفظ کر رہی تھی جب نظریں اسکی جبین پر بکھرے بالوں پر اٹک گئیں، بے اختیاری میں دھیرے سے اس کی جبین پر جھکی یوں کہ اس کی پر سکون نیند میں خلل نہ پڑے اور دھڑکتے دل سے نامحسوس انداز میں وہاں اپنے لب رکھتے تیزی سے بیڈ سے نیچے اترتے دل پر ہاتھ رکھتی گہری سانسیں بھرنے لگی۔

گھڑی پر صبح کے دس بجتے دیکھ وہ وارڈروب کی جانب بڑھی لیکن وہاں موجود اپنا کوئی بھی ڈریس نہ دیکھ لبوں کو دانتوں تلے کچلتے کچھ سوچ کر زاویار کے ڈریسز میں سے اپنے لیے کچھ منتخب کیے واش روم میں گھس گئی۔ پانچ منٹ بعد جب وہ فرش سی مشکبور سراپا لیے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی ہوئی تو وائٹ کھلی ڈھیلی شرٹ کے نیچے بلیک ٹراؤزر میں ملبوس اس کے وجود کا حصہ لگ رہی تھی۔ جب خود سے ہی ٹوٹ کر حیا آنے لگی تو ایک نظر بیڈ پر ابھی تک سوئے زاویار کو دیکھ وہ دبے پاؤں کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

****

تیری نظر کی منتظر لڑکی

دربدر بھٹک جائے تو کیا؟

یہ چنچل مزاج سی لڑکی

پنکھے سے لٹک جائے تو کیا؟

عبدالوہاب اشرف

وہ اس وقت اس شاندار سے محل نما عالیشان فارم ہاؤس کی دوسری منزل پر بنے ایک بہت بڑے لاونج کی گلاس وال کے قریب رکھے کاٹ پر نیم دراز گلاس وال سے باہر دیکھتی جانے کب سے کسی غیر مرئی نقطے کو گھورے جا رہی تھی۔۔یہ بیرون لاہور کا ایک غیر گنجان آباد علاقہ تھا۔۔حد نگاہ کھیتوں کا سرسبزہ اور مالٹے،امرود اور آم کے باغات اپنی بہار دکھاتے تھے۔۔باہر کا منظر انتہائی خوبصورت تھا۔۔

لیکن وہ کہتے ہیں کہ جب آنکھوں میں ہما وقت آنسو بسیرا کر لیں تو باہر کی خوبصورت دنیا بھی دھندلی دکھائی دیتی ہے اور اس وقت ریم نعمان علی بھی اسی صورت حال سے گزر رہی تھی۔۔سناٹے روح کی گہرائیوں میں اتر آئے تھے۔۔اسے اب لگتا تھا کہ اس کے اندر کا خالی پن اب دنیا کی کسی چیز سے نہیں بھر سکتا۔۔مسئلہ صرف یہ تھا کہ وہ بے مہر،بے حس ہر جائی شخص دل کی دنیا کا پہلا اور آخری مکین تھا۔۔اس سے پہلے کب دل کے نہاخانوں میں

چھپے جزبے کسی کو یوں سونپے تھے۔۔اور اسی نے دل کی دنیا برباد کرتے روح کے بخیے ادھیڑ ڈالے تھے۔۔وہ اتنی تکلیف میں تھی کہ فی الحال تو،،اس کا نام،اس کے الفاظ حتیٰ کے فقط اس کا تصور ہی ریم نعمان علی کو اذیت و درد کی ناختم ہونے والی سلگتی بھڑکی بھٹی میں اتار رہا تھا تبھی تو وہ ایک ہفتے سے اس ایک ان دیکھی آگ میں جھلستی تیز بخار میں پھنک رہی تھی۔۔وہ کب سے ہی پوزیشن میں یونہی گم صم بیٹھی تھی۔۔ ایک

نعمان علی ہاتھوں میں ایک پیکٹ لیے اس بڑے سے لاونج میں داخل ہوا تو نظر اپنی گڑیا کے ملیح مگر سوگوار چہرے پر پڑی۔۔

وہ لوگ باران دلشیر کے کہنے پر یہاں شفٹ ہوئے تھے۔۔باران دلشیر نے تب گھر سے نکلتے وقت انھیں کہا تھا کہ وہ سرونٹ کوارٹر میں رہیں گے تو نعمان علی آسانی سے مان بھی گیا تھا۔۔مگر پھر یہاں آنے کے بعد اس کے لاکھ منع کرنے کے باجود یہاں کی ہیڈ ملازمہ نے انھیں فارم ہاؤس کے اندر رہنے کے لیے مجبور کر دیا کہ یہ باران دلشیر کا حکم تھا جس کی انھیں ہر حال

میں تکمیل کرنی تھی۔۔ نعمان علی نے باران کو کال کی تو تب بھی باران دلشیر اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹا۔۔اور سہولت سے یہ کہہ کر اسے منع کیا کہ یہ سب ریم کی شادی تک ہے۔ریم کی شادی کے بعد تب تو وہ اسے اپنے پرسنل بنگلے میں ڈرائیور کے طور پر ہائر کر لے گا اسی لئے وقتی طور پر وہ لوگ فارم ہاؤس میں قیام کر لیں۔

تب نعمان علی کو اس کی بات ماننا پڑی۔۔

نعمان علی نے اپنی بچی کے چہرے کو ایک نظر دیکھا اور ایک افسردہ سی سانس اپنے اندر کھینچی۔۔ نعمان علی جانتا تھا اس کی گڑیا کی پوری دنیا ہی بدل گئی ہے کہ اگر وہ پہلے والی ریم ہوتی تو جو بڑے بڑے خواب اس نے دیکھے تھے اور جتنی وہ نعمان علی سے بھی چار ہاتھ آگے خوددار تھی اپنے باپ کو کبھی اس فارم ہاؤس میں رہنے نہیں دیتی۔۔اس کے تمام خواب کیسے آنکھوں میں اپنے آپ مر گئے تھے۔۔ نعمان علی یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بظاہر اپنے باپ کے سامنے چٹان سی بہادر بن کر کھڑی تھی۔۔ مگر اندر سے بری طرح شکست و

ریخت سے دوچار بلکل ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔۔اس نے تب سے اپنے باپ کے سامنے ایک آنسو بھی نہیں بہایا تھا مگر یہ آنسو اس کے اندر گرتے اس اندر ہی اندر تیزاب کی مانند جلا رہے تھے۔۔اسی لئے تو وہ ایک ہفتے سے بیمار تھی۔۔اس حادثے کے بعد ایک باپ اپنی لاڈلی بیٹی کے چہرے پر ایک مسکان تک دیکھنے کو ترس گیا تھا۔۔وہ اب اپنے بابا کو نخرے بھی نہیں دکھاتی تھی۔جو ملتا چپ چاپ خاموشی سے زہر مار کر لیتی۔۔ناہنستی بولتی تھی۔۔مگر نعمان علی کے سامنے ایسے پریٹنڈ کرتی کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔۔

نعمان علی آگے بڑھا۔۔"ریم،،دیکھو میں اپنی گڑیا کے لیے کیا لایا،،نعمان علی نے اسے پکارا تو وہ چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔۔

کیا لائے ہیں بابا،،،وہ اٹھ کر بیٹھی تو نعمان علی بھی اسی کاٹ پر بیٹھ گیا مگر "

"ریم تمھیں تو پھر سے بہت تیز بخار ہے،،،نعمان علی نے اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر متفکر لہجے میں کہا۔۔

بابا، میں میڈیسن لے لوں گی تو ٹھیک ہو جائے گا،، وہ لاپروائی سے بولی۔۔"

"اچھا بتائیں، آپ میرے لیے کیا لائے،، وہ سب کچھ نظر انداز کرتی اب پیکٹ کی جانب متوجہ ہوئی تو نعمان علی اس کی جانب دیکھ کر رہ گیا کہ ان دواؤں سے اسے وقتی آرام تو مل جاتا تھا مگر وہ پھر یونہی بیمار ہو جاتی تھی۔۔

ریم نے خود ہی اپنے بابا کے ہاتھ سے وہ پیکٹ پکڑ کر کھولا تو اندر سے برگر اور پیزے کا پیکٹ برآمد ہوا۔۔ جنھیں دیکھ ریم کے چہرے پر لمحے بھر کو ایک سایہ سا آ کر گزرا تھا۔۔ مگر وہ اپنے جبڑے بھینچ کر سر جھٹک گئی تب نعمان علی کو اندازہ ہوا کہ اسے پھر سے کوئی بات یاد آئی ہو گی۔۔

"ریم،، میری گڑیا،، ایک بات مانو گی اپنے بابا کی،،، وہ جواب محض زندہ رہنے کو کھانا زہر مار کیا کرتی تھی اب کھانے کا ڈبہ اپنے باپ کو دکھانے کو بڑے شوق سے ان پیک کر رہی تھی نعمان علی کے گہرے لہجے میں کہنے پر چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

جی بابا،، کہیں،، بلکہ حکم کریں،،ریم نے پیکٹ سائیڈ پر رکھااور ہمہ تن" گوش ہوئی۔۔

میری بچی،، نعمان علی نے اپنی بیٹی کا معصوم چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں" میں بھرا۔۔"اپنے دل کی ہر بات اپنے بابا کو بتادو،،اپنے اندر کا تمام غبار نکال باہر کرو جو تمھیں اندر سے کھوکھلا کر رہا ہے،،کہتے ہوئے نعمان کی آواز بھی بھرا گئی تھی۔۔تب ریم اپنے بابا کے سینے سے لگی تھی اور پھر بلک بلک کر رو دی۔۔وہ اتنا روئی کہ نعمان علی کو ریم کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔۔نعمان اس کا سر تھپتھپاتا رہا۔۔اور وہ بڑی دیر تک پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔۔

ریم،،میری گڑیا،، نعمان علی نے لاڈ سے بیٹی کا ماتھا چوما۔بہت دیر کے بعد" ریم کے آنسو تھمے تو اس نے سرخ سوجی ویران آنکھیں اٹھا کر اپنے بابا کی جانب دیکھا۔۔

بابا،، مم،، میں آپ کی اچھی بیٹی نن،، نہیں ہوں ناں،،، وہ ہچکیوں کے " دوران بمشکل بول پائی۔۔ نعمان علی نے اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے سینے میں بھینچا۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے میری بچی،، تم تو میرا غرور ہو،، میری آنکھوں کا نور،،، " نعمان علی نے اس کی پشت تھپتھپائی۔۔

نن،، نہیں،، میری وجہ سے سس، سب کے سامنے آپ کا سر جج،، جھک " گیا،، اس کے لہجے میں ندامت و شرمندگی تھی۔۔ جسے محسوس کر کے نعمان علی کو افسوس ہوا کہ اس سب سے اب اسے اپنی بچی کا قصور بلکل نظر نہیں آتا تھا۔۔

نہیں،، ایسا کچھ نہیں،،، میری بیٹی نے ایسا کچھ نہیں کیا جس کی وجہ سے میرا " سر جھکے، اور مجھے اعتماد ہے اپنی گڑیا پر کہ نا وہ کبھی ایسا کوئی کام کر سکتی ہے،،، نعمان علی کے لہجے میں غرور تھا۔۔

نہیں بابا،، میری وجہ سے آپ کی محلے میں بے عزتی ہوئی،، ریم وہ ذلت یاد" کرتے پھر سے سسک پڑی۔۔تو نعمان علی نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر اپنے روبرو کیا۔۔

"محلے والوں کی کسی جھوٹی بات سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا گڑیا،، مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ میری بچی نے ہر حادثے کا مقابلہ بڑی بہادری سے کرتے اپنی عزت کی حفاظت کی،، اور مجھے اپنی بچی پر ناز ہے،،، نعمان نے پھر سے کہتے اس کے ماتھے کو چوما تھا۔۔"اب اگر اپنے بابا کی اچھی بیٹی رہنا ہے تو پھر سے ویسی ہی بہادر بن جاؤ،، اور جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ،، مجھے میری پہلی جیسی گڑیا چاہیے ہنسنے بولنے والی،، یہ والی تو بہت بورنگ اور بزدل سی لگتی ہے،،، نعمان علی نے مسکرا کر کہتے اس کا پھولا گال کھینچا تو ہچکیوں کے دوران وہ بھی ہلکا سا مسکرا دی۔۔ نعمان علی نے اس کا بھیگا چہرہ صاف کیا۔۔

اب نعمان علی ایک نتیجے پر پہنچا تھا کہ اسے جلد از جلد اپنی بیٹی کو سنبھالنے کے لیے کیا کرنا ہو گا۔۔

اب یہ کھانا توڈال لو،، بہت بھوک لگی ہے ٹھنڈا ہو جائے گا،، نعمان نے کہا"
تو وہ فورا اٹھی تھی۔۔اس سے پہلے کچن میں جاتی ملازمہ خود ہی اسے برتن
پکڑا گئی۔۔اس نے کھانا نکالا تو وہ دونوں کھانا کھانے لگے۔۔دونوں نے کھانا
کھایا تو نعمان اسے اس کے کمرے میں لایا۔۔اسے میڈیسن دی اور بستر پر
کمفرٹر میں لٹا دیا۔۔ریم نے ضد کر کے اپنا سر اپنے بابا کی گود میں رکھا۔۔
ریم،، نعمان علی نے اسے پکارا۔۔"
جی بابا،،، ریم نے آنکھیں موندے جواب دیا۔۔"
میری گڑیا اب آگے کیا کرنا چاہتی ہے،،، پڑھنا نہیں ہے کیا؟؟ نعمان علی"
کے سوال ریم کی روح کو ایک مرتبہ پھر سے کچوکا لگا تھا۔۔ تبھی وہ ہراساں
سی اٹھی اور پھر سے اپنے بابا کے سینے سے لپٹ گئی۔۔
دل چیخ اٹھا تھا۔۔۔
میں چاہتی ہوں کہ ایک بار)
بس ایک بار

اُسے میری ایسی یاد آئے کہ

اُس کا دل تڑپ کے قیامت کر دے

بس ایک لمحے کے لئے وہ

وہ سب محسوس کرے جو مجھ پر گزرتی ہے

بس ایک بار وہ میری اذیت جی لے

(میری ہر تکلیف آسان ہو جائے گی

بابا، مم،، میں کچھ نہیں چاہتی، کچھ بھی نہیں،، آ،، آپ کبھی مجھے اکیلے مت" چھوڑنا،، میرے لئے ہر فیصلہ آپ کریں گے،،، میں کچھ نہیں جانتی،، میں کچھ نہیں چاہتی،، وہ پھر سے سسک پڑی۔

اچھا ٹھیک ہے، ٹھیک ہے،، ایسا ہی ہو گا،، سو جاؤ،، آرام کرو،، اب مزید" نہیں رونا،، نعمان علی نے نرمی سے اسے تھام کر بستر پر لٹایا اور اس کا سر تھپکا۔۔ تو دوا کے زیر اثر وہ اس قدر رونے اور ذہنی و جسمانی تھکاوٹ کے

باعث جلد گہری نیند سو گئی تھی۔۔نعمان علی نے ایک گہری سانس خارج کی۔۔اور کمرے کا دروازا لاک کر کے باہر نکل آیا۔۔کہ تبھی اس کا فون رنگ ہوا۔۔

نئی نئی شادی کے بعد وہ اپنے آبائی گاؤں سے لاہور شفٹ ہوا تھا تو اس کے پاس یہ نمبر تھا۔۔جو کہ اب نعمان علی باران دلشیر کے کہنے پر اپنا دوسرا نمبر بند کر کے پھر سے یہی ایکٹو کروا چکا تھا۔۔اور اس نمبر پر اپنے گاؤں کے پرانے جگری دوست علی اکبر کی کال آتی دیکھ وہ مسکرایا تھا۔۔خدا مسبب الاسباب ہے۔انسان کی آسانی کے لیے کیسے کیسے سبب پیدا کر دیتا ہے کہ اس خود کو معلوم نہیں ہوتا۔۔

کچھ ماہ پہلے کافی عرصے بعد اتفاقاً اس سے ملاقات کے بعد نمبرز کا تبادلہ ہوا تھا۔۔اس کا نمبر بند تھا مگر اکبر کے پاس اس کا پرانا نمبر بھی تھا تبھی شاید اس نے اسے کال کی تھی۔۔علی اکبر جب سے اسے ملا تھا اپنے اپنے بیٹے کے لیے ریم کا رشتہ مانگ رہا تھا تب نعمان علی نے محض ریم کی تعلیم کی وجہ سے اس

سے کچھ وقت مانگا تھا۔۔یہ بات ریم کو بھی معلوم تھی۔۔کہ نعمان علی چاہتا ہے اس کا رشتہ علی اکبر کے گھر ہو جائے۔۔کیونکہ کافی پڑھی لکھی اور سلجھی ہوئی فیملی تھی۔ فیملی میں دونوں میاں بیوی تھے۔ علی اکبر کا بڑا بیٹا کویت میں مقیم تھا اور بہو اور ایک پوتی یہیں پر تھے۔۔ایک بیٹی شادی شدہ تھی اور آخر میں ارمان تھا جو پڑھ لکھ کر ایک گورنمنٹ کالج میں لیکچرار تھا۔۔

نعمان علی نے کال اٹینڈ کی تھی اور چند ضروری باتوں اور حال احوال پوچھنے کے بعد علی اکبر نے پھر سے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔۔

یار نعمان،،اب تو کوئی ہاں یا ناں میں جواب دے دو،،میرے بیٹے نے " شادی کے لیے جلدی مچائی ہوئی ہے،،اور میں چاہتا ہوں کہ ریم بیٹی ہی میری بہو بنے،،کم از کم رشتے کے ہاں تو کر دو تاکہ ہمیں کوئی آسرا لگا رہے،،شادی بیشک بچی کے پیپرز کے بعد کر دینا،، علی اکبر کا لہجہ پیار بھری دھونس اور عاجزی لیے ہوئے تھا۔۔نعمان علی نے تشکر کے احساس سے آسمان کی جانب دیکھا۔۔

میری طرف سے رشتہ پکا سمجھو اکبر،، مگر میں چاہتا ہوں کہ بچوں کے "
درمیان منگنی ونگنی کی بجائے ڈائریکٹ نکاح جیسا مضبوط بندھن بندھے،،،
اگلا جمعہ اس نیک کام کے لیے کیسا رہے گا،،اور نکاح کے بعد رخصتی کا واویلا
مچایا تو تمھارے دانت توڑ دوں گا،،ہاں گڑیا کے اینول پیپرز کے بعد رخصتی
کا وقت دوں گا،،تب تک میری تیاری بھی مکمل ہو جائے گی،، نعمان علی نے
ہلکے پھلکے انداز میں کہتے مقابل کو زندگی کی سب سے اچھی خبر سنائی تو علی اکبر
پھولے نا سمائے۔۔

نعمان علی،، تم نے آج مجھے زندگی کی سب سے بڑی خوشی سے نواز دیا،، یار "
تم نے ہمیں اپنی زندگی بھر کی جمع پونجی اپنی بچی کی صورت دینی ہے،،اسی
لئے ہمیں اور کچھ بھی نہیں چاہیے،، کچھ بھی نہیں،،،وہ سرخوشی سے بولے
تھے۔

جانتا ہوں،،بتانے کی ضرورت نہیں،، نعمان علی مسکراتے کہا۔"

اچھااب میرا دماغ کیوں کھا رہے ہو،، فون رکھو یہ خوشخبری ارمان اور اس کی ماں کو تو سنا دوں،، اور ہمیں تو نکاح کی تیاریاں بھی کرنی ہیں،، نکاح کا جوڑا لانا ہے،، اور پتہ نہیں کیا کیا،، ان کی آواز پر جوش تھی نعمان علی ہنس پڑا۔۔ تم ہی بکواس کیے جا رہے ہو،، اور نکاح کا جوڑا میں خود لاؤں گا،، باقی جو کرنا ہوا کر لینا،، ٹھیک ہے اللہ نگہبان،،، نعمان علی نے اطمینان سے کہتے فون رکھا۔۔ اور طمانیت کے گہرے احساس سے ایک لمبی سانس کھینچی۔۔ ریم کو بتانے سے پہلے اسے باران دلشیر سے بھی بات کرنی تھی۔۔ اس وقت عصر کا وقت تھا۔۔

نعمان علی نے باران کو کال ملائی تھی جو کہ دوسری بیل پر رسیو کر لی گئی۔۔ وہ جو گھمنڈی، مغرور اور امارت پسند کہلاتا تھا اس کی اس سوفٹ سائیڈ نے نعمان علی کو اس شخص سے متاثر کیا تھا۔۔

اسلام و علیکم سر،، کیسے ہیں آپ،،، نعمان علی نے بات کا آغاز کیا تھا۔"

وعلیکم السلام،، کیسے ہو نعمان علی،، کوئی خاص بات،، وہ آفس میں موجود" مصروف سے انداز میں بولا تھا۔۔

ہاں جی، میں نے آپ کو مطلع کرنا تھا کہ میری بچی نے اس حادثے کا بہت" گہرا اثر لیا ہے خود پر،، اور وہ بیمار رہنے لگی ہے،، اسی لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس کی شادی کر دوں،،، نعمان علی کے لہجے میں ایک سکون واطمینان تھا۔۔ پھر مختصراً اس نے اپنے دوست اور اس کی فیملی کے بارے میں باران دلشیر کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔۔

اور اس کی تعلیم،،، باران دلشیر نے گہرا سانس اپنے اندر کھینچتے استفسار کیا۔" جانے کیوں مگر اسے اتنی جلدی اسی جمعہ کو نکاح والی بات ایک آنکھ نا بھائی تھی۔۔

میں نے رشتہ پکا کر دیا ہے،، اسی جمعہ کو نکاح جیسا فریضہ انجام پا جائے تو" پیپرز کے بعد ہی رخصتی دوں گا،، نعمان علی تو جیسے ساری باتیں طے کیے بیٹھا تھا۔۔

ٹھیک ہے،، سارا انتظام ہو جائے گا،، تم فکر مت کرو،،اور بلکل ٹینشن فری" ہو کر ساری تیاری کرو،، کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہو گی،،

جی بہتر،،، نعمان علی نے کہتے فون رکھ دیا۔۔ گہری طمانیت کا احساس سینے" میں اتر گیا تھا۔۔

****

یہ گزرتی رات زین کے لیے کانٹوں پر سونے جیسی تھی۔۔ نیند تو کیا آنی تھی الٹا بستر پر جیسے جلتے کوئلے بچھے ہوئے تھے۔ سب سے زیادہ اسے سحر کی لاپرواہی کھلی تھی۔ کیسی لاپرواہ تھی وہ لڑکی۔۔ کیا اپنے اور اس کے درمیان رشتے سے اس قدر ناواقف اور انجان تھی۔۔ بس اسے ایک سوال زیادہ شدت سے بے چین کر رہا تھا کیا وہ بھی جانتی تھی کہ ملحق کے لیے اس کو پسند کیا جا رہا ہے؟؟ کیا وہ خود بھی ملحق کو اپنے لیے پسند کر چکی تھی؟۔ جانے کیوں مگر آج اس سوال نے زین کا سانس لینا مشکل کر دیا تھا۔ اور یہی وہ نازک لمحہ

تھا جس میں وہ ایک مشکل ترین فیصلہ کر گیا تھا۔ جبھی کمرے سے باہر نکلتا اپنے ماں باپ کے کمرے کے پاس پہنچتے دروازے پر دستک دی۔اور تب تک دی جب تک دروازہ نہیں کھل گیا۔دروازے پر کھڑے الیاس صاحب اسے گھورنے لگے جو رات تین بجے ان کی نیند خراب کر کے کھڑا تھا۔

اب کیا مصیبت آن پڑی ہے یار،،"انھوں نے غصے سے پوچھا۔پر وہ انھیں" نظر انداز کرتا کمرے کے اندر داخل ہوا۔بیڈ پر ہی اس کی ماں نیند سے جاگی بیٹھی تھی اور کچھ یہی حال ان کی دوسری جانب نیند میں جھولتی سحر کا تھا۔جو دروازے پر ہوئی مستقل اور زوردار دستک سے اٹھی تھی۔اور اب سب کی طرح حیران پریشان زین کی طرف دیکھتے نیند بھگانے کی کوشش میں تھی۔ اور یہ کوشش زین کے اسے کہے گئے پہلے جملے پر ہی کامیاب ہوئی تھی۔جب وہ اس کے مقابل آتے سنجیدگی سے بولا تھا۔

اپنے کمرے میں چلو سحر،،"سنجیدگی سے سحر کو کہا۔جواباً سحر الیاس" صاحب کو دیکھنے لگی۔

اپنے کمرے میں جاوزین،،"الیاس صاحب نے سختی سے کہا۔"

کمرے میں ہی جانا ہے پر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر،،"گہرے لہجے سے جتاتا" وہ پوری طرح سحر کی جانب متوجہ تھا تو الیاس صاحب کا دل کیا اس کا منہ توڑ دیں۔

کمرے میں جاؤ ابھی اس متعلق صبح بات کریں گے،،"انھوں نے گہری" سانس بھرتے کہا۔

تم اٹھ رہی ہو یا میں اپنے طریقے سے اٹھاؤں"الیاس صاحب کو نظر انداز" کرتا وہ سحر کی طرف متوجہ ہوا۔

جواباً سحر عابدہ بیگم کے پیچھے چھپنے لگی لیکن زین نے اسی لمحے اسے بازو سے کھینچ کے کھڑا کیا۔

سیدھی بات تمہاری کھوپڑی میں گھستی نہیں،،اور اس کی وجہ بھی میرے" ماں باپ ہیں جنہوں نے ضرورت سے زیادہ تمہیں شے دے رکھی ہے،،"

دانت پیستے وہ اپنے ساتھ سحر کو لیے جانے لگا جب سحر رونے والے منہ بنانے لگی۔

خبر دار جو اس کا رونا دیکھ کر آپ لوگ درمیان میں آئے،، یہ بیوی ہے" میری،، ہمارے درمیان آپ لوگ مداخلت نہیں کر سکتے،،"الیاس صاحب کو آگے پڑھتا دیکھ وہ قطعی لہجے میں بولا تو لب بھینچتے انہیں مجبوراً خاموش ہونا پڑا۔ سحر کے رونے کے باوجود وہ اسے کھینچتا ہوا اپنے کمرے میں لے آیا۔ اندر لا کر کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کیا اور پلٹ کر اس چھوٹی فساد کی پوٹلی کی طرف دیکھا جو کمرے کے درمیان روتی ہوئی کھڑی تھی۔ بے بی پنک کلر کی باربی ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں بال کھولے۔۔اس لباس میں اس کا نوخیز وجود نمایاں تھا۔ زین نے نظریں نہیں پھیریں تھیں۔ بلکہ وہ اس کا مکمل جائزہ لے رہا تھا۔

رونا بند کرو سحر،،"اس نے غصے سے کہا۔۔"

مجھے ماما کے پاس جانا ہے،،"زین کو اس کا بچکانہ انداز زہر لگا۔وہ اتنی بچی" نہیں تھی جتنا اس کے ماں باپ نے اسے بنا رکھا تھا۔

بہت شوق ہے تمہیں ان کی پرائیویسی ڈسٹرب کرنے کا،،؟شرم نہیں آتی" ان کے درمیان سوتے ہوئے،،؟کتنی بڑی ہو گئی ہو پر عقل ایک ٹکے کی نہیں ہے،،"وہ ایک دم بھڑکا تو سحر ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی۔"کیوں گئی تھیں ملحق کے ساتھ باہر،،"اب وہ اصل مدعے پر آیا تھا۔۔جس کی اسے تکلیف ہو رہی تھی۔۔

کتابیں لینے،،ملحق پھر مجھے،،،"لب چباتے جواب دیا۔"

ملحق؟؟؟تم سے چھوٹا ہے یا تمہارے چاچے کا لڑکا،،؟بھائی بولو،،بڑا ہے تم" سے،،میری عمر کا ہے،،"زین نے پھنکارتے ہوئے اسے آنکھیں دکھائیں۔

انھوں نے کہا،،وہ میرے دوست،،"ابھی سحر نے اتنا کہا ہی تھا جب زین" نے بازو سے کھینچتے اسے قریب کیا۔وہ کٹی ڈال کی طرح اس کے سینے سے آ ٹکرائی۔

شٹ اپ سحر،،اس نے کہااور تم نے مان لیا،،میری تو بات ایسے کبھی نہیں" مانی،،ہمیشہ میری بات کی نفی کی،،اوراب اگر تم نے کوئی فضول بکواس کی تو معلوم ہے نہ میں کیا کروں گا،،؟"زین نے جتاتے ہوئے پوچھاتو سحر نے فورا روتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

مجھے اور میرے ٹی ٹواور ٹچکو کو فارم ہاؤس والے مگرمچھ کے سامنے ڈال دیں" گے،،"وہ توتابعداری سے بتارہی تھی پراس کے ٹچکو پر زین اٹکا تھا۔

اب یہ ٹچکو کون ہے،،؟"چونکتے پوچھا۔مگر تمام تر توجہ کا مرکز اس کا ہوش" ربانازک اور دلکش وجود تھا۔۔

میرا دوسرا ریبٹ،،"سحر کے خوبصورت جواب پر زین نے اسے ایک" زبردست گھوری سے نوازا۔۔

خیر اس مگرمچھ والی دھمکی کا تم پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا،،اب تمہیں وہ" سزا دینی ہے جس کے بعد تمہارے اندر کچھ عقل آئے،،"لہجہ خمار آلود اور بہکا ہوا سا تھا۔۔پتہ نہیں یہ سب اس مضبوط پاکیزہ بندھن کا کرشمہ تھا کہ آج

ملکیت کا احساس یوں سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔ تبھی کہتے ساتھ سحر کی کمر پر ہاتھ باندھے سحر کو قریب کیا اور کچھ بھی سمجھنے سے پہلے سحر کے چہرے پر جھکا تھا۔۔اپنے نازک وجود پر کسی مرد کا وہ بھی محرم پہلا پہلا احساس تھا۔وہ بھی بہت انوکھا اور جان لیوا سا۔۔ سحر کا تنفس بری طرح بگڑا تھا۔۔وہ سادہ سی لڑکی سادہ سے زہن کی مالک نا اس نے کبھی کوئی فلم دیکھی تھی نا اس طرح کا کچھ۔۔ٹانگیں شل ہونے لگی تھی۔وہ ہلنے کے قابل بھی نہیں تھی۔۔سانس تھمنے لگی وہ گرنے لگی تھی پر زین نے اسے بلند کیا پر پیچھے نہ ہوا۔چند لمحوں بعد جب وہ پیچھے ہوا اور سحر کا چہرہ دیکھا تو وہ سفید پڑ چکا تھا۔ زین کے پیچھے ہٹنے پر پہلے وہ آنکھیں پھاڑے زین کو دیکھنے لگی پھر اچانک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔وجود میں لرزش تھی یہ سب بہت عجیب تھا۔ بہت زیادہ عجیب۔وہ زین سے ڈرتی تھی اور زین کی اس حرکت نے مزید خوفزدہ کیا تھا اس کا دل بہت زیادہ تیز دھڑک رہا تھا اور ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔ادھر زین کو اپنی رگ وپے میں عجیب طرح کا سرور سا دوڑتا

محسوس ہوا تھا اس کی کیفیت پر مسکراتے زین نے اسے سینے سے لگا کر اس کی پیٹھ سہلائی تو وہ سینے سے لگتی اور زیادہ رونے لگی۔

مم۔۔میں ماما۔۔کو بتاؤں گی،،"زین کا سارا خمار ایک لمحے میں بھک سے" اڑا تھا۔۔بازو سے پکڑ کر سحر کو پیچھے کیا۔۔

کیا بتاؤ گی ماما کو،،"وہ اس کے شوشے پر ٹھنڈی سانس کھینچ کر رہ گیا۔"

یہ جو آپ نے ابھی میرے ساتھ کیا،،"اس کا سفید چہرہ اب خود بخود گلابی" ہو رہا تھا۔یعنی وہ اتنی بچی نہیں تھی۔یہ سب باتیں جانتی نہیں تھی پر محسوس کر رہی تھی۔۔

میں نے کیا۔۔۔کیا ہے،،؟"دلچسپی سے پوچھا۔"

جو میں ٹچکو کے ساتھ کرتی ہوں،،"وہ سوں سوں کرتی بولتی زین کو ایک" اور دھچکا دے گئی۔

استغفراللہ تم ٹچکو کے ساتھ یہ حرکتیں کرتی ہو،، صبح ہوتے ہی تمہارے" ٹچکو کا بھی کوئی نا کوئی انتظام کرنا پڑے گا،،" وہ منہ میں بڑبڑاتے تپ کر بولا۔۔

آپ بہت برے ہیں،،، ملحق۔۔۔۔۔ ملحق بھائی اچھے ہیں،،" وہ جو اپنی لے" میں بولنے لگی تھی زین کی نگاہوں کی وجہ سے اس کے نام کے ساتھ یکدم بھائی جوڑ گئی۔پر اس لمحے میں ملحق کا نام بھی زین کو زہر لگا تھا۔۔

تم ٹچکو کو پیار سے ایسا کرتی ہو نا؟" کچھ سوچتے اس نے سحر سے پوچھا۔جواباً" سحر نے اثبات میں سر ہلایا۔

تو میں نے بھی تو پیار سے کیا ہے،،" زین نے پچکارتے کہا۔نجانے کیوں" اب اس کی بیوقوفانہ باتیں مزہ دے رہی تھیں۔۔اس کی کم عمری اور لاعلمی اچھی لگ رہی تھی۔گیا وہ ایک نایاب ہیرا ہو۔۔احساس ہو رہا تھا اتنی بولڈ نیس کے زمانے میں اسے ایک چھپی ہوئی کلی ملی تھی۔جو بالکل شبنم کے

قطروں کی طرح پاک تھی جس کے زہن میں بھی ایسا کوئی خیال نہیں گزرا تھا۔

آپ نے سزادی تھی،،"وہ زین کا ہاتھ جھٹکنے لگی۔۔مطلب وہ سادہ تھی" مگر بے وقوف نہیں۔۔

نہیں میں نے بھی پیار کیا ہے،،اور اب میں نے فیصلہ کیا ہے میں تم پر غصہ" نہیں کروں گا،،نا تمہیں کوئی سزادوں گا،،بس جب بھی تم کوئی نافرمانی کرو گی،،یا میری شکایت مام ڈیڈ سے کروگی،،میری بات نہیں مانو گی،،ملحق کے ساتھ باہر جاؤ گی یا اسے بغیر بھائی کے پکارو گی تو میں تمہاری ہر خطا کے بدلے تمہیں ایسے ہی پیار کروں گا،،"وہ سمجھا رہا تھا اور سحر اس کی بات سنتی اچانک نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

مجھے نہیں چاہیے آپ کا ایسا پیار و یار،،"وہ بری طرح گھبرائی تھی۔۔"ٹھیک ہے نہیں کروں گا،،پر اگر تم نے کوئی غلطی کی تو کروں گا،،"زین" نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔۔

نہیں کروں گی،،"وہ جھٹ سے آنسو صاف کرتے بولی۔۔۔"

میری نافرمانی نہیں کرو گی،،ہر بات مانو گی،،"زین نے بات دہرائی۔جوابا"

سحر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

اوکے،،تو کل جب مام ڈیڈ تم سے پوچھیں کہ کہاں رہو گی تو تم خود کہو گی تم"

اس کمرے میں میرے ساتھ رہو گی ورنہ اور تم کہو گی کہ ٹیوشن بھی مجھ سے

لو گی،،،"زین جملہ ادھورا چھوڑ گیا پر سحر بخوبی سمجھی تھی۔جبھی فورا اثبات

میں سر ہلاتے قبول کیا۔

ملحق کے ساتھ باہر نہیں جاؤ گی اور مام کو خود منا کرو گی تمہیں ملحق سے"

نہیں پڑھنا،،"زین نے دوسری بات دہرائی۔۔اس بار بھی سحر نے قبول

کیا۔۔

اوکے اب جاؤ بستر پر لیٹ جاؤ،،میں فریش ہو کر آرہا ہوں،،"زین کے"

کہنے کی دیر تھی وہ باقی جملہ مکمل ہونے سے پہلے بیڈ پر لیٹتی کمبل میں گھس

گئی۔۔اس کی پھرتی پر زین گہرا مسکرایا۔افسوس ہوا کہ اس مس فتنہ سے ایسی ڈیلینگ کا خیال پہلے کیوں نہ آیا۔۔۔

****

یہ اگلے دن کی بات تھی کہ نعمان علی نے ریم کے ساتھ ناشتہ اس کے کمرے میں ہی کیا تھا۔۔اور وہ اسے ضروری کام کا بول کر باہر چلا گیا۔۔وہ یونہی خود پر کسلمندی طاری کیے بستر میں پڑی رہی۔ صبح سے دوپہر ہو گئی۔ مگر کب تک؟؟آخر اکتا کر اٹھی۔۔اپنا ایک سادہ سا سوٹ لے کر واش روم گئی اور فریش ہو کر باہر آئی تو نیلی قمیض اور شلوار میں تھی۔۔سکارف گلے میں لپیٹا اور کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اتر کر کچن میں چلی آئی۔۔اس نے اس گھر کو تواب نوٹ کیا تھا۔۔یہ عالیشان محل نما لگژری گھر کس کا تھا۔۔؟؟وہ الجھی۔ مگر فی الحال کچن میں چلی آئی۔۔جہاں ایک ملازمہ مستعدی سے اپنا کام سر

انجام دے رہی تھی۔جبکہ دوسری تھوڑی عمر رسیدہ تھی اور پہلی کے سر پر کھڑی اس سے کام کروا رہی تھی۔۔ریم کو کچن میں آتا دیکھ وہ ہیڈ ملازمہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

کچھ چاہیے آپ کو بیٹا،،کچن کے دروازے پر حیران سی بڑی بڑی سیاہ" آنکھیں لیے اس نے ریم سے پوچھا تو ریم نے ایک گہرا سانس اپنے اندر کھینچا۔۔

مجھے اپنے بابا کے لیے کچھ بنانا ہے،،"

آپ مجھے بتا دیں کیا بنانا ہے، میں بنوا دیتی ہوں،،،انھوں نے نرمی سے" کہا۔۔

دال چاول،،ریم نے نروس ہوتے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخائیں۔۔"

ٹھیک ہے بیٹا بن جائیں گے،،،انھوں نے بغور اس کی جانب دیکھتے کہا۔۔" جنھیں اس گندمی نازک سی لڑکی کی تمام دن کی روٹین کی رپورٹ اپنے مالک کو دینی تھی۔۔وہ سر ہلاتی پچھلے قدموں لاونج میں چلی آئی۔۔ابھی بیزاری

سے بیٹھے کچھ پل ہی گزرے تھے کہ نعمان علی شاپنگ بیگز سے لدا پھندا لاونج میں داخل ہوا تھا۔ریم بھاگ کر اٹھی تھی۔۔اور نعمان علی کے ہاتھ سے بھاری شاپنگ بیگ لے کر ٹیبل پر رکھے۔۔

بابا آپ کہاں چلے گئے تھے،،اور یہ سب کیا ہے،،وہ حیران ہوئی۔۔نعمان" علی صوفے پر بیٹھا تو وہ کچن سے پانی کا گلاس لائی تھی۔۔جو کہ نعمان علی نے مسکراتے تھام لیا۔۔

ادھر میرے پاس بیٹھو،، پانی پی کر گلاس سائیڈ پر رکھتے نعمان نے کہا تو وہ آ" کر صوفے پر اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔

ریم،، میں نے تمھاری شادی طے کر دی ہے،،انکل علی اکبر یاد ہیں ناں،" ان کا بیٹا ارمان،، کافی سلجھا ہوا لڑکا ہے،،اس جمعے کو تمھارا نکاح ہے،،اگر تمھارے دل میں کوئی سوال ہے تو اپنے بابا سے شئیر کر سکتی ہو،، یا کوئی اور مسئلہ،،،یہ کہتے نعمان علی نے بیٹی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے چاہے

تھے مگر اسے مایوسی ہوئی کہ وہ بڑی مستقل مزاجی سے بے تاثر اور سپاٹ چہرہ لیے اطمینان سے اپنے بابا کے پاس بیٹھی رہی۔۔

"کوئی سوال،، کوئی مسئلہ نہیں بابا،، جیسے آپ مناسب سمجھیں،،اس نے نگاہیں جھکائے دھیمے لہجے میں کہا اور اپنے دل کو کسی بڑے پتھر تلے اطمینان سے کچل دیا۔۔

"اپنی چیزیں دیکھ لو،، کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتادو،، نکاح کا جوڑا اس پیکٹ میں ہے،، نعمان علی اس کی رضامندی پر آسودھی سے مسکرایا تھا۔۔ریم نے باپ کا طمانیت سے بھرپور چہرہ دیکھا۔ باپ کے چہرے پر موجود یہ سکون اسے اپنے دل کی مکمل بربادی کے باجود سکون دے گیا تھا۔ تبھی وہ اب نعمان علی کے سامنے شاپنگ بیگز کھول کھول کر ان میں موجود سامان چیک کر رہی تھی۔۔اس کے لیے میک اپ جیولری، نکاح کی سی گرین کلر کا فینسی کامدار میکسی اور ساتھ اور بھی جوڑے اور سامان تھا۔۔

یہ سب بہت خوبصورت ہے بابا،،اس نے سادگی سے مسکراتے ہوئے کہا" تھا۔نعمان علی نے اپنے لخت جگر کی بے رنگ، مصنوعی اور پھیکی مسکرا اپنے دل تک بڑی شدت سے محسوس کی تھی۔اچانک کچھ یاد آنے پر وہ نعمان علی کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

بابا،، یہ گھر کس کا ہے،،،اس نے اسی مصروف سے انداز میں پوچھا تھا۔۔" باران دلشیر صاحب کا ہے بیٹا،، نعمان علی کی اس بات پر وہ چونکی تھی اور" پھر شاکی بے یقینی لیے نگاہوں سے اپنے بابا کی جانب دیکھا۔۔تب نعمان علی نے اسے ساری بات بتادی تھی۔۔

وہ بہت اچھے ہیں ریم،، میں نے کئی سال ان کے خاندان کی خدمت کی ہے" بس وہ اسی کا بدلا چکانا چاہتے ہیں، ہمارا ان کے چھوٹے بھائی سے کوئی لینا دینا نہیں،،انھوں نے اپنی خوشی سے میرے لاکھ منع کرنے کے باجود تمھاری شادی کی تمام زمہ داری اٹھائی ہے،، ہم یہاں تمھاری شادی تک ہیں،،اس

کے بعد تم رخصت ہو جاؤ گی اور میں بھی گاؤں اپنے آبائی گھر چلا آؤں گا،،
نعمان علی نے کہتے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے تسلی دی تھی۔۔
جی بہتر بابا،،وہ اس سے آگے کچھ کہہ نہیں پائی۔۔ناکچھ کہنا چاہتی تھی۔۔"
"آپ کے پسندیدہ دال چاول بنے ہیں،، کھانا لگاؤں،،؟؟وہ سر جھٹکتی کہتی اٹھی۔۔
اگر میرا جگر گوشہ کھائے گا تو میں بھی کھاؤں گا،، نعمان علی نے کہا تو وہ پھر" سے ہنس دی۔
ٹھیک ہے آپ کچن میں چلیں میں سامان رکھ کر آتی ہوں،،وہ کہتی شاپنگ" بیگز اٹھائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

****

ایناره اندر آؤ۔۔"ایناره کی موجودگی محسوس کرتے باران نے ایلف کو خود سے الگ کرتے کہا تو دروازے پر کنفیوز اپنی چوری پکڑی جانے پر ایناره گھبراتی ہوئی اندر آئی۔

جی۔۔۔" باران اور ایلف کے سامنے آتے سر جھکاتے کہا۔"

یہ کیوٹ سی لڑکی آپ کی بیوی ہے؟"ایلف نے محبت سے اینارہ کو دیکھتے" پوچھا۔

اس کے لیے اس لڑکی سے محبت کرنے کی ایک ہی وجہ کافی تھی کہ یہ لڑکی باران دلشیر کی بیوی تھی۔

ہاں بیوی ہے۔۔پر یہ کیا بات ہوئی۔۔کیا صرف یہی کیوٹ ہے؟میں" کیوٹ نہیں ہوں۔۔"اینارہ کا شرمایا روپ دیکھتے باران نے شرارت سے پوچھا۔

میرے تو بھائی ہیں مجھے تو لگیں گے۔۔یہ تو اینارہ بھابھی بتائیں گی کیوٹ" ہیں یا نہیں؟"ایلف نے اینارہ کی طرف دیکھتا پوچھا تو اینارہ پریشان سے دونوں کو دیکھنے لگی۔

بتاؤں اینارہ کیوٹ ہوں میں؟" باران نے کچھ رعب سے پوچھا تو ایلف" باران کو گھورنے لگی۔

میں باہر جارہی ہوں۔۔۔"بنا باران کی پکار سنے وہ کمرے سے باہر بھاگی"
تھی۔ پیچھے ایلف اور باران زور سے ہنسے تھے۔
بہت کیوٹ ہے بھائی یہ۔۔۔۔کہاں سے ملی؟"ایلف نے دلچسپی سے پوچھا"
اینارہ کے نام پر باران کی خوشی وج بخوبی دیکھ رہی تھی۔
چڑیلوں کے چنگل سے نکال کر لایا ہوں۔۔"ایک آنکھ دباتا وہ اٹھ کھڑا"
ہوا۔
ایلف کے سر پر ہاتھ رکھتے کمرے سے باہر نکلا اس کا رخ اسٹڈی روم کی طرف
تھا۔اسٹڈی روم میں پہنچتے اس نے اپنے مینیجر کو میسج سینڈ کیا۔
جس میں ایلف دلشیر کی طرف سے آرزک خانزادہ کو خلع کا نوٹس بھیجنے کا "
حکم تھا۔"اب وہ مزے سے آرزک کے ری ایکشن کا منتظر تھا۔وہ جانتا تھا
اس کا یہ اسٹیپ دیکھ آرزک سٹپٹا جائے گا۔

****

زاویار سو کر اٹھا تو کمرے کو خالی پایا۔ایک دلفریب مسکراہٹ ہونٹوں پر رقصاں تھی۔ گزری شب بے حد حسین تھی۔وہ فریش ہوتا کچن میں آیا تو انہاک سے سے انڈا فرائی کرتے دیکھ چوکھٹ سے بازو ٹکا گیا۔ایک نظر اس کے ہلیے پر ڈالی تو لب دبا کر مسکراہٹ ضبط کی۔ بار بار اس کے بڑی سی شرٹ کی بڑی سی آستین اوپر کرتی وہ جھنجھلائی ہوئی تھی۔اسی چکر میں اس کی فیورٹ شرٹ کا آستین بھی گندا کر چکی تھی۔

"" اتنی بڑی شرٹ ہے یہ،،اس میں تو میرے ساتھ ایک اور بھی آجائے،،"" زرمش کی جھنجھلائی آواز پر زاویار نے آگے بڑھتے یکدم اسے اپنے حصار میں لیا تو زرمش کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔

"" پیچھے ہٹیں پلیز،، میرا انڈا جل جائے گا،،"شرم پر جھنجھلاہٹ کا پردہ ڈالتی وہ لاپرواہی سے بولی۔ورنہ در حقیقت اس کے لمس پر دل سکڑا کر پھیلا تھا۔

"""" انڈے کی فکر ہے،،اپنے شوہر کی نہیں جو کمرے سے رو کر آیا ہے،، زاویار کا لہجہ سنجیدہ ہوا تو زرمش چونکی پلٹ کر زاویار کا چہرہ دیکھا

کیوں روئے ہیں آپ،،"زاویار کے گال پر ہاتھ رکھتے فکر مندی سے"
پوچھا۔
جبریل،،اس کی فکر مجھے سکون نہیں لینے دے رہی"وہ واقعی غمزدہ تھا۔"
یکدم زرمش کو سینے بھینچتے رنجیدگی سے کہا۔
پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا زاویار،،"زرمش نے اسے تسلی"
دی۔مگر پھر بری طرح چونکہ تھی۔"لیکن یہ جبریل کون ہے؟؟"زرمش
کو بھی فکر لاحق ہوئی۔زاویار اس سے پیچھے ہوتا اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔
جبریل،، محمل, شایان اور ارحا کا چھوٹا بھائی،،"بہت سنجیدگی سے انتہائی"
غیر سنجیدہ بات کی تھی۔زرمش کو چند لمحے لگے سمجھنے میں اور آنکھیں حیرت
سے پھٹ پڑیں۔۔پھر غصے سے زاویار کے سینے پر ہاتھ مارتی وہ پیچھے ہوئی۔اپنا
انڈا دیکھا تو انڈہ مبارک سیاہ فرائی پین میں سیاہ ہوا فرائینگ پین کا ہی ایک
حصہ لگ رہا تھا۔

بہت برے ہیں زاویار آپ،،اور کتنے بچے ہیں آپ کی لسٹ میں ایک ہی بار" بتادیں میں ان سب کے نام یاد کر لیتی ہوں پھر ایک ہی بار ساتھ فکر کریں گے ان کی،،"غصے سے سینے پر ہاتھ باندھتے وہ اکھڑی اکھڑی زاویار کو بہت کیوٹ لگی۔

یہ اچھا آئیڈیا ہے،،"دیکھو سب سے پہلے شایان،،پھر ارحا,پھر جبریل،،" پھر ابراہیم پھر نشاء پھر عائشہ پھر انابیہ,پھر معیز,,پھر ربیع پھر،،،"بولتے بولتے اس کی نظر زرمش پر پڑی جو لال سرخ ہوئی حیرت سے منہ کھولے زاویار کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔وہ چند پل رکا۔۔۔۔

پھر حنان،،"بس اور نہیں،،"زاویار نے مسکراتے کہا۔۔"

میں کوئی بلی ہوں جو اتنے بچے دوں گی،،یا مرغی لگتی ہو جو مہینے میں پندرہ" انڈے دے دے گی،،"جل بھن کے وہ تن کے زاویار کے سامنے آتی ناک پھلاتی بولی جب زاویار نے جھک کر اس کی ناک پر اپنے لب رکھے۔۔زرمش

میں پل میں سمٹتی پیچھے ہٹنے لگی جب زاویار نے کمر میں ہاتھ باندھتے راستہ بند کر دیا۔۔

تم صرف اپنی کمر کس لو،، خود کو مضبوط کرو مجھے جھیلنے کے لیے،، باقی یہ " میں تمہیں بتادوں کے مجھے بہت سارے بچے چاہیے،، بالکل تمہارے جیسے کیوٹ کیوٹ جو میری اور تمہاری ناک میں دم کر دیں،، اور پھر تم غصے میرے پاس اان کی شکایت لے کر آؤ،، دیکھیں زاویار جبرائیل نے کپڑے گندے کر لیے،، شایان اسکول سے لڑ کر آیا ہے،، ارحا نے میرا میک اپ توڑ دیا وغیرہ وغیرہ،، اور پھر رات کو تھک کر میرے پہلو میں لیٹو اور میں پھر سے " ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب زرمش نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔ اتنے بے شرم آپ کیسے ہو سکتے ہیں زاویار،، " زاویار کے سینے میں چہرہ " چھپاتی وہ حقیقتاً چھپنے کی جگہ تلاش کر رہی تھی۔

تمہارے معاملے میں بہت احتیاط کرتا ہوں،، ابھی تم اپنے لیے میری " دیوانگی سے ناواقف ہو،، " معنی خیزی سے اس کے چہرے پر اپنی محبت کے

قوس وقزح سے رنگ اور وجود پر بے باک نشانات دیکھتا وہ زرمش کے بالوں پر لب رکھتا وہ جذب کے عالم میں اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

آئیی،،"اچانک زرمش کی چیخ پر وہ چونک کر پیچھے ہوا۔"

کیا ہوا،،؟"پریشانی سے پوچھا۔"

وہ سب دیکھ رہے ہیں،،"زرمش نے گھبراتے کہا۔"

کون،،"زاویار نے چونک کر کچن کی کھڑکی کی طرف دیکھا جب زرمش" نے اونچا ہوتے زاویار کے کان میں سرگوشی کی۔۔

جبرائیل،ابراہیم اور انابیہ،،،"وہ شرارت سے بولتی کھلکھلانے لگی۔"

زاویار نے بھرپور مسکراتے زرمش کو بازوؤں میں اٹھالیا۔۔۔اور فارم ہاؤس کے گارڈن کے حصے میں لے جانے لگا۔

کہاں لے جا رہے ہیں زاویار میرے کپڑے نامناسب ہیں،،اور ناشتہ،،" مجھے بھوک لگ رہی ہے،،"وہ زاویار کی قربت کو سوچ کر گھبراتی ہوئی بولی۔

تمہیں لگتا ہے میری زندگی،، کہ اس حلیے میں تمہیں میرے علاوہ کوئی اور" دیکھ سکتا ہے،،؟"زاویار کے پوچھنے پر وہ اطمینان سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔

جب نظر سامنے پڑی جہاں لان میں ہی ناشتے کا خوبصورت انتظام تھا۔ہٹ کی صورت میں سفید جالیوں سے سوئمنگ پول کے کنارے پر نرم کشنز سے بیٹھک بنائی گئی تھی۔درمیان میں فریش جوسز رکھے تھے۔

واؤ،،"وہ خوش تھی۔اسے کبھی کسی نے سرپرائز نہیں دے تھے۔اور اس" قدر حسین صبح تو اس نے سوچی ہی نہیں تھی۔

تھینک یو زاویار،،"نم لہجے میں کہتی وہ زاویار کے بازوؤں میں ہاتھ ڈالتی" اس کی گردن پر لب رکھ گئی۔اور یہ پہلی بے باک پیش قدمی تھی جو زرمش کی جانب سے ہوئی تھی۔

تھینکس ٹو یو،،مجھے کبھی اپنی زندگی اتنی حسین نہیں لگی جتنی اس وقت" تمہیں پا کر لگ رہی ہے،،"وہ سچ کہہ رہا تھا۔زرمش کی نم آنکھوں پر لب رکھتا وہ ناشتے کے لیے اسے نرمی سے سفید کشن پر اتار گیا۔اپنے ہاتھوں سے

اسے ناشتہ کرواتا وہ کوئی نہ کوئی ایسی شریر بات کہتا کہ یا تو زرمش اس سے نظریں چرا جاتی یا پھر ہاتھوں کی مٹھی بناتے اسے مارتی۔

****

وہ آفس روم میں تھا جب اس کا اسسٹینٹ نے اجازت ملنے پر ایک خاکی لفافہ اس کی ٹیبل پر رکھا تھا۔ سوالیہ نظروں سے دیکھتے اس نے وہ لفافہ چاک کیا لیکن اندر سے نکلنے والا پروانہ دیکھ یوں لگا جیسے آفس کی چھت اس کے سر پر گری ہو۔۔۔

"غصے سے خلع کے پیپرز پھاڑتے وہ جبڑے بھینچ گیا طیش و" ڈونٹ یو ڈیئر،، اشتعال سے ٹیبل پر رکھا کانچ کا پیپر ویٹ اٹھاتے زمین پر پھینکا۔اس کا دل کیا ابھی جا کر باران دلشیر کی قبر کھود دے۔ غصہ اسے ایلف پر بھی شدید آیا کہ یقیناً اس میں ایلف کی رضامندی بھی برابر شامل تھی۔۔پورے آفس روم کا حلیہ بگاڑنے کے بعد وہ ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔

بہت غلط کیا ہے تم نے ایلف،، اگر تم ایسا سوچتی ہو کہ تم یہ سب کر کے مجھ "
سے دور ہو سکتی ہو تو یہ تمہاری خام خیالی یا خوش فہمی ہے جو میں عنقریب دور
کر دوں گا،، تمہاری ہمت کو تو داد دینی پڑے گی تم نے اتنا بڑا اسٹیپ اٹھانے کا
سوچا بھی کیسے،، "وہ حیران بھی تھا اور غصہ بھی تھا۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا
کرے؟ ایلف اس صورت حال میں اس کنڈیشن میں اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا
سکتی تھی۔۔ دل بہت بری طرح دکھا تھا۔

یہ سب تم باران دلشیر کی شے پر کر رہی ہو،، تمہاری طبیعت تو میں اچھی "
طرح صاف کروں گا تھوڑا انتظار کرو،، "سگریٹ سلگاتے خود سے عزم کیا۔
ایلف نے بڑی غلطی کی تھی۔ ایسے کیسے بچ سکتی تھی۔۔۔
بے بی کی وجہ سے بہت زیادہ اسپیس اور ڈھیل دے دی میں نے تمہیں،، "
پر اب نہیں،، "آفس سے باہر نکلا تو اسٹاف جو توڑ پھوڑ کی آواز سن پریشان تھا
فورا کام میں مصروف ہوا۔ اپنے اسسٹینٹ کو روم صاف کرنے کا حکم دیتے وہ
آفس کی بلڈنگ سے باہر نکل گیا۔ فون اٹھاتے ایک نمبر پر کال ملائی۔۔

باران دلشیر کے گھر پر نظر رکھو،، جونہی اس کی بہن گھر سے باہر نکلے مجھے "
انفارم کرنا،، ! اگر باران دشیر ایلف دلشیر کا بھائی تھا اور وہ حق رکھتا تھا تو اس سے زیادہ آرزک خانزادہ اس پر حق رکھتا شوہر ہونے کی حیثیت سے۔اور یہ حق اس سے ایلف دلشیر بھی اس سے نہیں چھین سکتی تھی۔۔

****

میں آپ کے بے بی کی مامی ہوں گی ناں،،؟"دو دن مزید گزرے تھے "
ایلف بہت خوش رہنے لگی تھی۔خوشی کی ایک وجہ یہ تھی اسے باران سے معلوم ہوا تھا آرزک نے دو بار گھر میں آنے کی کوشش کی پر اس بار وہ ناکام رہا اور خلع کا پیپر ملنے کے بعد وہ انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔اس نے اعتبار نہیں کیا تھا تو یہ سزا اس کا حق تھی۔وہ مطمئن تھی کہ آرزک اس سے محبت کرتا ہے۔۔اور کچھ دنوں بعد وہ واپس اس کے پاس چلی جائے گی اور ایک خوشی اپنے بچے کی تھی۔۔

ہاں اور میں آپ کے بچے کی پھپھو،،"ایلف نے دلکشی سے مسکراتے کہا۔"

میرے بچے،،"اینارہ کی کیفیت اس لفظ پر اچانک خوشگوار ہوئی۔۔"

ہاں کیوں،،بس جلد از جلد آپ کا بھی بے بی ہو جائے،،مجھے بہت شوق ہے"
پھپھو بننے کا،،"ٹیبل صاف کرتی فرح ان کی باتوں پر مسکرا رہی تھی۔

ہاں اینارہ،،تم بھی جلد از جلد بے بی کر لو پھر باران باس سے تمہارا رشتہ"
مزید اسٹرانگ ہو جائے گا،،"فرح نے تجربہ کاری سے کہا۔

کیا واقعی،،؟"اینارہ نے خوشی سے پوچھا۔وہ ہر وہ کام کرنے کو تیار تھی"
جس سے باران اور اس کا تعلق بہت گہرا ہو جائے۔۔

ہاں ماں،،فرح ٹھیک کہہ ہی ہے بھابھی،،اس بارے میں آپ کو باران"
بھائی سے بات کرنی چاہیے،،ایک بے بی ہو جائے گا تو گھر بھرا بھرا ہو جائے
گا،،،"ایلف نے بسکٹ منہ میں ڈالتے کہا تو اینارہ سوچ میں پڑ گئی۔

میں آج ہی اینجل باری سے بات کروں گی،،"وہ بہت سوچنے کے بعد گویا"
ہوئی۔یوں تو وہ چند دن سے ایک کمرے میں رہ رہے تھے پر اینارہ کو یہ بات
بری طرح کھٹکتی تھی کہ باران اس سے گریز کرتا تھا۔اس کے قریب نہیں

آتا تھا۔ باران کا خود سے دور رہنا اس کے لیے باعثِ تکلیف تھا۔ وہ اب یہ بات شدت سے محسوس کرنے لگی تھی ہاں مگر اس وقت فرح یا ایلف کے ساتھ شئیر نہیں کر سکتی تھی۔۔ان کی باتیں دیر تک جاری رہیں پھر ایلف اپنے کمرے میں چلی گئی اور فرح انیکسی میں۔

اینارہ اپنے کمرے میں بیٹھی باران کی منتظر تھی پر یہ انتظار طویل تر ہوتا گیا کہ رات نے ایک کا ہندسہ پار کر لیا۔ نیند آج آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ بس اب وہ خوفزدہ ہونے لگی تھی آخر باران کیوں اس کی ذات کی نفی کر رہا تھا؟۔ کیا اس کی ذات کی حقیقت باران کو قدم اس کی جانب بڑھانے سے روک رہی تھی؟ دل شدید رنج و غم میں مبتلا تھا جب ڈیڑھ گھنٹہ مزید گزرا آنکھیں نم ہونے لگیں اسی لمحے باران تھکا ہوا سا کمرے کا دروازہ کھولنے اندر داخل ہوا۔ صرف اینارہ سے دوری بنائے رکھنے کے سبب وہ بے مقصد زیادہ وقت باہر گزارنے لگا تھا۔ ابھی بھی وہ یہی سوچ کر آیا تھا کہ کمرے میں وہ سو چکی ہو گی پر اسے جاگتا پا کر فکر ہونے لگی۔

تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟سب خیریت ہے۔؟طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟"

"باران کا فکر مند لہجہ سنتے ہی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔وہ بھاگتی ہوئی باران کے سینے کا حصہ بنی۔اینارہ کا اچانک ایسا رویہ اسے پریشان کر رہا تھا۔

اینارہ کیا ہوا بتاؤ مجھے،،،"اینارہ کو خود سے الگ کرتے اپنے مقابل کرتے"

پریشانی سے پوچھا۔

اینجل باری،،مجھے بھی چاہیے،،پلیز،،"وہ سر جھکائے روتی ہوئی بولی تو"

باران ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

کیا چاہیے،،مجھے بتاؤ لیکن رونا بند کرو،،"باران نے نرمی سے اسے"

پچکارتے کہا۔

مجھے بھی بے بی چاہیے،،"یہ بولتے وہ ایک مرتبہ پھر رونے لگی تھی۔۔اور"

باران دلشیر کو ایک بہت بڑا دھچکا دے گئی۔۔باران نے اپنے اندر سرد سی سانس کھینچی۔۔اسے بیڈ پر بٹھایا اور پانی کا گلاس اٹھا کر زبردستی اس کے لبوں

کو لگایا۔۔ باران اس کے بہت قریب بیٹھا تھا۔ ٹھوڑی سے تھام کر بھیگا چہرہ اپنے روبرو کیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

اب بتاؤ،، پنک ریبٹ،، یہ بات تمھارے دماغ میں کیوں اور کیسے آئی،، وہ" نرمی سے پوچھ رہا تھا اینارہ نے شکایتی نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

بے بی سے شوہر اور بیوی کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے،، یہ بات مجھے معلوم ہے،،" وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔

اور تمھیں کس نے کہا کہ ہمارے بیچ کا رشتہ کچا ہے،،، باران نے کہتے" دانتوں تلے لب دبائے تھے۔۔ مگر پھر اینارہ کے الفاظ نے اس کے کانوں میں چھوٹے چھوٹے دھماکے کیے تھے۔۔ سوچا نہیں تھا وہ اس کی محبت میں پور پور ڈوبی لڑکی اتنی جلدی محبت کے تقاضوں کی اتنی گہرائیوں تک جا پہنچے گی۔۔ مگر یہ ہو چکا تھا۔۔

تت،، تو پھر آپ مجھ سے دد،، دور،،، کیوں رہتے ہیں،، اور مم،، مجھ سے" گریز برتتے ہیں،،، آخر کک کیوں،،؟؟؟ وہ بمشکل ہی سہی مگر یہ الفاظ ادا کر

ہی گئی۔۔آنکھوں سے بے آواز آنسو بہائے گئی۔۔"کک کہیں اس وجہ سے تو نن،، نہیں کہ مم،، میرے ساتھ غلط ہوا تھا اور میرا تت،، تعلق اس گندی جگہ،،،

"اششششش،،، خاموش ہو جاؤ ایناره،،، باران نے پہلی مرتبہ اس کے گلابی لبوں پر انگلی رکھتے زرا سا سخت لہجہ اختیار کیا تھا۔۔"یہ اپنے دماغ میں کس قسم کی فضول ترین سوچیں پال کر بیٹھی ہو،، تمھیں لگتا ہے مجھے اس چیز سے کوئی فرق پڑتا ہے،، اگر فرق پڑتا تو میں تم سے نکاح ہی کیوں کرتا احمق لڑکی،،، باران دلشیر کا کہنا مگر اس کے رونے میں شدت ہی آئی تھی۔۔باران نے اسے چپ کروایا۔۔

"اوکے فائن،، وہ کہتا اٹھا۔۔اور ڈریسنگ روم تک گیا۔۔جب وہاں سے باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔۔"جاؤ یہ پہن کر آؤ،،، باران نے بے تاثر مگر نرم لہجے میں کہا تھا۔۔ایناره نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب

دیکھا۔ مگر باران کے آئبر واچکانے پر گھبراتے جلدی سے پیکٹ تھام کر واش روم میں گھس گئی۔۔

اینارہ نے واش روم میں وہ پیکٹ کھول کر دیکھا تھا۔۔ جسے کھول کر دیکھتے ہی اس کے دانتوں تک پسینے چھوٹ گئے تھے۔۔ سیاہ رنگ کا باریک نائٹ گاؤن تھا۔۔ ابھی اپنے حق کا مطالبہ بڑی دیدہ دلیری سے کرتے اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس مرحلے کے پہلے ہی قدم پر اسے یوں محسوس ہو گا جیسے روح قفسِ عنصری سے ابھی پرواز کر جائے گی۔۔ اس نے کافی دیر واش روم میں ہی کھڑے ہو کر گزار دیئے۔۔ مگر اپنی کار گزاری کا خیال آتے ہی کانپتے ہاتھوں سے لباس تبدیل کیا۔۔ پھر وہ لال بھبھو کا چہرہ لیے خود میں تمام تر ہمت یکجا کرتی کمرے سے باہر نکلی تھی جہاں سامنے ہی وہ اب نیلی ٹی شرٹ ٹراؤزر میں اطمینان سے دونوں ہاتھ اپنے ٹھوڑی تلے رکھے بیڈ پر بیٹھا اس کا منتظر تھا۔۔ اینارہ پر نگاہیں پڑتے ہی وہ جیسے نگاہ ہٹانا بھول گیا تھا۔۔ وہ جانتا تھا وہ خوبصورت ہے مگر اس قدر دلکش، نازک کانچ سے وجود کی مالک ہے اس آج

اندازا ہوا۔۔سیاہ رنگ میں کانچ سا شفاف سنہری وجود چاندنی کی طرح جگمگا رہا تھا۔۔

"قریب آؤ اب،،،اسے وہیں دروازے پر جمے دیکھ باران نے خمار آلود گھمبیر لہجے میں مطالبہ کیا تو ایناره کو ویسے ہی اپنا دم نکلتے محسوس ہوا۔۔وہ وہیں کھڑی اپنی انگلیاں چٹخارہ رہی۔۔

"اب کیا ہوا،، نکل گئی غبارے سے ہوا،،، باران اسے چھیڑتے پیچھے بیڈ پر نیم دراز ہوا اپنے سر تلے دونوں بازو رکھے۔۔ایناره نے خفگی بھری نگاہوں سے اس کو دیکھا جو اس کی پتلی ہوئی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔۔وہ پاؤں پٹخ کر واپس واش روم جانے لگی جب اتنی ہی تیزی سے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اتنی ہی تیزی سے اس کے قریب آکر اسے بازوؤں میں بھر گیا۔۔

"ا،،،این،،،،جل،،،،بب،،،باری،،،،وہ اس کے اس جان لیوا اٹیٹیوڈ سے گھبرائی تھی۔۔

اششششش،،، کیاہوا ینارہ باران دلشیر،،؟؟؟ کہ آج رات یہ اینجل باری" پوری طرح ڈیول بن جائے اور تمھیں اس کا وہ روپ دیکھنا پڑے جو بہت زیادہ بھیانک ہے،،، وہ سنجیدہ لہجے میں غیر سنجیدہ بات کہتے اسے نرمی سے بیڈ پر اتار گیا۔۔اور پھر کسی گہری گھٹا سا اس کے اوپر جھکتے اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی۔۔اور پھر باران دلشیر نے اسے کچھ کہنے کی بھی مہلت نہیں تھی۔۔یا یوں کہنا بہتر تھا کہ وہ اسے سانس لینے تک کی مہلت بھی نہیں دے رہا تھا۔۔اس کے پورے چہرے کو اس نے اپنے بے باک شدت بھرے پر تپش لمس سے مہکایا تھا۔۔لیکن پھر باران کے ہر عمل کے ساتھ اس کا چہرہ خوف و گھبراہٹ کے باعث سفید پڑنے لگا۔۔باران جانتا تھا وہ سانس نہیں لے پا رہی۔۔اور شاید وہ یہی چاہتا تھا۔۔اس کی گرفت میں انتہا کی شدت اور سختی تھی کہ ینارہ کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر باران کو اپنے چہرے پر نمی کے ساتھ ہی وہ بہت اچانک اس سے دور ہوا تھا۔۔۔۔ محسوس ہوئی۔۔اس باران دلشیر نے سرد سی سانس کھینچتے اذیت کی انتہا سے اپنے جبڑے

بھینچے۔۔وہ جانتا تھا ایک راز کھلے بغیر ایک مسٹری حل ہوئے بغیر اپنی وحشت پر قابو پائے بغیر وہ اس رشتے میں آدھا قدم بھی آگے نہیں بڑھا پائے گا۔۔اور اس وقت بھی یہی ہوا تھا اس سے۔۔

اینارہ جاؤ،، چینج کر کے آؤ،،اس کی جانب پشت کیے وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

اینارہ جو بیڈ پر روتے ہوئے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی پل میں اٹھی اور واش روم میں غائب ہو گئی۔۔وہ جب واش روم سے آئی تو اسی سادہ سے پرنٹڈ شلوار قمیض میں تھی۔۔چہرے پر نا قابل فہم سے تاثرات تھے۔۔

اینارہ ادھر آؤ اور سو جاؤ،، باران نے اسے پکارا وہ چپ چاپ بیڈ پر آئی اور" حسب معمول اس کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔

اگلے کچھ دن میں مصروف رہوں گا،،اپنا خیال رکھنا،،اس کے بعد میں دنیا" کی ہر خوشی تمھارے قدموں میں ڈال دوں گا،،بس تمھیں کچھ دن اور صبر سے کام لینا ہے،،،

اس کی پشت رب کرتے وہ آنکھیں موندے دھیمے لہجے میں کہی رہا تھا۔۔

ایناره بے قرار تھی مگر پھر بھی زبردستی اپنی آنکھیں موندلیں۔۔جانے کب نیند آئی۔ مگر وہ پھر گہری نیند سو گئی۔ مگر ایک شخص کو کانٹوں پر گھسیٹ کر۔۔

****

زاویار اس وقت اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھولے اسے کمپنی کے نئے پروجیکٹ کے بارے میں ضروری پوائنٹس بتا رہا تھا۔۔(کیونکہ ان دنوں وہ ایحان کے زیادہ قریب رہنا چاہتا تھا تبھی اپنی سیکرٹ میٹنگ بھی اسی کے مینشن میں جان بوجھ کر ارینج کی تھی۔۔) مگر باران دلشیر کی تمام تر توجہ وال گلاس کے باہر لان میں سوئمنگ پول کے پاس کھڑے سگریٹ میں اپنی جان جھونکتے ایحان دلشیر پر مرکوز تھی۔۔

تم جاری رکھو،، میں سن رہا ہوں،،، باران نے کہا اور ایحان کی جانب دیکھتے" گلاس وال کے بلکل قریب چلا آیا۔۔اب وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے

بغور اس کی پشت دیکھ رہا تھا جو ملگجے سے حلیے میں وہاں کھڑا جانے کیا سوچ رہا تھا۔۔کافی بری حالت تھی۔۔بال جو بے تحاشا اسٹائلش انداز میں بن کی صورت بندھے رہتے اب عجیب بے ڈھنگے انداز میں بڑھے ہوئے کندھوں پر بکھرے تھے بئیرڈ بھی زیادہ ہی بڑھی ہوئی تھی۔۔لگتا تھا دو تین دن سے لباس بھی بدلنے کی توفیق نہیں کی تھی۔ باران دلشیر نے ایک گہری سانس خارج کی۔اسے لگا تھا دنیا میں ایک وہ خود ہی جو بہت بڑا ڈھیٹ واقع ہوا ہے۔۔مگر ابھی ان دنوں اندازہ ہوا وہ غلط تھا کہ ایحان دلشیر اس سے بھی زیادہ ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔۔وہ ڈھٹائی میں اپنے بڑے بھائی سے دو قدم آگے ہی نکلا۔۔ باران دلشیر نے اسے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے دیکھا تھا۔اپنی آنکھوں سے شکست وریخت کا شکار ہوتے دیکھا۔اسے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ بے تحاشا رویا ہے۔۔وہ بیمار بھی رہا تھا۔۔اور ان دنوں بے حد تکلیف میں تھا۔۔ مگر باران کو تکلیف اس بات سے تھی کہ اب بھی وہ اپنی خود ساختہ ڈھٹائی پر قائم خود پر جیسے پتھر کا خول چڑھائے پھر رہا تھا۔کیا وہ اپنی آنا کی بت

کو پاش پاش کرتے اپنے بڑے بھائی سے اپنی ہر تکلیف شئیر نہیں کر سکتا تھا۔؟آخر ایسی بھی کیا ضد تھی؟؟ باران دلشیر کو اس کی خاموشی سے چڑ ہوئی تھی۔۔وہ اپنی شخصیت مسخ کرتا خود کو تباہ و برباد کر رہا تھا۔ تبھی اس پتھر پر ایک آخری اور کاری ضرب لگانا بے حد ضروری تھا تاکہ وہ خول چیخ کر ٹوٹ جائے۔۔ تبھی اس نے زاویار کو کافی سرو کرتے خانساماں کمال کو مخصوص اشارہ کیا تھا۔۔کمال (جو اس کا خاص آدمی تھا) نے اثبات میں سر ہلایا تو باران اب لاپروائی سے زاویار کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

کمال نے کچن میں جا کر کافی کا مگ لیا اور باہر لان میں نکل آیا۔۔

"ایحان بابا،، آپ کی کافی،، وہ جو گم صُم سا کھڑا کسی غیر مرئی نقطے کو گھورے رہا تھا کمال کی آواز پر چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا اور چپ چاپ کافی کا مگ تھام لیا۔

"ایحان بابا،، مجھے دو دن کی لیو چاہیے تھی،، کمال نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا جس کی لہو رنگ آنکھوں سے عجیب سی وحشت ٹپک رہی تھی۔۔

خیریت،، فیملی میں توسب ٹھیک ہے ناں،،ایحان نے خود کو کمپوز کرتے" پوچھا۔پہلے نعمان علی اور پھر کمال۔اسے کسی کے خود کو چھوڑ جانے کے نام سے ہی وحشت سی ہوئی۔۔

جی ہاں فیملی میں توسب ٹھیک ہے،،دراصل پرسوں جمعہ کو نعمان علی کی" بچی کا نکاح اور رخصتی ہے،،اسی میں شرکت کرنی ہے مجھے،،سوچا ایک دن پہلے چلا جاؤں گا تو ہاتھ بٹا دوں گا اس کا،،کمال نے کمال اطمینان سے کہتے جیسے ایحان دلشیر کی روح کا ایک حصہ ادھیڑا تھا یا سینے سے کلیجہ نکال کر اپنے پیروں تلے کچلا تھا۔اسے سمجھ نا آئی۔بس دھڑادھڑ سات آسمان اپنے سر پر گرتے محسوس ہوئے تھے۔۔کانوں میں جیسے چھوٹے چھوٹے دھماکے سے ہونے لگے۔۔

ایحان بابا،،تو میں لیو پر جا سکتا ہوں،،،کمال کو اسے پھر سے مخاطب کرنا" پڑا۔۔

نعمان علی،،،،،اس کا،،،،،فون آیا تھا کیا،،،،؟نمبر تو،،،،بند ہے اس" کا؟؟ایحان کو بولنے میں شدید تکلیف ہو رہی تھی اسی لیے اس نے اپنا گلا کنکھارتے اسے بری طرح رب کیا۔۔

نہیں،اس نے کہا اس کا فون چوری ہو گیا ہے،،اسی لئے نمبر تو بند ہے،،"

میری ملاقات تو مارکیٹ میں ہوئی تو،،وہ شاید بچی کے نکاح کا جوڑا لینے آیا ہوا تھا تو تب بتایا اور دعوت دی تھی،،

اور ایڈریس،،،،ایڈریس تو دیا ہو گا،،،،،،،ایحان نے کھانستے کافی کا مگ" پاس پڑی کرسی پر رکھا۔۔نکاح کا جوڑا؟؟؟؟ سینے میں درد کے ابال سے اٹھنے لگے یوں لگتا تھا دم گھٹ جائے گا۔۔

نہیں،ایحان بابا،،اس نے کہا تھا کہ فون آن کر کے ایڈریس بھیج دے گا،،" کمال کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔ایحان جھٹکے سے اس کے سامنے سے ہٹا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر لاونج میں گیا تھا۔۔کمال کا کام پورا ہو چکا تھا لہذا وہ اطمینان سے کچن میں چلا گیا۔۔

ادھر وہ وحشت، خوف واذیت جیسے ملی جلی کیفیات لیے لاونج میں آیا اور دھاڑ سے باران دلشیر کے سامنے پڑے لیپ ٹاپ کو دھماکے سے بند کر دیا تھا۔۔

ایحان،، واٹ دا،، باران کچھ سخت الفاظ کہتا مگر ایحان کے تاثرات دیکھ " خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔ زاویار بھی اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ وہ باران دلشیر کے کمینے پن سے مزید متاثر ہوا تھا کہ اس کی چلائی چال کا حسبِ معمول رد عمل سامنے آیا تھا۔۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ میری بچپن سے لے کر اب تک کی تمام " محرمیوں کا ازالہ کریں،؟؟ ایحان کے بے تاثر سپاٹ لہجے میں اس قدر سرد مہری تھی کہ زاویار خانزادہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ باران دلشیر کھڑا ہوتا اس کے سامنے آیا تھا۔۔

ہاں میں وہ ازالہ کرنا چاہتا ہوں،، اس کے لیے مجھے کیا کرنا ہو گا،، باران نے" کہتے اس کے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے شکستہ وجود کو دیکھا اور بڑی مشکل سے خود پر ضبط کیا۔۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ سب ہو جائے اور میری آپ سے تمام ناراضگی" اور گلوے شکوے دور ہو جائیں تو مجھے وہ چاہیے،، میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں،، آپ اس کی شادی صرف اور صرف مجھ سے کروائیں گے،، سن ہوتے اعصاب اور شل ہوتے جسم و جاں کے ساتھ ایحان دلشیر نے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔۔ باران دلشیر نے سکھ کا سانس لیا۔۔

محبت کرتے ہو اس سے ایحان،، ؟؟؟ باران نے بھی اب کی بار سنجیدگی" سے اس سے پوچھ تھا۔۔

پتہ نہیں،، اس سوال کا جواب دیتے وہ بری طرح جھٹپٹایا تو زاویار نے" افسوس کے ساتھ نفی میں سر ہلایا کہ اتنا سب ہونے کے باجود اس ڈھیٹ آدمی کو آخر محبت کا اعتراف کرنے میں کونسی رکاوٹ مانع تھی۔۔

ڈونٹ وری،، نعمان علی کی بیٹی کی شادی تم سے ہی ہو گی،،، باران نے کہتے " اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

ابھی کمال نے بتایا،، نکاح ہے اس کا جمعہ کو،،، وائے ایم آئی ناٹ وریڈ،،؟؟؟"

وہ جہاں بھی ہیں ہمیں ابھی ادھر جانا ہو گا،،، آپ کو نعمان علی سے بات کرنا ہو گی،،، وہ کسی کانٹے میں پھنسی مچھلی کی مانند اس وقت تڑپ رہا تھا۔۔

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

Third Last part 1

Ehan's nikkah special

ٹھیک ہے،، میں کر لوں گا بات،، تم پریشان مت ہو،، باران" نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو ایحان نے اسے بغور دیکھا۔

اس کا مطلب ہے آپ کا رابطہ ہے نعمان علی سے،، وہ سرد" مہری سے گویا ہوا۔۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ ابھی اور اسی وقت وہ جہاں بھی ہے وہاں جانا چاہتا ہے وہ اس کے روبرو اس کے پاس جانا چاہتا ہے۔۔ کہ ان دنوں اس کا دل، اس کی روح اس کے جسم و جاں ریم نعمان علی کے لیے بہت زیادہ تڑپے

تھے۔۔ مگر وہ کہہ نا پایا۔۔ کہتا بھی کیسے؟ اپنی بیقراری کسی پر عیاں تھوڑی کرتا۔۔ اپنے جزبات و احساسات سب سے شروع دن سے چھپائے تھے۔۔ تو اب کیسے خود کو دوسروں پر ظاہر کر دیتا۔۔ یہ ظاہر کرتا کہ وہ کمزور ہے وہ اس کی کمزوری ہے۔۔؟؟؟

اس سے تمھارا کوئی کنسرن نہیں ایحان،، جاؤ اپنے کمرے" میں آرام کرو،، میں جلد کچھ کرتا ہوں،، باران کہتے زاویار کی جانب متوجہ ہوا جیسے بات ختم کی ہو۔ وہ انگارے چباتا تن فن

کرتا وہاں سے نکلا تھا۔۔ باران نے سر جھٹکا۔۔ وہ اور زاویار آفس کے لیے نکل گئے۔۔

وہ جلتا سلگتا اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔ بے قراری سے ادھر ادھر چکر لگاتے ایحان نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔۔ سینے میں پھر سے عجیب طرح کا درد اور گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔۔ اس کی زندگی میں سب کچھ تھا ماسوائے سکون جیسی دولت کے۔۔ اور اب تو جب سے اس کے نکاح کے بارے میں سنا تھا دل و جاں میں عجیب طرح سے ابال سے اٹھنے لگے تھے۔۔ اسے یاد آیا اسے زین کی ریم پر ایک بھی نگاہ

برداشت نہیں ہوتی تھی۔۔ اسے ارسلان نیازی کا ریم کی کمر پر کمنٹ پاس کرنے نے جلتی بھڑکتی بھٹی میں دھکیل دیا تھا۔۔ اسے ریم کا کسی سے بات کرنا تک پسند نہیں تھا۔۔ تو اب یہ خبر سن کر وہ کیسے پرسکون رہ سکتا تھا؟؟ کیسے؟؟

تمھاری ہمت کی تو داد دینی پڑے گی ریم نعمان علی.. محبت' کے دعووں کے باجود کیا تمھارے دل میں میرے لئے بس اتنی سی فیلنگز تھیں کہ تم اتنی جلدی کسی اور کی ہونے کے لیے مان بھی گئیں.. تمھاری اتنی ساری خطاؤں میں ایک اور بہت بڑی خطا کا اضافہ ہو چکا ہے ریم نعمان علی.. اور اب اس کا

ہرجانہ اور سزا تم صرف اور صرف اپنے وجود پر بھگتو گی.. وہ چلا کر کہتا ڈریسنگ ٹیبل کی تمام چیزیں ایک دھماکے سے زمین بوس کر گیا تھا۔۔ لیکن وہ جانتا تھا اس کے بھائی نے بچپن سے لے کر اب تک اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے اس کی ہر فرمائش پوری کی ہے تو اب تو اس نے خود جا کر اپنے بھائی سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اسے وہ لڑکی چاہیے تو اب بھلا باران دلشیر کیسے اپنے بھائی کو خالی ہاتھ لوٹا سکتا تھا۔۔ ایحان پوری طرح اپنے بھائی پر انحصار کیے بیٹھ گیا۔۔

لیکن مسئلہ تو تب بنا جب اس سے اگلی رات بھی سر پر آن پہنچی اور باران دلشیر کی جانب سے کوئی پیش رفت دیکھنے کو نہیں ملی تب ہیجان کو اپنا دل اس گہری رات کی طرح تاریکی بھری گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس ہوا۔۔ بے چینی، بے سکونی اور تڑپ کا یہ عالم تھا کہ وہ اس دنیا سے بے نیازی برتے سارا دن بے وجہ شہر کی سڑکیں چھانتا پھرتا رہا۔۔ ہاں مگر باران دلشیر کی فون کال شدت سے انتظار کیا تھا۔۔ پورا دن تمام وجود سماعت بنا باران کی کال کا انتظار کرتا رہا۔۔ مگر یہ انتظار انتظار ہی رہا تو وہ اپنے لئے سکون کی تلاش کرتے ایک مخصوص جگہ

پہنچا۔۔ وہاں سے اپنے لیے اپنی بے سکونی کی دوا لی اور گھر چلا آیا۔۔ رات ڈنر بھی نہیں کیا۔۔ اور آ کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔۔

****

اگلے دن صبح زین کی آنکھ کھلی۔۔ باران دلشیر کی جانب سے اسے رات میںشن میں آنے کا بولا گیا تھا۔۔ انھوں نے کہا تھا ضروری کام ہے۔۔ معاملا باران دلشیر کے حکم کا تھا تو اسے اپنی عزت بہت پیاری تھی اسی لیے آٹھ بجے کے قریب جلدی اٹھ بیٹھا۔ تو انگڑائی لیتے اسے احساس ہوا منہ پر ٹھوڑی کے

پاس کچھ وزنی ہے ہاتھوں سے چھوا تو ماتھے پر بل پڑا۔ وہ سحر کا پاؤں تھا جو اس کے ہونٹوں کے قریب ٹھوڑی پر رکھا تھا۔۔ خود وہ کمفرٹر میں بیڈ کی پائنتی کی جانب بچوں کی طرح آڑھی ترچھی بے سدھ لیٹی ہوئی تھی۔۔

بدتمیز لڑکی۔۔۔" پاؤں اپنے منہ کے پاس سے ہٹاتے وہ اٹھنے" ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر اچانک سحر کا پاؤں کروٹ لینے سے مڑا اور زین کے گال پر زور سے لگا۔

آہ۔۔ میرا منہ۔" اپنا جبڑا پکڑتے غصے سے سحر کو گھورا اور پھر" اسی ٹانگ کو کھینچتے سحر کو اپنے قریب کرتے دونوں بازوؤں سے

پکڑتے اپنے روبرو اٹھا بٹھایا۔۔ وہ نیند سے ہڑبڑا کر جاگی تھی اور اب زین کو غائب دماغی سے تک رہی تھی۔ اس کے بال کچھ کھڑے تھے۔ آنکھیں تھوڑی سوجھی سوجھی تھیں شاید نیند کے باعث۔۔ بکھری بکھری سی نازک سی حالت میں وہ چند لمحوں میں زین کا غصہ جھاگ کی طرح بٹھا گئی۔ بے بی پنک ٹی شرٹ پر باربی بنی ہوئی تھی۔۔ ٹراؤزر بھی ہم رنگ تھا وہ اس وقت اس حلیے میں اسے خود بھی ایک چھوٹی سی گڑیا ہی لگی۔۔

چھوڑیں مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔" وہ واپس لیٹنے لگی۔۔"

تم نے میرے منہ پر لات ماری ہے۔۔" دانت پیستے کہا۔"

تو آپ بدلہ لیں لیں،، اپنا منہ میرے پاؤں پر مار دیں،، " وہ" نیند سے آنکھیں بند کرتے مفید مشورہ دے رہی تھی۔۔ مطلب وہ بدلے کے طور پر پھر اپنی بوتھی شریف پاؤں پر مار لے واہ ۔ زین نے کچھ پل اس گھورا پھر معنی خیز سا گہرا مسکرایا۔۔ سحر کے بازو چھوڑے تو وہ بیڈ پر لیٹ گئی اسی لمحے زین اس پر حاوی ہوا اور اسے بری طرح اپنے حصار میں جکڑے اس کے خوبصورت چہرے پر جھکا۔ سحر آنکھیں کھولے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگی لیکن سمجھنے کے لیے زیادہ مہلت نہ ملی اس کا سحر پر جھکنا وبالِ جان تھا۔۔ صبح صبح زین نے اس کا سارا خمار

بھک سے اڑا کر اس کی پوری نیند غارت کر دی تھی۔۔ کہ اب اسے اپنا سانس اکھڑتا محسوس ہوا تھا۔۔ اس کا لمس اس قدر شدت بھرا اور پرتپش جو تھا کہ سحر کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔۔ وہ اب اپنی جان لیوا قربت سے اصل معنوں میں اسے اس رشتے کی نزاکت اور اونچ نیچ سے آگاہ کر رہا تھا کہ اس لڑکی کو اس کے پہلو سے کوئی جائے فرار نا مل سکے۔۔ زین کو تو اندازہ بھی نا ہوا کہ وہ خود اب اس نازک وجود میں اس قدر انوالو ہو گیا ہے کہ اسے پور پور بس اپنا بنانا چاہتا ہے۔۔ وہ پیچھے ہٹتا بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

آ۔۔۔۔آپ۔۔۔۔ بب۔۔بہت گندے۔۔۔۔ اب کیوں کیا۔۔؟ اب تو"
میں نے کوئی نافرمانی نہیں کی تھی۔۔۔" شرم و حیا اور غم و غصے
کی ملی جلی کیفیت تھی کہ الفاظ بھی ساتھ چھوڑنے لگے۔۔وہ
لڑاکا انداز میں پوچھنے لگی۔ منہ غصے سے پھول چکا تھا۔ اور گال
سرخ ہورہے تھے۔

شوہر کے منہ پر لات مارنا نافرمانی ہی ہوتی ہے۔۔ جاؤ اب"
جلدی سے باہر میرا ناشتہ لگواؤ۔۔" اس نازک وجود کی قربت رگوں
میں سرور بھرنے والی تھی تبھی وہ سرشار سا وارڈروب سے
کپڑے نکالتا دلکشی سے بولا۔

میں نہیں جا رہی،، میں سو رہی ہوں،،" واپس بیڈ پر اوندھے" منہ لیٹتی وہ زین کی بات ناراضگی سے ھواء میں اڑا گئی۔ زین نے ایک نظر اسے دیکھا پھر ترچھی مسکراہٹ سے اس کی جانب آیا۔

"ٹھیک ہے مت جاؤ،، پر میری پیار بھری سزا کے لیے تیار ہو جاؤ،،،" وہ کہتے ایک مرتبہ پھر اس پر جھکنے لگا جب سحر نے تیزی سے اس کے منہ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیے۔۔

"میں تو مزاق کر رہی تھی،، ہم مزاق تو کر سکتے ہیں نہ،،؟" معصومیت سے گویا مسکراتے اپنے الفاظ کور اپ کیے۔

اوہو.. پہلے بتانا تھا نہ یار کہ مزاق کررہی ہو.. بلاوجہ میں ابھی" سزا مل جاتی.. کوئی نہیں، ہم مزاق کر سکتے ہیں.. پر تم مزاق کرتے وقت بتا دیا کرو مزاق کررہی ہو ورنہ مزاق مزاق میں پھر بیت کچھ پیار بھرا ہو جائے گا.." وہ کندھے اچکاتا واپس وارڈروب کی طرف بڑھ گیا۔ غصے اور اور آنکھوں میں نم تاثرات لیے لبوں کو دباتی وہ کمرے سے باہر نکل لگی۔ جب زین کی سخت آواز پر رکی۔

اس حلیے میں باہر جاؤ گی؟ دماغ خراب ہے تمہارا؟" ناچاہتے" ہوئے بھی لہجہ سخت ہوا تھا۔

میرے کپڑے ماما کے کمرے میں ہیں۔۔"وہ زین کو بتاتے" اپنے کپڑے دیکھنے لگی --- جب زین نے وارڈ روب سے نکالی اپنی ڈھیلی ٹی شرٹ اس کی جانب اچھالی۔

اوپر یہ پہن کر باہر جاؤ۔۔" حکم دیتا وہ واپس وارڈروب میں" گھس گیا۔ سحر نے ناک چڑھاتے وہ ٹی شرٹ پہنی جس کے آستین بہت لمبے تھے اور ٹی شرٹ گھٹنوں کو چھو رہی تھی۔ عہ کمرے سے باہر نکلتی کچن میں چلی گئی۔ توقع کے عین مطابق عابدہ بیگم کچن میں موجود تھیں۔ ان کی نظر سحر پر پڑی تو ٹھہر گئی۔ وہ زین کی فیورٹ ٹی شرٹ میں موجود تھی۔ بال

بکھرے ہوئے تھے جیسے نیند سے اٹھ کر آئی ہو۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ روتے ہوئے عابدہ بیگم کے گلے لگ گئی۔۔

ماما۔۔" وہ اچانک سسکیاں بھرنے لگی تو عابدہ بیگم کا سانس" اٹکنے لگا۔ کسی انہونی کے احساس نے جان لبوں پر لادی۔

"۔۔کیا ہوا سحر۔۔۔ کچھ کہا زین نے کیا ہوا ہے۔۔ ؟ بتاؤ مجھے" عابدہ بیگم نے اسے خود سے الگ کیا تو وہ سوں سوں کرتی زین کے ٹی شرٹ کے آستین سے ناک مسلنے لگی۔

زین نے سزا دی ہے ماما۔۔ رات بھی اور صبح بھی۔۔" اسکی" بات سن عابدہ بیگم کو یہ اندازہ تو ہوگیا کہ ان کے درمیان ابھی

ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوا۔۔۔ پر سزا والی بات پر زین پر شدید غصہ آیا۔

کیا سزا دی ہے زین نے۔۔" انہوں نے فکر مندی سے سحر سے پوچھا تو بتاتے بتاتے سحر کے لب سل گئے۔۔ نجانے کیوں بتانے کی ہمت نہ ہوئی۔۔ یہ اس کے اب بچپنا چھوڑ کر سمجھ دار ہونے کا ثبوت تھا کہ وہ زین اور اپنے درمیان قائم ہونے والے اس احساس کو کسی دوسرے کے سامنے بیان نہیں کر پا رہی تھی۔

بتاؤ سحر کیا ہوا۔۔" عابدہ بیگم نے پھر پوچھا۔"

"..کچھ بھی نہیں ہوا ماما.. میں آپ سے اور ڈیڈ سے ناراض ہوں آپ نے مجھے زین کے ساتھ کیوں بھیجا.. میں بات نہیں کروں گی آپ لوگوں سے.." وہ منہ پھلاتی کچن سے نکلنے لگی جب یاد آیا زین نے ناشتے کا کہا ہے۔ اگر ناشتہ نہ ملتا تو وہ پھر سزا دیتا۔

"ناشتہ چاہیے زین کا.." دروازے کی طرف دیکھتے ناراضگی سے کہا۔ وہ گہرا مسکرائیں کچھ کچھ کہانی تو انہیں بھی سمجھ آرہی تھی۔ اس کا جھجھکنا، شرمانا، چہرے پر حیا کتے رنگ اور نظریں چرانا۔ دل میں خوشی بھی ہوئی تھی۔ کہ ان کے عقل کے

اندھے بیٹے کو اب عقل آنا شروع ہو گئی ہے اور وہ سحر کو اور اپنے رشتے کو بے تحاشا اہمیت دینے لگا ہے۔۔

زین کو جاکر بولو ناشتہ ٹیبل پر لگا دیا ہے۔۔" انہوں نے" مصروف سے انداز میں کہا تو سحر واپس کمرے میں چلی گئی۔ عابدہ بیگم نے اس کا بلا جھجھک اب کمرے میں چلے جانا بھی نوٹ کیا تھا۔۔ مطلب اب سحر بھی زین سے بلا وجہ خوفزدہ ہونے کی بجائے اس کا ساتھ قبول کرنے لگی تھی۔۔

وہ کمرے میں آئی تو کمرہ خالی تھا اور واشروم کا ڈور بھی تھوڑا کھلا تھا۔ واش بیسن کا نل آن تھا۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر جمائی روکنے لگی۔۔ جب زین واشروم سے باہر آیا۔

ناشتہ ماما نے ٹیبل پر لگا دیا ہے آپ کھالیں جا کر۔۔۔ " وہ" بول کر لیٹنے لگی۔۔

جاؤ کپڑے چینج کرو،، اور چل کر میرے ساتھ ہی بریک" فاسٹ کرو" زین نے اسے لیٹتے دیکھ کہا۔

نہیں مجھے ابھی اور سونا ہے،،، "منہ بسورتے نروٹھے پن سے" کہا۔

سحر..." وہ سحر کی جانب بڑھا ہی تھا جب وہ بیٹھتی"
معصومیت سے زین کو دیکھنے لگی۔

پلیز سونے دیں.. مجھے بہت نیند آرہی ہے.." اپنے ہونٹوں پر"
دونوں ہاتھ رکھتی وہ منت بھرے لہجے میں بولی تو زین گہرا مسکراتا
آگے بڑھا اور اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔

اوکے سو جاؤ.. پر جب کالج شروع ہو جائے گا تو جلدی اٹھنا"
پڑے گا.. پھر کیا کرو گی..." وہ سحر کے بال سہلاتے ڈریسنگ
مرر کے سامنے کھڑے ہوکر بال سیٹ کرنے لگا۔ جبکہ سحر
اس کی جگہ پر لیٹتی کمفرٹر کندھے تک تانتی اوندھے منہ لیٹ

گئی۔ اس کو منہ تکیے پر دابنی جانب تھا۔ زین نے مرر سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ پانچ منٹ میں واپس گہری نیند سو چکی تھی۔

زین نے بالوں میں برش پھیرتے خود پر پرفیوم چھڑکا اور ایک نظر سحر کو بغور دیکھا۔۔ سوتے ہوئے اس کا منہ ہلکا سا کھلا رہتا تھا۔

وہ مسکراتا نفی میں سرہلاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

بالوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرتی مدھم مدھم ہوا کے باعث اس نے اپنے بال کان کے پیچھے اڑسے اور چور نگاہوں کے سنگ اسکی جانب دیکھا جو کب سے اس سے لاتعلق بنا بیٹھا تھا۔ جب

سے وہ امی کے گھر سے آئی تھی تب سے وہ اسے نظر انداز کیے جا رہا تھا.ایک مسکراتی نظر بھی اس پر نہ ڈالی تھی جبکہ وہ تو اسکی شدت سے خود کی طرف ہمکتی محبت بھری نگاہوں کے حصار میں رہنے کی عادی تھی ایسے میں ضیاء کا ایسا رویہ اسے بری طرح کھل رہا تھا۔ کھڑکی کے پٹ زور سے بند کیے وہ تیکھے چتونوں سے اس کی جانب بڑھی اور اسکے مقابل کھڑی ہوتی گویا ہوئی۔

آپ مجھے اگنور کیوں کر رہے ہیں،،؟"اسکی بات پر موبائل پر" مصروف ضیاء نے اپنا چہرہ اٹھایا اور اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے واپس گردن موبائل پر جھکا دی۔

ناراض ہیں کیا،،؟"اس کی خاموشی پر وہ پریشانی سے گویا" ہوئی۔

تمہیں اس سے فرق پڑتا ہے،، اگر پڑتا ہے تو گزرے دنوں" میں دیکھ چکا ہوں کہ کتنا پڑتا ہے،، لہذا میرے سامنے دروغ گوئی سے کام لینے سے پرہیز کرنا مسز ضیاء حیدر"--وہ طنزیہ گویا ہوا جس پر نورین کو اپنے گزشتہ دنوں کا اپنا رویہ یاد آیا اور وہ

شرمندگی کی گہری کھائیوں میں اترتی چلی گئی۔ وہ اسکا شوہر تھا،کتنا پیار کرتا تھا اس سے،کتنا اہم رکھتا تھا اسے،ہر طرح سے وہ ایک اچھے شوہر کی تمام خوبیوں پر پورا اترتا تھا لیکن وہ کیا کر رہی تھی،اسے بالکل کوئی اہمیت نہیں دیتی تھی،اسے اگنور کرتی رہی تھی۔نورین کو یکدم اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

ضیاء ایم سوری پلیز"۔۔وہ لبوں کو دانتوں تلے کچلتی خاموشی" سے اسکی جانب دیکھنے لگی۔ لیکن وہ بنا اس پر توجہ دیے کمرے میں اردگرد نگاہیں دوڑانے لگا۔چند ثانیے بغور اس کی جانب دیکھنے کے بعد وہ صوفے پر اس کے مقابل بیٹھی، پھر

جھکی اور دھڑکتے دل کے ساتھ دونوں بازو اسکے گرد حائل کیے اس کی آغوش میں سمٹ گئی۔

یہ ذوالنورین کی طرف سے پہلی پیش قدمی تھی جس پر ضیاء کا دل تھم کر شدت سے دھڑکنے لگا اور چہرہ جھکائے اس کی جانب دیکھا جو اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکائے اپنا چہرہ اوپر کی جانب اٹھائے اس کی جانب دیکھتے آسودگی سے مسکرا رہی تھی۔ ضیاء کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

دیکھیں منا رہی ہوں، مان جائیں ناں ضیاء"--اپنا چہرہ اسکے مقابل لائے وہ مہکتے لہجے میں لاڈ سے بولتی ضیاء کی دل کی دنیا

میں اودھم مچانے لگی۔۔ تب اس سے مزید گریز برتنا ناگزیر دکھائی دیا۔ ذوالنورین کے لہجے میں مان بول رہا تھا۔۔ اور اس مان کو برقرار رکھنا ضیاء حیدر پر فرض تھا کیونکہ وہ اسکی محبت تھی اور وہ محبت کے تمام اصولوں سے واقف تھا جن میں سے ایک دونوں کے مابین رشتے میں مان کو برقرار رکھنا تھا، تبھی وہ جھکا اور اسکے ماتھے پر عقیدت سے لب رکھے۔

"اگنور مت کیا کرو مجھے مسز،،، تمہاری اگنورینس میرے دل کو جلاتی ہے" وہ اسے اپنے سینے میں شدت سے بھینچتے گویا

ہوا۔ نورین پیارا سا مسکرائی پھر کچھ سوچتے اسکے ماتھے پر بل نمودار ہوئے اور جھٹکے سے اسکی آغوش سے نکلی۔

میری اگنورینس آپ کا دل جلاتی ہے مان لیا۔۔بلیکن آپ کی" ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے اگنور کرنے کی" لہجے میں خفیف سا غصہ لیے وہ بگڑی جس پر ضیاء نے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا۔۔اور پھر اس کی ہٹ دھرمی پر ایک آنبرو آچکا کر اسے دیکھا۔۔ جیسے کہنا چاہتا ہو سیریسلی؟؟

جب تم مجھے اگنور کر سکتی ہو،،تو میں تمہیں اگنور نہیں کر"
سکتا کیا،،؟"۔وہ اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھے کندھے اچکائے
گویا ہوا۔
آپ مجھے اگنور نہیں کر سکتے،، سمجھے آپ"۔۔اس نے نفی"
میں سر ہلایا۔
اور میں ایسا کیوں نہیں کر سکتا،،کوئی وجہ۔؟اب کہ ضیاء"
کے لہجے میں اشتیاق سمٹ آیا۔
کیا یہ وجہ کافی نہیں ہے کہ میں آپ کی ایک اکلوتی واحد"
محبت ہوں،،" وہ تفاخر سے گردن اکڑائے کہتے مغرور حسینہ ہی

تو لگی۔۔ وہ گہرا مسکرایا کہ اسی کی محبت کا غرور وہ اسی کو دکھا رہی تھی۔

تو اگر یہ میری محبت ہے تو اتنی دور کیوں کھڑی ہے۔۔؟؟"

قریب آؤ میں ایک بار پھر چکھ کر تو دیکھوں۔۔ کہ میری محبت میں مزید کتنی مٹھاس آئی ہے۔۔" خمار آلود لہجے میں ذومعنیت لیے کہتا وہ اسکے ہاتھ کو جکڑتے اپنی جانب کھینچ گیا اور اپنے پہلو میں آباد کر گیا۔ نورین واضح گھبرائی اور اسے گھورنا چاہا لیکن وہ آنکھ ونک کرتا اسکی سانسوں کو اپنے لمس سے مہکاتے اسے لبوں کی سرخی چرانے لگا۔۔ ذوالنورین ضیاء حیدر کو سمجھ آئی کہ

وہ اتنے دنوں سے خود کو کیوں ادھورا ادھورا اور بیکار سا محسوس کر رہی تھی۔۔ دراصل ضیاء حیدر نے اسے بری طرح اپنا ایڈیکٹ بنا ڈالا تھا تو وہ کہہ نہیں سکتی تھی مگر بری طرح اس کی عادی ہوئی تھی۔۔ہاں وہ اس کے محبت بھرے میٹھے الفاظ اور شہد آمیز لمس کے لیے تڑپ رہی تھی۔۔

میری محبت تو شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہے۔۔۔" وہ اسکا حیا" سے سرخ چہرہ دیکھ شرارتا اسے چھیڑتے ہوئے بولا جس پر وہ لجا کر اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ ضیاء گہرا مسکرایا تھا۔۔ مگر پھر مسلسل بجتے فون کی جانب پھر سے متوجہ ہوا۔۔ باران نے

زرا سا پیچھے ہٹ کر فون پر جگمگاتا باران دلشیر کا نمبر دیکھا۔۔ تو نورین کو زرا سا دور کر کے فون کان کو لگایا اور کال سنتے بالکونی میں چلا گیا۔۔ نورین نے خونخوار نگاہوں سے اس کے ہاتھ میں موجود اس منحوس فون کو گھورا۔۔

وہ کال سن کر واپس آیا تب تک وہ احتجاجاً جھنجھلا کر بستر میں لیٹ کر اپنا چہرہ کمفرٹر میں چھپا گئی تھی۔۔ وہ کمرے میں آیا تو باران دلشیر کی پوری بات سن کر اس کے چہرے پر پریشانی سی تھی۔۔ اسے صبح باران دلشیر نے ایحان کے مینشن بلایا تھا تو اسے وہاں جانا تھا۔۔۔

مگر وہ فی الحال تمام پریشانی بھلائے اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا جو اب ناراض سی گھڑی بنی کمفرٹر میں دبکی ہوئی تھی۔۔ وہ مسکراتا اب بہت اچانک اس کے اوپر جھکا تھا۔۔ ضیاء نے کمفرٹر سمیت اس کی گردن کو اپنے بازو میں جکڑا تھا۔ کمفرٹر سمیت ایحان کا پورا وزن نورین پر آیا تو کمفرٹر میں ہی وہ اچھل کود مچانے لگی جس پر ضیاء کے قہقہے پورے کمرے میں گونجنے لگے تھے۔۔

یو جنگلی سانڈ... میرا دم گھٹ جائے گا ضیاء.. یہ کیا بیہودگی ہے... وہ مچلی۔۔ کچھ لمحے بعد ہی اسے نڈھال ہوتے دیکھ ضیاء

نے اس کے چہرے سے کمبل ہٹایا تو وہ بکھرے بالوں میں چڑیل بنی بری طرح ہانپ رہی تھی اور ضیا کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔۔ وہ ضیاء کو خونخوار نگاہوں سے گھورے گئی تو ضیاء نے آنکھ ونک کرتے اس کے ناک پر اپنے لب رکھے۔۔ بہت کیوٹ لگ رہی ہو قسم سے... ضیاء نے اس پر جھکتے" اس کے چہرے کے تمام نقوش اپنے لمس کے اکسیر سے معتبر کیے تو سکون کے احساس سے آنکھیں موند گئی۔۔ نورین نے مصنوعی غصے سے اس کا گریبان دبوچا۔۔

اب اس فون کی جانب دیکھا بھی تو میں یہ منحوس توڑ دوں"
گی.. سمجھے آپ... وہ غرائی..

نہیں جناب اب تو ساری رات صرف تمھیں دیکھوں گا.. تمھیں
نہاروں گا.. تمھارے واری صدقے جاؤں گا... وہ شرارت آمیز
لہجے میں کہتے اس کے پہلو میں نیم دراز ہوا اور خود پر بھی کمفرٹر
پھیلایا تھا.. نورین نے حیا سے رنگوں سے مزین چہرہ اس کے
کشادہ سینے میں چھپایا تو ضیاء نے بھی گہرا مسکراتے اسے اپنے
مضبوط حصار میں قید کر لیا..

****

رات کافی گہری تھی۔۔ باران بڑی بے چینی سے کافی دیر سے ایحان مینشن کے اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا۔۔ کل سے اس نے کافی سوچ بچار کی تھی۔۔

ایک طرف وہ نعمان علی سے ایک قسم کا وعدہ کر چکا تھا کہ اس کی بیٹی پر آنچ تک نا آنے دے گا۔ اس کی بیٹی کی شادی تک کی زمہ دار اٹھالی تھی۔۔ اس نے نعمان علی کو پناہ دی تھی. تحفظ دیا تھا۔۔ اور اب جبکہ اس نے اپنی بیٹی کے متعلق

ایک اہم فیصلہ کرتے اس کی شادی تک طے کر دی تھی تو وہ آخر کیسے اس جا کر کہتا کہ میں نے جو احسان کیے اس کے بدلے میں میری بات مانو۔؟ جو ایک باپ نے اپنی بیٹی کے لیے سنوارا تھا کیسے جا کر سب کچھ بگاڑ دیتا؟؟ کیسے اب ان کی زندگیوں میں مداخلت کرتا۔۔

اور پھر دوسری جانب اس کا بھائی۔۔ جس نے اب تک اس کے سامنے قبول نہیں کیا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے تو کیسے ایک معصوم لڑکی کو اپنے بھائی کی محض ضد کی بھینٹ چڑھنے دیتا۔۔ ایحان کی جو حالت تھی اس سے صاف لگتا تھا کہ

وہ اسے کتنی شدت سے چاہتا ہے مگر آخر منہ سے کیوں نا کہتا تھا۔۔

وہ جو اپنی زندگی کے فیصلے جھٹ پٹ کیا کرتا تھا اب زندگی کے اس موڑ پر بری طرح تذبذب کا شکار تھا کہ یہ پورا دن اس نے یہی سوچتے گزارے تھے کہ آخر کرے تو کیا کرے۔۔ ابھی وہ کسی نتیجے پر پہنچتا جب کمال بانپتا اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔

"سر۔۔ ریحان بابا۔۔ ان کو بڑی دیر سے ڈنر کے لیے جگا رہا ہوں۔۔ مگر وہ اٹھ نہیں رہے۔۔ مجھے لگتا ہے کوئی گڑ بڑ ہے

ضرور ان کی پھر سے طبیعت خراب ہے... کمال نے کہتے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچی۔۔

شششششٹٹٹٹ..... باران دلشیر کہتا ایحان کے کمرے کی" جانب لپکا۔۔آخر وہ اسے اس کے حال پر چھوڑتا اتنی بڑی لاپروائی کیسے کر سکتا تھا۔۔ کہیں اس نے پھر سے وقتی سکون کے لیے تو وہ مضر صحت ٹیبلٹ نہیں لے لی تھی؟؟۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ آڑھا ترچھا شوز سمیت بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔باران نے کمال کو ڈاکٹر کو فون کرنے کا اشارہ کیا۔۔

باران ایک گھٹنا بیڈ پر ٹکائے اس پر جھکا۔۔ اور اسے کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑ ڈالا۔۔

"ایحان اٹھو،، مجھ سے بات کرو،، کیا کیا ہے تم نے اپنے ساتھ،، تم نے پھر سے وہ ٹیبلٹ لی ہے،،، وہ طیش و اشتعال کی شدت سے دھاڑا تھا۔۔ ایحان نے اپنی بھیگی مگر سرد و سپاٹ لال انگارا آنکھیں کھول کر باران دلشیر کی جانب دیکھا تھا۔۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں ڈیم اٹ،، جواب دو مجھے،،، وہ ایک مرتبہ پھر چلایا تھا۔۔

جائیے یہاں سے مجھے آرام کرنے دیں،، ایحان نے باران کے" ہاتھ اپنے کندھوں سے جھٹکے تھے۔۔

ایحان تم میرا ضبط آزما رہے ہو،، اب پٹو گے مجھ سے،،، باران" دلشیر اسے بیڈ سے نیچے گھسیٹتے غرا کر بولا تھا۔۔ تب اس کے لبوں پر ایک تلخ ترین درد بھری مسکراہٹ مچلی تھی۔۔

یہ پٹائی آپ نے بچپن میں کی گئی غلطیوں پر کی ہوتی تو کچھ" فائدہ ہوتا،، اب کوئی فایدہ نہیں،،، وہ پھر سے اپنے بازو چھڑانے کو جھٹپٹایا۔۔ اور اسی کھینچا تانی میں وہ بری طرح لڑکھڑایا تو باران کے مضبوط بازوؤں نے اسے سہارا دیا۔۔ مگر وہ باران کے بازوؤں

کا سہارا لیتے نیچے کارپٹ پر بیٹھتے بیڈ سے ٹیک لگا گیا۔۔ باران بھی اپنے جبڑے بھینچتے خود پر ضبط کے پہرے بٹھائے اس کے پاس بیٹھا تھا۔۔ تب وہ بچوں کی طرح باران کے سینے سے لگ کر رو دیا تھا۔۔ وہ اب نیم غنودگی میں جانے لگا تھا۔۔

"مجھے محبت کیوں راس نہیں آتی بھائی۔۔۔؟؟ میں جس سے بھی محبت کرتا ہوں وہ مجھ سے دور کیوں ہو جاتا ہے آخر۔۔۔ پہلے بابا پھر مہرو۔۔ پھر ایلف اور آپ۔۔۔ اور اب وہ۔۔ آخر کیا خرابی ہے مجھ میں۔۔؟؟ میں کیوں ہر محبت سے محروم ہو جاتا ہوں۔۔ میری یہ محرومی یہ بد قسمتی کب پیچھا چھوڑے گی میرا۔۔ آپ کے

دینے گئے یہ دولت کے انبار بھی مجھے سکون نہیں دے
پاتے.. مجھے کچھ ایسا لا دیں ناں جو مجھے سکون دے دے
.. بھائی. مجھے وہ چاہیے.. بہت محبت کرتا ہوں میں اس سے
نہیں جی سکتا اس کے بغیر.. وہ صرف میری ہے.. اگر ایسا نا
..ہوا تو میں اسی بے سکونی سے تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گا
ہر لفظ درد میں ڈوبا تھا۔۔ ہر جملہ اس کی تکلیف اور ہر محرومی
کی بھرپور ترجمانی کر گیا تھا۔۔ سچ تو یہ تھا کہ آج ریحان کے ہر
سوال سے باران دلشیر کو اپنا کلیجہ پھٹتا محسوس ہوا تھا۔۔ ریحان
پھر سے نیم بیہوشی میں چلا گیا تھا۔۔اور یقیناً اس نے نیم

بیہوشی میں ہی اپنی ہر محرومی کمزوری اور محبت کا اعتراف کیا تھا۔۔ نہیں تو جاگتے میں تو اب بھی اپنی بے جا ضد پر اڑا تھا۔۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی اور ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوا۔۔ باران نے اس گھبرو جوان کو کمال کی مدد سے اسے زمین سے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا تھا۔۔

ڈاکٹر نے ایحان کو چیک کیا اور ٹریٹمنٹ دی۔۔ ڈاکٹر نے باران کو اس کے پھر سے ٹیبلٹ لینے پر کافی سخت سست سنائی تھی۔۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد باران دلشیر نے دو خاص فون

کالز ملائیں تھیں۔۔ فون پر بات کر کے وہ پھر سے ایحان کی جانب متوجہ ہوا۔۔

ہاں اب باران دلشیر کو پھر سے خود غرض ہونا تھا کہ اپنے بھائی کے علاوہ اسے دنیا میں اور کوئی دوسری چیز عزیز نا تھی۔۔ اپنا کیا وعدہ بھی نہیں۔۔ اپنی اٹھائی زمہ داری بھی نہیں۔۔اسے اب بس ایحان کی خوشی اور سکون چاہیے تھا چاہے وہ اسے کسی زریعے سے بھی کسی طرح بھی لے کر دیتا۔۔فیصلہ سیکنڈز میں ہوا تھا۔۔ وہ جو کل سے شش و پنج میں مبتلا تھا کہ آخر کرے تو کیا کرے اب حتمی فیصلہ پر پہنچ چکا تھا۔۔

وہ کافی دیر تک ایحان کے پاس بیٹھا رہا۔۔ پھر اسی کے پاس نیم دراز ہو کر سو گیا تھا۔۔ وہ ساری رات کسی چھوٹے سے بچے کی طرح باران کے سینے سے لگا سویا رہا۔۔ صبح باران کی آنکھ سات بجے کے قریب کھلی تھی۔۔ باران اٹھ کر فریش ہوا اور ڈریس چینج کر کے آیا۔۔ نو بجے تک زاویار، ضیاء زین اور ملحق بھی مینشن میں پہنچ چکے تھے۔۔ تقریباً دس بجے کے قریب ایحان پوری طرح بیدار ہوتے اٹھ بیٹھا تھا۔۔ جاگنے کے بعد باران کو اپنے کمرے میں پا کر وہ چہرے پر گھمبیر سنجیدگی سجائے کپڑے لیے واش روم گیا اور فریش ہو کر باہر آیا تھا جانتا تھا اب

باران دلشیر سے عزت افزائی بھری کلاس لگے گی۔۔ مگر تبھی روم میں زاویار ، ضیاء ،زین اور ملحق کو دیکھ کر وہ پل بھر کو حیران ہوا تھا۔۔ ساتھ ہی کمال اس کے کمرے میں ہی ناشتے کی ٹرے لیے چلا آیا۔ تب اس کی یہ مشکل اور حیرانی باران نے ہی دور کی۔۔

"یحان، ہم سب بریک فاسٹ کر چکے،، تم بھی جلدی سے ہیلتھی سا بریک فاسٹ کرو،، تمھارے نکاح کے لیے نکلنا ہے ہمیں،، وی آر گیٹنگ لیٹ،،،اور اگر کچھ خاص تیاری کرنی ہے تو ضیاء کے ساتھ سیلون چلے جاؤ،،، آدھا گھنٹہ ہے تمھارے

پاس،،، اس سے زیادہ نہیں،، باران نے فون میں مصروف انداز میں ہی لاپرواہی سے کہا تو ایحان کا دل کانوں میں دھڑکا تھا۔۔ بے یقینی سے باران دلشیر کی جانب دیکھا۔۔ مگر وہ تو زاویار کو اشارہ کرتے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔

اب ریم کے لیے اتنا وبال مچا کر ایسے منہ میں دہی کیوں جما" لی ہے،، اب جلدی کرو یار،،، زین نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو ایحان کے ماتھے پر خود بخود بل آئے تھے۔۔

تمیز سے نام لو زین،، وہ خواہ مخواہ چڑ کر بولا تو سب کا قہقہہ" بے ساختہ تھا۔۔ مگر وہ اب بھی جیسے جلتے توے پر بیٹھا تھا۔۔

مگر پھر وہ اس کا دھیان بٹانے میں کامیاب ہو گئے۔۔ پھر ضیاء نے ہی کھینچا تانی کرتے اسے بریک فاسٹ کروایا۔۔ سیلون جانے سے اس نے صاف منع کر دیا۔۔ گیارہ بجے کے قریب وہ مینشن سے نکلے تھے۔۔

****

نعمان علی ہلکی سی دستک دے کر اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ سامنے منہ پھلائے بیٹھی تھی۔۔ پارلر والی آ چکی تھی۔۔ اس کا سامان اور نکاح کا جوڑا بیڈ پر پڑا تھا۔۔ خود وہ شاید ابھی

باتھ لے کر باہر آئی تھی۔۔ ریم نے وحشت بھری نگاہ سی گرین کلر کی فینسی کامدار میکسی پر ڈالی۔۔ رات سے تو بہت شور مچا رکھا تھا۔۔ مگر وہ یوں بنی رہی جیسے اس کے پاس کوئی دل موجود ہی نہیں ہے مگر اب صبح سے پہلو میں دل خاموش سا تھا۔۔ ہاں مگر اس سب سے عجیب سی بے چینی اور وحشت ضرور ہو رہی تھی۔۔

کیا ہوا ریم،، ایسے منہ بنا کر کیوں بیٹھی ہو،،، تیار کیوں نہیں" ہو رہی،،، ارمان لوگ پہنچنے والے ہیں،، نعمان علی نے کہا تو اس نے جھنجھلا کر اپنے بابا کی جانب دیکھا۔۔

بابا،،، یہ سب بکھیڑا کیا ضروری ہے،، یہ سب سادگی سے بھی"
تو ہو سکتا ہے،، ریم نے کمزور سی آواز میں احتجاج کیا۔۔
ارے کیوں بھئی،، میری اکلوتی بچی کی شادی ہے،،، میرے"
دل میں تو جانے کونسے کونسے ارمان ہیں،،، ابھی تو یہ نکاح
ہے جو سادگی سے ہی کر رہا ہوں،، مگر رخصتی دیکھنا کتنی دھوم
دھام سے کروں گا،، نعمان علی نے مسکرا کر کہتے اس کے سر
پر بوسا لیا۔۔ "اب جلدی سے تیار ہو جاؤ،،، وہ کہتے مسکرا کر
باہر چلے گئے۔۔ پھر وہ بے جان سی لباس بدل کر آئی۔۔ اور
تقریباً آدھے گھنٹے میں بیوٹیشن نے اسے تیار کر دیا۔۔

ایک نظر دیکھیں.. آپ مطمئن ہیں اپنی تیاری سے... وہ جو"
نگاہیں جھکائے بیٹھی تھی.. بیوٹیشن کے کہنے پر ایک نظر آئینے
پر ڈالی تو آنکھوں کا حجم حیرت کی زیادتی سے پھیل سا گیا.. کیا
یہ وہ خود ہی تھی یا آئینے میں کسی اور کو لا کر بٹھایا گیا تھا.. وہ
کسی دیو مالائی داستان کی شام کی سنہری کرنوں سے بنی کوئی
پری لگ رہی تھی.. سوگوار سنہرے رنگ کی خوبصورت گڑیا..
حیران ہو گئیں ناں... بہت روپ آیا ہے آپ پر... لگتا ہے"
آپ کے ہونے والے شوہر آپ سے بے تحاشا محبت کرتے
ہیں.. تبھی روپ اتنا کھل کر آیا ہے... بیوٹیشن مسکراتے ہوئے

اب اس کے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنا رہی تھی۔۔ بیوٹیشن کی اس بات پر اس نے خالی خالی نگاہوں سے اس کے چہرے پر دیکھا۔۔ وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔ اس کی بات پر ایک ان دیکھا وجود اس کے زہن کے پردے پر لہرانا چاہیے تھا مگر اس کے متضاد ایک خوبرو جانا پہچانا چہرہ تصور کے پردے پر لہرایا تو اس نے اذیت کی انتہا سے پھر سے آنکھیں موند لیں۔۔

وہ پوری طرح تیار ہو کر دلہن بن چکی تھی اور دن کے ساڑھے بارہ بج چکے تھے۔۔ نعمان دو تین مرتبہ کمرے میں آیا تھا۔۔ اور اپنی گڑیا کی نظر اتاری تھی۔۔ اس نے تو جی بھر کر اپنے جگر

کے ٹکڑے کو دیکھا تک نہیں کہ مبادا اسے اس کی اپنی نظر نا لگ جاتی۔۔ بیوٹیشن ابھی ابھی اس کی تیاری مکمل کر کے نکلی تھی۔۔ اب انتظار طویل تر ہوتا جا رہا تھا۔۔ ریم کو اب عجیب سی بے چینی سی ہونے لگی تھی۔۔ جیسے کوئی انہونی ہونے والی ہو۔۔ جیسے کچھ عجیب سا ہونے والا ہو۔۔ عجیب سے وہم اور وسوسے دل کو ستا رہے تھے۔۔ نعمان علی اسے دلہے کی انگوٹھی پکڑانے کمرے میں آیا تھا۔۔

بابا،، مہمان آ گئے ہیں،،، ریم نے وہ گفٹ پیک تھامتے پوچھا" تھا۔۔

ہاں، علی اکبر لوگ تو بارہ بجے ہی آ گئے تھے،، تمھارے تیار" ہونے کا انتظار کر رہے تھے،، ارمان کی امی، بھابھی اور بہن اور کزنز کو اندر بھیجتا ہوں،، کب کی منتظر ہیں،، میں نے ہی روک رکھا تھا،،، نعمان علی نے تفصیل بتائی تو اس نے الجھ کر اپنے بابا کی جانب دیکھا۔ نعمان علی کو اس کی الجھن سمجھ آئی تھی۔۔

وہ دراصل رات باران دلشیر کا فون آیا تھا،، وہ اور ان کے ایک" خاص دوست بھی نکاح میں شرکت کریں گے،، اتنے بڑے آدمی ہیں پھر بھی نکاح میں شرکت کرنا چاہتے ہیں مجھے تو ان

کی شخصیت کے اس نرم پہلو نے بہت متاثر کیا ہے،، بس انھیں کے آنے کی دیر ہے،، انھوں نے کہا تھا ان کی شرکت کے بغیر کوئی رسم ادا نا کی جائے،، نعمان علی نے کہا تھا اس نے سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ تبھی کمرے میں ارمان کی امی، بھابھی اور بہن اور ایک دو اور کزنز چلی آئیں۔۔ وہ کافی ملنسار تھیں۔۔ آتے ہی ریم سے گھل مل گئیں۔۔ نعمان علی باہر چلا گیا۔۔ اماں سے زیادہ خوش ارمان کی امی نظر آرہیں تھیں جو ریم کے وارے صدقے چلی جا رہی تھیں۔۔ تقریباً سب نے اس کی بہت زیادہ تعریف کی تھی۔۔

کچھ ہی دیر بعد ہی ارمان کی بھابھی کا بچہ اندر آیا جس نے ان کو ریم کو باہر لانے کا کہا۔۔ ارمان کی امی اور بھابھی نے دونوں جانب سے اسے تھاما۔۔ اور آہستگی سے اسے لئے باہر لاونج میں لے آئیں۔۔ پورے لاونج کو خوبصورت سفید پھولوں سے سجایا ہوا تھا اور لاؤنج کے درمیان میں دلہا دلہن کے آمنے سامنے بیٹھنے کے لیے روایتی طریقے کے مطابق سفید جالی اور پھولوں سے ایک دیوار سی بنا رکھی تھی۔۔ ریم کو لا کر باہر جالی کے اس طرف صوفے پر بٹھایا گیا تھا۔۔ نعمان علی اس کے پاس آیا اور اس

کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ یہ وہی لمحہ تھا جب باران دلشیر اور زاویار نے لاونج میں قدم رکھا تھا۔۔

****

وہ لوگ دو گاڑیوں میں فارم ہاؤس پہنچے تھے۔۔ فارم ہاؤس کے طویل ترین ڈرائیو وے پر ان کی مرسڈیز رکیں تھیں۔۔ ایک گاڑی ایحان نے خود ڈرائیو کی تھی اور اب وہ ماتھے پر بیشمار بل ڈالے پورچ میں کھڑی ہائی ایس کو غصے سے گھور رہا تھا۔۔ تبھی باران دلشیر اس تک آیا تھا۔۔

چلو اندر چلو... وہ لوگ اس کے گاڑی سے اترنے کے منتظر" تھے.. مگر

آپ جائیے.. نعمان علی سے بات کیجئے.. جو مہمان اندر ہیں" انھیں سہی سلامت عزت سے رخصت کریں... مجھے وقت دیں.. میں کچھ دیر میں آتا ہوں اندر... وہ سگریٹ سلگا کر لبوں میں دباتا بولا تھا..

اب یہ کیا نیا ڈرامہ ہے یحان.. مجھے تو تمھاری سمجھ نہیں آتی" آخر تم چاہتے کیا ہو..؟؟ ضیاء جھنجھلا کر بولا تھا..

تم کیا چاہتے ہو ضیاء،،؟؟ اپنی شادی والے دن میرے"
ہاتھوں سے ایک عدد قتل ہو جائے،، تو ٹھیک ہے میں چلتا
ہوں اندر،، وہ ڈرائینگ سیٹ سے نیچے اترا تھا۔۔(اور یقیناً وہ اندر
موجود ایک ان چاہے دلہے کی بات کر رہا تھا)۔ ضیاء نے دیکھا
اس کی بلیک شیروانی کی جیب میں اس کی لائسنس یافتہ پسٹل
اٹکی ہوئی تھی۔۔ وہ اب سب اس کا اشارہ سمجھ چکے تھے۔۔
باران دلشیر نے غصے سے سر ہلاتے اسے وہیں رکنے کا اشارہ
کیا۔۔ وہ اب فارم ہاؤس کی بیک سائیڈ پر موجود گرین ہاؤس کی
جانب جاتا نظر آیا تھا انھیں۔۔ وہ سب اسے وہیں چھوڑ اندر آئے

تھے۔۔ لاونج میں قدم رکھتے ہی ایک الگ ہی نظارہ دیکھنے کو ملا تھا۔۔ نعمان علی نے بڑی محنت کی تھی لاونج پر اور اس کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔۔

نعمان علی نے آگے بڑھ کر گرمجوشی سے باران دلشیر اور زاویار سے مصافحہ کیا تھا۔۔ کیونکہ وہ اکبر علی کو بھی اپنے مالکان کے بارے میں بتا چکا تھا تو وہ بھی ان سے گرمجوشی سے ملا تھا۔۔ مگر نعمان علی کو باران دلشیر کی غیر معمولی سنجیدگی دیکھ کر کچھ کھٹکا تھا۔۔ ریم نے بھی ایک نظر اٹھا کر دیکھا تو باران دلشیر اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔ پھر ریم کی نظر اس کے عقب میں

آتے ضیاء ، زین اور محلق پر پڑی تھی۔۔ اچانک ان سب نے خاص کر ضیاء نے ریم کے بے تحاشا خوبصورت پرکشش فق ہوئے چہرے کے تمام رنگ اڑتے محسوس کیے تھے۔۔ جانے کس احساس کے تحت اس کا پورا وجود پھیکا پڑتا سفید سا پڑ گیا تھا۔۔ وجہ ضیاء ،زین اور ملحق کی یہاں موجودگی تھی۔۔ (انھیں یہاں دیکھ کر تو نعمان علی کے چہرے کی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی تھی کہ آخر ایحان دلشیر کے ہر دوست سے اچھے سے واقفیت جو حاصل تھی۔۔) باران دلشیر نعمان علی کے مقابل آیا تھا۔۔

سب کے چہرے فق ہوئے تھے کہ سب کو ہی کچھ غیر معمولی ہونے کا احساس ہو چکا تھا۔۔ کیونکہ ریم بھی بے اختیار ہی اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور تقریباً اپنے آپ کو اپنے بابا کی پشت پر چھپا سا لیا تھا۔۔

کیا بات ہے سر،، سب خیریت تو ہے ناں،، یوں لگتا ہے" جیسے کوئی بات ہوئی ہے،،اور بابا کے دوستوں کی یہاں اس وقت موجودگی بھی مجھے سمجھ نہیں آئی،،، نعمان علی نے سنجیدگی سے باران کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔ باران نے اپنے جبڑے بھینچے اور آگے بڑھ کر ریم کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ سہم کر اپنے بابا کے

سینے سے لپٹ گئی۔۔ اور نعمان علی کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔۔

بیٹا آپ اندر جاؤ۔۔ ہمیں آپ کے بابا سے کوئی خاص بات کرنی ہے۔۔ باران نے کہا تھا مگر اس کی بات پر ریم نے ایک مرتبہ بھی غلطی سے اس شخص کی جانب نہیں دیکھا تھا بلکہ وہ تو مسلسل اپنے بابا کے چہرے کی جانب دیکھے گئی جیسے ان کے منہ سے نکلے الفاظ یا حکم کی منتظر ہو۔۔ جیسے جو اس کے بابا کہیں گے وہ صرف اور صرف وہی کرے گی۔۔

ہمیں بہت ضروری بات کرنی ہے آپ سے لیکن اس نکاح"
سے پہلے.. اگر بات اتنی ضروری نا ہوتی تو کبھی اس تقریب میں
مداخلت نا کرتے.. اب کی بار زاویار خانزادہ نے نعمان علی کے
کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"..ریم.. گڑیا اندر جاؤ.. میں لینے آؤں گا ابھی کچھ دیر تک
نعمان علی نے کہا تھا۔۔ مگر وہ ان سے یونہی میلے میں گم ہوئی
بچی کی طرح چمٹی رہی تو نعمان علی خود آہستگی سے اسے کمرے
میں چھوڑا آیا تھا۔۔

****

کچھ دیر بعد ہی نعمان علی باہر آیا تو باران دلشیر صوفے پر خود پر گھمبیر سنجیدگی طاری کیے بیٹھا تھا۔۔ سارے دلہے والے بھی منتظر تھے کہ اتنا بڑا آدمی آخر یہاں اس معمولی سی تقریب میں کیوں اور کس لیے آیا ہے۔۔ باران دلشیر اور زاویار خانزادہ کو یہاں کون نہیں جانتا تھا۔۔ سب ہی تو ان کے سٹیٹس ان کی حیثیت سے واقف تھے تبھی مرعوب سے وہاں خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔ ان سب میں جو سب سے بیقرار تھا وہ دلہا ارمان اکبر تھا۔۔ جس کا نکاح بلاوجہ ان لوگوں کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہو رہا تھا۔۔ نعمان علی باران کے روبرو آیا تھا۔۔

نعمان علی مجھے تنہائی میں تم سے بات کرنی ہے،، باران نے" کہا اور اپنی ملازمہ کو اشارہ کیا تو وہ تمام مہمانوں کو ڈرائینگ روم میں لے گئی۔۔ مگر علی اکبر وہیں بیٹھا رہا۔۔

علی اکبر میرے بچپن کا دوست ہے،، بہت گہری دوستی ہے" ہماری،، میرے ہر دکھ سکھ کا ساتھی ہے یہ،، آپ اس کے سامنے بھی مجھ سے بات کر سکتے ہیں سر،،، نعمان علی نے سہولت سے کہا تھا۔۔ اب وہ سب آمنے سامنے براجمان تھے۔۔ ضیاء ، زین اور ملحق بھی وہیں بیٹھے تھے۔۔ باران نے زاویار کی

جانب دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو میری مشکل حل کرو یار۔۔ تب زاویار نے اپنا گلا کھنکارا تھا۔۔

نعمان علی،، دراصل بات یہ ہے کہ ایحان دلشیر تمھاری گڑیا" سے محبت کرتا ہے اور اسی سے شادی کرنا چاہتا ہے،، یہ بات ،،آپ لوگوں کے جانے کے بعد اس نے ہمیں دیر سے بتائی جس کے لیے ہم بہت زیادہ معزرت خواہ ہیں،، مگر اب ہم چاہتے ہیں کہ ریم کا نکاح ایحان سے ہو،، کیونکہ وہ اسے بہت زیادہ چاہتا ہے،،، زاویار نے بات مکمل کی اور نعمان علی اور اکبر کے سروں پر گویا بم پھوڑا۔۔ نعمان علی دم بخود سا رہ گیا۔۔

تب اس نے شکایتی نگاہوں سے باران دلشیر کی جانب دیکھا۔۔
باران دلشیر کے چہرے پر ناقابل فہم سے تاثرات تھے تب نعمان
علی نے ایک نظر علی اکبر کی جانب دیکھا تھا جس نے نظروں
ہی نظروں میں اسے تسلی دی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔
لیکن جس تکلیف سے میری بچی گزری ہے۔۔ میرا نہیں خیال"
وہ ایحان بابا کا ساتھ اب قبول کرے گی۔۔ ایحان بابا نے اس
کا رشتہ دھتکار دیا تھا اس نے نہیں۔۔۔ اور اب جب اس کا
نکاح ہونے والا ہے تو یہ سب۔۔۔ زاویار اور باران کو اندازہ نہیں
تھا کہ نعمان علی اکبر کے سامنے بے تاثر سے لہجے میں ماضی

کی باتیں یوں دہرا دے گا۔۔ مگر جو اس کے دل میں تھا وہ بیان کر دیا۔۔ باران دلشیر نے پہلو بدلا۔ زاویار پھر سے نعمان علی سے مخاطب ہوا۔۔

نعمان علی وہ اپنی کی گئی تمام غلطیوں پر پشیمان ہے۔۔ وہ" سب ٹھیک بھی کردے گا۔۔ اسے ایک موقع دو۔۔ میرا نہیں خیال کہ گڑیا کو اس سے زیادہ کوئی خوش رکھ پائے گا۔۔ تمھارے دوست کے بیٹے کو کوئی بھی اچھی سے اچھی لڑکی مل جائے گی۔۔ کیونکہ وہ ریم میں ذاتی طور پر انوالو نہیں ہے۔۔ مگر ایحان دلشیر کی زندگی تمھارے سامنے ایک کھلی کتاب کی مانند گزری

ہے.. وہ کچھ پرسنل وجوہات کی وجہ سے ہمیشہ لڑکیوں سے دور رہا ہے.. اگر کسی کی جانب متوجہ ہوا ہے تو صرف ریم نعمان علی ہے... وہ ذاتی طور پر اس میں انوالو ہو چکا ہے.. ریم نعمان علی کے بعد اس کی زندگی میں کوئی بھی نہیں آ سکتی... یہ تم اچھے سے جانتے ہو.. اور پھر اس کا سٹیٹس.. گڑیا کا مستقبل محفوظ رہے گا.. اس کے پاس اللہ تعالیٰ کے کرم سے دنیا کی ہر وہ نعمت موجود ہے جو ہر باپ اپنی بیٹی کے لیے خواہش کرتا ہے... زاویار نے طویل تر گفتگو کے بعد خاموشی اختیار کی تھی..

ایسے سونے کا کیا فایدہ سر جو کان کاٹتا ہو.. زاویار کی" سٹیٹس والی بات پر نعمان علی نے تلخی سے کہا تھا-- "میری گڑیا ایحان بابا کی وجہ سے کتنی تکلیف سے گزری.. کتنا روئی ہے یہ کوئی نہیں جانتا.. میں کیسے مان لوں کہ ایحان بابا اسے ...خوش

اس کی گارنٹی میں تمھیں دیتا ہوں نعمان علی.. وہ خوش رہے گی.. میں کبھی اسے کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا.. باران دلشیر نے نعمان علی کی بات کاٹی تھی-- اور پھر وہ بولتا چلا

گیا۔۔ باران دلشیر کی آنکھوں میں ایک ایسا تاثر تھا کہ نعمان علی نے علی اکبر کی جانب بے چارگی بھری نظر ڈالی تھی۔۔

"تم کھلے دل سے اپنی بچی کے لیے اپنا فیصلہ لو نعمان۔۔ تمھیں جو گڑیا کے لیے بہترین لگتا ہے اسے اس کے لیے منتخب کرو... میری فکر مت کرو... میں کل بھی تمھارا دوست تھا اور ہمیشہ رہوں گا۔۔ تمھارے کسی فیصلے کا اثر ہماری دوستی پر نہیں پڑے گا۔۔ ہماری دوستی ویسے ہی برقرار رہے گی... تم اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ لو... علی اکبر جو نعمان علی کے ملکان کی نگاہوں میں اچھی طرح پڑھ چکا تھا کہ اب وہ واقعی

تنہائی میں اس سے بات کرنا چاہتے ہیں وہ اٹھا اور نعمان علی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دیتا وہاں سے ڈرائنگ روم چلا گیا تھا۔۔ پیچھے اب باران پوری طرح نعمان علی کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ اور پھر باران دلشیر اور نعمان علی کے بیچ جو بھی بات ہوئی۔۔ نعمان علی نے اس کے بعد ایحان دلشیر کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔۔ اس نے جا کر علی اکبر کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو علی اکبر خاموشی سے اپنی فیملی کے ہمراہ وہاں سے واپس لوٹ گیا۔۔

****

نعمان علی کمرے میں داخل ہوا تو وہ بے قراری سے بیڈ پر بیٹھی اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔۔ نعمان علی کے کندھے جھکے ہوئے تھے اور قدم شکستہ سے۔ جنھیں دیکھ وہ تڑپ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔

بابا،،، ریم نے انھیں پکارا۔۔"

علی اکبر لوگ اور سارے مہمان جا چکے ہیں ریم،،، میں نے" تمھیں ایحان دلشیر کے نکاح میں دینے کا فیصلہ کیا ہے،، یہ

فیصلہ بھی کسی مصلحت کے تحت کرنا پڑا ہے مجھے،، میری گڑیا کو اگر میرے فیصلے سے کوئی اعتراض ہے تو وہ اپنے بابا کو بتا سکتی ہے... نعمان علی نے اس کی جانب دیکھتے کہا تو ریم نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے بابا کی جانب دیکھا۔۔ تو کیا اس کے تمام وہم وسوسے سچ ثابت ہو گئے تھے۔۔ اس سفاک صفت آدمی نے محض اپنی جھوٹی انا، ضد اور بے حسی کی تسکین کی خاطر اس کے بابا کو بلیک میل کیا ہے؟؟؟ لیکن وہ کیا کرتی؟؟ اب اپنے بابا کو زبان دے چکی تھی کہ اسے ان کا ہر فیصلہ مقدم ہوگا۔۔ اور پھر اس ظالم و جابر شخص نے جانے

کیسے اس کے بابا پر دباؤ ڈالا تھا تو اپنے بابا کو بچانے کی خاطر اسے وہ سب کچھ کر گزرنا تھا جو اس کے لیے ممکن تھا۔۔ تبھی زبان تو تالو سے چپک گئی تھی مگر اس نے نم نگاہیں لیے نفی میں سر ہلا دیا تھا کہ اسے اس کے بابا کے کسی فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں۔۔ نعمان علی نے اسے سینے میں بھینچا تھا۔۔ پھر اس سے الگ ہوا۔۔

"مجھے ضروری کام ہے۔۔ میں ابھی آتا ہوں ریم۔۔ دیکھتا ہوں باران دلشیر صاحب اپنے نکاح خواں کو بلاتے ہیں یا کچھ اور کہیں گے۔۔وہ نکاح کا شام تک کا کہہ رہے تھے۔۔ اب کب اور

کیسے نکاح ہوگا میں پوچھ کر آتا ہوں،، نعمان علی کہتا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ وہ بھربھری مٹی کے ڈھیر کی طرح بیڈ پر شکستہ سی گرنے کے انداز میں بیٹھتی چلی گئی۔۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔

یہ محبت کا ڈھونگ صرف اس شخص کے لیے ایک بار جیت کا کھیل تھا۔۔؟؟؟ ایک شغل۔۔؟؟ اب پھر وہ اس کے وجود پر اپنی جیت کے جھنڈے گاڑھنے چلا آیا تھا شاید؟؟؟ ریم نے گہرے گہرے سانس بھرتے اپنے چکراتے سر کو تھاما۔۔ محبت کے نام سے ہی نفرت کے ابال دل میں اٹھنے لگے۔۔

بابا کو بھی ہاں بول دیا۔۔ میں ایسا کیا کروں کہ یہ نکاح ابھی" رک جائے۔۔ اس شخص کی جیت ہار میں بدل جائے۔۔ وہ یہاں سے خالی ہاتھ لوٹ جائے۔۔ جیسے میں اس کے در سے تہی دامن لوٹی تھی۔۔ اسے بھی تو اس تکلیف کا اندازہ ہو جو میں نے جھیلی تھی۔۔ اسے کیوں وہ ہر چیز میسر ہو جو وہ چاہتا ہے۔؟؟؟ میں کیا کوئی کھلونا ہوں اس کا ہاتھ یا کٹھ پتلی کہ وہ جب چاہے گا جیسے چاہے گا اپنی مرضی سے اسی جانب گھما لے گا؟؟؟ ریم کی دماغ کی رگیں پھٹنے کے قریب تھیں۔۔ تبھی اٹھ کر کھڑی ہوئی اور اور اپنے دوپٹے کو اپنی مٹھیوں میں

دبوچا۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔۔ "کیا اپنے آپ کو تھوڑا سا زخمی کر لوں۔؟ بابا ہسپتال لے جائیں گے اور وقتی طور پر یہ مصیبت سر سے ٹل جائے گی۔۔؟؟؟ یہ وقت مل جائے تو پھر اس شخص کو اس کے ارادوں میں شکست دینا میرا کام ہوگا۔۔ وہ ٹیبل پر پڑی فروٹ باسکٹ میں موجود تیز دھار چاقو کو دیکھ کر گہری سوچ میں تھی۔۔ پھر کسی حتمی نتیجے پر پہنچی اور اٹھ کر وہ چاقو اپنی مٹھی میں دبایا۔۔ لال بھبھوکا چہرہ لیے اس نے وہ چاقو اپنی کلائی پر رکھا تھا مگر پھر دفعتاً منہ سے ہلکی مگر دردناک سی چیخ برآمد ہوئی۔۔

****

وہ اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا سگریٹ پھونک رہا تھا جب ضیاء اس کے پاس چلا آیا۔۔ رات یا صبح کے مقابلے میں اب قدرے وہ پرسکون سا نظر آ رہا تھا۔۔ وہ فارم ہاؤس میں تھا جب گارڈ نے آکر بتایا کہ تمام مہمان جا چکے ہیں تو وہ اس طرف چلا آیا۔۔

بات ہو گئی ہے نعمان سر سے،، باران بھائی نے شام کو کہا" ہے نکاح کا،، ضیاء نے اسے آکر اطلاع دی تو وہ گاڑی کی

ڈگی کی جانب گیا تھا۔۔ ضیا بھی اس کے ساتھ تھا۔۔ ایحان نے ڈگی کھولی تو ضیاء کو حیرت ہوئی تھی کیونکہ اس میں بڑے بڑے شاپنگ بیگز میں سامان اور ایک شادی کے جوڑے کا بڑا سا باکس تھا۔۔

یہ سب کب خریدا تم نے،،، ضیاء کو تجسس ہوا تھا۔۔"

پرسوں،،، تسلی بخش مختصر جواب آیا۔۔"

جب سب کچھ طے کیے بیٹھے تھے،، ساری تیاری کیے بیٹھے" تھے اسے اپنی دلہن یا بیوی کی صورت میں اپنی زندگی میں تسلیم کر ہی لیا تھا تو یہ سب میں کری ایٹ کرنے کی ضرورت ہی

کیا تھی آخر..؟؟ یہ سب تو بندے کا بچہ بن کر بھی کیا جا سکتا تھا.. ضیاء دانت پیس کر بولا تھا۔۔

اگر سب نارمل طریقے سے ہو جاتا تو وہ کِک کیسے ملتی جو اب" ملی ہے... مطمئن لہجے میں کہتے اس نے شاید ضیاء کو مزید چڑایا تھا۔۔ اور وہ چڑ بھی گیا۔۔

سنو ضیاء.. یہ سامان اٹھاؤ اور اندر جا کر اسے دے آؤ.. اور" کہنا کہ نکاح کے وقت یہ والا شادی کا جوڑا پہنے... مجھے پسند نہیں کہ وہ نکاح مجھ سے کرے اور جوڑا کسی اور کے نام کا

پہن کر میرے سامنے بیٹھی ہو... ایحان نے اطمینان سے کہا۔۔

میرے منہ سے کچھ اور مت سن لینا ایحان دلشیر... نکاح" تمہارا ہو رہا ہے میرا نہیں... وہ منکوحہ تمہاری ہوگی تو جا کر خود دے آؤ سامان.. یا ہمت نہیں اس کا سامنا کرنے کی.. وہ بھڑک کر بولا تھا۔۔ ایحان نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا اور وہ سامان اٹھا کر اندر کی جانب چل دیا۔۔

وہ اندر آیا تو سامنے ہی نعمان علی سے سامنا ہو گیا جو کہ اس وقت لاونج میں اکیلا تھا۔۔ زاویار اور باران شاید سٹڈی روم میں

تھے۔۔ اور زین اور ملحق شہر سے مولوی صاحب کو لینے گئے ہوئے تھے۔۔

"اسلام و علیکم۔۔ ریحان نے نعمان علی کو سلام کیا جس کا منہ میں ہی نعمان نے جواب دیا تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں ریحان دلشیر کو واضح طور پر غصہ اور شدید ناراضگی دکھائی دی تھی۔۔

"وہ یہ سامان مجھے ریم کو دینا تھا۔۔۔ ریحان کے لہجے میں پہلی مرتبہ نعمان علی کو واضح جھجھک سی محسوس ہوئی تھی۔۔

آپ یہ یہاں رکھ دیں،، میں پہنچا دوں گا اندر،،، نعمان علی" نے سرد مہری سے کہا تھا۔۔ تب ایحان نے اپنے لب بھینچے تھے۔۔

مجھے اس سے بات کرنی تھی،، کچھ باتوں کی وضاحت دینا تھی" اور معافی بھی مانگنا چاہتا ہوں،،اسی لیے کیا میں تھوڑی دیر کے لیے اس سے مل سکتا ہوں،،؟؟ ایحان دلشیر نے پہلی مرتبہ نعمان علی سے ملتجی لہجے میں بات کی تو نعمان علی نے ناچار آہستگی سے سر ہلایا۔۔ ایحان نے گہرا ترین سانس بھرا۔۔

****

وہ دھڑکتے دل اور سن ہوتے دماغ کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ مگر اگلا منظر دیکھ ایحان دلشیر کے دماغ میں چھوٹے چھوٹے دھماکے سے ہونے لگے تھے۔۔ وہ شلپنگ بیگز زمین پر پھینکتا اس کی جانب لپکا تھا۔۔ ریم اپنی کلائی پر وہ چاقو پھیر لیتی جب ایحان نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا دایاں ہاتھ جس میں چاقو تھا وہ اپنے ہاتھ میں جکڑ کر اس کی پشت سے لگایا۔۔ ریم کے منہ سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔ مگر

اس نے دوسرا ہاتھ اس کے بائیں کندھے پر جما کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی تھی۔۔ ایحان دلشیر کے سینے میں جو بھڑکتا الاؤ سا تھا جیسے اس پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے پڑے تھے۔۔ وقت جیسے تھم سا گیا تھا۔۔ اس نازک وجود کے لمس کا احساس رگوں میں سرور بھرنے والا تھا۔۔ اتنے دنوں کے بعد بے قرار دل کو قرار آیا تھا۔۔

مگر اس نے نوٹ کیا تھا مقابل سجا سنورا نازک سا وجود جو اس وقت مکمل اس کے بس میں اس کے حصار میں تھا وہ ایک دم

ساکت ہو گیا تھا۔۔ وہ خوف و وحشت سے اپنا سانس تک روک گئی تھی۔۔

میں نکاح سے پہلے تمھیں چھونا نہیں چاہتا تھا۔۔ مگر تم نے" مجھے مجبور کیا۔۔۔ وہ اس کے کان کے قریب پھنکارا تھا۔۔ ریم بے آواز بری طرح رو رہی تھی۔۔ لیکن اپنی پوری طاقت لگا کر بھی جھٹپٹائی تب بھی اس چٹان سے شخص سے اپنا آپ نہیں چھڑا پائی۔۔

ایحان نے دوبارا ایک بھی لفظ اپنے منہ سے نا نکالا تھا۔۔ بلکہ آنکھیں موند کر ایک گہرا سانس اپنے اندر کھینچا تھا کہ اس وجود

کہ ہجر میں تڑپ تڑپ کر اب اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتار کر ہی دل میں سکون اترا تھا۔۔ وہ اس سے ہمکلام نہیں ہو رہی تھی مگر اب بھی بری طرح جھٹپٹا رہی تھی۔۔

تمھاری یہ خاموشی صرف وصل کے لمحات میں مجھے سکون" دے سکتی ہے ریم نعمان علی،، لیکن ابھی میں تمھاری آواز سننا چاہتا ہوں،، بھاری گھمبیر لہجے میں کی گئی بے باک اور گستاخ سی سرگوشی نے ریم کے تن بدن میں ایک ان دیکھی آگ سی بھڑکا دی تھی۔۔ تبھی وہ حلق کے بل چلائی تھی۔۔

بابا..... بچائیں مجھے... نعمان علی کو کمرے کے باہر محسوس" کر کے ریم نے چلا کر کہا تو ایحان نے بھی بوکھلا کر اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔۔ جبکہ ریم کی چیخ سن کر باہر کھڑے نعمان علی اور باران دلشیر فورا سے پہلے کمرے میں آئے تھے۔۔ اگلا منظر انتہائی غیر متوقع تھا۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی نعمان علی کے سینے میں چھپی تھی۔۔ ایحان دلشیر خواہ مخواہ خفت و سبکی کا شکار ہوا کہ سچویشن کے مطابق جیسے اس نے کچھ کیا تھا کیونکہ باران دلشیر اب غصے و ملامت سے اسے گھور رہا تھا۔۔

تم. ۔یحان تم ابھی یہاں اس روم میں کیا کر رہے..؟؟"

باران دلشیر کی غصیلی غراہٹ پر ۔یحان جزبز ہوا.. وہ ۔یحان دلشیر تھا جو کسی کو وضاحت نہیں دیا کرتا تھا.. لیکن اس آکورڈ سی صورتحال میں اس نے جلدی سے اپنا منہ کھولا..

نعمان علی کی پرمیشن سے یہ سامان دینے یہاں آیا تھا.. اس" سے بات کرنے.. مگر محترمہ یہاں سیوسائیڈ کرنے کی کوشش کر رہی تھی.. وہ اب چہرے پر سنجیدگی طاری کیے ان کے سامنے اپنا ہاتھ کر گیا جس میں اس نے ریم سے چاقو چھین کر

پکڑا ہوا تھا۔۔ اس کی بات پر نعمان علی نے بے یقینی سے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالا تھا۔۔

ریم کیا یہ سچ ہے،،، نعمان علی نے صدمے کی حالت میں" اس دریافت کیا۔۔ تب وہ مجرم سی بنی پھر سے شدت سے روتی اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔ وہ کیا کر رہی تھی کم از کم اس وقت ان لوگوں کے سامنے اپنے بابا کو وضاحت نہیں دے سکتی تھی۔۔ تبھی پھر سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔۔

مجھے اپنی بچی سے یہ امید نہیں تھی ریم،،، نعمان علی کا لہجہ" شکوہ بھرا تھا۔۔ ریم کا ہچکیاں لیتا وجود مزید بکھرنے لگا۔۔ جبکہ ایحان دلشیر کی نگاہیں اس پر سے ہٹ نہیں رہی تھیں۔۔

اب یہ نکاح ابھی اور اسی وقت ہوگا بھائی،، میں مزید ویٹ" نہیں کرنا چاہتا، زین کا میسج آیا وہ لوگ پہنچ گئے ہیں،، بیوٹیشن بھی ڈرائنگ روم میں موجود ہے،، وہ کہتا فی الحال بڑی مشکل سے اس پر سے نگاہیں ہٹا کر باران دلشیر کو شادی کے جوڑے والے باکس کی جانب اشارہ کرتا کمرے سے فوراً باہر نکل گیا تھا۔۔

نعمان علی.. اس شادی کی تمام زمہ داری اب بھی کیری ہے" مگر اس وقت ایک ریکوسٹ ہے کہ اس نکاح پر گڑیا ہمارا لایا ہوا نکاح کا جوڑا پہنے.. ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ ایک سٹائلش سی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی تھی.. اور آ کر زمین پر پڑا باکس اٹھایا.. "گڑیا کو جلدی سے تیار کروا کر باہر لے آؤ... باران دلشیر کہتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا..

ریم... نعمان نے اس کی پشت تھپتھپائی.. تو وہ اپنے سینے" پر بھاری چٹان رکھتی اپنے آنسو پونچھتے اپنے بابا سے الگ ہوئی..

نعمان علی اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر نم نگاہیں لیے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

"میم۔۔ آپ فیس واش کر کے یہ لہنگا پہن لیں۔۔۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔۔۔ بیوٹیشن نے مخصوص پروفیشنل لہجے میں مسکرا کر اس سے کہا تھا۔۔ تب وہ دانتوں تلے اپنے لب کچلتی اس سے وہ باکس پکڑ کر واش روم میں چلی گئی۔۔

****

بیوٹیشن جا چکی تھی۔۔ وہ پھر سے ایک مرتبہ بلڈ ریڈ لہنگے میں پور پور سجی بیٹھی تھی۔۔ مگر اب کی بار اس نے ایک نظر بھی اٹھا کر خود کو آئینے میں نہیں دیکھا تھا۔۔ بیوٹیشن نے لہنگے کے ساتھ والے دوپٹے کو اس کے سر پر سیٹ کیا تھا۔۔ جبکہ باریک گولڈن فینسی دوپٹے سے اس کا چہرہ گھونگھٹ میں چھپا دیا تھا۔۔ اسے نہیں پتا تھا کہ اب وہ کیسی دکھ رہی ہے وہ خود کو دیکھنا چاہتی بھی نہیں تھی۔۔ ایک ہی دن میں دو دو بار دلہن بننے کا اعزاز بھی اسے ہی حاصل ہوا تھا۔۔اس شخص نے اس کا کیا خوب تماشا بنایا تھا۔۔ وہ اب بھی وہاں پتھر کا بت بنے

بیٹھی تھی۔۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جیسے مفقود ہو چکی تھی۔۔ دل میں کوئی احساس کوئی جزبہ موجود نہیں تھا۔۔ وہ اس وقت اتنی خالی الذہنی کا شکار تھی کہ کب اس کے بابا کمرے میں آئے۔۔ کب لے جا کر اسے باہر لاونج میں بٹھایا۔۔ کب نکاح شروع ہوا۔۔ اور جب اس نے ایحان دلشیر کو اپنی زندگی اور اپنے تمام تر حقوق سونپ دیئے اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔ ایجاب وقبول کا مرحلہ طے پا گیا تھا۔۔ ایحان دلشیر مسرور سا سب کے گلے لگتا مبارک باد وصول کر رہا تھا۔۔ وہ برسوں بعد خود سے باران دلشیر کے سینے سے لگا تھا۔۔

تھینکس بھائی... دھیمے سروں کی اس کی سرگوشی سے باران" دلشیر کے چہرے مسرور کن سی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔ مگر رخصتی بھی ابھی اور اسی وقت... ریحان نے پیچھے پلٹتے آنکھ" ونک کرتے باران دلشیر سے ایک اور فرمائش کی تو باران اسے گھور کر رہ گیا۔۔

ریم ملازمہ کے ہمراہ اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ کھانا لے آئی۔۔ مگر اس نے ٹرے کی جانب دیکھا تک نہیں۔۔ تھکاوٹ جیسے روح میں اتر آئی تھی۔۔ بھیگی سرخ آنکھیں لیے اس نے صوفے کے بیک پر اپنا سر ٹکا دیا۔۔

دن کی بھاگ دوڑ میں لنچ بھی کافی لیٹ ہو گیا تھا۔۔ تبھی اب وہ خوشگوار ماحول میں لنچ کرنے لگے تھے۔۔ کھانے کے بعد باران دلشیر نے نعمان علی سے رخصتی کی بات کی تھی تب سہی معنوں میں نعمان پریشان ہوا تھا۔۔

"...لیکن باران سر

نعمان علی میں اچھی طرح جانتا ہوں،، تم نے آج رخصتی پلان نہیں کی تھی،، ریم کے پیپرز کے بعد رخصتی ہونا تھی،، مگر اب اس کا نکاح ایحان سے ہوا ہے،، دونوں میں بہت ساری مس انڈرسٹینڈنگز ہیں،، بہت ساری ناراضگی،، جنھیں انھیں خود ہی

آپس میں مل بیٹھ کر دور کرنا ہے،، اور یہ تو تب ہی ممکن ہے جب دونوں ایک دوسرے کے پاس رہیں گے،،۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہے گے،،، ہمیں انھیں وقت دینا ہے ایک دوسرے کے قریب لانا ہے،، تب میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب کچھ ٹھیک ہونے کے بعد بہت دھوم دھام سے ان کی ہر رسم ادا کریں گے،،، رخصتی بھی اور ریسپشن بھی،، لیکن ابھی یہ رخصتی نا گزیر ہے،، باران دلشیر کا لہجہ دو ٹوک تھا۔۔ بیٹی نکاح کے بعد ہی پرائی ہو گئی تھی۔۔ حق دار بدل گئے تھے۔۔ اب پہلے جیسا حق کہاں رہا تھا کہ انکار کر پاتا۔۔ تبھی جسم و جاں

میں ایک ان دیکھی تھکاوٹ نے جیسے بسیرا کر لیا۔ وہ شکستہ قدموں سے ریم کے پاس آیا تھا۔۔ اپنے بابا کی آہٹ محسوس کر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔

بابا۔۔ مہمان چلے گئے۔۔؟؟ میں چینج کرنا چاہتی ہوں۔۔ اور کھانا" آپ کے ساتھ ہی کھاؤں گی۔۔ جانتی ہوں اس ساری بھاگ دوڑ میں آپ نے کبھی بھی ڈھنگ سے نہیں کھایا ہوگا۔۔۔ وہ اپنے بابا کے سامنے خود پر بے حسی کی چادر اوڑھے اپنے کانوں سے بھاری آویزے اتارنا چاہتی تھی۔۔ مگر پھر نعمان علی کی اگلی بات نے اس کے سر پر دھماکہ کیا۔۔

بیٹا.. یہ چادر اوڑھ لو.. رخصتی کا وقت ہو گیا ہے... نعمان" علی کی مدھم سی آواز پر ریم نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے بابا کو دیکھا..

پپ.. پر بابا.. رر.... رخصتی..؟؟ پپ... پیپرز کے بعد... لفظ" پھنس پھنس کے زبان سے ادا ہوئے.. ریم کو لگا اس نئے حکم نامے پر اس کی روح جسم سے پرواز کر جائے گی..

میری بچی.. بحث مت کرو.. پیپرز وہاں سے آسانی سے دیئے" جا سکتے ہیں اور بھی ملنے آتا رہوں گا... نعمان علی نے کہتے اس کے سر پر شال اوڑھا دی.. وہ اب پھر سے بے آواز آنسو بہاتی

زور زور سے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔ مگر نعمان علی نے جیسے اپنے کلیجے پر پتھر رکھ لیا۔۔ اور اسے سہارا دیئے باہر لایا۔۔

"بب۔۔ بابا۔۔۔ ریم نے سسکتے نعمان علی کی قمیص مٹھیوں میں دبوچی۔۔ مگر وہ اس کی پشت سہلاتا اسے لاونج سے باہر گاڑی تک لایا تھا۔۔مگر نعمان علی کی اپنی بھی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔گاڑی کے پاس وہ ہچکیوں سے روتی اپنے بابا سے لپٹ گئی تھی۔۔ وہ لوگ سب گاڑیوں کے آس پاس کھڑے تھے۔۔ ایحان دلشیر نے وہ لرزتا کانپتا ہچکیاں لیتا وجود دیکھا۔۔ نعمان نے اسے خود سے الگ کیا۔۔ ایحان پوری طرح اس کی جانب

متوجہ ہوا اور نعمان علی کی مشکل آسان کرتے آگے بڑھا۔۔
نرمی سے اس کی کمر کے گرد ایک بازو حمائل کیا تھا۔۔ نعمان
علی نے نرمی سے اپنی قمیض اس کے ہاتھوں سے چھڑائی۔۔
ایحان نے اسے سہارا دے کر گاڑی کی بیک سیٹ پر بٹھایا۔۔
کہ اس وقت اس نازک وجود کی حالت ایسی تھی کہ اسے وہ
اپنے سنگ فرنٹ سیٹ پر بٹھانے والا چونچلا نہیں کر سکتا
تھا۔۔ ڈرائیونگ سیٹ ضیاء نے سنبھالی تھی۔۔ اور زین اس
کے ساتھ والی سیٹ پر تھا۔۔ بڑی شان سے ان کی گاڑیاں
فارم ہاؤس سے نکلی تھیں۔۔

****

شام کے سائے گہرے ہونے تھے جب ان کی گاڑیاں ایحان مینشن کے پورچ میں رکی تھیں۔۔ باران اور زاویار کو ایمرجنسی کال پر یہاں سے جانا پڑا تھا۔۔۔ ضیاء ، زین اور ملحق گاڑی سے اتر کر انھیں تنہائی دیتے ڈرائنگ روم میں چلے گئے تھے۔۔

ایحان گاڑی میں اب پوری طرح اس کی نجانب گھوم کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا جو لمبے سے گھونگھٹ میں لہنگے کے ساتھ کا فینسی دوپٹہ اپنی مٹھیوں میں دبوچ کر ساکت ہوئی بیٹھی تھی۔ ایحان نے ابھی اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔۔ وہ گہری سانس

بھرتے گاڑی سے اترا۔۔ جب سے اس سے ایک نیا بندھن بندھا تھا جیسے دل و جاں کی کایا ہی پلٹ گئی تھی۔۔ تمام غم وغصہ ، طیش اشتعال دودھ میں اٹھتے ابال کی طرح اب بیٹھ چکا تھا۔۔ وہ پرسکون تھا۔۔ اس کی جانب کا گاڑی کا دروازا کھول کر نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے گاڑی سے باہر نکالا۔۔ وہ کسی بے جان سی گڑیا کی طرح اس کے زرا سے زور لگانے پر اس کے ساتھ کھنچتی چلی آئی تھی۔۔ سرشاری کے عالم میں اس کا ہاتھ تھامے وہ اسے لئے اندر لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔ وہ کسی روبوٹ کی طرح بیہو کر رہی تھی۔۔ ابھی وہ

اسے چھیڑنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ تمام حساب کتاب رات کے لیے بچا رکھے تھے۔۔ ایحان نے اسے لاؤنج کے صوفے پر بٹھایا۔۔ اندر روم میں جا کر تھوڑی دیر آرام کر لو۔۔ میں اپنے دوستوں" کے ساتھ ہوں۔۔ یہ لوگ کھانے اور مسہری وغیرہ کا انتظام کرنا ۔۔چاہتے ہیں۔۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو میڈ کو بول دینا وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ چہرہ اب بھی نہیں دیکھا کہ چاند گھونگھٹ میں چھپا ہوا تھا اسی لئے اس کے تاثرات نہیں دیکھ پایا۔۔ یوں بھی وہ ابھی اس کا چہرہ دیکھ کر خود سے اختیار نہیں کھونا چاہتا تھا اسی لیے خاموشی سے باہر چلا گیا۔۔

****

وہ بلڈ ریڈ لہنگے میں پور پور سجی لاونج کے صوفے پر جیسے پتھر بنی بیٹھی تھی۔۔ آنکھوں کی پتلیاں بھی ساکت ہو چکیں تھیں۔۔ جب سے نکاح کی صورت اس ظالم جابر شخص کو اپنے جسم و جاں کے تمام حقوق سونپے تھے تب سے اس نے اپنے منہ سے ایک لفظ نا آنکھ سے ایک بھی آنسو نکالا تھا۔۔

ایحان ضیاء ۔زین اور ملحق کو رخصت کر کے کسی فاتح کی طرح اپنی بلیک شیروانی کے بٹن کھولتا اندر داخل ہوا تو اسے اسی پوزیشن میں لاونج میں بیٹھے دیکھ ٹھٹھک کر اپنی جگہ قدم رکے

تھے۔۔ حالانکہ وہ اسے بول کر گیا تھا کہ روم میں جاکر آرام کرو۔۔ ایحان نے ایک گہرا سانس کھینچا اور قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا تھا۔۔ وہ ساری دنیا کا ہوش بھلائے اس سنہری قاتل حسینہ کو مبہوت سا دیکھے گیا جو آج اسے اپنے انوکھے اور اچھوتے روپ و رنگ سے چاروں شانے چت کر چکی تھی۔۔ وہ حسین تھی یہ بات ایحان دلشیر جانتا تھا۔۔ مگر اس کا نوخیز حسن اس قدر دو آتشہ اور ہوش ربا تھا یہ اسے آج دلہن کے روپ میں پور پور سجے دیکھ سمجھ میں آیا تھا۔۔ وہ اس کے قریب آیا تھا۔۔۔

ریم روم میں چلو،، ایحان نے دھیمے لہجے میں اسے مخاطب"
کرتے اپنا ہاتھ اس کے آگے بڑھایا تھا۔۔ مگر وہ ہنوز پتھر کا بت
بنے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی اپنی بڑی بڑی سیاہ میک اپ
سے سجی حسین آنکھوں سے مسلسل کسی غیر مرئی نقطے کو
گھورے گئی تو اب کی بار ایحان کے ماتھے پر ایک ننھا سا بل آیا
تھا۔۔ تب آگے بڑھ کر پورے حق سے اس کی نازک کمر کے
گرد بازو حمائل کرتے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے
اسے کھڑا کیا اور محتاط قدموں سے اسے لیے سیڑھیاں چڑھا تھا
تاکہ وہ بھاری لہنگے سے الجھے نہیں۔۔ ایحان کے بیڈروم کے

سامنے وہ اپنے قدم وہیں زمین پر جماتے پتھر بن کر ساکت سی ہوئی تو ایحان نے پسلیوں سے سر پٹختے دل کے ساتھ سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔۔

وہ جو بے جان مورت کی طرح اس کے ہمقدم تھی۔ اس کمرے کے سامنے ٹھٹھک کر قدم زبردستی روکے تھے۔۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں سے وہ بے عزت اور بے آبرو ہو کر اپنی عزت نفس گنوا کر قسم کھا کر نکلی تھی کہ پلٹ کر اس کی جانب دیکھے گی بھی نہیں۔۔ مگر قدرت کی ستم ظریفی کہیں یا اس ظالم شخص کی ضد کے وہ لوٹ پھیر کر اسی کمرے کے سامنے آن

کھڑی ہوئی تھی۔۔ ریم کی برداشت بھی بس یہیں تک تھی۔ دل پھٹنے کو تھا۔۔ اور دماغ کی رگوں میں خون جیسے منجمد سا ہوا تھا۔۔ وہ تیورا کر ہوش و خرد سے بیگانہ زمین بوس ہوتی کہ دو مضبوط آہنی بازوؤں نے گرنے سے پہلے ہی اسے خود میں سمیٹ لیا تھا۔۔

ریم۔۔۔ اس نے تڑپ کر اسے پکارا۔۔"

ایحان نے لب اور آنکھیں بھینچتے اس نیم جاں وجود کو اپنی مضبوط بانہوں میں بھرا۔۔ آنکھیں کھول کر اس کی دگرگوں حالت دیکھی۔۔ وہ دھیمے قدم اٹھاتا اسے کمرے میں لایا تھا۔۔

پھولوں سے سجے جہازی سائز بیڈ پر نرمی سے اسے اتارا۔۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا ایک ہنستی کھیلتی لڑکی کو اس نے جاں کا روگ لگا دیا ہے۔۔ ایسا روگ جس نے اس کومل نازک لڑکی کی ہنسی خوشی جینے کی امنگ جیسے چھین سی لی تھی۔۔ لیکن پھر بھی اتنی سوگواری کے باجود اس پر جی بھر کر دلہناپے کا روپ آیا تھا۔۔ سرخ لہنگے میں گندمی رنگ سونے کی طرح دمک رہا تھا۔۔ گھنی پلکیں گداز عارضوں پر سایہ فگن تھیں۔۔ ریحان نے اسی نرمی سے ہاتھ آگے بڑھائے اور آہستہ آہستہ اس کے نازک وجود سے بھاری زیورات الگ کرنے لگا۔۔ وہ اس کے دائیں

طرف قریب بیٹھا اس کے بائیں کان کا جھمکا اتارنے اس کے اوپر جھکا تھا۔۔ ایحان دلشیر کی بھاری گھمبیر آواز نیم تاریک کمرے کے فسوں خیز ماحول میں گونجی تھی۔۔

میری متاع حیات اس سب کے باوجود میرے وجود، میرے" دل اور روح کے خالی پن کی وجہ سے کبھی بھی خود سے یہ قبول اور تمھارے سامنے یہ اعتراف نہیں کروں گا کہ تمھارے اس عاشق کو تم سے محبت نہیں عشق ہے،،، تمھیں میری آنکھوں میں اپنے لیے میری دیوانگی ڈھونڈنی ہوگی،، میں تم سے کتنی

محبت کرتا ہوں.. جلد تمھاری روح میں اتر کر تمھیں اچھے سے ...باور کروا دوں گا

جزبات سے بوجھل گہرے الفاظ تھے.. اپنے لبوں سے اس کی گال چھوتے وقت ایحان کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی در آئی تھی.. وہ اپنے جذبات پر قابو پاتے گہرے سانس بھرتا بہت اچانک اس دور ہوتا ڈریسنگ میں گیا۔ اپنا نائٹ ڈریس پہن کر وہ کمرے کی رہی سہی لائٹس آف کر کے سائیڈ لیمپ جلاتا اس بیہوش وجود کے قریب نیم دراز ہوا اور آنکھوں پر بازو رکھ لیا..

بھاری ہوتے سر کے ساتھ اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔ جاگ کر ایک مرتبہ پھر اس کی پتلیاں نیم تاریک چھت کے بڑے فانوس کو گھورتی ساکت سی تھیں۔۔ وہ کافی دیر یونہی لیٹی رہی۔ غائب دماغی سے شعور کی دنیا میں قدم رکھا تو خود کو جس جگہ جس مقام پر پایا اس کی روح تک تڑپ اٹھی تھی۔ کہ اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئی تو پتہ چلا اس کا وجود دوپٹے سے بے نیاز ہے۔۔ ساری جیولری اتار دی گئی ہے۔۔ صرف اس کی کلائیوں میں سرخ کانچ کی چوڑیاں موجود تھیں۔۔ بال جو جوڑے میں بندھے تھے اب سیاہ آبشار کی طرح بیڈ پر بکھرے ہوئے تھے۔۔ خود کو

ایک ان چاہے شخص کے پہلو میں پایا تھا۔۔ ایحان جو جاگ کر اس کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جان چکا تھا کہ وہ جاگ گئی ہے۔ اور اب جانے کیسا ری ایکٹ کرے گی۔۔ ہوا بھی ایسا ہی وہ تڑپ کر اس کے پہلو سے اٹھنا چاہتی تھی کہ بہت اچانک ایحان نے اس بازو سے کھینچ کر پوری طاقت سے اپنی اور کھینچا۔۔ وہ کٹی ڈال کی طرح ایک جھٹکے سے اس کے کشادہ سینے پر آن گری تھی۔۔ ایحان نے اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھنسایا اور اسے اپنے اوپر جھکایا۔۔ ایحان نے اس کی سانسوں کو اپنے مہکتے

لمس سے مہکایا تھا۔۔ ریم ماہی بے آب کی طرح تڑپی۔۔ خاموش کمرے کی فضا میں اس کی کانچ کی چوڑیوں کی چھنکار گونجی تھی۔۔ وہ جو اتنے دنوں سے بے حس و حرکت پتھر کی مورت سی بنی ہوئی تھی اب رگ وجاں اور روح میں اذیت سی دوڑنے لگی تو تمام حسیات انگڑائی لے کر بیدار ہوئیں تبھی وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔ اپنی پوری طاقت لگا کر اس ظالم بے مہر شخص کی جان لیوا گرفت سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی مگر بے سود وہ جیسے ایک طاقتور آہنی شکنجے میں جکڑی گئی تھی۔۔ وہ جو اس کی خمار آلود قربت اس کے دلفریب لمس سے

سرور آمیز سکون آور نشہ سا اپنی رگوں میں اتارتا محسوس کر رہا تھا اپنے چہرے پر نمی محسوس کر کے ایحان نے اس کی سانسوں کو آزادی بخشی۔۔ مگر اس کے وجود سے اپنی آہنی گرفت اب بھی نہیں ہٹائی تھی۔۔ وہ اس کے سینے پر خود کو آزاد کروانے کی تگ ودو میں جی جان لگاتی تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔۔

"تمھاری اس آدھے فٹ کی کمر نے بارہا راتوں کو میری نیندوں میں خلل ڈالا ہے جانم۔۔ تو کیا کہتی ہو؟؟ آج کی رات کے تقاضے پورے کرتے اسے سزا نا دی جائے۔۔ اسے ایحان کا

ہاتھ بچھو کی طرح اپنی کمر پر رینگتا محسوس ہوا تو اس کے رونے میں شدت آئی۔۔

گلاب" سارے" مدھم" دکھائی" دیتے" ہیں"

"نظر جب تیری کمر کا طواف کرتی ہے

اس نے پھر سے اس کے کان میں مدھم سروں میں گھمبیر سی سرگوشی کی۔۔

وہ چاہتا تھا وہ روئے اپنے اندر کا سارا غبار نکال باہر کرے)

جو اندر ہی اندر اس کے وجود اس کی شخصیت کو دیمک کی طرح چاٹ رہا تھا۔۔ جس دن سے وہ اس سے ناراض ہو کر یہاں سے

نکلی تھی اس نے ایحان سے کلام نہیں کیا تھا وہ چاہتا تھا وہ (اس سے بات کرے۔ تبھی اب اسے یوں اذیت دے رہا تھا۔

یو نو واٹ ریم ایحان دلشیر،، آج اس پورے مینشن میں ہم" دونوں کے علاوہ کوئی زی روح موجود نہیں،، تمھارے بابا بھی اپنے گھر ہیں،، یہ کمرہ بھی ساؤنڈ پروف ہے،، کوئی تمھاری چیخیں اور سسکیاں سننے والا نہیں ہے،،، اسی لئے اب اگر نہیں چاہتیں کہ میں وہ سب کر گزروں جس کے تصور سے اور میرے زرا سے چھونے سے ہی تم مری جا رہی ہو،،، تو مجھ سے

بات کرو... مجھ سے بولتی کیوں نہیں... (جان بوجھ کر) وہ غصے کی شدت سے اس کے کان میں پھنکارا تھا۔۔

بب... بولتی ہوں.. بولتی ہوں میں... وہ بے بسی کے احساس" سے ٹوٹ کر بکھرے الفاظ بولتی نڈھال سی ہوئی تھی۔۔ ایحان نے اسے خود سے ہمکلام ہوتے دیکھ نرمی سے دائیں جانب بیڈ پر اتارا تھا۔۔

ڈریسنگ میں جاؤ اور چینج کرو جا کر.. ایحان نے اٹھ کر بیٹھتے" گہری سانس خارج کرتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرے۔۔ ریم جس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے اس بات نے

جیسے اس کے مردہ جسم میں نئی روح پھونک دی تھی۔ تبھی وہ فورا وہاں سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں غائب ہوئی تھی۔۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر کمرے کی بالکونی میں آیا تھا۔۔ 'تو ریم ایحان دلشیر کے لیے اپنے شوہر کی قربت اتنی قابلِ نفرت ہے کہ وہ اس کے ڈر سے اتنے دنوں کی ناراضگی بھلائے اس سے ہمکلام ہوتی اس کا ہر بے جا حکم ماننے کو تیار ہے' ایحان نے دل میں سوچتے اپنے لب بری طرح بھینچے۔۔

نفرت بتا رہی ہے

محبت غضب کی تھی

جب وہ بیس سے پچیس منٹ تک باہر نہیں آئی تو ایحان کے دل نے پسلیوں سے سر ٹکرایا تھا۔ یہ سوچ کر کے وہ پہلے کی طرح کوئی بے وقوفی نا کر گزرے۔۔ اسی لئے فورا ڈریسنگ روم کے دروازے پر آ کر اسے پکارا تھا۔۔

وہ ڈریسنگ میں آئی تھی۔۔ پہلے جی بھر کر رو لینے کے بعد جب رو رو کر نڈھال ہوئی تو نڈھال سی آگے بڑھ کر الماری کھولی۔ الماری میں اس کے سائز کے کپڑوں کا ڈھیر لگا دیکھ

اسے بلکل بھی حیرت نہیں ہوئی تھی۔۔ ایک طرف فینسی اور دوسری طرف سادہ کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ یہ ویسے ہی کپڑے تھے جیسے وہ گھر میں پہنتی تھی۔۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ٹی پنک کلر کی فراک ٹراؤزر نکالا۔ اور ڈریس چینج کر لیا۔۔ پنک دوپٹے سے اچھے سے خود کو ڈھانپا۔۔ اسے ایک مرتبہ پھر اپنے بابا بہت بری طرح یاد آئے تھے۔۔ وہ کافی دیر سے ڈریسنگ میں ہی تھی۔۔ دل کیا باقی کی ساری زندگی یہیں اسی قید تنہائی میں گزار دے۔۔ مگر اس شخص کی شکل تک نا دیکھے جس نے اس کے نازک وجود پر ستم ڈھانے کی ہر حد پار کر دی تھی۔۔ مگر

باقی تمام خواہشات کی طرح اس کی یہ خواہش بھی حسرت ہی رہنی تھی کہ بھاری آواز میں اسے اپنے نام کی پکار سنائی دی تھی۔۔

ریم۔۔ کم آؤٹ۔۔ ایحان نے اسے پکارا۔۔ وہ اپنا چہرہ صاف کرتی" آہستہ سے دروازا کھول کر باہر آئی تھی۔۔ ایحان کی نگاہیں اس کی جھکی پلکوں میں الجھیں تھیں۔۔ ٹی پنک سادہ سی شفون کی فراک میں وہ سوگوار سی پہلے سے بھی زیادہ دلکش اور پرکشش لگ رہی تھی۔۔ ایحان کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔

تو میسر ہو تو دیکھنے کی حد کر دیں گے

پھر اس کے بعد یہ کائنات تک رد کر دیں گے

سارا میک اپ پھیل گیا ہے،، فیس واش کر لو. میں تب"

تک کھانا لگواتا ہوں،، کیا کھاؤ گی،،؟؟ ایحان نے ایک مرتبہ پھر

سے اسے بہت سنجیدگی سے نارملی مخاطب کیا تھا کہ وہ اپنے

طوفان سی شورش مچاتے جذبات پر قابو پا کر خود کو کمپوز کر چکا

تھا۔۔ وہ اتنا ڈر گئی تھی کہ جانتی تھی اب چپ نہیں رہ

سکتی۔۔ اس سے بات نا کر کے اسے پہلے کی طرح دھتکار نہیں

سکتی کہ اب جانے وہ بے مہر شخص اس کے ساتھ کیا کر

گزرے۔۔

"مم.. مجھے بھوک نن.. نہیں ہے.. آرام کرنا چ.چاہتی ہوں"
اپنی انگلیاں مروڑتے بمشکل کہا تھا۔۔

"حالت دیکھو اپنی.. ابھی کچھ دیر پہلے بیہوش ہو گئیں تھیں
میں کھانا روم میں منگوا لیتا ہوں.. بس تھوڑا سا کھا کر آرام کر
لینا.. اسی بے تاثر سنجیدہ لہجے میں کہتا وہ اپنا فون کان سے
لگائے پھر سے بالکونی میں چلا گیا تھا۔ ریم با امر مجبوری واش
روم گئی اور کچھ ہی دیر میں منہ دھو کر اپنے دوپٹے سے چہرہ
تھپتھپاتی باہر آئی۔۔ ریم کے قدم اپنی جگہ پر جم گئے تھے کہ
اب وہ سامنے صوفے پر بیٹھا جو فون سکرولنگ میں مصروف تھا

اس کے باہر آتے ہی پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

ریم کو سمجھ نا آیا وہ کیا کرے کہاں جائے۔۔

آنکھوں میں کاجل لگاؤ،، اس کے مطمئن تحکمانہ لہجے پر ریم" نے آنکھیں بھینچتے اپنے لب بری طرح دانتوں تلے کچلے۔۔

ریم ایحان دلشیر میری چیزوں پر ظلم ڈھانا بند کرو کہ اس کے" لیے صرف میں ہی کافی ہوں،،، پھنکارتا سا لہجہ تھا۔۔ ایحان کے اشارے اور بیہودہ بے باک بات نے ریم کے چہرے سے لہو چھلکایا تھا۔۔ وہ مٹھیاں بھینچتی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب مڑ گئی تھی۔۔ رونا تھم چکا تھا کہ وہ جانتی تھی اس پتھر سے سر ٹکرا کر

وہ اپنے ہی قیمتی آنسو بے مول کر رہی ہے کہ اس چٹان پر ان آنسوؤں کا کوئی اثر نہیں ہونے والا تھا۔۔ تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے بابا کی خاطر وہ خود کو نڈھال کرنے کی بجائے خود کو سنبھالنے کی تگ ودو کرے گی۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تو ایحان نے اٹھ کر دروازا کھولا۔

خانساماں کمال ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے کھڑا تھا۔۔ جو کہ اس نے تھام لی اور اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔ وہ گیا تو ایحان نے ڈور پاؤں سے آٹو لاک کیا۔۔

ریم ڈریسنگ ٹیبل پر موجود مہنگے ترین برینڈز کے میک اپ اور دیگر چیزوں کا ڈھیر دیکھ کر ایک پل کو تو حیران ہوئی تھی۔۔ مہنگے ترین برینڈز کے آٹھ سے دس کاجل رکھے ہوئے تھے۔۔

اس نے جلدی سے ان میں سے ایک کاجل اٹھایا اور آنکھوں پر لگا لیا۔۔ دعا کی اب ان آنکھوں میں نمی نا چھلکے۔ وہ پیچھے مڑی تو ایحان ٹیبل پر کھانے کی ٹرے رکھ رہا تھا۔۔

آؤ کھانا کھا لو۔۔ ایحان نے کہا تو وہ کسی روبوٹ کی طرح دھیمے" قدم اٹھاتی صوفے تک آئی تھی۔۔ مگر ٹو سیٹر صوفے پر اس کے پہلو میں بیٹھنا ریم کے لیے موت تھی۔۔ تبھی اس نے قدم دو

قدم پیچھے ہی جما لیے۔۔ ایحان نے بغور اس کی جانب دیکھا۔۔
اپنی کنپٹی سہلاتے وہ صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔۔ ریم
خوفزدہ ہو کر بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔
تم کھا لو مجھے کچھ ضروری کام ہے،، سٹڈی میں ہوں،، کچھ"
دیر میں آتا ہوں،، وہ جبڑے بھینچتے کہتا کمرے سے جان بوجھ
کر باہر نکل گیا کہ وہ پرسکون ہو کر کچھ تو کھا لے۔۔ ریم اپنا رکا
ہوا سانس بحال کرتی نڈھال سی صوفے پر ڈھے سی گئی۔۔ اس
نے اکتا کر ٹرے سے رومال ہٹایا تو ایک مرتبہ پھر حیرت
ہوئی۔۔ ٹرے میں برگر، شوارمے، چکن ونگز، سینڈوچ اور پزا

غرض فاسٹ فوڈ کا ہر آئٹم موجود تھا۔۔ اس نے کافی دنوں سے ڈھنگ سے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔ مگر اب اپنی پسندیدہ چیزیں دیکھ کر پیٹ میں درد اور بھوک کے ابال سے اٹھنے لگے تھے۔۔ انا نے کہا کچھ نہیں کھانا۔ مگر پیٹ نے روح تک دہائی دی۔۔ بھلا آج تک کسی انسان کی رزق سے بھی ناراضگی زیادہ دیر تک رہ پائی تھی جو اس کی رہتی۔۔ اس نے کن اکھیوں سے دروازے کی جانب دیکھا اور پھر ہر چیز پر لعنت بھیجتی آخر پیزے کا ایک سلائس اٹھا کر کھانے لگی۔۔ ایک سلائس پزے اور آدھے شوارما سے ہی پیٹ پوری طرح بھر گیا تھا۔۔ وہ اب ریلکیس ہو کر

قدرے اطمینان سے چکن ونگ کھا رہی تھی جب ایحان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔۔ اس نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا تھا اور جانے ریم کو کیوں لگا کہ اس کی آنکھیں مسکرا رہیں تھیں۔ ریم نے اپنا ہاتھ وہیں کھینچ لیا تھا۔۔ ایحان نے ٹرے میں سے بس ایک سینڈوچ اٹھایا اور اسے کھڑے ہوئے ہی کھانے لگا۔۔

کچھ لوگوں کی کمر میں بلیک ہول ہوتا ہے جو اتنا جنک فوڈ کھا" ..کر بھی ان کا وزن ایک گرام یا کمر ایک انچ بھی نہیں بڑھتی ادھر دیکھو ایسے کھانے کو دیکھ کر بھی پورا پورا دن جمنگ کرنی

پڑتی ہے،، وہ دانتوں تلے لب دباتا اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔۔ اور ریم کے ماتھے پر ننھا سا بل ڈلتے دیکھ تو وہ گہرا مسکرایا تھا۔۔ کیونکہ ریم کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے کہنا چاہتی ہو بھاڑ میں جاؤ۔۔ ریم پہلو بدل گئی اور اپنی کولڈ ڈرنک گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔۔ ایحان نے ٹرے اٹھائی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔ وہ کمرے میں آیا تو وہ ہنوز صوفے پر ٹکی بیٹھی تھی۔۔ ایحان نے لائٹس آف کیں اور پھر سے بیڈ پر نیم دراز ہو کر سائیڈ لیمپ جلایا۔۔

ریم کے ایک مرتبہ پھر خوف وحشت سے پسینے چھوٹ گئے تھے۔۔ کمرے کا پرفسوں ماحول اس کی وحشت کا سبب تھا۔۔ کہ کمرے کو پھولوں کی سیج بنا دیا گیا تھا۔۔

"ریم بیڈ پر آؤ اور سو جاؤ۔۔۔ کمرے کی پراسرار سی فضا میں اس کی بھاری آواز گونجی تھی۔۔ ڈر کی شدت سے ریم کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔۔ وہ اپنی جگہ پر لرزتی اٹھ نہیں پائی تھی تب اسے بھنا کر اپنی جانب آتے دیکھ ریم کی روح جیسے فنا ہوئی تھی۔۔ ایحان نے ملگجے اندھیرے میں اسے بازو سے دبوچ کر اپنی جانب کھینچتے اسے اپنے روبرو کھڑا کیا تھا کہ ایک مرتبہ پھر وہ اس کی کشادہ

سینے سے بری طرح ٹکرائی تھی۔۔ ریم کی سانس اس کے سینے میں اٹک گئی جبکہ ایحان کی کلون کی خوشبو اور اس کی روح معطر کرتی خوشبو نے کمرے کے پرفسوں ماحول میں مزید رومانیت پیدا کی۔۔

"چھ۔چھوڑیں مجھے۔۔ دد۔۔دور رہیں۔۔ وہ اس کی گرفت میں کانٹے میں پھنسی مچھلی کی طرح پھڑپھڑائی۔۔

"یو نو واٹ ریم ایحان دلشیر۔ آج میں نے اپنی شادی کی رات پر ۔۔کمپرومائز کیا ہے۔۔ اس سے زیادہ کی مجھ سے توقع مت رکھنا بچی نہیں ہو جو میری بات سمجھی نہیں ہوگی۔۔ اب مجھ سے یہ

صوفہ صوفہ مت کھیلنا. چپ چاپ بیڈ پر لیٹو اور سو جاؤ. سرد و سپاٹ سا لہجہ تھا۔ ایحان نے لب بھینچتے اس کے لرزتے کانپتے نازک گداز من پسند وجود سے نگاہیں چرائیں اور جان بوجھ کر اس پر سے اپنی گرفت ڈھیلی کی۔۔ وہ پل میں اس کی گرفت سے نکلی تھی۔۔ پھر ریم نے دیر نہیں لگائی۔ بیڈ پر نیم دراز ہو کر کنارے پر سمٹ کر لیٹ گئی۔۔ ایحان مٹھیاں بھینچتے اپنی جگہ پر آ کر نیم دراز ہوا۔۔ آج یہ گہری پراسرار رات بلا کی بے قراری اپنے دامن میں سمیٹ کر لائی تھی۔ ریم اس بیڈ پر لیٹی خوف سے کپکپا رہی تھی۔۔ جبکہ ایحان بے قراری سے

پہلو بدلتا رہا۔۔ بڑی مشکل سے نیند کی دیوی آخر مہرباں ہوئی تھی۔ بہت دیر لگی۔ مگر وہ گہری نیند سو ہی گئی۔۔ لیکن وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا تھا۔۔ بڑی مشکل سے ایک عورت کو اپنی زندگی میں شامل کیا تھا۔ وہ عورت جو خون بن کر اس کی رگوں میں دوڑ رہی تھی۔ یہ وہ وجود تھا جسے یحان دلشیر نے اپنے دل و جاں اور روح کی گہرائیوں سے چاہا تھا۔ اور اب جب من پسند وجود اور رگِ جاں جب اپنے ہی پہلو میں پوری ملکیت اور حق سے موجود تھی تو خود پر قابو پانا جلتے کوئلوں پر چلنے کے مترادف تھا۔۔۔ سینے میں جذبات کا طوفان سا مچلنے

لگا۔ اس نے زخمی سی نگاہوں سے اپنے پہلو میں بے خبر سوتی اس لڑکی کی کمر کو گھورا۔۔

خون آشام چڑیل،، وہ دانت پیس کر کہتا جھنجھلا کر اٹھا اور" کمرے سے ہی باہر نکل گیا۔۔

****

جاری ہے۔۔

لمسِ اکسیر

مصنفہ واحبہ فاطمہ

قسط نمبر 71

واحبہ عشقم ناولز پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔

Page link

https://www.facebook.com/wwwahibaishq

Third Last part 2

صبح جب آٹھ بجے کے قریب ایحان کی آنکھ کھلی تو ایک دل پذیر اور دلکش سا منظر اس کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کو بے تاب تھا۔۔ وہ نازک سا دلکش مخملیں نرم و ملائم وجود اس کے بہت قریب اس کی جانب چہرہ کیے گہری نیند میں تھا۔۔ گھنے سیاہ بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔ سیاہ مڑی ہوئی پلکیں گندمی سنہری شفاف گالوں پر سایہ فگن تھیں۔ بھرے بھرے گلابی لب سختی سے آپس میں بھنچے ہوئے تھے۔۔ گہری نیند میں بھی اس کے چہرے کا یہ تناؤ اور ناراضگی ایحان دلشیر کے چہرے پر

دلفریب سی مسکان بکھیر گئی تھی۔۔ ایحان کو یاد آیا وہ فجر کے لیے اٹھی تھی۔۔ اور کمرے میں نماز ادا کی۔۔ اس کو دیکھ کر ایحان بھی ناچار اٹھا تھا اور جا کر نماز ادا کر کے آیا۔۔ اور اس کے بعد جو واپس آ کر اسے نیند آئی تھی زندگی میں ایسا سکون پہلے کبھی کہیں کسی چیز میں نہیں پایا تھا۔۔ وہ نماز نہیں پڑھتا تھا مگر ریم کو دیکھ کر جب اس نے نماز پڑھی تو ایسا لگا جیسے صدیوں سے وہ جس سکون کی تلاش میں تھا وہ اسے مل گیا ہے۔۔

اس نے طے کیا تھا ان دونوں کے بیچ جو غلط فہمیاں تھیں وہ پوری طرح دور کیے بغیر اس کے قریب نہیں جائے گا کہ جسمانی طور پر مکمل اس کی دسترس میں ہونے کے باجود وہ زہنی اور دلی طور پر اس سے میلوں کے فاصلے پر کھڑی تھی۔۔ اسی لئے وہ اب کوئی زور زبردستی کر کے اسے مزید خود سے دور اور بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر رات ایک مرتبہ تو اسے اپنے تمام ارادے بھربھری مٹی کا ڈھیر ہوتے دکھائی دیئے تھے کہ قدم بری طرح ڈگمگائے تھے۔۔ محبت کی طلب روم روم میں بس گئی تھی۔۔ وہ اسے بے تحاشا چاہتا تھا تو اب محسوس کر کے بھی

اپنی روح میں بسانا چاہتا تھا۔۔ اب بھی اس کا دوپٹہ ایحان کے نیچے آرام فرما رہا تھا بغیر دو پٹے کہ بڑی ہی نازک حالت میں پاس پڑا وہ نازک وجود اس کی ضبط کی چولیں ہلاتا اس کے لئے مکمل سراپا امتحان بن چکا تھا۔۔ جب جزبوں کے طوفان پر بند باندھنا ناممکن لگا تو ایحان نے اس کے گرد بانہوں کا حصار کھینچ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا اور اس کے گھنے سیاہ بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔

****

وہ اپنے بابا کی شہزادی آزاد فضاؤں میں اڑتی کھلکھلاتی ایک سرخ پھولوں کی وادی میں اتری ہوئی تھی۔۔ وہ پھول بہت خوشبودار اور خوبصورت تھے۔۔ وہ انھیں اپنے ہاتھوں سے چھو کر محسوس کر سکتی تھی۔۔ مگر پھر یک دم منظر بدلا تھا۔۔ وہ بری طرح سہم گئی تھی۔۔ اسے وہ پودے اپنے اوپر گرتے بھاری بوجھ سے محسوس ہوتے اس کا دم گھوٹنے لگے۔۔ ریم جن پھولوں کے جمگھٹے میں کھڑی تھی ان کے بڑے بڑے دانت نکل آئے تھے اور وہ اس کی گردن اور نازک وجود پر اپنے دانت جیسے گاڑھ

رہے تھے۔۔ اس کے منہ سے ایک درد ناک چیخ سی برآمد ہوئی۔۔

وہ ایک طویل سسکی بھر کر گہری نیند سے جاگی تھی۔۔ اور نیند سے جاگ کر اگلا منظر انتہائی غیر متوقع تھا کہ اس کی نیند بھک سے اڑتی اس کے چودہ طبق روشن کر گئی تھی۔۔ وہ اس کی گردن میں منہ دیئے ہوئے اس گردن پر اپنے لمس کے جان لیوا پھول نچھاور کر رہا تھا جو کم از کم اس وقت تو ریم کو کانٹے ہی لگے کہ اپنی نازک گردن پر اس کی بئیرڈ کی چبھن اسے ناقابلِ برداشت تھی۔۔ وہ اس کے بازوؤں میں بری طرح

جھٹپٹائی تھی۔۔ وہ جو جان چکا تھا وہ جاگ گئی ہے اس کے

یوں تلملانے پر گہرا مسکرایا۔۔ اور پھر وہ جو

کچھ کہنا چاہتی تھی بلکل بھی کہہ نہیں پائی تھی کہ اس کے

الفاظ ایحان دلشیر نے اپنی سانسوں میں مقفل کر لیے تھے۔۔

ریم نے اس کے چٹانی کندھوں پر ہاتھ رکھا مگر اس کی گرفت

سے آزاد نا ہو پائی۔۔ اس کی پرتپش قربت اور دہکتے لمس سے

جیسے وہ پگھلتی اپنے پوری وجود میں ایک ان دیکھی اذیت سرایت

کرتی محسوس کر رہی تھی۔۔

وصل کے ان نازک لمحات میں جانم تمھارا میری بانہوں میں"
اس شدت سے مچلنا یہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ دیوانگی جان لیوا
اور ناقابلِ برداشت ہے... اس کے کان کی لو کو چومتے کی گئی
بھاری گھمبیر لہجے کی یہ سرگوشی ریم کو سر تا پیر ایک ان دیکھی
آگ میں جھونک چکی تھی۔۔ وہ گہرے سانس بھرتی اپنی سانس
بحال کرتی اپنا غصہ اور طیش پینے کی کوشش کرنے لگی۔۔
چھوڑیں مجھے... وہ اس کے کان میں پھنکاری تھی۔۔ مگر اس"
بات کے رد عمل کے طور پر کی گئی اپنے کندھے پر اس کی
جان لیوا گستاخی نے ریم کی روح کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔

ہمیں ہے شوق کہ بے پردہ تم کو دیکھیں گے "

"تمھیں ہے شرم تو آنکھوں پہ ہاتھ دھر لینا

اس کے بے پردہ کندھے کی جانب دیکھتا وہ انتہائی بے باک لہجے میں بولا تو ریم نے اپنا پورا زور لگا کر اسے خود سے دور جھٹکا اور لمحے میں بیڈ سے نیچے اتر کر اب اسی بکھرے سے حلیے میں نم سرخ آنکھیں لیے شعلہ جوالا بنی اسے مشتعل سی گھورنے لگی۔۔ خود کے اس طرح سے جھٹکے جانے پر ایحان کے تاثرات پل میں بدلے تھے۔۔ چہرے پر گھمبیر سنجیدگی اور سرد سے تاثرات لیے وہ لمبے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ بیٹھا۔۔ ایک نظر

اس کے کپکپاتے بکھرے سے بغیر دوپٹے کے ہوش ربا سراپے پر ڈالی اور گہرے سانس بھرتے خود کو کمپوز کرتے اس سے نگاہ چرا لی۔۔

فار گاڈ سیک ریم،، میری قربت پر ایسے ری ایکٹ مت کرو" جیسے میں کوئی حرام یا ناجائز کام کر رہا ہوں تمہارے ساتھ،،، وہ تپ کر سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کے اگلے الفاظ نے ایحان دلشیر کا پورا کا پورا وجود روح تک جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔

مجھے اپنے بستر پر لانے کے لیے کس سے اور کتنے کی شرط" لگائی ہے آپ نے... آخر کتنا برداشت کرتی وہ پھٹ پڑی تھی۔۔ اس نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا۔۔ ایحان کے چہرے نے پل میں اپنی رنگت بدلی تھی۔۔ وہ بیڈ سے نیچے اترا۔۔ ریم نے تیزی سے اپنا دوپٹہ اٹھایا اور سر پر اوڑھتے اس کی بے باک گستاخ نگاہوں سے اپنا وجود چھپایا تھا۔۔ مگر ابھی ابھی، گزرے گزشتہ لمحات کے برعکس ایحان دلشیر کے چہرے پر اس قدر سرد و سپاٹ اور خطرناک تاثر تھے کہ ریم کو بھی ایک مرتبہ تو اپنے الفاظ کی سنگینی کا خیال آیا تھا۔۔ کہ

وہ قدم قدم چلتا اب اس کے قریب ہی تو آ رہا تھا۔۔ اور اپنی اس جرات کے مظاہرے پر ریم کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔

واٹ،،، کیا کہا تم نے،،؟؟ ناقابل فہم لہجہ تھا۔"

وہی جو آپ نے سنا،، مجھے پامال کر کے میری نسوانیت کی دھجیاں اڑا کر مجھے جھکانے کی کس سے شرط لگائی ہے،، اس نے بھی بے تاثر لہجے میں کہا۔۔ ایحان نے لپک کر اس کے دونوں بازو اپنے شکنجے میں دبوچے تھے کہ ریم کے لبوں سے درد بھری سسکی سی برآمد ہوئی۔۔ وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔۔

اپنے الفاظ واپس لو ریم ایحان دلشیر،،نکاح سے پہلے ہمارے بیچ"
جو ہوا سو ہوا،،، نکاح کے بعد میں یہ واہیات بات ہر گز
،،، برداشت نہیں کروں گا
کیوں،،؟؟ آپ وہ سب کر سکتے ہیں تو میں کہہ بھی نہیں"
سکتی،، بہت انا ہے ناں آپ میں؟ جو مجھے جھکانا اور توڑنا چاہتے
تھے،، تو پھر بتائیں،، جس ڈرائیو کی بیٹی سے آپ مزاق کرنا پسند
نہیں کرتے،، اس سے نکاح کیسے کرنا پسند کر لیا آپ
نے،،؟؟ کسی شرط کو ہی جیتنے کی خاطر،،؟؟ ہے ناں،،؟؟ وہ
ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی،، ایحان اب اس کی جانب

سنجیدگی سے دیکھے گیا۔۔ وہ سب کرنا کتنا آسان تھا اور اب اسے جھیلنا اور واپس سننا کس قدر عذاب ناک۔۔ اسی لئے جب وہ بولا تو اس کا لہجہ دھیما مگر سنجیدہ تھا۔۔

،،ریم بھول جاؤ وہ سب باتیں،، میں بھی بھول جانا چاہتا ہوں ختم کرو ماضی کے قصے،، کل ایک نئی شروعات ہوئی ہے ہمارے بیچ،،، اور

ہر گز نہیں،، نا میں خود بھولوں گی ناں آپ کو کچھ بھی" بھولنے دوں گی،، میں نفرت کرتی ہوں آپ سے،، اب آپ کے کسی جھانسے میں نہیں آؤں گی،، اسی لئے مجھے پھر سے

چھونے یا ہاتھ لگانے کی کوشش بھی مت کیجئے گا،، سمجھے آپ،، اس نے نفرت انگیز لہجے میں کہتے خود سے اس کے ہاتھ دور جھٹکے تھے۔۔ دوسری جانب جس منہ سے محبت کا اظہار سن کر وہ ہواؤں میں اڑنے لگا تھا اب اسی منہ سے نفرت کا پرچار سن کر اس کے دل نے دھڑکنے سے انکار کیا تھا۔۔

"رئیلی؟؟؟ اگر اتنی ہی نفرت تھی تو مجھ سے نکاح کیوں کیا،،؟؟ انکار بھی کر سکتیں تھیں ناں،، ایحان دلشیر نے اسے تپانے والے انداز میں کہتے جیسے اس کی دکھتی رگ دبائی تھی۔۔

وہ تو آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کے کم ظرف بھائی باران"

دلشیر نے کیسے اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کرتے میرے بابا

کو بلیک میل کیا،،؟؟ اپنے احسانات کا بدلا مانگا یا انھیں ڈرایا

دھمکایا تھا،، کیا کیا ان کے ساتھ کہ وہ اپنے دوست کی بھی

پرواہ نا کرتے یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئے،، اور میں نے یہ

صرف اور صرف اپنے بابا کی وجہ سے کیا،، وہ چیخ کر کہتی جو

سائیڈ ٹیبل کے پاس کھڑی تھی۔ غم و غصے سے ٹیبل پر پڑا

لیمپ دھماکے سے نیچے گرا کر چکنا چور کیا تھا۔۔ ایحان پھولی

ماتھے کی رگوں اور بھنچے ہوئے جبڑوں سمیت مٹھیاں بھینچ کر اسے دیکھے گیا۔۔

ریم تمیز سے نام لو ان کا،، بڑے بھائی ہیں وہ میرے باپ" کے برابر اور تمھارے جیٹھ،، جو کہنا ہے مجھے کہو ان کے خلاف تمھارے منہ سے نکلا ایک لفظ بھی برداشت نہیں کروں گا میں،، ایحان نے سرد مہری سے کہا تھا۔۔ وہ بری طرح اپنے لب کاٹتی اب اپنے آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

میں آپ سے کوئی بات کرنا ہی نہیں چاہتی،، جائیے یہاں" سے،، وہ بھرائی آواز میں تڑخ کر بولی تھی۔۔

پیپرز سٹارٹ ہونے والے ہیں،، یونیورسٹی کے لیے تیار ہو کر" نیچے پہنچو،، وہ فی الحال یہ بحث سمیٹتا بے تاثر سرد حکمیہ لہجے میں کہتا چھپاک سے ڈریسنگ روم میں غائب ہوا تھا۔۔ ریم فورا سے پہلے اس کمرے سے نکلی تھی۔۔

****

کیمل کلر کے ٹو پیس میں وہ پہلے جیسا نک سک تیار نم آدھے بالوں کا سر پر بن بنائے ڈائننگ ہال میں داخل ہوا تھا۔۔ ڈائننگ ٹیبل پر گرما گرم بریک فاسٹ لگا ہوا تھا۔۔ اس نے ٹیبل پر بیٹھ کر کرسی آگے کھسکائی۔۔ ایحان کو لگا تھا شاید وہ

کچن میں ہو کیونکہ کمرے میں نہیں تھی۔۔ مگر کچن میں صرف دو ملازماؤں کو دیکھ کر اس نے آنکھیں بھینچ کر ایک سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔۔ ملازمہ فریش جوس کا جگ لیے باہر آئی تھی۔۔

سنو،، میڈم کو بریک فاسٹ کے لیے بلا لاؤ،،، کہنا چھوٹے صاحب نے کہا ہے کہ تمھارے کہنے پر نیچے آ جائے نہیں تو اگر میں بلانے آیا تو صرف بلاؤں گا نہیں،، تمھاری کمر توڑ کر اس کا کچومر بنا دوں گا،،

اطمینان سے کہتے اب وہ اپنی پلیٹ پر جھک چکا تھا کہ جانتا تھا اس کے ان الفاظ کے گستاخی بھرے بے باک معنی و مطالب وہ خود اچھے سے سمجھ جائے گی۔۔ جبکہ ملازمہ نے اچنبھے سے اپنے چھوٹے صاحب کو دیکھا کہ ان کے ہاں تو بیوی پر رعب جمانے کے لیے ٹانگیں توڑنے کی دھمکی دی جاتی تھی یہ کمر کا کیا مطلب تھا۔۔ مگر پوچھنے کی ہمت کون کرتا۔ اسی لئے وہ چپ چاپ ایحان کے روم میں گئی تھی مگر میڈم وہاں موجود نہیں تھی تو اس نے ساتھ والے کمرے میں جھانکا۔۔

کچھ ہی دیر بعد ملازمہ اسے نیچے اکیلی آتی دکھائی دی تو ایحان کے ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھا گیا۔۔ خود وہ اپنا آدھا بریک فاسٹ تو کر ہی چکا تھا۔۔

"چھوٹے صاحب،، میڈم کو تو بہت تیز بخار ہے،،، ملازمہ کی پریشان آواز سن کر وہ چونکا تھا۔۔

"واٹ،، اسے پریشانی ہوئی۔ سب کچھ وہیں چھوڑ کر جوس کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔

"میڈم کے لیے کچھ ہلکا پھلکا روم میں ہی لے آؤ،، وہ کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اوپر کی جانب آیا تھا۔۔ اپنے کمرے کے ساتھ

والے کمرے کا کھلا دروازا دیکھ وہ گہری سانس بھرتا اندر داخل ہوا تو وہ بخار کی حدت سے تپتا سرخ چہرہ لیے صوفے پر آنکھیں موندے نیم دراز تھی۔۔ ایحان نے قریب آ کر اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اس کے ماتھے کو چھوا تھا کہ وہ کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی کہ ایک روح معطر کرتا خوشبوؤں کا ریلا تھا جو حواس مختل کر دینے والا تھا۔۔

اپنے ہاتھ دور رکھیں مجھ سے،، وہ اس کے پھر سے قریب" آنے پر بھڑک گئی۔۔ مگر اس کے باجود اس یونانی سرخ و سفید

دیوتا کو اپنے اتنے قریب پا کر دل بری طرح دھڑکا تھا۔۔ اسی لئے شاید اپنے دل کی دھڑکن بری طرح منتشر ہوئی تھی۔

"..اتنا اوور ری ایکٹ کیوں کر رہی ہو.. ٹمپریچر چیک کر رہا تھا" ایحان نے دانتوں تلے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔ اس کا تپنا کلسنا اب دل میں ایک مسرور کن سی گدگدی کر رہا تھا۔۔

"مجھے آپ کی ہمدردی اور اس جھوٹی فکر کی کوئی ضرورت نہیں.. وہ بیزاری سے بولی۔۔ مگر ایحان نے جھک کر صوفے پر

اس کے دائیں بائیں صوفے کی ٹیک پر ہاتھ رکھے تو وہ جیسے سانس تک روک گئی تھی۔۔

"فینول سمسٹر سر پر ہے۔۔ یونیورسٹی نہیں جانا۔۔ تمھیں تو بڑا آدمی بننا ہے ناں۔۔ اس وجاہت کے شہکار شہزادے نے اپنی جادو بھری پرکشش بھوری آنکھوں سے اس کی سیاہ جگمگاتی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔ شاید وہ پھر سے اس پر اپنی شاندار پرسنالٹی کا جادو جگا کر اسے اپنی جانب راغب کرنا چاہتا تھا۔۔

"مم۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔ کک۔۔ کل چلی جاؤں گی"

آ۔۔ آپ چلے جائیں۔۔ وہ اس کے اٹیٹیوڈ سے اور چہرے پر پڑتی

اس کی گرم خوشبو بھری سانسوں کی تپش سے سچ مچ نروس ہوئی تھی مگر اس پر ہر گز ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے بیزارگی سے بولی۔۔ تاکہ وہ وہاں سے چلا جائے۔۔

چلو جلدی سے اٹھو،، ڈاکٹر کے پاس لے چلوں،، وہ مصروف" سے انداز میں گھڑی میں وقت دیکھتا بولا تھا۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا،، میڈیسن ہے میرے پاس،، مجھے فی" الحال صرف بابا سے ملنے جانا ہے،،، وہ چڑ کر بولی تھی۔۔ مگر ایحان نے اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے اس کے نچلے لب کو پکڑ کر رب کیا تھا۔۔

او.. بابا'ز گرل.. بابا کی پرنسز فی الحال صرف اور صرف اپنے" شوہر پر توجہ دو.. آخر شادی کا پہلا دن ہے.. اور تمھارے کہیں نہیں جانے کی تو ایسی کی تیسی... اس نے کہتے ایک لمحے میں اسے کسی نازک گڑیا کی طرح اپنی چٹانی بانہوں میں بھرا تو وہ بری طرح بوکھلائی تھی..

باؤ ڈیئر یو ایحان دلشیر.. مجھے نیچے اتاریں... لیو می...ریم نے" جھٹپٹاتے اس کے سینے پر مکے برسائے تھے.. مگر اس پر زرا بھی اثر نہیں ہوا تھا مسلسل خوبصورت آنکھوں میں شرارت بھری چمک اور مسکان تھی.. ایحان اسے لیے اپنے کمرے میں

داخل ہوا تو ملازمہ پہلے سے موجود وہاں رکھے ٹیبل پر ناشتے کی ٹرے رکھ رہی تھی۔۔ یہ منظر دیکھ ہونق بنی منہ کھولے انھیں دیکھے گئی۔۔ ریم کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے جبکہ ادھر اس نے ڈھیٹ پن کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کرتے اطمینان سے اسے بیڈ پر اتارا تھا۔۔ اور پھر ایحان دلشیر کے اگلے الفاظ پر ریم نے اپنا لہو چھلکاتا چہرہ تکیے میں چھپا لیا تھا۔۔

"جاؤ یہاں سے کہ پوری فلم دیکھ کر جانا ہے۔۔ ایحان نے اسے ڈپٹا تو وہ بوکھلا کر سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگی اور جاتے وقت دروازا لاک کرنا نہیں بھولی تھی۔۔ اب وہ پوری طرح اس

کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ اور اس کی شرم و حیا کے باعث غیر ہوتی حالت پر محظوظ ہوتا بے دریغ مسکرا رہا تھا۔۔ ایحان نے اس کے دائیں بائیں اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور اس پر زرا سا جھکا۔۔

"جانم،، اب اٹھ کر جلدی سے بریک فاسٹ کر لو،، میری بات نا مانی تو آج ابھی یہ جمبو سائز چوہا تمھاری یہ نازک اور خم دار کمر کتر دے گا،،، گھمبیر لہجے میں کی گئی ذو معنی بات پر ریم کے اعصاب جھنجھنا اٹھے جبکہ دل گویا کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔۔ وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی تھی۔۔ اور شرم و حیاء کے شدت

کے پاس پورا وجود جیسے لرز رہا تھا۔۔ چہرہ نے لہو چھلکایا اور نازک گلابی لب کپکپا اٹھے۔۔

آ۔۔۔ آپ۔۔۔ حیا سے ٹوٹتے گویا الفاظ بھی ساکت ہو گئے تھے۔"

وہ جس نے نکاح سے پہلے کبھی اس کا ہاتھ تک نا تھاما تھا۔۔

اب یہ بے باک اور گستاخ روپ دھارتا اسے رات سے ہراساں کیے بار بار خود میں سمٹ کر چھپ جانے پر مجبور کر رہا تھا۔

مم۔۔ مجھے پہلے اندازہ نن۔۔ نہیں تھا۔۔ آپ اس قدر بے شرم اور" بے حیاء ہوں گے۔۔۔ کچھ دیر پہلے ملازمہ سے وہ سب کک۔ کہنے

...کی کیا ضرورت تھی اور اب یہ،، شرم نن،، نہیں آتی آپ کو وہ جھنجھلا کر بھڑکتے ہوئے بولی تھی۔۔

پہلی بات کا جواب میرے مزاج کا تمھیں پہلے کیسے اندازہ ہوتا" جانِ جاں،، پہلے تم میری بیوی نہیں تھیں،، اور دوسری بات کا جواب اگر تھوڑا بے شرم اور بے حیاء نا ہوا تو پھر میں پاپا کیسے بنوں گا،،؟؟ انتہائی اطمینان سے کنپٹی رب کرتے جواب دیا گیا تھا۔۔ ریم کا ایک مرتبہ پھر گویا حلق میں کلیجہ اٹک گیا تھا۔۔ وہ لب کچل کر رہ گئی۔ مگر وہ مزید اس پر جھکا تھا۔۔ اور اپنے انگوٹھے سے اس کے دانتوں سے نازک لب آزاد کیے۔۔

اونہوں.. بہت نازک ہیں یہ.. ان پر یہ ظلم مت کرو.. میں" برداشت نہیں کروں گا.. وہ پھر سے گھمبیر لہجے میں کہتے اپنے اٹیٹیوڈ سے اس کا دل لرزا گیا.. اب شاید خود کی حالت خراب ہونی تھی تو ایحان پیچھے ہٹا اور ٹیبل پہ سے ناشتے کی پلیٹ لا کر اس کے سامنے رکھی.. ایحان نے اسے کھانے کا اشارہ کیا تو ریم بحث سے بچنے کے لیے بمشکل نوالے زہر مار کرنے لگی.. وہ انڈے کے ساتھ ایک سلائس ہی کھا پائی تھی..

میڈیسن کدھر ہے.. ایحان نے پوچھا تو ریم نے سائیڈ ٹیبل" سے اپنا پرس اٹھا کر اس میں سے میڈیسن نکالی..

دودھ کے ساتھ لو... اسے پانی کے گلاس کی طرف ہاتھ"
بڑھاتا دیکھ کر ایحان نے اسے ٹوکا تو ریم نے منہ بسورتے بڑی
مشکل سے کڑوی شکلیں بناتے دودھ کا گلاس اٹھایا اور
میڈیسن لے کر آدھا گلاس پی کر گلاس رکھ دیا۔۔
آرام کرو.. میں یونیورسٹی جا رہا ہوں.. جلد لوٹ آؤں گا.. اچانک"
کہتے وہ جھکا اور اس کی گداز پھولی ہوئی گال کو اپنے لبوں میں
زور سے دبایا۔۔ ریم جب تک کوئی ری ایکشن دیتی وہ ایک دبکتا
پرتپش لمس اس کی گال پر چھوڑتا کمرے سے باہر نکل گیا

تھا۔۔ دانت کچکچاتے اس ڈھیٹ کو صلواتوں سے نوازتے وہ کمفرٹر میں گھس گئی تھی۔۔

****

باران نے ایلف کے کمرے میں قدم رکھا تو دیکھا اینارہ بھی اسی کے کمرے میں موجود ہے اور انتہائی انہماک سے اس سے باران کی باتیں سن رہی ہے۔۔ باران کو اندر آتے دیکھ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔۔

ایلف،، مجھے تم سے ضروری بات کرنا تھی،، باران اینارہ کی"

پشت پر بیڈ پر ہی بیٹھ گیا تھا۔۔

کک،، کہیے،، خ،، خیریت،، وہ اس کی جانب پوری طرح ممکن"

متوجہ ہوئی۔۔

کل شام، میں نے ایحان کا نکاح کیا ہے،، اور رخصتی بھی"

ساتھ لے لی،، باران نے ان دونوں کے سر پر بم پھوڑا۔۔

وو،،واٹ،،، ی،،یہ کیا،،،؟؟ شش، شادیاں ایسے ہ،ہوتی ہیں"

کک،،کیا،،،؟؟؟ وہ بھڑک گئی۔۔ اور پھر تیز گام کی سی سپیڈ

میں باران کو وہ سنائی کہ باران کو مسکراتے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنی پڑیں۔۔

ڈیٹس نن،، ناٹ فئیر،، ب۔ بھائی،، م۔ میں آپ کی ش۔ شادی" بھی نا دد،، دیکھ سکی،، اور اب ایحان بب۔ بھائی کی،، وہ رو دینے کو تھی۔۔ تب باران کو اس کو تمام تفصیلات سے آگاہ کرنا پڑا۔۔ ساری حقیقت بتا دی۔۔

ابھی تو صرف نکاح ہوئے ہیں،، وعدہ کرتا ہوں کچھ حالات" بہتر ہو جائیں تو اپنی۔ تمھاری اور ایحان کی شادی انتہائی دھوم دھام اور تمام رسموں رواجوں کو پورا کرتے کروں گا،، ابھی

ایحان اور اس کی بیوی میں سب کچھ ٹھیک ہونا ساری غلط فہمیاں دور ہونا باقی ہیں،، یہ ہو جائے تو وعدے کے مطابق سب ہوگا،، باران نے اسے یقین دہانی کروائی تو اس نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"چلو تمھیں تمھاری نئی بھابھی سے ملوا لاتا ہوں،، ہو سکے تو ان دونوں کو یہاں شفٹ ہونے کے لیے کنوینس کر لینا،، میں اب اپنی پوری فیملی کو ایک ہی چھت تلے ایک ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں،، باران کے لہجے میں موہوم سی امید تھی۔۔ ایلف آنسوؤں

کے درمیان مسکراتی جلدی سے اٹھی۔ اینارہ بھی تیار ہوئی۔۔ وہ تینوں نکلے تو باران نے زاویار کو بھی ساتھ چلنے کا فون کر دیا۔۔

****

یونیورسٹی میں کہیں بھی دل نا لگا تو وہ اس کی طبیعت خرابی کا سوچ کر گھر واپس آ گیا۔۔ کچن میں ملازمہ کو اس کے لیے سوپ بنانے کا بول کر وہ جب کمرے میں داخل ہوا تو وہ نیند سے شاید ابھی ابھی جاگی تھی۔۔

کیسی طبعیت ہے،، ایحان نے قریب آ کر پوچھا۔۔"

بہتر ہے،،، دھیمے سے لہجے میں جواب دیا (وہ اس کے منہ ہی"
نہیں لگنا چاہتی تھی حالانکہ اس کی یہ دکھاوے کی کیئر اب
اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی)اور اٹھ کر سر پر دوپٹہ
اوڑھا۔۔

سوپ بنوایا ہے میں نے تمھارے لئے،، فریش ہو کر کچن میں"
چلو میں فریش ہو کر آتا ہوں،، ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب
دروازے پر دستک دے کر اجازت ملنے پر ملازمہ کمرے میں
داخل ہوئی۔۔ ایحان بے وقت اس کی یہاں آمد پر چونکا تھا۔۔

چھوٹے صاحب،، آپ سے ایلف بے بی ملنے آئی ہیں،، ملازمہ" کی بات پر ایحان کے سر پر ہفت اقلیم ٹوٹا۔

واٹ،،؟؟ رئیلی،،،؟؟ ایحان کے چہرے پر جیسے ناقابلِ یقین" خوش کن تاثرات اور آنکھوں میں خاص چمک دیکھ ریم اس کی جانب دیکھ کر رہ گئی۔۔ وہ جیسے سر پر پاؤں رکھ کر باہر بھاگا تھا۔۔ ریم بھی خاموشی سے اٹھی اور متجسس سی باہر آئی۔ آگے نیچے لاؤنج میں جو منظر اسے دیکھنے کو ملا وہ کافی ناقابلِ یقین تھا۔۔ کہ وہ ایک لڑکی کو اپنے سینے میں بھینچے کھڑا تھا۔۔ اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔ جہاں تک اسے یاد تھا ایحان دلشیر کی

زندگی میں کوئی لڑکی ایسی نہیں تھی جو اس کے اتنے قریب ہو کہ یوں اس کے سینے سے لگے۔۔ تو پھر یہ کون تھی۔ ایحان نے کن اکھیوں سے اس کا فق چہرہ دیکھا تھا۔۔

ایحان باہر آیا تو غیر متوقع طور پر ایلف اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی تب وہ تیزی سے نیچے آیا تھا اور اسے سینے میں بھینچا۔۔

"،، مم،، میں آ گئی،، تمام نن،، ناراضگی بب بھول کر،،

مم،، میرے بغیر ش، شادی کیوں کی،، وہ اس کے کندھے پر مکے برسا رہی تھی۔۔ کافی دیر وہ آپس میں گلے شکوے کرتے رہے۔ ریم اب نیچے آئی تھی تو وہ دو لڑکیاں تھیں جو گرمجوشی

سے اس کے گلے لگی تھیں۔۔ ریم نے سوالیہ نگاہوں سے ان کو دیکھا۔۔

یہ میری بہن اور یہ میری بھابھی ہیں،، ایحان نے تعارف" کروایا۔۔ وہ لوگ کافی دیر وہیں بیٹھے رہے۔۔ پھر ریم کو خیال آیا کہ ان کو کچھ سرو کیا جائے تو وہ کچن میں چلی گئی۔۔

ایلف ایحان کے پاس بیٹھی تھی۔۔ ایحان نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔۔

"!،، میں نے ہر لمحہ تمہیں یاد کیا ہے،، میں مجبور تھا ورنہ"

ایحان نے اپنے حلق میں اٹکتی ایک پھانس کو نیچے اتارنے کی کوشش کی۔۔

ہمم،، "ایلف محض اتنا کہہ سکی۔۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے"

دونوں بھائی حالات سے مجبور تھے۔

میں بھائی کی یہ سفاکی کبھی نہیں بھول سکتا،، "ایحان نے"

ازیت سے کہا۔ بارہا اس کی تنہائی کا زمہ دار باران دلشیر ہی تو

تھا۔ ایحان نے باران سے اپنی ناراضگی دور کی تھی جس کا ثبوت

یہ تھا کہ وہ اسے بھائی کہنے لگا تھا مگر گلے شکوے تو اب بھی جوں کے توں برقرار تھے۔۔

"کک۔۔کون سی سس۔۔سفاکی۔۔؟" ایلف نے اس کا مفہوم سمجھنے کے باوجود پوچھا۔

"میں تنہا تھا۔۔ پھر تمہیں بھی مجھ سے دور کر دیا۔۔ میرا وجود روح سے خالی اور رشتوں سے ترسا ہوا کر دیا۔۔ میری گزریپ زندگی کی خلا ان کے کسی مداوے سے پوری نہیں ہو سکتی۔۔" ایحان نے ایلف کو دیکھتے کہا۔۔ اسکی آنکھیں سرخ تھی۔ لہجہ میں خلش

نمایاں تھی۔ ایلف کو احساس ہوا اس کی غیر موجودگی میں بہت کچھ تبدیل ہوا ہے۔۔

سس۔۔سفاکی تو وہ ہوتی ہے نہ جج۔۔جس میں انسان صرف" اپنی ف۔فکر کرتا ہے۔۔پپ۔۔پر باران بھائی نے تت۔تو ہماری "فکر کی؟ پپ۔۔پھر س۔۔سفاکی کیسے کک۔۔کہہ سکتے ہیں؟ ایحان کا غم اس سے بڑا تو نہیں تھا۔ کم از کم باران اس سے ملتا تو تھا۔

"کیا تم وہ تنہائی بھلا سکتی ہو جو تم نے اکیلے کاٹی ہے؟"

ایحان نے ناگواریت سے پوچھا۔ ایلف کیوں باران کی حمایت کر رہی تھی جبکہ ایلف نے تو زیادہ سفر کیا تھا۔

"نن۔ نہیں۔۔ کک۔۔ کبھی نہیں بھلا س۔۔ سکتی۔۔ پر مم۔۔ میں وہ ۔۔ بھی نہیں بب۔۔ بھلا سکتی ج۔۔ جو بھائی نے کک۔۔ کاٹا ہے جج۔۔ جانتے ہیں مم۔۔ مرغی اپنے بچوں کو اپنے پپ۔۔ پروں میں چھپا کک۔۔ کر رکھتی ہے۔۔ ارد گرد خخ۔۔ خطرے سے ہر لمحہ۔۔ جب تک وہ بب۔ بڑے نہ ہو جائیں۔۔ لل۔۔ لیکن ہماری مم۔۔ ماں تو ب۔ بھاگ گئی تھی۔۔ جج۔۔ جب ماں بھاگ گئی تو بھائی نے

پپ،، پروں میں چھپایا،، اتنا دور رکھنے کک،، کے باوجود ایک ل، لمحہ دور نہیں ہوئے،، من،، مجھے ان پر غصہ آتا تھا،، مم،، میرا دل کرتا سب ختم کر دوں،، راتوں کو نیند نہیں آتی تھی،، جج،، جانتے ہیں نیند خوف کک،، کی وجہ سے نہیں تت،، تنہائی کی وجہ سے غ، غائب ہوتی تھی،، خوف کیونکر ہوتا؟؟ جج،، جب میرے ارد گرد رہنے والا ہر مم،، مرد اور عورت مم،، میرے گارڈ تھی،، یہ اس سب،، بات کی علامت ہے کک،، کہ وہ ہر لمحہ من،، میری حفاظت کی فکر م،، میں رہتے تھے،، جج،، جب کوئی نہیں تھا تت،، تو بھائی نے ہمیں سس،، سنبھالا پر انہیں کک،، کس

نے سس.. سنبھالا ؟ انہیں سنبھالنے والا تت..تو کوئی بھی نن.. نہیں تھا.." ایلف کے ایک ایک حرف میں صداقت تھی۔ وہ ایحان کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھتی بہت نرمی سے بول رہی تھی لہجے کی تاثیر تھی کہ ایحان کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔۔

"..انہوں نے نہیں سنبھالا ہمیں.. انہوں نے تنہا چھوڑ دیا.. صرف پیسہ پیسہ اور پیسہ بس.. پیسہ رشتوں کی کمی پوری نہیں کرتا ایلف.. میں غم دل میں دباتا سسکتا رہا پر ان کے پاس مجھے دینے کے لیے وقت نہیں تھا، نہ کماتے وہ اتنا پیسہ.. صرف اپنا

،،وقت دے دیتے یار،، سینے سے لگا لیتے،، میں ترسا ہوں ایلف ہر لمحہ ترسا ہوں محبت کے لیے،، مجھے ڈر لگتا تھا کہیں کسی کو میری اصلیت پتا نہ چل جائے،، کسی کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میری ماں بچپن میں بھاگ گئی تھی،، میرا بھائی غنڈہ بنتا جا رہا ہے۔

جانتی ہو میں ابھی بھی تنہائی سے ڈرتا ہوں پر کسی کو بتا نہیں سکتا کیونکہ سب کی نظر میں ایحان دلشیر ہوں میں بہت مضبوط اور بہت طاقتور،، پر در حقیقت میں آج بھی وہی سہما ہوا بچہ ہوں جو محبت کے لیے ترستا ہے،،" بولتے بولتے ایحان کا چہرہ اور

آنکھیں سرخ ہو چکی تھی۔ ایلف کو اس کی بدگمانی پر رونا آنے لگا۔۔

پپ۔۔پلیز بس کریں۔۔ آپ کمزور نن۔۔ نہیں ہیں۔ آپ اسٹرانگ" ۔۔ہیں۔۔ ایک بار میری بب۔۔بات دل سے سنیں ۔یحان بھائی آپ کا درد بہت بڑا ہے پر بب۔۔باران بھائی سے بڑا نہیں ہے۔۔" ایلف تڑپ کر بولی۔

تمہیں اب بھی وہ مظلوم لگتے ہیں ؟" ۔یحان کو اب حیرت" ہونے لگی تھی وہ سب کچھ جانتے اب بھی باران کو مظلوم کہہ رہی تھی۔

ہاں کک،، کیونکہ وہ ہیں،، ہم ساری ح، حقیقت نہیں"

جج،، جانتے تھے پر وہ ج،انتے تھے۔ وہ بچپن مم،، میں ٹوٹے تھے

بابا مم،، مر گئے تھے انہیں س، سنبھالنے والا ت،، تھپکی دینے

والا کوئی نہیں تھا،، ہمیں کک،، کم ازکم یہ س،، سہارا تو تھا کہ

بب،، باران بھائی پیچھے ہیں،، انہیں کیا س، سہارا تھا؟ آپ کے

سر پپ، پر چھت اور پیروں ت،، تلے زمین تھی پر انکے

پ،، پاس یہ دونوں نہیں تھے،، کک،، کبھی تصور کریں ان

کک،، کے بغیر رہنا کیسا ہوتا،،؟۔ تت، تنہا آپ تھے مم،، میں

تھی ت،، تو وہ بھی تھے،، پپ،، پر ایک ف، فرق تھا،، میں اور

آپ ص،، صرف اپنی ت،، تنہائی اور اپنی ب،، بے بسی سوچتے رہے،، پر بب،، باران بھائی اپنی ب، بے بسی اور تنہائی چھوڑ صرف بہ،، ہمارا سوچتے رہے،،، آپ نے ک،، کہا آپ مضبوط رہ رہ کر تت،، تھک گئے ہیں،، یقین کک،، کریں وہ بھی مم،، مضبوط رہ رہ کر تھک گئے ہیں،، ج،، جس طرح آپ کے اندر وہ ن،،، ننھا سا ب،، چہ ڈرا چھپا ہے نہ وو،، ویسے ہی باران بھائی کے اندر بب،، بھی وہ ڈرا ہوا ب،، بچہ زندہ ہے ج،، جو اب ،، تک سسک رہا ہے،، وہ بھی تھک گئے بب،، بھائی

کک،، کبھی ان کو گلے لگائیں اور پ،، پھر آپ کو اپنے غ، غم کم لگیں گے،، اور اگر پپ،، پیسے ضروری ن،، نہ ہوتے نہ لوگ ہمیں ن،، نہیں چھوڑتے،، چند دن روٹی دینے کک،، کے بعد ہم ب،، بھیک مانگتے،، نہ کوئی عزت دیتا نن،، نہ م، محبت،، جو ہوا سب بب،، بھول جائیں،، ہم گزری ہوئے وقت کی خلاء پ،، پوری نہیں کر سکتے پپ،، ر ماضی کو مم،، مستقبل میں لاکر مم، ستقبل اور حا،، ل خ،، خراب ہوگا اور ک،، کچھ نہیں،، صرف ایک بار،، میرے کہنے پر بب،، باران بھائی کی ت،، تکلیف کو م،، حسوس کریں،، ی،، یقین کریں آپ ک،، کی بے رخی ان

کی جج.. جان لے لے گی.. اور میں ان کو کھو کر ایک بب.. بار پھر یتیم نن. نہیں ہو سکتی.." ایلف نے بولتے ہوئے ایحان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے زور سے دبایا -- جب باران اور زاویار وہاں وارد ہوئے --

واہ.. یہاں تو ایموشنل سین چل رہا ہے.. لگتا ہے سب سچ" اپ ہوگیا ہے.." زاویار نے شرارت سے کہا--

ماشاء اللہ.. ایحان مجھے لگتا ہے تمہیں ریم کو لے کر ہمارے" ساتھ چلنا چاہیے. وہ بھی سب کے ساتھ انگیج رہے گی تو نارمل ہو جائے گی.." باران نے نرمی اور محبت سے کہا۔ ایحان دلشیر

ایلف کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ہٹاتے کھڑا ہوا۔ قدم ایک پل کو رکے۔۔ یہ مشکل تھا۔۔ اپنا اوپر سالوں سے چڑھایا خول توڑنا بہت زیادہ مشکل تھا پر اب یہ ضروری تھا۔ قدم من من کے ہونے لگے۔ پہلے باران دلشیر مجرم لگتا تھا پر اب گزرے سالوں پر جو ضائع ہوئے اپنا آپ مجرم لگنے لگا۔ وہ باران دلشیر کے مقابل آیا۔ باران نے اس کی روئی سرخ آنکھیں دیکھی تو لب بھینچ گیا۔ پر اگلے ہی لمحے ایحان اس کے سینے سے لگتا اس کے گرد حصار باندھ گیا۔ اور کچھ لمحوں بعد اس کی مضبوطی کا خول ٹوٹتے پاش پاش ہوگیا اور وہ باران کے سینے سے لگا زارو قطار

رونے لگا۔ اس کا رونا اس قدر اذیت ناک تھا کہ زاویار بے اختیار لب بھینچتے آنسو روکنے کے لیے رخ دوسری جانب کر گیا۔ اور ایناره بھی رونے لگی۔ ان سب میں ساکت تھی تو صرف کچن کے دروازے پر کھڑی ریم۔۔ وہ کچن میں کام سے آئی تھی پر ایحان اور ایلف کی باتیں سنتی رک گئی تھی۔ ایحان کی باتیں سن دل عجیب سا ہونے لگا۔ وہ اپنے اندر محبت سے ہٹ کے ہمدردی محسوس کرنے لگی لیکن پھر اب تک جو بھی ان سب کو سوچتے اس جذبے کو ٹھیک ٹھاک لعنت ملامت کرتے کچن سے باہر نکلی پر اگلا منظر وہ چاہ کر بھی نظر انداز نہ کر سکی۔

وہ شخص جو اسے دنیا کا سب سے ظالم، بے حس اور سفاک انسان لگتا تھا وہ چھوٹے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

کیا ظالم بھی رویا کرتے ہیں ؟ ظالم تو صرف دوسروں کو رلاتے ہیں۔۔ وہ وہاں سے چلے جانا چاہتی تھی پر قدم پتھر ہوگئے۔۔ باران کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ ایحان کی پشت پر اپنے کانپتے ہاتھ رکھتے وہ ایحان کو خود میں بھینچ گیا۔ اپنے لب سختی سے بھینچے کہ کہیں اس کی

سسکیاں بلند نہ ہوجائیں۔۔ وہ بڑا تھا خود روتا تو ایحان کو کیسے سنبھالتا۔۔

مجھے معاف کردیں۔۔۔" ایحان کے منہ سے چند الفاظ بمشکل" نکلے ۔۔ باران نے اس کی پیٹھ رب کی ۔۔

میں مہرو کی بے وفائی کے اس جرم میں پورا پورا شریک تھا" بھائی۔۔ مہرو کے ساتھ میں بھی شامل تھا۔۔۔" ایحان کے منہ سے نکلنے والے جملوں نے سب کی سماعتوں میں بم پھوڑے۔۔ باران کا وجود پتھر ہوا۔۔ ایحان نے پیچھے ہوتے باران کو دیکھا تو پتھرائی نظروں سے ایحان کو ہی دیکھ رہا تھا۔ ایحان دو

قدم دور ہوا پھر بے بس ہوتے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

مہرو میرے لیے برگر لاتی تھی اور میں وہ کھا لیتا تھا۔۔ وہ بابر" ...جاتی تھی۔۔ اپنے آشنا سے ملنے۔۔ مجھ سے کہتی تھی کسی کو نہیں بتانا میں نوکری کر رہی ہوں۔۔ واپسی پر تمہارے۔۔ لیے چیز لاؤں گی۔۔ میں خاموش رہتا تھا۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا وہ ایسا کریں گی۔۔۔ وہ ایک ایک حرام نوالہ آج تک میرے حلق میں اٹکتا ہے۔۔ " ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ وہاں موجود ہر ایک کا دل

دہلا گیا تھا کسی میں ہمت نہ تھی کہ وہ چند قدم اس کی جانب بڑھا لیتا۔۔ ریم کی آنکھوں سے بھی بے آواز آنسو جاری تھے۔

بس میری جان،، اس میں تمہاری غلطی نہیں ہے،، "باران" نے زمین پر بیٹھتے اسے خود میں بھینچا تو ریحان مزید بکھرنے لگا۔

وہ جو ہم ٹوٹتے نہیں نہ تو سن لو مضبوط چٹان ہیں۔۔۔
جس دن ٹوٹے زمین زلزلوں کی زد میں ہوگی۔۔

وہ آج مکمل ٹوٹ گیا تھا۔ پر وہ جڑا ہی کب تھا۔ جڑنے کے لیے اس کا ٹوٹنا ضروری تھا۔

نہیں میری غلطی تھی،، میں خاموش رہا اگر اس وقت بابا کو بتا دیتا تو وہ سب کنٹرول کر لیتے،، وہ سنبھال لیتے ہم محروم اور بدنام نہ ہوتے،، بابا زندہ رہتے،، میں اس سب میں برابر کا شریک ہوں،، یہی بات میں بچپن سے آپ کو بتانا چاہتا تھا پر آپ کے پاس میرے لیے وقت نہیں تھا،، یہ بات میرے اندر ایک گھٹن کا سبب بنی رہی،،، میں آپ سے یہ بات ڈئیر کر کے اپنے اندر کی تمام گھٹن سے نجات چاہتا تھا،،، لیکن آپ

کے پاس میرے لیے وقت نہیں صرف پیسے تھے اور مجھے اس وقت پیسوں کی ضرورت نہیں تھی،، اس وقت مجھے اپنے باری ،،، بھائی کی ضرورت تھی جس کے سینے پر میں سوتا تھا"

باران کے سینے پر ہاتھ مارتے وہ درد سے شکوہ کرنے لگا۔ جب ریم نے زور سے آنکھیں میچی اور تیزی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اندر آکر کمرے کا دروازہ بند کیا اور زور سے سانس لی۔۔۔

یہ اس کے آنسو کیوں بہہ رہے تھے ؟ ایحان سے ہمدردی کیوں ہورہی تھی؟"

نہیں ایحان دلشیر،، تم میری محبت اور ہمدردی کسی کے قابل" نہیں ہو،، تم ایک سفاک اور درندہ صفت انسان ہو اور میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی،، نہ مجھے تم سے کوئی ہمدردی ہے،،" اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتی وہ عزم سے بولی لیکن اس کے باوجود آنسوؤں نے اپنا راستہ بنا لیا۔

بابر ایلف آگے بڑھتے ایحان کے بازو سے لگ گئی۔۔ باراں نے دونوں کے گرد بازو حائل کیے۔۔

میں اب تم دونوں کو تنہا نہیں ہونے دوں گا،، میرا وعدہ" ہے،، میں ساری خلائیں پر کردوں گا،، تمہیں تنہا کر کے باران

دلشیر بھی تو تنہا رہا ہے،،" وہ تینوں بہن بھائی دنیا مافیہ سے بے خبر ایک دوسرے میں محو تھے ۔ ایناره نے یکدم مسکراتے رخ پھیرا۔ آنکھوں سے نکلنے والے آنسو کو انگلی کی پور سے صاف کیا۔ اس کا اینجل باری واقعی بہت خوبصورت دل کا مالک تھا۔ اس کا یقین غلط نہیں تھا۔۔ کچھ دیر یونہی گزری جب زاویار نے گلا کھنگارا۔

بس کرو یار تم لوگ اور کتنا رلاؤ گے،، کیا چاہتے ہو روتے" روتے یہاں دریائے چناب بہا دوں،،؟" اس نے مصنوعی

بیزارگی سے کہا تو باران سمیت ایلف اور ایحان نے بھی زاویار کو گھورا۔۔

تم تینوں ایسے گھور رہے جیسے میں تم تینوں کے گھورنے سے " ڈر جاؤں گا ؟" آئبرو اچکاتے اس نے مزاق اڑایا تو وہ تینوں ہنس دیے۔۔ زمین سے کھڑے ہوئے تو باران کی نظر اینارہ پر پڑی جو رخ پھیرے کھڑی تھی۔

اینارہ ادھر آؤ۔۔" باران نے نرمی سے پکارا تو وہ رخ ان کی " جانب کرتی نم آنکھوں سے سب کو دیکھنے لگی پھر باران کی

طرف آئی۔۔ باران نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تو وہ رونے لگی۔۔

ارے،، اب تم کیوں رہ رہی ہو ؟ کیا ہوا ؟" باران نے اس" کا سر تھپکتے محبت سے پوچھا۔۔

آپ رورہے تھے نہ،، اس لیے۔" اینارہ کے جواب پر وہاں" موجود سب اپنی ہنسی دبانے لگے۔۔

"،،اگر تم روؤ گی تو مجھے اور تکلیف ہوگی،، چپ ہوجاؤ"

وہ باران کے سینے سے اپنا چہرہ مسلنے لگی۔

..ایک ہی شکل کے.. ایک ہی خون کے دو مختلف لوگ"

میرے حصے میں تو وائلڈ کیٹ آئی ہے.. اور تیرے حصے میں بھیگی.. " ززاویار بولتے ہنسنے لگا جب باران نے زور سے اس کے بازو پر مارا..

"ایحان تم فورا اپنا اور ریم کا سامان پیک کرو اور ہمارے ساتھ چلو.. اب تم اپنی مرضی سے کچھ نہیں کروگے جو میرا حکم ہوگا اب وہی ہوگا.. خبر دار جو اب مجھ سے بحث کی.. " باران نے رعب سے بولا تو ایحان تابعداری سے اثبات میں سرہلا گیا پھر گہری سانس لیتے اپنے کمرے کی طرف گیا دل سے ایک بڑا

بوجھ سرک گیا تھا پر دل اب بھی بے انتہا تکلیف میں تھا۔ اندر بیٹھی وہ ایک جان جو اس کی جان بن چکی تھی ابھی اس کی جانب بھی تو کئی حساب کتاب نکلتے تھے جو ایحان دلشیر کو دینے تھے۔ کمرے میں قدم رکھا تو اسے کاؤچ پر بیٹھے کتاب پڑھتے پایا۔ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں تھا۔ ایحان پھیکا سا مسکرایا وہ کبھی پورا ہوکر بھی پورا نہیں ہو پاتا تھا۔ جانے کیوں؟؟؟

ریم اپنی ضرورت کا سامان پیک کرلو،، ہم دلشیر مینشن جارہے"
ہیں،، اور اب وہی رہیں گے،،" ایحان نے آہستگی سے
وارڈروب کی طرف بڑھتے کہا۔
مجھے کہیں نہیں جانا،،" اس نے لٹھ مار انداز میں منع کیا۔ وہ"
جو زبان پر چپ کر روزہ رکھے بیٹھی تھی بولی تو بہت ڈھٹائی
سے۔۔
ریم،،" وہ مزید کچھ بولتا لیکن وہ کتاب رکھتی کمرے سے باہر"
نکل گئی۔ ایحان نے مٹھی بھینچے بیگ نکالا اور اس میں اپنا
سامان رکھنے لگی۔ کل ہی جو سامان ریم کے لیے سیٹ کروایا تھا

وہ بھی خود ہی پیک کیا--- وہ سامان پیک کرتے وہیں بیڈ پر بیٹھ گیا۔ جب ایلف دروازہ ناک کرتی کمرے میں داخل ہوئی۔

"بب،، بھابھی کک،، کہاں ہیں،، ان سے مم،، ملنے آئی تھی

،،پپ،، پر اب تک مم،، زملی نہیں،، ویسا دیکھا ہے میں نے ابھی کافی کک،، کیوٹ ہے،،" وہ سینے پر ہاتھ باندھتی ایحان کے مقابل آئی۔

"وہ ہمارے ساتھ،، مطلب میرے ساتھ وہاں نہیں جانا

"!چاہتی،، تمہیں نہیں معلوم ہماری شادی کیسے حالات---

،، مم،، مجھے معلوم ہے کک،، کیسے حالات مم،، میں ہوئی ہے"
مجھے یہ بب،، ھی معلوم ہوئی ہے زیادتی آپ کک،، کیطرف سے
ہوئی ہے،، پہلے ریجیکٹ کیا اور پپ،، پھر ز،زبردستی نکاح،، آپ
ک،، کو ایسے نن،، نکاح نہیں کرنا چاہیے تھا،، پر اب جب
س،سب صحیح کک،، کرنا ہے تو ت،تھوڑا برداشت سے کام لینا
پڑے گا،، ا،،اسے ٹائم دیں،، شی ول ب،،بی فائن،" ایلف
نے نرمی سے کہا تو ایحان نے محض اثبات میں سرہلایا۔
وہ ہمارے ساتھ نہیں جانا چاہتی اور میں اس کے ساتھ مزید"
زور زبردستی کرنا نہیں چاہتا،" انداز خاصہ دل گرفتہ تھا۔

،، مم،، مزید زور ز،، زبردستی کی ضرورت ب،، بھی نہیں ہے"
،،اسے مم،، نیں منال، لوں گی بس تم تت،، تیاری مکمل رکھو
مسکرا کر کہتی وہ کمرے سے نکل گئی۔ کمرے سے نکلتے اس
نے ملازم سے ریم کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا وہ گھر کے
پچھلے لان میں ہے۔۔ ایلف گھر کے پچھلے حصے میں گئی تو نگاہ
دوڑانے پر اسے وہ سب سے کونے میں گلاب کے پودے کے
پاس بیٹھی نظر آئی۔۔ ایلف خاموشی سے ریم سے کچھ فاصلے پر
بیٹھی۔ ریم نے چہرہ موڑ کر اپنے پاس بیٹھی اس سرخ و سفید
حسین اپسرا کو دیکھا۔ جو اسے دیکھتی مسکرا رہی تھی۔۔اس کی

رنگت بے داغ سفید تھی بلکل اپنے بھائی کی طرح۔۔ ریم اسے دیکھے گئی وہ حسین نہیں بلا کی حسین تھی۔۔

بب۔۔بہت پیاری ہو آ۔۔آپ۔۔۔" ایلف نے خوشدلی سے کہا۔"

یہ آپ کہہ رہی ہیں۔۔؟؟" ریم بے ساختہ بولی۔۔ بھلا اس کا" حسن کہاں سامنے بیٹھی لڑکی سے میل کھاتا تھا۔ لیکن ریم شاید جانتی نہیں تھی کہ اس کے سنہری گندمی رنگت میں کس قدر کشش اور خوبصورتی تھی۔ معصومیت تھی۔ دلکشی اور پاکیزگی تھی۔۔

ہاں مم،، میں کہہ رہی ہوں اور م،، میں جج،، جھوٹ نہیں"
"،، کہتی

پھر میں یہ کہوں گی نصیب اچھا ہونا چاہیے،،" چہرہ جھکاتے"
وہ ہنسی،، اس کی ہنسی میں سے ایلف کو اداسی اور کم مائیگی
کی مہک آئی۔

اا،،اللہ آپ کے نن،، نصیب اچھے کرے،،،" وہ دل سے دعا"
گو تھی،، ریم خاموش رہی،، کچھ دیر مزید زبردستی بات کرنے
کے بعد ایلف نے ریم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

آآپ جج.. جانتی ہیں.. مم... میرا بھائی ک.. کتنی محبت کرتا"
ہے آ..آپ سے... ایلف نے اسے حقیقت سے آگاہ کرنا چاہا
کہ اسے ایحان دلشیر کی آنکھوں میں محبت کی لو جلتی چمکتی
دکھائی دی تھی۔ اس کی بات پر ریم کے لبوں پر ایک طنزیہ سی
مسکراہٹ آئی تھی۔۔

...یہ ایحان نے کہا آپ سے"
نن.. نہیں.. ان کی آنکھوں مم.. میں آپ کے لیے ا..ایک"
... عشق کا س.. سمندر چھ.. چھلکتا محسوس ہوتا ہے

پھر تو آپ کو شدید قسم کی غلط فہمی ہو گئی ہے،، شاید انھوں" نے آپ کو حقیقت نہیں بتائی،، میں محض ان کے کے لیے ایک شرط ہوں،، یا ضد یا پھر ایک من پسند کھلونہ، جسے لاحاصل سے حاصل بنانے کا جنون تھا انھیں اور کچھ نہیں،، آپ اسے محبت کا نام نہیں دے سکتیں،،، ریم نے کہتے شدید تکلیف کے احساس سے آنکھیں بھینچ لیں۔ جبکہ اس کی بات پر ایلف کو نہایت دکھ اور افسوس ہوا۔۔ واقعی ان میں شدید بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کی ایک خلیج حائل تھی۔۔ جنھیں پار کرنا آسان نہیں

تھا۔۔ مگر وہ یہ غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش کرے گی۔

اس نے ٹھان لیا تھا۔۔

"اچھا ٹ۔۔ ٹھیک ہے۔۔ ہمارے سس۔۔ ساتھ چلیں۔۔ پلیز"

مم۔ میں وعدہ ک۔۔ کرتی ہوں و۔ وہاں ایحان بھائی آپ ک۔۔ کو

بالکل تنگ ن۔۔ نہیں کریں گے۔۔" ایلف نے بہت مان سے

کہا تھا۔ وہ جتنی بھی سخت پتھر دل ہونے کی کوشش کرتی مگر

اپنی نرم فطرت کے برخلاف نہیں ہو سکتی تھی۔۔ ریم کی

خاموشی پر ایلف مسکرائی پھر ریم کو لے کر وہ اندر چلی گئی۔

سب کچھ بہت جلدی جلدی ہوا۔۔ ریم ایلف کے ساتھ باران

کی گاڑی میں بیٹھی تھی اور ایحان سامان کے ساتھ اکیلا سفر کر رہا تھا جب فون پر ضیاء کی کال آئی۔۔

ارسلان نیازی کہاں ہے ایحان،،؟" ضیاء کے سوال نے" اسے چونکایا تھا۔ گاڑی کو بریک لگاتے ایحان نے اپنی پیشانی مسلی۔

ہاتھ پاؤں توڑ کر اسی کے گھر کے آگے پھینکا تھا،،" نفرت" انگیز لہجے میں کہا۔

کب،،؟" ضیاء نے غصے سے پوچھا۔"

اسی دن جس دن اٹھایا تھا،، تم یہ سب کیوں پوچھ رہے"
ہو،،؟ مر گیا کیا،،؟" لہجے میں چمک ابھری۔
بکواس بند کرو،، وہ اب تک کسی کو ملا ہی نہیں ہے،، وہ"
غائب ہے ڈیم اٹ اور اس کے باپ نے میڈیا کے سامنے تمہارا
نام لیا ہے اور تمہارے ابا باران دلشیر کا،،" ضیاء چلایا تو ایحان
کے ماتھے پر بھی بلوں کا جال نمودار ہوا۔
بہت بزدل نکلا اس کا باپ،، بیٹے کو خود چھپا کر اچھا کھیل"
کھیلا ہے،،" گاڑی پھر سے واپس اسٹارٹ کرتے وہ آگے بڑھا
چکا تھا۔

اس نے کہا ہے ارسلان اور تمہارے درمیان ایک لڑکی کو لے" کر تنازع تھا،، اور وہ لڑکی،، ضیاء کہتے بری طرح ہچکچایا۔" تم دونوں کو چلا رہی تھی اسی کے پیچھے تم نے یہ سب کیا،، اور اگر ارسلان نیازی نہ ملا تو وہ جلد کوئی ویڈیو میڈیا کو دے گا،،" ضیاء کی بات کسی ہتھوڑے کی طرح اس کی سماعتوں پر لگی۔۔ وہ ایک بار پھر گاڑی جھٹکے سے روک گیا۔۔

کیا بکواس ہے یہ،،" ایحان غرایا۔"

اسے معلوم ہے ایحان ریم اب تمہاری بیوی ہے،، اور ارسلان" نیازی کا باپ یہ ارسلان نیازی کے کہنے پر کررہا ہے،، دے

پلیڈ ویل،، " ضیاء نے افسوس سے کہا یحان رابطہ منقطع کرگیا۔
گاڑی واپس اسٹارٹ کی ۔۔ اس بار ماتھے پر پرسوچ لکیریں
تھیں۔

****

نورین پانچ دنوں سے پھر اپنے والدین کے گھر تھی۔۔ ان کے بیچ تو سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا۔۔ مگر پھر وہ چار پانچ دن سے گھر واپس نہیں آیا اور اس کی غیر موجودگی میں نورین پر ایسی قیامت ٹوٹی کہ وہ خود بھی ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔۔ اور پھر سے گھر واپس آ گئی تھی۔۔

ضیاء،، " وہ لان میں سگریٹ پی رہا تھا ابھی کچھ دیر پہلے ایحان سے بات کی تھی وہ اسی متعلق سوچ رہا تھا جب حیدر صاحب نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔۔ ضیاء نے گڑبڑا کر سگریٹ نیچے پھینکی۔

میں نے کہا تھا محبت کا بھوت کچھ دن میں اتر جاتا ہے پھر" تمہیں تمہاری پسند بوجھ لگے گی،، " کرسی پر بیٹھتے انہوں نے کس جانب اشارہ کیا تھا وہ جانتا تھا۔

وہ میری پسند نہیں محبت ہے ڈیڈ،، اور نہ وہ مجھ پر بوجھ ہے" نہ کبھی ہوگی،،" ان کے سامنے بیٹھتا وہ بھی انہیں کے انداز میں بولا۔

ہمم،، انہوں نے ہمم کو لمبا کھینچا۔ "پھر وہ وہاں اور تم" یہاں کیوں ہو،،؟" ان کے سوال پر ضیاء نے گہری سانس لی،،

پتا نہیں ڈیڈ،، لڑکیاں کچھ عجیب ہوتی ہیں،، میں اپنے" دوستوں کے مسئلے مسائل میں مصروف تھا تو اسے پھر سے وقت نہیں دے پایا،، سب کچھ ٹھیک تھا اچانک بنا بتائے میکے

چلی گئی،، اور بات کرنے سے انکار کر دیا،،" ضیاء نے منہ بسورتے بتایا۔

منع تو وہ تم سے نکاح سے بھی کرتی رہی تھی پر تم نے اسے" زبردستی منا لیا تھا،، جبکہ اب تو وہ بیوی ہے تمھاری،،" ایک اور طنز کیا۔ ضیاء نے انہیں گھورا۔

ہاں اور اب بھی منا لوں گا، بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ" دوں گا تاکہ دوبارہ جا ہی نہ سکے،،" وہ غصہ تھا۔

ابھی بھی منا لوں گا..؟؟ تم نے دو دن اور نہ منایا تو تمہاری" ماں تمہاری دوسری شادی کروا دے گی.." انہوں نے ضیاء کی سماعت میں بم پھوڑا۔

واٹ.. کیا مطلب اس بات کا.."وہ حیران و پریشاں تھا۔"

..مطلب یہ تمہاری ماں نے تمہارے لیے لڑکی پسند کی ہے" تمہارے اور نورین کے درمیان خاموشی سے اس نے یہی تاثرات لیے ہیں.. اور بقول اس کے اس کی نورین سے بات ہوئی ہے.. اور نورین تم سے خلع چاہتی ہے.." حیدر صاحب اطمینان سے ضیاء کا اطمینان غارت کر رہے تھے۔

یہ سب فضول اور بکواس باتیں ہیں،، ایسا کچھ نہیں ہے"

ڈیڈ،، میں صرف ایحان کی وجہ سے الجھا ہوا تھا، میں رات رات بھر گھر سے غائب رہا،، ایسے میں ماما اس کے ساتھ مس بیہیو نہ کریں اس لیے لینے نہیں گیا،، اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں صرف دیکھنا چاہ رہا تھا وہ کب تک مجھے مس نہیں کرتی اس لیے رابطہ نہیں کیا،، میں آج کل میں ایحان کے مسئلے ،،سے فارغ ہوکر وہیں جانے والا تھا،، مام غلط بیانی کررہی ہیں ،،اور رہی خلع کی بات تو نورین کبھی ایسا بول ہی نہیں سکتی

"،،میں نہیں مانتا

وہ بھڑک اٹھا تھا۔ لفظ خلع نے دماغ ہلا دیا تھا۔

مجھے نہیں معلوم کون سچا ہے اور کون جھوٹا،، پر تمہارے" رویے اور تمہاری بیوی کے رویے سے تمہاری ماں کی باتیں سچی معلوم ہوتی ہیں،، باقی تم سمجھدار ہو ضیاء حیدر،، تم اب اچھے سے جانتے ہو تمھیں کیا کرنا ہے،،" وہ مبہم سا سمجھاتے اندر چلے گئے جب کے ضیاء نے غصہ ضبط کرنے کے لیے کرسی کو کک ماری اور جیب سے فون نکالتے نورین کا نمبر ڈیل کیا۔

غصہ مزید بڑھا جب نورین نے دوسری بیل پر کال کاٹ دی۔۔ ضیاء نے دوسری بار ڈائل کیا تو دوسری بار بھی کال

کاٹ دی اسی طرح وہ مستقل کال کرتا رہا اور نورین کی جانب سے کال کاٹی گئی۔ اب اسے بھی معاملہ گڑبڑ لگ رہا تھا۔

گاڑی کی چابی اٹھاتے وہ گھر سے باہر نکلا۔۔ اس وقت رات ہو رہی تھی لیکن موقع اور مناسبت کا مزید انتظار بات بگڑنے کا سبب بنتا۔۔

گاڑی نورین کے گھر کے باہر رکی۔۔ دو سے تین بار دستک دینے کے بعد دروازہ کھلا۔ سامنے نورین کی ماں کھڑی تھی۔۔

اسلام و علیکم آنٹی،، مجھے نورین سے ملنا ہے،،" ضیاء نے" سنجیدگی سے کہا۔ وہ سلام کا جواب دیتیں ایک طرف ہوگئیں۔۔

ضیاء کو نورین کا کمرہ معلوم تھا۔ کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا تو نورین کو کھڑکی کی طرف صوفے پر بیٹھے دیکھا۔ نورین کا رخ دوسری جانب تھا۔ سامنے چھوٹی سی کافی ٹیبل پر فون رکھا تھا۔

ضیاء نے جیب سے فون نکالتے نورین کا نمبر ڈائل کیا تو حسبِ توقع فون بجتے ہی نورین نے فون کاٹ دیا۔ لیکن پلٹنے پر نگاہ دروازے پر کھڑے ضیاء پر پڑی جس کے تاثرات سرد تھے۔ اسے دیکھتے نورین کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

فون کیوں کاٹ رہی ہو،،؟ یہاں کس کی اجازت سے"
آئیں،،؟" فون جیب میں رکھتے اس نے کاٹ دار لہجے میں پوچھا
تو نورین کھڑی ہوتی ہوئی۔
تم یہاں کیوں آئے ہو ؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے"
سامنے آنے کی،،" وہ پھنکاری تو ضیاء کے ماتھے پر بل پڑا۔۔
نورین کی بلاوجہ کی بدتمیزی اس کی سمجھ سے باہر تھی۔
میرا دماغ مت خراب کرو ذوالنورین،، اور ابھی اسی وقت"
میرے ساتھ سیدھے سے گھر چلو،، وہاں بات کرنا میں یہاں

کوئی تماشہ نہیں چاہتا،، " ضیاء نے آگے بڑھتے کہا تو نورین نے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔

خبردار میرے قریب مت آنا،، اور کون سا گھر ہاں ؟ تمہارا گھر "

"،،اس لیے نہیں چھوڑا تھا کہ واپس آؤں،، میں تو تمہاری شکل ابھی نورین نے اتنا ہی کہا تھا جب ضیاء نے اس کا بازو دبوچتے قریب کیا۔

بکواس بند کرو نورین،، اس ڈرامے کا مطلب کیا ہے جب "

سب ٹھیک ہوچکا تھا ہمارے درمیان،، " ضیاء غرایا تو نورین نے اسے دور دھکیلنا چاہا پر ناکام رہی۔

یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ کبھی اپنے گریبان میں جھانکو" ضیاء حیدر تو اپنا سیاہ کردار دیکھ خود ڈر جاؤ گے.. کہ کس قدر گھٹیا ".. ہو تم

نورین کے جملے کسی چابک کی طرح تھے۔ ضیاء کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔۔ اب نجانے اس کی ماں نے اس کے سامنے کیا جھوٹ بولا تھا اور وہ پھر سے اسے بے اعتبار کرتی اس پر نئے الزام دھر رہی تھی یہ سوچے بغیر کے جب خود پر اعتبار کی بات آئی تھی تو ضیاء نے اسے کتنا اعتبار سونپا تھا۔ اس نے مشتعل سا ہو کر نورین کا بازو جھٹکا۔۔

کیا گھٹیا پن کیا ہے میں نے ہاں ؟ جواب دو.. کیا کیا ہے"
میں نے...؟" نورین کا جبڑا دبوچتے وہ غرایا۔ جب نورین نے
پوری طاقت لگا کر ضیاء کو خود سے ایک قدم دور کیا۔
اچھا.. اتنی معصومیت.. تمہارا کردار اس قدر گندا ہے کہ بیان"
کرتے میری زبان گندی ہو جائے.. تم ایک لڑکی باز گھٹیا
گندے زانی.." نورین نے چلاتے اتنا کہا تھا کہ ضیاء کے
بھاری ہاتھ کا تھپڑ اس کے منہ پر قفل لگا گیا۔۔ وہ زمین پر
گرتی پر ضیاء نے اگلے ہی لمحے ایک بار پھر اس کا بازو دبوچتے
اسے اپنے مقابل کیا۔ نورین کا دماغ سن ہوچکا تھا۔ کئی لمحے

سنبھلنے میں لگے پھر کئی لمحے یقین کرنے میں کہ ضیاء نے اسے تھپڑ مارا ہے۔۔

"..اگر ایک لفظ تم نے اپنی زبان سے مزید کہا تو میں" چھوڑو نورین کو.." نورین کا باپ جو نورین کا چیخنا سن کمرے میں آیا تھا ضیاء کو ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو خون کھولنے لگا۔ کتنا اچھا سمجھتے تھے وہ ضیاء حیدر کو اور وہ کیا نکلا تھا۔

تمہاری جرأت کیسے ہوئی میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی.." وہ" نورین کو پیچھے کرتے ضیاء کے مقابل آتے چلائے۔۔ ضیاء نے

ماتھے پر ہاتھ پھیرتے برداشت کی حدوں کو چھوتے خود پر ضبط کے پہاڑ بٹھائے۔۔

"،،اپنی بیٹی کی زبان سنتے تو یقیناً ایک کی جگہ دو آپ لگاتے اس سے پوچھیں ہوا کیا ہے،، کیا بات ہوئی ہے؟؟ یہ ایسا کیوں کہہ رہی ہے؟؟،،" ضیاء نورین کو خونخوار نظروں سے دیکھتے غرایا۔۔

"کیوں ضیاء حیدر،، سننے میں اتنا برا لگ رہا ہے تو وہ عمل کرتے وقت تمہاری غیرت کہاں جاتی ہے،،" ہوش میں آتے

نورین روتی ہوئی چیخی تو ضیاء نے ایک قدم اس کی جانب بڑھایا پر نورین کے باپ نے ضیاء کو پیچھے دھکیل دیا۔

"میرے کردار کے بارے میں کچھ بھی بکواس کرنے سے پہلے یاد رکھنا نورین ان الفاظ کے لیے میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔" ضیاء کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ نورین کی ماں پریشان ہوئی تھی۔ وہ تو ویسے ہی ایک ہفتے سے نورین کو گھر دیکھ پریشان تھیں۔۔ پوچھنے پر کچھ بتاتی بھی نہیں تھی۔ اب معاملہ مزید بگڑتا دیکھ انہوں نے اپنے شوہر کو درمیان سے ہٹانے کی

کوشش کی تھی کہ میاں بیوی کے درمیان نہ پڑیں-- پر باپ ہوتے وہ پیچھے ہٹنے کو راضی نہ تھے۔

اور میں بھی تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی، مجھے طلاق" چاہیے تم سے،،" نورین نے سب کی سماعتوں پر بم پھوڑا-- پیروں تلے زمین تو ضیاء کے بھی کھسکی تھی -- وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا--

تمہیں واقعی لگتا ہے میں تمہیں طلاق دے دوں گا؟ جب تم" میری نہیں تھی میں نے تمہیں تب نہیں چھوڑا اب چھوڑوں گا ؟ اچھا گمان ہے پر انتہائی گھٹیا اور بیکار،، لیکن تمہارا منہ ضرور توڑ

دوں گا۔" دانت پیستے وہ ایک بار پھر آگے بڑھا جب نورین کے باپ نے اسے پھر سے پیچھے دھکیل دیا۔

"بابا بیچ میں سے ہٹیں۔۔ میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں۔۔ ضیاء حیدر جیسے لوگوں کی اکڑ کب تک باقی رہتی ہے۔۔" ٹیبل سے فون اٹھاتے وہ موبائل سے کچھ تلاشتے آگے آئی اور ایک ویڈیو آن کرتے ضیاء کے سامنے کردی۔۔ وہ جو شدید غصے کے عالم میں تھا ویڈیو کو دیکھتے پتھرا گیا پھر اگلے ہی لمحے آنکھیں میچتے چہرہ دوسری جانب کرلیا۔۔ جبڑے اتنی سختی سے بھینچے کہ ان کے بھینچنے کے آواز وہاں موجود سب کو آئی۔۔ نورین کے ماں باپ

بھی شاکڈ ضیاء کو دیکھ رہے تھے۔۔ ویڈیو پر ان کی بھی نظر پڑی اور شرم کے احساس تلے وہ بھی نظریں پھیر گئے۔۔

"کیا ہوا ضیاء حیدر۔۔؟ اپنی ہی ویڈیو نہیں دیکھی جارہی۔۔؟ کبھی سوچا نہیں ہوگا نہ۔۔؟ کہ پرائیویٹ روم کی ویڈیو میرے پاس بھی آسکتی۔۔ گھر میں ایک رہے گی اور باہر تو ہزار۔۔!"

"جسٹ شٹ یور ماؤتھ۔۔" ضیاء پہلی پوری قوت سے دھاڑا کے ایک پل کے لیے نورین سہم گئی۔

"تم نہیں جانتی نورین تم نے کیا کیا ہے۔۔؟ تم پچھتاؤ گی۔۔ تم نے آج یہاں سے اپنی جگہ کھو دی۔۔" اپنے دل کے مقام

پر انگلی رکھتے وہ اس قدر سرد لہجے میں بولا کہ اتنا سب ہونے کے باوجود نورین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

نہیں پچھتائے گی میری بیٹی،، بہت افسوس ہوا مجھے اپنے" فیصلے پر ضیاء حیدر،، سب جانتے ہوئے بھی کہ میری بیٹی تم میں انوالو نہیں میں نے تمہارے دوست کی منتوں پر اپنی بیٹی کی شادی تم سے کی،، اپنے بھتیجے پر تمہیں فوقیت دی پر تم تو،،! وہ لب بھینچ گئے۔۔۔ پتھر بنی آنسو بہاتی نورین کو سینے سے لگایا۔۔۔ ضیاء نے ایک خالی نظر نورین کے چہرے پر ڈالی

وہ پلٹنے لگا جب نورین کے باپ کے ایک انکشاف پر ضیاء جو دل بے اختیار مٹھی میں آیا۔

جلد تمہیں خلع کے نوٹس مل جائیں گے،، میری بیٹی کی اولاد" پر تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا،،" وہ یہ کیا کہہ رہے تھے۔۔ کیا نورین پریگنینٹ تھی۔؟ کوئی اور موقع ہوتا تو شاید یہ ضیاء حیدر کے لیے سب سے بڑی خوشی ہوتی لیکن وہ اب مزید وہاں نہیں رک سکتا تھا اسی لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ سرخ ہوتی آنکھیں چھلک پڑیں۔ اپنے آنسو بے دردی سے رگڑتے وہ گاڑی کھولتے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اور لگلے چند لمحوں میں گاڑی پوری رفتار

سے نورین کے علاقے سے باہر نکلی۔۔ سڑک پر آتے ضیاء نے زور سے اسٹیرنگ ویل پر ہاتھ مارا اور پھر مسلسل مکے مارتا گیا یہاں تک کے ہاتھ کی پشت زخمی ہوگئی۔۔ پھر اسٹیرنگ ویل پر ماتھا ٹکاتے سسک پڑا۔۔ وہ ایک ہفتے سے اس لیے مطمئن تھا کہ اسے معلوم تھا نورین کو وہ منا لے گا۔ یا نورین کو خود احساس ہوگا اپنی بے تکی حرکت کا۔۔ کچھ وہ ایحان کی وجہ سے نورین کو اسپیس دے گیا پر معاملہ اس قدر بگڑا ہوا ہے اسے اندازہ نہیں تھا۔۔ نورین کے جملے اس کی جان نکال رہے تھے۔ گاڑی میں اس کی سسکیاں گونجنے لگی تھی۔ نورین کے الفاظ

نہیں بلکہ دہکتا ہوا تیزاب تھا جس نے ضیاء حیدر کے دل کو ختم کردیا تھا۔

کیا نکاح کے بعد اس کی قربت میں نورین کو یہ احساس نہیں ہوا وہ کس کردار کا مالک ہے۔۔ اگر اعتبار نہیں تھا تو ایک بار اس سے پوچھ لیتی۔۔ سسکتے سسکتے اچانک اس کے آنسو تھمے اور چہرے کے تاثرات سخت ہوگئے۔۔ وہ جانتا تھا یہ سب کس نے کیا ہے۔۔ یہ تکلیف بھی بے انتہا تھی کہ اس کے اپنے اس قدر گر گئے تھے۔۔ دونوں طرف سے تکلیف دینے والے اپنے ہی تھے جنہیں بدلے میں وہ تکلیف تک نہیں دے سکتا

تھا۔۔ گاڑی واپس اسٹارٹ کرتے اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور گاڑی گھر کے راستے پر ڈال دی۔۔

****

باران کے پاس سے فارغ ہوکر وہ گھر لوٹا تو بہت زیادہ تھکا ہوا تھا۔۔ پر گھر میں قدم رکھتے ہی تھکن فورا دور ہوئی کہ لان میں ہی زرمش اور محمل کو کھیلتے دیکھا۔ وہ بھی آستین کے کف چڑھاتا ان تک آیا۔

ڈیڈی،، " محمل بھاگتی ہوئی اس کی جانب آئی تو زاویار نے " اسے گود میں اٹھاتے سینے سے لگا لیا۔۔ محمل کو پیار کرتے

زرمش کی جانب دیکھا جو مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ہلکے پیلے رنگ کے پرنٹڈ شلوار قمیض میں سادہ سی خوبصورت ۔۔ زاویار نے دوسرے ہاتھ سے بانہیں وسیع کرتے اسے پاس آنے کا اشارہ کیا تو زرمش اسی لمحے مخمل کی طرح دوڑتی اس کے سینے میں آسمائی۔ زاویار نے اس کے گرد بازو باندھا۔۔ زرمش سینے پر ٹھوڑی ٹکاتی زاویار کا چہرہ دیکھنے لگی جب زاویار نے بہت اچانک اس کی چمکتی پیشانی پر لب رکھے۔۔

زرمش گہرا مسکرائی۔

خیریت اتنا مسکرایا جارہا ہے،،؟ کیا حسین لگ رہا ہوں،،؟"

زاویار نے آنکھیں چھوٹی کیے شرارت سے پوچھا۔

"حسین لفظ بہت محدود سا ہے،، کچھ جذبات انسان الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا،، صرف محسوس کیے جاسکتے ہیں،،" زرمش کے الفاظ کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی خوبصورت تھے۔

"ڈیڈی نیچے اتاریں،،" محمل کے ٹانگ ہلانے پر زاویار نے اسے گود سے اتارا تو زرمش بھی محمل کے پیچھے جانے لگی پر زاویار نے اس کی کلائی پکڑلی۔۔

بہت بدلی بدلی لگ رہی ہو مسز،،؟ کچھ معصوم اور شرمیلی" سی،، وہ شیرنی سی وائلڈ کیٹ کہاں گئی،،؟ میں مس کررہا ہوں اسے،،" زرمش کی کمر کے گرد حصار کھینچتے محبت سے چور لہجے میں کہا۔

مجھے بھی یہ لگتا ہے میں بدل رہی ہوں،، اور جانتے ہیں یہ" بدلنا مجھے اچھا لگا رہا ہے،، خوشی ہو رہی ہے،، دنیا حسین لگ رہی ہے،،" زرمش نے صدقِ دل سے کہا۔

اور ایسا کیوں ہے ؟" زاویار نجانے کیا سننا چاہتا تھا۔"

کیونکہ،، میں نے زندگی کے بہت سال کاٹنے کے بعد یہ جانا"
ہے کہ خود مختاری یا بہادری سے کہیں زیادہ حسین احساس کوئی
،، ننھی چڑیا بن کر اپنے چڑے کی پناہوں میں رہنے کا ہے
انڈیپینڈنٹ ہونے سے زیادہ شوہر کی پشت پر چھپ کر زندگی
جینے میں الگ مزہ ہے،، میں سب سے چھپ جانا چاہتی ہوں
زاویار،، میں چاہتی ہوں مجھے صرف آپ دیکھیں اور میں صرف
آپ کو دیکھوں،، یہ دنیا بہت غلیظ ہے،، میں اس دنیا کو نہیں
دیکھنا چاہتی نا چاہتی ہوں یہ دنیا مجھے دیکھے،، کہ پہلے جیسی یہ
دنیا مجھ سے پیش آتی تھی میں بھی اس کے ساتھ اس سے

زیادہ برا پیش آتی تھی،، اب جب میری زندگی میں ایک خوبصورت موڑ آیا ہے تو کیا مجھے اب پرسکون رہنا چاہیے یا جاہل عورتوں کی طرح ہر وقت چیختے چلاتے رہنا چاہیے،، میں خوش اور پرسکون ہوں تو اب اپنے رویے سے یہی ظاہر کروں گی کہ فضول میں "،، چیخوں چلاؤں

وہ نم دیدہ لہجے میں مگر شرارت سے مسکرا کر بولی۔۔

تم محفوظ ہی ہو،،، میرے علاوہ کوئی تمہیں دیکھ بھی نہیں "

"،، سکتا،، جو دیکھے گا اس کی آنکھیں سلامت نہیں رہیں گی

زاویار نے اس کے رخسار کی پشت پر اپنے ہاتھ سے سہلایا تو زرمش مسکراتے چہرہ جھکا گئی۔

میری زندگی میں آپ کے اور محمل کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں"

ہے زاویار،، " وہ جیسے اس کی اہمیت جتا رہی تھی۔

نہیں،، ایک رشتہ ہے،، اور اس ایک رشتے سے کئی رشتے"

نکل آئیں گے،، تعجب کی بات ہے کہ تم نے یہ جاننے کے باجود کہ تمھاری ایک جڑواں بہن ہے اس کے بارے میں کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی،، " زاویار نے اینارہ کا سوچتے کہا۔۔ اینارہ اس کی سگی بہن تھی پھر اینارہ سے باران اور پھر باران

کے بچے اور بہن بھائی۔۔ زرمش کا بھی ایک خاندان نکلنے والا تھا۔

لیکن بابا نے مجھے بتایا تھا کہ وہ مر گئی ہے۔۔۔؟" زرمش" روبانسی ہوئی۔۔ "کیا وہ زندہ ہے۔۔"؟؟زرمش نے حیرت و تجسس سے پوچھا۔ زاویار نے چونکتے اس زرمش کو دیکھا۔ ابھی وقت نہیں آیا تھا حقیقت بتانے کا۔۔ زرمش کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے وہ زرمش کے کان کے قریب جھکا۔۔

نہیں اس کے علاوہ بھی ایک بہت بڑا خاندان ہے تمہارا جیسا"
کہ شایان پھر ارحا پھر جبرائیل پھر،،، " ابھی وہ مزید بولتا جب
زرمش نے زور سے مکا زاویار کے بازو پر جڑا۔۔
آہ،، دکھنے میں سوکھی ہو ورنہ اچھی خاصی جان ہے تمہارے'
مردانہ ہاتھوں میں،،، " زاویار نے مصنوعی بازو سہلاتے کہا۔
جب زرمش نے دوسرے بازو پر مکا مارا۔۔
مردانہ ہاتھ کس کو بولا،، " بھنویں بھینچتے زرمش نے بازو"
چڑھائی۔۔۔

اوئی میری ماں،، مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے،، زاویار نے" خالصتا نازک لڑکیوں کے انداز میں کہا تو زرمش نے زور دار قہقہ لگایا۔۔اور پھر ہنستی چلی گئی۔۔ ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں سے نمی چھلکنے لگی اور زاویار اسے یک ٹک دیکھے گیا۔ واقعی زرمش نے صحیح کہا تھا۔ بعض احساسات الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے وہ اس قدر خوبصورت ہوتے ہیں کہ انہیں صرف محسوس کیا جاسکتا ہے جیسے اس لمحے اسے زرمش کا ہنسنا لگ رہا تھا۔ اگر ہوتا اس کے پاس کوئی پیمانہ جس سے وہ اپنی بڑھتی محبت زرمش کے لیے ناپ سکتا تو ضرور نلپتا پر یہ جذبات کسی بھی

پیمانے سے بالاتر تھے۔۔ وہ بس اتنا جانتا تھا اس لڑکی کا ہنسنا اس کی خوشی اور رونا زاویار معراج خانزادہ کی تکلیف بن گئی تھی

۔

گھور کیوں رہے ہیں،، " ہوش میں آتی وہ زاویار کی مستقل" نظروں پر خود میں سمٹی ۔۔۔

شکر کررہا ہوں میرے دس بچے ابھی اس دنیا میں نہیں آئے" ورنہ تمہاری ہنسی سے ڈر کر بھاگ جاتے،، " وہ مزاق اڑاتا فورا اندر بھاگا تھا زرمش کو پہلے تو سمجھ نہ آیا لیکن سمجھ آتے ہی وہ چیختی زاویار کے پیچھے بھاگی ۔

****

زاویار فریش ہوکر روم سے باہر نکلا تو زرمش کو لاؤنج کے صوفے پر بیٹھے پایا۔۔

کھانا لگاؤ یار بھوک لگ رہی ہے،، وہ سفید کرتا شلوار میں ملبوس" تھا۔ آستین فولڈ کرتے وہ زرمش کے سامنے آیا۔۔

آج ہم باہر ڈنر کریں گے،،" زرمش نے چھوٹی سی ناک" پھلاتے کہا۔ زاوبار نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا پھر مسکرایا۔

"دو تین دن میں تنخواہ مل جائے گی پھر انشاء اللہ چلیں گے،،
ابھی مہینے کا آخر ہے ہاتھ تھوڑا تنگ ہے،،"اس نے اپنی
داڑھی کھروچتے مصنوعی افسوس سے کہا۔ زرمش جو اس کے اندر
بھاگ کر دروازہ لاکڈ کرنے پر غصہ تھی زاویار کی بات سنتے
ترچھی نظروں سے زاویار کو گھورا۔

"ٹھیک ہے،، میرے پاس پیسے ہیں،،، پھر میں اور محمل
جارہے ہیں،،" زرمش گردن اکڑا کر کھڑی ہوئی تو زاویار کے
راستے میں حائل ہوا۔

اور آپ کے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے،، زاویار نے کلائی"
پکڑتے اس من موہنے چہرے کو قریب کیا۔
اپنے کنجوس شوہر کی جیب سے چرائے تھے،، "ایک آنکھ"
دباتی وہ زاویار کو ہنسنے پر مجبور کرگئی۔
ہمم،، اس چوری کی سزا سود سمیت آپ کا شوہر آپ کو آج"
رات دے گا،، " کان کے پیچھے بال اڑستے وہ معنی خیز لہجے میں
بولا تو زرمش نے ہاتھ کا مکا بنا کر زاویار کے سینے پر مارا۔۔
ڈیڈی،، محمل ریڈی ہے،، "پیچھے محمل کی آواز سنتے وہ دونوں"
دور ہوئے۔۔ زاویار نے محمل کو گود میں اٹھایا اور زرمش کو بھی

ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔۔ ایک لمبی اور مزیدار ڈرائیو کے بعد وہ لوگ ایک فیملی ریستوران میں موجود تھے۔۔ درمیانی ٹیبل سنبھالتے زاویار نے مینیو کارڈ زرمش کے سامنے کیا تو زرمش کنفیوز اور نروس ہوتی مینیو کارڈ کو اٹ پلٹ کرنے لگی۔۔ زاویار نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔

زاویار یہ کیا چیز ہے،، "نام کچھ عجیب تھا زرمش نے آگے" جھکتے رازداری سے پوچھا۔

یہ کریب ہے،، "زاویار نے بھی اسی طرح رازداری سے جواب" دیا۔۔ محمل انہیں دیکھتی منہ پر ہاتھ رکھتی ہنسنے لگی۔

چھپیی،، اس کو چھوڑیں یہ کیا ہے،، " اب وہ دوسری چیز کی "
طرف اشارہ کررہی تھی ۔ زاویار نے بامشکل اپنا قہقہ ضبط کرتے
اس ڈش کے نام کو دیکھا۔۔

میری جان آپ سی فوڈ کا مینیو کھول کر بیٹھی ہیں اگر میں "
نام بتاتا رہا تو آپ بھاگ جائیں گی،، " زاویار کی بات پر لب
بھینچتے زرمش نے مینیو کارڈ کو دوسرا حصہ کھولا۔

اتنی پریشان کیوں ہورہی ہو،، تم مجھے کھالو یار،، ٹرسٹ می ان "
سب سے زیادہ ٹیسٹی ہوں،، " مینیو کارڈ کی طرف اشارہ کرتے
وہ جس قدر دلکشی سے بولا کہ بے اختیار زرمش کھلکھلائی۔

مجھے یہ کھانا ہے،، یہ نام اچھا ہے،،؟" زرمش نے ایک "
جائنیز ڈش کے نام پر ہاتھ رکھتے حتمی کہا زاویار نے اس ڈش کا
نام دیکھا پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔
چکن تکہ ودھ ایکسٹرا اسپائس , ون پزا , چکن فرائڈ رائس ودھ"
منچورین اور یہ،،" آخر میں زاویار نے مسکراتے زرمش کی بتائی
ڈش پر ہاتھ رکھا۔ ویٹر آرڈر لے کر چلا گیا۔۔ زرمش زاویار کو
دیکھنے لگی۔ اس نے وہی سب چیزیں آرڈر کی تھیں جو لاسٹ
نائٹ زرمش نے اسے بتائی تھی۔ جس میں پزا اضافی تھا کیونکہ
وہ محمل کی پسند تھی۔

کچھ دیر وہ باتیں کرتے رہے۔ اس دوران محمل کی باتوں پر مسکراتے رہے وہ تینوں ایک مکمل فیملی کپل لگ رہے تھے۔۔ جب کہ دو ٹیبل چھوڑ کر آگ اگلتی آنکھیں انہیں پر تھیں۔

تم کھا کیوں نہیں رہی صیب،،! " ایک 40 سالہ ویل ڈریسڈ" آدمی نے صبرینہ کے آگے چٹکی بجائی تو وہ ضبط سے آنکھیں پھیر گئی۔۔ وہ باسل کے ساتھ یو ایس میں تھی جب ایک پارٹی میں اس کی ملاقات بنسن (کسی دوسری کمپنی کا ڈائریکٹر) سے ہوئی۔۔ وہ چند دن اس کی گرلفرینڈ رہی اور باسل کو چھوڑ دیا کہ مزید باسل کا ظلم برداشت سے باہر تھا۔ بنسن سے شادی کا

ارادہ تھا لیکن اسی دوران اس کی پاکستانی سیون اسٹار کمپنی کے سی ای ہو بہرام ملک سے ملاقات ہوئی وہ پہلی نظر میں اس پر فریفتہ ہوا تھا اور ڈائریکٹ شادی کی پیشکش کی تھی ۔ یہ صبرینہ کے لیے گولڈن آفر تھی کیونکہ جس شخص نے پیشکش کی تھی وہ زاویار سے دولت میں شانہ بشانہ تھا۔

پر اب اس کے ساتھ ڈنر کے دوران وہ زاویار کو ایک بچی اور لڑکی کے ساتھ دیکھتی پریشان ہوئی تھی۔۔ بچی کو وہ پہچان گئی تھی کہ وہ محمل ہے پر وہ لڑکی؟۔ ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا تو وہ بلا کی حسین معلوم ہوئی۔ وہ بار بار بلش کر رہی تھی اور زاویار

کا مسکرا مسکرا کر اسے محبت سے دیکھنا بہت کچھ بیان کررہا تھا۔ پہلی بار زاویار کو دیکھتے اسے اپنے شدید قسم کے نقصان کا اندازہ ہوا تھا۔ یقیناً وہ اپنا بہت بڑا نقصان کرچکی تھی۔ اور زاویار تو اس سے محبت کرتا تھا کیسے اسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت کی طرف متوجہ ہوسکتا تھا۔۔

ایک منٹ بہرام،، آئی ول بی بیک،،"وہ مسکرا کر کہتی اپنی" جگہ سے کھڑی ہوئی اور زاویار کی جانب قدم بڑھا دیے۔۔۔

جی۔۔؟ ہم دوسرے ویٹر کو آرڈر دے چکے ہیں،،" صبرینہ" اچانک ان کی ٹیبل پر آکر کھڑی ہوئی تھی ۔۔ اس کی نظریں

مستقل زاویار پر تھیں -- زاوبار نے چونک کر اسے دیکھا تھا پر نظروں میں محبت نفرت حقارت کسی طرح کا جذبہ نہیں تھا۔ کسی انجان لڑکی کا یوں ٹیبل پر آنا پھر زاویار کو دیکھنا زرمش کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا جبھی جلتے بھنتے کہا۔

ہاں ہم آرڈر دے چکے ہیں،، " محمل نے بھی تائید کی تو صبرینہ " نے نظر پھیر کر محمل کو دیکھا۔ آنکھیں اچانک یکدم نم ہونے لگیں۔ نگاہ بھٹک کر زرمش پر گئی تو خون کھولنے لگا-- یہ حسین فیملی تو اس کی تھی جس پر یہ لڑکی حق جمانے بیٹھی تھی۔

میں کوئی ویٹرس نہیں ہوں۔۔" نفرت سے زرمش کو دیکھتے"

دانت پیستے جواب دیا۔

آپ کے کپڑوں سے۔۔" زرمش بول ہی رہی تھی جب صبرینہ"

دھیمی لہجے میں غرائی۔۔

جسٹ شٹ یور ماؤتھ۔۔" انگلی اٹھاتے وہ اس انداز میں بولی"

جیسے ابھی زرمش کو مار دے گی۔ جب زاویار اپنی کرسی سے کھڑا

ہوا۔ اور زرمش اور محمل کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

سر اینی پرابلم۔۔" انہیں اٹھتے دیکھ مینیجر فورا ان کے پاس آیا۔"

صبرینہ زاویار کے اچانک اٹھنے پر خود بھی الجھی۔۔

کسی کو اچھے سے سرو کرنے پہلے آپ کو اپنے ہوٹل کا" انوائرمنٹ صحیح کرنے کی ضرورت ہے،، کوئی بھی تھرڈ کلاس تھرڈ پرسن آکر آپ کی فیملی کو ڈسٹرب کردیتا ہے جیسے یہ لیڈی،،، " زاویار کے کہنے پر مینیجر شرمندہ ہوتے صبرینہ کو دیکھنے لگا جو یک ٹک نم آنکھوں سے زاویار کو دیکھ رہی تھی۔

ریئلی ریئلی سوری سر،، پلیز ٹیک آ سیٹ،،اب کوئی اشیو" نہیں ہوگا میم آپ پلیز یہاں سے جائیں دوسروں کو ڈسٹرب مت کریں،، " مینیجر نے زاویار کی خوش آمد کرتے صبرینہ کو جانے کا کہا۔۔ صبرینہ اثبات میں سر ہلاتی پلٹی اور ہوٹل سے

نکلتی چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد مینیجر نے پھر گزارش کرتے بیٹھنے کا کہا تو زاویار بیٹھ گیا۔

یہ لڑکی کون تھی زاویار،،" زرمش نے الجھن سے پوچھا۔"

میری ایکس وائف،،" زاویار کا لہجہ سادا تھا۔ وہ اب واپس" زرمش کو دیکھتے مسکرانے لگا تھا۔ زرمش نے گہری سانس لیتے زاویار کو گھورا۔

اگلی بار آپ کی آنکھوں پر پٹی باندھنی پڑے گی،،" کچھ دیر بعد" ڈنر سرو ہوا تو زاویار نے زرمش کی آرڈر کردا ڈش اس کے سامنے رکھی۔

یہ کیا ہے،،؟" سلاد کے ہرے ہرے پتے ۔ خوبصورت انداز" میں کاٹے گئے چکندر ۔۔ سرخ بینز ، بلیو انگور اور کچھ مزید سبزیاں دیکھ زرمش کا منہ بگڑا تھا۔

یہ وہی ہے جو آپ نے آرڈر کیا تھا،،" زاویار نے کندھے" اچکائے۔۔

یہ تو کچی سبزیاں ہیں،، میں بکری تو نہیں ہوں،، اور ایک" منٹ،،" زرمش نے کچھ سوچتے فورا مینیو کارڈ کھولا اور اس ڈش کی قیمت دیکھتے آنکھیں پھیلائے زاویار کو گھورا۔

یہ کچی سبزیاں ڈھائی ہزار کی ہیں؟ استغفر اللہ یہ سلاد میں سو" روپے میں تیار کر سکتی ہوں،، " زرمش کا صدمے سے برا حال تھا۔ زاویار صرف دلچسپی سے اس کی باتیں سنتا محمل کو پڑا سر و کررہا تھا۔ محمل بھی ہنستے ہوئے زرمش کو دیکھ رہی تھی ۔ اس کی ماں واقعی دلچسپ اور سادہ تھی۔

اچھا اب حیرت چھوڑا کھانا کھاؤ،، " زاویار نے تکے کا ایک ٹکڑا" توڑتے منہ میں ڈالا۔ زرمش نے ایک نظر تکے کو دیکھا پھر اپنی سامنے رکھی سلاد کو۔۔

مجھے یہ نہیں کھانا زاویار.. مجھے تکہ کھانا ہے.." وہ ڈش آگے" کھسکاتے منہ بسورتے کہا تو زاویار نے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے تکہ بوٹی کی ڈش اس کے سامنے کردی۔ وہ دونوں اب ایک ہی پلیٹ سے کھا رہے تھے۔۔ ایک بھرپور ڈنر کے اختتام کے بعد وہ گھر لوٹے۔۔ زاویار کے ارادے آج نیک بالکل نہیں تھے پر آج محمل ضد کر کے ان کے ساتھ ان کے درمیان سوئی تھی۔ زاویار بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے موبائل پر ای میلز چیک کررہا تھا۔۔ اور محمل زرمش کے سینے پر سر رکھے اس سے لپٹی سو رہی تھی۔ زرمش بھی گہری نیند میں تھی۔

موبائل پر کام فارغ کر کے زاویار بستر پر لیٹا اور تکیے پر کہنی ٹکاتے سر بلند کرتے زرمش کو دیکھنے لگا۔۔ سب کچھ سمجھ سے باہر تھا بس وہ اتنا جانتا تھا زرمش کا مقام اور اس کی محبت دن بدن اس کی روح میں شامل ہوتی جا رہی تھی۔ وہ اس کے لیے لازم ہوگئی تھی۔ وہ صرف شکل کی خوبصورت نہیں تھی۔ وہ کردار کی بھی حسین تھی۔ اس کی خواہشات بھی حسین تھی اور انداز بھی حسین تھی۔

یا اللہ میں اس لڑکی سے بہت خوش ہوں،، میں اس سے" راضی ہوں،، مجھے جنت میں اپنی ہمسفر یہی چاہیے،،" زرمش کا ماتھا چومتے اس نے دل کی گہرائی سے دعا کی۔۔

اور پھر زرمش کا سر بلند کرتے نیچے سے تکیے سرکاتے اپنا بازو رکھ لیا۔ اور قریب ہوتی اس طرح زرمش کی کمر کے گرد بازو کا حصار کھینچا کہ زاویار اور زرمش کے درمیان محمل ایک خول میں سمٹ گئی۔ محمل کے سر کو چومتے وہ آنکھیں موند گیا۔۔

****

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ صرف ایک سرخ رنگ کا جلتا شعلہ دبک رہا تھا جب کمرے کا دروازہ کھلا۔ یوں لگا جیسے کسی نے اندھیرے غار سے پتھر سرکایا ہو۔ پھر کمرے کی لائٹس روشن ہوئی تو وہ آنکھیں میچ گئی۔۔

تم وہاں ریستوران سے بنا بتائے باہر نکل گئی۔۔ یہ غلط حرکت تھی صبرینہ۔۔" بہرام نے کمرے کا دروازہ بند کرتے کہا۔

کمرے میں سگریٹ کا دھواں بھرا ہوا تھا۔ صبرینہ نے ہاتھ میں پکڑی سگریٹ ایش ٹرے میں مسلی اور بیڈ پر سر گرا دیا۔ کئی آنسو آنکھوں سے نکلتے اس کے بالوں میں جذب ہوگئے۔ وہ اب

تک انہیں کپڑوں میں تھیں۔ لائٹ پنک کلر کی شرٹ اور جینز میں۔ جبکہ بہرام اپنی بلیک سلک کے گاؤن میں ملبوس تھا۔

مجھے وہاں گھٹن ہورہی تھی۔۔" اسکی آواز کرلائی ہوئی تھی۔۔"

زاویار خانزادہ کو دیکھ کر۔۔ ویسے تمہارا پچھتاوا بنتا تو ہے۔۔ ٹھیک" ٹھاک بندہ تھا۔۔"لیکن سچ کہتے ہیں کہ جب دل پر گمراہی کی مہر لگ جائے اور انسان شیطان کے بہکاوے میں آجائے تو انسان سونا ٹھکرا کر زنگ آلود گلے سڑے پیتل سے اپنا دامن بھر لیتا ہے۔۔۔ بہرام نے گویا جلتی پر تیل ڈالا۔۔

میں اسے دیکھ کر تکلیف میں نہیں ہوں،، مجھے فرق نہیں"

"،، پڑتا وہ کس کے ساتھ ہو،، مجھے صرف اپنی بیٹی یاد آرہی ہے

وہ تڑپ اٹھی تھی۔ جب بہرام اس کے سر کے قریب بیٹھا اور

صبرینہ کی گردن پر اپنا ہاتھ پھیرا۔۔

صبرینہ کو اچانک خود سے گھن آئی۔ وہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹی۔

صبرینہ اب تم اوور ری ایکٹ کررہی ہو،، مجھے نہیں لگتا کہ"

تمہیں کسی کی بھی وجہ سے ہمارے یہ مومنٹس خراب کرنے

چاہیں،،" صبرینہ کا ہاتھ کھینچتے وہ اسے قریب کرچکا تھا۔ صبرینہ

نے اسے خود سے دور کیا۔

نہیں بہرام،، میں اب ٹشو پیپر نہیں بن سکتی،، تمہیں مجھ"
سے نکاح کرنا ہے یا نہیں،،" وہ چیخ اٹھی تو بہرام نے ناگواریت
سے اسے دیکھا۔
میں نے تمہیں شادی کی ہی پیشکش کی تھی،، کچھ ڈیلز"
"،،ہوجائیں پھر نکاح کرلیں گے،، تمہیں اتنی جلدی کیا ہے
بہرام نے اس کے دوبارہ قریب ہونا چاہا پر صبرینہ پیچھے ہوگئی۔
نو،، مجھے جلدی ہے،، جب تک مجھ سے نکاح نہ ہو میرے"
قریب مت آنا،،"وہ فیصلہ کن لہجے میں بولی۔۔

اتنی راتیں میرے ساتھ گزارنے سے پہلے نکاح کا خیال"
نہیں آیا..؟ یا بینسن اور باسل کے ساتھ ان کے بستر پر جاتے
خیال نہیں آیا؟ جبکہ وہ تو تمہیں ایز آنشو پیپر ہی یوز کر رہے
تھے.. اور میں جب کہہ رہا ہوں میں نکاح کروں گا تو نخرے
کر رہی ہو.." بہرام کا لہجہ اچانک حقیر ہوا تھا۔ صبرینہ زمین پر
بیٹھتی گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی۔۔

بہرام نے چند لمحے اسے روتے دیکھا پھر کمرے سے نکل گیا۔

زاویار.." وہ سسکتے سسکتے اسے پکار رہی تھی۔ وہ جو اپنے"
پنجرے سے اڑنے نکلی تو احساس ہوا کہ وہ تو کبھی قید تھی ہی

نہیں۔۔وہ تو ایک محفوظ دائرہ تھا جو اس نے چھوڑ دیا تھا اور پھر واپس وہی دائرہ بنانے میں بہت سی چیلیں اسے نوچ چکی تھی۔

مجھے واپس۔۔ اپنا لو۔۔" وہ فریاد کررہی تھی۔"

وہ سمجھتی تھی زاویار اس کے عشق میں اب تک مبتلا ہے۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ چاہ کر بھی زاویار کی جانب جھکی نہیں تھی کہ وہ خود دوبارہ اسے اپروچ کرے گا۔۔ لیکن آج اس کے ساتھ کسی اور کو دیکھ سب ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔ وہ تمام رات سسکیوں اور خسارے پر ماتم میں گزری۔۔۔

****

اگلی صبح ملازمہ کے دروازے پر دستک دینے سے اس کی آنکھ کھلی۔۔ رات وہ فرش پر ہی سوئی تھی ۔ جب اٹھی تو ہاتھ میں اکڑ پن محسوس کرتے تکلیف سے کراہی۔ زیادہ سگریٹ نوشی کے باعث سر گھوم رہا تھا۔

،، میم بہرام سر کہہ رہے ہیں،، کچھ دیر میں قاضی آجائے گا" آپ نکاح کے لیے تیار ہوجائیں،،" ملازمہ نے کہا تو وہ خالی دماغی سے اثبات میں سرہلاتے کھڑے ہوئی۔ قدم لے اختیار لڑکھڑائے۔۔ اب جب نکاح ہو رہا تھا تو وہ خوش نہیں تھی۔ پر

یہ نکاح ضروری تھا۔ اگر اسے واپس زاویار خانزادہ کے نکاح میں جانا تھا تو حلالہ ضروری تھا۔۔

میں تمہیں واپس پالوں گی زاویار،، میرے پاس اب بھی ایک" ہتھیار موجود ہے تمہاری اور میری محبت کی نشانی محمل،،" وہ نم لہجے میں کہتی مسکرائی۔۔

تم صبرینہ کو شاید قبول نہ کرو پر تمہیں محمل کی ماں کو قبول" کرنا پڑے گا، ورنہ میں تم سے محمل کو چھین لوں گی،،" وہ نفرت سے گویا ہوئی۔۔ پھر فریش ہونے کے لیے واشروم چلی گئی۔۔ کچھ دیر بعد وہ نکاح کے لیے تیار تھی۔

کچھ دیر میں اس کا نکاح بہرام سے ہوگیا۔ وہ خوش تھی۔۔ بس ایک بار وہ زاویار کو رضامند کرلیتی پھر وہ بہرام سے طلاق لے لیتی۔۔ وہ مسکراتے بیڈ پر بیٹھی تھی جب بہرام کمرے میں داخل ہوا۔

اب خوش ہو۔۔؟" بہرام کے سوال پر وہ دلکشی سے مسکراتے" بہرام کے مقابل آئی۔

بہت زیادہ۔۔" انتہائی مسرت سے کہا۔۔"

تمہارے کردار کو فراموش کرکے تم سے نکاح کیا ہے میں" نے۔۔ آنکھوں دیکھی مکھی نگلی ہے اس سے تم میری محبت کا

اندازہ لگا سکتی ہو۔۔" صبرینہ کے بال کان کے پیچھے کرتے محبت کا یقین دلایا۔ پر الفاظ اس قدر کڑوے تھے کہ اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔ "یاد رکھنا صبرینہ میں زاویار خانزادہ نہیں ہوں۔۔ اگر پھر سے تمھارے کردار میں کوئی جھول پایا یا مجھ سے ۔۔دغا بازی کی کوشش بھی کی تو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا تمھاری لاش کے اتنے ٹکڑے کروں گا کہ کسی فرشتے کو بھی پتہ نہیں چلے گا کہ صبرینہ نام کی عورت کو آخر زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔۔۔" بالوں کو مٹھی میں جکڑتے وہ سختی سے بولا تو صبرینہ آنکھیں میچ گئی۔

بہرام مجھے درد ہو رہا ہے،، " صبرینہ نے کراہتے کہا۔۔"

کچھ درد بھی باعثِ لذت ہوتے ہیں،، خیر،، میں آج خوش"

ہوں،، بتاؤ منہ دکھائی میں کیا چاہیے،،؟" بہرام نے بالوں کو

نرمی سے سہلاتے صبرینہ کے رخسار کو ہاتھ سے مسلا۔۔

سوچ لیں،، جو میں مانگوں گی دیں گے،؟" بہرام کے سینے پر"

ہاتھ پھیرتی وہ ایک ادا سے بولی۔

وعدہ رہا،، جو تمہارے منہ سے نکلا وہ تمہارا،، " صبرینہ مسرت"

سے مسکرائی پھر بہرام کے گال پر لب رکھے۔ لب سرکتے بہرام

کی گردن تک گئے تو بہرام نے کمر سے تھامتے اسے مزید قریب کیا۔

سوچ لیں بہرام،، ہوسکتا ہے آپ کی استطاعت سے باہر ہو"

وہ چیز،،" وہ جیسے دھیرے دھیرے بہرام کو سلگا رہی تھی۔

بہرام نے خمار آلودہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

تم مانگو تو صحیح،،" وہ جیسے بضد ہوا۔۔"

مجھے میری بیٹی محمل چاہیے،،" بہرام جو صبرینہ کی گردن پر"

جھکنے لگا تھا چونک کے چہرہ پیچھے کیا اور صبرینہ کو دیکھا۔۔

کہا تھا نہ نہیں دے سکتے،، " بہرام کو چپ دیکھ صبرینہ نے "
نروٹھے پن سے کہا۔ اب بہرام کی دھمکی سن زاویار کا خیال تو
مدھم پڑنے لگا مگر اس کا جینا تو حرام کیا جا سکتا تھا۔ اس کا
سکون تو غارت کیا جا سکتا تھا۔۔ وہ سچ مچ ایک گمراہی میں ڈوبی
سر کچلی ناگن تھی۔۔

مل جائے گی،، " بہرام نے یقین سے کہتے صبرینہ کو اپنی "
آغوش میں لے لیا۔ اسے اب بہرام کا چھونا بھی گھناؤنا لگ رہا
تھا جب وہ اس کے نکاح میں تھی کیونکہ دل میں خیال پھر
بھی زاویار کا ہی تھا۔۔ کیونکہ

اس کا اصل یہی تھا۔

****

جاری ہے--

Second last part 1

وہ لوگ دلشیر مینشن چلے آئے تھے۔۔ پورا ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔۔ ریم ان دنوں نعمان علی کے پاس رہنے گئی تھی۔ چار دن رہنے کے بعد سبحان اسے واپس لینے گیا تھا۔۔ نعمان علی اب اس سے نارملی بات کرتا تھا۔۔ مگر نعمان علی کی بیٹی نے اس سے بات کرنا پوری طرح بند کر رکھا تھا۔۔ اسی لئے راستے بھر خاموشی چھائی رہی۔۔ وہ ریم کو گھر چھوڑ کر باہر گیا تو رات کو لیٹ واپسی ہوئی تھی۔۔ اسے ڈائننگ ٹیبل پر باران، لینارہ اور ایلف ہی نظر آئے جبکہ وہ کہیں نہیں تھی۔۔ اس کے پوچھنے

سے پہلے ایلف نے مطلع کر دیا کہ ریم کے سر میں درد ہے تو وہ میڈیسن لے کر سوئی ہے۔۔ اسی لئے کسی نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا۔۔ برسوں بعد دلشیر مینشن میں خوشگوار ماحول میں سب نے مل کر ڈنر کیا تھا۔۔ وہ باران کے پہلو میں ہی بیٹھا رہا اسی لئے باران بہت زیادہ خوش نظر آ رہا تھا۔۔ اینارہ بار بار آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کے مسکراتے چہرے کی نظر اتارتی رہی۔۔ ڈنر کے بعد کافی کا دور چلا اور پھر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔

وہ اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔ ایلف نے ریم کا تمام سامان یہاں اچھے سے سیٹ کروا دیا تھا۔۔ ایحان نے خود کو مصروف کرنے کی کوشش کی پھر اس کے بعد سونے کی بھی کوشش کی۔۔ پتا نہیں کس قسم کی بے چینی تھی جو جان کا آزار سی بن گئی تھی۔۔ بار بار اس دشمن جاں کا خیال دل میں آتے اسے بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپا رہا تھا۔۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔ پورا کمرا سائیں سائیں کر رہا تھا اور بستر پر کانٹے سے اگ آئے تھے۔۔ آخر وہ جھنجھلا کر اٹھا اور کمرے سے باہر نکل کر ایلف کے کمرے تک آ کر قدم رکے۔۔ اس

نے دروازے پر دستک دی تو ایلف باہر آئی اور اسے دیکھ کر معنی خیز سا مسکرائی۔۔

"کک۔۔کیا بات ہے آپ کک۔۔کیوں آدھی ر۔۔رات کو

بب۔۔ بھٹک رہے ہیں۔۔ ایلف نے اسے چھیڑا۔۔

"ریم اٹھی۔۔؟؟ کہاں ہے۔۔؟؟۔۔ کھانا وغیرہ کھایا۔۔ ریحان نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے تو ایلف کو سنجیدہ ہونا پڑا۔۔

"ڈ۔ڈنر۔ کر لیا تھا۔۔پپ۔پھر لیٹ گئی ہے۔۔ یو نن۔۔نیڈ ٹو گیو ہر س۔ سم سپیس۔۔۔ سب ٹ۔ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ ایلف نے

اسے سمجھانا چاہا۔۔ایحان کے بے تاثر چہرے سے اسے کچھ پتا نا چلا۔ وہ سر ہلا کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔۔ لیکن کمرے میں آتے ساتھ ہی اس نے پورے کمرے کا حشر بگاڑ دیا تھا۔۔ گئے رات سگریٹ پھونکتے گزری۔ اور پھر آخر کار نیند آ ہی گئی۔۔ صبح پھر جلد ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔ وہ فریش ہو کر بریک فاسٹ کے لیے نیچے گیا۔۔ تب بھی وہ کہیں نہیں تھی۔۔ اور اب ایحان کا پارہ بری طرح سے ہائی ہونے لگا تھا۔۔ وہ یونہی بے دلی سے تھوڑا سا ناشتہ کر کے کمرے میں چلا آیا۔۔ دروازے سے اندر داخل ہوا تو اگلا منظر دیکھ آنکھوں میں

مخصوص چمک سی ابھری۔۔ کہ وہ سامنے ہی گیلے بالوں سمیت ڈریسنگ میں منہ دیئے کھڑی کچھ تلاش کر رہی تھی۔۔ آہٹ پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔ دونوں کی نگاہوں کا بھرپور تصادم ہوا۔۔ وہ آہستگی سے چل کر اس کی پشت کے قریب آیا۔ اس کے اٹھتے ہر قدم پر ریم کو اپنی سانسیں تنگ ہوتی محسوس ہوئیں مگر وہ پھر اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گئی مگر ہاتھوں کی لرزش نے بے پروائی کا سارا بھانڈا پھوڑ دیا۔۔

کیسی طبعیت ہے تمھاری... اپنی پشت پر بہت قریب سے ریم" کو گھمبیر آواز سنائی دی تو اپنی پچھلی گردن پر اس کی گرم سانسوں کی تپش محسوس کر اس کا سانس سینے میں اٹکا۔۔ ٹھیک ہوں.. ریم نے دھیمے سے مختصر جواب دیا۔۔ وہ اپنا" ڈریس لے چکی۔ مگر اب مصیبت یہ تھی کہ وہ اس کے پیچھے بیت قریب کھڑا تھا وہ مڑتی تو اس کے کشادہ سینے سے ٹکرا جاتی۔۔

..رات اپنے روم میں کیوں نہیں آئیں تم.. میں ویٹ کرتا رہا" لہجہ شکوے سے بھرپور تھا۔۔ ایحان نے ایک قدم مزید قریب ہو

کر اس کے اور اپنے بیچ کا وہ گز بھر کا فاصلہ بھی سمیٹ دیا۔ اسے دیکھ کر سکون محسوس ہوا تھا۔ اور اب اس لمبے گھنے سیاہ نم بالوں سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو سے روح معطر ہو رہی تھی۔ دوپٹہ کندھوں پر پھیلا ہوا تھا۔۔ ریم کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

میرے خیال میں تو ہمارے بیچ ایسا کوئی مان بھرا تعلق موجود" نہیں کک۔۔کہ۔۔۔ ریم کی بات اُدھوری رہ گئی تھی۔۔ سانس ساکت ہو گیا۔۔ جب اس کا کسرتی بازو سانپ کی مانند اسے اپنے پیٹ کے گرد لپٹتا محسوس ہوا۔۔

ہمارے بیچ دنیا کا خوبصورت اور مضبوط ترین تعلق قائم ہوا ہے"
جانم.. جس کی نزاکت کا ابھی تمھیں احساس تک نہیں.. جس
دن یہ احساس میں نے تمھیں دلایا اس دن مجھے اپنے جسم و
روح میں اترا پاؤ گی.. تب تمھاری اس نازک جان کو اس قدر بے
بس کر دوں گا کہ چاہ کر بھی اپنے اندر سے میری قربت اور
نزدیکی کا وہ احساس مٹا نہیں پاؤ گی... آنکھیں موند کر جزب اور
مدہوشی بھرے عالم میں کہتے اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں
بساتے ایحان نے اس کی کان کی سرخ ہوئی لو کو اپنے لبوں
میں دبایا تھا۔۔ جبکہ وہ اس کی بے باک جسارتوں اور گستاخ

الفاظ پر لہو چھلکاتی چہرہ لیے محض اس کی بانہوں میں مچل کر رہ گئی کہ اس کا یہ پرتپش لمس اور حدت بھری قربت جان لیوا تھی۔۔

دور رہ کر بات کریں۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔ یونیورسٹی کے لیے تیار" ہونا ہے۔۔ وہ پھنکار کر کہتی اس کی پناہوں سے مچل کر نکلی تھی۔۔ ایحان نے دانتوں تلے لب دبایا۔۔ کہ محض اس کی اتنی سی شرارت سے مقابل کی غیر ہوئی حالت وہ اچھے سے دیکھ سکتا تھا۔ ایحان کی زرا قربت کے رنگ اس کے چہرے سے چھلک رہے تھے۔۔ ایحان کو یہ نظارہ دنیا کا خوبصورت ترین نظارا

لگا۔۔ باقی کا تنگ کرنا کرانا رات کے لئے اٹھا رکھتے شرافت کا مظاہرہ کرتے بیڈ پر جا بیٹھا۔۔ وہ اپنا ڈریس لے کر ڈریسنگ میں گئی اور کچھ ہی دیر بعد ڈارک براؤن عبایا اور سکارف سے حجاب کیے باہر آئی تھی۔۔ ایحان بھی تیار تھا۔۔ وہ مسکراہٹ دباتا بغیر مزید کوئی شرارت کیے اسے کئے یونیورسٹی کے لیے نکلا تھا کہ اب وہ سامنے تھی تو وہ کافی سکون میں تھا۔۔

****

وہ ریم کو اس کے ڈیپارٹمنٹ میں چھوڑنے آیا تھا۔۔ ایحان دلشیر کے پہلو میں ایک عبایا اور حجاب میں موجود نازک کاجل بھری

آنکھوں والی سانولی لڑکی کو دیکھ کر سب حیران و پریشاں ہوئے تھے۔۔ یونیورسٹی میں یہ بات جنگل میں لگی آگ کی مانند پھیل گئی تھی کہ اب ایحان دلشیر کی بھی ایک عدد گرلفرینڈ ہے۔۔ ایحان اسے چھوڑ کر سب کی چہ مگوئیاں نظر انداز کیے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں چلا آیا تھا۔۔ انھیں پیپرز کا شیڈول دیا گیا تھا تو یونیورسٹی سے آف بھی دے دیا گیا تھا۔۔ ایحان ،زین اور ملحق یونیورسٹی میں موجود تھے جبکہ ضیاء ایحان کو فون کر کے اپنی ساری پرابلم بتا چکا تھا۔۔ ایحان نے اسے کہا تھا کہ وہ یہ سارا معاملہ سلجھانے کے لیے کسی حد تک بھی جائیں گے۔۔

اب یونیورسٹی رکنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا سو ملحق اور زین تو جا چکے تھے۔۔ وہ ریم کو لینے اس کے اپارٹمنٹ آیا تھا تبھی پتہ چلا وہ کچھ بکس اشو کروانے لائبریری گئی ہے تو وہ اس کے پیچھے لائبریری ہی چلا آیا۔۔ وہ یہاں آیا تو وہ بکس ہاتھوں میں تھامے لائبریری سے باہر ہی نکل رہی تھی۔۔

گھر چلیں،، یا کوئی اور بھی کام ہے،،، ایحان نے نرمی سے" کہتے اس کے ہاتھ سے بکس تھام لیں تھیں۔۔

نہیں،، چلیں،،، ریم نے کہا ابھی وہ باہر کی جانب مڑنے" ہی والے تھے کہ چند لڑکیوں کا گروپ ان کے سامنے آیا۔۔ جن

میں ایحان کے ڈیپارٹمنٹ کی امیر ترین ، طرح دار اور وہ لڑکیاں شامل تھیں جو پوری طرح ایحان میں دلچسپی لیتی تھیں۔ مگر کبھی ایحان نے انھیں لفٹ نہیں کروائی تھی۔۔ اور اب اس کے پہلو میں ایک عام سی معمولی لڑکی کو دیکھ ان کے دل میں درد تو اٹھنا ہی تھا۔۔ خاص کر ایلف جو کہ ہوم منسٹر کی بیٹی تھی جسے ایحان نے بہن کہا تھا تو وہ دوبارا اس سے نہیں الجھی تھی مگر اب یہ سب دیکھ وہ بری طرح تلملائی تھی۔۔ ایحان نے سنجیدگی سے سرد نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔۔ مگر وہ اب کی بار اس سے مرعوب ہر گز نا ہوئیں تھیں۔۔

جہاں تک میرے علم میں ہے تو یہ تو تمھارے ڈرائیور کی بیٹی"
ہے ناں ایحان دلشیر.. چچ..چچ.. اب ایحان دلشیر کا یہ معیار تو
ہے نہیں کہ وہ ایک ڈرائیور کی بیٹی کو منہ لگائے. تو تم بتاؤ
لڑکی کتنے پیسوں کے لیے پھانسا ہے ایحان دلشیر کو.. اچھا ایسا
کرو وہ بازاری ادائیں. نزاکت اور لچھے دار باتیں مجھے بھی سکھا دو
...جن سے بڑی آسانی ہینڈسم اور امیر لڑکے آسانی سے پھنس
بکواس بند کرو ایلف.. جسٹ شٹ یور ماؤتھ. ایحان غصیلی"
غراہٹ سے دھاڑا تھا.. جبکہ ایلف نے دلچسپی سے محظوظ
ہوتے اس لڑکی کا دھواں دھواں چہرہ دیکھا تھا..

تم کیوں اتنا بھڑک رہے ہو ایحان دلشیر میں تو اس لڑکی سے" پوچھ رہی تھی کہ یہ کیا لگتی ہے تمھاری،، ایلف نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔۔

یہ میری وا،، ایحان نے اسے منہ توڑ جواب دینا چاہا جب اس" سے پہلے ہی ریم کے چند الفاظ نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا یا پیروں تلے سے زمین کھینچی اسے پتہ نا چلا۔۔

رکھیل ہوں ان کی،، بس یا کچھ اور بھی سننا ہے ،،؟؟؟ ریم" بے بسی کے احساس سے پھنکار کر بولی تھی مگر پھر اگلے ہی لمحے اس کا دل دہل گیا۔۔ خوف سے وہ پوری طرح سفید پڑ گئی

تھی۔۔ جب سامنے والی کا گال تیزی سے نیلے ہوتے دیکھا۔۔ ایلف پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایحان دلشیر کا ہولناک وحشیانہ روپ دیکھے گئی۔۔

چٹاخ۔۔۔ تھپڑ کی آواز پورے گراؤنڈ میں گونجی تھی۔۔ وہ لاکھ" لڑکیوں سے دور بھاگتا یا رہتا تھا۔۔ لڑکیاں بھی اس کی غصیلی طبیعت کے باعث اس سے کوسوں دور رہتی تھیں مگر پہلے کبھی ایحان دلشیر نے لاکھ نفرت کے باوجود کسی لڑکی ذات پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔۔ سب بے یقین سے تھے۔۔ تبھی وہ بجلی کی سی تیزی سے ساتھ کھڑی تھر تھر کانپتی ریم کا بازو دبوچ کر

وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔ ریم کا دماغ تو جیسے خوف و دہشت کے باعث سن پڑ چکا تھا۔۔ وہ اسے لیے پارکنگ میں اپنی بی ایم ڈبلیو کے قریب آیا تھا جہاں اس وقت اتفاقاً کوئی موجود نہیں تھا۔۔ ایحان نے اسے یہاں لا کر ایک جھٹکے سے اپنے روبرو کیا تھا۔۔ اس کا لال بھبھوکا چہرہ، سرخ انگارا وحشت زدہ آنکھیں برف کی مانند سرد تاثرات سے ریم کا سانس اٹک گیا۔۔

ایحان۔۔۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔ لیکن اس کی بات بھی" مکمل نہیں ہو پائی۔۔

چٹاخ... زناٹے دار تھپڑ اس کا دماغ گھما گیا تھا۔ وہ اپنا توازن" برقرار نہیں رکھ پائی اور پیچھے کھڑی گاڑی سے ایک دھماکے کی آواز سے ٹکرائی تھی۔۔ ماتھا فرنٹ ڈور کی ونڈو سے ٹکرایا اور خون کی لکیر ماتھے کی دائیں جانب سے گال پر بہتی چلی گئی۔۔ ریم نے بے یقینی سے پھٹی آنکھوں سمیت گیلی گال پر ہاتھ رکھا۔۔ نازک جان کی برداشت بھی بس یہیں تک تھی کہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر زمین پر گرتی چلی گئی۔۔ وہ جو طیش و اشتعال سے پاگل ہو چکا بے یقینی سے اپنے ہاتھ کی جانب دیکھ رہا تھا اسے زمین پر گرتے دیکھ تڑپ کر اس کی جانب لپکا

اور زمین پر پوری طرح گرنے سے پہلے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔۔اس نے اس کا چہرہ اپنی جانب گھمایا۔۔ ریم کے ماتھے سے نکلتے خون اور گال پر چھپے اپنے ہاتھ کے نشان کو دیکھ اب سہی معنوں میں اس کے اوسان خطا ہوئے تھے۔۔

ریم۔۔ ویک اپ۔۔ آنکھیں کھولو پلیز۔۔۔۔ ایحان نے بے طرح" بے قرار ہوتے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔ پھر دیر کیے بغیر اسے گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بٹھایا۔۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر بہت تیزی سے گاڑی وہاں سے نکالی تھی۔۔

****

Visit For More Novels

اس کی سسکیاں ہاسپٹل کے پورے روم میں گونج رہی تھیں۔۔ وہ جب سے ہوش میں آئی تھی باپ کے سینے سے لگی بس روئے جا رہی تھی۔۔ ماتھے پر بینڈیج کر دی گئی تھی کہ معمولی سا زخم تھا۔۔ مگر گال پر پورے ہاتھ کے نشانات اب بھی باقی تھے۔۔ باران دلشیر کی ایک فون کال پر ریم کا ٹریٹمنٹ کیا گیا تھا نہیں تو بقول ڈاکٹرز کے یہ تشدد کیس تھا۔۔ باران دلشیر غصے سے مٹھیاں بھینچے وہیں کمرے میں کھڑکی کی پاس کھڑا خونخوار نگاہوں سے ایحان کو گھور رہا تھا۔۔ جو سامنے

دیوار سے مجرموں کی طرح ٹیک لگائے کھڑا بری طرح اپنے لب دانتوں تلے کچل رہا تھا۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری بچی پر ہاتھ اٹھانے کی ایحان" بابا.. میں غریب ضرور ہوں مگر اب ایسا بھی نہیں کہ آپ کچھ بھی کریں گے میری بچی کے ساتھ اور میں چپ رہوں گا.. کیا اسی لئے میں نے اسے آپ کو سونپا کہ آپ اس کے ساتھ یہ سلوک کریں.. اگر ایسا ہی کرنا ہے تو مجھے ابھی ہی بتا دیں .. میری بیٹی مجھ پر بوجھ ہر گز نہیں ہے.. آخر نعمان علی پھٹ

پڑا تھا۔۔ اس کی باتوں پر باران دلشیر طیش سے ایحان کی جانب بڑھا تھا۔۔

"ایحان،، مجھے ابھی اور اسی وقت وضاحت دو کہ تم نے گڑیا پر ہاتھ کیوں اٹھایا،، باران دلشیر نے پھنکار کر کہا تھا۔۔

"نعمان علی سے کہیں اپنی بیٹی سے پوچھیں کہ میں نے اس پر ہاتھ کیوں اٹھایا،، ایحان کا لہجہ دھیما مگر بے تاثر تھا۔۔ نعمان علی نے ایک غصیلی نظر ایحان پر ڈالی۔

"نہیں،، وہ نہیں تم بتاؤ گے کیا ہوا تھا،،؟؟ باران اب کی بار چلایا تھا۔۔

اس نے یونیورسٹی میں پورے ڈیپارٹمنٹ اور میرے سب"
دوستوں کے سامنے خود کو میری کیپ کہا.. کیپ..؟؟ سبحان
یہ باران کو بتا رہا تھا مگر نعمان علی کے گھیرے میں موجود ریم
باپ کے سامنے اس کی اس بات پر شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں
میں گری تھی.. تبھی دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا گئی..
جبکہ باران اور نعمان علی اس کی بات پر دم بخود سے ہوئے
تھے..

نعمان علی مجھے بتا دیں کہ اس بات پر میرا رد عمل کیا ہونا"
چاہیے تھا کیونکہ انھیں کی سرپرستی میں چار گواہوں کی موجودگی

میں پورے قانونی اور شرعی حیثیت سے نکاح کر کے ان کی بیٹی کو باعزت طریقے سے رخصت کیا تھا.. میرے دوستوں کے ..سامنے اس نے اس رشتے کو اور مجھے اپنے لئے گالی بنا دیا اس سب کے باوجود میرا ہاتھ اٹھانا غلط تھا جس کے لیے میں ریم کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے کو بھی تیار ہوں.. وہ یہ بول کر وہاں رکا نہیں تھا۔۔ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔ نعمان علی نے غصے سے ریم کا چہرہ سینے سے نکال کر اپنے روبرو کیا تھا۔۔

ریم،، میں نے تمھاری ایسی تربیت کب کی کہ تم اپنے شوہر" کے سامنے اپنی گفتگو میں ایسے غلیظ الفاظ ادا کرو... نعمان علی نے سرد سخت لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔۔ ریم نے روتے ہوئے چہرہ جھکا لیا۔۔ باران نے ایک سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی تھی۔ اور نعمان علی کی جانب مڑا۔۔

"،،نعمان علی، گڑیا اب دلشیر خاندان کی عزت اور غیرت ہے اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ دلشیر خاندان کی عزت کو یوں لوگوں کے سامنے اچھال کر خود کو اور ہمیں بے عزت کرے،،میرے ان الفاظ کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ میں

ریحان کے ہاتھ اٹھانے کو جسٹیفائی کر رہا ہوں،، اس نے غلط کیا،، اسے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا،،، وہ تم سے اور گڑیا سے معافی بھی مانگے گا،، اور اس بات کی گارنٹی میں تمھیں دیتا ہوں کہ آئندہ کہ بعد گڑیا کو کھروچ تک نہیں پہنچے گی،، میں وعدہ کرتا ہوں اب تمھیں شکایت کا موقع نہیں ملے گا،، لیکن ،،نعمان علی بچی کو بھی سمجھاؤ کہ اس رشتے کی نزاکت کو سمجھے تمام ناراضگی دور کرے اور ہنسی خوشی پرسکون زندگی کی نئی شروعات کرے،، کیونکہ ریحان بھی اب یہی چاہتا ہے،، باران دلشیر کے الفاظ سے اب نعمان علی کچھ پرسکون نظر آ رہا تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں باران نے ڈسچارج لے لیا تھا۔۔ باران آفس جا چکا تھا۔۔ ایحان اس کے انتظار میں وہیں تھا۔۔

بابا میں آپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں،،، ریم نعمان علی کے کان میں سمنائی تھی۔۔

بلکل نہیں،، ابھی رہ کر آئی ہو میرے پاس،، اب اپنے شوہر اور اپنے گھر گرہستی پر توجہ دو میری بچی،، اسی میں تمھاری اور تمھارے بابا کی خوشی اور بھلائی ہے،،، نعمان علی نے نرم سے لہجے میں اسے کہا تو وہ دل مسوس کر رہ گئی۔۔ ایک نظر ہی اس جن کے سنجیدہ چہرے کی جانب دیکھا تھا اس کے بعد یہ

توفیق نہیں کی۔۔ نعمان علی واپس چلا گیا اور وہ ایحان کے ساتھ گھر چلی آئی۔۔

****

وہ اس وقت سادہ سی سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس گیلا چہرہ تھپتھپاتی واش روم سے باہر نکلی تھی۔۔ مگر اگلے منظر سے اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔ وہ جس وقت واش روم گئی تھی تب وہ کمرے میں موجود نہیں تھا۔۔ مگر اب چہرے پر خطرناک قسم کی سنجیدگی سی طاری کیے بیڈ کی پائنتی پر بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔ ریم اسے نظر انداز کرتی ڈریسنگ ٹیبل

تک گئی تھی۔۔ مگر پھر اس کے اوسان خطا ہوئے تھے کہ پل بھر کا کھیل تھا ریحان نے اچانک اٹھ کر سگریٹ ایش ٹرے میں مسلی اس تک آ کر اس کا بازو دبوچا اور لا کر اسے بیڈ پر پٹخا تھا۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ،، وہ جو بستر پر اوندھے منہ گری تھی" سیدھی ہو کر چیخی مگر سامنے اسے انتہائی وحشت زدہ تاثرات چہرے پر سجائے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے دیکھ ریم دل و جاں سے لرز گئی تھی۔۔

ناحق الزام لگایا گیا ہے مجھ پر،، تمھیں جو خود کو کہا اس کے"
سہی معنی و مطالب سمجھانے لگا ہوں وہ سب سچ کر کے... لہجہ
پتھریلا اور ہر لفظ زہر میں بجھا تھا۔۔

ای... حان... ریم نے بے یقینی سے پھٹی نگاہوں سے اس"
ظالم شخص کو دیکھا جو شرٹ تن سے جدا کر کے خود سے دور
اچھال چکا تھا۔۔ وہ اس کی جانب بڑھا تھا جب ریم بجلی کی سی
تیزی سے بیڈ کی دوسری جانب سے بستر سے اتر کر کمرے کے
دروازے تک گئی اور دروازے کا لاک کھولنے کی کوشش
کی۔۔ وہ سنجیدگی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

تمھیں لگتا ہے تمھاری یہ فضول کی کوششیں اور یہ بے کار"
کا احتجاج مجھے میرے ارادوں سے باز رکھ سکتا ہے ریم ایحان
دلشیر... ایحان نے قریب آ کر اس کی کمر کے گرد ہاتھ حمائل
کرتے اسے دیوار سے پن کیا تھا۔۔ اور اس سے پہلے وہ چیختی یا
کچھ کہتی اس کے تمام الفاظ چرا لئے گئے تھے۔۔ ریم کو لگا آج
وہ اپنے اس وحشی روپ کے ساتھ اس کی جان لے لے گا۔۔
کہ اسے اپنے وجود بے جان ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ وہ آنکھیں
موندے اپنی مسمانی کرتا اس کے حواس مختل کرنے کو تھا۔۔
وہ لاکھ احتجاج کے باوجود محض اس کی بانہوں میں پھڑپھڑا کر رہ

گئی تھی۔۔ وہ پیچھے ہٹا تو ریم نے سسکتے ایک طویل ترین ہچکی بھری تھی۔۔

س۔۔۔ س۔۔ سوری۔۔۔ وہ کہتی ٹوٹتی بکھرتی سسک سسک کر رو" پڑی تھی۔۔ ایحان نے سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ اس کی اپنے کہے گئے سنگین ترین لفظ پر زرا سا پچھتاوا ایحان کا تمام غم و غصہ جھاگ کی طرح بٹھا گیا تھا۔۔

ایک شرط پر معاف کروں گا۔۔۔ ایحان نے نرمی سے اس کے" آنسو پونچھتے کہا تو ریم نے بھیگی آنکھوں سے اس بے مہر کو دیکھا۔۔ ایحان نے اپنا دایاں ہاتھ اس کے سامنے پھیلایا۔۔

"اس ہاتھ کو سزا دو، کوئی بھی چیز اٹھا کر اس پر دے مارو
اور توڑ دو اسے۔۔۔ اس کا کہنا تھا جب وہ زور زور سے نفی میں
سر ہلانے لگی تھی۔۔ مگر وہ اپنی بات پر ڈٹا رہا۔
"ریم، آج تمھاری جان تب ہی چھوٹے گی جب تم وہ کرو گی
جو میں کہہ رہا ہوں، اس نے پھر بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔۔
وہ جو اس سے پوری طرح تنگ آ چکی تھی آخر ہر طرح سے عاجز آ
کر جھکی اور پوری طاقت سے اس کے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑھ
دیئے۔۔ وہ یونہی پتھر بنا وہاں کھڑا رہا بلکہ اب لبوں پر ایک ہلکی
سی مسکراہٹ تھی۔۔ منہ میں خون کا ذائقہ گھلنے پر وہ جھٹپٹا

کر اس سے دور ہوئی تھی۔۔ مگر وہ ڈھیٹ بنا اس کے سامنے موجود تھا۔۔

زیادہ مزا نہیں آیا،، مگر ٹھیک ہے،، وہ کہتا ہلکا سا ریم کے" آگے جھکا تھا اور ہاتھ پر اس کے دانتوں کے نشانات پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔ ریم نے اپنے لب دانتوں تلے کچلے۔۔

ریم،، آئم سوری،، مجھے تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا،، پلیز" مجھے معاف کر دو،،، پل بھر میں وہ موم کی طرح پگھلتا اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر ملتجی لہجے میں بولا تھا۔۔

دد،،دور ہٹیں مجھ سے،، مجھے آرام کرنے دیں،،، اس کی جان" پوری طرح ہلا کر اب وہ کتنے اطمینان سے معافی مانگ رہا تھا۔ ریم کا دماغ پوری طرح گھوم چکا تھا۔۔ ایحان نے نرمی سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تو وہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی سخت غصے میں آکر بیڈ کے کونے پر نیم دراز ہوئی تھی۔۔ ایحان بھی بلیک ٹراؤزر اور بلیک سینڈو میں آکر اس کی پشت پر نیم دراز ہوا تھا۔۔ ایحان نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور اس کی خم دار پشت کو بغور دیکھا۔۔ کئی لمحے سبک روی سے خاموشی کی نظر ہوئے۔۔ وہ اس دشمنِ جاں کی جانب دیکھے گیا تھا۔۔

آدھی رات کا وقت، تنہائی، نیم ملگجا سا اندھیرا اور پہلو میں موجود من پسند وجود۔۔ ایحان کو لگا تھا کسی بھی وقت اس کے صبر واستقامت کا پیمانہ چھلک پڑے گا۔۔

ریم،، سناٹے کو چیرتی اس کی بھاری آواز بہت قریب سے " کمرے میں گونجی تھی۔۔ جواب نا ملنے پر وہ زرا سا اس کی جانب سرک آیا۔۔ "مجھے معلوم ہے ریم،، تم جاگ رہی ہو،، بات کرو مجھ سے،،، ایحان نے کچھ اس انداز سے کہا کہ ریم بری طرح تکیہ ہاتھوں میں دبوچتے اپنے لب کچل کر رہ گئی۔ کب سے کمر پر اس کی نگاہوں کی تپش نے اسے بے حال کر رکھا تھا اور

اب اس کا اسے اس طرح سے مخاطب کرنا ریم کو پھر سے پریشان کر رہا تھا۔۔

ریم۔۔ ایحان نے اسے پھر پکارا۔"

جج۔۔جی۔۔ اسے ناچار جواب دینا پڑا۔۔"

میں تمھاری کمر کو اپنے لبوں سے چھونا چاہتا ہوں۔۔ اطمینان" بھرے لہجے کی فرمائش پر ریم طیش و اشتعال سے اپنی آنکھیں بھینچ کر رہ گئی۔۔ بھلا اس بیہودہ بات کا وہ کیا جواب دیتی۔۔

ریم۔۔ ایک مرتبہ پھر پکارا گیا۔۔"

ہمم۔۔۔ حلق سے پھنس پھنس کر آواز نکلی۔۔"

میں تمھاری کمر کی چٹنی بنا دوں گا،، ایحان نے کہتے دانتوں" تلے لب دبایا۔۔ ادھر وہ جانتی تھی وہ اسے خواہ مخواہ زچ کر رہا ہے۔۔

خدا کے لیے سو جائیں،، مجھے نیند آ رہی ہے،، ایسی بیہودہ" باتیں،،، وہ جھٹپٹا کر بول رہی تھی مگر پھر الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب اس کا کسرتی بازو اور آہنی ہاتھ اپنے پہلو سے کسی سانپ کی طرح لپٹتا محسوس ہوا اور حدت بھرے نرم لمس نے پچھلی گردن جھلسائی۔۔ ریم خود میں سمٹی آہستگی سے لرز اٹھی تھی۔۔ مٹھیوں میں تکیہ دبوچے وہ آنکھیں زور سے بھینچ گئی۔۔

ریم.. اس کے بالوں میں منہ دیئے جزبات سے بوجھل بھکی" سی آواز تھی.. ایحان کا سارا وزن اس نازک جان پر تھا کہ وہ سانس تک نہیں لے پا رہی تھی.. ریم کو لگا ابھی اس کی جان نکل جائے گی.. کہ اس کی انگلیوں کی پوریں اسے اپنے شرٹ کے اندر پہلو میں سرکتی محسوس ہو رہی تھی..

ای... حان.. دد..دور.. ہٹیں... وہ بمشکل ہی بول پائی تھی.." ریم. تمام ناراضگی دور نہیں ہو سکتی... گھمبیر مدہوشی بھرا لہجہ" تھا.. اب کی بار اس نے اس کی گال پر اپنے لب گاڑھے تھے..

نن.. نہیں... بھیگی آواز میں ٹکا سا جواب دیا گیا۔۔ تب ایحان" نے بہت نرمی سے اسے پوری طرح اپنی گرفت میں جکڑتے اس کا رخ اپنی جانب گھمایا تھا۔۔ ایحان کا ایک بازو اس کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے ریم کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائیں تھیں۔۔ ریم کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اور پورا وجود ہلکے سے کپکپا رہا تھا۔ بھیگی سیاہ پلکیں اور لرزتے نیم وا لب۔ وہ زرا سی قربت پر اس کا یہ حال دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا۔۔

کیوں نہیں۔۔؟؟ ایحان نے اس کی چن پر لب رکھتے پوچھا"

تھا۔۔

آپ کی ایک شرط کی وجہ سے اپنی پہلی اور آخری محبت کھو" چکی ہوں میں۔۔ دوسری شرط کی وجہ سے اپنی عزت، مان اور اپنی ذات کا غرور نہیں کھو سکتی۔۔ اسی لئے دور ہٹیں مجھ سے۔۔۔ وہ پھٹ پڑی تھی۔۔ اسی لئے غرا کر بولی تھی۔۔ ایحان اس کی آنکھوں میں دیکھے گیا۔۔

اور اگر میں کہوں یہ کوئی شرط نہیں ہے تو۔۔۔ اس نے کہتے" اس کے کالر بون پر اپنے لب جمائے تھے۔۔

پھر میں کہوں گی مجھے آپ کی بات کا اعتبار نہیں،، وہ اس"
کے ہر بے باک لمس پر اذیت سے تڑپ اٹھی۔۔
کیوں اعتبار نہیں یار،،، سرگوشی نما آواز میں کہتا وہ اس کی"
کان کی نرم لو کو اپنے لبوں میں دبا گیا۔۔
اس لئے کہ کل آپ کہیں یہ نا کہہ دیں کہ میں نے آپ کو"
.....اپنی بازاری اداؤں یا جھوٹی باتوں میں پھانس کر بہکا
اششششش... اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب"
ایحان نے اس کے لبوں پر اپنا انگوٹھا بے دردی سے رب
کرتے اسے کوئی سنگین جملہ کہنے سے باز رکھا۔۔

ایسے الفاظ ادا نہیں کرتے،، وہ نرمی سے بولا تھا۔۔"

آپ کی وجہ سے مجھے ہر روز ایسے ہی جملے اور الفاظ سننے کو"
مل رہے ہیں ایحان دلشیر،،، وہ نفرت آمیز لہجے میں کہتی رو پڑی
تھی۔۔

فار گیٹ اٹ یار،، وہ کہتا نزدیکی بڑھاتا اس کے چہرے کا"
ایک ایک نقش اپنے لبوں سے چھونے لگا تھا۔۔ "اس وقت
سب کچھ بھول نہیں سکتیں،، اس کا لہجہ ملتجی تھا۔۔ اس کی
گرفت نرم تھی۔۔ تبھی ریم اپنی پوری کوشش کر کے بکھری سی
حالت میں اس کی پناہوں سے نکلی تھی۔۔ ایحان نے بری

طرح اپنے لب بھینچے۔۔ وہ اب تیزی سے اپنا دوپٹہ درست کر رہی تھی۔۔ ایحان نے لہو چھلکاتی نگاہوں سمیت اپنی مٹھیاں زور سے بھینچ لیں تھیں۔۔

جائیے یہاں سے،، دور رہیں مجھ سے،، کیونکہ میں نفرت کرتی" ہوں آپ سے ایحان دلشیر،،، وہ اب پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔

ایحان تیزی سے اٹھ کر واش روم میں بند ہوا تھا۔۔ اور پھر وہ بہت دیر تک شاور کے نیچے موجود خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتا رہا۔۔ دھتکارے جانے کی تکلیف اور اذیت روح کو

چھلنی کرنے والی تھی۔۔ دماغ پھر سے درد سے پھٹنے لگا تو اسے دماغی سکون کے لیے اپنی مخصوص میڈیسن کی اشد ضرورت محسوس ہوئی تھی وہ شاور لے کر ڈریسنگ میں گیا۔۔ ڈریس چینج کر کے وہ روم میں رکا نہیں تھا۔۔ اس کی جانب دیکھے بغیر پہلے روم سے اور پھر گھر سے ہی باہر نکل گیا۔۔

****

اوہ گاڈ اینارہ۔۔" ایلف حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جبکہ " اینارہ شرمندگی سے لب کچلتے کبھی ایلف کو دیکھتی تو کبھی چائے کپ میں نکالتی فرح کو۔۔ اینارہ سے شروعات میں دوستی

کا اسے یہ بڑا فائدہ ہوا تھا کہ اینارہ اب بھی اسے پہلے کی طرح عزت اور اہمیت دیتی تھی۔ ملازمت والی بات کہیں نہیں تھی۔

"۔۔اینارہ اگر تم ایسا کرو گی تو پھر باران سر بابر منہ ماریں گے"

اینارہ کی اس رات والی بات گوش و گزار کرنے سے ایلف اور فرح دونوں شاکڈ تھیں ۔

میں ڈر گئی تھی ناں۔۔" اینارہ روہانسی ہوئی۔"

شوہر کی محبت سے کون ڈرتا ہے ایناره،،،" فرح نے غصے"
سے کہا تو ایلف کی نظروں کا منظر اچانک تبدیل ہوا۔ وہ بھی تو
آرزک کی جنونی محبت سے یونہی خوفزدہ ہوئی تھی۔
میں آتی ہوں،،" مسکرا کر کہتی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ"
گئی کمرے میں قدم رکھتے آنکھ سے ایک آنسو پھسلا۔
باران تو کہہ رہا تھا وہ محبت کرتا ہے۔۔ آج خلع کے نوٹس بھیجے
اتنے دن ہوگئے تھے پر آرزک خانزادہ کو گویا اس نوٹس سے کوئی
فرق ہی نہیں پڑا تھا۔ باارن اس کا دل بہلانے کے لیے کہہ
رہا تھا کہ آرزک اس سے محبت کرتا ہے۔۔ آرزک محبت نہیں

کرتا تھا۔۔ دل می ٹھیس سے اٹھی تو وہ کمرہ اندر سے لاک کرتی بیڈ پر لیٹ گئی۔۔ آنکھیں موندتے اس ستمگر کو یاد کیا جو اسے بالکل بھول چکا تھا۔ محبت کے سبھی دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔

میں تمہیں ہرگز معاف نہیں کروں گی آرزک خانزادہ.. کبھی" نہیں.." وہ سسکی تھی۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں زہنی تھکن کے باعث نیند کی آغوش میں چلی گئی تھی ۔۔

بابر فرح اب ایمارہ کے سامنے صوفے پر بیٹھی ایمارہ کو غصے سے گھور رہی تھی۔

کیا کروں میں تمہارا بیوقوف لڑکی،، شوہر کو اگر یوں خود سے دور" کروگی تو مرد دوسری عورت میں سکون تلاش کریں گے،،" فرح نے عقل کی بات کی۔

تو میں کیا کروں،، ان کی بھی تو غلطی ہے،، وہ کیوں دور" ہوئے،،" ایمارہ نے آنسو پوچھتے غصے سے کہا۔ فرح تو سارا ملبہ اس پر ڈال رہی تھی۔

واہ،، کیا بات ہے ایمارہ سیانی،،اور اگر وہ تمھارے رونے کی" پرواہ نہیں کرتے تو ظالم کہلاتے،، تمہاری محبت میں تمہارا رونا دیکھ پیچھے ہوئے،، تمہیں تو ان کی قدر کرنی چاہیے،، وہ کیا

"..سوچتے ہوں گے کہ تمہیں ان کی قربت اچھی نہیں لگ رہی

فرح نے اسے دوسری جانب کے سیاہ پہلو سے ڈرایا۔

نن.. نہیں وہ ایسا نہیں سوچ سکتے.." اینار نے فورا اس کے"

خیال کی نفی کی۔

کیوں نہیں سوچ سکتے.. جب تم سوچ سکتی ہو کہ وہ تم سے"

دور ہوگئے تو وہ نہیں سوچ سکتے.. یہی وقت ہے اینارہ انھیں خود

"..سے قریب کرکے ایک گونٹھے سے باندھ دو. کہیں ایسا نہ ہو

فرح نے جان بوجھ کے کانوں کو ہاتھ لگاتے بات ادھوری

چھوڑی تو ایناره آنکھیں بڑی کیے فرح کو دیکھنے لگی ۔ پھر ایک دم گھٹنے کے بل فرح کے سامنے بیٹھی۔

میں کیا کروں فرح آپی،، مجھے بتائیں،،" وہ پریشان ہوئی تھی" بہت زیادہ۔ فرح نے سوچنے کے انداز میں چائے کا کپ اٹھا کے لبوں سے لگایا۔ اور پر سوچ انداز میں گردن ہلانے لگی۔ واہ رے فرح کے ششکے۔۔

ہمم،، میں کچھ سوچتی ہوں،، تم ایک کام کرو جب تک" کباب تل کے لاؤ،، میں زہن لڑاتی ہوں،،" فرح کے کہنے کی دیر تھی ایناره کھڑی ہوتی کچن تک گئی۔۔ فرح کچھ سوچتی

چائے کا کپ رکھتے وہاں سے باہر نکل گئی۔ سرونٹ کوارٹر میں گئی اور اپنا پرس ساتھ لائی کچھ ہی دیر میں ایناره کباب تل کے لے آئی۔۔ فرح کباب کھانے لگی اور ایناره منتظر سی اسے دیکھنے لگی جب فرح نے انگلی صاف کرتے بیگ میں سے ایک بلیک شاپر نکال کر ایناره کو دیا۔

ویسے تو یہ میں اپنے لیے لائی تھی،، پر کوئی نہیں تمہارے کام آجائے گی،،" فرح نے دل بڑا کرتے کہا۔

یہ کیا ہے،،؟" ایناره نے تھیلی کھولتے تجسس سے پوچھا۔"

ڈریس ہے،، " فرح نے شرماتے جواب دیا جب کہ اندر سے بر"
آمد ہونے والا ڈریس دیکھ ایناره کا منہ لال بھبھوکا ہوگیا۔ اس
نے ایک نظر ڈریس کو دیکھا پھر فرح کی صحت مند جسامت کو۔
ایسے کیا دیکھ رہی ہو،، " فرح نے اچانک دوپٹہ درست کرتے"
جھینپتے ہوئے پوچھا جب ایناره ایک دم سے ہنسی۔
آپ اپنے شوہر کے سامنے یہ کپڑے پہنتی ہیں،، " وہ اس"
چھوٹی سی منی فراک کو دیکھتے کہہ رہی تھی جو بمشکل تھائی تک
تھی۔ مکمل بیک لیس اور ڈیپ نیک۔۔

بے شرم لڑکی،، ہنس کیوں رہی ہو،، اپنے میاں کے سامنے" پھنستی ہوں کسی اور کے سامنے نہیں،، آخر کو شوہر کو رجھانے اور اپنی جانب راغب کیے رکھنے کو ہزار پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں ایک عورت کو،،" فرح نے فراک ہاتھ سے لیتے واپس تھیلی میں ڈالی۔ اور ایناره کے گود میں رکھی۔

اگر کوئی اور لڑکی اپنی جگہ نہیں دیکھنا چاہتی تو سیریس ہو جاؤ" ایناره،، باران سر بھٹک جائیں گے،،" فرح کو باران کا اب تک کی زندگی کا پچھلا روپ یاد آیا تو پریشانی سے کہا۔

میں یہ نہیں پہن سکتی،،" ایناره نے دامن بچایا۔"

مرضی ہے تمہاری،، لیکن اتنا یاد رکھنا کہ اب پہل ان کی"
جانب سے نہیں ہوگی کیونکہ روکا تم نے ہے،،" فرح بات مختصر
کرتی وہاں سے برتن اٹھاتی کچن میں چلی گئی۔۔ ایسارہ کافی دیر
وہیں بیٹھی رہی پھر اس تھیلی کو اٹھا کر کمرے میں چلی گئی۔
بے چینی سے کمرے میں ٹہلتے ایسارہ نے ڈیپ پرپل رنگ کی
اس منی فراک کو تھیلی سے نکال کر جائزہ لیا۔۔
ہمم،، کیا کروں،،" وہ کافی دیر تک سوچتی رہی پھر وہ فراک"
الماری میں رکھتی باہر بھاگی۔ شام کا وقت تھا فرح کھانا تیار کر
رہی تھیں جب ایسارہ نے کچن میں حاضری لگائی۔۔

میں وہ ڈریس پہن لوں گی،، آپ بتائیں مجھے کیا کیا کرنا"
ہے،،" فرح اس کی پھرتی پر مسکرائی۔۔ پھر ایمارہ کو ٹماٹر
کاٹنے کا اشارہ کیا۔ ایمارہ ٹماٹر کاٹنے لگی اور فرح اسے ساتھ
ساتھ سب سمجھانے لگی۔
دیکھو جو باتیں میں نے تمہیں سمجھائی ہیں،، وہ بظاہر تو مڈل"
کلاس عورتوں کی ہیں پر یہ باتیں مرد کے دل میں جگہ بنا لیتی
ہیں،،" بات مکمل کر کے فرح نے سمجھایا تو ایمارہ گہرا
مسکرائی۔۔ اتنے میں لاؤنج میں رکھا لینڈ لائن بجنے لگا۔۔ ایمارہ لینڈ
لائن کی طرف بڑھی اسے معلوم تھا زریمان کا فون ہوگا۔۔ زریمان

روز فون کرتی تھی۔ پر اب اسے زریمان سے کوفت ہونے لگی تھی۔ کیونکہ وہ باران کے متعلق نیگیٹو باتیں کرتی تھی۔ اور اس کی زندگی میں اینجل باری وہ واحد اس کا اینجل تھا جس کی وہ کبھی برائی نہیں سن سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اب وہ اکثر زریمان کی کال اوائیڈ کردیتی تھی۔۔ کچھ دیر زریمان سے بات کرنے کے بعد ہی وہ بیزار ہونے لگی تھی ۔۔ جلد کال کٹنے کی دعا کرنے لگی پر زریمان بار بار اس کے اور باران کے تعلق کے متعلق پوچھ رہی تھی۔۔

زریمان.. میں بعد میں بات کروں گی.. باران آگئے.." جان"
چھڑانے کے لیے ایناره نے بہانا گڑھا تو دوسری جانب زریمان
سر تا پیر سلگ اٹھی۔ یعنی وہ جھوٹ بول رہی تھی وہ معصوم چڑیا
کیا سمجھتی تھی کہ زریمان اتنی بے خبر ہے ؟؟ ہرگز نہیں۔۔
.. ٹھیک ہے.. میں آئندہ کبھی تم سے رابطہ نہیں کروں گی"
تم اپنے گھر میں خوش رہو.. سمجھو مر گئی تمہاری بہن.. جس
نے تمہیں کوٹھے جیسی جگہ پر سب سے چھپا کر رکھا.." اس
نے واپس سب سے کار آمد تیر استعمال کیا جو بالکل نشانے پر
لگا۔

زریمان پلیز ایسی باتیں مت کرو،، میں تم سے بہت محبت" کرتی ہوں،، " اینارہ اس کے نم لہجے پر شرمندہ ہوئی۔

ٹھیک ہے بعد میں بات ہوگی،، " کہتے ساتھ زریمان نے فون" کاٹ دیا جب کہ اینارہ افسوس اور ملال سے فون کو دیکھنے لگی۔ وہ بھلا کیسے اس کے احسان بھول سکتی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے میں آگئی۔۔

****

کمرے کو نئے سرے سے سیٹ کیا۔ نیو بیڈ شیٹ بچھائی۔۔ کمرے کے وسط میں ایک ٹیبل سیٹ کی۔ اس پر گارڈن سے

توڑے گئے سفید پھولوں کی پتیاں بچھائیں۔۔دو موم بتیاں رکھیں۔۔ اور اپنے ہاتھوں سے کاٹے گئے ٹماٹر کے کڑاہی کا باؤل ٹیبل پر رکھا پھر باقی برتن سیٹ کیے۔۔ کمرے میں خوشبو اسپرے کی۔۔ سب سیٹ کرنے کے بعد وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہوئی اور شرماتی خود کا عکس دیکھنے لگی۔۔

بال کھول کر کمر پر بکھیرے اور چور نظر سے اس سیاہ تھیلی کو دیکھا پھر وہ بلیک انر نکالا اور بیک اسکنی ٹی شرٹ اور بلیک جینز پر فرح کا دیا گیا منی فراک پہنا۔۔ اس سے زیادہ کی ہمت اس میں نہیں تھی۔ پر جب پہن کے اپنا تنقیدی جائزہ لیا تو پریشانی

سے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔۔ وہ ڈھیلے کپڑے پہننے والی اس وسٹرن لک میں بالکل الگ لگ رہی تھی۔ بلا کی دلکش اور بلا کی حسین۔۔۔ اپنی انگلیاں آپس میں مروڑتی وہ کھڑکی پر آ ٹھہری ۔۔ آج باران کو گھر جلدی بلانے کی زمہ داری ایلف کی تھی اور ہوا بھی یوں ہی۔۔ دس بجتے ہی باران کی گاڑی پورچ میں رکی تو اینارہ کا دل اچھل کے حلق میں آٹھہرا۔۔ اپنے ماتھے پر آیا ٹھنڈا پسینہ صاف کرتے وہ دروازے کے قریب آٹھہری۔ پر پانچ منٹ گزرنے کے باوجود باران نہ آیا تو بیڈ پر بیٹھتے ٹھوڑی ہاتھوں میں گرا دی کچھ لمحے مزید گزرے تو کمرے کا دروازہ

کھلا۔ ایناره فورا کھڑی ہوئی۔۔ باران نے لاپرواہی سے نظر ایناره پر ڈالی پر اس لمحے کے بعد وہ نگاہ لاپرواہ نہ رہی۔۔ بے پناہ حسن خود میں سمیٹے آج وہ الگ ہی دنیا کی لگ رہی تھی۔ جسم کسی خوبصورت سانچے میں ڈھلا ہوا لگ رہا تھا۔ بال ایک طرف گرائے اس کا لک بولڈ سا تھا۔۔۔ پر لہو چھلکاتے چہرے پر خوف اور شرم پرانی تھی۔۔ بولڈنیس اور حساسیت کا یہ ملا جلا منظر بہت دلکش تھا۔ وہ چونکا تھا۔۔ حیران ہوا تھا۔۔ مگر پھر معاملے کی تہہ تک پہنچا۔۔ باران نے مسکراتے اپنا کوٹ اتارنا چاہا جب ایناره اس کے پیچھے آئی۔

،، مم،، میں اتار دیتی ہوں،، آپ،، تھک گئے ہوں گے"

نن،،نہ،،" جلدی سے باران کا کوٹ اتارتے کہا تو باران لب دباتے اپنے چہرے پر در آنے والی مسکراہٹ روکتا نفی میں سر ہلانے لگا۔۔ کوٹ اتارنے کے بعد وہ وارڈروب کی طرف بڑھا جب ایناره نے کوٹ بیڈ پر پھینکتے وارڈ روب کی جانب دوڑ لگائی۔

مم،،میں نکال دیتی ہوں اینج،،ل،، باری آپ تھک گئے ہوں" گے،،" فورا سے وارڈ روب کے سامنے رکھا ڈریس اٹھاتے اس نے مسکرا کر باران کے سامنے کیا۔۔ باران گہری سانس

بھرتے ایک ہاتھ اپنے سینے پر باندھتا دوسرا اپنے لب پر رکھے اینارہ کو دیکھنے لگا۔ باران کے اس طرح دیکھنے پر اینارہ بری طرح گڑبڑائی۔

ایسے ک..کیا دیکھ رہے ہیں.." اس نے الجھ کے پوچھا۔ جب" باران نے اس کے نکالے گئے نائٹ ڈریس کی طرف نگاہ سے اشارہ کیا۔۔ پھر دونوں ہاتھ پشت پر باندھتے حیران پریشان سی اپنی پنک ریبٹ کو دیکھا۔ جس کے انداز کچھ الجھے الجھے بدلے بدلے سے تھے۔۔ وہ اسے امپریس کرنے کی کوشش میں تھی۔

اوہ.. یہ.." اپنے ہاتھ میں لال رنگ کا لونگ ٹی شرٹ جو" اینارہ کا تھا۔وہ باران کے آگے کر چکی تھی۔

سس.. سوری.. میں دوسرا نکال دیتی ہوں.." فورا وہ شرٹ" واپس رکھتے اس نے اندر ہاتھ مارتے باران کا دوسرا ٹی شرٹ نکال کر باران کے حوالے کردیا۔۔۔

اب کک.. کیا ہوا.. جائیں نہ فریش ہونے.." ایک مرتبہ پھر" اس نے باران کے خود کو مستقل دیکھنے پر کنفیوز ہوتے کہا۔

خالی ٹی شرٹ پہنوں..؟ ٹراؤزر.." باران نے مسکراہٹ ضبط" کرتے آئی برو اچکائی۔۔

سوری.." اب کی بار مزید شرمندہ ہوتے اینارہ نے ٹراؤزر باران" کے سپرد کیا اور چہرہ جھکا گئی۔۔ وہ سچ مچ خود کو احمق محسوس کرتے اب کنفیوز ہوتی اپنے لب دانتوں تلے بری طرح کچل رہی تھی۔۔ جب باران نے بہت اچانک جھکتے اس کے گال پر لب مس کیے۔۔ اور پھر تیزی سے واش روم میں بند ہوگیا۔ اس اچانک ہوئے حسین لمحے پر اینارہ کے گال سرخ پڑنے لگے۔ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے گہری سانس لی اور باران کا کوٹ بیگ کرتے کمرے کا واپس جائزہ لیا۔ کچھ دیر بعد باران فریش سا باہر نکلا۔۔

اینجل باری کھانا۔۔" اس سے پہلے باران کچھ کہتا ایناره نے"
جھٹ سے کہا۔

میں کھا کر آیا ہوں ایناره۔۔" باران نے سچ کہا۔ وہ آج آفس"
کے آفیشل ڈنر پر تھا۔

میں نے خود بنایا تھا۔۔" ایناره نے دل مسوس کے کہا تو"
باران نے گہری سانس خارج کی۔۔ وہ کہہ رہی تھی اس نے
بنایا ہے تو یقیناً باران کو کڑے امتحان سے گزرنا تھا۔۔ لیکن
اس کے خلوص کو نظر انداز کرنا محال تھا۔

چلو پھر آج ڈبل کھانا کھا لیتا ہوں،، لیکن یاد رکھنا اگر موٹا ہوگیا" تو یہ مت کہنا اینجل باری بھاری ہوگیا،،" باران نے تفریحا کہا تو ایناره باران کے ساتھ کاؤچ پر بیٹھ گئی۔

میں نکال،، دیتی ہوں،،" باران کا ہاتھ چمچ کی طرف بڑھتا دیکھ" ایناره نے پھرتی سے چمچ اور پلیٹ ہاتھ میں پکڑی۔۔ باران ہلکا سا ہنسا۔ اور ایناره کو بغور دیکھنے لگا۔۔

یوں لگ رہا تھا کوئی چھوٹا بچہ اسکول کا انٹری ٹیسٹ دے رہا ہو۔۔ وہ شاید اس معاملے میں اتنی ہی ناداں اور معصوم تھی۔۔

میں بھی اسی پلیٹ سے کھاؤں،، " باران نے روٹی دوسری" پلیٹ میں رکھتے پہلا نوالہ توڑا ہی تھا جب ایناره کے سوال پر باران نے وہ پہلا لقمہ بناتے ایناره کے منہ میں ڈال دیا۔۔ لقمہ ایناره کے منہ کے حساب سے تھوڑا بڑا تھا۔ باران کو اچانک ہنسی آنے لگی۔ ایناره مشکل سے نوالہ چباتے چپاتی کو لقمہ توڑنے لگی اور پھر کانپتے ہاتھوں سے نوالہ بنایا۔۔ باران اس کے کانپتے ہاتھ دیکھتے لب دباتے مسکراہٹ روکنے لگا۔۔ اور پھر بہت محبت سے ایناره کو دیکھا جو لقمہ بناتی اس کے منہ کی طرف کرچکی تھی۔ اس کا بنایا گیا لقمہ بھی اس کی طرح بالکل

چھوٹا سا تھا۔ باران نے لقمے سمیت اینارہ کی دو انگلیاں بھی ہونٹوں میں دبا لیں۔ اس نے انگلیاں ہلکی سی دانت کے نیچے دبائیں تو اینارہ کے ماتھے پر ننھا سا بل پڑا۔

اوہ،، سوری،، میں سمجھا یہ بھی نوالے کا حصہ ہیں،،" باران" نے فورا انگلیاں منہ سے آزاد کیں۔۔

ویٹ آ سیکنڈ اینارہ،،" باران ایک دم سنجیدہ ہوا۔۔ اور سنجیدگی سے اینارہ کی جانب دیکھنے لگا۔۔ اینارہ کو اچانک کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔

کک،،کیا ہوا،،؟" پریشانی سے پوچھا۔"

یہ کھانا تم نے بنایا ہے،،؟! باران کا تشویش ناک لہجہ سنتے"

اینارہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

اینارہ،، " باران نے آنکھیں چھوٹی کیے گھورا تو اینارہ نے ایک"

نظر باران کو دیکھا پھر مسکرائی۔

ٹماٹر میں نے کاٹے ہیں،، "مسکرا کر اپنا کارنامہ بیان"

کیا۔۔آہ کیا انداز تھا۔۔ باران کا دل کیا اس کی بے وقیوں پر

کھل کر ہنس دے۔۔ کھانا باران کی چھوٹی موٹی شرارتوں میں

مکمل ہوا۔۔ اینارہ نے جلدی سے برتن سمیٹتے کمرے کا دروازہ

کھولا جب باران کی پکار پر رکی۔

اششش.. پاگل لڑکی ایسے لباس میں باہر جاؤگی..؟" باران نے' گھرکتے اس کے ہاتھ سے برتن کھینچے۔ ایناره نے اپنی بے اختیاری پر لب دبائے۔۔

تمہیں اس حال میں دیکھنے کا حق صرف مجھے ہے.." وہ" سنجیدگی سے کہہ رہا تھا ایناره نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ باران خود سارا سامان سمیٹ کر کچن میں لے گیا۔ جب واپس لوٹا تو ایناره کو یونہی بے چین پایا۔

امم.. اینجل باری.." اس سب کے بعد باران کو لیپ ٹاپ کی" طرف بڑھتے دیکھ وہ سٹپٹاتے باران کے سامنے آئی۔۔

آپ نے میری تعریف نہیں کی،،" ایناره نے نظریں جھکاتے" زور سے آنکھیں میچتے کہا۔اس کا ایک ایک جملہ فرح کا رٹا رٹایا تھا۔ اس بار فرح نے اسے مکمل ٹرین کیا تھا۔

کون سی تعریف چاہیے..؟ لفظی یا؟ عملی..؟" لیپ ٹاپ" سائیڈ کرتے وہ ایناره کو وال سے پل کرچکا تھا۔ ایناره کو لگا کمرے میں آکسیجن کم ہونے لگا تھا۔۔

جج...جو آپ کو پسند ہو.." وہ نظریں جھکاتے بول گئی جب" باران اس کے مزید قریب ہوا۔ ایناره کا اپنی سانسیں باران کی سانسوں سے الجھتی محسوس ہوئی۔

نہیں.. آج کچھ بھی میری پسند کا نہیں ہوگا.. سب میری پسند' کی پسند کا ہوگا.." الجھا سا لہجہ.. ساتھ باران کی انگلیاں جو ایناره کی انگلیوں میں الجھتی مزید گھبراہٹ بڑھا رہی تھیں..

بتاؤ؟ لفظی تعریف کروں یا عملی..؟" باران نے انگلی ایناره" کے گال پر کھینچتے ۔ ایناره کے لبوں کے قریب اپنے ہونٹ رکھے تو ایناره کو لگا اس کی سانس بند ہو جائے گی۔ اس نے باران کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں نکالنی چاہیں پر باران کی پکڑ مزید سخت ہوگئی۔

بتاؤ کونسی تعریف چاہیے..؟" پیچھے ہوتے ایناره کا پسینے سے "
تر چہرہ دیکھ باران دلچسپی سے پوچھنے لگا۔

دد.. دونو..ں.." وہ بولی تو باران بے اختیار قہقہ لگا کر ہنسا اور "
اس کی بگڑتی حالت کے پیشِ نظر پیچھے ہوگیا۔

پنک رہبٹ اپنی حالت دیکھو.. لفظی برداشت نہیں ہورہی"
عملی میں تو.." وہ بادل نخواستہ جملہ ادھورا چھوڑتا بیڈ پر بیٹھ
گیا۔ ایناره نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں
ڈھیروں آنسو جما تھے--- باران کی مسکراہٹ فورا سمٹی وہ اتنی
ہی پھرتی سے کھڑا ہوتا واپس ایناره کے قریب ہوا۔

ہیے،، لک ریٹ می،، رو کیوں رہی ہو اینارہ،، میں مزاق کر رہا"
تھا یار،،" باران نے اسے سینے میں بھینچتے اس کی پیٹھ رب کی۔
نہیں،، میں ہی کمزور اور بزدل ہوں،،" وہ سسکی لینے لگی تو"
باران مسکرایا۔
تم کمزور نہیں ہو،،، تم باران دلشیر کی بیوی ہو،، تمہاری طاقت"
باران دلشیر ہے میری جان،، اچھا سب چھوڑو یہ بتاؤ فرح نے اور
"کیا کیا کرنے کو کہا ہے،، ابھی اور کیا کیا آئٹم باقی ہے،،؟
باران کے اچانک سوال پر وہ ہڑبڑا کر رونا بھول باران کو دیکھنے
لگی -- باران کی آنکھیں چمک رہی تھیں--

فرح آپی نے،، کک،، کچھ بھی نہیں،،" اینارہ نے فورا اس"
کے حصار سے نکلنا چاہا پر باران ایک مرتبہ پھر اسے دیوار سے
پن کر چکا تھا۔

یہ جو فرح تمہیں پٹیاں پڑھا رہی ہے ناں،،؟ ٹرسٹ می"
تمہارے لیے جان لیوا ثابت ہوں گی،، میرے ریڈ ریبٹ،، تم
ویسے ہی باران دلشیر کے اعصاب پر بہت بری طرح چھائی رہتی
ہو،، اگر ایسی حرکتیں کرو گی تو جان لے جاؤ گی میری،،" وہ سچ
کہہ رہا تھا۔ اینارہ نے فورا باران کے سینے پر سر رکھتے نفی میں سر
ہلایا۔

اگر آپ نے ایسی باتیں کی تو میں رو دوں گی۔۔" باران نے"
اینارہ کو خود سے الگ کیا۔۔ اور اچانک بلند کرتے اینارہ کی
ٹانگیں اپنی کمر کے گرد لپیٹ لیں۔۔
نن۔۔نیچے اتاریں۔۔" اینارہ نے گرنے کے خوف سے بانہیں"
باران کے گلے میں ڈال دیں۔
اشش۔۔ اب صرف یہ بتاؤ۔۔ پہلے کس چیز کی تعریف"
کروں۔۔؟ ان لبوں کی۔۔؟" باران نے انگلی اینارہ کے لب پر
رکھی۔۔
یا ان آنکھوں پر۔۔؟" اب کی بار اینارہ کی پلکیں لرز اٹھیں۔"

کک،، کسی کی نہیں،،" اینارہ اس لمحے کو پچھتانے لگی جب"
خود کی تعریف کا مطالبہ کیا تھا۔

ایسے کیسے،،؟ اب تو تعریف کرنی ہے مجھے،، میری بیوی "
"چاہتی ہے میں تعریف کروں تو میں کیسے تعریف نہ کروں۔؟
کہتے ساتھ باران نے لب اینارہ کی شہہ رگ پر رکھے اینارہ کو لگا
کسی دہکتی چیز نے گردن کو جھلسا دیا ہو۔ باران پیچھے ہٹا تو اینارہ
ناران کے سینے میں پناہ تلاش کرنے لگی۔

اینجل،،باری،،باری،، سسس،،سانس،،نن،، نہیں آرہی،،" وہ"
اٹکتے بولی۔

میں دوں،، " وہ اینارہ کے لبوں کے قریب ہونے لگا جب وہ "
اتنی ہی تیزی سے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی باران کے لبوں
پر جما گئی۔
نیچے اتاریں،، " التجا کی۔۔ تو اس بار باران نے اسے نیچے اتار "
دیا۔۔ پھر اینارہ کا رخ پھیرتے اینارہ کی پشت اپنے سینے سے
لگاتے اینارہ کے پہلو میں ہاتھ باندھ دیے۔
تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے مسز باران دلشیر کے تم مجھے کس "
قدر حسین لگتی ہو،، اگر کوئی مجھ سے پوچھے نہ کے میں نے
،حسن کی کیا انتہا دیکھی ہے تو میں تمہارے نقش بیان کر دوں

تم اس قدر دلکش اور معصوم لگتی ہو، میں تمہیں خود میں دھڑکتا محسوس کرتا ہوں، اگر میری نگاہ کسی اور لڑکی کی جانب جاتی ہے .تو مجھے تم اپنے اندر جھانکتی نظر آتی ہو،، اسیر ہوگیا ہوں یار تمہارا آڈیکٹ اور تم اب تک اس خوف میں مبتلا ہو کہ میں باہر کسی میں سکون تلاش نہ کروں،،" وہ اس کے کانوں میں سحر پھونک رہا تھا۔ اینارہ لرزے لگی تھی۔ آنکھیں بند کر کے ان الفاظ کو محسوس کر رہی تھی جو اس کے سینے میں موجود دل کو .بری طرح دھڑکا گئے تھے

جسم کی طلب سے بہت آگے نکل گیا ہے باران دلشیر کا"
عشق.. باران دلشیر کو تم سے عشق ہے ایناره.. تمہارے وجود
کی خواہش اور ضرورت تو ہو سکتی ہے پر ہوا نہیں... تمہارا یہ
سوچنا کہ باران دلشیر کسی اور کے پاس جائے گا یہ میری محبت
"..کی ہتک ہے.. کیا تم اپنے اینجل باری کو ایسا سمجھتی ہو
ایناره کا رخ اپنی جانب کرتے وہ اس کے دلکش نقش نقش پر
اپنے لب رکھ رہا تھا۔ ایناره بے پناہ روتے باران کے سینے میں
اپنا چہرہ چھپایا۔

میں محبت کرتی ہوں آپ،، سے اینجل باری،، مجھے ڈر لگتا"
ہے،، کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے نہ،، وہ مجھ سے دور ہو
جاتا ہے،، میری ماما بھی ایسے ہی چلی گئیں،، اگر آپ نے کسی
اور سے محبت کرلی تو میں مر جاؤں گی. میں بس آپ کا اور اپنا
رشتہ مضبوط کرنا چاہتی ہوں،،" وہ کہتے ساتھ باران کے سینے پر
لب رکھ چکی تھی۔ باران کا وجود اچانک کسی تیز طوفان کی زد
میں ہوا۔ وہ پتھر بنا اپنے سامنے کھڑی چھوٹی سے لڑکی کو دیکھنے
لگا۔ پھر اس کا وجود خود میں یوں بھینچا جیسے کھو دینے کا خوف
ہو۔ پھر باران نے اسے مزید کچھ کہنے کا موقع نہ دیا نہ خود کچھ

کہا۔ وہ اس کی توجہ اور محبت چاہتی تھی۔۔ باران دلشیر کی محبت کی طالب تھی۔۔ اولاد چاہتی تھی۔۔ اپنے اور اس کے رشتے کو آگے بڑھانا چاہتی تھی۔۔ تو وہ حق نہیں رکھتا کہ مزید اسے جھٹکتا۔۔ وہ اسے بیڈ پر لٹا کر اس کے وجود پر قابض ہوتے وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپاتے آنکھیں موند گیا۔۔ ایسارہ کی خوشبو محسوس کرتے سانس اندر کھینچی۔۔ ایسارہ کے بازو کو چھوتے ہاتھ انگلیوں میں الجھنے لگی۔ ناچاہنے کے باوجود ایسارہ کی آنکھ سے آنسو پھسلنے لگے اور پر آج وہ اسے خود سے دور نہیں کر سکتی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ سختی سے اپنا نچلہ لب دبا گئی۔

باران جو اس کی خوشبو کو خود میں اتار رہا تھا بند نظروں کا منظر بدلہ تھا۔ ایک مہکتی خوشبو کی جگہ اب اسے سیاہ عجیب سی بو آنے لگی تھی۔ جسم دہکتا ہوا۔ کچھ غلیظ سانسیں اپنے سینے پر محسوس ہوئیں تو وہ جھٹکے سے دور ہو گیا۔ پھر اینارہ کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا۔ وہ آنکھیں کھولے باران کو دیکھ رہی تھی۔ اینارہ کی نم آنکھیں دیکھ باران کے حلق میں کانٹے اگنے لگے۔۔ وہ غلیظ بستر ۔۔وہ بستر گندگی کا ڈھیر لگنے لگا جس گندگی کا حصہ وہ خود بھی تھا۔ ایک سیاہ کیچڑ۔ اور اس کے درمیان لیٹی اینارہ کنول کا وہ سفید اور پاکیزہ پھول جو بہت انمول ہوتا ہے۔ اور اسے اپنا وجود

کیچڑ اور گندگی و غلاظت میں لتھڑا ہوا محسوس ہوا۔ وہ واقعی انمول تھی۔ کوٹھے جیسے گند سے نکلی پاکیزہ کنول کا پھول ۔۔ اور اب اس گندے بستر پر لیٹی سفید روشنی۔ پتہ نہیں سینے میں کیا عجیب سی وحشت اٹھی تھی کہ باران نے بہت اچانک اسے بستر سے کھینچتے کھڑا کیا۔ اینارہ لڑکھڑا کر باران سے آٹکرائی پر باران اس سے یوں دور ہوا جیسے اگر چھوا تو اسے موت واقع ہوجائے گی۔ آج یہ دوسرا اور ایک مرتبہ پھر سے وہی موقع تھا جب باران دلشیر نے خود کو بے تحاشا بے بس محسوس کیا تھا۔۔

کک.. کیا ہوا اینج.. اینجل باری.. " اینارہ یہی سمجھی تھی کہ "
اس کے آنسوؤں نے باران کو غصہ دلایا ہے.. باران کو وہ کمرہ
بدبودار آگ لگنے لگا۔ نظر کے سامنے وہ تمام منظر گھومنے لگے
جس میں وہ غیر لڑکیوں کے پیسوں کے عوض اس کمرے میں
لاکر حرام کاری کرتا تھا۔ ایک ایک منظر محسوس ہونے لگا۔ وہ
ناپاک لمس جس نے اسے چھوا تھا وہ اپنے وجود پر کسی سانپ
کی طرح رینگتے محسوس ہونے لگے۔ اور اپنی انگلیوں پر بھی آگ
محسوس ہونے لگی.. سینے پر بوجھ بڑھنے لگا تو باران گہرے
گہرے سانس بھرنے لگا..

اینجل باری..." اینارہ نے ہاتھ سے باران کے بازو کو چھوا ہی" تھا جب باران نے جھٹکے سے اسے دور کیا۔ وہ موم سی نازک اور پاکیزہ لڑکی وہ کیسے اسے گندہ کرسکتا تھا۔ اس نے کسی قدر ازیت سے اینارہ کو دیکھا۔ اگر یہ لڑکی جان جاتی کہ جس بستر پر وہ لیٹی تھی وہاں کئی لڑکیاں روندی جا چکی ہیں۔۔ اور جس کے ساتھ کے وہ مستنی تھی وہ کتنی راتیں زنا کاری میں گزار چکا ہے تو یقیناً کبھی اس کی طرف اس طرح سے قدم نہ بڑھاتی۔۔ باران دلشیر کو سانس پھنس پھنس کر آنے لگی۔۔

جاؤ یہاں سے۔۔" خود پر ضبط کرتے اس نے بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے۔

پر۔۔ اینجل۔۔ ب۔۔۔" ابھی ایناره نے اتنا ہی کہا تھا کہ باران" دھاڑا۔۔

میں نے کہا یہاں سے جاؤ۔۔" ایناره باران کے چیخنے پر دو قدم" پیچھے ہوئی۔۔ لبوں پر ہاتھ رکھتے اپنی چیخ دبائی۔۔ کوئی بھی وجہ ہو اسے باران سے اتنے شدید رد عمل کی امید نہیں تھی۔ وہ تو صرف اس کی نرمی دیکھتی آئی تھی۔

م.. میں اب.. نہیں.. روؤں گی پپ.. پرامس.." وہ فلوقت"
باران کے غصے کا مطلب یہی سمجھی تھی..

جاؤ یار.. پلیز.." باران شکستہ سا زمین پر بیٹھا.. اینارہ کے"
ہاتھ کانپنے لگے۔

..اینجل باری.. میں.. وعدہ کرتی ہوں اب.. نہیں روؤں گی"
پکا.." وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اپنے آنسوؤں کو ہتھیلی سے
صاف کرتی باران کے مقابل بیٹھی... دل چڑیا کی طرح دھڑکتا
باہر آنے کو تھا۔ باران نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ وہ کیسے
بیان کرتا کہ اس کے آنسوؤں سے بھی محبت تھی باران کو..

اور خود کی حالت ایسی تھی کہ سینے پر دل و جاں پر ایک پہاڑ جتنا بوجھ تھا۔۔ وہ بھلا خوش کیسے رہ سکتا تھا۔۔ یہ بوجھ اسے جان سے مارنے کے در پہ تھا۔۔ (زنا کاری کا بوجھ)

اگر چاہتی ہو تمہارا اینجل باری زندہ رہے تو پلیز ابھی اس کمرے سے چلی جاؤ۔۔" اب کی بار باران التجا کررہا تھا۔ بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ گہرے گہرے سانس بھر رہا تھا۔۔ چہرے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے تھے۔۔ کیفیت ایسی تھی جیسی موت کی تلخی لگی ہو۔

لیکن ادھر ایمارہ کا دل ٹکڑوں میں تقسیم ہونے لگا۔ کیا باران کو اس کی موجودگی اس قدر اذیت ناک گزری تھی کہ وہ اس کی موجودگی کو موت کی وجہ کہہ رہا تھا۔

وہ کانپتی ٹانگوں سے اٹھی تھی اور بھاگ کر ڈریسنگ روم میں بند ہوتے دروازہ اندر سے لاک کر لیا تھا۔ پیچھے اسے روم سے چیزیں ٹوٹنے کی آواز آئی تھی ۔ وہ دروازے سے ٹیک لگا کر سسکنے لگی۔ بابر باران دلشیر نے چند لمحوں میں کمرے کا نقشہ بگاڑ دیا تھا۔۔ گھٹنوں کے بل بیٹھتے سر زمین پر گراتے وہ رونے لگا۔۔

حرام کاری کرتے وقت اسے اتنی لذت نہیں ملی تھی جتنی اب اذیت مل رہی تھی۔

ضمیر کے کوڑے اذیت سے جان نکال رہے تھے۔ اسے موت سے بھی خوف محسوس ہوا تھا۔ جسم کا پور پور کانپنے لگا تھا۔ گھٹن اتنی بڑی تھی کہ اسے لگا جان نکل جائے گی۔

گناہ کا بوجھ اب جب کندھوں پر محسوس ہوا تو جس کے اعضاء اعضاء کو زمین سے لگا گیا۔ وہ یونہی بے جان سا پڑا رہا۔۔ کاش کوئی ایسی دوا ہوتی جو ضمیر کو پرسکون کر سکتی۔۔ اس دنیا پر کوئی ایسی دوا ہوتی جو گناہ بھلا دیتی ۔۔ اب جب وہ زندگی میں خوش

ہو رہا تھا سارے رشتے لوٹ رہے تھے سب مکمل ہونے لگا تھا تب سب کچھ یہ بوجھ اور بو خراب کر رہے تھے۔۔ لیکن اسے یاد آیا دنیاوی تو کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو ان گناہوں کی بے چینی ختم کر دیتی ہاں وہ سچے دل سے توبہ ضرور کر سکتا تھا۔۔

وہ ساری رات اس نے اپنے گزشتہ گناہوں پر توبہ استغفار کرتے گزاری تھی۔۔ وہ مسجد میں جا کر تہجد ادا کر کے آیا تھا۔۔ آنے کے بعد بھی صوفے پر بیٹھا روتا رہا تھا۔۔ رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب آنسو سوکھ چکے اور جسم میں کچھ توانائی محسوس ہوئی۔ یوں لگا ایک عذاب آ کر گزر گیا۔ رات کی

کیفیت بدل چکی تھی۔۔ وہ کیفیت ڈھلتے سورج کی مانند غائب ہوگئی تھی اب زہن بالکل خالی تھا۔ گردن پر ہاتھ رکھتے اپنی گردن جھٹکی اور کھڑا ہوا۔۔ نگاہ گھڑی پر گئی جو رات کے چار بجا رہی تھی۔ رات کی دھند چھٹی تو سارے منظر صاف ہونے لگے۔۔ نگاہ بے اختیار ڈریسنگ روم کے بند دروازے پر گئی۔ وہ جانتا تھا ایناره اس کے رویے سے بہت بری طرح ہرٹ ہوئی ہے۔۔ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔۔ وہ تو خود اس کو اپنے اندر بسانا چاہتا تھا لیکن وہ کل رات بے بس ہوگیا تھا۔ گہری سانس لیتے اس نے اپنا فون اٹھایا۔ کال پر کچھ ہدایت کرتے وہ واشروم

میں بند ہوگیا۔ کچھ دیر بعد باہر نکلا تو ملازم اس کا کمرہ تقریبا صاف کر چکا تھا۔ اپنے لب دباتے وہ ڈریسنگ روم کے سامنے کھڑا ہوا تو بری طرح چونکا۔۔ اندر سے سسکیوں کی آواز اب بھی جاری تھی۔ باران بری طرح تڑپ اٹھا یعنی وہ اب تک رو رہی تھی۔

اینارہ،، دروازہ کھولو،، "آہستگی سے دروازہ نوک کیا۔ اندر"

سسکیاں پل بھر کو رکیں پر جواب نہیں آیا۔

اینارہ دروازہ کھولو پلیز،، "اب کے وہ کچھ بلند آواز میں بولا۔ پر"

جواب صرف خاموشی۔۔

"...اینارہ ایک لمحے میں دروازہ کھولو ورنہ میں خود کھولوں گا تو"

وہ بول ہی رہا تھا جب ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا۔۔ وہ لباس بدل چکی تھی۔ دگرگوں حالت، روئی روئی سوجی سرخ آنکھیں۔۔ آنکھوں سے چھلکتا درد۔ اس کا دل مٹھی میں بند ہوا۔۔ باران نے قریب ہوتے اسے سینے سے لگانا چاہا تھا جب وہ باران کا ہاتھ بری طرح پیچھے جھٹک گئی۔ آنکھوں سے کئی آنسو رخسار کو بھگو گئے۔۔

عجیب شخص تھا۔ پہلے دھتکار کر بے مول کرتا تھا پھر زخم دے کو مسیحائی کرتا تھا۔ ساری رات خود کی ناقدری پر آنسو بہانے

تھے۔۔ حقیقت تو یہ تھی وہ ایناره کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا تھا۔ ایسی کئی سوچیں ایناره کے زہن پر کل رات نقش ہوئی تھیں۔ وہ جتنی تیزی سے وہاں سے نکل سکتی تھی کمرے سے نکل گئی تھی۔ باران خاموش تنہا کھڑا اس کی غیر موجودگی کو محسوس کررہا تھا۔ دل خالی خالی لگا جیسے سب ختم ہوگیا۔

ایک زور دار مکا ڈریسنگ روم کے دروازے پر مارا پھر لب سختی سے بھینچے۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا پر اب ضروری تھا کہ وہ کسی سائیکالوجسٹ سے رجوع کرتا۔۔ یہ کیفیت ہر اس وقت ہوتی تھی جب وہ ایناره کے قریب جاتا تھا۔ وہ مزید اپنی اس کیفیت

سے اسے خود سے دور نہیں کرسکتا تھا۔۔ پر وہ یہ بھول گیا تھا گناہ کا کوئی بوجھ کوئی سائیکالوجسٹ یا دوائی کم نہیں کرسکتی۔۔ یہ دن بدن بڑھتا ہے جب تک انسان اپنے اصل کو نہ پہنچے۔۔۔۔!

****

گاڑی پورچ میں روکتے وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو سامنے ہی اپنے ماں باپ کو بیٹھا دیکھا۔ نظر ماں پر ٹھہر سی گئی۔۔ وہ ماں ہو کر کیسے اسے اس قدر اذیت دے سکتی تھیں۔ اتنی گھناؤنا کھیل ؟ اپنی جھوٹی انا اور جیت کی خاطر اس کی عزت کے پرخچے اڑا

ڈالے تھے کرادر کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔ کیا وہ جانتا نہیں تھا کہ آخر کون نورین کو وہ فیک ویڈیو دکھا سکتا ہے ؟ پر ازیت ماں سے زیادہ اس لڑکی نے دی تھی جس پر وہ اندھا اعتبار کرتا تھا اور وہ اس پر اعتبار ہی نہیں کر سکی تھی ۔ کیا ان کے مابین اتنا کھوکھلا رشتہ تھا ؟؟؟

ڈیڈ،، مجھے ضروری بات کرنی ہے آپ سے،،" وہ ڈائیریکٹ" اپنے باپ سے مخاطب ہوا تھا۔ حیدر صاحب کے ساتھ عالیہ نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔

بولو،،" ایک نظر بیوی کو دیکھتے وہ ضیاء سے مخاطب ہوئے۔"

میں ذوالنورین.. کو طلاق دے رہا ہوں..." بات تھی گویا"

بم--- حیدر صاحب کے ماتھے پر بلوں کا جال نمودار ہوا۔ جیسے بہت مشکل سے ضبط کیا ہو۔ جبکہ عالیہ کے چہرے کی مکرہ چمک بڑھ کر دوگنی ہو گئی تھی جیسے--

دماغ درست ہے تمہارا... پاگل تو نہیں ہو گئے ہو.. شادی" ہے کوئی کھیل تماشہ سمجھ رکھا ہے تم نے" نا چاہنے کے باوجود وہ اس کی بکواس بات پر بھڑک اٹھے تھے۔۔

آپ چپ رہیں حیدر،، صحیح فیصلہ کررہا ہے وہ،، دیر سے ہی" صحیح پر صحیح قدم اٹھا رہا ہے،،" وہ خوشی سے ضیاء کی طرف آئیں تو ضیاء خود اذیتی سے مسکرایا۔

خوش ہیں آپ مسز حیدر؟" اس کے لہجے اور عجیب سے" تاثرات پر ایک لمحے کے لیے وہ ٹھٹھکیں۔۔ کچھ چبھتا سا لہجہ تھا ضیاء کا۔ پر وہ فی الحال نظر انداز کر گئیں۔۔

ہاں خوش ہوں،،، کیونکہ وہ تمہارے قابل نہیں ہے ضیاء،، وہ" لڑکی کا کردار صحیح نہیں ہے نا کوئی سٹیٹس ہے،، وہ تمہارے ساتھ رہنا،،" ابھی وہ بول ہی رہیں تھیں جب وہ انہیں نظر

انداز کرتا حیدر صاحب کی طرف بڑھا۔ خود پر ضبط کرتے وہ واپس اپنی جگہ پر آئیں۔۔

میں نورین کو طلاق دے رہا ہوں،،، پر اس کے ساتھ ایک" ایگریمنٹ بھی سائن کررہا ہوں،،، " ضیاء کی بات نے عالیہ کی سماعت میں بم پھوڑا۔ جبکہ حیدر صاحب اسے خالی سوالیہ نگاہوں سے دیکھے گئے۔ اب کے عالیہ کے ماتھے پر بل پڑا یہ سوچ کر کے کہیں کوئی پراپرٹی وغیرہ تو وہ نورین کے نام نہیں کررہا تھا۔

کیسا ایگریمنٹ..؟" عالیہ نے پہلو بدلتے پوچھا۔ پر ضیاء نے" فلوقت ان کی جانب دیکھنے سے بھی گریز کیا کہ کہیں کوئی سخت جملہ زبان سے نہ نکل جائے۔۔

میں نورین کو طلاق دوں گا لیکن،، میرے ہونے والے بچے" پر میرا کوئی حق نہیں ہوگا،، وہ بچہ صرف نورین کا ہوگا.. میرا اس پر کوئی حق نہیں ہوگا،،" ضیاء کی باتیں پل بھر کے لیے ماحول پر دہشت ناک سا سناٹا طاری کر چکی تھی۔ حیدر صاحب آنکھیں بند کرتے صوفے پر بیٹھے تھے اور گہری سانس خارج کی تھی۔ عالیہ کو تو کاٹو گویا بدن میں لہو نہیں والا حساب تھا۔۔ کہتے ہیں

اصل سے زیادہ پیارا سود ہوتا ہے۔ کیا اتنی اچانک یہ خوشی کی خبر سن کر اکلوتی اولاد کی اولاد سے یوں دستبردار ہونا اتنا ہی آسان تھا۔۔؟؟

ضیاء شادی کوئی کھیل نہیں ہے،، جب دل کیا نکاح کر لیا" اور جب دل کیا طلاق دے دی،،؟ اور اب جب معاملہ بچے کا ہے تو،،" حیدر صاحب کے پاس گویا الفاظ ختم ہوگئے تھے جب وہ گیا تھا تب نارمل تھا۔ کہہ رہا تھا کہ بیوی کو منا کر واپس لے آئے گا تو اچانک ایسا کیا ہوا کہ بات طلاق تک پہنچ گئی۔

بس ڈیڈ یہ آخری کھیل سمجھ لیں،، اس طلاق کے بعد مام" جس سے کہیں گی اس سے شادی کرلوں گا،،" اپنی ماں کی جانب لہو چھلکاتی خالی نظروں سے دیکھتا وہ انہیں نظریں چرانے پر مجبور کر گیا۔۔ وہ شاید ابھی طرح جان گئیں تھیں کہ بیٹے کا اشارہ کس کھیل کی جانب تھا۔۔ وہ نہیں جانتی تھیں ضیاء کو حقیقت معلوم ہے یا نہیں لیکن چور کی داڑھی میں تنکے والا حساب تھا۔

تم بے شک نورین کو طلاق دو پر بچے پر صرف اور صرف ہمارا" حق ہے،، وہ ہمارا خون ہے ضیاء،،" وہ جیسے تلملا گئی تھیں۔۔

ضیاء اپنی ماں کو دیکھ گہرا مسکرایا۔

"،،اور میں اپنی مرضی سے اپنے حق سے دستبردار ہو رہا ہوں" وہ شانے اچکا گیا۔ جب کہ دوسری جانب حیدر صاحب سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔۔

تو تم کیا چاہتے ہو؟ اس خاندان کا چشم و چراغ اس خاندان کا' وارث تمہاری اولاد اس گندے نیچ علاقے میں رہے جہاں تمہاری وہ سو کالڈ بیوی رہتی ہے،،" وہ بری طرح بھڑک گئی تھیں۔۔

کہاں اس علاقے کی بہو برداشت نہیں تھی تو کیسے وہ اس علاقے میں اپنے خون کو برداشت کرتیں۔

"..اس کی ماں جہاں رہے گی.. وہ وہیں رہے گا یا رہے گی میں طلاق کے ساتھ اولاد کا مکمل حق نورین کو دوں گا.. اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے.." وہ حتمی بولا تو ان کا پارہ بھی چڑھنے لگا۔

"تو پھر نورین سے کہو اس بچے کو ہی.." ابھی وہ کہہ ہی رہی تھیں جب حیدر صاحب دھاڑے۔۔

"بکواس بند کرو اپنی بے ہودہ عورت.." حیدر صاحب کی دھاڑ پر وہ خود بھی سہم گئی تھیں۔ پھر اپنے الفاظ کی سنگینی کا

احساس ہوا تو ضیاء کو دیکھا جو بے یقینی اور ملامتی بھری نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

ضیاء تم نورین کو ابھی اسی وقت واپس لے کر آؤ۔۔" حیدر" صاحب نے غصے سے حکم دیا۔

کسی صورت نہیں لاؤں گا ڈیڈ۔۔ کوشش کر چکا ہوں۔۔ اب" نورین اس گھر میں نہیں آئے گی۔۔۔" وہ بول کر اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔ دروازہ زور سے بند ہونے کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹے۔۔

یہ کیا بکواس کر کے گیا ہے حیدر،، میں کسی صورت اپنی" نسل اپنے خاندان کے وارث کو وہاں نہیں چھوڑ سکتی...،" وہ بھڑکتی اب اپنے شوہر سے کہہ رہی تھیں۔

سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے بی بی،، اب جو ہو رہا ہے اسے" قبول کرو.. بھول جاؤ اپنے بیٹے کی اولاد کو..،" حیدر صاحب غصے سے بولتے کھڑے ہوگئے جب وہ تلملاتی ان کے سامنے آئیں۔

آپ یہ نہیں کرسکتے.. آپ منائیں ضیاء کو.. وہ کیسے اپنی" اولاد سے دستبردار ہوسکتا ہے...،" وہ اب واقعی پریشانی سے کہہ رہی تھی۔

جس قدر آپ سب بگاڑ چکی ہیں نہ بیگم،، مجھ سے اسے"
سدھارنے کی توقع ہرگز مت رکھیے گا،،" وہ انگلی اٹھاتے وارن
کرنے کے انداز میں باہر کمرے میں جانے لگے۔
میں نے کیا کیا ہے،،؟ میں نے کیا بگاڑا ہے حیدر"
صاحب،،،" وہ تیور چڑھاتیں ایک بار پھر ان کے پیچھے گئیں۔
بہت مشکل سے خود پر ضبط کیا ہے میں نے،،، ایسا نہ ہو"
لحاظ بھول جاؤں،، جو ہورہا ہے اب تمہاتی مرضی سے ہورہا ہے تو
اسے قبول کرو،،" جھٹکے سے اسے پیچھے دھکا دیتے وہ کمرے
میں چلے گئے۔ جب کہ وہ سن کھڑی رہ گئیں۔ آخر ان کا بیٹا

اور شوہر ایسے کیسے اپنے وارث کو یوں چھوڑ سکتے تھے۔۔ جبکہ ان کو تو یہ سوچ کر ہی ہول اٹھ رہے تھے کہ ان کی اولاد کی اولاد یعنی ان کی نسل اس علاقے میں اس عورت کی پرورش میں رہے جو وہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتیں تھیں۔

****

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ ٹی وی پر کوئی مزاحیہ مووی چل رہی تھی۔ زین اور الیاس اور عابدہ تو فقط مسکرانے پر اکتفا کر رہے تھے جبکہ سحر کے چھت پھاڑ قہقے گونج رہے تھے۔ الیاس اور عابدہ بیگم تو نارمل تھیں جبکہ سحر کے قہقے زین کو

اب ناگوار لگ رہے تھے۔ اس لڑکی میں نزاکت نام کو نہیں تھی۔ ایک ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جماتے اب وہ موی چھوڑ سحر کو گھور رہا تھا۔

سحر کو زین کی نظریں اپنے اوپر محسوس ہورہی تھیں پر شروع سے یہی تھا جب وہ سب کے درمیان ہوتی تھی تو اسے زین سے ڈر نہیں لگتا تھا یہی وجہ تھی ابھی یوں نظر انداز کیا جیسے کچھ محسوس ہی نہ ہورہا ہو۔۔

ہیلو،، کیا ہورہا ہے،،، " ملحق کی آواز پر سب چونک کر پلٹے" سحر کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ زین خاموشی سے اب بھی

صرف سحر کو دیکھ رہا تھا۔ سب سے ملنے کے بعد ملحق سحر سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔ سحر نے چور نظروں سے زین کو دیکھا تو وہ سنجیدہ تھا۔ لیکن سحر کے دیکھنے پر مسکرایا تھا۔ اس کی مسکراہٹ کا مفہوم سحر اچھی طرح سمجھی تھی۔۔

میں آپ کے لیے پانی لاتی ہوں،، " سحر ملحق سے کہتی کھڑی ہونے لگی جب ملحق نے بازو پکڑتے اسے واپس بٹھایا۔

رہنے دو سحر،، اس کی ضرورت نہیں،، سحر کے پسینے چھوٹنے لگے جبکہ زین اب بھی اسے ہی مسکراتے دیکھ رہا تھا۔

ٹھیک ہے میں،،چچ،،چائے لاتی ہوں،، میں چائے بنانا سیکھی" ہے،،" وہ اٹھنے کو پھر پر تولنے لگی۔

نہیں مجھے چائے نہیں پینی،،" ملحق نے نفی میں سر ہلایا۔" پپ،،،پھر کافی،،" اب کے انداز التجائیہ تھا۔ اور اس کے" یوں پھڑپھڑانے کی وجہ زین کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

نہیں کافی بھی نہیں پینی تم بیٹھو،،" ملحق نے اس کے" اٹھنے کا جیسے ہر راستہ بند کر دیا۔۔ سحر نے بے چارگی سے تھوک نگلتے زین کو دیکھا۔

میرے لیے کافی لے آؤ۔" اب کی بار زین نے اس کی" مشکل حل کی تو وہ مزید ایک لمحہ ضائع کیے بغیر کچن میں غائب ہوگئی۔۔ پندرہ منٹ بعد باہر آئی تو ہاتھ میں کافی کا کپ تھا۔ زین کو کافی پکڑاتی وہ زین کے برابر میں ہی بیٹھ گئی۔ زین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔ اس کی تابعداری پر وہ متاثر ہوا تھا اگرچہ وہ خوف سے یہ تابعداری کر رہی تھی۔ الیاس صاحب اور عابدہ بیگم کو بھی اب کچھ کچھ معاملہ سمجھ آرہا تھا۔

اپنی کتابیں لے آؤ سحر.. میں کچھ سمجھا دیتا ہوں.. کالج میں" مشکل نہیں ہوگی.." ملحق نے بات شروع کرنے کو موضوع چھیڑا۔

نہیں.. ہم پہلے موووی دیکھتے ہیں نہ.." وہ بہت چالاکی سے" دامن بچا گئی۔ یوں بھی اتنے اچھے وقت میں کتابیں کون چھانتا ہے-- وہ سب واپس فلم دیکھنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد سحر کے قہقہ ایک بار واپس گونجنے لگے-- وہ ہنستے ہنستے زین کے کندھے پر چہرہ گرا گئی۔ ہاتھ میں کافی کا کپ تھوڑا سا ٹیڑھا ہوا اور زین کی شرٹ گندی کر گیا۔ زین نے ناگواری سے اس کے سر کو

دیکھا۔۔ لیکن وہ اب بھی ہنس رہی تھی۔ نجانے کیوں پر اچانک زین کو ہنسی آئی۔ پھر باقی پورا وقت وہ موومی چھوڑ سحر کا ہنسنا دیکھنے لگا۔ موومی لمبی تھی۔ ملحق جلد کال آنے پر ان سے معذرت کرتا وہاں سے جا چکا تھا۔ موومی ختم ہونے سے پہلے ہی الیاس صاحب اور عابدہ بیگم بھی روم میں جا چکی تھیں۔ منظر تبدیل ہو چکا تھا۔ کافی کا کپ میز پر رکھا تھا۔ سحر تھوڑا تھوڑا کر کے صوفے پر لیٹ چکی تھی۔ اس کا سر زین کی تھائی پر رکھا تھا۔ زین ایک ہاتھ صوفے پر رکھے سحر کو گھور رہا تھا۔ کیا کیا

محنت کرتا وہ اس لڑکی پر۔۔ اسے نزاکت سے ہنسنا بھی سکھانا تھا۔

یہ کب ختم ہوگی۔۔" بلآخر سحر نے چہرہ اونچا کرتے زین کو" دیکھا۔ اسے زین الٹا نظر آیا اور خود کو گھورتا ہوا۔۔ ہوش میں لوٹتے وہ فورا سیدھی ہوئی۔

ابھی آدھے گھنٹے کی باقی ہے۔۔" زین نے ٹیلی ویژن کو" دیکھتے کوفت سے کہا۔ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ اب تک باہر کیوں بیٹھا ہے ۔ اسے بھی اندر چلے جانا چاہیے تھا۔

ہم باقی کل دیکھ لیں گے.. مجھے نیند آرہی ہے.." سحر نے" جمائی روکتے کہا تو زین نے ریموٹ اٹھاتے ٹی وی بند کردیا۔ وہ کمرے میں جانے لگا پھر پلٹ کر سحر کو دیکھا تو وہ یونہی بت بنی کھڑی تھی۔

کیا ہوا..؟" زین نے نا سمجھی سے پوچھا۔"

مووی پوری دیکھنا ہے.." وہ واپس بیٹھ گئی تھی۔ زین نے" ماتھے پر بل ڈالے اسے گھورا۔ یعنی وہ اس کے ساتھ جانے کے خوف سے ایسا کہہ رہی تھی۔

دو سیکنڈ میں آؤ۔" زین نے غصے سے کہا تو وہ منہ بناتی" واپس قدم کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔ اس کے سارے کپڑے آج زین کے کمرے میں سیٹ تھے۔ اپنا نائٹ ڈریس نکالتے وہ واشروم چلی گئی۔ واپس آئی تو بلیو کلر کے باف سلیوز ٹی شرٹ اور ڈھیلے ٹراؤزر میں تھی۔ اپنی جگہ پر لیٹتے کمفرٹر خود پر درست کیا۔ زین برابر میں ہی نیم دراز تھا۔ فون سے نظر ہٹا کر ایک نظر سحر کو دیکھا پھر واپس فون میں مصروف ہوگیا۔۔ فون سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ بستر پر لیٹا اور کمفرٹر درست کیا۔ کچھ لمحوں

بعد سحر کی کمر میں ہاتھ لپیٹتے اسے ایک جھٹکے سے قریب کیا۔ سحر ایک دم ہڑبڑا گئی۔۔

"ا۔۔۔اب م۔۔میں نے کیا کیا۔۔؟" زین کے قریب وہ سر اٹھا کر زین کو دیکھنے لگی۔ زین گہرا مسکرایا۔ اب کی بار جھکا تو لب اس کی کالر بون سے کچھ نیچے رکھے۔۔ سحر کو اچانک پیٹ میں گدگدی ہونے لگی۔ ہاتھ میں لرزش ہونے لگی۔

"یہ۔۔" وہ جو کچھ بولنا چاہ رہی تھی پر سانس اٹکنے لگی۔

"اتنی زور زور سے کیوں ہنس رہی تھیں تم۔۔ لڑکیاں ایسے ہنستی ہیں۔۔" وہ اب سحر کے پہلو پر اپنی انگلیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا

سحر کی شکل دیکھ رہا تھا۔ اپنے پہلو پر زین کی پوروں کا رقص محسوس کرتے سحر کی آنکھیں پھیلی تھیں۔

یی--یہ--کیا کر رہے ہیں--- ہاتھ ہٹائیں،، " وہ کچھ غصہ ہونی تھی۔

تم کل سے کامیڈی موووی مت دیکھنا،، میں تمہیں کل سے " شاہ رخ خان کی موویز دکھاؤں گا،، " ٹی شرٹ مزید کچھ سرکی تو سحر نے زین کے ہاتھ کو دبوچ لیا۔

مجھے موووی نہیں دیکھنی،، " وہ جان چھڑا رہی تھی۔ "

آئندہ تم بے ڈھنگے مردوں کی طرح نہیں ہنسو گی.." وہ جیسے " وارن کر رہا تھا۔

پر ہمارے گاؤں میں ایسے ہی ہنستے ہیں.." وہ دلیل دے " رہی تھی ۔ زین نے گھورا تو نظریں جھکا گئی۔

..تمہاری حویلی کی عورتیں ایسے مردانہ طریقے سے ہنستی تھی" پھر تو گاؤں میں زلزلے آتے ہوں گے.." وہ کوفت سے بولا۔ حویلی..؟ کون سی حویلی..؟" سحر چونکی زین تکیے پر سر ٹکا چکا" تھا گردن موڑ کر سحر کو دیکھا جو اس کے بازو پر لیٹی چہرہ بلند کیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

جس حویلی میں تم رہتی تھی وہی حویلی۔۔" زین کے جواب پر" وہ الجھی۔

ہم تو حویلی میں نہیں رہتے تھے۔۔ ہمارا گھر تو بہت چھوٹا سا" تھا۔۔ دادی میں اور بابا۔۔ رہتے تھے۔۔" سحر نے اس کی غلط فہمی دور کی زین ایک دم اٹھ بیٹھا۔

ویٹ۔۔ تمہارے بابا کیا کام کرتے تھے۔۔" وہ بری طرح ٹھٹکا" تھا۔۔

کسان تھے۔۔" سحر کے بتانے پر زین نے بے اختیار اپنا ماتھا" مسلہ۔

اورمیرے بابا کو کیسے جانتے تھے،،؟" زین نے ایک اور سوال" کیا۔

وہ تو بابا کے دوست تھے،، جب بھی آتے تھے ڈھیر ساری" چاکلیٹس لاتے تھے میرے لیے،،" وہ بتا رہی تھی جبکہ زین کے لیے ضبط کرنا مشکل ہوگیا تھا۔ اسے پیسوں کا لالچ ہر گز نہیں تھی۔ پر سب کچھ جھوٹ پر مبنی ہوا تھا۔ اس کے بابا نے ایسا کیوں کیا تھا؟۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند گیا۔ اس کے بابا کو اس معمولی کسان کی بیٹی میں کیا دلچسپی تھی کہ سالوں پہلے اس کا نکاح کر دیا۔ پھر اسے رخصت کر کے

لے آئے ۔ اور اب اسے جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اسے تو یہ کہا تھا پیسوں کی لالچ ہے۔۔ تو آخر ایسا کیا تھا کہ وہ سحر سے اس قدر محبت کرتے تھے۔۔

مجھے بابا کی بہت یاد آتی ہے۔۔" زین اپنی سوچوں سے باہر نکلا۔ سحر کی کمر میں ہاتھ لپیٹے رونے لگی تھی۔

زین نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا۔ کسان کی بیٹی تھی یا بزنس مین کی اب تو اس کی بیوی تھی۔

تمہارے بابا بہت اچھی جگہ ہیں۔۔ رو مت۔۔" سحر کا سر تھپکتے اسے خود سے دور کرنے کا ارادہ تھا پر کر نہیں پایا۔ اگر وہ یوں

خود اس سے چمٹتی رہی تو وہ مرد تھا۔ کب تک نظریں پھیر سکتا تھا کب تک دامن بچا سکتا تھا۔ جب کہ درمیان میں حلال رشتے کا سرٹیفکیٹ بھی موجود تھا۔

سوجاؤ.." واپس لیٹتے وہ ناچاہنے کے باوجود اس کے گرد حصار" کھینچ چکا تھا۔ نجانے کتنی دیر گزری جب سحر کی ہموار سانسوں سے احساس ہوا وہ سوچکی ہے.. اس کو اپنے جگہ پر کرتے زین سر کے پیچھے بازو رکھے سوچنے لگا۔

خالی وہ نہیں اس کے سارے دوستوں میں کسی کی بھی زندگی نارمل نہیں تھی۔ ضیاء کی بھی نہیں اور ایحان کی بھی نہیں..

وہ بہت کچھ جھیل رہے تھے۔ لیکن انہوں نے یہ سب کچھ اپنی قسمت میں خود لکھا تھا۔ وہ سوچے گیا۔۔ پھر ایک نظر سحر کو دیکھا۔ اس کا دل بھی مستقل اسے اکسا رہا تھا۔ کبھی وہ سحر کو چھوڑنے پر اکساتا تو کبھی اپنانے پر۔۔ جب جب ملحق سحر کے آس پاس ہوتا تو اسے روایتی شوہروں والی رقابت کی آگ اندر تک جھلسا دیتی۔۔ تب اپنے ہر حق کو وصل ے کا دل کرتا۔ وہ کنفیوز تھا۔ وہ سحر سے محبت نہیں کرتا تھا۔ سحر اسے اپنے معاملے میں امپیچیور لگتی تھی۔ دونوں کا کپل سوٹ ایبل بھی نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب ملحق سحر کے ارد گرد ہوتا تو

زین کی غیرت کو یہ گوارہ نہیں ہوتا تھا شاید اس لیے کہ سحر اس کے نکاح میں تھی۔ وہ الجھ گیا تھا پر جذبات میں آ کر کسی جلد بازی میں اپنا حال ضیاء اور ریحان جیسا ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔ بہتر یہی تھا کہ اب جب قسمت نے سحر کو اس کی زندگی میں شامل کیا تھا تو وہ قبول کرلیتا۔۔ احساس بدل رہے تھے تو محبت ہو ہی جاتی۔ حلال رشتے کی خوبصورتی بھی تو یہی ہوتی ہے کہ وہ دو اجنبی دلوں میں میں بھی ایک دوسرے کی محبت ڈال دیتی ہے۔۔ اور رہی بات اس کے بچپنے کی تو کچھ باتوں کے علاوہ وہ خود بھی نہیں چاہتا تھا سحر کی معصومیت

کہیں کھونے۔۔ وہ تو اس کو شہر میں کالج بھیجنے پر بھی کچھ پرسکون نہیں تھا کہ وہ یہاں کے ماحول سے بخوبی واقف تھا۔ وہ گاوں کی بہت سادہ اور شریف لڑکی تھی اس کی معصومیت بتاتی تھی اس کا کبھی کسی لڑکے سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ ہاں وہ اسی فیصلے پر پہنچا تھا کہ وہ سحر کو قبول کر چکا ہے تو اپنا بھی لے گا۔ آہستہ آہستہ اسے اپنے رشتے کی نزاکت سمجھائے گا۔۔ اسے کسی میں انوالو نہیں ہونے دے گا۔ ہاں لیکن الیاس صاحب کو ضرور پریشان کرے گا۔۔ آخر حقیقت جاننے پر اس کا پورا پورا حق تھا۔ وہ یہی سب سوچتے سوچتے سویا

Visit For More Novels

تھا۔ رات نیند کافی پرسکون تھی۔ پیپر قریب ہونے کی وجہ سے یونی آف ہوچکی تھی۔ صبح دیر تک سونے کے بعد جب آنکھ کھلی تو اپنے لبوں پر کچھ نرم نرم محسوس ہوا۔۔ پٹ سے آنکھ کھولی تو وہ سحر کا پاؤں تھا۔ گردن اٹھائی تو وہ زین سے چپکی ہوئی اس کے پیروں کو شاید سلامی پیش کررہی تھی۔

کہ اس کا منہ زین کے پیروں میں تھا۔

میں یہ سب کیسے برداشت کروں گا یارب،، یہ کیسے "

سدھرے گی،،" سحر کا پاؤں جھٹکتے فورا اپنا پاؤں کھینچا۔۔ وہ

جھنجھلا کر بیڈ سے اٹھ بیٹھا۔۔ فریش ہونے واشروم میں گیا۔

جب واپس آیا تو سحر جاگ چکی تھی۔

ادھر آؤ۔۔" زین نے اسے پاس بلایا۔۔ سحر تابعداری سے اس"

کے پاس آئی۔

میاں بیوی کے آپس کے رشتے کے بارے میں کچھ پتا ہے"

؟" یہ سوال پوچھتے اسے اپنی ہی بیوی سے جھجھک ہورہی تھی۔

ہاں۔۔ سب پتا ہے۔۔" وہ بہت فراغ دلی سے بولی۔ زین نے"

آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔ پھر اثبات میں سر ہلایا۔

اوکے مجھے بتاؤ کیا کیا پتا ہے،، " زین نے سینے پر ہاتھ باندھتے پوچھا

" شوہر بیوی کو خرچے کے پیسے دیتا ہے،، کپڑے لاکر دیتا ہے،، بیوی کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے،، بیوی اس کے لیے کھانا بناتی ہے،، اس کی چیزوں کا خیال رکھتی ہے،، اس کی عزت کرتی ہے،، شوہر کی باتیں دوسروں کو،، " وہ بتاتے بتاتے ایک دم اٹکی -- زین نے آئیبرو اچکاتے آگے بولنے کا اشارہ کیا۔

شوہر کی باتیں دوسروں کو نہیں بتاتی.. دوسرے مردوں سے "
بات نہیں کرتی.. نہ ان کی طرف دیکھتی ہے.. شوہر کی
فرمانبرداری کرتی ہے.. اپنی ساری باتیں صرف شوہر کو بتاتی
.... ہے.. اور
اور بچوں کی اچھی پرورش کرتی ہے.." وہ رٹے رٹائے طوطے کی
طرح سب بتا گئی۔
ویل... یہ سب کس نے بتایا؟" زین متاثر ہوا تھا۔"
دادی نے.." وہ فورا بولی۔۔"

لیکن تم تو میری باتیں دوسروں کو بتاتی ہو.. تم شوہر کے"
علاوہ دوسرے مردوں سے بات کرتی ہو جیسے ملحق سے.. تم
".. میری کسی چیز کا خیال نہیں رکھتی نا کھانے کا نہ کپڑوں کا
وہ اسے شرمندہ کر رہا تھا اور سحر ہو بھی گئی تھی۔
آئندہ خیال رکھوں گی.." وہ سر جھکا گئی۔"
ٹھیک تم یہ سب چیزوں کا خیال رکھو باقی میں تمہیں آہستہ"
آہستہ خود سمجھا دوں گا.."وہ اطمینان سے کہتے اس کا ماتھا
چومتے باہر نکل گیا۔اس نے منہ ٹیڑھا کیے زین کو دیکھا اور
واشروم میں بند ہوگئی---

Visit For More Novels

****

باران آفس جاچکا تھا۔ ایناره دوسرے کمرے میں بند تھی۔ ایلف کو گھر میں گھٹن محسوس ہورہی تھی۔ رہ رہ کر اسے اپنے بچوں کی یاد آرہی تھی۔ شاید وہ ساتھ ہوتے تو ایلف کو وہ ستمگر اتنا یاد نہ آیا۔۔ وہ لان میں آئی تو ریم کو ایک کونے میں پھول کے پاس کھڑا دیکھا۔ اسے یہاں آئے دو دن ہوگئے تھے اور ان دو دنوں میں اس نے پہلی بار ریم کو دیکھا تھا۔ اس کے سر پر بلکی سی پٹی بندھی تھی اور وہ بے حد اداس لگ رہی تھی۔۔

کک،، کیسا مم، محسوس کر رہی ہو،، "ایلف اس کے پاس آتے"
مسکراتے لہجے میں بولی۔
کبھی کسی سونے کے پنجرے میں قید کوئی پرندہ دیکھا ہے آپ"
نے،، "ریم کی جانب سے سادہ لہجے میں جواب موصول ہوا۔
ایلف کی مسکراہٹ سمٹی۔۔
ام،، اگر تت،، تم باہر جانا چچ،، چاہتی ہو تو ہم بب،، باہر چلتے"
ہیں،، تت،، تم بہتر مم،، محسوس کروگی،، ساتھ ہم ت، تمہارے
"،، لیے تت، تتمہاری پ، پسند سے کک، ککچھ شاپنگ کرلیں گے
ایلف نے دوبارہ مسکراتے کہا۔

ایحان جانے دے گا،،؟" وہ تلخی سے بولی۔ کہ وہ جانتی تھی"
وہ شخص اس پر پوری طرح تسلط قائم کرنا چاہتا ہے۔۔
کک،، کیوں نہیں،،" ایلف کانفیڈینٹ تھی۔"
ٹھیک ہے،، ویسے بھی مجھے یہاں سانس لینے میں بھی گھٹن"
ہو رہی ہے،،" ریم نے سخت کوفت سے کہا۔
اوکے،، کک،، کچھ دیر مم،، ممیں چلتے ہیں ت، تم ر،ریڈی"
ہوجاؤ،،" ایلف مسکرا کر اندر چلی گئی۔ ریم ایلف کو جاتا دیکھنے
لگی۔ اپنے رویے پر کچھ ندامت ہوئی۔ ایلف اچھی تھی ۔۔ پر وہ
کیسے اچھا رویہ رکھتی جبکہ وہ ایحان کی بہن تھی۔ جس نے اس

کا وجود تک سوالیہ نشان بنا ڈالا تھا۔۔ ایلف اندر گئی تو کمرے سے اینارہ کو نکلتے دیکھا۔۔

اوہو۔۔ رر۔رات۔۔ کک۔۔ کیسی گزری۔۔۔"

اا۔۔اچھی۔۔۔ ننین۔۔نیند۔۔ آئی،،" ایلف نے شرارت سے پوچھا۔ اینارہ کی لال آنکھیں اس کی رت جگے کی علامت تھیں۔

بہت اچھی،،" اینارہ نے مسکراتے نگاہ جھکائی۔۔ کیسے بتاتی" کتنی اچھی گزری۔

اہم ۔۔۔اہم۔۔۔ م،،ماشاء اللہ،،" ایلف خوش دلی سے بولی۔"

مم-- میں اور -ریم-- بب-- باہر جا رہے ہیں،، دد- دو تین" گھنٹوں میں واپس--- آجائیں-- گے،،" ایلف نے اسے مطلع کیا۔ اس نے ایناره کو چلنے کا نہیں کہا کیونکہ وہ جانتی تھی باران کسی صورت اجازت نہیں دے گا۔

میں بھی ساتھ چلوں گی،،،" ایناره نے فورا کہا۔"

باران --- بھائی اا-- اجا-- اجازت نہیں دیں گے،،" ایلف" نے مصلحتاً پوچھا۔

میں پوچھ لوں گی،،" ایناره نے فورا کہا تو ایلف مسکرا کر" اثبات میں سر ہلاتی کمرے میں چلی گئی۔ ایناره کچھ سوچتے لینڈ

لائن کی طرف گئی تو لینڈ لائن کام نہیں کر رہا تھا۔ لب بری طرح دانتوں تلے دبائے وہ پریشانی میں ہی تھی جب فرح کو کچن سے نکلتے دیکھا۔

فرح آپی ایک کال کرنی ہے،، فون دے دیں،،" وہ ہاتھ " آپس میں مروڑتی بولی۔ فرح نے مسکراتے اسے سر تا پیر دیکھا۔ پھر وقت۔۔ وہ آج دو بجے کمرے سے باہر نکلی تھی جب کہ وہ کبھی اتنی دیر تک نہیں سوتی تھی۔ فرح نے ہنستے ہوئے فون اس کی جانب بڑھایا اور واپس لاؤنج سے باہر نکل گئی۔

ایناره نے زریمان کا نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگایا۔ کال اٹھاتے اس نے زریمان کو اپنے باہر جانے کا بتایا۔۔ پر اسے ایڈریس معلوم نہیں تھا۔ فون نیچے رکھتے اس نے ایلف کے کمرے کا دروازہ ناک کیا۔ اور باران کے نام سے پوچھا کہ وہ کہاں جارہے ہیں۔ ایلف نے اسے مال کا نام بتایا۔ جو گوگل کرنے پر اسے گھر سے سب سے قریب معلوم ہوا تھا۔ ایلف یہی سمجھی تھی کہ باران سیکیورٹی سخت کر دے گا تبھی پوچھ رہا ہے۔۔ وہ اور زیادہ مطمئن ہوگئی تھی۔ ایناره نے زریمان کو جگہ

کا نام بتایا تو زریمان اسے باقی سب سمجھانے لگی۔ ایمارہ نے رابطہ منقطع کردیا۔

آج وہ زریماں سے مل کر اپنا دل ہلکا کرنے کا فیصلہ کرچکی تھی۔ آخر اس کے پیچھے طوائف کا ٹیگ لگا ہونے کا درد اس کی سب سے ہمدرد بہن زریمان ہی سمجھ سکتی تھی۔ زاید اس کا شوہر اسے تبھی دھتکار رہا تھا کہ وہ اسے اپنے قابل ہی نہیں سمجھتا تھا۔۔ نہیں تو اتنے نازک لمحات میں اس کا اسے یوں دھتکار دینا کیا معنی رکھتا تھا۔۔

ایلف کے تیار ہونے کے بعد وہ تینوں ایک گارڈ کی گاڑی کی رہنمائی میں باہر نکلی تھیں۔ آگے وہ گاڑی تھی جس میں وہ تینوں بیٹھی تھیں۔۔ اور پیچھے ایک گارڈ کی گاڑی تھی۔۔ لیکن گاڑی نے کچھ ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ آگے پیچھے سے دو ڈالے ان کی گاڑیوں کے آگے رکے تھے اور ان کا راستہ بلاک کر گئے۔۔ دونوں میں گارڈز تھے۔۔ ایلف کی گاڑی کے ساتھ صرف 3 گارڈ تھے جبکہ مقابل گاڑیوں میں سے آٹھ سے نو ہٹے کٹے افراد اترے تھے۔ مقابلے میں یقیناً ان کے ساتھ ان

مالکان کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔۔ جبکہ وہ تینوں گاڑی میں بیٹھی بری طرح گھبرائی تھیں۔۔

جب گاڑی کا فرنٹ ڈور کھلا تھا۔ اور آرزک خانزادہ باہر نکلا تھا۔ آرزک کو دیکھتے ایلف پل بھر کو پتھر ہوگئی تھی۔ وہ اسی کیفیت میں تھی جب اس کی جانب کا دروازہ کھلا۔۔

ایلف یکدم ہوش میں آتی پیچھے کھسکنے لگی۔۔ آرزک نے اشتعال انگیز نظروں سے اسے دیکھا اور اگلے ہی لمحے۔۔

****

جاری ہے۔۔۔

لمسِ اکسیر

مصنفہ واحبہ فاطمہ

قسط نمبر 73

واحبہ عشقم ناولز پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔

Page link

https://www.facebook.com/wwwahibaishq

Second last part 2

ضیاء مجھے تم سے بات کرنی ہے.." جوتے پہنتے پل بھر کو"

ضیاء کا ہاتھ تھما۔

جی بولیے.." انداز خاصہ مصروف سا تھا۔"

نورین کو واپس لے آؤ.." وہ دل پر پہاڑ جتنا پتھر رکھتے یہ الفاظ"

ادا کر رہی تھیں۔ ضیاء کو حیرت نہیں ہوئی تھیں وہ جانتا تھا وہ

اپنے وارث کے لیے تڑپ رہی ہیں۔۔

اس کے علاوہ کوئی دوسری بات ؟" مقابل نے کھڑے"

ہوتے کڑوے لہجے میں دریافت کیا۔

اپنے اور نورین کے درمیان ساری غلط فہمی کو دور کر کے"

نورین کو واپس لے آؤ.. تمہارا بچہ.." ابھی بات جاری ہی تھی کہ ضیاء نے ان کی بات قطعیت سے کاٹی۔

میرا بچہ ؟ میں اس بچے سے اور اس کی ماں سے دونوں سے"

"دستبردار ہوچکا ہوں.. نورین اس گھر میں نہیں آئے گی.. آنکھیں سرخ پڑنے لگیں تو عالیہ بے اختیار ڈر گئیں .. بھلا اس قدر جنون کب دیکھا تھا بیٹے میں..

تمہیں اچانک کیا ہوگیا ہے ضیاء..اس سے اتنی محبت کے بعد" ایک دم.." وہ اب پریشان ہونے لگی تھیں۔

وہی ہوا ہے جو آپ چاہتی تھیں،، اتر گیا ہے مجھ پر سے "
محبت کا بھوت،، وہ لڑکی اب کہیں نہیں رہی،، اس لیے آپ
بھی اب یہ چیپٹر کلوز کریں،، " اپنا بیگ اٹھاتے وہ دروازے
کی جانب بڑھ گیا۔ یہ سب کہتے اس کے دل و روح کو کتنی
تکلیف ہوئی تھی یہ تو وہی جانتا تھا۔۔ مگر جہاں وہ اس سے
ہولناک جدائی برداشت کر رہا تھا تو پھر اسے پھر سے پانے کو
مصلحتاً کچھ بھی برداشت کر سکتا تھا۔۔

پر اس لڑکی کے پاس ہماری نسل ہمارا خون ہے ضیاء.. اولاد" ہے تمہاری.." وہ تلملا اٹھی تھیں.- وہ کونسا مری جارہی تھی اس لڑکی کے لیے اگر بچہ نہ ہوتا اسے تو پلٹ کے نہ دیکھتیں.- تو اس اولاد کو آپ اپنا اور میں اپنا خسارا سمجھ لوں گا.. مگر" اسے کبھی دوبارا اپنی زندگی میں شامل نہیں کروں گا وہ وہیں ٹھیک ہے جہاں رہ رہی ہے" وہ بول کر رکا نہیں تھا۔ جا چکا تھا اور وہ سر پکڑتی وہیں بیٹھ گئی تھیں .- سب ہاتھ سے پھسلتا محسوس ہورہا تھا۔ کچھ سوچتے وہ خود بھی کمرے سے باہر

نکلیں۔۔۔ اس وقت انہیں اپنی دوست سے ملاقات کر کے مشورہ کرنا تھا۔ وہی بہتر مشورہ دیتی۔۔

****

چھوڑو اسے۔۔" ریم آگے بڑھی تھی پر گارڈ کی بندوق نے زبان" پر بریک لگائی تھی۔ ہاتھ پیر اینارہ کے بھی پھول گئے تھے۔ آرزک نے پل میں ایلف کا بازو دبوچ کر اسے گاڑی سے نکالا اور پھر اپنی گاڑی میں لا جا کر بٹھایا تھا۔۔ وہ خاموش تھا۔ جبکہ ایلف غم و غصے سے پیچ و تاب کھاتی پوری طرح احتجاج کر رہی تھی۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے آرزک خانزادہ کی گاڑیاں وہاں سے رواں

ہوگئی تھیں۔۔ پیچھے گارڈ باران سے رابطہ کرنے کی کوشش میں تھے لیکن اسی لمحے انھیں کچھ نقاب پوش لوگوں نے گھیرا تھا۔۔ بہت اچانک دو گارڈز گولی لگنے کے باعث زمین پر گرے۔۔ ایسارہ اور ریم کا وجود لرزنے لگا خوف سے تھر تھر کانپتے ان خوفناک حملہ آوروں کی جانب دیکھا۔۔ ریم نے چھپا کر لرزتے ہاتھوں سے فون اٹھاتے مشکل سے وہ نمبر ڈائل کیا جسے بہت خوشی سے بلاک لسٹ میں ڈالا تھا۔ گاڑی کا دروازہ ایک بار اور کھلا تھا اور اس پر کچھ نقاب پوش تھے جنھوں نے ایسارہ کو گاڑی سے باہر گھسیٹا تھا۔ روڈ پر ان کی چیخیں گونجنے

لگی تھیں اور کچھ ہی دیر میں دم توڑ گئی تھیں۔۔ کہ جیسے وہ فائرنگ کر کے دہشت پھیلاتے وہاں آئے تھے ویسے ہی فائرنگ کرتے ہوئے وہاں سے غائب ہو گئے۔۔ سڑک سنسان ہوگئی تھی دو گارڈز جو باقی تھے وہ اس گاڑی کے پیچھے بھاگے تھے جس میں ایسارہ کو لے کر گئے تھے۔ دو زخمی گارڈز ریم کے ساتھ تھے۔۔ انھیں سمجھ نا آیا وہ کیا کریں۔۔ ریم سے بمشکل نمبر ڈائل ہو چکا تھا فون پر ایحان کی آواز ابھر رہی تھی پر جسم میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ گود میں رکھا فون اٹھا کر کان سے لگایا جاسکے۔۔

ایچ...ان..." ریم اسی دشمن جان کا نام پکارتے سسکنے لگی"

--- اور پھر باقاعدہ پھوٹ پھوٹ کر رونے پڑی-- دوسری جانب سے ایحان جو اسے پکار رہا تھا ریم کی بدلتی آواز اور بے تحاشا رونا سن کر پریشان ہوا تھا۔ اور پھر رابطہ منقطع کر دیا--- نجانے کتنی دیر گزری کہ گاڑی کا دروازہ کھلا ریم خوف کے زیر اثر چلاتی کانوں پر ہاتھ رکھ گئی۔ جب کسی کے مضبوط ہاتھوں نے اسے اپنی گرفت میں لے کر بازوؤں میں دبوچ لیا۔

ایحان..." چہرہ اٹھانے پر ایحان کو دیکھتی وہ شدت سے ایحان" کے وجود میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ لوگ لے گئے.. وہ لوگ ا.....، ایناره.....، ایلف...، کو.." وہ" روتے روتے متوحش سی اچانک ٹھنڈی پڑنے لگی اور کچھ لمحوں میں بے ہوش ہوتی ایحان کے بازوؤں میں جھول گئی.. ایحان نے دانت بھینچتے اس کے بے ہوش وجود کو دیکھا پھر زخمی گارڈز کو.. ان کو ہاسپٹل لے جانے کا اشارہ کرتا وہ خود ریم کو لے کر واپس گھر گیا تھا۔ ایلف اور ایناره کی فکر اسے نہیں تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا باران ان سب سے باخبر ہوگا یا یہ سب اس کے بھائی کا ہی کوئی کھیل ہوگا.. کیونکہ وہ تینوں باران کی اجازت کے بغیر باہر نہیں نکل سکتی تھیں۔ اور باران دلشیر

نے اپنے خاندان کی سکیورٹی اتنی ہائی لیول کی کر رکھی تھی کہ اس کی مرضی کے برخلاف کوئی ان کے بال کو بھی نہیں چھو سکتا۔۔ وہ ریم کو مینشن لایا تھا۔ باران سے تفصیلی بات کر کے وہ اب قدرے پوری طرح مطمئن ریم کو بیڈ پر لٹاتے وہ خود اس کے پہلو میں لیٹ گیا۔ ریم کا وجود ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ شاید بے ہوشی کے عالم میں بھی وہ خوفزدہ تھی۔۔ تبھی ریم کی کمر میں ہاتھ لپیٹتے اس نے اسے خود میں اس قدر زور سے بھینچا کہ ہوش و خروش سے بیگانہ ہونے کے باوجود وہ کسمسائی۔۔

"،،آئی ول فکس ایوری تھنگ،، ان شاء اللہ"

ریم کے کانوں میں سرگوشی کرتا وہ آنکھیں موند گیا۔

****

باران میٹنگ روم میں تھا جب پرسنل گارڈ کی کال دیکھتے اس کے ہونٹ مسکرائے۔۔۔ اسے یقین تھا ایسا ہی ہوگا سب کچھ اس کے پلان کے مطابق ہوگا۔۔ یہ اس کی طرف سے گیم کا فائنل راؤنڈ تھا۔ زاویار خانزادہ اس کی مسکراہٹ دیکھ خود بھی مسکرانے لگا۔ ابرار کا بیان ان کے پاس ریکارڈڈ تھا۔یہ تو ابرار کے فرشتے بھی نہیں جان پائے تھے کیسے وہ باران دلشیر اور زاویار خانزادہ جیسی بلاؤں کے چنگل میں پھنسا۔ کیسے اس کی

بڈی بڈی ٹوٹی۔۔ اور کیسے اس نے اپنا منہ کھولا۔۔ کیسے وہ عبرت کا نشان بنا دردناک موت مرا۔۔ زریمان کے بچنے کے ویسے بھی کوئی چانسز نہیں تھے پر اینارہ کے لیے انہوں نے یہ حتمی قدم اٹھایا تھا۔۔ وہ جانتا تھا اگر اینارہ وہاں گئی تو زریماں ضرور اس پر وہ راز کھولے گی جو اس کی خوشیوں کا سب سے بڑا کانٹا ہے۔ اس کے اور اینارہ کے بیچ کا سب سے بڑا شگاف ہے جو اسے پوری طرح اینارہ کا نہیں ہونے دیتا۔۔ اگر زریمان نے وہ راز کھول دیے اور اینارہ نے اسے پھر بھی قبول کیا تو یقینا وہ خوش نصیب مرد کہلانے والا تھا۔ پر دل شدید خوفزدہ

بھی تھا کہ اگر ایناره نے حقیقت جاننے کے بعد اسے دھتکار دیا پھر؟؟ ایناره اس کی چلتی سانسوں کی ضامن بن گئی تھی تو اس کے دور جانے سے یقیناً وہ مرجاتا۔۔ میٹنگ برخاست کرنے کے بعد وہ ریوالونگ چیئر پر بیٹھتا آنکھیں موند گیا۔

"جس قدر وہ عورت خبیث ہے تمہیں نہیں لگتا تم نے اس کی سازش کامیاب کر کے بہت بڑا رسک لیا ہے ؟" سگریٹ سلگاتے زاویار نے دلچسپی سے پوچھا۔ فکر تو اسے بھی ایناره کی تھی آخر کو سسرالی رشتہ داروں میں اس کی اکلوتی سالی ہی تھی۔ جو اس وقت بڑے خطرے میں تھی۔۔

تم سوچ بھی کیسے سکتے ہو کہ باران دلشیر اپنی زندگی کو لے"
کر اتنا بڑا رسک لے گا.. اتنا کچا کھلاڑی تو میں کبھی نہیں رہا
زاویار.." باران نے ماتھے پر بل ڈالے فون کو گھورتے جواب
دیا۔

کیا تم ڈر رہے ہو ؟" زاویار نے جانچنا چاہا۔"

ہاں..." یک حرفی جواب تھا۔۔ زاویار گہرا مسکرایا اور مسکراتے"
ہاتھ باران کے ہاتھ کی پشت پر رکھا۔

محبت بہت عجیب شے ہے باران.. محبوب کی خطاؤں سے"
بھی محبت ہوجاتی ہے.. وہ تمہیں ہر حال میں قبول کرے

"گی... یہ دردناک سچائی جاننے کے بعد بھی.. ہر صورت میں زاویار کے تسلی دینے پر باران نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ شخص بہت جلد باز ہے یار... اس کے دانت تو میں ضرور توڑوں گا..." آخر وقت آن پہنچا تھا۔ اسے اپنے آدمی کی جانب سے گرین سگنل ملا تو کرسی سے کھڑے ہوتے اپنا کوٹ اتارتے باران نے زاویار کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

"کون جلد باز ہے ؟ تمہارا بہنوئی ؟" یہ کہتے زاویار نے زوردار قہقہ لگایا۔

تم اس کی بیوی اس سے الگ اتنے دن چھپا کر رکھو گے تو"
مجبوراً اسے ایسا ہی کرنا پڑے گا،، اب چھوڑ دو بیچارے کی جان
اور اسے اس کی ناراض بیوی کو منا لینے دو یار کیوں ہیر رانجھے
کی سٹوری کے قیدو بند بیٹھے ہو"زاویار کی بات پر باران بے اختیار
ہنسا۔

ویسے مجھے اس کا یہ انداز پسند آیا،، محبت کے معاملے میں وہ"
بھی اپنی طرح شدت پسند اور جنونی نکلا،،" باران نے اس
معاملے میں آرزک خانزادہ سے بخوشی اپنی ہار تسلیم کی۔ وہ
پارکنگ میں آئے اور اپنی گاڑیوں میں بیٹھے۔۔ ان کا رخ اس جگہ

تھا جہاں زریمان نے بہت خفیہ طریقے سے خفیہ کوٹھا بنوایا تھا۔ جس کی خبر کسی کو نہیں تھی۔۔ یہ خفیہ کوٹھا ان نام نہاد عزت دار لوگوں کے لیے ایک شریف علاقے میں تھا جہاں جاتے ان کی عزت پر حرف نہ آئے ۔ تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ اسے میسج ملا تھا کہ زریمان کا پلان چینج ہوچکا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ باران کی گاڑی اب اس راستے پر تھی۔ جہاں اسے اس کی منزل ملی تھی۔ ہونٹ سختی سے بھینچے وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

****

چہرے پر تیز روشنی کا زور تھا کہ بند پلکوں میں ناپسندیدہ سی لرزش ہونے لگی تھی۔۔ وہ آنکھوں کے سامنے ہاتھ رکھتی بری طرح کسمسائی۔۔ حواس بیدار ہونے لگے تو چہرے پر نمی کا احساس ہوا۔

بارا۔۔۔ن "آنکھیں نیم وا کرتی غائب دماغی سے اٹھی۔"

چند لمحے ہوش میں آتے دماغ کی بیداری کے نظر ہونے اس کے بعد جیسے ہر منظر واضح ہونے لگا۔

زریمان.. "؟؟؟ کمرے کا مکمل منظر پرانے کوٹھے کا نہیں" تھا کسی لگژری فلیٹ کا تھا۔ سامنے کرسی پر زریمان بیٹھی تھی اور کمرے میں صرف ایک پلنگ تھا جس پر ایسارہ بیٹھی تھی -- میں نے بلاوجہ اپنے لڑکوں کو مارا.. کہ تمہیں زیادہ بیوی ڈوز" دے دی.. مگر تم تو جلد ہوش میں آ گئیں.." زریمان نے مسکراتے ایک گہری نظر اس کے سراپے پر ڈالی۔ ایسارہ کے جسم پر موجود مہنگے کپڑے دیکھ دل میں حسد کے بل سے پڑنے لگے۔ کہ بغیر اس کے جسم کی چاہ کے کسی مرد نے اسے وہ کپڑے پہنائے تھے.. کیوں آخر کیوں؟؟ ایسارہ جو مکمل اب

حواس میں تھی خود کو زریمان کے سامنے ایسے پا کر چہرے پر غیض ع غضب کے تاثرات چھائے۔۔

تم پاگل ہو زریمان،، تم نے یہ سب کیوں کیا،، تم نے مجھے" کڈنیپ کیوں کیا،،" اینارہ ایک دم چیخی۔۔ زریمان نے ناگواریت سے اس کا چلانا دیکھا۔۔ وہ جس اینارہ کو جانتی تھی وہ تو چلانا جانتی ہی نہیں تھی چھوئی موئی سی ڈرپوک سی لڑکی اس بار شیرنی کی شکل میں اس کے سامنے تھی۔۔ جو کہ اسے اس صورت میں قبول نہیں تھی۔۔

تمیز سے بات کرو اینارہ،،، " زریمان نے کمرے میں داخل"
ہوتی ریشماں کو دیکھا جس کے ایک ہاتھ میں حقہ تھا اور
دوسرے میں تازہ جوس کا گلاس تھا۔۔ ریشماں نے وہ حقہ
زریمان کے سامنے رکھا اور جوس کا گلاس اسے تھمایا جسے وہ
گھونٹ گھونٹ کر کے پینے لگی ریشماں نے اسے پراسرار نگاہوں
سے دیکھا اور ایک کونے میں کھڑی ہوگئی۔۔
مجھے سمجھ نہیں آئی تمہارا مجھے یہاں ایسے لانے کا مقصد کیا"
ہے۔۔؟؟ مجھے ابھی واپس جانا ہے،، باران پریشان ہو جائیں
گے،، مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی،، تم پاگل ہو،، " بیڈ

سے اپنا دوپٹہ اٹھاتے ایناره نے غصے سے اسے اپنے اوپر پھیلایا تو اب کی مرتبہ ریشماں نے بھی حیرت سے اسے دیکھا۔ کہ جو لڑکی ایک لفظ مکمل منہ سے ادا نہیں کر سکتی تھی اب اس کا انداز اس قدر پر اعتماد اور قابلِ دید تھا۔

"..نا باران سیٹھ پریشان ہورہا ہے نہ تم واپس جارہی ہو" اس نے جتنے دن کی تمہاری قیمت ادا کی تھی اتنے دن پورے ہو گئے ہیں.." زریمان کے الفاظ نہیں برچھا تھے -- ایناره نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔ جب زریمان نے حقے سے زور کا کش کھینچا -- پھر دھواں باہر چھوڑتی ہنسی --

اس نے دو ماہ کی دو کروڑ قیمت دی تھی تمہاری،، دو ماہ سے" زیادہ ہی رکھ لیا اپنے پاس،،، میں نے مزید پیسے مانگے تو ٹال مٹول کرنے لگا اس لیے اٹھوانا پڑا،،" زریماں کا عام سا لہجہ ایسارہ کی خاص سی دنیا میں آگ لگا چکا تھا۔ فلیٹ کی چھت ایسارہ کے سر پر گری تھی جیسے۔۔

بکواس بند کرو اپنی،، میں طوائف نہیں ہوں جو کوئی میری" قیمت ادا کرے گا،،،" کچھ لمحے بعد خود کو سنبھالتے ایسارہ یقین سے بولی۔ زریمان نے مسکراتے چند مزید گہرے سانس کھینچے پھر کھڑی ہوتی ایسارہ کے مقابل آئی۔ وہ صحت اور قد دونوں

میں ایناره سے بھاری تھی۔ ایناره نے بے اختیار قدم پیچھے لیے۔۔ جانے کیوں اسے زریمان کا چہرہ انتہائی مکروہ لگنے لگا۔۔ جیسے ہر پردہ اچانک چاک ہونے لگا۔۔ اسے زریمان سے خوف محسوس ہوا۔۔ لگا جیسے زندگی نے بہت بڑا انکشاف ہوا کہ وہ اب تک جسے جو سمجھ رہی تھی وہ ویسا ہر گز نہیں تھا خاص کر اس کے سامنے کھڑی یہ غلیظ عورت۔۔ دل شدت سے دعا گو تھا کہ وہ اسے پہلے کی طرح گلے لگا لے یا کہہ دے مزاق کر رہی ہے۔۔ بچپن سے جسے اتنا مان دیا اگر اس نے کوئی گھناؤنا مزاق کیا تو برداشت سے باہر ہوگا۔

تمہارے سو کالڈ ہسبینڈ نے تمہاری قیمت ادا کرتے تمھیں" طوائف کا ٹیگ خود دیا ہے،، اس لیے یہ فضول کا ڈھونگ کرنا بند کرو بی بی،، کوٹھوں پر طوائفیں ہی پرورش پاتی ہیں شریف زادیاں نہیں" زریماں نے اس کی لٹ کان کے پیچھے کی۔

مجھے باران کے پاس جانا ہے،،" دو قدم پیچھے لیتی وہ حتمی لہجے میں بولی۔

مفت میں لڑکی نہیں دیتی میں،،،" زریمان نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ ایناره کی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں۔

میں باران سے کہوں گی وہ اور قیمت ادا کر دیں گے"

تمھیں.." آنسو کی لکیر گالوں پر گری تو زریاں کا جلتا دل ٹھنڈا پڑنے لگا۔

واہ.. یعنی تم اپنی قیمت خود لگا رہی ہو.. ویسے ایک اچھی"

"...طوائف کی یہی نشانی ہے کہ وہ اپنی قیمت کو پہچانتی ہے

میں طوائف نہیں ہوں.." اب کی بار اینارہ غرائی.."

پھر بھی اس کے پاس جانا چاہتی ہو جس نے تمہاری قیمت"

لگائی..؟" زریان نے دوبدو پوچھا بات میں گہری کاٹ تھی۔

نہیں... اس کے پاس سے دور جانا چاہتی ہوں جس نے مجھے"
بیچا.." اینارہ کے جواب پر زریمان قہقہ لگا کر ہنسی---
.اچھا پھر اس کے پاس جانا چاہو گی ؟جس نے تمہارا بچپن"
لڑکپن کھا لیا جس درندے کی وحشت نے تمھیں ذہنی مریض بنا
دیا تھا؟" زریمان کے سوال پر وہ اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔
تمہارا جسم.. تمہارا روپ بہت حسین ہے اینارہ.. تمہیں اس کی"
..قیمت کا اندازہ نہیں ہے.. پر میں تمہیں ضائع نہیں کروں گی
تم واپس باران دلشیر کے پاس نہیں جاؤ گی.. کسی کی مفت
میں رکھیل بننے کی ضرورت نہیں ہے.. ویسے تمہاری قیمت

آسمان چھولے گی.. سچ بتاؤ ابھی تک ان ٹچ...؟" جملہ مکمل ہونے سے پہلے ایناره کا نازک ہاتھ زریمان کا گال لال کر چکا تھا۔

بکواس بند کرو اپنی.. گھٹیا انسان عورت" ایناره حلق کے بل" چیخی-- یہ زریمان وہ تو نہیں تھی جسے وہ بہن کہتی تھی-- یہ تو عورت کے بھیس میں کوئی درندہ یا ڈائن تھی۔

زریمان نے مٹھی بھینچی--- پھر مسکرا کر ایناره کو دیکھا۔ اور پھر اگلے ہی لمحے ایک زور دار طمانچہ ایناره کے گال پر مارا-- تھپڑ اس

سسکتی ہوئی خوف سے پیچھے سرکنے لگی۔ دماغ سن ہوتا ٹیسیں مارنے لگا تھا۔ اس نے ہلکے سبز رنگ کی بہت قیمتی قمیض شلوار کے اوپر ہم رنگ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔۔ زریمان یکدم ایناره پر کسی گدھ کی طرح جھپٹی اور اس کا گلا پکڑتے قمیض کا گریبان پھاڑ دیا۔

ایناره چیختے بھاگنے کی کوشش میں تھی پر زریمان بری طرح اس پر حاوی ہوچکی تھی۔

یہ نشان دیکھ رہی ہے؟وہ بھیانک رات یاد ہے ناں،، جب" ایسے ہی قمیض پھاڑ کر کوئی تیرا جسم نوچ رہا تھا،، ایسے ہی نہ

قدر شدید تھا کہ ایمارہ کی آنکھوں کے آگے زمین آسمان گھوم گیا اور ہونٹ پھٹتے منہ میں خون کا زائقہ گھلتا محسوس ہونے لگا۔

"چیونٹی جتنی اوقات ہے تیری اتنی مجال کے زریمان پر ہاتھ اٹھائے... تو زریمان کا مال ہے سمجھی.. جس کا دل چاہے گا اسے بیچوں گی.." زریمان نے مزید ایک تھپڑ مارنا چاہا جب ریشماں ان دونوں کے درمیان میں حائل ہوئی۔

"..پاگل ہوگئی ہے... چہرہ خراب ہو جائے گا اس کا"

بیچ میں سے ہٹ ریشماں اگر اپنی خیر چاہتی ہے..." چنگھاڑ کر" کہتی ریشماں کو دھکا دیتی وہ واپس ایمارہ کے پاس آئی۔ ایمارہ

؟" زریمان کا وحشیانہ انداز دیکھ ایناره پر ایک بار پھر وہی کیفیت طاری ہونے لگی تھی جو برسوں سے تھی۔ خوف و دہشت سے اس کے گلے میں پھندا لگنے لگا۔۔ سالوں وہ اس خوف کے زیر اثر رہی تھی۔ اس کی زندگی اس واقعہ نے جہنم بنا دی تھی۔ پر باران کی قربت میں ہر درد ناک لمحہ گویا بھول سا گیا تھا۔ وہ تو ہر درد بھول گئی تھی پر زریمان نے ایک دم ہی واپس تمام زخم ادھیڑ دیے تھے۔ وہ خوفناک منظر اور حادثہ پورہ جزئیات سمیت اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تھا۔۔

پپ،، پچھے،،، ہٹو پلی،، ز زریمان،،، " اینارہ اب ہچکیوں سے "
رونے لگی تو زریمان مسکرائی۔۔ یہ لڑکھڑاتا خوفزدہ لہجہ ہی تو وہ سننا
چاہتی تھی۔

یاد ہے وہ وقت،،، اندھیرے کمرے میں ایک بھیڑیئے نے "
تمہیں ایسے دبوچ رکھا تھا،، اور تم چیخ رہی تھیں،، اس نے بلکل
ایسے ہی تمھاری قمیض خاک کی تھی،، اور تمھارے جسم کو نوچنے
لگا،، بلکل ایسے،،، " انتہائی سفاکیت سے اینارہ کے پہلو کو اپنے
ناخنوں سے بری طرح نوچتی زریمان اس کے کانوں میں زہر اگلنے

لگی۔ ایسارہ تیزی سے درد سے بلبلاتی نفی میں سر ہلانے لگی۔ ریشماں سے مزید نہ دیکھا گیا تو وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

"رکو.. پلیز چھوڑ دو... اللہ کے لیے پیچھے.... ہٹ جاؤ.. چھوڑ دو مجھے..." اپنے سینے پر بازو کراس کی شکل میں لپیٹے خوف سے آنکھیں بھینچتی ایسارہ بلک بلک کر رونے لگی تو زریمان مزید اس کے کان کے قریب جھکی۔

"جانتی ہو اس رات جو درندہ تمہیں نوچنے کی کوشش میں تھا اور تم اس سے اسی طرح پناہ مانگ رہی تھی پر وہ نہیں رک رہا تھا... اور پھر میں نہ آتی تو وہ تمہیں ریزہ ریزہ کر چکا

ہوتا.. تمھارے وجود کی دھجیاں اڑا کر تمھاری عزت تار تار کر گیا ہوتا... جانتی ہو اس درندے کا نام کیا ہے..؟ اس درندے کا نام باران دلشیر ہے..." زریمان نے اپنا آخری داؤ کھیل دیا تھا اینارہ کا وجود جو اپنا آپ چھڑانے کی جستجو میں تھا وہ پتھر ہو چکا تھا۔ وہ ساکت پلنگ پر لیٹی رہ گئی تھی۔ ہلنے کی ہمت جسم میں باقی نہیں تھی۔ وہ بے یقینی سے زریمان کو دیکھ رہی تھی۔۔

"سچ کہہ رہی ہوں.. ثبوت ہے میرے پاس.. آخر میں نے ہی تو دھوکے سے شراب پلا کر اسے تمھارے پاس بھیجا تھا.. کوٹھے

..کا پہلا شریف خریدار تھا جو شراب کو منہ نہیں لگاتا تھا. اونہہ آیا بڑا شریف زادہ... میں نے بھی جوس کے گلاس میں اسے شراب ملا کر دے دی اور پھر اسے تمھارے پاس بھیجا.. میں اس وقت چاہتی تھی کہ وہ تمھیں نوچ کھانے تب کوٹھے کے اصول کے مطابق بانو بائی کو تمھیں اس دھندے میں اتارنا پڑتا... وہ تمھیں نوچ رہا تھا اور میں فل انجوائے کرتے ویڈیو بنا رہی تھی.. مگر مجھے شک ہوا کہ بانو بائی کو اس ساری کاروائی کا علم ہو چکا ہے تو مجھے تمھیں اس سے بچانا پڑا اور میں بنی تمھاری مسیحا.. اس کے بعد میں نے اپنے اسی مقصد کو پورا کرنے کی

بہت کوشش کی مگر بانو بائی نے تو تمھیں ہاتھ کا چھالا ہی بنا لیا تھا تمھیں ایسے چھپا لیا جیسے مرغی چوزے کے پروں میں چھپا لیتی ہے..مگر کب تک.." پیچھے ہٹتی زریمان پلنگ پر بیٹھی ایمارہ کے پہلو کو دیکھنے لگی۔ اور مکروہ ترین مسکراہٹ چہرے پر سجائے ایک ایک جملہ یوں بیان کر رہی تھی جیسے ماضی کی فلم اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہی ہو۔۔ ایمارہ کے پہلو سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں جہاں چار پانچ جگہ سے نوچے جانے کیوجہ سے خراشوں سے خون نکلنے لگا تھا۔

تم... ج... جھوٹ.. کک.. کہہ رہی ہو..." ایناره نے بمشکل" بیٹھتے اپنا دوپٹہ اپنے گرد لپیٹا۔۔ وہ یہ باتیں مان ہی نہیں سکتی تھی۔۔ خاص طور پر اب جب زریمان کا مکروہ چہرہ اس کے سامنے آیا تھا تو اب تو وہ بلکل بھی اپنے اینجل باری سے بے اعتبار نہیں ہو سکتی تھی۔۔

"،، جھوٹ وہ بولتا ہے جو ڈرتا ہے،، پر میں تم سے نہیں ڈرتی نہ میں تمہیں باران کے پاس واپس بھیجنے والی ہوں،، یہ تو اس لیے بتایا کہ تم باران کو آسانی سے بھول کر کسی اور کو خوش "،،کر سکو

..میرا باران سے نکاح ہوا ہے.. تم الگ نہیں کر سکتی ہمیں"

میں صرف ان کی ہوں "کافی دیر خاموشی کے بعد جب ایناره بولی

تو زریمان کے تن بدن میں شعلے بھڑکا گئی ایناره کی اس قدر

ڈھٹائی اسے طیش دلا رہی تھی۔

تیری ماں بھی تیرے باپ کے نکاح میں ہی تھی... ایک مرد"

کے نکاح میں ہوتے ہوئے کئی مردوں کو خوش کرتی تھی.. تم

بھی یہی کرو گی.." زریمان زہریلے لہجے میں پھنکارتی کہہ کر اٹھ

کھڑی ہوئی۔

میری ماں طوائف نہیں تھی،، وہ اپنا جسم نہیں بیچتی تھی،، تم" ہو غلیظ عورت،، تم بیچتی ہو جسم گھٹیا گندی عورت،،" اینارہ روتے ہوئے چیخی تو زریمان نے ایک نظر اسے پلٹ کر دیکھا پھر مسکرائی،،

بہت انرجی ہے تم میں بے بی،،، ڈونٹ وری تمہاری اسی آگ" کا انتظام کرنے جا رہی ہوں،، ہوپ سو تین چار گھنٹوں کے بعد "،،، تم میں اتنی انرجی بھی باقی نہ رہے کہ تم ہل بھی سکو ڈراؤنے انداز میں کہتی وہ باہر نکلی پر جاتے جاتے اینارہ کے وجود میں برقی توانائی چھوڑ گئی۔ سن ہوتے دماغ پر اپنے نازک

ہاتھ کی مٹھی مارتے وہ رونے لگی۔ لبوں پر ایک دعا جاری تھی کہ اللہ اس کی مدد کے لیے باران کو یہاں بھیج دے۔۔ وہ زریمان کی کسی بات کا اعتبار نہیں کر سکتی تھی۔۔ باران اس کا شوہر تھا۔۔۔ اگر وہ اینارہ کو طوائف سمجھتا تو اس سے نکاح ہی نہ کرتا۔۔ اگر نکاح کر بھی لیا تھا تو اگر اس کے صرف وجود کی چاہ ہوتی تو اب تک وہ اسے حاصل کر چکا ہوتا۔۔ وہ جو باران کے اس سے دور رہنے پر اب تک اس سے ناراض تھی اب شکر ادا کر رہی تھی کہ اگر باران اسے حاصل کر چکا ہوتا تو شاید وہ زریمان کی باتوں پر اعتبار کر چکی ہوتی۔۔۔

وہ بڑے اطمینان سے اینارہ کے کمرے کے باہر آئی تھی۔۔
تب اسی وقت فلیٹ میں داخل ہوتے اس شخص کو دیکھ
بڑے معنی خیز انداز میں مسکرائی تھی۔۔ جبکہ وہیں لاونج میں
ہی ریشماں بڑے اطمینان سے ایک طرف صوفے پر بیٹھی زریمان
کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

لگتا ہے مال بہت خاص ہے زریمان،، تبھی پرسنل دشمنی"
،،نکالنے کا بھی مزا آئے گا

پہلے میری منہ مانگی قیمت،، پھر انجوائے منٹ اور بدلا ایک"
ساتھ،، زریمان کے منہ سے جیسے رال ٹپکی۔۔ تب اس شخص

نے زریمان کے سامنے ایک چیک یوں پھینکا تھا جیسے کتے کے آگے ہڈی پھینکتے ہیں اور چہرے پر شیطانیت سجائے وہ اندر کمرے میں چلا گیا۔۔ پیچھے زریمان اس پانچ کروڑ کے چیک کو الٹ پلٹ کر دیکھتی کبھی ہنستے اسے سونگھ رہی تھی۔۔ ریشماں اس کی جانب دیکھتے حقارت سے مسکرائی تھی۔۔

ایسے کیوں ہنس رہی ہو۔۔ کیا تکلیف ہے تمھیں۔۔ زریمان کا" پہلی مرتبہ اسے ایسی ہنسی ہنستے دیکھ ماتھا سا ٹھنکا تھا تبھی چلا کر بولی تھی۔۔

میں سوچ رہی تھی اگر تم مر گئیں.. تو میں پیچھے میں اس"
چیک کا کیا کروں گی.. میرے یہ کسی کام کا نہیں ہوگا تو
میں اس کا ہار بنا کر تمھارے گلے میں ہی پہنا کر تمھارے ساتھ
ہی اسے قبر میں اتار دوں گی... ریشماں نے اس کے لمحہ بہ لمحہ
نیلے پڑتے ہونٹوں کو دیکھ کر اطمینان سے کہا تھا۔
کیا بک رہی ہے.. پاگل تو نہیں ہو گئی ہے... زریمان چلائی"
تھی اور ریشماں کو مارنے کے لیے اس کی جانب لپکی.. مگر
اسی لمحے تیورا کر زمین پر گری تھی.. زریمان کی آنکھیں رگوں
میں اٹھتے درد کے باعث پھٹ پڑیں تھیں کہ اسے یوں لگ رہا

تھا جیسے اس کی رگیں کوئی رسی کی مانند ایک سرے سے
دوسرے سرے تک کھینچ رہا ہے۔۔ اس کے گلے میں پھندا لگا
تو بے ٹی بی کے مریض کی طرح کھانستے اس نے اپنا گلا پکڑا
تھا۔۔ جبکہ ریشماں اس کی حالت دیکھتی اب قہقہے لگا کر ہنس
رہی تھی۔۔

اے حرام خور،، کیا کیا رونے میرے ساتھ،،،؟؟ زریمان اپنی"
پوری طاقت لگا کر حلق کے بل چلائی تھی۔۔ مگر پھر دفعتاً دو
لوگوں کو اس کمرے میں داخل ہوتے دیکھ اسے یوں محسوس

ہوا جیسے کہ اس نے موت کے فرشتے اپنی جانب بڑھتے دیکھے تھے۔۔

****

زمین کے ایک کونے میں سمٹی وہ دعا ہی کر رہی تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایناره نے چونک کے دیکھا تو جان حلق میں آگئی۔ سامنے ہی وائٹ کاٹن کے شلوار قمیض میں ایک سیاہ فام آدمی اندر آیا تھا۔ اب مسکراتے ہونٹ کمرے کا دروازہ بند کر رہا تھا۔ ایناره کو لگا آج اس کی موت واقع ہوگی۔۔ یا کچھ ایسا ہوجانے گا جو موت سے بھی بدتر ہوگا۔۔

بہت خوب،، تمہاری شکل اور یہ خوبصورتی دیکھ کر زریمان کو" زیادہ قیمت دینے کا افسوس نہیں ہو رہا،،" وہ شخص ایمارہ کے حسن کو سراہ رہا تھا۔ جیسے جیسے اس کے قدم ایمارہ کے قریب آرہے تھے ایمارہ کا زہن ماؤف ہونے لگا تھا۔ ایک بری اور انتہائی منفی کیفیت اس کے وجود پر طاری ہو رہی تھی۔

د---دور---دور،،، " ایماری گھبراہٹ میں بمشکل صرف اتنا" ہی بول سکی۔

گھبراؤ نہیں لڑکی،، مجھے بتایا ہے زریمان نے کہ تمہارا پہلی مرتبہ " ہے،، میں عام خریداروں کی طرح درندگی پسند نہیں کرتا،، بے

تحاشا حسن کو بہت نرمی سے سراہتا ہوں.. بہت نرمی سے ہی تمھارے قریب" یہ کہتے وہ ایناره کے مقابل بیٹھا ہی تھا کہ ایناره کے لیے اپنے حواس قائم رکھنا مشکل ہوگئے۔ وہ زہنی کمزور تھی کہ اعصابی طور پر شدید ڈرپوک کچھ زریمان کا جسمانی اور ذہنی تشدد ۔۔

وہ تو باران دلشیر کے سہارے کا نتیجہ تھا کہ وہ بہت اسٹرانگ ہوگئی تھی پر اب جب اس کے ساتھ باران دلشیر نہیں تھا تو جیسے اس کے پاس تو جیسے کچھ باقی ہی نہیں رہا تھا۔ ایناره نے آنکھیں بند ہونے سے پہلے صرف ایک منظر دیکھا تھا کہ وہ اس

شخص کے ہاتھ اپنے دوپٹے سے پیچھے کرنے کی ٹوٹی پھوٹی ناکام کوشش کر رہی تھی پر پھر ہوش بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔۔

****

باران زاویار کے ساتھ اس جگہ پر موجود تھا۔۔ جب فون پر ایک نام جگمگانے لگا۔ باران نے فون اٹھاتے کان سے لگایا اور دوسری جانب سے ملنے والی خبر سن باران کے تاثرات مزید سرد ہوگئے۔۔۔ راستہ بہت زیادہ تھا۔۔ زریمان کے آدمی جو وہاں نگرانی کے لیے کھڑے تھے وہ باران دلشیر کے آگے سر جھکائے

کھڑے تھے۔۔ وہ باران دلشیر تھا اس کی عادت تھی کہ جس جگہ وہ اپنا کوئی خاص داؤ کھیلنے کھڑا ہوتا تھا اس جگہ کو ہی خرید لیتا تھا۔۔ پھر زریمان تو اس کے لیے بہت ہلکا ٹارگٹ تھی۔

فلیٹ کا دروازہ کھلا اور باران اندر داخل ہوا تو سامنے ہی صوفے پر زریمان زور زور سے اپنے ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔ ریشماں نے فورا باران کے ہاتھ میں اس کمرے کی چابی دی تھی جس میں اینارہ تھی۔۔

ابھی ابھی اندر گیا ہے وہ" ریشماں کی بات پر اثبات میں سر" ہلاتے وہ اس روم کی جانب بڑھا جب کہ اس کے پیچھے آتا زاویار

اب آستین کے کف فولڈ کرتا زریمان کے مقابل کھڑا ہوا۔۔
زریمان کے ہونٹ نیلے پڑ چکے تھے۔۔ جسم تڑپ رہا تھا۔۔ آنکھیں چڑھ رہی تھی۔ وہ کچھ بولنا چاہ رہی تھی پر تکلیف اجازت نہیں دے رہی تھی۔

جانتی ہو باران دلشیر نے تو تمہارے لیے بہت آسان موت" منتخب کی تھی،، ایک گولی یہاں پر،،،" اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھتے زاویار نے نفرت سے کہا۔ زریماں کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔۔ وہ اذیت میں تھی شدید اذیت میں۔۔ اپنے حلق میں آگ کی طرح دہکتے کانٹے چبھتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

پر میں تمہاری اتنی آسان موت پر مطمئن نہیں ہوا.. تمہارے" پاس میری بیوی بہت اذیت میں رہی تھی.. تم نے اس کے .. جسم اور روح پر زخم لگاتے اس کا ذہنی اور جسمانی نقصان کیا اسے تڑپایا ہے.. اس کے جسم کو نوچا ہے.." زاویار نے پاؤں زریمان کی ایک ٹانگ پر رکھتے زور سے دبایا۔

تو تمہارے لیے ویسی ہی کوئی سزا ہونی چاہیے تھی ناں.. ڈرو" مت تمہاری موت چوبیس گھنٹے سے پہلے نہیں ہوگی.. ابھی تو .. حلق تک زہر پہنچا ہے.. ابھی یہی زہر حلق سے نیچے اترے گا پھر آہستہ آہستہ تمہارے پورے جسم میں پھیلے گا صرف پانچ

گھنٹوں میں.. اس کے بعد تمہاری باڈی اندر سے گلنا شروع ہوگی.. پہلے گوشت پھر ہڈیاں.. گوشت گلتے ہڈیاں چھوڑ دے گا.. پھر اس کے بعد تمہیں ایک جھٹکا لگے گا اور تم مر جاؤ گی..." تم جیسی کے لیے کتنی آسان موت ہے ناں یہ بھی کہتے ہوئے زاویار مسکرایا -- زریمان روتے ہوے تکلیف سے نفی میں سر ہلانے لگی--

جس جس نے زرمش کو.. باران دلشیر کو مجھے ہمارے خاندان کے کسی فرد کو زخم دیے ان سب کا یہی انجام ہوا ہے.. تمہارے لیے تو میں نے اب تک بہت صبر کیا ہے صرف باران

Visit For More Novels

کی وجہ سے.. چلو تم اپنی اس کیفیت کو انجوائے کرو میں تمہیں
"..زیادہ ڈسٹرب نہیں کروں گا

دوسرے صوفے پر اطمینان سے بیٹھتا وہ دلچسپی سے زریمان کو دیکھ رہا تھا۔ ۔ ایسا ہی حال اس نے ابرار کا کیا تھا۔ زرمش کے وجود پر موجود ہر زخم اسے ایسی ہی اذیت میں مبتلا کرتا تھا جس سے ابھی زریمان گزر رہی تھی۔ آنکھیں موندتے سامنے زرمش کا چہرہ لہرایا۔۔ آہ وہ لڑکی کس قدر عزیز ہوچکی تھی اسے خود معلوم نہیں تھا۔۔ اسی لئے اب اس عورت کو تڑپتے دیکھ اسے رتی برابر بھی افسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔

****

باران کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اس شخص کے ہاتھ اینارہ کے گال کو چھو رہے تھے۔

مسٹر نائیک.. پانچ کروڑ دوسرے کی بیوی کے لیے ادا کرنا" نامناسب عمل نہیں...؟؟؟" باران کی آواز پر اس شخص کے اینارہ کو چھوتے ہاتھ ایک دم رکے تھے۔۔ وہ حیرت و صدمے سے گنگ ہوا تھا تبھی پلٹ کر باران کو دیکھتے چونک کے کھڑا ہوا۔

بزنس کی دشمنی الگ.. آپ نے تو پرسنل کرلی یار.. ڈائیریکٹ" گھر والی پر اٹیک.. ناٹ فئیر..." باران نے کمر کے پیچھے سے پسٹل نکال کر اس کو دیکھا تو اس کا حلق سوکھ گیا۔

".. مجھے نہیں... معلوم تھا یہ تمہاری بیوی ہے.. سچ میں" مرنے سے پہلے سچ بول لیتے تو شاید کچھ کمی ہو جاتی گناہ" میں.." گن لوڈ کرتے باران نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

میں نے کچھ نہیں کیا.. تمہاری بیوی پاک ہے.." اسے بے" تاثر سرد سا چہرہ لیے گن لوڈ کرتے دیکھ نائیک نے فورا کہا۔

"،، تم کچھ کر بھی نہیں سکتے،، کیونکہ وہ میری بیوی ہے"

باران سے دشمنی ایک طرف "مگر تمھیں ایسے پرسنل اٹیک"

نہیں کرنا چاہیے تھا،، باران دلشیر کو ہلکے میں لے لیا؟؟؟ نائیک

کی ٹانگیں کانپنے لگی تھی۔۔ نائیک جو کسی وقت میں باران کا

پروجیکٹ پارٹنر رہا تھا۔ چھوٹے سے فراڈ کی وجہ سے باران نے

پراجیکٹ کینسل کیا تو اس کا دیوالیہ نکل گیا۔۔ کتنے سالوں

سے باران دلشیر کو برباد کرنے کی کوشش میں آج موقع ملا تھا۔

میں تم سے مزید بات کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا،، جلدی"

سے کلمہ پڑھو اور خوشی سے گولی کھا لو" باران اتنی دلچسپی سے

حکم صادر کر رہا تھا۔۔ گویا بچے سے کہہ رہا ہو اللہ کا نام لو اور کھانا کھاؤ۔۔

باران میری بات۔۔" ابھی نائیک نے اتنا کہا تھا جب گولی" ماتھے کے درمیان سے آر پار ہوتی اس کا قصہ تمام کر گئی۔

"*********

گن واپس کمر کے پیچھے ہولڈر میں لٹکاتے وہ اینارہ کے قریب گیا۔ نائیک کے مردہ وجود کو ایک زور دار ٹھوکر رسید کرتا وہ اینارہ کے قریب پنجوں کے بل بیٹھا۔۔ بے اختیار اس کے نشان زدہ گال پر اپنی انگلی کی پشت سہلائی۔ اس کے رونی سے گال پر

گہری انگلیوں کے نشان واضح تھے۔ لب سختی سے پیوست کیے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو دبایا کہ اب وہ اس کی سزا بھی زریمان کو نہیں دے سکتا تھا۔ کہ جو زہر زریمان کو دیا گیا تھا اس سے اندرونی تکلیف اس قدر ہوتی کہ اب کسی بھی ٹارچر کا درد زریمان کو محسوس ہی نہیں ہونا تھا۔

زریمان اسے تمام سچ بتا چکی ہے،،، اپنے پیچھے سے ریشماں کی" آواز پر باران کا اس مومی سی گڑیا کا گال سہلاتا ہاتھ پل بھر کو رکا۔

زریمان کو اسے یہ بات نہیں بتانی چاہیے تھی... آپ جانتے"
..ہیں اس وقت وہ سب آپ نے اپنی مرضی سے نہیں کیا تھا
سیٹھ کے کہنے پر زریمان نے آپ کو ڈرگز دی تھی یا شراب جو
بھی.. آپ اس وقت ہوش میں نہیں تھے.." ریشماں نے
پریشانی سے کہا تو باران اپنے لب بھینچ گیا۔
بے ہوشی میں بھی کس نے حق دیا تھا ریشماں کہ کوئی کسی"
معصوم کے جسم کو نوچے... میں نے کبھی کسی کے ساتھ
زبردستی نہیں کی.. جبکہ زبردستی کا بوجھ زنا سے بھی بہت زیادہ
ہوتا ہے... اور جب وہ زبردستی آپ نے اپنے سب سے محبوب

شخص کے ساتھ کی ہو.." بولتے ہوئے باران بے بسی سے مسکرایا تھا۔ کتنا عرصہ اس کے بعد وہ ایناره کی تلاش میں اس کوٹھے پر جاتا رہا تھا۔ ایناره کی تلاش میں وہ روز بانو بائی سے نئی لڑکی کی ڈیمانڈ کرتا تھا کہ شاید اسے واپیس وہی لڑکی مل جائے۔۔ پھر وہ ہر لڑکی کے وجود میں وہی خوشبو تلاش کرنے کا عادی ہوگیا تھا۔۔ پھر آہستہ آہستہ وہ خوشبو دھیمی ہوگئی اور اس پر زنا کاری غالب ہوتی گئی۔ وہ اس دلدل میں پھنستا چلا گیا اس طرح کے نکلنا نا ممکن ہوگیا۔۔ بھلا اس نے کب سوچا

تھا کہ اس جیسے گندے زناکاری کرنے والے شخص کو قدرت اس قدر معصوم اور پاکیزہ لڑکی دے دے گی۔۔

وہ سب زریمان نے جان بوجھ کر کیا تھا،، وہ ایمارہ کی" معصومیت زائل کرنا چاہتی تھی،، تاکہ بانو بائی اسے جسم فروشی میں ڈال دے،،" ریشماں نے اس کا بوجھ ہلکا کرنا چاہا۔۔ باران نے مٹھی بھینچتے خود پر ضبط کیا۔ اب کس کو سزا دیتا خود کو یا زریمان کو۔۔

کیا تم ان لڑکوں کو جانتی ہو ریشماں جو میرے علاوہ ایمارہ کے" قریب گئے ؟" اس کے اچانک سوال پر ریشماں چونکی۔۔

اس قصے کے بعد بانو بائی نے کسی مرد تو کیا عورت کو بھی" اینارہ کے قریب جانے نہیں دیا،، تو اور کوئی کیسے قریب جاسکتا تھا اس لیے،،" ریشماں کا کہنا تھا باران کو لگا جیسے ایک نیا بوجھ اس پر لادا گیا تھا۔۔ یعنی وہ ایک اکیلا زمہ دار تھا اس لڑکی کی ذہنی و جسمانی سطح کی بربادی کا جس سے وہ خود سے بڑھ کر محبت کر بیٹھا تھا۔۔ لیکن اس نے تو کہا تھا تین لڑکے تھے۔۔ لیکن اینارہ نے کہا تھا وہ تین،،" باران کہتے کہتے رک گیا۔۔" پینک اٹیک ہوتے تھے اینارہ کو،، وہ سب اس کے خوف اور" زہن کی خوفناک تصور کی پیداوار تھا،، وہ روز سمجھتی تھی کوئی

اس کے ساتھ زبردستی کر رہا ہے.. بانو بائی اسے سنبھالتی تھی لیکن جب زریمان اسے ہینڈل کرتی تھی تو اسے یہی بات جتاتی تھی کہ جب وہ پینک ہوئی تو وہ خواب کی کیفیت نہیں کوئی نئی کیفیت تھی.. دو بار زریمان نے لڑکے بھیجے اینارہ کے

".. کمرے میں پر ناکام رہی

ریشماں سارے پردے گراتی جارہی تھی اور باران زمین پر ٹکتا جارہا تھا..

زریمان مر گی ہے.." لہجے میں انتہا کی سفاکیت تھی۔"

"نہیں.. ان جیسوں کو موت آسانی سے کہاں آتی ہے سیٹھ.. بہت ترسا دیتی ہے.. میں نے کوٹھے پر بہت ساری لڑکیوں کو موت کے لیے ترستے دیکھا ہے.. اور آج ایک اور کو دیکھ رہی ہوں.." آخر میں لہجہ پر ملال تھا۔۔

"تم زریمان سے نفرت کیوں کرتی ہو..؟" وہ ریشماں کی جانب پیٹھ کیے مکمل اینارہ پر جھکے اپنی قمیض اتار رہا تھا۔۔

"نفرت کے دریا میں ڈوبتے بہت سی نفرتیں نا چاہتے ہوئے بھی اندر چلی گئی ہیں.. سنا تو ہوگا کوٹھے کی دلالی میں ہاتھ ضرور کالے ہوتے ہیں.. زریمان کے گناہ خود میں جذب کرتے

کرتے میں خود اس نفرت میں گندھ گئی ہوں.. اگر آپ درمیان
"..نہ ہوتے تو میں پہلے ہی زریمان کو مار دیتی
ریشماں سچ کہہ رہی تھی..
دشمنی کی کوئی خاص وجہ ؟" اینارہ کے وجود سے اس کی پھٹی"
قمیض جدا کرتے باران نے اس کے پہلو میں نوچ کر زخمی
کرنے کے نشان دیکھے تو اپنے سینے پر جلن محسوس ہونے لگی۔
..اینارہ کی ماں.. وجیہہ.. بہت احسان تھے اس کے مجھ پر"
جب زریمان اور بانو بائی کے کہنے پر مجھے سستی قیمت میں ایک
مرد کے سامنے پھینک دیا گیا تھا.. بولتے بولتے ریشماں کا لہجہ

رندھ گیا تھا۔ وہ خواجہ سرا تھی --- پھر بھی درندوں نے اسے کہاں بخشا تھا۔۔

وجیہہ نے بچایا تھا مجھے۔۔ اپنے زیور کے بدلے میری قیمت ادا" کر کے مجھے خرید لیا تھا۔۔ میں اس کی اور اینارہ کی خدمت کرتی ۔۔ تھی۔۔ پھر میں نے ایک دن وجیہہ کو ایسے ہی تڑپتے دیکھا ۔۔بالکل اسی طرح جس طرح ابھی باہر زریمان تڑپ رہی ہے بہت زیادہ۔۔ میں نے کبھی کسی کو اتنی اذیت میں نہیں دیکھا جتنا میں نے وجیہہ کو ایک دن اور ایک رات تڑپتے دیکھا۔۔ اور پھر وجیہہ کی دردناک موت۔۔ اس وقت ہمیں یہی بتایا گیا تھا

کہ وجیہہ کو کینسر ہے،، بعد میں معلوم ہوا وہ سب زریمان نے اسے زہر دے کر حسد میں کیا،، جب کوئی آپ کا محسن ہو تو سب سے زیادہ اس کی تکلیف آپ کو اذیت دیتی ہے۔۔" آنسو پونچھتے زریمان مسکرائی۔۔۔۔ مکمل نہیں تھی پر انسان تھی۔۔ لوگوں نے تو اس انسان بھی نہیں سمجھا تھا۔۔۔

ایمارہ کے وجود پر اب باران کی قمیض تھی،، وہ ایمارہ کا دوپٹہ ایمارہ کے گرد اچھے سے لپیٹ چکا تھا۔ کھڑے ہوکر ایمارہ کو بازوؤں میں اٹھایا اور ریشماں کے مقابل آیا۔۔

آگے کا پلان یاد ہے ؟" باران کے پوچھنے پر زریمان نے ایک" محبت بھری نگاہ اینارہ کے بے ہوش چہرے پر ڈالی۔ اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔

"..کوٹھے پر بنائی گئی ساری لڑکیوں کی ویڈیوز ضائع ہوچکی ہیں لڑکیاں سپلائی کرنے والے سارے لڑکوں کی لسٹ زاویار سیٹھ کو مل چکی ہے.. قریبی کوٹھوں میں جتنی بھی لڑکیاں زور زبردستی سے رکھی گئی ہیں ان سب کی لسٹ زاویار سیٹھ لے چکے ہیں.." ریشماں کی بات پر اثبات میں سر ہلاتا باران باہر نکلنے لگا جب ریشماں کی آواز پر رکا۔

بہت ساری لڑکیاں اب یہ کام نہیں چھوڑنا چاہتی.. وہ کہتی" ہیں ان کو اب ان کے گھر والے یا معاشرہ قبول نہیں کرے گا.." ریشماں کی بات پر باران نے گہری سانس ھواء کے سپرد کی..

ان کو میں ہینڈل کرلوں گا.. اور کوئی مسئلہ..؟" باران کے" پوچھنے پر ریشماں باران کے مقابل آئی.. نرم نظروں سے اینارہ کو دیکھتے اس کا ماتھا چوما۔

وجیہہ کی دونوں بچیاں معصوم ہیں،، پاک ہیں،، ان میں سے" ایک کا آج دل اور یقین ٹوٹا ہے،، سنبھال لینا،،" وہ فکر مندی سے کہہ رہی تھی۔۔

وجیہہ کی دوسری بیٹی میرے نکاح میں ہے،، اور پہلی باران" کے،، اور ہم دونوں ہی فل پروف جورو کے غلام ہیں،، ریشماں تم فکر مت کرو،، تم وہ کام پر توجہ دو جو تمہیں فورا فورا کرنا ہے،، پیچھے سے زاویار کی آواز پر ریشماں مسکرانے لگی۔۔

باران اور زاویار وہاں سے جونہی باہر نکلے کچھ نقاب پوش گارڈ ز نائیک کی ڈیڈ باڈی لے جانے لگے۔۔ فلیٹ خالی ہوچکا تھا۔

صوفے پر زریمان درد سے تڑپ رہی تھی -- حلق سے آواز بند تھی اور آنسو گالوں پر رواں تھے-- ریشماں اس کے سامنے بیٹھتی اس کے نیلے ہونٹوں کو دیکھنے لگی۔

"یہ راستہ تو نے ہی دکھایا ہے مجھے ریشماں.. ویسے ایک راز کی بات بتاؤں ؟؟ اب تمہاری جگہ میری سلطنت ہوگی.. ایسی سلطنت جس میں ظلم و ستم نہیں ہوگا.. جو ہوگا سب ریشماں کا ہوگا.." ریشماں سرشاری سے ہنسنے لگی تو زریمان کی آنکھوں سے سرخ پانی نکلنے لگا--

میں جارہی ہوں،، مجھے باقی کام سنبھالنے ہیں،، فکر مت" کرو،، کل اس وقت تک تمہاری اذیت ختم ہو جائے گی،،" اور میں تمھارے ناپاک وجود کو اٹھوا کر کفن دفن تو کروا ہی دوں گی،،، ریشماں کہتے ہوئے فلیٹ سے باہر نکلنے لگی جب زریمان نے ریشماں کا پیر پکڑ لیا۔ زریمان کے ہاتھ بھی اب نیلے پڑنے لگے تھے۔۔

تیری طرح سفاک نہیں ہوں،، ورنہ تجھے مرتے ہوئے دیکھ کر" ".،،جاتی،، پر پہلے ہی صحیح بچی سمجھا تھا تجھے

زریمان کا ہاتھ جھٹکتی وہ باہر نکل گئی۔۔ زریمان اپنی آنکھیں زور سے میچ گئی۔۔ وہ موت کی دعا شدت سے کررہی تھی۔۔ یہ اذیت برداشت سے باہر تھی۔۔ سالوں پہلے یہی زہر اس نے وجیہہ کو دیا تھا۔ اور وہ بہت مطمئن تھی۔۔ نہیں معلوم تھا اپنا کیا یوں واپس ہوکر بالکل ایسے ہی ملے گا۔۔ کیونکہ وجیہہ کے پاس جاکر اس نے بھی یہی جملہ کہا تھا جو جاتے جاتے ریشماں کہہ کر گئی تھی۔۔

اس کا اختتام بہت جلد ہوگیا تھا۔ اور بہت عبرتناک ہوا تھا۔ اس کی رسی کھینچی گئی تو اس قدر زور سے کہ چھڑوانے کو جستجو تک کرنا نا ممکن تھا۔۔

****

"مام سحر کہاں ہے ؟" وہ عجلت میں کمرے سے نکلا تھا۔ نہ سحر گھر میں تھی نا روم میں۔۔ یہ وقت کالج کا بھی نہیں تھا۔

"روم میں ہی ہے۔۔" انہوں نے اطمینان سے جواب دیا۔

"میں نے ابھی دیکھا نہیں ہے مام۔۔" وہ جھنجھلایا۔۔ "کہیں وہ ڈھیٹ لڑکی واپس ملحق کے ساتھ تو کہیں نہیں گئی تھی۔۔

زین مجھے پریشان مت کرو.. کہاں تو پہلے اسے دیکھنا گوارا" نہیں تھا.. اب سحر سحر کر کے سکون خراب کر رہے ہو.." وہ اسے احساس دلانے کو مصنوعی جھنجھلا گئیں.. زین نے خجالت محسوس کرتے ایک نظر انہیں دیکھا پھر کمرے میں چلا گیا۔ موبائل بیڈ پر اچھالتے اپنی گھڑی کو اتارا.. غصہ سوا نیزے پر تھا.. ابھی وہ واشروم جانے کے لیے ایک قدم آگے بڑھا ہی تھا۔ جب زمین پر پڑے تکیے سے ٹکرا کر اوندھے منہ اسی تکیے پر گرا..

آہ۔۔" کمبل میں لپٹے اس تکیے سے ایک زنانہ آواز نمودار ہوئی "
تو وہ چونک کر سیدھا ہوا۔۔ کمبل کھینچا تو سحر گھڑی بنی اپنا بازو
سہلا رہی تھی۔

بلڈوزر ہیں کیا۔۔" اس نے اٹھ کر بیٹھتے غصے سے کہا۔"
تم زمین پر کیا کر رہی ہو۔۔" زین نے ماتھے پر بل ڈالے"
پوچھا۔

سو رہی تھی۔۔" جواب ٹکا سا آیا تھا۔"

یہ بیڈ پھر برتن دھونے رکھا ہے ؟" زین کے ماتھے پر بل پڑا۔"

نہیں بھالو کے سونے کے لیے،، " بول کر وہ واپس لیٹنے لگی "
جب زین نے بازو سے کھینچتے اسے مقابل کیا۔
بھالو کس کو بولا؟" زین نے دلچسپی سے سحر کی کمر میں ہاتھ "
لپیٹا تو سحر سانس روک گئی۔۔ پھٹی آنکھوں سے زین کو دیکھا
اور چہرے کی رنگت بدلنے لگی۔۔

زین چھوڑیں،، " وہ بہت شرم اگیں انداز میں اس کا نام لے "
رہی تھی۔ زین یکدم اسے جانچتی نظروں سے دیکھنے لگے۔۔۔ وہ
زین سے شرما رہی تھی۔۔ اس کے وجود میں لرزش تھی
ایسا۔۔ پہلے تو کبھی نہیں ہوا تھا۔۔ پھر اب کیوں ہورہا تھا؟ وہ

پہلے اس کے اور بھی قریب آیا تھا۔۔اسے کس بھی کی تھی۔۔
لیکن وہ تو اس پر بھی نہیں شرمائی تھی پھر یہ اچانک تبدیلی۔۔۔
کیا ہوا۔۔ میری طرف دیکھو۔۔" زین نے اس کی ٹھوڑی اوپر"
کرتے جانچنا چاہا پر سحر کا سر مزید نیچے جھک گیا۔
کالج میں بتایا ہے تمہاری شادی ہونی ہے ؟" زین کے اچانک"
سوال پر سحر نے اثبات میں سر ہلایا۔
کس کو بتایا ہے ؟" سحر کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ اب"
بہت کچھ سوچ رہا تھا۔

دوست کو،، " سحر نے مسکرا کر جواب دیا۔۔ اس نے اٹھنا"
چابا پر زین نے پکڑ مضبوط کرلی۔ ۔
دو دن میں دوست بھی بن گئی ؟" زین نے آہستگی سے لب"
سحر کے گال پر رکھے تو سحر کا چہرہ سرخ اناری ہوگیا۔۔ دل
حلق میں دھڑکنے لگا۔۔
زین،، پلیز پیچھے ہٹیں،، " سحر بری طرح مچلی۔۔ زین چہرہ پیچھے "
کیے اسے دیکھنے لگا۔۔ دو دن میں سحر کے اندر یہ تبدیلی اسے
پسند نہیں آئی تھی۔ ماحول کا گہرا اثر ہوا تھا۔ وہ معصوم نا سمجھ

لڑکی اس کے اور اپنے درمیان کا رشتہ محض دو دن میں سمجھ گئی تھی جبھی شرما رہی تھی۔

تمہاری دوست نے تم سے ہمارے رشتے کے متعلق کیا" کہا..؟" زین نے بظاہر عام سے لہجے میں پوچھا۔

کک.. کچھ بھی نہیں.." سحر فورا گڑبڑائی۔۔"

فریش ہوجاؤ آج تمہیں باہر گھمانے لے کر چلوں گا.." وہ سحر" کو چھوڑ چکا تھا۔ سحر باں میں سربلاتی واشروم میں بند ہوگیا۔

سمجھ نہیں آیا وہ اس کے اندر اس تبدیلی پر خوش ہو یا غصہ۔۔۔یہ ایک طرح سے اچھا تھا۔ لیکن محض دو دن ؟ یعنی

کالج کا ماحول ٹھیک نہیں تھا۔۔ وہ سحر کی بے تحاشہ معصومیت پر پریشان ہوا تھا۔۔ وہ کمفرٹر بیڈ پر پھینکتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مام ڈیڈ کہاں ہے۔؟" عابدہ بیگم ابھی تک وہیں بیٹھی تھیں۔۔ شاید کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھیں۔۔۔

اشارے سے اوپر کی جانب انگلی کی۔ ان کا اشارہ اسٹڈی روم کی طرف تھا۔ زین سیڑھیاں پھلانگتا اوپر چلا گیا۔ اسٹڈی روم پر دستک دیتے اندر داخل ہوا۔۔ الیاس صاحب بک شیلف کے سامنے کھڑے تھے۔

اب کیا مسئلہ ہوگیا برخوردار؟" لہجہ طنزیہ تھا۔"

میں سحر کے ساتھ اپنی شادی شدہ زندگی باقاعدہ شروع کرنا چاہتا ہوں،،اس کے لیے آپ ریسیپشن دیں گے یا کچھ اور پلان ہے آل کا،،" زین کی بات پر وہ مسکراہٹ دبانے لگے۔

خیال آگیا بیوی ہے۔،،" الیاس صاحب کی طرف سے ایک اور" طنز آیا۔

بیوی کا بھی آگیا،،، اور بیوی کی بے تحاشا جائیداد کا بھی،، ڈیڈ" میں چاہتا ہوں آپ سحر کی پراپرٹی میرے نام کردیں،، وہ راضی

ہو تو.." زین پرسکون سا کاؤچ پر بیٹھ چکا تھا جبکہ اس کی پراپرٹی والی بات پر الیاس صاحب کو جھٹکا لگا تھا۔

کیا مطلب ہے.. تم سحر کو پراپرٹی کے لیے قبول کر رہے ہو..؟" ان کے لہجے میں اشتعال تھا۔

ڈونٹ وری ڈیڈ.. جب تک پراپرٹی نام نہیں ہوتی میں سحر کے ساتھ ازدواجی تعلق کا ڈرامہ کر لوں گا.. پھر میں نے سحر کے لیے ایک بہت اچھا لڑکا ڈھونڈا ہے.. جسے کوئی لالچ نہیں ہے.. وہ بہت رچ فیملی سے ہے اور سحر کو خوش.." الیاس صاحب کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔ ایک زور دار تھپڑ زین کے

چہرے پر مارتے وہ اگلے ہی لمحے گریبان سے پکڑتے اسے کھینچتے اپنے مقابل کھڑا کرتے چیخے۔۔

"بے غیرت انسان،، میرے بیٹے ہو کر تم اتنے بے غیرت کیسے ہو سکتے ہو،، " الیاس صاحب کی دھاڑ غصے و اشتعال سے بھری تھی۔ زین نے سرخ نظریں ضبط سے جھکا دیں۔۔ پھر دھیما مسکرایا۔

"میں نے ایسی کونسی غلط بات کردی ڈیڈ،، وہی کی جو کہ سحر کے متعلق آپ نے مجھ سے کہی تھی،، " زین کی ڈھٹائی ان

کا غصہ مزید بڑھا گئی۔ الیاس صاحب کی چیخنے کی آواز پر عابدہ بیگم اور سحر ڈر کر اسٹڈی روم میں آئیں۔

اگر تم نے ایک بار مزید بکواس کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں" ..ہوگا.. سمجھ نہیں آرہا میری تربیت میں کہاں کمی رہ گئی افسوس صد افسوس" وہ افسوس سے غرائے۔۔

میں نے ایسی کون سی بات کردی ڈیڈ؟ آپ سحر کے لیے" لڑکا ڈھونڈ رہے تھے نہ تو میں نے آپ سے بہتر ڈھونڈ دیا.. اسے سنبھال بھی لے گا امیر بھی ہے.. آپ بس اپنے وعدے ".. پر

زین۔۔" عابدہ بیگم بے یقینی کی کیفیت میں بولیں۔۔ وہ تو"
خوش تھیں کہ زین نے سحر کو قبول کرلیا۔۔ وہ اسے بیوی سمجھ
رہا ہے لیکن اب جو وہ سن رہی تھیں وہ واقعی تکلیف دہ تھا۔
لیکن زین کی نظر تو عابدہ بیگم کے پیچھے کھڑی سحر پر اٹکی تھی۔
وہ سن کھڑی زین کو دیکھ رہی تھی۔ پھر نظریں جھکاتے کمرے
سے نکل گئی تھی۔ اس کی نظروں میں کوئی شکایت نہیں تھی
۔ صرف اداسی تھی۔۔ بے تحاشا اداسی۔۔۔ دو دن سے اس کی
برین واشنگ عابدہ بیگم ہی تو کررہی تھیں۔۔ اسے زین اور اس
کے درمیان رشتہ سمجھا رہی تھیں۔۔ اسے بتارہی تھیں کہ زین

اسے پسند کرنے لگا ہے محبت کرنے لگا ہے تو وہ بھی اسے سمجھے۔۔ ننھا سا دل جو پہلی بار دھڑکا ہی اپنے شوہر کے لیے تھا لیکن پھر جلد باغی ہوگیا تھا اب واپس زور و شور سے زین سے دوستی کے لیے اکسا رہا تھا۔ وہ معصوم ضرور تھی پر جوان ہوچکی تھی۔ احساسات لمحوں میں تبدیل ہو رہے تھے۔ جسے زین نے ایک لمحے میں خاک کا ڈھیر کردیا تھا۔

"..مام آپ"

****

جاری ہے۔۔

لمسِ اکسیر

مصنفہ واحبہ فاطمہ

قسط نمبر 74

واحبہ عشقم ناولز پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔

Page link

https://www.facebook.com/wwwahibaishq

Last part 1

راستے بھر وہ باہر کے مناظر میں یوں گم رہی جیسے اس سے ضروری کام کوئی ہو ہی نہیں۔۔ آرزک خانزادہ وقفے وقفے سے اس کی پشت کو گھورے گیا۔۔ وہ پہلے کے مقابلے میں کافی بہتر حالت میں لگ رہی تھی۔۔

ایلف،، آرزک نے دانت پیس کر اسے مخاطب کیا مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی وہ ہنوز باہر کا منظر دیکھنے میں یوں مصروف تھی جیسے اس سے ضروری کچھ تھا ہی نہیں آج پہلی بار کسی نے آرزک خانزادہ کو یوں منہ پر اگنور مارا تھا اور وہ یہ چھٹانک بھر

کی لڑکی جو اسکی اپنی بیوی تھی اس کا میٹر ایک بار پھر گھما اور دوبارہ دانت پیس کر زرا زور سے اسے مخاطب کیا۔۔ مگر اس نے تھوڑا سا اور مڑ کر اپنی پوزیشن چینج کر کے اسے مکمل طور پر نظر انداز کیا تھا اب کی بار آرزک نے غصے اور اشتعال سے اسکا بازو دبوچ کر اسے اپنی طرف موڑا اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھورا جس پر ایلف نے ماتھے پر بل لیے اسے دیکھا۔۔۔

ک۔۔۔کیا ات۔۔۔تکلیف ہے آپ کک کو۔۔ مجھے آپ کک کے

مم۔۔۔نہ نہیں لگنا اور خخخ۔۔۔خب۔۔خبردار آپ نے مجھے

د...باد...ہاتھ لگانے یا مم..مخاطب کرنے کی کک..کوشش

...کی میں

وہ ابھی مکمل بول نا پائی جب آرزک نے سامنے کی جانب دیکھ کر ایک نظر ڈرائیور پر ڈالی جو انہماک سے ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا اس نے موقع دیے بغیر اسکے لبوں کو جھٹکے سے چوما جس پر وہ کرنٹ کھاتی ہوئی بری طرح بوکھلائی تھی اور ایک دم مچلنے لگی جس پر لب دباتے مسکراتے آرزک خانزادہ نے اسکا چہرہ غور سے دیکھا تھا۔۔

...یی.....یہ ککلک..کیا ہب...ندتمیزی.. ہے

اشش۔۔۔!!! نا میری جان مت تھکاؤ خود کو۔۔ اس طرح تمھاری طبیعت بگڑے گی نا اس لیے ریلکیس تم نے کہا تم میرے منہ نہیں لگنا چاہتی منہ تو میں نے لگایا نہیں تھا اس لیے تمھاری بات کو مکمل کر دیا اور اب میں سوچوں گا تمھاری دھمکی کو کسی خاطر میں لاؤں کہ نہیں۔۔۔ اس نے اطمینان بھرا جواب دیا تھا۔۔

آرزک۔۔ آپ سے م۔۔ میں نے کہا ہے نا مم۔ مجھے آپ سے ککلکونی بات ن۔۔ نہیں کرنی ۔۔۔ ہے ۱۱۔اس لیے بب۔۔۔ بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے و۔۔ واپس چچ۔۔ چھوڑ آئیں۔۔ وہ اٹک اٹک کر بولتی

اپنی بات مکمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ ظالم بیچ میں ہی اسکی بات اچک لیتا تھا۔۔

نا بے بی نا یہ تو پاسیبل نہیں کہ تمھیں گھر چھوڑ آؤں کیونکہ تم میری بیوی ہو شرعی بیوی اور بیویاں اپنے شوہروں کے پاس ہی اچھی لگتی ہیں،، اس لیے مت تھکاؤ خود کو اور چپ کر کے بیٹھ جاؤ میں تمھاری کوئی بات نہیں سننے والا،، وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود سے لگاتا بولا کہ وہ اسے دھکا دیتی پھر دائیں جانب مڑ کر باہر کے منظر دیکھنے لگی۔۔ وہ تو یوں پریٹینڈ کر رہا تھا جیسے ان دونوں کے بیچ سب کچھ ٹھیک ہو۔۔ جس پر ایلف کا

پارہ لمحہ بہ لمحہ بانی ہو رہا تھا۔۔ جبکہ آرزک خانزادہ نے اسے منہ بنا کر دیکھا جو بار بار اسے خود سے دور کر کے خود باہر کے منظر دیکھنے میں مگن تھی اور اس وقت اسے یہ باہر کے درخت اور سڑکیں بھی زہر لگ رہی تھیں۔۔

کچھ ہی دیر کی مسافت کے بعد گاڑی خانزادہ مینشن کے باہر رکی تو آرزک نے ایک نظر اس دشمن جان کی طرف ڈالی۔۔ جو سیدھی ہو کر بیٹھ چکی تھی وہ سمجھ گیا کہ ایلف کا ارادہ اسے زچ کرنے کا ہے وہ اب گاڑی سے باہر نا نکلنے کی ضد کرے گی۔۔ اس نے ایک لمبی سانس خارج کی اور خود اتر کر نیچے آیا اور

آکر اسکی طرف کا دروازہ خود کھولا مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلی --

بابر آؤ ایلف...!! وہ مدھم سے لہجے میں نرمی سے گویا ہوا مگر وہ ڈھیٹ بھی ٹس سے مس تو دور کی بات وہ ہولی تک نہیں--

میں نے کہا بابر آؤ ایلف،، نہیں تو میرے پاس دوسرا آپشن بھی موجود ہے،، تمھیں بازوؤں میں اٹھا کر لے جانے کا،، پھر تم ہی شکایت کرو گی ہر بار زبردستی،، ہر بار اٹھا لینا،،؟؟ آرزک نے اسے اس کی ضد کے سائیڈ ایفیکٹ بتائے تو وہ تلملا اٹھی--

خخ،، خبردار - مم،،، مجھے ہاتھ بھی لل،لگایا تو مم،،، مجھے کہیں نہیں جانا د،،دو،،، دور رہیں مجھ سے،،،ب،بات کرنی ہے تت،،تو یہیں پہ کک،،کر لیں،، اور م،مجھے واپس چھوڑ آئیں،، وہ اسکی طرف دیکھتی ہوئی جھٹپٹا کر بولی تھی کہ آرزک نے دانت پیس ڈالے،،،

نہیں لگا رہا تمھیں ہاتھ،، اس لیے شرافت سے باہر آجاؤ ورنہ" مجھے مجبورا تمھیں ہاتھ لگانا پڑے گا ایلف،، اب کی بار وہ بھی کسی کا لحاظ کیے بغیر دھاڑا کہ ایلف کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی وہ بغیر چوں چراں کیے باہر آئی اور اندر

کی جانب چل دی پیچھے آرزک نے اسکی پشت کو گھورا اور لمبا سانس لیتا آگے کی جانب بڑھ گیا۔۔وہ اس سے مزید مغز ماری کرنے کی متحمل نہیں تھی اسی لئے سیدھے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ کہ باہر ملازمائیں اپنے کام میں مصروف تھیں۔۔ وہ کمرے میں آئی جہاں پورا کمرا ہنوز ویسا ہی پڑا تھا جیسا وہ چھوڑ کر گئی تھی وہ چپ چاپ آکر بیڈ پر بیٹھ گئی جس کے پیچھے آرزک بھی اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے وہ اسکے مقابل آکر کھڑا ہوا۔۔

ویلکم بیک ٹو یور ہوم بہنی،،، اسکے سر پر کھڑے وہ اس سے گویا ہوا تو وہ ناراضگی سے نم آنکھیں لیے رخ موڑ گئی۔۔

یہ۔۔۔میرا گھر ن،، نہیں ہے آرزک خانزادہ یہ،، مم،، محض آپ کی سلطنت ہے جہاں آپ مم،،مجھے اپنی ض،، ضرورت ک،،کے مطابق لا کر ک،، کبھی بھی کک،، کسی بھی طرح پیش آجاتے ہیں،،، مم،، میری حثیت کک، کچھ نہیں یہاں پپ،، پر،،، وہ زہر خندہ لہجے میں گویا ہوئی تو آرزک نے زور سے آنکھیں میچ کر خود کو پرسکون رکھنے کی کوشش کی۔۔

دیکھو ایلف.. میں جانتا ہوں کہ میں نے تمھارے ساتھ بہت برا کیا.. مجھے تم پر ہاتھ ہر گز نہیں اٹھانا چاہیے تھا.. میں معافی چاہتا ہوں.. مجھے ایک دفعہ تمھاری بات سن کر اس پر کاروائی کرنی چاہیے تھی.. صحیح اور غلط کو جانچنا چاہیے تھا.. لیکن جہاں میں غلط تھا وہاں تم بھی تو میرے بابا کی جانب سے غلط فہمی کا شکار رہیں ناں جس کی وجہ سے تم نے کتنے غلط طریقے سے میرے بابا کو غلط القابات سے نوازہ...اگر تم سے غلطی ہو سکتی ہے تو میں بھی بندہ بشر ہوں.. مجھ سے بھی تو ہو سکتی ہے

ناں،، اس بار وہ بات مکمل نہیں کر پایا جب ایلف نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا--

مم،، مجھے اس وقت ک،، کوئی بات نہیں سننی مم،، میرے" س، سر میں درد ہورہا ہے مم،، مجھے ریسٹ کرنا ہے ل،، لحاظہ آپ یہاں س،، سے جا سکتے ہیں،،، وہ پیچھے تکیے سے ٹیک لگاتی بولی تو آرزک نے لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھا وہ جانتا تھا کہ اسکے اس دن کے برے اور جارحانہ رویے سے بے حد تکلیف میں ہے اور ناراض بھی اس لیے اسکی طبعیت کا خیال کرتے وہ بغیر کچھ اور بولے وہاں سے اٹھا اور باہر کی جانب بڑھ گیا

پیچھے وہ بے بسی سے سر تکیے سے ٹکاتی بے آواز آنسوؤں سے رو دی ۔۔۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ملازمہ کھانا لے کر کمرے میں آئی۔۔ وہ شاید کچی نیند میں تھی اسی لئے کسی کی آہٹ پا کر فورا آنکھیں کھل لیں۔۔ ملازمہ کے ہاتھ میں ٹرے دیکھ کر اس نے فورا اسے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔۔

ی،،یہ لے جاؤ مم،،مجھے ن،، نہیں کھانا ہے ا،اپنے سر کو" دو،، وہی ٹھونسیں گے ا،،اپنے گ،گھر کے کک،،کھانے،، وہ اٹھے بغیر ہی تپ کر بولی تو ملازمہ نے اسے دیکھا۔۔

میم سر نے کہا ہے کہ آپ یہ کھانا کھا لیں انکا آرڈر ہے کہ میں آپ کو کھانا کھلا کر میڈیسن دے کر جاؤں،، ورنہ وہ غصہ ہوں گے میم،، وہ ڈری سہمی ملازمہ اس سے منت کرنے لگی خیر آرزک خانزادہ پر نہیں لیکن اس ملازمہ پر اسے ترس آگیا جسے شاید اس کے مطابق دھمکی ملی تو اوپر سے سونے پر سہاگا آرزک خانزادہ جانتا تھا کہ وہ نرم دل کی لڑکی کسی کو روتا یا سہما دیکھ نہیں سکتی اس لیے ملازمہ کو جیسا کہا تھا اس نے ویسا ہی کیا تھا اور وہ فورا مان بھی گئی تھی اور یہ منظر باہر کھڑے آرزک خانزادہ نے دیکھا تھا اور ایک فاتحانہ مسکراہٹ اسکے لبوں پر

پھیلی۔۔ اور سکون کی لہر پورے جسم میں داخل ہوئی کم از کم وہ کچھ نا کھا کر اپنی صحت تو نہیں بگاڑے گی وہ اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتا کسی ضروری کام سے باہر نکل گیا واپس اکر اسے اپنی زوجہ کو منانا بھی تو تھا۔۔۔

****

جب ریم کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو اپنے بیڈ روم کے نرم بستر پر پایا تھا۔۔ شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہی اسے یاد آیا۔۔ ایلف اور ایناره کی کڈنیپنگ کے بعد ریم نے بے تحاشا خوفزدہ ہو

کر ایحان دلشیر کو کال ملائی تھی۔ وہ آیا تو ریم بے اختیار ہوئی تھی۔ اور پھر اپنے آگے کا عمل سوچتے ریم کو ٹھنڈے پسینے چھوٹنے لگے کہ کیسے پاگلوں کی طرح وہ اس کے سینے میں چھپی تھی۔۔ تب اس نے چور سی نگاہیں گھما کر دیکھا۔۔ مگر وہ نرم کمبل میں اکیلی تھی۔ کمرے میں وہ موجود نہیں تھا۔۔ ریم نے اس کی غیر موجودگی کی وجہ سے سکھ کا سانس لیا۔۔ وہ جلدی سے اپنے بستر سے نکلی اور سر پر دوپٹہ اچھے سے اوڑھ کر پاؤں میں چپل اڑسی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔۔ سیڑھیاں اتر کر تیزی سے نیچے اتری۔۔ بڑا سا لاونج سناٹے سے سائیں سائیں کر

رہا تھا۔ سینشن میں کوئی بھی تو موجود نہیں تھا۔۔ ریم پر اس تنہائی اور سناٹے کی وجہ سے مزید گھبراہٹ طاری ہوئی۔ مگر پھر کچن سے نکلتی فرح آپی کو دیکھتے اس نے سکھ کا سانس لیا۔۔ وہ بھاگ کر فرح تک آئی تھی۔۔

"کیا بات ہے ریم بے بی، آپ اتنی پریشان کیوں ہیں"

"وہ، فرح آپی، ایلف آپی اور اینارہ بب، بھابھی، وہ" کڈنیپ، گھبراہٹ کے مارے اس سے بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔۔ مگر فرح سامنے سے مسکرائی تھی۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے ریم بے بی،، ایلف بی بی اپنے شوہر کے" پاس ہیں،، انھیں وہ لے کر گئے ہیں،، اور اینارہ بھی بلکل ٹھیک ہے،، انھیں باران سر سی سلامت مینشن واپس لا رہے ہیں،، مجھے ایحان بابا نے کہا تھا کہ آپ کو بتا دوں اور کہوں کہ آپ پریشان مت ہوں،، وہ ضروری کام سے باہر گئے ہیں کچھ دیر تک لوٹ آئیں گے،،، فرح کی بات پر ریم نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔

سچ میں ایلف آپی اور ایناره بھابھی بلکل ٹھیک ہیں ناں.. ریم" نے اپنی تسلی کرنی چاہی تو فرح نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا..

"..فرح آپی.. مجھے بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دے دیں چلیں... وہ اسے لئے کچن کی جانب بڑھی تبھی لاونج کا صدر" دروازا ہلکے سے کھٹکھٹا کر صدر دروازے کا سکیورٹی گارڈ بخش بابا اندر داخل ہوئے تھے..

"فرح بیٹی، باہر چھوٹی مالکن سے کوئی صاحب ملنے آئیں ہیں، کہتے ہیں ضروری کام ہے، بخش بابا کی اطلاع پر ریم کا چہرہ کھل گیا۔

"کیا بابا آئے ہیں، اس نے آگے بڑھ کر پوچھا۔"

"نہیں، نعمان علی کو تو میں جانتا ہوں بیٹی اگر وہ آتا تو اسے سیدھا آپ کے پاس لے کر آتا، کوئی اور صاحب ہیں، ارمان اکبر نام ہے، کہتے ہیں ضروری بات کرنی ہے آپ سے، میں نے گیسٹ روم میں بٹھایا ہے، بخش بابا نے بتایا تو ریم نے

اس نام پر دم سا سادھ لیا۔ ارمان اب؟؟؟ اس سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔۔ اسے سمجھ نا آئی۔۔

ٹھیک ہے آپ چلیں،، میں آتی ہوں،، ریم نے سادگی سے" کہا اور دوپٹہ اچھے سے درست کر کے لاونج کے بیرونی جانب بنے گیسٹ روم میں آئی۔۔ اس نے ایک نظر ہی صوفے پر بیٹھے شخص کی جانب دیکھا تھا اور پہلی نظر میں ہی اسے پہچان لیا کہ ولی اکبر کے ساتھ وہ نکاح سے ایک دن پہلے ان سے ملنے آیا تھا۔۔ جو جینز کی پینٹ کے اوپر گرین ٹی شرٹ اور بلیک لیدر جیکٹ میں ملبوس تھا۔ جس نے اس کی جانب دیکھا اور پھر

اس کی آمد پر کھڑے ہوتے اس پر سے اپنی نگاہ ہٹانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

اسلام و علیکم،، کیسی ہیں آپ،،؟؟ ارمان نے اسے گہری" نگاہوں سے دیکھتے سلام کیا تھا۔۔

و علیکم السلام،، میں ٹھیک ہوں،، آپ کیسے ہیں،، ریم اس" کی نگاہوں سے کنفیوز ہوئی تھی جو سادہ سی نیلی فراک پاجامے اور ہم رنگ دوپٹے میں سادگی میں بھی باکمال تھی۔۔

،، میں بھی ٹھیک ہوں،، آپ کھڑی کیوں ہیں،، بیٹھیں پلیز" ارمان نے اسے کہا تو اس نے ہونق پن سے اس کی جانب

دیکھا اور پھر شرمندہ سی ہو کر ٹیبل کے پار اس کے سامنے صوفے پر ٹک سی گئی۔۔

آپ بھی بیٹھیں پلیز،، ریم نے کہا تو وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔ "مجھے آپ کی آمد کا مقصد سمجھ میں نہیں آیا،، آپ نے کہا کوئی ضروری بات ہے،،، وہ خود کو کمپوز کر چکی تھی اسی لیے اب لہجے میں اعتماد در آیا۔۔ لیکن اس کے باجود سامنے والے کے لبوں پر مچلتی تلخ ترین مسکراہٹ دیکھ ریم کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا۔۔

تعجب کی بات ہے ناں ریم نعمان علی اتنا سب کچھ کرنے" کے باوجود یوں کسی کے لیے انجان بن جانا،، آپ میری مجرم ہیں ریم نعمان علی،، میرے ارمانوں کا قاتل کیا ہے آپ نے آپ ایک قاتلہ ہیں،،، میں صرف آپ سے یہ سوال پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر آپ کسی اور میں انوالو تھیں،، مجھ سے شادی نہیں کرنی تھی یا مجھ میں کوئی انٹرسٹ ہی نہیں تھا تو آخر وہ سب تماشا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی،، ارمان علی کے تلخ ترین کڑوے الفاظ سن کر ریم کے گلے میں پھندا سا اٹک گیا تھا۔۔

آخر زندگی کے کون کون مرحلے پر کس کس کے سامنے رسوا ہونا تھا۔ اسے سمجھ نا آیا۔۔

لیکن پھر مجھے بعد میں پتا چلا،، میں تو خوشیوں کی بارات لے" کر آیا تھا مگر خالی ہاتھ لوٹا دیا گیا،، اسی لئے مجھے سکون نہیں آیا تو میں اس بات کی تہہ تک گیا،، میں آپ کے محلے میں گیا تھا پھر یونیورسٹی میں،، اور پھر آخر مجھے اس بات کا ادراک ہوا کہ وہ شخص آپ کو کافی سارا بدنام کر چکا ہے،، اگر آپ نعمان انکل کی بیٹی ریم نعمان علی نا ہوتیں،، اور میں پرسنلی آپ کو نا جانتا ہوتا تو جو لوگ آپ کے بارے میں غلیظ باتیں کرتے ہیں ان پر

یقین کر لیتا،، مگر اب میں اچھی طرح جانتا ہوں،، آپ کی ہر تکلیف کا زمہ دار وہ شخص ہے،، جو بد قسمتی سے آپ پر بے جا حق جمانے بیٹھا ہے،،، اس نے آپ کو اپنی انا کا مسلہ بنا لیا،، اور آپ کی عزت بے عزتی کی پرواہ کیے بغیر صرف اپنے بارے میں سوچا،، وہ ایک کم ظرف، جابر اور ظالم شخص ہے جس نے جانے کیسے مگر انکل کو یقیناً بلیک میل کیا ہوگا جس کی وجہ سے انھیں آپ کی شادی اس غیر زمہ دار عادی نشئی شخص سے کرنا پڑی،، ریم میں یہاں آپ کے لیے آیا تھا،، اگر آپ اس شخص کے ساتھ خوش نہیں ہیں تو میں آپ کی مدد کر

سکتا ہوں، میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اس شخص کو زور زبردستی برداشت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں.. اگر آپ چاہیں تو اس سے جان چھڑانے میں، میں آپ کی مدد کر ..... آیمہہ... ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ بے آواز آنسو بہاتی ریم کے منہ سے دلخراش چیخ برآمد ہوئی تھی..

یحان کوئی ضروری کام نمٹا کر مینشن میں واپس لوٹا تھا.. وہ لاپروائی سے اندر آرہا تھا جب صدر دروازے کے گارڈ بخش بابا سے اسے جو اطلاع ملی وہ اسے سر تا پیر سلگا کر بھسم کرنے کو کافی ثابت ہوئی.. اس کے چہرے کے نرم تاثرات ایک پل

میں ہولناک صورت اختیار کر گئے تھے۔۔ وہ جس وقت چہرے پر وحشت ناک پتھریلے سرد تاثرات لیے گیسٹ روم میں داخل ہونے لگا تو اس کے کانوں نے جو الفاظ سنے وہ اسے بھوکے شیر سے بھیڑیا بنانے میں ایک پل لگا گئے۔۔ تبھی وہ اندر داخل ہو کر اس شخص پر بھیڑیئے کی طرح جھپٹ پڑا تھا۔۔ بے تحاشا جاندار مکا تھا جو ارمان کے چہرے پر رسید ہوتا اس کا گال نیلا کر گیا تھا۔۔

یو۔۔۔۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ایسی گھٹیا" ترین آفرز کرتے ہوئے،، میں جان لے لوں گا تمھاری،، میرے

بارے میں تم جانتے ہی کیا ہو جو میری بیوی کو میرے خلاف بھڑکا رہے ہو،، باؤ ڈیئر یو،، آئی ول کل یو باسٹرڈ،،، ایحان نے ارمان کو دھمکا تھا۔۔ ریم کے چیخیں بلند تر ہوتیں گئیں جو پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کا یہ جنگلی روپ دیکھ رہی تھی آخر سرعت سے اٹھ کر ایحان کا بازو دبوچا۔۔

یہ کیا جنگلی پن ہے ایحان،، کسی گیسٹ کے ساتھ یہ" سلوک کرتے ہیں،، چھوڑیں انھیں،، میں نے کہا چھوڑیں انھیں،، ریم نے اس بپھرے ہونے کا ہاتھ روکنے کی کوشش

کی۔۔ سبکی، اہانت اور شرمندگی کے احساس نے ریم کو ادھ مرا کر دیا تھا۔۔

کیوں سچ کڑوا لگا ایحان دلشیر،، یہی تو تم ہو جو میں نے بیان" کیا،، سچائی سے منہ کیوں پھیرتے ہو،، ارمان نے اس کا وار روکتے حقارت سے کہا تھا۔۔ تب ایحان پھر سے اس پر جھپٹ پڑا۔۔

ایحان سٹاپ دس،،، بس کریں میں نے کہا چھوڑ دیں" انھیں،، وہ چلائے گئی۔۔ مگر اس کے سر پر تو جانے کونسا جنون سوار ہوا تھا۔۔ تب سکیورٹی گارڈز تیزی سے اندر آئے تھے

اور ارمان کو اس سے بمشکل چھڑا کر اتنی ہی تیزی سے باہر لے گئے۔۔ ایحان گہرے گہرے سانس بھرنے لگا تھا۔ جبکہ ریم ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے وہیں صوفے پر ڈھے سی گئی۔۔ ایحان نے لال بھبھوکا چہرہ لیے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے اور اپنے لب بری طرح اپنے دانتوں تلے کچلے۔۔ ایک خونخوار نگاہ اس ہچکیاں کھاتے نازک وجود پر ڈالی اور پل میں بھوکے شیر کی مانند اس پر جھپٹا تھا۔۔ اسے دونوں بازوؤں سے دبوچ کر اپنے روبرو کھڑا کیا تھا۔۔

سیبی،،، گرفت اس قدر سخت اور کھردری تھی کہ ریم تڑپ" اٹھی اور منہ سے سسکی سی برآمد ہوئی۔۔

باؤ ڈئیر یو ریم ایحان دلشیر،،، تم نے اسے مینشن میں آنے کی" اجازت کیسے دی،،؟ اور پھر یہاں گیسٹ روم میں اس سے ملنے کیوں آئیں،،؟ کیوں سنی اس کی یہ بکواس،، کیوں آئیں اس کے سامنے،،؟؟ کس کی پرمیشن سے،،؟؟ باؤ ڈئیر یو،، وہ حلق کے بل دھاڑا تھا۔۔ اور اس کی باتیں ریم طیش و اشتعال کے مارے پاگل ہوئی تھیں۔۔ تبھی اپنی پوری طاقت لگا کر اس کے سینے پر ہاتھ جماتے اسے خود سے دور دھکیلا اور خود اندر کی جانب

بھاگ گئی۔۔ ایحان نے اس غم و غصے پر اپنے جبڑے بھینچے اور بال مٹھیوں میں دبائے تھے۔۔ وہ جس قدر غصے میں تھا اسے لگا وہ یہیں رہے گا یا اس کا سامنا کرے گا تو کچھ غلط ہی نا کر بیٹھے تبھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا مینشن سے پھر سے باہر نکل گیا تھا۔۔

ریم اپنے کمرے میں جانے کی بجائے ایلف کے کمرے میں آ کر صوفے پر بیٹھی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ اس سفاک شخص کے بہت سے زہر میں بجھے الفاظ پھر سے کانوں میں گونج کر اس کی ہستی کو ریزہ ریزہ کرنے لگے۔۔

لیکن میں تم سے محبت نہیں کرتا۔۔ نا ہی تم سے نکاح"
کروں گا۔۔

دراصل میرے ذاتی نوکر کی بیٹی ہو کر بھی آکڑ بہت تھی تم"
میں،،، جو میں توڑنا چاہتا تھا،،، میں نے اپنے دوست زین سے
بیٹ لگائی تھی کہ تمھیں اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کروں
گا،،، جھکا دوں گا تمھیں بھی،،، تو دیکھو تمھیں جھکانا میرے لئے
کتنا آسان تھا،،، اور تمھارے غرور اور آکڑ کی بس یہ اوقات تھی
کہ بغیر کسی رشتے کہ تم اس وقت میرے بیڈ روم میں موجود
ہو۔۔

****

گاڑی دلشیر مینشن کے پورچ میں رکی۔ اور اس وقت رات کے دس بج چکے تھے۔۔ باران نے یہ وقت اپنے فارم ہاؤس میں گزارا تھا۔ وہیں پر ڈاکٹر کو بلا کر اینارہ کا چیک اپ کروایا تو ڈاکٹر نے اسے سکون آور دوا دے کر سلائے رکھنے کو ترجیح دی تھی تاکہ جب وہ اٹھے تو ذہنی طور پر کچھ پرسکون ہو سکے۔۔ چہرے پر گھمبیر سنجیدگی طاری کیے باران ڈرائیونگ سیٹ سے نکل گاڑی کی دوسری جانب آیا اور فرنٹ ڈور کھول کر دوپٹے میں لپٹے

بیہوش نازک وجود کو پھر سے احتیاط سے بانہوں میں بھر کر اندر داخل ہوا تھا۔۔ وہ لاونج میں داخل ہوا تو فرح جو کچن سے نکل رہی تھی ایسارہ کو باران کی بانہوں میں بیہوش دیکھ ان کی جانب بڑھنے لگی لیکن پھر اچانک رک جانا پڑا کہ باران دلشیر نے اسے تنبیہہ کرتی ایسی نگاہوں سے دیکھا تھا کہ اگر وہ اپنی جگہ پر نا رکی تو ان نگاہوں کے بھڑکتے الاؤ کی لپک سے وہ جل کر خاکستر ہو جائے گی۔۔

باران دلشیر سرد و سپاٹ چہرہ اور وہی پراسرار خاموشی لیے ایسارہ کو لیے اپنے کمرے میں آیا۔ اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔۔ خود

ڈریسنگ میں جا کر اپنی سادہ سی ٹی شرٹ پہن کر آیا۔۔ کاٹ بیڈ کے قریب رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک آئنٹمنٹ بھی تھی۔۔ باران نے وہ آئنٹمنٹ نرمی سے شرٹ ہٹا کر اس کے پہلو کی خراشوں پر لگائی۔۔

اور اس کے سامنے بیٹھ کر اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔۔ باران کی آنکھوں سے وحشت سی ٹپک رہی تھی۔ کاش وہ خود کو اس کی آنکھوں سے بہت دور کر سکتا درپردہ جس کی ہر تکلیف ہر دکھ ہر اذیت کا سبب بنا تھا۔۔ وہ کتنی تکلیف میں رہی تھی۔۔ سچائی اتنی ہولناک تھی جس کا ادراک

ہوتے ہی وہ اس سے مزید دور ہوتا چلا گیا تھا۔۔ جب اس سے پچھلی مرتبہ وہ زریمان سے ملنے گیا اور اس سے اینارہ کا پوچھا تو واپسی پر ریشماں نے اسے ایک اشارہ کیا تھا۔ تب اس نے ریشماں سے ایک خفیہ ملاقات کی تو اسے پتہ چلا زریمان نے اس سے جھوٹ بولے۔۔ اور صرف ایک نہیں کئی جھوٹ بولے۔۔ وہ اپنی ماں کا قتل تک کر چکی تھی۔۔ تب باران کو اس حقیقت کا بھی علم ہوا تو اس کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی۔۔ مگر پھر بھی وہ خود کو اس سے جدا نہیں کر پایا تھا۔۔

وہ اپنے ہی خیالوں میں گم تھا اور یہ شاید اس کی نگاہوں کی تپش کا نتیجہ تھا جب ایناره غنودگی میں کسمسانے لگی۔۔ اس کے چہرے پر گہری اذیت اور ایک خوف تھا۔۔وہ عجیب طرح سے مزاحمت سی کرتی شیٹ مٹھیوں میں دبوچنے لگی۔۔ تبھی اس نے ہڑبڑا کر اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہی بے قراری سے آس پاس نگاہیں دوڑائیں۔۔ اور اس کا ادراک ہوتے ہی کہ وہ اس وقت اپنے کمرے میں اپنے بستر پر ہے چہرے کے تاثرات فورا پرسکون ہونے لگے۔۔ باران دلشیر

بے تاثر چہرہ لیے اسے دیکھے گیا۔۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو سامنے بیٹھے شخص کو خود کو گہری نگاہوں سے تکتے پایا۔۔

"ای...نج...ل... باری... گلابی نازک لبوں سے بے آواز سی سرگوشی نکلی۔۔ ایناره نے جھٹکے سے اٹھنا چاہا۔۔ مگر پھر اسے احساس ہوا۔ اس کے جسم پر اس کی خود کی قمیض موجود نہیں ہے۔۔ وہ اس شخص کی شرٹ میں ہے۔۔ اور پہلو میں خراشوں پر جلن کی بجائے ٹھنڈک سی محسوس ہوئی تھی۔۔ وہ جانتی تھی اس شخص کے ہوتے ہوئے کوئی اس کے بال تک کو نہیں چھو سکتا۔۔ اسی لئے اپنی پچھلی غلط فہمیوں اور زریمان کے

دھوکے پر وہ دوبارا تکیے پر ڈھیر ہوتی بلک بلک کر رونے لگی تھی۔۔

ایناره،، وہ اٹھ کر بیڈ پر اس کے پہلو میں بیٹھا سرخ چہرہ اور" آنکھوں سے جیسے لہو سا ٹپک رہا تھا۔۔ "کچھ نہیں ہوا ہے پنک ریبٹ،، تم بلکل سیو ہو،، ڈونٹ بی پینک،،، باران نے اس کے دونوں ہاتھ تھامتے اس کھینچ کر اپنے کشادہ سینے میں بھینچا اس کی پشت نرمی سے تھپتھپاتے سنجیدگی مگر نرمی سے کہا تھا۔۔

...اینجل.. بب..باری.. وہ زریمان... اس نے جھوٹ"

دد..دھوکہ.. وہ گگ..گندی... توڑ پھوڑ کر الفاظ ادا کرتی وہ مزید اس کے سینے میں گھستی خود پر بیتی ہر اذیت اپنے انجل باری کو بتانا چاہتی تھی۔۔

میں سب جانتا ہوں پنک ریبٹ.. خود کو مت تھکاؤ.. باران" نے مزید اسے خود میں سمیٹا۔۔ وہ بڑی دیر تک اس کے سینے میں چہرہ چھپائے رو رو کر اپنا ہر غم غلط کرتی رہی اور اس کی شرٹ اپنے آنسوؤں سے بھگوتی رہی۔۔ باران چاہتا تھا وہ اپنا سارا غبار نکال دے۔۔ اسی لئے اسے اپنی بانہوں میں ٹوٹ کر

بکھرنے دیا۔۔ مگر پھر جب زیادہ دیر ہوئی تو باران سینے سے اس کا غلافی پنک چہرہ نکال کر اس کے آنسو صاف کیے۔۔

اب بس کرو پنک ریبٹ،،، میں نے اسے اس کے ہر کیے" کی سزا دے دی ہے،، اب وہ کبھی ہماری زندگی میں انٹر فئیر نہیں کر پائے گی،، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے دور چلی گئی ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں،، باران نے اس کی بھیگی سرخ آنکھوں میں جھانکتے کہا تب اینارہ کو اس ظالم عورت کے کچھ اور جان گسل الفاظ یاد آئے۔۔

بب،،باران، اس نے کہا کہ میرے ساتھ جس نے،،، وہ"
کہتے کہتے اپنی آنکھیں اور لب دونوں بھینچ گئی جیسے یہ الفاظ ادا
کرتے جانے کتنی تکلیف ہوئی ہو تبھی گہرے گہرے سانس
بھرنے لگی۔۔ "میرے ساتھ،،،، غلط،،،،،، و،وہ، آپ
ت،،تھے،،،،، وہ بمشکل اپنا جملہ مکمل کر پائی (بس ایک مرتبہ
اپنے اینجل باری کے منہ سے سننا چاہتی تھی کہ اس غلیظ
عورت نے یہ بات جھوٹ کہی تھی) جملہ سمجھ کر بہت
نامحسوس انداز میں باران نے اس کے چہرے کو چھوتے اپنے
ہاتھ اس سے دور ہٹائے تھے۔۔

اس نے سچ کہا،، سپاٹ سا لہجہ تھا۔ یہ بات باران نے اس"
کی آنکھوں میں دیکھ کر کہی تھی۔ ایناره نے بے یقینی سے پھٹی
پھٹی آنکھوں سے باران کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

ی،،یہ جج، جھوٹ ہے،،، ایناره نے چیختے زور زور سے نفی میں"
سر ہلاتے اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچی تھی۔۔

،،تمھارے چیخنے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی پنک ریبٹ"

،،،،،یہ سچ ہے وہ درندہ میں ہی ہوں جس نے تمھارے

ایناره نے اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ جمایا تھا۔۔

بب،، بس کریں،، ج، جھوٹ مت بولیں،،، وہ بے آواز بے"
تحاشا آنسو بہاتی اس کے دامن سے لپٹنا چاہتی تھی مگر باران
نے جلدی سے اس کے ہاتھ خود سے دور ہٹائے۔۔ جیسے وہ
اس نازک سی جان کے لیے کوئی اچھوت ہو۔
سچ ہے،، اٹل لہجہ تھا۔"
لیکن،،، وہ بے بسی سے چلائی۔۔"
حقیقت ہے یہ اینارہ،،، قبول کر لو،، بے تاثر لہجہ۔۔ اس"
وقت باران دلشیر کے چہرے پر اتنی اذیت و تکلیف تھی جو اینارہ
نے بھی اس کے چہرے سے ٹپکتی شدت سے محسوس کی

تھی۔۔ اینارہ بستر سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھنا چاہتی تھی۔۔ کہ اسے رک جانا پڑا۔۔ ابھی وہ اس سے مزید کچھ کہتا کہ اس کے کمرے کا دروازا بہت زور زور سے دھڑدھڑایا گیا تھا۔۔ ایک روتی چیختی آواز نے باران کے سر پر مینشن کی چھت گرائی تھی۔۔

****

ایحان کو جب کہیں بھی سکون نا آیا تو وہ دو گھنٹے میں ہی واپس مینشن لوٹ آیا۔۔ اب بس ہو چکی تھی۔۔ وہ اس سے آج تفصیل سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔ وہ اپنی انا کے بت کو پاش

پاش کر کے آج اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھنے کا فیصلہ کر کے مینشن میں آیا تھا۔۔ وہ اب اسے بتانا چاہتا تھا کہ ایحان دلشیر نے اس سے کس قدر ٹوٹ کر محبت کی ہے۔۔ وہ اس کی پچھلی تمام تر غلط فہمیاں دور کر کے اس سے معافی مانگ لینا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا اس نے آج بھی جو کیا وہ بھی بلکل ٹھیک نہیں تھا۔۔ شدید غصے میں ایحان وہ سب کر تو بیٹھا تھا۔۔ مگر اب اسے اس کا مداوا بھی کرنا تھا تبھی وہ جلدی سے مینشن آیا تھا۔۔ وہ اپنے کمرے میں آیا تو وہ کہیں نہیں تھی۔۔ ایحان نے ایک گہری سانس بھری۔۔ اور پھر کچھ

سوچا۔۔ وہ ایلف کے کمرے میں ہوگی۔۔ ایحان ایلف کے کمرے کی جانب گیا۔۔ کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا وہ کمرے کے صوفے پر بیٹھی گھٹنوں میں چہرہ چھپائے زارو قطار رو رہی ہے۔۔ پورا وجود ہچکیوں سے لرز رہا تھا۔۔ ایحان نے ایک گہری سانس اپنے سینے سے خارج کی جبکہ جانے کیوں مگر ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھ گیا کہ جلن و رقابت کے احساس سے نا چاہتے ہوئے بھی ازلی غصہ عود کر آیا یہ سوچ کر کے وہ اس بے فضول شخص کے بکواس الفاظ کی خاطر اپنے قیمتی آنسو بہا رہی ہے۔۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے بہت قریب آن پہنچا

تھا۔۔ریم نے مخصوص آہٹ اور خوشبو محسوس کی مگر سر نا اٹھایا۔۔

ریم،، ایحان نے اسے پکارا۔۔ وہ خود میں سمٹ گئی مگر کوئی" جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔ تب ایحان جو سوچ کر آیا تھا اس کے بلکل الٹ ہوا تھا کہ اس کا میٹر ایک مرتبہ پھر سے گھومتا اس کے ضبط کا شیرازہ بکھیر گیا تھا۔۔ اس نے جھٹکے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی جانب کھینچا تو ریم کے منہ سے سسکی سی برآمد ہوئی اور وہ ایک جھٹکے سے اس کے کشادہ سینے سے ٹکرائی تھی۔۔

کس چیز کا سوگ منا رہی ہو ریم ایحان دلشیر،، وہ دانت پیس"
کر غرایا تھا۔۔ تب اس کے سر پر جانے کونسا جنون سوار ہوا تھا
کہ وہ مشتعل سی اس کے دست و گریباں ہو ہوتی اس پر
جھپٹی اور اس کی جیکٹ کا کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا۔۔
اپنی بربادی کا سوگ منا رہی ہوں میں ایحان دلشیر،، آپ کا"
میری زندگی میں شامل ہونے کا ہے یہ سوگ،، آپ سے جڑے
اس کھوکھلے بے نام رشتے کا جو صرف ایک شرط کی بنیاد پر ٹکا
،، ہے،، پورے شہر میں اپنی جگ ہنسائی اور بدنامی کا ہے یہ ماتم
آپ کی وجہ سے مجھے بدکردار کا خطاب ملا،، یا تو آپ مجھے آج بتا

دیں آپ نے اپنے ڈرائیور کی بیٹی کو کیوں اپنایا،، محض کھلونا سمجھ کر،، کیوں برباد کی آپ نے میری زندگی،، آپ کی زندگی ایسی گزری، آپ کے رشتے ایسے تھے،، آپ کی ماں آپ کو چھوڑ کر چلی گئی تو بتائیے اس میں میرا کیا قصور تھا،،آپ کو دنیا کی ہر لڑکی بدکردار لگتی تھی تو آپ نے مجھے کیوں بدنام کیا،، کیوں کیا مجھے برباد،، کیوں کھیلنا چاہتے ہیں مجھ سے،، آخر مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے،،، میں نفرت کرتی ہوں آپ سے،، صرف اور صرف نفرت،، چلیں آج یہ آخری ناٹک آخری ڈرامہ بھی ختم کرتے ہیں،، آج میں آپ کو نہیں روکوں گی،، جتنا چاہیں مجھے

نوچ لیں،، روند دیں مجھے،، مگر اپنی یہ بھی شرط پوری کر کے
میری جان چھوڑ دیں،، میری طرف سے بھاڑ میں جائیں یا مر
....جائیں مجھے فرق نہیں پڑتا اگر یہ نہیں ہوتا تو مجھے مار ڈالیں
وہ بات کرتے اور چلاتے اب ہانپنے لگی تھی۔۔
یہ الفاظ نہیں تھے۔ پگھلا ہوا سیسہ تھا جو ریم نے جیسے اس کے
کانوں میں انڈیلا تھا۔۔ اس وقت ایحان کی وحشت زدہ سرخ
آنکھوں میں اس قدر بے یقینی اور کرب تھا کہ ایک مرتبہ تو ریم
جو اس کے جواب کی منتظر تھی وہ بھی یکا یک اس کا سفید پڑتا
چہرہ دیکھ اپنی جگہ پر سہم سی گئی تھی۔۔ ایحان نے ایک جھٹکے

سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔۔ ریم نے بھیگی سرخ سہمی آنکھیں اس پر جمائے رکھیں۔ اسے لگا اس کے جارحانہ رد عمل کے طور پر آج پھر ایک زناٹے دار طمانچہ اسے پڑنے والا ہے۔ مگر پھر ریم کی نگاہ اس کے قدموں پر پڑی جو وہ آہستگی سے اس سے دور اور پیچھے لینے لگا تھا۔۔ ریم کے دل نے گویا دھڑکنے سے انکار کیا تھا۔ وہ اچھے سے جانتی تھی آج اس نے اپنے الفاظ سے ہر حد پار کر دی ہے اس شخص کی جس نے اسے عزت سے اپنایا بے تحاشا تذلیل کر دی ہے۔۔ جس کا ادراک اسے بولنے کے بعد ابھی ابھی ہوا۔۔ ریم نے بے یقینی

سے اپنے لبوں پر ہاتھ جما لیا۔۔ اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اس کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔

وہ کمرے میں آیا تو لگتا تھا دماغ کی نسیں جو کہ غصے کی شدت سے پھول چکیں تھیں وہ پھٹ پڑیں گی۔۔ ایحان کو اپنا دل بند ہوتا اور سانس سینے میں پھنستی محسوس ہوئی۔۔ یوں جیسے ابھی جان نکل جائے گی۔۔ سینے میں پھر سے درد سا ہونا لگا۔۔ زہریلے الفاظ کانوں میں ہتھوڑے سے برسانے لگے۔۔اسے لگا اس کے کانوں سے خون رسنے لگے گا۔۔ اسے سکون چاہیے تھا۔ فی الحال نیند چاہیے تھی۔۔ وہ سونا چاہتا تھا تاکہ اس اذیت

سے چھٹکارا مل سکے۔ تبھی ڈریسنگ میں گیا۔۔ اپنی مخصوص جیکٹ کی اندرونی جیبیں کنگھال ڈالیں۔۔ تبھی اسے اپنی مطلوبہ چیز ایک ریپر میں بند جیکٹ کی اندرونی بائیں جیب سے مل گئی۔۔ اس نے ریپر کھولا تو اندر نیلے رنگ کی ٹیبلٹس تھیں۔۔ اس نے ایک کی بجائے دو ٹیبلٹ اٹھا کر اپنی زبان تلے رکھ لیں۔۔ باقی کا ریپر یونہی لپیٹ کر جیکٹ میں رکھ دیا۔۔ وہ گہرے سانس بھرتا باہر آیا تھا۔۔ پانی بھی نہیں پیا۔۔ اور پھر گھبراہٹ میں مزید اور شدت سے اضافہ ہوا تو وہ اپنی جیکٹ اتارتا ٹیرس میں چلا آیا۔۔

****

سبحان.. بے آواز اس کے لب ہلے.. اس خالی جگہ کو دیکھتے" جہاں سے ابھی ابھی وہ گیا تھا اسے یوں لگا جیسے اس نے خود کو ننگے سر تپتے صحرا میں گھسیٹ لیا ہے.. یا اس کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی ہے.. اچانک ریم کو لگا کہ جو پچھلے چند ماہ میں اس کے ساتھ ہوا وہ تو کچھ بھی نہیں تھا نا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا تھا اصل میں تو وہ اب تھی دامن ہوئی تھی۔ جیسے اس کا سب کچھ اجڑ گیا تھا بکھر گیا تھا.. ریم کے گلے میں پھندا سا اٹکا.. اب جبکہ تمام غبار نکال چکی تو احساس ہوا

اس کا دل آج بھی اس کے لیے،، اس کی تکلیف پر بری طرح تڑپا ہے۔۔ ریم کو لگا اس کا دم گھٹ جائے گا۔۔ یا اسے اگلی سانس نہیں آئے گی۔۔ اسے سکون نہیں آیا۔۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر خود میں ہمت نہیں پیدا کر سکی۔۔

اور پھر گہری شام سے رات تک وہ جلے پیر کی بلی بنی اسی کمرے میں چکراتی رہی۔۔ لیکن جب برداشت ختم ہوئی تو وہ اسے دیکھنے اس سے بات کرنے کے لیے اس کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب آئی۔۔ اس نے آہستگی سے کمرے کا دروازا کھولا۔۔ اور اپنے پیچھے دروازا لاک کر دیا۔ کمرے میں ملگجا

سا اندھیرا تھا۔۔ اس نے ہاتھ مار کر مین لائٹ آن کی تو کمرہ روشنی میں نہا گیا مگر وہ اسے کہیں دکھائی نا دیا۔۔

"ریحان۔۔۔ اس نے کمزور سی آواز میں اسے پکارا۔۔ چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔۔ تو بلیک جینز کے اوپر بلیک ٹی شرٹ میں اسے اس کی ایک جھلک ٹیرس میں نظر آئی۔ اس نے ٹیرس کی لائٹ بند کر رکھی تھی۔ اور اتنی شدید ٹھنڈ میں بغیر کسی جیکٹ یا شال کے اسے یوں ٹیرس میں بیٹھے دیکھ ریم کو جھرجھری سی محسوس ہوئی۔۔ وہ دھیمے قدم لیتی ٹیرس پر اس کی جانب بڑھی تھی۔ ناراضگی اپنی جگہ پہلے وہ اسے کھانے کا پوچھنا چاہتی تھی۔ اس

کے بعد اپنے سخت الفاظ کی معافی مانگنے کا تہیہ کرتی وہ ٹیرس میں قدم رکھ چکی تھی۔۔

"ریحان،،، اس نے اسے پکارا۔۔ وہ جو ٹیرس کے ٹھنڈے فرش پر ایک ٹانگ زمین پر پھیلائے اور دوسرا گھٹنا فولڈ کیے بیٹھا سموکنگ کر رہا تھا۔ اس کی پکار پر سیدھا ہوا مگر بولا کچھ نہیں۔۔

"ریحان،، ریم نے اسے پھر پکارا۔۔ اور پکارتے ہوئے ہی ٹیرس کی لائٹ جلا کر اس کی پشت سے اس کے سامنے آئی تو دم بخود رہ گئی۔۔ ریم کو لگا پورا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم سا گیا ہے۔۔ یا آسمان سر پر آن گرا ہے۔۔ یا اس کی کسی نے

جان نکال لی ہے۔۔ پل میں اس کا پورا وجود کسی سوکھے پتے کی طرح لرز گیا تھا۔۔

"یحان،، یہ کک،، کیا ہوا ہے آپ کک،، کو،، کک،، کیا کیا آپ" نے اپنے ساتھ،،،،، وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپتی زمین پر دو زانو بیٹھ کر اس کے چہرے پر جھکی تھی۔۔ کہ اس کے ایک ہاتھ میں سگریٹ تھی اور دوسرے ہاتھ میں خون سے سنا ہوا ٹاول۔۔ اس کے دائیں ناک سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔۔ جسے وہ ٹاول سے مسلسل صاف کر رہا تھا۔۔ ریم کے یوں تڑپ کر اسے مخاطب کرنے پر وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔۔ مگر

پھر سگریٹ ایک جانب اچھال کر ریم کی پچھلی گردن سے بال دبوچ کر اس کا بھیگا چہرہ اپنے چہرے کے روبرو کیا تھا۔۔اس کی یہ حالت دیکھ وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔۔

سنو،، تم کھلونا تو کبھی نہیں رہیں ایحان دلشیر کے لیے،،، کہ" اگر تم سے کھیلنا ہوتا تو یہ بے حد آسان کام تھا ایحان دلشیر کے لیے،، وہ بیٹ والی بات سرے سے جھوٹ تھی،، میں نے زین سے بھی بیٹ والی بات اسی لئے کی تھی کہ وہ تم سے دور رہے بہت دور،، مجھے اچھا نہیں لگتا تھا کوئی تمہاری طرف دیکھتا تھا،،وہ تمہاری طرف متوجہ ہو رہا تھا اسے تم سے دور رکھنے کو میں

نے اس کے سامنے یہ بات رکھی،اور کامیاب ہوا،، میں چاہتا تھا کوئی تمھاری طرف دیکھے تک نہیں کہ محبت ہو تم ایحان دلشیر کی،،، میں نے تو تمھارے اس سانولے رنگ سے عشق کیا ہے،، تمھاری ان کاجل بھری آنکھوں سے،، تمھارے ہر نقش سے،، تمھارے سانئے سے،، اور لاسٹ بٹ ناٹ دی لیسٹ تمھاری کمر سے،،، وہ کہتے ہوئے ہنستا تھا (جیسے خود پر ہنسا ہو) تم نے ہی تو کہا مر جاؤ،، (ایحان نے کہا تو وہ بے تحاشا روتے ہوئے زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔) "اسی لئے اب مر رہا ہوں تو مجھے سکون سے مرنے دو،، ادھر آؤ،، آخری وقت میں

میری بانہوں میں رہو،، تاکہ اس دیوانے کو کم از کم سکون کی موت نصیب ہو جائے،، ایحان نے کہتے اسے اپنے سینے میں بھینچا اور دونوں ہاتھ سختی سے اس کی کمر پر باندھے۔۔

،،نہ،، خدا کے لیے میرے ساتھ ایسی باتیں مت کیا کریں" آپ کے بغیر میں مر جاؤں گی ایحان،، میں بھی زندہ نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر،،، میں نے صرف اور صرف آپ سے محبت کی ہے ایحان،، آپ سن رہے ہیں ناں،، میں آپ کے ساتھ جینا چاہتی ہوں،، اسی لئے آپ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتے،،، ریم نے چیختے ہوئے اس کے آہنی بازوؤں کا حصار

توڑنے کی کوشش کی۔۔ مگر وہ ایسا کر نہیں پائی۔۔ ایحان نے اس کے یہ الفاظ سنتے مسرور سے انداز میں آنکھیں موندیں اور اپنے ناک سے بہتا خون صاف کرنے کو پل بھر کو اپنا حصار توڑا۔۔ جس سے وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کے حصار سے نکلی تھی۔۔

اے میرے پاس رہو ریم،، میرے قریب آؤ،،، ایحان نے" اس کی کلائی دبوچے رکھی۔۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ اس وقت پیلا پڑ چکا تھا جبکہ آنکھوں سے یوں جیسے ابھی لیو ٹپک پڑے گا۔۔

آپ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہے اتنا سار خون بہہ"
رہا ہے،، ہاسپٹل چلیں،، اٹھیں جلدی کریں،، آپ کو ابھی
میرے ساتھ ہاسپٹل چلنا ہوگا،، وہ پھر سے چیخی،، اور اپنی پوری
طاقت لگا کر بھی اسے اس کی جگہ سے ایک انچ تک نا سرکا
سکی،،

لیو اٹ ریم،، کک،، کچھ نہیں ہوگا مجھے،، یہ ابھی ٹھیک ہو"
،، جائے گا،، تت،، تم قریب آ کر زرا پھر سے مم،، مجھے وہی کہو
جو ابھی تت،، تم نے کہا تھا،، اس نے لاپروائی سے کہا تھا،،
مگر الفاظ بکھر گئے،، اور آنکھیں غنودگی سے بند ہونے لگیں،،

ریم پہلے تو حواس باختگی سے خود اس کے ساتھ گھلی۔۔ لیکن پھر اسے چھوڑ کر سرعت سے کمرے سے باہر بھاگی۔۔ وہ بے تحاشا رو رہی تھی۔۔ متوحش سی دوپٹے کا بھی خیال نا کیا جو ایحان کی مٹھی میں ہی رہ گیا تھا۔ وہ بھاگ کر باران کے کمرے کے باہر آئی اور دروازہ تقریباً پیٹ ڈالا۔۔

باران بھائی۔۔ باہر آئیں۔۔ ایحان کو کچھ ہو گیا ہے۔۔ خدا کے" لیے انھیں ہاسپٹل لے چلیں۔۔ اسے زیادہ جھٹپٹانا نہیں پڑا کہ پل میں دروازا کھولتا باران کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔ اور ریم کی دگرگوں حالت دیکھ کر اس کے سینے میں بھی سانس ایک مرتبہ

تو ائک سی گئی تھی۔۔ کوئی لفظ ضائع کیے بغیر وہ تیزی سے ایحان کے کمرے میں آیا تھا۔۔ ساتھ فون پر ایک نمبر تیزی سے ڈائل کیا۔۔ ریم اس کے پیچھے لپکی۔۔ باران جب تک کمرے میں آیا ایحان مکمل طور پر بیہوش ہو چکا تھا۔۔۔وہ اس کے اوپر جھکا تھا۔۔ سامنے کا منظر دیکھ اسے صورتحال کی گھمبیرتا کا شدت سے احساس ہوا۔۔

کیا ہوا ہے یہاں پر،، اس نے کوئی ٹیبلٹ لی ہے،،؟؟ کچھ" ہوا ہے تم دونوں کے بیچ،،، باران نے ایحان کا سر اپنی گود

میں رکھتے اس سے پوچھا تو وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

مجھے کچھ نہیں معلوم باران بھائی،، مجھے نہیں پتہ انھوں نے" کیا کیا،،، وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔ تب باران نے شدت ضبط سے اپنے جبڑے بھینچے۔۔ کہ یہ اس سے پوچھنے کا وقت نہیں تھا کہ بیوی ہوتے ہوئے تمھارے ہوش کہاں گم تھے کہ اسے کسی بات کی خبر تک نا ہوئی۔۔

گڑیا جا کر کوئی چادر اوڑھو،،، اس سے پہلے کہ کوئی کمرے" میں داخل ہوتا باران نے دانت پیس کر اسے کہا تو ریم روتے

ہوئے بوکھلا کر ڈریسنگ میں بھاگ گئی۔۔ کچھ ہی سیکنڈز میں باران کے پرسنل گارڈز کمرے میں داخل ہو چکے تھے۔۔ تینوں اسے اٹھا کر نیچے گاڑی تک لائے۔۔ تب ریم اپنا عبایا پہنے اس کے پیچھے لپکی۔۔ اس کے پیچھے اینارہ بھی تھی۔۔ تب باران نے ہاتھ کے اشارہ سے اینارہ کو ان کے پیچھے آنے سے منع کیا۔۔

تمھاری خود کی طبیعت ٹھیک نہیں اینارہ،، فرح اس کا خیال" رکھنا،، گڑیا تم ساتھ چلو،،، باران سنجیدگی سے کہتا گاڑی میں بیٹھا۔۔

بب،،باری،، اینارہ نے کچھ کہنا چاہا۔۔"

انف... اینارہ اندر جاؤ.. باران نے نارمل لہجے میں کہا تھا مگر" الفاظ سخت سے تھے.. کچھ ہی دیر میں وہ گاڑی دلشیر مینشن سے باہر غائب ہو گئی تھی..

****

ایلف کو یہاں آئے ہوئے دو سے تین دن ہوگئے تھے..وہ کافی دفعہ اسے گھر جانے کا بول چکی تھی مگر وہ ڈھیٹ آدمی ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا تھا کہتا تھا جو مرضی حکم کرو بس گھر سے جانے کا مت بولنا.. آرزک کافی دفعہ اسے منانے کی بھی کوشش کر چکا تھا مگر وہ اپنی ضد کی

پکی تھی مانتی نہیں تھی۔۔ کہتی تھی کہ تب خیال نا آیا جب اسے تھپڑ مارا کمرے سے نکال کر اندھیرے میں بند کر دیا۔۔ تب تو یقین نہیں کیا تب اپنے اس سو کالڈ چچا کی بات پر یقین کیا تھا۔۔ تب آرزک وہیں چپ ہو جاتا اور اسکی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اسے مزید تنگ کیے بغیر وہاں سے نکل جاتا۔۔ لیکن روز کوئی نا کوئی چھوٹی موٹی کوشش کرتا۔ اور اس کی انھیں کوششوں کو نتیجہ تھا کہ وہ آہستہ آہستہ پگھل رہی تھی۔۔

اب بھی وہ بہت آرام سے اس وقت اپنے کمرے میں بیڈ پر تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی جب آرزک خانزادہ کمرے میں داخل ہوا جس پر اس نے کڑوا سا منہ بنایا جسے نوٹ کر کے وہ دل ہی دل میں مسکرایا اور دھیمے دھیمے قدم لیتا اسکی جانب آیا اور آکر اسکے سامنے بیٹھا۔۔

کیسے طبیعت ہے زوجہ محترمہ۔۔۔!! وہ اسے نظروں کے حصار میں لیتا ہوا بولا تو وہ اسے دیکھنے سے کتراتی ہوئی سائیڈ پر دیکھنے لگی۔۔

ٹ،، ٹھیک ہوں م، میں،، اتنے دن میں اس میں یہ تبدیلی" آئی تھی کہ وہ بظاہر بیزاری سے ہی سہی مگر اس کی بات کا جواب ضرور دیتی تھی۔۔ جو کم از کم اسکے لیے کافی تھا۔۔۔

گڈ،، کھانا کھایا تم نے،،!! اسکے بال سنوارنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھایا تو ایلف نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے پر آتی آوارہ لٹ پیچھے کر دی جس پر آرزک نے ہاتھ روک لیا۔۔

کک،، کھا لیا ت، تھا،،، روکھا سا جواب دیتے ہوئے اس نے کہا" تو وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔

میرے بغیر ہی،، اس نے آئی برو اچکائے۔۔"

مم،، میں نے آپ کک،، کا ٹ، ٹھیکا نہیں اٹھایا ہوا،، بھوک"
ل، لگی ہے تو ک، کھا لیں کھانا،، دوبارہ اپنے روکھے پھیکے لہجے
میں واپس آتی وہ تڑخ کر بولی تو وہ اسے گھور کر رہ گیا۔۔
اب یہ کچھ زیادہ بدتمیزی ہو رہی ہے ایلف،، میں تم سے جتنے"
،پیار سے بات کر رہا ہوں تم اتنا ہی میرے سر چڑھ رہی ہو
اب کی بار وہ تھوڑا سخت لہجے میں گویا ہوا تو وہ پل بھر کو سیدھی
ہوئی مگر پھر اپنی ڈھٹائی پر قائم رہی۔۔۔
تت،، تو آپ ک، کیوں م،، مخاطب ہو رہے ہیں مجھ سے آرزک"
خانزادہ،، مم،، مت بات کریں مم، مجھ سے،، مم،، مجھے چھوڑ کیوں

نن،، نہیں دیتے،، وہ مکمل بات نا کر پائی جب وہ بری طرح دھاڑا ---

بسس،، بہت ہوگیا ایلف خانزادہ،، میری ہزار کوشش کے باوجود مجھے تمھیں منانے میں ناکامی ہو رہی ہے،، اس کی کیا وجہ ہے ایلف یہ کہ تم نے مجھ سے کبھی محبت کی ہی نہیں،، یہ کہ اپنی تمام تر پرخاش اور دشمنی بھلا کر صرف آرزک خانزادہ نے تم سے محبت کی تھی،، اب مجھے لگتا ہے تمھیں میرے لیے تو یہ جزبہ چھو کر بھی نہیں گزرا ہے،، اگر تمھیں مجھ سے محبت ہوتی تو تم کم از کم مجھے خلع کا نوٹس نہیں

بھیجتیں... ایسا ہی ہے ناں... وہ لال انگارا آنکھیں اور چہرے پر سرد تاثرات سجائے ایلف کے پیروں تلے سے زمین سرکا گیا۔۔

"تم ماضی میں بظاہر میرے جانی دشمن کی بہن تھیں ایلف.. میں چاہتا تو تمھیں کسی قسم کا بھی نقصان پہنچا سکتا تھا.. مگر میں ایسا کچھ بھی نہیں کر پایا جانتی ہو کیوں..؟؟ کیونکہ جب مجھے پتہ چلا کہ تم نے بھی بلکل میری طرح اپنی پوری زندگی تنہا محرمیوں میں گزاری ہے تب مجھے تم میں اور اپنے آپ میں فرق محسوس ہی نہیں ہوا تھا اور اسی وجہ سے میں نے پوری عزت سے تمھیں اپنے وجود کا حصہ بنا لیا.. تمھیں تمھارے اپنوں نے

کسی مصلحت کے تحت خود سے دور کر دیا تو مجھے میرے اپنوں نے ہی آستین کا سانپ بن کر ڈسا،، ہم دونوں بلکل ایک جیسے تھے،، اسی لئے میں تمھاری جانب کھینچا چلا آیا،، میں نے اپنی ،،، ساری زندگی جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ جان کر گزاری میں کتنی تکلیف اور درد میں تھا،، ہر احساس سے عاری،، ہر رشتے سے محروم،، اسی لئے میں نے اپنی زندگی کا حاصل تمھیں بنایا ایلف خانزادہ،، میں نے جو کیا وہ ناقابلِ تلافی ہے،، لیکن کیا ضروری ہے کہ اسے تم بھی دہراؤ،،؟؟؟ تب مجھے حقیقت معلوم نہیں تھی اس لئے اپنے بابا کے خلاف کچھ سن نہیں

پایا.. لیکن تم نے بھی تو اپنے بے گناہ مرے ہوئے باپ جیسے سسر پر غلط فہمی کی بنیاد پر تہمت باندھی. اس بات پر گلٹی ہو یا نہیں...؟؟؟ ہم خانزادہ اپنی عزت کے معملات میں بہت پازیسیو ہوتے ہیں ہمارے بڑے ہمارے لئے قابل احترام ہوتے ہیں اور ہاں مجھ سے غلطی ہوئی کہ حقیقت جانے اور سوچے سمجھے بغیر میں نے تمھیں بہت کچھ بولا. تمھارے ساتھ زیارتی کی مگر تلافی بھی تو کی ہے ناں اور کر بھی رہا ہوں.. بار بار معافی مانگی ہے تم سے بھی تمھارے بھائی سے بھی... مگر نہیں تم تو اپنی ہی بے جا ضد پر اڑی ہو... تم پھر سے اپنی ضد. انا

اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اپنی اور میرے بچے کی صحت کے ساتھ کھیل رہی ہو اسی لئے اب تمھیں ناراض رہنا ہے رہو.. اسی اٹیٹیوڈ میں رہنا ہے تو رہو.. میں بھی تمھیں مخاطب نہیں کروں گا.. یہی مرضی تو یہی سہی.. اب رہو ایسے ہی..

وہ سرد مہری سے یہ سب کہتا بیڈ سے اٹھا اسکا ایک ایک لفظ ایلف کے دل پر لگا تھا۔۔ اور کئی آنسو ٹوٹ کر گالوں پر گرے تھے۔۔ اسکی وحشت زدہ لال آنکھیں اسے بہت کچھ کہہ گئیں تھیں۔۔ وہ کتنا ٹوٹا ہوا تھا۔۔ اسے احساس ہوگیا تھا مگر وہ صرف اپنا رونا رو رہی تھی اس کا تو خیال ہی نہیں آیا۔۔ ابھی وہ

اٹھا ہی تھا کہ اچانک اسے اپنے بائیں طرف سینے میں ہولناک سا درد محسوس ہوا اور سر گھومتا ہوا محسوس ہوا وہ اچانک ٹھٹھک کر رکا لمبے سانس لیے۔۔ ایلف جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکی یہ حالت دیکھ کر جیسے جان حلق کو آئی تھی وہ فورا بیڈ سے اتر کر اسکی طرف بڑھی۔۔

آر،،،آرزک،،، اس کی حالت دیکھ کر اس وقت سہی معنوں" میں جلد کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی تھی تبھی اس کے سینے ،،،پر اپنے ہاتھ رکھے۔۔ آرزک کک،،کیا ہو رہا ہے آپ کک،،کو

چھوڑو مجھے،،، وہ درد سے بے حال ہوتا ہوا اسے خود سے پیچھے کرنے لگا۔۔

آرزک پپ،،پاگل م،مت بنیں،،، آپ، کک،کو درد ہو رہا" ہے،، کک،،کیا ہو رہا ہے،، کک،کوئی ہے،، آرزک آنکھیں کھولیں،، وہ گھبراتی ہوئی اسکے ہاتھ رب کرنے لگی جبکہ وہ لمبے سانس لیتا غنودگی میں جانے لگا تھا۔۔۔

****

دروازے پر ہونے والی دستک کو سن کر سلطان صاحب نے باہر آ کر دروازا کھولا تھا۔۔ مگر پھر دروازا کھولنے پر جو سامنے

کھڑی ہستی انھیں نظر آئی انھیں دیکھ کر سلطان صاحب کو حیرت کا جھٹکا ضرور لگا تھا کیونکہ وہ یہاں ان کے دروازے پر کسی کی بھی توقع کر سکتے ماسوائے ضیاء کی ماں عالیہ بیگم کے۔۔ جو دروازے میں اس وقت اپنے ازلی کروفر سے تنی کھڑیں تھیں۔ مگر ان کے پاس دو تین گارڈ ہاتھوں میں ڈھیروں سامان لیے کھڑے تھے۔۔

اسلام و علیکم۔۔ آپ باہر کیوں کھڑی ہیں اندر آئیں۔۔ سلطان" صاحب نے جھجھکتے ہوئے کہا اور دروازے سے ہٹ کر انھیں راستہ دیا۔۔

وعلیکم السلام،،، عالیہ اندر داخل ہوئیں تھیں۔ ان کے اشارہ" کرنے پر گارڈز نے وہ سامان وہاں لے جا کر صحن میں رکھا اور انھیں قدموں واپس چلے گئے۔۔

یہ سب کیا،،، سلطان صاحب نے کچھ کہنا چاہا۔"

کچھ خاص نہیں،، آپ لوگوں کے لیے کچھ تحفے تحائف اور" ذوالنورین کے لیے کچھ سامان ہے،،، میں اپنے بیٹے کے سسرال آئی تھی تو خالی ہاتھ آنا مناسب نا لگا،،، نپا تلا سا لہجہ تھا۔ سلطان صاحب کو ان کے اس انداز سے حیرت ہی ہو رہی تھی۔۔ وہ ان کے ساتھ اندر ڈرائینگ روم میں آئیں۔ تب نورین

کی امی بھی وہاں چلیں آئیں۔ بڑی بات تھی کہ عالیہ انھیں بھی اچھے سے ملی تھیں۔۔ اپنی غرض اور بیش بہا قیمتی چیز کی خاطر انسان ذرا سا جھک بھی جاتا ہے یہ ان لوگوں نے سن تو رکھا تھا آج دیکھ بھی لیا۔۔

دیکھیں آپ لوگ اچھے سے جانتے ہیں کہ ہمارے بچوں کے" بیچ شدید قسم کی غلط فہمیوں کی وجہ سے لڑائی جھگڑے چل رہے ہیں،، بچے تو ہیں ہی نا سمجھ اب ہمیں ہی سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے حق میں اچھے فیصلے لینے ہوں گے،،، یہ تو آپ لوگ بھی نہیں چاہیں گے کہ آپ کی بچی کی زندگی ایک

غلط فہمی کی بنیاد پر خراب ہو وہ بھی اس مرحلے پر جب وہ خود ماں بننے والی ہے۔۔ اسی لئے میں اب چاہتی ہوں کے ہم بڑے مل کر یہ مسئلہ اپنے طریقے سے حل کریں۔۔۔ ضیاء کے دوست ریحان کو تمام ثبوت دے کر میں نے ہی بھیجا تھا تاکہ ذوالنورین کی تمام غلط فہمی دور ہو جائے۔۔ اور یقیناً آپ سب لوگوں کی غلط فہمی دور ہو بھی گئی ہوگی۔۔ اسی لئے میں نورین کو گھر واپس لے جانے آئی ہوں۔۔۔ ٹھہرے سے لہجے میں گفتگو کرتے عالیہ بیگم نے ٹو دی پوائنٹ بات کی تھی۔ سلطان صاحب اپنی بیگم کی جانب دیکھ کر رہ گئے۔۔ یہ سچ تھا ریحان ایک دو دن

پہلے یہاں سمائرہ کے ساتھ کچھ ویڈیوز ان کی فرانزک ٹیسٹ رپورٹس کے ساتھ آیا تھا۔۔ اور سب کچھ لا کر ذوالنورین کے حوالے کیا تھا۔۔ اس دن سے وہ خاموش خاموش سی رہنے لگی تھی۔ نا کچھ ڈھنگ سے کھا پی رہی تھی نا پہلے کی طرح ہنسی بولتی تھی۔ ایک جامد چپ سی تھی جو اسے لگی ہوئی تھی۔

سلطان صاحب اور ان کی بیگم بھی سارے ثبوت دیکھ کر ضیا سے کافی شرمندہ ہوئے تھے۔۔ اسی لئے اس کے آنے کا شدت سے انتظار کر رہے تھے۔۔ مگر وہ نہیں اس کی جگہ عالیہ بیگم آ گئیں۔۔ لیکن یہ پیش قدمی بھی اچھی ہی تھی۔۔ں

لیکن آپ کو نہیں لگتا کہ ضیاء کو خود بھی نورین کو لینے آنا"
چاہیے تھا،، نورین کی ماں نے جھجھکتے ہوئے کہا تھا۔۔
کیا فرق پڑتا ہے جب خود ضیاء کی ماں یہاں آ گئی،، ضیاء بھی"
نورین سے اتنا ہی ناراض ہے جتنا کہ وہ،، کیو کہ جب جب کوئی
بھی مسئلہ درپیش آیا میرے بیٹے نے ہر قدم پر نورین کا ساتھ
دیا اس پر اعتبار جتایا تو آخر نورین نے اسے بے اعتبار کر کے
کیوں ناراض کیا،،، عالیہ بیگم کا لہجہ جتاتا سا تھا سلطان صاحب
کو شرمندگی ہوئی "اسی لئے مصلحت اسی میں ہی ہے کہ نورین
میرے ساتھ چلے،، جب دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی

آنکھوں کے سامنے ہوں گے تو پھر اپنے مسئلے مسائل بھی خود ہی سلجھا لیں گے،، عالیہ بیگم بول کر خاموش ہو گئیں۔۔

سلطان صاحب نے ان کی بات کی تائید میں اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

****

کھڑکی سے باہر دیکھتی وہ اس وقت گہری سوچ میں تھی۔۔ جس دن سے ضیاء حیدر سے اس سے جھگڑا ہوا تھا اس بے مہر شخص نے پلٹ کر اس کی جانب رخ تک نا کیا تھا۔۔ کجا کہ اس کی طبیعت کے بارے میں ہی پوچھ لیتا۔۔ نورین نے ظاہر

نا ہونے دیا مگر وہ اس کے لیے دن رات روئی تھی۔۔اس ظالم کی محبت تھی جو اس کے رگ و جاں میں بسی اب آری کی طرح اسے اندر سے چیر رہی تھی۔۔ جب ضیاء یہاں سے گیا اگلے دو دن بعد ہی ایحان اور سمائرہ اس کے پاس آئے تھے۔۔ سمائرہ نے اسے دو ویڈیوز دیکھائی تھیں۔۔ ایک اوریجنل تھی تو دوسری اسی کی چیپ کاپی جسے ایڈیٹنگ کر کے اس کے سامنے کسی اور ہی رنگ میں پیش کیا گیا تھا۔۔ جس میں اس کا ضیاء تھا۔۔ ویسے تو وہ اگر تب بھی ٹھنڈے دماغ سے اسے غور سے دیکھتی تو با آسانی پتہ چلتا تھا کہ ایڈیٹنگ والی ویڈیو اوریجنل نہیں

اور اس سے چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے۔۔ مگر نورین نے تو اندھوں کی طرح اس ویڈیو پر اعتبار کرتے اپنے اور ضیاء کے بیچ موجود اعتبار ، بھروسے اور محبت کے رشتے کی دھجیاں بکھیر دیں تھیں۔۔ ایحان کے پاس دونوں ویڈیوز کی فرانزک بھی موجود تھی۔۔ تمام ثبوت اس کے سامنے تھے۔۔ اور پھر سمائرہ نے اس کی وہ کلاس لی کہ شرمندگی کے مارے اس کا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا۔۔ تب سے وہ منتظر رہی کہ وہ اس سے رابطہ کرے گا کیونکہ اگر اس نے ایحان کو اپنی بے گناہی کے ثبوت دے کر بھیجا ہے تو اس کا یہی مقصد رہا ہوگا کہ نورین اس کے

پاس واپس چلی جائے۔۔ مگر اس نے نا کوئی کال کی نا میسج نا خود اپنی شکل دکھائی تب نورین کو اندازہ ہوا کہ وہ کیسے اس شخص کو پوری طرح توڑ چکی ہے۔۔ کیسے اپنی بے اعتباری سے اس شخص کے احساسات و جذبات کو کچلتے بری طرح اس رشتے کو روند چکی ہے۔۔ وہ اپنی جگہ اتنی شرمندہ تھی کہ رابطہ تو ذوالنورین نے بھی اس سے کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اور اب ایک دوسرے کے لیے بن آب مچھلی کی مانند تڑپ تو رہے تھے۔ مگر دونوں نے ہی اپنی اپنی انا کے الم بلند کیے ایک دوسرے سے رابطے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

وہ جو اب اپنے کمرے میں بند، صوفے پر بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی اپنے کمرے میں داخل ہونے والی ہستی کو دیکھ پل پھر میں شاکڈ ہوئی۔۔ نورین اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔ عالیہ بیگم قدم قدم چلتے اس کے پاس آئیں تھیں اور اس کے سوگوار ملگجے سے حلیے کو بغور دیکھتے جہاں افسوس ہوا وہاں چہرے پر ناگواری بھی چھائی۔۔ جبکہ نورین امید کر رہی تھی کہ وہ پھر سے اسے کڑوی کسیلی سنانے اپنی جیت کا جشن اس کے سامنے منانے آئی ہیں مگر ان کے اگلے الفاظ

نے سچ مچ نورین کو دھچکا لگایا تھا۔۔ انھوں نے بڑے بڑے دو شلپنگ بیگ اس کے بستر پر رکھے تھے۔

جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔ میں تمھیں لینے آئی ہوں۔۔ اور یہ تم " نے اپنا کیا حلیہ بنا رکھا ہے۔۔۔ میرا بیٹا ابھی ماشاءاللہ زندہ سلامت ہے جس کی سہاگن ہو تم۔۔ اور اوپر سے اس کی اولاد کو اپنی کوکھ میں لیے پھر رہی ہو۔۔ تو تمھیں نہیں لگتا کہ تمھیں یوں سر جھاڑ منہ پھاڑ رہنے کی بجائے اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ تمھاری پوری طرح زمہ داری ہے تم اپنے شوہر کی ہونے والی اولاد کا پورا خیال رکھو۔۔۔ تمھاری وجہ سے اسے کوئی

نقصان نا ہو... عالیہ بیگم نے تلملا کر سنجیدگی سے کہا تھا چہرے پر غصہ تھا مگر آنکھوں میں پہلے والی نفرت و حقارت نہیں تھی... نورین مزید شرمندہ ہوئی تھی.. مگر چہرہ بے تاثر رہا..

کیا سچ میں میں نے ٹھیک سنا کہ آپ مجھے لینے آئی ہیں جبکہ" آپ ہی نے تو یہ ساری گیم کھیلی تھی مجھے اپنے بیٹے کی زندگی سے باہر نکال کر پھینکنے کی... نورین نے افسوس بھرے لہجے میں کہتے اندھیرے میں تیر چلایا جو ٹھیک نشانے پر جا کر لگا تھا..

ہاں وہ سب میں نے کیا تھا،، جس پر کم از کم تم سے تو میں" کوئی بات نہیں کرنا چاہتی،، ہاں اگر میرے بیٹے نے مجھ سے پوچھا تو وہ میرا اور اس کا معاملہ ہے،، اور رہی بات تمھاری تو بی ،، بی کسی خوش فہمی کو اپنے دل میں پالنے کی ضرورت نہیں میں یہاں تمھارے لیے نہیں آئی، یا میں تمھاری محبت میں مری نہیں جا رہی،، بلکہ اپنے بیٹے کی اولاد اور اپنے خاندان کے وارث کی خاطر مجبور ہو کر ہی یہاں آئی ہوں اور تمھیں اپنے بیٹے کی زندگی میں قبول کر رہی ہوں،، نہیں تو میرا ایسا کوئی نیک ارادہ نہیں تھا،،، عالیہ نے ناک بھوں چڑھائی۔۔ تو نورین ان کی

جانب دیکھ کر رہ گئی۔ وہ جانتی تھی وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں۔۔ اپنے وارث کے لیے ہی سہی اگر وہ اسے قبول کر رہیں ہیں تو آئندہ کوئی گھٹیا حرکت بھی سر انجام نہیں دیں گی۔ ویسے بھی نورین نے اب کی بار ان کی سازشوں کو ناکام کرنے کا مستقل حل بھی ڈھونڈ لیا تھا۔۔ مگر اس کے باجود اس کی نگاہوں میں اپنے بے بس ماں باپ کے غمزدہ چہرے گھومتے نظر آئے جو اس کی وجہ سے از حد پریشان تھے۔ وہ اپنا گھر بھی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ نا اتنی سی عمر میں اپنے ماتھے پر طلاق یافتہ کا ٹھپہ لگا کر اپنے ماں باپ پر بوجھ بن سکتی

تھی۔۔ ان سب وجوہات سے پرے اس کے دل نے جو اس شخص کے لیے اس سے بغاوت کر رکھی تھی وہ الگ۔۔ جو ہمک ہمک کر بس اس کے ساتھ اور قربت کی تمنا کرنے لگا تھا۔۔

"وہ، ضیاء خود نہیں آئے آپ کے ساتھ،،، نورین نے نگاہیں چراتے جھجھکتے ان سے پوچھا تھا۔۔ عالیہ بیگم اس کی طرف گھور کر رہ گئیں۔۔

"کیوں،،؟؟ میں آ گئی ہوں اتنا ہی کافی ہے،،باقی گھر چل کر اپنے شوہر سے بات چیت کر لینا،، وہ تم دونوں کا آپس کا میٹر ہے،، اب جلدی سے تیار ہو جاؤ،، اپنا حلیہ درست کر کے باہر

آؤ.. اتنا میں تمھارے والدین کے پاس بیٹھی ہوں.. تمھاری ماں سے ڈاکٹر کی رپورٹس لے لوں.. باقی لگلے چیک اپ تو کل سے میری دوست کے کلینک پر سٹارٹ ہوں گے... وہ لاپروائی سے کہتی اب کمرے سے باہر چلی گئیں تھیں.. نورین نے ایک گہری سانس اپنے اندر سے خارج کی.. وہ جب تیار ہو کر باہر نکلی تو دیکھا اس کے ماں باپ کے چہرے پر گہری طمانیت اور سکون بکھرا ہوا ہے.. عالیہ بیگم کے سامنے ٹیبل چائے اور کھانے پینے کی اشیاء سے بھرا ہوا ہے جبکہ کھانے کے لیے

انھوں نے صاف منع کر دیا تھا۔۔ اور پھر وہ عالیہ بیگم کے ساتھ گھر واپس چلی آئی تھی۔۔

****

وہ اس وقت ڈائنگ حال میں حیدر صاحب اور عالیہ بیگم کے ساتھ ٹیبل پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔۔ اس کے سامنے کٹے ہوئے فریش فروٹس سے بھری پلیٹ پڑی تھی۔ اور عالیہ اور حیدر دونوں ہی اصرار کر رہے تھے کہ وہ انھیں کھا لے۔۔ پھر دفعتاً ڈائننگ ہال میں ایک جانی پہچانی خوشبو کا ریلا سا داخل ہوا تو نورین کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔۔ اس نے سر اٹھا

کر دیکھا تو وہ دشمن جاں اپنی تمام تر وجاہت اور دلکشی سمیت ٹھیک اس کے سامنے تھا۔۔

یہ وہی لمحہ تھا جب ضیاء مصروف سے انداز میں موبائل میں کچھ دیکھتا باہر سے اندر داخل ہوا تھا۔۔ مگر اگلا منظر دیکھ کر ٹھٹھک کر اپنی جگہ پر رکا تھا۔۔ وہ اتنے دنوں بعد ٹھیک اس کے سامنے تھی اور نا صرف حیدر صاحب بلکہ عالیہ بیگم بھی اس کے چونچلے اٹھا رہیں تھیں۔۔ یہ منظر کافی ناقابلِ یقین تھا۔۔ مگر یہ تاثرات چند پل کے لیے ہی تھے۔ اسی وقت اس کا چہرہ سرد و سپاٹ ہوا تھا۔۔ جسے حیدر صاحب نے بھی شدت سے محسوس کیا۔۔

اسلام و علیکم،، اس نے سب کو مشترکہ سلام کیا تھا۔۔ نورین" کو اس کی سرد و سپاٹ نگاہیں اور بے تاثر چہرہ دیکھ کر دھچکا سا لگا تھا۔۔ اسے لگا تھا وہ بے مہر آدمی اسے اپنے گھر میں دیکھ کر آپس کی تمام رنجشیں بھلا کر اس کی جانب قدم بڑھائے گا۔۔ مگر یہ صرف اسے لگا تھا۔۔ ایسا ہوا کچھ نہیں تھا۔۔ نورین کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔ اس کی سپاٹ چہرہ دیکھ گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا اٹک گیا۔۔ دم گھٹتا سانس لینا دوبھر ہو گیا۔۔

آؤ ضیاء کھانا کھاؤ،، وہاں کیوں رک گئے،، عالیہ بیگم نے اس" کا سڑا ہوا چہرہ دیکھ اسے خوشدلی سے مخاطب کیا تھا۔۔

نہیں، ابھی مجھے بھوک نہیں،، ہوگی تو کچھ کھا لوں گا،، ابھی" فریش ہونا ہے مجھے،،، وہ کہتے پلٹنے والا تھا۔۔ مگر پلٹ نہیں پایا۔۔

،،پاپا،، مم،، میں نے کھا لیا،، میں آرام ک،، کرنا چاہتی ہوں" بہت اچانک وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔ مگر اتنی ہی تیزی سے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر زمین بوس ہو

جاتی جب ضیاء نے لپک کر اسے گرنے سے بچایا اور اپنے بازوؤں میں تھاما تھا۔۔

نورین،، ضیاء نے بے قراری سے اسے پکارا۔ حیدر اور عالیہ" بھی گھبرا کر اس کے پاس آئے مگر اب وہ اس کی یہ بے قرار آواز سننے کے لیے ہوش میں نہیں تھی۔۔ ضیاء نے اس کا کمزور وجود جس میں زردیاں سی گھلیں ہوئیں تھیں بازوؤں میں اٹھایا اور اسے اپنے کمرے میں لایا۔۔

****

خواب کی سی کیفیت تھی۔۔ وہ نیم غنودگی میں تھی۔۔ تب اس نے دیکھا وہ جو کھڑکی کے پاس کھڑا تھا اب قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔۔ بہت قریب۔۔ وہ بیڈ پر پہلے اس کے پہلو میں بیٹھا۔۔ ضیاء کی بے قرار نگاہیں اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوم رہیں تھیں۔۔ اس کے چہرے اور نگاہوں میں اس وقت وہی الوہی جزبات تھے جن کی لپک، جنون خیزی اور دیوانگی سے نورین کو اپنی جان جاتی محسوس ہوتی تھی۔۔ وہ بے طرح بے چین ہو کر اس کے پہلو میں نیم دراز ہوتا کروٹ بدل کر اس پر گہری گھٹا سا چھایا تھا۔۔

ذوالنورین.. میری جان... اسے ضیاء کا بے قرار لمس اپنی" پیشانی پر محسوس ہوا تھا۔۔

کانٹ لیو ود آوٹ یو... کان میں کی گئی گھمبیرتا سے بھرپور" سرگوشی اور پھر کان کی لو کو لبوں میں دبانے اس کے دہکتے لمس نے نورین کو بے قرار کیا۔۔ تبھی اس نے اس کی شرٹ کندھے سے دبوچی۔۔ وہ جو اس کی قربت کے لیے اتنے دنوں سے تڑپ رہی تھی اور بیمارِ محبت تھی۔۔ اب اسے ضیاء کے نرم گرم لمس کا اکسیر اپنے چہرے کے نقوش کی مسیحائی کرتا محسوس ہوا۔۔ ضیاء کی گرم سانسوں کی تپش اسے اپنے چہرے

پر محسوس ہوئی۔۔ تبھی اس کی اپنی سانسیں دھونکنی کی طرح چلنے لگیں۔۔ ضیاء نے جھک کر اس کی ٹھوڑی کو اپنے لبوں سے چھوا تھا۔۔ نورین نے اپنا دوسرا ہاتھ بھی اس کے کندھے پر رکھا۔۔ اب نورین کو وہ نرم لمس اپنی گردن اور پورے وجود پر بکھرتے محسوس ہوا تو اس کا چہرہ سرخ ہو کر تپنے لگا۔۔ وہ اس کے چہرے پر جھکا۔ اس کی گرم سانسوں کی تپش نورین کو اپنے ہونٹوں پر محسوس ہوئی تو تشنگی کی شدت دونوں کی جان کا آزار بن گئی۔۔ نورین نے اس کی گردن کے گرد ہاتھ حمائل کیا اس زرا سا اپنی جانب کھینچا۔۔ جیسے کہنا چاہتی ہو جو کرنا چاہتے

ہو جو سوچا ہے وہ کر گزرو۔ اور پھر ضیاء نے اس کی فرمائش پر سر تسلیم خم کیا۔ اور مکمل طور پر اس کی سانسوں پر قابض ہوا۔۔ نورین کو اپنی سانسوں میں ایک مخصوص خوشبو گھلتی محسوس ہوئی تو رگ و پے میں ایک سرور ایک سرشاری سی دوڑنے لگی۔۔ مدہوشی بھرے لمحات میں پوری جاذبیت سے ایک دوسرے کو محسوس کرتے وہ اس کا پورا پورا ساتھ دے رہی تھی۔۔ جس کی وجہ سے ضیاء کے لب جان لیوا گستاخیاں کرتے ساتھ ہی ہلکی سی مسکراہٹ میں بھی ڈھلے تھے۔۔ نورین کی سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگی۔ تو دونوں ایک دوسرے سے

الگ ہونے۔۔ وہ اسے خود سے دور ہوتا محسوس ہوا تو نورین تڑپ کر بیقرار ہوئی۔۔

ایک جھٹکے سے نورین نے اپنی پوری آنکھیں کھولیں تھیں۔ وہ غائب دماغی سے چند لمحے تو چھت کو گھورتی رہی۔۔ پھر شعور کی منزلیں طے کرتی اپنے بیڈروم میں چاروں طرف نگاہ گھمائی تو وہ دشمن جاں اسے کھڑکی پر کھڑا اس سے پوری طرح لاپروائی اور بے نیازی برتتا سگریٹ لبوں میں دبائے ہوئے پوری طرح باہر کی جانب متوجہ تھا۔۔ نورین نے حیرت سے اسے اور اس کی بے نیازی کو دیکھا۔۔ اور پھر چند لمحوں قبل گزرے جاں گسل

لمحات کے بارے میں سوچا اور بے اختیار اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے لبوں کو چھوا۔۔ وہ اچھی طرح جان چکی تھی کہ اس کے یہ بے نیازی جھوٹی ہے کہ اسے اب تک اپنے چہرے ،گردن اور لبوں پر اس کی لمس کی تپش، اور گھنی مونچھوں کی چبھن محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ خواب نہیں تھا سب سچ تھا۔۔ مگر وہ یہ اسے نہیں کہہ سکتی تھی۔۔

وہ چکراتے سر کو تھامتے اٹھ کر بیٹھی۔۔ آہٹ پر ضیاء نے مڑ کر اسی بے تاثر سپاٹ چہرے کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تو

کانوں میں ڈاکٹر کے چند غصیلے جملے گونجے جو کہ ڈاکٹر نے اس کے والدین کے سامنے اس کے لتے لیتے ادا کیے تھے۔۔

مسٹر ضیاء ۔ آپ کو اپنی بیوی اور اس کی بچے کی ضرورت ہے" ،، بھی کہ نہیں،، دیکھیں ان کی طرف یہ کس قدر کمزور ہیں مجھے لگتا ہے کوئی پراپر ڈائیٹ نہیں لے رہیں اور وٹامنز میڈیکشن تو لگتا ہے سرے سے سٹارٹ تک نہیں کی،، اور اوپر سے انتہا کا سٹریس لے کر ان کا یوں بیہوش ہو جانا ان کے لیے اور ان کے بچے کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے،، اسی لئے

اگر اپنی بیوی اور بچے کی سلامتی چاہتے ہیں تو ان کا بے حد
... خیال رکھنا ہوگا آپ کو

ضیاء پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

ٹھیک ہو،، سنجیدہ اور بے تاثر لہجہ تھا۔ نورین نے اذیت سے "
لب بھینچے اور اثبات میں سر ہلایا۔۔ وہ بیڈ کی جانب بڑھا۔ نورین
کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں۔ مگر وہ سائیڈ ٹیبل تک گیا اور دودھ کا
گلاس اٹھا کر اس کی جانب بڑھایا۔۔

یہ میڈیسن لے لو،، ضیاء نے اپنی ہتھیلی آگے کی جس پر ملٹی "
وٹامن کیپسول رکھا تھا۔ نورین نے بحث کیے بغیر خاموشی سے

کیپسول اٹھا کر اپنے منہ میں رکھا اور دودھ سے نگل لیا۔۔ اس نے جب تک دودھ کا گلاس کڑوے گھونٹ بھر کر بمشکل ختم نا کیا وہ اس کے سر پر کھڑا رہا۔۔

چلو، لیٹو اور سو جاؤ،، تمھیں آرام کی ضرورت ہے،،، وہ وہی" سڑیل سے تاثرات چہرے پر سجائے کمبل اس کے اوپر اوڑھنے کے لیے اس کے اوپر جھکا تھا۔۔ نورین تکیے پر لیٹ گئی۔۔ اور شکوہ کناہ نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں جھانکنا چاہا۔۔ (اپنے اتنے کارنامے کے بعد یہ ہمت بھی اس میں ضیاء کے اس قدر لونگ، کنیئرنگ انداز اور نرمی کی وجہ سے آئی تھی) ۔ جو اس کے

اوپر کمبل درست کر رہا تھا۔۔ ضیاء کو اپنے چہرے پر اس کی نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی مگر اس نے جان بوجھ کر اس کی جانب نہیں دیکھا۔۔ وہ جا کر ڈریسنگ میں بند ہوا تو نورین نے جھنجھلا کر کروٹ بدلی۔۔ کاش اسے کہہ پاتی اسے آرام کی نہیں اس کی توجہ اور قربت کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو وائٹ ٹراؤزر اور فیروزی پلین ٹی شرٹ میں موجود تھا۔۔ چہرے پر ویسی ہی گھمبیر سنجیدگی اور خاموشی طاری کیے وہ اس کے پہلو میں اپنی جگہ پر قدرے زرا سے فاصلے پر نیم دراز ہوا۔۔ نورین جس نے اسی کی

جانب کروٹ لے رکھی تھی شدید غصے میں اسے گھورا جو پھر سے موبائل میں گھس گیا تھا۔۔ ضیاء نے اس کے گھورنے پر ایک نظر اسے دیکھا۔۔

کیا ہوا۔۔؟؟ کچھ چاہیے۔۔؟؟ وہی سپاٹ سا لہجہ۔۔ نورین" تلملائی۔۔

وہ جج۔۔جب میں ب۔۔بیہوش تھی تب۔۔۔ دیدہ دلیری سے" پوچھتے پوچھتے الفاظ بکھر گئے بولتی بند ہو گئی۔۔

تب کیا۔۔؟؟ اس نے اسی گھمبیر سنجیدگی سے پوچھا۔۔"

کچھ نہیں،، وہ جھکائی اور اس کی جانب سے مخالف کروٹ" بدل لی۔۔ لیکن دیکھ نا پائی کے ضیاء جو کہ پھر سے موبائل کی جانب متوجہ ہوا تھا اس کی آنکھوں میں ایک خاص بہت خاص قسم کی معنی خیز اور شرارت بھری چمک تھی۔۔

****

وہ سیٹی پہ پر شوق سی دھن بجاتا توجہ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا کہ وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا تھا۔۔ جب موبائل فون رنگ ہوا۔ اور اس پر جگمگاتا نمبر دیکھ کر اس کے لبوں پر انتہائی خوبصورت

مسکراہٹ بکھری تھی۔۔ زاویار نے ایئر پاٹ کان میں اڑسا اور فون یس کر کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔۔

"اسلام و علیکم،، کہو میری جان،، کوئی خاص بات،، ویسے میں گھر ہی آ،،،، زرمش،،،؟؟؟ وہ جو اپنی ہی دھن میں اس سے بات کر رہا تھا سامنے سے اس کی سسکیاں سن کر بری طرح چونکا۔۔ اور بے چین ہو کر اسے پکارا۔۔

"زاویار،،، آنسوؤں سے بھیگی آواز سنائی دی تو وہ تڑپ اٹھا۔۔

"زرمش،، کیا ہوا ہے،، تم ٹھیک تو ہو،؟؟؟ محمل ٹھیک ہے ،،،ناں،، بتاؤ مجھے ہوا کیا ہے آخر

"..زاویار.. جلدی سے گھر آ جائیں پلیز"

"..اچھا مجھے بتاؤ.. تم اور محمل ٹھیک تو ہو"

"..ہاں ہم ٹھیک ہیں.. مگر آپ جلدی گھر آئیں"

"آ رہا ہوں.. بس پانچ سے دس منٹ تک.. تم کم از کم رونا تو

..بند کرو.. جانتی ہو ناں.. تمھارے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں

زاویار نے اس کا دھیان بٹانا چاہا تب اسے محسوس ہوا وہ اپنے

آنسو حسب معمول اپنے دوپٹے سے پونچھ رہی ہے..

پھر فون رکھ کر اگلے دس منٹ کے بعد اس کی گاڑی مینشن

کے ڈرائیو وے پر تھی.. وہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا اور

لمبے لمبے ڈگ بھرتا صدر دروازے سے اندر لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔ وہ جو گاڑی کی آواز سن کر باہر ہی آرہی تھی اسے سامنے پا کر لپک کر اس تک آئی اور اس کے کشادہ سینے میں سما گئی۔۔ وہ اب بھی پنک فراک اور ٹراؤزر میں اس کے سینے میں چہرہ چھپائے سسکتی اس کی شرٹ اپنے آنسوؤں سے بھگو رہی تھی۔ زاویار نے انتہائی نرمی سے اس کی پشت رب کی۔۔

زرمش،، اب تم مجھے ڈرا رہی ہو میری جان،، مجھے بتا تو دو آخر" ہوا کیا ہے،،، زاویار نے اس کے بالوں میں چہرہ چھپا کر ایک گہری سانس بھر کر اپنی من پسند خوشبو اپنے سینے میں اتاری۔۔

اور اس کی کنپٹی کو اپنے سلگتے لبوں سے چھوا۔۔ وہ خود میں سمٹ سی گئی اور اس کے سینے سے چہرہ نکال کر بھیگی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تو زاویار خانزادہ اس کے گلابی معصوم انتہائی خوبصورت چہرے کو دیکھ کر اس پر نئے سرے سے فدا ہوا۔۔ اس کا توبہ شکن نازک مومی سراپا اپنی بانہوں میں پا کر آنکھوں میں خود بخود خماری اتر آئی۔۔

"اچھا بتاؤ۔۔ محمل کہاں ہے۔۔۔؟؟ مدہوشی بھرا خمار آلود سا لہجہ تھا۔ وہ دیوانہ وار اس کے چہرے کا ایک ایک نقش اپنے لبوں سے چھو کر زرمش کو لرزنے پر مجبور کر گیا۔۔

اپنے کک،،کمرے میں ٹیوشن لے رہی ہے،،، زرمش نے"
گہرے سانس لیتے اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچی جو ہر مرتبہ
اپنے جان لیوا پرتپش لمس سے اسے سیکنڈز میں بے حال کر
دیتا تھا۔۔ "زاویار کک،،کیا کر رہے ہیں آپ،، کوئی دیکھ
لل،،لے گا،،، بب،،بیڈ روم نہیں ہے یہ،،، وہ بے حال سی
روہانسی ہوئی تو زاویار کے لبوں پر گہری مسکراہٹ کھل گئی۔۔
تو پھر ایسی پیش قدمی اور ایسا وارم ویلکم تو بیڈ روم میں ہی ہونا"
چاہیے تھا ناں میری جان،، اب اگر وہ سب یہاں ہوا ہے تو بتاؤ
اس میں میرا کیا قصور ہے،،، گھمبیر لہجے میں کہتے اس نے

اپنے لب اس کی ٹھوڑی پر جمائے تو اپنے نازک گلابی لبوں پر ہوتی اس کی گھنی مونچھوں کی چبھن زرمش کے چودہ طبق روشن کر گئی۔۔

زاویار،، پلیززز،،، زرمش نے جھنجھلا کر اس کی جان لیوا" بے باکیوں سے بچنے کو اسی کے سینے میں چہرہ چھپایا تو وہ بے ساختہ ہنس دیا تھا۔۔

اچھا بتاؤ، میری جان نے اپنے اتنے قیمتی آنسو کیوں ضائع" کیے،، زاویار نے واپس اس کی پیٹھ رب کی تو اچانک اسے اندازہ

ہوا کہ زرمش کے ہاتھ میں ایک لیٹر پیپ ہے۔۔ جسے اس نے جب سے مٹھی میں دبوچ رکھا ہے۔۔

زاویار ی۔۔یہ۔۔۔ زرمش نے پھر رونے والے منہ بناتے اس" کے سامنے وہ لیٹر پیپ کیا تھا جسے زاویار نے نرمی سے زرمش کو خود سے الگ کرتے اپنے ہاتھ میں لے کھول کر دیکھا تھا۔۔ وہ قانونی نوٹس دیکھ کر چاہت وہ غم و غصے سے پاگل ہوا تھا مگر اس نازک سے وجود کے سامنے اس نے اپنے ماتھے پر ایک شکن تک نا آنے دی تھی۔۔ کہ جانتا تھا اگر زاویار نے خود اس

پر ری ایکٹ کیا تو وہ مزید پریشان ہو کو رو رو کر مینشن سر پر اٹھائے رکھے گی۔۔

ربش۔۔۔ زاویار نے پل میں اطمینان سے اس نوٹس کے ٹکڑے" ٹکڑے کر کے اسے ہوا میں اچھالا تھا۔۔ جو کہ صبرینہ کی جانب سے محمل کی کسٹڈی کو لے کر قانونی نوٹس بھجوایا گیا تھا۔۔

زاویار نے اسے دیکھ ایک گہری سانس بھری جو اب پھر سے اس کے سامنے کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔۔ تب زاویار نے پل میں اسے اپنے بازوؤں میں بھرا تھا۔۔

آیہہ..زاویار... وہ مچلی.. مگر زاویار نے ان سنی کرتے اسے" بیڈ روم میں لا کر. اپنے پیچھے دروازا لاک کر کے ہی اسے نیچے اتارا تھا.. زرمش کی اس کے ارادے جان اور سمجھ کر پیشانی عرق آلود ہونی تھی جس نے اس کے گرد اپنا آہنی حصار کھینچ کر اب اسے اپنے سینے میں بھینچ کر اس کے کندھے پر اپنے لب جما دیئے تھے..

میرا وجود اس وقت دو حصوں میں بٹا ہے زر.، جس کا ایک" حصہ تم ہو اور دوسری محمل.، تو تمھیں لگتا ہے کہ میں تم پر یا محمل پر آنچ بھی آنے دوں گا..؟؟ یا اپنے وجود کے حصوں کو

خود سے دور جانے دوں گا..؟؟ تو ڈارلنگ تم ہر طرح کی فکر سے آزاد ہو کر اس وقت صرف اپنے شوہر کے جذبات اور احساسات پر فوکس کرو... زاویار نے اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر بھاری گھمبیر لہجے میں کہا تھا اس کی بات پر جہاں زرمش کے اندر تک اطمینان پھیلا تھا۔۔ وہیں دن دیہاڑے اس کے اس اٹیٹیوڈ پر وہ بری طرح گھبرائی تھی۔۔

زز،،زاوی،، آپ،، وقت تو دیکھیں،، محمل آ جائے گی ناں اور" مم،،مجھے کھانا بھی بنوانا ہے،،آؤچ،،، وہ جھنجھلا کر بول رہی تھی

جب اپنے کام میں مداخلت پر سزا کے طور پر زاویار نے اپنے دانتوں میں اس کی گال کو بھرا۔۔

"ی۔۔یہ کک کیا زاوی آپ۔۔۔ زرمش اس کے جارحانہ تیور سے سر تا پیر لرز اٹھی۔۔ مگر پھر زاویار نے جب اس کی سانسوں پر اپنا تسلط قائم کیا تو اس کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔ کمرے کی بوجھل فضا سانسوں کے اس تصادم سے مہکنے لگی تھی۔۔ زاویار کا بے قرار لمس اب زرمش کو اپنا پورا وجود دہکاتا محسوس ہوا۔۔ زرمش کی سانس سینے میں اٹک گئی تو زاویار نے نرمی سے اس کی سانسوں کو رہائی بخشی۔۔ مگر اگلے ہی پل وہ

پھر سے سانس لینا بھول گئی کے زاویار نے اسے تھام کر بیڈ کی زینت بنایا اور اس کے دہکتے لب اسے اپنے کندھوں پر محسوس ہوئے۔۔

زاوی،،، زرمش نے اس کی شرٹ کندھوں سے دبوچی۔۔"

بب،،،بس کریں ن،،ناں،،، دھیما سا التجائیہ لہجہ تھا کہ اس" کی جاں کا آزار بنتی شدتیں سہن کر پانا کونسا آسان کام تھا۔۔ تبھی زرمش نے اسے رہائی طلب نظروں سے دیکھا۔۔ مگر وہ تو جزبات کے دھارے میں بہکتا اسے مکمل اپنی خماری کی چاشنی میں پور پور ڈبونا چاہتا تھا۔۔

مجھے چوُم کر، مجھے تھام کر میری شِدّتوں میں قیام کر
اے دِلرُبا، تُجھ پر فِدا، اِک شب تو میرے نام کر

زاویار اس کے کان کے قریب اپنے عنابی ہونٹوں کو جنبش دیتے لہجے میں بیقراری سمیٹے بولا۔۔ تو زرمش نے اس کے سینے پر ایک مکا رسید کیا۔

آپ ہل وِل گئے ہیں زاویار،، یہ شب نہیں ہے،، دن" دہاڑے آپ مجھے تنگ کرنے میں لگے ہیں،،، اس کی بے

باکیاں جب حد سے تجاوز کرنے لگیں تو وہ ممنانی تھی۔۔ زاویار نے جب اس کی دھڑکنوں کو چھوتے انھیں پل میں منتشر کر دیا تو وہ اس کی بانہوں میں مچل اٹھی۔۔

زاوی،،، زرمش نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے " تھاما تو اس کے خوبرو چہرے پر دلکش سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔ حکم جانِ زاوی،،، وہ محبت سے چور لہجے میں بولا۔۔ "

جانے دیں ناں پلیزز،،، مگر وہ سن کب رہا تھا وہ تو مدہوش سا" اپنے وجود پر اسکے لمس کی آہٹوں کو محسوس کرتا دیوانہ ہوا جا رہا تھا۔۔

میں آج بہت خوش ہوں جانِ زاوی.. اور پرسکون بھی اتنا ہی" ہونا چاہتا ہوں.. تمھارے پہلو میں خالق کائنات نے میرا سکون رکھا ہے تو تمھارے وجود سے وہی سکون کشید کر رہا ہوں... گھبراؤ نہیں میری محبت کی بارش جب تم پر برسے گی تب تم خود میری پناہوں میں موم بن کر پھگلنے لگوں گی.... بس مجھے ابھی ایک بار بادل بن کر خود پر برسنے کا موقعہ دے دو.." اسکی پیشانی پر بوسہ وارتے وہ سحر انگیز انداز میں سرگوشی کرنے لگا۔ زرمش اس کی شدتوں سے عاجز آتی سر اس کے سینے پر رکھتی گویا خود کو اسکے حوالے کر گئی۔۔ زاویار پل میں بیڈ پر اسے خود

کے برابر لٹا کر اس پر جھکا تھا۔۔وہ اس پر مکمل قابض ہوتا اپنی جسارتوں کی شدت حد درجہ بڑھا گیا۔۔ رفتہ رفتہ زاویار سیاہ رات کی مانند اس پر حاوی رہتا۔۔ اپنی محبت کی شدت بھری بارش کی بوندیں اس پر برساتا اسے دنیا جہاں سے غافل کر گیا۔۔

****

مام آپ،،، زین نے اپنی ماں کو کچھ کہنا چاہا تھا۔۔"

زین اس سے پہلے میں تمھیں شوٹ کر دوں دفع ہو جاؤ ہماری" نگاہوں کے سامنے سے،، الیاس صاحب دھاڑے تھے۔۔ زین اپنے لب بھینچتے سٹڈی سے باہر نکل گیا تھا۔۔

اور پھر کافی دن گزر گئے۔ دونوں میاں بیوی نے زین سے کلام کرنا ضروری نہیں سمجھا۔۔ اور تو اور سحر بھی اس سے ڈھنگ سے بات نہیں کر رہی تھی۔۔ ہاں زین نے اس کا کالج تبدیل کروا دیا تھا اور وہ خود اسے پڑھانے لگا تھا مگر انھیں کچھ دنوں میں وہ بڑے روٹک انداز میں سنجیدہ سی اس کا ہر کہا مانتی تھی۔۔ نا کوئی بحث نا تکرار۔ وہ اس کے اس بیہیو سے تنگ آ چکا تھا۔۔ اسے پہلے والی سحر نے اپنی جانب بری طرح اٹریکٹ کیا تھا یہ والی سحر تو کافی بورنگ تھی۔۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔ تو وہ حسبِ معمول اپنی پنک

باربی ٹی شرٹ وائٹ ٹراؤزر میں اپنے ہاتھوں پر نائٹ لوشن لگا رہی تھی ساتھ میں بیڈ پر رکھی چاکلیٹ کھا رہی تھی۔۔ زین آہستگی سے چلتا آ کر بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

سمسٹر کی تیاری کیسی چل رہی ہے،، آخر سین کو ہی بات کا" آغاز کرنا پڑا۔۔ وہ اپنے کوٹ کے بٹن کھولتا اس کی جانب دیکھے گیا۔

بہت اچھی،، مختصر ترین جواب تھا۔۔"

تمھاری ٹیچر نے تمھیں شٹیرنگ نہیں سکھائی،، زین نے "

چاکلیٹ کی جانب اشارہ کرتے اسے احساس دلایا تو وہ پل بھر کو خجل سی ہوئی۔

یہ لے لیں آپ میں نے کھالی ہے،، اس نے بغیر بحث،" کے پوری چاکلیٹ زین کے سامنے رکھی۔ اور بیڈ سے اٹھنے لگی تو غیر ارادی طور پر زین نے بڑی سرعت سے اس کی نازک کلائی اپنی گرفت میں لی تھی۔۔

سحر تم ناراض ہو مجھ سے،، زین نے آخر کار آج پوچھ ہی لیا۔۔ مگر آگے سے ملنے والا جواب سن کر زین نے بے تحاشا بے یقینی سے سحر کی جانب دیکھا تھا۔۔

****

جاری ہے۔۔۔

لمسِ اکسیر

مصنفہ واحبہ فاطمہ

قسط نمبر 75

واحبہ عشقم ناولز پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔

Page link

https://www.facebook.com/wwwahibaishq

Last part 2

کک،،وئی ہے ،، کاکاااا!! وہ کسی ملازم کو بلانے لگی۔۔ جس کی چیخ و پکار میں اب غصے کی وجہ سے ہکلاہٹ مزید بڑھنے لگی تھی جس پر اسے شدید غصہ آیا۔۔۔ "کک،،،کوئی ہے

مم،،،میری مدد ،،،آرزک پلیز آنکھیں تو کھولو ک،،کیا ہوا ہے اااا،،آرزک ۔۔ کوئی ہے،،! اب کی بار وہ شدید زور سے چیخی کہ باہر سے گزرتا آرزک کا خاص باڈی گارڈ ٹھٹھک کر رکا ایلف کی پکار پر اس نے کمرے میں دیکھا تو وہ اسکی گود میں سر رکھے غنودگی کے عالم میں تھا جسے دیکھ کر وہ گھبراتا ہوا اندر آیا۔۔

کیا ہوا انہیں میم،، سر،،، وہ دو زانوں بیٹھتا ہوا آرزک کے قریب جھکا اور اسے سہارا دے کر خود سے لگاتا ہوا زمین سے کھڑا ہوا۔۔

مم،،،مجھے نہیں پتہ ،،،!!!انھیں ہسپتال لے جاؤ پپ،،،پلیززززز جلدی کرو،، وہ پریشان سی اپنی حالت کا خیال کیے بغیر اٹھی اور دوپٹہ لیتی ہوئی ان کے ساتھ ہی آگے بڑھی۔ آرزک کے پرسنل گارڈز شاہد نے اسے گاڑی میں ڈالا اور ساتھ ہی خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جبکہ ایلف پیچھے سیٹ پر بیٹھتی اسکا سر اپنی گود میں رکھ گئی۔۔

آ،،،ائی ایم ،،، سس،، سوری آرزک مم،،، میں اپنی تت،،، تکلیف میں تت،،، تمھاری تکلیف ب، بھول بیٹھی مم،،، میں صرف اپنا سوچتی رہی مم، مگر تت،،، تمھارا نہیں سوچا،، مم،،، مجھے معاف کر دو،، تمھاری تکلیف نن،، نظر انداز کرنے کے لیے

انم۔ س، سوری،، پلیز آنکھیں،، کک، کھولو ت،،،، تمھیں کیا ہوا ہے،، وہ آنکھوں میں کئی آنسو لیے اس پر جھکی اپنی ہی کہے گئی جبکہ وہ غنودگی کے عالم میں بھی اسے سن رہا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر کی مسافت کے بعد وہ ہسپتال پہنچے تو اسے سٹریچر پر ڈال کر اندر لایا گیا۔۔ اسے بہت جلد ایڈمٹ کر لیا گیا تھا۔۔

آئی سی یو کے باہر وہ کھڑی اسکے لیے پل پل دعا گو تھی اگر اسے کچھ ہوجاتا وہ خود کو کبھی معاف نا کر پاتی۔۔ اس کی تکلیف اسے نظر نا آئی۔۔ اسے اتنی ٹینشن تھی وہ خلع کے نوٹس کی وجہ سے اتنے سٹریس میں تھا اور وہ اسے مزید تنگ کرتی رہی۔۔ کچھ ہی دیر کے بعد ڈاکٹر آئی سی یو سے باہر آیا تو وہ بھاگتی ہوئی ڈاکٹر کے سامنے آئی تھی۔۔

ڈ،،ڈاکٹر صاحب کک،،،کیسے ہیں میرے شوہر اب،،!!! وہ اس کو لے کر بہت خوفزدہ تھی تبھی بے قراری سے پوچھا تھا۔۔

پیشنٹ ٹھیک ہیں اب،، شکر کریں زیادہ پریشانی کی بات"
نہیں بنی،، لیکن کسی سٹریس اور ٹینشن کی وجہ سے بی پی حد
سے زیادہ بڑھ گیا تھا،، جس کی وجہ سے ان کے بائیں جانب
دباؤ محسوس ہوا جو دل تک گیا تھا،، مگر شکر کریں کوئی زیادہ
پریشانی والی بات نہیں ہے بس آپ انہیں سٹریس سے دور
رکھیں اور غیر ضروری بات ان کے سامنے نہیں کریں انھیں
روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے آپ مل سکتی ہیں،، وہ پروفیشنل
انداز میں کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔۔ اس نے گہری سی
سانس بھری اور اب قدرے پرسکون ہو کر اس کمرے میں

داخل ہوئی جہاں ٹھیک سامنے سفید سنگل بیڈ پر وہ ڈرپ اور انجیکشن کے زیر اثر اب شاید نیند میں تھا۔۔ وہ آہستہ آہستہ قدم قدم لیتی جھجکتی ہوئی اسکی جانب آئی اور کافی دیر اسے دیکھتی رہی۔۔ پھر جھک کر پاس پڑے سٹول پر بیٹھی اور اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔

س، سنیں!! دھیمے سے پکارتی ہوئی وہ اس سے مخاطب ہوئی لیکن وہ نیند میں تھا۔۔ اٹھیں نن،،نا آرزک،،، دیکھیں مم،،مجھے احساس ہو گیا ک،،کہ آپ مم، مجھ سے ک، کتنی محبت کرتے ،،ہیں،، آپ س،، سن رہے ہیں نن،ناں پلیز آنکھیں کھولیں

م،، مجھے ب، بھلائیں کہ میں ب، بہت زیادہ ڈر گئی ہوں آرزک آنکھیں،،، کھولیں ن، ناں پلیز،، وہ آخر میں اس سے التجاء کرتی ہوئی زارو قطار روتی اسکے سینے پر سر رکھ گی۔۔

کچھ دیر بعد اسے ہوش آنا شروع ہوا تو اپنے اوپر کوئی مخملیں سے وجود کا وزن محسوس کیا۔۔ کمرے میں موجود مشین کی آواز کے ساتھ اسے کسی زی روح کی دبی دبی سسکیوں کی آواز کانوں میں پڑتی سنائی دی۔۔ اس نے مندی مندی آنکھیں کھولنا شروع کی تو ایک مخصوص خوشبو اس کی سانسوں سے ٹکرائی جو شاید نہیں یقیناً اسکی روح میں بس چکی تھی۔۔ وہ ایک پل میں

پہچان گیا وہ کوئی اور نہیں اسکی زندگی س کے جینے کی وجہ س کی شریکِ سفر اس کی ایلف ہے۔۔ وہ اس حالت میں بھی ایلف کے اس طرح اس کے لیے بلکنے پر دھیما سا لبوں ہی لبوں میں مسکرایا۔ اور ڈرپ والا ہاتھ اٹھا کر اسکی کمر پر رکھا وہ اسکی حرکت پر جہاں ساکت ہوئی وہاں اس کے سینے پر ہی سر ٹکا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

میری روندو مسز!! کیا ہوا ہے،،؟ رو کیوں رہی ہو،؟؟ وہ اسکے" بالوں میں ہاتھ چلاتا نرمی سے بولا۔۔

آ،،آپ ٹھیک ہیں؟؟؟ وہ سہمی ہوئی سی اس سے پوچھ" بیٹھی۔۔

بلکل ٹھیک تمھارے سامنے ہوں،،، وہ نرمی سے اس کا پھولا" گلابی گال سہلاتا ہوا بولا۔۔ تو ایلف نے بغور اس کی جانب دیکھا۔۔

جج،،، جھوٹے آ،،آپ کی جھوٹ ب،بولنے کی عادت ن، نہیں" گئی ناں،، وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگی وہ اسکی بات کا مفہوم سمجھ کر ہنسنے لگا۔۔

Visit For More Novels

اور میں نے کیا جھوٹ بولا تم سے،،، وہ اس کی پچھلی گردن" کے گرد ہاتھ حمائل کر کے اسے اپنے چہرے پر زرا سا جھکا معنی خیز انداز میں بولا تھا۔۔

یہی ک،،کہ آپ بہت ب، بریو، طاقتور اور مم،، مضبوط اعصاب" ک،، کے مما،ملک ہیں،، وہ منہ بنا کر بولتی اس کی اس وقت ہاسپٹل میں موجودگی پر ٹونٹ کر گئی تو وہ بے اختیار ہنستا ہوا اب نرمی سے اٹھ کر بیٹھتا تکیے پر نیم۔دراز ہوا تھا۔۔

ہاں میں یہ سب ہوں،، جھوٹ نہیں تھا،، مگر یقین کرو کم از" کم تمہارے معاملے میں ہر گز نہیں ہوں،، میرا اس دنیا پر اللہ

،اور اس کے رسول کے بعد کوئی نہیں ہے سوائے تمھارے
تمھارے معاملے میں آرزک خانزادہ زیادہ پیشنس رکھ ہی نہیں
سکتا، وہ خلع کا نوٹس نہیں ایک اعصاب شکن بم تھا جو آرزک
خانزادہ کو روح تک جھنجھوڑ گیا تھا،، مریض عشق ہوں،، اسی لئے
دیکھ لو،، تمھاری بے رخی اور ناراضگی نے بستر سے لگا دیا،، وہ
دھیمے لہجے میں اس کے گرد اپنی محبت کا جال بن کر اسے
اپنے وجود میں پھانستا بہت نامحسوس انداز میں اسے اپنے حصار
میں قید کرنے لگا تھا۔۔ وہ بس جیسے بغیر پلکیں جھپکائے اس

کی جانب دیکھے گئی۔۔ کوئی کسی سے اتنی محبت کیسے کر سکتا تھا بھلا؟؟

کیا ہوا؟؟ اسے اپنی طرف یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوئے پا" کر وہ پوچھنے لگا۔۔۔ تو وہ محض نفی میں سر ہلا گئ۔۔

کک،، کچھ ن،، نہیں دد،، دیکھ رہی ہوں،،!! وہ ہنوز اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔۔ کتنا پیارا انسان تھا وہ شکل صورت اور سیرت سے بھی کتنا دلکش تھا۔۔ اس کا ساتھ کتنا مہربان تھا۔۔ وہ کتنا خیال رکھنے والا تھا بلکل ایسا جیسا کبھی اس نے اپنے لئے کسی کو سوچا تھا۔۔

کیا دیکھ رہی ہو؟؟؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ بیٹھا۔۔ آرزک کے ہاتھ اسے بہت نرمی سے اپنے قریب محسوس کیے گئے۔۔

آ،،آپ ک،،کو،،!!! وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی وہ" مسکرایا۔۔

اس کا مطلب، میں یہ سمجھوں کہ مجھے پوری طرح معافی مل" گئی،، لہجہ سنجیدہ مگر آنکھوں میں شرارت بھری چمک تھی۔۔ لیکن وہ کچھ سوچ کر سنجیدہ ہوئی تھی۔۔

س،، سنیں،، وہ محض ایک ہی لفظ ادا کر پائی۔۔"

سناؤ،، میں سن رہا ہوں میری جان،، !! وہ دلکشی مسکرایا۔۔"

،،اب آپ کک،،کی میرے بب،،بھائی سے ک،،کوئی ناراضگی"
یا نن،،نفرت تو ن، نہیں،، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی بے
چینی سے پہلو بدلتی بولی۔۔

امم،،،،، نہیں دشمنی تو نہیں پر ہاں ایک خار بازی ضرور"
ہے،، وہ سوچنے کے انداز میں آئبرو اچکاتا ہوا بولا تو وہ ایک دم
چونک گئی۔۔

ا،،اب ک،،کیسی خخ،،خار بازی ہے،، ایلف کے ماتھے پر بل"
آئے۔۔

وہ دراصل اتنا عرصہ باران دلشیر نے میری اتنی پیاری بیوی کو" مجھ سے دور رکھا،،، اور پھر اس نے میری بیوی سے مجھ سے زیادہ اٹینشن اور محبت حاصل کی،، اور میں یہ بھی جان چکا ہوں ،،،کہ یہ خلع کا شوشا بھی اسی کے دماغ کا فتور تھا،،، اسی لئے وہ کندھے اچکاتا زرا سا جھک کر اس کی پھولی گال کر پر اپنے لب جما گیا۔۔ اس کی بات پر ایلف نے سکھ کا سانس لیا۔۔ ت،،تو وہ خ،خار باز ی م،، مجھ سے رکھیں نا ان س،،سے" کیوں،، وہ بھی چھوٹی سی ناک چڑھا کر اسکے انداز میں گویا ہوئی۔۔

Visit For More Novels

تم سے تو دھواں دار قسم کا عشق ہے جان من،، بس وہ"

،،،،باران دلشیر ہے جو زہر

خخ،، خبرادر آ،،آپ نے م،،میرے بب،، بھائی کو ک،، کچھ بھی"

کہا،، م،، مجھ سے ب،، برا کوئی ن،، نہیں ہوگا،، وہ تلملاتی اسے

دھمکانے لگی جس پر اسے ٹوٹ کر پیار آیا۔۔

اور اگر باران دلشیر نے مجھے کچھ کہا تو،، آرزک نے اسے"

چھیڑا۔۔

تت،تو یقیناً آپ کی ہی غ،، غلطی ہوگی نن،،نا جبھی وہ"
کک،، کچھ کہیں گے ن،،ناں،، آرزک نے اپنی چالاک کبوتری کی
جانب دیکھ کر سرد سی سانس کھینچی۔۔
واہ بیگم ویری گڈ مطلب کچھ بھی،، مجھے بلا وجہ کوئی کچھ کہے"
تو وہ میری غلطی اور میں کسی کو کچھ کہوں تو تم سے برا کوئی
نہیں،، واہ کیا بات ہے کیا قسمت پائی ہے آپ نے آرزک
خانزادہ بیوی کے معاملے میں،، وہ خود ہی دہائی دیتا خود پر افسوس
کرنے لگا۔۔ مگر اس کے ساتھ ہی بہت نامحسوس انداز میں اسے
پوری طرح اپنے حصار میں لے لیا تھا۔۔ جب س کی سانسوں

کی گرم حدت بھری تپش ایلف کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تب اسے ہوش کہ وہ کس جگہ کس پوزیشن میں ہے تب وہ بری طرح بوکھلائی تھی۔۔

یہ،،ک،کیا آرزک،، چھ،چھوڑیں ک،کوئی آ جائے گا،،، وہ" مچلی۔۔

ائم سوری ایلف،، فار ایوری تھنگ،، تمھیں رلانے کے لئے ،، تم پر ہاتھ اٹھانے کے لیے ،، لیکن بھروسہ کرو مجھ پر،، یہ پہلی اور آخری مرتبہ تھا،،آئیندہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا،، میرا وعدہ ہے تم سے،،، میں اس وقت تمھاری تکلیف کو نظر انداز کر گیا مجھے

،، معلوم ہی نا تھا کہ تم کتنی اذیت میں ہو،، تم پر کیا گزری تمھارا رد عمل فطری تھا اپنی جگہ ٹھیک تھا،،، میری جان مجھے ،،،معاف کر دو ایلف،، میں آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گا دھوکے میں تم بھی تھیں اور دھوکے میں میں بھی تھا،، لیکن مجھے تمھیں سمجھنا چاہیے تھا،، میں نے جو جو بھی تکلیف تمھیں دی اس کے لیے میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گا،، میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا بس تم۔ مجھ سے کبھی ناراض مت ہونا،، کبھی دور مت جانا،،،۔ وہ اپنے سلگتے لبوں سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو مہکاتا بھاری گھمبیر بوجھل آواز

میں کہتا اس کی سماعتوں میں میٹھا سا رس گھولتے گیا تو ایلف موم بن کر پگھلنے لگی۔۔

نن،، نہیں،، اب ایسا کک،، کچھ نہیں ہوگا،،، غ، غلطی ہم" دونوں کک،کی تھی،، ہمارا ہی ب، بھروسے ک،کا رشتہ کک،کمزور تھا،، جج،جس کا فایدہ دد،دشمن نے اٹھایا،، ہمارا ر،رشتہ مم، مضبوط ہوتا تو ایسا کک، کچھ نا ہوتا،، مم، میں نے ،،آ،،آپ کک،،کی ایک نا سنی ص،،صرف اپنی کک،،کہتی گئی مم،،مجھے احساس نا ہوا،، کہ ج، جتنا غلط مم،،میرے ساتھ ہوا اتنا ہی آ،،آپ کک،،کے ساتھ،، آپ اب نن،،ناراض تو

Visit For More Novels

ن،، نہیں ہو نا مم،، مجھ سے،، وہ اس کا پاگل پن اپنے وجود پر جھیلتی آنکھیں زور سے میچے دھیمے لہجے میں کہے گئی۔۔ تو اس کے لبوں پر گہری مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔

نہیں میں پہلے بھی نہیں تھا اور اب بھی نہیں ہوں،،، تم" سے ناراض ہو کر جاؤں گا کہاں،،؟؟ لیکن کچھ حساب کتاب نکلتے ہیں تمھاری طرف وہ ابھی پورے کرنے ہیں،،،!!! وہ اسکی کمر پر ہاتھ رکھتا ہوا اسے مزید قریب کر کے اس کی چن کو اپنے لبوں سے چھوتا بولا وہ مزید بوکھلائی۔۔

کک،،،کیسے حساب کک،،کتاب ۔۔؟؟؟ وہ گھبراتی ہوئی بولی۔۔

Visit For More Novels

جو تم نے مجھے اتنا تڑپایا ہے اس کا حساب کتاب،، بایاں ہاتھ" کمر پر رکھتے دائیں ہاتھ سے اسکے نچلے لب کو سہلاتا وہ مدہوشی سے گویا ہوا تو وہ سٹپٹا گئی۔۔

ی،یہ ہ،،با سپٹل ہے آرزک،، اس کی نگاہوں کو اپنے لبوں پر" فوکس کیے دیکھ وہ بوکھلا گئی۔۔

اپنا ہے ڈارلنگ کوئی کچھ نہیں کہے گا،، وہ اسے مزید قریب" کرتا بولا۔۔

نن،، نہیں پلیز،، ج،،جو حساب کک،،کتاب ہے،،وہ گھر جا" کر پپ،،پورا کر لل،،لیجیے گا ناں،،، جب اس نے روہانسی ہوتے

Visit For More Novels

لال تمتماتا چہرہ لیے آرزک سے کہا تو اس کی آنکھوں میں ایک ناقابلِ فہم سی معنی خیز چمک در آئی اور لبوں پر شرارت بھری مسکراہٹ مچل گئی۔۔ وہ تھوڑی دور ہوئی تو اسکے ماتھے پر پیار کرتے آرزک نے نرمی سے اسے چھوڑا۔۔

"اپنی بات پر قائم رہنا میری چالاک کبوتری،، ابھی معاف کیا پر گھر جا کر سزا ملے گی تمھیں،، اس کے لہجے میں جانے کیا تھا کہ ایلف سر تا پیر سرخ ہوتے پوری طرح لرز گئی تھی۔۔

"دد،دیکھ لوں گی مم،میں،، وہ جھنجھلائی۔۔"

Visit For More Novels

دیکھنا نہیں بس محسوس کرنا ہے،، معنی خیزی سے کہتا ہوا وہ" اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا اور پھر اس کی اگلے لمحے پر کی پر ایلف نے اسے گھورا۔۔۔ "اب جاؤ جا کر میری ڈسچارج سلپ بنوا کر لاؤ جانِ من،، اب مزید ہاسپٹل کے اس بیڈ پر لیٹنا ،،، برداشت نہیں ہوگا

مم،، میں ج،جاؤں،،؟؟!!! وہ حیرت سے پوچھ بیٹھی۔۔ تو وہ ہنس دیا۔۔ "اچھا مت جاؤ،، میرے سامنے رہو،، تمھیں بھی آرام کی ضرورت ہے،، آخر کو گھر جا کر مجھے جو جھیلنا ہے،،، وہ پھر پٹڑی سے اترا تو ایلف نے اسے بری طرح گھورا۔۔ اتنے میں ہی

Visit For More Novels

کمرے میں ڈاکٹر اور سسٹر داخل ہوئی اور چند ضروری ہدایات دے کر اسے ڈسچارج دے دیا۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ہمراہ گھر واپس لوٹ آئے۔۔۔

****

وہ فریش ہو کر کسلمندی سے بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹا تھا۔۔ شام کے سائے گہرے ہو گئے تھے۔ جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔ زاویار نے اٹھ کر شرٹ پہنی اور بکھرے ہلکے نم بالوں میں ہاتھ پھیرتا دروازا کھولا تو سامنے اپنی پرنسز کو دیکھ اسے بانہوں میں بھر لیا۔۔ اور اس کی پھولی

گالوں کو چوم ڈالا۔۔ اپنے بابا کی بئیرڈ سے ہوتی گدگدی کی وجہ سے محمل کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔

،،، کیسی رہی پڑھائی میری پرنسز کی"

ٹو گڈ ڈیڈی،،، محمل نے ہنستے جواب دیا۔"

ٹیچر میڈم نے پھر تو نہیں ڈانٹا،،، زاویار نے آئیبرو اچکا کر پوچھا۔۔

نو ڈیڈی،، اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "ڈیڈی مما کہاں پر" ہیں،، محمل نے پریشانی سے ادھر ادھر دیکھا۔

Visit For More Novels

وہ واش روم میں ہیں فریش ہو رہی ہیں،،، کوئی ضروری بات" تھی،، زاویار نے اس کا متفکر چہرہ غور سے دیکھا۔۔

ڈیڈی،، مما کو ایک ایمرجنسی ملا تھا تو وہ رو رہی تھیں،، محمل" کے کہنے پر زاویار نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔۔

وہ کیا ہے ناں پرنسز،، تمھاری روندو ممی اس گھر میں آ کر" تھوڑی ڈرپوک ہو گئی ہے،، تو ان کے ڈھیلے سکرو تھوڑے ٹائیٹ کرنے پڑیں گے، ڈونٹ وری پرنسز،، آپ کا ڈیڈی سب کچھ ٹھیک کر دے گا،، وہ مسکرا کر بولا تھا تو محمل کی پریشانی بھی دور ہو گئی۔۔ "اوکے رائٹ،، آپ جا کر نینی سے بول کر

باتھ لیں،، اچھا سا ریڈی ہوں،، تب تک میں اور ممی بھی ریڈی ،،،ہو کر آتے ہیں پھر ڈنر اور آئسکریم کے لیے باہر چلتے ہیں زاویار نے کہتے اس کی چھوٹی سی ناک چومی۔

او یس،،، یو آر گریٹ ڈیڈی،، محمل نے سر خوشی میں اپنے" ڈیڈی کا ماتھا چوم لیا۔ اور فوراً زاویار کی گود سے اتر کر باہر بھاگ گئی۔۔ زاویار مسکرا دیا۔۔ مگر پھر فون کی بجتی مسلسل بیل نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔ زاویار نے سائیڈ ڈرار سے فون اٹھا کر دیکھا تو اس پر بلنک کرتے نمبر کو دیکھ کر پراسرار سا مسکرایا۔۔

Visit For More Novels

وہ جانتا تھا اسے کسی چیز کی پرواہ نا کرنے پر اور اس اگنورینس پر اس نمبر سے فون ضرور آئے گا۔۔ لیکن اتنی جلدی آجائے گا اس بات کا اندازہ اب ہوا تھا۔۔

اس نے کن اکھیوں سے واش روم کے بند دروازے کی جانب دیکھا۔۔ تبھی وہ گیلے بالوں کو ٹاول میں لپیٹے اب سرخ شلوار قمیض میں اپنے نازک ہوش ربا سراپے کے ساتھ زاویار خانزادہ کے دل پر بجلیاں گراتی واش روم سے باہر نکلی تھی۔۔ زاویار کو اپنی جانب ہی ایسی بے باک نگاہوں سے دیکھتے پا کر ایک مرتبہ پھر سے شفق کے سات رنگوں میں نہا گئی۔۔ تب زاویار نے

اپنے لبوں سے اسے فلائنگ کس دیتے ایک آنکھ ونک کی تھی۔۔ پہلے تو وہ بھونکچا سی اس کا لوفر پن ملاحظہ کرنے لگی۔۔ زاویار قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

ٹھرکی کہیں کے،،، منہ میں بڑبڑاتی وہ شرم سے لال پیلی ہوتی" پیر پٹخ کر ڈریسنگ روم میں گم ہوگئی۔۔ کہ ابھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ اس کے ہوش ٹھکانے لگا چکا تھا اور اب پھر سے ایسی لوفرانہ حرکتیں کر رہا تھا۔

زاویار کا اسے منظر سے غائب کرنا ہی مقصود تھا سو اپنا کام ہو جانے پر زاویار خانزادہ نے اطمینان سے کال لیس کر کے کان

کو لگائی تھی۔ جب وہ جان بوجھ کر کچھ نہیں بولا تو سامنے سے حسب توقع صبرینہ کی مکروہ آواز سنائی دی۔۔

کیسے ہو ڈیئر ایکس،،؟؟ امید ہے اب تک آپ کو میرے لائر" کی جانب سے نوٹس تو مل ہی گیا ہوگا،، اور یہ بات تو آپ بھی اچھے طریقے سے جانتے ہیں کہ کورٹ بچہ ماں کے حوالے کرتی ہے،،، میں کورٹ میں یہ ثابت بھی کر دوں گی کی میری بچی کی سٹیپ مدر اس پر ظلم کرتی ہے،، اور یہ بھی کہ وہ اپنی سگی ماں کے پاس زیادہ خوش رہے گی تو اب میں محمل کو آپ سے چھین لوں گی،،، سمجھیں آپ ،،،

وہ اپنی ہی بکواس کیے جا رہی تھی۔۔ مگر جب گھمبیر خاموشی کا سامنا کرنا پڑا تو صبرینہ کو فون کان سے ہٹا کر چیک کرنا پڑا کہ آیا کال جاری بھی ہے کہ نہیں۔۔ لیکن جب زاویار کی آواز سنائی دی تو وہ الرٹ ہوئی۔۔

"کم آن صبرینہ،، یہ ممتا کی دہائی تو مجھے تم تب دو جب میں تمھیں جانتا ناں ہوں،،، شاید تم بھول گئی ہو کہ چند ماہ کی بچی کو میری گود میں پھینک گئیں تھیں،،، خیر میں تم پر اپنے الفاظ تک ویسٹ نہیں کرنا چاہتا،،، مجھے اچھی طرح معلوم ہے تمھیں اب کم از کم میری بچی میں تو کوئی دلچسپی نہیں ہے،،، تمھارا

مقصد کچھ اور ہے تو چلو ادھر ادھر کی مارنے کی بجائے ٹو دی پوائنٹ بات کریں،، تم اب مجھ سے کیا چاہتی ہو؟؟کیا چاہیے تمھیں آخر؟ تم یہ کیس واپس لے لو،، میں تمھاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں،، تم جانتی ہو میری بچی میری کمزوری ہے تو ،،اسے اپنے پاس رکھنے کو میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں

،،تمھاری ہر شرط ماننے کو بھی تیار ہوں

زاویار کہہ کر خاموش ہوا۔۔ صبرینہ بھی کچھ پلوں کے لیے خاموش سی ہو گئی۔ اس مغرور یونانی دیوتاؤں سے وجیہہ شخص کا یہ پسپائی اختیار کیا ہوا لہجہ اندر تک سکون دوڑا گیا تھا۔۔ وہ اپنی

چلی چال کی شاندار کامیابی پر سرشار سی ہوئی۔۔ (جبکہ زاویار کے لبوں پر ایک مطمئن پراسرار و خطرناک سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔۔

زاویار،، میں صرف اور صرف آپ کو چاہتی ہوں،، واپس آپ" کے پاس آنا چاہتی ہوں،، حلالہ کر لیا ہے میں نے،، آپ دوبارا مجھے اپنائیں گے،،،؟؟ اپنے پاس رکھیں گے مجھے،،؟؟ اور میری کوئی ڈیمانڈ نہیں ہوگی،،، آپ بیشک مجھے کسی اور گھر میں رکھ لینا،،، مگر میں اب صرف اور صرف آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں،،، صبرینہ نے اطمینان سے اپنی معمولی سی ڈیمانڈ بتائی

تھی۔۔ جبکہ اب کی بار اپنی چال کی کامیابی پر زاویار کی آنکھوں میں مخصوص کمینے پن والی چمک در آئی۔۔

بیغیرت عورت، جب میری نکاح میں تھیں تو کسی اور کی) کیپ بن گئیں،، اب جب کسی اور کی بیوی ہو تو میری رکھیل بننا چاہتی ہو۔۔ لعنتی۔ زلیل عورت) زاویار کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ یہ سب اسے بول دے مگر فی الحال لبوں پر قفل لگائے رکھا۔۔ کہ اس کا انجام اس نے اس سے بھی برا سوچا تھا۔۔

اوکے فائن،، میں ایک دو دن تک ملتا ہوں تم سے تو بیٹھ کر" سب فائنل کرتے ہیں کہ یہ سب کیسے کرنا ہے،، لیکن اس کے بعد مجھے کوئی لیگل نوٹس نہیں ملنا چاہیے،،؟ اس نے کہتے فون رکھ دیا۔۔ ادھر وہ غلیظ عورت اپنی (ناکام ترین) کامیابی پر جشن منا رہی ہوگی۔۔ زاویار نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔ اور موبائل اطمینان سے اپنی پاکٹ میں رکھا۔۔

تبھی وہ نک سک سی تیار ڈریسنگ میں سے نکلی تھی۔ سرخ ہلکا کامدار جوڑا کندن بندن کو مزید چار چاند لگاتے دلکشی بخش گیا تھا۔۔ ہلکی جیولری کے ساتھ ہلکا میک اپ اور لائٹ ریڈ شیڈ لپ

اسٹک۔۔ وہ شعلہ جوالا بنی اپنے پاگل کر دینے والے حسن سے بے نیاز ٹھیک اس کے سامنے تھی۔۔ اور اس ہوش ربا سراپے کو دیکھ زاویار خانزادہ کی حالت پھر سے غیر ہونے لگی جبکہ اسے یوں ہی کھڑا دیکھ کر زرمش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔ وہ کمر پر ہاتھ رکھے لڑنے والے انداز میں قریب آ کر اس سے زرا (محتاط) فاصلے پر رکی تھی۔۔

آپ ابھی تک ایسے ہی کھڑے ہیں،، تیار نہیں ہوئے،، حد" ہے ویسے اب یہ مت کہیے گا کہ آپ مجھے اور میری بچی کو محض ٹرخا رہے تھے،،، میں محمل کو لے کر خود ہی چلی جاؤں

گی باہر،،، ابھی وہ بول ہی رہی تھی جب زاویار نے بہت اچانک اس کی سانسوں پر تسلط قائم کرتے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے شدت سے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اس کے سینے سے ٹکرائی تب زاویار نے بھی جان بوجھ کر اپنا توازن برقرار نا رکھا اور اسے لئے بیڈ پر گرا تھا۔۔ وہ اس کے سینے پر گری دل و جاں سے بوکھلائی تھی۔۔ اس کے جنونیت بھرے انداز پر دن میں تارے نظر آ چکے تھے۔۔ زرمش نے بھرپور مزاحمت کی۔۔ مگر وہ اسے اپنی گرفت سے آزادی بخشنے کو ہر گز تیار نہیں تھا۔۔ وہ اسے جیسے خود میں سمیٹ لینا چاہتا تھا

یا اس پر اس قدر ٹوٹ کر پیار آتا تھا کہ اسے خود میں مدغم کر لینا چاہتا تھا۔۔ خود کو پور پور سیراب کیے جب زاویار نے اسے آزادی بخشی تو زرمش کی سانسیں اتھل پتھل ہوتیں سینے میں دھڑکنیں بری طرح منتشر ہو چکیں تھیں۔۔ وہ اس کی بکھری حالت پر گہرا مسکرایا تو زرمش نے اس کے سینے پر مکا مارتے گہرے گہرے سانس بھرے۔۔

زاویار،،، آپ،،، وہ لب بھینچ گئی کہ اس کی بے شرمی کو نام " دینے کے لیے الفاظ بھی تو کم پڑ جاتے تھے۔۔

کیا ہیں،،؟؟ "

بہت بے شرم ہیں،، دروازا کھلا ہے اگر محمل آجاتی تو،،،؟؟"

اس نے جھنجھلا کر اسی کے سینے میں چہرہ چھپایا کہ اب تک سانس ہموار نا ہوئی تھی۔۔

نہیں آتی،، زاویار خانزادہ فل پروف سکیورٹی کے ساتھ ہی"

دشمن پر حملہ کرتا ہے،،، اس نے سرشاری بھرے مخمور الفاظ میں اسے مزید خود میں چھپایا۔۔

میں دشمن ہوں،،؟ زرمش نے اس کے سینے سے سر نکالتے" چھوٹی سی ناک چڑھا کر اس کی گہری چمک دار آنکھوں میں جھانکا۔۔

Visit For More Novels

نہیں،، رگِ جاں ہو،، تمھیں پا کر تو ہر وقت اس آیت کا ورد"
کرنے کا دل کرتا ہے،، "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ،،، اس نے
جذب کے عالم میں کہتے اس کے ماتھے پر اپنے لب جمائے
تھے۔۔ وہ اس کے بے قرار لمس پر پھر لرز اٹھی مگر سکون سے
آنکھیں موندتے اس لمس کو اعزاز سمجھ کر محسوس کیا۔۔۔
اچھا چلیں ناں،، محمل انتظار کر رہی ہوگی،،، اس کی شرٹ"
کے بٹن سے کھیلتے التجا کی۔۔ تب زاویار کو اس کے روہانسی
شکل دیکھ کر اس پر ترس آیا تھا شاید تبھی اسے مزید پریشان

کرنے کا ارادہ ترک کرتے اسے سینے سے ایک طرف اتارا اور اٹھ بیٹھا۔۔

"،، تم چلو،، محمل کی تیاری دیکھو،، میں چینج کر کے آتا ہوں"

ویسے بھی آج ایک گرینڈ سرپرائز ارینج کر رکھا ہے میں نے اپنی جان کے لیے،،، مسکراتے ہوئے اس سے کہا تو وہ اس کی بات پر غور کیے بغیر موقع کو غنیمت جانتی اٹھ کر سرپٹ بھاگی تھی۔۔ جبکہ اس کی عجلت پر زاویار کو پھر سے ہنسی آئی۔۔

"اے چڑیل،،، زاویار کے ترز تخاطب پر زرمش ٹھٹھک کر رکی اور پیچھے مڑ کر اسے غصے سے گھورا۔۔ سامنے سے اس نے جو اشارہ

کیا پل پر کو تو شرم و حیا کی شدت سے زرمش اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی۔۔ لیکن پھر اتنی ہی تیزی سے ٹیبل پر پڑا ڈیکوریشن پیس اٹھا کر اس کی جانب پھینکا۔۔ جس سے وہ صاف بچتا قہقہ لگا کر ڈریسنگ میں گم ہوا تھا۔ وہ پیر پٹختی ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔۔ اور اس کے بے باک اشارے کے مطابق لبوں کے ارد گرد اپنی پھیلی لپ اسٹک کو افسوس سے دیکھا۔۔ پھر بڑی محنت سے اسے ٹھیک کر کے وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔

****

وہ اس وقت ہاسپٹل کے آئی سی یو میں تھا۔۔۔ باران دلشیر آئی سی یو کے باہر دائیں دیوار سے لگے بڑے لوہے کے بینچ پر بیٹھا تھا۔۔ جبکہ اس کے سامنے والے بینچ پر ریم اپنے بابا نعمان علی کے سینے پر سر رکھے بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔۔ تبھی وہاں پر سسٹر آئی تھی۔۔

مسٹر دلشیر،،؟؟؟ سسٹر نے پکارا۔۔"

جی فرمائیے،، میں ہوں،، باران کہتے کھڑا ہوا۔"

،،،ڈاکٹر واجد نے آپ کو اپنے پرائیویٹ کیبن میں بلایا ہے" سسٹر نے کہا تو وہ سر ہلاتا اس کے ہمراہ ہوا۔۔ دروازے پر

ہلکی دستک دے کر کیبن میں داخل ہوا۔ جبکہ سسٹر اسے وہاں چھوڑ کر آئی سی یو میں ایحان کے پاس چلی گئی تھی۔۔

،،آیئے مسٹر باران دلشیر،، بیٹھیں"

ڈاکٹر میں تب تک سکون سے نہیں بیٹھ سکتا جب تک مجھے" پتہ نا چل جائے کہ میرا بھائی ٹھیک ہے یا نہیں،، باران نے گھمبیر سنجیدگی سے کہا۔۔

آپ کی بھائی خطرے سے باہر ہیں،، کوئی پریشانی والی بات" نہیں،، آپ پرسکون ہو کر بیٹھیں،،، ڈاکٹر نے خاص پروفیشنل

Visit For More Novels

انداز میں کہا تو اب کی بار باران پرسکون ہو کر ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

آپ کے بھائی نے وہی اینٹی ڈپریشن ٹیبلٹ لیں ہیں،،، جو" کسی بھی طرح ہیلتھ کے لیے ٹھیک نہیں بلکہ بے حد مضر صحت ہیں،، جس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہیں،،، مقدار زیادہ لینے کی وجہ سے ٹیبلٹ کی ڈرگ نے بی پی ہائی کیا نروس سسٹم پر اثر انداز ہوئی اور اسی کی وجہ سے انٹرنل بلیڈنگ ہوئی ہے،، ویسے شکر ہے یہ بلیڈنگ ہو گئی اگر نا ہوتی تو برین میں بلڈ کلوٹس بن جاتے جس سے جان جانے یا پیشنٹ کے کوما میں جانے کا

Visit For More Novels

بھی خطرہ ہوتا ہے،، صد شکر کے زیادہ نقصان نہیں ہوا اور اب وہ بلکل ٹھیک ہیں،، بروقت علاج کی وجہ سے ان ٹیبلٹس کا ،،،کوئی سائیڈ ایفیکٹ بھی نہیں ہوگا ان شاءاللہ

ڈاکٹر نے ایحان کی فائل میں منہ دیئے باران کو پوری ڈیٹیل بتائی تو باران کے سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔۔

لیکن آئندہ کے لیے میں یہی کہوں گا کہ اب آپ کے بھائی" یہ ٹیبلیٹ بلکل یوز نہیں کریں،، انھیں کیا ڈپریشن ہے یہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہوں گے تو وہ ڈپریشن سرے سے ختم ہونی چاہیے،، ان کے ارد گرد کا ماحول بہترین ہونا چاہیے،، نہیں تو ان

ٹیبلیٹس سے ایک تو ڈرگ آڈیکٹ ہونے کا خدشہ ہے دوسرا یہ
،،، جان کا خطرہ الگ جو نقصان آج ہوتے ہوتے بچا ہے
آپ بے فکر رہیے ڈاکٹر،، میں اپنے بھائی کا بہت زیادہ خیال"
رکھوں گا،، اس کے بعد وہ یہ ٹیبلیٹ یوز نہیں کرے گا،، ان
شاءاللہ،، باران نے مسکراتے ہوئے پختہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر
سے مصافحہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ مگر پھر کچھ سوچ کر رکا۔۔
لیکن شاید مقابل کو معلوم ہو گیا کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہا ہے۔۔
،،پیشنٹ کے ہوش میں آتے ہی انھیں ڈسچارج مل جائے گا"
باقی سب ٹھیک ٹھاک ہے،، آپ بے فکر رہیے،،، ڈاکٹر نے

خالص پروفیشنل انداز میں تسلی دی تو باران اثبات میں سر ہلاتا کیبن سے باہر نکل آیا۔۔ تب تک ایحان کو پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا لیکن ابھی تک اسے ہوش نہیں آیا تھا۔۔ باران کوریڈور میں آیا جہاں وہ سر جھکائے بینچ پر بیٹھی تھی۔۔ باران دلشیر کی آہٹ پر ریم نے خوفزدہ ہوتے اپنی آنکھیں اور مٹھیاں بری طرح بھینچ لیں۔۔ (حالانکہ وہ اس پر بڑے بھائیوں کی طرح بہت مہربان تھا۔۔ اسے ڈانٹا بھی کبھی نہیں تھا۔ مگر یہ اس کی پرسنالٹی کی ہیبت تھی کہ وہ اس سے بے حد خوف

Visit For More Novels

کھاتی تھی) مگر پھر اس کے باوجود بھی ہمت جمع کرتے ریم نے ان کی جانب دیکھا۔

"،،وو،،وہ کک،کیسے ہیں،، ٹھیک تو ہیں ناں"

"یحان بلکل ٹھیک ہے،، روم میں شفٹ کر دیا ہے،،، بابا کہاں ہیں،،؟؟؟ باران نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

وہ کینٹین تک گئے ہیں،، گلے میں پھندا سا اٹکا ہوا تھا وہ بمشکل ہی بول پائی۔۔

"میرے ساتھ آؤ گڑیا،، باران نے کہا تو وہ کپکپاتا وجود لیے ان کے پیچھے چل پڑی۔۔ وہ اس کے ساتھ اس کمرے میں داخل

Visit For More Novels

ہوا تھا جہاں وہ مشینوں کے درمیان بیڈ پر گہری نیند میں تھا۔۔
ریم اس کے چہرے کی جانب بے قرار نم نگاہوں دیکھے گئی۔۔
تب باران نے اسے کشادہ کمرے میں رکھے صوفے پر بیٹھنے کا
اشارہ کیا۔۔ وہ بیٹھی تو باران بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا تب
تک کمرے میں باتھ میں کھانے پینے کی اشیاء سے بھرا شاپر
لیے نعمان علی بھی داخل ہوا تھا۔۔

مجھے بتاؤ گڑیا کیا ہوا تھا،، مجھے یہ تو معلوم ہے کہ گھر پر"
نعمان علی کے دوست علی اکبر کا بیٹا آیا تھا،، (باران کی بات
پر نعمان علی نے بری طرح ٹھٹھک کر ریم کی جانب دیکھا

تھا۔۔) "اس سے آگے بتاؤ بیٹا کیا ہوا تھا،،، باران نے اس سے نرمی سے پوچھا تھا۔۔تب ریم نے مختصر الفاظ میں کچھ بھی چھپائے بغیر تمام واقع ان کے گوش گزار کر دیا۔۔ جس پر باران دلشیر کے چہرے کے سنجیدہ و سپاٹ تاثرات سے تو کچھ معلوم نا پڑا کہ وہ غصہ ہے یا نہیں البتہ نعمان علی کے چہرے پر غصے اور فکر کے سائے تھے۔۔باران اور نعمان کو اندازہ ہو چکا تھا کہ ان کے درمیان ابھی کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوا ہے کچھ بھی نہیں۔۔ وہ آج بھی دونوں ندی کہ وہ کنارے بنے ہوئے تھے جو چلتے تو ایک ساتھ ہیں مگر کبھی ایک نہیں ہوئے تھے۔۔

مگر وہ دونوں خاموش ہی رہے کہ ریم چہرہ ہاتھوں میں چھپائے سسک سسک کر رونے لگی تھی۔۔

رونا بند کرو گڑیا،، سب ٹھیک ہو جائے گا،،، باران نے اس" کے سر پر ہاتھ رکھا اور نعمان علی کو اشارہ کیا کہ وہ اسے باہر لے جائے اور زور زبردستی اسے کچھ کھلا پلا دے۔۔ تب نعمان اسے زبردستی باہر لے گیا۔۔

جبکہ باران اب ایحان کے قریب آ کر بیڈ پر بیٹھا اور اس کے کینولا لگے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔ باران نے ایحان کی طبیعت خرابی کی اطلاع اب تک کسی کو بھی نہیں دی تھی۔۔ زاویار

Visit For More Novels

نے کہا تھا آج وہ بہت خوش ہے تو سارا وقت اپنی فیملی کے ساتھ سپینڈ کرے گا۔ باران اور زاویار نے تو ایناره اور زرمش کی سرپرائز ملاقات تک کا پلان بنا رکھا تھا۔۔ اسی لئے باران نہیں چاہتا کہ ان کے اسپیشل مومنٹس خراب ہوں۔۔ حالانکہ وہ جانتا تھا اس بات کی بھنک تک زاویار کو پڑ گئی تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہاسپٹل چلا آئے گا۔۔ یا بعد میں پتہ چلنے پر باران کی ہڈیوں کا کچومر بنا دے گا۔۔ باران نے ایلف کو بھی اطلاع نہیں دی تھی کہ جانتا تھا وہ ابھی اپنے مسئلے مسائل سلجھا رہی ہوگی۔۔ رہی بات ضیاء ، زین اور ملحق کی تو وہ انھیں صبح اطلاع

Visit For More Novels

دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ وہ اسی سوچ میں گم تھا جب ایحان نے دھیمے سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ سامنے ہی باران دلشیر کو خود پر جھکے دیکھ وہ نرمی سے مسکرایا تھا۔۔ باران نے اس کی جانب نم شکایتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

یہ سب کیا تھا ایحان،، وضاحت دینا پسند کرو گے،، اس" وقت باران کے لہجے میں کتنی کرب و اذیت تھی جسے محسوس کر ایحان نے خود کو پچھتاوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے محسوس کیا۔۔

آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دیں،، وعدہ کرتا ہوں آئندہ ایسا"
کچھ نہیں ہوگا،، ایحان نے دھیمے مگر اٹل اور پختہ لہجے میں کہتے
باران کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو باران دلشیر کے تنے اعصاب
ڈھیلے پڑے۔۔

اونہہ،،، ابھی کچھ دنوں میں تم اور تمھاری چوہدرائن پھر سے لڑ"
،،، پڑو گے،، اور تم نکل پڑو گے ٹیبلیٹس پھانکنے،،، ہے ناں
باران دلشیر نے دانت پیس کر کہا تھا تو وہ ہلکا سا قہقہہ لگا کر
ہنس پڑا۔۔

،، نہیں،، تمام غبار دھل چکا ہے اب تو صلح صفائی ہونی ہے"
اور ویسے بھی اب میں اس ٹیڑھی کھیر کو اپنے طریقے سے ہینڈل
،،،کروں گا نا کہ خود کو کوئی نقصان پہنچا کر،،، یقین کریں
ایحان نے شرارت بھرے لہجے میں کہتے باران کا ہاتھ ہلکے سے
دبایا۔۔ باران نے ایک آئبرو اچکائی۔۔ تب وہ بھی سنجیدہ ہوا۔۔
یقین کریں،، مجھے نہیں پتہ تھا اتنا افیکٹ ہو جائے گا،، مگر"
میں وعدہ کر چکا ہوں آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گا،،، ایحان
نے باران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وعدہ کیا تو باران نے
جھک کر اس کا کشادہ سفید ماتھا چوما۔۔

ہے کہاں چوہدرائن،،، ایحان نے پورے کمرے میں نگاہ"
دوڑائی تو باران دلشیر نے ایک سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔۔
یقین نہیں آتا میں وہی باران دلشیر ہوں جو تمھاری طرف ٹیڑھی"
نگاہ سے دیکھنے والے کی آنکھیں نکال لیا کرتا تھا،، اور اب میں
ریم کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ تک نہیں کر پایا،، یہ مارجن صرف
،،گڑیا کو اس وجہ سے ملا ہے کہ وہ تمھاری محبت اور کمزوری ہے
نہیں تو تمھیں یہاں اس بیڈ تک پہنچانے والے کے ساتھ
،،،جانے کیا کر بیٹھتا

اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں تھی بھائی،، وہ اپنی جگہ" بلکل ٹھیک ہے،، ایحان نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔

جانتا ہوں،، تم بھی اپنا غصہ ذرا کنٹرول میں رکھو،،، نرمی سے" پیش آؤ،، اسے سپیس دو،، آج میں نے نعمان علی کے چہرے پر اپنی بچی کو لے کر فکر کی پرچھائیاں دیکھی ہیں،، اسے اب اپنا فیصلہ غلط لگنے لگا ہے،، اسے شاید لگ رہا ہے اس کی بیٹی تمھارے ساتھ خوش نہیں ہے تو اب بھی وقت ہے،، سنبھل ،،،جاؤ،، اور اپنے اور اس کے بیچ کی تمام غلط فہمیاں دور کر لو نہیں تو،،، باران دلشیر نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا۔۔ "میں ریم

Visit For More Novels

کو اندر بھیجتا ہوں،، تم بات کرو اس سے،، اتنا میں ڈسچارج سلیپ بنوا لوں،،، باران کہتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

ایحان کی نگاہیں کمرے کے داخلی دروازے پر مرکوز ہوئیں۔۔

تب وہ دھیمے قدم اٹھاتی لال ٹماٹر چہرہ اور سرخ رونی سوجی آنکھیں لیے کمرے میں داخل ہو کر بیڈ تک آئی تھی۔۔ منہ ایسا بنا رکھا تھا جیسے ابھی پھر سے رو دے گی۔۔ تب ایحان نے زرا سا کھسک کر اپنے پہلو میں اس کے لیے جگہ بنائی۔۔

بیٹھ جاؤ یہاں،،، ایحان کے کہنے کی دیر تھی وہ اس کے پہلو" میں بیٹھ کر پھر سے سسک پڑی۔۔ کئی لمحے خاموشی کی نظر ہو

گئے۔ ایحان خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔۔ وہ بھی تو کچھ نہیں بولی تھی بس چپ چاپ ڈارک بلو عبایا اور سکارف میں بیٹھی اپنے لب کچلتی ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں مروڑتی اپنے آنسو پینے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔ ایحان نے اس کا ایک ہاتھ تھام کر نرمی سے اسے اپنے دل کے مقام پر رکھا تو ریم کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔۔

کچھ گھنٹوں پہلے میرے بیہوش ہونے سے قبل تم مجھ سے" کچھ کہہ رہیں تھیں،، میری طبیعت خراب تھی تو میں اچھے سے سن نہیں پیا، میں وہ سب دوبارا سننا چاہتا ہوں،، مجھ سے وہ

Visit For More Novels

سب دوبارا کہو ریم،،، آخر اس نے ہی پہلے لب کشائی کرتے انتہائی نرمی سے کہا اور دانتوں تلے لب دبا لیا۔۔ تو ریم نے اپنے لب بری طرح بھینچ لیے۔۔

"،،بلکل،،،؟؟ آپ کہیں گے اور میں تو جیسے بول ہی دوں گی اس وقت آپ بھی تو کچھ کہہ رہے تھے،، آپ نے بھی اتنی آہستہ کہا کہ مجھے کچھ سنائی ہی نہیں دیا،، اسی لئے،،، ریم نے پہلو بدلتے جان بوجھ کر بات اُدھوری چھوڑی۔۔

"جانتی ہو مجھے تم سے کب محبت ہوئی ریم ،، تب جب میں نے پہلی مرتبہ تمھیں اپنے کچن میں دیکھا،،، تب جب میں نے

تمھیں اپنے واش روم میں دیکھا،، میں لڑکیوں سے نفرت کرتا تھا،، میں نے عورت ذات پر سے اعتبار اپنے بچپن میں ہی کھو دیا تھا،، اسی لئے تب پہلی نظر کی محبت ہو جانا اور اسے قبول کر لینا میرے لیے تقریباً ناممکن تھا،، لیکن پھر آہستہ آہستہ سب کچھ بدلتا چلا گیا،، وہ جس نے کبھی کسی لڑکی میں دلچسپی نہیں لی وہ تم میں پوری طرح دلچسپی لینے لگا،، میں یہ قبول نہیں کر رہا تھا کہ مجھے تم سے محبت ہے مگر میں ہر وقت تمھارے بارے میں سوچتا تھا،، میں چاہتا تھا کہ میرے علاوہ ،،کوئی تمھاری جانب نہیں دیکھے،، کوئی تمھیں نہیں چھوئے

تمھاری جانب مخالف سمت سے آتی ہوا سے بھی مجھے چڑ ہونے لگی،، ان دنوں جانے کیسے مگر زین تمھاری طرف اٹریکٹ ہونے لگا،، تم نہیں جانتیں اس کے منہ سے تمھارا نام اور تعریف سن کر اس کا تمھاری طرف دیکھنا محسوس کر کے میرے دل و جان میں کیسے غبار اٹھتے تھے،، تب اسے تم سے دور رکھنے کو میں نے وہ سب کیا،، ایحان کہتے پل بھر کو خاموش ہوا تھا۔۔

میں اپنی انا کے پنجرے میں قید ایک ایسا بزدل پرندہ تھا جو اپنی" محبت کو قبول کرنے کی بجائے اسے رسوا کر بیٹھا،،، تب اس دن تم نے سب کے سامنے کہا کہ میں تمھارے پاس تمھارے

گھر آتا ہوں،، تمھاری اس بات کو بھی میں نے جھوٹی آنا کی وجہ سے ناکار دیا،،، اور تب مجھے اندازہ ہوا میرے جھوٹ نے تمہارا کس قدر نقصان کیا،، میری وجہ سے تمھاری عزت خطرے میں پڑ گئی،، جس کے لیے میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا،،، تم میرے پاس آئیں میرے خالی دامن میں اپنی محبت کی خوشیاں ڈالنے،، لیکن مجھ کم ظرف نے تو اپنا دامن ہی جھاڑ ،،،دیا،، اور تم مجھ سے کوئی بھی سوال کیے بغیر چلیں گئیں تمھارا جانا ایسا تھا جیسے میرے جسم سے میری روح کھینچ کر ساتھ لے گئیں تھیں،، تمھارے نکاح کی خبر مجھ پر قیامت بن کر

گزری تھی،، اگر اس وقت میں تمھارے پاس نہیں آتا تو اس قدر تکلیف میں تھا کہ مر جاتا،، میں نے یہ قبول کرنے میں بہت دیر کر دی ناں کہ مجھے تم سے بے تحاشا محبت ہے،،، جانتا ہوں تم مجھ سے بہت بدگمان ہو،، ہمارے رشتے میں اعتبار بھروسے اور اعتماد کا فقدان ہے جو تم مجھ پر اب تک نہیں کر پائی،،، مگر اب میں ہمارے بیچ سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتا ہوں ریم،،، میری گزشتہ غلطیاں کوتاہیاں معاف کر دو،،، جھوٹ ہی سہی مگر مجھے سب کے سامنے شرط والی بات بول کر اپنی محبت کا تماشا نہیں بنانا چاہیے تھا،، میں نے تمھاری عزت نفس مجروح

Visit For More Novels

کی ہے،، مجھے معاف کر دو،،، لیکن اب میں تمھارا اعتبار جیتنا چاہتا ہوں،، میں ہمارا رشتہ آگے بڑھانا چاہتا ہوں،،، میں جانتا ہوں تم نے بھی مجھ سے ٹوٹ کر محبت کی ہے،، تمھیں اسی محبت کی قسم مجھے اپنا اعتبار ، بھروسہ اپنی محبت اپنا وجود پوری طرح سونپ کر مکمل کر دو،،، ادھورا ہوں میں تمھارے بغیر،، تم ،،،ہو تو مکمل ہوں

ریم اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھے گئی۔۔ اس ساحر کے سامری کے شر سے الفاظ اس پر اپنا سحر پھونکنے لگے۔۔ وہ

خاموش تھی اور اس کی نگاہوں کے ارتکاز کے نتیجے میں اپنا سر جھکا گئی۔۔

تم کچھ نہیں کہو گی ریم،، وہ اس کا تیکھا سا لہجہ سننے کو بے" قرار ہوا۔۔ ریم نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا۔۔ تب باران دلشیر نعمان علی کے ہمراہ ڈسچارج پیپر بنوا کر کمرے میں داخل ہوا۔۔

سسٹر آئی اور اس کا کینولا ریموو کر دیا۔۔ باران نے اسے سہارا دے کر بیڈ سے اٹھایا۔۔ وہ ریم کے چہرے کی جانب دیکھے گیا تھا۔۔ مگر وہ جانے کیوں مگر اس سے نگاہیں چرا رہی تھی۔۔

اس نے کچھ کہا بھی نہیں تھا۔۔ باران اسے سہارا دے کر باہر لایا۔۔

****

دلشیر مینشن میں باران ہی اسے سہارا دے کر کمرے میں)داخل ہوا تھا۔۔ وہ باران کے ساتھ اس کی گاڑی میں تھا جانے کیوں) اور وہ اور نعمان علی گارڈز کے ساتھ دوسری گاڑی میں تھے۔۔ ۹یحان آہستگی سے بیڈ پر بیٹھتا اب کمرے کے داخلی دروازے کی جانب دیکھنے لگا۔۔ باران نے اس کی

نگاہوں کے تعاقب میں دروازے کی جانب دیکھا اور ایک سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔۔

گڑیا، نعمان علی کے ساتھ چلی گئی ہے ایحان،،، باران کی" بات پر ایحان نے بے یقینی سے باران کی جانب دیکھا تھا۔۔ جیسے اس کی آنکھیں کہنا چاہتی تھیں کہ وہ چلی گئی اور آپ) نے اسے جانے دیا۔۔؟؟) اور اس قدر زور سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں کہ بازوؤں کی نسیں لگتا تھا پھٹ پڑیں گی۔۔ باران نے زبردستی اسے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔ اور اس کے اوپر کمفرٹر درست کرنے لگا۔۔

جب تم ریم سے بات کر رہے تھے،، تب نعمان علی نے "
باہر مجھ سے بات کی تھی،، اس کا کہنا ہے اس کی بیٹی اور
ہمارے بیچ سٹیٹس کا ایک نا ختم ہونے والا لامتناہی گیپ اور
فرق ہے،، جسے اس کی بیٹی کبھی پار نہیں کر سکتی،، وہ کچھ
بھی کر لے اس کے ماتھے سے تمھارے ڈرائیو کی بیٹی ہونے کا
ٹیگ نہیں ہٹ سکتا،،، وہ یہ بات بھول بھی جائے مگر لوگ
اسے یہ بات بھولنے نہیں دیں گے نا بھولنے دیتے ہیں اور
اس کی کردار کشی کرتے ہیں،، اسی لئے وہ تمھارے ساتھ اپنی

زندگی نہیں گزار سکتی،،، اسی لئے نعمان علی اسے اپنے ساتھ ،،،لے گیا

باران نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا تھا۔۔ اس نے لہو چھلکاتی آنکھوں سے باران کی جانب دیکھا۔۔

"میری بات تحمل سے سن لو ایحان،،، اور صبر اور برداشت سے ،،،کام لو،،، نعمان علی نے کہا ہے کہ ریم کے پیپرز ہوں گے بس ایک ماہ صبر کرو،، وہ پیپر دے لے،، اسے سوچنے اور اپنی فیلنگز سمجھنے کو موقع ملنا چاہیے،، میرے کہنے پر ہی سہی تم اسے اس ایک ماہ سپیس دو،، تمھیں تو خود پر بھی دھیان دینا

،، چاہیے ایحان،، خود کو سدھارو اپنے غصے پر کنٹرول کرنا سیکھو تم جانتے ہو وہ حساس ہے،، تمھیں اپنے غصے پر کنٹرول کر کے اپنی شخصیت میں نکھار پیدا کر کے خود کو اس کے قابل بنانا چاہیے،،، تم بھی اپنے ایگزیم پر بھر پور توجہ دو،، میں وعدہ کرتا ہوں اس ایک ماہ کے بعد تم دونوں کو پھر سے ایک کر دوں گا،، اور مجھے لگتا ہے اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی کہ مجھے کچھ کرنا پڑے،، مجھے پورا پورا بھروسہ ہے سب کچھ خود ہی ٹھیک ہو جائے،،، تم سمجھ رہے ہو ناں ایحان میں تم سے کیا کہنا چاہ رہا ہوں،،، باران نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر

اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا جہاں اس وقت کرب و اذیت کا ایک جہان آباد تھا۔۔

"،،،میں اس کے بغیر ایک دن بھی نہیں گزارنا چاہتا بھائی ایک ماہ،،،؟؟؟ اس نے جبڑے بھینچتے اپنی اذیت بیان کی۔۔

"،،،گزارنے پڑیں گے ایحان،،، میری خاطر،، میرے کہنے پر باران نے اس کا کندھا تھپتھپایا تو اس نے آنکھیں زور سے بھینچتے اثبات میں سر ہلایا۔۔ باران نے اسے نیم گرم دودھ کے ساتھ میڈیسن دی۔۔

Visit For More Novels

تم آرام کرو،، میں تمھاری بھابھی کو دیکھتا ہوں،، اس کی" طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی آج میں اور زاویار اسے اس کی بہن سے بھی ملوانے والے ہیں،،، باران نے اس کے اوپر کمبل درست کیا۔۔ وہ اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر دھیمے سے مسکرایا تاکہ باران کو اس کی جانب سے تسلی ہو جائے۔۔ باران کافی دیر اس کے سرہانے بیٹھا رہا۔۔ وہ جب دواؤں کے زیر اثر گہری نیند سو گیا تو باران آہستگی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

****

وہ دھیمے قدم اٹھاتا اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ سامنے ہی وہ شاید منہ ہاتھ دھو کر اب کپڑے تبدیل کر کے ڈریسنگ سے نکل رہی تھی۔۔ باران کو دیکھ کر اس کی جانب لپکی۔۔ باران کو لگا تھا وہ حقیقت جان کر اس سے نفرت کرے گی۔ اس سے منہ پھیر لے گی۔ اسے چھوڑنے کی بات کرے گی۔۔ اس سے الگ ہونے کو کہے گی۔۔تب وہ ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر اسے منائے۔۔تو شاید باران کے دل کو سکون آ جائے اور یہ احساس ہو کہ توبہ کرنے کی خاطر ایڑھیاں رگڑنے سے اس کے گناہ کچھ کم ہوئے ہیں۔۔ مگر اس کے خیالات کے برعکس اس

کی سوچ کی مکمل نفی کرتی وہ آ کر اس کے کشادہ سینے میں سمائے باران کو سر تا پیر ششدر کرتے اذیت و درد کی ایک نئی اتھاہ گہرائی میں دھکیل گئی تھی۔۔

ای،، نجل،، باری،،، اس کے سسکتے کپکپاتے لبوں سے اس" کا نام سسکی کی صورت برآمد ہوا تو اس کے مجرم نے کرب و اذیت کی انتہا سے اپنے لب اور آنکھیں بری طرح بھینچ لیے۔۔ باران کو لگا اس نازک وجود کی اتنی نزدیکی سے اس کے جسم و جاں ایک ان دیکھی آگ سے جھلس جائیں گے تبھی اسے کندھوں سے تھام کر خود سے الگ کیا تھا۔۔

ایحان بھائی کیسے ہیں،، طبیعت ٹھیک ہے ان کی،،، ایناره"
نے معصومیت کی انتہا کرتے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں
کے پیالے میں بھر کر نرمی سے پوچھا تھا۔۔ باران کو اپنے سینے
میں وحشت کے ابال سے اٹھتے محسوس ہوئے۔۔ وہ اس کا اتنا
بڑا مجرم تھا۔ وہ کیسے سب کچھ نظر انداز کر کے اس سب سے
یوں انجان بن سکتی تھی۔۔ باران نے اس کے ہاتھ اپنے
ہاتھوں میں تھامے۔۔

وہ ٹھیک ہے،،، لیکن میرے پاس تمھارے لیے دو سرپرائز" ہیں،، باران نے اپنی لال انگارا آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑھ کر کہا تو ایناره کی آنکھوں میں حیرت بھری چمک تھی۔۔

وہ کیا بتائیے ناں،،، ایناره نے پوچھا۔۔ تب اسی وقت باران" کے فون پر ایک میسج بلنک کیا۔۔ جو کہ باران نے دیکھا۔۔

چلو میرے ساتھ،،، ایک سرپرائز تو لاونج میں ہے،،، باران" اسے لیے کمرے سے باہر نکل کر لاونج میں آیا۔۔

****

زاویار نے انھیں خوب گھمایا پھرایا تھا۔۔ اس کے بعد ڈنر اور آئسکریم انجوائے کیا۔۔ اس پورے وقت میں زاویار نے اپنی بے باک نگاہوں اور ذو معنی گفتگو سے اس کے ناک میں دم کیے رکھا۔۔ مگر اس کے باوجود اس شخص کی سنگت اور قربت میں وہ جیسے اپنی پچھلی زندگی کی ہر ہر اذیت بھول گئی تھی۔۔ تبھی اب خود کو خوش قسمتی کے اعلیٰ ترین درجے پر محسوس کر رہی تھی۔۔ یوں لگتا تھا جیسے دنیا جہان کی خوشیوں کی دولت اس کے دامن میں سمٹ آئی ہے۔۔ اس شخص نے اس کی مانگ میں قسمت کے ستارے چرا کر بھر دیئے تھے۔۔ اب بھی محمل

فرنٹ سیٹ پر اس کی گود میں تقریباً اونگھ رہی تھی۔۔ گاڑی واپسی کے راستے پر گامزن تھی جب زرمش کو کچھ غیر معمولی لگا۔۔

زاویار،،،؟؟ اس نے اسے پکارا جو کسی گہری سوچ میں تھا۔۔"

جی میری جان،،، زاویار نے اس کی جانب محبت بھری"

نگاہوں سے دیکھا۔۔

یہ رستہ گھر کی جانب تو نہیں جاتا،،، ہم کہیں اور جا رہے"

ہیں کیا،،؟؟؟

ہاں،، ہم دلشیر مینشن جا رہے ہیں،،میرے دوست باران"
دلشیر کے گھر،، زاویار نے اسے بتایا تو اس کے ماتھے پر ان
گنت بل پڑ گئے جنہیں دیکھ کم از کم زاویار نے خوب انجوائے
کیا تھا۔۔

آپ کا وہ دوست مجھے زہر لگتا ہے،،، زرمش نے منہ بنایا تو"
وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

آپس کی بات ہے مجھے خود وہ کمینہ زہر لگتا ہے،،، لیکن کیا
کروں گزارا کر رہا ہوں،،، وہ مسکین سی شکل بنا کر بولا۔۔

تو پھر آپ ان کے گھر کیوں جا رہے ہیں اور مجھے بھی لے"
کر جا رہے ہیں جبکہ میں اپنے منہ سے آپ کو کہہ رہی ہوں کہ
وہ آدمی مجھے زہر لگتا ہے،،، وہ جھنجھلائی۔۔
کیونکہ آج کے بعد وہی آدمی تمھیں شہد جیسا لگے گا،، اور تم"
،،،اسے بڑے بھائیوں والا مقام خود بخود دینے پر مجبور ہو جاؤ گی
زاویار نے سسپینس بھرے لہجے میں کہا تھا زرمش اس کی
جانب دیکھ کر رہ گئی۔۔
اس آدمی کی شکل اور میں موجود گٹس بھائیوں والے نہیں"
ہیں،،، وہ چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی تو زاویار پھر سے قہقہہ لگا

کر ہنس پڑا۔۔ جبکہ اس کی تمام گوہر افشانیاں وہ باران اور زرمش دونوں کے ناک میں دم کرنے کو فون میں ریکارڈ کر چکا تھا۔۔

چلیں دیکھتے ہیں میری جان کیا ہوتا،،، ویسے میں نے دن میں ایک سرپرائز کی بات کی تھی جو کہ تم نے سیریس ہی نہیں لی،،

ہاں تو مجھے لگا تھا کہ یہ سرپرائز بھی آپ کی مجھے اپنے جال میں پھانسنے کو آج رات کے لیے کوئی لوفرانہ اور ٹھرکی بھری کوئی سازش ہوگی،،، وہ بول تو گئی تھی مگر پھر زاویار نے جیسی

نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ پل بھر کو جیسے سرخ قندھاری رنگ میں نہا گئی تھی۔۔

ویسے بیگم خوب سمجھنے لگی ہو مجھے،،، جال میں تو آپ ویسے" پھنسی پھنسائی ہیں اب تو اس مگر مچھ کا آپ کو پوری طرح کھانا ،،،،،باقی ہے،،، چاہے وہ آج رات یا پھر

زاویار،، وہ چیخی۔۔ زاویار ہنس دیا۔۔ زرمش نے اسے گھورا۔۔"

اچھا بتائیں ناں کیا سرپرائز تھا،،؟؟ وہ تجسس کے ساتھ پوچھ" رہی تھی جب گاڑی دلشیر مینشن میں داخل ہو گئی۔۔

وہ تو بیگم اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا،،، زاویار نے کہتے"

گاڑی پورچ میں روکی۔۔ اور اپنے فون پر ایک میسج ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا۔۔ وہ گاڑی سے اترا۔۔ اور دوسری طرف آ کر گاڑی کا دروازا کھول کر محمل کو اپنی گود میں اٹھا لیا جو گاڑی کی بریک لگنے پر جاگ چکی تھی۔۔

ڈیڈی ہم گھر پہنچ گئے،؟؟ محمل نے مندی مندی آنکھوں" سے پوچھا۔۔

نو پرنسز،، ہم باران انکل کے گھر آئے ہیں،،،(زاویار نے کہا تو" محمل پرنسز نے بھی باران کے نام پر کڑوا سا منہ بنایا) زاویار

نے زرمش کا ہاتھ تھاما اور لاونج کے اندر بلا جھجھک داخل ہوا تھا۔۔ زرمش نے لاونج میں داخل ہو کر ایک سرسری سی نگاہ چاروں طرف دوڑائی تھی۔۔ مگر پھر نگاہ طویل و عریض لاونج کے سرے پر بنی دوسری منزل کو جاتی سیڑھیوں پر اس شخص کے پیچھے ایک نقطے پر مرکوز ہوئیں تھیں۔۔

اینارہ باران کا ہاتھ تھام کر لاؤنج کی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔

جب نگاہ لاونج کے صدر دروازے سے اندر آتے ایک وجود پر آن ٹھہری۔۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔ وہ حیرت سے پوری آنکھیں کھولے باران کا ہاتھ چھوڑ کر ایک ٹرانس کی سی کیفیت

Visit For More Novels

میں آگے بڑھی۔۔ ادھر زاویار نے زرمش کا ہاتھ چھوڑا تو وہ بھی تجسس اور حیرت کا جہاں لیے آگے بڑھی تھی۔۔

وہ دونوں بغیر پلکیں جھپکائے ایک دوسرے کے ٹھیک آمنے سامنے آدھ قدم کے فاصلے پر آن رکیں تھیں۔۔ زرمش نے ہاتھ آگے بڑھایا اور حیرت سے اس مومی وجود کا گلابی پھولا ہوا گال چھوا۔۔ سامنے کھڑا وجود جیسے اس کا اپنا عکس تھا۔۔ ایناره نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اپنی گال پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔

Visit For More Novels

تم میری جڑواں بہن ہو،،، زرمش کے منہ سے دھیمے سے "
الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔ جیسے اس سے زیادہ خود کو باور کروا رہی
ہو۔۔ کہ یہ خواب کی سی کیفیت ایک حقیقت ہے۔ اٹل
حقیقت۔۔ تب زاویار زرمش کے قریب آیا تھا۔۔ اور اسے دھیمے
سے ان کی ماں کی تمام حقیقت بیان کر دی۔۔ کہ کیسے ان
کے اپنے باپ نے ہی ان سے بے وفائی کرتے انھیں گمنامی
کے اندھیرے میں واپس دھکیلنا چاہا۔۔ کیسے زریمان نے اپنے
مفاد کی خاطر جب اینارہ محض سات سال کی تھی ان کی ماں
کو زہر دے کر مار ڈالا۔۔ زاویار کے ایک ایک لفظ پر زرمش اور

اینارہ کی آنکھوں سے تسلسل سے آنسو بہے تھے۔۔ خون نے کھینچ ماری۔۔ دل ایک دوسرے کے لیے تڑپے۔۔ تب زرمش نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔ اس بھری پڑی دنیا میں ایک ہی تو خون کا رشتہ ملا تھا۔۔ اسے اینارہ کے آنسو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے جس اس کے سینے سے لگی کسی سہمی ہوئی بچی کی طرف بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔ انھوں نے ایک ہی کوکھ سے ایک وقت میں جنم لیا تھا۔۔ مگر کتنی بدنصیب تھیں جو پیدائش کے چند ماہ بعد ہی الگ الگ کر دی گئیں تھیں۔۔ زرمش اس سے پورے پندرہ

منٹ بڑی تھی۔۔ تبھی اب اس کا چہرہ چوم رہی تھی۔۔ ایناره کو لگا جیسے ان کی ماں وجیہہ اس کا چہرہ چوم رہی ہے۔۔ اسے سامنے کھڑے وجود کے آنچل سے ممتا کی خوشبو آئی تو آنسوؤں میں روانی آنے لگی۔۔ باران آگے بڑھا تھا۔۔ اسے اس وجود کے آنسو تکلیف دینے لگے تھے تب اس نے ایناره کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ جو کم از کم زرمش کو انتہائی ناگوار گزرا تھا۔۔ اس سے پہلے وہ اسے اپنی بہن سے دور جھٹکتی اسے ایناره کی جانب سے ہی ایک عدد جھٹکا ملا تھا جب وہ بے تحاشا روتے ہوئے پیچھے مڑ کر باران دلشیر کے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔

Visit For More Novels

شکریہ،، بہت بہت شکریہ اینجل باری،،، یہ سرپرائز واقعی میری" زندگی کا سب سے خوبصورت ترین سرپرائز تھا،،، وہ جتنے آنسو بہا رہی تھی اتنی ہی خوبصورتی سے مسکراتی اپنا گلابی بھیگا چہرہ اٹھاتی اس سے بولی تو باران نے جھک کر اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی۔۔ زرمش کی بھیگی آنکھیں ناگواری کے احساس سے سرخ ہونے لگیں۔۔

"،،انھیں ایسے مت دیکھو میری جان،، دونوں میاں بیوی ہیں" زاویار نے جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر سرگوشی کی۔۔ زرمش نے جھٹکا کھاتے زاویار کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

تب زاویار نے ایناره، باران تک کیسے پہنچی ساری حقیقت سچ سچ زرمش کو بتا دی۔۔ تب وہ بھی زاویار کے کندھے سے لگ کر پھر سے رونے لگی۔۔ ایناره نے مڑ کر اس کے چہرے سے آنسو صاف کیے۔۔

رونا بند کرو آپ،،، اب تو ہر تکلیف دور ہو گئی،، اب تو ہم" سب خوشی خوشی رہیں گے ناں،،، ایناره نے اتنی معصومیت سے کہا تھا کہ زرمش روتے میں بھی مسکرا دی اور اسے پھر سے سینے میں بھینچ لیا۔۔ اس دوران محمل بھی حیرت سے اپنی ماں جیسے ایک اور وجود کو سامنے دیکھ حیرت سے اسے تکے جا

رہی تھی۔۔ زرمش نے زاویار کی گود سے محمل کو تھام لیا۔۔ اور تینوں صوفے پر ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئیں۔۔ وہ آپس میں باتیں کرنے لگیں۔۔ زاویار اور باران نے دونوں بہنوں کو اکیلے چھوڑ دیا۔۔ اور دونوں سٹڈی روم میں چلے گئے۔۔ زرمش نے اسے محمل سے متعارف کروایا۔۔ رات زیادہ گہری ہو چکی تھی تبھی محمل س کی گود میں پھر سے گہری نیند سو گئی۔۔ تب زرمش نے ایناره کو محمل کے بارے میں بھی سب بتا دیا۔۔ ایناره نے اسے جبکہ اس نے ایناره کو اپنی زندگی کے بارے میں بتایا کہ اب تک انھوں نے کہاں اور کیسی زندگی

گزاری تھی۔۔ کبھی آنسو تھم جاتے تو کبھی ایک دوسرے کے دکھ پر پھر سے بہنے لگتے۔۔ جیسے یقین کرنا مشکل تھا۔۔ کہ یہ سب ایک حقیقت ہے۔۔ وہ کافی دیر تک ایک دوسرے کے دکھ سکھ آپس میں شئیر کرتی رہیں۔

اور پھر وہ دونوں پھر سے لاونج میں داخل ہوئے تھے۔۔

بس کریں بیگم،، کچھ اگلی ملاقات کے لیے بھی سنبھال" رکھیئے،، زاویار نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کو مسکرا کر کہا تو وہ دونوں بھی نم نگاہوں سمیت مسکرا دیں۔۔

زاویار میں ایناره کے پاس رکنا چاہتی ہوں،،، زرمش نے روہانسی" ہوتے کہا۔۔

صبح باران، ایناره بھابھی کو پہلی فرصت میں ہمارے گھر بھیجے" گا،، یہ وعدہ کر چکا ہے مجھ سے،، زاویار نے کہا تو زرمش نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔ زاویار نے ان سے اجازت چاہی۔۔ اور آگے بڑھ کر محمل کو گود میں اٹھا کر کندھے سے لگایا۔۔ زرمش ایناره سے پھر سے لپٹ کر رونے لگی۔۔ ایناره کے آنسو بھی تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔ تب وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئیں۔۔ واقعی زاویار نے ٹھیک کہا

Visit For More Novels

تھا۔۔ صورتحال ہی کچھ ایسی پیدا ہو گئی تھی کہ زرمش اس ناپسندیدہ ترین شخص کو اب عزت دینے کی پابند ہو چکی تھی کہ جس نے اس کی بہن کے لیے اتنا کچھ کیا تھا اب وہ اس کی نگاہوں میں معتبر ہی ٹھہرنا تھا۔ تبھی شرافت سے اسے اللہ حافظ کہا تھا۔۔ باران نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو زرمش کو مزید حیرت ہوئی اور اچھا لگا۔۔ وہ دونوں وہاں سے اپنے گھر کے لیے رخصت ہوئے۔۔ تو باران واپس سٹڈی میں چلا گیا۔۔

****

Visit For More Novels

وہ آج خوش تھی۔ بے تحاشا خوش۔۔اتنے برسوں بعد اپنی بہن سے مل کر ایک خونی جیتے جاگتے رشتے کو پا کر اس کے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔ اب بس انتظار تھا تو اس بے مہر کا جس کی حقیقت جاننے کے بعد کہ وہ وہی تھا جس کا خوف اس کی رگوں میں دوڑتا تھا ایناره کو اپنے احساسات و جذبات میں جو خالص صرف اس شخص کے لیے تھے ان میں رتی برابر بھی فرق محسوس نہیں ہوتا تھا۔۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر باران دلشیر وہی شخص تھا جس نے اس کی پوری زندگی اندھیروں کی نذر کی تھی تو باران دلشیر ہی وہی شخص تھا

جس نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے ان اندھیروں سے اجالوں میں کھینچا تھا۔۔ باران ہی وہ شخص تھا جس نے اسے دوبارا زندگی دی اور جینا سکھایا تھا۔۔ اس کے ڈر و خوف کو دور کر کے اسے اس کی ذات پر اعتبار بخشا تھا۔۔ اس کا محافظ بنا اسے خود اعتمادی بخشی تھی۔۔ کوٹھے جیسی گندی جگہ سے نکال کر اسے اپنی عزت بنایا۔۔ تو وہ کیوں نا اس شخص سے ٹوٹ کر محبت کرتی جو چاہے جانے کے قابل تھا۔۔ اسے واقعی اب اس کے دردناک ماضی سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔ زریمان، اور اس کوٹھے کے ساتھ وہ یہ دردناک واقع بھی پوری طرح بھول جانا

چاہتی تھی۔۔ بلکہ اپنی دانست میں بھول بھی چکی تھی۔۔ اسی لئے اب شدت سے اس کی منتظر تھی۔۔ اب تو اس کے گریز کی وجہ بھی جان چکی تھی کہ وہ شاید اس سے شرمندہ ہے اور اس حادثے کا سوچ کر ہی اس کے قریب نہیں آ پاتا۔۔ ایناره نے سوچا تھا اسے کہے گی وہ اپنے دل میں کوئی گلٹی فیل نا کرے وہ اسے دل سے معاف کرتی ہے۔۔

یہی سوچ کر اس کے دل میں محبت کی کلیاں چٹکنے لگیں تھیں۔۔

Visit For More Novels

وہ ڈریسنگ میں تھی اور سادہ سی فیروزی ٹی شرٹ ٹراؤزر پہنے مسکراتی ہوئی ڈریسنگ سے باہر نکلی تھی۔۔ مگر ایناره کا باہر پڑنے والا اگلا قدم اس کے قدموں سے جیسے زمین کھینچ گیا تھا۔۔۔ ایناره کو لگا دلشیر مینشن کی چھت اس کے سر پر آن گری ہے۔۔ ایناره کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی جب اس ظالم شخص کو سرد و سپاٹ مگر لال انگارا چہرہ اور نم آنکھیں لیے سفری بیگ کر ہمراہ ٹھیک اپنے سامنے کھڑے پایا۔۔

ای،،،نج،،،،ل،،،بب،،،باری،،،،بے یقینی کی انتہا سے ایناره" کے منہ سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہوئے۔۔ وہ زور زور سے نفی

Visit For More Novels

میں سر ہلانے لگی۔۔ جبکہ وہ ظالم اسے دیکھتا آہستہ آہستہ اپنے قدم پیچھے لینے لگا۔۔ اس کے ہر بڑھتے قدم پر ایناره کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔ تبھی وہ بھاگ کر باران تک آئی تھی اور پوری شدت سے اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں دبوچا۔۔

مجھے جانا ہوگا ایناره،،، اس نے بے تاثر لہجہ میں کہا تھا۔۔"

نن،،، نہیں،، وہ ریشماں نے بتایا،، آپ نن،، نشے میں"

،،ت،تھے

،،،بہت جلد لوٹوں گا تو سیدھا تمھارے پاس آؤں گا"

نہیں،، آپ تت،، تو بے قصور ہیں،، مم،، میں نے معاف کیا" آپ کو،،، خخ،، خدا،، کے لیے،،، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

میرا جانا ضروری ہے ایناره،، تم مجھے فی الحال روک نہیں پاؤ" گی،،، وہی برفیلا لہجہ جس نے ایناره کی رگوں میں جیسے خون تک منجمد کر دیا تھا۔۔

مم،، میں آپ کو نن،، نہیں جج،، جانے دوں گی،، میں مم،، مر" جاؤں گی آپ کے بب،، بغیر،،، وہ مزید بلک بلک کر روئی۔۔ مگر

اس پتھر شخص پر تو جیسے اس کی سسکیوں آہوں کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔

،،صرف ایک ماہ میری زندگی،،، اللہ نگہبان"

آخری چند الفاظ منہ سے ادا کرتا وہ رکا نہیں تھا اسے روتا سسکتا تڑپتا بلکتا چھوڑ کر چلا گیا۔۔

****

زین نے بے یقینی سے سحر کی جانب دیکھا تھا۔۔

سنیں آپ کو میرے ساتھ کسی بھی قسم کے ازدواجی تعلق" کا ڈرامہ کرنے کی یا خود کو دھوکے میں رکھنے کی کوئی ضرورت

نہیں ہے،، میں آپ کو آج صاف صاف الفاظ میں بتا دیتی ہوں کہ آپ کے اور پاپا(الیاس صاحب) کے بیچ مجھے لے کر کونسی بات ہوئی مجھے نہیں معلوم،، مگر حقیقت تو یہ ہے کہ میں ایک معمولی کسان کی بیٹی ہوں،، جن کا اپنا گھر تک میرے بابا کے مرنے کے بعد میرے چچا نے چھین لیا تھا،، میرا اس دنیا میں میری ایک بڑی بہن کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے،، میری کوئی پراپرٹی بھی نہیں ہے،، اسی لئے آپ مجھے لے کر کوئی تکلیف مت اٹھائیں،،، جانتی ہوں آپ ایک غریب کم پڑھی لکھی کسان

Visit For More Novels

کی معمولی بیٹی ڈیزرو نہیں کرتے،،، سی لئے اگر کوئی فیصلہ لینا ،،،ہے تو وہ آپ لے سکتے ہیں

اس کے الفاظ نہیں تھے چھوٹے چھوٹے دھماکے تھے جو زین کی سماعتوں پر گرے تھے۔۔ اسے تو پتہ ہی نا چلا وہ معصوم نادان سی لڑکی کب سے اتنی سمجھدار اور بڑی ہوئی کہ اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے لگی۔۔

شاید نہیں یقیناً اس کی عزت نفس مجروح ہوئی تھی۔۔ جانے انجانے اس کی نسوانیت اور پندار کو ٹھیس پہنچی تھی۔ اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی بھی لاابالی لڑکی کو بہت جلد بڑا بنا

دیتی ہے۔۔ سحر کے اندر تک کچھ ٹوٹا تھا جس کی ٹوٹی کرچیاں اب وہ صاف صاف اس کی آنکھوں میں دیکھ سکتا تھا۔۔ سحر نے نرمی مگر سرعت سے اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑایا تھا۔۔ اور اتنی ہی خاموشی سے اپنی جگہ پر کمفرٹر میں دبک کر سو گئی۔۔

یہ گہری رات زین نے اپنی آنکھوں میں کاٹی تھی۔۔

کہ اس نے تو وہ باتیں تب اپنے ڈیڈ سے محض اس لئے کہیں تھیں کہ وہ ان کے منہ سے سچ اگلوانے چاہتا تھا۔۔ اسے تو مزید کسی دولت جائیداد کا رتی برابر بھی لالچ نہیں تھا۔۔ مگر

اسے اپنے ڈیڈ سے بڑے گلے اور شکوے تھے کہ وہ اسے ایسا سمجھتے تھے تبھی ان کو زچ کرنے کو زین وہ سب کچھ بول بیٹھا۔۔ مگر نہیں جانتا تھا کہ اپنا کتنا بڑا نقصان کر بیٹھا ہے۔۔

اس نے ایک نظر پاس پڑی اس گھڑی پر ڈالی۔۔ وہ تو اس سے اپنے رشتے کی ایک نئی شروعات کرنا چاہتا تھا اور وہ اس سے اتنا ہی بدگمان ہو چکی تھی۔۔

اب اسے اپنے رشتے کی خاطر کچھ ایسا کرنا تھا کہ سحر کی تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور ان کے بیچ سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔۔ یہ سوچتے کب اس کی آنکھ لگی اسے پتہ نا چلا۔۔

Visit For More Novels

صبح جب وہ اٹھا تو اس کے پہلو سے وہ غائب تھی۔ زین کے ماتھے پر بل ائے۔۔ وہ فریش ہوئے بغیر ہی اس کی تلاش میں اپنے کمرے سے باہر آیا۔۔ سامنے ہی عابدہ بیگم لاونج میں بیٹھی تھیں۔۔ چہرہ کافی پھیکا پڑا ہوا تھا۔۔

مام،، کیا ہوا سب خیریت ہے ناں،، آپ کافی پریشان لگ رہی ہیں اور سحر کہاں ہے،،،؟؟ زین نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا تھا۔۔

بہت برا ہوا ہے زین،، سحر کی بڑی بہن کا شوہر بائیک ایکسیڈنٹ میں چل بسا،، اس کے سسرال والوں نے اسے

منحوس کہہ کر گھر سے نکال دیا ہے،،، دونوں یتیم مسکین بچیاں،، کوئی نہیں ہے دنیا پر ان کا،، تمھارے بابا اور سحر اسے لینے گئے ہیں،، محض بیس برس کی بچی،، اور اتنا بڑا دکھ،،، کچھ تو لوگ گدھوں کی طرح بیٹھے ہیں یتیموں اور مسکینوں کو نوچنے کھسوٹنے کے لیے،، وہ روتے ہوئے گہرے غمزدہ لہجے میں بولیں تھیں۔ اور آخر میں زین کی جانب دیکھ چبھتے سے لہجے میں کہا تھا۔۔ "میں کسی سے کیا شکوہ کروں،، میرا اپنا بیٹا ایک یتیم مسکین بچی کو محض چند ٹکوں کی خاطر اپنانا چاہتا تھا اور اب حقیقت معلوم ہونے پر اسے بھری دنیا میں بے سہارا دنیا کی

Visit For More Novels

ٹھوکروں کی زد میں چھوڑ دے گا،،، عابدہ بیگم کے گہرے کاٹ دار لہجے میں کہے الفاظ پر زین کا چہرہ ہتک اور ذلت کے احساس سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔

بس کریں مام،،، آپ مجھے ایسا سمجھتی ہیں تو سنیں،،، میں" کب سے سحر کو دل سے اپنی بیوی تسلیم کر چکا ہوں،، سحر نے مجھے بتایا کہ وہ کسان کی بیٹی ہے تو مجھے پاپا پر بہت غصہ آیا تھا کہ وہ مجھے ایسا سمجھتے تھے جو پراپرٹی کا لالچ دے رہے تھے،،،تو میں نے صرف پاپا کو زچ کرنے اور ان کے منہ سے سچائی ،،،اگلوانے کو وہ لفظ بولے تھے،، میری ایسی کوئی اٹینشن نہیں

سحر میری عزت ہے اور مجھے اپنی عزت کو سنبھالنا بھی آتا ہے اور اس کی حفاظت کرنا بھی آتی ہے،، دیر سے ہی سہی لیکن وہ میرے دل میں ایک بہت خاص مقام پا چکی ہے،،، میں اسے چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کرتا،،، افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ کو اپنی پرورش پر بھی بھروسہ نا رہا،،، زین نے گہرے دکھ سے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔۔ تب عابدہ بیگم جو پہلے ہی بھری بیٹھی تھیں اس کے سینے سے لگ کر رو دیں۔۔ زین کے الفاظ سے روح تک میں سکون اترا آیا۔۔

Visit For More Novels

انم سوری میرا بچہ مجھے معاف کر دو،،، عابدہ بیگم بلک پڑیں تو"
وہ بری طرح بوکھلایا تھا۔۔

مام پلیز،،، ایسے مت کہیں،، بلکہ آپ کو تو مزید سٹرونگ بننا"
پڑے گا کہ اب تو آپ کو ایک روندو نہیں بلکہ دو دو روندو
،،، بہنوں،،،؟؟؟؟ نہیں،،،،، بلکہ بچیوں کو سنبھالنا پڑے گا
زین نے ماحول کی کشیدگی کو کم کرنے کو ہلکے پھلکے انداز میں
کہا تو عابدہ بیگم آنسو صاف کرتے ہوئے واقعی مسکرا دیں۔۔

ڈیڈ کو کم از کم مجھے لے کر جانا چاہیے تھا گاؤں،، کسی نے"
مجھے اطلاع تک نہیں دی،،، زین نے شکوہ کیا۔۔

Visit For More Novels

وہ تمھارے چھوڑے گئے شوشے پر تم سے بہت زیادہ ناراض"
،،،ہیں زین،،، اسی لئے تمھیں بتانا ضروری نہیں سمجھا
ہونہہ،،،، اب اپنے بندے کی جانب سے صفائیاں پیش مت"
ہی کریں مسز الیاس تو بہتر ہوگا،، یہ انھیں کے ایکشن کا ری
ایکشن تھا،،اور تو اور وہ بکواس میری چھوٹی سی بیگم بھی سن کر
مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہو چکی ہے،،،، وہ تلملا کر بولا تو عابدہ
بیگم نے اس کا کان کھینچا تھا۔۔

اس کو منانا اور سنبھالنا اب تمھاری زمہ داری ہے،،، انھوں" نے کہا تو اس نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا اور انھیں خود سے لگا لیا۔۔

****

ایک ماہ بعد۔۔۔۔۔

وہ ڈریسنگ سے باہر نکلی تھی۔۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی تو گیلے سیاہ نم بالوں کی آبشار کو کندھے کے ایک جانب ڈال کر پچھلے گہرے گلے کی ڈوری بمشکل باندھی تھی۔۔ ریم نے بہت

کوشش کی تھی کے ہیئر ڈرائیر سے بال پوری طرح سکھا لے۔۔
مگر ایلف نے فون کر کر کے اس کے ہاتھ پیر پھلا رکھے تھے۔۔
اسی لئے وہ نم بال لیے اب ڈریسنگ پر پڑی چیزوں کی جانب
متوجہ ہوئی تھی۔۔

ابھی ابھی تو ایگزیم سے فری ہوئی تھی۔۔ پیپر بہت شاندار ہوئے
تھے۔۔ وہ اپنی کارکردگی سے خوش تھی۔۔ یہ مہینہ جتنا پرسکون
تھا اتنا ہی بے کل گزرا تھا۔۔ ایحان نے اس سے زور زبردستی
کرنے یا زبردستی رابطہ تک کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔
یونیورسٹی میں ایگزیم کے دوران ان کا کئی ایک مرتبہ آمنا سامنا

بھی ہوا تھا۔۔ اس نے بہت ہی نارمل انداز میں اس کا حال احوال پوچھا تھا۔۔ (جس سے ریم کے دل میں ایک ہوک سی ضرور اٹھتی تھی) ان دنوں ریم نے اس کے اندر بے شمار مثبت تبدیلیاں ہوتی محسوس کیں تھیں۔۔ وہ اب بے جا غصہ نہیں کیا کرتا تھا۔۔ کافی ڈیسنٹ اور خاموش رہتا تھا۔۔ لڑکیوں سے احترام سے بات کرنے لگا تھا۔۔ ایگزیم کے دوران بھی جب وہ اس کا حال احوال پوچھنے اس کے پاس ہوتا تو ایلف اور اس کے گروپ نے پھر سے ایحان سے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر ایحان نے سامنے سے کچھ بھی ری ایکٹ کرنے

کی بجائے اسے پوری طرح اگنور کیا تھا۔۔ اور ریم کو اس میں یہ تبدیلیاں اچھی لگیں تھیں۔۔

ریم نے ایگزیم سے فری ہو کر سکھ کا سانس لیا تھا لیکن آج صبح ہی ایلف کا فون آیا تھا کہ اس کے گھر پر اس کی برتھ ڈے پارٹی ہے اور وہ تیار ہو کر جلد ہی اس کے بھیجے گئے ڈرائیور کے ہمراہ ان کے گھر آجائے۔۔ اس کا یہ والا ڈریس اور جیولری بھی ایلف نے اپنی جانب سے ہی بھیجی تھی۔۔ وہ اس وقت فیروزی رنگ کی کامدار فرل والی پیروں کو چھوتی فراک میں ملبوس تھیں۔۔ فراک کے پیٹی کوٹ کے نیچے سے سٹیپ بائیں

سٹیپ گھیرے بنے ہوئے تھے۔۔ گلے بازوؤں اور سب سے نیچے والے گھیرے پر سلور ڈائمنڈ کا کام تھا۔۔ اس لباس میں وہ کوئی نازک اندام سانولی رنگت کے ساتھ سنہری اپسرا لگ رہی تھی۔۔ ان دنوں اپنی صحت پر خاص توجہ تھی تو سو اب سونے جیسی دمکتی رنگت میں ایک گلابی سی چمک تھی۔ فیروزی فراک میں نازک تراشیدہ کمر کسی تیر کمان کی طرح کسی کا بھی دل چیرنے کو تیار تھی۔۔ جو حسن کو مزید چار چاند لگا رہی تھی۔۔ ہلکا سا بیس لگا کر اب اس نے اپنی آنکھوں میں حسب معمول بھر

بھر کر کاجل ڈالا تھا۔۔ کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس پہن رہی تھی

جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔۔

ریم کو حیرت ہوئی تھی کہ بابا تو ایلف کی ہی فون کال پر صبح

سے گھر سے غائب تھے۔۔ تو اس وقت اس کے دروازے پر

کون تھا۔۔ اسے لگا شاید ملازمہ تھی۔۔

اندر آ جائیں آنٹی،،، اس نے دھیمے سے کہا اور بغیر پیچھے مڑے"

پھر سے شیشے میں ابھرتے اپنے عکس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

کہ اچانک دوسرے کان میں ٹاپس پہنتے ہاتھ اپنی جگہ پر جم

سے گئے تھے۔۔ ایک مخصوص جانی پہچانی مردانہ کلون کی خوشبو

پورے کمرے میں پھیل کر اس کی سانسوں سے ٹکرائی تو ریم کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے جگنو جگمگائے تھے۔۔

اسلام و علیکم،، ایحان دلشیر کی جانب سے کیے گئے بھاری" گھمبیر دھیمے لہجے میں سلام پر ریم کی سانسیں سینے میں ہی اٹک کر رہ گئیں تھیں۔۔

****

زرمش تم نے میرے ہاتھ پیر پھلا دیئے ہیں،،، وہ اس کے" جلدی جلدی کے شور مچانے پر روہانسی ہو کر اس کی جانب دیکھ

رہی تھی۔۔ تب زرمش نے اسے بری طرح ایک گھوری سے نوازا تھا۔۔

یہ پورا ایک ماہ اس نے باران دلشیر کا گھر چھوڑ کر زرمش کے گھر میں اس کے ساتھ ہی گزارا تھا۔۔ اب کی بار تو وہ اس شخص سے اس قدر بری طرح ہرٹ ہوئی تھی کہ اپنا آپ سنبھالنا ناممکن سا لگنے لگا تھا۔۔ اور اس دوران زرمش اسے نہیں سنبھالتی تو وہ جانے کیا کر بیٹھتی۔۔ وہ اس ماہ کے دوران گھر سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔ مگر آج جانے کیا ہوا تھا جب سرِ شام ہی زرمش نے شور مچا دیا تھا کہ آج محمل کا برتھ ڈے

ہے۔۔ جو کہ وہ لوگ اپنے فارم ہاؤس میں منائیں گے کیونکہ برتھ ڈے کی گرینڈ پارٹی فارم ہاؤس میں ہی ارینج کی گئی ہے۔۔ تبھی وہ، محمل اور زاویار اس کے ساتھ یہاں فارم ہاؤس آئے تھے۔۔ اور اب وہ اسے ایک کمرے میں گھیرے ہوئے اسے جلدی سے تیار ہونے کا بول رہی تھی۔۔

"،، سست ککڑی،، آخر تم یہ لباس کیوں نہیں پہن رہی ہو" زرمش نے جھنجھلا کر کہا تھا۔۔ ایناره نے ایک نظر بیڈ پر پھیلے آرگنزا جیسے باریک کپڑے کے اس شاکنگ پنک رنگ کے کامدار

لہنگے جس پر سلور کلر کا کام تھا پر ڈالی اور ایک نظر زرمش پر۔۔

کیونکہ آج محمل کی برتھ ڈے ہے میری بارات یا ولیمہ نہیں جو" یہ اتنا فینسی لباس چڑھا کر مزاق بنوں،،، ایناره نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

یار میں نے اور محمل نے بھی ایسا ہی ڈریس پہننا ہے،، یہ" برتھ ڈے گرل کی ہی فرمائش ہے کہ میں اور اس کی ماسی ایک جیسے لباس پہنیں،، زرمش نے بھی اب کی بار سنجیدگی سے کہا تو وہ ہلکا سا پسپجتی نظر آئی۔۔

زرمش،، آج صبح یا دوپہر تک تو میمو(محمل) یا کسی اور نے" مجھ سے ذکر تک نہیں کیا تھا کہ آج اس کی برتھ ڈے ہے تو اب اچانک کیسے گرینڈ پارٹی ارینج ہوگئی،، مجھ سچ سچ بتاؤ کہ بات کیا ہے،،،؟؟؟ لینارہ نے بیڈ سے لباس اٹھاتے اسے مشکوک سی نگاہوں سے دیکھا۔۔

میرے خیال میں اسے ہی سرپرائز کہتے ہیں میری ماں،،، اب" جلدی سے ڈریس پہن کر آؤ،، تاکہ میں تمھیں تیار کروا کر اپنی تیاری بھی کروں،،،اگر تیاری سے پہلے مہمان آنے شروع ہو گئے تو تمھارے بھائی سے مجھے ہی ڈانٹ پڑے گی،،، زرمش

نے روبانسی شکل بنا کر کہا تو اینارہ اب جلدی سے لباس لیے واش روم میں گئی تھی۔۔ پیچھے زرمش پراسرار سا مسکرائی تھی۔۔

وہ جب لباس پہن کر نزاکت سے لہنگا سنبھالتی واش روم سے باہر آئی تو سیلون والی جو کے کمرے میں داخل ہو رہی تھی ایک مرتبہ تو ٹھٹھک کر اپنی جگہ پر وہ بھی رکی تھی۔۔ شاکنگ پنک کلر کے لہنگے میں اس گلابی گڑیا کو کسی بھی قسم کی مصنوعی آرائش کی تو ضرورت ہی نہیں تھی۔۔ وہ اپنے دودھیا رنگت پر اپنے وجود میں گلابی پن اور ہوش ربا رعنائیاں لیے ہی کسی کو

بھی چاروں شانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔ چست چولی میں وجود کے نشیب و فراز صاف عیاں تھے۔۔ باریک کپڑے کا گھیرے دار لہنگا زمین کو چھو رہا تھا۔۔ آرگنزا کا باریک دوپٹہ وجود کا گداز پن اور رعنائی چھپانے میں بری طرح ناکام ثابت ہو رہا تھا۔۔

زرمش نے آگے بڑھ کر اس کی نظر اتاری۔ اور پارلر والی کو جلدی سے ہاتھ چلانے کو بولا۔۔ اس نے جلدی سے ہاتھ چلائے تھے۔۔ ایناره کی سخت تاکید پر اس نے اسے ہلکا پھلکا سا ہی تیار کیا تھا۔۔ سنہرے بال کھول کر انھیں کرل کیا تھا۔۔

پارلر والی اپنا کام نمٹا کر گئی تو زرمش نے اسے نفیس ترین ہلکا پھلکا ڈائمنڈ کا لاکٹ سیٹ پہنایا۔۔

تم کچھ ہلکا پھلکا کھا لو،، محمل بلکل تیار ہے،، میں تب تک" اپنی تیاری کرتی ہوں،،، زرمش نے ٹیبل پر رکھی سینڈوچ کی ٹرے کی جانب اشارہ کیا اور عجلت بھرے انداز میں باہر نکل گئی۔۔ اینارہ ٹیبل تک آئی اور صوفے پر بیٹھ کر سینڈوچ اٹھا کر کھانے لگی۔۔ بس ایک ہی کھا پائی۔۔ اور پھر وقت دیکھا۔۔ وہ ادھر اکیلی شدید قسم کی بور ہونے لگی تو محمل اور زرمش کے پاس جانے کے ارادے سے کمرے سے باہر نکلی۔۔ اینارہ کو

حیرت کا ایک جھٹکا سا لگا تھا۔۔ کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا کہ پورے فارم ہاؤس کے کشادہ طویل و عریض لاونج میں اس وقت ہو کا عالم تھا۔۔۔

ہاں وہ ایک کمرہ۔۔

سامنے موجود ایک کمرے کے دروازے سے ہلکی سی روشنی باہر آ رہی تھی۔۔ ایناره نے سر جھٹکتے اپنے قدم اس روشنی کی جانب بڑھائے۔۔ جوں جوں کمرے کے قریب جا رہی تھی تازہ پھولوں کی خوشبوؤں کا ریلا سا سانسوں سے ٹکرا رہا تھا۔۔ ایناره دروازا کھول کر اندر داخل ہوئی تو نئے سرے سے حیران و پریشان ہوئی

تھی۔۔ کمرے کو تازہ شاکنگ پنک گلابوں اور موتیے کے پھولوں سے بہت شاندار طریقے سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔۔ وہ حیرت و الجھن کی ملی جلی کیفیت لیے دو چار قدم مزید آگے بڑھی۔۔ کشادہ ترین کمرہ تین حصوں میں بٹا ہوا تھا۔۔ ایک سیٹنگ ایریا دوسرا باریک جالی کے پیچھے جہازی سائز گول بیڈ اور تیسرا حصہ سے ڈریسنگ روم ، ڈریسنگ ٹیبل اور مختلف الماریوں سے مزین تھا۔۔ وہ ابھی حیرت و الجھن سے باہر نکلتی کہ اپنے پیچھے کمرے کا دروازا لاک ہونے کی آواز پر چونکی۔۔

زرمش یہ،،، وہ کہتی پیچھے پلٹی تھی جب دروازے سے ٹیک" لگائے کھڑے شخص کو دیکھ کر دم بخود رہ گئی۔۔ اینارہ اپنی جگہ پر ساکت و جامد ہوئی تھی۔۔ وقت جیسے اپنی جگہ پر رک گیا تھا اور سانسیں سینے میں تھمنے لگیں تھیں۔۔ باران دلشیر جو کہ بلیک تھری پیس میں اپنی جادو جگہ دینے والی وجاہت سے بھرپور پرسنیلٹی لیے آنکھوں میں دنیا جہان کا شوق آباد کیے اپنی رگ و جاں کو دیوانہ وار ملاحظہ کر رہا تھا۔۔ جس کے ماتھے پر اسے دیکھ کر تیوری سی چڑھ آئی تھی۔۔

Visit For More Novels

آپ،،، آپ یہاں کیا کر رہے ہیں،،؟؟ اب بھی آنے کی کیا"
ضرورت تھی آپ کو،،،؟؟ میں نے آپ کے بغیر رہنا اور جینا
سیکھ لیا ہے،، تو برائے مہربانی جہاں سے اور جس کے پاس سے
آئے ہیں وہیں اسی کے پاس لوٹ جائیں،، کیونکہ مجھے اب نا تو
،،،آپ کی شکل دیکھنی ہے نا آپ سے کوئی بات کرنی ہے
،،،کیونکہ مجھے نفرت ہے آپ سے سمجھے آپ
اینارہ کے بھرائے ہوئے لہجے میں کہے گئے سخت الفاظ پر باران
دلشیر نے ایک آئبرو اچکا کر اپنے روندو پنک ریبٹ کی جراءت اور

Visit For More Novels

ہمت ملاحظہ کی تھی۔۔ مگر کہا کچھ نہیں۔۔ (کہ اسے دیکھنے
(سے فرصت ملتی تو الفاظ کی باری آتی

،،ایک منٹ،،، میں آپ کو جانے کا بول ہی کیوں رہی ہوں"

،،،میں خود ہی یہاں سے چلی جاتی ہوں

اب جبکہ اس کمرے، اس ماحول ، سجاوٹ اور زرمش کی سازش
کا اصل مقصد سمجھ میں آیا تو جسم بے جان ہوتا محسوس کرتے
وہ خود ہی اس کمرے سے بھاگنے کو پر تولنے لگی تبھی تڑخ کر
کہتی دروازے کی جانب بڑھی تھی لیکن۔۔۔۔

****

جاری ہے---

ترین پارٹ اپنی زمہ داری 😁 نوٹ--- ناول کا اگلا اور ہوٹ پر پڑھیئے گا۔ اور ساتھ فائر برگیڈ کا بھی انتظام ساتھ کر کے 😂😂😂 رکھیئے گا--

لمسِ اکسیر

مصنفہ واحبہ فاطمہ

قسط نمبر 76

واحبہ عشقم ناولز پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔

Page link

https://www.facebook.com/wwwahibaishq

Last part 3

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں بہرام..؟" صبرینہ نے ہونٹوں سے "
لپ اسٹک دور کرتے پوچھا۔۔ آج بہرام آفس نہیں گیا تھا اس
پر بہرام کی مستقل نظریں اپنے اوپر دیکھ (چور کی داڑھی میں
تنکے کے مترادف) گھبراہٹ ہورہی تھی۔ بہرام اس کے کرتوتوں
سے لاعلم تھا لیکن اس کی نگاہوں سے ڈر پھر بھی عود کر آرہا
تھا۔۔

جال دیکھ رہا ہوں..." بہرام کے جواب پر صبرینہ چونک کر "
بہرام کی جانب پلٹی۔

مطلب،، وہ گھبرائی۔۔"

اتنی حسین لگ رہی ہو،، اپنے حسن کو مزید نکھار کر تم بہرام"

"...ملک پر جال ڈالنا چاہتی ہو تاکہ بہرام ملک کہیں کا نہ رہے

مسکرا کر کہتا وہ صبرینہ کی جانب بڑھا تو صبرینہ نے اطمینان

بھری سانس خارج کی۔

آپ کی طرح آپ کے تعریف کا انداز بھی نرالہ ہے،،" صبرینہ"

نے ناک پر سفید شائننگ کی لائن کھینچتے ایک ادا سے کہا کہ

بہرام گہرا مسکرایا۔۔

کسی ضروری کام سے آج آف لیا تھا.. پر اب تمہیں دیکھ وہ"

".. کام کرنے کا دل نہیں کر رہا.. آج فارم ہاؤس چلتے ہیں

صبرینہ کے ہاتھ کو تھامتے اس نے لبوں سے لگایا۔ صبرینہ کی

مسکراہٹ فورا سمٹی۔

".آج نہیں بہرام.. کل یا پھر کبھی.. آج میرا ٹائم فکس ہے"

وہ ہڑبڑاہٹ میں جلدی سے بولی۔ پورے ایک ماہ بعد اتنی مشکل

سے تو اسے زاویار خانزادہ سے ملنے کا موقع مل رہا تھا وہ بھی اس

صورت جب وہ اس کی ہر شرط ماننے کو تیار تھا تو بہرام کے

لیے وہ اس موقع کو ہرگز ضائع نہیں کر سکتی تھی۔

کس کے ساتھ ٹائم فکس ہے..؟" بہرام کا لہجہ پل میں"
سخت ہوا تھا۔۔
بہرام.." صبوحہ نے نام کو لمبا کھینچتے بہرام کی گردن میں"
بانہیں ڈالیں۔۔ بہرام کی مستقل نظریں اسی پر تھیں۔
ناراض مت ہوں.. ایک ہاسپٹل نے ایز آ چیف گیسٹ مسز"
بہرام کو انوائیٹ کیا ہے.. جانا ضروری ہے بہت منتیں کی
ہیں.. ایک گھنٹے کا وقت لگے گا اس کے بعد ہم فارم ہاؤس
چلیں گے پلیزز..." نچلا ہونٹ باہر نکالتی وہ بہرام کے سامنے

Visit For More Novels

معصوم بننے کی ہر ممکن کوشش کر چکی تھی۔ آگے جھکتے بہرام نے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔۔

ڈن،، پھر ایک گھنٹے بعد ملاقات ہوگی،،" کہتے ساتھ بہرام" کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔ صبرینہ کوفت سے گہری سانس خارج کی۔۔

منحوس آدمی دیکھ بھی رہا ہے اکتا رہی ہوں پھر بھی،،" منہ بگاڑ" کر بہرام ملک کو کوستی وہ ایک بار پھر خود کو سنوارنے لگی۔۔ اپنے وجود پر خوشبو اسپرے کی ۔ پھر ایک تنقیدی جائزہ لیا۔۔ وہ بے حد حسین تھی اس کے باوجود اسے اپنا آپ زاویار کی

دوسری بیوی سے کمتر لگ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ فائنل ٹچ کے نام پر کچھ نہ کچھ سنوارنے میں اضافہ کررہی تھی۔ پر وہ اپنے اور زرمش کے درمیان حسن کو تولتے اپنے پلڑے میں حیاء , وفا اور عزت رکھنا بھول گئی تھی۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ چاہ کر بھی پلڑا بھاری نہیں ہو پا رہا تھا۔۔

پرفیکٹ۔۔۔" ایک آخری نظر خود پر ڈالتے وہ ریڈ بائی ہیلز پہنتی" باہر نکل گئی۔ بلیک کلر کا لانگ گاؤن ۔۔ ڈیپ ریڈ لپ اسٹک اور ڈیپ ریڈ بائی ہیلز۔۔ ہاتھوں میں ڈائمنڈ بریسلیٹ اور کانوں میں ڈائمنڈ ایئرنگز ڈال کر وہ ایک پرفیکٹ ماڈل اور حسین

لڑکی لگ رہی تھی۔ شادی اور پھر بچے کی پیدائش نے اس کے وجود میں رتی برابر تبدیلی نہیں کی تھی۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔۔ صبرینہ اپنے فون پر زاویار کا ٹیکسٹ کرنے لگی۔۔

پیچھے میں کھڑے بہرام نے سگار کا گہرا کش لیتے گارڈ کو دروازہ بند کرتے دیکھا کہ ابھی وہاں سے اس کی کم عمر حسین بیوی باہر گئی تھی۔

****

Visit For More Novels

"مجھے امید نہیں تھی تم مجھ سے پہلے یہاں موجود ہو گے.. دیکھ کر خوشی ہوئی..." مطلوبہ ریستوران پہنچنے کے بعد اسے درمیانی ٹیبل پر ہی زاویار بیٹھا نظر آیا تھا۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے.. اپنی شرائط بتاؤ.. کیونکہ میں یہ بہت اچھے سے جانتا ہوں کہ تمہیں محمل میں کوئی دلچسپی نہیں ہے.." زاویار کے ٹھنڈے ٹھار لہجے پر صبرینہ گہرا مسکرائی۔

"پہلے کچھ آرڈر کرلیں ؟" صبرینہ نے مینیو کارڈ اٹھانا چاہا جسے زاویار نے پیچھے کردیا۔

پانچ منٹ ہے تمہارے پاس.. جو شرائط ہیں بتاؤ کیا چاہتی ہو..؟" اب کی بار صبوحہ کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

تمہیں چاہتی ہوں.. اپنی بچی چاہتی ہوں.. اپنی فیملی چاہتی ہوں واپس.." نہایت سنجیدگی سے کہتی وہ زاویار خانزادہ کو زہر سے بھی زیادہ زہریلی لگی تھی۔

نہ تمہیں بچی مل سکتی ہے.. نہ میں نہ ہی فیملی.. میں شادی کرچکا ہوں اور اپنی دوسری بیوی سے بہت خوش اور مطمئن ہوں.. تمہاری جگہ کہیں نہیں ہے.. نہ میری زندگی میں نہ میری بیٹی کی زندگی میں..." صبوحہ دوسری شادی کے نام پر اپنی مٹھی

بھینچ چکی تھی۔ یہی بات تو چبھ رہی تھی کہ ایسے کیسے وہ اس کی جگہ کسی اور کو دے سکتا تھا۔

مجھے تمہاری دوسری شادی پر کوئی اعتراض نہیں زاویار.. تم" اسے بھی ساتھ رکھ لو میں اسے سہہ لوں گی.. تم مجھے بھی واپس اپنا لو.. تم سے دور جانے کے بعد احساس ہوا تم میرے لیے بہت خاص ہو.. میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں تم سے دور نہیں رہ سکتی.." ایک سانس میں کہتی وہ یکدم زاویار کا ہاتھ تھام گئی جسے لمحے کے گیارہویں حصے میں زاویار نے جھٹک دیا۔

Visit For More Novels

اسٹے ان یور لمٹس... شادی شدہ ہو اب تم بھی شاید..." اس"
نے نہایت حقارت سے جتایا۔ صبوحہ تو اس کی حقارت دیکھتے
ہی تڑپ اٹھی تھی۔

وہ شادی نہیں ہے.. میں نے وہ شادی صرف تمہارے پاس"
..واپس آنے کے لیے کی ہے.. حلالے کے لیے کی ہے زاویار
"..اور

ٹھیک ہے... اس سے پہلے میرے ساتھ بنا نکاح کے کچھ"
راتیں گزارو گی..؟" گویا زاویار نے شرط بتائی۔۔۔ صبوحہ کے

چہرے کا رنگ اچانک تبدیل ہوا۔ اسے زاویار سے ایسے مطالبے کی توقع نہیں تھی۔

منظور ہے۔۔" وہ قبول کر چکی تھی ۔۔ اب کی بار زاویار گہرا" مسکرایا آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔ زاویار نے ٹیبل پر ہاتھ میں تھاما فون گھمایا اور ویڈیو کال کٹ کی اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔

تم آج آرام کرو۔۔، اگر زندگی نے تمہیں موقع دیا تو ہم کل پھر" اس متعلق بات کریں گے۔، اور طے کریں گے تمھاری جان کہاں پر نکالنی ہے" ایک انکھ ونک کرتا وہ صبرینہ کو الجھا چھوڑ جا

چکا تھا۔ مگر اس کی آخری بات نے مزا دیتے دل میں عجیب طرح کی گدگدی بھی کی تھی۔۔

صبوینہ نے اس کا کال کٹ کرنا نہیں دیکھا تھا یہی وجہ تھی کہ چہرے پر فتح یاب مسکراہٹ رقصاں تھی۔ وہ کل ملنے پر راضی تھا اور ریلیشن بنانے کی بات کر رہا تھا تو دو تین ملاقات میں اسے اپنا بھی لیتا۔ وہ کافی دیر وہاں بیٹھی مسکراتی رہی کہ کچھ دیر بعد فون پر بہرام کا میسج موصول ہوا۔۔ وہ فارم ہاؤس پر اس کا منتظر تھا۔ کوفت سے ٹیکسٹ کو دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب تک زاویار مکمل رضامند نہیں ہوتا اسے بہرام کی ضرورت

تھی۔ کچھ لمحوں بعد وہ فارم ہاؤس کے راستے پر رواں تھی یہ جانے بغیر کے رسی ایک مدت تک دراز رہتی ہے پر جب کھینچی جاتی ہے تو انسان اپنی حقیقت جان لیتا ہے۔۔۔

****

ایک مخصوص جانی پہچانی مردانہ کلون کی خوشبو پورے کمرے میں پھیل کر اس کی سانسوں سے ٹکرائی تو ریم کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے جگنو جگمگائے تھے۔۔

اسلام و علیکم۔۔ ایحان دلشیر کی جانب سے کیے گئے بھاری" گھمبیر دھیمے لہجے میں سلام پر ریم کی سانسیں سینے میں ہی اٹک

کر رہ گئیں تھیں۔۔ وہ بغیر پلکیں جھپکائے اس کی جانب دیکھ رہی تھی جو قدم قدم اٹھاتا اب اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

"بیگم صاحبہ... بیگم صاحبہ.... کہاں کھو گئیں ہیں آپ..؟؟؟"

ملازمہ نیلو جو ریم سے کب سے مخاطب تھی اس کے گم صم سے ہونے پر قریب آ کر ریم کا کندھا جھنجھوڑا تو وہ ہوش میں آئی تھی۔۔ آجکل یہی تو ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔ ہر سو ہر جا ہر صورت میں وہی دشمنِ جاں دکھائی اور سنائی دینے لگا تھا۔۔ ریم اپنی اس کیفیت پر بری طرح جھنجھلائی تھی۔۔ تبھی اب بری طرح سر جھٹکتے ملازمہ کی بات غور سے سننے لگی۔۔ رات

کے کھانے متعلق اسے ضروری ہدایات دیں۔۔ وہ کمرے سے نکلی تو وہ پھر سے اپنی تیاری کا ناقدانہ جائزہ لینے لگی۔۔ آنکھوں میں کاجل کی تھوڑی سی کمی سی لگی۔۔ تبھی اس کا فون پھر سے چنگھاڑ اٹھا تھا۔۔ موبائل اٹھا کر نمبر دیکھا تو ایلف کی کال دیکھ کر آنکھوں میں بھر بھر کے کاجل لگاتے اس نے فورا کال پک کی۔ (مگر اپنی مصروفیت میں اسے پتہ نا چلا کہ ایلف کی کال کٹ ہو کر کسی ان ناؤن نمبر کی کال آنے لگی تھی۔۔

"...بس دو منٹ ایلف،، میں آ ہی رہی ہوں،، بس کچھ دیر اور

...اب دو منٹ بھی دو صدیوں برابر لگتے ہیں میری جان"

سامنے سے گھمبیر آواز میں جواب سنائی دیا تو ریم کے ہاتھ سے فون چھوٹتے چھوٹتے بچا۔۔ اس نے بروقت گرنے سے سنبھال کر اپنے فون کو دیکھا تو ان ناون نمبر سے کال تھی۔۔ لیکن دل تو کمبخت ایک ہی دشمن جاں کا راگ الاپ رہا تھا۔۔۔

کم سون بے بی.. کانٹ ویٹ.. انیر پیس میں سے پھر سے"

بھاری گھمبیر آواز ابھری تو ریم نے فورا کال آف کی اور اپنے ٹرین کی طرح بھاگتے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ایک ماہ بعد اسکی گھمبیر آواز سن کے جہاں دل میں اطمینان اترا تھا وہیں اس

باڈی بلڈر چوہے سے اتنی آسانی سے نا ماننے والی پلاننگ پہ ریم نے خود کو پھر سے مضبوط کیا اور فون بیڈ پہ پھینک کر واپس مرر کی طرف متوجہ ہوئی لیکن اس بار دھڑکنوں میں تلاطم تھا اور ہاتھوں میں لرزش۔۔۔

کام ڈاؤن ریم... تمھیں ایلف کی طرف جانا ہے.. ریم نے خود کلامی کی اور گہرا سانس بھر کر اپنے لمبے گھنے بالوں کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ لیکن اتنے لمبے بالوں کو سنبھالنے کا وقت نہیں تھا اس نے فورا انھیں جوڑے کی شکل میں لپیٹا۔۔ اپنا کلچ اور دوپٹہ اٹھایا اور باہر کی طرف دوڑی۔۔ لاؤنج کے درمیان میں

پہنچی ہی تھی کہ ایک دم پورے فارم ہاؤس کی لائٹ بند گل ہو گئی۔۔

اب اسے کیا ہوا۔۔ ریم جھنجھلائے انداز میں فورا سے اپنا کلچ" کھول کے ٹٹولا تو فون نا ہونے کی صورت یاد آیا کہ وہ موبائل تو اوپر بیڈ پہ ہی پھینک آئی تھی۔۔

یہ سب اس باڈی بلڈر چوہے کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ پتا نہیں" خود کو کیا سمجھتے ہیں۔۔ جب پاس تھے۔۔ تب میری ننھی سی جان کو لرزا کے رکھتے تھے۔۔۔ اب دور ہیں تب بھی نجانے کیوں

دل میں دھڑکتے ہیں... ریم نے اونچی آواز میں خود کلامی کی---

تم چھپا نا سکو گی میں وہ راز ہوں
تم بھلا نا سکو گی وہ انداز ہوں

اس سے پہلے کہ وہ اندازے سے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھاتی کہ پہلو میں لپٹے پرتپش ہاتھ اور کانوں میں ہوتی یہ سرگوشی اسے سن کر گئی۔۔ اس پہ مستزاد مقابل کے لمس سے

ریم کا سانس رک سا گیا۔۔ سلگتے لبوں سے کان کی سے گردن تک کا سفر کیا اس سے پہلے کہ ایحان کے لب اسکی گردن سے مس ہوتے ریم تڑپ کے اسکے حصار سے نکلی تھی۔۔ وہ ایک دم ایڑھیوں کے بل اس کی جانب گھومی تھی۔۔ اور کافی بے یقینی سے دھڑکتے سینے میں پاگل ہوتے دل کے ساتھ ملگجے اندھیرے میں اسے دیکھا۔۔ جو اس وقت بلیک جینز پر فیروزی ٹی شرٹ کے اوپر نیوی بلو لیدر جیکٹ میں سرخ و سفید رنگت کے ساتھ مردانہ وجاہت کا شہکار دکھتا ٹھیک اس کے سامنے تھا۔۔ حسب معمول ہلکی براؤن بئیرڈ اور مونچھیں انتہائی

پرکشش لگ رہی تھیں۔۔ آدھے لمبے بالوں کو بن کی صورت سر پر باندھا ہوا تھا۔۔ وہی پلاٹینم کی چین اور بریسلیٹ گردن اور ہاتھوں میں جگمگا رہی تھی۔۔ سرخ و سفید نیلی پھولی رگیں کسرتی بازوؤں سے اس کے آہنی وجود کی مضبوطی کی گواہ تھیں۔۔ ریحان اسے گہری پرتپش نگاہوں سے دیکھا گیا جس کے نازک وجود کی رعنائیوں نے پورے لاونج میں فسوں خیز رومانیت سی بکھیر دی تھی۔۔ ریم بے تحاشا نروس ہوئی تھی

کک...کون... کون ہے یہاں....؟؟؟ وہ اسے بھی شاید اپنا الوژن سمجھی تھی۔۔ مگر اس کے اپنے وجود پر جاگتے لمس کی

وجہ سے ریم نے سرپٹ بھاگتی دھڑکنوں کو ڈپٹتے ہوئے اور مقابل کو پہچان لینے کے باوجود اجنبی انداز سے پوچھا۔۔۔ ایحان جو ریم کے وجود سے پھوٹتی خوشبو میں مدہوش پوری طرح ڈوب چکا تھا ریم کی اس اداکاری پہ عش عش کر اٹھا۔۔۔ اس نے اپنی پاکٹ سے اپنا فون نکالا اور فلیش لائٹ سیدھی ریم کی طرف کی۔۔۔ ایک دم لائٹ آنکھوں میں پڑنے سے ریم نے اپنی آنکھوں کے سامنے ہاتھ کیا کہ ایحان کے وائس نوٹ کو سن کے غصے سے لال ہوگئی۔۔۔ جس نے بابر گارڈ کو لائٹ آن کرنے کا میسج کیا تھا۔۔۔۔

یہ کیا حرکت ہے..؟؟ ریم نے سنبھلتے ہوئے ترخ لہجے میں پوچھا۔۔

سیریسلی...؟؟ ایحان نے آبرو اچکایا۔۔"

ویسے میں بھی یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیا حرکت ہے..؟؟"

ایک تو مجھے پہچان کر بھی سر عام مجھے باڈی بلڈر چوہا بولا اور اب یہ پدی چورنی پوچھ رہی ہیں کہ آپ کون..؟؟؟ ایحان نے ریم کہ نقل اتاری۔۔

آپ نے مجھے پدی بولا.. ریم نے صدمے سے بے حال ہوتے پوچھا۔۔

اور تم جو مجھے چوہا بولتی ہوں اسکا کیا...؟؟ ایحان نے بھی"
جوابی کاروائی کی---

خیر میں آپ سے بات ہی کیوں کر رہی ہوں؟؟ مجھے ایلف"
کہ برتھ ڈے میں جانا ہے... وہ میرا انتظار کر رہی ہوگی.. ریم
نے ایحان کی پرتپش نظروں سے بچنے کے لئے وہاں سے کھسکنا
چاہا-- اس کے مڑتے ہی اس کے دوپٹے کا سرا ایحان کے
ہاتھ میں آیا تھا اس نے دوپٹے کا سرا تھاما اور اسے ایک جھٹکے
سے اپنی طرف کھینچا-- پلک جھپکنے جتنا قلیل وقت تھا کہ ریم
ایحان کے آہنی حصار میں مقید ہوگئی تھی--

ایلف کے گھر جانا ہے۔۔؟؟ ایلف کے بھائی کو بنا کوئی لفٹ" کروائے ناٹ فنیر ہاں۔۔۔ اینڈ یور کانٹڈ انفارمیشن ۔۔ایحان نے ریم کے جھٹپٹاتے وجود کے گرد گرفت مزید مضبوط کی۔۔ "اینڈ فار یور مائنڈ انفارمیشن میری پدی ڈارلنگ۔۔۔ برتھ ڈے ایلف کی نہی ایلف کے بھائی کی ہے۔۔۔ ویسے کیک سے زیادہ ہی پیسٹری تو تم لگ رہی ہو آج۔۔۔ دل کر رہا ہے ابھی چکھ لوں۔۔۔ ایحان کی بے باک بات سنتے ہوئے ریم کانوں تک لال ہوئی۔۔۔

ہٹیں پیچھے ۔۔چھوڑیں مجھے۔۔ ایحان جو مزے سے ریم کے چھوٹے سے وجود کو بانہوں میں گھیرے ہوئے کھڑا تھا ریم کی

بات سنتے اس کا رخ اپنی طرف گھمایا اور کمر میں بازو ڈال کر اسے اوپر اٹھایا ریم نے گرنے کے ڈر سے بے اختیار ایحان کی گردن کے گرد بانہوں کا ہار بنایا۔۔۔

ی.. یہ کیا کر رہے ہیں مجھے نیچے اتاریں.. میں گر جاؤں" گی.. وہ بوکھلائی تھی۔۔

نا چھوڑ سکتا ہوں.. نا پیچھے ہٹ سکتا ہوں نا ہی نیچے اتاروں گا اور نا ہی گرنے دوں گا.. ایحان نے ریم کے سلونے موہنے روپ کا نظروں سے صدقہ اتارتے ہوئے کہا۔۔ "ویسے آج میری برتھ ڈے ہے.. تم چاہو تو مجھے وش کر سکتی ہو.. میری پدی

Visit For More Novels

پیسٹری... ریحان نے لب کا کونا دانتوں تلے دباتے ہوئے اسے پھر چھیڑا۔۔ کیونکہ ریم اسکی نظروں سے جیسے پگھل رہی تھی اسکا جواب ریم کی دھڑکنیں ریحان کی دھڑکنوں کے ساتھ مدغم ہوتے بری طرح دھڑکتے دے رہی تھیں۔۔۔

ویسے مجھے نہیں پتا تھا کہ ایک مہینے کی میری جدائی میری پدنی" ،،شیرنی کو چھوئی موئی بنا دے گی... کہاں ہے تمھارا میوٹ بٹن اسے آن کروں میں،، تو وہ کینچی کی طرح زبان چلاتی ریم ریحان دلشیر میرے سامنے آئے... ریم کو مسلسل چپ، گھبراتے اور شرماتے ہوئے دیکھ کر ریحان نے اسے پھر چھیڑا۔۔ بدلے میں

عین توقع کے مطابق ریم نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے گھورا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے ناخن اسکی گردن پر گاڑھ ڈالے۔۔

شرماتی ہے میری جوتی... اور آپ کے ٹیپ ریکارڈر کا جو بٹن" زیادہ ہی آن نظر آرہا ہے نا... دو منٹ نہیں لگیں گے اسے میوٹ کرنے میں... اتاریں مجھے نیچے .. ناراض ہوں میں آپ سے.. نہیں بولنا مجھے نا ہی آپ مجھے یہاں سے لیجانے پہ مجبور کریں گے... ریم نے ایحان کی گردن اور کندھے کو نوچا تو

ریحان نے جان بوجھ کر آہ بھری۔۔ ظالم مار ڈالا کہہ کر اسے نیچے اتارا۔۔۔

کیوں نہی بولنا میری جان کو۔۔۔؟؟"

کونی جان وان نہیں ہوں میں آپ کی۔۔۔ ریم نے اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔۔ جان ہوتی تو یوں ایک مہینہ جدائی کا دکھ نہی دیتے۔۔۔ نا کوئی فون کال نا کوئی میسج۔۔۔ ایون یونی میں بھی ایسے اگنور کیا جیسے میں کوئی انجان ہوں۔۔۔ ہمیشہ ایسے ہی کیا ہے آپ نے۔۔ پہلے خود ہی میرے قریب آئے ۔۔میرے دل ۔۔۔سے کھیلا محبت کے خواب دکھا کے میری ذات کا غرور توڑا

پھر جب میں نے تھوڑا سا بدلہ کیا لیا خود کی جان لینے کی کوشش کی آپ نے.. بتائیں مجھے کیسے لے سکتے ہیں آپ ڈرگز کی ہیوی ڈوز... اچھی تک جو اس سے جھگڑا کر رہی تھی اب ایک دم ہی ایموشنل ہونی تھی یا گزشتہ دنوں کی تمام اذیتیں ایک ساتھ یاد نیں تھیں کہ ریم نے بولتے بولتے ایحان کا گریبان جھنجھوڑا۔۔ آنسو قطار در قطار اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔ لیکن ایحان اج چاہتا تھا کہ وہ اپنے دل کا تمام غبار آج نکال باہر کرے۔۔ اسی لئے وہ بلکل خاموش نظروں سے ریم کو بلکتے سسکتے دیکھ رہا تھا۔۔ "وٹی محبت نہی ہے مجھے آپ سے... نا

کوئی واسطہ رکھنا اب،، جائیں یہاں سے چلے جائیں،،، ناوش کروں گی نا برتھ ڈے کیک کھاؤں گی،،، نس یہی محبت تھی آپ کی،،، کہ جب میں نے غصے میں الٹا سیدھا کچھ کہہ دیا تو نکل پڑے ہیرو بننے،، آئندہ ایسا کرنے کا سوچا بھی ناں تو آپ کی جان لے لوں گی میں،، سن لیا آپ نے،،، ریم بے ربط بولتے ہوئے ایحان کو بے نقط سنا رہی تھی۔۔ ساتھ ساتھ سوں سوں کرتی ناک بھی سکیڑ رہی تھی۔۔۔

اب چپ کیوں ہیں بولتے کیوں نہیں،، ریم اب اس کے چپ رہنے پہ بھی چلائی تھی۔

ریم.. ایحان نے پوری شدت کے ساتھ اسے پکارا اور اپنے" گریبان کو پکڑے اسکے ہاتھ تھامے.. اس کے ہاتھوں کی حدت اس پہ مستزاد اسکی آنکھوں کے بدلتے رنگوں کو دیکھتے ریم نے اپنا حلق تر کیا اور پلکوں کی جھالر کو گالوں پر گرایا.. دفعتاً ایحان نے اسکی نازک کمر میں بازو حائل کیا کہ وہ ٹوٹی شاخ کی طرح اسکے سینے سے ٹکرائی.. لیکن اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نا کر سکی.. ایحان نے اپنے ہاتھ کا دباؤ اسکی کمر پہ جمایا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی پاکٹ سے رومال نکال کے اسکے ناک کے قریب کیا..

ریم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو ایحان نے اشارہ دیا۔۔۔

ریم نے نا سمجھی سے اسے گھورا جو پھر سے اشارے کر رہا تھا

۔۔ گونگے کا گڑ کھا لیا ہے کیا آپ نے جو اشارے سے بول

رہے۔۔۔

تمھاری ناک بہہ رہی ہے ریم صاف کر لو۔۔۔ ماحول کی گھمبیرتا کو

کم کرنے کو وہ پھر پٹڑی سے اترا۔۔ ایحان نے ایک دم قہقہہ

لگاتے ہوئے کہا ریم جو ہونق پن سے اسے ہنستے ہوئے دیکھ

رہی تھی کہ اس تمام عرصہ میں وہ اس کے جتنے بھی قریب رہی

اسے ایسے ہنستے نہی دیکھا تھا۔۔ تبھی اب یوں لگا ساری کائنات اسکی ہنسی کے ساتھ کھل اٹھی۔۔۔

اے میری پیاری پدی۔۔ تمھاری آنکھیں صاف کر دوں کی۔۔؟؟"

یہ نا ہو یہاں ندیاں بہہ جائیں۔۔۔ ایحان نے پھر سے اسے چھیڑا تو ریم نے جھینپ کر اسکے ہاتھ سے رومال چھین لیا۔۔

دل ہلکا ہوا یا ابھی بھی کوئی چنگاری باقی رہتی ہے۔۔۔ ایحان" نے اسکی آنکھوں میں نمی اپنے پوروں پہ سمیٹتے ہوئے کہا اور ایک دم جھک کر اسکے گال میں اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔ اپنے بھڑکتے جذبات پہ جیسے اس نے قابو کیا ہوا تھا یہ وہ جانتا تھا یا

اسکا خدا۔۔ ایحان کے بے ساختہ عمل پہ ریم نے بوکھلا کر اسکی طرف دیکھ۔۔ وہ کب سے اسکے حصار میں ایسے ہی کھڑی تھی۔۔۔

وہ۔۔۔وہ آپکی برتھ ڈے ہے آج تو کیا کوئی پارٹی رکھی ہے آپ" نے۔۔۔ ریم نے اسکی توجہ اپنے اوپر سے ہٹاتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ہاں نا رکھی ہے ناں۔۔ یہی پہ ۔۔میں تم اور کیک۔۔ ایحان نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا۔۔ تو ریم بوکھلا کے اس سے دور ہوئی۔۔

Visit For More Novels

نا نا میری جان... اب نہیں.. اب تو میں ہوا کو بھی اپنے"
درمیان سے گزرنے کی اجازت نہیں دونگا .. ریحان نے دور جاتی
ریم کو پھر سے اپنے حصار میں لیا اور اسکی کمر کے گرد گھیرا
تنگ کیا۔۔۔ "آج تو میں تمھاری کمر کی چٹنی بنا دونگا جان
ریحان... ریحان نے اپنی گرم سانسیں ریم کے نقوش پہ
چھوڑتے ہوئے کہا تو اسکی ہتھیلیوں پہ پسینہ آنے لگا۔۔
لیکن پہلے ایزی ہو جاؤ... ابھی کچھ نہیں کر رہا... ابھی تو رات
...باقی ہے ... ریحان نے اسکے دوسرے گال پہ اپنا لمس بکھیرا
تو ریم اپنا تنفس بحال کرنے کو فورا اس سے دور ہوئی اور جا کر

صوفے پہ بیٹھی۔۔۔کہ اتنی سی دیر میں اسکی قربت پہ ٹانگوں میں لرزش آگئی تھی۔۔۔

تم نے تو اپنا دل ہلکا کر لیا اب اپنے اس باڈی بلڈر دیوانے" کی بھی سن لو... ایحان نے صوفے پہ اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور اسکے کندھوں کے گرد اپنا بازو پھیلایا۔۔

ہاں مانتا ہوں ...بہت برا ہوں میں..بہت غصیلا بہت جنونی" بقول تمھارے باڈی بلڈر چوبا بھی.. لیکن میں کیا کرتا... تمھیں بتایا تھا نا سارا بچپن میرا کن محرومیوں میں گزرا.. بچپن میں ہی ہم بہن بھائی دور دور ہوگئے ... ہماری ماں... ایحان نے بدقت

حلق میں اٹکا گولا نیچے اتارا اور بات بدل دی۔۔۔ "تنہائی نے پھر جو میری شخصیت میں کمیاں بھر دیں،، تب میں نے اپنی کمیوں بھرے وجود پہ سخت خول چڑھا لیا کہ کوئی بھی مجھے میرا ماضی یاد دلا کے ٹارچر نا کرے،، مجھے نہی پتا چلا کہ جس محبت کو میں نے اپنی انا کا پرچم بلند رکھنے کے لئے نیچے جھکایا تھا وہی محبت جب عشق بن کر لہو میں دوڑے گی تو اپنا ہی سانس لینا مشکل تر کر دے گی۔۔۔ یقین مانو جو اذیت تمھیں دینا چاہتا تھا اس سے کئی گنا خود پہ بھگتی ہے،، لیکن میں آج اپنی ساری

کمیوں ..خامیوں کے ساتھ تمھاری محبت کا سوالی بن کے کھڑا ...ہوں کیا مجھے قبول کروگی ریم

ایحان نے ملتجی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ ریم جو پورا وقت ایحان کو ہی دیکھ رہی تھی اس وقت اس کی آنکھوں میں اسے صرف اپنا ہی عکس نظر آرہا تھا۔۔ ان میں گھلا عشق کا رنگ ،جذبات کی لپک نے ریم کی نارمل ہوئی دھڑکنوں کو پھر سے تیز کر دیا تھا۔۔

بولو ریم کیا تم آج ہمارے ماضی کو بھلا کر میرے ساتھ" ..ہمارے رشتے کو بڑھانے کے لئے ایک نئی شروعات کرو گی

جس میں کوئی تلخ یاد نہی ہوگی،،، صرف خوشیاں ہی خوشیاں ہماری منتظر ہوں گی،،، بہت ترسا ہوں میں ایک مکمل فیملی کے لئے ریم،،، اور میری فیملی میری زندگی تمھارے بنا ادھوری ہے،، میں چاند تارے توڑ کر لانے کا وعدہ نہی کروں گا لیکن میں تمھیں ہمیشہ اپنے دل کی ملکہ بنا کر رکھوں گا،،، یہ میرا وعدہ ہے تم سے،،،

ایحان نے ریم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جذب سے کہا۔۔۔

بولو ریم،، آج تمھاری زبان سے اعتراف محبت پھر سے سننا" چاہتا ہوں میں،، اپنی سماعت میں پھر سے وہی رس گھولنا چاہتا

ہوں،، جس کے لیے میں نے پل پل بے شمار انتظار کیا ہے،،، ریم نے اپنی پلکوں کی جھالر اٹھائی اور ایحان کو مجسم عشق دیکھتے اسکی سرخ و سفید گال سے اپنی ہتھیلی لگائی اور جھجھک کر تھوڑا اوپر ہوتے ہوئے اسکی بئیرڈ والی گال پہ اپنے کپکپاتے لب رکھتے اپنی رضامندی دی۔۔۔ اس کی اس بولڈ سی حرکت پہ جہاں ایحان شاکڈ ہوا وہیں ریم شرم کے مارے اسکے کندھے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔۔ جس پہ بکھری لالی یقینا اسکے نقوش میں پھیلی ہوئی تھی۔۔ ایحان نے فرط مسرت سے ریم کو

خود میں چھپتے دیکھا تو اسکے سر پہ لب رکھتے ہوئے اپنی بانہوں میں بھینچ لیا---

تھینکیو تھینکیو سو مچ مانی لو.. مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ اللہ پاک" کا اس نعمت پہ کیسے شکر ادا کروں.. ایسا لگ رہا ہے جیسے سارے زخموں پہ مرہم لگ گیا ہو.. ہر زخم۔کی۔ مسیحائی کر دی گئی ہو...ایحان نے ریم کو اپنے روبرو لا کر اسکے چہرے پہ اپنے لمس کے دیوانہ وار پھول کھلا دیئے---

اس سے پہلے وہ اسکی پنکھڑیوں جیسے لبوں پہ جھکتا ریم نے بروقت اسکے لبوں پہ اپنی انگلیاں رکھیں--- جنھیں ایحان نے

چوم کر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس پہ جھک گیا۔۔۔اسکے پرتپش سلگتے لمس نے ریم کی جان آدھی کر دی ۔۔۔ تشنگی تھی جو بجھنے کا نام نہیں لے رہی۔۔ سانس نا لینے پہ ریم نے اسکے سینے پہ مکے برسائے تو ایحان نے بدقت اسے فاصلہ کیا۔۔۔

"ہممم بنا کیک کاٹے ہی آج تو میری برتھ ڈے سیلیبریٹ ہوگئی... ایحان نے اسے گہری گہری سانسیں بھرتے دیکھ اسکی گردن پہ اپنی بئیرڈ رگڑی۔۔ تو ریم اسکی گرفت میں مچل اٹھی۔۔۔

کیا خیال ہے سیدھا بیڈروم میں چلیں... برتھ ڈے تو سیلیبریٹ ہو ہی گئی ویسے بھی... ایحان نے آنکھ ونک کرتے اسکی کان میں سرگوشی کی-- تو ریم اپنی پوری جان سے لرزی----

نن .. نہی ابھی نہیں.. پہلے آپ کیک کھلائیں گے مجھے پھر" ...کھانا... پھر ہم مووی دیکھیں گے ڈھیر ساری باتیں کریں گے

ریم نے ایک سانس میں پورا شیڈول سامنے رکھ دیا مبادا کہیں ایحان ابھی ہی اسے روم میں نا لے جائے---

لیکن ایحان اپنی پدی کی ہوشیاری سمجھتے ہوئے زیر لب مسکرایا--

...ہاں ڈارلنگ کیوں نہیں.. پہلے پیٹ پوجا پھر کام دوجا"
ویسے بھی اتنی نازک سی ہو.. تو اپنے باڈی بلڈر کو جھیلنے کے
لئے پہلے انرجی تو لینی پڑے گی... ایحان کی بے باک باتوں
نے ریم کے کانوں سے دھوئیں نکال دیئے---
ایحان... ریم نے روہانسے لہجے میں اسے پکارا---
اوکے.. مائی لیڈی.. کیک اور کھانا باہر سے پہلے ہی آرڈر کر دیا"
تھا جو کچن میں موجود ہے.. ویٹ آ منٹ میں کیک لے کر آتا
ہوں... ایحان نے اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ملتوی کرتے
ہوئے کچن میں جاتے ہوئے کہا--- تو ریم جس کی سانسیں

اور دھڑکنیں ابھی تک نارمل نا ہو پائیں تھی ۔۔ اپنی گالوں کو تھپتھپاتے ہوئے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ لیکن ایحان کی باتوں میں چھپے جذبات سے اسے جو آگاہی ملی تھی۔۔ اس کے مطابق آج ایحان کو روکنا مشکل لگ رہا تھا۔۔

پھر انھوں نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔۔ اس کے بعد جیسے ایحان نے ریم کو کیک کھلاتے پریشان کیا تھا وہ تو ایک الگ داستان ہے۔۔ ڈھیر ساری باتیں کرنے کے بعد وہ اسے بہلا پھسلا کر آخر بانہوں میں بھر کر بیڈ روم میں لایا تھا۔۔ دروازا

لاک کرتے اسے نیچے اتارا۔۔ اور ہلکا میوزک ان کرتے اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی تھی۔۔ وہ اس کے کانوں میں میٹھی سرگوشیاں کرنے میں مصروف تا

گا مگر وہ اسے سن کب رہی تھی ناں ریم کی توجہ میوزک پر تھی۔۔ اس کی تمام تر حسیات تو اپنی دائیں کان کی لو اور اپنی پشت میں سمٹ آئی تھی کیونکہ وہ اپنے سلگتے لبوں کو اس کے کان کی لو پر رکھے اس کے بازو نرمی سے تھامے اس کی پشت اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔ اس کے کشادہ سینے کے آہنی لمس نے کمر کو سلگا دیا تھا۔۔ اب اس کی کھردری. سخت پرتپش

انگلیاں ریم کے بازوؤں کی نرمیاں خود میں جذب کرنے لگیں تو ریم کو لگا اس کا سانس سچ مچ بند ہو جائے گا اور ایحان کے نرم لبوں کا لمس اور بیئرڈ کی چبھن اسے اپنی گردن پر محسوس ہونی تھی۔۔

ای۔۔۔۔حان۔۔۔ ی۔۔یہ آپ۔۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس" بھرنے لگی تھی۔۔

یہ ڈریس بھی ایلف نے نہیں میں نے گفٹ بھیجا تھا مگر" معلوم نہیں تھا کہ تمھارے نازک سراپے کی زینت بنتے یہ .لباس بھی خود پر ناز کرے گا۔۔ریم جانم میری برتھ ڈے پر

Visit For More Novels

سب کچھ تمھاری مرضی کا.. مگر میرا گفٹ پوری طرح میری مرضی کا.. منظور ہے بیوی..؟؟؟ اس کے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتے ایحان نے اب اس کی کمر کے گرد اپنے ہاتھ حمائل کیے اس کی پھولی نرم گال کو اپنے لبوں کے نشانے پر رکھا تھا..

آپ یہاں کک.. کیوں آئے ہ. ہیں ایحان..... اسے سانس" لینے میں پریشانی ہو رہی تھی.. آنکھیں اور ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے بھینچے کھڑی وہ اس کی رگوں میں اترتی سلگتی قربت برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی.. ایحان نے ایک جھٹکے سے

Visit For More Novels

اسے اپنی جانب گھمایا تھا۔۔ اس پورے ماہ میں تشنہ لبی نے سینے میں ایک صحرا سا سلگا دیا تھا جس پر اب محبت کے ابر برسا کر اسے سیراب کرنے کا وقت تھا تبھی وہ اس کی سانسوں پر دسترس اختیار کر گیا تھا۔۔ ایحان نے ایک ہاتھ اس کی ریشمی سیاہ بالوں میں پھنسایا تھا۔۔ اس کے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ ریم کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی ریم نے زور سے آنکھیں بند کیے رکھیں۔۔ ایحان کے آہنی وجود کی دلفریب خوشبو اس کی روح کو معطر کرنے لگی۔۔ وہ ایحان کے سہارے کھڑی تھی۔۔ جسم یوں بے جان ہونے لگا کہ ایحان کو بھی

Visit For More Novels

ادراک تھا کہ اس نے اسے اپنی بانہوں سے آزاد کیا تھا وہ پھول کی پتیوں کی مانند بکھر جائے گی تبھی اس کے گرد اپنا حصار مزید تنگ کرتا گیا۔۔ جب ایحان کو لگا کہ وہ اپنے ہوش ہی نا گنوا بیٹھے تب اس نے نرمی سے اسے آزادی بخشتے اس کا لہو چھلکاتا چہرہ دلچسپی سے دیکھا۔۔ مگر بہکی آنکھوں میں خمار بھرا تھا۔۔

احمقانہ سوال... ایحان نے اس کے کان میں سرگوشی" کرتے اسے اچھے سے باور کروا دیا تھا کہ وہ یہاں کس سلسلے میں حاضر ہوا تھا اسی لیے اس کا سوال سوائے حماقت بھرے

Visit For More Novels

عمل کے کچھ نہیں تھا۔۔ ایحان نے اس کا لرزتا کانپتا وجود گہری مسکراہٹ لیے دیکھا۔۔

"ڈرو نہیں جانِ ایحان۔۔ تمھیں نہیں ۔۔ میں پھر سے کیک ہی کھاؤں گا۔۔ اسی لئے زیادہ خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔ اس کی بانہیں تھام کر اپنی گردن کے گرد حمائل کرتے اسے نازک کمر سے تھام کر ایحان نے جب اسے اپنے سینے میں بھینچا تو سہی معنوں میں ریم کے اوسان خطا ہونے تھے۔۔

"آ۔۔آپ مم۔۔مجھے کک۔۔کھا بھی ن۔نہیں سکتے۔۔۔ ریم اپنے ڈر اور گھبراہٹ پہ قابو پاتی لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔۔

لیکن تمھارے لبوں اور پورے وجود کی کپکپاہٹ تو یہ بات"
واضح کر رہی ہے جیسے تمھیں ڈر ہے کہ کہیں میں تمھیں کھا ہی
ناں جاؤں..... ۔یحان اس کے چہرے کے مزید قریب ہوتے بولا
ریم کو لگا اگر ۔یحان اس کے مزید قریب ہوا تو وہ لازمی فوت ہو
جائے گی---

...۔یحان کک..کیوں میرا ب،بلڈ پریشر بب..بڑھا رہے ہیں"
بلڈ پریشر..؟؟ میں تو تمھارے دل کی دھڑکنیں بڑھانے آیا"
ہوں جانِ ۔یحان... وہ اس کے اپنی اتنی سی قربت پر ہی اوسان
خطا کر لینے پر متسبم تھا--

کک.. کیوں آئے ہیں آ...آپ یہاں.... وہ جھٹپٹا کر کہنا چاہتی" تھی مگر الفاظ بھی دل کی دھڑکنوں کی طرح بری طرح منتشر ہوئے..

تمھیں سزا دیتے تمھاری جان لینے آیا ہوں میں.. کہتے ساتھ" اس نے ریم کے کان کی لو کو دانتوں کے درمیان رکھا تو دل وجان سے تڑپ اٹھی.. مگر پھر اس کی اگلی بوجھل دھیمی سرگوشیوں میں کہے الفاظ پر ریم کو لگا وہ بھربھری مٹی کی طرح ہی زمین پر ڈھیر ہو جائے گی۔

کک.. کیوں.. صدمے سے بوجھل روہانسی آواز تھی.. "

تمھاری ہمت کیسے ہوئی تھی مجھے چھوڑ کر آنے کی،،، گزشتہ" گزرے ایک ماہ کے پل پل کا حساب لوں گا تم سے،، تمھاری رگوں میں خون بن کر اتروں گا اس طرح کے تمھیں اپنے اندر سے ایحان دلشیر کی خوشبو آئے گی،،، کہتے ہوئے ایحان نے جان بوجھ کر اپنی بنیرڈ اس کی گردن پر ذرا سختی سے رب کی تو وہ اس کی بانہوں میں مچل اٹھی مگر ایحان نے اسے خود سے دور ہونے کی ہر گز اجازت نہیں دی تھی۔۔ مگر ریم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اس سے انچ بھر کی دوری اختیار کی تھی۔۔

Visit For More Novels

آ...آپ نے بھی تو مم..مجھے تنہا چھوڑ دیا تھا... آ...کر لے"
جاتے ناں... اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے درمیان بھی وہ اب
بھی سارا قصور اسی کے سر مڑھنے سے باز نہیں آئی تو وہ پھر
نرمی سے متسبم ہوا تھا۔۔

کیونکہ میں جانتا تھا یہ بات کہ تمھارا نازک سراپا میری شدت و"
جنون ایک ساتھ سہن کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا.. تمھیں
سپیس دی تھی.. وقت دیا تھا مجھے سوچنے سمجھنے کا.. چاہتا تھا
جب تم میرے پاس آؤ تب ہی میں تمھارے وجود میں اپنی
چاہت قطرہ قطرہ بھرتے تمھیں مکمل اپنا عادی کرلوں تاکہ تم

Visit For More Novels

ایک لمحے کو مجھ سے دور ناں رہ سکو،، ،،، ایحان نے کہتے اس کی دھڑکنوں کو اپنے لبوں سے چھوتے انھیں بند کرنے میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی۔۔ ان دونوں کے چہرے حددرجہ قریب تھے اتنے کہ ایحان کی گرم سانسیں ریم کے چہرے کے ساتھ اسکے پورے وجود کو جھلسا رہی تھیں۔ ریم نے آنکھیں بھر کے اُسے دیکھا وہ بے حد حسین تھا وجاہت کا شکار۔ گردن پر پر بکھرے گھنے بال۔ کشادہ روشن پیشانی۔ عنابی لب خوبصورتی سے نقش کئے گئے تھے۔ سنہری آنکھوں میں پھیلی بلا کی کشش جو کسی بھی دیکھنے والے کو اپنے سحر میں جکڑ لینے کی خاصیت

Visit For More Novels

رکھتی تھی۔۔ اس کی یہ محویت اور بے اختیاری نوٹ کر کے وہ گہرا مسکرایا تو ریم نے گڑبڑا کر نگاہیں پھیر لیں تھیں۔۔

ایک منٹ... ریم نے بہت اچانک اس سے دوری بنائی"

تھی۔۔

کیا ہوا..وہ بری طرح ٹھٹھک کر چونکا تھا۔۔"

نئی زندگی کی شروعات کے لیے میری چند شرائط ہیں جو آپ کو"

ابھی اسی وقت ماننی ہوں گی... شاید اسے آزمانے کو ریم نے

پختہ لہجے میں کہا تھا۔۔ مگر دل پسلیوں سے ٹکرا رہا تھا۔۔

کہو.. لہجے میں اطمینان تھا۔۔"

آپ یہ پونی کٹوا دیں گے... ریم نے کہتے اس کا وجیہہ چہرا" بغور دیکھا۔ خود کو سنبھال پانا مشکل ترین امر تھا۔۔

کٹوا دوں گا... اور..؟؟؟ اتنی آسانی سے ان جانے پر ریم کی" آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔

آپ کبھی اب وہ ڈرگس نہیں لیں گے... دوسری شرط اس" کی دانست میں اتنی کڑی تھی کہ وہ چند لمحے سوچنے پر مجبور ہو جاتا مگر۔۔

تمھاری قسم نہیں لوں گا.. اب قریب آؤ... وہ بہکے ہوئے لہجے" میں بولا تھا۔۔

آپ غصہ بھی نہیں کریں گے،،، ریم نے مشکوک نگاہوں"
سے اسے دیکھا۔۔

نہیں کروں گا،،، کہتے ساتھ ایحان نے آگے بڑھ کر پھر سے"
اس پر اپنا شکنجہ بری طرح کسا تھا کہ وہ سسکی سی بھر کر رہ
گئی۔۔ وہ جانتا تھا وہ اس کی جان لیوا قربت سے بچنے کو اسے
بھٹکا رہی تھی۔۔ مگر آج وہ بھٹکنے کی بجائے پوری طرح بہک جانا
چاہتا تھا۔۔

میں جانتا ہوں میری زندگی،، تم نے بھی مجھے بہت زیادہ مس"
کیا،،، ایحان نے کہتے اسے کسی نازک گڑیا کی طرح اپنی بانہوں

Visit For More Novels

میں بھرا تھا۔۔ ریم بری طرح گھبرائی۔۔ وہ اسے لئے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔ ایحان کے اٹھتے ہر قدم کے ساتھ ریم کو اپنا دل کسی گہرائی میں ڈوبتا محسوس ہوا۔۔ وہ بہت مضبوطی سے اس کی گردن میں بانہیں ڈالے ہوئے تھی۔۔ اور اس کا وجہہ چہرہ محویت سے دیکھے گئی۔۔ تب ایحان نے اسے بیڈ پر لٹاتے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔ "زرا مجھے بتاؤ جانم..وہ کون ہے جو تمھاری بھی انگلیوں کی پوروں میں مجھے چھونے کے لیے تڑپ رہا ہے... قطرہ قطرہ مجھ میں جذب ہونے کو مچل رہا ہے... وہ اس کی ٹھوڑی میں اپنے لب رکھتا اپنے خمار آلود الفاظ

اور بہکے ہوئے لہجے سے اب اسے بھی بہکانے کی پوری طرح کوششوں میں تھا۔۔ ریم نے اپنی بند ہوتی سانسوں سے گھبراتے بے قرار سا ہو کر اس کی مخالف سمت کروٹ بدلی تھی۔۔ تب ۴یحان نے اس کے اوپر جھکتے اسے پوری طرح اپنے آہنی حصار میں قید کیا تھا۔۔ اس کی پچھلی گردن پر اپنے لمس کے پھول نچھاور کرتے وہ ایک مرتبہ پھر اس کے کانوں میں اپنا سحر پھونکنے لگا۔۔۔

وہ لذتیں جو لَمسِ محبوب سے مِلیں"

"کہاں موجود مُشک و کَستوری میں

ایحان نے کہتے اس کی گردن اور مہکتی زلفوں میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔

"ایحان۔۔۔پپ۔۔پلیز۔۔۔ دور ہٹیں۔۔۔ میں سانس نہیں لے پا رہی۔۔۔ اکھڑتی سانسوں کے بیچ الفاظ بھی بکھر گئے تھے۔۔

"فقیرِ محبت ہوں میری جان۔۔۔ میں تم سے زیادہ تو کچھ نہیں مانگ رہا۔۔۔بس تم سے تمھیں کو چاہتا ہوں۔۔ وصل کے کچھ قیمتی انمول لمحات بھیک سمجھ کر میرے دامن میں بھر دو .. مجھے اپنا یہ نازک ،دلکش ہوش ربا وجود دان کر دو۔۔ اپنے نشے میں ڈوبے اس بدن پر مجھے تعویز سا کر لو. میری خوشبوں خود کی

Visit For More Novels

سانسوں میں پرو لو. میرا لمس اپنی روح میں جزب کرلو... مجھے خود کے بدن کی شال میں کہی اپنی روح میں بسا لو..."

اس کے کندھے کو اپنے لبوں کے لمس سے مہکاتے وہ محبت کی آنچ میں جلتے اور ساتھ اس کا بھی تن من جلاتے لہجے میں بولا۔۔ ریم اسکی قربت کی مٹھاس میں کھوئی موم سی بن کر پگھلنے لگی۔۔ کیونکہ اب وہ پوری طرح اس کی نازک کمر کی جانب متوجہ تھا۔۔ اور جیسے کے پہلے دن سے اس نے اس کی مسکین کمر سے بیر باندھ رکھا تھا اب اس پر اپنی شدت اور اپنا جنون اتارتے اپنی بے قراریوں کا پورا پورا بدلا لے رہا تھا۔۔ ریم

Visit For More Novels

اس کی شدتوں سے بے حال تکیہ مٹھیوں میں دبوچتے اسی میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔ مگر پھر شاید اس کی بے قراری نے ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا تھا۔۔ تبھی ریحان نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔ وہ اس سے دور ہوتی اپنے کپکپاتے گلاب کی پنکھڑیوں سے لبوں سے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر وہ اس سے دور ہونے سے پہلے ہی اس کے تمام الفاظ اس کے لبوں سے چھین کر جان لیوا گستاخی کر گیا۔۔ ریم نے آنکھیں سختی سے میچتے اس کا کالر ہاتھ کی مٹھیوں میں دبوچا تھا۔۔ وہ اپنے لمس کی بے پناہ مٹھاس سے اسے بھی اپنے

Visit For More Novels

ساتھ بہکانے لگا تھا۔۔ تبھی ریم بھی اس کی نرم آغوش میں سمٹتی اس کا ساتھ دینے لگی۔۔ مگر ریحان کے تیور جب جارحانہ انداز اختیار کرنے لگے تو ریم کی سرخ آنکھوں میں ہلکی سی نمی در آئی۔۔ ریحان نے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنی محبت کی شبنم میں بھگوتے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔

میں نے ابھی تمھیں رلانے والا کوئی کام سر انجام نہیں دیا۔۔ تو آنکھوں میں آئی اس نمی کی کوئی خاص وجہ؟؟؟

Visit For More Novels

وہ اس کے سامنے ضبط کی آگ میں سلگتے شخص کے صبر کا امتحان لے رہی تھی۔۔ یا پھر اس سے محبت ہو جانے کی سزا خود کو دے رہی تھی۔۔

آپ بب۔۔۔بہت ظالم ہیں۔۔۔ اپنی ٹوٹی بکھری حالت کے پیش" نظر وہ اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتے بس اتنا ہی بول پائی۔۔ تب ریحان نے اس پر بادلوں کی طرح چھاتے اس پر پوری طرح دسترس حاصل کی تو ریم سچ مچ جیسے بے جان ہونے لگی۔۔

Visit For More Novels

ظالم نہیں ہوں بہت بے سکون ہو.. اور مجھے اس لمحے "
سوائے تمھاری قربت کے کوئی دوسری شے سکون مہیا نہیں
کر سکتی... کہ "دل . دل کی دھڑکن. دھڑکن کی آواز. آواز کا
وجود. وجود کا سکون. سکون بھری میری آرام گاہ صرف تمھارا وجود
ہے " تمھاری سانسوں کی مہکار میرے سینے میں اترنے سے
میرے سارے غم راحتوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں... بس مجھے
اس لمحے خود میں گم ہوجانے دو... اس کی شدت میں جتنا جنون
و دیوانگی تھی وہ اتنے ہی نرم مخمور لہجے میں اپیل کرتا اسے بنا

Visit For More Novels

سنبھلنے کا موقع دیے اپنی من مانیوں پر اتر آیا تھا۔۔ وہ شرم سے لرزتی اسکی قربت میں پگھلی جارہی تھی۔۔

پلیز.... ریم نے کچھ کہنا چاہا جب ایحان نرمی سے جھکتا اسکے الفاظ چن گیا۔۔ وہ چھوئی موئی سی ہوتی اسکی پناہوں میں پھڑپھڑانے لگی۔ مگر ایحان اس سراپا قیامت پر بادل کی طرح چھاتے ہوئے اسے اپنی محبت کی بارش میں رفتہ رفتہ بھگوتا دنیا جہاں بھولا گیا۔۔

****

Visit For More Novels

وہ دل میں ڈھیروں اطمینان لیے اب فارم ہاؤس میں گاڑی سے اترتی خراماں خراماں چلتی شاندار عمارت کے لگژری ترین لاونج میں داخل ہوئی تھی۔۔ مگر وہاں تو کوئی موجود نہیں تھا۔۔ حالانکہ اس نے فون کر کے بہرام ملک سے پوچھ لیا تھا کہ وہ کہاں پر ہے۔۔ بہرام نے اسے فارم ہاؤس کا ہی بتایا تھا۔۔

بہرام،،، اس نے آواز دی۔۔ مگر وہ ڈر کر اپنی جگہ سے اچھلی" تھی۔۔

کیا ہوا ڈارلنگ،،، ہو گئی ملاقات،،؟؟؟ اس کی پشت پر" کھڑے بہرام نے پراسرار سے لہجے میں کہا تھا۔۔

Visit For More Novels

...ہاں... آں..... نہیں... میں تو ہاسپٹل گئی تھی ناں"

صبوہنہ نے پہلے سچ بولا مگر پھر ماتھے پر ہاتھ مارتے اپنی بات کی تصیصح کی-- وہ اس کی جانب پلٹی تھی مگر اس کے سرخ چہرے، لال انگارا قہر آلود آنکھیں اور چہرے پر ناقابل فہم سے تاثرات دیکھ دھک سے رہ گئی--

کک.. کیا بات ہے .. سب خیریت تو ہے... کوئی بب..بات" ہوئی ہے کیا...؟؟؟ وہ گھبرائی تھی-- بہرام اس کے قریب سے گزرتا سامنے رکھے صوفے پر براجمان ہوا تھا-- ٹانگ پر ٹانگ رکھے سگار سلگا کر منہ میں دبایا--

زاویار خانزادہ سے سب کچھ طے ہو گیا ہے...؟؟؟ تو میری"
بیوی ہوتے ہوئے کب بن رہی ہو اس کی رکھیل..؟؟ میں نے
تو سوچا تھا تمھیں عزت دوں گا تو تم سدھر جاؤ گی... کہ ذلت
کے گڑھے سے نکال کر دنیا کی کسی عورت کو بھی عزت دو تو
وہ ساری زندگی آپ کے قدموں میں پڑی رہتی ہے... مگر وہ کہتے
ہیں ناں کہ کتے کو گھی ہضم نہیں ہوتا... اور فطرت سے ایک
بازارو عورت کبھی عزت سے گھر نہیں بسا سکتی... بہرام کے
ایک ایک لفظ پر صبرینہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑتا گیا تھا۔۔

...بہرام.. یہ آپ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں مجھ سے"
آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں... وہ آنکھوں میں لبالب پانی بھرے
روتے ہوئے بولی.. وہ انتہائی حقارت سے اس پر ہنسا تھا۔ تبھی
اس نکار چالباز عورت سے بحث کرنے کی بجائے اپنے فون پر
ریکارڈنگ چلا کر فون اس کے سامنے ٹیبل پر اچھال دیا تھا..
جسے دیکھ اب اصل میں صبہنہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں
تھیں.. فون میں سے اس کے کہے گھٹیا جملے گونج رہے
تھے.. صبہنہ کو لگا وہ کھڑے کھڑے زندہ درگور ہو گئی ہے..
مگر اسے زیادہ افسوس کرنے کا موقع نہیں ملا کہ اچانک ایک

Visit For More Novels

ہٹی کٹی عورت فارم ہاؤس کے جانے کس کونے سے نکل کر وہاں آئی تھی اور آتے ہی آؤ دیکھا نا تاؤ اپنے بھاری ہاتھ سے صبرینہ کو دھنک کے رکھ دیا تھا۔۔ وہ کسی مشین کی طرح اس کو اپنی لاتوں اور گھونسوں کی زد میں رکھے ہوئے تھی اور صبرینہ کی چیخیں پورے لاونج میں گونج رہیں تھیں۔۔ وہ بہرام کو رحم کی دہائی دے رہی تھی مگر وہ اطمینان سے بیٹھا یہ تماشا دیکھتا رہا۔ جلد ہی وہ صبرینہ کو جیسے مار مار کر ادھ مرا کر چکی تھی جب دیکھا کہ وہ مزید مار نہیں سہار سکتی تو اسے چھوڑ جہاں سے آئی تھی وہیں غائب ہو گئی۔۔ وہ نیم جاں سی فرش پر پڑی کراہتی

Visit For More Novels

بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔ جب بہرام ملک اپنی جگہ سے اٹھا اور قدم قدم چلتا اس کے قریب آ کر فرش پر بیٹھا۔۔ بڑی توجہ سے اس کے بھیگے آنسوؤں سے تر چہرے سے اس کے بال پیچھے ہٹائے اور اس کا گال محبت سے تھپتھپایا۔۔

"امید ہے تمھیں اپنے اعمال کا سبق اچھے سے یاد ہو گیا ہوگا.. یہ میری عزت کو روندنے کی ایک چھوٹی سی سزا تھی... امید کرتا ہوں دوبارا اس تھراپی کی ضرورت نہیں پڑے گی... تو ڈارلنگ بات کچھ یوں ہے کہ اب تم ملکہ سے سیدھا ایک باندی کے عہدے پر فائز ہو چکی ہو... میں تمھیں کبھی آزاد کروں گا یا

Visit For More Novels

چھوڑوں گا یا تم اس گھر سے کہیں جا سکتی ہو تو یہ بہت بڑی بھول ہے تمھاری اسی لئے ان باتوں کو اپنی ناقص عقل سے باہر نکال کر اپنی ہر غلط فہمی دور کر لو...ایلیٹ کلاس کی عورتوں والے مثلاً شاپنگ اور پارٹیاں تمام چونچلے بند... آج سے اس گھر کا سارا کام تم کرو گی بہت سگھڑ، سلیقہ شعار اور با پردہ بیوی بن کر... انسان کی بچی بن کر رہنا... نہیں تو مجھے ایک جانور کا بچہ بن کر تمھیں گولی مارنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوگی... باہر گارڈز کو حکم ہوگا کہ میڈم نے لاونج سے باہر قدم نکالا تو اسے بلا جھجھک گولی مار دینا... میرے بچے پیدا

کرنے کی تیاری پکڑو.. زاویار خانزادہ کی بچی کو پوری طرح بھول جاؤ کہ اب تو میں خود نہیں چاہتا وہ معصوم تم جیسی ماں کے آس پاس بھی رہے... آئندہ زاویار خانزادہ جیسے شریف انسان کی معصوم بچی کا ذکر تک تمھاری گندی زبان پر آیا تو گدی میں سے زبان کھینچ لوں گا... سمجھیں.

وہ کہتا اس پر ایک قہر آلود نگاہ ڈال کر فارم ہاؤس سے باہر نکل گیا تھا.. پیچھے ایک ملازمہ اسے تھام کر بڑے ربوٹک انداز میں بیڈ روم میں لے گئی اور اس کی مرہم پٹی کی تھی.. اور آئندہ زندگی کے آنے والے ہر دن نے یہ بات اس پر ثابت کی تھی

Visit For More Novels

کہ اگر اسے زندہ رہنا ہے تو بہرام ملک کا بولا گیا ایک ایک جملہ اب اسے اپنی زندگی سمجھ کر جینا ہے۔۔

****

آپ۔۔۔؟؟؟ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟ اب بھی آنے" کی کیا ضرورت تھی آپ کو۔۔۔؟؟ میں نے آپ کے بغیر رہنا اور جینا سیکھ لیا ہے۔۔ تو برائے مہربانی جہاں سے اور جس کے پاس سے آئے ہیں وہیں اسی کے پاس لوٹ جائیں۔۔ کیونکہ مجھے اب

...نا تو آپ کی شکل دیکھنی ہے نا آپ سے کوئی بات کرنی ہے

...کیونکہ مجھے نفرت ہے آپ سے سمجھے آپ

اینارہ کے بھرائے ہوئے لہجے میں کہے گئے سخت الفاظ پر باران دلشیر نے ایک آنبرو اچکا کر اپنے روندو پنک ریبٹ کی جراءت اور ہمت ملاحظہ کی تھی۔۔ مگر کہا کچھ نہیں۔۔ (کہ اسے دیکھنے سے فرصت ملتی تو الفاظ کی باری آتی)

..ایک منٹ... میں آپ کو جانے کا بول ہی کیوں رہی ہوں"

...میں خود ہی یہاں سے چلی جاتی ہوں

اب جبکہ اس کمرے، اس ماحول، سجاوٹ اور زرمش کی سازش کا اصل مقصد سمجھ میں آیا تو جسم بے جان ہوتا محسوس کرتے وہ خود ہی اس کمرے سے بھاگنے کو پر تولنے لگی تبھی تڑخ کر کہتی دروازے کی جانب بڑھی تھی لیکن پھر دروازے پر آ کر تھم جانا پڑا کہ وہ دروازے کے بیچ و بیچ اس سے ٹیک لگائے وہاں ایستادہ تھا۔۔ باران نے اس شعلہ جوالہ ہوش ربا وجود کو سر تا پا بہت گہری نگاہوں سے یوں دیکھا کہ اینارہ کی ہتھیلیاں پانے سے تر ہوئیں تھیں۔۔ آج اس کا زاویہ نگاہ اینارہ کو انتہائی خطرناک اور بدلا بدلا سا لگا تھا تبھی اینارہ کے گلے میں گٹھلی سی

ابھر کر معدوم ہوئی جب اس کے اٹھتے قدم اسے اپنی جانب بڑھتے محسوس ہوئے۔۔

بیٹھیے سس۔۔ سامنے سے۔۔۔ وہ تڑخ کر کہنا چاہتی تھی مگر اپنے" اندر اتنی ہمت کہاں سے لاتی کہ باران دلشیر کا سامنا کر پاتی۔۔ باران نے اس کی ناراضگی اور پھولے ہوئے منہ کو دیکھتے بڑی مشکل سے لبوں پر بے اختیار امڈ آنے والی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا تھا۔۔ وہ قریب آ کر اس سے چند قدم کے فاصلے پر رکنا چاہتا تھا۔۔ مگر ایسارہ نے نا محسوس انداز میں اپنے قدم پیچھے کی

جانب بڑھائے تھے۔۔ وہ مسلسل اس کی جانب بڑھتا اس کے گلابی سے سرخ پڑتے چہرے کی جانب ذرا سا جھکا تھا۔۔

دیکھنے میں تو محبت کی غزل جیسی ہو"

"تم پہ جچتا ھے بھلا ایسا فسادی لہجہ؟؟

شعر نہیں تھا۔۔ باران نے اپنی پنک ریبٹ کو یہ باور کروایا تھا) کہ وہ اس کی ننھی سی گلابی خرگوش ہے تو اس کے ساتھ وہی خرگوش بن کر ہی پیش آئے۔۔ شیرنی بننے کی کوشش ہر گز مت کرے کہ اس سے باران دلشیر سے الجھنے میں اپنی ننھی (جان جوکھم میں ڈالنے کا خدشہ لاحق ہو سکتا تھا۔۔

اینجل...بب..باری میں آپ سے نفرت کرتی ہوں..آپ کی" شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی...وہ جب اس کی جانب بڑھنے سے نہیں رکا اور ایناره کو اپنے پیچھے بیڈ کی جالی محسوس ہوئی تو وہ بے بسی کے احساس سے بھرائی آواز میں قدرے سخت لہجے میں بولی تھی۔۔ مگر جب مقابل شخص نے اس کے ہوش اڑاتے حسن کے جلوؤں سے عاجز آتے اس کی نازک کمر کے گرد اپنے آہنی بازو حمائل کرتے اسے اپنے کشادہ سینے میں بھینچا تو ایناره کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔۔ باران نے جھک کر اپنے پرتپش لب اس کے ماتھے پر رکھے تھے۔۔

Visit For More Novels

نہیں پنک ریبٹ یہ نفرت نہیں ہے،،، بے شمار اور بے"
پایاں محبت ہے،،، تمھاری بے چین دھڑکنیں اس بات کی
گواہی دے رہی ہیں کہ اس چھوٹے سے پنک ریبٹ نے اپنے
اینجل باری سے صرف اور صرف عشق کیا ہے،، دیکھو میری
،،، موجودگی محسوس کر کے ان دھڑکنوں میں کس قدر شور برپا ہے
انکی ہر دھن میرے نام کا ورد کر رہی،، اس چھوٹی سی جان کا
روم روم مجھے پکارتا رہا ہے اور اب بھی پکار رہا ہے،، ہے
ناں،،؟؟؟ وہ ذو معنی گھمبیر بھاری سرگوشی نما آواز میں بولتا اس
کے دل کو پتنگے لگا گیا۔۔ جبکہ چہرہ اس کی غیر متوقع نزدیکی اور

اس قدر بے باکی پر بھانپ چھوڑنے لگا۔۔ اس کے چہرے کے ایک ایک رنگ کو وہ دلچسپی سے دیکھتے مدہوش ہونے کو تھا۔۔

"ای۔۔ایسا کک۔۔کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ میں اب آپ کی وہ پپ۔۔پنک ریبٹ نہیں ہوں۔۔ نا ہی آپ مم۔۔میرے اینجل باری ہیں۔۔ وہ لڑکھڑاتے نم لہجے میں کہتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر باران کی جارحانہ گرفت نے اسے مزید اس کے سینے میں گھسایا تھا۔۔

"پھر سے غلط ہو بے بی ریبٹ۔۔۔ کہ تمھاری میری بانہوں میں موجودگی تمھیں یہ احساس نہیں دلا رہی کہ تمھاری ان چلتی

Visit For More Novels

سانسوں پر صرف اور صرف میرا حق ہے،، تم سر تا پیر باران
،،دلشیر کی ہو،،، اور یہ اینجل باری صرف تمھارا،، تمھارے لئے
باران نے اسکا پھولا ہوا چہرہ دیکھا تو بے ساختہ دل نے سدا دی
کہ ہاں وہ اس قابل ہے کہ اسے دل کی سب سے اونچی مسند
پر بٹھایا جائے۔۔ اسے لہو بنا کر اپنی رگوں میں بھر لیا جائے۔۔
باران نے جھک کر اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو
اپنے دہکتے لمس سے سلگایا تو ایناره کو لگا وہ موم کی طرح پگھل
کر بہہ جائے گی۔۔ ضبط کا شیرازہ بکھر گیا اور پھر باران دلشیر
نے آج ہر چیز پس پشت ڈال کر اسے پوری طرح خود میں

سمیٹتے بلا جھجھک کسی ڈر یا خوف کے بغیر اس کی سانسوں پر اپنا تسلط قائم کیا تھا۔۔ اینارہ کی حالت اس وقت زخمی فاختہ کی سی تھی جو اب باران دلشیر کی زرا سی جسارت سہن کرنے سے قبل اسکی بانہوں میں بے جاں سی ہونے کو تھی۔۔اینارہ اسکے لمس میں بے تحاشا بےتابی دیکھ سہمی مگر وہ تھا کہ اُسکی تشنگی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی بلکے اینارہ کی قربت میں گزرتے ہر پل کے ساتھ وہ مزید بے تاب و جنونی ہو رہا تھا۔۔ ان کی قربت کے نشے میں ڈوبے لمس کا ایک پختہ سا جزبہ جو تاقیامت تک ان دونوں کے دلوں پر نقش ہو گیا تھا۔۔

Visit For More Novels

اس سے پہلے وہ اس کی دیوانگی کی تاب نا لاتی ہوش و حواس کھو بیٹھتی۔۔ باران نے نرمی سے اسے آزادی بخشتے اسے اپنے کشادہ سینے کا حصہ بنایا تھا۔۔ تب ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور وہ اس کے سینے سے لگی اسی کے سینے پر مکے برساتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ باران دلشیر دم بخود سا اس کا ہچکیاں لیتا وجود اپنی بانہوں میں تھام کر کھڑا رہا۔۔ ایناره نے رو رو کر اپنا برا حال کیا اور اپنے آنسوؤں سے اس کی شرٹ سینے سے بھگو دی تھی۔۔ وہ جب مزید بکھرنے لگی۔۔ اور باران کے لیے اسے سنبھالنا مشکل ترین ہو گیا۔۔ تب باران دلشیر نے نرمی سے

Visit For More Novels

جھک کر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا تھا۔۔ وہ اب بھی اس کے سینے میں چہرہ چھپائے ہچکیاں لے رہی تھی۔۔ باران نے نرمی سے جالی ہٹائی اور اسے بیڈ کے درمیان سرخ مخملیں بستر پر اتارا۔۔ خود اس کے قریب بیٹھا اور اسے اپنے اپنے سینے میں ہی چھپا کر نرمی سے اس کی نازک موم سی پیٹھ تھپکنے لگا۔۔ وہ کچھ یاد آنے پر پھر سے اپنے نازک مکوں سے اس کا سینا پیٹنے لگی تھی۔۔

کیوں چھوڑ کر گئے تھے مجھے... کتنا روکا تھا میں نے.. کتنی" .. منتیں کیں تھیں... مگر میری ایک نا سنی... کیوں گئے تھے

Visit For More Novels

اب بولتے کیوں نہیں... وہ رونے گئی۔۔ سسکیاں بھرے گئی۔۔

..بہت ضروری تھا جانا ایسارہ.. میرے لئے.. ہمارے لئے" ہمارے آنے والے کل کے لیے.. ایک نئی شروعات کے لیے.. میرا جانا بہت ضروری تھا.... اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ سینے سے نکال کر اس نے بہت توجہ سے اس کے چہرے سے وہ شبنم کے موتی اپنے لبوں سے چنے تھے۔۔ ایسارہ نے گلابی آنکھوں اور بھیگی پلکوں سے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔ اگر تو وہ ان کی نئی شروعات کے لیے کہیں گیا تھا تو آخر

ایسی کونسی جگہ تھی جہاں جانا اس قدر ضروری تھا۔۔ سے اب تجسس ہوا۔۔

...کک.. کہاں گئے تھے آپ اینجل باری"

عمرے پر... سادہ سے الفاظ تھے۔۔ مگر ایناره کے آنکھوں میں"

اس قدر بے یقینی تھی اور ... میرے بغیر..؟؟؟؟ یہ دو الفاظ

اتنے صاف صاف اور واضح لکھے تھے۔۔ کہ باران نم نگاہیں لیے

اس کے انداز پر متبسم ہوا تھا۔۔

ابھی میرا اکیلا جانا ضروری تھا پنک ریبٹ... اللہ تعالیٰ سے کچھ"

پرسنل راز و نیاز کرنے تھے... ایسے راز جو صرف اور صرف میری

ذات اور ماضی سے جڑے تھے... انھیں رب کے آگے کھولنا تھا... جو کھول آیا ہوں.. انھیں اپنی ہر مشکل اور پریشانی بول آیا ہوں... میرے کچھ ایسے گناہ تھے جو میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے.. لیکن وہ ایک مقام ایسا ہے جہاں بڑے سے بڑا گناہ دھل جاتا ہے... وہی دھونے گیا تھا..اور اللہ کی رحمت سے دھو آیا ہوں.. اب وعدہ کر کے آیا ہوں... کہ زندگی کی نئی شروعات کے بعد ان شاءاللہ اپنی لٹل ریبٹ کے ساتھ وہاں ضرور آؤں گا... منظور ہے... باران کے لفظ لفظ پر اینارہ اس کی جانب متعجب نگاہوں سے دیکھے گئی تھی۔۔

تب وہ اسے اپنی تمام زندگی کا سیاق وسباق کھول کر اس کے سامنے رکھنے لگا۔۔ اسے اپنی زندگی میں گزرنے والے ہر حادثے ہر واقع سے آگاہ کر دیا۔۔ کچھ بھی نہیں چھپایا۔۔اس کے نتیجے میں بھی وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر رونے گئی تھی۔۔ باران نے اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ انگلیاں چلاتے اس کے بکھرے وجود کو پرسکون کیا۔۔ وہ کافی دیر اسے یونہی سہارا دیئے محبت سے مناتا رہا۔۔ اس کی ناراضگی پوری طرح دور کرتا رہا تھا۔۔

اب کیوں رو رہی ہو پنک ریبٹ،،، باران نے اب توجہ سے"
اسے دیکھا تھا۔۔ چند پل لگے تھے دل و جاں کی دنیا پھر سے
الٹ پلٹ ہو گئی تھی۔۔ وہ اسے سر تا پیر اپنی نگاہوں کے
حصار میں رکھے ہوئے تھا۔۔ جو شاکنگ پنک لہنگے اور باریک آرگنزا
کے دوپٹے میں اس وقت شعلہ جوالا بنی اپنے وجود کا گداز پن
اور رعنائیاں اس کی بانہوں میں بکھیر رہی تھی تبھی باران کا لہجہ
مخمور سا ہوا تھا۔۔ وہ گلابی گڑیا اس گلابی سے لباس میں ہوش
ربا مومی سراپا لیے اس وقت اس کے انتہائی قریب تھی۔۔ تبھی

باران دلشیر کا اب بہکنا بنتا تھا۔۔ اسی لئے باران کی گرفت اس کی کمر پر آہنی سی ہوئی تھی۔۔

سسس۔۔۔ ایناره نے ایک سسکی سی بھری تھی۔۔ کہ باران" نے آج سے پہلے کبھی اس جارحانہ انداز میں اسے نہیں چھوا تھا۔۔ مگر اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتی۔۔ وہ دوبارا اس کی سانسوں سے لپٹا تھا۔۔ جبکہ کمرے کا ماحول .اپنا حلیہ اس پر متضاد آج مقابل کا جنون آج سہی معنوں میں ایناره کو جان و روح تک لرزا گئے تھے۔۔ کہ وہ اس کے پورے وجود کو بے دریغ چومتے اپنے شدت بھرے سلگتے لمس سے اسے بھی بہکانا

چاہتا تھا۔۔ وہ جو اس پر پوری طرح جھکا ہوا تھا ایناره خود پر اس کا وزن سہار نہیں پائی تھی تبھی پیچھے تکیے پر ڈھے گئی۔۔ باران نے اس کی صراحی دار سرخ و سفید گردن میں اپنا چہرہ چھپایا تو ایناره نے اس کے کندھوں کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

ای.. نجل... بب..باری.. آپ کو ہو کیا گیا ہے... آپ کک" کیا چاہتے ہیں آج... وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔ تبھی فضول س سوال پوچھ بیٹھی۔۔ باران نے اس کی گردن سے اپنا چہرہ نکالا اور چہرے پر نرم سا تبسم بکھیرے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

آج میں تمھارے وجود کی رعنائیوں میں گم ہو کر تمھاری روح"
سے لپٹ جانا چاہتا ہو کہ اگر تمھاری روح تمھارے جسم سے نکلے
تو میں تمھارے وجود سے نکلوں،،، وہ اس کی شہ رگ اپنے پُر
حدت لمس سے مہکاتا ذو معنی انداز میں کہتا ایناره کو سمٹنے پر مجبور
کر گیا۔۔ مگر آج وہ تھم کہاں رہا تھا اپنی گستاخیوں اور بے
باکیوں میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ ایناره کو سانس لینا دوبھر
لگنے لگا۔۔ تبھی وہ مچل کر اس سے دور ہوئی تھی۔۔
اینجل بب۔۔باری۔۔ میں سانس نہیں لے پا رہی ہوں۔۔۔ وہ"
مسکین سی شکل بنا کر بولی۔۔ اور اپنے ٹوٹے بکھرے وجود کو

اس کی بے باک نگاہوں سے اوجھل کرنے کی سعی کرنے لگی تو وہ معنی خیز سا مسکرایا تھا۔۔

میرے چھوٹے سے خرگوش کو ہی شوق چڑھا تھا کہ یہ ڈیول" باری شیر کسی دن اسے کھا جائے۔۔۔ اب کھانے لگا ہوں تو دم کیوں نکلا جا رہا ہے۔۔۔؟؟ باران نے اطمینان سے انتہائی ذومعنیت سے کہتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہی اپنے دونوں بازو اپنے سینے پر باندھتے اسے ایسی نگاہوں سے دیکھا تھا کہ سر تا پیر تک ٹھنڈے پسینے میں نہائی بلکل سرخ ہو چکی تھی۔۔

جی نہیں.. میرا کک..کوئی دم وم نہیں نکلا جا رہا ہے.. آ..آپ"
کو غلط فہمی ہوئی ہے... نا محسوس انداز میں کمر کے بل زرا سا
پیچھے سرکتے جی کڑا کر کے کہا گیا تو باران دلشیر نے ایک آئیبرو
اچکا کر اس کی جانب دیکھا اور پھر لمحہ بہ لمحہ اس کے اور اپنے
بیچ فاصلہ قائم کرتے اس کے مومی وجود کو..

رئیلی پنک ریبٹ..؟؟؟ تمھارے قول و فعل میں اتنا تضاد"
کیوں ہے پھر.. مجھ سے پھر سے ڈر لگ رہا ہے یا...؟؟ جان
بوجھ کر بات اُدھوری چھوڑتے باران نے ذرا سا آگے جھک کر

Visit For More Novels

اپنا کوٹ اتار کر سائیڈ پر رکھتے مصروف سے انداز میں کہتے اسے پھر چھیڑا تو وہ اپنی جگہ پر ہی ساکت ہوئی تھی۔۔

میں نہیں ڈرتی آپ سے۔۔۔ وہ چمک کر بولی تھی۔۔ باران"

دلشیر نے دلچسپی سے اس کی جانب دیکھا اور اپنی دونوں بانہیں پھیلائیں۔۔ جبکہ آنکھوں میں خماری اور مدہوشی بھری تھی۔۔

ادھر آؤ پھر۔۔۔ گھمبیر بھاری لہجہ تھا۔۔ وہ سر تا پیر کپکپا گئی" مگر پھر بڑی دیدی دلیری اور جرات کا مظاہرہ کرتی اس کے سینے میں آن سمائی تھی۔۔ باران نے اسے اپنے آہنی شکنجے میں جکڑا۔۔ نرمی سے اسے بیڈ پر لٹایا اور آسمان پر چھائے ابر رحمت

کی طرح اس پر چھا گیا۔۔ اینارہ نے جھجھکتے اس کی گردن سے اپنی نرم و نازک بانہیں لپیٹ دیں تھیں۔۔ اور پھر لرزتے کانپتے اس کی گردن پر اپنے گلاب کی پنکھڑیوں سے لب جما دیئے تھے۔۔ سچ تو یہ تھا

جو سکون و لزت اینارہ کو باران دلشیر کی پناہوں میں مل رہی تھی وہ دنیاوی آب و ہوا میں قطعاً موجود نہیں تھی۔۔ باران کی لمسِ مسیحائی اینارہ کی تمام غصے اور ناراضگی کو ختم کر گئی تھی جیسے۔۔ باران یونہی سانس ساکن کیے اس کی پیش قدمی پر جیسے اس پر جان نچھاور کرنے کو تھا۔۔ ہوش تو تب آڑے

جب اس نے اپنے نرم و نازک لبوں سے باران کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چوما تھا۔۔ تب صبر کا پیمانہ لبریز ہوتے چھلکا اور باران دلشیر نے اسے چند ہی لمحوں میں پوری طرح اپنی بانہوں میں چھپاتے اس کے اور اپنے بیچ حائل تمام فاصلے سمیٹتے اس پر مکمل طور پر دسترس اختیار کی تھی۔۔ اسے پوری طرح خود میں مدغم کرتے اس کی نم آنکھوں سے نمی چنتے باران دلشیر کو اس کی آسودگی بھری مسکراہٹ سے یہ اندازہ ہوا کہ محبت حاصل کرلینا ہی کافی نہیں ہوتا، محبوب پر مکمل اختیار حاصل کرنا بھی بہت ضروری عمل ہوتا ہے۔۔ ایسے اختیار جن کے سہارے

زندگی گزرتی ہے--- محبوب کو پا لینا بھی خوش بختی ہے مگر محبوب پر اختیار پانا اصل خوش نصیبی ہوتی ہے-- اور وہ اس وقت خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھ رہا تھا جب وہ موم کی طرح اس کی بانہوں میں پگھل رہی تھی۔

ایناره نے بھیگی پلکیں اُٹھائے اسکا سحر انگیز حُسن سے لبریز چہرہ دیکھا تو بے ساختہ نگاہیں جم سی گئی-- وہ یک ٹک اسے دیکھتی اسکا عکس آنکھوں میں نقش کرتی گویہ اپنی روح میں جزب کرنے لگی-- باران دلشیر کی سحر انگیز قربت کی سرسراہٹ اس کے نرم وجود سے ہر درد چُن کر اسے پُرسکون کرتی رہی-- اس

کی قربت میں پور پور بھیگنے کے بعد اسکا سامنا کرنا اسے سوبان روح لگ رہا تھا۔۔ تبھی وہ بے تحاشا شرما کر اس کے سینے میں پناہ تلاش کرتی اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔

****

جاری ہے۔۔

نوٹ۔۔ قسط کافی طویل ہو گئی تھی۔۔ اسی لئے زین ضیاء زاویار کا نیکسٹ پارٹ جلد دوں گی ان شاءاللہ۔

لمسِ اکسیر

مصنفہ واحبہ فاطمہ

قسط نمبر 77

واحبہ عشقم ناولز پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔

Page link

https://www.facebook.com/wwwahibaishq

Last part 4

کمرہ امتحان میں اس وقت اس کی تمام تر توجہ دروازے سے اندر آتی نورین کی جانب مرکوز ہوئی تھی جو پیلا زرد چہرہ لیے گرے اور سرخ کلر کی فراک میں حجاب پہنے اپنا چہرہ صاف کرتی واش روم سے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ اس کی طبیعت صبح سے ہی خراب محسوس ہو رہی تھی کی وومٹنگ کر کر کے وہ نڈھال ہو چکی تھی۔۔ اور اب بھی شاید یہی کچھ کر کے آ رہی تھی۔۔ وہ آ کر اپنی جگہ پر بیٹھی تو ضیاء نے اپنی توجہ پھر سے پیپر کی جانب مرکوز کی۔۔ لاسٹ پیپر بہت ہی اچھا ہوا تھا۔۔ پیپر کے بعد وہ

دوستوں کے ساتھ باہر گراؤنڈ میں نکل آیا۔۔ جانتا تھا ذوالنورین کافی اینڈ میں پیپر مکمل کرے گی۔۔

لیکن پھر پیپر کا وقت ختم ہو کر بھی کافی وقت گزر گیا وہ کمرے سے باہر نا نکلی تو ضیاء کو تشویش ہوئی۔۔ وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ جہاں وہ گم صم سی ابھی تک اپنی سیٹ پر بیٹھی تھی۔۔ ضیاء قدم قدم چلتا اس کے پاس گیا۔۔ وہ کافی نڈھال اور تھکی ہوئی سی لگ رہی تھی۔۔ مگر پھر بھی دلکش سراپا نگاہوں میں بسا لینے کے قابل تھا۔۔ ضیاء اس کے قریب گیا۔۔

کیا ہوا...؟؟ ٹھیک تو ہو..؟؟ میں باہر ویٹ کر رہا تھا.. چلنا" نہیں ہے کیا.." ؟؟؟ وہی سرد برفیلا اور بے تاثر سا لہجہ جو ذوالنورین کو ایک ماہ ہو گیا تھا اندر تک کسی تلوار کی طرح کاٹ دیا کرتا تھا.. نورین نے جھکی نگاہیں اٹھا کر بلیک پینٹ اور بلیک جرسی کے اوپر بلیک لیدر جیکٹ پہنے اس وجاہت کے شہکار مغرور شہزادے کی آنکھوں میں جھانکا.. جہاں ایک ماہ سے اسے سرد مہری کے سوا کچھ دیکھنے کو نا ملا تھا..

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس شخص نے ذوالنورین کو اپنا اندھا اعتبار و بھروسہ اپنی خالص غیر مشروط محبت و عشق سونپا تھا اور

بدلے میں نورین نے اسے کیا دیا۔۔؟؟ نورین کا اس پر اعتبار بھربھری مٹی ثابت ہوا تھا۔۔ جس پر وہ پل پل پچھتائی بھی تھی۔۔ اس گزرے ایک ماہ میں اس نے باربا اس بے مہر ظالم شخص سے اپنے کیے کی معافی مانگنے اور اسے منانے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر اس نے تو جیسے ایک پتھر کی سِل اپنے سینے پر جمالی تھی کہ اس کے بات شروع کرتے ہی وہ نہایت درشتگی سے اس کی بات کاٹ دیا کرتا تھا کہ اسے اس موضوع پر اس سے کوئی بحث نہیں کرنا۔۔ جو جس طرح چل رہا ہے۔۔ اسے ویسے چلنے دیا جائے اور نورین اپنا دل مسوس کر رہ

جاتی۔۔ مگر اب تو اس کی بھی برداشت کی ہر حد پار ہو گئی تھی۔۔ کہ ایک تو ضیاء حیدر نے یونیورسٹی میں کسی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اس کی بیوی ہے دوسرا ہر وقت اس کی آس پاس ماڈرن اور طرح دار لڑکیوں کا جمگھٹا دیکھ کر جلتے کڑھتے وہ آدھ موئی ہوئی جاتی مگر اس بے مروت ، اکھڑ ، بدمزاج اور پتھر دل آدمی پر تو جیسے کسی چیز کا کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔۔ تبھی جب ضبط کی طنابیں ہاتھ سے چھوٹ گئیں تو وہ اس کے سوالات پر اب خود بھی سرد مہری سے بے تاثر چہرہ لیے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

آپ چلے جائیں... میں امی کی طرف جاؤں گی... اس نے" بیزارگی سے کہا تھا۔ جسے سن کر ضیاء کے ماتھے پر بلوں کا جال سا بچھ گیا۔۔

کیوں..؟؟ طبیعت دیکھی ہے اپنی کتنی خراب ہے... ضیاء" نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔۔ اس کی بات کا نورین نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ہاں مگر ایک زور دار ابکائی ضرور آئی تھی۔۔ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی۔۔ اپنی چیزیں اٹھا کر کمرے سے باہر تیزی سے نکلی اور واش روم کی جانب بھاگی۔۔

پیچھے ضیاء نے ایک سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی تھی۔ اور اپنی کنپٹیوں کو سہلاتے ہوئے اس کا انتظار کرنے لگا۔۔ مگر بہت زیادہ دیر گزر جانے کے بعد بھی جب وہ واپس نا آئی تو اب کی بار وہ مشتعل سا تن فن کرتا کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔ واش روم میں آ کر ضبط کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ مگر کچھ ہی دیر بعد کچھ سٹوڈنٹس اندر آئیں تو جلدی سے جھک کر چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔۔ وہ یہاں کھل کر کب اپنا غم غلط کر سکتی تھی۔ تبھی گھر جانا ضروری تھا۔۔ وہ بھی اپنے گھر۔۔ ضیاء حیدر

کے تو لگتا نا اس کے گھر میں اس کی کوئی جگہ باقی بچی تھی نا دل میں۔۔

وہ واش روم سے نکلی اور ناک کی سیدھ میں چلتی اب یونیورسٹی سے گھر جانے کو طویل کوریڈور کراس کرنا تھا۔۔ مگر پھر دفعتاً منہ سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی جب اسے بازو سے کسی نے آہنی شکنجے میں دبوچ کر ایک سنسان و ویران ملگجے سے اندھیرے والے کمرے میں کھینچ لیا۔۔ نورین چیخ چیخ کر پوری یونیورسٹی سر پر اٹھا لیتی مگر ضیاء نے مضبوطی سے اس کے لبوں پر اپنے ہاتھ جمائے تھے۔۔ نورین نے بھیگی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس

کی جانب دیکھا۔۔ (ذہن میں کچھ کلک ہوا اور بہت سی پرانی یادیں ایک ایک کر ذہن کے پردے پر لہرائیں تھیں)

"وائس رونگ ود یو نورین،، مسئلہ کیا ہے تمھارے ساتھ،، وہ اسے دیوار سے پن کرتا اس کے کان میں پھنکارا تھا۔۔ اس ظالم کی قربت بھی اسی کی طرح جان لیوا تھی۔۔ نورین کے آنسوؤں نے اس کا ہاتھ بھگویا تو اس نے تڑپ کر اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔۔ مگر چہرے پر وہی سرد مہری سی چھائی ہوئی تھی۔۔

"،،کوئی مسئلہ نہیں ہے میں بس اپنے گھر جانا چاہتی ہوں

تمھارا گھر،،؟؟ اب اس بکواس کا مطلب،،؟؟ اب یہ کونسا"
خبط سوار ہوا ہے محترمہ تمھارے سر پر؟ صحت دیکھی ہے
اپنی؟؟ وہ جھنجھلایا۔۔

کچھ نہیں ہوا ہے میری صحت کو،، آپ کو اور آپ کی ماں کو"
یہ بچہ چاہیے تو میں اپنی پوری جان لگا دوں گی اور یہ بچہ سہی
سلامت آپ لوگوں کے حوالے کر دوں گی،،، مگر میں اب ایک
پل بھی آپ کے گھر آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی،،، وہ اس
کی بے نیازی پر بھڑک اٹھی۔۔ ضیاء نے جھٹپٹا کر اسے اپنی
وحشی سی گرفت میں جکڑا تھا۔۔ کمر میں پیوست ہوتی اس کی

آہنی انگلیوں سے تکلیف میں مبتلا نورین بلبلا اٹھی تھی اور بری طرح مچلی۔۔ مگر اس پر تو رتی برابر بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔

ضیاء نے اس کا جبڑا اپنے ہاتھ میں دبوچا تھا۔۔

کیوں،،؟؟؟ اب کیا تکلیف ہے تمھیں آخر،،، کیا چاہتی" ہو،،؟؟ اب کیا ہو گیا ہے،،،؟؟ ضیاء کو لگا آج غم و غصے سے اس کی کوئی رگ ضرور پھٹ جائے گی۔۔

میری بات غور سے سنیں ضیاء حیدر،، آپ نے مجھ جیسی" مڈل کلاس لڑکی کو اپنی محبت ، اپنا اعتبار اور بھروسہ سب کچھ سونپا،، اور بدلے میں نورین سلطان آپ کو کچھ بھی نہیں دے

پانی... کچھ بھی نہیں.. اسی لئے میں شاید آپ کے قابل نہیں... مجھ جیسی آپ کو ڈیزرو ہی نہیں کرتی.. اسی لئے تو آپ مجھ جیسی مڈل کلاس کو اپنے ہی سرکل میں اپنے دوستوں میں اپنی بیوی کی حیثیت سے متعارف تک نہیں کروا سکتے.. اسی لئے شاید آپ کے دل سے اتر گئی ہوں.. آپ اپنے لئے اپنی جیسی کوئی اپنے سٹینڈرڈ کی ڈھونڈ لیں.. شاید جلد مل جائے کہ ہر وقت تو کوئی نا کوئی آپ کی گود میں گرنے کو تیار ہی رہتی ہے.. آپ کو اور آپ کی ماں کو صرف یہ بچہ چاہیے.. تو وہ آپ .....لوگوں کو مل جائے گا... اسی لئے مجھے جانے

وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پائی تھی۔۔ اس کے اس شدید رد عمل پر نورین ششدر سی رہ گئی۔۔ اتنے دنوں بعد خود پر اس کا اتنا جنون کب برداشت ہوا تھا۔۔ تبھی اس کی شدت برداشت کرنے کو آنکھیں زور سے بھینچے نورین نے اس سے تنگ آتے اس کے دل کے مقام پر اپنے نازک ہاتھ سے مکے برسائے تھے۔۔ مگر وہ تو آج اس کی شاید جان لینے پر تلا بیٹھا تھا۔۔ تبھی اس کی جان لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔ ضیاء اچھے سے اس کی جان لبوں پر لا کر نرمی سے پیچھے ہٹا تو وہ اس

کے سینے پر سر گرائے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی۔۔

لیکن دفعتاً ابھی اسے کچھ اور کہتی کہ انہیں کی کلاس کے لڑکے لڑکیوں کا ایک گروپ بہت اچانک اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ وہ سب ضیاء نورین کو اس کمرے میں یوں دیکھ کر بھونچکا رہ گئے جبکہ نورین کے چہرے پر یوں ہوائیاں اڑیں کہ وہ خوف کی شدت سے سفید پڑ گئی۔۔ دوسری طرف ضیاء حیدر بلکل مطمئن سا اس کے لرزتے وجود کو بانہوں کے حصار میں لیے کھڑا رہا۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں پر،،، ایک سنئیر سٹوڈنٹ نے انتہائی"
تیز اور کاٹ دار لہجے میں پوچھا تھا۔۔
پریگنینسی کی وجہ سے میری بیوی کی طبیعت خراب ہے تو"
اسے سنبھالتے ہوئے تسلی دے رہا تھا،،، کسی کو کوئی مسئلہ
ہے،،،؟؟؟ ضیاء نے سنجیدگی بھرے لہجے میں اطمینان سے کہا
تھا۔۔ نورین کو ایک زور دار دھچکا سا لگا تھا شرم و حیا سے خفت
زدہ سی وہ نگاہیں چراتے سر اٹھا کر ضیاء کے چہرے کی جانب
دیکھنے لگی۔۔ جبکہ اس کے اس انکشاف پر وہ سب حیران
ہوئے تھے۔۔

اب اگر طبیعت کچھ بہتر ہے تو گھر چلیں... ضیاء نے اپنی"
انگلیاں اس قدر سختی سے اس کے پہلو میں پیوست کیں تھیں
کہ وہ سسک سی پڑی مگر جانتی تھی اس لمس میں وارننگ ہے
کہ وہ کوئی بھی شوشا چھوڑے بغیر اب چپ چاپ اس کے
ساتھ گھر چلے..

تم نے پہلے کبھی بتایا نہیں ضیاء کے تمھاری شادی "
ذوالنورین سے ہوئی ہے... اسی سٹوڈنٹ نے دلچسپی سے انھیں
دیکھتے پوچھا تھا..

پہلے کبھی اپنے پرسنلز کو یونیورسٹی میں یوں الاعلان ریویل"
کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی مگر اب میری بیوی کو اس
بات سے بھی کچھ کنسرن ہو گئے ہیں تو اسی لیے.. ضیاء نے
کندھے اچکا کر لاپروائی سے کہتے اس کا ہاتھ تھاما۔۔ آج تو وہ
نورین کو قدم قدم پر حیران کر رہا تھا۔۔ اب اسے اپنی آج کی
باتوں پر شرمندگی سے دوچار ہونا پڑ رہا تھا۔۔ ضیاء اسے لئے روم
سے باہر نکلا۔۔

گاڑی میں تمام راستے بلکل خاموشی چھائی رہی۔۔ گاڑی حیدر
مینشن کے پورچ میں رکی تو نورین نے شکوہ کناں نگاہوں سے

اس کی جانب دیکھا جو بے تاثر چہرہ لیے گاڑی سے اتر کر اب اس کی سائیڈ پر آ کر اس کے لیے گاڑی کا دروازا کھول چکا تھا۔۔

ضیاء مجھے امی کی طرف چھوڑ آئیں،،، وہ منمنائی تھی۔۔ تب" ضیاء لال بھبھوکا چہرہ لیے کسی شیر کی طرح اس پر جھپٹا تھا۔۔ وہ اس کے اس جارحانہ تیور سے بوکھلائی کہ وہ آگے بڑھ کر اب سے اپنے بازوؤں میں اٹھا چکا تھا۔۔

ضیاء،،، ی،،،یہ،،، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر پھر ضیاء حیدر" کی ایک خونخوار گھوری پر الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے۔۔ طویل

لاونج کراس کر کے وہ کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر اسے اپنے کمرے میں لایا تھا۔۔ دروازے کی ضرب سے دھاڑ سے دروازا لاک کیا تو نورین کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔ اسے نیچے اتار کر ضیاء نے حجاب کے اوپر سے ہی اس کے بال اپنی مٹھی میں دبوچے تھے۔۔

"سسیی،،، درد کی شدت سے نورین سسک پڑی اور بھیگی آنکھیں سے اس کی وحشت بھری سرخ آنکھوں میں بے بسی سے جھانکا۔۔

پہلی اور آخری مرتبہ بول رہا ہوں دوبارا نہیں دہراؤں گا"

ذوالنورین ضیاء حیدر... میری یہ بات اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں اچھے سے بٹھا لو کہ اب تم نے اس گھر سے کہیں بھی جانے کی یا مجھے چھوڑنے کی بات بھی کی تو میں تمھاری زبان کھینچ لوں گا یا ادھیڑ کر رکھ دوں گا تمھیں... سمجھیں... وہ جنون خیزی سے اس کے چہرے کے قریب پھنکارا تھا۔۔ نورین کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا لگا۔ ضیاء پھر اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ کر پلٹنے لگا۔۔ مگر ضیاء کو اپنی جگہ پر جم جانا پڑا جب وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کے سینے سے لگی ضیاء کی کمر پر

اپنے ہاتھ باندھتی اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی۔۔ وہ اس کے سینے پر اپنا چہرہ رگڑتی اپنے آنسوؤں سے اس کی شرٹ بھگونے لگی۔۔

خدا کے لیے ضیاء۔۔۔ یا تو مجھے گھر چھوڑ آئیں یا پھر دل سے" معاف کر دیں۔۔۔ اس طرح ناراضگی کی مار مار کر بیچ امنجدھار مت لٹکائیں نہیں تو میرا دم گھٹ جائے گا۔۔۔ آپ کی اس لاپروائی اور سرد مہری سے مر جاؤں گی میں۔۔ وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔۔ ضیاء نے سکون سے آنکھیں موندے اس کے گرد اپنی بانہوں کا مضبوط حصار باندھا تھا۔۔ وہ تو کب سے اسے

معاف کر چکا تھا مگر اس کی بے اعتباری کی سزا بھی تو دینا بنتی تھی کہ آئندہ کے لیے کبھی وہ اپنے رشتے کو یوں بے اعتباری کی نذر کرتے داؤ پر نا لگا بیٹھتی۔۔ نورین کو پتہ ہی نا چلا کہ وہ نامحسوس انداز میں اسے بیڈ تک لایا تھا۔۔ یونہی اسے بانہوں میں قید کیے بیڈ پر بیٹھا۔ اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر اس کے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں پر سمیٹے تھے۔۔ نورین نے اس نامہرباں کی اس مہربانی پر بے قرار ہوتے اس کے وجیہہ چہرے کی جانب دیکھا۔۔ بوکھلائی تو وہ تب جب ضیاء نے بیڈ پر

لیٹتے اسے اپنے اوپر کھینچا تھا۔۔ وہ بھربھری مٹی کی طرح اس کے آہنی اور کشادہ سینے پر آ پڑی۔

"منانا چاہتی ہو مجھے... ضیاء نے گھمبیر لہجے میں کہتے اس کے چہرے پر بکھری بالوں کی لٹیں اس کے کان کے پیچھے اڑستے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔

"جی... بڑے میکانکی انداز میں کہا۔۔

"مناؤ... کہتے ضیاء نے آنکھیں موند لیں۔۔

"کیسے.. نورین نے اچنبھے سے پوچھا۔

"میرے اور اپنے لئے فیڈر بنا لاؤ... وہ جل کر بولا۔۔

مطلب..؟؟ وہ ہونق پن سے اس کی جانب دیکھے گئی۔۔ مگر"
پھر اس کی بات سمجھ جانے پر چہرے پر قوس و قزح جیسے رنگ
بکھرنے لگے۔۔

بیوی اپنے شوہر کو کیسے مناتی ہے؟؟ نہیں معلوم،، وہ"
گھمبیر لہجے میں بولا تو نورین اس کی بات کی تہہ تک پہنچ چکی تھی
کہ ضیاء کی سرسراتی انگلیاں اب اس کی پشت سہلانے لگیں
تھیں۔۔ تبھی نورین کا چہرہ بھی سرخ پڑ گیا مگر

معلوم ہے.. روٹھا ہوا شوہر 'ایک کِس' کی مار ہے... اس کی"
گردن پر اپنی شہادت کی انگلی سے لکیر کھینچتے وہ کافی رومانوی
لہجے میں بولی تو ضیاء کا دل گدگدایا۔۔

دین ڈو اٹ.. اور منا لو مجھے... اس نے لاپرواہی سے کہا تھا۔۔"
میں نے 'ایک کِس' کا کہا ہے.. اور وہ آپ یونیورسٹی میں"
لے بھی چکے اور مان بھی چکے... نورین نے اترا کر کہا تو ضیاء
نے ایک آبرو اچکا کر اسے دیکھا تھا۔۔ تب نورین متبسم سی مگر
بھیگی پلکیں لیے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔

معاف کر دیں مجھے... وعدہ کرتی ہوں آئندہ کبھی بھی اپنے"
رشتے اور محبت کو بے اعتبار نہیں کروں گی... کبھی بھی
نہیں.. چاہے کچھ بھی ہو جائے کتنی بڑی آزمائش بھی کیوں
ناں آئے مسز ضیاء حیدر کو اپنی محبت میں ثابت قدم پائیں گے
آپ... وہ کہتی گئی اور دو قیمتی آنسو ٹوٹ کر ضیاء کی گردن میں
جذب ہوئے.. مسیحائی سے بھرپور یہ خوبصورت الفاظ سکون در
سکون ضیاء کی رگوں میں اتر کر اس کے ہر درد کا مداوا کر گئے
تھے جیسے.. تبھی اس نے سکون سے آنکھیں موندے رکھیں..
پھر اسے ایک پھول سا مہکتا نرم مومی سا لمس اپنی چن اور

پورے چہرے پر محسوس ہوا تو ضیاء حیدر کا دل سینے سے جیسے پھڑپھڑانے سا لگا۔۔

نورین نے اس کے وجیہہ چہرے کو بغور دیکھا۔۔ پھر اسے گھورا جو خود کوئی پیش قدمی یا شرارت نہیں کر رہا تھا اور پھر شرارت بھرے انداز میں مسکرائی۔۔ ضیاء نے ہڑبڑا کر اپنی آنکھیں کھولیں تھیں کہ اس خون آشام بلا نے اپنے دانت اس کی چن پر گاڑھے تھے۔۔ ضیاء نے آئیبرو اچکا کر اسے دیکھا اور بہت اچانک کروٹ بدل کر اس پر حاوی ہو کر اب گڑبڑانے پر اسے مجبور کیا تھا۔۔

یہ کیا تھا... ضیاء نے اسے گھورا۔۔"

مجھے لگا آپ بیہوش ہو گئے تھے... آپ کو ہوش میں لا رہی" تھی... اس کی جیکٹ کے بٹنوں سے کھیلتی وہ اطمینان سے بولی۔۔

بلکل.. ابھی ثابت کر دیتا ہوں بیگم کہ میں نا صرف اپنے" مکمل ہوش گنوا بیٹھا ہوں بلکہ آپ کے ہوش ٹھکانے لگانے کا بھی پورا ارادہ کیے بیٹھا ہوں... ضیاء نے کہتے ایک انتہائی بے باک جسارت کرتے ساتھ میں چند ثانیے پھر سے اس کی سانس بند کر کے اس کی دھڑکنیں بری طرح منتشر کیں اور

اسے دن میں ہی چاند تارے دکھا دیئے تو وہ اب سچ مچ روہانسی ہونی تھی۔۔

ضیاء حیدر،، میری ہٹلر ساسو ماں لنچ پر ہمارا انتظار کر رہی ہوں" گی،،، اور آپ جانتے ہیں کہ وہ اپنے نادیدہ پوتے پوتی کو لے کر کتنی پُجی ہیں،،، اسی لئے شرافت سے ہٹیے اور مجھے باہر جانے دیں،،،، نورین نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹتے دانت پیس کر کہا تھا۔۔ مگر اسے اس چھوٹے سے حملے سے بلکل فرق نا پڑا۔۔

"تم میرے سامنے میری ماں کو 'ہٹلر' کہہ رہی ہو،،

رائٹ...؟؟ اس نے تصدیق چاہی۔۔ ساری باتوں میں جیسے ایک یہی بات قابلِ اعتراض لگی ہو۔۔

"نہیں،، میں دن دہاڑے ان کے بے شرم بیٹے کو اس کے بے باک ارادوں سے باز رکھنا چاہتی ہوں،،، نورین نے جھنجھلا کر کہتے اس سے فاصلہ قائم کرنے کی کوشش کی۔۔ مگر وہ بری طرح اسے اپنے آہنی حصار میں قید کر گیا۔۔

ضیاء،، مما کیا کہیں گی،،،؟؟؟ نورین نے بھرپور مزاحمت کی" تھی۔۔ کہ وہ اپنی جسارتوں میں اب حد سے بڑھ چکا تھا۔۔ نورین کی سانسیں دھونکنی کی طرح چلنے لگیں۔۔

یہی کہ ان کا بیٹا ان کی بہو پر اپنا بھرپور پیار نچھاور کرتا اس" کا کتنا خیال رکھ رہا ہے،،، اس کی گردن میں چہرہ چھپائے وہ خمار آلود لہجے میں بولا تھا۔۔ نورین کا اس کی شدتیں سہن کرنا دوبھر ہو گیا۔۔

آپ بہت خراب ہیں ضیاء حیدر،،، خود سپردگی کے عالم میں" اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے اس نے آنکھیں سختی سے

موند لیں تھیں۔۔ تبھی ضیاء نے مسکرا کر اس کے ماتھے پر سلگتے لبوں کا لمس چھوڑتے اس پر مکمل دسترس حاصل کی۔۔

****

آج کی صبح کچھ زیادہ ہی سنہری اور چمکدار تھی۔۔ گلاس کی کھڑکی پر کھڑے اپنے نم بالوں میں برش پھیرتے بابر کی جانب دیکھتے ریم کو تو کم از کم ایسا ہی لگا۔۔ اس نے پیچھے مڑ کر کمرے میں دیکھا جہاں بیڈ پر وہ شرٹ لیس کروٹ کے بل اس کی جانب پشت کیے لیٹا بہت گہری نیند میں تھا۔۔ ریم کے لبوں پر ایک آسودہ سی مسکان تھی۔۔ مگر پھر بہت اچانک یہ

مسکان انتہاء کی بوکھلاہٹ میں بدلی تھی جب اسے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی نوک کے ساتھ اپنے بابا کی فکر میں ڈوبی آواز سنائی دی تھی۔۔

"گڑیا۔۔۔ ناشتے کے لیے نیچے آجاؤ۔۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔۔۔"

نعمان علی بول کر نیچے جا چکا تھا۔۔ مگر ریم کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔۔ جلدی سے ڈریسنگ کے سامنے آکر اپنے بال جوڑے کی شکل میں لپیٹے مگر پھر آئینے میں اپنا ہی عکس دیکھ کر خود پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔۔ اس کے وجود پر موجود کچھ مخصوص نشانیاں گزری گزشتہ رات کی تمام کہانی چیخ چیخ کر بیان کر رہی

تھیں۔۔ ریم نے دانت کچکچائے اور پیچھے مڑ کر اس نواب کو دیکھا جو اب بھی گہری نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔۔ ریم جلدی سے اس کے سر پر آن پہنچی اور اس کا کندھا جھنجھوڑ ڈالا۔۔

"سبحان۔۔اٹھیں۔۔ جلدی کریں۔۔ بہت بڑا مسئلہ ہو گیا ہے۔۔۔"

ریم نے اسے پکارا۔۔ مگر وہ ٹس سے مس نا ہوا۔۔ ریم کو لگ وہ جان بوجھ کر نیند میں ہونے کا ڈرامہ کر رہا ہے مگر وہ یہ کب جانتی تھی کہ اس کی نیند ہی ایسی پکی تھی کہ پاس کھڑا کوئی ڈھول بھی پیٹ دیتا تو وہ اٹھتا نہیں تھا۔۔ ریم کو مزید طیش آیا۔۔ تبھی اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک در آئی۔۔ ریم

نے رات اس سے کچھ ڈیمانڈز کیں تھیں جنھیں وہ آنکھیں بند کر کے مانتا چلا گیا۔۔ اور اس سے پہلے وہ اٹھ کر مکرتا وہ اپنے ذہن میں آئے ایک خرافاتی پلان پر عمل درآمد ہوئی۔

وہ بہت گہری نیند میں تھا۔۔ایک بہت ہی سہانے خواب کی کیفیت میں ڈوبا جہاں ایک حسین سی وادی میں وہ اپنی پدی کے ہمراہ گھوم رہا تھا۔۔ تب جانے کیا ہوا ریم اسے بلند آواز "میں پکارنے لگی۔۔ مگر پھر بہت اچانک کانوں میں "کچر کچر کی ایک ہولناک آواز سنائی دی اور اس کی نیند بھک سے اڑی۔۔ وہ پوری طرح نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا۔۔ وہ بغیر دوپٹے

کے بھیگا تازہ اور مہکا سا وجود لیے پوری طرح اس پر جھکی ہوئی ہے۔۔ اور اس کے ایک ہاتھ میں کینچی اور دوسرے میں ایک عدد بالوں کی پونی موجود تھی۔۔ چہرے پر پراسرار اور خرافاتی قسم کی مسکراہٹ تھی۔۔ ریحان کا ہاتھ بڑے میکانکی انداز میں اپنے سر پر گھوما۔۔ اور اپنے بالوں کا بن سر سے غائب پایا۔۔ مگر ریم کو حیرت کا جھٹکا لگا کہ اس کے اس عمل سے ریحان کے ماتھے پر ایک شکن تک نا آئی تھی بلکہ وہ اطمینان سے اٹھ کر بیٹھا۔۔

ریم کے منہ سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔ جب ایحان نے اسے کھینچ کر گھمایا اور اپنی گود میں بٹھاتے اسے اپنی آہنی شکنجے میں جکڑا تھا ایحان نے اسے یوں گھمایا تھا کہ اب اس کی پشت ایحان کے سینے سے لگی تھی جبکہ ہاتھ سے پونی اور سیزر فرش پر گر چکی تھی۔۔

یہ کیا حرکت تھی،،، ریم نے بہت قریب سے چہرہ گھما کر" اسے گھورا۔۔ جس کے کہیں سے چھوٹے کہیں سے بڑے بال اب بہت عجیب لگ رہے تھے۔۔

تمھیں میرے ان لمبے بالوں سے بیر تھا مجھے تمھاری اس پتلی" کمر سے دشمنی ہے،،، تو تم نے میرے بال کاٹے،، اسی کارنامے کے ری ایکشن پر میں ابھی اسی وقت تمھاری اس کمر کی چٹنی بناؤں گا تو حساب برابر ہوگا،،، انتہائی بے باکی سے خمار آلود لہجے میں کہتا وہ اپنے سلگتے لبوں سے اس کی کمر شدت سے سہلانے لگا تو اسے واپس رات والے روپ میں آتے دیکھ ریم کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔

ایحان نہیں کریں ناں،،، ایک مسئلہ ہو گیا ہے،،، ریم نے" رونے والے انداز میں کہا تو اب کی بار اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔

کیا ہوا ہے میری جان کو،،،؟؟ کسی بچی کی طرح پچکارتے" ایحان دلشیر نے اپنی منمانی جاری رکھی۔۔ تو ریم گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔ لیکن پھر جلدی سے اس کی جانب گھومی اور اسے اپنے مسائل سے آگاہ کیا۔۔

بابا بریک فاسٹ پر بلا رہے ہیں،،، آپ پلیز اس کھڑکی سے" واپس چلیں جائیں ناں،، وہ کیا سوچیں گے،، اگر آپ کو اس

روم میں... میں کیسے..؟؟؟ اور یہ سب....؟؟؟ ریم نے رونے والا منہ بناتے اپنی گردن اور اپنے وجود کی جانب اشارہ کیا۔۔

ایحان نے دانتوں تلے لب دبا کر اس احمق کی حماقت پر بمشکل چہرے پر امڈ آنے والی مسکراہٹ ضبط کی۔۔

"تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے بیوی... میں کیوں چوروں کی طرح کھڑکی سے واپس جاؤں.. ایحان نے کہتے اب سنجیدگی سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا۔۔ اور اٹھ کر اپنی شرٹ پہنی۔۔ "کچھ نہیں سوچیں گے وہ... بلکہ ہمیں ایک ساتھ ہنسی خوشی دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہی ہوں گے... ویسے انھیں میری آمد کا

بھی علم ہے... تم سکارف اچھے سے اوڑھ کر آجاؤ... میں نیچے جا رہا ہوں بابا کے پاس... ایحان نے اس کی ہر مشکل چٹکیوں میں اڑائی تھی۔۔

فریش نہیں ہونا آپ نے... وہ اپنے سر پر اب رومال باندھ رہا" تھا جب ریم نے آہستگی سے پوچھا۔۔

...فریش ہو کر فجر ادا کر کے سویا تھا میں. سست پدی چڑیل" ایحان نے کہا تو اس کے ماتھے پر بل آئے۔۔

آپ نے پھر مجھے پدی چڑیل کہا..؟؟ باڈی بلڈر چوہے... ریم" نے چھوٹی سی ناک چڑھا کر فوری بدلا لیا تو وہ اس کو مزہ چکھنے

اس کی جانب لپکا مگر وہ چھپاک سے ڈریسنگ میں گھس گئی تھی۔۔ وہ مسکراتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

وہ جب سکارف اچھے سے اوڑھے نیچے ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی تو ایحان اور بابا خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔ واقعی ریم کو آج اپنے بابا بے حد خوش نظر آ رہے تھے۔۔ وہ آسودگی سے مسکراتی بابا کے ساتھ رکھی کرسی پر آن بیٹھی۔۔ ایحان نعمان علی سے شاید کوئی بات منوا رہا تھا۔۔ نعمان علی جس سے مسلسل انکاری تھے۔۔

یہ میرا آخری فیصلہ ہے بابا کہ آپ ہمارے ساتھ دلشیر مینشن"
...شفٹ ہو رہے ہیں... اور آپ کو یہ بات ماننا ہی پڑے گی
ایک بیٹے کی دھونس سمجھیں یا زبردستی... بہت عرصہ ہم نے
یتیموں اور مسکینوں والی زندگی گزاری ہے.. آپ ہمارے ساتھ
رہیں گے تو ہمیں ایسا ہی لگے گا جیسے ہمارے سر پر کوئی بڑا
موجود ہے.. جیسے اب ہم یتیم نہیں ہیں... ریحان نے اب کی
بار سنجیدگی سے انھیں قائل کرنے کی کوشش کی۔ اس کے
الفاظ ایسے تھے کہ نعمان علی کو خاموش ہو جانا پڑا۔۔ جبکہ ریم
کا چہرہ خوشی بھری چمک سے کھل اٹھا تھا۔۔

...بابا ایحان بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں... پلیز مان جائیں ناں"
مگر ریم... نعمان علی نے کچھ کہنا چاہا۔۔"
کوئی اگر مگر نہیں... آپ بس ہمارے ساتھ چلنے کی تیاری
کریں... ایحان نے حتمی لہجے میں کہہ کر بات ختم کی۔۔ اور
کن اکھیوں سے اپنی شہزادی کی جانب دیکھا جو اب کسی چڑیا کی
طرح اپنے بابا کے پہلو میں بیٹھی چہک رہی تھی۔۔ اس کی الوہی
مسکراہٹ سے ایحان کے دل و روح میں سکون در سکون اترا
تھا۔۔

ایک ماہ پہلے الیاس صاحب اور سحر زمر (سحر کی بڑی بہن) کے ہمراہ گھر واپس آئے تھے۔۔ جیسے زمر کو سسرال کی جانب سے گھر سے نکال دیئے جانے پر در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیا گیا تھا تو ایسی حالت میں وہ عدت میں تو بیٹھ ہی نہیں پائی تھی۔۔ اور جب سے اس گھر میں آئی تھی تب سے اس کو دیئے گئے اس کے کمرے میں ہی بند رہی۔۔ وہ بھی کافی کم

عمر تھی۔۔ مگر زمانے کی سرد و گرم سے واقفیت حاصل کر لینے کے بعد سحر سے کئی زیادہ سمجھدار اور میچیور تھی۔۔ اس ایک ماہ میں سحر بھی بہن کے ساتھ ہی چپکی رہی اور اسی کے کمرے میں ڈیرے ڈالے رکھے۔۔ کیونکہ زین بری طرح اپنے ایگزیم میں مصروف رہا اسی لئے اس نے بھی سحر کو زیادہ چھیڑنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ کہ وہ چاہتا تھا ایگزیم سے فارغ ہو کر باقاعدہ اپنے ڈیڈ الیاس صاحب کا بزنس جوائن کر کے ہی اپنی پریکٹیکل لائف کا سنجیدگی سے آغاز کرے۔۔ تاکہ وہ سحر کو اپنا مکمل و بھرپور وقت اور توجہ دے سکے۔۔ ایگزیم سے

فری ہو کر پورا ایک ہفتہ آرام کر لینے کے بعد وہ ابھی ابھی آفس سے گھر واپس آیا تھا۔۔ الیاس صاحب نے اسے کمپنی کے سی ای او کے عہدے پر فائز کیا تھا۔۔ وہ سیٹی پر شوخ سی دھن گنگناتا لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔

اس نے لاؤنج میں قدم رکھا مگر پھر ٹھٹھک کر رک جانا پڑا کہ جو کچھ سامنے سے سننے کو ملا اسے سن کر اس کا خون کھول اٹھا تھا۔۔

بہت بہت شکریہ ملحق بیٹے،، تم نے شروع دن سے میرا" بہت ساتھ دیا،،، الیاس صاحب تو بیٹے کی ہٹ دھرمی کی وجہ

...سے بولا گئے تھے جو ایسے غلط سلط فیصلے کرنے پر تل گئے مگر صد شکر کے میں نے تمھیں زین اور سحر کے نکاح کے بارے میں بہت پہلے ہی ساری حقیقت بتا دی اور تم نے زین کا دماغ ٹھکانے لگانے میں میری اتنی مدد کی... عابدہ بیگم کا لہجہ تشکر سے بھرپور تھا۔۔

اٹس اوکے آنٹی... یہ تو میرا فرض تھا... زین میرا دوست نہیں" میرا بھائی ہے اور سحر مجھے چھوٹی بہنوں کی طرح عزیز ہے.. میں چاہتا ہوں وہ ہمیشہ ہمیشہ خوش رہیں اور ایک پرفیکٹ خوشحال ترین کپل بن کر زندگی گزاریں... ملحق بڑے سکون سے کہہ رہا

تھا۔۔ تب زین نے آگے بڑھ کر اس کے جبڑے پر مکا برساتے اسے بلبلانے پر مجبور کر دیا۔۔ عابدہ بیگم بھی اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئیں تھیں۔۔

تمھارے پرفیکٹ کپل کی تو ایسی کہ تیسی خبیث بیغرت"

انسان،،، اور جو اتنے دن میرا اتنا خون جلایا اس کا حساب کون دے گا،، الو کے پٹھے،،، ملحق چھت پھاڑ قہقہے لگاتے اب آگے آگے تھا اور زین کے ہاتھ میں جو چیز آ رہی تھی وہ اس پر برسا رہا تھا۔۔ مگر وہ بڑی سرعت سے اسے چکما دیتا اس کا ہر نشانہ خطا کر رہا تھا۔۔

او گاڈ میں بتا نہیں سکتا تمھاری جلی بھنی سڑی ہوئی شکل" دیکھ کر میں کتنا انجوائے کرتا رہا ہوں،،،بابابابا،،، ملحق اسے مزید ٹیز کیے گیا۔۔ زین نے ٹیبل سے واس اٹھا کر دانت کچکچاتے ملحق کے سر پر پھوڑنا چاہا تھا۔۔

زین انسان بنو یہ کیا بیہودگی ہے،،، عابدہ بیگم نے چلا کر کہتے" اپنا سر پکڑ لیا۔۔ تب ملحق نے زین کی جانب فلائنگ کس اچھالتے وہاں سے بھاگ کر ہی اپنی جان بچانے میں عافیت سمجھی تھی۔۔ وہ قہقہہ لگا کر لاونج سے باہر لان میں آیا تھا۔۔ پورچ میں اپنی گاڑی کی جانب قدم بڑھاتے اس کی نگاہیں ایک

منظر پر آ کر جم سی گئیں تھیں۔۔ وہ پورچ کی جانب مڑتے مڑتے لان کے دائیں طرف بنے پول کی جانب چلا آیا جہاں سحر سفید فراک اور ٹراؤزر میں سفید دوپٹہ سر پر اوڑھے کین کی کرسی پر براجمان لان کے پھولوں کی جانب دیکھتی جانے کونسی دنیا کی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔۔ اس کا دوپٹہ اس کے آدھے گال کو کور کیے ہوئے تھا تو ملحق کو یہی لگا کہ وہ سحر تھی۔۔

"اسلام و علیکم۔۔۔ سحر گڑیا، یہاں ایسے کیوں بیٹھی ہو۔۔۔ کوئی ۔۔۔۔۔۔۔پریشانی ہے کیا۔۔؟؟؟ اپنی پریشانی اپنے بھا

میں سحر نہیں ہوں،،، انتہائی درشتگی سے کہا گیا تھا۔۔ ملحق" اپنی جگہ پر ساکت ہوا تھا۔۔ زمر جو کمرے میں دل گھبرانے پر باہر لان میں چلی آئی تھی اس شخص کو اپنے پاس پاتے طیش و اشتعال سے جھنجھنا اٹھی جو اس کی بہن کا گھر خراب کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔ (الیاس انکل کے ارادے جان کر تو اس کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی جیسے) تبھی اس سے باز پرس کرنے کی ٹھانی۔۔

زمر نام ہے میرا،،، سحر کی بڑی بہن ہوں میں،،، اور آپ" ملحق ہیں ناں زین بھائی کے دوست،،؟؟؟ وہ اس کی جانب

گھومی تو ملحق کو اپنی نگاہوں کے سامنے اپنی دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد آج پہلی مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ سینے میں مردے کی طرح پڑے دل نے اپنی موجودگی کا احساس بڑے انوکھے اور اچھوتے انداز میں دلایا تھا۔۔ سفید لباس میں وہ سفید پری آسمان سے اتری کوئی پاکیزہ ترین مخلوق لگی تھی اسے کہ ملحق سانس تک لینا بھول گیا تھا جیسے۔۔

جی میں ملحق ہوں۔۔۔ وہ بس اتنا ہی بول پایا تھا۔۔"

معاف کیجئے گا.. مگر میاں بیوی میں پھوٹ ڈال کر انھیں"
الگ کرنے کی سازش کا کام تو شیطان کا ہوتا ہے... اور آپ
شکل سے تو اچھے خاصے شریف اور سلجھے ہوئے گھرانے کے
لگتے ہیں مگر... زمر نے اپنے گلابی لب آپس میں بھینچ کر کوئی
بہت برا یا سخت لفظ کہنے سے خود کو روکا تھا جبکہ ملحق بڑی توجہ
اور دلچسپی سے اس کا من موہنا معصوم غصیلا چہرہ دیکھے گیا۔۔
آپ کو شاید علم نہیں تو اچھے سے کان کھول کر سن لیں"
میری بہن زین الیاس کی بیوی ہے... اسی لئے آج کے بعد
میں آپ کو سحر کے ارد گرد بھی پھٹکتے ہوئے ناں دیکھوں.. اپنی

ٹھرک کہیں اور جا کر جھاڑیں تو بہتر ہوگا... نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا... وہ غصے سے غراتی اسے دنیا کی حسین ترین لڑکی لگی تھی.. گلابی لبوں سے یوں جیسے پھول برس رہے تھے..

زین اس کے پیچھے لان میں آیا تو ملحق کی درگت بنتے دیکھ (زمر کی پشت پر کھڑے ہو کر دور سے ہی) اس کی اس قدر شاندار بے عزتی پر ہاتھ اوپر نچا نچا کر بھنگڑا ڈال کر ملحق کی روح تک تڑپا گیا.. ملحق نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کے پیچھے ناچتے زین کو گھورا..

ایک شرط پر میں زین اور سحر کا پیچھا چھوڑ سکتا ہوں۔۔۔ ملحق"
نے اس کا صبیح چہرہ بغور دیکھتے سنجیدگی سے کہا تو زین کو بھی
اپنی جگہ تھم جانا پڑا۔۔ زین کو حیرانگی ہوئی تھی۔۔ ملحق نے
اسے وضاحت دینے کی بجائے یہ بکواس کیوں کی تھی۔۔ ؟؟
کیسی شرط۔۔۔ زمر نے کاٹ دار لہجے میں پوچھا۔۔"
ابھی آپ نے بتایا کہ سحر بھابھی تو زین کی بیوی ہے تو میرا تو"
بری طرح دل ٹوٹ گیا ہے ناں۔۔۔ میں جو اس گھر سے آس لگا
کر بیٹھا تھا کہ یہاں سے اپنی بیوی لے کر جاؤں گا اب بدلے
میں آپ کو مجھ سے شادی کرنا ہوگی۔۔۔۔ ملحق نے اطمینان سے

کہا۔۔ زمر کے سر پر سات آسمان گرے حیرت و صدمے سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا جبکہ زین بھی ٹھٹھک سا گیا تھا۔۔ سنجیدگی سے اپنے دوست کی آنکھوں میں جھانکا جہاں اسے دھنک کے وہ سات رنگ نظر آئے جو آج سے پہلے کبھی نظر نا آئے تھے۔۔

"آپ،،،؟؟؟؟ انتہا کے گھٹیا،،، اور چیپ انسان ہیں،،، میں زین بھائی کو بتاؤں گی کہ آپ کا گھٹیا دوست،،،، وہ زخمی بپھری شیرنی بن کر دھاڑی تھی مگر۔۔

"اششششش،،، ملحق نے انگلی اٹھا کر اسے خاموش ہونے پر مجبور کر کے اس کا لال بھبھوکا چہرہ دلچسپی سے دیکھا۔۔ "زین

کو بتائیں یا اس پوری دنیا کو،،، مگر میرا دل کہہ گیا ہے کہ یہ کاتب تقدیر کا فیصلہ لوح کرتاس پر محفوظ ہو گیا ہے کہ آپ کو ،،،صرف اور صرف ملحق لاشاری کا ہونا ہے

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔۔ مسکراتا ہوا اطمینان سے اپنی گاڑی تک گیا اور بہت جلد گاڑی وہاں سے نکال لے گیا۔۔ زمر نے اپنی مٹھیاں بری طرح بھینچیں اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

زمر،،، زین جو پتھر بنا کھڑا تھا ہڑبڑا کر تیزی سے اس کے" سامنے آیا تھا۔۔

زین بھائی وہ.. وہ آپ کا دوست... وہ صدمے کے مارے"
کچھ بول بھی نہیں پائی تھی--
میں نے سن لیا زمر... تم فکر مت کرو... تمھارا بڑا بھائی تمھارا"
.. محافظ ہوں میں.. تمھارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا
زین نے شفقت بھرے انداز میں اس کے سر پر ہاتھ رکھا-- تو
وہ دوپٹے کا پلو چہرے پر رکھے رونے لگی-- زین نے ایک
گہری سانس بھری اسے بازو کے حلقے میں لیا اور اسے اس کے
کمرے میں لایا-- سحر جو اس کے لیے پاستے کا باؤل ٹرے میں

رکھے کمرے میں داخل ہوئی تھی زمر کو یوں روتے دیکھ تڑپ اٹھی۔۔

آپی۔۔۔ کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔؟؟ ابھی تو میں بلکل ٹھیک چھوڑ" کے گئی تھی آپ کو۔۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر زمر کے پاس گئی تو زمر سحر کے گلے لگ کر پھر سے بلک بلک کر رونے لگی۔۔ "آپ۔۔۔ آپ نے کچھ کہا ہے آپی سے۔۔۔ سحر نے کاٹ دار سے لہجے میں اتنے دنوں بعد زین کو یوں ڈائریکٹ مخاطب کیا تو اس کے لہجے پر زین نے اس کی

ہمت کو داد دیتے ایک آبرو آچکا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

زمر نے سحر سے الگ ہوتے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے تھے۔۔

کسی نے کچھ نہیں کہا مجھے،،، اور یہ تم زین بھائی سے کس" لہجے میں بات کر رہی ہو،،، زمر نے الٹا سحر کو ڈانٹ پلائی تو وہ ہونق بنی زمر کو دیکھنے لگی۔۔

سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا زمر،، یہ تمھارے بڑے بھائی کا" وعدہ ہے کہ میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا،،، اور سحر تم اپنے روم میں شفٹ جاؤ اب،، پڑھائی کا بھی کافی حرج ہو رہا ہے،،، زمر کی فکر کرنے کو اس کا بھائی موجود ہے،،، تم اپنی

زمہ داریوں پر توجہ دو،،، زین نے بے تاثر لہجے میں کہتے حساب بے باک کیا تھا۔۔ سحر گڑبڑا کر انھیں پیروں کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔

زین کافی دیر زمر کے پاس بیٹھا ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس کا دھیان بٹانے میں کامیاب ہو گیا۔۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ کمرے سے باہر نکل کر سیدھا اپنی ماں کے پاس گیا۔۔ انھیں سحر کے متعلق چند ضروری ہدایات دے کر وہ گھر سے باہر نکل گیا تھا۔۔

وہ ملحق کے ہی گھر میں انھیں کے لاونج میں اس پر لاتوں اور گھونسوں کی برسات کیے ہوئے تھا اور وہ قہقہے لگاتا اس سے بچنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔۔

تیری ہمت کیسے ہوئی پہلے میرے خلاف سازش کی میرا سارا" خون جلا ڈالا اور پھر آج تجھ میں اتنی ہمت کہاں سے آئی کہ میرے ہی گھر میں کھڑے ہو کر میری ہی بہن کو ہراس کر کے آیا ہے تو... زین اسے بری طرح دبوچے ہوئے تھا۔۔ مگر

پھر ملحق نے تیزی سے اپنا بچاؤ کیا اور لاونج میں داخل ہوئی اپنی ماں کی پشت پر چھپ گیا۔۔

تمھارے ہاں پرپوز کرنے کو ہراس کرنا کہتے ہیں زین"

الیاس... اس نے چٹخارا بھر کر کہا تھا۔ جہاں زین اس کی بات پر بھونچکا رہ گیا وہیں ملحق کی ماں ندا لاشاری کے پاؤں زمین پر ہی نہیں ٹک رہے تھے۔۔ بلکہ اسی لمحے لاونج میں ملحق کے پاپا جمشید لاشاری بھی داخل ہوئے تھے اور وہ بھی خاصے خوش دکھائی دے رہے تھے۔۔

زین بیٹا ہم بہت بہت خوش ہیں،،، اکلوتا ہونے کی وجہ سے "
ہم تو کافی عرصے پہلے ہی اس کی شادی کر دینا چاہتے تھے مگر
یہ ہی پروں پر پانی ہی نہیں پڑنے دیتا تھا،،، آج کتنا مبارک
دن ہے ہمارے لیے کہ اس نے سامنے سے آ کر اپنے منہ
سے قبول کیا ہے کہ یہ کسی کے لیے اپنے دل میں فیلنگ
،،، محسوس کر رہا ہے،، اور شادی بھی صرف اسی سے کرے گا
میں اور تمھارے انکل بہت بہت خوش ہیں،،، اس نے بتایا
لڑکی تمھاری بیوی کی بہن ہے،،، اسی لئے اب اس سے آگے تو
بات تمھیں ہی بڑھانی ہوگی بیٹا،، ہم مزید انتظار نہیں کرنا

چاہتے،،، ندا لاشاری بہت دھیمے اور مہرباں سے لہجے میں کہتے صوفے پر بیٹھی تھیں۔۔ جبکہ زین ہکا بکا سا ملحق کی جانب دیکھے گیا۔۔ یونیورسٹی میں کبھی اس نے کسی لڑکی سے فالتو بات تک نہیں کی تھی۔۔ مطلب اب اس وقت وہ اپنی فیلنگز کو لے کر اس قدر سنجیدہ تھا کہ اس نے گھر آتے ہی اپنے ماں باپ سے بھی بات کر ڈالی تھی۔۔

ویٹ آ منٹ آنٹی،، مجھے نہیں معلوم ملحق نے آپ لوگوں کو" زمر کے متعلق تمام ڈیٹیلز بتائی ہیں کہ نہیں،، مگر کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے میں آپ کو صاف صاف الفاظ میں یہ بات

بتا دینا چاہتا ہوں کہ زمر ایک بیوہ لڑکی ہے،،، شوہر کی وفات کے بعد اس کے دقیانوسی جاہل سسرال والوں نے اسے گھر ،،،سے نکال دیا تھا

زین نے ایک ہی سانس میں تمام تفصیل بتا دی اور ان تینوں کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا جن میں انھیں اس بات سے بھی رتی برابر فرق محسوس نہیں ہوا تھا۔۔

زین بیٹا،، ملحق ہمیں ساری ڈیٹیل بتا چکا تھا،، اور ہمیں اس" چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا،،، یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا،، اس کے شوہر کی زندگی اتنی سی ہی تھی،،، باقی اللہ تعالیٰ اس کے

سسرال جیسے جاہلوں کو نیک ہدایت دے،،، ہمیں بس بچی سے مطلب ہے،،، اور کچھ نہیں چاہیے نا کسی چیز سے فرق پڑتا ہے،،، اب کی بار جمشید لاشاری نے مسکرا کر کہتے زین کی جانب دیکھا تو زین کے لبوں کو بھی آسودہ سی مسکراہٹ نے چھو لیا۔۔

وہ تمام معاملات پر بات کر کے بے انتہا خوش ہو کر وہاں گھر واپس لوٹا تھا۔۔

وہ ڈنر کے وقت گھر آیا تھا تو سب ڈنر کی ٹیبل پر اس کے منتظر تھے۔۔ اس کی ہدایت کے مطابق اس وقت سحر کاپر کلر کے نیٹ کے دیدہ زیب ڈریس میں سجی سنوری سی اس کے سامنے بیٹھی اس کے دل کے تار ہلا گئی تھی۔۔ ڈائننگ ٹیبل پر عابدہ بیگم، الیاس، زمر اور سحر موجود تھے۔۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔۔ سب نے نوٹ کیا تھا آج زین کچھ زیادہ ہی چہک رہا تھا۔۔ کھانے سے سب سے پہلے زمر نے ہی ہاتھ کھینچا تھا۔۔ وہ اپنے کمرے میں گئی تو زین نے سحر کو آہستگی سے ایک مرتبہ پھر اپنے کمرے میں جانے کی ہدایت کی اور خود عابدہ اور

الیاس صاحب کے ہمراہ ان کے کمرے میں چلا گیا۔۔ ایک ماہ پہلے ہی عابدہ بیگم کی بدولت الیاس صاحب اور زین کے بیچ کا بھی تمام من مٹاؤ اور غلط فہمیاں دور ہو گئیں تھیں۔۔ تبھی آج زین نے ملحق کے والدین سے ہوئی تمام بات عابدہ بیگم اور الیاس صاحب کو بتا دی تھی۔۔ یہ بات سن کر وہ بھی بے انتہا خوش ہوئے تھے۔۔ زمر کی جانب سے اتنے بہترین سبب کے پیدا کر دیئے جانے پر اپنے رب کریم کا جتنا شکر بجا لاتے کم تھا۔۔ اسی لئے عابدہ بیگم تو شکرانہ پڑھنے لگیں جب کہ الیاس صاحب کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا کہ جاں سے

عزیز مرحوم دوست کی یتیم بچیوں کا فرض اتنی خوش اسلوبی سے طے پا جائے گا سوچا نہیں تھا۔۔

زین انھیں خوش باش چھوڑ کر خود بھی مسکراتا ہوا اپنے کمرے میں داخل چلا آیا تھا۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو اگلا منظر انتہائی غیر متوقع تھا کہ وہ کھڑکی پر کھڑی باہر اندھیرے میں کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے اس وقت رونے کا شغل فرما رہی تھی۔۔ زین ایک گہری سانس

بھرتا قدم قدم چلتا اس کی پشت پر اس کے بہت قریب آن رکا تھا۔۔

رو کیوں رہی ہو۔۔ میں ہوں ناں۔۔" وہ کھڑکی کے پاس کھڑی" خاموش آنسو بہا رہی تھی جب زین نے نرمی سے اسے تھامتے ہوئے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔ زین کے ہاتھ اس کے بازوؤں پر تھے۔ سحر نے کچھ لمحے نم آنکھوں سے زین کو دیکھا پھر بے اختیار اس کے سینے سے لگتی ٹوٹ کر رونے لگی۔۔

زین اس کی پشت کو نرمی سے سہلانے لگا۔

یہ وہ لمحہ تھا جب اسے شدت سے احساس ہوا کے وہ پہلے والی احمق اور بونگیاں مارتی سحر کو بہت ہی زیادہ مس کر رہا تھا۔ وہی ضدی،، حماقتیں سرزد کرتی ضدی سی سحر کو۔۔

"میری آپی کا اب کیا ہوگا۔۔۔؟" وہ زین سے سوال کر رہی تھی۔۔ کافی دنوں سے اس سے خود سے ہمکلام نہیں ہوئی تھی۔۔ اب جب ہوئی تو لبوں پر زمر کا نام تھا۔۔

"ان شاءاللہ اچھا ہی ہوگا۔۔۔ تم فکر مت کرو،، میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا،، ہم زمر کی دھوم دھام سے پھر سے شادی کریں گے لیکن پہلے تم رونا بند کرو،،،" زین نے نرمی سے اس

کی پیٹھ تھپکی اور اس کے چہرے سے آنسو اپنے لبوں سے چنے تو سحر ہوش میں آتی جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔ اس کا دور ہونا زین کو بری طرح چبھا تھا۔۔

"میں آتی ہوں۔۔۔" وہ نگاہیں چراتی زین سے فرار چاہتی تھی ایک ان چاہی قربت نے دل بھاری کیا تھا۔۔ وہ مزید اداس ہو گئی۔۔

"سب اپنے اپنے کمروں میں ہوں گے۔۔۔ اتنی رات کو کسی کو بھی ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں ہوگا۔۔" اس نے دانستہ طور پر سحر کا ہاتھ پکڑتے روکا۔

میں آپی کے ساتھ سوؤں گی۔۔۔" وہ کلائی چھڑوانے لگی تھی۔"

زین ہلکا سا مسکرایا۔ اس کا احتجاج کرتا روپ من موہنا لگا۔۔

کچھ وہ عام حلیے سے ہٹ کر اب کاپر کلر میں چاندی کی طرح دمک رہی تھی تو نازک سراپا مزید دلکش اور پرکشش لگ رہا تھا۔۔

کیوں۔۔؟ اسے مزید پریشان کرو گی۔۔۔ وہ تمہاری ہمدردی کو غلط" سمجھے گی۔۔ اور اس بات سے پریشان ہو گی کہ صرف اس کی وجہ سے تمہارے ازدواجی تعلقات صحیح نہیں ہیں۔۔ مزید ٹینشن دینا چاہتی ہو اسے۔۔۔اسی لئے کہہ رہا ہوں خاموشی سے آؤ اور بیڈ پر سو جاو۔۔۔" بیڈ کے قریب لاتے زین نے سحر کی کلائی

چھوڑی تو وہ لب دباتی پاؤں کی انگلی سے کارپٹ کھروچنے لگی۔۔ پھر آہستگی سے بیڈ کے کنارے پر بیٹھتے پھرتی سے کمفرٹر سر تک تان کر لیٹ گئی۔ اس کی عجیب سی حرکت پر زین گہرا مسکرایا۔ ننھی سے چڑیا پر سمیٹ رہی تھی کہ آیا کسی باز کے شکنجے میں نا پھنس جائے۔۔ زین بیڈ کے دوسرے کنارے پر لیٹا کچھ لمحے چھت کو دیکھنے کے بعد گردن موڑ کر اپنے پہلو میں لیٹی اس چھوٹی سی لڑکی کو کچھ سوچتے دانتوں تلے لب دبائے پھر اگلے ہی لمحے اس کے اوپر سے کمفرٹر کھینچ دیا۔۔ اس اچانک حملے کے لیے سحر تیار نہیں تھی۔اسی لیے بڑی طرح

بوکھلا کر بیڈ کے کنارے سے مزید پرے کھسکی۔۔ اور اس سے پہلے وہ نیچے گر کر فرش کو سلامی پیش کرتی زین نے اس کے بازو کو کھینچتے دوسرا ہاتھ کمر میں لپیٹ کر اپنی جانب کھینچا تو لمحے میں وہ اس کے سینے پر منتقل ہوتی سانس روکے زین کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے گھورنے لگی۔۔ زین نے اس کی پھٹی آنکھوں کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھتے کمر پر گرفت مضبوط کی اور دوسری انگلی سحر کے پہلو پر رکھتے ہلکے سے دبائی۔۔ زین کی مدہوش آنکھوں میں اس وقت خماری اتری ہوئی تھی۔۔ سحر کو اپنے پہلو پر زین کی ٹھنڈی انگلی کا لمس محسوس کرتے اچانک

سارے جسم کا خون چہرہ پر سمٹتا محسوس ہوا اور جسم کا رواں رواں کھڑا ہو گیا۔۔

کیا ہوا۔۔؟" زین اس کی بدلتی رنگت اور ماتھے پر پسینہ دیکھتے" سیدھا ہونے لگا لیکن سحر کے جواب پر چونکا۔

دد۔۔دل باہ۔۔ر آرہا ہے۔۔۔" معصومیت سے کہا گیا جملہ مقابل" پر کس طرح بھاری پڑا ہوگا اس کا اندازہ سحر کو نہیں تھا۔۔

کیوں باہر آرہا ہے۔۔۔؟" زین نے دلچسپی سے پوچھا۔"

پتا نہیں۔۔۔" وہ واقعی گھبرا رہی تھی۔۔ اسی لئے سانس بھی" گہرے گہرے بھرنے لگی۔۔

لاؤ مجھے دکھاؤ... میں دل چیک کرتا ہوں..." کہتے ساتھ زین" نے اس کا دوپٹہ ہٹاتے اس کی گلابی گردن کو چھوا ہی تھا کہ وہ چیخ مارتے دونوں ہاتھ اپنے گلے پر رکھ گئی۔۔ آنکھیں اور باہر ابلنے کو ہوئیں۔۔

اششش... پاگل لڑکی اتنی زور سے چیخو گی تو بدنام ہو جاؤں گا" میں.. کوئی سنے گا تو کہے گا کم سن حسینہ کے ساتھ جانے کونسی جنگ لڑی رہا ہوں.." زین نے اسے ہلکا سا ڈپٹا۔۔

چیک کرنے دو.. تاکہ معلوم ہو دل کو کیا ہو رہا ہے.. کہیں" اور زیادہ خرابی نہ ہو جائے..." ایک مرتبہ پھر شرارت سے زین

نے اس کے ہاتھ ہٹانے چاہے تو سحر خوفزدہ ہوتی اور مضبوطی سے ہاتھ جکڑ گئی۔

نن.. نہیں چیک کروانا.. مجھے معلوم ہے کیا ہوا ہے.." وہ" اس پر سے اٹھنا چاہتی تھی پر زین کی پکڑ سخت دیکھ بے بسی سے زین کو دیکھنے لگی۔

مجھے بھی بتاؤ.. کیا ہو رہا ہے دل کو ؟ کیوں بابر آرہا" ہے...؟" اس نے معصومیت کے تمام ریکارڈ قائم کرتے پوچھا جواباً سحر نے غصے سے زین کو گھورا۔

آپ کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے میرے ساتھ،،،" اس نے نم "
لہجے میں جواب دیا۔

میری وجہ سے کیوں،،،؟" وہ مزید انجان بنا۔۔"

آپ،،،، ڈرا رہے ہیں مجھے،،،" وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی اس"
لیے بے بسی سے زین کے سینے پر ماتھا ٹکا دیا۔ اپنی ہنسی کا
گلا گھونٹتے زین نے کروٹ بدلی تو اس مرتبہ سحر نیچے اور زین
اس کے اوپر حاوی ہو گیا۔ سحر ایک بار پھر پوری آنکھیں کھولے
زین کو دیکھنے لگی۔۔ زین کی نگاہیں آنکھوں سے ہوتی ہونٹوں پر
اور ہونٹ سے کالر بون پر آٹھہری۔۔ اس کی نگاہیں بدلی

تھیں۔۔ جن میں بسا شمار اور جزبوں کا طوفان سحر کو صاف صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔ یہی وجہ تھی کہ سحر کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔ اگلے ہی لمحے زین نے اپنے لب سحر کی کالر بون پر رکھے تو سحر تڑپ اٹھی۔۔

زین۔۔۔" وہ روکنے لگی تھی پر زین نے مزید بولنے کا موقع نہ دیا۔۔ زین کو لگا وہ بن پیئے بہک جائے گا۔۔ اس کی قربت میں نشہ تھا۔۔ اس کے موم سے وجود میں سکون تھا۔۔ اس کے لمس میں مسیحائی تھی۔۔ وہ پوری جاذبیت سے اسے خود میں سمیٹ رہا تھا۔۔ لیکن دوسری جانب وہ نازک وجود جو اس کی یہ

بے باکیاں اور گستاخیاں ابھی خود میں سہن کرنے کی ہمت نا پاتی تھی زین کے لمحہ بہ لمحہ حد سے گزر جانے پر اپنی سانس سینے میں اٹکا بیٹھی تھی۔۔ وہ جو فسوں خیز لمحوں کی گرفت میں کھویا تھا سحر کے رنگت بدلنے پر نرمی سے پیچھے ہوا۔۔ اور اسے سینے میں سمیٹ کر اس کی پشت رب کرنے لگا۔۔

گہری سانس لو جامِ شب،،، کہ ابھی تو تمھارے سینے میں اتر" کر تمھارے پور پور پر اپنا آپ تحریر کرتے تمھاری روح میں تحلیل ہونا ہے مجھے،،، تم تو ابھی سے سانس اٹکا بیٹھیں،،، اس کے کان میں جان لیوا سرگوشی کرتے زین نے اس کی کان کی لو

کو لبوں میں دبایا تو وہ سختی سے آنکھیں بھینچ کر اس کے کندھوں پر اپنے ناخن گاڑھ گئی۔۔ پھر جانے کہاں سے آئی تھی اس میں اتنی ہمت کے سحر نے اس کا آہنی حصار توڑا اور اس سے تھوڑا فاصلہ قائم کرتے بھیگی پلکوں سے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔

آ۔۔۔آپ ی۔۔یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔۔۔؟؟؟ سحر نے" روتے ہوئے پوچھا تھا لیکن ایسا نہیں تھا کہ وہ اس رشتے کے مکمل ہونے پر راضی نہیں تھی کہ اسے اس ایک ماہ میں زمرہ کی برین واشنگ نے اچھا خاصا میاں بیوی کے درمیان حساس

تعلق کے بارے سمجھدار اور عقل و شعور دے دیا تھا۔۔ لیکن وہ
اس بے حس شخص کی بھی تو دل کی منشاء جاننا چاہتی تھی۔۔
میں اپنے رشتے کو مکمل کرنا چاہتا ہوں سحر۔۔ ہمارے بیچ سب"
کچھ ٹھیک اور ایک نارمل کپل کی طرح ہو جائے اسی لئے ایک
نئی شروعات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں تمھیں پوری طرح اپنانا چاہتا
ہوں۔۔ تم میری بیوی اور میرا سب کچھ ہو اسی لئے تمھارے لیے
۔۔۔دل میں بہت زیادہ اسپیشل فیلنگز محسوس کرنے لگا ہوں
۔۔۔میں اب بلا جھجھک کہہ سکتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے
اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو تو

اسی لیے تمھیں پوری طرح اپنا بنا رہا ہوں.. تمھیں میری بہت اچھی بیوی اور میرے بچوں کی بہت ہی زیادہ اچھی ماں بننا ہے.. زین نے دل کی تمام تر سچائی سے اس پر اپنا آپ اپنا دل کھولا اور آخر میں شرارت پر آمادہ نظر آتا ہنس دیا۔۔

اور وہ جج..جو آپ نے ب،بابا سے کہا تھا وہ..؟؟؟؟ سحر کی" سوئی پھر سے پچھلے ماہ کے اس کے الفاظ پر جا اٹکی تو زین نے ایک آئیبرو اچکا کر اس ننھی چالاک کبوتری کو دیکھا۔۔ تب زین نے اسے تھام کر پھر سے اپنی آغوش میں بھرا تھا۔۔ اور نرمی سے اس کے پورے وجود کو اپنے سلگتے لبوں کے لمس سے

مہکانے لگا۔۔ جانتا تھا وہ بس اسے ڈسٹریکٹ کرنے کو یہ بہانے گڑھ رہی ہے۔۔

وہ ساری بات تمھیں مما اچھے سے وضاحت سے سمجھا چکیں" ہیں کہ وہ سب میں نے کیوں اور کس لیے کہا تھا میری چھوٹی فتنہ... زین نے بیڈ پر لٹا کر اس کے اوپر جھکنا چاہا۔۔ مگر وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی کروٹ جلدی سے بدلتی زین کی جانب اپنی پشت کر گئی تو وہ اس کی شرم و حیا اس کی جھجھک پر جاں نثار کرتا متبسم ہوتا اس کے کندھے کو تھامتے ہوئے اس کی پچھلی گردن پر محبت کے شدت بھرے پھول نچھاور

کرتا گیا۔۔ نزدیکیاں بڑھنے لگیں۔۔ وہ لب بہ لب اس کے وجود پر ثبت ہونے لگا۔۔ اس کا رخ اپنی جانب کیے اس کے چہرے پر جھک کر اپنی انتہا کو پہنچتی حد سے گزرتی نزدیکیوں کی حدت سے اس کا پورا بدن دہکانے لگا۔۔۔ کمرے کے ملگجے سے اندھیرے اور بوجھل فضا میں سحر کی کبھی رک رک کر چلتی کبھی تیز ترین ہوتی سانسوں کی ردھم رقص کرنے لگی۔۔

زین کا اندازہ ہی نا ہوا کب انتہا کو پہنچتے بہکے جذبات سے مغلوب ہو کر اس کی نرمی انتہائی جارحانہ انداز میں بدلی کہ سحر نے نم آنکھیں لیے اسی بے سینے میں چھپ کر جانے فرار

اختیار کرنا چاہی۔۔ تب وہ مسکراتا اسے اپنی نرم گرم آغوش میں سمیٹ گیا۔۔

"کیا ہوا میری چھوٹی سی آفت،،، زین نے نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھے تو وہ اس کا سہارا پاتے اب سوں سوں کرتی آنسو بہانے لگی تھی۔۔

"مجھے بہت اچھی بیوی،، اور بہت ہی اچھی مما نہیں بننا،،، میں ایسے ہی ٹھیک تھی،،، وہ کم سن تھی بھی اسی لئے اسی کی سلگتی قربت کے جارحانہ تیور شاید برداشت نہیں کر پا رہی تھی اسی لیے اس سے اسی کی شکایتیں لگانے لگی تو زین گہرا

مسکرایا۔۔ اور پھر انتہا کی نرمی اختیار کرتے اس پر کسی گہری گھٹا کی مانند چھا گیا۔۔ تب جھک کر اس کے کانوں میں میٹھی سرگوشیاں کرتے اس کے نقش نقش کو اپنے لبوں کے لمس سے سہلاتے ساتھ اسے بھی بہکانے دنیا بھلانے لگا۔۔

"...آئم سوری میری جان... مگر یہ لمحے انتہاء کے نشیلے تھے تمھاری قربت میں ہوش ربا سرور و مستی ہے... اس پرسوز بوجھل فضا میں لذت بھری خوشبو رقص کر رہی ہے... جس نے مجھے ..دیوانگی کی انتہا کو پہنچاتے. ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا تھا لیکن گھبراؤ نہیں میں تمھارے اس ٹوٹے بکھرے وجود کو ایسے

خود میں سمیٹوں گا،، کہ تم دنیا بھول کر صرف اور صرف مجھ سے پیار کرو گی،،، وہ اس کو تسخیر کر چکا تھا تبھی سحر بھی اس کے میٹھے سحر میں پوری طرح گم ہو گئی۔۔ اس کی انتہائی بے باک سرگوشیوں پر ارد گرد کی فضا بھی بوجھل ہوتی جیسے ساکت سی ہو گئی تھی۔۔

رات کے اندھیرے نے دونوں پر اپنے گہرے تاریک پر پھیلا دیئے تھے۔۔ تاکہ اگلا دن کا روشن سورج انھیں اس دائمی ملن اور نئی زندگی کی شروعات پر ایک دوسرے کے سنگ آگے بڑھتے دیکھ کھلے دل سے خوش آمدید کہہ سکے۔۔

—

وہ بلکل سیدھا لیٹا دونوں ہاتھ اپنے سینے پر دھرے بہت گہری نیند میں تھا جب سینے پر منتقل ہوتے ایک نرم سے بوجھ اور نم بالوں کی ٹھنڈک کی وجہ سے باران کی آنکھ کھلی۔۔ آنکھ کھلتے ہی اگلا منظر کم از کم باران دلشیر کے لیے انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز تھا کہ وہ ٹی پنک سلک کے نائٹ ڈریس میں اس کے سینے پر موجود ٹھوڑی اس کے شرٹ لیس سینے پر ہاتھ کی

مٹھی ٹکائے مٹھی پر دھرے بڑے معصومانہ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔۔ بھیگے نم بالوں کی سنہری آبشار باران کے سینے پر بکھری ہوئی تھی۔۔ باران دلشیر نے اس کی ہمت و جرات کو داد دینے والے انداز میں ایک آئبرو اچکائی تھی۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے،،، سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔"

میں آپ سے اپنا کل کا بدلا لے رہی ہوں،،، ایناره نے"

اطمینان سے کہتے زرا سا اوپر ہو کر اس کی ناک پر اپنے مومی لب رکھے اور اس کے بعد وہ رکی نہیں۔۔ نرم سے لمس کے پھول تھے جو وہ اس کے چہرے پر بکھیر رہی تھی تو زندگی میں

پہلی مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ وہ جھینپ سا گیا تھا۔۔ تبھی چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا۔۔ تب اس کا چہرہ دیکھ کر ایمارہ کا نقرئی قہقہ پورے کمرے میں گونجا تھا۔۔

میرا اینجل باری شرما رہا ہے۔۔۔ ایمارہ نے اس کی اطلاع میں" اضافہ کیا۔۔

۔۔۔اور میرا یہ گلابی خرگوش کچھ زیادہ ہی بدمعاش ہو رہا ہے" باران کہتے اٹھنے لگا تب ایمارہ نے شرارت سے مسکراتے اس کے دونوں کندھوں پر اپنا سارا بوجھ منتقل کرتے اس کے کان کی لو کو چوما تو باران کا من گدگدایا۔۔

ہم بہت لیٹ ہو گئے ہیں ایناره،، تمھیں گھر چھوڑنا ہے اور"
مجھے ایک بہت ضروری میٹنگ کے لیے نکلنا ہے،،، پنک ریبٹ
ہٹو میرے اوپر سے،،، باران نے اسے بچوں کی طرح پچکارتے
ہوئے کہا تو وہ دانتوں تلے لب دبا کر اپنی ہنسی دبا گئی۔۔
،،،یہ تو میرے ڈائیلاگز ہونے چاہیں تھے ناں اینجل باری"
آنکھیں پٹپٹاتے اس نے پھر سے شرارت کی تو اب کی بار باران
نے اسے کمر سے جکڑتے جھٹکے سے بیڈ پر منتقل کیا اور خود
اس پر حاوی ہوا تھا۔۔

کیا چاہتی ہے یہ گلابی خرگوش کہ یہ ڈیول باری ایک مرتبہ میں" ہی اس پورے کے پورے خرگوش کو کھا جائے... باران کی اس کی شہ رگ پر بوسوں کی برسات کرتے گرفت میں شدت اور لہجے میں واضح وارننگ تھی اسی لیے وہ اب اس کے اٹیٹیوڈ سے گڑبڑائی تھی۔۔

مم.. میں تو آپ کو پریشان کر رہی تھی.. اب آپ مجھے ڈرا" رہے ہیں... اس نے جھنجھلا کر باران کو کندھوں سے تھامتے اس منہ زور طوفان پر بند باندھنا چاہا تو اب کی بار وہ گہرا مسکرایا تھا۔۔

بس،،؟؟؟ اتنا ہی دم خم تھا اس گلابی خرگوش میں،، اب"
بدلے کے طور پر اس کے چہرے کے نقوش کو اپنے سلگتے
لبوں سے چھوتا وہ اس کی سینے میں پاگل ہوئی دھڑکنوں کو مزید
منتشر کرنے لگا۔۔

جی بس اتنا ہی تھا،،اب مجھے بہت زیادہ بھوک لگی ہے"
باران،،، آپ اٹھ ہی نہیں رہے تھے تو آپ کو اٹھانے کے لیے
آپ کو چھیڑ رہی تھی،، لیکن آپ تو،،،؟؟؟ وہ برا سا منہ بناتی
چھوٹی سی ناک چڑھاتے بولی تو باران نے مسکراتے ہوئے اسے
اپنی گرفت سے آزاد کیا اور اٹھ کر شرٹ پہنی۔۔ دونوں نے چینج

کیا اور پھر باران نے اسے باہر سے بریک فاسٹ کروایا۔۔ وہ اس کے ساتھ بے تحاشہ خوش تھا۔۔ اسے گھر چھوڑ کر وہ آفس کے لیے نکل گیا۔۔۔ اس کا قرب اور ساتھ باران کے لیے ایک نعمت ایک دعا ثابت ہوئی تھی جس نے اسے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی دنیا سے متعارف کروایا تھا۔۔ اسے یوں لگا تھا اس کی زندگی نعمتوں کے نور سے معمور کر دی گئی ہے۔۔

**********_

وہ محمل کے ساتھ کھیل میں مصروف تھا۔۔ جب زرمش نے اسے اشارے سے کمرے میں بلایا تھا۔۔ محمل کو اس کی کیئر ٹیکر کے حوالے کر کے وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا جہاں وہ کھڑکی سے ٹیک لگائے کھڑی باہر کی جانب دیکھتی جانے کونسی سوچ میں بری طرح گم تھی۔۔ وہ کھڑکی کے پاس اس کے بلکل سامنے آیا تھا۔۔

کیا بات خیریت،، سب ٹھیک تو ہے ناں،،، تمھاری طبیعت" ٹھیک ہے،،، اگر محمل کی جانب سے کوئی انسکیورٹی ہے تو وہ اپنے دماغ سے بلکل باہر نکال دو،، اسے ہم سے دنیا کی کوئی

طاقت نہیں چھین سکتی،، میں نے اس لیگل نوٹس کا بھرپور ،،،انداز میں جواب دے دیا ہے،،، اب کوئی نوٹس نہیں آئے گا طویل ترین بات کر کے اپنی جانب سے اس کی تسلی کروا کر وہ خاموش ہوا تھا۔۔ مگر زرمش کے اگلے سوال پر وہ بری طرح ٹھٹھک گیا تھا۔۔

آپ صبرینہ سے ملنے گئے تھے،،،؟؟؟ زرمش نے سادہ سے" لہجے میں پوچھا تھا۔۔

ہمم،، ملا تھا،، مگر تمھیں کیسے علم ہوا،،؟؟؟ زاویار نے" اعتراف کرتے بغور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔۔ محبت

میں اعتبار اور بھروسہ جیتنا ہی محبت کی جیت ہوتی ہے آج وہ اس کے چہرے پر اپنی وہی جیت تلاش کر رہا تھا۔۔

کسی نے آپ کی اس کے ساتھ ریستوران میں موجود یہ تصاویر" مجھے بھیجی ہیں۔۔۔ زرمش نے اپنا موبائل فون اس کے سامنے لہرایا تو زاویار نے اپنے جبڑے بھینچ لیے۔۔

وہ گھٹیا عورت ہمیشہ اس سے دو قدم آگے کا سوچتی تھی تو یقیناً یہ تصاویر والی کروائی بھی اسی کی ہوگی (مگر یقیناً) زاویار معراج خانزادہ جیسے شیر کے جبڑے اور پنجے میں پھنسنے سے پہلے کہ (اب تو وہ اسے اچھے سے ٹھکانے لگا ہی چکا تھا۔۔

زاویار نے ایک گہرا سانس کھینچا۔۔ اور اس کی جانب پھر سے غور سے دیکھا۔۔

تمھیں یہ تصویریں دیکھ کر دکھ نہیں ہوا، غصہ نہیں آیا۔۔۔ یا" مجھ پر شک نہیں ہوا۔۔۔ زاویار نے سادگی سے پوچھا تھا۔۔

اگر کوئی شک ہوتا تو یہ تصاویر آپ کو دکھا کر یہ بات آپ سے" ہی شئیر نا کر رہی ہوتی اور اگر دکھ یا غصہ ہوتا تو آپ اس وقت اپنی ٹانگوں پر سلامت نا کھڑے ہوتے۔۔۔ وہ چھوٹی سی گلابی ناک چڑھا کر بولی تو زاویار قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔۔ تب زاویار نے اسے صبرینہ سے ملاقات ، جھوٹی ڈیل سے لے کر اس کو ہمیشہ

ہمیشہ کے لیے ٹھکانے لگا دینے کی روداد تفصیل سے بتا دی۔۔

زرمش کے چہرے پر سکون ہی رہا۔۔

اور اگر کسی نے ان تصاویر کی بجائے تمھیں وہ ریکارڈنگ بھیجی" ہوتی جس میں، میں اسے نکاح کے بغیر اپنے پاس رہنے کی آفر دے رہا تھا تو۔۔؟؟؟ زاویار نے آئبرو اچکا کر پوچھا۔۔ تب زرمش نے ایک گہری سانس خارج کی تھی۔۔

آپ شاید میری بات پر یقین نا کریں،، مگر میرا جواب یہی ہے" کہ تب بھی اس ریکارڈنگ کی بجائے میں آپ پر اعتبار اور

بھروسہ کرتی... کیوں؟؟؟ یہ میں خود بھی نہیں جانتی مگر آپ اچھی طرح جانتے ہیں... اس نے اطمینان سے جواب دیا۔۔

مگر اس کا یہ اطمینان پل میں غارت ہوا تھا جب زاویار نے آگے بڑھ کر بڑے جارحانہ انداز میں اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔

آہمممہ... زاویار یہ کیا کر رہے ہیں آپ... اسے لگا آج وہ" اس کی پسلیاں چٹخا دے گا۔۔ مگر پھر زاویار نے جب اسے بے دریغ چوم ڈالا تو وہ مزید بوکھلائی۔۔

تم نے آج مجھے، میری محبت اور میرے عشق کو معتبر کر دیا"
ہے زرمش... میں تمھیں بتا نہیں سکتا میں آج کتنا خوش
ہوں... اس کمر سے جکڑ کر ہوا میں بلند کرتے زاویار نے اس
کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔ تو زرمش نے اس کے کندھے پر
مکے برسا دیئے۔۔
اچھا وہ سب تو ٹھیک ہے مگر آپ یہ کر کیا رہے ہیں... وہ"
جھنجھلائی۔۔

ویسے تم ہر بار یہ سوال پوچھتی ہو تو قسم سے احمقوں کی" سردار لگتی ہو مگر پھر بھی تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اپنی جیت سیلیبریٹ کر رہا ہوں،،، انتہائی پرسکون جواب تھا۔۔

کون سی جیت،،، زرمش نے اس کے کان پر اپنے دانت" گاڑھے مگر اثر ندارد۔۔

ابھی وہ بتانے کا وقت نہیں میرے پاس،، دیکھ نہیں رہی" بزی ہوں میں،، مجھے سیلیبریٹ کرنے دو،،، گھمبیر بہکی ہوئی سی سرگوشی تھی مگر انداز لٹھ مار تھا۔۔

پھر دونوں کے بیچ طویل ترین یادگار ، بہکے ہوئے مدہوشی و محبت بھرے لمحات سبک رفتاری سے گزرے جو یقیناً زرمش کو بہت بھاری پڑے تھے تبھی اب وہ گہرے سانس بھرتی اپنے ٹوٹے بکھرے وجود کو لیے بیڈ پر لیٹی اب اس پاگل شخص کو بری طرح گھور رہی تھی جو اس کے پہلو میں نیم دراز اپنی نگاہوں میں دنیا جہان کا خمار طاری کیے اسے معنی خیزی سے بس دیکھے جا رہا تھا۔۔

اب پوچھو کونسی جیت سیلیبریٹ کی ہے،،، وہ شرارت"
بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔ زرمش نے تکیہ اٹھا کر اس کے منہ
پر پٹخا تو وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔۔
محترمہ بھولو مت. مجھے کمرے میں بلانے والی بھی تم خود ہی"
تھیں،،، اس نے اطمینان سے سارا الزام اس کے سر دھر دیا تو
زرمش نے دانت کچکچا کر آگے بڑھ کر اس کے بازو پر اپنے
دانت گاڑھے تو وہ بلبلا اٹھا۔۔ اب کی بار اس کے یوں مچلنے پر
زرمش مسکرائی تھی۔۔ مگر

یہ نشان بھی میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں،، اسی لئے"
اس کی سلیبریشن بھی بنتی ہے،،، زاویار نے کہتے اسے پھر سے
اپنی گرفت میں لینا چاہا جب وہ چکنی مچھلی کی مانند اس کے
ہاتھ سے پھسلتی اس کی پہنچ سے دور ہوتی چھپاک سے واش
روم میں گھس گئی۔۔ زاویار کے زندگی سے بھرپور قہقہے نے دور
تک اس کا پیچھا کیا تو وہ بھی آسودگی سے مسکرا دی۔۔

گزرتے دنوں میں ایلف کی بھرپور توجہ سے آرزک تیزی سے صحت یاب ہوگیا تھا۔۔ لیکن ان گزرتے دنوں نے دونوں کے رشتے میں پھر سے اعتبار محبت احساس اور عشق کے دھاگوں نے بہت مضبوطی سے انکو آپس میں باندھ لیا تھا۔۔ جہاں ایلف نے آرزک کو مکمل توجہ دی اسکے آرام کا خیال رکھا اسے کھانا پینا میڈیسن اپنی نگرانی میں کھلاتی تھی۔۔ ویسے ہی آرزک اپنی چھوٹی سی روئی جیسی نرم و گداز نازک بیوی کا مزید دیوانہ ہوتا جا رہا تھا۔۔ جب تک گھر میں رہتا اسکی ننھی سی جان ہلکان کئے رکھتا تھا۔۔ اس پہ مستزاد انکے رشتے کو مزید مضبوطی سے باندھنے کو

ننھا آرزک بھی آنے کو تیار تھا۔۔ جہاں آرزک نے صحت یاب ہوتے ہی دوبارہ سے آفس جوائن کیا وہیں ایلف نے خود کو مکمل ہاؤس وائف کے روپ میں ڈھال لیا تھا۔۔ زندگی مزید حسین لگنے لگی تھی۔۔ تھوڑی دیر پہلے آرزک نے اسے فون کال پہ تیار ہونے کا کہا تھا ارادہ آج اپنے ہونے والے ننھے مہمان کی شاپنگ کرنے کا ارادہ تھا۔۔ آرزک نے تو ابھی سے ایک بڑا سا کیوٹ سے بے بی کا پورٹریٹ بھی کمرے کی وال پہ لگا دیا تھا۔۔ باپ بننے کے خوشنما احساس نے اسکے اندر توانائی سی بھر دی تھی۔۔ بے پایاں خوشی سے لبریز ہوکے وہ ابھی

سے نجانے کیا کیا کھلونے اٹھا لایا تھا۔۔ بے بی گرل اور بے بی بوائے کے کھلونوں سے اسنے ابھی سے ایک روم بھر دیا تھا۔۔۔ ایلف جہاں اسکی دیوانگی دیکھ کے ہنستی وہیں پہ اسے بولی بھی تھی کہ جب بے بی آئے گا تب شاپنگ کر لے۔۔۔ کہ ابھی کنفرم تو نہی ہے نا بے بی بوائے ہوگا یا بے بی گرل۔۔ اس نے پہلے ہی اتنا ڈھیر سامان لا کر رکھ دیا ہے۔۔ لیکن پھر اس کا کرارا جواب سن کر چپ بھی ہو گئی۔۔ کہ ممی ٹوبی یہ اس کا اور اس کے بے بیز کے خواب ہیں تو وہ بیچ میں نا آئے۔۔۔ آرزک جوابا اسے یہ کہہ کر چپ کروا دیا کرتا تھا۔۔۔

تم دیکھنا ایلف ہم اپنے بچے کو دنیا جہاں کی خوشیاں دیں"
گے.. جیسا بچپن جیسی محرومی ہم نے جی اپنے بچپن میں---
میں ساری کمی اپنے بچے پہ پیار اور شفقت لٹا کر اپنے تڑپتے
دل کو سکون دوں گا-- آرزک اکثر ایلف کے سامنے یہ خواب
بنتا تھا جس پہ ایلف بھی بہتی آنکھوں سے اس خواب کی تکمیل
کے لیے دعا گو ہو جاتی--

اس وقت آئینے کے سامنے ایلف میرون پاجامہ فراک پہنے
شانوں پہ گولڈن دوپٹہ اور میرون حجاب کیے اپنی تیاری میں
مصروف تھی-- اس نے لپ گلوز لگایا آنکھوں میں کاجل کی

لکیر کھینچی۔۔ بلش آن لگانے کی ضرورت ہی نہی تھی ایک تو قدرتی اسکے گال لال تھے اس پر متضاد تھوڑی دیر پہلے فون پہ آرزک کی ذو معنی باتوں نے ویسے ہی گالوں پر لالی بکھیر دی تھی۔۔ ابھی بھی اسے اور اس کی باتوں کو یاد کرتے کرتے عارضے لال اناری ہو چکے تھے۔۔۔

آرزک کے ارادے آج خطرناک تھے کیونکہ دو دن سے وہ آفس کے بہت ضروری کام کے سلسلے میں آؤٹ آف سٹی گیا ہوا تھا۔۔ جہاں یہ دو دن ایلف نے بے سکونی میں گزارے اس

کے بنا وہیں آرزک کی رات کو آنی والی کال اپنی بے قراریوں کے قصے سناتی گزرتی تھی۔۔۔

باران دلشیر کی بہن تھی تو ایلف بھی اپنے محبوب کو تڑپانا خوب جانتی تھی اسلئے اس نے آرزک کو پہلے ہی سنا دیا تھا کہ شلپنگ کے بعد اسے اپنے بھائیوں سے ملنے دلشیر مینشن لے کر جانا ہے۔۔ اور ساتھ ساتھ میڈم نے دھمکی بھی دی تھی کہ اگر وہ اسے اپنے بھائیوں سے ملوانے نا لے گیا تو وہ باران کو فون کر دے گی اور پینلٹی کے طور پہ اگلے دس دن وہ وہیں رہ کے آئے گی۔۔ کیونکہ ایک تو کافی دن ہوگئے ایلف کو اپنے بھائیوں

سے ملے ہونے پھر وہ باران اور آرزک کے بیچ کی سرد مہری بھی جانتی تھی۔۔ جہاں آرزک کو اپنے سالے خصوصی طور پر بڑے والا سالا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔۔ وہیں باران اپنے (توپ چیز) بڑے ہونے کا رعب بھی اس پہ خوب ڈالتا تھا۔۔ مرتا کیا نا کرتے کے مصداق آرزک ٹھنڈی سانس بھر کے حامی بھر گیا تھا۔۔۔

اب اپنی بیگم کو ناراض کرنے کا رسک تو بھی تو نہیں لے سکتا تھا نا۔۔

آرزک کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو ایلف فورا پورچ کے طرف نکلی۔۔ گاڑی کا دروازہ بند کرتے آرزک نے غور سے میرون لباس میں اپنی طرف آتی اس پری پیکر کو دیکھا تو فورا اپنی باہنیں وا کرتے اسے اپنی آغوش میں لپیٹ لیا اور آنکھیں موند کر آسودہ سی سانس بھری۔۔

افففف سچ مچ.. سکون تو من پسند شخص کے حصار میں ہی ہے.. انی مس یو آلاٹ ایلف.. بتا نہیں سکتا کیسے کٹے یہ دو دن.. اندہ سے اپنے ہر بزنس ٹرپ پہ تمھیں ساتھ لے کر جایا کروں گا... آرزک نے ایک ہی سانس میں ایلف کو اپنی بے

تابی سنائی تو ایلف نے مسکراتے ہوئے اسکے سینے سے اپنا سر اٹھایا۔۔۔

د۔۔دیکھ بھی لیا کریں ہ۔ہم پ۔پورچ میں کھ۔کھڑے" ہیں۔کو۔کوئی د۔دیکھ ل۔لے گا،، وہ بدکی۔۔

ارے میری جان یہ آرزک کنگڈم ہے،، تم میری ہو مجھے" زمانے کی یا کسی کی بھی پرواہ نہیں،، اس نے اطمینان سے کہا۔۔

ا۔اب د۔دیر ہ۔ہو۔رہی ۔ہ۔ہے چل۔چلئے،،، ایلف نے اسے یاد دلایا کہ وہ یہاں پر کیوں کھڑے ہیں۔۔

ہمم.. شاپنگ سے زیادہ یہ کہو.. میرے سالوں سے ملنے کو"
بے قرار ہے میڈم... یہ نہیں کہ شوہر دو دن بعد تھکا ہارا گھر آیا
ہے.. اسے کوئی توجہ دو سکون پہنچاؤ.. فورا سے پہلے میرے
جذبات پہ بریک لگا دیا کرو... آرزک نے مصنوعی خفگی سے
ایلف کو گھورا تو جواباً ایلف سہمنے کی ایکٹنگ کرتی قل قل کرتی
ہنس پڑی--- یہ سب کانفیڈینس آرزک کا دیا ہوا ہی تو تھا کہ
اب والی ایلف بہت مضبوط ہوگئی تھی یا پھر اپنے بھائیوں کے
ملنے اور جان نچھاور کرنے والے شوہر کے حصار میں ہر لڑکی ہی
بہادر ہوجاتی ہے--

چھو لیا۔۔۔ ایلف نے شرماتے بوکھلاتے ہوئے اسے بازو سے پکڑا اور گاڑی کی طرف واپس موڑا۔۔۔

چ۔چلتے ہیں نا د۔دیر ہوج۔جائے گی پھ۔پھر واپس ب۔بھی" آنا۔۔ہے۔۔۔ ایلف نے آرزک کا دھیان خود سے بھٹکاتے ہوئے اسے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف دھکیلا۔۔۔ کیونکہ اسکی آنکھوں میں جلتے محبت کے دیئے ایلف کی جان ابھی سے خشک کر رہے تھے۔۔ کہ اس سے پہلے آرزک اپنا ارادہ بدل کے اسے اپنی محبت کی بارش میں بھگو دیتا۔۔ اس نے اس کا دھیان بٹاتے گاڑی کی جانب متوجہ کیا وہ خود گھوم کر جلدی سے دوسری

،آ۔۔آپ م۔میرے شہ۔شہزادوں ج۔جیسے بھائیوں سے ج جیلس ہو رہے ہیں،، ہیں ناں،،؟؟ ایلف نے اسکی آنکھوں میں شرارت سے دیکھا۔۔

جیلس؟ اور وہ بھی میں اور وہ بھی اپنے سالوں سے،،؟؟"

آرزک نے دانت پیستے ہوئے ایلف کو دیکھا۔۔۔ "مت کریں مسز،، جتنا میرا خون جلائیں گی نا محترمہ یاد رکھئے گا اتنی ہی پیار ،،،کی سزا بڑھتی جائے گی سانس تک لینے کا موقع نہیں دوں گا آرزک نے جھک کر ایلف کے کان میں کہا اور اسکے گال کو

طرف آئی۔۔ آرزک نے آبرو آچکا کر اپنی بیگم کی بہادری پلس تیزی چیک کی۔۔ اور شرارت سے اسے دیکھا۔۔ ایلف نے دروازہ بند کیا اور نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔

ک۔کیا ہ۔ہو۔۔۔؟؟؟

ہمم میں سمجھ گیا ڈارلنگ۔۔ آپ کو تو مجھ سے بھی زیادہ" جلدی ہے واپس آنے کی۔۔ آرزک نے آنکھ ونک کرتے اسے دیکھا۔۔ باور اسے بے باک سا اشارہ کیا۔۔۔ ایلف نے اپنا لہو چھلکاتا چہرہ دوپٹے کے پلو میں چھپایا ادھر آرزک کا زور دار قہقہہ گاڑی میں گونج اٹھا۔۔

آج کی رات بچ نہیں پاؤ گی میری جان.. آرزک نے اس کی" طرف جھک کے سرگوشی کی اور رومینٹک سا سونگ پلے کر کے گاڑی شلپنگ مال کی طرف موڑ لی۔۔۔ اور پھر یہ پورا دن تھکا دینے والا تھا۔۔ وہ گئے رات تک ڈنر کر کے دلشیر مینشن کا چکر لگا کر ہی گھر لوٹے تھے۔۔ آرزک نے آخر اسے دلشیر مینشن نا رکنے پر ایگری کر ہی لیا۔۔ وہ باران اور ایحان سے مل کر واپس لوٹ آئے تھے۔۔

وہ کمرے میں آئے۔۔ ڈرائیور نے شلپنگ کا تمام سامان کمرے میں پہنچا دیا۔۔ جسے آرزک نے ہی ٹھکانے لگایا۔۔ کیونکہ ایلف

بری طرح تھک چکی تھی۔۔ آرزک نے ڈائریکٹ اسے بیڈ پر لیٹ جانے کے لیے بولا تھا۔۔ اور اس کے آرڈر کے مطابق وہ بیڈ پر نیم دراز ہو بھی گئی۔۔ آرزک نے تمام سامان رکھا اور پھر فریش ہو کر اپنا آرام دہ ٹراؤزر ٹی شرٹ پہن کر بیڈ پر آیا۔ اس کے کب آسودگی سے مسکرائے تھے جب ایلف نے مسکراتے اپنی بانہیں اس کے لیے وا کیں تھیں۔۔ وہ مسکراتے قریب آ کر اس کی بانہوں میں سما گیا اور پرسکون ہو کر آنکھیں موند لیں۔۔ وہ باتیں کرتی کافی دیر اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرے گئی۔۔ تب آرزک نے جذبات سے مغلوب ہو کر اس

کے وجود پر اپنی تمام تر شدتیں نچھاور کیں تھیں کہ اس کی قربت میں وہ سرشاری میں بہکتی اسے اپنا آپ دل و روح سے سونپنے کو تیار تھی۔۔ تبھی اس کی ہر پیش قدمی ایک اعزاز سمجھ کر قبول کیے گئی۔۔ ایک حسین ترین رات گزرنے کے بعد صبح جب آرزک کی آنکھ کھلی۔۔ اپنے پہلو میں ایلف کو نا پا کر اسنے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو ایلف سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے مرر میں اپنے نم بال سلجھاتی ہوئی جھنجھلائی ہوئی نظر آئی۔۔ ڈارک اور لائٹ گولڈ لو لائٹس ہوئے لمبے گھنے بال سلجھائے نہیں سلجھ رہے تھے۔۔ جن کا آرزک دیوانہ تھا یہ سب بھی ایلف کے نانا

کرنے کے باوجود آرزک کی زبردستی کا نتیجہ تھا جو اس نے پارلر لے جا کر اس کی بالوں کی سیٹنگ اور کلر اپنی پسند سے کروایا تھا۔۔ یہ ہنیر کلر ایلف پہ سوٹ بھی کرتا تھا۔۔

آرزک نے بیڈ سے اتر کر اسکی طرف قدم بڑھائے تو اپنی سوچوں میں گم ایلف نے مرر میں اسے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔۔۔ بلیک ٹراؤزر میں شرٹ لیس اسکی باڈی کے کٹس بہت نمایاں تھے۔۔ ایلف نے فطری شرم سے نظر جھکائیں اس سے پہلے وہ سٹول سے اٹھتی آرزک نے جھک کر پیچھے سے اسے اپنے حصار

میں لیا اور اسکے بالوں سے آتی شیمپو کنڈیشنر کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتاری۔۔۔

میری ہر مارننگ حسین ہو جاتی ہے میری جان،، جب آنکھ" ،،،کھلتے ہی اتنے حسیں اور محبوب چہرے کا دیدار ہو جاتا ہے اب میری ننھی سی جان یہ بتائے کہ ان آنکھوں کی روشنی گل کیوں ہے،، حالانکہ کل رات تو تتلی کی مانند اپنے رنگ میری بانہوں میں بکھیرتی رہی تھیں،، زرا مجھے بتاؤ بھائیوں سے ملنے کی خوشی تھی یا پھر میری بانہوں میں موم کی طرح پگھلنا تھا،،، میرا

تو ابھی تک دل ہی نہی بھرا،، یہ تو تمھاری ننھی سی جان پہ رحم ..کھا لیا تھا

آرزک نے ایلف کو سٹول سے اٹھاتے اسکا رخ اپنی طرف موڑا اور دو انگلیوں سے اسکی ٹھوڑی سے چہرہ اوپر کیا اور جھک کر دائیں گال پہ لب رکھے۔۔ اس کی بات سن کے ایلف سٹپٹا گئی اور شرم سے نظر جھکائی۔۔۔

آ،،آرزک ی یہ کیا ب۔بول رہے ہ۔ہیں س۔ساری رات آپ نے م۔مجھے تنگ ک۔کیا ہے،، ابھی ک۔کہہ رہے رحم کیا یہ د۔یکھیں اپنے ت۔تنگ کرنے ث،ثبوت،، ایلف نے جھنجھنا

کر کہتے اپنے بال پیچھے جھٹکے تو آرزک کی نظر اسکی گردن پہ پڑی۔۔ جہاں اسکی بے تابیوں کے نشانات جا بجا پوری آب و تاب سے جگمگا رہے تھے۔۔۔

کیا کروں جان من تم سویٹ کینڈی جیسی ہو دل چاہتا ہے" ریپر سمیت کھا جاؤں۔۔ اور مت بھولو یہ ہمارے درمیان طے ہوچکا تھا کہ اگر میں تمھاری ایک بات مانوں گا تو بھائیوں سے ملوانے کی بدلے میں باقی ساری رات میری ہوگی۔۔ معنی خیزی سے کہا تھا۔۔

پ۔پتا ہے بزنس مین ہ۔ہیں تو دو اور۔ دو چ۔۔چار تت۔۔تو"
کک۔۔کریں گے ہی۔۔۔ ایلف نے اسے خفگی سے دیکھا تو آرزک
نے ہنستے ہوئے اسکی آنکھوں کو چوم لیا۔۔
مجھے یہ بنا بتی کے بجھی آنکھیں زرا اچھی نہی لگ رہیں۔۔ جلدی"
سے بتاؤ میرے چھوٹے سے بے بی کو اب کیا بات پریشان کر
رہی۔۔ ورنہ یہ اندر والا بے بی بھی پریشان ہوگا۔۔ اور ویسے بھی یاد
ہے نا آج ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ ہے۔۔ میں جلدی سے آفس سے آ
۔۔جاؤں گا۔۔ پھر ہاسپٹل چلیں گے
آرزک نے ایک ہی سانس میں آج کا شیڈول بتایا۔۔

"،، س۔ سنیں نا آ۔ارزک مج۔مجھے بچے ب۔بہت یاد آ رہے ہیں"
بولتے بولتے ایلف کی انکھوں میں نمی چمکی۔۔ تو آرزک نے اسے
اپنی بانہوں میں بھر لیا۔۔۔

"بس اتنی سی بات،، روز تو سکائپ میں سب سے بات ہوجاتی
،،ہے نا آج دو بار کر لینا

آرزک نے لندن میں ایلف کے گھر میں ایڈاپٹڈ بچوں کی کسٹڈی
اپنے نام کروا لی تھی۔۔ وہاں ہمہ وقت دو فیمیل میڈ، تین کئیر
ٹیکر ڈرائیور اور دو گارڈز گھر میں بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔۔
بچوں کی سکولنگ۔۔ شاپنگ انکی ضرورت کی ہر چیز بنا کہے ہی

مہیا کی جارہی تھی۔۔۔ ڈیلی سکائپ پہ بات کر کے سب بچے آرزک سے بھی بہت مانوس ہوچکے تھے۔۔۔ اسے ڈیڈا کہہ کر پکارتے تھے۔۔۔۔ ایلف کے تو خیر دیوانے تھے ہی۔۔ل یکن عبدل رحمن ابھی بھی آرزک سے بات کرتے ہوئے سنجیدہ ہوجاتا تھا۔۔ وہ سب میں بڑا تھا اور ایلف کے لئے حساس بھی اسلئے وہ ابھی تک آرزک کے لئے ایلف کے آنسو نہیں بھلا پایا تھا۔۔ ایلف اسے کئی بار سمجھا چکی تھی لیکن عبدل رحمن نے اسے ابھی تک ڈیڈا نہی بولا تھا بلکہ مسٹر آرزک کہہ کے پکارتا

تھا۔۔ آرزک تو اسکا اٹیٹیوڈ دیکھ کے رہ جاتا تھا۔۔ جس پہ ایلف اپنی ہنسی بہت مشکل سے کنٹرول کرتی تھی۔۔

س۔سکانپ پ۔پہ بات ک۔کرنا ملنے کے م۔متبادل ت۔تو" ن۔نہی ہ۔ہے ناں۔۔۔ ایلف نے سوں سوں کرتے ہوئے کہا۔۔

اوکے میرا روندو بے بی ابھی تو مجھے آفس جانا ہے پھر دیکھتے" ہیں اس معاملے کو بھی۔۔۔ فلحال تو میرا شیڈول بہت بزی ہے۔۔ آفس ورک میں میٹنگز بہت زیادہ ہیں اور تمھاری بھی ایسی حالت میں اتنی دور کا سفر کرنا مناسب نہیں۔۔ میں تمھیں

ڈیلیوری کے بعد پکا ملوانے لے جاؤں گا... پھر بچے بھی اپنا نیو بھائی یا بہن دیکھ کر خوش ہو جائے گے... اس نے ایلف کو خود کے سینے میں پیوست کرتے ہوئے کہا۔۔اور پیار سے اس کی کمر سہلائی۔۔ ایلف جو ابھی اپنی اداسی میں کھوئی ہوئی تھی اور کب سے ازرک کے شرٹ لیس سینے پہ سر رکھے کھڑی تھی۔۔ احساس تک نا ہوا ورنہ اب تک شرم سے اسکے سانس سوکھ گئے ہوتے۔۔

تت،،تین ماہ ہو گئے ہیں،، اور ابھی بب،،بے بی کے آنے"
میں ب، بھی وقت ہے تو ابھی تت،،تو اتنا وقت بب،،باقی
...ہے

ایلف نے روٹھتے ہوئے کہا۔۔۔ آپ ب، بلکل اچھے نن، نہیں
...ہیں مم، میں ن، نہیں بولتی آپ سے

ایلف نے اسکے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھ کے فاصلہ بنایا تو آرزک نے اسکے ہاتھوں کو دیکھا۔۔ ایلف نے اسکی نظروں کے تعاقب میں اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو ایک دم ہلکی سے چیخ مار کے اسکے حصار سے نکلی اور رخ موڑ کر اپنی تیز دھڑکنوں پہ ہاتھ رکھا۔۔

آرزک قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔۔ پھر کافی مشکل سے وہ اس کا دھیان بچوں کی جانب سے ہٹکا پایا تھا۔۔ کیونکہ بچے بلکل سیو اور ٹھیک تھے۔۔ اسے بس اس کی فکر تھی جسے ڈاکٹر نے کچھ پیچیدگی کی وجہ سے بیڈ ریسٹ بتایا ہوا تھا۔۔ اور سفر کرنا اس کے لیے سیو نہیں تھا۔۔ اسے اس کی فکر تھی۔۔ اس سے بے تحاشا محبت تھی۔۔ اب دنیا پر وہ اور اس کی کوکھ میں موجود آرزک کی اولاد تھی جو اس کے رشتے تھے۔ اس کے اپنے تھے اس کے وجود کا حصہ تھے۔۔ جنھیں پا کر وہ خود کو خوش قسمت ترین انسان سمجھتا تھا۔۔

جاری ہے--

Final part(the end)

آج ایناره زرمش کے باربا فون کال پہ دعوت دینے کے بعد باران کے ساتھ اسکے گھر آئی تھی۔۔ باران جان بوجھ کر ایناره کو اس جانی دشمن سے ذرا دور ہی رکھتا تھا وجہ باران دلشیر کا وہی بھنوئی سالی والی تکرار (ازلی چپقلش) طنزیہ بھری جنگ شروع ہو جاتی تھی۔۔

زاویار کے سمجھانے کے باوجود نا زرمش اپنا اٹیٹیوڈ کم کر رہی تھی نا باران دلشیر۔۔ جب بھی کبھی ڈنر یا بائی ٹی پہ دونوں کا سامنا ہوتا تو بڑے مؤدب انداز میں وقتاً فوقتاً دونوں طرف سے طنزیہ باتوں

کی گولہ باری ہوتی رہتی تھی۔۔ جس پہ اینارہ اور زاویار ہر بار کی طرح سر پکڑ کے بیٹھ جاتے تھے۔۔۔

اب بھی کافی دنوں سے باران نے جان بوجھ کر اینارہ کو زرمش کی طرف جانے نہیں دیا تھا کیونکہ اپنی سالی پلس بھابھی کا دل جلانے کا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔ ابھی بھی فون کال پہ باران کا سر کھانے کے باوجود باران نے زرمش کو بری جھنڈی دکھا دی تھی کہ جب وہ فری ہوگا اپنی بیگم کو لے آئے گا جس پہ زرمش نے اسے بے نقط سناتے ہوئے فون پٹخ ڈالا تھا۔۔

میں بتا رہی ہوں زاویار یہ آپ کا دوست کسی دن میرے ہی"
ہاتھوں ضائع ہوگا.. فون بند کرنے کے بعد زرمش نے لال
بھبھوکا ہوتے ہوئے زاویار سے کہا کیونکہ محمل کی فرمائش پہ آج
وہ لوگ پھر پلے لینڈ جانے والے تھے.. لیکن اصل میں زاویار
آج زرمش کو اسکی وہ خواہشات جینے دینا چاہتا تھا جو اس نے
اپنے بچپن میں زندگی کی تلخیاں سہتے ہوئے اور وسائل نا ہونے
کی وجہ سے ہمیشہ اپنے دل پہ چھپائے رکھی تھیں.. یہ بھی
قربت کے لمحات میں زرمش نے اسے اپنے خواب سنائے
تھے.. کہ اس کی کون کون سی خواہشات تھی جو ادھوری رہ

گئی تھی۔۔ تو آج اس کا انھیں پلے لینڈ پہ انجوائے کروانا اسی سلسلے کی پہلی کڑی تھی اب جب سے یہ دونوں بہنیں ملی تھیں تو ایک دوسرے کے ساتھ ہر وہ مومنٹ جینا چاہتی تھیں جو بچپن میں اپنی بہنوں یا دوستوں کے ساتھ یادگار لمحے جیئے جاتے ہیں۔۔

یار کیوں اپنی بہن کو بیوہ بنانے پہ تلی ہو۔۔ اچھی طرح جانتی" بھی ہو وہ صرف تمھیں ٹیز کرتا ہے۔۔ دیکھنا ایک گھنٹے تک وہ خود ہی اینارہ بھابھی کو چھوڑ جائے گا۔۔۔ تب تک تم ریڈی ہوجاؤ

میں محمل کو دیکھتا ہوں،، زاویار نے زرمش کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا اور باہر نکل گیا۔۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد باران دلشیر کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو زاویار نے مسکراتے ہوئے زرمش کو دیکھا۔۔

دیکھا میں نے کہا تھا نا وہ آ جائیں گے،، زرمش نے آنکھیں گھماتے ہوئے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔۔ زرمش محمل کا ہاتھ پکڑے باہر نکلی تو محمل آنی جان کا نعرہ لگاتے ہوئے زرمش سے اپنا ہاتھ چھڑوا کے اینارہ کی طرف بھاگی۔۔ جس پہ

ایناره نے بھی اپنی طرف آتی محمل کو خوب زور سے گلے لگایا اور اسے چٹا چٹ پیار کیا

"...آنی کی جان

زرمش جو خالہ بھانجی کا پیار دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔ ایک دم چونکی۔۔

"صرف محمل کی وجہ سے لایا ہوں میں ایناره کو،، اس کا خیال رکھنا اگر میری بیگم کو زرا بھی خراش آئی نا تو تمھیں دیکھ لوں گا سالی صاحبہ،،، زرمش اس دشمن اول کی جانب دیکھے اور وہ

اسے دیکھ کے چڑانے نہیں ایسا کیسے ہوسکتا تھا۔۔؟؟ اور زرمش چڑ بھی گئی تھی۔۔

آپ کی بیگم سے پہلے بہن ہے یہ میری۔۔۔ سگی خونی رشتہ" ہے ہمارا۔۔ اور دھمکا مجھے ایسے رہے ہیں جیسے اسے لے کر پلے لینڈ نہیں بلکہ دوسرے سیارے پہ جا رہی ہوں۔۔۔ وہ انتہائی چڑچڑے پن سے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو باران نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی۔۔

دیکھا زاویار.. میں نے کہا تھا ناں کہ مجھے تیرے والی کسی"
ایلین کی رشتہ دار لگتی... آج اپنے منہ سے بول کر ثابت کر دیا
...ہے محترمہ نے

باران کی بات پہ جہاں زاویار نے اسے گھورا وہیں زرمش کا دل
کیا اس آدمی کی چلتی زبان کینچی سے کاٹ ڈالے.. جبکہ اینارہ
انکے درمیان سیز فائر کروانے بیچ میں آگئی...

اینجل باری آپ مجھ سے کیا پرامس کر کے آئے تھے کہ"
زرمش کے ساتھ کوئی تو تو میں میں نہیں کریں گے... اس
نے مسکین سی شکل بناتے باران کی جانب دیکھا..

اینارہ ہٹو سامنے سے تمھارے اس اینجل باری کا آج میں دکھا"
ہی دوں اپنا ایلین والا روپ،،، زرمش نے باران کو آنکھوں کے
شعلوں سے بھسم کرتے ہوئے کہا۔۔

چل کرو سالی صاحبہ یہ نا ہو غصے کی وجہ سے بی پی ہائی ہو"
جائے اور پلے لینڈ کی بجائے ہاسپٹل پہنچ جاؤ،، باران نے بھی
جلتی پر تیل ڈالتے تابوت میں آخری کیل ٹھوکی تو زاویار نے
اسکے کندھے پہ مکا جڑا۔۔

تیرا کیا پچھلے جنم کا ادھار دینا ہے میری بیگم نے،، جو تو اسکا"
فشار خون بلند کرتا رہتا ہے کمینے،، بعد میں شامت میری آجاتی

ہے،،، زاویار نے باران کو ڈانٹتے اپنا دکھڑا رویا تو باران کا دلکش قہقہہ پورے ہال میں گونج اٹھا۔۔۔

آپ زاویار، آپ بھی،، زرمش نے صدمے سے منہ کھولا "اور" کہاں بجائے دو چار مکے اپنے فضول دوست کو ٹھوکنے کے انھیں مزید شہہ دے رہے ہیں،،، وہ جھنجھلا ہی تو گئی تھی۔۔ چلو محمل اینارہ، ہم لوگ چلتے ہیں یہ دو کرن ارجن آج اچھی" طرح اپنا دل ہلکا کر لیں اور خبردار جو ہمارے پیچھے آنے کی کوشش بھی کی تو آج ہم دونوں بہنوں کا دن ہے، جو ہم محمل کے ساتھ بھرپور انجوائے کریں گے،، آپ لوگوں کو کباب میں

بڈی بننے کی کوئی ضرورت نہیں،، زرمش نے کہتے ساتھ ہی اینارہ اور محمل کا ہاتھ پکڑا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی جہاں ڈرائیور انھیں لے جانے کو مکمل تیار تھا۔۔ زاویار نے پہلے ہی ملازمہ کے ہاتھ گاڑی میں کافی سنیکس اور کولڈ ڈرنکس وغیرہ رکھوا دی تھی بلکہ ساتھ محمل کی ٹیک کیئر بھی تھی۔۔ کیونکہ زرمش نے زاویار سے وعدہ لیا تھا کہ یہ دن وہ اپنی بہن کے ساتھ گزارنا چاہتی ہے تو باران یا زاویار آفس کے لیے نکلنے والے تھے۔۔ یہ بات جسے زاویار نے اچھے بچوں کی طرح مان لیا تھا

بلکہ زرمش کو اپنا کریڈٹ کارڈ بھی دیا تھا کہ آج وہ جیسے چاہے اپنی لائف کا یہ دن انجوائے کرے۔۔

لیکن کیا باران اور زاویار اتنے ہی سیدھے تھے جو اپنی اپنی روح جان کو یوں اکیلا چھوڑ دیتے۔۔ پونے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد ڈرائیور نے انھیں پلے لینڈ پہنچایا جہاں ڈرائیور زاویار کے ہدایت کے مطابق انکا سامان لے کر انھیں پلے لینڈ کے اندر چھوڑ آیا تھا۔۔

جہاں پہ رنگ برنگے جھولے دیکھ کر محمل سے زیادہ تو پرجوش زرمش اور ایناره تھیں۔۔ ایناره کے لئے تو مزید یہ ونڈر لینڈ تھا۔۔

رنگ برنگے جھولے اور سٹالز دیکھ کے اس کی خوشی دیدنی تھی۔۔ زرمش اسے یوں خوش ہوتے دیکھ بہت زیادہ خوش تھی۔

افففففف زرمش یہ سب کتنا اچھا ہے،،، لیکن مجھے ڈر بھی" لگ رہا ہے اگر میں جھولے سے گر گئی تو،،، آسمانی جھولا دیکھ کر تو اینارہ کا سر ہی گھوم گیا۔۔ "زرمش مجھے تو اسے دیکھتے ہی ،، سر گھومنے لگ گیا ہے میں نہی بیٹھوں گی اس پہ

ارے بدھو بنا سمندر میں اترے اسکی گہرائی ماپ لی،، دیکھو" اینارہ یہ وقت پھر نہیں آئے گا کیونکہ یہاں تمھارا وہ جنگلی جلاد باری نہیں ہے،،، یہاں تو کھل کر انجوائے کرو اور ڈر کو آج زرا

سائیڈ پہ رکھو... لیٹس گو اینارہ.. ہم آج یہاں سارے جھولے ...لیں گے

.. ممی مجھے آج آپ اور آنی کے ساتھ ساری رائڈز لینی ہیں"

محمل بھی بہت زیادہ ایکسائٹڈ ہوئی..

...اوکے میرا بے بی. ہم آج خوب انجوائے کریں گے"

بس پھر کیا تھا زرمش نے پھر جو دھڑا دھڑ ہر رائیڈ کے ٹکٹس لئے اور اینارہ کے ہر بار منع کرنے کے باوجود اسے ہر رائیڈ دلوائی.. ہوا کے سنگ جیسے جھولا اوپر جاتا سب رائیڈرز کی چیخوں کے ساتھ ساتھ ان دونوں کی چیخیں بھی نکلوا دیتا.. اور پھر وہ

اپنی ہی چیخوں پر آسمان پھاڑ قہقہے لگا کر ہنس پڑتیں۔۔ دو تین گھنٹے بھرپور لگاتار رائیڈز لینے کے بعد اب تو ایمارہ کا باقاعدہ سر گھوم رہا تھا۔۔

زرمش بس اب میں مزید کوئی جھولا نہی لونگی ..افففف میرا" سر... جب ایمارہ نے پوری طرح اپنے ہاتھ کھڑے کر دیئے تو ایمارہ اور زرمش کینٹین کی طرف آئیں جہاں محمل اپنی کزنز ٹیکر کے ساتھ سنیکس سے لطف اندوز ہورہی تھی۔۔ ایمارہ نے کولڈ ڈرنک کا کین منہ کو لگایا اور اپنا خشک ہوتا حلق تر کیا۔۔ زرمش جس نے مزے مزے میں جھولے تو بہت لے لئے تھے لیکن

اسے اب بھی اپنا سر چکراتا محسوس ہو رہا تھا۔۔اور یہ حالت تو اسے کافی دنوں سے محسوس ہورہی تھی لیکن وہ جان بوجھ کے نظر انداز کر رہی تھی۔۔ مگر اب ایسا محسوس ہوا جیسے معدہ الٹ کر باہر آ جائے گا وہ فورا اٹھی اور ایک دم سائیڈ پہ جاکے اسے ومٹ آگئی۔۔ اینارہ ایک دم پریشانی سے اٹھی اور اسکی کمر سہلائی۔۔

مجھ سے زیادہ تو طبیعت تمھاری خراب لگ رہی ہے۔۔ اینارہ" نے پانی کی بوتل اسکے لبوں سے لگائی جسے زرمش نڈھال سی ایک سانس میں پی گئی۔۔

میں اب ٹھیک ہوں ایسارہ،،، زرمش جس کی حالت منٹوں میں" نڈھال ہوگئی تھی ایسارہ کو پریشان دیکھ کے تسلی دی۔۔

کہاں ٹھیک ہو،، رنگ دیکھو اپنا کیسے پیلا ہو رہا چلو واپس چلتے" ہیں گھر،، لیکن نہیں جتنی تمھاری حالت خراب ہے پہلے کسی نزدیکی کلینک چلتے ہی چلتے ہیں،، "مگر،، زرمش نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔ لیکن ایسارہ نے اسے ڈپٹ کر خاموش کروایا اور گاڑی تک لے کر گئی۔۔ وہ خود بھی تو اپنی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے کافی دن سے پریشان تھی۔۔ اسی لئے وہ محمل کو ساتھ لیے قریبی کلینک آئیں تھیں۔۔

ادھر زاویار اور باران ان کے پیچھے پلے لینڈ آئے تھے۔۔ مگر انھیں وہاں نا پا کر بہت زیادہ پریشان ہوئے۔۔ زاویار نے زرمش کو کال ملائی تھی جو اس نے رسیو نہیں کی۔۔ تب انھیں ڈرائیور سے پتہ چلا کہ وہ لوگ زرمش بی بی کی طبیعت خرابی کی وجہ سے قریبی کلینک آئے ہیں تو زاویار مزید پریشان ہوا۔۔ وہ جلدی سے پلے لینڈ سے نکلے تھے۔۔ اور کلینک پہنچے۔ اندر ڈاکٹر کے کیبن میں زرمش کا چیک اپ ہو رہا تھا۔۔ اور اینارہ بابر محمل کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔ وہ جلدی سے اس تک پہنچے تھے جو دھیمے سے مسکرا رہی تھی۔۔

...کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے ناں بھابھی،، کیا ہوا ہے زرمش کو

زاویار کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔۔اس نے آتے

ہی ایسارہ پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔۔ اس سے پہلے ایسارہ کوئی

جواب دیتی زرمش اندر سے لال ٹماٹر چہرہ لیے باہر آئی جس کے

ہاتھ میں اس کی چیک اپ کا پرچہ اور میڈیسنز کا شاپر تھا۔۔

زاویار اسے دیکھ کر اس کی جانب لپکا تھا۔۔

کیا ہوا ہے زرمش تم ٹھیک تو ہو،،، زاویار نے بے قراری سے "

اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔۔

میں بلکل ٹھیک ہوں،، آپ پریشان مت ہوں،، چلیں گھر" چلتے ہیں،،، اس نے کہا مگر اسے کہاں تسلی ہونے والی تھی۔۔ ایسے ہی چلیں جائے،،، مجھے ڈاکٹر سے تو پوچھنے دو کہ آخر" تمھیں ہوا کیا ہے،، زاویار نے جھنجھلا کر کہا۔۔ جبکہ باران ایناره کی جانب دیکھ رہا تو جو مسلسل مسکرا رہی تھی اور کسی حد تک معاملے کی تہہ تک بھی پہنچ چکا تھا۔۔ اسی لئے ایناره کا ہاتھ تھامے محمل کو گود میں اٹھائے وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ زاویار مجھے معلوم ہے مجھے کیا ہوا ہے،،، زرمش نے اسے" دھیمے سے کہا تھا۔۔

کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟ زاویار اس کے چہرے پر بکھرتے قوس و" قزح کے رنگوں اور اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص دیکھ کر متعجب ہوا۔۔ تب شاید وہ بھی بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔۔

شایان، نے کہا ہے کہ میرا سکول لیٹ ہو رہا ہے،، اسی لئے" میں جلد از جلد اس دنیا میں آنا چاہتا ہوں،،، زرمش نے بہت خوبصورتی سے اسے ایک پرانی بات یاد دلائی تو زاویار نے مسکرا سرخوشی سے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

سو، سو ہیپی،،، پراؤڈ آف یو،،، زاویار کو سمجھ نا آیا وہ کہنا کیا" چاہتا ہے کہ خوشی ہی اس قدر تھی کہ سنبھالے نہیں سنبھل

رہی تھی۔۔ تب زرمش نے ہی اسے ہوش دلاتے س کا ہاتھ تھامتے بابر کی جانب اپنے قدم بڑھائے۔۔

گزرتا وقت ان سب کی زندگیوں کو مصروف کر چکا تھا۔۔ باران زاویار اپنے بزنس میں بزی تھے۔۔ ایحان نے باران کا زین ضیاء اور ملحق نے اپنے اپنے بابا کا بزنس جوائن کر لیا تھا۔۔ اور ریم اور نورین نے اپنے اپنے سمسٹر سے فری ہونے کے بعد

ناراض ناراض گھوم رہی تھی۔۔ مگر پھر باران نے بھی اس کو منانے کو حل نکال ہی لیا تھا۔۔

وہ اس وقت صوفے پر سر جھکائے الیاس صاحب اور عابدہ بیگم کے سامنے ان کے بیڈ روم میں بیٹھی تھی۔۔ اس کے پیچھے سحر اور زین کھڑے تھے۔۔ تین ماہ گزر گئے تھے اور اس نے اپنی عدت کی مدت مکمل کر لی تھی۔۔ عدت مکمل ہوتے ہی اسے

سکھ کی سانس بھری تھی۔۔ ادھر آرزک ڈاکٹر کی اجازت سے ایلف کو اس کی برتھ ڈے سرپرائز کے طور پر لندن اس کے بچوں سے ملوا لایا تھا۔۔۔ جہاں انکی محبت کا سفر شروع ہوا تھا وہیں پہ دوبارہ تجدید عشق کے وعدہ کئے تھے۔۔ زرمش بھی محمل کے ساتھ بزی تھی۔۔ ادھر سحر بھی کافی حد تک بچپنا چھوڑے اب زین کے ساتھ ایک نئی زندگی کی شروعات کیے پڑھائی کے معاملے میں سنجیدہ ہو گئی تھی۔۔ ایک صرف اینارہ تھی جو آج کل باران کے ٹف شیڈیول کی وجہ سے اس سے

بابا.. آپ جیسے چاہیں میری زندگی کا فیصلہ لے سکتے ہیں.. مگر" کیا میں جان سکتی ہوں کہ آخر کیا بات ہوئی ہے اور آپ نے میرے متعلق کس قسم کا فیصلہ لیا ہے... اس نے نرمی اور عاجزی سے کہا تھا۔ مگر ان کی اگلی بات سن کر زمر کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے..

بیٹا ہم نے تمھاری شادی طے کر دی ہے.. زین کے دوست" ملحق لاشاری سے.. بہت سلجھا ہوا نیک گھرانہ ہے.. لڑکا ہماری ..آنکھوں کے سامنے پلا بڑھا ہے.. وہ بھی بہت سلجھا ہوا ہے تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں... الیاس صاحب نے اس کے

نہیں معلوم تھا کہ اس کے سر پر نیا آسماں ٹوٹ پڑتا ہے اس لیے وہ اپنے لب دانتوں تلے کچل رہی تھی۔۔

بیٹا تم نے بتایا نہیں کہ اگر ہم تمھاری زندگی کا کوئی اہم" فیصلہ کریں تو ہمیں اپنے والدین کی جگہ دیتے کیا تم اس فیصلہ کو منظور کرو گی،،، اگر کرو گی تو ہمیں خوشی ہوگی اگر تمھارا دل راضی نہیں تو پھر بھی کوئی مسئلہ یا ناراضگی نہیں،، فیصلے کا پورا اختیار تمھارے ہاتھوں میں ہے،،، الیاس صاحب نے ایک مرتبہ پھر اس سے پوچھا تھا۔۔

پیروں تلے سے سلزبین کھینچی تھی شاید۔۔ کم از کم زمر کو تو ایسا ہی لگا۔۔ کئی لمحے تو وہ کچھ بول ہی نہیں پائی مگر پھر دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا اور تکلیف سے روح تک بلبلا اٹھی۔۔

"...مگر بابا"

"اپنے تمام اندیشے اور وہم دور کر لو زمر،، ہم نے ملحق یا اس کی فیملی سے تمھارے ماضی کے متعلق کچھ بھی نہیں چھپایا ہے،،، انھیں سب کچھ معلوم ہے،،، عابدہ بیگم نے اطمینان سے کہتے کم از کم زمر کا اطمینان غارت کیا تھا۔۔ وہ اس سے پھر بھی شادی پر کیوں رضا مند ہوا تھا۔۔ اسے سمجھ نا آئی۔۔

سوالات کی بھرمار تھی جواب پاس کوئی نہیں تھا۔۔ اذیت و کرب سے دماغ سنسنا اٹھا۔۔

مم۔۔ میں یہ شش۔۔شادی نہیں کرنا چاہتی اماں۔۔۔ زمر اپنے" ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تب سحر آگے بڑھی اور نم آنکھیں لیے اسے اپنے حصار میں قید کر لیا۔۔۔ اس کے جواب پر عابدہ بیگم اور الیاس صاحب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ جانتے تھے اس محاذ پر لڑنا مشکل تھا مگر ناممکن نہیں۔ انھیں اسے اس بے جا ضد سے دستبردار کرنے کو اپنی سرتوڑ کوشش کرنا تھی۔۔۔ جب کہ زین جو اپنے موبائل فون

میں ویڈیو کال کے ذریعے یہ تمام کاروائی ایک بندے کو دکھا رہا تھا زمر کی اس بات پر مقابل شخص نے غم و غصے سے اپنے جبڑے بری طرح بھینچے۔۔

بیٹا ہمیں اس انکار کی کوئی ایک معقول ترین وجہ بتا دو تو ہم" تمھارے بات ابھی مانتے یہ بات تمھارے سامنے پھر کبھی نہیں دہرائیں گے۔۔۔ عابدہ بیگم نے نرمی سے کہا تھا تو زمر کی زبان تالو سے چپک گئی۔۔ اب وہ انھیں کیا کہتی اس شخص سے پہلی اور آخری ملاقات میں ہی وہ اس کی آنکھوں سے بری طرح

خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔ جو اسے دھونس بھرے انداز میں وارننگ دے کر گیا تھا کہ وہ اس کی ہے۔۔

اس کے بعد وہ اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔۔ مگر زمر کا دل ضرور دہلا گیا تھا۔۔ اور اب یہ سب۔۔

اور پھر اس کی ایک نا چلی۔۔ وہ الیاس صاحب اور عابدہ بیگم کے سامنے کچھ بول ہی نہیں پائی۔۔ نا کچھ بول سکتی تھی۔۔ انھوں نے اس کا انکار اقرار میں بدل ہی دیا۔۔

وہ حیران تھی۔۔ اس کی شادی کے فنکشن اتنے دھوم دھام سے کیے گئے تھے۔۔ وہ لاکھ جھٹپٹائی تلملائی مگر اس کی ایک نا

چلی۔۔ اور وہ دن بھی آ گیا جس کے بارے میں سوچ سوچ کر اس کی جان آدھی ہو گئی تھی۔۔ شہر کے بہترین اور بڑے بینکوئیٹ میں وہ اپنے تمام جملہ حقوق اس اجنبی شخص کو سونپتے زمر سے زمر ملحق لاشاری بن گئی۔۔ اناری سرخ لہنگے میں وہ پور پور سجی آسمان سے اتری کوئی اپسرا لگ رہی تھی کہ زمر خود، خود کو جیسے پہچان نہیں پائی تھی۔۔ وہ شخص سیاہ سرخ امتزاج کی شیروانی میں شہزادوں کی سی ان بان شان لیے اس قدر خوش دکھائی دے رہا تھا جسے محسوس کر زمر کا خواہ مخواہ

دل اور خون جل کر راکھ ہوتا رہا۔۔ آخر رخصتی کا وقت بھی آن پہنچا اور وہ سحر کو روتا ہوا چھوڑ کر اپنے پیا دیس سدھار گئی۔۔

وہ ان کمینے بیغیرت دوستوں سے بہت مشکل سے جان چھڑا کر اپنے کمرے میں داخل ہوا تو سوں سوں کی سسکتی آواز نے اس کا شاندار استقبال کیا۔۔ ملحق نے کمرے میں داخل ہو کر دروازا لاک کرتے دانتوں تلے لب دبایا۔۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ صوفے پر بیٹھی گھٹنوں پر اپنا چہرہ رکھے زور و شور سے رونے کا

شغل فرما رہی تھی دوپٹہ اور شاید جیولری بھی اپنے وجود سے نوچ کر ڈریسنگ ٹیبل پر پھینکی ہوئی تھی۔۔ ملحق نے ایک گہری سانس بھری اور بھاری کامدار شیروانی کے بٹن کھول کر اسے اتارتے سادے شلوار قمیض میں وہ آکر بڑے حق سے اس کے پہلو میں براجمان ہوا تھا۔۔ زمر جیسے پتھر بنی بیٹھی تھی اسی لیے اس کے آکر پیلو میں بیٹھنے کا بھی کوئی نوٹس نا لیا تھا بلکہ اپنا شغل جاری رکھا۔۔

کیوں رو رہی ہیں آپ،،، کیا ہوا ہے،،، ملحق پوری طرح اس کی" جانب متوجہ ہوا اور نرمی سے اس سے پوچھا۔۔

صرف ایک سوال.. اور اس کا سہی سہی جواب دیں گے"

آپ.. آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی... وہ بپھری شیرنی بنی اس کے پہلو سے اٹھ کر اس کے سامنے کھڑی ہوئی اور غرا کر پوچھا تھا.. جبکہ ملحق کی گہری نگاہ اس کے ہوش ربا قیامت خیز سراپے کا جائزہ لے رہی تھی.. کتنا تڑپا تھا وہ اس کے لیے.. کتنی مشکل سے انتظار کا ایک ایک پل گزارا تھا.. کاش وہ اپنا دل چیر کر اسے اپنی بے قراریاں اور بے چینیاں دکھا پاتا جو اب اس سے پوچھ رہی تھی کہ اس نے اس سے شادی کیوں کی تھی..

پہلی نظر کی محبت پر یقین ہے آپ کو... تو مجھے وہی ہوئی"
ہے آپ سے.. سنیں آپ کے ماضی سے مجھے کوئی فرق نہیں
پڑتا... آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی ہیں.. بہت
محبت کی ہے میں نے آپ سے.. بہت انتظار کیا ہے آپ
کا... خود کو اوروں سے کم تر سمجھنا بند کر دیں.. اس بے جا
احساس کمتری سے باہر نکل ائیے... میرے لیے بہت قیمتی
... ہیں آپ... ملحق لاشاری کی پہلی اور آخری محبت ہیں آپ
ملحق نے اطمینان سے کہا تھا جبکہ اس کے اس جواب اور اظہار
پر اس کے تن بدن میں آگ سی دہک اٹھی تھی..

،،ربش،،، محبت یا ہمدردی،؟؟ ہمدردی کا بخار آیا تھا آپ کو"
نہیں تو مجھ جیسی استعمال شدہ،،، وہ اس سے اگلے الفاظ ادا
نہیں کر پائی تھی۔۔ جب سامنے والے نے انتہائی جارحانہ تیور
لیے اٹھ کر ایک بازو اس کی کمر کے گرد کس کر حمائل کیا اور
دوسرا اس کے کھلے گھنے بالوں میں پھنسا کر اس کے لبوں سے
اس کے الفاظ چھین لیے تھے۔۔ ملحق نے سرور و بے خودی
میں اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں جبکہ زمر کی آنکھیں اس کی
جرات اور ہمت پر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔۔ زمر نے اس
کے سینے پر مکے برسائے۔۔ مگر وہ اسے پوری طرح بے بس

کرنے کا ہنر جان چکا تھا۔۔ تبھی اس کے پھڑپھڑانے کی پرواہ کیے بغیر اسے لیے پھولوں کی لڑیوں سے ڈھکی مسہری کے درمیان مخملیں بستر پر گرا تھا۔۔ ملحق کا سارا بوجھ اس چھوٹی سی جان پر آیا تھا۔۔ صورتحال کچھ یوں تھی کہ اب سہی معنوں میں زمر کے اوسان خطا ہوئے تھے کہ وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پھنسا کر انھیں بیڈ سے لگاتا اس پر کسی گھٹا کی مانند چھا گیا تھا۔۔ اسے اچھے سے نڈھال کر کے ملحق نے بہت نرمی سے اسے آزادی بخشی اور اس کے مہکتے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔۔ وہ جو گہرے

گہرے سانس بھر رہی تھی۔۔ اپنے کان میں اس کی غراتی آواز پر سہم سی گئی۔۔

جو کہنا ہے مجھے کہیں زمر لاشاری،، میں اپنی جان کے متعلق ایسے چیپ اور غلط الفاظ برداشت نہیں کروں گا،،، ملحق نے کہتے اس کے وجود پر اپنی محبت کے سلگتے پھول نچھاور کیے اس کی مزید جان بلکان کی۔۔

سس،، سنیں،،، زمر نے ساکت ہوتی سانسوں کے بیچ اٹک" اٹک کر اسے پکارا۔۔ اور اس کے مضبوط کندھوں سے اسے تھام کر خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔

سن رہا ہوں میری جان،،، کہیے،،، اس کی کالر بون پر اپنی محبت کے نشاں چھوڑتے وہ مزید اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔

،،،، مم،،مجھے ابھی وقت چیچ،،چاہیے،،، دد،،دور ہٹیں،،پپ پلیز" دھونکنی کی طرح چلتی سانسوں کی بیچ وہ بمشکل بول پائی۔۔ کہ اس کی بے باکیاں اور گستاخیاں اپنی حد سے تجاوز کرنے لگیں تھیں۔۔

مجھے آپ سے اس قدر محبت ہے جسے میں فی الحال اور آئندہ" آنے والے ہر پل کے ساتھ اپنے ہر عمل سے ثابت کروں

گا... لیکن آج آپ کی ایک یہی بات ہے جو کم از کم آج کی رات بلکل نہیں مانوں گا... اس کے علاوہ اگر کہیں ملحق اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر مجھے دے دو تو کہیے یہ دیوانہ اپنی جان لینے میں ایک پل بھی ضائع نہیں کرے گا... آپ نہیں سمجھیں گی مگر جو اس رات کو اس وقت آپ مجھ سے مانگ رہی ہیں وہ میں آپ کو نہیں دے سکتا.. اسی لئے اب آپ مجھ سے یہ نہیں کہیں گی کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہو جاؤں کیونکہ میں ایسا کچھ نہیں کرنے والا.. اپنے لیے میری شدتوں کو اندازہ نہیں آپ کو.. اپنی محبت کا یہی احساس آپ کی رگوں میں

اتارنے کو ہر حد سے گزر جاؤں گا میں،، ملحق نے کہتے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔ تب اس کی آنکھوں میں چمکتی سچائی زمر کو قائل کر دینے پر مجبور کر گئی کہ وہ واقعی بلکل سچ کہہ رہا ہے۔۔ جانے کیا ہوا تھا کہ زمر کو اس کی ہر بات پر ایمان لاتے اسے سچ مان پڑا۔۔اس کی قربت میں انتہائی پاکیزگی تھی وہ کسی قیمتی متاع کی طرح اسے خود میں سمیٹ رہا تھا۔ ملحق نے کہتے اس کی گداز گال پر اپنے سلگتے لب جمانے تو اس کے پرتپش لمس کی شدت پر وہ لرز کر رہ گئی۔۔

سس،، سنیں،، پلیززز،، وہ روہانسی ہوئی اس کی شدتوں سے "
بے حال رو دینے کو تھی،، کہ ایسی دیوانگی اور پاگل پن سے
پالا پہلی مرتبہ پڑا تھا شاید،،
کہیے جانِ عزیز،،، ملحق نے کہتے اس کے ماتھے کو اپنے سلگتے "
لمس سے مہکایا تھا،،
مم،،، میری منہ دکھائی،،، وہ شاید اس کا دھیان بھٹکانا چاہتی "
تھی،، تبھی ایک بے معنی فضول سی کوشش کی جبکہ اس
کے اس شوشے پر وہ گہرا مسکرایا تھا،،

بعد میں،،، ملحق نے کہتے اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع" ہی نہیں دیا تھا۔۔ اس کے روم روم پر اپنی محبت کی بارش کرتے اس کے پور پور کو محبت کی میٹھی سلگتی آنچ سے دہکاتے اسے مکمل طور پر اپنا بنا لیا تھا۔۔

—

شہر کا بیس سے تیس کنال پر بنا ایک بہت بڑا ، اور مہنگا ترین بینکوئیٹ تھا جس کے لان میں حد نگاہ سجاوٹ کی گئی تھی۔۔

اور اس وقت اس ہال میں ہزار سے پندرہ سو لوگ موجود تھے۔۔ جو بے تحاشا غریب تھے مگر پھر بھی آج اپنی اپنی حیثیت کے مطابق سج سنور کر اسے مہنگے ہینکوئیٹ میں موجود اپنی زندگی کا بہترین کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کون کہاں پر ہے۔۔ لیکن ایک بات ضرور تھی وہاں موجود ہزار پندرہ سو لوگوں کی زبان سے یہ سب ارینج کرنے والوں کے لیے دل سے دعا ضرور نکل رہی تھی۔۔ وہاں کوئی جانا پہچانا چہرہ نہیں تھا۔۔

ہاں مگر اس بینکوئٹ کے ایک سرے پر بہت بڑے سٹیج پر اپنی اپنی دلہن کے انتظار میں کھڑے وہ چھ دلہے انتہائی بے قرار نظر آ رہے تھے۔۔

سب سے پہلے باران دلشیر کی نگاہ سامنے اٹھی اور پلٹنا بھول گئی تھی۔۔ وہ اناری سرخ عروسی لہنگے میں دھیمی چال چلتی سجی سنوری مسکراتی ہوئی باران دلشیر کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔ تب باران کو وہ بات یاد آئی جس کی بدولت وہ آج یہاں موجود تھا اور خود کو اس قدر دعائیں سمیٹتے دیکھ خوش قسمت ترین انسان تصور کر رہا تھا۔۔

کچھ دن پہلے کی بات ہے جب قربت کے لمحات میں باران دلشیر نے اسے اپنی پلاننگ سے آگاہ کیا تھا جو وہ سب مل کر کر چکے تھے۔۔

تم جانتی ہو ایناره،، میں زاویار ، ایحان ، آرزک ضیاء یا پھر زین ہم میں سے کسی بھی شادی سیدھے طریقے سے ڈھنگ سے نہیں ہو پائی،، اسی لئے ہم نے پلان بنایا ہے کہ ہم سب مل کر اپنا ایک ہی جگہ شاندار سا ریسپشن دیں گے اور پورے شہر کو دعوت دیں گے،،، سب کچھ ڈیسائیڈ ہو چکا ہے،، بس دن فائنل کرنا

ہے... اس کی بات پر ایمارہ چپ سی ہو گئی۔۔ مگر پھر کچھ توقف سے پوچھا تھا۔۔

...اور اس پر خرچ کتنا آئے گا"

..یہ تمھارا سر درد تھوڑی ہے

بتائیے تو سہی... ایمارہ نے اصرار کیا۔

کم از کم آٹھ دس کروڑ.. باران نے اطمینان سے کہا۔۔"

اور اتنا پیسہ پانی کی طرح بہا کر بھی اس کی اوقات کوڑیوں" کے بھاؤ کی بھی نہیں ہوگی... اتنے پیسے ضائع ہوں گے جو افسوس ہمارے کسی کام کے نہیں ہوں گے... ان پیسوں

سے کسی کا فائدہ نہیں ہوگا... نا یہ پیسہ ہمارے لیے منافع بخش ...اور برکت کا باعث بنے گا افسوس

میری خرگوش کہنا کیا چاہتی ہے... کھل کر مجھے بتاؤ... باران" نے کہتے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔

سنیں ناں اینجل باری... میں چاہتی ہوں ہم ان پیسوں سے" ضرورت مند اور حقدار لوگوں کی بچیوں کی اجتماعی شادیاں کروا ...دیں.. ان لڑکیوں کی بھی جنھیں ریشماں نے آزاد کروایا تھا کتنی بڑی تقریب ہوگی... ہم دلہا دلہن بنیں اور ہزاروں لوگوں کی دعائیں بھی سمیٹیں... کیا کبھی کسی کا اتنا شاندار ولیمہ ہوا

ہوگا... اس قدر منافع بخش اور باعثِ سعادت ولیمہ... اینارہ نے کہتے اس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا تب باران نے فرطِ محبت سے اس کا ماتھا چوم لیا۔۔

میری خرگوش کی یہ خوبصورت ترین فرمائش سر آنکھوں پر میری" جان.. باران نے کہا تھا۔۔

اور آج وہی مبارک دن تھا۔۔ کل ملحق کی بارات تھی تو اس کا ولیمہ بھی آج اسی دن تھا۔ تقریباً تیس حقدار بچیوں کی آج شادی کروائی گئی تھی۔۔ باران اور زاویار کے لاکھ منع کرنے کے باجود آرزک، الیاس صاحب اور حیدر صاحب جمشید لاشاری نے بھی

اس تقریب کے لیے ، بچیوں کے جہیز کے لیے دل کھول کر پیسے دیئے تھے۔۔ اس تقریب کے چرچے پورے شہر میں خود بخود دور دور تک پھیلی گئے تھے تبھی شہر کے کئی معززین اور میڈیا بھی یہاں موجود تھا۔۔ باران کوئی دکھاوا نہیں چاہتا تھا مگر جانے کس نے میڈیا کو اطلاع دے دی تھی تبھی انھوں نے تقریب کی پوری کوریج کی تھی۔۔

جتنا بڑا ہال تھا تو اتنے دلہا دلہنوں کے لیے بڑے بڑے پانچ سے سے چھ سٹیج بنائے گئے تھے۔۔

باران آگے بڑھا اور ایناره کا ہاتھ تھام کر اسے سٹیج پر چڑھنے میں مدد کی۔۔

اس کے کچھ فاصلے پر زاویار محمل کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا اور فیروزی برائڈل ڈریس میں پور پور سجی زرمش کو سٹیج کی جانب آتا دیکھ رہا تھا۔۔ تب زاویار نے اسے تھام کر سٹیج پر چڑھنے میں مدد کی۔۔

اب لائم لائٹ میں ریم نعمان علی کے ہمراہ نیلے برائیڈل ڈریسز میں قدم قدم چلتی سٹیج پر ایحان تک آئی تھی۔۔ ایحان نے

نگاہیں جھکائے جھجھکتی ہوئی ریم کا ہاتھ تھاما تو وہ اپنے بابا کے سامنے اس کی نزدیکی پر گھبرائی تھی۔۔

کیونکہ ایلف کا تقریباً ساتواں منتھ چل رہا تھا اسی لئے آرزک یہو برائیڈل کھلی سی فراک پاجامے میں نرمی سے اس کا ہاتھ تھامے اسے خود ہی سٹیج تک لایا اور مسکراتے ہوئے اسے شاندار سے صوفے پر بٹھا دیا۔۔

پھر ضیاء شاکنگ کلر کے برائیڈل ڈریسز میں موجود بے تحاشا حسین لگتی نورین کا ہاتھ تھامے حیدر اور عالیہ بیگم کے ساتھ

سٹیج پر آیا تھا۔۔ پہلے خود سٹیج پر آیا پھر ہاتھ تھام کر اسے اوپر نرمی سے کھینچا۔۔

ادھر زین نے بے قراری سے اینٹرس کی جانب دیکھا مگر جلد ہی وہ سبز رنگ کے برائیڈل لہنگے میں عابدہ اور الیاس صاحب کے حصار میں بے تحاشا شرماتی گھبرائی سی سٹیج تک آئہ تھی۔۔ زین نے کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔ اور پھر آخر میں ندا، جمشید اور ملحق کے ہمراہ زمر اورنج برائیڈل لہنگے میں دھیمی سی چال چلتی سٹیج تک آتی دکھائی دی تھی۔۔ جہاں کل اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں ہوئیں تھیں وہاں

.آج اس کے چہرے پر شرمگیں دھیمی سی مسکراہٹ دیکھ سحر الیاس صاحب اور عابدہ بیگم کو اپنے دل میں اطمینان اترتا محسوس ہوا تھا۔۔

باران نے یہاں سارا اریخ لوگوں کے لیے کروایا تھا مگر ایک معاملہ تھا جس پر اس نے اینارہ کی ایک بھی نہیں سنی تھی اور وہ تھا ان سب کا فوٹو سیشن۔۔

باران نے سب سے پہلے تمام دلہنوں کے ان کے دولہوں کے سنگ رخصت کر دیا تھا۔۔

اور اب فوٹو سیشن کا وقت ہو چکا تھا۔۔ اور تقریباً ان چھ کے چھ تمام جوڑوں کا اوپن ایریا میں بھی اور سٹیج پر بھی پہلے الگ الگ پھر اکٹھے فوٹو سیشن ہوا تھا۔۔ فوٹو سیشن کے بعد سب نے سکھ کا سانس لیا۔۔ باران اور زاویار آپس میں بات کر رہے تھے۔۔

جب زاویار نے ادھر ادھر دیکھا۔۔ محمل ایناره کے پاس تھی جبکہ اس کی محترمہ منظر سے پوری طرح غائب تھی۔۔ زاویار نے ایک سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔۔

وہ سٹیج کے ایک طرف قدرے کچھ خواتین کے پچھلے ٹیبل پر چھپی بیٹھی بہت مزے لے لے کر گول گپے کھانے میں

مصروف تھی جب اپنے پیچھے ایک بھاری گھمبیر آواز سن کر گول گپا اس کے حلق میں جا پھنسا۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔ زاویار جو اس کی پشت پر کھڑا تھا سرد" سی آواز میں اسے گھورا تو وہ مسکین سی شکل بناتی پیچھے مڑ کر اسے دیکھ کر معصومیت سے مسکرائی آنکھوں میں التجا سی تھی۔۔ "ڈاکٹر نے منع کیا ہے ناں،، یار تمھارا گلا پھر سے خراب ہو جائے گا۔۔۔ زاویار کو اس کے مسکین شکل بنانے پر اس کی حالت پر رحم بھی آیا اسی لئے جھنجھلا کر کہا تھا۔۔

زرمش نے اپنا ہاتھ روک لیا مگر پھر سجا سنورا منہ لٹکا لیا۔۔ زاویار

اس کے سامنے آ کر چیئر پر بیٹھا۔۔ اور پلیٹ میں چار گول گپے نکال کر ایک اٹھا کر اس کے منہ کے آگے کیا تو زرمش کھل اٹھی۔۔

بس صرف یہ چار،،، زاویار نے اسے گھورا تو وہ کھلکھلا کر ہنس" پڑی تب زاویار بھی مسکرا دیا۔۔ ایک طرف ضیاء بھی بلکل سیم صورت حال سے گزرتا اس کے سر پر سوار تھا جہاں وہ عالیہ بیگم سے چھپ کر اسے تھوڑے سے گول گپے اپنے ہاتھوں سے کھلا رہا تھا۔۔

ایک طرف آرزک منہ بسور کر بیٹھی ایلف کی منتیں کر رہا تھا کہ وہ کچھ کھا لے مگر وہ بیزار سی شکلیں بناتی سینے میں ہوتی جلن سے تنگ مسلسل منع کر رہی تھی کہ وہ کچھ نہیں کھا سکتی ہے۔۔ مگر پھر آرزک نے اسے اپنے ہاتھوں سے تھوڑی سی سیلڈ کھلا ہی دی۔۔

ریحان ریم کے لیے چکن سٹیم کا پیس لایا تھا۔۔

ریحان آپ کیچپ نہیں لائے،،، ریم نے منہ بسورا۔۔ تب وہ" اس کے لیے مختلف سوس لے کر آیا۔۔ اب وہ اسے اپنے

ہاتھوں سے پیس توڑ توڑ کر کھلا رہا تھا۔۔ یہ منظر دیکھ کر نعمان علی کے چہرے پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ چمک رہی تھی۔۔

زین مجھے جھولے پر بیٹھنا ہے،، وہ سکون سے اس کے پہلو میں بیٹھا تھا جب اسے سحر کی سرگوشی سنائی دی۔۔ زین کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔۔ سب کو کچھ نا کچھ کھانے کی پڑی تھی اور اس کو کپل جھولے پر بیٹھنا تھا۔

آؤ میرے ساتھ،،، زین اسے لیے سٹیج سے نیچے اترا اور فوٹو سیشن کے لیے تیار کیے گئے پھولوں سے سجے جھولے پر بیٹھ گیا۔۔ اور پھر اس کی اگلی فرمائش پر زین نے اسے گھوری سے نوازا۔۔

زین مجھے آئسکریم لا دیں پلیززز،،، اس نے اس انداز میں کہا تھا کہ زین نے ویٹر کو بلا کر اس کے اور اپنے لئے آئسکریم منگوائی اور اب وہ بچوں کی طرح جھولا ہلاتی آئسکریم کھانے میں مصروف تھی۔۔ وہ جتنی معصوم اور کیوٹ لگ رہی تھی زین کا دل کیا اسے یہیں سے اٹھا کر لے جائے اور لے جا کر کہیں خود میں چھپا لے۔۔

سٹیج پر زمر ندا اور جمشید کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرنے میں مصروف تھی مگر جب وہ اٹھ کر گئے اور ملحق اس کے پاس آ کر بیٹھا تو اس نے (جان بوجھ کر) سنجیدگی سی خود پر

اوڑھ لی۔۔ مگر ملحق نے بلکل اس کے ساتھ چپکتے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے پاس کھسکایا تو وہ بری طرح گڑبڑاتی نروس ہوئی۔۔

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ،،؟؟"

وہ تو آپ کے ساتھ ہے محترمہ،، صبح تک تو آپ بلکل ٹھیک تھیں اور مجھے دل و جان سے قبول بھی کر چکیں تھیں اب کیوں ان آنکھوں کی بتی گل ہو گئی ہے،،؟؟ وہ شرارت پر آمادہ تھا۔۔

آپ سے کس نے کہا تھا کہ میں یہ سب قبول کر چکی"

....ہوں

میرے چھونے پر آپ کی منتشر ہوتی دھڑکنوں نے.. کہیں تو"

ڈیمو دکھاؤں... ملحق نے اس کا چہرہ مزید اپنے قریب کیا تو سہی

معنوں میں اس کے اوسان خطا ہوئے تھے..

... ملحق... پلیزز تھوڑا تمیز سے پیش آئیں یہ ہمارا بیڈروم نہیں"

..ہزار لوگ ہیں یہاں.. اور میں قبول کر چکی ہوں سب کچھ

بس؟ اب خوش.. اب تھوڑا پیچھے ہٹ کر بات کریں... وہ ایک

ہی سانس میں جھنجھلا کر بولی تو ملحق قہقہہ لگا کر ہنس پڑا.. وہ

سرخ ہوتی پہلو بدل گئی۔۔ ملحق نے ویٹر کو اشارہ کر کے اس کے لیے کھانا منگوایا۔۔

بڑے سے سربراہی صوفے پر اس وقت باران دلشیر اینارہ کے ہمراہ اس کو خود سے لگائے بیٹھا سب کپلز کو ایک دوسرے میں گم آسودگی سے مسکراتے دیکھ رہا تھا۔۔

منظر انتہائی بھرپور اور مکمل تھا۔۔ وہ سب جو اس کے دل کے قریب تھے۔ تقریباً اس کا خاندان بن چکے تھے وہ سب ہنسی خوشی آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔ سارے جوڑے آپس میں شرارتیں کرتے ایک دوسرے میں مگن تھے۔۔

اس تقریب کی جو سب سے خوبصورت اور خوشی والی بات تھی وہ یہ تھی کہ کئی ان گنت بزرگ خواتین و مرد سٹیج پر آتے باران اور ایناره کو ڈھیر ساری دعائیں دیتے اور رخصت ہو جاتے۔۔

باران کو لگا یہی دعائیں پوری زندگی کا حاصل اور کمائی ہیں۔۔

کہیں قدرت اسے سارے گناہوں کی معافی دیتی اس سے بہت خوش ہے۔۔

انھیں دعائیں کی بدولت جیسے خوشیاں آس پاس رقص کر رہی تھیں۔۔ اس نے پاس بیٹھی ایناره کے چہرے کی الوہی مسکراہٹ کو دیکھا تو لگا یہی زندگی کا کل اثاثہ ہے۔۔

یہ خوشیاں، کھلکھلاہٹیں یہ مسکراہٹیں یہ سکون دائمی ہیں۔۔

ختم شد۔۔

The end.....